حفظ صحت اور طب کا

ماہوار مصور رسالہ

ہمدرد صحت

دہلی

یادگار

شفاء الملک مسیح دوراں حکیم حافظ حاجی محمد عبدالمجید

بانی ہمدرد دواخانہ دہلی

نگراں

حکیم حاجی محمد عبدالحمید دہلوی

مدیر

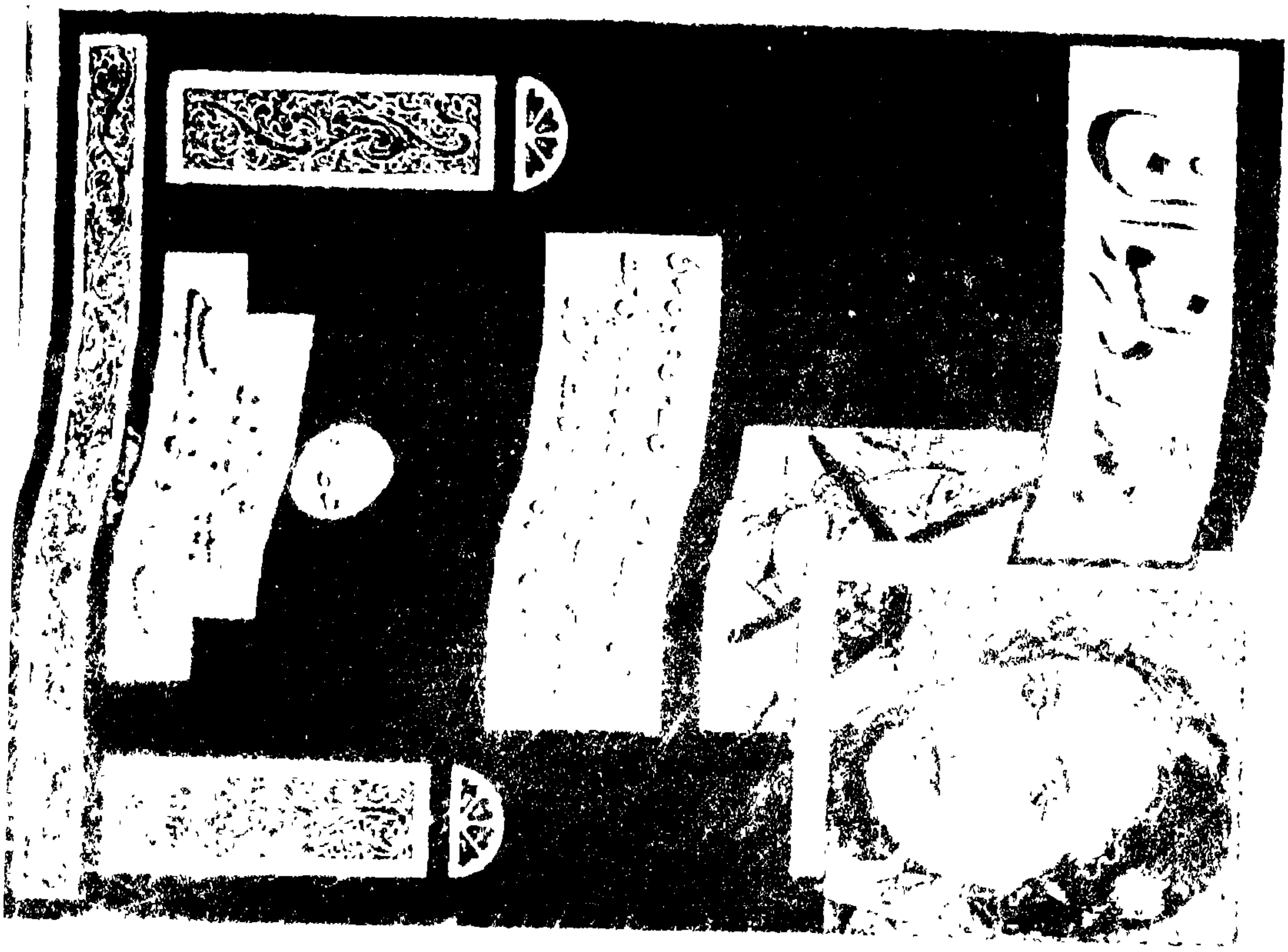
دہلوی

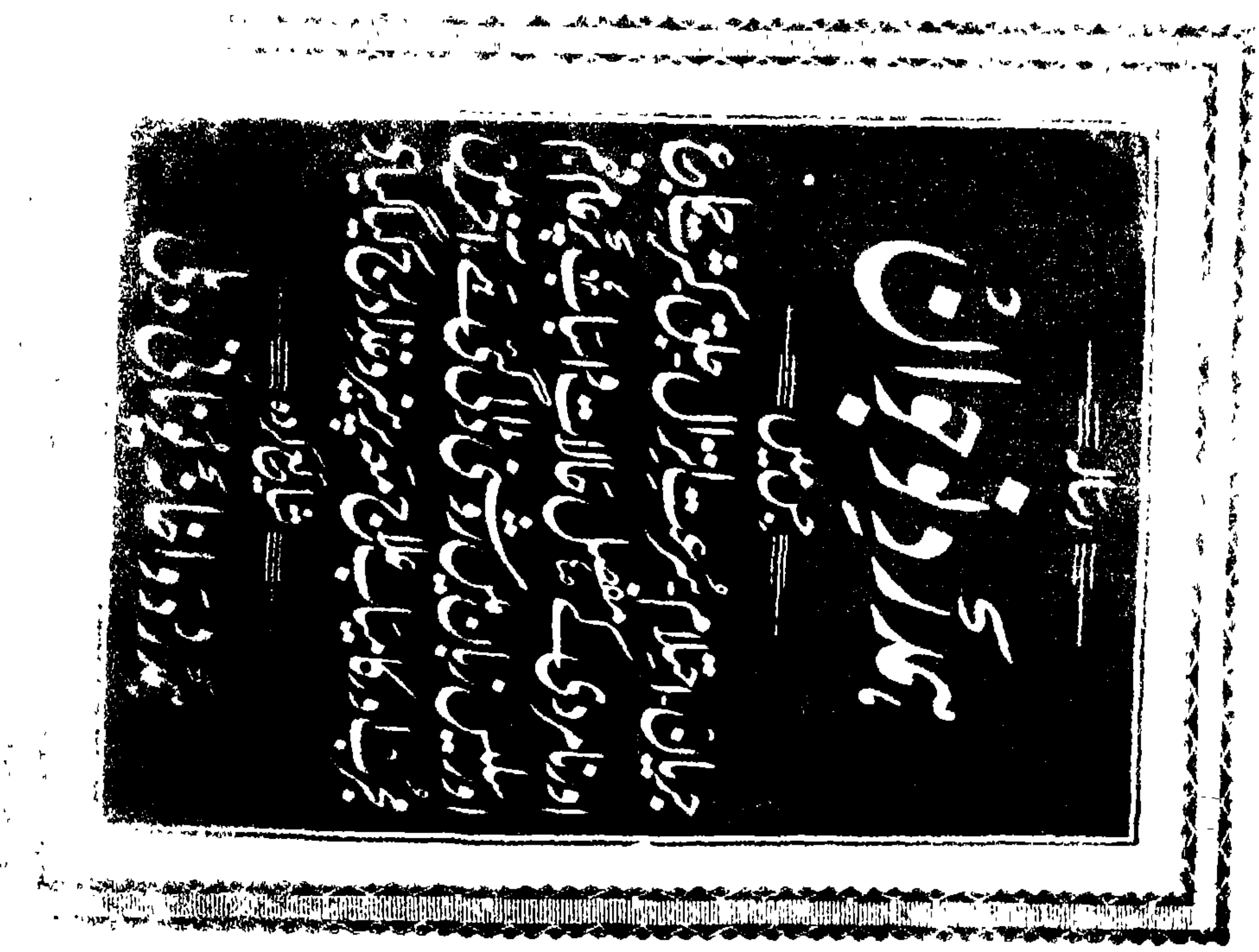


سالانہ ایک روپیہ

مقام اشاعت ہمدرد منزل دہلی

فی پرچہ ... پیسے





ان رسالوں میں سے جس رسالے کی آپ کو ضرورت ہے
کارڈ لکھ کر مفت منگائیے ۔ ہمدرد سوان کی ضخامت
ہمدرد نوجوان کی ۳۲ صفحے ہے۔

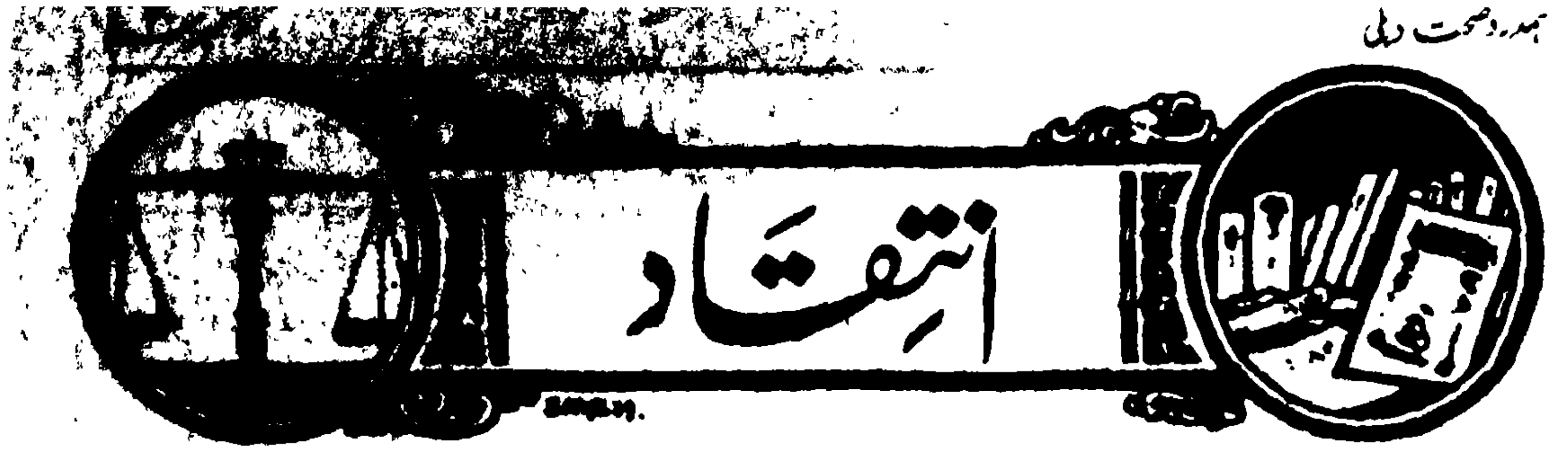
مینجر ہمدرد دواخانہ دہلی

جلد (۹) | دسمبر ۱۹۴۲ء | نمبر (۶)

فہرست مضامین

قیمت سالانہ ایک روپیہ | ممالک غیر (برما وغیرہ) سے تین شلنگ | فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت سے شائع کیا



تذکرۃ الہند معروف بہ یادگار رضائی۔ سائز ۲۲×۲۶/۸، ضخامت پہلی جلد کی ۶۰۰ صفحے، دوسری جلد کی ۴۸۰ صفحے، **قیمت ہر جلد کی عشر**

پتہ:- دفتر انجمن الطب یونانی، افضل گنج، حیدرآباد دکن۔

اس تالیف کی بنا "خواص محمودیہ" نامی ایک مختصر رسالے پر ہے جسے مولف کے والد جناب **حکیم محمود علی بن حکیم حضرت اللہ صاحب** نے علم الادویہ پر ... بعد ... لکھا تھا اور جس میں موصوف نے ہندوستان کی جڑی بوٹیوں کا تذکرہ مختصر انداز میں کیا تھا۔ **ہمارے مولف نے اپنے** اس تذکرے میں ... شامل ... بلکہ دکن کی جڑی بوٹیوں کو تلاش کیا اور ان کے متعلق جو معلومات مولف کے زمانے **تک موجود** تھیں انھیں یک جا کیا۔

یہ کتاب چوں کہ ۱۹۱۰ء میں ادویہ کے متعلق دکن میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے پہلی مستقل تالیف تھی۔ اس لیے اسے **قبول عام حاصل ہوا**۔ اس کا پہلا ایڈیشن ... کمیاب تھا ... انجمن الطب یونانی کی توجہ اس کے نئے ایڈیشن کی طباعت کی طرف مبذول ہوئی۔ اور آج اس توجہ کا نتیجہ سامنے ہے۔ الطب یونانی کا ممنون ہونا چاہیے کہ اس نے ان کو ایک مفید کتاب سے استفادے کا موقع بہم پہنچایا۔ لیکن یہ ممنونیت اس وقت زیادہ باہمی ہوتی جب کہ انجمن اس کتاب کو ... مفید بنانے کے ... نئے ... میں کام یاب ہو جاتی یا دوسرے اصول ترتیب کو سامنے رکھ کر اس کتاب کو مرتب کر سکتی جو موجودہ زمانے میں مروج و موجود ہیں۔

ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ انجمن نے جس مفید علمی کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو چھ سات سال کی مدت میں پورا کیا اور غالباً اسی مناسبت سے اس پر اکتفا کیا۔ البتہ اصل کتاب میں چند فنی ترمیموں کے علاوہ جو چیز قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ انجمن کے معتمد صاحب نے مقدمۃ الکتاب میں دو اضافوں پر خصوصیت سے زور دیا ہے: اول یہ کہ "دواؤں کے مختلف زبانوں کے نام بہ امداد کتب مندرجہ حاشیہ معلوم کر کے نفس کتاب کے حاشیے پر اس طرح لکھ دیے گئے ہیں کہ ان کی اشد ضرورت تھی۔" دوسرے یہ کہ "دواؤں کے اسما تلاش کرنے میں ورق گردانی کی زحمت گوارا کرنی پڑتی تھی کیوں کہ تا وقتیکہ مختلف زبانوں کے نام معلوم نہ ہوں، اس کتاب میں نام نہیں ملتا تھا۔ اس دشواری کو رفع کرنے کی غرض سے فہرست ادویہ مرتب کر کے آخر میں منسلک کر دی گئی ہے۔ اس فہرست میں یہ خوبی ہے کہ جس زبان کا نام معلوم ہو اس کو ردیف مختلفہ میں دیکھ لیجیے۔ اس کے محاذ میں آپ کو دوا کا وہ نام مل جائے گا جو کتاب ہذا میں درج ہے۔"

ان دو اضافوں کو کارکنان انجمن نے جس طرح نبھایا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اول اول تو جوش میں بہت سی دواؤں کے دنیا بھر کی زبانوں کے نام لکھ دیے گئے ہیں لیکن اس کے بعد جو جوش ٹھنڈا پڑتا ہے تو پھر وہ کہیں اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اول تو یہ بات ہی محل غور ہے کہ علم الادویہ کی ایک ایسی تالیف میں جو ہندوستانی اطبا کے لیے شائع کی جا رہی ہو اور جس کا مقصد خاص ادویہ کے افعال و خواص وغیرہ سے اطبا کو واقف کرانا ہے، بے شمار زبانوں کو جمع کرنے کا التزام کس حد تک ضروری ہے۔ اگر دلائل سے اس ضرورت کو ثابت کیا جا سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ادویہ کی عظیم اکثریت کو اس شرف سے محروم رکھا گیا۔ کیا سنگ جراحت، کیلا اور کلونجی جیسی چیزوں کے نام بھی دوسری زبانوں میں نہیں ہیں؟

اب رہا دوسرا اضافہ جو فہرست کے متعلق ہے، اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب ہمیں جناب **معتمد صاحب** نے یہ یقین دلایا کہ "جس زبان کا نام معلوم ہو اس کو ردیف مختلفہ میں دیکھ لیجیے" تو ہمیں وہ فہرست بڑے اشتیاق سے دیکھنی پڑی، کیوں کہ ہمارے نزدیک اس قسم کا مکمل انڈکس تیار کرنا آسان نہیں تھا۔ چنانچہ ہم نے اپنے حافظے میں محفوظ ادویہ کے نام نہیں بلکہ خود اس کتاب میں درج کیے ہوئے

کواس فہرست میں تلاش کرنا شروع کیا تو ہمیں مشکل سے پچاس فی صدی کامیابی ہوئی۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر دواؤں کے ناموں کو درج
ا جوش اسی طرح قائم رہتا جس طرح وہ پہلے پہل تھا اور پھر ان ناموں کا انڈکس بھی تیار کیا جاتا تو یہ کتاب "تذکرہ اسماء الادویہ" بن جاتی
ن کو شاید ایک جلد کا اور اضافہ کرنا پڑتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی مشکلوں کا اندازہ پہلے سے نہیں کیا گیا اور جب یہ مشکلات سامنے آئیں
ں کرنے کے بجائے گول مول کر کے چھوڑ دیا گیا۔ اس طرح کتاب کی ترمیم و اصلاح کے جو دعوے کیے گئے وہ بھی عملی جامہ نہ پہن سکے۔
ہمارے نزدیک "یادگار رضائی" کی اصلاح و ترتیب کا کام کسی فاضل مجلس منتخبہ کے بجائے کسی ماہر علم الادویہ اور واقف ترتیب و
ت کے سپرد کیا جاتا تو نتائج بہتر صورت میں نکلتے۔ اگر کوئی ایسی جامع شخصیت مجلس کی نظر میں نہیں تھی تو پھر ان دونوں ماہرین کا
عمل اس کام کو آسان بنا سکتا تھا۔ بہرحال انجمن اطبا یونانی جہاں اس ہمت کے لیے تحسین کی مستحق ہے کہ اس نے ایک مفید کتاب کی طباعت
کیا وہاں اس سے ہماری یہ شکایت بھی ہے کہ اس نے اس بار کو صحیح طریقے سے اٹھانے میں کوتاہی کی ہے۔ تعجب ہے کہ مجلس منتخبہ کے فاضل
نے اتنا بھی تو نہیں کیا کہ اس کتاب کو آج سے چالیس پچاس برس پہلے کے اس معیار کو ترتیب و تدوین تک پہنچا دیتے جو حکیم اعظم خاں عزو
ات سے قائم ہوا تھا۔ کتاب کی زبان کے متعلق ہم انجمن کے ارکان کی خدمت میں یہی گزارش کریں گے کہ اگر اس کو اردو زبان میں منتقل
ائع کیا جاتا تو اس کے افادے کا دائرہ موجودہ دائرے سے وسیع ہوتا۔ کچھ دلائل ایسے بھی ہیں جنھیں اس کتاب کی فارسی زبان کے
استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن زیادہ تعداد اُن براہین کی ہے جو ترجمے کے جواز میں پیش کی جا سکتی ہیں۔
اُن گزارشات سے قطع نظر جو ہم نے انجمن کی خدمت میں پیش کیں۔ ہمارے نزدیک تذکرۃ الہند معروف بہ یادگار رضائی اپنے
بہترین تالیف ہے۔ آج سے سوا سو برس پہلے کا زمانہ علم الادویہ کی کسی ایسی جامع تالیف کے لیے کچھ زیادہ سازگار نہ تھا۔ اسی
ن کتاب جناب حکیم رضا علی خاں صاحب کی ہمت اور تحقیق کی داد دیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ مولف نے اس کتاب کی تالیف میں جو
نی کی ہے اس کا اندازہ ان کے ان الفاظ سے ہو سکتا ہے:-
"بنا تا تے راکہ آوردن آنہا ممکن بود بطبیعہ و آں کہ ممکن نبود خود رفتہ ملاحظہ نمودہ و از ثقات شنیدہ ماہیت آں نوشتہ اکثرے
آوردہ و بعضے را باعتماد کتب ہندیہ قدیمہ گزاشتہ بقید تحریر درآوردم کہ افادۂ خاص و عام شود۔" مولف کی محنت اور اس کام سے
کا ثبوت اس کتاب کے ہر صفحے سے مل سکتا ہے۔ یقیناً یہ کتاب اسی قبولِ عام کی مستحق تھی جو اسے حاصل ہوئی۔ مولف کی یہ خدمت
ی مستحق ہے کہ اس نے اپنے تذکرے میں نہ صرف ان ہی دواؤں کو شامل نہیں کیا جو طب یونانی میں عموماً مروج ہیں بلکہ اُن دواؤں کا تذکرہ
جو دکن کی سرزمین میں پیدا ہوتی ہیں اور اپنے دوائی خواص کی وجہ سے لائق توجہ ہیں۔ جنوبی ہند کے اطبا کے لیے تو یہ کتاب مفید ترین
ی ہند کے معالجین کے لیے اس کا مطالعہ معلومات میں اضافہ کرنے اور معالجات میں توسیع و ترقی کے لیے ضروری ہے۔
کتاب تین تذکروں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ پہلے تذکرے میں مولف نے اصول بدن، عناصر بدن، کیفیت خلقت انسان،
کول و مشروب، اقالیم، ادویہ و اغذیہ کے مزے اور اس کے درجے اور دواؤں کے سنے کے مقامات وغیرہ عنوانوں پر ۳۲ صفحات
خیال کیا ہے۔ دوسرے تذکرے میں دواؤں کے اوزان، مضر و مصلح کے مسائل زیر بحث رہے ہیں۔ یہ تذکرہ ۱۴ صفحوں کا ہے۔ اس کے بعد
تذکرے سے اصل کتاب شروع ہو جاتی ہے۔ کتاب کی ظاہری شان انجمن کی توجہ کی بدولت اس کے پہلے ایڈیشن کے مقابلے میں بہتر
کتابت اور طباعت کا خاصا اہتمام کیا گیا ہے اور کاغذ مفید چکنا لگایا گیا ہے۔ غرض بحیثیت مجموعی یہ کتاب مفید اور قابل مطالعہ۔

...ح الحکمت (جلد دوم) سائز $\frac{22 \times 18}{8}$، ضخامت ۱۱۱۴ صفحے، قیمت مجلد رعایتی چار روپے آٹھ آنے۔ بلا جلد تین روپے بارہ آنے
پتہ۔ منیجر صاحب دار الکتب رفیق الصحت، برکت علی روڈ، بیرون موچی دروازہ۔ لاہور۔
مفتاح الحکمت موسوم بہ کتاب العلاج، جناب حکیم محمد شریف صاحب، ایچ۔ پی۔ ایل۔ ایل مدیر "الطبیب" کی تالیف ہے۔
کی پہلی جلد طبقۂ اطبا میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی تھی، اس لیے قابل مولف نے یہ جلد لکھ کر کتاب کی تکمیل کی طرف دوسرا
ہے۔ اس جلد کو مردوں، عورتوں اور بچوں کے خاص و عام امراض کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔ امراض کے ان تین عنوانوں کی

انتقاد

تذکرۃ الہند معروف بہ یادگارِ رضائی - سائز ۲۰×۲۶/۸ ضخامت پہلی جلد کی ۶۰۰ صفحے، دوسری جلد کی ۴۸۵ صفحے، قیمت ہر جلد کی صر
پتہ :- دفتر انجمن اطبا یونانی، افضل گنج، حیدرآباد دکن۔

اس تالیف کی بنا "نوادرِ محمودیہ" نامی ایک مختصر رسالے پر ہے جسے مولف کے والد جناب حکیم محمود علی بن حکیم حضرت اللہ صاحب نے علم الادویہ پر تالیف فرمایا تھا اور جس میں موصوف نے ہندوستان کی جڑی بوٹیوں کا تذکرہ مختصر انداز میں کیا تھا۔ ہمارے مولف نے اپنے اس تذکرے میں نہ صرف شمالی ہندوستان بلکہ دکن کی جڑی بوٹیوں کو شامل کیا اور ان کے متعلق جو معلومات مولف کے زمانے تک موجود تھیں، انھیں یک جا کیا۔

یہ کتاب چوں کہ علم الادویہ کے متعلق دکن میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے پہلی مفصل تالیف تھی، اس لیے اسے قبولِ عام حاصل ہوا۔ اس کا پہلا ایڈیشن اب کم یاب تھا اس لیے انجمن اطبا یونانی کی توجہ اس کے نئے ایڈیشن کی طباعت کی طرف مبذول ہوئی۔ اور آج اس توجہ کا نتیجہ سامنے ہے۔ اطبا کو انجمن کا ممنون ہونا چاہیے کہ اس نے ان کو ایک مفید کتاب سے استفادے کا موقع بہم پہنچایا لیکن یہ ممنونیت اس وقت زیادہ باقی ہوتی جب کہ انجمن اس کتاب کو زیادہ مفید بنانے کے اپنے دعووں میں کام یاب ہوجاتی یا وہ ان اصول ترتیب کو سامنے رکھ کر اس کتاب کو مرتب کرسکتی جو موجودہ زمانے میں مروّج و موجود ہیں۔

ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ انجمن نے جس مفید علمی کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کو چھ سات سال کی مدت میں پورا کیا اور غالباً اسی مناسبت سے اس پر زرِ کثیر صرف کیا لیکن اصل کتاب میں چند وقتی تبدیلیوں کے سوا وہ کچھ نہ کرسکی۔ انجمن کے معتمد صاحب نے مقدمۃ الکتاب میں دو اضافوں پر خصوصیت سے زور دیا ہے۔ اول یہ کہ "دواؤں کے مختلف زبانوں کے نام بہ امداد کتب مندرجہ حاشیہ معلوم کرکے نفسِ کتاب کے حاشیے پر اضافہ کیے گئے ہیں، کیوں کہ اس کی اشد ضرورت تھی"۔ دوسرے یہ کہ "دواؤں کے اسما تلاش کرنے میں ورق گردانی کی زحمت گوارا کرنی پڑتی تھی، کیوں کہ تاوقتیکہ مختلف زبانوں کے نام معلوم نہ ہوں، اس کتاب میں نام نہیں ملتا تھا۔ اس دشواری کو رفع کرنے کی غرض سے فہرست ادویہ مرتب کرکے آخر میں منسلک کردی گئی ہے۔ اس فہرست میں یہ خوبی ہے کہ جس زبان کا نام معلوم ہو، اس کو ردیف مختلفہ میں دیکھ لیجیے۔ اس کے محاذ میں آپ کو دوا کا وہ نام مل جائے گا جو کتاب ہذا میں درج ہے"۔

ان دو اضافوں کو کارکنانِ انجمن نے جس طرح نبھایا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اول اول تو جوش میں بہت سی دواؤں کے دنیا بھر کی زبانوں کے نام لکھ دیے گئے ہیں لیکن اس کے بعد جو جوش ٹھنڈا پڑتا ہے تو پھر وہ کہیں اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اول تو یہ بات ہی محلِ غور و تدبر ہے کہ علم الادویہ کی ایک ایسی تالیف میں جو ہندوستانی اطبا کے لیے شائع کی جارہی ہے اور جس کا مقصدِ خاص ادویہ کے افعال و خواص وغیرہ سے اطبا کو واقف کرنا ہے، بے شمار ناموں کو جمع کرنے کا التزام کس حد تک ضروری ہے۔ اگر دلائل سے اس ضرورت کو ثابت کیا جاسکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ادویہ کی عظیم اکثریت کو اس شرف سے محروم رکھا گیا۔ کیا سنگِ جراحت، کمیلہ اور کلونجی جیسی چیزوں کے نام بھی دوسری زبانوں میں نہیں ہیں ؟

اب رہا دوسرا اضافہ جو فہرست کے متعلق ہے، اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب ہمیں جناب معتمد صاحب نے یہ یقین دلایا کہ "جس زبان کا نام معلوم ہو اس کو ردیف مختلفہ میں دیکھ لیجیے"، تو ہمیں وہ فہرست بڑے اشتیاق سے دیکھنی پڑی، کیوں کہ ہمارے نزدیک اس قسم کا مکمل انڈکس تیار کرنا آسان نہیں تھا۔ چنانچہ ہم نے اپنے حافظے میں محفوظ ادویہ کے نام نہیں بلکہ خود اس کتاب میں درج کیے ہوئے

ناموں کو اس فہرست میں تلاش کرنا شروع کیا تو ہمیں مشکل سے پچاس فی صدی کامیابی ہوئی۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر دواؤں کے ناموں کو درج کرنے کا جوش اسی طرح قائم رہتا جس طرح وہ پہلے پہل تھا اور پھر ان ناموں کا انڈکس بھی تیار کیا جاتا تو یہ کتاب "تذکرہ اسماء الادویہ" بن جاتی اور انجمن کو شاید ایک جلد کا اور اضافہ کرنا پڑتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی مشکلوں کا اندازہ پہلے سے نہیں کیا گیا اور جب یہ مشکلات سامنے آئیں تو ان کو حل کرنے کے بجائے گول مول کر کے چھوڑ دیا گیا۔ اس طرح کتاب کی ترمیم و اصلاح کے جو دعوے کیے گئے وہ بھی عملی جامہ نہ پہن سکے۔

ہمارے نزدیک "یادگار رضائی" کی اصلاح و ترتیب کا کام کسی فاضل مجلس منتخبہ کے بجائے کسی ماہرِ علم الادویہ اور واقفِ ترتیب و طباعت کے سپرد کیا جاتا تو نتائج بہتر صورت میں نکلتے۔ اگر کوئی ایسی جامع شخصیت مجلس کی نظر میں نہیں تھی تو پھر ان دونوں ماہرین کا اشتراکِ عمل اس کام کو آسان بنا سکتا تھا۔ بہرحال انجمن الاطبا رِ یونانی جہاں اس ہمت کے لیے تحسین کی مستحق ہے کہ اس نے ایک مفید کتاب کی طباعت کا اہتمام کیا وہاں اس سے ہماری یہ شکایت بھی ہے کہ اس نے اس بار کو صحیح طریقے سے اُٹھانے میں کوتاہی کی ہے۔ تعجب ہے کہ مجلسِ منتخبہ کے فاضل ارکان نے اتنا بھی تو نہیں کیا کہ اس کتاب کو آج سے چالیس پچاس برس پہلے کے اُس معیار کو ترتیب و تدوین تک پہنچا دیتے جو حکیم اعظم خان وغیرہ کی تالیفات سے قائم ہوا تھا۔ کتاب کی زبان کے متعلق ہم انجمن کے ارکان کی خدمت میں یہی گزارش کریں گے کہ اگر اس کو اردو زبان میں منتقل کر کے شائع کیا جاتا تو اس کے افادے کا دائرہ موجودہ دائرے سے وسیع ہوتا۔ کچھ دلائل ایسے بھی ہیں جن میں اس کتاب کی فارسی زبان کے حق میں استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن زیادہ تعداد اُن براہین کی ہے جو ترجمے کے جواز میں پیش کی جا سکتی ہیں۔

اُن گزارشات سے قطعِ نظر جو ہم نے انجمن کی خدمت میں پیش کیں، ہمارے نزدیک تذکرۃ الہند معروف بہ یادگار رضائی اپنے وقت کی بہترین تالیف ہے۔ آج سے سوا سو برس پہلے کا زمانہ علم الادویہ کی کسی ایسی جامع تالیف کے لیے کچھ زیادہ سازگار نہ تھا۔ اسی لیے مولفِ کتاب جناب حکیم رضا علی خاں صاحب کی ہمت اور تحقیق کی داد دیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ مولف نے اس کتاب کی تالیف میں جو جاں فشانی کی ہے اس کا اندازہ ان کے اِن الفاظ سے ہو سکتا ہے:-

"بناتاتے راکہ آوردن آنہا ممکن بود طلبیدہ و آں کہ ممکن نبود خود رفتہ ملاحظہ نمودہ و از ثقات شنیدہ ماہیتِ آں نوشتہ اکثرے را بہ تجربہ آوردہ و بعضے را بہ اعتمادِ کتبِ ہندیہ قدیمہ گزاشتہ بقیدِ تحریر درآوردم کہ افادۂ خواص و عام شود" مولف کی محنت اور اس کام سے دلی لگاؤ کا ثبوت اس کتاب کے ہر صفحے سے مل سکتا ہے۔ یقیناً یہ کتاب اسی قبولِ عام کی مستحق تھی جو اسے حاصل ہوا۔ مولف کی یہ خدمت بھی قدر کی مستحق ہے کہ اس نے اپنے تذکرے میں نہ صرف ان ہی دواؤں کو شامل نہیں کیا جو طبِ یونانی میں عموماً مروج ہیں بلکہ اُن دواؤں کا تذکرہ بھی کیا ہے جو دکن کی سرزمین میں پیدا ہوتی ہیں اور اپنے دوائی خواص کی وجہ سے لائقِ توجہ ہیں۔ جنوبی ہند کے اطبا کے لیے تو یہ کتاب مفید ہے ہی لیکن شمالی ہند کے معالجین کے لیے اس کا مطالعہ معلومات میں اضافہ کرنے اور معالجات میں توسیع و ترقی کے لیے ضروری ہے۔

یہ کتاب تین تذکروں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ پہلے تذکرے میں مولف نے اصولِ بدن، عناصرِ بدن، کیفیتِ خلقتِ انسان، اخلاط، ماکول و مشروب، اقالیم، ادویہ و اغذیہ کے مزے اور اس کے درجے اور دواؤں کے ملنے کے مقامات وغیرہ عنوانوں پر ۳۲ صفحات میں اظہارِ خیال کیا ہے۔ دوسرے تذکرے میں دواؤں کے اوزان، مضر و مصلح کے مسائل زیرِ بحث رہے ہیں۔ یہ تذکرہ ۱۴ صفحوں کا ہے۔ اس کے بعد تیسرے تذکرے سے اصل کتاب شروع ہو جاتی ہے۔ کتاب کی ظاہری شان انجمن کی توجہ کی بدولت اس کے پہلے ایڈیشن کے مقابلے میں کہیں اچھی ہے۔ کتابت اور طباعت کا خاصا اہتمام کیا گیا ہے اور کاغذ سفید چکنا لگایا گیا ہے۔ غرض بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب مفید اور قابلِ مطالعہ ہے۔

مِفتاحُ الحکمت (جلد دوم) سائز $\frac{22 \times 18}{8}$، ضخامت ۱۱۱۶ صفحے، قیمت مجلد رعایتی چار روپے آٹھ آنے، بلا جلد تین روپے بارہ آنے

پتہ: منیجر صاحب دارالکتب رفیق الصحت، برکت علی روڈ، بیرون موچی دروازہ، لاہور۔

مفتاح الحکمت موسوم بہ کتاب العلاج، جناب حکیم محمد شریف صاحب، ایچ۔ پی۔ ایل۔ ایل "مدیر الطبیب" کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد طبقۂ اطبا میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی تھی، اس لیے قابل مولف نے یہ جلد لکھ کر کتاب کی تکمیل کی طرف دوسرا قدم اٹھایا ہے۔ اس جلد کو مردوں، عورتوں اور بچوں کے خاص و عام امراض کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔ امراض کے ان تین عنوانوں کی

اہمیت سے کسی صاحب علم کو انکار نہیں ہو سکتا۔ ان پر جتنا بھی اعلیٰ مواد فراہم ہو سکے، اچھا ہے۔ مفتاح الحکمت میں ہمیں یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ مولف نے تینوں عنوانوں پر اتنی ہی توجہ کی ہے جس کے کہ وہ مستحق تھے۔ چنانچہ مردوں اور عورتوں کے امراض کے لیے اس کتاب کے علی الترتیب ساڑھے تین سو صفحے اور سوا پانسو صفحے وقف کیے گئے ہیں۔ بچوں کے امراض و معالجات کی تفصیلات کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ سوا دو سو صفحوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس تالیف کا مقصد جیسا کہ اس کے ایک نام "کتاب العلاج" سے ظاہر ہے، یہ ہے کہ معالجات اور نسخہ جات کا ایک ایسا ذخیرہ فراہم کیا جائے جو معالجین کو بڑی حد تک نسخوں کی دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے اس خاص مقصد میں یہ کتاب کامیاب ہو۔ اس کتاب میں اگرچہ امراض کے اسباب و علامات پر دل کھول کر بحث نہیں کی گئی لیکن فراہمی نسخہ جات کے لیے مولف نے جان توڑ کوشش کی ہے۔ ایک مرض نقصان باہ کو لے لیجیے، جس کے لیے اس کتاب کے ۱۴۰ صفحے وقف ہیں۔ پانچ صفحوں میں تو ضعف باہ کے اسباب و علامات اور عام ہدایات درج ہیں۔ اس کے بعد ۱۳۵ صفحوں میں ضعف باہ کے متعلق سینکڑوں مرکبات کے نسخے مع ترکیب استعمال و ہدایات درج ہیں۔ کشتوں کے بیان میں ایک ایک چیز کو کشتہ کرنے کی بہت سی ترکیبیں لکھی گئی ہیں۔ غرض مولف نے جس عنوان کو بھی لیا ہے اس کو من لحاظ نقطہ نظر سے زیادہ سے زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔ نسخوں کے انتخاب میں مولف کی پرکھ قابل داد ہے کہ ذیلی عنوان کے بیس نسخوں میں سے شاید ایک دو ہی ایسے نکلیں جن کو نظر انداز کیا جا سکے، باقی سب اپنی اپنی جگہ اہم اور مفید ہیں۔ بہرحال یہ کتاب معالجین کے لیے بڑی کارآمد ہے۔ ہمیں یقین ہو کہ وہ اس کی قدر کریں گے۔

چھوٹی چندن - سائز ۲۲×۱۸/۸، ضخامت ۴۸ صفحے، قیمت چار آنے (۴/)

پتہ: کویراج جگن ناتھ صاحب وئید، جنڈ ضلع اٹک (پنجاب)

کویراج جگن ناتھ صاحب نے ہندوستان کی مشہور جڑی بوٹیوں کا تذکرہ لکھنا شروع کیا ہے۔ رسالہ چھوٹی چندن اسی تذکرے کا ایک باب ہے جسے لائق مولف نے علیحدہ شایع کر دیا ہے اور اس طرح ایک عام ضرورت کو پورا کیا ہے۔ چھوٹی چندن اب حلقۂ اطبا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ ہندوستان کی ایک ایسی بوٹی ہے جس نے یورپ تک کے محققین کی توجہ اپنی طرف کھینچی ہے اور اب بھی اس کے متعلق برابر تجربات کیے جا رہے ہیں۔ کویراج جگن ناتھ صاحب نے اپنے اس رسالے میں اس بوٹی کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں ان کی نظر ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے محققین کے تجربات پر بھی ہے اور انھوں نے ان کا تذکرہ عام فہم انداز میں کر دیا ہے۔ بوٹی کی شکل و صورت، جائے پیدائش اور دوسری عام معلومات کے ساتھ اس رسالے میں افعال و خواص اور مختلف نسخے بھی درج کیے ہیں۔ غرض یہ رسالہ اپنے مقصد کو بڑی حد تک پورا کر رہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مولف کی محنت کی داد دی جائے گی۔

سلاجیت - سائز ۲۲×۱۸/۸، ضخامت ۸۸ صفحے، قیمت آٹھ آنے (۸/)

پتہ: کویراج جگن ناتھ صاحب وئید، جنڈ ضلع اٹک (پنجاب)

یہ رسالہ بھی رسالہ "چھوٹی چندن" کے مولف جناب کویراج جگن ناتھ صاحب کی تالیف ہے جس میں موصوف نے اس مشہور دوا کے متعلق قیمتی معلومات جمع کی ہیں۔ سلاجیت کی پیدائش کے متعلق جدید و قدیم خیالات، اس کی قسمیں، صاف کرنے کی ترکیبیں، اصلی اور نقلی کی پہچانیں اور کیمیاوی تجزیے کی تفصیل عام فہم انداز میں بیان کی ہے۔ آخر میں سلاجیت کے خواص اور فوائد کے ساتھ اس کے مفید مرکبات بھی درج کر دیے ہیں۔ یقیناً یہ رسالہ سلاجیت کے متعلق مستند اور مفید معلومات اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کے مطالعے کو علاج پیشہ اصحاب یقیناً کارآمد پائیں گے۔

مجربات سلطانی (حصہ سوم)۔ سائز ۲۲×۱۸/۸، ضخامت ۲۴۰ صفحے، قیمت دو روپے آٹھ آنے (۲/۸)

پتہ: منیجر صاحب دارالکتب نقشبندیہ، للیانی ضلع شاہ پور (پنجاب)

جناب حکیم محمد یار خاں صاحب کھوکر قریشی علوی نقشبندی نے "مجربات سلطانی" کے نام سے مجربات کے مجموعوں کا ایک سلسلہ ترتیب دیا ہے۔ اس سلسلے کے دو حصے حکیم صاحب پہلے شائع فرما چکے ہیں۔ اب حال میں انھوں نے تیسرا حصہ شائع فرمایا ہے۔ پہلے دونوں

حصوں کے متعلق ہم یہ اظہارِ خیال کر چکے ہیں کہ مولف نے انھیں بڑی محنت اور تلاش سے مرتب کیا ہے۔ اب تیسرے حصے کے سامنے آنے سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکیم صاحب کو واقعی اس کام سے بڑی دل چسپی ہے۔ انھوں نے مفید اور مجرّب نسخے نہ صرف مختلف کتب سے انتخاب کرنے میں سلیقے کا ثبوت دیا ہے بلکہ موجودہ اطبا۔ سے بھی ان کے مجربات حاصل کر کے داخلِ کتاب کیے ہیں۔ اس طرح اس مجموعے کو مفید اور کار آمد بنانے میں حکیم صاحب کو بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ مجرباتِ سلطانی کا یہ حصہ بھی امراضِ سر سے شروع ہو کر امراضِ عامہ تک ختم ہوتا ہے۔ اور مجربات کی تعداد ۷۸۴ ہے۔ کتاب کی کتابت اور طباعت خاصی ہے۔

علاج بالغذا - سائز $\frac{22 \times 18}{8}$ ، ضخامت ۱۵۱ صفحے ، قیمت ایک روپیہ (عہ)

پتہ : ناظم مشیر الاطبا، رو چشمہ زندگی، دل محمد روڈ، لاہور۔

لاہور کا مشہور طبی رسالہ "مشیر الاطبا" کا اس سال کا خاص نمبر "علاج بالغذا" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس کا موضوع جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، یہ ہے کہ معالجات میں غذا کو کیا اہمیت حاصل ہے اور محض غذا کے نسخے کے عمل ہو جانے سے نہ صرف یہ کہ صحت برقرار رکھی جاتی ہے بلکہ امراض بھی دفع کیے جا سکتے ہیں۔ معالجات اور غذا کا باہمی تعلق کوئی نیا نظریہ نہیں ہے۔ اطبائے قدیم نے اسباب ستہ ضروریہ میں ہوا کے بعد غذا ہی کے مسئلے پر بحث کی ہے۔ اور معالجات میں دوا کے مقابلے میں غذا کو ترجیح دی ہے۔ لیکن آج کل طبی سائنس کی ترقی نے اس مسئلے میں نئے نئے انداز پیدا کر دیے ہیں۔ یا تین کے انکشاف نے غذا کے مسئلے کو بالکل ہی ایک نئے قالب میں پیش کیا ہے۔ ادارہ مشیر الاطبا مستحق ہمت افزائی ہے کہ اس نے غذا اور معالجات پر معلومات کا خاصا ذخیرہ اطبا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ یہ نمبر ۵ ابواب پر تقسیم ہے۔ پہلا باب "عمومی تذکرہ" کے نام سے ہے جس میں علاج بالغذا کا عام بیان اور علم الغذا اور صحت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرا باب "علاج بالغذا کی اہمیت" بھی مفید معلومات اپنے اندر رکھتا ہے۔ تیسرا باب "غذا کے اجزا کی ماہیت" ہے۔ اس میں یا تین کی تاریخ اور اس کی قسموں کے علاوہ بہت سی غذاؤں کے اجزا کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ چوتھا باب "مخصوص غذائی امراض اور ان کا علاج" اور پانچواں باب "مختلف امراض میں غذا" نہ صرف اطبا کے مطالعے کے قابل ہے بلکہ عوام بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بہر حال ادارہ مشیر نے یہ خاص نمبر مرتب کر کے قابلِ ستائش خدمت انجام دی ہے۔ امید ہے کہ شائقین اس نمبر سے فائدہ اٹھائیں گے۔

حکمت - سائز $\frac{30 \times 20}{8}$ ، ضخامت ۲۴ صفحے ۔ قیمت سالانہ ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

پتہ : مینجر صاحب رسالہ "حکمت" سہارن پور۔

"حکمت" کے نام سے ایک نیا طبی رسالہ سہارن پور سے جناب حکیم ناظر حسن صاحب شمیم کی ادارت میں نکلنا شروع ہوا ہے۔ اس کا پہلا پرچہ اس وقت ہمارے سامنے ہے، جس میں بعض عنوانات پر مفید طبی مضامین جمع کر کے شائع کیے گئے ہیں۔ طبی معلومات اور الامراض والعلاج کے علاوہ مجربات بھی اس میں موجود ہیں جو خود مدیر صاحب کے قلم سے ہیں۔ ضرورت ہے کہ رسالے کے مضامین کے معیار کو بلند کیا جائے اور اس کی کتابت اور طباعت کا انتظام بھی بہتر کیا جائے۔ ہمیں امید ہے کہ اگر مدیر صاحب کی توجہ اس پر صرف ہوتی رہی تو وہ اس رسالے کو مفید بنانے میں کام یاب ہو جائیں گے۔

تصحیح بسلسلہ "گھر کا حکیم" - ستمبر ۱۹۴۰ء کے ہمدردِ صحت میں ہومیو ڈاکٹر یا گھر کا حکیم نامی کتاب پر جو تبصرہ شائع ہوا تھا اس میں اس کی ضخامت ۲۰۰ صفحے غلطی سے درج ہو گئی ہے۔ کتاب کی اصل ضخامت ۳۲۰ (تین سو بیس) صفحے ہے۔ ناظرین تصحیح فرمالیں۔ (مینجر ہمدردِ صحت)

مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ رح سائز ۳۰×۲۰/۱۶ ضخامت ۴۴ صفحے، قیمت بارہ آنے۔

پتہ: ناظم کتب خانہ نذیریہ، پھاٹک حبش خاں، دہلی۔

جناب مولانا سید محمد عبدالرؤف صاحب ناظم کتب خانہ نذیریہ اہل علم کے دلی شکریے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رح محدث دہلوی کے مکتوبات جمع کرکے شائع فرمائے۔ یہ مکتوبات فارسی زبان میں ہیں اور ان کا اُردو ترجمہ مقابل کے کالم میں دیا گیا ہے۔ ترجمہ اگرچہ صاف اور سلیس نہیں ہے پھر بھی قابلِ قبول ہے۔ لیکن ترتیب یا کتابت کا جو سب سے بڑا نقص اس میں پیدا ہو گیا ہے وہ یہ ہے کہ ترجمہ متن کے مقابل نہیں رہا یہاں تک کہ آخر میں تین تین چار چار صفحوں کا فرق پڑ گیا ہے۔ بہرحال اصل چیز مکتوبات ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے معتقدین اور معترفین کی بڑی اکثریت انھیں فارسی زبان ہی میں دیکھنا پسند کرے گی۔ بہتر ہوتا کہ جناب مرتب نے جہاں حضرت شاہ صاحب کی مختصر سوانح حیات درج فرمائی وہاں وہ ان مکتوبات کے سلسلے میں بھی کچھ تحریر فرما دیتے۔ بہرحال یہ مکتوبات خاص علمی نوعیت کے ہیں اور ان کا موضوع زیادہ تر تصوّف ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مُرتّب کی کوشش کی داد دی جائے گی۔ شائقین اوپر کے پتے سے یہ کتاب منگا سکتے ہیں۔

جوگی اور دوسرے افسانے سائز ۲۰×۲۰/۱۶، ضخامت ۱۹۲ صفحے، قیمت ایک روپیہ تین آنے۔

پتہ:- کریسنٹ ٹریڈنگ کمپنی، اسٹیشن روڈ، گورکھ پور۔

آٹھ مختصر افسانوں کا یہ مجموعہ جناب عبدالقیوم صاحب رسا کی تصنیف ہے، جسے جناب ایم۔ عبدالرحیم صاحب سیتاپوری نے مُرتّب فرما کر شائع کیا ہے۔ جنابِ مُرتّب نے اس مجموعے پر جو مقدمہ سپردِ قلم فرمایا ہے اُس میں جناب رسا کے تعارف کے بعد ان کے افسانوں پر بھی اظہار خیال کیا ہے جس میں انھوں نے شاید خاطر داری کو زیادہ ملحوظ رکھا ہے، ورنہ جناب رسا کے افسانوں کی اصل افسانوی خوبیاں ہی کیا کم تھیں کہ افسانوں کو لفیسٹ کر خواہ مخواہ "واقعات" کا ہمسر قرار دیا جائے۔ رسا صاحب کی طبیعت افسانہ نویسی کے لیے خاصی موزوں ہے۔ پلاٹ بُرے نہیں ہوتے، وہ تسلسل کا خیال رکھتے ہیں، الفاظ کا استعمال عموماً صحیح کرتے ہیں، فقرے سُبک اور رواں ہوتے ہیں اور بحیثیتِ مجموعی ان کا افسانہ دلچسپی اور افادے سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ افسانہ ہی رہتا ہے، "واقعہ" نہیں بنتا۔ ہم نے اس مجموعے کے خاص افسانے "جوگی" کا مطالعہ خصوصیت سے غور کے ساتھ کیا۔ عوام کی دلچسپی کے لیے اچھا افسانہ ہے لیکن ہمیں افسوس ہے کہ رسا صاحب کی قوتِ مشاہدہ کی کمزوری کا ثبوت پڑھنے والے کو جگہ جگہ سے ملتا ہے۔ چندر مکھی اور سادھو کا صرف چھ سال کی مدت میں اتنی محبت اور تعلق رہنے کے باوجود ایک دوسرے کو اتنے جتنوں کے بعد بھی نہ پہچاننا تعجب انگیز ہے۔ پھر بزرگ ایک دہقانی مجمع میں جو تقریر ارشاد فرماتے ہیں وہ اتنی طویل اور بہنگم ہے کہ اسے مجذوب کی بڑ تو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ایک اچھے پڑھے لکھے یا ہوش و حواس انسان کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ آخر میں نوعمر چندر مکھی جس انداز سے سادھو سے گفتگو کرتی ہے اور جس طرح ساری رات اس کے تعاقب میں بھاگتی رہتی ہے اس کا ثبوت نہ تو ہماری موجودہ معاشرت میں آسانی کے ساتھ مل سکتا ہے اور نہ عام مشاہدہ اس کی تائید کرنے کو تیار ہے کہ رات کی تاریکی میں کوئی عورت یا مرد ہی سہی، پچیس تیس میل ناک دم بھاگے چلے جائیں اور ان میں سے کسی ایک کو بھی کوئی ایسا حادثہ پیش نہ آئے کہ وہ ذرا رک جانے پر مجبور ہو۔ خیر، یہاں تک تو جو کچھ ہوا اچھا ہوا۔ اب جوگی اور چندر مکھی کے خاتمے کی تفصیلات بھی دیکھ لیجیے۔

> "اُس کا (جوگی کا) پانی میں گرنا تھا کہ چندر مکھی بھی جھم سے کود پڑی۔ دریا کی تہ سے جب دونوں لاشیں سطحِ آب پر نکلیں تو اس طرح کہ چندر مکھی کی باہیں جوگی کے گلے میں اور جوگی کی باہیں چندر مکھی کے گلے میں۔ دونوں اس طرح لپٹے ہوئے تھے جس طرح وصل کی رات عاشق و معشوق گلے مل کر سو رہے ہوں۔ ان کے چہرے مثل ماہتاب روشن تھے ——
> دریا کی لہریں بہا کر ان کو غیر معلوم مقام پر لے گئیں جہاں سے ان کا کوئی کھوج نہیں ملا۔"

کاش اس انجام کو دکھانے سے پہلے رسا صاحب یا تو خود بہتے دریا میں ایک غوطہ لگا کر دیکھ لیتے یا کسی پیراک ہی سے معلوم

کر لیتے کہ بہتے پانی میں گرنے کے بعد انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ بہرحال پانی کے اندر خواہ کچھ ہی ہوتا ہو لیکن جہاں تک ہمیں علم ہے یہ نہیں ہوتا کہ گر کر جان دینے والے دو آدمی یکے بعد دیگرے تیز بہتے پانی میں گریں اس کے بعد ان میں سے ایک اطمینان سے اندر کھڑے رہ کر دوسرے کا انتظار کرے اور پھر دونوں بغل گیر ہو کر دریا کی تہ میں رہیں، اور اس وقت کا انتظار کریں جب کہ رسا صاحب دریا کے کنارے اشنان کے لیے نہ پہنچ جائیں اور پھر وہ عاشق و معشوق کے اس جوڑے کو سطح آب پر بہنے کا نظارہ، اطمینان اور دلجمعی سے دیکھ کر اُسے "غیر معلوم مقام" پر چلے جانے کی اجازت نہ دے دیں۔

بہرحال افسانوں کا یہ مجموعہ دلچسپی سے کسی طرح خالی نہیں ہے۔ شائقین اُوپر کے پتے سے منگوا سکتے ہیں۔

ترقی کی پہلی سیڑھی سائز ۲۲×۱۸/۸، ضخامت ۱۴۴ صفحے، قیمت آٹھ آنے۔

پتہ:- حاجی ایم۔ اشفاق مالک دولت، صحت اور عزت لائبریری، دہلی۔

"ترقی کی پہلی سیڑھی" کے مصنف جناب ایس۔ اے۔ خالق صاحب ماہر اصول تجارت سے ناظرین ناواقف نہ ہوں گے۔ موصوف کے مضامین "ہمدرد صحت" میں بھی شائع ہوتے ہیں اور بہت سے ناظرین نے ان کے انداز تحریر کو پسند کیا ہے۔ خالق صاحب نے چوں کہ جدید اصولِ تجارت کا علمی نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا ہے اس لیے ان کی تحریریں تجارت پیشہ اصحاب کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ہوتی ہیں۔ اور دلچسپ اس وجہ سے ہوتی ہیں کہ موصوف اپنے مطالب اکثر مکالمے کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ "ترقی کی پہلی سیڑھی" میں مصنف نے تجارت میں کامیابی کے ذرائع کو ایسی عمدگی اور سلاست سے لکھا ہے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی اس سے دلچسپی لیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حالانکہ جن مسائل پر خالق صاحب نے قلم اٹھایا ہے وہ بڑی حد تک فلسفیانہ ہیں۔ تقریباً ستر صفحوں میں ان ذرائع پر بحث کرنے کے بعد مصنف نے پڑھنے والے کو "کلکتے کی تجارتی سیر" کرائی ہے۔ اس سیر سے مفید نتائج حاصل کیے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اس رسالے کا مطالعہ تجارتی اصحاب کے لیے نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔ رسالہ کی قیمت آٹھ آنے نہایت مناسب رکھی گئی ہے۔ شائقین اوپر کے پتے سے یہ رسالہ بذریعہ وی۔پی یا سوا نو آنے کے ٹکٹ بھیج کر بلا وی۔پی منگا سکتے ہیں۔

خلاصۃ المیزان سائز ۲۰×۳۰/۸، ضخامت ۳۲ صفحے، قیمت چھے آنے۔

پتہ:- سنٹرل بک ڈپو، اُردو بازار، دہلی۔

یہ مختصر لیکن مفید اور کارآمد رسالہ جناب حافظ محمد صادق صاحب کی تصنیف ہے۔ یہ دراصل اُن کی مفصّل کتاب "المیزان" کا خلاصہ ہے جس میں موصوف نے ریاضیات کی تجدید و اصلاح کے سلسلے میں اپنے خیالات اور تجاویز کا اظہار فرمایا ہے۔ اس خلاصے میں ریاضی کے ابتدائی اصول جمع، تفریق، ضرب اور تقسیم پر بحث کی گئی ہے اور ان خامیوں کو بتایا ہے جو مروجہ قواعد میں پائی جاتی ہیں۔ مصنف نے صرف اعتراض پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اپنے وضع کیے ہوئے جدید قواعد اور ضابطے بھی پیش کیے ہیں۔ حافظ صاحب کے خیالات یقیناً قابل غور ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ریاضیات والے اس رسالے کو مفید پائیں گے۔ شائقین اُوپر کے پتے سے سوا سات آنے کے ٹکٹ بھیج کر یہ رسالہ منگا سکتے ہیں۔ رسالہ مجلّد ہے۔

اقبال سائز ۲۰×۲۶/۱۶، ضخامت ۱۱۲ صفحے، قیمت آٹھ آنے۔

پتہ:- خورشید اینڈ برادرز، فراش خانہ، دہلی۔

حضرت علامہ اقبال رح کے سوانح و اذکار اور ان کے کلام پر تبصروں کا سلسلہ ہماری زبان میں جاری ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ رسالہ ہے جو جناب محمد حسین خاں صاحب ایم، اے۔ بی۔ ٹی (علیگ) کی تالیف ہے جس میں موصوف نے مرحوم کے سوانح حیات جمع کیے ہیں پھر "پیام اقبال" کے عنوان سے اقبال کے کلام پر تبصرہ ہے۔ اس تبصرے میں مؤلف نے فلسفۂ اقبال کے اہم عنوانات کو سامنے رکھا ہے لیکن چونکہ مؤلف نے اس کا التزام رکھا ہے کہ مطالب کی توضیح و تشریح اقبال کے صرف اردو کلام سے کی جائے، اس لیے بعض امور کا تشنہ رہ جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اقبال کا فلسفہ زیادہ تر فارسی زبان میں ہے۔ اور بظاہر یہ مشکل معلوم ہوتا ہے کہ اس فلسفے پر فارسی کلام سے بے نیاز ہو کر کچھ لکھا جائے۔ لیکن جناب محمد حسین خاں صاحب نے ہمت اور کوشش سے کام لے کر یہ تبصرہ لکھ ہی دیا اور سچ تو یہ ہے کہ ان کی محنت رائگاں نہیں گئی

اور اس عام فہم تالیف کا یہ مقصد نوجوانوں کو حضرت علامہ کے کلام کا مطالعہ کرنے اور ان کی تعلیمات سے فیض حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوجائے بڑی حد پورا ہوگیا ہے۔ مؤلف نے آخر میں "ماتم اقبال" کے عنوان سے وہ اشعار اور قطعات بھی خاصی تعداد میں جمع کر دیے ہیں جو علامہ مرحوم کے انتقال کے بعد مختلف شاعروں نے کہے تھے۔ یہ رسالہ شائقین اوپر کے پتے سے منگا سکتے ہیں۔

تذکرہ حبیب سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۱۲۰ صفحے قیمت چھے آنے۔

پتہ:- خورشید اینڈ برادرز، فراش خانہ، دہلی۔

یہ چھوٹا سا رسالہ جناب محمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی (علیگ) اسسٹنٹ ماسٹر اینگلو عربک ہائی سکول دہلی کی تالیف ہے جس میں موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت عام فہم اور سلیس زبان میں لکھی ہے۔ مقصد تالیف خود مؤلف کی زبانی یہ ہے کہ صحیح اور مستند واقعات کو ایسی صاف اور سادہ زبان میں لکھا گیا ہے جو بچوں کے لیے موزوں ہے۔ یہ مختصر رسالہ ماسٹر صاحب کے مقصد کو پورا کر رہا ہے۔ ماسٹر صاحب نے اپنی تحریر میں مولانا حالی کی مسدس کے اقتباسات بھی جا بجا دیے ہیں۔ جن سے یہ رسالہ دلکش اور مفید ہوگیا ہے۔ اوپر کے پتے سے یہ رسالہ منگایا جاتا ہے۔

سالنامہ خیام ۱۹۴۱ء سائز ۲۰×۳۰/۸ ضخامت ۱۹۰ صفحے، قیمت صرف آٹھ آنے۔

پتہ:- منیجر خیام، تحصیل بازار، لاہور۔

لاہور کے مشہور ہفتہ وار اخبار خیام کا سالنامہ حسب معمول نہایت شان سے شائع ہوا ہے۔ کاغذ اور سامانِ طباعت کی اس گرانی کے دور میں ادارہ خیام نے یہ ضخیم اور خوب صورت سالنامہ شائع کر کے اپنے وسائل کی وسعت اور خدمت ادب کے جذبے کو ثابت کر دیا ہے۔ یہ سالنامہ ظاہری حیثیت سے ہی شاندار نہیں ہے بلکہ معنوی لحاظ سے بھی قابل قدر ہے۔ تاریخی اور سنجیدہ علمی و ادبی مضامین کے علاوہ دلچسپ اور نتیجہ خیز افسانے، ڈرامے اور منظومات کا بہترین انتخاب اس سالنامے کی خصوصیات ہیں۔ کتابت و طباعت عمدہ ہے۔ دو تین رنگین تصویروں کے علاوہ اس سالنامے میں بہت سے مضمون نگاروں کی تصویریں بھی شامل ہیں۔ شائقین آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیج کر یہ سالنامہ اوپر کے پتے سے منگا سکتے ہیں۔

مشرقی جنتری ۱۹۴۱ء سائز ۲۲×۲۹/۱۶، ضخامت ۸۰ صفحے، قیمت دو آنے۔

پتہ: منیجر صاحب مشرقی جنتری، کوچہ چیلان، دہلی۔

مشرقی جنتری اپنی عمدہ ترتیب، اچھی کتابت و طباعت، اور نہایت مفید اور دلچسپ معلومات اور مضامین کی وجہ سے ملک میں خاصی مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ اس کے مرتب جناب حکیم مولوی محمد ظہیر علی صاحب سہسوانی نے آنے والے سال کی جنتری بھی اُسی محنت اور لگاؤ سے مرتب کی ہے جس طرح وہ پہلے کرتے رہے ہیں، اور جس کی وجہ سے وہ اس بات کے بجا طور پر مستحق ہیں کہ انھیں ہندوستان بھر کی جنتریاں مرتب کرنے والوں میں امتیازی درجہ دیا جائے۔ معلومات کو جمع کر لینا اور پھر انھیں چھاپ کر شائع کر دینا تو کوئی مشکل کام نہیں، لیکن ان کو قرینے اور سلیقے سے بہ مذاق کا لحاظ کر کے مرتب کرنا، اور پھر کتابت کی خوش نمائی اور طباعت کی عمدگی کا اس درجہ اہتمام کرنا کہ بخلاف عام جنتریوں کے اسے دیکھنے اور پڑھنے کو جی چاہے، مشرقی جنتری کے مرتب قابل تحسین کارنامہ ہے۔ جنتری میں دو خوشنما بلاک کی تصویریں بھی شامل ہیں۔ ٹائیٹل عمدہ ہے۔ یہ جنتری کتب فروشوں سے عموماً مل جاتی ہے۔ لیکن اگر نہ ملے تو شائقین اسے براہِ راست دفتر سے تین آنے کے ٹکٹ مع محصول ڈاک بھیج کر منگا سکتے ہیں۔ کتب فروشوں کو معقول کمیشن دیا جاتا ہے۔

الامراض والعلاج ✦ حکایاتِ مرضیٰ

ترجمہ از رموز اعظم

ازجناب حکیم مولوی عبدالواحد صاحب رکن مجلس تشخیص و تجویز، ہمدرد دواخانہ، دہلی

(گزشتہ سے پیوستہ)

حکایت نمبر ۱۵:- ایک عورت روزانہ آدھ پاؤ سنگِ جراحت کھاجاتی تھی۔ بار ہا جبن بھی استعمال کرایا گیا۔ لیکن اس کے استعمال سے فائدہ نہ ہوا تو اس کے لیے یہ تدبیر کی کہ سنگِ جراحت کے ساتھ مرتی اور اندرسے کی گولیاں کھلائی گئیں اور اوپر سے سفوف زیرہ دیا گیا۔ رات کو حب ہلیل عرق بہار کے ساتھ استعمال کرائی گئی۔ چالیس روز تک ان دواؤں کا استعمال جاری رہا۔ روزانہ دو تین اجابتیں مختلف رنگوں کی ہوتی تھیں۔ آخر کار انھیں تدابیر سے آرام ہوگیا۔

نسخہ سفوف زیرہ:- زیرۂ کرمانی، تخم کرفس، انیسون ہر ایک ڈیڑھ تولے، ناگرموتھ، پودینہ خشک ہر ایک ساڑھے دس ماشے، زرنباد سات ماشے، لونگ ۳ ماشے، تل سیاہ دو تولے۔ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ مقدار خوراک ۶ ماشے۔

حکایت نمبر ۱۶:- ایک جوان شخص کو ورمِ معدہ لاحق ہوا، فم معدہ کے مقام پر سختی تھی، بخار تھا اور پیاس کی شدت تھی ہچکیاں ستا رہی تھیں اور دست جاری تھے۔ اس کی فصد باسلیق کھلوائی گئی درپاؤ سیر خون نکلوایا گیا، اس کے بعد یہ نسخہ دیا گیا۔

آبِ کاسنی سبز مروق، آبِ مکوہ سبز مروق ہر ایک ۵ تولے شیرۂ مغز تربوز چار ماشے، مغز املتاس ایک تولہ، روغن بادام ۴ ماشے اور پانی کے بجائے عرق مکو پلایا گیا۔ چندن کے استعمال سے صحت ہوگئی۔

حکایت نمبر ۱۷:- ایک شخص کو ورمِ معدہ لاحق ہوا، اس کے ساتھ ہی ہچکیاں اور اُبکائیاں بھی تھیں۔ چہرے پر تہیج تھا۔ اس کو یہ نسخہ دیا گیا۔ گل خطمی ۳ ماشے، گل سرخ ۴ ماشے، مویز منقےٰ دس دانے، مکو خشک ۴ ماشے۔ ان کو عرق مکو ۱۲ تولے میں جوشدیں۔ اور شربت دینار ۲ تولے ملا کر پلائیں۔ پانی کے بجائے عرق مکو دیں۔

حکایت نمبر ۱۸:- ایک شخص کو ورم معدہ تھا۔ روزانہ بیس بیس دست آرہے تھے، بخار تھا، اور سوءِ تنفس لاحق تھا۔ سانس لینے سے ناک کے نتھنے کمزور لوگوں کی طرح حرکت کر رہے تھے۔ فصد کرائی گئی، سیاہ خون نکلا۔ پینے کے لیے یہ نسخہ دیا گیا۔

شیرۂ تخم کاسنی، شیرۂ مکو خشک ہر ایک ۶ ماشے، شربت بزوری بارد ڈیڑھ تولے ملا کر پلائیں۔

دوسرے روز آبِ کاسنی سبز مروق، آبِ مکوہ سبز مروق ہر ایک ڈیڑھ تولے مغز املتاس ایک تولہ حل کرکے دیا گیا۔ چند روز کے استعمال سے آرام ہوگیا۔

حکایت نمبر ۱۹:- ایک شخص ورم معدہ میں مبتلا تھے۔ جو کچھ کھاتے تھے، قے کے ذریعے سے خارج ہوجاتا تھا۔ ایک طبیب ان کو گل بنفشہ، گل سرخ، پرسیاؤشاں، مویز منقےٰ، سناکی اور گل قند دے رہے تھے۔ استاد صاحب کو تب یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے اس لیے کہ مریض لاغر اور کمزور تھا اور اس کے مزاج میں حدت تھی۔ سناکی کے جوشاندے کی حدت سے اس کا ورم بڑھ گیا، بخار زیادہ ہوگیا، اور پیاس بھی بڑھ گئی، ان کو:-

شیرۂ مکو خشک ۶ ماشے، لعابِ ریشہ خطمی ۳ ماشے، شیرۂ تخم کاسنی ۶ ماشے عرق بادیان اور عرق مکو میں نکال کر شربت بنفشہ دو تولے ملا کر پلاؤ کو کیلاس کے علاوہ پیٹ پر روغن گل ملنے اور فصد باسلیق کھولنے کے لیے فرمایا۔ پھر آبِ مکوہ سبز مروق اور آبِ کاسنی سبز مروق ہر ایک ۵ تولے میں مغز املتاس ایک تولہ اور گل قند دو تولے حل کرکے دیا گیا۔

حکایت نمبر ۲۰:- ایک شخص کو ورم معدہ کی شکایت تھی۔ معدے میں درد تھا۔ اُبکائیاں ستا رہی تھیں اور دست آرہے تھے۔ وہ اس سے

پہلے گرم دوائیں استعمال کر چکا تھا، اور اس کے شکم میں جگہ جگہ سختی تھی۔ اس کی فصد باسلیق کھلوائی گئی، خون سیاہ رنگ کا تقریباً سوا پاؤ نکالا گیا۔ اس کے بعد یہ نسخہ پلایا گیا۔

لعاب گل خطمی ۳ ماشے، شیرۂ تخم کدو خشک ۴ ماشے، لعاب اسپغول ۶ ماشے عرقیات میں نکال کر گلاب ۲ تولے، شربت انار شیریں ۲ تولے ملا کر دیں۔

یہ نسخہ دو مرتبہ دیا گیا اور دونوں مرتبہ قے کے ذریعے سے نکل گیا، لہٰذا اس کو موقوف کر دیا گیا، اور فرمایا کہ چونکہ معدہ ماؤف ہے اور اس کی حالت زیادہ خراب ہے۔ اس لیے کوئی چیز دینی مناسب نہیں ہے۔ البتہ مریض کے تنے ہوئے شکم پر مغز املتاس روغن گل کے ساتھ ضماد کیا گیا۔ اور دوسرے روز گل خطمی ۳ ماشے عرق کدو بارہ تولے میں جوش دے کر مصری ایک تولہ ملا کر پلایا گیا اور بھوک کے وقت ملائم کھچڑی کھانے کی اجازت دی۔ اس کے بعد جب مریض کا بدن ٹھنڈا ہو گیا تو سونٹھ کو باریک پیس کر تلووں پر ملنے کے لیے کہا گیا اور پھر یہ نسخہ پلایا گیا اور اسی نسخے کے متواتر استعمال سے آرام ہو گیا۔

آب کاسنی سبز مروّق، آب کدو سبز مروّق ہر ایک ۵ تولے میں مغز املتاس ایک تولہ حل کر کے چھان لیں۔ اوپر سے زعفران سائیدہ دو رتی، تخم بنفشہ سائیدہ ۳ ماشے چھڑک کر گلقند آفتابی ۳ تولے ملا کر پلائیں۔

حکایت نمبر ۲۱: ایک شخص کا پیٹ سخت تھا، ہاتھ رکھنے سے دُکھتا تھا۔ اور روزانہ دو تین دست آجاتے تھے۔ بخار بھی تھا۔ اس کو حکیم شریف خاں صاحب نے آب کدو سبز مروّق سات تولے میں شکر سفید ایک تولہ ملا کر تخم بارتنگ ۶ ماشے اوپر سے چھڑک کر پلانے کے لیے فرمایا اور مغز املتاس آب کدو سبز میں حل کر کے ضماد کرنے کے لیے تجویز کیا۔ دو تین روز کے استعمال سے بہت افاقہ محسوس ہوا۔ اس کے بعد آب کدو سبز روزانہ ایک ایک تولہ اضافہ کر کے پلانے کے لیے فرمایا۔

حکایت نمبر ۲۲: ایک پچاس سالہ مراقی اور خفقانی مریض صلابت معدہ (معدے کی سختی) میں مبتلا تھا۔ بواسیر ریحی اور قبض دائمی کی شکایت بھی تھی۔ جب موسم سرما آیا تو شکم میں سختی بڑھ گئی اور قبض بھی زیادہ ہو گیا، کبھی کبھی خون آلودہ سدّے نکلتے تھے۔ اس کو سب سے پہلے یہ نسخہ منضج پلایا۔

بنفشہ ۶ ماشے، تخم کدو خشک ۶ ماشے، اصل السوس ۵ ماشے، پوست بیخ کاسنی ۵ ماشے، بیخ بادیان ۶ ماشے، گاؤزبان ۶ ماشے، مویز منقّیٰ ۱۰ دانے، سب کو عرق کدو ۱۰ تولے، عرق کاسنی ۱۰ تولے میں رات کو بھگو رکھیں۔ صبح کے وقت جوش دے کر گل قند آفتابی ۳ تولے ملائیں اور چھان کر نیم گرم تین چار روز تک پئیں۔ دوسرے روز اس نسخے میں بواسیر کی رعایت سے تخم خطمی، ریشہ خطمی اضافہ کیا گیا۔ چوتھے روز خون آلود سدّوں کا نکلنا موقوف ہو گیا۔ لیکن پیٹ میں اکثر نفخ رہتا تھا۔ کبھی کبھی ڈکاریں بھی آتی تھیں لیکن نیچے کی طرف سے ریاح کم خارج ہوتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شکم میں کوئی چیز چمٹی ہوئی ہے۔ گاڑھا گاڑھا پیشاب کثرت سے آتا تھا۔ تب اس نسخے میں انیسون ۳ ماشے، بادیان ۶ ماشے، تخم کشوث ۳ ماشے، سپستاں ۱۰ دانے اضافہ کر کے دو روز پلایا گیا اور اس کے بعد سدّوں کو کھولنے اور پیٹ کو نرم کرنے کے لیے مسہل سے ایک روز پہلے سنا مکی نو ماشے اضافہ کی گئی جس سے دو تین دست آئے۔ دوسرے روز مغز املتاس ۶ ماشے، ترنجبین ۴ تولے اور روغن بادام شیریں ۶ ماشے اضافہ کر کے مسہل دیا گیا۔ ان کے علاوہ جوشاندے میں مغز تخم کدو ایک تولہ بڑھایا گیا تھا۔ غذا میں چنے کا پانی اور ملائم کھچڑی اور پانی کے بجائے عرق گاؤزبان، عرق کاسنی، عرق کدو نیم گرم پینے کے لیے کہا گیا۔ اس مسہل کے چھ سات دست ہوئے اور مرض میں کسی قدر تخفیف معلوم ہوئی۔ اس کے بعد یہ تبرید دی گئی۔

لعاب ریشہ خطمی ۶ ماشے، شیرہ تخم خیارین ۶ ماشے، گاؤزبان، کاسنی اور کدو کے عرقوں میں نکال کر شربت بزوری ۲ تولے ملائیں اور تخم ریحاں ۶ ماشے چھڑک کر پلائیں۔ (کبھی اس تبرید کے بجائے عرق بادیان ۱۰ تولے عرق گلاب ۲ تولے، شربت بزوری ۲ تولے، تخم ریحاں ۶ ماشے دیا گیا اور گاہے شربت کے بجائے گل قند آفتابی بھی دیا گیا)۔

دو تین روز کی مہلت دینے کے بعد یہ منضج دو تین دن پلایا گیا۔

بنفشہ ۶ ماشے، تخم کدو خشک ۶ ماشے، بیخ بادیان ۶ ماشے، مویز منقّیٰ ۱۰ دانے، تخم کشوث ۳ ماشے، بادیان ۶ ماشے، انیسون ۳ ماشے، تخم خیارین نیم کوفتہ ۶ ماشے، انجیر زرد ۳ دانے، گاؤزبان ۶ ماشے، پوست بیخ کاسنی ۶ ماشے، سب دواؤں کو رات کے وقت گرم پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کے وقت گل قند ۳ تولے ملا کر چھان کر پلائیں۔

اس منضج کو دو تین روز پلانے کے بعد دوسرے مسہل میں بسفائج فستقی ۶ ماشے، ریوند خطائی ۶ ماشے، غاریقون ۳ ماشے اضافہ کیا گیا۔ سات

دست ہوئے، جن میں جلا ہوا مواد اور چھیچھڑے کے ساتھ بلغم نکلا۔ اس کے بعد بدستور تبرید پلانے کے بعد پھر منضج دیا گیا۔

گاؤزباں ۶ ماشے، انگور خشک ۶ ماشے، بیخ کاسنی ۶ ماشے، بنفشہ ۶ ماشے، بیخ بادیان ۶ ماشے، مویز منقّٰی ۱ تولہ، تخم خربزہ ۶ ماشے، تخم خیارین ۶ ماشے، تخم کشوث ۳ ماشے، گل نیلوفر ۱ تولہ، گل قند آفتابی ۲ تولے۔

دو تین روز پلانے کے بعد تیسرے مسہل میں حب ایارج اور حب لاجورد عرق گاؤزباں اور عرق کیوڑے کے ساتھ چار گھڑی رات باقی رہے کھلا کر صبح کو مسہل کی دواؤں میں منضج کی دوائیں اضافہ کرکے پلائی گئیں۔ پیٹ میں مروڑ ہو کر دست ہوئے، لیکن دار بلغم تھوڑا تھوڑا نکلا۔ پھر دو تین روز منضج دیکر چوتھا مسہل بدستور حب ایارج اور حب لاجورد کے ساتھ دیا گیا۔ اور پھر معجون دبید الورد، عرق گاؤزباں، عرق کیوڑا اور شربت بزوری اور گل قند بطور تبرید پلائی گئی۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل معجون کھلائی گئی جس سے کچھ دنوں بعد صلابت دور ہوگئی۔

معجون، ابریشم مقرض، گاؤزباں، بادرنجبویہ، اسطوخودوس، تیزپات، اسارون، دیگر بوزیدان، صندل، افتیمون، گل بنفشہ، طباشیر، گل سرخ، نیلوفر، ہر ایک سات ماشے، گل گاؤزباں ۲ تولے، فرنجمشک ۲ ماشے، دانہ الائچی خورد پانچ ماشے، قرنفل، دارچینی، زرنباد، بادیان، اگر، مصطگی، انیسون، ہر ایک ساڑھے تین ماشے، خولنجان، بالچھڑ، تخم خرفہ، تخم کاسنی، ہر ایک ساڑھے دس ماشے، بہمن سفید چودہ ماشے، جائفل، جاوتری ہر ایک پونے دو ماشے۔ مصری دواؤں سے دو چند، شہد دواؤں کے برابر، عرق گلاب پاؤ سیر۔ قوام تیار کرکے بدستور معجون بنائیں۔ آخر میں مشک دو ماشے، زعفران چار ماشے عرق گلاب میں کھرل کرکے ملائیں۔

فوائد:۔ پیٹ کی سختی اور مراق کے لیے مفید ہے۔ سوداوی اخلاط کا تنقیہ کرتی ہے۔

روئداد مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ دہلی

دِق وسل

مریضہ نمبر ۲۵۵۶۱

مریضہ کے حسبِ ذیل حالات سے مجلس کو آگاہ کیا گیا۔

"مریضہ کو کھانسی اور بخار کی شکایت ہے حکیموں اور ڈاکٹروں نے دق تشخیص فرمایا ہے۔ آپ کے پاس حالات لکھ کر بھیج رہے ہیں تشخیص کے بعد دوا بہت جلد روانہ فرمادیں۔ پیٹ میں درد رہا کرتا ہے۔ سینے میں ہر وقت دائیں طرف درد رہتا ہے۔ بلغم پیپ کی طرح کا نکلتا ہے۔ خون بھی آچکا ہے۔ ہاضمہ حد خراب ہے۔ ڈکاریں بہت آتی ہیں۔ بھوک کا تو نام و نشان نہیں ہے۔ اعضا شکنی رہتی ہے تلوے اور ہتھیلیاں جلتی رہتی ہیں۔"

مجلس نے حسبِ ذیل دوائیں تجویز فرمائیں۔

قرص سحر اکبر عدد، ماء اللحمات ۵ تولے کے ساتھ روزانہ صبح کے وقت استعمال کرائیں۔ دوائیں ۳۶ دن استعمال کرکے مندرجہ ذیل حالات سے اطلاع دی گئی۔

حالات ماقبل استعمال ادویہ	حالات مابعد استعمال ادویہ
۱ کھانسی چوبیس گھنٹے ستاتی رہتی تھی۔	اب صرف صبح یا شام کو کبھی اٹھ جاتی ہے۔
۲ گھبراہٹ تھی۔	اب نہیں ہے۔
۳ پیٹ میں درد رہا کرتا تھا۔	اب نہیں ہے۔
۴ قبض شدید تھا۔	بہت کمی ہے۔
۵ ڈکاروں کی کثرت تھی۔	اب کبھی آجاتی ہے۔
۶ اعضا شکنی رہا کرتی تھی، تلوے اور ہاتھ جلتے تھے۔	اب ایسی بات نہیں ہے۔
۷ درد سینہ کی شکایت تھی۔	اس میں تھوڑی سی کمی ہوگئی ہے۔
۸ بھوک بند تھی۔	اب کھل گئی ہے۔
۹ لعاب دہن کی کثرت تھی۔	اب بہت کمی ہے۔
۱۰ منہ کا مزا پھیکا تھا۔	اب بھی مزا پھیکا ہے۔

مجلس نے مندرجۂ بالا دوائیں بدستور استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی اور معجون بارد جواہر والی ۶ ماشے شام کے وقت کھانے کے لیے اضافہ کی۔

اسہالِ دَوری

مریضہ نمبر ۳۱۴۹۳/۴۶۶۹

حسبِ ذیل حالات سے ہمدرد دواخانے کی مجلس تشخیص و تجویز کو اطلاع دی گئی۔

"مریضہ کی عمر انیس بیس برس کی ہے۔ ایک لڑکا ہے۔ شادی ہوئے دو برس ہوئے۔ ہر بائیس روز کے بعد دست شروع ہوجاتے ہیں ساتھ کے بعد چہرے پر زردی چھا جاتی ہے اور کمزوری بہت زیادہ ہوجاتی ہے۔ دو تین دن یہی حالت رہ کر ٹھیک ہوجاتی ہے اور پھر بائیس دن کے بعد دورہ ہوجاتا ہے۔ بھوک تو لگتی ہی نہیں۔ ٹھنڈ میں رہنے سے جوڑ جوڑ میں درد ہوجاتا ہے۔ ڈاکٹری علاج ہوئے۔ انجکشن بھی لگے۔ لیکن حالت بدستور ہے۔"

مجلس نے حسبِ ذیل دوائیں تجویز فرمائیں۔

(صبح) قرص مالتی بسنت ایک عدد معجون سنگ دانہ مرغ ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔

(بعد غذا) جوارش عود شیریں ۶-۶ ماشے دونوں وقت استعمال کریں۔

بیس دن مسلسل دوائیں استعمال کرنے کے بعد حسب ذیل حالات سے اطلاع دی گئی:-

"گزارش خدمت یہ ہے کہ حضور کے دواخانے سے دوائیں منگا کر استعمال کرائی گئیں۔ خدا کے فضل و کرم سے بہت زیادہ فائدہ ہوا اس مرتبہ دست آنے ہی نہیں اور روٹی بھی بھوک کے ساتھ کھاتی ہے"

ضعفِ ہضم بلغمی

مریض نمبر ۳۴۳۹۷/۹۰۸۹

حسب ذیل حالات سے خط کے ذریعے سے اطلاع دی گئی:-

"عمر قریباً اڑتالیس سال کی ہے۔ مزاج بلغمی واقع ہوا ہے جسم فربہ ہے۔ منہ سے رطوبت ٹپکتی رہتی ہے۔ مسوڑے پھول جاتے ہیں۔ قبض لازمی رہتا ہے۔ پیٹ بھاری رہتا ہے۔ طبیعت ہر وقت گری گری سی رہتی ہے۔ دل میں میٹھا میٹھا درد اور کمزوری معلوم دیتی ہے۔ بھوک بالکل نہیں لگتی۔ نزلہ اور زکام دائمی ہیں۔ خالی اُبکائیاں بھی آتی ہیں۔ دانت گر گئے ہیں۔ کچھ میں تو ان میں درد رہتا ہے۔ دوائیں تجویز کر کے صرف ۱۵ دن کے لیے بھیج دیجیے۔"

مجلس نے حسب ذیل دوائیں استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی:-

(صبح) قرص کشتہ خبث الحدید ایک عدد، قرص کشتہ مرجان ایک عدد، دواء المسک سادہ ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔

(شب) قرص ملین ۲ عدد ایک روز کے وقفے سے کھائیں۔

(بعد غذا) جوارش جالینوس نو نو ماشے استعمال کریں۔

۱۳ دن دوائیں استعمال کر کے حسب ذیل حالات سے باخبر کیا:-

"حسبِ ہدایت آپ کی دواؤں کا استعمال جاری ہے۔ قریب قریب سب ہی شکایتیں دور ہو گئی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ چند دن دوائیں اور کھاؤں۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو ۱۰ دن کے لیے دوائیں اور روانہ کر دیں"

سیلان الرحم

مریضہ نمبر ۳۹۳۹۱/۹۵۷۱

"مریضہ کو عرصے سے سفیدی آنے کا مرض ہے۔ بہت سے علاج کرڈالے لیکن افاقہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ماہواری کی بے قاعدگی نے الگ پریشان کر رکھا ہے۔ اکثر دورانِ سر کی شکایت رہتی ہے۔ آپ سے یہ بھی مشورہ کرنا چاہتا ہوں کہ جواہر مہرہ اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے تو کیوں نہ مریضہ کو استعمال کرایا جائے"

مجلس نے حالات پر غور کر کے مندرجۂ ذیل دوائیں استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی:-

(صبح) مستورین ایک تولہ آدھ پاؤ دودھ میں حل کر کے پلایا کریں۔

(شب) معجون سہاگ سونٹھ ایک تولہ سوتے وقت کھلایا کریں۔

دس دن دوائیں استعمال کرنے کے بعد مریضہ کے حسب ذیل حالات سے اطلاع دی گئی:-

"آپ کی ارسال کردہ دوائیں جملہ ہدایات و پرہیز کے ساتھ استعمال کرائی گئیں۔ الحمدللہ بہت افاقہ ہوا۔ میرا یہ خیال ہے کہ دس دن کے لیے انہیں دواؤں کا کھلانا اچھا رہے گا۔ اگر اب جواہر مہرہ مناسب ہو تو ان ہی دواؤں کے ساتھ روانہ کر دیں"

MAJUN MUQAWWI RAHM

بچّہ انسان کا باپ ہی

معجُون مقوّی رحم

ایک مشہور انگریز مصنّف نے لکھا ہی "بچّہ انسان کا باپ ہی" یہ بالکل صحیح ہی۔ رحم کی خرابی کی وجہ سے ایک بچّہ ضائع ہوجائے تو اس کی نسل کے ہزاروں انسان ضائع ہوجاتے ہیں۔

معجون مقوّی رحم، سیلان الرحم، سیلان غدودی اور خواتین کے اندرونی اعضائے تناسل کے ورم کا اکسیری علاج ہی۔ خصیۃ الرحم اور نلوں کو از حد طاقت بخشتی ہی۔ ایام ماہواری کی تمام خرابیاں اس کے سامنے ٹھیر نہیں سکتیں، حمل کی حفاظت کرتی ہی۔ اور پُورے دنوں کا صحیح سلامت بچّہ پیدا ہوتا ہی۔

سونے پر سہاگہ یہ کہ خواتین کی عام جسمانی صحت روز بروز بہتر ہوتی جاتی ہی۔

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنے (۸/۲ع)



اگر خدانخواستہ آپ کے کسی عزیز رشتے خاتون کو رحم کی تکلیف ہو تو یہی وقت نہایت مناسب ہے کہ معجون مقوی رحم منگائیں ۞

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

ذیابیطس بڑا خطرناک مرض ہے

دولابی

ذیابیطس بڑا ہی خطرناک مرض ہی، اس کا آخریں نتیجہ دِق ہوتا ہی، غلط قسم کی دوائیں اس کو اور خطرناک کردیتی ہیں۔

دولابی ہمدرد دواخانے کی مشہور دوا ہی، اس کے استعمال سے گُردے، جگر، معدے وغیرہ کے عوارض لاحق ہونے کا خطرہ جاتا رہتا ہے۔

دولابی کے مؤثر ہونے کا اِس سے زیادہ کیا ثبوت ہوسکتا ہی کہ اطِبّا بھی جب ذیابطیس میں مبتلا ہوجاتے ہیں، تو خود دولابی استعمال کرتے ہیں۔ اس کی صرف چند خوراکوں سے پیشاب کی زیادتی کم ہوجاتی ہی۔ اور اس کا شفا بخش اثر ظاہر ہونا شروع ہوجاتا ہی۔ شکری اور سادہ دونوں قسم کی ذیابطیس کے لیے تریاق کامِل ثابت ہوئی ہی، بڑی کثرت سے فروخت ہوتی ہی۔ قیمت فی شیشی ۲۴ خوراک (۳/)

ملنے کا پتہ :۔ ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی



(مشہور فرانسیسی فسانہ نگار ساں ژوئیر (Saint-juirs) کا شاہکار)

ڈاکٹر نے اس کی صورت دیکھتے ہی کہا "تم مرجاؤ گے۔ تمہارے مرنے میں کوئی شبہ نہیں۔ مجھے تو تم اس وقت بھی مردہ نظر آرہے ہو"

اتنے بڑے ڈاکٹر کی زبان سے یہ الفاظ سن کر نوجوان سلیم خوف سے کانپنے لگا۔ ڈاکٹر بدری داس کو ماہر سمیات کی حیثیت سے بین الاقوامی شہرت حاصل تھی۔ اور دنیا میں کوئی ملک ایسا نہ تھا جہاں ان کے علم و کمال کا اعتراف نہ کیا جاتا ہو۔ سلیم اُن کے مرحوم دوست کا اکلوتا فرزند تھا۔ ڈاکٹر بدری داس کو اس سے محبت تھی۔ اور وہ بھی ان کے پاس تیسرے چوتھے دن آتا رہتا تھا۔ ڈاکٹر بدری داس نے سلیم کی آنکھوں کو دوبارہ غور سے دیکھا اور بولے "زہر کا پورا اثر ہے۔ بدنصیب لڑکے سچ بتا تو نے کیا کیا ہے؟"

موت کو نظروں کے سامنے دیکھ کر سلیم کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے۔ خوف سے کانپتے ہوئے بولا "میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا"

ڈاکٹر صاحب اس کی زبان کا معائنہ کرتے ہوئے بولے "بیٹا! ذرا اپنی یادداشت پر زور دو۔ تم نے کوئی چیز کھائی ہے۔ کوئی چیز پی لی ہے۔ کوئی چیز سونگھی ہے؟"

سلیم نے کہا "میرے ایک دوست مالوہ کے جنگلوں کی سیاحت کر رہے ہیں۔ انھوں نے مجھے سرخ رنگ کا ایک پھول لفافے میں بند کر کے بھیجا تھا۔ وہ میں نے ضرور سونگھا تھا"

ڈاکٹر بدری داس ایک دم سمیت عرق کی پوری شیشی اپنے رومال پر لنڈھا کر بولے "کہاں ہے وہ پھول۔ کہاں ہے وہ پھول! ذرا مجھے بھی دکھلاؤ"

سلیم نے جیب سے لفافہ نکالا اور پھول ڈاکٹر صاحب کی میز پر رکھ دیا۔

ڈاکٹر صاحب پھول کو دیکھتے ہی زور سے بولے "میری تشخیص بالکل صحیح ہے۔ اس پھول کا نام ہے پائیرامینس انڈیکا (Pyramenais Indica) سخت زہریلا ہوتا ہے۔ اور اس کو سونگھنے سے انسان مرجاتا ہے ——— تم نے یہ پھول کس وقت سونگھا تھا؟"

"آج نو بجے دن کو"

"اس کا زہر پورے چوبیس گھنٹے میں اثر کرتا ہے۔ کل ٹھیک نو بجے دن کو تم مرجاؤ گے"

سلیم کا چہرہ زرد ہوگیا۔ وہ بولا "ڈاکٹر صاحب۔ میری صحت تو بالکل اچھی ہے"

ڈاکٹر بدری داس بولے "تم سمیات کا حال نہیں جانتے۔ کل جب نو بجنے میں پانچ منٹ باقی رہیں گے تو تمہارے قلب میں ایکا ایکی درد اُٹھے گا اور تم پانچ منٹ کے اندر تڑپ تڑپ کر مرجاؤ گے ———"

"ڈاکٹر صاحب! کوئی علاج؟"

"کوئی علاج نہیں"

ڈاکٹر بدری داس کی تشخیص کس طرح غلط ہوسکتی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے اطبا بھی اس نامور ماہر سمیات کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کئے ہیں ——— تئیس چوبیس سال کا نوجوان سلیم دیوانوں کی طرح ڈاکٹر صاحب کے مطب سے باہر نکلا۔ قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ موت کی تصویر نظروں کے سامنے ——— کل ٹھیک نو بجے دن کو میں مرجاؤں گا ——— یہی ایک خیال دل میں بسا ہوا تھا۔

آٹھ بجے رات کو گرتا پڑتا مکان پہنچا۔

بوڑھی ملازمہ نے کہا، "کھانا کھا لو۔"

"مگر کھانا کس سے کھایا جائے۔ اور اب کھانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بارہ گھنٹے کے بعد تو زندگی کا چراغ گل ہو جائے گا۔"

وہ دردِ سر کا بہانہ کرکے لیٹ رہا۔ مگر آنکھوں میں نیند کہاں۔ سوچنے لگا ——— میری سو روپے مہینے کی جائداد ہے۔ اس کا وصیت نامہ مرتب کرلینا چاہیے۔ مگر جائداد کا وارث کسے قرار دیا جائے، نہ کوئی دوست نہ رشتہ دار، ہاں اس کے مرحوم چچا کی ایک نوعمر لڑکی نسیمہ تھی جو کئی سال سے اپنے ماموں کے پاس یتیمی کا پرمحن زمانہ بسر کر رہی تھی۔ سلیم کو اس سے درپردہ محبت تھی۔ لیکن شادی کی درخواست کس طرح کرتا۔ جانتا تھا کہ ماموں زرپرست ہے۔

اُس نے وصیت نامہ مرتب کرکے اپنی مختصر جائداد نسیمہ کے نام منتقل کر دی۔

وہ سوچنے لگا ——— نسیمہ کس قدر خوب صورت اور شریف طینت لڑکی ہے۔ مگر مصیبت میں گرفتار۔ تین چار دن ہوئے جب اس سے میری ملاقات ہوئی تو وہ کس قدر غمگین تھی۔ معلوم ہوا کہ اس کو ماموں نے ادھیڑ عمر کے ایک اُجڈ مگر دولت مند فوجی افسر کے ساتھ اس کی منگنی کر دی ہے۔ دقیانوسی خیالات کا غیر تعلیم یافتہ زمیندار، اسے لبریز شباب دلوں کے جذبات کا کیا احساس! وہ تو ہر وقت روپیہ آنہ پائی کے چکر میں گرفتار رہتا ہے۔ اسے روپیہ چاہیے۔ اس کے نزدیک روپیہ ہی سب کچھ ہے ——— نسیمہ، بدنصیب نسیمہ مجھ سے رو رو کر کہتی تھی کہ وہ زہر کھا کے مر جائے گی۔ مگر اس بدمزاج فوجی افسر کے ساتھ ہرگز شادی نہیں کرے گی ——— اس کی گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے بھی کسی سے محبت ہے ——— کاش نسیمہ کو مجھ سے محبت ہوتی! ——— اس میں کوئی شک نہیں کہ نسیمہ میرے لیے بہترین شریک زندگی ثابت ہوتی۔ ——— مگر اب ان باتوں کا ذکر کیا؟ رات کے دو بج چکے۔ سات گھنٹے بعد میری زندگی کا چراغ گل ہو جائے گا ——— مگر جب مجھے مرنا ہے تو اپنی پیاری نسیمہ کو مصیبت سے نکالنے کی آخری کوشش کیوں نہ کروں۔ کیوں نہ اس کے ماموں سے جا کر لڑ دوں کہ وہ روپے کے لالچ میں اُس اُجڈ فوجی افسر کے ساتھ نسیمہ کی شادی نہ کرے ——— مگر وہ کس طرح رضامند ہو جائے گا۔ بہت ضدی آدمی ہے ——— میں نسیمہ کے لیے اپنی جان پر کھیل جاؤں گا۔ مرنے والے کے مقابلے پر کوئی نہیں آتا۔ جب مجھے مرنا ہی ہے تو کیوں نہ ایک نیک مقصد کے لیے جان دوں ———"

یہ سوچ کر سلیم اُٹھا۔ گھڑی میں دیکھا تین بج چکے تھے۔ اس نے کپڑے پہنے اور نسیمہ کے ماموں کے گھر کی طرف چل دیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے پہلے آہستہ سے دستک دی۔ پھر دو چار آوازیں دیں لیکن جب کوئی نہیں بولا تو اس نے ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر دروازے کو بُری طرح پیٹنا شروع کر دیا۔ نسیمہ کے ماموں کی آنکھ کھل گئی۔ گھبرا کر بولا، "کون ہے؟"

سلیم نے جواب دیا، "ذرا نیچے تشریف لائیے۔ میں ہوں سلیم۔"

"سلیم ———! اس وقت تم کیسے آئے؟"

"کام ہی سے آیا ہوں اور کیوں آیا۔"

نسیمہ کا ماموں شب خوابی کے کپڑے پہنے ہوئے نیچے اتر آیا اور بولا، "کہو کیا بات ہے؟"

سلیم نے کہا، "مجھے آپ سے یہ عرض کرنا ہے کہ اس بوڑھے رسالدار عبداللہ خاں سے جس کی پہلی بیوی سے چار لڑکے موجود ہیں، نسیمہ کی شادی کا ارادہ ترک کر دیجیے۔"

"تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں۔ میرے لفظوں میں کوئی اُلجھن نہیں۔ صاف الفاظ ہیں اور صاف ہی ان کا مطلب ہے۔ اُردو زبان میں کہہ رہا ہوں۔ کیا آپ سمجھے نہیں؟"

"ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"ایسا ہو کر رہے گا"

"میں نے زبان دے دی ہے۔ اب رسالدار عبداللہ خاں کے ساتھ نسیمہ کی شادی ضرور ہوگی"

"ہرگز نہیں ہوگی"

"کون مزاحم ہوگا؟"

"میں"

"دیکھا جائے گا۔ خیر میں تمھاری بات کا جواب دے چکا۔ اب تم جاؤ اور جو کچھ کرنا ہے کرلو"

"سردی میں اتنی رات کو جاؤں کہاں۔ میں تو آپ کے پاس رہوں گا"

نسیمہ کے ماموں نے جھلا کر کہا "رہتے ہو تو رہو۔ لیکن میں یہ سمجھ لوں گا کہ تم چلے گئے۔ اور میں تم سے بات چیت نہ کروں گا"

سلیم نے مسکرا کر جواب دیا "آپ شوق سے بات نہ کیجیے۔ لیکن مجھے اپنے گھر میں اتنی رات تو کاٹ لینے دیجیے"

یہ کہہ کر وہ نسیمہ کے ماموں کے ساتھ مکان کے اندر داخل ہوگیا۔ نسیمہ کا ماموں بڑبڑاتا ہوا بستر پر لیٹ رہا "کیا شرافت ہے، کیا تمیزداری ہے، سردی کے موسم میں کسی شخص کو دروازہ پیٹ پیٹ کر تین بجے رات کو سوتے سے جگانا، اس کی نیند خراب کرنا اور پھر ایک لغویات کے لیے"

سلیم نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ ایک گوشے میں نسیمہ کے ماموں کا پرانا ستار رکھا ہوا تھا جسے وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا۔ سلیم نے ستار اٹھا کر بجانا شروع کیا "——— تان تان، تنوم تنوم ———"

نسیمہ کا ماموں گھبرا کر اٹھ بیٹھا، بولا "سلیم خدا کے لیے میرے ستار کو ہاتھ نہ لگاؤ"

سلیم نے جواب دیا "آپ نے یہ پہلے ہی سے سمجھ رکھا ہے کہ میں چلا گیا۔ میں یہ سمجھ لوں گا کہ آپ کمرے میں تشریف فرما نہیں۔ جو میرا جی چاہے گا کروں گا ——— تن تن، تان تان ———"

"دیکھو میاں سلیم۔ میں تمھیں سمجھاتا ہوں۔ اپنی شرارتوں سے باز آؤ۔ مجھے اس قسم کی بے ہودہ باتیں پسند نہیں"

"آپ کمرے میں تشریف ہی کب رکھتے ہیں ——— تن تن۔ تنوم، تان، تنوم، تان تان ———"

"خدا کے لیے میرے ستار پر رحم کرو۔ یہ میرے پاس بیس برس سے ہے اور ابھی میں نے تین روپے خرچ کرکے اس کے تار بدلوائے ہیں۔ اس زمانے کے چھوکروں کو پیسے کا درد ہی نہیں۔ گویا تین روپے کچھ ہوتے ہی نہیں"

"اچھا تو آپ میری بات منظور کرتے ہیں؟"

"کون سی بات؟"

"روپے کی لالچ میں نسیمہ کی شادی اس اجڈ فوجی افسر سے نہ کیجیے"

"یہ تو نہیں ہوسکتا"

"اچھا تو پھر لیجیے ——— تان، تنوم، تان، تن تن تن تن، تنوم تنوم تان ———"

"ہائے میرا ستار ناس ہوا"

"ہائے میری نسیمہ کی زندگی ناس ہوئی ——— تن تن، تان تان ———"

"ہائے میرے گزرے ہوئے عہد شباب کی نشانی ستار"

"ہائے میرے مرحوم چچا کی نشانی نسیمہ ——— تان، تان، تن تن۔ تان تان، تنوم تنوم۔ تن تن تن ———"

بوڑھے زمیندار نے تنگ آکر کہا "آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

سلیم نے جواب دیا "بس یہی کہ اس وحشی فوجی افسر کے ساتھ نسیمہ کی شادی نہ ہو ——— تنوم۔ تنوم، تن تن ———"

"رسالدار بہت ہی بدمزاج ہے۔"

"یہی تو میں بھی کہتا ہوں —— تان تان تان، تن —— "

"خدا کے لیے ستار رکھ دو۔ انسانوں کی طرح بات کرو۔"

"خدا کے لیے مجھے ستار بجانے دیجیے —— تن تن تن، تنوم تنوم، تان تان تان تان، تنوم —— "

معلوم ہوتا تھا کہ سلیم اب ستار کو توڑ ہی ڈالے گا۔

زمیندار نے کہا، "اگر میں نے اب منگنی فسخ کی تو رسالدار مجھے جان سے مار ڈالے گا۔"

"بس اتنی سی بات۔ اسے آپ مجھ پر چھوڑیے۔ اگر اس جاہل رسالدار نے شادی کا ارادہ ترک کر دیا تو نسیمہ اپنی پسند کے مطابق شادی کے لیے آزاد ہوگی —— تن تن تن، تان تان —— "

"ہاں میاں سلیم ہاں۔ خدا کے لیے اب تو میرا ستار خراب نہ کرو۔"

"تن تن تن، تان تان، تن، تنوم تنوم، تن تن —— "

بوڑھے زمیندار نے بگڑ کر کہا، "اب کیا شرارت ہے؟"

سلیم نے قہقہہ لگا کر جواب دیا، "یہ خوشی کا نغمہ ہے۔ اب ذرا یہ بتا دیجیے کہ وہ جاہل رسالدار رہتا کہاں ہے۔"

نسیمہ کے ماموں نے اسے مکان کا پتہ بتاتے ہوئے کہا، "ذرا وہاں سوچ سمجھ کر قدم رکھنا۔ بہت بدمزاج فوجی افسر ہے۔ اوّل تو وہ تمھاری صورت دیکھتے ہی مشتعل ہو جائے گا، اور اگر کوئی ایسی ویسی بات زبان سے نکل گئی تو تمھیں جان سے مار ڈالے گا۔"

سلیم نے جواب دیا، "دیکھا جائے گا۔"

یہ کہہ کر وہ رسالدار کے مکان روانہ ہوا۔ اور پانچ بجے کے قریب وہاں پہنچا۔ دروازے پر دستک دی۔ صدائے برنخاست۔ سلیم نے چیخنا شروع کیا، "اجی رسالدار صاحب! اجی رسالدار صاحب!!"

اندر سے بھیانک آواز آئی، "کون بدتمیز شور مچا رہا ہے؟"

سلیم نے مودّبانہ لہجے میں جواب دیا، "سرکار ذرا نیچے تشریف لائیے۔ میں زمیندار صاحب کا ایک ضروری پیام لے کر حاضر ہوا ہوں۔"

بھاری قدموں کی آہٹ ہوئی۔ مکان کا دروازہ کھلا۔ رسالدار باہر نکلا۔ تقریباً پچاس سال کی عمر، اچھی صحت، بڑی بڑی مونچھیں۔ پُر رعب چہرہ، آنکھوں سے خونخواری ٹپکتی تھی۔ کڑے تیور سے بولا، "کہیے کیا کام ہے؟"

سلیم نے جواب دیا، "میں اندر بیٹھ کر عرض کر سکتا ہوں۔"

رسالدار اسے اپنے کمرے میں لے گیا۔ دیواروں پر ہر طرف طرح طرح کے ہتھیار آراستہ تھے۔ بستر کے سرہانے کرچ تھی، پہلو میں رائفل اور میز پر دو دو ریوالور۔

ہتھیاروں کو دیکھ کر پہلے سلیم کسی قدر گھبرایا۔ پھر اس نے سوچا کہ جب میں دنیا میں چار ساڑھے چار گھنٹے کا مہمان ہوں تو پھر موت سے ڈرنا کیا۔

رسالدار نے اس سے کہا، "اب آپ اپنا مقصد بتایئے۔"

سلیم نے کہا، "آپ زمیندار صاحب کی بھانجی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہاں۔"

"آپ اس کے ساتھ شادی نہیں کر سکتے۔"

"مجھے کون روک سکتا ہے۔ خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔"

"میں روکتا ہوں۔"

"تم کون ہو؟"

"اس کا چچیرا بھائی۔"

رسالدار عبداللہ نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں پر تاؤ دے کر سلیم کے چہرے پر نظر دوڑائی چھریرے بدن کا خوب صورت نوجوان مگر چہرے پر غضب کی مستقل مزاجی۔ بولا "جا لڑکے جا۔ مجھے تیری نوجوانی پر رحم آتا ہے۔"

سلیم نے جواب دیا، "مجھے رحم کی ضرورت نہیں۔"

"کیا تو اپنی زندگی سے تنگ آچکا ہے جو مجھ سے لڑنے آیا ہے؟"

"اور کیا تو اپنی زندگی سے تنگ آچکا ہے جو میری چچیری بہن کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے۔"

"دیکھ میں سینکڑوں آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار چکا ہوں۔ اس وقت مجھ سے بڑا شمشیر زن دنیا کے پردے پر موجود نہیں۔"

"مجھے بھی کسی ایسے ہی مرد میدان کی ضرورت تھی جو میرے مقابلے کی تاب لاسکے۔"

رسالدار نے شیر کی طرح گرج کر کہا، "کیا تو واقعی مجھ سے لڑنا چاہتا ہے؟"

سلیم نے میز پر زور سے گھونسہ مار کر جواب دیا، "اور کیا تو مذاق سمجھتا ہے؟"

"دیکھ تیری ماں سر پر ہاتھ دھر کر روئے گی۔"

"خوب: میں اپنی ماں کو پہلے ہی رو چکا۔ بتا کس چیز سے لڑے گا؟ تلوار سے یا بندوق سے یا ریوالور سے لڑے گا؟" میز پر موجود ریوالور پڑے تھے ان کی طرف ہاتھ بڑھا کر سلیم نے کہا، "آ ریوالور ہی سے لڑلیں۔ ایک ریوالور تو لے۔ ایک مجھے دے۔"

رسالدار نے ریوالوروں کو ہٹاتے ہوئے کہا، "میاں صاحبزادے۔ آتشیں اسلحات کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ ان سے کھیلنا مذاق نہیں۔ جان کا خطرہ رہتا ہے۔"

سلیم نے جواب دیا: "تو مرنے سے ڈرتا ہی کون ہے؟ کیا میں تمھاری طرح بزدل ہوں۔"

"میں بزدل ہوں! اتنا مشہور۔ فوجی افسر!!"

"واہ کیا کہنا میرے رسالدار بہادر کا۔ جب ہی تو موت سے تھر تھر کانپ رہے ہو۔"

"میں خوف سے نہیں کانپ رہا ہوں۔ بلکہ اس وقت سردی زیادہ ہے۔"

"اگر خوف سے نہیں کانپ رہے ہو تو مجھ سے لڑو۔"

رسالدار نے نرمی سے کہا، "میاں لڑنے جھگڑنے سے کیا فائدہ۔ شریفوں کی طرح بیٹھ کر بات چیت کرو۔ آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

سلیم نے اپنا سوٹ درست کرتے ہوئے جواب دیا "بس یہی کہ تم نسیمہ کے ساتھ شادی کا خیال ترک کردو۔"

رسالدار نے کہا: "صاف بات یہ ہے کہ میں تو زمیندار صاحب کی بھانجی کے ساتھ خود ہی شادی کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ سولہ سترہ برس کی نوجوان لڑکی اور میری پچاس سال کی عمر۔ اس سے بڑے تو میرے لڑکے ہیں۔ مگر زمیندار صاحب میری جائداد کی لالچ میں مجھے بُری طرح گھیرے ہوئے تھے۔ میں تمھارا مطالبہ پورا کرنے کے لیے بخوشی تیار ہوں۔ مگر دشواری یہ ہے کہ تم نے مجھے دھمکیاں دی ہیں اور میں آج تک کسی کی دھمکی سے مرعوب نہیں ہوا۔"

سلیم نے جواب دیا، "جی حضرت میں اپنی ساری دھمکیاں واپس لیتا ہوں۔ آپ تو میرے باپ کے برابر ہیں۔ اور پھر اتنے بڑے نامور فوجی افسر ہیں بھلا آپ کو کیا دھمکیاں دوں گا۔ کہیے تو دست بستہ آپ سے معافی مانگ لوں۔"

رسالدار نے اس کی پیٹھ پر آہستہ سے تھپکی دے کر کہا، "جب یہ بات ہے تو مجھے تمھاری خواہش منظور ہے۔ میں تمھاری چچیری بہن کے ساتھ شادی کا ارادہ ترک کرتا ہوں۔"

سلیم نے کہا، "تو از راہِ کرم مجھے یہ لکھ کر دے دیجیے۔"

رسالدار مسکرا کر بولا، "میاں صاحب زادے تم ہو بڑے ذات شریف۔ آسانی سے ٹلنے والے نہیں۔" یہ کہہ کر اس نے شادی سے انکار کا خط نسیمہ کے ماموں کے نام لکھ دیا۔

سلیم ۲ بجے رسالدار سے رخصت ہو کر سات بجے کے قریب نسیمہ کے ماموں کے گھر پہنچا۔ زمیندار صاحب دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے حقے سے شغل فرما رہے تھے۔ سلیم کی صورت دیکھتے ہی بولے: "اب تم پھر مجھے تنگ کرنے آگئے؟"

سلیم نے جواب دیا: "میں آپ کو تنگ کرنے نہیں۔ بلکہ خوش خبری سنانے آیا ہوں۔ رسالدار صاحب نے شادی سے انکار کا خط لکھ دیا۔"

زمیندار نے حیرت سے چونک کر پوچھا، "کیا تم واقعی اس بدمزاج رسالدار کے پاس گئے تھے؟"

"جی ہاں۔"

"ہو نہیں سکتا۔ وہاں اگر جاتے تو زندہ بچ کر نہیں آسکتے تھے۔"

"ابھی دیکھیے یہ رہا رسالدار کا خط۔"

زمیندار نے خط لے کر متحیر نگاہوں سے دیکھا۔ اور بولا، "تم نے اس پر کیا جادو کر دیا۔ وہ تو بہت ہی ضدی شخص ہے۔"

"اور کیا میں کم ضدی ہوں! لائیے اس خوشی میں آپ کو ستار کا ایک نغمہ تو سنا دوں۔"

یہ کہہ کر وہ مکان کے اندر بھاگا۔ زمیندار صاحب اس کے پیچھے شور مچاتے ہوئے، "دیکھو خبردار۔ میرا ستار خراب نہ کرنا۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔"

سلیم نے اندر جا کر نسیمہ کو دیکھا۔ وہ غسل خانے میں تھی۔ سلیم نے چیخنا شروع کیا۔ "نسیمہ، نسیمہ!! جلد باہر نکلو۔"

سلیم کی آواز سن کر نسیمہ جلدی سے غسل خانے سے باہر نکلی۔ بالوں سے ٹپکنے والے پانی کے قطروں نے اس کے حسن کی جاذبیت اور بھی بڑھا دی تھی۔ نسیمہ نے کہا، "آج صبح صبح کیسے راستہ بھول گئے۔ ماموں جان کہتے تھے کہ تم تین بجے رات کو بھی آئے تھے۔ خیر تو ہے، کیا بات ہے؟"

زمیندار نے کہا، "بات کیا ہے۔ تیرے چچیرے بھائی کا دماغ خراب ہو گیا۔ ساری رات خود بھی پریشان رہا اور دوسروں کی بھی نیند حرام کی۔"

نسیمہ بولی، "آخر یہ کیا کرتے رہے؟"

زمیندار نے کہا، "انہی سے پوچھو۔"

سلیم بولا، "اب اس اجڈ رسالدار کے ساتھ تمھاری شادی نہیں ہوگی۔ میں نے اس سے خط لکھوا لیا۔ ماموں صاحب نے مجھ سے وعدہ کر لیا کہ اب تم شادی کے معاملے میں آزاد ہوگی۔ تمھاری شادی وہاں ہوگی جہاں تم چاہوگی۔"

نسیمہ نے سر جھکا کر کنکھیوں سے سلیم کی طرف دیکھا، بوڑھے زمیندار کی تجربہ کار آنکھوں نے نسیمہ کی دزدیدہ نگاہوں میں سب کچھ دیکھ لیا۔ وہ سب کچھ سمجھ گیا۔ بولا، "سلیم۔ میں نسیمہ کے ساتھ تمھاری شادی منظور کرتا ہوں۔"

سلیم کے دل کی حرکت تیز ہو گئی۔ پیشانی پر پسینہ آگیا۔ بولا، "میری شادی نسیمہ کے ساتھ ـــــــــ! نہیں میں ان کی زندگی برباد کرنا نہیں چاہتا۔ میں آپ کے پاس صرف اس لیے آیا تھا کہ اپنے مرحوم چچا کی واحد یادگار نسیمہ کو بوڑھے رسالدار کے عذاب سے نجات دلاؤں اور اسے اپنا وصیت نامہ دے دوں۔"

زمیندار نے پوچھا، "وصیت نامہ! کیسا وصیت نامہ؟"

"میرا وصیت نامہ۔ میں نے اپنی جائداد نسیمہ کے نام منتقل کر دی ہے۔"

"یہ کیوں؟"

"آٹھ بجنے والے ہیں۔ میں اب اس دنیا میں گھنٹہ سوا گھنٹے کا مہمان ہوں۔ میں اب گھر جا رہا ہوں۔ مرنے کے لیے۔"

نسیمہ سر جھکائے خاموش کھڑی تھی۔ اس نے گھبرا کر سلیم کی طرف دیکھا۔ بولی: "آج تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ کیسی باتیں کر رہے ہو۔ بھلا اپنی موت کا علم بھی کسی کو ہوا ہے۔"

سلیم آہ سرد بھر کر بولا: "ہاں نسیمہ، مجھے اپنی موت کا علم ہے۔ میں نے کل ایک زہریلا پھول سونگھ لیا تھا۔ اس کی سمیت سے میں آج نو بجے دن کو مر جاؤں گا۔"

نسیمہ نے پوچھا: "تم سے یہ کس نے کہہ دیا؟"

سلیم نے جواب دیا: "ڈاکٹر نے۔"

"کون ڈاکٹر؟"

"ڈاکٹر بدری داس جو ملک میں سمیات کے سب سے بڑے ماہر ہیں اور جن کی تشخیص کبھی غلط نہیں ہوئی۔" ڈاکٹر بدری داس کا نام سن کر نسیمہ اور اس کے ماموں دونوں نے قہقہہ لگایا۔ سلیم نے تعجب سے ہنسنے کا سبب پوچھا۔ نسیمہ دوڑ کر کمرے کے اندر سے ایک روزنامے کا پرچہ اٹھا لائی اور ایک مضمون کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی: "اپنے ڈاکٹر بدری داس کا حال تم خود پڑھ لو۔"

سلیم نے پڑھنا شروع کیا۔ اخبار میں لکھا تھا:-

> "افسوس ہے کہ ہمارے شہر کے نامور ماہر طب ڈاکٹر بدری داس کا دماغی توازن دفعتاً بگڑ گیا۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ وہ ملک میں سمیات کے سب سے بڑے ماہر تھے۔ اور ہمیشہ زہریلی چیزوں کی تحقیقات میں مصروف رہتے تھے۔ سمیات پر غور و فکر کی کثرت سے ان کے ذہن میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ جو شخص بھی ان سے ملنے آتا ہے وہ کسی زہر کے زیر اثر ہے۔ چنانچہ رات کو نو بجے کے قریب اپنا مطب بند کرتے ہوئے ان کا دماغی توازن بالکل بگڑ گیا اور انھوں نے اپنے دواخانے کی تمام شیشیاں، دوائیں اور فرنیچر یہ کہہ کہہ کر دیوانہ وار باہر سڑک پر پھینکنا شروع کیا کہ یہ دوا بھی زہریلی ہے۔ یہ کرسی بھی زہریلی ہے۔ یہ میز بھی زہریلی ہے۔ ان کی اس حرکت سے کئی راہگیر سخت مجروح ہوئے۔ پولیس نے انھیں بڑی مشکل سے قابو میں کیا اور وہ ایک بجے رات کی ٹرین سے آگرے کے پاگل خانے روانہ کر دیے گئے۔"

سلیم نے اخبار ہاتھ سے رکھ دیا اور نسیمہ کی طرف دیکھا، بولا: "نسیمہ!"

نسیمہ نے آہستہ سے کہا: "سلیم!"

دونوں کی آنکھوں میں آنسوؤں کے دو دو قطرے تھے۔



نسل انسانی کے دشمن

شیر، سانپ، جراثیم، سل اور دق

شیر اور سانپ کو تو گولی اور لاٹھی سے مارا جا سکتا ہے، مگر ان ننھے ننھے خوردبینی جراثیم کا بقراط اور سقراط کے زمانے سے کوئی خاص علاج نہیں تھا۔

لعاب اور دہن میں جراثیم ہوتے ہیں۔

گندے ہوٹلوں، گندے گلاسوں اور چائے کی پیالیوں سے یہ مرض روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

چونکہ پھیپھڑوں کو رات اور دن کسی وقت بھی سکون میسر نہیں یعنی سانس کے ساتھ ہر وقت پھولتے سکڑتے ہیں اس لیے ان کے نقائص اور زخم وغیرہ دور کرنا ناممکن تو نہیں مگر بے حد دشوار ضرور تھا۔

ہمدرد کی مجلس تجربات نے دس سال تک سرگرم تحقیقات جاری رکھی اور **قرص سحر** اور **مار الحیات** دو اکسیر دوائیں دنیا کے سامنے پیش کر دیں، جن سے پھیپھڑوں کے جراثیم ہلاک ہو کر ان میں روز بروز طاقت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

ہلکی حرارت، کھانسی، سانس پھولنا، وزن کا بلا وجہ کم ہونا، دق کے خطرے کی علامات ہیں۔

ہرگز ہرگز غفلت نہ کیجیے، ان کو فوراً قرص سحر اور مار الحیات سے روک دیجیے۔ اگر خدانخواستہ مرض بڑھ گیا ہے، تو بھی انشاءاللہ یہ دونوں دوائیں فرشتہ رحمت ثابت ہوں گی۔ اور آپ کے پھیپھڑوں میں زیادہ طاقت بھر دیں گی۔

پچھتر فی صدی ایسے اصحاب جن کے انتظار میں موت ہر وقت کندھے کے برابر لگی کھڑی تھی، خدا کے فضل سے بالکل تن درست ہو گئے ہیں۔

مریض خوش ہو جائیں، ماں باپ، بچے، عورتیں، رشتے دار اور دوست بھی خوشیاں منائیں، زیادہ سے زیادہ چالیس روز میں مریض کو مکمل شفا ہو جاتی ہے۔

قیمت قرص سحر فی عدد دو آنے۔ مار الحیات جو بارہ روز کے لیے کافی ہے فی بوتل دو روپے۔ ابھی منگائیے۔

ترکیب استعمال بہت آسان ہے، صبح کو قرص سحر ایک عدد منہ میں ڈال کر اوپر سے مار الحیات ۵ تولے پی لیجیے، اور ترش و ثقیل چیزوں سے پرہیز کیجیے۔ فواکہات میں انار، انگور، سنگترہ استعمال کیجیے۔

غذا نرم اور زود ہضم کھائیں، آش جو، ساگودانہ وغیرہ ہو تو زیادہ مناسب ہے۔

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

علم الادویہ — رسوت

از جناب حکیم مولوی عبدالواحد صاحب رکن مجلس تحقیق و تجزیہ ہمدرد دواخانہ دہلی

رسوت ان چند دواؤں میں سے ہے جن کے اکثر افعال و تاثیرات میں تینوں مروجہ طبیں آیورویدک، طب یونانی اور ڈاکٹری متفق ہیں۔ اگرچہ ڈاکٹری میں اس کا استعمال زیادہ نہیں ہے لیکن آیورویدک اور طب یونانی میں یہ دوا کثرت سے استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ کثرت سے استعمال ہونے کے باوجود ہماری علم الادویہ کی کتابوں میں اس کی ماہیت کے متعلق مختلف اقوال ملتے ہیں جن کو دیکھ کر صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی کہ رسوت درحقیقت کس درخت یا پودے سے بنائی جاتی ہے۔ اس لیے ہم اس مضمون میں اس دوا کے متعلق مختلف اقوال، اس کی صحیح ماہیت اور دوسری ضروری معلومات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

رسوت کے نام رسوت اردو، ہندی میں اسی نام سے مشہور ہے۔ البتہ عربی میں اس کو حُضُض (ح اور ض پر پیش) اور سنسکرت میں رُساجن کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مرہٹی اور بنگالی زبانوں میں بھی یہی سنسکرت نام معمولی تبدیلی کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ گجراتی میں اس کو رسوتی کہا جاتا ہے اور انگریزی میں اس کو ایکسٹریکٹ آف بربرس اور لاطینی میں ایکسٹریکٹم بربریڈس کہتے ہیں۔ اور اس کا قدیم یونانی نام لوکیون ہے۔

مخزن الادویہ اور محیط اعظم میں اس کا یونانی نام لوقیون لکھا ہے، جو شمس الاطباء مرحوم کی تحقیق کے مطابق غلط ہے۔ صحیح لفظ لوکیون ہے اور یہ کچھ بھی بعید نہیں ہے۔ اکثر الفاظ میں اس قسم کی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ لوکیون کو شروع میں کاتب نے غلطی سے کاف کے بجائے قاف سے لکھ دیا ہوگا۔ (لوقیون) کچھ مدت گزرنے کے بعد قاف کا ایک نقطہ اڑ گیا یا پڑھنے والے نے غلطی سے لوفیون پڑھا اور دوسری جگہ لوفیون ہی نقل کیا گیا۔ دوسری زبان کا لفظ تھا، امتداد زمانہ کے بعد کسی کو اس کے صحیح تلفظ کی خبر ہی نہیں رہی، لہٰذا لوفیون ہی مشہور ہو گیا۔

رسوت کی وجہ تسمیہ رسوت کا تلفظ عام طور پر رے کے زبر اور سین کے زبر یا پیش کے ساتھ کیا جاتا ہے، یعنی رَسوت اور رُسوت (واؤ مجہول کے ساتھ)، درحقیقت یہ لفظ "رس" اور "اوت" دو لفظوں سے مرکب ہے۔ رس کسی بوٹی یا پھل کے نچوڑے ہوئے پانی یا پانی میں جوش دے کر حاصل کیے ہوئے جوشاندے کو کہتے ہیں اور "اوت" کے معنی اوٹانا یعنی جوش دینا ہے۔ چوں کہ رسوت ایک درخت کی لکڑیوں کو جوش دے کر حاصل شدہ رس کو پکا کر بنائی جاتی ہے، اس لیے اس کو "رسوت" کہنے لگے اور پھر یہی لفظ "ٹ" کو "ت" سے تبدیل کر کے رسوت بولا جانے لگا۔

رسوت کی تاریخ طب یونانی اور آیورویدک میں رسوت زمانہ قدیم سے استعمال کی جاتی ہے۔ چنانچہ دیسقوریدوس، بقلوس اور جالینوس وغیرہ قدیم اطباء نے لوکیون کے نام سے اس کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح آیورویدک کی پرانی کتابوں میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔

رسوت کی قسمیں رسوت دو قسم کی ہوتی ہے (۱) رسوت مکی، جس کا بیان علم الادویہ کی کتابوں میں حُضُض مکی کے نام سے موجود ہے۔ (۲) رسوت ہندی، جو آج کل مستعمل ہے۔

حضض مکی جو کسی زمانے میں مکہ معظمہ میں بنائی جاتی تھی اور وہاں سے مختلف ممالک میں پہنچتی تھی، آج کل نایاب ہے۔

رسوت کی طبعی صفات تازہ اور خالص رسوت کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ کچھ مدت گزرنے پر رنگ سیاہ ہو جاتا ہے لیکن پانی میں گھولنے سے پانی زرد ہو جاتا ہے۔ مزہ کڑوا ہوتا ہے اور بو خاص قسم کی ہوتی ہے۔

بازار میں تازہ اور خالص رسوت کا ملنا مشکل ہے۔ کیونکہ کچھ مدت اس پر گزر چکی ہوتی ہے اس لیے رسوت بازار میں سیاہ رنگ کی بے ڈھنگی ڈلیوں کی شکل میں ملتی ہے، جس پر مختلف قسم کے درختوں کے پتے چپکے ہوتے ہیں، اور کنکر مٹی کی ملاوٹ بھی عموماً ہوا کرتی ہے۔ اگر رسوت کی ڈلیاں یا ٹکڑے نسبتاً ہلکے ہوں، توڑنے پر آسانی سے ٹوٹ جائیں، رنگ سیاہ اور زرد [illegible]

تو اس کو بہترین رسوت سمجھنا چاہیے۔ گویا یہ امتیازی علامتیں ہیں جن کو معلوم کرکے ہم رسوت کے اچھا یا برا ہونے کا حکم لگا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اصلی اور عمدہ رسوت اگر منہ میں چبائی جائے تو اس سے زبان کچھ سکڑتی ہے لیکن جس رسوت میں ملاوٹ ہوتی ہے وہ چبانے سے زبان پر کچھ تحریک پیدا کرتی۔ اس کا مزہ بہت زیادہ کڑوا ہوتا ہے۔ اس کے ٹکڑے بھاری ہوتے ہیں اور اگر ان کو توڑ کر دیکھا جائے تو ان میں وہ چمک بھی نہیں ہوتی جو توڑنے پر رسوت کے ٹکڑوں میں دیکھی جاتی ہے۔

رسوت کی ماہیت رسوت ایک درخت یا پودے کا عصارہ ہے لیکن وہ درخت کون سا ہے۔ اس میں اطبا کا اختلاف ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضض مکی کے متعلق جو کچھ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک خاردار درخت کے پتوں اور پھل کا عصارہ ہے۔ یہ درخت تقریباً تین گز بلند ہوتا ہے اس کی چھال کا رنگ کاہی ہوتا ہے۔ پتے شمشاد کے پتوں کے مانند ہوتے ہیں۔ پھل سیاہ مرچ کے مانند گول اور کالے، لیکن یہ سیاہ مرچ کی طرح کھردرے نہیں ہوتے بلکہ ہموار اور چکنے ہوتے ہیں اور ان کے مزے میں تلخی ہوتی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ حضض مکی کے درخت کے پتے گول اور کسی قدر موٹے ہوتے ہیں اور ان کی نوکیں اندر کی طرف مڑی ہوئی ہوتی ہیں اور یہ عرفات کے میدان میں پیدا ہوتا ہے۔

اس درخت کی جڑ، پتوں، بیجوں اور لکڑیوں کو لے کر ٹکڑے ٹکڑے کرکے ایک حوض میں بھگوتے ہیں اور ان کو خوب ملتے ہیں اس کے بعد چھوڑ دیتے ہیں، یہاں تک کہ تلچھٹ نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ اس کے بعد اوپر سے صاف پانی نتھار کر جوش دیتے ہیں، اور جب وہ گاڑھا ہو جاتا ہے تو اس کو مشکیزوں میں بھر کر مختلف ممالک میں فروخت کے لیے لے جاتے ہیں اور اس کو خاص طور پر "خولان" کہتے ہیں۔ اور جو گاد نیچے بیٹھ جاتی ہے پھر اس کو چھانتے ہیں، تنکے اور لکڑیوں وغیرہ کو پھینک دیتے ہیں، اور پھر اس چھنی ہوئی گاد کو تھوڑا سا پکاتے ہیں، جب یہ گاڑھی ہو جاتی ہے تو اس کے غلولے سے بنا لیتے ہیں۔ ان کو حضض کہتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ خولان و حضض الگ الگ چیزیں ہیں۔ درحقیقت دونوں چیزیں ایک ہی ہیں۔ ان میں فرق لطافت اور کثافت کا ہے پہلی قسم کی حضض لطیف اور نفیس ہوتی ہے، زیادہ قیمت پاتی ہے اور دوسری قسم کی حضض کثیف اور غلیظ ہوتی ہے۔ قیمت میں ارزاں ہوتی ہے لیکن ہوتی ہیں دونوں اصلی۔

صاحب مخزن الادویہ تحریر فرماتے ہیں کہ معتبر اشخاص سے سنا گیا ہے اور یہی صحیح بھی ہے کہ رسوت جس پودے سے بنائی جاتی ہے وہ بجنسہٖ مکوہ کے پودے کے مانند ہوتا ہے رسوت ہندی کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ "نیل زہرج" کا عصارہ ہے، لیکن صاحب مخزن الادویہ اس کی تردید کرتے ہیں۔ صاحب دستور الاطبا لکھتے ہیں کہ بہترین رسوت وہ ہے جو نگر کوٹ اور لاہور کے مضافات میں تازہ بلیلہ کے رس سے بناتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ رسوت چند بوٹیوں کے پتوں کا عصارہ ہے۔ بعض بوٹیوں کے پتے میتھی کے پتوں کے مانند ہوتے ہیں اور وہ خاردار ہوتی ہیں۔ بعض کے پتے خرمے کے پتوں سے مشابہ اور ان سے زیادہ موٹے ہوتے ہیں۔ بعض کے پتے بس جھربیری کے پتوں سے ملتے جلتے ہیں ان کو لکڑی کی بڑی اوکھلی میں کوٹ کر چھان لیتے ہیں۔ پھر اس کو جوش دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ گاڑھا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو پتوں پر پھیلا کر خشک کر لیتے ہیں۔

حکیم عبد الحمید حاشیہ تحفہ میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ دیکھنے اور ان کی معتبر کتابوں سے تحقیق ہوا ہے وہ یہ ہے کہ رسوت دار ہلد کا عصارہ ہے اور یہی صحیح بھی ہے۔

صاحب محیط نے نسخہ سعیدی کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ نواب محمد سعید خاں والی رام پور ایک مرتبہ کوہ نادون اور نگر کوٹ کی طرف شکار کے لیے گئے تھے۔ انہوں نے رسوت کے درخت دیکھے اور ان سے رسوت بھی تیار کرائی۔ نسخۂ مذکور میں درخت رسوت کے متعلق لکھا ہے کہ

"رسوت کا درخت (دار ہلد) نارنگی کے درخت کے برابر ہوتا ہے۔ اس پر کانٹے لگتے ہیں۔ اس کی جڑ اور لکڑی زرد رنگ کی ہوتی ہے پتے روامن کے پتوں کے مانند اور پھل مکوہ اور فالسے جیسے ہوتے ہیں۔ پختہ ہونے پر ان کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ مزہ ترش ہوتا ہے اور پہاڑی لوگ اسے کھاتے ہیں، اور وہ اس کو کشمل کہتے ہیں۔

رسوت کا درخت ہی زرشک کا درخت ہے

شمس الاطباء مرحوم مخزن الادویہ ڈاکری میں لکھتے ہیں کہ دار ہلد کا ڈاکٹری نام بربرس اور اس کا طبی نام بربارپس درحقیقت ایک ہی نام ہے۔ لیکن ڈاکٹری میں بربرس سے دار ہلد یا رسوت کی لکڑی قرار دی جاتی ہے اور طب میں بربارپس یا امبر باریس سے زرشک مراد لی جاتی ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اصل میں درخت زرشک کے تنے کی لکڑی کو دار ہلد اور اس کے عصارے کو حضض یا رسوت، اس کی جڑ کو آفیس اور اس کے پھل کو زرشک کہتے ہیں۔

ہمارے نزدیک بھی یہ تحقیق صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اول تو بربارپس اور امبر باریس دونوں لفظ ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے لفظی تغیرات اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہماری علم الادویہ کی کتابوں میں دار ہلد کے پھل کو اگرچہ زرشک نہیں لکھا۔ لیکن زرشک کے مانند ضرور لکھا ہے۔ علاوہ ازیں جب ہم زرشک کے درخت کی ماہیت پر غور کرتے ہیں تو اس میں اور دار ہلد کے درخت میں کوئی بڑا اختلاف نہیں پاتے۔ چنانچہ درخت زرشک کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ خاردار ہوتا ہے۔ پہاڑوں میں اگتا ہے، دو تین قدم بلند ہوتا ہے، پتے سبز سیاہی مائل آپیلی کے پتوں جیسے ہوتے ہیں۔ پھل خام ہونے کی حالت میں سبز، پختہ ہونے کی حالت میں سرخ ہوتے ہیں اور پرانے ہونے پر سیاہ پڑ جاتے ہیں۔ مزے میں کھٹ مٹھے ہوتے ہیں اور فارسی میں اس درخت کی جڑ کی چھال کو پوست بیخ زرد شدہ کہتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ زرشک کا درخت اور رسوت کا درخت ایک ہی ہے۔ یہ بھی خاردار ہوتا ہے اور رسوت کا درخت بھی۔ دونوں کا مقام پیدائش کوہستان ہے۔ بلندی کے لحاظ سے دونوں یکساں ہیں۔ پھل بھی دونوں کا ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ پھل کی ضخامت و شکل اس کی رنگت اور مزہ سب ایک ہے۔ درخت زرشک کے فارسی نام بیخ زرد شدہ سے ظاہر ہے کہ اس کا رنگ بھی دار ہلد کے مانند زرد ہوتا ہے۔ الغرض رسوت اور زرشک کا درخت ایک ہی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نظر نہیں آتا۔ البتہ اختلاف مقامات کے لحاظ سے ان میں جزوی اختلاف پایا جاسکتا ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ زمانہ قدیم میں مختلف قسم کے درختوں سے رسوت بنائی جاتی ہو، اور تیار شدہ رسوت اپنے افعال و خواص کے لحاظ سے ایک ہی قسم کی بنتی ہو۔

لاہور کا واقعہ ہے کہ میں نے بازار سے زرشک منگائی۔ اتفاق سے ایک پہاڑی جو غالباً گڑھوال کا باشندہ تھا، میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جب میں زرشک کو دیکھ رہا تھا تو اس نے بھی اس کے چند دانے اٹھا کر دیکھے اور ان کو چکھ کر کہنے لگا "حکیم صاحب یہ دوا تو ہمارے یہاں پہاڑوں میں ہوتی ہے۔ ہم اس کو کسل کہتے ہیں اور اس کے درخت کی لکڑی سے رسوت بناتے ہیں۔"

میں نے اس کی یہ بات سن کر محیط اعظم میں رسوت کا بیان دیکھا تو اس کے بیان کی تصدیق ہوئی کہ جس چیز کو ہم زرشک کہتے ہیں، پہاڑی لوگ اس کو "کسل" کہتے ہیں جس کا مؤلف صاحب محیط نے کشمل لکھا ہے اور اس کا درخت ہی دار ہلد یا زرشک کا درخت ہے۔

یورپ اور امریکہ میں جس قسم کے درخت کی لکڑیوں سے رسوت بنائی جاتی ہے، اس کو نباتی اصطلاح میں بربرس ولگیرس کہتے ہیں۔ ہندوستان میں جن درختوں سے رسوت بنائی جاتی ہے وہ مقام پیدائش کے لحاظ سے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ فارماکوپیا آف انڈیا میں مندرجہ ذیل تین قسم کے درختوں کو بیان کیا گیا ہے:

(۱) بربرس ارسٹےٹا (Berberis Aristata) اس کو انگریزی میں نیپال باربری (Nepal Rarberry) کہتے ہیں اور اس قسم کے درخت نیپال کے پہاڑوں پر پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) بربرس لیکی ام (Berberis Lycium) اسکو انگریزی میں آفتھلمک باربری (Ophthelmic Barberry) کہتے ہیں۔ اس قسم کے درختوں کا مقام پیدائش نیلگری پہاڑ ہے۔

(۳) بربرس ایشیاٹیکا (Berberis Asiatica) اس کو انگریزی میں ایشیاٹک باربری (Asiatic Barberry) کہتے ہیں اور اس قسم کے درخت گڑھوال سے لے کر ہزارہ تک تمام کوہستانی سلسلے میں پائے جاتے ہیں۔ (باقی آئندہ)



باب الصحت

جاپانیوں کی جسمانی طاقت اور قوت برداشت

(از ڈاکٹر جان ہاروے کیلاگ ، ایم - ڈی -)

پروفیسر بائیلز ایک مشہور جرمن طبیب ہیں جو سابق شہنشاہِ جاپان میکاڈو کے شاہی معالج رہ چکے ہیں۔ انہیں جاپانیوں کے طرزِ معاشرت اور صحت و زندگی کے بارے میں جس قدر قریبی معلومات حاصل ہیں شاید اور کسی کو نہیں ہوں چنانچہ ایک جگہ وہ لکھتے ہیں کہ جاپان کے نچلے طبقے کے لوگ جو زیادہ تر نباتاتی غذا کھاتے ہیں، ان لوگوں کی نسبت جو لحمی غذاؤں پر پرورش پاتے ہیں۔ اور لازمی طور پر خوش حال ہوتے ہیں زیادہ قوی اور ہمت والے ہوتے ہیں۔ غذائیات کا مطالعہ کرنے والے اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جاپانی کئی ہزار سال سے صرف نباتاتی غذا پر پل رہے ہیں اور اس وقت بھی جاپان کی آبادی کا بڑا حصہ صرف چاول اور سبزیوں پر گزارا کرتا ہے اور یہ چیزیں ان کے جسموں میں غذا کا ایک معقول تناسب و توازن پیدا کرنے اور نائٹروجن کی کافی مقدار مہیا کرنے میں بالکل کامیاب ثابت ہوئی ہے۔"

پروفیسر بائیلز کے پاس دو ہٹے کٹے جاپانی نوجوان ۲۵ اور ۲۲ سال کی عمر کے خدمت گاری کے کام پر ملازم تھے۔ انھوں نے ان دونوں کو اپنے تجربات کا موضوع بنایا۔ انھیں ایک خاص اور متعین مقدار اور حالت کی غذائیں مہیا کی جاتی تھیں جن کی کیمیاوی ترکیب کا اندازہ علمی ذرائع سے لگا لیا جاتا تھا۔ ان خدمت گاروں سے خاص خاص کام بھی لیے جاتے تھے، مثلاً تین ہفتے تک مسلسل انھیں رکشا کھینچنی پڑتی تھی جس میں وہ خود سوار ہوتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کا وزن ۱۷۶ پونڈ تھا۔ انھیں ۲۵ میل روزانہ دوڑنا پڑتا تھا اور بیچ میں کہیں ٹھیرنا نہیں ہوتا تھا۔ بظاہر یہ محنت نہایت سخت معلوم ہوتی ہے لیکن دراصل ان خدمت گاروں کے لیے یہ کوئی بڑی بات نہ تھی بلکہ وہ خود نہایت خوشی سے اس سخت جسمانی مشقت کو برداشت کر لیا کرتے تھے اور کچھ چون و چرا نہ کرتے تھے۔ اگر کسی سے صرف ۲۵ میل روزانہ ہی تین ہفتے تک چلنے کے لیے کہا جائے تو نہ معلوم اس کا کیا حال ہو۔ لیکن ۲۵ میل کے فاصلہ دوڑتے ہوئے طے کرنا ۱۷۶ پونڈ کا آدمی رکشا میں بٹھا کر کھینچنا اور مسلسل تین ہفتے تک اس مشقت کو بلا تامل برداشت کرنا بہادری اور جسمانی توانائی کا ایک غیر معمولی کارنامہ ہے۔

اس تجربے کے دوران میں ان خدمت گاروں کو عام خوراک کے علاوہ اور کچھ نہیں دیا جاتا تھا۔ ایک معمولی آدمی کے لیے لازمی طور پر جس قدر چربی استعمال کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے اس سے بہت کم ان قلیوں کو دی جاتی تھی۔ ان کی پروٹین کی تعداد بھی ۶۰ سے ۸۰ فی صدی کے حساب سے کم و بیش ہوتی رہتی تھی۔ شکریلے اجزا انھیں مختلف غذاؤں سے فراہم کیے جاتے تھے۔ جن میں چاول، آلو، جو اور مقامی سبزیاں شامل تھیں۔ تجربے کے آخر میں ان کا وزن کیا گیا۔ ایک خدمت گار کا وزن آدھا پونڈ بڑھ گیا اور دوسرے کا وزن وہی رہا جو پہلے تھا۔ اس کے بعد پروفیسر بائیلز نے ان خدمت گاروں کو یہ خوش خبری سنائی کہ اب انھیں خوب گوشت کھانے کے لیے دیا جائے گا۔ نوکر یہ خبرِ مسرت اثر سن کر باغ باغ ہو گئے، کیوں کہ گوشت ان کے لیے ایک نعمت تھا۔ شکریلے اجزا والی غذا کم کر دی گئی اور لحمی غذائیں بڑھا دی گئیں۔ اگرچہ پروٹینز کی مقدار پروفیسر وائٹ کے نظریے اور معیار کے مطابق نہیں دی گئی مگر پھر بھی بڑھا ضرور دی گئی۔ تین روز تک ان نوکروں نے خوب ڈٹ کر کھایا۔ تیسرے روز کے آخر میں نوکر کہنے لگے کہ اب ان سے اس قدر تیزی کے ساتھ نہیں دوڑا جاتا، جس قدر وہ پہلے دوڑا کرتے تھے، اس لیے انھیں گوشت کھانے کے لیے نہ دیا جائے۔ چنانچہ بائیلز نے انھیں پھر وہی غذا کھانے کے لیے کہہ دیا اور اس کا نتیجہ وہی نکلا جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ ایک کا وزن بدستور وہی رہا یا زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ گرام کی زیادتی محسوس کی گئی۔ دوسرا آدمی پاؤ سیر کے قریب وزن میں بڑھ گیا۔

بائیلز نے قوتِ برداشت کا ایک اور حال لکھا ہے۔ وہ ٹوکیو سے نکّو جا رہا تھا۔ ان دونوں کے درمیان ۸۰ میل کا فاصلہ ہے۔ گرمیوں کا موسم تھا اور گرمی بھی خاصی تھی۔ شام کے چھ بجے سے صبح کے آٹھ بجے تک ۱۴ گھنٹے اس سفر کو طے کرنے میں لگے۔ وہ لکھتا ہے کہ جوں ہی میں ٹوکیو سے نکلا میں نے رکشا میں ایک جاپانی کو دیکھا۔ وہ بھی نکّو ہی جا رہا تھا۔ اس کی رکشا کو ایک آدمی کھینچ رہا تھا۔ وہ نکّو میں بائیلز کے پہنچنے کے کوئی آدھ گھنٹے بعد پہنچا۔ بائیلز لکھتا ہے کہ اُسے خود راستے میں چھ مرتبہ گھوڑے بدلنے پڑے تھے۔ لیکن اس کا ہم سفر جس کا وزن ۱۱۹ پونڈ تھا، رکشا میں بیٹھا ہوا تقریباً اسی وقت اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ اور راستے میں کہیں نہیں رکا۔ اس قلی کی خوراک بالکل سادہ چاول اور نباتاتی تھی۔

یہ بات سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جاپانی چھوٹے قد کے ہوتے ہیں لیکن وہ برداشت اور طاقت کے کارناموں میں کسی طرح بھی دوسری اقوام سے کم نہیں ہوتے۔ جیسا کہ حال کے بہت سے تجربات اور واقعات نے ہم کو بتا دیا ہے۔ ان میں ہمت، امنگ اور زندگی کی تڑپ کسی طرح بھی دوسری اقوام کے افراد سے کم نہیں ہوئی۔

"برٹش میڈیکل جرنل" میں ایک مضمون نویس لکھتا ہے کہ خود جاپانی لوگ اپنی غیر معمولی طاقت، توانائی اور قوتِ برداشت کی وجہ معمولی اور سادہ غذا کو بتاتے ہیں۔ نیز ورزش اور کسرت کے ایک خاص طریقے کو بھی جس میں "جو جِتسو" نامی مشہور کرتب بھی شامل ہے، خاص دخل ہے۔ اس طریقے کو جاننے کے لیے علم تشریح اور پانی کے اندرونی اور بیرونی استعمال کی واقفیت بھی ضروری ہے۔ ۱۸۸۹ء میں یہ معلوم کرنے کے لیے کہ گوشت کھانے یا غذا میں کسی قسم کی تبدیلی سے جاپانیوں کے قد بڑھ سکتے ہیں یا نہیں، ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔ نتیجہ اس تحقیقات کا یہ نکلا کہ اگرچہ دوسری اقوام سے ان کے قد چھوٹے ہیں مگر قوتِ برداشت اور طاقت و توانائی میں وہ کسی سے کم نہیں ہیں بلکہ بعض سے افضل ہیں۔ اس لیے ان کے قد کا چھوٹا ہونا کوئی نقصان کی بات نہیں ہے۔ رہ گئی ان کی غذا تو وہ نہایت معمولی اور سادہ ہوتی ہے۔ ہر کھانے میں چاول کا استعمال ضرور ہوتا ہے۔ جاپانی افواج نے ریکارڈ قائم کرنے والے دھاوے صرف چند مٹھی چاولوں کی غذا پر بولے ہیں۔ جاپان میں پھل اور سبزی کثرت سے بوئی جاتی ہے۔ یورپ کی نسبت جاپان کے لوگ سبزی خوری کے فائدوں سے بہت زیادہ واقف و آگاہ ہیں۔ حد ہے کہ ایک معمولی مزدور چند ٹماٹروں اور ایک دو ککڑیوں پر سارا دن محنت کرنے کے لیے بالکل تیار رہتا ہے۔ جاپان میں دودھ کی کمی ہے، کیونکہ صرف دودھ کی خاطر سے گائے پالنا فائدے کی بات نہیں ہے۔ اور گوشت کوئی کھاتا نہیں ہے۔

تمباکو، کافی اور چائے

(از ڈاکٹر آرتھر این۔ ڈونلڈسن)

تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا میرے پاس ایک شخص بغرض علاج آیا۔ اس کا ایک پیر خاص کر انگوٹھا بالکل بے کار اور سُن ہو رہا تھا۔ نبض دیکھنے سے اس کی کلائی کی رگوں میں غیر معمولی سختی محسوس ہوئی اور ٹخنوں کے پاس بھی رگوں کی صحیح حالت نہ تھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ سگریٹ کے دو پیکٹ روزانہ پی جاتا ہے۔ میں نے اسے سگریٹ نوشی کم کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن اس نے قبول نہ کیا اور میں نے انجکشن لگا کر اسے رخصت کر دیا۔

چند روز بعد پھر وہی مریض میرے پاس آیا۔ اس کی حالت پہلے سے خراب ہو رہی تھی۔ میں نے اس سے پھر وہی کہا، "تمھاری شرائین کی سختی کا سبب خاص زیادہ تمباکو نوشی ہے بنابریں یہ عادت کم کرنی چاہیے"۔ چوں کہ اس کی تکلیف بہت بڑھ گئی تھی۔ اس لیے اس نے ناچار ہو کر میرا مشورہ قبول کر لیا اور چند روز کے اندر ہی اندر اس کی حالت میں خاصا افاقہ محسوس ہونے لگا۔

میری تشخیص صحیح ثابت ہوئی۔ بات یہ تھی کہ زیادہ سگریٹ نوشی کی وجہ سے تمباکو کا مضر ترین مسموم جزو نکوٹین اس کے جسم کی باریک باریک رگوں (عروق شعریہ) کا منہ بند کر رہا تھا۔ جسم کی رگوں کا یہ نظام غذائیت اور آکسیجن کا سرچشمہ ہے اور اس کے ذریعے سے فضلات خارج ہوتے ہیں۔ جب اس نظام کی خرابی سے جسم میں آکسیجن کافی مقدار میں داخل نہ ہو سکے اور فضلات کے اخراج میں دشواری ہو تو درد پیدا ہوتا ہے۔ پھنسیاں کثرت سے نکلتی ہیں اور ہاتھ، پیر اور انگلیاں بے حس و حرکت ہو جاتی ہیں۔ نکوٹین جب زیادہ مقدار میں جسم کے اندر داخل ہو جائے تو وہ شرائین میں جم کر ان کے فعل یعنی خون کی تقسیم میں فتور برپا کر دیتا ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہر شخص پر سگریٹ پینے کا اثر یکساں نہیں ہوتا۔ بعض لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو دن رات میں کئی کئی پیکٹ سگرٹ کے پی جاتے ہیں۔ مگر آخر وقت تک ان کی صحت میں کوئی خاص خرابی نظر نہیں آتی۔ لیکن اس قسم کی مثالوں کو مستثنیات میں سمجھنا چاہیے۔ میں نے ایکس ریز کے ذریعے سے امتحان لینے پر ساٹھ فی صدی سے زیادہ تمباکو پینے والوں کا قلب بڑھا ہوا پایا۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ شرائین کے سخت ہو جانے کی وجہ سے خون کی کافی مقدار دل تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔ تمباکو کا ایک خاص اثر ارتعاش پیدا کرنا ہے۔ اس کی کثرت سے نظام جسمانی جب متاثر ہوتا ہے تو انسان وقت سے پہلے ہی بوڑھا نظر آتا ہے۔

تمباکو نوشی کی طرح میں کافی پینے کی عادت کے بھی خلاف ہوں اور میرے ذاتی تجربات شاہد ہیں کہ کافی کے اجزا کا بھی شرائین پر تقریباً وہی اثر ہوتا ہے جو نکوٹین کا۔

جلد کی حرارت غریزی کے نہایت ادنیٰ فرق کو بھی معلوم کرنے کے لیے جو آلہ بنایا گیا ہے اس سے اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کافی پینے سے جلد کا درجۂ حرارت بہت تیزی سے گر جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کافی کے اجزا سے جلد کے مسامات ایک دم سکڑ جاتے ہیں۔ اور یہی چیز بڑھ کر شرائین کی سختی کا خاص سبب بن جاتی ہے۔ کافی کا مضر ترین جزو "کافین" ہے اور کافی کی ایک پیالی میں اس کی مقدار دو گرین سے چار گرین تک ہوتی ہے۔ یہی حال چائے کا ہے۔ جہاں تک شرائین کی سختی کا تعلق ہے اسے بھی تمباکو اور کافی سے کم درجے پر نہیں رکھا جا سکتا۔

شرائین کے سخت ہو جانے سے خون کی روانی اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہ سکتی۔ جب خون گردش کرتا ہوا جسم کے ایسے حصے میں پہنچتا ہے جہاں کی رگیں سخت ہوں تو اس میں پھٹکیاں پڑ جاتی ہیں اور خون کی یہی پھٹکیاں آہستہ آہستہ سخت ہو کر رگوں میں جم جاتی ہیں۔ اگر دماغ تک خون پہنچانے والی رگوں میں یہ پھٹکیاں جم جائیں تو انسان کو درد سر، غشی، دوران سر اور نکسیر جاری ہو جانے کی شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اگر اس رگ کا تعلق قلب سے ہو تو امراض قلب کا حملہ ہوتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ خون کی سخت پھٹکیوں میں جو جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں وہ جسم کے کسی حصے کو بھی متاثر کر دیتے ہیں۔

میرا ایک مریض جو قلب کی شکایتوں میں عرصے سے مبتلا تھا، ایک رات اس کی پنڈلی میں بہت سخت درد ہوا۔ معائنہ کرنے سے معلوم ہوا کہ خرابیٔ قلب کی وجہ سے جو پھٹکیاں خون میں بڑھتی جا رہی تھیں انھوں نے داہنی پنڈلی تک خون کے پہنچنے کا راستہ بند کر دیا۔ کوشش کے باوجود اس کی پنڈلی کی رگیں درست نہ ہو سکیں اور اس کی جان بچانے کے لیے پنڈلی کاٹنی پڑی۔

شرائین کی سختی یا ارٹیریو سکلیروسس کا نتیجہ محض کمزوریٔ قلب و دماغ، وجع مفاصل یا کسی خاص حصے کے بے کار ہو جانے ہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ کبھی کبھی خون کی پھٹکیاں کسی ایسے مقام پر جا کر جم جاتی ہیں کہ دوران خون کے رک جانے کا نتیجہ فوری موت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

صحت کا سائنس

(۳)

از مسٹر ایس ۔ اے ۔ خالق صاحب ، بلی ماران ، دہلی

وہم ۔ احتیاط اور وہم میں بہت بڑا فرق ہے۔ احتیاط جس قدر مفید ہے، وہم اتنا ہی مضر ہے۔ وہم ایک خیالی بیماری ہے۔ وہم اس چیز پر یقین کا نام ہے جس کا ظہور ہم نہیں چاہتے ۔

ہزاروں اصحاب اس وہم میں مبتلا ہیں کہ ان کو تپ دق ، ذیابیطس یا اور کوئی مہلک مرض لاحق ہو جائے گا ۔ خیال میں قوت ہے ، ہاں بے پناہ قوت ہے ۔ خیال میں کشش ہے ۔ یہ خیال ان امراض کو کھینچ لیتا ہے اور بالآخر ان کو وہ مرض لاحق ہو جاتا ہے ۔

کلکتے کی ایک صحبت میں ۔ جس میں میں بھی موجود تھا ۔ حضرت مولانا محمد علی نے وہم پر اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے ایک قصہ سنایا تھا ۔ میں چاہتا ہوں کہ حضرت کے خیالات سے آپ بھی مستفید ہوں ۔

مولانا نے فرمایا: "ایک مرتبہ طاعون ایک قصبے میں جا رہا تھا ۔ کسی شخص نے اس سے پوچھا بھئی تم کہاں جا رہے ہو؟ بولا سامنے قصبے میں جا رہا ہوں ۔ اُس شخص نے دریافت کیا یہاں کتنے آدمی مارو گے ؟ کہنے لگا سات سو ۔ بات آئی گئی ہو گئی ، قصبے میں افراتفری مچ گئی ۔ ہزاروں آدمی طاعون سے مر گئے ۔ جب خدا خدا کرکے ، وبا ٹل گئی تو طاعون اسی آدمی کو پھر کہیں مل گیا ۔ اس نے طاعون سے کہا ، تم بڑے جھوٹے ہو ۔ تم تو کہتے تھے سات سو آدمی ماروں گا ۔ وہاں تو ہزاروں مر گئے ! طاعون نے جواب دیا ، 'مجھے بدنام نہ کرو ، میں نے تو سات سو آدمی ہی مارے تھے ۔ باقی آدمی وہم کی وجہ سے ڈر گئے ، بیماری میں مبتلا ہو گئے اور مر گئے ۔'"

مسٹر اقلیدس ۔ فی الحقیقت ہم کو دُوربین سے زیادہ خوردبین کی ضرورت ہے ۔ اگر ہم غور سے دیکھیں تو یہ بات ہم کو صاف طور سے نظر آ جاتی ہے کہ وہم ہر روز آدمیوں کو اس طرح ذبح کرتا ہے ، جس طرح صبح کے وقت کمیلے میں بکرے ذبح کیے جاتے ہیں ۔

حاجی اشفاق ۔ بے شک آپ وہم کے متعلق مُبصرانہ طور پر لکھ سکتے ہیں اس لیے کہ عرصہ دراز تک آپ خود توہمات میں مبتلا رہے ہیں ۔

مسٹر اقلیدس ۔ یہ بالکل ٹھیک ہے ۔ میں عرصہ دراز تک توہمات کا شکار رہا ہوں ۔ مگر یہ توہمات دوسری قسم کے تھے ۔

مسٹر جمشید جی ۔ کیا مطلب ؟

مسٹر اقلیدس ۔ یہی جھاڑ پھونک ، گنڈہ تعویذ وغیرہ ۔ میں نے ان کے متعلق سائنٹیفک تحقیقات شروع کی تھی ۔ دورانِ تحقیقات میں خود مجھ پر اتنا اثر ہو گیا کہ میں خود وہمی ہو گیا ۔ تمام امراض اور تکالیف کا علاج جھاڑ پھونک اور گنڈہ تعویذ ہی کو سمجھنے لگا ۔ میں نے دیکھا کہ صبح کے وقت ہندو مسلمان عاملوں کے ہاں مُرادیں مانگنے والے مرد اور عورتوں کا جمگھٹ رہتا ہے ۔ کوئی ایسی تکلیف کوئی ایسی بیماری نہیں جس کا "علاج" اور دفعیہ عامل صاحب نہ کرتے ہوں ۔ کسی کے ہاں چوری ہو گئی ۔ چوری کے مال کا پتہ لگانے کے لیے دیوار میں ٹھونکنے کے لیے کیل "پڑھ کر" دے دی گئی ۔ میاں بیوی کی لڑائی ہے ۔ بیوی کو چوٹی میں رکھنے کے لیے تعویذ دے دیا گیا ۔ تعویذ رکھنے کی ترکیب یہ بتائی کہ "پہلے گھر میں اچھی طرح جھاڑو دلواؤ ۔ پلنگوں کی چادریں اور تکیوں کے غلاف پلٹو ۔ پھر غسل کر و اور سب سے اچھا لباس پہنو ۔ بالیوں میں پھول پرو ۔ کیونکہ اوپر والے ، یعنی جنات اس تعویذ کے اثر سے تمہارے گھر میں آئیں گے اور تمہارے شوہر کو مجبور کریں گے کہ تم سے خفا نہ رہیں ۔"

عامل صاحب کی عقل کا میں قائل ہوں ۔ سارا گھر چندن بنا ہوا ہے ، صاف ستھرے بستر ہیں ۔ مٹکوں کی کائی تک اتار دی گئی ہے ۔ بیوی نہائی دھوئی پھول پہنے بیٹھی ہیں ۔ کون سے ایسے "میاں" ہیں جو اس سلیقے کو دیکھ کر خوش نہ ہوں گے ۔ بیوی کا مزاج بھی صفائی ستھرائی کی وجہ سے درست ہے ۔ میاں بیوی سے اچھی طرح "بولے" صبح کو عامل صاحب کی چاندی ہے ۔ مٹھائی کی جگہ مٹھائی

جوڑے کی جگہ جوڑا، پانچ روپے نقد۔ ماما سے کہلوا دیا؟ حضرت آپ کے تعویذ نے تو جادو کا اثر کیا۔"

عامل صاحب نے جواب دیا" اوپر والے منگل اور ہفتے کو تمھارے گھر آیا کریں گے۔ صفائی، غسل، پھولوں کا اسی طرح خیال رکھنا۔ پرسوں چاند رات ہے۔ میں تمھارے لیے ختم بھی پڑھوں گا اور تعویذ بھی لکھوں گا۔ اس ختم کے بعد کسی غریب لڑکی کی شادی کے لیے سونا اور چاندی دیا جاتا ہے۔ اور کچھ کپڑا اور ایک بکرا خیرات کیا جاتا ہے۔ اس لیے کل تین ماشے سونا اور دو تولے چاندی، گز بھر لٹھا (دیکھیے سستی چیز کتنی کم ہے) اور ایک بکرا بھیج دیں۔"

عرصہ دراز سے محلے کے قصائی سے عامل صاحب نے معاملہ طے کر رکھا ہے۔ بکرا قصائی کے حوالے کر دیا گیا، وہ آٹھ روپے کے بکرے ساڑھے پانچ روپے لگایا کرتا تھا۔ عامل صاحب کے پاس بھی بکرے مفت ہی آتے ہیں۔ قصائی عامل صاحب کا راز دار ہے۔ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی۔ عامل صاحب بکروں کی قیمت نقد نہیں لیتے۔ سیر ڈیڑھ سیر گوشت روزانہ "حساب" میں آتا رہتا ہے۔

اگر میں اپنے پورے تجربات لکھوں تو ایک علیحدہ دفتر درکار ہے۔ یہ چوں کہ صحت کے متعلق مضمون ہے، اس لیے یہاں صرف چند ایسے واقعات لکھتا ہوں جن کا تعلق صحت سے ہے۔

یہ لکھتے ہوئے میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے، جگر شق ہوتا ہے کہ میرے علم میں ایسے جاں گداز حادثے ہیں جن میں بیماروں کے رشتے داروں نے ان "پاکھنڈیوں" کے ہتھکنڈوں میں پھنس کر طبی علاج سے مجرمانہ غفلت برتی۔ اور مریضوں نے تڑپ تڑپ کر جانیں دیں۔

ایک عورت کو دردِ زہ شروع ہوا۔ "تجربی" دائی موجود ہے۔ درد بڑھ رہا ہے، ناقابلِ برداشت بے چینی ہے، گھر والے سب پریشان ہیں، ہر گھر میں ایک عقلِ کل ضرور ہوتا ہے، بوجھ بجھکڑ کی رائے کے مطابق میاں ہانپتے کانپتے، عامل صاحب کی خدمت اقدس میں پہنچے اور ایک نیلے رنگ کا کچے سوت کا دوڑا لیے ہوئے واپس آئے، جو بیوی کے پیٹ سے باندھ دیا گیا۔

تین گھنٹے کے بعد درد بڑھ گیا۔ بیوی کے منہ پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں۔ بے چینی حد سے زیادہ ہے۔ گھر والے سب پریشان ہیں خدا خیر کرے، میاں پھر عامل صاحب کے پاس پہنچے۔ عرض حال کی۔ عامل صاحب نے بڑی توجہ سے پورا حال سُنا۔ درمیان میں سوالات بھی کرتے جاتے تھے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ویدک، یونانی، ڈاکٹری اور مڈویفری ان کے سامنے بے حقیقت ہیں۔

تھوڑی سی دیر میں انھوں نے ایک سوکھی ہوئی لکڑی کا ٹکڑا، جو کسی درخت کی جڑ معلوم ہوتی تھی، دیا۔ اور کہا سات مرتبہ اس کو پیروں کی طرف سے سر کی طرف "اُتارو" پھر اس کو تکیے کے نیچے رکھ دو۔

دو گھنٹے کے بعد مریضہ پر نیم غشی کی سی کیفیت طاری ہے۔ از حد تکلیف ہے۔ سب کی پریشانی پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے عامل صاحب کو بلایا گیا۔ انھوں نے تسلی تشفی دی۔ کچھ جھاڑ پھونک بھی کی اور ان ہی ہدایتوں کے ساتھ لکڑی کا ایک اور مختلف ٹکڑا دے کر چلے گئے۔

رات کے بارہ بجے جب مریضہ کے چہرے پر موت کے آثار صاف دکھائی دینے لگے تو طبیبہ کو بلایا گیا۔ طبیبہ کے آتے آتے مریضہ ختم۔

ایک اور صاحب کا لڑکا تپِ دق میں مبتلا تھا۔ ابتدائی درجوں میں علاج ہو سکتا تھا مگر یہ "عاملوں" کے جال میں پھنسے ہوئے تھے، دولت مند آدمی ہیں۔ عاملوں کے نصیب تو کھُل گئے، مگر ان کا مقدر سو گیا۔ نذر نذرانے، ختم، بکرے، خیر خیرات تو حد کو پہنچ گئی، مگر مریض کو اس بیماری کے لحاظ سے غلیظ محلے میں رکھا گیا۔ مریض کا کمرا بند رہتا تھا۔ صفائی کا بھی کچھ لحاظ نہیں رکھا جاتا تھا۔ برائے نام زیادہ تر نام و نمود کے لیے ڈاکٹر اور حکیم بھی آتے رہتے تھے۔ مگر علاج پر کوئی خاص توجہ نہ تھی۔ جھاڑ پھونک سب سے مقدم، علاج ایسا ضروری نہیں۔ حالانکہ دنیا کا ہر مذہب علاج کرنے کا حکم دیتا ہے۔

میں صدقہ اور خیرات کو بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ دُعا بھی اتنی ہی ضروری ہے، مگر طبی علاج بھی ایسا ہی ضروری ہے۔ ان کا خیال تھا کہ چوں کہ وہ پچاس پچاس بکرے پکوا کر کھلاتے ہیں۔ ہزاروں روپے خیرات کر رہے ہیں۔ عاملوں کا تانتا بندھا ہوا ہے نذر نذرانوں

یں ہتھیلیاں خالی ہو رہی ہیں۔ اس لیے خدا کی بنائی ہوئی دوائیں اور خدا کی دی ہوئی نعمتیں، جیسے صفائی، روشنی اور ہوا ضروری نہیں۔
یہ لوگ نعوذ باللہ من ذالک، اللہ میاں سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ ان کے خیال کے مطابق بڑی رقم کی خیرات قبول ہوتی ہے یہ پچاس پچاس بکرے تو قبول ہوسکتے ہیں۔ اور اگر کوئی غریب آدمی مٹھی بھر چنے تقسیم کردے تو وہ درگاہ ایزدی میں قابل قبول نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار
توہمات کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ ہم کسی نہ کسی بیماری اور ایک نہ ایک آزار کے انتظار میں رہتے ہیں۔ ہم کو یقین ہوتا ہے کہ بہت جلد فلاں مرض ہم کو چمٹ جائے گا۔
ممکن ہے کہ آپ کے سامنے تاریک پہلو بھی ہو، یعنی فی الحقیقت آپ بیمار بھی ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ وہم بھی ہو۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے سب سے پہلے تو مذہب کی صحیح رہنمائی سے کام لیجیے۔ اگر آپ مذہب پر اعتقاد نہیں رکھتے تو سائنٹفک طریقے آپ کی مدد کریں گے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ سائنس اور مذہب اسلام میں حد درجے مطابقت ہے۔
سب سے پہلے میں مذہبی نقطۂ نظر سے لکھتا ہوں۔ قرآن شریف کی آیت ہے۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو) عربی قواعد کی رو سے "لا" نفی جنس ہے۔ یعنی ہمیشہ، ہر حالت میں، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے کو منع کیا گیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ سے مایوسی حرام ہے۔ پھر آپ کو کیا فکر؟ یقین رکھیے کہ خدا بہتر کرے گا۔ ہاں پورا غیر متزلزل، سو فی صدی یقین کہ وہ مرض جس کا ہر وقت آپ کو کھٹکا لگا ہوا ہے، آپ کو لاحق نہیں ہوگا۔
اگر آپ سائنس کے لحاظ سے وہم کا علاج چاہتے ہیں تو دنیا کے سب سے بڑے فرانسیسی ماہر نفسیات موسیو کوئے کی تحقیقات سے مدد لیجیے۔ موسیو کوئے نے اچھے خیالات اور اچھی عادتیں اختیار کرنے اور برے خیالات اور بری عادتیں چھوڑنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ بتایا ہے کہ ہم بیس مرتبہ روزانہ صبح کے وقت اور بیس مرتبہ شام کو خود اپنے سے کہا کریں "اٹو سجسشن" خود توجہی کہ فلاں خیال یا فلاں عادت ہم میں سے غائب ہوتی جا رہی ہے۔ اگر آپ وہمی ہیں اور توہمات نے آپ کے دل پر تسلط جما رکھا ہو تو آپ بیس مرتبہ صبح کو اور بیس مرتبہ شام کو مندرجۂ ذیل فارمولوں میں سے جون سا آپ کے حسب حال ہو اپنی زبان سے دُھرایا کیجیے۔

(۱) میرا دل مضبوط ہے اور میں وہم کے خیالات پاس پھٹکنے نہیں دیتا۔

(۲) میں واقف ہوں کہ وہمی خیالات چھوڑ دینے چاہییں، اور عقل سے کام لینا چاہیے۔

(۳) مجھے صحت کی ضرورت ہے۔ توہمات سے صحت نہیں بلکہ بیماری ملتی ہے۔ میں توہمات سے آزاد ہوگیا ہوں۔ دنیا کے ہر قسم کے وہم سے آزاد ہوں۔

(۴) یہ ممکن ہی نہیں کہ توہمات مجھے گھیر سکیں، توہمات تو میرے دل سے نکل چکے۔

(۵) میں خوش و خرم ہوں، صحت مند ہوں اور تمام توہمات سے آزاد ہوں۔

موسیو کوئے فرماتے ہیں "جب آپ خود کو مشورے دیا کریں، تو تحکمانہ لہجہ اختیار کیجیے۔ زور سے یا چیخ کر بولنا ضروری نہیں، بلکہ اپنی معمولی روزمرہ کی آواز میں مشورے دینے چاہییں۔ البتہ ہر لفظ پر زور دینا بہت ضروری ہے۔ اور ساتھ میں اس کا بھی خیال رکھیے کہ روزانہ خود کو مشورے دیا کیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی دن بھی ناغہ ہوجائے۔ جس وقت آپ مشورے دیا کریں تو اپنی پوری دماغی طاقت بھی مشورے کے الفاظ پر لگایا کیجیے"۔
حاجی اشفاق ۔ مہربانی فرما کر صاف اور کھلے الفاظ میں فرمائیے کہ ان مشوروں کا نتیجہ کیا ہوگا؟
مسٹر اقلیدس ۔ اگر آپ نے ان پر پورا پورا عمل کیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، بلکہ خدا کے بھروسے پر آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ بہت جلد آپ کے دل سے تمام توہمات نکل جائیں گے۔
مسٹر موریسن ۔ جس طرح ایک بچہ بارود سے کھیلتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ کس قدر خطرناک ہے، مگر جب بارود اس کی ہتھیلی پہ بھک سے اُڑ جاتی ہے، تو اس کو کان ہوجاتے ہیں، اسی طرح اگر آپ توہمات سے کھیل رہے ہیں، اور ہماری بات کان دھر کر نہیں سنتے تو ایک

نہ ایک دن آپ کو نقصان پہنچ جائے گا۔ اور آخر کار نقصان اُٹھا کر آپ ہماری باتوں کے ضرور قایل ہو جائیں گے۔

مسٹر جمشید جی۔ خود کو مشورہ دینے سے کتنے روز میں ہمارے دلوں سے توہمات نکل سکتے ہیں؟

مسٹر اقلیدس۔ آپ اپنی وہمی حالت اور وہمی خیالات کو ایک ہی رات میں نہیں بدل سکتے۔ سالہا سال سے یہ خیال آپ کے دل میں بیٹھا ہوا ہو۔ اگر کئی سال تک ایک پتھر پر پانی کی بوند برابر ٹپکتی رہے تو پتھر میں بھی گڑھا پیدا ہو جاتا ہو۔ باقاعدگی عجیب چیز ہے بتواتر بلاناغہ خود کو مشورہ دینے سے بہت جلد حسب منشا نتایج ظاہر ہو جائیں گے۔

مسٹر موریسن۔ اس دل چسپ گفتگو کا خلاصہ یہ ہو کہ ہم کو ہر قسم کے توہمات دل سے نکال دینے چاہییں۔ اور اگر ہم بیمار رہوں تو ہم کو بجائے "روحانی علاج" کے طبی علاج کرنا چاہیے۔

مسٹر جمشید جی۔ بیشک ایک اور بھی خیال رکھنا چاہیے۔ ہم ہندوستانیوں پر ڈاکٹری علاج کی نسبت یونانی اور ویدک علاج جلد اپنا اثر دکھاتے ہیں۔

حاجی اشفاق۔ یہ تو صحیح ہے، مگر صحیح اجزا اور صحیح ترکیب سے تیار کی ہوئی یونانی دوائیں ہم کو میسر نہیں ہوتیں، عطاروں کی کثرت ہوت۔

مسٹر اقلیدس۔ (بات کاٹ کر) یہ تو آپ کا قصور ہے، آپ ہمدرد دواخانے سے دوائیں کیوں نہیں منگاتے۔ بڑے بڑے بلند پایہ حکیم صاحبان، جب خود بیمار ہو جاتے ہیں تو دہلی کے ہمدرد دواخانے کی دوائیں استعمال کرتے ہیں۔

حاجی اشفاق۔ جناب ذرا ہمدرد دواخانے کے متعلق کچھ اور بھی فرمائیے۔

مسٹر اقلیدس۔ میں کیا بتاؤں سب جانتے ہیں کہ ہمدرد دواخانے سے بہتر دوائیں اور کہیں نہیں مل سکتیں۔ (باقی آیندہ)

ہندوستان میں نشے کی چیزوں کا استعمال

آب وہوا کے اثرات اور مشرق میں بھنگ، چرس، گانجا اور افیون وغیرہ جیسی نشہ کرنے والی چیزوں کی پیداوار کی بدولت ہندوستان اور چین وغیرہ ممالک کے باشندے زمانۂ قدیم سے نشہ کرنے کے عادی رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں شراب نوشی میں مغرب کے من چلے لوگوں نے نشہ کرنے والوں میں درجۂ امتیاز حاصل کر لیا ہو لیکن اس حقیقت سے کسی وقت بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ افیون گانجا، چرس اور بھنگ جیسی چیزوں کے استعمال میں ہمیشہ مغرب سے پیش پیش رہا ہو۔

نشے کی چیزوں کے استعمال کی عادت انسانی قویٰ پر کس درجے اثر انداز ہوتی ہو اور قوت فکر و عقل کو کس حد تک بے کار کر دیتی ہو۔ اس کا اندازہ کرنے کے لیے ان لوگوں کی تاریخ پر سرسری نظر ڈال لینا کافی ہو سکتا ہے جنھیں عرصۂ دراز تک ان خراب عادتوں کا شکار رہنا پڑا ہے۔

ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقے میں شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جسے یہ نہ معلوم ہو کہ چین کے لوگ افیون خوری میں دنیا بھر میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ آخر کار ان کی عادت نے انھیں کس حال کو پہنچا دیا، اس کا اندازہ گزشتہ چند سال کی جنگ میں چین و جاپان کے اعداد و شمار اور چین کی موجودہ حالت سے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے اب وہی چینی ہیں اور وہی ان کی قومی حکومت جو اپنی آمدنی کی پروا نہ کرتے ہوئے چین میں افیون کے استعمال کو خلاف قانون قرار دینے اور پوست کی کاشت پر پابندیاں عائد کرنے پر مجبور ہو گئی ہے۔ اس کے خلاف چین کے جن جن علاقوں پر جاپانیوں کا قبضہ ہوا ہے وہاں ہر جائز و ناجائز ذریعوں سے یہ کوشش منظم اور باقاعدہ طور پر عمل میں لائی جارہی ہو کہ چینیوں میں افیون نوشی کا شوق دن دونا اور رات چوگنا ترقی کرتا رہا تاکہ اپنی عیش بازی اور غفلت شعاری میں پھنس کر انھیں اتنی فرصت و مہلت ہی نہ مل سکے کہ کبھی ایک منٹ کے لیے بھی اپنی پوری قوم کے زوال

پر آنسو بہائیں۔ اور آنکھیں کھول کر غیر ملکیوں کو اپنے ملک سے نکال باہر کرنے کے درپے ہوسکیں۔

یقین کو جانے دیجیے خود ہندوستان میں فرماں روایان اودھ کی تاریخ عروج وزوال کا مطالعہ کرلیا جائے لکھنؤ آج تک افیونیوں کا خاص مرکز اور پناہ گاہ ہونے کی حیثیت سے بدنام ہے۔ ہم تک جو روایات پہنچی ہیں ان کی بنا پر تو کہا جاسکتا ہے کہ آخری شاہ اودھ کے وقت میں لکھنؤ اور نواح لکھنؤ میں شراب خوری، افیون و بھنگ نوشی اور تیتر و بٹیر بازی وغیرہ مذموم عادتیں لوگوں میں پیدا ہوگئی تھیں۔ جو زوال کا پیش خیمہ اور بربادی کا باعث ہوا کرتی ہیں۔ سلطنتیں تباہ ہوگئیں۔ ترقی یافتہ گھرانے برباد ہوگئے لیکن نشہ کرنے والی چیزوں کے استعمال کی عادت ہزاروں اور لاکھوں ہندوستانیوں سے نہ چھوٹ سکی۔ بدقسمتی سے افیون وغیرہ جیسی مضرِ صحت چیزوں کو تو گھروں تک میں اتنا اثر حاصل ہوگیا کہ بہت سے گھرانوں کی عورتیں اب تک بچوں کو دودھ پینے ہی کے زمانے میں افیون کا عادی بنا دیتی ہیں۔ اور جب ان کے ہاتھوں افیون کھا کر بچہ کچھ عرصے کے لیے غافل ہو جاتا ہے تو وہ نادان سمجھتی یہ ہیں کہ افیون سے ان کا بچہ خوب آرام سے سوتا ہے اور انھیں اطمینان کے ساتھ گھر کا کام کاج کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔

ایسی عورتیں جو اپنے تھوڑی دیر کے آرام اور سہولت کے لیے اپنے بچوں کو افیون جیسی زہریلی چیز کی عادت ڈال دیتی ہیں یہ نہیں سمجھتیں کہ اپنی اس حرکت سے وہ خود اپنی نسل کو خراب کر رہی ہیں اور ملک وملت کے آیندہ نونہالوں میں وہ زہریلے جراثیم پیدا کر رہی ہیں جو نہ صرف ان کی بدحالی، افلاس اور پریشاں روزگاری کا باعث ہوں گے، بلکہ بحیثیت مجموعی تمام قوم کے لیے زوال کا پیش خیمہ ہوں گے۔

آج ہندوستان میں گھر گھر جو حقہ، سگریٹ وغیرہ کا رواج ہے وہ بھی ان ہی خراب عادتوں کی ایک قسم کی اصلاح شدہ شکل ہے شہر و دیہات کے نوجوان ہی نہیں بلکہ نابالغ اور کم سن بچے تک سگریٹ پیتے اور حقہ گڑگڑاتے دیکھے جاتے ہیں۔ ہم "ترقی ترقی" کا رونا روتے ہیں آزادی آزادی کے گیت گاتے ہیں، "انقلاب زندہ باد" کے نعرے بھی لگاتے ہیں لیکن منظم طور پر ایسی کوششیں عمل میں لانے کی کوئی سبیل نہیں نکالی جاتی کہ ہم سے یہ نحوستیں دور ہو جائیں اور ہم اپنی صحت اور اپنی زندگی کو قوم کے لیے کار آمد بنا سکیں۔

جب تک ہمارے بچے اور نوجوان ان بُری عادتوں کو نہ چھوڑیں گے جو بدقسمتی سے ان میں پیدا ہوگئی ہیں یا پیدا کرادی گئی ہیں اور ان کے دل و دماغ افیون، تمباکو، گانجا، چرس، بھنگ اور شراب جیسی انسانیت کش بلاؤں کے اثرات سے پورے طور پر آزادی اور نجات حاصل کریں گے اس وقت تک یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم ترقی کرسکیں۔ ہماری تمام قومی اور ملکی ترقی کا دار و مدار آیندہ نسلوں پر ہے۔ اس میں شک نہیں موجودہ نسلیں اس ترقی کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت حاصل کرسکتی ہیں لیکن بہرحال اس عمارت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ان ہستیوں کے اختیار میں ہے جو آج گہوارے میں یا مدارس میں اپنا وقتِ عزیز گزار رہی ہیں ظاہر ہے جب ان کے دماغوں کو ہماری بدتدبیریاں اس قابل ہی نہ رہنے دیں گی کہ صحیح طور پر وہ اپنے حال و مستقبل کی بہتری کے لیے کچھ غور و فکر کرسکیں اور اپنے واسطے کوئی شاہ راہِ ترقی ڈھونڈ نکالیں اس وقت تک یہ خیال خیالِ خام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا کہ ہندوستان کو اس کی موجودہ بدحالیوں اور مصیبتوں سے نجات دلائی جاسکتی ہے +



کدو دانوں کی دوا اناناس کدو دانے جن کا اصطلاحی نام ایسکارس لمبریکائیڈیز ہے، اپنے شجرۂ نسب کے لحاظ سے کیچوؤں کے چچیرے بھائی ہوتے ہیں۔ ان کی لمبائی بالعموم سات انچ ہوتی ہے اور اپنے ذکر کردہ بھائیوں کی نسبت بہت زیادہ ذی حوصلہ اور کارگزار ہوتے ہیں۔ انسانی آنتوں کے ناخواستہ مہمان اس قسم کے مہمانوں میں سب سے زیادہ اثر انداز ہیں۔ یہ کیڑے نوعمر یا نوجوان آدمیوں کی بہ نسبت بچوں کی آنتوں میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ عام طور پر ایسی ترکاریوں کے ذریعے سے ان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں جو ان کیڑوں سے آلودہ ہیں۔ بچوں کو ان کی وجہ سے دست بھی آنے لگتے ہیں، پیٹ میں درد بھی ہو جاتا ہے اور تشنج کے دورے بھی پڑنے لگتے ہیں۔ کدو دانوں کے لیے ایک مخصوص دوا تو ایک تلخ تیل ہے جسے چینوپوڈیم کا تیل کہتے ہیں۔ لیکن ان کیڑوں کو ہلاک کرنے والی ایک میٹھی دوا بھی قدرت نے پیدا کی ہے جو اس قدر مؤثر ہے۔ اس دوا کا نام تازہ اناناس کا رس ہے۔

ہندوستان کے باشندے جن کے پیٹ عام طور پر ان کیڑوں کی جائے پناہ بنے ہوئے ہوتے ہیں، مدت سے اناناس کو پھل کے طور پر کھاتے ہیں۔ لیکن اس وقت تک کہ ماہرین طب نے اسے اپنی لیبوریٹری میں جانچ نہ لیا، کوئی اس کے جرثیم کش اثرات سے واقف نہ تھا۔ ارباب فن نے دو کدو دانوں کو اناناس کے تازہ رس کے اندر ڈال دیا اور دو کو اناناس کے ایسے رس میں ڈالا کہ جسے جوش دے لیا گیا تھا۔ اور دو کو معمولی نمک کے پانی میں ڈال کر رکھ دیا۔ چوبیس گھنٹے گزرنے کے بعد نمکین پانی والے اور جوش دیئے ہوئے اناناس کے رس والے کیڑے تو نہایت اچھی حالت میں تندرست و توانا پائے گئے۔ لیکن تازہ اناناس کے رس والے کیڑے مرے پڑے تھے۔ سبب یہ ہے کہ تازہ اناناس کے رس میں ایک قسم کا خمیر موجود ہوتا ہے کہ جو کیڑوں پر جلانے والے تیزاب کا سا اثر کرتا ہے۔ ماہرین طب کا بیان ہے کہ ڈبوں میں بند جو اناناس فروخت ہوتے ہیں ان کا یہ اثر اس لیے زائل ہو جاتا ہے کہ انھیں ڈبوں میں بند کرنے سے پہلے جوش دے لیا جاتا ہے تاکہ وہ سڑ نہ جائیں۔

ثقل سماعت اور حیاتین "ب" سان فرانسسکو (امریکہ) کے اسپتال کے ایک ڈاکٹر گرانٹ سیلفرج نے کہ جو کانوں کے امراض کے ماہر خصوصی ہیں اور پینسٹھ سال کی عمر رکھتے ہیں، ثقل سماعت کا ایک نیا علاج دریافت کیا ہے۔

بہرے پن کا ایک بہت ہی عام سبب آٹھویں عصب کا خراب ہو جانا ہے کہ جو کان میں جاتا ہے۔ پانچ برس ہوئے جب ڈاکٹر سیلفرج کو خیال گزرا کہ ان کے بہرے مریضوں میں سے اکثر ایسی غذائیں کھاتے ہیں جن میں حیاتین "ب" کی بہت کمی ہے حالانکہ حیاتین "ب" مخصوص طور پر عصب کو درست حالت میں رکھتا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی انہوں نے اپنے ایک سو سے زیادہ مریضوں پر حیاتین "ب" کی آزمائش شروع کر دی۔ اس حیاتین کی انھیں گولیاں کھلائیں، چاولوں کے اوپر جو چھلکا ہوتا ہے وہ انہیں دیا۔ اور اسی حیاتین کے انجکشن لگائے۔

صرف چار انجکشنوں کے بعد بہت سے ایسے مریض کہ جن کی عمر زیادہ نہ تھی زیادہ صاف سننے لگے، اور یہ ترقی انہی مریضوں میں رونما ہوئی جو کثرت سے دالیں اور سبز ترکاریاں بھی ساتھ ہی ساتھ کھا رہے تھے کہ جن میں حیاتین "ب" بہت ہوتا ہے۔ زیادہ عمر کے مریضوں کو بہت سے انجکشن دینے پڑے اور پھر بھی ضعیف العمر لوگوں کی سماعت پورے طور پر واپس نہ آئی۔

اونچی ایڑی کے جوتے لڑکیاں عام طور پر بانسوں پر چلنا تو پسند نہیں کرتیں جس طرح اکثر لڑکے چلا کرتے ہیں۔ لیکن اکثر ان کے جوتوں کی ایڑیاں اس قدر اونچی ہوتی ہیں کہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بانس پر چل رہی ہیں۔ ان میں سے بعض کے جوتوں کی ایڑیاں تو اس قدر اونچی ہوتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے وہ گڑیاں ہیں جنھیں لکڑی کی ٹانگوں پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور جن کے ٹخنے مڑ جانے کا ہر قدم پر خطرہ ہے۔

محض مذاق تھا لیکن اس خراب عادت کا ایک سنجیدہ پہلو بھی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بہت سی عورتیں آج ایسی موجود ہیں جو محض اونچی ایڑی کا جوتا پہننے کی بدولت اپنے پاؤں اس حد تک بے کار کر لیتی ہیں کہ جب انکی دلچسپی کی کوئی میدانی یا پہاڑی سیر کرنے کو دل چاہتا ہے یا پہاڑوں پر چڑھنے والا انسان جب کہ وہ پیدل سفر کے لیے نکلتا ہو تو اس قسم کا جوتا نہیں پہنتا مگر یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے کہ چھوٹی عمر کی لڑکیاں اپنی بڑی عمر کی بہنوں کو جو اونچی ایڑی کے جوتے پہنے ٹھمکتی پھرتی ہیں، بہت ہی رشک کی نگاہ سے دیکھا کرتی ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ ننھی بچیاں بعض اوقات ان جوتوں کے شوق میں دیوانی ہو جاتی ہیں۔ ان کا یہی شوق خطرے کی جڑ ہے۔ جتنی کم عمری میں اس قسم کے جوتے پہننا شروع کیا جائے اور روزانہ جتنی زیادہ دیر تک انہیں پہنے رہیں اسی قدر یہ خطرہ زیادہ ہو جاتا ہے کہ لڑکی کے پاؤں ناکارہ ہو جائیں گے۔

قہوے کے مضر اثرات قلب پر کولمبیا یونی ورسٹی کے ڈاکٹر رابرٹ ایل۔ لیوی کی یہ رائے ہے کہ قہوہ کا مضر اور تباہ کن اثر یقینی طور پر دل پر پڑتا ہے۔ انہوں نے دو مریضوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک تو ایک ڈاکٹر تھا جو روزانہ دو پیالے قہوہ کے پیتا تھا۔ اور اس کے دل کے مقام پر درد ہونے لگا تھا۔ اس نے قہوہ کا استعمال ترک کر دیا اور بہت جلد اس درد سے نجات مل گئی۔ دوسرا مریض ایک وکیل تھا اور وہ بھی روزانہ دو پیالے قہوہ کے پیا کرتا تھا۔ اسے یوں تو کوئی تکلیف نہ تھی۔ لیکن ورزش کرنے کے بعد دل کے مقام پر یہ درد ہوا کرتا تھا۔ اس کو یہ مشورہ دیا گیا کہ ورزش کم کر دے اور اپنے پیشے کا کام بھی کیا کرے۔ لیکن اسے آرام اسی وقت ہوا کہ جب اس کو قہوہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ بالکل تن درست ہو گیا اور بہت زیادہ کام کرنے لگا۔

بہ کثرت آدمی ایسے ملیں گے جو اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ قہوہ کی وجہ سے دل کے مقام پر انھیں ایک قسم کی بے آرامی سی محسوس ہوتی رہتی ہے۔

حیاتین کی کمی سے امراض بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ غذا میں کسی وٹامن کی کمی کی وجہ سے بھی انسان کو طرح طرح کے امراض لاحق ہو سکتے ہیں۔ جسم کے مختلف حصوں کے زخموں اور دردوں کے متعلق بھی تحقیقات کرنے سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ ان تمام حالتوں میں امراض کے پیدا ہونے کا خاص سبب کسی نہ کسی وٹامن کی کمی ہی ہوتی ہے۔ حال ہی میں امریکہ کے ڈاکٹروں نے یہ انکشاف کیا ہے کہ آنکھوں کے مختلف امراض بھی غذا میں ایک حیاتین جی کی کمی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک امریکن رسالے میں چار ڈاکٹروں کی یہ رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ انہوں نے آنکھوں کے ۲۹ مریضوں کا علاج محض اس طریقے سے کیا کہ حیاتین جی کی ایک معقول مقدار کیپ سول میں بند کر کے یا کھیر کی صورت میں ان کے معدے تک پہنچا دی اور اس طرح ان کی غذا میں جس چیز کی کمی تھی اسے پورا کر دیا گیا۔

جن ۲۹ مریضوں کا ذکر کیا گیا ان میں بعض تو آشوبِ چشم کے مریض تھے اور بعض ضعفِ بصارت کے لیکن جب انہیں چشمہ استعمال کرایا گیا تو ذرا بھی فائدہ نہیں محسوس ہوا بلکہ تکلیف برابر قائم رہی۔ بعض ایسے بھی مریض تھے جنہوں نے یہ شکایت کی کہ ان کی آنکھیں ایک نامعلوم حرارت کا شکار رہتی ہیں اور ان کی گرمی آنکھ کے اندرونی حصوں کو بھی تکلیف دہ صورت میں محسوس ہوتی ہے۔ بعض کو خیرہ چشمی کی شکایت تھی اور بعض کی آنکھوں میں سرخی دوڑ گئی تھی۔ لیکن ان مریضوں کے برقت شفاخانے پہنچ جانے اور ڈاکٹروں سے رجوع کرنے کی وجہ سے ساری دقتیں رفع ہو گئیں۔

جس حیاتین جی کی غذا میں کمی کی وجہ سے اس قسم کی شکایتیں پیدا ہو جانے کا قوی احتمال رہتا ہے اس کی مقدار زیادہ تر ترکاریوں اور انڈوں وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔

پھلوں سے پٹرول موجودہ جنگ شروع ہونے سے پہلے یہ بات معلوم کی جا چکی تھی کہ جرمنی اپنی جنگی ضرورتیں پوری کرنے اور نئے نئے قسم کے آلاتِ جنگ ایجاد کرنے میں دن رات مصروف ہے۔ چنانچہ جرمن سائنس دانوں کے متعلق معلوم ہوا تھا کہ وہ اپنے ملک کو کسی آئندہ جنگ میں فتح یاب کرانے کے لیے تمام دشواریوں کا حل دریافت کرنے میں مصروف تھے تاکہ گزشتہ جنگِ عظیم کی طرح کوئی قوم جرمنی کی بحری ناکہ بندی کر کے اس کی

پیداوار بہت کا خاتمہ کردینے اور جرمنی کو شکست پر مجبور نہ ہونے دے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ جرمن سائنس دانوں نے اپنے ملک کی پٹرول کی ضرورت پوری کرنے کے لیے کوئلے سے پٹرول تیار کرنا شروع کردیا تھا۔ پٹرول کے علاوہ دوسری جنگی ضرورت کی چیزیں اور وہ چیزیں جو جرمنی میں میسر نہیں آتی تھیں اور جن کے لیے جرمنی دوسرے ملکوں کا محتاج رہتا تھا اس قسم کی چیزوں سے بنائی جانے لگیں جو جرمنی میں کافی مقدار میں پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ شیشے سے کپڑے، لکڑیوں سے جوتے، مچھلی وغیرہ سے تیل اور دوسری چیزیں اسی اسکیم کے تحت تیار کی گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے جرمنی کو ہر سال پٹرول کی جتنی ضرورت ہوا کرتی تھی۔ اسی مقدار کا ۸۰ فی صدی حصہ جرمنی میں کوئلے سے تیار کر کے ضرورت پوری کی جانے لگی۔

اٹلی کے سائنس دانوں کو بھی پہلے سے یہ دن نظر آرہا تھا اور انہوں نے بھی اس قسم کی کوششیں شروع کردی تھیں کہ جنگ کی صورت میں اٹلی کی بحری ناکہ بندی ہو جانے پر جب اٹلی کا تجارتی تعلق دوسرے بحری ممالک سے ختم ہو جائے تو وہ بھی اپنے ملکوں میں پیدا نہ ہونے والی چیزوں کے لیے غیروں کا محتاج نہ ہو۔ چنانچہ جو اطالوی سائنس داں مدت سے غیر اطالوی چیزوں کے اطالوی بدل تیار کرنے میں مصروف تھے ان کی بابت اب تازہ اطلاع یہ موصول ہوئی ہے کہ انہوں نے صحرائی انجیر کے پھلوں سے پٹرول تیار کرنا شروع کرلیا ہے۔ اس سلسلے میں مزید یہ معلوم ہوا ہے کہ تجربہ اور آزمائش کرنے والوں نے موٹر سائیکلوں کو اس پٹرول سے چلانے میں کامیابی بھی حاصل کرلی ہے۔ انجیر کے علاوہ بہت سے ایسے درختوں اور پودوں سے بھی جو شمالی افریقہ کے اطالوی مقبوضات میں بہ تعداد کثیر پائے جاتے ہیں، پٹرول تیار کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ گیس بنانے والی مشینیں چلانے کے لیے بجائے کوئلے اور تیل کے اٹلی میں ایک نیا پوداکاربوگاس استعمال کیا جانے لگا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے میں بھی اٹلی والوں کو خاطر خواہ کامیابی نصیب ہوئی ہے۔

مٹاپے کا علاج

حال ہی میں ایک طبی رسالہ مشرقی پاسبانِ صحت میں ایک ایسی روسی عورت کا حال شائع ہوا ہے جس کا وزن ۲۹۵ پونڈ (تقریباً ۳ من) تھا۔ یہ عورت اپنی تنومندی اور مٹاپے سے سخت پریشان نظر آتی تھی لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے۔ جس زمانے کا یہ ذکر ہے اس وقت یہ عورت امریکہ کے علاقہ کولمبیا میں مقیم تھی۔

آخر ایک روز کولمبیا میڈیکل یونی ورسٹی کے رکن پروفیسر جیمز جوزف شورٹ کے پاس پہنچی اور ان سے اس نے اپنی تمام رام کہانی بیان کی۔ اس نے اپنی خواہش ظاہر کی کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس کے وزن اور فربہی کو کم کر کے اسے اور انسانوں کی طرح کام کاج آزادی سے کرنے کے قابل بنا دیا جائے۔ ڈاکٹر موصوف نے کامل طور پر اس کا طبی معائنہ کیا۔ اس خاتون کی عمر اس وقت کل ۲۲ سال تھی صحت بہ ظاہر بہت اچھی معلوم ہوتی تھی اس کی فربہی کا سبب زیادہ تر اس کی زیادہ کھانے کی عادت ہوئی تھی۔ ڈاکٹر شورٹ نے اس کے تمام جسم کا طبی معائنہ کرنے کے بعد اس کے لیے معتدل غذائیں تجویز کیں جن میں چربی، حیاتین اور نمک وغیرہ کے اجزا بھی رکھے۔ چنانچہ روزانہ ۶۰۰ کیلری غذا اسے استعمال کرائی جانے لگی۔

ڈاکٹر مذکور کے اس دل چسپ علاج کے نتائج حال ہی میں امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کے اخبار میں شائع ہوئے ہیں۔ اور ڈاکٹر مذکور کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ اس موٹی عورت کے جسم کا ۶۰ فی صدی وزن چند دن کے علاج سے غائب ہو گیا ہے۔ تفصیل یہ بتائی گئی کہ پہلے مہینے میں اس کے وزن میں ۲۱ پونڈ کی کمی ہوئی اور اس کے بعد ۲۰ مہینے کے عرصے میں اس کا وزن ۲۳۹ پونڈ کم ہوگیا۔ اس تمام علاج کے دوران میں اسے جو تھوڑی بہت تکلیف اٹھانی پڑی وہ محض اس وجہ سے کہ ڈاکٹر نے دو فٹ لمبی اور ایک فٹ چوڑی کھال جو اس کے پیٹ پر لٹکتی ہوئی رہ گئی تھی آپریشن کے ذریعے سے دور کی۔ اس کے علاوہ اس مریضہ کو اور کسی قسم کی تکلیف نہیں اٹھانی پڑی۔ آخر جب اس کا وزن ۱۵۶ پونڈ رہ گیا تو وہ صحت کے اعتبار سے نہایت حسین اور خوش وخرم نظر آتی تھی۔ اس کی صحت مندی اور ڈاکٹر شورٹ کے علاج پر امریکہ کے بہت سے رسالوں اور اخباروں نے مقالات لکھے۔ اور انگلستان کے مشہور اخبار ٹائمز نے بھی ایک تعریفی نوٹ شائع کیا۔

مجربات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

نسخہ جریان پوست بیخ ستیاناسی، پوست بیخ اونٹ کٹارا، پوست بیخ مولسری، پوست بیخ کنار دشتی، پوست بیخ گولر، پھلی کیکر خام، بوپھلی، موچرس، برگ نورستہ سپستان، برگ نورستہ بڑ۔ سب دوائیں ہم وزن لے لیں اور سائے میں خشک کرکے سفوف بنالیں۔ اور برابر کی قند سفید ملادیں۔ صبح کے وقت دودھ کے ساتھ سوا تولے یہ سفوف پھانکیں۔

فوائد:- دافع رقت، سرعت و جریان ہے۔ منی کو گاڑھا کرتا ہے۔ نیز منی کی پیدائش زیادہ کرتا ہے۔

جناب حکیم سید محمد اسد علی صاحب، ایم۔ آر۔ اے ایس آنریری مجسٹریٹ جودھپور

حب بے نظیر ورق طلا، ورق نقرہ، مشک، عنبر اشہب ہر ایک ایک ماشہ، مرکی۔ جدوار خطائی، حب السلاطیب، درونج عقربی، زعفران، بسفائج سالم، زرشک، جوزبوا، عود قماری، دانہ ہیل ہر ایک ایک تولہ، کشتہ قلعی، کشتہ زمرد، کشتہ عقیق، کشتہ یشب، کہربا شمعی ہر ایک ۳ ماشے۔

ترکیب تیاری: کشتوں کو عرق گلاب میں خوب کھرل کریں۔ پھر روغن بلساں خالص ۳ ماشے شامل کرکے کھرل کریں۔ اور باقی اجزا کو کوٹ چھان کر ملادیں۔ صمغ عربی اور روح گلاب بقدر ضرورت ملاکر دانہ ماش برابر گولیاں بنائیں۔ ایک گولی رات کو دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد:- یہ گولیاں جاڑوں کا بہترین تحفہ ہیں۔ مقوی باہ، ممسک، مغلظ منی، محافظ گردہ و ملذذ ہیں۔ دماغ کو قوت پہنچاتی ہیں۔ مفرح قلب اور منعش حرارت غریزی ہیں۔

طلاء نادر شاہی سم الفار، پارہ، قرنفل ہر ایک ایک تولہ، بیربہوٹی، خراطین، جونک ہر ایک دو تولے، فاد زہر ۶ ماشے، زعفران ۱ تولے۔ سب دواؤں کو پیس کر روغن کنجد بقدر ضرورت میں اچھی طرح ملالیں، اور گولیاں بنالیں اور ان کو خشک کرکے آتشی شیشی میں روغن کھینچیں۔ پھر اس میں چربی شیر نر ایک تولہ، چربی سانڈہ ۲ تولے ملالیں۔ ۲ رتی حشفہ و سیون چھوڑ کر عضو پر مالش کریں۔

فوائد:- سستی رگوں اور عضو کے ڈھیلے پن کو دور کرنے کے لیے مفید ہے۔

سرمۂ عجیب سائے میں خشک کیے ہوئے چنبیلی کے پھول آٹھ ماشے۔ سکّے کی گولیاں جو چند بار بند نق میں رکھ کر جلائی گئی ہوں، ۲۴ ماشے، فلفل دراز، شورہ قلمی ہر ایک چار ماشے۔ ایک مہینے آب لیموں اور سونف کے عرق میں کھرل کریں۔ پھر کپڑے میں چھان کر شیشی میں محفوظ رکھیں۔ صبح و شام ایک ایک سلائی آنکھ میں لگایا کریں۔

فوائد:- یہ سرمہ پڑبال، ضعف نظر، ابتدائی موتیا بند، دھندھلاپن اور پھولے کے لیے اکسیر ہے۔

جناب حکیم کبیر احمد صاحب مہنگا نوی

ضماد مجلوق چربی شیر نر ۲ تولے، زعفران عمدہ ۳ ماشے، جائفل ۳ ماشے، جاوتری ۳ ماشے، بیربہوٹی ۶ ماشے، سنکھیا سفید ۱ ماشے، مشک اعلیٰ ۴ رتی۔ ہر دوا کو علیحدہ علیحدہ سفوف کرکے سب کو ملالیں۔ اور چربی و برانڈی قسم اول اضافہ کرکے دو تین گھنٹے کھرل کریں اور بدستور استعمال میں لائیں۔

فوائد:- اس کے چند روزہ استعمال سے رگوں کی خراب رطوبت تحلیل ہوکر عضو تناسل کے تمام نقائص دور ہو جاتے ہیں۔

جناب حکیم محمد عبداللہ شریف صاحب طبیب سرکاری، ریاست [illegible]

نسخہ استحاضہ وسیلان الرحم سنگ جراحت ۲ تولے، گوند ڈھاک ۱ تولہ، مائی خورد ۱ ماشے، دم الاخوین ۲ ماشے، مصری [illegible] کر سفوف بنالیں۔ روزانہ ۵ ماشے صبح کے وقت گائے کے پاؤ سیر دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد:۔ سیلان الرحم اور استحاضہ کی شکایت ایک ہفتے کے اندر اندر دور ہو جاتی ہے۔

جناب حکیم مولوی مقبول شاہ صاحب وارثی، دھلوی

بواسیری مسّے گرانے کا عجیب نسخہ کتے کی کمر کی ہڈی کو گل حکمت کرکے آٹھ سیر اُپلوں کی آنچ دیں، پھر اس میں برابر کی پھٹکری سفید شامل کرکے خوب باریک کرلیں۔ اس سفوف کو دو چند گائے کے ایک سو ایک بار دُھلے ہوئے گھی میں ملا کر مرہم بنالیں۔

فوائد:۔ چند دن کے استعمال سے بواسیری مسّے خشک ہو کر گر جاتے ہیں۔

اکسیر نزلہ و زکام پھٹکری سفید کو ایک دن شیر مدار میں اور ایک دن آب برگ دھتورہ میں کھرل کرکے قرص بنالیں۔ اور بدستور معروف گل حکمت کرکے دس سیر اُپلوں کی آنچ دیں۔ اگر ایک آنچ میں سفید کشتہ نہ ہو تو دوبارہ گل حکمت کرکے آنچ دیں۔ ایک رتی حلوے یا مکھن میں رکھ کر کھلائیں۔

فوائد:۔ نزلے کے مریضوں کے لیے یہ اکسیر ہے۔ اس کے علاوہ تیسرے روز آنے والے بخار کو فائدہ کرتا ہے۔ نیز پرانی کھانسی اور دمہ کے لیے بے حد مفید ہے۔

اکسیر چشم:۔ سرمہ سیاہ ایک تولہ، فلفل سیاہ ایک ماشہ، آب ستیاناسی زرد ۶ ماشے۔ کھرل میں ڈال کر خوب باریک کرلیں۔

فوائد:۔ بے حد مقوی بصر ہے۔ بوڑھوں کی کمزوری چشم میں خصوصیت کے ساتھ فائدے دیکھنے میں آئے ہیں۔

جناب ڈاکٹر ایم، اے، مجید خاں صاحب

کشتہ فولاد جدید اجزاء:۔ ہیرا کسیس ½ پاؤ، آب لیموں ایک پاؤ۔

ترکیب تیاری:۔ ہیرا کسیس کو آب لیموں میں کھرل کریں۔ اور ٹکیہ بنا کر کوزوں میں بند کرکے گل حکمت کریں۔ خشک ہو جانے پر ۷-۶ سیر اُپلوں کی آنچ دیں۔ خوراک نصف رتی سے ۲ رتی تک۔

فوائد:۔ امراض جگر و طحال کو دور کرتا ہے اور خون صالح پیدا کرتا ہے۔ مولّد و مغلظ منی ہے۔ جریان احتلام اور سرعت کو دور کرتا ہے۔ حیض کی خرابی اور سیلان الرحم میں بہت مفید ہے۔ حرقت البول اور سلسل البول میں مفید ثابت ہوا ہے۔

جناب حکیم عبدالعزیز خاں صاحب خوشاب

اکسیر قلت الدم:۔ برادہ فولاد عمدہ، ابرک سیاہ، نوشادر ہم وزن لے کر کانسی کے برتن میں بھر کے دودھ میں بھگو دیں۔ دودھ اتنی مقدار میں ہونا چاہیے کہ دوائیں ڈوب جائیں۔ کچھ دن بعد جب یہ دودھ خشک ہو جائے تو دوبارہ اتنا ہی دودھ ڈال کر پھر رکھ دیں۔ اس طرح چھ مرتبہ تر و خشک کرکے کھرل میں ڈال دیں اور باریک کرکے رکھ لیں۔ چار رتی مناسب بدرقے کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد:۔ قلت الدم (کمی خون) کی حالت میں اس کا استعمال بہت مفید ہے۔ خون کے سرخ ذرات زیادہ کرکے چہرے کو سرخ و سفید بنا دیتا ہے۔ فربہی پیدا کرتا ہے۔ بھوک لگاتا ہے، مقوی معدہ و جگر ہے۔

جناب حکیم محبوب احمد صاحب، نظامی، دھلی

سفوفِ صندل زہر مہرہ، بنسلوچن، لاجورد مغسول، بسد احمر، صندل سفید، جدوار خطائی، نارجیل دریائی، کہربا شمعی ہر ایک تین ماشے، مشک خالص ۱ ماشہ۔ سب دواؤں کو گلاب میں کھرل کرکے محفوظ رکھیں اور صبح کے وقت ۶ رتی سے ایک ماشہ تک خمیرہ گاؤزباں عنبری میں ملا کر کھائیں۔

فوائد:۔ ضعف قلب، غشی، دھڑکن کے لیے اپنے فوائد کے لحاظ سے عجیب چیز ہے۔ اس کے علاوہ بے حد مقوی اعصاب ہے۔

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطبوں کے لئے زود اثر اور اصولی نسخے

(گزشتہ سے پیوستہ)

ازجناب حکیم حافظ محمد قسیم الدین صاحب صدیقی فاضل الطب والجراحت، کھاتولی

سیلان الرحم (لیکوریا)

(۱) کشتہ فولاد ۲ چاول
معجون اذاراقی ۳ ماشے
دونوں وقت بعد غذا کھلائیں۔

نوٹ:۔ اس مرض میں مریضہ کی تقویت عامہ کا خیال رکھیں۔ مقامی طور پر قابض اور دافع تعفن ادویات استعمال کرائیں۔ مقبضات کا استعمال اس میں بھی جریان کی طرح فضول اور بے کار ہے۔ پیش نظر نسخوں میں فولاد، کیلسیم اور اذاراقی کو خصوصیت کے ساتھ لکھا گیا ہے تاکہ خون کی پیدائش زیادہ ہو اور عام جسمانی قوت حاصل ہو۔ نیز اعصاب قوی ہو کر بالواسطہ اصل مرض دور ہو جائے۔

(۲) کشتہ نقرہ ۲ چاول
کشتہ عقیق ۲ "
معجون خبث الحدید ۳ ماشے
کھانے کے بعد دونوں وقت استعمال کرائیں۔

(۳) کشتہ صدف ۱ رتی
خمیرہ ابریشم ۶ ماشے
صبح عرق گاؤزباں یا پانی کے ساتھ کھائیں۔

(۴) صدف سوختہ ۱ تولہ
طباشیر سفید ۶ ماشے
دانہ الائچی خورد ۶ "
نبات سفید ۲ تولے
سفوف تیار کریں۔ خوراک ۶ ماشے۔

(۵) پھٹکری ۳ ماشے
کسیس ۱۵ رتی
پانی ۲۰ اوقیہ (اونس)
مقامی طور پر پچکاری کریں۔

(۶) پوست انار ۳ اوقیہ
لونگ ۶ ماشے
پانی ۴۰ اوقیہ
پندرہ منٹ تک خوب جوش دیں اور صاف کر لیں۔ اس کے بعد ۶ ماشے پھٹکری حل کر کے پچکاری کریں۔

(۷) پھٹکری ۲ ماشے
کتھ سفید ۲ "
آب نیم گرم ایک سیر
پچکاری کریں۔

(۸) اقاقیا ایک ماشہ
گلنار "
مازو سبز "
پھٹکری "
بطور فرزجہ استعمال کرائیں۔

خارش فرج

(۱) سہاگہ ایک تولہ
آب کاوزن ۸ اوقیہ
مقامی طور پر استعمال کریں۔

(۲) ست پودینہ ۲ ماشے
روغن زیتون ۳ تولے
اس دوا میں صاف ململ کا کپڑا تر کر کے مقام ماؤف پر رکھیں۔

بندش حیض

(۱) ہیرا کسیس ۳ ماشے
سہاگہ ۶ "
ہینگ ۳ "
ایلوا ۶ "
چنے برابر گولیاں بنائیں اور صبح و شام کھلائیں۔

(۲) ایلوا ایک تولہ
مرکی ایک تولہ
زعفران ۳ ماشے
کشتہ فولاد ۳ "
ہینگ ۳ "
چنے برابر گولیاں بنائیں

نوٹ:۔ علاج سے پہلے بندش حیض کے اسباب پر اچھی طرح غور کر لینا چاہئے۔ بدن میں خون کی کمی کی حالت میں اور دق کی موجودگی میں حیض بند ہو جاتا ہے۔ سن یاس میں نیز حمل کی حالت میں حیض بالکل بند ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں ادرار حیض کرنا غلطی ہے۔ ادرار حیض کی کوشش مقررہ ایام میں کرنی چاہیے۔

دقت حیض

افیون ایک ماشہ
زعفران "
جائفل "
برگ تنب ۲ ماشے
کالی مرچ برابر گولیاں بنائیں۔ نہایت مؤثر نسخہ ہے۔ اس شکایت میں مسکنات کا ضرور لحاظ رکھیں۔

(۲) کافور ۳ ماشے
زعفران ۳ "
مرکی ۳ "
افیون ۲ "
اجوائن خراسانی ۳ "
کالی مرچ برابر گولیاں بنائیں اور دن میں تین مرتبہ دیں۔

درد خصیتہ الرحم

نوشادر ۵ رتی
پانی ۳ تولے
دن میں تین بار پلائیں۔

استحاضہ

برادہ آبنوس کا ۴ اوقیہ
پانی ۲۰ "
اتنا جوش دیں کہ چوتھائی حصہ رہ جائے۔ چھان کر صاف کر لیں۔ خوراک ۳ تولے، دن میں تین بار۔

جریان خون بعد وضع حمل

سنگ جراحت ایک ماشہ
سفوف لودھ ۳ ماشے

نوٹ:۔ لودھ رحم و آنتوں کے عضلات غیر ارادیہ پر انقباضی عمل کرتا ہے اور اس طرح رحم کے عضلات کے استرخار کی وجہ سے جو جریان خون ہوتا ہے اس کو بند کرتا ہے۔ سنگ جراحت میں کیلسیم موجود ہے۔ جس کا حابس خون اثر مسلّم ہے۔

اسقاطِ منذر

بر شعشا ۱ تا ایک ماشہ

دن میں دو یا تین بار دیں یہاں تک کہ اسقاط کی علامات رفع ہو جائیں۔ اور اگر اسقاط کی علامتیں رکنے والی نہ ہوں یعنی اسقاط لازم ہو تو سفوف تسلیم دیں۔

اسقاط لازم کی علامتیں یہ ہیں۔ شدتِ جریانِ خون۔ درد کا شدید اور جلد جلد ہونا۔ بچہ کا عنق الرحم کے بیرونی منہ تک پہنچ جانا۔ اس حالت میں حمل ساقط ہو جایا کرتا ہے۔ اگر حمل ساقط ہو جائے تو علاج اس اصول پر ہونا چاہیے کہ جمع جھلیاں وغیرہ بالکل صرف ہو جائیں۔ اسقاط ناقص نہیں ہونا چاہیے۔ ورنہ اس کا خطرناک نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

تشنجِ زچگی (اکلیمپسیا)

یوناس بردہ بیذ	۲ ماشے
دانہ الائچی خورد	۶ "
اجوائن خراسانی	۶ "

سفوف بنائیں۔ خوراک دو ماشے

حمیٰ نفاسیہ (پیورپرل فیور)

کیذ مدبر	۲ ماشے
کونین سلف	۳ "
سفوف شیلم (ارگٹ)	۱ "

کالی مرچ برابر گولیاں بنائیں۔ دن میں دو یا تین بار غذا کے بعد دیں۔ میرے نزدیک اس مرض میں اس سے بہتر اور فائدہ مند کوئی نسخہ نہیں ہے۔ مقامی طور پر دافع تعفن سالات کا ڈوش کرانا بھی ضروری ہے۔

نوٹ:- عورتوں کی بیماریوں میں سے یہ ایک عام اور مہلک بیماری ہے۔ اگر اس کے متعلق محض سرسری اور سطحی واقفیت پر قناعت فرمائیے بہت سی زندگیاں آپ کے ہاتھوں سے لقمۂ اجل ہونے کا امکان ہے اور اگر کافی معلومات ہیں تو آپ بہت سی زچاؤں کو موت کے منہ سے بچا سکتے ہیں۔ نسوانی امراض کے متعلق ہماری معلومات خصوصیت کے ساتھ نہایت اور وسیع ہونی چاہئیں تاکہ عورتوں کی پیچیدہ ترکیبوں کو بھی طرح سمجھ سکیں۔ تو بلاؤں کی سطر بہر زن سے دور کر ہمارا قیاس اور تجربہ و مشاہدہ سے نہ ہم آہنگ ہو گا اور تشخیص غیر متزلزل بنیادوں پر قائم ہو جائے۔

نسوانی امراض کے تباہ کن حالات بس قابلات کی جہالت اور حماقت ضرور بدنام ہے لیکن اس کی ذمہ داری بہت کچھ ان لوگوں پر بھی عائد ہوتی ہے جو فنی نکات اور طبی پاکیزگی اور صفائی کی نگہداشت نہیں کرتے۔ اس تغافل شعاری کی وجہ بدقسمتی سے یہی ہے کہ فن الولادت محض دایہ ہی کا حصہ خیال کیا جاتا ہے۔ معالج ذاتی طور پر اس کو ایک غیر متعلق چیز سمجھ کر بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس افسوسناک غفلت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معالج جاہل اور بے خبر دایہ کی بروقت صحیح رہنمائی اور امداد سے قطعی مجبور اور معذور رہتا ہے۔ علم القابلہ میں ہر معالج کی معلومات نہایت وسیع اور بلند پایہ ہونے کی بہت ضرورت ہے۔ بہترین اور قابلِ اطمینان معلومات کا صحیح معیار یہ ہے کہ علم اپنی برقی طاقت سے ارادہ اور عمل کی مشنری کو فوراً حرکت میں لاتا ہے اور انسان ایسے مواقع کا نہایت بے چینی سے متلاشی رہتا ہے کہ اپنے علم کا عملی صورت میں مظاہرہ کرے۔ یہ کیفیت اور تڑپ جس قدر کم ہے اتنا ہی علمی کمزوری کا اندازہ کرنا چاہیے۔ لہٰذا فن الولادت میں معالج اتنا مستعد اور ماہر ہونا چاہیے کہ اگر کبھی کوئی بچہ جنانے کا موقع پیش آ جائے تو وہ نہایت خوبی اور کامیابی کے ساتھ یہ کام انجام دے سکے۔ حمی نفاسیہ کا اندیشہ دایہ کی ناواقفیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کو خبر ہی نہیں کہ جراثیم کیا بلا ہیں اور جراثیم کشی کی بھی علاج میں ضرورت ہوا کرتی ہے یا نہیں۔ اس کو پتہ نہیں کہ یہ دشمنِ جان اس کے کثیف ہاتھوں اور ناخنوں کے ذریعے سے زچہ کے جسم میں داخل ہو کر پیغامِ موت کا بگل پیدا کرتے ہیں۔ اس مرض کے علاج میں یہ کافی نہیں ہے کہ تمام کا زور صرف طاقت پر صرف کر دیا جائے اور مقامی طور پر غلیظ ہاتھوں سے مرہم داخلیون استعمال کر کے جراثیمی فوج کو روزانہ کمک بہم پہنچائی جاتی رہے۔ اس مرض میں دافع تعفن ادویہ کا خاص طور لازم ہے۔

حبِ دافعِ تعفن

فلفل سیاہ	۴ ماشے
بیش مدبر	۲ "
شنگرف رومی	۲ "
دارفلفل	۴ "
سہاگہ خام	۴ "

آب لیموں میں کھرل کر کے مونگ برابر گولیاں بنائیں۔

نوٹ:- مندرجہ بالا نسخہ دافع تعفن اور جراثیم کو ہلاک کرنے والا ہے۔ سمّ الدم اور تعفن الدم وغیرہ میں مفید ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ کرویات عقدیہ (سٹریپٹوکوکائی) کا مخصوص تریاق پیش نہیں کر سکا۔ طبِ جدید کا دامن بھی اس قسم کے ہدیہ سے خالی ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے صرف مصلِ ضد کرویات عقدیہ (اینٹی سٹریپٹوکوکائی سیرم) کے انجکشن کیے جاتے ہیں لیکن اس چیز سے مختلف نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا استعمال خطرات سے خالی نہیں ہے۔ حال ہی میں انگریزی دواساز کارخانوں نے کرویات عقدیہ اور عنقودیہ وغیرہ کے لیے سلفنا مائڈ گروپ کی دلچسپ دوائیں تیار کر کے دنیا میں پھیلا دی ہیں اور اب ان کا استعمال ڈاکٹروں کے طبقے میں عام ہو گیا ہے۔ اس چیز کے حیرت انگیز اثرات اور فوائد نے مصل (سیرم) کے استعمال کو بھلا دیا ہے۔ مذکورہ گروہ کی دوائیں اقراص کی شکل میں کھانے کے لیے اور سیال کی شکل میں انجکشن کے لیے ملتی ہیں۔ اس گروہ کی چند دوائیں یہ ہیں:-

پرونٹوسل (سرخ و سفید)۔ پروسیپٹےسین۔ سلفےنیلامائڈ۔ کوسبٹرن۔ ڈائی سلفونامائڈ۔ سپٹےنلم۔ سلفےپل۔ (باقی)



(۸۱) **بانجھ پن**:- (ا) عورت اور مرد کے ناقابلِ تولید و تناسل ہونے کی گھریلو اور سب سے آسان پہچان یہ ہے کہ ایک مدت تک یک جائی اور ہم بستری کے باوجود کسی جوڑے کے اگر اولاد نہ پیدا ہو اور حمل قرار نہ پائے تو یقینی طور پر سمجھ لینا چاہیے کہ دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہے۔ اگر اس کی تصدیق کی ضرورت ہو تو مجھے افسوس ہے کہ وہ گھروں میں نہیں ہو سکتی۔ کسی نہ کسی ماہر فن سے مشورہ کرنا ہی پڑے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) خوردبین کے ذریعے سے معائنہ کرکے بتایا جا سکتا ہے کہ عورت میں نقص ہے یا مرد میں۔ گھر پر دو علیحدہ علیحدہ برتنوں میں جو بوئے۔ ایک برتن میں عورت پیشاب کرتی رہے اور دوسرے میں مرد۔ جس کے برتن کے جو نہ اُگیں اُس میں نقص ہے۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(ج) عورت اور مرد کے بانجھ ہونے کے اسباب اور علامات بہت زیادہ ہیں اور ان کا جوابات کے صفحات میں بیان کرنا مشکل ہے۔

(حکیم لالہ سری رام دو سابھ)

(۸۲) **آتشک**:- (ا) سب سے پہلے آپ اپنے دوست کا کسی ڈاکٹر سے ختنے کا آپریشن کرا دیجیے یعنی سپاری پر جو کھال ہوتی ہے اسے کٹوا دیجیے تاکہ زخموں پر آسانی سے دوا لگائی جا سکے۔ اس کے بعد اگر ممکن ہو تو ان کے خون کا امتحان کرائیے تاکہ یقینی طور پر معلوم ہو سکے کہ آتشک ہی ہے یا "سافٹ شینکر" کے زخم ہیں۔ اگر آتشک ہو تو "نیو سیلوارسن" یا اسی قسم کے کسی دوسرے مرکب کے انجکشن لگوائیے۔ اگر "سافٹ شینکر" ہے تو انجکشنوں کی ضرورت نہیں۔ صرف زخموں کا معقول علاج کرنے سے مرض جاتا رہے گا۔ خون کا امتحان کرانا ناممکن ہو تو یہ دیکھیے کہ زخم کئی ایک ہیں یا صرف ایک۔ اور زخم کے کنارے موٹے سخت اور اُبھرے ہوئے ہیں یا نرم پتلے اور سطح زخم سے ملے ہوئے۔ اگر ایک زخم ہے اور کنارے بھی سخت اور اُبھرے ہوئے ہیں تو غالب گمان یہی ہے کہ وہ آتشک ہو۔ اگر اس کے خلاف ہے تو "سافٹ شینکر"۔ رانوں کی گلٹیاں بھی تشخیص میں مدد دیتی ہیں۔ اگر گلٹیوں میں پیپ نہ پڑے اور وہ سخت ہو کر رہ جائیں تو غالباً آتشک ہے اور پیپ پڑ کر پھوٹ جائیں تو سافٹ شینکر۔ اس طرح تشخیص مرض کے بعد مناسب علاج کیجیے۔ ختنہ کرانا ہر حالت میں ضروری ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) افسوس اس قدر پیچیدہ اور پرانے مرض میں جناب نے دو مہینے سوال اور جواب کی نذر کر دیے۔ اس عرصے میں تو مرض لب گور ہو گیا ہوگا۔ بہتر صورت یہ ہے کہ مریض کا کسی ہوشیار طبیب کو دکھا کر علاج کرایا جائے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) جوہری ایک عدد صبح کو تازہ پانی کے ساتھ نگل جائیے اور رات کو معجون مصفی خاص ۶ ماشے تازہ پانی کے ساتھ کھائیے۔ کم سے کم تین ہفتے کے استعمال سے زخم خشک ہو جائیں گے۔ سوجن رفع ہو جائے گی اور گلٹیاں تحلیل ہو جائیں گی۔ دونوں دوائیں ہمدرد دواخانے سے مل سکتی ہیں۔

(حکیم عبدالواحد)

(د) کھنگرے کا سفوف ۳-۳ ماشے صبح و شام پانی سے کھلائیں۔ ایک چلے میں بالکل صحت ہو جائے گی۔ (حکیم بابو)

(ہ) پردہ ہٹانے کے لیے ۸ تولے نیم کے پتے ایک سیر پانی میں جوش دے کر سہاگہ شامل کریں اور عضو کو سینکیں۔ جب پردہ ہٹ جائے تو شہد دو تولے میں سہاگہ ۶ ماشے ملا کر زخموں پر لگائیں۔ داخلی طور پر ازالۂ سمیت کے لیے مناسب یہ ہے کہ پہلے ۲ تین مصفی خون ۔۔۔ روزہ کے مسہل باقاعدگی سے پیے جائیں اور پھر ایک چاول کشتہ سہ دھاتہ مکھن میں ملا کر کھلاتے رہیں۔ (حکیم لالہ سری رام دو سابھ)

(و) روغن ستیاناسی ۴ بوند روزانہ دن میں تین مرتبہ بتاشے میں رکھ کر کھائیں۔ شاخ ستیاناسی کا سالن پکا کر روزانہ کھائیں۔ روغن زرد کو ۱۰۰ مرتبہ دھو کر حبت کا میل روغن زرد سے نصف ملا کر لگائیں۔ (حکیم مقبول شاہ وارثی)

(۸۳) **رحم کی خرابیاں**:- (ا) مریضہ کو دیکھے بغیر بلکہ لیڈی ڈاکٹر سے ان کا معائنہ کرائے بغیر کوئی صحیح رائے نہیں قائم کی جا سکتی۔ بہتر ہے کہ آپ مقامی طور پر کسی تجربے کار لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ کیجیے۔ رفع قبض کے لیے بہت سی دوائیں بتائی جا سکتی ہیں، لیکن ان کا اصلی مرض قبض نہیں ہے۔

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مغز بادام مقشر، مغز قرطم، سنا مکی، گل سرخ ہر ایک ۶ تولے، بادیان، زنجبیل ہر ایک ۲ تولے، دار چینی، دانہ الائچی خورد و کلاں ہر ایک ایک تولہ۔ مغز قرطم اور بادام کو علیحدہ باریک کریں۔ باقی دواؤں کو الگ کوٹ لیں۔ نصف سیر شکر سفید کے قوام میں دواؤں کو ملا کر معجون بنائیں۔ ۲ تولے رات کو سوتے وقت ۱۰ تولے سونف کے کنکنے عرق کے ساتھ کھا لیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) آپ اپنی بیوی کا کسی مقامی لیڈی ڈاکٹر سے معائنہ کرا کے علاج کرائیں، کیوں کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بیوی کو ورم رحم مزمن یا رحم کی رسولیاں وغیرہ کئی امراض دامن گیر ہیں۔ جب تک معائنہ نہ ہو صحیح رائے مشکل ہے۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(د) کسی مقامی طبیب سے مشورہ لیں یا مجلس تشخیص و تجویز ہمدرد دواخانہ کو لکھیں۔ (حکیم مقبول شاہ وارثی)

[illegible] سے فربہی جسم :- (ا) جسم کی [illegible] موزوں اور [illegible] کی خواہش تو ہر دل [illegible] تی ہے ، لیکن لوگ [illegible]
جانتے ہیں [illegible] قدرت کے بنائے ہوئے قوانین کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں توڑ سکتی ۔ جسم میں [illegible] اور [illegible] غذا سے بڑھ [illegible]
نہیں ، دوائیں صرف اتنا کام کیا کرتی ہیں کہ بھوک زیادہ کردیں یا اگر معدہ غذا کو اچھی طرح ہضم نہیں کرتا تو اسے [illegible] پر آمادہ کردیں ۔ [illegible]
کی ضرورت ہو تو معدے کا کام کسی حد تک خود کردیا کریں لیکن اس طرح دواؤں کی مدد سے کھائی ہوئی [illegible] کے [illegible]
یا نہیں ، یہ ایک علیحدہ سوال ہے ۔ ایک جسم جو دن رات چارپائی فرش یا کرسی پر دراز رہے [illegible] پیدا [illegible]
کے معنی ہیں کہ اتنی غذا کی بقدر ذیست ضرورت ہو ۔ اب اگر دواؤں کی امداد سے ہم اس کی ضرورت سے بہت زیادہ غذا جسم [illegible]
پاس سرمایہ داروں کی طرح نہ بینک ہیں نہ خزانے ۔ وہ "غلطی" تو یہ نہ کرے تو کہیے کہ اس فالتو غذا کو واپس دستر د کردیتا ہے ۔ اور اب یہ سارے بدن
میں ماری ماری پھرتی ہے کہ جدھر سے بھی راستہ ملے جسم سے باہر نکل جائے ۔ کچھ گردوں کے راستے سے ، کچھ پسینے کے راستے سے اور کچھ بلغم کے ساتھ
جسم سے نکل جاتی ہے اور کچھ جو کسی طرح نہیں نکلتی بعد میں رنگ لاتی ہے ۔ انسان اگر تمام دن محنت اور تمام رات آرام کرے تو اس کے جسم کو بھی
غذا کی ضرورت ہوگی اور وہ جو کچھ بھی کھائے گا ، اس کے بدن کو بھی لگے گا ۔ جسم کو قدرتی طریقے کے مطابق فربہ اور طاقتور اسی طرح بنایا جاسکتا
ہے کہ انسان دن بھر خوب محنت اور ورزش کرے ۔ ایسا کیا گیا تو کسی دوا کی ضرورت ہی نہیں ہوگی ۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) ، زمانہ نمو کے گزر جانے کے بعد قد نہیں بڑھ سکتا ۔ اس لیے یہ شرط بے کار ہے ۔ البتہ جسم فربہ اور مضبوط ہو سکتا ہے اس کے لیے یہ نسخہ بنا کر استعمال کریں
کتیرا ، نشاستہ گندم ، بادام مقشر ، نارجیل خام ، گوند مقشر ، موصلی سفید ، ستاور ، زیرہ سفید ہر ایک دو تولے ، اجوائن دیسی ، تخم خشخاش ہر ایک ایک تولہ
سب کو باریک کرکے رکھیں ۔ خوراک ایک تولہ صبح ایک تولہ شام دودھ کے ساتھ ۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)
(ج) ، جسم کو فربہ ، طاقتور اور قد آور بنانے کے لیے سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ ورزش کی جائے ۔ دودھ ، مکھن ، بالائی اور مغزیات کھائے جائیں ۔ اس
سے اچھا نسخہ کوئی نہیں ہے ۔ (حکیم عبدالواحد)
(د) ہمدرد کے مُولحم کے استعمال سے آپ کی مراد پوری ہو سکتی ہے ، بشرطیکہ کم سے کم ڈیڑھ مہینے تک پییں ۔ (حکیم ہمایوں)
(ہ) ، آپ مناسب ورزش اور مقوی و زود ہضم غذاؤں کے استعمال سے ضرور فربہ ہو سکتے ہیں لیکن آپ کو اپنے پروگرام پر مستقل مزاجی سے کاربند
ہونا چاہیے ۔ صبح ہی صبح کھلی جگہ میں مناسب ورزش کریں اور کچھ وقفے کے بعد غسل کریں ۔ ناشتہ دو انڈوں کی زردی اور دودھ کا کیجیے ۔ کھانوں میں بھی ایسی
چیزیں حسب موقع شامل کرتے رہیں کہ جن میں حیاتین کثرت سے موجود ہوں ، مثلاً انڈا ، دودھ ، پھلوں میں سنگترہ ، انار ، سیب وغیرہ ۔ (ڈاکٹر ایم ۔ اے شکور)
(و) ، گھی اور دودھ کا کافی استعمال کریں ۔ معجون شباب آور اور مُولحم ہمدرد دواخانے سے منگا کر استعمال کریں ۔ (حکیم مقبول شاہ وارثی)

(۸۵) **دائمی نزلہ** :- (ا) ، مریضہ کی تمام تکلیفوں کا باعث ان کا دائمی قبض ہے ۔ اسی وجہ سے وہ نزلہ زکام اور درد سر میں مبتلا رہتی ہیں اور اسی کی وجہ سے
ان کے گلے اور ٹانسلز میں ورم اور [illegible] درد رہتا ہے ۔ دائمی قبض کو دور کرنے میں "کروشین سالٹ" بہت مفید ہے اگر کھانسی اور حرارت بھی ہو تو کسی
ہوشیار طبیب سے مشورہ کرکے اطمینان کرلیں کہ پھیپھڑوں میں کوئی خرابی تو نہیں ۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) ، پوست بلیلہ زرد دو تولے ، پوست آملہ دو تولے ، گل سرخ دو تولے ، بلیلہ کابلی ، صندل سفید ، کتیرا ہر ایک تین تولے ، بلیلہ سیاہ ، گل بنفشہ ، مغز خیار شنبر
ہر ایک ہر ایک دو تولے ، تربد تراشیدہ آٹھ تولے ، مغز بادام شیریں ۶ تولے ، مغز کدو شیریں ۴ تولے ، خشخاش سفید ۳ تولے ۔ دواؤں کو باریک کرکے روغن بادام
میں چرب کریں اور ایک سیر شکر سفید کا قوام بنا کر معجون بنائیں ۔ ایک تولہ صبح ایک تولہ شام نیم گرم دودھ کے ساتھ ایک مہینے تک استعمال کریں ۔
(حکیم اکبر حسین الہ آبادی)
(ج) دائمی نزلے کو دور کرنے کے لیے رات کو سوتے وقت اطریفل زمانی ۹ ماشے کھائیں اور صبح کو قرص مرجان جواہر والا ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۵ ماشے میں ملا کر
کھائیں اور کھاری نمک ۴ ماشے دس تولے گرم پانی میں ملا کر اس سے ناک کو دھوئیں ۔ تیل ، ترشی اور قابض بادی چیزوں سے پرہیز کریں ۔ (حکیم عبدالواحد)
(د) ، آپ نے مرض بہت سے گنا دیے لیکن یہ نہ سوچا کہ ایک نسخے سے علاج کیوں کر ممکن ہے ۔ مناسب یہ ہے کہ آپ مقامی طور پر معائنہ کرا کر علاج
کرائیں ۔ (حکیم [illegible])

(۸۶) **غشی کے دورے** :- (ا) ، مریضہ ہسٹیریا یعنی اختناق الرحم میں مبتلا ہے ۔ انہیں چند شیشیاں "ایلگزیر بروموویلیرین" کی پلا دیجیے ۔
(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) ، افیون ، بیرا بینگ ، کافور ، جند بید ستر ہم وزن باریک کرکے پانی کی مدد سے کالی مرچ برابر گولیاں بنائیں ۔ ایک گولی صبح پانی کے ساتھ استعمال
کرائیں ۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)
(ج) ، مریضہ کی موجودہ شکایتوں کا سبب حیض کی بندش ہے ۔ رات کو معجون قرطم ۶ ماشے کھلائی جائے اور صبح کو جدوار عود صلیب ہر ایک ایک ماشہ کو باریک
پیس کر خمیرہ گاؤزبان ۶ ماشے میں ملا کر دیا جائے ۔ اس کے بعد جب وہ دن قریب آئیں جن میں مریضہ کو عموماً حیض آیا کرتا تھا تو ان سے چار روز پہلے صبح و شام
ہمدرد دواخانے کی رجسٹرڈ دوا "حواری" کا ایک ایک قرص کھلا کر اوپر سے شربت مدر ایک ایک تولہ عرق بادیان ۵ تولے میں ملا کر پلائیں ۔ (حکیم عبدالواحد)
(د) ، سیالِ مسکن کا استعمال کریں ۔ نسخہ نومبر ۱۹۴۰ء کے ہمدرد صحت میں ملاحظہ کریں ۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)
(ہ) ، گندک آملہ سار ، فلفل سیاہ ہر ایک ۲ ماشے نمک طعام تین ماشے کو آب لیموں میں کھرل کرکے چنے برابر گولیاں بنالیں اور دونوں وقت غذا کے بعد دو دو

گولیاں ویں اور ہمدرد دواخانے سے "ماہواری" منگا کر کھلائیں۔ (حکیم مقبول شاہ وارثی)

(۸۷) **دھڑکن وغیرہ**:- (ا) آپ نے گرمی، دھڑکن اور ضعف دماغ کے لیے نسخہ طلب فرمایا ہے "گرمی" سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ جہاں تک میرا خیال ہے آپ نے گرمی آتشک کے معنوں میں نہیں لکھا ہے۔ جیسا کہ اکثر عرف عام میں بولا جاتا ہے۔ آتشک کو خارج از بحث کر کے گرمی کے معنی حرارت کی زیادتی ہی کے ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا ہوتا تو آپ اسے بخار لکھتے۔ اب لامحالہ صرف ایک ہی چیز ایسی رہ جاتی ہے کہ جسے گرمی کے لفظ سے تعبیر کر سکیں اور وہ ہتھیلیوں اور تلوؤں کا جلنا ہے۔ اگر آپ کو یہی شکایت ہے تو اس کا باعث عام طور پر بدہضمی ہوتا ہے۔ اور چوں کہ اختلاج قلب یا دھڑکن بھی اس سبب سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لیے غالب گمان یہی ہے کہ آپ سوء ہضم میں مبتلا ہیں۔ چند روز تک زود ہضم غذا مقررہ اوقات پر کھائیے اور یہ نسخہ استعمال کیجیے: نائیٹرو ہیڈرو کلورک ایسڈ ڈائیلیوٹ ۱۰ بوند، ٹنکچر نکس وامیکاہ بوند، ٹنکچر کارڈیمم کمپاؤنڈ ۱۰ بوند، سیرپ آرنیشیائی ایک ڈرام، پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہو جائے۔ یہ ایک خوراک ہے روزانہ ایسی تین خوراکیں استعمال کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) بنسلوچن، یشب سبز، کہربائے شمعی، زہر مہرہ خطائی، عقیق سرخ، شاخ مرجان، ورق نقرہ، مروارید (اگر کم قیمت کرنا چاہیں تو صدف مروارید) ہر ایک تین ماشے کو عرق کیوڑہ دس تولے میں کھرل کریں۔ یہاں تک سُرمے کے مانند باریک ہو جائے۔ اس کے بعد یہ تیار شدہ سفوف ایک ماشہ خمیرہ گاؤ زبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔ اعلیٰ درجے کی مقوی قلب و دماغ دوا ہے۔ گرمی کو تسکین بخشتی ہے اور دھڑکن کو فائدہ دیتی ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(د) مربّہ آملہ دھو کر چاندی کے ورق میں لپیٹ لیں ۲ دو تولے عرق گاؤ زباں کے ساتھ مسلسل استعمال کرتے رہیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۸۸) **دمہ**:- (ا) اپنے والد صاحب کو "فیلسول" کا استعمال کرائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے والد کو روزانہ صبح کے وقت قرص کشتہ ابرک ایک عدد، خمیرہ گاؤ زبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھلائیے۔ اور یہ گولیاں بنا کر رات کو استعمال کرائیے: پوست ہلیلہ زرد، پوست بہیڑہ، آملہ، ہلیلہ سیاہ، بادبرنگ، مغز تخم چاکسو، سنا مکی، گندک آملہ سار مصفّٰی، زیرہ سفید ہر ایک چار ماشے، مغز تخم نیم آٹھ ماشے، رسوت خالص ۶ تولے۔ رسوت کو گلو مندہ بوٹی کے پانی میں حل کر کے چھان لیں اور پھر باقی دوائیں شامل کر کے چنے برابر گولیاں بنائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) دمہ کے لیے بوٹی سوما کلپا کا سفوف ۶-۶ رتی کی مقدار میں صبح و شام گرم پانی سے کھلایا کریں اور بواسیر کے لیے یہ نسخہ بنا کر استعمال کرائیں: بادبرنگ ۹ ماشے، تخم ہرمرہ ۹ ماشے، نمک بواسیری ۹ ماشے۔ کوٹ چھان کر ۹ پڑیاں بنائیں اور ایک پڑیہ صبح کے وقت دہی سے کھلائیں۔ نو دن کے بعد کوئی عارضہ نہ رہے گا۔

(حکیم ہمایوں لائل پوری)

(د) چوں پراش اولیہ دمہ کے لیے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ بواسیر کے لیے یہ گولیاں بنا کر استعمال کریں: مردار سنگ، خرمہرہ زرد سوختہ، صدف صادق، مومیائی کانی، مرچ سیاہ، ہلیلہ سیاہ ہر ایک ۶ ماشے، ملک میر آب لیموں میں کھرل کر کے چنے برابر گولیاں بنائیں ایک ایک گولی صبح و شام کھا لیا کریں بے حد مفید ہیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۸۹) **پائیوریا**:- (ا) آپ اگر گوشت کھاتے ہیں تو اسے بالکل ترک کر دیجیے۔ مچھلی یا ایسے پرند کہ جن کا گوشت سفید رنگ کا ہوتا ہے استعمال کر سکتے ہیں۔ دن میں چار چھ مرتبہ لسٹرین سے غرارے کیا کیجیے۔ دوا کے طور پر ایسٹنس سیرپ چالیس بوند کی مقدار میں روزانہ تین مرتبہ ذرا سا پانی ملا کر بعد غذا استعمال کر لیا کیجیے۔ کالینوس منجن سے دانت صبح و شام صاف کیا کیجیے۔ غذا میں سبز ترکاریاں اور پھل بہ کثرت استعمال کیا کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) پتھر کے کوئلے کی سفید راکھ، مازو سبز، پوست ریٹھا سوختہ، کشتہ اثمد، سیاہ مرچ۔ یہ سب برابر کے وزن سے لے کر باریک کر لیں۔ اور تین مرتبہ سرکہ تند تیز میں تر و خشک کریں۔ صبح اور رات کو مسوڑھوں پر لگا کر اوپر کے مسوڑھوں کو نیچے سے اوپر کی طرف اور نیچے کے مسوڑھوں کو اوپر سے نیچے کی طرف پانچ منٹ تک آہستہ آہستہ ملیں اور آدھے گھنٹے تک کلی نہ کریں۔ آدھے گھنٹے بعد گرم پانی سے کلی کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) آپ پائیوریا میں مبتلا ہیں۔ اس مرض کے لیے یہ منجن بنا کر استعمال کیجیے: سہاگہ، نیم بریاں پانچ تولے، پھٹکری نیم بریاں، بادام کا چھلکا جلایا ہوا، مرچ سیاہ، گیرو، تمباکو خوردنی ہر ایک چار تولے، دارچینی، کتھہ، مازو، سمندر جھاگ ہر ایک تین تولے، کافور ۶ ماشے۔ سب کو باریک پیس چھان کر شیشی میں منہ بند کر کے رکھیں۔ صبح و شام دانتوں پر ملیں اور آدھ گھنٹے کے بعد کلی کریں۔ پائیوریا کے علاوہ دانتوں کے اکثر امراض میں مفید ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(د) ہمدرد صحت نومبر ۱۹۶۰ء کے صفحہ ۴۰ پر "دافع پائیوریا" کے نام سے جو نسخہ درج ہے، استعمال میں لائیں۔ (حکیم کبیر احمد منگلانوی)

(۹۰) **کشتہ یاقوت**:- (ا) مفتاح الخزائن ملاحظہ کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(ب) ایک تولہ یاقوت کو آدھ پاؤ بھنگ کے پتوں کے پانی میں خوب کھرل کریں۔ اس کے بعد ایک ٹکیہ بنا کر خشک کر لیں۔ اور گل حکمت کر کے ۱۵ سیر اپلوں کی آگ دیں۔ عمدہ کشتہ تیار ہوگا۔ (حکیم اصغر مرزا)

(۹۱) **پیشاب کی زیادتی**:- آپ نے حالات کافی تفصیل کے ساتھ نہیں تحریر فرمائے ہیں۔ بغیر شکر کے پیشاب کی زیادتی کا باعث اعصاب کی کمزوری بھی ہو سکتی ہے اور قلب کا کوئی مرض بھی۔ بائیں ہاتھ اور بائیں ٹانگ کا درد بھی انہیں دونوں سببوں سے ہو سکتا ہے۔ ایک تیسرا سبب بھی ان علامات کے ظاہر ہونے کا قبض بھی ہو سکتا ہے جس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ مریض کو بواسیر ہے۔ میں تو آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ کیجیے تاکہ وہ آپ کو دیکھ کر یہ بتا سکے کہ ان علامات کا اصل سبب کیا ہے۔ جس وقت تک میں تشخیص سے عاجز ہوں اس وقت تک کوئی نسخہ نہیں لکھ سکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(۹۲) **آدھے سر کا درد:-** (ا) آپ نے یہ نہ لکھا کہ جس وقت دوپہر کو سر بھاری ہو جاتا ہو، اس وقت کچھ حرارت بھی ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اگر حرارت ہوتی ہے تو اپنے سینے کا باقاعدہ امتحان کرائیے۔ اگر حرارت نہیں ہوتی تو غالباً اس دردِ سر کا سبب قبض ہے جس کا آپ نے کچھ ذکر نہیں کیا ہے۔ چند روز تک رات کو سوتے وقت "میگنیشیا" کی ایک پڑیہ ذرا سے پانی یا دودھ کے ساتھ کھا کر سو رہا کیجیے۔ صبح کو صاف اجابت ہو جایا کرے گی۔ اس کے بعد دیکھیے کہ پھر بھی درد ہوتا ہے یا نہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اسپرین کا استعمال موقوف کر دیجیے کہ اس سے درد ضرور رک جاتا ہے لیکن مرض کا استیصال نہیں ہوتا۔ اس کے بجائے مستقل آرام کے لیے رات کو اطریفل اسطوخودوس نو ماشے کھائیے اور صبح کو اکسیرِ شفا ایک قرص ایک دو گھونٹ تازہ پانی کے ساتھ استعمال کیجیے۔ اکسیرِ شفا ہمدرد دواخانے سے مل سکتی ہے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) پوست ہڑ زرد، پوست بہیڑہ، پوست آملہ، برنج بدیان، برنج کشنیز، مومیائی کانی، دانہ الائچی خورد، طباشیر ہر ایک پانچ تولے، مصری چند ... وزن نقرہ ۶ ماشے۔ سب کو ملا کر رکھ لیں۔ ۲-۲ تولے صبح و شام دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۹۳) **پڑبال:-** (ا) پڑوال یا پڑبال کے آپریشن کے معنی یہ ہیں کہ پپوٹے میں شگاف دے کر ان گلٹیوں کو نکال ڈالتے ہیں جن سے پلکوں کے بال پیدا ہوتے ہیں۔ گلٹیوں کے نکل جانے کے بعد اس مقام پر بالوں کا پیدا ہونا ناممکن ہے اور جب بال پیدا ہی نہ ہوں گے تو اندر آنکھ کی طرف مڑیں گے کیسے؟ آپ نے شاید ایک آنکھ میں آپریشن کرایا ہوگا، اور اب دوسری آنکھ میں پڑبال ہو گئے ہوں گے۔ بہترین علاج یہی ہے کہ دوسری آنکھ کا بھی آپریشن کرا دیجیے۔ آپریشن کے بعد چوں کہ پلکوں کے بال نہیں نکلتے، اس لیے آنکھوں کا بدنما ہو جانا ناگزیر ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ حب سبز بنا کر استعمال کریں۔ نسخہ مارچ ۱۹۴۷ء کے ہمدرد صحت میں میری طرف سے شائع ہوا ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) دواؤں کے ذریعے سے پڑبال کا کوئی کامیاب علاج نہیں ہے۔ آپ آنکھوں کے ہوشیار معالج سے ان کی پلک بندی کرا دیجیے۔ اور اطریفل اسطوخودوس نو ماشے رات کو پابندی کے ساتھ کھلاتے رہیے۔ تکلیف میں کمی رہے گی۔ (حکیم عبد الواحد)

(د) پڑبال کے لیے پڑبال کا دشمن نامی دوا کا استعمال کریں۔ انشاء اللہ دور ہو جائیں گے۔ نسخہ سابقہ پرچوں میں ملاحظہ کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(ہ) اطریفل شاہترہ ایک تولہ میں مہندی سائیدہ ایک ماشہ، اسطوخودوس سائیدہ ایک ماشہ ملا کر صبح و شام کھائیں۔ اور زعفران خالص ۴ ماشہ کافور ۲ رتی پانی میں پیس کر بال نکالنے کے بعد اس کی جگہ لیپ کریں۔ (حکیم کبیر احمد ہنگانوی)

(و) مامیران چینی، کافور بھیم سینی، کاجل ہر ایک ایک ماشہ، آب پیاز سفید میں گھس کر شہد ایک تولہ ملا لیں۔ اور قطرہ قطرہ آنکھ میں ٹپکائیں۔ بہت مفید ہے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۹۴) **سفید مادہ:-** سوءِ ہضم کے لیے ہر کھانے کے بعد ایک پڑیا "پیپسن" پانچ گرین اور سوڈا بائی کارب ۱۰ گرین کی کھا لیا کریں۔ تقویت کے لیے "ایسٹنس سیرپ" چالیس چالیس بوند کی مقدار میں ذرا سا پانی ملا کر روزانہ تین مرتبہ پییں۔ قبض کے لیے کوئی معمولی قبض کشا دوا استعمال کرتے رہیں۔
(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آرد ترچلہ تیس ماشے، آرد تخم بکائن بیس ماشے، کشتہ فولاد، کشتہ ابرک، کشتہ قلعی، ہلیلہ سیاہ، بیج بند، سرپالہ ہر ایک ۵ ماشے۔ دواؤں کو خوب باریک کر کے کشتہ جات ملا کر رکھیں۔ خوراک ۳ ماشے دودھ کے ساتھ۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) آپ ان کو یہ ایک نہایت آسان اور مختصر نسخہ بنا کر استعمال کرائیے۔ اس کے استعمال سے شکایت جاتی رہے گی۔ اور ہضم کی اصلاح بھی ہو گی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی عام صحت کو درست کرنے کے لیے حفظ صحت کے اصول پر عمل کرنے کی ہدایت کیجیے۔ صبح و شام ہوا خوری کرنا ضروری ہے۔ غذا زود ہضم کھائیں۔ قبض کو دور کرنے کے لیے رات کو مربائے ہلیلہ ایک عدد دودھ کے ساتھ کھا لیا کریں۔ ستاور، اسگند ناگوری، بدھارا ہر ایک ۵ تولے کو کوٹ چھان شکر سفید ہم وزن ملا کر سفوف بنائیں۔ اور صبح و شام ۶-۶ ماشے سفوف دودھ کے ساتھ کھائیں۔ (حکیم عبد الواحد)

(د) جواب نمبر ۴۵ مندرجہ رسالہ ہمدرد صحت ماہ نومبر ۱۹۴۷ء پر پورا عمل کریں۔ صحت ہو گی۔ (حکیم ہمایوں)

(ہ) آپ سفوف مغلظ ممسک اور طلاء اکسیر ہمدرد دواخانہ دہلی سے منگا کر فائدہ اٹھائیں۔ (حکیم اصغر مرزا)

(و) سنگھاڑا خشک، سانٹھی کے چاول، کنول گٹے کا مغز ہر ایک تین ماشے، موچرس، سمندر سوکھ، سرپالہ، بیج بند ہر ایک ایک ماشہ، گوکھرو ۵ ماشے، تالمکھانہ دو ماشے۔ سب دواؤں کا سفوف بنا لیں۔ اور ہم وزن کچی شکر ملا کر رکھ لیں۔ ایک تولہ دودھ کے ساتھ صبح استعمال کریں۔ اور رات کو سوتے وقت ہمدرد دواخانے کا طلاءِ اعظم استعمال کریں۔ (حکیم سلیم کدوردی - کانپور)

(۹۵) **پیر کا ورم:-** بغیر دیکھے کچھ مشورہ دینا مشکل ہے۔ قلتِ دم کے لیے "سیرپ ہیموگلوبین" کا استعمال بہت مفید ہوگا۔ فائی لیریا اگر ہے تو چند روز کی دیر سویر سے کسی جگہ دنبل پیدا کر کے نکلنے کی کوشش کرے گا اور اس کے نکل جانے کے بعد سب تکلیفیں جاتی رہیں گی۔ فائی لیریا سفید رنگ کا تاگے کی شکل کا ایک کیڑا ہوتا ہے جو بالعموم غسل کرتے وقت پانی کے ذریعے سے جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ راجپوتانے میں اس کی بڑی کثرت ہے۔ (سعید بریلوی)

(ب) تین پاؤ دھوء گل چکان کو پانی میں خوب پیس کر پکائیں، اور ورم پر ضماد کریں اور اوپر سے برگ ارنڈ رکھ کر باندھیں۔ چار پانچ دن کے استعمال سے انشاء اللہ ورم جاتا رہے گا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) آپ روزانہ صبح کو معجون دبید الورد نو ماشے کھائیے اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت شربت اکسیر خاص ۱۰ تولہ چاٹ لیا کیجیے۔ (حکیم عبد الواحد)

(۹۶) **احتلام وغیرہ** :- (ا) آپ "ایگلز بروموویلیرین" چند روز تک استعمال کریں۔ قبض نہ ہونے دیں اور شام کا کھانا ذرا جلدی کھا لیا کریں۔ روزانہ غسل (اگر ٹھنڈے پانی سے ہو تو بہتر ہے ورنہ نیم گرم پانی سے) کر لیا کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) کشنیز، برادۂ صندل سفید، پوست خشخاش، تخم خشخاش، سپستان، سب ہم وزن لے کر باریک کریں اور برابر کی شکر سفید ملا کر رکھیں۔ سات ماشے صبح سات ماشے شام پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۹۷) **ڈھیلے پستان** :- (ا) آپ نے یہ کیوں خیال کر رکھا ہے کہ ہمدرد صحت میں مریضوں کے سوالات کا جواب لکھنے والے حکیم اور ڈاکٹر آپ کی عیش پسندیوں کے متعلق بھی آپ کی خدمات کو بجا لانے کو تیار ہوں گے۔ ان چیزوں کا شوق ہے تو اشتہارات پڑھتے۔ پڑھیے۔ جو دوا اپنے مطلب کی نظر آئے اسے منگا کر استعمال کر لیا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ہمدرد دواخانے کا "ضماد شباب" منگا کر استعمال کرائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) اس کے متعلق ہمدرد دواخانے کی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔ (حکیم کبیر احمد منگلوری)

(۹۸) **فربہی کا نسخہ** :- (ا) قدرت کی پیٹنٹ دوا تو یہ ہے کہ محنت اور ورزش کیجیے اور اچھی غذائیں کھائیے۔ پیٹنٹ دواؤں میں "ایکسٹریکٹ آف مالٹ وِد کاڈ لیور آئل" اس کام کے لیے اچھا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) شربت فولاد ہمدرد دواخانے سے خرید کر استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) دوائیں غالباً ان کو موٹا نہیں کر سکیں گی۔ البتہ اگر وہ روزانہ اپنے جسم کی مالش کرائیں، ورزش کریں اور غذا میں دودھ گھی مکھن استعمال کریں اور مقویات کھائیں تو ممکن ہے ان کے جسم میں کچھ فربہی آ جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

(د) پہلے چند دن سفوف کشتہ قلعی ۲ ماشہ شربت بزوری کے ساتھ صبح و شام پھانکیں۔ اس کے بعد قرص کشتہ قلعی ایک عدد، قرص کشتہ سرب ایک عدد معجون عنبر میں ملا کر صبح و شام کھائیں۔ اور جوارش عود شیریں دونوں وقت کھانے کے بعد استعمال کریں۔ رات کو سوتے وقت سبوس اسپغول کی کھیر کھائیں۔ (حکیم کبیر احمد منگلوری)

(۹۹) **ریچھ کا عضو تناسل** :- سنا گیا ہے، خدا جانے صحیح ہے یا غلط کہ اگر ریچھ کا یہ مخصوص عضو بوقت مجامعت منہ میں رہے تو بہت لذیذ و ممسک ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) بیر بہوٹی ایک عدد، مشک اصلی ایک رتی، خراطین مصفیٰ دو عدد، رت عاقر قرحا ایک رتی، نافۂ ریچھ ۲ رتی، گلاب سے آتشہ میں کھرل کر کے خشک کریں اس کے بعد عطر موتیا قسم اول اور روغن دارچینی ہم وزن ملا کر کھرل کریں۔ یک جان ہو جانے پر محفوظ رکھیں۔ اور حشفے پر مل کر جماع کریں۔ بے حد لذیذ ہے۔

(حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) ریچھ کے عضو کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں، ہمارے نزدیک وہ حقیقت سے دور ہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(د) یہ سب باتیں فضول ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۰۰) **ضعف باہ وغیرہ** :- (ا) ابھی آپ کا سوزاک اچھا نہیں ہوا ہے۔ "یولیرون" نامی گولیاں استعمال کیجیے۔ اور اگر پھر بھی ضرورت رہے تو "آرکی گون" کے انجکشن لگوائیے۔ جب تک سوزاک اچھا نہیں ہوگا سرعت اور جریان موجود رہیں گے۔ سوزاک سے شفا ہونے کے بعد ان چیزوں کی طرف توجہ کیجیے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) روزانہ صبح کو سفوف کشتہ قلعی دیگر چھ ماشے کھا کر مصفیٰ خون ۶ ماشے بکری کے تازہ دودھ ۱ تولے، پانی ۱ تولے میں ملا کر پییں۔ اور جست پچکاری ایک ایک عدد صبح و شام چھ چھ پانچ تولے میں گھول کر پچکاری کریں۔ ازالۂ قبض کے لیے قرص ملین ۲-۲ عدد ۱-۱ روز کے وقفے سے کھاتے رہیں۔ سوزاک اور جریان دونوں کو فائدہ ہوگا۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۰۱) **پھنسیاں** :- (ا) بغیر دیکھے جلدی امراض کے متعلق صحیح رائے قائم کرنا دشوار ہوتا ہے۔ اگر آپ کے دوست فتورِ ہضم میں مبتلا ہیں تو غالباً یہ ناک کی پھنسیاں اسی سبب سے ہیں۔ بہرحال اگر وہ چند روز یہ مرہم لگا کر دیکھیں اور اس دوا کا استعمال کریں تو ان کے چاہا آرام ہو جانے کا۔ سگنولین آٹھ گرین، ویزلین ایک اونس، ملا کر مرہم بنائیں۔ پینے کے لیے لائکر آرسینی کیلس دو بوند، ایکسٹریکٹ گلیسریزا لکوئڈ ۱ بوند، پانی اتنا کہ ایک اونس ہو جائے۔ یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد غذا استعمال کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگرچہ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ یہ پھنسیاں کس قسم کی ہیں اور ان کو کتنا عرصہ ہو چکا ہے تاہم یہ مرہم بنا کر لگائیے جو مشکل سے اچھا ہونے والی پھنسیوں اور زخموں کے لیے نہایت مفید ہے۔ چھالیہ کی سالم ڈلی لے کر اس کے برابر نیلا تھوتھا کی ایک ڈلی لیں۔ اور دونوں کو ایک کڑچھے میں ڈال کر اوپر سے تلوں کا تیل اتنا ڈالیں کہ دونوں ڈوب جائیں۔ اس کے بعد کڑچھے کو آگ پر رکھ کر پکائیں۔ یہاں تک کہ دونوں چیزیں جل جائیں۔ پھر ان کو لوہے کے دستے سے گھوٹ ڈالیں، بس مرہم تیار ہو گیا۔ پھنسیوں کو روزانہ نیم کے پتوں کے پانی سے دھوئیں اور یہ مرہم لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۰۲) **پتوں کا پانی نکالنے کی مشین** :- مجھے اس قسم کی کسی خاص مشین کا تو علم نہیں، اتنا کہہ سکتا ہوں کہ پتوں کا عرق نکالنے کے لیے کوئی معمولی مشین جو انہیں دبا سکے کافی ہو گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اس سلسلے میں مجھ سے معرفت رسالہ حکمت طبعی، کائیں نور، ضلع انبالہ خط و کتابت کریں۔ مشین مہیا کی جا سکتی ہے۔ (حکیم سری رام)

(ج) آپ کو پتوں کا پانی نکالنے کی مشین اس پتے پر مل سکتی ہے۔ مینیجر ناگلے ماڈرن ورکس، گھاس منڈی، سیال کوٹ، شہر پنجاب۔
(ڈاکٹر ایم۔ اے شکور، مٹیا برج)

(١٠٣) **خارش**:- سردی میں خارش کی زیادتی اور گرمیوں میں کمی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کا دوران خون صحیح نہیں، ممکن ہے کہ ان کا قلب کمزور ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ جسم میں خون کی کمی ہو۔ اگر وہ روزانہ علی الصباح منہ دھونے کے فوراً بعد ایک چلو ہائیڈروجن پراوکسائڈ منہ پر ڈال لیا کریں اور "ہیموگلوبن سیرپ" تین مرتبہ روزانہ پیتی رہیں تو غالباً یہ شکایت جاتی رہے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) بہتر تو یہ تھا کہ آپ سردیوں کے شروع ہونے سے پہلے اپنی اہلیہ کو منضج و مسہل کراتے، اور پھر مصفی خون دوائیں پلاتے، لیکن وقت گزر گیا۔ اب آپ روزانہ صبح کو ہمدرد دواخانے کی معجون مصفی خاص چھ ماشے کھلایئے اور چہرے پر ہمدرد مرہم لگایئے۔ (حکیم عبدالواحد)

(١٠۴) **احتلام وغیرہ**:- (ا) منہ کی بدبو یا تو معدے میں غذا کے سڑنے سے پیدا ہوتی ہے یا پھیپھڑوں، ہوا کی نالیوں، حلق اور منہ کے زخموں وغیرہ کی وجہ سے۔ اپنے حلق کا پورے طور پر امتحان کرایئے۔ ممکن ہے کہ غدود بڑھے ہوئے ہوں۔ اگر ہوں تو روزانہ مینڈلس پینٹ لگایئے اور پناسی کلور اس کی ناز بخیر کھایئے۔ اگر حلق، منہ اور پھیپھڑے صحیح ہیں تو کوئلے کا سفوف جو دوا کے طور پر بنا ہوا آتا ہو روزانہ بعد غذا استعمال کیجیے۔ اگر بلغم میں بھی بدبو ہو تو کسی ڈاکٹر کے مشورے سے کریوزوٹ کا استعمال کیجیے۔

احتلام کے لیے چند روز پٹاسی برومائڈ دس دس گرین کی مقدار میں روزانہ تین مرتبہ استعمال کیجیے۔ جب یہ شکایت رفع ہو جائے تو ضعف باہ کے لیے کوئی مقوی دوا استعمال کر لیجیے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مناسب یہ ہے کہ آپ باقاعدہ معائنہ کرا کر علاج کر لیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) آپ جواب نمبر ۹۲ کا نسخہ بنا کر استعمال کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دو سانجھ)

(١٠٥) **ڈھلے ہوئے پستان**:- مریضہ کی عام صحت جب تک درست نہیں ہوگی، اس وقت تک بدن کے عضلات میں سختی نہیں پیدا ہو سکتی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) انار کا پوست، انار کی چھال، انار کا پھل، انار کی جڑ۔ سب ہم وزن لے کر نیم کوفتہ کر کے دس گنا پانی میں جوش دیں۔ جب پانی کا آٹھواں حصہ رہ جائے تو روغن کنجد پانی کے چوتھائی وزن شامل کر کے پانی کو جلالیں۔ اب اس روغن کی پستان پر مالش کریں۔ اوپر سے کپڑے کی پٹی کس کر باندھیں۔ پستان سخت اور چھوٹے ہو جائیں گے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) کچے انار دس تولے لے کر ایک سیر پانی میں پکائیں جب پاؤ سیر پانی رہ جائے، مل کر چھان لیں اور اس پانی میں ١٠ تولے تلوں کا تیل ملا کر ہلکی آنچ پر پکائیں۔ یہاں تک کہ پانی جل جائے اور صرف تیل رہ جائے۔ اس تیل کو روزانہ دن میں دو بار پستانوں پر لگائیں اور انگیا پہنیں تاکہ پستان لٹکنے سے محفوظ رہیں۔ کچھ مدت تک استعمال کرتے رہنے سے نمایاں فرق محسوس ہوگا۔ (حکیم عبدالواحد)

(د) ہمدرد دواخانے کا ضماد شباب (رجسٹرڈ) منگا کر استعمال کریں۔ سہل الحصول اور بے ضرر نسخہ ہے۔ (حکیم کبیر احمد مہنگانوی)

(ہ) آپ دوا کی تیاری کی زحمت نہ اٹھایئے بلکہ ہمدرد دواخانے کا ضماد شباب منگوا کر اس کا اعجاز ملاحظہ فرمایئے۔ (حکیم سید سخاوت علی)

(١٠٦) **بواسیر خونی**:- اگر بواسیر کے مسّے باہر نمودار ہیں تو بہتر یہی ہے کہ آپریشن کرا کے ان سے چھٹکارا حاصل کر لیجیے۔ "ہیڈینسا" ایک بہت اچھی دوا ہے جو بواسیر میں مقامی طور پر لگائی جاتی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ قرص مالتی بسنت ایک عدد، معجون سنگ دانہ مرغ چھ ماشے میں ملا کر صبح کے وقت کھایئے، اور سہ پہر کو نمک بواسیر ایک رتی دہی کی ملائی ایک تولے میں ملا کر چاٹ لیجیے۔ اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش عود شیریں ۹-۹ ماشے کھایئے۔ یہ سب دوائیں ہمدرد دواخانے سے مل سکتی ہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) برگ کو بچ تازہ کا رس ۵-۴ قطرے ایک گلاس شربت مصری میں ملا کر روزانہ پلائیں۔ ایک ہفتے میں صحت ہوگی۔ (حکیم ہمایوں)

(د) جواب نمبر ۸۰ میں بواسیر کا نسخہ لکھا گیا ہے آپ اسے بنا کر استعمال کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دو سانجھ)

(ہ) جناب آپ بواسیر میں نہیں بلکہ نواسیر یا ناصور المقعد میں مبتلا ہیں۔ آپ جلد سے جلد کسی ہسپتال میں داخل ہو کر "آپریشن" کرا لیجیے یہی ایک مناسب مشورہ ہے ورنہ آپ کو اختیار ہے۔ (ڈاکٹر ایم۔ اے۔ شکور، مٹیا برج۔ کلکتہ)

(١٠٧) **ام الصبیان**:- (ا) بچے کو کچھ عرصے تک "ٹرپیل برومائڈ" کا استعمال کرایئے اور اس بات کی احتیاط رکھیے کہ اسے قبض نہ ہونے پائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ایلوا، عصارۂ ریوند ہر ایک ٦ ماشے، مصطگی ٣ ماشے کو باریک پیس کر دانۂ مونگ برابر گولیاں بنائیں۔ جس روز بچے کو قبض شدید ہو ایک دو گولیاں گنگنے پانی کے ساتھ نگلوا دیں۔ اور آدمی کے سر کی ہڈی جلائی ہوئی باریک پیس کر برابر کی شکر سفید ملا کر رکھیں۔ روزانہ ایک ماشہ کھلائیں۔ کم سے کم چالیس روز تک استعمال کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) صبر سقوطری ١ تولہ، سقمونیا ٣ ماشے، مقل ایک تولہ۔ پانی کی مدد سے گولیاں بنالیں اور حسب عمر دو رتی سے دو ماشے تک جوشاندۂ افتیموں کے ساتھ استعمال کرائیں۔ (حکیم کبیر احمد مہنگانوی)



ضوابطِ اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔
(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔
(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی تین آنے فی سطر کے حساب سے اُجرت بھیجنی چاہیے۔
(۴) اگر آپ رسالے کے خریدار نہیں ہیں تو نو آنے کے ٹکٹ بھیج کر تین سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطروں کے لیے مزید تین آنے فی سطر کے حساب سے ارسال کیجیے
(۵) چار سطروں سے زیادہ لمبا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکے گا۔
(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے۔ دفتر کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہرحال ہوگا۔
(۷) رسالے کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے، ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔
(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۔۔ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔
(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دوا خانے یا رسالے کے پرست کار دوائیں استعمال کیے گئے ہوں۔ "منیجر" ہمدرد صحت"

---

(۱۰۸) میرے ایک تیس سالہ شادی شدہ رشتہ دار کو آٹھ سال سے احتلام کی شکایت ہے۔ ۔۔۔ دوا تجویز فرمائی جائے۔ (خریدار نمبر ۵۰۹۶۵)

(۱۰۹) عمر ۲۷ سال۔ عام صحت اچھی ہے۔ مگر زیادہ اچھی بنانے کے لیے دودھ اور شہد استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا التماس ہے کہ مناسب طریقہ استعمال نیز شہد صاف کرنے کی ترکیب سے آگاہی بخشیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۲۲)

(۱۱۰) عضو مخصوص کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے طلاء وغیرہ کے استعمال سے ۔۔۔ جو فائدہ ظاہر ہوتا ہے کیا وہ دائمی ہوتا ہے۔ یا ۔۔۔ ہو جاتا ہے۔ اطبائے کرام اظہار خیال فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۳۷۸۲)

(۱۱۱) بدن میں بال بکثرت ہیں۔ کچھ دنوں سے بدن میں کچھ باریک جانور کلنی سے مشابہ لیکن ۔۔۔ ۔۔۔ چپکے ہوئے دیکھے جاتے ہیں کہ ۔۔۔ رنگ سے بھی شکل سے علیحدہ ہوتے ہیں۔ مقامی زبان میں اسے ۔۔۔ کہتے ہیں۔ صفائی سے بھی ۔۔۔ ہے۔ اطبائے کرام معقول علاج تحریر فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۷۹۹۱)

(۱۱۲) مجھے دس سال سے تے آنے کی شکایت ہے جس کا مزا بالکل ترش سرکے کے مانند ہوتا ہے۔ بہت علاج کرایا ہے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ (خریدار نمبر ۵۵۰۲)

(۱۱۳) میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔ ۔۔۔ سال سے قے کے ذریعے پت نکلنے کی شکایت رہتی ہے۔ ڈاکٹری علاج سے درمیان میں آرام بھی ہو گیا تھا مگر اب پھر وہی حالت ہے۔ ۲۰-۱۵ دن کے بعد دورے کی صورت میں پت خارج ہونے لگتا ہے۔ میرے لیے کوئی مناسب دوا تجویز کر دی جائے۔ (خریدار نمبر ۳۸۵۷)

(۱۱۴) میرے ایک دوست جلق کی وجہ سے جریان کی شکایت کرتے ہیں۔ ۲۴ گھنٹے میں آٹھ مرتبہ جلن کے ساتھ پیشاب آتا ہے۔ زیادہ محنت یا بھوک کی حالت میں جلن زیادہ ہو جاتی ہے۔ ایک سال سے بواسیر قبض اور نفخ رہتا ہے۔ اس لیے پیشاب بھی گدلا ہوتا ہے۔ جریان اور جلق کے جملہ عوارض موجود ہیں۔ اطبائے کرام خصوصاً ڈاکٹر سعید احمد صاحب توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۷۱۶۷)

(۱۱۵) گندک کو شدھ کرتے ہوئے اس کے آگ میں گر جانے کی وجہ سے دھواں آنکھوں کو لگ گیا۔ اب یہ حالت ہے کہ ۔۔۔ فٹ کا آدمی نہیں دکھائی دیتا اور کتب بینی تو بالکل ناممکن ہے۔ اطبائے کرام اظہار رائے فرما کر شکر گزار فرمائیں۔ (۴۵۹۸)

(۱۱۶) میں شادی شدہ ہوں۔ عمر چالیس سال ہے۔ جماع میں بے اعتدالی کی وجہ سے عرصے سے ۔۔۔ اور سرعت کی شکایت میں مبتلا ہوں۔ اب استادگی کے بعد ہی سکون ہو جاتا ہے یا صرف خیال ہی سے اخراج مذی ہو جاتا ہے۔ منی بالکل پانی کی طرح ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا بلکہ حلق میں اُلٹا آتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ قبض رہتا ہے۔ اطبائے کرام کی خصوصی توجہ کا طالب ہوں۔ (خریدار نمبر ۱۰۱۸۰)

(۱۱۷) میرے ایک ۱۸ سالہ دوست کو ۲-۳ مہینے تک جلق کی عادت رہی ہے۔ اب لاغری اور کوتاہی پیدا ہو گئی ہے۔ عام صحت اچھی ہے۔ کوئی صاحب ایسا نسخہ تجویز فرمائیں جو کم خرچ ہو اور فائدے مند ہو۔ (خریدار نمبر ۴۳۹۲)

(۱۱۸) میرے ایک ۳۵ سالہ عزیز کو خنازیر کی شکایت ہے۔ غدود متورم ہیں جن سے پھاڑوں کے بیٹھنے میں رطوبت بہتی ہے۔ مگر بہت ۔۔۔ رگیں اُبھری ہوئی ہیں کھانسی کے بعد غلیظ بلغم خارج ہوتا ہے۔ (خریدار نمبر ۹۹۲۲)

(۱۱۹) عمر ۳۰ سال ہے۔ ۱۸ سال سے اجابت کے وقت گوبھی کے مانند گوشت باہر آتا ہے جو دبانے سے بلا تکلیف اندر چلا جاتا ہے۔ قبض بھی نہیں ہے۔ خارجی دوا

چھڑکنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اطبائے کرام کوئی مجرب و آسان نسخہ تحریر فرما کر شکر گزار فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۵۳۸۰)

(۱۲۰) میرے ۲۰ سالہ لڑکے کے پتھری پیدا ہو گئی ہے جو یورک ایسڈک ہے۔ ایکس رے سے اس کی تصدیق بھی ہو چکی ہے۔ ازراہ کرم کوئی مجرب نسخہ بتائیں۔ لڑکے کی عام صحت اچھی ہے۔ (خریدار نمبر ۹۶۷۹)

(۱۲۱) ایسے طلا کی ضرورت ہے جو عضو مخصوص کی لاغری و کوتاہی کے لیے مفید اور بے ضرر ہو۔ آبلہ یا آماس نہ کرے۔ طلا تیار چاہیے۔ نسخے کی ضرورت نہیں ہے۔ قیمت سے بذریعہ رسالہ مطلع کریں۔ (خریدار نمبر ۶۸۱۲)

(۱۲۲) میری ۲۸ سالہ بیوی کی آنکھوں، ابروؤں، پیشانی، ہاتھ کی انگلیوں میں خصوصاً اور جسم کے سب جوڑوں میں عموماً درد رہتا ہے۔ اور سب جوڑ متورم ہیں انگلیوں کے ناخن سوکھ کر پچک گئے ہیں۔ قبض رہتا ہے اور حیض بے قاعدہ ہے۔ کوئی مجرب نسخہ عطا ہو۔ (خریدار نمبر ۱۰۳۸)

(۱۲۳) سردیوں میں استعمال کے لیے ایک ایسا نسخہ درکار ہے کہ جو جسم کو فربہ کرنے کے ساتھ ہی مقوی باہ ہو اور معدے پر اس کا اثر بُرا نہ ہو۔ حکیم کبیر الدین صاحب اس امر کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۸۶۸۳)

(۱۲۴) میری عمر تقریباً ستر سال ہے۔ مجھے قبض مدت سے رہتا ہے۔ معدہ کمزور اور اشتہا قلیل ہے۔ کوئی صاحب مجرب اور آسان نسخہ تجویز فرما کر مطمئن کریں۔

(۱۲۵) عمر ۵۰ سال۔ کثرت احتلام کی شکایت رہی۔ نیز گھٹنوں، خصوصاً دائیں گھٹنے میں درد ہے۔ تین سال پہلے گھٹنوں پر چوٹ بھی لگی تھی۔ اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مریض بغیر لنگوٹ کے چل بھی نہیں سکتا۔ اطبا کے نزدیک اس مرض کا کیا علاج ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۷۹۲)

(۱۲۶) مردانہ ضعف، اعصابی کمزوری، دل کی دھڑکن، بزدلی اور عام صحت کی بحالی کے لیے ایسی زود اثر اور خوش گوار پیٹنٹ دیسی یا انگریزی دوا کا نام بتا کر ممنون فرمائیں جو بہترین اور اکسیر صفت ہو اور جس کے فوائد مسلم ہوں جس کے استعمال سے قوت مردانہ، جوش شباب اور امنگ و چستی میں جوانوں کی سی کیفیت پیدا ہو جائے۔ نیز مزاج اور سرد یا گرمی ہو۔ صرف تجربہ کار مخلص احباب جواب دیں۔ (خریدار نمبر ۴۲۲۳)

(۱۲۷) عمر ۳۰ سال۔ بچپن میں اشتباً ابید کا مرتکب رہا اور شادی کے بعد کثرت کا۔ اب تین سال سے رعشہ میں مبتلا ہوں۔ دونوں بازو اور ٹانگیں مرتعش ہیں۔ اس سلسلہ میں جند بیدستر جوارش بید اور حب کچلہ وغیرہ استعمال کر چکا ہوں۔ مگر کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگرچہ گرم اشیا کے استعمال سے مزاج میں یبوست محسوس نہیں ہوتی لیکن مریض کو پسینہ بکثرت آتا ہے۔ (خریدار نمبر ۷۶۹۱)

(۱۲۸) کونین کے فوائد و نقصانات کیا ہیں اور اس مصلح کیا ہے۔ کتنی مقدار تک استعمال کر سکتے ہیں اور کس مریض کو اسے استعمال نہ کرایا جائے۔ اس کے متعلق کوئی اور اہم بات ہو تو اس کو بھی تفصیل کے ساتھ تحریر کریں۔ (خریدار نمبر ۵۰۹۳)

(۱۲۹) ایک پچیس سالہ کلرک دائمی نزلے کا مریض ہے۔ نو سال پہلے کانوں میں بخار کے بعد خراش ہوئی اور پیپ سے کر بعد ازاں آلائش بھی نکل۔ تین مہینے تک بلاغفلت رہا کر ایک کان بند ہو گیا اور اس سے اب کچھ نہیں سنائی دیتا۔ اب سیدھے کان میں بھی پہلے کی سی کیفیت شروع ہو گئی ہے۔ سائیں سائیں کی آواز آتی ہے۔ مفید مشورہ درکار ہے۔ (ایک خریدار)

(۱۳۰) میری صحت اچھی ہے۔ کوئی خاص شکایت نہیں ہے لیکن یکایک کوئی خبر وحشت اثر یا کوئی خطرے کی بات سن لیتا ہوں تو دل پر بُرا اثر ہوتا ہے۔ دھڑکن پیدا ہو کر طبیعت سست اور نڈھال ہو جاتی ہے اور دل ڈولتا ہے۔ اطبا توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۲۹۰۸)

(۱۳۱) چار سال سے پھیپھڑوں کی دق و سل کی وجہ سے چارپائی پر پڑا ہوں۔ بخار تقریباً ہمیشہ صبح ۹۸ اور شام کو ۹۹ رہتا ہے۔ بلغمی کھانسی بھی ہمیشہ رہتی ہے۔ سینے نو ریم اور دیگر تمام علاجوں سے اب تک شفا نہیں ہوئی۔ (خریدار نمبر ۶۰۰۷)

(۱۳۲) میری عمر ۵۰ سال ہے۔ یوں تو مجھے کھانسی ہوتی رہتی ہے۔ مگر ڈھائی سال ہوئے نمونیا کے بعد سے بلغمی کھانسی شروع ہوئی ہے تو ابھی تک ختم ہونے میں نہیں آتی۔ سانس میں تنگی ہے۔ صبح کے وقت کھانسی اور سانس کی تنگی کی شکایت زیادہ رہتی ہے۔ سینے میں خرخراہٹ رہتی ہے۔ بلغم بہت زیادہ خارج ہوتا ہے۔ دو تین سال سے فتق بھی ہے۔ ریاح زیادہ خارج ہوتے ہیں۔ پانی کا استعمال کم کرنے سے قبض ہو جاتا ہے۔ اطبائے کرام ازراہ کرم کوئی شافی علاج تحریر فرما کر ممنون منت فرمائیں۔ (ایک خریدار)

موسمِ سرما اور صحت و شباب

موسمِ سرما کی اہمیت - یہ بات عام طور پر سب لوگوں کو معلوم ہے کہ جاڑے کا موسم ہندوستان کا بہترین زمانہ ہے۔ اس میں جسم کی مشین پوری سرگرمی سے اپنے کام انجام دیتی ہے۔ معدے، جگر اور آنتوں میں غذا کو ہضم کرنے اور اس سے بہترین خون بنانے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اس موسم میں جگر اچھے خون کا کافی ذخیرہ تیار کر کے رگوں میں بھیج دیتا ہے جو دوسرے موسموں میں بھی کام آتا ہے۔ گرمیوں میں تحلیل زیادہ ہوتی ہے اور جو چیزیں زندگی برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری ہیں وہ بھی تھوڑی بہت تحلیل ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھنڈے ملکوں میں گرم ملکوں کی نسبت وسطِ عمر زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ سردی روح، حرارتِ غریزی اور خون کو محفوظ رکھتی ہے۔ ان ہی پر مدارِ حیات ہے۔ گرمی میں غذا کی خواہش کم ہو جاتی ہے اور پانی کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے ہضم درست نہیں رہتا۔ معدہ اور آنتوں کی اکثر شکایات محض اسی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ برسات گرمی سے بھی خراب ہے۔ برسات میں معدہ اور دوسرے آلاتِ ہضم کی حالت اچھی نہیں رہتی۔ غذا کی بے اعتدالی سے مہلک بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خنکی اور ٹھنڈی ہواؤں کی تلاش میں اکثر صاحبانِ دل پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ مسوری اور کشمیر کی گلپوش وادیوں میں ان دلچسپیوں کو ڈھونڈتے ہیں جو سردی کے موسم میں ہر جگہ مل جاتی ہیں۔

شباب اور سرما کا تعلق - جوانی اور سردی میں نہایت گہرا اور شاعرانہ تعلق ہے۔ یہ موسم جذبات پر وہی اثر کرتا ہے جو شباب کی رعنائیاں و طوفان انگیزیاں خیالات و محسوسات پر کیا کرتی ہیں۔ جس طرح کھانے پینے کی خواہش، ہضم کی طاقت اور خون پیدا کرنے کی صلاحیت اس موسم میں بڑھ جاتی ہے، اسی طرح جذبات میں بھی زندگی کی روح دوڑ جاتی ہے۔ خون پیدا کرنے والی غذائیں اور رگوں، پٹھوں اور دل و دماغ میں قوت و طاقت کی بجلیاں بھر دینے والی دوائیں اس موسم سے گہری مناسبت اور خصوصیت رکھتی ہیں۔ بخصوص طور پر قوتِ باہ کے متعلق دواؤں کے استعمال کا یہی موسم ہے۔ اور شباب حقیقت میں اسی چیز کا نام ہے۔ ورنہ سیاہ بالوں اور سرخ و سفید گالوں پر جوانی کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ جوانی دل کی زندگی کا نام ہے اور دل کی زندگی کا ثبوت صنفی خواہشات و جذبات کے اس پیام ہی سے مل سکتا ہے جسے قوتِ باہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو دوائیں اس میں ہیجان اور جوش پیدا کرتی ہیں، مثلاً مشک، عنبر، زعفران، ماہیِ شتر اعرابی وغیرہ وہ بالعموم گرم ہوتی ہیں۔ گرمی یا برسات میں ان کے استعمال سے بہتر اور دیرپا نتائج کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جاڑوں میں مقوی غذاؤں کے کھانے اور ہضم کرنے کا عقیدہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ گاجر اور انڈے وغیرہ کے حلوے جاڑوں کے ساتھ وہی خصوصیت رکھتے ہیں جو آم، امرود اور دوسرے میووں کی بہار کو اپنے موسم سے ہو سکتی ہے۔

جاڑوں کا بہترین تحفہ - جو صحت، جوانی، حوصلہ مندی اور تن درستی کی تمام خصوصیات کو برقرار رکھنے کا زبردست ضامن ہے آپ کو معلوم ہے کیا ہے؟ اگر یہ سوال ہندوستان کے کسی عقلمند اور تجربہ کار شخص سے کیا جائے تو وہ صرف یہی کہے گا۔

"ماءُاللحم"

واقعہ یہ ہے کہ ماءاللحم دنیا کی عجیب ترین ایجاد ہے۔ اس کے موجد نے اپنی عقل و ذہانت کے زبردست کمالات کا اس میں ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا ہے کہ سائنس کی موجودہ ترقیوں کے دور میں بھی داد دیے بغیر نہیں رہا جاتا۔ اس میں جسمِ انسانی کے تمام نقائص کو دور کرنے کی قابلیت موجود ہے۔ دل، دماغ، جگر، معدہ، بینائی، حافظہ اور باہ کو قوت دینے میں اس کے مقابلے کی کوئی دوا آج تک نظرِ عام پر نہیں آئی۔ اس میں ایسی بیش بہا شفائیں ہیں جن کو جدید اصول اور سائنس کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو وہ بدن کے جملہ ضروری اجزاء کی حامل نظر آتی ہیں کیونکہ اس میں فولاد، چونا، کلورین، میگنیشیم، سوڈیم، پوٹاشیم، آیوڈین اور جسم کو پرورش کرنے اور طاقت و صلاحیت بخشنے والے سارے عناصر موجود ہیں۔

ماءاللحم کے حیرت انگیز فائدے - ان فائدوں میں صرف ایک یہی بات داخل نہیں ہے کہ وہ عام کمزوری کو رفع کر دے اور دل، دماغ اور باہ کو قوت پہنچائے، بلکہ اپنے بہترین اجزا کی بدولت یہ عرق بدن کے زہریلے مواد کو نکالتا، اعصاب اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔ بدن

میں چستی و چالاکی پیدا کرتا ہے۔ خون کو صاف کرکے جلد کو خوبصورت بناتا ہے۔ بدن میں طاقت و توانائی پیدا کرکے مہلک اور چھوت دار امراض کے حملے سے محفوظ رکھتا ہے۔ جن لوگوں میں دِق وسل یا کسی اور مرض کو قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے ان میں ان امراض سے مقابلہ کرنے کی قوت پیدا کرتا ہے۔ سردی کا موسم نزلہ اور زکام کی کثرت کے باعث سل و دق کی استعداد رکھنے والے آدمیوں کو خطرے کے قریب لے آتا ہے لیکن ماءُاللحم ان کی نگہبانی کے مشکل فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہے۔ یہ خون کو سُرخ اور دماغ کو چست کرتا ہے۔ دل میں خوشی، سرور اور کامیابی کا ولولہ پیدا کرتا ہے۔ قوتِ ارادی کو بڑھاتا ہے، دلیری و مشکلات سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ یادداشت کو ترقی دیتا اور کام کرنے کی ہمت اور رطوبت بڑھاتا ہے۔ دورانِ خون کی سُستی کو دُور کرتا ہے۔ جسم کو پھرتیلا بناتا ہے۔ روح میں تازگی اور دل و دماغ میں فرحت پیدا کرتا ہے۔ دماغی کام کرنے میں مدد دیتا ہے۔

ماءُاللحم کیا ہے؟ فوائد اور منافع کی اس طویل مگر سچی فہرست کو دیکھ کر خود بخود دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ماءُاللحم ہے کیا چیز؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ماءُاللحم ایک قسم کا خوشبودار، خوش رنگ اور نہایت دل فریب عرق ہے، جو سیب، انگور، انار، ناشپاتی، بہی، امرود، انناس اور دُوسرے تازہ مفید اور خوش ذائقہ میووں، مشک، عنبر، زعفران اور دوسری قیمتی اور نایاب دواؤں نیز جسم کو بہترین طریقے پر پرورش کرنے والی غذاؤں کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک قطرے میں قوت، رُوح، خون اور غذائیت، سرور اور نشاط، اُمنگ اور حوصلے کا طوفان پوشیدہ ہے۔

ماءُاللحم اور دُوسری مقوی غذائیں۔ ماءُاللحم اور دُوسری مقوی غذاؤں میں کافی فرق ہے جو ماءُاللحم کے امتیاز اور اس کی برتری کی مضبوط ضمانت ہے۔ ماءُاللحم تمام قوتوں پر فوراً اثر کرتا ہے۔ یہ حلق سے اُترتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ معدے میں بہت کم ٹھیرتا ہے اور بہت جلد جگر میں پہنچ کر خون اور روح میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جسم اور رُوح کی پرورش اور تربیت کرنے والے تمام اجزا اس میں موجود ہیں۔ اس کی مقدار خوراک بہت کم ہے۔ دُوسری مقوی غذائیں ہفتوں اور مہینوں میں جو کام کرتی ہیں وہ ماءُاللحم چند گھنٹوں اور چند دنوں میں کر دیتا ہے۔ ماءُاللحم اپنی لطافت اور پاکیزگی کے باعث معدہ اور دوسرے اعضائے ہضم پر کوئی بار ڈالے بغیر خون بن جاتا ہے۔ معدے اور آنتوں پر اس سے کوئی خراب اثر نہیں پڑتا۔

شراب اور ماءُاللحم۔ ماءُاللحم کے دوسرے فائدوں کو دیکھ کر ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ فائدے شراب سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ شبہ بالکل بے حقیقت ہے۔ شراب سے ایک عارضی کیف تو ضرور پیدا ہوتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ آگ کی یہ سیال چنگاریاں دل، دماغ، معدہ، جگر اور پھیپھڑوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہیں۔ رُوح اور خون کو پھونک ڈالتی ہیں۔ ماءُاللحم میں نہ صرف یہ نقصانات ہی نہیں، بلکہ یہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ماءُاللحم اور شراب میں وہی فرق ہے جو شیطان اور فرشتے میں ہو سکتا ہے۔ جو برگشتہ نصیب ہزاروں روپے کے ساتھ ہی اپنی صحت و جوانی کو بھی شراب پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں کاش وہ کچھ دن ماءُاللحم پی کر بھی دیکھیں!

جوہر اور ملمع۔ کہتے ہیں کہ ہر چمک دار چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہم نے ماءُاللحم کے جو خواص اور فائدے لکھے ہیں وہ بازاری ماءُاللحم سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ بازاری ماءُاللحم میں مصنوعی رنگ اور مصنوعی خوشبو کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ماءُاللحم کی تیاری پر کافی روپیہ صرف ہوتا ہے۔ محنت ہوشیاری اور تجربے کاری بھی اس کے تیار کرنے کے ضروری عناصر ہیں۔ طبی اصول سے اجزا کی ہم رسانی اور پورے وزن سے قیمتی دواؤں، تازہ پھلوں کے رس اور بیش قیمت دواؤں کے لطیف و پاکیزہ سیال کی شمولیت پھر دیانت اور ایمانداری سے اتنا ہی عرق حاصل کرنا جتنا طبی اصول سے حاصل کرنا چاہیے، کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر ایک بار عرق کھینچ کر دوبارہ اتنے ہی اجزا پھر شامل کرکے عرق کشید کرنا اور اس میں بھی ان ہی قیود کا پابند رہنا نہایت دشوار اور اخلاقی جرأت کا کام ہے۔ یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے سینے میں **فن اور مخلوق کا درد** بھی موجود ہو۔ جن لوگوں کے سینے اس درد سے خالی ہیں وہ صرف اپنے فائدے کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ ناموسِ فن اور عوام کی فلاح و بہبود سے انھیں سروکار نہیں ہوتا۔ اصول اور صداقت کے ساتھ فن اور مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ کافی ایثار اور ضبطِ نفس کا طالب ہے۔

ہمدرد دواخانے کا ماءُاللحم

ہمدرد دواخانہ محض تجارتی ادارہ نہیں ہے بلکہ طبِ قدیم کو میدانِ مسابقت اور سعی میں طبِ جدید کے دوش بدوش چلانا اس کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت اور ضرورت ہے۔ دیسی دواؤں کو عمدہ شکل و شباہت سے پیش کرنا اور ان کی طاقت وافر کا طبی اصول سے جائزہ لے کر

بازار میں لانا ہمدرد دواخانے کا سب سے بڑا اور مشکل فرض ہے۔ اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے وہ قایم ہوا اور اسی فرض کو بجا لانے کے لیے اب تک سرگرم کار ہے۔ ماء اللحم ہی پر موقوف نہیں، ہر دیسی دوا کو پوری ذمے داری، صحت اور صفائی سے تیار کرنا اس کا اور اس کے نگران و سرپرست کا مقصدِ حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم میں نہ کوئی ضروری دوا کم کی جاتی ہے اور نہ مقدار بڑھانے کے لیے غیر ضروری چیزوں کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

دو سو سال کا مجرب نسخہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی میں ماء اللحم بہ نسخہ خاص دو آتشہ کو ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو دو سو سال سے ہندوستان کے مشہور و معروف اور نامور اطبا کا معمول رہا ہے۔ ارضِ ہند کے اکثر شاہی خاندانوں میں یہ ماء اللحم استعمال ہوتا ہے۔ ہمدرد دواخانے کی مجلس تشخیص و تجویز کے تجربہ کار اراکین مسلسل نہایت غور سے اس ماء اللحم کے متعلق گہرے اور وسیع تجربات کر رہے ہیں۔

ہمدرد کے ماء اللحم کی لازوال شہرت۔ یہ ماء اللحم بتیس سال سے ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچ رہا ہے۔ اکتوبر شروع ہوتے ہوتے ہی اس کی مانگ کا لا انتہا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو مارچ کے وسط تک جاری رہتا ہے۔ اس عرصے میں قوت و زندگی اور لطف و سرور سے بھری ہوئی ہزاروں بوتلیں دواخانے سے روانہ ہوتی ہیں۔ ہمدرد دواخانہ دہلی کے "ماء اللحم دو آتشہ بہ نسخہ خاص" نے ایک لازوال شہرت و عزت حاصل کر لی ہے۔ اس ماء اللحم کی بوتل خریدتے وقت خریدار کے دل میں یہی خیال ہوتا ہے کہ وہ قوت و زندگی اور صحت و تندرستی کا سودا کر چکا ہے۔ اس شہرت و امتیاز کے باوجود ہمدرد دواخانہ دہلی ترقی و اصلاح کی طرف بڑھتا رہا اور ماء اللحم کے متعلق علمی و عملی تجربات ہوتے رہے۔ سائنٹفک اصول سے غور کیا جاتا رہا۔ اب ان تجربات کے بہترین نتائج سامنے آگئے ہیں اور کافی روپیہ خرچ کرنے کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے ایسے آلات تیار کرا لیے ہیں جن کی امداد سے ماء اللحم کو محفوظ طریقے پر تیار کرنے کے ساتھ ہی اس کی طاقت و قوت کو بڑھا دیا گیا ہے اور اسے دیرپا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم کی چند خصوصیات۔ ۱۔ مجلس تشخیص و تجویز کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبد الحمید صاحب کی خاص نگرانی میں نہایت اہتمام، صفائی اور پاکیزگی سے تیار کیا جاتا ہے۔

۲۔ تمام قیمتی دوائیں اور پھلوں کے رس پورے وزن سے شامل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ سبز میووں کا رس حاصل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ کوئی کچا یا داغ دار پھل نہیں ڈالا جاتا بالکل وقت پر تازہ اور عمدہ پکے ہوئے پھلوں سے تازہ اور عمدہ رس حاصل کر کے ڈالا جاتا ہے۔

۴۔ ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم کی ترکیب میں جسم کی تمام قوتوں کی پرورش اور تربیت کا لحاظ رکھ کر قوت باہ پر اثر ڈالا جاتا ہے۔ یہ نہیں کیا جاتا کہ محض باہ کو قوت دینے والی دوائیں ملا دی جائیں اور دل و دماغ، معدہ و جگر وغیرہ کا خیال نہ رکھا جائے اور نتیجہ یہ ہو کہ اس کے استعمال سے رگوں اور پٹھوں میں ایک غیر طبعی جوش پیدا ہو کر قوت باہ میں وقتی ہیجان پیدا ہو جائے اور جب ردِ عمل ہو تو پہلی قوت بھی باقی نہ رہے ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم میں ایسے اجزا شامل کیے جاتے ہیں جو دل و دماغ اور جگر و معدہ کو طاقت دے کر پہلے عمدہ خون پیدا کرتے ہیں۔ پھر قدرتی اصول کے ماتحت باہ کو قوت دیتے ہیں۔

۵۔ زیادہ گرم اور مضر چیزیں شامل کر کے ماء اللحم کی خوبی و برتری کو فنا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ جسم کی مشین کے کل پرزوں کے لحاظ سے بہترین اور غذائیت بخش اجزا ڈالے جاتے ہیں جن سے خون اور روح پر نہایت معتدل اور قدرتی اثر پڑنے کے بعد نتیجے کے طور پر باہ میں بیداری پیدا ہوتی ہے۔

۶۔ ظاہری شکل و صورت، رنگ اور خوشبو نہایت دل فریب ہے۔ صرف پیکنگ پر اتنا روپیہ صرف کیا جاتا ہے جتنا بازاری ماء اللحموں کی تیاری پر بھی خرچ نہیں ہوتا۔

۷۔ ہمدرد دواخانے کا ماء اللحم عرصے تک خراب نہیں ہوتا۔

۸۔ نفاست اور پاکیزگی کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے۔

ماء اللحم بہ نسخہ خاص کے مختصر فوائد۔ ماء اللحم کے جو فائدے بیان کیے گیے ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ مختصر طور پر چند خاص اور امتیازی فوائد یہاں مکرر لکھے جاتے ہیں۔ یہ ماء اللحم نہایت مقوی باہ ہے، دل، دماغ، جگر، معدے اور گردوں کو بے حد قوت دیتا ہے جس سے

۵ تولے قند یا مصری ایک تولہ ڈال کر پییں۔ رات کو سوتے وقت حبِ عنبر مومیائی ۲ عدد دودھ کے ساتھ کھائیں۔ مقامی نقصوں کی اصلاح کے لیے طلائے الماس، یا طلائے اعظم یا طلا رشک والا لگائیں۔

کثرتِ جماع کے نقصانات کی اصلاح کے لیے صرف معجون شباب آور ۳ ماشے کھا کر ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے پینا بھی کافی ہے لیکن مقامی خرابیوں کے رفع کرنے اور وہاں کے اعصاب کو قوت دینے کی غرض سے مذکورہ بالا طلاؤں میں سے کوئی طلا لگانا نہایت ضروری ہے۔

جلق اور اغلام کی عادتِ بد ضعفِ باہ کا سبب ہوئی ہو اور اعضائے تناسل پر جلق اور اغلام کے شرمناک نقصوں کا اثر موجود ہو تو لبوب اعظم ۶ ماشے کھا کر ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے ایک تولہ مصری ڈال کر پییں۔ عضو پر طلائے شباب آور یا طلائے کیمیا تاثیر لگا کر اوپر سے بنگلہ پان باندھ لیا کریں۔ یا رات کو سوتے وقت طلائے مجلوق کی مالش کر لیا کریں۔

کثرتِ احتلام و جریان سے ضعف باہ کی شکایت لاحق ہوئی ہو تو صبح کے وقت مثالی ایک قرص کھا کر ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے قند سے میٹھا کر کے پییں۔ رات کو سوتے وقت قرص جریان ۲ عدد دودھ کے ساتھ کھائیں سستی دوا مطلوب ہو تو رات کو سفوف عجیب (رجسٹرڈ) ۶ ماشے کھائیں۔ جب مبتلا مزاج، جاتے تو یہ دوائیں بند کر کے صبح کو لبوب کبیر ۶ ماشے میں کشتہ قلعی یا کشتہ سرب ۲ چاول ملا کر کھائیں اور اوپر سے ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے شربت انار ایک تولہ ڈال کر پییں۔ رات کو سوتے وقت لبوب اعظم یا لبوب الاسرار ۶ ماشے دودھ کے ساتھ کھا لیا کریں غریب لوگ لبوب کبیر کی جگہ لبوب صغیر استعمال کر سکتے ہیں۔

رقت کی وجہ سے سرعت انزال کی شکایت بھی ہو تو صبح کو معجون ثعلب ۶ ماشے میں کشتہ مثلث ۲ چاول ملا کر ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے کے ہمراہ کھائیں اور رات کو سوتے وقت معجون مقوی و ممسک ایک ماشہ یا معجون جلالی ۴ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

کثرتِ رنج و غم اور خوف و ہراس سے ضعف باہ ہو گیا ہو تو صبح کو معجون طلا ۳ ماشے یا معجون نقرہ ۳ ماشے ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے عرق گاؤزبان عنبری ۴ تولے مصری ۲ تولے کے ہمراہ کھائیں۔ شام کو چار بجے دواءُ المسک معتدل جواہر والی ۳ ماشے چاٹ لیا کریں۔ مقامی طور پر طلائے مقوی خاص (رجسٹرڈ) یا طلائے شباب آور لگائیں۔

غددی علاج کا مقابلہ۔ فرانس کے ڈاکٹر وارونوف کے غددی علاج کے مقابلے میں ہم ایک بہترین طریقۂ علاج پیش کرتے ہیں جو اعادۂ شباب کا موجب ہے اور تمام جسمانی طاقتوں کو جوان کرتا ہے۔ چالیس دن میں آدمی کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ معجون شباب آور ۳ ماشے میں حب مُبہی خاص ایک عدد ملا کر ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے کے ہمراہ صبح کے وقت کھائیں۔ غذا میں لطیف اور زود ہضم چیزیں کھائیں چالیس روز کے اندر ہی معلوم ہو جائے گا کہ ڈاکٹر وارونوف کے غددی علاج کے مقابلے میں یہ کم خرچ اور آسان طریقۂ علاج کس قدر کامیاب اور زود اثر ہے۔

ایک خاص بات۔ ماءُ اللحم کے متعلق یہ خاص بات یاد رکھنی چاہیے کہ قوت حاصل کرنے کی غرض سے تندرست حضرات اسے جاڑوں کے موسم میں استعمال کریں لیکن مرض کی حالت میں مریضوں کے لیے موسم کی کوئی قید نہیں۔ جب اور جس وقت مرض لاحق ہو اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ گرمیوں کے موسم میں سنترے کا رس یا انار کا رس ڈال کر اسے پلائیں۔

قیامِ شباب۔ اگر آپ بالکل تندرست ہیں اور موسمِ سرما کو ایک بہترین موسم کی حیثیت سے صرف قیامِ شباب اور بقائے صحت و جوانی کے لیے کام میں لانا چاہتے ہیں تو صرف معجون شباب آور ۳ ماشے ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص دو آتشہ ۵ تولے کے ہمراہ روزانہ کھا لینا کافی ہے۔ دواؤں سے طبیعت بالکل متنفر ہو اور کسی لذیذ ناشتے سے مطلب برآری مقصود ہو تو حلوائے مغز سرگنجشک والا ۲ تولے صبح کو کھا کر ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے پی لیا کریں۔ جوانی، صحت اور خوبصورتی نہ صرف اپنی اصلی حالت پر ہی قائم رہے گی بلکہ اس میں ترقی ہو گی۔ جوانی نوجوانی میں اور بڑھاپا شباب میں تبدیل ہو جائے گا۔

ماءُ اللحم میں عورتوں کا حق۔ موسمِ سرما کے عیش و مسرت کو عام طور پر مرد اپنا ہی حق سمجھتے ہیں اور اعادۂ شباب کی کوششوں میں تو عورتوں کو بالکل ہی نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ حالاں کہ حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ **عورتوں کا حسن و شباب** اور ان کی جوانی و رعنائی بھی قائم رکھی جائے جس طرح مرد اپنے شباب سے محبت کرتا ہے اسی طرح عورت کو اپنی جوانی عزیز ہے۔ عورتیں ایک مقوی، مفرح اور شباب آور دوا کے طور پر بے تکلف ماءُ اللحم استعمال کر سکتی ہیں۔ بچے البتہ اس کی طاقت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو ماءُ اللحم ضرور پینا چاہیے۔ اس سے

بچّہ کی تن درستی پر بھی اچھا اثر پڑے گا اور عورت کی صحت پر بھی۔ صحت اور تن درستی برقرار رکھنے کی غرض سے عورتیں صبح کو گاجر یا انڈے کے حلوے کا ناشتہ کرکے ماءاللحم بنسخہ خاص دوآتشہ ۵ تولے دُودھ میں ڈال کر پی سکتی ہیں۔ مگر مخصوص رحمی بیماریوں میں عورتوں کو بھی مناسب دواؤں کے ساتھ ماءاللحم پینا چاہیے مثلاً

سیلانُ الرّحم میں صبح کو حبِ مروارید ایک عدد کھا کر ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے پینا چاہیے۔ رات کو سوتے وقت ناشف کی ایک ٹکیہ یا معجون مقوی رحم ۶ ماشے کھانی چاہیے۔

اختناق الرّحم میں دورہ روکنے کی غرض سے خمیرہ گاؤزبان جدوار عود صلیب والا ۶ ماشے ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے کے ہمراہ کھائیں۔

کثرتِ حیض و استحاضہ کے بعد کی کمزوری اور قلتِ خون میں مفرح سوسبزی ۶ ماشے عرق ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے کے ہمراہ کھائیں۔

ولادت یا اسقاطِ حمل کے بعد جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس میں مفرح یاقوتی معتدل یا دواءالمسک معتدل جواہر والی ۴ ماشے کھا کر عرق ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے نوش کریں۔ ایسی صورت میں آش جو یا دُودھ میں ماءُاللحم ڈال کر بطور غذا بھی پی سکتی ہیں۔

ماءُ اللحم کی قیمت کا مُقابلہ۔ ماءُاللحم کی قیمت پانچ روپے فی بوتل مقرر ہے۔ ایک بوتل میں بارہ خوراک دوا ہوتی ہے۔ گویا ایک خوراک دوا کی قیمت تقریباً ۶؍۰ ہوئی۔ ممکن ہے بظاہر یہ قیمت زیادہ معلوم ہو لیکن ماءاللحم کے بیش قیمت اجزا اور اس کے لاثانی فائدوں کو دیکھتے ہوئے یہ قیمت کچھ بھی نہیں۔ پھر جو لوگ یورپ سے آئی ہوئی سستی اور گرم دواؤں کی ایک ایک خوراک پر اس سے چوگنے دام بے تکلف خرچ کر ڈالتے ہیں انھیں اس قیمت کو محسوس بھی نہ کرنا چاہیے۔ ماءاللحم میں دیسی قیمتی دوائیں اور میوے ڈالے جاتے ہیں۔ اس کی ساخت میں ہندوستانیوں اور غیرمُلکی حضرات کے مزاج اور ہندوستانی آب وہوا کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

ہماری ذمّے داری۔ طبیب کو دوا تجویز کرتے وقت اپنی رائے اور تشخیص پر پُورا وثوق ہونا چاہیے اور ایک تجربہ کار طبیب کا یہی وصف ہے لیکن عُمدہ دوا کا نہ ملنا ایسی مصیبت ہے جس کا معالجین کے پاس کوئی علاج نہیں۔ ہم نے اس مضمون میں جو دوا بھی کسی مرض کے لیے لکھی ہے وہ یقیناً اس کے لیے مفید ہے مگر ہم پر پُوری ذمّے داری اُسی وقت عائد ہوتی ہے جب دوائیں بھی عُمدہ اور قابلِ اطمینان ہوں۔ اور انہیں بتائی ہوئی ترکیب اور پرہیز کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

ہمدرد دواخانہ دہلی سے دوائیں منگانے کی سفارش صرف اس بنا پر کی جا رہی ہے کہ یہاں تمام مُرکّب دوائیں بہترین انتظام، بہترین نگرانی اور بہترین اجزا سے تیار کی جاتی ہیں۔ ذرا سے شبہ پر قیمتی سے قیمتی دوا فوراً پھینک دی جاتی ہے مجلسِ تشخیص کے صدر عالی جناب حکیم مولوی محمد عبدالحمید صاحب دواؤں کے معاملے میں نہایت محتاط ہوتے ہیں۔ پُرانے محنتی، دیانت دار اور ماہر دوا سازوں کی موجُودگی میں بھی صاحب موصوف اپنی سخت نگرانی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور مشک، عنبر، زعفران، موتی، زمرّد، یاقوت، نیلم، زبرجد اور اسی قسم کی قیمتی دوائیں اپنے سامنے وزن کرکے شامل کراتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ **ہمدرد دواخانہ دہلی** سے دوائیں خریدنے کی سفارش کسی تجارتی مقصد یا تجارتی حرص کی بنا پر ہے یا محض طبِ قدیم کی عظمت اور اپنے طبیبانہ وقار و اعتماد کی حفاظت اور خود آپ کے فائدے اور روپے کی حفاظت کے لیے،

ہمدرد دواخانے کی مقبولیت کا راز سب کو معلوم ہے کہ صداقت و دیانت اور خوش معاملگی کے سوا اور کچھ نہیں۔

ناظرین کی سہولت کے لیے ان دواؤں کی فہرست درج کی جاتی ہے جن کا ذکر اِس مضمون میں ہُوا ہے

تریاق نزلہ	ایک شیشی	۱۲/	شربت فولاد	ایک شیشی	عہ	کشتہ طلا کلاں	۱۵ قرص	للعہ	معجون جالینوس لولوی	ایک تولہ	۸/
جوارش جالینوس	۵ تولہ	۱/	طلاء اعظم درجہ عمرہ	ایک شیشی	۶/	کشتہ فولاد	۱۵ قرص	۹/	معجون جلالی	ایک تولہ	۸/
حب عنبر مومیائی	ایک درجن	عہ/	طلاء الماس	ایک گولی	للعہ/	کشتہ فولاد سونے چاندی والا	۱۵ قرص	۱۲/	معجون شباب آور	ایک تولہ	عہ/
حب [illegible]		۱۲/	طلاء اعجاز	ایک شیشی	عا/	کشتہ قلعی	۱۵ قرص	۳/	معجون طلا	ایک تولہ	عا/
حب نمبر خاص درجہ عمرہ بیس گولی کی شیشی		عہ	طلاء شباب آور		سے/	کشتہ مرجان سادہ	۱۵ قرص	۳/	معجون مفرح الارواح	ایک تولہ	عا/
حلوہ بیضہ مرغ	ایک تولہ	۱/	طلاء کیمیا تاثیر	ایک تولہ	للعہ/	کشتہ مرجان جواہر والا	۱۵ قرص	۱۲/	معجون مقوی رحم	ایک شیشی	عہ
حلوائے گزر مع سر گنجشک والا	ایک تولہ	۱/	طلاء مقوی خاص	ایک شیشی	ملے/	کشتہ مثلث	۱۵ قرص	۵/	معجون مقوی و ممسک	ایک تولہ	عہ/
خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا	ایک تولہ	۳/	طلاء مشک والا	ایک تولہ	عا/	کشتہ نقرہ	۱۵ قرص	۹/	معجون نقرہ	ایک تولہ	عا/
خمیرہ گاؤزبان عنبری جدوار عود صلیب والا	۱ تولہ	۹/	طلاء محرق	ایک شیشی	عا/	کشتہ نقرہ جدید	۱۵ قرص	عہ	معجون مومیائی	ایک تولہ	عا
[illegible] جواہر والا	ایک تولہ	۴	عرق [illegible] زور	ایک بوتل	للعہ/	لبوب اعظم	ایک شیشی	للعہ	مفرح سوسبزی	ایک تولہ	۳/
دواءالمسک معتدل جواہر والی	ایک تولہ	۶/	عرق عنبر	ایک بوتل	عا/	لبوب الاسرار	ایک تولہ	۴/	مفرح شکیں	ایک شیشی	عہ
سفوف عجیب	ایک ڈبیہ	۴	عرق گاؤزبان عنبری		عا/	لبوب صغیر ایک تولہ ۱/ لبوب کبیر ا تولہ		۳/	مفرح یاقوتی معتدل	ایک تولہ	۱۲/
شربت اکسیر خاص	ایک شیشی	عہ	قرص جریان	ایک شیشی	عا/	مثالی	ایک شیشی	سے/	ماء الذہب	ایک ماشہ	علے
شربت انار شیریں	ایک بوتل	۱۴/	قرص ملین	ایک درجن	۱۰/	مروارید ستیال	ایک تولہ	سے/	ماءاللحم بنسخہ خاص دوآتشہ	ایک بوتل	ضہ
شربت مرکب فولاد (درجہ عمرہ)	ایک بوتل	۸	کشتہ سرب	۱۵ قرص	۴/	معجون مقلب	ایک تولہ	۶/	ناشف	ایک شیشی	سے/

ہندوستان کی آبادی میں ۷۰ فی صدی مرد
طبی تحقیقات کے بعد ایک انکشاف

یہ معلوم کرکے بہت سے لوگوں کو حیرت ہوگی کہ اس ملک میں اگرچہ عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کی تعداد تقریباً ۴ فیصدی زیادہ ثابت ہو چکی ہے اور ۴۸ عورتوں کے ساتھ ہر سو افراد میں ۵۲ مردوں کا اوسط لگایا گیا ہے۔ لیکن ملک کے گوشے گوشے میں طبیبوں اور ڈاکٹروں کو مردوں کے مخصوص امراض کا جو علم ہوتا رہتا ہے اور جو باتیں مشاہدہ میں آتی ہیں ان سے قریب قریب اس نتیجے پر پہنچنا پڑا ہے کہ ۷۰ فی صدی مرد آبادی میں بھی دس فی صدی ایسے ہیں جو واقعی مرد کہلائے جا سکتے ہیں۔ مردوں کی باقی تعداد کسی نہ کسی ایسے مرض یا امراض کا شکار ہے جو ان کی قوت مردمی میں کمی اور زندگی کی حقیقی مسرت کو ختم کر رہے ہیں۔

ہمدرد دواخانہ دہلی اپنی قومی خدمات کے لئے ملک بھر میں مشہور ہے۔ اس کے تجربہ کار حکما کی مجلس نے کافی عرصہ تک غور و تحقیق کے بعد

حب مبہی خاص (رجسٹرڈ)

تیار کردی ہے۔ جو ضعف باہ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اور حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ یہ گولیاں سست اور بیکار اعصاب میں بجلی کی رو کی طرح اثر کرتی ہیں۔ بے ضرر صحت اجزاء سے پاک اور نادر و بے بہا ادویہ سے مرکب ہیں۔ جماع کی قوت میں حیرت انگیز اضافہ کرتی ہیں۔ اور جماع کے بعد قوت میں کمی نہیں ہونے دیتیں۔ ایک شب کے تجربے سے ہی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ حب مبہی خاص کیا چیز ہیں۔

قیمت فی شیشی جس میں بیس (۲۰) گولیاں ہوتی ہیں دس روپے (۱۰ روپے)۔ یہ بیس گولیاں بیس روز تک استعمال کی جاتی ہیں۔ بس کے بعد انسان خود ہی بے پناہ قوت محسوس کرنے لگتا ہے۔

مینیجر ہمدرد دواخانہ، دہلی

ایک امریکن لیڈی ڈاکٹر اور ہندوستانی عورتیں

اصل میں وہ لوگ اپنی بیویوں کے سب سے بڑے دشمن کہے جا سکتے ہیں جو اپنی غفلت اور بے پروائی کی وجہ سے انہیں مہلک امراض کا شکار ہو جانے دیتے ہیں۔ ایسے مرد یہ تو چاہتے ہیں کہ ان کی بیویاں سب سے زیادہ حسین، تندرست اور ان کی خدمتگار ثابت ہوں لیکن وہ ان خفیہ زنانہ امراض کی طرف کبھی بھولے سے بھی توجہ نہیں کرتے جو ان کے گھروں میں زندگی دوبھر کیے ہوتے ہیں۔

پچھلے دنوں میں ایک امریکن لیڈی ڈاکٹر نے ہندوستان کے طول و عرض کا سفر کرنے کے بعد اپنی تحقیقات کے نتائج اس صورت میں بیان کئے تھے کہ

ہندوستان کی اکثر جوان عورتیں سیلان کی بیماری میں مبتلا ہیں

مصیبت یہ ہے کہ اس ملک میں شرم و حیا کا معیار کچھ ایسا عجیب ہے کہ یہ عورتیں اپنے والدین اور دیگر عزیزوں تو درکنار اکثر اپنے شوہر تک سے اس خفیہ بیماری کو بیان نہیں کرتیں اور یہ سفید بیماری ان کی خوب صورتی کو سخت خطرہ میں ڈال کر اندر ہی اندر ان کی صحت کو گھن لگا دیتی ہے۔ ملک کے مشہور طبی ادارہ "ہمدرد دواخانہ" نے ہندوستان کی ایسی لاکھوں عورتوں کے لیے جو سیلان الرحم کی مریضہ ہیں، ایک زبردست تریاق ایجاد کیا ہے اس دوا کا نام

ناشف (رجسٹرڈ) ہے اور ایسے زبردست و حیرت انگیز اثرات کی بدولت یہ دوا ملک بھر میں مقبول ہو چکی ہے۔ اس دوا کے نقال طرح طرح سے اپنی تیار کردہ دواؤں کے اشتہار دیکر ناشف کے مقابلہ میں اپنی دوا فروخت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن جاننے والے اچھی طرح جان گئے ہیں کہ صرف "ناشف" ہی وہ دوا ہے جس کی دو تین خوراکیں سیلان رطوبت کو بند کرکے عورت کی خوبصورتی اور صحت کو پائدار بنا دیتی ہیں۔ بیس پچیس روز میں پورے طور پر آرام نصیب ہو جاتا ہے اور طاقت آ جاتی ہے۔

قیمت فی شیشی ۲۴ خوراک صرف تین روپے (۳ روپے)

مینیجر ہمدرد دواخانہ، دہلی

جلد [illegible] | جنوری سنہ [illegible] | نمبر (۱)

فہرست مضامین

[illegible] تصاویر۔

قیمت سالانہ [illegible] ۔ ممالک غیر (برما وغیرہ) سے تین شلنگ ۔ فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

[illegible] پرنٹر [illegible] نے [illegible] پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت سے شائع کیا



نسل انسانی کے دشمن

شیر، سانپ جراثیم، سل اور دِق

شیر اور سانپ تو گولی اور لاٹھی سے مارا جا سکتا ہے، مگر ان ننھے ننھے خوردبینی جراثیم کا بقراط اور سقراط کے زمانے سے کوئی خاص علاج نہیں تھا۔

لعاب اور دہن میں جراثیم ہوتے ہیں۔

گندے ہوٹلوں، گندے گلاسوں اور چائے کی پیالیوں سے یہ مرض روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

چونکہ پھیپھڑوں کو رات اور دن کسی وقت بھی سکون میسر نہیں، یعنی سانس کے ساتھ ہر وقت پھولتے رہتے ہیں اس لیے ان کے نقائص اور زخم وغیرہ دور کرنا ناممکن تو نہیں مگر از حد دشوار ضرور تھا۔

ہمدرد کی مجلس تجربات نے دس سال تک سرگرم تحقیقات جاری رکھی اور **قرص سحر اور مارالحیات** دو اکسیر دوائیں دنیا کے سامنے پیش کر دیں، جن سے پھیپھڑوں کے جراثیم ہلاک ہو کر ان میں روز بروز طاقت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

ہلکی حرارت، کھانسی، سانس پھولنا، وزن کا بلا وجہ کم ہونا، دق کے خطرے کی علامات ہیں۔

ہرگز ہرگز غفلت نہ کیجیے، ان کو فوراً قرص سحر اور مارالحیات سے روک دیجیے۔ اگر خدانخواستہ مرض بڑھ گیا ہو تو بھی انشاءاللہ یہ دونوں دوائیں فرشتہ رحمت ثابت ہوں گی۔ اور آپ کے پھیپھڑوں میں زیادہ طاقت بھر دیں گی۔

پچھتر فی صدی ایسے اصحاب جن کے انتظار میں موت ہر وقت کندھے کے برابر لگی کھڑی تھی خدا کے فضل سے بالکل تن درست ہو گئے۔

مریض خوش ہو جائیں، ماں باپ، بچے، عورتیں، رشتے دار اور دوست بھی خوشیاں منائیں۔ زیادہ سے زیادہ چالیس روز میں مریض کو مکمل شفا ہو جاتی ہے۔

قیمت قرص سحر فی عدد دو آنے۔ مارالحیات جو بارہ روز کے لیے کافی ہوگی بوتل دو روپے (عـ۲/) ابھی منگائیے۔

ترکیب استعمال بہت آسان ہے، صبح کو قرص سحر ایک عدد منہ میں ڈال کر اوپر سے مارالحیات ۵ تولے پی لیجیے اور ترش و ثقیل چیزوں سے پرہیز کیجیے۔ فواکہات میں انار، انگور، سنگترہ استعمال کیجیے۔ غذا نرم اور زود ہضم کھائیں۔ آش جو، ساگودانہ وغیرہ ہو تو زیادہ مناسب ہے۔

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

باب صحت

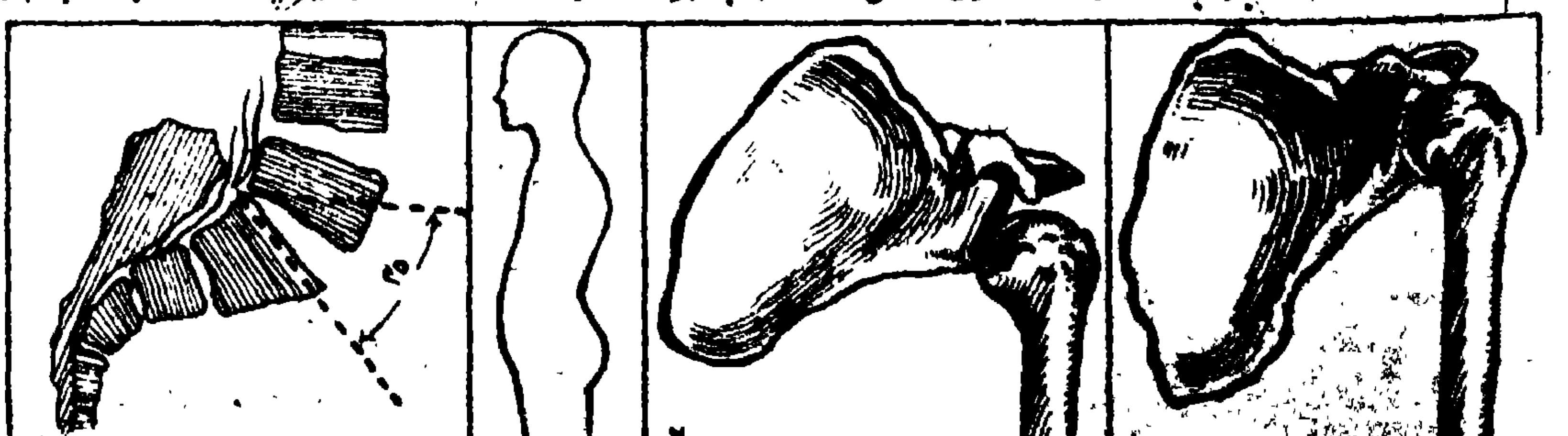
طریقہ نشست و برخاست پر صحت کا انحصار

از جی ۔ موشر ٹیلر۔ ایم ۔ ڈی

علم قیافہ میں صرف چہرے کے خط و خال ہی کو نہیں بلکہ قد و قامت کو بھی پورا دخل ہے۔ کسی شخص کے جسم کی ساخت اور طرز نشست و برخاست سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ دلیری، قوتِ تحریک، مسرت اور اطمینان کی دولت سے بہرہ ور ہے، یا اس کی زندگی ناکامیوں اور بیماریوں کا مرقع ہے۔ گھر میں قد آدم آئینے کے سامنے کھڑے ہوکر ہم اپنی حالت کا صحیح اندازہ خود کر سکتے ہیں۔ اگر ہماری صحت اچھی ہے تو عکس میں ہماری حرکات و سکنات سے وقار و تمکنت اور جسم کی ساخت سے خوب صورتی اور توازن و تناسب کا اظہار ہوگا۔ ورنہ بصورتِ دیگر ہمیں اپنی شکل اس طرح نظر آئے گی کہ شانے اوپر کو اٹھے ہوتے ہیں سینہ اندر کو دھسا ہوا اور پیٹ آگے کو نکلا ہوا ہے۔ پیٹھ میں کجی ہے اور پیر بدنما۔ ممکن ہے کہ پوشاک کی مدد سے ہم اپنے یہ جسمانی نقائص دوسروں سے چھپا سکیں۔ لیکن خود اپنی ذات کو ہم کس طرح دھوکا دے سکتے ہیں۔ اگر ہمارے جسم کے اعضا اور جوڑ سیدھے ہوں تو اس سے ہماری عزتِ نفس میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور شخصیت بھی نمایاں تر ہو جاتی ہے۔

ہمیں یہ حقیقت پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ جسم کی اچھی ساخت سے اچھی صحت کا اظہار ہوتا ہے۔ مزمن متعدی امراض مثلاً دق و سل اور عضوی امراض مثلاً قلب اور گردہ کی شکایات سے عضلات کمزور ہو جاتے ہیں اور ان میں صحیح جسمانی تناسب قائم رکھنے کی طاقت نہیں رہتی۔ ان حالات میں محض ورزش وغیرہ سے "سرو قامت" بننے کی کوشش بے کار ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ بڑے امراض کا تو ذکر ہی کیا معمولی تکلیفوں مثلاً ورمِ حلق، خرابیِ دنداں، سوءِ ہضم، فقرالدم اور غدودی امراض کے ازالے کو بھی پہلے کوشش کرلینی چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مختلف بیماریوں سے جسمانی ساخت میں کچھ نہ کچھ فرق آجاتا ہے اور استرخا اور عظمی امراض سے جسم میں جو مستقل نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کا دفعیہ کسی تجربہ کار ماہرِ طب کی مدد کے بغیر دشوار ہے۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم اکثر اوقات اپنی غلط عادتوں سے بھی جسم کی ساخت کو کافی حد تک بگاڑ لیتے ہیں۔ غلط عادتوں کے نتائج خاص کر عہدِ طفولیت میں تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔ جبکہ ہڈیاں اور جوڑ نرم ہوتے ہیں۔ والدین کو اپنے بچوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو زیادہ خیال میں رکھنا چاہیے۔ مثلاً یہ کہ وہ کتابیں ہمیشہ ایک ہی ہاتھ میں لے کر یا ایک ہی کولھے پر رکھ کر اسکول نہ جایا کریں کوٹ یا شیروانی سینے اور شانوں پر زیادہ تنگ نہ ہو۔ کمر زیادہ کس کر نہ باندھیں۔ اور جوتے چھوٹے نہ پہنیں۔ کم سنی میں ضعفِ بصارت کی شکایت زیادہ تر تو شک پر غلط طریقے سے جھک کر لکھنے پڑھنے سے پیدا ہوتی ہے۔

عام طور پر بڑی عمر کے آدمی بھی بالکل سیدھے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ خواہ وہ اپنے دل میں یہ سمجھ رہے ہوں کہ وہ بالکل سیدھے کھڑے یا بیٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ آگے کی جانب کسی قدر جھکے ہوتے ہیں۔ اس غلط طریقہ قیام و نشست سے تمام اعضائے رئیسہ کا فعل متاثر ہوتا ہے۔ پھیپھڑے آکسیجن کی کافی مقدار خون کے سرخ خلیوں تک نہیں پہنچا سکتے۔ قلب شرائین میں خون کی روانی کو صحیح طور پر قائم نہیں رکھ سکتا۔ غذا کے انجذاب اور فضلات کے اخراج کا فعل سست ہو جاتا ہے صاف کرنے والے اعضا مثلاً جگر وغیرہ پر فاضل مادہ جمع ہو جاتا ہے۔



ہمارے غلط طریقۂ نشست و برخاست سے جوڑوں، عضلات اور رباطات پر غیر ضروری دباؤ پڑتا ہے جس کی وجہ سے ان کی موزونیت ناقص ہو جاتی ہے۔ اس طرح جو شخص غلط طریقۂ نشست و برخاست کا عادی ہو اس کی صحت مستقل طور پر خراب ہو جاتی ہے۔ جو لوگ بیٹھتے یا کھڑے ہوتے وقت اپنے شانے سیدھے نہیں رکھتے ان کی بغلی اس قدر کم زور ہو جاتی ہے کہ اس کی تلافی ہی نہیں ہو سکتی۔ شانے کے پچھلے حصے سے بازو کی ہڈی کا سر عظم الکتف کے حلقے سے اس طرح متصل ہوتا ہے کہ پورے بازو کا بوجھ عظمی ساخت پر ہوتا ہے (تصویر نمبر ۱) اگر شانوں کو برابر نہ رکھا جائے تو بازو کا حصہ نقل و حرکت کے وقت اپنے ہڈی دار خول سے بار بار باہر نکلتا ہے (تصویر نمبر ۲)، اس طرح بازو کا بوجھ عظمی حصوں پر رہنے کے بجائے نرم ساختوں، رباطات اور عضلات پر پڑتا ہے۔ یہ طریقہ ... سے جوڑوں میں فاسد مادہ جمع ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں شانوں کا مزمن درد نمودار ہو سکتا ہے۔ اس غلط طریقۂ نشست و برخاست سے ان عضلات میں جو سینے کے سامنے سے شانے تک پھیلے ہوتے ہیں ایک قسم کا تشنج پیدا ہوتا ہے۔ جس سے پشت سینہ سے شانے تک پھیلے ہوئے عضلات کم زور ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم اس طریقۂ نشست و برخاست پر کچھ عرصے تک برابر کاربند رہیں تو پھر اس کی اصلاح دشوار ہو جاتی ہے۔ کمر کو غلط طریقے پر جھکا کر بیٹھنے سے ریڑھ کے مہروں کی ہیئت بہت کچھ بدل جاتی ہے۔ پشت کے ایک جانب کے عضلات پر زیادہ زور پڑتا ہے اور یہ عادت ترک نہ کرنے سے چلتے وقت پیٹھ میں کوبڑ سا نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

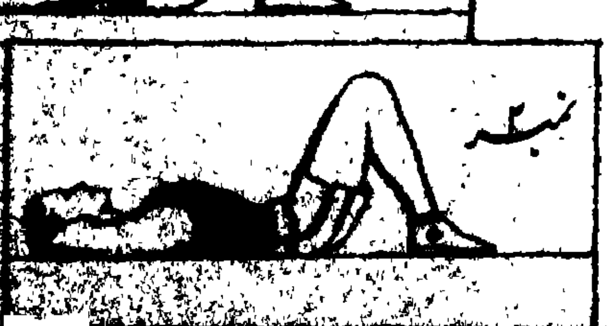
کھڑے ہونے کا ایک غلط طریقہ یہ بھی ہے کہ پشت باہر کی جانب زیادہ جھکی رہے (تصویر نمبر ۳) اس عادت کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔ زیادہ اونچی ایڑی کا جوتا پہننے سے بھی کمر پیچھے کی جانب جھک جاتی ہے۔ اور جن لوگوں کا پیٹ آگے کو نکلا ہو وہ جسمانی توازن قائم رکھنے کے لیے کمر پیچھے کو جھکا کر چلنے پر مجبور رہتے ہیں۔ اسی طرح چلنے یا کھڑے ہونے سے مفصل عجزی قطنی کے عضلات اور رباطات پر بہت زور پڑتا ہے۔ قدرتی حالت میں یہ جوڑ ۳۰ ڈگری سے ۴۵ ڈگری تک کا زاویہ بناتا ہے (تصویر نمبر ۴) لیکن پیچھے کی طرف پیٹھ زیادہ جھکا کر چلنے سے جسم کا وزن پیڑو پر آ جاتا ہے۔ اور یہاں اسے سادھنے کے لیے صرف دو عظمی جوڑ ہوتے ہیں۔ اگر یہ جوڑ صحیح حالت میں نہ ہوں یا ان میں پہلے ہی سے کوئی پیدائشی نقص ہو تو ان کے رباطات اور عضلات پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس غیر قدرتی طریقۂ رفتار سے سخت درد بھی پیدا ہو سکتا ہے اور عام کم زوری بھی۔

کھڑے ہونے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے جسم کے پورے طول کے مطابق کھڑا ہو۔ نہ تو اس طول کو کم کرنے کی کوشش کرے اور نہ تن کر بڑھانے کی۔ شانے پیچھے کی جانب رہیں اور سینہ آگے کی جانب۔ پیٹ چپٹا رہے اور انسان کی پشت میں جو قدرتی خم ہے اس میں کمی بیشی نہ ہو۔ چلتے وقت دونوں پیر تقریباً متوازی رہیں اور جسم کا وزن پیر کے بیرونی حصے پر ہو۔ اگر ہم ایک ڈوری میں کوئی وزنی چیز باندھ کر اپنے کان کی پشت کے مقابل سے چھوڑیں تو وہ شانے، کولھے (ران کی ہڈی کا بالائی جوڑ) اور گھٹنے کی چپنی سے گزرتی ہوئی ہمارے ٹخنے کے سامنے پہنچے۔ یہ ہے کھڑے ہونے کا معیاری طریقہ جسے پیش نظر رکھنا چاہیے۔ صحیح طریقۂ نشست و برخاست اختیار کرنے کی کوشش آسان نہیں، کافی محنت طلب ہے اور شروع میں ہمیں ناکامی سے بد دل نہیں ہونا چاہیے۔

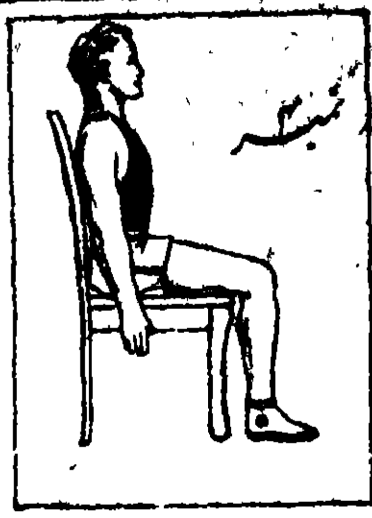
ذیل میں جسم کی ساخت کو صحیح رکھنے کے لیے چند آسان اور مفید ورزشیں بھی درج کی جاتی ہیں جنہیں متوازی اور سخت جگہ پر کرنی چاہییں۔

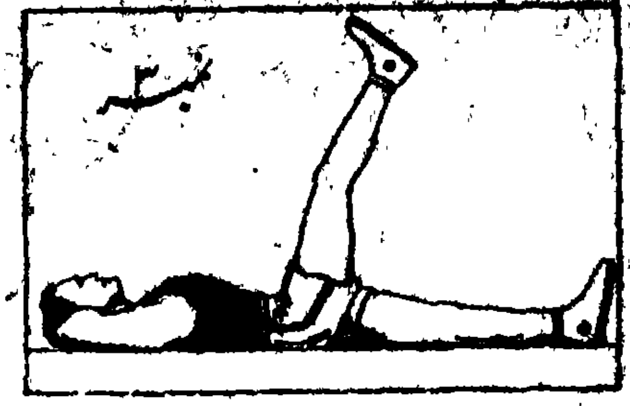


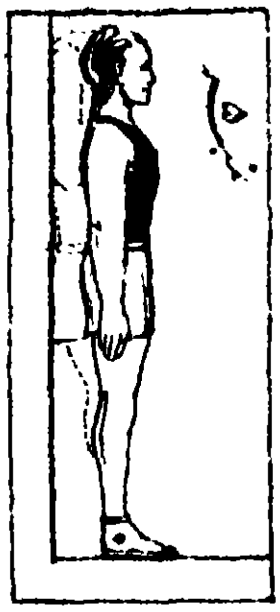
(۱) اس طرح دس سے پندرہ منٹ تک لیٹے رہیں۔ پیٹھ کے نیچے تولیہ لپیٹ کر رکھ لیں۔ اس طرح کمر کی کجی دور ہوتی ہے۔ شانے برابر رہتے ہیں اور سینے کے عضلات کشادہ ہوتے ہیں۔



(۲) اس طرح لیٹ کر آہستہ آہستہ گہرے سانس لیں اور پیٹ کے عضلات کو اندر کی طرف سکیڑیں۔ سانس ذرا دیر روک کر خارج کر دیں۔ کئی مرتبہ یہ عمل کریں اور جسمانی طاقت کے اضافے پر اس کی تعداد اور سانس لینے کے وقفے بھی بڑھا دیں۔







(۳) پہلے الٹا پیر اوپر کو اٹھائیں اور سیدھا پیر بدستور پھیلا رہے۔ پھر الٹے پیر کو آہستہ آہستہ نیچے لاکر سیدھا پیر اٹھائیں۔ اس کے بعد دونوں پیروں کو ایک ساتھ اٹھاکر آہستہ آہستہ نیچے لائیں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ کمر زمین پر سیدھی رہے۔

(۴) کرسی سے بالکل مل کر بیٹھیں اور ہاتھ سیدھے رہیں جیسا کہ تصویر سے ظاہر ہے۔

(۵) دیوار سے لگ کر اس طرح سیدھے کھڑے ہوں کہ دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے ہوں۔ کہنیاں دیوار سے ملی رہیں۔ ایڑیاں چھ انچ کے فاصلے پر رہیں۔ اس کے بعد دیوار سے ایک دم ہٹ کر سیدھے کھڑے ہوں۔ ہاتھ لٹکا دیں اور شانے پیچھے کی جانب رہیں ؎

صحت کا سائنس

(۴)

سبزیاں، دودھ اور مرمّت"

از مسٹر ایس، اے خالق - بی اے ان، دہلی

مسٹر جمشید جی، انسان بھی جانور ہے - جس طرح گائے، بھینس اور گھوڑے کو زیادہ کام کرنے کی طاقت پیدا کرنے والی خوراک یعنی گھاس کی ضرورت ہے اسی طرح انسان بھی بغیر گھاس کے نہ اپنی صحت قائم رکھ سکتا ہے اور نہ محنت مشقت کرنے کے لیے کافی طاقت پیدا کر سکتا ہے۔

حاجی اشفاق ۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ گھاس میں حیاتین الف بڑی مقدار میں موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ گائے، بیل اور گھوڑے وغیرہ انسانوں سے کہیں زیادہ محنت کرتے ہیں اور یقیناً ہم انسانوں سے کہیں زیادہ تن درست بھی رہتے ہیں۔ کبھی کبھی برسوں کی برسات میں سننے میں آتا ہے کہ فلاں گائے یا گھوڑا بیمار ہے۔ چوں کہ یہ بہت ہی کم بیمار ہوتے ہیں، اس لیے جانوروں کے ڈاکٹر آدمیوں کے حکیم ڈاکٹروں سے بہت کم ہیں۔

مسٹر اقلیدس: ہم نے تو یہ سنا تھا کہ جب کوئی شخص بے وقوفی کی بات کرتا ہے تو اس سے کہتے ہیں۔ "میاں تم گھاس تو نہیں کھا گئے" مگر آپ تو حیاتین الف کا لالچ دے کر انسانوں کو گھاس کھلانا چاہتے ہیں۔

مسٹر جمشید جی، انسانوں کی گھاس سبزیاں ہیں۔ گھاس کی طرح ان میں بھی حیاتین الف بڑی مقدار میں موجود ہے۔

مسٹر مورسین: شلغم چاندی کے پتروں سے زیادہ قیمتی ہیں، چقندر، گھیا، مولی صحت قائم رکھنے کے لیے اکسیر سے بڑھ کر ثابت ہوئی ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر گاجر ہے۔

مسٹر اقلیدس، گاجر کے متعلق تو یہ کہا جا سکتا ہے حیاتین الف کی تھیلی ہے۔ دل کی کمزوری، خون کی کمی، خون کے دباؤ کی کمی، قبض، ذیابیطس اور آنکھوں کی کمزوری کو رفع کرنے کے لیے اس کے فائدے مسلّم ہیں۔

مسٹر مورسین، گاجر ہندوستان کا سیب ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ سیب سے کہیں بڑھ کر ہے، سیب میں بھی اتنی حیاتین الف نہیں ہے جتنی گاجر میں ہے۔ ہم امریکیوں نے تو گاجر کی حقیقت کو اب سمجھا ہے۔ مگر آپ ہندوستانی صدیوں سے اس کی قدر و قیمت جانتے ہیں۔

مسٹر اقلیدس، (فخریہ انداز سے) اس میں شک نہیں کہ ہم ہندوستانیوں کی یورپ والوں سے ہزاروں باتیں سیکھنی ہیں، مگر یہ بھی اس سا تھ ہے کہ یورپ والوں نے بھی ہم سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ ہندوستان بھی تو کسی زمانے میں علم و فضل کا گہوارہ تھا۔

آشو بابو، ایک گاجر ہی کو لیجیے۔ ہم ہزاروں سال سے اس کو مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں۔ اُبلی ہوئی گاجر، پکی ہوئی گاجر، گاجر کا اچار، گاجر کا مربّہ اور گاجر کا حلوا وغیرہ۔

حاجی اشفاق ۔ مگر جناب ہم کافی مقدار میں گاجریں کہاں کھاتے ہیں، ذرا سی گاجر کی نوک کتر لی اور سمجھ لیا گاجریں کھائی ہیں۔ چھٹانک آدھ پاؤ گاجر کا حلوا کھا لیا، اور مگن ہیں کہ گاجروں کی خانہ پُری ہو گئی۔

مسٹر جمشید جی، ہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ گاجر کے استعمال سے فائدہ اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب کم سے کم آدھ سیر گاجریں روزانہ کھائی جائیں۔ گاجر کے مفید ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو نابینا ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ گاجر کے ذریعے سے ان کو حیاتین الف دی گئی۔ اور ان کی آنکھیں دوبارہ روشن ہو گئیں۔

حاجی اشفاق، جناب، اس کے استعمال کا سب سے بہتر طریقہ کیا ہے؟

مسٹر مورسین، کچی کھاؤ۔ اگر کچی نہیں کھا سکتے ہو، تو ان کو ابال لو۔ مگر جب اُبالو تو ان کو چھیلو نہیں اس لیے کہ اگر چھیلو گے تو حیاتین الف کی بڑی مقدار پانی کے ساتھ مل کر بہہ جائے گی۔ اگر تم گاجر کا استعمال جاری رکھو گے تو دولت مند بھی ہو جاؤ گے۔

حاجی اشفاق: کیوں کر؟

مسٹر مورسین: یہ تو بالکل صاف ہے۔ اچھی صحت اور دولت مندی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اچھی صحت کی وجہ سے دماغ طاقت ور، اور دماغ کی طاقت سے چھنا چھن روپیہ۔

حاجی اشفاق: ایک روز آپ فرما رہے تھے کہ کئی کئی میل پیدل سیر کرنے، سبزیوں اور دودھ کے استعمال سے ہمیشہ تن درستی اچھی رہتی ہے۔ از راہ کرم آج تازہ ہوا، پیدل پھرنے اور دودھ کے متعلق ہم کو اپنی قیمتی معلومات سے فائدہ پہنچائیے۔

مسٹر مورسین: پیدل پھرنے کے متعلق کسی اور صحبت میں ذکر کیا جائے گا۔ آج آپ دودھ کے متعلق سنیے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ دنیا کی سب سے اچھی لیبورٹیری کونسی ہے؟

حاجی اشفاق: نہیں۔

مسٹر مورسین: دنیا کی سب سے اچھی اور عجیب لیبورٹیری گائے ہے۔ یہ معمولی گھانس پھونس کو اعلیٰ درجے کے شیریں، لذیذ اور طاقت بخشنے والے دودھ میں تبدیل کر دیتی ہے۔ جس طرح بطخ کے پروں سے پانی بہ جاتا ہے اسی طرح دودھ اور سبزیوں کے استعمال سے بیماریاں بہ جاتی ہیں۔

حاجی اشفاق: تو جناب ہمارے ہندو بھائی، جو دودھ اور سبزیوں کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں، کیوں بیمار ہوتے ہیں؟

آشو بابو: لڈو، ثقیل کچوریاں، پکوڑیاں اور سونٹھ بتاشے پیٹ کو خراب بھی تو کرتے رہتے ہیں۔ بتاشوں میں نام کو تو سونٹھ ہوتی ہے جو ہاضم ہو مگر سونٹھ کوئی چکی تو ہے نہیں جو بتاشوں کو پیس ڈالے گی۔

مسٹر جمشید جی: (مسٹر مورسین سے) جناب دودھ کے متعلق مسٹر راک فیلر کا قصہ دوبارہ سنائیے۔ آشو بابو اور مسٹر اقلیدس نے نہیں سنا۔

مسٹر مورسین: ایک مرتبہ مسٹر راک فیلر، جو فورڈ سے پہلے دنیا کے سب سے زیادہ دولت آدمی تھے، بیمار پڑ گئے۔ ان کو کئی بیماریاں لاحق ہو گئی تھیں۔ دھڑکن تھی، خون کی کمی تھی، کھٹی ڈکاریں آتی تھی، کھانا ہضم نہیں ہوتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اُنہوں نے امریکہ کے اخبارات میں اشتہار دیا کہ اُن کو اپنے علاج کے لیے سات ڈاکٹروں کی ضرورت ہے، جو ایک کمیٹی بنا کر ان کا علاج کریں۔ ڈاکٹر صاحبان کو دو مہینے تک ان کے پاس معزز مہمان کی حیثیت سے قیام کرنا ہوگا۔ تندرست ہونے کے بعد ہر ڈاکٹر کو پچاس ہزار ڈالر (ڈیڑھ لاکھ روپیہ) بطور فیس پیش کیا جائے گا۔ اس اشتہار کے جواب میں ہزاروں درخواستیں آگئیں۔ سات ڈاکٹروں کا انتخاب کر لیا گیا۔ یہ ڈاکٹر روزانہ راک فیلر کا معائنہ کیا کرتے تھے اور ان کے کھانے پینے، رہنے سہنے کی عادات وغیرہ کی بڑے غور سے جانچ پڑتال بھی کرتے تھے۔ پندرہ روز کے بعد ڈاکٹروں کی اس کمیٹی نے ایک نسخہ لکھا، جس سے راک فیلر کو بیس روز میں کامل صحت ہو گئی۔ ہر ڈاکٹر کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ شکریے کے ساتھ ادا کر دیا گیا۔

مسٹر اقلیدس: جناب یہ ساڑھے دس لاکھ روپے کا نسخہ بھی تو بتائیے۔

مسٹر مورسین: سنیے۔ اگر ڈاکٹر کوئی ایسی بوٹی تجویز کرتے جو صرف صحرائے افریقہ کے کسی نخلستان میں ہی مل سکتی تھی تو راک فیلر کے روپے کے زور سے ایک خاص قافلہ اونٹوں پر روانہ ہو جاتا اور وہ بوٹی لے آتا۔ اگر ڈاکٹر کسی ایسی دوا کی تلاش کرتے جو صرف بحر الکاہل ہی میں تیس ہزار فٹ کی گہرائی میں دستیاب ہو سکتی تھی تو خاص جہاز اور ماہر سمندر غوطے خور چلے جاتے اور وہ دوا ڈاکٹروں کی میز پر رکھ دی جاتی۔ مگر نہیں ڈاکٹروں نے کوئی ایسی دور کی چیز نہیں لکھی۔ نسخہ صرف دو سستی اور معمولی چیزوں یعنی دودھ اور سبزیوں پر مشتمل تھا۔ اسی سے راک فیلر اچھے ہو گئے۔ اور اسی نسخے کے ساڑھے دس لاکھ روپے ادا کر دیے گئے۔

مسٹر اقلیدس: مہاتما گاندھی کو دیکھیے۔ مہاتما جی کے تقریباً تمام ساتھی جن میں بلند پایہ حکیم اور ڈاکٹر بھی تھے، چلے گئے۔ مگر مہاتما جی دودھ، سبزیوں اور ہوا خوری کے زور پر ابھی تک بقید حیات ہیں اور تن درست ہیں۔ حال آں کہ ان کی مصروفیتیں پہلے سے زیادہ ہیں۔

مسٹر جمشید جی: لاکھوں اصحاب پوری طرح مر جانے ہی کو مرنا سمجھتے ہیں۔ حال آں کہ نیم مردہ حالت بھی مرنے کے برابر ہی ہے۔ آج یہاں درد ہے کل وہاں درد ہے۔ چلا نہیں جاتا۔ گھر میں بیٹھے ہائے ہائے کر رہے ہیں۔ اور دنیا میں ایسے لوگ کثرت سے موجود ہیں جو تیس چالیس سال کی عمر میں بیمار رہتے تھے اور ضعیف ہو گئے تھے۔ اُنہوں نے اپنی غذا، اور رہنے سہنے کے طریقوں میں عقل سے کام لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پچہتر پچہتر سال کی عمر میں تن درست

بھی ہیں اور جوانی بھی محسوس کرتے ہیں۔ اُن کے حالات دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُن کی غذا میں دودھ، مکھن، پنیر وغیرہ بہت زیادہ شامل ہے۔

مسٹر موہن۔ ایک شخص میں زیادہ کام کرنے کی قابلیت کا انحصار اس کی دودھ، دہی، مکھن، پنیر کی مقدار پر ہے۔ جلد سمجھ لینے کی قابلیت بغیر دماغی طاقت کے ممکن نہیں، اور اعلیٰ قسم کی دماغی طاقت بغیر دودھ کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ تجربات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ اگر اور حالات یکساں ہوں تو جو لوگ کثرت سے دودھ کا استعمال کرتے ہیں اُن میں روپیہ پیدا کرنے کی قابلیت ان لوگوں کی نسبت کہیں زیادہ ہو سکتی ہے کہ جو دودھ کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔

مسٹر اقلیدس: اگر ہم اعداد و شمار کو سامنے رکھ کر بین الاقوامی حالات کا مشاہدہ کریں تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ جن ملکوں میں دودھ کا کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے وہاں کے باشندوں کی عمریں بھی طویل ہوتی ہیں۔ نیوزیلینڈ میں دودھ کی نہریں بہتی ہیں۔ اس ملک سے بڑی مقدار میں مکھن برآمد کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دودھ اس ملک کے باشندوں کی ضروریات سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ دودھ کی اس کثرت کا ہی نتیجہ ہے کہ تن درست بوڑھوں کی کثرت میں نیوزیلینڈ نے دنیا کے سب ملکوں کو مات دے دی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ سوئیڈن میں بھی دودھ بڑی کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور یہاں بھی اسی اسی اور نوے نوے سال کے ضعیف کثرت سے نظر آتے ہیں۔ بلغاریہ اور ترکی میں دہی کے بغیر کھانا ہی نہیں کھاتے۔ بلغاریہ تو "بڈھوں کا گھر" مشہور ہے۔ ہالینڈ، بلجیم اور ڈنمارک کی چراگاہیں مشہور ہیں۔ یہاں گائے کی صحیح معنوں میں رکھشا کی جاتی ہے۔ ان ممالک کے باشندوں کی تن درستی اور طویل عمری بھی ضرب المثل ہے۔

مندرجۂ ذیل ممالک کا فی کس دودھ کا خرچ ملاحظہ فرمائیے۔

سوئٹزرلینڈ	روزانہ فی کس ایک سیر ۱ تولہ	فرانس	۳۱ تولے
ہالینڈ	روزانہ فی کس ۴۰ تولے	جرمنی	۳۱ تولے
مگر یہ لوگ پنیر بہت کھاتے ہیں اور اس طرح کسر پوری کر لیتے ہیں۔		سوئیڈن	۶۵ "
انگلستان	۳۰ تولے	اٹلی	۱۲ "

اٹلی میں بچوں کی شرح اموات یورپ کے دوسرے ممالک سے دوگنی ہے۔

حاجی اشفاق: جناب ہندوستان کے متعلق بھی تو بتائیے۔

مسٹر اقلیدس: ہندوستان کے متعلق خیال کرنے سے بھی اذیت ہوتی ہے۔ میرے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں مگر میرا خیال ہے کہ ہم غریب ہندوستانیوں کے حصے میں روزانہ ایک تولہ دودھ بھی نہیں آتا۔

آشو بابو: جناب تولہ بھر تو بہت ہے میرا خیال ہے چھ ماشے فی کس اوسط پھیل جائے تو بھی غنیمت ہی سمجھیے۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ بھی دودھ نہیں سفید رنگ کا پانی ہوتا ہے۔

مسٹر اقلیدس: ذرا آپ دلی میں فتح پوری کے پاس، بمبئی میں چرچ گیٹ اسٹریٹ پر، یا مدراس میں براڈوے پر، کلکتے میں چورنگی پر، لاہور میں انارکلی بازار میں، یا حیدرآباد میں نئے پل پر شام کے وقت دو گھنٹے کے لیے کھڑے ہو جائیے، ان مقامات پر فی گھنٹہ ہزاروں آدمی گزرتے ہیں۔ غور سے دیکھیے ستر اسی سال کی عمر کے کتنے آدمی گزرتے ہیں۔ غالباً دو گھنٹے میں آپ دو تین ضعیف آدمیوں سے زیادہ نہیں دیکھ سکیں گے۔

حاجی اشفاق: ہمارے ملک کے بڈھے کیا ہوئے۔

مسٹر اقلیدس: گائے کی طرف سے آنکھیں پھیرنا، دودھ کی طرف سے منہ موڑنا، اور پھر بڈھوں کی تلاش کرنا عقلمندی کے خلاف ہے۔

مسٹر جمشید جی: ہندو اور پارسی تو گائے کی رکھشا کرتے ہیں۔

مسٹر اقلیدس: اس پر بھی تو یہ حال ہے کہ ہمارے ملک کی گایوں کی ہڈی سے چمڑا لگا ہوا ہے۔ نہ صرف ہندو بھائیوں کو بلکہ مسلمانوں کو بھی صحیح معنوں میں گائے کی رکھشا کرنی چاہیے۔ گائے کی رکھشا کے جو سائنٹفک طریقے نیوزیلینڈ اور ڈنمارک میں رائج ہیں اُن پر عمل کرنا ضروری ہے۔

حاجی اشفاق۔ بے شک ہم مسلمانوں کو بھی گائے کی رکھشا کرنی چاہیے۔ کیوں مسلمانوں کو بھی دودھ کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی ہندوؤں کو۔

مسٹر اقلیدس: ہندوستان میں شرح اموات اٹھائیس فی ہزار سالانہ ہے۔ اس کے خیال کرنے ہی سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہاں ہم

ایسا نہیں ہے جہاں ایسی خوفناک شرح اموات ہو۔ جینٹلمینو! مسلمانو! گائے کی رکھشا کرو۔ دودھ پیو۔ صحت قائم رکھو اور دراز عمر
رو۔

آشو بابو: بعض اصحاب کا خیال ہے کہ دودھ مہنگا ہے پیسے بچتے ہیں۔

مسٹر مولانین: یہ خیال غلط ہے، بالکل غلط، سراسر غلط۔ آپ دودھ پیتے ہیں، تو آپ کا پیٹ بھی بھر جاتا ہے اور دوسری قسم کی خوراک کے پیسے
بچتے ہیں۔ پھر یہ بھی تو ہے کہ دودھ پینے سے آپ کا جسم اور آپ کا دماغ طاقتور ہو جاتا ہے۔ بیماریاں پاس نہیں پھٹکتیں۔ دودھ کی وجہ سے آپ زیادہ
کام کرتے ہیں اور زیادہ روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ دودھ پانی کی طرح تقریباً مفت ہے۔ یہ اپنا خرچ آپ ادا کر دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی آپ کو دولت مند
بنا دیتا ہے۔

مسٹر اقلیدس: خوب یاد آیا! ایک لالہ صاحب ہمارے گہرے دوستوں میں سے ہیں۔ ایک روز وہ کہہ رہے تھے کہ انہیں بھوک نہیں لگتی۔
ان کی خوراک بہت ہی کم ہے۔ صبح کو ایک کڑچھی چاول اور ایک پھلکا۔ اور رات کو وہی ایک کڑچھی چاول اور ایک پرانٹھی (چھوٹا پراٹھا)۔

حاجی اشفاق: اچھا پھر صحت، جسمانی طاقت اور دماغ میں زور پیدا کرنے کا فارمولا کیا ہوا۔

مسٹر اقلیدس: دودھ پیو۔ ہاں یہ کبھی خیال نہ کرو کہ دودھ سے نقصان ہوتا ہے۔ اگر شروع میں کچھ نقصان محسوس ہو تو ادر ڈٹ کر پیو۔ چند
دن میں موافق آ جائے گا۔ سبزیاں کھاؤ اور جاڑے کے موسم میں اپنی مرمت بھی کرتے رہو۔

آشو بابو: مرمت!

مسٹر اقلیدس: ہاں "مرمت" یعنی اگر جسمانی یا دماغی یا اور کسی قسم کی کمزوری محسوس ہو یا ہمیشہ جوان رہنے کی آرزو ہو تو ماء اللحم
پیا کرو۔

مسٹر جمشید جی: صرف ماء اللحم نہ کہیے، ایسے رنگ دار پانی اور نام نہاد ماء اللحم ہر جگہ ملتے ہیں۔ ان کی بوتلیں کی بوتلیں پی جائیے تو خبر بھی نہیں
ہوتی۔ بلکہ یوں کہیے کہ ہمدرد دواخانہ دہلی کا بنا ہوا ماء اللحم بہ نسخۂ خاص دوآتشہ پیا کرو۔ اس میں مشک بھی
ہوتا ہے۔..........................

حاجی اشفاق: ماء اللحم عنبری بھی تو ہے اور بھی قیمتی اجزا پورے پورے اوزان اور بالکل صحیح ترکیب سے شامل کیے جاتے ہیں۔

مسٹر جمشید جی: اگر اس موتیوں سے تولنے کے قابل مفرح اور زندگی بخش عرق کے ساتھ معجونِ شباب آور کا بھی استعمال
کیا جائے تو سونے پہ سہاگے کا کام دیتا ہے۔ (باقی آئندہ)

الامراض والعلاج

آکلہ

ازجناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید، بریلوی

اس زمانے میں بدقسمتی سے یہ موذی اور مہلک مرض بہت ہی عام ہوتا جارہا ہے اور انسانی جانوں کی تباہی اور بربادی میں اس وقت اس کا نمبر تمام دنیا میں دوسرا اور ہندوستان میں غالباً تیسرا ہے۔ تمام دنیا کا اگر حساب لگایا جائے تو صرف ایک ہی بیماری اس سے زیادہ مہلک ہے اور وہ دل کا سقوط ہے۔ ہندوستان میں چوں کہ آج کل افلاس کی وجہ سے نیز جہالت اور بعض رسوم کے باعث دق اور سل کا مرض بہت ہی عام ہو چکا ہے اس لیے آکلہ کا نمبر تیسرا ہو گا۔ لیکن اہمیت کے لحاظ سے ہندوستان میں بھی آکلہ دق اور سل کے بعد سب سے زیادہ اہم ہے۔ کیوں کہ امراضِ قلب کی طرح یہ بوڑھوں اور از کار رفتہ لوگوں کی جانیں نہیں لیا کرتا، بلکہ اس کا شکار عموماً جوان اور ادھیڑ عمر کے آدمی ہوا کرتے ہیں۔ امراضِ قلب سے جو لوگ مرتے ہیں وہ یوں بھی دنیا کے لیے بہت زیادہ مفید اور کارآمد نہیں ہوتے۔ دق سے بھی عموماً بچے اور نوجوان مرا کرتے ہیں کہ جو ابھی دنیا کے لیے کارآمد نہیں ہوئے تھے۔ لیکن آکلہ زیادہ تر ایسے ہی لوگوں کو ہم سے چھینتا ہے جو پورے طور پر جوان ہو چکے تھے۔ اور جن کی محنت اور قابلیت سے دنیا فائدہ حاصل کر رہی تھی۔ یہ خیال کہ آکلہ کا مرض اس زمانے میں زیادہ عالمگیر ہو گیا ہے اور گزشتہ زمانے میں اس کی وجہ سے اتنی موتیں نہیں ہوتی تھیں، غالباً صحیح نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک یا دو صدی پہلے ہمارے پاس تشخیصِ مرض کے اتنے اچھے وسائل موجود نہیں تھے۔ اور اس وقت سینکڑوں مریضوں میں صحیح تشخیص نہ ہونے کے باعث موت کا سبب یا تو معلوم ہی نہ ہوتا تھا یا اگر معلوم ہوتا تھا تو غلط۔ اب بہتر آلاتِ تشخیص کی مدد سے چوں کہ ہر مریض میں شک طور سے تشخیصِ مرض ہو جاتی ہے اس لیے پہلے کی بہ نسبت اب آکلہ سے مرنے والوں کی تعداد بہت بڑھی ہوئی نظر آتی ہے۔

آکلہ کے متعلق کچھ عرصے سے برابر تحقیقات جاری ہے اور انتہائی کوشش اور تن دہی سے ماہرینِ طب اس مرض کی اصلیت سے واقفیت پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کوششوں کو اگرچہ ابھی تک کامیاب نہیں کہا جا سکتا، اس لیے کہ ابھی تک یہ دریافت نہیں ہو سکا ہے کہ اس کا اصلی سبب کیا ہے، لیکن یہ واقعہ ہے کہ ان کو ہم ناکام بھی نہیں کہہ سکتے۔ کیوں کہ آج ہم اس مرض کے متعلق اتنی واقفیت ضرور رکھتے ہیں کہ پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ کامیابی سے اس کا مقابلہ کر سکیں۔ ایسے ملکوں میں کہ جہاں عوام زیادہ تعلیم یافتہ اور سمجھ دار ہیں اتنا ممکن ہو گیا ہے کہ اموات کی تعداد کو بہت کچھ گھٹایا جا سکے۔

آکلہ کا کوئی مؤثر اور شافی علاج اس وقت تک دریافت نہیں ہو سکا ہے، اور اگر غفلت یا ناواقفیت کی وجہ سے مرض کو جڑ پکڑ لینے اور تمام جسم میں سرایت کرنے کا موقع دے دیا جائے تو وہ یقیناً مہلک ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ابتدا ہی میں اس کی طرف توجہ کر لی جائے اور آلاتِ جراحی، عکس ریز اور ریڈیم کی مدد سے اسے پورے طور پر نکال کر پھینک دیا جائے تو شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ پھر نمودار ہو۔ علاج اگر صرف ایک مہینے پہلے شروع کر دیا گیا ہے تو صدہا مریضوں کی جان بچ جاتی ہے۔ لیکن یہی علاج اگر ایک مہینے بعد شروع کیا گیا تو کسی قسم کی کامیابی نہیں ہوتی۔ گویا ایک بہت بڑی حد تک شفا اس بات پر منحصر ہے کہ مریض نے اپنے مرض کی جانب کب توجہ کی، اور طبیب نے اسے تشخیص کر کے کس وقت صحیح علاج شروع کر دیا۔

ہمدرد صحت کے اکتوبر کے پرچے میں آکلہ کے علاج کے متعلق ایک سوال ہے اور اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہی سوال کیا جا چکا ہے۔ چوں کہ اس مرض کے علاج میں کامیابی صرف اسی بات پر منحصر ہے کہ جس قدر معلومات اطبا کو حاصل ہیں اسی قدر عوام کو بھی حاصل ہو جائیں، اس لیے میں اُن موٹی موٹی باتوں کو جو کہ تحقیقات سے صحیح ثابت ہو چکی ہیں اور جن سے عوام فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اس مضمون میں ایک جگہ جمع کیے دیتا ہوں۔

سب سے پہلے عوام کو اس بات کی ضرورت ہے کہ مرض کی ابتدا ہوتے ہی کھٹک جائیں اور دوڑ دھوپ شروع کر دیں، میں ان علامتوں ہی کا

ذکر یوں کیا کہ جن سے ناواقفِ فن عوام کو بھی یہ شبہ ہو سکے کہ شاید یہ آکلہ ہی ہے۔ انداز سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کا شاید منشاء ہی یہ تھا کہ ان قتال بیماریوں میں آکلہ ہی کو یہ شرف حاصل ہو کہ سب سے زیادہ انسانوں کی جانیں لے۔ کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کم بخت کی ابتداء اس طرح پر ہوتی ہے کہ مدتوں تک مریض کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی اور وہ اس کے علاج کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس اثنا میں اسے پاؤں جمانے کا موقع مل جاتا ہے۔ اور اس کے بعد توجہ دی جانے کے بعد نشتروں کا تو ذکر ہی کیا ہے، پھاوڑوں سے کھودنے پر بھی اس کے پاؤں نہیں اکھڑتے۔

آکلہ کی اصلیت کے متعلق ہمیں بس اسی قدر معلوم ہے کہ یہ دوسری رسولیوں کی طرح جسم کے نشو و نما کی غلطی یا خرابی ہے۔ اور یوں کہنا چاہیئے کہ جب وہ ذرّے یا ابتدائی خلیے کہ جن سے ہمارا جسم بنتا ہے، جسم کے تابع نہ رہیں اور آزاد اور آوارہ ہو جائیں تو ان سے آکلہ کی تخلیق وقوع میں آتی ہے۔ مریض کو یا ناواقفِ فن عوام کو اس سے کچھ بحث بھی نہ ہونی چاہیئے کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔ اصلیت کی تحقیق بال کی کھال نکالنے والے سروں کے لیے چھوڑ دینا ہے۔ ہم کو صرف اتنا معلوم کر لینا کافی ہے کہ جسم کے اندر کون کون سی نئی پیدا ہو جانے والی علامتوں پر وہ آکلہ کا شک کر سکتے ہیں۔

ہمارے تمام بدن پر باہر کے رُخ تو ہماری جلد یا کھال ہوتی ہے، اور اندر کے رُخ جس جھلّی کا استر ہوتا ہے اسے اصطلاح میں غشاءِ مخاطی کہا جاتا ہے۔ دوسری رسولیوں کے خلاف آکلہ کا عام دستور یہ ہے کہ یہ بدن کی جلد پر تو شاذ و نادر ہی نمودار ہوتا ہے۔ لیکن ایسے مقامات پر کہ جہاں کھال اور غشاءِ مخاطی کی سرحد ملتی ہے بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ یا پھر ایسے مقامات پر ہوتا ہے کہ جہاں صرف غشاءِ مخاطی ہے۔ ہونٹ کہ جہاں بدن کی کھال اور غشاءِ مخاطی کی حد بہ ملتی ہیں: آکلہ کے لیے بہت موزوں جگہ ہے۔ گالوں کے اندر کی طرف، مسوڑھوں پر، غذا کی نالی، معدہ، امعاء، عورتوں کے اندام نہانی اور رحم، پھیپھڑے، غرض کہ تمام ایسے اعضاءِ جسمانی کہ جن پر غشاءِ مخاطی کا استر ہے، آکلہ کے لیے مناسب مقامات ہیں۔ اس کی ابتداء عموماً ایک چھوٹے سے دانے یا گٹھلی کی صورت میں ہوتی ہے جو برابر حجم میں کچھ نہ کچھ ترقی کرتی رہتی ہے۔ یا پھر ایسے زخم کی صورت میں شروع ہوتا ہے کہ جو یا تو مندمل نہیں ہوتا، یا مندمل ہو ہو کر بار بار ظاہر ہوتا رہتا ہے۔

صرف ایک مرتبہ کسی مقام پر چوٹ لگنے یا صدمہ پہنچنے سے تو یہ شاید ہی کبھی ہوتا ہو لیکن اگر ایک ہی مقام پر بار بار صدمہ یا خراش پہنچتی رہے تو یہ اکثر اسی مقام کو اپنے ظاہر ہونے کے لیے انتخاب کرتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ یہ خراش یا چوٹ آکلہ پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ بلکہ یہ کہ اگر جسم میں وہ خاص خرابی یعنی خلیاتِ جسم کی آوارہ مزاجی موجود ہے تو اکثر اسی مقام پر اس کا ظہور ہوتا ہے جو بار بار کی خراش یا آئے دن کی چوٹوں سے کچھ کمزور ہو چکا ہو۔

یورپ میں چکنی مٹی سے بنے ہوئے پائپ بکثرت پیے جاتے تھے اور ہونٹوں پر ہر وقت تمباکو کی خراش پہنچتی رہتی تھی۔ اس لیے وہاں نیچے کے ہونٹ پر اس کا کثرت سے ظہور ہوتا تھا اور یہ خیال ہو گیا تھا کہ شاید اس قسم کے پائپ اس کا باعث ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں پان اور پانوں کا خراش دار چونا چوں کہ بہت زیادہ استعمال میں آتا تھا اس لیے گال کی اندرونی سطح پر آکلہ بہت زیادہ نمودار ہوتا تھا۔ اور یہ خیال ہو گیا تھا کہ شاید پانوں کی یا چونے کی وجہ سے آکلہ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ دونوں خیال بالکل غلط نکلے اور اب یہ تحقیق ہو گیا ہے کہ آکلہ کے مقام کا تعین کرنے میں گو ان چیزوں کو دخل ہو، لیکن ان سے آکلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر منہ میں یا ہونٹوں پر یا کسی اور ایسے ہی مقام پر کوئی اُبھار ایسا پیدا ہو کہ جو بڑھتا ہی رہے، یا کوئی زخم ایسا ہو کہ جو اچھا نہ ہوتا ہو یا اچھا ہو ہو کر پھر اسی جگہ ہو جاتا ہو تو آپ کو شبہ پیدا ہو جانا چاہیئے۔ اور جلد سے جلد کسی ہوشیار اور تجربے کار معالج کو دکھا کر اپنا اطمینان کر لینا چاہیئے۔

سیاہ رنگ کے اُبھرے ہوئے ایسے مسّے کہ جن پر بال ہوں اور وہ جسامت میں بڑھتے رہیں اور گلے ملے ان سے خون بھی نکلتا ہو بہت مخدوش ہوتے ہیں۔ اگر ایسے مسّے ہوں تو جلد سے جلد کسی ماہرِ فن سے مشورہ کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر بظاہر تن درست و توانا آدمی کو برابر فتورِ ہضم رہتا ہو اور بلا کسی معقول سبب کے بار بار یکایک بدہضمی ہو جاتی ہو تو اندیشہ ہو سکتا ہے کہ اس کے آلاتِ ہضم میں کسی جگہ آکلہ پیدا ہو گیا ہے۔ اگر جسم کے کسی حصے سے، خصوصاً عورتوں میں آلاتِ تولید سے غیر معمولی طور پر خون جاری ہو جائے تب بھی ذہن اسی طرف منتقل ہونا چاہیئے، اور مناسب ذرائع سے جلد سے جلد اطمینان کر لینا چاہیئے۔

آکلہ کی ابتدا عموماً ان ہی طریقوں پر ہوتی ہے اور اگر اس وقت اسے آلاتِ جراحی، ایکس ریز اور ریڈیم کی مدد سے تمام و کمال ضائع کر دیا جائے تو عموماً مریض ہمیشہ کے لیے تن درست ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک تیس ہزار کے لگ بھگ ایسے بیمار صحت یاب ہو چکے ہیں کہ جنہوں نے ابتدائی حالت میں اپنے علاج کی طرف توجہ کر لی تھی اور خوش قسمتی سے ایسے مقامات پر پہنچ گئے تھے کہ جہاں ان کے مرض کی صحیح تشخیص اور اس کا مکمل طریقہ پر علاج کر دیا گیا۔ ان مریضوں کی باقاعدہ فہرست رکھی گئی ہے اور انہیں یہ ہدایات ملی ہوئی ہیں کہ اگر دوبارہ فدا سی بھی اس قسم کی تکلیف ہو تو وہ فوراً اسی شفا خانے میں پہنچ جائیں کہ جہاں پہلے ان کا علاج ہوا تھا۔ یہ تیس ہزار مریض جن کو اب تن درست اور صحت یاب خیال کر لیا گیا ہے، پانچ سال سے بالکل تن درست ہیں اور اس عرصے میں کبھی مرض نے اعادے کی کوشش نہیں کی ہے۔

آکلہ کے متعلق یہ باتیں بھی ذہن میں رکھنی ضروری ہیں کہ اگرچہ بعض اوقات یہ مردوں اور عورتوں دونوں میں ایسے مقامات پر نمودار ہوتا ہے کہ جو امراضِ خبیثہ کے لیے مخصوص ہیں۔ لیکن حقیقت میں آتشک یا سوزاک سے اس کا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے اس کا ذکر کرنے یا اسے معالج کو دکھانے اور اس کا مشورہ حاصل کرنے میں کسی قسم کی شرم دامن گیر نہیں ہونی چاہیے۔

آکلہ کے بیماروں سے پرہیز کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ مرض کسی درجے میں بھی متعدی نہیں ہے اور نہ اس میں کسی قسم کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ آکلہ کے متعلق اگرچہ جانوروں میں تو اس بات کا ثبوت ملا ہے کہ یہ موروثی طور پر والدین سے اولاد میں منتقل ہوا کرتا ہے لیکن انسانوں میں یہ چیز بھی ابھی محتاجِ ثبوت ہے۔

حقنہ!

از جناب حکیم فضل مبین احمد صاحب دہلی

(حقِ تصنیف بحقِ مصنف محفوظ)

حقنے کا موجد بدرِ طب حکیم بقراط ولد ایرقلیدس ہے۔ یہ حکیم جزیرہ قاس (یونان) میں ۴۶۰ء قبل مسیح پیدا ہوا اور ۳۵۰ء قبل مسیح فوت ہوا۔ وہ اسقلی بیوس کے سلسلے میں بقول بعض اُنیسویں اور بقول بعض سترھویں پشت میں ہے۔

حکیم بقراط کے زمانے سے پہلے علمِ طب کی تعلیم خاص خاندانوں میں محدود تھی۔ حکیم بقراط جس خاندان میں پیدا ہوا اس کا مشغلہ طبابت ہی تھا۔ اُس نے اپنے والدین سے طب کی تعلیم حاصل کی اور دوسرے اساتذہ سے بھی علمِ طب حاصل کیا۔ طب کے علاوہ اور بھی مروجہ علوم میں دستگاہ اور شہرت حاصل کی۔ بقراط کا یہ احسان تمام دنیا پر ہے کہ اس نے علمِ طب کو صرف اپنے خاندان تک محدود نہ رکھا بلکہ دوسرے مستحق اور اہل لوگوں کو اپنا شاگرد بنا کر علمِ طب کو وسعت دی۔ پہلے طبی تعلیم طلبا کو زبانی دی جاتی تھی، مگر اس نے علمِ طب کو کتابی صورت میں جمع کیا۔ اُس کی تصانیف کی تعداد بہتر (۷۲) ہے۔

انسان نے اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بہت کچھ دوسرے حیوانوں سے سیکھا ہے منجملہ اُن کے حقنے کے افعال و خواص کی ابتدائی معلومات بھی انسان کو ایک پرندے سے ہوئی۔ کہتے ہیں کہ حکیم بقراط ایک دن دریا کے کنارے علمی تفکرات میں غوطہ نگار تھا اس نے دیکھا کہ ایک ماہی خور لمبی چونچ والا آبی پرند جس کو یونانی میں ایبس کہتے ہیں اور وہ ہر قسم کے جانور کو بطور غذا کھا لیتا ہے، دریائے شور کے کنارے زمین پر گر کر لوٹنے لگا۔ اس حالت سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے کوئی تکلیف ہے۔ پھر اُس نے اپنی چونچ پانی سے بھر کر مقعد میں ڈالی اور تھوڑی دیر بعد اُڑ گیا۔ حکیم بقراط نے جب اس جگہ جا کر دیکھا تو بہت سا براز پڑا ہوا پایا۔ غور و فکر نے اس کو اس کی تہ پر پہنچا دیا کہ پرند دردِ شکم میں مبتلا تھا۔ اُس کے بعد اس نے اس عمل کو بہت سے آدمیوں پر کیا اور اس سے آدمیوں کو فائدہ حاصل ہوا۔

اس کے بعد دوسرے اہلِ علم حضرات نے مختلف طریقوں اور مختلف امراض پر بہت سے تجربے کرنے کے بعد اس کے فوائد کو متعین کر دیا۔

اس عمل کے متعلق ابھی تک جدید تجربات ہو رہے ہیں۔ اُمید ہے کہ اُن سے انسان کو خاطر خواہ فائدہ پہنچے گا۔ چونکہ یہ طریقہ پرندوں سے حاصل کیا گیا اس لیے اس کا نام عمل طائر رکھا گیا۔ حکیم جالینوس کا قول ہے کہ حکیم بقراط کے اُستاد حقنے کے موجد تھے۔ اس طرح حقنے کی ایجاد اور بھی قدیم ہو جاتی ہے۔

مغربی اطبا کی ستم ظریفی کہیے یا خودستائی، یہ ہمیشہ قدیم ایجادات کو سنہری حرفوں میں اپنے کارنامے ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے ہاں اٹھارویں اور اُنیسویں صدی عیسوی میں حقنے کے بہت سے موجد پیدا ہوئے۔ ان میں نیویارک کے ڈاکٹر ہال صاحب بہت مشہور ہوئے اُنہوں نے گویا حقنے کی معلومات سب سے پہلے دریافت فرما کر ایک ناقابلِ انکار احسان طبی دنیا پر فرمایا ہے!

حقنے کے مترادف نام (۱) حقنہ (۲) دستور (۳) عمل (۴) دستی کرم (۵) عمل طائر (۶) کلسٹر (۷) اینیما (۸) اینیٹا

حقنے کی تعریف سیال شے کا مقعد کے راستے بذریعہ پچکاری یا نلکی جسم میں داخل کرنا حقنہ کہلاتا ہے۔ اور حقنے کا لفظ اس ظرف کے لیے بھی بولا جاتا ہے جو ایسی سیال شے کے مقعد میں داخل کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

محقنہ یا پچکاری حقنے کے لیے ہر زمانے میں مختلف صورت کے آلات وضع کیے گئے ہیں۔ چنانچہ ویدصاحبان کے ہاں وستی کرم حقنے کا نام ہے۔ وستی کے لغوی معنی مثانے کے ہیں۔ یہ حضرات جانوروں کے مثانے میں سیال اشیا داخل کر کے اس سے فوائد حاصل کرتے رہے۔ اسی طرح بعض اطبا نے گائے کی دُم کی شکل کا آلہ مناسب سمجھا۔ بعض نے کدو کی شکل کا آلہ پسند فرمایا۔ بعض حضرات نے حقنے کے لیے نصف دائرے کی شکل کا آلہ بہتر سمجھا۔ بعض موجد ثلث دائرے کی صورت کو اہمیت دیتے تھے۔ بہرحال آلے کی شکل و صورت کچھ بھی ہو، اطبائے قدیم اس شے کے استعمال سے بخوبی واقف تھے اور اپنے مریضوں کو اس علم کے ذریعے سے نفع پہنچاتے رہتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں ولایت کی بنی ہوئی پچکاریاں، جنہیں ڈوش کین کہتے ہیں، زیادہ مناسب ہیں۔ اوّل تو یہ بازار میں کم قیمت پر ہر وقت مل جاتی ہیں۔ اگر ہم پُرانی ترکیب کی شے بنانے کے لیے سرگرداں رہیں تو کس قدر دقتیں اور پریشانیاں پیدا ہوں گی۔ مثلاً آج کل کے وید حضرات تقلیدِ قدیم کی دُھن میں اگر جانوروں کے مثانے سے کام لینا چاہیں تو پہلے وہ ضرورت کے وقت ایک جانور ذبح کریں، پھر اس کا مثانہ حاصل کریں۔ پھر ایک نرسل یا کسی اور مناسب شے کی نلکی بنائیں۔ اس کے بعد اسے استعمال کریں۔ اور ہر وقت مریض کے لیے نئے جانور کو تلاش کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ مریض نہ کسی وقت کا پابند ہے نہ مرض کا کوئی وقت مقرر ہے۔ فرض کیجیے کہ مریض آدھی رات کو آئے تو کس قدر دقت کا سامنا ہو گا۔

بعض حالات میں کین کو اُبال کر صاف کرنا اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ ناپاکی سے زخم میں کوئی جرثومہ وغیرہ نہ جا سکے۔ یہ احتیاط صرف موجودہ اینیما کین کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ غرضکہ زمانہ بہت آگے جا چکا ہے۔ ہمارے لیے اس قسم کی قدیم روایات کی پیروی کچھ ضروری نہیں جو خواہ مخواہ تکلیف کا باعث ہوں۔ ولایت کی بنی ہوئی پچکاریاں سب سے زیادہ موزوں اور مناسب ہیں۔ چنانچہ یہ تین قسم کی ہوتی ہیں۔

ایک تو ربڑ کا اینیما ہوتا ہے جس کا ایک پتلا سرا جو کسی ہڈی یا مسالے کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ سرے کو کسی چکنی چیز ویزلین یا تیل وغیرہ سے چکنا کر کے مقعد میں داخل کر دیتے ہیں۔ اور دوسرا سرا جو ربڑ کا اور موٹا ہوتا ہے؛ اس برتن میں لگاتے ہیں جس میں دوا یا پانی بھرا ہوتا ہے۔ اب پچکاری کے درمیانی گول بڑے حصے کو ہاتھ سے دباتے اور ڈھیلا کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح برتن کی سیال شے مقعد کے ذریعے آنتوں میں چلی جاتی ہے۔ اس پچکاری میں عیب یہ ہے کہ ہندوستان کی گرم آب و ہوا میں یہ بہت جلد خراب اور بے کار ہو جاتی ہے۔ اس کا پانی کھینچنے کا پُرزہ جسے والو کہتے ہیں، رسنے لگتا ہے۔

دوسری اور تیسری قسم آری گیٹر یا ڈوش سیرنج ہے۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔ پہلی انیمل ڈوش اور دوسری گلاس ڈوش۔ جہاں کافی احتیاط نہ ہو سکتی ہو وہاں انیمل ڈوش رکھنا مناسب ہوتا ہے۔ ورنہ گلاس ڈوش بہتر ہے، کیوں کہ گلاس ڈوش سے پانی کم ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور پانی یا دوا کی مقررہ مقدار داخل کرنی آسان ہوتی ہے۔ مناسب دواؤں یا پانی کو ڈوش کین میں ڈال کر مریض کے پاس اینیما اسٹینڈ یا کھونٹی پر یا کسی اور طرح مریض کے بستر سے چار فٹ اونچا رکھا جاتا ہے۔ ڈوش کین کے پیندے میں جو سوراخ ہوتا ہے اس پر ربڑ کی ایک نلی ہوتی ہے اور اس کے دوسرے سرے پر سینگ، ہڈی یا مسالے کی بنی ہوئی نال لگی رہتی ہے۔ اس نال کو چکنا کر کے مقعد میں داخل کرتے ہیں اور قریب کا پیچ کھول دیتے ہیں۔ [illegible]

بشارت و انذار

معالج کے لیے کام کی باتیں

بشارت کے لغوی معنی خوش خبری دینا اور انذار کے لغوی معنی ڈرانا ہیں۔ طبی اصطلاح میں بشارت سے مراد وہ نیک علامتیں ہیں کہ جن کو معلوم کر کے طبیب مریض کو صحت یابی کی خوش خبری دے سکتا ہے۔ اور انذار سے مراد وہ بُری علامتیں ہیں جن کو معلوم کر کے طبیب مریض کو مرض کے بڑھ جانے سے ڈرا سکتا ہے۔

لیکن طبیب کو چاہیے کہ جب وہ مریض میں کوئی غیر طبعی خراب علامت دیکھے تو اس کے متعلق اس وقت تک کوئی قطعی حکم نہ لگائے جب تک کہ پہلے یہ نہ معلوم کر لے کہ یہ حالت اس مریض کی طبعی حالت تو نہیں ہے۔ غرض کہ کسی علامت کے متعلق کوئی قطعی اور یقینی حکم نہایت احتیاط سے لگانا چاہیے۔

۱ سر کی بیماریوں میں ناک یا کان سے پیپ نکلنا ایک اچھی علامت ہے۔

۲ اگر کسی شخص کو ہر وقت دردِ سر ستائے تو اس سے اس کی آنکھوں میں نزول الماء (موتیا بند) پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

۳ اگر گرم بخاروں میں دردِ سر شدید ہو جائے اور پیشاب سفید آنے لگے تو یہ سرسام پیدا ہونے کی خبر دیتے ہیں۔

۴ اگر بخاروں میں پیشاب گدھے کے پیشاب کے مانند آنے لگے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مریض کو دردِ سر ہے یا دردِ سر ہونے والا ہے۔ اور اسی طرح بخاروں میں اور بحران کے اوقات میں پیشاب کا سفید اور رقیق ہونا اس بات کی علامت ہے کہ مادہ سر کی طرف منتقل ہو گیا ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے مریض کو یقیناً دردِ سر ہو جائے گا۔

۵ دردِ سر میں ناک سے خون جاری ہونا (نکسیر پھوٹنا) نیک علامت ہے۔ اس کو اس وقت تک بند نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ مریض کم زور نہ ہو جائے۔

۶ تیز بخاروں میں قارورے کا رقیق ہو جانا، سر کا بوجھل ہونا، دردِ سر کی شدت، اور مریض کا روشنی سے نفرت کرنا سرسام کے پیدا ہونے کی علامتیں ہیں۔

۷ مریضِ سرسام کی باچھوں کا ٹیڑھا ہو جانا اور ناک کا مُڑ جانا مریض کی ہلاکت کی علامت ہے۔ اسی طرح آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا خصوصاً ایک آنکھ سے خراب علامت ہے۔ علاوہ ازیں سرسام میں سینے اور سر میں ہر وقت بوجھ کا محسوس ہونا، تشنج کا پیدا ہونا اور زنگاری قے کا آنا موت کی علامت ہے۔ نیز تنفس کا خراب ہو جانا، آنکھوں کا اُبھر آنا اور پیشاب کا قطرہ قطرہ آنا سرسام میں مہلک علامتیں ہیں۔

۸ اگر کسی بوڑھے آدمی کو سدر اور دوار لاحق ہو تو صرع اور سکتہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

۹ اگر صرع دماغی میں مریض کے سر اور پیشانی پر برص پیدا ہو جائے تو یہ ازالۂ مرض کی علامت ہے۔

۱۰ بقراط کا قول ہے کہ جو بخار تشنج کے بعد لاحق ہو وہ اُس تشنج سے اچھا ہے جو بخار کے بعد پیدا ہو۔ اگر تشنج کے ساتھ ہوش و حواس میں خلل پیدا ہو جائے اور ہچکیاں ستائیں تو مریض کی شفایابی سے مایوس ہو جانا چاہیے۔

۱۱ اگر خناق میں منہ کھول کر دیکھنے سے ورم نظر نہ آئے لیکن درد شدید ہو تو یہ خطرناک علامت ہے۔ علاوہ ازیں اگر خناق کے مریض کی زبان ہر وقت باہر نکلی رہے تو یہ بھی خطرناک علامت ہوتی ہے۔ اور جب مریض کے منہ سے جھاگ نکلنے لگیں تو اس کی زندگی سے مایوس ہو جانا چاہیے۔ علاوہ ازیں مریضِ خناق کے چہرے کا رنگ سبز ہو جائے اور آنکھوں کے پپوٹے سیاہی مائل ہو جائیں تو اس کی زندگی کی اُمید نہیں رکھنی چاہیے۔

۱۲ اگر گرم نزلے سے پیدا شدہ کھانسی پُرانی ہو جائے تو اس سے سل پیدا ہو جاتی ہے۔

۱۳ جالینوس کا قول ہے کہ اگر سل کے مریض کے جبڑے پر کوئی چیز دانۂ باقلا کے برابر ظاہر ہو تو باون روز کے بعد ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کے سر کے تالو پر باقلا کے دانے کے برابر سیاہ دانہ نکل آئے اور اس میں درد بالکل نہ ہو اور مریض کو نیند زیادہ آئے تو مریض چالیس روز کے اندر ہلاک ہو جاتا ہے۔



(ایک ڈاکٹر کے قلم سے)

موسم گرما آخری منزلوں میں تھا۔ میرے پرانے دوست ٹھاکر امرناتھ مجھے ایک مہینے سے سیر و تفریح کے لیے شملے بلا رہے تھے۔ مگر مطب کی مصروفیتیں مجھے سر کھجانے کی مہلت نہ دیتی تھیں۔ خدا خدا کر کے مجھے ایک ہفتے کی فرصت مل گئی اور میں شملے روانہ ہو گیا۔

ٹھاکر صاحب بہت اخلاق سے پیش آئے اور میرے شملے پہنچنے کے دوسرے دن انھوں نے میرے اعزاز میں ایک پُر تکلف ڈنر دیا، جس میں بہت سے معزز اشخاص اور خواتین شریک تھیں۔ ڈنر ختم ہونے کے بعد جب مہمان رخصت ہو گئے تو میں ٹھاکر صاحب کے کمرے میں جا بیٹھا اور ہم دونوں پرانے دوست دیر تک اپنی طالب علمی کے زمانے کی یاد تازہ کرتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ٹھاکر صاحب نے کہا، "تم کو چوں کہ نفسیات کے مطالعے کا بہت شوق ہے۔ اس لیے میں آج تمہارے سامنے ایک دل چسپ مسئلہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔"

میں نے کہا، "فرمائیے۔"

وہ بولے، "ڈنر میں تمہارے سامنے جو ایک خوبصورت سی لڑکی آسمانی رنگ کی ساڑھی باندھے بیٹھی تھی اسے تم نے دیکھا تھا؟"

"دیکھا تو تھا، مگر کچھ زیادہ غور نہیں کیا۔"

"اُس کا نام مس زتشی ہے۔ اگر میں اُسے خوب صورت بلا کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس کی وجہ سے دو معزز گھرانوں کے تعلیم یافتہ نوجوان عجب مصیبت میں گرفتار ہیں۔ یہ دونوں نوجوان بھی ڈنر میں شریک تھے۔ اور مس زتشی کے قریب ہی بیٹھے تھے۔ تم نے شاید غور نہیں کیا۔"

"میں نے تو غور نہیں کیا اور نہ اس میں غور کرنے کی کوئی بات ہی تھی۔"

"اجی ڈاکٹر صاحب، یہ معاملہ بہت غور طلب ہو رہا ہے۔"

"اس میں غور طلب کیا بات ہے۔ نوجوان لڑکوں کو نوجوان لڑکیوں سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔ اگر تمہارے دو دوستوں کو مس زتشی سے محبت ہو گئی تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ اور اس کا تعلق مسائلِ نفسیات سے کیا ہے؟"

ٹھاکر صاحب مسکرا کر بولے، "دو نوجوان جو صرف چند دن پہلے آپس میں بہت گہرے دوست تھے اب مس زتشی کے دامِ محبت میں گرفتار ہو کر ایک دوسرے کے مخالف ہو رہے ہیں۔ پُرانی دوستی کا چند روز کے اندر مخالفت میں بدل جانا، کیا اس مسئلے کا کوئی تعلق انسانی نفسیات سے نہیں؟"

میں نے ہنس کر جواب دیا، "قول مشہور ہے کہ محبت اندھی ہوتی ہے۔"

ٹھاکر صاحب بولے، "مجھے حسن و عشق کی اس کش مکش میں غریب رامیشور سے بہت ہمدردی ہے۔ کیوں کہ نہ تو وہ خوبصورت ہے اور نہ زیادہ دولت مند۔ اس کا حریف کرشن کمار خوب صورت بھی ہے اور یو۔ پی کے مشہور تعلقدار راجہ صاحب اندرپور کا اکلوتا لڑکا بھی۔ وہی بازی لے جائے گا۔ افسوس خوب صورت بلا مس زتشی نے دونوں نوجوانوں کی زندگی تلخ کر دی۔"

میں نے کہا، "ٹھاکر صاحب تم تو عجب جھکّی آدمی ہو۔ سرمستِ شباب دنیا میں ایسے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ تم اس معمولی معاملے کو اس قدر اہمیت کیوں دے رہے ہو؟"

ٹھاکر صاحب ہنس کر خاموش ہو گئے اور میں ایک سگریٹ سلگا کر اپنی خواب گاہ میں واپس آ گیا۔

دوسرے دن جب میں سو کر اٹھا اور ضروریات سے فارغ ہو کر ڈرائنگ روم میں گیا تو مس زتشی صوفے پر بیٹھی ہوئی چائے پی رہی تھی۔

مجھے دیکھ کر از راہِ اخلاق کھڑی ہو گئی اور مصافحہ کر کے بولی، "ڈاکٹر صاحب، مجھے افسوس ہے کہ کل رات آپ سے گفتگو کا موقع نہیں مل سکا۔ مجھے تو کئی دن سے آپ کی تشریف آوری کا انتظار تھا۔ میرے دل میں ڈاکٹروں کی بہت عزت ہے۔ کیا عرض کروں، میں تو خود ڈاکٹری پڑھنا چاہتی تھی، لیکن افسوس ہے کہ مجھے موقع نہیں مل سکا۔"

مجھے مس زتشی کے اخلاق اور شریفانہ اندازِ گفتگو کو دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کیا اسی شریف لڑکی کو میرے دوست ٹھاکر صاحب "خوبصورت بلا" کا خطاب دیتے ہیں؟ میں نے اس کے اخلاق کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا، "مجھے بھی آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔"

ٹھاکر صاحب اس وقت موجود نہیں تھے۔ غالباً پوجا پاٹ میں مصروف ہوں گے۔ میز پر ناشتے کا سامان آراستہ تھا۔ مس زتشی نے میری طرف میووں کی ایک پلیٹ بڑھاتے ہوئے کہا، "آئیے آپ بھی شریک ہو جائیے۔"

میں ناشتے میں شریک ہو گیا۔ اتنے میں ایک شریف صورت نوجوان کمرے کے اندر داخل ہوا۔ مس زتشی نے اس سے میرا تعارف کرایا کہ "مسٹر رامیشور ناتھ جی۔ اے ہیں اور لکھنؤ یونیورسٹی میں ایم۔ اے کی تیاری کر رہے ہیں۔"

رامیشور کا نام سن کر میں چونک پڑا۔ یہ نام تو میں نے پچھلی رات ٹھاکر صاحب کی زبان سے سنا تھا۔ کیا یہی نوجوان مس زتشی کے دامِ محبت میں گرفتار ہے؟ گندمی رنگ تھا، مضبوط ورزشی جسم اور درمیانہ قد۔

رامیشور مس زتشی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ مس زتشی نے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہ کرتے ہوئے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا۔ میں نے رامیشور سے ایک خاص صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیٹھنے کے لیے کہا۔ اس کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار تھے۔ بولا، "شکریہ، مجھے معاف کیجیے۔ کام سے جا رہا ہوں۔ کھڑے کھڑے ٹھاکر صاحب سے ملنے آ گیا تھا۔"

مس زتشی نے بغیر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "تو کچھ ناشتہ کر لیجیے۔ ٹھاکر صاحب تو ابھی باہر نہیں آئے ہیں۔"

رامیشور نے بھرائی ہوئی آواز سے جواب دیا، "آپ کا بھی شکریہ۔ مگر میں ناشتہ کر چکا ہوں۔"

اتنے میں ایک دوسرا نوجوان کمرے کے اندر داخل ہوا۔ سرخ و سفید رنگ، دراز قامت، جسم پر بہت قیمتی سوٹ۔ مس زتشی اسے دیکھ کر کھڑی ہو گئی اور نوجوان سے گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کرتی ہوئی مجھ سے بولی، "ڈاکٹر صاحب، آپ ریاست اندر پور کے ولی عہد مسٹر کرشن کمار ہیں۔"

کرشن کمار کا نام میں پچھلی رات ٹھاکر صاحب کی زبان سے سن چکا تھا۔ میں نے بھی مصافحہ کیا۔ کرشن کمار مس زتشی کے قریب بیٹھ گیا۔ اور رامیشور کی طرف دیکھ کر بولا، "اوہ، آپ بھی تشریف فرما ہیں۔ معاف فرمائیے گا۔ میں نے آپ کو دیکھا نہیں تھا۔ آپ کھڑے کیوں ہیں۔ تشریف رکھیے۔"

رامیشور کرشن کمار کے اصرار سے بیٹھ گیا۔ اور اِدھر اُدھر کی باتیں شروع ہوئیں۔ مگر رامیشور کی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ اس وقت وہ بہت پریشان ہے۔ کرشن کمار کے قہقہے کمرے میں گونج رہے تھے۔ دفعتاً کرشن کمار خاموش ہو گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے اور اس کے چہرے پر اس قدر زردی چھا گئی کہ میں سمجھا وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ میں حیران ہو کر کرشن کمار کی صورت دیکھنے لگا کہ اس کی حالت کیا ہو رہی ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ میری زبان سے ایک لفظ نکل سکے یا میں مس زتشی کو اس کی حالت کی طرف توجہ دلا سکوں اس کے چہرے کی وہ کیفیت رفع ہو گئی۔ پھر اسی طرح ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگا۔ لیکن اس کا ہاتھ داہنے کان پر ضرور تھا۔

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد مس زتشی نے مجھ سے کہا، "ڈاکٹر صاحب، اس وقت موسم بہت خوشگوار ہے۔ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو کچھ تھوڑی دیر گھوڑے کی سواری کا شغل رہے۔ ذرا تفریح ہو جائے گی۔"

میں نے کہا، "آپ کو گھوڑے کی سواری کا بہت شوق ہے؟"

مس زتشی بولی، "شوق کیا عشق ہے۔ میں اپنی سواری کا جانور ساتھ لے کر شملے آئی ہوں اور ہمارے دوست مسٹر کرشن کمار کے ساتھ تو پورا اصطبل ہے۔ اس طرح میری خوب دل بستگی ہو جاتی ہے ——— میری قیام گاہ یہاں سے قریب ہی ہے۔ زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹے میں پہنچ

بدل کر آتی ہوں۔"

پھر کراس نے کرشن کمار کی طرف دیکھا اور بولی، "کیا آپ ہمارے ساتھ سیر کرنے نہیں چلیے گا؟"

کرشن کمار نے جواب دیا، "چلوں گا کیوں نہیں۔ میں تو پہلے ہی سے اپنا گھوڑا لے کر آیا ہوں۔ مجھے صرف اس کا انتظار تھا کہ مجھے تم چلنے کے لیے کہو۔"

مس زتشی پوشاک بدلنے کے لیے رخصت ہوئی۔ اس نے ابھی کمرے سے باہر قدم نکالا بھی نہ تھا کہ رامیشور نے لپک کر اس سے کہا "مس زتشی، مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔"

مس زتشی نے جواب دیا، "اس وقت تو میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ذرا سیر کے لیے جا رہی ہوں۔ پھر کبھی فرصت کے وقت باتیں کر لیجیے گا۔"

رامیشور نے کہا، "اگر ضروری باتیں نہ ہوتیں تو میں آپ کو تکلیف نہیں دیتا۔"

مس زتشی نے بے رُخی سے جواب دیا، "اچھا تو آج رات کے کھانے کے بعد میں آپ کو دس منٹ کا وقت دیتی ہوں۔"

رامیشور نے کہا، "رات کو دس منٹ دینے کے بجائے اگر آپ اس وقت صرف پانچ منٹ مجھ سے گفتگو فرمالیں تو ممنون ہوں گا۔"

مس زتشی برآمدے میں ٹھٹھک کر بولی، "اچھا تو جو کچھ کہنا ہے جلدی کہیے۔ وقت بہت کم ہے۔"

ان دونوں کی گفتگو ہم سن نہ سکے۔ مگر دو تین منٹ کے اندر مس زتشی گفتگو سے فارغ ہو کر اپنی قیام گاہ کو روانہ ہو گئی۔ میں اور کرشن کمار کمرے سے باہر نکل آئے اور مس زتشی کے انتظار میں باہر برآمدے میں بیٹھ کر سگرٹ پینے لگے۔ اتنے میں رامیشور ایک دُبلے سے گھوڑے پر سوار اُدھر سے گزرا۔ کرشن کمار نے اسے آواز دی، "ہم بھی سیر کے لیے چل رہے ہیں۔ کیا تم ہمارے ساتھ نہیں چلوگے؟"

رامیشور نے بے رُخی سے جواب دیا، "جی نہیں۔ آج مجھے بہت ضروری کام ہے۔"

کرشن کمار نے ہنس کر کہا، "تم ضروری کام سے جا تو رہے ہو، مگر تمہاری یہ کال کی ماری گھوڑی پہاڑ پر چل بھی سکے گی؟"

رامیشور نے کسی قدر جھلا کر جواب دیا، "اگر نہ چل سکی تو تم امیر آدمی ہو، تم سے کوئی گھوڑی مانگ لوں گا۔"

کرشن کمار نے کہا، "مگر تمہیں گھوڑے پر سوار ہونا تو آتا ہی نہیں۔ دیکھو کیسے بے ڈھنگے پن سے بیٹھے ہو۔"

غریب رامیشور کھسیانا ہو گیا۔ بولا، "اب آپ سے گھوڑے کی سواری بھی سیکھ لوں گا۔"

اتنے میں کرشن کمار کی پھر وہی حالت ہو گئی جو میں نے ناشتے کے وقت دیکھی تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے اور سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر بالکل مُردنی سی چھا گئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ میں حیرت سے اس کی صورت دیکھ ہی رہا تھا کہ آن واحد میں کرشن کمار کی وہ حالت رفع ہو گئی۔ میں کرشن کمار سے اس کی حالت کے متعلق کچھ دریافت ہی کرنے والا تھا کہ مس زتشی اپنی گھوڑی ہوا میں اُڑاتی ہوئی آ پہنچی۔ اور ہم لوگ اس کے ساتھ سیر کے لیے نکل گئے۔

سیر سے واپس آ کر میں ٹھاکر صاحب سے باتیں کرتا رہا۔ ان کی گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا کہ انہیں رامیشور سے بہت ہمدردی ہے۔ اور مس زتشی جو بے رُخی اس کے ساتھ برتتی ہے وہ اسے پسند نہیں کرتے۔ میں نے انہیں سمجھایا بھی کہ آپ کو پرائے پھٹے میں پیر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ مس زتشی کو اپنی شادی کے لیے حقِ انتخاب حاصل ہے۔ اگر اُسے ایک خوبصورت اور دولت مند نوجوان کرشن کمار سے محبت ہے تو آپ کو اعتراض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن ٹھاکر امرناتھ کے خیال میں مس زتشی کی یہ سخت غلطی تھی کہ وہ رامیشور جیسے قابل نوجوان کو محض اس کے غریب ہونے کے جرم میں ٹھکرا رہی تھی۔ ٹھاکر صاحب کے چند اور احباب بھی ملنے کے لیے آئے اور ان کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ مس زتشی کے ساتھ کرشن کمار اور رامیشور کی داستانِ محبت سارے شملے میں مشہور ہے۔ اور شملے میں بعض معزز آدمی ایسے بھی موجود ہیں جو مس زتشی کی اس قدر آزادی پسند نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ میں خود قدرتی طور پر آزاد منش واقع ہوا ہوں اس لیے مجھے ان لوگوں کی گفتگو سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہوئی۔ اور مس زتشی کی جانب میرے خیالات

دستور اچھے رہے۔ ہم سمجھتا تھا کہ کرشن کمار کے ساتھ اس کی شادی مناسب رہے گی۔ رات کو ٹھاکر امر ناتھ نے چند مخصوص دوستوں کو کھانے پر مدعو کیا جن میں مس زتشی، کرشن کمار اور رامیشور بھی شامل تھے۔ رامیشور بالکل الگ تھلگ بیٹھا تھا اور اس کی صورت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بہت غمگین اور افسردہ خاطر ہے۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی بعض دوستوں کے اصرار کے باوجود رامیشور دردِ سر کا عذر کر کے چلا گیا اور اس کے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد کرشن کمار نے بھی میزبان سے اجازت طلب کی۔ میں نے اُسے روکنا چاہا۔ مگر وہ یہ کہہ کر کہ اس وقت اُسے گرمی سی معلوم ہو رہی ہے۔ ذرا میدان میں ٹہلے گا، باہر چلا گیا۔

ٹھاکر صاحب اور بعض دوستوں کے اصرار پر مس زتشی نے گانا شروع کیا اور دیر تک گاتی رہی۔ اتنے میں رامیشور گھبرایا ہوا کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اس کی حالت دیوانوں کی سی ہو رہی تھی۔ بال بکھرے ہوئے، چال میں لغزش، آنکھیں بھیانک، سیدھا مس زتشی کے پاس جا کر بولا، "مس زتشی، مس زتشی، تم تو یہی سمجھو گی کہ میں نے اسے مار ڈالا۔ لیکن نہیں خدا کی قسم میں بے قصور ہوں۔"

اتنا کہنے کے بعد اس نے لپک کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی طرف گھسیٹ کر بولا، "جلدی چلو۔ جلدی چلو ——— ڈاکٹر صاحب، خدا کے لیے جلدی چلو۔"

سارے کمرے پر وحشت کا سا عالم طاری ہو گیا۔ ہر شخص کی نگاہیں رامیشور کی جانب تھیں۔ میں نے گھبرا کر پوچھا، "آخر کچھ بتاؤ تو معاملہ کیا ہے؟"

رامیشور نے اُکھڑے اُکھڑے الفاظ میں جواب دیا، "وہ پہاڑی پر سے گر پڑا ——— وہ پہاڑی پر سے گر پڑا۔"

میں نے پوچھا "کون؟"

اُس نے جواب دیا "کرشن کمار۔"

رامیشور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بولا، "مگر ابھی وہ زندہ ہے۔ میں نے اُسے اُٹھانے کی بہت کوشش کی مگر نہ اُٹھا سکا۔ خدا کے لیے جلدی اس کی مدد کے لیے چلو۔"

مس زتشی کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔ اس نے قہر آلود نگاہوں سے رامیشور کی طرف دیکھا اور اپنی ساڑی کا آنچل سنبھالتی ہوئی بہ عجلت تمام کمرے سے باہر نکلی۔ ٹھاکر امر ناتھ نے ایک لالٹین سنبھالی اور ہم سب تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے رامیشور کے ساتھ ہو لیے۔ چاندنی رات تھی۔ ہمیں پہاڑیوں پر کوئی خاص تکلیف نہیں ہوئی اور ہم رامیشور کی نشان دہی کے مطابق آسانی سے اس مقام تک پہنچ گئے۔ لیکن کرشن کمار بظاہر بے ہوش پڑا تھا۔ رامیشور نے گھٹنوں کے بل جھک کر کرشن کمار کی صورت غور سے دیکھی۔ اور بولا، "میرے خیال میں کرشن کمار ابھی زندہ ہے۔"

میں تھوڑی سی برانڈی اور کچھ سرجیکل سامان وغیرہ اپنے ساتھ لیتا گیا تھا۔ میں نے برانڈی مس زتشی کو دی اور جلدی سے آگے بڑھ کر کرشن کمار کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ مس زتشی نے پیچھے سے برانڈی اس کے منہ میں ڈالنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ میں نے اشارے سے روکا اور کہا، "افسوس ہے کہ مسٹر کرشن کمار اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔"

مس زتشی کے منہ سے دردناک چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو کر کرشن کمار کی لاش کے پاس گر پڑی۔ رامیشور بھی بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

ہم جو ایک تختہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اس پر کرشن کمار کی لاش رکھی اور اُسے اُٹھا کر ٹھاکر امر ناتھ کی کوٹھی پہ لے آئے جس مس زتشی کو بھی بہت دشواری سے ہوش میں لایا گیا۔

کرشن کمار کے ملازموں میں تہلکہ مچ گیا۔ اس کے والد کو لکھنؤ ٹیلی فون پر اطلاع دی گئی۔ پولس بھی ذرا دیر میں پہنچ گئی اور بظاہر رامیشور پر شبہ کیا جا رہا تھا کہ اُس نے جوشِ رقابت میں کرشن کمار کو پہاڑ سے نیچے دھکیل کر مار ڈالا۔

مجھے ذرا دیر پہلے تک رامیشور سے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ لیکن اس وقت اس کا اترا ہوا چہرہ اور حسرت بھری نگاہیں دیکھ کر میرے دل میں اس کی ہمدردی کا بے پناہ جذبہ متحرک ہو گیا۔ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ بے قصور ہے۔

کرشن کمار کی لاش ایک کمرے میں رکھی تھی۔ ٹھاکر صاحب مجھ سے بولے، "تم نے عشق و محبت کے اس المناک ڈرامے کا آخری سین دیکھا؟"

میں نے جواب دیا، "ہاں سب کچھ دیکھا اور سب کچھ دیکھوں گا۔"

"اب کیا دیکھو گے۔ جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ رامیشور بہت شریف نوجوان تھا لیکن افسوس مس زتشی کی محبت نے اُسے اندھا کر دیا۔"

"رامیشور کو مس زتشی کی محبت نے کیا اندھا کر دیا؟"

"پوچھتے ہو کیا اندھا کر دیا؟ مجھ سے نہ پوچھو۔ کرشن کمار کی خونچکاں لاش سے پوچھو۔"

"تو کیا تمہارے خیال میں رامیشور نے کرشن کمار کو ہلاک کیا ہے؟"

"قرائن تو یہی بتا رہے ہیں۔ کرشن کمار کا وجود اس کی کامیابی کی راہ میں سنگِ گراں تھا۔"

"میں یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ جہاں تک کرشن کمار کی موت کا تعلق ہے، رامیشور اتنا ہی بے قصور ہے کہ جتنا تم بے قصور ہو یا جتنا ہم بے قصور ہوں۔"

ٹھاکر امرناتھ بولے، "بحث کی کیا ضرورت ہے۔ صبح دور نہیں۔ پولس تحقیقات کرے گی اور تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔"

ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ رامیشور کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اس وقت اس کے چہرے پر گھبراہٹ کم تھی۔ میں نے پوچھا "مس زتشی کہاں ہیں؟"

وہ بولا، "لاش کے یہاں آنے کے بعد وہ سیدھی اپنی قیام گاہ پر چلی گئی تھیں۔"

میں نے پوچھا، "پولس نے تم سے اب تک کوئی خاص تعرض تو نہیں کیا؟"

رامیشور نے جواب دیا، "مجھے صرف کوٹھی سے باہر جانے کی ممانعت کر دی گئی ہے اور تو اُس نے مجھ سے کچھ نہیں کہا۔ اُس وقت میں بہت گھبرایا ہوا تھا۔ اب ذرا میری طبیعت قابو میں آئی ہے۔ میں آپ دونوں کو پورا واقعہ بتا دینا چاہتا ہوں۔"

میں اور ٹھاکر امرناتھ صاحب ہمہ تن گوش ہو گئے اور رامیشور نے کہنا شروع کیا "میں تقریباً ڈیڑھ سال سے مس زتشی کے دامِ محبت میں گرفتار ہوں، اور مجھے ترکے میں جو بیس پچیس ہزار روپے قیمت کی جائداد ملی تھی وہ بھی میں نے مس زتشی کے عشق میں تلف کر دی۔ میں محض اسی کی وجہ سے شملے آیا تھا اور مجھے اپنی کامیابی کا یقین کامل تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ آج سے تقریباً تین ہفتے پیشتر ہمارے دوست ٹھاکر صاحب کی کوٹھی میں مس زتشی اور مسٹر کرشن کمار کی ملاقات ہوئی اور اس کے بعد سے میرا بنا بنایا کھیل بگڑنے لگا۔ آج صبح میں انتہائی مایوسی کے عالم میں اپنی قسمت کے آخری فیصلے کے لیے آپ کے پاس آیا تھا۔ ناشتے کے بعد جیسا کہ آپ کو معلوم ہے مس زتشی سے تنہائی میں گفتگو کرنی چاہی اور اس کا جواب اُنہوں نے بآوازِ بلند جو کچھ دیا تھا وہ آپ نے بھی سنا ہوگا۔ خیر مشکل سے پانچ منٹ کی اجازت ملی اور میں نے ان سے نہایت صفائی کے ساتھ عرض مدعا کر دیا۔ مس زتشی نے مجھے جو کچھ جواب دیا میں پوری تفصیل سے آپ لوگوں کو بتانا نہیں چاہتا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ انہیں میری پرانی محبت کا ذرا بھی خیال نہیں اور وہ مجھ پر مسٹر کرشن کمار کو ترجیح دیتی ہیں۔ میں نے مس زتشی سے غصے کی حالت میں صرف اتنا کہا کہ "تم محبت کی خواہاں نہیں۔ بلکہ روپے کی بھوکی ہو" یہ کہہ کر میں چلا گیا اور مجھے اس قدر سخت صدمہ ہوا کہ میں سیر کے لیے آپ لوگوں کے ساتھ نہیں گیا۔

کرشن کمار میرے پرانے دوست تھے۔ ابتدائی مدرسے سے ایف۔ اے تک ہم دونوں نے ایک ساتھ پڑھا۔ مجھے ان سے بہت محبت تھی۔ اور شملہ آنے کے بعد بھی تقریباً تین ہفتوں سے مس زتشی کے ساتھ ان کی محبت کی بڑھتی ہوئی پینگیں تو مجھے پسند نہ تھیں، لیکن خدا کی قسم میرے دل میں ان کی طرف سے عناد نہ تھا اور میں انہیں بدستور اپنا دوست سمجھتا تھا۔ لیکن آج صبح مس زتشی کی زبان سے جواب صاف سننے کے بعد مجھے اس قدر نفرت ہو گئی کہ اتنی نفرت مجھے اپنی زندگی میں کبھی کسی سے نہیں ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ڈنر کے بعد ہی میں دوستوں کے اصرار کے باوجود باہر چلا گیا تھا۔ میں کرشن کمار کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

"یہاں سے اُٹھنے کے بعد میرا دل بہت گھبرایا اور میں پہاڑ پر ٹہلنے چلا گیا۔ میں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ مس زتشی اور مسٹر کرشن کمار کو ان کی رنگ رلیوں کے لیے آزاد چھوڑ کر میں صبح پہلی ٹرین سے شملے کو خیرباد کہہ دوں گا۔ میں پہاڑ پر ٹہل رہا تھا کہ دفعتاً چاند کی روشنی میں مجھ کو کرشن کمار

کی صورت نظر آئی۔ وہ میری ہی طرف آ رہے تھے۔ کرشن کمار اس وقت کہاں سے آ نکلے تھے جہاں ملیشین کی حفاظت کے لیے پہرہ لگا ہوا ہے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ وہ سیدھا راستہ چھوڑ کر اس طرف سے کیوں آ رہے ہیں جو مقابلتاً زیادہ ڈھلوان اور خطرناک ہے۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں مجھے کرشن کمار سے سخت نفرت ہو گئی تھی اور میں ان کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے چاہا کہ دوسری طرف ہٹ جاؤں لیکن کرشن کمار نے مجھے دیکھ کر ہاتھ سے اشارہ بھی کر دیا تھا۔ اس لیے اب ہٹنا مناسب نہ تھا۔

"دفعتاً کرشن کمار کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ میں یہ سمجھا کہ شاید وہ اپنے ہاتھ منہ کے سامنے کر کے مجھے آواز دیں گے۔ مگر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ لیے۔ وہ مجھ سے تقریباً چالیس پچاس قدم کے فاصلے پر تھے وہ یک بیک بیٹھ گئے اور بیٹھتے ہی گرے۔ میں بیتاب ہو کر انہیں سنبھالنے کے لیے لپکا لیکن قبل اس کے کہ میں ان تک پہنچ سکوں وہ پہاڑ سے نیچے گر کر ختم ہو گئے —— افسوس میں نے کس قدر خوفناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

"میں نے پہلے پہاڑ کی چٹان سے جھک کر کرشن کمار کو دیکھا اس کے بعد چکر کاٹ کر غار میں اترا۔ ان کے منہ سے خون جاری تھا لیکن وہ اس وقت تک زندہ تھے۔ جب میں نے انہیں اپنی گود میں اٹھانا چاہا تو وہ کراہ رہے تھے۔ کرشن کمار دراز قامت جوان تھے۔ انہیں تنہا اٹھانا میری طاقت سے باہر تھا۔ لہٰذا میں گھبرا کر ٹھاکر صاحب کی کوٹھی کی طرف بھاگا اور آپ لوگوں کو اس حادثے کی اطلاع دی۔ جب میں یہ افسوسناک خبر سنانے آ رہا تھا تو میرا دل اندر سے بول رہا تھا کہ مجھ پر کرشن کمار کو ہلاک کرنے کا شبہ کیا جائے گا۔ میں نے اصل واقعہ آپ لوگوں کو سنا دیا۔ آپ مجھے کرشن کمار کا قاتل سمجھیں یا بے گناہ۔ آپ لوگوں کو اختیار ہے۔"

رامیشور کی تقریر بہت صاف اور مردانہ وار تھی۔ مجھ پر اس کا خاص اثر ہوا۔ میں سوچ رہا تھا کہ رامیشور کو کیا جواب دیا جائے کہ ٹھاکر لعل ناتھ بول اٹھے، "مسٹر رامیشور تم جانتے ہو کہ تم سے مجھ کو دلی ہمدردی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے جس شخص کو بھی واقعات کا ذرا علم ہے وہ اس وقت تم ہی پر شک کرے گا۔ بہرحال تمہیں انصاف کی توقع کرنی چاہیے۔ جب تک پولس کی تحقیقات مکمل نہ ہو جائے، میں اپنی رائے محفوظ رکھوں گا۔"

رامیشور کے ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم دوڑ گیا۔ بولا، "انصاف —— انصاف! جب کہ کوئی گواہ موجود نہیں۔ کیا مسٹر کرشن کمار میری بابت کچھ کہنے کے لیے زندہ ہوں گے؟"

یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

میں اپنے کمرے میں آ گیا۔ اس وقت نیند کا کیا کام تھا۔ نیند کیسے آ سکتی تھی۔ میں ان واقعات پر غور کر رہا تھا جن کی وجہ سے اس کوٹھی میں جہاں ذرا دیر پہلے مسرت و شادمانی کی محفل گرم تھی، صفِ ماتم بچھ گئی۔ دفعتاً میرے کمرے کے دروازے پر کسی نے دستک دی۔ میں نے باہر نکل کر دیکھا مس زنتشی کھڑی تھی۔

اس نے کہا، "میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"میری طبیعت اس وقت بہت پریشان ہے۔" میں نے جواب دیا، "آپ مجھ سے صبح باتیں کیجیے گا۔"

مس زنتشی نے کہا، "اب صبح کے آثار ظاہر ہونے میں دیر ہی کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ موجودہ حالات میں نہ آپ سو سکتے ہیں نہ میں سو سکتی ہوں۔ مجھے بہت ضروری باتیں کرنی ہیں۔"

مس زنتشی میرے کمرے میں آ گئی۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ کر بولی، "کیا مسٹر رامیشور پر مسٹر کرشن کمار کو ہلاک کرنے کا شبہ کیا جا سکتا ہے؟"

میں نے جواب دیا، "یقیناً شبہ کی بہت گنجائش ہے۔"

"کیا آپ بھی اسے مجرم سمجھتے ہیں؟"

"نہیں، میرے خیال میں وہ بے قصور ہے۔"

"بے قصور ہے!"

...ال ؟

"پھر کرشن کمار کے مرنے کی کیا وجہ ظاہر کی جا سکتی ہے؟"

"تھوڑی دیر بعد پولس تحقیقات کرے گی۔ اس وقت دیکھا جائے گا۔"

چند سکنڈ تک میں بھی خاموش رہا اور مس زنتشی بھی خاموش رہی۔ اس کے بعد اس نے دفعتاً میرے پیر پکڑ لیے اور وہ میرے زانو پر سر کو رکھ کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ بولی، "ڈاکٹر صاحب، میں نے ٹھاکر امرناتھ صاحب سے آپ کی بہت تعریف سُنی ہے۔ اخباروں میں بھی آپ کے واقعات پڑھے ہیں کہ آپ غریبوں اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ رامیشور بھی مصیبت کا مارا ہے۔ خدا کے لیے اس کی جان بچا لیجیے۔ اگر رامیشور کے خلاف جُرم ثابت ہو گیا تو میں اپنی جان دے دوں گی۔"

مجھے مس زنتشی کی اس گفتگو پر بہت حیرت ہوئی۔ کیوں کہ میں اب تک یہی سمجھتا تھا کہ وہ رامیشور کی مخالف ہو۔ میں نے پوچھا، "تمہیں رامیشور سے اتنی ہمدردی کیوں ہو گئی؟"

مس زنتشی لرزتی آواز سے بولی، "مجھے رامیشور سے بہت محبت ہے۔"

"تمہیں رامیشور سے بہت محبت ہے؟ کیا کہہ رہی ہو؟"

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے رامیشور سے اتنی محبت ہو کہ دنیا میں کسی سے نہیں۔ آپ شاید میرے ظاہری طرزِ عمل سے یہ سمجھتے ہوں گے کہ میں کرشن کمار کے دامِ محبت میں گرفتار ہوں۔ لیکن نہیں۔ مجھے کرشن کمار سے ذرا بھی محبت نہ تھی۔ وہ دولت مند تھا اور میں اسے بے وقوف بناتی تھی وہ بھی صرف رامیشور کے لیے۔ کہ اُس نے میری محبت میں اپنی آخری پونجی بھی تلف کر دی ہے۔ اگر مجھے کرشن کمار سے کچھ رقم مل سکے تو رامیشور کو دے دوں۔ رامیشور کو بھی مجھ سے بہت محبت ہے۔ کل صبح ناشتے کے بعد میں نے رامیشور سے محض اُسے چھیڑنے کے لیے کہہ دیا تھا کہ مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔ وہ بے وقوف میری بات کو سچ سمجھ بیٹھا —— خدا کے لیے ڈاکٹر صاحب، رامیشور کی جان بچا لیجیے۔ اگر اس کے خلاف جرم ثابت ہو گیا تو میں پھر کہتی ہوں کہ اپنی بھی جان دے دوں گی۔"

میں حیرت و استعجاب سے مس زنتشی کی گفتگو سن رہا تھا۔ درحقیقت ٹھاکر امرناتھ صاحب صحیح کہتے تھے حسن و عشق کی اس عجیب و غریب داستان میں انسانی نفسیات کا ایک اہم مسئلہ پوشیدہ ہے۔ میں نے کہا، "مس زنتشی تمہیں اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ مجھے رامیشور کی بے گناہی کا یقین ہے اور کسی بے گناہ کے خلاف جرم ثابت ہو جانا آسان نہیں۔ میں اُسے بچانے کے لیے جو کچھ کر سکتا ہوں ضرور کروں گا۔"

صبح ہوتے ہی پولس نے پوری سرگرمی کے ساتھ تحقیقات شروع کر دی۔ رامیشور گرفتار کر لیا گیا۔ دوسرے لوگوں کے بیانات قلم بند ہوئے۔ مس زنتشی، رامیشور اور کرشن کمار کی داستانِ محبت ضبطِ تحریر میں لائی گئی۔ راجہ صاحب اندر پور بھی اپنی بیش قیمت رولس رائس موٹر کے ذریعے سے چند گھنٹوں میں شملے پہنچ گئے۔ ہر شخص کی زبان پر یہی تھا کہ رامیشور نے جوشِ رقابت میں کرشن کمار کو پہاڑ سے نیچے گرا کر مار ڈالا۔

اودھ کے ایک بڑے تعلقدار کے اکلوتے بیٹے کی موت کا حادثہ تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ خود موقع پر موجود تھا۔ ٹھاکر امرناتھ کی کوٹھی عدالت کا کمرا بنی ہوئی تھی۔

حکام بظاہر رامیشور کو ضمانت پر رہا کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ پولس چند روز کا ریمانڈ حاصل کرنا چاہتی تھی۔ میرے بیانات شروع ہوئے۔ میں نے کہا، "رامیشور بے گناہ ہے۔ اس نے کرشن کمار کو ہرگز ہلاک نہیں کیا۔ بلکہ کرشن کمار کی موت دورانِ سر کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔ ملزم کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ کرشن کمار پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے دفعتاً ٹھیر گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر دفعتاً بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی گرا اور قبل اس کے کہ رامیشور اس کی مدد کے لیے پہنچ سکے وہ پہاڑ سے لڑھک کر نیچے غار میں گر پڑا۔ یہ کھلا ہوا کیس دورانِ سر کا ہے۔ پہاڑ پر چڑھتے ہوئے کرشن کمار کو چکر آیا۔ وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا اور نیچے گر پڑا۔ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ کل دو مرتبہ میرے سامنے کرشن کمار کی طبیعت خراب ہوئی۔ باتیں کرتے کرتے اس نے دونوں ہاتھوں سے آنکھیں دبا لیں اور اس کے چہرے پر چند منٹ کے لیے بالکل مردنی سی چھا گئی۔ اس پر وقتاً فوقتاً دورانِ



علم الادویہ — رسوت

(گزشتہ سے پیوستہ)

ازجناب حکیم عبدالواحد صاحب، رکن مجلس تشخیص وتجویز، ہمدرد دواخانہ دہلی

رسوت کس طرح بنتی ہے؟ دار ہلد کی لکڑیوں اور جڑ کو کاٹ کر ٹکڑے کرکے پانی میں جوش دیتے ہیں جب ان کی تمام تر [illegible] اور اثر پانی میں آجاتا ہے تو ان کو اچھی طرح مل کر چھان لیتے ہیں اور جوشاندے کو دوبارہ پکاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ گاڑھا ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد اس کو بڑے بڑے پتوں پہ پھیلا کر جما لیتے ہیں۔

"انو بھوت چکتسا ساگر" میں جو ایک ویدک کتاب ہے، رسوت بنانے کی ترکیب یہ لکھی ہے کہ دار ہلد کی جڑ کو کوٹ کر پانی میں آٹھ پہر تک بھگو رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ایک برتن میں اس کا منہ بند کرکے جوش دیتے ہیں، یہاں تک کہ جوشاندہ گاڑھا ہوجاتا ہے۔ پھر اس جوشاندے کو چھان لیتے ہیں اور دوبارہ پکاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ جمنے کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

رسوت مصفّٰی (صاف کی ہوئی رسوت) رسوت بنانے والے اس کو تیار کرتے وقت جیسا کہ چاہیے احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ ان کی بے احتیاطی کی وجہ سے درختوں کے پتے، کنکریاں اور ریت وغیرہ چیزیں اس کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ یا بددیانتی سے وہ اس کو وزنی کرنے کے لیے قصداً ملا دیتے ہیں۔ اس لیے اس کو ہمیشہ صاف کرکے استعمال کرنا چاہیے۔

صاف کرنے کا طریقہ نہایت آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ رسوت بقدر ضرورت لے کر پانچ یا چھ گنا پانی میں بھگو دیں۔ جب وہ اس میں پھول کر نرم ہوجائے تو اس کو اچھی طرح حل کرکے چھان لیں، تاکہ درختوں کے پتے، لکڑیاں، گھاس کے تنکے اور کنکریاں وغیرہ جو چیزیں چھاننے سے الگ ہوسکتی ہیں، وہ اس سے الگ ہوجائیں۔ اس کے بعد تھوڑی دیر رکھ چھوڑیں تاکہ مٹی اور ریت کے باریک ذرات تہ نشین ہوجائیں۔ پھر اوپر سے نتھرے ہوئے محلول کو الگ کرکے ہلکی آنچ پر پکائیں یہاں تک کہ وہ غلیظ ہوجائے۔ یہی رسوت مصفّٰی ہے۔

ڈاکٹری میں رسوت کا جو ایکسٹریکٹ یا خلاصہ تیار کرتے ہیں، وہ بھی درحقیقت رسوت مصفّٰی ہی ہے۔ وہ پانی کے بجائے الکحل (۹۰ فی صد) میں عمدہ اور خالص رسوت کو حل کرکے آنچ پر اس قدر پکاتے ہیں کہ وہ گولیاں باندھنے کے قابل ہوجاتی ہے، اور یہی ایکسٹریکٹم بربیرس ہے۔

رسوت کا مزاج: شیخ نے رسوت کی کا مزاج گرمی سردی میں معتدل اور دوسرے درجے میں خشک بیان کیا ہے۔ رسوت ہندی کا مزاج بھی اسی کے قریب بتایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں بعض اطباء رسوت ہندی کو سرد خشک بیان کرتے ہیں۔ وید صاحبان اس کو تیز اور گرم مانتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف بعض سرد بھی کہتے ہیں۔

رسوت کی مقدار خوراک: ایک ماشہ سے تین ماشے تک۔

رسوت کے افعال اور اس کا استعمال!

بیرونی افعال: رسوت مقامی طور پر مبرد (ٹھنڈک پیدا کرنے والی) اور کسی قدر قابض بھی ہے۔ جب اس کو باہر جلد پر لگایا جاتا ہے تو یہ وہاں ٹھنڈک پیدا کرتی اور جلد کی ساخت کو سکیڑتی ہے جس سے اس جگہ آنے والا مادہ رک جاتا ہے۔ لہٰذا اس کو رادع (مادہ کو لوٹانے والی) کہا جاتا ہے۔ ان افعال واثرات کی وجہ سے اس کو گرم ورموں کی ابتدا میں (خواہ وہ ورم بیرونی ہوں مثلاً پھوڑے پھنسی اور خواہ اندرونی جیسے مثلاً ورم جگر وغیرہ) ضماداً وطلاءً استعمال کرتے ہیں۔ نیز اس کو تنہا یا افیون اور پھٹکری وغیرہ دواؤں کے ساتھ نئے اور پرانے آشوب چشم میں

پر دونوں پر لگا سکتے ہیں۔ اور اس کے یہ افعال اور اثرات طبِ یونانی ہی میں مسلّم نہیں ہیں، بلکہ ڈاکٹری اور آیورویدک میں بھی مانے جاتے ہیں۔

آیورویدک کتابوں میں اس کو آنکھوں کے لیے رسائن (اکسیر) لکھا گیا ہے۔ رسوت اور افیون کو کاغذی لیموں کے رس میں پیس کر آنکھ کے گرد لیپ کرنے سے آنکھوں کی سوزش اور درد موقوف ہو جاتا ہے۔ سورج کی طرف زیادہ دیر تک دیکھتے رہنے یا دھوپ میں عرصے تک نظر رکھنے سے بینائی گھٹ جائے تو رسوت کا لیپ لگانے سے درست ہو جاتی ہے۔ رسوت اور کافور کو پیس کر مکھن میں ملا کر گرم پھوڑے پھنسیوں پر لگانے سے ان کی گرمی اور سوزش موقوف ہو جاتی اور وہ اچھے ہو جاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک لطیف قوت بھی ہے جس کی وجہ سے یہ جلد میں نفوذ کرتی اور جلا و تحلیل کا کام دیتی ہے اور اسی لیے اس کو جالی و تحلیل بھی بیان کیا جاتا ہے لیکن اس کی قوتِ تحلیل قوتِ ردع کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ غالباً اسی وجہ سے یہ اس غرض کے لیے استعمال نہیں ہوتی ہے۔ البتہ قوتِ جلا کے باعث چہرے کی جھائیں اور چھیپ وغیرہ کو مٹانے کے لیے طلاءً استعمال کرتے ہیں۔ اور اگر اس کو پانی میں بھگو رکھیں اور صبح کے وقت اس پانی سے منہ دھوئیں تو چہرہ صاف ہو جاتا ہے۔ مقامی قابض تاثیر کی وجہ سے اس کو پانی میں گھول کر بالوں کی جڑوں میں لگاتے ہیں تو بال گرنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ مبرد، قابض اور جالی ہونے کے باعث قلاع (گرمی کی وجہ سے آئے ہوئے منہ) میں نہایت مفید ہے۔ رسوت صاف شدہ ۳ ماشے کو عرق گلاب ایک تولہ میں حل کر کے پھریری سے منہ اور زبان پر لگاتے ہیں۔ اسی تبرید، قبض اور جلا کی شان کی وجہ سے اس کے خیساندے سے خناق اور ورمِ حلق کی حالت میں غرارے کرانا مفید ہے۔

رسوت کو جلا کر ناک میں نفوخ کرنے سے نکسیر بند ہو جاتی ہے۔ اور اگر رسوت کو شہد اور عورت کے دودھ میں حل کر کے کان میں ڈالیں تو کان سے پیپ کا بہنا موقوف ہو جاتا ہے۔

اندرونی افعال:۔ رسوت کے اندرونی استعمال سے خون کی صفائی ہوتی ہے، نیز جوشِ خون و صفرا کے لیے مسکن ہے۔ چناں چہ خون میں جوش پیدا ہو جائے یا صفرا کی حدت بڑھ جائے اور اس کی وجہ سے بدن پر پھوڑے پھنسیاں دفعتاً نکل آئیں تو اس کا اندرونی اور بیرونی استعمال بہت مفید ہے۔ اس کے لیے رسوت بقدرِ ضرورت کو پانی میں حل کر کے رکھ چھوڑتے، اور اس کا صاف نتھرا ہوا پانی لے کر دن میں تین چار بار پلاتے اور اسی کو پھوڑے اور داغ دھبّوں پر لگایا جاتا ہے۔

شرخ بادہ میں بھی اس کو استعمال کرایا جاتا ہے اور فائدہ ہوتا ہے۔

رسوت اندرونی طور پر قابض، حابس الدم (خون کو روکنے والی) اور مقوّیٔ معدہ ہے۔ ڈاکٹری میں تھوڑی مقدار میں استعمال کرنے سے اس کو قابض بیان کیا گیا ہے۔ لیکن حابس الدم تاثیر کے متعلق کچھ ذکر نہیں کیا۔ البتہ آیورویدک اور طبِ یونانی میں ان افعال کی وجہ سے اس کو کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ چناں چہ بواسیرِ خونی میں یہ ایک نہایت مفید دوا ہے۔ خون کو بھی روکتی ہے اور معدے کو بھی طاقت دیتی ہے، قوتِ ہاضمہ کو بڑھاتی اور بھوک لگاتی ہے۔ اور اس کی قابض تاثیر چنداں ضرر نہیں پہنچاتی۔ بلکہ اگر زیادہ مقدار میں استعمال کرائی جائے تو ملیّن اثر بھی کرتی ہے۔ انہیں وجوہ سے بواسیر میں بہت زیادہ استعمال کی جاتی ہے۔ پرانے دستوں اور آنتوں کے زخموں میں اس کے اندرونی استعمال سے نیز حقنہ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

رسوت نہ صرف یہ کہ بواسیری خون کو بند کرتی ہے، بلکہ ہر ایک عضو کے جریانِ خون کو روکتی ہے۔ لیکن ادرارِ حیض بھی کرتی ہے۔ چناں چہ سدیدی نے شرحِ قانون میں لکھا ہے "رسوت باوجود اس کے کہ ہر قسم کے جریانِ خون کو روکتی ہے، خونِ حیض کو جاری بھی کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قوتِ تفتیح موجود ہے اور تفتیح کے ساتھ قوتِ قبض بھی رکھتی ہے۔ لہٰذا طبیعت مدبّرۂ بدن اس کے ہر ایک فعل سے اپنے اپنے موقع پر کام لیتی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ رسوت میں ادرارِ حیض کی قوت بہت کم ہے اور اسی لیے اس کو اس غرض کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا ہے"۔

رسوت پسینے کو روکتی ہے، اگرچہ اس غرض کے لیے اس کو استعمال نہیں کیا جاتا۔ اگر اس کو بیرونی طور پر لگایا جائے تو گمان غالب ہے کہ اپنی مقامی ٹھنڈک پیدا کرنے والی اور جلد کی ساخت کو سکیڑنے والی تاثیر سے پسینے کو ضرور روکتی ہوگی۔ لیکن اندرونی استعمال سے پسینے کو روکنا محلِ مشتبہ ہے۔ ڈاکٹری میں اندرونی طور پر زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے معرّق (پسینہ لانے والی) بیان کی جاتی ہے۔ لیکن ممکن

ہے کہ تھوڑی مقدار میں استعمال کرنے سے پیچش کو روکتی ہو جس طرح تھوڑی مقدار میں قابض اور زیادہ مقدار میں ملین اثر کرتی ہے۔ رسوت معرّق (پسینہ لانے والی) ہونے کی وجہ سے بخار اور نوبتی امراض کو دفع کرتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو زیادہ تر بخاروں میں استعمال کرتے ہیں بعض محققین کے نزدیک تو بخار اور نوبتی امراض کے دفع کرنے کا فعل کونین کے مانند ہے۔ اور بعض ڈاکٹروں نے موسمی بخاروں میں اس کی بہت تعریف کی ہے۔ کہتے ہیں کہ دو دو ماشے رسوت پانی میں گھول کر زمانۂ راحت میں تین چار بار پلانے سے دو تین روز میں بخار جاتا رہتا ہے۔ ویدک میں اس کی دافع بخار تاثیر کو بیان کیا گیا ہے۔

رسوت چونکہ مصفّیِ خون ہے اور مقوی بھی، اس لیے خنازیری اور آتشکی امراض میں بھی اس کا استعمال مفید بیان کیا جاتا ہے۔ قے اور متلی کو روکتی ہے۔ خصوصاً حاملہ کی قے کو روکنے کے لیے مفید ہے۔

علاوہ ازیں ہماری کتابوں میں رسوت کو پرانی کھانسی کے لیے بھی مفید بیان کیا گیا ہے۔ درد جگر اور یرقان سیاہ (یرقان اسود) میں بھی نافع لکھا گیا ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر باؤلے کتے کے کاٹے ہوئے کو سوا دو ماشے روزانہ کھلائیں نیز کاٹی ہوئی جگہ پر اس کا لیپ لگائیں تو زہر دفع ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی یہ تاثیریں چنداں قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ اسی لیے ان فوائد کے لیے اس کو استعمال نہیں کیا جاتا۔

رسوت کے مُرکّبات

خیساندۂ رسوت ڈیڑھ ماشے رسوت کو گکروندے کے پتوں کے دو تولے رس میں رات کے وقت چینی کے پیالے میں بھگو رکھیں صبح کو مل چھان کر پئیں۔ بواسیری خون اور بواسیری دستوں کو روکنے کے لیے مفید ہے۔ پیچش میں بھی فائدہ دیتی ہے۔

حبِ رسوت نمبر ۱ رسوت بقدر ضرورت پانی میں گھولیں۔ اس کے بعد ایک موٹے کپڑے کے چاروں کونے میخوں وغیرہ سے باندھ کر اس کے نیچے ایک چینی کا پیالہ رکھیں۔ اور پانی میں گھلی ہوئی رسوت کپڑے میں ڈالیں تاکہ وہ آہستہ آہستہ چھن کر پیالے میں جمع ہو جائے۔ اس کے بعد چند روز رکھ چھوڑیں جب گولیاں بنانے کے قابل ہو جائے۔ ہاتھ کو روغن بادام لگا کر گولیاں بنائیں اور روزانہ تین تین ماشے گولیاں کھائیں۔ اس کے اثنائے استعمال میں ہضم کے مطابق گھی خوب کھائیں۔ یہ گولیاں بواسیری خون اور بواسیری دستوں کو روکتی ہیں۔

حبِ رسوت نمبر ۲ رسوت ڈیڑھ تولے، کتیرا ۶ ماشے، مازو ئے سبز، سنگِ جراحت، گیرو ہر ایک ساڑھے تین ماشے۔ سب کو کوٹ چھان کر چنے برابر گولیاں بنائیں۔ مقدار خوراک دو سے چار گولیوں تک ہمراہ آب تازہ۔ بواسیری خون کو روکنے کے لیے یہ گولیاں استعمال کی جاتی ہیں۔

حبِ رسوت نمبر ۳ پوست ہلیلہ کابلی، رسوت مصفّٰی ہر ایک ۵ تولے۔ پوست ہلیلہ کو کوٹ چھان کر گائے کے تھوڑے سے گھی میں چرب کر کے رسوت میں ملائیں۔ اور بقدر ضرورت پانی ملا کر چنے برابر گولیاں بنائیں۔ مقدار خوراک دو سے چار گولیوں تک ہمراہ آب تازہ۔ بواسیری خون کو بند کرتی ہے۔

حبِ رسوت نمبر ۴ رسوت، ایلوا، انجیر زرد ہر ایک ایک تولہ کو گکروندے کے رس میں پیس کر جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں مقدار خوراک۔ ایک گولی شام کو غذا سے ایک گھنٹہ پہلے کھلائیں۔ بواسیری قبض کو دور کرنے کے لیے بہت مفید ہے۔

حبِ رسوت نمبر ۵ رسوت، صندل، تخم نیل ہر ایک ایک تولہ کو پانی میں پیس کر چنے برابر گولیاں بنائیں۔ ایک ایک گولی صبح و شام کھائیں۔ بواسیری خون کو روکتی ہے۔

حبِ رسوت نمبر ۶ بواسیر کے لیے ایک صاحب نے نہایت مفید و مجرب بیان کی ہیں۔ ایک مولی ڈیڑھ پاؤ وزنی لے کر پتوں کی طرف سے کھوکھلی کریں۔ اور اس میں رسوت مصفّٰی چار تولے، شورہ قلمی دو تولے بھر کر اوپر سے وہی اجزا بھر دیں جو مولی کو کھوکھلی کرنے سے نکلے تھے اس کے بعد مولی کو گلِ حکمت کر کے تین سیر اپلوں کی آنچ دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر مولی کو آگ سے نکالیں۔ اور گل حکمت دور کر کے مولی کو دواؤں سمیت پیس کر جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں اور ایک ایک گولی صبح و شام تازہ پانی کے ساتھ کھائیں۔

اکسیر بواسیر بواسیر کے لیے ایک صاحب نے اس کی بہت تعریف کی ہے اور نہایت مفید و مجرب بیان کیا ہے۔ رسوت مصفّٰی ۲۴ تولے

لکروندے کا شیرہ جو لکروندے کے پانی کو آگ پر پکا کر غلیظ کر کے بنایا گیا ہو، ۸ تولے، پوست ہلیلہ کابلی، پوست بہیڑہ، آملہ گٹھلی نکالا ہوا، ہلیلہ سیاہ، بادرنگ مغز تخم چاکسو، سنارکی، اگندک آملہ سار مصفٰی، زیرہ سفید ہر ایک دو تولے، مغز تخم نیم چار تولے - ہلیلہ کابلی، بہیڑہ، آملہ، اور ہلیلہ سیاہ کو الگ الگ کوٹ چھان کر روغن بادام سے چرب کریں۔ مغز تخم نیم کو الگ باریک پیسیں۔ باقی خشک دواؤں کو الگ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور رسوت کو مولی کے پانی میں بھگو کر اچھی طرح حل کر کے رکھ چھوڑیں۔ تھوڑی دیر کے بعد چھان کر نرم آنچ پر پکائیں، یہاں تک کہ وہ غلیظ ہو جائے۔ اس کے بعد سب چیزوں کو ملا کر مولی کے پانی میں کھرل کر کے دو دو رتی کی گولیاں بنائیں۔ مقدار خوراک و ترکیب استعمال:۔ دو دو گولیاں صبح و شام کھا کر اوپر سے گائے کے دودھ میں گھی ملا کر پئیں۔ چالیس روز برابر استعمال کریں۔ اگر خون جاری ہو اور قبض کی شکایت ہو تو سبوس اسپغول ۶ ماشے دودھ پر چھڑک کر پیا کریں۔

حبِ بواسیر رسوت مصفٰی دو تولے، نرکچور، گوگل، مغز تخم بکائن، تخم گندنا، ایلوا، مصطگی رومی ہر ایک چار ماشے، مویز منقٰی، مغز بادام ہر ایک ایک تولہ۔ سب کو باریک کر کے لکروندے کے رس میں کھرل کر کے جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں۔ ایک ایک گولی صبح و شام پانی کے ساتھ کھائیں۔ بواسیر ریحی اور قبض کو دور کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

حبِ سیاہ رسوت مصفٰی ۲ تولے، پھٹکری ۲ ماشے، افیون ۴ ماشے، زعفران ۵ رتی، برگ نیم ۵ عدد۔ سب کو پیس کر لوہے کی کڑاہی میں تھوڑا پانی ڈال کر لوہے کے دستے سے اچھی طرح گھوٹیں۔ پھر آگ پر رکھ کر اس قدر پکائیں کہ سب پانی جل جائے اور دوا گولیاں باندھنے کے قابل ہو جائے پس جنگلی بیر برابر گولیاں بنا کر رکھیں اور بوقت ضرورت ایک گولی پانی میں حل کر کے پپوٹوں پر لگائیں۔ آشوب چشم میں مفید ہے، مواد کو روکتی اور تحلیل کرتی ہے۔

پوٹلی رسوت تین ماشے، ترپھلا دو ماشے، ہلدی، چاکسو، دھنیا خشک ہر ایک ایک ماشہ، پھٹکری بریاں ۴ سرخ، ایلوا تین سرخ، لونگ ۳ عدد افیون ایک سرخ۔ سب کو کوٹ کر کپڑے میں پوٹلی باندھیں اور پانی میں بھگو کر بار بار آنکھوں پر پھراتے رہیں۔ آشوب چشم کے لیے بہت مفید ہے۔

ضماد رسوت تین ماشے، پوست درخت نیم ۶ ماشے۔ دونوں کو پانی میں پیس کر پھنسیوں پر لگائیں۔ بچوں کی پھنسیوں کے لیے خاص طور پر مفید ہے۔

ضماد رسوت، گوگل ہر ایک تین ماشے کو سبز گندنے کے پانی میں پیس کر بواسیری مسّوں پر لگانے سے درد اور سوزش جاتی رہتی ہے۔

ضماد رسوت، پھٹکری کھیل کی ہوئی ہر ایک ایک جزو، افیون نصف جزو۔ تینوں کو لیموں کے رس بقدر ضرورت میں حل کر کے آگ پر پکائیں۔ جب گاڑھا ہو جائے تو پپوٹوں پر لگائیں۔ آشوب چشم میں مفید ہے۔ درد اور سوزش کو تسکین دیتا ہے

شافہ رسوت، مغز تخم نیم ہر ایک ایک جزو، نرکچور چوتھائی جزو۔ تینوں کو لکروندے کے رس میں پیس کر چھنگلی برابر شافہ بنا کر مقعد میں رکھیں۔ بواسیری خون اور دستوں کو بند کرتا ہے۔ درد کو تسکین دیتا ہے۔



چالیس سال کے بعد چالیس سال کی عمر تک پہنچ جانے کے بعد اکثر لوگ اپنی صحت اور تن درستی کی طرف سے کچھ پریشان سے رہنے لگتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے امریکن ڈاکٹروں کا مشورہ ہے کہ وہ کسی دواساز یا محض اشتہار بازی سے رجوع کرکے اپنا علاج ہرگز نہ کرائیں، بلکہ کسی معقول ڈاکٹر یا طبیب کے پاس جاکر سب سے پہلے اپنے تمام جسم کا طبی معائنہ کرائیں، تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ عمر میں زیادتی کے ساتھ ساتھ جو مرض عام طور پر انسانوں کو لگ جایا کرتے ہیں اُن میں سے تو کسی مرض نے ان پر حملہ نہیں کردیا ہے۔ پچھلے دنوں امریکہ کے شہر میوٗ کے دو اسپتالوں میں ۲۲۳۴ ایسے مریضوں کا معائنہ کیا گیا، جنہیں طوالتِ عمر کے ساتھ ہی ساتھ ہضم کے متعلق ایک قسم کی بیماری پیدا ہوگئی تھی۔

اِن لوگوں پر اور دوسرے لوگوں پر تجربات اور تحقیقات کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ چالیس سال سے کم عمر کے انسانوں میں ۵۰ فیصدی کے قریب اس کا امکان پایا جاتا ہے کہ انہیں معدے اور ہضم کی شکایات پیدا ہوں۔ یہ شکایتیں عموماً اس وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ وہ بہت جلدی میں کھانا کھاتے رہتے ہیں یا پریشانی اور بدحواسی کے عالم میں غذا استعمال کرتے ہیں۔ اس قسم کی بدہضمیاں اور اس طرح کی دوسری شکایتیں زیادہ کم عمر لوگوں میں اور بھی عام ہیں۔

چالیس سال کی عمر تک پہنچ جانے کے بعد ان کی جسمانی حالت معائنہ کرنے میں ذرا زیادہ غور وفکر سے کام لینا چاہیئے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر اینڈریو، ڈاکٹر بی رورس اور ڈاکٹر انتونیو ای مینڈس فیرر نے بھی جو مشورہ دیا ہے وہ یہی ہے کہ چالیس سے آگے کی عورتوں اور مردوں کا بھی طبی معائنہ بہت کچھ غور وفکر کے ساتھ عمل میں لایا جائے۔

یہ تمام ڈاکٹر بھی میوٗ کے طبی ادارے سے ہی وابستہ ہیں اور اپنی رائے ظاہر کرنے سے پہلے ان سب نے اس سلسلے میں بڑے بڑے تجربات حاصل کرلیے ہیں۔

اس طبی ادارے کے مریضوں میں دس ہزار افراد کا طبی معائنہ پچھلے دنوں عمل میں لایا گیا۔ ان کی عمریں تیس اور چالیس کے درمیان تھیں۔ دو ڈاکٹر ان کا معائنہ کرتے رہے۔ انہیں یہ معلوم کرکے بڑی حیرت ہوئی کہ ان میں سے تقریباً پانچ ہزار سے زیادہ لوگوں نے اپنے معدے میں خرابی اور سوءِ ہضم کے بارے میں ڈاکٹروں سے شکایت کی۔ اور اُنہوں نے اپنے اپنے مرض اور بیماری کی جو کیفیت بیان کی اس سے اس نتیجے پر پہنچنا پڑا کہ اس عمر میں مختلف مردوں اور عورتوں کو بدہضمی کے متعلق جو شکایات پیدا ہوتی ہیں، وہ بھی ایک قسم اور ایک درجے کی نہیں ہوتیں۔ یہ بات بھی بڑے تعجب کا باعث ہوئی کہ عورتوں سے زیادہ مرد اس مرض کے شکار نظر آتے تھے۔

میوٗ کے ڈاکٹروں کو سب سے زیادہ حیرت میں ڈالنے والا یہ تجربہ ہوا کہ ان مریضوں میں ایک خاصی تعداد ڈاکٹروں کی بھی تھی، اور مشاہدات کے بعد اس نتیجے پر پہنچنا پڑا کہ عام افراد کی نسبت ڈاکٹر خرابیٔ ہضم کا جلد شکار ہوجاتے ہیں۔

ڈاکٹر رورس اور ڈاکٹر فیرر نے اپنے تجربات کے بعد جو مشترکہ رپورٹ شائع کی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈاکٹر چوں کہ عام طور پر اپنے آپ کو ڈاکٹر سمجھتے ہوئے اس قسم کی بیماریوں سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھا کرتے ہیں، اس لیے ان کے معدوں میں اس قسم کے امراض اور بھی جلدی جڑ پکڑ جاتے ہیں اور انہیں خبر بھی نہیں ہونے پاتی، یہاں تک کہ اُن کے پیٹ میں پوشیدہ طور پر سرطان اپنا حلقہ قائم کرنے لگتا ہے۔ اکثر حالات میں تو اس کا علم بھی اُس وقت ہوتا ہے جب مرض پر قابو پانا دُشوار ہوجاتا ہے۔

تخیل کا اثر اعصاب پر ابھی تک عام طور پر یہ متعین نہیں کیا جاسکا تھا کہ خیال کن کن اوقات میں کن کن صورتوں سے ہمارے اعضا

اور اعصاب پر اثر انداز ہوتا ہے اور ہم مختلف قسم کے خیالات میں مبتلا رہ کر اپنی صحت اور تن درستی میں کیا کچھ تبدیلیاں پیدا کر لیتے ہیں۔ لیکن جدید سائنس اب اس اہم حقیقت کو بھی بے نقاب کرتی جاتی ہے۔ امریکہ میں مشہور سائنس دانوں اور ماہرینِ طب نے حال ہی میں جو تحقیقات کی ہیں ان سے اعصاب پر تخیل کی اثر اندازی کی پیمائش اور ناپ تول بھی ممکن ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے یورپ اور ایشیا کے بعض ممالک میں ماہرین نے جو تحقیقات اور تجربات حاصل کیے ہیں، اگرچہ اس سلسلے میں انہیں کچھ زیادہ ترقی یافتہ قرار نہیں دیا جا سکتا، لیکن امریکہ کی تحقیقات کے نتائج بہرحال اس سلسلے کی ایک کڑی ہیں۔ مشرق کے طبیبوں کو اوّل اوّل اس کا احساس اس طرح پیدا ہوا کہ کسی شخص کو کچھ عرصے کے غور و فکر میں مبتلا رہنے سے مضمحل اور درماندہ دیکھنا روز مرّہ کی بات ہو گئی تھی۔ آج بھی ہر شخص کے لیے اس سلسلے میں تحقیقات کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے کسی خاص فکر یا خیال میں مبتلا رہ کر تھوڑی ہی دیر بعد تھکن اور درماندگی محسوس کر سکتا ہے۔ اگر ہمارے خیالات کچھ عرصے کے لیے ایک ہی نقطے پر مرکوز رہیں یا کسی دشوار کام کے متعلق کچھ دیر کے لیے ہمیں غور و فکر کرنا پڑے تو تھکن کے آثار اور بھی جلد محسوس ہونے لگتے ہیں۔

امریکہ کے ڈاکٹروں اور ماہرینِ نفسیات نے اس سلسلے میں جو تحقیقات کی، اُس میں ماہرینِ طب کے مقابلے میں ماہرینِ نفسیات کو زیادہ کامیابی ہوئی۔ شکاگو کی مشہور یونی ورسٹی میں ایک ماہرِ نفسیات نے اس کی تحقیقات اس طور پر مکمل کی کہ وزن اُٹھاتے وقت ایک شخص کے بازو کی رگوں اور پٹھوں کی نقل و حرکت پر نظر رکھی۔ اس کے بعد اسی شخص سے دوبارہ وہی وزن یہ کہہ کر اُٹھوایا گیا کہ پہلے وزن کے مقابلے میں اس مرتبہ اتنا زیادہ وزن اُسے اُٹھانا پڑے گا۔ یہ خیال کر کے، کہ وہ شخص جو وزن اُٹھا رہا ہے، کہیں اس حقیقت سے باخبر نہ ہو جائے کہ دونوں مرتبہ اسے ایک ہی وزن اُٹھانا پڑا تھا، اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی۔ اس لاعلمی کے عالم میں جب اس شخص کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ دوسری مرتبہ پہلی مرتبہ سے کچھ زیادہ وزن اُٹھا رہا ہے تو اس کے بازوؤں میں اعصاب اور رگ پٹھوں کی نقل و حرکت پہلے سے کچھ مختلف اور بدلی ہوئی تھی۔ فوراً ہی اس ماہرِ نفسیات نے یہ مشاہدہ کر لیا کہ وزن اُٹھانے والے شخص کی قوتِ متخیلہ اس کے رگ پٹھوں پر زیادہ تھکن پیدا کرنے والی ثابت ہوئی۔ چنانچہ اپنی تحقیقات کے نتائج مکمل کرنے کے لیے اُس نے اس مشاہدے پر ہی بس نہیں کیا بلکہ ایک بجلی کے آلے سے اس نقل و حرکت کو قلم بند بھی کر لیا۔ چناں چہ تخیل کے پیدا کردہ نقل و حرکت اور سیدھی سادی اعصابی جنبشوں کا فرق نکال کر اُس نے تحقیقات کے نتائج امریکہ کے ایک طبی میگزین میں شائع کر دیے۔

ایک اور ڈاکٹر نے اس تحقیقات میں اور بھی قابلِ قدر اضافہ کیا۔ اُس نے بھاری وزن دے کر اُٹھانے والوں کے ذہن نشین یہ غلط حقیقت کر دی کہ وہ کم وزن اُٹھا رہے ہیں۔ اس تحقیقات نے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا دیا کہ انسان کے تخیل کا اثر اس کے اعصاب اور اس کی صحت پر اس درجے طاری ہو جاتا ہے کہ اچھے خاصے انسان کو مریض اور مختلف امراض میں مبتلا انسان کو شفا یافتہ تصور کیا جانے لگتا ہے۔

بجلی سے مزاج کی اصلاح

بجلی کے استعمال کے بھی آئے دن نئے نئے طریقے وضع ہوتے رہتے ہیں۔ لندن کے ایک اخبار نے ایک بن مانس کے بچے کے مزاج کی اصلاح کے سلسلے میں بجلی کے استعمال کے جس طریقے پر روشنی ڈالی ہے وہ بھی کافی حد تک دل چسپ ہے۔ جس مادہ بن مانس کا ذکر کیا گیا ہے اسے افریقہ کے ایک جنگل سے اس کے بچپن ہی میں افریقہ کی ایک دیسی عورت نے حاصل کر لیا تھا اور چوں کہ بن مانس کے بچے کی ماں کو شکاریوں نے ہلاک کر ڈالا تھا، اس وجہ سے اس بچے کی پرورش اسی عورت نے کی تھی۔ کچھ عرصے بعد اس بن مانس مادہ کو ہوانا پہنچا دیا گیا، جہاں وہ اب تک موجود ہے۔ اس بن مانس کی عمر صرف آٹھ سال ہے اور وزن ۴۰۰ پونڈ (تقریباً ۵ من)، ہوانا ٹوٹو کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ افریقہ کی عورت کے ہاتھوں گرفتار ہونے کے بعد سے ٹوٹو قیدیوں کی سی زندگی بسر کر رہی ہے، لیکن اب وہ بہت کچھ خوش اور مطمئن ہے۔ اسے رہنے سہنے کے لیے گھر، سونے کے لیے بستر اور کھانے پینے کے لیے برتن بالکل جداگانہ طور پر مہیا کر دیے گئے ہیں۔ وہ اکثر کام بالکل انسانوں کی طرح انجام دیتی ہے۔ اُن ہی کی طرح سوتی، لیٹتی، بیٹھتی، چلتی پھرتی اور اُن ہی کے سے برتنوں میں کھانا کھاتی ہے۔ یوں تو ٹوٹو بہت مطیع اور فرماں بردار بن مانس ہے، لیکن کبھی کبھی اس کے مزاج میں وحشت نمایاں ہو جاتی ہے۔ اس وقت غالباً اُس کی فطری بربریت اور وحشت عود کر آتی ہے۔ ایسے موقعوں پر اس کے مزاج کی اصلاح کے لیے اُس کے پالنے والے نے بجلی کی ایک چھڑی تیار کی ہے جو لندن سے پولی ہے۔ جب کبھی ٹوٹو پر وحشت کا غلبہ ہوتا ہے

چیر دی جاتی ہے۔ مسالہ بھی جس سے بھرا جاتا ہے بجلی کے کرنٹ سے لڑکوں کو ایک قسم کا دھکا سا محسوس ہوتا ہے۔ جو اگرچہ جسمانی طور پر کوئی اہمیت نہیں پہنچاتا لیکن اس کے مزاج کی اصلاح کرنے اور اس کی وحشت دور کرنے میں بڑی حد تک معاون ثابت ہوتا ہے اور بجلی کی ۔۔۔ کے اثر سے اس پر غالب آئی ہوئی وحشت منٹوں میں ہوا ہو جاتی ہے۔

رنگ سے عورتوں کی مزاجی حالت کا اندازہ کسی عورت کی مزاجی حالت کا اندازہ کرنے کے لیے اس کے پسندیدہ رنگوں سے بہت مدد ملتی ہے۔ تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ خاص ذہنیت کی عورتیں خاص قسم کے رنگ پسند اور زیب تن کرتی ہیں۔ جہاں چہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ گہرا سرخ رنگ پسند کرنے والی عورتوں میں شوخی اور تیزی بلا کی ہوتی ہے۔ گلابی رنگ پسند کرنے والیاں محبت والی ہوتی ہیں۔ گہرا سبز رنگ پسند کرنے والی عورتوں میں رشک کا مادہ ہوتا ہے۔ نیلے رنگ کی طرف میلان رکھنے والی عورتیں عبادت گزار اور محبت کرنے والی ہوتی ہیں۔ ارغوانی رنگ کی شائق عورتیں خوددار اور شریف ہوتی ہیں لیکن بعض اوقات ان میں جذباتِ عاشقی بھی پائے جاتے ہیں۔ ہلکے کاسنی، نارنجی اور زرد رنگ کی دلدادہ ذہین، ہوشیار اور علم دوست ہوتی ہیں۔ سیاہ یا گہرے بھورے رنگ سے مکر و فریب ظاہر ہوتا ہے۔ سبز رنگ پسند کرنے والی عورتوں میں جذبۂ محبت پایا جاتا ہے۔ (سائنس)

سانپ کے زہر سے آنکھ کے امراض کا علاج کوبرا اور دیگر زہریلے سانپوں کے زہر کو آنکھ کے امراض میں درد دور کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس کو آنکھ کے آپریشن میں خون بند کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مرض ٹرکوما اور آنکھ کے پھوڑوں کے لیے اس کو بہت مفید پایا گیا ہے۔ (سائنس)

خوب صورتی کی بندوق خوب صورتی کو دوبالا کرنے اور جلد کو صاف کر کے اس کو تر و تازہ بنانے کے لیے ایک عجیب آلہ ایجاد ہوا ہے جس کو خوب صورتی کی بندوق کہا جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ سے بھاپ، اوزون اور آکسیجن کی ایک پھوار جلد اور بالوں میں سے ہو کر گزاری جاتی ہے جو جلد اور بالوں کو صاف کر کے ان کو ملائم اور خوب صورت بنا دیتی ہے۔ (سائنس)

انتقاد

پانچ ہزار مجربات

تقطیع ۲۲×۱۸/۱۶، ضخامت ۲۳۲ صفحے، قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

پتہ: منتظم صاحب طبّی کارخانہ، لاہور۔

مجربات کا یہ مجموعہ جناب حکیم مولوی عبدالمجید صاحب کی تالیف ہے۔ سہولت کے خیال سے پانچ ہزار مجربات کو پانچ جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ پہلی جلد تبصرے کے لیے ہمیں ملی ہے، جس میں سر کے چھبیس امراض پر آٹھ سو پانچ مجربات درج ہیں۔

اگرچہ مؤلف نے تمہید میں مقصدِ تالیف کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے تاہم وہ ان الفاظ سے کچھ نہ کچھ ظاہر ہوتا ہے:-

"اطبائے سلف نے اگرچہ طب کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے اور اطبائے حال کی طرف سے بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہو رہا۔ لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ باوجود اس ہمہ طبِ یونانی کا وقار اٹھتا چلا جا رہا ہے اور اس کا حجم برابر کم ہو رہا ہے جس کی وجہ ایک اور صرف یہی ایک ہے کہ ہمارے اطبا مقتضیاتِ زمانہ کو ملحوظ نہیں رکھتے اور بدستور وہ مریضوں کو قدح پر قدح پلائے جاتے ہیں اور بڑے بڑے طویل اور عریض نسخوں سے ان کا قافیہ تنگ کر رہے ہیں۔ حال آں کہ وہ جانتے ہیں کہ زمانہ اختصار پسند ہوتا جا رہا ہے ...."

کتاب کے مطالعے سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مؤلف کے نزدیک زمانے کے اختصار پسند ہونے کا مقصد یہ ہے کہ مجوزہ نسخوں میں دوائیں زیادہ نہوں خواہ ان کو بنانے اور استعمال کرنے کی ترکیب وہی ہو، جو مجوزہ نسخوں میں زیادہ دوائیں ہونے کی صورت میں ہوتی ہے۔

جہاں تک اس مقصد کا تعلق ہے کتاب اپنی جگہ ایک حد تک کامیاب ہے کیوں کہ تقریباً سب ہی نسخے اس قسم کے ہیں کہ انہیں جوش دینا، پیسنا یا چھاننا پڑتا ہے۔ زمانے کے اختصار پسند ہونے کا جو مفہوم مؤلف کے ذہن میں ہے، ہمیں اس سے بحث نہیں۔ لیکن اس سلسلے میں ہمارا خیال یہ ہے کہ لوگ دواؤں کو جوش دینے، چھاننے یا پیسنے سے گھبراتے ہیں۔ وہ ایسی دوائیں استعمال کرنا پسند کرتے ہیں جن پر انہیں وقت نہ صرف کرنا پڑے، خواہ ایسی دوائیں ایک دو اجزا سے بنی ہوئی ہوں یا سینکڑوں سے۔ بہرحال اگر مؤلف کے پیشِ نظر یہ مقصد ہوتا تو وہ یقیناً کتاب کو بہت زیادہ مفید بنا سکتے تھے۔

کتاب کی لکھائی چھپائی درمیانی درجے کی ہے۔ سرورق رنگین ہے۔

دستور الاصلاح

سائز ۲۰×۲۶/۱۶، ضخامت ۱۴۴ صفحے، قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

پتہ: مکتبہ قصر الادب، دفتر "شاعر" آگرہ۔

یہ کتاب ہندوستان کے مشہور نغز گو استاذ الشعرا مولانا سیماب اکبرآبادی کی تصنیف ہے جو اپنی افادی حیثیت سے زبان و ادب کا گرانمایہ سرمایہ اور آنے والے شعرا کے لیے شمع راہ ہے۔ شعر و شاعری اور شغلِ سخن ہر زمانے کی ترقی یافتہ قوم میں جاری و ساری رہا ہے اور آج بھی ہندوستان میں یہ موضوع زندگی کا جزو بنا ہوا ہے۔ لیکن بسا اوقات قومی تنزّل اور ذہنی انحطاط کے باعث شاعری محض "جسم بلا روح" بن کر رہ جاتی ہے۔ اور قوم کے لیے مفید ثابت ہونے کے بجائے اس کی ذہنی قوتوں کے لیے زہر ہلاہل کا کام کرنے لگتی ہے۔ اور ایسے دور میں ہر بوالہوس حسن پرستی کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔

مذکورہ بالا کتاب موجودہ زمانے میں شاعروں کی "بہتات" اور پھر ان کی افادی حیثیت کی قلت سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے۔ اس میں مستقل مضمونوں میں قابل قدر امور ذکر کیے گئے ہیں۔ بالخصوص "اصلاح دینے" اور "اصلاح لینے" کے عنوان سے محترم مصنف نے جو پتے کی باتیں سپردِ قلم فرمائی ہیں وہ قطعی طور پر افادی حیثیت سے کتاب کی جان ہیں۔

بہرحال یہ کتاب اُن مبتدیوں اور متوسط شعرا کے لیے مفید تر ہے جنہیں بارگاہِ قدس سے "تخیل" اور "محاکات" کا عطیہ حاصل ہے۔ اس کتاب

کے مطالعے سے یقیناً یہ لوگ " اُستادگردی " کے پھندوں سے نجات پاکر شعر و سخن کی منزل میں نمایاں درجہ حاصل کر سکیں گے۔

ایک بات جو ہمیں فاضل مصنف سے عرض کرنی ضروری ہے، کہ کتاب اپنی جامعیت کے لحاظ سے ایک [illegible] ہے۔ اس میں علم و شرح نقد و فنِ شعر کے کچھ اصول ضرور بیان کر دیے جاتے، تاکہ پیشِ نظر مقصد کی تکمیل ہو جاتی۔ کیا اچھا ہو تا کہ اس کتاب کی ترتیب کے وقت نقد الشعر لابن قدامہ اور اس قسم کی دوسری کتابوں کو پیشِ نظر رکھا جاتا تاکہ یہ کتاب بجائے خود ایک جامع مقالہ شمار کی جا سکتی۔ ہمیں امید ہے کہ فاضل مصنف آئندہ ایڈیشن میں اس واقعی کمی کے ازالے کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ (س ۔ ح)

یادِ اقبال

سائز ۲۲×۱۷/۸، ضخامت ۱۲۰ صفحے، قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

پتہ: دفتر اقبال اکیڈیمی، ظفر منزل، تاج پورہ، لاہور۔

حضرت علامہ اقبال کی وفات پر ہندوستان کے اکثر شعراء نے نظموں اور قطعوں کے ذریعے سے اظہارِ غم کیا تھا۔ ان میں سے اکثر نظمیں اخبارات اور رسالوں میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض چھوٹے چھوٹے رسالے بھی اس قسم کے شائع ہوئے جن میں علامہ رح کی وفات پر سیاسیین کے خیالات و احساسات اور مختلف شاعروں کے جذبات جمع کیے گئے تھے۔ لیکن "یادِ اقبال" کے نام سے جو مجموعہ اقبال اکیڈیمی نے شائع کیا ہے وہ اپنی اس حیثیت سے ممتاز ہے کہ اس میں صرف منتخب نظمیں ہیں اور مرتب صاحب نے انہیں قابلیت سے مرتب کیا ہے اور ظاہری اعتبار سے مجموعے کو شان دار صورت میں پیش کیا ہے۔ شروع میں جناب محمد حسنین صاحب بی۔ اے نے "مختصر حیاتِ اقبال" کے عنوان سے علامۂ مرحوم کے سوانح لکھے ہیں۔ اور پھر نظموں کا سلسلہ جناب غلام سرور صاحب نگار مرتب مجموعہ کی نظم "ذوق و شوق" سے شروع ہوتا ہے۔ شعراء میں کسی مذہب اور کسی صنف کی قید نہیں۔ بعض ہندو اصحاب اور بعض خواتین کی نظمیں بھی اس مجموعے میں شامل ہیں۔ بہرحال "یادِ اقبال" ایک مفید مجموعہ ہے جسے اقبال کے قدردانوں کے پاس رہنا چاہیے۔

ہماری صحافت

سائز ۲۲×۲۹/۱۶، ضخامت ۴۰ صفحے، قیمت چار آنے۔

پتہ: مینیجر صاحب کتاب گھر، ٹلا ٹولہ، جون پور۔ (یو۔ پی)

اس مختصر سے رسالے میں جناب کامل صاحب بی۔ اے، جون پوری نے صحافت کے متعلق معلومات اور کارآمد باتیں جمع کی ہیں۔ شروع کے تیرہ صفحوں میں بعض متمدن ممالک کی صحافت کا حال بیان کیا ہے۔ اس کے بعد کچھ تو نوآموز ایڈیٹروں کے لیے ہدایات ہیں اور کچھ اصلاحِ صحافت پر اظہارِ خیال۔ بہتر ہوتا کہ جناب مؤلف اس رسالے کو لکھنے میں کوئی ایک خاص مقصد مقرر فرما لیتے۔ موجودہ صورت میں یہ رسالہ کارآمد باتوں کا مجموعہ تو بے شک ہے لیکن کسی خاص مقصد کا حامل نہیں ہے۔ بہرحال صحافت کے مبتدیوں کے لیے اس رسالے کا مطالعہ افادہ سے ہرگز خالی نہیں ہے۔ شائقین اوپر کے پتے سے پانچ آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگا سکتے ہیں۔

تحفۂ عید الاضحیٰ

سائز ۲۰×۳۰/۱۶، ضخامت ۸۰ صفحے، قیمت پانچ پیسے۔ (برائے محصول ڈاک)

پتہ: دار الہدایت، جامع مسجد شکوہ آباد، ضلع مین پوری۔ (یو۔ پی)

جناب الحاج مولوی شاہ قمر الہدیٰ صاحب فردوسی نے یہ رسالہ تالیف فرمایا ہے، جس میں انہوں نے پہلے تو مسلمانوں اور دوسری قوموں کے تیوہاروں کا موازنہ کیا ہے، اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ لکھ کر فضائل ذی الحجہ، حج، قربانی اور عید الاضحیٰ وغیرہ کی غرض و غایت قرآن، حدیث اور ... کی روشنی میں بتائی ہے۔ اسی کے ساتھ عید قرباں کے ضروری مسائل بھی بیان کیے ہیں۔ رسالہ مفید اور کارآمد معلومات اپنے اندر رکھتا ہے۔ کتابت اور طباعت اچھی ہے۔ شائقین یہ رسالہ پانچ پیسے کے ٹکٹ بھیج کر منگا سکتے ہیں۔

جرمنی کی جاسوسہ

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۲۵ صفحے۔ قیمت چار آنے۔

پتہ: انجمن بک ڈپو، منروا پریس، قطب روڈ، دہلی۔

یہ چھوٹی سی دلچسپ کتاب جناب سید نجم الحسن صاحب وحشی آروی نے مرتب کی ہے جس میں نازی جاسوسوں کی اُن خفیہ کارروائیوں کی تفصیلات ہیں جو وہ امریکہ میں کر رہے تھے۔ یہ تفصیلات حال ہی میں امریکہ کے ایک رسالے میں امریکہ کے محکمۂ سراغ رسانی کے ایک افسر ... کے قلم سے شائع ہوئی تھیں اور انگریزی جاننے والوں نے انہیں بڑی دلچسپی سے پڑھا تھا۔ جناب وحشی نے یہ تفصیلات اس رسالے سے ترجمہ کر کے شائع کی ہیں

ہمیں اُمید ہے کہ یہ رسالہ اُردو داں طبقہ میں دل چسپی سے پڑھا جائے گا۔ پانچ آنے کے ٹکٹ بھیج کر اوپر کے پتے سے منگایا جا سکتا ہے۔

پیغامِ حق سائز ۲۰×۲۶/۸ ، ضخامت ۴۰ صفحے ، قیمت سالانہ دو رُپے بارہ آنے۔

پتہ :- مینیجر صاحب پیغامِ حق ، مظفر منزل ، تاج پورہ لاہور۔

پیغامِ حق ایک ماہانہ رسالہ ہے جو جناب سید محمد شاہ ایم اے اور غلام سرور صاحب فگار کی ادارت میں کچھ مدت سے شائع ہو رہا ہے۔ اصلاحی اخلاقی علمی اور دینی مضامین کی اشاعت اس کا شعار ہے اور خاص مقصد یہ ہے کہ ترجمانِ حقیقت علامہ اقبال رح کے افکار و عقائد کی تبلیغ و اشاعت مسلمانوں اور اُردو جاننے والوں میں کی جائے۔ چنانچہ اس کے چند نمبر جو ہماری نظر سے گزرے ، اسی مقصد کے خصوصیت سے علمبردار ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے علمی اور دینی مضامین کی اشاعت بھی اسی نقطۂ نظر سے کی جاتی ہے جو حضرت علامہؒ کا تھا۔ یعنی مسلمانوں میں صحیح مذہبی رنگ پیدا کیا جائے۔ اور ان کے جمود و خمود کو دور کر کے ان کی ملی اور قومی بنیادوں کو استوار کیا جائے۔ ہمیں پیغامِ حق کے مطالعے سے واقعی مسرت ہوئی ہے۔ اس کے لائق و قابل مدیران تن دہی سے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ خوش قسمتی سے ان کو بعض فاضل اصحاب کی ہمدردیاں بھی حاصل ہو گئی ہیں۔ اس لیے اُمید ہے کہ وہ زیادہ وسعت کے ساتھ اپنے مقاصد کو حاصل کر سکیں گے۔ ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ اُن موانع پر غالب آتے رہے جو اُردو کے کسی رسالے کی اشاعت میں عموماً پیش آیا کرتے ہیں ، تو ان پر پیامِ اقبال کی اشاعت کی نئی نئی راہیں کھلتی جائیں گی۔ اور یہ ایک ایسا کام ہوگا جس کی ضرورت مسلمانانِ ہند کو آج سے زیادہ کبھی نہیں تھی۔ رسالے کی کتابت و طباعت عمدہ ہے۔ کاغذ چکنا لگایا جاتا ہے۔ قیمت بھی نہایت مناسب ہے۔ شائقین ساڑھے چار آنے کے ٹکٹ بھیج کر اوپر کے پتے سے نمونہ منگا سکتے ہیں۔

اینگلو عربک گرلز ہائی اسکول میگزین سائز ۲۰×۳۰/۸ ، ضخامت ۳۰ صفحے ، قیمت غالباً دو رُپے سالانہ۔

پتہ :- اینگلو عربک گرلز اسکول ، کوچہ دکھنی رائے ، دریا گنج ، دہلی۔

اینگلو عربک گرلز اسکول کے اسٹاف نے یہ ماہانہ رسالہ حال ہی میں جاری کیا ہے۔ اس وقت اس کا پہلا نمبر ہمارے سامنے ہے۔ اس نمبر میں ایک تعارف کے علاوہ تمام مضامین یا تو اسکول کی معلمات کے ہیں یا طالبات کے۔ میگزین کی تسوید اور ترتیب و اہتمام کی تمام ذمہ داریاں خواتین سے متعلق ہیں اور انہوں نے کوشش کی ہے کہ رسالے کو خواتین کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بنائیں۔ اس کوشش میں وہ بہت کام یاب ہوئی ہیں۔ لیکن ابھی اصلاح و ترقی کی بڑی گنجائش ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ مس محمودہ انصاری بی۔ اے اور مسز صابرہ شبیہہ الحسن جیسی صحیح الخیال اور سرگرم خواتین کی کوششوں سے نہ صرف یہ میگزین ترقی کرے گا بلکہ ان کا ادارہ بھی خواتین کی صحیح خدمت انجام دے گا۔

عرفان سائز ۲۰×۳۰/۸ ، ضخامت ۴۰ صفحے ، قیمت سالانہ دو رُپے۔

پتہ :- مینیجر صاحب رسالہ عرفان ، ہمدانی منزل ، محلہ مشائخاں ، اندر کوٹ ، میرٹھ سٹی۔

یہ روحانی ، اخلاقی ، مذہبی اور ادبی ماہانہ رسالہ جناب عقیل ہمدانی صاحب میرٹھی کی ادارت میں ایک سال سے نکل رہا ہے۔ اس میں سب ہی قسم کے مضامین ہوتے ہیں اور ہر مذاق کی تواضع کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ مضامین کا زیادہ حصہ ادبی ہے۔ افسانوں اور دیگر مضامین کے علاوہ نظموں کا ایک اچھا خاصا انتخاب بھی ہر مہینے اس رسالے میں شائع کیا جاتا ہے۔ نام کی مناسبت سے صوفیانہ اور مذہبی مضامین کو بھی جگہ دی جاتی ہے۔ دسمبر کے رسالے میں جناب مُدیر نے "ملاحظات" کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے وہ نہ تو کوئی ادبی خوبی اپنے اندر رکھتا ہے اور نہ وہ اس مقصد کو پورا کرتا ہے جس کے لیے غالباً وہ لکھا گیا ہے۔ اصلاحِ حال کے لیے اس قسم کا اندازِ تحریر شاید کسی کو بھی پسند نہ آئے۔ بہرحال جنابِ مدیر اس رسالے کو دل چسپ بنانے کی اپنی سی پوری کوشش کرتے ہیں۔ اور اس میں وہ بڑی حد تک کام یاب ہیں۔ نمونہ ہمدردِ صحت کے حوالے سے مفت منگایا جا سکتا ہے۔

انوارِ عالم جنتری سال ۱۹۴۲ء سائز ۲۲×۲۹/۸ ، ضخامت ۹۶ صفحے ، قیمت تین آنے ، مع محصول ڈاک چار آنے۔

پتہ :- حاجی محمد سعید صاحب ، تاجر کتب ، خلاصی ٹولہ نمبر ۵۰ ، کلکتہ

جناب حاجی محمد سعید صاحب کے حسب فرمائش یہ جنتری حاجی محمد رفیع کے اہتمام میں کلکتے سے شائع ہوتی ہے۔ انوارِ عالم جنتری کا شمار بھی ملک کی خوش نما اور کارآمد جنتریوں میں ہے۔ اس میں ان ضروری معلومات کے علاوہ جو جنتری سے تعلق رکھتی ہیں ، مرتب نے بہت سے مفید اور کارآمد مضامین جمع کیے
(باقی ص ۹۱ پر)



مُراسِلات

آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبّی کانفرنس کا سترھواں سالانہ اجلاس!

ہندوستان کے دارالخلافہ، مدینۃ الطب، اور مسیح الملک مرحوم کے وطن، دہلی میں

ہندوستان کے اطبا اور وید صاحبان کی مشترکہ سیاسی جماعت اور یادگار مسیح الملکؒ کی موجودہ حالت کے متعلق ملک میں ایک عرصے سے بے چینی پھیلی جا رہی ہے۔ یہ حالت کیوں ہے، اس کا اصل علاج اور حقیقی سدھار کس طرح ہو سکتا ہے؟ اس کے متعلق ان صفحوں میں تقریباً ڈیڑھ سال سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟ یہ بھی کوئی سربستہ راز نہیں ہے۔ لیکن اب وقت اس حد سے بہت آگے بڑھ گیا ہے کہ ان چیزوں پر طبع آزمائی اور خامہ فرسائی کی جائے۔ اس لیے کہ مرض مشخص ہے اور علاج بھی معلوم ہے۔ اب تو صرف عمل کی ضرورت ہے۔ اپیلوں، گزارشوں اور معروضات کا وقت ختم ہو گیا اب اٹھ کھڑا ہونے کی آخری ساعت ہے اور صرف کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تجاویز پر غور کرنے کا بھی یہ وقت نہیں ہے کہ تجاویز اب اسی اجتماع میں رکھی جائیں گی کہ جب ہندوستان بھر کے حاملینِ طب سر جوڑ کر بیٹھیں گے۔ انفرادی مکالمات و مقالات کی "شدِ پریشان خوابِ من از کثرتِ تعبیرہا" کے مصداق کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں۔ اس وقت اطبا کی سیاسی تنظیم کی اس قدر ضرورت ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔

ان تمام حالات کو اپنے فنی بھائیوں کے سامنے پیش کر کے ان کی چارہ سازی کی تدبیریں دریافت کرنے کے لیے میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ مارچ ۱۹۴۱ء میں آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کا سترھواں (۱۷واں) سالانہ جلسہ منعقد کیا جائے۔

یہ اجلاس دہلی کی اس مقدس سرزمین پر منعقد ہوگا جو صدیوں سے نہ صرف شہنشاہیت کی دارالخلافہ بلکہ طب کی بھی دارالخلافہ ہے اور جس سے مسیح الملکؒ کے ایک زندہ جاوید نفسِ قدسی نے جنم لے کر طبِ قدیم کے جسد میں زندگی کی روح پھونکی۔ اور اس غلام ملک کے ویدوں اور حکیموں کو گہری نیند سے بیدار کر کے میدانِ عمل میں لا کر کھڑا کر دیا۔

میرے دوستو، بزرگو اور بھائیو! مسیح الملک رح نے اپنی زندگی کا آخری لمحہ اور اپنی بیش بہا حیات کا آخری سانس تمہاری اور صرف تمہاری خدمت کے لیے صرف کیا تھا۔ اب اُن کی روحِ مطہر بھی تمہیں دعوتِ عمل دے رہی ہے۔ اپنا حق مانگتی ہے اور تم سے دریافت کرتی ہے کہ کیا تم نے ان کے جسم کے ساتھ اُن کے مشن، ان کی تبلیغ اور ان کے احسانات کو بھی دفن کر دیا ہے؟ بتاؤ ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

آپ کی فنی برادری کا یہ اجتماع مسیح الملکؒ کے جنم بھومی کے اس گوشے میں ہوگا جو عمل کا قلعہ اور طب کا گڑھ ہے اور جس کا نام جامعہ طبیہ دہلی ہے۔ آج جب کہ مسیح الملکؒ کے مشن کی طرف سے سرد مہری موت کے سکوت کا منظر پیش کر رہی ہے، امید کی کرنیں اور عمل کی شعاعیں صرف جامعہ طبیہ سے ہی چمک رہی ہیں۔ ایک مختصر سی بے سرمایہ اور گمنام جماعت نے مسیح الملکؒ کی روح کی آواز پر لبیک کہہ کر اپنے جان و مال، سر و حرمت کی بازی لگا دی ہے۔ اس کی حقیر مساعی کی کامیابی اسی ذاتِ پاک کی توفیق پر منحصر ہے جو سقراط، بقراط، جالینوس، بوعلی سینا اور مسیح الملکؒ کا خالق ہے۔ مسیح الملک رح کے مشن کی نام لیوا صرف یہی ایک مختصر جماعت نہیں ہے، بلکہ وہ ایک عظیم الشان تعداد ہے جن کے جبّے۔ قبّے۔ عصائیں، مسندیں، جلوت گاہیں، خلوت کدے، موٹریں، خدم و حشم، تقربِ سلطانی سب مسیح الملک کی مجاہدانہ سرگرمیوں کی بدولت اور ان کی قیادت و سیادت کی بارگاہِ عالی کی بھیک کے ٹکڑے ہیں۔ مسیح الملک مرحوم کے کیمیا صفت اسم اعظم کی بدولت جو فرزندانِ طب " ثمناً قليلاً "کے خریدار اور مالک ہیں، کیا ان کی ذمہ داری اس نام کی حرمت کی بقا، و ثبات کے لیے کچھ نہیں ہے، جب کہ مسیح الملکؒ اپنے پسماندگان کے لیے بطور ورثہ چھوڑ گئے ہیں؟ کیا مجھے

[illegible] سوا ہے بینا و بینکس کے [illegible] کو

اٹھیے، تشریف لائیے۔ اس چھوٹی سی با عمل جماعت کی پشت پناہی فرمایئے اور میرے حقیر و ناتواں بازوؤں کو مضبوط کیجیے۔ مجھ خادم سے اگر آپ اس کا اہل سمجھتے ہیں، تو کام لیجیے۔ ورنہ کسی دوسرے مردِ میدانِ عمل اور شناورِ بحرِ سیاست طب کو یہ "قلمدانِ وزارت" سپرد فرمایئے تاکہ آپ کے فن کی ترقیوں کی منزل قریب سے قریب تر ہو جائے۔ میں آپ کے انتخاب کے سامنے سرِ نیاز خم کروں گا۔ اور آپ کے منتخب نمائندے کی ہر وہ خدمت بجا لاؤں گا جو میری مالی اور جسمانی استطاعت کے اندر ہو۔ بس اس سے زیادہ اور کیا کہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ میری اس عاجزانہ مگر مخلصانہ التجا کو شرف قبول بخشا جائے گا۔ اور مجھے ابھی سے ضروری تجاویز و مشوروں سے آگاہ فرما کر میری ہمت افزائی فرمائی جائے گی۔ کیا میں یہ یقین کروں کہ میری یہ مضطربانہ آہ دیکا ملک کے ہر گوشے سے میرے لیے تسکین کا پیام لائے گی؟ میری زندگی کے لغت میں لفظِ مایوسی کا وجود نہیں۔ اس لیے پُر اُمید ہوں کہ آپ کے دروازے پر دستک دے رہا ہوں۔ میرے کان جواب سننے کے لیے بے تاب ہیں۔ میں ایک سے زیادہ مرتبہ آپ کو یقین دلا چکا ہوں۔ کہ میں آپ سے کچھ نہیں مانگتا صرف آپ سے ایثار و عمل کی بھیک مانگتا ہوں۔ کیا آپ عطا فرما سکتے ہیں؟ اس نیازمندانہ گزارش کے ذریعے سے آپ کے فنی پارلیمنٹ کے اجلاس کا وقت مقرر کر دیا گیا ہے۔ صحیح تاریخیں بھی مشتہر کر دی جائیں گی۔

آئندہ موسمِ بہار کیا عجب ہے کہ آپ کی کانفرنس کے لیے حقیقی معنوں میں موسمِ بہار ثابت ہو۔ اس کے خزاں رسیدہ مگر تنومند شجرِ حیات میں محبت و عمل کے خوش نما شگوفے پھوٹ نکلیں اور خلوص و اتحاد کی کونپلوں اور حرکت و بیداری کے برگ و بار سے وہ سدا بہار بن جائے۔

یہ طے کیا گیا ہے کہ جامعہ طبیہ کا جلسۂ تقسیمِ اسناد اور جامعہ طبیہ کی انجمن ابنائے قدیم کے جلسے بھی اسی زمانے میں منعقد کیے جائیں تاکہ طب کے دارالخلافہ شہر دہلی اور جامعہ طبیہ کی سرگرمیاں ملک کی فضا میں ایک خوش گوار حرکت پیدا کرنے کا موجب ہوں اور آپ کے جسم و جان کے لیے سکون و سرور بخش ثابت ہوں۔

خاکسار، حکیم محمد الیاس خاں

آنریری سکریٹری آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس، دہلی

دواؤں میں ذاتی مقناطیسیت

ایک دلچسپ خط اور اُس کا جواب

محترم و معظم جناب حکیم صاحب

السلام علیکم۔ میں اپنے تعارف کے لیے بس اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے دواخانے اور رسالے کا پُرانا خریدار ہوں۔ اور گذشتہ سال لاہور سے واپسی میں نبض دکھانے کے لیے دوپہر کے وقت آپ کے پاس حاضر ہوا تھا۔ اس وقت آپ دواؤں کی تیاری اپنے سامنے کرا رہے تھے، اُس وقت واقعی مجھے افسوس ہوا تھا کہ آپ کو بے وقت تکلیف دی لیکن آپ نے خندہ پیشانی سے میرا حال سُنا اور دوا تجویز فرمائی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں اب بالکل تن درست ہوں۔ ہفتے وار تپ اور بخار کا دورہ ایک دفعہ تو بے شک ہلکا سا پڑا، لیکن اس کے بعد آج تک اس سے محفوظ ہوں۔

ہمدرد دواخانے کو دیکھ کر اور آپ سے مل کر میرے دل میں جو خیالات پیدا ہوئے۔ انہیں میں قلم بند کر کے دواخانے کے مینیجر صاحب کو بھیجنا چاہتا تھا لیکن آپ کے ہاں کی دواؤں کے متعلق یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ وہ اتنی مؤثر کیوں ہوتی ہیں۔ یہ فقط میرا ہی تجربہ نہیں بلکہ جن جن مریضوں کو میں آپ کے ہاں کی دوا دیتا ہوں وہ آکر بتلاتے ہیں کہ ان کو فوراً فائدہ ہو گیا۔ لطف یہ کہ وہی دوا اگر کسی دوسری جگہ کی ہو تو وہ اثر نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ حال ہے کہ جب میں ہمدرد کی کوئی دوا کھاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دواؤں کی قوت کے سوا اور کوئی قوت بھی اپنا کام کر رہی ہے۔ دہلی کے ایک سوداگر صاحب جن کے ہاں میں دو دن ٹھیرا تھا، ان سے بھی جب باتوں باتوں میں ذکر آیا تو کہا کہ ہمدرد کے ہاں کے دو تین نسخوں سے جو فائدہ ہو جاتا ہے وہ دوسری جگہ کے دس نسخوں سے نہیں ہوتا۔ میری سمجھ کام نہیں کرتی تھی کہ یہ کیا بات ہے؟ آخر ہمدرد صحت کے روحانی علاج نمبر سے یہ عقدہ کھلا کہ چوں کہ آپ کو طب کے علاوہ دیگر علوم سے بھی دلچسپی ہے۔ اس لیے آپ ہمدرد دواخانے کی دواؤں میں اپنی ذاتی مقناطیسیت داخل کر دیتے ہیں جب کہ [illegible] منتقل

ہو تو ... شعلے ہی تو ہو جو میں قابل مقناطیسیت کیوں نہیں شامل ہو سکتی بہتیرا آپ اس قسم کا حال دوسروں پر کرتے ہیں جب ہی تو آپ ... حیرت انگیز ترقی کی ہے میری سمجھ میں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں آتی۔

کیا آپ اس خط کو ہمدرد صحت میں شائع فرمائیں گے تاکہ اور لوگ بھی اس مسئلے پر اپنے اپنے خیالات ظاہر کریں۔

آپ کا خادم :- ایم۔ اے قدیر سہارن پوری۔ از کلکتہ

جواب

مکرمی قدیر صاحب۔ تسلیم آپ کا عنایت نامہ عجیب بے شمار خوبیوں اور دلچسپیوں کا مجموعہ ہو۔ ملا۔ مجھے سب سے زیادہ خوشی اس اطلاع سے ہوئی کہ آپ بالکل تندرست ہیں۔ اگر آپ نے ہدایات پر عمل جاری رکھا تو یقین ہو کہ دورہ اب کبھی نہیں پڑیگا۔ اب رہا ذاتی مقناطیسیت کا معاملہ تو اس سلسلے میں میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ ہر چیز منتقل ہو سکتی ہو لیکن اپنے متعلق میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ مجھ میں ذاتی مقناطیسیت کی وہ قوی کیفیت موجود نہیں ہے کہ ایک نظر ڈالی اور دواخانہ ہمدرد کی دواؤں کی ہر ہر چیز میں وہ سرایت کر جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ جو دوائیں خاص میری نگرانی میں تیار ہوتی ہیں، ان میں میری ذاتی مقناطیسیت کبھی کبھی جھلک کر منتقل ہو جاتی ہو۔ بہرحال ارادتاً تو ایسا نہیں کیا جاتا لیکن اگر بے خبری میں میری ذاتی مقناطیسیت مجھے داغ مفارقت دے جاتی ہو تو میرے لیے سوائے صابر و شاکر رہنے کے کیا چارہ ہے؟

عبدالحمید

نوٹ: ہم یہ خط و کتابت ناظرین کی دلچسپی کی خاطر شائع کر رہے ہیں۔ اگر اس سلسلے میں ناظرین ہمدرد صحت یا دواخانہ ہمدرد کے خریدار اپنی رائیں اور تجربات ہمیں لکھ کر بھیجیں گے تو وہ بھی ہم شائع کر دیں گے۔ منیجر

(بقیہ صفحہ ...) ہیں۔ مضامین میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ وہ سب طبقوں کی عام ضرورتوں کو پورا کر سکیں۔ کتابت اور طباعت کے اعتبار سے بھی جنتری قابل تعریف ہے۔ ٹائٹیل شاندار ہے۔ بلاک کی تصویریں بھی اس میں شامل ہیں۔ غرض یہ جنتری رکھنے کے قابل ہے۔ شائقین اوپر کے پتے سے چار آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگا سکتے ہیں۔



رودادِ مجلسِ تشخیص و تجویز
ہمدرد دواخانہ، دہلی

سوزاک مزمن

حالات مریض نمبر ۳۸۹۵۱/۶۴۷۱

"تقریباً سوا سال سے سوزاک ہوگیا ہے۔ پیشاب میں سخت جلن رہتی ہے اور پاجامے پر دھبے آجاتے ہیں۔ پیشاب کا خوردبینی امتحان کرایا تو پیپ ملی۔ میں تمام علاجوں سے ناکام رہ کر آپ سے اپنا علاج کرانا چاہتا ہوں۔ پیشاب کے بعد کچھ چکنی سی سفیدی بھی آتی ہے۔ تکان جلد ہوجاتی ہے۔"

علاج:- (صبح) قرص سوزاک ۴ عدد دودھ کے ساتھ کھائیں۔

(شب) قرص ملیّن ۲ عدد دوسرے تیسرے دن پانی سے کھالیا کریں۔

(مقامی) حب پچکاری سوزاک ۱ عدد چھاچھ میں گھول کر پچکاری کریں۔

حالات مابعد استعمالِ ادویہ:

"۲۰ دن آپ کی دوائیں استعمال کیں۔ ان دواؤں سے بہت فائدہ ہے۔ مرض تقریباً چلا گیا ہے۔ کیوں کہ دھبے اب نہیں آتے۔ آپ ان دواؤں کا اگر مناسب سمجھیں تو ایک کورس اور بھیج دیں۔"

ضعفِ باہ جریانی!

حالات مریض نمبر ۲۹۴۳۴/۴۱۶۰

"میں اپنی حالت کیا تحریر میں لاؤں، عرصے سے پیشاب کے پہلے چاول کی پیچ کی طرح کی سفیدی خارج ہوتی ہے۔ پیشاب گرم گرم آتا ہے۔ اعضائے تناسل کی کمزوری نے بالکل بے کار بنا رکھا ہے۔ کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی۔ اب داہنی پنجے کی گانٹھ میں درد شروع ہوگیا ہے۔ کمر سے ہوکر مل نہیں سکتا۔ خدا کے لیے کوئی اچھی سی دوا تجویز کر کے جلد روانہ کردیں۔"

علاج:- (صبح) قرص کشتہ قلعی ۲ عدد لبوب کبیر ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔

(سہ پہر) معجون مقوّی ۱۰ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

(شب) معجون اوجاع ۶ ماشے پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

حالات مابعد استعمالِ ادویہ:-

"آپ کی دواؤں نے بے حد فائدہ پہنچایا۔ پیشاب کے پہلے جو سفیدی آتی تھی اب بالکل نہیں آتی۔ پنجے کے درد کو بہت فائدہ ہوا ہے کیا آپ عضو پر لگانے کے لیے کوئی طلا دیں گے؟"

ضعفِ دماغ

حالاتِ مریض نمبر ۳۵۳۵۰/۵۹۱۹

تجھے دماغ کی کمزوری کی شکایت ہے۔ ذرا سی سردی کی وجہ سے نزلہ ہو جاتا ہے۔ کچھ دیر پڑھنے سے درد سر ہو جاتا ہے۔ ویسے طبیعت اللہ کے فضل سے ٹھیک ہے۔ براہِ نوازش کوئی عمدہ خمیرہ یا دوسری دوا دیں۔ وی۔ پی کے ذریعے روانہ کر دیں۔"

علاج :- (صبح) خمیرہ بنفشہ جواہر والا ۶ ماشے پانی کے ساتھ کھائیں۔

(شب) اطریفل اسطوخودوس ۹ ماشے پانی کے ساتھ کھائیں۔

حالات مابعد استعمال ادویہ :-

"دوا کو استعمال کرنے سے خدا کے فضل سے بہت سا آرام ہے۔ بظاہر کسی دوا کی اب ضرورت نہیں معلوم دیتی لیکن اگر آپ مزید عرصے کے لیے دوائیں دینا چاہیں تو ضرور روانہ کر دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اب میں دماغ کو ایسا مضبوط کر لوں کہ آئندہ شکایت ہی نہ ہو۔"

خرابیٔ نظر

حالات مریض نمبر ۳۶۶۶۴ / ۹۲۲۹

"میرے بڑے بھائی کی عمر پچپن سال ہے۔ دو سال سے آنکھوں کے مرض میں مبتلا ہیں۔ بائیں آنکھ میں دو سال ہوئے دھندلاپن شروع ہوا اور ڈھیلے میں خفیف درد رہنے لگا۔ اب اس آنکھ سے تو بالکل ہی نظر نہیں آتا، لیکن دائیں آنکھ میں بھی شکایت شروع ہو گئی ہے۔ ڈاکٹروں نے دیکھ کر بتایا کہ موتیا بند ہے۔ ازراہِ کرم کوئی مفید دوا جلد روانہ کر دیجیے۔"

علاج :- (صبح) خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے تازہ پانی کے ساتھ کھلائیں۔

(شب) اطریفل اسطوخودوس ۹ ماشے تازہ پانی کے ساتھ استعمال کرائیں۔

(مقامی) کحل چکنی دوا ذرا سی پانی میں گھس کر دن میں ایک مرتبہ اور رات کو سوتے وقت لگائیں۔

حالات مابعد استعمال ادویہ :-

"خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس قادر و توانا نے میرے بھائی صاحب کو اپنے حبیب پاک کے صدقے میں و بزرگانِ عظام کے طفیل اور آپ کی دواؤں کی بدولت حد سے زیادہ فائدہ پہنچایا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ ان کو صرف کوئی مقوی دماغ دوا عرصے تک استعمال کراتا رہوں۔"

خرابیٔ حیض

حالات مریضہ نمبر ۳۰۲۵۴ / ۴۲۵۰

"عمر ۲۰ برس ہے۔ بدن پتلا اور رنگ گندمی ہے۔ شادی ہو چکی ہے لیکن بچہ ابھی تک نہیں ہوا، اور نہ حمل ٹھیرا ہے۔ حیض کی خرابی ہے ۲۰-۱۰ دن کی دیر سویر ہو جاتی ہے۔ اور پھر خلاصہ نہیں ہوتا۔ رنگ کبھی سرخ اور کبھی سیاہ ہوتا ہے۔ دو تین مہینے سے حیض کے دنوں میں سخت درد ہوتا ہے مسّے بھی ہو جاتی ہے۔ کلیجے میں جلن رہتی ہے۔"

علاج :- (صبح) مستورین ایک تولہ دودھ میں گھول کر پلائیں۔

(بعد غذا) جوارش جالینوس ۹-۹ ماشے کھانے کے بعد دونوں وقت دیں۔

(شب) معجون مقوی رحم ۶ ماشے دودھ کے ساتھ سوتے وقت کھلائیں۔

حالات مابعد استعمال ادویہ :-

"۳۰۲۵۴ نمبر کا پارسل منگا کر دوائیں استعمال کرائی تھیں جس سے اتنا فائدہ ہوا کہ حیض کی تمام تکلیفیں جاتی رہیں۔ الحمدللہ اب کوئی شکایت نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مستورین کی دو شیشیاں اور پلاؤں۔ ازراہِ کرم حسب ذیل پتے پر بھیج دیجیے۔"

تجربات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

معجون کبیر جدید خصیۃ الثعلب، تخم خشخاش سفید، کنجد مقشر، مغز سر گنجشک نر، مغز حب الزلم، مغز تخم خربزہ، مغز چلغوزہ، تخم اٹنگن، مغز تخم خرفہ، مغز حب الخضرا، مغز نارجیل، مغز حب قلقل، مغز پستہ، مغز فندق، مغز بادام شیریں ہر ایک ڈھائی تولے۔ دال ماش سفید ۳ تولے۔ تخم گندنا، تخم پیاز، تخم سپستاں، تخم شلغم، تخم گزر، بوزیدان، اقاقیا، مدبر سوہن کردہ، ریگ ماہی، مغاث بغدادی، میدہ لکڑی، تودری سفید، موصلی سفید، تخم ہیون، بہمن سرخ، بہمن سفید ہر ایک ڈیڑھ تولے۔ خولنجان، قرنفل، عاقرقرحا، شقاقل مصری، خرفہ، کباب چینی، ہر ایک سوا تولے۔ کشن غرا، مایہ شتر اعرابی، برادہ قضیب گاؤ، خار خسک، برادہ شیر گاؤ۔ آشنہ ہر ایک ایک تولہ۔ لیسی بھتین ایک اونس، دار فلفل، مصطگی رومی، زنجبیل، زعفران، سنبل الطیب، اندر جو شیریں، نار مشک، تخم بالنگو، شک، بسباسہ ہر ایک نو ماشے۔ درونج عقربی، موصلی سنبھل ہر ایک دو تولے۔ شہد خالص دواؤں سے سہ چند۔ مشک خالص سوا تین ماشے، مروارید محلول ۳ ماشے، ورق نقرہ دو گڈی، ورق طلا ۵۰ عدد۔ کشتہ مرجان، کشتہ عقیق ہر ایک ایک تولہ معجون بنائیں۔

فوائد:۔ باہ کو قوت دینے اور مادہ منویہ پیدا کرنے میں بے مثل ہے۔ دل، دماغ اور اعصاب کو طاقت پہنچاتا ہے۔ گردوں کی کمزوری دور کرتا ہے۔ بدن کو فربہ کرتا ہے۔

جناب حکیم سید محمد اسد علی صاحب، آنریری مجسٹریٹ، جودھپور

حب مقوی باہ ورق طلا ایک ماشہ، کشتہ فولاد ایک ماشہ، کشتہ زمرد ایک ماشہ، ست سلاجیت خالص ۳ ماشے، مومیائی اصلی ۶ ماشے، جند بیدستر ۶ ماشے، زنجبیل ۶ ماشے، بزرنہاد ۶ ماشے، درونج عقربی ۶ ماشے، مصطگی ۶ ماشے، بہمن سفید ۶ ماشے، زعفران ۳ ماشے، افیون ۲ ماشے۔

ترکیب تیاری:۔ سب دواؤں کو کھرل میں ڈال کر عرق گلاب اور شہد اصلی میں دو دن تک کھرل کریں۔ جب گولیاں بننے کے قابل ہو جائے تو دانہ ماش برابر گولیاں بنالیں اور ضرورت کے وقت ایک گولی استعمال کریں۔

فوائد:۔ سرعت انزال، جریان مزمن، کمی باہ کے لیے مفید ہیں۔ بے حد ممسک ہیں۔ اگر اس کے ساتھ دودھ گھی کا باقاعدہ استعمال رکھا جائے تو طاقت و قوت رفتہ از سر نو عود کر آتی ہے۔

سفوف شکم اکسیر انیسون، زیرہ کرمانی، دانہ ہیل خرد، اجوائن دیسی، کرفس، عاقرقرحا، سہاگہ بریاں، چیتا، سونٹھ، پیپل، مرچ سیاہ، بادیان، باؤ بڑنگ، ہینگ بریاں، نمک سیاہ۔ سب دوائیں ہم وزن لے کر سفوف تیار کریں۔

فوائد:۔ شکم کے ہر مرض میں اکسیر ہے۔

جناب حکیم کبیر احمد صاحب، مہنگانوی

حب سرفۃ الاطفال رب السوس، صمغ عربی، کاکڑا سینگی، ایرسا، فلفل سیاہ، الیکٹریکٹ بیلاڈونا۔ دواؤں کو ہم وزن لے کر خوب باریک کر لیا جائے اور دانہ موٹھ برابر گولیاں بنالیں۔ چھوٹے بچے کو ایک اور بڑوں کو دو گولیاں پانی یا دودھ میں گھس کر پلائیں۔

فوائد:۔ بچوں کی کالی کھانسی کے لیے بہت مفید ہیں۔

حب سعال مزمن گل آکھ، برگ تنبول بنگلہ سوختہ، زراوند مدحرج، کاکڑا سینگی، عناب ولایتی سوختہ، فلفل سیاہ، برگ گاؤزباں سوختہ،

آبریشم خام سوختہ، خاکستر سوختہ، رب السوس ولایتی، شکرتیغال، اصل السوس مقشر، ایرسا، تج قلمی، بہیدانہ مغز، [illegible] ... ہر ایک [illegible]
لعابِ صمغِ عربی کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنائیں۔

فوائد: بلغمی کھانسی اور دمہ کے لیے بہت مفید ہیں۔

جناب حکیم ڈاکٹر محمد عبد الشکور صاحب۔ مٹیابرج کلکتہ

حبِ صرع پٹاسیم برومائیڈ، جند بیدستر، زعفران کشمیری، فاریقون مغربل ہر ایک نو ماشے۔ ان دواؤں کو کھرل میں ڈال کر خوب باریک پیس کر اور لعابِ صمغ عربی کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنائیں۔ دو گولیاں صبح اور دو گولیاں شام کو سونف کے عرق کے ساتھ کھلائیں۔

فوائد: یہ گولیاں صرع (مرگی) کے لیے بے حد مفید ہیں۔

حبِ حیض مرکی، انگوزہ خالص، صبر زرد، فیری سلف ہر ایک ایک تولہ۔ دواؤں کو خوب باریک کرکے پانی کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنائیں۔ صبح، دوپہر، شام کو ایک ایک گولی شربت بزوری ۲ تولے اور عرق مکو ۷ تولے کے ساتھ کھلائیں۔

فوائد: یہ گولیاں بندش حیض کے لیے بہت مفید ہیں۔

جناب حکیم مولوی محمد یار خاں صاحب

اکسیرِ اوجاع پوست درخت مدار خشک ۴ ماشے، افیون ۴ ماشے، کشتہ پارہ سنگا ۴ ماشے، کشتہ سنکھ دو ماشے، شورہ قلمی ۲ تولے۔ باریک پیس کر بنالیں۔ **مقدارِ خوراک و ترکیب استعمال:** ۱-۲ رتی گرم دودھ، پانی یا کسی عرق کے ساتھ دن میں تین تین گھنٹے بعد چار مرتبہ دیں۔ اگر گھبراہٹ زیادہ ہو تو دودھ پلائیں۔

فوائد: دردِ ذات الجنب، ذات الریہ، ذات الصدر اور ذات العرض کے لیے اکسیر ہے۔ اسی طرح دردِ شکم، دردِ سر وغیرہ حالات میں بھی مفید ثابت ہوا ہے۔

جناب حکیم امید خاں صاحب، جامعی

حبِ عنبر مشکی مومیائی اصلی، مروارید ناسفتہ، طباشیر، لونگ، جاوتری، جائفل، مصطگی رومی، بہمن سرخ و سفید، دارچینی، شقاقل مصری، سونٹھ، زرنباد، عقرقرحا، اگر، عود صلیب، ثعلب مصری، جدوار خطائی، ورق نقرہ ہر ایک ۳ رتی، مشک خالص، عنبر اشہب ہر ایک چار رتی۔

ترکیب تیاری: پہلے روغن پستہ میں مومیائی حل کریں۔ اور مشک، عنبر، موتی، ورق نقرہ علیحدہ عرق کیوڑہ میں حل کریں۔ اور باقی ادویہ کوٹ چھان لیں۔ پھر سب کو شامل کرکے روغن پستہ کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنائیں اور ورق طلا چڑھائیں۔ ایک گولی سوتے وقت گرم دودھ سے چالیس دن تک کھائیں۔ **فوائد:** باہ کی کمزوری دور کرنے کے لیے بہترین ہیں۔ جماع کے بعد اگر ایک گولی کھالی جائے تو کمزوری پیدا نہیں ہوتی۔

حبِ سرطان عنبری شکرتیغال، صمغ عربی، مغز خیارین، گل نیلوفر، تخم خطمی سفید، کتیرا، مغز تخم کدو شیریں، تخم کاہو، مغز بہدانہ، نشاستہ، طباشیر، صندل سفید، تخم خرفہ، ابریشم خام، رب السوس، عنبر اشہب ہر ایک ایک ماشہ، کافور نصف ماشہ، افیون ایک ماشہ، زعفران خالص ایک ماشہ۔ لعاب بہدانہ کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنائیں اور دو گولیاں عرق شیر مرکب کے ساتھ کھائیں۔ **فوائد:** دق و سل کے لیے بہت مفید ہیں۔

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطبوں کے لیے زود اثر اور اصولی نسخے

(گزشتہ سے پیوستہ)

از جناب حکیم حافظ محمد قسیم الدین صاحب "فاضل الطب والجراحت" کھنا توتی

خسرہ

ست السوس ۱ ماشہ
ست نوبان ۲ رتی
شربت خشخاش میں ملا کر چٹائیں۔

نوٹ:۔ یہ مرض نوعی متعدی ہے۔ اس میں شکایت ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔ اس لیے تیز دوا دینا مناسب نہیں ہے۔

چیچک

پوٹاس کلوراس ۱ رتی
شربت معصفی ۱ تولہ

ایک سال کے بچے کے لیے موزوں ہے۔

نوٹ:۔ میعادی بخاروں میں اکثر لوگ سالم مونگ کھلواتے ہیں۔ یہ ایک رواج ہے علاج نہیں ہے کیونکہ سالم مونگ بغیر ہضم ہوئے پاخانے میں خارج ہوتے ہیں۔ بلکہ بہتر صورت یہ ہے کہ خمیرہ مروارید اسغوف ... ہمیرہ استعمال کریں اور یہ چیزیں کسی معتبر دواخانہ سے حاصل کریں۔ چیچک سے حفاظت کے لیے والدین کو بغیر کسی پس و پیش کے ٹیکے کا مشورہ ... چیچک کا ٹیکا نہایت کامیاب ہے۔

کالی کھانسی

نشاستہ ۳ ماشے
صمغ عربی ۳ ماشے
رب السوس ۳ ماشے
خشخاش سفید ۳ ماشے
افیون ۴ رتی

برابر گولیاں بنائیں۔ اس مرض میں مخرج دواؤں کی ضرورت نہیں بلکہ مسکنات کی ہے یہ ... مسکن ہے۔

خناق وبائی (ڈفتھیریا)

دار چکنہ ½ رتی
... ۶ ماشے
پانی ۱۸ اوقیہ (اونس)
بالغ آدمی کے لیے ایک اونس کی مقدار خوراک ہے۔

اس مرض میں منہ، حلق اور ناک کی صفائی بہت ضروری ہے۔ چناں چہ بچوں کے حلق وغیرہ کی صفائی کے لیے شیشے کی معمولی پچکاری کافی ہوتی ہے اور ہوشیار مریض کو دن میں ۴-۳ بار غرارے کرائیں۔ اس مرض میں "ڈفتھیریا اینٹی ٹوکسین سیرم" کا احتقان (انجکشن) تریاق کا حکم رکھتا ہے۔

خناق وبائی

ست پیپتہ ۱ ماشہ
پانی ۳ تولے
پھریری سے حلق میں لگائیں۔

کزاز (ٹے ٹے نس)

پوٹاس برومائڈ ۵ رتی
دانہ الائچی سفید ۱ ماشہ
اجوائن خراسانی ۱ ماشہ

یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی ایسی چار خوراکیں دن میں ہر تین گھنٹے بعد پلائیں۔

اس مرض میں ٹے ٹے نس اینٹی ٹوکسین سیرم (مصل مضاد سمین کزاز) کا احتقان لازم ہے۔

نوٹ:۔ اس مرض میں تنقیہ بلغم کا تخیل اور منضج و مسہل کا اہتمام بے کار ہے۔ کزاز کا واحد سبب کزاز دے سی لس ٹے ٹے نس ہیں جن کا تعدیہ زخم کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ یہ مرض حادثات کی صورتوں میں اکثر ظاہر ہو جایا کرتا ہے۔ لہذا حفظ ماتقدم کے لیے مذکور مصل کا احتقان کرنا چاہیے۔

کزاز

میگ سلف ایک اوقیہ (اونس)
آبِ مقطر ۱۴ اوقیہ

خوراک ۱۰ ماشے۔ اس کا احتقان نخاعی ہر چھ گھنٹے پر کرنا چاہیے۔ بعض موقعوں پر احتقان عضلی کے ذریعہ سے بھی استعمال کر سکتے ہیں اور مفید ثابت ہوتا ہے۔

قطریت شعاعیہ (ایکٹی نومائی کوسس)

ٹنکچر آیوڈین ۳ بوند
پانی ۳ تولے

نوٹ:۔ یہ بھی متعدی مرض ہے کہ جو عموماً چوپایوں کو ہوا کرتا ہے۔ مگر کبھی انسان کو بھی ہو جاتا ہے۔ اس مرض کا تعدیہ فطر آمیز غلے کے کھانے یا بذر فطر کو تنفس میں داخل ہونے سے ہو جاتا ہے۔

طاعون!

ایڈ کاربالک ۲ بوند
شربت نارنج ۱ تولہ
پانی ۳ تولے
ہر چار گھنٹے بعد ایسی ایک خوراک دیں۔

نوٹ:۔ اس مرض کی وبا میں حفظ ماتقدم کے لیے لوگوں کو ٹیکے کا مشورہ نہایت آمادہ دلی کے ساتھ دینا چاہیے اور ان کے دلوں سے خوف اور وہم دور کرنا چاہیے۔

طاعون

مشک ۱ رتی
مرد ھوج ۱ رتی
کافور ۱ رتی
شہد بقدر ضرورت

ایسی ایک خوراک ہر ۲ گھنٹے بعد دیں۔ ضعف قلب کی حالت میں یہ نسخہ نہایت مفید ہے۔ مقوی قلب اور دافع تعفن بھی ہے۔

جذام

روغن چال موگرا ۵ بوند
روغن جگر ماہی ۳۰ بوند
دن میں دو بار بعد غذا دیں۔

جذامی زخم

روغن چال موگرا ۳ ماشے
مرہم سادہ ۳ تولے
زخموں پر مرہم کی طرح لگائیں۔

جذامی داغ

روغن چال موگرا ۵ تولے
روغن نیب ۵ تولے

بخشائی طور پر مالش کریں۔

ہیضہ

سونٹھ	۳ تولے
رائی	۳ 〃
برگ بنفشہ	۳ 〃

سفوف بنا کر اطراف پر مالش کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ خون اطراف کی طرف آتا ہے۔ اس طرح جسم کی ٹھنڈک کم ہوتی ہے اور اختناقِ عظیم کے درجے کا خطرہ ایک حد تک کم ہو جاتا ہے۔ سیالِ تسکین کا استعمال اس درجہ نہایت ضروری ہے۔ کھلانے کے لیے دوائیں اس مرض کی پہلے لکھی جا چکی ہیں۔

نوٹ:۔ بعض لوگ ہیضے کے مریضوں پر پیاس دور کرنے کے لیے گلاب، کیوڑہ، بیدمشک اور عرق پودینہ وغیرہ کی بھرمار کر دیتے ہیں۔ عرقیات خواہ کتنے ہی مفرح یا ہاضم کیوں نہ ہوں، ایک خشک دہن اور تشنہ لب مریض کے لیے باعثِ تسکین نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ کوئی شخص پیاس بجھانے کے لیے رغبت اور فرحت کے ساتھ سادہ پانی کے مقابلے میں دنیا کی کسی شے کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ لہٰذا بہتر طریقہ یہ ہے کہ سادہ پانی اُبال کر ٹھنڈا کر کے حفاظت سے رکھا جائے۔ اور نہایت آزادی کے ساتھ دیا جائے۔ ہیضے کے مریض کو پانی سے روکنا پیغامِ موت دینا ہے۔ اس مرض میں اصولاً دافع تعفن اور مقوی قلب دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہاضم اور کاسرِ ریاح دواؤں کا استعمال کرانا بے کار ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہیضے کے مریض کا مشاہدہ کرتے ہی دماغ میں زہر مہرہ، نارجیل دریائی، جدوار خطائی اور پپیتہ وغیرہ کا خیال بجلی کی طرح آ جاتا ہے اور اس رَو میں بہت سی مشہور اور مفید ترین دوائیں مثلاً عرقِ عجیب یا فکرِ نم نظر انداز کر دی جاتی ہیں۔ حال آں کہ ان کے تریاقی فائدے مسلّم ہیں۔

حمّیٰ تیفودیہ (ٹائی فائڈ فیور)

عرق دارچینی	۴ تولے
عرق تلسی	۴ 〃
شربت نارنج	۲ 〃

دن میں تین بار دیں۔

نوٹ:۔ یہ مرض مختلف ناموں سے مشہور ہے مثلاً حمّیٰ تیفودیہ، ٹائی فائڈ فیور، حمّیٰ معویہ (انٹیرک فیور) میعادی بخار، موتی جھرہ وغیرہ۔

عام طور پر اس مرض کی تشخیص ان چھوٹے چھوٹے دانوں پر کی جاتی ہے جو اکثر گلے اور سینے پر نمودار ہوتے ہیں۔ جیسے ہی یہ چمک دار دانے نظر آتے ہیں فوراً ہی موتی جھرہ کی تشخیص قائم کر لی جاتی ہے۔ اس کے بعد مزید غور و فکر اور لب کشائی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔ حال آں کہ یہ ایک زبردست مغالطہ ہے جس کے نتائج مہلک برآمد ہو سکتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کے دانے علاوہ حمّیٰ تیفودیہ کے دوسرے شدید اور لازم بخاروں میں بھی نمودار ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ذات الریہ، وجع المفاصل حاد، تسمم الدم یا تعفن الدم وغیرہ یا شدید پسینہ لانے والی دواؤں کا استعمال میں۔ اس کے برعکس کا ہے حمّیٰ تیفودیہ میں موتی دانے بالکل نمودار نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس مرض کی تشخیص کے لیے اس علامت کو مخصوص قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ یقینی تشخیص اور بہترین علاج کے لیے اس بخار کے مختلف درجوں کی مخصوص علامتیں اور ان کا اتار چڑھاؤ اور تغیر و تبدل ہمہ وقت ذہن نشین رہنا چاہیے۔ علاج کے سلسلے میں یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اس وقت تک کوئی دوا ایسی معلوم نہیں ہے جو زمانۂ مرض کو کم کر دے یا اس مرض کے سبب اعظمی تیفوی کو ختم کر کے مریض کو شفائے کامل اور عاجل عطا کر دے۔ اس مرض کا کامیاب اور بہترین طریقۂ علاج یہ ہے کہ مریض کی قوّت اور تغذیہ کا بہتر تیمارداری کے اصولوں پر سختی کے ساتھ عمل کرایا جائے۔

اس مرض کے علاج میں یہ غلطیاں نادانی کا پختہ ثبوت ہیں:۔ (۱) تیز پسینہ لانے والی دوائیں دے کر بخار دور کرنا۔ (۲) دست لانے والی دوائیں استعمال کرائی جائیں۔ (۳) مریض کو سیال غذا نہ دینا۔

حمّیٰ تیفودیہ

برگِ تلسی	۶ ماشے
زعفران	۲ 〃
دارچینی	۲ 〃
جائفل	۲ 〃

ادرک کے پانی میں چنے برابر گولیاں بنائیں اور دن میں تین بار دیں۔

حالتِ تیفودیہ (ٹائی فائڈ اسٹیٹس)

مردار سنگ سیال	۵ بوند
عرق بیدمشک	۳ تولے
عرق دارچینی	۳ 〃

شربت عناب ۲ تولے

موسمی بخار (ملیریا)

(۱) کالا دانہ	۱۰ رتی
فلفل سیاہ	۳ 〃
اتیس	۱۱ رتی

سفوف بنا کر دن میں دو مرتبہ پھنکائیں۔

موسمی بخاروں میں کونین کا درجہ سب سے ارفع ہے۔ مجرب کا لفظ اس کے لیے قطعی موزوں ... اور چوں کہ سنکونا کے درختوں کی پیداوار ہندوستان ... پائی جاتی ہے۔ اس لیے ہندوستانی طریقۂ علاج ... اس کی تجویز بالکل ویسی ہے۔

نوٹ:۔ اس مرض کے متعلق یہ فیصلہ ... زرین مقولہ معالجین کی چشمِ عبرت کے لیے کھلا ... کہ "وہ معالج جو آج موسمی بخار کا علاج کونین کے ساتھ کامیابی سے نہ کر سکے اس کو مطب چھوڑ دینا چاہیے"۔

(۲) کونین ہائیڈرو کلورائیڈ	۲ ...

یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی ایسی تین خوراکیں لیموں کے رس کے ساتھ دن میں دیں۔

(۳) دارِ بلد نیم کوفتہ	۳ ...
گلوئے سبز نیم کوفتہ	۳ ...

خیسانده تیار کر کے دیں۔

نوٹ:۔ ست گلو بازاری ہو یا خانہ ساز ... چیز نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کا تلخ جوہر ضائع ہو جاتا ہے اور نشاستہ باقی رہ جاتا ہے کہ جو بے کار ہے۔

سفوف طحال

سونٹھ	۵ ...
ریوند چینی	۲ ...
ہیراکسیس	...
کونین	...

دن میں دو بار بعد غذا دیں۔

ورم جگر

نوشادر	۵ رتی
شربت سنار	۲ تولے

پانی میں یا عرق مکو میں گھول کر پلائیں۔

(باقی آئندہ)

خریداران ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے خط و کتابت کے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر فرمائیں



فنائل سازی

فنائل ایک عام ضرورت کی چیز ہو جس کی مانگ بازار میں زیادہ رہتی ہو۔ کوئی شہر یا قصبہ ایسا نہ ہوگا جہاں اس کی ضرورت محسوس نہ کی جاتی ہو اور اصلاح دیہات کی تحریک نے فنائل کی صنعت و تجارت کا میدان اور بھی وسیع کر دیا ہو۔ فنائل کا کام شروع کرنے کے لیے کسی بڑے سرمائے کی ضرورت نہیں ہوتی اور صرف چند روز کی مشق کے بعد اس کے بنانے پر پورا عبور حاصل کیا جاسکتا ہو اگر ہمارے بے روزگار تعلیم یافتہ نوجوان اس جانب متوجہ ہوں تو معمولی سرمائے سے کسی شہر میں بھی فنائل سازی کا کام آسانی کے ساتھ شروع کر سکتے ہیں۔

فنائل سازی کے کئی کارخانے اب ہندوستان میں بھی جاری ہو چکے ہیں۔ یہاں مختلف اقسام کا فنائل تیار ہوتا ہو لیکن اب بھی اچھے فنائل کی ہندوستان میں کمی ہو اور بازار میں زیادہ تر گھٹیا قسم کے فنائل ملتے ہیں۔ اچھے فنائل سے ایک خاص قسم کی بدبو آتی ہو اور اس کی نمایاں خصوصیت یہ ہو کہ جب اسے پانی میں ملایا جائے تو آسانی سے حل ہو کر دودھ کی طرح سفید ہو جاتی ہو اور اس کا کوئی جزو نیچے نہیں بیٹھتا۔ گھٹیا فنائل میں مقابلتاً قوت کم ہوتی ہو اور اسے پانی میں حل کیا جائے تو تھوڑی دیر بعد اوپر کچھ تیل سا تیرتا ہوا نظر آتا ہو اور بعض اجزا نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ گھٹیا قسم کے فنائل کو اگر تھوڑی دیر تک رکھا جائے تو وہ پھٹ جاتی ہو۔ اوپر بھورے رنگ کا پانی آجاتا ہو اور نیچے فنائل کے اجزا گاڑھے ہو کر جم جاتے ہیں۔ یہ فنائل کا بہت بڑا نقص ہو اور اس صورت میں پیدا ہوتا ہو جب کہ اس کی تیاری میں کریوزوٹ معمولی قسم کا استعمال کیا جائے۔

فنائل کے خاص اجزا یہ ہیں :-

(۱) بروزہ (۲) کریوزوٹ (۳) سوڈا کاسٹک۔ کریوزوٹ اگر بہترین قسم کا دستیاب نہ ہو سکتا ہو تو اس کے بعض نقائص کو دور کرنے کے لیے رنڈی یا ناریل کا تیل ملا دیا جاتا ہو۔ فنائل کو مقابلتاً زیادہ قوی بنانے کے لیے ایک چوتھائی سے تیس فی صدی ٹار ایسڈ والے کریوزوٹ آئل کی آمیزش کی جاتی ہو۔ اگر جراثیم کو ہلاک کرنے کے لیے اس سے بھی زیادہ قوت کے فنائل کی ضرورت ہو تو اس میں میتھیلیٹڈ اسپرٹ ملائی جاسکتی ہو فنائل تیار کرنے میں احتیاط کی کافی ضرورت ہوتی ہے۔ مرکبات ہمیشہ کسی بڑی کڑاہی میں حل کرانے چاہئیں۔ اگر چھوٹے برتن میں حل کیے جائیں تو چونکہ یہ بھڑکنے والے ہوتے ہیں، اس لیے آگ لگ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

ایک اعلیٰ قسم کے فنائل بنانے کا نسخہ جس کو زیادہ قوی بنانے کے لیے میتھیلیٹڈ اسپرٹ شامل کی گئی ہو یہ ہے :-

بروزہ ۷ حصے، سوڈا کاسٹک ۱ حصہ۔ میتھیلیٹڈ اسپرٹ ۵ حصے۔ کریوزوٹ ۳۰ حصے۔ پانی ۷ حصے۔

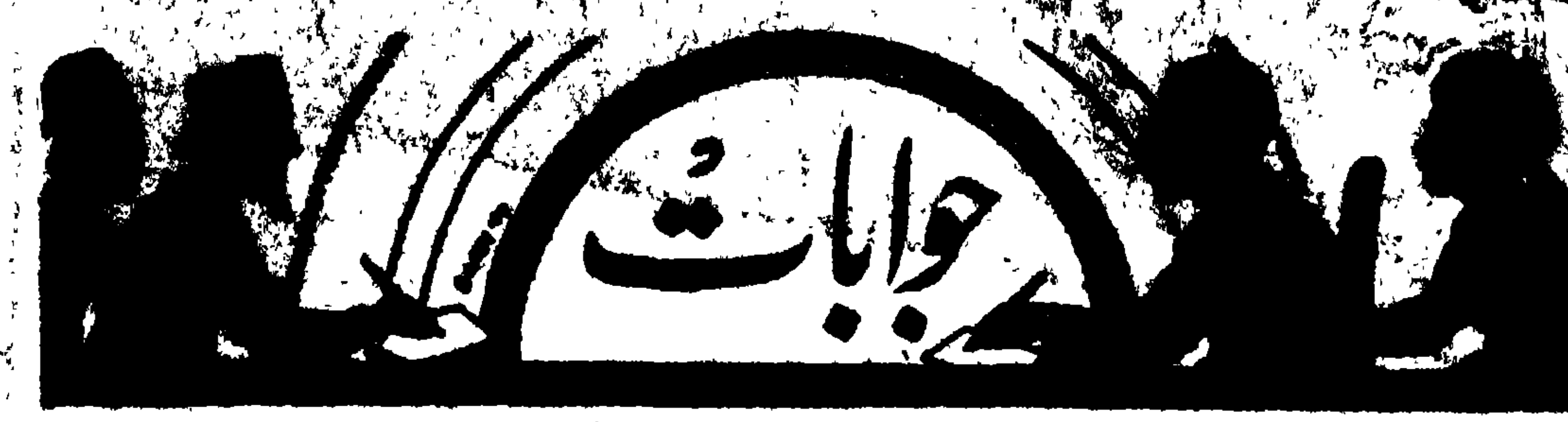
پہلے بروزے کو بڑی کڑاہی میں ڈال کر ہلکی آنچ پر پگھلائیں اور سوڈا کاسٹک کو پانی میں حل کر کے آہستہ آہستہ ملائیں اور برابر ہلاتے رہیں۔ جب سوڈا کاسٹک بروزے میں اچھی طرح حل ہو جائے تو اس میں کریوزوٹ ملا کر خوب ہلائیں۔ سب چیزوں کے حل جانے پر کڑاہی کو آگ پر سے اتار لیں اور کسی قدر ٹھنڈا ہو جانے پر میتھیلیٹڈ اسپرٹ ملا دیں۔ اسپرٹ چونکہ بہت جلد آگ پکڑ لیتی ہو اس لیے اسے آگ کے قریب بیٹھ کر نہیں ملانا چاہیے۔ فنائل تیار ہو۔ سرد ہو جانے کے بعد ڈبوں میں بھر لیں۔

کیڑے مکوڑوں کو مارنے کے لیے مقابلتاً کم قوت کا فنائل تیار کرنے کے لیے اسپرٹ ملانے کی ضرورت نہیں۔ اسے محض اس طریقے سے تیار کیا جاسکتا ہے۔

بروزہ ایک حصہ۔ کریوزوٹ ایک حصہ۔ پانی ایک حصہ۔ سوڈا کاسٹک ½ حصہ + بنانے کا طریقہ وہی ہو جو اوپر درج کیا گیا ہے۔

اگر کریوزوٹ کے کسی نقص کو دور کرنے کے لیے رنڈی کا تیل ملانے کی ضرورت ہو تو اس کا وزن پانی سے تقریباً ایک تہائی ہونا چاہیے۔

بازار میں کئی قسم کا کریوزوٹ فروخت ہوتا ہو گھٹیا فنائل کے لیے عام طور پر ہلکا کریوزوٹ استعمال ہوتا ہو۔



(۱۰۸) **احتلام**:۔ (ا) آپ اپنے رشتے دار صاحب کو دو ایک شیشیاں "ایگزیر برومو ویلیرین" کی پلا دیجیے۔ اُمید ہے کہ یہ شکایت رفع ہو جائے گی۔ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ احتلام بالکثرت احتلام بذاتِ خود کوئی مرض نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے مرض کے باعث ہوتا ہے۔ اس مرض کو تلاش کیجیے۔ اور اس کے دفعیے کی تدابیر فرمائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ کے شادی شدہ دوست کو احتلام کی شکایت ہونا تعجب خیز ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ مباشرت نہ کرنے کی صورت میں احتلام ہوتا ہو۔ بہرحال آپ ان کو ہدایت کیجیے کہ وہ رات کا کھانا سونے سے تین گھنٹے پہلے کھا لیا کریں۔ تاکہ وہ سونے سے پہلے ہضم ہو جایا کرے۔ اس کے علاوہ سونے سے دو گھنٹے پہلے چائے، دودھ اور پانی بھی نہ پییں۔ پیشاب کر کے سوئیں۔ اور چت ہرگز نہ سوئیں۔ ان تدابیر کے علاوہ روزانہ صبح و شام پیدل ہوا خوری کریں۔ اور نیم گرم پانی سے نہائیں۔ قابض اور ثقیل چیزوں کے کھانے سے پرہیز رکھیں، اور یہ سفوف بنا کر کھائیں:۔ سبوس اسپغول ۵ تولے، کتیرا دو تولے، پوست خشخاش ۲ تولے، دھنیا خشک ۵ تولے، گل سرخ دو تولے، مغز تخم املی بریاں ۲ تولے، مصری ۱۰ تولے۔ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ ۶ ماشے سفوف روزانہ صبح کو دودھ کے ساتھ کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) کالی تالات سوختہ، تخم عنب الثعلب، شکر سفید ہم وزن لے کر باریک کر لیں۔ ۶ ماشے صبح اور ۶ ماشے رات کو سوتے وقت پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) ہمدرد دواخانے سے "قرص جریان" منگا کر استعمال کریں۔ جریان و احتلام کا بے خطا مجرب علاج ہے۔ (حکیم کبیر احمد جھنگانوی)

(۱۰۹) **دودھ اور شہد کا طریقۂ استعمال**:۔ (ا) دودھ اور شہد دونوں بہت ہی مفید اور قوت بخش غذائیں ہیں۔ اور ان کے استعمال کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ دودھ میں شہد ڈال کر پی لیا کیجیے۔ غذا کو اگر دوا بنا کر استعمال کیا جائے تو اس کے فائدے عموماً کم ہو جاتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ دودھ کو جوش دے کر شہد سے میٹھا کر کے صبح کو نہار منہ یا رات کو سونے سے پہلے پیا کیجیے۔ شہد کو صاف کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے شہد کو کپڑے سے چھان لیجیے۔ تاکہ اس میں جو مومی اجزا وغیرہ ہوں وہ الگ ہو جائیں۔ اس کے بعد ہلکی آنچ پر رکھ کر گرم کیجیے۔ اوپر جو میل یا جھاگ آئیں۔ اُن کو اتار دیجیے اور شہد کو بوتل میں ڈال کر رکھ لیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) شہد صاف کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ شہد کسی پتیلی میں ڈال کر آگ پر رکھیں۔ جوش آنے پر اوپر جو جھاگ آئیں اُن کو اتار کر پھینک دیا جائے۔ اور انڈے کی زردی مرغ دو عدد، شہد ایک تولہ، دودھ ایک پاؤ تینوں کو گلاس میں ڈال کر حل کر کے پی لیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) برتن کے منہ پر ایک صاف کپڑا باندھیں اور اس پر ایک تولہ شہد ڈال کر اوپر سے دودھ دوہیں۔ میرے نزدیک یہ طریقہ استعمال بہت مفید ہے۔ مقدار خوراک آپ کی قوت ہضم پر موقوف ہے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۱۰) **طلاء کا اثر**:۔ (ا) بہت سی دواؤں کے اثرات مستقل اور پائیدار ہوتے ہیں اور بہت سی دوائیں ایسی ہیں جو صرف ہنگامی طور پر تحریک پیدا کیا کرتی ہیں۔ آپ جس قسم کی دوائیں استعمال کریں گے ویسا ہی اثر ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) طلاؤں کے استعمال سے عضو مخصوص کو جو فائدہ پہنچتا ہے اگر اعتدال سے کام لیا جائے تو یہ فائدہ مستقل ہوتا ہے اور بے اعتدالی کی صورت میں ظاہر ہے کہ قدرتی طاقت بھی جاتی رہتی ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) طلاء اکثر وہ لوگ استعمال کرتے ہیں کہ جو جلق، اغلام اور کثرت جماع سے اپنی قوتوں کو بے کار کر چکے ہیں۔ ان حالات میں یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اعضائے رئیسہ اور اعضائے شریفہ متاثر ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں جب تک اعضائے رئیسہ اور اعضائے شریفہ کے ضعف کو دفع کرنے کے لیے دوائیں استعمال نہیں کی جائیں گی اُس وقت تک طلاء کا اثر عارضی رہتا ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) چوں کہ عضو مخصوص کی خرابیاں تمام بدن پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس لیے جب تک نظامِ جسمانی کو درست نہ کیا جائے قوتِ باہ پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ اگر اصلی علاج کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی طلایا اور کسی محرک دوا سے مقامی تحریک پیدا کر لی جائے تو وہ بالکل عارضی بلکہ مضر ہوتی ہے۔ (حکیم نجم الدین احمد)

(۱۱۱) **"سپیا"**:۔ (ا) آپ ایک ہزار حصوں میں سے ایک حصے کی قوت کا "مرکری لوشن" کسی انگریزی دوا فروش سے بنوا لیجیے۔ اور چند روز تک روزانہ اسی لوشن سے خوب رگڑ کر نہائیے۔ روزانہ کپڑے بدلیے اور جو کپڑے اتارے ہیں، انہیں پانی میں اچھی طرح جوش دے لیا کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) یہ بھی ایک قسم کی جوئیں ہوتی ہیں، ان کو "جم جوئیں" کہتے ہیں۔ بعض لوگوں میں ان کا سبب عدم صفائی کے علاوہ روغن دھنیکر کی زیادتی اور ہضم کی خرابی بھی کرتی ہے۔ اگر کوئی ایسی بات ہو تو اس کا تدارک کریں اور پارہ، گندھک آملہ سار ہر ایک ایک تولہ کو کھرل کر کے گھی میں ملا کر لگائیں۔ کچھ دنوں کے استعمال سے ان کی پیدائش موقوف ہو جائے گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مونگ، نورہ، نیم، ملیٹھی، مرچ سیاہ ۵ عدد۔ پیس چھان کر پییں۔ (حکیم لالہ سری رام مدرسہ)

(د) پاسنے کو مولی کے پتوں کے پانی میں حل کریں۔ اور ایک دھاگا اس میں چند مرتبہ تر و خشک کرکے کمر میں باندھ لیجیے۔ اس ترکیب سے جوئیں وغیرہ مر جاتی ہیں۔
(حکیم کبیر احمد جہنگانوی)

(ھ) رات کو مسوروں کی کھلی پانی میں بھگو دیں۔ صبح تمام بدن پر اچھی طرح مل کر غسل فرمائیں۔ تمام چکیے ہوئے "شپیا" دور ہو جائیں گے۔ (ڈاکٹر ایم۔ اے شکور)

(۱۱۲) **ترش سے قے** :۔ (۱) آپ "کیل بسما" کا استعمال کیجیے۔ ترکیب استعمال ڈبے پر لکھی ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جب تک آپ پورے حالات نہ لکھیں یعنی قے کس وقت آتی ہے۔ ہضم اور قبض کی کیا حالت ہے؟ عام جسمانی حالت کیسی ہے؟ اس وقت تک میری تشخیص و تجویز ناممکن ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۱۳) **صفراوی قے** :۔ بہتر یہی ہوگا کہ جس ڈاکٹر کے علاج سے پہلے فائدہ ہوا تھا اسی سے اب پھر رجوع کیجیے۔ آپ کو بغیر دیکھے کوئی مفید نسخہ لکھنا دشوار ہے۔
(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ ہفتے میں ایک مرتبہ املی ۵ تولے، سنا مکی سات ماشے، مرچ سیاہ ایک ماشہ، نمک تین ماشے کو جوش دے کر پیجیے۔ اس کے پینے سے آپ کو دست آئیں گے۔ اس روز مونگ کی دال کی ملائم کھچڑی کھائیے۔ اس کے بعد صبح و شام یہ چٹنی بنا کر چاٹا کیجیے:۔ نارجیل دریائی، زہر مہرہ خطائی، بنسلوچن، زرشک ہر ایک ایک تولہ، مصطگی، دانہ الائچی خورد ہر ایک ۶ ماشے۔ نارجیل دریائی اور زہر مہرہ خطائی کو عرق بید مشک میں گھسیں اور باقی کو الگ عرق بید مشک میں پیسیں۔ اس کے بعد شربت لیموں دس تولے میں ملا کر رکھ لیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آپ ہمدرد دوا خانے سے جوارش انارین منگا کر دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد کھا لیا کریں۔ اور صبح شربت تمر ہندی پودینے کے عرق میں ملا کر پینا آپ کے لیے مفید پڑے گا۔ (حکیم نور چشتی خاں، جامعی)

(۱۱۴) **جریان** :۔ (۱) آپ کے قبض کا رفع ہونا سب سے مقدم ہے۔ اس کے لیے اگر آپ یہ سفوف استعمال کریں تو قبض بھی رفع ہو جائے گا اور بواسیر کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ کریم آف ٹارٹار ۲۰ گرین، سلفائڈ سلفر ۲۰ گرین ملا کر ایک پڑیا بنا لیں۔ ایسی ایسی تین پڑیاں روزانہ استعمال کریں۔ قبض سے نجات پا جانے کے بعد چند شیشیاں "انگرٹیون" کی پی ڈالیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ پہلے اپنے دوست کی بواسیر، قبض اور نفخ کا علاج کرائیے۔ اس کے بعد جلق سے پیدا شدہ عوارض جریان وغیرہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ بواسیر، قبض اور نفخ کے ازالے کے لیے رات کو سوتے وقت اطریفل مقل ۹ ماشے کھلائیے۔ اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس ۹۔۹ ماشے دیجیے۔ اور صبح و شام یہ گولیاں کھلائیے:۔ مغز تخم نیم، مغز تخم بکائن، مغز تخم آڑو، رسوت، مصطگی ہر ایک ایک تولہ کو مولی کے پانی میں کھرل کرکے دو دو رتی کی گولیاں بنا لیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) پہلے بواسیر کا علاج کیجیے۔ جب تک بواسیر کا مرض باقی ہے بہتر سے بہتر دوا جریان وغیرہ کے لیے مفید نہیں ہو سکتی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۱۵) **خرابی نظر** :۔ (۱) بغیر دیکھے کسی طرح نہیں معلوم ہو سکتا کہ آنکھ میں کیا خرابی ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ کسی امراض چشم کے ماہر سے مشورہ لیں۔
(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) دو دو قطرے سبز بھنگرے کے پانی کے آنکھ میں دن رات میں دو تین مرتبہ ڈال لیا کیجیے۔ شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) سفیدہ کاشغری ایک تولہ، کتیرا، نشاستہ ہر ایک ۶ ماشے، طوطیائے سبز تین ماشے۔ سب کو باریک پیس کر چھان لیں، اور پانی میں گوندھ کر مخروطی شیاف (شطرنج کے مہرے کے مانند) بنا کر رکھیں، روزانہ صبح و شام تازہ پانی میں گھس کر سلائی سے آنکھوں میں لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(د) ماميران چینی، کافور بھیم سینی، کاجل ہر ایک ایک ماشہ۔ پیاز کے پانی میں خوب باریک کرکے ایک تولہ شہد ملا لیں۔ اور آنکھوں میں ٹپکائیں۔ (حکیم لالہ سری رام)

(۱۱۶) **جریان و سرعت** :۔ (۱) سب سے پہلے آپ اپنے فتور ہضم کو رفع کرنے کی کوشش کیجیے اور وہ اس طرح کہ کافی ورزش باقاعدگی کے ساتھ کیا کیجیے تاکہ صحیح بھوک لگنے لگے، اور کھانا اچھی طرح ہضم ہو جائے۔ ہضم درست ہو جانے پر جریان کی شکایت آدھی رہ جائے گی۔ اس وقت اگر اعصاب کو قوت دینے والی دوائیں استعمال کیجیے گا تو زائل شدہ طاقتیں بحال ہو جائیں گی۔ اگر صرف ورزش سے ہاضمہ درست نہ ہو تو ایک یا دو شیشیاں "ایلگزر پیپسین" کی استعمال کر ڈالیے۔ تقویت اعصاب کے لیے "نیورو فاسفیٹس" یا "انگرے ٹون" اچھی چیزیں ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ پہلے ہضم اور قبض کی اصلاح کیجیے اور اپنی عام صحت کو درست کیجیے۔ اس کے بعد جریان و سرعت کی شکایتوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ رفع قبض کے لیے رات کو مربہ ہلیلہ ایک یا دو عدد کھائیے۔ صبح کو قرص خبث الحدید ایک عدد، جوارش جالینوس نو ماشے میں ملا کر کھائیے اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت نمک جالینوس دو دو قرص استعمال کیجیے۔ غذا ہلکی اور جلد ہضم ہو جانے والی کھائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مناسب تو یہی تھا کہ آپ مقامی طور پر کسی طبیب سے باقاعدہ علاج کراتے۔ تاہم آپ یہ نسخہ استعمال کیجیے:۔ تخم کھرینٹی، ستاور تین تین تولے، سنگ جراحت دو تولے، تخم سرپالہ ڈیڑھ تولے، دانہ الائچی خورد ایک تولہ، مصطگی رومی ایک تولہ، شکر سفید دواؤں سے نصف وزن۔ سفوف بنا لیں۔ صبح اور تیسرے پہر کو ۶۔۶ ماشے دودھ کے ساتھ پھانکیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۱۷) **جلق** :۔ (۱) آپ کے ۱۸ سالہ دوست کو مطلقاً کوئی مرض نہیں ہے۔ اگر ان کا یہ بیان صحیح ہے کہ صرف ۲ یا تین مہینے انہیں جلق کی عادت رہی ہے تو انہیں اطمینان دلا دیجیے کہ اتنی خفیف غلط کاری سے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ سکتا! اور بفرض محال اگر پہنچا بھی ہو تو ان کی عمر ایسی ہے کہ ان کی قوت نمو اس کو زائل کر دے گی۔ اب اپنی عادات اور اپنے خیالات کو درست رکھیں۔ خوب ورزشیں کریں۔ خوب کھائیں اور پوری توجہ کے ساتھ حصول تعلیم میں مصروف رہیں۔ (سعید بریلوی)

(ب) آپ اپنے دوست کو مشورہ دیجیے کہ وہ ملی گلی [illegible] ماشے کو [illegible] کرکے [illegible] پانی میں [illegible] اور بیر کے [illegible] تولے کو جوش کرکے اس میں یہ پوٹلی بھگو کر عضو مخصوص کو کم سے کم بیس منٹ تک سینکتے رہیں۔ دودھ کے نیچے آگ رکھیں تاکہ وہ ٹھنڈا نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد مغز تخم [illegible] اور [illegible] ایک ایک ماشے کو روغن چنبیلی ۲ تولے میں کھرل کرکے اس میں سے تین ماشے عضو مخصوص پر لگا کر اوپر سے پان یا ارنڈ کا پتہ باندھیں۔ اگر سوزش ہونے لگے تو طلاء کو موقوف کرکے روغن چنبیلی لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ہمدرد دواخانے کا سفوف عجیب ۶ ماشے ایک پاؤ دودھ کے ساتھ صبح استعمال کیجیے۔ خارجی استعمال کے لیے ضماد مجلوق کام میں لائیے۔ دانتوں [illegible] دسمبر ۴۰ء کے صفحہ ۵۰ پر درج ہے۔ (حکیم کبیر احمد مہنگانوی)

(۱۱۸) **خنازیر** :- خنازیر کے متعلق اب تازہ ترین تحقیق یہ ہے کہ یہ غدودوں کی دق ہوتی ہے۔ دق کے جراثیم پھیپھڑوں کے بجائے غدودوں میں اگر جا ٹھہرتے ہیں تو خنازیر کا مرض ظہور پذیر ہوتا ہے۔ جو گلٹیاں کہ پک کر پھوٹ چکی ہیں، انھیں نکلوا دینا ہی بہتر ہے۔ جو صرف متورم ہیں ان پر آیوڈین کا مرہم یا [illegible] ملنا بہت مفید ہوتا ہے۔ پینے کے لیے مچھلی کا تیل اور "سیرپ فیرائی آیوڈائڈ" بہترین چیزیں ہیں۔ مقامی طور پر کسی ڈاکٹر کے مشورے سے استعمال [illegible] (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے عزیز کے لیے یہ مرہم بنا کر زخمی گلٹیوں پر لگائیے۔ چھپکلی ۷ عدد کو سرسوں کے پاؤ سیر تیل میں پکائیے۔ جب وہ جل جائیں تو آگ سے نیچے اتار کر گائے کے سینگ کی راکھ دو تولے شامل کرکے گھوٹیے۔ جب مرہم سا بن جائے تو محفوظ رکھیں۔ اور کھانسی کے لیے صدوری ایک ایک تولہ صبح و شام چبائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) تخم چرچٹہ سات ماشے چلم میں رکھ کر تمباکو کی طرح پئیں۔ چودہ یا کچھ زیادہ دن عمل کرنے سے خنازیری مادہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ مقامی طور پر کسی ہوشیار معالج کے مشورے سے کھانسی اور بخار کا علاج بھی کراتے رہیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) مطبوخ ہفت روزہ استعمال کرکے کشتہ چہار دھاتہ تہ نشین استعمال کرتے رہیے۔ (حکیم لالہ سری رام دوسانجھ)

(ہ) اطریفل صدری سوتے وقت۔ معجون مصفی خاص عرق مصفی کے ساتھ صبح استعمال کیجیے اور خارجی طور پر ہمدرد دواخانے کا روغن خنازیر اچھی چیز ہے۔
(حکیم کبیر احمد مہنگانوی)

(۱۱۹) **خروج مقعد** :- (ا) بغیر دیکھے کوئی صحیح رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ کسی ہوشیار طبیب کو دکھا دیجیے اور اس کی ہدایات پر عمل کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اب آپ کے اس مرض کو چھڑکنے کی دواؤں سے فائدہ ہونا ناممکن ہے۔ آپ کو ایسی دوائیں استعمال کرنی چاہییں کہ جو عام مقوی جسم ہونے کے علاوہ معدے اور آنتوں کو بھی طاقت دینے والی ہوں۔ ایسی دواؤں میں ہمدرد دواخانے کا "شربت اکسیر خاص" بہت مناسب ہے۔ اس کو ایک ایک تولہ کی مقدار کھانا کھانے کے بعد چاٹ لیا کیجیے۔ اور کم سے کم ایک مہینے تک برابر استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۲۰) **پتھری** :- (ا) جب صحیح طریقے پر یہ معلوم ہو چکا ہے کہ صاحبزادے کے مثانے میں پتھری ہے تو اسے آپ نکلوا کیوں نہیں دیتے۔ اگر بہت بڑی پتھری نہیں ہے تو اس کے نکالنے کے لیے چیر پھاڑ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ شگاف دیے بغیر ہی وہ نکالی جا سکتی ہے۔ دواؤں کے ذریعہ سے پتھری کو گلا کر [illegible] دینا ممکن ہے۔ لیکن اس کے لیے ایک مدت مدید درکار ہوتی ہے اور ایک تکلیف دہ چیز کو جس کی خراش ممکن ہے کہ مثانے میں سوزش پیدا کر دے خواہ مخواہ جسم کے اندر کیوں رکھا جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے لڑکے کو "دوائے سنگ" ایک رتی معجون حجر الیہود ۶ ماشے میں ملا کر صبح کو کھلائیے اور سہ پہر کو معجون عقرب ۳ ماشے دیجیے۔ کھانا کھانے کے بعد حب کبد نوشادری ۲-۲ عدد دونوں وقت کھلائیے، گوشت سے پرہیز کرائیے۔ غذا میں زیادہ تر گیہوں کی روٹی اور سبز ترکاریاں دیجیے۔ [illegible] صبح و شام پیدل ہوا خوری کی ہدایت کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) پپیتے کے بیج اور گوداڈیڑھ تولے لے کر پیس لیں اور گرم کرکے بغیر چھانے پلائیں۔ اس طرح صبح، دوپہر، دن کو اور رات کو سوتے وقت استعمال کرائیں۔ ان شاء اللہ ہفتے عشرے میں تمام پتھری گل کر نکل جائے گی۔ پپیتے کا چھلکا باریک کرکے گرم گرم زیر ناف باندھیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۲۱) **طلاء** :- (ا) آپ کو ایک ایسے طلاء کی ضرورت ہے جو عضو مخصوص کی لاغری اور کوتاہی کے لیے مفید ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ فربہی اور درازی کی یہ تمنا آپ کے دل میں اپنے قد اور اپنے جسم کے متعلق کیوں نہیں پیدا ہوتی۔ اگر خدانخواستہ آپ کا ایک ہاتھ اتنا لمبا ہو جائے کہ گھٹنے سے بھی نیچے تک پہنچ جایا کرے تو اسے آپ حسن خیال کریں گے یا عیب؟ اور اگر آپ کا ایک پاؤں اپنی موجودہ جسامت میں اتنی ترقی کرے کہ ڈیوڑھا یا دگنا ہو جائے تو یہ حالت آپ کو کہاں تک پسند ہوگی؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اپنے جسم کے تمام دوسرے اعضا میں تو تناسب چاہتے ہیں، اور کسی ایک کا زیادہ لمبا یا زیادہ موٹا ہو جانا آپ کو گوارا نہیں ہوتا تو پھر آلات تولید کے متعلق یہ تمنا کیوں آپ کے دل کو بے چین رکھتی ہے کہ وہ جسم کی مناسبت سے زیادہ دراز اور زیادہ فربہ ہوں۔ شاید آپ یہ جواب دینا چاہیں گے کہ اگر وہ اعضا جسم کی مناسبت سے چھوٹے ہیں تو انھیں متناسب بنا دینا ضروری ہے۔ بالکل درست۔ لیکن آپ کے پاس ایسا کونسا معیار ہے کہ آپ نے یہ معلوم کر لیا کہ آپ کے اعضاء کو لاغری اور کوتاہی لاحق ہے؟ آدمیوں میں زنانہ عضو کی زیادہ تحقیق نہیں ہو سکتا اور اس کی طوالت عام طور پر چار انچ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ مردانہ اعضاء اگر بوقت [illegible] چار پانچ انچ کی طوالت رکھتے ہوں تو انھیں [illegible] نہیں کہا جا سکتا۔ اور اگر ان کی پیمائش سات آٹھ انچ کی ہو تو بسا اوقات وہ تکلیف دہ ثابت ہوں گے۔ [illegible] مجھے تو کسی طرح بھی یہ یقین نہیں آتا کہ فی الحقیقت ان سب کے اعضائے تولید اتنے مختصر ہوں [illegible] سے ایک

آپ بیشک مختلف قسم کے طلاء استعمال کیجیے، لیکن میرا خیال ہے کہ آپ کے جسم کا صرف یہی ایک عضو آپ کی تمام توجہ کا مستحق نہیں ہے۔ کبھی یہ بھی تو دیکھ لیا کیجیے کہ آپ کا سینہ، آپ کے بازو، آپ کی ٹانگیں، آپ کی گردن، اور شاید آپ کا دماغ بھی اس بات کا تھوڑا استحقاق رکھتا ہے کہ ایک غلط انداز سی نگاہ ان کی طرف بھی ڈال لیا کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر آپ کو ایسے طلاء کی ضرورت ہو جو آبلہ پیدا نہ کرے لیکن لاغری اور کوتاہی کے لیے مفید ہو تو ہمدرد دواخانے سے "طلاء شباب آور" طلب کر کے استعمال کیجیے۔ اس کی قیمت فی شیشی تین روپے ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۲۲) **درد اعضاء** :- (۱) مریضہ کا حال آپ نے بہت ہی مختصر لکھا ہے تاہم آپ انہیں یہ نسخہ استعمال کرائیے :- ایسٹنس سیرپ ۴۰ بوند، گلیسرین ۲۰ بوند، ٹنکچر کیشیا ۲۰ بوند، پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہو جائے۔ ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد غذا استعمال کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنی بیوی کو ہمدرد دواخانے کی معجون اور جارج ۶ ماشے رات کو سوتے وقت نیم گرم پانی کے ساتھ کھلائیے اور صبح کے وقت ۶ ماشے یہ سفوف تازہ پانی کے ساتھ دیں :- چوب چینی (جو گھنی نہ ہو) اور سورنجان شیریں دونوں ہم وزن کوٹ چھان کر شکر سفید ہم وزن ملا کر رکھ لیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آپ کسی ہوشیار معالج کو دکھا کر علاج کرائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۲۳) **مقوی باہ نسخہ** :- (۱) ایک تن درست آدمی کو فربہ ہونے کے لیے دواؤں کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ سردی کے موسم میں انسان بہت اچھی طرح ہضم کر سکتا ہے جو اس کی بھوک کو بڑھادے اور ہاضمہ کو تیز کر دے۔ بھوک کی حالت میں جو کچھ بھی کھایا جاتا ہے وہ بآسانی جزو بدن ہو جاتا ہے لیکن آپ معمولی غذا کی بجائے خوب طاقت بخش غذائیں کھائیں۔ گوشت، انڈا، دودھ، گھی، پھل سب ایسی ہی چیزیں ہیں جو اگر جزو بدن ہوتی رہیں تو آپ کو فربہ کر دیں گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ کی خواہش کے مطابق حریرے کا نسخہ لکھتا ہوں جو جسم کو فربہ کرنے کے علاوہ مقوی باہ بھی ہے اور معدے پر بھی بُرا اثر نہیں ڈالے گا۔ لیکن اگر آپ کا معدہ پہلے سے خراب ہو تو اس کو استعمال نہ کیجیے بلکہ معدے کا علاج کیجیے۔ اور "شربت اکسیر خاص" جیسی مقوی معدہ و جگر اور مولد خون دوائیں استعمال کیجیے۔ نسخہ حریرہ : تودری سرخ، مغز بولہ، مغز تخم کدو، مغز چلغوزہ، مغز چرونجی ہر ایک تین ماشے، مغز بادام شیریں ۵ عدد، خولنجان، دانہ الائچی خورد ہر ایک دو ماشے۔ سب کو دودھ میں پیس چھان کر پکائیں اور مصری دو تولے سے میٹھا کر کے پئیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) اکتوبر کے ہمدرد صحت میں مجربات کے تحت معجون مقوی باہ کا جو نسخہ میری طرف سے شائع ہوا ہے اسے بنا کر استعمال کیجیے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) لبوب کبیر کا استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(۱۲۴) **قبض وغیرہ** :- (۱) آپ رفع قبض کے لیے روزانہ رات کو سوتے وقت دو ڈرام کی مقدار میں لیکوئڈ پیرافین پی لیا کریں۔ غذا بہت ہی سادہ اور زود ہضم استعمال میں رکھیں۔ پتلا شوربا، دودھ، نیم برشت انڈا اور پھل یا پھلوں کا عرق مناسب چیزیں ہیں۔ اس کے علاوہ اگر چند روز تک "انکرے ٹون" کا استعمال کر لیں تو مختلف قوائے جسمانی کا اضمحلال دور ہو جائے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت معجون اذاراقی ۲-۲ ماشے جوارش جالینوس ۶ ماشے میں ملا کر کھائیے۔ اُمید ہے کہ یہ آپ کی عمر اور حالات کے مطابق نہایت موزوں دوا ثابت ہوگی۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے کا استعمال جاری رکھیے۔ (حکیم کبیر احمد نہنگانوی)

(د) ضعف اعصاب، صفرا کا کم پیدا ہونا، آنتوں کی قوت دافعہ کا کمزور ہونا، اسباب قبض ہیں۔ اور بہ تقاضائے عمر و مرض آپ میں سب موجود ہیں۔ مندرجہ ذیل ادویہ متواتر استعمال کیجیے اور غذا میں ہمیشہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھائیے : زردی بیضہ مرغ دو عدد، شہد اصلی چار تولے، آب ادرک ایک تولہ آب پیاز ایک تولہ۔ صبح کو بطور ناشتہ کھائیے۔ آدھے گھنٹے بعد معجون اذاراقی ۲ ماشے گنگنے دودھ کے ساتھ کھائیں۔ شام کو جوارش جالینوس ۶ ماشے استعمال کریں۔ رات کو سوتے وقت معجون استعمال کریں جس کا نسخہ دسمبر ۱۹۴۸ء میں محترمی جناب حکیم اکبر حسین نے شائع کیا ہے۔ (حکیم نجم الدین احمد)

(۱۲۵) **احتلام اور درد فوطہ** :- (۱) فوطے کے متعلق کسی ہوشیار معالج کو دکھا کر یہ اطمینان کر لیجیے کہ آنت تو نہیں اُترتی۔ کثرت احتلام اگر غلط کاریوں کے باعث ہے تو چند روز "ایلگزیر برومو ویلیرین" استعمال کیجیے۔ اگر فتور ہضم یا قبض کے سبب سے ہو تو اس کا مناسب تدارک کیجیے۔ (سعید بریلوی)

(ب) خصیوں کے درد کو دور کرنے کے لیے نوشادر ۶ ماشے کو آدھ سیر پانی میں جوش دے کر نیم گرم میں کپڑا بھگو کر روزانہ سینکا کیجیے۔ احتلام کو روکنے کے لیے جواب نمبر ۱۰۰ میں لکھا ہوا سفوف بنا کر استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۲۶) **مقوی نسخہ** :- (۱) پیٹنٹ دواؤں کے متعلق کسی کے مشورے کی کیا ضرورت ہے۔ بازار میں اس قسم کی ہزاروں دوائیں دیسی اور انگریزی موجود ہیں جسے جی چاہے استعمال کر دیکھیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) دیسی پیٹنٹ دواؤں میں ان افعال و خواص کی دوا ہمدرد دواخانہ کی "معجون شباب آور" ہے۔ یہ مردانہ طاقت کو بڑھاتی اور عصبی کمزوری کو دور کرتی ہے، دل و دماغ کو تقویت بخشتی ہے۔ طبیعت میں اُمنگ اور جسم میں چستی و چالاکی پیدا کرتی ہے۔ غرضیکہ اس میں وہ تمام باتیں موجود ہیں جن کی آپ کو ضرورت ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ہمدرد دواخانہ دہلی کی مجلس تشخیص و تجویز کو اپنے مقصد سے آگاہ فرمائیے۔ آپ کو وہاں سے مفید دوا مل سکتی ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) آپ ہمدرد دواخانے سے ماء اللحم منگا کر استعمال کریں۔ اس کے استعمال کے بعد آپ ایک نئی دنیا میں آ جائیں گے۔ (حکیم انور چشتی خاں)

(د) یبوب کبیر ۵ ماشہ کھا کر اوپر سے عرق ماء اللحم ۵ تولے میں ۲ تولے شہد حل کر کے پئیں۔ یہ دوا ہمدرد دوا خانے سے خریدیں۔ (حکیم محبوب احمد)

(۱۲۷) **رعشہ** :۔ (ا) ضعف اعصاب جب جسم میں رعشہ پیدا کر دیتا ہے تو بہت مشکل العلاج ہو جاتا ہے۔ آپ کو ایک عرصہ دراز تک دوائیں پینا پڑیں گی۔ آپ اپنی رائے سے کچلے وغیرہ کا استعمال نہ کریں۔ بہترین تدبیر یہی ہے کہ کسی ہوشیار معالج سے رجوع کریں، جو آپ کی حالت دیکھ کر نسخہ تجویز کرے اور حسب ضرورت اس میں ترمیم اور تنسیخ کرتا رہے۔ آپ نے فولاد کے مرکبات استعمال نہیں کیے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کے لیے سب سے زیادہ وہی مفید ہوں گے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جائفل، عاقرقرحا، سونٹھ، کچلہ مدبّر ہر ایک ایک تولہ، مرچ سیاہ، پیپل، لونگ، بچھناگ مدبّر، شنگرف مدبّر ہر ایک دو تولے، باریک پیس چھان کر ۲ روز تک ادرک کے پانی میں کھرل کریں۔ اور کالی مرچ برابر گولیاں بنا کر رکھیں۔ دو گولیاں ایک تولہ ملائی میں ملا کر روزانہ کھائیں۔ اُمید ہے کہ ان کے استعمال سے آپ کو فائدہ پہنچے گا۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) رائی بناری ایک ماشہ روزانہ ۳ مہینے تک کھاتے رہیے۔ علاوہ ازیں ۱ تولے رائی کو آدھ سیر تلوں کے تیل میں پکائیں۔ اس کے بعد چھان کر تیل رکھ لیں اور مالش کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۲۸) **کونین** :۔ (ا) کونین کا سب سے بڑا اور سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ وہ ملیریا کے بخار کے جراثیم کے لیے سمِ قاتل ہے۔ اس مقصد کے لیے اس کا استعمال عموماً دو یا تین رتی کی مقدار میں کیا جاتا ہے، اور اتنی مقدار روزانہ تین مرتبہ دی جاتی ہے۔ مرض کا حملہ بہت سخت ہونے کی صورت میں پانچ پانچ رتی کی مقدار میں تین مرتبہ روزانہ دیتے ہیں۔ حفظ ماتقدم کے طور پر ہفتے میں دو مرتبہ ۵۔ ۵ رتی کی مقدار میں اگر استعمال کر لی جائے تو ملیریا سے حفاظت رہتی ہے۔ اس خاص فائدے کے علاوہ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بھوک زیادہ کرتی ہے اور ایک حد تک تمام قوائے جسمانی کو تقویت پہنچاتی ہے۔ اس فائدے کے لیے اُسے نصف یا ایک رتی کی مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کونین کے بعض ناخوشگوار علامات صرف اسی صورت میں پیدا ہوتی ہیں جب کونین زیادہ مقدار میں یا زیادہ عرصے تک کھائی جائے۔ کونین کے ہمراہ اگر پٹاسیم برومائڈ استعمال کیا جائے تو کونین کے نقصانات سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ ایسا بھی کیا جاتا ہے کہ اسے ہائیڈرو برومک ایسڈ میں حل کر کے دیتے ہیں اور اس طرح بھی برومائڈ کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)۔ (ب) آپ مخزن الادویہ ڈاکٹری ملاحظہ فرمائیے۔ (حکیم عبدالواحد)۔ (ج) رسالہ کونین کا مطالعہ کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(۱۲۹) **دائمی نزلہ** :۔ (ا) آپ کا زکام اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ جب وہ مخدوش ہو جاتا ہے۔ آپ کسی ایسے ڈاکٹر سے مشورہ کریں کہ جو ناک، حلق اور کان کے امراض کا خصوصی ہو۔ اگر آپ نے سُستی یا بے پروائی سے کام لیا تو اندیشہ ہے کہ دوسرا کان بھی بے کار ہو جائے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اطریفل اسطوخودوس نو ماشے روزانہ رات کو کھائیں۔ اور صبح کو نہار منہ قرص مرجان ایک عدد خمیرہ گاؤزباں عنبری ۶ ماشے میں ملا کر استعمال کریں۔ کان میں روغن سماعت کشا ۲۔۲ قطرے نیم گرم ٹپکائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۳۰) **ضعف قلب** :۔ (ا) آپ کے اعصاب کمزور ہیں۔ "نیورو فاسفیٹس" کی چند شیشیاں پی ڈالیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ صبح کو خمیرہ آبریشم حکیم ارشد والا ۶ ماشے کھائیے۔ اور تیسرے پہر کو مفرح شیخ الرئیس ۶ ماشے استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) فولاد محلول اکسیری آپ کے لیے اچھا رہے گا۔ نسخہ سابقہ اشاعتوں میں ملاحظہ فرمائیے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(د) آپ مفرح مشکیں استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(۱۳۱) **دق وسل** :۔ (ا) دق کے مریض، اگر خفیف سی کمزوری اور تھوڑی سی بے آرامی کے ساتھ زندہ رہ سکیں تو یہی بہت غنیمت ہے۔ آپ خود اپنے طبیب بن جائیے اور دو چار ضروری باتیں یاد رکھیے۔ ہمیشہ تازہ ہوا میں رہیے۔ بقدر مناسب دھوپ میں رہیے۔ غذا میں دُودھ، انڈے، مکھن، گوشت اور پھل کھائیے۔ وزن کو قائم رکھیے۔ جب تک حرارت رہے اس وقت تک چلنا پھرنا بند رکھیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ ہمدرد دواخانے کی پیٹنٹ دوائیں استعمال کیجیے۔ صبح کو قرص سحر ایک عدد کھا کر اوپر سے "ماء الحیات" ۵ تولے، شربت اعجاز دو تولے ملا کر پیجیے۔ تیسرے پہر کو مفرح بارد جواہر والی ۶ ماشے کھائیے، اور رات کو "صدوری" ایک تولہ چاٹیے۔ کم سے کم چالیس روز تک استعمال جاری رکھیے۔ شاید خدا اپنا فضل کرے۔ (حکیم عبدالواحد)۔ (ج) آپ کے لیے قرص سحر، ماء الحیات بہترین ثابت ہوگا۔ (حکیم کبیر احمد ہنگانوی) و (حکیم انور چشتی خاں)

(د) آپ سینے نوریم وغیرہ کا خیال چھوڑ دیجیے بلکہ "قرص سحر" اور "ماء الحیات" کا استعمال شروع کر دیجیے۔ خدا نے چاہا تو ایک مہینے بعد آپ بغیر کسی مدد کے چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ "قرص سحر" اور "ماء الحیات" ہمدرد دواخانے کا مایۂ ناز عطیہ ہے جو صرف اسی دواخانے سے مل سکتا ہے۔ (ڈاکٹر ایم۔ اے۔ شکور، کلکتہ)

(۱۳۲) **کھانسی** :۔ (ا) آپ چند روز تک یہ نسخہ پئیں: وائن بری کمپاؤنڈ ۲ ڈرام، ٹنکچر کیمفر کمپاؤنڈ ۲۰ بوند، ٹنکچر سِلا ۱۰ بوند، وائنم اپی کاک ۱۰ بوند، پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہو جائے۔ ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ تین مرتبہ کھانا کھانے کے بعد استعمال کیا کریں۔ غذا میں انڈے، دودھ، اور سنگترے آپ کے لیے بہت مفید غذائیں ہیں۔ کوشش کیجیے کہ کوئی ہلکی سی ورزش مثلاً ٹہلنا آپ کا معمول بن جائے۔ لیکن یہ ٹہلنا گھر کے اندر یا بازار میں نہیں بلکہ کھلے میدانوں میں ہونا چاہیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)۔ (ب) آپ صبح کو قرص ابرک ایک عدد خمیرہ گاؤزباں عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھائیے۔ رات کو سوتے وقت ۲ قرص منہ میں رکھ کر ان کا رس چوسیے اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس ۶۔۶ ماشے کھا لیا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آیورویدک کی مشہور دوا "چون پراش اولیہ" استعمال کیجیے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ) (د) زوفا ۳ تولے، گل بنفشہ ۳ تولے، اصل السوس مقشر ۲ تولے، انجیر زرد ۱۲ عدد۔ رات کو پانی میں بھگوئیں۔ صبح مل کر پکائیں۔ اور چھان کر ۳ پاؤ شکر میں ایک بوتل شربت تیار کریں اور ۲۔۲ تولے صبح، دوپہر اور شام کے وقت پیا کریں۔ انشاء اللہ کھانسی رفع ہو جائے گی۔ (حکیم ہمایوں)



ضوابطِ اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے۔ لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔

(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی تین آنے فی سطر کے حساب سے اُجرت بھیجنی چاہیے۔

(۴) اگر آپ رسالے کے خریدار نہیں ہیں تو نو آنے کے ٹکٹ بھیج کر تین سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کے لیے مزید تین آنے فی سطر کے حساب سے ارسال کیجیے

(۵) چار سطروں سے زیادہ لمبا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مُدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکے گا۔

(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے۔ دفتر کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہرحال ہوگا۔

(۷) رسالے کو خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے، ورنہ تعمیل نہیں ہوگی۔

(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے

(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دواخانے یا رسالے کے پرمٹ کارڈ استعمال کیے گئے ہوں۔ — مینیجر ہمدرد صحت

(۱۳۳) ۲۱ سالہ مریضہ کو ڈھائی مہینے کا حمل ساقط ہونے کے بعد سے پیٹ میں ہلکا ہلکا درد اور سوئیاں سی چُبھتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ ایک لیڈی ڈاکٹر نے آنتوں میں گلٹیاں بتائی تھیں۔ لیکن دوسرے تمام اطبا نے اس تشخیص کو رد کر دیا۔ کھانا کھانے کے بعد طبیعت سست ہو جاتی ہے۔ قبض نہیں ہے۔ ڈاکٹر سعید احمد اور حکیم اکبر حسین الہ آبادی کی خصوصی توجہ کا طالب۔ (خریدار نمبر ۱۰۲۰۳)

(۱۳۴) میرے ایک ۲۵ سالہ دوست کو ۱۰ سال سے دائیں طرف فتق کی شکایت ہے۔ آپریشن کے ذریعے سے علاج کرانا نہیں چاہتے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ مجرب نسخہ تحریر فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۹۹۵۱)

(۱۳۵) ایک ایسا طلاء کا نسخہ چاہیے جو خاص وقت سے چند منٹ پہلے لگانے سے خوب خیزی اور تندی بخشے مگر فریق ثانی کو کسی قسم کی خراش یا سوزش نہ ہو۔ (خریدار نمبر ۱۰۶۲۰)

(۱۳۶) خاتون عمر ۲۵ سال۔ چہرے پر کیل نکلنے کی تکلیف سے سخت پریشان ہے۔ چہرے پر داغ پڑنے سے چہرہ بدصورت ہوتا جا رہا ہے۔ قبض کی شکایت عموماً رہتی ہے۔ کوئی مؤثر دوا لگانے اور کھلانے کی تجویز فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۷۳۷۴)

(۱۳۷) ملیریا بخاروں میں شروع شروع میں قبض کو دور کرنے اور تنقیۂ معدہ کے لیے بہترین مسہل کا نسخہ درکار ہے۔ جو خوش ذائقہ اور بلا تکلیف معدے کی صفائی کر دے اور نیز ملیریا کے بعد کی کمزوری اور عوارضات کو دور کرنے کے لیے بہترین اور خوش ذائقہ نسخہ کہ جو ہر جگہ دستیاب ہو سکے، تجویز فرمایا جائے۔ (خریدار نمبر ۸۱۰۵)

(۱۳۸) مریض کی عمر ۵۲ سال ہے۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں بواسیر شروع ہوئی۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک ماہ کا دورہ ہوا ٹانگیں کمزور ہو گئیں سنہ ۱۹۲۸ء میں بے کار ہو گئیں سنہ ۱۹۳۶ء میں علاج سے بواسیر بند ہو گئی۔ مستے گر گئے لیکن قبض اس قدر ہے کہ بلا دوا پاخانہ نہیں آتا اور ضعفِ مثانہ اس قدر ہے کہ پیشاب کا قطرہ بھی نہیں ٹھہرتا۔ نسخہ تجویز ہو۔ (خریدار نمبر ۳۸۵۶)

(۱۳۹) ۲۵ سالہ مریضہ کو تیسرے بچے کی پیدائش کے بعد سے دماغی تکلیف ہے۔ معمولی شور سے دردِ سر ہو جاتا ہے۔ گرمی، سردی کا اثر بہت جلد دماغ پر ہو جاتا ہے اور نتیجے میں نزلہ و زکام پیدا ہو کر مہینے ڈیڑھ مہینے پریشان کرتا ہے۔ آنکھوں کے تلے اندھیرا آتا ہے اور سر چکراتا ہے۔ قبض ہے۔ (خریدار نمبر ۹۷۷۰)

(۱۴۰) عمر چار سال ہے۔ بچپن و کانچ نکلنے کی شکایت میں ایک مہینے مبتلا رہا۔ بچپن جاتی رہی تھی۔ مگر کانچ ایک انچ سوا انچ ہنوز بوقت اجابت پائی جاتی ہے آہستہ سے جگہ پر چڑھ جاتی ہے۔ کل اطبائے کرام خاص توجہ فرما کر زود اثر نسخہ مرحمت فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۴۸۹)

(۱۴۱) تین سال سے میری پلکوں کے بال جھڑ رہے ہیں۔ نیچے کی دونوں پلکیں بالکل صاف ہو گئی ہیں۔ اب اوپر سے بھی جھڑنے لگے ہیں۔ از راہ کرم کوئی مجرب اور آسان نسخہ تحریر فرمائیں۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۹۳۵۵)

(۱۴۲) ۲۲ سالہ مریضہ ۱۱ سال سے مرگی کے مرض میں گرفتار ہے۔ دورے کے وقت منہ سے جھاگ نکلتے ہیں۔ قبض اور دردِ سر کی شکایت عام ہے۔ بھوک بالکل بند ہے۔ دورہ دوسرے تیسرے روز پڑتا رہتا ہے۔ اور خاص طور پر آگ کو دیکھ کر۔ ماہواری بھی ٹھیک حالت پر نہیں ہے۔ حکیم مولوی عبدالواحد اور حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی خاص توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۹۰۷۵)

(۱۴۳) میرے ۲۰ سالہ لڑکے کو سردیوں میں نزلے کی شکایت ہو جاتی ہے۔ بلغم کثرت سے بنتا ہے۔ بدن لاغر ہے لیکن فعل ہضم بالکل ٹھیک ہے۔ اطبائے کرام از راہ

مناسب علاج تحریر فرمائیں ۔ (خریدار نمبر ۱۰۴۰)

(۱۴۴) پانچ سال سے مریضہ کے کانوں اور ہاتھوں پر چھاجن ہے۔ اب تک بہت سے علاج کرائے لیکن فائدے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کھجلی بہت زیادہ ہے۔ کھجلانے کے بعد پانی، پیپ اور خون نکلتا ہے۔ اطباء کرام توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۲۹۵)

(۱۴۵) دس سال ہوئے کولھے کے جوڑ میں ایک پھوڑا نمودار ہوا۔ کئی مرتبہ آپریشن کرائے گئے۔ اب گو زخم نہیں ہے مگر سیاہ ہو گیا ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ اکثر کولھے میں درد اور حرارت سی ہو جاتی ہے۔ جوڑ اپنی جگہ پر قائم نہیں رہا۔ عمر ۲۰ سال ہے۔ تمام حذاق کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ کوئی مجرب نسخہ تجویز فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۷۰۶)

(۱۴۶) میرے ۲۲ سالہ بھائی کو بچپن میں بندش پیشاب کی شکایت ہوئی تھی اور ۲ سال پہلے معمولی درد گردہ کی شکایت ہوئی تھی۔ اب دو مہینے سے یہ درد بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ شام کو حرارت ہو جاتی ہے۔ پیشاب کے معائنے سے سنگ گردہ کا خیال ہوتا ہے۔ درد ہر وقت رہتا ہے۔ براہ کرم کوئی مفید نسخہ تحریر فرمائیں۔ (ایک خریدار)

(۱۴۷) دو، چار اور آٹھ سال کا پرانا گھی کس کام آسکتا ہے۔ اتفاقی طور پر مندرجہ بالا سالوں کا گھی موجود ہے۔ (خریدار نمبر ۳۶۹۰)

(۱۴۸) حکماء گرامی ماء الذہب جو کہ اکتوبر ۱۹۳۰ء کے جواب ۲۹ میں شائع ہوا ہے، کے خواص، خوراک اور درست تیاری کی ترکیب سے مطلع کریں۔ (خریدار نمبر ۵۵۰۳)

(۱۴۹) اگرچہ میں عادت بد کا شکار نہیں رہا ہوں لیکن مجھے امساک بالکل نہیں ہوتا۔ حکماء سے استدعا ہے کہ کوئی مجرب نسخہ تحریر فرمائیں۔ حکیم اکبر حسین صاحب خاص توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۵۰۰۲)

(۱۵۰) میری ایک ۲۶ سالہ غیر شادی شدہ عزیزہ ۳ سال سے سوداوی امراض میں مبتلا ہے۔ ابتدا میں یہ مرض سر سے شروع ہوا تھا۔ کھجلی ہو کر پانی نکلتا اور پھر سوکھ کر کھرنڈ کی صورت میں جم جاتا تھا۔ اس کے بعد دونوں رخساروں پر داغ پڑنا شروع ہوئے۔ اس وقت سر، چہرہ اور کانوں کے پیچھے کھرنڈ جمے ہوئے ہیں۔ عزیزہ موصوفہ کو کمزوری دماغ و بصارت، کمی بھوک، کمی حیض اور سیلان الرحم کی بھی شکایات ہیں۔ اطباء کرام خصوصاً جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب برلوی اور حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۶۵۱۳)

(۱۵۱) میری عمر ۲۴ سال ہے۔ کئی سال سے سر کے بال گر رہے ہیں اور سفید بھی ہو رہے ہیں۔ سر میں خشکی بھی ہے۔ اگر سر کو دھوتا ہوں تو خشکی دور ہو جاتی ہے۔ توجہ کا طالب (خریدار نمبر ۷۷۴۵)

(۱۵۲) عمر ۳۰ سال۔ تقریباً ۵ سال سے پائیریا نے پریشان کر رکھا ہے۔ علاج کے باوجود مرض برابر ترقی کرتا جا رہا ہے۔ التماس ہے کہ کسی سہل الحصول وغیرہ اور مجرب نسخے سے مطلع فرمائیں۔ نیز پرہیز سے بھی آگاہ کریں۔ (خریدار نمبر ۱۳۵۸)

(۱۵۳) ۸ سالہ لڑکی نیند کی حالت میں بستر پر پیشاب کر دیتی ہے۔ ڈاکٹری علاج بہت کیے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ حکیم اور وید صاحبان توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۸۶۱)

(۱۵۴) رس سیندور کا اصلی ویدک نسخہ مطلوب ہے۔ نسخہ مکمل ہو۔ نیز تحریر فرمائیں کہ تیار کہاں سے ملے گا۔ (ایک خریدار)

(۱۵۵) ایسا آسان نسخہ درکار ہے جس سے شادی شدہ عورت کی شرمگاہ مثل کنواری عورت کے ہو جائے اور مباشرت میں مثل کنواری عورت کے لذت حاصل ہو۔ (خریدار نمبر ۱۰۶۶۲)

(۱۵۶) میری بیوی کی عمر ۲۲ سال ہے۔ ۵-۶ مہینے میں ایک مرتبہ خون کی قے ہوتی ہے اور قے ہونے کے بعد کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اور علاج کیا ہے۔ (خریدار نمبر ۴۰۲۴)

(۱۵۷) عمر انیس سال ہے۔ تین سال سے سوزاک میں مبتلا ہوں۔ بہت سی ادویات یونانی و ڈاکٹری استعمال کیں۔ اور خصوصاً یو لیپرون، ایم اینڈ بی ۶۹۳، گونو یاٹرن اور آر تھے گون کے انجکشن لگوائے۔ اور دو مہینے پچکاری بھی کرتا رہا۔ لیکن خاص فائدہ نہیں ہوا۔ اب صرف سویرے پیشاب جلن سے آتا ہے اور پیشاب کی دھار پہلے سیدھی نہیں آتی، البتہ بعد میں سیدھی ہو جاتی ہے۔ نیچے ہاتھ لگانے سے تکلیف ہوتی ہے۔ پیشاب گدلا ہوتا ہے۔ ہاضمہ ٹھیک ہے۔ اطباء کرام اور خصوصاً ڈاکٹر سعید احمد صاحب توجہ فرمائیں۔ (ایک سائل)

(۱۵۸) عمر ۲۴ سال ہے۔ ۱۴ سال کی عمر میں اغلام اور جلق کی عادت ہو گئی تھی جس کا سلسلہ تقریباً ۵ سال رہا۔ اس سے توبہ کی تو کثرت جماع کرتا رہا۔ اب حالت یہ ہے کہ احتلام بے خبری میں ہوتا ہے۔ اگر احتلام رکتا ہے تو پیشاب کے بعد قطرہ آنے لگتا ہے۔ خواہش صحیح نہیں ہوتی۔ عضو میں وقت پر سختی پوری نہیں ہوتی اور قائم رہتی ہے۔ منی بہت تھوڑی خارج ہوتی ہے اور کوئی لذت وصل نہیں ہوتی۔ کمر اور جوڑوں میں شدید درد رہتا ہے۔ دل و دماغ بہت کمزور ہیں۔ سر میں نزلہ ہو جاتا ہے۔ گرم چیزوں کے استعمال سے احتلام بڑھ جاتا ہے۔ مقامی اور بیرونی بہت سے علاج کیے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مریض چائے نوشی بھی کرتا تھا لیکن اب صرف تمباکو نوشی کا عادی ہے۔ اطباء کرام خصوصی توجہ فرمائیں۔ نیز دوا کے بجائے غذا سے علاج ہو تو اچھا ہے۔ (خریدار نمبر ۵۱۵۱)

نوٹ: خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر کیا کریں۔

موسم سرما اور صحت و شباب

موسم سرما کی اہمیت - یہ بات عام طور پر سب لوگوں کو معلوم ہے کہ جاڑے کا موسم ہندوستان کا بہترین زمانہ ہے۔ اس میں جسم کی مشین سرگرمی سے اپنے کام انجام دیتی ہے۔ معدے، جگر اور آنتوں میں غذا کو ہضم کرنے اور اس سے بہترین خون بنانے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اس موسم میں جگر اچھے خون کا کافی ذخیرہ تیار کر کے رگوں میں بھیج دیتا ہے جو دوسرے موسموں میں بھی کام آتا ہے۔ گرمیوں میں تحلیل زیادہ ہوتی ہے اور جو زندگی برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری ہیں وہ بھی تھوڑی بہت تحلیل ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھنڈے ملکوں میں گرم ملکوں کی نسبت عمر زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ سردی روح، حرارت غریزی اور خون کو محفوظ رکھتی ہے۔ ان ہی پر مدار حیات ہے۔ گرمی میں غذا کی خواہش کم ہو جاتی ہے اور کی طلب بڑھ جاتی ہے، اس لیے ہضم درست نہیں رہتا۔ معدہ اور آنتوں کی اکثر شکایات محض اسی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ برسات گرمی سے بھی ہے۔ برسات میں معدہ اور دوسرے آلات ہضم کی حالت اچھی نہیں رہتی۔ ذرا سی بے احتیاطی سے مہلک بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اور ٹھنڈی ہواؤں کی تلاش میں اکثر صاحبانِ دل پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ مصوری اور کشمیر کی گلپوش وادیوں میں ان دلچسپیوں کو ڈھونڈنے ہیں جو سردی کے موسم میں ہر جگہ مل جاتی ہیں۔

شباب اور سرما کا تعلق - جوانی اور سردی میں نہایت گہرا اور شاعرانہ تعلق ہے۔ یہ موسم جذبات پر بڑی اثر کرتا ہے جو شباب کی رعنائیاں طوفان انگیزیاں خیالات و محسوسات پر کیا کرتی ہیں۔ جس طرح کھانے پینے کی خواہش ہضم کی طاقت اور خون پیدا کرنے کی صلاحیت اس موسم بڑھ جاتی ہے، اسی طرح جذبات میں بھی زندگی کی روح دوڑ جاتی ہے۔ خون پیدا کرنے والی غذائیں اور رگوں، پٹھوں اور دل و دماغ میں قوت و طاقت جلیاں بھر دینے والی دوائیں اس موسم سے گہری مناسبت اور خصوصیت رکھتی ہیں بخصوص طور پر قوت باہ کے متعلق دواؤں کے استعمال کا یہی موسم ہے۔ اور شباب حقیقت میں اسی چیز کا نام ہے۔ ورنہ سیاہ بالوں اور سرخ و سفید گالوں پر جوانی کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ جوانی دل کی زندگی کا ہے اور دل کی زندگی کا ثبوت صنفی خواہشات و جذبات کے اُس پیام بری سے مل سکتا ہے جسے قوت باہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو دوائیں ہیجان اور جوش پیدا کرتی ہیں، مثلاً مشک، عنبر، زعفران، مایہ شتر اعرابی وغیرہ وہ بالعموم گرم ہوتی ہیں گرمی یا برسات میں ان کے استعمال سے بہتر اور دیرپا نتائج کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جاڑوں میں مقوی غذاؤں کے کھانے اور ہضم کرنے کا عقیدہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ گاجر اور انڈے غیرہ کے حلوے جاڑوں کے ساتھ وہی خصوصیت رکھتے ہیں جو آم، امرود اور دوسرے میووں کی بہار کو اپنے موسم سے ہو سکتی ہے۔

جاڑوں کا بہترین تحفہ: جو صحت، جوانی، حوصلہ مندی اور تن درستی کی تمام خصوصیات کو برقرار رکھنے کا زبردست ضامن ہے آپ کو معلوم ہے کیا ہے؟ اگر یہ سوال ہندوستان کے کسی عقلمند اور تجربہ کار شخص سے کیا جائے تو وہ صرف یہی کہے گا۔

"ماءاللحم"

یہ ہے کہ ماءاللحم دنیا کی عجیب ترین ایجاد ہے۔ اس کے موجد نے اپنی عقل و ذہانت کے زبردست کمالات کا اس میں ایسا حیرت انگیز مظاہرہ ہے کہ سائنس کی موجودہ ترقیوں کے دور میں بھی داد دیے بغیر نہیں رہا جاتا۔ اس میں جسم انسانی کے تمام نقائص کو دور کرنے کی قابلیت موجود ہے دماغ، جگر، معدہ، بینائی، حافظہ اور باہ کو قوت دینے میں اس کے مقابلے کی کوئی دوا آج تک منظر عام پر نہیں آئی۔ اس میں ایسی چیزیں ہیں جن کو جدید اصول اور سائنس کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو وہ بدن کے جملہ ضروری اجزا کی حامل نظر آئیں گی۔ اس میں فولاد، چونا، کلورین، میگنیشیم، سوڈیم، پوٹاشیم، آیوڈین اور جسم کو پرورش کرنے اور طاقت و صلاحیت بخشنے والے سارے عناصر موجود ہیں۔

ماءاللحم کے حیرت انگیز فائدے - ان فائدوں میں صرف ایک ہی بات داخل نہیں ہے کہ وہ عام کمزوری کو رفع کر دے اور دل، دماغ اور باہ کو قوت [illegible] بہترین اجزا کی بدولت یہ عرق بدن کے زہریلے مواد کو نکالتا، اعصاب اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔ بدن

میں چستی و چالاکی پیدا کرتا ہی خون کو صاف کر کے جلد کو خوبصورت بناتا ہی۔ بدن میں طاقت و توانائی پیدا کر کے مہلک امراض چھوت دار امراض کے حملے سے محفوظ رکھتا ہی۔ جن لوگوں میں دِق وسل یا کسی اور مرض کو قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہی ان میں ان امراض سے مقابلہ کرنے کی قوت پیدا کرتا ہی سردی کا موسم نزلہ اور زکام کی کثرت کے باعث سِل ودق کی استعداد رکھنے والے آدمیوں کو خطرے کے قریب لے آتا ہی لیکن ماءُاللحم ان کی نگہبانی کے مشکل فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہی۔ یہ خون کو سُرخ اور دماغ کو چست کرتا ہی۔ دل میں خوشی، سرور اور کامیابی کا ولولہ پیدا کرتا ہی۔ قوتِ ارادی کو بڑھاتا ہی، دلیری اور مشکلات سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ بخشتا ہی۔ یادداشت کو ترقی دیتا اور کام کرنے کی ہمت اور اہلیت بڑھاتا ہی۔ دورانِ خون کی سُستی کو دُور کرتا ہی جسم کو پھرتیلا بناتا ہی۔ رُوح میں تازگی اور دل ودماغ میں فرحت پیدا کرتا ہی۔ دماغی کام کرنے میں مدد دیتا ہی۔

ماءُاللحم کیا ہی؟ فوائد اور منافع کی اس طویل مگر سچی فہرست کو دیکھ کر خود بخود دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آخر ماءُاللحم ہی کیا چیز؟ اس کا جواب یہ ہی کہ ماءُاللحم ایک قسم کا خوشبودار، خوش رنگ اور نہایت دل فریب عرق ہی، جو سیب، انگور، انار، ناشپاتی، بہی، امرود، انناس اور دُوسرے تازہ میٹھے اور خوش ذائقہ میووں، مشک، عنبر، زعفران اور دوسری قیمتی اور نایاب دواؤں نیز جسم کو بہترین طریقے پر پرورش کرنے والی غذاؤں کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہی۔ اس کے ایک ایک قطرے میں قوت، رُوح، خون اور غذائیت، سرور اور نشاط، اُمنگ اور حوصلے کا طوفان پوشیدہ ہی۔

ماءُاللحم اور دُوسری مقوی غذائیں۔ ماءُاللحم اور دُوسری مقوی غذاؤں میں کافی فرق ہی جو ماءُاللحم کے امتیاز اور اس کی برتری کی مضبوط ضمانت ہی۔ ماءُاللحم تمام قوتوں پر فوراً اثر کرتا ہی۔ یہ حلق سے اُترتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہی۔ معدے میں بہت کم ٹھیرتا ہی اور بہت جلد جگر میں پہنچ کر خون اور رُوح میں تبدیل ہو جاتا ہی جسم اور رُوح کی پرورش اور تربیت کرنے والے تمام اجزا اِس میں موجود ہیں۔ اس کی مقدارِ خوراک بہت کم ہی۔ دُوسری مقوی غذائیں ہفتوں اور مہینوں میں جو کام کرتی ہیں وہ ماءُاللحم چند گھنٹوں اور چند دنوں میں کر دیتا ہی۔ ماءُاللحم اپنی لطافت اور پاکیزگی کے باعث معدہ اور دوسرے اعضائے ہضم پر کوئی بار ڈالے بغیر خون بن جاتا ہی۔ معدے اور آنتوں پر اس سے کوئی خراب اثر نہیں پڑتا۔

شراب اور ماءُاللحم۔ ماءُاللحم کے دوسرے فائدوں کو دیکھ کر ممکن ہی کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ فائدے شراب سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ شبہ بالکل بے حقیقت ہی۔ شراب سے ایک عارضی کیف تو ضرور پیدا ہوتا ہی۔ مگر رفتہ رفتہ آگ کی یہ سیال چنگاریاں دل، دماغ، معدہ، جگر اور پھیپھڑوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہیں۔ رُوح اور خون کو پھونک ڈالتی ہیں۔ ماءُاللحم میں نہ صرف یہ نقصانات ہی نہیں، بلکہ یہ اس کے بالکل برعکس ہی۔ ماءُاللحم اور شراب میں وہی فرق ہی جو شیطان اور فرشتے میں ہو سکتا ہی۔ جو برگشتہ نصیب ہزاروں روپے کے ساتھ ہی اپنی صحت وجوانی کو بھی شراب پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں کاش وہ کچھ دن ماءُاللحم پی کر بھی دیکھیں!

جوہر اور ملمع۔ کہتے ہیں کہ ہر چمک دار چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہی۔ ہم نے ماءُاللحم کے جو خواص اور فائدے لکھے ہیں وہ بازاری ماءُاللحم سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ بازاری ماءُاللحم میں مصنوعی رنگ اور مصنوعی خوشبو کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ماءُاللحم کی تیاری پر کافی روپیہ صرف ہوتا ہی۔ محنت ہوشیاری اور تجربے کاری بھی اس کے تیار کرنے کے ضروری عناصر ہیں۔ طبّی اصول سے اجزا کی بہم رسانی اور پورے وزن سے قیمتی دواؤں، تازہ پھلوں کے رس اور بیش قیمت دواؤں کے لطیف و پاکیزہ سیال کی شمولیت پھر دیانت اور ایمانداری سے اتنا ہی عرق حاصل کرنا جتنا طبّی اصول سے حاصل کرنا چاہیے، کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر ایک بار عرق کھینچ کر دوبارہ اتنے ہی اجزا پھر شامل کر کے عرق کشید کرنا اور اس میں بھی ان ہی قیود کا پابند رہنا نہایت دشوار اور اخلاقی جرأت کا کام ہی۔ یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے سینے میں

فن اور مخلوق کا درد بھی موجود ہو۔ جن لوگوں کے سینے اس درد سے خالی ہیں وہ صرف اپنے فائدے کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ ناموسِ فن اور عوام کی فلاح و بہبود سے انھیں سروکار نہیں ہوتا۔ اصول اور صداقت کے ساتھ فن اور مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ کافی ایثار و ضبطِ نفس کا طالب ہی۔

ہمدرد دواخانے کا ماءُاللحم

ہمدرد دواخانہ محض تجارتی ادارہ نہیں ہی بلکہ طبِ قدیم کو میدانِ مسابقت اور سعی میں طبِ جدید کے دوش بدوش چلانا اس کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت اور ضرورت ہی۔ دیسی دواؤں کو عمدہ شکل وشباہت سے پیش کرنا اور ان کی طاقت و اثر کا ... جائزہ لے کر

بازار میں ہمدرد دوا خانے کا سب سے بڑا اور مشکل فرض ہے۔ اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے وہ قایم ہوا اور اسی فرض کو بجا لانے کے لیے اب تک سرگرم کار ہے۔ ماءاللحم ہی پر موقوف نہیں، ہر ایسی دوا کو پوری ذمّے داری، صحت اور صفائی سے تیار کرنا اس کا اور اس کے نگران و سرپرست کا مقصد حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمدرد دوا خانے کے ماءاللحم میں نہ کوئی ضروری دوا کم کی جاتی ہے اور نہ مقدار بڑھانے کے لیے غیر ضروری چیزوں کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

دو سو سال کا مجرب نسخہ۔ ہمدرد دوا خانہ دہلی میں ماءاللحم بہ نسخہ خاص دو آتشہ کو ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو دو سو سال سے ہندوستان کے مشہور و معروف اور نامور اطبا کا معمول رہا ہے۔ ارض ہند کے اکثر شاہی خاندانوں میں یہ ماءاللحم مستعمل ہوا ہے۔ ہمدرد دوا خانے کی مجلس تشخیص و تجویز کے اراکین مسلسل نہایت غور سے اس ماءاللحم کے متعلق گہرے اور وسیع تجربات کر رہے ہیں۔

ہمدرد کے ماءاللحم کی لازوال شہرت۔ یہ ماءاللحم بتیس سال سے ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچ رہا ہے۔ اکتوبر شروع ہوتے ہی اس کی مانگ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو مارچ کے وسط تک جاری رہتا ہے۔ اس عرصے میں قوت و زندگی اور لطف و سرور سے بھری ہوئی ... بوتلیں دوا خانے سے روانہ ہوتی ہیں۔ ہمدرد دوا خانہ دہلی کے "ماءاللحم دو آتشہ بہ نسخہ خاص" نے ایک لازوال شہرت و عزت حاصل کر لی ہے۔ اس ... کی بوتل خریدتے وقت خریدار کے دل میں یہی خیال ہوتا ہے کہ وہ قوت و زندگی اور صحت و تندرستی کا سودا کر چکا ہے۔ اس شہرت و امتیاز کے باوجود ہمدرد دوا خانہ دہلی ترقی و اصلاح کی طرف بڑھتا رہا اور ماءاللحم کے متعلق علمی و عملی تجربات ہوتے رہے۔ سائنٹفک اصول سے غور کیا جا... اب ان تجربات کے بہترین نتائج سامنے آ گئے ہیں اور کافی روپیہ خرچ کرنے کے بعد ہمدرد دوا خانہ دہلی نے ایسے آلات تیار کرا لیے ہیں جن کی امداد سے ماءاللحم کو محفوظ طریقے پر تیار کرنے کے ساتھ ہی اس کی طاقت و قوت کو بڑھا دیا گیا ہے اور اسے دیرپا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

ہمدرد دوا خانے کے ماءاللحم کی چند خصوصیات۔ ۱۔ مجلس تشخیص و تجویز کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب کی خاص نگرانی میں نہایت اہتمام، صفائی اور پاکیزگی سے تیار کیا جاتا ہے۔

۲۔ تمام قیمتی دوائیں اور پھلوں کے رس پورے وزن سے شامل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ سبز میووں کا رس حاصل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ کوئی کچا یا داغ دار پھل نہیں ڈالا جاتا بالکل وقت پر تازہ اور عمدہ پکے ہوئے پھلوں سے تازہ اور عمدہ رس حاصل کر کے ڈالا جاتا ہے۔

۴۔ ہمدرد دوا خانے کے ماءاللحم کی ترکیب میں جسم کی تمام قوتوں کی پرورش اور تربیت کا لحاظ رکھ کر قوت باہ پر اثر ڈالا جاتا ہے۔ یہ نہیں کیا جاتا کہ محض باہ کو قوت دینے والی دوائیں ملا دی جائیں اور دل و دماغ، معدہ و جگر وغیرہ کا خیال نہ رکھا جائے اور نتیجہ یہ ہو کہ اس کے استعمال سے ...وں اور پٹھوں میں ایک غیر طبعی جوش پیدا ہو کر قوت باہ میں وقتی ہیجان پیدا ہو جائے اور جب ردعمل ہو تو پہلی قوت بھی باقی نہ رہے۔ ہمدرد دوا خانے کے ماءاللحم میں ایسے اجزا شامل کیے جاتے ہیں جو دل و دماغ اور جگر و معدہ کو طاقت دے کر پہلے عمدہ خون پیدا کرتے ہیں۔ پھر قدرتی ...وں کے ماتحت باہ کو قوت دیتے ہیں۔

۵۔ زیادہ گرم اور مضر چیزیں شامل کر کے ماءاللحم کی خوبی و برتری کو فنا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ جسم کی مشین کے کل پرزوں کے لحاظ سے بہترین اور غذائیت بخش اجزا ڈالے جاتے ہیں جن سے خون اور روح پر نہایت معتدل اور قدرتی اثر پڑنے کے بعد نتیجے کے طور پر باہ میں بیداری پیدا ہوتی ہے۔

۶۔ ظاہری شکل و صورت، رنگ اور خوشبو نہایت دل فریب ہے۔ صرف پیکنگ پر اتنا روپیہ صرف کیا جاتا ہے جتنا بازاری ماءاللحموں کی تیاری پر بھی خرچ نہیں ہوتا۔

۷۔ ہمدرد دوا خانے کا ماءاللحم عرصے تک خراب نہیں ہوتا۔

۸۔ نفاست اور پاکیزگی کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے۔

ماءاللحم بہ نسخہ خاص کے مختصر فوائد۔ ماءاللحم کے جو فائدے بیان کیے گئے ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ مختصر طور پر چند خاص اور امتیازی فوائد یہاں مکرر لکھے جاتے ہیں۔ یہ ماءاللحم نہایت مقوی باہ ہے اور دل، دماغ، جگر، معدے اور گردوں کو بے حد قوت دیتا ہے خصیوں

اور جسم کی دوسری گلٹیوں کو اپنے قدرتی وظائف ادا کرنے اور مخصوص رطوبات کے تیار کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ حافظہ اور بینائی کو بڑھاتا ہے۔ جوش، ولولہ اور قوتِ ارادی پیدا کرتا ہے۔ ہضم اور اعضائے ہضم کے افعال کو ترقی دیتا ہے۔ غذا کی خواہش کو زیادہ کرتا ہے اور کھائی ہوئی غذاؤں سے بہترین خون بنا اور اسے جزو بدن کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ ہڈیوں کو مضبوط اور جسم کو چست و توانا بناتا ہے۔ کافی خون پیدا کرکے چہرے کو خوبصورت اور سرخ و سفید کر دیتا ہے۔ خون کو صاف کرکے رنگ نکھارتا ہے۔ دماغی کام کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ ذہانت، جوش اور عزم پیدا کرتا ہے۔ پستی، مایوسی اور غم و اندوہ کو دور کرتا ہے۔ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کی اُمنگ اور آرزو پیدا کرتا ہے۔

ترکیبِ استعمال ۔ تنہا ماء اللحم استعمال کرنے کی ترکیب نہایت آسان اور سادہ ہے۔ البتہ ماء اللحم کی قوت کو بڑھانے اور اس سے مخصوص اعضا و قوتوں کو تربیت دینے کے طریقے مختلف ہیں جو بعد میں لکھے جائیں گے۔

خوراک ۔ پانچ تولے یعنی چھٹانک بھر ماء اللحم پینا چاہیے۔ ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جا سکتی ہے۔

بدرقہ۔ پاؤ بھر میٹھا دودھ، دودھ گائے کا ہو تو بہتر ہے۔ دودھ کی مقدار کا گھٹانا اور بڑھانا پینے والے کی طبیعت اور قوتِ ہضم پر موقوف ہے۔

اوقاتِ استعمال ۔ اس کے استعمال کا بہترین وقت صبح کا ہے، ورنہ ضرورت پر ہر وقت بطور مقوی اور مفرح چیز کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پرہیز۔ دورانِ استعمال میں کھٹی اور دیر ہضم چیزوں سے پرہیز رکھنا چاہیے۔ ہلکی اور زود ہضم غذا کھائیں۔ سبز میووں میں سیب، انار، انگور، ناشپاتی، کیلا اور سردہ وغیرہ کھا سکتے ہیں۔ خشک میووں میں بادام اور اخروٹ، انجیر کھا سکتے ہیں۔

ماء اللحم کی مدتِ استعمال ۔ ماء اللحم ایسی مفید مقوی اور زود اثر دوا ہے کہ حلق سے اُترتے ہی اس کے حیرت انگیز فائدوں کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ پیتے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل کو کسی نے سہارا دے دیا۔ طبیعت پر خاص قسم کی اُمنگ اور فرحت نمایاں ہو جاتی ہے۔ لیکن مستقل اور پائدار منافع حاصل کرنے کی غرض سے چالیس دن تک اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تھوڑے دن ماء اللحم پینے سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو چالیس دن کے استعمال سے میسر آتی ہے۔ پھر بھی ماء اللحم کی خواہ ایک ہی خوراک پی جائے وہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ چالیس دن تک ماء اللحم کا پی لینا گویا سال بھر تک

صحت اور تن درستی کا بیمہ کرالینا ہے۔ جن لوگوں کو خدا نے استطاعت دی ہے وہ اگر آخر اکتوبر سے وسطِ مارچ تک اس کو مناسب بدرقوں کے ساتھ پیتے رہیں تو ان کی عام جسمانی حالت قابلِ رشک ہو جائے گی۔ اور ڈاکٹر وائرونوف کے غددی علاج کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ بغیر عملِ تقلیم ہی کے

اعادۂ شباب ہو جائے گا۔ دل و دماغ اور بدن کا ہر عضو جوان ہو جائے گا۔ تمام جسمانی طاقتیں جوش و خروش کے ساتھ اپنا اپنا کام کرنے لگیں گی۔ اور بدن کے روئیں روئیں سے طاقت و توانائی، صحت و تن درستی اور شباب و جوانی کے چشمے اُبلنے لگیں گے۔

ماء اللحم اور مختلف بیماریاں ۔ یوں تو ماء اللحم خود نہایت صحت بخش، مفرح اور مقوی دوا ہے لیکن مختلف بیماریوں میں اس کو مناسب اور مخصوص دواؤں کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ ماء اللحم دواؤں کے اثرات کو بہت جلد مقامِ مرض تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ جو دوائیں کھائی جاتی ہیں ان کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہاں مختصر طور پر مختلف بیماریوں میں ماء اللحم کے استعمال کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

ضعفِ دماغ اور ماء اللحم

دماغ اور حافظے کی کمزوری اور ضعفِ اعصاب میں، جب کوئی بات یاد نہ رہتی ہو اور کام سے طبیعت جلد اچاٹ ہو جاتی ہو تو خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا ۶ ماشے یا خمیرہ گاؤزبان عنبری عود صلیب والا ۶ ماشے میں کشتہ مرجان ۲ چاول ملا کر کھائیں اور اوپر سے ماء اللحم بنسخہ خاص ۵ تولے پی جائیں۔ چالیس دن میں حافظہ، بینائی، دماغ اور دل و جگر میں غیر معمولی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

مصنفوں، وکیلوں اور ایڈیٹروں کی ترقی کا راز ان کی دماغی اور ذہنی قابلیتوں اور فکر و خیال کی بلندیوں میں مضمر ہے۔ جب دماغ اور حافظہ کمزور ہو جاتا ہے تو بڑا آدمی بننے کی سب آرزوئیں فنا ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں ضعفِ دماغ کا یہ علاج آزما کر دیکھیے۔

مضمون ... مطالب علموں اور ہر دماغی کام کرنے والے آدمی کو حالتِ صحت میں بھی جاڑوں کے زمانے میں کم سے کم چالیس دن پینا چاہیے بالخصوص ایسی حالت میں جب زیادہ لکھنے پڑھنے سے سر چکرانے لگے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ جائے تو یہ علاج ضروری ہے۔

دل کی کمزوری اور ماءُ اللحم۔ دل کی کمزوری، دل کی دھڑکن، گھبراہٹ اور طبیعت پر وحشت طاری رہنے کی صورت میں یا اس سبب وہم، وسواس اور شکوک وغیرہ کا غلبہ ہو اور ذرا سی بات میں طبیعت پر ملال، آزردگی یا گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہو تو معجون نقرہ یا معجون طلا ۳ ماشے کھا کر اوپر سے ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے شربت روح افزا ۲ تولے ڈال کر پی لینا چاہیے۔

کمزوری اور ماءُ اللحم۔ کسی لمبی یا کمزور کر دینے والی بیماری کے اثر سے یا جسم سے زیادہ خون نکل جانے کی وجہ سے بدن کمزور اور ... گیا ہو تو مفرح یاقوتی معتدل ۳ ماشے کھا کر ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے میں ماءُ الذہب ۳ قطرے ڈال کر قند یا مصری سے میٹھا کر کے پی لیں۔ ... موتی جھرے یا میعادی بخار کا نتیجہ ہو تو ماءُ الذہب کی جگہ مروارید سیال ۵ قطرے ماءُ اللحم میں ڈال لینے چاہئیں جسم سے زیادہ خون خارج ... کے باعث کمزوری ہوئی ہو تو ماءُ اللحم میں عرق عنبر ۲ تولے بھی ملا لینا چاہیے جیسے یا بواسیر کے ذریعے سے خون خارج ہوا ہو تو ... سبزی ۵ ماشے کھا کر عرق عنبر ۲ تولے، ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے قند ڈال کر نوش کریں۔

غشی اور ماءُ اللحم۔ کسی وجہ سے ایک دم بے ہوشی ہو جائے تو حالتِ بے ہوشی میں عرق عنبر ۲ تولے ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے میں ... معتدل جواہر والی ۳ ماشے گھول کر چمچے سے تھوڑا تھوڑا حلق میں ٹپکائیں ہوش آنے پر ایسی ہی ایک خوراک اور پلا دیں۔

خون کی کمی اور ماءُ اللحم۔ جسم میں خون کی پیدائش کم ہو جائے یا خون پتلا پڑ جائے اور اس کے سرخ ذرات کم ہو جائیں تو کشتہ فولاد ... ہونے والا کی ایک ٹکیہ دوا ءُ المسک معتدل جواہر والی ۴ ماشے یا جوارش جالینوس ۵ ماشے میں رکھ کر کھائیں اوپر سے ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ... تولے قند ڈال کر پی لیں۔ ایسی صورت میں دونوں وقت کھانے کے بعد شربت اکسیر خاص یا شربت فولاد کا ایک ایک چمچہ بھی چاٹ لیا جائے ... خون کی شکایت بہت جلد رفع ہو جاتی ہے۔

ہائی بلڈ پریشر اور ماءُ اللحم۔ ادھیڑ عمر کے آدمیوں کو یہ شکایت آج کل بہت عام ہے اس میں دل دھڑکتا ہے۔ سر گھومتا ہے اور دردِ سر کی شکایت ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں تریاق فشار (رجسٹرڈ) ۶ ماشے کھا کر ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے یا سنگترے کا رس یا آب انار ۲ تولے ملا کر پئیں۔ غذا میں سبز ترکاریاں کھائیں۔ گوشت بالکل ترک کر دیں۔ چوتھے پانچویں دن رات کو سوتے وقت قرص ملیّن ۲ عدد کھا لیا کریں۔ اس علاج سے بہت جلد فائدہ ہو جاتا ہے۔

نزلہ اور ماءُ اللحم۔ بار بار نزلہ اور زکام ہونا کمزوریٔ دماغ کی علامت ہے۔ جب یہ شکایت ہو تو خمیرہ نزلی جواہر والا ۶ ماشے کھا کر ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے روزانہ صبح کو پی لیا کریں۔ بہتر یہ ہے کہ صبح کو خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا ۶ ماشے میں قرص مرجان جواہر والا ایک عدد کشتہ نقرہ جدید ایک قرص ملا کر کھائیں اوپر سے ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے پی لیں۔ رات کو سوتے وقت خمیرہ نزلی جواہر والا کھائیں۔

ضعفِ باہ اور ماءُ اللحم۔ ضعفِ باہ میں ماءُ اللحم اکسیر ثابت ہوا ہے۔ طبی تصرفات سے کام لے کر جب اس کے ساتھ مناسب دوائیں بھی دی جاتی ہیں تو پھر کرشمہ اور اعجاز کی صورت اختیار کر لیتا ہے ضعفِ باہ کے اسباب مختلف ہوا کرتے ہیں اس لیے ماءُ اللحم کے ساتھ کھانے کی دوائیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ اگر پٹھوں کی کمزوری کے باعث ضعفِ باہ ہوا ہے اور ہیجان کے وقت پوری سختی نہیں آتی نعوظ میں بھی کمی رہتی ہے معجون جالینوس لولوی ۶ ماشے میں کشتہ طلا ۲ چاول ملا کر کھائیں اور اوپر سے ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے مصری ڈال کر پئیں۔ رات کو سوتے وقت معجون مروح الارواح ۱ ماشہ کھائیں۔ مقامی طور پر عضو مخصوص پر طلاء مقوی خاص رجسٹرڈ یا طلاءِ شباب آور لگائیں اور اگر ... بہت جلد مطلوب ہو تو معجون جالینوس لولوی ۶ ماشے میں حب ممسک خاص ایک عدد ملا کر کھائیں اور اوپر سے ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے ... ایک تولہ ڈال کر نوش کریں۔

کثرتِ جماع سے باہ میں کمزوری ہوئی ہو تو معجون موم میانی ۱۰ ماشے میں کشتہ نقرہ ۲ چاول ملا کر پہلے کھلائیں۔ اس کے بعد ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص

۵ تولے قند یا مصری ایک تولہ ڈال کر پییں۔ رات کو سوتے وقت حب عنبر مومیائی ۲ عدد دودھ کے ساتھ کھائیں۔ مقامی نقصوں کی اصلاح کے لیے طلائے الماس، یا طلائے اعظم یا طلاء مشک والا لگائیں۔

کثرت جماع کے نقصانات کی اصلاح کے لیے صرف معجون شباب آور ۶ ماشے کھاکر ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے پینا بھی کافی ہے لیکن مقامی خرابیوں کے رفع کرنے اور وہاں کے اعصاب کو قوت دینے کی غرض سے مذکورۂ بالا طلاؤں میں سے کوئی طلا لگانا نہایت ضروری ہے۔

جلق اور اغلام کی عادتِ بد ضعفِ باہ کا سبب ہوئی ہو اور اعضائے تناسل پر جلق اور اغلام کے شرمناک نقصوں کا اثر موجود ہو تو لبوب اعظم ۶ ماشے کھاکر ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے ایک تولہ مصری ڈال کر پییں۔ عضو پر طلائے شباب آور یا طلائے کیمیا تاثیر لگاکر اوپر سے بنگلہ پان باندھ لیا کریں۔ یا رات کو سوتے وقت طلائے مجلوق کی مالش کر لیا کریں۔

کثرت احتلام یا جریان سے ضعف باہ کی شکایت لاحق ہوگئی ہو تو صبح کے وقت مثالی ایک قرص کھاکر ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے قند سے میٹھا کرکے پییں۔ رات کو سوتے وقت قرص جریان ۲ عدد دودھ کے ساتھ کھائیں۔ سستی دوا مطلوب ہو تو رات کو سفوف عجیب ۶ ماشے کھائیں۔ جب احتلام ترک جائے تو یہ دوائیں بند کرکے صبح کو لبوب کبیر ۶ ماشے میں کشتہ قلعی یا کشتہ سرب ۲ چاول ملاکر کھائیں اور اوپر سے ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے شربت انار ایک تولہ ڈال کر پییں۔ رات کو سوتے وقت لبوب اعظم یا لبوب الاسرار ۶ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیں۔ غریب لوگ لبوب کبیر کی جگہ لبوب صغیر استعمال کر سکتے ہیں۔

رقت کی وجہ سے سرعت انزال کی شکایت بھی ہو تو صبح کو معجون ثعلب ۶ ماشے میں کشتہ مثلث ۲ چاول ملاکر ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے کے ہمراہ کھائیں اور رات کو سوتے وقت معجون مقوی و ممسک ایک ماشہ یا معجون جلالی ۴ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

کثرت رنج و غم اور خوف و ہراس سے ضعف باہ ہوگیا ہو تو صبح کو معجون طلا ۳ ماشے یا معجون نقرہ ۳ ماشے ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے عرق عنبری ۲ تولے مصری ۲ تولے کے ہمراہ کھائیں۔ شام کو چار بجے دواءالمسک معتدل جواہر والی ۳ ماشے چاٹ لیا کریں۔ مقامی طور پر طلائے مقوی خاص، جبسٹر یا طلائے شباب آور لگائیں۔

غذدی علاج کا مقابلہ۔ ڈاکٹر وارونوف کے غددی علاج کے مقابلے میں ہم ایک بہترین طریقۂ علاج پیش کرتے ہیں۔ ... شباب کا موجب ہے اور تمام جسمانی طاقتوں کو جوان کرتا ہے۔ چالیس دن میں آدمی کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ معجون شباب آور ۳ ماشے ... خاص ایک عدد ملاکر ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے کے ہمراہ صبح کے وقت کھائیں۔ غذا میں لطیف اور زود ہضم چیزیں کھائیں۔ چلّہ پورا کرنے کے اندر ہی معلوم ہو جائے گا کہ ڈاکٹر وارونوف کے غدّدی علاج کے مقابلے میں یہ کم خرچ اور آسان طریقۂ علاج کس قدر کامیاب اور زود اثر ہے۔

ایک خاص بات۔ ماءاللحم کے متعلق یہ خاص بات یاد رکھنی چاہیے کہ قوت حاصل کرنے کی غرض سے تن درست حضرات اسے جاڑوں کے موسم میں استعمال کریں لیکن مرض کی حالت میں مریضوں کے لیے موسم کی کوئی قید نہیں۔ جب اور جس وقت مرض لاحق ہو اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ گرمیوں کے موسم میں سنترے کا رس یا انار کا رس ڈال کر اسے پلائیں۔

قیامِ شباب۔ اگر آپ بالکل تن درست ہیں اور موسم سرما کو ایک بہترین موسم کی حیثیت سے صرف قیامِ شباب اور بقائے صحت و جوانی کے کام میں لانا چاہتے ہیں تو صرف معجون شباب آور ۳ ماشے ماءاللحم بنسخہ خاص دو آتشہ ۵ تولے کے ہمراہ روزانہ کھا لینا کافی ہے۔ دواؤں سے طبیعت بالکل متنفر ہو اور کسی لذیذ ناشتے سے مطلب برآری مقصود ہو تو حلوائے مغز سر گنجشک والا ۲ تولے صبح کو کھاکر ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے پی لیا کریں۔ جوانی، صحت اور خوبصورتی نہ صرف اپنی اصلی حالت پر ہی قایم رہے گی بلکہ اس میں ترقی ہوگی۔ جوانی نوجوانی میں اور بڑھاپا شباب میں تبدیل ہو جائے گا۔

ماءاللحم میں عورتوں کا حق۔ موسم سرما کے عیش و مسرت کو عام طور پر مرد اپنا ہی حق سمجھتے ہیں اور اعادۂ شباب کی کوششوں میں تو عورتوں کو بالکل ہی نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ حالاں کہ حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ **عورتوں کا حسن و شباب** اور ان کی جوانی و رعنائی بھی قایم رکھی جائے۔ جس طرح مرد اپنے شباب سے محبت کرتا ہے اسی طرح عورت کو اپنی جوانی عزیز ہے۔ عورتیں ایک مقوی، مفرح اور شباب آور دوا کے طور پر بے تکلف استعمال کر سکتی ہیں۔ بچے البتہ اس کی طاقت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو ماءاللحم ضرور پینا چاہیے۔ ...

بچے کی تن درستی پر بھی بہت اچھا اثر پڑے گا اور عورت کی صحت بھی بحال رہے گی اور تن درستی برقرار رکھنے کی غرض سے عورتیں صبح کو گاجر یا انڈے کے حلوے کا ناشتہ کرکے ماء اللحم بہ نسخہ خاص دواء الشفا ۵ تولے دودھ میں ڈال کر پی سکتی ہیں۔ مگر مخصوص قسم کی بیماریوں میں عورتوں کو بھی مناسب دواؤں کے ساتھ ماء اللحم پینا چاہیے مثلاً

سیلان الرحم میں صبح کو حب مروارید کی ایک عدد کھا کر ماء اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے پینا چاہیے۔ رات کو سوتے وقت ناشنف کی ایک ٹکیہ یا معجون مقوی رحم ۶ ماشے کھانی چاہیے۔

اختناق الرحم میں دورہ روکنے کی غرض سے خمیرہ گاؤزبان جدوار عود صلیب والا ۶ ماشے ماء اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے کے ہمراہ کھائیں۔

کثرت حیض و استحاضہ کے بعد کی کمزوری اور قلت خون میں مفرح سوسبزی ۶ ماشے عرق ماء اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے کے ہمراہ کھائیں۔

ولادت یا اسقاط حمل کے بعد جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس میں مفرح یاقوتی معتدل یا دواء المسک معتدل جواہر والی ۶ ماشے کھا کر عرق ماء اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے نوش کریں۔ ایسی صورت میں آش جو یا دودھ میں ماء اللحم ڈال کر بطور غذا بھی پی سکتی ہیں۔

ماء اللحم کی قیمت کا مقابلہ۔ ماء اللحم کی قیمت پانچ روپے فی بوتل مقرر ہے۔ ایک بوتل میں بارہ خوراک دوا ہوتی ہے گویا ایک خوراک دوا کی قیمت تقریباً ۶ آنے ہوئی۔ ممکن ہے بظاہر یہ قیمت زیادہ معلوم ہو لیکن ماء اللحم کے بیش قیمت اجزا اور اس کے لاثانی فائدوں کو دیکھتے ہوئے یہ قیمت کچھ بھی نہیں۔ پھر جو لوگ یورپ سے آئی ہوئی سستی اور گرم دواؤں کی ایک ایک خوراک پر اس سے چوگنے دام بے تکلف خرچ کر ڈالتے ہیں انھیں اس قیمت کو محسوس بھی نہ کرنا چاہیے۔ ماء اللحم میں دیسی قیمتی دوائیں اور میوے ڈالے جاتے ہیں۔ اس کی ساخت میں ہندوستانیوں اور غیر ملکی حضرات کے مزاج اور ہندوستانی آب و ہوا کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

ہماری ذمے داری۔ طبیب کو دوا تجویز کرتے وقت اپنی رائے اور تشخیص پر پورا وثوق ہونا چاہیے اور ایک تجربہ کار طبیب کا یہی وصف ہے لیکن [illegible] ملنا ایسی مصیبت ہے جس کا معالجین کے پاس کوئی علاج نہیں۔ ہم نے اس مضمون میں جو دوا بھی کسی مرض کے لیے لکھی ہے وہ یقیناً اس کے [illegible] مگر ہم پر پوری ذمے داری اسی وقت عائد ہوتی ہے جب دوائیں بھی عمدہ اور قابلِ اطمینان ہوں۔ اور [illegible] بتائی ہوئی ترکیب [illegible] کے ساتھ استعمال کی جائے۔

ہمدرد دواخانہ دہلی سے دوائیں منگانے کی سفارش صرف اس بنا پر کی جارہی ہے کہ یہاں تمام مرکب دوائیں بہترین انتظام بہترین نگرانی اور بہترین اجزا سے تیار کی جاتی ہیں۔ ذرا سے شبہ پر قیمتی سے قیمتی دوا فوراً پھینک دی جاتی ہے مجلس تشخیص کے صدر رہائی [illegible] حکیم مولوی محمد عبدالحمید [illegible] دواؤں کے معاملے میں نہایت محتاط ہوتے ہیں۔ پرانے محنتی، دیانت دار اور ماہر دواسازوں کی موجودگی میں بھی صاحب موصوف اپنی نگرانی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور مشک، عنبر، زعفران، موتی، زمرد، یاقوت، نیلم، زبرجد اور اسی قسم کی قیمتی دوائیں اپنے سامنے وزن کرکے شامل کراتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ **ہمدرد دواخانہ دہلی** سے دوائیں خریدنے کی سفارش کسی تجارتی مقصد یا تجارتی حرص کی [illegible] محض طب قدیم کی عظمت اور اپنے طبیبانہ وقار و اعتماد کی حفاظت اور خود آپ کے فائدے اور روپے کی حفاظت کے لیے۔

ہمدرد دواخانے کی مقبولیت کا راز سب کو معلوم ہے کہ صداقت و دیانت اور خوش معاملگی کے سوا اور کچھ نہیں۔

ناظرین کی سہولت کے لیے ان دواؤں کی فہرست درج کی جاتی ہے جن کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے

[illegible]	ایک شیشی	ہے	شربت فولاد	ایک شیشی	عہ	کشتہ طلا کلاں	۱۵ قرص	للعہ	معجون جالینوس لولوی	ایک تولہ	۸
[illegible]	ایک تولہ	ہ	طلاء اعظم درجہ [illegible]	ایک شیشی	ہے	کشتہ فولاد	۱۵ قرص	۹	معجون جلالی	ایک تولہ	۹
[illegible]	ایک درجن	عہ	طلاء الماس	ایک تولہ	للعہ	کشتہ فولاد سونے چاندی والا	۱۰ قرص	۱۲	معجون [illegible]	ایک تولہ	عہ
[illegible]	[illegible]	۱۲	طلاء اعجاز	ایک شیشی	عہ	کشتہ شمعی	۱۵ قرص	۳	معجون طلا	ایک تولہ	ع
[illegible]	ایک شیشی	[illegible]	طلاء شباب آور	"	ہے	کشتہ مرجان سادہ	۵۰ قرص	۳	معجون مروح الارواح	ایک تولہ	عہ
[illegible]	ایک تولہ	۱	طلاء کیمیا تاثیر	ایک تولہ	للعہ	کشتہ مرجان جواہر والا	۱۵ قرص	۱۲	معجون مقوی رحم	ایک شیشی	عہ
[illegible] مشک طلا	ایک تولہ	۱	طلاء مقوی خاص	ایک شیشی	ہے	کشتہ مثلث	۱۵ قرص	۵	معجون مقوی و ممسک	ایک تولہ	عہ
[illegible] عنبری جواہر والا	ایک تولہ	۳	طلاء مشک والا	ایک تولہ	عہ	کشتہ نقرہ	۱۵ قرص	۹	معجون نقرہ	ایک تولہ	[illegible]
[illegible] عود صلیب والا	ایک تولہ	۲	طلاء محلوق	ایک شیشی	ع	کشتہ نقرہ جدید	۱۰ قرص	۶	معجون مومیائی	ایک تولہ	ع
[illegible]	ایک تولہ	۳	عرق ستہ زور	ایک بوتل	للعہ	لبوب اعظم	ایک شیشی	للعہ	مفرح سوسبزی	ایک تولہ	۳
[illegible] جواہر والی	ایک تولہ	۲	عرق عنبر	ایک بوتل	عہ	لبوب الاسرار	ایک تولہ	۳	مفرح مشکیں	ایک شیشی	عہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	عرق گاؤزبان عنبری	"	عہ	لبوب صغیر ایک تولہ، لبوب کبیر ایک تولہ		۳	مفرح یاقوتی معتدل	ایک تولہ	۱۲
[illegible]	ایک شیشی	[illegible]	قرص جریان	ایک شیشی	عہ	مثانی	ایک شیشی	ہے	ماء الذہب	ایک ماشہ	عہ
[illegible]	[illegible]	۱۴	قرص ملین	ایک درجن	۱۰	مروارید پستیاں	ایک تولہ	ہے	ماء اللحم بہ نسخہ خاص دواء الشفا	ایک بوتل	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	کشتہ عقرب	دو قرص	۳	معجون تغلب	ایک تولہ	۶	ناشنف	ایک شیشی	ہے

تحقیقات کے بعد ایک طبی انکشاف

ہندوستان کی باقی ۹۰ فی صدی

یہ معلوم کر کے بہت سے لوگوں کو حیرت ہوگی کہ اس ملک میں اگرچہ عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کی تعداد تقریباً ۴ فیصدی زیادہ ثابت ہو چکی ہے اور عورتوں کے ساتھ ہر سو افراد میں ۴۸ مردوں کا اوسط لگایا گیا ہے۔ لیکن ملک کے گوشے گوشے میں طبیبوں اور ڈاکٹروں کو مردوں کے مخصوص امراض کا علم ہوتا رہتا ہے اور جو باتیں مشاہدہ میں آئی ہیں ان سے قریب قریب اس نتیجے پر پہنچنا پڑا ہے کہ ۴۵ فی صدی مرد آبادی ایسی بھی دس فی صدی ایسے ہیں جو وہ انہی مرد کہلائے جا سکتے ہیں۔ مردوں کی باقی تعداد کسی نہ کسی ایسے مرض یا امراض کا شکار ہے جو ان کی قوت مردی میں کمی اور زندگی کی حقیقی مسرت کو ختم کر دیتے ہیں۔

ہمدرد دواخانہ دہلی اپنی قومی خدمات کے لئے ملک بھر میں مشہور ہے۔ اس کے تجربہ کار حکماء کی مجلس کافی عرصہ تک غور و تحقیق کے بعد

حبّ مبہی خاص (رجسٹرڈ)

تیار کر دی ہے۔ جو ضعف باہ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اور حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ یہ گولیاں سست اور بیکار اعصاب میں بجلی کی طرح اثر انداز ہیں۔ مضر صحت اجزاء سے پاک اور نادر و بے بہا ادویات سے مرکب ہیں۔ جماع کی قوت میں حیرت انگیز اضافہ کرتی ہیں۔ اور جماع کے بعد قوت میں کمی نہیں ہونے دیتیں۔ ایک ہفتہ کے تجربے سے ہی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ حب مبہی خاص کیا چیز ہیں۔

قیمت فی شیشی جس میں بیس (۲۰) گولیاں ہوتی ہیں دس روپے (للعہ/) یہ بیس گولیاں بیس روز تک استعمال کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد انسان خود ہی بے پناہ قوت محسوس کرنے لگتا ہے۔

مینیجر ہمدرد دواخانہ، دہلی

ایک امریکن لیڈی ڈاکٹر اور ہندوستانی عورتیں

اصل میں وہ لوگ اپنی بیویوں کے سب سے بڑے دشمن کہے جا سکتے ہیں جو اپنی غفلت اور بے پروائی کی وجہ سے انہیں مہلک امراض کا شکار ہو جانے دیتے ہیں۔ یہ مرد یہ تو چاہتے ہیں کہ ان کی بیویاں سب سے زیادہ حسین، تندرست اور ان کی خدمتگزار ثابت ہوں لیکن وہ ان خفیہ زنانہ امراض کی طرف کبھی بھولے سے بھی توجہ نہیں کرتے جو ان کے گھروں میں زندگی دوبھر کیے ہوتے ہیں۔

پچھلے دنوں میں ایک امریکن لیڈی ڈاکٹر نے ہندوستان کے طول و عرض کا سفر کرنے کے بعد اپنی تحقیقات کے نتائج اس صورت میں بیان کئے ہیں کہ

ہندوستان کی اکثر جوان عورتیں سیلان کی بیماری میں مبتلا ہیں

مصیبت یہ ہے کہ اس ملک میں شرم و حیا کا معیار کچھ ایسا عجیب ہے کہ یہ عورتیں اپنے والدین اور دیگر عزیز تو در کنار اکثر اپنے شوہر تک سے اس خفیہ بیماری کو بیان نہیں کرتیں اور یہ سفید بیماری ان کی خوبصورتی کو سخت خطرہ میں ڈال کر اندر ہی اندر ان کی صحت کو گھن لگا دیتی ہے۔ ملک کے مشہور طبی ادارہ "ہمدرد دواخانہ" نے ہندوستان کی ایسی لاکھوں عورتوں کے لیے جو "سیلان الرحم" کی مریضہ ہیں، ایک زبردست تریاق ایجاد کیا ہے اس دوا کا نام

ناشف (رجسٹرڈ) ہے اور ایسے زبردست و حیرت انگیز اثرات کی بدولت یہ دوا ملک بھر میں مقبول ہو چکی ہے۔ اس دوا کے نقال طرح طرح سے بنا کر تیار کردہ دواؤں کے اشتہار دیکر ناشف کے مقابلہ میں اپنی دوا فروخت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن جاننے والے اچھی طرح جان گئے ہیں کہ صرف "ناشف" ہی وہ دوا ہے جس کی دو تین خوراکیں سیلان رطوبت کو بند کر کے عورت کی خوبصورتی اور صحت کو پائدار بنا دیتی ہیں بیس پچیس روز میں پورے طور پر آرام نصیب ہو جاتا ہے [illegible]

قیمت فی شیشی [illegible]

مینیجر ہمدرد دواخانہ، دہلی

جلد (۹) | فروری سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر (۸)

فہرست مضامین

قیمت سالانہ ایک روپیہ | ممالک غیر (برما وغیرہ سے) تین شلنگ | فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت سے شائع کیا

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص

رُوحانی علاج

بغیر دوا کے مرضوں کو دُور کرنے کے طریقے!

اس نمبر کے ذریعے سے اردو زبان میں پہلی بار تنویم اور تنویمی علاج پر تفصیل اور سنجیدگی سے بحث کی گئی ہے۔ اس کی فہرست مضامین دیکھنے سے آپ اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ نمبر خاص علمی طبی اور ادبی کارنامہ ہے جس میں اس نمبر کے ذریعے سے پہلی بار ... ہے کا نگ ... نے معالجین اور روحانی علاج کے درمیان کی بھی صحیح رہنمائی کی گئی ہے۔

تنویم اور عملیاتی علاج کی تاریخ کی ... اس کی تفصیل شاید کسی مشرقی زبان میں اسلام اور ہندو دھرم میں روحانی علاج کے توجہ اور خود توجہی، تنویمی معالجات اور واقعات ... میں ایک باب میں روحانی علاج کی متعلق ... نمبر علاج کرنے والوں کو ترقی کا ایک نیا راستہ ... مطالعہ یہ بتا دے گا کہ مشکل مضامین کو کس طرح



بازاری معلومات کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک ... تمام متعلقہ چیزوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے ... کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ہند و ... موجود تھی وہاں روحانی علاج کے متعلق ...

بحث جو اس نمبر میں ہے اس قدر جامع اور حاوی نہیں مل سکے گی اس نمبر میں یہ بتایا گیا ہے کہ کیا کیا طریقے بتائے گئے ہیں۔ تنویم اس کے ... و مشاہدات وغیرہ اس کے مستقل بابوں کے دلچسپ افسانے اور مزاحیہ مضامین ... دکھائے گا۔ ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کو ... عام اور سلیس زبان میں ادا کیا جا سکتا ہے ...

اس خاص نمبر کے مطالعے سے روحانی علاج کی حقیقت معلوم کریں گے اور پھر کوئی شخص انھیں دھوکا نہیں دے سکے گا۔ فہرست مضامین دیکھیے اور پھر فیصلہ کیجیے کہ آیا آپ کی معلومات اس نمبر کے مطالعہ کے بغیر مکمل ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو کیا آج ہی آپ اس نمبر کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے؟

روحانی علاج کی اہمیت اور اس کی نوعیت کا سرسری اندازہ فہرست مضامین اور ان ... سے ہو جائے گا جو گزشتہ رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں لیکن اشاعت خاص دراصل کیا چیز ہے اس کا صحیح جواب آپ کو "روحانی علاج" نمبر ہی دے سکتا ہے۔

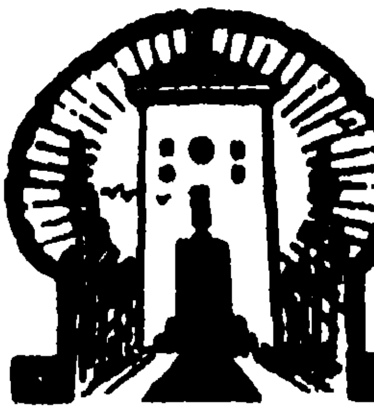
اس نمبر کو حاصل کرنے کی دو صورتیں

(۱) اگر آپ ایک روپے کا منی آرڈر یا ایک روپے کے ٹکٹ یا نوٹ لفافے میں رکھ کر ہم کو بھیج دیں گے تو نہ صرف یہ خاص نمبر آپ کے پاس پہنچ جائے گا بلکہ اگست ۱۹۴۰ء سے جون ۱۹۴۱ء تک گیارہ مہینے کے رسالے آپ کے پاس پہنچتے رہیں گے۔ جون ۱۹۴۱ء **ہمدرد صحت** کی گیارہ سو صفحوں کی جلد کے آپ مالک ہوں گے اور حیرت کریں گے کہ صرف ایک روپے میں اتنا علمی اور ادبی مواد کس طرح دیا جا سکتا ہے۔

(۲) اگر آپ کو صرف **"روحانی علاج"** نمبر درکار ہے تو اس کی قیمت کے ٹکٹ (مع محصول ڈاک ایک آنہ) لفافے میں رکھ کر آج ہی بھیج دیجیے چند روز میں آپ کے پاس یہ عظیم الشان نمبر پہنچ جائے گا۔

قیمت :- اعلیٰ ایڈیشن بارہ آنے (۱۲) معمولی ایڈیشن آٹھ آنے (۸) - محصول ڈاک ۱ر

مینجر ہمدرد صحت، ہمدرد منزل، دہلی



باب الصحت — صحت اور ورزش

بعض حلقوں میں ورزش یا جسمانی تربیت کو محض عضلات کی قوت بڑھانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور عام طور پر یہ خیال بھی پھیلا ہوا ہے کہ موجودہ دور میں جسمانی قوت سے زیادہ دماغی قوت ضروری ہے لیکن اس قسم کے خیالات تنگ نظری پر محمول کیے جا سکتے ہیں اور صورت حال بالکل مختلف ہے۔

اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ورزش محض عضلات کو قوی بنانے کا ذریعہ نہیں بلکہ صحت اور قوتِ حیات کو بڑھانے کا بھی ذریعہ ہے۔ دماغی کام کے لیے بھی انرجی کی ضرورت ہے۔ ورزش سے اگر ایک طرف جسم کے پٹھے مضبوط ہوتے ہیں تو دوسری جانب اعضا کی قوتِ نمو، یعنی عضوی قوت اور عصبی قوت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض حالات میں جسمانی قوت بجائے خود ضروری ثابت ہوتی ہے لیکن عام مردوں اور عورتوں کے لیے ورزش جسمانی قوت کو بڑھانے کے لیے اور صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔

صحت مند زندگی کا انحصار "حرکت" پر ہے اور عضلات کی حرکت کے بغیر صحت برقرار نہیں رہ سکتی۔ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بنیادی طور پر حیوان ہے اور اسے حیوانی زندگی کا ایک مکمل مظہر ہونا چاہیے۔ دور تہذیب کی کارفرمائیوں سے پہلے جب انسان غاروں میں زندگی بسر کرتا تھا تو اس کی زندگی کی عام ضروریات ایسی تھیں کہ جسم پھرتیلا اور مضبوط رہے۔ اس وقت انسان کی زندگی کا انحصار ہی اس بات پر تھا کہ اس کے اعضا مضبوط، قوتِ بینائی تیز اور جسم پھرتیلا ہو۔ ساتھ ہی اسے اپنے جسم کے تمام عضلات پر پورا قابو حاصل ہو۔ حجری دور میں جسمانی قوت کی زیادہ ضرورت نہیں تھی، لیکن تہذیب و تمدن کے موجودہ دور میں کہ جب عضا کی حرکت بہت کچھ معذور ہو کر رہ گئی ہے جسم کو بنانے اور صحت کو برقرار رکھنے کے لیے کسی نہ کسی قسم کی ورزش بہت ضروری ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے زمانے میں دماغی قوت کو خاص اہمیت حاصل ہے لیکن موجودہ نظام زندگی کے عصبی شدائد و محنت کا مقابلہ کرنے کے لیے جسمانی قوت بھی ناگزیر ہے۔ موجودہ دور کے انسان کا محض دماغ ہی نہیں بلکہ جسم بھی قوی ہونا چاہیے، کیوں کہ زندگی جیسی اب دشوار گزار ہے پہلے کبھی نہیں تھی۔

نظامِ عضلات کی اہمیت ہمارے ہر فعل کا انحصار عضلات کی حرکت پر ہے۔ اس کے بغیر ہم نہ بات کر سکتے ہیں، نہ آنکھیں کھول سکتے ہیں، نہ سانس لے سکتے ہیں، نہ غذا ہضم کر سکتے ہیں، نہ ہنس سکتے ہیں اور نہ چیخ سکتے ہیں۔ ہم عضلات کے بغیر اپنی انگلی بھی نہیں ہلا سکتے اور ہمارے قلب کی حرکت بھی محض اسی کی بدولت قائم ہے۔ جسم میں عضلات کو بھی اتنی ہی اہمیت حاصل ہے جتنی اعصاب کو۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھنا چاہیے کہ ہمارے عضلات درحقیقت اعضائے حرکت ہیں۔

علم الاعضا کے مطابق نظامِ عضلات کا بقیہ جسم سے جو تعلق ہے اس کی بنا پر صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ورزش نہایت ضروری ہے۔ جسم کا دو ثلث سے زیادہ حصہ عضلات کے ریشوں سے مرکب ہے، اور کوئی سمجھ دار انسان جسم کے اتنے بڑے حصے کی نشو و نما کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ہم جو کچھ غذا کھاتے ہیں اس کا بڑا حصہ یہی عضلات جذب کرتے ہیں اور انہیں سے جسم میں زیادہ تر گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے عضلات سے بے اعتنائی برتیں تو ہمارے تمام اعضا کے فعل میں فرق پڑ جائے گا۔ ورزش سے بھوک بڑھتی ہے۔ انسان مقابلتاً زیادہ خوراک ہضم کر سکتا ہے۔ اس سے خون کی گردش صحیح رہتی ہے۔ اندرونی اعضا کی قوتِ فعالیت بڑھتی ہے۔ ورزش کے ذریعے سے جو ہم گہرا سانس لیتے ہیں اس سے پھیپھڑے صاف ہوتے ہیں۔ آکسیجن جس پر زندگی کا انحصار ہے ہم اس کی زیادہ مقدار حاصل کر سکتے اور کاربونک ایسڈ گیس کو زیادہ آسانی سے خارج کر سکتے ہیں۔ علاوہ بریں ورزش کی مدد سے فضلات اور زہریلے مادّے گردوں اور مسامات کے ذریعے سے آسانی کے ساتھ

خارج ہوتے رہتے ہیں۔ اگر ورزش سے ہمارے عضلات کو تحریک نہ ہو تو مندرجۂ بالا تمام باتوں میں فرق پڑ جائے گا اور ہماری صحت برقرار نہیں رہ سکتی۔

علم الاعضاء کی رُو سے ورزش کی اہمیت عضلات کی حرکت سے خلیوں کی حرکت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جسم میں جو نئے نئے خلیے موجود ہیں وہ کثرتِ استعمال سے برابر گھستے اور ٹوٹتے رہتے ہیں۔ ان کی جگہ نئے خلیے پیدا کرنے کے لیے جسمانی قوت ضروری ہے اور یہ مقصد صرف ورزش ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

جب نظامِ جسمانی کا کوئی پرانا خلیہ ٹوٹتا ہے تو اس کی جگہ نئے خلیے کی تشکیل کے لیے آکسیجن کے حصول اور کاربونک ایسڈ گیس اور دوسرے فضلات کے اخراج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح قلب زیادہ تیزی سے خون کی گردش قائم رکھنے پر مجبور ہوتا ہے تاکہ جسم کے اندر آکسیجن کافی مقدار میں پہنچتی رہے اور فضلات خون کی نالیوں میں بہتے ہوئے اعضائے اخراج تک آسانی سے پہنچ جائیں۔ اگر ورزش کی جائے تو قلب کو اپنا فعل جاری رکھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ گردوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ پسینہ آنے سے مسامات کھل جاتے ہیں اور انسان ورزش کے دوران میں جب تیزی سے سانس لیتا ہے تو آکسیجن کی کافی مقدار پھیپھڑوں میں داخل ہو کر کاربونک ایسڈ گیس کو آسانی سے خارج کر دیتی ہے۔

اس طرح اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علم الاعضاء کی رُو سے جسم کی اندرونی صفائی کے لیے ورزش کس قدر ضروری ہے۔

تکان ہم کام کرنے کے بعد ہمیشہ تکان محسوس کرتے ہیں۔ تکان کیا چیز ہے؟ جسم کے اندر بعض فاسد مادے کے جمع ہو جانے کا دوسرا نام۔ اگر ان فاسد مادوں کو خارج نہ کیا جائے تو جسم میں سمیت بڑھ جانے سے زندگی معرضِ خطر میں پڑ جاتی ہے۔ فاسد مادے کی تھوڑی مقدار جمع ہونے سے بھی ہمارے عضلات سخت اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ نیند اور آرام سے فاسد مادے کے اخراج میں مدد ضرور ملتی ہے۔ لیکن اگر ہم ورزش کر کے گرم پانی سے نہائیں اور جسم پر مالش وغیرہ کریں تو فاسد مادے مقابلتاً زیادہ آسانی سے خارج ہو جاتے ہیں اور تکان جلد رفع ہو جاتی ہے۔

دماغی کام کرنے والوں کے لیے ورزش جسم میں فاسد مادہ محض خلیوں کے ٹوٹنے پھوٹنے یا اعضاء کی حرکت ہی سے نہیں بلکہ دماغی محنت سے بھی جمع ہوتا ہے۔ اسی لیے انسان دماغی محنت کرنے کے بعد بھی تکان محسوس کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنا دن کا کام ختم کرنے کے بعد پانچ چھ بجے شام کو ورزش کرنی چاہیے تاکہ فاسد مادے کے اخراج سے ان کا دماغ تر و تازہ ہو جائے۔ ورزش اُسی وقت تک کرنی چاہیے جب تک کہ اس سے لطف و فرحت حاصل ہو۔ جب ورزش سے تکان محسوس ہونے لگے تو اسے بند کر دینا چاہیے۔

ورزش کی اقسام اگرچہ تمام ورزشوں کے بعض نتائج عملی طور پر مشترک ہوتے ہیں لیکن پھر بھی مختلف مقاصد کے لیے مختلف قسم کی ورزشیں زیادہ مناسب ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر بعض قسم کی ورزشیں عضلات کی تقویت کے لیے مناسب ہیں۔ بعض اندرونی اعضا کی قوت کے لیے۔ کچھ اصلاحی ورزشیں بھی ہوتی ہیں جن کا مقصد بعض جسمانی نقائص یا کسی خاص حصۂ جسم کی کمزوری کو رفع کرنا ہوتا ہے جن ورزشوں کا مقصد عضلات کو قوی بنانے کے بجائے محض صحت اور قوتِ حیات کو بڑھانا ہو انہیں "کانسٹی ٹیوشنل" ورزش کا لقب دینا بے جا نہیں ہوگا۔

عضوی ورزش

عضوی ورزش سے ہماری مراد وہ ورزشیں ہیں جن کا مقصد اندرونی اعضائے جسم کو قوت دینا ہوتا ہے۔ ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ ورزش کا مقصد محض جسمانی قوت تک محدود نہیں رکھنا چاہیے۔ بلکہ اس کا مقصد اوّلین یہ ہونا چاہیے کہ ہماری صحت اور قوتِ حیات میں اضافہ ہو۔ ہمیں جسمانی قوت کی اہمیت سے انکار نہیں لیکن موجودہ متمدن زندگی کے شدائد میں اندرونی قوت زیادہ ضروری ہے۔

کسی زمانے میں ورزش کا مقصد یہ سمجھا جاتا تھا کہ انسان کے بازوؤں پر مچھلیاں پڑ جائیں، اس کے پیر زیادہ قوی ہو جائیں اور وہ بوجھ آسانی سے اٹھا سکے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیے کہ ورزش کے فوائد کا دائرہ محض پہلوانوں اور ان کے بازوؤں تک محدود تھا۔ لیکن وہ زمانہ گیا۔ اب ورزش کے فوائد کا دائرہ زیادہ وسیع ہو گیا ہے اور ہر شخص کے لیے، خواہ وہ پہلوان ہو یا تجارت پیشہ صحت اور اندرونی طاقت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ کسی شخص کے بازوؤں پر مچھلیاں پڑیں یا نہ پڑیں۔ لیکن زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اس کے اعضاء کا قوی ہونا ضروری ہے۔

پیٹھ، سینہ اور پیٹ کی طاقت عام اشخاص کے لیے اس قسم کی ورزشیں زیادہ مناسب ہیں جن سے جسم کے ساتھ اور اندرونی اعضائے رئیسہ کو تقویت حاصل ہو۔ ایسی ورزشوں کے مقابلے میں جن سے صرف بازوؤں اور ٹانگوں کو طاقت حاصل ہو، پیٹھ سینہ اور پیٹ کو قوت دینے والی ورزشیں قابلِ ترجیح ہیں، کیوں کہ ان کا اثر تمام اندرونی اعضائے رئیسہ پر ہوتا ہے۔

سانس کی ورزشیں گہرا سانس لینا ایک عمدہ عضوی ورزش ہے۔ کیوں کہ اس سے براہِ راست پھیپھڑے صاف ہوتے ہیں اور اس طرح ان کا اثر پورے جسمانی نظام پر پڑتا ہے۔ موجودہ دورِ تہذیب میں چوں کہ لوگوں کو زیادہ تر دفتروں یا گھروں میں بیٹھ کر کام کرنا پڑتا ہے اس لیے گہرے سانسوں کے سوال کو بالعموم نظرانداز کر دیا جاتا ہے اور لوگ آہستہ آہستہ سانس لیتے ہیں۔ لہٰذا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں کے چہرے عام طور پر زرد نظر آتے ہیں اور ہمارے نوجوانوں میں انرجی کی کمی ہے۔ آکسیجن کے بغیر کوئی ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا اور گہرے تنفس کے ذریعے سے جس قدر زیادہ آکسیجن جسم کے اندر داخل ہو سکے اسی قدر خون صاف رہے گا۔ علاوہ بریں گہرا سانس لینے سے کاربونک ایسڈ گیس بھی آسانی سے خارج ہو جاتی ہے۔

عضلات کو قوی بنانے کے لیے جو معمولی ورزش کی جائے اس سے گہرا سانس لینے کا فائدہ خود بخود حاصل ہو جاتا ہے کیوں کہ دورانِ ورزش سانس کی رفتار بڑھ جاتی ہے، اور پھیپھڑے آکسیجن کی ضروری مقدار بغیر کسی خاص کوشش کے حاصل کر لیتے ہیں۔ جو لوگ کسی نہ کسی قسم کی ورزش کرتے ہیں ان کے لیے گہرے تنفس کا سوال کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا لیکن جن لوگوں کو ورزش کے مواقع حاصل نہ ہوں یا جنھیں زیادہ تر بند دفتروں میں بیٹھ کر کام کرنا پڑتا ہو انھیں کسی کھلے مقام پر گہرے سانس لینے کے لیے تھوڑا وقت ضرور صرف کرنا چاہیے۔

دیا فرغمی تنفس ایسے لوگوں کے لیے دیا فرغمی یا معدی تنفس بہت ضروری ہے۔ جب تک دوڑ یا کشتی کی طرح سخت جسمانی ورزش نہ کی جائے صدری تنفس غیر قدرتی ہے۔ اگر کسی موقع پر آکسیجن کی بہت زیادہ مقدار کی ضرورت ہو تو اس کی پوری کرنے کے لیے صدری تنفس بغیر کسی کوشش کے خود بخود جاری ہو جاتا ہے۔ لیکن عام حالات میں سانس لینے کا قدرتی طریقہ یہ ہے کہ دورانِ تنفس میں کمر اور معدے کے پاس جسم پھیلتا ہے۔ جوفِ صدر اور جوفِ معدہ کے درمیان دیا فرغم ایک لمبا، چپٹا، عضلاتی حصہ جسم ہے جو قلب اور پھیپھڑے کے لیے سطح اور معدے وغیرہ کے لیے چھت کا کام دیتا ہے۔ جب ہم سانس لیتے ہیں تو دیا فرغم کچھ اس طرح نیچے کی جانب دبتا ہے کہ معدے اور خطِ کمر کے نیچے کا حصہ پھول جاتا ہے۔ سانس لینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم بالکل سیدھے کھڑے ہو کر خوب گہرا سانس لیں اور اسے پھیپھڑوں کے زیریں حصے تک پہنچائیں۔ اس وقت خطِ کمر کے نیچے کا حصہ اُبھر جائے گا اور اس کا کچھ اثر پسلیوں پر بھی نمودار ہوگا۔ دورانِ تنفس میں بالائی سینے کو پھلانے کی کوشش بے کار ہے۔ سانس ہمیشہ ناک سے لینا چاہیے۔ اسے ہم صرف ناک سے بھی کر سکتے ہیں اور منھ سے بھی۔ لیکن مناسب یہی ہے کہ سانس کو خارج بھی ناک ہی کے راستے سے کیا جائے۔

چند سال پیشتر تک عام ڈاکٹروں کی رائے تھی کہ جس طرح مردوں کے لیے دیا فرغمی تنفس قدرتی ہے اُسی طرح عورتوں کے لیے سینے سے سانس لینا قدرتی طریقۂ تنفس ہے۔ لیکن بعد کی تحقیقات سے یہ رائے غلط ثابت ہوئی ہے۔ عورتیں سینے سے سانس لینے پر صرف اسی لیے مجبور ہوتی ہیں کہ وہ عام طور پر زیادہ تنگ کپڑے پہنتی ہیں۔ سانس کبھی تمام و کمال خارج نہیں ہوتا، بلکہ پھیپھڑوں اور ہوا کی نالیوں میں تھوڑی بہت ہوا ہر وقت موجود رہتی ہے۔ جب ہم تازہ ہوا پھیپھڑوں میں پہنچاتے ہیں تو وہ پھیپھڑوں کے اندر باقی ماندہ باسی ہوا میں مل جاتی ہے گہرے سانس کو زیادہ موثر بنانے اور آکسیجن کی زیادہ سے زیادہ مقدار حاصل کرنے کے لیے سانس کو پوری قوت سے خارج کرنا چاہیے تاکہ پھیپھڑوں کے اندر اس کی کم سے کم مقدار باقی رہ سکے۔

صبح اگر بستر سے اُٹھتے ہی گہرے سانس لینے شروع کر دیے جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ صبح بیدار ہونے پر جو لوگ عموماً زیادہ تکان محسوس کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ سوتے میں گہرے سانس نہ لے سکنے کی وجہ سے جسم کے اندر کاربونک ایسڈ گیس جمع ہو جاتی ہے جسے گہرے تنفس کی مدد سے بآسانی خارج کیا جا سکتا ہے۔ صبح اگر چند مرتبہ گہرا سانس لے کر سرد پانی سے غسل کر لیا جائے تو طبیعت کو خاص فرحت حاصل ہوتی ہے۔

اصلاحی ورزشیں

کھلی ہوا میں کھیل کود پر باقاعدہ ورزش کو دو وجوہ سے ترجیح حاصل ہے۔ ایک تو یہ کہ کھلی ہوا میں کھیل کود اگرچہ قابلِ قبول ضرور ہے لیکن اس سے جسم کے تمام اعضا کو پوری نشوونما حاصل نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ جسمانی نقائص مثلاً چپٹا سینہ، اُٹھے ہوئے شانے، باہر نکلا ہوا پیٹ اور ریڑھ کی ٹیڑھی

ہڈی وغیرہ کی اصلاح محض اصلاحی ورزشوں کے ہی ذریعے سے ممکن ہے۔ عام طور پر بہترین قسم کی معمولی ورزشوں ہی سے جسمانی نقائص کی اصلاح کا مقصد حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً کسی ایسی ورزش سے جس کا مقصد پٹھے کو مضبوط بنانا یا اعضاء کو کھینچنا ہو اس سے ریڑھ کی ہڈی کی کجی خود بخود دور ہو جائے گی۔ اسی طرح کسی ایسی ورزش سے جس کا اثر شانوں پر پڑتا ہو، سینہ ابھر جائے گا۔

گردن کی ورزش سے سر صحیح قدرتی حالت اختیار کر لیتا ہے اور ہر اس ورزش سے جو پیٹ کی دیواروں کو قوی بنانے کے لیے کی جائے توند نہیں نکلے گی۔

اگر پیر چپٹے یا ٹخنے کمزور ہوں تو اس کے لیے کھڑاؤں پہننا، ننگے پیر اور انگوٹھوں کے بل چلنا مفید ہے۔

جسم کی صحیح پوزیشن:

زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے جسم کو صحیح قدرتی پوزیشن میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ اس سے انسانی شخصیت نمایاں ہو جاتی ہے اور دیکھنے والا اس سے متاثر ہوتا ہے۔ جسم کی قدرتی پوزیشن یہ ہے کہ اس میں مناسب توازن ہو اور ریڑھ کی ہڈی سیدھی رہے۔ ریڑھ کی ہڈی کے سیدھے رہنے سے سینہ، پیٹ اور شانوں کی صحیح پوزیشن قائم رہتی ہے۔ اس کے علاوہ قلب اور پھیپھڑوں کے فعل میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں پڑتی۔ لیکن اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ ہم کمر سیدھی رکھنے کے شوق میں خالص فوجی پوزیشن اختیار کر لیں۔ یعنی پیٹ کو زیادہ سے زیادہ اندر کھینچ کر سینے کو ضرورت سے زیادہ باہر نکال دیں اور بالکل اکڑ کر کھڑے ہو جائیں۔ اس مصنوعی طریقے پر کھڑا ہونا ضروری ہے اور نہ مناسب۔ اگر ہم عام طریقے پر سیدھے کھڑے ہو کر سر کو کسی قدر پیچھے کی طرف کر دیں تو ہمارے جسم کو بڑی حد تک قدرتی پوزیشن بغیر کسی خاص کوشش کے حاصل ہو جائے گی۔

ریڑھ کی ہڈی کی صحیح پوزیشن

ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ جسم کی صحیح پوزیشن کا ریڑھ کی ہڈی کے سیدھے رہنے سے خاص تعلق ہے۔ دوسرے حیوانات میں نخاع انسانی اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد ہے کیوں کہ انسان ہی وہ "حیوان" ہے جو قدرتی طور پر سیدھا کھڑا ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کی ریڑھ کی ہڈی دوسرے حیوانات کی ریڑھ سے بہت کچھ مختلف ہوتی ہے۔ نخاع انسانی کی امتیازی خصوصیت اس کے تین قدرتی خم ہیں۔ جن میں تیسرا خم، جو خط کمر پر پشت کی جانب محراب سی بناتا ہے، خاص طور پر اہم ہے۔ جب انسان بالکل سیدھا کھڑا ہوگا تو یہ خم زیادہ نمایاں ہو جائے گا۔ لیکن اگر انسان قدرتی حالت میں بالکل سیدھا کھڑا نہ ہو بلکہ اس کا سر آگے کی طرف ہو، شانے اوپر کو اٹھے ہوں اور سینہ اندر کی طرف دھنسا ہوا ہو تو کمر کی مندرجہ بالا محراب غائب ہو جائے گی۔ اس طرح کھڑے ہونے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی کے اس تیسرے خم سے ہم خود آسانی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ آیا ہم بالکل صحیح قدرتی پوزیشن میں کھڑے ہیں یا نہیں۔

قامت کی اصلاح کے لیے ورزشیں

اگر ہم سیدھے کھڑے ہوتے وقت اپنے قامت کو صحیح پوزیشن میں نہ رکھ سکتے ہوں تو ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ ہم جسمانی نقص سے محفوظ نہیں ہیں اور اس کے لیے کسی نہ کسی قسم کی اصلاحی ورزش ضروری ہے۔

اصلاح قامت کے لیے ایک آسان ورزش یہ ہے کہ ہم سیدھے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھائیں اور انھیں جس قدر زیادہ ممکن ہو اوپر کی جانب کھینچیں لیکن اس کوشش میں ہمارے قدموں کو جنبش نہ ہو۔ پھر اسی پوزیشن میں کھڑے رہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لائیں۔ پھر بیٹھ کر بھی یہ ورزش کرنی چاہیے۔ اس ورزش کے دوران میں ہمارا سینہ آگے کی طرف نکلے گا۔ پیٹ پچکے گا اور ریڑھ کی ہڈی کے تیسرے خم سے پشت میں قدرتی محراب نمودار ہو جائے گی۔ چند روز اگر پابندی سے یہ ورزش کی جائے تو جسم کی قدرتی پوزیشن بحال ہو جاتی ہے۔

دوسری آسان ورزش یہ ہے کہ ہم سیدھے کھڑے ہو کر اپنے بازوؤں کو اس طرح موڑیں کہ دونوں انگوٹھے شانوں سے ملے رہیں۔ پھر کہنیوں کو آہستہ آہستہ اٹھا کر سر کے برابر لے جائیں اور پھر پیچھے کی طرف آہستہ سے لے جائیں۔ اس اثنا میں سر کسی قدر پشت کی جانب مائل رہے۔ اس سے سینہ ابھرتا ہے اور ریڑھ کی ہڈی سیدھی رہتی ہے۔

تیسری عمدہ ورزش یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پشت کی جانب سیدھے پنجے سے الٹے ہاتھ کا پنجہ پکڑیں اور شانوں کو پیچھے اور نیچے کی جانب کھینچیں۔ یہ ورزش بظاہر اس قدر آسان ہے کہ ہم کسی کی توجہ اپنی جانب مبذول کیے بغیر راہ چلتے بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بھی ورزش مختلف اوقات میں دن بھر میں ایک سو مرتبہ کر لی جائے تو ہم قدرتی پوزیشن میں سیدھے کھڑے ہو سکیں گے اور اندر گھسے ہوئے سینے، باہر نکلے ہوئے پیٹ اور اوپر اٹھے ہوئے شانوں سے نجات حاصل کر لیں گے۔

افعالِ اعضا کی قوت کے لیے ورزش جسم کے عضلات کو مضبوط بنانے کے لیے جو ورزشیں کی جاتی ہیں ان کا تھوڑا بہت اثر اندرونی اعضائے جسم پر ضرور پڑتا ہے اسی طرح "کانسٹی ٹیوشنل" ورزشوں مثلاً پیدل چلنے یا پہاڑ پر چڑھنے سے عضلات کو بھی قوت حاصل ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی بعض قسم کی ورزشیں عضلات کو قوی بنانے کے لیے مخصوص ہیں اور بعض قوتِ حیات کو بڑھانے کے لیے خاص طور پر مفید۔ ایسی کوئی ورزش جس میں زیادہ جسمانی محنت تو نہ کرنی پڑے لیکن اس سے اندرونی اعضا کے فعل کو تحریک ہو "کانسٹی ٹیوشنل" کہی جا سکتی ہے کیوں کہ اس کا براہِ راست اثر قلب، پھیپھڑوں، گردوں اور جگر وغیرہ پر ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھنا چاہیے کہ "کانسٹی ٹیوشنل" ورزش سے جسم کی قوتِ برداشت اور قوتِ حیات بڑھتی ہے۔

قوتِ حیات میں اضافہ ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ جن ورزشوں سے جسم کے عضلات کو قوت دینا مقصود ہو وہ مقابلتاً زیادہ محنت طلب ہوتی ہیں۔ کانسٹی ٹیوشنل ورزشوں میں اس قدر سخت محنت تو بے شک نہیں کرنی پڑتی لیکن وقت زیادہ صرف ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنے اندرونی اعضا کو صحیح رکھنے کے لیے صرف پیدل چلنے کی ورزش اختیار کرے تو اس کام میں اسے دو تین گھنٹے روز نہ صرف کرنے پڑیں گے۔ اس مقصد کے لیے سب سے عمدہ ہلکی ورزش ہے۔ اگر زیادہ وقت ہے تو پہاڑوں پر چڑھنے کی ورزش بہترین ہے۔ اس سے سانس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے، پسینہ خوب آتا ہے قوتِ برداشت و قوتِ حیات میں غیر معمولی طور پر اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن پہاڑوں پر چڑھنے کی ورزش چوں کہ ہر شخص کے حصے میں نہیں آ سکتی اس لیے دور دراز طویل پیدل قدمی سے یہ فوائد حاصل کرنے چاہییں۔

قوتِ برداشت قوتِ برداشت سے ہماری مراد وہ قوت ہے جس کی بنا پر ہم کوئی مسلسل محنت زیادہ عرصے تک کرتے رہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کی جسمانی قوت تو بڑھی ہوئی ہو لیکن اس کی قوتِ برداشت کمزور ہو اسی طرح ایک کمزور جسم والے کی قوتِ برداشت زیادہ ہو سکتی ہے۔ قوتِ برداشت کا انحصار تین چیزوں پر ہے:۔ (۱) خون کا صاف ہونا۔ (۲) اندرونی اعضائے رئیسہ کے فعل کا صحیح ہونا۔ (۳) جسم میں فاسد مادوں کو جلد دور کرنے کی صلاحیت۔ جن لوگوں کی قوتِ برداشت قوی ہوتی ہے۔ ان کا جسم چاہے کمزور ہو لیکن ان میں اندرونی طاقت اور قوتِ حیات زندہ ہوتی ہے اور ایسے لوگ بیماریوں کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ قوی الجثہ لوگوں کو اپنی قوتِ برداشت بڑھانے کے لیے کئی میل تک دوڑنے، کشتی لڑنے اور کشتی چلانے کی سخت ورزشیں کرنی چاہییں۔ لیکن کمزور جسم والوں کے لیے زیادہ سخت ورزشیں مناسب نہیں ہیں۔ وہ ٹینس کھیل کر، چھوٹی پہاڑیوں پر چڑھ کر اور کئی کئی میل تک پیدل چل کر اپنی قوتِ برداشت کو بڑھا سکتے ہیں۔ تجربات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قوتِ برداشت بڑھانے کے لیے گھوڑے کی سواری اور سائیکل چلانا بھی مفید ہے۔ (باقی آئندہ)

صحت کا سائنس

(۵)

تازہ ہوا اور پیدل پھرنا

از مسٹر ایس۔ اے خالق بلیماران۔ دہلی

ممکن ہے کہ آپ تاریخ، جغرافیہ، حساب، جیومیٹری، الجبرا، فلسفہ، سائنس منطق وغیرہ کا علم رکھتے ہوں، اور اُردو، سنسکرت، فارسی، عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبانوں پر آپ کو عبور ہو۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ اگر آپ حفظ صحت کے اصولوں سے ناواقف ہیں تو ان تمام کا علم آپ کے لیے فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔

جو لوگ پچاس ساٹھ سال کی عمر میں مرجاتے ہیں یا کام چھوڑنے پر مجبور ہوتے ہیں یقیناً وہ ہیں جنھوں نے حفظ صحت کے اصولوں کو نہیں سمجھا اور ان کے خلاف کاربند رہے۔ بے شک موت خدا کے حکم سے واقع ہوتی ہے مگر صحت خراب رکھنا خدا کا حکم نہیں ہے۔ آپ کو اپنے جسم کی اس طرح حفاظت کرنی چاہیے جس طرح ایک عقل مند سائیس اپنے گھوڑے کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر آپ کی صحت خراب رہا کرتی ہے اور آپ ہلکے ماندے رہتے ہیں تو آپ کم سے کم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ نہایت آسان صحت کے قوانین پر عمل پیرا ہو جائیں۔ آج کی صحبت میں ہم تازہ ہوا اور میلوں پھرنے کی افادیت پر اظہار خیال کریں گے۔

مسٹر مورسین:۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو دوسروں کو پیدل نہ پھرنے اور تازہ ہوا کی کمی سے تکلیف اٹھانے کے متعلق نصیحت کیا کرتے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ خود ان کو بھی ان چیزوں کی ضرورت ہے۔ آپ آج اس بات کا فیصلہ کر لیجیے کہ ضعیفی کو آپ قطعی طور سے روک دیں گے خواہ عمر میں کتنا ہی اضافہ ہوتا رہے۔ اور اس فیصلے میں آپ کو کامیابی اُس وقت ہو سکتی ہے کہ جب آپ ہوا کے فائدوں کو محسوس کریں اور گہرے خوب گہرے سانس لیں۔ یاد رکھیے صرف باقاعدہ سانس لینے نے بے شمار مریضوں کو قبرستان اور شمسان بھومی سے واپس بلا لیا ہے۔

مسٹر جمشید جی:۔ تمام ڈاکٹر، حکیم اور وید اس بات پر متفق ہیں کہ زیادہ تر امراض اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ ہمارے جسم میں زہر پیدا ہو جاتا ہے۔ تازہ ہوا زہر کو جسم سے باہر نکال دیتی ہے۔ جراثیم کو ایک صاف ستھرے جسم سے نفرت ہے اگر وہ اس میں گھس جاتے ہیں تو فوراً ہلاک ہو جاتے ہیں۔

مسٹر اقلیدس:۔ تازہ ہوا سے آپ کے تمام اعضا، دل، جگر، معدہ، دماغ اور پھیپھڑے درست ہو جائیں گے اور آپ کے اندر مقناطیسی جاذبیت پیدا ہو جائے گی۔

مسٹر مورسین:۔ بے شک جس طرح مچھلیاں، مگرمچھ وغیرہ پانی کے سمندر میں رہنے والے جانور ہیں، اسی طرح آدمی ہوا کے "سمندر" میں رہنے والا "جانور" ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کو صاف تازہ ہوا کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

آشو بابو:۔ جس ہوا سے ایک دفعہ سانس لے لیا گیا وہ ہوا خراب ہو جاتی ہے۔ ہم کو دوسرے سانس کے لیے تازہ ہوا کی ضرورت ہے۔

حاجی اشفاق:۔ جناب ایک سانس کے لیے اندازاً کتنی ہوا کی ضرورت ہے۔

مسٹر مورسین:۔ آدھے پیپے کے برابر۔ گویا ہم ایک سانس میں آدھے پیپے کے برابر ہوا خراب کر دیتے ہیں۔ ہم کو اعلیٰ قسم کی صحت قائم رکھنے کے لیے ہر گھنٹے ڈھائی سو پیپے کے برابر اعلیٰ قسم کی ہوا حاصل کرنی چاہیے۔

حاجی اشفاق:۔ تو ہم کو اندازہ لگانا چاہیے کہ جس کمرے میں ہم کام کرتے ہیں اس میں کتنے پیپے ہوا ہے اور کتنے آدمی ہوا کو خراب کر رہے ہیں اس لحاظ سے ہم کو کواڑ کھول کر ہوا کو بدلتے رہنا چاہیے۔

مسٹر مورسین:۔ بے شک آر پار کواڑ ہر وقت کھلے رکھو تاکہ ہوا ہر وقت بدلتی رہے۔ آج کل امریکا میں جس قدر فیکٹریاں اور کارخانے بنائے جاتے ہیں ان کی دیواروں میں ستر فی صدی جگہ میں کھڑکیاں رکھی جاتی ہیں۔ ستونوں کو اندر سے کھوکھلا رکھتے ہیں اور پمپ کے ذریعے سے تازہ ہوا کا

کرنے والوں تک پہنچائی جاتی ہے۔

مسٹر جمشید جی:۔ خواہ کچھ بھی خرچ ہو، سب سے پہلے آپ اپنے سونے اور کام کرنے کے کمرے میں تازہ ہوا کا انتظام کیجیے۔ تازہ ہوا کی وجہ سے آپ زیادہ سے زیادہ کام بغیر کسی تکان کے کر سکتے ہیں۔

حاجی اشفاق:۔ جناب سونے کے کمرے میں بھی بالکل تازہ ہوا کی ضرورت ہے؟

مسٹر مورسین:۔ یقیناً سونے کے کمرے میں تو کام کرنے کے کمرے کی نسبت کہیں زیادہ عمدہ ہوا کی ضرورت ہے۔ جاڑے کے موسم میں سونے ہوئے اپنا کمرہ ہرگز بند نہ کرو۔ کھڑکیاں کھلی رہنے دو۔ اگر سردی زیادہ ہو تو ایک لحاف یا کمبل اور اپنے اوپر ڈال لو۔ مگر کھڑکیاں ہرگز بند نہ کرو اور منہ ڈھک کر کبھی نہیں سونا چاہیے۔

حاجی اشفاق:۔ جناب یہ بھی تو بتائیے کہ خراب ہوا کی وجہ سے کون کون سے امراض پیدا ہوتے ہیں؟

مسٹر مورسین:۔ ہاں یہ ایک بہت ضروری سوال ہے۔ ایک دو نہیں بلکہ امراض کی ایک فہرست ہے۔ گنتے جائیے، سر کا درد، تھکی ہوئی حالت، بخار، نزلہ، زکام، بھوک کی کمی، جلد کی خرابیاں، دوران خون کی خرابی، تکان، چڑچڑاپن، نیند نہ آنا، پریشان خواب دیکھنا، حافظے کی کمزوری، خیالات کا بھٹکنا، اعصاب کی کمزوری، دل اور دماغ کی کمزوری، ہر وقت پژمردہ رہنا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے خون کو ہر وقت تازہ ہوا کی ضرورت ہے تاکہ وہ صاف ہوتا رہے اور مناعت میں اضافہ ہو۔ تازہ ہوا نہ ملنے سے خون صاف نہیں ہوتا اور مناعت کمزور ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں جراثیم جو تاک میں چھپے بیٹھے تھے کہ مناعت کمزور ہو، جسم پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارے جسم کے سپاہیوں (خون کے سفید دانوں) کو شکست دے کر جسم پر غالب آ جاتے ہیں اور ہر وہ خرابی پہنچاتے ہیں جس کے وہ اہل ہوتے ہیں۔

مسٹر اقلیدس:۔ تمباکو کا دھواں بھی ہوا کو بہت خراب کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص حقہ پینے کا عادی ہے یا سگرٹ پیتا ہے تو جہاں تک ہو سکے باہر جا کر پیے۔ حقہ جب بھرا جائے تو اس بات کا خیال رہے کہ چلم میں رکھنے سے پہلے کوئلے انگارہ بن چکے ہیں۔ اس لیے کہ جب تک کوئلے کالے رہتے ہیں ان میں سے زہریلی گیس نکلتی رہتی ہے کہ جو سانس کے ساتھ جا کر دمہ پیدا کرتی ہے۔

آشو بابو:۔ ہوا کا غسل بھی ضروری چیز ہے۔ گرمی میں، اور اگر جاڑا ہو تو دھوپ میں بیٹھ کر ہفتے میں ایک دو مرتبہ ناف تک بدن پر سے تمام کپڑے اتار دیا کیجیے۔ خواتین باریک قمیص یا کرتہ پہن کر بیٹھ سکتی ہیں۔ اس طرح آپ کے جسم کو ہوا لگے گی۔ آپ کا تمام بدن بھی ہوا کے لیے ترستا رہتا ہے، اس کو بھی ہوا کھانے کا موقع دیا کیجیے۔ اس سے جراثیم مر جاتے ہیں اور جلد میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا بھی خیال رکھیے کہ سردیوں میں جلد کے قریب کبھی بھی اونی کپڑا نہ پہنیے، پہلے سوتی بنیان پہن کر اس کے اوپر اونی بنیان، روئی کی مرزئی، سوئٹر وغیرہ پہنیے۔ جلد سے اونی کپڑا چپک جاتا ہے اور تھوڑی بہت ہوا جو پہنچتی رہتی ہے اس کو بھی روک دیتا ہے

حاجی اشفاق: بہت بہت شکریہ۔ اب براہ مہربانی پیدل پھرنے کے متعلق بھی روشنی ڈالیے۔

مسٹر مورسین:۔ بے شمار لوگ تمام عمر بڑبڑاتے رہتے ہیں کہ ان کی صحت اچھی نہیں رہتی۔ لیکن کتنے ان میں سے ایسے ہیں کہ جنہوں نے خرابی صحت کے اسباب پر غور کیا ہو۔ اور کتنے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے طویل عمری کی وجوہ پر عمیق نظر ڈالی ہو۔ افسوس ہم صرف اچھی صحت اور طویل عمری کے خواہش مند ہیں لیکن جس چیز سے یہ باتیں میسر آ سکتی ہیں ان سے بالکل ناواقف ہیں یا ان پر عمل نہیں کرتے۔

مسٹر اقلیدس:۔ میری ملاقات بہت سے بوڑھے لوگوں سے ہوتی ہے۔ میں نے ان کی اچھی صحت رہنے کے متعلق جب بھی معلوم کیا انہوں نے یہی بتایا کہ وہ صبح میلوں ٹہلنے کے عادی ہیں اور پابندی کے ساتھ عامل ہیں۔

حاجی اشفاق:۔ ہمارے شہر دہلی کے محترم بزرگ رائے بہادر بابو پیارے لال صاحب وکیل اور خان صاحب مولوی فضل الدین صاحب سابق پرنسپل عربک کالج پچاسی اور پچھتر سال کی عمر میں آندھی چلے یا مینہ آئے صبح کو پیدل پھرتے نظر آتے ہیں۔ اس عمر میں بھی وہ جوان ہیں۔ وہی چستی وہی چالاکی، وہی صحت، ہم نے تو کبھی بھی نہیں سنا کہ ان کی طبیعت علیل ہے۔

مسٹر مورسین:۔ موسیو کلیمنشو، وزیر اعظم فرانس جنہوں نے گزشتہ جنگ عظیم کے اختتام پر یورپ کا نقشہ اپنی پوٹ کی پڑی سے کھینچا تھا،

ستاسی سال کی عمر میں سات آٹھ میل پیدل پھرنے کے بڑے شائق تھے۔ ایک مرتبہ موسیو کلیمنشو کی مسٹر لائڈ جارج سے ملاقات ہوئی۔ مسٹر لائڈ جارج نے اُن سے کہا "تم بہت اچھے بوڑھے لڑکے ہو"۔ امریکہ کے آنجہانی پریسیڈنٹ ولسن نے جس روز (گزشتہ جنگِ عظیم میں) لڑائی کا اعلان کیا تھا، اس دن صبح کو بھی اُنھوں نے گالف کھیلا تھا اور تقریباً ساڑھے چھ میل پیدل پھرے تھے۔ اُنھوں نے یہ بہانہ نہیں کیا کہ آج ضروری کام ہے اور آج گالف کھیلنے کا وقت نہیں ہے۔ مسٹر ہنری فورڈ آٹھ نو میل روزانہ پیدل چکر لگاتے ہیں، یہ چکر ان کے اپنے کارخانوں کی دیکھ بھال میں ہی پورا ہو جاتا ہے۔ ان کے پاس ایک پیڈومیٹر رہتا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اتنے میل پیدل پھرے۔ جس روز یہ چکر کم رہ جاتا ہے وہ رات کو ۹ بجے سے گیارہ بجے تک اسکیٹنگ کرتے ہیں۔ آج مسٹر ہنری فورڈ کی عمر اٹھتر سال ہے۔ مگر حفظِ صحت کے اصول کی وہ آج بھی اتنی ہی مضبوطی سے پیروی کرتے ہیں جتنی آج سے پچاس سال پہلے کرتے تھے۔

حاجی اشفاق:۔ مہاتما گاندھی کو لیجیے۔ اس پیرانہ سالی میں بھی اُن کا پیدل پھرنا اسی زور شور سے جاری ہے جیسا کہ نصف صدی پہلے تھا۔ ایک مرتبہ مہاتما جی نے سر فیروز سے فرمایا تھا کہ وہ پیدل ہوا خوری کیوں نہیں کرتے۔ سر فیروز کہنے لگے کہ ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ اس پر مہاتما جی نے جواب دیا کہ پیدل پھرنے سے وقت بچتا ہے۔ کیوں کہ ہوا خوری کی وجہ سے ہم میں زیادہ اور عمدہ کام کرنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔

مسٹر اقلیدس:۔ کلکتہ میں میرے ایک نیوزی لینڈ کے رہنے والے دوست مسٹر ناکس نے کہا تھا کہ پہلے وہ ہمیشہ بیمار رہا کرتے تھے۔ اُنھوں نے روزانہ ہوا خوری کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ چنانچہ پھر وہ کبھی بیمار نہیں پڑے۔ ایک روز صبح کے وقت اُن کی بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا تھا۔ اُس روز بھی اُنھوں نے اپنے اس معمول میں فرق نہیں آنے دیا۔

مسٹر جہانگیر:۔ جو شخص ہر قسم کی غذا کھاتا ہے اور صبح میں روزانہ ہوا خوری کرتا ہے وہ ہمیشہ تن درست رہتا ہے۔ اس کے دماغ میں تازہ ہوا، سُرخ خون پہنچتا رہتا ہے، جس سے دماغ طاقت ور ہو جاتا ہے۔

آشو بابو:۔ ہوا خوری کرنے کو ایک تکلیف یا فرض نہیں خیال کرنا چاہیے بلکہ اس میں دلچسپی بھی لینی چاہیے۔

مسٹر اقلیدس:۔ میرا خیال یہ ہے کہ بھیک مانگنے والے فقیر سے لے کر ایک بادشاہ تک صبح کی ہوا خوری کو ضروری سمجھتا ہے۔

حاجی اشفاق:۔ تو پھر یہ بتائیے کہ لاکھوں لوگ اس پر عامل کیوں نہیں ہو سکتے؟

مسٹر اقلیدس:۔ صبح کو ہوا خوری نہ کرنے کے لوگ عموماً یہ بہانے کیا کرتے ہیں:

(۱) وقت کی کمی۔ (۲) دیر ہو جانا (۳) ساتھی نہ ملنا۔ اب میں ہر ایک کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

وقت کی کمی:۔ اگر آپ کے پاس وقت نہیں ہے، اگر آپ ہوا خوری نہیں کر سکتے، تو آپ کو بیمار ہو کر پلنگ پر پڑے رہنے کا وقت نکالنا پڑتا ہے۔

دیر ہو جانا:۔ اس کا خیال نہ کیجیے۔ دیر سے جانا نہ جانے سے ہر حالت میں بہتر ہے۔ اگر آپ کو اعلیٰ درجے کی حیات بخش نسیمِ سحر جو طلوعِ آفتاب سے پہلے ہوتی ہے، میسر نہیں آ سکتی تو نہ سہی، سورج نکلنے کے بعد کی تازہ ہوا کیا کم ہوتی ہے۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی تو ہے کہ آپ سورج کی نفشی شعاعوں سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ یہ شعاعیں جراثیم کو مارتی ہیں۔ صحت قائم رکھتی ہیں اور جسم میں مقناطیسی قوت پیدا کرتی ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ صبح کی دھوپ گھی کھانے سے بہتر ہے۔

ساتھی نہ ملنا:۔ یہ ایک فضول بات ہے۔ ساتھی کی ضرورت کیا ہے۔ اگر آپ کو "گپ" کرنے کی عادت ہو تو اس معاملے میں بھی آپ کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ اس کی جگہ سے اصلاح کیجیے اور ساتھی کا خیال چھوڑ دیجیے۔ پیدل ہوا خوری کرنے کے لیے ضروری چیز یہ ہے کہ آپ بالکل سیدھے چل رہے ہوں، رفتار میں نظم ہو۔ سانس گہرے لے رہے ہوں، گردن سیدھی ہو، سینہ سامنے کو نکلا ہوا ہو۔ آپ ہی غور کیجیے کہ ساتھی کی موجودگی میں آپ ان باتوں کا کیسے خیال رکھ سکتے ہیں۔

مسٹر مورین:۔ پھر بھی اگر کبھی بد احتیاطی ہو جائے، اور کوئی بیماری لاحق ہو جائے تو علالت کی پہلی علامت پر کسی اچھے تجربے کار معالج سے رجوع کیجیے۔

مسٹر جمشید جی : اگر آپ یونانی علاج کریں ، جو ہم ہندوستانیوں کی فطرت کے عین مطابق ہے ، تو دواؤں خریداری میں بہت زیادہ احتیاط کیجئے ۔ صحیح ترکیب اور پورے اجزا کے ساتھ یونانی دوائیں تیار کرنا بہت مشکل ہے ۔ ان میں قیمتی اجزا جیسے سونا ، زعفران ، عنبر، مشک و یاقوت ، ہیرے ، موتی وغیرہ بھی ڈالے جاتے ہیں ۔ پہلے تو مالک دواخانہ لالچی نہ ہوں ، صحیح اجزا مہیا کرنے میں روپے کی پروا نہیں کریں ، دوسرے نہایت تجربے کار ماہرین فن دواساز ملازم رکھیں ۔ تیسرے ایسی کڑی نگرانی کریں ۔ جیسی نپولین یا کمال اتاترک اپنی فوج کی کرتے تھے جب جا کر کہیں بہترین یونانی دوائیں مہیا ہو سکتی ہیں ۔ یہ سب باتیں صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی میں نظر آتی ہیں ۔

آشو بابو : آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا ۔ اگرچہ میں تو کلکتے میں رہتا ہوں ، مگر دوائیں ہمیشہ ہمدرد دواخانہ دہلی سے منگاتا ہوں میرے خیال میں ہمدرد دواخانہ دہلی میری کوٹھی سے صرف ۲۰ گز کے فاصلے پر ہے ۔

حاجی اشفاق : آپ کی کوٹھی پارک اسٹریٹ کلکتہ میں ہے ۔ دہلی کلکتے سے ۹۵۴ میل ہے ، ہمدرد دواخانہ دہلی آپ کی کوٹھی سے ۲۰ گز کے فاصلے پر کیونکر ہوا ، معاف فرمائیے گا ، کیا آپ خواب تو نہیں دیکھ رہے ہیں ؟

آشو بابو : نہیں میں خواب نہیں دیکھ رہا ۔ میری کوٹھی سے بیس گز کے فاصلے پر لیٹر بکس لگا ہوا ہے ۔ بس اس میں خط ڈلوا دیتا ہوں ، چونکہ ہمدرد دواخانے کا انتظام بہت ہی اچھا ہے ، اس لیے بلا کسی انتظار کے تازہ اور جلد اثر کرنے والی دوائیں پہنچ جاتی ہیں ۔

حاجی اشفاق : واقعی یہ تو موٹی سی بات ہے ، انتظام کی عمدگی کی وجہ سے کرۂ زمین پر جہاں جہاں لیٹر بکس اور تار گھر ہیں ، وہیں ہمدرد دواخانہ دہلی بھی موجود ہے ۔

(باقی آئندہ)

تن دُرستی

از جناب چودہری سید مسعود الحسن صاحب رضوی قیس بہاین ضلع متھرا

تن درستی عجیب نعمت ہے — یعنی اک لازوال دولت ہے
ہے یہی حُسن عارضِ راحت — غازۂ روئے عیش و عشرت ہے
نور دیدہ ہے شادمانی کا — سرمۂ چشم لطف و راحت ہے
رنگ ہے یہ گلِ مسرّت کا — غنچۂ لطف کی یہ نکہت ہے
خلعتِ زر ہے ہر کہہ و مہ کا — دُرۃ التاج عیش راحت ہے
اس کی بارش ہے کشتِ راحت پر — درحقیقت یہ ابرِ رحمت ہے
مزرعِ لطف اس سے ہے شاداب — اس کے حق میں یہ ایک نعمت ہے
اس سے کمتر ہیں نیلم و یاقوت — بڑھ کے گوہر سے اسکی قیمت ہے
تختِ دارا بھی اس سے ہے کم تر — تاجِ قیصر بھی بے حقیقت ہے
سچ یہی ہے کہ تن درستی سے — قصرِ ہستی کی زیب و زینت ہے
اس کو ضائع کرو نہ غفلت سے — تن درستی بھی وجہِ عزّت ہے
اصل میں یہ ہے گوہرِ مقصود — اس کو لے لو اگر ضرورت ہے
باخبر اس سے خوب ہے دُنیا — تن درستی کی جو حقیقت ہے
ہیں اصول و پرہیز اساس اس کے — اس کی ہستی کی ان سے صورت ہے
مخزنِ لطفِ دل رہے جس سے — کون سی بڑھ کے اس سے نعمت ہے
جن کی صحت خراب رہتی ہے — ان کو محنت بھی اک مصیبت ہے
خرچ ہوتی ہیں رات دن رقمیں — یہ جو بگڑے تو اک مصیبت ہے
ساتھ دولت کے چین جاتا ہے — پھر نہ راحت کی کوئی صورت ہے
صبح بھی نذرِ سرگرانی ہے — شام بھی اُس کی پیشِ خدمت ہے
دور ہوتا نہیں مرض بالکل — روز پیدا نئی شکایت ہے
ان سے رہتے ہیں سب عوارض دور — حفظِ صحت کی جن کو عادت ہے
دل کو رہتی ہے تقویت ہر دم — ہر طرح ٹھیک ان کی صحت ہے
اُن کو ہوتی نہیں شکایت کچھ — اور محفوظ ان کی دولت ہے
ٹھیک کرتے ہیں وقت پر سب کام — قابلِ رشک ان کی صحت ہے
کام رُکتا نہیں کوئی اُن کا — مطمئن ہر طرح طبیعت ہے
وہ ہیں محفوظ سب عوارض سے — سب سے اچھی اُنھیں کی قسمت ہے
چیز جو چاہی شوق سے کھائی — کچھ نہ پرہیز کی ضرورت ہے

قول سالک کا خوب ہے یہ قیسؔ
تن درستی ہزار نعمت ہے

الامراض و العلاج

اختناق الرحم کی نفسیاتی تحقیقات

از جناب مولانا سلیم واحد صاحب، علی گڑھ

نوعِ انسانی کے بہت سے افراد ازمنۂ قدیم سے اختناق الرحم (ہسٹیریا) کے پنجوں میں گرفتار ہوتے آئے ہیں اور اس کا ذکر ہر زمانے کی طب میں تقریباً موجود ہے۔ لیکن اختناق الرحم کے تعلق سب سے زیادہ مفید اور فائدے مند تحقیقات زمانۂ حال میں ہوئی ہیں۔ موجودہ تحقیقات دانشمندوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اختناق الرحم کے متعلق پرانے زمانے کی تحقیقات کافی حد تک صحیح نہیں ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم موجودہ تحقیقات کے متعلق کچھ عرض کریں بہتر ہے کہ اطبائے سلف اور ماہرین کے خیالات کو مختصراً بیان کیا جائے تاکہ اچھی طرح سے فرق ظاہر کیا جا سکے۔ اطبائے سلف نے اس بیماری کی پیدائش کے مندرجہ ذیل اسباب بیان کیے ہیں:-

پہلا سبب: اپنے خزانے میں منی طبعی مقدار سے زیادہ جمع ہوکر بند ہو جاتی ہے اور اس سے حرارتِ غریزی دب کر بجھ جاتی ہے اور رحم سرد ہو جاتا ہے۔ اور وہ منی جو رحم میں ہوتی ہے بالفعل سرد ہوکر اس میں سمیت پیدا کر دیتی ہے۔ اس سمیت کا ضرر دو طریقوں سے قلب اور دماغ تک پہنچتا ہے۔ پہلا یہ کہ رحم سمیت کے اثر سے سکڑتا اور اوپر یا کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہے۔ رحم کے تعلق اور لگاؤ سے اس تشنج کا ضرر قلب و دماغ تک پہنچتا ہے۔ دوسرے یہ کہ فاسد منی سے ردی اور زہریلے بخارات اوپر کی طرف چڑھتے ہیں اور قلب و دماغ تک پہنچتے ہیں جس سے یہ بیماری لاحق ہوتی ہے۔

دوسرا سبب: اس مرض کے پیدا ہونے کا دوسرا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ حیض کا خون رحم میں کافی مدت تک بند رہ کر زیادہ مقدار میں جمع ہو جاتا ہے اور رحم میں وہی تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں جو منی کے بند ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

ناواقف لوگ ہسٹیریا کو آسیب خیال کرتے ہیں اور ایسے مریضوں کے متعلق اُن کا خیال ہے کہ ان پر جن، بھوت اور پریت کا سایہ ہے۔ اس اعتقاد کا باعث زیادہ تر وہ علامات ہیں جو اس مرض میں ظاہر ہوتی ہیں، مثلاً مریض کا یکایک چیخ اُٹھنا، مسلسل قہقہہ لگانا، بے ہوش ہوکر گر جانا، بار بار اُٹھ بیٹھنا، چھاتی کوٹنا، سر کے بال نوچنا اور کپڑے پھاڑنا، آس پاس کے لوگوں سے نفرت کرنا، کاٹ کھانے کو دوڑنا اور بے معنی باتیں کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اسی لیے وہ سینکڑوں روپے تعویذ گنڈے پر خرچ کرتے ہیں۔

طبِ جدید نے اختناق کو قطعی طور پر ایک عصبی مرض قرار دیا یعنی اس کو دوسرے دماغی امراض کی طرح ایک مرض مانا ہے۔ محنت کی زیادتی، بے خوابی، رنج و فکر، مایوسی اور عشق وغیرہ باتوں کو اس کے اسباب میں شمار کیا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں سب سے زیادہ کامیاب تحقیقات اُن علمائے نفسیات نے کی ہے جو طب کے ساتھ علم النفس (سائیکولوجی) کے ماہر بھی تھے۔ ان کو تحقیقات کا زیادہ موقع جنگِ عظیم کے زمانے میں ملا، جب کہ محاذِ جنگ سے زیادہ کی تعداد میں عصبی مریض شفاخانوں میں علاج کی غرض سے داخل ہوتے تھے اور عصبی بیماریوں کے علاوہ انھیں دوسرا کوئی مرض نہیں تھا۔

سب سے پہلے اس میدان میں جس نے باقاعدہ قدم رکھا اور منظم تحقیقات کی بنیاد ڈالی وہ پروفیسر سگمنڈ فرائڈ (۱۸۵۶-۱۹۳۹) ہے۔ اس نے اختناق کے متعلق جدید انکشافات کی ابتدا خواب کے مطالعے کے دوران میں کی۔ اور اس کے شاگردوں اور دوسرے ماہرینِ نفسیات نے ان کو تکمیل تک پہنچایا۔ پروفیسر سگمنڈ کہتا ہے کہ تمام عصبی بیماریاں خصوصاً اختناق کا باعث وہ نفسانی و جنسی خواہشات ہیں جن کو جبراً روک دیا گیا ہو اور جو باہمی کشمکش کا باعث بن گئی ہوں۔ فرائڈ کہتا ہے کہ تمام شعوری جذبات و حرکات کے تہ میں ناشعوری نفس (اَن کانشس مائنڈ) کام کرتا ہے۔ یعنی ہمارے جذبات کی عمل داری سے ہمارا واضح شعور ایک بڑی حد تک ناواقف ہے۔ ہم موہوم ہیجانات محسوس کرتے ہیں لیکن ان کی نوعیت سے بہ مشکل واقف ہوتے ہیں۔

نفسِ لاشعوری میں ہر وقت خواہشات شہوانی اور نفسانی کا طوفان بپا رہتا ہے جو ہر وقت شعوری مظاہر سے اپنی تسکین حاصل کر جاتی ہیں۔ حالتِ بیداری میں محتسب (یعنی موزونیت کا احساس) چست و چوبند رہتا ہے اور عصبی اور شہوانی متناقص خیالات ہمارے شعور تک نہیں آنے پاتے۔ مگر جب ہم سو جاتے ہیں تو یہ خیالات اور خواہشات دھوکا دے کر نفسِ شعوری میں داخل ہوتے ہیں اور اپنی تسکین ڈھونڈتے ہیں۔ اور وہ خواہشاتِ نفسانی جن کو ہم دینی امور یا سوسائٹی کے خوف کی وجہ سے کچل ڈالتے ہیں، ہمارے لاشعور میں جا کر جاگزین ہوتی ہیں۔ اور ہر وقت تسکین ڈھونڈتی رہتی ہیں۔ چناں چہ ان خواہشاتِ شہوانی کو جنھیں جبراً روک دیا گیا ہو، اگر بار بار روکا جائے اور لاشعوری خواہشات کو تسکین کا کوئی ذریعہ نہیں ملے تو یہ ایک کامل شخصیت میں افتراقی کیفیت پیدا کرتی ہیں۔ اس افتراقی کیفیت کی وجہ سے عصبی امراض پیدا ہو جاتی ہیں۔ چناں چہ لاشعوری خواہشات اگر ایک طرف کھینچتی ہیں تو شعور دوسری طرف اور انسان اس کش مکش سے بالکل لاعلم رہ کر بتدریج اس بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا نظامِ عصبی متاثر ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں عصبی امراض خصوصاً ہسٹیریا (اختناق الرحم) کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مزید تحقیقات سے ثابت کیا گیا کہ یہ عصبی امراض (خصوصاً ہسٹیریا) محض جنسی جبلت کی مسدود خواہش سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ ان کا سبب بعض اوقات غم، حسرت اور نفرت کے وہ جذبات بھی ہوتے ہیں جنھیں جبراً روک دیا گیا ہو اور نفسِ لاشعوری میں ذہنی کش مکش کا باعث ہوں اور شعور کو ان کی خبر نہ ہو۔ چناں چہ پروفیسر میک ڈوگل نے نفسیات کی مدد (ایبنارمل سائیکولوجی) میں اس قسم کے بہت سے حقائق و واقعات بیان کیے ہیں جن میں سے ایک کا ذکر مختصراً ہم بیان کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک ہسٹیریا کی مریضہ دورے کی حالت میں چیختی چلاتی تھی اور آندھی سے خوف کھاتی تھی۔ چنانچہ تنویمی حالت طاری کر کے فراموش شدہ واقعات جب اس سے پوچھے گئے تو معلوم ہوا کہ اس لڑکی کو ایک شخص سے حد درجہ محبت تھی۔ مگر وہ شخص اس کے مال و دولت اور عصمت غرض ہر چیز پر ہاتھ صاف کر گیا اور اس سے بے وفائی کی۔ اس واقعے سے اس لڑکی کے دماغ میں خوف، نفرت اور غصے کے زبردست جذبات پیدا ہوئے جنھیں اس نے روک دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان جذبات و خیالات نے نفسِ لاشعوری میں کش مکش کا باعث ہوئے۔ لڑکی کو ہوش میں لا کر عمل تنویم کو ختم کرنے کے بعد اس کو واقعہ بتا دیا گیا۔ اس نے اس کو صحیح تسلیم کر لیا اور پھر علاج سے بالکل ٹھیک ہو گئی۔

اسی طرح جنگِ عظیم کے زمانے میں سپاہیوں کی ایک بہت بڑی تعداد جذباتِ خوف میں مبتلا تھی جن کو وہ جبراً کچل ڈالتے تھے تاکہ لوگ انھیں بزدل نہ کہیں جس ذہنی کش مکش میں انھوں نے زندگی گزاری وہ خوف کی ایک واضح اور معین کش مکش تھی۔ یہ لوگ بہت زیادہ خوف زدہ تھے اور جذبۂ خوف کو جبراً روک دیتے تھے اور اس کو قابو میں لانے کی کوشش کرتے۔ دراں حال ان کے ذہنوں میں افتراق پیدا ہو جاتا اور انھیں یہ بیماری لاحق ہو جاتی تھی۔

نفسیاتی طور پر اس بیماری (ہسٹیریا) کو دور کرنے کے لیے کئی طریقے استعمال کیے جاتے ہیں، جن میں سے ایک طریقہ سب ذیل ہے:-

وہ لاشعوری خواہشات جو ذہنی کش مکش اور افتراق کا باعث ہوں، دریافت کر لی جاتی ہیں۔ دریافت کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ مریض سے کہا جاتا ہے کہ وہ بھولے ہوئے واقعات یاد کرے تاکہ اسے وہ واقعہ یاد آ جائے جو اختناق کا سبب بن گیا ہو۔ اگر مریض یہ نہ کر سکے تو تنویمی طریقے سے دریافت کر لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس لاشعوری خواہش کو جو ذہنی افتراق اور لاشعوری کش مکش کا باعث ہوئی ہے، دریافت کر کے اسے شعور کے ساتھ متحد کیا جاتا ہے۔ اور مریض اچھا ہو جاتا ہے۔

حالتِ تنویم میں لے جانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مریض کو پلنگ یا کوچ پر لٹا دیا جائے اور اس سے کہا جائے کہ اپنی آنکھیں بند کر کے نیند کا تصور کرے اور ماہرِ تجزیۃ النفس اس سے کہے کہ اس کی آنکھوں کے پپوٹے وزنی ہوتے جا رہے ہیں اور اس کے تین یا چار تک شمار کرنے کے بعد وہ اپنی آنکھیں کھولنے کے قابل نہیں رہے گا۔ اس کے بعد کہے کہ اس کو بھولے ہوئے واقعات یاد آ جائیں گے۔ چناں چہ واقعات یاد آتے ہیں اور معمول اپنے سابقہ تجربوں میں سے گزرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ واقعہ جو نفسِ لاشعور میں ذہنی کش مکش کا باعث ہوا تھا، دریافت ہو جاتا ہے۔ پھر مریض کو ہوش میں لانے کے بعد اس کے ان جذبات کا مقابلہ اعلیٰ جذبات سے کرا کے اس کیفیت کو ختم کیا جاتا ہے۔

اس مضمون میں مندرجۂ ذیل کتابوں سے فائدہ اٹھایا گیا ہے:-

(۱) ایبنورمل سائیکالوجی، از ولیم میک ڈوگل۔ (۲) مبادی نفسیات، مصنف بجبن ڈمول، مترجم محمد عثمان صاحب۔ (۳) مرج البحرین حصہ سوم۔ (۴) علم الامراض۔ (۵) شفاء الامراض (۶) قانون بوعلی سینا۔

حقنہ

از جناب حکیم فضل مبین احمد صاحب دھلوی

(گزشتہ سے پیوستہ)

حقنے کا طریقہ حقنے کے وقت مریض کے نیچے موم جامہ یا کوئی دوسری ایسی ہی چیز جو پانی کو جذب کرکے گیلی نہ ہو جائے، بچھا دیں اور عام حالات میں مریض کو بائیں کروٹ پر لٹا دیں۔ بائیں ٹانگ لمبی رکھیں اور دائیں ٹانگ کو موڑ کر بالکل پیٹ سے ملا دیں اور پچکاری کے نازل پر کوئی چکنی چیز لگا کر مقعد میں آہستہ آہستہ پھراتے ہوئے تقریباً دو انچ تک داخل کریں اور کارک کھول کر سیال کی مناسب مقدار آنتوں میں پہنچا دیں۔ اس کے بعد نازل کو آہستہ آہستہ مقعد کے کناروں کو ہاتھ سے بند کرکے نکال لیں۔ اور مریض سے سیال کو روکنے کے لیے کہیں۔ کمزور مریض اکثر دوا کو روکنے میں کامیاب نہیں ہوتے۔ ان سے کہنا چاہیے کہ ہاتھ سے مقعد کو بند رکھیں۔ اس کے علاوہ ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ گہرے سانس لیے جائیں، اس طرح مقعد پر زور کم ہو جاتا ہے۔

مختلف امراض میں حقنہ کرتے وقت مریض کو مختلف وضعوں میں لٹایا جاتا ہے۔ مثلاً دماغی امراض میں مریض کو چت لٹائیں اور سر و گردن کے نیچے تکیہ رکھیں۔ گردہ و مثانہ وغیرہ کے امراض میں بھی مریض کو چت لٹائیں لیکن سر سے سرین تک جگہ ہموار رکھیں۔ قولنج اور آنتوں کے درد میں مریض کو بائیں کروٹ پر لٹائیں۔ خونی دستوں اور پیچش میں مریض کو دائیں کروٹ پر لٹائیں اور سرین کو قدرے اونچا رکھیں۔ جب مریض کی ابتدائی آنتوں میں کوئی بیماری ہو اور دوا کا اثر دور تک پہنچانا ضروری ہو تو مریض کی کہنی زانو پر اور گھٹنے زمین پر ٹکا کر لٹائیں یعنی گھٹنوں کے بل جھکا کر حقنہ کریں۔

حقنے میں پانی کی مقدار اس کے متعلق اطبائے قدیم اور جدید میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ اطبائے قدیم جوان آدمیوں میں تیس چالیس تولے تک سیال آنتوں میں پہنچانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور دن رات میں دو تین مرتبہ تک اس عمل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اطبائے جدید جوان آدمیوں میں دو سیر تک سیال داخل کرتے ہیں۔ بہرحال آنتوں میں پھیلنے کی طاقت ہے اس لیے زیادہ پانی مضر یا تکلیف دہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ زیادہ پانی آنتوں میں دور تک جاتا اور ان کو صاف کرتا ہے اور جس قدر زیادہ دیر تک روکا جاتا ہے مفید ہوتا ہے۔ جب تلیین اور اسہال لانے کی غرض سے حقنہ کیا جاتا ہو تو سیال شے کی مقدار زیادہ ہونی چاہیے تاکہ دور تک اس کے اثرات پہنچیں۔ اور جب حقنہ غذائی دیا جائے یا آنتوں کے زخموں وغیرہ کے لیے کوئی دوا استعمال کرنی ہو تو سیال کی مقدار کم ہونی چاہیے تاکہ آنتوں میں زیادہ دیر تک ٹھیر سکے اور جلد خارج نہ ہو جائے۔

نوٹ: عورتوں کے لیے عام طور پر مقررہ اوزان میں سیال کی مقدار کم رکھنی چاہیے اور بچوں میں دوا اور سیال کی مقدار عمر کے لحاظ سے کم رکھنی ضروری ہے۔

حقنے کا پانی روکنے کی مدت عام طور پر حقنے کا پانی روکنے کی مدت تین چار منٹ کافی ہوتی ہے۔ مگر پرانے مرضوں میں خصوصاً سادہ پانی کا حقنہ دس سے بیس منٹ تک روکنا چاہیے۔ اسی طرح حقنہ غذائی اور آنتوں کے زخموں میں بھی سیال زیادہ دیر تک روکنا چاہیے۔

بعض نازک طبیعتیں تھوڑا سا پانی داخل ہوتے ہی آنتوں میں ہلکا سا مروڑ محسوس کرتی ہیں اور فوراً پانی کو خارج کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس صورت میں مریض کو کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ اس لیے مناسب ہے کہ حقنے سے پہلے مسکن دماغ دوا داخلی طور پر کچھ دیر پہلے کھلا دیں، خصوصاً جب حقنے کی دوائیں تیز اور محرک ہوں۔

حقنے سے پہلے ان امور کا لحاظ رکھنا مناسب ہے:-

۱ حقنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ مریض کے اعضائے رئیسہ میں ضعف یا کوئی بیماری تو نہیں ہے۔ اگر کمزوری یا خرابی ہے تو حقنے کی دوائیں تیز نہیں ہونی چاہییں۔ لیکن اگر ضرورت ہی آپڑے تو اُن کی مقدار کم کر دینی چاہیے۔

۲ حقنہ کرنے کے لیے وہ وقت مناسب ہے کہ جب غذا معدے سے منحدر ہو چکی ہو، اور اگر رات کو سوتے وقت کیا جائے تو اور بھی اچھا ہے، کیوں کہ اس کے بعد مریض سکون سے لیٹ جاتا ہے۔ نیز طبیعت مرض سے مقابلہ کرنے کے لیے اس وقت زیادہ مستعد ہوتی ہے۔

۳ حقنہ زیادہ گرم اور زیادہ سرد اوقات میں مناسب نہیں ہے۔ اس لیے احتیاط ضروری ہے۔ لیکن شدید ضرورت کے وقت کیا جا سکتا ہے۔

۴ وہ سیال کہ جو بطور حقنہ استعمال کیا جائے، حقنہ کرنے سے پہلے اس کی حرارت کا اندازہ بہت احتیاط سے کر لینا ضروری ہے۔ اگر پورا ہاتھ ڈال کر دیکھا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ ضرورت سے زیادہ گرم سیال نہ صرف آنتوں کے لیے مضر ہوتا ہے، بلکہ مریض پر غشی تک طاری ہو جاتی ہے۔

۵ کمزور مریضوں کو حقنے سے پہلے کوئی مقوی دوا مثلاً دواء المسک، مفرح شیخ الرئیس، خمیرہ مروارید، عرق ماء اللحم بہ نسخہ خاص، یخنی وغیرہ دیں۔

حقنے کے وقت مندرجۂ ذیل احتیاطیں کرنی چاہییں:۔

مریض کو اس وضع میں لٹائیں جو اس کے مرض کے لحاظ سے مناسب ہے۔

۔ حقنے کے وقت مریض کو چھینک، ہچکی اور کھانسی نہیں آنی چاہیے۔

۳ حقنے کے وقت پانی کے ساتھ ہوا اندر نہ جائے جس کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ مقعد میں نال داخل کرنے سے پہلے کارک کھول کر تھوڑا سا سیال نکال دیں تاکہ نلکی کی سب ہوا نکل جائے۔

۴ پانی تیزی کے ساتھ داخل نہیں ہونے دیں یعنی شروع میں آہستہ آہستہ داخل ہونا ضروری ہے اور یہ دو طریقے سے ممکن ہے اول یہ کہ کارک کو ایک دم نہ کھولیں، بلکہ آہستہ آہستہ کھول کر اس کی رفتار کو زیادہ کریں۔ دوسرے یہ کہ سیال والا برتن پہلے تھوڑا اونچا کریں اور پھر زیادہ اونچا کریں یعنی اول ایک فٹ اور پھر چار فٹ اونچے کے جائیں۔ اگر سیال کے اندر داخل ہونے میں دشواری ہو اور کارک کے آہستہ آہستہ کھولنے میں سیال اندر نہ پہنچے، تب اس صورت میں شروع ہی میں پانی کے ظرف کو اونچا کر دینا مناسب ہے۔ تاکہ دباؤ اور زور کی وجہ سے سیال اندر داخل ہو سکے۔

۵ بعض اوقات مقعد کے قریب ہی سدہ ہونے کی وجہ سے نال کا منہ کسی سدے کی وجہ سے رُک جاتا ہے۔ اور سیال داخل نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں نال نکال کر صاف کر کے دوبارہ احتیاط سے داخل کریں۔

حقنے کے بعد کسی مقوی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ نرم غذائیں کم مقدار میں دینی بہتر ہیں۔ لیکن اگر کوئی خاص مرض ہو تو اس کی مناسبت سے دوا دینی چاہیے۔ حقنے کے بعد عام طور پر مریض کو کسی قسم کی کوئی تکلیف اور نمایاں کمزوری محسوس نہیں ہوتی بلکہ اس کے بعد پیٹ صاف ہو کر طبیعت کی گرانی، پیٹ کی چبھن اور بخارات کے صعود وغیرہ تکلیفیں رفع ہو کر طبیعت صاف اور ہلکی ہو جاتی ہے۔ پیشاب بھی کھل کر ہو جاتا ہے۔ البتہ بعض اوقات کچھ معمولی سی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ اس صورت میں مناسب یہ ہے کہ مندرجۂ ذیل کوئی نسخہ استعمال کرائیں:۔

(۱) خمیرہ مروارید ۵ ماشے کھلا کر اوپر سے عرق بید سادہ ۴ تولے، عرق گاؤزبان ۴ تولے، عرق عنبر ۴ تولے شربت انار شیریں دو تولے ملا کر پلائیں۔

(۲) دواء المسک معتدل جواہر والی ۵ ماشے کھلا کر اوپر سے عرق ماء اللحم بہ نسخہ خاص ۴ تولے، عرق عنبر ۴ تولے، عرق گاؤزبان ۴ تولے، شربت سیب شیریں دو تولے پلائیں۔

حقنے کے اثرات حقنہ دو طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے۔ (۱) بلا واسطہ (۲) بالواسطہ۔

(۱) بلا واسطہ اثر کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ آنتوں کی تقریباً تمام شکایات میں براہ راست مؤثر ہوا کرتا ہے۔ چناں چہ جب کبھی آنتوں میں فضلات رُک جاتے ہیں، قبض کی شکایت ہو جاتی ہے، پیٹ میں درد ہو جاتا ہے، پیٹ بھاری بھاری اور طبیعت کسل مند ہو جاتی ہے۔ یا پیٹ میں ریاح جمع ہو کر نفخ و قراقر پیدا کرتے ہیں یا آنتوں میں فضلہ رُک کر خشک ہو جاتا اور سدے کی شکل اختیار کر لیتا ہے یا قولنج کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے تو ان شکایات میں حقنے کے ذریعے سے آنتوں کے فضلات خارج کر دیے جاتے ہیں۔ اور اس طرح حقنہ براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔

(۲) بالواسطہ اثر کرنے کی صورت یہ ہے کہ اگرچہ عام طور پر حقنے کے ذریعے سے وہی فضلات خارج ہوا کرتے ہیں جو آنتوں میں رُکے ہوئے ہوتے

ہیں۔ نیز وہ مواد بھی جو جسم کے مختلف اعضا سے آنتوں کی طرف منتقل ہوتا ہے، آنتوں کے جوف میں آکر اجابت کے ساتھ خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن ان حالات میں کہ جب آنتوں میں محتبس ہو جائیں تو ان میں عفونت اور پھر اس سے زہریلا مادہ پیدا ہو کر خون میں جذب ہو جاتا ہے اور یہ خون اعضا میں پہنچ کر خرابیوں کا باعث ہوتا ہے۔ اور آنتوں کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے مسلسل اسی قسم کے زہریلے اجزا جذب ہو کر دوسرے اعضا میں امراض پیدا کرنے یا پیدا شدہ مرض میں اضافہ کرنے کا سلسلہ قائم کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں حقنے کا استعمال آنتوں کے فضلات نکالنے اور جسم کے زہریلے اجزا خارج کرنے کے علاوہ قریبی اعضا میں پیدا ہونے والی بیماریوں کا سدباب اور پیدا شدہ بیماریوں کو رفع کرنے میں مدد دیتا ہے۔ بعض اوقات آنتوں میں فضلات کے جمع ہونے سے دوسرے قریبی اعضا پر دباؤ پڑتا ہے اور ان کے اعراض میں دباؤ کی وجہ سے زیادتی ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات تعفن سے بخارات قلب و دماغ کی طرف صعود کر کے بعض امراض کا سبب ہوتے ہیں۔ حقنہ کرنے سے چونکہ آنتیں صاف ہو جاتی ہیں اور دباؤ وغیرہ جاتا رہتا ہے لہٰذا ماؤف اعضا کی شکایات میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امراض دماغ، امراض قلب، امراض معدہ، امراض کبد وغیرہ میں حقنہ کرنے سے بالواسطہ اثر ہوتا ہے۔ بعض اوقات حقنہ امالہ یعنی مادے کو اعلیٰ سے اسفل کی طرف منتقل کرنے کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ جیسے امراض چشم میں، اس کو بھی اسی قسم میں شمار کیا جاتا ہے۔

(باقی)

روئدادِ مجلسِ تشخیص و تجویز
ہمدرد دواخانہ، دہلی



کم زوری باہ

حالاتِ مریض نمبر ۴۴۵۳۶/۴۸۳

"میرے لڑکے کو دو سال ہوئے احتلام کی بیماری تھی۔ آپ نے بیس دن کی دوائیں بھیجی تھیں۔ ان کے استعمال سے احتلام کی شکایت تو بالکل جاتی رہی تھی۔ میں نے آپ کے ہاں کا علاج بھی بند کر دیا، یہ خیال کر کے کہ مرض دور ہو گیا۔ لیکن لڑکے نے بتایا کہ ابھی کم زوری باقی ہے۔ از راہِ مہربانی کم زوریِ باہ کے لیے دوائیں روانہ کر دیجیے۔"

علاج:- (صبح) قرص کشتہ قلعی ۲ عدد، لبوب کبیر ۶ ماشے میں ملا کر کھلائیں۔
(بعد غذا) جوارش جالینوس ۹۔۹ ماشے کھلاتے رہیں۔

حالاتِ مابعد استعمالِ ادویہ:-

"بندہ نے لڑکے کے لیے جو دوا آپ نے بھیجی تھی اس سے رہی سہی کم زوری بھی بالکل دور ہو گئی اور اس کے رنگ میں اب سرخی آ گئی ہے۔ میں اس کرم فرمائی کے لیے بہت شکر گزار ہوں۔ اب میں اپنی اہلیہ کے حالات لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ ان کے لیے آپ ہی دوائیں تجویز کر کے روانہ کر دیں۔"

دائمی نزلہ

حالاتِ مریض نمبر ۳۷۵۰۸/۶۱۲۹

"مجھ کو تقریباً تین سال سے دائمی نزلہ و زکام کی شکایت ہے۔ صورت یہ ہے کہ نماز کے لیے جب بھی وضو کرتا ہوں چار پانچ چھینکیں آ جاتی ہیں اور بے انتہا رطوبت بہ نکلتی ہے۔ گرمیوں میں تو قدرے افاقہ رہتا ہے لیکن جاڑے تو بس مصیبت ہی بن کر آتے ہیں۔ ناک کے دونوں نتھنے بند ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے سر میں بھی درد رہتا ہے۔ دماغ بے حد کم زور ہو گیا ہے۔ کتاب وغیرہ بالکل نہیں پڑھ سکتا۔ کثرتِ احتلام کی شکایت بھی مدت دنوں سے موجود ہے۔"

علاج:- (صبح) خمیرہ نزلی جواہر والا ۶ ماشے پانی کے ساتھ کھائیں۔
(شب) اطریفل اسطوخودوس ۹ ماشے پانی کے ساتھ کھائیں۔
(بعد غذا) جوارش جالینوس ۹۔۹ ماشے دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد کھایا کریں۔

حالاتِ مابعد استعمالِ ادویہ:-

"جملہ دوائیں بہ پابندیِ جملہ شرائط استعمال کیں۔ ایک کورس بھی پورا ہو گیا ہے۔ دوائیں جس غرض کے لیے منگائی تھیں۔ اس کے لیے بہت مفید ثابت ہوئیں۔ آپ نے جس توجہ سے میرا علاج کیا ہے۔ اس کے لیے میں بہت ممنونِ احسان ہوں۔"

احتلام

حالاتِ مریض نمبر ۴۷۷۲۴/۸۵۸۲

"دھات بہت پتلی ہے۔ احتلام دوسرے تیسرے دن ہو جاتا ہے اور معلوم نہیں ہوتا۔ کمر میں سخت درد رہنے لگا ہے۔ ہمت شکنی پیدا ہو گئی ہے۔ عضو مخصوص میں بھی خرابیاں موجود ہیں۔ درمیان میں پتلا پن پایا جاتا ہے۔"

علاج (صبح) سفوف عجیب ۶ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

(شب) قرص قلعی ۲ عدد لبوب کبیر ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔

حالاتِ مابعد استعمالِ ادویہ

"دوائیں شروع کیے ہوئے ابھی دس دن ہوئے ہیں۔ مگر حیرت انگیز فائدہ پہنچا ہے۔ احتلام تو اس دن سے بالکل نہیں ہوا اور کچھ قوت بھی محسوس ہوتی ہے۔ آپ کی ہدایت پر مریض نے عمل کرتے ہوئے ورزش وغیرہ بھی باقاعدہ شروع کر دی ہے۔ اب آپ طلاء بھی بھیج دیجیے۔"

(مطب نے دوائے شکور اور طلاء اعظم استعمال کے لیے روانہ کیا۔ پندرہ دن کے استعمال سے مقامی خرابیاں بالکل دور ہو گئیں۔)

دِق و سِل

حالات مریض نمبر ۴۲۶۹۲

"تین سال ہوئے بیماری کا آغاز ہوا۔ شروع شروع میں صرف ایک دو دفعہ منہ سے خون آیا۔ حکیموں کا علاج کرایا لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ ڈاکٹروں نے پھیپھڑے میں ہوا بھر دی۔ گلے کا آپریشن بھی کیا۔ اور اسی میں ایک سال کا طویل عرصہ گزر گیا۔ اور منہ سے خون برابر آتا رہا۔ علاج تین سال سے مختلف ہو رہے ہیں۔ لیکن مریض کی حالت خراب ہی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بلغم پیلا پیلا نکلتا ہے۔ بخار کی شدت ۱۰ بجے سے ۲ بجے تک رہتی ہے۔ بخار دھیمہ ہر وقت رہتا ہے۔ اب مریض چل پھر بھی نہیں سکتا۔ بھوک بالکل نہیں لگتی۔"

علاج:- (صبح) قرص سحر ایک عدد، ماء الجبات ۶ تولے کے ساتھ کھائیں۔

(سہ پہر) معجون مفرح بارد جواہر والی ۶ ماشے کھائیں۔

(شب) صدوری ایک تولہ چاٹیں۔

حالات مابعد استعمال ادویہ:-

"مریض کے لیے آپ نے جو دوائیں استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ انھیں استعمال کرایا گیا۔ بفضلہ تعالےٰ فائدہ ہوا۔ بخار اور کھانسی میں نمایاں کمی ہے۔ البتہ رات کو کھانسی کا غلبہ کچھ ہو ہی جاتا ہے۔ آپ یہی دوائیں اور روانہ کر دیجیے ہمارا اب ان ہی دواؤں پر اعتقاد ہے۔"

ذیابیطس شکری!

حالات مریض نمبر ۱۷۱/۴۴/۴۴

"اس خاکسار کو ۲ سال سے پیشاب میں شکر آنے کا عارضہ ہے۔ ڈاکٹری علاج سے بالکل فائدہ نہیں ہوا، اگرچہ انسولین کے انجکشن روزانہ لگتے رہے۔ دوائیں بھیجنے میں ہرگز دیر نہ کیجیے۔"

علاج:- (صبح) قرص زمرد ایک عدد، قرص فولاد ایک عدد جوارش زرعونی عنبری بہ نسخہ کلاں ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔

(شب) "دولابی" ایک قرص پانی کے ساتھ کھائیں۔

(بعد غذا) جوارش جالینوس ۹-۹ ماشے دونوں وقت کھائیں۔

حالاتِ مابعد استعمال ادویہ:-

"آپ کی دواؤں سے بہت افاقہ ہوا۔ شکر کا عارضہ تو بالکل ٹھیک ہو گیا ہے۔ یعنی کہ پیشاب پر چیونٹیاں نہیں لگتیں۔ پہلے اس مرض کی وجہ سے اس قدر کمزوری تھی کہ میں اپنی کیفیت خود نہیں لکھ سکتا تھا، مگر اللہ کے فضل و کرم سے اب خود ہی لکھ رہا ہوں۔ مشورے سے اطلاع دیجیے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔"



ازجناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

وسکی کا ایک نصف گلاس منہ میں بیک وقت انڈیل کر رومال سے منہ پونچھتے ہوئے ڈاکٹر عثمان نے ایک لمبا سا قہقہہ لگایا اور کہا۔ "حکم میں ہار رہا تھا۔"

میں اور متھرا پرشاد ایک طرف تھے، اور ڈاکٹر عثمان کے ساتھ سیٹھ فریدون جی تھے۔ ہم چاروں ایک بہت ہی عالی شان ریسٹوران میں بیٹھے برج کھیل رہے تھے۔

ڈاکٹر عثمان کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ بڑی بڑی رقموں کی بازی لگایا کرتا تھا اور روزانہ شروع شروع میں خوب جیتا کرتا تھا لیکن کھیلتے کھیلتے یکایک خدا جانے اسے کیا دورہ سا پڑتا تھا کہ وہ بالکل غلط ہاتھ بولنے لگتا تھا اور جو کچھ اس نے جیتا تھا سب ہار جانے کے علاوہ مزید دو تین سو روپے اپنی جیب سے دے کر اُٹھتا تھا۔ وہ برج غیر معمولی طور پر اچھا کھیلتا تھا لیکن اسی وقت تک جب تک کہ اُسے ہارنے کا دورہ نہ پڑے۔ دورہ پڑنے کے بعد اس کی بولی بھی غلط ہوتی تھی اور چالیں بھی۔ دو دو تین تین اور چار چار سو روپے روزانہ ہار کر اُٹھنے کے باوجود کبھی کسی نے یہ نہیں دیکھا کہ ڈاکٹر عثمان کو اس رقم کا ذرا سا بھی افسوس ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہارنے کا اثر اس پر اُلٹا ہوتا تھا۔ وہ جتنا زیادہ ہارتا تھا اتنا ہی خوش ہوتا تھا۔ متھرا پرشاد کی رائے تھی کہ ڈاکٹر عثمان کا دماغ پورے طور پر صحیح نہیں ہے، لیکن اس رائے کو ہم میں سے کوئی بھی ماننے کو اس لیے تیار نہیں تھا کہ سوائے تاش کھیلنے میں اندھا دھند اپنا روپیہ لٹانے کے وہ اپنی فہم و فراست کے لحاظ سے سب میں ممتاز تھا۔ بہت ہی صائب الرائے، نہایت ہی سلیم الطبع، اور بہت ہی ہوشیار طبیب۔ حق یہ ہے کہ ڈاکٹر عثمان کی سی خوبیاں کم ہی کسی ایک آدمی میں جمع ہوتی ہیں۔

ہاں! ایک بات اور تھی اور وہ یہ کہ اس کے خشک اور ایک حد تک سامعہ فگار قہقہے کسی کسی وقت کچھ اس قدر لمبے کھنچ جاتے تھے کہ ہمیں بھی شک سا پیدا ہو جاتا تھا کہیں متھرا پرشاد کی رائے اس کی دماغی صحت کے متعلق صحیح ہی نہ ہو۔ لیکن یہ خیال اور یہ شک دل میں پورے طور پر نے بھی نہ پاتا تھا کہ عثمان کی کوئی نہ کوئی عالمانہ اور فلسفیانہ تقریر اسے دفع کر دیتی تھی۔ عثمان کا دماغ بڑے سے بڑے صحیح الدماغ شخص سے بھی زیادہ صحیح تھا۔ دقیق سے دقیق مسائل پر بھی جب وہ تقریر کرتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اس کے سامنے تمام اشیاء کی حقیقتوں کی کتاب کھلی ہوئی رکھی ہے اور وہ اسے پڑھ رہا ہے۔ سائنس، فلسفہ، ریاضی، طب اور علم النفس غرض کہ دنیا بھر کے علوم سے اسے واقفیتِ تامہ حاصل تھی۔ البتہ سیاساتِ حاضرہ سے وہ سخت متنفر تھا۔ وہ ہمیشہ یہی کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ سیاست نہیں دغا بازی ہے، کہ دوسروں کی آمدنی سے اپنی جیب بھر لی جائے یا دوسروں کی جائداد اور املاک پر زبردستی قبضہ جما لیا جائے۔ سیاست کے معنی تو صرف اس قدر ہیں کہ ہم اپنی پوری قوم کی آمدنی کا ایسے مناسب طریق پر انتظام کریں کہ قوم میں کوئی ننگا بھوکا نہ رہے۔ یہ نہ ہو کہ غریبوں کے سر چھپانے کے لیے چھپر بنانے سے پہلے ہم امیروں کی موٹروں کے لیے سیمنٹ کی سڑکیں بنوانے پھریں۔

عثمان شراب کثرت سے پیتا تھا، لیکن یہ عجیب بات تھی کہ بسا اوقات چار چار چھ چھ دن ایسے گزر جاتے تھے کہ وہ شراب کا نام تک نہیں لیتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ بالکل بھول ہی گیا ہے کہ وہ کبھی شراب پیا کرتا تھا۔

عثمان کی عمر کوئی اٹھائیس سال کی تھی اور یہ واقعہ ہے کہ مردانہ حسن کے اتنے اچھے نمونے بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں۔

زور سے ہنس کر جب عثمان نے حکم میں چار ہاتھ بولے تو فریدون جی نے کسی قدر بگڑ کر کہا، "میں اب کبھی تمہارے ساتھ ہو کر نہیں کھیلوں گا تمہیں تو ہارنے میں کچھ مزہ آتا ہے۔"

عثمان : سیٹھ صاحب آپ خفا کیوں ہوتے ہیں۔ اب تک برابر ہم جیت رہے تھے۔ ایک آدھ مرتبہ ہارنا بھی تو چاہیے۔ برابر جیتتے چلے جانے سے آپ کا دل نہیں اُکتاتا؟

فریدون : جیتنے میں کیا کوئی تکلیف ہوتی ہے کہ جس سے جی اُکتائے؟

عثمان : آپ برِج کھیلتے تو ہیں مگر معاف کیجیے آپ میں کھلاڑی کا سا ذوق اور حوصلہ نہیں ہے۔

فریدون : اس میں کیا حوصلہ مندی ہے کہ آدمی روز دو چار سو رُپے جان بوجھ کر دوسروں کو دے دے؟

عثمان : اس سوال پر اس پہلو سے غور کیجیے کہ اس میں کیا لطف ہے کہ ایک آدمی محنت کیے بغیر دوسروں کی جیبوں سے رُپیہ نکال کر اپنی جیب میں ڈال لے۔

فریدون : اگر اس میں کوئی لطف نہیں ہے تو تمام دنیا کیوں دولت کی تلاش میں ماری ماری پھر رہی ہے اور تم خود کیوں ایک ایک آپریشن کے ہزار ہزار پانچ پانچ سو رُپے لے لیتے ہو؟

عثمان : میں رُپیہ محنت کیے بغیر تو نہیں لے لیا کرتا۔ اور جو کچھ بھی میں لیتا ہوں اسی لیے لیتا ہوں کہ خرچ کروں۔ معاف کرنا تم اتنی بات آج تک نہیں سمجھے کہ اصل لطف اس میں ہے کہ انسان دولت کو اپنی مرضی اور خوشی کے مطابق خرچ کر سکے۔ تم نے جو لاکھوں اور کروڑوں رُپیہ اپنے خزانے کے اندر بند کر کے رکھ لیا ہے اور اس کی مدد سے لاکھوں ہر سال اور کما رہے ہو نہ یہ دولت ہے اور نہ اس طرح اس کو زمین کے اندر دفن یا لوہے کی الماری میں بند کر دینے میں کوئی لطف۔ دولت صرف اُس وقت دولت ہوتی ہے کہ جب وہ صرف کی جائے ورنہ یوں تو دُنیا میں ہزار ہا سونے کی کانیں میں کچھ مدفون پڑی ہیں جن کا ہمیں علم بھی نہیں ہے۔ کیا اُنھیں کسی طرح بھی دولت کہا جا سکتا ہے؟ اور کیا اگر اسی طرح کی ایک کان اور تم نے اپنے صندوق میں بند رہنے کے لیے کنکر پتھر اور اشرفیاں، ہیرے جواہرات سب برابر ہیں۔

فریدون : میری سمجھ میں کسی طرح نہیں آتا کہ اس طرح رُپیہ پھینکنے اور دولت کا نقصان کرنے میں کیا خوبی ہے۔

عثمان : تم یہ سمجھنے میں غلطی کر رہے ہو کہ اس طرح خرچ کر دینے سے دولت کا نقصان ہوتا ہے۔ فرض کرو کہ آج میں پانچ سو رُپے ہار جاؤں اور وہ تم میری جیب سے نکل کر تمہاری یا متھرا پرشاد کی جیب میں چلی جائے تو کیا اس کی قیمت پانچ سو سے پونے پانچ سو رہ جائے گی؟ اگر وہ پانچ سو کے پانچ ہی سو رہے تو پھر نقصان کیا ہوا؟ آج میں نے اس رقم کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر کے لطف اُٹھالیا۔ کل تم یا متھرا پرشاد اسی طرح اسے خرچ کر کے لطف اٹھالوگے، اور پرسوں وہ شخص اس سے لطف اُٹھائے گا کہ جس کی جیب میں یہ تمہارے ہاتھوں سے جائے، اور اترسوں جب وہ شخص بیمار ہو کر میرے پاس آئے گا تو وہی رقم پھر میری جیب میں آجائے گی۔ اگر اس طرح چکر بندھا رہے تو سب کا کام بھی نکلتا رہے، سب لطف بھی اُٹھاتے رہیں اور دولت میں کسی قسم کی کمی بھی نہیں آئی۔ لیکن اگر تم اس رقم سے سو رُپے تو خرچ کرو اور باقی چار سو رُپے کو ایک مٹی کی ہانڈی میں بند کر کے دفن کر دو تو تم نے دنیا کی دولت میں سے چار سو رُپے کم کر دیے اور دولت کا نقصان کیا، کیوں کہ اب ان چار سو رُپوں کی حیثیت اور قیمت ان کے ہم وزن کنکروں یا پتھروں سے زیادہ نہیں ہے۔ دولت بھی ایک اسی طرح کی خدا کی نعمت ہے کہ جیسے پانی ہے۔ آسمان سے مینہ برستا ہے، دنیا کی تمام مخلوق، انسان، حیوان اور نباتات اس سے اپنی ضرورتیں رفع کرتی ہے، اور پھر وہ سب کا سب ایک قطرہ کم ہوئے بغیر سمندر میں پہنچ جاتا ہے کہ جہاں سے وہ چلا تھا۔ اب اگر تم پانی کی ایک بڑی مقدار کو کسی طرح بند کر کے صرف اپنے لیے محفوظ کر لو تو وہ کچھ عرصے میں سڑ بھی جائے گا، اور چکر سے علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے وہ چیز بھی نہ رہے گا کہ جسے ہم پانی کہتے ہیں اور جس سے ہماری پیاس بجھتی ہے یا جسے ہم اپنے جسم کے اوپر سے بہا کر اور بظاہر ضائع کر کے لطف اٹھاتے ہیں۔

فریدون : تمہاری اس منطق کا تو میں جواب نہیں دے سکتا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ کوئی بھی صحیح العقل شخص ایسا نہیں کیا کرتا۔

عثمان : اگر تم میری منطق کو صحیح مانتے ہو اور اس کا رد کرنے سے عاجز ہو تو پھر ان لوگوں کو صحیح العقل کیوں کہتے ہو کہ جن کا عمل مجھ سے مختلف ہے۔ اگر تمہارے خیال میں میں صحیح العقل ہوں تو پھر اُن لوگوں کو صحیح العقل کیسے کہا جا سکتا ہے جو میرے خلاف رائے رکھتے ہیں۔

سیٹھ : بھئی عثمان، آج میں تم سے ایک بات پوچھنی چاہتا ہوں۔

عثمان : (مسکرا کر) شوق سے پوچھو۔

مَیں : ہم میں سے ہر شخص تمہاری غیر معمولی ذہانت اور خداداد عقل رسا کا سچے دل سے معترف ہے، لیکن اتنا تمہیں بھی ماننا پڑے گا کہ تمہارا طرزِ عمل عام انسانی طرزِ عمل سے بہت کچھ مختلف ہے۔ مجھے اکثر یہ شک ہوتا ہے کہ تمہارے دل پر کچھ بوجھ ہے۔ ممکن ہے کہ تمہیں کوئی صدمہ پہنچا ہو۔ اگر میرا یہ خیال صحیح ہے تو میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں سے اس کا ذکر کر کے اس بوجھ کو کسی قدر ہلکا کر لو۔ رنج و غم بانٹا نہیں جا سکتا لیکن دوسروں کو اپنے غم میں شریک کر کے اس کی اذیت اور تکلیف میں ضرور کمی کی جا سکتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم مزے اور نشاط کی خاطر شراب نہیں پیتے اور نہ تم کسی درجے میں بھی اس کے عادی ہو لیکن تم پھر بھی پیتے ضرور ہو اور بسا اوقات اس کثرت سے پیتے ہو کہ جسے مہلک کہا جا سکتا ہے۔ وقت کا لطف ضرور اس کے صَرف کرنے ہی میں پنہاں ہے، یہ مان لیا لیکن کیا جس طرح تم صرف کرتے ہو اسے صرف کرنا کہا جا سکتا ہے؟ مجھے یقین ہے کہ تم کسی دلی رنج کو کم کرنے اور کسی روحانی صدمے کو ٹالنے کے لیے ایسا کیا کرتے ہو۔ اگر اس میں کچھ حرج نہ ہو تو ہمیں موقع دو کہ ہم بھی تمہارے رنج و غم میں شریک ہو جائیں۔

میں نے جو کچھ کہا تھا نہایت سچے دل سے کہا تھا، اور میں نے دیکھا کہ میرا ایک ایک لفظ تیر کی طرح اس کے دل پر جا کر لگا۔ اس پر ایک شدید اضطراب طاری ہوا، اس نے بار بار پہلو بدلے، اور آن کی آن میں وہ عالمانہ اور فلسفیانہ چہرہ ایک معصوم بچے کا سا چہرہ معلوم ہونے لگا۔ وہ تھوڑی دیر تو بالکل خاموش رہا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کچھ سوچ رہا ہے، اور پھر آہستہ سے اپنے تاش کے پتّے میز پر رکھ کر بولا:-

"ہاں تمہارا خیال صحیح ہے۔ میرے دل پر بوجھ ہے۔ ایک پہاڑ کا بوجھ معمولی پہاڑ کا نہیں، بلکہ غم کے پہاڑ کا بوجھ۔ تمہاری گفتگو نے اس وقت میرے دل کے ساز پر مضراب سی لگا دی۔ تم نے ایسے تاروں کو چھیڑ دیا کہ اب میرے جسم کا سارا نظام لرز رہا ہے، رگ رگ میں ارتعاش پیدا ہو گیا ہے اور اب میں اپنے قابو سے باہر ہوں۔"

اس کی آواز کسی قدر بھرّائی لیکن آہستہ سے کھانس کر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگا:

"تم میری داستان سننا چاہتے ہو؟ بہتر ہے، سنو۔ ہاں اچھا ہے کہ اس سے پہلے ہی مجھ سے سن لو کہ جس وقت میری زبان بند ہو جائے اور میں کچھ کہہ نہ سکوں۔ میں سب کچھ تمہیں سناؤں گا اور ضرور سناؤں گا۔"

مَیں : عثمان، اگر اس کے سنانے میں کچھ بھی حرج ہو یا تمہیں دکھ پہنچے تو میں اپنی درخواست واپس لیتا ہوں، میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔

عثمان : دکھ درد کا احساس تو اب اس دل سے جاتا ہی رہا ہے۔ تم اپنے کسی عضو کو اگر بہت زور سے دبا لوگے تو وہ سُن اور بے حس و حرکت سا ہو جائے گا۔ میرا دل بھی غم کے بوجھ سے اتنا دبا ہوا ہے کہ اب اس میں درد کا احساس ہی باقی نہیں ہے۔ (کچھ سوچ کر) نہیں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ اب تم نے ساز کو چھیڑا ہے تو راگ بھی سُن ہی لو۔

اس کے چہرے پر کسی قدر وحشت کے آثار پیدا ہوئے اور میں نے پھر ایک مرتبہ کوشش کی کہ اسے اپنا قصہ بیان کرنے سے روک دوں لیکن مضراب تاروں پر لگ چکی تھی اور اس کا دل غم کی راگنیوں کی آواز سے گونج رہا تھا۔ "بس اب سنو" کہہ کر اس نے اپنی داستان شروع کر دی۔

عثمان : اب کوئی آٹھ سال پہلے کا ذکر ہے، کہ جب میں کالج میں پڑھتا تھا۔ میں بی اے کلاس میں تھا۔ ابھی سال شروع ہی ہوا تھا اور داخلہ بند نہ ہوا تھا کہ ایک نوجوان لڑکی بھی ہماری کلاس میں داخل ہوئی۔ نوجوانی میں عام طور پر لڑکیاں کچھ دل کش سی ہو جاتی ہیں، لیکن ذکیہ تو صرف دل کش نہیں بلکہ غیر معمولی طور پر حسین تھی۔ میں یہ کہنا بھول گیا تھا کہ وہ لڑکی جو ہمارے کالج میں داخل ہوئی اس کا نام ذکیہ تھا۔

ذکیہ کا حسن کچھ ایسا عالم تاب تھا کہ کالج کا کمرہ اس کی تابشِ حُسن سے جگمگا اٹھا اور اس میں ذرا سا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ پوری کلاس میں ایک آنکھ بھی نہ تھی جو اُس کی طرف نہ ہو۔ سترہ برس کے قریب سن، اور اس پر حد سے زیادہ حسین خط و خال، ذکیہ بالکل ایسی معلوم ہوتی تھی کہ ملکہ نوجہاں یا مصر کی ملکہ قلوپطرہ آ کر کلاس میں بیٹھ گئی ہے۔ اس کے حسن میں کچھ ایسا وقار اور کچھ اس قدر رعب تھا کہ اس کے آتے ہی کلاس میں سناٹا چھا گیا۔ بڑے سے شریر طالب علموں کو بھی اتنی جرأت نہ ہوئی کہ کچھ زبان سے کہنا تو درکنار، اس کی طرف دیکھ کر مسکرا بھی دیں۔ ہم سب پر ایسی خاموشی طاری تھی کہ جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

ایک اداۓ شاہانہ کے ساتھ وہ آئی اور یہ محض ایک اتفاق تھا کہ میرے قریب میں جو جگہ خالی تھی اس پر بیٹھ گئی۔ میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور مجھ پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ اس سے پیشتر کبھی نہ ہوئی تھی۔ ہاں! میں اتنی بات اور بتا دوں کہ اس سے پہلے میں عشق و محبت کے افسانوں کو محض بناوٹی قصے ہی سمجھا کرتا تھا، اور حسن کے اس قسم کے جگر سوز اثرات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔ پوری جماعت کو اس طرح مبہوت اور اس قدر محوِ سکوت دیکھ کر مسٹر اینڈرسن نے کہ جو ہمارے انگریزی کے پروفیسر تھے، ذکیہ کا تعارف کلاس سے کرایا، اور ان کی آواز سننے کے بعد ہمیں یہ محسوس ہوا کہ ہم بھی زندہ انسان ہیں۔

ذکیہ سے تعلقات پیدا کرنے کی آرزو تو غالباً ہر دل میں تھی، لیکن اس کے رعب حسن نے دنوں تک کسی کو اجازت نہیں دی کہ اس سے کچھ بھی بات چیت کرنے کی جرأت کرے۔ مجھے یہ موقع سب سے زیادہ حاصل تھا کیوں کہ وہ روز آکر میرے برابر والی ہی نشست پر بیٹھا کرتی تھی۔ لیکن ایک کافی عرصے تک مجھے بھی ہمت نہیں ہوتی کہ اس سے ہم کلام ہوں۔ رفتہ رفتہ اس نے خود ہی ابتدا کی، اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک روز جب اس کی پنسل فرش پر گر گئی تو وہ بھی اس کے اٹھانے کو جھکی اور میں بھی۔ اور پنسل اٹھاتے میں پہلی مرتبہ میری انگلیاں اس کی نرم و نازک انگلیوں سے مَس ہوئیں۔ مجھے درحقیقت ایسا محسوس ہوا کہ انگلیوں کے راستے سے بجلی کی ایک لہر میرے تمام بدن میں دوڑ گئی۔

آہستہ آہستہ ہم دونوں کے تعلقات بڑھتے گئے اور غالباً پورے چھ مہینے گزرنے کے بعد اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ اس نے ایک دن مجھ کو اپنے گھر پر مدعو کیا۔ اس روز میں نے ایک ایک کر کے اپنے تمام سوٹ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر پہنے، اور تقریباً ایک گھنٹے کی محنتِ شاقہ کے بعد یہ فیصلہ کر سکا کہ کونسا سوٹ پہننا زیادہ موزوں ہوگا۔

امتحان جس قدر قریب آتا گیا اسی قدر ہم دونوں بھی تعلقات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے قریب ہوتے گئے۔ کیوں کہ امتحان کی تیاری کے متعلق میں نے ثابت کر دیا کہ میں اس کا بہترین مددگار ہو سکتا ہوں، اور اسی بنا پر اب مجھے یہ فخر حاصل ہونے لگا کہ روزانہ اس کے گھر جاتا اور دو گھنٹے اس کے ساتھ بیٹھ کر پڑھتا تھا۔ اپنے گھر پر ذکیہ کالج والی ذکیہ نہیں بنتی تھی اور میں نے دیکھا کہ چند ہی روز میں وہ ملکۂ حسن کے تخت سے اتر کر عام نسوانی سطح پر آ گئی۔

ہماری آپس کی بے تکلفی اب بہت تیزی کے ساتھ بڑھنے لگی اور زبان سے کچھ کہے بغیر دنیائے محبت کی زبان یعنی نگاہوں نے ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے دل کے بھید سے آگاہ کر دیا۔ امتحان کی تیاری کے لیے چھٹیاں ہونے سے کوئی ایک ہفتے پہلے ایک روز ایسا ہوا کہ مجھے کسی قدر زکام سا ہو گیا۔ خفیف سی حرارت بھی تھی اس لیے میں کالج نہیں جا سکا۔ سہ پہر کو ذکیہ کالج سے اٹھ کر سیدھی میرے مکان پر آئی۔

ذکیہ : آپ آج کالج کیوں نہیں آئے؟

میں : خفیف سی حرارت ہو گئی تھی غالباً کل کچھ سردی لگ گئی۔

ذکیہ : (بالکل بے ساختہ پن کے ساتھ) آپ نہیں تھے تو میرا تو آج کلاس میں بالکل دل ہی نہیں لگا۔

میں : مجھے بھی تمام دن یہی خیال ہوتا رہا کہ کالج نہ جانے میں میں نے غلطی ہی کی۔

ذکیہ : نہیں۔ یہ تو آپ نے بہت ہی اچھا کیا کہ دن بھر آرام کرتے رہے۔ حرارت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو اس سے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

میں : لیکن افسوس تو یہی ہے کہ آرام کرنے کی غرض سے غیر حاضری کی اور پھر بھی آرام نہیں ملا۔

ذکیہ : کیوں؟ کیا کرتے رہے؟

میں : پڑے پڑے یہی خیال کرتا رہا کہ میرے نہ جانے کی وجہ سے آپ پریشان ہوتی ہوں گی۔

ذکیہ کے رخساروں پر شرم کی ایک ہلکی سی سرخی دوڑ گئی اور وہ کسی قدر گھبرا کر بولی:۔

ذکیہ : میں پریشان تو کیوں ہوتی۔ صرف اتنا تھا کہ چوں کہ آپ کے سوا میں کسی سے بولتی چالتی نہیں ہوں، اس لیے دن بھر خاموش بیٹھا رہنا پڑا۔

میں : یہ کیا کچھ کم پریشانی ہے۔ مجھے واقعی سخت افسوس ہے کہ میں نے کیوں ایسا کیا

ذکیہ : اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو مجھے اسی قدر افسوس ہوتا۔

میں : (تعجب سے) کیوں؟

ذکیہ : اسی لیے کہ آپ اگر آج آرام نہ کرتے تو آپ کی صحت کو نقصان پہنچتا۔

میں : ذکیہ، معاف کرنا میں نے کسی قدر بے تکلفی سے تمہارا نام لے دیا، تم بہت ہی اچھی ہو۔

ذکیہ : عثمان، اصل یہ ہے کہ تم خود بہت اچھے ہو اس لیے دوسروں کو بھی اچھا سمجھتے ہو۔

یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے اسے صرف ذکیہ اور اس نے مجھے صرف عثمان کہہ کر مخاطب کیا۔ ہم دونوں اپنی اس جسارت پر حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ دونوں کو معلوم تھا کہ ایک دوسرے کے دل میں کس قسم کے خیالات موج زن ہیں۔ اس خاموشی کو ہمت کر کے ذکیہ نے توڑا۔ وہ کہنے لگی کہ ہم دونوں اب اچھی طرح ایک دوسرے سے واقف ہو چکے ہیں اور ہم جماعت بھی ہیں اس لیے "معزز خاتون یا جناب" اور ... الفاظ سے ایک دوسرے کو خطاب کرنا کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ میں خوش ہوں کہ آج تم نے اس فضول تکلف کو خیرباد کہہ دیا۔ (خوب کھل کھلا ...)

میں : ذکیہ، تم کس قدر اچھی اور نیک دل ہو۔ تم نے میری گستاخی پر برا ماننے کے بجائے اپنی خوشنودی کا اظہار کر کے میرا دل رکھ لیا۔

ذکیہ : اچھا اب اپنی اس جھوٹی سچی تعریف کو رہنے دیجیے اور اگر آپ کا بخار اتر چکا ہے تو میرے ساتھ چلیے۔ جی وہیں چل کر بہلے گا۔

بخار اگر نہیں بھی اترا تھا تو اسے اترنا پڑا، اور میں جلدی جلدی تیار ہو کر ذکیہ کے ساتھ ہو لیا۔

چار پانچ منٹ کے بعد ہم دونوں پائیں باغ میں جا بیٹھے۔ ذکیہ کے والدین بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ذکیہ کی والدہ نے کہا۔

"ذکیہ بیٹی! آج تم اس وقت باغ کی طرف کیسے چل دی ہو، کیا کچھ پڑھنا نہیں ہے؟ ہمیشہ تو جب عثمان صاحب آتے تھے تو تم کچھ نہ کچھ ... بیٹھ جاتی تھیں"

ذکیہ : (مسکرا کر) آج عثمان صاحب نے سبق بہت اچھی طرح سنایا تھا اس لیے میں نے انہیں چھٹی دے دی ہے۔

ذکیہ کی والدہ : اس لڑکی کی بھی کیا عادت ہے، ہر شخص سے مذاق کرتی رہتی ہے۔

اپنے والدین سے علیحدہ ہو کر ذکیہ باغ کی مشرقی سمت میں چلی جہاں بیڈمنٹن کھیلنے کی زمین بنی ہوئی تھی۔ اس زمین کے دونوں طرف کرسیاں بچھی ہوئی تھیں اور ان ہی میں سے دو کرسیوں پر ہم بیٹھ گئے۔ سامنے گلاب کی کیاری تھی جس میں نہایت حسین اور رنگین پھول اپنی اپنی شاخوں پر ... ہلکی ہوا میں مستانہ وار جھوم رہے تھے۔ ذکیہ ایک دم سے اٹھی اور دوڑ کر ایک گلاب کی نہایت شوخ رنگ کلی ایک چھوٹی سی شاخ کے ساتھ توڑ لائی۔

"دیکھو اس کلی کی شکل بالکل دل کی سی ہے"۔ مجھے کلی دکھا کر اس نے کہا۔ پھر جلدی سے "لاؤ اسے تمہارے کوٹ میں بالکل تمہارے دل کے پاس لگا دوں" کہہ کر اس نے وہ کلی میرے کوٹ میں لگا دی۔

میں : ذکیہ تم نے ناحق اس کلی کو توڑ لیا، ممکن ہے کہ یہی اس پودے کا دل ہو۔

ذکیہ : (کچھ سوچ کر) ہوا تو برا۔ مجھے اس قسم کا خیال ہی نہیں آیا۔ لیکن کیا مردوں کو بھی کسی کے دل ٹوٹنے کا افسوس ہوتا ہے۔ میں تو یہ سمجھتی تھی کہ مردوں کے سینے میں ایسا دل ہی نہیں ہوتا کہ جس میں جذبات ہوں۔

اتنا کہہ کر ذکیہ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور اپنی ساڑی کے پلو سے کھیلنے لگی۔ اس کا چہرہ کسی قدر غم آلود ہو گیا تھا۔

میں : (گھبرا کر) ذکیہ شاید تمہیں میری بات ناگوار گزری۔ اگر ایسا ہے تو میں معافی مانگتا ہوں۔ درحقیقت میرے سینے میں تو ایسا ہی دل ہے جو کسی کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔

ذکیہ : (کسی قدر بھرائی ہوئی آواز میں) میں تم سے ناراض کیوں ہوتی، تم نے ایک بہت ہی اچھے جذبے کا اظہار کیا تھا۔

میں : پھر تم سنجیدہ کیوں ہو گئیں؟

ذکیہ : (منہ پھیر کر) اب اس ذکر کو جانے ہی دو۔

میں : مجھے غالباً یہ حق تو حاصل نہیں ہے کہ اصرار کروں، لیکن اگر کچھ حرج نہ ہو تو اپنی اداسی کی وجہ بتا ہی دو۔ میرا دل تمہاری تکلیف ہرگز نہیں ...

ذکیہ : (میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر) تمہیں سب کچھ حق حاصل ہے۔ تم خواہ اسے میری بے شرمی سے تعبیر کرو لیکن میں حقیقت کو چھپا نہیں سکتی

ہوئی کہ میرے دل پر تمہاری حکومت ہو۔ میں نے سارے جتن کر لیے کہ تمہاری اس حکومت سے چھٹکارا حاصل کر سکوں، لیکن خدا جانے وہ کس مادہ ہے کہ جتنا اُسے دور کرنے کی کوشش کی اسی قدر وہ زیادہ سر پر سوار ہوتا چلا گیا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ محبت کچھ اس قسم کا سبق ہے کہ اسے جلد بُھلانا ہی زیادہ یاد ہوتا چلا جاتا ہے۔

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی اور میرے منھ کی طرف دیکھنے لگی۔

پیاری ذکیہ کیا تم اس کشمکش و پیچ میں میرے منھ کی طرف دیکھ رہی ہو کہ مجھ پر تمہارے اس اقرارِ محبت کا کیا اثر ہوا؟ میں تمھیں یقین دلاتی کہ مجھے تمہارے دل کی یہ حالت ایک عرصے سے معلوم ہے، اور میرا خیال ہے کہ میرے دل کی کیفیت تم سے بھی ہرگز پوشیدہ نہیں ہوگی۔ میں نے بارہا کوشش کی ہے کہ تمہاری تصویر کو جو زبردستی میرے دل کی زینت بن کر رہ گئی ہے، نکال کر پھینک دوں، لیکن کسی طرح کامیابی نہ ہوئی۔ اور میں عشق و محبت کو کم زور آدمیوں کے دل کا ایک جذبہ تصور کیا کرتا تھا اب اس بات پر مجبور ہو گیا ہوں کہ اس کی طاقت کا اعتراف کروں۔

تمہارے اس بیان سے مجھے اس وقت انتہائی مسرت حاصل ہوئی ہے۔ مگر میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم دل گیر اور اداس کیوں ہو۔

مجھے اگر تمہارے دل کی حالت نہ معلوم ہوتی تو ناممکن تھا کہ میری زبان سے وہ الفاظ نکلتے جو ابھی نکلے۔

تو پھر اس میں رنج کی کونسی بات ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ میں بڑی ہی بدنصیب ہوں۔

نہیں ذکیہ، ایسا نہ کہو۔ ہم دونوں بہت خوش قسمت ہیں۔

تمھیں حالات کا علم ہوتا تو ایسا نہ کہتے۔

(پریشان ہو کر) کیا بات ہو؟ مجھے کن حالات کا علم نہیں ہے؟

میں کس طرح کہوں، مجھے یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے کہ اس خوشی کے وقت تمہارے دل کو صدمہ پہنچاؤں۔ آؤ، بس چلیں۔

ذکیہ، تم نے اتنا کہہ کر مجھے ایک ایسی پریشانی میں ڈال دیا کہ جو بڑے سے بڑے صدمے سے بھی زیادہ ہے۔ خدا کے لیے تم وہ باتیں بھی بتا ہی دو۔

دیکھو عثمان ضد نہ کرو۔ اپنی مسرتوں کو اپنے ہی پاؤں سے کچلنا ٹھیک نہیں ہے۔ بس اب آؤ۔

نہیں ذکیہ تمھیں کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھنی چاہیے۔ میرے خیالات میں ایک تلاطم برپا ہے اور میں ایک لمحے کے لیے بھی چین سے نہیں رہ سکتا۔

اگر تمہاری یہی خوشی ہے کہ تمہارا یہ مسرت کا جوش غم کے طوفان میں بدل جائے تو لو سنو کہ میں تمہاری اور سچے دل سے تمہاری ہونے کے باوجود تمہاری نہیں ہو سکتی۔ شاید تم نے میرے ماموں زاد بھائی کو کبھی دیکھا ہو۔ فرید نام ہے، اکثر ہمارے یہاں آیا کرتے ہیں۔ میں بچپن ہی میں ان کے ساتھ منسوب ہو چکی ہوں، اور امی جان کسی طرح اس نسبت کو توڑنا گوارا نہ کریں گی۔

ذکیہ سوچ کر، لیکن اگر تم اس نسبت کو توڑنا چاہو تو امی جان کیا کر سکتی ہیں۔

میں نے خوب اپنے دل کو ٹٹول لیا۔ امی جان کے دل کو صدمہ پہنچانے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے، انھیں فرید سے بہت محبت ہے اور وہی ماموں جان کو زبان بھی دے چکی ہیں۔ اگر اب میں انکار کردوں تو یقیناً ان کا دل ٹوٹ جائے گا۔ ان کا دل توڑنے کی بہ نسبت یہ زیادہ آسان ہے کہ اپنے دل کے ٹکڑے کر ڈالوں اور یہی میں نے فیصلہ کیا ہے۔

ذکیہ تم نے فیصلہ کرنے میں بہت جلدی کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر تمہاری امی جان کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان کی خوشی پوری کرنے میں تمہاری زندگی تباہ ہو رہی ہے تو شاید وہ اپنے ارادے سے باز آجائیں۔ تم کوئی جاہل لڑکی نہیں ہو کہ بھیڑ بکریوں کی طرح تمھیں جس کے گھر چاہے باندھ دیا جائے۔

مجھے یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر میں اس نسبت سے انکار کردوں تو امی جان کی جان پر بن جائے گی وہ پُرانے خیالات کی عورت ہیں، میں اپنے کانوں سے سُن چکی ہوں کہ ایک مرتبہ جب ابا جان نے کسی بنا پر اس رشتے کو ناموزوں بتا کر یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اسے توڑ دیا جائے تو انھوں نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ اگر یہ نسبت توڑی گئی تو وہ اپنی جان دے دیں گی۔

والد : شاید اس نے اسی وجہ سے نہیں لکھا ہوگا کہ تم پریشان ہو جاؤ گے۔

میں : تو آخر بیماری کیا ہے؟

والد : (آنکھوں میں آنسو بھر کر) اسے دق ہو گئی ہے۔

اتنا کہہ کر وہ کسی طرح ضبط نہ کرسکے اور بے اختیار مجھ سے لپٹ کر رونے لگے۔ میرے بھی آنسو نکل آئے اور میں نے ان سے بڑی منت کے ساتھ کہا کہ میں ذکیہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

"ہاں تم تو خود ڈاکٹر ہو" کہہ کر وہ آگے آگے ہو لیے اور میں ایک عالم بے اختیاری میں ان کے پیچھے چل پڑا۔

کوٹھی کے شمالی برآمدے میں ایک پلنگ پر حسن و شباب کا وہ مجسمہ دراز تھا جس کے دیکھنے کی تمنا مجھے ولایت سے کشاں کشاں لائی تھی۔ ذکیہ پر نگاہ پڑتے ہی میرے دل پر ایک دھکا سا لگا۔ وہی ذکیہ کہ جس کے رخسار اپنی تازگی اور رنگینی میں گلاب کے پھولوں کو شرماتے تھے۔ اب پچک کر صرف ہڈی اور کھال کا ایک ڈھانچہ رہ گئے تھے۔ رخسار ان پر اب بھی تھی لیکن صحت اور جوانی کی سرخی نہیں تھی وہ نامراد اور جان لیوا تمتماہٹ جو دق کے بخار کی ایک مخصوص علامت ہے۔

"ذکیہ!" اتنا میرے منہ سے نکلا اور پھر میری آواز رک گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ حلق میں کوئی چیز پھنس گئی ہے۔

میں نے دیکھا کہ دو موٹے موٹے آنسو اس کی حسین آنکھوں سے نکل کر رخساروں پر بہنے لگے۔

"تم آ گئے؟" اس نے بڑی مشکل سے آنسوؤں کو ضبط کرکے کم زور آواز سے کہا۔

"ہاں میں آگیا ہوں، اور خدا نے چاہا تو اب تم بہت جلدی اچھی ہو جاؤ گی" میں نے زبردستی مسکرا کر کہا۔

جواب میں وہ بھی مسکرائی لیکن آہ! وہ مسکراہٹ کس قدر بھیانک اور کریہ تھی کہ خدا کی پناہ! مجھ سے دیکھا نہ گیا اور میں نے منہ پھیر لیا۔

"میں اب اچھی ہوں، میرے دل کو چین مل گیا ہے۔ بہادر لڑکیاں خودکشی نہیں کرتیں۔ میں نے بھی خودکشی نہیں کی۔ تمہارا خیال جھوٹا ثابت ہوا کہ میں بہادر رہوں۔ میں بس تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ خدا نے میری آرزو پوری کر دی اور تم بالکل ٹھیک وقت پر آ گئے۔ دیکھو بہادر لڑکے بھی کبھی خودکشی نہیں کرتے، اور میں جانتی ہوں کہ تم بہادر ہو"

اتنا بولنے سے اسے یکایک بڑے زور سے کھانسی اٹھی اور تقریباً دس منٹ اسی شدت کے ساتھ اٹھتی رہی۔ بالآخر اس نے کلیاں بھر بھر کر منہ سے خون ڈالنا شروع کیا اور اس سے پہلے کہ جب ڈاکٹر صاحب دوائیں اور پچکاری لے کر آئے وہ ہمیشہ کے لیے ....

عثمان کی حالت اتنا بیان کرنے کے بعد بہت ہی غیر ہو گئی۔ ہم میں سے بھی ہر شخص تصویر غم ہو کر رہ گیا۔ اس نے جلدی سے وسکی کا ایک جام حلق میں انڈیلا اور کہنے لگا:-

"میں بھی ثابت کر کے رہوں گا کہ میں بہادر ہوں۔ بہادر لڑکے خودکشی نہیں کیا کرتے"

ایک لمحے کے اضطراب کے بعد ڈاکٹر عثمان پھر وہی ہنس مکھ اور کھلنڈرا عثمان بن گیا۔

"میں نے حکم میں چار ہاتھ بولے ہیں۔ کیا آپ کچھ بڑھیں گے؟" سیٹھ فریدون جی سے مخاطب ہو کر "سیٹھ صاحب ہارنے میں ایک ایسا لطف ہے کہ جو جیتنے میں کبھی نہیں مل سکتا۔ پھوڑے کی طرح دکھنے والے دل پر جب ہارنے کی چوٹ لگتی ہے تو کچھ ایسا مزہ آتا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا"

وسکی کا ایک اور گلاس عثمان کے پیٹ میں پہنچ گیا۔



ٹیکے کے ذریعے سے نمونیا سے حفاظت

آئندہ تین سال کے اندر یہ ممکن ہو سکے گا کہ ایسے تمام لوگوں کی نمونیا کے مرض سے ایک مخصوص ٹیکا لگا کر حفاظت کردی جائے کہ جن میں نمونیا کا مرض قبول کرنے کی استعداد موجود ہی۔ اگر ریاست ہائے متحدہ امریکا کے محکمۂ حفظانِ صحت کی تجاویز صحیح ثابت ہوکر پاس ہوگئیں تو آئندہ چیچک کی طرح نمونیا کا بھی ٹیکا لگایا جاسکے گا۔

یہ تجویز دراصل ڈاکٹر لائیڈ ڈی، فیلٹن کی پیش کردہ ہے وانھوں نے نمونیا کے ٹیکے کے متعلق رپورٹ کرنے کے ضمن میں پیش کی تھی۔ اس ٹیکے کے متعلق ابتدائی آزمائشیں ہورہی ہیں۔

ڈاکٹر فیلٹن نے ٹیکا لگے ہوئے اور بغیر ٹیکا لگے مریضوں پر تجربہ کرکے معلوم کیا ہے کہ ٹیکا کم از کم بیمار ہوجانے والے شخصوں کی تعداد میں پچاس فی صدی کی کمی کردیتا ہے۔ شرحِ اموات بھی کم سے کم آتنی ضرور گھٹ جاتی ہے کہ جتنی نمونیا کے سیرم کے انجکشنوں کی مدد سے گھٹ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس ٹیکے سے یہ فائدہ ہے کہ آدمیوں کی ایک بڑی جماعت کے ٹیکا لگاکر یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ان میں سے کون کون سے نمونیا میں مبتلا ہوجانے کی مخصوص استعداد رکھتے ہیں۔ بہ کثرت آدمیوں میں ٹیکے کا کوئی ردِّ عمل ظاہر نہیں ہوا، لیکن معدودے چند میں کہ کل تعداد کے دسویں حصے میں ٹیکے کی پہلی ہی خوراک میں ردِّ عمل کی علامات ظاہر ہوگئیں۔

ڈاکٹر فیلٹن کی تجویز اب یہ ہے کہ پہلے بہت سے آدمیوں کے ٹیکا لگاکر ردِّ عمل کی وہ علامات دیکھی جائیں جو جلد پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اور پھر مسلسل تین سال تک ان لوگوں کو زیرِ نگرانی رکھا جائے۔ ان لوگوں کو دو جماعتوں میں تقسیم کردیا جائے۔ ایک جماعت تو ایسی ہو کہ جس کی جلد پر ٹیکے کے بعد ردِّ عمل کی علامات کا ظہور ہوچکا ہو، اور دوسری وہ جماعت ہو کہ جس میں ردِّ عمل کی کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی ہو۔ اگر اس تین برس کے عرصے میں یہ دیکھنے میں آئے کہ جن لوگوں میں ٹیکے کا ردِّ عمل ظاہر ہوا تھا ان میں سے زیادہ آدمی نمونیا میں مبتلا ہوئے، بہ نسبت اس جماعت کے کہ جس میں ردِّ عمل ظاہر نہیں ہوا تھا، تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ ٹیکے کا ردِّ عمل دیکھ کر کسی جماعت میں سے ایسے آدمیوں کو چن لینا ممکن ہے کہ جن میں نمونیا کے قبول کرنے کی استعداد موجود ہے۔

اس طریقے پر لوگوں کی آزمائش کرنے کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہے گی کہ چیچک کے ٹیکے کی طرح سے ہر فرد کے ٹیکے لگائے جائیں بلکہ صرف اُن ہی چند لوگوں کو محفوظ کردیا جایا کرے گا کہ جن کو آزمائشی ٹیکا یہ ثابت کردے کہ وہ نمونیا کا مرض قبول کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

معدے کے زخم

علم الحیات کے متعلق تجربات کرنے والی امریکی سوسائٹی کے جلسے میں جو رپورٹ پڑھی گئی ہے۔ اس میں ایسے مریضوں کے لیے جو زخمِ معدہ کے مرض میں مبتلا ہوں، بہت کچھ سامانِ اُمید ہے معدے کے زخم کے مریضوں کے لیے اب ایک ہارمون نکل آیا ہے جس کا نام "یورو گیسٹرون" ہے۔ یہ ہارمون گردوں سے ترشح پانے والی رطوبت سے نکالا گیا ہے۔ ابتداءً میں دس تن درست شخصوں پر جو تجربہ کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ اس ہارمون کا معدے پر یہ اثر ہوتا ہے کہ تیزاب کی پیدائش بند ہوجاتی ہے۔ موجودہ صورت میں زخمِ معدہ کے مریضوں کو ہر مرتبہ غذا کے بعد کچھ نہ کچھ کھار دوائیں اس غرض سے استعمال کرنی پڑتی ہیں کہ وہ معدے کی تیزابی رطوبت کو بے اثر کردیں تاکہ تیزاب زخموں میں جلن تک پہنچاکر ان سے خون نہ جاری کردے۔

یہ نیا ہارمون زیرِ جلد داخل کیا جایا کرے گا۔ ابھی تک ان انجکشنوں میں یہ نقص موجود ہے کہ جس جگہ وہ لگائے جاتے ہیں وہاں کی جلد کو سُرخ اور متورم کردیتے ہیں۔ ڈاکٹر ایوی کو اُمید کامل ہے کہ اور زیادہ صاف کرنے پر اس ہارمون کا یہ نقص بھی دور ہوجائے گا اور بلا تکلف

معدے کے زخموں کے علاج میں استعمال کیا جاسکے گا۔ اس ہارمون کے علاج کا یہ اثر ہوگا کہ معدے کی تیزابی رطوبت کو روکے گا اور اس طرح زخموں کو موقع ملے گا کہ وہ آسانی سے مندمل ہو جائیں۔ اس مرض کے بہرحود کرنے کے متعلق ڈاکٹر ایوی نے کہا کہ مریضوں کو زندگی کا ایک نیا فلسفہ سیکھنا پڑے گا جس سے وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ اپنی مصیبتوں کو صبر کے ساتھ برداشت کر لیا کریں۔

موسیقی کا دماغی اور جسمانی نشو و نما پر اثر

اگر دنیا میں کوئی ایسا محرک موجود ہے جو ہمارے جسم سے باہر رہنے کے باوجود ہماری جبلت میں تحریک پیدا کرکے زندگی، عمل اور حصولِ مسرت کی تمنا اور استعداد پیدا کر دیا کرتا ہے تو وہ یقیناً موسیقی ہے جس کا تجربہ ہر اس شخص کو ہو چکا ہے جو سماعت سے عاری نہیں ہے۔

ممکن ہے کہ عوام کا پورا مجمع جو کسی محفلِ سماع میں موجود ہے اس بات کو محسوس نہ کر سکے۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ موسیقی روحانی محبت کے اظہار اور روحانی محبت کے دل نشین کرنے کا ایک ذریعہ، بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ روحانی تعشق کا ایک بڑی حد تک نعم البدل ہے۔ وہ حد سے بڑھی ہوئی مسرت جو ہم موسیقی کی بدولت حاصل کرتے ہیں، قریب قریب اسی درجے پر پہنچ جاتی ہے کہ جو انتہائی لذت باحظ ہمیں اور ہمارے تمام حواسوں کو محبت اور عشق کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔

اگر موسیقی کو صحیح طریقے پر کام میں لایا جائے تو اس سے تن درستی کی ترقی اور کام کرنے کی استعداد کی زیادتی جسم میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اس سے ایک سچے رفیقِ تنہائی کا کام لیا جا سکتا ہے اور اس کی مدد سے اخلاق کو مضبوط اور دل کو بلند خیالی کا منبع بنایا جا سکتا ہے۔

دودھ کے متعلق گیارہ باتیں

(۱) دودھ قدرت کی بخشی ہوئی ایک ایسی غذا ہے کہ جس سے بچے اور بوڑھے، بیمار اور تن درست، محنتی اور نکمے سب یکساں طور پر غذا اور پرورش حاصل کر سکتے ہیں۔

(۲) جو زمانہ انسان کے تیزی کے ساتھ قد اور جسم میں ترقی کرنے کا ہوتا ہے۔ اس میں ضروری ہے کہ اسے ایک اچھی کافی مقدار دودھ کی روزانہ ملے۔

(۳) دودھ کا مقابلہ اس خاص صفت میں کوئی اور غذا نہیں کر سکتی کہ وہ انسانی جسم کو کیلسیم مہیا کرتا ہے جس کی ضرورت دانت اور ہڈیاں بنانے کے لیے بدن کو ہوتی ہے۔

(۴) دودھ کے اندر جو لحمی اجزا ہوتے ہیں وہ ہمارے جسم کی نشو و نما کے لیے غیر معمولی طور پر کارآمد ہوتے ہیں، اور مدت العمر ہمارے جسم کی بافتوں کو صحیح اور درست رکھنے میں مددگار رہتے ہیں۔

(۵) دودھ اس معاملے میں بھی تمام غذاؤں میں بے نظیر ہے کہ اس کے اندر اس وقت تک کے معلوم شدہ تمام حیاتین کم یا زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ دودھ سے حاصل کی ہوئی چکنائی انسانی غذا میں حیاتین "الف" شامل کرنے کا مخصوص ترین ذریعہ ہے، اور اسی طرح مکھن نکلا ہوا دودھ حیاتین "ش" کا۔

(۶) سب سے سستی قسم کی انسانی غذا میں دودھ کو بہت نمایاں درجہ حاصل ہے۔ کیوں کہ تنہا اس کے ذریعے سے جسم کو نہایت اعلیٰ قسم کے لحمی اور شحمی اجزا، کیلسیم اور حیاتین "الف" اور حیاتین "ش" کی بہت کافی مقدار نہایت سستی قیمت پر مہیا ہو جاتی ہے۔

(۷) خشک کیا ہوا، تبخیر کے ذریعے سے گاڑھا کیا ہوا اور نیم سیال بنایا ہوا دودھ تازہ دودھ کے بدلے کثرت سے استعمال میں آتا ہے اور پورے طور پر نفع بخش ثابت ہوا ہے۔ مکھن نکلا ہوا دودھ خواہ سیال صورت میں ہو یا خشک کر لیا جائے، ایک بہت ہی اہم جزوِ خوراک ہے۔

(۸) بچوں کی مصنوعی غذا اب بالکل اندیشہ ناک نہیں رہی ہے جب سے کہ مصفّٰی اور مطہر دودھ خشک یا سیال صورت میں ٹین کے ڈبوں میں بند کیا ہوا بازار میں آنے لگا ہے۔ اگر کم حرارت پہنچا ہوا اور زیادہ حیاتین ملا ہوا دودھ عام طور پر بننے لگا تو بچوں کی غذا کا سوال اور بھی آسان ہو جائے گا۔

(۹) یہ فرض دودھ استعمال کرنے والے کا ہے کہ وہ جانتا ہو کہ مصفّٰی اور مطہر دودھ سے کیا مراد ہے۔ تاکہ وہ اسے ہر جگہ حاصل کر سکے اور اسے سرد اور

صاف جگہ میں ڈھکا ہوا رکھے۔ اس وقت سے لے کر جب کہ اس نے خریدا ہے اس وقت تک جب کہ اسے استعمال کیا جائے۔

(۱۰) ایک اچھا "ریفرجریٹر" (غذاؤں کو سرد رکھنے کی الماری) جس سے دودھ کے خانے میں یکساں ہلکی ہلکی سردی قائم رہے، دودھ کو محفوظ رکھنے کے لیے بہترین چیز ہے۔

(۱۱) آپ کو یاد رہنا چاہیے کہ اشیائے خوراک میں سے دودھ ارزاں ترین غذاؤں میں سے ہے۔ اگر اپنی خوراک کے اخراجات کے باعث آپ پریشانی میں مبتلا ہوں تو آپ جتنی قیمت میں سوا سیر دودھ خریدیں گے اتنی قیمت میں کوئی دوسری ایسی چیز نہیں خرید سکتے جو آپ کے جسم کو اسی قدر غذا بہم پہنچا سکے۔

بچّوں کا وزن اکثر لوگوں کو یہ مسئلہ پریشان کیا کرتا ہے کہ آیا ان کا بچّہ اپنے وزن میں کافی ترقی کر رہا ہے یا نہیں۔ ان کی آگاہی کے لیے ذیل کے نقشے میں ایک ایسے بچّے کا وزن مختلف عمروں میں بتا دیا گیا ہے کہ جو بوقت پیدائش ساڑھے سات پونڈ کا ہو۔

بوقت پیدائش	½ ۷ پونڈ	عمر چھ ماہ	۱۵ پونڈ
عمر دو ہفتے	۷ پونڈ ۱۴ اونس	عمر نو ماہ	۱۸ پونڈ
عمر تین ماہ	۱۲ پونڈ	عمر ایک سال	۲۲ پونڈ

گوشت کیا بہترین غذا ہے؟ یہ دعوے جو تجارتی مقاصد کی بنا پر کیا جاتا ہے کہ گوشت تمام دوسری اشیاءِ خوراک سے بہتر ہے یا یہ کہ گوشت تن درستی اور جسم کے صحیح نشوونما اور ترقی کے لیے ضروری ہے نہ تو واقعات سے ثابت ہوتا ہے اور نہ علمی دنیا اسے تسلیم کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں گوشت میں یہ خوبی ہے کہ وہ بآسانی ہضم اور جزو بدن ہو جاتا ہے وہیں یہ چیز بھی ہے کہ وہ اعلیٰ نہیں بلکہ ادنیٰ قسم کی غذاؤں میں شمار ہوتا ہے۔ اور اگر کھایا جائے تو بس کبھی کبھی سخت ضرورت کے وقت کھایا جائے۔

مشرق کے لوگ ہزارہا سال سے ایسی ہی غذاؤں پر کامیاب زندگیاں بسر کر رہے ہیں کہ جن میں گوشت شامل نہیں ہے۔ دنیا میں اگرچہ چین اور ہندوستان قدیم ترین ملکوں میں سے ہیں لیکن ان کی قومی استعداد کار علی حالہا باقی ہے۔ حال آں کہ موجودہ تہذیب کے ان وسائل سے بھی انھیں قطعاً واسطہ نہیں ہے جو درستی صحت اور بیماریوں سے تحفظ کے لیے مہذب دنیا میں رائج ہیں، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ لوگ تقریباً ہر قسم کے گوشت سے احترازِ کامل رکھتے ہیں۔

سرطان پر نئی روشنی کافی عرصے سے امریکا کی ہیلتھ سروس کے نمائندے سرطان کے اسباب اور علاج پر غور کر رہے ہیں۔ حال ہی میں نیشنل کینسر انسٹی ٹیوٹ کے نام سے ایک انجمن بھی وہاں قائم ہوئی ہے۔ سرطان کی تحقیقات زیادہ تر حیوانات خصوصاً چوہیا پر کی گئی ہے۔ اس تحقیقات میں یہ باتیں تجربے میں آئیں:

(۱) سرطان کا رجحان بہت بڑی حد تک وراثت سے آتا ہے۔ (۲) زچگی میں خلاف معمول جلد بازی ماؤں میں سرطان کا میلان پیدا کر دیتی ہے۔ (۳) جن ماؤں میں سرطان کا رجحان پایا جائے، ان کے بچّوں کو اگر ایسی اناؤں سے دودھ پلوایا جائے جن میں سرطان سے مقابلہ کرنے کی پوری صلاحیت پائی جاتی ہو تو ایسے بچّوں میں سرطان کا موروثی میلان خود بخود گھٹنے لگتا ہے۔ (۴) بالکل اس کے برخلاف ایسے بچّے جو سرطانی کیفیت کو روکنے کی صلاحیت رکھنے والی ماؤں سے پیدا ہوں اور انھیں ایسی اناؤں کا دودھ پلایا جائے جن میں سرطانی کیفیت موجود ہو تو ان بچّوں میں سرطان پیدا ہو جائے گا۔ (۵) چوہیا کے ان دونوں قسموں کے بچّوں میں فوراً یہ تبدیلی دیکھی گئی کہ جوں ہی انھیں ان متعلقہ رضاعی ماؤں سے علیحدہ کر دیا گیا تو ان میں سرطانی کیفیت کو روکنے کی قوت بڑھ گئی۔ (۶) جنسی ہرمون اور ایسٹرین کے انجیکشنوں سے بھی سرطان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور اگر وہ پہلے سے ہوتی ہے تو بڑھ جاتی ہے۔ (۷) ایسی چوہیا لی گئی جس میں مرض سرطان کافی طور پر پایا جاتا تھا اور اس کے جسم سے ایسے ریشے حاصل کیے گئے جو بالکل تن درست تھے اور انھیں ایک ایسی چوہیا میں پیوست کیا گیا جس میں سرطان روکنے کی قوت موجود تھی۔ اس تجربے کا یہ نتیجہ دیکھنے میں آیا کہ آخر الذکر میں سرطانی کیفیت زیادہ نمایاں ہو گئی۔



پھٹکری سازی

کسی زمانے میں پھٹکری سازی کی صنعت ہندوستان میں اپنے پورے شباب پر تھی۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہدِ اقتدار تک یہاں سے پھٹکری بن کر دوسرے ممالک میں کثیر مقدار میں جاتی تھی۔ لیکن اب ارزاں پھٹکری کی درآمد نے اس قدیم صنعت کو بہت کچھ برباد کر دیا ہے۔ جن مقامات پر اب بھی پھٹکری بنائی جاتی ہے وہاں صنعت کے غیر منظم ہونے کی وجہ سے غیر ملکی پھٹکری کا مقابلہ آسان نہیں ہے۔ لیکن اگر ہندوستانی سرمایہ دار اس جانب متوجہ ہوں اور قصبوں اور چھوٹے شہروں میں اس کے بنانے والوں کے لیے سرمایہ اور تیار شدہ مال کو صحیح طریقوں پر فروخت کرنے کا انتظام کیا جائے تو اسے "کاٹیج انڈسٹری" کے طور پر فروغ دینے کے امکانات زیادہ ہیں۔ اور یہی صنعت بہت سے فاقہ کش ہندوستانیوں کے لیے ذریعۂ معاش بن سکتی ہے۔

پھٹکری کی صنعت کے ہندوستان میں مختلف مراکز رہے ہیں۔ لیکن اب صرف کالا باغ (پنجاب) ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں تجارتی اصولوں پر زیادہ مقدار میں پھٹکری تیار کی جاتی ہے اور اس کی صنعت منفعت بخش ثابت بھی ہوتی ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ کالا باغ کے قریب جو سالٹ رینج ہے وہاں پھٹکری کے خام ریزے جن میں گندک کی مقدار کافی ہوتی ہے زیادہ پائے جاتے ہیں اور ان ریزوں ہی کو بھون کر پھٹکری تیار کی جاتی ہے۔

پھٹکری پوٹاشیم اور المونیم کا ڈبل سلفیٹ ہے۔ اس کی تیاری کے لیے اہم ترین خام اشیاء یہ ہیں: پھٹکری کی مٹی، پھٹکری کے ریزے یا بھوسی، پھٹکری کا پتھر، چکنی مٹی، کریولائٹ، باکسائٹ اور چائنا کلے وغیرہ۔ پھٹکری سازی کے سلسلے میں پہلا کام یہ ہے کہ خام اشیاء کو توڑ کر ان کے چھوٹے چھوٹے ڈھیلے بنائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد انھیں بھٹی میں بھونا جاتا ہے۔ بھنے ہوئے مادے کو باریک سفوف کی صورت میں منتقل کر کے چھانا جاتا ہے اور پھر ایسے آہنی بوائلر میں ڈالتے ہیں جس کے اندر ملشیے پر سیسہ لگا ہوتا ہے۔ اور پھر اُسے ایک برتن میں تیزاب گندک یا پوٹاشیم سلفیٹ مناسب مقدار میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد کمسچر کو کئی گھنٹے تک آگ پر رکھتے ہیں اور موسم کے لحاظ سے چند ہفتے یا چند مہینے تک علیحدہ رکھ دیتے ہیں۔

پھٹکری کے پتھر سے پھٹکری بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ہلکی آنچ پر تقریباً چھ گھنٹے تک تپاتے ہیں۔ جس وقت ٹکڑوں سے تیزاب کے ابخرات نکلنے لگیں اس وقت انھیں آگ پر سے اُتار لیا جاتا ہے۔ اس طرح سنگ ریزوں کا وزن تقریباً ۳۳ فی صدی کم ہو جاتا ہے۔ اور بنیادی سلفیٹ سے پھٹکری اور ناقابلِ حل المونیم کے اجزاء علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ بھنے ہوئے سنگ ریزوں کو بعض اوقات کئی کئی مہینے تک ہوا میں رکھا جاتا ہے اور انھیں تین تین چار چار دن کے بعد نم کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد ان سے پھٹکری کے قلم جن کا رنگ سُرخی مائل ہوتا ہے علیحدہ کیے جاتے ہیں۔

چکنی مٹی سے جو پھٹکری بنائی جاتی ہے اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کیلسیم اور کاربونیٹ سے حتی الامکان صاف ہو۔ پہلے چکنی مٹی کو ہوا کے رُخ پر کھ کر ہلکی آگ پر گرم کرتے ہیں۔ تاکہ وہ تیزابوں میں آسانی کے ساتھ حل ہو سکے۔ اس طرح گرم کرنے سے چکنی مٹی میں جذب کرنے کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ تیزاب گندک کو آسانی کے ساتھ جذب کر سکتی ہے۔ اس کے بعد اسے سیسے کے برتن میں تیزاب گندک میں ڈالتے ہیں۔ جب مادہ گاڑھا ہو جائے تو اسے آہنی کڑھاؤ میں منجمد ہونے کے لیے ڈال دیتے ہیں اور پوٹاشیم بائی سلفیٹ یا المونیم سلفیٹ کی مناسب مقدار کے ساتھ اُبالتے ہیں۔ اس گرم سیّال کو سیسے کے کسی برتن میں منتقل کیا جاتا ہے اور کف گیر سے خوب چلاتے ہیں کہ پھٹکری قلموں کی صورت میں علیحدہ ہو جائے۔ کریولائٹ سے پھٹکری بنانے کا طریقہ بھی تقریباً اسی طرح ہے۔ کریولائٹ کو کیلسیم کاربونیٹ کے ساتھ اس تناسب سے گرم کرتے ہیں کہ کریولائٹ کا ایک مولکول ہوتا ہے اور کیلسیم کاربونیٹ کے چھ مولکول۔ اس طرح تپانے سے قابلِ حل سوڈیم المونیٹ ناقابلِ حل کیلسیم کلورائڈ سے بآسانی علیحدہ ہو جاتا ہے۔ پھٹکری بنانے کے سوڈیم المونیٹ میں کاربونک ایسڈ گیس داخل کی جاتی ہے۔ سو پونڈ کریولائٹ سے ۴۳ پونڈ ہائیڈریٹ دست یاب ہوتا ہے اور اس سے پھٹکری بنانے کے لیے نوّے پونڈ تیزاب گندک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح تمام مرکبات ملا کر ایک سو پونڈ کریولائٹ کے خرچ سے تین سو پونڈ کے قریب پھٹکری بنتی ہے اور اس کے علاوہ ۵۷ پونڈ کلسائینڈ سوڈا یا ۲۰۳ پونڈ کرسٹلائزڈ سوڈیم کاربونیٹ یا چوالیس پونڈ کاسٹک سوڈا یا ۱۱۹٫۵ پونڈ سوڈیم بائی کاربونیٹ بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔



مُراسلات

جامعہ طبیہ دہلی کا جلسہ تقسیم اسناد

آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کا اٹھارواں اجلاس

گزشتہ اشاعت میں مندرجہ عنوان جلسوں کے متعلق اعلان کیا گیا تھا کہ ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۱ء کی کسی تاریخ میں منعقد کیے جائیں گے۔ چنانچہ ان کے انتظامات شروع کر دیے گئے ہیں۔ لیکن بیرونجات کے اکثر احباب کا اس پر اصرار ہے کہ یہ جلسے ایسٹر کی تعطیلات میں منعقد کیے جائیں، تاکہ تعطیلات کی سہولت کی وجہ سے بہت سے صحاب کو شرکت میں سہولت ہو نیز ایسٹر کے رعایتی ریل کے کرائے سے انھیں فائدہ اٹھانے کا موقعہ بھی مل سکے۔

ایسٹر کی تعطیلات ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۴۱ء سے ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۴۱ء تک ہوں گی۔ اور رعایتی کرائے کے ٹکٹ ۴ اپریل سنہ ۱۹۴۱ء سے ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۴۱ء تک ان ریلوے لائنوں پر مل سکیں گے جو ایسٹر کے رعایتی ٹکٹ منظور کریں۔ یہ رعایتی ٹکٹ تقریباً سب بڑی لائنیں جاری کرتی ہیں۔ جو ٹکٹ ۴ اپریل سنہ ۱۹۴۱ء اور ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۴۱ء کے مابین خریدے جائیں گے۔ وہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۴۱ء تک واپسی کے لیے کارآمد ہوں گے۔

احباب کے اصرار نیز تشریف لانے والے حضرات کی سہولت اور فائدے کو مدنظر رکھتے ہوئے طے کیا گیا ہے کہ یہ جلسے ایسٹر کی تعطیلات میں منعقد کیے جائیں۔ بغرضِ اطلاع عام یہ اعلان شائع کیا جاتا ہے کہ جلسوں کی صحیح تاریخیں ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۱ء کے مسیح الملک، ہمدرد صحت اور دیگر طبی جرائد کے ذریعے سے مشتہر کی جائیں گی۔ اور خاص حضرات اور ممبران کانفرنس کی خدمت میں دعوت نامے آخر مارچ سنہ ۱۹۴۱ء تک روانہ کیے جائیں گے۔

ملک کے تمام اطباء، وید صاحبان اور دیسی طب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سے استدعا ہے کہ مہربانی فرما کر جلد سے جلد فارم رکنیت دفتر آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس سے منگوا کر اور اس کی خانہ پُری فرما کر مع فیس ممبری دفتر مذکور میں روانہ کر دیں، تاکہ دعوت نامے اُن کی خدمت میں روانہ کیے جاسکیں۔ اس موقع کی ضرورت و اہمیت کے متعلق اس سے قبل بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس لیے اُس کا اعادہ غیر ضروری ہے۔ صرف اس قدر عرض کیے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ وقت کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس وقت اپنی اجتماعی قوت کا مظاہرہ آپ کا فرض ہے اور "اب ورنہ پھر کبھی نہیں" کا اصول آپ کے سامنے ہو۔ فقط خاکسار۔

عطاء الرحمٰن قاسمی اسسٹنٹ سکرٹری آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس۔

اطباءِ بھوپال اور آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس

مملکتِ بھوپال جو ہمیشہ سے مشرقی تہذیب و تمدن، اسلامی خصوصیات اور بالخصوص طبِ یونانی کی گہوارہ رہی ہے، اور جس نے مجموعی طور پر اس قدیم و شریف فن کی پرورش اور اس کے شجرِ پژمردہ کی اپنے خونِ جگر سے آبیاری کی ہو، آج نہایت حیرت انگیز طریقے پر مغرب پرستی کی طرف مائل ہی نہیں بلکہ والہانہ طور پر بڑھی چلی جا رہی ہو۔ جب پچھلے زمانے پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد ہم موجودہ دور میں قدم رکھتے ہیں تو بھوپال کی دنیا ہی نئی نظر آتی ہے۔ کہا جاتا ہو کہ بھوپال تہذیب و تمدنِ جدید کی شاہراہ پر گامزن ہو۔ ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ خدا اس کو اس کے مقاصد میں کامیاب اور روز افزوں سرسبز و شاداب بنائے۔ مگر مشرقیت کے ساتھ کد اور طب یونانی کے ساتھ نفرت و حقارت کا برتاؤ کسی سنجیدہ و سلیم العقل انسان کے

نزدیک پسندیدہ نہیں ہوسکتا، خاص کر بھوپال کے عوام کے درمیانہ طبقے اور متعدد ارکانِ حکومت کی جدید روش یونانی طب کے ساتھ نہ صرف یہ کہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے بلکہ وہ ہمارے تخیلات میں ایک ہیجان پیدا کیے بغیر نہیں ہوسکتی ضمیر مجبور کرتا ہے کہ اپنے قلبی تاثرات کو بیتابانہ ظاہر کر دوں لیکن نہ تو اس بات کا یہ موقع ہی ہے اور نہ "ہمدرد صحت" کے صفحات اس کے لیے موزوں ہیں۔ البتہ جہاں تک فن طب کی ذمہ داریاں ایک طبیب یا خادمِ طب ہونے کی حیثیت سے مجھ پر عائد ہوتی ہیں ان سے عہدہ برآنہ ہونا فن سے غداری کا مترادف ہوگا۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اب کچھ مدت سے بھوپال کی فضا طب و اطبا کے لیے ناسازگار ہوتی جا رہی ہے۔ عوام کا رجحان بدل رہا ہے، حکومت کی روش میں تبدیلی ہورہی ہے۔ مغرب زدہ طبقہ نہ صرف خود طب یونانی سے کنارہ کش ہوچکا ہے بلکہ وہ کوشش کر رہا ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ طب مغربی کی جانب رجوع ہوں۔ مسلم طبقہ یا تو اپنی سادہ لوحی یا لاعلمی کے باعث اور اکثریت والا طبقہ محض تعصباً یونانی طب پر مغربی طب کو ترجیح دینے لگا ہے۔ بہرحال یہ سب باتیں مجموعی حیثیت سے ہمارے لیے کسی بڑے خطرے کا پیش خیمہ ہیں۔ اگر آپ ان موٹی موٹی باتوں کو محسوس نہیں کرتے یا محسوس کرتے ہوتے بھی آپ اپنے فن اور اس کے وقار کا تحفظ نہیں کرسکتے تو پھر مجھے آپ سے کچھ عرض کرنے کی جرأت نہیں ہوسکتی۔ لیکن شاید ایسا نہیں ہے۔ اور غالباً آپ کی روحیں خدمتِ فن کے لیے بیقرار ہیں۔ آپ موقع کے متلاشی اور محرک کے منتظر ہیں۔

ان اہم واقعات نے جو ماضی قریب میں رونما ہوچکے ہیں یا آئندہ ہونے والے ہیں اور جنھوں نے یونانی طب کے وقار کو خاص دھکا پہنچایا ہے۔ ہمیں یہ سمجھ لینے پر مجبور کر دیا ہے کہ ہماری طب کا مستقبل نہایت تاریک ہوتا جا رہا ہے۔

ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اور اس کے اسباب و علل کیا ہیں؟ میں ان کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ اور سمجھتا ہوں کہ یہ سب باتیں آپ کے علم میں ہیں۔ اب ان کو دُھرانا یا بیان کرنا زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ سب ادبار ہمارا ہی خریدا ہوا ہے۔ ہماری ہی کمزوریاں ہماری حیثیت کو خطرے میں ڈال رہی ہیں۔ بہرحال وقت اور موقع ہاتھ سے نہیں گیا ہے۔ ہم چاہیں تو اب بھی بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ اب ضرورت ہے سر جوڑ کر بیٹھنے کی، ہم زبانی و ہم قدمی کی اور اجتماعی جدوجہد کی۔

ہمارے عزیز و محبوب فرمانروا اور ہماری معزز حکومت نے اپنی آغوش شفقت ہمارے لیے ابھی تک تنگ نہیں کی ہے، وہ ہماری قابلیت و اہلیت کا امتحان لینا چاہتے ہیں۔ پس ہم پر فرض ہے کہ اپنی تمام کمزوریوں اور خامیوں کو جلد سے جلد دُور کرکے عوام و حکومت دونوں پر اپنی فنی اہلیت و قابلیت کا سکہ بٹھادیں اور عملی طور پر یہ بتادیں کہ ہمارا وجود خزانۂ عامرہ پر بار نہیں ہے بلکہ خدمتِ خلق، در خدمتِ ملک و قوم کے ہم پورے طور پر اہل ہیں۔ اگر اب بھی ہم نے موقع کی نزاکت اور وقت کی اہمیت کو نہ سمجھا تو یاد رکھیے کہ ہماری کرسیاں اور مسندیں جلد یا بدیر ہمارے حریفوں کے قبضے میں ہوں گی۔

یہ صحیح ہے کہ ہم بعض اہم مجبوریوں کے باعث اپنا کوئی اجتماع نہیں کرسکتے، کوئی اجتماعی آواز نہیں اٹھا سکتے، ہم ارکانِ حکومت کی بلاواسطہ توجہ نہیں دلا سکتے، ہمیں وہ ذرائع میسر نہیں جو ہمارے دوسرے بھائیوں کو حاصل ہیں، مگر پھر بھی ہم کچھ کرسکتے ہیں۔ اور جو کچھ کرسکتے ہیں ہمارے لیے وہی بہت کچھ ہے۔ خوش قسمتی سے ہماری پشت پناہ ایک طبی جماعت مرکز ہند دہلی میں موجود ہے۔ جس کو "کل ہند ویدک و یونانی طبی جماعت" یا "آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی ادارے یا جماعت نے ہمیشہ ہماری رہبری کی ہے اور ہر موقع پر ہمیں سنبھلا ہے۔ یہ ہماری بدنصیبی یا فن کی بدبختی تھی کہ وہ چند سال کے کاموں سے تھک کر طویل خوابِ استراحت میں محو ہوگئی تھی۔ لیکن لائق تحسین و تشکر ہیں دہلی کی وہ دردمند و حساس ہستیاں جن کی مساعی جمیلہ کی بدولت اب ان میں پھر آثارِ حیات نظر آنے لگے ہیں۔ وہ اب نئی زندگی حاصل کرکے کمر ہمت باندھ رہی ہے۔

جناب سکرٹری صاحب آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس دہلی کی دردمندانہ اور پرخلوص اپلیں ہماری نظروں کے سامنے آچکی ہیں۔ تو کیا اب ہم پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ کانفرنس کی ہر آواز پر لبیک کہیں اور جو کچھ حقیر ایثار اور عمل کا وہ ہم سے مطالبہ کر رہی ہے ہم اسکو مخلصانہ و رضاکارانہ طور پر پورا کر دیں۔ اس کے لیے نہیں صرف اپنے عزیز فن کے لیے، اپنے فن کی عزت و وقار کے لیے اور اپنی آئندہ

زندگی و استقلال کے لیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سال بھر کی کمائی میں سے اگر پانچ روپے سالانہ فنی و قومی ٹیکس آپ ادا کردیں گے تو آپ کی جیبیں خالی نہ ہوجائیں گی۔ لیکن آپ کے فن کو اس سے وہ گراں بہا قوت اور طاقت پہنچ جائے گی جو آپ کی آئندہ فنی زندگی کی ضامن ہوسکتی ہے۔ ہندوستان میں اس وقت خدا کے فضل و کرم سے ہزارہا اطبار موجود ہیں۔ ان میں سے اگر ایک چوتھائی اطبار اس طرح پانچ پانچ روپے سالانہ اپنے قومی و فنی خزانے میں دے دیا کریں تو میں نہیں کہہ سکتا کہ طب کا مستقبل کس قدر تاباں و درخشاں ہوجائے گا۔ صرف یہی ایک ایسی جماعت ہے جو آپ کی آواز کو مؤثر و دوررس بنا سکتی ہے۔

میں آپ کو خدا اور فن کا واسطہ دے کر آپ سے ایک فنی بھیک مانگتا ہوں۔ نزاکت وقت کا احساس کرتے ہوئے سالانہ پانچ روپے کا منظور نہ کیجیے اور اپنی اولین فرصت میں دفتر آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس دہلی سے قرطاس رکنیت طلب فرما کر کانفرنس کے ممبر بن جائیے اور اس کے ساتھ دوامی طور پر اپنی فنی زندگی کا رشتہ جوڑ دیجیے۔ آپ سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ ہر سال و ہر مہینے دہلی کا طواف کیجیے۔ اگر فن کی خدمت کا جذبہ تسلسے تو بلاشبہ آپ اپنی مرضی سے ایسا بھی کر سکتے ہیں لیکن آپ تحریری تجاویز تو بھیج سکتے ہیں۔ اپنے دُکھ درد میں اپنے دوسرے دور افتادہ بھائیوں کو شریک کرکے خود نہ سہی انھیں سے آواز تو بلند کرا سکتے ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ میری یہ درد بھری التجا "صدا الصحرا" ثابت نہیں ہوگی۔ اور میرے معزز معاصرین، تمام ہم پیشہ بھائی اور ہندوستان کی تمام مقامی طبی جماعتیں اور پارٹیاں "آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس" کے ساتھ اپنا رشتہ خلوص و مودت استوار کرکے میری اپیل کا عاجلانہ مگر عملی جواب دے کر اپنی حیاتِ اجتماعی کا ٹھوس ثبوت بہم پہنچائیں گے۔

مجھے یہ اعلان کرنے میں مسرت محسوس ہوتی ہے کہ میں اپنی فنی زندگی کو فن عزیز کی، ملک و قوم کی اور سب سے بڑھ کر اپنی فنی جماعت "آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس" کی خدمت کے لیے وقف کر رہا ہوں۔ اور دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے کون کون سے بھائی اس میدانِ عمل میں میرے ہم دوش و ہم قدم ہوتے ہیں۔

آپ کا مخلص

ننگ اطبار لطافت حسین طبیب ریٹی (بھوپال)

(بقیہ صہ ۴۳ یہ ہے)

مرحوم مغفور سرپرست تکمیل الطب کالج لکھنؤ کی وفات حسرت آیات کو دنیائے طب کے لیے حادثۂ جانکاہ اور فنِ طب کے نحیف و انزار جسم پر ایک ناقابل اندمال زخم تصور کرتا ہے اور اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہوا دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آمین۔ نیز یہ جلسہ مرحوم کے جملہ پسماندگان خصوصاً مرحوم کے صاحبزادگان حکیم عبدالحسیب صاحب و حکیم عبدالجلیل صاحب سے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حکیم محبوب الرحمٰن صاحب گلشن
سکرٹری مجلس مذاکرہ۔ لاہور

شفاء الملک حکیم عبد الحمید مرحوم و مغفور

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جام دہر مے کل من علیہا فان

شفاء الملک حکیم عبد الحمید صاحب لکھنوی کے سانحۂ وفات سے صرف لکھنؤ ہی میں نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے طبی حلقوں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ مرحوم لکھنؤ کے مشہور طبی خاندان جھوائی ٹولہ کے رکن رکین اور فنی قابلیت و صداقت کے اعتبار سے اپنے بزرگوں اور پیشروؤں کی جملہ خصوصیات کے حامل تھے۔ زمانے کی تبدیل شدہ ذہنیت اور نئے رجحانات ان کے پیشِ نظر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جدید تعلیم یافتہ گروہ پر بھی طب کی ساکھ اور وقعت ان کی بدولت بہت کچھ قائم تھی۔ اور لکھنؤ کے سے مقام میں، جہاں کنگ جارج میڈیکل کالج اور دوسرے عالی شان ایلوپیتھک اسپتال موجود اور درجنوں مشہور ڈاکٹر پریکٹس میں مشغول تھے، ان کا مطب طب یونانی کی مقبولیت اور صرف مقبولیت ہی نہیں بلکہ شفا بخشی کے ایک نہایت کامیاب نمونے کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا تھا۔

دہلی کی طرح لکھنؤ بھی طب کا ایک مرکز مانا جاتا رہا ہے۔ زمانۂ قدیم سے یہاں بھی اساتذۂ فن اس فنِ شریف کے درس و تدریس میں مصروف رہا کرتے تھے۔ زمانے کے بدلتے ہوئے رجحانات کی بدولت مدرسۂ طبیہ دہلی کی طرح یہاں بھی طبی مدرسے کی بنیاد پڑی۔ لکھنؤ کے طبیبِ اعظم حکیم عبد العزیز صاحب مرحوم و مغفور نے اس مدرسے کے لیے وہ سب کچھ کیا جو حاذق الملک اوّل حکیم عبد المجید خاں صاحب مرحوم نے دہلی کے مدرسۂ طبیہ کے لیے کیا تھا۔ بعد ازاں شفاء الملک حکیم عبد الرشید مرحوم اور پھر ان کے برادرِ حقیقی شفاء الملک حکیم عبد الحمید صاحب کے ہاتھ میں اس مدرسے کے انتظام کی باگ آئی۔ الحمد للہ کہ یہ قدیم مدرسہ اب بھی تکمیل الطب کالج کے نام سے خدمتِ فن میں مصروف ہے۔ شفاء الملک حکیم عبد الحمید مرحوم، اپنے بڑے بھائی صاحب کی طرح، پورا وقت اس درسگاہ کے ہر شعبے کی نگرانی میں صرف فرماتے تھے۔ اور مطب کی عملی تعلیم تو آخر زمانے تک قریباً وہی اپنے ذمے لیے رہے۔ ان کے مطب میں طلبہ کے ہجوم اور نسخہ نویسی کی تعلیم کے مناظر دیکھ کر قدیم اطباء کے مطب کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

مرحوم کی کوششوں سے اس کالج میں نہ صرف طب قدیم کے مضامین اچھی طرح پڑھائے جاتے تھے، بلکہ ان کے پہلو بہ پہلو بقدرِ ضرورت جدید طب کے مضامین بھی داخلِ نصاب تھے۔ لیکن شفاء الملک مرحوم خاص طور پر یہ خیال رکھتے تھے کہ یہ نئے مضامین قدیم طب پر غالب نہ آنے پائیں اور اس درسگاہ کے مستند طلبہ کے دل و دماغ ڈاکٹریت سے مرعوب و مسحور نہ ہونے پائیں۔ ان اصول کے پیش نظر مرحوم ہمیشہ طب کی زبانِ تعلیم عربی رکھنے پر زور دیتے رہے اور جہاں تک ان کی درسگاہ کا تعلق ہے، اس بارے میں وہ کامیاب بھی رہے۔ ان کی عمر کے آخر زمانے میں جب انجمن طبیہ صوبۂ متحدہ کا احیاء عمل میں آیا اور ان کے بیز ان کے شرکائے کار مثلاً شفاء الملک حکیم عبد الحمید صاحب دریابادی (صدر انجمن مذکور) وغیرہم کی کوششوں سے ہندوستان کے ماہرینِ طب، طب کے لیے ایک جامع و مانع نصاب تیار کرنے، ایک کمیٹی کی شکل میں، بمقام لکھنؤ اکٹھے ہوئے تو طب کی تعلیمی زبان عربی رکھنے کی سب سے زیادہ سرگرم وکالت مرحوم ہی نے فرمائی اور بالآخر کمیٹی نے ان کی رائے سے اتفاق کیا۔ افسوس کہ ان کی عمرِ عزیز نے وفا نہیں کی۔ خدا کرے کہ جلد اس نصاب کمیٹی کی مساعی بروئے کار آئیں، اور دوسری مشہور طبی درسگاہوں میں بھی عربی زبان پوری طرح طب کی تعلیمی زبان قرار پا جائے۔

مرحوم تکمیل الطب کالج کے آنریری سکرٹری تھے۔ ان کی کوششوں کی وجہ سے نہ صرف طبی تعلیم کا معیار اس درسگاہ میں بلند رہا، بلکہ اس کی مالی حالت کو بھی استحکام و استواری نصیب رہی۔ رؤسا اور دریا دل حضرات سے کالج کے لیے وقتی و مستقل عطیات حاصل کرنا، جلسہ ہائے تقسیم اسناد میں حکام اور ملک کے سربرآوردہ لوگوں کو شریک کرنا، انڈین میڈیسن بورڈ اور دیگر اداروں سے ایڈ دلانا، درسگاہ کی مستقل آمدنی کے لیے جائداد و املاک خریدنا، دواخانۂ تکمیل الطب کو ترقی دے کر اس کے نفع کو ضروریاتِ درسگاہ پر لگانا، اس قبیل کے بیسیوں کام تھے، جن کی دھن شب و روز مرحوم کو رہتی تھی۔ ان کی اس سعیٔ پیہم کا نتیجہ یہ نکلا کہ آخر زمانے میں انکی

اس درسگاہ کو بھی صوبے کی دوسری سرکاری طبی درسگاہوں کے مساوی حقوق، حکومتِ صوبہ کی نگاہ میں حاصل ہوگئے؛ اور مدتِ تعلیم بھی اس کالج کی چار سال سے پانچ سال ہوگئی۔ اب اس درسگاہ کی نگرانی کا فرض تمام تر، ان کے لائق بھائی حکیم عبدالمجید صاحب کے سپرد ہوا ہے۔ موصوف کی پچھلی خدمات کو دیکھتے ہوئے بے کھٹکے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے مرحوم بھائی کی طرح اس درسگاہ کی خدمات انجام دیں گے اور اس کی ترقی اور شہرت میں روز بروز اضافہ کریں گے۔

شفاء الملک مرحوم اپنے حسنِ اخلاق کے اعتبار سے بھی ممتاز تھے۔ غربا پر خاص توجہ منعطف کرتے تھے۔ طلبہ پر بہت مہربانی کا اظہار فرماتے تھے اور مطلب کی عملی تعلیم میں "علم سینہ" کے اظہار میں بخل بالکل نہیں فرماتے تھے۔ ان کے مطب میں بیٹھ کر عملی تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد ہزار ہا سے متجاوز ہو چکی تھی، ان میں بہت سے صاحبان اس وقت ہندوستان کے مختلف مقامات میں کامیابی اور شہرت کے مالک ہیں، اور ان کی بدولت لکھنؤ کی طب، اور لکھنؤ کے معمول خطب نسخے ملک میں معیاری مانے جا رہے ہیں۔

فنی حذاقت میں مرحوم کا رتبہ بہت بلند تھا پیچیدہ سے پیچیدہ اور نازک سے نازک امراض میں نسخہ بہت سلجھا ہوا اور صرف چند اجزاء کا لکھتے، اور شافیٔ مطلق کے حکم سے شفا ہوتی۔ اکثر تو یہی ہوتا کہ وہی ایک نسخہ شروع سے آخر تک قائم رکھتے، یا اگر تغیر فرماتے تو محض ایک دو جزو کا۔ علاج عموماً مفردات سے فرماتے۔ ان جڑی بوٹیوں سے انھوں نے جو کار ہائے نمایاں کر دکھائے انھیں دیکھ کر ڈاکٹروں اور طب کے مخالفوں پر ہمیشہ کے لیے طبِ یونانی کا سکہ بیٹھ گیا۔ مرحوم کے شاگردوں کے پاس ان کارناموں کی تفصیل ضرور محفوظ ہوگی۔ اگر وہ ان کو حیطۂ تحریر میں لے آئیں، اور ان کی اشاعت ہو جائے تو مرحوم کی بہترین یادگار شائقین و طالبینِ طب کے سامنے آ جائے۔ اس جگہ صرف ایک مثال پر اکتفا کی جاتی ہے کچھ عرصہ ہوا ملک کے مشہور عالم اور مقدس بزرگ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، شدید طور پر علیل ہوئے۔ ڈاکٹر صاحبان نے بلڈ پریشر (ضغطۃ الدم) وغیرہ عوارض، جو بڑھاپے میں نہایت خطرناک سمجھے جاتے ہیں، تجویز کیے۔ علاج کچھ عرصے تک ہوا، لیکن مرض جوں کا توں رہا۔ بالآخر مولانا کو ان کے تیمار دار لکھنؤ لاتے اور قرعۂ فال لکھنؤ کے اس طبیب حاذق کے نام پڑا۔ شفاء الملک مرحوم نے انتہائی دل سوزی اور خلوص کے ساتھ علاج ہاتھ میں لیا۔ اور ڈاکٹروں کی رائے سے قطعی اختلاف کر کے مرض کو صرف خرابیٔ ہضم کا نتیجہ قرار دے کر معالجہ شروع کیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں مولانا بالکل تندرست ہو گئے۔ اور ماشاء اللہ اب بھی صحیح و سلامت ہیں۔ (اس علاج کی پوری تفصیل قلم بند کر کے مولانا کے بعض معتقد کتابی صورت میں شائع کر چکے ہیں) اس قسم کے کارنامے، مرحوم کے ایک دو نہیں، بکثرت ہیں۔

طبی سیاست میں بھی مرحوم کا قدم، اپنے معاصر اطبا سے پیچھے نہیں تھا۔ آل انڈیا طبی اینڈ ویدک کانفرنس کے زمانۂ عروج میں جب مسیح الملک مرحوم زندہ تھے، آپ برابر ہر قسم کا حصہ لیتے رہے۔ انڈین میڈیسن بورڈ، یو۔پی کی تشکیل جب عمل میں آئی تو آپ بھی اس کے رکن بنائے گئے اور آخر تک اس کے رکن رہے۔ اطبا کو رجسٹریشن کے پورے حقوق دلانے میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ صوبے کی انجمن طبیہ کے ساتھ آپ نے ہمیشہ انتہائی اشتراکِ عمل کیا۔ ۱۹۳۸ء میں جب کانگریسی حکومت نے، انڈین میڈیسن بل کا خاکہ تیار کیا تو آپ نے صوبے کے مشہور اطبا کو یکجا کیا اور قانون مذکور میں ایسی ترمیمات و اضافے مرتب کرائے جو فن کی بہبود اور اطبا کی ترقی کے لیے ازبس ضروری تھے اور ان کی تقسیم وسیع پیمانے پر کی۔ اور جب قانون مذکور اسمبلی و کونسل میں زیرِ بحث تھا، ممبران کونسل و اربابِ حکومت سے بار بار مل کر بہت سے امور میں کامیابی حاصل کی۔ حکومت نے بھی آپ کی فنی خدمات اور ذاتی وجاہت کے اعتراف میں، عرصہ ہوا، آپ کو شفاء الملک کے خطاب سے مفتخر کیا تھا۔ ۱۹۳۹ء میں آپ کو صوبے کے امراضِ وبائیہ کے انسداد کے بورڈ کا رکن بھی بنایا گیا تھا۔ طبیہ کالج علی گڈھ، اور گورنمنٹ طبی اسکول لکھنؤ کی مجلس انتظامیہ کی رکنیت بھی آخر عمر تک آپ کو حاصل رہی؛ اور یہ دونوں درسگاہیں آپ کے تجربے اور مشورے سے ہمیشہ مستفید ہوتی رہیں۔ بیرونِ صوبہ بھی جتنی طبی تحریکیں اٹھیں، ان میں بھی آپ کے مشورے کو خاص اہمیت حاصل رہی۔ چنانچہ آج سے چند سال قبل، جب اعلیٰحضرت حضور نظام دکن (خلد اللہ ملکہ) کے ذہنِ مبارک میں طبیہ کالج کے قیام کا خیال آیا تو ملک بھر کے ماہرینِ فن طلب کیے گئے۔ اس موقع پر

لکھنؤ کی نمائندگی آپ نے فرمائی۔ ملک کی دیگر ملی و قومی تحریکوں سے بھی آپ کو دلچسپی تھی، ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مجلس انتظامیہ اور مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے کورٹ کی ممبری بھی آپ کو حاصل تھی۔ چند سال ہوئے فریضۂ حج بھی ادا فرما لیا تھا۔

یوں تو مرحوم کی صحت ظاہرا بہت اچھی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے ذیابیطس کی شکایت ہوئی تھی، لیکن احتیاط و علاج کی وجہ سے مرض قابو میں رہا۔ کچھ عرصہ ہوا نمونیا کا شدید حملہ ہوا۔ یہ مرض تو دور ہوگیا، لیکن پوری صحت حاصل نہیں ہوئی، کھانسی اور اس قسم کے عوارض باقی رہے، اور رفتہ رفتہ انھوں نے شدت اختیار کی۔ بالآخر معالجین کی یہ رائے ہوئی کہ سِل کا اثر ہوگیا ہے۔ بہتر سے بہتر علاج یونانی اور ڈاکٹری کیا گیا۔ بھوالی کے سینی ٹوریم میں بھی تشریف لے گئے اور وہاں عرصۂ دراز تک قیام فرمایا، لیکن افسوس نفع کی کوئی صورت نہیں نکلی۔ نومبر سنہ ۱۹۴۰ء میں لکھنؤ واپس تشریف لائے یہاں بھی بہتر سے بہتر علاج جاری رہا، لیکن نوشتۂ تقدیر کو کون ٹال سکتا ہے اور مشیت ایزدی میں کسے مجالِ دم زدن ہو؟ ۲۵ دسمبر کو دنیائے طب کا یہ آفتاب، اپنی آخری چمک دکھا کر غروب ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ط

حکیم عبدالقوی۔ دریابادی۔ (فاضل الطب والجراحت)

جلسۂ تعزیت جناب شفاء الملک حکیم عبدالحمید صاحب مرحوم

آج بتاریخ ۵ ۲ دسمبر سنہ ۱۹۴۰ء بوقت ۲ بجے دن طلبائے تکمیل الطب کالج لکھنؤ کا ایک جلسۂ عام جناب شفاء الملک حکیم محمد عبدالحمید صاحب کے انتقال پُر ملال پر زیرِ صدارت جناب حکیم شکیل احمد صاحب وائس پرنسپل کالج مذکور منعقد ہوا۔ جلسے میں متعدد طلباء نے مرحوم کی وفات پر تعزیتی تقریریں کیں۔ اس کے بعد موصوف نے مختصر الفاظ میں اظہارِ تأسف و ملال کرتے ہوئے حسبِ ذیل تجویز پیش کی، جس کی تائید تمام طلباء نے کھڑے ہو کر کی۔

تجویز نمبر ۱۔ اساتذہ اور طلبائے تکمیل الطب کالج لکھنؤ کا یہ جلسۂ عام جناب شفاء الملک حکیم عبدالحمید صاحب مرحوم کے انتقال پر اپنے عمیق ترین جذباتِ حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے اور موصوف کی رحلت کو طبِ یونانی کے لیے ایک ناقابلِ تلافی نقصان خیال کرتا ہے۔

تجویز نمبر ۲۔ یہ جلسۂ عام مرحوم کے پسماندگان کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ یہ جلسہ خیال کرتا ہے کہ جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب قبلہ ہی وہ تنہا ہستی ہیں جو موصوف کی یادگار اور جانشین کہلانے کے مستحق ہیں اور دعا کرتا ہے کہ موصوف تادیر زندہ و سلامت رہیں اور فنِ طب کی بہبودی و فلاح کا کام انجام دیں۔

سید محمود علی۔ صدر تکمیل الطب یونین، لکھنؤ۔

طبیہ کالج لاہور میں شفاء الملک حکیم عبدالحمید مرحوم کا تعزیتی جلسہ

مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۴۱ء کو پونے دو بجے مجلس مذاکرہ طبیہ کالج لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس زیرِ صدارت جناب ڈاکٹر حاجی محمد صادق صاحب پرنسپل طبیہ کالج لاہور بسلسلۂ تعزیت جناب شفاء الملک حکیم محمد عبدالحمید صاحب رئیسِ اعظم لکھنؤ منعقد ہوا۔ سب سے پہلے جناب حکیم جلیل احمد صاحب انچارج مجلس مذاکرہ نے انعقادِ جلسہ کی غرض و غایت بیان کر کے مرحوم کی خاندانی عظمت، فنی قابلیت، تبحرِ علمی، حذاقت اور مرحوم کے دیگر اوصاف و اخلاقِ حمیدہ پر روشنی ڈالی، اس کے بعد مندرجۂ ذیل ریزولیوشن جنابِ صدر کی طرف سے پیش ہو کر باتفاقِ آراء منظور ہوا۔

مجلس مذاکرہ طبیہ کالج (انجمن حمایت اسلام) لاہور کا یہ غیر معمولی اجلاس عالی جناب استاذ الحکماء شفاء الملک حکیم حاجی عبدالمجید صاحب

(بقیہ صـ۱۴۹ پر)

مجربات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

معجون مجدد شباب مغز نارجیل، مغز پستہ، مغز بادام شیریں، مغز چلغوزہ، چرونجی، مغز فندق، کشتہ فولاد جامنی ہر ایک ایک تولہ، مغز خروٹ، تل سفید مقشر ڈیڑھ ڈیڑھ تولے، بلادر مدبر کلاہ دور کردہ سوا تولہ۔ برگ بھنگرہ سیاہ روغن بادام میں چرب کیا ہوا دو تولے۔ دواؤں کا سفوف بنائیں اور دوگنے شہد مصفٰی میں شامل کر کے معجون بنائیں۔ مرتبان میں رکھ کر چالیس دن بعد ایک ماشے سے تین ماشے تک صبح ہی صبح دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ **فوائد**:۔ یہ معجون بے حد مقوی باہ ہے اور اگر اس کو عرصے تک استعمال کیا جائے تو تمام عمر کمزوری باہ کی شکایت نہیں ہوتی۔ اگر سات آٹھ مہینے مسلسل استعمال کی جائے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ بال از سرِ نو سیاہ ہو جاتے ہیں کسی قسم کے نقصان کا ذرہ برابر اندیشہ نہیں ہے۔

ترکیب کشتہ فولاد جامنی: ۳ تولے صبغی فولاد کو برادہ کر کے تین دن آب جامن میں کھرل کریں۔ اس کے بعد چھوٹے قرص بنائیں دو کوزے میں رکھ کر گل حکمت کریں۔ خشک ہونے کے بعد محفوظ مقام پر پانچ سیر اپلوں کی آنچ دیں۔ اسی طرح اکیس آنچیں آب جامن میں کھرل کر کے دیں اس ترکیب سے فولاد کا بہترین کشتہ تیار ہوگا جو مرض ذیابیطس کے لیے بھی اکسیر اعظم ہے۔

جناب حکیم سید محمد اسد علی صاحب آنریری مجسٹریٹ جودھپور

اکسیر حابس الدم تخم گانجہ سوختہ (آہنی توے پر جلا کر سیاہ کیے ہوئے) باریک پیس کر رکھ لیں۔ ضرورت کے وقت ایک تی یہ اکسیر مکھن یا بالائی میں رکھ کر کھلائیں۔

فوائد:۔ ہر قسم کے ادرارِ خون کے لیے اکسیر صفت ہے بواسیری مسوں سے خواہ بیروں خون بہتا ہو مستورات کے ادرار حیض کی وجہ سے خون زیادہ بہتا ہو، دونوں کے لیے اکسیر ہے نکسیر، خونی قے یا زخم سے خون جاری ہونے کی صورت میں بفضلہ تعالیٰ منٹوں میں خون بند کر دیتا ہے۔

سفوف اکسیر باہ:۔ مغز پنبہ دانہ ۲۰ تولے، ثعلب، لونگ سالم، دارچینی، گوکھرو، سمندر سوکھ، طباشیر ہر ایک ایک تولہ۔ ستاور، موصلی سیاہ تم کو پنج، تال مکھانہ، بیج بند، کمرکس، موچرس، کشتہ فولاد، ست سلاجیت اصلی ہر ایک دو تولے۔ نبات سفید سب دواؤں کے برابر ملا کر سفوف بنالیں صبح کو ۶ ماشے سے دو تولے تک حلوہ بادام یا دودھ کے ساتھ کھائیں۔

فوائد:۔ جریان، سیلان، ادرار بول و کمزوری مثانہ و گردہ کو دور کرتا ہے اور مقوی باہ ہے۔

اکسیر کالی کھانسی گندک آملہ سار مصفّٰی، ست لوبان، سہاگہ بریاں، فلفل دراز بریاں، خاکستر ہلیلہ مع تخم، خاکستر عناب مع تخم، افیون سوختہ کاکڑا سنگی، نمک سنگ، خاکستر برگ تنبول ہر ایک تین ماشے۔ رب السوس ½ ۲ تولے۔ سب کو پیس کر پانی کی مدد سے ماش برابر گولیاں بنالیں۔ ایک گولی سے چار گولی تک حسب عمر نیم گرم پانی سے صبح و شام کھلائیں۔

فوائد:۔ ہر قسم کی کھانسی خصوصاً کالی کھانسی خواہ کسی درجے میں ہو اور کسی عمر والے کو ہو ایک دو خوراک سے ہی رفع ہو جاتی ہے۔

جناب حکیم کبیر احمد صاحب مہنگا نوی

گھی کوار کے لڈو گائے کا دودھ تین سیر، لعاب گھی کوار ڈیڑھ سیر، چھوارے باریک پسے ہوئے ایک چھٹانک، زعفران عرق کیوڑہ میں پسی ہوئی ایک تولہ۔ سب کو ڈیڑھ پاؤ گھی میں بھون لیا جائے۔ اس کے بعد ڈیڑھ سیر قند کے قوام میں اس کو ڈال دیں۔ اوپر سے ثعلب مصری، شقاقل مصری،

موصلی سفید، موصلی سیاہ، گوند ببول، تال مکھانہ، بہمن سرخ و سفید، اسگندھ ناگوری، گوکھرو، ناریل، بادام، کشمش، سلاجیت اصلی اور کشتہ قلعی ہر ایک ایک تولہ ڈال دیں۔ اور ایک ایک تولہ کے لڈو بنالیں۔

فوائد:۔ تقویت باہ کے لیے سردیوں میں ان کا استعمال بہت مفید ہے۔

پچکاری سوزاک برگ حنا ایک پاؤ، کافور، کشنیز خشک، کتھہ پپڑیا، گیرو، رسوت ہر ایک ایک تولہ۔ سب دواؤں کو شام کے وقت ہانڈی میں بھر لیا جائے۔ دوسرے دن صبح سے ۴۔۴ گھنٹے بعد اس کا پانی نتھار کر پچکاری کر دی جائے

فوائد:۔ صرف دو دن کے استعمال سے سوزاک جیسا موذی مرض نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

جناب حکیم فتح محمد صاحب، خان گڑھ

حبوب ہاضم ست ہڑ، پوست بہیڑہ، آملہ، سونف، دانہ الائچی کلاں، دانہ الائچی خورد، سونٹھ، مرچ سیاہ، فلفل دراز، دارچینی، پودینہ، باؤ برنگ، زیرہ سیاہ، سہاگہ بریاں ہر ایک ساڑھے تین تولے۔ نمک لاہوری ۵ تولے، اجوائن دیسی، اجوائن خراسانی ہر ایک ۲ تولے، غنچہ مدار ۲ تولے سب کو باریک پیس کر گھی کوار کے گودے کے ساتھ کھرل کر کے چنے برابر گولیاں تیار کریں اور سائے میں ہی خشک کر کے محفوظ رکھیں۔ دو سے چار گولیوں تک نیم گرم پانی یا عرق سونف کے ساتھ استعمال کرائیں۔

فوائد:۔ پیٹ کے درد کی بے خطا دوا ہے۔ پرانی بدہضمی بھی اس سے رفع ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ نفخ، قراقر شکم، کمی بھوک، دوران سر، کھٹی ڈکاروں کے لیے مفید ہے۔ (از حکیم سوبھ راج صاحب۔ بیٹ رائے علی)

تریاق درد سوڈا بیلی سلاس ۳ ڈرام، سورنجان شیریں، مال کنگنی، اسگندھ، پیپلا مول ہر ایک تین ماشے۔ سب کو نہایت باریک پیس کر بارہ پڑیاں بنائیں۔ صبح و شام کو ایک ایک پڑیا پانی کے ساتھ مریض کو کھلائیں۔

فوائد:۔ یہ دوا ہر قسم کے عصبی دردوں کے لیے تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ (از حکیم حق نواز صاحب، تونسوی)

سنون خاص سنوبارہ ۱ تولے، سپاری سوختہ ۵ عدد، لونگ ۱۰ عدد، الائچی خورد ایک عدد، مرچ سیاہ ۵ عدد، کافور ۳ ماشے، پھٹکری بریاں ڈھائی تولے۔ نہایت باریک پیس کر منجن بنائیں اور صبح و شام مسواک یا برش سے دانتوں اور مسوڑھوں پر ملا کریں۔

فوائد:۔ اس سے ہلتے ہوئے کرم خوردہ اور مواد سے پر دانت موتیوں کے مانند چمک دار اور پتھر کے مانند مضبوط ہو جاتے ہیں۔

(از مولانا مولوی عبدالغفور صاحب صدر مدرس مراد آباد)

جناب حکیم مولوی سید مقبول شاہ صاحب وارثی، دھلوی

اکسیر جریان بھوسی اسپغول، ست بہروزہ ہر ایک ڈھائی تولے، رال مصطگی ہر ایک ڈیڑھ تولے، طباشیر کبود، پوست ہلیلہ ہر ایک چھ ماشے۔ ست سلاجیت ایک تولہ، دانہ الائچی خورد، کشتہ قلعی، کشتہ مرجان، کشتہ پوست بیضہ مرغ ہر ایک ۶ ماشے۔ ورق نقرہ ۳ ماشے۔ نبات سفید ہم وزن ادویہ۔ سفوف بنا کر تین تین ماشے صبح و شام دودھ کے ساتھ پھانکیں۔

فوائد:۔ جریان، احتلام اور سرعت انزال کو دور کر کے باہ کو بڑھاتا ہے۔ دائمی قبض کو دور کرتا ہے۔ مشتہی اور مبہی ہے۔ غذا کو جزو بدن بناتا ہے۔ عمدہ خون بہت زیادہ پیدا کرتا اور چہرے کو نکھارتا ہے۔

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطب کے لیے زودِ اثر اور اصولی نسخے

از جناب حکیم حافظ محمد قسیم الدین صاحب " فاضل الطب والجراحت " کھاتولی

استسقاءِ زقی

(اسائٹز ۔ ڈراپسی)

۱	جلاپا سائیدہ	ایک ماشہ
	زنجبیل سائیدہ	ایک ماشہ

نوٹ:۔ اس بیماری میں آبِ خون کی قسم کی رطوبت تجویفِ صفاق میں جمع ہو جاتی ہے اور پیٹ مشک کی طرح پھول کر تن جاتا ہے۔ یہ مرض اکثر ضمور الکبد، التہاب الکلیہ یا امراضِ قلب کی وجہ سے ہو جاتا ہے کبھی امراضِ خبیثہ کے ضمن میں بھی آخری درجات میں ہو جایا کرتا ہے۔ اس مرض کا اصولِ علاج یہ ہے کہ مائیت کا اخراج کیا جائے۔ ساتھ ہی مریض کی قوت کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ چناں چہ اس غرض کے لیے معرقات، مدرات اور مسہلات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ دست آور دوائیں اس قسم کی تجویز کریں کہ ان سے آبی دست آئیں۔ شدید ضرورت کے موقع پر کہ جب مریض کو سانس کی دشواری ہو اور سخت تناؤ دباؤ ہو رہا ہو تو ٹروکار کینولا کے ذریعے سے پانی کا بیشتر حصہ نکال دیں اور بقیہ پانی کو بتدریج جذب ہونے دیں۔ پیٹ کا تمام پانی ایک دم نہیں خارج کرنا چاہیے۔ کیوں کہ پیٹ کی رگیں جن پر عرصے تک دباؤ رہا ہے، جب وہ دباؤ ہٹ جائے گا تو دفعتاً پھیل جائیں گی اور شدید قسم کے جریانِ خون کا خطرہ ہوگا۔

استسقاء کا پانی نکالنا

پہلا طریقہ: یہ عمل پیٹ کے سفید خط پر عانہ و ناف کے درمیان بہترین طریقے پر کیا جاتا ہے عامل کو پہلے یہ اطمینان کر لینا چاہیے کہ واقعی یہ مریض استسقاء کا ہے اور یہ بھی دیکھ لینا چاہیے کہ مثانہ خالی ہے مریض کو بستر کے کنارے اس طرح بٹھائیں کہ اس کا سینہ اور پیٹ سامنے کی طرف ابھرا ہوا رہے۔ ایک موم جامہ ہونا چاہیے تاکہ بستر پانی سے نہ بھیگے اور ایک برتن بھی پانی کے لیے تیار رکھنا چاہیے۔ مقامِ مذکورہ پر لکہ بہتر صورت یہ ہے کہ سفید درمیانی خط (لانیا البیا) سے ذرا بچا کر تاکہ مثانے کی چوٹی مجروح ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے، ٹروکار کینولا کو جوفِ صفاق میں داخل کر دیا جائے۔ اب ٹروکار کو باہر نکال لیں۔ کینولا کے ذریعے سے فوراً ہی پانی تیزی کے ساتھ نکلنا شروع ہوگا جس کو برتن میں لے لیں۔ اس کے بعد کینولا کو بھی باہر نکال لیں اور سوراخ کو کلوڈین سے بند کر دیں۔ اگر ایک مرتبہ مذکورہ آلے کو دیکھ کر سمجھ لیا جائے تو یہ عمل بالکل آسان معلوم ہوگا۔

دوسرا طریقہ: پہلے جلد اور زیرِ جلد ساختوں کو دو فیصدی نووکین سولیوشن سے بے حس کر دیا جائے اس کے بعد ½ انچ لمبا شگاف جلد اور زیرِ جلد ساختوں میں کر کے ٹروکار اور کینولا کو اس شگاف کے راستے سے جوفِ صفاق میں داخل کر دیں اور مذکورہ بالا طریقے پر عمل ختم کر کے زخم کو پاک و صاف گھوڑے کے بالوں سے ٹانکے لگا کر بند کر دیں اور پاک و صاف ڈریسنگ کر دیں۔ اس طریقے میں ذرا طوالت ہے۔ اسی لیے پہلا طریقہ زیادہ مروج ہے۔

پیٹ کا پانی نکالنے کے بعد شکم پر ایک چوڑی پٹی ذرا کس کر باندھیں۔ پانی نکالنے کے لیے سب سے بڑا ٹروکار پہلے ہی استعمال کرنا غیر مناسب ہے کیوں کہ ایسا کرنے سے پانی بہت جلد خارج ہو کر بے ہوشی کا خطرہ ہوتا ہے۔ نیز بڑے ٹروکار سے جو سوراخ بنتا ہے وہ نسبتاً دیر میں بھرتا ہے۔ بہرحال اس عمل کو احتیاط سے کیا جائے تو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔

علاج بالاحتقان

ڈاکٹر جیمس بار مندرجۂ ذیل طریقے پر انجکشن کی سفارش کرتے ہیں۔ تجویفِ صفاق کا پانی دو راستے والے کینولا کے ذریعے سے نکال کر خالی کر دیں اس کے بعد لمبی سوئی والی انجکشن کی پچکاری کے ذریعے سے ۳ ماشے جوہرِ کلاہِ گردہ سیال (ایڈرینالین کلورائیڈ سولیوشن) نصف اوقیہ آبِ مقطر میں ملا کر کے انجکشن کریں اور کینولا نکال کر سوراخ کو کلوڈین سے بند کر دیں اگر پانی دوبارہ جمع ہو جائے تو یہی عمل دوبارہ کریں۔ جوہرِ کلاہِ گردہ سیال کے انجکشن سے اکثر پیٹ میں تیز درد ہو جاتا ہے اور حرارت بھی نصف سے دو درجے تک بڑھ جاتی ہے۔

بعض اوقات استسقاء کے پانی کے بار بار جمع ہونے کو روکنے کے لیے استسقاء کے پانی کا ہی انجکشن کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ استسقاء کا پانی مریض کے پیٹ سے پچکاری میں کھینچ لیں۔ اس کے بعد سوئی کو پیچھے کی طرف ہٹا کر اور رخ بدل کر زیرِ جلد ساختوں میں داخل کر دیں۔ اس طریقِ علاج کو "علاج المصل الذاتی (اوٹو سیرو تھراپی)" کہتے ہیں۔ استسقاء کے پانی کا احتقان تین سی سی کی مقدار میں دینا چاہیے اور دس سی سی سے زیادہ مقدار استعمال نہیں کرنی چاہیے اور کل احتقانات بارہ کرنے چاہییں۔ اس احتقان سے درد نہیں ہوتا ہے اور نہ مقامی ردِ عمل ظاہر ہوتا ہے اور نہ نمایاں درجۂ حرارت کی زیادتی دیکھی جاتی ہے۔ اس علاج کا خاص نفع اور اثر یہ ہوتا ہے کہ پیشاب خوب اور کثیر مقدار میں آتا ہے اور اس طرح استسقاء کا پانی خارج ہو کر مریض کی عام حالت بہتر نظر آنے لگتی ہے۔

بعض حضرات نے ان استسقاء کے مریضوں میں جن کے ساتھ ضمور الکبد کی شکایت تھی کرر پانی کے اجتماع کو روکنے کے لیے مائیتِ استسقاء (اسائٹک فلوئڈ) بذریعہ احتقانِ وریدی (انٹراوینس انجکشن) استعمال کر کے مفید نتائج بیان کیے ہیں۔ اگرچہ اس قسم کے کامیاب مریضوں کی تعداد نہایت محدود ہے۔ احتقانِ وریدی کا طریقہ یہ ہے کہ ہر دس روز یا ہفتہ کے بعد تین سو سے پانچ سو گرام (۱۰ سے ۱۶ اوقیہ) استسقاء کا پانی نکال کر فوراً ہی بازو کی ورید میں احتقان کر دیا جائے۔ اس کے نمایاں فائدے پانچ یا چھ احتقانات سے پہلے معلوم نہیں ہوتے۔

علاج بالجراحت

ضمور الکبد کے باعث پیدا شدہ استسقاء کا علاج عملِ جراحی کے ذریعے سے بھی کیا جاتا ہے۔ اس میں کوشش یہ ہوتی ہے کہ مصنوعی طور پر صفاقی ساختیں پیدا ہو جائیں یا پیدا کر دیے جائیں۔ تاکہ صفاقی جوف براہِ راست جگر میں جذب ہو جایا کریں۔ اس آپریشن کو "اپی پلوپکسی" کہتے ہیں لیکن اس عمل میں یقینی طور پر کامیابی نہیں ہوتی۔

۲	ایلوا	۲	تولے
	سقمونیا	۲	"
	تربد سفید مجوف	۲	"
	برگ سناء	۲	"

زنجبیل	۲ تولے
گل سرخ	۲ 〃

ان دواؤں کو پیس لیں اور عرق گلاب کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنائیں۔ اور دو گولیوں سے چار گولیوں تک استعمال کرائیں۔

نوٹ:۔ استسقا کے مریضوں کو نمک سے پرہیز لازم ہے۔

۳ کالادانہ	۳ ماشے
عصارۂ ریوند	۱ رتی
سونٹھ	۵ رتی

یہ ایک خوراک کا وزن ہے۔

۴ (کبدی) گل سرخ	۲ تولے
اسارون	۲ 〃
ریوند چینی	۲ 〃
فلفل سیاہ	۲ 〃

سفوف بنائیں۔ ۳۔۳ ماشے صبح اور شام پھنکائیں۔

۵ (کبدی) برگ سنار	۱ تولہ
زنجبیل	۶ ماشے
گل سرخ	۶ 〃
زرنباد	۶ 〃

سفوف بنائیں۔ ۳۔۳ ماشے صبح اور شام پھنکائیں۔

۶ (قلبی) مشک خالص	ایک رتی
زعفران	ایک رتی
جائفل	ایک رتی
دانہ الائچی سفید	۴ رتی

باریک کرکے شربت ورد مکرر میں ملا کر چٹائیں۔ دل کی کمزوری رفع کرنے کے لیے نہایت مفید دوا ہے۔

۷ (قلبی) عرق کیوڑہ	۶ تولے
عرق کاسنی	۶ 〃
شربت ورد مکرر	۲ 〃

دن میں تین مرتبہ دیں۔

۸ (کلوی) جلاپا	۲ تولے
تخم کرفس	۲ 〃
انیسون	۲ 〃
ریوند چینی	۲ 〃

سفوف بنا کر ۳ ماشے پھنکائیں۔

نوٹ:۔ پیٹ کی سوجن، پیروں کا ورم چہرے کی بھربھراہٹ اور بے رونقی و عام کمزوری دیکھ کر جگر کو خراب بتا دینا یا سوء القنیہ کا حکم لگا دینا مناسب نہیں ہے۔ نسخوں کی ترتیب سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ استسقا تین ہیں۔ کبدی، کلوی اور قلبی۔ لہذا ان کی علامات فارقہ یہ ہیں کہ جن سے تشخیص میں مدد ملے گی:۔

وہ تہبیج (اذیما) جو امراض جگر کی وجہ سے ہوتا ہے اولاً شکم پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ تہبیج جو پہلے زیریں اطراف پر نمایاں ہوتا ہے امراض قلب کے سبب سے ہوتا ہے۔ امراض گردہ کی وجہ سے جو تہبیج ہوتا ہے۔ اگرچہ تمام جسم پر نمودار ہوتا ہے لیکن اُن مقامات پر کہ جہاں نسیج خلوی زیادہ ڈھیلی ہوتی ہے کثرت سے پایا جاتا ہے۔ مثلاً آنکھ کے پپوٹے، قلفہ صفن وغیرہ۔ صبح کے وقت تہبیج زیادہ ہوتا ہے شدید حالات میں پپوٹے اس قدر متہبج ہو جاتے ہیں کہ آنکھیں بالکل بند ہو جاتی ہیں اور رطوبت مائیہ جسم کی تجاویف میں جمع ہونے لگتی ہے۔ جیسا کہ جوف صدر، جوف صفاق (استسقاء زقی) اور غلاف القلب وغیرہ۔ اس مرض کے علاج میں صرف جگر ہی تک خیالات اور تجویزات محدود نہ رکھیں اصل سبب کی تلاش اور جستجو میں دل اور گردوں کو ہرگز فراموش نہ کریں اور نسخے میں مخصوص رعایتیں بھی کریں۔

عدوئ عصی قولونی معوی

(بی کولائی انفیکشن)

سہاگہ	ایک ماشہ
دانہ الائچی سفید	ایک ماشہ
مالتی بسنت	½ رتی

نوٹ:۔ عصی قولونی کا عدوی آنتوں کو ماؤف کرتا ہے۔ نیز مرارہ، زائدہ دودیہ اور آلات بول تک پہنچ کر مخصوص علامات و عوارضات پیدا کرتا ہے۔ اس مرض کے علاج میں پہلے ملینات دیں۔ تیز دستآور دوائیں نہ دیں۔ نسخے میں دافع تعفن ادویہ کا خاص طور پر لحاظ رکھیں۔ اگر پیپ پیدا ہو جائے تو جراحی علاج کی طرف توجہ کریں۔

عدوئ عصی قولونی (بولی)

ہیکسامن	۳ رتی
عرق انیسون	۶ تولے
شربت بزوری معتدل	۲ 〃

یہ نسخہ آلات بول کی عفونت دور کرتا ہے اور مُدر بول بھی ہے۔

کالا آزار

سرمہ سیاہ	ایک چاول
ریوند چینی	ایک رتی
نوشادر	ایک رتی

اس مقدار میں گولی بنا کر کھلائیں۔ ترکیب سول میں بند کرکے دیں۔ سرمہ سیاہ کو حقہ کی چلم میں گل حکمت کرکے آنچ دیں اور سرمہ سیاہ کو باریک کر لیں۔

نوٹ:۔ یہ مرض گرم ممالک میں دیکھا جاتا ہے اس میں جگر اور خاص طور پر تلی بہت بڑھ جاتی ہے جسم کا رنگ مٹیالا یا کالا ہو جاتا ہے اس مناسبت سے اس کو کالا آزار کہتے ہیں۔ اس مرض کا سبب خوردبینی کیڑا ہے جس کو لیشمین ڈونوون باڈی کہتے ہیں۔ کالا آزار کی یقینی تشخیص مریض کے خون کا خوردبینی معائنہ کرکے کی جا سکتی ہے۔

توثہ (یاز)

جوہر سیکن	½ چاول
معجون عشبہ	بقدر ضرورت

گولی بنا کر دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد کھلائیں۔

نوٹ:۔ یہ بھی پرانی اور متعدی مرض ہے جو اکثر جزائر غرب الہند، لنکا اور جاوا وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ اس مرض میں رس بھری یا شہتوت کے مشابہ جسم پر دانہ دار ساخت کے مخصوص ابھار پیدا ہو جاتے ہیں۔ مریض کو بخار بھی ہوتا ہے۔ کبھی آتشک سے اس مرض کا دھوکا ہو جاتا ہے۔ لیکن اس اشکال کو نفاعمل وامرمان (واسرمین ری ایکشن) رفع کر دیتا ہے۔



(۱۳۳) **پیٹ کی گلٹیاں** :- (ا) مریضہ کی عمر پہلے ہی حمل کا ساقط ہو جانا، پیٹ کی چبھن اور ہلکا ہلکا درد رہنا، اور کھانا کھانے کے بعد طبیعت کا سُست ہو جانا سب ایسی علامتیں ہیں کہ جو ذہن کو اسی طرف منتقل کرتی ہیں کہ مریضہ کے پیٹ کی گلٹیاں متورّم ہیں۔ بعد غذا طبیعت کے گرنے سے شک ہوتا ہے کہ شاید مریضہ کو حرارت بھی رہتی ہے۔ اگرچہ آپ نے یہ تحریر نہیں فرمایا ہے۔ آپ مریضہ کا درجۂ حرارت روزانہ صبح و شام تھرمامیٹر سے دیکھیے اور اگر انھیں حرارت ہوتی ہے تو ایکس ریز کے ذریعے سے پیٹ کی تصویر اتروایئے۔ متورّم گلٹیاں اس تصویر میں معلوم ہو سکتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ شکوک صحیح ثابت ہوں تو بہت باقاعدگی سے کسی ہوشیار معالج سے علاج کرایئے کہ ابھی صحت یابی کی بہت اُمید ہے۔ اگر گلٹیاں متورّم نہیں ہیں اور حرارت نہیں رہتی تو پھر بھی اندیشہ۔ کیجیے۔ معمولی ہاضم دواؤں سے فائدہ ہو جائے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اسقاط کے بعد وہی احتیاطیں نہ کرنا کہ جو زچگی کے زمانے میں کی جاتی ہیں، ایک غلطی ہے۔ بہرحال آپ اس طریقۂ علاج پر عمل کیجیے: مشکطرامشیع ایک تولہ، پوست ملتاس ۹ ماشے، پوست خربزہ، تخم خربزہ، بادیان، پرسیاؤشاں ہر ایک ۵ ماشے۔ تین پاؤ پانی میں جوش دیں۔ جب چوتھائی پانی باقی رہ جائے تو چھان کر، قند سیاہ کہنہ ۲ تولے ملا کر پلائیں۔ اگر ضرورت ہو تو بجائے پانی کے عرق مکو، دعرق بادیان میں بھی گنگنا کر دے سکتے ہیں۔ تین دن کے بعد یہ نسخہ دیں:- تخم کاسنی، پوست بیخ کاسنی، پوست بیخ کپاس، تخم کرفس، تخم کشوث (پوٹلی باندھ کر)، تخم خربزہ، تخم خیارین، تخم خطمی، تخم گزر، خار خسک، گو، خشک، تخم، کلتھی ہر ایک ایک تولہ۔ سب دواؤں کو نیم کوفتہ کر کے رات کو ڈیڑھ سیر پانی میں بھگو دیں اور صبح اتنا جوش دیں کہ نصف پانی رہ جائے۔ اس کو بعد ملا چھان کر اس میں تین پاؤ شکر سفید ملا کر قوام کریں۔ یہ شربت ہوا۔ دو تولے صبح و شام ایک پاؤ پانی میں ملا کر دیا کریں۔ اور یہ دوا بنا کر رحم میں رکھوائیں تخم کتاں نیم کوفتہ ایک ماشہ، اسپغول مسلم ایک ماشہ، آب مکو سبز ڈیڑھ ماشے، شہد خالص کف گرفتہ ۱ ماشے۔ سب کو ملا کر ایک باریک کپڑے میں رکھ کر رحم کے اندر رکھیں۔ یہ سب دوائیں ایک ۸ مرتبہ کے لیے ہیں۔ اسی طرح دن رات میں تین مرتبہ رکھنا چاہیے۔ پوٹلی کم سے کم ایک گھنٹے تک رحم کے اندر رہنی چاہیے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۳۴) **فتق** :- (ا) جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے طبی اصطلاح میں فتق اس کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب فوطے میں آنت اُتر آتی ہے۔ یا شاید اس حالت کو بھی کہتے ہوں کہ جب فوطے میں پانی بھر جاتا ہے۔ بہرحال دونوں صورتوں میں آپریشن عملی علاج ہے کہ جس کے بعد یہ شکایت پھر کبھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ آپریشن کرانا کسی طرح منظور نہیں تو پھر اپنے دوست سے کہیے کہ کمانی لگایا کریں۔ آنت اُترنے کا علاج دواؤں سے نہیں ہو سکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) دس سالہ فتق کا کامیاب علاج آپریشن کے ذریعے سے ہی ہو سکتا ہے دواؤں سے ناممکن ہے، لیکن اگر مریض اپریشن نہیں کرا سکتے تو بیتہ (ٹرس) لگائیں جو انگریزی دواخانوں سے دستیاب ہوتی ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) چوں کہ آپ نے حالات صاف نہیں لکھے کہ فتق کے متعلق غور کیا جاتا کہ آپ کو اس کی کونسی قسم ہے۔ تاہم میں فتق الاُربیہ تصوّر کر کے دوائیں لکھے دیتا ہوں: صبح ہی صبح ڈھائی ماشے ست بہروزہ میں پانچ ماشے شکر سفید ملا کر پھانک کر اوپر سے آدھ پاؤ پانی پی لیا کریں۔ غذا کے ۵ منٹ بعد دونوں وقت ۶-۶ ماشے جوارش کمونی کھا لیا کریں۔ کم سے کم دوا کا استعمال ڈیڑھ دو مہینے برابر جاری رکھیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۳۵) **نسخۂ طلاء** :- (ا) آپ مختلف کمپنیوں کے اشتہارات خوب غور سے پڑھتے رہیے اور ان کے ایجاد کردہ طلاء یکے بعد دیگرے منگا کر تجربہ کیجیے کوئی نہ کوئی تیر نشانے پر بیٹھ ہی جائے گا۔ آپ کی اطلاع کے لیے یہ خوشخبری بھی دے دوں کہ اب جاپان نے بھی اس قسم کی دوائیں بھیجنا شروع کر دی ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ایسا کوئی طلاء نہیں ہے جس کو چند منٹ قبل لگانے سے تندی پیدا ہو جائے اور فریق ثانی کو تکلیف بھی نہ ہو۔ اس قسم کی چیزوں کی تلاش بےکار ہے باقاعدہ علاج کر لیجئے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۳۶) **چہرے کے داغ** :- مریضہ کے خون میں کیلسیم کی کمی ہے۔ "کرنا یڈل کیلسیم" کے چند انجکشن لگوا دیجیے۔ پینے کے لیے ایسٹنس سیرپ اور گریٹ سیرپ چالیس بوند اور ایک ڈرام کی مقدار ایک ذرا سا پانی ملا کر روزانہ تین مرتبہ بعد غذا استعمال کرایئے لگانے کے لیے یہ مرہم بنوا لیجیے:- لینولین ایک ڈرام، ہیزلین ایک ڈرام، سفید ویزلین ایک اونس۔ روزلیں ۱۰ بوند، زنک اوکسائڈ ایک ڈرام۔ سب کو ملا کر مرہم سا بنا لیں اور روزانہ صبح و شام چہرے پر اچھی طرح مل لیا کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس خاتون کو معجون عشبہ ۲ ماشے رات کو کھلایئے، قبض بھی دور ہوتا رہے گا اور خون بھی صاف ہو گا اور چہرے پر یہ ضماد لگانے کی ہدایت کیجیے:- کھلی بادام دس تولے، لوبان ۳ ماشے، ریٹھے کے چھلکے کا سفوف ۲ تولے، چاولوں کا آٹا ۲ تولے۔ سب کو ملائیں اور خوشبودار کرنے کے لیے تھوڑا سا عطر حنا اضافہ کریں اور ڈبے میں بند کر کے رکھیں۔ چہرے کے داغ دھبوں اور کیل مہاسوں کے لیے ایک بہت مفید دوا تیار ہو گئی

رات کو یا صبح کے وقت اس میں سے بقدر ضرورت لے کر تھوڑا پانی ملا کر لئی سی بنالیں اور چہرے پر لگائیں۔ دو چار گھنٹے بعد نیم گرم پانی سے دھوئیں۔
(حکیم عبدالواحد)

(ج) سہاگہ، مشک کافور ہم وزن ملا کر آب لیموں چار چند میں حل کر کے چہرے پر لگائیں اور مالش کریں۔ روغن بادام ۶ ماشے آدھ سیر نیم گرم دودھ میں ملا کر شیریں کر کے پلائیں۔ دائمی قبض کے لیے اکسیر ہے۔ (حکیم لالہ سری رام رد ساجھ)

(۱۳۷) **منقّی معدہ**:- (ا) "سیڈلیز پاؤڈر" اس کام کے لیے بہت اچھا ہے۔ تقریباً ایک گلاس پانی میں حل کر کے پئیں تو سوڈا واٹر کا سا مزہ ہوتا ہے اور اسی طرح جھاگ بھی اٹھتے ہیں۔ میٹھا کرنا مقصود ہو تو اسی میں بقدر ذائقہ شکر ملائی جا سکتی ہے۔ ملیریا کے بعد کی کمزوری رفع کرنے کے لیے ایسٹنس سیرپ بہترین چیز ہے۔ اگر اس کی ہر خوراک کے ساتھ پندرہ یا بیس بوند گلیسرین ملا لی جائے تو قبض بھی نہیں ہونے پاتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ملیریا بخار میں قبض کو دور کرنے اور تنقیۂ معدہ کے لیے ایک نہایت مفید نسخہ یہ ہے۔۔ املی ۵ تولے، سنا رکی سات ماشے، مرچ سیاہ، نمک طعام ہر ایک ایک ماشہ کو پانی میں جوش دے کر پلائیں۔ ملیریا کے بعد کی کمزوری وغیرہ کو دور کرنے کے لیے ہمدرد دواخانے کا شربت "اکسیر خاص" نہایت مفید چیز ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۳۸) **ضعف مثانہ**:- (ا) سلفر سیلی میٹ ۲۰ گرین، کریم آف ٹارٹار ۲۰ گرین۔ یہ ایک پڑیا ہے۔ ایسی تین پڑیاں روزانہ کھائیے۔ پیشاب کے متعلق سبب معلوم کرنے کی کوشش کیجیے۔ غالباً مثانے کے منہ پر جو غدود ہوتا ہے وہ بڑھ گیا ہے کہ اس عمر میں اکثر بڑھ جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کسی مقامی معالج سے غدودوں ہی کے ذریعے سے علاج کرائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) دواؤں کے ذریعے سے پاخانہ لانے کی کوشش سے قبض میں ترقی ہوتی رہے گی۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ مریض بغیر چھنے ہوئے موٹے آٹے کی روٹی اور سبزیاں کھائیں۔ تازہ پھل استعمال کریں۔ رات کو سوتے وقت پاؤ سیر دودھ میں روغن بادام شیریں ایک تولہ ملا کر پییں اور کھانا کھانے کے بعد حب خاص ایک ایک عدد کھالیا کریں۔ اس کے استعمال سے اعصاب کی قوت بڑھے گی اور ضعف مثانہ وغیرہ کی شکایتیں دور ہو جائیں گی۔
(حکیم عبدالواحد)

(ج) مولی کا مربہ دو تولے صبح کو کھا لیا کریں۔ تازہ مولی، مولی کا سالن، مولی کا اچار، مولی کا نمک تمام عوارضات رفع کرنے کے لیے از حد مفید ہے۔
(حکیم لالہ سری رام رد ساجھ)

(۱۳۹) **ضعف دماغ**:- (ا) مریضہ کو "سیرپ ہیموگلوبین" استعمال کرائیے۔ ہلکے ملیّنات کے ذریعے قبض رفع کرتے رہیے۔ پھل خصوصاً سیب اور سنترے کافی مقدار میں روزانہ کھلائیے۔ گوشت کم دیجیے اور دودھ بہت زیادہ۔ جب تک اچھی نہ ہو جائیں ہم بستری سے پرہیز رکھیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مریضہ کی تکلیف کا سبب ضعفِ دماغ ہے۔ ان کو دوسرے تیسرے روز اطریفل زمانی ۹ ماشے رات کے وقت کھلایا جائے اور صبح کو قرص مرجان جواہر والا ایک عدد خمیرہ گاؤزباں عنبری چھ ماشے میں ملا کر استعمال کرایا جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مغز بادام شیریں، مغز تخم کدو شیریں، مغز تخم کشنیز، بادیان، خشخاش ہر ایک ڈھائی تولے۔ دانہ الائچی خورد ایک تولہ، کشتہ نقرہ اعلیٰ قسم ڈھائی ماشے، کشتہ عقیق ۳ ماشے، مصری کوزہ ۱۳ تولے۔ سفوف بنا کر ایک ایک تولہ صبح و شام دودھ کے ساتھ پھانکیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) تبسلوچن، دانہ الائچی خورد، چوب صندل سفید، ورق چاندی ہر ایک ۶ ماشے۔ کھرل کریں اور ایک مربہ آملہ میں ایک ماشہ یہ سفوف ملا کر صبح کو کھایا کریں۔ روغن بادام شیریں ۶ ماشے دودھ میں رات کو پلائیں۔ (حکیم لالہ سری رام رد ساجھ)

(۱۴۰) **کاریخ**:- (ا) بچہ بہت کمزور ہو گیا ہے۔ معالج کی رائے سے اسے طاقت بخش دوائیں اور غذائیں دیجیے۔ جسم میں کافی طاقت آ جانے پر یہ شکایت خود ہی رفع ہو جائے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس بچے کے لیے عام جسمانی تقویت کی ضرورت ہے اور اس غرض کے لیے شربت اکسیر خاص نہایت مفید چیز ہے۔ ۶-۱۰ ماشے یہ شربت کھانا کھانے کے بعد چٹا دیا جائے۔ تین چار ہفتے کے استعمال سے آرام ہو جائے گا۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۴۱) **پلکوں کے بال**:- (ا) آپ دونوں وقت اپنی آنکھوں میں "یلو آئنٹ منٹ" لگائیں۔ اور بہتر ہو کہ اگر کسی آنکھوں کے معالج خصوصی سے رائے لیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) پلکوں کے بال جھڑنے کے لیے یہ مرہم بنا کر استعمال کیجیے۔ نہایت مفید و مجرب ہے۔ آدمی کے سر کے بال بقدر ضرورت لے کر مٹی کے کورے ٹھیکرے میں اس قدر جلائیں کہ وہ پیسنے کے قابل ہو جائیں۔ اس کے بعد حسب کو کڑاہی میں پگھلائیں اور اس میں بودھ پٹھانی کا سفوف تھوڑا تھوڑا ڈالتے رہیں اور نیم کے سونٹے سے رگڑتے جائیں۔ یہاں تک کہ وہ کشتہ ہو جائے۔ پھر سپاری اور چونک جلا کر کوئلہ بنائیں اور طوطیا کو آگ پر بھون لیں۔ اور چاکسو کو پانی میں بھگو کر اس کا چھلکا اتار دیں۔ یہ سب چیزیں برابر وزن لے کر کانسی کے کٹورے میں نیم کے ڈنڈے سے جس کے سر پر تانبے کا پیسہ جڑا ہوا ہو، تین روز تک گائے کے پانچ گنے گھی میں گھوٹیں۔ بس مرہم تیار ہے یہ مرہم تھوڑا تھوڑا روزانہ پلکوں کے کناروں پر لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مامیران چینی، کافور بھیم سینی، کاجل ہر ایک ایک ماشہ کو آب پیاز سفید میں گھس لیں اور شہد ایک تولہ ملا کر آنکھوں میں ٹپکایا کریں۔ تمام امراض چشم کے لیے اکسیر ہے۔ (حکیم لالہ سری رام رد ساجھ)

غذا بہت سادہ، زود ہضم اور بغیر بہت سا مسالہ ڈالے کھلائیے۔ پھل اور دودھ بکثرت دیجیے۔ گوشت بہت کم۔ تا حدِ امکان گھر میں کوئی ایسی بات نہ ہونے دیجیے کہ جس پر مریضہ کو غصہ آئے یا دل کو رنج پہنچے۔ روزانہ غسل کی عادت ڈال دیجیے۔ اس علاج کے نتائج کسی قدر دیر میں ظاہر ہوں گے۔ بددل ہو کر جلدی سے چھوڑ نہ دیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) میں سال کی عمر کے بعد اس مرض کے لاحق ہونے کی صورت میں کامل طور پر شفایابی کی امید بہت کم ہوا کرتی ہے۔ تاہم علاج کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اگر مرض پورے طور پر دور نہ ہو تو اس میں کچھ کمی تو ہو جائے۔ اس غرض کے لیے مریضہ کے ہضم اور قبض کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ گوشت خصوصاً بڑے جانوروں کے گوشت۔ اور قابض یا دی چیزوں کے کھانے سے پرہیز رکھا جائے۔ آگ اور بہتے ہوئے پانی یا کسی چکر کھانے والی چیز کے دیکھنے سے بچایا جائے۔ آنتوں کو صاف رکھنے کے لیے دو سرے تیسرے روز قرص ملین ۲ عدد کھلائے جائیں۔ اور روزانہ صبح کو اکسیر شفا ایک قرص بکری یا گائے کے دودھ کے ساتھ کھلایا جائے۔ ان تدابیر پر عمل کرنے سے امید ہے کہ مرگی کے دوروں میں کمی ضرور ہو جائے گی۔ (حکیم عبد الواحد)

(۱۴۳) **نزلہ**:- (۱) آپ صاحبزادے کو کچھ عرصے تک مچھلی کا تیل پلائیں۔ اگر خالص تیل بدبو کی وجہ سے پینا ممکن نہ ہو تو "کیپلرس ایکسٹریکٹ آف مالٹ ود کاڈ لور آئل" مناسب ہوگا۔ جب نزلہ بار بار کام ہو جایا کرے تو ناک میں "ایڈرین" کے قطرے ڈالا کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے لڑکے کو اطریفل اسطوخودوس نو ماشے رات کو کھلائیے اور روزانہ صبح کو خمیرہ مروارید جواہر والا ۶ ماشے کھلا دیا کیجیے۔ نزلہ اور بلغم کی پیدائش ہونی بند ہو جائے گی۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) مویز منقیٰ ۱۱ دانے۔ مغز بادام شیریں مقشرہ ۵ دانے، سیاہ مرچ ۱۱ دانے، باریک کر کے ۲ تولے مکھن میں ملا کر کھائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۴۴) **چھاجن**: (۱) آپ مریضہ کے "کولائڈل کیلسیم" کے کم سے کم ۱۰ انجکشن لگوا دیجیے۔ گوشت اور تیز مسالے دار غذائیں بالکل بند کر دیجیے۔ ٹماٹر، پالک، سبزیاں اور دودھ بطور غذا استعمال کرائیے۔ لگانے کے لیے کسی انگریزی دوا فروش سے "لیڈ لوشن" بنوا لیجیے اور اس میں کپڑا تر کر کے ہر وقت رکھیے۔ جب تک بالکل آرام نہ ہو جائے انھیں آگ کے قریب نہیں بیٹھنا چاہیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) چھاجن کے لیے یہ مرہم بنا کر لگائیے:- سفیدہ کاشغری، مردار سنگ ہر ایک ڈیڑھ تولے، کتیرا تین ماشے، افیون ایک ماشہ، کافور دو ماشے، رسوت تین ماشے، موم سفید ڈیڑھ تولے، روغن گل آٹھ تولے۔ پہلے روغن گل کو آگ پر رکھیں اور اس میں موم ڈال کر پگھلائیں۔ اس کے بعد دوسری دوائیں باریک شدہ شامل کر کے کھرل کر رکھیں اور روزانہ چھاجن پر لگایا کریں۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) برگ نیم ۲۰ تولے پانی میں پکا کر کانوں کو بھاپ دیں اور پچکاری کریں۔ روغن بیضۂ مرغ دو تولے میں آیوڈوفارم ۶ ماشے حل کر کے کان میں ڈالیں۔ مطبوخ ہفت روزہ پلائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۱۴۵) **ناصورِ کنجِ ران**:- (۱) مریض کو "ایٹنس سیرپ" اور مچھلی کا تیل مدت تک استعمال کرائیے۔ کسی ہوشیار کمپاؤنڈر کو روزانہ ڈریسنگ کے لیے مقرر کر لیجیے اور اس سے کہہ دیجیے کہ یہ مرہم بنا کر اس کی بتی ناصور کے اندر رکھا کرے:- بسمتھ سب نائیٹریٹ ایک حصہ، آیوڈوفام ایک حصہ، ویلکونڈ پیرافین دو حصے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) دواؤں سے اس مرض کے علاج کی کوشش کرنا بیکار ہے۔ اس کا علاج آپریشن ہی سے ہو سکتا ہے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) دو تین سو سال کے پرانے کنوئیں کی اینٹ سفوف کر کے رکھیں۔ روزانہ صبح کے وقت ایک رتی دو تولے مکھن میں ملا کر کھائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۴۶) **پیشاب کی بندش**:- (۱) عکس ریز کی تصویر کے ذریعے سے معلوم کیجیے کہ گردوں میں یا مثانے میں کوئی پتھری تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو اس کو نکلوا دیجیے۔ دواؤں سے پتھری کے گل کر نکلنے کے لیے مدتیں چاہییں اور بعض پتھریاں اس قسم کی بھی ہوتی ہیں جو کسی دوا سے نہیں گلتیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) صبح کے وقت دوائے سنگ ایک رتی شربت آلو بالو ایک تولہ میں ملا کر چاٹیں اور سہ پہر کو معجون حجر الیہود ۶ ماشے عرق انناس ۱۰ تولے شربت بزوری ۲ تولے کے ساتھ کھائیں۔ اور حب کبد نوشادری دو دو عدد کھانے کے بعد کھا لیا کریں۔ (حکیم عبد الواحد)

(ح) کشتہ ابرک سیاہ سہ آتشہ، سہاگہ، جوا کھار، شورہ قلمی، نوشادر، حجر الیہود، نمک ترب ہر ایک ایک رتی۔ صبح ہی صبح پھانک کر اوپر سے ایک تولہ کلتھی کا جوشاندہ پی لیا کریں۔ اسی طرح روزانہ دو تین ہفتے استعمال کرنے سے پتھری ریزہ ریزہ ہو کر نکل جائے گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) مولی صبح ہی صبح نمک لگا کر کھایا کریں۔ کشتہ حجر الیہود چار چاول کو مربہ مولی میں رکھ کر رات کو کھائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(ہ) زیرہ سفید ۳ ماشے، حجر الیہود ۶ ماشے، سنگ سرماہی ۶ ماشے، مولی کھار ۴ رتی، جوا کھار ۴ رتی، شورہ قلمی ۲ رتی، تخم کرفس ۳ ماشے سفوف تیار کر کے تین تین ماشے عرق بادیاں کے ساتھ دونوں وقت استعمال کرائیں۔ (حکیم کبیر اسد منگانوی)

(۱۴۷) **پرانا گھی**:- (۱) اگر کسی اتفاق کی بدولت اس گھی کا کچھ حصہ ابھی تک سڑا نہیں ہے تو اسے جلد سے جلد کام میں لے آئیے۔ ورنہ اس کا بہترین مصرف یہی ہو سکتا ہے کہ اگر آپ کوئی ہندو صاحب ہیں تو ہون کر ڈالیے اور اگر مسلمان ہیں تو کسی مستری کو دے دیجیے وہ اپنی مشینوں میں استعمال کرے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) پرانا گھی کھانے میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ البتہ پرانے گھی سے بعض مرہمیں بنائی جاتی ہیں۔ جو پرانے خبیث زخموں کے لیے بہت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ (حکیم عبد الواحد)

(۱۴۸) **ماء الذہب**:- ماء الذہب کا نسخہ اور ترکیب تیاری جو کچھ ہمدرد صحت ماہ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں شائع ہو چکی ہے درست ہے۔ یہ عام جسمانی کمزوری کے لیے نہایت مفید دوا ہے۔ دل، دماغ، معدہ اور جگر وغیرہ اعضائے رئیسہ و شریفہ کو قوت دیتا ہے، قوتِ باہ کو بڑھاتا ہے، سل و دق میں بھی مفید ثابت ہوا

ہے۔ اس کی مقدار خوراک ۲ قطرے سے ۵ قطرے تک ہے۔ عام جسمانی کمزوری اور ضعفِ باہ کی شکایت میں ما ر الکم بہترین بدرقہ ہے۔ اثنائے استعمال میں دودھ، مکھن بہ قدر ہضم ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۴۹) **امساک نہ ہونا:**۔ (ا) آپ "ایلگزیر برومو ویلیرین" کی چند شیشیاں استعمال کر ڈالیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مختلف مزاج کے آدمیوں میں امساک کی مدّت مختلف ہوتی ہے۔ اگرچہ آپ نے اپنی مدّتِ امساک تحریر نہیں کی ممکن ہے کہ وہ طبعی ہو، لیکن اگر وہ اس قدر قلیل ہے کہ اُسے مرض کہا جاسکتا ہے تو آپ وقتی طور پر ممسک دوائیں استعمال کرنے کے بجائے یہ گولیاں بنا کر استعمال کیجیے: مغز سنگھاڑا ایک تولہ کو پیس کر اس میں برگد کا دودھ بقدر ضرورت ملا لیجیے اور جنگلی بیر برابر گولیاں بنا کر رکھ لیجیے۔ صبح و شام دو دو گولیاں دودھ کے ساتھ کھائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۰) **خارش:**۔ (ا) آپ اپنی عزیزہ کے "کولائڈل کیلسیم" کے انجکشن لگوادیجیے۔ سر، چہرہ اور کانوں پر روزانہ "زنک آئنٹ منٹ" لگایے۔ اور پینے کے لیے یہ دوا دیجیے:۔ لائکر آرسینی کیلس ۲ بوند، سوڈا بائی کارب ۱ گرین، ایکسٹرکٹ گلیسرایزا لکوئڈ ۱ بوند، سیرپ آرنشیائی ایک ڈرام، پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہوجائے۔ یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد غذا استعمال کی جائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ مریضہ کو کسی مقامی معالج کے مشورے سے منضج پلا کر مسہل دیجیے۔ اس کے بعد کچھ دنوں تک رات کو معجون مصفیٰ خاص ۶ ماشے اور صبح کے وقت حبِ لیموں ایک عدد پانی کے ساتھ استعمال کرایئے۔ تیسرے پہر قرص مرجان ایک عدد خمیرۂ گاؤ زباں عنبری ۶ ماشے میں ملا کر دیجیے۔ حبِ لیموں کے استعمال کے دوران استعمال میں گھیا (لمبا کدو) اور مونگ کی دال سے پرہیز ضروری ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۱) **سر کے بال گرنا اور سفید ہونا:**۔ (ا) سر کے بالوں کا جلد سفید ہوجانا یا گرنے لگنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کے بالوں کو کافی مقدار میں غذا میسر نہیں آتی۔ یہ اس سبب سے بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے جسم میں خون کی کمی ہو، یا وہ غیر صحیح اور بدرنگ ہو، اور اس سبب سے بھی کہ آپ لیٹے یا بیٹھے رہنے کی زندگی گزارتے ہوں۔ اور کام کاج کرنے، چلنے پھرنے، یا دوڑنے بھاگنے سے دورانِ خون تیز ہوکر جو ایک ایک رگ تک پہنچا دیا کرتا ہے وہ کیفیت آپ کے جسم میں نہ پیدا ہوتی ہو اور آپ کے بال خون کی کافی مقدار کے لیے ترستے رہتے ہوں۔ آپ دو اونس یعنی ایک چھٹانک ناریل کے تیل میں دو ڈرام "ٹنکچر کینتھرائیڈس" ملوا لیا کیجیے اور اس تیل کو روزانہ سر میں ڈالا کیجیے۔ پینے کے لیے "سیرپ ہیموگلوبین" استعمال کیجیے، اور اگر جسمانی ورزش کے عادی نہیں ہیں تو کافی جسمانی ورزش کیا کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس قسم کی شکایتیں عموماً عام جسمانی کمزوری اور خون کی کمی کے سبب سے ہوا کرتی ہیں۔ لہٰذا رجی دواؤں کے استعمال سے فائدہ ہونا ناممکن ہے۔ آپ روزانہ کھانا کھانے کے بعد شربت اکسیر خاص ۱ تولہ چاٹیے اور سر کو آملے کے پانی یا بیسن سے دھو کر روغن آملہ لگایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۲) **پائیریا:**۔ (ا) پائیریا درحقیقت ایک ایسا ہی مرض ہے کہ جو برسوں کیا معنی مدّت العمر آدمی کو پریشان کیا کرتا ہے۔ چوں کہ پیپ مسوڑھوں سے نکلا کرتی ہے اس لیے لوگ عام طور پر اسے مسوڑھوں یا دانتوں کی بیماری خیال کرکے اس بات کے متمنی ہوتے ہیں کہ معمولی طور پر کسی منجن وغیرہ کے استعمال سے شکایت رفع ہوجائے۔ بدقسمتی سے اس مرض کا تعلق خون سے ہے اور یہ اس قدر ضدّی مرض ہے کہ بسا اوقات نہایت تن دہی سے علاج کرنے پر بھی دور نہیں ہوتا۔ آپ کچھ عرصے تک ان ہدایتوں پر عمل کیجیے۔ ممکن ہے کہ بہت کچھ فائدہ ہوجائے۔ اگر آپ گوشت کھاتے ہیں تو بالکل چھوڑ دیجیے۔ غذا میں سبز ترکاریوں اور پھلوں کی مقدار جس قدر زیادہ کرسکتے ہوں کر دیجیے۔ منھ اور دانتوں کی بہت باقاعدہ صفائی کیا کیجیے۔ اس مقصد کے لیے "کوہرن ٹوتھ پیسٹ" بہت اچھی چیز ہے۔ مسواک یا نرم بالوں کے برش سے روزانہ تین مرتبہ صفائی کیجیے۔ غرارے کے لیے "ہائیڈروجن پراکسائڈ" بہت ہی عمدہ چیز ہے۔ پینے کے لیے یہ نسخہ استعمال کرتے رہیے: فیرس ایٹ ایمونیا سائٹراس ۲ گرین، ٹنکچر کواشیا ۲ بوند، ایکسٹریکٹ کیسکیرا سیگریڈا لیکوئڈ ۱۵ بوند، سیرپ آرنیشیائی ایک ڈرام، پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہوجائے۔ یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد غذا پی لیا کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ پھٹکری بریاں ۸ ماشے، نیلا تھوتھا بریاں ۶ ماشے، کتھہ سفید ایک تولہ کو باریک پیس کر رکھ چھوڑیے۔ روزانہ صبح و شام ۳ ماشے دوا کو پاؤ بھر نیم گرم پانی میں ملا کر کلیاں کیجیے۔ اس کے بعد یہ منجن مسوڑھوں پر آہستہ آہستہ ملیے اور آدھ گھنٹے کے بعد کلی کر لیجیے: تماکو سوختہ، مازو، ہیرا کسیس، چوب چینی، آنبہ ہلدی، پھٹکری بریاں، سرمہ اصفہانی، طوطیا بریاں، کتھہ سفید، کباب چینی، ہر ایک ایک تولہ کو باریک پیس چھان کر منجن بنائیں۔ اگر قبض رہتا ہو تو روزانہ رفع کرتے رہیے۔ ہضم کا بھی خیال رکھیے کہ خراب نہ رہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) کتھہ، زنجبیل، الائچی خورد، فلفل سفید، مصطگی اصلی، نمک سیاہ، پھٹکری بریاں، توتیائے سبز بریاں۔ ہم وزن باریک پیس کر بطور منجن استعمال کیجیے بہت جلد فائدہ ہوگا۔ (حکیم کبیر احمد ہنگانوی)

(۱۵۳) **بستر پر پیشاب کر دینا:**۔ (ا) بچی کے اعصاب بہت کمزور ہیں۔ عمدہ خالص دودھ کم سے کم ایک سیر روزانہ اسے پلایا کیجیے۔ کھلی ہوا میں خوب دوڑنے بھاگنے کا موقع دیجیے۔ انڈے اور تازہ پھل خوب استعمال کرایئے۔ دوا کے طور پر "نیوروفاسفیٹس" یا مچھلی کا تیل پلاتے رہیے۔ اور پیشاب کر دینے کے متعلق اس کو نہ کبھی سزا دیجیے اور نہ باز پرس کیجیے۔ چند روز میں طاقت آجانے پر یہ عادت رفع ہوجائے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس بچی کو رات کو سوتے وقت معجون ممسک البول ۵ ماشے کھلایا کیجیے اور صبح و شام دونوں وقت ندنباد، کندر چار چار رتی باریک پیس کر جوارش جالینوس چار ماشے میں ملا کر کھلایئے۔ رات کو غذا میں دودھ، چاول جیسی پیشاب لانے والی چیزیں بالکل نہ دیجیے۔ اگر بچی چائے پیتی ہو تو چھڑا دیجیے۔ میٹھی اور کھٹی چیزوں سے پرہیز کرایئے۔ سونے سے پہلے پیشاب کرا دیجیے، اور رات کو بھی ایک مرتبہ اُٹھا کر پیشاب کرا دینا ضروری ہے۔ کچھ عرصے تک

ان تدابیر پر عمل کرانے سے پیشاب کرنے کی عادت چھوٹ جائے گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۴) **رس سیندور**:- (ا) میں بدقسمتی سے ویدک طریقۂ دواسازی سے ناواقف ہوں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) رس سیندور کی تیاری میں بہت دردسری کرنی پڑتی ہے۔ جب تک اس کو کسی ماہر کی نگرانی میں دو ایک مرتبہ بنا نہ لیا جائے تیار کرنا مشکل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کارخانہ امرت دھارا لاہور یا کسی دوسرے ویدک کارخانے سے خرید لیا جائے۔ تاہم آپ کے ارشاد کے مطابق ایک ویدک کتاب سے اس کا نسخہ مختصر ترکیب کے ساتھ لکھتا ہوں۔ پارہ مصفّٰی دو تولے، گندھک آملہ سار ۲ تولے دونوں کو دوپہر کھرل کر کے کجلی بنائیں اور ایک آتشی شیشی میں ڈال کر اس پر سات مرتبہ مضبوط گل حکمت کریں، جب گل حکمت خشک ہو جائے، بالوجنتر کے ذریعے سے ستائیس مرتبہ آنچ دیں۔ آنچ پہلے تیز، پھر درمیانی، پھر آخر میں تیز ہونی چاہیے۔ اس کے بعد سرد ہونے پر شیشی کو اتار لیں اور اس کو توڑ کر اس کی گردن سے شنگرف کے مانند سرخ رنگ کی دوا الگ کر لیں، یہی رس سیندور ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۵) **نسخۂ تنگی**:- (ا) جن بزرگ نے یہ سوال بھیجا ہے بدقسمتی سے انہیں یہی معلوم نہیں کہ مباشرت کی لذت زنانہ عضوِ تناسل میں نہیں، بلکہ ایک دوسرے لطیف کے ہم سے اس قدر قریب ہونے میں مضمر ہے۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں حقیقتاً کنوارے (ہر قسم کی عادات بد سے محفوظ) ہوں تو پہلی مرتبہ مجامعت میں دونوں کو ایک گونہ تکلیف سی محسوس ہوتی ہے جسے لذتِ جماع دبا دیتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک کنواری اور ایک شادی شدہ عورت کے عضوِ تناسل میں اگر کچھ فرق ہوتا ہے تو بس اتنا کہ کنواریوں میں پردۂ بکارت اکثر موجود ہوتا ہے جو ایک باریک سی جھلی ہوتی ہے اور اکثر و بیشتر پہلی ہی مجامعت میں پھٹ کر ختم ہو جاتی ہے۔ اس جھلی کے پردے کا چاہوں کہ مجامعت یا مجامعت کی لذت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ شادی شدہ اور کنواری عورت کے عضوِ تناسل میں اس وقت تک کوئی فرق نہیں پڑتا جب تک کہ بچے نہ پیدا ہوں، اور اس وقت جو فرق پیدا ہوتا ہے وہ بھی ڈیڑھ مہینے کی مدت میں قریب قریب مٹ جاتا ہے اگر عورت کی تندرستی اچھی ہو۔ آپ شادی شدہ عورت کو باکرہ بنانے کی فضول اور لایعنی کوشش کے بجائے اس بات کی کوشش کیجیے کہ اپنی شریکِ زندگی کو زیادہ سے زیادہ تندرست بنا دیجیے۔ تناسل کی لذت کا انحصار اس بات پر ہے کہ آپ کا ہم جنس وجود حسین اور تندرست ہو۔ نہ کہ اس بات پر کہ عضوِ تناسل بکارت کی خصوصیات کا حامل ہو۔ آپ کے سوال کا اپنے علم اور آگاہی کے بقدر جواب دینے کے بعد اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا دنیا میں آپ کے لیے اس کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے کہ ہمہ وقت زنانہ عضوِ تناسل کی فراخیوں اور تنگیوں کے خیال میں محو رہیں۔ مانا کہ تناسل بھی ایک ضروری فعل ہے اور اس دنیاوی زندگی میں ہمارا فرض۔ لیکن یہ کس خدا نے بتایا ہے کہ آپ رات دن وسعتیں اور تنگیاں ناپتے رہیے۔ خدا کے لیے آنکھیں کھول کر دیکھیے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) پھٹکری ایک تولہ کو کرچھے میں ڈال کر آگ پر رکھیے جب وہ پگھل جائے تو اس میں چنیا گوند ۶ ماشے باریک پیس کر ملا دیجیے۔ اس کے بعد آگ سے نیچے اتار کر گل دھاوا تین ماشے باریک پیس کر ملائیے بس دوا تیار ہے۔ اس میں سے ایک ماشہ باریک صاف کپڑے کی پوٹلی میں باندھ کر اندام نہانی میں رکھی جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۶) **خونی قے**:- (ا) آپ اپنی اہلیہ کے معدے کی تصویر عکس ریز کے ذریعے لے کر یہ معلوم کیجیے کہ معدے میں زخم یا سرطان تو نہیں۔ زخم میں تو غالباً درد ہونا ضروری ہوتا۔ لیکن سرطان کے لیے درد ضروری نہیں ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) حالات نامکمل ہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۵۷) **سوزاک**:- (ا) آپ نے اس قدر علاج کر لیے ہیں کہ تمام مشہور اور مفید دوائیں استعمال کر ڈالی ہیں۔ دور بیٹھے بیٹھے میں جو دوائیں بتاتا وہ آپ سب آزما چکے اب تو میں یہی مشورہ دوں گا کہ کلکتہ، بمبئی، مدراس، لکھنؤ، آگرہ اور لاہور میں سے جو مقام آپ سے قریب ہو وہاں چلے جائیے ان سب مقامات پر میڈیکل کالج ہیں۔ وہاں آپ کا علاج اچھی طرح ہو سکتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ایسی حالت میں ہمارا مشورہ ہے کہ آپ کچھ دنوں تک مصفّٰی خون منضج دوائیں پیجیے۔ اس کے بعد مسہل لیجیے اور پھر رات کو معجون مصفّٰی خاص ۶ ماشے پانی کے ساتھ کھائیے اور صبح کو جوہری ایک عدد، بکری کے دودھ کے ساتھ نگل لیا کیجیے۔ اس طریقِ علاج سے ممکن ہے کہ آپ کی یہ دیرینہ شکایت دور ہو جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ٹائیکر سنٹل فلیوا ن کیوبب ایٹ یکوکی ۱۵-۱۵ بوند روزانہ صبح، دوپہر اور شام کے وقت ایک اونس پانی میں ملا کر پی لیا کریں۔ اوپر سے دودھ کی لسی، چھاچھ، مصری کا شربت پییں۔ تین ہفتے کے استعمال سے یقینی فائدے کی امید ہے۔ (حکیم ہمایوں)

(۱۵۸) **جریان و احتلام**:- (ا) بندہ نواز "خود کردہ را چہ علاج"، آپ نے اپنے ہاتھوں اپنی مٹی پلید کر لی۔ اور میں قریب قریب یقین کے ساتھ عرض کر سکتا ہوں کہ اگر اب پھر کسی طرح آپ کی قوتِ مجامعت ذرا بھی لوٹ آئی تو آپ پھر انہی حرکات میں مبتلا ہو جائیں گے اس سے تو یہی بہتر ہے کہ یوں ہی رہنے دیجیے۔ آخر دنیا میں کروڑوں انسان ایسے بھی تو زندہ رہتے ہی ہیں کہ جن کے جسم کی کوئی ایک قوت زائل ہو جائے۔ آپ کا سوال پڑھ کر خدا جانے کیوں مجھے یہی خیال ہوتا ہے کہ آپ کی زائل شدہ قوت کی بحالی کی امید نہیں ہے۔ پھر بھی اگر آپ چاہتے ہیں تو "ٹیسٹی فورٹن" کا استعمال کر دیکھیے یہ انجکشن بھی ہوتے ہیں اور کھانے کی گولیاں بھی۔ بیک وقت دونوں چیزیں استعمال کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مریض کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ مخصوص مردانہ شکایتوں کے علاج کے بجائے اپنی عام صحت کو درست کرنے کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ اصولِ حفظانِ صحت کی پابندی کریں۔ ہضم اور قبض کا خاص خیال رکھیں، صبح شام پیدل ہواخوری کریں۔ غذائیں سادہ اور زود ہضم کھائیں۔ (بقیہ ص ۵۹ پر)



ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی تین آنے فی سطر کے حساب سے اجرت بھیجنی چاہیے

(۴) اگر آپ رسالے کے خریدار نہیں ہیں تو نو آنے کے ٹکٹ بھیج کر ۲ سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کے لیے مزید تین آنے فی سطر کے حساب سے ارسال کیجیے۔

(۵) چار سطروں سے زیادہ لمبا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں۔ شائع نہیں ہو سکے گا۔

(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے دفتر کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہرحال ہوگا۔

(۷) رسالے کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے، ورنہ تعمیل نہیں ہوگی۔

(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔

(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دوا خانے یا رسالے کے پرنٹ کارڈ استعمال کیے گئے ہوں۔　　　　　مینیجر "ہمدرد صحت"

(۱۵۹) میری عمر ۵۰ سال کی ہے۔ کھانسی اور سردیوں میں سانس زیادہ آنے کی شکایت آٹھ سال سے ہے۔ ذرا سی ہوا لگنے سے زکام اور بخار شروع ہو جاتے ہیں۔ گرمی ہو یا سردی دونوں کی برداشت نہیں ہوتی۔ پھیپھڑے کمزور ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر سعید احمد اور حکما کی خصوصی توجہ کا خواستگار ہوں۔ (خریدار نمبر ۵۴۶۶)

(۱۶۰) میری اہلیہ کو تقریباً ۳ سال سے یہ شکایت ہے کہ چار بجے شام کو سر میں خفیف درد ہو جاتا ہے۔ اور چکر آتے معلوم ہوتے ہیں۔ ماہواری وغیرہ کی کوئی شکایت نہیں ہے۔ (خریدار نمبر ۹۹۵۶)

(۱۶۱) زمانۂ طالب علمی سے دائمی نزلے میں مبتلا ہوں۔ بلغم ناک اور منہ سے بہت زیادہ نکلتا ہے۔ وزن بھی کم ہو گیا ہے۔ اٹھتے اور چلتے وقت دل دھڑکتا ہے۔ مسوڑھے متورم ہیں اور ان سے خون بہتا ہے۔ قبض بھی رہتا ہے۔ شکایت ہر موسم میں رہتی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۹۴۴)

(۱۶۲) میری عمر ۲۲ سال ہے۔ پیشاب بار بار آتا ہے ۶۔۵ مہینے سے الٹے گھٹنے سے پنڈلی تک درد ہوتا ہے۔ اور ٹانگ بوجھ نہیں سنبھالتی۔ بلکہ لچک کھا جاتی ہے۔ عام صحت اچھی ہے۔ (۹۴۵۶)

(۱۶۳) میرا چودہ سالہ بچہ دن بدن موٹا ہوتا جا رہا ہے۔ سماعت میں بھی فرق آ گیا ہے۔ اطبا توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۳۹۹۵)

(۱۶۴) تقریباً چار مہینے سے ۱۰ سالہ لڑکی کو سلاق دباسی کی شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ اطبائے کرام اپنے مجرب نسخوں سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (خریدار نمبر ۸۰۹۶)

(۱۶۵) میری ۱۸ سالہ اہلیہ کے گلے میں کن پیڑے ہیں۔ بہت علاج کیے لیکن آرام نہیں ہوتا۔ ڈاکٹروں کا مشورہ ہے کہ آپریشن کرا دیا جائے۔ حالانکہ غدود صرف متورم ہیں اور ۶ مہینے سے ایک جگہ قائم ہیں۔ مواد وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ مفید مشورے کا طالب ہوں۔ (خریدار نمبر ۱۰۹۷۰)

(۱۶۶) میرا سوا دو سالہ بچہ ایک سال سے دیدان شکم میں مبتلا ہے۔ ۲ انچ سے ۱۰ انچ تک لمبے سفید زردی مائل اور کبھی سفیدی پر سرخی یا سیاہی لیے ہوئے گول کیچوے دوسرے تیسرے روز پاخانے میں گرتے ہیں۔ سیال سنتونین دیا ہے کہ بچے کو گولی یا سفوف سے نفرت ہے۔ (خریدار نمبر ۹۶۰۰)

(۱۶۷) میری عمر ۲۹ سال ہے۔ ضعف اعضائے رئیسہ، ریح البواسیر اور عصبی تکالیف میں مبتلا ہوں۔ خوف وہراس اور توہمات دل و دماغ پر قابض ہیں۔ اپنا تو ذکر ہی کیا اگر کوئی دوسرا شخص بھی میری طرف سے مشاعرہ میں غزل پڑھ دے تو مجھے اختلاج اور رعشہ براندام شروع ہو جاتا ہے۔ کیا میں دلیر ہو سکتا ہوں؟

ایک خریدار

(۱۶۸) ایک گیارہ سالہ لڑکے کے مردانہ اعضا دو سال کے بچے کی طرح چھوٹے ہیں۔ تغذیہ اگرچہ مناسب ہے لیکن لاغری دور نہیں ہوتی۔ مزاج بھی چڑچڑا ہے جو صاحب اس تشویش کی حالت میں امداد فرمائیں گے تا زیست احسان مند رہوں گا۔ (خریدار نمبر ۸۰۰۳)

(۱۶۹) میرے لڑکے کی عمر ۲۰ سال ہے۔ چار سال ہوئے کہ ہاکی کھیلتے ہوئے آگے کے چار دانت ٹوٹ گئے تھے اب آٹھ دس مہینے سے رات کے وقت کم دکھائی دیتا ہے تشخیص و تجویز کا طالب ہوں۔ (خریدار نمبر ۵۶۰۰)

(۱۷۰) میرا چھ سالہ بچہ دو سال سے نیم دیوانہ ہے۔ صاف بول نہیں سکتا۔ سانس مشکل سے آتا ہے۔ رات کو سانس میں آواز بھی ہوتی ہے۔ دو دفعہ نمونیا بھی ہو چکا ہے۔ سر پر چوٹ بھی لگ چکی ہے اس کی والدہ کو چیچک ہوئی تھی اور اس نے دودھ پیا تھا۔ (خریدار نمبر ۶۱۹۶)

(۱۷۱) حکمائے کرام سے التماس ہے کہ کوئی ایسا نسخہ تحریر فرمائیں جس کے کھانے سے بال سیاہ پیدا ہوں۔ (خریدار نمبر ۱۰۸۱۶)

(۱۷۲) مجھے تین سال سے بواسیر بادی کی شکایت ہے۔ قبض رہتا ہے۔ جلاب لینے سے صفائی ہو جاتی ہے لیکن دوسرے دن شدید قبض ہو جاتا ہے۔ پاخانے کی

جگہ ایک سخت گلٹی پیدا ہوگئی ہے جو پچھلی طرف ہے اور پاخانے کو روکتی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۰۳۸)

(۱۷۳) میرے ۳۰ سالہ دوست کو چار سال سے سُرعت کی شکایت ہے۔ ممسک دوا سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ قبض رہتا ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۴۲)

(۱۷۴) ایک سالہ بچے کو سوکھا ہوا۔ علاج ڈاکٹری کرایا گیا۔ اب اس کے دانتوں میں سخت تکلیف ہے۔ جو دانت بھی نکلتا ہے سیاہ پڑ جاتا ہے۔ اور گر جاتا ہے۔ نسخہ ایسا ہو کہ اجزا آسانی سے مل جائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۸۴۳)

(۱۷۵) عمر ۲۸ سال ہے۔ کھانسی بخار رہتا تھا۔ دھرم پور سینی ٹوریم میں رہا۔ فائدہ ہوگیا۔ اب شکایت یہ ہے کہ گلے سے آواز نہیں نکلتی۔ گلے میں کسی قسم کی خراش نہیں ہے۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور حکیم عبدالواحد صاحب خصوصی توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۶۳۱)

(۱۷۶) بچے کی عمر ۲ مہینے ہے۔ پیدائش کے وقت سے ایک ہی خصیہ ہے۔ دوسرا موجود نہیں ہے۔ پریشانی یہ ہے کہ اس کمی کے کیا اثرات ظاہر ہوں گے؟ (خریدار نمبر ۹۵۸۲)

(۱۷۷) میری عمر ۲۹ سال کی ہے۔ دس سال پہلے اُلٹی آنکھ چوٹ لگنے کی وجہ سے کمزور ہوگئی تھی۔ اب نقشہ کشی کی وجہ سے سیدھی آنکھ میں یہ خرابی پیدا ہوگئی ہے کہ تیز روشنی میں دیکھنے کی وجہ سے ۱/۲ انچ کا دھبہ سامنے آجاتا ہے۔ بظاہر دونوں آنکھیں ٹھیک اور صحیح ہیں۔ (۱۰۵۰۹)

(۱۷۸) میرے ایک عزیز کے خصیے کے قریب ایک گانٹھ پیدا ہوگئی ہے جس میں دبانے سے خصیے کی طرح کی حس محسوس ہوتی ہے۔ چلنے پھرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اب یہ خصیے کے برابر ہے خیال یہ ہے کہ بڑھ نہ جائے۔ (خریدار نمبر ۱۲۲۳)

(۱۷۹) تین سال پہلے تپ دق ہوگئی تھی۔ علاج سے آرام ہوگیا تھا۔ اب چار مہینے سے مرض عود کر آیا ہے۔ سینے میں اُلٹی طرف جلن محسوس ہوتی ہے۔ اور اُلٹا پھیپھڑا پھڑکتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ تیسرے پہر حرارت ہو جاتی ہے۔ کھانسی کا ٹھسکہ ہر وقت رہتا ہے۔ رات کو اس میں شدت ہو جاتی ہے۔ حذاق کرام توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۶۳۵۰)

(۱۸۰) تیس سالہ غیر شادی شدہ مریض عادات بد کا مرتکب رہا۔ ۱۵ سال ہوئے سوزاک ہوگیا تھا جو کبھی ٹھیک ہو جاتا ہے اور کبھی عود کر آتا ہے۔ عضو میں ٹیڑھا پن موجود ہے۔ خواہش جماع مفقود ہے۔ پیشاب کی نالی میں تنگی ہوگئی۔ ڈاکٹر سلائی کا مشورہ دیتے ہیں۔ (۱۰۲۳۷)

(۱۸۱) مریضہ کو دس سال سے سیلان الرحم کی شکایت ہے اور اسی عرصے میں چار بچے بھی ہوئے۔ ایک سال سے رحم میں درد رہنے لگا ہے۔ اختلاج قلب کی شکایت کبھی کبھی ہو جاتی ہے۔ مجرب اور آسانی سے ملنے والا نسخہ تجویز فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۱۹۸)

(۱۸۲) سات سال تک ایک تجربہ کار طبیب کے ساتھ مطب کرنے کے بعد ساڑھے چار سال سے اپنا مطب کر رہا ہوں۔ لیکن چاہتا ہوں کہ گھر بیٹھے سند حاصل کروں۔ حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی کی مدد چاہتا ہوں کہ شامل حال ہو۔ (۱۰۶۱۸)

(۱۸۳) میری رشتے دار پچاس سالہ مریضہ دس سال سے شکم اور جوف معدہ میں کیڑوں کے چلنے کی سی سرسراہٹ محسوس کرتی ہیں جو سخت ناگوار ہے اور اکثر خواب سے بیدار کرتی ہے۔ نو سال ہوئے کہ پائلس کا آپریشن ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے اس کیفیت میں اور زیادتی ہے۔ مسہل اور کرم کش بدذائقہ دواؤں سے اور بلغم معدہ میں اور اشتہا غالب ہونے پر کیڑوں کے چلنے اور سرسراہٹ زیادتی ہوتی ہے۔ سینکنے اور غذا کھا لینے پر کچھ دیر سکون ہو جاتا ہے۔ مزاج سرد بلغمی ہے۔ نزلہ ہمیشہ رہتا ہے۔ سال میں دو چار مرتبہ ضیق النفس کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ بادی اور ترش چیزیں کھانے سے گردن کے غدد اور جانبین کی نسوں میں اور شکم جوف معدہ میں ورم آکر سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں سرسراہٹ زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اطبائے کرام تشخیص و تجویز تحریر فرما کر شکر گزار فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۹۴۸۵)

بقیہ صفحہ ۵۴ یہ ہے:۔ دواؤں میں سے صبح کو قرص خبث الحدید، قرص قلعی ایک ایک عدد، دوا المسک معتدل سادہ ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں، اور سہ پہر کو قرص مرجان ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے میں ملا کر استعمال کریں اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس نو نو ماشے کھا لیا کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

موسمِ سرما اور صحت و شباب

موسم سرما کی اہمیت - یہ بات عام طور پر سب لوگوں کو معلوم ہے کہ جاڑے کا موسم ہندوستان کا بہترین زمانہ ہے۔ اس میں جسم کی مشین بڑی سرگرمی سے اپنے کام انجام دیتی ہے۔ معدے، جگر اور آنتوں میں غذا کو ہضم کرنے اور اس سے بہترین خون بنانے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اس موسم میں جگر اچھے خون کا کافی ذخیرہ تیار کر کے رگوں میں بھیج دیتا ہے جو دوسرے موسموں میں بھی کام آتا ہے۔ گرمیوں میں تحلیل زیادہ ہوتی ہے اور جو چیزیں زندگی برقرار رکھنے کی غرض سے ضروری ہیں وہ بھی تھوڑی بہت تحلیل ہوتی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھنڈے ملکوں میں گرم ملکوں کی نسبت صحت زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ سردی حرارت غریزی اور خون کو محفوظ رکھتی ہے۔ جن پر مدار حیات ہے۔ گرمی میں غذا کی خواہش کم ہو جاتی ہے اور پانی کی طلب بڑھ جاتی ہے، اس لیے ہضم درست نہیں رہتا۔ معدہ اور آنتوں کی اکثر شکایات محض اسی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ برسات گرمی سے بھی خراب ہے۔ برسات میں معدہ اور دوسرے آلات ہضم کی حالت اچھی نہیں رہتی۔ ذرا سی بے احتیاطی سے مہلک بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خنکی اور ٹھنڈی ہواؤں کی تلاش میں اکثر صاحبان دل پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ مصوری اور کشمیر کی گلپوش وادیوں میں ان دلچسپیوں کو ڈھونڈتے ہیں جو سردی کے موسم میں ہر جگہ مل جاتی ہیں۔

شباب اور سرما کا تعلق - جوانی اور سردی میں نہایت گہرا اور شاعرانہ تعلق ہے۔ یہ موسم جذبات پر وہی اثر کرتا ہے جو شباب کی رعنائیاں اور طوفان انگیزیاں خیالات و محسوسات پر کیا کرتی ہیں۔ جس طرح کھانے پینے کی خواہش، ہضم کی طاقت اور خون پیدا کرنے کی صلاحیت اس موسم میں بڑھ جاتی ہے، اسی طرح جذبات میں بھی زندگی کی روح دوڑ جاتی ہے۔ خون پیدا کرنے والی غذائیں اور رگوں، پٹھوں اور دل و دماغ میں قوت و طاقت کی بجلیاں بھر دینے والی دوائیں اس موسم سے گہری مناسبت اور خصوصیت رکھتی ہیں۔ مخصوص طور پر قوتِ باہ کے متعلق دواؤں کے استعمال کا یہی موسم ہے۔ اور شباب حقیقت میں اسی چیز کا نام ہے۔ ورنہ سیاہ بالوں اور سرخ و سفید گالوں پر جوانی کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ جوانی دل کی زندگی کا نام ہے اور دل کی زندگی کا ثبوت صنفی خواہشات و جذبات کے اس پیام بر ہی سے مل سکتا ہے جسے قوتِ باہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو دوائیں باہ میں ہیجان اور جوش پیدا کرتی ہیں، مثلاً مشک، عنبر، زعفران، مایہ ستر اعرابی وغیرہ وہ بالعموم گرم ہوتی ہیں۔ گرمی یا برسات میں ان کے استعمال سے بہتر اور دیرپا نتائج کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جاڑوں میں مقوی غذاؤں کے کھانے اور ہضم کرنے کا عقیدہ اتنا عام ہو چکا ہے کہ گاجر اور انڈے وغیرہ کے حلوے جاڑوں کے ساتھ وہی خصوصیت رکھتے ہیں جو آم، امرود اور دوسرے میووں کی بہار کو اپنے موسم سے ہو سکتی ہے۔

جاڑوں کا بہترین تحفہ، جو صحت، جوانی، حوصلہ مندی اور تندرستی کی تمام خصوصیات کو برقرار رکھنے کا زبردست ضامن ہے آپ کو معلوم ہے کیا ہے؟ اگر یہ سوال ہندوستان کے کسی عقلمند اور تجربہ کار شخص سے کیا جائے تو وہ صرف یہی کہے گا۔

"ماء اللحم"

واقعہ یہ ہے کہ ماء اللحم دنیا کی عجیب ترین ایجاد ہے۔ اس کے موجد نے اپنی عقل و ذہانت کے زبردست کمالات کا اس میں ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا ہے کہ سائنس کی موجودہ ترقیوں کے دور میں بھی داد دیے بغیر نہیں رہا جاتا۔ اس میں جسم انسانی کے تمام نقائص کو دور کرنے کی قابلیت موجود ہے۔ دل، دماغ، جگر، معدہ، بینائی، حافظہ اور باہ کو قوت دینے میں اس کے مقابلے کی کوئی دوا آج تک منظر عام پر نہیں آئی۔ اس میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کو جدید اصول اور سائنس کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو وہ بدن کے جملہ ضروری اجزاء کی حامل نظر آئیں گی۔ اس میں فولاد، چونا، کلورین، میگنیشیم، سوڈیم، پوٹاشیم، آیوڈین اور جسم کو پرورش کرنے اور طاقت و صلاحیت بخشنے والے سارے عناصر موجود ہیں۔

ماء اللحم کے حیرت انگیز فائدے - ان فائدوں میں صرف ایک یہی بات داخل نہیں ہے کہ وہ عام کمزوری کو رفع کر دے اور دل، دماغ اور باہ کو قوت پہنچائے۔ بلکہ اپنے بہترین اجزاء کی بدولت یہ عرق بدن کے زہریلے مواد کو نکالتا، اعصاب اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔ بدن

میں چستی و چالاکی پیدا کرتا ہے۔ خون کو صاف کر کے جلد کو خوبصورت بناتا ہے۔ بدن میں طاقت و توانائی پیدا کر کے مہلک اور چھوت دار امراض سے جسم کو محفوظ رکھتا ہے۔ جن لوگوں میں دق وسل یا کسی اور مرض کو قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے ان میں ان امراض سے مقابلہ کرنے کی قوت پیدا کرتا ہے۔ بدن کا موٹا پن اور کام کی کثرت کے باعث سل و دق کی استعداد رکھنے والے آدمیوں کو خطرے کے قریب لے آتا ہے لیکن ماءاللحم ان کی نگہبانی کے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہے۔ یہ خون کو سرخ اور دماغ کو چست کرتا ہے۔ دل میں خوشی، سرور اور کامیابی کا ولولہ پیدا کرتا ہے۔ قوت ارادی کو بڑھاتا ہے۔ دلیری اور مشکلات سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ یادداشت کو ترقی دیتا اور کام کرنے کی ہمت اور اہلیت بڑھاتا ہے۔ دوران خون و سستی کو دور کرتا ہے۔ جسم کو پھرتیلا بناتا ہے۔ روح میں تازگی اور دل و دماغ میں فرحت پیدا کرتا ہے۔ دماغی کام کرنے میں مدد دیتا ہے۔

ماءاللحم کیا ہے؟ فوائد اور منافع کی اس طویل مگر سچی فہرست کو دیکھ کر خود بخود دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ماءاللحم ہے کیا چیز؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ماءاللحم ایک قسم کا خوشبودار، خوش رنگ اور نہایت دل فریب عرق ہے جو سیب، انگور، انار، ناشپاتی، بہی، امرود، اناناس اور دوسرے تازہ اور خوش ذائقہ میووں، مشک، عنبر، زعفران اور دوسری قیمتی اور نایاب دواؤں نیز جسم کو بہترین طریقے پر پرورش کرنے والی غذاؤں کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک قطرے میں قوت، روح، خون اور رعنائیت، سرور اور نشاط، امنگ اور حوصلے کا طوفان پوشیدہ ہے۔

ماءاللحم اور دوسری مقوی غذائیں۔ ماءاللحم اور دوسری مقوی غذاؤں میں کافی فرق ہے جو ماءاللحم کے امتیاز اور اس کی برتری کی مضبوط دلیل ہے۔ ماءاللحم تمام قوتوں پر فوراً اثر کرتا ہے۔ یہ حلق سے اترتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ معدے میں بہت کم ٹھیرتا ہے اور بہت جلد جگر میں پہنچ کر خون اور روح میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جسم اور روح کی پرورش اور تربیت کرنے والے تمام اجزاء اس میں موجود ہیں۔ اس کی مقدار خوراک بہت کم ہے۔ دوسری مقوی غذائیں ہفتوں اور مہینوں میں جو کام کرتی ہیں وہ ماءاللحم چند گھنٹوں اور چند دنوں میں کر دیتا ہے۔ ماءاللحم اپنی لطافت اور پاکیزگی کے باعث معدہ اور دوسرے اعضائے ہضم پر کوئی بار ڈالے بغیر خون بن جاتا ہے۔ معدے اور آنتوں پر اس سے کوئی خراب اثر نہیں پڑتا۔

شراب اور ماءاللحم۔ ماءاللحم کے دوسرے فائدوں کو دیکھ کر ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ فائدے شراب سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ شبہ بالکل بے حقیقت ہے۔ شراب سے ایک عارضی کیف تو ضرور پیدا ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ آگ کی یہ سیال چنگاریاں دل، دماغ، معدہ، جگر اور پھیپھڑوں کو جلا کر خاک کر دیتی ہیں۔ روح اور خون کو پھونک ڈالتی ہیں۔ ماءاللحم میں نہ صرف یہ نقصانات ہی نہیں بلکہ یہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ماءاللحم اور شراب میں وہی فرق ہے جو شیطان اور فرشتے میں ہو سکتا ہے۔ جو برگشتہ نصیب ہزاروں روپے کے ساتھ ہی اپنی صحت و جوانی کو بھی شراب پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں کاش وہ کچھ دن ماءاللحم پی کر بھی دیکھیں!

جوہر اور ملمع کہتے ہیں کہ ہر چمکدار چیز سونا نہیں ہوتی۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہم نے ماءاللحم کے جو خواص اور فائدے لکھے ہیں وہ بازاری ماءاللحم سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ بازاری ماءاللحم میں مصنوعی رنگ اور مصنوعی خوشبو کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ماءاللحم کی تیاری پر کافی روپیہ صرف ہوتا ہے۔ محنت، ہوشیاری اور تجربے کاری بھی اس کے تیار کرنے کے ضروری عناصر ہیں۔ طبی اصول سے اجزاء کی ہم رسانی اور پورے وزن سے قیمتی دواؤں، تازہ پھلوں کے رس اور بیش قیمت دواؤں کے لطیف و پاکیزہ سیال کی شمولیت پھر دیانت اور ایمانداری سے اتنا ہی عرق حاصل کرنا جتنا طبی اصول سے حاصل کرنا چاہیے کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر ایک بار عرق کھینچ کر دوبارہ اتنے ہی اجزاء پھر شامل کر کے عرق کشید کرنا اور اس میں بھی ان ہی قیود کا پابند رہنا نہایت دشوار اور اخلاقی جرأت کا کام ہے۔ یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے سینے میں

فن اور مخلوق کا درد بھی موجود ہو۔ جن لوگوں کے سینے اس درد سے خالی ہیں وہ صرف اپنے فائدے کو محفوظ رکھنے میں نامور ہیں اور عوام کی فلاح و بہبود سے انہیں سروکار نہیں ہوتا۔ اصول اور صداقت کے ساتھ فن اور مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ کافی ایثار اور ضبط کا طالب ہے۔

ہمدرد دواخانے کا ماءاللحم

ہمدرد دواخانہ محض تجارتی ادارہ نہیں ہے بلکہ طب قدیم کو میدان مسابقت اور سعی میں طب جدید کے دوش بدوش چلانا اس کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت اور ضرورت ہے۔ دیسی دواؤں کو عمدہ شکل و صورت سے پیش کرنا اور ان کی طاقت و اثر کا طبی اصول سے جائزہ لے کر

یہ ہیں مانا ہمدرد دواخانے کا سب سے بڑا اور مشکل فرض ہے۔ اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے وہ قائم ہوا اور اسی فرض کو بجا لانے کے لیے اب تک سرگرم کار ہے۔ ماء اللحم ہی پر موقوف نہیں، ہر دیسی دوا کو پوری ذمہ داری، صحت اور صفائی سے تیار کرنا اس کا اور اس کے نگران و سرپرست کا مقصد حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم میں نہ کوئی ضروری دوا کم کی جاتی ہے اور نہ مقدار بڑھانے کے لیے غیر ضروری چیزوں کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

دو سو سال کا مجرب نسخہ۔ ہمدرد دواخانہ دہلی میں ماء اللحم بہ نسخہ خاص دو آتشہ کو ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو دو سو سال سے زیادہ سے مشہور و معروف اور نامور اطبا کا معمول رہا ہے۔ اطبائے ہند کے گذشتہ شاہی خاندانوں میں یہ ماء اللحم استعمال ہوتا رہا ہے۔ ہمدرد دواخانے کی مجلس تحقیق بڑے بڑے تجربہ کار اطبا پچیس سال سے نہایت غور سے اس ماء اللحم کے متعلق گہرے اور وسیع تجربات کر رہے ہیں۔

ہمدرد کے ماء اللحم کی لازوال شہرت۔ یہ ماء اللحم بتیس سال سے ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچ رہا ہے۔ اکتوبر شروع ہوتے ہی اس کی مانگ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو مارچ کے وسط تک جاری رہتا ہے۔ اس عرصے میں قوت و زندگی اور ضعف و سردی سے بچنے کی ہزاروں بوتلیں دواخانے سے روانہ ہوتی ہیں۔ ہمدرد دواخانہ دہلی کے ماء اللحم دو آتشہ بہ نسخہ خاص نے ایک لازوال شہرت و عزت حاصل کر لی ہے۔ ہر بوتل خریدتے وقت خریدار کے دل میں یہی خیال ہوتا ہے کہ وہ قوت و زندگی اور صحت و تندرستی کا سودا کر چکا ہے۔ اس شہرت و امتیاز کے باوجود ہمدرد دواخانہ دہلی ترقی و اصلاح کی طرف بڑھتا رہا اور ماء اللحم کے متعلق علمی و عملی تجربات ہوتے رہے۔ مختلف پہلوؤں سے غور کیا گیا۔ اب ان تجربات کے بہترین نتائج سامنے آ گئے ہیں اور کافی روپیہ خرچ کرنے کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے ایسے آلات تیار کر لیے ہیں جن کی امداد سے ماء اللحم کو محفوظ طریقے پر تیار کرنے کے ساتھ ہی اس کی طاقت و قوت کو بڑھا دیا گیا ہے اور اسے دیرپا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم کی چند خصوصیات۔ ۱۔ مجلس تحقیق و تجویز کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب کی خاص نگرانی میں نہایت اہتمام، صفائی اور پاکیزگی سے تیار کیا جاتا ہے۔

۲۔ تمام قیمتی دوائیں اور پھلوں کے رس پورے وزن سے شامل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ سبز میووں کا رس حاصل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ کوئی کچا یا داغ دار پھل نہیں ڈالا جاتا۔ بالکل وقت پر تازہ اور عمدہ پکے ہوئے پھلوں سے تازہ اور عمدہ رس حاصل کرکے ڈالا جاتا ہے۔

۴۔ ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم کی ترکیب میں جسم کی تمام قوتوں کی پرورش اور تربیت کا لحاظ رکھ کر قوت بخش اجزا ڈالے جاتے ہیں۔ یہ نہیں کیا جاتا کہ محض باہ کو قوت دینے والی دوائیں ملا دی جائیں اور دل و دماغ، معدہ و جگر وغیرہ کا خیال نہ رکھا جائے اور نتیجہ یہ ہو کہ اس کے استعمال سے رگوں اور پٹھوں میں ایک غیر طبعی جوش پیدا ہو کر قوت باہ میں وقتی ہیجان پیدا ہو جائے اور جب رد عمل ہو تو یہی قوت بھی باقی نہ رہے۔ ہمدرد دواخانے کے ماء اللحم میں ایسے اجزا شامل کیے جاتے ہیں جو دل و دماغ اور جگر و معدہ کو طاقت دے کر بہت عمدہ خون پیدا کرتے ہیں جو قدرتی طور پر اصول کے ماتحت باہ کو قوت دیتے ہیں۔

۵۔ زیادہ گرم اور مضر چیزیں شامل کرکے ماء اللحم کی خوبی و برتری کو فنا نہیں کیا جاتا بلکہ ہمدرد کی تحقیق کے کل پرزوں کے لحاظ سے بہترین اور غذائیت بخش اجزا ڈالے جاتے ہیں جن سے خون اور روح پر نہایت معتدل اور قدرتی اثر پڑنے کے بعد نتیجے کے طور پر قوتیں پیدا ہوتی ہیں۔

۶۔ ظاہری شکل و صورت، رنگ اور خوشبو نہایت دلفریب ہے۔ صرف پیکنگ پر اتنا روپیہ صرف کیا جاتا ہے جتنا بازاری ماء اللحموں کی تیاری پر بھی خرچ نہیں ہوتا۔

۷۔ ہمدرد دواخانے کا ماء اللحم عرصے تک خراب نہیں ہوتا۔

۸۔ نفاست اور پاکیزگی کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے۔

ماء اللحم بہ نسخہ خاص کے مختصر فوائد۔ ماء اللحم کے جو فائدے بیان کیے گئے ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ مختصر طور پر چند بنیادی فوائد یہاں مکرر لکھے جاتے ہیں۔ یہ ماء اللحم نہایت مقوی باہ ہے۔ دل، دماغ، جگر، معدے اور گردوں کو بے حد قوت دیتا ہے۔

اور جسم کی دوسری گلٹیوں کو اپنے قدرتی وظائف ادا کرنے اور مخصوص رطوبات کے تیار کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ حافظہ اور بینائی کو بڑھاتا ہے۔ جوش، ولولہ اور قوتِ ارادی پیدا کرتا ہے۔ ہضم اور اعضائے ہضم کے افعال کو ترقی دیتا ہے۔ غذا کی خواہش کو زیادہ کرتا ہے اور کھائی ہوئی غذاؤں سے بہترین خون بنانے اور اُسے جزوِ بدن کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ ہڈیوں کو مضبوط اور جسم کو چست و توانا بناتا ہے۔ کافی خون پیدا کرکے چہرے کو خوبصورت اور سرخ و سفید کر دیتا ہے۔ خون کو صاف کرکے رنگ نکھارتا ہے۔ دماغی کام کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ ذہانت، جوش اور عزم پیدا کرتا ہے۔ پستی، مایوسی اور غم و اندوہ کو دُور کرتا ہے۔ وظیفہ زوجیت ادا کرنے کی اُمنگ اور آرزو پیدا کرتا ہے۔

ترکیب استعمال۔ تنہا ماءُ اللحم استعمال کرنے کی ترکیب نہایت آسان اور سادہ ہے۔ البتہ ماءُ اللحم کی قوت کو بڑھانے اور اس سے مخصوص اعضا و قوتوں کو تربیت دینے کے طریقے مختلف ہیں جو بعد میں لکھے جائیں گے۔

خوراک۔ پانچ تولے یعنی چھٹانک بھر ماءُ اللحم پینا چاہیے۔ ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے۔

بدرقہ۔ پاؤ بھر میٹھا دُودھ۔ دُودھ گائے کا ہو تو بہتر ہے۔ دُودھ کی مقدار کا گھٹانا اور بڑھانا پینے والے کی طبیعت اور قوتِ ہضم پر موقوف ہے۔

اوقاتِ استعمال۔ اس کے استعمال کا بہترین وقت صبح کا ہے۔ ورنہ ضرورت پر ہر وقت بطور مقوی اور مفرح چیز کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

پرہیز۔ دورانِ استعمال میں کھٹی اور دیرہضم چیزوں سے پرہیز رکھنا چاہیے۔ ہلکی اور زود ہضم غذا کھائیں۔ سبز میووں میں سیب، انار، انگور، ناشپاتی، کیلا اور سردہ وغیرہ کھا سکتے ہیں۔ خشک میووں میں بادام اور اخروٹ، انجیر کھا سکتے ہیں۔

ماءُ اللحم کی مدتِ استعمال۔ ماءُ اللحم ایسی مفید مقوی اور زود اثر دوا ہے کہ حلق سے اُترتے ہی اس کے حیرت انگیز فائدوں کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ پیتے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل کو کسی نے سہارا دے دیا۔ طبیعت پر خاص قسم کی اُمنگ اور فرحت نمایاں ہو جاتی ہے۔ لیکن مستقل اور پائدار منافع حاصل کرنے کی غرض سے چالیس دن تک اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تھوڑے دن ماءُ اللحم پینے سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو چالیس دن کے استعمال سے پیدا آتی ہے۔ پھر بھی ماءُ اللحم کی خواہ ایک ہی خوراک پی جائے وہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ چالیس دن تک ماءُ اللحم کا پینا گویا سال بھر تک

صحت اور تن درستی کا بیمہ کرالینا ہے۔ جن لوگوں کو خدا نے استطاعت دی ہے وہ اگر آخر اکتوبر سے وسط مارچ تک اس کو مناسب بدرقوں کے ساتھ پیتے رہیں تو ان کی عام جسمانی حالت قابلِ رشک ہو جائے گی۔ اور ڈاکٹر وارونوف کے غددی علاج کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ بغیر عملِ تقلیم ہی کے

اعادۂ شباب ہو جائے گا۔ دل و دماغ اور بدن کا ہر عضو جوان ہو جائے گا۔ تمام جسمانی طاقتیں جوش و خروش کے ساتھ اپنا اپنا کام کرنے لگیں گی۔ اور بدن کے رُوئیں رُوئیں سے طاقت و توانائی، صحت و تن درستی اور شباب و جوانی کے چشمے اُبلنے لگیں گے۔

ماءُ اللحم اور مختلف بیماریاں۔ یوں تو ماءُ اللحم خود نہایت صحت بخش، مفرح اور مقوی دوا ہے لیکن مختلف بیماریوں میں اس کو مناسب اور مخصوص دواؤں کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ ماءُ اللحم دواؤں کے اثرات کو بہت جلد مقامِ مرض تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ جو دوائیں کھائی جاتی ہیں ان کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہاں مختصر طور پر مختلف بیماریوں میں ماءُ اللحم کے استعمال کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

ضعفِ دماغ اور ماءُ اللحم

دماغ اور حافظے کی کمزوری اور ضعفِ اعصاب میں، جب کوئی بات یاد نہ رہتی ہو اور کام سے طبیعت جلد اچاٹ ہو جاتی ہو تو خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا ۶ ماشے یا خمیرہ گاؤزبان عنبری عود صلیب والا ۷ ماشے میں کشتہ مرجان ۲ چاول ملاکر کھائیں اور اوپر سے ماءُ اللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے پی جائیں۔ چالیس دن میں حافظہ، بینائی، دماغ اور دل و جگر میں غیر معمولی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

مصنفوں، وکیلوں اور ایڈیٹروں کی ترقی کا راز ان کی دماغی اور ذہنی قابلیتوں اور فکر و خیال کی بلندیوں میں مضمر ہے۔ جب دماغ اور حافظہ کمزور ہو جاتا ہے تو بڑا آدمی بننے کی سب آرزوئیں فنا ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں ضعفِ دماغ کا یہ علاج آزما کر دیکھیے۔

مصنفوں، وکیلوں، ایڈیٹروں، طالب علموں اور ہر دماغی کام کرنے والے آدمی کو حالتِ صحت میں بھی جاڑوں کے زمانے میں کم سے کم چالیس دن اسے پیتے رہنا چاہیے، خصوصاً ایسی حالت میں جب زیادہ لکھنے پڑھنے سے سر چکرانے لگے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجائے تو یہ علاج ضروری سمجھیں۔

دل کی کمزوری اور ماءاللحم۔ دل کی کمزوری، دل کی دھڑکن، گھبراہٹ اور طبیعت پر وحشت طاری رہنے کی صورت میں یا اس وقت جب وہم، وسواس اور شکوک وغیرہ کا غلبہ ہو اور ذرا سی بات پر طبیعت پر ملال، آزردگی یا گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہو تو معجون مفرح ۳ ماشے یا معجون طلا ۳ ماشے کھا کر اوپر سے ماءاللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے شربت روح افزا ۲ تولے ڈال کر پی لینا چاہیے۔

عام کمزوری اور ماءاللحم۔ کسی لمبی یا کمزور کر دینے والی بیماری کے اثر سے یا جسم سے زیادہ خون بہ جانے کی وجہ سے بدن کمزور اور لاغر ہو گیا ہو تو مفرح یاقوتی معتدل ۳ ماشے کھا کر ماءاللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے میں ماءالذہب ۳ قطرے ڈال کر قند مصری سے میٹھا کر کے پی لیں۔ اگر کمزوری بھوتی بخار سے یا میعادی بخار کا نتیجہ ہو تو ماءالذہب کی جگہ مروارید سیال ۵ قطرے ماءاللحم میں ڈالنے چاہئیں۔ جسم سے زیادہ خون خارج ہونے کے باعث کمزوری ہوئی ہو تو ماءاللحم میں عرق عنبر ۴ تولے بھی ملا لینا چاہیے۔ حیض یا بواسیر کے ذریعے سے خون خارج ہوا ہو تو مہرہ سبزی ۵ ماشے کھا کر عرق عنبر ۴ تولے ماءاللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے قند ڈال کر نوش کریں۔

غشی اور ماءاللحم۔ کسی وجہ سے ایک دم بے ہوشی ہو جائے تو حالت بے ہوشی میں عرق عنبر ۴ تولے ماءاللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے میں دوا المسک معتدل جواہر والی ۲ ماشے گھول کر چمچے سے تھوڑا تھوڑا حلق میں ٹپکائیں۔ ہوش آنے پر ایسی ہی ایک خوراک اور پلا دیں۔

خون کی کمی اور ماءاللحم۔ جسم میں خون کی پیدائش کم ہو جائے یا خون پتلا پڑ جائے اور اس کے سرخ ذرات کم ہو جائیں تو کشتہ فولاد بنی ہوئی سونے والا کی ایک ٹکیہ دوا المسک معتدل جواہر والی ۴ ماشے یا جوارش جالینوس ۹ ماشے میں رکھ کر کھائیں۔ اوپر سے ماءاللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے قند ڈال کر پی لیں۔ ایسی صورت میں دونوں وقت کھانے کے بعد شربت اکسیر خاص یا شربت فولاد کا ایک ایک چمچہ بھی چاٹ لیا جائے تو خون کی شکایت بہت جلد رفع ہو جاتی ہے۔

ہائی بلڈ پریشر اور ماءاللحم۔ ادھیڑ عمر کے آدمیوں کو یہ شکایت آج کل بہت عام ہے۔ اس میں دل دھڑکتا ہے، سر گھومتا ہے اور درد سر کی شکایت ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں تریاق فشار (رجسٹرڈ) ۲ ماشے کھا کر ماءاللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے میں سکنجبین ۵ تولے یا آب انار ۴ تولے ملا کر پئیں۔ غذا میں سبز ترکاریاں کھائیں۔ گوشت بالکل ترک کر دیں۔ چوتھے پانچویں دن رات کو سوتے وقت قرص ملین ۴ عدد کھا لیا کریں۔ اس علاج سے بہت جلد فائدہ ہو جاتا ہے۔

نزلہ اور ماءاللحم۔ بار بار نزلہ و زکام ہونا کمزوری دماغ کی علامت ہے۔ جب یہ شکایت ہو تو خمیرہ نزلی جواہر والا ۶ ماشے کھا کر ماءاللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے روزانہ صبح کو پی لیا کریں۔ بہتر یہ ہے کہ صبح کو خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا ۶ ماشے میں قرص مرجان جواہر والا ایک عدد یا کشتہ نقرہ جدید ایک قرص ملا کر کھائیں اوپر سے ماءاللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے پی لیں۔ رات کو سوتے وقت خمیرہ نزلی جواہر والا کھائیں۔

ضعف باہ اور ماءاللحم۔ ضعف باہ میں ماءاللحم اکسیر ثابت ہوا ہے۔ طبی تصرفات سے کام لے کر جب اس کے ساتھ مناسب دوائیں بھی مل جاتی ہیں تو پھر کرشمہ اور اعجاز کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ضعف باہ کے اسباب مختلف ہوا کرتے ہیں اس لیے ماءاللحم کے ساتھ کھانے کی دوائیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ اگر پٹھوں کی کمزوری کے باعث ضعف باہ ہوا ہو اور ہیجان کے وقت پوری سختی نہیں آتی اور نعوظ میں بھی کمی رہتی ہو تو معجون جالینوس لولوی ۶ ماشے میں کشتہ طلا ۲ چاول ملا کر کھائیں اور اوپر سے ماءاللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے مصری ڈال کر پئیں۔ رات کو سوتے وقت معجون روح الارواح ۶ ماشہ کھائیں۔ مقامی طور پر عضو مخصوص پر طلاء مقوی خاص یا روغن دوا یا طلاء شباب آور کا مالش کریں۔ اگر بہت جلد مطلوب ہو تو معجون جالینوس لولوی ۶ ماشے میں حب مجمعی خاص ایک عدد ملا کر کھائیں اور اوپر سے ماءاللحم بہ نسخہ خاص ۵ تولے میں مصری ایک تولہ ڈال کر نوش کریں۔

کثرت جماع سے باہ میں کمزوری ہوئی ہو تو معجون مومیائی ۶ ماشے میں کشتہ نقرہ ۲ چاول ملا کر پہلے کھلائیں اس کے بعد ماءاللحم بہ نسخہ خاص

۵ تولے قند یا مصری ایک تولہ ڈال کر پییں۔ رات کو سوتے وقت حبِ عنبر مومیائی ۲ عدد دودھ کے ساتھ کھائیں۔ مقامی نقصوں کی اصلاح کے لیے طلائے الماس، یا طلائے اعظم یا طلاء مشک والا لگائیں۔

کثرتِ جماع کے نقصانات کی اصلاح کے لیے صرف معجون شباب آور ۳ ماشے کھا کر ماءاللحم بہ نسخۂ خاص ۵ تولے پینا بھی کافی ہے لیکن مقامی خرابیوں کے رفع کرنے اور دماغ کے اعصاب کو قوت دینے کی غرض سے مذکورۂ بالا طلاؤں میں سے کوئی طلا لگانا نہایت ضروری ہے۔

جلق و اغلام کی عادتِ بد ضعفِ باہ کا سبب ہوئی ہو اور اعضائے تناسل پر جلق اور اغلام کے شرمناک نقصوں کا اثر موجود ہو تو حبوب اعظم ۲ ماشے کھا کر ماءاللحم بہ نسخۂ خاص ۵ تولے ایک تولہ مصری ڈال کر پییں۔ عضو پر طلائے شباب آور یا طلائے کیمیا تاثیر لگا کر اوپر سے بنگلہ پان باندھا کریں۔ یا رات کو سوتے وقت طلائے مخلوق کی مالش کر لیا کریں۔

کثرتِ احتلام یا جریان سے ضعفِ باہ کی شکایت لاحق ہو گئی ہو تو صبح کے وقت مثالی ایک قرص کھا کر ماءاللحم بہ نسخۂ خاص ۵ تولے قند سے میٹھا کر کے پییں۔ رات کو سوتے وقت قرص جریان ۲ عدد دودھ کے ساتھ کھائیں۔ سستی دوا مطلوب ہو تو رات کو سفوف عجیب ۳ ماشے کھائیں۔ بسبب احتلام نزلہ جاتے ہوں تو یہ دوائیں بند کر کے صبح کو لبوب کبیر ۶ ماشے میں کشتہ قلعی یا کشتہ سرب ۲ چاول ملا کر کھائیں اور اوپر سے ماءاللحم بہ نسخۂ خاص ۵ تولے شربت انار ایک تولہ ڈال کر پییں۔ رات کو سوتے وقت حبوب اعظم یا حبوب الاسرار ۶ ماشے دودھ کے ساتھ کھا لیا کریں۔ غریب لوگ لبوب کبیر کی جگہ لبوب صغیر استعمال کر سکتے ہیں۔

رقت کی وجہ سے سرعتِ انزال کی شکایت بھی ہو تو صبح کو معجون ثعلب ۶ ماشے میں کشتہ مثلث ۲ چاول ملا کر ماءاللحم بہ نسخۂ خاص ۵ تولے کے ہمراہ کھائیں اور رات کو سوتے وقت معجون مقوی و ممسک ایک ماشہ یا معجون جلالی ۴ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

کثرتِ رنج و غم و خوف و ہراس سے ضعفِ باہ ہو گیا ہو تو صبح کو معجون طلا ۳ ماشے یا معجون نقرہ ۳ ماشے ماءاللحم بہ نسخۂ خاص ۵ تولے عرق گاؤزبان عنبری ۴ تولے مصری ۲ تولے کے ہمراہ کھائیں۔ شام کو چار بجے دواءالمسک معتدل جواہر والی ۳ ماشے چاٹ لیا کریں۔ مقامی طور پر طلائے مقوی خاص (رجسٹرڈ) یا طلائے شباب آور لگائیں۔

غددی علاج کا مقابلہ۔ فرانس کے ڈاکٹر وارونوف کے غددی علاج کے مقابلے میں ہم ایک بہترین طریقۂ علاج پیش کرتے ہیں جو اعادۂ شباب کا موجب ہے اور تمام جسمانی طاقتوں کو جوان کرتا ہے۔ چالیس دن میں آدمی کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ معجون شباب آور ۳ ماشے میں حب مقوی خاص ایک عدد ملا کر ماءاللحم بہ نسخۂ خاص ۵ تولے کے ہمراہ صبح کے وقت کھائیں۔ غذا میں لطیف اور زود ہضم چیزیں کھائیں۔ چالیس روز کے بعد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ڈاکٹر وارونوف کے غددی علاج کے مقابلے میں یہ کم خرچ اور آسان طریقۂ علاج کس قدر کامیاب اور زود اثر ہے۔

ایک خاص بات۔ ماءاللحم کے متعلق یہ خاص بات یاد رکھنی چاہیے کہ قوت حاصل کرنے کی غرض سے تندرست حضرات اسے جاڑوں کے موسم میں استعمال کریں لیکن مرض کی حالت میں مریضوں کے لیے موسم کی کوئی قید نہیں۔ جب اور جس وقت مرض لاحق ہو اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ گرمیوں کے موسم میں سنگترے کا رس یا انار کا رس ڈال کر اسے پلائیں۔

قیامِ شباب۔ اگر آپ بالکل تندرست ہیں اور موسمِ سرما کو ایک بہترین موسم کی حیثیت سے صرف قیامِ شباب اور بقائے صحت و جوانی کے لیے کام میں لانا چاہتے ہیں تو صرف معجون شباب آور ۳ ماشے۔ ماءاللحم بہ نسخۂ خاص دو آتشہ ۵ تولے کے ہمراہ روزانہ کھا لینا کافی ہے۔ دواؤں سے طبیعت بالکل متنفر ہو اور کسی لذیذ نسخے سے مطلب براری مقصود ہو تو حلوائے مغز سرخشک والا ۲ تولے صبح کو کھا کر ماءاللحم بہ نسخۂ خاص ۵ تولے پی لیا کریں۔ جوانی، صحت اور خوبصورتی نہ صرف اپنی اصلی حالت پر ہی قائم رہے گی بلکہ اس میں ترقی ہوگی۔ جوانی نوجوانی میں اور بڑھاپا شباب میں تبدیل ہو جائے گا۔

ماءاللحم میں عورتوں کا حق۔ موسمِ سرما کے عیش و مسرت کو عام طور پر مرد اپنا ہی حق سمجھتے ہیں اور اعادۂ شباب کی کوششوں میں تو عورتوں کو بالکل ہی نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ حالاں کہ حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ **عورتوں کا حسن و شباب** اور ان کی جوانی و رعنائی بھی قائم رکھی جائے۔ جس طرح مرد اپنے شباب سے محبت کرتا ہے اسی طرح عورت کو اپنی جوانی عزیز ہے۔ عورتیں ایک مقوی، مفرح اور شباب آور دوا کے طور پر بے تکلف [illegible] استعمال کر سکتی ہیں۔ بچے البتہ اس کی طاقت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو ماءاللحم ضرور پینا چاہیے۔ [illegible]

بچے کی تن درستی پر بھی اچھا اثر پڑے گا اور عورت کی صحت پر بھی۔ صحت اور تن درستی برقرار رکھنے کی غرض سے عورتیں صبح کو گاجر یا انڈے کے حلوے کا ناشتہ کرکے ماءاللحم بنسخہ خاص دواءالمسک ۵ تولے دودھ میں ڈال کر پی سکتی ہیں۔ مگر مخصوص رحمی بیماریوں میں عورتوں کو بھی مناسب دواؤں کے ساتھ ماءاللحم پینا چاہیے مثلاً

سیلان الرحم میں صبح کو حب مروارید ایک عدد کھا کر ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے پینا چاہیے۔ رات کو سوتے وقت ناشف کی ایک ٹکیہ یا معجون مقوی رحم ۶ ماشے کھانی چاہیے۔

اختناق الرحم میں دورہ روکنے کی غرض سے خمیرہ گاؤزبان جدوار عود صلیب والا ۶ ماشے ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے کے ہمراہ کھائیں۔

کثرت حیض و استحاضہ کے بعد کی کمزوری اور قلت خون میں مفرح سوسنبری ۶ ماشے عرق ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے کے ہمراہ کھائیں۔

ولادت یا اسقاط حمل کے بعد جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس میں مفرح یاقوتی معتدل یا دواءالمسک معتدل جواہر والی ۶ ماشے کھا کر ماءاللحم بنسخہ خاص ۵ تولے نوش کریں۔ ایسی صورت میں آپ جو یا دودھ میں ماءاللحم ڈال کر بطور غذا بھی پی سکتی ہیں

ماءاللحم کی قیمت کا مقابلہ ماءاللحم کی قیمت پانچ روپے فی بوتل مقرر ہے۔ ایک بوتل میں بارہ خوراک دوا ہوتی ہے گویا ایک خوراک دوا کی قیمت تقریباً ۷ آنہ ہوئی۔ ممکن ہے بظاہر یہ قیمت زیادہ معلوم ہو لیکن ماءاللحم کے بیش قیمت اجزا اور اس کے لاثانی فائدوں کو دیکھتے ہوئے یہ قیمت کچھ بھی نہیں۔ پھر جو لوگ یورپ سے آئی ہوئی سستی اور گرم دواؤں کی ایک ایک خوراک پر اس سے چوگنے دام بے تکلف خرچ کر ڈالتے ہیں انہیں اس قیمت کو محسوس بھی نہ کرنا چاہیے۔ ماءاللحم بیش قیمتی دوائیں اور میوے ڈالے جاتے ہیں جس کی ساخت میں ہندوستانیوں اور خصوصاً ان کی عورتوں کے مزاج اور ہندوستانی آب و ہوا کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

ہماری ذمے داری طبیب کو دوا تجویز کرتے وقت اپنی رائے اور تشخیص پر پورا وثوق ہونا چاہیے اور ایک تجربہ کار طبیب کا یہی وصف ہے لیکن عمدہ دوا کا نہ ملنا ایسی مصیبت ہے جس کا معالجین کے پاس کوئی علاج نہیں۔ ہم نے اس مضمون میں جو دوا بھی کسی مرض کے لیے لکھی ہے وہ یقیناً اس کے لیے مفید ہے مگر ہم پر پوری ذمے داری اسی وقت عائد ہوتی ہے جب دوائیں بھی عمدہ اور قابل اطمینان ہوں۔ اور انہیں بتائی ہوئی ترکیب اور پرہیز کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

ہمدرد دواخانہ دہلی سے دوائیں منگانے کی سفارش صرف اس بنا پر کی جا رہی ہے کہ یہاں تمام مرکب دوائیں بہترین انتظام بہترین نگرانی اور بہترین اجزا سے تیار کی جاتی ہیں۔ ذرا سے شبہ پر قیمتی سے قیمتی دوا فوراً پھینک دی جاتی ہے۔ مجلس تشخیص کے صدر عالی جناب حکیم مولوی محمد عبدالحمید صاحب دواؤں کے معاملے میں نہایت محتاط ہوتے ہیں۔ پرانے محنتی، دیانت دار اور ماہر دوا سازوں کی موجودگی میں بھی صاحب موصوف اپنی سخت نگرانی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور مشک عنبر زعفران، موتی، زمرد، یاقوت نیلم، زبرجد اور اسی قسم کی قیمتی دوائیں اپنے سامنے وزن کرکے شامل کراتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ **ہمدرد دواخانہ دہلی** سے دوائیں خریدنے کی سفارش کسی تجارتی مقصد یا تجارتی حرص کی بنا پر یا محض طب قدیم کی عظمت اور اپنے طبیبانہ وقار و اعتماد کی حفاظت اور خود آپ کے فائدے اور روپے کی حفاظت کے لیے۔

ہمدرد دواخانے کی مقبولیت کا راز سب کو معلوم ہے کہ صداقت و دیانت اور خوش معاملگی کے سوا اور کچھ نہیں۔

ناظرین کی سہولت کے لیے ان دواؤں کی فہرست درج کی جاتی ہے جن کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے۔

[illegible]	ایک شیشی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کشتہ طلاء کلاں	۵ رتی	[illegible]	معجون [illegible] لولوی	ایک تولہ	[illegible]
[illegible]	تولہ	[illegible]	طلاء عظم [illegible]	ایک شیشی	[illegible]	کشتہ فولاد	۵ ماشہ	۹؍	معجون [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] موم یائی	ایک درہم	[illegible]	طلاء الماس	ایک گولی	[illegible]	کشتہ فولاد [illegible]	۵ ماشہ	[illegible]	معجون [illegible]	ایک تولہ	[illegible]
[illegible]	[illegible]	۱۲	طلاء [illegible]	ایک شیشی	[illegible]	کشتہ [illegible]	۵ ماشہ	۲؍	معجون [illegible]	ایک تولہ	[illegible]
[illegible] جیجرڈ	بیس گولی کی شیشی	[illegible]	طلاء شباب آور	[illegible]	[illegible]	کشتہ مرجان [illegible]	۵ ماشہ	۳؍	معجون [illegible]	ایک تولہ	[illegible]
[illegible] مفرح	ایک تولہ	۱؍	طلاء کیمیا تاثیر	ایک تولہ	[illegible]	کشتہ مرجان [illegible]	۵ ماشہ	[illegible]	معجون مقوی رحم	ایک شیشی	[illegible]
[illegible] والا	ایک تولہ	۱؍	طلاء مقوی خاص	ایک شیشی	[illegible]	کشتہ [illegible]	۵ ماشہ	۵	معجون مقوی [illegible]	ایک تولہ	[illegible]
[illegible] عنبری جواہر والا	ایک تولہ	۳؍	طلاء مسک والا	ایک تولہ	[illegible]	کشتہ نقرہ	۵ ماشہ	۵	معجون [illegible]	ایک تولہ	[illegible]
[illegible] عنبری جدوار عود صلیب والا	تولہ	۶؍	طلاء مجلوق	ایک شیشی	[illegible]	کشتہ [illegible]	۵ ماشہ	[illegible]	معجون موم یائی	ایک تولہ	[illegible]
[illegible] جواہر والا	ایک تولہ	۴	عرق [illegible]	ایک بوتل	[illegible]	لبوب [illegible]	ایک شیشی	[illegible]	معجون [illegible]	ایک تولہ	۳؍
[illegible] جواہر والا	ایک تولہ	۶؍	عرق عنبر	ایک بوتل	[illegible]	لبوب [illegible]	ایک تولہ	[illegible]	مفرح [illegible]	ایک شیشی	[illegible]
سفوف عجیب	ایک ڈبیہ	[illegible]	عرق [illegible] عنبری	[illegible]	[illegible]	لبوب صغیر ایک تولہ، لبوب کبیر ایک تولہ	[illegible]	[illegible]	مفرح یاقوتی معتدل	ایک تولہ	۱۲؍
[illegible]	ایک شیشی	[illegible]	قرص جریان	ایک شیشی	[illegible]	[illegible]	ایک شیشی	[illegible]	ماء الذہب	[illegible]	[illegible]
[illegible]	ایک بوتل	۱۴؍	قرص ملین	ایک ڈبیہ	[illegible]	مروارید [illegible]	ایک تولہ	[illegible]	ماءاللحم بنسخہ خاص دواءالمسک	ایک بوتل	[illegible]
[illegible] جیجرڈ	ایک بوتل	[illegible]	کشتہ [illegible]	۵ ماشہ	۴؍	معجون [illegible]	ایک تولہ	۶؍	ناشف	ایک شیشی	[illegible]

[illegible] اپریل [illegible] نمبر والا

فہرست مضامین

قیمت [illegible] ممالک غیر [illegible] ہا و غیرہ تین شلنگ فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

[illegible] برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت سے شائع کیا۔

باب صحت — حسن اور تن درستی

از جناب ڈاکٹر سید احمد صاحب صدیقی بریلوی

آپ کسی ایک ایسے چوراہے پر کھڑے ہوں کہ جہاں شہر بھر کے تمام راستوں سے زیادہ آمد و رفت ہو اور پھر نہایت چوکنے ہو کر دعا مانگتے رہیے کہ بار خدایا اس راستے پر کسی ایک ایسے انسان کو بھیج دے کہ جو اپنے مورثِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی طرح حسین اور تن درست ہو یا کسی عورت ہی کے دل میں یہ بات ڈال دیجیے کہ وہ ادھر سے گزر جائے جس میں اپنی سب سے بڑی نانی یعنی حضرت حوا کی نسوانی خصوصیات موجود ہوں۔

شاید آپ کو یہ اُمید ہوگی کہ آپ کو اس چوراہے پر کھڑے ہوئے چند منٹ بھی نہ گزرنے پائیں گے کہ آپ کا تیرِ دعا نشانے پر جا لگے گا اور آپ کے سامنے سے ایک نہیں، بلکہ کئی مردانہ اور زنانہ حسن و تن درستی کے ایسے نمونے گزر جائیں گے کہ جن کی انسانی فطرت بالکل نہیں بدلی ہے اور وہ حسنِ کامل، اور صحتِ کامل کے صحیح ترین نمونے ہیں۔

میں نہایت افسوس کے ساتھ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی یہ دل خوش کُن توقعات پوری نہ ہوں گی اور صبح سے شام تک لاکھوں انسانی ہستیوں کو نظروں سے گزار دینے کے بعد جب آپ تکان سے چُور ہو کر گھر لوٹیں گے تو آپ کے چہرے پر حسرت نصیبی اور مایوسی کے علاوہ کوئی اور رنگ اگر ہوگی تو بس تکان اور اضمحلال کی۔ آپ یہ بھی یقین کیجیے کہ اگر مہینوں تک مسلسل اور متواتر آپ اسی قسم کے چوراہوں پر کھڑے ہو کر یہی جستجو کریں جب بھی یہ آرزو پوری نہ ہوگی کہ آپ کو حسنِ کامل اور صحتِ کامل کے نمونے دیکھنے کو مل جائیں۔ اور آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا ——— شاید افسوس بھی ہو ——— کہ یہ حالت صرف آپ ہی کے ملک کی نہیں ہے جہاں افلاس اور احتیاج کی فرماں روائی ہے بلکہ دنیا کے ہر ملک کے انسانوں کی یہی حالت ہے۔

ان چوراہوں پر کھڑے ہو کر آپ یہ دیکھیں گے کہ آپ کے سامنے سے جو لوگ گزر رہے ہیں اُن میں بہت سے لنگڑے ہیں، بہت سے لولے، بہت سے اندھے ہیں، بہت سے کانے، بہت سے احمق ہیں، بہت سے دیوانے، بہت سوں کا منہ ٹیڑھا ہے، بہت سے سماعت سے محروم ہیں، بہت سے چھینکتے چلے جا رہے ہیں، بہت سے کھانسی سے بے دم ہیں، بہت سے ہانپ رہے ہیں، بہت سے کانپ رہے ہیں، بہت سوں کے سینے میں سانس نہیں سماتا، بہت سے پیٹ پکڑے چل رہے ہیں، بہت سے ہر دس قدم پر اپنی دُبلی اور سوکھی ہوئی ٹانگوں کو تھام رہے ہیں، بہت سوں کے دل بیٹھ رہے ہیں، بہت سوں کے چہرے کی زردی اپنی دُکھ بھری کہانی کہہ رہی ہے، بہت سوں کے بدن پر زخم ہیں، بہت سوں کے بدن پر دانے، بہت سے جلدی امراض میں مبتلا ہیں، بہت سے آبلوں کی تکلیف سے عاجز ہیں، بہت سے قبض میں مبتلا ہیں، بہت سے دست کی آمد سے بے چین ہیں، بہت سوں کو قدم قدم پر یہ خوف ہے کہ کہیں مرگی کا دورہ نہ پڑ جائے، بہت سے زور سے دل کو دبائے ہوئے ہیں کہ کہیں مختلج ہو کر ساقط نہ ہو جائے۔ غرض کہ جسے دیکھیے وہ روگی ہے، سے بات کیجیے وہ دُکھیارا، اور یہ حالت تو اُن لوگوں کی ہے جنھیں مرض نے اتنی اجازت دے دی ہے یا جنھیں ضرورت نے مجبور کر دیا ہے کہ وہ گھر سے باہر نکل جائیں، ورنہ اگر آپ خانہ تلاشی لینے پر آمادہ ہو جائیں تو ہر گھر میں آپ کو ایک ایک، دو دو، تین تین، اور شاید اس سے بھی زیادہ ایسے بھی نظر آ جائیں گے جنھیں بخار نے، چیچک نے، موتی جھرا نے، نمونیا نے، طاعون نے، ہیضے نے، دق و سل نے اور خدا جانے کس کس بیماری نے اس قابل بھی نہیں رکھا ہے کہ وہ بستر سے اُٹھ سکیں۔

آپ بہت ہی بجا طور پر یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ان ہزاروں لاکھوں بدصورت اور مریض انسانوں کے پہلو بہ پہلو ہم ایسے لوگوں کو بھی تو دیکھتے ہیں کہ جن پر صحت اور حسن قربان ہوتے معلوم ہوتے ہیں، جن کے رخساروں سے حسن ٹپکتا ہے [illegible] مندی رستم و سہراب کی یاد تازہ کر دیتی ہے۔ آپ کا یہ اعتراض بالکل بجا ہے میں نے خود بہت [illegible] دیکھتا ہی رہ گیا، لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ بس ایک سیمیا کی سی نمود تھی کہ جو مریضانہ [illegible]

[illegible] اُنھیں [illegible] بے حسین کہیے کیونکہ ان سے بہتر سارے نگاہوں سے نہیں دیکھے ہیں، لیکن اگر [illegible] تو آپ [illegible] کہ آپ کے ان مکمل کے نمونوں میں سے ایک بھی حسین کہلانے کا مستحق نہ [illegible] جن کا تعلق رحم اور ماہواری ایام سے ہے۔ ان میں پچاس [illegible] تک دق کے بخار کا مریض منت ہو اور ان میں سے کم سے کم دس [illegible] ہو چکی ہے۔ آپ اس برف جیسی سفید جلد، لعل و یاقوت کو شرما دینے والے ہونٹوں [illegible] کا سفیدہ اور سرخ رنگ نہایت آسانی سے پیدا کر دیا کرتا ہے۔ بہ کثرت دیکھنے [illegible] کہ آپ ان کی طرف سے منہ پھیر لینے پر مجبور ہوں گے اور بہت سی دل فریب شکلیں تن درستی اور [illegible] کہ جو ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ جائیں۔ حقیقی تن درستی اور حقیقی حسن آج دنیا میں ناپید ہے۔

[illegible] تن درستی [illegible] حالات سب سے بھی زیادہ خراب ہیں، حسین ترین اور بہ ظاہر بہت ہی تن درست نوجوانوں کی ایک منتخب جماعت کو لے لیجیے اور آپ دیکھیں گے کہ آپ نے انتخاب میں سخت غلطی کی ہے۔ آپ کو اس تمام جماعت میں ایک فی صد بھی نوجوان ایسا نہیں ملے گا جو [illegible] اور فخر کے ساتھ سینہ ٹھونک کر یہ کہہ سکے کہ وہ پورے طور پر مرد یا پورے طور پر تن درست ہے۔ آپ انھیں بند کمرے میں [illegible] کا امتحان کریں گے تو یہ دیکھ کر آپ کے دل کو سخت صدمہ ہوگا کہ ان میں سے بہت بڑی تعداد ایسی ہے کہ جن کے آلات تولید سے یا تو وہ رطوبت مخصوص جاری ہے کہ جس پر نسل کا انحصار ہے۔ یا اگر وہ نہیں ہے تو پیپ اور خون رواں ہے۔ آپ ان کے سینوں کی پیمائش کریں گے تو معلوم ہوگا کہ وہ [illegible] ساتھ کوئی تناسب ہی نہیں رکھتے۔ سینے کے پھولنے کی گنجائش کا اندازہ لگانے پر آپ کو معلوم ہوگا کہ جن سینوں کو خوب گہرا سانس [illegible] چھ انچ پھول جانا چاہیے تھا وہ مشکل سے ڈیڑھ یا دو انچ پھولتے ہیں اور اتنا پھیلاؤ بھی ان نوجوانوں کے سینے میں آپ کو ملے گا جنھیں آپ نے تن درستی [illegible] منتخب کیا ہے ورنہ عام طور پر تو ہمارے نوجوانوں کے سینوں میں ایک انچ سے بھی زیادہ پھولنے کی استعداد نہیں ہوتی۔ اب اگر آپ نے غور سے [illegible] اور سینہ جن آلے سے ان کے دل اور ان کے پھیپھڑوں کا امتحان کر لیا تو یہ حقیقت آپ پر منکشف ہو جائے گی کہ طبقہ [illegible] کی طرح یہاں بھی مختلف خرابیاں موجود ہیں۔ اور آپ کے چنے ہوئے تن درست نوجوانوں میں پچاس فی صد سے بھی زیادہ ایسی میز کرسیوں کے مشابہ ہیں جن پر بہت [illegible] صورت اور چمک دار پالش کیا ہوا ہو لیکن جن کے پایوں کو اندر ہی اندر دیمک نے چاٹ کر کھوکھلا کر دیا ہو۔

یہ حالت تو ان نوجوانوں میں آپ دیکھیں گے کہ جنھیں آپ نے تن درست اور حسین سمجھ کر چھانٹا ہے، ورنہ یوں اگر آپ دیکھیں تو آپ کو چاروں [illegible] چہرے نظر آئیں گے کہ جن پر جوانی اور شباب کا غازہ چڑھ کر بھی بدنما ہو گیا ہے۔ پچکے ہوئے گال، باریک اور جلد ٹوٹ جانے والے بال، [illegible] ہوئی، آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے پڑے ہوئے، افسردگی اور ناطاقتی کی زندہ تصویریں، چال میں اس قسم کی لڑکھڑاہٹ کہ گویا جسم کا [illegible] ٹانگوں سے نہیں سنبھلتا۔ قدم رکھتے کہیں ہیں پڑتا کہیں ہے، تلیاں بڑھی ہوئی، جگر سکڑے ہوئے بدن میں خون نہ ہونے کی وجہ کر دل ہر وقت [illegible] آمادہ رہتا ہے، اور دقتِ تنفس کی وجہ سے جانِ حزیں ہر وقت جسم کا ساتھ چھوڑنے کے لیے تیار رہتی ہے۔

[illegible] سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور اب پھر وہی بات دہرانا چاہتا ہوں کہ یہ حالت صرف ہمارے ملک کی نہیں ہے کہ جہاں [illegible] اصول حفظ صحت سے ناآشنا، اور ضروریاتِ زندگی بھی اپنے لیے بہم پہنچانے سے عاجز ہیں، بلکہ یہی ان ملکوں کی بھی حالت ہے ہر قسم کے [illegible] اور دولت کمانے کے ڈھنگوں میں شہرۂ آفاق ہیں، عالی شان محلوں میں رہنے کے عادی ہیں، اور قدرت کی پیدا کی ہوئی [illegible] ان کی کمتر بن خادم بنی ہوتی ہیں۔ لیکن میرے اس عرض کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہماری اور صاحب علم و دولت قوموں [illegible] ان کی حالتوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ ہمارے ملک کے اندھے، بہرے، گونگے اور لنگڑے [illegible] کی حیثیت بن کر رہ جاتے ہیں۔ وہ دوسروں کی خدمت تو کیا کرتے خود اپنے منہ پر سے مکھی اڑانے [illegible] اور بالکل صحیح معنوں میں کہا جا سکتا ہے کہ ان کی زندگی ان کی موت سے بدتر ہوتی ہے۔ [illegible] لوگ اس درجے تیج میرز اور ناکارہ نہیں ہوتے۔ سائنس ان کی مدد کو اٹھتی ہے اور اندھوں کو

انھیں [illegible] کو [illegible]

کے ساتھ [illegible] سوسائٹی [illegible]

کی وجہ سے ان کی زندگیاں [illegible]

آپ کو [illegible] بھی

معلوم ہے کہ کچھ [illegible]

آپ کو اس سوال پر غور کرنے کا [illegible] آپ [illegible]

ہوں ۔ اگر ایسا ہے تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اطمینان بالکل غلط اور [illegible]

نہیں ہوتی ۔ ہر بظاہر تن درست اور حسین نظر آنے والا شخص نہ تو تن درست ہے اور نہ حسین [illegible] مرد

یا عورت کے متعلق ہم رائے قائم کرتے ہیں کہ وہ دنیا کا حسین اور تن درست ترین [illegible] ہے

اسے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے تنہائی کے گھنٹوں میں کہ جب اسے کوئی دیکھتا نہ ہو کسی نہ کسی ڈاکٹر یا حکیم کے مطب میں [illegible]

یا ہاضمے کے چورن کی دو چار ٹکیاں ہی لے آتا ہے تاکہ اس کے پیٹ کی مشین بہتر طریقے پر کام کر سکے اور سوءِ ہضم کی وجہ سے [illegible]

سی اعضا شکنی پیدا ہو گئی ہے اسے رفع کر سکے ۔ حسین سے حسین عورت کو بھی جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی مشاطہ کو اس کی [illegible]

اور ہزاروں پونڈ دیا کرتی ہے تو اس کے حسن کی حقیقت یا شاید بے حقیقتی ، ہم پر کھل جاتی ہے اور ہماری سمجھ میں آ جاتا ہے کہ دنیا [illegible] ہمارے

منتخب کیے ہوئے افرادِ حسن اور حقیقی تن درستی سے کوسوں دور ہیں۔

اگر آپ معلوم کرنا پسند کریں ، تو میں آپ سے ان اسباب کا ذکر کروں کہ جن کی وجہ سے ابنائے آدم اور بناتِ [illegible] اور درخشاں

تن درستی سے محروم ہو گئے ہیں کہ جو انھیں اپنے مورثِ اعلیٰ سے ورثے میں ملی تھی ۔ ہمارے پیدا کرنے والے نے [illegible] جسم

کی مشین کچھ اس طرز کی بنائی تھی کہ اس کی مرمت اور درستی کا انتظام خود اسی کے اندر رکھ دیا تھا اور یہ قاعدہ مقرر کر دیا تھا کہ انسان [illegible]

تقریباً تمام دن دوڑتا بھاگتا ، چلتا پھرتا اور اپنے رزق کی تلاش میں انتہائی محنت کے ساتھ کام کرتا رہے ۔ اس محنت [illegible] اس

کے تمام اعضا میں کہ جو دن بھر کام کرتے رہے ہیں ، تھوڑی سی فرسودگی پیدا ہو یعنی وہ کس قدر گھس جائیں اور کام سے جواب [illegible] اس

معذوری کا اظہار معدے کے ذریعے سے کرے اور معدے میں ایک ایسی زبردست خواہش پیدا ہو کہ ہمیں جو کچھ بھی مل جائے [illegible]

اور اس کے بعد ہمارے سکون اور استراحت کا وقت آئے جسے بالفاظِ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہم اپنی مشین کو مرمت کے [illegible]

رات کا خوش گوار سناٹا ہمارے دماغ اور ہمارے حواس پر ایک قسم کی بے ہوشی سی طاری کر دے کہ جسے ہم نیند [illegible]

نیند کی حالت میں وہ غذا جو ہم نے کھائی تھی اور جسے معدے اور دوسرے اعضا نے کوٹ ، پیس اور چھان کر تیار کر دیا ہے [illegible]

ہو کر ہماری رگ رگ اور پٹھے پٹھے میں پہنچ کر جس قدر کمی اس میں آ گئی ہے اسے پورا کر کے اس کو بالکل ایسا بنا دے کہ گویا [illegible] دوسرے

دن صبح ہی صبح تازہ ہوا کے خوش گوار جھونکے آئیں اور ہمیں جگائیں اور بالکل [illegible] جسم

ایک عارضی تازگی اور دل میں ایک ناپائیدار سرور پیدا کرتے ہیں ، یہ جھونکے بھی ایک حقیقی سرور [illegible]

نیند سے چونکیں اور ان خوش نما پرندوں کی آوازیں سننے میں مصروف ہو جائیں [illegible]

اظہار کرتا ہے کہ کل شام کی تکان کا جسم میں کوئی ذرا سا بھی اثر باقی نہ ہو [illegible]

مشین بنانے والے کی مرضی کے مطابق اگر مشین کا استعمال [illegible]

کام انجام دیا کرتے اور انسانی دنیا ناگہانی حادثات کے علاوہ [illegible]

ہوتا کہ جس سے حسن کی لپٹیں نکلا کرتیں اور یہ حسین اور تن درست انسان [illegible]

خوش بو سے مہک اٹھتے ۔ ان کے پسینوں سے عطر و عنبر کی خوش بو آتی کہ جس طرح [illegible]

[illegible] کے دماغ [illegible] ٹیلی فون اور ٹیلی ویژن کا ایک ایسا زبردست آلہ ہوتے کہ جو [illegible] ہم گفتگو کر لیتے اور ایک دوسرے کو دیکھ لینے پر بھی قادر ہوتے۔ برقی [illegible] دنیا کی تمام قوتوں پر حکمرانی کیا کرتا۔ چوری، جھوٹ، عیاشی اور قتل و غارت [illegible] جب انسانوں کے دماغ صحیح اور روشن ہوتے تو اس قسم کے جنونوں کا بھی کبھی [illegible] جہالت کہہ کر جہاں سے اس کو نکال دیا گیا تھا۔

[illegible] کا احترام کھو بیٹھے، اور بالکل زبردستی اپنے قیاسات، اپنے مشاہدات، اپنے تجربات اور [illegible] دنیا میں بسر کرنے کے لیے بنا لیے، اور بزعم خود یہ سمجھ بیٹھے کہ ہمارے ایجاد کردہ طریقے قدرتی [illegible] زیادہ مناسب ہیں۔ سورج کے پکائے ہوئے پھلوں اور ترکاریوں کو جنھیں اس کی مافوق الفطرت شعاعیں مفید [illegible] حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا، اور اپنے ایجاد کیے ہوئے چند مسالے جو خود بھی قدرت کے پیدا کیے ہوئے [illegible] اپنے [illegible] گوشت سب کچھ آگ پر پکانا شروع کر دیا جو اکثر و بیشتر حیاتین کو جلا کر ضائع کر دیتی ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ [illegible] کس قدر لذت بخش بنا دیتی ہے۔ بھوک لگنے کے قدرتی طریقوں یعنی دوڑ دھوپ اور ورزش کو اپنے لیے ایک فضول [illegible] خیال کر کے چھوڑ دیا اور بھوک لگانے اور زبردستی کھانا ہضم کرنے کے لیے چورن ایجاد کر کے مطمئن ہو گئے۔ [illegible] دماغ میں فرحت پیدا کرنے کے لیے قدرت نے ہمیں تازہ ہوا، کھلی ہوئی دھوپ اور رات بھر کی نیند عطا کی تھی۔ ہم نے اس عطیۂ قدرت کی قدر نہ کی اور اچھے خاصے شاداب اور صحت بخش پھلوں کو جن میں انگور اور سیب اور دوسرے اور پھل داخل تھے ان کا عرق نکال کر سڑانا اور [illegible] شراب بنانا شروع کر دیا، اور اب جب کہ اس کو پی پی کر اپنے عقل و حواس کھو بیٹھے، اور ننگے ہو ہو کر ناچنے لگے تو اس جسم اور روح کو جلا دینے والی [illegible] کا نام "آب حیات" رکھ دیا اور اسے "مفرح اعظم" کا لقب بخشا۔

[illegible] آرام کے لیے بنائی تھی اور یہی وہ وقت ہوتا تھا کہ جب دن بھر کے تھکے ہوئے اور فرسودہ اعضائے جسم کی مرمت ہوا کرتی تھی۔ ہم نے اس [illegible] کو زمانۂ جہالت کی یادگار سمجھ کر رسم نو مرتب کی اور وہ یہ کہ مختلف کھیل تماشوں، رقص و سرود کی محفلوں، تھیٹروں اور سینماؤں میں شریک ہو کر [illegible] اور تین تین بجے رات تک ان خرافات میں مبتلا رہ کر جب چار بجے کے قریب سوئے تو شدید درد سر لیے ہوئے [illegible] اور پھر اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے تھوڑا سا وہی زہر ہلاہل پی لیا کہ جسے ہماری خوش فہمی نے آب حیات سمجھ رکھا تھا۔

[illegible] روشنی سے بجھے ہوئے، اور تیز دھوپ کی گرمی سے مطہر کیے ہوئے چشموں کے پانی کے بجائے ہم نے کنوؤں اور نلوں کا [illegible] کر دیا کہ جو پانی مہیا کرنے کے لیے ہماری اپنی صنعت تھی، اور اسے صاف کرنے کے لیے اس میں ایسے اجزا ملانے شروع کر دیے [illegible]۔

[illegible] کے شوق میں بائیسکلیں اور موٹریں ایجاد کیں، لیکن کبھی ایک لمحے کے لیے بھی ہمیں یہ خیال نہ آیا کہ ہم اس طرح اپنے ساتھ [illegible] سواریوں نے ہمارے پاؤں بالکل بے کار کر دیے اور ہم اپنے جسم کی ایک ایسی ورزش سے محروم ہو گئے کہ جس پر [illegible] کا انحصار تھا۔ شاید ہمیں اس بات پر ناز تھا کہ جب پیٹ کا درد مجبور کرے گا تو موٹر میں بیٹھ کر دس منٹ میں ڈاکٹر [illegible] جائیں گے۔ ہماری عقل نے بیمار نہ ہونے کے ذرائع پر ان وسیلوں کو ترجیح دی جن سے ہمیں جلد سے جلد طبی امداد مل سکے۔ ہم نے [illegible] کہ ہم کبھی بیمار ہی نہیں ہوتے اور اس بات پر مغرور ہو گئے کہ بیمار ہو جانے پر ہمارا ٹیلی فون اور ہماری موٹر چند منٹ میں [illegible]۔

[illegible] عطا کی تھی، اور اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ہم قدرت کے منشا کے مطابق ایک مناسب حد تک [illegible] اور افزائش نسل کا بھی ذریعہ نہیں بلکہ اس خواہش میں بھی ایک مسرت اور ایک لذت [illegible] خواہش کو بھی اپنی بربادی کا ذریعہ بنا لیا۔ کہیں ہمارے ہاتھ صنف نازک کی خدمات انجام دینے لگے

(بقیہ صفحہ ... پر)

بینائی کی حفاظت

[illegible]

[illegible] حفاظت کی جائے [illegible] نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے آنکھوں کی جس قدر حفاظت کی جائے کم ہے۔ اور آنکھوں کو [illegible] جائے بجا و درست ہے۔

انیسویں صدی تک عینک لگانے والوں کی تعداد بہت کم تھی۔ زیادہ تر بوڑھے لکھنے پڑھنے کے وقت عینک [illegible] پہنے پڑھنے کے وقت اس کی ضرورت ہوتی تھی۔ مگر بیسویں صدی میں دیکھا جا رہا ہے کہ عینک لگانے والوں کی تعداد [illegible] اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس میں کچھ تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو محض فیشن کی خاطر عینک لگاتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر تعداد ان ہی کی ہے جن کی بصارت میں واقعی فرق آ گیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس صدی میں بصارت کی کمزوری کے کیا اسباب پیدا ہو گئے ہیں اور ان کا سدِ باب کس طرح کیا جا سکتا ہے۔

انیسویں صدی میں جن کتابوں کا مطالعہ کیا جاتا تھا وہ زیادہ تر پتھر کی چھپائی کی ہوتی تھیں۔ اور ان کے حروف موٹے ہوتے تھے اور تقریباً ہر کتاب کا خط ایک ہی جیسا ہوتا تھا۔ مگر آج کل ٹائپ کی چھپی ہوئی کتابیں مطالعے میں رہتی ہیں۔ جن کے ٹائپ بھی مختلف ہوتے ہیں بعض اوقات [illegible] ہیں کہ مطالعہ کرتے کرتے آنکھوں میں درد ہو جاتا ہے اور تکلیف محسوس ہونے لگتی ہے۔ ان چھوٹے اور بڑے حرفوں کا اتار چڑھاؤ بھی بصارت کی کمزوری کا باعث ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی باریک اور چھوٹی چیز کو دیکھنے سے آنکھ کی پتلی پھیلتی ہے اور جب کسی بڑی اور موٹی چیز کو دیکھیں تو پتلی سکڑ جاتی ہے۔ اس پھیلنے اور سکڑنے کی وجہ سے آنکھ پر زور پڑتا ہے اور اگر یہ زور مستقل پڑتا رہے، جیسا کہ کتابوں کے مطالعے میں پڑتا ہے تو بینائی میں کمی آ جاتی ہے۔

اٹھارویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے شروع تک عام طور سے تیل کے چراغ جلائے جاتے تھے۔ مگر انیسویں صدی کے آخر میں بجلی کی روشنی نے زور پکڑا اور بازاروں میں چپے چپے پر بجلی کے لیمپ لگا دیے گئے اور مکانات تک میں بلب جگمگانے لگے۔ بازاروں کی تیز روشنی کے بعد گھر کی کمزور، یا گھر کے مختلف کمروں میں مختلف طاقت کی روشنی سے سابقہ پڑتا ہے یا بازار یا کسی اور جگہ کی تیز یا کمزور روشنی میں سے [illegible] گھر کی تیز روشنی میں آتے ہیں تو اس تیز اور کمزور روشنی کا آنکھ کی پتلی پر وہی اثر ہوتا ہے جو چھوٹی اور بڑی چیزوں کے دیکھنے سے ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ ہر روشنی سے مختلف قسم کی اور مختلف رنگ کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ اور ان شعاعوں میں سے بعض مفید اور بعض نقصان دہ ہوتی ہیں اور ہر چیز کے ایٹم تک پہنچ کر اثر کرتی ہیں۔ اس طرح جب وہ آنکھ پر اثر کرتی ہیں تو قوی ہونے کی وجہ سے آنکھ کے ایٹم [illegible] اور بینائی کو کمزور کر دیتی ہیں۔ فوق البنفشی شعاعوں (الٹرا وائلٹ ریز) سے کام لیتے وقت آنکھوں پر گہرے رنگ کی عینک چڑھا لیتے ہیں کیونکہ وہ باوجود مفید ہونے کے اس قدر طاقت ور ہوتی ہیں کہ فوراً ہی آنکھ کے ایٹم اور لینس کو ختم کر کے اندھا بھی کر سکتی ہیں۔

سینما کے دیکھنے والوں کی بصارت پر بھی کافی اثر پڑتا ہے۔ کیوں کہ سینما کے شروع ہونے ہی کے ساتھ اندھیرا ہو جاتا ہے اور [illegible] کبھی کبھی روشنی اور اندھیرا ہوتا رہتا ہے۔ ختم ہونے پر ایک دفعہ ہی تیز روشنی سے سابقہ پڑتا ہے۔ [illegible] نقصان پہنچتا ہے۔

سوال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سورج کی روشنی کا بصارت پر کیا اثر ہوتا ہے۔ بے شک سورج کی روشنی [illegible] نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ مگر قدرت نے اس کی تلافی اس طرح کی ہے کہ سورج درجہ بدرجہ تیزی پکڑتا ہے۔ [illegible] اور دوپہر کو تیز اور سہ پہر شام کو ہلکی ہو جاتی ہیں۔ (اس چڑھاؤ) [illegible] کم نقصان ہو سکتا ہے۔ [illegible] قدرت سورج کو دوپہر کے مانند تیزی اور چمک سے نمودار کرتی تو یقیناً انسان اور حیوانات [illegible] اندھی ہوتی۔

[illegible] لال رنگ [illegible] نقصان دہ ہے۔ کیوں کہ رنگ کی کشش کی وجہ سے آنکھوں [illegible]
[illegible] اگر طویل مطالعے کے بعد ہلکے رنگ کو دیکھیں تو [illegible] محنت کی وجہ سے آنکھوں کی شریانوں
[illegible] سبز رنگ کو دیکھیں تو ایک طرح کا ردعمل
[illegible] کرنے کی طاقت قدرت نے پیدا کی ہے
[illegible] بائیں کو سرمئی نظریں معمولی سی ہیں لیکن
[illegible] کس طرح اثر انداز ہوتا ہے۔

[illegible] آسان طریقہ ہے کہ طالب علمی کے زمانے میں پہلے ایسی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے جن کے حروف
[illegible] ایک معروف کی کتابیں پڑھی جائیں۔ اخبارات اور خصوصاً انگریزی اخبار بہت باریک ٹائپ کے
[illegible] کا مطالعہ دن میں بہتر ہے۔ اگر دن میں فرصت نہ ہو تو رات کے وقت نہ بہت تیز اور نہ بہت دھیمی روشنی میں مطالعہ کریں
بلکہ [illegible] روشنی میں مطالعہ کریں۔ اور سامنے روشنی نہ رکھیں بلکہ پیچھے سے روشنی کتاب پر پڑے یا بائیں طرف سے۔

تیز دھوپ میں گہرے آسمانی رنگ کی عینک ہندوستان کی گرمیوں کے موسم میں از حد ضروری ہے۔ گرمیوں میں ایسی جگہوں میں جانا، جہاں سبز گھاس ہو اور درخت ہوں نہ صرف بینائی کے لیے مفید ہے، بلکہ عام جسمانی صحت کے لیے بھی ضروری ہے۔ مسلسل اور باقاعدہ رات کو روزانہ سوتے وقت سرمہ لگانا بہت ہی مقوی بصر ہے۔ سرمہ لگانے سے برقی روشنی، دھوپ اور مطالعے کے خراب اثرات کا ازالہ ہو جاتا ہے اور بینائی قائم رہتی ہے۔

انیسویں صدی تک عام طور سے سرمہ اور کاجل لگایا جاتا تھا، مگر جب مغربی تہذیب کا دور دورہ شروع ہوا، لوگوں نے کریم اور پوڈر ذکر فائدہ مند چیز سرمے اور کاجل کو ایک فضول اور بدزیبی پیدا کرنے والی چیز خیال کر کے چھوڑ دیا حالانکہ یہ ایک غلطی ہے۔ سرمے بہت سے قسم کے بازار میں فروخت ہوتے ہیں۔ مگر کسی حکیم حاذق یا کسی معتبر دواخانے کا سرمہ استعمال کرنا بہتر ہے۔ ہمدرد دواخانے کا "سرمہ نرگسی" میں نے تو استعمال نہیں کیا۔ مگر "ہمدرد" کی دواؤں پر مجھے کامل بھروسہ ہے۔ لہٰذا ضرورت مند "ہمدرد" کا "نرگسی سرمہ" استعمال کر سکتے ہیں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۵ سے ہے۔)

کہیں [illegible] صنفِ لطیف قرار دے لیا گیا، اور کہیں اسی ایک خواہش کے پورا کرنے کو مقصدِ حیات سمجھ کر ایک مرد کے پہلے ایک عورت کے زرین [illegible] رکھ دیا گیا اور ایک مرد کے لیے سو سو عورتیں بھی ناکافی سمجھی گئیں۔ نتیجہ جو کچھ ہونا تھا وہی ہوا اور آج جو ہمیں ہر چہار طرف برباد شدہ جوانی کی چلتی پھرتی تصویریں اور مُردوں سے بھی زیادہ مُردنی چھائے ہوئے چہرے لاغر اور ضعیف ٹانگوں پر اپنے جسم کے وزن کو گھسیٹتے ہوئے نظر آرہے ہیں یہ اسی خود کردہ [illegible] کے مریض ہیں۔

[illegible] کے پیشِ نظر یہ دیکھنا کس قدر حیرت انگیز ہے کہ جسے دیکھو وہ حسن اور تن درستی کا دلدادہ ہے، جسے دیکھو وہ جوان بننے کا آرزومند ہے۔

حسن اور تن درستی دو جداگانہ چیزوں کے نام نہیں ہیں، اور اگر درحقیقت ہمیں حسین اور تن درست بننے کی آرزو ہے تو پوڈر و روژ اور لپ اسٹک [illegible] پوری نہیں کر سکتے۔ ہمیں اپنے تمام غیر فطری طریقے خواہ وہ کھانے پینے کے متعلق ہوں یا لباس کے متعلق ہوں، یا مکانات [illegible] کے متعلق ہوں، یا ہماری صنفی خواہشوں سے تعلق رکھتے ہوں یک لخت ترک کر دینے پڑیں گے اور اس کو [illegible] کی عادت ڈالیں تو البتہ یہ ممکن ہو سکے گا کہ ہم میں حسن اور تن درستی کے لحاظ سے وہ خصوصیات [illegible] عطا ہوئی تھیں۔

مجلہ صحت دہلی

الامراض والعلاج — قلۃ الدم

از جناب حکیم مولوی عبد الصمد صاحب رکن مجلس تحقیقی و تحریر ہمدرد دواخانہ دہلی

قلۃ الدم (Anaemia) کے متعلق کچھ کہنے سے پہلے ہم خون کی بابت چند ضروری معلومات بیان کرتے ہیں تاکہ حالاتِ مرض سمجھنے میں سہولت ہو۔

خون ہمارے جسم کی مشہور سیّال رطوبت ہے، جو کھائی پی ہوئی غذا کے جسم میں پکنے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ درحقیقت ہمارے جسم کی پرورش کا دار و مدار خون ہی پر ہے۔ اس کا رنگ سُرخ اور مزہ تھوڑا سا نمکین ہوتا ہے۔ اس کی بو جیسی ہوتی ہے جس کے جسم سے وہ نکلتا ہے۔ تن درست انسان کے جسم میں خون کی گرمی عام طور پر ... ہوتی ہے اور یہ پانی کے وزن سے قدرے بھاری ہوتا ہے۔ اگر ایک خاص مقدار میں پانی کا وزن ۱۰۰۰ فرض کیا جائے تو اُسی مقدار میں خون کا وزن ۱۰۶۰ ہوتا ہے۔

خون ہمارے جسم میں عموماً کل جسم کے وزن کا بارھواں حصہ ہوا کرتا ہے۔ خون جب تک زندہ جسم کے اندر رہتا ہے سیّال ... ہوتا ہے لیکن جسم سے نکلنے کے بعد یہ گاڑھا ہونے لگتا ہے اور آخر کار لوتھڑوں کی شکل میں جم جاتا ہے۔

خون اگرچہ بظاہر یکساں نظر آتا ہے، لیکن درحقیقت یہ چند اجزاء کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ پانی، ... اجزاء اور اجزائے ہوائیہ اس کی ترکیب میں داخل ہیں۔ اگر خون کا خوردبینی معائنہ کیا جائے تو پانی اور خون کے دانے ... نظر آتے ہیں۔ خون کے دانے جن کو کریاتِ دم بھی کہتے ہیں، سُرخ اور سفید دو قسم کے ہوتے ہیں۔ سُرخ دانے (Red Blood Carpuscles) کی شکل ٹکیہ کی طرح گول اور چپٹی ہوتی ہے، اور یہ اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں کہ خوردبین کی مدد کے بغیر نظر نہیں آ سکتے۔ ایک مربع انچ جگہ میں ایک کروڑ سے بھی زیادہ سما سکتے ہیں۔ ان دانوں کی ترکیب کا بڑا جزو ایک خاص قسم کا سُرخ مادہ ہوتا ہے، جو ... (Haemoglobin) کہلاتا ہے۔ اس مادے کی بناوٹ میں کسی قدر فولاد کا جزو ہوتا ہے۔ اور اس میں نسیم (آکسیجن) کو جذب کرنے اور بخاراتِ دخانیہ کو دفع کرنے کی زبردست خاصیت موجود ہے۔ چنانچہ خون جب دورہ کرتا ہوا پھیپھڑوں میں پہنچتا ہے، تو یہ خون کے دانے اسی مادے کی وجہ سے آکسیجن کو جذب کر لیتے ہیں، اور بخاراتِ دخانیہ کو باہر خارج کر دیتے ہیں اور پھر جب یہ خون دورہ کرتا ہوا جسم کے مختلف اعضاء میں پہنچتا ہے تو خون کے دانے اس جذب کی ہوئی نسیم کو اعضاء کی ساخت میں چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے بخاراتِ دخانیہ کو جذب کر لیتے ہیں۔ درحقیقت خون کے یہ سُرخ دانے ہی ان کا خاص مادہ ... جسم کی پرورش کرتے ہیں، اور انہی سے جسم میں طاقت اور چمک دمک پیدا ہوتی ہے۔

خون کے سفید دانے (White Blood Carpuscles)

... چناں چہ تن درستی کی حالت میں ہر پانچ سو سُرخ دانوں میں ایک سفید دانہ ... ہے۔ سفید دانوں کی شکل عموماً ... ہوتی ہے، اور ... ان کی شکل بدلتی رہتی ہے۔ یہ سفید دانے زیادہ ...

خون کے یہ سفید دانے تن درستی کی حالت میں ... دیواروں سے نفوذ کر کے اعضاء کی ساخت میں بھی پہنچ جاتے ہیں ...

ومن [illegible] کی صورت میں جب کسی جگہ ورم پیدا ہوتا ہے تو یہ سفید دانے عروقِ شعریہ کی نازک دیواروں سے زیادہ تعداد میں باہر [illegible] مرض کے قریب ہو جاتے ہیں اور اس جگہ کے جراثیم یا ناکارہ دانوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح یہ ورم کو [illegible] ہو جاتے ہیں۔

[illegible] جسم میں خون کی مقدار کم ہو جاتی ہے، یا خون میں خون کے سرخ دانوں (کریاتِ حمراء) کی تعداد گھٹ جاتی ہے یا ان دانوں کا خاص مادہ ہیموگلوبن کم ہو جاتا ہے تو ایک خاص مرض پیدا ہو جاتا ہے جسے "قلت الدم" (خون کی کمی) کہا جاتا ہے اور یہی مرض نقص الدم کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اور اسی کو "ضعفِ جگر" بھی کہا جاتا ہے اور عام لوگ اس کو "پیلیا" کہا کرتے ہیں۔

قلت الدم کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ چناں چہ بعض اوقات قلت الدم کا سبب نہ تو جریانِ خون ہوتا ہے اور نہ کوئی دوسرا مرض پایا جاتا ہے بلکہ بذاتِ خود خون میں ایسے تغیرات پیدا ہوتے ہیں کہ اس کے اسباب کو ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں کیا جا سکتا، چوں کہ ایسا قلت الدم بغیر کسی دوسرے مرض کے پہلے پہل بذاتِ خود پیدا ہوتا ہے اس لیے اس کو طبی اصطلاح میں قلت الدم ابتدائی (Primary Anaemia) کہا جاتا ہے نیز قلت الدم ذاتی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، لیکن بعض اوقات اس کا سبب جریانِ خون ہوتا ہے مثلاً نکسیر کے ذریعے سے بہت سا خون بہ جائے، دستوں یا پیشاب کے راستے بہت سا خون نکل جائے یا بواسیر اور حیض کی صورت میں خون زیادہ مقدار میں خارج ہو جائے، یا زخم و جراحت کے باعث جریانِ خون بکثرت ہو تو اس حالت میں اس قلت الدم کو قلت الدم ثانوی (Secondary Anaemia) کہا جاتا ہے۔

قِلّتُ الدّم ابتدائی

قلت الدم ابتدائی کو نقص الدم ذاتی بھی کہتے ہیں اور چوں کہ اس میں مریض کی رنگت سبز ہو جاتی ہے، لہٰذا اس کو مرضِ اخضر (Chlorosis) اور سبز اینیمیا بھی کہا جاتا ہے۔

اس مرض میں خون کے سرخ دانوں کی تعداد بھی گھٹ جاتی ہے اور وہ جس قدر بھی کم ہوتے ہیں ان کی سرخی (دموین) بھی کم ہو جاتی ہے۔

اس قسم کے قلت الدم میں زیادہ تر نوجوان لڑکیاں مبتلا دیکھی جاتی ہیں، خصوصاً وہ نوجوان لڑکیاں اس کا شکار ہوتی ہیں جن کو نہ صاف اور خالص ہوا میسر آتی ہے اور نہ عمدہ پرورش کرنے والی غذا ہی ملتی ہے۔ تنگ و تاریک مکانوں میں رہتی سہتی اور ناقص و خراب غذائیں کھاتی پیتی ہیں، اور وہ غذائیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ان میں فولادی اجزاء اس قدر ناکافی ہوتے ہیں کہ وہ ان کے جسم سے تحلیل شدہ فولادی اجزاء کا بدل نہیں بن سکتے۔ اس کے علاوہ ایسی لڑکیوں کو بھی یہ مرض ہوتے دیکھا جاتا ہے جو بدہضمی اور دائمی قبض میں مبتلا ہوتی ہیں۔ اس صورت میں بھی ان کا جسم ضرورت کے مطابق فولادی اجزاء حاصل نہیں کر سکتا اور یہ مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ گاہے ایامِ حیض کی خرابیاں بھی اس کا سبب ہو جاتی ہیں، اور گاہے ہر وقت کا رنج و غم یا عاشقانہ خیالات کا غلبہ بھی اس مرض کے پیدا کرنے کا سبب ہوا کرتا ہے، کیوں کہ اس صورت میں بھی اعضاءِ ہضم پر خراب اثر پڑتا ہے، طبیعت کمزور ہو جاتی ہے اور خون میں نقص پیدا ہو کر یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

نوجوان لڑکیوں کے علاوہ بعض زیادہ عمر کی عورتوں میں بھی یہ مرض ہو جایا کرتا ہے، اور ایسی عورتوں میں اس کا سبب عموماً رحم اور خصیۃ الرحم کا کوئی پیدائشی نقص ہوا کرتا ہے۔

علاماتِ مرض

اس مرض کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اگر مریضہ گورے رنگ کی ہوتی ہے تو اس مرض کی وجہ سے اس کا رنگ زردی مائل سبز ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ گندمی یا سانولے رنگ کی ہوتی ہے تو اس کی رنگت

پھیکی ہو جاتی ہے اور آنکھوں میں بھی [illegible] ہوا کرتی ہے۔ [illegible] بھوک
شکایت ضرور ہوا کرتی ہے، چنانچہ چہرہ زرد [illegible] کے ساتھ [illegible] قبض
کی شکایت بھی رہا کرتی ہے۔ اور عام جسمانی کمزوری ہے [illegible] ہو جاتی ہے۔ [illegible] کام کاج کرنے
سے مریضہ ہانپنے لگتی ہے اور اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔ [illegible] میں کیا
مریض عورتوں کے خون میں سرخی نہیں ہوتی بلکہ وہ پھیکا [illegible] ہے اور اس کا نام [illegible]

قلت الدم ثانوی

اسباب جیسا کہ ہم شروع ہی میں بیان کر چکے ہیں، اس مرض کا سبب زیادہ تر جریانِ خون ہوتا ہے، [illegible] کے ذریعے سے جسم کا بہت سا خون دفعتاً نکل جاتے، یا خونِ بواسیر، خونِ حیض، خونی پیشاب یا [illegible] یا خونی دستوں کے ذریعے سے بہت سا خون خارج ہو جائے، یا زچگی کی حالت میں وضع حمل کی شدت یا زخم اور چوٹ وغیرہ سے بہت سا خون خارج ہو جائے۔ لیکن دفعتاً بہت سا جریانِ خون ہونے کے علاوہ بعض مزمن بیماریاں بھی اس کا سبب ہوا کرتی ہیں، مثلاً کسی زخم سے مدت تک پیپ اور خون جاری رہے یا پیچش، دست اور بخار وغیرہ میں مدت تک مریض مبتلا رہے تو بھی یہ مرض ہو جاتا ہے۔

مذکورۂ بالا اسباب کے علاوہ اندھیرے اور تنگ مکانوں میں رہنا یا مرطوب ملیریائی مقامات پر عرصے تک بود و باش رکھنا، خراب اور ناقص غذائیں کھانا، بدہضمی اور قبض میں مبتلا ہونا، رنج و غم کی زیادتی، دماغی محنت کی کثرت اور نوجوانوں کی [illegible] زمانے کی بد اعتدالیوں مثلاً کثرتِ جماع، جلق وغیرہ بھی اس کا سبب ہوا کرتے ہیں۔ عورتوں میں کثرتِ سیلان الرحم، ایامِ حیض کی خرابیاں خصوصاً حیض کا زیادہ آنا یا مدت تک بچے کو دودھ پلاتے رہنا بھی اس مرض کا سبب بن جاتے ہیں۔

بعض مریضوں میں سل و دق، دیدان شکم، سرطان اور امراضِ گردہ بھی اس کا سبب پائے گئے ہیں اور بعض مریضوں میں سیسے، پارے وغیرہ کی سمیت سے بھی یہ مرض پیدا ہوتا ہوا دیکھا گیا ہے۔ بعض بچوں میں مٹی کھانے کی عادت سے بھی یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

علامات قلت الدم کی اس قسم میں مریض کے چہرے اور جسم کی رنگت سفید زردی مائل ہوتی ہے۔ چہرے پر بے رونقی اور تہیج (بھر بھراہٹ) ہوتی ہے۔ ہونٹ اور مسوڑھے پھیکے اور بے رونق سے نظر آتے ہیں۔ آنکھوں میں کسی قدر نیلاہٹ ہوتی ہے۔ ناخن سفید پڑ جاتے ہیں۔ جسم کے عضلات نرم اور ڈھیلے ہوتے ہیں اور عام جسمانی کمزوری کا غلبہ ہوتا ہے۔ تھوڑا سا چلنے پھرنے یا کوئی کام کاج کرنے سے مریض ہانپنے لگتا ہے اور اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے، بلکہ بعض اوقات کمزوری کی زیادتی سے غشی بھی آ جاتی ہے۔ بھوک اچھی طرح نہیں لگتی اور جو غذا کھائی جاتی ہے وہ اچھی طرح ہضم نہیں ہوتی۔ عموماً قبض رہتا ہے اور دل دھڑکتا رہتا ہے، کانوں میں مختلف قسم کی آوازیں خود بخود سنائی دیتی ہیں۔ سر بوجھل رہتا ہے اور کسی قدر دردِ سر کی شکایت بھی رہتی ہے۔ اگر مریض زیادہ دیر تک بیٹھا رہنے کے بعد اٹھتا ہے تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے اور [illegible] چیزیں گھومتی ہوئی نظر آنے لگتی ہیں۔ طبیعت ہر وقت پژمردہ و درشت رہتی ہے، کسی کام کے کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ [illegible] اور روشنی کی برداشت بھی نہیں رہتی۔ عام جسمانی حرارت گھٹ جاتی ہے، چنانچہ اگر تھرمامیٹر سے دیکھا جائے تو معمولی حرارت سے ایک آدھ درجہ کم پائی جاتی ہے۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے رہنے لگتے ہیں اور انتہا سے [illegible] سوج جاتے ہیں۔

عورتوں میں اس مرض کی وجہ سے ایامِ حیض بند ہو جاتے ہیں، [illegible] پتلا پھیکے رنگ کا ہوتا ہے اور اس کی مقدار کم ہوتی ہے نیز سیلان الرحم کی [illegible] جس قدر

[illegible]

قلت الدم کا علاج

قلت الدم کا جو اصول حفظ صحت ہیں پابندی سے عمل کرنے کی ہدایت کریں۔ مریض کو صاف اور کشادہ ہوا میں [illegible] آزاد رہنے کی ہدایت کریں۔ اور ایسے سامان بہم پہنچائیں جن سے مریض خوش و خرم رہے۔ جہاں تک ہو سکے مریض کو آرام سے رکھیں۔

قلت الدم کے مریضوں کے لیے سرسبز پہاڑوں کی صاف اور کشادہ ہوا نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اگر ممکن ہو تو کسی صحت افزا مقام پہاڑ پر تبدیل آب و ہوا کریں، ورنہ روزانہ صبح و شام دو چار گھنٹے سرسبز مقامات اور تفریح گاہوں میں گزارنے کی ہدایت کریں۔

غذائیں کھانے پینے میں نہایت لطیف اور زود ہضم غذائیں دیں۔ سبز ترکاریاں مثلاً گھیا، لوکی، ٹنڈے، توری، چقندر، ساگ بتھوا، ساگ پالک اور گیہوں کی چپاتی دیں۔ اگر مریض گوشت خور ہو تو بکری یا پرندوں کا گوشت سبز ترکاریوں کے ساتھ پکا کر استعمال کرائیں۔ ادھ پکے انڈے، دودھ، ملائی ہضم کے مطابق کھانے کی ہدایت کریں۔ پھلوں میں سے انار، سیب، ناشپاتی، اور شفتالو دیں۔

ہر قسم کی قابض اور دیر ہضم غذاؤں سے پرہیز کرائیں۔ گوبھی، کرم کلا، اروی، آلو وغیرہ قطعی نہ دیں۔ ہر قسم کی مٹھائی سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ گھی اور تیل کی پکی ہوئی چیزیں مثلاً پوری کچوری وغیرہ بالکل مناسب نہیں ہیں۔

غذا کے متعلق ایک بات خاص طور پر یہ بھی یاد رکھیں کہ قلت الدم کے مریضوں کا ہاضمہ عموماً خراب ہوا کرتا ہے اس لیے بجائے اس کے کہ غذا مریض کو زیادہ مقدار میں دو مرتبہ صبح و شام دی جائے۔ تھوڑی تھوڑی غذا دن میں تین چار بار دیں۔ اس طرح کھائی ہوئی غذا اچھی طرح ہضم بھی ہوگی، اور مریض کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

دوائیں فولاد کے مرکبات مرض اخضر اور قلت الدم ثانوی میں خاص طور پر مفید ثابت ہوتے ہیں، البتہ قلت الدم مہلک میں ان کو مفید خیال نہیں کیا جاتا۔ اگر مریض کو قبض کی شکایت رہتی ہو اور ہضم بھی خراب ہو تو:۔

قرص فولاد ایک عدد معجون دبیدالورد نو ماشے میں ملا کر کھلائیں، اور عرق بادیان ۶ ق مکوہ ہر ایک چھ تولے میں شربت دینار چار تولے ملا کر پلائیں۔ اور کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس نو نو ماشے کھلائیں۔

ان کے علاوہ جوارش آملہ عنبری، انوشدارو سادہ یا انوشدارو لولوی، جوارش مصطگی سادہ جوارش مصطگی بنسخہ کلاں کا بھی استعمال اس مرض میں مفید ثابت ہوا ہے۔

اگر مریض کو دست آ رہے ہوں تو قرص فولاد ایک عدد انوشدارو لولوی چھ ماشے میں ملا کر کھلائیں، اور کھانا کھانے کے بعد جوارش [illegible] شیریں نو نو ماشے یا جوارش مصطگی بنسخہ کلاں نو نو ماشے دونوں وقت دیں۔

قلت الدم کے مریض کو دفع قبض کے لیے کوئی قوی دست آور دوا دینا مناسب نہیں ہے۔ فولاد کے مرکبات استعمال کرانے کے ساتھ ساتھ اگر ان کو رات کے وقت ہلیلہ مربی ایک عدد کھلا دیا کریں تو بہت مناسب ہے، اس کے علاوہ شربت دینار و گلقند سے بھی کام لے سکتے ہیں۔

[illegible] دواؤں میں سے "ہمدرد دواخانہ دہلی" کا "شربت فولاد" قلت الدم میں نہایت مفید ثابت ہوا ہے خصوصاً ان حالات میں [illegible] مریض کو دست آتے ہوں، یہ عام جسمانی کمزوری کو دور کرتا اور خون کی پیدائش کو بڑھاتا ہے۔ [illegible] کے استعمال سے قوی ہو جاتے ہیں، اور [illegible] افعال کو بخوبی انجام دینے لگتے ہیں۔

یہ شربت کھانا کھانے کے بعد چھ چھ ماشے کی مقدار میں چاٹ لیا جاتا ہے۔

لیکن اگر مریض کو قبض کی شکایت ہو تو اس صورت میں شربت اکسیر فولاد استعمال کرنا چاہیے [illegible] کا بہترین مشربت ہے اور قلت الدم میں نہایت مفید ہے۔ خصوصاً قلت الدم کی ان صورتوں میں نہایت مفید ثابت ہوتا ہے [illegible] جریان خون کی وجہ سے لاحق ہو یا ہمہ گیر کمزور کر دینے والی بھی بیماریوں کی وجہ سے اس کی شکایت پیدا ہو [illegible] معجزنما اثر دکھاتا ہے۔ قبض مطلق نہیں کرتا، بلکہ اعضائے ہضم کی اصلاح کر کے روزانہ اجابت با فراغت [illegible] کھانے کے بعد ایک ایک تولہ کی مقدار میں چاٹ لیا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ خبث الحدید اور فولاد کے مندرجہ ذیل مرکبات بھی قلت الدم [illegible] مفید ثابت ہوئے ہیں۔

اکسیر جگر

خبث الحدید (جس قدر بھی پرانا مل سکے) بیس تولے، ترپھلا (پوست بلیلہ زرد، پوست [illegible] آملہ) بیس تولہ دونوں کو باریک کوٹ چھان کر ایک کڑاہی میں ڈالو اور اس میں کھٹی دہی اتنی ملاؤ کہ تمام سفوف اچھی طرح تر ہو جائے اور دہی میں ڈوب جائے۔ روزانہ ہلا دیا کرو، ایک ہفتے کے بعد لوہے کے دستے سے گھوٹو یہاں تک کہ خشک ہو جائے۔ اس کے بعد پیپل، مرچ سیاہ، سونٹھ ہر ایک ایک تولہ باریک پیس کر ملاؤ، اور سفوف بنا کر رکھو۔ تین تین ماشے یہ سفوف چھاچھ کے ساتھ کھلانا چاہیے۔

یہ دوا خود میں نے کئی مریضوں کو استعمال کرائی، نہایت مفید پائی۔ اس کے اثنائے استعمال میں بیسنی روٹی بے نمک کی گھی کے ساتھ کھلائی گئی، حال آں کہ یہ نہایت قابض اور ثقیل غذا ہے لیکن مریض نے اس کو ہضم کیا اور کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا۔

حب قلت الدم

یہ گولیاں بھی قلت الدم اور عام جسمانی کمزوری میں مفید ہیں، علاوہ ازیں ضعف باہ، فالج و لقوہ اور ضعف اعصاب میں بھی فائدہ دیتی ہیں، قابض نہیں ہیں، بھوک خوب لگاتی ہیں، اور پیشاب کی زیادتی کو بھی دور کرتی ہیں:۔ کچلہ مدبر تین تولے کشتہ سم الفار تین رتی، کشتہ فولاد تین تولے، ورق طلا تین ماشے۔ سب کو جوشاندہ مالکنگنی میں (مال کنگنی ۵ تولے کو آدھ سیر پانی میں دو تین جوش دے کر جوشاندہ تیار کریں) کھرل کریں، یہاں تک کہ گولی باندھنے کے لائق ہو جائیں۔ چنے برابر گولیاں بنا کر رکھیں۔ اور ایک گولی پاؤ سیر دودھ کے ساتھ دیں۔

سفوف قلت الدم

یہ خصوصیت کے ساتھ اس قلت الدم میں مفید ہے جو بعض بچوں کو مٹی کھانے کی عادت سے لاحق ہوتا ہے۔ اس دوا کے دو تین ہفتے کے استعمال سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے:۔ الائچی خورد ایک تولہ، گندک آملہ سار دو تولے، کشتہ مردار سنگ تین تولے، ہلدی چار تولے۔ سب کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ اگر مریض بچہ ہو تو ایک ماشہ اور جوان ہو تو تین ماشے گائے کے دودھ کے ساتھ کھلائیں۔

کشتہ مردار سنگ کی ترکیب یہ ہے کہ عمدہ مردار سنگ زرد رنگ کا ایک ٹکڑا پانچ تولے وزنی لیں اور آدھ سیر [illegible] کے نغدے میں رکھ کر آٹھ سیر اپلوں کی آگ دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر نکال لیں، مردار سنگ بتاشے کے مانند پھول کر [illegible] ہو جائے گا۔

حب ہیرا کسیس

یہ گولیاں احتباس حیض کے لیے مفید ہیں، خصوصاً جب قلت الدم کی وجہ سے [illegible] ہو تو ان کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے:۔ ہیرا کسیس دو تولے، ایلوا ایک تولہ، [illegible] آٹھ ماشے، ہینگ ایک تولہ۔ سب دواؤں کو باریک پیس چھان کر بقدر ضرورت شہد میں [illegible] گولیاں بنا کر رکھیں۔ مقدار خوراک، ایک ایک گولی دن میں تین بار دیں۔

قلت الدم مُہلک

قلت الدم (خون کی کمی) کی ایک قسم قلت الدم مہلک (Pernicious Anaemia) بھی ہے۔ قلت الدم مہلک کے اسباب کا ٹھیک ٹھیک پتہ ابھی تک نہیں لگایا جا سکا۔ بعض محققین کا قول ہے کہ آنتوں میں ایک خاص قسم کا کدو دانہ پیدا ہو جاتا ہے جو اس مرض کا سبب ہوتا ہے یا معدے میں رسولی یا سرطان کے پیدا ہو جانے وغیرہ سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسوڑھوں میں پیپ پڑ جانے یا منھ میں گندگی پیدا ہو جانے سے مریض کے معدے میں ہر وقت پیپ اور گندے مواد پہنچتے رہتے ہیں، جس سے معدے اور آنتوں میں بھی گندگی پیدا ہو جاتی ہے، اور اس گندگی سے خاص قسم کے زہریلے مواد جذب ہو کر خون میں پہنچتے رہتے ہیں اور ان زہریلے مواد کی وجہ سے خون کے سرخ دانے ضائع ہو جاتے ہیں۔

اصل سبب خواہ کچھ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ اس مرض میں جسم کے اندر ایک قسم کی سمیت ضرور پیدا ہو جاتی ہے، اور اس سمیت کی وجہ سے خون کے سرخ دانوں کی تعداد گھٹ جاتی ہے، اور قلب و جگر کی ساخت چربی میں تبدیل ہونے لگتی ہے نیز خون میں معمولی سبب سے نکلنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ چناں چہ بعض اوقات معمولی خراش سے اس قدر خون نکلتا ہے کہ اس کا بند کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور مریض کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ چوں کہ یہ مرض بہت کم علاج قبول کرتا ہے، عموماً مریض کو ہلاک کر دیتا ہے، اس لئے قلت الدم مہلک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

علامات قلت الدم مہلک حاد اور مزمن دو قسم کا ہوتا ہے، لیکن زیادہ تر مزمن شکل میں پایا جاتا ہے۔ اس مرض میں مریض روز بروز کمزوری کو بڑھتا ہوا محسوس کرتا ہے، اور اس کی طبیعت سست اور پژمردہ رہنے لگتی ہے، لیکن کمزوری کے غلبے کے باوجود جسم لاغر نہیں ہوتا۔ چہرے اور تمام جسم کی رنگت مریض یرقان کے مانند ہو جاتی ہے۔ آنکھوں میں زردی زیادہ نمایاں ہوتی ہے، کام کاج کو طبیعت نہیں چاہتی، اگر تھوڑی سی چلنے پھرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو مریض ہانپنے لگتا ہے اور اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔

قوتِ ہاضمہ خراب ہوتی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد طبیعت زیادہ بگڑ جاتی ہے۔ ایک وقت کا کھایا ہوا کھانا دوسرے وقت تک ہضم نہیں ہوتا۔ بعض اوقات قے و دست بھی آنے لگتے ہیں۔ پاؤں اور ٹخنوں پر ہلکا سا ورم ہو جاتا ہے۔ اگر پاؤں کو تھوڑی دیر لٹکا کر بیٹھیں تو یہ ورم بڑھ جاتا ہے۔

ہونٹ اور مسوڑھے خون کی کمی کے باعث سفید زردی مائل سے ہو جاتے ہیں۔ سوڑھے اور زبان پھول جاتے ہیں، ان پر آبلے پیدا ہو کر زخم بھی بن جاتے ہیں۔ اور مسوڑھوں سے پیپ بہنے لگتی ہے۔ اور منھ سے بدبو بھی آنے لگتی ہے۔

عموماً درد سر کی شکایت رہتی ہے۔ بعض اوقات چکر بھی آنے لگتے ہیں، نیند نہیں آتی، اور جریان خون کی استعداد بڑھ جاتی ہے، ناک اور مسوڑھوں سے معمولی سبب سے خون بہنے لگتا ہے۔ اگر عورتوں کو یہ مرض لاحق ہو تو حیض بند ہو جاتا ہے۔

مریض کے تلی اور جگر بڑھ جاتے ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد بخار بھی آنے لگتا ہے۔

اس قسم کے قلت الدم کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اکثر مریض ایک سال کے اندر ہلاک ہو جاتے ہیں، لیکن اگر بعض مریض بچ بھی جاتے ہیں تو وہ پورے طور پر شفایاب نہیں ہوتے بلکہ دائم المرض بن جاتے ہیں۔

علاج اس قسم کے قلت الدم میں بھی اُن تمام ہدایتوں پر عمل کریں جو اس سے پہلے قلت الدم کے علاج میں بیان ہو چکی ہیں۔ غذائیں بھی اُسی قسم کی کھلائیں جو وہاں لکھی گئی ہیں۔

غذا میں تبدیلی ہونی چاہیے، لیکن ایک ہی غذا کا مسلسل استعمال مناسب نہیں ہے۔ بلکہ حالات اور مزاج کے مطابق اس

رہنا چاہیے۔ سبز ترکاریاں روزانہ [illegible] بہت [illegible]
[illegible] پکا کر کھانا [illegible] ہیں، بلکہ بعض لوگ [illegible] اور [illegible] مریض [illegible]
اگر مریض [illegible] میں کہ دوا نے ہوں تو ان کا علاج کریں۔ اگر [illegible]
میں کوئی دست [illegible] دوا نہ دیں بلکہ [illegible] ذریعے سے [illegible] دور کرنے [illegible]
میں پیپ پڑی ہوئی ہو تو ان کا علاج کریں۔ منہ کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

تجربہ کرنے والے کہتے ہیں کہ [illegible] کی اس قسم میں فولاد اور [illegible] کے مرکبات [illegible]
اور اس کے مرکبات خاص طور پر مفید پائے گئے ہیں۔ چناں چہ سنکھیا کے مرکبات میں سے [illegible] سنکھیا [illegible]
یہ بنا بنایا ڈاکٹری دواخانوں سے مل سکتا ہے۔ اس کو پانچ پانچ بوند کی مقدار میں [illegible]
پلائیں، (لیکن نہار منہ ہرگز نہ دیں۔ بلکہ اس کو پلانے سے پہلے مریض کو تھوڑی غذا دیں) اس کے بعد [illegible] آہستہ آہستہ بڑھا کر
دس دس قطرے تک پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ہفتہ عشرہ کے بعد [illegible] ناغہ
کر دیا کریں، برابر عرصے تک دیتے رہنا مناسب نہیں ہے۔

عرقِ سنکھیا کے علاوہ سنکھیا کا کشتہ وغیرہ بھی اس مرض میں استعمال کر سکتے ہیں۔



ہمدرد مجلس تشخیص و تجویز

[illegible]

ضعفِ باہ

حالاتِ مریض نمبر ۱۶۱۹۷ / ۲۶۴۰

"[illegible] کی وجہ سے میں ایک دھوکہ دہ ہو گیا ہوں۔ عورت کے پاس جاتا ہوں تو ندامت ہوتی ہے منی بے حد رقیق ہو گئی ہے۔ پہلے کی سی بات اب مجھ میں نہیں پائی جاتی۔ ہاضمہ خراب ہو گیا ہے۔ طبیعت سُست رہتی ہے عمر ۳۰ برس کی ہے احتلام کثرت سے ہوتا ہے۔"

علاج

(صبح) سفوف عجیب ۶ ماشے دودھ کے ساتھ پھانک لیں۔

(رات) قرص قلعی ۲ عدد کو بوب کبیر ۶ ماشے میں رکھ کر کھائیں۔ اوپر سے دودھ پی لیں۔

(بعد غذا) شربت اکسیر خاص ۱۰ تولہ چاٹ لیا کریں۔

حالاتِ مابعد استعمالِ ادویہ:

"آپ کی دواؤں سے بہت ہی اچھا ہوں۔ کثرتِ احتلام کی شکایت اب بالکل نہیں ہے۔ ۲۰ دن ہو گئے ہیں کہ احتلام نہیں ہوا ہے۔ ہاضمہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ شربت اکسیر خاص نے ہاضمہ ٹھیک کرنے کے علاوہ خون بھی زیادہ پیدا کیا ہے۔"

سُرعتِ انزال!

حالاتِ مریض نمبر ۱۰۰۲۹ / ۱۰۰۷

"میری عمر ۲۸ سال ہے۔ شادی ہو چکی ہے۔ عضو میں کجی لاغری اور کوتاہی پیدا ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ کثرتِ جماع کی وجہ سے ہے۔ سُرعت کی بے حد شکایت ہے۔ جماع کے بعد بے حد کمزوری محسوس ہوتی ہے یہاں تک کہ پسینہ آ جاتا ہے۔"

علاج

(صبح) قرص قلعی ۲ عدد کو بوب کبیر ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔ اوپر سے دودھ پی لیا کریں۔

(شب) معجون مقوی ۱۰ ماشے دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔

(مقامی) دوائے تکور۔ طلاءِ سُرخ۔

حالاتِ مابعد استعمالِ ادویہ:-

"میں نے دوائیں پورے پرہیز کے ساتھ استعمال کیں۔ دورانِ استعمال میں طلاء کی وجہ سے کافی تکلیف ہوئی لیکن اب بہت راحت محسوس کرتا ہوں کیونکہ سُرعت کی شکایت بالکل جاتی رہی۔ عضو کی جملہ خرابیاں دور ہو چکی ہیں۔ مجھے اتنے جلد ٹھیک کر دینے میں آپ کی دوائیں ایک طرف مفید ثابت ہوئیں۔ دوسری طرف آپ کی ہدایات میرے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوئیں۔ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔"

ضعفِ باہ جلقی!

حالاتِ مریض نمبر ۱۲۵۳۸ / ۳۲۰۹

"[illegible] کی وجہ سے میں بُری شکایتوں میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ دھات پیشاب کے ساتھ روزانہ آتی ہے۔ صبح کے وقت خاص طور سے

[illegible] تھی کی کچھ شکایت ہوگئی ہے [illegible] اور کمزوری ہے [illegible] کے [illegible]
[illegible] زوال کی شکایت [illegible] تحریر فرمائیے۔

علاج (صبح) قرص [illegible] دودھ کے ساتھ کھائیں۔
(دوپہر) قرص [illegible] [illegible] ملا کر کھائیں۔
(رات) اطریفل [illegible] ۹ ماشے پانی کے ساتھ کھائیں۔
(مقامی) دوائے [illegible] طلائے شباب آور۔

حالات مابعد استعمال ادویہ:

"دھات اور سفید رطوبت کا آنا بالکل بند ہوگیا ہے۔ طبیعت ٹھیک ہے۔ جوش پہلے سے بہتر ہوتا ہے۔"

سیلانُ الرحم

حالات مریض نمبر ۴۱۵۸

"مجھے چنبل کی وجہ سے سخت پریشانی ہے۔ اس شکایت کی وجہ سے نہ کھانے کی ہوں اور نہ پینے کی۔ سیلان الرحم نے الگ بدحال کر رکھا ہے۔ سیلان الرحم کی شکایت جو پہلے سے ہے زیادہ چلنے پھرنے سے ناف کے نیچے درد ہونے لگتا ہے۔ سینے میں بھی درد رہتا ہے۔ دردِ سر کی شکایت رہتی ہے۔ ماہواری مقدار سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ آٹھ آٹھ دن میں فراغت پاتی ہوں۔ غرض کہ مجموعۂ امراض ہوں۔"

علاج (صبح) مستورین ایک تولہ ۱۰ تولے دودھ میں حل کر کے پئیں۔
(شب) حب مروارید کی ایک عدد معجون سپاری پاک ۹ ماشے میں رکھ کر کھائیں۔
(بعد غذا) جوارش عود شیریں ۹-۹ ماشے دونوں وقت کھائیں۔

حالات مابعد استعمال ادویہ:

"آپ کی دوائیں بہت پابندی کے ساتھ استعمال کی گئیں۔ سیلان الرحم سے تو مجھے بالکل نجات مل گئی ہے۔ معدہ کا فعل بھی ٹھیک ہے۔ مختصر یہ ہے کہ مجھے پہلے کی شکایتیں نہیں ہیں۔ اب کمزوری ہے۔ چہرے کا رنگ پھیکا پھیکا رہتا ہے۔ خوبصورتی نہیں آتی۔ اس کے لیے دوائیں روانہ فرمائیں۔"

پتھری!

حالات مریض نمبر ۴۸۶۶

"مجھے دس سال سے دردِ گردہ کی شکایت ہے۔ اور سال میں تین چار دورے پڑجاتے ہیں۔ مگر اس سال دورے جلد جلد یعنی تیسرے چوتھے دن پڑرہے ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت بے چینی ہے۔ لہٰذا ملتجی ہوں کہ خاص اس شکایت کے لیے کوئی نسخہ تجویز فرمائیں۔ درد جس وقت شروع ہوتا ہے تو صرف داہنی طرف گردے میں نیز داہنے خصیے میں شدت سے ہوتا ہے۔"

علاج (صبح) دوائے سنگ ایک رتی معجون حجر الیہود ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔
(شب) معجون عقرب ۳ ماشے کھائیں۔
(بعد غذا) حب کبد نوشادری ۲-۲ عدد کھائیں۔

حالات مابعد استعمال ادویہ:

"گردے میں جو درد کی شکایت [illegible] لیکن پیشاب کی نالی میں پیشاب کرتے وقت تکلیف ہوتی ہے۔ پیشاب میں چند دن سے [illegible] آپ کچھ دوائیں مناسب خیال فرمائیں تو بہت جلد روانہ فرمادیں۔" [illegible] والے نسخے کو شربت بزوری کے ساتھ استعمال کرنے کو کہا۔ [illegible] اللہ [illegible] ساتھ [illegible] استعمال کرنے کی ہدایت کی۔



علم الادویہ "قلبُ الحجر"

قلب الحجر کو سنگ اور پتھر کا جیو بھی کہتے ہیں مفردات کی پرانی کتابوں میں قلب الحجر کا ذکر ممکن ہے کہیں ملتا ہو اگرچہ کافی تلاش کے باوجود ہمیں اس کا ذکر کہیں نہیں ملا مفردات کی جدید کتابیں اس کی تفصیل سے خالی ہیں۔ بہرحال جہاں تک قلب الحجر کی افادیت کا تعلق ہے، ہم اس کی بحیثیت طریقہ نہیں کر سکتے۔

ماہیت جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، یہ پتھر کا جیو، پتھر کا من یا پتھر کا دل ہے۔ جس طرح جیوانوں میں دل ایک خاص جگہ پایا جاتا ہے، اسی طرح پتھر میں بھی ایک چھوٹی سی خلا میں اس کا دل رکھا ہوا ہوتا ہے۔ کوہ کنی کے وقت اتفاق سے جب قلب الحجر مل جاتا ہے تو اس میں جان ہوتی ہے لیکن ہوا لگتے ہی فوراً بے جان اور سخت ہو جاتا ہے۔ مگر پھر بھی عام پتھر سے ملائم ہوتا ہے۔

قلب الحجر کی قسمیں ابھی تک اس کی پانچ قسمیں تحقیق میں آئی ہیں۔ (۱) بالکل سفید اور بلور کے مانند۔ (۲) طباشیر کی طرح ہلکا اور سفید۔ (۳) گیروے رنگ کا اور گیرو جیسا۔ اکثر لوگ اس کو گیرو ہی خیال کر لیتے ہیں۔ حالانکہ حقیقتاً قلب الحجر گیرو کے رنگ کا ملتا ہے (۴) سرخی مائل اور کچھ سختی لیے ہوئے (۵) بھورا اور نسبتاً سخت۔

قلب الحجر مختلف رنگ کا اس لیے ہوتا ہے کہ جس رنگ کے پتھر سے یہ حاصل ہوتا ہے اس کا رنگ بھی مختلف ہوتا ہے اور رنگ کی تبدیلی سے افعال میں تھوڑا بہت فرق آجاتا ہے۔

مقاماتِ پیدائش علاقہ بندیل کھنڈ، اطرافِ گوالیار، جھانسی، آگرہ، مرزاپور، اندور، چنار گڈھ۔ ان مقامات کے علاوہ آسام، شیلانگ، مسوری، برہما وغیرہ مقامات پر بھی اکثر کوہ کنی کے وقت مل جاتا ہے۔ افغانستان میں بھی کافی ملتا ہے۔ اور افغانی ہندوستان میں فروخت کے لیے بھی لے آتے ہیں۔

علاقہ بندیل کھنڈ کے پتھروں سے جو قلب الحجر دستیاب ہوتا ہے وہ افعال کے لحاظ سے اوسط درجے کا ہوتا ہے۔ چنار، اطرافِ گوالیار اور جھانسی کے پہاڑوں میں سے جو قلب الحجر حاصل ہوتا ہے وہ بلحاظ افعال خراب ہوتا ہے۔ سب سے اچھا قلب الحجر برہما کے پہاڑوں خصوصاً مانڈلے کے علاقے کے پہاڑوں سے حاصل ہوتا ہے، اور یہ بلور یا طباشیر کی طرح سفید اور ہلکا ہوتا ہے۔

افعال قلب الحجر کو مفرد حالت میں بھی استعمال کرتے ہیں، اور مرکبات میں بھی اس کو شامل کیا جاتا ہے۔ جن جن امراض میں قلب الحجر برتا جاتا ہے اور تجربات سے مفید اور اکسیر ثابت ہوا ہے، ہم ذیل میں اس کی تفصیل لکھتے ہیں۔

قلب الحجر اور امراضِ قلب

اختلاجِ قلب ۔ قلب الحجر ۲ ماشے، طباشیر کبود ۶ ماشے۔ خوب باریک کر لیں، ایک ماشہ یہ سفوف، ۱ ماشے دواء المسک معتدل سادہ میں ملا کر کھائیں۔ اوپر سے عرق بید مشک ۳ تولے، عرق بید سادہ ۳ تولے اور عرق گاؤزباں ۶ تولے پلائیں۔

اختلاجِ قلب ۔ قلب الحجر ایک ماشہ پیس کر پھانک لیں۔ اوپر سے پانی یا عرق بید سادہ وغیرہ پی لیں۔

قلب الحجر اور امراضِ عصبی

اختناق الرحم ۔ قلب الحجر سائیدہ ایک ماشہ، عود صلیب سائیدہ ۴ رتی، عبد وار سائیدہ ۴ رتی ملا کر پھانک لیں، اوپر سے دوا ایک گھونٹ

پانی پی لیں۔ اس ترکیب [illegible] اختلاج قلب کے دوروں کے [illegible] [illegible]

قلب الجبر اور امراض مخصوصہ مرداں

جریان:- قلب الجبر ایک [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]۔ قلب الجبر ایک ماشہ سہاگہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ساتھ کھایا جاسکتا ہے کہ جریان ایک ہفتے کے اندر اندر جاتا رہے گا۔

احتلام:- معجون موچرس اگرچہ بذاتِ خود احتلام کے لیے مفید ہے، لیکن جلد فائدہ [illegible] [illegible] قلب الجبر کا اضافہ کردینے سے فائدہ بہت ہی جلد ظہور میں آتا ہے۔ ترکیب استعمال یہ ہے کہ معجون موچرس [illegible] رتی قلب الجبر [illegible] [illegible] دودھ یا پانی پی لیں۔

سرعت انزال:- سرعتِ انزال کے لیے معجون مقوی و ممسک مفید ہے۔ لیکن چوں کہ اس میں افیون کا جزو [illegible] [illegible] افیون کی مضرت کا اندیشہ بہرحال ہوتا ہے۔ لہٰذا قلب الجبر ۲ رتی سے ایک ماشہ تک ۱ ماشہ معجون مذکور میں ملاکر کھانے سے دوا کا اثر [illegible] ہوا اور افیون کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

قلب الجبر اور امراض مخصوصہ زناں

سیلان الرحم:- ۲ رتی سے ایک ماشہ تک قلب الجبر روزانہ صبح کے وقت پانی یا دودھ کے ساتھ استعمال کرانے سے پہلے ہفتے میں [illegible] دوسرے ہفتے میں مرض میں کمی اور تیسرے ہفتے میں بالکل شفا ہوجاتی ہے۔ یہ صورت اُس سیلان الرحم میں ہے کہ جو شدید [illegible] ہو۔ لیکن معمولی حالت میں دو ہفتے کے استعمال سے صحت ہوجاتی ہے۔

سیلان الرحم:- تخم گاؤزباں ایک تولہ، زہر مہرہ خطائی ایک تولہ، قلب الجبر ۲ تولے، شکر سفید ہم وزن ملاکر سفوف بنالیں۔ [illegible] سفوف روزانہ دیں۔ ایک ہفتے کے اندر اندر سیلان الرحم کی شکایت جاتی رہے گی۔

سیلان الرحم اور بے قاعدگیٔ ایام:- قلب الجبر ۲ رتی کو معجون سہاگ سونٹھ میں ملاکر، اور اگر ہضم خراب نہ ہو تو قلب الجبر کو معجون سپاری پاک ایک تولہ میں ملاکر کھلائیں اور اوپر سے دودھ پلائیں۔ دونوں حالتوں میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ لیکن اگر صرف قلب الجبر کھلایا جائے تو بھی فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ غرض کہ سیلان الرحم کی ہر حالت میں اس کا استعمال مفید ہے۔ معالجین قلب الجبر مناسب بدرقوں کے ساتھ استعمال کرائیں [illegible] کامیابی ہوگی۔

اسقاط حمل:- استقرارِ حمل کے بعد رحم کی کمزوری سے اسقاط حمل ہوسکتا ہے۔ بعض عورتوں کو اسقاط کی عادت پڑ جاتی ہے۔ بہرحال ایسی حالتوں میں استقرارِ حمل کے پہلے مہینے میں ایک ہفتے، دوسرے اور تیسرے مہینے میں [illegible] دن، [illegible] [illegible] مہینے [illegible] ساتویں مہینے میں تین تین دن اور آٹھویں اور نویں مہینے میں صرف ایک ایک دن قلب الجبر ۲ رتی [illegible] [illegible] [illegible] ہیں۔ اس طریقہ استعمال سے نہ صرف یہ کہ اسقاط حمل نہیں ہوا، بلکہ بجائے لڑکی کے لڑکا پیدا ہوا۔ ممکن ہے کہ بجائے لڑکی کے لڑکا [illegible] [illegible] اسقاط یقیناً نہیں ہوتا۔

عقم:- روزانہ نصف ماشہ قلب الجبر کا تین مہینے تک استعمال کرنے سے استقرارِ حمل ہوجاتا ہے۔ [illegible] [illegible] کہ ایامِ ماہواری میں کوئی خرابی نہ ہو۔ اگر ایام میں خرابی ہو تو اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ [illegible] [illegible] مرد کی منی کے کیڑوں کی خرابی یا اُن کا منی میں نہ ہونا بھی ہے۔ [illegible] [illegible]

اسقاط:- [illegible]...... اسقاط کی عادت دور کرنے کے [illegible]

[illegible] وقت دوا ہوتی ہے مگر دوا، اس سے بہتر نہیں ہے۔ ہر ماہ کے شروع میں [illegible] کھلائیں [illegible] دسویں مہینے بچہ پیدا ہوا، اور جس کو حضرت نے یہ دوا کھلائی لڑکا پیدا ہوا............

(معدن الاطبا۔ مرتبہ حکیم محمد فیروز الدین صفحہ ۱۹۹)

قلب الحجر اور امراض وبائی

[illegible] قلب الحجر دو دو اور تین تین گھنٹے کے وقفے سے ایک ایک ماشہ کھلائیں۔ اوپر سے عرق گلاب بھی [illegible]

[illegible] اگر وبا کے طور پر ہیضہ پھیل رہا ہو تو چار رتی قلب الحجر بطور حفظ ما تقدم کھانے رہنے سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ نیز آدھ پاؤ [illegible] قلب الحجر پانی کے برتن میں ڈال دیں۔ اس طرح پانی صاف رہتا ہے۔

طاعون: اگر کسی شخص کو طاعون ہو گیا ہو تو ایک ایک گھنٹے کے وقفے سے قلب الحجر ایک ماشہ عرق شاہترہ ۲ تولے کے ساتھ دیں۔ طاعونی گلٹیوں پر یہی دوا انگور سبز کے پانی میں ملا کر نیم گرم ضماد کریں۔

انفلوئنزا: چار رتی قلب الحجر پانی یا عرق بادیان کے ساتھ کھائیں۔ یہ بطور حفظ ما تقدم بھی مفید ہے اور مرض میں مبتلا ہونے کے بعد بھی اس کا استعمال فائدے سے خالی نہیں ہے۔

امراض متعدی اور قلب الحجر

سل: یہ مرض آج کل بہت عام ہوتا جا رہا ہے اور علاج بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن قلب الحجر سل کے مریض کے لیے بے حد مفید چیز ہے۔ اس کے استعمال سے نہ صرف یہ کہ حرارت میں نمایاں کمی آجاتی ہے۔ بلکہ زخم بھی بھر جاتے ہیں۔ ایک ماشہ قلب الحجر پانی یا عرق ہرا بھرا کے ساتھ استعمال کرائیں۔

سوزاک: قلب الحجر ایک تولہ، روغن صندل ایک تولہ، روغن طباساں ایک تولہ، کھرل کریں۔ بعد میں اصل السوس سائیدہ، طباشیر سائیدہ اور گوند سائیدہ اس انداز میں ملائیں کہ گولیاں بن سکیں۔ جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں۔ اور تین تین گھنٹے بعد ایک ایک گولی پانی، لسی، یا شربت بزوری کے ساتھ کھلائیں۔ نئے سوزاک میں صرف تین دن کھلائیں، اور پرانے سوزاک میں چودہ دن تک کھلائیں۔ اس سے زیادہ نہ کھلائیں۔ اگر کچھ کسر رہ جائے تو صرف قلب الحجر ۲ رتی روزانہ کھلائیں۔

امراض امعاء اور قلب الحجر

بواسیر خونی: صرف قلب الحجر ایک ماشہ روزانہ کھلانا نافع ہے یا شیرہ بیخ انجبارہ ۶ ماشے مصری دو تولے کے ساتھ کھلائیں۔

بواسیر خونی: کہربا سوختہ ۶ ماشے، ہلیلہ سیاہ سوختہ ۶ ماشے، گلنار بریاں ۶ ماشے، کہربا شمعی ۶ ماشے، قلب الحجر سوا تولے۔ گوند کے پانی کی مدد سے [illegible] برابر گولیاں بنائیں۔ ایک ایک گولی صبح و شام کھائیں۔

اسہال کہنہ: پوست سنگ دانہ مرغ، مغز خستہ جامن، مغز خستہ انبہ، کشتہ خبث الحدید، ست رواں، قلب الحجر ہر ایک ۹ ماشے۔ گوند کے پانی کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنائیں۔ صبح، دوپہر اور شام کو ایک ایک گولی پانی کے ساتھ کھائیں۔ اگر قوی ضرورت ہو تو ۴ ماشے افیون اس نسخے میں شامل کر سکتے ہیں۔

[illegible] ایک ماشہ قلب الحجر دہی کی لسی، تیز مانی کے چاولوں کی پیچ کے ساتھ دیں۔ نیز لعاب ریشہ خطمی سے بھی دے سکتے ہیں۔

امراضِ معدہ اور قلب الحجر

خونی قے :۔ قلب الحجر ۱ ماشے ... [illegible]

لائیں ... [illegible] ہیں ۔

امراضِ جلد اور قلب الحجر

خارش :۔ ایسی حالت میں قلب الحجر ایک ماشہ عرق عشبہ ... کے ساتھ کھائیں ۔ نیز قلب الحجر ... [illegible]

زخم :۔ پرانے سے پرانے زخم پر قلب الحجر باریک پیس کر بُرکنے سے زخم ۲-۳ دن میں آرام ہو جاتا ہے ۔

امراضِ فم اور قلب الحجر

بثورِ فم :۔ ایک تولہ قلب الحجر اور ایک تولہ ... ملا کر باریک پیس لیں اور منہ میں بُرکیں ۔

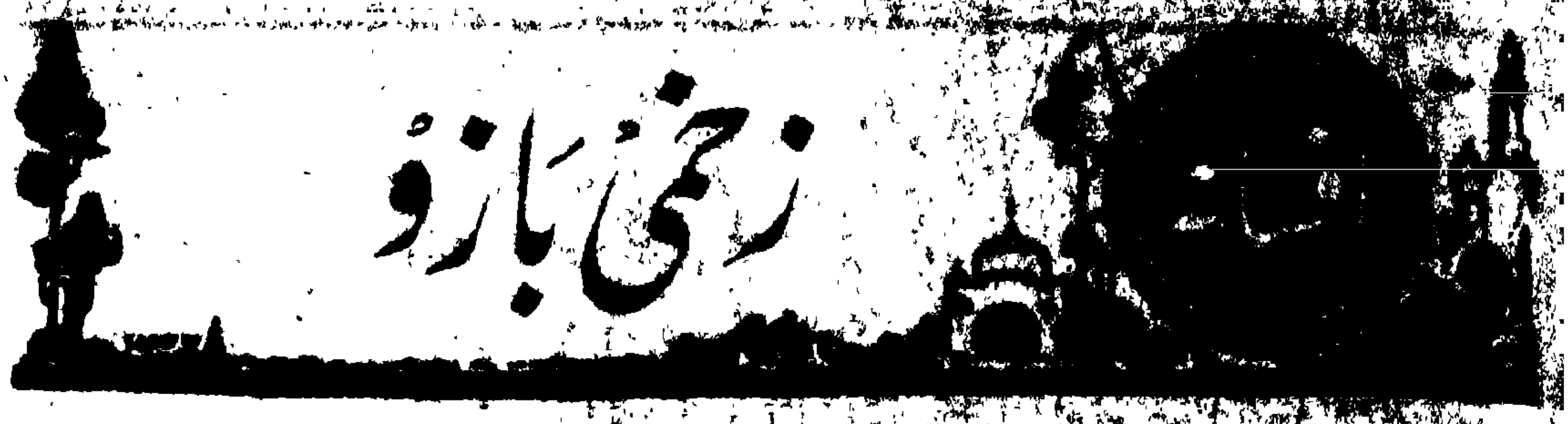
قلب الحجر بطور تریاق !

برائے زہر :۔ اگر کسی نے کوئی زہر کھا لیا ہو مثلاً سنکھیا وغیرہ ، تو ایک ایک گھنٹے کے وقفے سے ایک ایک ماشے قلب الحجر کھلائیں ۔ یقیناً زہر کا اثر نہیں ہوگا ۔

نیش عقرب :۔ بچھو یا بھڑ وغیرہ کے کاٹنے کی جگہ قلب الحجر شراب یا اسپرٹ میں حل کر کے مالش کر کے لگا دیں ۔ دو تین منٹ میں زہر زائل ہو جائے گا ۔ مناسب یہ ہے کہ تھوڑا سا قلب الحجر کھلا بھی دیں ۔

سانپ کا کاٹنا :۔ قلب الحجر اور کالی مرچ پیس کر سانپ کے کاٹنے کی جگہ لگائیں ۔ نیز ایک ایک گھنٹے بعد ایک ایک ماشے تین مرتبہ قلب الحجر کھلائیں ۔

غرض کہ قلب الحجر جامع الفوائد ہے ۔ ہمیں چاہیے کہ اس معمولی چیز کی قدر کریں ۔ اور جتنا بھی ہو سکے اس سے فائدہ اُٹھائیں ۔



میں نے بی ۔ اے امتحان پاس کرنے کے بعد میں نے ایک چھوٹا سا دفتر کرائے پر لے کر پریکٹس شروع کر دی ۔ دنیا میں میرا کوئی عزیز نہ تھا اور میں تنہا اپنی زندگی بسر کرتا تھا ۔

ایک دن میں نے کسی اخبار میں حسب ذیل اشتہار دیکھا ۔

"ضرورت ہے!

ایک معزز پیشے کے شریف نوجوان کو ایک ایسے معزز تعلیم یافتہ نوجوان کی ضرورت ہے جو اس کے ساتھ مل کر ایک اچھے ہوٹل میں رہے اور مصارف کی نصف ذمہ داری برداشت کرے ۔"

مندرجہ بالا اشتہار پڑھ کر مجھے خوشی ہوئی ۔ میں دنیا میں بالکل تنہا تھا اور مجھے کسی دوست کی تلاش بھی تھی ۔ اشتہار میں جو پتہ درج تھا اس پر میں نے جواب دیا اور دوسرے دن ایک دراز قامت نوجوان ڈاکٹر مجھ سے ملنے آئے ۔ ان کا نام سلیم وجدانی تھا اور ان کے وزٹنگ کارڈ پر اتنی ڈگریاں درج تھیں کہ انگریزی حروف تہجی میں سے شاید کوئی حرف باقی نہیں رہا تھا ۔ وہ بی ۔ اے تھے ، ایم ۔ اے بھی ۔ ایم ۔ ڈی بھی تھے ، ڈی ۔ ایس ۔ سی ، غرض کہ سب کچھ تھے ، اور ڈگریوں کی کثرت سے ان کا وزٹنگ کارڈ اچھا خاصا "ٹائپ رائٹر کا کی بورڈ" معلوم ہوتا تھا ۔

ڈاکٹر صاحب کا قد چھ فٹ سے چند انچ زیادہ ہی تھا اور اس طول میں چوڑائی نام کو بھی نہ تھی ۔ ان کی گفتگو بہت دلچسپ تھی ۔ معاملات بآسانی طے ہو گئے اور میں اپنے نئے دوست کے ساتھ ہوٹل میں منتقل ہو گیا ۔

ڈاکٹر وجدانی کی بعض حرکتیں کچھ ایسی عجیب و غریب ہوتی تھیں کہ میں انہیں سنکی سمجھنے لگا ۔ لیکن ان کے ایک شریف اور اچھے دوست ہونے میں شبہ نہیں ۔ ڈاکٹر بہت قابل تھے ۔ تمام اعلیٰ امتحانات نمایاں امتیازات کے ساتھ پاس کیے ۔ درجنوں مشہور طبی سوسائٹیوں کے ممبر تھے ۔ لیکن باقاعدہ پریکٹس نہیں کرتے تھے ۔ لطف یہ ہے کہ زندگی کا شاید ہی کوئی شعبہ ایسا ہو گا جس میں ڈاکٹر وجدانی نے کام نہ کیا ہو ، اور مجھے اکثر اپنے دلچسپ اور حیرت انگیز تجربات سنایا کرتے تھے ۔ انہیں دنیا میں شاید دو ہی چیزیں بہت پسند تھیں ۔ ایک بانسری دوسرے سیب ۔ جب دیکھو ہاتھ میں بانسری ہے اور جیب میں سیب ہے ۔

ڈاکٹر وجدانی کئی دن سے غائب تھے ۔ یہ کوئی نئی بات نہ تھی ۔ وہ اکثر غائب ہو جاتے تھے اور کئی کئی دن بعد واپس آ کر اپنے دلچسپ تجربات سناتے تھے ۔ سہ پہر کا وقت تھا ۔ میں کچہری سے واپس آ کر چائے پینے کی تیاری کر رہا تھا کہ ڈاکٹر وجدانی سیب کھاتے ہوئے کمرے کے اندر داخل ہوئے ، اور بولے

"دوست ! کاش میں بجائے ڈاکٹر کے خانساماں ہوتا !"

میں نے ہنس کر جواب دیا ، "مالی اور کوچ مین میں کیا خرابی ہے ؟"

ڈاکٹر صاحب بولے ، "اگر سچ پوچھتے ہو تو میں نے مالی کا کام بھی کیا ہے اور کوچ مینی بھی کی ہے ۔ لیکن جو مزا خانساماں گری میں ہے وہ کسی میں نہیں ۔"

میں نے پوچھا ، "تو کیا اب تم خانساماں بننا چاہتے ہو ؟"

ڈاکٹر صاحب مسکرا کر بولے ، "بننا چاہتے ہو ! میں تو خانساماں بن گیا ۔"

"کب سے ؟"

"کئی دن ہوئے ، اسی لیے تو غائب تھا ۔"

"کیا وحشت سوار ہوئی ؟"

[illegible] زندگی کا ایک نیا [illegible]

"تم خانساماں بنے کس طرح ہو؟"

ڈاکٹر وجدانی بولے۔ "میں نے [illegible] دیکھا ایک نوجوان [illegible]
[illegible] کہ وہ نوجوان رئیس [illegible] کہ [illegible]
نے دیکھا کہ ایک [illegible] نوجوان اپنی [illegible]
معلوم ہوتا تھا کہ وہ یا تو بیت بیمار ہے یا بہت پریشان ہے۔ [illegible] کے ساتھ ہی ایک [illegible]
سیاہ رشی سے ساتھ ڈاکٹر کو دیکھ کر کچھ دلچسپی پیدا ہوئی ———"

میں نے قطع کلام کرتے کہا۔ "اپنے پیشے کی بنا پر؟"

ڈاکٹر صاحب بولے، "جو کچھ بھی سمجھو۔ میں نے کوٹھی کے اندر جاکر ملازمت کی درخواست کی اور اس نوجوان [illegible] چند سوالات کے بعد مجھے ملازم رکھ لیا۔ میں پہلے تو یہ سمجھتا تھا کہ چند گھنٹے پُرلطف مذاق رہے گا۔ لیکن اب واقعات کچھ اس قسم کی [illegible] میں وہاں ٹھیرنے پر مجبور ہو گیا ہوں اور میرا خیال ہے کہ مجھے ابھی چند روز اور خلیلی کے فرائض انجام دینا پڑیں گے۔"

میں نے پوچھا۔ "آخر بات کیا ہے؟"

ڈاکٹر صاحب بولے۔ "میرے مالک کو بہت عجیب و غریب بیماری ہے۔ اور میں اس کی پوری نوعیت سمجھنا چاہتا ہوں۔"

"کیا بیماری ہے؟"

"معالج ڈاکٹر کہتا ہے کہ اس نوجوان کو وہ بیماری ہے جس میں انسان خود اپنے جسم کا گوشت چبا چبا کر کھا جاتا ہے ———"

"انسان اپنا گوشت خود کھا جاتا ہے ——— !"

"ہاں! ... میرے مالک کا ڈاکٹر کہتا ہے کہ دیوانگی کا یہ عارضہ موروثی ہے جس سے شفا پانا قریب قریب ناممکن ہے۔ مجھے اپنے مالک سے بہت ہمدردی ہو گئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے صحت ہو جائے۔"

میں نے پوچھا، "تم خود علاج کیوں نہیں کرتے؟"

ڈاکٹر صاحب نے اپنے دونوں شانوں کو اُچکا کر جواب دیا، "میں کس طرح علاج کر سکتا ہوں۔ میں تو ایک معمولی خانساماں ہوں۔"

"تم خانساماں کیوں بنے ہوئے ہو؟"

"تقاضائے مصلحت یہی ہے۔ ورنہ پورا مرض میری سمجھ میں نہیں آسکے گا۔ تم نے جو خانساماں بنایا تو بہت [illegible] مرض [illegible] دو ایک دن خاموش رہو۔ بس ذرا سی کسر اور باقی رہ گئی ہے۔"

"اس وقت مریض کی کیا حالت ہے؟"

"مریض نے اپنا بازو چبانا شروع کر دیا ہے۔ بازو زخمی ہے۔ جب اپنے گوشت کو چبانے کا جنون طاری ہوتا ہے تو ڈاکٹر [illegible] پلنگ پر ستونوں سے جکڑ دیتا ہے۔ مریض کا پردادا بنگلور میں سونے کی کان کھودنے پر ملازم تھا۔ وہاں ایک حادثہ ہوا اور وہ کان میں [illegible] جب وقت کے بعد زندہ نکالا تو وہ بے ہوش تھا اور بھوک کی شدت سے اپنا بایاں ہاتھ چبا کر کھا گیا تھا۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ [illegible] اس نوجوان کو ہوتی ہے۔"

میں نے کہا۔ "تو اس نوجوان کے باپ اور دادا اس موروثی بیماری سے کیوں محفوظ رہے؟"

ڈاکٹر وجدانی نے جواب دیا، "میرے مالک کا ڈاکٹر کہتا تھا کہ کسی موروثی بیماری کے لیے [illegible] وہ کبھی کئی پشتوں کے بعد بھی رونما ہوتی ہے۔"

"تمہارے مالک کون ہیں؟"

[illegible]

[illegible] صاحب [illegible] ؟"

[illegible] وہ میرے ساتھ ڈاکٹر میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے۔ ایف۔ اے پاس کرنے کے بعد انھوں نے تعلیم ترک کر دی تھی۔ ان
کے باپ کا [illegible] بڑی جائداد کا انتظام کرنا تھا۔ مجھے عرصے کے بعد ان کا پتہ معلوم ہوا۔ وہ یہاں کب سے ہیں ؟"

"[illegible] معالج ڈاکٹر کے ساتھ تبدیلِ آب و ہوا کی غرض سے آئے ہوئے ہیں۔"

"نواب صاحب تو شروع ہی سے جبت دہی ہیں۔"

ڈاکٹر صاحب [illegible] پوچھے: "نواب صاحب وہمی مزاج کے ہیں ؟ پھر میں ادر بھی آسانی سے ان کی بیماری کا پتہ لگا سکوں گا۔"

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب چند منٹ تک سوچتے رہے۔ پھر بولے: "نواب صاحب تمھارے پرانے دوست اور کلاس فیلو ہیں۔ کیا یہ نہیں
ہو سکتا کہ اس معاملے میں تم میری کچھ مدد کرو ؟"

میں نے پوچھا: "کس طرح ؟"

وہ بولے: "تم نواب صاحب سے ملنے کے لیے جاؤ۔ اور رفتہ رفتہ ان کے دل پر اپنے اعتماد کا نقش جماؤ۔ مصیبت یہ ہے کہ اس وقت وہ
ایک مکار ڈاکٹر کے قبضے میں ہیں اور ڈاکٹر نے انھیں اس حد تک اپنا معتقد بنا لیا ہے کہ میں نے دوسرے ملازموں سے سنا ہے کہ نواب صاحب نے
نیا وصیت نامہ لکھ کر مرتب کر دیا ہے کہ چونکہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے اس لیے ان کے مرنے کے بعد کل جائداد ڈاکٹر کو مل جائے۔"

میں نے کہا: "اچھا تو کل تیسرے پہر میں اپنے پرانے دوست سے ملنے جاؤں گا۔"

ڈاکٹر صاحب بولے: "مگر اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ عزیب سلیم وجدانی ڈاکٹر نہیں بلکہ ایک معمولی بٹلر ہے۔"

دوسرے دن کچہری سے جلد واپس آ کر میں اپنے پرانے دوست سے ملنے گیا۔ کوٹھی کے دروازے پر ڈاکٹر سلیم وجدانی بٹلر کی حیثیت سے
موجود تھے۔ انھوں نے میرا کارڈ اندر بھجوایا اور میں نواب صاحب کے معالج ڈاکٹر کے سامنے پیش کیا گیا۔

ڈاکٹر بولا: "اگرچہ میرے مریض کی حالت کچھ سنبھلی ہوئی ہے لیکن مجھے اس بات میں شبہ ہے کہ شاید وہ آپ کو پہچان بھی سکیں گے ——
آپ کے دوست کی بیماری بہت خطرناک ہے۔ اللہ رحم کرے۔"

[illegible] کی صورت سے درحقیقت مکاری اور شرارت برستی تھی اور اس کی گفتگو سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ نواب صاحب سے اس کے
بہت پرانے تعلقات ہیں۔

جب میں نے نواب صاحب سے ملنے کے لیے زیادہ اصرار کیا تو ڈاکٹر بولا: "اچھا تو میں آپ کی ملاقات کرا دوں گا۔ مگر ایک بات کا وعدہ کیجیے
وہ یہ کہ آپ مریض سے زیادہ باتیں نہیں کریں گے اور ملاقات چند منٹ سے زیادہ طول نہیں کھینچے گی۔"

میں نے وعدہ کیا اور ڈاکٹر مجھے دوسرے کمرے میں لے گیا۔ نواب صاحب مسہری پر لیٹے تھے۔ گلے میں ریشمی رومال بندھا تھا اور اس پر
ان کا ہاتھ تھا۔ میں نے نواب صاحب کو تقریباً پانچ سال کے بعد دیکھا تھا۔ لیکن ان کی صورت میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا۔ مگر ان کی آنکھوں
میں غضب کی وحشت تھی۔ نواب صاحب نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا اور جوشِ مسرت سے بیتاب ہو کر بولے: "ارے یار۔ تم کہاں ؟"
انھوں نے [illegible] ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ ان کا ڈاکٹر نواب صاحب سے بولا: "دیکھیے، آپ کو بالکل سکون
سے رہنا چاہیے۔"

اس کے بعد [illegible] میری طرف دیکھ کر بولا: "آپ کو یہ کس طرح معلوم ہو گیا کہ آپ کے پرانے کالج فیلو یہاں ٹھیرے
ہوئے ہیں [illegible] تاکہ ملاقاتیوں کی وجہ سے مریض کو تکلیف نہ ہو۔"

میں نے جواب دیا، "میں نے اپنے عزیز دوست کی تفریح کے لیے [illegible]"

نواب صاحب نے ڈاکٹر کی خواہش کی پروا نہیں کی اور وہ بدستور مجھ سے [illegible] باتیں کرتے رہے۔ اتنے میں وہ اچانک ڈاکٹر کی طرف مخاطب ہو کر بولے، "آپ رات میری کتاب [illegible] آپ اٹھتے وقت کتاب اپنے ساتھ لے گئے تھے۔"

ڈاکٹر تھوڑی دیر متذبذب رہا۔ اس کے بعد بولا، "اچھا ——— مگر نواب صاحب آپ نے آج [illegible] آپ کے لیے مناسب نہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ کے پرانے دوست بھی مجھ سے اتفاق [illegible]"

یہ کہہ کر ڈاکٹر کرسی سے اٹھا اور کمرے کے باہر چلا گیا۔ میں بھی نواب صاحب سے رخصت [illegible] اُن کی آنکھیں سُرخ ہو گئیں اور انھوں نے بھیانک نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور زور سے میرا ہاتھ پکڑ کر چلّانے ——— "مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔ میرے عزیز دوست میری جان بچاؤ۔ میرا دماغ خراب ہوتا جا رہا ہے۔ میں پاگل ہو رہا ہوں ——— پاگل ——— پاگل ——— میں آدم خور بن رہا ہوں ——— پرانی دوستی کے صدقے میں مجھے بچاؤ ——— اُف کیسی خوفناک آنکھیں ہیں۔ میرے دوست ان خوفناک آنکھوں کو میرے سامنے سے ہٹا دو ——— ہٹا دو ———"

اتنے میں ڈاکٹر کے قدموں کی آہٹ معلوم ہوئی۔ نواب صاحب فوراً مسہری پر سیدھے لیٹ گئے۔ میرا ہاتھ چھوڑ دیا، آنکھیں بند کر لیں لیکن ان کے چہرے پر خوف کے آثار طاری تھے اور جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔

اپنے عزیز دوست کی یہ حالت دیکھ کر میرا دل کانپ گیا۔ کیا درحقیقت میرے دوست کا دماغ خراب ہو رہا ہے [illegible] کیا ہے۔ نواب صاحب نے اپنے معالج سے کتاب کیوں منگوائی تھی۔ ڈاکٹر کے پیروں کی آہٹ سنتے ہی وہ فوراً خاموش کیوں ہو گئے ——— !

یہ سوچتے ہوئے میرے دل نے کہا کہ جب تک یہ راز حل نہ ہو جائے مجھے اس مکان سے باہر قدم نہیں نکالنا چاہیے۔ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ نواب صاحب اس حرکت کے باوجود جو میں نے ابھی دیکھی، پاگل ہرگز نہیں ہیں۔ ان کے دل میں وہم بیٹھ گیا ہے یا بٹھا دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر نے مجھ سے کہا، "اس وقت مریض کی بے چینی بڑھ گئی ہے۔ اسی وجہ سے میں نے ملاقاتوں کا سلسلہ بالکل بند کر دیا ہے۔ میں آپ کے اصرار سے مجبور ہو گیا۔ مجھے افسوس ہے آئندہ آپ کو بھی ملاقات کی اجازت نہ دے سکوں گا۔"

میں نے فوراً جواب دیا، "میرے عزیز دوست نے مجھے چند روز اپنے پاس قیام کرنے کے لیے مدعو کیا ہے اور میں نے یہ دعوت منظور بھی کر لی ہے۔"

میں نے غلط بیانی کی تھی۔ لیکن ڈاکٹر سے یہ کہہ کر جب نواب صاحب کی طرف دیکھا تو ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور وہ ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر بولے "ہاں وکیل صاحب نے از راہِ کرم میری دعوت منظور فرمائی ہے، اور وہ چند روز میرے پاس قیام کریں گے۔ میں تنہائی سے گھبرا گیا ہوں۔ وہ میرے پرانے دوست ہیں ان سے میرا دل بہلے گا۔"

ڈاکٹر کو غصہ آ گیا۔ مگر غصے کو ضبط کرتے ہوئے بولا، "آپ کو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر نتائج کے ذمے دار آپ اور آپ کے دوست وکیل صاحب ہوں گے۔"

نواب صاحب نے جواب دیا، "دیکھا جائے گا۔"

ڈاکٹر ناراض ہو کر چلا گیا۔ نواب صاحب نے اپنے "بٹلر" (ہمارے دوست ڈاکٹر سلیم وجدانی) کو میرے لیے [illegible] کا حکم دیا۔ بٹلر صاحب مجھے دوسرے کمرے میں اٹھا کر لے گئے اور ذرا دیر بعد خالص "بٹلرانہ" انداز میں چائے وغیرہ [illegible] وجدانی صاحب مجھ سے بولے، "کہیے آپ نے اپنے دوست کا موروثی مرض دیکھا؟"

میں نے جواب دیا، "میرے خیال میں نواب صاحب ایسے پاگل تو نہیں [illegible]

[illegible] اشارہ کرتے تھے۔ ہاں ان کا معالج جب کتاب لانے کے لیے دوسرے کمرے میں گیا ہے تو ان پر دیوانگی کا ہلکا سا دورہ پڑگیا تھا۔

[illegible] دوست پاگل نہیں ہیں۔ تم کہتے ہو کہ ان پر دیوانگی کا ہلکا سا دورہ پڑا تھا۔ لیکن یہ کیا ممکن نہیں ہے کہ پریشان حال نواب نے کتاب [illegible] اپنے درد دل کا اظہار کیا ہو؟"

[illegible]

"[illegible] نہیں بلکہ میرے خیال میں واقعہ یہی ہے۔ تم نے اپنے دوست کی کلائیوں پر بھی غور کیا؟"

"[illegible] غور نہیں کیا۔"

ڈاکٹر وجدانی صاحب منہ بگاڑ کر بولے، "تم وکیلوں کو سوائے بک بک کرنے کے اور آتا ہی کیا ہے۔ تم لوگ قوتِ مشاہدہ سے بالکل محروم ہوتے ہو۔ غضب ہوا کہ تم نے مریض کی کلائیاں نہیں دیکھیں۔ اتنا اہم معاملہ ——!"

میں نے متحیر ہو کر پوچھا، "آخر بات کیا ہے؟"

سلیم وجدانی صاحب بولے، "مریض کی کلائیوں پر بہت سے ننھے ننھے سوراخ ہیں!"

"کیسے سوراخ؟"

"تم بے وقوف کیا جانو۔ یہ سوراخ ہائی پوڈرمک سوئیوں کے نشانات ہیں۔"

"کیا تمھارے خیال میں نواب صاحب کو مارفیا (یا ہیروئن) کے انجکشن دیے جا رہے ہیں؟"

"بے شک۔ یہ ڈاکٹر بہت ہی بدمعاش ہے۔ میں اس کی بُری طرح خبر لوں گا۔ ایک طرف تو نشئی دواؤں کے ذریعے سے نواب صاحب کا دماغ خراب کیا جا رہا ہے، دوسری طرف انھیں یقین دلایا جا رہا ہے کہ وہ اپنا گوشت چبا کر کھا جانے کے موروثی جنون میں گرفتار ہو گئے ہیں اور انھیں صحت نہیں ہوسکتی۔ بدمعاش ڈاکٹر پہلے تو نواب صاحب کو پاگل خانے بھیجنا چاہتا ہے اور پھر قبرستان۔"

میں نے پوچھا، "ڈاکٹر کو آخر نواب صاحب سے دشمنی کیوں ہے وہ انھیں کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے؟"

ڈاکٹر وجدانی دبیلا بولے، "تم وکیلوں کو کبھی عقل نہ آئے گی۔ میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ بدمعاش ڈاکٹر نے نواب کو بے وقوف بنا کر ان سے اپنے حق میں وصیت نامہ مرتب کرا لیا ہے۔"

میری آنکھوں کے سامنے سے ایک بڑا پردہ ہٹ گیا۔ اور میرے دل پر اپنے سنکی دوست، سلیم وجدانی کی عقل مندی کا گہرا نقش مرتسم ہوگیا۔

میں نے کہا، "نواب صاحب پر بیماری کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہی ہے۔ ورنہ وہ اپنا بازو کیوں چباتے۔ سارا بازو زخمی ہو رہا ہے۔"

سلیم وجدانی نے قہقہہ لگایا اور بولے، "تم بڑے شکی ہو۔ اچھا سنو۔ بدمعاش ڈاکٹر روزانہ دودھ منگاتا ہے۔ لیکن مریض کو نہیں پلایا جاتا۔ اب تو تمھارا شک دور ہوا؟"

میں نے متحیر ہو کر کہا، "پھر وہی دیوانے پن کی باتیں۔ میں نے بیماری کا جو شبہ ظاہر کیا ہے اس سے دودھ کا تعلق؟ ممکن ہے کہ ڈاکٹر دودھ اپنے واسطے منگاتا ہو۔"

"سلیم صاحب نے اپنی جیب سے ایک شیشی نکالتے ہوئے کہا، "تم وکیلوں کو بس منطق ہی چھانٹنا آتی ہے۔ دیکھو یہ کیا ہے؟"

شیشی میں عرق تھا جس سے ایک خاص قسم کی تیز بو آ رہی تھی۔ میں نے لاعلمی ظاہر کی۔ سلیم وجدانی صاحب نے کہا، "یہ مشہور دوا ویلیرین ہے۔ تم نے اس کا نام [illegible] سنا ہوگا۔ تمھیں اس کے خواص معلوم ہیں؟"

"[illegible] تو سنا ہے۔ اور اس کی خاصیت بھی اتنی معلوم ہے کہ دوروں کو روکنے کے لیے استعمال کرائی جاتی ہے۔ میں نے ایک مقدمہ میں اس کا ذکر سنا تھا۔"

[illegible] خاصیتیں بھی ہیں۔ مجھے یہ شیشی تمھارے دوست کے کمرے میں پڑی ملی تھی۔ ڈاکٹر غلطی سے چھوڑ گیا تھا۔ میں ڈاکٹر کے کمرے

میں تو جا نہیں سکتا۔ وہ ہر وقت مقفل رہتا ہے اور ڈاکٹر کم بخت ایک منٹ کے لیے بھی کوٹھی سے باہر نہیں جاتا۔“

”اس دوا کی اور خاصیتیں کیا ہیں؟“

سلیم وجدانی صاحب بولے، ”میں ابھی یقین نہیں بتا سکتا لیکن مجھے یقین ہے کہ آج رات کو نواب صاحب پر اگر شیشی کا ... کے جنون کا بہت سخت دورہ پڑے گا اور ممکن ہے یہ دورہ مہلک ثابت ہو کیونکہ ڈاکٹر اب زیادہ دیر نہیں کر سکتا وہ ... ہو گیا ہے۔“

میں نے کہا، ”پھر تم نے تدبیر کیا سوچی ہے؟“

سلیم وجدانی صاحب بولے، ”تم خاموشی سے یا چون و چرا میری ہدایات پر عمل کرو۔ ڈاکٹر شراب بہت ... اس کی شراب میں کلوروفل کافی مقدار میں ملا دوں گا۔ اس طرح ہم تم نواب صاحب کے کمرے میں چھپ کر بیٹھ سکیں گے۔“

میں نے کہا، ”یار ڈاکٹر —— بھائی معاف کرنا —— جلر صاحب ایک بات تو بتاؤ۔ نواب صاحب کی جب حالت بگڑی ہے تو وہ چلا رہے تھے —— کیسی خوف ناک آنکھیں ہیں۔ ان آنکھوں کو میرے سامنے سے ہٹا دو —— ان الفاظ کا کیا مطلب ہے۔ نواب صاحب کو کس کی آنکھیں نظر آتی تھیں؟“

”جلر“ صاحب بولے، ”گھبراؤ نہیں۔ آج سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔“

میں نے رات کو نواب صاحب سے ملنا چاہا مگر ڈاکٹر نے ملاقات کی اجازت نہیں دی اور کہہ دیا کہ اس وقت مریض کو نیند آگئی ہے۔ اور اس کے لیے سونا مفید ہے۔

میرے سونے کے لیے ایک کمرہ تیار کر دیا گیا تھا۔ اور میں کھانے سے فارغ ہو کر سونے چلا گیا۔ مگر اپنے عزیز دوست کی دردناک حالت کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آتی تھی۔ غالباً رات کے دو تین بجے ہوں گے، دروازے پر کسی نے آہستہ سے دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دیکھا۔ سلیم وجدانی صاحب کھڑے تھے۔ انھوں نے مجھے خاموشی سے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ ہم دونوں دبے پاؤں نواب صاحب کے کمرے میں داخل ہو گئے۔ میں یہاں کا نظارہ دیکھ کر چونک پڑا۔ نواب صاحب کو بستر پر رسّی سے جکڑ دیا گیا تھا۔ ان کا زخمی بازو بالکل کھلا ہوا تھا۔ اس پر نہ تو پٹّی تھی اور نہ کسی قسم کی دوا۔ کمرے میں ایک خاص قسم کی بُو آ رہی تھی۔ جسے میں پہلے تو شناخت نہ کر سکا لیکن بعد میں غور کرنے پر مجھے ولیرین کی بُو یاد آگئی جس کی شیشی مجھے شام کو سلیم وجدانی صاحب نے دکھائی تھی۔ میں نے حیرت کے ساتھ آہستہ سے پوچھا، ”ڈاکٹر صاحب یہ کیا معاملہ ہے؟“

ڈاکٹر وجدانی صاحب نے ایک پردے کے پیچھے چھپتے ہوئے جواب دیا، ”یہ دیوانگی کا دورہ طاری کرنے کے انتظامات ہیں۔“

میں نے کہا، ”مریض کا زخمی بازو کیوں کھول دیا گیا ہے؟“

سلیم وجدانی صاحب نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا، ”ذرا دیر میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔“

ہم پردے کے پیچھے چھپے ہوئے نہایت خاموشی سے آنے والے واقعات کا انتظار کر رہے تھے۔ میرا دل دھڑک رہا تھا اور ایک ایک لمحہ کاٹنا دشوار تھا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد کسی کی آہٹ معلوم ہوئی۔ ہمارا خیال تھا کہ معالج ڈاکٹر کمرے کے اندر داخل ہو گا۔ مگر نہیں۔ ہمہ تن چوکنے ہوئے مریض کے زیر لب کچھ بڑبڑانے کے ساتھ ہمیں دروازے پر دو چھوٹی چھوٹی آنکھیں نظر آئیں جو کمرے کی بہت ہلکی اور برائے نام روشنی میں چمک رہی تھیں۔ دفعتاً پُراسرار آنکھوں کو حرکت ہوئی۔ کوئی چیز جست کر کے نواب صاحب کی مسہری تک پہنچی اور ان کے بازو کو نوچنا اور کاٹنا شروع کیا۔ نواب صاحب کے منہ سے دردناک چیخ نکلی۔ اب ہم نے پردے سے باہر گردن نکال کر غور سے دیکھا۔ یہ ایک زرد رنگ کا بہت موٹا بلا تھا جو نواب صاحب کے بازو کو زخمی کر رہا تھا۔

سلیم وجدانی تڑپ کر پردے سے باہر نکل آئے اور انھوں نے خوف ناک بلے کو بعجلت تمام پکڑنا چاہا۔ بلے نے ان کے ہاتھ کو زخمی کر دیے۔ لیکن سلیم نے اسے چھوڑا نہیں اور اپنے مفلر سے اُسے جکڑ دیا۔

اتنے میں ہماری نظر کمرے کے دروازے پر پڑی۔ معالج ڈاکٹر کو اس کا ایک تھیلا لیے ہوئے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس کی صورت دیکھتے ہی سلیم وجدانی صاحب بھوکے شیر کی طرح لپکے اور ڈاکٹر کے منہ پر ایک گھونسہ رسید کیا۔ کہا تو سلیم صاحب کے گھونسے کی ... ڈاکٹر صاحب ...

[illegible] کی بہت بُری طرح مرمّت کی اور اسے گھسیٹ کر ایک کمرے میں بند کر دیا۔

[illegible] سلیم وحدانی نواب صاحب کے کمرے میں داخل ہوئے۔ نواب صاحب بدستور بے ہوش تھے۔ سلیم وحدانی [illegible] تھے۔ نواب صاحب کی نبض دیکھ کر کہا، "گھبرانے کی بات نہیں۔ ذرا دیر میں ہوش آ جائے گا۔"
[illegible] نے بے ہوش نواب صاحب کا منہ کھول کر چمچے سے ایک مفرّح دوا پلائی۔ ڈاکٹر وحدانی صاحب مغار سے جکڑے ہوئے بلّے کی طرف اشارہ کر کے بولے، "آپ کو اس بدمعاش ڈاکٹر کی شرارت کا حال معلوم ہوا؟"

میں نے جواب دیا، "میں نے جو حیرت انگیز اور خوف ناک نظارہ دیکھا اس سے میرا دماغ ماؤف ہو رہا ہے۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

ڈاکٹر سلیم وحدانی نے کہا، "اس بدمعاش مغار نے یہ بلّا اپنے کمرے میں مقفّل کر رکھا تھا۔ وہ روزانہ دودھ اسی کے لیے منگاتا تھا اور بہت ممکن ہے کہ اسے کچا گوشت بھی روزانہ کھلاتا رہتا ہو ــــــ میں نے تم سے کہا تھا کہ ویلیرین کی کچھ اور خاصیتیں بھی ہوتی ہیں۔ ایک خاصیت یہ ہے بلی اس کی بُو سے مسحور ہو جاتی ہے۔ اور چاہے راستہ کتنا ہی طویل اور دشوار گزار کیوں نہ ہو، بلی سیدھی اس کی بُو پر جائے گی۔ بدمعاش ڈاکٹر پہلے تو نواب صاحب کو مارفیا کے انجکشن دے کر بے ہوش کر دیا کرتا تھا۔ اس کے بعد ان کے زخمی بازو پر ویلیرین مَل کر اس کے چند قطرے کمرے میں اور باہر ٹپکا دیتا تھا تاکہ بلّا کمرے میں پہنچ کر نواب صاحب کے بازو کو خوب زخمی کرے۔ جب بلّا ان کے بازو کو زخمی کر چکتا تھا تو ہمارا موٹا دوست کو اس کے پنجے میں بند کر کے اپنے اسی خوار پلنے کو لے جاتا تھا اور نواب صاحب کو ہوش میں لا کر ان سے کہتا تھا کہ اُن پر اپنے گوشت کو چبانے کا دَورہ پڑا تھا۔ اور اگر اُس نے اُن کو رسیوں سے جکڑ نہ دیا ہوتا تو وہ اپنا سارا جسم مجروح کر لیتے ــــــ ڈاکٹر نے جال تو خوب بچھایا تھا، لیکن افسوس اُسے یہ خبر نہ تھی کہ نواب صاحب کا ٹیلر رمضان خاں بھی دواؤں کی خاصیتوں اور بیماریوں سے تھوڑا بہت واقف ہے۔"

میں نے پوچھا، "تو کیا نواب صاحب نے اپنے بازو کو خود زخمی نہیں کیا تھا؟"

ڈاکٹر وحدانی نے جواب دیا، "ہرگز نہیں انھیں اس بات کا یقین دلایا جا رہا تھا کہ وہ اپنا گوشت چبانے کے موروثی عارضے میں گرفتار ہو گئے ہیں، چوں کہ انھیں اس بدمعاش ڈاکٹر پر بہت اعتبار تھا اور اس سے زیادہ اعتبار کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی کل جائداد کا وصیت نامہ ڈاکٹر کے حق میں مرتب کر دیں۔ اس لیے نواب کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ پاگل ہو گئے ہیں۔

ہم نے جکڑے ہوئے نواب صاحب کو کھول دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد انھیں ہوش آ گیا۔ اُنھوں نے اپنے زخمی بازو کو جس کی سلیم وحدانی صاحب نے بدمعاش ڈاکٹر کے کمرے سے سامان لا کر ڈریسنگ کر دی تھی، دیکھا۔ ہم نے نواب صاحب کو مختصر الفاظ میں یقین دلایا کہ اُنھوں نے اپنے بازو کو خود زخمی نہیں کیا ہے بلکہ یہ اس وحشی بلّے کی حرکت ہے جو مغار سے جکڑا ہوا سامنے پڑا ہے۔ نواب صاحب اس وقت تو یہ راز سمجھ نہ سکے لیکن رفتہ رفتہ انھیں سب کچھ معلوم ہو گیا۔

صبح سلیم وحدانی صاحب نے ڈاکٹر کو ماربیٹ کر کوٹھی سے نکال دیا۔ تین چار دن تو وہ اسپتال میں پڑا رہا۔ اس کے بعد پتہ نہیں کہاں چلا گیا۔

ڈاکٹر سلیم وحدانی کے علاج سے نواب صاحب کو چند دن میں بالکل صحت ہو گئی۔ اپنا گوشت چبانے کے "موروثی عارضے" کا اثر نام کو بھی باقی نہ رہا۔ اُنھوں نے شکریے کے طور پر کئی ہزار رُپے ڈاکٹر سلیم وحدانی صاحب کو دینا چاہے مگر بہادر اور شریف دوست نے ایک پائی بھی قبول نہ کی۔



معلومات

چوٹ کے نتیجے سے آکلہ بھی دنیا کے باہر بکثرت آدمی خصوصاً عورتیں یہ اعتقاد رکھتی ہیں کہ [illegible] ہو جاتا ہے۔ اگر اتفاق سے جسم پر کوئی چوٹ لگنے کے بعد آکلہ پیدا ہو گیا ہے تو ان کا ذہن قدرتی طور پر اسی طرف منتقل ہوتا ہے کہ آکلہ چوٹ لگنے سے پیدا ہوا۔

اس قسم کے تمام شکوک بالکل بے بنیاد ہیں۔ امریکہ کے مشہور ڈاکٹر جارج ٹی۔ پیک جو نیویارک کے ایک اسپتال میں آکلے کے مخصوص ڈاکٹر ہیں اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ عورتوں کی چھاتیوں پر جو آکلہ ہو جاتا ہے اسے عوام اکثر کسی چوٹ کا نتیجہ خیال کیا کرتے ہیں۔ لیکن ایسے [illegible] کی تعداد جنھیں چوٹ کا نتیجہ قرار دیا جا سکے اس قدر کم ہوتی ہے کہ اس خیال کو کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ ڈاکٹر پیک نے ہڈیوں کے آکلے کے متعلق بھی یہی کہا کہ [illegible] سبب چوٹ نہیں ہوتی۔ انھوں نے کہا کہ آکلے کے ایسے مریضوں کی تعداد جن میں ہم یہ خیال کر سکیں کہ شاید چوٹ ہی آکلہ کا باعث ہوا اتنی کم ہوتی ہے کہ اس چوٹ والے نظریے کو کسی طرح قبول نہیں کیا جا سکتا۔

ہڈیوں کے آکلے کی آٹھ قسموں میں سے صرف ایک قسم ایسی ہے کہ جس کے متعلق ہم یہ شبہ دل میں لا سکیں کہ شاید چوٹ لگنے کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اس قسم کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ جس کی بنا پر یہ خیال قائم کیا جا سکے کہ اندرونی اعضاء کے آکلے کا باعث چوٹ ہوتی ہے۔

ڈاکٹر پیک نے اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ بھی کہا کہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک جو جنگ عظیم برپا رہی تھی اس میں لوگوں کے مختلف قسم کے اور مختلف اعضاء میں اس قدر چوٹیں آئی تھیں کہ اس سے زیادہ خیال میں بھی نہیں آ سکتیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ اگر ضربات کی وجہ سے آکلہ وجود میں آ سکتا تو اس زمانے میں آکلے کے مریضوں کا کوئی شمار نہ رہتا۔ لیکن ایسی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ ان فوجی سپاہیوں میں آکلے کے مریضوں کی تعداد کسی درجے میں بھی اس سے زیادہ تھی کہ جتنی معمولاً ہوتی ہے اور سپاہیوں میں بھی آکلے کے مریض بس اتنے ہی ہوئے جتنے شہری آبادی میں ہوتے رہتے ہیں۔

کھاتے وقت پڑھنا مضر ہے بعض آدمی کھانا کھاتے وقت اس لیے پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں کہ اس مصروفیت کی وجہ سے وہ غذا کو خوب چباتے رہیں گے اور جلدی جلدی بغیر چبائے ہوئے نہ نگل جائیں گے۔ لیکن ان کو یہ خبر نہیں کہ وہ ایک خرابی سے بچنے کے لیے دوسری اس سے بھی زیادہ خرابی مول لے لیتے ہیں۔ مشہور طبی رسالہ ہائجیا نے ایک استفسار کے جواب میں لکھا ہے، "اچھے کھانوں کی خوشبو، ذائقہ اور ان کا نظارہ یہ سب چیزیں ہماری بھوک میں تحریک پہنچاتی ہیں اور ہضم غذا پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہیں۔ اس کے برعکس فکرمندی اور کھانے سے [illegible] جو ایسی چیزیں ہیں کہ جو ہضم میں فتور پیدا کیا کرتی ہیں۔ صحیح ہضم کے لیے سب سے زیادہ ضروری یہی چیز ہے کہ آدمی خوش دلی کے ساتھ کھانا کھائے۔ بہت کم لوگ ہو سکتے ہیں جو کھاتے وقت پڑھتے بھی رہیں اور اپنے کھانے کا لطف بھی اٹھاتے رہیں۔

"اس سے انکار نہیں کہ ادب لطیف کے پڑھنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ انسان کے جسم کا اور دماغ کا تناؤ کم ہو جاتا ہے اور [illegible] لیکن صحیح طریقہ یہ ہے کہ جسمانی اور دماغی تھکاوٹ یا تناؤ رفع کرنے والے کام مثلاً پڑھنا، موسیقی، چہل قدمی یا قیلولہ وغیرہ [illegible] سب کھانا کھانے سے یا تو پہلے ہونے چاہییں یا کھانے کے بعد۔ کھانا کھانے کے دوران میں یہ بہت ضروری ہے کہ [illegible] اس کی لذت کی طرف رہے۔"

مالیخولیا صرف پریشان خیالی کوئی خطرناک علامت نہیں ہے۔ اس حالت میں [illegible] کے ساتھ ساتھ طبیعت کا گرا ہوا ہونا بھی ہو تب بھی ضروری نہیں کہ اسے خطرناک [illegible] تک

[illegible] پیدا ہوں تو انھیں معلوم کر لیا جائے۔ جس وقت پریشان خیالی میں وہم کا اضافہ بھی ہو جائے تو وہ عموماً مالیخولیا [illegible]

[illegible] ذیل علامتوں میں سے ایک بھی ظاہر ہو تو اس بات کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے کہ مریض کو ہر وقت نگاہوں میں رکھا جائے۔

[illegible]۔ (۲) ایسے خیالات کا ہجوم جو وہم پر مبنی ہوں۔ (۳) اپنے آپ کو بُرا سمجھنا اور بُرا کہنا۔ (۴) ناامیدی کا طاری ہو جانا اور مستقبل [illegible]۔ (۵) بے بنیاد خوف کا دل پر مسلط ہو جانا۔ (۶) یہ خیال پیدا ہو جانا کہ اُس کا وجود دوسروں کے لیے مصیبت کا باعث ہے لہٰذا اسے [illegible]۔ (۷) بالکل ناگہانی طور پر تمام پریشان خیالی اور طبیعت کے اضمحلال کا دُور ہو جانا۔ ایسی حالت طاری ہو تو مریض کے خودکشی کر لینے کا [illegible] زیادہ ہے۔ [illegible] پریشان خیالی میں اگر یکایک اضافہ ہو جائے تو مریض کا دیگر جسمانی امراض کے لیے کافی غور سے معائنہ کرنا چاہیے۔

بچوں کی تن درستی کے متعلق والدین کی ذمہ داری

جسمانی تن درستی کے لیے جذباتی اور دماغی عادتوں کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اسے کسی طرح نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ بچے قدرتی طور پر نقال ہوتے ہیں اور اکثر و بیشتر یہی دیکھا جاتا ہے کہ ان کے اندر ماں باپ کی عادات و خصائل کا پورا پورا عکس موجود ہوتا ہے۔ اگر کسی لڑکی یا لڑکے کی نگاہ سے یہ چیز گزرتی رہتی ہو کہ اس کا کوئی رشتہ دار غصے اور برہمی مزاج کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے تو اگر وہ خود بھی ایسا کرنے لگے تو اس پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ اگر بچے کے گرد و پیش اس کے ایسے بزرگ موجود ہیں جو سلیم الطبع، معتدل المزاج، پُرسکون، خوش وضع اور خلیق، ایمان دار، انصاف پسند اور مہربان ہوں تو گمان غالب یہی ہے کہ بچہ بھی ان میں سے بہت سی صفات اپنے اندر پیدا کرے گا۔ اگر مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ رکھا جائے تو بچوں کی تربیت اچھے طریق پر ہو سکتی ہے۔

(۱) آپ خود بالکل ویسے ہی انسان بن جائیں کہ جیسا آپ اپنے بچے کو بنانا چاہتے ہیں۔

(۲) اپنے بچے سے ہمیشہ یہ توقع کیجیے کہ وہ صحیح کام کرے گا، اور جب وہ ایسا کرے تو اس کی تعریف کیجیے۔

(۳) بچے کی اس بارے میں مدد کیجیے کہ وہ دوسروں کی امداد سے بے نیاز ہو جائے، اور اخلاقی، دماغی اور جسمانی کاموں میں دوسروں کا دست نگر نہ رہے۔ اسے بے وقوف، ناکارہ اور محض ایک بچہ نہ سمجھیے۔ بچے کو اس بات کا موقع دیجیے کہ وہ بطور خود بعض باتوں کے متعلق رائے قائم کر سکتا ہے کرے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو باتیں درحقیقت اہم ہیں، اور بچے میں ان کے متعلق رائے قائم کرنے کی استعداد نہیں ہے انھیں بھی اسی پر چھوڑ دیا جائے۔

(۴) جس حد تک ایک انسان سے ممکن ہے اس حد تک وعدوں کی پابندی کی جائے۔

(۵) بچے کے سامنے کبھی یہ ظاہر نہ کیجیے کہ آپ خوف زدہ ہیں اور بچے کو ہرگز کسی چیز سے نہ ڈرائیے۔

(۶) بچے کو اس کی غلطیوں کے متعلق صرف ایسے وقت میں فہمائش کیجیے کہ جس وقت آپ کا مزاج اعتدال پر ہو۔ سزا دیتے وقت اگر آپ کے مزاج میں برہمی یا غصہ پیدا ہو گیا تو اس سزا کا کوئی مفید اثر مرتب نہیں ہو سکتا۔

(۷) بچے نے اپنے دماغ سے جو تجاویز پیش کی ہیں ان کا احترام کیجیے، اور اس کی رائے کو وقعت دیجیے۔ آپ کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بچہ بھی ایک انسان ہے کہ جس کے کچھ مفاد اور کچھ حقوق ہیں۔

(۸) اس بارے میں بچے کی مدد کیجیے کہ وہ دوسرے آدمیوں سے محبت کرنے، اور ان کے ساتھ رواداری برتنے لگے۔

مریضوں کے کمروں میں کیا نہ کرنا چاہیے

(۱) بھاری اور لٹکنے والا لباس پہن کر مریض کے کمرے میں نہیں جانا چاہیے۔

(۲) مریض کے کمرے میں بیٹھ کر اپنا کھانا نہیں کھانا چاہیے۔

(۳) [illegible] صاف ہوا کے متعلق کبھی یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ مریض کو نقصان کرے گی۔ اس لیے ہوا کو کمرے میں آنے سے روکنا نہ چاہیے۔

(۴) مریض کے کمرے میں بیٹھ کر چپکے چپکے باتیں نہ کرنی چاہییں۔

(۵) مریض کے کمرے میں چھچھوندی کی طرح دبے پاؤں جانا ٹھیک نہیں جیسا کہ بعض لوگ پاؤں دبا کر چلتے ہیں

(۶) مریض کے سامنے اس کی بیماری کے متعلق بحث نہ چھیڑنی چاہیے اس کے ساتھ ہر وقت امید افزا اور مسرت آمیز باتیں کرنا چاہئیں

(۷) مریض کو دوا پلانے سے پہلے یہ سب سے زیادہ ضروری بات ہے کہ دوا کی بوتل کا لیبل غور سے پڑھ کر یہ اطمینان کر لیا جائے کہ یہ وہی دوا ہے اور اس کے پلانے کا وقت بھی وہی ہے۔

(۸) ایسی غلطی کبھی نہ ہونی چاہیے کہ مریض کی ضروریات کا خود فیصلہ کیا جائے اور طبیب کی رائے کو پس پشت ڈال دیا جائے یا اتفاقاً پیدا شدہ حالات کے متعلق معالج سے رائے نہ لی جائے۔

(۹) مریض اگر پاگل ہے یا ہذیان کی حالت میں ہے تو کمرے میں اس کے ساتھ تنہا رہنا مناسب نہیں ہے۔

(۱۰) مریض کے لیے جو کچھ کیا جائے اس میں نمود و نمائش کو دخل نہ ہونا چاہیے۔

(۱۱) مریض کے کمرے میں کسی قسم کا شور و غل نہ ہونا چاہیے۔

(۱۲) مریض کی جسمانی صفائی کی طرف سے بے پروائی نہ برتنی چاہیے۔

مٹاپے کے اسباب

جو غذا کھا کر ہم اپنے جسم کے اندر پہنچاتے ہیں، اور جتنی قوت ہم جسم سے باہر نکالتے ہیں ان میں جب نا برابری پیدا ہو جائے یعنی غذا زیادہ پہنچے اور قوتِ عمل کم ضائع ہو تو جسم پر چربی چھانے لگتی ہے۔ بعض اوقات نظامِ اعصاب کے مرکز کی بیماریاں بھی آدمی کو موٹا ہونے میں مدد دیتی ہیں۔ جسم میں چربی ہی نہیں بلکہ پانی بھی جمع ہوتا رہتا ہے۔ چربی اور پانی کا اس طرح جمع ہوتے رہنا جسمانی صحت اور جسمانی قوتِ حیات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مٹاپے کے علاج کی بنیاد اسی لیے اس اصول پر رکھی جاتی ہے کہ مریض کے جسمانی اعضا کے جو افعال جس طریقے پر انجام پا رہے ہیں انھیں الٹ دیا جائے۔ غذا کی مقدار اور جسم سے خارج ہونے والی قوت کو برابر کرنے کے لیے بہت سی مختلف تدابیر وضع کی گئی ہیں یہ تدابیر دلچسپ بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔

کسی شخص کو بھی ایسا مٹاپا پسند نہیں آتا جو اس کی جسمانی خوبصورتی کو زائل کر دے، اور عورتوں کو تو بالخصوص اس سے نفرت ہوتی ہے۔ ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک عورتیں اپنے بدن کا مٹاپا کم کرنے کی صدہا مختلف ترکیبیں اختراع کر چکی ہیں۔ دوائیں، غذائیں اور ورزشیں سب ہی کچھ ایجاد ہوئیں، لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

مٹاپے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بدن میں جو دروں افراز غدود ہوتے ہیں، اور جن کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ مٹاپا پیدا کرتے ہیں، وہ اکثر ایسی عمر میں کہ جب بچپن کی جگہ جوانی، یا جوانی کی جگہ بڑھاپا لے لیتا ہے، غلط طریقے پر کام کرنے لگتے ہیں اور بدن کو موٹا اور بھدا بنا دیتے ہیں۔



مراسلات

آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کے سالانہ اجلاس کی سرگرمیاں

اس سے پہلے اطلاع دی جاچکی ہے کہ آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کا اجلاس ۱۲، ۱۳، ۱۴ را پریل ۱۹۴۱ء کو مرکز طب دہلی میں ہو رہا ہے، جس کی تیاریاں نہایت تیزی سے ہو رہی ہیں۔ اسی سلسلے میں جناب مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب سکرٹری بورڈ آف ٹرسٹیز طبیہ کالج دہلی اور جناب حکیم محمد الیاس خاں صاحب صدر جامعہ طبیہ دہلی و سکرٹری آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کے باہمی مشورے سے معززین شہر کا ایک جلسہ شریف منزل میں ۱۴ مارچ ۱۹۴۱ء کو منعقد ہوا تھا جس میں اجلاس کے انتظامات کے لیے استقبالیہ کمیٹی بن گئی ہے۔ عہدہ داران کا انتخاب بھی عمل میں آگیا ہے۔ لہٰذا جناب نواب ابوالحسن خاں صاحب رئیس اعظم دہلی و آنریری مجسٹریٹ، صدر استقبالیہ کمیٹی اور جناب حکیم حاجی عبدالحمید صاحب مالک ہمدرد دواخانہ دہلی، پنڈت برمانند صاحب وید، کوی راج ہری رنجن صاحب موزمدار، جناب خان صاحب حکیم سراج الدین خاں صاحب نائب صدر منتخب ہوئے ہیں۔ اور رائے بہادر لالہ رام پرشاد صاحب کو استقبالیہ کمیٹی کا سکرٹری منتخب کیا گیا۔ متعدد سب کمیٹیاں بنادی گئی ہیں۔ استقبالیہ کمیٹی نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور دعوت نامے بھیجے جا رہے ہیں۔ چوں کہ ملک کے ہر حصے سے اجلاس میں شرکت کی اطلاعات آرہی ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ ملک کے اطبا اور وید صاحبان کی بہت بڑی تعداد اجلاس میں شرکت کرے گی اس لیے استقبالیہ کمیٹی جلسہ گاہ وغیرہ کے لیے ایسی جگہ منتخب کر رہی ہے جو ہر اعتبار سے آرام دہ اور مناسب ہو۔ ڈیلی گیٹ صاحبان کے قیام و طعام کا انتظام مجلس استقبالیہ کرے گی ممبر صاحبان کو اپنی تشریف آوری سے دفتر آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس دہلی کو وقت سے پہلے مطلع کر دینا چاہیے۔ تاکہ ان کی سہولت کا لحاظ رکھا جائے۔ جو حضرات اب تک ممبر نہیں بنے ہیں ان کو جلد سے جلد فارم ممبری طلب کر لینا چاہیے اور پُر کر کے مع فیس بھیج دینا چاہیے، تاکہ بحیثیت ممبر اجلاس میں شریک ہو کر دیسی طبوں کے عروج اور ترقی کے لیے اپنے مفید مشوروں سے فائدہ پہنچا سکیں۔

حکیم عطاء الرحمن قاسمی

آنریری اسسٹنٹ سکرٹری آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس، دہلی

جامعہ طبیہ دہلی میں جلسۂ تقسیم اسناد!

میں یہ اعلان کرتے ہوئے انتہائی مسرت محسوس کرتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ طبی دنیا میں یہ خوش خبری مسرت آگین پیغام کی طرح سنی جائے گی کہ حضرات شیوخ جامعہ طبیہ دہلی نے فارغین جامعہ طبیہ کو اسناد و تمغہ جات عطا کیے جانے کے لیے تاریخ کا تعین فرمادیا ہے۔

جلسہ میں شرکت کرنے والوں کی سہولت کو مدِنظر رکھتے ہوئے "ایسٹر" کی تعطیلات کو زیادہ موزوں سمجھا گیا ہے کہ جب ریل کے سفر کے لیے ٹکٹ بھی رعایتی ملتے ہیں اور ۱۴ را پریل ۱۹۴۱ء یوم دوشنبہ جلسہ کے انعقاد کے لیے مقرر کر دی ہے۔

جامعہ طبیہ دہلی نے اپنے یوم قیام سے جس استقلال کے ساتھ اپنے بانیان (حضرات شیوخ) وارکین کے بے پناہ ایثار اور بے لوث خدمات کے باعث فن کی حفاظت میں جو محض فن کو زندہ اور باقی رکھنے کی نیت سے اور کسی بھی بیرونی مادّی امداد و اعانت کے بغیر جو خدمات انجام دی ہیں اور

ہمہ گیر نیک نامی اور شہرت حاصل کی ہے وہ اہل ملک سے پوشیدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ طبیہ [illegible] سب سے پہلے حکومت ہند متحدہ نے اس کی اسناد کو منظور کرکے طبی حقوق عطا فرمائے ہیں۔ دہلی کے چیف کمشنر [illegible] نوازا اور ان تمام طبی حقوق سے سرفراز فرمایا جو صدود مملکت میں مقامی اطباء کو حاصل ہیں۔ پھر حکومت [illegible] حقوق [illegible] عطا کی۔

آخر میں جامعہ طبیہ کے تمام متعلقین اسناد کو تاریخ معینہ یاد دلاتے ہوئے دیگر حضرات [illegible] سے ہمدردی اور دلچسپی رکھنے والے تمام بزرگوں سے متوقع ہوں کہ وہ اس شاندار اجلاس میں شرکت کے لیے اپنا وقت [illegible] حصہ نکالیں گے۔

آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کا اٹھارواں سالانہ اجلاس بھی ان ہی دنوں میں اسی مرکز طب دہلی [illegible] منعقد ہو رہا ہے جس کا اعلان زیر نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ ملاحظے سے گزرے گا۔ اطراف ملک کے بیشتر حضرات کی تشریف آوری متوقع ہے۔ امید ہے کہ یہ شاندار اجتماعات دہلی کی طبی فضا میں روح حیات تازہ ہوں گے۔ جامعہ طبیہ دہلی کے "ابنائے قدیم" کا جلسہ [illegible] میں منعقد کیا جائے گا۔

(ناظم جامعہ طبیہ دہلی)

ہمدرد صحت اور ہمدرد دواخانے پر ریویو

ہمدرد دواخانہ دہلی کے مالک حضرت حکیم حاجی عبدالحمید صاحب دہلوی نگران رسالہ ہمدرد صحت دہلی کو مبدء فیاض کی طرف سے [illegible] دماغ ارزانی ہوا ہے جس میں پژمردہ روحوں کے لیے تسکین، بیماروں کے لیے راحت اور غریبوں اور ناداروں کے لیے لازوال جذبات [illegible] رہتے ہیں یہ ان ہی کے تاثرات ہیں کہ حضرت ممدوح ایسے کاموں میں بے انتہا دلچسپی لیتے ہیں جن سے مفلس اور قلاش حضرات اور کم علم [illegible] زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کر سکیں۔ چنانچہ علمی بے مائگی کے دور کرنے میں رسالہ ہمدرد صحت آپ کی نگرانی میں جو خدمات جلیلہ اور کارہائے نمایاں انجام [illegible] ہمدرد صحت سے کسی صورت سے پوشیدہ اور مخفی نہیں ہیں۔ اس کے خاص نمبر الاطفال، عورت، دق و سل، ضبط تولید اور اصلاح نسل اور روحانی علاج وغیرہ میں ایسا اور نایاب ذخیرہ معلومات جمع ہے جس پر کوزے میں دریا کو بند کر دینے کی مثال صادق آتی ہے۔

غریبوں اور ناداروں کی خدمت کے لیے آپ کے اہتمام میں سالہا سال سے ہمدرد دواخانہ قائم ہے جس کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر ہے اور جس کا نام یقیناً کشمیر سے راس کماری تک بچے بچے کی زبان پر ہے جس میں طب قدیم کے اصول جواہرات اور اچھے اچھے مرکبات حکیم صاحب قبلہ کی خاص نگرانی میں تیار ہوتے ہیں۔ مرکبات اپنے افعال و خواص میں حیرت انگیز ہونے کے ساتھ ساتھ قیمت میں بے حد ارزاں ہیں۔ جن کو غریب سے غریب لوگ بھی آسانی سے خرید سکتے ہیں۔ اور دوسرے معالجات کے بھاری مصارف سے یقیناً نجات حاصل کر لیتے ہیں۔ میں "ہمدرد دواخانہ" کی مخصوص دوائیں اپنے مریضوں کے لیے منگواتا رہتا ہوں۔ ان کے استعمال کرانے پر بحمد اللہ نہایت عمدہ اور حیران کن نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ میرے تجربے میں "ہمدرد" دواخانہ کا خمیرہ نزلی جواہر والا، مستورین، ماہواری، سفوف عجیب، نمک جالینوس، نونہال، قلزم اپنے اندر اکسیری اثرات رکھتی ہیں۔

"خمیرہ نزلی جواہر والا" ایسے بیماروں کو شفا بخشتی ہے جن کے کہنہ اور دائمی نزلے نے دق کی سی نوبت [illegible] اس کے حلق سے اترتے ہی ان کے افسردہ دل اور دماغ کو فرحت اور تازگی نصیب ہو جاتی ہے [illegible] ہو جاتے ہیں۔

"مستورین" اور "ماہواری" حیض کی خرابیوں اور عورتوں کی اکثر بیماریوں کے لیے نہایت اکسیر اور [illegible]

میں اپنے معزز دوستوں اور اہل ملک سے خاص طور پر سفارش کرتا ہوں کہ وہ رسالہ ہمدرد صحت [illegible] "ہمدرد" دواخانے کی دوائیں خریدیں، آزمائیں اور ان کے کرشمے ملاحظہ کریں۔ سطور بالا میں جو حقائق میرے قلم سے [illegible] انشاء اللہ العزیز کچھ پس و پیش نہیں ہوگا۔ کیوں کہ میں نے مغالطہ انگیز مبالغہ آمیزی سے بفضلہ تعالیٰ کام نہیں [illegible]

[illegible]

([illegible])

نوائے درد

حکیم عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

از جناب مولانا حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی، لاہور

خدا کی ساری بستی مبتلائے رنج و آفت تھی ۔۔۔ یہ دنیا ایک زندانِ غم و درد و مصیبت تھی
حکومت تھی جہالت اور مرض کی اہلِ عالم پر ۔۔۔ مصیبت کی گھٹائیں چھا رہی تھیں ابنِ آدم پر

یکایک رحمتِ حق کا سمندر جوش میں آیا ۔۔۔ جہاں جو خوابِ غفلت میں پڑا تھا ہوش میں آیا
خدا کے نیک بندوں نے چھڑایا دکھ سے انساں کو ۔۔۔ کیا معمور صحت سے جہانِ درد ساماں کو
دیا بقراط نے آکر جہاں کو مژدۂ صحت ۔۔۔ کہ رکھ دی اُس کے ہاتھوں نے بنائے گلشنِ حکمت
پھر اس گلشن کی جالینوس نے جب آبیاری کی ۔۔۔ تو جوئے نورِ صحت کی ہر اک گوشے میں جاری کی
عجب گلہائے حکمت تھے عجب تھا گلشنِ یوناں ۔۔۔ کہ اب تک اُس کی خوشبو سے معطر ہے مشامِ جاں

ہوا یہ عہد رخصت اور مسلمانوں کا دور آیا ۔۔۔ نئے رند آئے اور رندوں کے پیمانوں کا دور آیا
سجی پھر گلشنِ بقراط میں محفل طبیبوں کی ۔۔۔ بہت پُرکیف تھی لیکن صدا ان عندلیبوں کی
اسی گلزار میں مامون نے سازِ دل نشیں چھیڑا ۔۔۔ برائے گرمیٔ محفل سرودِ آتشیں چھیڑا
گھٹا کعبے سے اُٹھی اور برسی خاکِ ایراں پر ۔۔۔ لُنڈھائے شیخ نے حکمت کے خُم اس باغِ رقصاں پر
اسی گلشن میں [illegible] مستی آ کے رازی نے ۔۔۔ یہیں جادو کیا بونصر کی نغمہ طرازی نے
غرض [illegible] گلشن بہارِ علم و حکمت کا ۔۔۔ سناتے ہیں فسانہ نیل و دجلہ جس کی عظمت کا

عزیزِ طب عرب اور طب ہندوستان آیا — [illegible]
کیا سیراب خونِ دل سے اپنے فن کو — بنایا [illegible]
حکیم عبدالعزیز[3] آئے ہوئی کامل چمن بندی — [illegible]

پھر اس محفل میں آخر میں حکیم عبدالحمید آئے — مسیحی کی آرزو آئے مسیحا کی امید آئے
وہ نورِ دیدۂ یعقوب[7] و فخرِ خاندان آئے — دل و جانِ رشید[8] آئے حکیمِ نکتہ داں آئے
وہ ابراہیم[9] کے گلزار کی رنگیں بہار آئے — وہ زہراوی[10] و رازی کی مجسم یادگار آئے
وہ آئے تھے کہ جن کے دل میں شاگردوں کی الفت تھی — وہ آئے تھے کہ جن کی ذات سرتا پا عنایت تھی

الٰہی! دامنِ رحمت کو مرہونِ عطا کر دے — کہ ان کی خاک پر سایہ لوائے حمد کا کر دے
الٰہی! ان کی تربت خلد زارِ نور ہو جائے — نسیمِ شہرِ خاموشاں شمیمِ حور ہو جائے
لحد کو ان کی یا رب یاسمن زارِ جناں کر دے
اور ان کے نام کو نقشِ حیاتِ جاوداں کر دے

---

[1] شفاء الملک حکیم عبدالحمید صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے جدِ اعلیٰ (پردادا) حکیم محمد یعقوب علیہ الرحمۃ جو آپ کے خاندان کے سب سے پہلے اور مشہور طبیب اودھ کے دربارِ شاہی اور قدسیہ محل کے معالج خصوصی تھے [2] حکیم عبدالحمید صاحب کے جدِ محترم (دادا) حکیم محمد اسمٰعیل صاحب طاب ثراہ جن کے دستِ شفا کی اودھ میں خاص شہرت تھی۔ [3] حکیم صاحب مرحوم کے والد ماجد حکیم حاجی عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز۔

[4] اشارہ ہے تکمیل الطب کالج کی تاسیس کی جانب، جو حکیم عبدالعزیز صاحب مرحوم کے مبارک ہاتھوں سے ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔

[5] حکیم صاحب مرحوم کے دادا کے بھائی حکیم محمد تقی علیہ الرحمۃ۔

[6] حکیم صاحب مرحوم کے دادا کے دوسرے بھائی حکیم محمد مسیح جنت اللہ الجنۃ مثواہ جو کلکتے میں واجد علی شاہ کے محل کے طبیب اور [illegible] اپنے وقت کے مسیحا تھے۔

[7] یہاں پر حکیم صاحب مرحوم کے متذکرہ صدر دادا حکیم محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔

[8] حکیم صاحب مرحوم کے بڑے بھائی شفاء الملک حکیم عبدالرشید نور اللہ مرقدہٗ۔

[9] حکیم صاحب مرحوم کے دادا کے تیسرے بھائی خلد آشیاں حکیم محمد ابراہیم صاحب برد اللہ مضجعہٗ جو اپنے وقت کے امام الطب تھے اور [illegible] ریاست بھوپال میں افسر الاطباء رہے۔

[10] ابوالقاسم الزہراوی جو عہدِ اسلامی میں بہت بڑا سرجن گزرا ہے۔ یہاں حکیم عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فنِ جراحت کی جانب اشارہ ہے۔

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الٰہ آبادی

مفرح گرما یاقوت سرخ ۵ ماشے، کہربا شمعی ۵ ماشے، مروارید ناسفتہ ۶ ماشے، سنگ یشب ۶ ماشے، مرجان ۹ ماشے، مغز تخم خربزہ ۱ تولے، مغز تخم خیارین ۱ تولے، ابریشم مقرض ۲ تولے، زرنب ۱۰ تولے، شقاقل مصری، ثعلب مصری، تودری زرد، بہمن سرخ، بہمن سفید ہر ایک ایک تولہ، طباشیر سفید ۲ تولے، مغز بادام شیریں ۲ تولے، تخم بلیون، بالنگو، زیدان، کباب چینی، دارچینی ہر ایک ۲ ماشے، اندر جو شیریں، بادرنجبویہ، گل سرخ ہر ایک ۵ ماشے، بہمن سرخ، برادہ صندل سفید، طباشیر، دانۂ الائچی خورد ہر ایک ۳ ماشے، ورق نقرہ ۵ ماشے، سیب مربیٰ ۱۵ تولے، شربت انار شیریں ۱۵ تولے، شربت آلو ۱۵ تولے، ورق طلا ۳ ماشے، زعفران خالص ۳ ماشے، شہد خالص صاف کیا ہوا ۳۰ تولے، مصری کہنہ ۳۰ تولے۔

ترکیب تیاری: جواہرات، ورق و زعفران کو گلاب میں باریک کریں۔ سیب مربیٰ کو عرق کیوڑہ میں پیس لیں۔ اور باقی دوائیں ایک کرکے رکھیں۔ اس کے بعد مصری اور شہد کا قوام تیار کریں۔ جب قوام تیار ہو جائے تو دوائیں شامل کرکے معجون بنالیں۔

مقدار خوراک: ۵ ماشے سے ۱۰ ماشے تک گائے یا بکری کے دودھ کے ساتھ یا کسی اور مناسب بدرقے کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد: دل اور دماغ کی کمزوری دور کرنے کے لیے اکسیر ہے۔ اختلاج قلب وغیرہ قلبی امراض اس کے استعمال سے دور ہو جاتے ہیں۔ بادی کی وہ کمزوری جو دل اور دماغ کے ضعف کی وجہ سے ہو اس معجون کے کچھ دن کے کھانے سے دور ہو جاتی ہے۔ رقتِ منی اور سرعتِ انزال کو دور کرتی ہے۔ ان تمام فوائد کے پیشِ نظر اگر اسے "موسم گرما کا تحفہ" کہا جائے تو مناسب ہے۔

جناب حکیم ڈاکٹر سید علی اکبر صاحب آزاد، چاندپوری

معجون حمل تعب الجوا ایک تولہ، برادۂ دندان فیل ایک تولہ، فوفل، کہربا شمعی، طباشیر، صندل سفید، بیخ انجبار، تخم خرفہ، دانہ الائچی سفید، گلنار، ابریشم مقرض ہر ایک ۶ ماشے، مروارید ۶ ماشے، بُسد احمر دو ماشے، عنبر اشہب دو ماشے، گل سرخ ۶ ماشے، کشنیز خشک ۶ ماشے، گل گاؤزبان ۶ ماشے، زرنباد ۶ ماشے، کباب چینی ۶ ماشے، آملہ مربیٰ دو تولے، ہلیلہ مربیٰ دو تولے، گل قند سیوتی دو تولے، شربت سیب دو چند۔ ورق نقرہ ۲۰ عدد، ورق طلا ۵ عدد حسب طریق معروف معجون بنائیں۔

طریقۂ استعمال: استقرار کے فوراً بعد روزانہ ۶ ماشے دودھ، پانی یا چائے کے ساتھ شروع کریں اور آٹھویں مہینے تک کھلاتی رہیں۔ جس مہینے میں اسقاط کی عادت ہو اس وقت یہ معجون کھلائیں۔

فوائد: اسقاطِ حمل کی حتیٰ سے سخت عادت ہو تو بھی اس کے استعمال سے جاتی رہتی ہے اور بچہ توانا و تن درست پیدا ہوتا ہے۔

اکسیر اطفال خرگوش کا بھیجا خشک کیا ہوا پیس کر رکھیں۔ تیسرے دن تھوڑا سا سفوف مسوڑھوں پر مل دیا کریں۔

فوائد: بچوں کے لیے سب سے زیادہ خطرناک زمانہ ان کے دانت نکلنے کا وقت ہوتا ہے۔ یہ چیز دانتوں کے بلا تکلیف اور جلد نکالنے کے لیے بالکل مجرب ہے۔

جناب حکیم محمد فضل الٰہی صاحب اکمل صدیقی، سیالکوٹ

حبِ نزلہ ... حب السوس، خولنجان، نشاستہ، کتیرا، صمغ عربی، دارچینی ہر ایک ایک تولہ، مرکی ۹ ماشے، زعفران ۶ ماشے، افیون خالص ۳ ماشے ... ۲ ماشے، مشک خالص ایک ماشہ۔ باریک پیس کر چنے برابر گولیاں بنالیں اور ایک ایک گولی ضرورت کے مطابق دن میں

۲-۳ بار، پانی یا عرق گاؤزبان کے ساتھ استعمال کرائیں۔ دماغی تقویت اور بادی اعضا کے لیے دو گولیاں [illegible]

فوائد:۔ نزلہ، زکام، قوت حافظہ کی کمی کے لیے بے حد مفید ہیں۔ [illegible]
نفع بخش ہے۔

حب بواسیر۔ رسوت زرد، مغز تخم بکائن، مغز تخم نیب اگیرو، ہلیلہ، چن ہر ایک ایک تولہ۔ باریک پیس کر [illegible]
گندنا سبز ۲ تولے ملا کر کھرل کریں اور کالی چنے برابر گولیاں بنا لیں۔ دو دو گولیاں صبح و شام تازہ پانی کے ساتھ کھائیں۔

فوائد:۔ بواسیر خونی اور بواسیر بادی کے لیے یہ گولیاں بہت مفید ہیں۔

جناب حکیم محمد نعمت اللہ خاں صاحب حاذقی، اجمیر

حب خاص کرکس، بیخ بند، ثعلب مصری، شقاقل مصری، خولنجان، بہمن سرخ، بہمن سفید، جائفل، جوتری، مغز چلغوزہ، تخم اسگند، الائچی خورد، عاقرقرحا، مغز نارجیل، مغز فندق، مغز پنبہ دانہ، دارچینی، زنجبیل، اندرجو، تخم کونچ، اسگند ناگوری، تودری سرخ، تودری سفید۔ تمام دوائیں ہم وزن کوٹ چھان کر شہد خالص کی مدد سے چنے برابر گولیاں بنا لیں اور ان پر ورق نقرہ چڑھا لیں۔ صبح و شام ایک ایک گولی دودھ کے ساتھ کھائیں۔ **فوائد**:۔ یہ گولیاں جریان، سرعت انزال اور ضعف باہ کے لیے بے حد مفید ہیں۔

جناب حکیم فتح محمد خاں صاحب خان گڑھ

نسخہ لیپ رسوت، گوگل، مین پھل، ریوند چینی، ہرمیہ، صابن، ایلوا، ہر ایک ۶ ماشے باریک پیس لیں اور ۸ تولے گائے کا پیشاب ملا کر لکڑی سے خوب ملا دیں۔ مرہم سا تیار ہو جائے گا۔ تھوڑی سا مرہم کپڑے کے پھاہے پر لگا کر پھوڑے پر چپکا دیں۔

فوائد اگر پھوڑا پھوٹنے والا ہو تو یہی پلٹس کا کام دے گی اور پھوڑے کو تھوڑے ہی عرصے میں پکا کر پھوڑ دے گی۔ یہ عجیب الاثر ہے۔ (از نمائندہ دکان دار خان گڑھ)

مرہم زنگاری بروزہ تر ۱۰ تولے، موم ۲۰ تولے، زنگار ۳ ماشے۔ کسی برتن میں بروزہ ڈال کر انگاروں پر رکھ دیں، جب پگھلنے لگے تو پہلے اس میں موم ملا دیں اور پھر زنگار ملا لیں، اور فوراً ہی آگ پر سے اتار لیں۔ ضرورت کے وقت کپڑے پر لگا کر زخموں پر لگائیں۔

فوائد:۔ یہ مرہم ہر قسم کے پھوڑوں کے لیے بے حد مفید ہے اور ہر گھر اور ہر مطب میں تیار رکھنے کے قابل ہے۔

(از نمائندہ دکان دار خان گڑھ)

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطبوں کے لیے زود اثر اور اصولی نسخے

از جناب حکیم حافظ محمد قسیم الدین صاحب فاضل الطب و الجراحت، کھاتولی

بواسیر

(۱) فلفل سیاہ سائیدہ ۳ رتی
گندک سائیدہ ۵ رتی

سب ایک خوراک دن میں دو بار دیں۔

نوٹ: تشریحی نقطۂ نظر سے بواسیر کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بیرونی (۲) اندرونی۔ ان دونوں قسموں کو نہ صرف یہ کہ معالجاتی حیثیت سے اہمیت حاصل ہے بلکہ صحیح اصول پر دستکاری کرنے کے لیے ان کی واقفیت نہایت ضروری ہے۔ مذکورہ بالا تقسیم کی وضاحت اور تشخیص سہولت کے لیے مندرجہ ذیل تشریحی مقامات کا علم بہت ضروری ہے:

مقعد (اسانس)

یہ قناۃ غذائیہ کا آخری حصہ ہے جو تقریباً نصف قیراط لمبا ہے۔ اس کے گرد بیرونی عضلۂ عاصرہ کا حلقہ ہوتا ہے۔ یہ حصہ مقعد کے کنارے سے اتصال مخاطی جلدی تک ہوتا ہے۔ اس حصے میں جو مسے برآمد ہوتے ہیں انہی کو "بیرونی بواسیر" کہا جاتا ہے۔ اس میں اوردۂ باسوری اسفل مبتلائے مرض ہوتی ہیں۔ یہ مسے مقعد کے کنارے پر یا اندرون مقعد ہوا کرتے ہیں ان کا رنگ نیلگوں ہوتا ہے اور ان کی سطح پر جلدی پرت ہوتا ہے۔ ان کی تکلیف اندرونی بواسیر کے مقابلے میں کم ہوتی ہے البتہ اجابت کے وقت زور اور دباؤ سے بعض اوقات ... کرتے ہیں۔

معاء مستقیم (ریکٹم)

یہ اتصال مخاطی جلدی سے شروع ہو کر تقریباً ۶ سے ... پر ختم ہوتی ہے۔ اس کا طول تقریباً ۵ یا ۶ قیراط ہے۔ معاء مستقیم درمیان میں کشادہ اور اوپر اور نیچے تنگ ہوتی ہے کشادہ حصے کے زیریں موضع پر اندرونی بواسیر کے مسے ہوتے ہیں۔ ان میں اوردۂ باسوری اعلیٰ ماؤف ہوتی ہیں۔ ان کا رنگ نیلگوں یا سرخ ہوتا ہے ان مسوں پر غشائے مخاطی کا استر ہوتا ہے۔

اتصال مخاطی جلدی

(میوکو کیوٹینیس جنکشن)

یہ مقام تشریحی اصطلاح میں پیکٹی نیٹ لائن کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مقام تشریحی، تشخیصی اور معالجاتی حیثیت سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔

اسی خط پر نیچے کی طرف سے جلد اور اوپر کی جانب سے غشائے مخاطی باہم ملتی ہیں۔ یہ خط بالائی جانب شرائین باسوری اعلیٰ اور زیریں جانب شرائین باسوری اسفل کی تقسیم کر دیتا ہے۔ یہ خط بالائی اور زیریں حصوں کے درمیان دوران خون کا حد فاصل ہے۔ چنانچہ بالائی حصے کا وریدی خون براہ جگر گزرتا ہے اور زیریں حصے کا خون براہ راست دوران خون میں شامل ہوتا ہے۔ یہ خط مقعد اور معاء مستقیم کے درمیان عصبی تقسیم بھی کرتا ہے۔ مذکورہ خط سے نیچے دماغی اعصاب بکثرت پھیلے ہوئے ہیں جن کا تعلق اور سلسلہ کمر کے اعصاب سے ہے۔ اسی وجہ سے یہ حصہ نہایت حساس ہے۔ بالائی رقبے میں اعصاب شرکیہ کی شاخیں پھیلتی ہیں۔ اس مقام پر حس بہت کم ہے یہ خط عروق لمفاویہ کو بھی بالائی اور زیریں حصوں پر منقسم کر دیتا ہے۔ نچلے حصے (مقعد) کی عروق لمفاویہ کنج ران کے غدود کی طرف جاتی ہیں اور اوپر والے حصے کی عروق لمفاویہ کمر کے غدود کی جانب پہنچتی ہیں۔

یہ خط بیرونی اور اندرونی عضلۂ عاصرہ کے بیچ میں واقع ہے۔ یہ خط نیچے جلد اور اوپر غشاء مخاطی کا امتیازی رنگ ظاہر کرتا ہے اس خط کے نیچے اوردۂ باسوری اسفل ہیں جن میں بیرونی بواسیر ظاہر ہوتی ہے اور اوپر کی طرف اوردۂ باسوری اعلیٰ ہیں۔ ان میں اندرونی بواسیر لاحق ہوا کرتی ہے۔ بواسیر کے مریضوں میں مسوں کا معائنہ کرنے پر یہ واقعات آئینہ ہو جاتے ہیں بشرطیکہ ساتھ بصارت کی قوت شامل ہو کر تشخیص مستحکم بنیادوں پر قائم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بیرونی بواسیر بغیر آلے کی مدد کے معائنہ کی جا سکتی ہے اور اندرونی بواسیر کا مشاہدہ بسہولت منظار مستقیمی (ریکٹل اسپیکولم) کے ذریعے سے کیا جا سکتا ہے۔

بواسیر میں ہضم کی اصلاح اور قبض کا اندفاع اصول علاج ہے۔ اس مرض کے استیصال کے لیے احتقان (انجکشن)، عمل جراحی اور بجلی کا علاج کیا جاتا ہے۔ دواؤں کے ذریعے سے علامات اور عوارض میں تخفیف اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے جریان خون کے بعد بدن میں خون کی کمی سدر دوار، اختلاج قلب اور ضعف و نقاہت میں مبتلا ہونا کسی کثیف اور فاسد مادے کے اخراج کی علامت نہیں ہے۔ بلکہ نہایت اہم اور قیمتی چیز کے ضائع ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہے اور غلط طریقہ کا اختیار کرنے کا نتیجہ ہے۔ قبض کی حالت میں جب قوام ثقل میں سدے اٹک جاتے ہیں تو اس کے نچلے حصے (معاء مستقیم) میں وریدی خون اکٹھا ہو جاتا ہے مسے پھول جاتے ہیں، بھاری پن محسوس ہوتا ہے اور ان میں تناؤ ہو کر خون چھوٹ پڑتا ہے۔ اجابت کے وقت زور لگانے پر تکلیف میں اور اضافہ ہو جاتا ہے لہٰذا اس حالت کی اصلاح کے لیے ملین یا مرق دوا تجویز کریں تاکہ سخت فضلہ خارج ہو کر اجتماع خون کم ہو جائے اور عوارض میں تخفیف حاصل ہو۔ بواسیر کے مریضوں کے لیے مسہل کا استعمال قطعی طور پر محفوظ رکھیں۔ شدید ادویۂ مسہلہ بعض عانے کی وریدوں میں احتقان دموی پیدا کر دیتی ہیں اور حرکات دودیہ تیز کر دیتی ہیں، جس کے نتیجے میں اوردہ باسوریہ میں تناؤ پیدا ہو جاتا ہے اور مریض سخت تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(۲) تالا دانہ سائیدہ	۱ ماشہ
گندک سائیدہ	۱ ″

سوتے وقت ایک خوراک دیں۔

(۳) فلفل سیاہ سائیدہ	۳ ماشے
زیرہ سائیدہ	۶ ″
سونٹھ سائیدہ	ایک اوقیہ (اونس)

خوراک ایک چمچہ چائے۔ تین بار۔

(۴) ترپھلا	۱۶ ماشے
سونف	۳ ″
سونٹھ	۳ ″
برگ سنا	۱۰ ″
نمک سیاہ	۱۰ ″

سفوف بنالیں خوراک ۳ ماشے۔ سوتے وقت گرم دودھ کے ساتھ۔

(۵) گندک سائیدہ	۱ ماشہ
گل قند	۲ تولے

سوتے وقت کھلائیں۔

(۶) ریشہ خطمی	۳ ماشے
عرق بادیاں	۱۲ اوقیہ (اونس)

روغن بادام ۲ ماشے

ریشہ خطمی کا لعاب عرق بادیان میں تیار کر کے بھار لیں اور روغن بادام ملا کر پلائیں۔ بہترین مزلق اسہال ہے آنتوں کی التہابی اور خراش دار کیفیت کے لیے نہایت نافع ہے۔

(۷) لعاب اسپغول	۲ تولے
پیرافین کھونڈ	۲ "

سوتے وقت پلائیں۔ آنتوں کی غشائے مخاطی کی خراش کو دور کرتا ہے اور ادلاق و تلیین پیدا کر کے ستدہ کو آسانی کے ساتھ خارج کر دیتا ہے۔

(۸) (مقامی) افیون	۵ رتی
مازو	۳ ماشے
مرہم سادہ	ایک اوقیہ

مقامی صورت میں استعمال کریں۔ تسکین درد کے لیے نہایت فائدہ مند ہے۔

(۹) ہلدی	۱ تولہ
برگ گانجہ	۱ اوقیہ
روغن السی	بقدر ضرورت

سب کو ملا کر ضماد بنا لیں اور مقام ماؤف پر لگائیں۔ تسکین بخش اثر کرتا ہے اور عضلۂ ماسکۃ المعقد کی انقباضی کیفیت کو دور کرتا ہے۔

(۱۰) بیخ تنباکو	۳ تولے
بیخ بھنگ	۳ "
شورہ قلمی	۵ "
تخم ترب	"

سب کو باریک کر کے چودہ پڑیاں بنائیں اور ایک پڑیا پانی میں جوش دے کر استنجا کریں۔ باہر نکلے ہوئے مسّوں پر تحلیل اور تسکین کا عمل کرتا ہے۔ اگر مسّے اندر موجود ہیں تو پھر اس کا استعمال کرنا بے نتیجہ ہے۔

(۱۱) برگ بھنگ	تولہ
[illegible]	[illegible]

ٹکیہ بنا کر گھی سے چکنا کر کے مسّوں پر گرم گرم باندھیں۔

نوٹ: گاہے گاہے بواسیر کا تمام ہو جانا یہ معنی رکھتا ہے کہ مسّوں کی شکل بدل جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب مسّے باہر نکل آتے ہیں تو عضلۂ ماسکۃ المعقد منقبض ہو جاتا ہے جس سے مسّوں کا خون ٹھیک طور پر لوٹنے میں مزاحمت واقع ہوتی ہے اور ان میں سوجن، درد اور ثقل محسوس ہوتا ہے خون بھی مترشح ہونے لگتا ہے۔ مذکورۂ بالا نسخے میں تخدیر، تسکین اور انجذاب کی صلاحیتیں موجود ہیں جن کا اثر یہ ہوتا ہے کہ عضلۂ ماسکۃ المعقد کی جکڑ کم ہو جاتی ہے اور اس کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور چکنا ہٹ کی وجہ سے مسّوں کی واپسی آسان ہوتی ہے اور نمک التہابی اور تہیّجی کیفیت کو رفع کرتا ہے۔

نواسیر

چونکہ بواسیر کے ساتھ نواسیر کو ایک خاص تعلق حاصل ہے، اس لیے ضمناً اس کا بیان بھی مناسب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مرض کا تعلق براہ راست فن جراحی سے ہے۔ دواؤں کے ذریعے سے اس کا علاج اطمینان بخش نہیں ہے۔ اس قسم کی بیماریوں میں اگر عام مرض کے معائنہ کی طرف توجہ کر لی جائے تو تصویر کی دنیا یک لخت مشاہدے میں آ جاتی ہے اور تشخیص وغیرہ کی پیچیدگیاں اور مشکلات خود بخود حل ہو جاتی ہیں۔ نواسیر کی تین قسمیں ہیں: (۱) ناصور مکمل (۲) ناصور غیر مکمل اندرونی (۳) ناصور غیر مکمل بیرونی۔

ناصور مکمل اس صورت میں ناصور آنت کو [illegible] ... [illegible] ... جہاں ... [illegible] ... ناصور ... [illegible] ... [illegible] ... تعلق رکھتا ہے ... [illegible] ... ہوتا ہے ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... ناصور ... سکتا ہے ... [illegible] ... سکتا ہے۔

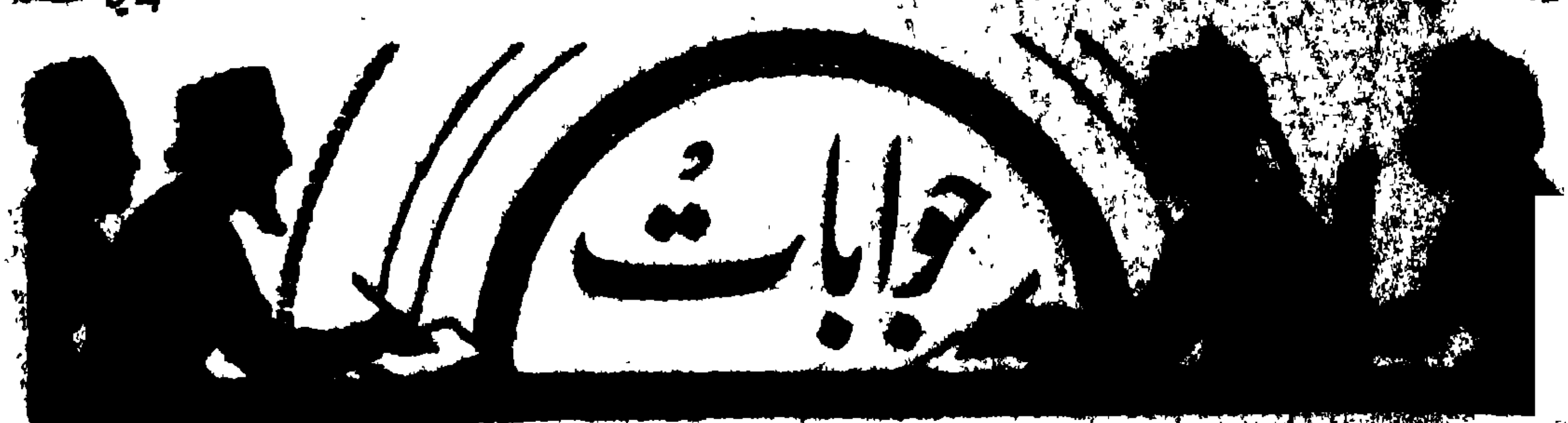
ناصور غیر مکمل بیرونی جبکہ ناصور سطح جلد پر کھلا رہتا ہے آنت کی طرف اس کا سوراخ نہیں ہوتا۔

آپریشن مریض کو حسب قاعدہ پیٹ کے بل لٹا کر اگر ناصور مکمل ہے تو ایک طرف مجسّہ (پروب) ڈائرکٹر بیرونی سوراخ سے داخل کر کے اندر تک پہنچا دیں اس کے بعد اطراف کی نوک انگلی سے موڑ کر ہک کی طرح کر کے مبرز سے نکال لیں اور ایک چھری ایک ذکی ... مشرط رشارپ پوائنٹڈ بسٹوری کے ذریعے سے ڈائرکٹر کے ساتھ ساتھ اوپر سے ادھر تک آزادی کے ساتھ کاٹ دیں۔ اگر ثانوی راستے موجود ہوں تو ان کو بھی مکمل طریقے سے کھول دیں اور زخم کی سطح پر ویزلین میں گاز بھیگ کر رکھ کر صاف ڈریسنگ کر دیں۔ آنتوں کی حرکات سے زخم کو محفوظ کرنے کے لیے جوہر افیون کا شافہ (مارفیا سپازیٹری) مقعد مستقیم میں رکھ دینا چاہیے۔

اگر ناصور جلد کی طرف کھلا ہوا نہیں ہے، غیر مکمل اندرونی ہے تو ایسا کریں کہ اندرونی سوراخ کے راستے ایک سلائی (پروب) داخل کر کے جلد کی زیریں سطح تک پہنچا دیں۔ اور اس کے ابھرے ہوئے سرے پر جلد میں شگاف لگا لیں۔ اس طرح یہ غیر مکمل ناصور مکمل شکل اختیار کر لے گا۔ اس کے بعد بطریق مذکور عملیہ کی تکمیل کریں۔ اس عملیہ کے بعد ناکامی کے دو سبب ہوا کرتے ہیں جن کی وجہ سے مرض عود کر آتا ہے۔ (۱) کسی راستے کا حفرۂ ورکی مستقیمی میں نظر سے پوشیدہ رہ جانا (۲) غشائے مخاطی کے نیچے کسی راستے کی تلاش اور اس کے انکشاف میں ناکام ہو جانا۔ (باقی)

تصحیح

ہمدرد صحت ... [illegible] ... مجربات ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible]



(۱۸۴) **گردے کی پتھری** (...) ... آپ ڈاکٹروں کی بات مان ہی لیجیے۔ یہی کمبخت کبھی کبھی ٹھیک بات کہہ دیا کرتے ہیں۔ آپریشن میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور ایسی کچھ ... (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ... کو ... کا علاج آپریشن ہی ... دواؤں سے علاج کرانے کے خیال کو چھوڑ دیجیے۔ دواؤں کے ذریعے سے یہ مرض مدت میں جائے گا۔ اس کو ... کا ... مشتبہ ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۸۵) **کولہے کا درد** (...) آپ مریضہ کا کسی بہت ہوشیار لیڈی ڈاکٹر سے امتحان کرائیے۔ کولہے کے جوڑ میں اکثر پیپ پڑ جایا کرتی ہے اور بہت بڑا دنبل بن جاتا ہے۔ قدرتاً ... اگر ایسا ہے تو بہت ... کے ساتھ علاج کرانے کی ضرورت ہوتی۔ یہی چیز ہے جسے جوڑوں کی دق کہا جاتا ہے۔ عکس زیر کے ذریعے سے بہت آسانی سے مرض کی تشخیص ہو سکتی ہے۔ اگرچہ آپ نے ذکر نہیں فرمایا لیکن غالباً مریضہ کو حرارت بھی رہتی ہوگی۔ اس قسم کے دنبل یا پھوڑے میں درد بالکل نہیں ہوتا۔ اسی لیے ان کو ٹھنڈا پھوڑا کہتے ہیں۔ اگر میرے یہ سب قیاسات غلط ہیں اور خدا کرے کہ غلط ہوں، تو پھر کچھ فکر نہ کیجیے۔ معمولی مالش کے تیلوں سے درد رفع ہو جائے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اب پندرہ سولہ سال کے پرانے درد کا دور ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ تاہم آپ مدت تک روغن موم کی مالش کرائیے شاید افاقے کی صورت نظر آئے۔

(حکیم عبدالواحد)

(ج) روغن تخم ستیاناسی نیم گرم کی دو تین بار دن رات میں مالش کریں اور دو بوند روغن ستیاناسی صبح اور شام کو مکھن میں رکھ کر کھلائیں۔ ڈیڑھ سوا مہینے کے استعمال سے درد تو یقینی جاتا رہے گا اور اگر جسم کا کوئی حصہ جگہ سے علیحدہ نہیں ہوگیا ہے تو لنگڑا کر چلنا بھی موقوف ہو جائے گا ورنہ کمی تو ضرور ہو جائے گی۔

(حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) مقام ماؤف پر روغن ہفت برگ کی مالش کیا کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(۱۸۶) **سیلان الرحم** (...) مٹی کھانے کی عادت کا سبب تنگ دستی نہیں ہے، بلکہ خون میں کیلسیم کا کم ہونا ہے۔ حاملہ عورتوں کے خون میں چونکہ بچے کی ضروریات پوری کرنے کی وجہ سے کیلسیم کی مقدار بہت کم ہو جاتی ہے اس لیے قدرت انھیں اس کمی کو پورا کرنے کی یہ ترکیب بتا دیتی ہے کہ وہ مٹی کھایا کریں جس میں کیلسیم کا جزو بہت افراط کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ آپ کی اہلیہ کو بھی یہی شکایت ہے۔ سفید رطوبت کا اخراج بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ ان کے ... کیلسیم کے انجکشن لگوا دیں۔ دوا کے طور پر مچھلی کا تیل بہت مفید ہوگا۔ اگر خالص تیل بدبو کی وجہ سے نہ پیا جا سکے تو "ایکسٹریکٹ آف مالٹ ود کاڈلیور آئل" پلائیں۔ کھلی ہوا اور سورج کی روشنی سے بھی زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ غذا میں دودھ، سنترے اور ٹماٹر ان کے لیے بہترین چیزیں ہیں۔ (سعید بریلوی)

(ب) آپ اپنی اہلیہ صاحبہ کو حب مروارید کی ایک عدد معجون سپاری پاک نو ماشے میں ملا کر صبح کو دودھ کے ساتھ کھلائیے۔ اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش عود شیریں ۶-۶ ماشے دیا کیجیے۔ ان کے تین چار ہفتے کے استعمال سے سیلان کو آرام ہو جائے گا اور بھوک بھی لگے گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) کر ... کا پھول دو حصے، سنگ جراحت سائیدہ ایک حصہ، گیلک ایسڈ (جوہر مازو) نصف حصہ۔ سب کو خوب باریک کریں۔ ۳ ماشے صبح ۳ ماشے شام کو پانی کے ساتھ استعمال کرائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) کشتہ مرجان چار چار رتی صبح و شام دودھ میں ملا کر کھلائیں۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(۱۸۷) **سوکھا ...** (...) آپ کے بھائی کے اچھے ہونے کی بہت زیادہ امید نہیں ہوتی۔ اگر ممکن ہو تو انھیں بمبئی لے جائیے۔ وہاں ایک مخصوص اسپتال اسی قسم کے ... کے علاج کے لیے ہے۔ ممکن ہے کہ باقاعدہ مالش اور بجلی کی لہروں سے مردہ عضو میں پھر جان پڑ جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ ... دواخانے سے روغن ... طلب کر کے مالش کیجیے اور معجون اذاراقی ۱ ماشہ جوارش جالینوس ۶ ماشے میں ملا کر کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت دیجیے۔ ... ان دواؤں کا استعمال کیا جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آپ ... پر عمل کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۸۸) **گھٹنے کا درد** (...) آپ اگر گوشت کھاتے ہیں تو اس کا استعمال ترک کر دیں۔ سبز ترکاریاں، پھل اور دودھ زیادہ استعمال کریں جن پرندوں کا گوشت سفید ہوتا ہے وہ کھا سکتے ہیں ... مچھلی بھی کھا سکتے ہیں۔ دوا کے طور پر اگر "ایٹوفین" کی گولیاں یا سفوف دستیاب ہو جائے تو بہترین دوا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) آپ ... سے روغن نہیں ہونا چاہیے۔ سورنجان اس قسم کے دردوں کے لیے ایک مسلمہ مفید دوا ہے، سفوف اور روغن بنا کر استعمال کیجیے:۔ نسخہ سفوف ... سنا مکی ہر ایک ایک تولہ، سورنجان شیریں دو تولے۔ سب کو باریک پیس چھان کر سفوف بنائیں اور ... کی کھانڈ ملا کر ... پانی کے ساتھ کھائیں۔

نسخہ روغن: تلوں کا تیل پاؤ سیر، مہندی کا تیل ... دونوں کو ملا کر [illegible] ... کو بیس ... آنکھ، ناک، کان وغیرہ کے دھوئیں سے بچائیں بلکہ اپنے جسم کے کسی بھی حصے ... [illegible] ... کی ... ہر ایک ایک تولہ ڈال کر جلائیں۔ اس کے بعد آگ سے اتار لیں اور ... مٹی کا تیل پانچ تولے ... روزانہ ... میں روغن کی مالش کر کے ... گرد ... باندھیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آپ ... جواب نمبر ۱۸۱ پر عمل کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۸۹) بواسیر وغیرہ: (ا) آپ کچھ عرصے تک ... استعمال کیجیے۔ اگر اس کے ... سے پہلے ... کی استعمال کریں گے تو بہت فائدہ ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ روزانہ صبح کو نہار منہ ہمدرد دواخانے کا سفوف عجیب ۶ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیے اور شربت ... بعد چاٹیے اور مقامی طور پر دوا ... لگائیے اور طلائے اعظم استعمال کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۹۰) لکنت: (ا) لکنت کا علاج دواؤں سے نہیں ہوتا بلکہ زبان کی ورزش کے ذریعے سے ہو سکتا ہے۔ اگر قریب میں کوئی ایسا ڈاکٹر ہو جو آپ کو ہدایات دے سکے تو اس سے رجوع کیجیے۔ ہدایات اتنی مختصر نہیں ہیں کہ یہاں لکھ دی جائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ بچپن سے لکنت میں مبتلا ہیں۔ اب پندرہ سال کی عمر میں اس کا ازالہ دشوار ہے۔ بعض بچوں کی جوان ہونے کے بعد یہ شکایت خود بخود دور ہو جاتی ہے یا کم ہو جاتی ہے۔ بہرحال آپ نوشادر ۶ ماشے اور عاقرقرحا ایک تولہ باریک پیس کر رکھ لیجیے اور روزانہ صبح کو بقدر ایک چٹکی زبان پر ملے اور منہ کا لعاب بہنے دیجیے۔ کچھ عرصے تک یہ عمل کرنے سے ممکن ہے کہ لکنت میں کچھ افاقہ محسوس ہو۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۹۱) نسخہ مچھر مار وغیرہ: (ا) ان تمام موذی جانوروں کا بہت ہی قابل اعتبار علاج "فلٹ" سے ہو سکتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) دیمک، کھٹمل، مچھر وغیرہ کو ہلاک کرنے کے لیے یہ بہت کارآمد چیز ہے۔ معمولی دیسی صابون ۲ تولے لے کر ڈیڑھ پاؤ پانی میں ملا کر آگ پر جوش دیں۔ اس کے بعد مٹی کا تیل پونے دو سیر نیم گرم کر کے تھوڑا تھوڑا ڈال کر صابون کے محلول پانی میں ملائیں اور بوتلوں میں بھر کر رکھ چھوڑیں۔ بوقت ضرورت دو تولے یہ دوا ایک سیر پانی میں ملا کر جس جگہ چھڑک دی جائے گی وہاں سے دیمک بھاگ جائے گی یا مر جائے گی۔ یہی حشر مچھروں اور کھٹملوں کا بھی ہوگا۔

(حکیم عبدالواحد)

(۱۹۲) کمزوری دماغ: (ا) آپ کے لیے سب سے اچھا نسخہ یہ ہے کہ آپ جتنا کام اپنے دماغ سے لیتے ہیں اتنا ہی اپنے جسم اور ہاتھ پاؤں سے لیا کیجیے۔ بہتر ہو کہ کسی قسم کا ورزشی کھیل مثلاً ہاکی یا فٹ بال شروع کر دیجیے اور کم سے کم دو گھنٹے روزانہ کھیلا کیجیے۔ اگر آپ نے اس کی پابندی کی تو چند روز کے بعد آپ کا دماغ آپ کی امیدوں سے زیادہ کام دینے لگے گا۔ دوا کے طور پر آپ "ویٹا کاڈکو" استعمال کر سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مناسب تو یہ ہے کہ آپ ہمدرد دواخانے کا خمیرہ گاؤزبان جواہر والا ۶ ماشے روزانہ صبح کو نہار منہ پابندی سے کھایا کیجیے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے آپ اس کو استعمال نہ کر سکیں تو یہ دوا روزانہ تیار کر کے پیجیے: برہمی بوٹی خشک ۶ ماشے (سبز ہو تو ایک تولہ)، مغز بادام شیریں مقشر ۹ عدد، مرچ سیاہ ۹ عدد، تینوں کو پانی میں پیس کر چھان لیں اور مصری بقدر ضرورت سے میٹھا کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مغز بادام شیریں ۲ عدد، مغز چلغوزہ ۴ عدد، خشخاش ایک ماشہ، مغز تخم کدو شیریں ایک ماشہ، نارجیل ایک ماشہ، دانہ الائچی خورد دو رتی، طباشیر ۲ رتی، مویز منقیٰ ۶ دانے۔ سب کو باریک کر کے سوا تولے مکھن اور مناسب قند ملا کر صبح استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) آپ ہمدرد دواخانے سے خمیرہ گاؤزبان جواہر والا منگا کر استعمال کریں۔ انشاء اللہ دماغ کو بہت قوت حاصل ہوگی۔ درد سر اور زکام وغیرہ کی شکایتیں رفع ہو جائیں گی۔ (حکیم ظہیر الحسن سہسوانی)

(۱۹۳) شب کوری: (ا) دانت ٹوٹنے کی چوٹ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ کے صاحب زادے کی نظر کمزور ہو گئی ہے مناسب یہ ہوگا کہ کسی ماہر امراض چشم سے مشورہ کریں اور چشمہ لگائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جواب نمبر ۱۲۹ مندرجہ ہمدرد صحت ماہ مارچ ۱۹۴۲ء ملاحظہ فرمائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) نمبر ۱۹۲ کا نسخہ استعمال کریں اور آنکھوں کے لیے حب سبز کا استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۹۴) فیل پا: (ا) فیل پا ایک بہت ہی نامراد مرض ہے۔ دور سے بیٹھے بیٹھے آپ کا علاج کرنا بے سود ہوگا۔ بہتر ہو کہ مقامی طور پر علاج کرائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر قبض کی شکایت رہتی ہو تو اس کو دور کیجیے۔ ہضم خراب ہو تو اس کی اصلاح کیجیے۔ قابض، بادی اور دیر ہضم چیزیں بالکل ترک کیجیے اور ... بہ نسخہ کلاں ۶ ماشے روزانہ صبح کو کھایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مہوہ، گل چکان، آدھ سیر کو پانی میں پیس کر اس میں ایک تولہ گیرو سائیدہ ملائیں اور پکا کر فیل پا کی جگہ ... دیں۔ یہ عمل رات کو کرنا چاہیے۔ صبح پٹی کھول دینی چاہیے۔ اسی طرح روزانہ کم سے کم پندرہ دن استعمال کیجیے۔ ... ہو تو مرض بالکل دور ہو جانے تک استعمال کیجیے اور اگر پندرہ روز میں فائدہ نہ معلوم ہو تو استعمال ترک کر دیجیے۔ ... [illegible]

(حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۹۵) **[illegible] کی [illegible]** :- (۱) آپ ایک یا دو شیشیاں "ایگزیم پیپسین" کی استعمال کر کے دیکھیے۔ اس کے علاوہ کسی قسم کی ورزش کی بھی عادت ڈال لیجیے۔ یہ اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ جس وقت تک آپ جسم میں غذا کی ضرورت نہ پیدا کر دیں اس وقت تک جو کچھ بھی کھائیے گا وہ ضرورت سے زیادہ ہے کھانا ٹھیک طرح ہضم نہیں ہو سکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر کھانا کھانے سے پہلے یہ احتیاط کر لیں تو آپ کی قوتِ ہاضمہ درست ہو سکتی ہے۔ جب تک بھوک اچھی طرح نہ لگے بالکل کھانا نہ کھائیے ...ابھی بھوک باقی رہے کھانا چھوڑ کر اٹھ جائیے۔ بس اسی کو اپنا معمول بنا لیجیے اس کے علاوہ صبح و شام دو تین میل پیدل ہوا خوری کیجیے۔ ... روزانہ صبح کو قرص خبث الحدید ایک عدد جوارش عود شیریں ۹ ماشے میں ملا کر کھائیے اور کھانا کھانے کے بعد جوارش ... ۹ ماشہ دونوں وقت کھایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۹۶) **قبض وغیرہ** :- (۱) سب سے پہلے مریض کو اس بات پر مجبور کیجیے کہ وہ روزانہ باقاعدہ کھلی ہوا میں ورزش کیا کریں۔ ٹہلنے کی ورزش بہت مناسب ہوگی۔ اگر روزانہ گھڑی دیکھ کر دو گھنٹے تیز قدم سے ٹہل لیا کریں تو کافی ہے۔ ہضم کی اصلاح کے لیے "ایگزیم پیپسین" استعمال کیا کریں۔ اسی کے ساتھ ... اعصاب کے لیے "نیورو فاسفیٹس" کی چند شیشیاں پی ڈالیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اس قسم کے مریضوں کو اپنی عام صحت درست کرنے کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیے۔ ضعفِ باہ وغیرہ کی دواؤں کے استعمال سے وہ اپنی صحت کو بحال نہیں کر سکتے۔ اگر عام صحت بحال ہو جائے تو امراض مخصوصہ کا علاج بھی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ بہرحال ان کو رفع قبض کے لیے رات کو ... ایک عدد ... کی ہدایت کیجیے۔ اور صبح کو قرص خبث الحدید ایک عدد جوارش جالینوس ۹ ماشے میں ملا کر کھانے کو دیجیے۔ اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت شربت اکسیر خاص ایک ایک تولہ چٹائیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) میرا مشورہ ہے کہ آپ مقامی طور پر کسی اچھے معالج سے علاج کرائیے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(د) یہ سب شکایتیں کثرتِ جماع کی وجہ سے ہیں۔ چنے برابر موصیائی اصلی گھی تین ماشے میں ملا کر صبح و شام کھایا کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(۱۹۷) **گلے کے غدود کا ورم** :- (۱) کسی ڈاکٹر کے مشورے سے بچے کو "سلفانل امائڈ" کی گولیاں استعمال کرائیے۔ حلق میں لگانے کے لیے "سینڈس پینٹ" بہت اچھی چیز ہے۔ طاقت اور تن درستی میں اضافے کی غرض سے مچھلی کا تیل اور "گریانٹس سیرپ" دیجیے۔ بچے کو زیادہ سے زیادہ کھلی ہوا اور دھوپ میں رکھیے۔ عمدہ اور طاقت بخش غذائیں کھلائیے۔ دودھ، مکھن، انڈے، تازہ پھل، گوشت بہترین چیزیں ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے بچے کو ہمدرد دواخانے کی "صعالین" استعمال کرائیے۔ اس کے ماسوا اگر ممکن ہو تو بچے کو مندرجۂ ذیل ادویہ کے غرارے کئی ہفتے تک کرائیے اگر قبض رہتا ہو تو اس کو دور کیجیے۔ ... خشک، مسور مقشر ہر ایک ایک تولہ، پوست خشخاش ۱ ماشے۔ تینوں کو آدھ سیر پانی میں جوش دیں اور چھان کر نیم گرم سے غرارے کرائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) گلیسرین دو تولے اور ٹنکچر آئیوڈین ۳ ماشے ملا کر روئی کی پھریری سے دن میں تین چار مرتبہ لگائیں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۱۹۸) **نسخۂ شربت** :- (۱) اگر آپ واٹر کے اگر اجزا آپ کو معلوم ہیں تو کوشش کیجیے کہ شکر کا شربت بالکل صاف و شفاف بنے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) یہ شربت بچوں کے لیے نہایت مفید ہے۔ اگر عمدگی سے بنایا جائے تو گدلا بھی نہیں رہتا۔ ایک تولہ چونے کو آدھ سیر صاف پانی میں بھگو کر دو روز تک رکھ چھوڑیں۔ اس درمیان میں اس کو کئی بار ہلائیں، پھر صاف پانی نتھار کر ایک پاؤ لیں اور اس میں سوڈا بائی کارب ایک تولہ اور قند سفید آدھ سیر ملا کر شربت کا قوام بنائیں۔ آخر میں روغن بادیان، روغن سویا ۲-۲ ماشے ملا کر رکھیں۔ نہایت عمدہ صاف و شفاف شربت بن جائے گا۔ مقدار خوراک ... ماشے دن میں تین بار۔ (حکیم عبدالواحد)

(۱۹۹) **ہائی پوڈرمک سرنج** :- (۱) لاہور اور سیالکوٹ میں ایسی کمپنیاں ہیں جو جراحی کے آلات بناتی ہیں۔ لیکن میرا مشورہ یہ ہے کہ اگر خود ہی آپ کا ان شہروں میں جانا ہو تو اپنے ہمراہ پچکاریاں لیتے جائیے اور مرمت کراتے لائیے۔ اس طرح بھیج دینے کے متعلق مجھے بہت کافی تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) بجائے اس کے کہ آپ ہائی پوڈرمک سرنج کے مرمت کرانے کی زحمت کریں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ نئی ہائی پوڈرمک سرنج خرید لیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۰۰) **جریان سوزاکی** :- (۱) عزیز موصوف کو "یوٹیروٹن" یا "ٹیلٹیرین" کی گولیاں استعمال کرائیے۔ "آرجی ٹون" کے انجکشن بھی اسی قدر مفید ہیں۔ اگر پیشاب کی نالی تنگ ہو گئی ہے تو سلائی ڈلوائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اپنے عزیز کو سفوف عجیب ۶ ماشے روزانہ صبح کو کھلائیے۔ اور رات کو قرص فولاد اور قرص زرد ایک ایک عدد جوارش زرعونی عنبری ۶ ماشے میں ملا کر دیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) کشتۂ شلغم نصف رتی صبح دو تولے مکھن میں رکھ کر کھلائیے۔ شکایت جاتی رہے گی۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۲۰۱) **درد** :- (۱) آپ نے یہ فرمایا کہ گردن سے دس انچ کے فاصلے پر .... درد ہوتا ہے" یہ سمجھ لیا کہ حکیم یا ڈاکٹر خود ہی یہ بھی سمجھ جائے گا کہ گردن سے اوپر یا گردن سے نیچے، یا گردن کے سامنے کی طرف، یا پیچھے کی طرف درد ہوا کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی دوسرے صاحب سمجھ گئے ہوں کہ درد کس مقام پر ہوتا ہے لیکن میں تو کسی طرح آپ کے الفاظ سے یہ یقین نہ کر سکا کہ جسم کے کس حصے میں درد ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ... صندل ... افیون، اجوائن خراسانی ہر ایک تین ماشے، گوند ببول ایک ماشہ پانی میں پیس کر لگایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۰۲) **سفوفِ ناصور** :- (۱) آپنی علاجی معالجے سے دیانت فرمائیں۔ بلکہ بہتر ہو کہ آپ کسی مجرب شفاخانہ سے معائنہ کرائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ایسی کسی دوا کا ہمیں علم نہیں ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(۲۰۳) **کثرت احتلام وغیرہ** :- کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے نوجوانوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ایک خفیف سے عطاؤ بالذات کی تعلیم کی مشین کو چھوڑ ڈالا جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ کیوں کہ ملک میں ہزار ہا حکیم اور ڈاکٹر اور وید اور معالج موجود ہیں اور بے کار ہی پڑے ہوئے ہیں تو اگر وہ کسی نہ کسی طرح ٹوٹی پھوٹی مشین کو پھر درست کر دیں گے۔ آپ اپنی عمر سترہ سال بتاتے ہیں اور چار سال سے یعنی صرف تیرہ سال کی عمر سے یہ حاصل ہے کہ مردانہ اور زنانہ دونوں قسم کے وظائف تن تنہا اپنی ذات سے انجام دے رہے ہیں۔ اور اب جب کہ اس غلط کاری کی وجہ سے مشین کا ناس ہو گیا تو ملک کے بے کار لوگوں یعنی ڈاکٹروں اور حکیموں کے سامنے مشین ڈال دی گئی ہے کہ بیٹھ کر اس کی مرمت کریں۔ بہرحال آپ تو ایک شیشی "ایلگزیر بروموویلیرین" کی پییں تاکہ کثرت احتلام رفع ہو۔ اس کے بعد ایسی دوائیں استعمال کریں جو اعصاب کو قوت دے کر پھر ان کی شدہ قوت کو واپس لائیں۔ "نیورو فاسفیٹس" اس مطلب کے لیے بہت اچھی چیز ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ "سفوف عجیب" ۹ ماشے روزانہ صبح کو پانی کے ساتھ کھائیے، اور جوارش جالینوس ۵ ماشے کھانے کے بعد استعمال کیجیے، مقامی طور پر روغن کرما اور "طلائے عظیم" لگائیے، اور کھانے پینے میں حفظِ صحت کے عام اصول و قواعد کی پابندی کیجیے۔ اُمید ہے کہ آپ کی تمام شکایتیں دُور ہو جائیں گی۔

(حکیم عبدالواحد)

(۲۰۴) **چہرے اور گردن پر بال** :- (۱) آپ کے جسم میں غدۂ درقیہ (تھائی رائڈ گلینڈ) بہت زیادہ کام کر رہا ہے۔ بہتر ہو کہ کسی ہوشیار معالج سے مقامی طور پر مشورہ کریں۔ آج کل ایسی دواؤں کے اکثر اشتہارات شائع ہو رہے ہیں جو اگر لگائی جائیں تو بالوں کی پیدائش کو روک دیتی ہیں یعنی یوں کہ بال پیدا کرنے والی گلٹیوں کو جب تک ضائع نہ کیا جائے بالوں کی پیدائش نہیں رُک سکتی، لیکن یہ ممکن ہے کہ ان مشتہرہ دواؤں میں سے کوئی ایسی ہو جو بالوں کی گلٹیوں کو ضائع کر دیتی ہو۔ آپ استعمال کر کے تجربہ کر سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ایسی کوئی دوا ہمارے تجربے میں نہیں آئی، البتہ ایک دوا بتائے دیتے ہیں، اس کو بنا کر استعمال کیجیے، ممکن ہے کہ آپ اس کو استعمال کر کے اس صورتِ حال سے نجات حاصل کر سکیں۔ "کالچی سائی" (ایک ڈاکٹری دوا ہے جو انگریزی دواخانوں سے دستیاب ہو سکتی ہے) ۹ ماشے کو رکٹی فائڈ اسپرٹ پانچ تولے میں حل کر لیجیے اور شیشی میں ڈاٹ لگا کر رکھ چھوڑیے۔ بالوں کو اُسترے سے منڈوا کر یہ دوا پھریری سے ہلکی ہلکی لگائیے۔

(حکیم عبدالواحد)

(۲۰۵) **کجیٔ عضوِ خاص** :- (۱) عضوِ مخصوص کی کجی کسی درجے میں بھی وظائفِ زوجیت میں خلل انداز نہیں ہو سکتی اور نہ اس کی وجہ سے آپ اولاد سے محروم ہو سکتے ہیں۔ اطمینان رکھیے۔ البتہ اگر آپ کی "دست درازیوں" نے آپ کی قوت کو کم، یا رطوبت مخصوصہ کے ترکیبی اجزا کو غلط کر دیا ہے تو بات دوسری ہے۔ بہرحال عضو کی ظاہری کجی آپ کو کسی طرح کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر انتشار صحیح طور پر ہوتا ہے تو اطمینان رکھیے آپ کی یہ کجی نہ فرائضِ زوجیت کے ادا کرنے میں حائل ہو سکتی ہے اور نہ اولاد سے محروم رکھ سکتی ہے البتہ اگر آپ کو موقع ملے تو اس کے ازالے کی تدبیر ضرور کیجیے، اس کے لیے ہمدرد دواخانے کی دوائے "مکور" اور "طلائے عظیم" کا استعمال مناسب ہے۔

(حکیم عبدالواحد)

(۲۰۶) **شدید قبض** :- (۱) قبض کا ہونا تو سمجھ میں آ گیا لیکن "فائی لیریا" کا دَورہ کسی طرح سمجھ میں نہ آیا۔ کیا فائی لیریا کو آپ ملیریا کی طرح کا کوئی بخار خیال فرماتے ہیں؟ فائی لیریا تو ایک بہت ہی باریک کیڑا ہوتا ہے جو انسانی جسم میں گھس جاتا ہے اور پرورش پا کر جب وہ خوب بڑا ہو جاتا ہے تو کسی نہ کسی مقام کی جلد میں پھوڑا پیدا کر کے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے غالباً اُردو میں "نہروا" کہتے ہیں اور وہ راجپوتانے کے علاقے میں بہ کثرت ہوتا ہے۔ اب یہ سمجھ میں نہ آیا کہ اس کا دَورہ آپ کو کس طرح پڑا کرتا ہے۔ قبض کے لیے آپ چند روز تک مسلسل "پیرٹرولاگر" کا استعمال کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قبض کُشا اور دست آور دواؤں کے متواتر استعمال سے اپنی آنتوں کو ناکارہ بنا دیا ہے۔ بہرحال آپ کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت معجون اذاراقی ۵ ماشے جوارش جالینوس ۵ ماشے میں ملا کر کھائیے۔ غذا میں زیادہ تر موٹے آٹے کی روٹی اور ساگ پات، سبزی کا استعمال کیجیے۔ اس پر عمل کرنے سے قبض بھی دُور ہو سکتا ہے اور نزلہ و زکام کی شکایت بھی جا سکتی ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۰۷) **دوائے ممسک اور طلاء ملذذ** :- (۱) اپنے اندر صحیح طاقت پیدا کیجیے اور یہ چیز صحیح طریقے پر زندگی بسر کرنے ہی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ افیون کھا کھا کر امساک پیدا کرنا ممکن ہے کہ اس وقت اچھا معلوم ہو لیکن یقینی طور پر تن درستی کو حد سے زیادہ نقصان پہنچا کر رہتا ہے۔ اس قسم کی دوا استعمال کرنا باعثِ مضرت ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) دوائے ممسک اور دوائے ملذذ کے مجرب نسخوں سے اگر آپ کی یہ مراد ہے کہ ہر قسم کے مزاج کے لوگوں پر اثر کرنے والے ہوں تو ایسا نسخہ کوئی نہیں ہے۔ البتہ ذیل میں اس مطلب کے لیے دو مفید نسخے لکھتے ہیں۔

دوائے ممسک :- جائفل، مصطگی، افیون، اسگند، جاوتری، تخم بھنگ، عاقر قرحا، زعفران ہر ایک تین ماشے کوٹ چھان کر ... [illegible]



ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی دو آنہ فی سطر کے حساب اجرت بھیجنی چاہیے۔

(۴) اگر آپ رسالے کے خریدار نہیں ہیں تو دو آنے کے ٹکٹ بھیج کر تین سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطروں کے لیے مزید تین آنے فی سطر کے حساب ارسال کیجیے۔

(۵) چار سطروں سے زیادہ لمبا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مُدیر کر سکتے ہیں، شائع نہیں ہو سکے گا۔

(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے۔ دفتر کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہرحال ہو گا۔

(۷) رسالے کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے۔ ورنہ تعمیل نہ ہو گی۔

(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔

(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دواخانے یا رسالے کے پرمٹ کارڈ استعمال کیے گئے ہوں۔

منیجر "ہمدرد صحت"

---

(۲۱۰) ایک چودہ سالہ لڑکی کو شروع میں ایام ماہواری کے موقع پر شدید قسم کا آشوب چشم لاحق ہوا۔ اس کے بعد ہر مہینے، جب حیض ہوتا ہے، درد چشم کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے اور برابر ایام حیض میں رہتی ہے اور کسی قسم کے علاج سے نفع نہیں ہوتا۔ ایام کے ختم پر خود بخود آرام ہو جاتا ہے۔ لڑکی دُبلی پتلی ہے۔ اور صفراوی مزاج کی معلوم ہوتی ہے۔ (ایک خریدار)

(۲۱۱) دو اور چھ سال کے دو بچوں کو ۵-۴ مہینے بعد خاص قسم کا دَورہ پڑتا ہے۔ صورت یہ ہوتی ہے کہ پہلے ایک چیخ مارتے ہیں۔ اس کے بعد آنکھیں اوپر کو چڑھ جاتی ہیں، مٹھیاں بند ہو جاتی ہیں۔ چہرہ کالا پڑ جاتا ہے۔ زبان ٹیڑھی اور سفید ہو کر باہر نکل آتی ہے۔ سانس رُک جاتا ہے۔ مُنہ سے جھاگ نہیں آتے۔ یہ صورت ۱۵-۱۰ منٹ تک قائم رہتی ہے۔ اور پانی کا چھینٹا دینے سے دُور ہو جاتی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۰۹۲)

(۲۱۲) میری اہلیہ کو کمزوری کی وجہ سے اس کی دوتھی ضرورت ہے کہ حمل قرار نہ پائے۔ لہٰذا اطبائے کرام مانع حمل تدابیر بتا کر ممنون فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۲۱۶)

(۲۱۳) میرے ایک چوالیس سالہ بزرگ کی گردن میں دو مہینے سے درد رہنے لگا ہے جو صرف گردن کی حرکت کے وقت ہوتا ہے۔ کافی علاج کیے با وجود مرض بدستور ہے۔ (خریدار نمبر ۹۵۹۹)

(۲۱۴) ایک سال سے میرے شادی شدہ لڑکے کو اکثر شام کے وقت ۶-۵ بجے آنکھوں کے سامنے روشنی سی آ کر غشی کا دَورہ پڑ جاتا ہے۔ صبح جب ہوش آتا ہے تو جسم میں تکان محسوس ہوتی ہے۔ معدہ بالکل خراب ہے۔ (خریدار نمبر ۵۵۱۲)

(۲۱۵) ۲۷-۲۶ سالہ ایک مریض ۱۲ سال سے مرگی میں مبتلا ہے۔ دَورے سے پہلے کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی۔ ایک دم مُنہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے، اور آواز نکلتی ہے۔ تمام جسم اکڑ جاتا ہے، اعضا ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ تمام بدن کانپتا ہے۔ کپکپی بند ہونے پر مُنہ سے تھوک جاری ہو جاتا ہے۔ آنکھیں اُلٹ جاتی ہیں بعد میں خراٹے بھی لینے لگتا ہے۔ چند منٹ کے بعد ہوش آ جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۰۴۵)

(۲۱۶) ۳۰-۲۹ سالہ تندرست مریضہ ۱۲ سال ہوئے تپ محرقہ میں مبتلا ہوئی۔ اس کے بعد سے ہفتہ عشرے میں سر چکرا کر قے شروع ہو جاتی ہے۔ قے لیس دار رطوبت خارج ہوتی ہے۔ ۲۴ گھنٹے بعد افاقہ ہو جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۹۰۸۸)

(۲۱۷) شیر خواری کے زمانے سے میرا سات سالہ بچہ زکام اور گلے آنے کی شکایتوں میں مبتلا رہتا ہے۔ پہلے چھینکیں آتی ہیں۔ زکام ہو جاتا ہے اور پھر گلے آ جاتے ہیں۔ بخار بھی ہو جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۶۶۱)

(۲۱۸) ۱۸ سالہ مریضہ کو پہلے دو مہینے تک برابر دست آتے رہے۔ اس کے بعد پیچش ہو گئی۔ پیچش کی حالت میں زبان پر ایک دانہ بھی نکل آیا۔ بہرحال علاج سے پیچش کی شکایت تو جاتی رہی۔ اب ہفتے میں پیٹ میں نفخ ہو کر دست ہو جاتے ہیں۔ دستوں کے بعد قبض ہو جاتا ہے۔ اس مرض کی وجہ سے کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ (خریدار نمبر ۹۰۹۰)

(۲۱۹) مجھے اپنے لیے ایک ایسے نسخے کی ضرورت ہے جو جگر کی پتھری، جگر کی سُوجن، پت کی نالی کی رُکاوٹ، پت کے گاڑھے پن اور جسم کے پیلے پن کے لیے اکسیر ہو، قبض کو رفع کرے۔ از راہِ کرم توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۴۶۵۲)

(۲۲۰) میرے ایک عزیز کے پیر میں سفید داغ ہو گیا ہے اور بدن پر بھی جگہ جگہ داغ نمایاں ہوتے جا رہے ہیں۔ لہٰذا التماس ہے کہ اس مرض کا خارجی علاج بتایا جائے۔ (خریدار نمبر ۱۰۰۸)

(۲۲۱) ۰۹ [illegible] سال ہوئے آتشک ہو گئی تھی، اس کے نتیجے میں [illegible] پھوڑوں اور گھونٹے [illegible] مبتلا ہوں۔ بہت سے علاج کیے مگر ٹھیک نہیں ہوتا۔ [illegible] (خریدار نمبر ۵۲۳ [illegible])

(۲۲۲) [illegible] ایک ۱۰ سالہ مریض [illegible] اس وقت سے [illegible] شکایت [illegible] ہے۔ [illegible] بوجھ اٹھانے یا جھکنے سے کمر میں فوراً [illegible] ہے اور [illegible] کا پتہ لگتا ہے [illegible] کے وقت [illegible] زیادہ ہوتی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۰ [illegible])

(۲۲۳) تمام جسم کا ٹھنڈا رہنا لیکن ہتھیلیوں اور تلووں کا گرم رہنا [illegible] امراض کی علامت ہے [illegible] شکایت [illegible] (خریدار نمبر ۳۳ [illegible])

(۲۲۴) عمر ۲۳ سال ہے۔ آغاز جوانی سے ریاح کثرت سے پیدا ہوتی ہیں، لیکن خارج نہیں ہوتیں۔ دل اور دماغ [illegible] اس کی وجہ سے [illegible] رہتا ہے۔ ۶ سال سے ۵ کوس سیر کا عادی رہنے کے باوجود مرض میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ دواؤں کی عادت ہے، مگر گرم دوائیں مسلسل [illegible] کرتی ہیں۔ (خریدار نمبر ۹ [illegible])

(۲۲۵) ۲۰ سالہ مریضہ کی دونوں ہتھیلیاں جاڑوں میں بھی پسینے سے تر رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی شکایت نہیں ہے۔ البتہ پیٹ میں [illegible] ہو جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۹۰۹۹)

(۲۲۶) سپاری کے فائدے اور نقصانات کیا ہیں، دل و دماغ پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ (خریدار نمبر ۸۵۳۰)

(۲۲۷) میری عمر اسی سال ہے۔ ۳۰ سال سے جنوؤں نے پریشان کر رکھا ہے۔ کبھی غائب ہو جاتے ہیں، کبھی ظاہر ہو جاتے ہیں [illegible] سال سے [illegible] میں مبتلا ہوں، جاڑوں میں تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ چھ سال سے "سلسل البول کیلوسی" کی شدت ہے۔ کوئی دوا مؤثر نہیں ہوتی۔ تین مہینے ہوئے ایک دن صبح کو بائیں آنکھ دھندلی اور دائیں کمزور ہو گئی۔ دو مہینے ہوئے جنوؤں نے پھر پریشان کر رکھا ہے۔ [illegible] میں کبھی ہوتی ہے۔ ان حالات کو سن کر حذاق کرام تو یہی فتوے دیں گے کہ بہت جی لیے، اب شہر خموشاں بسائیے۔ بہت اچھا [illegible] کی فرصت بھی تو نہیں دیتے۔ لہٰذا ان کو پہلے مٹانے کی ضرورت ہے۔ خدا کے لیے ان خون آشام گزندوں سے نجات دلائیں۔ (خریدار نمبر ۹۵۵۱)

(۲۲۸) ۲۲ سالہ دوست پندرہ سال سے عاداتِ بد کا شکار رہنے کی وجہ سے جریان، احتلام، کجی، لاغری اور کوتاہی نیز سرعتِ انزال میں مبتلا ہیں۔ (۰۹۶ [illegible])

(۲۲۹) ایک مقوی باہ نسخے کی ضرورت ہے جو عضو تناسل کو فربہ اور دراز بھی کرتا ہو۔ (خریدار نمبر ۱۰۸۱۸)

(۲۳۰) میرے ایک شادی شدہ عزیز ۳ سال جلق کی عادت رہنے کی وجہ سے سرعتِ انزال کی شکایت کرتے ہیں۔ (خریدار نمبر ۵۱۳۰)

(۲۳۱) ایک ۲۶ سالہ شخص کو غلط کاریوں اور کثرتِ جماع کی وجہ سے امساک بالکل نہیں ہوتا۔ (ایک خریدار)

(۲۳۲) جلق اور احتلام کی وجہ سے یہ شکایتیں ہیں:۔ جوڑ جوڑ میں درد، عضو میں لاغری وغیرہ، کثرتِ احتلام، جریان۔ عام کمزوری۔ (ایک خریدار)

(۲۳۳) ضعف اور ضعفِ اعضائے رئیسہ کی شکایت ہے۔ دودھ سے زکام ہو جاتا ہے۔ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ دودھ پی سکوں۔ (خریدار نمبر ۱۶ [illegible])

(۲۳۴) ۱۸ سالہ مریض کثرتِ احتلام اور سرعتِ انزال میں دو سال سے مبتلا ہے۔ منہ سے بدبو بھی آتی ہے۔ جسم لاغر ہے۔ (ایک سائل)

بقیہ صفحہ ۲۱۲ یہ ہے: شہد بقدر ضرورت ملا کر چنے برابر گولیاں بنائیں، وقت خاص سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے دودھ کے ساتھ کھائیں۔ اس کے بعد کوئی چیز نہ کھائیں پئیں۔ البتہ فارغ ہونے کے بعد کھا سکتے ہیں۔

طلائے ملذذ:۔ روغن دارچینی، روغن لونگ ہر ایک چار ماشے، عطر حنا، عطر اگر، عطر گلاب ہر ایک دو ماشے، ان سب کو ویزلین ایک تولہ میں ملا کر رکھیں۔ بوقت ضرورت استعمال کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۰۸) اولاد نہ ہونا:۔ اولاد کا پیدا ہونا ایک مرد اور ایک عورت کی مشترکہ کارگزاری ہے۔ سب سے پہلے آپ اس بات کا یقین حاصل کر لیجیے کہ آپ کی بھابی صاحبہ کو تو کوئی مرض اس قسم کا نہیں ہے جو مانع تولید ہو۔ یہ یقین ہو جانے کے بعد اپنے بھائی صاحب کے متعلق یہ تحقیق کیجیے کہ ان میں یہ غیر فطری بات کیسے پیدا ہوئی۔ کیا انھیں آتشک سوزاک کی قسم کا کوئی مرض ہو چکا ہے۔ کیا انھوں نے اس حد تک غلط کاریاں کی ہیں کہ بالکل ناکارہ ہو گئے ہوں؟ اگر آپ ان کی رطوبت منویہ کا خوردبینی امتحان کرا سکیں تو یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اس میں خاص جرثومے موجود ہیں یا نہیں۔ اگر بھابی صاحبہ تن درست ہیں اور [illegible] صاحب کی رطوبت میں جرثومے موجود ہیں تو سب کچھ ممکن ہے ورنہ اس خیال کو چھوڑ ہی دیں تو بہتر ہے۔ چونکہ آپ کے بھائی صاحب کی عمر پچاس سال ہے۔ اس لیے بھابی صاحبہ کی عمر بھی غالباً کافی ہوگی اور ممکن ہے کہ سن یاس شروع ہو چکا ہو۔ ایسی صورت میں کسی دوسری عورت سے انھیں کوشش کرنی چاہیے اگر وہ دوسری شادیوں کو برا نہیں سمجھتے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جب تک آپ کے بھائی اور بھابی صاحبہ کے حالات تفصیل سے معلوم نہ ہوں کوئی تدبیر بتانا ممکن نہیں ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۰۹) ماہرینِ روحانی علاج:۔ بدقسمتی سے اس فرقے سے میں بالکل الگ تھلگ رہا ہوں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

جھوٹ بولنا حرام ہے — دولت اور محبت مفت

مجھ کو دنیا میں جھوٹ سچ کی تمیز نہیں مگر آپ کو خدا کی قسم کھا کر یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے ان چیزوں کے حاصل کرنے میں برسوں محنت کی ہے اور ہزاروں روپیہ صرف کیا ہے جب کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ میں اپنی محنت سے حاصل کئے ہوئے ان عملیات کو عام فائدوں کی غرض سے پیش کر رہا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ مسلمان ہیں تو ایک مسلمان کی قسم کا اعتبار کرنے میں تامل نہ کیجئے چند روزہ زندگی کے لئے اور چند پیسوں یا روپیوں کی خاطر کون ایسا مسلمان ہوگا جو اپنے ایمان کو برباد کرے گا اور مسلمان بھائیوں کو دھوکہ دیگا۔ اگر آپ کا ضمیر مطمئن ہو تو حسب ذیل تعویذات منگا لیجئے اور کرشمہ خداوندی دیکھ لیجئے کامیابی آپ کی پیشانی پر ظاہر ہونے لگے گی۔ تمام نقش و تعویذ بذریعہ وی۔ پی لفافہ میں بھیجے جاتے ہیں۔

قسمت کا سوتی — رات کو سوتے وقت اپنے سرہانے رکھنے سے خواب میں بشارت ہو جاتی ہے کہ اس کام میں کامیابی ہوگی یا نہیں اور یہ کہ اس کام کا نتیجہ کیا ہے اور کیونکر کامیابی ہوگی یا اصل سچا جواب مل جاتا ہے۔ اسکے عامل نے برسوں میں اس عمل کو یاد کیا ہے ہدیہ ایک روپیہ دس آنے محصول الگ۔

دولت کی کنجی — یہ ایک تعویذ ہے جسکو روپیہ پیسہ میں رکھ لینے سے اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ خدا کی شان دکھائی دیتی ہے۔ غریب مفلس ور ہونے کے سامان ہو جاتے ہیں اور تعجب ہوتا ہے کہ کیونکر اتنی جلدی دولت مل گئی نوکری کی صورت میں اس کو افسر کے سامنے جیب میں رکھ کر جائے تو وہ اس قدر مہربان ہو جاتا ہے کہ قدرت کا کرشمہ دکھائی دیتا ہے اور اس کے دل میں خود بخود اپنے ماتحت کی ترقی کا خیال دستگیر ہو جاتا ہے۔ ہدیہ ایک روپیہ چار آنہ۔ محصول ڈاک الگ۔

محبت کی ڈوری — جنھوں نے بڑی بڑی محنتیں کر کے ایسی چیزیں حاصل کی ہیں یہ بھی عامل کامل صاحب کا عطیہ ہے جس کسی سے محبت ہو یا کسی کو اپنے دام میں پھنسانا اور بے دام غلام بنانا ہو یا اس سے شادی کی تمنا ہو تو محبت کی ڈوری کو اپنے بازو پر باندھ لیجئے اور جس جگہ آپکا مطلوب ہو وہاں سے گزر جایئے اور وہاں تک رسائی نہ ہو سکے تو اس ڈوری کو اپنے محبوب کے در پر یا اس کے ہاتھوں تک پہونچا دیجئے۔ بس گھر بیٹھے اس کی تڑپ کا تماشہ دیکھئے وہ ماہی بے آب کی طرح بے چین ہو کر آپ تک پہونچے گا ہدیہ ڈھائی روپے۔ مندرجہ بالا تینوں تعویذ میں کسی ناکامی کی صورت میں ہم قیمت واپس دینگے محصول ڈاک ہر ایک کا بذمہ خریدار

منگانے کا پتہ:- سید نواب علی شاہ صاحب عامل چھتہ حکیم آغا جان۔ ص۔ دہلی

سونے کی چوڑیاں مفت انعام

آج کونسا گھر ایسا ہے جہاں گولڈن گولڈ کا استعمال نہ ہو رہا ہو۔ اور اس سونے کی بنی ہوئی چوڑیاں نہ پہنی جا رہی ہوں ہر گھر میں دھوم مچی ہوئی ہے۔ کہ گولڈن گولڈ کی چوڑیاں اصلی سونے میں ملتی ہیں سنار بھی حیران رہ جاتا ہے۔ اور اس کو اصلی اور نقلی کی تمیز کرنی مشکل ہو جاتی ہے۔ گولڈن گولڈ کی چوڑیوں کی چمک دمک سورج کی کرنوں کے مانند نگاہ کو چوندھیا دینے والی ہے اس کا رنگ پختہ ہے اور برسوں برتنے کے بعد اپنی جگہ قائم رہتا ہے۔ گوری گوری کلائیوں پر ان چوڑیوں کی بہار دیکھ کر دل بے طرح باغ باغ ہو جاتا ہے۔ ہم اپنی بہنوں کو جن کو سونے کی چوڑیاں پہننے کا شوق ہو مطلع کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہم نے اس سونے کی صرف چوڑیاں ہی تیار کرائی ہیں۔ ہم ان چوڑیوں کی مانگ اسی قدر ہے کہ ہم دوسرے زیورات بنانے کی طرف اس وقت توجہ ہی نہیں کر سکے۔ ہمیں امید ہے کہ دوسرے زیورات بھی جلد سے جلد تیار کر سکیں گے اور دنیا ہمارے زیورات کو دیکھ کر حیرت کریگی کہ موجودہ زمانہ میں سونے کی ضرورت کو کس طرح کم دام خرچ کر کے پورا کر دیا ہے۔ ہم آپکو دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے گولڈن گولڈ کی بنی ہوئی چوڑیوں کا آپ صرف ایک ہی سیٹ منگا کر دل کو خوش کریں اور ہماری صداقت کا امتحان کریں ایک سیٹ کی قیمت صرف [illegible] گولڈن گولڈ کی بنی ہوئی آٹھ چوڑیوں کا سیٹ تین روپے کا ہے تین سیٹ منگانے والے کو ایک سیٹ مفت بطور یادگار اور محصول [illegible] معاف۔ محصول ڈاک ایک سیٹ پر آٹھ آنے خرچ ہوتا ہے۔ آرڈر کے ساتھ کلائی کا ناپ ضرور بھیجئے۔

منیجر گولڈ لک ٹریڈ ایجنسی کلاں محل بازار ایچ ایم دہلی

مفت! بالکل مفت!!



چھ فیر والا ماند اصلی امریکن پستول

نیا ماڈل ۱۹۴۱ء

اس پستول کی خوبیاں بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانے کی مانند ہے۔ مگر پھر بھی آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ پستول امریکہ کے مقابلہ پر حال ہی میں تیار کروائے گئے ہیں جس میں یہ خوبی رکھی گئی ہے کہ اصلی پستول کی مانند اس میں کارتوس رکھنے کی چرخی بنی ہوئی ہے۔ اور اس کے اندر خانہ بنا ہوا ہے اس خانہ میں چھ شاٹ (کارتوس) آجاتے ہیں کھٹکا دبانے سے چرخی خود بخود گھومتی ہے اور شاٹ (کارتوس) کی اس زور سے آواز آتی ہے کہ خود چھوڑنے والا بھی حیران ہو جاتا ہے۔ اپنی جان و مال کی حفاظت کیلئے اس پستول سے بہتر اس وقت کوئی ریوالور نہیں ہے۔ اس میں ¼ انچ شاٹ (کارتوس) چلتے ہیں۔ اس پستول کا وزن قریباً ۵ اونس ہے۔ لمبائی قریباً ۸ انچ۔ چور، ڈاکو اور جنگلی جانور مثلاً شیر، چیتا، ہرن وغیرہ اس کی آواز سنکر اور شکل ہی دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ بوقت ضرورت حفاظت جان و مال کے لئے بہت ہی عمدہ چیز ہے۔ مانند اصلی پستول ہندوستان میں صرف ہم سے ملے گا۔ قیمت ،،،، بمعہ ۳۵ شاٹ (کارتوس) صرف چار روپیہ آٹھ آنہ نمبر ۸۸۸ عمدہ کوالٹی اصلی فولاد کا بنا ہوا بمعہ ۴۵ شاٹ (کارتوس) رعایتی قیمت صرف پانچ روپے تیرہ آنہ (۱۳/۵) نمبر ۹۹۹۹ سپیشل درجہ خاص نیو ماڈل بمعہ ۵۵ شاٹ (کارتوس) قیمت چھ روپے بارہ آنہ (۱۲/۶) فالتو شاٹ (کارتوس) ایک ہزار کی رعایتی قیمت تین روپیہ پستول کے لئے خوبصورت پیٹی و خول ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲/۱) پستول کے لئے تیل بارہ آنہ (۱۲/) اس پستول کو مشہور کرنے کے لئے ہر پستول کے ساتھ ایک تولہ (سونا) پرس نیو گولڈ اور ایک عدد اصلی فونٹین پن بمعہ ۱۴ کیرٹ رولڈ گولڈ نب کے بالکل مفت بھیجا جاتا ہے۔ یہ سونا دیکھنے میں بالکل اصلی سونے کے مانند معلوم ہوتا ہے۔ اور ہوشیار سے ہوشیار صراف بھی مشکل سے پہچان کر سکتا ہے۔ کسوٹی پر اصلی سونے کا رنگ دیتا ہے۔ اس سے ہر قسم کے زیورات تیار ہو سکتے ہیں۔

نوٹ ضروری:۔ مال ناپسند ہونے پر قیمت فوراً واپس کر دی جاتی ہے۔ دو پستول اکٹھے منگوانے والے خریدار کو محصول ڈاک بالکل معاف اور دو تولے سونا اور دو عدد اصلی فونٹین پن مفت انعام۔

ملنے کا پتہ:۔ میسرز امریکن پستول کمپنی۔ پی۔ او بکس ۲۵ ایچ۔ ایس ڈی امرتسر (پنجاب)

[illegible] رسٹ واچ مفت انعام

ہمارا مشہور عطر سینٹ غلاد رنہایت عمدہ تازہ پھولوں سے تیار کیا جاتا ہے جو کہ پوشاک اور تمام گھر کو معطر کر دیتا ہے۔ سینکڑوں عمزز کو میوں نے [illegible] تحریر [illegible] کی ہے تازہ رئیں ملاحظہ ہوں۔ جناب غلام نبی صاحب محکمہ جنگلات چوکی ہوڈ تعلقہ نرل حیدر آباد دکن سے [illegible] سینٹ [illegible] پایا گیا۔ اور خوشبو بھی دل و دماغ کو فرحت بخشی ہے اسی سینٹ کے سلسلے میں دو عدد واچ بھی ملی ہیں جن کا شکریہ ادا [illegible] صاحب نیو کوٹ بیال پٹھادر سے تحریر فرماتے ہیں آپ کا تیار کردہ سینٹ غلاد رخوشبو سے بھرا ہوا ہے دل کو فرحت دیتا ہے۔

اس [illegible] ہماری [illegible] کو خرید ار کو ایک عدد فیلبی رسٹ واچ مفت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ گھڑی کیا ہے۔ ایک چھوٹا سا خوبصورت عمدہ [illegible] اور [illegible] ہوتی ہے۔ جس کی گارنٹی دس سال ہے۔ جو اگر اس عرصہ میں خراب ہو جائے تو ہم دوسری گھڑی مفت دینگے انعامی گھڑی [illegible] سلسلہ محض اس لئے قیمت ہندوستانی ایجاد کو قدر دانوں کے ہاتھوں تک پہنچانے کی غرض سے شروع کیا گیا ہے۔ اس لئے جن اصحاب کو [illegible] ضرورت نہ ہو وہ محض گھڑی کے لالچ سے منگانے کی تکلیف نہ فرمائیں ایسے آرڈروں کی تعمیل نہیں کی جائے گی قیمت فی شیشی ایک روپیہ چودہ آنہ ایک یا دو شیشی کے خریدار کو محصولڈاک و پیکنگ خرچ گیارہ آنے ادا دینے پڑیں گے۔ مگر تین شیشی کے خریدار کو محصولڈاک معاف اور تین عدد فیلبی رسٹ واچ بطور انعام مفت ملیں گی۔ تین شیشی کی قیمت صرف ساڑھے چار روپے (للعہ)

پتہ:- جنرل ناولٹی سٹور پوسٹ بکس ۵۲ - ایچ ڈی - نئی دھلی

محبوب آپ کا غلام

پُر اسرار مست خوشبو۔ ایک عجیب ایجاد جو آج تک نہ دیکھی نہ سنی گئی۔ یہ ایک قسم کا روغن ہے۔ جس کو اگر کوئی سونگھ لے تو مست ہو جائے۔ کسی کو اپنا بنانا ہو تو اس کے پاس سے گزر جاؤ پھر وہ تمہارا ہو جائے گا تمہاری تلاش میں دن رات ایک کر دیگا۔ خوشبو میں ایسی تاثیر ہے کہ کھنچے آتے ہیں۔ مطلوب بے چین ہو جاتا ہے۔ اور طالب کیلئے دن رات ایک کر دیتا ہے اس کو محبت کا جادو تسخیر کا طلسم اور رام کرنے کا عطر کہا جاتا ہے۔ قیمت عام

پتہ:- موہنی بھنڈار آشرم پوسٹ بکس ۲۷۱ ایچ ڈی - لاہور

تین صد روپیہ مفت انعام

عمل محبت کے شائقین ہمارا اصلی جادو تعویذ منگائیں۔ اسکو اپنے پاس رکھ کر اپنے دل میں جس کسی کا نام لیں گے۔ خواہ وہ کیسا ہی تیز دل مغرور اور سخت کلام کیوں نہ ہو جہاں کہیں بھی ہوگا۔ آپ کے ملنے کے لئے تڑپنے لگ جائے گا۔ اور جب ہی آپ اس کے سامنے جائیں گے وہ آپ سے اظہار محبت کرے گا۔ ہر وقت آپ کے ساتھ رہنے کی خواہش کریگا نیز گم شدہ کی تلاش کرنا۔ کسی کے دل کا بھید معلوم کرنا عزہ روحوں سے بات چیت کرنا معشوق کو بس میں کرنا حسب مرضی روزگار حاصل کرنا غرضیکہ آپ کے ہر ایک سوال کا جواب آپ کو مل جائے گا اور آپکے دل میں کوئی ایسی خواہش ہے جو کہ باوجود کئی ہزار کوششوں کے بھی پوری نہیں ہوتی۔ تو وہ بھی ہمارے اصلی جادو تعویذ کے پاس رکھنے سے گنتی کے دنوں میں پوری ہو جائے گی۔ ہدیہ تعویذ دو روپے (عہ) محصولڈاک معاف۔

نوٹ۔ غلط ثابت کرنے والے کو تین صد روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

پتہ:- عامل شاہ صاحب ایچ ڈی - بکس نمبر ۱۳ - دھلی

ایک دلہن کی سنسنی خیز آپ بیتی!

عجائبات کا خزانہ، واقعات کا سمندر، دلچسپی کا پہاڑ، خوبصورتی کا اکھاڑہ، محبت کا مرقع اور خفیہ راز کا آئینہ ۴۸ آسنوں کی رنگین تصاویر کم از کم تین [illegible] قیمت محصول [illegible]

دربار حسن ۱۲ چھوٹے سائز کی پرائیویٹ تصویروں کا البم قیمت اصلی چھ روپے، رعایتی تین روپیہ چار آنہ کم میں نہیں ملیں گی۔ محصول علاوہ۔

اصلی کوک شاستر یہ وہ کتاب ہے جو اپنی خوبیوں کی وجہ سے کئی ہزار فروخت ہو چکی ہے۔ مرد عورت کی ۵۰ رنگین تصویریں حجم ۳۰۰ صفحات قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ۔ علاوہ محصول۔

حسن کی دنیا ۱۴ سال سے ۵۸ سال تک کی خوبصورت لڑکیوں کی کارڈ سائز کی ۳۶ تصاویر کیمرہ کی تصاویر ہیں یہ تصاویر ۱۲-۱۲ تصاویر کے تین البموں کی قیمت فی البم دو روپے آٹھ آنے۔ رعایتی قیمت فی البم ایک روپیہ چار آنہ تینوں البموں کے اکٹھے خریدار کو صرف تین روپے۔ محصولڈاک ایک البم پر بھی آٹھ آنے لگتا ہے۔ اور تین البموں پر بھی آٹھ آنے۔

بیوفا کون ہے؟ مرد یا عورت، دونوں کی بے وفائی کی درجنوں کہانیاں۔ بڑا سائز ۱۹۲ صفحات۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ

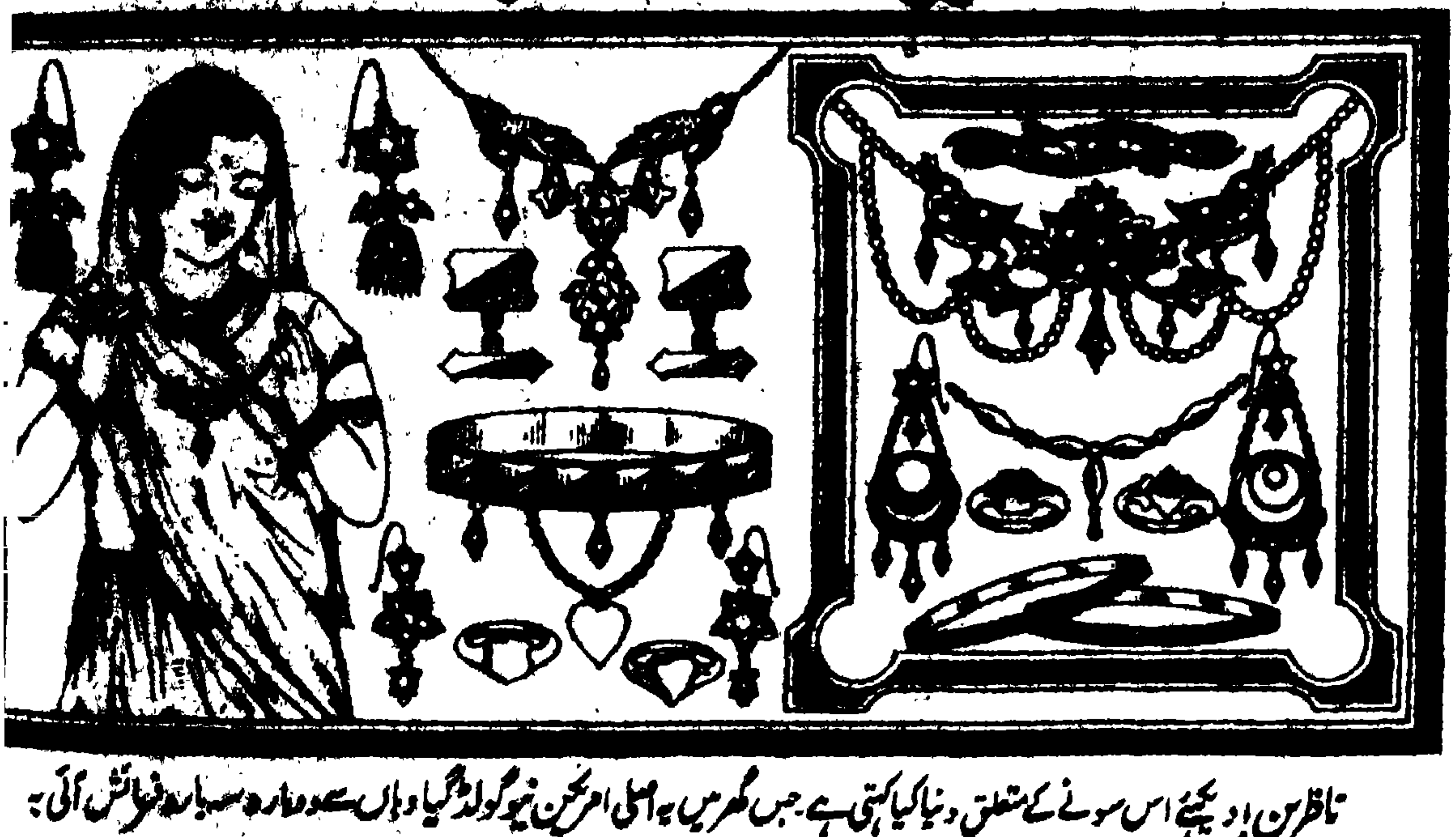
مندرجہ بالا پانچوں چیزیں منگانے والوں سے صرف نو روپے سہ محصول لئے جائیں گے۔

منگانے کا پتہ:- جام - کوثر آفس رجسٹرڈ - دھلی - ایچ ڈی۔

10000

دس ہزار روپیہ نقد

امرتسر میں سونا دو (۲) روپے تولہ ہو گیا



ناظرین! دیکھئے اس سونے کے متعلق دنیا کیا کہتی ہے۔ جب گھر میں یہ اصلی امریکن نیو گولڈ گیا وہاں سے ہمارے سبا رہ فرمائش آئی یہ سونا ایک لاجواب چیز ہے۔ اصلی سونے اور اس سونے میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔

جناب لالہ رام پرکاش صاحب ساہنی دہلی سے ۵ ۲ر نومبر کو تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کا امریکن نیو گولڈ کا پارسل ملا دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی چیز واقعی کمال کی ہے آپکے امریکن نیو گولڈ اور اصلی سونے میں کوئی فرق نہیں آپنے اس نئی چیز کو تیار کر کے دنیا کی سب سے بڑی ضرورت کو پورا کر دکھایا ہے۔ پندرہ تولہ سونا فوراً میرے دوست کیلئے ارسال کر دیویں اس کے بعد آپ کو اور بھی آرڈر دیا جائیگا۔ یہ سونا کسوٹی پر اصلی سونے کا رنگ بتاتا ہے اصلی سونے کی طرح کوٹا اور پگھلایا جاتا ہے۔ بالکل اصلی سونے کے برابر ہے۔ ہوشیار سے ہوشیار صراف بھی شکل سے پہچان نہیں کر سکتا ہے اس کے بنے ہوئے زیورات ہر ایک پہننے کے لائق ہیں ہر قسم کے زیور حسب منشا نمونہ کے مطابق تیار ہو سکتے ہیں۔ مندرجہ بالا فرمائش کو غلط ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائیگا۔ قیمت صرف مشہوری کی خاطر ایک تولہ صرف دو (۲) تین تولہ پانچ روپیہ آٹھ آنہ۔ چھ تولہ دس روپے۔ پندرہ تولہ بائیس روپیہ۔ چالیس تولہ پچاس روپیہ۔ ضروری نوٹ:۔ پندرہ تولہ کے خریدار کو پیکنگ خرچ مفت۔ چھ تولہ یا اس سے زیادہ منگوانے والے خریدار کو محصول ڈاک و پیکنگ وغیرہ بالکل معاف۔ پندرہ تولہ کے خریدار کو ایک عدد اصلی گھڑی بالکل ٹھیک وقت دینے والی چابی ۲۴ گھنٹہ گارنٹی دس سال مفت بطور انعام دی جائے گی۔

گارنٹی:۔ اگر پسند نہ ہو تو قیمت فوراً واپس ہوگی۔ جلدی منگوالیں ورنہ ختم ہونے پر پچھتانا پڑیگا۔

ملنے کا اصلی پتہ:۔ میسرز امریکن بی کمپنی۔ پی۔ او بکس نمبر ۲۷ ... پنجاب

موسم بہار میں تن درستی کی حفاظت

موسم بہار اور اس کی گل کاریاں بہار سال کا ایسا خوش گوار، دل چسپ بلکہ خوب صورت موسم ہے جو زمین سے آسمان تک حُسن و رعنائی اور جمال و رنگینی کی دل ربائیاں بکھیر دیتا ہے۔ فضا حسین اور کائنات رنگین ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بیابان تک اِس موسم کی گل کاریوں سے فردوس نظر بن جاتے ہیں۔ درختوں میں شگوفے نکلتے ہیں، انواع و اقسام کے پھول کھلتے ہیں، پھلوں اور پودوں میں نشو و نما کی طاقتیں بڑھ جاتی ہیں۔ ہواؤں میں ایک خاص قسم کی شوخی و رعنائی پیدا ہو جاتی ہے۔ حقیقت میں بہار کا انقلاب ہی نہایت خاموش مگر جب وہ بہت نمایاں آتا ہے تو آواز نہیں ہوتی لیکن کائنات اور اس کی تمام پہنائیوں پر ایک بولتا ہوا تبسم اور ایک شگفتہ تعلق آفریں قہقہہ طاری ہو جاتا ہے۔ جس طرح انقلاب آتا ہے اور طوفان کی طرح آتا ہے مگر آوازیں پیدا کرتا ہوا نہیں آتا بلکہ ایسے آثار اپنے ساتھ لاتا ہے جن میں زبانوں سے زیادہ گویائی اور پھولوں سے زیادہ شگفتگی ہوتی ہے۔ گویائی سے زیادہ الفاظ ہوتے ہیں جنھیں زبانوں کی حرکت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہی آثار اس کے آنے کا اعلان کر دیتے ہیں۔

موسم بہار اور جسم ہمارے ساتھ بھی موسم بہار کے انقلابات اسی خاموشی سے معاملہ کرتے ہیں۔ بہار ہماری رُوح، ہمارے جسم، ہمارے دماغ اور ہمارے خون غرض ہماری ہر چیز پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بہار کے آتے ہی ہمارے خون میں تحریک ہوتی ہے اور وہ خون جو سردیوں کی لذیذ غذاؤں سے پیدا ہوا تھا آہستہ آہستہ پھیلتا ہے اور جو بیماریاں جوش یا زیادتی خون سے متعلق ہیں سر اٹھانا شروع کر دیتی ہیں، مثلاً پھوڑے پھنسیاں، چیچک، خسرہ، نکسیر وغیرہ۔ جسم میں جو عضو کم زور ہوتا ہے جاڑوں کا رُکا ہوا مواد اُس پر گر پڑتا ہے اور کبھی مختلف قسم کے زخم، پھوڑے اور کبھی علتوں کا سبب بن جاتا ہے۔ ان بیماریوں کو بہار جیسے معصوم اور پُرلطف موسم کی ہلاکت آفرینیوں سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ درحقیقت یہ امراض بہار کا نتیجہ نہیں ہوتے، بلکہ ان خرابیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں جو سردی کے موسم میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جاڑوں میں بدن کے باریک باریک سوراخ یعنی مسامات بند ہو جاتے ہیں۔ بہار اس تنگی کو برداشت نہیں کر سکتی وہ مسامات کو کھول دیتی ہے اور جس طرح محکمۂ صفائی کے کسی بڑے افسر کی آمد کے موقع پر گندگی اور غلیظ نالیوں کو دھونے اور سڑکیں صاف کرنے کے انتظامات شروع ہو جاتے ہیں، اسی طرح بہار کے آتے ہی بدن انسان کی قوتِ مدبرہ، جسے ہم اور آپ طبیعت کہتے ہیں، خون اور جسم کی صفائی کا نہایت سرگرمی سے بندوبست کرنے لگتی ہے۔ اور یہ تکلیف دینے والی بیماریاں اسی اندرونی صفائی ہی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ بہار آدمی کی زندگی اور اس کی صحت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے آتے ہی طبیعت کو خراب مواد کے پکانے اور اسے دفع کرنے پر لگا دیتی ہے۔ آدمی کا مزاج بھی اس فصل میں نہایت قوی ہوتا ہے۔ اسی لیے رُکے ہوئے مواد کو خطرناک مجرم کی حیثیت سے جسم کی سلطنت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اگر بہار کی صحت بخش ہوائیں اور اس کی گرم و معتدل تاثیر اپنا کام نہ کریں تو مواد کی یہی گندگی جسمِ انسانی کو فنا کر دینے کا سبب ہو سکتی ہے اور پھوڑے پھنسی سے زیادہ خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے۔

بہار اور طبیب کے فرائض دُنیا کے ہر کام کی نگہبانی کسی نہ کسی ماہر فن کے سپرد ہوا کرتی ہے۔ سڑکوں اور عمارتوں کی حفاظت اور تعمیر اس فن کے ماہرین کرتے ہیں۔ ریلوے اور ہوائی جہازوں کی تیاری اور مرمت اس فن کے جاننے والوں کے حوالے ہوتی ہے۔ اسی طرح بدنِ انسان کی خرابیوں اور اس کے نقائص کی اصلاح کا کام طبیب کے سپرد ہوتا ہے۔ بہار اور اس کے اثرات اپنے قدرتی فرائض ادا کرتے ہیں۔ اگر اس موقع پر کوئی ہوشیار اور تجربے کار طبیب قدرے پہلے یا کم سے کم عین وقت پر اپنے نازک فرائض ہوشمندی اور سمجھ داری کے ساتھ ادا کرنا شروع کر دے تو بالکل ممکن بلکہ یقینی ہے کہ بہار آنے سے پہلے یا بہار آتے آتے بدن کی سادی کثافتیں دُور ہو جائیں اور جب موسم بہار شروع ہونے پر خون میں تحریک پیدا ہو تو وہ بالکل صاف ہو جائے اور جو مواد پھوڑے پھنسیاں، چیچک، خسرہ اور بعض قسموں کے بخار پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں وہ مناسب و آسان راستوں سے بدن سے خارج ہو جائیں۔ اس طرح جیسے اپنے فرض کو سمجھنے والی اور باخبر حکومت میں اس کے افسران مجرموں اور باغیوں کو جُرم کرنے سے پہلے گرفتار کر کے پبلک کو مطمئن اور ان کے مال کو محفوظ کر دیتے ہیں۔ اچھی اور پُراثر دوائیں بھی یوں ہی خراب اور زہریلے مادوں کو بدن سے نکال دیتی ہیں اور ان کے خراب اثرات سے جسم کو بچانے میں کامیاب ہوتی ہیں لیکن ہوشیار طبیب ہر جگہ اور ہر وقت موجود نہیں ہوا کرتے۔ پھر اس دورِ ترقی میں موسم کی یقینی تبدیلیوں کے نقصانات

سے بچنے کے لیے ایک سمجھ دار آدمی کو خواہ مخواہ طبیب کی تلاش بھی ذرا بار گزرتی ہے اس لیے ایسی

زوداثر اور یقینی دواؤں کی ایجاد ضروری ہوگئی ہے جو موسم کی تبدیلیوں اور دوسری اکثر ضروریات کے وقت ہمدردوں کی صحیح طبی امداد کر سکیں چنانچہ ہمدرد دواخانہ اور اس کی مجلس تجربات کے سپرد یہی کام ہے کہ وہ اس قسم کی دوائیں تیار کرکے سائنٹفک اصول پر قوم داری کے ساتھ ملک کے لوگوں کے سامنے پیش کرے جو ضرورت کے وقت اعتماد اور پورے بھروسے کے ساتھ استعمال کی جاسکیں موسم بہار کی معتدل اور سکون دینے والی گھڑیاں آرام سے بسر کرنے کی سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ بہار کے شروع ہوتے ہی ہمدرد دواخانہ دہلی کی بہاریہ دواؤں کا استعمال شروع کر دیا جائے۔ اور اس طرح اپنی اور اپنے متعلقین کی صحت اور اطمینان کو محفوظ کر لیا جائے۔ ہمدرد دواخانہ دہلی نے ہر موسم کی بیماریوں کا مکمل علاج د... کر لیا ہے۔ اور موسمی تبدیلیوں کے مضر اثرات سے بدن کو محفوظ کرنے کی نہایت موثر، زوداثر اور مجرب دوائیں تیار کر لی ہیں۔

موسم بہار کی مدت

نجوم کے نقطۂ نظر سے سال کا ہر موسم جسے "فصل" بھی کہہ سکتے ہیں، ایک برج سے دوسرے برج تک سورج کے پہنچنے کا ایک زمانہ ہے چناں چہ بہار میں آفتاب اپنی مخصوص حرکت سے برج حمل سے آخر جوزا تک سفر کرتا ہے اور اس میں تین مہینے کی مدت صرف ہو جاتی ہے۔ مگر یہ مدت بلاد شمالی کے لیے ہے۔ خطِ استوا کے قریب ہر موسم دو مرتبہ عود کرتا ہے اور اس کی عمر صرف ایک مہینہ پندرہ دن ہوتی ہے۔ جدید تحقیق سے موسموں کے تغیر کی وجہ یہ ہے کہ زمین آفتاب کے گرد سالانہ گردش کرتی ہے موسمی تبدیلیوں کو اسی گردش کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ زمین کا جو حصہ خطِ استوا کے قریب آجاتا ہے اس میں گرمی اور جو دور ہو جاتا ہے اس میں سردی ہونے لگتی ہے۔ اس تحقیق کی رو سے بہار کی عمر دو مہینے سے زیادہ نہیں ہوتی ۱۵ فروری سے شروع ہو کر ۱۵ اپریل کو یہ حسین و جمیل موسم، جو سال کے تمام موسموں سے اچھا اور خوش گوار ہوتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ گویا بہار کی دواؤں کا استعمال ۱۵ فروری سے شروع ہونا چاہیے اور ۱۵ اپریل بلکہ آخر اپریل تک جاری رہنا چاہیے۔

انقلاب کا مقابلہ

انقلاب بالکل قریب آگیا ہے، ۱۵ فروری سے جسم اور خون میں ایسی تبدیلیاں شروع ہو جائیں گی جو تکلیف پہنچانے کے ساتھ ہی بہار کے بعد آنے والے موسم یعنی گرمی اور برسات کو بھی بے لطف کر دیں گی۔ اگر خون کو صاف نہ کیا گیا تو زبردست خطرہ ہے کہ پھوڑے پھنسیاں اور چیچک و خسرہ کی خطرناک تکلیفیں زندگی کے لطف کو برباد کر دیں گی۔ اگر صرف معمولی پھنسیوں اور پھوڑوں ہی پر یہ خطرہ ختم ہو جائے تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن ڈر تو یہ ہے کہ بعض اوقات جسم میں مرضوں کو قبول کرنے کی ایسی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جو معمولی بیماری کی جگہ سخت اور مہلک بیماری کو دعوت دے دیتی ہے۔ چنانچہ جب خون خراب ہوتا ہے اور اس میں خراب و ناقص مواد شامل ہوتے ہیں تو آتشک اور سرطان (کینسر) جیسی مہلک خطرناک اور مہیب بیماریاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ اسی لیے دنیا کا کوئی عقل مند کم زور سے کم زور دشمن کو بھی حقیر نہیں سمجھتا۔ اس اصول کے پیش نظر

موسم بہار کا سب سے پہلا کام

یہ ہونا چاہیے کہ ہر شخص کو ہمدرد دواخانے کے بہاریہ لائحہ عمل (پروگرام) کو سامنے رکھنا چاہیے اور ۱۵ اپریل تک بلکہ اگر موسم اپنی اصل طبیعت پر رہے تو آخر اپریل تک اُسے پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اس طرح بہت سی شدید اور مہلک بیماریوں سے نجات حاصل ہو جائے گی۔

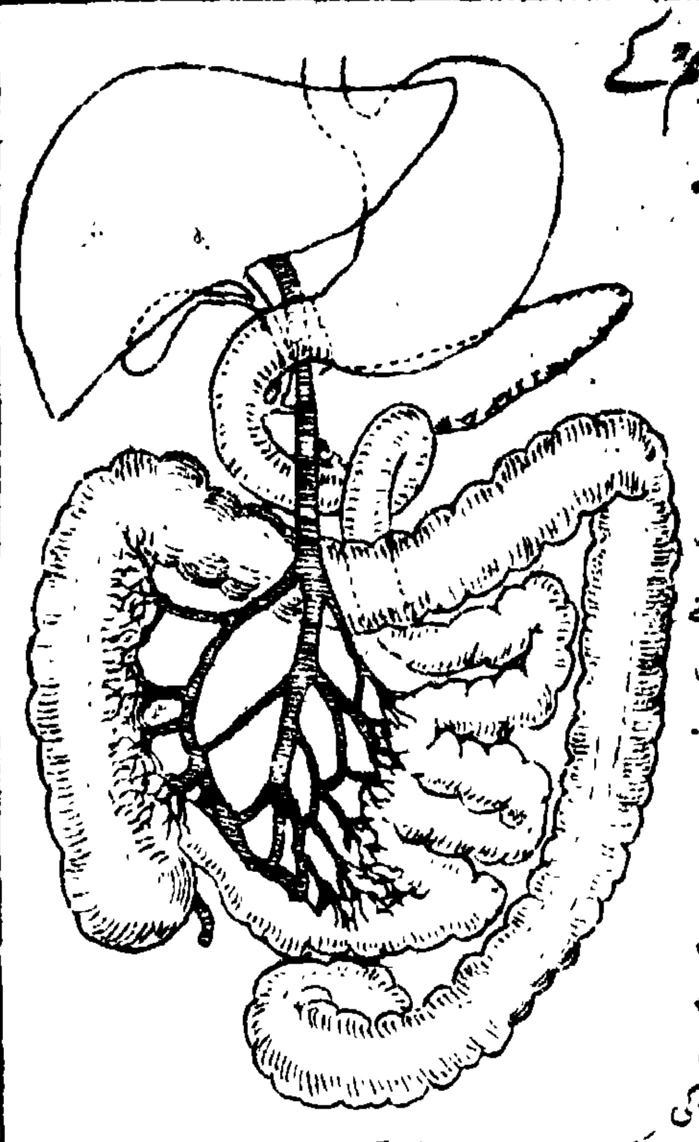
بہاریہ پروگرام :-

اس پروگرام میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بہار کے شروع ہوتے ہی یہ طے کر لیا جائے کہ ہمیں بہار کے لطف آفریں موسم سے پورے طور پر لطف اٹھانے کی غرض سے اُن موذی اور جان لیوا بیماریوں سے لازمی طور پر محفوظ رہنا چاہیے جو اس موسم میں پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے صبح اٹھتے ہی نہار منہ **صافی** (رجسٹرڈ) ایک تولہ دودھ یا پانی میں ملا کر پی لیں۔ **صافی** خون کی تمام خرابیوں کی اصلاح اور بہار میں پیدا ہونے والی ساری بیماریوں کے لیے حد درجہ مفید اور کام یاب دوا ہے۔ یہ خون کے زہریلے اور ناقص مواد کو پیشاب، پاخانے یا پسینے کے ذریعے سے خارج کر دیتی ہے اور اس کا اثر ایسا یقینی ہے کہ ان چیزوں کا باقاعدہ کیمیاوی امتحان کرانے کے بعد معلوم کیا جاسکتا ہے کہ صافی بدن میں کیا کام کر رہی ہے اور کن خراب مادوں کو وہ پیشاب پاخانے اور پسینے کے راستے سے نکال رہی ہے۔

جس طرح صبح کو **صافی** کی ایک خوراک پی گئی ہے اسی طرح شام کو پانچ بجے بھی ایک خوراک پی جائے۔ اگر **صافی** کے دوران استعمال میں بکثرت پاخانے، پیشاب یا پسینہ آنے لگے تو اس سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ بلکہ ایک مسرت کے احساس کے ساتھ یقین کر لینا چاہیے کہ خون کے ... **صافی** نے

ہتہ بیماریوں کی طاقت سے پسینے اور پیشاب سے نکال رہی ہے۔ اگر کچھ قبض کی شکایت ہو تو صافی کی خوراک بڑھا کر دو تولے کر دی جائے اور ٹھنڈے کی جگہ گرم

جسم کے نظام ہضم کے اعضاء



اسّی فی صدی روگ ان ہی اعضاء کے کاموں میں گڑبڑ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ صافی کی یہ خاصیت ہے کہ ان اعضاء کے فعل بالکل درست حالت میں رکھتی ہے۔ اگر ان میں مادے جمع ہوں تو ان کو باہر نکالنے کا فوراً بندوبست شروع کر دیتی ہے۔ اس طرح بیمار کے خراب مادے جو رگوں میں پہنچ پہنچ کر خون کو خراب کرتے تھے اب وہاں نہیں پہنچتے۔ عام دست آور دواؤں کو دست لانے سے کام ہوتا ہے چاہے جسم کو دستوں کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ "صافی" کی یہ عجیب تاثیر ہے کہ نظام ہضم کے اعضاء پر عاقلانہ عمل کرتی ہے۔

پانی میں شہد ملا کر پیا جائے۔ اس سے دو تین دست ہو جائیں گے اور طبیعت ہلکی پھلکی ہو جائے گی۔ عام صحت کی حفاظت اور حفظ ماتقدم کے طور پر اس موسم میں چونکہ تین ہفتے تک مسلسل صافی کی دو خوراکیں روزانہ صبح و شام استعمال کی جائیں۔ البتہ بہار کی بیماریوں میں کچھ خوراکوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے جن کو بہار کی بیماریوں میں آگے بیان کیا جائے گا۔

صافی کے دوران استعمال میں ہلکی، نرم اور جلدی ہضم ہونے والی غذائیں کھائی جائیں۔ بہار کے موسم میں جو تازہ پھل پیدا ہوتے ہیں وہ بے فکری سے کھانے چاہییں۔

بہار اور "صافی"

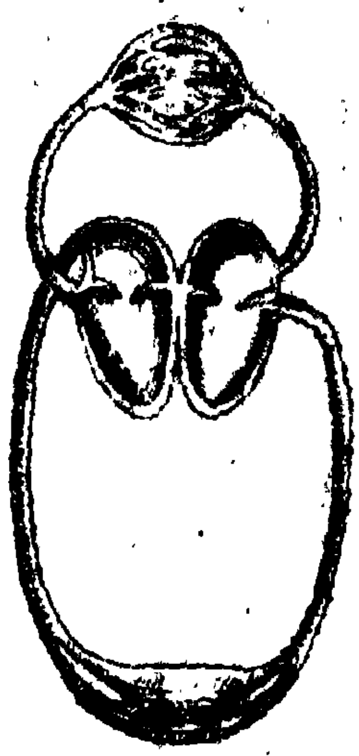
قدرت نے جس طرح بہار اور بلبل میں ایک گہرا ربط پیدا کر دیا اور بلبل کو نقیب بہار قرار دے کر دونوں کو غیر فانی بنا دیا ہے اسی طرح بہار اور **صافی** میں بھی ایک گہرا تعلق ہے۔ بلبل صحن چمن میں عروس بہار کی نقاب کشائی کرتی ہے اور "**صافی**" انسان کے باغ زندگی میں بہار کی علم بردار ہے۔ **صافی** کے بغیر آمد بہار کی رنگینیوں اور شباب کو ابھارنے والی دل چسپیوں سے لطف نہیں اٹھا سکتا۔ جسم کی بہار صحت اور تن درستی ہے۔ بغیر تن درستی اور صحت کے سال کا کوئی موسم بھی نگاہوں کو توجہ کی دعوت نہیں دے سکتا اور صحت موسم کی ہر تبدیلی کے وقت بالکل اسی طرح لڑکھڑا جاتی ہے جیسے دریا میں طوفان آنے پر کشتی ہچکولے کھانے لگتی ہے۔ کشتی کو ناخدا سہارا دیتا ہے اور صحت کو "صافی"۔ "صافی" موسم بہار کی مختلف بیماریوں میں کیوں کر استعمال کی جاتی ہے اور اس کے استعمال کے نتیجے کس درجہ حیرت ناک ہوتے ہیں، ان دو باتوں کو ذرا تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

موسم بہار میں جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے خون میں تحریک ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں خون کی بیماریاں جسم کے مختلف حصوں میں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ حلق میں درد ہوتا ہے، پھوڑے پھنسیاں نکلتی ہیں، چیچک یا خسرہ پھیل جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف بیماریاں اور روگ آدمی کو گھیر لیتے ہیں۔ ان کی وقت پر روک تھام نہیں کی جاتی تو گرمی اور برسات کی تبدیلیاں انھیں اور سخت کر دیتی ہیں اور یہ تلخیاں عرصے تک باقی رہتی ہیں۔

صافی کے کرشمے

موسم بہار کی مختلف بیماریوں میں صافی کے کرشمے حیرت انگیز طریقے پر ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ جسم میں پہنچتے ہی خون اور زہریلے مواد پر ایسا زبردست قبضہ حاصل کر لیتی ہے کہ طبیعت کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے اور طبیعت انھیں صافی کی امداد سے آسان راستوں سے جسم کے باہر نکال دیتی ہے۔ حقیقت میں صافی کے یہ فوائد اور اثرات اس کے بہترین اجزا اور سائنٹفک طریقۂ تیاری کی بدولت حاصل ہوتے ہیں۔ صافی میں ایسی دوائیں شامل کی گئی ہیں جو بہت کم عرصے میں معدہ اور جگر کی لمبی منزلوں سے گزر کر رگوں میں پہنچ جاتی ہیں اور دورانِ خون میں شامل ہو کر خون کی صفائی کے قدرتی کارخانوں کو سرگرم عمل بنا دیتی ہیں۔ عروق جاذبہ یا لمفیٹک ویسلز (Lymphatic vessels) کو آمادہ کر دیتی ہیں کہ وہ جلد سے جلد خراب مواد کو ایسی جگہ پہنچا دیں جہاں سے آسانی کے ساتھ خارج ہونے کا انھیں راستہ مل جائے اور غدد جاذبہ یا لمفیٹک گلینڈز (Lymphatic Glands) کو عروق جاذبہ کی رطوبت کو چھاننے کے لیے تیار اور تیز کر دیتی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ صافی خون ہی کو متاثر کرتی ہے بلکہ اس میں یہ عجیب و غریب خاصیت موجود ہے کہ بدن میں جو خلط غالب

ہوتی ہے اس اعتدال پر لے آتی ہے اور زائد مواد کو پیشاب، پاخانے یا پسینے کی راہ سے بہا کر نکال دیتی ہے۔



جسم میں دورانِ خون

"صافی" نہ صرف خون کے اُن نقصوں کو دور کر دیتی ہے بلکہ خون کی گردش کو بھی صحیح حالت میں رکھتی ہے۔



گردہ — جسم کا سب سے بڑا داروغۂ صفائی

"صافی" گردوں کے فعل اگر قدرتی طور پر درست ہوتی ہے، بہت مدد پہنچاتی ہے اور پھر وہ جسم کے سارے خراب مادے پیشاب کے راستے بہا دیتے ہیں۔

صافی کیا ہے؟

صافی کی ان بے نظیر تاثیروں کو دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر صافی ہے کیا جس میں ایسے بے شمار منافع جمع ہو گئے ہیں۔ درحقیقت صافی چند مؤثر سریع الاثر اور نایاب بوٹیوں اور بہت سی بیش قیمت دواؤں کا ایسا مجموعہ ہے جس کے فوائد میں محض ترکیب تیاری کی ندرت اور اچھوتے پن سے طاقت و قوت کے عجوبے پیدا ہو گئے ہیں۔ ہمدرد دواخانے میں بجلی سے چلنے والی متعدد مشینوں کی لاکھوں گردشوں اور ماہر دوا سازوں کی مسلسل محنت و کاوش جو مجلس تجربات اور اس کے صدر محترم عالی جناب حکیم مولوی حافظ محمد عبد الحمید صاحب کی سرپرستی و نگرانی میں بروئے کار آتی ہیں، صافی کو اعجاز و کرشمہ بنا کر ایک خوبصورت سیال کی شکل میں تیار کر دیا ہے۔ پہلے ایک سال تک نہایت خاموشی کے ساتھ مجلس تجربات میں صافی طبی اور فنی تجربوں کی آغوش میں پلتی بڑھتی رہی اور فن کی باریک در باریک اور دقیق نگاہیں اس کے خط و خال پر تنقید کے ساتھ پڑتی رہیں کبھی اس کے ذائقہ پر بحث کی گئی۔ کبھی زمانۂ اثر کو کم سے کم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی کبھی ہمہ طاقتِ عمل کو بڑھانے کی سفارش ہوئی۔ غرض ایک سال کے بعد کئی ہزار مریضوں پر تجربہ کر کے مجلس تجربات کے تمام ممبروں نے بالاتفاق کہہ دیا کہ اب صافی





پسینے کے غدود کا خوردبینی منظر

"صافی" ان غدودوں کو صحیح کام پر آمادہ کر دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ صافی کے استعمال سے بعض اوقات پسینہ بہت آتا ہے۔

[illegible] ہو گئی۔ اس میں خون صاف کرنے اور فساد خون کی بیماریوں کو دور کرنے کی یقینی قوتیں پیدا ہو گئیں اس کے بعد صافی کو یورپ کی قیمتی دواؤں کے دوش بدوش [illegible] منظر عام پر رکھ دیا گیا۔

"صافی" کی خاص تاثیریں

صافی [illegible] کافی تبدیلیوں کے بعد موجودہ دور کی خون صاف کرنے والی دواؤں کے مقابلے میں سب سے زیادہ مؤثر مکمل اور کارآمد بنایا گیا ہے جسم انسان میں داخل ہو کر [illegible] یہ کام کرتی ہے کہ عروق جاذبہ (لمفیٹک ویسلز) کے اس عمل کو تیز کر دیتی ہے جو خراب مواد کو نکالنے کے سلسلے میں قدرتاً انھیں انجام دینا پڑتا ہے ہر جگہ عروق جاذبہ اور عروق دمویہ (Blood vessels) خراب مواد کو جلد ایسے مقامات پر پہنچا دیتی ہیں جہاں سے انھیں جسم سے باہر نکلنے کے لیے [illegible] جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ صافی کبھی پسینے سے کبھی پیشاب اور پاخانے سے جسم کے خراب اور ناکارہ مواد کو نکالتی ہے کبھی اس کے استعمال سے پسینہ زیادہ آتا ہے کبھی پیشاب۔ صافی غدود جاذبہ (لمفیٹک گلینڈز) کے قدرتی فعلوں کو بھی باقاعدہ کر دیتی ہے اور رطوبت کے چھاننے کا جو کام ان کے سپرد ہے وہ صافی سے زیادہ منتظم ہو جاتا ہے۔ صافی ہر موسم، ہر عمر اور ہر مزاج کے لیے یکساں مفید ہے۔ بچوں، بوڑھوں، جوانوں اور عورتوں کو ہر موسم میں دی جا سکتی ہے۔

"صافی" اور بہار کی بیماریاں

موسم بہار کی مختلف بیماریوں میں اگرچہ "صافی" کا استعمال بالکل شافی علاج ہے تاہم اس کا طریقہ استعمال مختلف ہوتا ہے اس لیے یہاں الگ الگ ہر مرض میں صافی استعمال کرنے کے آسان طریقے لکھے جاتے ہیں:-

"صافی" اور خون کا بخار

خون میں جوش آجانے سے ایک خاص قسم کا بخار پیدا ہو جاتا ہے جسے اطبا کی زبان میں سونوخس کہتے ہیں۔ اس میں خون کے غلیے اور اس کے گرم ہو جانے کی سب علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر بخار آنے سے پہلے جب مریض کو انگڑائیاں آنی شروع ہوں سر بھاری معلوم ہو اور آنکھوں میں غیر معمولی سرخی محسوس ہو تو صافی [illegible] تولہ تھوڑے سے پانی میں ڈال کر دونوں وقت پلائیں۔ اس سے خون اپنی اصل حالت پر آجاتا ہے اس کی گرمی بجھ جاتی ہے اور بخار کا اندیشہ باقی نہیں رہتا اگر اس وقت پر علاج نہ کیا جا سکے اور بخار ہو جائے تو ایک تولہ صافی عرق شاہترہ ۵ تولے عرق منڈی ۵ تولے میں ڈال کر صبح کو پلائیں۔ شام کو بھی یہی دوا دیں۔ سات دن کے بعد آٹھویں دن صبح کو دو تولے صافی عرق شاہترہ ۵ تولے عرق مکو ۵ تولے میں ڈال کر پلائیں۔ اس سے شام تک دو تین دست ہو جائیں گے۔ شام کو ۴ بجے خمیرہ مروارید ۶ ماشے یا خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے کھلا کر اوپر سے عرق شاہترہ ۱۰ تولے شربت عناب تین تولے ڈال کر پلائیں۔ نویں دن پھر ایک تولہ صافی عرق شاہترہ ۵ تولے عرق منڈی ۵ تولے میں ملا کر دیں۔ شام کو اسی دوا کی دوسری خوراک دیں۔ دسویں دن پھر مسہل دیں۔ اسی طرح تین مسہل دیں اس سے بخار رفع ہو جائے گا اور خون اپنی کیفیت اور طبیعت کے لحاظ سے اصل حالت پر آجائے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ مسہل کے لیے آٹھویں دن ہی کا انتظار کیا جائے۔ اگر ضرورت ہو تو درمیان میں بھی مسہل دے دیں۔ بخار رفع ہونے کے ایک ہفتہ بعد تک دوا دیتے رہیں۔ نقاہت رفع کرنے کی غرض سے خمیرہ مروارید ۶ ماشے یا خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا ۶ ماشے عرق گاؤزبان ۱۰ تولے شربت عناب دو تولے کے ہمراہ استعمال کریں۔ غذا میں پالک، مونگ کی دال، مرا کھیا (توری)، ٹماٹر یا سیب کی ترکاری دی جائے۔ دودھ بھی دیا جا سکتا ہے گوشت سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے میٹھی چیزیں بھی زیادہ نہ دیں۔ زیادہ مرچ اور نمک سے بھی پرہیز کریں۔ پھلوں میں انار، سنترہ وغیرہ دیے جا سکتے ہیں۔

"صافی" اور خسرہ

جن بچوں کے خسرہ نکلی ہو [illegible] شروع ہوتے ہی روزانہ صبح و شام ۳ ماشے صافی ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں جن بچوں کے ٹیکا لگ چکا ہو انہیں بھی صافی [illegible] اگر خسرہ نکل [illegible] صافی [illegible] عرق تیفودی (رجسٹرڈ) ۱۰ تولے میں گھول کر دیں۔ اس سے خسرہ کے دانے اچھی طرح ظاہر ہو جائیں گے۔ جب خسرہ نکل چکے تو [illegible] ماشے کھلا کر اوپر سے عرق گاؤزبان ۵ تولے میں شربت عناب ایک تولہ ڈال کر پلائیں اور چند روز تک مسلسل پلاتے رہیں۔ [illegible] کے بعد جسم [illegible] کسی مقام پر ورم یا سرخ نشانات باقی رہ جائیں تو صبح کو اطریفل شاہترہ ۳ ماشے کھلا کر اوپر سے عرق مرکب مصفی [illegible] بہت چھوٹی عمر کا ہو تو صرف ۳ ماشے صافی عرق مرکب مصفی خون ایک تولہ میں ملا کر صبح کو چمچے سے پلائیں۔ شام کو [illegible] اور بچہ لاغر ہو جائے۔ پیٹ غیر معمولی طور پر بڑھ جائے تو صبح کو دو دو رتی آدھا چمچہ دودھ میں ڈال کر شام کو [illegible] باقی رہ جائے تو سحالین کی آدھی ٹکیہ پانی یا دودھ میں گھول کر دن میں چند بار دیں۔

"صافی" اور چیچک

چیچک کے آثار نمایاں ہوتے ہی خمیرہ مروارید ۲ ماشے عرق گاؤزبان ۲ تولے صافی ۲ ماشے ملا کر پلائیں۔ چیچک نکل جانے تک یہی دوا دیتے رہیں۔ دانے کم نکلیں اور خراب عوارض پیدا ہونے لگیں تو حب تھوہری (رجسٹرڈ) ایک عدد عرق تھوہری ۳ تولے میں گھس کر بار بار دیں۔ زخم پڑ جائیں تو انھیں نیم کے پانی سے دھو کر ہمدرد مرہم لگاتے رہیں۔ اور صافی ۲ ماشے عرق شاہترہ ۳ تولے میں ملا کر زخم بھرنے تک پلاتے رہیں۔

صافی اور حلق کا درد

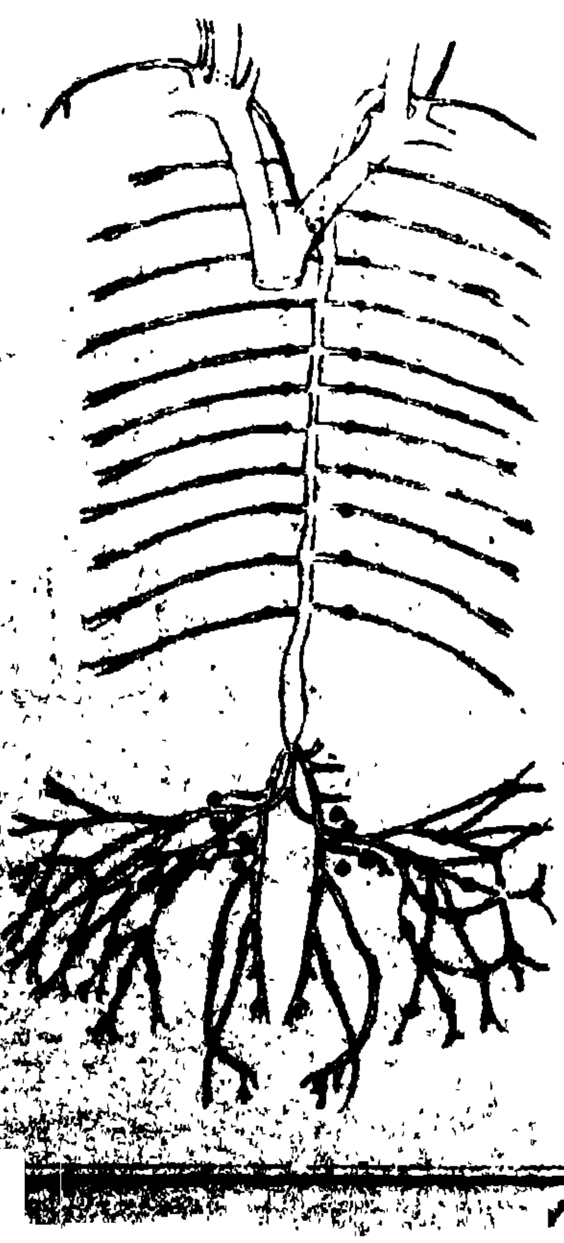
شروع موسم بہار میں اکثر حلق میں درد ہونے لگتا ہے کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے اگر صرف حلق میں درد ہو بخار نہ ہو تو صافی ایک تولہ عرق شاہترہ عرق منڈی ۳-۳ تولے میں گھول کر صبح و شام پلائیں تلیین مقصود ہو تو تیسرے دن صافی کی مقدار دگنی کر دیا کریں۔ حلق کے اندر پھریری سے [illegible] لگا دیں اور صبح کو نہار منہ دوائے غرغرہ ۲ تولے کو پانی میں جوش دے کر و صاف کر کے غرارے کر لیا کریں۔ کھانسی بھی ہو تو سعالین کی ایک ایک ٹکیہ منہ میں ڈال کر چوستے رہیں۔ بخار کی صورت میں صافی ایک تولہ عرق گاؤزبان اور عرق شاہترہ ۵-۵ تولے خاکسی ۲ ماشے پھانک کر پئیں۔

"صافی" اور خارش

کھجلی دو قسم کی ہوتی ہے۔ خشک اور تر۔ اگر خارش خشک ہو، بدن پر پھنسیاں نہ ہوں اور مرض پرانا نہ ہو تو صرف صافی ایک ایک تولہ صبح و شام حسب معمول پندرہ بیس دن استعمال کرنے سے دور ہو جاتا ہے۔ مرض کے پرانا ہونے کی صورت میں سفوف چوب گز ۲ ماشے پھانک کر اوپر سے صافی ایک تولہ عرق مرکب مصفی خون ۵ تولے میں ملا کر صبح کو پی لیا کریں۔ شام کو معجون مصفی خاص ۲ ماشے کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ عرق مرکب مصفی خون ۵ تولے نوش کر لیا کریں۔ ایک ہفتہ تک مسلسل یہی دوائیں استعمال کرتے رہیں۔ آٹھویں دن صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل لیں۔ دو تین دست آ کر مرض میں کافی تخفیف ہو جائے گی۔ بدن پر روغن صندل ۱ تولہ روغن کدو ایک تولہ ملا کر ملیں۔ خارش تر ہو اور پرانی نہ ہو اور بدن پر پھنسیاں نکل آئیں تو صرف صافی حسب معمول استعمال کیجیے۔ ورنہ صبح کو چوب گز ۲ ماشے یا معجون مصفی خاص ۲ ماشے کھا کر صافی ایک تولہ عرق منڈی ۵ تولے میں ملا کر پئیں۔ شام کو چار بجے حب لیموں ایک عدد یا اطریفل شاہترہ ۲ ماشے کھا کر اوپر سے صافی ۱ تولہ عرق چوب چینی بہ نسخہ خاص ۵ تولے یا عرق منڈی ۵ تولے میں ڈال کر نوش کریں۔ یا صرف صافی ۱ تولہ عرق منڈی ۱ تولہ گندک سیال ۲ قطرے ملا کر پئیں۔ خارجی طور پر ضماد جرب کی مالش کریں۔ غذا میں سبز ترکاریاں کھائیں۔ نمک مرچ اور مسالے کم کر دیں۔ ترشی اور تیل سے بالکل پرہیز کریں۔

جسم میں غدد جاذبہ اور عروق جاذبہ کا نظام

اس نظام پر صافی کے استعمال سے حیرت انگیز [illegible] ظاہر ہوتے ہیں۔ [illegible] صافی کے استعمال سے [illegible] کام کرنے لگتا ہے [illegible] کوئی خرابی [illegible]



"صافی" اور پھوڑے پھنسیاں

پھوڑے اور پھنسیاں خواہ کسی قسم کی ہوں صافی کا حسب معمول صبح و شام کا استعمال ان کا قلع قمع کر دیتا ہے اگر یہ تکلیفیں پرانی ہوں تو معجون عشبہ ۱ ماشہ کھا کر صافی ۱ تولہ عرق منڈی ۵ تولے میں ڈال پلائیں۔ سات دن تک دونوں وقت یہی دوا پی کر آٹھویں دن رات کو قرص ملین دو عدد کھا کر سو رہیں۔ صبح کو صافی ۲ تولے عرق منڈی ۵ تولے میں ڈال کر پی لیں آسانی سے ممکن ہو تو اسی طرح ایک دن چھوڑ کر تین مسہل لیں۔ اگر کسی پھوڑے میں درد زیادہ ہو اور پیپ پڑنے کے آثار پائے جائیں تو اس پر برگ نیب ۵ تولے کو پانی میں پکا کر اس کا بھرتہ بنا کر باندھیں یا السی کی پلٹس لگائیں۔ پیپ نکل جانے کے بعد ہمدرد مرہم لگا کر پٹی باندھ دیا کریں۔

"صافی" اور ماشرا

ماشرا حقیقت میں چہرے کا سرخ بادہ ہے۔ اکثر موسم بہار میں چہرے پر ورم آ جاتا ہے۔ جدید تحقیقات سے سرخ بادہ ایک قسم کے کیڑے کی وجہ سے ہوتا ہے جسے سٹرپٹو کاکس پایوجینس (Streptococcus Pyogenes) کہتے ہیں۔ اگرچہ سرخ بادہ کو خرابی دوران کا مرض سمجھا گیا ہے مگر چہرے کا ورم جیسے ماشرا

کہتے ہیں عام بیماری اکثر ہوتا ہے۔ اگر جسم پر سرخ دھبے نظر آئیں یا ورم معلوم ہو تو صافی کا باقاعدہ صبح و شام استعمال شروع کر دینا چاہیے۔ اگر تکلیف زیادہ ہو تو معجون عشبہ ۳ ماشے کھلا کر اوپر سے صافی ایک تولہ عرق شیر مرکب ۵ تولے یا عرق شیر معتدل الملک والا ۵ تولے میں ملا کر پلائیں۔ تیسرے دن صافی سے ہی مسہل دیں۔ لیپ کی ضرورت ہو تو صرف دو ماشے تولہ مہندی کے پتے ۲ تولے ہری مکو کے پانی یا صرف تازہ پانی میں پیس کر لگائیں۔ بخار ہو جائے تو کوئی خوف نہ کریں۔ یہی دوا پیتے رہیں۔

"صافی" اور گلسوئے

گلسوئے جن کو کن پیڑے (ممس: Mumps) بھی کہتے ہیں، سخت متعدی مرض ہے جو خزاں یا بہار کے موسم میں ایک قسم کا کیڑا سرایت کر جانے سے وبائی صورت میں پھیلتا ہے۔ اس مرض میں کان کی جڑ ورم کر جاتی ہے، بخار بھی آجاتا ہے۔ یہ بیماری بچوں اور نوجوانوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔ اس مرض کے پھیلتے ہی تندرست بچوں اور نوجوانوں کو روزانہ صبح کے وقت ایک تولہ صافی پانی میں ملا کر پلائیں۔ بچوں کو صافی تین ماشے کی مقدار میں دیں۔ جو بچے مرض میں مبتلا ہو جائیں انہیں اطریفل شاہترہ ۹ ماشے سے ۱ ماشے تک کھلا کر صافی ایک تولہ پانی میں ملا کر پلائیں۔ مقامی طور پر ورم کی جگہ ضماد محلل کا لیپ کریں۔

"صافی" اور خناق

خناق بھی چھوت دار بیماری ہے اور بچوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ رُت بدلنے سے پہلے ہی حفظ ماتقدم کی غرض سے صافی ایک تولہ پانی یا کسی مناسب عرق میں ملا کر پلائیں۔ مرض لاحق ہو جانے پر صبح کو معجون عشبہ ۳ ماشے یا اطریفل شاہترہ ۷ ماشے کھلا کر اوپر سے صافی ۶ ماشے سے ایک تولہ تک عرق مکو ۵ تولے عرق شاہترہ ۵ تولے میں شامل کر کے پلائیں۔ حلق میں درد ہو تو دوائے غرغرہ ا تولہ پاؤ بھر پانی میں جوش دے کر نیم گرم پانی سے غرارے کرائیں۔ مقامی طور پر ضماد محلل لگائیں۔ چوتھے پانچویں دن صافی ۲ تولے نیم گرم پانی میں ڈال کر پلائیں۔ اس سے دو تین اجابتیں ہو کر مرض کا زور گھٹ جائے گا۔

"صافی" اور نکسیر

بہار اور گرمی کے موسم میں اکثر نکسیر پھوٹنے لگتی ہے۔ نکسیر پھوٹتے ہی صافی ایک ایک تولہ صبح و شام چند دن تک استعمال کر لینی چاہیے۔ اگر مرض پرانا ہو تو اطریفل شاہترہ ۶ ماشے یا معجون مصفی خاص ۶ ماشے کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ عرق شاہترہ ۵ تولے یا عرق شیر مرکب یا عرق شیر معتدل الملک ۵ تولے میں ڈال کر پلائیں۔ پیشانی پر قرص رعاف ٹھنڈے پانی یا سبز دھنیے کے پانی میں پیس کر لگائیں۔

"صافی" اور مہاسے

مہاسوں سے چہرہ بہت بدنما ہو جاتا ہے۔ اس مرض کے پیدا کرنے میں خون کی خرابی کو کافی دخل ہے۔ صافی مہاسوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ روزانہ صبح کو اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھا کر صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملا کر پی لینا کافی ہے۔ کبھی کبھی صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل بھی لے لیا کریں۔ عورتوں کو یہ شکایت ہو تو ایام کی خرابیوں کو دور کرنے کی غرض سے اوپر کے نسخے کے علاوہ رات کو سوتے وقت مستورین کا ایک چمچہ بھی دودھ میں گھول کر پی لیا کریں۔ چہرے پر ضماد مہاسہ یا غازۂ حسن افزا کا استعمال رات کو سوتے وقت کرنا چاہیے۔

"صافی" اور پتی

پتی میں صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملا کر صبح و شام چند دن تک پئیں۔ بیرونی طور پر سرکہ ایک تولہ روغن گل ایک تولہ ملا کر بدن پر ملیں۔

"صافی" اور انہوریاں

انہوریوں کو دھوپ بھی کہتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے باریک دانے ہوتے ہیں جو جسم پر نکل آتے ہیں۔ یہ بیماری پسینے کی گلٹیوں میں اور جلد کے بالائی طبق کے نیچے پسینہ رک جانے سے ہوا کرتی ہے۔ صافی پسینے کی گلٹیوں میں تحریک پیدا کر کے ان کو سرگرم عمل بنا دیتی ہے۔ اس لیے صافی کے استعمال سے بہت جلد انہوریاں مٹ جاتی ہیں۔ ایک تولہ صافی کو ذرا سے پانی میں گھول کر پلائیں۔ جسم پر دانے بہت زیادہ ہوں تو اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھا کر صافی پیا کریں۔

"صافی" اور داد

داد بڑی چھوت دار بیماری ہے۔ جدید تحقیقات میں اس کا سبب ایک نباتی کیڑا بیان کیا جاتا ہے۔ داد میں صافی بہت سریع الاثر ہے۔ ایک تولہ صافی عرق منڈی ۵ تولے یا محض پانی میں ملا کر پلائیں۔ داد پر روغن گندم یا روغن قلما یا ضماد داد لگائیں۔

"صافی" اور چنبل

چنبل جسے انگریزی میں سوریسیس (Psorinsis) کہتے ہیں نہایت تکلیف دہ اور ضدی مرض ہے اس میں جلد پر چھوٹے چھوٹے گلابی رنگ کے متفرق ابھار پیدا ہوجاتے ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے چھلکوں کی تہ ہوتی ہے جو نوچنے سے اتر جاتے ہیں۔ یہ ابھار یا داغ رفتہ رفتہ بڑھتے رہتے ہیں اور ان میں خارش ہوا کرتی ہے کبھی بہت سے داغ مل کر ایک جال سا بنا دیتے ہیں۔ صافی چنبل کے لیے بالکل شفا بخش دوا ہے۔ حب لیموں ۲ عدد یا اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھا کر صافی ایک تولہ عرق چوب چینی سادہ ۵ تولے میں ملا کر پییں۔ مقامی طور پر ہمدرد مرہم لگائیں۔

"صافی" اور طاعون

اگرچہ ہندوستان میں طاعون کی بیماری مختلف موسموں میں پھیلا کرتی ہے لیکن صوبۂ بمبئی اور دکن وغیرہ میں مارچ کے مہینے میں اس کے پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ غدودی طاعون میں بغل، کنج ران وغیرہ کے غدود جلد ہی پر ورم آجاتا ہے۔ صافی طاعون غدودی اور طاعون فلغمونی میں بہت مفید ہوتی ہے۔ مرض کے حملے سے پہلے جب طاعون کسی مقام پر پھیل رہا ہو، روزانہ صبح کو حب طاعون عنبری ۲ عدد کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اگر مرض کا حملہ ہوجائے تو صبح کو حب طاعون عنبری ۲ عدد صافی ۱ تولہ پانی میں ملا کر پییں۔ شام کو خمیرہ صندل ترش ورق طلا والا ۱ ماشے یا خمیرہ صندل سادہ ۹ ماشے کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ عرق شاہترہ ۵ تولے عرق بید مشک ۲ تولے پلائیں۔ ہذیان اور بخار کی زیادتی میں بار بار خمیرہ صندل ۳ ماشے عرق گاؤزبان یا عرق بید مشک کے ساتھ دیتے رہیں۔ بغل، کنج ران یا کان کے پیچھے ورم نمودار ہونے پر ضماد طاعون پیس کر نیم گرم لگائیں یا گل زم یا ہمدرد مرہم بار بار لگاتے رہیں۔ مرض کے بعد کی کمزوری میں دوالمسک بارد جواہر والی ۳ ماشے یا دوالمسک بارد سادہ ۳ ماشے اور خمیرہ زمرد ۳ ماشے ملا کر عرق گاؤزبان ۱۰ تولے کے ہمراہ چند روز تک کھلاتے رہیں۔

صافی (رجسٹرڈ) صافی ایک شیشی میں ۱۰ تولے یعنی دس خوراک ہوتی ہے۔ اگر دن میں ایک ہی خوراک دوا استعمال کی جائے تو مہینہ بھر کے لیے صرف تین شیشیاں کافی ہوں گی جن کی قیمت صرف دس آنے فی شیشی کے حساب سے ایک روپیہ چودہ آنے ہوئی۔ زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے اگر دونوں وقت صبح و شام دوا استعمال کی جائے تو مہینہ بھر کے لیے چھ شیشیوں کی ضرورت ہوگی جن کی قیمت تین روپے بارہ آنے ہے۔ بچوں کے لیے آدھی مقدار میں یہ دوا منگانی چاہیے۔

دواؤں کی قیمتیں

جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے، ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے اس فہرست میں لکھی جاتی ہیں۔

نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت
اطریفل شاہترہ	۱ تولہ	۰ر	دوائے غرغرہ	۱ تولہ	۱ر	ضماد جرب	ایک تولہ	۱ر	عرق مرکب مصفی خون	ایک بوتل	۴ر
حب تیفودی (رجسٹرڈ)	۱ درجن	۶ر	دوائے گلو	۱ تولہ	۲ر	ضماد داد	ایک تولہ	۱ر	عرق مکو	ایک بوتل	۲ر
حب طاعون	۱ درجن	۴ر	رسوت	۱ تولہ	ــر	ضماد طاعون	ایک تولہ	۲ر	عرق منڈی	ایک بوتل	۲ر
حب لیموں	۲۰ گولی	۱۰ر	روغن صندل	۱ تولہ	۱۲ر	ضماد مقلل	۱ تولہ	۲ر	غازۂ حسن افزا (رجسٹرڈ)	ایک ڈبیہ	۱۲ر
خاکسی	۶ ماشے	ــر	روغن توبا	۱ تولہ	۸ر	ضماد مہاسہ	۱ تولہ	۱ر	قرص رعاف	۱ درجن	۶ر
خمیرۂ ابریشم شیرہ عناب والا	۱ تولہ	۸ر	روغن کنجد	۲ تولے	ــر	عرق بید مشک قسم اعلیٰ	ایک بوتل	۱۴ر	قرص ملین	ایک درجن	۱ر
خمیرہ زمرد	۱ تولہ	۸ر	روغن گل	۱ تولہ	۰ر	عرق تیفودی (رجسٹرڈ)	ایک بوتل	[illegible]	گل زم (رجسٹرڈ)	ایک شیشی	عہ
خمیرہ صندل سادہ	۱ تولہ	۰ر	روغن گندم	۱ تولہ	۸ر	عرق چوب چینی	ایک بوتل	۸ر	گندک سیل	۱ تولہ	صہ
خمیرہ صندل ترش ورق طلا والا	۱ تولہ	۸ر	سعالین (۱۰ قرص)	ایک شیشی	۸ر	عرق چوب چینی نسخہ کلاں	ایک بوتل	[illegible]	مستورین (رجسٹرڈ)	ایک شیشی	عہ
خمیرہ گاؤزباں عنبری	۱ تولہ	۱۰ر	سفوف چوب گز والا	۱ تولہ	۱ر	عرق شاہترہ	ایک بوتل	۲ر	معجون [illegible]	۱ تولہ	۰ر
خمیرہ مروارید	۱ تولہ	۴ر	شربت عناب	ایک بوتل	۱۰ر	عرق شیر مرکب	ایک بوتل	۸ر	معجون [illegible] خاص	۱ تولہ	۴ر
دوالمسک بارد سادہ	۱ تولہ	۲ر	صافی (رجسٹرڈ)	ایک شیشی	۱۰ر	عرق [illegible]	ایک بوتل	[illegible]	نونہال (رجسٹرڈ)	ایک شیشی	۸ر
دوالمسک بارد جواہر والی	۱ تولہ	۸ر	صدوری (۲ خوراک)	ایک شیشی	صہ	عرق گاؤزبان	ایک بوتل	۴ر	ہمدرد مرہم (رجسٹرڈ)	[illegible]	۹ر

گرمی کے موسم میں تندرستی کی حفاظت

اطبائے قدیم نے موسم گرما کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا مزاج گرم اور خشک ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موسم میں ہوا کے جھونکے شعلوں اور آگ کی لپٹوں کی طرح گرم ہو جاتے ہیں اور فضا تپتے ہوئے تنور کی مانند ہو جاتی ہے۔ درخت، آبشار، ندی اور نالے خشک ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف انسان بلکہ حیوان بھی گرمی کی شدت کو محسوس کرتے ہیں اور ہر وقت پانی کی تلاش میں مصروف رہتے ہیں۔ طائران خوش نوا اپنی اپنی زمزمہ سنجیاں بھول کر کھلی ہوئی سوکھی منقاروں اور ہانپتے ہوئے سینوں سے صدائے العطش پیدا کرنے لگتے ہیں۔ بغرض مجموعی حیثیت سے یہ موسم بہت ہی شعلہ انگیز اور آتش ریز ہوتا ہے۔ اسمٰعیل میرٹھی نے کیا خوب کہا ہے:۔

مئی کا آن پہنچا ہے مہینہ — بہا ایڑی سے چوٹی تک پسینہ

گرمی کی مصیبتیں اور خطرے

اس موسم میں روح بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے۔ اور وہ رطوبت بھی کچھ نہ کچھ تحلیل ہو جاتی ہے جس پر زندگی کا مدار ہے۔ معدہ کمزور اور ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ سخت مہلک اور خطرناک بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں۔ اسی لیے صاحبانِ مقدرت سرد مقامات مثلاً کشمیر اور شملے وغیرہ چلے جاتے ہیں۔ جو وہاں نہیں جا سکتے وہ برقی پنکھوں اور خس کی ٹھنڈی ٹٹیوں کی مدد سے اپنے محلوں میں کشمیر اور شملے کی ٹھنڈکوں کو جذب کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ مگر ہندوستان کے عام باشندے ناداری اور غربت کی وجہ سے اپنی عزیز ترین زندگی کی حفاظت کے لیے اتنا روپیہ خرچ نہیں کر سکتے۔ وہ نہ کشمیر جا سکتے ہیں نہ شملے، اور نہ خس کی ٹٹیوں سے کوئی ایسی جنت تعمیر کر سکتے ہیں جہاں گرمی کی جہنمی مصیبتوں سے انھیں پناہ مل سکے۔ وہ اپنی جانوں، عزیز اور قیمتی جانوں ہی کو ڈھال بنا لیتے ہیں۔ اس لیے کوئی لو کے آتشیں جھونکوں کی نذر ہو جاتا ہے۔ کوئی محرقہ بخار میں مبتلا ہو کر دم توڑ دیتا ہے۔ کوئی صفراوی دستوں، قے اور پیاس کی مصیبتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ درد سر، اور دل کے دھڑکنے کی شکایتیں تو اس موسم میں عام ہو جاتی ہیں۔ گرمی کے اِن

مہلک اور جان لیوا خطروں

سے حفاظت کی یہی صورت ہے کہ آدمی دھوپ اور گرمی سے بچتا رہے۔ لو چلتے وقت باہر نہ نکلے۔ سایہ اور دھوپ کے درجۂ حرارت میں ۵۰ - ۴۰ درجے کا فرق ہوتا ہے اس لیے باہر نکلنے کی حالت میں چھتری لگانا ضروری ہے۔ سر، گردن اور ریڑھ کی گرمی سے کافی حفاظت کرنی چاہیے۔ دھوپ میں چلنے پھرنے کے بعد یکایک ٹھنڈا پانی نہ پیا جائے۔ ٹھنڈی جگہ سے ایک دم باہر بھی نہ جانا چاہیے۔ گوشت اور گرم چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ غذا میں ٹھنڈی اور ہری ترکاریاں مثلاً کھیرا، ککڑی، خرفہ، پالک، کاہو وغیرہ کھائی جائیں۔ سیاہ لباس نہ پہننا چاہیے۔ پھلوں میں تربوز، سنترہ، انار، فالسہ کھانا چاہیے۔ قبض ہو جائے تو کوئی ہلکی مُلیّن دوا مثلاً قرص ملین کھائیں۔ مسہل ہرگز نہ لیں۔ غذا کے ساتھ سرکہ، پیاز، پودینہ یا املی ضرور کھائیں۔ گرمی میں پسینے زیادہ آنے سے اور موسم کی گرمی و خشکی اور معدے کی حدت کے باعث پیاس زیادہ لگتی ہے۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو ٹھنڈا اور میٹھا پانی پینا چاہیے۔ اور چونکہ ہندوستان میں عام غربت و افلاس کی وجہ سے ہر شخص اوپر کی ضروری ہدایتوں پر عمل نہیں کر سکتا اور نہ بیک وقت ان کا حاصل کرنا کوئی آسان بات ہے، اس لیے

گرمی کی مصیبتوں سے بچنے کی اچھی ترکیب

یہ ہے کہ صبح کو نہار منہ کوئی ٹھنڈا، مفرح اور مسکن شربت پانی میں ڈال کر پی لینا چاہیے اور پھر اطمینان سے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ لیکن شربت ایسا ہونا چاہیے جس کے متعلق صحیح طبی اصول پر یہ اطمینان ہو کہ وہ معدہ، جگر، دل و دماغ اور گردے اور جسم کی پوری مشین کے کاموں پر کوئی خراب اثر نہ ڈالے گا، بلکہ وہ ان اعضاء کو گرمی کے اثر سے بچا کر معمول کے مطابق اپنے افعال و وظائف

کے انجام دینے میں سرگرم رکھے۔ جگر کو گرم نہ ہونے دے کہ وہ معمول سے زیادہ صفرا پیدا کرنے لگے۔ دل کو قوت دے کہ اس کی حرکتوں کو پست نہ ہونے دے اور گردوں کو ان کے اصل فرض کی ادائگی پر اس طرح آمادہ و تیار رکھے کہ وہ جسم کے زہریلے مواد کو پیشاب کے ذریعے سے نکالتے رہیں، جلد اور پسینے کی گلٹیوں (غدد عرقیہ۔ سوئٹ گلینڈز) کے افعال کو اس قدر باقاعدہ رکھے کہ موسم کی گرمی اور گرم ہواؤں میں چلنے پھرنے سے بدن میں جو گرمی پیدا ہو اُسے وہ پسینے کے ذریعے سے نکالتی رہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ فائدے کسی عام اور بازاری شربت سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان کا حاصل کرنا اسی وقت ممکن ہو جب ماہرین فن کی کوئی جماعت یا فن طب سے متعلق کوئی ایسا ادارہ، جسے بہترین دل و دماغ، اور عقل و فہم رکھنے والے اطباء کا مخلصانہ تعاون، اور جدید آلات دواسازی کی امداد حاصل ہو سائنٹفک اصول پر کوئی ایسا شربت تیار نہ کرے جس میں یہ تمام اوصاف جمع ہوں۔ پھر کیمیاوی اصول سے اس کے اثر کرنے والے اجزاء کے متعلق قطعی طور پر ثابت نہ ہو جائے کہ واقعی وہ فائدے اس میں موجود ہیں۔ اس قسم کا شربت جو اپنے سائنٹفک منافع اور فوائد کی بنا پر ہندوستان بھر میں مشہور، اور اپنی ٹھنڈی فرحت بخش اور مسکن تاثیرات کی وجہ سے عہدِ حاضر میں لاثانی تسلیم کیا جا چکا ہے صرف

شربت رُوح افزا (رجسٹرڈ)

ہے، جسے سالہا سال کی محنت و کاوش کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے تیار کیا ہے، وہ ۲۵ سال کی طویل مدت میں اس کی لاکھوں بوتلیں جو اپنے مخصوص دل فریب سرخ رنگ اور اپنی عطر بیز خوشبو کے باعث جذب و کشش کی تمام رنگین خصوصیتوں کی حامل ہوتی ہیں، ہندوستان اور بیرونِ ہند کے مختلف المزاج انسانوں، مختلف آب ہوا کے شہروں، قصبوں اور دیہات میں اپنے طبی اوصاف کا مظاہرہ کر چکی ہیں۔ شربت رُوح افزا کا صرف ایک گلاس جس میں بے شمار قیمتی پھلوں کا رس اور موسمی تازہ پھولوں کی خوشبوئیں شامل ہوتی ہیں گرمی کی تمام شعلہ باریوں کو ایک ہی لمحہ میں اس طرح سرد کر دیتا ہے جیسے پانی کا چھینٹا آگ کو۔

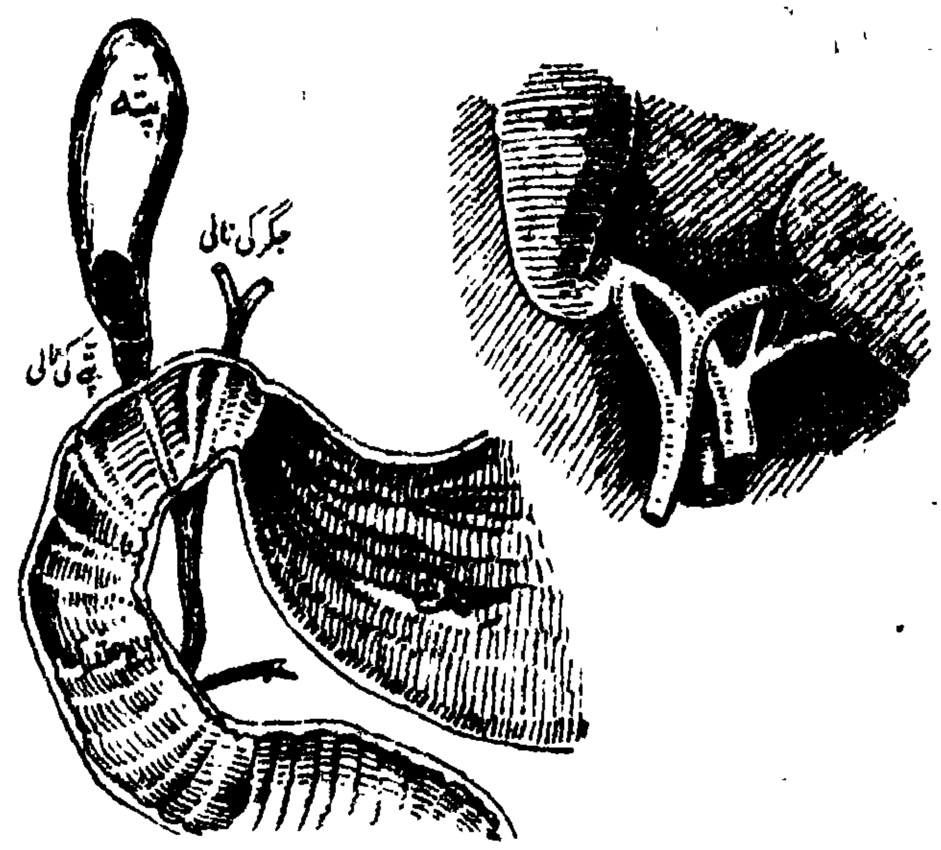
شربت رُوح افزا اور موسم گرما

میں وہی تعلق ہے جو پانی اور آگ میں ہو سکتا ہے۔ جب دُھوپ میں چلنے پھرنے، یا لُو کے گرم جھونکوں کے اثر سے معدے میں آگ سی جل رہی ہو، زبان پر کانٹے کھڑے ہوں، ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئی ہوں، آنکھوں سے چنگاریاں جھڑتی ہوئی معلوم ہو رہی ہوں، پانی پیتے پیتے پیٹ پھُول گیا ہو مگر پیاس لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی ہو، دل کی حرکت سُست ہو گئی ہو اور آدمی یہ محسوس کر رہا ہو کہ بے ہوشی ایک خطرناک دیو کی طرح اس کی طرف بڑھتی آ رہی ہو تو شربت رُوح افزا کا ایک گلاس پی لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندگی ایک سُرخ سیال کی شکل اختیار کر کے جسم میں داخل ہو گئی اور دہکتے ہوئے انگاروں یا لپکتے ہوئے شعلوں پر پانی ڈال دیا گیا۔ شربت رُوح افزا پیتے ہی نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے کہ آدمی دوزخ سے نکل کر جنت میں پہنچ گیا۔ شربت روح افزا گرمی کی تمام خطرناک علامات اور مخدوش بیماریوں کے لیے تریاق ثابت ہوا ہے۔ پیاس گرمی اور خشکی کو فوراً دُور کرتا ہے۔ طبیعت کی سُستی، پستی اور تھکن کو دفع کرتا ہے۔ درد سر، قے، متلی، صفراوی دستوں اور دل کی دھڑکن کو دُور کرتا ہے۔ دل و دماغ کو کیف و سرور سے بھر دیتا ہے۔ نہایت خوش ذائقہ، اور خوش رنگ ہے بلکہ اس کا رنگ تو شوخی اور رعنائی کی اس حد تک پہنچ گیا کہ اس میں دل ربائی اور محبوبیت کی شان پیدا ہو گئی ہے۔ پھر اس کی نکہت بیز خوشبوئیں جو گلاس ہونٹوں تک پہنچنے سے پہلے ہی دل کے غنچے کو کھلا کر پھول بنا دیتی ہیں اور دماغ کی بند کلی کو کھلنے پر مجبور کر دیتی ہیں، اس کی دل فریبی اور کشش کو اور بڑھا دیتی ہیں۔

شربت روح افزا کی تاثیریں

شربت روح افزا کی ترتیب ایسے اجزاء سے کی گئی ہے جو طبیعت یا قوتِ حیات (وائٹل فورس) کو بیدار کر کے ہر قوت

..فت ..نے ہیں اور طبیعت کو اس قابل بنا دیتے ہیں کہ ناگہانی طور پر کوئی موسمی خطرہ پیش آجائے تو وہ اس کا مقابلہ کر سکے اور جسم کو ازدیادِ حرارت (ہائی پرتھرمیا) (HYPERTHERMIA) سے محفوظ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صبح کو نہار منہ شربت رُوح افزا کا .. گلاس پی لینے سے لوگوں کا .. پتہ نہیں رہتا اور دھوپ میں چلنے پھرنے یا دفتروں کے کاموں میں ورزش .. کی حد تک پہنچنے والی محنت و مصروفیت .. باعث قدرتاً عضلات کی حرکت سے جو زیادہ حرارت پیدا ہوتی ہے .. شربت رُوح افزا کا اثر کرنے والا اصل جزو جلد اور پسینے کی .. تھیلیوں (غدد عرقیہ۔ سوئٹ گلینڈز) پر اثر ڈال کر پسینے کی راہ سے خارج کر کے جسمانی حرارت کو اعتدال پر ..



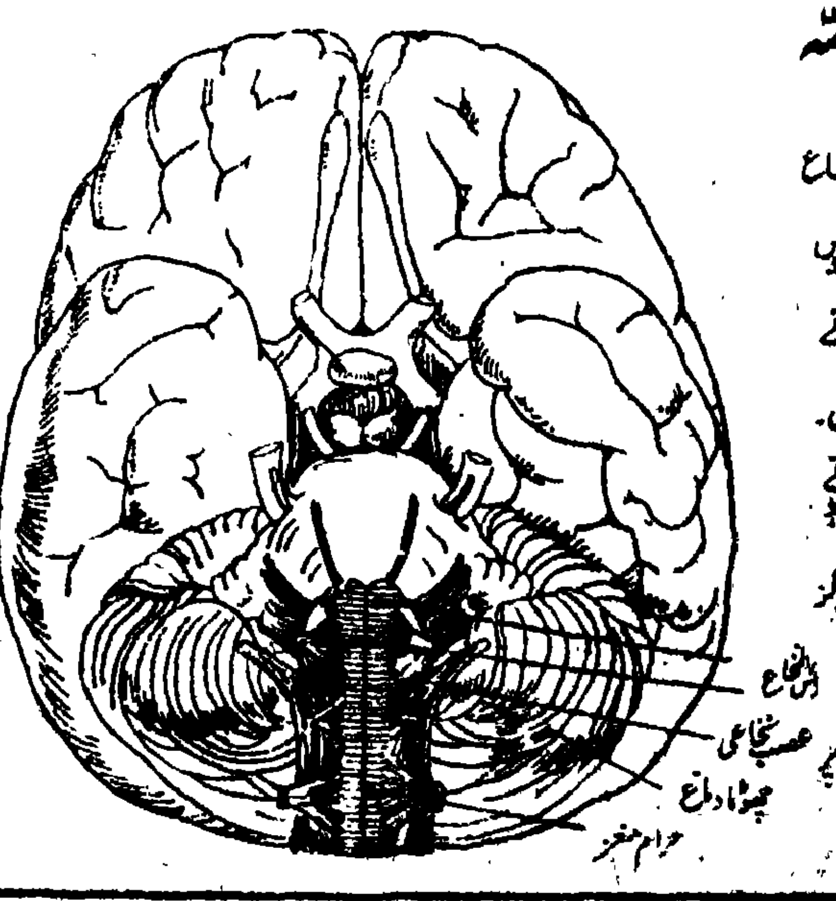
جگر اور پتّہ

ان دونوں اعضا کے افعال شربت رُوح افزا کے استعمال سے صحیح رہتے ہیں اور وہ خلیۂ جگر (ہیپٹک سیلز) کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کے لیے آزاد نہیں چھوڑتا +

.. رکھتا ہے اور جگر کے افعال کی نگرانی کر کے خلیاتِ جگر (ہیپٹک سیلز) کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کے لیے آزاد نہیں چھوڑتا نیز آنتوں پر صفرا یعنی پت کی تراوش کو اس درجے باقاعدہ رکھتا ہے کہ نہ تو صفرا زیادہ مقدار میں آنتوں پر ٹپک کر صفراوی دستوں کا باعث ہو سکتا ہے اور نہ اس کے کم ٹپکنے کی وجہ سے قبض کا اندیشہ رہتا ہے۔ شربت رُوح افزا جگر کے فعل کو درست رکھ کر یہ موقع نہیں دیتا کہ صفرا معمول سے زیادہ معدے میں آکر دردِ سر، متلی، قے، اور دستوں وغیرہ کا باعث ہو۔ یہ گردوں کے مزاج اور ان کے افعال کو گرمی کے اثر سے بچاتا ہے اور گردے خون کے خراب اجزا کو بدستور پیشاب کے راستے سے خارج کرتے رہتے ہیں۔

شربت رُوح افزا کی ایک خاص تاثیر

جس سے نہ صرف عام بازاری شربت بلکہ موجودہ زمانے کے بہترین شربت بھی محروم ہیں یہ ہے کہ وہ دل، جگر، معدہ اور گردوں کے کاموں پر پُورا حاکمانہ اثر قائم کرنے کے ساتھ اپنے بہترین اور مقوّی پھلوں کے رسوں اور پھولوں کی خوشبوؤں نیز مفرحات کے باعث دماغ، راس النخاع (میڈلا) پر بھی مؤثر ہوتا ہے اور مرکز مولّد حرارت (تھرمو جے نے ٹک) مرکز مخرجِ حرارت (تھرمولائی ٹک) اور مرکز معدّل حرارت (تھرمو نیک ٹک) کو اتنا معتدل رکھتا ہے کہ اوّل تو جسم میں زیادہ حرارت پیدا ہی نہیں ہوتی اگر ہوتی ہے تو مرکز مخرجِ حرارت فوراً سرگرم عمل ہو جاتا ہے اور تنفس نیز



..اغ کے نیچے کا حصّہ

جس کے پچھلے حصے میں راس النخاع (میڈلا) کے پاس وہ مراکز ہوتے ہیں .. سانکہ جسم میں حرارت پیدا کرتے .. اس کو اعتدال پر رکھتے ہیں۔ شربت روح افزا معدے میں داخل ہو کے .. کے ذریعے سے ان مراکز پر اثر کرتا ہے اور اس طرح جسم کی حرارت اعتدال پر .. ہتی ہے۔

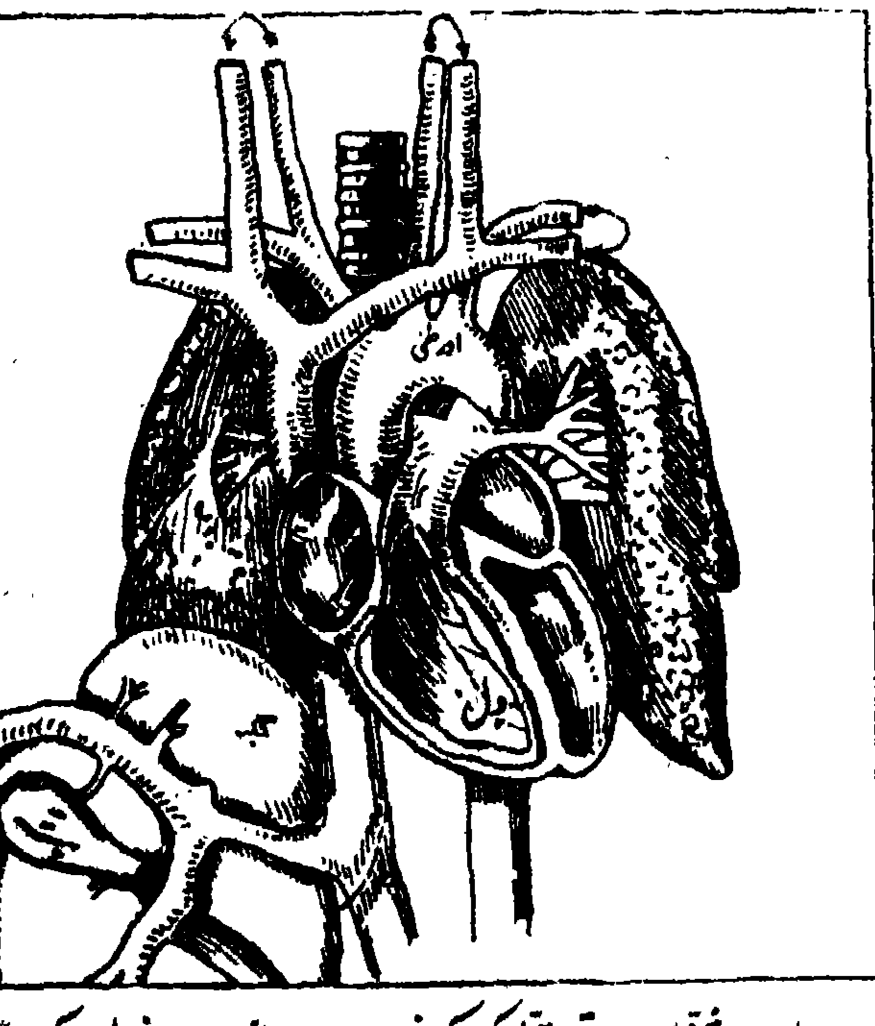
فضلات مثلاً پیشاب، پاخانہ اور جلد کے ذریعے سے حرارت بدنیہ خارج ہو جاتی ہے۔ غرض شربت روح افزا دماغ کے مرکز حرارت کے افعال میں موسم گرما کے تباہ کن اثرات سے کسی قسم کا اختلال پیدا ہونے نہیں دیتا، بلکہ مرکز مولد حرارت اور مرکز مخرج حرارت کے وظائف میں طبعی یکسانیت، ہم آہنگی اور اعتدال قائم رکھتا ہے۔ اس طرح انسان گرمی کی بہت سی مہلک بیماریوں سے حقیقی طور پر محفوظ رہتا ہے، کیونکہ اگر پیدائش حرارت اور اخراج حرارت میں تناسب و اعتدال قائم نہیں رہتا تو طرح طرح کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ شربت روح افزا کی یہی تاثیر ہے جس نے اسے طب قدیم کی تمام نئی اور پرانی ایجادات میں خاص اور امتیازی درجہ دے دیا ہے کیونکہ ان خواص اور تاثیرات کا کوئی شربت دستیاب نہیں ہو سکتا۔

شربت رُوح افزا کے اجزاء مؤثرہ

شربت رُوح افزا جو ہمدرد دواخانہ دہلی میں ۲۵ سال سے نہایت احتیاط اور حکیمانہ نکتہ آفرینیوں کے ساتھ مخصوص نگرانی میں تیار ہوتا ہے وہ اپنے اجزائے مؤثرہ کی اہمیت اور طریق تیاری کی ندرت نیز اپنے فوائد کے لحاظ سے دنیا کا بے نظیر اور لاثانی شربت ہے۔ اس میں انار، سیب، سنترہ، انناس، بہی، فالسہ، آلوچہ اور دوسرے بہترین تازہ پھلوں کے رسوں کے علاوہ نہایت نایاب اور بیش قیمت پھول ڈالے جاتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں کیا جاتا بلکہ گلاب، بید مشک، کیوڑہ

دِل اور دَورانِ خون

شربت رُوح افزا کی پہلی خوراک دَورانِ خون پر اپنا اثر کرتی ہے۔ دَورانِ خون شربت رُوح افزا کے استعمال سے ہمیشہ صحیح رہتا ہے۔



اور دوسری قیمتی ادویہ کے نہایت صاف و شفاف عرق تیار کر کے شربت روح افزا میں شامل کیے جاتے ہیں مختلف موسموں میں پیدا ہونے والے پھلوں، پھولوں اور میووں کے عرق شربت روح افزا کی ترتیب میں شامل ہیں جن کا ان کے موسم سے تیاری شربت کے زمانے تک طبی اصول پر محفوظ رکھنا ہی ایک عظیم الشان فنی کارنامہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شربت روح افزا میں ایسی عجیب اور نادر تاثیریں پیدا ہو جاتی ہیں جو طبیعت یا قوت حیات (وائٹل فورس) کو گرمی کی تمام بیماریوں کے خلاف کامیابی سے جنگ کرنے کے قابل بنا دیتی ہیں

شربت رُوح افزا کی تیاری

شربت رُوح افزا کی تیاری میں ایسی خصوصیات برتی جاتی ہیں جو دیسی فن دواسازی میں بجائے خود ایک انقلاب ہیں اور جو طب قدیم کے تمام اداروں میں صرف ہمدرد دواخانہ دہلی کا حصہ ہیں۔ شربت روح افزا جس مخصوص دیگ میں تیار کیا جاتا ہے وہ اتنی بڑی ہے کہ اس میں ایک ہی وقت میں تقریباً ایک ہزار بوتلیں سماتی ہیں۔ اس دیگ میں مخصوص قسم کے آلات لگے ہوئے ہیں جو ہر وقت شربت کا درجہ حرارت، مقدار، وزن اور اس کا قوام وغیرہ بتاتے رہتے ہیں یہی سائنٹفک طریقہ تیاری ہے جس سے شربت روح افزا ہمیشہ یکساں ہوتا ہے اور برسوں رکھا رہنے کے بعد بھی اس کے مزے، رنگ، قوام اور خوشبو وغیرہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ شربت کی تیاری میں ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ -

س کے بعد اسے بغیر ہاتھ لگائے مشینوں سے صاف کیا جاتا ہے اور مشین ہی سے بوتلوں میں بھرا جاتا ہے۔ اس کے بعد کیپ شول لگانے والی اور بوتلوں پر لیبل لگانے والی مشینیں اپنا کام شروع کرتی ہیں اور شربت روح افزا کی بوتل کو دلہن بنا کر پیش کر دیتی ہیں۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو شربت روح افزا کو اپنی شان اور اپنے طرز کا واحد شربت ثابت کر چکی ہیں۔ گزشتہ ۲۵ سال میں کوئی شربت، شربت روح افزا کا حریف ثابت نہیں ہوا اور آئندہ بھی اس کا امکان نہیں۔

شربت رُوح افزا اور گرمی کی بیماریاں

گرمی کے سخت اور رُوح و اخلاط کو خاکستر کر دینے والے موسم میں بہت سی مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان تمام بیماریوں کے لیے روح افزا سے بہتر کوئی دوا ایجاد نہیں ہوئی مگر عقلمندوں کا مقولہ ہے، "حفظ صحت کا ایک اونس شفا کے ایک پونڈ کی قیمت رکھتا ہے"، اس لیے بہتر ہے کہ گرمی کی بیماریوں میں شربت روح افزا کی شفا بخشیوں کے اظہار سے پہلے شربت روح افزا کے ذریعے سے ان بیماریوں سے بچنے کا طریقہ بتا دیا جائے۔

موسمی کربلا

گرمی اور کربلا میں ایک معنوی ربط ہے۔ پیاس کی شدت کربلا کی بھی خصوصیت ہے اور گرمی کی بھی۔ اس موسمی کربلا سے بچنا اور اپنے متعلقین نیز خاندان کے لوگوں کو بچانا ہر عقلمند آدمی کا پہلا فرض ہے۔ اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ گرمی شروع ہوتے ہی صبح کو نہار منہ شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لیا کیجیے۔ ایک اوسط درجے کے گلاس میں چار پانچ تولے شربت روح افزا ڈالنا کافی ہے۔ اگر برف دستیاب ہو سکے تو پانی کو برف سے ٹھنڈا کر لینا چاہیے۔ شربت روح افزا سے تیار کیا ہوا یہ خوب صورت، خوش ذائقہ اور خوش رنگ اور خوشبودار جام دن بھر گرمی کے خراب اثرات سے محفوظ رکھے گا۔ اگر صبح کے ناشتے میں عادتاً دُودھ پینا ضروری ہو تو دُودھ کو شربت روح افزا سے میٹھا کر کے پینا چاہیے۔ زندہ دلانِ پنجاب دہی کی لسی میں شربت روح افزا شامل کر کے پی سکتے ہیں۔ دُودھ اور لسی کا ذائقہ شربت روح افزا سے بہت خوش گوار ہو جاتا ہے۔ شام کو جب دن بھر کی مصروفیت کے بعد دل و دماغ اور اعصاب میں تھکن محسوس ہو تو شربت روح افزا کا ایک گلاس نوش فرما کر دل و دماغ اور اعصاب میں طاقت و توانائی اور قوت و مسرت کی ایک حیات بخش لہر فوراً پیدا کی جا سکتی ہے۔ خود بھی پیجیے اور سفرِ حیات کے تمام رفیقوں کو اس کا ایک ایک گلاس پلا کر اپنی زندگی کے پھولتے پھلتے باغ کو بادِ صرصر کے حوادث سے بچائیے۔

ہاکی اور ٹینس کے میچ اور شربت رُوح افزا

ہاکی، ٹینس، فٹ بال، گولف، بیڈمنٹن اور اسی قسم کے ورزشی کھیلوں کے بعد جب پسینہ کثرت سے بہنے لگے اور گرمی میں سخت ورزش کے نتائج کی بنا پر دل کی حرکت سست اور کم زور ہو رہی ہو یا تھکن، اضمحلال اور افسردگی کا احساس ہو رہا ہو تو سوڈا واٹر اور ہر قسم کے مروجہ مسکن سیالوں اور شربتوں سے قطع نظر کر کے شربت روح افزا کا ایک ایک گلاس ہر کھلاڑی کو پی لینا چاہیے۔ شربت روح افزا سوڈا واٹر میں ڈال کر پیا جائے گا تو سوڈے میں وہ لطف پیدا ہو جائے گا جو اور کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔

شربت روح افزا اور ماءُ الصحت (رجسٹرڈ)

اگرچہ شربت رُوح افزا اپنی شان کا بالکل انوکھا شربت ہے اور اس کے فوائد کسی دوسرے شربت یا عرق میں بجنسہٖ منتقل نہیں ہو سکتے تاہم ہمدرد دواخانہ دہلی نے دُور دراز رہنے والے ان لوگوں کی خاطر جو شربت روح افزا حاصل نہیں کر سکتے اور محصول ڈاک کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتے ایک عجیب و غریب عرق "ماءُ الصحت" ایجاد کیا ہے جس میں انار، انگور، سنترہ، بہی، اناناس، فالسہ وغیرہ کے تازہ رس بھی شامل ہیں اور مفرح اور مقوی دل و دماغ دوائیں بھی ڈالی گئی ہیں۔ جو حضرات شربت روح افزا نہ خرید سکیں وہ ماءُ الصحت ۲ تولے کو معمولی شکر یا قند کے شربت میں

ملا کر صبح و شام شل شربت روح افزا کے پی سکتے ہیں۔

گرمی کی بیماریاں اور شربت روح افزا کے کرشمے

شربت روح افزا گرمی کی مختلف بیماریوں کا اکثر حالتوں میں آسان اور نہایت خوش گوار علاج ہے۔ ہمدرد دواخانہ دہلی نے شربت روح افزا ملک میں پیش کرکے زبردست اور زندہ جاوید کارنامہ انجام دیا ہے اب گرمی کی موذی اور تکلیف دِہ بیماریوں میں شربت روح افزا استعمال کرنے کے نہایت آسان اور عام فہم طریقے لکھے جاتے ہیں:۔

درد سر

گرمی میں زیادہ تر صفراوی یا دموی درد سر ہوا کرتا ہے صفراوی درد سر میں منہ کا مزہ کڑوا ہوتا ہے۔ پیاس بہت لگتی ہے ابکائیاں آتی ہیں۔ دموی درد سر میں آنکھوں اور چہرے کا رنگ سرخ ہوتا ہے سر بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کا درد سر لُو لگنے سے بھی ہوا کرتا ہے بعض اوقات گرمی میں دماغی کام کرنے کی وجہ سے بھی سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ صفراوی درد سر میں شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں یا عرق بید مشک ۵ تولے میں ڈال کر پلائیں۔ پیشانی پر قل زم کی پھریری لگا دیں یا صندل مرہم مل دیں۔ شربت روح افزا پہلی ہی خوراک میں صفرا یا پت کو۔ جو غیر طبعی طور پر معدے میں گر کر درد سر پیدا کرتا ہے۔ روک دیتا ہے اور درد سر دور ہو جاتا ہے۔ اگر شربت روح افزا نہ ہو تو مارالصحت ۲۔ تولے معمولی شربت میں ملا کر پلائیں۔ درد سر دموی میں شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں ڈال کر پلائیں۔

دماغی کام کرنے سے درد سر ہوا ہو جو اکثر مصنفین، وکیلوں، ایڈیٹروں، دفتر کے کلرکوں اور محنتی طالب علموں کو ہوا کرتا ہے تو درد سر یا تھکن کا احساس ہوتے ہی شربت روح افزا ۵ تولے برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر نوش کریں اس سے فوراً درد اور تھکن دور ہو جائے گی اور دماغ تازہ دم ہو کر کام کی طرف لگ جائے گا۔

لُو لگنا۔ سن اسٹروک

جب سخت گرمی پڑتی ہے اور سورج کی تیزی بڑھ جاتی ہے تو ہندوستان کے گرم شہروں میں مئی جون اور جولائی میں لُو لگنے کے حادثے ہوا کرتے ہیں جن مقامات پر گرمی ۱۰۸ سے ۱۲۰ فارن ہیٹ تک ہوتی ہے وہاں آدھی رات گزر جانے پر بھی لُو لگ جایا کرتی ہے۔ لُو لگنے پر مریض کے دل پر گرمی کا احساس ہوا کرتا ہے۔ سر چکراتا ہے۔ قے آتی ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں نبض کم زور ہو جاتی ہے سانس تنگ ہو جاتا ہے پھر بے ہوشی ہو جاتی ہے۔ لُو کے سخت حملے کی صورت میں دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے اور مریض مر جاتا ہے۔ لُو کا کوئی حادثہ ہونے پر فوراً مریض کو آرام سے لٹا کر سر پر ٹھنڈا پانی ڈالیں اور شربت روح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں گھول کر جس قدر جلد ممکن ہو سکے پلائیں۔ اگر کچے آم مل جائیں تو ان کو گرم راکھ میں دبا کر پانی نچوڑیں اور یہ پانی ۵ تولے لے کر اس میں شربت روح افزا ۴ تولے شامل کرکے پلائیں۔ بخلخۂ سرد سنگھائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو شربت روح افزا عرق بید مشک میں ملا کر پلائیں۔ شربت روح افزا نہ ہو تو مارالصحت ۲۔ تولے سے ۵ تولے تک مصری یا شکر کے شربت میں ملا کر اور ٹھنڈا کرکے پلائیں۔

(نسخہ بخلخۂ سرد:۔ عطر خس۔ عطر صندل۔ روغن گُل ہموزن)

اختلاج یا دِل کی دھڑکن۔

گرمی کی شدت یا لُو لگنے سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں طبیعت بے چین ہوتی ہے دل ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جب دل کی حرکت تیز ہو اور طبیعت پر دحشت کے آثار ظاہر ہوں تو فوراً شربت روح افزا ۵ تولے ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس میں ملا کر پلائیں۔ بکری یا گائے کے دودھ میں شربت روح افزا ڈال کر پینے سے دل کی دھڑکن دور ہو جاتی ہے۔ دل مستقل طور پر کم زور ہو تو خمیرہ مروارید ۴ ماشے یا خمیرہ زہر مہرہ ۴ ماشے کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پلائیں۔

پیاس کی زیادتی۔

پیاس اُس احساس کا نام ہے جو سرد تر چیز کی طلب کو ظاہر کرتا ہے جب پانی کی مقدار خون میں کم ہو جاتی ہے تو پیاس معلوم ہوتی ہے گرمی میں پیاس بہت لگتی ہے۔ پیاس کے وقت اگر عمدہ پانی دستیاب نہ ہو اور خراب پانی پینے میں آجائے جیسا کہ ریل اور بیل گاڑیوں کے سفر میں ہوا کرتا ہے تو خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آدمی ہر وقت گھر پر نہیں رہتا اور جب سفر میں ہوتا ہے تو جگہ جگہ کا پانی پینا پڑتا ہے جس کے اچھا ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی اس قسم کا پانی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ اس لیے گرمی میں خاص طور پر اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ پیاس کم لگے۔ گرمی میں کبھی معدہ، جگر اور گردوں کا مزاج گرم ہو جانے کی وجہ سے بار بار پیاس لگتی ہے مگر پانی پینے سے تسکین نہیں ہوتی۔ پانی پیتے پیتے پیٹ پھول جاتا ہے۔ ذیابیطس کی وجہ سے بھی پیاس بڑھ جاتی ہے۔ علاج۔ گرمی کے موسم میں پیاس کی شدت سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ صبح کو دن چڑھنے سے پہلے ۴ تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی یا دودھ یا دہی کی لسی میں ڈال کر پی لیں۔ اس ترکیب سے جگر، معدہ اور گردوں پر اتنا اچھا اثر پڑتا ہے کہ دن بھر پیاس کی شدت نہیں ہوتی۔ جلد اور پسینے کی گلٹیوں (غدد عرقیہ۔ سوئٹ گلینڈز) کا فعل بھی باقاعدہ رہتا ہے اور پسینہ ضرورت سے زیادہ خارج نہیں ہوتا۔ سخت گرمی کے وقت بھی طبیعت کام کرنے

برخاص طور پر پیاس کی شدت کے مریضوں کو شربت روح افزا ۵ تولے نہایت ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پلائیں۔ پہلے ہی گلاس میں پیاس کو سکون ہو جاتا ہے ضرورت ہو تو ایک گھنٹے بعد دوسرا گلاس پلائیں۔ ذیابیطس کے مریضوں کو پیاس کی زیادتی میں دوا لابی ایک قرص کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا ۵ تولے دیچا چھ۔ سی ۵ تولے میں ملا کر پلائیں۔ اس سے اصل مرض کا بھی قلع قمع ہو جائے گا اور پیاس بھی دور ہو جائے گی۔ تین چار ہفتے مسلسل یہ عمل کریں۔ شربت روح افزا موجود نہ ہونے کی صورت میں ماءالصحت ۲۰ تولے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قے اور متلی۔ گرمی میں جگر کے فعل کی خرابی کے باعث صفرا غیر معمولی طور پر معدے میں گر کر پیاس، قے اور متلی وغیرہ کی شکایتیں پیدا کر دیتا ہے ایسی صورت میں شربت روح افزا ۳ تولے پانی میں گھول کر تھوڑا تھوڑا پلائیں یا شربت روح افزا ۳ تولے عرق پودینہ ۵ تولے یا عرق گلاب ۵ تولے میں ڈال کر پئیں اور ذرا ذرا سا شربت روح افزا بار بار چاٹتے رہیں۔ جی چاہے تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا شامل کر کے پئیں۔ جہاز، ریل اور بیل گاڑی وغیرہ میں بیٹھنے سے جو قے آنے لگتی ہے اس میں بھی شربت روح افزا نہایت مفید ہے۔ دو تولے شربت پانی یا سوڈا واٹر میں ڈال کر پلائیں۔ حاملہ عورتوں کی قے میں بھی شربت روح افزا تریاق ثابت ہوا ہے۔ ذرا ذرا سا شربت چاٹیں یا پودینے کے عرق میں ۲ تولے شربت روح افزا ڈال کر نوش کریں۔ گرمی کے تمام بخار، دل کی قے، پیاس، دردِ سر اور ہذیان کو رفع کرنے کی غرض سے شربت روح افزا اسی طرح استعمال کریں۔

بھوک بند ہو جانا۔ گرمی کی شدت میں اکثر بھوک بند ہو جاتی ہے یا کم لگتی ہے۔ ایسی صورت میں صبح سویرے نہار منہ ۴ تولے شربت روح افزا پانی یا دودھ میں ڈال کر پئیں اور دوپہر تک کچھ نہ کھائیں۔ کھانے کے وقت معدے میں بھوک کا احساس ہونے لگے گا اور حسب معمول خوب غذا کھائی جائے گی۔

ناگہانی بے ہوشی۔ بعض اوقات گرمی میں مجمع میں بیٹھنے یا ریل اور سڑک پر چلتے چلتے آدمی بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ اس قسم کی بے ہوشی میں شربت روح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر تھوڑا تھوڑا بے ہوش آدمی کو پلائیں۔ نہ پی سکے تو چمچے سے حلق میں اتاریں۔ اگر مل سکے تو عرق بید مشک ۵ تولے عرق کیوڑہ ۵ تولے بھی شامل کر دیں۔

صفراوی یا پت کے دست

گرمی کے موسم اور گرم مقامات پر غذا کی خرابی سے اکثر صفراوی یا پت کے دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے بچوں کے اس قسم کے دستوں سے تو ہیضے کا شبہ ہو جاتا ہے۔ دست شروع ہوتے ہی بڑے آدمی کو ۴ تولے شربت روح افزا عرق گلاب ۱۰ تولے یا عرق پودینہ ۱۲ تولے یا صرف پانی میں ڈال کر پلائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا ڈال کر پلائیں۔ بچوں کو شربت روح افزا ۱ تولہ یا ۲ تولے عرق گلاب ۳ تولے میں ملا کر دیں۔ سبز رنگ کے دست ہوں تو اسی شربت میں ذرا سا نارجیل دریائی اور زہر مہرہ بھی گھس دیں۔

بے خوابی یا نیند نہ آنا۔ گرمی میں جگر کی خرابی قبض یا بدہضمی کی وجہ سے یہ شکایت ہو جاتی ہے۔ نیند بالکل نہیں آتی یا کم آتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو بھی نیند نہ آنے کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت پیش آنے پر شام کا کھانا سونے سے چار گھنٹے پہلے کھا لیا کریں اور رات کو سوتے وقت ۴ تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اس سے اکثر پہلے ہی دن نہایت گہری اور آرام کی نیند آ جاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو ایام حمل میں نیند نہ آئے تو وہ بھی شربت روح افزا اسی ترکیب سے استعمال کر سکتی ہیں۔ سر میں تیل ڈالنے کی عادت ہو تو معمولی بازاری تیلوں کی جگہ روغن بے نظیر اچھی طرح سر میں مل لیا کریں۔

طبیعت کا گرا گرا رہنا گرمیوں میں دل کی حرکت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس لیے اکثر طبیعت افسردہ اور گری گری رہتی ہے۔ شربت روح افزا جگر، دل اور دورانِ خون پر نہایت اچھا اثر ڈالتا ہے۔ اس کے استعمال سے طبیعت بشاش اور خوش ہو جاتی ہے جس وقت طبیعت گری گری ہو تو شربت روح افزا ۵ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پی لیں۔ صبح و شام عادتاً شربت روح افزا پیتے رہیں تو یہ شکایت پیدا ہی نہ ہو گی۔

چڑچڑا پن گرمیوں کے دن بہت بڑے ہوتے ہیں موسم کی گرمی کے باعث جسم میں حرارت زیادہ ہو جاتی ہے۔ فضا اور ماحول بھی گرم ہوتا ہے اس وجہ سے اکثر دماغی کام کرنے والوں کے مزاج میں، جن میں ایڈیٹروں سے لے کر دفتروں کے کلرک سب شامل ہیں، چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ آتا ہے اور معمولی معمولی اسباب پر وہ بیوی بچوں اور ملازموں پر خفگی کا اظہار کرتے ہیں حقیقت میں یہ دل اور اعصاب کی کمزوری کا نتیجہ ہوتا ہے اس دلچسپ مرض میں جب بیوی اپنے شوہر کا انتظار خوف و ہراس کے ساتھ کیا کرتی ہے اور بچے شفیق باپ کے گھر میں قدم رکھتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں۔ شربت روح افزا نہایت مفید ہوتا ہے۔ ۴ تولے شربت روح افزا برف کے ٹھنڈے میں ڈال کر آتش مزاج شوہر یا باپ کو پلا دینا چاہیے جلد یہ چڑچڑا پن اور خفگی کی عادت دور ہو جائے گی۔

نکسیر ۔ گرمی کے موسم میں گرمی اور خشکی کے باعث نکسیر پھوٹنے لگتی ہے اور بسیر ول خون ضائع ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو یہ شکایت [illegible] روزانہ صبح کو شربت روح افزا ۲ تولے پانی یا عرق شاہترہ میں ڈال کر پی لینا چاہیے۔

صفراوی یا پت کا بخار ۔ یہ شدید قسم کا ملیریائی بخار ہے۔ محرقہ بھی اسی کی ایک خطرناک قسم ہے جس میں بخار بہت [illegible]

علاج :۔ پہلے ہی دن شربت روح افزا ۲ تولے عرق کاسنی یا عرق شاہترہ دس دس تولے میں ملا کر پلائیں اور روزانہ تین دن تک صبح و شام پلاتے رہیں اس سے اخراج فضلات کا نظام درست اور باقاعدہ ہو جائے گا اور تیسرے دن بخار اتر جائے گا اگر بخار نہ اترے تو پھر چار دن یہی شربت روح افزا مذکورہ طریقے پر پلاتے رہیں ساتویں دن شام کو قرص ملین ۲ عدد کھلائیں، صبح کو دو تین اجابتیں آکر طبیعت درست ہو جائے گی۔ غذا میں خرفہ، پالک، کدو وغیرہ کی ترکاری کھلائیں یا [illegible] ہو پلائیں۔

مختلف قسم کی پارٹیاں اور شربت روح افزا ۔ موسم گرما کی کوئی پارٹی جس میں شربت روح افزا نہ ہو کیف و سرور اور صحت و غذائیت کے لحاظ سے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جن پارٹیوں میں شربت روح افزا سے تیار کیا ہوا سرخ رنگ کا سیال سفید بلوری گلاسوں میں چمک رہا ہو وہ دیکھنے کے لحاظ سے قطعاً کامیاب سمجھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی پارٹی شربت روح افزا سے محروم رہنا نہیں چاہتی۔

شربت روح افزا کا آئس کریم ۔ بعض جدت پسند حضرات گائے کے عمدہ دودھ اور بالائی میں شربت روح افزا شامل کر کے آئس کریم بنا کر نوش کرتے ہیں۔ اس طریقے سے تیار کی ہوئی آئس کریم نہایت خوش ذائقہ، خوش رنگ اور مفرح ہوتی ہے۔ صاحبانِ ذوق اسے بے حد پسند کرتے ہیں۔

شربت روح افزا بوڑھوں، جوانوں، عورتوں، بچوں، سرمایہ داروں، مزدوروں، ہندوؤں، مسلمانوں، پارسیوں، عیسائیوں، مولویوں، پنڈتوں، غرض ہر مذہب کے ہر عمر کے افراد کے لیے گرمی کا بہترین طبی اور سائنٹی فک تحفہ ہے جس کو حاصل کرنے کی کوشش قطعاً دانشمندی اور دور بینی ہے۔ اس میں کوئی ناجائز چیز شامل نہیں ہے۔

شربت روح افزا کی قیمت اور خاص رعایتی اعلان

شربت روح افزا کی قیمت اس کے فائدے کے لحاظ سے پہلے ہی کم رکھی گئی ہے یعنی ایک روپیہ چار آنے فی بوتل۔ اس قسم کی خوبیوں والا شربت کسی طرح بھی مہنگا نہیں ہے۔ پھر بھی زیادہ تعداد میں بوتلیں خریدنے والوں کے لیے خاص رعایت کر دی گئی ہے۔ چنانچہ تین بوتلوں سے پانچ بوتلوں تک خریدنے والوں کے لیے ار فی بوتل کی رعایت کی جاتی ہے اور چھ بوتلوں سے گیارہ بوتلیں تک کے خریدار کو ۶ پیسے فی بوتل کی اور ایک درجن یا اس سے زیادہ بوتلوں کے خریدار ۲ر فی بوتل کی کمی قیمت میں کر دی جاتی ہے + طبیبوں، عطاروں، ویدوں، اور ڈاکٹروں کو ۲۰ر فی روپیہ کمیشن دیا جاتا ہے۔

دہلی سے باہر کے شائقین کو چاہیے کہ وہ ریلوے کے ذریعے سے شربت کا پارسل منگائیں۔ ڈاک سے پارسل منگوانے میں خرچ زیادہ آتا ہے۔ دو دو تین تین خریدار مل کر اگر شربت منگائیں تو ریلوے کے محصول میں بھی کمی ہو جاتی ہے اور اعلان کے مطابق وہ رعایت کے حقدار بھی زیادہ ہوتے ہیں + ریلوے پارسل منگانے والے صاحب اپنے اسٹیشن کا نام معہ لائن صاف صاف لکھیں +

دواؤں کی قیمتیں

جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے، ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے نیچے لکھی جاتی ہیں +

نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت
خمیرہ زہر مہرہ	۱ تولہ	۸ر	زہر مہرہ معمولی	۱ تولہ	۴ر	عرق شاہترہ	۱ بوتل	۴ر	قرص ملین	۱ درجن	۱۰ر
خمیرہ مروارید	۱ تولہ	۴ر	شربت روح افزا	۱ بوتل	عہ	عرق کاسنی	۱ بوتل	۳ر	قل زم	۱ شیشی	عہ
دوا لابی (ایک شیشی)	۴۴ خوراک	سے	عرق بید مشک	۱ بوتل	۱۴ر	عرق کیوڑہ	۱ بوتل	علر	مارجعت	۱ بوتل	۸ر
روغن بے نظیر	۱ شیشی	۱۲ر	عرق پودینہ	۱ بوتل	۴ر	عرق گلاب	۱ بوتل	۱۴ر	نارجیل دریائی	۱ تولہ	–ر
									ہمدرد مرہم	۱ ڈبیہ	۸ر

April 1941. **OUR TUBERCULOSIS NUMBER** اپریل ۱۹۴۱

This special issue contains matter of interest not only to members of the medical profession but to all who are interested in combating this dreadful disease and those whose families have been the victims of its ravages. Doctors, Hakims and Vaids will find in it valuable informations regarding the latest methods of diagnosis and treatment, and it contains articles from distinguished medical men of several foreign countries throwing light on the extent of the disease of their country and the measures undertaken to safeguard their people from the attacks of this insidious and ruthless enemy. To the general public our Tuberculosis Number will serve the purpose of an encyclopaedia, telling them all they should know to keep themselves immune and to ensure timely and intelligent treatment for those unfortunates who happen to contract the disease. We consider this moment specially opportune for our Tuberculosis Number because of nationwide effort now being made under the inspiration and guidance of Her Excellency Lady Linlithgow to fight the disease in this country and hope that our service to this great cause will be welcomed and appreciated.

As in all our previous special issue, we have combined scientific with literary interest, and set an example of how the two may be combined for common benefit. Our readers may therefore expect a wide variety of reading material attractive in itself and grouped round a central theme

Pages Over 330

Postage will be paid by addressee

BUSINESS REPLY CARD

Delhi G.P.O.
Permit No. 128

No postage stamp necessary if posted in India.
یہاں ٹکٹ لگانے کی ضرورت نہیں

مینیجر - ہمدرد دواخانہ - دہلی

To
THE MANAGER,
Hamdard Dawakhana,
DELHI.

Price :
SPECIAL EDITION
As. 12.
ORDINARY EDITIO[N]
As. 8.
POSTAGE ANNA (
Manager.
HAMDARD-I-SEH[AT]
DELHI.

احساسِ واقعی

زندگی حرکت اور عمل کا نام ہے۔ جمود اور سکون فی الحقیقت موت کی علامات ہیں۔ کوئی انسانی جماعت زندہ کہلانے کی مستحق نہیں ہے جب تک کہ اس میں قوتِ عمل نہ ہو اور وہ اپنی قوت کو صحیح مصرف میں نہ لگائے۔ طبِ یونانی کی دنیا میں ایک عرصۂ دراز سے چھایا ہوا تھا۔ جالینوس اور بوعلی سینا کے بنائے ہوئے آفتاب و مہتاب درخشاں ضرور تھے لیکن ان کی روشنی کے راستے میں ہماری غفلت اور سستی کا ابر حائل تھا۔ اللہ کی زمین ہمارے سامنے پڑی تھی، اللہ تعالیٰ کی پیدا کیے ہوئے معدنیات کے ہر طرف انبار لگے تھے اور اللہ کی بخشے ہوئے نباتات کے خود رو گلزاروں سے ملک کی زمین لہلہا رہی تھی لیکن ہمارے سکون اور ہماری بے عملی نے ہماری آنکھوں کے آگے پردے ڈال دیے تھے اور ہم نے خود یہ سمجھ لیا کہ ہمیں عرفانِ کامل حاصل ہو چکا ہے اور ہمارے اسلاف کی تحقیقات جو طب کی دنیا میں انھوں نے کی تھیں صرف ہمارا حصہ ہیں۔ اطمینان کے ساتھ پڑے سو رہے تھے۔

دنیا میں ہمارے علاوہ اور بھی انسان آباد تھے لیکن وہ ہماری طرح غافل اور بے عمل نہ تھے۔ انھوں نے نہ بقراط کی تحقیقات پر قناعت کی نہ جالینوس کی۔ وہ شیخ الرئیس اور رازی کے خزانوں پر حملہ آور ہوئے اور چونکہ وہ بہترین تحقیقات کے خزانوں کا بھی انھوں نے جائزہ لے لیا۔ دنیا میں علم و حکمت کے نام سے جو چیز جہاں سے ملی انھوں نے لے لی اور پھر ان مستحکم بنیادوں پر اپنی تحقیقات کی دیواریں چننی شروع کر دیں۔ ہمیں یہ چیزیں اچھی معلوم ہوں یا بری ہمیں اپنی کمزوری اور غلطی کا احساس خوشگوار معلوم ہو یا ناخوش آیند تحقیق بہرحال تحقیق ہی ہے اور دنیائے طب کی تاریخ صرف اس سبب سے بدلی نہیں جا سکتی کہ اس تاریخ میں کچھ واقعات ایسے ہیں کہ جن سے ہماری غفلت اور ہمارے جمود کی پردہ دری ہوتی ہے۔

دنیا نے جالینوس کی وفات کے بعد بھی رفتار بند نہیں کی تھی اور آج وہ اس منزل سے بہت آگے ہے کہ جہاں جالینوس اور ارسطو سے چھوٹ گئے تھے۔ کاروانِ طب آہستہ آہستہ جرس کارواں کی ہمت افزا صداؤں میں قدم بڑھاتا ہی چلا جا رہا ہے اور اب وہ مقامات بہت پیچھے رہ گئے ہیں کہ جہاں بوعلی سینا اور رازی نے اس قافلے کی قیادت کی تھی۔

ممکن ہے کہ قافلہ غلط راستے پر پڑ گیا ہو اور دوراہے پر پہنچ کر اس نے کعبے کی بجائے ترکستان کی راہ اختیار کر لی ہو لیکن وہ بہرصورت بہرحال آگے بڑھ رہا ہے اور اب اگر ہم جاگیں اور اس قافلے کو صحیح راستے پر ڈالنے کے لیے واپس بھی لانا چاہیں تب بھی ہمیں انتہائی تیزی کے ساتھ اس منزل تک تو ضرور جانا ہی پڑے گا کہ جہاں قافلہ پہنچ چکا ہے۔

ہمدرد دواخانہ

ہمارا خیال ہمیں خواہ کتنے ہی فریب دے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ کاروانِ طب کی قیادت حاصل کرنے کے لیے ہمیں لازمی طور پر جلد سے جلد اس بلندی پر پہنچنا پڑے گا کہ جہاں وہ قافلہ پہنچ چکا ہے۔ یہی وہ تلخ حقیقت تھی جسے چند ہی روز پیشتر دنیائے طب کی دو عظیم ترین ہستیوں نے محسوس کیا تھا۔ ان میں سے ایک ہستی مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی اور دوسری شہیدِ فن ہمدرد خلائق حکیم حافظ عبدالمجید صاحبؒ کی۔ مسیح الملک نے اپنی تمام توجہ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اپنی تمام عمر عزیز دہلی کے طبیہ کالج کے قیام و استحکام پر صرف کر دی اور شہیدِ فن نے ہمدرد دواخانہ کی بنیاد ڈالی۔

طبیہ کالج کا قیام اس لیے ضروری تھا کہ ہندوستان بھر میں طالبانِ فن کے لیے کوئی ایسی درسگاہ موجود نہ تھی جہاں انھیں طبِ قدیم کے ساتھ ساتھ ڈاکٹری کی جدید ترین تحقیقاتوں سے آگاہی اور وقوف حاصل ہو سکے اور اعلیٰ پیمانے پر ایک ایسے دواخانہ کی تعمیر کہ جہاں بہترین قدیم و جدید اصولوں کے مطابق دوا تیار ہو سکے اس لیے ناگزیر تھی کہ اطبا کی بے توجہی اور عام دواسازوں کی ہوس نے اچھی خالص اور پُراثر دوائیں بازاروں میں ناپید کر دی تھیں جس کی وجہ سے طبِ یونانی روز بروز بدنام ہوتی چلی جا رہی تھی۔ کالج اس لیے تھا کہ صحیح نسخے لکھنے والے پیدا ہوں اور ہمدرد دواخانہ اس لیے تھا کہ وہ ہندوستان بھر کو قابلِ اعتبار اور عمدہ دوائیں مہیا کرے۔ نئی نئی دواؤں کے متعلق تجربہ و تحقیقات کرے۔ پرانی اور آزمودہ دواؤں کے مرکب جدید طریقہائے دواسازی کے مطابق ایسی صورت اور ایسے اسلوب سے تیار کرے کہ

وہ ترقی یافتہ دنیا کے لئے قابل قبول ہوں اور طب قدیم کے لیے باعث فخر ہوں۔ مسیح الملک نے اپنی تمام زندگی ... طب یونانی کے جسد مردہ میں روح پھونکنے کی ... حکیم عبدالمجید صاحب نے یونانی دواؤں کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔

آج جس طرح طبیہ کالج کے تعلق کا نام آتے ہی کسی حکیم کے متعلق یہ یقین ہو جاتا ہے کہ وہ طب قدیم کے علاوہ طب جدید کا بھی ماہر ہے اسی طرح دواؤں کے معاملے میں ہمدرد دواخانہ" کا نام بھی اس بات کی ضمانت سمجھا جاتا ہے کہ وہ دوا صحیح الترکیب، خالص اور موثر ہوگی۔ ہمدرد دواخانہ دواؤں کی دنیا کے دواسازی میں ٹکنیک کا نمونہ ہے جسے کسوٹی پر کسنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

ہمدرد دواخانے کے بعض حالات

ہمدرد دواخانے کا قیام ۱۹۰۵ء میں عمل میں آیا تھا اور اب وہ اپنی عمر کے چونتیس سال پورے کر کے پینتیس میں قدم رکھ چکا ہے۔ دواخانے کی یہ انتہائی بدنصیبی تھی کہ دست اجل نے اسے اپنے بانی کی نگرانی اور سرپرستی سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا لیکن اگر یہ صحیح ہے کہ عالی ہمت کی موت درحقیقت ان کی حیات جاویدہ ہوا کرتی ہے تو بلا اندیشہ تردید کہا جا سکتا ہے کہ گو حکیم حافظ عبدالمجید صاحب آج اپنے پیکر خاکی میں یہاں موجود نہیں ہیں لیکن ان کی روح آج دواخانے پر طاری و ساری ہے۔ ان کے فیضان تربیت نے انکے فرزند اکبر یعنی حکیم حاجی مولوی عبدالحمید صاحب کے اندر وہ تمام خوبیاں پیدا کر دی ہیں کہ جو حکیم صاحب مرحوم میں تھیں اور بلا کسی مبالغے کے کہا جا سکتا ہے کہ پرانے حکیم صاحب اب از سر نو جوان ہو کر اس دواخانے کی نگرانی فرما رہے ہیں۔ وہی درد قوم، وہی ذوق خدمت اور وہی صدق و خلوص جو مرحوم حکیم صاحب کی خصوصیات تھیں آج اس نوجوان دل کے اندر بھی نظر آ رہی ہیں اور جس وقت تک حکیم صاحب مرحوم کی یہ خصوصیتیں دواخانے کے ہر شعبے پر چھائی ہوئی ہیں اس وقت تک یہ کہنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے کہ حکیم عبدالمجید صاحب ہم سے رخصت ہو گئے۔ "ہمدرد" دواخانہ اپنے نئے سرپرست کی نگرانی میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور ہمیں خدا کی ذات سے یقین واثق ہے کہ وہ بہت جلد ترقی اور عروج کی اس منزل پر پہنچ جائے گا کہ جہاں اسے پہنچانے کی اس کے بانی کو تمنا تھی۔

دواخانے سے ہماری توقعات

ہمدرد دواخانے کے موجودہ سرپرست حکیم حاجی مولوی عبدالحمید صاحب ہیں۔ آپ کی ذات گرامی جن انسانی خوبیوں سے متصف ہے انہیں دیکھ کر اس دواخانے کے مستقبل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ ماشاءاللہ ایک بہت ہی صحیح القویٰ اور تندرست انسان ہیں اور مسلسل پندرہ سولہ گھنٹے روزانہ کام کرنے پر بھی ہمیشہ خوش اور بشاش رہتے ہیں۔ آپ بہت ہی عالی ہمت ہیں اور علو ہمت کا سب سے بڑا ثبوت ان کی منکسر مزاجی کے ذریعے سے مل جاتا ہے۔ حد سے زیادہ خلیق، حد سے زیادہ نیک اور صحیح معنوں میں صالح انسان ہیں اور ان خوبیوں کے ساتھ علم و عقل سلیم نے انہیں عام سطح سے بہت بلند کر دیا ہے۔ شروع ہی سے آپ کی طبیعت کو طب سے رغبت تھی اور بچپن ہی سے آپ نے دواخانے کے کاموں میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دواخانے کا ایک شعبہ بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کے کام سے وہ پورے واقف نہ ہوں بلکہ غالباً یہ کہنا بھی بالکل صحیح ہے کہ دواخانے میں صرف یہی ایک ایسی شخصیت ہے کہ جو ہر کام میں ماہر ہے۔ دواخانے میں ان کی موجودگی ماہرین فن کے لئے کہ جو دیانتداری اور محنت سے اپنا کام کرتے ہوں موجب ہمت افزائی ہوتی ہے اور کام سے جی چرانیوالوں یا کام کو ایک مصیبت سمجھ کر کرنے والوں کی دال نہیں گلنے پاتی۔

ایک طرف تو اتنی سخت محنت اور دوسری طرف اس قدر کڑی نگرانی، ان دونوں چیزوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دواخانے میں خراب ... دواؤں کی خرید، دواؤں کے ساتھ کسی دوسرے جزو کی آمیزش اور نسخوں کی دواؤں کے وزن میں کمی جیسے ایسے گناہ ہیں کہ جن کا خیال بھی اس کام کرنے والے کے دل میں نہیں آ سکتا۔ دواسازی کا فن جس حد تک ذلیل و مکروہ ہو گیا تھا اب اس دواخانے کی کوششوں کی بدولت پھر قدر و عزت اور قابل اعتبار ہوتا جا رہا ہے اور ہمیں امید ہے کہ وہ زمانہ اب دور نہیں ہے کہ جب ہم فخر کے ساتھ سر اونچا کر کے دنیائے جدید کو یہ بتا سکیں کہ طب قدیم کی دواسازی ہرگز ہرگز کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جسے ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا جا سکے اور یورپ اگر اپنے بہت سے کارخانوں کی دواسازی پر ناز کرتا ہے تو ہندوستان بھی اپنے ایک دواخانے پر فخر کر سکتا ہے۔

انتظامات

ایک ہندوستانی دیسی دواخانے کے ذکر میں انتظامات کا عنوان دیکھ کر ممکن ہے کہ بعض مغرب زدہ صاحبان کے لبوں پر حقارت آمیز تبسم

نمودار ہو جاتے ہیں لیکن ایسے بھی بہت سے حضرات ہیں جو یہاں تشریف لا کر جب دواخانہ کا معائنہ فرماتے ہیں تو ان کے لبوں پر اس قسم کا تبسم نمودار نہیں ہوتا اور وہ کارخانہ کو دیکھ کر حیرت سے چپ رہ جاتے ہیں۔

"ہمدرد" دواخانہ کا کاروبار بحمد اللہ تعالیٰ بہت ہی وسیع پیمانے پر جاری ہے اور کُل نظام تین شعبوں پر منقسم ہے۔ دواخانہ کا ایک بڑا حصّہ تو محض بیماروں کی ضرورتیں مہیا کرنے کے لیے مخصوص ہے جسے دوسرے الفاظ میں "دُکان" کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ اس دکان کی وسعت کا کچھ تھوڑا سا اندازہ تو آپ کو یہ معلوم کرنے کے بعد ہو جائے گا کہ بیس افراد کا عملہ صرف اس دوکان سے متعلق ہے اور زیادہ صحیح اندازہ آپ کو ان مریضوں کے اعداد و شمار معلوم کر کے ہوگا جو اس دوکان سے دوائیں خریدتے ہیں۔ ایسے مقامی خریداروں کی تعداد جنہوں نے گزشتہ سال اس دوکان سے دوا خریدی ۶۰۸۵۴۳۷ تھی۔

دواخانے کا دوسرا حصّہ اس کے تین بڑے گودام ہیں۔ ایک گودام میں صرف مفرد دوائیں رہتی ہیں اور اس کا نام گودام مفردات ہے۔ یہ ایک بہت ہی طویل و عریض عمارت ہے اور اس میں دس آدمی کام کرتے ہیں۔ اس عملے کا ایک افسر ہے جس کے فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ ہر دوا کو اپنی آنکھ سے دیکھے اور وقتاً فوقتاً ہر پرانی، خراب اور بے اثر دوا کو منیجر دواخانہ کے حکم سے ضائع کرتا رہے اور جو نئی دوا خریدی جائے اس کے متعلق پورے طور پر اطمینان کر لے کہ وہ تازہ، عمدہ اور صحیح الاثر ہے اور اس کے بعد اسے اچھی طرح صاف کر کے مناسب مقام پر رکھوا دے۔

(۲) "گودام مرکبات" اس گودام میں تمام مرکب دوائیں رہتی ہیں اور یہ بھی گودام مفردات کی طرح بہت بڑی عمارت ہے۔ سہولت کار کی غرض سے اسے پانچ حصّوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک حصّے میں صرف عرقیات اور شربت ہیں۔ دوسرے میں گلقند اور مربہ جات۔ تیسرے میں خمیرے اور تھوڑی مقدار والی معجونیں۔ چوتھے میں اطریفل اور کثیر مقدار والی معجونیں اور پانچویں میں سفوف، گولیاں اور مرہم وغیرہ۔ اس گودام میں پندرہ آدمی کام کرتے ہیں اور ایک ہوشیار اور تجربہ کار افسر کی نگرانی میں بہت ہی قابل اور معتبر دواساز ہر قسم کے مرکبات تیار کیا کرتے ہیں اور فی الحقیقت دواخانے کا یہی وہ شعبہ ہے کہ جس نے "ہمدرد دواخانہ" کی ایسی لازوال شہرت قائم کر دی ہے۔ کوئی ایسا مرکب کہ جس کی تیاری میں ذرا سی بھی نرالی واقع ہو گئی ہو نگران افسر کی نگاہوں سے نہیں بچ سکتا اور جب تک وہ پورے طور پر مطمئن نہ ہو گودام کے اندر جگہ نہیں پا سکتا۔

(۳) "گودام شاک" اس گودام میں صرف بوتلیں، خالی ڈبیں اور پارسل بھیجنے کے متعلق دیگر ضروری اشیاء رکھی جاتی ہیں اور تمام چیزیں اس قدر کافی مقدار میں مہیا رکھنی پڑتی ہیں کہ صرف ان چیزوں کے لیے عمارت کا ایک کافی بڑا حصّہ مخصوص ہو گیا ہے۔

ان گوداموں کے علاوہ دواخانے سے متعلق تین علیحدہ علیحدہ دفتر ہیں۔ ایک تو "ہمدرد" دواخانہ کا دفتر ہے جس کا تمام تعلق بیرونجات کی فرمائشوں کی بہم رسانی اور دواخانہ کے ہر قسم کے دوسرے کاروبار سے ہے۔ اس دفتر میں پندرہ آدمی کام کرتے ہیں۔ دوسرا دفتر رسالہ "ہمدرد صحت" کا ہے جو ماہوار اس دواخانہ سے شائع ہوا کرتا ہے اور جس کے متعلق بلا اندیشۂ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت اردو کے طبّی رسائل میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ "ہمدرد صحت" کی ادارت کے فرائض حکیم حاجی عبدالحمید صاحب نے خود اپنے ذمّے لے رکھے ہیں۔ تیسرا دفتر "مجلس تشخیص و تجویز" ہے جو چار بہت ہی تجربہ کار اور حاذق طبیبوں اور ایک طبیبہ پر مشتمل ہے۔ اس مجلس تشخیص کی صدارت بھی حکیم عبدالحمید صاحب ہی سے متعلق ہے۔ یہ مجلس ان تمام مریضوں کے خطوط پر غور اور بحث کیا کرتی ہے جو بیرونجات سے اپنا حال لکھ کر بھیجتے ہیں اور طالب دوا ہوتے ہیں۔ پورے غور و خوض کرنے کے بعد مجلس تشخیص ایسے مریضوں کی بیماریاں تشخیص کر کے مناسب اور مفید نسخے ان کے لیے تجویز کر دیا کرتی ہے۔

انتظامات کے اس مجمل اور مختصر ہی سے ذکر سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ دواخانہ عمدہ اور قابل اعتبار دوائیں مہیا کرنے کے متعلق کس قدر سعی بلیغ کرتا ہے۔ نیز یہ کہ جو دوائیں مفرد ہوں یا مرکب اس دواخانے سے نکلتی ہیں وہ عام ہندوستانی دواؤں کی سطح سے بلحاظ اثر و قوت کس قدر بلند ہوتی ہیں۔ یہ فخر اس دواخانے کو حاصل ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے حکماء نیز نوابان اور مہاراجگان جنہیں علم طب سے دلچسپی ہے اس دواخانے پر کامل اعتماد رکھتے ہیں۔

۱۹۳۲ء میں ہزایکسی لینسی راجۂ راجایان یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد صاحب بہادر جی۔ سی۔ آئی۔ ای سابق صدر اعظم دولت آصفیہ حیدرآباد دکن نے بھی اس دواخانے کا معائنہ فرمایا تھا اور ہمیں فخر ہے کہ ہزایکسی لینسی نے دواخانے کی کوششوں کو پسند فرما کر اظہار ہمدردی و طمانیت فرمایا تھا۔

"ہمدرد انسٹی ٹیوشن"

"ہمدرد" دواخانہ کی دواؤں نے دنیائے دواسازی میں ایک مفید اور خوشگوار انقلاب پیدا کردیا ہے [illegible] کی نظروں میں اب اسکی دواؤں کی حیثیت ایک معیاری حیثیت ہے۔ اس دواخانے نے گزشتہ پچیس سال میں فن دواسازی کے متعلق بہت سی [illegible] کی ہیں جن کی بدولت ہندوستانی دواسازی بھی اب ایک باقاعدہ اور مستقل فن کی صورت اختیار کرتی جاتی ہے اور یہ ایک ایسی [illegible] ہے کہ جو ہندوستان کے اندر طب یونانی کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔ ان ایجادات کے علاوہ چونکہ ہمدرد دواخانہ دواسازی کی [illegible] ماہرین کی بھی ایک جماعت پیدا کر رہا ہے جو اطراف ملک میں پھیل کر فن طب کی خدمات انجام دے رہی ہے [illegible] دواخانہ کی یہ بلکہ دواسازی کا ایک بہت ہی مفید انسٹی ٹیوشن ہے جو نہایت خاموشی کے ساتھ فن طب کی اور خلق اللہ کی خدمت میں رات دن لگا ہوا ہے۔

ہمدرد دواخانے کے متعلق یہ کہنا غالباً مبالغے میں داخل نہ ہوگا کہ فن طب اور فن دواسازی کی جیسی جلیل القدر اور اہم خدمات اس نے انجام دی ہیں ان کی نظیر مشکل ہی سے مل سکے گی۔ بالخصوص اس لیے کہ یہاں دوائیں ہی تیار نہیں ہوتیں بلکہ دواساز بھی تیار کیے جاتے ہیں۔ اور ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھ کر کیا ارباب علم اور ہمدردان ملک سے یہ توقع کرنی مناسب نہیں ہے کہ وہ تا حد امکان اس مفید انسٹی ٹیوشن کو ترقی دینے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

"جمیعۃ حاسدان ونقالان"!

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

اس سلسلے میں ہمیں اپنے معزز ناظرین سے "جمیعۃ حاسدان ونقالان" کا تعارف بھی ضروری معلوم ہوتا ہے یہ کلیہ ہے کہ دنیا میں ہر شے کے دوست دشمن سب ہی ہوتے ہیں۔ ہمدرد دواخانہ ملک وفن کی کیسی ہی بیش بہا خدمات انجام دیتا ہو بقول سعدیؒ "گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است" کا مصداق ہے۔ چنانچہ ایک جمیعۃ گو وہ کتنی ہی ناقابل اعتنا ہے اس کی مخالفت کے لیے دہلی میں قائم ہے جس کو "ہمدرد" کی ترقی ایک آنکھ نہیں بھاتی اور اس کا پروگرام یہ ہے کہ ہمدرد دواخانے کے خلاف جہاں تک ہو سکے پروپگنڈا کرے اور دواخانے کی ہر ہر چیز کی نقل کر کے پبلک کو دھوکہ دے کر فائدہ حاصل کرے لیکن مخالفت کے باوجود اپنے ناجائز فائدے کے واسطے اس کو اس کے سوا کوئی تدبیر نظر نہیں آتی کہ کسی نہ کسی شکل میں دواخانہ ہمدرد سے تعلق ظاہر کرے لیکن اہل نظر خوب جانتے ہیں کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی اور حقیقت شناس نظریں دودھ اور پانی علیحدہ کر ہی لیتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہمیشہ دواخانے کے شامل حال رہا ہے۔ اس لیے جس قدر اس کی مخالفت کی جاتی ہے اسی قدر اس کا نتیجہ دواخانہ کے حق میں اچھا نکلتا ہے سچ ہے ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

دعوت

آخر میں اس تمام سمع خراشی اور تضیع اوقات کی معافی چاہتا ہوں اور آپ سے التماس کرتا ہوں کہ جب آپ دہلی تشریف لائیں تو ہمدرد دواخانہ میں بھی ضرور قدم رنجہ فرمائیں تاکہ آپ بچشم خود دواخانے کے کاروبار کا معائنہ فرما سکیں۔ امید ہے کہ آپ طب یونانی کے عظیم الشان دواخانے کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔

قبولیت کا امیدوار

منیجر

ہمدرد دواخانہ یونانی۔ دہلی

کی

"مرکب دواؤں کی عمدگی اور نفاست کے لیے"

حضرت مسیح الملک کا اظہار مسرت

اور

آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس، دہلی

کی

سند

ذیل میں کانفرنس مذکور کی سند کے الفاظ درج کیے جاتے ہیں تاکہ پبلک کو اس بات کا اندازہ ہوجائے کہ ہمدرد دواخانے کے متعلق ہندوستان کی سب سے بڑی طبی انجمن اور دنیا کے طبیب اعظم نے کس رائے کا اظہار کیا ہے:-

"بخدمت شریف جناب منیجر صاحب ہمدرد دواخانہ دہلی"

آپ نے ۱۹۲۵ء کی ویدک اینڈ یونانی نمائش میں داخلہ کے لیے جو نمائشی اشیاء مرحمت فرماکر طبی فنون کے ساتھ اپنی ہمدردی اور بہی خواہی کا گرانقدر ثبوت دیا اس کا دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

یہ امر زیادہ موجب مسرت ہے کہ نمائشی اشیاء کی جانچ کنندہ کمیٹی نے معائنہ کے بعد آپ کی چیزوں کے متعلق امور مندرجہ ہیڈنگ کی بابت پسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور اسکو مستند قرار دیئے جانیکی سفارش کی ہے لہذا کمیٹی مذکور کی پسند کردہ مندرجۂ بالا امور کے لیے آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس یہ باضابطہ تحریری سند آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہے۔"

(پریذیڈنٹ) مسیح الملک حکیم (اجمل) خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ — آنریری سکرٹری نان سنگھ (وید)

دستور العمل

(۱) اس سے پہلے کی تمام فہرستیں منسوخ کی جاتی ہیں اب سب ادویہ کی قیمتیں اس فہرست کے مطابق چارج کی جائیں گی (۲) خریدار دیرینہ ہوں یا جدید ہمیشہ خط میں اپنا نام مع لقب و ڈاک خانہ و ضلع نیز اگر ریلوے سے پارسل منگانا ہو تو نام اسٹیشن مع لائن صاف صاف لکھا کریں۔ اگر پتہ صاف پڑھنے میں نہ آیا تو تعمیل نہ ہوگی (۳) زیادہ وزنی فرمائش کی تعمیل پیشگی قیمت آئے بغیر یا کافی اطمینان ہوئے بغیر نہ کی جائے گی (۴) اکثر اصحاب ریلوے پارسل طلب فرما کر بلٹی واپس کر دیتے ہیں جس سے کارخانے کو نقصان پہنچتا ہے۔ لہٰذا اگر ریلوے سے منگانا ہے تو نصف یا کم از کم چہارم قیمت (تخمینی) پیشگی بھیج دیں تاکہ آرڈر کی تعمیل کی جا سکے اور خط و کتابت میں دیر نہ ہو (۵) فرمائشی نسخہ بھی پوری یا آدھی قیمت پیشگی آنے پر تیار ہوگا۔ اگر قیمت نہ آئے گی تو دواخانہ بطلب قیمت خط روانہ کرے گا اور پھر قیمت اور خط کا جواب ملنے پر آرڈر کی تعمیل ہوگی۔ بہتر ہے کہ پہلے نسخہ بھیج کر قیمت دریافت کر لیں (۶) تمام پارسل نہایت احتیاط اور حفاظت سے پیک کیے جاتے ہیں۔ راستے کی غیر معمولی بے عنوانیوں سے اگر پارسل ٹوٹ جائے یا دیر سے پہنچے یا گم ہو جائے تو کارخانہ ذمہ دار نہیں (۷) ڈاک خانہ کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ ساڑھے پانچ سیر کا پارسل روانہ ہوتا ہے جس کا محصول ڈاک آٹھ آنے فی سیر کے حساب سے دو روپے گیارہ آنے (۲/۱۱) ہوتا ہے۔ اگر بوتل کا پارسل ڈاک خانہ کے ذریعہ منگانا ہو تو پہلے امور ذیل کو بغور ملاحظہ کیجیے۔ عرق کی بھری بوتل کا وزن ڈیڑھ سیر اور شربت کی ایک بوتل کا وزن پونے دو سیر ہوتا ہے۔ اور حفاظت کی غرض سے جس چوبی بکس میں ایک بوتل بند کی جاتی ہے اس کا وزن تخمیناً آدھ سیر ہوتا ہے اور جس میں دو بوتلیں بند کی جاتی ہیں اس کا وزن ایک سیر ہوتا ہے اور پھر علی التواتر وزن بڑھتا جاتا ہے۔ اس واسطے مناسب ہے کہ فرمائشی ادویہ کے اوزان کا پہلے اندازہ کر کے ڈاک خانہ کے ذریعے فرمائش منگائیں۔ چونکہ ریلوے کے ذریعے محصول میں کفایت ہوتی ہے اس لیے زیادہ وزن کی فرمائش جہاں تک ممکن ہو ریلوے کے ذریعے منگالی چاہیے۔ بعض اوقات فرمائشی ادویہ کی قیمت سے محصول ڈاک و پیکنگ وغیرہ کا خرچ دو چند سہ چند بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے لہٰذا فرمائش لکھتے وقت ادویہ کے محصول وغیرہ کا خوب سوچ سمجھ کر اندازہ کر لیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو معمولی قیمت کی مفرد ادویہ اور از قسم شربت و عرق و مربے وغیرہ ریلوے کے ذریعہ نصف قیمت پیشگی بھیج کر منگائیں۔

(۸) **ہر آرڈر کی تعمیل اسی روز یا دوسرے روز** کر دی جاتی ہے اگر فرمائش کی تعمیل میں دیر لگے تو سمجھنا چاہیے کہ کوئی نہ کوئی وجہ ہے اور ایسی حالت میں کارخانے کو معذور سمجھنا چاہیے۔ اگر فرمائش میں زیادہ چیزیں ہوں تو لکھنا چاہیے کہ تمام دوائیں روانہ ہوں یا جو مرکب دوا تیار نہ ہو یا از قسم مفرد نہ ملتی ہو تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھنا چاہیے کہ بعد میں جو دوا چھوٹ گئی ہو روانہ کی جائے یا نہیں (۹) اگر شربت یا عرق یا مربے کا پارسل ڈاک خانے کے ذریعہ منگانا ہو تو بقدر محصول رقم پیشگی بھیجنی چاہیے ورنہ تعمیل نہ ہوگی (۱۰) تمام مرکب دوائیں پورے اجزاء و صحت وزن کے ساتھ قابل اطمینان طریقہ پر تیار کی جاتی ہیں اور قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔ تاہم بہ خیال ہمدردی و فائدہ رسانی مرکبات کی خریداری پر طبیبوں اور عطاروں کو طلب کرنے پر [illegible] فیصدی کمیشن دیا جاتا ہے۔ اگر فرمائش کے خط میں کمیشن طلب نہ ہوگی یا بعد میں ہوگی تو پھر کمیشن نہ دیا جائے گا کیونکہ کارخانہ کا حساب خراب ہوتا ہے (۱۱) محصول پارسل و پیکنگ اور خرچہ وی پی وغیرہ ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ اگر کوئی صاحب پارسل منگا کر ویلیو واپس کر دیں گے تو ڈاک پارسل کا محصول اور ریلوے پارسل کا کرایہ آمد و رفت و ڈیمرج وغیرہ کے اخراجات وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔

(۱۲) آٹھ آنے سے کم کی فرمائش بذریعہ وی پی روانہ نہ ہوگی۔ اس لیے قیمت پیشگی بذریعہ ڈاک یا منی آرڈر آنی چاہیے۔

دہلی میں سیر اسی روپے کا اور تولہ ایک روپے کا مروج ہے اور اسی اوزان کے حساب سے دوائیں دی جاتی ہیں۔

مریضوں سے سوالات

اگر آپ کو اپنے مرض کی دوا اس فہرست میں نہیں ملی ہے یا آپ کو ہم سے ہی مشورہ لینا ضروری ہو تو اپنے مرض کی پوری کیفیت لکھئے اور ساتھ ہی مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات بھی ضرور لکھئے۔ سوالات کی عبارت نقل کرنے کی ضرورت نہیں صرف سوالات کا نمبر لکھ کر ہاں یا نہیں یا دو چار حرفی جواب ہو لکھ دیجئے۔ اس طرح سے تشخیص میں اچھی مدد ملے گی یہی طریقہ بیرونجات کے مریضوں کے تشخیص مرض و تجویز دوا کا ہے۔

مردوں کی بیماریوں کے متعلق سوالات

(۱) عمر کیا ہے؟ (۲) جسم فربہ ہے یا لاغر۔ وزن کیا ہے؟
(۳) کس موسم میں مرض کی شکایت زیادہ رہتی ہے؟
(۴) گرم یا سرد کس اشیاء سے نقصان پہنچتا ہے؟
(۵) پاخانہ دن میں کتنی مرتبہ اور کس کس وقت ہوتا ہے؟
(۶) پیشاب دن میں کتنی مرتبہ اور کس کس وقت ہوتا ہے؟
(۷) پاخانہ اور پیشاب کا رنگ و قوام کیسا ہے؟
(۸) بھوک اچھی لگتی ہے یا کم؟
(۹) پیاس زیادہ لگتی ہے یا کم؟
(۱۰) منہ کا ذائقہ کیسا ہے؟
(۱۱) پیشہ کیا ہے؟
(۱۲) آپ کی جائے سکونت کی آب و ہوا کیسی ہے؟
(۱۳) مرض کتنے عرصے سے ہے؟

ضعف مردمی کے متعلق خاص سوالات

(۱۴) کبھی مرض سوزاک یا آتشک تو نہیں ہوا؟
(۱۵) اگر ہوا ہے تو کتنا عرصہ گزرا۔ اب کوئی شکایت باقی ہے یا نہیں؟
(۱۶) پیشاب سے پہلے یا بعد میں سفید رطوبت تو خارج نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو کتنے عرصے سے؟
(۱۷) مشت زنی یا اغلام کی عادت رہی ہے تو کتنے عرصے تک؟
(۱۸) کیا عضو میں کجی۔ لاغری اور کوتاہی ہے؟
(۱۹) جوش قوت پورے طور ہوتا ہے یا کم یا بالکل نہیں ہوتا؟
(۲۰) مادہ تولید کا قوام رقیق ہے یا غلیظ؟
(۲۱) احتلام کتنے روز کے بعد ہوتا ہے کوئی صورت دکھائی دیتی ہے یا نہیں؟
(۲۲) کیا سرعت انزال کی شکایت ہے؟
(۲۳) شادی ہوئے کتنا عرصہ گزرا (۲۴) کوئی اولاد ہے یا نہیں؟
(۲۵) کسی نشیلی چیز کی عادت تو نہیں؟

عورتوں کی بیماریوں کے متعلق سوالات

(۱) عمر کیا ہے؟ (۲) شادی ہوئی یا نہیں؟
(۳) کوئی اولاد ہے یا نہیں؟
(۴) مرض کتنے عرصے سے ہے؟
(۵) کبھی غشی کا دورہ ہوا یا نہیں؟
(۶) اگر ہوا ہے تو شادی سے پہلے یا بعد؟
(۷) ایام ماہواری ہر مہینے وقت مقررہ پر ہوتے ہیں یا نہیں؟
(۸) ماہواری خون کی رنگت اور قوام کی حالت کیا ہے؟
(۹) کمر میں درد رہتا ہے یا نہیں؟
(۱۰) حمل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کتنے دن کا؟
(۱۱) شکایات مرض حمل کے زمانہ میں پیدا ہوئیں یا پہلے سے ہیں؟
(۱۲) اس وقت تک کوئی حمل ساقط تو نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو کتنے دن کا؟
(۱۳) رحم سے کسی قسم کی رطوبت تو خارج نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو کس رنگ کی؟
(۱۴) خاوند کو اگر کوئی موروثی بیماری مثل آتشک سوزاک وغیرہ ہو چکی ہو تو اس کا اظہار اگر ممکن ہو سکے تو کر دیا جائے ÷

بچوں کی بیماریوں کے متعلق سوالات

(۱) بچے کی عمر کیا ہے؟
(۲) کتنے عرصہ سے بیمار ہے؟
(۳) دودھ پیتا ہے یا چھڑا دیا؟
(۴) کوئی دانت یا ڈاڑھ نکل چکی ہے؟
(۵) پیٹ میں گرانی یا نفخ تو نہیں ہے؟
(۶) بچہ پاخانہ پیشاب کرتے وقت روتا تو نہیں ہے؟
(۷) پاخانہ میں چھوٹے چھوٹے کیڑے تو نہیں نکلتے ہیں؟
(۸) سوتے میں بچہ ڈرتا ہے یا نہیں؟
(۹) کبھی بیہوشی کا دورہ تو نہیں ہوتا؟

علاج الامراض

ذیل کے نقشے سے یہ معلوم ہوگا کہ اس فہرست میں کن کن مرض کے لیے کون کون سی ادویہ ہیں

ان صفحات میں صرف کثیر الوقوع امراض اور کثیر الاستعمال اور مجرب ادویہ ہی کا ذکر کیا گیا ہے

نمبر دوا	ادویہ
	متعدی اور وبائی امراض
	کھانسی و دمہ
۱۰۱	حب سرفہ
۱۰۷	حب سعال
۱۰۹	حب ضیق النفس
۲۵۱	سفوف دمہ
۲۹۸	شربت اعجاز
۳۳۵	شربت ذادیرس
۴۵۴	کشتہ ابرک کلاں
۴۸۸	عرق آب تربوز
۴۹۰	عرق سپستاں
۴۹۵	لعوق ضیق النفس
۲۴	اکسیر سعال
	سل و دق
۸۰	حب جواہر
۱۵۰	خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا
۲۸۵	سفوف ناصری
۲۹۸	شربت اعجاز
۴۱۴	عرق ہرا بھرا
۴۲۲	قرص سرطان
۴۲۳	قرص طباشیر لین
۴۳۱	قیروطی آرد کرسنہ
۴۵۴	کشتہ عقیق
ص۱۵	کشتہ طلا مرواریدی
۶۰۷	قرص سحر (رجسٹرڈ)
۶۰۷	ماء الحیات (رجسٹرڈ)
۴۸۸	عرق آب تربوز والا

نمبر دوا	ادویہ
۴۸۹	لعوق آب نیشکر والا
۵۹۹	ماء الذہب
۴۶۳	کافورستیاں
	ہیضہ
۶۶	جوارش کمونی
۷۹	حب پپیتہ
۲۷۹	سکنجبین سرکہ
۲۸۲	سکنجبین نعناع
۳۸۳	عرق پودینہ
۳۹۲	عرق گلاب
۴۶۳	کافورستیاں
ص۶۲	قلزم (رجسٹرڈ)
	پیچش
۸۷	حب پیچش
۲۷۹	دوائے سیاہ پیچش
۲۶۰	سفوف طین
۲۷۴	سفوف مویا
۳۱۳	شربت حب الآس
صفحہ ۹۱	تیج (رجسٹرڈ)
	طاعون
۸۸	حب طاعون عنبری
۳۸	تریاق وبائی
	امراض خبیثہ
	آتشک
صفحہ ۶۰	اکسیر فرنگ
۷۴	جوہر منقی
۷۶	جوہر ہما

نمبر دوا	ادویہ
۱۲۰	حب کتھہ
۱۷۹	دوائے عشبہ
۴۴۶	کشتہ گئودنتی
۵۵۲	معجون عشبہ
۶۰۵	مرہم آتشک
	خنازیر (کنٹھ مالا)
۹	اطریفل غددی
ص۲۶	روغن اکسیر خنازیر
	سوزاک
۱۹	اکسیر سوزاک
۱۹۹	دواکڑ ہائی والی
۲۶۷	روغن سوزاک جدید
۲۲۸	روغن صندل
۲۶۳	سفوف کشتہ قلعی
۲۶۸	سفوف مامیران
۴۱۳	عرق سوزاک
۴۱۸	قرص سوزاک
	جذام
۷۶	جوہری
۴۰۳	عرق مطبوخ
۵۱۵	معجون جذام
ص۴۳	معجون مصفی خاص
۶۳۰	شربت عشبہ خاص
	امراض خون
	کمی خون
۲۹۲	شربت فولاد
۳۲۴	شربت سویز

نمبر دوا	ادویہ
۳۱۹	عرق عنبر
۳۵۵	عرق ماء اللحم عنبری
۴۱۷	فولاد ستیال
ضمیمہ	شربت اکسیر خاص (رجسٹرڈ)
	خرابی خون
۶	اطریفل شاہترہ
۳۲۲	شربت عناب
۳۳۲	شربت مرکب مصفی خون
۴۰۳	عرق مرکب مصفی خون
ص۴۳	معجون مصفی خون
۶۳۰	شربت عشبہ خاص
	امراض عامہ
	بخار
۸۸	حب تپ بلغمی
۹۷	حب ربع
۱۱۶	حب غافث
۱۲۴	حب تپ لرزہ
۱۴۶	حب منج
۴۲۴	قرص غافث
۴۲۸	قرص گل
	وجع مفاصل (گٹھیا)
۸۲	حب اسگند
۱۰۳	حب سورنجان
۱۹۲	روغن سوم
۲۱۵	روغن قسط
۲۱۷	روغن کچلہ
۲۲۹	روغن سورنجان

نمبر دوا	ادویہ
[illegible]	معجون چوب چینی
۵۳۹	معجون سورنجان
[illegible]	معجون اوجاع
	امراض دماغ
۴	اطریفل زمانی
۱۲	اطریفل ملین
۳۴۹	قرص مثلث
	ضعف دماغ
۸	اطریفل مقوی دماغ
۴۵	جواہر مہرہ
۸۰	حب جواہر
۱۵۷	خمیرہ گاؤزبان عنبری
۱۵۸	خمیرہ گاؤزبان عنبری خاص
۱۶۰	خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا
۳۰۰	روغن بادام شیریں
۳۳۵	روغن لبوب سبعہ
۳۳۰	روغن مقوی دماغ
۴۴۸	کشتہ مرجان جواہر والا
۵۸۹	مفرح مشکیں (رجسٹرڈ)
	صرع وسکتہ
۸۴	حب ایارج
۱۰۰	حب صرع
۱۵۹	خمیرہ گاؤزبان عود صلیب والا
۵۴۱	معجون زبیب
	فالج، لقوہ اور رعشہ
۲۰	برشعشا
۳۶	تریاق فاروق
۸۱	حب اذراقی
۱۷۳	دواء المسک حار جواہر والی
۲۰۹	روغن سرخ
۲۱۱	روغن شفا
۲۱۵	روغن قسط
۲۰۹	روغن کلاں
۵۱۹	معجون اذراقی
۵۲۰	معجون تنج

نمبر دوا	ادویہ
۵۳۳	معجون جوگ راج گوگل
۵۰۴	معجون اسنا
	مالیخولیا
۱۴۸	خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا
۱۵۱	خمیرہ ابریشم عود مصطگی والا
۱۶۴	خمیرہ مروارید نسخہ کلاں
۱۶۳	خمیرہ زہر مہرہ
۲۵۲	شربت روح افزا
۲۵۶	شربت احمد شاہ
۴۶۸	گلقند سیوتی
	بے خوابی (سہر)
۳۰۰	روغن بادام شیریں
۳۰۳	روغن بنفشہ
۳۱۴	روغن کاہو
۳۳۵	روغن لبوب سبعہ
	نزلہ وزکام
۴	اطریفل زمانی
۲۷	برشعشا
۳۷	تریاق نزلہ
۹۲	حب جدوار
۱۳۳	حب فولادی
۱۲۵	حب نزلہ
۱۴۹	خمیرہ ابریشم سادہ
۱۶۴	خمیرہ مرجان جواہر والا
۱۵۳	خمیرہ خشخاش
۳۲۵	شربت فریادرس
۴۴۷	کشتہ مرجان سادہ
۴۴۸	کشتہ مرجان جواہر والا
۴۹۰	لعوق سپستان
	امراض چشم
	ضعف بصر
۴۳۳	سرمہ نرگسی (رجسٹرڈ)
۴۵۷	کحل شفا
۴۵۸	کحل الجواہر
	آشوب چشم
۳۸	برود کافوری

نمبر دوا	ادویہ
۹۹	حب [illegible]
۱۰۵	حب سیاہ
۴۶۰	کحل سیاہ
	آنکھ کی خارش
۲۹	باسلیقون [illegible]
۴۵۰	کحل شفا
	ناخونہ
۳۰	باسلیقون کبیر
۴۶۲	کحل [illegible]
	نزول الماء
۴۵۶	کحل چمکنی دوا
	امراض گوش
	درد گوش، درد دندان
۱۵۹	روغن بادام تلخ
۲۰۵	روغن ترب
	ثقل سماعت (بہراپن)
۱۵۵	روغن بادام تلخ
۳۱۰	روغن سماعت [illegible]
	امراض بینی
	نتن الانف (ناک کی بدبو)
۴	اطریفل زمانی
۲۲۰	روغن گل
۲۳۵	روغن لبوب سبعہ
	امراض دہن
	گندہ دہنی
۱۳	اطریفل کشنیزی
۹۲	جوارش [illegible]
۳۴۴	سنون مجلی
۵۰۹	مربہ زنجبیل
	قلاع (منہ آنا)
	ذرور چھالوں والا [illegible]
	سیلان اللعاب (رال بہنا)
۶۶	جوارش کمونی
۷۰	جوارش مصطگی نسخہ کلاں
۷۱	جوارش عود شیریں
	امراض دندان

نمبر دوا	ادویہ
	نکہت
۳۶	تریاق فاروق
۴۰۴	کشتہ کوڑی
۱۹۰	دوائے نکہت
	درد دندان
۳۳۰	سنون [illegible]
۳۳۹	سنون درد
	تحریک دندان (دانت ہلنا)
۳۳۴	سنون [illegible]
۳۳	سنون سپاری
۳۴۱	سنون کلاں
	امراض گلو
	بحۃ الصوت (آواز بیٹھنا)
۱۰۲	حب آواز کشا
۲۰۸	حب مغز بادام
	امراض قلب
	ضعف قلب
۳	جوارش شاہی
۴۵	جواہر مہرہ
۸۰	حب جواہر
۱۵۵	خمیرہ صندل
۱۶۳	خمیرہ زہر مہرہ
۱۷۵	دواء المسک معتدل جواہر والی
۲۵۳	شربت روح افزا
۳۲	شربت سیب شیریں
۳۲۲	شربت صندل
۳۸۱	عرق بید مشک
۳۵۵	عرق گاؤزبان عنبری
۴۵۴	کشتہ عقیق
۵۰۶	معجون نقرہ
۵۸۱	معجون طلاء
۵۹۲	مفرح شیخ الرئیس
۵۹۰	مفرح یاقوتی معتدل
۵۸۹	مفرح مشکیں (رجسٹرڈ)
	خفقان
۱۴۸	خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا

نمبر دوا	ادویہ
۱۵۰	خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا
۱۶۲	خمیرہ مروارید نسخہ کلاں
۲۹۵	شربت ابریشم سادہ
۱۷۱	دواء المسک بارد جواہر والی
۲۹۳	شربت روح افزا (رجسٹرڈ)
	غشی
۱۶۳	خمیرہ مروارید نسخہ کلاں
۲۹۳	شربت روح افزا
۳۸۱	عرق بید مشک
۳۹۴	عرق گذر
۳۹۶	عرق گلاب
۴۷۴	گلقند سیوتی
	امراض معدہ
	متلی و قے
۵۱	جوارش انارین
۶۲	جوارش عود ترش
۶۹	جوارش مصطگی
۲۸۱	سکنجبین لیموں
۳۰۰	شربت انار شیریں
۳۲۴	شربت فالسہ
۳۲۵	شربت نارنج
۳۹۳	عرق پودینہ
	درد معدہ
۵۲	جوارش جالینوس
۵۵	جوارش زنجبیل
۶۶	جوارش کمونی
۶۷	جوارش کمونی کبیر
۷۹	حب پپیتہ
۹۴	حب حلتیت
۱۱۹	حب کبد نوشادری
۲۷۶	سفوف نمک سلیمانی
۲۵۰	سفوف الاصلاح
۶۲۴	نمک جالینوس
۶۲۶	نمک مرگانگ
	جبوب مقوی معدہ
	ضعف معدہ

نمبر دوا	ادویہ
۵۲	جوارش جالینوس
۲۹۲	شربت فولاد
۳۷۲	عرق فولاد
۴۰۷	عرق نانخواہ
۴۳۹	کشتہ خبث الحدید
۴۴۳	کشتہ فولاد
ص ۸۱	کشتہ فولاد سونے چاندی والا
۴۴۹	کشتہ مرگانگ
۵۴۷	معجون سنگدانہ مرغ
۵۹۸	مالتی بسنت
۶۲۳	انوشدارو لولوی
۶۲۴	نمک جالینوس
۶۲۶	نمک مرگانگ
۴۱۷	فولاد ستیال
	جبوب مقوی معدہ
صفحہ ۹۲	معجون مقوی معدہ (رجسٹرڈ)
	قبض
۴	اطریفل زمانی
۱۹	اطریفل ملین
۶۸	جوارش کمونی مسہل
۱۴۱	حب قبض کشا
۱۹۷	روغن ارنڈی
۳۲۸	شربت ملین
۴۲۲	قرص ملین
	دیدان (پیٹ کے کیڑے)
۳	اطریفل دیدان
۴۷۰	گندھک ستیال
	بواسیر
۹۸	حب رسوت
۱۱۷	حب بواسیر بادی
۱۱۸	حب بواسیر خونی
۱۲۵	حب مقل
۲۶۱	سفوف فولادی
۳۴۷	ضماد بواسیر
۵۲۳	معجون بواسیر
۵۳۷	معجون خبث الحدید

نمبر دوا	ادویہ
۶۱۵	مرہم سائیدہ چوب نیم والا
	اسہال
۴۷	جوارش آملہ
۶۱	جوارش طباشیر
۷۰	جوارش مصطگی نسخہ کلاں
۲۶۰	سفوف طین
۲۷۴	سفوف مویا
۳۰۱	شربت انجبار
۳۱۳	شربت حب الآس
۵۹۸	مالتی بسنت
	امراض جگر و طحال
	ورم جگر
۱۱۹	حب کبد نوشادری
۲۱۲	روغن افسنتین
۳۱۶	شربت دینار
۳۲۷	شربت کثوث
۳۴۸	ضماد جالینوس
۳۷۵	عرق افسنتین
۳۷۹	عرق برنجاسف
۴۰۴	عرق مکوہ
۴۲۱	قرص زرشک
	ضعف جگر
۱۱۹	حب کبد نوشادری
۱۴۲	حب حیات
۱۷۵	دواء المسک معتدل جواہر والی
۱۷۸	دواء الکرکم کبیر
۲۹۲	شربت فولاد
۴۳۹	کشتہ خبث الحدید
۴۴۳	کشتہ فولاد
ص ۹۲	کشتہ فولاد سونے چاندی والا
۵۴۰	معجون دبید الورد
۴۱۷	فولاد ستیال
	استسقاء
۱۷۸	دواء الکرکم کبیر
۳۱۶	شربت دینار
۳۲۷	شربت کثوث

نمبر دوا	ادویہ
۳۳۷	شربت بزوری
۳۷۲	عرق فولاد
۴۰۷	عرق نانخواہ
۵۴۰	معجون دبید الورد
۵۴۳	معجون [illegible]
	عظم طحال و ورم طحال
	تلی بڑھ جانا اور تلی کا ورم
۲۱	اکسیر طحال
۸۳	حب الشفاء
۲۵۹	سفوف طحال
۳۰۳	شربت انجیر
۳۴۶	ضماد اشق
۳۵۰	ضماد طحال
۳۵۴	ضماد کبریت
ص ۶۱	ذوبانی (رجسٹرڈ)
	امراض گردہ و مثانہ
	سنگ گردہ و مثانہ
۲۱۴	روغن عقرب
۲۳۳	سفوف قلت
۲۹۴	شربت آلو بالو
۳۷۷	عرق اناناس
۴۳۸	کشتہ حجر الیہود
۱۶۶	دوائے سنگ
۵۲۷	معجون تلخ
۵۳۵	معجون حجر الیہود
۵۴۸	معجون سنگ سرماہی
۵۵۴	معجون عقرب
	ضعف گردہ و مثانہ
۵۴	جوارش زرعونی عنبری نسخہ کلاں
۲۸۰	سکنجبین بزوری
۳۱۵	شربت انناس
۴۸۳	لبوب کبیر
۵۵۵	معجون فلاسفہ
	ذیابیطس
۲۵۳	سفوف ذیابیطس
۴۳۰	قرص ذیابیطس

نمبر دوا	ادویہ
۳۲	[illegible]
۲۲۵	قرص کافوری
۳۳۱	کشتہ بیضہ مرغ
۶۰۰	[illegible] (رجسٹرڈ)
	امراض جلد
۶	اطریفل شاہترہ
۱۹۹	روح عشبہ
۲۰۰	سفوف شاہترہ
۳۳۵	ضماد جرب
۳۸۵	عرق شاہترہ
۴۰۲	عرق شیر مرکب
۶۱۲	مرہم کافور
۵۲۵	معجون مصفی خاص
۹۴۰	شربت عشبہ خاص
	برص
۲۴۵	سفوف برص
۳۵۱	ضماد برص
	داد
۱۴۲	حب داد
۳۵۳	ضماد داد
	پھنسیاں وغیرہ
۱۲۶	حب مصفی خون
۱۹۹	روح عشبہ
۲۸۶	سفوف شاہترہ
۳۳۲	شربت مرکب
۳۸۴	عرق چوب چینی بنسخہ خاص
۳۸۵	عرق شاہترہ
۳۸۹	عرق عشبہ
۴۰۲	عرق مرکب
۴۰۳	عرق مطہر خون
۴۱۱	عرق شیر معتدل الملک
۵۱۶	معجون چوب چینی بنسخہ خاص
۵۵۳	معجون عشبہ
۵۰۴	معجون چوب گز والی
۶۰۰	مرہم جند مار

نمبر دوا	ادویہ
	امراض مخصوص مردان
	جریان وکثرت احتلام
۲۰	اکسیر احتلام
۱۱۱	حب اکسیر جریان
۱۶۸	دوائے لونچی صاحب
۱۷۶	دوا الترنجبین
۲۴۶	سفوف بیجبند
۲۴۷	سفوف اسپغول
۲۶۲	سفوف خستہ تمر ہندی
۲۶۶	سفوف گوند کتیرا
۲۷۱	سفوف مغلظ ومسک
۴۴۵	کشتہ قلعی
۴۵۱	کشتہ نقرہ
۴۸۱	لبوب صغیر
۴۸۲	لبوب کبیر
۵۱۸	معجون آرد خرما
۵۲۸	معجون ثعلب
۵۶۱	معجون کلاں
۵۷۰	معجون جریان خاص
۸۵۵	مثالی
۹۲۲	قرص جریان
	سرعت
۷۷	حب نشاط
۹۳	حب المسک
۱۱۲	حب مسک طلائی
۱۱۴	حب مسک عنبری
۱۳۴	حب مسک السرخ
۵۳۱	معجون جلالی
	ضعف باہ
۲۲	الاحمر
۳۳	تریاق باہ معتدل الملک
۹۱	حب جالینوس
۱۰۴	حب عجیب
۱۱۰	حب مقوی معتدل الملک
۱۱۵	حب عنبر مومیائی

نمبر دوا	ادویہ
۱۳۶	حلوائے بیضہ مرغ
۱۳۸	حلوائے گندم کنجشک والا
۱۴۰	حلوائے ثعلب
۲۶۸	سفوف اعظم
۳۳۳	شربت مویز
۳۹۸	عرق ماء اللحم بنسخہ خاص و آتشہ
۴۰۰	عرق ماء اللحم عنبری بنسخہ کلاں
۴۰۹	عرق شہ زور
۴۴۱	کشتہ طلاء کلاں
۴۵۱	کشتہ نقرہ
۸۱۵	کشتہ طلاء مرواریدی
۴۷۹	لبوب الاسرار
۴۸۲	لبوب کبیر
۴۷۷	لبوب اعظم
۵۱۴	معجون اکسیر باہ
۵۲۸	معجون ثعلب
۵۲۹	معجون جالینوس لولوی
۵۳۱	معجون جلالی
۵۳۴	معجون اعظم
۵۶۱	معجون کلاں
۵۶۶	معجون مفرح الارواح
۵۶۴	معجون مومیائی
۵۸۷	معجون شباب آور (رجسٹرڈ)
۸۵۵	مسک بے نظیر (رجسٹرڈ)
۶۶۵	حب خاص
۶۶۶	حب احمر
۵۹۹	ماء الذہب
۶۳۵	حب بہی خاص (رجسٹرڈ)
۶۷۶	روغن مقوی
۸۲۶	معجون مقوی مسک
	لاغری وکجی
۱۸۲	دوائے مالش
۱۸۳	دوائے کور
۳۶۳	طلاء کیمیا تاثیر
۳۶۴	طلاء پیہ شیر والا
۳۶۵	طلاء اکسیر

نمبر دوا	ادویہ
۳۶۷	طلاء مشک والا
۳۶۸	طلاء عجیب
۳۶۹	طلاء سرخ
۳۶۲	طلاء شباب آور (رجسٹرڈ)
۳۷۱	طلاء الماس
۸۶۱	طلاء اعظم (رجسٹرڈ)
	امراض مخصوص زنان
	بندش حیض
۱۲۴	حب مدر
۳۴۰	شربت مدر
[illegible]	ماہواری (رجسٹرڈ)
	کثرت حیض
۱۷۷	دوائے خاص
۲۸۳	سفوف حابس
۲۸۷	سفوف خاص
۵۴۶	معجون سپاری پاک
	سیلان الرحم
۱۲۵	حب مرواریدی
۱۳۷	حلوائے سپاری پاک
۱۷۷	دوائے خاص
۲۸۷	سفوف خاص
۵۴۶	معجون سپاری پاک
۵۷۳	معجون موچرس
	ناشف
	اسقاط
۹۵	حب حمل
۵۳۶	معجون حمل عنبری علویخاں
۵۷۸	معجون نشارہ عاج والی
	ورم رحم
۶۰۸	مرہم داخلیون
۶۱۱	مرہم زردی بیضہ مرغ
	امراض بچگان
۱۸	اکسیر الاطفال
۶۲۵	نونہال

دِق اور سِل کے مریضوں کو مژدۂ صحت

آج کل ہندوستان میں دق اور سل جیسی خطرناک بیماریاں بہت کثرت سے پھیلی ہوئی ہیں ہمدرد ہزاروں قیمتی جانیں ان جان لیوا امراض کی نذر ہو جاتی ہیں سینکڑوں خوش و خرم گھرانے اس کی وجہ سے ماتمکدہ بنے ہوئے ہیں۔ اطباء کرام کا فرض ہے کہ ایسے متعدی اور خوفناک امراض کے معالجہ کی تحقیقات کریں اور اپنی تحقیق و تدقیق کے نتائج کو دنیا کے سامنے پیش کرکے پیام صحت پہنچائیں۔ مشکل یہ ہے کہ امساک کی گولیوں کی تحقیق اور مقوی باہ طلاؤں کی ایجادات سے انہیں فرصت نہیں۔ ہمدرد دواخانہ میں جو خدمت خلق و فن میں امتیاز خصوصی رکھتا ہے اور اپنی سچی ہمدردی اور خدمت گزاری کی وجہ سے دنیا میں طب یونانی کا سب سے بڑا کامیاب و منظم دواخانہ ہے اس مرض کے متعلق ایک عرصہ سے تجربات کیے جا رہے تھے شافی علاج کی جستجو برابر جاری تھی۔ الحمد للہ ان مبارک کوششوں میں حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ:

اب ہم اس قابل ہو گئے کہ دق سل اور پرانے بخار وغیرہ کے مریضوں کو مژدۂ صحت سنائیں تاکہ وہ ان جان لیوا امراض کے چنگل سے رہائی حاصل کر سکیں۔ اگر آپ بھی خدانخواستہ ان امراض میں مبتلا ہیں۔ تو

ہمدرد دواخانہ دہلی کے تیار شدہ لاثانی و صحت بخش مجربات خصوصی

یعنی

قرص سحر (رجسٹرڈ) اور ماء الحیات (رجسٹرڈ)

استعمال کیجئے

اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھئے ۷۵ فیصدی ایسے مریض جن کا مرض دوسرے درجے سے گزر گیا تھا۔ جراثیم مرض کا غلبہ تھا اور وہ محض پوست و استخواں کا ایک مجموعہ تھے۔ ان دو عجیب و غریب دواؤں کے استعمال سے تندرست و توانا ہو گئے جراثیم مرض کا قلع قمع ہو گیا۔ مریض کی قوت جو ضعف کے انتہائی درجات طے کر رہی تھی سنبھل گئی اور وہ اپنے اہل و عیال کے لیے سرمایہ عیش و مسرت ہو گئے۔ ان ادویہ کے استعمال کی مدت مرض کے درجات پر موقوف ہے لیکن انتہائی درجات میں بھی ۴۰ روز میں صحت کلی حاصل ہو جاتی ہے +

ترکیب استعمال و ہدایات

بالکل آسان و سادہ ہیں صبح کو قرص سحر ایک عدد منہ میں ڈالکر اوپر سے ماء الحیات ۵ تولہ پی لیجیے اور ترش و ثقیل چیزوں سے پرہیز کیجیے۔ پھلوں میں انار، انگور، سنگترہ استعمال کیجیے غذا نرم اور زود ہضم کھائیے۔ آش جو، ساگودانہ وغیرہ ہو تو زیادہ مناسب ہے۔

قرص سحر رجسٹرڈ قیمت فی قرص دو آنہ + **ماء الحیات** رجسٹرڈ قیمت فی بوتل جو بارہ روز کے لیے کافی ہو صرف دو روپیہ

نوٹ: ان ادویہ کو منگانے سے پہلے صفحہ ۵۴ دستور العمل ہذا کو ملاحظہ فرمائیے تاکہ دوا کے وزن وغیرہ کا اندازہ ہو جائے زیادہ وزن کا پارسل ریلوے سے منگانے میں کفایت ہے۔ ریلوے پارسل کے لیے چہارم قیمت پیشگی بھیجنی چاہیے +

پیچش اور دستوں کا بے نظیر علاج

پیچش

(رجسٹرڈ)

پیچش اور دستوں کے لیے موثر اور بے ضرر دوا کی تمام ضرورت کو پیچش کی ایجاد نے پورا کر دیا ہے اس دوا کی ایک دو خوراکیں ہی پیچش کی تمام تکلیفوں سے نجات دیتی ہیں دستوں کا سبب خواہ کچھ ہی ہو یہ دوا ہر موقعہ پر اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی معدہ اور آنتوں کو قوت دینے والے اجزا بھی اس میں شامل ہیں ہر گھر میں اس کا احتیاطاً رہنا ضروری ہے۔ قیمت فی شیشی ۴۲ خوراک (عہ) ایک روپیہ آٹھ آنے

ضمیمہ

ذوبانی

(رجسٹرڈ)

تلی کے مریضوں کے لیے تندرستی کا پیغام

تلی کی تمام شکایات کے لیے یہ دوا بہت سے تجربات کے بعد تیار کی گئی ہے۔ ہمدرد دواخانہ جن دواؤں پر بجا ناز کر سکتا ہے ان میں سے ایک دوا ذوبانی بھی ہے۔ خوبی یہ ہے کہ مقدار خوراک بہت کم اور فائدے حد سے زیادہ۔ تلی کی سختی اور ورم کو دور کرتی ہے اور گھلا کر اصلی حالت پر لے آتی ہے اور جسم پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔

قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲ار)

پرچہ ترکیب ہمراہ ہے

مفصل فہرست مفت طلب فرمائیے!

حیض کی خرابیوں کا سائنٹفک علاج

ماہواری

(رجسٹرڈ)

حیض کی خرابیوں کا سائنٹفک علاج ہے! اس دوا کے ذریعہ آپ عورت کی صحت کے سب سے بڑے خطرے کو رفع کر سکتے ہیں حیض کی کمی یا حیض کی بندش اور بے قاعدگی کے لیے اکسیری و حکمی دوا ہے ظاہری حیثیت سے اس دوا کو ہم بغیر کسی تامل کے یورپ کی بہترین پیٹنٹ ادویہ کے مقابلہ میں پیش کر سکتے ہیں لیکن اس کے خواص کا مقابلہ طب جدید کی کوئی دوا نہیں کر سکتی۔

مفصل پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا

ایک شیشی مہینوں کو کافی ہے!

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)



قرص جریان!

جریان جیسے تباہ کن مرض کے لیے قرص جریان ایک عجیب دوا ہی جریان کا سبب خواہ کچھ ہو یہ ہر صورت میں اپنا معجزنما اثر دکھاتے ہیں۔ اعضائے تناسل کی بڑھی ہوئی حس کو اعتدال پر لاکر صحیح حالت میں لاتے ہیں۔ اس دوا کی دو تین خوراکیں ہی کثرت احتلام کو روک دیتی ہیں۔

قیمت فی شیشی جس میں بیس یوم کے استعمال کی دوا ہی صرف دو روپے (عہ) پرچہ ترکیب ہمراہ ہے۔

معجون مقوی معدہ

یہ دوا ان اشخاص کے لیے تجویز کی گئی ہی جن کا نظام ہضم جوانی کی غلط کاریوں کی وجہ سے خراب ہو چکا ہی تجربہ شاہد ہی کہ اعضائے تناسل کے بیشتر مریض نظام ہضم کی خرابیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ معجون معدہ اور آنتوں کو نہایت قوت پہنچاتی ہی قبض کی شکایت کو رفع کرتی ہی۔ غذا جلد ہضم کرتی ہی۔

قیمت فی ڈبیہ بیس یوم کی دوا، دو روپیہ (عہ) پرچہ ترکیب ہمراہ ہی۔

ہمدرد دواخانہ یونانی، دہلی



اب کوئی شخص ناکام و مایوس نہیں رہے گا

ممسک بے نظیر رجسٹرڈ

کی ایجاد نے بیشمار مایوس و بے مراد لوگوں کو کامران بنا دیا ہے اس دوا کے خواص اس قدر یقینی ہیں کہ انسان کو مجبوراً دواؤں کی قوت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے. اگر آپ کو آجتک اس قسم کی سریع الاثر اور مفید دوا استعمال کرنے کا اتفاق نہیں ہوا ہے تو ممسک بے نظیر کا تجربہ کیجیے۔

ممسک بے نظیر جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے ایک نہایت مقوی اور انتہائی ممسک دوا ہے قوت اور امساک کی جسقدر دوائیں اب موجود ہیں ان میں اور ممسک بے نظیر میں یہ فرق ہے کہ ممسک بے نظیر کوئی خراب نتیجہ پیدا نہیں کرتی. ممسک بے نظیر میں مشک۔ عنبر یاقوت۔ زمرد مومیائی جیسی قیمتی ادویہ شامل ہیں، اور یہ دوا مہینوں میں نہایت کوشش سے تیار ہوتی ہے ہمدرد دواخانہ اس دوا پر بجا طور پر ناز کرسکتا ہے۔ مفصل پرچہ ترکیب دوا کے ہمراہ ہے. قیمت فی شیشی بارہ خوراک (عہ) تین روپے

حب مبہّی خاص رجسٹرڈ

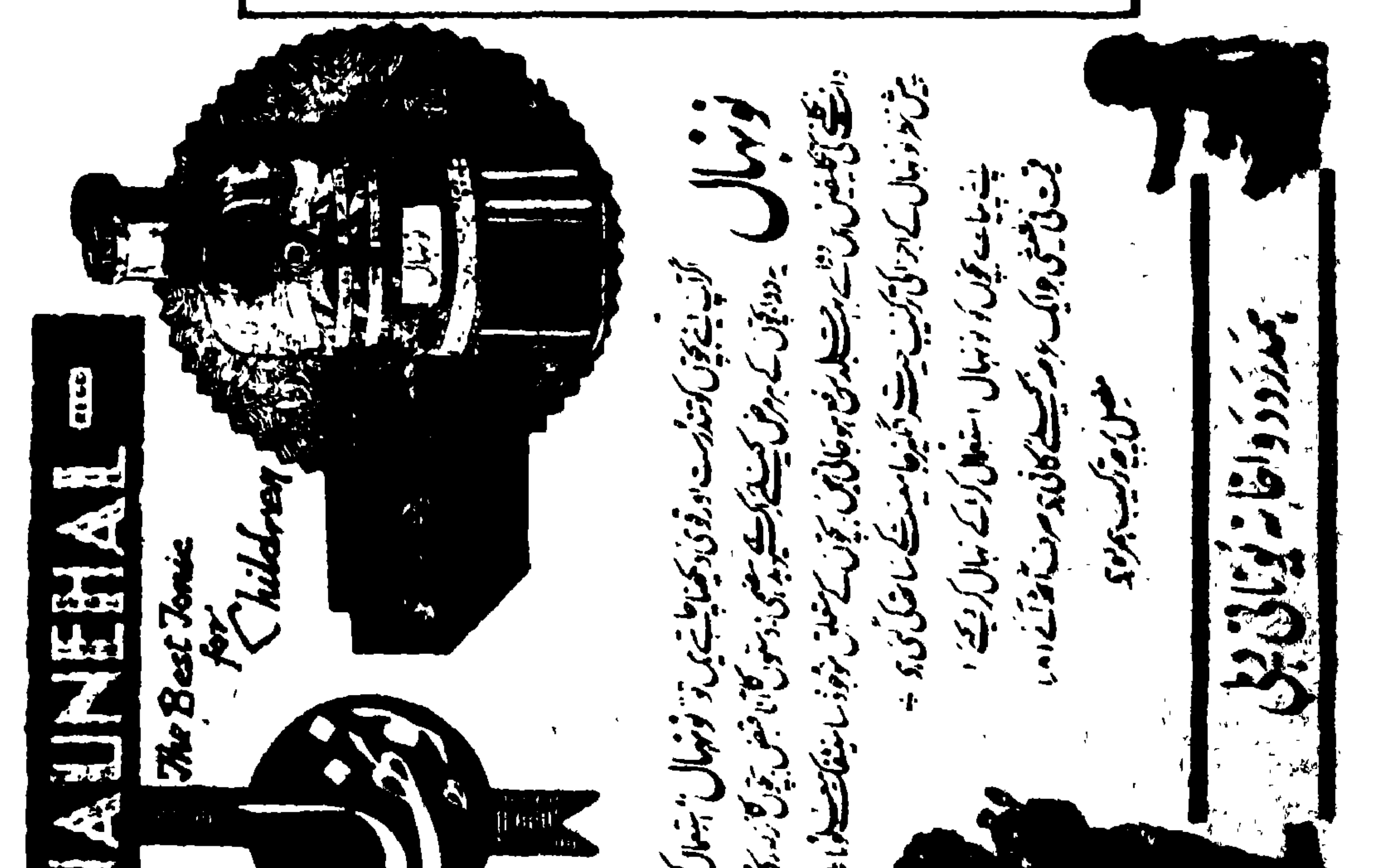
باہ کے متلاشیوں کے لیے یہ گولیاں نعمت غیر مترقبہ ہیں حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھاتی ہیں سست اور بیکار اعصاب میں برقی رو کی طرح اثر کرتی ہیں عضو مخصوص کو سخت اور قوی کرتی ہیں۔ مضر صحت اجزا سے پاک ہیں۔ بیش قیمت اور نادر ادویہ سے مرکب ہیں ان کا چند روزہ استعمال نامرد کو مرد اور مرد کو جوان مرد بنا دیتا ہے جماع کی قوت میں حیرت انگیز اضافہ کرتی ہیں جماع کے بعد قوت میں کمی نہیں ہونے دیتیں ایک بار کا تجربہ آپ کو بتا دے گا کہ "حب مبہّی خاص" کیا چیز ہیں۔

قیمت فی شیشی بیس گولی، دس روپے (عشہ) جو بیس روز کے لیے کافی ہیں +

قدرت کی حسین نعمت آنکھ ہی!
اور آنکھ کی تمام بیماریوں کے لیے ہمدرد دواخانے کا
نرگسی سرمہ رجسٹرڈ

مشہور ہے نظر کی کمزوری اور عینک کی عادت چھڑانے کیلئے دنیا میں سرمہ ... بہتر کوئی سرمہ پیدا نہیں ہوا آنکھوں کو روشن کرتا ہے ... پھولا ... نزول الماء موتیا بند ... بیمثل بنا ہی نرگسی سرمہ کا روزانہ استعمال آنکھوں کو تمام بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے ... قیمت فی شیشی تین ...

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی



تریاق فشار (رجسٹرڈ)

بلڈ پریشر کے لیے عجیب موثر دوا

تریاق فشار اس مشہور مرض کی ایک خاص دوا ہے جو عام طور پر بلڈ پریشر (ضغط دموی) کہلاتا ہے۔ ہمدرد دواخانہ کی مجلس تجربات اس مرض کے اسباب و نتائج کا عرصہ سے مطالعہ کر رہی تھی اور ایک ایسی کامیاب دوا کی تلاش میں تھی جو اس مرض کے مریضوں کے لئے پیام صحت ہو۔ بالآخر ایک سال کے تجربات کے بعد مجلس نے ایک ایسی دوا تیار کر لی ہے جسے طب یونانی میں اس مرض کی سب سے پہلی دوا کہا جا سکتا ہے۔ اس دوا سے غدودوں کا فعل درست ہو جاتا ہے اور خون کی رگوں کی دیواروں کی سختی کم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے مریض لاحق ہوتا ہے عام صحت [illegible] بہت جلد درست ہونے لگتی ہے۔ قلب کو اس دوا سے طاقت حاصل ہو جاتی ہے اور دماغی کمزوری کی وجہ سے [illegible] مقدار رگوں کی طرف نہیں پہنچتا اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ [illegible] کم ہو جاتا ہے۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہے۔ فی شیشی [illegible] دن کیلیے تین روپے۔

مانع حمل (رجسٹرڈ)

برتھ کنٹرول (ضبط تولید) کی ایک خاص دوا

اس دوا کی زیادہ تعریف فضول ہے۔ بس اتنا ہی بتا دینا کافی ہے کہ اس مقصد کے لیے آج تک جتنی دوائیں ایجاد ہوئی ہیں ان سب میں "مانع حمل" سب سے بہتر اور زیادہ سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ بالکل بے ضرر ہے اس کے لگانے سے عورتوں کے اعضاء میں کسی قسم کی سوزش یا تکلیف نہیں ہوتی۔ اس دوا کا اثر اس طرح ہوتا ہے کہ یہ مادے کے ان کیڑوں کو جو حمل کا باعث ہوتے ہیں [illegible] میں ہی زائل کر دیتی ہے اور ان کیڑوں کو موقع نہیں ملتا کہ وہ رحم میں داخل ہوں۔ بعض صورتیں واقعی ایسی ہوتی ہیں کہ عورت کی صحت کو محفوظ رکھنے کے لیے ایسی دوا کی ضرورت ہے اس لیے اس قسم کی دواؤں کا استعمال ضرورتاً ہی کرنا چاہیئے۔ قیمت فی شیشی دو روپے۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہے +

ضماد شباب (رجسٹرڈ)

یہ لیپ عورتوں کے پستانوں کے لیے ہے اس کے استعمال سے پستانوں کا ڈھیلا پن جاتا رہتا ہے اور وہ کنواری عورت کے پستانوں کی طرح سخت اور سڈول ہو جاتے ہیں۔ استعمال کرنے میں کوئی دقت نہیں۔ نہایت مفید بے ضرر اور خوشبودار ضماد ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ (عـہ)

قرص حمیّ جدید

یہ قرص ہر قسم کے بخار کے لیے از حد مفید ثابت ہوئے ہیں خصوصاً دق و سل کے بخاروں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ دو تین ہی دن کے استعمال سے بخار میں کمی ہونے لگتی ہے اور مریض اپنے اندر توانائی محسوس کرنے لگتا ہے۔ جراثیم سلیہ کو فنا کرنے میں یہ قرص اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ یہ قرص معالج کے ہاتھ میں ایک ایسا آلہ ثابت ہوتے ہیں کہ اگر وہ ہوشیاری سے مناسب بدرقوں کے ساتھ استعمال کرے تو اس کو اکثر کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ دق و سل کے بخار کے لیے ان قرصوں کا بدرقہ ماء الحیات یا عرق ہرا بھرا ہے۔ خوراک ایک قرص کی ہے اگر ضرورت ہو تو دن میں دو قرص استعمال کرائے جا سکتے ہیں۔ قیمت فی درجن صرف ۱۲

فساد خون، پھوڑے، پھنسی اور آتشک وغیرہ کے لیے دو نایاب دوائیں

معجون مصفی خاص

یہ معجون فساد خون، پھوڑے پھنسی کے لیے اکسیر ثابت ہوئی ہے چند ہی روز میں خون کو صاف کر کے بدن کو کندن بنا دیتی ہے۔ پرانے سے پرانے امراض اپنے حیرت انگیز کرشمے دکھاتی ہے خارش کو رفع کرتی ہے آتشک کے لئے نہایت مفید ہے [illegible] کو ایسی [illegible] تکلیف سے نجات دیتی ہے گٹھیا کے درد اور جذام میں بھی کامیاب تجربہ کیا گیا ہے عجیب چیز ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۱۰ تولہ دو روپیہ آٹھ آنے [illegible]۔ ترکیب استعمال [illegible] معجون شربت عشبہ خاص ۲ تولہ پانی میں ملا کر اس کے ساتھ استعمال کریں۔ ترش اور گرم اشیاء سے پرہیز ضروری ہے۔

شربت عشبہ خاص

عشبہ کے بے نظیر خواص طب قدیم و جدید میں مسلم ہیں درحقیقت عشبہ امراض خون کی مفید ترین دوا ہے ہمدرد دواخانہ [illegible] کا شربت خاص اہتمام سے بنایا گیا ہے اور اس میں دوسری مفید ادویہ شامل کر کے اس کے خواص میں غیر معمولی اضافہ فرما دیا گیا ہے۔ خون کو صاف کرتا ہے بدن کی خارش اور پھوڑے پھنسیوں کو چند ہی روز میں آرام کرنا اس کا معمولی کرشمہ ہے اگر آپ خدانخواستہ گٹھیا کے درد اور جذام میں مبتلا ہیں تو اس شربت کی شفا بخشی ملاحظہ فرمائیں۔ ترکیب استعمال: پانچ تولہ یہ شربت بقدر ضرورت پانی میں ملا کر معجون مصفی خاص ۶ ماشہ کھا کر اوپر سے شربت پی لیں۔ ترش اور گرم اشیاء سے پرہیز ضروری ہے۔ قیمت فی بوتل جو بیس دن کے لئے کافی ہے۔ دو روپے (عـہ)

پتہ:- ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مرکبات ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

الف

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۴	اطریفل زمانی	خواص. دماغ کا تنقیہ کرتا ہو. مالیخولیا و مراق کے لیے بہت مفید ہو. درد سر قولنج اور تبخیر کو رفع کرتا ہو. اس کی مداومت (برابر استعمال کرتے رہنا) نزلہ کا قلع قمع کر دیتی ہو. ہر مزاج والے کو موافق آتا ہو۔ ترکیب استعمال ۵ ماشہ سے ۹ ماشہ تک ہمراہ عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ یا تنہا بغیر کسی چیز کے استعمال کریں. ترش و بادی اشیا سے پرہیز	فی سیر عـ/ر فی تولہ ـر
۶	اطریفل شاہترہ	خواص. فساد خون اور خارش وغیرہ امراض کے لیے نہایت مفید ہو. آتشک کی گرمی دور کرنے کے لیے نہایت مجرب چیز ہو۔ ترکیب استعمال ۹ ماشے سے ایک تولہ تک عرق مرکب مصفی خون کے ساتھ یا بغیر کسی چیز کے صبح کو استعمال کریں. گرم و ترشی سے پرہیز۔	فی سیر عـ/ر فی تولہ ار
۸	[illegible]	خواص. دماغ کو قوت بخشتا ہو. آنکھوں کی روشنی کو قائم رکھتا ہو. نزلہ، درد سر حار کے لیے نہایت مفید ہو۔ ترکیب استعمال صبح یا سوتے وقت ۹ ماشے استعمال کریں. ترش اور بادی چیزوں سے پرہیز	فی سیر ـ/ر فی تولہ ـر
۹	[illegible]	خواص. خنازیر یعنی کنٹھ مالا کے لیے مفید ہو اور معدہ اور دماغ کو فضلات سے پاک کرتا ہو۔ ترکیب استعمال صبح کو ۹ ماشے عرق مرکب کے ساتھ یا تنہا بغیر کسی چیز کے استعمال کرنا چاہیے۔ بادی اور ترشی سے پرہیز۔	فی سیر صـ/ر فی تولہ ار
۱۳	اطریفل کشنیزی	خواص. درد سر اور درد چشم اور کان کی بیماریوں کے لیے جو معدہ کی تبخیر کی وجہ سے ہوں مفید ہو. دماغ کو قوت دیتا ہو اور معدہ کی تبخیر کو بند کرتا ہو. بواسیر کو روکتا ہو (ترکیب استعمال) ایک تولہ رات کو سوتے وقت عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ کے ساتھ یا ایسے ہی استعمال کریں۔	فی سیر عـ/ر فی تولہ ـر
۱۴	اطریفل مقل	خواص. بادی و خونی دونوں بواسیر کے لیے مفید ہو. قبض کو رفع کرتا ہو. بالخصوص خونی بواسیر کو روکتا ہو۔ ترکیب استعمال. صبح یا رات کو سوتے وقت بغیر کسی چیز کے تنہا استعمال کریں۔	فی سیر عـ/ر فی تولہ ـر
۱۶	اطریفل ملین	خواص. دماغی بیماریوں کے لیے مفید ہو اور پرانے درد سر کو زائل کرتا ہو. معدہ اور آنتوں کے درد کو دور کرتا ہو اور قبض کشا ہو۔ ترکیب استعمال. رات کو سوتے وقت ۹ ماشے یہ دوا نیم گرم پانی کے ساتھ استعمال کی جاتی ہو۔	فی سیر عـ/ر فی تولہ ـر
۱۸	اکسیر الاطفال	خواص. اس دوا کا ہر مکان میں رہنا طبیب یا ڈاکٹر کا کام دیتا ہو. خورد سال بچوں کے واسطے نہایت ہی مفید ہو. معدہ کو صحیح حالت میں رکھنا بدہضمی کو رفع کرنا اور پیٹ کی ہر قسم کی خرابیوں کی اصلاح کرنا اور قدرتی نشو و نما کو قائم و برقرار رکھنا اس کا خاص فعل ہو، غرضے کہ اسم با مسمیٰ ہو. پرچہ ترکیب استعمال ڈبیہ پر چسپاں ہو۔	فی ڈبیہ ۸ر آٹھ آنے
۱۹	اکسیر سوزاک	خواص. یہ سفوف سوزاک کے قرحہ کو بہت جلد بھر دیتا ہو، بارہا کا مجرب ہو۔ ترکیب استعمال، ۵ ماشے یہ سفوف حسب ذیل ادویہ کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے. شیرہ تخم خیارین ۳ ماشے شیرہ تخم خربزہ ۳ ماشے. شیرہ خارخسک ۳ ماشے. شیرہ بادیان ۳ ماشے. پانی میں باریک پیس کر شربت بزوری ۲ تولہ ملا کر سفوف کھائیں اور اوپر سے دوا پی لیں یا صرف شربت بزوری ۴ تولے کے ساتھ استعمال کریں۔	فی ڈبیہ عـ/ر
۲۰	اکسیر منی	خواص. مادہ تولید کی اصلاح کرتا ہو. رقت و کثرت احتلام کو رفع کرتا ہو. بارہا کا مجرب ہو۔ ترکیب استعمال، ۱ ماشے یہ اکسیر صبح کو گائے کے دودھ کے ساتھ استعمال کریں. کھٹی اور ثقیل چیزوں سے پرہیز	فی ڈبیہ عـ/ر
۲۱	اکسیر طحال	خواص. طحال کے واسطے اکسیر ہو، مرض کیسا ہی پرانا ہو اس کے استعمال سے شفائے کلی ہو جاتی ہو. تلی کے ورم کو تحلیل کرتی ہو اور اس کی سختی کو دور کرتی ہو. معدے کو قوت پہنچاتی ہو۔ ترکیب استعمال، ۳ ماشے یہ دوا ۵ تولہ پانی میں ملا کر صبح و شام کھانا کھانے کے بعد استعمال کریں۔	فی شیشی عـ/ر

اکسیر فرنگ رجسٹرڈ } یہ دوا آتشک کے لیے تیر بہدف ثابت ہوئی ہو نئے اور پرانے ہر قسم کی آتشک میں اکسیر ہو. ابتدائے مرض میں استعمال کرنے سے مرض کو بالکل نیست و نابود کر دیتی ہو. سوداوی اثرات اور آتشک کے عوارض کو زائل کر دیتی ہو. غرضیکہ یہ دوا آتشک کی بہترین دوا ہو، فی شیشی ۳۰ گولی (عـ/ر)

نوٹ:- باقی اطریفلوں کے نام اور مختصر خواص اور قیمتیں آخر میں لگی ہوئی فہرست تتمہ میں دیکھیے۔ "مینجر"

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۲۲	الاحمر	خواص۔ تقویت باہ کے لیے بے نظیر دوا ہے۔ عام جسمانی کمزوری کو رفع کرتی ہے۔ بے انتہا خون صالح پیدا کرتی ہے۔ اعصاب کو قوی کرتی ہے اور حرارت غریزی کی محافظ ہے۔ عجیب مؤثر چیز ہے۔ فی تولہ (عہ) اٹھارہ روپیہ ترکیب استعمال، ۱ چاول سے ۲ چاول تک لعوب کبیرہ ۵ ماشے یا معجون جالینوس لولوی ۵ ماشے یا کسی اور مناسب بدرقہ کے ساتھ کھائیں۔	شیشی ۱۱ تولہ ایک سو دو روپیہ

۲۳ اکسیر شفا — جنون کی اکسیر دوا

ہر قسم کے جنون کے لیے دنیا میں بہترین دوا ہے جس کے بے نظیر فوائد کو عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے جنون کے علاوہ اختلاج بہت جلد تخفیف ہو جاتی ہے۔ جنون جو اختناق الرحم (باؤگولہ) کی وجہ سے ہو اس کے لیے عجیب و غریب ثابت ہوئی ہے۔ مدت استعمال مرض کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہے لیکن عام طور پر زیادہ سے زیادہ ۴۰ روز کا استعمال پورے فائدے کے لیے کافی ہے۔ قیمت فی قرص دو آنے۔
ترکیب استعمال:۔ ایک قرص صبح کو شربت زوج اور ۱۲ تولہ کے ساتھ استعمال کریں۔ اگر شربت نہ مل سکے تو صرف پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

۲۴ اکسیر سعال

(کھانسی اور دمہ کی لاثانی دوا) انسانی زندگی کا دارومدار پھیپھڑوں کی تندرستی اور سلامتی پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان میں کوئی نقص پیدا ہوتا ہے تو صحت کے لیے نہایت مضر ثابت ہوتا ہے۔ آج کل ہمارے اہل وطن طبعی کھانسی اور دمہ کی شکایت میں بکثرت زیادہ مبتلا نظر آتے ہیں۔ "اکسیر سعال" اس شکایت کا کامیاب علاج ہے۔ چند روز کے استعمال سے مرض میں حیرت انگیز طور پر تخفیف ہونے لگتی ہے اور یہ تکلیف دہ مرض رفع ہو جاتا ہے۔ اس مرض سے جو عام کمزوری ہو جاتی ہے اس کو قوت سے بدل دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۴۰ قرص ایک روپیہ چار آنے (عہ)
ترکیب استعمال، ایک قرص شہد یا مکھن میں ملا کر استعمال کریں۔ اس کے استعمال کے دوران میں مکھن اور دودھ حسب برداشت استعمال کرنا چاہیے۔

ب

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۲۷	[illegible]	خواص:۔ زکام، نزلہ، مالیخولیا وغیرہ اور فالج ضعف اعصاب ورعشہ ونسیان اور درد قولنج۔ درد معدہ وجگر کے لیے بہت ہی مفید دوا ہے۔ ہر مطب میں یہ دوا کثرت سے برتی جاتی ہے۔ ترکیب استعمال، صبح یا رات کو سوتے وقت ایک ماشہ یہ دوا عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ یا دوسری مناسب ادویہ کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے۔ ترش و بادی چیزوں کا پرہیز۔	فی سیر ۵ فی تولہ ۳

ت

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۳۲	تریاق [illegible]	خواص، مغلظ منی، نافع جریان، محرک باہ، ممسک ومقوی اعضاء رئیسہ ہے۔ اس میں نشہ کرنے والی کوئی دوا نہیں ہے۔ ترکیب استعمال۔ تین ماشے کھا کر اوپر سے پاؤ سیر دودھ پی لیں۔	فی تولہ ۸
۳۵	تریاق [illegible]	خواص۔ یہ دوا معدہ اور آنتوں کو قوت دیتی ہے اور کمزوری معدہ کی وجہ سے جو دست آتے ہیں ان کو روکتی ہے۔ ترکیب استعمال، ۲ چاول یہ دوا معجون سنگدانہ مرغ ۵ ماشے کے ساتھ استعمال کریں۔	فی تولہ [illegible] شیشی ۵ خوراک [illegible]
۳۷	تریاق نزلہ	خواص۔ نزلہ کو روکتا ہے اور کھانسی کے لیے مفید ہے اگر اسے عرصہ تک استعمال کیا جائے تو نزلہ کی دائمی شکایت جاتی رہتی ہے۔ ترکیب استعمال، صبح یا رات کو سوتے وقت ایک تولہ استعمال کرنا چاہیے۔ ترش اور ثقیل چیزوں سے پرہیز	فی سیر [illegible] فی تولہ

ج

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۴۷	جوارش [illegible]	خواص، معدہ اور دل کو قوت دیتی ہے اور دل و جگر کی زائد حرارت کو کم کرتی ہے۔ اختلاج اور تبخیر کو مفید ہے اور صفراوی دستوں کو روکتی ہے۔ دماغ کو بھی قوت دیتی ہے (ترکیب استعمال)۔ ۵ ماشے یہ جوارش صبح کو عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ یا ہمراہ آب تازہ کھائیں۔	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]
۴۹	جوارش [illegible]	خواص۔ بدہضمی و معدہ کی سردی کو دور کرتی ہے اور بادی بواسیر کا استیصال کرتی ہے۔ پیٹ کو بڑھنے نہیں دیتی۔ کھانا کھانے کے بعد اس کا استعمال غذا کو اچھی طرح ہضم کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ نفخ نہیں ہونے دیتی اور ریاحی درد کو دور کر دیتی ہے۔ نہایت مفید چیز ہے۔ ترکیب استعمال۔ صبح کو یا دونوں وقت غذا کے بعد ۷ ماشے یہ جوارش استعمال کریں۔ بادی اشیاء سے پرہیز۔	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]
۵۱	جوارش [illegible]	خواص۔ معدہ اور جگر کو قوت دیتی اور اشتہا پیدا کرتی ہے اور حرارت کو تسکین دیتی ہے۔ ترکیب استعمال۔ ۵ ماشے یہ جوارش صبح یا جس وقت ضرورت ہو پانی کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے۔	فی تولہ ۱
۵۲	جوارش جالینوس	خواص، معدہ کو قوت دیتی ہے۔ درد کمر کو زائل کرتی ہے۔ قوت باہ کو بڑھاتی ہے۔ گندہ ذہنی اور ریاح کو دور کرتی ہے۔ پیشاب جو سردی سے آتا ہو روکتی ہے۔ بادی بواسیر اور گردہ و مثانہ کی ریگ کو دفع کرتی ہے۔ اشتہا پیدا کرتی ہے۔ قبض کو دفع	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۵۳	جوارش جالینوس	...کرتی۔ بالوں کی سیاہی قایم رکھتی، درد سر اور بلغمی کھانسی کو نافع ہے۔ حکیم جالینوس کا مجوزہ نسخہ ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۵ ماشے یہ جوارش عرق بادیان ۲ تولہ کے ساتھ یا قدرے پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ بادی و ثقیل اشیاء سے پرہیز	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]
۵۴	جوارش زرعونی سادہ	**خواص**۔ گردہ و جگر کو قوت دیتی۔ قوت باہ کو بڑھاتی ہے۔ باہ کو قوت دیتی ہے اور کمزوری کو زائل کرتی ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۵ ماشے یہ جوارش صبح کو عرق بادیان ۷ تولہ عرق گاؤزبان ۵ تولہ یا صرف عرق سونف ۵ تولہ یا دوسری مناسب ادویہ کے ساتھ یا قدرے پانی کے ساتھ استعمال کی جائے۔ بادی و ترش اشیاء سے پرہیز	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]
۵۵	جوارش زرعونی عنبری نسخہ کلاں	**خواص**۔ گردہ و مثانہ و جگر و دماغ کو قوت دیتی ہے۔ پشت کو مضبوط کرتی ہے۔ معدے کی اصلاح کرتی ہے۔ بلغمی و سوداوی امراض مثلاً زیادتی پیشاب، درد سر بلغمی، کھانسی و نقرس وغیرہ امراض کے لیے نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ ریح کو دور کرتی ہے، مادہ تولید کو بڑھاتی اور باہ کو قوت دیتی ہے اور بالوں کی سیاہی کو قایم رکھتی ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ آلات تولید اور گردہ و مثانہ کو قوت دینے کے واسطے ۵ ماشے جوارش کشتہ فولاد دو چاول کے ساتھ استعمال کریں۔ اگر گردہ کے ضعف سے ریگ آتی ہو یا پیشاب میں شکر یا چربی دار مادہ خارج ہوتا ہو تو یہ جوارش ۵ ماشے کشتہ زمرد ۲ چاول اور عرق انناس آٹھ تولہ شربت بزوری ۲ تولہ کے ساتھ استعمال کریں۔ **نوٹ**:۔ اس جوارش کو صرف کشتہ فولاد یا صرف کشتہ زمرد یا صرف جوارش بھی استعمال کر سکتے ہیں۔	فی سیر [illegible] فی تولہ ۴ر
۵۷	جوارش سفرجل مسہل	**خواص**۔ درد قولنج کو زائل کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ معدے کو قوت دیتی ہے۔ دست آور ہے اور دستوں کے ذریعے خراب اور فاسد مادے کو خارج کرکے معدہ اور امعاء کو پاک کرتی ہے۔ جگر کی حرارت کو کم کرتی ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ صبح یا رات کو سوتے وقت ۱ تولہ عرق بادیان یا نیم گرم پانی کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے۔ قابض چیزوں سے پرہیز	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]
۶۲	جوارش انارین	**خواص**۔ معدے کو قوت دیتی، اشتہا پیدا کرتی ہے۔ غذا کے ہضم ہونے میں مدد دیتی ہے۔ رطوبت اور بلغم کو تحلیل کرتی ہے۔ بھوک لگاتی اور صفرا کی زیادتی سے جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کے لیے بالخصوص مفید ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۵ ماشے صبح و شام بغیر کسی دوا کے یا دوسری مناسب ادویات کے ساتھ استعمال کریں۔ بادی و ترش کا پرہیز	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]
۶۳	جوارش کمونی ملین	**خواص**۔ معدے کو قوت دیتی ہے۔ قبض کو دور کرتی ہے۔ اشتہا کو ترقی دیتی ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۹ ماشے یہ جوارش عرق بادیان ۱۰ تولہ کے ساتھ یا تنہا لیے ہی استعمال کی جاتی ہے۔ بادی و ترشی کا پرہیز	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]
۶۶	جوارش کمونی کبیر	**خواص**۔ معدے کی سردی اور سوء ہضم اور رطوبت کو دور کرتی ہے اور بخار کو جو معدے کی خرابی سے ہو زائل کرتی ہے اور رطوبت کو خشک کرتی ہے۔ معدے کو پاک و صاف رکھتی ہے۔ قبض کو رفع کرتی ہے اور ہچکی اور شہوت کلبی کو دور کرتی ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۵ ماشے سے ایک تولہ تک صبح کو عرق بادیان ۷ تولہ عرق عنب الثعلب ۷ تولہ یا اور مناسب ادویہ کے ساتھ یا صرف پانی کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے۔ ٹھنڈی، مرطوب اور بادی چیزیں نہ کھائیں۔ ہلکی غذا کھائیں مگر بھوک سے کم۔	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]
۶۹	جوارش مصطگی	**خواص**۔ معدہ و جگر کی سردی کو دور کرتی ہے اور منہ سے پانی بہنے کو اور پیشاب کی کثرت اور دستوں کو روک دیتی ہے۔ خفقان کو دور کرتی۔ ضعف معدہ کے لیے مفید ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۱ تولہ جوارش صبح کو ہمراہ عرق بادیان یا صرف پانی سے استعمال کی جائے۔ مرطوب نفاخ اور دیر ہضم غذاؤں سے پرہیز	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]
۷۱	جوارش عود ترش	**خواص**۔ معدہ کی خرابی اور کمزوری کو دور کرتی ہے۔ بھوک پیدا کرتی ہے اور کھانا خوب ہضم کرتی ہے۔ نہایت مفید دوا ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۵ ماشے یہ جوارش عرق بادیان ۱۲ تولہ یا قدرے پانی کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے۔ بادی اور ثقیل چیزوں سے پرہیز	فی سیر [illegible] فی تولہ [illegible]
۷۴	جوہر شفا	**خواص**۔ سوداوی امراض آتشک و گنٹھیا عرق النساء وغیرہ امراض کے لیے اکسیر ہے۔ اختلاج قلب و توحش کے لیے جو سوداوی بخارات سے ہو فائدہ مند ہے۔ پرانے سوزاک میں بمشورہ طبیب اس کا استعمال نمایاں فوائد دکھاتا ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۲ چاول یہ دوا مویز منقیٰ میں رکھکر اس کو چاروں طرف سے بند کرکے بلا چگلیں کہ دانتوں کو نہ لگے بلکہ دوا خوب نگل لیں	فی ماشہ ۱۲ر فی تولہ [illegible]
۷۵	جواہر مہرہ	**خواص**۔ اعضائے رئیسہ دل دماغ کو نہایت قوت دیتا ہے۔ حرارت غریزی کی حفاظت کرتا ہے۔ امراض کے بعد جو کمزوری رہ جاتی ہے اس کو زائل کرکے اصلی قوت بخشتا ہے۔ طب یونانی کی کامیاب دواؤں میں سے ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۲ چاول یہ جواہر مہرہ خمیرہ گاؤزبان ۱ تولہ یا دواء المسک معتدل جواہر والی ۵ ماشے میں ملاکر استعمال کی جاتی ہے۔	فی ماشہ [illegible] ۱۵ قرص [illegible]
۷۶	جوہرے	**خواص**۔ سوداوی امراض مثلاً آتشک و گنٹھیا وغیرہ کے لیے ایک کامیاب اور نفیس دوا ہے۔ آتشک خواہ نیا ہو یا پرانا دونو	فی خوراک ۱ر

نوٹ:۔ باقی جوارشیں آخر میں لگی ہوئی فہرست قیمت میں ملاحظہ فرمایئے۔ "منیجر"

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۷۶	[illegible]	کے لیے نہایت مفید ہو۔ رعشہ، فالج وغیرہ آتشک کے نتائج سے مریض کو محفوظ رکھتی ہو۔ **ترکیب استعمال**۔ یہ دوا کیپ شوں میں محفوظ ہو اس کو احتیاط سے پانی سے نگل جائے تاکہ دوا کا اثر منہ میں نہ ہو سکے غذا میں گھی دودھ وغیرہ کا استعمال حسب برداشت کرنا چاہیے۔	فی خوراک ۱ر

حبِ نشاط۔ یہ گولیاں اعلیٰ درجے کی مقوی و ممسک ہیں۔ سرعت کو دور کرتی ہیں کسی قسم کا نقصان نہیں کرتیں جیسا کہ اس مطلب کی دوسری دوائیں کرتی ہیں کوئی نشے کی چیز اس کا جزو نہیں۔ اپنے مطلب کی اعلیٰ درجے کی دوا ہو۔ سرعت کی شکایت دور کرتی ہیں۔ لذت ذائقہ کا سامان بھی۔ جریان کو دور کرتی اور باہ کو قوت دیتی ہیں۔ ایک ہی تجربہ اس کی خوبیوں کو ظاہر کردے گا۔ بازاری ممسک دواؤں میں نہ معلوم کیا کیا شامل ہوتا ہو۔ لیکن نشے کی چیزیں ہر حالت میں خراب اور برا اثر دکھاتی ہیں۔ حب نشاط اس قسم سے پاک ہو۔ ممسک دوا کے استعمال پر واقعی اور جائز ضرورت سے جو لوگ مجبور ہیں اُن کے لیے بے ضرر اور مفید دوا ہو۔ قیمت فی درجن ایک روپیہ دو آنے (عہ)
ترکیب استعمال۔ خاص وقت میں ایک گھنٹے پیشتر ایک گولی دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۷۹	[illegible]	**خواص**۔ خرابی ہضم اور درد شکم کے لیے بہت مفید ہو ہیضہ کے دنوں میں اس کا استعمال زہریلے اثرات سے بچاتا ہو مفید چیز ہو۔ **ترکیب استعمال**۔ کھانا کھانے کے بعد یا بوقت ضرورت دو گولیاں کھائی جاتی ہیں۔	فی تولہ ۲
۸۰	[illegible]	**خواص**۔ اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہو حرارت غریزی کی حفاظت کرتی ہو اور بیماری کے بعد جو کمزوری باقی رہ جاتی ہو اس کو دور کرتی ہو۔ **ترکیب استعمال**، خوراک ایک گولی دوا المسک معتدل ۵ ماشہ یا خمیرہ گاؤزبان ایک تولہ میں ملا کر کھائیں۔	فی درجن ؟
۸۴	[illegible]	**خواص**۔ مرگی پرانے درد سر اور امراض چشم میں فائدہ دیتی ہیں۔ دماغ کو فضلات سے پاک کرتی ہیں دماغ کے تنقیہ کے لیے خاص طور پر فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں (**ترکیب استعمال**، جب چار گھڑی رات باقی ہو اس وقت ۳ ماشے سے ۵ ماشے تک یہ گولیاں ورق نقرہ میں لپیٹ کر عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ کے ساتھ کھا کر سو رہیں اور صبح کو سہل پی لیں تیسرے پہر کو مونگ کی کھچڑی کھائیں، **نوٹ**:۔ یہ گولیاں طبیب کی رائے سے استعمال کریں۔	فی تولہ ۲
۸۷	[illegible]	**خواص**۔ یہ گولیاں پیچش کے لیے نہایت مفید ہیں۔ درد اور مروڑ کو بہت جلد افاقہ ہو جاتا ہو گولی کے استعمال کے گھنٹہ بعد آرام ہونا شروع ہو جاتا ہو اور اکثر دوسری گولی کھانے کی نوبت نہیں آتی ایسی چیزیں احتیاطاً ہر گھر میں رہنی چاہئیں۔ **ترکیب استعمال**۔ ایک گولی سوتے وقت یا جس وقت ضرورت ہو تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ اگر آنتوں میں سدے ہوں تو پہلے روغن ارنڈی سے رفع قبض کریں۔ گولی کے استعمال سے ایک گھنٹہ بعد تک کسی قسم کی حرکت نہ کریں۔	فی درجن
۹۲	[illegible]	**خواص**۔ یہ گولیاں باہ کو قوت دیتی ہیں۔ سرور و نشاط پیدا کرتی ہیں دماغ کو قوت دیتی ہیں جریان میں بھی نافع ہیں اور رقت و سرعت کے لیے مفید ہیں اور افیون کی عادت کو چھڑاتی ہیں۔ کھانسی و نزلہ کو روکتی ہیں۔ **ترکیب استعمال**، ایک گولی یا دو گولیاں صبح یا رات کو سوتے وقت خمیرہ گاؤزبان ایک تولہ یا عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ یا رات کو سوتے وقت گائے کے دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ ترش اور بادی چیزیں نہ کھائیں۔	فی تولہ

حبُ المسک ۹۳۔ یہ گولیاں قوت باہ کے لیے اکسیر ہیں۔ استعمال کے دو گھنٹے بعد نعوظ سے بےتاب کر دیتی ہیں۔ نہایت بیش قیمت اجزا سے مشک عنبر مروارید یاقوت وغیرہ سے تیار کی جاتی ہیں اسی وجہ سے ان کی قیمت زیادہ ہو قیمت ایک درجن عہ نصف درجن عہ تین گولیاں سنہ۔
ترکیب استعمال۔ ایک گولی صبح یا شب کو آدھ سیر دودھ تازہ کے ساتھ استعمال کی جاتی ہو۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۹۵	[illegible]	**خواص**، بانجھ عورت کے لیے نہایت مفید ہیں۔ خدا کے فضل سے اس شکایت کو دور کرتی ہیں اور فرزند نرینہ کی خوش خبری دیتی ہیں اور ان خرابیوں کو جن کے سبب اولاد پیدا نہیں ہوتی دور کر دیتی ہیں۔ **ترکیب استعمال** ہر مہینے ایام ماہواری کے بعد ایک گولی معجون موچرس، ماشہ کے ساتھ روزانہ صبح و شام استعمال کریں۔	فی درجن بارہ آنے
۹۶	حب پچکاری [illegible]	**خواص**، یہ گولیاں سوزاک کے لیے نہایت مفید ہیں نئے سوزاک کو ایک روز میں اور پرانے سوزاک کو جس میں کیسا ہی قرحہ	

نوٹ:۔ بقیہ گولیوں کے نام اور ان کے مختصر خواص اور قیمتیں آخر میں لگے ہوئے ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے [illegible]

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۹۶	[illegible]	بڑگیا ہو تین روز میں نیست و نابود کر دیتی ہیں پیپ خون کی آمد مطلق بند ہو جاتی ہے۔ ترکیب استعمال ۱ گولی صبح کو ۱ گولی شام کو ۵ تولہ چاچھ میں گھولکر پچکاری کی جاتی ہے۔ نوٹ پچکاری گولیوں کے ساتھ دی جاتی ہے۔	فی شیشی [illegible]
۹۹	[illegible]	خواص۔ یہ گولیاں آشوب چشم کو دور کرتی ہیں آنکھوں کی سرخی کو کاٹتی ہیں۔ درد کو تسکین دیتی اور مواد کو تحلیل کرتی ہیں۔ ترکیب استعمال۔ ایک گولی پانی میں گھس کر آنکھوں کے پپوٹوں پر نیم گرم صبح دوپہر اور شام کو لیپ کریں۔	فی درجن ۲ر
۱۰۱	[illegible]	خواص۔ خشک کھانسی کو جس میں قے ہو جاتی ہے نہایت مفید ہیں، نزلہ کو روکتی ہیں اور گلے کی خراش کو دور کرتی ہیں۔ شدت نزلہ میں جو خفیف حرارت محسوس ہوتی ہے اس کو جلد دور کرتی ہیں۔ پہلی خوراک سے ہی فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ ترکیب استعمال کھانسی کے وقت بچوں کو ۱ گولی اور بڑوں کو دو گولیاں چوسنے کو دی جاتی ہیں۔ ترش و بادی چیزوں سے پرہیز	فی تولہ ۴ر
۱۰۲	حب آواز کشا	خواص۔ آواز بستہ کو صاف کرتی ہیں اور نہایت مفید ہیں۔ ترکیب استعمال۔ ایک گولی صبح و شام منہ میں رکھ کر گھلائیں۔	فی درجن ۱ر
۱۰۵	[illegible]	خواص۔ آنکھوں کے لیے نہایت مفید ہیں آنکھوں کے درد و سرخی میں کو دور کرتی ہیں اور آنکھ کے مواد کو تحلیل کرتی ہیں ترکیب استعمال۔ ایک گولی پوست خشخاش کے پانی میں گھس کر پپوٹوں پر لیپ کریں۔	فی درجن ۳ر
۱۰۸	[illegible]	خواص۔ تپ میں نہایت مفید ہیں اور ام الصبیان یعنی بچوں کی مرگی کو بھی رفع کرتی ہیں۔ ترکیب استعمال۔ ایک گولی ماں کے دودھ میں گھس کر پلائیں اور بچہ کی ماں کو ترشی و بادی سے پرہیز کرائیں۔ بڑی عمر کے مریض تین گولیاں صبح کو تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں ثقیل اور دیرہضم غذائیں نہ کھائیں۔	فی درجن ۲ر
۱۰۹	حب ضیق النفس	خواص۔ دمہ کے لیے نہایت مفید ہیں ضیق النفس کے دورے کو روک دیتی ہیں۔ ترکیب استعمال ۱ گولی شب کو سوتے وقت عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ کے ساتھ صرف ۱ گولی ہی استعمال کیجائے ترشی و بادی سے پرہیز	فی درجن ۳ر
۱۱۲	[illegible]	خواص۔ نہایت اعلیٰ درجہ کی ممسک و مقوی باہ ہے اور خوش کیف ہے۔ ترکیب استعمال ۱ گولی مباشرت سے ۲ گھنٹے پیشتر غذا ہضم ہو جانے کے بعد پاؤ بھر دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔	فی درجن [illegible]
۱۱۳	[illegible]	خواص۔ امساک پیدا کرتی ہیں اور تفریح بخشتی ہیں۔ ترکیب استعمال، ۱ گولی مباشرت سے دو گھنٹے پیشتر غذا ہضم ہو جانے کے بعد پاؤ بھر دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔	فی درجن ۶ر
۱۱۴	[illegible]	خواص۔ یہ گولیاں اعلیٰ درجہ کی ممسک ہیں۔ سرعت انزال کی شکایت رفع کرنے میں بے نظیر ثابت ہوئی ہیں۔ ترکیب استعمال ایک گولی مباشرت سے دو گھنٹے پیشتر غذا ہضم ہو جانے کے بعد پاؤ بھر دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔	فی درجن ۱۲ر

حب عنبر مومیائی ۱۱۵ خواص۔ تقویت باہ کے لیے یہ گولیاں نہایت مفید ہیں۔ نوجوانی کی غلط کاری سے اعضاء تناسل اور اعضاء رئیسہ میں جو ضعف پیدا ہو جاتا ہے اس کو دور کرتی ہیں اور اعضائے رئیسہ کو قوت دے کر کمزوری کی مخفی شکایتوں کو دور کرتی ہیں۔ مباشرت کے بعد ان کا استعمال بہت مفید ہے۔ قوت میں کمی نہیں ہونے دیتیں اور ان کے استعمال کے بعد قوت عود کر آتی ہے۔
ترکیب استعمال۔ دو گولیاں رات کو سوتے وقت پاؤ بھر دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قیمت فی درجن ایک روپیہ (عہ ر)

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۱۱۷	حب بواسیر بادی	خواص یہ گولیاں بواسیر کے لیے نہایت مفید ہیں سوزش کو رفع کرتی ہیں مسوں کو خشک کرتی ہیں۔ ترکیب استعمال۔ دو گولیاں تازہ پانی کے ساتھ کھائی جاتی ہیں مسوں پر ضماد بواسیر لگائیں۔	فی درجن ۲ر
۱۱۸	حب بواسیر خونی	خواص۔ یہ گولیاں خونی بواسیر کے لیے مفید ہیں۔ ترکیب استعمال۔ دو گولیاں صبح کو تازہ پانی کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔	فی درجن ۲ر
۱۱۹	[illegible]	خواص۔ امراض جگر کے لیے نہایت مفید ہیں جگر کی سختی اور جگر بڑھ جانے اور زیادتی بلغم سے جگر کے مجاری میں جو سدے پڑ جاتے ہیں ان کو دور کر دیتی ہیں۔ قبض اور گرانی شکم کو رفع کرتی ہیں۔ ترکیب استعمال دو گولیاں دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد استعمال کریں۔ دیرہضم غذا اور گرم اشیا نہ کھائیں۔	فی درجن ۱ر

حب مروارید ۱۲۵ یہ گولیاں عورتوں کے لیے نہایت مفید ہیں عورتوں کی ان مخصوص اور پوشیدہ شکایتوں کو دور کرتی ہیں جو انکی تندرستی

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
		...قوت کو آہستہ آہستہ بالکل نیست کر دیتی ہیں اور جوانی میں بڑھاپے کی حالت پیدا کر دیتی ہیں۔ رحم سے سفید رطوبت کا جاری رہنا جریان منی وغیرہ ان شکایتوں کے نام ہیں اور ان کے جو نتیجے کچھ عرصے کے بعد ظاہر ہوتے ہیں وہ دردناک ہیں۔ سفید رطوبت جو رحم سے جاتی ہے وہ عورت کو نہایت کمزور کر دیتی ہے۔ یہ گولیاں اس کو دور کرتی ہیں۔ سیلان کو روکتی ہیں۔ بدن کو کھوتی ہیں۔ قیمت فی درجن بارہ آنے (۱۲/) ترکیب استعمال۔ ایک ایک گولی صبح وشام عرق عنبرہ تولہ کے ساتھ یا دودھ کے ساتھ استعمال کی جائے۔ گرم بادی اور ثقیل اشیاء سے پرہیز۔	
۱۲۹	حب برادی	خواص۔ یہ گولیاں عورتوں کے رحم کی رطوبت خشک کر کے تنگی پیدا کرنے میں بے نظیر ہیں۔ ترکیب استعمال۔ شب کو ایک گولی اندام نہانی میں رکھ دی جائے اور صبح کو علیحدہ کر دی جائے	فی درجن ۶/
۱۳۱	حب لذیذ	خواص۔ یہ لذت کی نہایت عمدہ دوا ہے طرفین پر یکساں اثر کرتی ہے اور بہت ہی کیفیت دیتی ہے۔ ترکیب استعمال۔ ایک گولی چنبیلی کے تیل میں گھس کر وقت سے تھوڑی دیر پہلے سر عضو پر لیپ کریں۔	فی درجن ۲/
۱۳۳	حب ممسک السرور	خواص۔ یہ گولیاں نہایت ممسک ہیں اور زود اثر ہیں اور اکثر مزاج پر یکساں اثر دکھاتی ہیں۔ مجرب ہیں۔ ترکیب استعمال۔ جماع سے ایک گھنٹہ پہلے ایک گولی پاؤ سیر دودھ کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے۔	فی درجن ۱۲/
۱۳۴	حلوائے بیضہ مرغ	خواص۔ باہ کو قوت دیتا ہے گردہ و مثانہ کو طاقت بخشتا ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے۔ چہرہ کو سرخ بناتا ہے۔ نہایت لذیذ خوشبودار اور سریع الاثر ہے۔ ترکیب استعمال۔ صبح کے وقت دو تولہ سے پانچ تولہ تک استعمال کیا جاتا ہے۔	فی سیر صہ/
۱۳۷	حب پیدائش اولاد	خواص۔ گردوں کی کمزوری کو دور کرتا ہے باہ کو قوت دیتا ہے انثیین کو قوی کرتا ہے اولاد خواہ مرد کے قصور سے نہ ہوتی ہو خواہ عورت کے دونوں کی مایوسی کو دور کرتا ہے اور فرزند نرینہ کی خوشی دیتا ہے چہرہ کا رنگ نکھارتا ہے۔ پسوت کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ رطوبت خشک کر کے تنگی پیدا کرتا ہے۔ ترکیب استعمال۔ ایک تولہ سے دو تولہ تک صبح کو ۴۰ دن تک استعمال کریں اولاد نہ ہوتی ہو تو عورت و مرد دونوں کو کھانی چاہیے۔ ترش و بادی چیزیں نہ کھائیں	فی سیر صہ/

حلوائے مغز سر کنجشک والا ۱۳۸ قوت باہ کے لیے مفید ہے مادہ تولید کی پیدائش کو ترقی دیتا ہے ممسک ہے اور سرعت کو مفید ہے گردہ مثانہ کے ضعف اور درد کمر کو کھوتا ہے جسم کو فربہ کرتا ہے خون صالح پیدا کرتا ہے۔ فی تولہ ۱/ فی سیر صہ/
ترکیب استعمال۔ دو تولہ صبح کو استعمال کرنا چاہیے۔ ترش و بادی چیزیں نہ کھائیں۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۱۴۰	[illegible]	خواص۔ باہ کو ترقی دیتا ہے درد کمر کو رفع کرتا ہے سیلان منی اور سستی کو دفع کرتا ہے چہرہ کو سرخ کرتا ہے بدن کو قوی و فربہ کرتا ہے ترکیب استعمال۔ صبح کو ایک تولہ کھا کر اوپر سے گائے کا دودھ پاؤ سیر پی لیں۔ ترش و بادی اشیاء سے پرہیز۔	فی تولہ ۱/
۱۴۳	حب داد	خواص۔ یہ گولیاں داد کے لیے نہایت مفید ہیں چند روز کے استعمال سے داد بھوسی کی طرح اڑ جاتے ہیں۔ ترکیب استعمال۔ ایک گولی کو لیموں کے پانی میں یا سادہ پانی میں گھس کر لیپ کریں۔	فی درجن ۶/
۱۴۴	[illegible]	خواص۔ یہ گولیاں امراض سوداوی کو دور کرتی ہیں آتشک کو زائل کر دیتی ہیں اور تنقیہ کے بعد بہت فائدہ دیتی ہیں اور وجع المفاصل کو جو آتشک کی وجہ سے ہو دور کر دیتی ہیں اور سوداوی دستوں کو روکتی ہیں عجیب و غریب ہیں۔ ترکیب استعمال۔ ایک گولی صبح اور ایک گولی شام پانی کے ساتھ حلق سے اتار لیں۔ تا استعمال دوا مونگ کی دال اور گدوے دراز نہ کھائیں۔ باقی اور کسی چیز کا چنداں پرہیز نہیں۔	شیشی ۲۰ گولی ۱۰/
۱۴۶	[illegible]	خواص۔ یہ گولیاں بخار کو خواہ کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو بیخ و بن سے کھو دیتی ہیں اور بارہا کی مجرب ہیں۔ ترکیب استعمال۔ دو گولیاں سرد پانی کے ساتھ بخار نہ ہونے کی حالت میں استعمال کی جائیں۔	فی شیشی ۴۰ گولی ۸/
۶۶۵	[illegible]	خواص۔ ضعف باہ کی ایک مخصوص چیز ہے بدن کو قوت دیتی ہے اور اعضاء رئیسہ کو قوی بناتی ہیں انکے چند روزہ استعمال سے پٹھوں میں حرکت قوت آجاتی ہے دماغی ضعف دور ہو کر سستی دور ہو جاتی ہے بھوک خوب لگتی ہے خون کی پیدائش زیادہ کرتی ہیں انکے چند روزہ استعمال سے بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ترکیب استعمال۔ ایک گولی صبح کو پاؤ سیر دودھ کے ہمراہ	فی درجن ۸/
۶۶۶	حب جسمر	خواص۔ یہ گولیاں مردانہ قوت کو قائم رکھتی ہیں اور ضعف باہ کو دور کرنے میں عجیب الاثر ہیں۔ جوانی کی بے اعتدالیاں	

نوٹ:۔ بقیہ گولیوں کے نام اور ان کے مختصر خواص اور قیمتیں آخر میں لگے ہوئے تتمہ میں ملاحظہ فرمائیے "مینیجر"

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۱۴۶	[illegible]	یا پیرانہ سالی سے جو کمزوری ہوتی ہے اس کو دور کرتی ہیں۔ **ترکیب استعمال**: جوان آدمی ایک ہفتہ تک نصف گولی مکھن یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں اس کے بعد ایک گولی تک استعمال کر سکتے ہیں۔ بوڑھے آدمی اول ہی سے ایک گولی استعمال کریں۔ ترشی بادی اور مچھلی سے دوران استعمال میں پرہیز کیا جائے عام طور پر موسم سرما میں اس کا استعمال مناسب ہے موسم گرما میں گرم مقامات پر اس کے استعمال کی اجازت نہیں۔	فی درجن ۸ر
		خ	
۱۴۹	خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا	**خواص**۔ اعضاء رئیسہ کو قوت دیتا ہے، خیالات فاسدہ اور خفقان کو نافع ہے امراض سوداوی کو مفید ہے اور بیماری کے بعد جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس کو جلد زائل کر دیتا ہے۔ نہایت نفیس چیز ہے۔ **ترکیب استعمال**: ۳ ماشے سے ۵ ماشہ تک یہ خمیرہ صبح کو عرق گاؤزبان ۷ تولہ عرق گذر ۵ تولہ یا دوسری مناسب ادویات کے ساتھ یا صرف خمیرہ ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ کھٹی و بادی چیزوں سے پرہیز۔	فی سیر ۱۶ر فی تولہ ۱۲ر
۱۵۰	خمیرہ ابریشم عود والا	**خواص**۔ خفقان اور وحشت کو دور کرتا ہے۔ قوت باصرہ اور حافظہ کو ترقی دیتا ہے معدہ کو قوت دیتا ہے نیز سل و دق و خشک کھانسی میں نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ **ترکیب استعمال**: ۶ ماشے یہ خمیرہ صبح کو عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ کے ساتھ یا صرف خمیرہ استعمال کیا جاتا ہے۔	فی سیر ۱۶ر فی تولہ ۸ر
۱۵۶	خمیرہ گاؤزبان سادہ	**خواص**۔ دل و دماغ و بصارت کو قوت دیتا ہے۔ وسواس خفقان و مالیخولیا کے سبب نہایت مفید ہے۔ **ترکیب استعمال**: ایک تولہ یہ خمیرہ صبح کو چاندی کے ورق میں لپیٹ کر کھائیں	فی سیر عہ
۱۵۷	خمیرہ گاؤزبان عنبری	**خواص**۔ دل و دماغ اور بصارت کو قوت دیتا ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کے لیے عمدہ چیز ہے۔ **ترکیب استعمال**: چھ ماشے یہ خمیرہ صبح کو استعمال کریں۔ کھٹی چیزوں سے پرہیز۔	فی تولہ ۱۰ر
۱۵۸	خمیرہ گاؤزبان عنبری [illegible]	**خواص**۔ اعضاء رئیسہ دل، دماغ کو قوت دیتا ہے۔ بصارت کو قائم رکھتا ہے۔ اور حافظہ کو ترقی دیتا ہے۔ ہر قسم کی کمزوری کو زائل کرتا ہے۔ روح پر اس کا اثر جلد محسوس ہوتا ہے۔ **ترکیب استعمال**: ۵ ماشے یہ خمیرہ عرق گذر ۵ تولہ شربت انار ترش دو تولہ کے ساتھ استعمال کریں۔	فی تولہ ۸ر
۱۵۹	خمیرہ گاؤزبان عنبری جدوار عود صلیب والا	**خواص**۔ عام کمزوری کو زائل کرتا ہے اعضاء رئیسہ کو قوت دیتا ہے اعصاب کے ضعف کو دور کرتا ہے اور حافظہ کے لیے بہت مفید ہے۔ زیادہ عرصے تک بیمار رہنے سے جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس کو زائل کر دیتا ہے مرگی، رعشہ، لقوہ فالج کے اثرات کا ازالہ کرتا ہے۔ بچوں کے مرض ام الصبیان اور عورتوں کی بیماری اختناق الرحم میں نافع ہے۔ عمدہ چیز ہے بیش قیمت ادویہ سے تیار کیا جاتا ہے (ترکیب استعمال) ۳ ماشہ سے ۷ ماشہ تک یہ خمیرہ کشتہ مرجان ۲ چاول عرق گاؤزبان ۷ تولہ عرق گذر ۵ تولہ شربت ابریشم سادہ ۲ تولہ کے ساتھ یا صرف کشتہ مرجان جواہر والا کے ساتھ یا صرف خمیرہ ہی استعمال کریں۔	فی تولہ ۶ر
۱۶۰	خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا	**خواص**۔ دل اور دماغ کو قوت دیتا ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کے لیے نہایت مفید ہے۔ دماغ کو روشن اور شگفتہ رکھتا اور زیادتی محنت سے اس کو کمزور نہیں ہونے دیتا۔ بینائی اور حافظہ کو ترقی دیتا ہے اور خیالات فاسدہ کو دور کرتا ہے۔ تفریح پیدا کرتا ہے اور دماغ کی خشکی دفع کرتا ہے (ترکیب استعمال) ۵ ماشے سے ۷ ماشے تک یہ خمیرہ کشتہ مرجان ۲ چاول یا دیگر مناسب ادویہ کے ساتھ یا صرف خمیرہ ہی استعمال کریں۔ کھٹی اور بادی چیزوں سے پرہیز۔	فی تولہ ۳ر ورق طلا والا فی تولہ ۶ر
۱۶۱	خمیرہ مروارید	**خواص**۔ دل اور دماغ کو قوت دیتا ہے خفقان اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے موتی جھرہ اور چیچک میں بھی دل کی گھبراہٹ کے لیے دیا جاتا ہے۔ **ترکیب استعمال**: ۳ ماشے سے ۶ ماشے تک یہ خمیرہ صبح و شام استعمال کریں۔	فی تولہ ۴ر
۱۶۲	خمیرہ مروارید [illegible]	**خواص**۔ دل اور دماغ کو قوت دیتا ہے بہت سا خون نکل جانے یا دستوں کی وجہ سے جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس کو اور ہر قسم کی کمزوریوں کو دور کرتا ہے ضعف قلب اور خفقان میں بہت مفید ہے موتی جھرہ و چیچک میں جو گھبراہٹ اور دل پر گرمی ہوتی ہے اسے جلد زائل کرتا ہے سچے موتی اور جواہرات اور ورق طلا جیسے قیمتی اجزا سے بنایا جاتا ہے اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اس کا مزاج معتدل ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ یہ خمیرہ صبح و شام تین ماشے سے لیکر ۵ ماشے تک استعمال کرنا چاہیے۔	فی تولہ ۱۰ر
۱۶۳	[illegible]	**خواص**۔ خفقان، وحشت، مالیخولیا اور مراق کے لیے بہت مفید ہے اور تشنگی دور کرتا ہے تقویت قلب میں بے مثل ہے۔ **ترکیب استعمال**، ۳ ماشے صبح یا سہ پہر کو استعمال کریں۔ گرم و بادی چیزوں سے پرہیز۔	فی تولہ ۸ر

نوٹ:- باقی خمیروں وغیرہ کے نام اور قیمتیں آخر میں لگے ہوئے تختہ میں دیکھیے۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت

نزلہ، زکام و کمزوری دماغ کی بے نظیر دوا

خمیرہ نزلی جواہر والا ۱۶۴

تجربہ شاہد ہے کہ طالب علم، وکیل، مصنف اور دیگر دماغی کام کرنے والے اکثر زکام، نزلہ، کمزوری دماغ وغیرہ شکایات میں مبتلا رہتے ہیں اور عام اشخاص بھی بے احتیاطی کی وجہ سے اکثر ان امراض کا شکار نظر آتے ہیں ان تمام صاحب کے لیے یہ عجیب و غریب خاص دوا بنائی گئی ہے اس دوا کے بہترین فوائد کو دیکھ کر طب یونانی کی ہمہ گیری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کیسا ہی پرانا نزلہ زکام ہو اس کے استعمال سے اس کا قلع قمع ہو جاتا ہے طرفہ یہ کہ دوا اعلیٰ درجہ کی مقوی دماغ بھی ہے ضعف معدہ کو دور کرتی ہے بھوک لگاتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان مہلک امراض سے رہائی حاصل کریں تو آپ کو دنیا میں اس سے بہتر دوا نہیں مل سکے گی اس کی قدر آپ استعمال کے بعد ہی کر سکتے ہیں۔ خوشنما رنگ ہے اور خوش ذائقہ ہے۔ ترکیب استعمال ۱۰ ماشہ یہ خمیرہ صبح کو یا رات کو سوتے وقت استعمال کریں۔ ترش اور ثقیل و زیادہ سرد اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے۔ قیمت فی تولہ صرف چار آنے رکھی گئی ہے جو اس کے بیش بہا فوائد کے اعتبار سے بہت کم ہے۔

گردہ و مثانہ وغیرہ کی پتھری کا نہایت بہترین معالجہ

دوائے سنگ (رجسٹرڈ) نمبر ۱۶۶

گردہ اور مثانہ کی پتھری کے لیے بہترین دوا ہے پتھری کو آہستہ آہستہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے نکال دیتی ہے اور درد گردہ کو رفع کرتی ہے اور آپریشن وغیرہ کی تکلیف سے بچا لیتی ہے۔ قیمت فی تولہ چار روپے۔

ترکیب استعمال۔ رتی یہ دوا ایک تولہ سکنجبین بزوری یا شربت آلو بالو میں ملا کر دیں غذا زود ہضم اور ہلکی دینی چاہیے چاول اور ثقیل و بادی چیزوں سے پرہیز۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۱۶۷	دوائے لکنت	**خواص**۔ لکنت اور ہکلے پن کے لیے یہ دوا نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ بچوں میں نقل کرنے کی فطری عادت ہوتی ہے بعض بچے ہکلے اور لکنت والے اشخاص کی نقل اتارنے لگتے ہیں اور بالآخر خود بھی اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس قسم کی لکنت کے لیے یہ دوا مفید ثابت ہوتی ہے لیکن پیدائشی لکنت ہکلے پن میں کامیاب نہیں ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ایک ماشہ یہ دوا رات کو سوتے وقت زبان پر اچھی طرح مالش کریں اور یہی طرح صبح کو۔	فی شیشی ۱۲
۱۶۸	[illegible]	**خواص**۔ جریان کے لیے مفید ہے خصوصاً اس جریان میں جس کا سبب رطوبت کی کثرت ہو اور دافع قبض ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ایک رتی یہ دوا ایک تولہ بالائی میں ملا کر صبح کو کھائیں۔ لال مرچ اور ترش چیزوں سے پرہیز۔	فی ماشہ ۳
۱۷۱	[illegible]	**خواص**۔ خفقان و توحش کو جلد دور کرتی ہے اور روح کو فوراً قوت پہنچاتی ہے جملہ اعضاء رئیسہ کو قوی کرتی ہے اور خیالات فاسدہ اور دل کی گرمی کو دور کرتی ہے دل کو فرحت دیتی ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۲ ماشے یہ دوا عرق گاؤزبان ۵ تولہ عرق عنبر ۲ تولہ کے ساتھ یا صرف دوا ہی استعمال کریں۔	فی سیر للعہ / فی تولہ ۸
۱۷۳	[illegible]	**خواص**۔ روح قلب اور دماغ کو طاقت دیتی ہے وحشت اور مالیخولیا اور امراض بارده مثل فالج لقوہ رعشہ کے لیے مفید ہے ضعف معدہ کو دور کرتی ہے اور رطوبات معدہ کو تحلیل کرتی ہے نہایت مفید اور زود اثر ہے۔ **ترکیب استعمال** ۵ ماشے دوا المسک عرق بادیان ۵ تولہ عرق گاؤزبان سادہ ۵ تولہ عرق عنبر ۲ تولہ نبات سفید ۳ تولہ کے ساتھ استعمال کی جائے بلا کسی بدرقہ بھی یہ دوا استعمال کی جا سکتی ہے۔ کھٹی اور بادی چیزوں سے پرہیز۔	فی سیر للعہ / فی تولہ ۸
۱۷۵	[illegible]	**خواص**۔ سوداوی خفقان مالیخولیا کے لیے مفید ہے دل اور جگر اور معدہ کو قوت دیتی ہے اور سوداوی بخارات کو تحلیل کرتی ہے جیسی فوائد رکھتی ہے۔ بیماری کے بعد کی کمزوری کو جلد رفع کرتی ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۳ ماشے سے ۹ ماشے تک یہ دوا صبح کو مناسب بدرقہ کے ساتھ استعمال کی جائے۔ مندرجہ ذیل دوا کے ساتھ استعمال کریں تو زیادہ مفید ہوتی ہے عرق عنبر ۲ تولہ عرق گاؤزبان ۳ تولہ عرق بادیان ۳ تولہ مصری ۲ تولہ	فی سیر ۵ / فی تولہ ۲ / سادہ فی تولہ ۱
۱۷۷	[illegible]	**خواص**۔ مستورات کی ایام ماہواری کو باقاعدہ کرتی ہے خون حیض کی کثرت کو جس کا بعض اوقات بند ہونا مشکل ہو جاتا ہے اس دوا کی صرف ۳ خوراکیں بند کر دیتی ہیں ۲ ماشے یہ دوا صبح و شام پاؤ سیر دودھ یا پانی کے ساتھ استعمال کریں۔	فی تولہ ۲
۱۸۲	[illegible]	**خواص**۔ یہ دوا ان لوگوں کے لیے جو جوانی کی غلط کاریوں سے اپنے ہاتھوں آپ تباہ ہو چکے ہیں دو ولے مالش مثل پٹھوں کی تمام خرابیوں کو زائل کرکے پوری قوت پہنچاتی ہے۔ نہایت مفید ہے۔ ترکیب استعمال کچھ ران سے جدا بھی کہتے ہیں عضو کے چاروں طرف ہلکے ہاتھ سے اچھی طرح نیم گرم مالش کریں۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی طلا بھی استعمال کریں۔	فی شیشی ۱۰
۱۸۳	[illegible]	**خواص**۔ اس دوا کے بھی وہی فوائد ہیں جو دو ولے مالش کے ہیں اگر دونوں یکے بعد دیگرے استعمال ہوں تو بہت جلد فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ ترکیب استعمال یہ دوا ایک تولہ کپڑے میں باندھ کر پوٹلی بنائیں اور تولہ تیل کے گرم تیل میں پوٹلی	فی ڈبیہ ۱۲

نوٹ۔ باقی خمیروں وغیرہ کے نام اور قیمتیں آخر میں لگے ہوئے تتمہ میں دیکھئے "منیجر"

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
	[illegible]	گرم کرکے عضو پر لگایا کریں۔ یہ عمل پندرہ منٹ تک جاری رہنا چاہیئے۔ نوٹ:۔ بہتر یہ ہے کہ دوائے مالش ایک ہفتہ تک استعمال کیجائے۔ اسکے بعد دولئے ٹکور ایک ہفتہ استعمال کیجائے۔ اگر زیادہ ضرورت محسوس ہو تو طلاء کیمیا تاثیر جو اس فہرست میں درج ہے تیسرے ہفتہ سے شروع کردیں اسکے دوران میں اگر کوئی مقوی دوا استعمال کیجائے تو سونے پر سہاگہ ہے۔	فی ڈبیہ ۱۲ ؍

رجسٹرڈ دولابی

ذیابیطس کے مریضوں کو مژدہ ہو کہ اس مرض کے لئے ایک کامیاب دوا تیار ہوگئی ہے جس دوا کو تیار کرنیکا فخر ہمدرد دواخانہ کو حاصل ہے اور جسکا نام "دولابی" ہے۔ ذیابیطس شکری ہو یا سادہ دونوں اقسام میں دولابی اکسیر صفت ہے جس دوا کی چند خوراکیں مرض کی قوت توڑ دیتی ہیں ذیابیطس کیوجہ سے جو عوارض مثلاً گردہ وغیرہ میں پیدا ہو جاتے ہیں انکی بھی اس دوا سے اصلاح ہو جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۲۴ خوراک تین روپیہ (سے؍)

عرقیات کی روحیں

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۱۸۴	روح شاہترہ	ایک تولہ روح چار تولہ پانی میں ملاکر بطور عرق استعمال کریں اور عرق کے فوائد و ترکیب استعمال عرقیات میں ملاحظہ کیجئے۔	فی بوتل ۱۰ ؍
۱۸۵	روح کیوڑہ	ایک تولہ روح چار تولہ پانی میں ملاکر استعمال کریں۔ 〃 〃	〃 سے ؍
۱۸۶	روح گاؤزبان	ایک تولہ روح چار تولہ پانی میں ملاکر بطور عرق استعمال کریں۔ 〃 〃	〃 ۱۲ ؍
۱۸۷	روح گلاب	ایک تولہ روح چار تولہ پانی میں ملاکر بطور عرق استعمال کریں۔ 〃 〃	〃 سے ؍
۱۸۸	روح مکوہ	ایک تولہ روح چار تولہ پانی میں ملاکر بطور عرق استعمال کریں۔ 〃 〃	〃 ۱۲ ؍
نمبر ۱۸۸ (ا)	روح منڈی	ایک تولہ روح چار تولہ پانی میں ملاکر بطور عرق استعمال کریں۔ 〃 〃	〃 ۱۲ ؍
〃 ۱۸۸ (ب)	روح پودینہ	تین تولہ روح بارہ تولہ پانی میں ملاکر بطور عرق استعمال کریں۔ فوائد وغیرہ عرقیات میں ملاحظہ فرمائیں۔	〃 ۱۲ ؍
〃 ۱۸۸ (ج)	روح بیدمشک	دو تولہ روح بارہ تولہ پانی میں ملاکر بطور عرق استعمال کریں۔ 〃 〃	〃 [illegible]
نمبر ۱۸۸ (د)	روح بادیان	دو تولہ روح بارہ تولہ پانی میں ملاکر بطور عرق استعمال کریں۔ 〃 〃	〃 ۱۲ ؍
۱۸۹	[illegible]	**خواص**۔ تمام سوداوی امراض و آتشک میں نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اعلیٰ درجہ کا مصفی خون ہے پھوڑے اور پھنسیوں کو بہت جلد خشک کرتی ہے۔ خاص اہتمام سے تیار کی جاتی ہے۔ **ترکیب استعمال** ۴ تولہ روح ایک تولہ مصری ڈال کر استعمال کریں کھٹی اور بادی چیزوں کا پرہیز۔	فی بوتل دو روپے

روغنیات

روغن سوزاک جدید۔ یہ روغن نئے اور پرانے سوزاک کے لیے اس قدر مفید ہے کہ بیان سے باہر ہے سوزاک کو چند ہی روز میں مستقل فائدہ بخشتا ہے جلن کو رفع کرتا ہے۔ قرحہ کو بھرتا ہے۔ ہر موسم میں اس کا استعمال بے خطر ہے قیمت فی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ (عہ؍)

ترکیب استعمال۔ ایک ماشہ یہ روغن بتاشہ میں ڈال کر منہ میں رکھیں اوپر سے شربت بزوری ۴ تولہ پانی میں گھول کر پئیں۔ سرخ مرچ اور گرم اشیاء سے پرہیز

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۱۹۶	روغن [illegible]	**خواص**۔ یہ روغن عصبی دردوں کے واسطے بے نظیر بلکہ اکسیر ہے۔ گٹھیا، ذات الجنب اور درد قولنج وغیرہ میں نہایت مفید ہے۔ جلے ہوئے مقام پر لگانے سے فوراً آرام ہوجاتا ہے۔ نیم گرم مالش کریں۔	فی تولہ ۲ ؍
۲۰۰	[illegible]	**خواص** معدہ کی خشکی کو رفع کرتا ہے قبض کو دور کرتا ہے اور دماغ کو قوت دیتا ہے نیند لاتا ہے اور کم خوابی کی شکایت میں نافع ہے۔ دست لانے میں اعانت کرتا ہے۔ (ترکیب استعمال) اگر قبض آنتوں کی خشکی کی وجہ سے ہو تو ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک آدھ پاؤ نیم گرم دودھ کے ساتھ سوتے وقت استعمال کریں تقویت دماغ اور نیند لانے کے لیے دماغ پر مالش کریں۔	فی سیر عہ؍ فی تولہ ۲ ؍
۲۰۴	[illegible]	**خواص**۔ تقویت دماغ اور تقویت باہ کے لیے مفید ہے اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ **ترکیب استعمال** دماغ پر مالش کیا جائے اور باہ کے لیے بطور طلا کام میں لایا جائے۔	فی تولہ ۴ ؍
۲۰۹	[illegible]	**خواص**۔ فالج، لقوہ، ضعف اعصاب کے لیے مفید ہے چوٹ کا درد دور کرتا ہے۔ اورام کو تحلیل کرتا ہے **ترکیب استعمال** نیم گرم مالش کیا جائے۔ ٹھنڈے پانی اور ہوا سے بچیں۔	فی تولہ ۳ ؍

نوٹ:۔ باقی روغنوں کے نام اور ان کی قیمتیں آخر میں لگے ہوئے تتمہ میں دیکھئے۔ "منیجر"

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۲۱۰	روغن [illegible]	خواص و ترکیب استعمال - امراض حارکے بعد کسی تیز حار مادہ سے حرارت کے باعث ثقل سماعت پیدا ہو جاتا ہے اور کم سننا اور اونچا سننا اور کان کا بجنا وغیرہ شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں - ان شکایتوں میں یہ روغن بہت مفید ہے - دن میں دو تین مرتبہ اس کے نیم گرم قطرے کان میں ٹپکائیں -	فی تولہ ۲
۲۱۶	روغن کاہو	خواص و ترکیب استعمال ، دردِ سر ، دماغ کی خشکی کو رفع کرتا ہے بے خوابی کو دور کرتا ہے اور فوراً نیند لاتا ہے اسکو سر پر ملیں	فی تولہ ۱
۲۱۸	روغن نیلوفر	خواص و ترکیب استعمال ، دردِ سر اور بے خوابی کو جو خشکی کی وجہ سے ہو دور کرتا ہے - دماغ کو قوت دیتا ہے نہایت مفید تیل ہے - بقدر ضرورت سر پر مالش کرنی چاہیے -	فی سیر ۵ / فی تولہ ۱
۲۲۵	روغن [illegible]	خواص دماغ کی خشکی کو دور کرتا ہے اور میٹھی نیند لاتا ہے ، درمرض سہر (بے خوابی) جس میں کسی وقت نیند نہیں آتی بہت نافع ہے - ناک کے زخم کو بھرتا ہے - خاص نگرانی اور خاص اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے - ترکیب استعمال ، دماغ پر اسکو مالش کرنا چاہیے اور اچھی طرح جذب کر دینا چاہیے - ناک کے زخم کے لیے ۳ قطرے ٹپکائیں	فی تولہ ۲/
۲۲۸	روغن [illegible]	خواص - یہ روغن پرانے سوزاک کو فائدہ دیتا ہے قرحہ کو بھرتا ہے سوزاک کی جلن دور کرتا ہے مجرب ہے - ترکیب استعمال ، ایک ماشہ یہ روغن بتاشہ میں رکھ کر منہ میں ڈالیں اوپر سے شربت بزوری دو تولہ پئیں -	فی تولہ ۱۲
۲۲۹	روغن سورنجان	خواص - یہ تیل کمر اور پنڈلیوں کے درد اور وجع المفاصل ونقرس وغیرہ کے لیے بہت مفید ہے - ترکیب استعمال ، نیم گرم درد کی جگہ مالش کریں اور سرد ہوا سے مقام ماؤف کو حتی الامکان بچانا چاہیے -	فی تولہ ۱
	روغن ناسور	خواص ، دنیا میں ناسور کے لیے بہترین دوا ہے ہزاروں مایوس العلاج اسکے استعمال سے فائدہ اٹھا چکے ہیں بے بہا اور مجرب ہے ترکیب استعمال ، ناسور کو نیم گرم پانی یا صابون سے صاف کر کے اس دوا کے تین چار قطرے ٹپکائیں یا روئی کی بتی میں یہ لگا کر ناسور میں رکھیں - نوٹ - شیشی کو بوقت استعمال ہلا لینا چاہیے -	فی شیشی ۸/
	روغن خنازیر	خواص ، یہ روغن خنازیر (کنٹھ مالا) کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا ہے اسی فی صدی خنازیری مریض اس دوا سے اچھے ہو گئے ہیں خنازیری گلٹیوں کو چند روز میں تحلیل کر دیتا ہے - ترکیب استعمال ، بقدر ضرورت یہ روغن گرم کر کے پندرہ منٹ تک گلٹی پر مالش کریں اس کے بعد ارنڈ کا پتہ یا پان گرم کر کے باندھ دیں - ایک شیشی ایک مریض کے لیے کافی ہے -	فی شیشی [illegible]

روغن مقوی

یہ روغن قوت باہ کے لیے ایک عجیب چیز ہے - حیرت انگیز قوت پیدا کرتا ہے - سیروں دودھ اور گھی ہضم کرتا ہے غذا کو جزو بدن بناتا ہے اس روغن کو استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کر لیجیے اور پندرہ روز کے بعد اپنا وزن کیجیے پھر دیکھیے آپ کا کتنا وزن بڑھا ہزاروں سست اور لاغر صاحب اسکے پندرہ روزہ استعمال سے چست اور فربہ ہو گئے ہیں بعض اوقات جسم میں غیر معمولی ترقی کی وجہ سے پہچاننے میں تامل ہوتا ہے -

ترکیب استعمال ، دو رتی سے تین رتی تک یہ روغن صبح کو یا شب کو پاؤ سیر دودھ یا تولہ بھر مکھن میں ملا کر استعمال کریں - دوران استعمال میں دودھ اور گھی جس قدر ہضم کر سکیں استعمال کریں - ترش اور ثقیل اشیا سے پرہیز کریں - قیمت فی شیشی ۶ ماشہ دو روپے - (عہ)

س

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۲۳۵	[illegible]	خواص ، دانتوں اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے اور دانتوں کی ہر قسم کی بیماریوں کو رفع کرتا ہے اور مسوڑھوں سے خون آنے کو روکتا ہے مسوڑھوں کا گوشت اگر گل بھی گیا ہو تو پھر پیدا کرتا ہے - ترکیب استعمال - سوتے وقت دانتوں پر ملیں اسکے بعد کلی نہ کریں - صبح کو مسواک یا برش سے دانت صاف کر دیں -	فی تولہ ۲/
۲۳۶	[illegible]	خواص ، ہلتے ہوئے دانتوں کو جما دیتا ہے بشرطیکہ جگہ نہ چھوڑ چکے ہوں اور مسوڑھوں کی حفاظت کرتا ہے - دانتوں کی نگہداشت کرتا ہے اور انھیں جلا دیتا ہے - غرضکہ دانتوں کے واسطے عمدہ چیز ہے - ترکیب استعمال ، اس منجن کو دانتوں پر مل کر تھوڑی دیر کلی نہ کریں - شب کو مل کر سونا زیادہ مفید ہے -	فی تولہ ۱/
۲۳۷	[illegible]	خواص و ترکیب استعمال ، دانتوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا - مسوڑھوں کی خراب رطوبت کو جذب کرتا - نزلہ کی رطوبت کو جو دانتوں پر گر کر درد پیدا کرتی ہے دور کرتا ہے - ڈاڑھ کے درد کو رفع کرتا ہے - رات کو یا بوقت ضرورت دانتوں پر ملیں - اس کے استعمال کے بعد آدھ گھنٹہ تک پانی استعمال نہ کریں -	فی تولہ ۱/
۲۴۲	سنون مجلی	خواص و ترکیب استعمال ، دانتوں کو جلا دیتا ہے اور منہ کو خوشبودار اور صاف کرتا ہے دانتوں پر ملیں اس سنون کو ملکر کلی کر سکتے ہیں	فی تولہ ۱/

نوٹ :- باقی روغنوں کے نام اور ان کی قیمتیں آخر میں لگے ہوئے تتمہ میں دیکھیے -

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۲۴۳	سنون مستی	**خواص و ترکیب استعمال** دانتوں کو چمکا دیتا اور مسوڑھوں کو مضبوط بنا تا ہے منہ کو خوشبودار و صاف کرتا ہے حسب معمول دانتوں پر ملیں	فی تولہ ۱ر
۲۴۴	سفوف [illegible]	**خواص** معدہ کو قوت دیتا ہے ہضم اچھا کرتا ہے بھوک خوب لگاتا ہے درد شکم کو فوراً رفع کرتا ہے اور ریح کو تحلیل کرتا ہے معدہ کے ضعف کو زائل کرتا ہے اور دافع قبض ہے اور ریاحی بواسیر کے لیے مفید ہے۔ **ترکیب استعمال** ایک ماشہ یہ سفوف کھانا کھانے کے بعد یا جس وقت ضرورت ہو استعمال کریں	فی دو تولہ ۹
۲۴۶	سفوف [illegible]	**خواص** سوزاک کا قرحہ بھر دیتا ہے اور جلن دور کر دیتا ہے سوزاک سے نجات دلاتا ہے جریان کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔ **ترکیب استعمال** ایک ماشہ اول دن دوسرے دن ڈیڑھ ماشہ تیسرے دن تین ماشے یہ سفوف شربت بزوری ۲ تولہ یا اور مناسب ادویہ کے ساتھ استعمال کریں۔ لال مرچ گڑ اور ترش اشیاء سے پرہیز۔	فی تولہ ۴ر

سفوف مغلظ و ممسک ۲۷[illegible]

رقت و سرعت انزال کی شکایت کو رفع کرتا ہے اور مادہ تولید کو غلیظ کرتا ہے اور نہایت ہی ممسک جریان کیسا ہی بادی کے ... [illegible] ... جاتی ہے۔

ترکیب استعمال ۳ ماشہ صبح کو پاؤ بھر گائے کے تازہ دودھ کے ساتھ استعمال کریں ترش و بادی چیزوں سے پرہیز قیمت فی ڈبیہ ۱۲ خوراک ۱۲ر

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۲۷۰	سفوف [illegible]	**خواص** معدہ کو قوت دیتا ہے کھانا خوب ہضم کرتا ہے ریاح کو تحلیل کرتا ہے بھوک بڑھاتا ہے جسم میں قوت اور تازگی پیدا کرتا ہے سستی اور کاہلی کو دور کرتا ہے تمام اعضا کو قوت بخشتا ہے۔ **ترکیب استعمال** ایک ماشہ یہ سفوف غذا کے بعد یا حسب ضرورت پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ بچوں کو بااندازہ اس سے کم مقدار میں استعمال کرائیں۔ تمام ترش و بادی اشیاء سے پرہیز	فی سیر ۶ع فی تولہ ۰ر
۲۷۷	سفوف [illegible]	**خواص** معدے کو قوت دیتا ہے بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو تحلیل کرتا ہے ہضم اچھا کرتا ہے خون صالح پیدا کرتا ہے۔ شیخ بو علی سینا نے اس نسخہ کو تجویز فرمایا ہے **ترکیب استعمال** ۳ ماشہ یہ سفوف بعد غذا یا جس وقت ضرورت پیش آئے استعمال کرنا چاہیے	فی سیر ۶ع فی تولہ ۰ر

سفوف اعظم ۲۸[illegible]

یہ سفوف باہ کے لیے اکسیر ہے کیسی ہی باہ سے نامردی ہو گئی ہو خدا کے فضل سے ایک ہفتہ کے استعمال سے اصلی حالت ہو جاتی ہے۔ ۳ ماشے یہ سفوف گائے کے دودھ پاؤ سیر کے ساتھ استعمال کیا جائے قیمت فی شیشی ایک ہفتہ کے لیے دو روپیہ ۲عار

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۲۸۳	سفوف [illegible]	**خواص** کثرت حیض کو روکتا ہے ایام ماہواری کو باقاعدہ کرتا ہے رحم کی خراب رطوبت خشک کرتا ہے جریان اور سیلان رطوبت کو مفید ہے رحم کی خرابیوں کی اصلاح کرتا ہے نیز بواسیر کے خون کو روکتا ہے۔ **ترکیب استعمال** ۶ ماشہ صبح کو تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں بادی اور ثقیل چیزوں سے پرہیز	۵ خوراک کی فی ڈبیہ ۱۲
۲۹۰	سفوف [illegible]	**خواص** معدہ کو قوت دیتا ہے بھوک لگاتا ہے قبض کو رفع کرتا ہے معدہ کے ضعف اور بادی درد کو زائل کرتا ہے۔ **ترکیب استعمال** ۲ رتی یہ سفوف جوارش کمونی ۹ ماشہ میں ملا کر استعمال کریں۔ بادی اور ثقیل چیزوں سے پرہیز۔	فی تولہ ۱۲

شربت فولاد ۲۹۲

معدے کو قوت دیتا ہے جگر کو خاص طور پر تقویت بخشتا ہے خون صالح پیدا کرتا ہے بھوک لگاتا ہے قوت جسمانی کو ترقی دیتا ہے چہرے کو خوشرنگ بناتا ہے بیماری کے بعد کی کمزوری کو دور کرتا ہے ضعف معدہ کی وجہ سے جو دست آتے ہیں ان کو روکتا ہے نیز طحال و جگر بڑھ جانے کو مفید ہے۔ پرچہ ترکیب شیشی پر چسپاں ہے بیس تولہ کی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے ۱عہ

طلاء شباب آور ۳۶۲

موجودہ میڈیکل سائنس کی روشنی میں ترتیب دیا ہوا ہمدرد دواخانہ کا ایک بے نظیر طلاء

یہ طلا ہمدرد دواخانہ کی مخصوص چیز ہے اس کے اجزا کو میڈیکل سائنس کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے اس حیثیت سے یہ طلا اس قدر مفید ہو گیا ہے کہ اس کے متعلق کچھ لکھنا فضول ہے یہ طلا عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو رفع کر کے نہایت قوت پہنچاتا ہے اس کے اجزا سریع النفوذ ہیں عجیب و غریب چیز ہے قیمت فی شیشی صرف تین روپے - پرچہ ترکیب شیشی کے ہمراہ ہے -

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۳۶۲	طلاء [illegible]	**خواص** اس زمانہ میں جہاں تک دیکھا گیا ہے فی صدی نوے بلکہ ننانوے انسان وطن کمزوری و ضعف باہ کے شاکی ہیں جس کی وجہ زیادہ تر بچپن کی غلط کاری اور جوانی کی بے عنوانیاں ہوتی ہیں اور پھر غضب یہ ہے کہ شرم کے مارے	فی تولہ للعہ

نوٹ :- باقی سفوفوں اور شربتوں کے نام اور قیمتیں آخر میں لگی ہوئی فہرست تتمہ میں دیکھیے۔ "منیجر"

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۳۶۳	طلاء کیمیا تاثیر	کسی حاذق طبیب سے رجوع نہیں کرتے اور نہ اپنا درد دل کہتے ہیں اور دل کی حسرت دل ہی میں لیے ہوئے دنیا سے سفر کر جاتے ہیں لہٰذا ان حضرات کے واسطے جو اپنے آپ کو تباہ کر چکے ہوں اور اب کار رفتہ مایوس ہو کر موت کو زندگی سے بہتر سمجھنے لگے ہوں یہ طلا نہایت محنت اور جستجو سے تیار کیا گیا ہے فی الواقع یہ کیمیا تاثیر طلا ہے اور لطف یہ ہے کہ بالکل بے ضرر ہے نہ آبلہ پڑتا ہے نہ سوزش اور نہ سیاہی پیدا ہوتی ہے اور اگر دو ہفتہ پابندی شرائط کے ساتھ اس کا استعمال کیا جائے تو عضو کی کمزوری و سستی کو خواہ کسی سبب سے ہو زائل کر کے از سر نو طاقت اور برانگیختگی پیدا کرتا ہے۔ ترکیب استعمال۔ ۲ رتی سر اور سیون بچا کر مالش کریں اور اوپر سے بنگلہ پان یا معمولی پان نیم گرم کر کے کچے سوت سے باندھیں اور صبح کو کھول دیں اور سرد پانی سے پرہیز کریں۔ اور جماع سے جب تک طلا کا استعمال رہے قطعی پرہیز کریں۔ اگر کچھ دانے نکل آئیں تو طلا موقوف کر کے چنبیلی کا تیل لگائیں۔ جب آرام ہو جائے تو پھر شروع کر دیں۔	فی تولہ ؎ چار روپے
۳۶۴	طلاء بیضہ شیر والا	خواص۔ کثرت جماع و دیگر عوارض کے باعث عضو مخصوص میں اگر خرابی واقع ہو گئی ہو اس کو دور کرنا اور رطوبت ردیہ کو جذب و تحلیل کر کے عروق و اعصاب کو قوت دینا اس کا خاص اثر ہے چند روز کے استعمال سے ضعف اور سستی کی جملہ شکایتیں زائل ہو جاتی ہیں اور زائل شدہ قوت عود کر آتی ہے۔ قابل قدر اور عجیب و غریب چیز ہے۔ ترکیب استعمال۔ حسب الترکیب طلا مذکورہ بالا۔	فی شیشی للعہ
۳۶۵	طلاء اکسیر	خواص۔ وہ نوجوان کہ جنہوں نے اپنے ہاتھوں اپنی جوانی کو خاک میں ملایا ہو اور قوت مردانگی کو زائل کر دیا ہو یا وہ شخص جو تجرد یا بلوغت سن کی وجہ سے معذور ہو گئے ہوں ان کے واسطے یہ طلا نہایت مفید ہے کجی اور سستی کو دور کرتا ہے۔ رگوں اور پٹھوں کو مضبوط بناتا ہے۔ دو ہفتے استعمال کریں۔ ترکیب استعمال۔ حسب الترکیب طلا مذکورہ بالا۔	فی شیشی چار روپے
۳۶۶	طلاء مجلوق	خواص۔ یہ طلا ان لوگوں کے لیے ہے جو جوانی کی غلط کاریوں سے تباہ ہو چکے ہوں۔ رگوں اور پٹھوں کی جملہ خرابیوں اور کجی کو زائل کر کے پوری قوت پہنچاتا ہے۔ نہایت مفید ثابت ہوا ہے اس کے لیے موسم اور وقت کی قید نہیں ہر موسم اور ہر وقت استعمال کر سکتے ہیں اور خوبی یہ ہے کہ صرف نیم گرم مالش کی جاتی ہے نہ باندھنے کا جنجال ہے اور نہ کپڑے خراب ہونے کا احتمال کوئی دوا اس میں ناپاک اور بدبودار نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ کسی جگہ درد ہو اس طلا کی چند روزہ مالش سے کافور ہو جاتا ہے۔ مجلوقین کے لیے اس کا استعمال کم از کم ایک ماہ اور زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک کافی ہوتا ہے۔ اگر کامل فائدہ اٹھانا ہو تو اس عجیب و غریب طلا کا استعمال کریں۔ نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ ترکیب استعمال۔ بلوغ یا مرگ تمام عضو پر خوب مالش کریں۔ سرد پانی سے حتی الامکان اور مجامعت سے قطعی پرہیز۔	[illegible]
۳۶۷	طلاء مشک والا	خواص۔ باہ کو قوت دیتا ہے کمزوری کو دور کرتا ہے اور عصبی خرابیوں کی اصلاح کرتا ہے۔ اعصاب میں طاقت اور برانگیختگی پیدا کرتا ہے قیمتی اجزاء سے بنایا جاتا ہے اور قیمتی فوائد بخشتا ہے۔ پہلے دن اپنا اثر دکھاتا ہے۔ ترکیب استعمال۔ بقدر چار رتی یہ طلا سر اور سیون بچا کر مالش کیا جائے اور اوپر سے بنگلہ پان نیم گرم کر کے باندھ دیا جائے اس ترکیب کے بغیر بھی یہ طلا فائدہ دیتا ہے یعنی معمولی طور پر مالش کرنے سے بھی جلد اثر دکھاتا ہے۔	فی تولہ ؏ دو روپے
۳۶۸	طلاء عجیب	خواص۔ عضو تناسل کے تمام نقائص کو دور کرتا ہے اور چند ہی مرتبہ کے استعمال سے قوت پیدا کرتا ہے پٹھوں کو قوی کرتا اور رگوں میں جو خراب رطوبت پیدا ہو جاتی ہے اس کو تحلیل کرتا ہے اپنے خواص میں عجیب لاثانی ہے۔ ترکیب استعمال۔ بقدر ۴ رتی یہ طلا سر اور سیون بچا کر مالش کریں اور اوپر سے بنگلہ پان نیم گرم کر کے باندھ دیا جائے۔ سرد پانی اور جماع سے پرہیز۔	فی شیشی عہ؍
۳۶۹	طلاء منیع	خواص۔ اعضاء تناسل کے تمام نقائص دور کرتا ہے اور چند ہی مرتبہ استعمال سے قوت پیدا کرتا ہے ڈھیلا پن زائل کرتا ہے۔ بقدر ۴ رتی سر اور سیون بچا کر مالش کیا جائے اور اوپر سے بنگلہ پان نیم گرم کر کے باندھ دیا جائے۔ سرد پانی اور جماع سے پرہیز۔	فی تولہ ؏
۳۷۰	طلاء اعجاز	خواص۔ وہ تمام خرابیاں جو بیہودہ افعال سے اکثر نوجوانوں کو لاحق ہو جاتی ہیں اور وہ شرم سے اس کا اظہار نہیں کرتے اور رفتہ رفتہ لطف زندگی کھو کر بصد حسرت کف افسوس ملتے ہوئے راہی عدم ہو جاتے ہیں ان کے لیے یہ طلا واقعی اعجاز اثر ہے اور اس کے استعمال سے قوت رفتہ رفتہ عود کر آتی ہے اعصاب میں توانائی پیدا کرتا ہے آبلہ و سوزش سے بالکل مبرا ہے ہر موسم اور ہر مذہب کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں۔ ترکیب استعمال۔ شب کو ۴ رتی گرم کر کے سر اور سیون چھوڑ کر مالش کریں اور اوپر پان گرم کر کے باندھیں۔ سرد پانی اور مجامعت سے پرہیز۔	فی شیشی دو روپے
۳۷۱	طلاء الماس	خواص۔ عجیب و غریب طلا ہے جس کے فوائد کا چرچا عام ہے ہیرے جیسے قیمتی اجزاء سے خاص اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے عضو	فی شیشی چار روپے

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۳۷۱	[illegible] ۹	مخصوص کی ہر قسم کی خرابی رفع کرنے میں عدیم المثال ہے سست اور بیکار اعصاب از سر نو تازہ ہو جاتے ہیں۔ کبھی لاغری کمزوری کو جلد رفع کرتا ہے اور اس کے چند روزہ استعمال سے مریض غیر معمولی قوت محسوس کرنے لگتا ہے۔ **ترکیب استعمال** ا گولی کا ½ حصہ روغن عنبلی پر گھس کر حشفہ اور سیون چھوڑ کر لگائیں و پان باندھیں مجامعت سے پرہیز۔	فی گولی چار روپے

عرق فولاد ۳۷۲ نہایت ہاضم مقوی اعصاب مقوی معدہ ہے عمدہ خون پیدا کر کے چہرے کی رنگت نکھارتا ہے بواسیر خونی مردوں کے لیے خاص طور پر مفید ہے۔ معدہ و جگر کی ہر قسم کی خرابی کی اصلاح کرتا ہے جگر کی سختی کو زائل کرتا ہے صبح ۵ تولہ عرق میں ایک تولہ مصری ملا کر پی لیں۔ قیمت فی بوتل ۱ للعہ

عرق روح افزا ۱۰۳۷۴ دل اور دماغ اور جگر کو نہایت قوت بخشتا ہے معدہ کی ہر قسم کی خرابی کی اصلاح کرتا ہے۔ ہاضمہ کو بیحد قوی کرتا ہے اور اعلیٰ درجہ کا مشتہی ہے۔ غذا کو جزو بدن بناتا خون صالح کثرت سے پیدا کر کے چہرے کو خوشرنگ بناتا ہے۔ دل و دماغ کو دونوں کے طبیعت میں بشاشت شگفتگی اور جسم میں چستی و تازگی پیدا کرتا ہے۔ ہر قسم کے ضعف کو خواہ کسی وجہ سے ہو دفع کرتا ہے اور گئی ہوئی طاقت کو واپس لاتا ہے غرضکہ یہ سدا بہار عرق ہے۔ کیا ہے ہمیشہ بہت بہت اچھا قریب قریب ہر مزاج پر یکساں فائدہ دکھاتا ہے۔ بلا قید موسم استعمال کیا جاتا ہے۔ نہایت جانفشانی اور خاص اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے قابل استعمال اور عدیم المثال ہے۔ قیمت فی بوتل تین روپے۔ **ترکیب استعمال** ۔ ۲ تولہ عرق میں ۱ تولہ مصری ملا کر صبح یا سہ پہر کے وقت استعمال کریں۔ ترش و ثقیل چیزوں سے پرہیز۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۳۸۴	[illegible]	**خواص** اعلیٰ درجہ کا مصفی خون ہے پھوڑے پھنسیوں کو اور خون کی ہر خرابی کو دور کرتا ہے چہرے پر رنگ نکھارتا ہے قوت باہ کیلئے مفید ہے عقل و حواس کو تقویت دیتا ہے معدہ کو قوت دیتا ہے ہضم طعام میں اعانت کرتا ہے فرح قلب اور طبیعت کو شگفتہ رکھتا ہے۔ **ترکیب استعمال** ۵ تولہ یہ عرق دن کو کھانا کھانے کے ایک گھنٹہ بعد پی لیں یہ دو مرتبہ پئیں بلکہ تھوڑا تھوڑا پئیں۔	فی بوتل ۱؎
۳۸۵	[illegible]	**خواص** اعضاء رئیسہ کو قوت دیتا ہے خشکی کو دور کرتا ہے اور زائل شدہ قوت کو جلد واپس لے آتا ہے بواسیر کے خون کی کثرت سے جو ضعف پیدا ہو جاتا ہے اس کو دور کرتا ہے باہ کو قوت دیتا ہے فوری اثر دکھاتا ہے۔ **ترکیب استعمال** ۵ تولہ عرق میں ایک تولہ شربت انار شیریں میں ملا کر یا دوسری مناسب ادویہ کے ساتھ استعمال کریں۔ بادی اور ترش اشیاء سے پرہیز۔	فی بوتل عہ
۴۱۴	عرق مر[illegible]ان	**خواص** ۔ دق نہایت خوفناک و سخت مرض ہے مریض کی جان لیکر پیچھا چھوڑتا ہے جب یہ بیماری مریض پر پورا قبضہ کر لے تو آرام ہونا مشکل ہو جاتا ہے اس نوبت جلد ایسے مریض کی خبرگیری کرنی چاہیے مرض کے ترقی کرنے سے قبل اس کا علاج کرنا چاہیے یہ عرق بڑا ہی جو نہایت محنت اور جستجو سے تیار کیا ہے خدا کے فضل و کرم سے دق کے مریض کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے سکن ہے اور پھیپھڑوں کو قوت پہنچاتا ہے **ترکیب استعمال** ۔ ۱ تولہ یہ عرق شربت انجاز یا شربت بنفشہ ۲ تولہ یا اور مناسب دوا کیساتھ پلائیں۔ لال مرچ اور ترشی کا پرہیز۔	فی بوتل عہ

غ

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۴۱۶	[illegible]	**خواص** چہرے پر ملاحت اور خوبصورتی پیدا کرنا ہو تو ہمارا غازہ حسن افزا استعمال کیجئے۔ چہرے کی چھائیاں داغ دھبے کو دور کرتا ہے اور چہرے کے رنگ کو صاف اور شفاف بنا دیتا ہے جلد کو نرم اور خوشبودار کرتا ہے۔ **ترکیب استعمال** رات کو سوتے وقت یہ غازہ قدرے پانی میں نیم گرم کر کے چہرے پر مالش کریں صبح منہ دھو ڈالیں۔	فی ڈبیہ ۱۲

ف

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۴۱۸	[illegible]	**خواص** ضعف معدہ و جگر کے لیے خاص چیز ہے بیماری کے بعد جو نقاہت پیدا ہو جاتی ہے اس کو بہت جلد زائل کرتا ہے جسم میں نئی تازگی و قوت پیدا کرتا ہے کمی خون اور خرابی خون انیمیا وغیرہ امراض میں اسکے فوائد حیرت انگیز ہیں خون کے سرخ دانوں کی تعداد میں اضافہ کرتا اور انہیں سرخی خون ہیموگلوبین کی مقدار زیادہ کرتا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد دو تولہ ۵/۱۰ قطرہ پانی میں ملا کر پئیں۔	فی تولہ عہ دو روپے

ق

قرص سوزاک ۴۱۸ یہ دوا سوزاک کا بہترین معالج ہے جلن کو رفع کر دیتی ہے سوزاک کے جراثیم کو ہلاک کرتی ہے سوزاک کے لیے اکسیر اور پرانے سوزاک کے لیے تریاق ہے **ترکیب استعمال** ۲ قرص شربت بزوری ۲ تولہ کے ساتھ اگر دودھ کی لسی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے شیشی ۱ خوراک دو روپے

قرص عود رجسٹرڈ ۴۱۹ یہ دوا تبخیر کیلئے بیحد مفید ثابت ہوتی ہے معدہ اور جگر کی زائد حرارت کو اعتدال پر لاتی ہے صفرا کی زیادتی کو دفع کرتی ہے دائمی نزلہ و درد سر کی شکایت

نوٹ :- باقی عرقوں اور قرصوں کے نام آخر میں لگی ہوئی فہرست تتمہ میں ملاحظہ فرمایئے۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
		...اس کے استعمال سے چند روز میں رفع ہو جاتی ہے غذا کے ہضم میں مدد دیتی ہے اختلاج قلب کو نافع ہے مقوی دماغ و جگر ہے۔ ترکیب استعمال: دو دو قرص کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت پانی کے ساتھ استعمال کریں، گرم تیل بادی اشیاء سے پرہیز۔ قیمت فی شیشی آٹھ قرص دو روپے۔	
۴۳۲	[illegible]	خواص: یہ دوا قبض کے سبب نہایت مفید ہے اور آنتوں کو فضلات سے پاک کرتی ہے آنتوں کی قوت دافعہ کو قوی کرتی ہے قبض کی وجہ سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں درد سر درد گوش آشوب چشم وغیرہ کو زائل کرتی ہے یہ ایک نہایت بے ضرر اور ملکی قبض کشا چیز ہے۔ ترکیب استعمال: دو یا تین قرص رات کو نیم گرم پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ بادی و ثقیل اشیاء سے پرہیز۔	فی [illegible]

کشتہ جات اور ... کشتوں کی ٹکیاں

خریداروں کی آسانی کے لیے اب کشتوں کی ٹکیاں بھی تیار کی گئی ہیں ایک ٹکیہ کی ایک خوراک مقرر ہے ... یہ جاہئے ٹکیاں منگائیں چاہے کشتہ جات اصلی صورت میں منگائیں

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۴۳۵	[illegible]	خواص: سونے کا ایک خاص کشتہ ہے ... حرارت غریزی کی حفاظت کرتا ہے تمام اعضائے رئیسہ کو قوت بخشتا ہے اور جسم میں جس قدر قوتیں ہیں سب کو فائدہ پہنچاتا ہے بھوک خوب لگاتا ہے ... غذاؤں کو جزو بدن بناتا ہے چند ہی روز میں اپنا اثر دکھاتا ہے۔ ترکیب استعمال: ۲ چاول یہ کشتہ دواء المسک معتدل جواہر والی یا لعوق ... ۵ ماشہ یا مکھن ۱ تولہ میں استعمال کریں، ترشی کا پرہیز۔	[illegible]
۴۳۶	[illegible]	خواص: ... نہایت مفید ہے مادہ تولید کو بڑھاتا اور جلد کرتا ہے قوت مردمی کی حفاظت کرتا ہے دل و جگر کو قوت پہنچاتا ہے۔ ترکیب استعمال: ۲ چاول یہ کشتہ معجون ... ایک تولہ یا مکھن ایک تولہ میں ملا کر کھائیں۔	[illegible]
۴۴۰	[illegible]	خواص و ترکیب استعمال: جگر کو قوت دیتا ہے کھانسی کے لیے نافع ہے ... کو جو مثانہ کی ... کے لیے مفید ہے ... پیشاب کو روکتا ہے ... ۲ چاول یہ کشتہ ... جوارش زرعونی عنبری نسخہ کلاں ۵ ماشہ یا جوارش زرعونی کے ساتھ استعمال کیا جائے گرم اشیاء کا پرہیز۔	فی [illegible]
۴۴۱	کشتہ طلا کلاں	خواص و ترکیب استعمال: اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے ... حرارت غریزی کی حفاظت کرتا ہے تمام قوتوں کو قائم رکھتا ہے اور باہ کو برانگیختہ کرتا ہے اعلیٰ درجہ کا مقوی ذہن اور ہاضم ہے ۲ چاول یہ کشتہ لبوب کبیر ۵ ماشہ یا خمیرہ گاؤزبان جواہر والا ۵ ماشہ یا دواء المسک جواہر والی ۵ ماشہ یا معجون جالینوس لولوی ۴ ماشہ یا مکھن ۲ تولہ کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ بادی اور ترش اشیاء سے پرہیز۔ مرغن غذا دودھ مکھن وغیرہ کا استعمال مفید ہوگا۔ نوٹ: اس سے قبل اس کشتہ میں سونے کے ذرات قائم و نمودار رہتے تھے جس کی وجہ اکثر ... کا یہ اعتراض تھا کہ یہ کشتہ نہیں ہے ... وہ خاک ہو جاتی ہے اس لیے اب ہم نے اس کو دوسری ترکیب سے تیار کیا ہے جو نہایت عمدہ ... بالکل غبار ہو گیا ہے اور فوائد میں پہلے سے زیادہ بہتر ثابت ہوا ہے۔	فی ماشہ [illegible]
۴۴۳	کشتہ فولاد	خواص و ترکیب استعمال: معدہ و جگر کے لیے بہت مفید ہے ... تحلیل کرتا ہے خون کی اصلاح کرتا ہے ضعف معدہ کو زائل کر کے چہرے پر رونق لاتا ہے ۲ چاول یہ کشتہ جوارش ... ۷ ماشہ یا جوارش جالینوس ۵ ماشہ یا دواء المسک معتدل جواہر والی ۵ ماشہ میں ملا کر کھائیں۔	فی [illegible]
۴۴۵	کشتہ قلعی	خواص و ترکیب استعمال: جریان کے لیے مفید ثابت ہوا ہے سرعت رقت کثرت احتلام کو رفع کرتا ہے اس کے علاوہ معدہ و باہ کو قوت دیتا ہے ۲ چاول یہ کشتہ لبوب کبیر ۵ ماشہ یا معجون آرد خرما ۱ تولہ کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ ترش و بادی چیزوں سے پرہیز۔	[illegible]
۴۴۷	کشتہ مرجان سادہ	خواص و ترکیب استعمال: دل کو قوت دیتا ہے اور کھانسی کے لیے مفید ہے۔ دو چاول یہ کشتہ خمیرہ گاؤزبان جواہر والا ۷ ماشہ یا خمیرہ گاؤزبان سادہ ایک تولہ میں ملا کر استعمال کریں۔	[illegible]
۴۴۸	کشتہ مرجان جواہر والا	خواص و ترکیب استعمال: تقویت دماغ و جگر کے لیے نہایت مفید ہے ضعف دماغ کی وجہ سے نزلہ زکام کھانسی درد سر وغیرہ کی جو شکایت پیدا ہو جاتی ہے ان سب کے واسطے مفید ہے۔ ۲ چاول یہ کشتہ خمیرہ گاؤزبان جواہر والا میں ملا کر کھائیں۔	[illegible]
۴۴۹	کشتہ [illegible]	خواص و ترکیب استعمال: معدہ کو قوت دیتا ہے اور جگر کے لیے بہت مفید ہے اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے۔ دو چاول یہ کشتہ جوارش ... ۷ ماشہ یا جوارش جالینوس ۷ ماشہ میں ملا کر استعمال کریں۔	[illegible]
۴۵۰	کشتہ مروارید	خواص و ترکیب استعمال: عورتوں اور مردوں دونوں کے جریان کے لیے بہت مفید ہے اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے علی الخصوص قلب کو فرحت دیتا ہے حرارت غریزی کی حفاظت کرتا ہے عورتوں کے سیلان رطوبت کو روکتا ہے ۲ چاول یہ کشتہ خمیرہ گاؤزبان جواہر والا ۵ ماشہ یا مفرح بارد ۵ ماشہ میں ملا کر استعمال کریں، ترشی و بادی سے پرہیز۔	[illegible]
۴۵۱	کشتہ نقرہ	خواص و ترکیب استعمال: جگر معدہ اور دماغ کی کمزوری کو زائل کرتا ہے مثانہ کو قوت دیتا ہے غذا کو خوب ہضم کرتا ہے باہ کو برانگیختہ کرتا ہے اور جسم کو فربہ اور چست کرتا ہے۔ دو چاول یہ کشتہ دواء المسک ۳ ماشہ یا نوشدارو ۷ ماشہ یا خمیرہ گاؤزبان جواہر والا	فی [illegible]

نوٹ: باقی قرصوں اور کشتوں وغیرہ کے نام اور قیمتیں آخر میں لگی ہوئی فہرست تتمہ میں دیکھیے۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
		۷ ماشہ یا لبوب کبیر ۷ ماشہ یا مکھن ایک تولہ میں ملاکر استعمال کریں۔ ترشی و بادی کا پرہیز۔	
۴۵۲	[illegible]	**خواص و ترکیب استعمال** تمام اعضاء رئیسہ کو قوت دیتا ہے حرارت عزیزی کی حفاظت کرتا فعل ہضم کو قوی بناتا ہے مقوی باہ اور مادہ تولید کی خرابیوں کی اصلاح کرتا ہے روح میں لطافت پیدا کرتا ہے اور چند روز میں چہرہ کو بارونق بنا دیتا ہے ۲ چاول کشتہ لبوب کبیر ۷ ماشہ یا دواء المسک جواہر والی ۵ ماشہ یا خمیرہ گاؤزبان جواہر والا ۵ ماشہ میں ملاکر استعمال کیا جائے ترشی و بادی سے پرہیز۔	فی تولہ ۲ گولیاں ۵ خوراک ۸
۴۵۳	[illegible]	**خواص**۔ فالج۔ لقوہ۔ کھانسی دمہ اور خنازیر وغیرہ امراض کو رفع کرتا ہے اور ضیق النفس کے دورہ کو جلد روک دیتا ہے۔ **ترکیب استعمال** ۲ چاول یہ کشتہ ایک تولہ شہد میں ملاکر سوتے وقت استعمال کریں ترش اور ثقیل چیزیں نہ کھائیں۔	فی تولہ ۔ ٹکیہ ۵ خوراک ۲
	[illegible]	**خواص** جسمانی قوت کو بڑھانے میں عجیب چیز ہے خون صالح کثرت سے پیدا کرتا ہے صفرا خوب نکالتا ہے دودھ مکھن اور دیگر غذائیں بہت اچھی طرح جزو بدن کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ معدہ اور جگر قوی ہوجاتا ہے۔ برص کے لیے بھی مفید ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ ۲ چاول یا ایک قرص بالائی یا مکھن میں استعمال کیا جائے تقویت باہ کے لیے لبوب کبیر میں استعمال کرنا چاہیے	فی تولہ ۔ ۱۵ قرص ۱۲
	[illegible]	**خواص** فولاد کا یہ مرکب کشتہ دل دماغ اور جگر کے لیے ایک خاص چیز ہے خون صالح کثرت سے پیدا کرتا اور چہرہ کو سرخ و سفید کرتا ہے ضعف معدہ و جگر کے لیے نہایت مفید ہے جسم کو فربہ کرتا ہے مقوی غذائیں جزو بدن بناتا ہے حرارت عزیزی کی حفاظت کرتا ہے۔ **ترکیب استعمال**۔ دو چاول یا ایک قرص دواء المسک معتدل جواہر والی یا لبوب کبیر یا جوارش جالینوس میں استعمال کرنا چاہیے۔ ترش اور بادی چیزوں سے پرہیز۔	فی تولہ ۱۲ ۱۵ قرص ۱۲
	[illegible]	**خواص**۔ سونے اور موتیوں کا ایک نہایت موثر کشتہ ہے یہ بہت اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے حفظ رئیسہ دل دماغ و جگر کو نہایت تقویت پہنچاتا ہے عام جسمانی کمزوری جو بیماری کے بعد پیدا ہو گئی ہو بہت جلد رفع کرتا ہے محرک ہے مریضان دق کو یہ کشتہ بہت مفید ثابت ہوا ہے انکی قوت کی نگہداشت کرتا ہے پھیپھڑوں کو قوت دیتا ہے کھانسی میں مفید ہے ۲ چاول یہ کشتہ مناسب بدرقہ کے ساتھ دینا چاہیے عام کمزوری کے لیے دواء المسک معتدل جواہر والی اور مریضان دق کے لیے خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا یا مفرح بارد کے ہمراہ	فی ماشہ ۔ قرص ۵ خوراک پانچ روپے (صمہ)

كحل شفا ۴۵۷ دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں آنکھوں کی قدر انسان کو اس وقت ہوتی ہے جب کسی قسم کی تکلیف پیدا ہوتی ہے ورنہ کچھ قدر و حفاظت نہیں کی جاتی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑی سی عمر میں کمزوری بصارت کی شکایت لاحق ہوجاتی ہے یہاں تک کہ عینک کے خوگر ہوجاتے ہیں۔ یہ سرمہ ہم نے خاص طور پر بیش قیمت اجزا سے تیار کیا ہے جو تمام امراض چشم میں نہایت مفید ثابت ہوا ہے بینائی کو نہایت طاقت بخشتا ہے۔ تیز جالا۔ پھولا۔ ناخونہ۔ خارش۔ نزول الماء وغیرہ کی شکایتوں کو رفع کرتا ہے اور خاص طور پر آنکھوں کو قوت بخشتا ہے عجیب و غریب چیز ہے اس سرمہ کی دو دو سلائیاں سوتے وقت آنکھوں میں لگائیں۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ آٹھ آنے (۱۸)

كحل الجواہر ۴۵۸ **خواص** اس سرمہ میں جواہرات ڈالے جاتے ہیں یہ آنکھ کی بینائی کو قائم رکھتا ہے آنکھوں کی بہت سی شکایتوں سے محفوظ رکھتا ہے اور نظر میں قوت پیدا کرتا ہے۔ آج کل زمانہ مطالعہ و افکار و اشغال دماغی کی کثرت یا حفظ بصارت سے بے پروائی اور عام جسمانی کمزوری کی وجہ سے کمزوری نظر کی شکایت عام ہوگئی ہے لیکن یہ سرمہ پیدا شدہ شکایات کو روکتا ہے اور سن و سال میں آنکھوں کی شکایتوں کو دور کرتا ہے اگر عینک کی محتاجی قدرتی عینک کو بیکار رکھتی ہے اگر بغیر چشمہ کے کام نہیں ہوسکتا تو یہ سرمہ اس کو دور کرنے کے لیے حاضر ہے خواہ آنکھوں کو شکایت ہو یا نہ ہو یہ سرمہ بہرحال مفید ہے اور آنکھوں کو آفات مرض سے بچاتا ہے۔ قیمت فی تولہ (۸) **ترکیب استعمال** اس سرمہ کی ایک ایک سلائی سوتے وقت آنکھوں میں لگائیں۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۴۶۳	[illegible]	**خواص** یہ کافور اعلیٰ درجہ کا مرکب ہے سل و دق میں نہایت مفید ہے ان امراض کے جراثیم کو ہلاک کرتا ہے فساد ہونے سے جسم کو محفوظ رکھتا ہے وبا ہیضہ کے زمانہ میں اس کا استعمال بطور حفظ ماتقدم اس مرض متعدی مرض سے حفاظت کرتا ہے نفث الدم (خون تھوکنے) میں فوری اثر دکھاتا ہے۔ ترکیب استعمال چار پانچ قطرے پانی میں ڈال استعمال کریں۔	فی تولہ ۸

گ

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۴۷۰	[illegible]	**خواص**۔ یہ دوا تریاقی فوائد رکھتی ہے جسم کے زہریلے اثرات کو زائل کرتی ہے فساد خون کے لیے مفید ہے پیٹ کے کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے۔ غذا کی خواہش کو زیادہ کرتی ہے۔ ترکیب استعمال اس دوا کے ۴ قطرے ۵ تولہ پانی میں حل کرکے استعمال کریں۔	فی تولہ ۔

نوٹ:۔ ک اور گ کی باقی چیزوں کے نام اور قیمتیں آخر میں لگے ہوئے تتمہ میں دیکھیے۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال		قیمت

لبوب

لبوب اعظم ۴۷۷ یہ لبوب نہایت بیش قیمت ادویہ کا ایک نہایت نفیس مرکب ہے قوت باہ اور اعضائے رئیسہ و شریفہ کو قوت پہنچاتا ہے مادہ منویہ کو غلیظ کرتا ہے اور اس کی پیدایش کو زیادہ کرتا ہے نہایت بے ضرر چیز ہے آپ اس کو ہر موسم میں خصوصاً موسم سرما میں بطور ایک مقوی دوا کے استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی دس تولہ چار روپے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہے۔

لبوب کبیر ۴۸۲ خواص۔ قوت باہ کو ترقی دینے میں عجیب چیز ہے۔ اعصاب کو مضبوط کرتا ہے رنگ نکھارتا ہے دل و دماغ کو قوت دیتا ہے گردوں کو قوت دیتا ہے مادہ تولید کو کثرت سے پیدا کرتا ہے کمزوری کو زائل کرتا ہے قوت بڑھانے میں عجیب النفع ہے ایسی چیز ہے کہ لوگ بار بار منگاتے ہیں قوت باہ کے لیے عمدہ چیز ہے۔ فی سیر ۳۰ فی تولہ ۳ ۔ ترکیب استعمال ۵ ماشہ ۷ ماشہ تک یہ دوا کشتہ قلعی ۴ چاول یا کشتہ طلا ۲ برنج کے ساتھ استعمال کیا جاسکتا ہے گرہ الللحم نسخہ خاص ۲ تولہ اوپر سے پی لیا جائے تو اور زیادہ مناسب ہوگا۔ دودھ کے ساتھ یا صرف لبوب بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

م

معجون مقوی و ممسک } یہ معجون قوت مردمی کے لیے حیرت انگیز چیز ہے۔ انتہا ممسک ہے پہلی ہی خوراک میں اپنا اثر دکھاتی ہے باہ میں اندازہ سے زیادہ اضافہ کرتی ہے۔ دل عیش و نشاط کا مرکز بنجاتا ہے ناکارہ اور عاقبت نااندیش لوگوں کو زندگی کا سچا لطف حاصل ہوتا ہے ۳ فی تولہ (عہ) ترکیب استعمال ایکماشہ رات کو سوتے وقت پاؤ بھر دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ یا خاص ضرورت سے گھنٹہ قبل ایکماشہ استعمال کریں +

معجون اکسیر باہ ۵۱۴ } یہ معجون باہ کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتی ہے قوت مردمی کو قائم رکھتی ہے عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو دور کرتی ہے پٹھوں میں طاقت اور سختی پیدا کرتی ہے۔ خون صالح پیدا کرتی ہے۔ رقت کو دور کرتی ہے جوش اور قوت کو برقرار رکھتی ہے غرض باہ کی ہر شکایت کے لیے اکسیر ہے۔ ترکیب استعمال ۵ ماشے یہ معجون شیر گاؤ پاؤ سیر کے ساتھ رات کو سوتے وقت استعمال کریں۔ قیمت فی تولہ (۱۰)

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۵۱۷	[illegible]	خواص مردت سزری کو برانگیختہ کرتی ہے ضعف کے درد کو زائل کرتی ہے باہ کو قوت دیتی ہے معدہ کے ضعف کو دور کرتی ہے مصفی خون ہے چہرے کا رنگ نکھارتی ہے۔ جو لوگ محرور المزاج ہوں ان کو بہت قوت اور فائدہ دیتی ہے۔ ترکیب استعمال۔ کمزور اشخاص ساڑھے چار ماشے اوسط درجہ کی طاقت والے ۵ ماشہ اور قوی اشخاص ایک تولہ یہ معجون تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ اس معجون کی بڑی خوبی یہ ہے زیادہ پرہیز کی ضرورت نہیں۔	فی تولہ
۵۱۸	[illegible]	خواص۔ سرعت اور رقت کو دور کرتی ہے باہ کو قوت دیتی ہے مادہ تولید کی خرابی کی اصلاح کرتی ہے اور جریان کو روکتی ہے یہ معجون کسی قدر قبض بھی کرتی تھی مگر اب ہمیں ایسے اجزا شامل کیے گئے ہیں جو قبض نہیں ہونے دیتے۔ ترکیب استعمال ایک تولہ یہ معجون کشتہ قلعی ۲ چاول میں ملا کر استعمال کریں۔ ترش و بادی اشیاء سے پرہیز۔	فی سیر فی تولہ
۵۲۸	[illegible]	خواص باہ کو قوت دیتی اعصاب میں صلابت پیدا کرتی اور خشکی کو زائل کرتی جریان و رقت کو کھو دیتی ہے عمدہ اور موثر چیز ہے ۔۔ یہ معجون مع ماء اللحم عنبری نسخہ کلاں ۵ تولہ یا عرق گاؤزبان ۵ تولہ شربت انار ۲ تولہ یا صرف معجون ہمراہ شیر گاؤ۔ ترشی بادی سے پرہیز	فی سیر فی تولہ

معجون جالینوس لولوی ۵۲۹ خواص جالینوس نے اس معجون کے سات فائدے لکھے ہیں (۱) قوت مردمی اور خواہش کو قائم رکھتی ہے (۲) گردہ اور دیگر اعضا تناسل کے درمیانی سروق نیز مثانہ و خصیتین و احلیل کو جو غلط کاری اور کثرت جماع سے متاثر ہو گئے ہوں اور دوران خون میں مزاحم ہوتے ہیں انھیں اعتدال کیساتھ قوی کرتی اور ان کے ذاتی فعل نعوذ کے لیے بیدار کرتی ہے اور حالت طبعی تک پہنچاتی ہے (۳) پٹھوں میں قوت اور سختی پیدا کرتی ہے اور جوش قوت کو برقرار رکھتی ہے (۴) مرد کی عظمت قائم رکھتی ہے (۵) چہرے کا رنگ نکھارتی ہے (۶) اچھی مقدار میں خون صالح پیدا کرتی ہے (۷) اعضا خاص کی زائل شدہ قوت کا بدل پیدا کرتی ہے۔ ہر عضو کی کمزوری کے لیے نافع ہے فی تولہ (۸) ۵ ماشے، ماشے تک یہ معجون استعمال کیجائے قوی اثر بنانے کے لیے کشتہ طلا ۲ برنج یا ماء اللحم خاص دو آتشہ ۵ تولے کیساتھ بشرطیکہ موسم سرما ہو اگر گرمی یا برسات کا موسم ہو تو عرق بید مشک ۵ تولہ یا صرف دودھ کے ساتھ استعمال کیجائے

معجون حمل عنبری علوی خانی ۵۳۶ } خواص:۔ جن عورتوں کا حمل ساقط ہو جاتا ہو یا بچہ ام الصبیان میں مبتلا ہو کر ضائع ہو جاتا ہو ان کے لیے

نوٹ:۔ باقی لبوب اور معجونوں کے نام اور قیمتیں آخر میں لگے ہوئے تتمہ میں دیکھیے۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
		۔۔۔ت مفید ہے۔ تیسرے مہینے حمل کے ،سے اس کا استعمال شروع کیا جائے پورے دنوں کے بعد بچہ پیدا ہوگا اور آفات سے محفوظ رہے گا یہ معجون قیمتی اجزا سے بنائی جاتی ہے۔ عمدہ چیز ہے۔ ترکیب استعمال ۵ ماشہ یہ معجون عرق گاؤزبان ۷ تولہ شربت انار شیریں ۲ تولہ یا تنہا پانی کے ساتھ صبح استعمال کی جائے۔ قیمت فی تولہ آٹھ آنے (۸/)	
۵۵۲	[illegible]	باہ کو قوت دیتی ہے سرعت کو زائل کرتی ہے عورتوں کے جریان کی مخصوص دوا ہے استقرار حمل میں مدد ہو عورتوں کی ۔۔۔ کو رفع کرتی ہے نہایت مفید اور مجرب دوا ہے ترکیب استعمال ۱ تولہ یہ معجون پاؤ بھر دودھ کے ساتھ یا صرف معجون استعمال کی جاتی ہے ترشی و بادی کا پرہیز	فی سیر ۔۔۔ فی تولہ ۔۔۔
۵۵۳	[illegible]	خواص۔ گٹھیا کے درد آتشک، جذام اور فساد خون کی بیماریوں کے لیے نہایت مفید ہے معمولات مطب میں سے ہے۔ ترکیب استعمال ۶ ماشہ یہ معجون عرق شاہترہ ۶ تولہ عرق عشبہ ۶ تولہ کیساتھ یا صرف معجون استعمال کریں۔ بادی اور ترش اشیا سے پرہیز	فی سیر ۔۔۔ فی تولہ ۔۔۔
۵۵۴	[illegible]	خواص۔ گردہ و مثانہ کی پتھری کو توڑ کر بسہولت پیشاب کے راستے خارج کرتی ہے گردہ و مثانہ کو قوی کرتی ہے۔ ترکیب استعمال ۳ ماشے سے ۶ ماشہ تک صرف یہ معجون شیرہ تخم کرفس ۳ ماشہ شیرہ بادیان ۵ ماشے عرق بادیان ۷ تولہ شربت بزوری ۲ تولہ کیساتھ	فی سیر ۔۔۔ فی تولہ ۔۔۔
۵۵۵	[illegible]	خواص باہ کو بڑھاتی ہے مادہ تولید کی پیدائش کو زیادہ کرتی ہے بھوک لگاتی ہے سلسل البول اور دردکمر اور درد گردہ وجع المفاصل کو دور کرتی ہے چہرے کا رنگ صاف کرتی ہے بدبو دہن کو زائل کرکے منہ کو خوشبودار بناتی ہے مسلمہ طور پر مفید ہے۔ ترکیب استعمال ۶ ماشے یہ معجون رات کو سوتے وقت استعمال کریں۔ کھٹی اور بادی چیزوں سے پرہیز۔	فی سیر ۔۔۔ فی تولہ ۔۔۔

معجون مروح الارواح ۵۶۹

خواص۔ یہ معجون ایک پراسرار چیز ہے حرارت غریزی کو قوت دیتی ہے اعضاء رئیسہ کی طاقت بڑھاتی ہے جسم کو فربہ اور قوی ہے عقل اور حافظہ کو زیادہ کرتی ہے مرطوب بیماریوں کو زائل کرتی ہے۔ دھات کے روگ کو مٹاتی ہے اور مادہ تولید کو اس قابل بناتی ہے کہ اولاد پیدا ہو تکان اور کمزوری کو دور کرتی ہے اور قوت کو زائل نہیں ہونے دیتی حکما کی رائے ہے کہ اگر اس معجون کو کسی طبیب حاذق کا مشورہ لیکر استعمال کیا جائے تو جو شخص ایک شادی کرکے بھی پشیمان اور ناکام ہو اس ناکام شخص کو اسکی آرزو سے پانچ حصہ زیادہ قوت حاصل ہوجائیگی۔ اسکے اجزا نادر اور قیمتی ہونے کے علاوہ مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں اور اسکو خاص ترکیب اور خاص اہتمام سے بنایا جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ عہ

ترکیب استعمال :۔ صرف ایک ماشہ یہ معجون استعمال کیجائے اس سے زیادہ ہرگز استعمال نہ کیجائے۔ عرق عنبر ۵ تولہ عرق ماء اللحم خاص دوآتشہ ۵ تولہ یا کسی اور مناسب بدرقہ کیساتھ استعمال کرنا زیادہ مفید ہے۔ دودھ کے ساتھ بھی استعمال کرسکتے ہیں۔

معجون جریان خاص ۵۷۰

خواص۔ جریان ایسا موذی مرض ہے جو انسان کے جسم کے اندر ہی اندر گھن کی طرح کھا لیتا ہے جو ہر انسان کو پانی کی طرح بہا دیتا ہے جوانی کو خاک میں ملانیوالا قوت جسمانی کو برباد کرنیوالا ایسا موذی مرض ہے اس قاطع نسل مرض کیواسطے یہ معجون اکسیر کا حکم رکھتی ہے معدہ میں غلظت پیدا نہیں ہوتی بفضل خدا صرف ۲۰ یوم کے استعمال سے یہ شکایت رفع ہوجاتی ہے۔ قیمت فی ڈبیہ برائے ۲۰ یوم (عہ) ترکیب استعمال ۱ تولہ یہ معجون پاؤ سیر دودھ کے ساتھ صبح کو استعمال کریں کھٹی اور بادی چیزوں سے پرہیز

معجون مومیائی ۵۷۸

خواص۔ تمام اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے اور جماع کے بعد فوراً استعمال کرنے سے زائل شدہ قوت کا بدلہ کردیتی ہے اور کمزوری کو باقی نہیں رہنے دیتی۔ عجیب اثر رکھتی ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے (عہ)

ترکیب استعمال، ایک ماشہ سے تین ماشہ تک یہ معجون عرق عنبر پانچ تولہ کے ساتھ یا صرف معجون استعمال کریں۔ ترش اور بادی چیزوں سے پرہیز۔

معجون نقرہ ۵۷۹

دل اور دماغ کو قوت دیتی ہے جسم میں خوشگوار حرارت پیدا کرتی ہے اور خفقان کو زائل کرتی ہے حرارت غریزی برانگیختہ کرکے قوت قایم رکھتی ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ (عہ)

ترکیب استعمال :۔ ۳ ماشے سے ۵ ماشے تک یہ معجون عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ کے ساتھ یا صرف یہ معجون استعمال کریں۔ ترش اور بادی چیزوں سے پرہیز۔

معجون طلا ۵۸۱

خفقان اور امراض سوداوی کو زائل کرتی ہے دل و دماغ کو بیحد طاقت بخشتی ہے۔ تمام اعضاء رئیسہ و شریفہ کو قوت دیتی ہے اور

قیمت		خواص اور ترکیب استعمال		نام دوا	نمبر دوا

حرارت غریزی کو بڑھاتی اور تمام قوتوں کو قایم رکھتی ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے (دو روپے)
ترکیب استعمال :- ۳ ماشہ یہ معجون بید مشک ۵ تولہ یا عرق برگ تنبول ۵ تولہ یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

معجون اوجاع یہ معجون ہر قسم کے ریاحی درد کے لیے اکسیر صفت ہے خصوصاً گٹھیا نقرس کے پرانے مریض اس سے حیرت انگیز طور پر صحت یاب ہو چکے ہیں۔ اس معجون کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ غلیظ مواد کو اجابت کی راہ خارج کرتی ہے اور بتدریج مریض کو صحت مند کر دیتی ہے قبض کشا بھی ہے۔ فی تولہ صرف ۲۔ ترکیب استعمال۔ رات کو سوتے وقت ۶ ماشہ معجون استعمال کریں ثقیل و ترش چیزوں سے پرہیز۔

معجون شباب آور

قوت مردمی کی لاثانی دوا۔ یہ معجون ہمدرد دواخانہ دہلی کی مایہ ناز دواؤں میں سے ہے قوت مردمی کے لیے اس کے خواص ترقی سے کم نہیں۔ یہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ ہزاروں مریض اس کے استعمال سے شفا یاب ہو گئے۔

شہید فن ہمدرد خلائق حکیم حافظ عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے اس معجون کا نسخہ برسوں تجربات کے بعد بہت غور و کاوش سے مرتب کیا تھا۔ الحمد للہ جو خوبیاں وہ اس معجون میں پیدا کرنا چاہتے تھے اس میں کو پوری کامیابی حاصل ہوئی اس کی ایک سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ معجون زہریلی اور نشہ آور اشیا مثلاً بھنگ سنکھیا کچلہ وغیرہ سے قطعی پاک ہے بلکہ اس کی یہ قوتیں مشک عنبر وارید جیسی بیش بہا مقویات سے حاصل کی گئی ہیں۔ اب آپ سمجھ لیجیے کہ یہ معجون اپنے اثرات میں ہر لحاظ سے کس قدر کامیاب ہوگی اس کے مختلف خواص جن کا مدت سے تجربہ کیا جا رہا ہے یہ ہیں یہ معجون باہ کی ہر شکایت کے لیے اکسیر کا حکم رکھتی ہے قوت مردمی کو بے انتہا فائدہ کرتی ہے خون اور مادۂ تولید کو بڑھاتی ہے حرارت غریزی کو برانگیختہ کرتی ہے عصبی کمزوریوں کو دور کرکے سختی پیدا کرتی ہے معدہ اور جگر کی اصلاح کرتی ہے غذا کو جزو بدن بنا کر کثیر مقدار میں خون صالح پیدا کرتی ہے اس کے استعمال سے چند روز بعد ہی چہرہ شگفتہ اور خوش رنگ ہو جاتا ہے اعضاء رئیسہ دل و دماغ اور جگر کو اس کے استعمال سے خاص قوت حاصل ہوتی ہے سرعت انزال کے لیے مفید ترین چیز ہے جریان منی جو کمزوری اعضاء تناسل کی وجہ سے ہو بہت جلد رفع کرتی ہے جماع سے دو گھنٹہ پیشتر اگر اس کا استعمال کیا جائے تو امساک پیدا کرتی ہے اگر جماع کے بعد استعمال کیا جائے تو قوت میں کمی نہیں ہونے دیتی اس کی خوبیاں اس کے استعمال کے بعد ہی ظاہر ہو سکتی ہیں قیمت بہ نظر ہمدردی بہت کم رکھی ہے یعنی فی تولہ صرف ایک روپیہ (ایک روپیہ)

ترکیب استعمال ۔ ۳ ماشہ یہ معجون صبح یا شب کو ۔ آدھ سیر دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

نوٹ :- موسم سرما میں اگر یہ معجون عرق ۔ ۔ ۔ نمبر نسخہ خاص دو آتشہ ۳۹۵ کے ساتھ استعمال کی جائے تو سونے پر سہاگہ ہے۔

فی تولہ ۲	خواص۔ قلب کو قوت دیتی ہے اختلاج کو زائل کرتی ہے حرارت کو تسکین دیتی ہے فوراً اثر دکھاتی ہے۔ ترکیب استعمال ۵ تولہ یہ مفرح عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ کے ساتھ ۲ تولہ مصری ڈال کر یا صرف مفرح استعمال کریں	مفرح بارد	۵۸۹

مفرح یاقوتی معتدل ۵۹۶ خواص۔ حرارت غریزی کی حفاظت کرتی ہے اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے ضعف اسہال اور امراض رحم کے لیے بیحد مفید ثابت ہوتی ہے اشتہا پیدا کرتی ہے اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہے مقوی جگر ہے قیمت فی تولہ ۱۲ ترکیب استعمال ۳ ماشہ سے ۵ ماشہ تک شربت روح افزا ۴ تولہ یا دودھ کے ساتھ یا صرف مفرح استعمال کریں۔

فی تولہ ۱۲ ٹکیاں ۵ خوراک	خواص۔ معدے اور امعاء کو قوت دیتی ہے ضعف معدہ کے سبب جو دست آتے ہیں ان کو بند کرتی ہے۔ ترکیب استعمال ۔ چار چاول یہ دوا معجون سنگدانہ مرغ ۶ ماشے کے ساتھ استعمال کی جائے۔	[illegible]	۵۹۸
فی ماشہ دو روپے (۲۰ قطعے)	آج تک سونا جن جن صورتوں میں استعمال کیا جاتا رہا ہے ان سب میں اس کی یہ صورت زیادہ سریع التاثیر ثابت ہوئی ہے اس قیمتی دھات کے فوائد عرصہ دراز سے مسلم ہیں۔ درحقیقت جسم کی ہر قسم کی کمزوری کے لیے سونا ایک خاص چیز ہے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ فوراً خون میں جذب ہو کر اپنا اثر شروع کر دیتی ہے اعضاء رئیسہ پر اس کا بہت جلد اثر ہوتا ہے اور جسم میں ایک نئی قسم کی قوت پیدا ہو جاتی ہے معدہ پر اس کا اثر غذا کی خواہش زیادہ ہونے کی صورت میں محسوس ہوتا ہے سل اور دق کے مریضوں کو خاص بدرقہ کے ساتھ استعمال کرانے سے اس میں مرض کے خلاف	[illegible]	۵۹۹

نوٹ :- باقی معجونوں، مفرحات اور مرہموں کے نام اور قیمتیں آخر میں لگے ہوئے تتمہ میں دیکھیے۔

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
۵۹۹	[illegible]	توانائی پیدا ہو جاتی ہے ضعف باہ وغیرہ کے مریض اس سے خاص فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ ترکیب استعمال۔ ضعف عامہ کے لیے اس دوا کے دو تین قطرے عرق ماء اللحم عنبری ۵ تولہ کے ساتھ یا عرق گاؤزبان ۱۰ تولہ کے ساتھ یا صرف پانی میں ڈال کر استعمال کرنے چاہییں دق وغیرہ کے مریضوں کو عرق ہر بھرا یا عرق [illegible] کے ساتھ اور ضعف باہ کے مریض اس کو عرق ۔ [illegible] پسندہ خاص دو آتشہ میں ڈال کر استعمال کریں۔ اس کے دوران استعمال میں دودھ مکھن وغیرہ حسب برداشت استعمال کر سکتے ہیں۔	فی شیشہ تقریباً ۲۰ قطرے دو روپے (عہ)
۶۰۰	[illegible]	یہ کیمیاوی طریق سے بنایا ہوا موتیوں کا پانی ہے اور نہایت لطیف جوہر اور عجیب ہے امراض قلب و ضعف معدہ میں اس کے فوائد قابل غور ہیں آلات ہضم پر اس کا اثر خاطر خواہ پایا گیا ہے موتی مجرد اور تقویت قلب کے لیے خاص چیز ہے۔ ترکیب استعمال ۵ قطرے عرق کاؤزبان ۵ تولہ یا صرف پانی میں ڈالکر استعمال کریں۔	فی تولہ عہ آٹھ روپے
	[illegible]	مشک عنبر، جواہرات کا ایک نفیس مجموعہ ہے یہ سرح نہایت عمیق اجزاء سے تیار کیا گیا ہے اور دماغی کام کرنیوالوں کے لیے آب حیات سے کم نہیں ہے صبح کو صرف ایک خوراک اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ آپ کا دماغ اور جسم تمام دن بے تکان مصروف عمل رہے گا معدہ میں پہنچتے ہی تمام عصاب پر غیر معمولی اثر کرتی ہے تمام بدن کے تھکے ہوئے جسم اور دماغ اس سے از سر نو توانا ہو جاتے ہیں۔ خلاصہ حیرت انگیز فوائد رکھتی ہے جو تجربہ سے ہی ظاہر ہوں گے۔ ایک شیشی میں ۱۲ خوراک دوا ہے۔	فی شیشی ایک تولہ عہ
	[illegible]	احتلام جسم انسان کا نہایت خوفناک دشمن ہے اس کے لیے مثالی دنیا میں لاثانی دوا ہے ہمدرد دواخانہ کی نفیس تجربات نے اس کو بیشمار تجربوں کے بعد بہت [illegible] سے تیار کیا ہے احتلام ایک دو خوراک میں ہی رک جاتا ہے طرفہ یہ ہے کہ اعضا تناسلیہ میں کسی قسم کا نقص یہ دوا پیدا نہیں کرتی بلکہ ان کو ایک حد تک قوی بنا دیتی ہے۔ ایک مریض کے لیے مثالی کی ایک شیشی کافی ہوتی ہے فی شیشی ۲۴ خوراک تین روپے (سعہ)	فی شیشی سعہ
	ممسک بے نظیر	اب کوئی شخص مایوس و ناکام نہیں رہے گا کیونکہ ممسک بے نظیر جیسی بہتر دوا کی ایجاد نے بیمار مایوس وبے مراد لوگوں کو کامران بنا دیا اس دوا کے خواص اس قدر یقینی ہیں کہ انسان کو مجبوراً دواؤں کی قوت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اگر آپ کو اب تک اس قسم کی سریع الاثر اور مفید دوا استعمال کرنیکا اتفاق نہیں ہوا ہے تو ممسک بے نظیر کا تجربہ کیجیے۔ ممسک بے نظیر جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ایک نہایت مقوی اور بہترین ممسک دوا ہے قوت [illegible] کے متعلق جس قدر دوائیں موجود ہیں ان میں اور ممسک بے نظیر میں فرق یہ ہے کہ ممسک بے نظیر میں کوئی خراب نتیجہ پیدا نہیں ہوتا ممسک بے نظیر میں مشک عنبر یاقوت مروارید موم مومیائی جیسی قیمتی ادویہ شامل ہیں اور یہ دوا ہمیشہ نہایت کوشش سے تیار ہوتی ہے ہمدرد دواخانہ اس دوا پر بجا طور پر ناز کر سکتا ہے مفصل پرچہ ترکیب دوا کے ہمراہ ہے۔	فی شیشی تین روپے سعہ

نمک جالینوس ۶۲۴

خواص۔ اس کے اجزا ترکیب کا رخ خصوصیت سے معدہ اور اس کے تمام افعال کی جانب ہے سچ پوچھیے تو جسم کی مشین میں معدہ ہی ایک ایسا پرزہ ہے جس کو تمام جسم پر خاص اقتدار حاصل ہے دل، دماغ، جگر اور مغز استخوان سب کے سب بدن کی کھان تک اسکے محتاج ہیں معدہ کا عمل صحیح ہو تو کوئی خلط اعتدال سے زیادہ پیدا نہ ہو گی کثرت بلغم سے نزلہ زکام اور امراض سینہ و صدر اکثر فالج وجع المفاصل وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں اسی طرح مواد کی کثرت طرح طرح کے عوارض پیدا کرتی ہے ریح کی کثرت سے تبخیر اور طرح طرح کے درد جسم پر قابض ہو جاتے ہیں خصوصاً درد گردہ، ریح، درد شکم، بواسیر وغیرہ نمک جالینوس معدہ میں داخل ہو کر اس تمام آلائشوں سے پاک و صاف کرتا ہے اور امعاء میں غذا کے ساتھ داخل ہو کر ہر ایک ردی مادہ کو دفع کرتا ہے ہمیشہ خون صالح پیدا کر کے جسم کو تازگی چہرہ کو آب و تاب دماغ کو روشنی دل کو سرور آنکھوں کو بصارت و حافظہ کو تیزی بخشتا ہے نمک جالینوس کا دائمی استعمال اکثر امراض سے محفوظ رکھتا ہے ترکیب استعمال کا پرچہ شیشی پر چسپاں ہے قیمت فی شیشی صرف آٹھ آنہ ۸/

نمبر دوا	نام دوا	خواص اور ترکیب استعمال	قیمت
	ملاذ الطحال	خواص۔ امراض معدہ کے لیے بیحد مفید ہے غذا کو جلد ہضم کرتا ہے گرانی شکم اور نفخ کو رفع کرتا ہے جسم کو ردی مواد سے پاک صاف کرتا ہے بلغم چھانٹتا ہے۔ ترکیب استعمال ۴ چاول یا ایک قرص جوارش جالینوس یا جوارش [illegible] میں ملا کر بعد غذا سوتے وقت کھانا چاہیے۔	فی تولہ ۸/ ۱۵ قرص ۱۲/
۶۲۵	[illegible]	معدہ و جگر کے امراض میں مفید ہے عظم جگر (جگر بڑھ جانا) میں فائدہ کرتا ہے فعل ہضم میں اعانت کرتا اور گردہ کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت ۵ قطرے تھوڑے پانی میں ملا کر پینے چاہییں۔	فی تولہ ۱۲/

تتمہ

جو مرکب دوائیں آپ کو پچھلے صفحوں میں نہیں ملی ہیں اُن کے نام مختصر خواص اور قیمتیں درج ذیل ہیں یہاں ملاحظہ فرمایئے

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار استعمال	قیمت
۱	اطریفل مسیح الملک	دماغ اور حافظہ کو قوت دیتا اور دردسر کو زائل کرتا ہے۔	۹ ماشہ	فی تولہ [illegible]
۲	اطریفل اسطوخودوس	دماغ اور معدہ کو فضلات سے پاک کرتا ہے یہ بالوں کو سیاہی قائم رکھتی ہے	۹ 〃	〃 [illegible]
۳	اطریفل دیدان	پیٹ کے کیڑوں کو صاف کرتا ہے مقوی معدہ بھی ہے۔	۹ 〃	〃 [illegible]
۵	اطریفل شاہی	مالیخولیا کی بعض قسموں میں مفید ہے قبض کشا اور دردسر کو زائل کرتا ہے۔	۹ 〃	〃 [illegible]
۷	اطریفل صغیر	مقوی دماغ ہے بادی بواسیر کے لیے سودمند ہے۔	ایک تولہ	〃 [illegible]
۱۰	اطریفل فولادی	بادی اور خونی بواسیر کے لیے مفید ہے۔	۶ ماشہ	〃 [illegible]
۱۱	اطریفل کبیر	دماغ اور معدہ کو قوت دیتا ہے نزلہ کو روکتا ہے۔	۹ 〃	〃 [illegible]
۱۵	اطریفل افتیمون	سوداوی امراض کے لیے بہت مفید ہے قبض کشا ہے۔	۹ 〃	〃 [illegible]
۱۷	انقرویائے کبیر	فالج، لقوہ اور صرع وغیرہ امراض کو دور کرتی ہے۔	۹ 〃	〃 ۲/
		ب		
۲۶	باسلیقون کبیر	ابتدائی نزول الماء میں مفید ہے بینائی کو قوت دیتا ہے۔	ایک ایک سلائی	فی تولہ [illegible]
۲۸	برود کافوری	یہ دوا آنکھوں کی سرخی کو کاٹتی ہے اور آشوب کی بیقراری کو کھوتی ہے	〃	〃 [illegible]
۲۹	بنادق البزور	یہ دوا سوزاک کے قرحہ کو بھرتی ہے اور پیشاب کی جلن کو رفع کرتی ہے۔	۶ ماشہ	〃 ۱/
		ت		
۳۶	تریاق فاروق	زہروں کے اثرات کو زائل کرتا ہے بلغمی امراض میں کارآمد ہے۔	۱ 〃	〃 [illegible]
۴۰	تریاق مثانہ	گردہ اور مثانہ کی بیماریوں کو دور کرتا ہے پیشاب کی جلن کو رفع کرتا ہے۔	۹ 〃	〃 ۱/
		ج		
۴۶	جوارش آملہ لولوی مسیح الملک	مقوی معدہ اور قلب ہے ضعف معدہ کی وجہ سے آنے والے دستوں کو روکتی ہے۔	۶ ماشے	فی تولہ [illegible]
۴۸	جوارش آملہ عنبری نسخہ کلاں	صفراوی دستوں اور تخیر کو روکتی ہے معدہ اور قلب کو قوت دیتی ہے۔	۶ 〃	〃 [illegible]
۵۰	جوارش تمر ہندی	صفراوی دستوں اور قے کو روکتی ہے ہیضہ کے دنوں میں کارآمد ہے۔	۹ 〃	〃 [illegible]
۵۵	جوارش زنجبیل	ضعف معدہ اور تمام بلغمی امراض کے لیے مفید ہے ہاضمہ کو درست کرتی ہے۔	۷ 〃	〃 [illegible]
۵۶	جوارش سفرجلی قابض	قے اور دستوں کو روکتی ہے جگر کی حرارت کو کم کرتی ہے۔	۹ 〃	〃 [illegible]
۵۸	جوارش شاہی	دل اور دماغ کو قوت دیتی ہے خفقان اور تخیر کو دور کرتی ہے۔	۹ ماشہ فی تولہ ۱/	جواہر والی [illegible]
۵۹	جوارش شہریاراں	معدہ اور جگر کی سردی کو دور کرتی ہے قولنج اور عسر البول میں مفید ہے۔	۹ ماشہ	فی تولہ [illegible]
۶۰	جوارش شہنشاہی عنبری	دل اور دماغ کو قوت دیتی ہے خفقان اور وحشت کو دور کرتی ہے۔	۶ 〃	〃 ۱۲/
۶۱	جوارش طباشیر	خراب بخارات سے دماغ کو محفوظ رکھتی ہے صفراوی دستوں کو روکتی ہے۔	۹ 〃	〃 [illegible]
۶۴	جوارش فلافلی	معدہ کی غلیظ ریاحوں کو تحلیل کرتی ہے ہاضمہ کو قوی کرتی ہے	۶ 〃	〃 [illegible]
۶۵	جوارش قرطم	ملین ہے پیشاب کھول کر لاتی ہے مقوی معدہ ہے۔	۱ تولہ	〃 [illegible]
۶۷	جوارش کمونی کبیر	درد معدہ اور قولنج کو رفع کرتی ہے ہاضم ہے معدہ اور دل کو قوت دیتی ہے۔	۹ ماشہ	〃 [illegible]
۶۸	جوارش کمونی مسہل	معدہ کو خراب مادوں سے پاک و صاف کرتی ہے ریاح کو خارج کرتی ہے۔	۹ 〃	〃 [illegible]
۷۰	جوارش مصطگی نسخہ کلاں	معدہ کی سردی اور ضعف کو زائل کرتی ہے تخیر کو روکتی ہے۔	۹ 〃	〃 ۱/
۷۲	جوارش کمونی اکبر	معدہ کی خراب رطوبتوں کو تحلیل کرتی ہے۔ ہاضمہ کو درست کرتی ہے۔	۹ 〃	〃 [illegible]
		ح		

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار خوراک		قیمت	
الف ۷۷	حب نارمشک	پیٹ کی گرانی کو دور کرتی ہیں۔ دست آور ہیں	ایک	عدد	فی درجن	۳
۷۸	حب مسکین نواز	قبض کو دور کرتی ہیں بلغمی بخاروں کو زائل کرتی ہیں۔	ایک	عدد	فی درجن	۳
۸۱	حب افاراقی	مقوی اعصاب ہیں بلغمی مزاج والوں کے لئے مفید ہیں	۲	عدد	فی تولہ	۶
۸۲	حب اسگند	وجع المفاصل اور درد کمر کے لئے مفید ہیں تنقیہ کے بعد بہت فائدہ دیتی ہیں	۲	عدد	〃	۱
۸۳	حب انجنار	تلی کی بیماری اور اس کے ورم کو تحلیل کرتی ہیں ۔ [illegible]	۲	عدد	〃	۱
۸۶	حب بچپلونہ	غذا کو ہضم کرتی ہیں معدہ کو قوت دیتی ہیں	۲	عدد	〃	۱
۸۸	حب تپ بلغمی	یہ گولیاں بلغمی بخاروں کو دور کرتی ہیں بکثرت مستعمل ہیں۔	۲	عدد	〃	۲
۹۰	حب تنکار	دائمی قبض کو رفع کرتی ہیں مقوی معدہ ہیں اور بھوک لگاتی ہیں۔	۲	عدد	〃	۱
۹۱	حب جالینوس	مقوی باہ و مقوی اعصاب ہیں چستی و چالاکی پیدا کرتی ہیں۔	۲	عدد	〃	۱۰
۹۲	حب حلتیت	معدہ کو قوت دیتی ہیں کھانا خوب ہضم کرتی ہیں بکلی بیار ہیں۔	۲	عدد	〃	۲
۹۷	حب ربع	چوتھیا بخار کو رفع کرتی ہیں۔	۲	عدد	〃	۲
۹۸	حب رسوت	بواسیر خونی اور بواسیر کی دستوں کو روکتی ہیں۔	۲	〃	〃	۲
۱۰۰	حب سرخباده	بچوں کے سرخباده کے لئے مفید ہیں۔	۱	〃	〃	۲
۱۰۳	حب سورنجان	پٹھوں کے اور جوڑوں کے دردوں کے لئے مفید ہیں قبض کشا ہیں	۸	〃	〃	
۱۰۴	حب عجیب	مقوی باہ اور مقوی اعصاب ہیں۔	۱	〃	۲۰ گولیاں	[illegible]
۱۰۶	حب شبیار	دماغ اور معدے کے فضلات کو خارج کرتی ہیں	۵	〃	فی تولہ	۲
۱۰۷	حب سعال	بلغمی کھانسی کے لئے بہت مفید ہیں ۔ حرکی کوئی قید نہیں۔	۲	〃	فی درجن	۱
۱۰۹	حب ضیق النفس	دمہ کے لئے بہت مفید ہیں۔ دورے کو روکتی ہیں	۱	〃	〃	۲
۱۱۰	حب مقوی باہ ممتاز الملک	مقوی باہ ہیں اور ممسک ہیں۔	۱	〃	〃	[illegible]
۱۱۷	حب بواسیر بادی	بادی بواسیر کے لیے بہت مفید ہیں ۔ مسوں کو خشک کرتی ہیں۔	۲	〃	〃	۲
۱۲۰	حب کتھ	آتشک میں بہت مفید ہیں سوداوی مادوں کو زائل کرتی ہیں۔		〃	〃	۳
۱۲۱	حب گل پستہ	بلغمی کھانسی کے لیے بہت مفید ہیں ۔ سینے کو بلغم سے صاف کرتی ہیں۔	۲		فی تولہ	۱
۱۲۲	حب لب الخشخاش	نزلہ زکام اور گلے کی خراش کو رفع کرتی ہیں ۔	۲			۳
۱۲۳	حب تپ لرزه	جاڑے بخار (میریا) کے لیے مفید ثابت ہوئی ہیں۔	۱		۵۰ گولیاں	۸
۱۲۴	حب مدر	ایام ماہواری کی خرابی کو رفع کرتی ہیں ان سے حیض کھلکر ہو جاتا ہے۔	۲ گولی صبح دوپہر شام		فی درجن	۲
۱۲۶	حب مصفی خون	صاف خون کے لیے بہت مفید ثابت ہوتی ہیں۔	۲	عدد	فی تولہ	۲
۱۲۸	حب معنبر بادام	پرانی کھانسی کے لیے بہت مفید ہیں۔ پھیپھڑے کے زخم کو بھرتی ہیں۔	۲	〃	〃	۲
۱۲۹	حب مقل	ریاحی بواسیر کو دور کرتی ہیں قبض کشا ہیں۔	۲	〃	〃	۲
۱۳۰	حب موم یائی سادہ	تقویت باہ کے لیے بہت مفید ہیں۔ مباشرت کے بعد سستی نہیں ہونے دیتیں۔	۲		〃	۸
۱۳۲	حب مقوی باہ عجیب	قوت باہ کے لیے بہت مفید ہیں۔	۴	〃	فی درجن	۶
۱۳۳	حب فولادی	کمزوری اعصاب اور نزلہ کے لیے مفید ہیں مقوی دماغ ہیں بدرقہ خمیرہ گاؤزبان عنبری۔	۱		〃	۱۲
۱۳۹	حلوائے موچرس	سیلان منی اور سلسل البول کی شکایت کو رفع کرتا ہے باہ کو قوی کرتا ہے۔	۱	تولہ	فی تولہ	۱۰
۱۴۰	حب قبض کشا	عادی قبض کے مریضوں کے لیے ان کا استعمال بہت مفید ہے ہمیشہ رہیں۔	۲	عدد	شیشی ۴۰ گولیاں	۸
۱۴۲	حب حیات	ضعف معدہ اور صلابت جگر کے لیے مفید ہیں۔ ہاضم طعام ہیں۔	۱	〃	۲۰ گولیاں	۱۰
۱۴۵	حب نزلہ	نزلہ زکام کے لیے مفید ہیں ضعف دماغ کو دور کرتی ہیں۔ دردسر کو رفع کرتی ہیں	۲	〃	۴۰ 〃	۶
۱۴۷	حب سیم	خون صالح پیدا کرتی ہیں۔ ضعف دماغ اور نزلہ زکام کو دور کرتی ہیں۔	۱	〃	فی درجن	عہ
	حب طاعون عنبری	یہ گولیاں طاعون کے لیے اکسیر ہیں زمانہ طاعون میں ان کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔	۲	〃	〃	۶

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار خوراک	قیمت
		(خ)		
۱۴۹	خمیرہ آبریشم سادہ	دل و دماغ اور بصارت کو قوت دیتا ہے۔ خفقان و مالیخولیا کو رفع کرتا ہے۔	۵ ماشہ	فی تولہ
۱۵۱	خمیرہ آبریشم عود مصطگی والا	مراق اور خیالات فاسدہ کو دور کرتا ہے۔ مقوی دل و دماغ و معدہ ہے۔	۶ "	"
۱۵۲	خمیرہ بنفشہ	ملین طبع ہے۔ دماغ کی ترطیب کرتا ہے۔	۴ تولہ	فی سیر
۱۵۳	خمیرہ خشخاش	نزلہ و زکام کو رفع کرتا ہے۔ نزلہ کو سینے پر گرنے نہیں دیتا۔ کھانسی میں مفید ہے۔	۱ تولہ	"
۱۵۴	خمیرہ صندل مروارید ورق طلا والا	تپ صفراوی اور قے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ گرانی شکم کو زائل کرتا ہے۔	۶ ماشہ	فی تولہ
۱۵۵	خمیرہ صندل سادہ	دل و دماغ کو قوت دیتا ہے۔ خفقان کے لیے مفید ہے۔	۱ تولہ	"
		د		
۱۶۹	دوا سوزاک والی	نئے اور پرانے سوزاک کے لیے مفید ہے۔ قرحہ کو بھرتی ہے۔	۱ ماشہ یا ۱ قرص	فی تولہ
۱۷۰	دوائے سیاہ مسہل	اخراج سودا و بلغم اور آتشک کے مادہ کو زائل کرنے میں بہت کارآمد ہے۔	۲ رتی	دو ماشہ
۱۷۲	دواء المسک بارد سادہ	خفقان اور توحش کو دور کرتی ہے۔ دل کو فرحت دیتی ہے۔	۶ ماشہ	فی تولہ
۱۷۴	دواء المسک حار سادہ	فالج، لقوہ اور رعشہ وغیرہ امراض میں اس کا استعمال بہت مناسب ہوتا ہے۔	۶ ماشہ	"
۱۷۶	دواء استرنجبیں	مقوی باہ، احتلام و سرعت اور جریان کی شکایت رفع کرتی ہے۔	۱ تولہ	"
۱۷۸	دواء الکرکم کبیر	مقوی جگر ہے۔ استسقاء کے لیے مفید ہے۔ جگر و طحال کا ضعف بالکل زائل کرتی ہے۔	۶ ماشہ	"
۱۷۹	دوائے سیاہ چیچک	سدے اور چیچک کو جو اس کی وجہ سے خون آتا ہو یا نہ آتا ہو دور کرتی ہے۔	۶ ماشہ	"
۱۸۱	دیاقوزہ	خشک کھانسی کے لیے مفید ہے۔ نزلہ کو روکتی ہے۔ سینے کو صاف کرتا ہے۔	۱ تولہ	فی تولہ، فی سیر
		ر		
۱۹۰	رب انار ترش	اسہال صفراوی اور قے کو روکتا ہے۔ معدہ اور دل کو قوت دیتا ہے۔	۲ تولہ	فی سیر
۱۹۱	رب انار شیریں	پیاس کو بجھاتا ہے۔ دل و دماغ کی گرمی دور کرتی ہے۔ مقوی معدہ ہے۔	۲ "	"
۱۹۲	رب انگور ترش	خون صالح پیدا کرتا ہے۔ مقوی جگر اور فرحت بخش ہے۔	۲ "	"
۱۹۳	رب انگور شیریں	دل اور جگر کو قوت دیتا ہے۔ مفرح ہے۔	۲ "	"
۱۹۴	رب بہی شیریں	قلب و جگر کو قوت دیتا ہے۔ قے اور دستوں کو روکتا ہے۔	۲ "	"
۱۹۵	رب جامن	دستوں کو روکتا ہے۔ جگر اور معدہ کی حرارت کو تسکین دیتا ہے۔	۲ "	"
۱۹۷	روغن ارنڈی	دست آور ہے۔ سدوں کو نکالتا ہے۔ قبض میں مفید ہے۔	۲ "	فی سیر
۱۹۸	روغن بابونہ	اندرونی ورموں کو تحلیل کرتا ہے۔ درد کو تسکین دیتا ہے۔	بقدر ضرورت	فی تولہ
۱۹۹	روغن بادام تلخ	کان کے درد کو سکون دیتا ہے۔ بہرے پن کے لیے مفید ہے۔	بقدر ضرورت	فی تولہ
۲۰۲	روغن بلساں	زخم کو بھرتا ہے۔ ورموں کو تحلیل کرتا ہے۔ مقوی اعصاب ہے۔	۱ ماشہ	"
۲۰۳	روغن بنفشہ	نزلہ اور دردسر کے لیے مفید ہے۔ دماغ کی خشکی اور بیداری کی شکایت دور کرتا ہے۔	بقدر ضرورت	"
۲۰۵	روغن ترب	کان کے درد کو دور کرتا ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔	"	"
۲۰۷	روغن زفت	رطوبت کو خشک کرتا ہے۔ دوران خون تیز کرتا ہے۔	"	"
۲۰۸	روغن زیتون	ورموں کو تحلیل کرتا اور چہرے کو صاف کرتا ہے	"	"
۲۱۱	روغن خف	فالج، لقوہ اور گٹھیا کے درد میں بہت مفید ہے۔	"	"
۲۱۲	روغن افسنتین	معدہ اور جگر کے ورموں کو تحلیل کرتا ہے۔	"	"
۲۱۵	روغن قسط	فالج، رعشہ، لقوہ اور تشنج وغیرہ کے لیے مفید ہے۔ مقوی اعصاب ہے۔	"	"
۲۱۷	روغن کچلہ	جوڑوں کے درد کو تسکین دیتا ہے۔ مقوی اعصاب ہے	"	"
۲۱۹	روغن کلاں	فالج، لقوہ اور رعشہ کے لیے مفید ہے۔ بیش قیمت چیزوں سے بنایا جاتا ہے۔	"	"
۲۲۰	روغن گل	ابتدائے سرسام میں مفید ہے۔ دماغ کو بخارات سے محفوظ رکھتا ہے۔	"	"
۲۲۲	روغن گندم	سخت اورام کو تحلیل کرتا ہے۔ داد اور گنج کو دور کرتا ہے۔	"	"

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار خوراک	قیمت
۲۲۰	روغن مصطگی	جگر کی سختی کو دور کرتا۔ معدے اور اعصاب کو قوت دیتا ہے۔	بقدر ضرورت	فی تولہ ۱
۲۲۱	روغن مقوی دماغ	دل کو قوت دیتا ہے۔ درد سر اور نزلہ کو دور کرتا ہے۔	〃	〃 ۳ر
		س		
۲۲۲	سفوف ملین	قبض کشا ہے پیٹ کی گرانی کو رفع کرتا ہے	۶ ماشہ	فی تولہ ۰ر
۲۲۳	سفوف نوده	حالت حمل میں خون آنے کی شکایت کو رفع کرتا ہے	ماشہ	۱۰ خوراک ۱۰ر
۲۳۱	سفوف قلت	گردہ و مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکال دیتا ہے	۹ 〃	۱۰ خوراک ۱۰
۲۲۴	سفوف حود	مقوی معدہ اور ہاضمہ طعام ہے ریاح کو تحلیل کرتا ہے	۳ ماشہ	۵ خوراک ۵
۲۳۰	سنون چوب چینی	مسوڑھوں سے خون آنے کو روکتا ہے۔ منہ کو صاف کرتا ہے۔	بقدر ضرورت	فی تولہ ۱
۲۳۵	سنون زرد	ڈاڑھ کے درد کو دور کرتا ہے۔ دانتوں کے میل کو صاف کرتا ہے۔	〃	〃 ار
۲۴	سنون سپاری	مسوڑھوں سے خون آنے کو روکتا ہے	〃	〃 ار
۲۴	سنون کلاں	دانتوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے۔ دانتوں کو صاف کرتا ہے	〃	〃 ار
۲۴۳	سفوف برص	بدن کے سفید داغوں کو دور کرتا ہے چالیس دن تک استعمال کیا جاتا ہے	۶ ماشہ	〃 ۲ر
۲۰۶	سفوف بیجبند	احتلام و جریان کے لیے بہت مفید ہے اکاوٹ حس کو دور کرتا ہے۔	۹ ماشہ	فی تولہ ۰ر
۲۴۸	سفوف چٹکی	بچوں کے بہت سے امراض کے لیے مفید ہے ہاضمہ درست کرتا ہے دستوں کو روکتا ہے	۱ ماشہ	〃 —
۲۵۰	سفوف دمہ	دمہ کے لیے بہت مفید ہے بلغمی کھانسی کو دور کرتا ہے	۱ رتی	۲
۲۵۲	سفوف ذیابیطس	ذیابیطس شکری ہو یا غیر شکری دونوں کے لیے بہت مفید ہے۔	۶ ماشہ	〃 ار
۲۵۳	سفوف بنفشہ	قبض کشا ہے دمہ کو جو قبض کی وجہ سے ہو دور کرتا ہے	۱ تولہ	〃 ۰ر
۲۵۴	سفوف سرخ	سوزاک کے لیے مفید ہے پیپ کو بند کرتا ہے خوب پیشاب لاتا ہے	۳ ماشہ	فی تولہ ۲
۲۵۶	سفوف سیلان	رحم سے رطوبت آنے کو بند کرتا ہے عورتوں کے لیے بہت مفید ہے۔	۶ ماشہ	〃 ار
۲۵۸	سفوف جریان دہ سالہ	یہ سفوف جریان کے لیے بہت مفید ہے۔	۹ ماشہ	〃 ۰ر
۲۵۹	سفوف طحال	تلی کے ورم اور سختی کو دور کرتا ہے مقوی معدہ بھی ہے۔	۲ ماشہ	〃 ۱
۲۶۰	سفوف طین	صفراوی اور خونی دستوں کو روکتا ہے	۶ ماشہ	〃 ۱
۲۶۱	سفوف فولادی	بواسیر کا خون بند کرتا ہے مقوی معدہ ہے۔	۳ ماشہ	〃 ۱۲ر
۲۶۲	سفوف خستہ تخم ہندی	مقوی باہ ہے۔ مادہ تولید کو غلیظ کرتا ہے کمزوری بالکل ہی ہے۔	۶ ماشہ	〃 ار
۲۶۳	سفوف کشتہ قلعی	پرانے اور نئے سوزاک کے لیے بہت مفید ہے جلن سوزاک کو دفع کرتا ہے۔	۶ ماشہ	〃 ۲ر
۲۶۴	سفوف گوندکیکر والا	جریان کو دور کرتا ہے۔ باہ کو قوت دیتا ہے۔	۹ ماشہ	〃 ار
۲۶۶	سفوف لونگ	سنگرہنی، ضعف معدہ اور پیچش میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے	۶ ماشہ	〃 ار
۲۶۰	سفوف مامیران	سوزاک کے قرحہ کو بھرتا اور جلن کو رفع کرتا ہے۔ خوب ہے	۶ ماشہ	۲
۲۶۸	سفوف کنول گٹہ	جریان کو دور کرتا ہے مادہ تولید کو غلیظ کرتا ہے	۶ ماشہ	۱
۲۷۲	سفوف مقلیاثا	پیچش اور مروڑ کو دور کرتا ہے۔ بواسیر میں بھی مفید ہے۔	۳ ماشہ	〃 ار
۲۷۳	سفوف مولف	مادہ تولید کی خرابیوں کو دور کرتا ہے کثرت احتلام کی شکایت کو رفع کرتا ہے	۶ ماشہ	فی تولہ ار
۲۷۵	سفوف نعناع	ریاح کو تحلیل کرتا ہے غذا کو ہضم کرتا ہے مقوی معدہ ہے	۳ ماشہ	〃 ۰ر
۲۷۹	سکنجبین سادہ	صفرا کی حدت کو توڑتی ہے پیاس کو کم کرتی ہے	۲ تولہ	فی تولہ ۱۲ر
۲۰	سکنجبین بزوری	صفراوی بخاروں کے لیے مفید ہے اور حمی سے تسکین دیتی ہے	۲ تولہ	۱۲
۲۰	سکنجبین لیموں	صفراوی قے اور دستوں کو روکتی ہے بھوک لگاتی ہے۔	۲ تولہ	〃 ۱۲
۲۸۰	سکنجبین نعناع	صفرا کی حدت کو توڑتی ہے۔ ہضم میں مدد دیتی ہے۔	۲ تولہ	۱۲
۲۸۵	سفوف ناصری	نئے اور پرانے بخاروں کے لیے مفید ہے کھانسی کو دور کرتا ہے۔	۶ ماشہ	فی تولہ ۳ر

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار استعمال	قیمت
۲۸۶	سفوف شاہ سپرم	خون کی حدت کو زائل کرتا ہے اور ہر قسم کے جلدی امراض کے لیے اکسیر ہے۔	۶ ماشہ	۲۰ خوراک ۱۲/
۲۸۷	سفوف خاص	سیلان الرحم اور درد کے لیے اکسیر ہے حیض کی خرابیوں کی اصلاح کرتا ہے۔	۶ 〃	۲۰ 〃 ؏
۲۸۸	سفوف فضہ	خفقان اور ضعف قلب کو دور کرتا ہے مفرح بارد میں ملا کر استعمال کریں	ایک رتی	فی تولہ ے
۲۸۹	سفوف اصل السوس	سیلان منی و ورم کے لئے مفید ہے۔ ذکاوت حس کو زائل کرتا ہے	۹ ماشہ	〃

ش

نمبر دوا	نام شربت	قیمت فی بوتل	نمبر دوا	نام شربت	قیمت فی بوتل	نمبر دوا	نام شربت	قیمت فی بوتل
۲۹۴	شربت آلو بالو	ایکروپیہ عہ	۲۹۵	شربت ابریشم سادہ	؏	۲۹۶	شربت احمد شاہی	؏
۲۹۷	شربت اسطوخودوس	ایکروپیہ عہ	۲۹۸	شربت اعجاز	عہ	۲۹۹	شربت انار ترش	۱۲/
۳۰۰	شربت انار شیریں	۱۲	۳۰۱	شربت انجبار	۱۲/	۳۰۲	شربت انجیر	۱۰/
۳۰۳	شربت انگور ترش	۱۲	۳۰۴	شربت انگور شیریں	۱۲/	۳۰۵	شربت انناس	عہ
۳۰۶	شربت بزوری بارد	۱۲	۳۰۷	شربت بزوری حار	۱۲/	۳۰۸	شربت بزوری معتدل	۱۰/
۳۰۹	شربت بنفشہ	۱۰	۳۱۰	شربت بہی	۱۲	۳۱۱	شربت تمر ہندی	۱۲/
۳۱۲	شربت توت سیاہ	۱۲	۳۱۳	شربت حب الآس	۱۲	۳۱۴	شربت خاص	عہ
۳۱۵	شربت خشخاش	۱۲/	۳۱۶	شربت دینار	عہ/	۳۱۷	شربت رنگترہ	۱۲
۳۱۸	شربت زوفا سادہ	عہ	۳۱۹	شربت زوفا مرکب	؏/	۳۲۰	شربت شفا	عہ
۳۲۱	شربت سیب شیریں	۱۲	۳۲۲	شربت صندل	عہ	۳۲۳	شربت عناب	۱۰/
۳۲۴	شربت [illegible]	عہ	۳۲۵	شربت فریادرس	عہ	۳۲۶	شربت فواکہ	۸
۳۲۷	شربت [illegible]	عہ	۳۲۸	شربت کیوڑہ	عہ	۳۲۹	شربت گاؤزبان	۱۲
۳۳۰	شربت گڑہل	۱۲	۳۳۱	شربت لوکاٹ	۱۲/	۳۳۲	شربت مصفی خون	عہ
۳۳۳	شربت مسہل	۸	۳۳۴	شربت مویز	؏/	۳۳۵	شربت نارنج	۱۲
۳۳۶	شربت نیلوفر	۱۰	۳۳۷	شربت ورد مکرر	عہ/	۳۳۸	شربت ملین	عہ
۳۴۰	شربت مدر	شیشی پاؤ بھر عہ	۳۴۱	شربت بادام	؏/	۳۴۲	شربت گذر	عہ

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار استعمال	قیمت
۳۳۹	شیاف ابیض	آنکھ کی سرخی کو کاٹتا ہے اور درد چشم کو دور کرتا ہے۔	ایک عدد	فی درجن ۱۲/

ض

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار استعمال	قیمت
۳۴۶	ضماد عاشق	تلی کے ورم کو تحلیل کرتا ہے اور بڑھی ہوئی تلی کو گھلا دیتا ہے نیز سرکہ میں ملا کر لگائیں	بقدر ضرورت	فی تولہ
۳۴۷	ضماد بواسیر	بواسیر کے مسوں کو مرجھا دیتا ہے بواسیری درد کو رفع کرتا ہے۔	〃	〃
۳۴۸	ضماد جالینوس	ورم جگر و ورم معدہ کے لیے یہ ضماد بہت ہی مفید ہے عضلات و اعصاب کی سختی کو دور کرتا ہے	〃	〃
۳۴۹	ضماد جرب	یہ خارش کے لیے بہت مفید ثابت ہوا ہے تین ہی دن میں خارش کو دور کرتا ہے۔	〃	〃
۳۵۱	ضماد برص	یہ لیپ برص کے داغوں کو دور کرتا ہے سرکہ میں حل کر کے کام میں لائیں۔	〃	فی تولہ
۳۵۲	ضماد داد	داد کو دور کرتا ہے اور اس کو بھوسی کی طرح اڑا دیتا ہے۔	〃	فی تولہ
۳۵۴	ضماد شبہ [illegible] والا	ورم کے ورم اور سختی کو دور کرتا ہے ناخنوں کے درد کو دور کرتا ہے۔	〃	〃
۳۵۵	ضماد مہاسے	مہاسوں کو دور کرتا ہے جلد کو صاف کرتا ہے۔ رات کو ملیں۔	〃	〃

ع

نمبر دوا	نام عرق	قیمت فی بوتل	نمبر دوا	نام عرق	قیمت فی بوتل	نمبر دوا	نام عرق	قیمت فی بوتل
۳۷۵	عرق افسنتین	۸ر	۳۷۶	عرق الائچی	۸ر	۳۷۷	عرق انناس	۱۰ر
۳۷۸	عرق بادیان	۲ر	۳۷۹	عرق برنجاسف	۴ر	۳۸۰	عرق بید سادہ	۵ر
۳۸۱	عرق بید مشک قسم اول	۱۴ر نمبر دو ۸ر	۳۸۲	عرق پان	۱۰ر	۳۸۳	عرق پودینہ	۴ر
۳۸۴	عرق چوب چینی خاص	[illegible]	۳۸۵	عرق شاہترہ	۲ر	۳۸۶	عرق عشبہ	۸ر
۳۸۷	عرق برگ تنبول	۱۲ر	۳۸۸	عرق عناب	۱۰	۳۹۰	عرق فواکہ	عہر
(سپ)	عرق کاسنی	۳	۳۹۱	عرق کیوڑہ نمبر ۱ و ۲ و ۳	عہر ۱۲ر ۸ر	۳۹۲	عرق گاؤزبان	۲ر
۳۹۳	عرق گندھک نسخہ دیگر	[illegible]	۳۹۴	عرق گندھک سادہ	۴ر	۳۹۵	عرق گندھک [illegible] نسخہ کلاں	[illegible]
۳۹۶	عرق گلاب نمبر ۱ و ۲ و ۳	۴ر ۱۲ر ۸ر	۳۹۷	عرق ماء الجبن	۱۰ر	۳۹۹	عرق ماء اللحم سادہ	[illegible]
۴۰۰	عرق ماء اللحم عنبری نسخہ کلاں	[illegible]	۴۰۱	عرق ماء اللحم مکوہ کاسنی والا	۱۰ر	۴۰۲	عرق مرکب مصفی خون	۴ر
۴۰۳	عرق مطبوخ ہفت روزہ	۸ر	۴۰۳	عرق مطبوخ خشک [illegible]	۶ر	۴۰۴	عرق مکو	۲ر
۴۰۵	عرق مستدی	۲ر	۴۰۶	عرق بہار نارنج	[illegible]	۴۰۷	عرق [illegible]	[illegible]
۴۰۸	عرق نیلوفر	۴ر	۴۰۹	عرق [illegible]	[illegible]	۴۱	عرق [illegible]	[illegible]
۴۱۱	عرق بنفشہ	تینی ۱۰ تولہ ۴ر	۴۱۲	عرق خیر مرکب	۸	۴۱۳	عرق سوزاک	۹ خوراک [illegible]

ق

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار استعمال		قیمت	
۴۲۰	قرص ذیابیطس	ذیابیطس کو دور کرنے میں یہ قرص بہت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ بدرقہ شربت انجبار	۲	ماشہ	فی تولہ	۱
۴۲۱	قرص زرشک	تپ محرقہ میں مفید ہیں۔ معدہ اور جگر کو قوی کرتے ہیں بدرقہ عرق گاؤزبان	۴	"	"	[illegible]
۴۲۲	قرص سرطان	تپ دق اور سل میں مفید ہیں کھانسی کو [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] شربت [illegible]	۳	"	"	۱ر
۴۲۳	قرص طباشیر ملین	سل اور تپ دق محرقہ میں نہایت مفید ہیں۔ قبض کشا ہیں۔ بدرقہ مناسب	۳	"	"	۱
۴۲۴	قرص غافث	بلغمی اور پرانے بخاروں میں مفید ہیں۔ جگر کی حرارت کو زائل کرتی ہیں۔	۴	"	"	۱
۴۲۵	قرص کافور	دق اور تپ محرقہ میں مفید ہیں دل کو قوت دیتے ہیں بدرقہ مناسب	۳	"	"	۱
۴۲۶	قرص کاکنج	گردہ اور مثانہ کے قرحہ کو بھرتے ہیں۔ بدرقہ شربت بزوری	۶	"	"	۲
۴۲۷	قرص کہربا	منہ سے خون آنے نفث الدم کو روکتے ہیں۔ بدرقہ شربت خشخاش	۶	"	"	[illegible]
۴۲۸	قرص گل	تپ بلغمی کو دفع کرتے ہیں۔ بدرقہ عرق مکو۔	۶	"	"	۱
۴۲۹	قرص مثلث	پورے اور آدھے سر کے درد کو دفع کرتے ہیں نزلہ میں پانی میں گھس کر کنپٹی پر لگائیں۔	ایک	عدد	فی درجن	۳
۴۳۱	قیروطی آرد کرسنہ	درد پہلو، ضیق النفس اور نمونیا کے لیے بہت مفید دوا ہے گرم کرکے مالش کریں۔	بقدر ضرورت		فی تولہ	ر

ک و گ

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار استعمال		قیمت	
۴۳۷	کشتہ بیضہ مرغ	ذیابیطس کے لیے مفید ہے جریان کو روکتا ہے، بدرقہ جوارش مصطگی۔	۴	چاول	فی تولہ	عہ
۴۳۸	کشتہ حجر الیہود	سنگ گردہ و مثانہ کو خارج کرتا ہے بدرقہ معجون عقرب یا معجون حجر الیہود	۱	سرخ	"	۸ر
۴۳۹	کشتہ خبث الحدید	معدہ کی خرابی رطوبت [illegible] کرتا ہے مقوی معدہ و جگر ہے۔ بدرقہ [illegible]	۲	چاول	"	[illegible]
۴۴۲	کشتہ ابرک سفید	دمہ اور کھانسی میں بہت مفید ہے۔ بدرقہ شہد خالص۔	۴	"	"	عہ
۴۴۴	کشتہ قرن الایل	بلغمی کھانسی اور خنازیر کے لیے مفید ہے۔ بدرقہ خمیرہ گاؤزبان عنبری۔	۴	"	"	عہ
۴۴۶	کشتہ گئو دنتی	آتشک، وجع المفاصل اور عرق النساء میں مفید ہے۔ بدرقہ منقی کا دانہ	۴	"	"	۸ر
۴۵۴	کشتہ عقیق	پھیپھڑے کے زخم کو بھرتا ہے دل کو قوت دیتا ہے بدرقہ خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا۔	۴	"	"	[illegible]
۴۵۵	کشتہ صدف	عورتوں اور مردوں کے جریان کے لیے مفید ہے۔ بدرقہ خمیرہ گاؤزبان عنبری	۴	"	"	[illegible]
	کشتہ فولاد سرد	معدہ اور جگر کو قوت دیتا ہے گرم مزاج والوں کے لیے مناسب ہے بدرقہ دواء المسک سادہ معتدل	۴	"	"	للعہ

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار استعمال	قیمت
	کشتہ سرب	... کے لیے بے حد مفید ہے بدرقہ معجون ... وغیرہ۔	۳ چاول	فی تولہ ...
۴۵۶	کحل چکنی دوا	یہ دوا نزول کے لیے مفید ہے دھند جالے اور پھولے کو کاٹتی ہے۔	یک یک سلائی	فی ماشہ ...
۴۵۹	کحل بیاض	آنکھ کے جالے پھولے اور ناخونے کو کاٹتا ہے	" " "	فی تولہ ...
۴۶۱	کحل روشنائی	ضعف بصارت کو دور کرتا ہے ناخونے کو کاٹتا ہے۔	بقدر معمول	" ...
۴۶۲	کحل گل کنجد	آنکھوں کے پھولے اور جالے کو کاٹتا ہے ناخونے کو زائل کرتا ہے	" "	" ۱۲
۴۶۳	کافور سیال	سل اور دق کے لیے مفید ہے خون کے تھوک کو بند کرتا ہے۔	۵ قطرے	" ...
۴۶۸	گلقند سیوتی	خفقان اور وحشت کو دور کرتا ہے مقوی قلب ہے	۲ تولہ	فی سیر ...
۴۶۹	گلقند گلاب	ملین ہے مقوی معدہ و جگر ہے ہاضمہ کو درست کرتا ہے	۲ تولہ	" ۱۲

ل

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار استعمال	قیمت
۴۷۸	لبوب معتدل	مادہ تولید کی پیدائش کو بڑھاتا ہے گردہ اور مثانہ کی کمزوری کو دور کرتا ہے بدرقہ ... خاص	۹ ماشہ	فی تولہ ۲
۴۷۹	لبوب الاسرار	دل دماغ اور اعصاب کو قوت دیتا ہے مادہ تولید کو بڑھاتا ہے بدرقہ شیر گاؤ یا ... دو ...	۶ "	" ۴
۴۸۰	لبوب بارد	کثرت احتلام کو روکتا ہے باہ کو قوت دیتا ہے بدرقہ دودھ	۱ تولہ	" ...
۴۸۱	لبوب صغیر	باہ کو قوت دیتا ہے گردے اور مثانہ کی خرابی کو رفع کرتا ہے بدرقہ ... عنبری یا دودھ	۵ ماشہ	" ۱
۴۸۸	لعوق آب نیرہ ... والا	سل اور خشک کھانسی کے لیے بہت مفید ہے بدرقہ عرق گاؤزبان	۱ تولہ	" ۱
۴۸۹	لعوق آب ... والا	سل و خشک کھانسی کے لیے مفید ہے پھیپھڑوں کو قوی کرتا ہے بدرقہ عرق گاؤزبان	۱ "	فی سیر ... فی تولہ ...
۴۹۰	لعوق سپستان	نزلہ اور کھانسی کے لیے مفید ہے بلغم کو سینہ سے صاف کرتا ہے بدرقہ عرق گاؤزبان	۱ تولہ	" ...
۴۹۱	لعوق خیار شنبر	نزلہ اور خشک کھانسی کے لیے مفید ہے قبض کشا ہے بدرقہ عرق گاؤزبان	۱ تولہ	" ... فی تولہ ...
۴۹۲	لعوق کتان	دمہ کے لیے مفید ہے سینے کی جلن کو رفع کرتا ہے بدرقہ عرق گاؤزبان	۱ تولہ	" " " ...
۴۹۳	لعوق معتدل	نزلہ زکام اور کھانسی کے لیے مفید ہے نزلہ حار کو غلیظ کرتا ہے۔	۱ "	" " ...
۴۹۴	لعوق نزلی	نزلہ کے لیے مفید ہے نزلی کھانسی کو رفع کرتا ہے۔	۱ "	" " ...
۴۹۵	لعوق سپستان انفس	دمہ کے لیے مفید ہے ذائقہ کے اعتبار سے خوش گوار ہے۔	۱ "	" " ...
۴۹۶	لعوق ...	نزلہ اور کھانسی کے لیے مفید ہے حرارت کو کم کرتا ہے۔	۱ "	" " ...
۴۹۷	لعوق بادام	مقوی دماغ ہے۔ سینے کی خشکی کو دفع کرتا ہے	۱ "	فی تولہ ...

نمبر دوا	نام دوا	قیمت	نمبر دوا	نام دوا	قیمت	نمبر دوا	نام دوا	قیمت
۵۰۴	مربہ آملہ ...	... فی سیر	۵۰۵	مربہ ...	فی سیر ...	۵۰۶	مربہ بہی	فی سیر ...
۵۰۷	مربہ سنگتری	فی سیر ...	۵۰۸	مربہ پیٹھہ	" ۱۲	۵۰۹	مربہ زنجبیل	" ...
۵۱۰	مربہ سیب	" ...	۵۱۱	مربہ گزر	" ۱۲	۵۱۲	مربہ ناشپاتی	" ...
۵۱۳	مربہ ہلیلہ ...	" ۱۲						

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار خوراک	قیمت
۵۱۵	معجون جذام	جذام کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے آتشک وغیرہ کے اثرات کو زائل کرتا ہے	۱ تولہ	فی تولہ ...
۵۱۶	معجون ...	مقوی باہ ہے مادہ منویہ کو زیادہ پیدا کرتی ہے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھتی ہے بدرقہ دودھ	۵ ماشہ	" ...
۵۱۹	معجون ازاراقی	نہایت مقوی اعصاب ہے فالج لقوہ رعشہ کے لیے مفید ہے بدرقہ ...	۲ "	" ۲
۵۲۰	معجون ...	خون بند کرنے میں نہایت موثر ہے خونی بواسیر کو روکتی ہے بدرقہ مناسب۔	۹ ماشہ	" ۴
۵۲۳	معجون بواسیر	بواسیر کے دستوں کو روکتی ہے آنتوں کو قوت دیتی ہے بدرقہ عرق بادیان	۹ "	" ...
۵۲۵	معجون مقوی باہ ... الملک	یہ معجون باہ کے لیے مقوی ہونے کے علاوہ عضو رئیسہ کو بھی قوت دیتی ہے بدرقہ دودھ	۹ "	" ۲
۵۲۶	معجون بزوری	مثانہ کی خرابیوں کو رفع کرتی ہے گردہ و جگر کو طاقت دیتی ہے بدرقہ کچھ نہیں	۱ تولہ	" ...
۵۲۷	معجون ...	مثانہ اور گردہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتی ہے ... اور ... میں مفید ہے بدرقہ پانی	۶ ماشہ	" ۱

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار استعمال		قیمت	
۵۳۱	معجون جلالی	خواہش کو زیادہ کرتی ہے مقوی اعصاب اور ممسک ہے۔ بدرقہ ماء اللحم خاص یا دودھ	۶	ماشہ	فی تولہ	۸ر
۵۳۲	معجون جوگراج گوگل	فالج لقوہ اور رعشہ وغیرہ تمام امراض دماغی میں مفید ہے اعصاب کو قوت دیتی ہے بدرقہ عرق بادیان	۶	ماشہ	〃	۱ر
۵۳۳	معجون چوب چینی	وجع المفاصل و تمام اعضاء کے دردوں کو دور کرتی ہے مصفی خون ہے بدرقہ عرق عشبہ	۹	ماشہ	〃	۸ر
۵۳۴	معجون اعظم	نہایت مقوی باہ و دماغ اور گردوں کو طاقت دیتی ہے معتدل مزاج ہے بدرقہ دودھ	۶	〃	۱۰ تولہ	۳ے ر
۵۳۵	معجون حجر الیہود	گردہ اور مثانہ کی پتھری اور ریگ کو خارج کرتی ہے اور ان اعضاء کو قوت دیتی ہے بدرقہ عرق بادیان	۱	تولہ	فی تولہ	۱ر
۵۳۷	معجون خبث الحدید	خونی بواسیر کو دور کرتی ہے معدے کو قوت دیتی بھوک بڑھاتی ہے بدرقہ عرق بادیان	۶	ماشہ	〃	۳ر
۵۳۸	معجون اعجاز	یہ معجون بڑھاپے میں نہایت مفید ثابت ہوئی ہے تمام اعضاء کو قوت دیتی ہے بھوک لگاتی ہے	۱	تولہ	۲۰ تولہ	۱۲ے
۵۳۹	معجون اکسیر البدن	یہ معجون بہت سے جلدی امراض کو دفع کرتی ہے مسلسل کچھ دن تک استعمال کریں	۹	ماشہ	فی تولہ	۱ر
۵۴۰	معجون دبید الورد	ضعف جگر و استسقاء کے لیے بہت مفید ہے تحلیل اورام ہے معمول شب ہے بدرقہ عرق بادیان	۹	ماشہ	〃	۸ر
۵۴۱	معجون ذہبی	ضعف دماغ کے لیے مفید ہے دماغی بطون کے سدوں کو کھولتی ہے مقوی اعصاب ہے بدرقہ ماء العسل	۵	〃	〃	۱ر
۵۴۲	معجون راحت المومنین	ضیق النفس اور خفقان کے لیے مفید ہے اشتہا پیدا کرتی ہے بدرقہ عرق گاؤزبان	۶	〃	〃	۱ر
۵۴۳	معجون عجیب	مقوی باہ و ممسک ہے سرعت انزال کو دفع کرتی ہے بدرقہ دودھ	۱	تولہ	۲۰ تولہ	عہ ر
۵۴۴	معجون زنجبیل	عورتوں کی بہت سی شکایتوں کو دور کرتی ہے خراب رطوبتوں کو جذب کرتی ہے حیض کو درست کرتی ہے	۹	ماشہ	فی تولہ	۱ر
۵۴۵	معجون سما	دست آور ہے دماغ کا تنقیہ کرتی ہے درد سر کو دور کرتی ہے بدرقہ نیم گرم پانی	۱	تولہ	〃	۱۰ر
۵۴۷	معجون سنگدانہ مرغ	معدہ اور آنتوں کو قوت دیتی ہے ضعف ہضم کو دور کرتی ہے خلل باہ کی ہے بدرقہ پانی	۹	ماشہ	〃	۱ر
۵۴۹	معجون سورنجان	گنٹھیا اور نقرس اور دوسرے جوڑوں کے دردوں کے لیے عجیب چیز ثابت ہوئی ہے	۱	تولہ	〃	۱۰ر
۵۵۰	معجون سہاگ سونٹھ	یہ دوا عورتوں کے بہت سے امراض کیلئے وید کی ایک خاص دوا ہے رحم کی خرابیوں کو رفع کرتی ہے	۱	تولہ	〃	۱ر
۵۵۱	معجون سیر علوی خاں	عصبی امراض کے لیے اکسیر صفات کی معجون ہے موسم سرما میں اس کا استعمال بہت سے امراض سے نجات دلاتا ہے	۶	ماشہ	〃	۱۰ر
۵۵۲	معجون صندل	خفقان کیسا ہی ہو عجیب و غریب معجون ہے دل و دماغ کو قوت دیتی ہے تبخیر کو روکتی ہے بدرقہ عرق بید مشک	۹	〃	〃	۱ر
۵۵۶	معجون فنجنوش	بواسیر کے لیے مفید ہے معدہ کو قوت دیتی ہے غذا ہضم کرتی ہے بدرقہ پانی	۹	〃	دوا مشک والی ۳ تولہ	
۵۵۷	معجون فوتنجی	معدہ اور جگر کے درد کو دور کرتی ہے اپنے بخار کو زائل کرتی ہے ہچکی بند کرتی ہے بدرقہ پانی	۱	تولہ	فی تولہ	۱۰ر
۵۵۸	معجون قرطم	معدہ کو قوت دیتی ہے قبض کشا ہے اور پیٹ کھول کر لاتی ہے بدرقہ عرق بادیان	۱	〃	〃	۱ر
۵۵۹	معجون حیات	مقوی معدہ و جگر ہے قبض کشا ہے اور محافظ صحت ہے بدرقہ پانی	۱	〃	〃	۱۰ر
۵۶۰	معجون ارد مسیح الملک	دافع جریان ہونے کے علاوہ مقوی باہ اور مغلظ منی ہے اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے بدرقہ دودھ	۹	ماشہ	〃	۲ر
۵۶۱	معجون کلاں	باہ کو قوت دیتی ہے جریان و سیلان رحم کو روکتی ہے مرد و عورت دونوں کیلئے مفید ہے	۶	〃	〃	۴ر
۵۶۲	معجون کلکلانج	استسقاء کے لیے مفید ہے درد کو تسکین دیتی ہے ملین ہے بدرقہ عرق بادیان	۱	تولہ	〃	۱۰ر
۵۶۳	معجون کندر	سلسل البول (بار بار پیشاب آنا) کیلئے مجرب ہے گردہ اور مثانہ کو قوت دیتی ہے بدرقہ کشتہ بیضہ مرغ	۹	ماشہ	〃	۱۰ر
۵۶۴	معجون لبنا	فالج لقوہ اور رعشہ کے لیے مفید ہے اختلاج معدہ کو روکتی ہے بدرقہ مناسب	۶	ماشہ	〃	۱ر
۵۶۵	معجون نانخواہ	غذا کو جلد ہضم کرتی ہے معدہ کو فضلات سے پاک کرتی ہے بھوک لگاتی ہے بدرقہ پانی	۹	ماشہ	〃	۱۰ر
۵۶۸	معجون مغلظ	مادہ منویہ کو غلیظ کرتی ہے اور اس کی اصلاح کرتی ہے جریان کے لیے مفید ہے بدرقہ دودھ	۱	تولہ	〃	۱ر
۵۶۹	معجون مقل	بادی اور خونی بواسیر کے لیے مفید ہے معدہ کی خرابی کو دور کرتی ہے بدرقہ عرق بادیان	۹	ماشہ	〃	۱۰ر
۵۷۲	معجون موچرس	سیلان رحم کے لیے مفید ہے رحم کی خراب رطوبت کو خشک کرتی ہے بدرقہ پانی	۱	تولہ	〃	۱ر
۵۷۳	معجون ریگ ماہی	مادہ تولید کو بڑھاتی ہے ممسک و محرک ہے بدرقہ دودھ	۶	ماشہ	〃	۳ر
۵۷۵	معجون نانخواہ مشک والی	غذا کو ہضم کرتی ہے ریاح کو تحلیل کرتی ہے معدہ اور گردہ کو قوی کرتی ہے دونوں وقت کھائیں	۶	〃	〃	۳ر
۵۷۶	معجون نجاح	سوداوی امراض کے لیے مفید ثابت ہوئی ہے بدرقہ عرق شاہترہ	۱	تولہ	〃	۱۰ر
۵۷۷	معجون نسیان	حافظہ کو قوی کرتی ہے طلباء اور دماغی کام کرنے والوں کے لیے مفید ہے بدرقہ عرق بادیان	۶	ماشہ	〃	۲ر
۵۷۸	معجون نشارہ عاج والی	جن عورتوں کے حمل ساقط ہو جاتے ہیں ان کے لیے یہ معجون بہت مفید ثابت ہوئی ہے بدرقہ شربت انار	۶	〃	〃	۳ر

نمبر دوا	نام دوا	مختصر خواص	پوری مقدار استعمال		قیمت	
۵۸۲	معجون اسپند سوختنی	قوت مردمی کے لیے مفید ثابت ہوئی ہے۔ حرارت غریزی کو ابھارتی ہے۔ بدرقہ دودھ	۹	ماشہ	فی تولہ	۱ر
۵۸۳	معجون بہمنین	بدن کے لیے مفید ہے۔ رقت سرعت اور احتلام کو دور کرتی ہے۔ بدرقہ دودھ	۶	ماشہ	〃	۳ر
۵۸۵	معجون سلس البول	پیشاب کی زیادتی کو روکتی ہے۔ مثانہ کو قوی کرتی ہے۔ بدرقہ پانی	۶	〃	〃	۳
۵۸۶	معجون ہلیلہ جات	معدہ اور دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ قبض کو دور کرتی ہے۔ بدرقہ پانی	۱	تولہ	〃	ـہ ر
۵۸۸	مفرح اعظم	اعضائے رئیسہ کو قوت دینے میں عجیب چیز ہے۔ معدہ اور ہاضمہ کی اصلاح کرتی ہے۔ بدرقہ عرق عنبر	۶	ماشہ	فی تولہ	۵ر
۵۹۰	مفرح دل کشا	دل کو قوت دینے میں بےنظیر ہے۔ خیالات فاسدہ دور کرتی ہے۔ نشاط آور ہے۔ بدرقہ عرق عنبر وغیرہ	۶	〃	〃	۸ر
۵۹۱	مفرح سوسنبری	مسہل کے بعد جو ضعف اعضاء رئیسہ پیدا ہو جاتا ہے اسکے لیے یہ مفرح بہت کارآمد ہے	۶	ماشہ	〃	۳ر
۵۹۲	مفرح شیخ الرئیس	ضعف دل، خفقان سوداوی، وحشت اور عام کمزوری کو دور کرتی ہے۔ بدرقہ مناسب	۶	〃	〃	۴ر
۵۹۳	مفرح کبیر	یہ مفرح دماغی امراض کے لیے بہت مفید ہے۔ عام ناتوانی کو زائل کرتی ہے۔ بدرقہ مناسب	۶	〃	〃	ـہ
۵۹۴	مفرح نشاط	یوں تو یہ مفرح تمام اعضائے رئیسہ کو قوی کرتی ہے لیکن قلب کی تفریح میں خاص اثر رکھتی ہے	۶	ماشہ	〃	۸ر
۵۹۵	مفرح بارد سادہ	خفقان کو دور کرتی ہے۔ ضعف قلب و دماغ کو دور کرتی ہے۔ بدرقہ مناسب	۶	〃	〃	۱
۵۹۶	مفرح معتدل	خفقان و حرارت کو رفع کرتی ہے۔ تفریح پیدا کرتی ہے	۶	ماشہ	〃	۹
۶۰۴	مرہم باسلیقون	زخم کے ورم اور سختی کو رفع کرتا ہے۔ امراض رحم میں بھی کارآمد ہے	بقدر ضرورت		فی تولہ	۳ر
۶۰۵	مرہم آتشک	یہ مرہم آتشک کے زخموں کو جلد بھر دیتا ہے۔ خارش کو رفع کرتا ہے	〃		〃	۲ر
۶۰۶	مرہم اشق	خنازیر کی گلٹیوں اور رسولیوں کو تحلیل کرتا ہے۔ یہ گرم لیپ کرنا چاہیے	〃		〃	۱
۶۰۷	مرہم جدوار	زخموں کو بھرتا ہے۔ گلٹیوں کو تحلیل کرتا ہے۔ درد کو سکون دیتا ہے	〃		〃	۲
۶۰۸	مرہم داخلیون	ورم رحم کی مخصوص دوا ہے۔ سختی کو رفع کرتا ہے۔ طاعونی گلٹیوں کو تحلیل کرتا ہے	〃		〃	۱
۶۰۹	مرہم رال	خراب گوشت کو زخم سے دور کرتا ہے۔ ناسور کو بھرتا ہے	〃		〃	۱ر
۶۱۰	مرہم رسل	زخم کو صاف کرکے جلد بھرتا ہے۔ قدیم معتبر نسخہ ہے۔ جدید تجربوں نے اسکے فوائد کو اچھا ثابت کیا ہے	〃		〃	۲
۶۱۱	مرہم زردی بیضہ مرغ	ورم کی سختی کو دور کرنے میں عجیب ہے۔ ورم کو تحلیل کرتا ہے	〃		〃	۲
۶۱۲	مرہم کافور	زخم کی سوزش کو رفع کرتا ہے اور اس کو بھرتا ہے۔ ورم کو تحلیل بھی کرتا ہے	〃		〃	۲
۶۱۳	مرہم [illegible]	ہر قسم کے دنبل کے لیے مفید ہے۔ دنبل کو پکاتا ہے اور پھر اسکو صاف کرکے مندمل کر دیتا ہے	〃		〃	۲
۶۱۴	مرہم ناسور	ناسور کو بھرتا ہے اور پھر زخم پیدا ہونے نہیں دیتا	〃		〃	۲
۶۱۵	مرہم سفیدہ چوب نیم والا	بواسیر کے مسوں کو خشک کر دیتا ہے اور مسوں کے درد اور خارش کو رفع کرتا ہے	〃		〃	۱
		ن				
۶۲۱	نوشدارو معتدل الملک والی	دل اور جگر کو قوت دیتی ہے اور تقویت معدہ میں بےنظیر ثابت ہوئی ہے	۶	ماشہ	فی تولہ	۴ر
۶۲۲	نوشدارو سادہ	معدہ کو قوت دیتی ہے۔ دستوں کو روکتی ہے	۹	ماشہ	〃	ـہ ر
۶۲۳	نوشدارو لولوی	معدہ اور جگر کو قوت دیتی ہے۔ خفقان کو دور کرتی ہے۔ مقوی قلب ہے	۶	ماشہ	〃	۴ر

۳۱ یوم	[illegible]
جنوری ۱۹۴۱ء	[illegible]
ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ	[illegible]
محرم ۱۳۶۰ھ	[illegible]
پوس سمت ۱۹۹۷ بکرمی	[illegible]
مشہور تیوہار	[illegible]

۲۸ یوم	[illegible]
فروری ۱۹۴۱ء	[illegible]
محرم ۱۳۶۰ھ	[illegible]
صفر ۱۳۶۰ھ	[illegible]
ماگھ سمت ۱۹۹۷ بکرمی	[illegible]
مشہور تیوہار	[illegible]

۳۱ یوم	[illegible]
مارچ ۱۹۴۱ء	[illegible]
صفر ۱۳۶۰ھ	[illegible]
ربیع الاول ۱۳۶۰ھ	[illegible]
پھاگن سمت ۱۹۹۷ بکرمی	[illegible]
مشہور تیوہار	[illegible]

۳۰ یوم	[illegible]
اپریل ۱۹۴۱ء	[illegible]
ربیع الاول ۱۳۶۰ھ	[illegible]
ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ	[illegible]
چیت سمت ۱۹۹۸ بکرمی	[illegible]
مشہور تیوہار	[illegible]

۳۱ یوم	[illegible]
مئی ۱۹۴۱ء	[illegible]
ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ	[illegible]
جمادی الاول ۱۳۶۰ھ	[illegible]
بیساکھ سمت ۱۹۹۸ بکرمی	[illegible]
مشہور تیوہار	[illegible]

۳۰ یوم	[illegible]
جون ۱۹۴۱ء	[illegible]
جمادی الاول ۱۳۶۰ھ	[illegible]
جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ	[illegible]
جیٹھ سمت ۱۹۹۸ بکرمی	[illegible]
مشہور تیوہار	[illegible]

۳۱ یوم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جولائی سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
جمادی الآخر [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
امرداد [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اساڑھ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مشہور دن و تہوار																															

۳۱ یوم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اگست سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
رجب سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شہریور [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ساون سمت [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مشہور دن و تہوار																															

۳۰ یوم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ستمبر سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شعبان سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مہر [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بھادوں سمت [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مشہور دن و تہوار																														

۳۱ یوم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اکتوبر سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
رمضان سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
آبان [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کنوار سمت [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مشہور دن و تہوار																															

۳۰ یوم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نومبر سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شوال سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
آذر [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کاتک سمت [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مشہور دن و تہوار																														

۳۱ یوم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دسمبر سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ذیقعد سنہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اگہن سمت [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مشہور دن و تہوار																															

سوالات		جوابات	
(۲۸)	کیا مشت زنی یا غلام کی عادت رہی ہے؟	(۲۸)	
(۲۹)	اگر رہی ہے تو کتنے عرصے تک؟	(۲۹)	
(۳۰)	کسی نشیلی چیز کی عادت تو نہیں ہے؟	(۳۰)	

(۳۱) کوئی اور خاص بات جو آپ کے خیال میں ضروری ہو اس جگہ لکھ دیجیے۔

نوٹ:- اگر تجویز کی ہوئی دوائیں منگانی ہوں تو اطلاع دیجیے۔ ورنہ حسب معمول نسخہ ارسال کر دیا جائے گا۔

نام و مفصل پتہ:-

فارم تشخیص امراض مخصوصہ مرداں

برائے

"مجلس تشخیص و تجویز"

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

عام ناواقفیت اور ابتدائی اصول حفظانِ صحت پر عمل نہ کرنے سے ہمارے نوجوان ابتدا ہی میں جن جن خطرناک امراض کا شکار ہو جاتے ہیں ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ دفتر ہمدرد دواخانہ میں ہر روز اس قسم کے بیسیوں خطوط موصول ہوتے ہیں جو بے ربط حالاتِ مرض اور غیر ضروری تفصیلات سے پُر ہوتے ہیں اور جن سے تشخیص مرض میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ ان ہی باتوں کو سامنے رکھ کر یہ فارم تشخیص امراض مخصوصہ مرداں کے متعلق ترتیب دیا گیا ہے تاکہ جو دقتیں اس سلسلے میں پیش آتی ہیں وہ رفع ہو جائیں اور "مجلس تشخیص و تجویز" کو مرض کے متعلق غور و فکر میں آسانی ہو۔

واضح ہو یہ خدمت ہمدرد دواخانہ میں ایک طبی مجلس کے سپرد ہے جو چار تجربے کار اور لائق طبیبوں اور ایک طبیبہ پر مشتمل ہے جس کا نام "مجلس تشخیص و تجویز" ہے جس کے صدر عالی جناب فیض مآب حاجی مولوی حکیم عبدالحمید صاحب قبلہ ہیں۔ اس مجلس کا فرض یہی ہے کہ وہ بیرونجات کے مریضوں کے خطوط پر غور و بحث کرے اور ان کو بہترین طبی مشورہ دے۔

نوٹ نمبر ۱۔ خط و کتابت میں شکستہ خط ہرگز استعمال نہ کیجیے۔

نوٹ نمبر ۲۔ جوابات لکھنے سے پہلے تمام سوالات کو ایک بار پڑھ لیجیے اس کے بعد جوابات لکھیے۔

نوٹ نمبر ۳۔ اس قسم کی خط و کتابت خاص اہتمام سے صیغۂ راز میں رکھی جاتی ہے۔

"منیجر"

عورتوں کا فارم تشخیص

ہمدرد دواخانہ دہلی کے شعبۂ تشخیص و تجویز کے لیے

اگر آپ کی بیوی، بہن، والدہ یا اور کوئی عزیزہ خدانخواستہ بیمار ہیں تو ہمدرد دواخانہ دہلی کی مجلس تشخیص و تجویز سے مشورہ حاصل کیجیے۔ یہ مجلس چار تجربہ کار اور لائق طبیبوں اور ایک طبیبہ پر مشتمل ہے اور اس کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی عبدالمجید صاحب ایڈیٹر رسالہ "ہمدرد صحت" ہیں۔ یہ مجلس اپنے فاضل صدر کی ہدایت میں مریضوں کی جو بیش بہا خدمات انجام دے رہی ہے اس سے وہی اصحاب خوب واقف ہیں جو ایک دفعہ بھی اس سے مشورہ حاصل کر چکے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ ہمیشہ مجلس کو اپنا سچا مشیر اور بہی خواہ پائیں گے۔

نوٹ: (۱) خط صاف صاف لکھیے اور جوابات کے علاوہ جو باتیں لکھنی ہوں انہیں اسی فارم کی باقی جگہ میں یا دوسرے کاغذ پر لکھیے۔

(۲) یہ بھی لکھیے کہ اگر مجلس مریضہ کے لیے کچھ دوائیں تجویز کرے تو وہ دوائیں بھی آپ کے پاس بذریعہ وی پی بھیج دی جائیں یا صرف آپ کو نسخہ اور مشورے سے اطلاع دے دی جائے۔

(۳) اگر کوئی مریضہ اپنا حال خود لکھ رہی ہیں اور وہ یہ بھی چاہتی ہیں کہ ان کا حال مردوں کی نظر سے نہ گزرے تو وہ اپنے لفافے پر "الفاظ طبیبہ شعبہ زنانہ" لکھ دیں۔ ان کا یہ خط طبیبہ صاحبہ کے سوا اور کوئی نہیں کھولے گا۔ پھر اگر ضرورت ہوئی تو طبیبہ صاحبہ اچھے ہوئے حالات میں مجلس تشخیص و تجویز کے دوسرے ارکان سے حالات بتا کر مشورہ لے لیں گی۔

"منیجر"

	سوالات		جوابات
(۱)	عمر کیا ہے؟	(۱)	
(۲)	جسم موٹا ہے یا دبلا؟	(۲)	
(۳)	شادی ہو گئی ہے یا نہیں؟	(۳)	
(۴)	شادی ہوئے کتنی مدت ہوئی؟	(۴)	
(۵)	کوئی اولاد ہے یا نہیں؟	(۵)	
(۶)	اگر ہوئی ہے تو کیا سب بچے صحیح سلامت ہیں یا کچھ گزر گئے؟	(۶)	
(۷)	کیا کوئی حمل تو نہیں گرا؟	(۷)	
(۸)	اگر گرا ہے تو کب اور کیا اس کے بعد بچے ہوتے رہے؟	(۸)	

سوالات		جوابات
(۱)	عمر کیا ہے؟	(۱)
(۲)	جسم فربہ ہے یا لاغر؟ وزن کیا ہے؟	(۲)
(۳)	کس کس موسم میں مرض کی شکایت زیادہ رہتی ہے؟	(۳)
(۴)	گرم یا سرد کن چیزوں سے نقصان پہنچتا ہے؟	(۴)
(۵)	پیشہ کیا ہے؟	(۵)
(۶)	آپ کی جائے سکونت کی آب و ہوا کیسی ہے؟	(۶)
(۷)	شادی ہوئے کتنا عرصہ ہوا؟	(۷)
(۸)	کوئی اولاد ہے یا نہیں؟	(۸)
(۹)	کبھی سوزاک یا آتشک تو نہیں ہوا؟	(۹)
(۱۰)	اگر ہوا ہے تو کتنا عرصہ گزرا؟	(۱۰)
(۱۱)	کیا کمر میں درد رہتا ہے؟	(۱۱)
(۱۲)	پیشاب سے پہلے یا بعد میں سفید رطوبت تو خارج نہیں ہوا کرتی؟	(۱۲)
(۱۳)	اگر ہوتی ہے تو کتنے عرصے سے؟	(۱۳)
(۱۴)	نزلہ و زکام یا درد سر کی شکایت تو نہیں رہتی؟	(۱۴)

	سوالات		جوابات
(۱۵)	حافظے کی کیا حالت ہے؟	(۱۵)	
(۱۶)	کام کرنے سے دل تو نہیں گھبراتا؟	(۱۶)	
(۱۷)	بھوک اچھی لگتی ہے یا نہیں؟	(۱۷)	
(۱۸)	قبض کی اگر شکایت ہے تو کتنے عرصے سے؟	(۱۸)	
(۱۹)	پیشاب دن میں کتنی مرتبہ آتا ہے اور رنگ کیسا ہے؟	(۱۹)	
(۲۰)	پیشاب قطرہ قطرہ تو نہیں آتا جلن تو محسوس نہیں ہوتی؟	(۲۰)	
(۲۱)	کیا عضو میں کجی لاغری اور کوتاہی ہے؟	(۲۱)	
(۲۲)	عضو یا فوطوں میں درد تو محسوس نہیں ہوتا؟	(۲۲)	
(۲۳)	ٹھنڈے پانی سے عضو سکڑتا ہے یا نہیں؟	(۲۳)	
(۲۴)	جوش قوت پوری طور سے ہوتا ہے یا کم یا بالکل نہیں؟	(۲۴)	
(۲۵)	جماع کے بعد کسی قسم کی کمزوری تو محسوس نہیں ہوتی؟	(۲۵)	
(۲۶)	احتلام کتنے روز بعد ہوتا ہے کوئی صورت دکھائی دیتی ہے یا نہیں؟	(۲۶)	
(۲۷)	کیا سرعت انزال کی شکایت ہے؟	(۲۷)	

عورتوں کا فارم تشخیص

ہمدرد دواخانہ دہلی کے شعبۂ تشخیص و تجویز کے لیے

اگر آپ کی بیوی، بہن، والدہ یا اور کوئی عزیزہ خدا نخواستہ بیمار ہیں تو ہمدرد دواخانہ دہلی کی مجلس تشخیص و تجویز سے مشورہ حاصل کیجیے۔ یہ مجلس چار تجربہ کار اور لائق طبیبوں اور ایک طبیبہ پر مشتمل ہے اور اس کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی عبدالحمید صاحب ایڈیٹر رسالہ ہمدرد صحت ہیں۔ یہ مجلس اپنے فاضل صدر کی ہدایت میں مریضوں کی جو بیش بہا خدمات انجام دے رہی ہے اس سے وہی اصحاب خوب واقف ہیں جو ایک دفعہ بھی اس سے مشورہ حاصل کر چکے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ ہمیشہ مجلس کو اپنا سچا مشیر اور بہی خواہ پائیں گے۔

نوٹ:- (۱) خط صاف صاف لکھیے (۲) جوابات کے علاوہ جو باتیں لکھنی ہوں انہیں اسی فارم کی باقی جگہ میں یا دوسرے کاغذ پر لکھیے

(۲) یہ بھی لکھیے کہ اگر مجلس مریضہ کے لیے کچھ دوائیں تجویز کرے تو وہ دوائیں بھی آپ کے پاس بذریعہ وی۔پی بھیج دی جائیں یا صرف آپ کو نسخے اور مشورے سے اطلاع دے دی جائے۔

(۳) اگر کوئی مریضہ اپنا حال خود لکھ رہی ہیں اور وہ یہ بھی چاہتی ہیں کہ ان کا حال مردوں کی نظر سے نہ گزرے تو وہ اپنے لفافے پر "الفاظ "طبیبہ شعبہ زنانہ" لکھ دیں۔ ان کا یہ خط طبیبہ صاحبہ کے سوا اور کوئی نہیں کھولے گا۔ پھر اگر ضرورت ہوئی تو طبیبہ صاحبہ لکھے ہوئے حالات میں مجلس تشخیص و تجویز کے دوسرے ارکان سے حالات بتا کر مشورہ لے لیں گی۔

"منیجر"

سوالات	جوابات
(۱) عمر کیا ہے؟	(۱)
(۲) جسم موٹا ہے یا دبلا؟	(۲)
(۳) شادی ہوگئی ہے یا نہیں؟	(۳)
(۴) شادی ہوئے کتنی مدت ہوئی؟	(۴)
(۵) کوئی اولاد ہے یا نہیں؟	(۵)
(۶) اگر ہوئی ہے تو کیا سب بچے صحیح سلامت ہیں یا کچھ گزر گئے؟	(۶)
(۷) کیا کوئی حمل تو نہیں گرا؟	(۷)
(۸) اگر گرا ہے تو کب اور کیا اس کے بعد بچے ہوتے رہے؟	(۸)

(۹)	کبھی غشی کا دورہ تو نہیں پڑا؟	(۹)	
(۱۰)	اگر پڑا ہو تو شادی سے پہلے پڑا یا شادی کے بعد؟	(۱۰)	
(۱۱)	ماہواری دن کیا مقررہ وقت پر ہو جاتے ہیں؟	(۱۱)	
(۱۲)	ماہواری کے دنوں میں یا ان دنوں سے پہلے درد تو نہیں ہوتا؟	(۱۲)	
(۱۳)	ماہواری خون کی رنگت کیسی ہے؟	(۱۳)	
(۱۴)	اب حمل تو نہیں ہے اگر ہے تو کتنے مہینے کا؟	(۱۴)	
(۱۵)	اندام نہانی سے کوئی رطوبت تو نہیں نکلا کرتی؟	(۱۵)	
(۱۶)	اگر نکلا کرتی ہے تو کیا کبھی کبھی یا اکثر اوقات؟	(۱۶)	
(۱۷)	اس رطوبت کا رنگ کیسا ہوتا ہے؟	(۱۷)	
(۱۸)	وہ پتلی ہوتی ہے یا گاڑھی؟	(۱۸)	
(۱۹)	اصل مرض کتنی مدت سے ہے؟	(۱۹)	
(۲۰)	مرض حمل سے پہلے ہوا یا حمل کے دنوں میں؟	(۲۰)	
(۲۱)	کیا کمر اور پیڑو میں درد رہتا ہے؟	(۲۱)	
(۲۲)	بھوک کی کیا حالت ہے؟	(۲۲)	
(۲۳)	قبض کی شکایت تو نہیں رہتی؟	(۲۳)	
(۲۴)	تمباکو وغیرہ کھانے کی عادت تو نہیں ہے؟	(۲۴)	
(۲۵)	خاوند کو کوئی گندی بیماری (آتشک اور سوزاک وغیرہ) تو نہیں رہ چکی ہے؟	(۲۵)	
(۲۶)	کیا اب بھی آپ کے خاوند کسی شکایت میں مبتلا ہیں؟	(۲۶)	

ان سوالوں کے علاوہ جو خاص باتیں آپ کے خیال میں ضروری ہوں یہاں یا دوسرے کاغذ پر لکھ دیجیے۔

نام اور پورا پتہ:-

بچّوں کا فارم تشخیص

ہمدرد دواخانہ دہلی کی مجلس تشخیص و تجویز کے لیے

اگر آپ کا بچہ کسی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کے لیے ہمدرد دواخانہ دہلی کی مجلس تشخیص و تجویز سے مشورہ حاصل کیجیے۔ یہ مجلس چار تجربہ کار اور لائق طبیبوں اور ایک طبیبہ پر مشتمل ہے۔ اور اس کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی عبدالحمید صاحب ایڈیٹر رسالہ "ہمدرد صحت" ہیں۔ یہ مجلس اپنے فاضل صدر کی ہدایت میں مریضوں کی جو اعلیٰ خدمات انجام دے رہی ہے اس سے وہی اصحاب خوب واقف ہیں جو اس سے مشورہ حاصل کر چکے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ ہمیشہ مجلس کو اپنا سچا مشیر اور ہمدرد پائیں گے۔

بچوں کے متعلق نیچے کے سوالوں کے جوابات لکھیے۔ اس کے علاوہ ضروری باتیں فارم کے پیچھے یا علیحدہ کاغذ پر صاف صاف لکھ دیجیے۔ اپنے خط میں یہ بھی بتا دیجیے کہ اگر مجلس آپ کے بچے کے لیے کچھ دوا تجویز کرے تو وہ دوا آپ کے پاس بذریعہ وی پی بھیج دی جائیں یا صرف آپ کو ان کی اطلاع دے دی جائے۔ "منیجر"

سوالات		جوابات	
(۱)	بچے کی عمر کیا ہے؟	(۱)	
(۲)	وہ کتنے دن سے بیمار ہے؟	(۲)	
(۳)	دودھ پیتا ہے یا چھڑا دیا؟	(۳)	
(۴)	کیا کوئی دانت یا ڈاڑھ نکل چکی ہے؟	(۴)	
(۵)	بچے کے ہاضمے کا کیا حال ہے؟	(۵)	
(۶)	بچے کو کبھی کبھی دست تو نہیں آتے؟	(۶)	
(۷)	پاخانہ کرتے وقت بچہ روتا تو نہیں؟	(۷)	
(۸)	پاخانے میں چھوٹے چھوٹے کیڑے تو نہیں نکلتے؟	(۸)	
(۹)	پاخانہ پتلا ہوتا ہے یا بندھا ہوا۔ اس کا رنگ کیسا ہے؟	(۹)	
(۱۰)	بچہ سوتے میں ڈرتا تو نہیں؟	(۱۰)	
(۱۱)	بچے کو کبھی بے ہوشی کا دورہ تو نہیں پڑا؟	(۱۱)	

(۱۲) کوئی اور خاص بات ہو تو اس جگہ یا دوسری طرف لکھ دیجیے۔

نام اور پورا پتہ:۔

نمبر ۱۱ و ۱۲	مئی و جون سنہ ۱۹۴۱ع	جلد ۹

فہرست مضامین

رنگین تصاویر: (۱) قلب کی تصویر۔ (۲) صمامات قلب کی تصویر۔ (۳) کافور کا جاپانی پودا۔

قیمت سالانہ ایک روپیہ — ممالک غیر (برما وغیرہ) سے تین شلنگ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت سے شائع کیا۔



سل اور دق کی مریضہ موت کے آغوش میں پہنچ چکی تھی

لیکن ماءُ الحیات اور قرص سحر نے اُس کو دوبارہ زندگی عطا کر دی

یہ مریضہ سل و دق کے تیسرے درجے سے بھی گزر چکی تھی۔ تمام ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر اس کی موت کا حکم سُنا دیا تھا جب ہر طرف سے مایوس ہو گئی تو اس نے ہمدرد دواخانے کو اپنی تکلیف لکھ کر بھیجی۔ اس کا خط بے حد دردناک تھا۔ چنانچہ اس کے خط کے جواب میں ہمدرد دواخانہ نے دق اور سل کی دو مجرب دوائیں ماءُ الحیات و قرص سحر بھیج دیں۔ چنانچہ ان دونوں دواؤں کے چالیس روز استعمال کے بعد خاتون مذکور کی صورت بالکل بدل گئی۔ اور انھوں نے ایک خط کے ذریعے سے اس دوا کے بہترین ہونے کی تصدیق کی ہے۔



یہ خاتون لکھتی ہیں

مینجر صاحب ہمدرد دواخانہ

میں زندگی سے مایوس ہو چکی تھی۔ آپ کی دوا نے مجھے بچا لیا معلوم نہیں کہ اس میں کیا اثر تھا کہ میں سنبھلتی چلی آئی۔ بخار جاتا رہا۔ کمزوری میں کمی ہو گئی۔ ہڈیوں کی سوزش کم ہو گئی۔ دوا کے استعمال کے بعد میں نے خون کا معائنہ کرایا تو دق اور سل کے جراثیم نابود تھے۔

مسز ایف جی۔ ایس

ماءُ الحیات ہمدرد دواخانے کا وہ نایاب عرق ہے جو ایک ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو صرف ہمدرد دواخانے ہی کو حاصل ہے۔ اس عرق کے بدن میں پہنچتے ہی دق اور سل کے جراثیم مرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ عرق دق اور سل کے جراثیم کو قطعی طور پر فنا کر دیتا ہے اور مریض خود بخود سنبھلتا چلا آتا ہے۔

قرص سحر: اس عرق کے ساتھ قرص سحر کو اس لیے لگایا گیا ہے کہ ان قرصوں سے مریض کی گئی ہوئی طاقت واپس آئے۔ چنانچہ ماءُ الحیات تو مرض کو دُور کرتا ہے اور قرص مریض کو تن درست کرتے ہیں۔

دق اور سل کا نیا علاج۔ ہمارے اس طریق علاج کو دق اور سل کا بالکل نیا علاج تسلیم کیا جا چکا ہے اور خدا کے فضل سے اس وقت تک بے شمار مریض تن درست ہو چکے ہیں۔ چالیس روز میں یقینی طور پر شفا ہو جاتی ہے۔

ماءُ الحیات کیونکہ عرق ہے اس لیے فرمائش بھیجتے وقت بذریعہ ریل طلب کیجیے ورنہ محصول بہت زیادہ لگے گا۔ رفاہ عام کی غرض سے ان تیر بہدف دواؤں کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی قرص سحر فی ٹکیہ دو آنے (۲؍) اور ماءُ الحیات فی بوتل جو بارہ روز کے لیے کافی ہے دو روپے (عہ؍)

(روزانہ ایک ٹکیہ اور پانچ تولے عرق دیا جاتا ہے)

ملنے کا پتہ:- ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعت خاص

موجودہ مشکلات

ہمدرد صحت کی خاص اشاعتوں کے لیے موجودہ جنگ کی وجہ سے کچھ ایسے ناہموار حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ ان کے کاموں میں نہ پہلی سی وہ دل بستگی باقی ہو نہ وہ شوق و سرگرمی۔ ہماری اشاعتِ خاص صحت یا طب کے کسی ایک موضوع پر جامع و مانع معلومات کا ایک ذخیرہ ہوتی ہے اور اس کے لیے کم سے کم اتنی ہی ضخامت کی ضرورت ہے جتنی جنگ سے پہلے تک ہماری خاص اشاعتوں کی رہی۔ لیکن افسوس ہے کہ کاغذ کی گرانی بلکہ نایابی (جو کاغذ ہمدرد صحت میں استعمال ہوتا ہے وہ بازار میں مشکل سے ملتا ہے اور کاغذ بنانے والے کارخانے آرڈر بھی نہیں لیتے) کی وجہ سے پچھلے سال کی اشاعتِ خاص کے صفحات بھی محدود رہے اور اس سال اور بھی زیادہ موانع موجود ہیں۔ اور اگر ہم ضخامت کے مسئلے کو کسی نہ کسی طرح حل کریں اور کتنی چوگنی رقم کاغذ پر صرف بھی کر ڈالیں تو اشاعت ہائے خاص کی کامیابی کے دوسرے ذرائع کو ہم کس طرح مہیا کر سکتے ہیں؟ ہماری خاص اشاعتوں کی کامیابی کا ایک راز یہ بھی تھا کہ ہمارے مضمون نگاروں کے حلقے میں یورپ کے اکثر ممالک کے بہت سے صاحبِ علم و فن بھی شامل تھے اور ان کے افکار و خیالات ہمدرد صحت کے صفحات کی زینت ہوا کرتے تھے۔ ان بے چاروں میں سے نہ معلوم کتنے اس جہان کو سدھار چکے ہوں گے اور نہ معلوم کتنے خانماں برباد پھر رہے ہوں گے۔ اس کے علاوہ سلسلۂ مراسلات کا کیا ذکر کیا جائے۔ پہلے انگلستان اور امریکہ سے دس پندرہ دن میں خط کا جواب تک آجاتا تھا اور اب وہاں سے چلی ہوئی ڈاک دو دو تین تین مہینے یہاں نہیں پہنچتی۔ ان سخت رکاوٹوں کے باوجود اگر محنت اور مطالعے کے بل پر اشاعت خاص کو کامیاب بنانے کی ہمت کی جائے تو اس کے لیے ہندوستان بھر کے کتب فروشوں کے ہاں سے مطلوبہ کتابیں نہیں ملتیں۔ اگر کسی خاص موضوع کی پچاس کتابوں کی ایک فہرست بنا کر آپ بمبئی، کلکتہ اور مدراس کے کتب فروشوں کے ہاں بھیجیں تو آپ کو مشکل سے آٹھ دس کتابیں متفرق جگہوں سے مل سکیں گی۔ اور وہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے لیے کارآمد ثابت نہ ہوں۔ غرض یہ اور اسی قسم کے موانع کی موجودگی میں ہمدرد صحت کی اشاعت خاص کے سابقہ معیار کو قائم رکھنا تقریباً ناممکن ہے۔ موانع اور رکاوٹیں بہرحال اپنی جگہ ہیں اور ان کا موثر ہونا بھی صحیح ہے لیکن ہم نے نہ پہلے ہمت ہاری اور نہ آئندہ اس کے لیے تیار ہیں۔ پچھلے سال بھی ہم سے جو کچھ ہو سکا، کیا اور اب بھی ہمیں حتی الامکان اشاعتِ خاص کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی ہے۔

اشاعتِ خاص کے لیے مختلف موضوع

اشاعت خاص کے موضوع کے سلسلے میں ہمیں اپنے ناظرین کے خطوط وقتاً فوقتاً ملتے رہتے ہیں اور ہر ناظر اپنی پسند اور اپنے ذوق کے مطابق موضوع کا انتخاب کرتا ہے۔ ان انتخابوں میں کچھ مشترک انتخاب بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً کچھ ناظرین کی رائے ہے کہ پچھلے سال کے "روحانی علاج" کو جو تشنۂ تکمیل رہ گیا تھا مکمل کیا جائے۔ بعض ناظرین ہمیں "نفسیاتی علاج" پر اشاعت خاص مرتب کرنے کی طرف مائل کرتے رہے ہیں۔ ہمارے بعض کرم فرما ایسے بھی ہیں جنھیں ہمارا تین چار سال پہلے کا وہ وعدہ برابر یاد ہے جس میں ہم نے "تاریخ طب" پر ایک اشاعت خاص پیش کرنے کی توقع دلائی تھی لیکن گزشتہ سال کے دوران میں اکثریت ایسے ناظرین کی رہی جن کی رائے میں ہمدرد صحت کو اپنے نام کی مناسبت سے حفظِ صحت پر اپنی خاص اشاعت پیش کرنی چاہیے۔

ہمیں اپنے اول الذکر تینوں گروہوں کی رائے اور پسند کا احترام ہے لیکن افسوس ہے کہ تجویز کیے ہوئے موضوعوں کی تکمیل میں جہاں وہ موانع موجود و موثر ہیں جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا، وہاں ہمارے کچھ ذاتی موانع بھی موجود ہیں۔ نفسیاتی علاج کا موضوع کوئی ایسا موضوع نہیں ہے کہ اس پر قلم برداشتہ کچھ لکھ دیا جائے، یا معمول سے کچھ زیادہ محنت کر کے اسے پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا جائے۔ اس کے لیے برسوں کے مسلسل مطالعے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد ہی یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ہم اس موضوع پر کوئی ایسی اشاعت خاص مرتب کر سکیں گے جو معالجین وغیرہ کے لیے مفید و کارآمد ہو۔ تقریباً یہی حال تاریخِ طب کا ہے۔ تاریخِ طب پر ہمارے پاس خاصا ذخیرہ موجود ہے لیکن ابھی ہمیں بہت کچھ جمع کرنا ہے۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس ذخیرے کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کرنا ہو۔ افسوس ہے کہ پچھلے سالوں میں ہم ترتیب کے ساتھ اپنے مطالعے کو جاری نہیں رکھ سکے لیکن علم دوست ناظرین کو ہم سے نا امید نہیں ہو جانا چاہیے۔ ہمدرد صحت کی اشاعت خاص تاریخ طب پر جب بھی شائع ہوگی وہ ایک جامع و مانع چیز ہوگی۔ اس میں اطبا کی سوانح عمریاں ادھر ادھر سے لے کر جمع نہیں کی جائیں گی بلکہ وہ ایک مسلسل تذکرے اور تبصرے کی حامل ہوگی جو مختلف تمدنوں کی طبیوں اور ان کے مختلف ادوار پر کیا جائے گا۔

حفظِ صحت کی اہمیت

اب رہا حفظِ صحت کا موضوع، اس کی طرف اس کی عمومیت کی وجہ سے طبیعت مائل نہیں ہوتی تھی اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ موضوع صحت عامہ کے کاموں میں مدد دینے کے لیے مفید ہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ ہمدرد صحت کے نام سے بھی اسے مناسبت ہے۔ لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ صحت کے متعلق عام معلومات اور ہدایات ادھر ادھر سے جمع کر کے شائع کر دینا ہرگز کوئی جدت کا کام نہیں ہے اور اس کے لیے ایک خاص اشاعت کو وقف کر دینا ہمارے لیے اور بھی غیر دلچسپ کام تھا۔ یہی اسباب تھے جو ہمیں یہ موضوع اختیار کرنے میں متامل کیے ہوئے تھے لیکن اس کے ساتھ ہم اپنے ناظرین کی اکثریت کے مطالبے کو بھی رد کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اسی لیے ہماری خواہش تھی کہ اس موضوع پر ایک ایسی قلم لگائی جائے کہ لگنے والے پھولوں اور پھلوں کی نہ صرف مقدار ہی زیادہ ہو جائے بلکہ ان میں رنگ و بو کا بھی کچھ امتیاز قائم ہو جائے۔

"قدرتی علاج"

یہ اسی خواہش کا نتیجہ ہے کہ ہماری اشاعت خاص جو دراصل حفظِ صحت ہی سے متعلق ہے، اپنی نئی ترتیب اور ذرا وسیع معنوں کے لحاظ سے حفظِ صحت نہیں بلکہ **قدرتی علاج** کہلائے گی۔ علم حفظِ صحت کا موضوع بھی حقیقت میں وہی ذرائع ہیں جنھیں قدرت نے انسان کی صحت کو قائم رکھنے کے لیے عام کر دیا ہے اور ہمارے **قدرتی علاج** کا دائرہ بحث بھی وہی قدرتی ذرائع ہوں گے لیکن حفظِ صحت اس سے قدم آگے نہیں بڑھاتا کہ صحت کو قائم رکھنے کے لیے ان ذرائع کو کس طرح استعمال کیا جائے۔ مگر قدرتی علاج اس سے آگے جا کر یہ بتاتا ہے کہ صحت کے قیام کے ساتھ موجودہ امراض کو ان ہی قدرتی ذرائع سے کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ حفظِ صحت کا موضوع صحت کے اوپری مسائل ہیں، قدرتی علاج ذرا گہرائی میں جا کر ان ہی عام چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے، علم حفظِ صحت کا انداز بیان کچھ نصیحت آمیز ہوتا ہے لیکن ہمارے **قدرتی علاج** کا انداز علمی اور فنی ہوگا۔ حفظِ صحت کے مخاطب عموماً عوام ہوتے ہیں، قدرتی علاج کے مخاطب عوام کے علاوہ علاج پیشہ اصحاب بھی ہوں گے اور ان کو یہ معلوم ہوگا کہ قدرتی ذرائع سے امراض کو دفع کرنے کا کام کس حد تک لیا جا سکتا ہے۔

قدرتی علاج کی اہمیت

قدرتی طریقوں سے صحت کی حفاظت اور ان سے امراض کا علاج کوئی نیا انکشاف نہیں ہے۔ جب انسان تمدن سے دور جنگلوں میں محض حیوانی زندگی بسر کر رہا تھا اس وقت قدرت اپنے ان ہی ذریعوں سے اس کی حفاظت کرتی تھی اور ان ہی سے اس کے درد کا مداوا کرتی تھی۔ تمدن کے ابتدائی دور میں بھی چار و ناچار انسان کو قدرت ہی کی آغوش میں پناہ لینی پڑتی تھی۔ تمدنوں کے مختلف ادوار میں وہ صحت و مرض کے متعلق اپنی خود مختاری کا اعلان بھی کرتا رہا لیکن دانستہ و نادانستہ قدرت اور قدرتی ذریعوں سے ہم آہنگی بھی کرتا رہا۔ لیکن صحت و مرض کے متعلق قدرتی ذریعوں کی پہچان بیں دراصل بیسویں صدی میں ہوئی۔ اسی زمانے میں قدرت کے اس انتظام کی جو اس نے صحت و مرض کے متعلق کر رکھا تھا، تعریف و تحسین بھی خوب کی گئی اور اسی دور میں قدرت کو منہ بھی خوب چڑایا گیا۔ بحیثیت مجموعی سب ذرائع کو بھی مفید اور ضروری قرار دیا گیا اور ایک ایک ذریعے کو پکڑ پکڑ کر بانس پہ بھی چڑھایا گیا۔ ان تمام حرکات کا انسان کے صحت و مرض کے مسائل کے نتیجوں پر مجموعی حیثیت سے کچھ اثر پڑا ہے یا نہ پڑا ہو لیکن اتنا ضرور ہوا کہ صحت کو قائم رکھنے اور امراض کو دور کرنے کے قدرتی ذریعوں نے باقاعدہ علم و فن کی شکل اختیار کر لی اور آج اس موضوع پر متمدن اور مہذب زبانوں میں کتابوں کا ایک عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے۔

ہماری زبان میں جدید علم حفظِ صحت پر خاصی تعداد میں کتابیں اور رسالے موجود ہیں۔ قدرتی علاج کے بعض متداول ... [illegible]

قدرتاً کافی دل چسپی لی جاتی رہی ہے لیکن جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے صحت اور علاج کے قدرتی ذریعوں پر مجموعی حیثیت سے کوئی کتاب یا رسالہ شائع نہیں ہوا ہے۔ ہمدرد صحت کا "قدرتی علاج نمبر" ہماری زبان کی اسی کمی کو پورا کرے گا۔

قدرتی علاج کی حدیں قیام صحت اور دفع امراض کے قدرتی ذرائع کون کون سے ہیں، یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب آرا کے اختلاف کی خلیج میں سے گزرے بغیر دینا مشکل ہے۔ نیم فلسفی قسم کے بعض صاحبوں نے انہیں تین چار میں محدود کر دیئے ہیں اور بعض کے نزدیک ان کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے اور یہ کہ قدرت موقع و محل سے اپنے ذرائع اور ان کے اثرات کو بدلتی رہتی ہے اور اس کا طریقہ ہر جگہ یکساں نہیں ہے۔ ہم بعض وجوہ اور مصالح کی بنا پر آخری رائے کو پسند کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک قیام صحت اور دفع امراض کا ہر وہ ذریعہ قدرتی ہے جو دوا کے استعمال کی طرف انسان کو نہیں لے جاتا یا جو اس کی مخالفت کرتا ہے۔

قدرتی علاج کے عنوانات اور ابواب

فی الحال ہمارے سامنے بارہ مستقل عنوان ہیں جن پر ہم اپنے **قدرتی علاج** میں بحث کرنا چاہتے ہیں اور تین ایسے عنوانات ہیں جنھیں ہم اپنی اس اشاعت میں افادے اور دل چسپی کے لیے بڑھانا چاہتے ہیں۔ ہر عنوان ایک مستقل باب ہوگا جس میں متعلقہ عنوان پر بحث ہوگی۔ نیچے ہم باب وار ہر عنوان کو لکھتے ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ ہمارے عنوانوں کی حدیں کہاں کہاں تک ہوں گی اور ساتھ ہم یہ بھی بتائیں گے کہ ہر عنوان کے سلسلے میں ہم اب تک کیا کیا کر چکے ہیں، کیوں کہ ہم پچھلے مہینے میں اشاعت خاص کے متعلق صرف سوچ بچار ہی نہیں کرتے رہے ہیں بلکہ عملی طور پر بھی اس کا خاصا کام کر چکے ہیں۔

"قدرتی علاج" کے ابواب

پہلا باب۔ قدرتی علاج کی تاریخ:۔ اس باب میں ہم قدرتی علاج کی مختصر تاریخ لکھنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں گو ہماری نظر دور جا جا کر ٹک رہی ہے لیکن ہم اشاعت خاص کے محدود صفحات کے پیش نظر اس باب کو بھی محدود رکھیں گے۔ قدرتی علاج کی تاریخ جدید پر ضروری معلومات خاص طور پر ناظرین کے سامنے پیش کی جائیں گی۔

دوسرا باب۔ ہوا۔ ہم اپنی اس اشاعت خاص میں ہوا کے متعلق طول طویل بحثیں نہیں کریں گے۔ بلکہ معمولی تمہید کے بعد یہ بتائیں گے کہ ہوا قیامِ صحت و زندگی میں کس کس طرح موثر ہے۔ اور امراض کو دفع کرنے میں اس سے کیا کیا مدد لی جا سکتی ہے۔ یہ باب ہمارے کرم فرما ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی کے پاس ہے۔

تیسرا باب۔ پانی۔ اس باب میں بھی وہی انداز اختیار کیا گیا ہے جس کا ذکر ہوا کے باب میں ہوا۔ اسی سلسلے میں ہائیڈروپیتھی پر بھی بحث ہوگئی ہے۔ یہ باب ادارے نے تیار کر لیا ہے۔

چوتھا باب۔ غذا۔ اس باب میں حفظ صحت غذائی اور علاج بالغذا پر بحث ہوگی۔ اس باب کے سلسلے میں ابھی کوئی بندوبست نہیں کیا گیا ہے۔

پانچواں باب۔ آرام و سکون۔ آرام و سکون کس طرح حفظ صحت اور دفع مرض میں موثر ہے اُسے ہمارے عنایت فرما ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی واضح فرمائیں گے۔

چھٹا باب۔ ورزش۔ یہ باب ہم نے لکھ لیا ہے۔ انداز وہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اس میں وضاحت کے خیال سے تصویریں بھی دی جائیں گی۔

ساتواں باب۔ مالش۔ مساج بھی قیام صحت اور اکثر امراض کے دفعیے میں موثر ہے۔ آج کل اسے ایک مستقل فن کی صورت حاصل ہے۔ ادارے اس باب کی تکمیل کر لی ہے۔

آٹھواں باب۔ صفائی۔ ہمارے مہربان ڈاکٹر سعید احمد صاحب قدرتی علاج کے بڑے داعیوں میں سے ہیں، اس لیے وہ ہماری زیادہ سے زیادہ مدد کرنے کو تیار ہیں۔ صحت و مرض کے سلسلے میں صفائی کی اہمیت کی وضاحت کا ذمہ بھی آپ نے لے لیا ہے۔

نواں باب۔ **سورج**۔ اس باب میں ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ سورج دیوتا ہماری طبی خدمات کس کس انداز اور کن کن طریقوں سے انجام دے رہا ہے۔

دسواں باب۔ **علاج باللون**۔ گرد مو جبکہ درصل علاج بالشمس (بلیہ میقی) ہی کا ایک جزو ہے لیکن ہم نے ناظرین کی دل چسپی کی خاطر ان کو دو ابواب میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ باب بھی ادارے نے تیار کر لیا ہے۔

گیارھواں باب۔ **روزہ اور فاقہ**۔ روزے اور فاقے کی صحی اور طبی اہمیت کو جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب نے جس طرح واضح کیا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے۔

بارھواں باب۔ **موسیقی**۔ اس باب میں ہم صحت و مرض کے سلسلے میں موسیقی کی خدمات کو گنوانا چاہتے ہیں۔ اس باب کا ابھی کوئی بند و بست نہیں ہوا۔ اگر کوئی صاحبِ حال و قال بزرگ اس معاملے میں ہماری مدد فرمائیں تو ہم نہایت شکر گزار ہوں گے۔

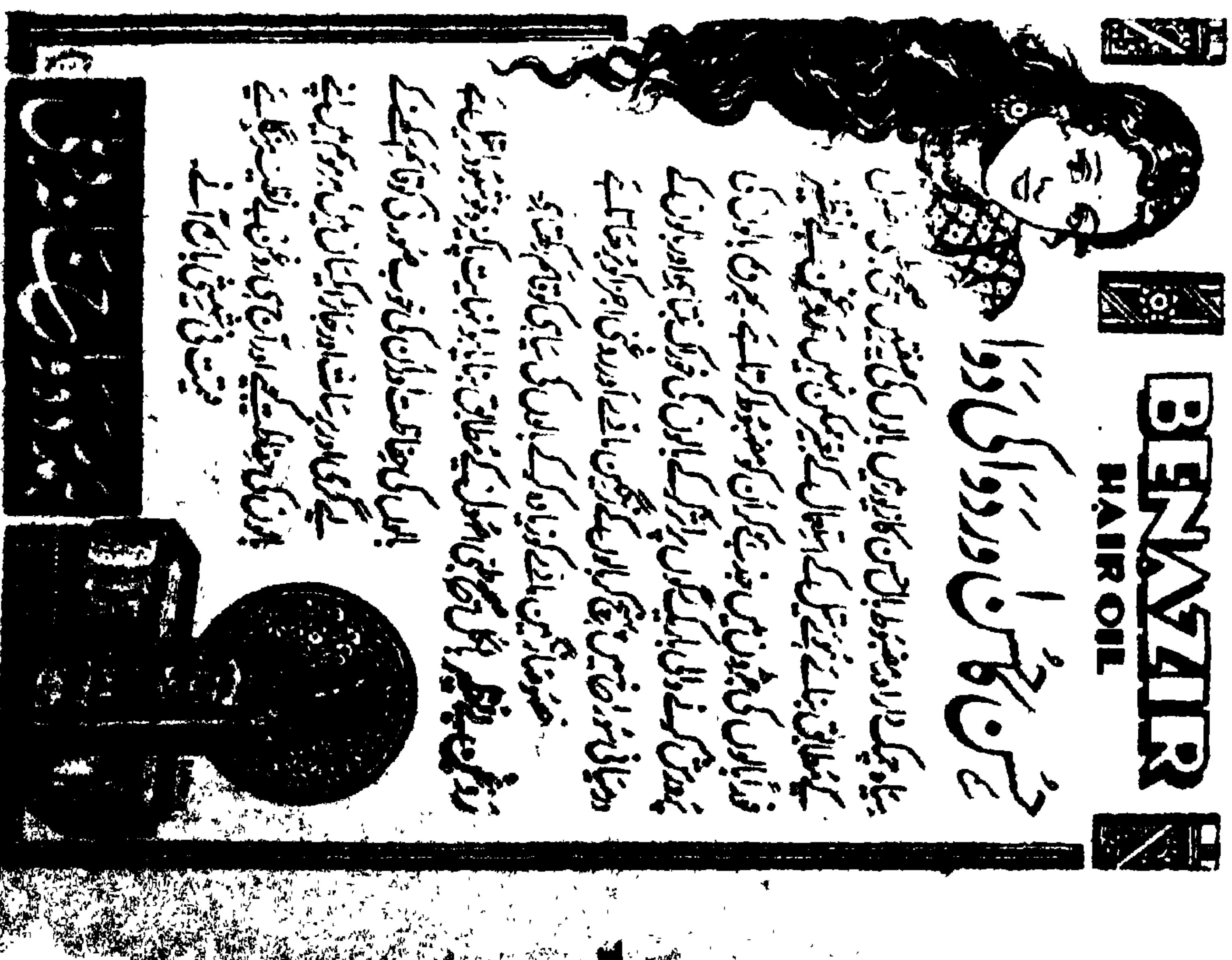
تیرھواں باب۔ **یوگ**۔ اس باب میں یوگ کے اس شعبے سے ناظرین کو روشناس کرایا جائے گا جو صحتِ جسمانی اور دفعِ مرض کے متعلق ہے۔ امید ہے کہ یہ باب ناظرین کے لیے دل چسپی کا باعث ہوگا۔

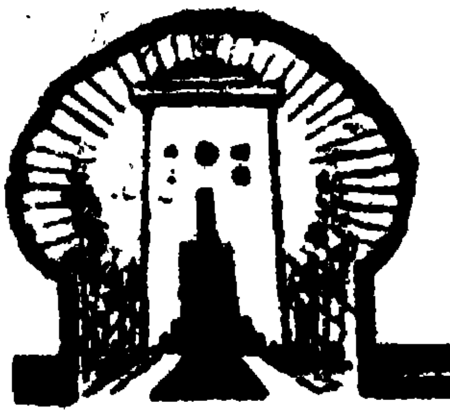
چودھواں باب۔ **متفرقات**۔ اس باب میں متفرق مضامین یا دل چسپ تجربات وغیرہ درج کیے جائیں گے۔ امید ہے کہ یہ باب بھی خاصا دل چسپ ہوگا۔

پندرھواں باب۔ **ادبیاتِ قدرتی علاج**۔ اس باب میں قدرتی علاج کے متعلق افسانے نظمیں اور کارٹون وغیرہ درج ہوں گے اس باب کی تکمیل ہمارے ادبی معاونین فرمائیں گے۔ اور حسبِ معمول یہ باب دل چسپ اور مفید ہوگا۔

یہ ہے آئندہ اشاعت خاص کا وہ پروگرام جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ ممکن ہے کہ ہمیں اس میں وقتی طور پر کچھ حذف و اضافہ بھی کرنا پڑے لیکن مجموعی حیثیت سے ہماری کوشش یہی ہوگی کہ اس اشاعت خاص کو ناظرین کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید اور دل چسپ بنا دیں

عبدالحمید





باب صحت — بچوں کی تفریحی ورزشیں

از مس الزبتھ درمنڈ منتظمہ انجمن صحت پرستان ، انگلستان

(ترجمہ از ادارہ)

عام طور پر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بچوں کو کسی قسم کی ورزش کی ضرورت نہیں ہوا کرتی ۔ نہ والدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کو صحت قائم رکھنے کے مفید طریقے ہی بتاتے اور سمجھاتے رہیں ۔ جہاں تک کم سن اور شیر خوار بچوں کا تعلق ہے یہ خیال کسی نہ کسی حد تک صحیح قرار دیا جا سکتا ہے کہ ان کو ورزش کی ضرورت نہیں ۔ کیوں کہ قدرت کی طرف سے ایسے بچوں کو ہاتھ پاؤں کی جو نقل و حرکت سکھا دی جاتی ہے وہ ان کی صحت قائم رکھنے کے لیے کافی ہوتی ہے ۔ لیکن جوں جوں بچہ سنِ شعور میں قدم رکھتا جاتا ہے اسے بھی اور دنیا داروں کی طرح اپنی صحت و زندگی سے متعلق ہر بات جاننے ، سیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے ۔ اسکولوں یا مکتبوں میں پڑھنے والے بچوں کے متعلق بھی یہ خیال قائم کر لینا کہ ان کو کسی قسم کی ورزش سکھانے یا بتانے کی ضرورت نہیں ہے صحیح نہیں قرار دیا جا سکتا ۔ خصوصاً ان دنوں میں کہ جب ان کی چھٹیاں نہ ہوں اور انھیں روزانہ اسکول حاضر ہونا پڑتا ہو تو اور بھی انھیں حفظِ صحت کے اصول سمجھانے اور طریقے بتانے کی ضرورت ہے جس زمانے میں بچوں کی چھٹیاں ہوتی ہیں اور انھیں سیر و تفریح اور اچھل کود کے کافی مواقع میسر آ جاتے ہیں اس زمانے میں تو خیر کسی نہ کسی حد تک وہ نادانستہ اصول حفظِ صحت پر کاربند ہوتے ہیں اور ان کی کود پھاند سے ضروری ورزش ہو جاتی ہے لیکن پڑھنے لکھنے کے دنوں میں تو بہر حال ان کے والدین اور اساتذہ کا یہ خیال رکھنا فرض ہو جاتا ہے کہ بچے اپنا زیادہ وقت پڑھنے لکھنے میں ہی تو صرف نہیں کرتے اور صبح و شام ایسی نقل و حرکت بھی عمل میں لاتے رہتے ہیں جسے ورزش قرار دیا جا سکے اور جو ان کی صحت کی حفاظت کے لیے مناسب ہو ۔

یوں تو سال کے ہر حصے میں اس کی ضرورت رہتی ہے کہ بچہ اپنی صحت و تن درستی کو قائم رکھنے کے لیے مناسب ورزش کرتا رہے لیکن برسات میں خاص طور پر دیکھ بھال کی ضرورت ہے ۔ کیوں کہ اس زمانے میں بارش وغیرہ کی وجہ سے ایک تو بچے میدانوں میں کھیل کود نہیں سکتے دوسرے ہوا بھی مرطوب ہو جاتی ہے جس سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے ۔

بچوں کو ورزش کا عادی بنانے کے لیے ایک بات یہ یاد رکھنی چاہیے کہ چھوٹے چھوٹے بچے بہت جلد ایک قسم کے کام سے خواہ وہ کھیل ہی کیوں نہ ہو اکثر اُکتا جاتے ہیں ۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ان کے کاموں اور کھیلوں میں تبدیلی کر دی جائے تاکہ ان کی طبیعت بھی نہ اُکتائے اور اس کھیل کود یا ورزش کا اصل مقصد بھی حاصل ہوتا رہے ۔ اگر یہ خواہش ہے کہ بچہ کسی خاص ورزش سے پورے طور پر فائدہ اٹھائے اور اس طرح اپنی صحت میں اضافہ کرے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی ورزش میں ایسی ندرت اور دل چسپی پیدا کی جائے جو اس بچے کو شوقین بنائے رکھے اور کسی وقت بھی وہ اس ورزش سے بیزار نہ ہو ۔ جو لوگ بچوں کے لیے ورزش مقرر کرنے میں اس ضروری بات کا خیال نہیں رکھتے وہ بچوں کی صحت کی پوری طرح نگہداشت بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہی بچے ان کی بتائی ہوئی ورزشوں سے پورا پورا فائدہ ہی اُٹھا سکتے ہیں ۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بچوں کو ڈرا دھمکا کر اُن سے پورے فائدوں کے ساتھ کوئی کام نہیں لیا جا سکتا ۔ پڑھائی لکھائی اور تعلیم و تربیت کے معاملے میں بھی والدین اور اساتذہ دونوں کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ بچوں کی دل چسپی اور شوق کو شاملِ حال رکھیں ۔ اگر اس اصول کو نظر انداز کر دیا گیا تو یہ بچوں کو صحیح تعلیم سے محروم رکھنے کا مترادف ہے ۔ اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ بچوں کے لیے جو ورزشیں بھی مقرر کی جائیں وہ کھیل کی شکل کی ہوں تو زیادہ بہتر ہے ۔ کیوں کہ انھیں کھیل سمجھ کر بچے ان میں دل چسپی لینے لگیں گے اس کے ساتھ ہی ان پر عمل کرانے میں اس کا بھی خیال رکھا جائے کہ دو دو تین تین بچے مل کر ورزش شروع کریں ۔ کیوں کہ ایک دوسرے کی بحث میں بچے ان

ورزشوں پر پوری پوری طرح عمل کریں گے اور فائدہ اٹھائیں گے۔

نیچے چند ایسی ورزشیں درج کی جاتی ہیں جو بچوں کی جسمانی ساخت اور ان کی مزاجی کیفیت کے پیش نظر نہایت دل چسپ اور مفید ہیں۔

سائیکل کی دوڑ اس ورزش کا نام سائیکل کی دوڑ اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اسے عمل میں لاتے ہوئے بچوں کی اسی قسم کی حرکتیں کرنی ہوتی ہیں جیسی سائیکل دوڑاتے وقت دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس ورزش کا طریقہ یہ ہے کہ بچہ کمر کے بل زمین پر لیٹ جائے اور اپنے دونوں پیر اوپر اٹھا کر گھما دو اس طرح گردش دینا اور حرکت میں لانا شروع کر دے گویا وہ سائیکل چلا رہا ہے۔ کچھ دیر اس پر عمل کرنے کے بعد ٹانگوں کو چند بار سکیڑنے اور پھیلانے کی مشق بھی کرنی چاہیے۔ اس طریقے سے وہ اینٹھن دور ہو جائے گی جو اس ورزش کے کرنے سے بچے کی ٹانگوں میں پیدا ہو جانے کا امکان ہے۔

خاموش قلابازی سائیکل کی دوڑ والی ورزش کے مقابلے میں اس ورزش میں بالکل مخالف طریقے عمل میں لانے پڑتے ہیں۔ یعنی پہلی ورزش میں ٹانگوں کو تیزی کے ساتھ حرکت دینی پڑتی ہے لیکن اس ورزش میں آہستہ آہستہ مستقل مزاجی کے ساتھ انھیں حرکت میں لانا پڑتا ہے۔ اس ورزش کا طریقہ یہ ہے کہ بچہ پہلے اپنی ٹانگیں بالکل سیدھی حالت میں فرش پر پھیلائے اور کمر کے بل لیٹا رہے۔ ٹانگیں اور پاؤں ایک دوسرے سے ملے ہوئے رکھے جائیں۔ اس کے بعد دونوں پیروں کو ایک دوسرے سے ملا ہوا رکھتے ہوئے ٹانگیں اس طرح اوپر اٹھائی جائیں کہ دونوں پیر سر کے اوپر سے گزر کر فرش کو لگ جائیں۔ اس کے بعد پیروں کو ایک دوسرے سے بدستور ملا ہوا اور بالکل سیدھا رکھتے ہوئے اوپر کی طرف بلند کیا جائے اور پھر ٹانگیں آہستہ آہستہ فرش پر پھیلا دی جائیں۔ اس ورزش کو کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ بازو دونوں پہلوؤں میں فرش پر سیدھے رکھے رہنے چاہییں اور ٹانگوں کی اس حرکت کے دوران میں ہاتھوں کو بالکل جنبش نہیں ہونی چاہیے۔ اس ورزش میں زیادہ دل چسپی اس طرح پیدا کی جا سکتی ہے کہ کئی کئی بچوں کا اس ورزش میں مقابلہ کرایا جائے کہ جو بچہ سب سے زیادہ دیر میں ٹانگوں کی یہ تمام نقل و حرکت صحیح صحیح طور پر عمل میں لائے اس کو کامیاب قرار دیا جائے۔ پہلے پہلے یہ ورزش صرف ایک دو مرتبہ ہی کی جائے۔

مینڈک کی اچھل کود بچوں کے لیے یہ ورزش بھی خاصی دل چسپ ہے اور بچے کھیل کود کے طور پر اس کو جلد سیکھ بھی جاتے ہیں۔ کئی کئی بچوں کو پنجوں کے بل بٹھا دیا جائے اور ان کے ہاتھ فرش پر ٹکوا دیے جائیں۔ اس کے بعد ایک بچہ کہے، "مینڈک کودے اس طرح"، "اس طرح" کہتے ہی ہر بچہ کود کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں سے اوپر اٹھائے۔ اس کے بعد فوراً ہی بچہ اپنی پہلی نشست کی صورت اختیار کرے یعنی پنجوں کے بل بیٹھ جائے۔ جو بچہ سب سے زیادہ اور سب سے جلد کودے اور پھر تمام مراحل طے کر کے اصل نشست اختیار کر لے اسے سب پر فوقیت دی جائے۔ اس مقابلے کی ورزش سے بچوں میں نیا حوصلہ پیدا ہوگا اور ورزش کا اصل مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔

دیکھنے میں یہ ورزش بھی اگرچہ سیدھی سادی اور آسان نظر آتی ہے لیکن ہر ایک عضو پر اثر انداز ہو کر جسم کو خوب صورت بناتی ہے اور بچوں میں چستی اور پھرتی پیدا کرتی ہے۔ والدین اور اساتذہ کو چاہیے کہ اپنی نگرانی میں بچوں کو روزانہ صبح یہ ورزش ضرور کرا دیا کریں۔ تاکہ بچوں کی صحت بھی قائم رہے اور ان میں سستی اور کاہلی بھی نہ پیدا ہونے پائے۔ یوروپین بچے تو اسکول کے علاوہ باغوں اور باغیچوں میں بھی اپنی روزمرہ اچھل کود میں یہ ورزش کرتے رہتے ہیں اور دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں کہ مشرقی بچوں کے مقابلے میں وہ بے حد چاق و چوبند اور پھرتیلے نظر آتے ہیں۔

گھٹنا چومنے کی ورزش اس ورزش سے بھی بچے خوب دل چسپی لیتے ہیں۔ کئی کئی بچے ایک ایک قطار میں اس طرح بٹھا دیے جائیں کہ ان میں سے ہر ایک کی دونوں ٹانگیں ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں۔ ہر ایک لڑکا یہ کہہ کر "میں اپنے گھٹنے کو چوم سکتا ہوں"۔ اپنا گھٹنا چومنے کی کوشش کرے۔ اس فقرے کے ابتدائی الفاظ پر تو منہ جھکانا شروع کر دے۔ اس کے بعد "چوم سکتا ہوں" کہتے وقت گھٹنے تک ہونٹ پہنچا کر گھٹنوں سے لگا دے۔ دوسری ورزشوں کے ساتھ روزانہ دس پندرہ مرتبہ اس ورزش پر بھی عمل کرانا چاہیے۔ اس ورزش سے بچے جو نقل و حرکت کرتے ہیں اس سے ان کے پیٹ کے رگ پٹھوں کی سختی دور ہو کر ان میں اپنا کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح نظام ہضم پر اس ورزش سے بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ اسکولوں میں عام طور پر یہ ورزش نہیں کرائی جاتی لیکن اس ورزش کو بھی اگر بچوں کی اور ورزشوں میں شامل کر لیا جائے تو کچھ فائدہ ہی ہوگا۔ خود یہ ورزش بھی اس قسم کی ہے کہ یہ اندیشہ نہیں کیا جا سکتا کہ بچے اس سے دل چسپی نہیں لیں گے۔ یہ ورزش بھی دوسری ورزشوں کی طرح ایک کھیل کی ہی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے یقین ہے کہ بچوں سے یہ ورزش کرانے میں اساتذہ اور والدین کو کسی خاص مشکل کا [illegible]

[illegible] کو [illegible] کرنے کا [illegible] عادی ہو جائے گا۔

[illegible] کھیل اس کھیل سے بھی بچے خوب دلچسپی لیتے ہیں۔ اسے اس طرح شروع کرایا جائے کہ بچوں کو دیوار سے کمر، کندھے اور کولہے لگا کر سیدھا [illegible] جائے۔ ان کی ٹانگیں سیدھی پھیلا دی جائیں۔ باری باری سے بچہ ایک ایک ٹانگ کو اُٹھائے۔ اُٹھاتے وقت ٹانگ بالکل سیدھی [illegible] کے آہستہ آہستہ نیچے لا کر زمین پر پھیلا دیا جائے۔ دس بیس مرتبہ اس طرح کرنے سے بچے چُست ہو جاتے ہیں۔

مغرب میں اس قسم کی ورزشیں بچوں کا عام کھیل ہیں۔ لیکن مشرق میں جہاں تک دیکھا گیا ہے اگر اس قسم کی ورزش کی بھی جاتی ہے تو اس میں [illegible] بے ڈھنگیاں اور بے ترتیبیاں کی جاتی ہیں کہ ورزش کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور اس قسم کی ورزشوں کو بعض بچوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی صحت اور جسمانی نظام کی بہتر بڑھوتری و درستی کا خیال کیے بغیر اُلٹے سیدھے طریقے سے اس پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ اور اکثر دیکھا ہوتا ہے کہ اس قسم کی ورزشوں سے کوئی فائدہ نہیں حاصل ہوتا بلکہ نقصان پہنچ جاتا ہے۔ بچوں کو ان ورزشوں کا عادی بنانے سے پہلے ضروری ہے کہ [illegible] ان کے والدین یا اساتذہ ان سے ایسی ورزشیں اپنی نگرانی میں کرائیں۔ اس کے بعد بچوں کو آزادی کے ساتھ ورزش کرنے دیں اگر ایسا نہیں کیا گیا تو بچوں سے یہ توقع ذرا مشکل سے ہی قائم کی جا سکتی ہے کہ وہ ان ورزشوں سے اپنے لیے کوئی فائدہ حاصل کر سکیں گے۔

[illegible] نقلیں ان تمام ورزشوں کو عمل میں لانے کے بعد جانوروں کی چال اور رفتار وغیرہ کی مشقیں بھی خوب دلچسپی کا باعث ہوتی ہیں کم سے کم پندرہ منٹ تک بچوں کو مختلف جانوروں کی نقلیں اتارنے کا موقع دینا چاہیے۔ کیونکہ پندرہ منٹ بہت تھوڑا وقت ہے۔ لیکن اس عرصے میں ہی بچوں کے عضلات کو مختلف قسم کی نقل و حرکت کی وجہ سے سکڑنے اور پھیلنے کا موقع مل جاتا ہے اور بعض ورزشوں کا جسم کے جن حصوں پر اثر نہیں ہوتا، ان کو اس نقل و حرکت سے کافی قوت پہنچ جاتی ہے۔ جہاں تک بھی ممکن ہو بچے اس بات کا خیال رکھیں کہ جس جانور کی بھی وہ نقل اُتارنے کی کوشش کریں [illegible] پورے طور پر اس کی نقل اتاری جائے۔ گھوڑے کی نقل اُتاریں تو اسی طرح لاتیں پھینکیں۔ بلی کی نقل اُتارتے وقت اپنی کمر کو اسی [illegible] جس طرح بلی اپنی کمر کو لچکاتی اور بل دیا کرتی ہے۔

[illegible] کی نقل اتاریں تو اپنے بدن کو اسی قسم کی مروڑیاں دیں اور منہ سے اسی طرح پھنکاروں کی نقل کریں۔ جانوروں کی ان نقلوں [illegible] دلچسپی ہوگی کہ کچھ دیر کے لیے باقی دوسرے کھیلوں کو بھول جائیں گے۔ ان تمام ورزشوں کے بعد کچھ وقت بچوں کو آرام بھی کرایا جائے۔ اس وقت کوشش یہ کی جائے کہ وہ جسم کے ایک ایک حصے کو آرام پہنچانے اور تھکاوٹ دور کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ یہی نہیں کہ فرش پر لیٹ [illegible] ہاتھ پیر ڈھیلے ڈال دیں بلکہ اپنی آنکھیں کچھ عرصے کے لیے بند کر کے بالکل ایسی حالت میں ہو جائیں گویا اپنے کسی عضو سے وہ اس وقت کچھ کام نہیں لینا چاہتے۔ اور تمام جسم کو پورے طور پر آرام پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہ کام بھی والدین اور اساتذہ بچوں سے اپنی نگرانی میں کرائیں۔ کیوں کہ بچوں [illegible] شوخی کو دیکھتے ہوئے اس کی اُمید بہت کم ہے کہ وہ آرام سے لیٹ جائیں۔

[illegible] احتیاط اس موقع پر پھر ایک مرتبہ اس کا اظہار کر دیا جائے کہ بچے کسی کام کی بُرائی بھلائی کی نہ چنداں پروا کیا کرتے ہیں نہ اس سے واقف ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کے والدین یا اساتذہ کو چاہیے کہ وہ ایک ایک ورزش اپنی موجودگی میں کرائیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نگرانی کرنے والے کی ذرا سی [illegible] بچے ورزش میں بے ترتیبی اختیار کر لیتے ہیں۔ اپنے جسم کو غلط طریقے پر پھیلانے اور سکیڑنے لگتے ہیں۔ ان حرکات [illegible] کے لیے کس درجہ مضر اور غیر مفید ہو سکتا ہے۔ بچوں کی ہڈیاں اور اعضا، جوان اور معمر لوگوں کے مقابلے میں بہت نرم اور [illegible] اس کا اندیشہ کیا جا سکتا ہے کہ بچوں کی ذرا سی بے احتیاطی ان کے جسمانی نظام اور اعضا میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا [illegible] ہے۔ جب بچے ورزش میں معروف ہوں تو خاص طور پر اس کی دیکھ بھال اور نگرانی کی جائے کہ وہ اس قسم کی کوئی حرکت [illegible] رہے ہیں جن سے ان کے اعضا میں کوئی نقص پیدا ہو جانے کا خطرہ محسوس کیا جائے۔ اگر خدانخواستہ کسی بچے [illegible] بے احتیاطیوں کی وجہ سے کوئی نقص یا خرابی پیدا ہو گئی ہو تو اسے جلدی رفع کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے کیوں کہ اگر [illegible] اعضا میں کسی قسم کی خرابی کو باقی رہنے دیا گیا تو وہ عمر کی ترقی کے ساتھ ہی ساتھ خود بھی بڑھے گی اور ساری زندگی [illegible] نقص پیدا ہو جائے گا جو پھر کسی دوا اور علاج سے بھی مشکل ہی سے دور کیا جا سکتا ہے۔ بعض کی کمر بیچ میں خم پڑ جاتا ہے بعض

کی ٹانگیں یا گندے ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب خرابیاں عموماً بچپن کی اس قسم کی بد احتیاطیوں کا ہی نتیجہ ہوتی ہیں۔

والدین یا اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو ابتدا ہی سے اس کی عادت ڈالیں کہ ان کی نشست و برخاست [illegible] ٹھیک طرح کریں۔ جب بچہ کھڑا ہو تو اس کا سر بلند لیکن ٹھوڑی جھکی ہوئی رہنی چاہیے۔ شانے اور کولہے [illegible] وزن ایڑیوں پر نہیں بلکہ پورے پنجوں پر ہے۔ بعض لوگ اپنے بچوں کو کندھے کھینچنے اور پیچھے کی جانب تاننے کی عادت ڈال دیتے ہیں یہ ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں شک نہیں کہ بچوں کی ٹھیک دیکھ بھال رکھنے میں ان کے والدین اور اساتذہ کو خاص زحمت اٹھانی پڑے گی لیکن اس وقت کی تکلیف اور زحمت کے نتائج آئندہ بہت خوش گوار برآمد ہوں گے۔ اگر اس سلسلے میں غفلت سے کام لیا گیا اور بچوں کی صحت کی طرف توجہ نہیں کی گئی تو اس کا اندیشہ ہے کہ بچے بڑے ہو کر اپنے والدین اور ہمدرد عزیزوں کی خوشی اور مسرت کا باعث نہیں ہو سکیں گے [illegible] زندگی خوش حالی اور لطف و راحت کے ساتھ گزار سکیں گے۔

ہمیں امید ہے ہماری ان ہدایات کو ضروری سمجھتے ہوئے ان پر عمل کیا جائے گا تاکہ بچے اپنے آئندہ دورِ زندگی کے لیے بچپن ہی میں اطمینان کا سامان مہیا کر لیں۔ اور صحیح معنی میں اپنے والدین اور بزرگوں کے لیے موجبِ ناز ہوں۔ مغرب کے بچوں کی صحت و تندرستی کا راز [illegible] یہ ہے کہ ان کے سرپرست اور اساتذہ مشرقی بچوں کے بزرگوں کی طرح اپنے بچوں کو محض پیار میں نہیں رکھتے بلکہ [illegible] بھی کراتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کے بچے ہمیشہ ہنستے کھیلتے نظر آتے ہیں اور ایسا معلوم ہوا کرتا ہے کہ گویا دنیا کی سب سے بڑی نعمت ان ہی کو میسر ہے۔



عمر دراز حاصل کرنے کی کوشش

اخباروں میں آئے دن ایسے لوگوں کے حالات شائع ہوتے رہتے ہیں جن کی عمریں اتنی لمبی ہوتی ہیں کہ زندگی کا لطف اٹھاتے ہوئے انہیں ایک صدی سے زیادہ گزر چکی ہوتی ہے۔ اخباروں کے نامہ نگار اس قسم کے سن رسیدہ لوگوں سے مل کر درازیِ حیات کے نسخے اور طوالتِ عمر کے راز معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان سے وہ یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اتنی بڑی عمر حاصل کرنے کے اسباب اور وجوہ کیا ہیں۔ اس قسم کے حضرات جو جواب دیتے ہیں ان میں بھی یہ باتیں ہوتی ہیں کہ "بڑی عمر حاصل کرنا چاہتے ہو تو یہ کرو اور وہ کرو۔ اس سے پرہیز کرو اور اس سے اجتناب کرو۔ ان طریقوں پر چلو اور ان راستوں سے بچو۔"

میں اس قسم کے لوگوں میں سے تو ہوں نہیں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ کوئی نسخہ ایسا بھی ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے کافی عمر حاصل کرنے اور بڑھاپا بھی صحت و تن درستی کے ساتھ گزارنے کی ضمانت مل جائے۔ آج بھی ایک دو نہیں، سینکڑوں اور ہزاروں بڑی عمر کے ایسے لوگ موجود ہیں جو خود بھی یہ نہیں جانتے کہ وہ عمر کی اس منزل تک کیوں کر پہنچ گئے اور انھیں دوسروں پر عمر کے لحاظ سے اتنی فوقیت کیوں کر حاصل ہو گئی۔ بڑی عمر کے لوگوں کا عام طور پر یہی خیال ہوتا ہے کہ انھوں نے اس کے سوا اور کچھ نہیں کیا کہ سادگی کے ساتھ زندگی بسر کی ہے۔ ان لوگوں کا یہ خیال اور یہ حقیقت ہی میرے خیال میں درازیِ عمر کا نسخہ اور بڑی عمر تک پہنچنے کی کنجی ہے۔

اس میں شک نہیں بعض اسباب ایسے بھی ہوتے ہیں جو طبعی عمر حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ کسی شخص کے بزرگ بڑی بڑی عمروں تک زندہ رہے ہوں تو اس کے متعلق بھی یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ بھی اپنے باپ دادا کی طرح مدتوں زندہ و سلامت رہے گا اور اکثر یہ توقع پوری بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ چوں کہ کسی شخص کے باپ دادا زیادہ عمر حاصل نہیں کر سکے ہیں لہٰذا اس کے لیے بھی ممکن نہیں کہ بڑی مدت تک زندہ رہ سکے۔ بعض ایسے لوگوں نے بھی بڑی عمریں پائی ہیں جن کے بڑے بوڑھوں کی عمریں ان سے بہت کم تھیں۔ یہ بات یوں بھی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ آخر تمام انسان ہیں تو حضرت آدم کی ہی اولاد۔ اگر اسلاف کی تقلید میں سب لوگ بڑی عمریں ہی حاصل کیا کرتے اور ہر باپ کی بڑی عمر تک پہنچنے کا اثر لازماً اس کی اولاد پر پڑا کرتا تو آج کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوتا جو آٹھ سو نو سو سال سے کم زندہ رہتا، کیوں کہ حضرت آدم ع کی عمر کم و بیش ایک ہزار سال کی تھی۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ حضرت آدم ع کی اولاد ہی میں ایسے لوگ بھی ہوئے جو بہت تھوڑی عمر میں انتقال کر گئے اور پھر ان کی اولاد میں ایسی ہستیاں بھی گزر چکی ہیں اور بہت سی آج بھی موجود ہیں جو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ عمریں حاصل کر لیتی ہیں۔ ایک دوسرا طریقہ جو عمر میں ایک حد تک زیادتی کا سبب ہو جاتا ہے، یہ ہے کہ انسان کھانے پینے میں پوری سادگی ملحوظ رکھے۔ کھانے پینے ہی میں نہیں بلکہ رہنے سہنے، بیٹھنے اٹھنے، چال چلن اور لباس غرض تمام معاشرتی کاموں میں اعتدال اور سادگی کا لحاظ رکھا جائے۔ تیسری اہم اور ضروری چیز یہ ہے کہ انسان دن بھر کی محنت کے بعد رات کو مکمل آرام کرے اور گہری نیند سوئے۔ کھلی ہوا میں سانس لے اور دماغی اور جسمانی ورزشوں کا عادی رہ کر بدن میں چستی اور پھرتی قائم رکھے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ بڑھاپے میں وقار اور متانت ہمارا ساتھ نہ چھوڑے تو ہمیں چاہیے کہ بڑھاپے کو قبول کریں۔ جو مرد یا عورتیں بڑھاپا آنے سے پہلے ہی ضعیفی کے خیال سے پریشان رہنے لگتے ہیں وہ گویا خود بڑھاپے کے وقار اور متانت کو اپنے ہاتھوں کھو دیتے ہیں۔ اصل میں بڑھاپا تو جوانی سے بھی زیادہ حسن اور دل کشی رکھتا ہے۔ جوانی کا حسن کچھ نہ کچھ عارضی اور سطحی سا معلوم ہوا کرتا ہے لیکن بڑھاپے کی خوبصورتی میں خاص قسم کی پختگی، وقار اور سنجیدگی ہوتی ہے، اگر اس میں غیر ضروری آرائش کو کوئی دخل نہ ہو۔

جسم کی صفائی اور آرائش کوئی بری چیز نہیں، بشرطے کہ اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ آرائش کے جو طریقے ہم عمل میں لاتے ہیں ان سے ہمارے حسن و جمال اور خوش نمائی میں واقعی اضافہ ہوتا ہے یا ہم میں اور بدنمائی پیدا ہو جاتی ہے۔

بعض بوڑھے مردوں اور عورتوں کو اپنے آپ کو جوان اور طاقت ور ظاہر کرنے کا یہاں تک خبط اور جنون ہوتا ہے کہ وہ اپنے اعضا

اور ان کی صلاحیت کا خیال کیے بغیر جسمانی ورزشوں اچھل کود اور بھاگ دوڑ کے کاموں اور کھیلوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے قویٰ اس قسم کی کود پھاند کی کسی طرح اجازت نہیں دیتے اور یہ کام ان کے لیے بجائے مفید اور فرحت افزا ہونے کے مضر اور بعض اوقات خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

بوڑھوں کے لیے بلاشبہ ورزش اور حرکت ضروری ہے لیکن انھیں اپنی ورزشوں میں اعتدال اور مناسبت کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔ درمیانی عمر کے لوگوں کو اعتدال کی اہمیت اور بھی اچھی طرح سمجھنے اور ذہن نشین رکھنے کی ضرورت ہے۔ نہ صرف ورزش کے معاملے میں بلکہ کھانے پینے کے معاملے میں بھی۔ کیوں کہ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ متوسط عمر کے لوگ خصوصیت کے ساتھ کھانے پینے کے معاملات میں اعتدال قائم نہیں رکھتے جس کا افسوس ناک نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور جسمانی نظام میں خلل پڑ جاتا ہے جو رفتہ رفتہ ان کی قوتِ حیات پر اثر ڈالتا ہے۔ اصل میں ادھیڑ عمر کے لوگ جو سب سے بڑا گناہ کرتے ہیں وہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ وہ کھانے پینے میں اعتدال کو ہاتھ سے دے بیٹھتے ہیں۔ مشہور ڈاکٹر اور ماہرِ طب سر ولیم اوسلر نے اپنی ایک اہم تقریر کے دوران میں کہا تھا کہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ جانے کے بعد ہر شخص کو اپنی خوراک بتدریج کم کر دینی چاہیے۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی ایسی ہی ہو جائے جیسی کہ بچوں کی ہوتی ہے اور جب وہ اس دنیا سے رخصت ہونے کو ہو تو اس کی خوراک اس سے زیادہ نہ ہو جتنی کہ اس وقت تھی جب اس نے اس دنیا میں پہلی مرتبہ آنکھ کھولی تھی۔ انگریزی کا یہ مقولہ بالکل درست اور صحیح ہے، "آخر عمر میں وہی زندہ رہ سکتا ہے جو شیر خوار بچے کی خوراک پر دن گزارتا ہے۔" بڑھاپے میں سادہ اور معمولی خوراک کو انسان زیادہ ہضم کر لیتا ہے۔ جوانی اور ادھیڑ عمر میں ثقیل اور مرغن غذائیں طاقت ور معدے والے انسان بھی اس قدر جلد ہضم نہیں کر سکتے جس قدر جلد سادہ غذا بوڑھے ہضم کر لیا کرتے ہیں۔ عمر کی زیادتی کے زمانے میں اوقاتِ غذا میں تبدیلی ہونی چاہیے۔ یعنی اگر ۳-۲ مرتبہ غذا کھائی جاتی ہے تو اتنی ہی غذا چار یا پانچ مرتبہ میں کھائی جائے۔ اس سے ہضم میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی اور غذا باقاعدہ جزوِ بدن ہوتی رہتی ہے۔ بوڑھوں کو اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ گوشت کھانا کم کر دیں۔ کیوں کہ یہ جسمانی نظام پر اچھا اثر نہیں ڈالتا۔ خصوصاً ادھ گلا یا ثقیل گوشت تو چکھنا بھی نہیں چاہیے۔ بجائے اس کے ہلکی پھلکی اور زود ہضم ترکاریاں استعمال کرنی چاہییں۔

بڑھاپے میں اوّل تو دانت ہی باقی نہیں رہتے اور جو رہ بھی جاتے ہیں وہ اس لائق نہیں ہوتے کہ اُن سے سخت چیزیں چبائی جا سکیں لہٰذا بوڑھوں کو خاص طور پر ایسی غذاؤں سے پرہیز کرنے کی ضرورت ہے جو مقررہ وقت میں ہضم نہ ہو سکیں اور ان کی صحت پر مضر اثر ڈالیں۔ بوڑھے مردوں اور عورتوں کو اس کی فکر نہیں کرنی چاہیے کہ ان کے وزن میں اضافہ ہو اور وہ فربہ ہو جائیں بلکہ انھیں تو اس کی ضرورت ہے کہ وہ ہلکے پھلکے اور چاق و چوبند رہیں۔

لوگوں میں عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ بڑھاپا تو "بلائے رسیدہ" ہوتا ہے۔ حال آں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ بڑھاپا تو اصل میں ایک قسم کی پونجی اور اثاثہ ہے جس کی نگہداشت کرنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔

اصل میں صحت یافتہ بڑھاپا حاصل کرنے کی تیاری کا بہترین وقت بچپن کا زمانہ ہوتا ہے لیکن ہمارے اس خیال سے شاید ان لوگوں کو کچھ بھی قوت نہ پہنچ سکے جو جوانی میں قدم رکھ چکے ہیں۔ بہرحال ایسے افراد بھی جو بچپن کے دل کش دور سے آگے بڑھ چکے ہیں یہ نہ سمجھیں کہ یہ تجاویز اُن کے لیے مفید اور موزوں ہو ہی نہیں سکتیں۔ وہ تو بلکہ یہ محسوس کر کے اطمینان کا سانس لے سکتے ہیں کہ انھیں بچوں سے کہیں زیادہ تجربہ اور عقل حاصل کر لینے کا قدرت نے موقع مہیا کر دیا ہے۔

اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا بھی نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگ اس کی تو دلی تمنا رکھتے ہیں کہ وہ بڑی بڑی عمریں حاصل کر لیں لیکن کبھی اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ زیادہ عمر کو پہنچنا ہی محض دل پسند کام نہیں بلکہ تن درستی اور صحت کے ساتھ عمر دراز حاصل کرنا اہم اور مفید کام ہے۔ اگر صحت کی خرابی، اعضاء کی نقاہت اور آئے دن کی بیماریوں اور عوارض کے ساتھ انسان سو سال نہیں بلکہ اس سے زیادہ عمر بھی حاصل کرے تو بتائیے اسے کچھ زندگی کا حقیقی لطف و راحت میسر آ سکتی ہے؟ بلکہ وہ تو "افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را" کے مصداق جہاں بیٹھے گا وہاں کے لوگوں کو پریشان کرے گا اور جس گھر میں ہوگا وہاں کے رہنے والے اس سے اُکتا جائیں گے۔ [illegible]

الامراض والعلاج

فشار الدم (بلڈ پریشر)

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

فرشتوں کے متعلق عام طور پر ہمارا تخیل یہ ہے کہ وہ خدا کی ایک معصوم مخلوق ہے۔ ہماری طرح سے کبھی خطا و گناہ نہیں کرتی، اور دن رات تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتی ہے۔

یہ تو ہمارا تخیل ہے۔ لیکن عملی دنیا میں جن دو ایک فرشتوں سے ہمیں واسطہ پڑتا ہے وہ تو بے حد ظریف الطبع معلوم ہوتے ہیں۔ ہمیں یا تو عزازیل صاحب سے آئے دن کام پڑتا رہتا ہے جو حکم الٰہی کے مطابق اشرف المخلوقات انسان کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوئے تھے اور آج تک وہ اور ان کی تمام ذریات شب و روز بس اسی کام میں منہمک رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو بہکائیں اور اس سے مختلف قسم کے گناہ سرزد کرائیں۔ ان کی ستم ظریفی کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے، اور حق بھی یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی کریں می زیبد۔ وہ ازل کے جلے ہوئے ہیں اور جلے ہوؤں سے پتھروں کے سوا اور آپ کس چیز کی توقع کر سکتے ہیں؟

لیکن حیرت تو جناب میکائیل پر ہے کہ جن کے سپرد دنیا والوں کو رزق پہنچانا ہے۔ انہیں جب مذاق سوجھتا ہے تو کسی بندے کو تو اتنا زیادہ رزق بخش دیتے ہیں کہ اس کے گھر میں اسے رکھنے کو جگہ نہیں ملتی، اور وہ یا تو اسے بے دریغ لٹاتا اور پھینکتا رہتا ہے اور یا پھر اسے اسی زمین میں دفن کر دیتا ہے جہاں سے وہ نکالا گیا تھا۔ اور کسی کیا معنی، زیادہ تر بندوں کو اس قدر ترسایا کرتے ہیں کہ غریب دو دو وقت فاقے سے گزارتے ہیں اور روٹی کو دیکھنے کو بھی نہیں ملتی، اور جب اس طرح بھوک سے مجبور ہو کر وہ چوریاں کرتے ہیں اور سزا پاتے ہیں تو حضرت میکائیل صاحب ہنستے اور قہقہے لگاتے ہیں۔

فرشتوں میں تیسرے بزرگ جن سے ہر جاندار کو سابقہ پڑتا ہے، عزرائیل صاحب ہیں جو ہماری روحیں قبض کرنے پر مامور ہیں۔ یہ حضرت بھی انتہا سے زیادہ ظریف الطبع واقع ہوئے ہیں اور آئے دن جرمنی کے سائنس دانوں کی طرح نت نئی ترکیبیں لوگوں کی جان لینے کی ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ کبھی ہیضے کے جراثیم پھیلا دیے اور بیری کے بیروں کی طرح ہزاروں لاکھوں روحیں تیار کر لے گئے، کبھی طاعون کے کیڑے چوہوں کی معرفت انسانی گھروں میں بھیج دیے اور ایک ایک دن میں ہزار ہزار روحیں اکٹھی کر لیں۔

انسان ضعیف البنیان انسان، آفت کا مارا ادھر ادھر گھبرایا پھرتا ہے اور جب اپنے علم اور اپنی عقل کی مدد سے بہ دشواری تمام وہ ہیضہ، طاعون، چیچک، انفلوئنزا وغیرہ کا کچھ تدارک کر لیتا ہے اور ان وباؤں سے کسی حد تک اس کی زندگی محفوظ ہو جاتی ہے تو عزرائیل صاحب چپکے سے ایک شوشہ اور چھوڑ دیتے ہیں۔ چلتے پھرتے قلب انسانی کا ایک دم سے ساقط ہو جانا اس قدر عام ہو جاتا ہے کہ لوگ اس قسم کی موت کو نیشن میں داخل کر لیتے ہیں، اور اچھا بھلا آدمی اچھا خاصا ہنستا کھیلتا بیٹھے بیٹھے یا کام کرتے کرتے دل کی حرکت بند کر کے لیٹ جاتا ہے اور پھر کسی طرح نہیں اٹھتا۔ اور اس طرح حضرت عزرائیل کا جتنی روحیں روزانہ قبض کرنے کا ٹھیکہ ہے وہ تعداد پوری ہو جاتی ہے۔ ادھر کچھ دنوں سے عزرائیل صاحب نے اپنے کام کی شکل اور نکالی ہے جسے فشار الدم قوی (High Blood Pressure) کہا جاتا ہے۔ طب قدیم اور طب جدید میں یہ اصطلاح نئی ہے اور عام طور پر لوگ ابھی ملک الموت صاحب کے اس نئے کرتب سے نا مانوس ہیں۔ جب کسی کے متعلق یہ سننے میں آتا ہے کہ اس کے خون کا دباؤ بڑھ جانے کی وجہ سے اس کی موت لاحق ہوئی تو سننے والے حیرت سے منہ پھاڑ پھاڑ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں کہ بات یہ نیا آلہ کونسا ایجاد ہوا ہے۔

یہ آلہ تو ایجاد نہیں ہے، لیکن ابھی تک یہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپا ہوا تھا جس طرح ملک الموت صاحب اس بات کے چھپانے ...

لکھی تھی اور عجیب و غریب ترکیبوں سے لوگوں کی روحیں قبض کریں۔ اسی طرح ارباب فن بھی ملک الموت کی ایجادات اور اختراعات کے پیچھے پڑ گئے ہیں کہ ان کے ایک ایک چھپے ہوئے آلے کا پتہ لگا کر چھوڑیں گے۔

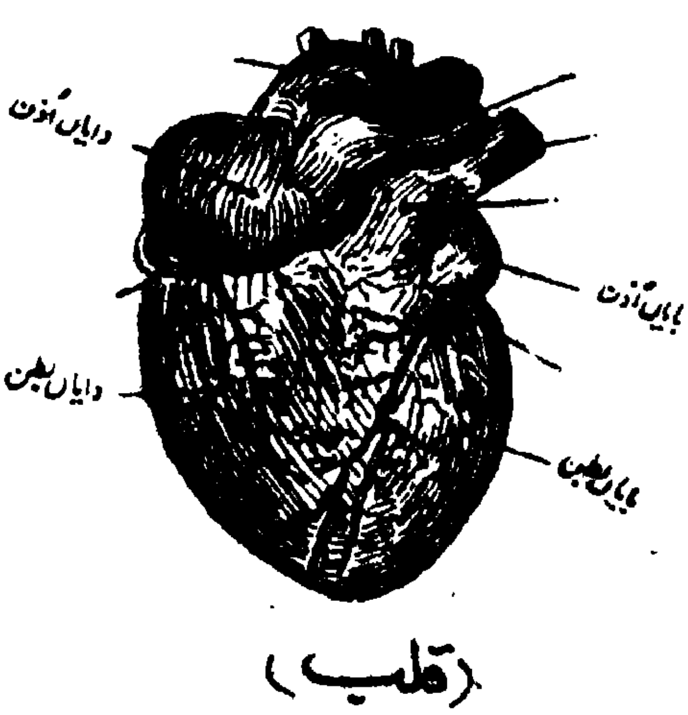
مثل مشہور ہے کہ "جنگ دو سروں کا ہے" اس لیے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ارباب فن کی جیت ہوگی یا ملک الموت کی، لیکن جیت خواہ کسی کی بھی ہو ایک دفعہ ملک الموت کو بھی یہ معلوم ضرور ہو جائے گا کہ کسی سے واسطہ پڑا تھا۔ خون کے دباؤ کا بڑھ جانا فرشتۂ موت کا ایک بہت ہی خفیہ ہتھیار تھا لیکن اہل علم و فن سے یہ بھی پوشیدہ نہ رہ سکا اور اب انہوں نے اس کے متعلق تمام راز معلوم کر لیے ہیں۔

تعریف فشار الدم قوی یعنی خون کا دباؤ بڑھ جانا دوران خون کی اس کیفیت کا نام ہے کہ جب کسی سبب سے شریانوں کے اندر دورہ کرنے والے خون کا بوجھ یا دباؤ شریان پر طبعی حالت کی نسبت زیادہ پڑنے لگے۔ اگر صرف فشار الدم کہا جائے تو اس میں ہر قسم کا بڑھا ہوا خونی دباؤ شامل ہے خواہ وہ ہنگامی اور عارضی ہو یا ذاتی یا مستقل ہو اور خون کے دباؤ کی زیادتی خواہ قلب کی انقباضی حرکت سے متعلق ہو یا انبساطی سے یا دونوں حرکتوں سے، نیز یہ کیفیت خواہ گردوں کی خرابی سے پیدا ہو یا گردوں سے بالکل غیر متعلق ہو۔ غرض کہ اگر جسم میں کسی طرح اور کسی سبب سے یہ کیفیت رونما ہو جائے کہ شریانوں کے اندر خون کا دباؤ طبعی حالت کی نسبت زیادہ ہو تو اسے فشار الدم قوی کہا جائے گا۔

خون کے دباؤ کا مطلب اس طرح زیادہ آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اگر ہم ایک لوٹے کی ٹونٹی میں ربر کی نلکی لگا دیں تو جس وقت تک نلکی کا دوسرا سرا یعنی آزاد سرا لوٹے کے پانی کی سطح سے اونچا ہے کہ اس وقت تک لوٹے کا پانی نلکی کے راستے نہیں نکل سکتا، لیکن اگر ہم اس لوٹے کے منہ پر لکڑی کی ایک ایسی ڈاٹ لگا دیں کہ جو لوٹے کے منہ میں بالکل ٹھیک بیٹھ جائے اور پانی کو اوپر کی طرف اٹھ نکلنے کے لیے جگہ نہ رہے، اور پھر اس ڈاٹ کو ہاتھوں کے زور یا بوجھ سے اندر کی طرف دبائیں یا ٹھونسیں تو ہم دیکھیں گے کہ ڈاٹ جس قدر ہمارے ہاتھ کے بوجھ سے اندر کو دبتی جاتی ہے اسی قدر پانی ربڑ کی نلکی میں چڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے ہاتھ کا دباؤ یا بوجھ کافی ہو جانے پر پانی نلکی کے دوسرے سرے سے خارج ہونے لگے گا۔ حالانکہ وہ سرا اب بھی لوٹے کے پانی کی سطح سے اونچا ہے۔ پانی کے لیے یہ غیر طبعی حالت ہے کہ اس کی سطح ناہموار ہو جائے۔ یا نیچے سے اوپر کی طرف بہنے لگے اور یہ حالت اس سبب سے رونما ہوئی ہے کہ اس کی سطح پر غیر معمولی دباؤ پڑا۔

اب لوٹے کے منہ سے ڈاٹ نکال لیجیے اور جتنا پانی نکل چکا ہے اس میں پھر بھر دیجیے۔ اس مرتبہ نلکی کے آزاد سرے کو لوٹے کے پانی کی سطح سے تھوڑا نیچا کر دیجیے۔ پانی پھر نلکی میں سے بہنے لگا حالانکہ آپ نے اپنے ہاتھ کا یا ڈاٹ کا دباؤ بالکل نہیں ڈالا تھا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اوپر کے حصے پر جو پانی ہے اس کا دباؤ یا بوجھ نیچے کے پانی پر پڑ رہا ہے اور اسی بوجھ کے سبب سے وہ خارج ہونے پر مجبور ہے۔ اب آپ لوٹے کو ذرا اونچا کر دیجیے تو پانی اور بھی زور کے ساتھ نکلنے لگے گا۔ گویا پانی کی سطح اونچی کر کے آپ نے نلکی میں سے گزرنے والے پانی پر دباؤ بڑھا دیا۔

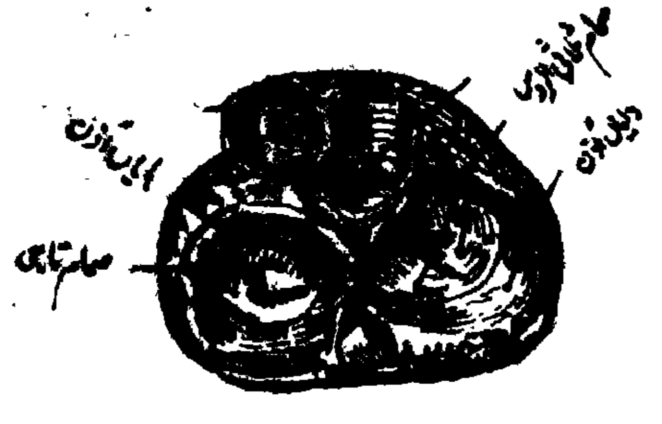
اب نلکی کے آزاد سرے کو جس سے پانی نکل رہا ہو چٹکی سے اس طرح دبا لیجیے کہ آدھا منہ کھلا رہ جائے۔ اب بھی آپ محسوس کر لیں گے کہ پانی کی سطح کو اونچا کیے بغیر نلکی میں سے پانی زور کے ساتھ خارج ہونے لگا اور اس کی دھار بہت دور تک جانے لگی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ نلکی کے راستے کی رکاوٹ کی وجہ سے نلکی کے اندر پانی کا دباؤ بڑھ گیا۔



(قلب)

شریانیں بھی نلکیاں ہوتی ہیں جن میں خون اس سبب سے رواں رہتا ہے کہ دل کا زیریں حصہ زور کے ساتھ سکڑتا ہے اور خون اس انقباض یا سکڑنے کے دباؤ سے مجبور ہو کر ان نالیوں میں چلا جاتا ہے جو دل سے نکل کر تمام جسم میں پھیل گئی ہیں، اور جنہیں شریانیں کہا جاتا ہے۔ قلب کا یہ زیریں حصہ دو خانوں میں منقسم ہوتا ہے۔ ایک دایاں اور ایک بایاں۔ اور ان دونوں خانوں کو قلب کے بطن کہتے ہیں۔ اسی طرح قلب کے اوپر والے حصے میں بھی دو خانے ہوتے ہیں اور انھیں قلب کے اذن کہا جاتا ہے۔ گویا قلب میں دو اذن ہوتے ہیں اور دو بطن۔ بطن سکڑ کر خون دل سے باہر بھیجتے ہیں۔ اور اذن پھیل کر

باہر سے آئے ہوئے خون کو دل میں واپس لیتے ہیں۔ قلب کے دائیں اذن اور دائیں بطن میں سیاہ خون جو جسم کی پرورش کر کے واپس آیا ہے رہتا ہے اور قلب کے بائیں اذن اور بائیں بطن میں سُرخ اور صاف شدہ خون جسم میں جانے کی غرض سے رہتا ہے۔ صاف خون تمام جسم میں قلب کے بائیں بطن کے ذریعے سے جاتا ہے اور جسم کی پرورش کے بعد ناصاف اور سیاہ ہو کر وریدوں کے ذریعے سے قلب کے دائیں اذن میں آجاتا ہے۔ دائیں اذن سے دائیں بطن میں خون کے جانے کے لیے درمیانی پردے میں ایک سوراخ ہے جس پر موٹی سی جھلی کی کواڑ سی لگی رہتی ہے (صمام ثلاثی الزوائد (Tricuspid Valve) جب زیریں حصہ قلب یعنی قلب کے بطون پھیلتے ہیں تو دائیں اذن سے سیاہ اور ناکارہ خون دائیں بطن میں پہنچ جاتا ہے، اور پھر جب یہ بطن منقبض ہو کر یعنی سکڑتا ہے تو سیاہ خون مخصوص شریانوں کے راستے سے پھیپھڑوں میں پہنچتا ہے اور وہاں سانس کی ہوا کے ذریعے سے صاف ہو کر مخصوص وریدوں کے راستے سے قلب کے بائیں اذن یعنی اوپر کے خانے میں آتا ہے۔ دائیں طرف کی طرح بائیں طرف بھی قلب کے اذن اور بطن کے مابین پردے میں سوراخ ہے اور اس پر بھی کواڑ سی لگی ہوئی ہے (صمام تاجی (Bicuspid Valve) جو بطن کے پھیلنے پر کھلتی ہے اور بائیں اذن سے خون (سُرخ اور صاف شدہ) بائیں بطن میں پہنچ جاتا ہے جہاں سے وہ روانہ ہوا تھا۔



(صمامات کا منظر)

قلب میں دو حرکتیں پائی جاتی ہیں ایک انقباض اور دوسری انبساط۔ انقباض کے زور سے خون شریانوں میں جاتا ہے اور اس کے دھکے کو جو شریانوں پر انگلی رکھنے سے محسوس ہوتا ہے نبض کہتے ہیں۔ جس وقت قلب میں انقباض ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ شریانوں میں خون کا دباؤ انبساطی حالت کی نسبت بڑھ جاتا ہے اسی لیے انقباضی فشار الدم انبساطی فشار کی نسبت بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ یہی انقباضی اور انبساطی دباؤ اگر کسی شخص میں طبعی دباؤ کی نسبت زیادہ ہو جائے تو اُسے "خون کا دباؤ بڑھ جانا" کہتے ہیں۔

اسباب اسبابِ مرض میں چونکہ بہت سی باتوں کو دخل ہے اس لیے ان کا علیحدہ علیحدہ ذکر مناسب ہوگا۔

عمر:- اگرچہ بعض اوقات یہ کیفیت بچوں اور نوجوانوں میں بھی مشاہدہ کی گئی ہے، لیکن عموماً جس عمر میں سب سے زیادہ یہ خرابی دیکھی جاتی ہے وہ چالیس اور ستر سال کی درمیانی عمر ہے۔ اس عمر میں یہ مرض بالعموم ہوتا ہے اور اگر اس کے علاوہ کسی عمر میں دیکھا جائے تو وہ غیر معمولی حالت خیال کیا جائے گا۔

صنف:- اگرچہ بعض ڈاکٹروں نے اس قسم کی رائے کا اظہار کیا ہے کہ یہ مرض عورتوں کی نسبت مردوں کو زیادہ لاحق ہوتا ہے لیکن اسے یقین کرنے کی کوئی وجوہ موجود نہیں ہیں اور غالباً یہی کہنا صحیح ہوگا کہ عورتیں اور مرد دونوں یکساں تعداد میں اس کا شکار ہوتے ہیں۔

نسل:- اس کا سبب تو بتانا مشکل ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ افریقہ کے بدوی نسل حبشیوں اور بالکل صحیح النسل چینیوں میں یہ مرض شاذ و نادر ہی دیکھا جاتا ہے۔

انسانی نفسیات:- نفسیات یعنی انسان کے دلی جذبات کو اس مرض سے بہت گہرا تعلق ہے۔ غم، غصہ، بغض و حسد وغیرہ ایسے انسانی جذبات ہیں کہ جن کی موجودگی میں یہ مرض آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ اگر رنج و غم یا بغض و حسد نہ ہو اور انسان ہر وقت صرف غور و فکر میں مبتلا رہے تو اس سے اس مرض کی قبولیت کی استعداد بالکل بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ گویا دماغی محنت اس مرض کا باعث نہیں ہوتی ہے بلکہ جذبات کا تلاطم ایسی کیفیت پیدا کیا کرتا ہے۔

اصلیتِ مرض اصلیت کے متعلق اگرچہ ابھی تک وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن عام طور پر یہ مسلّم ہے کہ تمام جسم کے اعتدال اور توازن قائم رکھنے والا مرکز ہے، اس کے افعال میں تغیرات لاحق ہو جاتے ہیں۔ کوئی آٹھ سال ہوئے ڈاکٹر ... نے بھی پیش کی تھی کہ دماغ میں جو غدہ نخامیہ (Pituatory Gland) ہوتا ہے اس کے پچھلے حصے میں ایک ... میں علاوہ دوسری خاصیتوں کے ایک یہ استعداد بھی ہوتی ہے کہ خون کے دباؤ میں زیادتی پیدا کر دے ...

مرض کی ابتدا جو بیماریاں سب سے زیادہ عام ہیں ان ہی میں سے ایک یہ بھی ہے اور عموماً نہایت خفیہ طریقے پر ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا حملہ اس قدر خفیہ ہوتا ہے کہ خود مریض کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ اسے کوئی تکلیف ہے، یا اگر کچھ تکلیف ہوتی بھی ہے تو وہ اس درجہ خفیف اور ناقابل لحاظ ہوتی ہے کہ مریض اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتا۔ تقریباً ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ مریض جب طبی مشورے کا طالب ہوتا ہے تو اس کا مرض بہت کافی حد تک ترقی کر چکا ہوتا ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ملحقہ عوارض سے قطع نظر کر لی جائے تو فشار الدم قوی کے آغاز کی کوئی علامات ہی نہیں ہوتیں۔

ہمارے جسم میں اعصاب کے حسی اور حرکتی نظاموں کے علاوہ ایک تیسرا نظام اعصاب ایسا بھی ہے جو جسم کی ضرورتوں کے مطابق ہماری شرائین کو، جن میں خون دورہ کر رہا ہے، پھیلاتا اور سکیڑتا رہتا ہے۔ اسے اصطلاحاً "نظام شرکی" (Sympathetic System) کہا جاتا ہے۔ اس عصبی نظام پر ہماری مرضی اور ہمارے ارادے کو کوئی اختیار نہیں ہے چوں کہ شرائین کے سکڑنے سے خون کے دوران میں اسی طرح رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے جس طرح ربر کی نلکی کا منہ آدھا بند کر دینے سے، اس لیے لازمی طور پر شرائین میں خون کا دباؤ بڑھ جانا چاہیے۔ یہی سبب ہے کہ ابتدائے مرض کے حالات بیان کرنے کے دوران میں جب تک مرض خفیہ حالت میں موجود ہے مریض اکثر ان علامات کا ذکر کیا کرتا ہے جو شرائین کے سکڑنے کے باعث پیدا ہوتی ہیں اور یہ علامتیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، ہاضمہ درست نہیں رہتا، جسم کی نشوونما رک جاتی ہے، ذرا سی محنت سے تنگیٔ تنفس پیدا ہوتی ہے اور اختلاج قلب ہونے لگتا ہے۔ تکان بہت جلد اور بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ بدن بھاری بھاری معلوم ہوتا ہے۔ سر میں درد رہتا ہے، کبھی آدھا سیسی کا درد شروع ہو جاتا ہے، کبھی کانوں میں شور و غل کی آوازیں آتی ہیں، اور کبھی بینائی میں بھی فرق پڑ جاتا ہے۔ اگر اس قسم کی علامات بیان کرنے والے مریضوں پر ایک مدت دراز تک نگاہ رکھی جائے تو قریب قریب یقینی طور پر کچھ مدت کے بعد ان علامات میں ایک علامت کا اور اضافہ ہو جاتا ہے، اور وہ خون کا دباؤ بڑھ جانا ہے۔

جب واقعی طور پر فشار الدم قوی کا مرض شروع ہو جاتا ہے، تب بھی کم و بیش یہی علامات ہوتی ہیں۔ البتہ ان کے ساتھ چند اور چیزیں مثلاً سر کا بھاری پن اور سر میں دھمک جو دماغی محنت سے بڑھ جاتے ہیں، سر میں چکر آنا، چہرے کا تمتما اٹھنا، قلب کے مقام پر درد، سستی اور غنودگی، حافظے کی خرابی اور خیالات میں انتشار وغیرہ لاحق ہو جاتی ہیں۔ مزاج میں چڑچڑاپن آ جاتا ہے، عصبی درد، درد سر اور کبھی کبھی نکسیر پھوٹنے کی علامات بھی ظاہر ہوتی ہیں۔

بالکل یہی علامات اور اسی طریقے پر عصبی ہیجان کی حالت میں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ حال آں کہ اس کے ساتھ فشار الدم قوی کی کوئی شکایت نہیں ہوتی اور اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ دونوں صورتوں میں یہ علامات جو اوپر بیان ہوئیں صرف جذبات کی برہمی اور ماحول کی ناموافقت کے باعث پیدا ہوتی ہیں، اور اگر یہ برہمیٔ جذبات اور ماحول کی ناسازگاریاں رفع ہو جائیں تو ان علامات میں بھی بہت بیّن تخفیف رونما ہو جاتی ہے۔

یہ بات کہ ابتدائی علامات براہ راست فشار الدم کا نتیجہ نہیں ہوتیں اس سے بھی ثابت ہے کہ اوّل تو اکثر خون کے دباؤ میں کوئی کمی آئے بغیر ان علامات میں افاقہ نمایاں ہو جاتا ہے، اور دوسرے یہ کہ ایسا بھی نہیں ہے کہ خون کے دباؤ میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان علامات میں اضافہ ہو۔ فشار الدم کے مریضوں کو مدتوں تک کبھی یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ وہ کچھ بیمار ہیں۔ اور جب لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کے خون کا دباؤ بڑھ گیا ہے تو ان کی پریشانی اور تکلیف میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے اور اسے سوائے وہم کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ڈاکٹر آسلر نے اس کیفیت کا نام ہی "وہمی فشار الدم" رکھ دیا ہے۔

مرض کی رفتارِ ترقی اور اس کا انجام علامات اور رفتار ترقی کی بنیاد پر اس مرض کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) **غیر مہلک فشار الدم قوی**:۔ مریضوں میں تقریباً نوّے فی صد اسی قسم میں داخل ہوتے ہیں۔ ان میں تمام علاماتِ مرض بھی خفّت کے ساتھ ظاہر ہوتی ہیں اور گردوں میں بھی زیادہ خرابی ظاہر نہیں ہوتی۔ درد سر، سستی، وجع القلب، اور سانس کی تنگی کی علامات خون کا دباؤ بڑھنے سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ قلب پھیل جاتا ہے، حرکتِ انقباض کے ساتھ خون کا دباؤ دو سو ملی میٹر تک اور انبساط کے ساتھ ایک سو بیس ملی میٹر تک پہنچ جاتا ہے۔ بعض مریضوں میں دماغ کے اندر سیلانِ خون ہو کر عارضی استرخا، اور قوت گویائی کا فقدان لاحق ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ بھی ممکن ہے کہ آنکھ کے طبقۂ شبکیہ (Retina) میں بھی سیلانِ خون واقع ہو جائے۔

(۲) **مہلک فشارالدم**:- اس میں علامات بہت شدت کے ساتھ رونما ہوتی ہیں اور یہ دو قسموں پر مشتمل ہے:-

(ا) وہ فشارالدم قوی جو درمیانی سے زیادہ عمر کے لوگوں کو لاحق ہوتا ہے اور غیر مہلک طور پر مدتوں چلتا رہتا ہے اور جس کے ساتھ تضخم قلب (دل کا بڑھ جانا Hypertrophy of the Heart) اور شرائین کی دیواروں کی صلابت موجود ہوتی ہے۔ بلا کسی ظاہری سبب کے مریض کی صحت روز بروز خراب ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ بدن کے بے جان ہونے کی، بھوک نہ لگنے کی، درد اور دوران سر کی نیز وقت تنفس کی شکایت کیا کرتا ہے۔ رات کے وقت پیشاب کی حاجت بار بار محسوس ہوتی ہے اور یہ اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ مریض کے گردے ماؤف ہوگئے۔ اسی کے ساتھ بینائی میں فرق آجاتا ہے جسے غلطی سے التہاب شبکیہ زلالی (ریٹی نائٹس البیومنوریکا Retinitis Albuminurica) کہا جاتا تھا اس قسم کے مریض عموماً چالیس سے پچاس سال تک کی عمر والے ہوتے ہیں۔ اور گردوں کی شکایت لاحق ہو جانے پر دو سال کے اندر اندر تمام ہو جاتے ہیں۔

(ب) وہ مہلک فشارالدم قوی جو نسبتاً جوان عمر کے آدمیوں میں رونما ہو، اور جس میں ایک مدت دراز تک مرض پوشیدہ رہ کر انتہائی شدت کے ساتھ ظاہر ہو۔ ان مریضوں میں گردوں کا مرض بہت شدت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور بڑی تیزی سے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس قسم میں انجام کا شمار برسوں کے بجائے مہینوں سے کرنا چاہیے۔ اس قسم کے مریض زیادہ نہیں جیتے۔

اطمینان بخش علامات خون کے دباؤ کی زیادتی اگر اتفاق سے مرض کی ابتدا میں معلوم ہو جائے تو نتیجہ اکثر اچھا نکلتا ہے۔ اگر دماغی افکار و ہیجان کی وجہ سے خون کا دباؤ بڑھتا ہے، اور اگر دماغی افکار دور ہونے پر خون کا دباؤ گھٹ جائے تو یہ بھی بہت اچھی علامت ہے۔ اسی طرح خون کا دباؤ اگر ایسے لوگوں میں بڑھتا ہو جو سادہ اور سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کے قلب میں بھی کوئی مرض نہیں ہے تو نتیجۂ مرض کے متعلق بہت ہی خوشگوار امید قائم کی جاسکتی ہے۔ دواؤں کے ذریعے سے یا بستر سوار ہو جانے سے اگر خون کے دباؤ میں بیّن کمی آجائے تو یہ بھی ایک نیک فال ہے۔

خطرناک علامات مریض جس قدر کم عمر کا ہوگا اسی قدر اس کے لیے اندیشے زیادہ ہیں۔ بیماری اگر بیس اور تیس سال کی عمر کے درمیان شروع ہوئی ہے تو اکثر و بیشتر اس کا انجام بُرا ہوتا ہے، لیکن اس کلیہ کے مستثنیات بھی بہ کثرت ہیں۔ جن مریضوں کے خون کا دباؤ خصوصاً انبساطی حالت میں بہت زیادہ بڑھ جائے ان کے مرض میں افاقے کی امید کم ہے، اور اگر پارے کا درجہ (خون کا دباؤ ناپنے کے آلے میں) دو سو پچاس انقباضی اور ایک سو پچاس انبساطی سے بڑھ جائے تو مریض کی زندگی یقیناً خطرے میں ہے۔ قلب، شرائین اور گردے جس قدر زیادہ حد تک ماؤف ہوں اسی حد تک انجام مرض کے متعلق پیش بینی خراب ہے۔

انجام مرض کے متعلق پیشین گوئی کرنے میں قلب کی حالت کا لحاظ سب سے زیادہ اہم ہے۔ ذرا سی حرکت یا ذرا سا کام کرنے پر قلب کی حرکت کا بے حد بڑھ جانا، وجع القلب (دل کے درد) کا پیدا ہو جانا اور قلب کا مائل بہ سقوط ہونا سب ایسی علامات ہیں کہ جن کی موجودگی میں اُمید افزا پیش گوئی نہیں کی جاسکتی۔

اوپر کے بیان سے یہ واضح ہے کہ فشارالدم قوی کے ہر سو مریضوں میں سے نوّے ایسے ہوتے ہیں جن کی زندگی خطرے میں نہیں ہوتی، اور صرف ایسے دس مریض جن میں قلب یا گردے کی خرابیاں زندگی کو ناممکن بنا دیں خطرے میں گرفتار ہوتے ہیں۔

ایک عرصۂ دراز تک خون کا دباؤ بڑھا ہوا رہنے سے جسم پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

قلب، شرائین اور باریک شرائین کی ساخت میں جو عضلاتی ریشے داخل ہیں ان کا حجم بڑھ جاتا ہے۔ کچھ عرصے تک تو قلب کا صرف بایاں بطن ہی بڑھ کر بڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن بعد میں قلب کے باقی تینوں خانے بھی بڑھ جاتے ہیں اور پھیل جاتے ہیں۔ اس طریقے پر قلب کا حجم بہت ہی بڑا ہو جاتا ہے اور اس حالت کو قلب البقر (Cor Bovinum) کہتے ہیں۔

شرائین کا تصلب جسم کے اندرونی اعضاء میں سے خصوصیت کے ساتھ گردوں میں رونما ہوتا ہے، اور بہت شدت سے رونما ہوتا ہے۔ دماغ، آنکھ کا طبقہ شبکیہ، بانقراس، طحال اور جگر کا ماؤف ہونا لازم نہیں ہے اور اگر ماؤف ہوں تو گردوں کی طرح تصلب شدید نہیں ہوتا۔

دماغ پر اس کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ قوت گویائی کا زوال، بعض اعضاء کا استرخاء یا بینائی کا جاتا رہنا ہے، جو عارضی طور پر لاحق ہوتے ہیں اور در حقیقت یہ آنے والے خطروں کے متعلق خطرے کی گھنٹی کا کام دیتے ہیں۔ مرگی کے انداز کا تشنج اور بے ہوشی، درد سر اور قے سے

زیادہ عام علامات ہیں اور یہ اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ دماغ میں اجتماع خون واقع ہوگیا ہے۔ دماغ میں جو مہلک سیلانِ خون واقع ہوتا ہے وہ ایک عرصہ دراز کے شریانی تصلب کا آخری نتیجہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے دماغ کے بعض حصے نرم پڑجاتے ہیں اور شرائین کی دیواروں کو اپنے سہارے سے محروم کرکے ان میں ایسی استعداد پیدا کردیتے ہیں کہ وہ آسانی سے شق ہوجائیں۔

گردوں میں ایک عرصے تک تو التہاب محدود رہتا ہے لیکن کچھ عرصے کے بعد گردوں کی تمام ساختوں میں اور بافتوں میں التہاب عام ہوجاتا ہے اور ان کی ساختیں چربی میں تبدیل ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔

علاج ہم ابھی تک اس ناخوش گوار اور ایک حد تک مہلک مرض کا پہلے سے کوئی ایسا تدارک کرنے کے قابل نہیں ہوئے ہیں کہ یہ مرض رونما ہی نہ ہونے پائے۔ ہم تاحال اُن عجیب و غریب تبدیلیوں کی تہ کو نہیں پہنچ سکے ہیں جو قلب اور شرائین کے خلیات میں ابتداءً پیدا ہوکر ان اعضا میں مرض کو قبول کرنے کی استعداد پیدا کردیتی ہیں۔ اسی لیے حفظِ ماتقدم کے طور پر ہم کچھ نہیں کرسکتے۔

سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں جس سے غالباً اس جنگ کے بعد عظیم کا لقب چھن جائے گا گولوں کے پھٹنے کے دھماکوں سے سپاہیوں کے دماغوں پر جو اثرات مرتب ہوتے تھے ان کی جب تحقیق کی گئی تو یہ معلوم ہوا کہ وہ اثرات بالکل وہی ہیں جو شہری زندگی میں ضعفِ اعصاب اور اختناق الرحم کے نام سے نامزد کیے جاتے ہیں۔ اور عام طور پر پریشان حال اور پراگندہ دماغ لوگوں کو لاحق ہوا کرتے ہیں۔ تحقیقات کے دوران میں یہ بھی پتہ چلا کہ گولوں کے صدمات سے جو علامات پیدا ہوتی تھیں وہ مریضوں کے جسم کی کسی ایسی خرابی پر مبنی ہوتی تھیں جو موروثی طور پر یا نظامِ جسم کی نادرستی کے طور پر ان میں موجود تھی، لیکن خفیہ بلکہ خفتہ پڑی ہوئی تھی اور ان صدمات نے تحریک پہنچا کر اسے بیدار کردیا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمیں مرض کی بالکل ابتدا میں ان بے شمار چھوٹی چھوٹی اور ناقابلِ التفات علامات کی طرف توجہ کرکے انھیں روک دینا چاہیے ورنہ وہ چند روز کے بعد فشارالدم لاحق کردیں گی جس کی استعداد و قبولیت موروثی طور پر جسم میں موجود ہے۔

بہت سے مریضوں پر مشاہدہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اکثر و بیشتر مریضوں میں ایسی ہی علامات رونما ہوتی ہیں جن کا تعلق عصبی نظام سے ہوتا ہے۔ محققین کی بڑی جماعت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ نفسیاتی عناصر خون کے دباؤ کو بڑھا دینے یا گھٹا دینے میں بہت ہی نمایاں حصہ لیتے ہیں، خصوصاً ایسے مریضوں میں کہ جن میں قبولِ مرض کی چھپی ہوئی استعداد موجود ہو۔ مشاہدوں کے یہ نتائج ہماری توجہ اس طرف مبذول کرتے ہیں کہ ہم مریض کے ماحول کو اس کے لیے سازگار بنا کر خون کے دباؤ کو بڑھنے سے روک سکتے ہیں۔ مثلاً پیشہ، اندازِ طبیعت، تعلیم اور طرزِ معاشرت میں تبدیلیاں پیدا کرکے ہم مریض کی بہت بڑی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ ہر مریض کے لیے اس کی طبیعت اور اس کی حیثیت کے مناسب خوشگوار ماحول ہونا چاہیے جس میں مریض کی دماغی اور جسمانی بہبود کا خیال رکھا گیا ہو۔ جذباتی ہیجان، افکارِ دنیا اور تھکا دینے والی محنت سے مریض کو بچا کر ایسی جگہ اُسے رکھنا چاہیے جہاں کی فضا اس کے لیے خوش گوار ہو۔ ایسے پیشے جن میں خطرات سے سابقہ نہیں پڑتا اور کم و بیش یکساں قسم کا روزکام کرنا پڑتا ہے، نسبتاً بہتر ہوتے ہیں۔ گاہے ماہے تعطیل کے ذریعے سے مریض کو آرام کے مواقع بھی ملنے چاہییں۔

مریض کے لیے ایک ایسا طرزِ زندگی تجویز کردیا جائے کہ جس کی بدولت اس کی عادات باقاعدہ ہوجائیں۔ کھانا، سونا، اور پاخانے کے لیے جانا سب کام مقررہ اوقات پر ہونے چاہییں۔ کثرتِ مباشرت، بسیارخوری، کثرتِ تمباکو نوشی اور کثرتِ شراب نوشی سے پرہیز لازم ہے۔ مریض کو ہر قسم قسم کی غذائیں دے سکتے ہیں، لیکن غذا کے متعلق اعتدال برتنا لازم ہے۔ زیادہ مقدار میں مرغن غذائیں اور شکر اور نشاستہ دار چیزوں کی کثرت مضر ہے۔ کیوں کہ ان چیزوں سے موٹاپا بڑھتا ہے جو فشارالدم کا ایک سبب ہے۔ نیز ان چیزوں سے ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے۔ ہر قسم کا گوشت غذا میں کم کردیا جائے۔ لیکن اس بات کا لحاظ رہے کہ مریض کی کمزوری اتنی نہ بڑھنے پائے کہ جسم میں قوتِ حیات (Vitality) کی کمی رونما ہوجائے۔ تجربوں نے ثابت کردیا ہے کہ تمام غذا کی روزانہ مقدار میں کمی کردینا اس سے بہتر ہے کہ صرف گوشت کی مقدار گھٹائی جائے۔ تازہ دودھ، سبز ترکاریاں، انڈے اور پھل ایسے مریضوں کے لیے بہترین غذائیں ہیں۔ کھانے میں نمک کی مقدار کم ہونی چاہیے۔ مشروبات میں ایسے بیماروں کے لیے پانی سب سے بہتر ہے۔ خالی پیٹ پر کھانے سے ایک گھنٹہ پہلے اور سوتے وقت پانی پینا مفید ہے۔ اگر جگر میں اجتماعِ خون کی علامات موجود ہوں یا جسم میں یورک ایسڈ (حامض البول) کا اجتماع ہو رہا ہو تو "وچی واٹر" کا استعمال کھانے کے اوقات پر مفید ترین چیز ہے۔ دیگر

مشروبات بہت کمی کے ساتھ استعمال کرنے چاہییں۔ ہندوستان کی چائے کی نسبت چین کی چائے بہتر ہے جسے تازہ تیار کرکے ہلکی استعمال کرنا چاہیے۔ شراب ہر قسم کی ممنوع ہے، لیکن اگر ضروری ہو تو بہت تھوڑی سی بہت سا پانی ملا کر کھانے کے ساتھ پی سکتے ہیں۔ موٹے آدمیوں کے لیے نیز اُن لوگوں کے لیے جن کے جسم میں خون کی زیادتی ہو ہفتے میں ایک روز کا فاقہ خون کے دباؤ کو گھٹا دینے اور جسم سے فاسد مادوں کو نکال دینے کے لیے بہت ہی مفید ہے۔

روزانہ ہلکی ورزش، خواہ پیدل کی جائے یا گھوڑے پر سوار ہو کر، مفید ہے۔ کھیلوں کے ذریعے سے اگر ورزش کی جائے تو اتنا خیال رکھنا چاہیے کہ تکان نہ لاحق ہو۔ اور تن درستوں سے مقابلہ کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

جسم کو آرام دینے کے لیے سونا بہت ضروری ہے۔ اور اگرچہ ایک ہی قاعدہ سب کے لیے مقرر نہیں کیا جا سکتا، تاہم اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اوسطاً آٹھ گھنٹے روزانہ کی نیند ضروری ہے۔ دن میں بھی کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے آرام کرسی پر نیم دراز ہو جانا ان لوگوں کے لیے خصوصیت کے ساتھ مفید ہے جو جذباتی مزاج کے واقع ہوئے ہیں۔ علاج کی جملہ تدابیر کے متعلق گرگی یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ خون کا دباؤ کم کرنے کے لیے ہو لازمی ہے کہ زندگی کے تمام افعال میں اعتدال اور میانہ روی سے کام لیا جائے۔

اوپر علاج کے سلسلے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ تمام احتیاطی تدبیریں تھیں جن کے ذریعے سے اگر ابتدائے مرض میں مریض مل جائے تو ہم اس کے خون کا دباؤ بڑھنے سے روک سکتے ہیں۔ اب آگے اُن تدبیروں کا ذکر ہوگا جو مرض رونما ہونے کی حالت میں اختیار کی جاتی ہیں۔ ان میں بیشتر تو وہی تدابیر ہیں جو بیماری سے تحفظ کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر ابتدا میں مرض پر قابو پا لیا جائے تو شاذ و نادر ہی کوئی اندیشہ ناک علامت پیدا ہوتی ہے اور مریض کی صحت کی بحالی کے ساتھ ساتھ خون کا دباؤ بھی خود ہی گھٹتا چلا جاتا ہے۔ بعض بعض مریض ایسے بھی ملتے ہیں جن میں اس زیادتیِ فشار کو کسی تدبیر سے کم نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ مریض کی زندگی کے متعلق طوالت کی پیشین گوئی ہرگز نہیں کی جا سکتی، کیوں کہ اس بات کا امکان ہر وقت موجود رہتا ہے کہ بالکل ناگہانی طور پر کوئی مہلک علامت نمودار ہو جائے، پھر بھی ہم مریض کو بہت کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ اس لیے ہمیں مایوس ہونے کے بجائے ایک حد تک اُمید افزا انداز میں علاج شروع کرنا چاہیے۔ اگر مریض کا دل اُمید سے بھرا ہوا ہو اور ساتھ ہی مرض کی علامات میں بھی کمی رونما ہونے لگے تو صرف یہی نہیں کہ مریض کا اعتقاد بڑھ جائے بلکہ حقیقی طور پر مرض کی ترقی رُک جاتی ہے۔ مرض کے متعلق مریض کی فکرمندی ضرور رفع کر دینی چاہیے۔ کیوں کہ بیشتر اوقات مریض کو مرض کی نسبت غم اور رنج سے زیادہ نقصان پہنچ جاتا ہے۔

جن مریضوں میں علاماتِ مرض ظاہر نہ ہوں انھیں عموماً کسی دوا کی ضرورت نہیں ہوتی اور مریض کو یہ بتا دینا کہ اس کے خون کا دباؤ بڑھا ہوا ہے، اور بہت تن دہی سے اس کے کم کرنے کی تدابیر میں مصروف ہو جانا ایک حد تک مریض کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ صرف اسی قدر کافی ہے کہ اس کے اعزا کو مناسب حد تک صحیح حالات سے آگاہ کر دیا جائے اور انھیں ہدایت کر دی جائے کہ مریض کے کانوں تک یہ خبر نہ پہنچے۔

مناسب غذا، کافی آرام، ہلکی اور خوش گوار ورزش مرض کو بہت کچھ کم کر دیتی ہے اور اگر ان تدابیر کے ساتھ ساتھ مریض کے رنج و غم یا غصہ اور پریشانی کو بھی دور کر دیا جائے تو علاج میں ضرور کامیابی ہوتی ہے۔ دورانِ علاج میں اگر یہ محسوس ہو کہ مریض کے درونِ افراز غدود صحیح طریقے پر کام نہیں کر رہے ہیں تو مختلف غدودوں کے ست استعمال کرا کے غدودوں میں تحریک پہنچا دی جائے۔ شراب اور تمباکو کے زیادہ استعمال سے مریض کو روک دیا جائے۔ اکثر مریضوں پر زیادہ دیر تک سونے کا اثر غیر معمولی طور پر اچھا ہوتا ہے، اور اگر ضرورت ہو تو مسکنات اور مخدرات سے مدد لے کر مریض کو کافی وقت تک خوابیدہ رکھا جائے۔ ایسی عورتوں میں جو سنِ ایاس کو پہنچ گئی ہوں یہ تدبیر خصوصیت کے ساتھ مفید ہوتی ہے۔

فشار الدم میں سب سے زیادہ اسی بات کا خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں یکایک قلب کی حرکت بند نہ ہو جائے اس لیے قلب کی طرف ہر وقت نگاہ رہنی چاہیے۔ سب سے زیادہ مفید تدبیر، جب قلب متاثر معلوم ہو، یہ ہے کہ مریض کو بستر پر لٹا دیا جائے کیوں کہ قلب کے عضلات کی یہ خصوصیت ہو کہ اگر انھیں تھوڑا سا آرام میسر آ جائے تو وہ مرض پر غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ تدبیر [illegible]

زیادہ کارآمد ہوتی ہے جن کے دل شرائین کی تنگی کی وجہ سے غیر معمولی زور کے ساتھ کام کرتے کرتے تھک گئے ہوں۔ یہ خیال رہے کہ ایسی تیز دوائیں دے کر جو شرائین میں فراخی پیدا کرتی ہیں یکایک خون کے دباؤ کو بہت سا نہ گھٹا دینا چاہیے کیوں کہ ممکن ہے کہ بعض اوقات اس کے نتیجے سخت اندیشہ ناک اور مہلک نکلیں۔

سب سے زیادہ مفید اور سب سے زیادہ قابل اعتبار دوا ایسی صورت میں "ڈجی ٹیلس" (Digitalis) ہے کیوں کہ اس کے اثر سے انقباضی اور انبساطی دونوں قسم کے خون کے دباؤ میں اکثر کمی آجاتی ہے۔ ڈجی ٹیلس کے استعمال سے اگر نبض کی رفتار گھٹ کر ساٹھ اور چھیاسٹھ ضربات فی منٹ کے درمیان آجائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ دوا مفید پڑ رہی ہے۔ ڈجی ٹیلس کے استعمال میں ایسی حالت میں احتیاط برتنی چاہیے کہ جب قلب کے عضلات کے ریشوں میں التہاب موجود ہو۔

قلب میں اگر اجتماع خون موجود ہے اور اس کی وجہ سے قلب مائل بہ سقوط ہے تو دل کو طاقت بخشنے والی اور پیشاب زیادہ لانے والی دواؤں سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ ان دواؤں میں ڈجی ٹیلس، تھیوبرومین اینڈ سوڈیم سیلی سلیٹ، کیفین، ڈایورٹین اور یوفائین زیادہ مفید ہیں۔ خون کا دباؤ کم کرنے کے لیے پارے کے مرکبات اور نمکین مسہلات منہ کے ذریعے سے دینے چاہییں یا جونکیں لگا کر یا فصد کھول کر جسم میں خون کی مقدار کم کر دینی چاہیے۔ سانس کی تنگی دور کرنے کے لیے آکسیجن گیس مریض کو سنگھائیں۔ جسم کا ورم دور کرنے کے لیے اگر گردوں میں خرابی نہیں ہے تو "سیلرگن" کا انجکشن لگائیں۔

جن مریضوں میں وجع القلب سے سقوط قلب کا اندیشہ ہو انھیں آیوڈین برومائڈس اور گرم گرم مشروبات پلائیں۔ شدید حالتوں میں ایٹروپین یا مارفین کا استعمال بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

شریانوں کے سخت ہو جانے کی صورت میں علاج زیادہ تر علامات کے مطابق کیا جاتا ہے۔ ہفتے میں دو مرتبہ کیلومل اور نمکین مسہلات سے جسم کے فضلات کا خارج کر دینا مفید ثابت ہوتا ہے۔ اگر قلب کی حرکت بے قاعدہ ہو جائے تو پارے اور ڈجی ٹیلس سے مرکب گولیاں بہت کارآمد ہوتی ہیں۔

ایسے گردے جو ماؤف ہوں ان میں خون کے فاسد مادّوں کو چھان کر پیشاب کے راستے خارج کر دینے کے لیے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ خون کا دباؤ معمول سے کسی قدر زیادہ ہو، اس لیے خون کے دباؤ کی تھوڑی سی زیادتی اس سے بہتر ہے کہ خون کی اچھی طرح صفائی نہ ہو سکے۔

گردوں کی سوزش اگر حاد اور شدید قسم کی ہو تو ہمارا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ خون کی صفائی کا بار تا حدِ امکان گردوں پر کم ڈالیں اور یہ مقصد اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ مریض کو کامل آرام سے لٹا دیں، دو دو یا تین تین دن کے لیے فاقے کرائیں، نیم گرم پانی میں بٹھا کر غسل دیں، آہستگی کے ساتھ کمر کی مالش کریں، اور نمکیات کے ہلکے جلاب دیں۔

اگر گردوں میں مزمن قسم کی سوزش ہو تو مریض کے لیے ایسی مناسب غذا تجویز کر دیں کہ پیشاب کا وزن مخصوص ایک ہزار بیس یا اس سے کچھ زیادہ رہے۔ اگر وزن مخصوص اس سے کم ہو تو غذا میں اجزائے لحمیہ بہت ہی کم کر دینے چاہییں۔ نمک کا استعمال ایسی صورت میں ممنوع ہے اور مریض کو پھیکی غذائیں دینی چاہییں۔ شدید دردِ سر کی حالت میں فصد کھول دیں، یا مسکن دواؤں کا استعمال کریں۔ قبض موجود ہو تو مسہلات سے اس کا ازالہ کریں۔

گر تسمم بولی (Uraemia) کی کیفیت رونما ہو یعنے پیشاب کے اجزا خون میں جذب ہو جائیں اور تنفس میں پیشاب کو بو آنے لگے تو تیز نمکین جلابوں سے کام لیں، پائلو کارپین کا استعمال کریں۔ مریض کو آدھے گھنٹے تک گرم پانی میں بٹھائیں اور اس کے بعد گرم گرم چائے پلا کر کمبل کے بستر پر کمبل اڑھا کر لٹا دیں۔ ان تدابیر سے وہ دماغی موت جو تسمم بولی کے سبب لاحق ہوتی ہے رُک جائے گی۔

فشار الدم کے مریضوں میں حقیقت یہ ہے کہ دوائیں بہت زیادہ کام نہیں دیتیں، لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ضرورت کے وقت بھی دوا نہ دی جائے۔ ہفتے میں دو مرتبہ کیلومل نصف یا ایک گرین کی مقدار میں، جس کے بعد دوسری صبح کو ایک ایک چمچہ بھر (چار کا)

میگنیشیم اور سوڈیم سلفیٹ دے دیا جائے، اکثر مفید ہوتی ہے۔ اختلاج قلب اور بے چینی رفع کرنے کے لیے الیونیم برومائیڈ ۱۰ گرین، اسپرٹ امونیا ایرومیٹک۔ اونس اور ٹنکچر کارڈیم کمپونڈ نصف ڈرام ذرا سے پانی کے ساتھ ملا کر دیا جا سکتا ہے۔

شریانوں کی تنگی رفع کرنے میں پٹاسیم آیوڈائڈ کم مقدار میں اور سبتھ نائٹریٹ مفید ہیں۔ ان کا اثر دیر میں ہوتا ہے لیکن پائدار ہوتا ہے۔ اگر گردوں میں بیماری نہ ہو تو پٹاسیم سلفوسائینیٹ ڈھائی گرین کی مقدار میں پانی میں حل کرکے روزانہ تین مرتبہ ایک ہفتے تک پلائیں اور پھر اس کی مقدار کم کر دیں۔ اس سے بہت سے مریضوں میں خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے اور تمام علامات مرض میں بھی کمی آجاتی ہے۔ مضطرب الحال مریضوں کا علاج مسکنات اور مخدرات سے کرنا ضروری ہے اور اس مقصد کے لیے کلورل ہائیڈریٹ اور پٹاسیم برومائڈ ہر ایک دس دس گرین کی مقدار میں دینے سے دردِ سر بھی رفع ہو جاتا ہے اور مریض سو بھی جاتا ہے۔ لیومی نل نصف گرین کی مقدار میں دن میں تین مرتبہ بالضعف سے ایک گرین تک رات کو سوتے وقت ایک مرتبہ دینا بہت آرام دہ ثابت ہوتا ہے۔

اس مرض کے لیے مختلف کمپنیوں کی بنائی ہوئی بہت سی ایسی دواؤں کے اشتہار دیے جا رہے ہیں جو مختلف غدودوں سے بنائی گئی ہیں۔ تجربے نے یہ ثابت کیا ہے کہ غدودوں کے مرکبات کچھ زیادہ مفید نہیں ہیں۔

درقین (Extract Thyroid) کے انجکشن ایسے مریضوں میں مفید ثابت ہوئے ہیں جن میں غدۂ درقیہ (Thyroid Gland) کی رطوبت کی کمی نمایاں طور پر موجود تھی اور جسم میں چربی کی مقدار بہت زیادہ تھی۔ لیکن خود فشار الدم قوی پر ان انجکشنوں کا بھی کوئی اثر محسوس نہیں ہوا۔ جگر کے ست کے انجکشنوں سے عارضی طور پر کچھ فائدہ محسوس ہوتا ہے۔ لیکن بالکل ہنگامی اور ناپائے دار۔

وجع القلب کے موقع پر درد رفع کرنے اور دماغ میں سیلانِ خون کے اندیشے کو دور کرنے کے لیے تین سے پانچ بوند تک کی مقدار میں ایمل نائٹرائٹ سنگھانا عموماً مفید ہوتا ہے۔ ایریتھرول نائٹریٹ نصف گرین کی مقدار میں روزانہ تین مرتبہ کھلانا خون کے دباؤ کو کم کر دیتا ہے۔

فشارُ الدّم ضعیف

خون کے دباؤ کی زیادتی کی طرح دباؤ کی کمی (Low Blood Pressure) بھی غیر صحیح کیفیت اور مرض ہے۔ یہ کیفیت موروثی طریقے پر بھی والدین سے اولاد کو مل سکتی ہے اور جسمانی بناوٹ وغیرہ کی وجہ سے بعد از ولادت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس مرض کے مریض صحیح معنی میں زندہ در گور رہتے ہیں اور حرکت و عمل سے کوسوں دور بھاگتے ہیں کہ جو زندگی کی نشانیاں ہیں۔ ایک قسم کی پست ہمتی اور کام سے بیزاری کی کیفیت ہمہ وقت طاری رہتی ہے اور جسم میں تغذیے کی خرابیاں نمایاں طور پر معلوم ہوتی ہیں۔

یہ کیفیت عام طور پر تکان کے موقع پر یا عورتوں میں ماہواری ایام کے زمانے میں لاحق ہوتی ہے، اور سست مزاج لوگوں میں یا ایسے لوگوں میں جنہیں روزمرہ بالکل ایک ہی سے کام کرنے پڑیں، یا گرم ممالک کے باشندوں میں، یا کسرتی پہلوانوں میں یا ضعیف العمری میں مستقل مرض بن جاتا ہے۔

اس کی علامات یہ ہیں کہ مریض کو ہر قسم کی دماغی اور جسمانی محنت سے نفرت ہو جاتی ہے۔ مریض کا رنگ زردی مائل ہو جاتا ہے۔ اور جسم کے عضلات ڈھیلے ڈھالے ہو جاتے ہیں۔ دورانِ خون میں سستی آجانے کی وجہ سے ہاتھوں اور پیروں میں خون کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ مریض کے خیالات پست اور احساس ہیچ میرزی (Inferiority complex) زیادہ ہو جاتا ہے۔ دماغ کے تمام افعال عموماً سست ہو جاتے ہیں۔ حافظہ بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ طبیعت بجھی بجھی سی رہتی ہے۔ نیند کم آتی ہے۔ دردِ سر اور دورانِ سر موجود رہتا ہے۔ غشی طاری ہو جایا کرتی ہے اور معدہ اور آنتوں کے افعال میں فتور لاحق ہو جاتا ہے۔

ایسے مریضوں میں خون کا دباؤ معمول سے کم ہو جاتا ہے۔ خون کا دباؤ معمولی حالات میں جوان مردوں میں ایک سو دس انقباضی اور ستر انبساطی ہوا کرتا ہے۔ عورتوں میں انقباضی ایک سو پانچ اور انبساطی باسٹھ ہوتا ہے۔ لیکن ان اعداد کو بالکل صحیح قیاس نہ کر لینا چاہیے کیونکہ خون کے دباؤ میں ہر وقت کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور کھانا کھانے کے دو گھنٹے بعد کے دباؤ کا اوسط یہ درجہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ اگر خون کا دباؤ بہت کم ہو تو وہ عموماً اس بات کی علامت ہے کہ درون افراز غدودوں کی رطوبت خون میں کم ہے، اور اگر بہت زیادہ ہو تو وہ عموماً گردوں کی خرابی کی طرف

اشارہ کرتا ہے۔ کمزور آدمیوں میں عموماً خون کا دباؤ انقباض کے وقت ایک سو دس سے نوّے تک انبساط کے وقت اسّی سے ساٹھ تک دیکھا جاتا ہے۔

علاج بہ کثرت مریض تو ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر تن درست نظر آتے ہیں اور اس میں مرض کی کوئی خاص علامات یا تو ہوتی ہی نہیں یا اگر ہوتی ہیں تو بہت کم۔ ایسے مریضوں کو کسی دوا کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک چھوٹی سی تعداد ایسے مریضوں کی بھی ہوتی ہے کہ انہیں کوئی علاج نفع نہیں پہنچاتا۔ باقی مریضوں میں اصول علاج کے طور پر ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ان کے قوائے عمل کو بیدار اور ان کی قوتِ حیات کو تحریک پہنچا کر آمادۂ کار کریں اور سب سے زیادہ یہ کہ اس قسم کی تدبیر اختیار کریں کہ ان کی غذا ان کا جزو بدن بننے لگے۔

شدید حالت میں مریضوں کو کامل آرام پہنچایا جائے۔ غذا عمدہ، طاقت بخش اور بہ افراط مہیا کی جائے۔ ورزش کی مقدار بہ تدریج بڑھائی جائے۔ مریضوں کو گھر سے باہر جا کر چھٹیاں منانے اور دھوپ کا غسل دینے کی عادت ڈالی جائے۔ دوا کے طور پر پچوٹرین (Pituitrin) اور درقین (Thyroxin) خفیف مقدار میں ملا کر دی جائے۔ چوتھائی گرین کی مقدار میں ایفیڈرین بھی بہت مفید ہے۔ دورانِ خون کی اور اعصاب کی خرابیوں کے لیے کارڈیازول استعمال کی جائے۔ تکان کے لیے ایڈری نیلین سحر گاہی سستی کے لیے کیفین، نائٹریٹ، دورانِ سر کے لیے کونین، برومائڈ اور نیند کی کمی کے لیے سومنی فین بہت مفید دوائیں ہیں۔

فشار الدّم قوی کا طبّی علاج

از جناب حکیم محمد حسن صاحب عبّاسی، کراچی

جہاں تک اصول علاج کا تعلق ہے خیال کیا گیا ہے کہ فشار الدم قوی کی حالت میں ایسی دواؤں سے کام لیا جائے جو عروق شعریہ کو پھیلا کر عروق شعریائی دورانِ خون بڑھا دیں تاکہ خون کا دباؤ گھٹ جائے۔

عملی طور پر خصوصاً ابتدائی درجات میں مریض کو مکمل نفسانی اور بدنی آرام دیا جائے اور سکون کے ساتھ لٹائے رکھا جائے۔ اصل سبب پر غور کرنا چاہیے اور اسی کا علاج ہونا چاہیے۔ عام طور پر حفظِ صحت اور صفائی کا خاص خیال رکھا جائے اور اگر کہیں بھی کوئی مرکزِ تعفن موجود ہو تو فوراً اس کا مناسب علاج کیا جائے۔

دواؤں میں فشار الدم قوی کو گھٹانے کے لیے 'چھوٹا چندن' کو خاص شہرت حاصل ہے۔ چناں چہ دورے کے وقت چھوٹا چندن ۳ ماشے فلفل سیاہ ۱۰ ماشے سفوف بنا کر شربت عناب کے ساتھ دیا جا سکتا ہے۔ جب خون کا دباؤ طبعی درجے پر آجائے تو اس کا استعمال بند کر دینا چاہیے۔ چوں کہ شرائین میں سودا اور اجزائے ارضیہ کی وجہ سے تکلسی کیفیت ہو جاتی ہے، جو منجملہ اور اسباب کے فشار الدم قوی کا ایک اہم سبب ہے، اس لیے علاج کے سلسلہ میں مبرد اور مرطب دوائیں اور خصوصاً سودا کی اصلاح کرنے والی دوائیں استعمال کرنی چاہییں۔ اگر مذکورہ بالا سفوف، افتیمون ولایتی ۱ تولہ پوٹلی میں باندھ کر دودھ پاؤ سیر میں جوش دے کر اس کے ساتھ یا ماء الجبن کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بہت مفید ہوگا۔ نیز پینے کے لیے یہ نسخہ دیا جائے۔

لعاب بہدانہ ۳ ماشے، شیرۂ تخم کاہو مقشر ۳ ماشے، شیرۂ تخم کدو شیریں ۳ ماشے، شیرۂ تخم خرفہ سیاہ ۳ ماشے، شیرۂ مغز تخم خیارین ۳ ماشے، شیرۂ مغز تخم تربوز ۳ ماشے۔ عرق گاؤ زباں ۹ تولے اور عرق کیوڑہ ۳ تولے میں نکال شربت عناب دو تولے حل کر کے پلا دیں۔

دورے کی حالت میں اگر مندرجۂ ذیل پاشویہ دیا جائے تو بھی مفید ہوگا۔

گل نیلوفر ایک تولہ، گل بنفشہ ایک تولہ، تخم خطمی ایک تولہ، سبوس گندم ایک تولہ، نمک طعام ایک تولہ، برگ کنار پاؤ سیر۔ پانچ سیر پانی میں جوش دیں۔ جب تہائی رہ جائے تو صاف کر کے نیم گرم پاشویہ کریں۔

فشار الدم قوی کے مریض کو قبض ہرگز نہ ہونے دیا جائے۔ ایسے ملیّن مسہلات استعمال کریں جو پانی جیسے دست لائیں۔ تجربے کی بناء چار اوس مغز چلی مسہل کو بھی فشار الدم قوی کے مریضوں میں رفع قبض کے لیے مفید پایا گیا ہے۔ اگر فشار الدم بہت بڑھ جائے، اور مریض تنومند

اور طاقت درہو تو فصد باسلیق یا ہفت اندام کے ذریعے سے حسب ضرورت خون نکال لیا جائے۔ فصد کے بعد تبرید کے پیے پلنے دیں۔

خمیرہ گاؤزباں ایک تولہ، ورق نقرہ ایک عدد میں لپیٹ کر کھلائیں، اوپر سے عناب ۵ دانے عرق گاؤزباں ۱۲ تولے میں شیرہ نکال کر شربت بنفشہ ۲ تولے شامل کر کے تخم ریحان سالم ۶ ماشے چھڑک کر پلائیں۔

فشار الدم قوی کے مریض کو غذا بہت ہی کم دیں اور جو دیں وہ صرف سیال ہونی چاہیے۔ خاص طور پر خون بنانے والی غذائیں تو بالکل ہی بند کر دی جائیں۔ پھل اور ترکاریوں پر زیادہ زور دینا چاہیے۔ چائے اور کوئی اگر قطعی چھوڑ دی جائیں تو بہت ہی اچھا ورنہ اعتدال لازم ہے۔ شراب سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے۔ البتہ انڈے کی اجازت ہے۔ نیز پانی خوب پیا جائے، درخصوصاً غذا کھانے سے پہلے۔ نمک بہتر ہے کہ کھانے میں بالکل ہی شامل نہ کیا جائے۔ اگر مریض بہت ہی موٹا ہو تو شکر، گھی اور نشاستے دار غذائیں ترک کر کے اس کا وزن گھٹانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ نیم گرم غسل روزانہ دیا جائے۔

بعض اوقات نوجوانوں میں فشار الدم بڑھ جاتا ہے مگر ان میں نہ تو تکلس شریانی ہوتا ہے نہ رگوں میں صلابت اور نہ گردوں میں ورم کی کیفیت اس قسم کے فشار الدم قوی کا علاج جگر کے ست کے ساتھ بہت کامیابی سے کیا گیا ہے۔

"ہمدرد" کا "تریاق فشار" بھی ایک نہایت ہی عمدہ دوا ہے۔

علاج فشار الدم ضعیف

اس کا علاج بالکل اسباب کی بنا پر ہونا چاہیے مثلاً فقر الدم یا ضعف قلب کی حالتوں میں وہی علاج ہونا چاہیے جو ان کیفیتوں کو دور کر دے۔ عام طور پر صحت کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے اور مناسب ورزش اور ریاضت کے ساتھ ساتھ مناسب آرام دینا بھی ضروری ہے۔ ورزش نہایت غور کے ساتھ مقرر کرنی چاہیے کیوں کہ یہ مریض بہت جلد تھک جایا کرتے ہیں۔ ٹھنڈے پانی سے غسل اور مالش بہت ہی فائدہ مند ہیں۔ دواؤں کے طور پر مقویات، مثلاً فولاد، سنکھیا، کچلے اور مروارید کے مرکبات دیے جا سکتے ہیں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲ سے آگے)

کی فکر شروع کر دی جائے تو ممکن نہیں بلکہ بڑی حد تک یقینی ہے کہ آپ بڑھاپے میں اس قسم کے عوارض کے شکار نہ ہوں گے، بلکہ صحت مندی کے ساتھ عمر طبعی کو پہنچیں گے۔ اور آپ کے چھوٹے آپ کو بزرگ، اور قابلِ احترام اور تجربہ کار سمجھتے ہوئے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں اس تمنا اور خواہش کے ساتھ حاضر ہوں گے کہ زندگی کا سمندر عبور کرنے اور کامیابی کے ساتھ زندگی بسر کرنے میں آپ اپنے تجربات و مشاہدات کے پیش نظر کچھ ان کی مدد کریں۔ انھیں ایسی نصیحتیں اور ہدایتیں کر دیں جو ان کے لیے مفید ہوں اور وہ نہایت اطمینان و مسرت کے ساتھ اپنی زندگی تن درستی کے ساتھ بسر کرنے میں کامیابی حاصل کریں۔

اس جدید ترقی و ایجادات کے دور میں ایسے اشخاص کافی تعداد میں موجود ہیں جو اس جنون میں مبتلا رہتے ہیں کہ بوڑھے ہو جانے کے بعد پھر جوانی حاصل کر سکیں۔ اس سلسلے میں کوئی کایا کلپ کراتا ہے کوئی اپنے غدود میں پیوند لگوا کر جوان بننے کی کوشش کرتا ہے لطف تو یہ ہے کہ اس موضوع پر متعدد کتابیں بھی آئے دن تصنیف ہوتی رہتی ہیں اور پڑھے لکھے اچھے خاصے عقل مند اور سنجیدہ آدمی بھی کسی نہ کسی حد تک اس پر ایمان لے آئے ہیں کہ بوڑھا ہو جانے کے بعد کچھ دوائیں کھا لینے یا غدود وغیرہ بدلوا دینے سے آدمی از سر نو جوان ہو سکتا ہے۔ تجدید شباب کا تجربہ ابھی خود اپنے ابتدائی دور میں ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ بڑھاپے میں جوان بننے کی کوشش کرنا پانی پر لکیر کھینچنے کے مترادف ہے بڑھاپا کے بعد جوان بننے کی کوشش میں بسا اوقات انسان اتنا حاصل نہیں کر پاتا جتنا اپنی گرہ سے کھو بیٹھتا ہے۔

حیواناتِ طفیلیہ

انسان کے طفیلی

از جناب ڈاکٹر دانیال صاحب

بہت سے چھوٹے چھوٹے جانور ایسے ہیں جو دوسرے جانوروں پر طفیلی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ طفیلی زندگی بسر کرنے والے جانور کسی نہ کسی طرح اپنے میزبان (انسان یا دوسرے اعلیٰ جانور) کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ میزبان اس نقصان کو خاطر میں نہ لائے یا وہ اتنا خفیف ہو کہ اسے محسوس نہ کیا جاسکے۔

پستانیے سب سے اعلیٰ اور ترقی یافتہ جانور ہیں، اور پھر انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ شاید اسی مناسبت کی وجہ سے کثیر التعداد چھوٹے چھوٹے حیوان یا پودے انسان پر طفیلی زندگی بسر کرتے ہیں، اور انسان کو نقصان پہنچا کر مختلف بیماریوں کا باعث ہوتے ہیں۔ ان چھوٹے جانوروں میں سے دودوں (Worms) کے ہر دو گروہ، گول اور چپٹے، انسان پر طفیلی زندگی بسر کرتے ہیں۔ چنانچہ اس مضمون میں اس گروہ کے ایک خاندان یعنی گول دودوں (Round Worms) کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے گا کہ وہ کس طرح انسان تک پہنچتے ہیں، اور غذا حاصل کرکے اپنی نسل کو بڑھاتے ہیں۔

گول دودوں کو شکلی یا تشریحی خصوصیات کے لحاظ سے تین جماعتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) تاگا دودے (۲) کھونٹی سرے یا اکوڑیے یا خطاف سرے (۳) ہنر شکلی۔

ان میں سے تیسری جماعت غیر طفیلی یا آزاد زندگی بسر کرتی ہے۔ اور اکوڑیے طفیلی زندگی بسر ضرور کرتے ہیں لیکن انسان کے بجائے دوسرے جانوران کا زیادہ شکار ہوا کرتے ہیں۔ صرف ایک قسم انسان میں ہوا کرتی ہے یعنی تاگا دودے (Thread Worms) اس جماعت کے کم و بیش سب ارکین انسان پر ہی طفیلی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اب ہم ان ارکین سے متعارف ہونا چاہتے ہیں۔

(۱) آنتی دودہ یعنی کیچوا (Ascaris Lumbricoids)۔ اس کا رنگ سفید یا میلا سفید ہوا کرتا ہے۔ اس کی لمبائی عموماً سات انچ ہوتی ہے لیکن سترہ انچ کے کیچوے بھی ملے ہیں۔ ساتھ ہی یہ چیز بھی ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ نر کی لمبائی سات یا آٹھ انچ سے زیادہ کبھی نہیں ملی ہے۔ البتہ مادہ نر سے لمبائی میں دوگنی تک ہوتی ہے۔ جسم کے درمیانی حصے میں ان کا قطر پاؤ انچ یا آدھ انچ ہوا کرتا ہے لیکن منہ اور دُم یا سر کی جانب بہ تدریج پتلے ہوتے جاتے ہیں۔ ایک سرے پر منہ اور تین لب ہوتے ہیں جن پر حسی ٹھینیاں پائی جاتی ہیں۔ دوسرے حصے پر مبرزی سوراخ کے ساتھ دو قرنی ابرے (Horny Setæ) پائے جاتے ہیں۔ یہ جانور انسان کی چھوٹی آنت میں ہوا کرتا ہے۔ اور اپنے لبوں کے ذریعے سے آنت سے چپٹا رہتا ہے، اور انسان کی تیار کردہ غذا کو آنت سے گزرتے وقت بلعومی حرکات سے چوستا ہے۔ گویا اس جانور کا ہضمی نظام غذا کو جذب کرتا ہے اس لیے یہ زیادہ نمو یافتہ نہیں ہوتا۔

اس خاندان کے کچھ افراد انڈے اور کچھ بچے دیتے ہیں۔ مادہ میں دو رحم ہوتے ہیں، اور یہ انڈے بہت زیادہ تعداد میں دیتی ہے۔ چنانچہ انڈوں کی تعداد کا اندازہ پندرہ ہزار یومیہ لگایا گیا ہے۔ یہ انڈے رحم کے بالائی حصے میں پختہ ہوتے ہیں۔ اور ان کے اوپر ایک کیسہ تیار ہوتا ہے۔ اس غلافی یا کیسی حالت میں یہ میزبان کے فضلے کے ساتھ باہر نکل جاتے ہیں۔ اور پھر کھانے پینے کی چیزوں میں مل کر نئے میزبانوں تک پہنچتے ہیں جہاں پہنچ کر ان کے اوپر کا کیسہ یا غلاف تحلیل ہو جاتا ہے اور انڈا پھوٹ کر بچہ نکل آتا ہے۔ یہ بچہ چھوٹی آنت میں پہنچ جاتا ہے اور غذا کو چوس چوس کر بہت جلد بڑا ہو جاتا ہے اور پھر انڈے دینا شروع کر دیتا ہے اور اس طرح اپنی نسل قائم رکھتا ہے۔ یہ تمام مراحل طے کرنے کے علاوہ اگر انڈے ایک ہی آدمی میں رُک جائیں اور فضلے کے ساتھ خارج نہ ہوں تو بھی غلاف تحلیل ہو کر انڈا پھوٹ جاتا ہے اور بچہ نکل آتا ہے۔ یہ کیچوے جب آنت میں زیادہ جمع ہو جاتے ہیں تو خارج ہونے لگتے ہیں یا پھر قے کے ذریعے نکلنے لگتے ہیں۔ یہ بڑوں کی بہ نسبت بچوں میں عام طور پر ہوتے ہیں اور بہت کم مہلک ثابت ہوتے ہیں۔

(۲) چنونے (Oxyuris Vermiculus)- یہ بچّوں میں عام طور پر پائے جاتے ہیں لیکن بڑوں میں بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ شکل اعتبار سے یہ سوئی یا تاگا نما ہوتے ہیں۔ ان کی لمبائی تین ملی میٹر سے دس ملی میٹر تک دیکھی گئی ہے۔ دوسرے تمام دودوں کی طرح حرکتی اعضاء کے بغیر حرکت کرتے ہیں۔ ان جانوروں کی خاص قسم کی حرکت ہوتی ہے۔ جسے دود نما موجی حرکت کہتے ہیں۔ اس کے لیے جانور تیزی کے ساتھ جسم کو طولاً سکیڑتا اور پھیلاتا ہے۔ سکیڑنا اور پھیلاؤ کا تسلسل حرکت پیدا کرتا ہے۔ یہ انسان کے معدے میں رہا کرتے ہیں۔ اور کسی حالت میں بھی خطرناک نہیں ہوتے البتہ خراش پیدا کرکے بے چینی کا باعث ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ ان کے انڈے پیٹ میں پہنچتے ہیں۔ نیز مٹی چاٹنے یا کھانے سے بھی پہنچ جایا کرتے ہیں کیونکہ ان کے انڈے مٹی میں زیادہ ہوا کرتے ہیں لہٰذا فضلے کے ساتھ اکثر خارج ہوتے رہتے ہیں۔

(۳) دودۃ الاثنٰی عشری (Anchylostoma Duodenale) یہ خطاف سرے جانور ہیں۔ دوسرے دودوں کی طرح ان میں بھی مادہ نر سے لمبی ہوا کرتی ہے۔ لیکن ان میں مُنہ پتلا اور مبرزی حصہ موٹا ہوتا ہے جو گرفت میں مدد دیتا ہے۔ ان کی لمبائی ۱۰ سے ۱۲ ملی میٹر تک دیکھی گئی ہے۔ یہ چھوٹی آنت میں ہوا کرتے ہیں۔ اس جانور کی زندگی کا ابتدائی درجہ زمین میں رہتے ہوئے گزرتا ہے۔ دوسرے اس جانور میں ایک اور خصوصیت پائی جاتی ہے، یعنی یہ منہ کے راستے اندر داخل ہونے کے بجائے جلد میں زخم کرکے خون میں پہنچتا ہے اور جلد اپنے اثرات ظاہر کرتا ہے، مثلاً میزبان کو قلت الدم مہلک (Pernicious Anaemia) میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۴) فلاریہ بنکروفت (Filaria Bancrofti)- انھیں انسانی خون کا طفیلی بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ دموی نظام میں رہا کرتے ہیں۔ یہ ہندوستان کے جنوبی حصے میں زیادہ عام ہیں۔ اس قسم میں نر شکل سے چالیس ملی میٹر لمبے ہوا کرتے ہیں، لیکن مادہ سو ملی میٹر تک بھی مشاہدہ کی گئی ہے۔ ملیریائی طفیلیوں کی طرح کریات دم پران کا اثر ہوتا ہے۔ اور ملیریا ہی کی طرح ایک انسان سے دوسرے انسان تک مچھروں کے ذریعے منتقل ہوتے ہیں۔ پاؤں میں چوں کہ لمفادی قناتیں زیادہ ہوا کرتی ہیں اس لیے مادہ جانور اسی حصۂ جسم میں رہتے ہیں۔ ان کی بعض قسمیں بخار پیدا کرتی ہیں یا پھر مرض الفلاریہ (Filariasis) پیدا کرتے ہیں۔ جس میں کمی خون (فلاریہ الدم) ہوکر فیل پا کی شکایت ہوا کرتی ہے۔

(۵) دراکنکیلوس یا فلاریہ العرق المدنی (Dracunculus or Filaria medenensis)- اسے گنی ورم (Guinea Worm) یا نارو بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی فلاریہ بنکروفت کی طرح ہندوستان کے دوسرے حصوں کی بہ نسبت دکن میں اور بالخصوص علاقہ مرہٹواڑی میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اس علاقے کے باشندوں کا اس سے بچے رہنا ناممکن ہے۔ یہ باریک تاگے کی طرح ہوتے ہیں۔ مادہ نر کی بہ نسبت زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ اکثر ایک سے چھ فیٹ تک پیمائش کی گئی ہے۔ نر نہ صرف چھوٹا ہی ہوتا ہے۔ بلکہ بہت کم دیکھنے میں آیا ہے اور کم یاب ہے۔

یہ جانور انسانی جلد اور عضلات کے درمیان رہتے ہیں۔ اور جلد پھاڑ کر باہر نکلا کرتے ہیں۔ انڈے مادہ کے رحم کے اندر ہی نمو پاتے ہیں۔ جب یہ جانور میزبان کے جسم سے باہر نکلتا ہے تو نکلنے سے پہلے جلد پر خراش ہوا کرتی ہے۔ یا کثیر تعداد میں ہونے کی صورت میں پھوڑے ہو جایا کرتے ہیں اور نہاتے یا متاثر حصے کو دھوتے وقت جانور پانی میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور پھر ندی، نالوں یا کنوؤں (جنوبی ہندوستان میں کنوؤں کے اندر نہانے کا ہی رواج ہے۔ اس غرض کے لیے کنویں بڑے ہوتے ہیں اور ان میں تیرا جا سکتا ہے) میں پہنچ کر پانی میں رہنے والے آبی پسّو (سائکلوپ) پر حملہ کرتے ہیں اور آبی پسو کے دموی نظام میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس حالت میں دو تین ہفتے تک رہ سکتے ہیں۔ اگر غیر کشید پانی پی لیا جائے (جیسا کہ اس حصے میں آب رسانی کا انتظام معقول نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے) تو آبی پسّو معدے میں پہنچ جاتے ہیں۔ معدی افراز سے پسّو ہلاک ہو جاتے ہیں، اس لیے کہ ان میں طفیلی زندگی بسر کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ نارو معدے میں آزاد ہوکر اپنے زیر جلد مُقام پر پہنچ جاتے ہیں اور اپنا دور زندگی جاری رکھتے ہیں۔

(۶) تریخنیا حلزونیہ (Trichine Spiralis)- جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ یہ جانور چکّردار یا حلزونی حالت میں غلاف یا پوشش کے اندر ہوتا ہے۔ یہ طفیلی اپنی کثرت افزائش کے اعتبار سے شاید سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ یہ مکمل حالت میں انسان، سور اور دوسرے پستانوی جانوروں کی آنت میں رہتا ہے۔ لیکن یہ اس خوف سے کہ وہ میزبان سے باہر نہ نکل جائے لمفادی نالیوں سے ہوتے ہوئے عضلات میں پہنچتا ہے اور ایک خاص غلاف کی مدد سے محفوظ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے متاثر حصۂ جسم سوج جاتا ہے۔ اور بخار بھی آیا کرتا ہے۔ یہ عموماً سور کے گوشت میں ہوا کرتا ہے اور یہ گوشت کھانے سے انسان میں پہنچا کرتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ متاثر انسان کے ایک اونس گوشت میں کم سے کم

سوا لاکھ جانور ہو سکتے ہیں۔ اور سور کے ایک اونس گوشت میں پچاسی ہزار ہوا کرتے ہیں۔ انسان میں اس کی موجودگی ہیضے سے مشابہ ایک بیماری مرض دودۃ الترچینیا (Trichinosis) پیدا کرتی ہے اور اگر آنت میں ہو تو تیز بخار اور عضلاتی درد ہوا کرتا ہے۔ لیکن جوں ہی جانور اپنے خول یا غلاف کو سخت کر لیتا ہے تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

اگر سور کے ایک اونس گوشت میں اسّی ہزار جانور ہوں اور ان میں کم سے کم چالیس ہزار مادہ ہوں اور ہر مادہ ایک ہزار بچے دے تو تھوڑے ہی عرصے میں چالیس لاکھ جانور تیار ہو کر جسم میں پھیل جاتے ہیں۔ اور افزائش نسل کی اس کثرت سے نجات پانا اگر ناممکن نہیں تو دشوار گزار ضرور ہے۔

(۶) دودۃ شائکہ المنقار (Echinorhynchus) یہ جانور زیادہ عام نہیں ہے۔ کم و بیش تمام ہڈی دار جانوروں اور پستانیوں کا طفیلی ہے لیکن اکثر سور میں رہتا ہے اور پھر اس سے انسان میں منتقل ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی پچاس سینٹی میٹر سے آدھ گز تک ہوا کرتی ہے۔ خاندانی روایات کے مطابق نر چھوٹے ہوا کرتے ہیں۔ کم یاب ہونے کے باعث اس کی اہمیت بہ نسبت دوسرے افرادِ خاندان کے کم ہے۔

پہلی دو قسمیں یعنی کیچوے اور چنونے انسان میں عام ہیں اور بعد کی پانچ قسمیں مخصوص حالات کے تحت انسان تک پہنچتی ہیں۔ پہلی دو قسموں کے ساتھ کدو دانے بھی ہوا کرتے ہیں۔ چوں کہ کدو دانے چپٹے دودوں کے خاندان سے متعلق ہیں اس لیے اس مختصر مضمون کے دائرۂ بحث سے خارج ہیں، البتہ چپٹے دودوں کے متعلق علیحدہ بحث کی جا سکتی ہے کیوں کہ اس خاندان کے افراد بھی گول دودوں کی طرح خوبیوں کے بزرگ ہیں۔



علم الادویہ — کافور

از جناب حکیم مولوی محمد عبدالواحد صاحب "رکن مجلس تشخیص و تجویز" ہمدرد دواخانہ، دہلی

کافور کے نام کافور عربی نام ہے، فارسی میں بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ سنسکرت میں اس کو کرپور اور ہندی میں کپور کہتے ہیں، اور انگریزی میں کیمفر اور لاطینی میں کیمفورا کہلاتا ہے۔

کافور کی وجہ تسمیہ کافور لفظ "کفر" سے مشتق ہے جس کے معنی "چھپانا" ہیں۔ چوں کہ اس کی بُو اس قدر تیز ہوتی ہے کہ دوسری چیزوں کی بُوؤں کو چھپا لیتی ہے لہٰذا اس کا یہ نام رکھا گیا، اور پھر اس کے اسی عربی نام سے انگریزی و لاطینی نام تھوڑی تبدیلی کے ساتھ بنا لیے گئے۔

تاریخ بیان کیا جاتا ہے کہ قدیم یونانی اطبا کافور سے واقف نہ تھے، لیکن اسلامی اطبا اس کو بخوبی جانتے تھے، ان ہی کے ذریعے سے بعد میں یونانی اطبا کو اس کا علم ہوا، اور یوروپین اطبا کو اس سے واقفیت ہوئی۔ اہلِ ہند بھی اس دوا سے زمانۂ قدیم سے واقف ہیں، چناں چہ ان کی قدیم کتابوں میں اس کا بیان موجود ہے۔

مقاماتِ پیدائش جزیرہ فارموسا، جزائر جاپان، جزائر شرق الہند، جزیرۂ بورنیو اور جزیرۂ سماٹرا۔

کافور کی ماہیت کافور اگرچہ ایک کثیر الاستعمال دوا ہے لیکن اس کی ماہیت سے بہت کم لوگ واقف ہیں، اس کے متعلق مختلف اقوال ملتے ہیں، جن میں بعض قول اگرچہ بہت مشہور ہیں لیکن وہ حقیقت سے بہت دُور ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ کافور کیلے کے پُرانے پیڑ سے نکلتا ہے۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جو کافور کیلے کے تنے میں سے نکلتا ہے وہ نہایت سفید ہوتا ہے اور اس کے بڑے بڑے اور چوڑے چوڑے ٹکڑے ہوتے ہیں، اور یہ زیادہ قوی ہوتا ہے، لیکن جو کافور پتّوں میں سے نکلتا ہے وہ کمزور ہوتا ہے اور جو جڑ میں سے نکلتا ہے وہ خراب اور بالوریت کی مانند ہوتا ہے، اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں لیکن ان کا لکھنا بے کار ہے۔ البتہ "صاحب مخزن الادویہ" کا یہ قول کسی قدر حقیقت رکھتا ہے کہ کافور ایک درخت کا گوند ہے جو جزیرۂ زیرباد اور رماچین میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ درخت بڑا ہوتا ہے اور اس کی لکڑی سفید اور ملائم ہوتی ہے۔ گرم موسم میں چوپایے اور سانپ جیسے جانور پناہ کے لیے اس کے نیچے آرام کرتے ہیں۔ اس درخت کو کاٹنے سے جو پانی ٹپکتا ہے وہ ماء الکافور اور دہن الکافور کہلاتا ہے۔ یہ غلیظ سُرخی مائل ہوتا ہے اور اس کی بُو نہایت تیز ہوتی ہے۔

دوسرے گوندوں کے مانند اس درخت کے اندر خود بہ خود جوش کھا کر جو رطوبت باہر نکل آتی اور منجمد ہو جاتی ہے وہ مصطگی کے دانوں کے مانند ہوا کرتی ہے۔ اس قسم کا کافور تمام قسموں سے اعلیٰ درجے کا ہوتا ہے اور یہ کافور ریاحی کہلاتا ہے۔ اور اسی کو ہندی میں بھیم سینی کافور کہتے ہیں۔ ریاحی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ زیادہ لطیف ہونے کی وجہ سے بہت جلد اُڑ جاتا ہے۔ اگر اس کو گرمی پہنچائی جائے یا دھوپ میں رکھ دیا جائے تو پگھل جاتا ہے۔ بعض کا یہ بھی قول ہے کہ ریاح ایک بادشاہ کا نام ہے جس نے اس کو پہلے پہل دریافت کیا تھا یا اس کے زمانے میں دریافت کیا گیا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ اس درخت کے تنے کو چھیلتے ہیں یا اس کے تنے پر تلوار وغیرہ مارتے ہیں اور اس طرح جو رطوبت نکل کر جم جاتی ہے وہی کافور ریاحی کہلاتی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ کافور ریاحی درحقیقت درخت کافور کی شبنم ہے جو کافور کے درخت پر گر کر ترنجبین اور شیرخشت کے مانند منجمد ہو جاتی ہے۔

کافور کی ایک قسم کافور قیصوری کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بھی گوند کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کے سفید و شفاف پرت ہوتے ہیں۔ یہ مقام قیصور میں درخت کافور کے تنے سے نکلتا ہے۔

"صاحب مخزن" لکھتے ہیں کہ انھوں نے بعض معتبر لوگوں سے سنا ہے کہ ایک سال کافور کی لکڑی کے چند موٹے تختے جنگل کی چراگاہ

ں بانٹ لئے گئے تھے ، جب ان کو چیرا گیا تو ان کے اندر سے کافور نکلا جس کو تاجروں نے آپس میں تقسیم کرلیا۔

کافور قیصوری بھی اعلیٰ درجے کا اور خالص ہوتا ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس سال بجلیاں گرتی ہیں اور زلزلے آتے ہیں اس سال اس کی پیدائش زیادہ ہوتی ہے لیکن جس سال یہ واقعات پیش نہیں آتے اس سال اس کی پیداوار کم رہتی ہے ۔

صاحبِ مخزن ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ تحقیق شدہ بات یہ ہے کہ کافور چین کے اکثر علاقوں ، جزیرۂ کا نیریا اور بعض یورپین ممالک میں آتا ہے ۔ لیکن سب سے بہتر وہ کافور ہے جو جزیرۂ بورنیو سے حاصل ہوتا ہے جزیرہ بورنیو ایک سو تیس درجے طول البلد پر واقع ہے ۔ کافور درخت کی لکڑی کے جوف سے بھی نکلتا ہے اور اس کے تنے سے دوسرے گوندوں کے مانند بھی برآمد ہوتا ہے ۔ نیز کافور کے درخت کی لکڑیوں اور ریشوں کو جوش دے کر بھی کافور بناتے ہیں ۔ پہلے طریقے سے حاصل شدہ کافور سب سے بہتر ہے ، اس کے بعد دوسرے طریقے سے نکلا ہوا اچھا سمجھا جاتا ہے اور تیسرے طریقے سے حاصل کیا ہوا کافور نسبتاً خراب ہوتا ہے ۔

کافور کا درخت دیودار کے درخت کے مانند بہت بلند ہوتا ہے ، اس کی لکڑیاں سفید رنگ کی ہوتی ہیں اور پتے مولسری کے پتوں سے مشابہ ہوتے ہیں ، اس درخت کی لکڑی اور پتوں وغیرہ سے کافور کی بو آتی ہے ۔

مذکورۂ بالا محقق قول کے صحیح ہونے میں شک نہیں ، ممکن ہے کہ کافور درخت کا فور کے جوف سے بھی نکلتا ہو اور دوسرے گوندوں کے مانند درخت کافور کے تنے سے نکل کر منجمد بھی ہو جاتا ہو ، لیکن آج کل جو کافور ہم استعمال کرتے ہیں یہ خوش بودار اڑ جانے والے روغنوں کا جزِ جامد ہے ۔ یہ درخت کافور کی لکڑی وغیرہ سے حاصل ہونے کے علاوہ دوسری دواؤں مثلاً دارچینی ، سونٹھ ، زرنباد ، خولنجان ، عاشا اور اکلیل الجبل وغیرہ میں بھی پایا جاتا ہے ۔ چناں چہ اس قول کی تصدیق میں "صاحبِ مخزن الادویہ" کا یہ قول موجود ہے جو انھوں نے ایک قابلِ اعتبار شخص کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ درختِ دارچینی کی لکڑی کے جوف سے بھی کسی قدر کافور نکلتا ہے اور اس درخت کے ریشوں وغیرہ کو جوش دے کر بھی کافور بنایا جاتا ہے ۔

الغرض کافور کے درخت جزیرۂ فارموسا ، جزائر جاپان ، جزیرۂ بورنیو ، سماٹرا وغیرہ میں بکثرت ہوتے ہیں اور ان مقامات کے باشندوں کے لیے یہ درخت آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہیں ۔

یہ درخت بیس پچیس فیٹ تک اونچے ہوتے ہیں اور ہمیشہ سرسبز رہتے ہیں ۔ اگر ان کو ہلایا جائے تو ان کے پتوں سے کافور کی خوش بو نکل کر فضا میں شامل ہو جاتی ہے ۔ پتے موٹے ، چوڑے ، چمکدار ، سبز اور چکیلے ہوتے ہیں ۔ شاخیں سفید اور خوش بودار ہوتی ہیں ۔

جزیرۂ فارموسا کے کوہستانی علاقوں میں گھنے جنگلات ہیں جن میں کافور کے درخت بکثرت ہوتے ہیں ۔ وہاں دو دو ہزار برس تک کے درخت بیان کیے جاتے ہیں ۔ اس درخت کی جڑ سے کافور زیادہ مقدار میں نکلتا ہے ۔ لیکن شاخوں اور پتوں میں اس کی مقدار بہت کم ہوتی ہے ۔ جزیرۂ فارموسا میں جن مقامات پر یہ درخت پیدا ہوتے ہیں وہاں کافور سازی کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہیں ۔ ان کارخانوں میں درخت کی شاخوں اور لکڑیوں کو چھوٹے ٹکڑے کرکے بڑی بڑی دیگچوں میں پانی ڈال کر جوش دیتے ہیں ۔ ان دیگچوں پر نلیاں لگی ہوتی ہیں جن کے ذریعے سے کافور کے اڑنے والے خوش بودار اجزا بھاپ کے ساتھ اوپر چڑھتے ہیں اور کارخانے کی چھت پر لگی ہوئی دھان وغیرہ کی شاخوں پر سرد ہو کر جم جاتے ہیں ۔ یہی منجمد اجزا اصلی کافور ہوتے ہیں ۔ ان کو شاخوں اور تنکوں وغیرہ سے الگ کرلیتے ہیں ۔ یہ چینی کے دانوں کے برابر سفید سیاہی مائل ہوتے ہیں ، اس لیے ان کو زیادہ سفید اور صاف اس ترکیب سے کرتے ہیں :۔

دس حصے کافور میں ایک حصہ ان بجھا چونا ملا کر ایک کانچ کی شیشی میں ، جس کی شکل آتشی شیشی کے مانند ہوتی ہے ، بھر دیتے ہیں اور اس کے منہ کو ایک ڈھکن سے ڈھانک دیتے ہیں ، جس میں ایک بہت باریک سوراخ ہوتا ہے ۔ پھر اس شیشی کو گردن تک ریت میں دبا کر آگ کا تاؤ دیتے ہیں ۔ آگ کے تاؤ سے خالص کافور اڑ اڑ کر شیشی کی گردن میں لگتا رہتا ہے ، اور جوں جوں شیشی کی گردن میں کافور بھرتا جاتا ہے اس کی گردن کا ریت ہٹاتے جاتے ہیں ، تاکہ گرمی کی زیادتی سے اڑا ہوا کافور جل نہ جائے ۔

جب اس ترکیب سے تمام کافور اڑ چکتا ہے تو شیشی کو ریت سے الگ کرلیتے ہیں ، اور اس کی گردن میں لگے ہوئے کافور کو جو نہایت سفید و صاف ہوتا ہے ، چھڑا کر اس کی ٹکیا بنا لیتے ہیں ، جو بازار میں عام طور پر ملتی ہیں ۔

بورینو کا کافور جو بورنیو اور ساٹرا سے آتا ہے، نہایت سخت قسم کا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بورنیو کے باشندے کافور کے درخت کو کاٹ کر اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے ہیں اور شاخوں کے خول کے اندر کافور کی جو قلمیں جمی ہوتی ہیں، ان کو نکال لیتے ہیں۔ چین کے لوگ اس قسم کے کافور کو اعلیٰ درجے کا مانتے ہیں اور اس کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کی قیمت معمولی کافور سے پچاس گنا زیادہ ہوتی ہے۔

جاپانی لوگ کافور اس طرح حاصل کرتے ہیں کہ کافور کے درخت کی لکڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک لوہے کی دیگ میں ان کو ڈال دیتے ہیں اور پھر اس میں نصف تک پانی بھر کر اس کے نیچے آگ جلاتے ہیں اور اس دیگ کے منہ پر ایک ڈھکن رکھ کر اس ڈھکن کے وسط میں ایک لمبا نل لگاتے ہیں۔ جیسا کہ عرق کشید کرنے کے دیگ اور بھبکے میں تعلق پیدا کرنے کے لیے لگایا جاتا ہے اور یہ نل ٹھنڈے پانی سے بھرے ہوئے ٹبوں سے گزر کر ایک اور دیگ میں جا کر ختم ہوتا ہے، جس میں نیچے اوپر دو خانے بنے ہوتے ہیں، اور دونوں خانوں کے درمیان ایک جالی دار پردہ لگا ہوتا ہے، اور اوپر کے خانے میں جو یا گیہوں کی بھوسی بھری ہوتی ہے۔



بائیں تصویر اس سفید بلوری کافور کی ہے کہ جو جاپانی کافور کے درخت (سنامونیم کمفورا) سے بنا ہوا ہے۔ درمیانی تصویر میں اسی درخت کی ایک شاخ دکھائی گئی ہے۔ دائیں طرف شیشے کا خاص تھرمامیٹر ہے۔

جب دیگ میں پانی پکنے لگتا ہے تو اس کی بھاپ کافور اور کافوری تیل کو اپنے ساتھ لے کر اڑتی ہے اور لگے ہوئے نل سے گزر کر دوسری دیگ کے اوپر کے خانے میں داخل ہوتی ہے۔ اس منزل پر پہنچ کر کافور بھوسی پر لگ کر منجمد ہونے لگتا ہے اور کافوری تیل چھن کر نیچے کے حصے میں ٹپک جاتا ہے، اس کے بعد دوسری دیگ کو کھول کر اس کے اوپر کے حصے سے کافور علیحدہ اسی حالت میں رکھتے ہیں یا اس کی ٹکیا بنا لیتے ہیں، اور نیچے کے حصے سے کافوری تیل لے کر الگ رکھتے ہیں۔

اگر کافور میلا ہوتا ہے تو اس کو چونے کے ساتھ اڑا کر سفید کر لیتے ہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، لیکن اگر کافور کو زیادہ سفید کرنا ضروری ہوتا ہے تو سو حصے کافور میں دو حصے ان بجھا چونا اور دو حصے ہڈیوں کی راکھ ملا کر دوبارہ اڑاتے ہیں۔ اس کے علاوہ خراب اور میلے کافور کو صاف کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ کافور دس حصے، چونا صدف یا چونا ہڈی دو حصے، السی کا تیل اس قدر کہ جس میں کافور اور چونا کھرل کرنے سے مکمل صابن جیسا بن جائے اس کے بعد اس کا جوہر اڑا لیں۔ نہایت صاف اور چمک دار کافور حاصل ہو جائے گا۔

کافور کی عام صفات

کافور سفید ڈلیوں نیز مستطیل اور مربع ٹکیوں کی شکل میں ملتا ہے۔ یہ نہایت خستہ اور ٹھوس ہوتا ہے اور پانی سے ہلکا ہوتا ہے، چناں چہ اس کا وزن متناسبہ ۹۹۵ء ہے۔ اگر اس کو پانی پر ڈالا جائے تو تیرنے لگتا ہے، اور اگر اس حالت میں اس کو آگ لگا دی جائے تو برابر جلتا رہتا ہے، بعض شعبدہ باز ایسا کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔

کافور معمولی حرارت پر آہستہ آہستہ اڑتا رہتا ہے اور تیز حرارت دینے سے بالکل اڑ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ گرم جگہ رکھنے یا کھلا رکھنے سے بھی اڑ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کو بند کر کے نہایت احتیاط سے رکھا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ کافور کے ساتھ سیاہ مرچیں یا لونگیں بھی ڈبے میں رکھ دیتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے کافور اڑنے اور ضائع ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔

کافور کی بو نہایت تیز ہوتی ہے، اگر ذرا سا کافور منہ میں رکھ کر چبایا جائے تو اس کا مزا تلخ اور گرم پر محسوس ہوا کرتا ہے، اور پھر ٹھنڈک معلوم ہونے لگتی ہے۔

یوں تو کافور پانی میں بہت کم حل ہوتا ہے لیکن اگر کافور ایک حصے کو سات سو حصے پانی میں حل کیا جائے تو حل ہو جاتا ہے اس کے علاوہ کافور ایک حصہ، روغن زیتون چار حصے میں، یا کافور ایک حصہ روغن تارپین ڈیڑھ حصے میں، یا کافور چار حصے کلوروفارم ایک حصہ میں یا کافور ایک حصہ الکحل (۹۰ فی صد) ایک حصہ میں حل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ روغن پیپر منٹ، ست اجوائن اور ست پودینہ کے ساتھ حل کر بھی حل ہو جاتا ہے۔ اور اگر کافور تین حصے کو قلمدار کاربولک ایسڈ ایک حصے میں ملا کر رگڑا جائے یا ہموزن کلورل ہائیڈریٹ کے ساتھ ملا کر رگڑا جائے یا دونوں کو ملا کر رکھ دیا جائے تو حل ہو کر ایک سیال بن جاتا ہے۔

کافور کو منہ سے سفوف نہیں بنتا۔ اس لیے جب اس کو کسی دوا میں سفوف کرکے ملانے کی ضرورت ہوتی ہے تو بڑی دقت پیش آتی ہے۔ بعض اوقات تو اس کو ریزہ ریزہ حالت ہی میں دوا کے ساتھ ملا دیتے ہیں، یا اس کو دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر کوٹتے چھانتے ہیں۔ اور اس طرح اس کا بہت سا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔

کافور کا سفوف بنانے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ اس پر چند قطرے اسپرٹ آف وائن کے ڈال کر کھرل کر لیا جائے۔ نہایت آسانی سے سفوف بن جائے گا۔ اس کے علاوہ اگر کافور پر چند قطرے الکحل کے ڈال کر کھرل کریں تو کافور ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ پھر اس پر چند قطرے پانی ڈال کر دوبارہ کھرل کریں۔ کافور بالکل میدے کے مانند باریک ہو جائے گا۔ پھر اس کو جس دوا میں ملانا چاہیں ملائیں۔ الکحل یا پانی کی آمیزش کا کچھ خیال نہ کریں، اس لیے کہ ان کا اثر چند منٹ بعد غائب ہو جائے گا۔

کافور کا مزاج یونانی اطبا کے نزدیک کافور کا مزاج تیسرے درجے میں سرد و خشک ہے۔ لیکن ویدک میں اس کا مزاج گرم و خشک مانا جاتا ہے۔

کافور کی مقدار خوراک ایک رتی سے تین رتی تک ہے۔ اگرچہ بعض کتابوں میں عام مقدار خوراک ۶ رتی تک بھی لکھی ہے لیکن یہ زیادہ ہے۔ بعض امراض میں بعض اطبا نے غیر معمولی مقدار میں بھی کافور کھلایا اور اس سے اصل مرض کو فائدہ بھی ہوا لیکن اس کے استعمال سے دوسرے نقصانات ایسے لاحق ہوئے کہ ان کی تلافی نہ ہو سکی۔

کافور کے افعال وخواص

بیرونی افعال کافور مخدر اور مسکن ہے، یعنی اعضا کو بے حس کرتا ہے اور دردوں کو تسکین دیتا ہے۔ اسی لیے اس کو اکثر دردوں مثلاً درد کمر، درد عضلات، گنٹھیا حتیٰ کہ ذات الجنب اور ذات الریہ میں بھی تسکین درد کے لیے مختلف ترکیبوں سے استعمال کرتے ہیں۔ نیز بھڑ، بچھو وغیرہ کے کاٹے پر اس کا محلول ٹپکاتے ہیں اور درد سر میں پیشانی پر تسکین درد کے لیے لگاتے ہیں۔ کافور جلد پر لگانے سے محرک اور محمر تاثیر بھی کرتا ہے۔ اس لیے اس کا مرہم وغیرہ بنا کر موچ کی جگہ پر ملتے ہیں، نیز گنٹھیا میں مالش کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں کافور ان ہی تاثیرات کی باعث اور مخدر و مسکن اثرات رکھنے کی وجہ سے سینے کی بیماریوں مثلاً ذات الجنب اور ذات الریہ اور کھانسی میں سینے پر مالش کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ خون کو ظاہر جلد کی طرف جذب کرکے اور اس جگہ گرمی پیدا کرکے اصل مرض میں تخفیف پیدا کرتا ہے اور مخدر و مسکن ہونے کی وجہ سے درد کو تسکین دیتا ہے۔ اگر کافور کو الکحل میں حل کرکے سادہ مرہم میں ملا کر بواسیری مسوں پر لگائیں تو ان کی سوزش، جلن اور درد کو دور کرکے بہت جلد ٹھنڈک پیدا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض گرم زخموں اور گرم بیماریوں میں اس کا مرہم بنا کر لگاتے ہیں جو مرہم کافور کے نام سے مشہور ہے۔

کافور چونکہ دافع عفونت، قاتل جراثیم اور قاتل کرم ہے اس لیے زخموں میں اس کا مرہم نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اگر زخم میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو وہ بھی اس کے مرہم کے استعمال سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔

قاتل کرم ہونے کی وجہ سے اس کو کتابوں اور کپڑوں میں بھی رکھتے ہیں، اس کی بو سے ان کو کیڑا نہیں لگتا، بلکہ بہت سے جانور کھٹمل وغیرہ اس کی بو سے بھاگ جاتے ہیں۔

نکسیر میں کافور کو سبز دھنیے کے پانی میں حل کرکے ناک میں ٹپکانے سے نکسیر بند ہو جاتی ہے۔ اس کا یہ فائدہ اس کی مخدر اور ٹھنڈک پیدا کرنے والی تاثیر سے حاصل ہوتا ہے۔

اس کی بو سے بہت سے کیڑے بھاگتے اور مرتے ہیں، نیز اس کی بو خراب ہوا کی گندگی کو دور کرتی ہے۔ اس لیے وبائی امراض کے زمانے میں کافور کی ڈلیاں جیب میں رکھنا یا باریک کپڑے میں اس کی پوٹلی باندھ کر بازو پر باندھنا اور اس کو سونگھتے رہنا مفید ہے۔

کافور کے اندرونی افعال کافور منہ میں بھی دافع تعفن اور مسکن تاثیر کرتا ہے، چنانچہ ان فوائد کے لیے اس کو منجنوں میں شامل کرتے ہیں۔ بعض لوگ پان میں رکھ کر کھاتے ہیں۔ اس کے محلول میں پھریری بھگو کر درد والی ڈاڑھ یا دانت پر رکھتے ہیں۔ اور افیون، کافور

برابر وزن کو کھرل کر کے سوراخِ ڈاڑھ میں بھر دیتے ہیں، اس طرح درد بہت جلد ساکن ہو جاتا ہے۔

کافور مفرّح اور مقوّیٔ قلب ہے۔ گرم مزاجوں کے دل و دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ تپِ دق میں نہایت مفید ہے۔ چناں چہ قرص کافور اور دوسرے مرکبات مناسب بدرقات کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں۔ صفراوی دستوں کو بند کرتا ہے اور پیاس کو تسکین دیتا ہے اور اپنی ان ہی تاثیروں کی وجہ سے ہیضے میں نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

کافور کی بو چوں کہ دافع تعفّن تاثیر رکھتی ہے اس لیے نزلہ و زکام میں اس کے سونگھنے سے فائدہ ہوتا ہے، خصوصاً دائمی نزلے میں جب کہ چھینکیں بکثرت آیا کرتی ہیں، اس کا سونگھنا بہت فائدہ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ منفّثِ بلغم بھی ہے، لہٰذا پرانی کھانسی میں اخراجِ بلغم کے لیے بعض دواؤں کے ساتھ ملا کر دیتے ہیں۔

اگرچہ کافور مفرّح ہے اور دماغ میں ایک تحریک پیدا کرتا ہے، لیکن تمام آدمیوں میں اس کی یہ تاثیر یکساں نہیں ہوتی۔ چناں چہ بعض لوگوں میں اس کی مفرّح تاثیر سے دل خوش کن خیالات پیدا ہوتے ہیں اور ہنسنے کودنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے لیکن بعض لوگوں میں اس کے خلاف اثرات بھی مرتب ہو جاتے ہیں۔ غرض کہ اس کے استعمال سے عصبی نظام پر پہلے محرّک تاثیر ہوتی ہے اور پھر مضعف، اس لیے اس کو بطور دافعِ تشنج اختناق الرحم، عصبی اختلاجِ قلب، رعشہ، اور کالی کھانسی میں استعمال کرتے ہیں۔ چناں چہ بعض لوگ کافور ایک رتی، ہینگ ایک رتی کی گولی بنا کر دمے کی شدت میں ہر دوسرے تیسرے گھنٹے کے بعد دیتے ہیں اور روغن تارپین میں کافور حل کر کے سینے پر مالش کرتے ہیں، ایسا کرنے سے سانس کا تکلیف سے آنا موقوف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کافور اور ہینگ کی گولی اختناق الرحم میں کھلانے سے اس کے دوروں کی شدت رفع ہو جاتی ہے۔

کافور معرّق (پسینہ لانے والا) بھی ہے، لیکن اس فائدے کے لیے اس کو شاذ و نادر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر ڈھائی رتی کافور اور آدھی رتی افیون کی گولی بنا کر سوتے وقت مریض کو کھلائیں تو اس سے بہت سا پسینہ آتا ہے، اور گٹھیا کا پرانا درد جاتا رہتا ہے۔ اگر کافور اور ایلوے کی گولیاں بنا کر سوزاک کے مریض کو کھلائی جائیں تو جلن، کھجلی اور بار بار عضوِ تناسل میں تندی پیدا ہونے کی شکایت (انعوذ سوزاکی) دور ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سوزاک کی تکلیف اور جلن کو بھی تسکین دیتا ہے۔

کافور حکّۃ الفرج (اندامِ نہانی کی خارش) کی شکایت کو بھی دور کرتا ہے۔ چناں چہ دو دو رتی کافور مریضہ کو دن میں دو تین بار کھلانے سے یہ شکایت دور ہو جاتی ہے۔ اگر اس کے استعمال سے پہلے ایک ہلکا سا جلّاب دے دیا جائے تو بہتر ہے، اس کے علاوہ اگر کافور کو مکھن میں کھرل کر کے بطور مالش استعمال کیا جائے تو اس صورت میں بھی وہ اندامِ نہانی کی خارش اور سوزش کو تسکین دیتا ہے۔ اور اسی فائدے کی غرض سے کافور عرقِ گلاب میں حل کر کے بھی لگایا جاتا ہے۔

کافور احتلام کی شکایت کو بھی دور کرتا ہے، چناں چہ دو رتی کافور میں دو چاول افیون ملا کر گولی بنائیں اور رات کو سوتے وقت کھلائیں تو کثرتِ احتلام کی شکایت جاتی رہتی ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ اس فائدے کے لیے نوجوان گرم مزاج مریضوں میں ہی اس کا استعمال کرنا مناسب ہے۔

کافور قوّتِ باہ پر کیا تاثیر کرتا ہے؟ اس کے متعلق یونانی اور ویدک اطبا میں اختلاف ہے۔ چناں چہ یونانی اطبا کافور کو مضعفِ باہ سمجھتے ہیں اور اس کی سردی اور قوّتِ تخدیر اس کی اس تاثیر پر دلالت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ تجربات بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ چناں چہ ایک طبیب لکھتے ہیں کہ ان کے ایک دوست نے ساڑھے چار ماشے کافور ایک دن کھایا تو اس کی قوّتِ باہ میں ضعف کے آثار پیدا ہوئے، دوسرے دن بھی اسی مقدار میں کھایا تو اس کی قوّتِ باہ بالکل جاتی رہی، تیسرے دن بھی استعمال کیا تو اس کا یہ اثر ہوا کہ اس کا معدہ خراب ہو گیا اور غذا کا ہضم ہونا موقوف ہو گیا۔

خود مجھے ایک واقعہ معلوم ہے کہ ایک مرتبہ طاعون کے زمانے میں ایک طبیب نے ایک طاعون کے مریض کو کافور بار بار استعمال کرایا۔ اگرچہ مریض اچھا ہو گیا، لیکن اس کی قوّتِ باہ جاتی رہی۔

ویدک اطبا کے نزدیک کافور مقوّیٔ باہ ہے اور وہ اس کو اس فائدے کی غرض سے مختلف معجونوں وغیرہ میں شامل کر کے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن بعض وید صاحبان اس سے اختلاف بھی رکھتے ہیں۔ چناں چہ ایک ویدک کتاب میں اس کو مضعفِ باہ لکھا ہے۔

کافور کی مضعفِ باہ تاثیر کے متعلق ڈاکٹر صاحبان کہتے ہیں کہ یہ تھوڑی مقدار میں مقوّیٔ باہ بھی ہے لیکن زیادہ مقدار میں مضعفِ باہ

اثر کرتا ہے۔ لیکن مناسب یہی ہے کہ کافور کو تقویت باہ کی غرض سے استعمال نہ کیا جائے۔ اگر اس کو تھوڑی مقدار میں بھی بار بار استعمال کیا گیا تو اس سے بھی ضعف باہ کا اندیشہ ہے۔

کافور کی زہریلی تاثیر کافور کو بطور زہر خورانی استعمال نہیں کیا جاتا۔ لیکن کوئی شخص اس کو زیادہ مقدار میں کھا لیتا ہے تو معدے میں درد ہونے لگتا ہے، متلی ہونے لگتی ہے اور بعض اوقات قیئیں بھی آنے لگتی ہیں، سر میں چکر آنے لگتے ہیں، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے، ہذیان ہونے لگتا ہے اور ہاتھ پاؤں میں تشنج شروع ہو جاتا ہے۔ جسم کا رنگ نیلگوں ہو جاتا ہے اور ٹھنڈا پسینہ آنے لگتا ہے، پیشاب کا آنا نہ صرف موقوف ہو جاتا ہے بلکہ بعض اوقات پیشاب کی پیدائش ہی موقوف ہو جاتی ہے اور آخر کار غفلت کی حالت میں مریض انتقال کر جاتا ہے۔

اگر کافور کے کھانے سے مذکورۂ بالا زہریلی علامتیں پیدا ہو جائیں تو ایسی حالت میں قے لانے والی دوائیں دے کر قے کرائیں، انبوبۂ معدی کے ذریعے سے معدے کو دھو ڈالیں اور پھر تقویت کے لیے دوار المسک معتدل جواہر والی ۶ ماشے کھلائیں یا کچلے کا کوئی مرکب استعمال کرائیں۔

کافور کے مرکبات

آب شفاء:۔ کافور ایک حصہ، ست پودینہ (پیپرمنٹ) ایک حصہ، ست اجوائن نصف حصہ۔ تینوں چیزوں کو ملا کر ایک شیشی میں ڈاٹ لگا کر رکھو۔ دو تین گھنٹے میں تینوں چیزیں خود بخود حل ہو کر عرق سی بن جائیں گی۔ اگر چاہیں کہ دوا جلد تیار ہو جائے تو تینوں چیزوں کو کوٹ کر شیشی میں ڈالیں۔ اور تھوڑی دیر دھوپ میں رکھ دیں۔

مقدار خوراک اس کی مقدار خوراک جوانوں کے لیے دو قطرے سے چار قطرے تک ہے۔ بچوں کو ان کی عمر کے مطابق آدھے قطرے سے ایک قطرے تک دی جاتی ہے۔ اگر کسی مرض میں اس دوا کو بار بار دینے کی ضرورت پیش آئے تو دن رات میں بارہ قطروں سے زیادہ نہیں دینا چاہیے۔ اور اگر کسی مرض میں ایک ہی بار زیادہ مقدار میں دینے کی ضرورت ہو تو چار یا پانچ قطروں سے زیادہ نہیں استعمال کرنا چاہیے۔

اثرات یہ مرکب بیرونی طور پر استعمال کرنے سے مخدر (بے حسی پیدا کرنے والا) اور دافع تعفن اثر کرتا ہے اور خارش والتہاب کو دور کرتا نیز جراثیم کو ہلاک کرتا ہے چناں چہ اپنی ان تاثیرات کی وجہ سے یہ ہر قسم کے عصبی دردوں مثلاً درد سر عصبی، درد آبرو (عصابہ)، کان کا عصبی درد، چہرے کے عصبی درد، دانتوں کے درد، ذات الجنب یا سینے کے عصبی درد، درد کمر، گنٹھیا اور موچ وغیرہ میں تسکین درد کے لیے مالش کیا جاتا ہے۔

آب شفا ورم کو دور کرنے کی تاثیر رکھتا ہے اور اس مقصد کے لیے اس کو اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ پھوڑے اور پھنسیوں کی ابتدا میں کہ جب ان میں پیپ نہ پڑی ہو آب شفا استعمال کیا جاتا ہے، زخم بستری یعنی وہ زخم جو زیادہ لمبی بیماریوں کی وجہ سے پشت پر لیٹے رہنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں، آب شفا لگانے سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ جراثیم کو ہلاک کرنے کی وجہ سے ایگزیما، جلن دار پھنسیوں، داد، چنبل، گنج، ہر قسم کی خارش مثلاً فوطوں کی خارش، مقعد کی خارش وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پتی اچھل آنے پر بھی اس کے لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ ناک کی بدبو اور ناک کے کیڑوں کو دور کرنے کے لیے بھی آب شفا مفید ثابت ہوا ہے۔ زہریلے جانوروں مثلاً بچھو، کنکھجورا، مچھر، پسو، کھٹمل، بھڑ، تتیا اور شہد کی مکھیوں کے کاٹنے کے لیے بے حد سود مند ہے۔ درد اور جلن کو فوراً تسکین ہو جاتی ہے۔ نزلہ و زکام، شدید کھانسی، خناق اور سل میں اس کے بخارات کا سونگھنا مفید ہے۔

اندرونی طور پر استعمال کرنے سے اندرونی اعضاء کے عصبی دردوں کو تسکین دیتا ہے۔ چناں چہ وجع الفواد (فم معدہ کا درد)، وجع المعدہ (معدے کا درد)، وجع الکبد (جگر کا درد)، وجع الامعاء (آنتوں کا درد) اس کے پلانے سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ ہیضے میں اس کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے، متلی اور قے کو روکنے کے لیے بہت مفید دوا ہے۔ اس کے علاوہ دست و پیچش، کرم شکم (پیٹ کے کیڑے)، ذات الجنب (پسلی کا درد)، ذات الریہ (نمونیا) اور سل میں بھی اس کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے۔

غرض کہ یہ ایک ایسا عجیب و غریب مرکب ہے کہ ایک ہوشیار معالج اکثر بیماریوں میں مختلف بدرقوں کے ساتھ اس کو استعمال کر کے مریض کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اگر بال بچوں والے گھروں میں یہ دوا بنا کر رکھی جائے تو بوقت ضرورت بہت سی تکلیفوں میں کام آ سکتی ہے۔

ترکیب استعمال سر وغیرہ میں عصبی درد ہو تو پھریری سے اس محلول دوا کو لگا کر ذرا انگلی سے مل دو۔ پسلی کے درد، گٹھیا وغیرہ میں لگا کر مالش کرو۔ پھوڑے پھنسیوں پر ویسے ہی لگا دو۔ کان میں درد ہو تو روغن گل دو قطرے میں دو قطرے یہ دوا ملا کر ٹپکاؤ۔ ڈاڑھ یا دانت کا درد ستا رہا ہو تو اس دوا میں روئی کا پھویا تر کر کے ڈاڑھ یا دانت پر رکھو۔ خارش (خواہ کسی عضو میں ہو) اور پتّی میں روغن گل میں ملا کر لگاؤ۔ داد، گنج چنبل میں تنہا اسی کو لگاؤ۔ البتہ اگر ضرورت ہو مثلاً خالص اسی کے لگانے سے سوزش ہو تو تھوڑے سے روغن گل میں ملا کر لگاؤ۔ زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر ایک دو قطرہ ڈال کر انگلی سے مل دو۔ نزلہ و زکام میں رومال پر اس دوا کے چند قطرے ڈال کر سنگھاؤ، اور تھوڑے نیم گرم پانی میں ملا کر اس سے ناک کو دھوؤ۔

نیز معدے کے درد میں تین چار قطرے یہ دوا عرق گلاب میں ملا کر پلاؤ۔ معدے کے درد، جگر کے درد، قولنج اور نفخ شکم وغیرہ میں اجوائن کے عرق میں یا صرف پانی میں ملا کر پلاؤ۔

ذات الجنب (پسلی کے درد) اور ذات الریہ (نمونیا) میں پسلیوں اور سینے پر یہ دوا روغن گل میں ملا کر مالش کرو۔ اور دو دو قطرے عرق گاؤزباں میں ملا کر پلاؤ یا شربت اعجاز میں ملا کر چٹاؤ۔ سل، کھانسی اور کالی کھانسی میں بھی شربت اعجاز میں ملا کر چٹانا چاہیے۔

ہیضے میں اس دوا کے دو دو قطرے عرق گلاب میں ملا کر دو دو گھنٹے کے بعد برابر دیتے رہنے چاہئیں۔ یہاں تک کہ آرام کی صورت نظر آ جائے۔ پیاس زیادہ ستاتی ہو تو اس دوا کے دو قطرے مصری کی ڈلی پر ڈال کر چوسو پیاس کم ہو جائے گی۔

جوشاندہ کافور: کافور دو تولے کو دو سیر پانی میں جوش دیں۔ لیکن برتن کو سرپوش سے ڈھانکے رکھیں۔ دس منٹ تک جوش دینے کے بعد آگ سے اتار لیں اور ٹھنڈا کر کے بوتلوں میں بھر لیں۔ ہیضے کے مریض کو یہ پانی دو دو تولے کی مقدار تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پلائیں۔ چند بار پلانے سے قے اور دستوں میں افاقہ معلوم ہونے لگے گا۔

حب کافور: کافور دو ماشے، بھنگ ۱۱ ماشہ۔ دونوں کو پیس کر دانۂ مونگ برابر گولیاں بنائیں۔ ایک ایک گولی تین تین گھنٹے کے بعد ایک دو گھونٹ پانی کے ساتھ دیں۔ قے خواہ کیسی ہی شدت سے آتی ہو اور کسی دوا سے بند نہ ہوتی ہو، ان گولیوں کے استعمال سے بند ہو جاتی ہے۔

عرق کافور: کافور خالص ایک حصہ کو ریکٹی فائیڈ اسپرٹ چار حصے میں ملا کر رکھیں۔ کافور اس میں حل ہو کر عرق بن جائے گا۔ ہیضہ، نفخ شکم اور بواسیر کے لیے مفید ہے۔ سل و دق میں استعمال کیا جاتا ہے۔ نفث الدم (خون تھوکنا) میں فائدہ دیتا ہے۔

مقدار خوراک دو تین قطرے یہ محلول تھوڑے سے پانی میں ملا کر پییں۔

دوائے مسکن: کافور ایک تولہ، کلورل ہائیڈریٹ ایک تولہ۔ دونوں کو ملا کر ایک شیشی میں رکھیں اور بوقت ضرورت کام میں لائیں۔ پیشانی پر لگانے سے سر کے درد کو فوراً تسکین دیتی ہے۔ بچھو یا بھڑ کے کاٹے پر لگانے سے فوراً درد اور جلن کو کم کر دیتی ہے۔ ڈاڑھ یا دانت کا درد خواہ کیسا ہی شدید ہو ایک پھریری اس میں تر کر کے رکھیں، درد فوراً دور ہو جائے گا۔

ذرور قلاع: بنسلوچن، دانہ الائچی خورد، کتھ سفید، پرانی کھمبی، سنگ جراحت، زرورد، شورہ قلمی، گاؤزباں جلائی ہوئی۔ بورک ایسڈ ہر ایک ایک تولہ، نیلا تھوتھا بریاں ۳ ماشے۔ سب کو نہایت باریک پیس چھان کر شیشی میں رکھیں اور بوقت ضرورت ایک چٹکی منہ میں چھڑکیں۔ قلاع خواہ کیسا ہی پرانا اور شدید ہو اس کے استعمال سے بہت جلد آرام ہو جاتا ہے۔

نفوخ کافور: نوشادر ایک تولہ، کافور تین ماشے کو پیس کر شیشی میں بند کر کے رکھیں، کیسا ہی درد سر ہو اس کے سونگھنے سے جاتا رہتا ہے، ڈاڑھ اور دانت کے درد کو بھی تسکین ہوتی ہے۔

بھیم سینی کافور: آج کل بھیم سینی کافور کے نام سے جو کافور مشہور ہے وہ بنایا جاتا ہے اور عام طور پر آنکھ کی دواؤں میں ڈالا جاتا ہے، اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے:-

(۱) کافور خالص دو تولے، تاگر موتھا ایک تولہ، برادہ صندل سفید ایک تولہ۔ زیرہ سفید، سرد چینی، بال چھڑ، لونگ ہر ایک ۲ ماشے۔

دانہ الائچی کلاں ایک تولہ، زعفران ایک تولہ، مشک خالص ۶ ماشے، خس ایک تولہ، جاوتری ۶ ماشے، جائفل ۶ ماشے، عطر چنبیلی نو ماشے، روح گلاب ۶ ماشے۔ سب چیزوں کو کوٹ کر ایک جگہ ملاؤ اور دو روز تک کھرل کرو۔ جب سب دوائیں ایک جان ہو جائیں تو ایک کانسی کے کٹورے میں دوا ڈال کر دوسرا کٹورا اس کے اوپر رکھ دیں اور دونوں کے کنارے ملا کر آٹا وغیرہ لگا کر درزوں کو اچھی طرح بند کر دیں۔ اس کے بعد چولھے پر چڑھا کر اس کے نیچے نہایت ہلکی آگ جلائیں، اس قدر کہ آگ کا شعلہ انگلی کے برابر موٹا ہو، بلکہ بہتر یہ ہے کہ تیل کے چراغ میں ایک موٹی بتی ڈال کر جلائیں، اور اوپر کے کٹورے پر کپڑے کی گدی پانی میں بھگو کر رکھیں اور اس کو بار بار ٹھنڈا کرتے رہیں۔ کافور دوسری ادویہ کے اثرات کو ساتھ لے کر اڑیگا اور اوپر کے کٹورے پر جمتا جائے گا۔ تین چار گھنٹے کے بعد جب برتن سرد ہو جائے تو احتیاط سے کھولیں۔ اور اوپر کے کٹورے میں جما ہوا کافور لے کر رکھیں۔ یہی بھیم سینی کافور ہے۔

(۲) کافور، صندل سفید ہر ایک دو تولے، الائچی خورد، بنسلوچن، الائچی کلاں، جائفل ہر ایک ۶ ماشے، لونگ تین ماشے، زعفران دو ماشے۔ سب کو الگ الگ باریک کھرل کر کے رکھیں، اور ایک تانبے کا برتن گلوردان کی ہم شکل لے کر اس میں پہلے صندل کا برادہ بچھائیں، پھر دونوں الائچی کا سفوف ڈالیں، پھر ان پر کافور کو نیم کوب کر کے رکھیں، پھر اس کے اوپر زعفران، پھر لونگ پھر جائفل اور آخر میں بنسلوچن ڈال کر برتن کا منہ ڈھکنے سے بند کر دیا اور درز کو آٹا وغیرہ لگا کر اچھی طرح بند کر کے، اس کے نیچے ایک چراغ موٹی بتی کا جلائیں۔ ڈھکنے کے اوپر کپڑے کی گدی پانی میں بھگو کر رکھیں اور اس کو بار بار ٹھنڈا کرتے رہیں۔ تین چار گھنٹے کے بعد سرد ہونے پر برتن کو کھولیں اور ڈھکنے پر لگا ہوا کافور کھرچ کر کام میں لائیں۔



روئداد مجلسِ تشخیص و تجویز
ہمدرد دواخانہ، دہلی

رقتِ منی

حالات مریض نمبر ۲۰۴۶۹/۳۹۰۵

"۔۔۔۔۔۔ کچھ عرصے سے میرا مادۂ تولید پتلا ہو گیا ہے۔ انزال بھی جلد ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے یہ کثرتِ مباشرت کا نتیجہ ہو میری اہلیہ کو، جو آپ کے زیر علاج ہیں۔ ممکن ہے میرے مادے کی خرابی کی وجہ سے حمل نہ قرار پاتا ہو ۔۔۔"

تشخیص ظاہر ہے۔ علاج مندرجۂ ذیل کیا گیا۔

علاج (صبح) سفوف عجیب ۶ ماشے دودھ کے ساتھ پھانکیں۔

(رات) قرص قلعی دو عدد کو ۶ ماشے لبوب کبیر میں ملا کر کھائیں۔

حالاتِ مابعد "۔۔۔ جیسا کہ آپ کو اطلاع دے چکا ہوں، میری اہلیہ کی صحت بالکل ٹھیک ہے۔ آپ کی دواؤں سے میرے مادۂ منویہ کی خرابی دور ہو گئی ہے۔ یقین ہے کہ اب بیماری کو دھیرے گی ۔۔۔ بہر حال یہ سب کچھ آپ کی طلسمی رقت طبیعت رکھنے والی دواؤں کا اثر ہے، جس کے لیے میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔ بلا شبہ آپ کا دواخانہ اکثر دواخانوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اپنی دواؤں کے متعلق جو کچھ کہتا ہے اس کو صحیح ثابت کر کے دکھاتا ہے۔ آپ کا طریقۂ علاج واقعی معجزہ ہے ۔۔۔۔"

ورم خصیۃ الرحم

حالات مریضہ نمبر ۱۶۹۲۶/۲۸۶۴

"۔۔۔۔۔۔ میری اہلیہ عمر ۱۷ سال ہے۔ دو سال شادی کو ہوتے، کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ان کو ایام کے زمانے میں بہت سخت تکلیف ہوتی ہے۔ بہت علاج کرائے جا چکے ہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ حمل قرار نہیں پاتا ۔۔۔۔"

تشخیص مجلس نے خصیۃ الرحم کا ورم تشخیص کیا اور یہ دوائیں استعمال کرائیں۔

علاج (صبح) مستورین ایک تولہ دودھ میں گھول کر پلا دیا کریں۔

(شب) معجون مقوی رحم ۶ ماشے دودھ کے ساتھ کھلائیں

(بعد غذا) جوارش جالینوس ۹۔۹ ماشے دونوں وقت کھلائیں۔

حالاتِ مابعد "۔۔۔۔ مجھے یہ اطلاع دیتے ہوئے بے حد مسرت محسوس ہوتی ہے کہ دواؤں کے استعمال سے اہلیہ کو فائدہ پہنچا۔ اب کوئی شکایت نہیں ۔۔۔۔"

(مجلس نے حب حمل ایک عدد معجون موچرس ۹ ماشے میں ملا کر کھلانے کی ہدایت کی۔)

بے قاعدگی ایام

حالات مریضہ نمبر ۲۸۱۶/۵۶۹۲

"۔۔۔ ماہواری ایام میں خرابی ہے جسم لاغر ہے۔ دل کی حرکت بہت زیادہ ہے خوف و ڈر کا احساس ہر وقت رہتا ہے طبیعت ضدی ہے۔ سیلان الرحم کی شکایت بھی ہے۔ ہسٹیریا کا دورہ پڑتا رہتا ہے ۔۔۔۔"

تشخیص کی گئی کہ اعصاب کی کمزوری اور رحم کی خرابی کی وجہ سے یہ شکایات پیدا ہوئی ہیں۔

علاج:- (صبح) مستورین ایک تولہ دودھ میں گھول کر پلائیں۔

(شب) حب مرواریدی ایک عدد کو معجون سپاری پاک ۹ ماشے میں رکھ کر کھلا دیا کریں۔

(بعد غذا) جوارش عود شیریں ۹-۹ ماشے دونوں وقت کھلائیں۔

حالات مابعد "۔۔۔۔ دوائیں کھاتے ہوئے بیس دن ہو گئے ہیں۔ آج تک ہسٹیریا کا دورہ نہیں ہوا۔ اور شکایتیں بھی جاتی رہی ہیں ۔۔۔۔"

(مجلس نے یہی دوائیں مزید استعمال کرنے کی ہدایت کی)

ذیابیطس

حالات مریض نمبر $\frac{12865}{2297}$

"۔۔۔ پیشاب دن میں تیرہ چودہ بار آتا ہے۔ اور رات کو ۲۰-۱۵ مرتبہ۔ اور خوب کھل کر آتا ہے۔ پیاس بھی حد سے زیادہ لگتی ہے۔ پانی پیتے ہی فوراً پیشاب آجاتا ہے۔ جلن وغیرہ بالکل نہیں ہوتی۔ پیشاب کا رنگ بالکل پانی کی طرح سفید ہوتا ہے۔ مرض سردیوں میں تین مہینے زیادہ رہتا ہے۔ پیاس سخت لگتی ہے۔ دن میں نو دس کٹورے اور رات کو پچاس کٹورے پانی پی جاتا ہے ۔۔۔۔"

تشخیص مجلس نے ذیابیطس غیر شکری تشخیص کی۔

علاج (صبح) دوالابی ایک قرص چھاچھ کے ساتھ کھائیں۔

(رات) قرص فولاد ایک عدد، قرص زمرد ایک عدد کو جوارش زرعونی عنبری ۶ ماشے میں ملا کر کھالیں۔

(تیسرے پہر) انوشدارو لولوی ۶ ماشے کھائیں۔

حالات مابعد "۔۔۔ دوائیں مریض کو استعمال کرائی گئیں۔ پہلے پانچ چھ دن تو مرض بڑھتا ہوا معلوم ہوا۔ لیکن اس کے بعد بے حد فائدہ پہنچا۔ دواؤں کے استعمال سے پہلے مریض تقریباً ۲۰-۱۵ سیر پانی پی جاتا تھا، اور پیاس شدید رہتی تھی۔ لیکن اب تو بہت کم پانی پیتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ان دواؤں سے ہی فائدہ ہو جائے گا۔ ایک کورس اور بھیج دیجیے ۔۔۔۔"

ضُعفِ مثانہ

حالات مریض نمبر $\frac{19827}{3720}$

"۔۔۔ مجھے پیشاب زیادہ آنے کی شکایت ہے۔ راتوں کو اٹھنا پڑتا ہے۔ دن میں گھنٹہ بھر بعد پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔ اور قطرہ قطرہ پیشاب آتا ہے۔ یہ شکایت ہے تو بہت دن سے۔ مگر ایک مہینے سے زیادہ ہو گئی ہے ۔۔۔۔"

تشخیص مجلس نے ضعف مثانہ تشخیص کیا اور مندرجہ ذیل دوائیں تجویز کیں۔

علاج قرص فولاد ایک عدد، قرص زمرد ایک عدد کو جوارش زرعونی عنبری ۶ ماشے میں رکھ کر صبح کے وقت کھا لیا کریں۔

حالات مابعد "۔۔۔ آپ کی بندہ نوازی کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ آپ کی ادویات نے مجھے بہت فائدہ پہنچایا۔ پیشاب اب زیادہ نہیں آتا۔ قطرہ قطرہ آنے کی شکایت بھی بالکل نہیں رہی ۔۔۔۔"



انگور اور صحت انگور بہترین، لذیذ، خوش رنگ اور خوش ذائقہ پھل ہے۔ پھل بیچنے والے اس سے مزے سے مزے دار پھلوں کو منسوب کر کے اپنے پھلوں کی عمدگی کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ چناں چہ سنگترے والے اکثر اس قسم کی ہانک لگاتے سنے جاتے ہیں۔

مزا انگور کا ہے سنگترے میں

عسل زنبور کا ہے سنگترے میں

یہ پھل جس طرح لذت اور ذائقے میں دوسروں سے فائق ہے اسی طرح فوائد میں ان سے بدرجہا فضیلت رکھتا ہے۔ داناؤں نے اس کا کیمیائی تحلیل کر کے معلوم کیا ہے کہ اس میں ۷۶٫۹۹ فی صد پانی، ۱٫۳ فی صد مواد لحمیہ اور ۱٫۶ فی صد چربی، ۱۹٫۲ فی صد کاربنی اغذیہ ۰٫۰۱۹ فی صد کیلسیم، ۰٫۰۰۸ فی صد میگنیشیم، ۰٫۱۹۷ فی صد پوٹاسیم، ۰٫۰۱۵ فی صد سوڈیم، ۰٫۰۳۱ فی صد فاسفورس، ۰٫۰۰۵ فی صد کلورین، ۰٫۰۲۵ فی صد گندھک ہوتی ہے۔

ان اجزا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انگور کے رس میں پروٹین اور چربی بہت تھوڑی مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ سیلولوس بالکل ہوتا ہی نہیں مگر اس میں کاربنی غذا کی کافی مقدار ہوتی ہے۔ انگور کی شکر کو ڈکسٹروس (Dextrose) کہتے ہیں۔ یہ جسمانی ترقی کے لیے بہت مفید ہے۔ علاوہ ازیں انگور کے رس میں بہت سی معدنیات پائی جاتی ہیں۔ پوٹاسیم سے پٹھے مضبوط اور گٹھیلے بنتے ہیں۔ کیلسیم سے ہڈی سخت اور مضبوط ہوتی ہے۔ اور فاسفورس سے دماغ اور پھیپھڑے تقویت پاتے ہیں۔ عقل و حافظہ تیز ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

داناؤں نے یہ بھی معلوم کیا ہے کہ اس کے ایک پونڈ سے ۴۳۷ حرارے (Calories) یعنی قوت کی اکائیاں حاصل ہوتی ہیں حالاں کہ دودھ سے صرف ۳۱۴ حرارے میسر آتے ہیں۔ گویا انگور کا استعمال دودھ کے استعمال سے زیادہ قوت بخشتا ہے۔ اس کے اجزا کے عمدہ تناسب کی بدولت بیمار اور تن درست ہر نوع کے اشخاص اسے استعمال کر سکتے ہیں۔ اسے بطور غذا استعمال کرنے سے جسم میں حرارت اور طاقت پیدا ہوتی ہے جسم کے زائل شدہ ذرات کی مرمت ہو جاتی ہے اور کمزوری و نقاہت محسوس نہیں ہوتی۔ آدمی چاق و چوبند اور تن درست رہتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ کسی آدمی کو فقط انگوروں پر گزارا کرنے کے لیے بہت سی مقدار میں انگوروں کی ضرورت ہے۔ حال ہی میں امریکہ کی تجربہ گاہ میں مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اوسط درجے کے تن درست انسان کو ۲۴۰۰ حراروں کی حرارت رکھنے والی خوراک کی ضرورت ہے۔ اتنی قریباً ۶ پونڈ انگور استعمال کرنے سے حاصل ہوگی اور روزانہ اس قدر مقدار کا میسر آنا محال ہے۔ البتہ بیماروں کے لیے یہ بہترین اور موزوں خوراک ہے۔ قدرت نے اس میں کئی بیماریوں کے دور کرنے کی عجیب تاثیر ودیعت کی ہے۔ چناں چہ سائنس دانوں نے تجربات سے واضح کیا ہے کہ یہ بدہضمی اور خرابی ہاضمہ جس کی وجہ سے بھوک کی کمی، اپھار، قبض، پیچش، متلی، سینے کی سوزش، پیٹ کا بھاری ہونا، کھانا کھا چکنے کے بعد درد شکم محسوس ہونا، بدبودار سانس نکلنا، سر کا درد وغیرہ رونما ہوتے ہیں، انگوروں کے استعمال سے ایک دم دور ہو جاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ غذا ہلکی اور زود ہضم ہے اور پروٹین کم ہونے سے آنتوں اور معدے کو آرام اور سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کا رس پھیپھڑے اور گردے کی بیماریوں میں مفید نتائج پیدا کرتا ہے۔ پھیپھڑوں اور گردوں کو تقویت دینا، پیشاب لاتا اور کف کو خارج کرتا ہے۔ مرگی، ذیابیطس اور اختناق الرحم میں انگور حیرت انگیز اثر دکھاتا ہے۔ انگور کے رس میں شہد ملا کر استعمال کرنے سے کھانسی کو شرطیہ فائدہ ہوتا ہے۔ اختلاج قلب میں بھی انگور بہت کام دیتا ہے۔ اگر ایسا مریض انگور پر کئی دن بسر کرے تو بیماری سے بہت جلد نجات حاصل کر لیتا ہے۔

چھوٹے بچوں کو قبض کے وقت اور دانت نکلنے کے ایام میں اور سوکھے کے بیمار بچوں کو انگور کا رس دیا جائے تو بے انتہا فائدہ ہوتا ہے مگر ضروری

اور بلاغم بھی انگوروں کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہے اور بدن فربہ ہو جاتا ہے۔ ناریل کے پانی کے ساتھ انگور کھانے سے جسم میں حیرت انگیز بیداری اور چستی دکھائی دیتی ہے۔ اگر دماغی کام زیادہ کرنے والے آدمی اسے استعمال کریں تو ان کا تکان دور ہو جاتا ہے اور دماغی کام کرنے سے جو کمزوری ظاہر ہوتی ہے وہ نابود ہو جاتی ہے۔ جن عورتوں کو ماہواری حیض باقاعدہ نہ آتا ہو یا دوسرے زنانہ پوشیدہ امراض میں مبتلا ہوں انھیں اسی کھاتے رہنے سے تمام امراض سے نجات مل جاتی ہے۔ حاملہ عورت کو ایام حمل میں جو عوارض لاحق ہو جاتے ہیں انگور کا استعمال ان کو ان سے بچاتا ہے اور اندرونی بچے کو مضبوط اور توانا بناتا ہے۔ چنانچہ ایران میں حاملہ عورتیں انگور کا رس، مربہ اور کشمش کا استعمال بکثرت کرتی ہیں مغربی ممالک کے لوگ بچوں کو صحت و تن درست اور خوب صورت بنانے کے لیے انگور کا رس افراط سے پلاتے ہیں۔

الغرض یہ کیا بلحاظ خوراک اور کیا بطور دوا بہترین چیز ہے مگر اس کو کھانے میں بھی حکمت درکار ہے۔ اس کا رس چوس کر چھلکا اور بیج پھینک دینا درست نہیں ہے اس طرح اس پھل کے کلی فوائد سے استفادہ نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ بیج میں چونے اور فاسفورس کی مقدار ہوتی ہے۔ نیز چھلکے میں پورے پھل کا دوتہائی حصہ کاربوہائیڈریٹ کا ہوتا ہے۔ اس لیے اگر دانت مضبوط ہوں تو بیج کو ورنہ کم از کم چھلکے کو ضرور چبا کر کھا لینا چاہیے تاکہ پورا پورا فائدہ حاصل ہو دوسرے انگور کھانے کے بعد فوراً پانی بھی نہیں پینا چاہیے۔ یوں تو ہر ایک پھل کے بعد پانی پینا غیر مفید اور نامناسب ہے۔ چنانچہ فارسی کا مقولہ ہے کہ آب بر میوہ خوردن و میوہ بر آب خوردن موزوں نیست۔ مگر انگور کے لیے خاص طور پر اس مقولے پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر کبھی تازہ انگور نہ ملیں تو خشک انگور جن کو کشمش اور منقے کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، استعمال کرنا چاہیے۔ بہ لحاظ غذا انگور سے مفید تر ہیں، اندازہ کیا گیا ہے کہ جس قدر فائدہ ایک پونڈ انگور سے جسم کو پہنچتا ہے اتنی کشمش سے پانچ گنا فائدہ ہوتا ہے۔ کشمش کو کچے دودھ میں ڈال کر کچھ عرصے رکھنے اور پھر اسے گرم کر کے پینے سے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ جن لوگوں کے پیٹ میں پانی جمع ہو جاتا ہے، جو گٹھیا سے دکھی رہتے ہیں، جنھیں سردی بہت ستاتی ہے یا جن کے فوطوں میں پانی جمع ہو گیا ہو، انھیں کشمش کو دودھ کے ساتھ استعمال کرنے سے بہت فائدہ ہوگا۔ منقے کا سردیوں میں استعمال بہت طاقت بخشتا ہے۔

کھٹے انگوروں کا رس چوٹ، موچ اور زخم پر لگانے سے عمدہ نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ قے بند کرنے کے لیے اور پیشاب کی سوزش میں بھی یہ مفید ثابت ہوا ہے۔ ڈاکٹر اولڈ فیلڈ کی رائے میں دمہ کے بیمار کو انگور اور انگور کے رس سے بہت فائدہ پہنچتا ہے ان کا قول ہے کہ اگر بیمار انگور کے کھیت میں رہائش اختیار کر لے تو بہت جلد تن درست ہو جاتا ہے۔ بہرحال قدرت نے اس پھل کو نادر صفات سے متصف فرمایا ہے۔ ہر شخص کو ان فوائد سے بہرہ اندوز ہونا چاہیے۔ (سائنس)

غدودوں کا تعلق حسن سے تھوڑے دنوں سے درون افراز غدودوں کے متعلق جو انسانی تن درستی اور انسانی عمر پر بہت نمایاں طور پر اثر انداز ہوتے ہیں بہت زور شور کے ساتھ تحقیقات ہو رہی ہے۔ اس میں ذرا سا بھی شک نہیں کہ بعض درون افراز غدود مردوں اور عورتوں کی صحت اور ان کے حسن پر بہت کافی اثر ڈالتے ہیں۔ ان غدودوں کے کام کو زندگی کے ساز سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ اگر یہ تمام غدود ہم آہنگی کے ساتھ کام کریں تو انسان صحت اور خوب صورتی میں کامل ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر ان میں سے ایک بھی بے سرا ہو جاتا ہے تو پھر نہ صحت باقی رہتی ہے نہ خوب صورتی۔ بعض لوگوں میں غدہ نخامیہ (پچوٹری گلینڈ) کے زیادتی فعل کی وجہ سے پیر بڑے بڑے ہو جاتے ہیں، ناک بے ڈھنگی اور موٹی ہو جاتی ہے۔ لیکن یہی غدہ اگر اچھی طرح کام نہ کرے تو لوگ بونے اور مختصر قد و قامت کے رہ جاتے ہیں۔

اگر غدہ تیموسیہ (تھائمس گلینڈ) صحت کار پر مائل ہو جائے تو انسان کا چہرہ بارونق ہو جاتا ہے۔ جلد کی رنگت کا تعلق "غدہ فوق الکلیہ" (ایڈرینل گلینڈ) سے ہے۔ "مرض ایڈیسن" میں یہی ایڈرینل غدود خراب ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے بدن کی جلد شروع میں پیلی اور بعد میں تانبے کے رنگ کی مائل بہ زردی ہو جاتی ہے۔ جلد کی بافت اور اس کی دوسری خصوصیات پر بھی درون افراز غدودوں کا بہت اثر پڑتا ہے۔ اگر ان غدودوں کا فعل صحیح اور متوازن ہو تو بدن کی کھال تنی ہوئی اور چست و تن درست ہوتی ہے۔ جن لوگوں میں غدہ درقیہ (تھائرائڈ گلینڈ) کا فعل صحیح نہیں رہتا اُن کی کھال میں جھریاں پڑ جاتی ہیں اور نوجوانی میں بھی بڑھاپے کے سے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔ کھال کی نرمی اور لچک کا انحصار زیادہ تر غدہ درقیہ ہی پر ہے۔

خوش نما اور چمک دار دانت اس بات کی علامت ہیں کہ درون افراز غدود کا فعل صحیح اور متوازن ہے۔ جن لوگوں کے جسم میں غدۂ درقیہ تن درست ہو ان کے دانت خوب صورت اور موتیوں کی طرح آب دار ہوتے ہیں۔ کسی دانتوں کے معالج سے اگر آپ دریافت کریں تو معلوم ہوگا کہ عموماً ایسے دانت جو جلد ٹوٹ جائیں یا سڑنے لگیں غدہ درقیہ جانبی کی خرابیٔ فعل کا نتیجہ ہوتے ہیں جن لوگوں کے دانت بڑے بڑے اور آگے کو نکلے ہوئے ہوتے ہیں ان کے جسم میں غدہ نخامیہ کی رطوبت کی زیادتی ہوتی ہے کیوں کہ ہڈیوں کی نشوونما کا انحصار اسی غدود پر ہے۔ جن لوگوں کا قد چھوٹا ہے وہ اگر غدہ نخامیہ مقدم کی دو گولیاں روزانہ (ایک صبح ایک شام) کھایا کریں تو انھیں نفع پہنچ سکتا ہے۔

ہمارے ہندوستانی شعرا کے دیوان کے دیوان عورتوں کی بالوں کی تعریف سے بھرے پڑے ہیں اور حق یہ ہے کہ ان کا تعریف کرنا کسی طرح بے جا نہیں ہے۔ جو عورتوں کو بھی اپنے ان بالوں سے جو ان کے حسن میں چار چاند لگا دیتے ہیں، بے انتہا محبت ہوتی ہے۔ بالوں کی خوبی، بالوں کی ساخت اور بالوں کا گھنا پن ان سب کا تعلق غدۂ درقیہ سے ہے۔ چہرے اور اندام نہانی کے بال انثیین سے متعلق ہیں اور زنانہ خصیۃ الرحم چہرے پر بالوں کو نکلنے سے روکتے ہیں کبھی کبھی ہمیں ایسی بھی ایک آدھ عورت نظر آجاتی ہے جس کے چہرے پر داڑھی اور مونچھوں کے چند بال نمودار ہو جائیں ایسی عورتوں کے خصیۃ الرحم مرجھائے ہوئے اور نشوونما سے محروم ہوتے ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عورتوں کے چہرے پہ بال اس وقت نکلتے ہیں جب وہ سن ایاس کو پہنچ جاتی ہیں کیوں کہ اس عمر کو پہنچنے کے بعد خصیۃ الرحم زوال پذیر ہو جاتے ہیں۔

اس حقیقت سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مردانہ اور زنانہ صنفی درون افراز غدود مردوں اور عورتوں کی تن درستی اور حسن و صورت پر زبردست اثر اور اقتدار رکھتے ہیں۔ خواہ وہ کسی ملک اور کسی آب و ہوا کے اندر رہنے والے ہوں۔

انسان کی خوراک گھاس ابتدائے آفرینش سے گھاس مویشیوں اور چوپایوں کی خوراک رہی ہے۔ گائے گھاس کھا کر انسان کے لیے دودھ جیسی نعمت بنایا کرتی ہے، اور بیل اسے چر کر ہمارا ہل چلاتے ہیں، گھوڑے ہمیشہ سواری کا کام دیتے چلے آئے ہیں اور ہاتھی اسی گھاس کو کھا کر جنگلوں کے اندر ہمارے شہتیر ڈھوتے رہتے ہیں۔ گھاس نے ان جانوروں کے جسم میں طاقت اور قوتِ برداشت پیدا کی ہے لیکن اس کے باوجود اس زمانے سے پہلے کسی کو بھی خیال نہ آیا تھا کہ گھاس کی کیمیاوی ترکیب معلوم کرے۔ اور اس کا تجزیہ کر کے اس کے خواص و فوائد سے واقفیت بہم پہنچائے۔ یہ صحیح ہے کہ گھاس کا بیج یعنی اناج ہماری خوراک میں داخل تھا اور بانس کے کلّے بھی جو گھاس ہی کی ایک عظیم الجثہ قسم ہے، ہمارے باورچی خانوں میں بار پا جاتے تھے لیکن جانوروں کی طرح گھاس کھانا انسان کا شعار کبھی نہیں رہا ہے۔ لیکن اب جارج کوہر، ڈبلیو۔ آر گراہم، اور سی، ایف شنابل نے جو فن کیمیا کے ماہرین ہیں، مسلسل چار سال تک تحقیقات کرنے کے بعد ثابت کیا ہے کہ گھاس کے اندر بڑی قوت پنہاں ہے۔ اخبار نیا سائنس آدن چکاگو" لکھتا ہے کہ اناج پیدا کرنے والی گھاس میں سوائے حیاتین د کے باقی سب حیاتینیں موجود ہوتی ہیں۔ یہ حیاتینیں اس میں خشک پھلوں اور ترکاریوں کی بہ نسبت اٹھائیس گنے زیادہ ہوتی ہیں۔ اناج کی گھاس کے اندر گاجروں کے مقابلے میں حیاتین الف تیس گنا زیادہ ہوتی ہے۔ سبز پتے والی ترکاریوں کی بہ نسبت حیاتین ب لاگنا زیادہ ہوتی ہے، اور ٹماٹروں اور لیموں کی قسم کے پھلوں کی بہ نسبت چودہ گنا حیاتین ج زیادہ پائی جاتی ہے۔

اسی اخبار کا بیان ہے کہ انسانی خوراک کے لیے موزوں بنانے کی غرض سے ان کیمیا ساز محققین نے گیہوں کے پتّوں کو خشک کر کے پیس لیا اور اسی طرح جو اور جئی وغیرہ کے پتّوں کا بھی سفوف تیار کیا۔ ان محققین نے جانوروں پر یہ گھاس کا سفوف کھایا۔ وہ کھانسی زکام سے بھی محفوظ رہے اور عام جسمانی صحت بھی بہت اچھی رہی۔ اب ریاست ہائے متحدہ میں تین اور کناڈا میں ایک کارخانہ گھاس کا یہ سفوف تیار کیا کرتے ہیں۔ اس پر فی پونڈ چھ سینٹ خرچ آتا ہے۔

ان ماہرین کیمیا نے گزشتہ ہفتے میں سنناتی کی کیمیاوی سوسائٹی کے سامنے یہ اعلان کیا کہ تاریخ عالم میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ چھ سے پیسے خرچ کر کے صرف بارہ پونڈ گھاس کے سفوف کا استعمال تمام ریاست ہائے متحدہ کو خوراک کے تمام اجزا بہم پہنچا دیا کرے گا۔ گھاس کے کھیتوں پر اب سائنس کا لیبل لگ کر اس کی قدر و قیمت میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا ہے، اور اگر انسان نے گھاس کو اپنی خوراک میں داخل

کر لیا تو اس سے ایک فائدہ تو ضرور ہی پہنچے گا کہ انسانی اور حیوانی دنیا میں باہم خوراک اور تن درستی کی یکسانیت کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔

دماغی سکون اور خوشی دماغی سکون، دماغی مسرت، دماغی اطمینان سب کے سب جسمانی صحت کے اجزا ہیں۔ ہمارے دل کے بعض جذبات مثلاً نفرت اور محبت ہمارے لیے تقویت بخش ہیں اور چند دوسرے جذبات مثلاً حسد غصہ افسوس وغیرہ روح کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا دماغ اور ہمارا جسم دونوں ہمارے ماحول سے مانوس اور اس کے لیے موزوں ہونے چاہییں۔ جس طرح کہ بڑی بڑی عضلاتی ورزشوں کے لیے جسم کو مشق کر کے سدھا لیا جاتا ہے اسی طرح دل پر بھی اس قسم کا قابو حاصل کیا جا سکتا ہے کہ وہ حالات کا اثر ہمارے منشا کے مطابق قبول کرے۔ زندگی کے اندر کوئی حقیقی کامیابی حاصل کرنا اسی وقت ممکن ہے کہ ہم اپنے مقصود کی خاطر اپنی ہستی کو قربان کر دیں۔ انسان کے جسم میں اور دماغ میں جس قدر صلاحیت اور استعداد ہے۔ اس کے کمال یا انتہا تک کوئی انسان اس وقت تک نہیں پہنچا ہے جب تک کہ اس نے یہ نہ سیکھ لیا ہو کہ ضرورت کے وقت اپنی پوشیدہ طاقتوں سے کس طرح کام لیا جاتا ہے۔

حاملہ کی غذا کا اثر جنین پر غالباً یہ صحیح ہے کہ اب زچہ و بچہ کا علاج کرنے والے مخصوص ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ ہم جنین کی جسامت کو بڑھنے سے روک سکتے ہیں۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ حاملہ کی غذا میں حمل کے آخری تین ماہ کے دوران میں شکر اور شکر بنانے والی غذاؤں یعنی نشاستے کا جزو کم کر دیا جائے۔ اسی طرح اس کو پانی بھی کم مقدار میں پلایا جائے مگر اس بات کی احتیاط رہے کہ شکر یا پانی کا جزو غذا میں اس حد تک کم نہ ہو جائے کہ حاملہ کے اپنے جسم کی ضرورتیں بھی پوری نہ ہو سکیں۔ اس قسم کی تقلیلِ غذا کا اثر جنین کے قد کی لمبائی پر نہیں ہوتا اور نہ اس کے سر کی جسامت میں کمی آتی ہے۔ یہ چیزیں تو غالباً بچے کو والدین سے ورثہ میں ملتی ہیں۔ بچے کا وزن اور بچے کی بہت ہی اہم چیزیں ہیں۔ کیوں کہ اکثر وضع حمل کے وقت بچے کی جسامت ہی دشواریاں پیدا کر دیتی ہے خصوصاً جب ہڈیاں موٹی ہوں۔



مزاحیہ

لاش کی تلاش

(ڈینس ڈائینڈ روٹ کا ایک مزاحیہ افسانہ)

شہر کے نامور سرجن کو بعض تجربات کے لیے ایک تازہ لاش کی ضرورت تھی۔ وہ شہر کے خیراتی اسپتال میں گیا اور انچارج سے پوچھا "کیسے کسی لاوارث مریض کو بھی لڑھکایا؟"

انچارج نے جواب دیا۔ "واہ ڈاکٹر صاحب واہ! آپ آئے خوب وقت پر۔ نمبر ۴۶ بس مرنے ہی والا ہے صرف دو ڈھائی گھنٹے کی دیر ہے آپ کا کام بن جائے گا۔ بے مبا تڑنگا نوجوان!"

سرجن نے کہا، "دو گھنٹے بعد مرے گا تو پھر میرا کام نہیں بن سکتا۔ یا تو مجھے لاش ابھی مل جاتی یا پھر کل صبح ملنی چاہیے کیوں کہ میں دو ڈھائی گھنٹے بعد ایک رات کے لیے باہر جا رہا ہوں اور کل صبح دس بجے تک واپس آؤں گا۔ لاش چاہیے بالکل تازہ۔"

خیراتی اسپتال کا انچارج بولا، "خیر کوئی بات نہیں ہے۔ میں آپ کے لیے نمبر ۴۶ کو کل صبح دس بجے تک ہی زندہ رکھوں گا۔"

سرجن شکریہ ادا کرکے رخصت ہوا۔

انچارج نے مریضوں کے کمرے میں واپس آکر نمبر ۴۶ کو بہترین قسم کی مقوی دوا پلائی۔ دوا نے فوری اثر کیا۔ مریض کو نیند آگئی اور وہ پورے چھ گھنٹے تک سوتا رہا۔

صبح خیراتی اسپتال کا انچارج جب معائنہ کرنے گیا تو دیکھا کہ مریض نہایت اطمینان سے بستر پر بیٹھا ہے۔ کھانسی کی شدت کم ہے بلغم آسانی سے خارج ہو رہا ہے۔ پسلیوں میں درد بھی نہیں۔ بخار غائب ہے اور چہرے پر تازگی! ڈاکٹر کو دیکھ کر اس نے خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے کہا، "ڈاکٹر صاحب میں آپ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ آپ نے میری جان بچا لی۔"

انچارج نے حیرت کی نگاہوں سے مریض کی طرف دیکھ کر پوچھا، "کیا درحقیقت تمھاری جان بچ گئی؟"

مریض نے جواب دیا، "جی ہاں ڈاکٹر صاحب۔ میری حالت آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔ خدا کے لیے آج بھی مجھے وہی دوا پلا دیجیے جو کل پلائی تھی۔"

انچارج کی زبان سے عالمِ محویت میں نکلا، "میں دوا تو پلا دوں مگر سرجن صاحب کیا کہیں گے!"

مریض چونک کر بولا، "سرجن صاحب کیا کہیں گے —؟ ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ کیا فرمایا! کیا آپ میرے صحت پانے سے ناخوش ہیں؟"

انچارج نے اپنا سر کھجاتے ہوئے کہا، "نہیں نہیں، یہ بات نہیں بیٹے۔ میں کچھ اور کہہ رہا تھا۔"

انچارج تھوڑی دیر بعد مریض کو جا کر دیکھتا تھا اور پوچھتا تھا، "اب کیا حال ہے؟" اس امید پر کہ شاید کمزور مریض پر تیز مقوی دوا کا ردِ عمل شروع ہو جائے۔ مگر وہ ہر مرتبہ یہی کہتا تھا، "خدا کا شکر ہے اور آپ کی مہربانی۔"

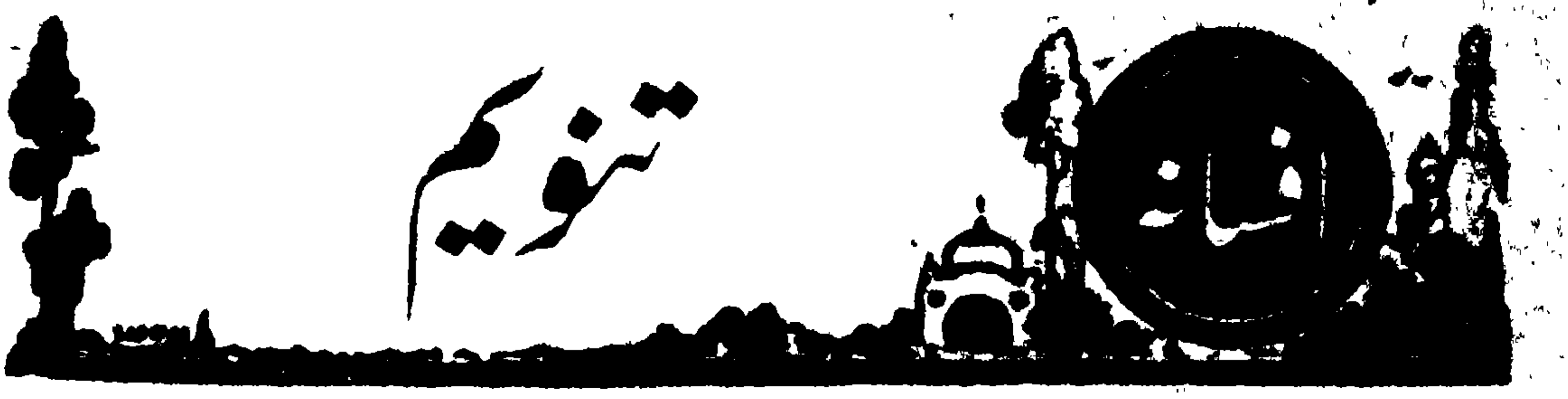
یہ جواب سن کر خیراتی اسپتال کے انچارج کا منھ لٹک جاتا تھا۔ ٹھیک دس بجے دن کو سرجن نے واپس آکر کہا، "لاؤ لاش کہاں ہے؟"

انچارج نے جواب دیا، "لاش — لاش — کیسی لاش؟"

سرجن بولا، "ارے وہی لاوارث مریض جو مرنے والا تو کل ہی تھا لیکن جسے تم نے میرے لیے آج صبح تک زندہ رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔"

انچارج نے کہا، "میرا مریض کل بے شک مرنے کے لیے تیار تھا۔ لیکن آج اس نے اپنی رائے بدل دی اور اب وہ مرنا نہیں چاہتا۔"

(بقیہ صفحہ [illegible] پر)



از جناب پروفیسر حکیم مظفر حسین صاحب اظہر جرنلسٹ، شاعری کالج، لاہور

میں ۱۰ نومبر ۱۹۱۵ء کو رات کے ٹھیک پونے نو بجے ڈاکٹر عارف صاحب کے وسیع شفاخانے میں داخل ہوا۔ تیس اکتیس آدمی وہاں موجود تھے۔ آج ڈاکٹر صاحب لوگوں کو تنویم کے کرشمے دکھانے والے تھے اور یہ لوگ اسی غرض سے آئے تھے اور میں بھی تو اسی واسطے وہاں گیا تھا۔

صاحبِ خانہ، ماشاءاللہ ڈاکٹر ہونے کے علاوہ عامل، نجومی، عاملِ تنویم (مسمرائزر) اور خدا جانے کیا کیا تھے۔ مگر برا ہو بدگمانی کا کہ بعض ڈگری بردار ڈاکٹروں کو اعلیٰ حضرت کی طبابت و حذاقت ہی سے انکار تھا اب اسے رشک و حسد کے زہریلے جذبات کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب، چشمِ بددور، بڑے روادار، وجاہت آب، سرو قد اور موٹے تازے انسان تھے۔ مگر بدقسمتی سے ان کے مخالفین ان پر خواہ مخواہ "مردِ فربہ" کی پھبتی اڑایا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی "شترِ اسلام" کے نام سے بھی مخاطب کیا کرتے تھے۔ بس یہ تھا صلہ ان کی غیر معمولی قابلیت اور اسلام و مسلم کی ناز برداریوں کا! (بار برداریوں کا نہیں) مگر اس ناقدردانی کے زمانے میں اس سے زیادہ اور توقع ہی کیا کی جا سکتی ہے! ع تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو!

ان کی آواز بڑی کڑاکے دار تھی اور شاید اسی وجہ سے "اہلِ جنت" ان سے فوراً مرعوب ہو جایا کرتے تھے! ——— یا ان کی تنویم کے اثر میں آ جایا کرتے تھے۔ وہ باتیں بھی بڑے مزے مزے کی خوب چکنی چپڑی اور چٹخے دار کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سربازار لیکچر دے کر دوا بیچنے والی مخلوق ان کو اپنا پیر و مرشد مانتی تھی۔ اور سانڈے کے تیل کے اکثر "ملک التجار" صاحبان ڈاکٹر صاحب قبلہ کے اچھے شاگردوں میں تھے۔ ماشاءاللہ الغرض ڈاکٹر صاحب عام نہیں بلکہ خاص الخاص "سہ آتشہ آدمی" تھے۔ نہیں، نہیں! ... غلطی کی وہ خاکی مخلوق سے کسی قدر مختلف یعنی بالاتر تھے۔ اور ان کے دعوے، ماشاءاللہ! سنتے سنتے اکثر لوگوں کے کان قوتِ سماعت سے بے نیاز اور "بے بہرہ" ہو چکے تھے۔

میں نے حضرت کو فرشی سلام کیا تو بولے ——— "بھئی، خوب آئے۔ ہم آپ ہی کا انتظار کر رہے تھے۔ بس حلقہ شروع ہی ہونے والا ہے۔"

میں :- بہت خوب! شکریہ! ڈاکٹر صاحب، مجھے بڑا اشتیاق ہے!

ڈاکٹر :- واہ مسمرازم کے موجد واہ! تیرے دونوں ہاتھ چوم لوں! کیسا زبردست علم و فن ایجاد کیا ہے! روحانیت کا لہریں مارتا سمندر! بعض نادان انسان سحر اور جادو کے انکاری ہیں۔ لیکن ہم ان کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج کرتے ہیں کہ جادو یہی مسمرازم تو ہے! بھئی یہ جادو نہیں تو اور کیا ہے؟

عنایت :- بے شک! بے شک! ڈاکٹر صاحب، یہ جادو ہے! چلتا جادو!

ڈاکٹر :- اجی جادو کا بھی باوا!

احمد :- مگر ڈاکٹر صاحب! لوگ یہ کیوں کہتے ہیں کہ جادو برحق! مگر کرنے والا کافر؟"

ڈاکٹر :- اجی لاحول ولا قوۃ! تم جاہلوں کی باتیں کیوں لے بیٹھے! ——— میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ مسمرازم نہایت اعلیٰ، مفید، مقدس اور زبردست علم و عمل اور فن ہے۔ چناں چہ اس کی شہرت مشرق و مغرب میں ہے اور اس کے سامنے جھاڑ، پھونک، جنتر، منتر، تنتر، سحر، شعبدہ، طلسم، تعویذ، نقش اور اوراد و وظائف سب ہیچ ہیں! ہاں مسمرازم کے عامل کے سامنے سیانے، دیوانے، بھگت، رمال

نجومی، جوتشی، پنڈت، مولوی وغیرہ سب ہی پانی بھرتے ہیں۔ یعنی اس خاکسار کے نیازمند ہیں!

عنایت :- حق ہے! واللہ حق ہے! ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر :- اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ اس کے واسطے نہ تو آدمی رات کے بھیانک وقت شہر خموشاں میں جاکر اور ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر وظیفہ پڑھنے کی ضرورت ہے، نہ قبر کے مُردے جگانے کی اور نہ مردہ گھاٹ میں جانے کی حاجت اور نہ مُردے کی کھوپڑی میں کھیر پکا کر کھانا ضروری! اجی یہ تو وہی بات ہے کہ ہلدی لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آئے! ۔۔۔ نظر کی مشق درکار ہے، بس پھر کیا تھا۔ خاکی انسان میں وہ کمال اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ مثل پرند ہوا میں اُڑتے پھرو۔ اور ہاتھی کو بال سے جکڑ لو۔ ہاتھ باندھ کر ڈال لو۔

عنایت :- ڈاکٹر صاحب، کہتے ہیں کہ مسمرازم سے آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں۔

ڈاکٹر :- لاحول ولا قوۃ! یہ حاسدوں اور جاہلوں کی بکواس ہے یا دشمنوں کا افترا اور بہتان! ورنہ یہ تو چودہ طبق روشن کر دیتی ہے بھئی! یہ وصف اسی عمل میں ہے کہ کسی انسان کے ہوش و حواس دم کے دم میں رخصت کر کے اُسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کیا اور پھر اس کے ذریعے سے دنیا جہان کے راز معلوم کر لیے اور کام لینے کے بعد پھر اسے ہوش میں لے آئے۔ واہ! کیا کہنا ہے مسمرازم کا! سبحان اللہ۔

عنایت :- واللہ بے نظیر فن ہے! یہ واقعی جادو ہے ڈاکٹر صاحب قبلہ!

ڈاکٹر :- احمد، ادھر آؤ۔

احمد ڈاکٹر کے قریب آگیا۔ اس کی عمر یہی کوئی سولہ سترہ برس کی ہوگی۔ پیشانی فراخ اور ناک بڑی۔

اب ڈاکٹر صاحب احمد کی گُدّی پر اپنا سیدھا ہاتھ رکھ کر بولے، "احمد! تم سامنے لیمپ کی طرف دیکھو! ابھی دیکھو! خبردار پلکیں نہ جھپکنے پائیں۔"

احمد نے حکم کی تعمیل کی اور کوئی پانچ سکنڈ گزرنے کے بعد وہ چلّایا، "اچھے ڈاکٹر صاحب! مجھے بچاؤ! میں آپ کے پیروں پڑتا ہوں! اجی، اجی! مجھے تو ہوا اُڑائے لیے جا رہی ہے! اوہ! میرا تمام بدن سنسنا رہا ہے! اُف! سنسناہٹ تو دم بدم بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے! —— اندھیرا! ہر طرف بھیانک اندھیرا! —— اب مجھے نیند آ رہی ہے! میں گرا —— میں گرا، گرا، گرا!" وہ یہ کہتے کہتے گر پڑا۔ اور ظاہر معلوم ہوا کہ وہ بے ہوش ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے کچھ پڑھ کر اس کے منہ پر پھونکیں ماریں تو وہ فوراً ہوش میں آگیا اور ایکا ایکی کھڑا ہو گیا۔

اب ڈاکٹر صاحب اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولے، "کیوں کیا حال ہے؟"

احمد :- توبہ ہے میری توبہ! قبلہ ڈاکٹر صاحب خدا کے لیے میری خطا معاف کیجیے۔ پھر ایسا قصور ہرگز نہیں ہوگا! ہاں اب میں یہ بات پھر کبھی نہیں کہوں گا کہ مسمرازم بے اثر ہے اب تو میں دل سے قائل ہو گیا اور عمر بھر قائل رہوں گا۔

ڈاکٹر :- رعب اور شان سے، انکاری کے انکار سے فن کی طاقت اور اہمیت ہرگز کم نہیں ہو سکتی! بلکہ یہ بات یعنی انکار جہالت کا مظاہرہ سمجھا جا سکتا ہے!

حاضرین :- بے شک! بے شک! ——

ڈاکٹر کے اشارے پر ان کا نوکر گول میز اٹھا لایا، اس کے گرد پانچ کرسیاں رکھی گئیں اور ان پر ڈاکٹر صاحب کے علاوہ عنایت، احمد اور بروشاد بیٹھے اور ولایت بھی۔

ڈاکٹر :- حضرات! آپ میری ہدایات غور سے سنیے گا۔ اور ان پر حرف بہ حرف عمل کیجیے گا۔

چاروں :- اچھا جناب!

ڈاکٹر :- اب ہم گویا مادی اور کثیف دنیا سے نکل کر روحانی اور آسمانی حلقے میں داخل ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپ حضرات کو خوش عقیدہ اور پُر اُمید رہنا چاہیے۔ ضد، تعصب، بدگمانی اور شک دل سے نکال پھینکو! خبردار! خبردار! بداعتقادی اور انکار، یعنی کفر تمھارے پاس نہ پھٹکنے پائے! ——

یا بدگھو، بدعقیدہ اور منکر کے لیے بدنصیبی اور جہنم کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرات! اگرچہ اس مقدس حلقے میں ہم خیال و مخالف، مشاق و مبتدی مرد و عورت، بوڑھے اور بچے ہر قسم کے انسان شامل کیے جا سکتے ہیں تاہم احتیاط کا تقاضا ہے کہ منکرین کو اس روحانی فیض سے محروم رکھا جائے۔

عنایت :- خوب! مگر ڈاکٹر صاحب! طفیل کو بھی حلقے میں شامل کر لیجیے۔ وہ بھی اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر :- یہ مشکل ہے۔ کیوں کہ حلقے میں طاق تعداد ہی کے آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ ہم پانچ ہیں، چھ نہیں ہو سکتے۔ البتہ سات ہو سکتے ہیں یا تین عزیز

طفیل :- پھر تو مجبوری ہے۔ جانے دیجیے۔ میں دور ہی سے تماشا دیکھ لوں گا۔

ڈاکٹر :- لاحول ولا قوۃ! ہاں کیا کہا تماشا! صاحب زادے منہ کو لگام دو! اس قدر گستاخی! ارے بھائی یہ تو مقدس حلقہ ہے! روحوں کا مقدس حلقہ! یہاں تو مقدس روحوں کا نزول اجلال ہونے والا ہے۔ تم نے سمجھا کیا ہے؟

طفیل :- ڈاکٹر صاحب قبلہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ معاف فرما دیجیے۔

ڈاکٹر :- صاحب زادے منہ کو لگام دینی چاہیے۔ خیر معاف کرتا ہوں۔

اب ڈاکٹر صاحب نے اپنے رفیقوں سے خطاب کیا:۔

"آپ چاروں صاحب اس گول میز پر ہاتھ رکھیے۔ دونوں۔ میں بھی رکھتا ہوں۔ سیدھے نہیں الٹے کر کے۔ ہاں، اسی طرح۔ ہتھیلیاں اور انگلیاں میز کی سطح سے خوب ملا دو۔ ہاتھ نرم اور ڈھیلے رکھو۔ میز پر زور بالکل نہ دو، اسے دباؤ نہیں۔"

چاروں آدمیوں نے ان کلموں کی تعمیل کی۔

ڈاکٹر :- حضرات! انگلیاں باہم ملی رکھیے۔ دسوں ہاتھ بھی ایک دوسرے سے ملے رہیں اور ایک دوسرے کو چھوتے رہیں! ہاں ٹھیک اسی طرح! (دو منٹ ٹھیر کر) بس اب میز میں کوئی روح آ جائے گی۔ آپ بھی دل میں خیال کیجیے کہ روح آ رہی ہے۔ یقین کیجیے کہ ضرور آئے گی، شک اور بے یقینی ہرگز نہ کرنا۔

چاروں :- بہت اچھا جناب!

ڈاکٹر :- آپ صاحبان خاموش رہیں، بالکل خاموش! اور روح کا انتظار کریں۔ جب عالم انتظار میں کوئی پانچ منٹ گزر گئے تو ڈاکٹر صاحب بولے۔ "روح آ گئی ہو گی۔ اچھا میں معلوم کرتا ہوں۔" پھر زور سے بولے۔ ـــــ ـــــ "اگر اس میز میں کوئی روح آ گئی ہے تو ایک پایہ اٹھے ورنہ نہیں ـــ"

مگر چار منٹ گزر گئے اور پایہ نہ اٹھنا تھا نہ اٹھا۔

اب حاضرین، ایک دوسرے کو خاص نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

ڈاکٹر صاحب پھر بولے ـــــ "اگر روح آ گئی ہے تو ایک پایہ اٹھے۔ ابھی اٹھے۔ فوراً اٹھے!"

اب میز کا ایک پایہ اٹھا۔ زمین سے کوئی چار انچ بلند ہوا جس کی وجہ سے میز کی سطح کسی قدر نا ہموار اور ٹیڑھی ہو گئی۔

ناظرین نے یہ نظارہ دیکھا تو سب کے سب تصویر حیرت بن کر رہ گئے! ـــــ اور ڈاکٹر صاحب؟ اجی ان کا کچھ نہ پوچھیے! خوشی سے پھول کر بس کپا ہی تو ہو گئے اور ہر شخص کی طرف داد طلب نگاہوں دیکھنے لگے۔

پھر بولے ـــــ "روح آ گئی۔ ایک مقدس روح! مرحبا مرحبا! ہم سب کا شکریہ قبول ہو ـــــ اب میں یہ معلوم کروں گا کہ روح کس کی آئی ہے" بلند آواز سے "کس کی روح آئی ہے؟ اگر کسی مرحوم ولی کی ہے تو ایک پایہ اٹھے۔ ورنہ نہیں۔"

پایہ نہیں اٹھا تو ڈاکٹر صاحب بولے ـــ "روح ولی کی نہیں ہے۔ پھر اور کس کی ہے؟ اچھا میں ابھی معلوم کیے لیتا ہوں ـــ (کچھ دیر خاموش رہ کر) اوہو! آج کل جنگ کا زمانہ ہے ـــــ بڑی زبردست جنگ ہو رہی ہے! ـــــ شاید کسی سپاہی کی روح آئی ہو ـــــ اچھا پوچھتا ہوں!"

اب ڈاکٹر صاحب بلند آواز سے بولے۔

"اگر کسی مرحوم سپاہی کی روح آئی ہے تو دو پائے اٹھیں۔"

دیکھتے ہی دیکھتے میز کے دو پائے اُٹھے!

ڈاکٹر :- سپاہی کی روح ہے، سپاہی کی۔ ضرور میدانِ جنگ سے آئی ہوگی۔ پس اس سے جنگ کے متعلق باتیں پوچھنی چاہییں۔

ایک شخص :- ہاں ڈاکٹر صاحب! جنگ ہی کا کچھ حال پوچھیے اور مناسب ہو تو دریافت کیجیے کہ جنگ کب ختم ہوگی؟

ڈاکٹر :- بہت اچھا! یہی پوچھتا ہوں! (بلند آواز سے) اگر جنگ جلد ختم ہونے والی ہے تو ایک پایہ اُٹھے۔

ایک سکنڈ بعد ایک پایہ اُٹھا۔

ڈاکٹر :- ہاں! جنگ جلد ختم ہوگی! الحمدللہ کہ یہ بلا جلد ٹلنے والی ہے! —— خیر اب یہ پوچھنا چاہیے کہ فتح کس کی ہوگی!

ایک شخص : ہاں، ہاں۔ ڈاکٹر صاحب، یہی پوچھیے۔

ڈاکٹر :- اگر جرمنی ہارے گا اور فتح برطانیہ کی ہوگی تو ایک پایہ اُٹھے صرف ایک پایہ!

ایک پایہ اٹھا۔

ڈاکٹر :- مبارک ہو! فتح برطانیہ کی ہوگی۔ اور جرمنی ہارے گا! ظالم کو سزا ملنا تو قدرتی بات ہے۔

یہ سُن کر تمام حاضرین نے نعرۂ مسرت بلند کیا۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے بہت سے سوالات پوچھے۔ مثلاً رفیق کی شادی کب ہوگی؟ کیا احمد مرض سے نجات پائے گا؟ احسن کو موت کا تو خوف نہیں؟ کیا حمید پاس ہو جائے گا؟ کیا ہر پرشاد کو تجارت سے فائدہ ہوگا؟ نقصان کا تو اندیشہ نہیں؟

اور مذکورۂ بالا طریق سے اقراری یا انکاری جواب پائے۔

آخرکار حلقہ کامیابی کے ساتھ ختم ہوا اور حاضرین ڈاکٹر صاحب کی داد طلب نگاہوں کو دل کھول کر داد دیتے رہے۔

اگلے ہفتے ڈاکٹر صاحب نے دوسرے رنگ میں حلقہ قائم کیا۔ چناں چہ وہ اور اُن کے چار رفیق چاندنی پر بیٹھے، درمیان میں گول میز رکھی اور اس پر سب نے ہاتھ رکھے۔ کمرا مہک رہا تھا۔ وہاں سُلگ رہا تھا اور ڈاکٹر صاحب کا لباس معطر تھا۔

ڈاکٹر :- پاکیزہ روح کا تصور باندھو۔ مناسب ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی روح پُرفتوح کا تصور کرو۔ خیالات یکسو رکھو ان کو منتشر ہرگز نہ ہونے دو اور دماغ میں صرف ایک ہی خیال رکھو — یعنی روح کا، پاکیزہ روح کا۔

رفیق :- بہت بہتر جناب!

روح کے تصور اور انتظار میں پندرہ منٹ گزر گئے تو احمد جمائیاں لینے لگا۔ پھر اونگھنے لگا۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ گویا اُسے غش آرہا ہے اور وہ گرنے کو ہے اور آخرکار فرش پر گر گیا۔

ڈاکٹر صاحب یہ دیکھ کر بولے کہ بس اب حلقہ ختم ہوا، لہٰذا آپ حضرات میز سے الگ ہو جائیں! —— اس حکم کی تعمیل کی گئی۔

اب ڈاکٹر صاحب احمد کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور نظر جما کر اس کی ابروؤں کی طرف دیکھا۔ وہ مدہوش تھا۔ اب ڈاکٹر صاحب نے اسے ایک لمبی سی میز کے اوپر لٹا دیا، اور پھر زور سے بولے:-

"احمد! بتاؤ کیا کسی بزرگ نے نزول اجلال فرمایا۔ اگر تشریف لائے ہوں تو ایک کھٹکا ہو، ایک کھٹکا۔

پانچ سکنڈ کے بعد ہلکی سی آواز آئی "کھٹ" —— مگر یہ کسی کو معلوم نہیں ہوا کہ کھٹکا کہاں ہوا۔

ڈاکٹر :- خوش ہو کہ روح آگئی۔ مرحبا، مرحبا!

ایک شخص :- ڈاکٹر صاحب، مہربانی کرکے یہ بات پوچھیے کیا عبدالمجید کی جان اس مرض سے بچ جائے گی۔

ڈاکٹر :- (آواز بلند سے) کیا تپ دق کا مریض مجید جاں بر ہو جائے گا۔ اگر اس کی جان بچ جائے گی تو دو کھٹکے ہوں، دو [illegible]

ایک جھٹکا ہوا۔ اور حاضرین عبدالمجید کی زندگی سے مایوس ہوگئے۔

ڈاکٹر صاحب نے اس طرح اپنی کرامت اور غیب دانی کا سکّہ دلوں پر بٹھایا، اور یہی ان کی آمدنی کا بڑا ذریعہ تھا۔

برادر اصغر! میں ڈاکٹر عارف کو خوب جانتا ہوں، اور ان کی تنویم دانی کے راز سے بھی ناواقف نہیں۔

اصغر : یعنی؟

جمیل : یعنی چار سو بیس۔ بلکہ کچھ زیادہ ہی۔

اصغر : مسٹر جمیل! آپ بڑے ناانصاف ہیں۔

جمیل : یہ صحیح نہیں: ہاں تمھارے سادہ لوح ہونے میں کلام نہیں۔

اصغر : صرف میں ہی نہیں: وہاں تو اور بہت سے آدمی موجود تھے۔

جمیل : تو ان سب کو بے وقوف بنایا گیا۔ زندہ باد ڈاکٹر عارف!

اصغر : تو کیا آپ مسمرازم کے قائل نہیں؟

جمیل : کیوں نہیں! البتہ عارف کی حقیقت سے خوب واقف ہوں۔

اصغر : کیا میں اپنے حواس کا اعتبار نہ کروں۔ کیا میری آنکھوں اور کانوں نے دھوکا کھایا۔ جناب میں نے ان کے دو جلسے دیکھے۔ بہت کچھ آنکھوں سے دیکھا اور بہت کچھ کانوں سے سُنا۔ اور دوسرے لوگوں نے بھی کرشمہ دیکھا۔

جمیل : بتاؤ تو سہی کیا کیا دیکھا؟

اصغر : ڈاکٹر صاحب نے ہم سب لوگوں کے سامنے، احمد کی گدی پر ہاتھ رکھا، اور اس سے کہا کہ لیمپ کی طرف دیکھو! اس نے یہ کیا تو وہ چند ہی منٹوں کے بعد چلّایا، "مجھے بچاؤ۔ میں اڑا"۔۔۔۔ اور یہ سب کے سامنے کی بات ہے۔

جمیل : یقین کرو کہ احمد ڈاکٹر کا سکھایا پڑھا ہوا تھا۔

اصغر : آپ بڑے بدگمان ہیں۔

جمیل : ارے بھئی، بازار میں تماشا کرنے والے شعبدہ باز تو اس سے بھی زیادہ شعبدے دکھا دیا کرتے ہیں۔ تم نے بھی دیکھا ہوگا کہ وہ آدمی کو ہوا میں معلق کر دیتے ہیں! یا کسی لڑکے کو چادر اڑھا کر لٹا دیتے اور اس سے سوالات کے جوابات حاصل کرتے ہیں۔

اصغر : جی ہاں، میں نے بھی ایسے تماشے دیکھے ہیں۔

جمیل : تو وہ سب فریب ہے۔ اور کچھ نہیں۔

اصغر : کیسے! کیا وہ مسمرازم نہیں جانتے؟

جمیل : وہ شعبدہ باز مسمرازم بالکل نہیں جانتے، بلکہ باریک تاروں کے ذریعے سے لیٹے ہوئے آدمی کو اوپر کو کھینچ لیتے ہیں۔ باریک تار رات کو نظر نہیں آتا۔ اسی وجہ سے شعبدہ دن کو نہیں کرتے۔ کٹھ پتلی نچانے والے بھی خفیہ تار ہلا کر تماشا کرتے ہیں، گتے کی تصویریں نچانے اور وہیں کے کاغذی پہلوانوں کا تماشا بھی اسی وجہ سے رات کو دکھایا جاتا ہے۔

اصغر : آپ کی باتیں بڑی عجیب ہیں!۔۔۔۔ اور جناب وہ چادر کے اندر سے درست جواب دینے کا سبب کیا ہے؟

جمیل : فرض کرو کہ ایک آدمی کے پاس چاقو ہے۔ عامل وہ چاقو دیکھ کر معمول سے اس کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے تو وہ سیدھے لفظوں میں سوال نہیں کرے گا۔ بلکہ کہے گا،

(۱) چلو، چلو، جلدی کرو۔ (۲) ابھی، ابھی، بولو۔ (۳) قلب پر زور ڈالو۔ (۴) واہ، اتنی دیر کر دی!۔۔۔۔ وغیرہ۔

اب معمول عامل کے بولے ہوئے جملوں کے شروع کے حروف بالترتیب جوڑے گا تو ان سے "چاقو" بن جائے گا اور وہ بے تکلف

بتا دے گا۔

عامل، اس قسم کی مشق معمول کو پہلے کرا دیتا ہے اور اس کے بعد اس سے کام لیتا ہے۔ مگر لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ یہ تنویم کا کرشمہ ہے۔ بس ایسے ہی ہتھکنڈے اور صفائیاں آپ کے ڈاکٹر کرتے ہیں۔

اصغر : انھوں نے گول میز پر روحیں بلائیں۔ کیا آپ اس سے بھی انکار کریں گے؟

جمیل : یہ بھی سن لو۔ قرآن حکیم نے روح کو "امر ربی" بتایا ہے۔ اور ان الفاظ کے معانی کی وسعت غیر محدود ہے۔ علم و عمل طب میں روح ایک مادی شے ہے یعنی وہ لطیف بخار جو قلب کے اندر خون سے پیدا ہوتا ہے۔ لغات میں بھی یہ مذکور ہے۔ روح حیوانی بھی اس کو کہتے ہیں۔ مگر یہ مادی چیز ہے اور بقائے حیات کے لیے خون کے ہمراہ شرائین کے ذریعے سے تمام جسم میں پہنچتی ہے، اور جان داروں کی زندگی کا دار و مدار اسی پر ہے۔ پس سوچو کہ یہ چیز انسان کے بدن سے نکل کر میز میں کیسے داخل ہو سکتی ہے۔

اصغر : تو پھر میز کے پائے کیوں اور کیسے اٹھے۔ اور سوالوں کے جوابات کیسے ملے؟

جمیل : اس کی کچھ حقیقت ہے۔ انسان کے جسم میں ایک خاص قوت ہوتی ہے جسے حیوانی مقناطیسیت کہتے ہیں —— دیکھو! جب میز پر بہت سے ہاتھ رکھے گئے تو ان کی برقی رو میز میں داخل ہوئی۔ بس اسی سے پائے اٹھے۔ اب رہے سوالوں کے جواب، تو وہ بھی انھیں لوگوں کے خیالات و جذبات تھے جن کے ہاتھ میز پر رکھے گئے۔ مگر ان جوابوں کا صحیح ہونا امر لازم نہیں! از روئے تجربہ معلوم ہوا ہے کہ زیادہ تر غلط ہی ہوتے ہیں۔ چناں چہ جنگ عظیم کے متعلق ۱۹۱۵ء میں یہی کہا گیا کہ وہ جلد ختم ہوگی۔ مگر ۱۹۱۸ء سے پہلے اس کا فیصلہ نہیں ہوا۔

اصغر : دوسرے حلقے میں احمد کو غش آیا۔ اور کھٹکے سے سوالوں کے جوابات ملے۔ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

جمیل : احمد کی غشی مصنوعی تھی۔ یعنی ڈاکٹر کی چار سو بیس۔ اس کا پڑھایا ہوا سبق احمد نے میاں مٹھو بن کر دھرایا۔

اصغر : تو مسمرازم کوئی چیز نہیں اور اس میں اثر و طاقت نہیں۔

جمیل : کیوں نہیں! انسان کی دیگر مخفی طاقتوں کے مانند ایک طاقت ہے قوتِ ارادی۔ اس کو ترقی دے کر اس سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اس فن کی بڑی بڑی کتابیں ہیں یہ بجائے خود ایک وسیع سائنس ہے۔ اس کا منکشف نہایت عالم تھا۔ آج بھی اس کے عالم و عامل موجود ہیں مگر عارف کورا ہے اور عیار ہے۔ اسے کچھ بھی نہیں آتا۔

اصغر : اور وہ کھٹکے کیسے ہوئے؟

جمیل : عارف نے میز کے نیچے پہلے سے کسی آدمی کو چھپا دیا ہوگا۔ بس وہی ڈاکٹر کی آواز پر کھٹکا کرتا ہوگا۔

اصغر : جناب آپ نے تو میری آنکھوں کے آگے سے گویا پردے اٹھا دیے۔ آہ! اس دنیا میں کیسے کیسے فریب ہوتے ہیں۔

جمیل : اور لکھے پڑھے لوگوں کی فریب کاری اور زیادہ افسوس ناک ہے۔

اصغر : بے شک، بہرحال میں آپ کا شکریہ دل سے ادا کرتا ہوں۔ خبر اب میں عارف جیسے لوگوں کے فریب میں ہرگز نہیں آؤں گا۔ آداب!

اصغر یہ کہہ کر چلا گیا۔

بقیہ صفحہ ۴۲ سے سرجن چونک کر بولا، "یہ کس طرح؟" انچارج نے مسکرا کر جواب دیا، "یہ اسی طرح جس طرح آپ نے کل فرمایا تھا کہ لاش ملنا تو ابھی ملے ورنہ اٹھارہ گھنٹے بعد لوں گا۔" "یعنی؟" —— "میرے مریض نے بھی یہی اصول برتا کہ مرنا ہے تو آج ہی مریں گے نہیں تو اٹھارہ سال کی خبر لائیں گے —— مگر ڈاکٹر صاحب برا نہ مانیے ساری غلطی آپ کی ہے۔ نہ آپ مریض کو زندہ رکھنے کے لیے کہتے نہ میں اسے وہ مقوی دوا پلاتا جو اس کے لیے اکسیر بن گئی۔ اب پھر کیجیے کسی لاوارث مریض کے لڑھکنے کا انتظار!" سرجن نے آہ سرد بھر کر کہا، "مرضیٔ مولا۔ دو مہینے سے تو انتظار ہی انتظار میں سوکھ رہے ہیں اب دیکھیے یہ مدت کب ختم ہوتی ہے۔ مگر بھائی خدا کے لیے اب تم اس منحوس دوا کے ذریعے سے کسی مریض کو مرنے سے نہ روکنا۔ تازہ نہیں تو ہم دو چار گھنٹوں کی باسی لاش ہی سے اپنا کام چلا لیں گے۔"

انتقاد

حاذق تقطیع [illegible] ضخامت ۴۸ صفحے، قیمت ایک روپیہ سالانہ

پتہ:- مینجر صاحب رسالہ "حاذق" بجنور۔ (یو۔پی)

"حاذق" ایک نیا طبی رسالہ ہے جو جناب مولوی مجید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ کی سرپرستی اور جناب رفیق احمد صاحب حاذقی فاضل الطب کی ادارت میں کئی مہینے سے شایع ہو رہا ہے۔ مضامین ترتیب اور کتابت وطباعت کے اعتبار سے یہ رسالہ اپنے بہت سے معاصرین میں ابھی سے خاصا ممتاز ہو۔ امید ہو کہ اگر سرپرست اور ایڈیٹر صاحب کی توجہ اس پر اسی طرح رہی تو "حاذق" مفید طبی خدمات انجام دے سکے گا۔ مستقل عنوانات میں عام وخاص ناظرین کی دلچسپیوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ امید ہے کہ "حاذق" اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگا۔

تیر بہدف تقطیع [illegible] ضخامت ۱۷۰ صفحے، قیمت بارہ آنے۔

پتہ:- مینجر صاحب رسالہ "حکیم دکن" حیدرآباد دکن۔

دکن کے مشہور طبی رسالے "حکیم دکن" نے "تیر بہدف" کے نام سے اپنا سالنامہ شائع کیا ہے جس میں متعدد اطبا کے مجربات اور ان کی مختصر سوانح حیات درج ہیں۔ تقریباً چالیس اطبا کے مجربات اور سوانح کے علاوہ اس میں مفرّح الامراض نامی ایک بیاض کے نسخے اور یونانی طبی بورڈ کے مجربات بھی درج کیے گئے ہیں۔ اس سالنامے کے سرسری نظر سے ہی دیکھنے کے بعد یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کو مرتب کرنے میں خاصی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ مجربات عموماً صحیح اور منتخب ہیں۔ "فہرست امراض وادویہ" سے ردیف وار امراض کے نسخے ملنے میں آسانی پیدا کی گئی ہے۔ بہرحال ہماری رائے میں یہ مجموعۂ مجربات اطبا کے لیے مفید ہوگا۔ متعدد تصویریں بھی اس سالنامے کی زینت ہیں۔

سالنامہ حکیم حاذق تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۱۶۰ صفحے، قیمت آٹھ آنے (۸؍)

پتہ:- دفتر رسالہ "حکیم حاذق" گجرات (پنجاب)

رسالہ حکیم حاذق نے اپنا یہ سالنامہ ایک بزرگ کے مجربات کی اشاعت کے لیے وقف کیا ہے۔ ان بزرگ کا نام حکیم مولوی حاجی محی الدین صاحب ہے۔ ادارۂ حکیم حاذق نے ان مجربات کو خوبی سے مرتب کیا ہے اور ترکیب تیاری، ترکیب استعمال اور فوائد کا بیان عام فہم انداز میں کیا ہے جس سے نہ صرف اطبا بلکہ عوام بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مجربات کی تعداد تقریباً دو سو ہے۔ بہت سے نسخے مفید اور کارآمد ہیں۔

ڈاکٹر کلام تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۱۵۲، قیمت پانچ آنے۔

مہتہ سیتا رام دت صاحب کویراج۔ انارکلی، لاہور۔

"ڈاکٹر کلام" مہتہ صاحب کے پانچ مضامین کا ایک مجموعہ ہے جن کے عنوانات "فلسفۂ خیال"، "فلسفۂ کلام"، "آتم اپدیش (خود توجہی)"، "فلسفۂ یک سوئی" اور "فلسفۂ علاج" ہیں۔ ان عنوانوں ہی سے اس رسالے کے موضوع کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بغیر دوا کے خیال کی طاقتوں سے کام لے کر علاج کرنا ہی اس کا اصل موضوع ہے جس کو واضح اور مکمل کرنے کے لیے دوسرے عنوانات پر قلم اٹھانا ضروری تھا۔ مہتہ صاحب نے یہ رسالہ فنی نقطۂ نظر سے نہیں لکھا ہے بلکہ ان کا منشا بالفاظ خود یہ ہے کہ عوام میں اس قسم کے طریقوں کی اشاعت کی جائے۔ اسی لیے مہتہ صاحب نے انداز بیان بھی وہی اختیار کیا ہے جو عوام اور غیر فنی لوگوں کے لیے مناسب اور ان کی سمجھ کے دائرے میں ہے۔ مؤلف کو اس قسم کے طریقوں کا عملی ذوق رہا ہے اس لیے وہ موٹی موٹی اور ابتدائی باتیں صفائی سے

کہہ گئے ہیں. بہرحال مہتہ صاحب کا یہ رسالہ دلچسپی سے خالی نہیں شائقین اسے اوپر کے پتے سے منگا سکتے ہیں۔

عالمگیر کا تاریخ نمبر

تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶، ضخامت ۱۹۲ صفحے، قیمت بارہ آنے۔

پتہ: منیجر صاحب رسالہ "عالمگیر" بازار سید مٹھا، لاہور۔

لاہور کے مشہور ادبی رسالہ "عالمگیر" نے اپنا تازہ خاص نمبر تاریخ کے نام سے وقف کیا ہے. حقائق و معارف، تاریخی افسانے، تحقیقات و تلخیصات، تاریخی ڈرامے، تاریخی نظمیں، سیاسیات، شخصیات اور نقش و نگار، در و دیوار شکستہ وہ عنوانات ہیں جن پر اس نمبر میں مفید اور دلچسپ مضامین جمع کیے گئے ہیں۔ مضمون نگاروں میں بعض مشہور اصحابِ قلم بھی شامل ہیں مجموعی حیثیت سے اپنے تاریخی مواد کی وجہ سے قابلِ قدر ہے. کتابت اور طباعت عمدہ ہے قیمت بھی مناسب ہے. ہمیں امید ہے کہ شائقین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

شہرِ خموشاں

تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶، ضخامت ۱۱۲ صفحے، قیمت ایک روپیہ۔

پتہ: گل فروش پبلشنگ ہاؤس - دہلی۔

جناب سید محمود صاحب مورخ بی۔ اے۔ ادبی حلقوں میں خاصے متعارف ہیں انھوں نے "شہرِ خموشاں" کے نام سے سات افسانوں کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے. یہ افسانے دراصل سائنٹی فک نوعیت کے ہیں جنھیں سید صاحب نے امریکا کے ایک رسالے سے اخذ کیا ہے اور اُردو داں طبقے کے مذاق کا لحاظ رکھ کر ان کا خوش اسلوبی سے ترجمہ کیا ہے. ترجمہ گو اب بھی سلیس اور بامحاورہ ہے لیکن اگر سید صاحب اس پر نظرِ ثانی کرنے کے لیے وقت نکال لیتے تو وہ اور بھی پاکیزہ اور رواں ہو جاتا۔ بہرحال مجموعی حیثیت سے اس ترجمے کے لیے مترجم صاحب اب بھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ افسانوں کی نوعیت کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ دلچسپ بھی ہیں اور معلومات میں اضافہ کرنے والے بھی۔ علمی ذوق رکھنے والوں کے لیے ان افسانوں کا مطالعہ خصوصاً مفید ثابت ہوگا کیونکہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی علمی نکتے کا حامل ہے. مجموعے کی کتابت اور طباعت اوسط درجے کی ہے. قیمت کچھ زیادہ رکھی گئی ہے۔

بالشویزم اور اسلام

تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶، ضخامت ۴۸ صفحے، قیمت ۶ آنے۔

پتہ: منیجر صاحب دار التصنیف، مولوی محلہ، بدایون - (یو۔ پی)

جناب مولانا شاہ محمد حامد صاحب بدایونی نے اس مختصر رسالے میں بالشویزم کے نظامِ حکومت، تقسیمِ سرمایہ، مالی مساوات اور اشتراکیت کے دوسرے اصول پر بحث کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کا موازنہ ان اصول سے کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ دنیا کے موجودہ مصائب کا خاتمہ روسی اشتراکیت سے نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہو سکتا ہے. مولانا کا اندازِ بیان علمی ہونے کے باوجود عام فہم ہے. ہمیں اُمید ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ حاصل کریں گے. اوپر کے پتے سے سات آنے کے ٹکٹ بھیج کر یہ رسالہ منگایا جا سکتا ہے۔

جامع الآداب

تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶، ضخامت ۲۵۵ صفحے، ایک روپیہ آٹھ آنے۔

پتہ: ناظم صاحب مکتبہ علومِ مشرقیہ، اسلامیہ کالج، پشاور۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مولوی فاضل اور منشی فاضل نے عربی کے ایک رسالے "آداب الفتیٰ" کا ترجمہ اُردو میں "جامع الآداب" کے نام سے کیا ہے. عربی کے اصل رسالے کے مطالعے کا موقع تو ہمیں کبھی نہیں ملا لیکن رسالے کے نام، مضامین، ترتیب اور طرزِ بیان (جس حد تک کہ ترجمے سے معلوم ہو سکتا ہے) سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مؤلف نے سکول کے بچوں کے لیے لکھا ہے۔ اخلاقیات، معاشرت اور معیشت کے پیچیدہ مسائل کا اس رسالے میں بحث ملتی ہے تقریباً سب باتیں بچوں کی عقل و فہم کے مطابق لکھی گئی ہیں اور اس لحاظ سے اصل رسالہ نہ صرف نفسِ مضمون کے لحاظ سے قابلِ قدر ہے بلکہ اس کا طرزِ بیان بھی صاف ہے. لیکن ترجمے میں مترجم نے جو زبان استعمال کی ہے وہ بچوں کے لیے موزوں قرار نہیں دی جا سکتی۔ اکثر جگہ مترجم نے اصل عربی رسالے کے الفاظ جوں کے توں رکھ دیے ہیں حالانکہ اُردو میں ان کا عام ترجمہ کیا جا سکتا ہے. مضامین میں بھی الفاظ کی یہ گرانی موجود ہے لیکن شرفیوں کو خاص طور پر [illegible]



مراسلات

اطبائے ہند سے ضروری گزارش

آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس کا اجلاس ششم

جناب من تسلیم۔ آپ کو معلوم ہے کہ آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس طب اور جماعتِ اطبا کی فلاح و بہبود کی خاطر ہندوستان کے مختلف مشہور مقامات پر پانچ شاندار اجلاس منعقد کر چکی ہے، اور اب اجلاس ششم کی تیاریاں ہیں۔ لیکن یہ اجلاس اپنی نظیر آپ ہی ہونا چاہیے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ملک کے اطبا بلا پس و پیش ہماری مدد اور اعانت فرمائیں۔ امداد کی شکل یہ ہے کہ جلد سے جلد مواز کی چار آنے بھیج کر قرطاسِ رکنیت طلب فرمالیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم ایسی تمام یونانی طبی جماعتوں کی توجہ جلد از جلد الحاق کی طرف دلاتے ہیں جنھوں نے ابھی تک آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس سے اپنا الحاق نہیں کیا ہے، تاکہ ملک میں اس کی آواز موثر ہو۔ اور ویدوں اور طبیبوں کی مشترکہ جماعت آل انڈیا آیورویدک و یونانی طبی کانفرنس کی آواز کو بھی مضبوط بنایا جاسکے۔

قواعد و ضوابط اور قرطاسِ رکنیت کے لیے جنرل سکرٹری یا حسب ذیل پتے پر خط و کتابت کیجیے۔

شفاء الملک حکیم دلبر حسن خاں صاحب، صدر آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس، دہلی

الداعیان

لاہور	حکیم سید علی احمد نیر واسطی	کراچی	حکیم عبدالمجید شروانی
امرتسر	حکیم حافظ ابوتراب محمد عبدالحق، نائب صدر	بنوں	حکیم جیا رام۔ بی۔ اے
میرٹھ	شفاء الملک حکیم ناصرالدین ظہیری	لاہور	حکیم عبدالمجید عتیقی
دہلی	حکیم خواجہ رضوان احمد	لاہور	حکیم غلام محی الدین چیف ایڈیٹر "حکیم"
لکھنؤ	حکیم عبدالحلیم عزیزی جھوائی ٹولہ	سرہند شریف	حکیم صوفی شیر محمد انصاری

حکیم محمد صغر شہید شروانی جنرل سکرٹری و پرنسپل بھوپ اندر طبیہ کالج، پٹیالہ

"ابنائے قدیم" جامعہ طبیہ دہلی کا پہلا عام اجلاس

اعلان کے مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۴۱ء کو ٹھیک ۸ ½ بجے رات کو مقامی اور اطراف و اکنافِ ملک کے "ابنائے قدیم" جامعہ طبیہ دہلی اس پنڈال میں جو تقسیم اسناد کے لیے سجا کر دلہن بنا دیا گیا تھا، جمع ہو گئے جس میں مقامی "ابنائے قدیم" کی کمیٹی کے ناظم جناب مولوی حکیم عطاء الرحمن صاحب قاسمی کے مرتبہ "لائحہ ابنائے قدیم جامعہ طبیہ دہلی" کی تمام دفعات پر سرگرم بحث و تمحیص کے بعد تقریباً گیارہ بجے رات کو "مجلس عاملہ ابنائے قدیم" کا وجود مسعود ہوا۔ مجلس عاملہ اور کل "ابنائے قدیم" کی طرف سے میں اپنے محترم بھائی مولوی حکیم عطاء الرحمن صاحب قاسمی کا شکرگزار ہوں کہ موصوف نے لائحہ مرتب فرما کر "مجلس عاملہ" کو ایک بڑی زحمت سے بچا لیا۔

اس کے بعد عہدے داران و ممبران کا انتخاب عامہ عمل میں آیا۔

حکیم جان محمد، پروفیسر جامعہ طبیہ دہلی۔ ناظم مجلس ابنائے قدیم جامعہ طبیہ، دہلی۔

میسور اسٹیٹ یونانی طبّی کانفرنس

میسور اسٹیٹ یونانی طبّی کانفرنس کا تیسرا سالانہ اجلاس ۸ اپریل ۱۹۴۱ء کو شفا ءالملک حکیم رشید احمد صاحب کی صدارت میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس جلاس کے بعض اہم ریزولیوشن درج ذیل ہیں:۔

ریزولیوشن نمبر (۱) میسور اسٹیٹ یونانی طبّی کانفرنس بنگلور کا یہ اجلاس آں جہانی حضور ہز ہائی نس سر کرشن وڈیر بہادر والی ریاست میسور کے انتقال پر ملال پر اپنے دلی حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے اور آں جہانی کی رُوح کی تسکین کے لیے دعا کرتا ہے۔

ریزولیوشن نمبر (۲) میسور اسٹیٹ یونانی طبّی کانفرنس بنگلور کا یہ اجلاس عام جناب شفاءالملک مولوی حکیم عبدالحمید صاحب لکھنوی کی ناوقت وفات پر اپنے دلی حزن و ملال کا اظہار کرتے ہوئے ان کے پسماندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی و تعزیت کرتا ہے اور ان کی وفات کو طبّی دنیا کے لیے ناقابل تلافی نقصان تصور کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مالک تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

ریزولیوشن نمبر (۳) میسور اسٹیٹ یونانی طبّی کانفرنس بنگلور کا یہ اجلاس عام ایک بورڈ آف انڈین سسٹم آف میڈیسن کے قیام کے مطالبے کا اعادہ کرتا ہے جو اس ریاست میں یونانی فن طبّ کی ترقی اور یونانی طبیبوں کو منظم کرنے کا ذمہ دار ہو اور ان کو ڈاکٹروں کے مساوی حقوق دلانے میں ممد و معاون ہو اور ساتھ ہی حکومت سے یہ درخواست کرتا ہے کہ اس بورڈ کی تشکیل بمبئی کے بورڈ آف انڈین سسٹم آف میڈیسن کی طرح ہو اور یہ کہ اس بورڈ کے زیر نگرانی ایک طبّی ڈپارٹمنٹ قائم کیا جائے جس کے ماتحت لوکل باڈیز کی تمام یونانی اور ویدک ڈسپنسریاں ہوں۔

ریزولیوشن نمبر (۴) میسور اسٹیٹ یونانی طبّی کانفرنس کا یہ اجلاس عام حکومت سے اس مطالبے کا اعادہ کرتا ہے کہ حکومت کی طرف سے مزید یونانی دواخانوں کے اجراء کے مدنظر ریاست کے مرکزی مقام بنگلور سٹی میں کسی موزوں جگہ ایک ماڈل یونانی اسپتال جاری کیا جائے۔ اس اسپتال کے سالانہ اخراجات کی فہرست جو حکومت کی خدمت میں ورکنگ کمیٹی کی طرف سے پیش کردی گئی ہے، اس کو یہ اجلاس عام بنظر استحسان دیکھتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ورکنگ کمیٹی کے پیش کردہ معمولی اخراجات کو منظور کرتے ہوئے ایک ماڈل یونانی اسپتال کے اجراء کا حکم جاری کرے۔

ریزولیوشن نمبر (۵) میسور اسٹیٹ یونانی طبّی کانفرنس کا یہ اجلاس عام حکومت سے اس مطالبے کا اعادہ کرتا ہے کہ میسور آیورویدک اینڈ یونانی طبّی کالج کی مزید ترقی کے لیے کالج کی کمیٹی کی تشکیل میں کانفرنس کے دو نمایندوں کا اضافہ کرے۔

ریزولیوشن نمبر (۶) میسور اسٹیٹ یونانی طبّی کانفرنس کا یہ اجلاس عام بمبئی میڈیکل پریکٹیشنرز ایکٹ کے اس بنیادی نقصان کی طرف حکومت بمبئی کو متوجہ کرنا چاہتا ہے جس میں بورڈ کی ممبری کے لیے حکیموں اور ویدوں کا مشترکہ انتخاب منظور کیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ جداگانہ انتخاب کے ذریعے سے حکیموں کو حکیم اور ویدوں کو وید منتخب کریں۔ یہ اجلاس موجودہ حکومت بمبئی کی غیر معمولی قانونی قوتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُمید کرتا ہے کہ وہ اس قانون کے مذکورہ بالا نقصان کو دور کرکے ہندوستان کی عام طبّی دنیا کو شکرگزاری کا موقع دے گی۔

ریزولیوشن نمبر (۷) میسور اسٹیٹ یونانی طبّی کانفرنس کا یہ اجلاسِ عام طبیّہ کالج بمبئی کے شرائط داخلہ کے ماتحت حکومت بمبئی کے "میٹرک اسٹینڈرڈ" اور "کمپلسری انگلش" کی قید لگا دینے کو جب کہ قدیم و جدید مضامین کی تعلیمات اردو زبان میں دی جارہی ہیں فن کی تعلیمی ترقی کے راستے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ تصور کرتا ہے اور حکومت بمبئی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ایسے طلبار کے لیے جنھوں نے میٹرک پاس نہیں کیا ہے، داخلے کا کوئی امتحان مقرر کرے۔

حکیم عبدالسلام

مجربات

جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

طلائے خاص بیخ کنیر سفید، پوست بیخ آکھ، قسط تلخ، بیخ دھتورہ، کھنال، جوز بوا، بیر بہوٹی، گھونگچی سفید، خراطین سکھائے خشک، تخم ترب، عاقرقرحا، سمندر سوکھ، دارچینی، تخم کوریخ، اسگندھ ناگوری۔

ترکیب تیاری:۔ تمام دوائیں ۲-۲ تولے لے کر نیم کوفتہ کریں اور ایک چینی کے پیالے میں عمدہ شراب ڈال کر یہ دوائیں بھگو دیں۔ جب شراب جذب ہو جائے اور دوائیں خشک ہو جائیں تو دوبارہ شراب ڈال دیں۔ زیادہ قوی کرنے کے لیے تیسری بار بھی شراب ڈالی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد دوائیں آتشی شیشی میں ڈال کر تیل کشید کر لیں۔

ترکیب استعمال:۔ اس طلاء کو ہلکے ہاتھ سے عضو خاص پر ۵ ... منٹ تک ملیں۔ اس کے بعد اوپر سے پان باندھ دیں۔

فوائد: عضو خاص کو سخت کرتا ہے اور مقوی باہ بھی ہے۔

حبوب رعشہ صبر سقوطری ۳ تولے، تخم حنظل ۱۰ ماشے، جند بیدستر، پوست ... ماشے، مقل ازرق ۱۰ ماشے ... دواؤں کو خوب باریک کر کے چنے برابر گولیاں بنائیں۔ اگر سردی کی وجہ سے رعشہ کی شکایت ہو تو کسی طبیب کے مشورے سے مسہل لے لیں۔ اس کے بعد صبح کے وقت دو گولیاں کھا لیا کریں۔ بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔

دوائے رعشہ مومیائی خالص چنے برابر ۳۔ ماشے گھی کے ساتھ کھا لیا کریں۔

فائدہ: کثرت جماع کی وجہ سے پیدا شدہ رعشہ کے لیے مفید ہے۔

اکسیر رعشہ پنچالی کس ۲ رتی پان میں رکھ کر کھلائیں۔

فائدہ: ہر قسم کے رعشہ کے لیے مفید ہے۔ تین دن یا سات دن تک استعمال کریں۔

احتیاط: مناسب ہے کہ مریض کو نہ بتایا جائے کہ اس کو کیا کھلایا گیا ہے۔

دوائے نزول الماء کافور بھیم سینی کو اس عورت کے دودھ میں گھس لیں جس کی گود میں لڑکا ہو اور آنکھوں میں لگائیں۔

فائدہ: جیسے سوا مہینے لگاتار استعمال کرنے سے شکایت جاتی رہتی ہے۔ نسخہ آسان بھی ہے اور مفید بھی۔

دوائے کثرتِ بول برگ درخت سپستاں نرم (کونپل) چند عدد لے کر شکر سرخ کے ساتھ کھلائیں۔

فائدہ: تین دن میں اس پیشاب کی زیادتی کو روک دیتا ہے جس کا سبب گردے کی کمزوری ہو۔

سفوف حبس بول کباب چینی سائیدہ ۶ ماشے، ترش دہی ۱۰ تولے میں ملا کر کھلائیں۔

فائدہ: تین دن استعمال کرانے سے پیشاب رک جانے کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔

دوائے سیلان الرحم تالاب کی کائی کو مٹی کے پیالے میں ڈال کر آگ پر رکھ دیں۔ جب جل جائے اور خشک ہو جائے تو باریک کریں اور برابر کی شکر ملا کر رکھ لیں۔ صبح کے وقت ۶ ماشے پانی کے ساتھ پھنکا دیں۔ **فائدہ:** سیلان الرحم کے لیے بہت مفید ہے۔

جناب حکیم ڈاکٹر سید علی اکبر صاحب آزاد چاند پوری

حب بواسیر رسوت ایک تولہ، مقل ازرق ایک تولہ، مغز تخم نیب ۶ ماشے، مغز تخم بکائن ۶ ماشے، تخم گندنا ۶ ماشے، صبر زرد ۶ ماشے، مصطگی

پوست ہلیلہ زرد ہر ایک ۶ ماشے۔ آب برگ گلو ندہ سبز بقدر ضرورت میں پیس کر چنے برابر گولیاں بنائیں اور دو دو گولیاں رات کو سوتے وقت پانی کے ساتھ کھائیں۔ فائدہ:۔ ہر قسم کی بواسیر کے لیے مفید ہے۔

حب پیچش افیون خالص، سہاگہ بریاں، مصطگی، شنگرف، زعفران، پوست ہلیلہ زرد، ہر ایک دو ماشے عرق گلاب میں کھرل کر کے چنے برابر گولیاں بنالیں۔ ایک گولی صبح اور ایک شام کو پانی کے ساتھ کھلائیں۔

فوائد:۔ ہر قسم کی پیچش کے لیے مفید ہے۔ اگر سدی پیچش ہو تو پہلے روغن بید انجیر ۲ تولے پلائیں۔

شربت حب الآس حب الآس ۵ تولے، برگ ببول ۵ تولے، بیخ انجبار ۳ تولے۔ ایک سیر پانی میں پیس کر جوش دیں۔ اس کے بعد صاف کر کے نبات سفید تین پاؤ ڈال کر قوام بنالیں اور تین تولے پانی میں ملا کر پلائیں۔

فوائد:۔ ہر قسم کے اسہال کے لیے مفید ہے۔ پیچش کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔ خون کے بند کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔

شربت ضیق النفس برگ زقوم پختہ پاؤ سیر کو ایک سیر پانی میں جوش دیں جب نصف رہے اچھی طرح مل کر چھان لیں اور نبات سفید تین پاؤ ڈال کر شربت کا قوام تیار کریں۔ اور دو تولے پانی میں ملا کر پلائیں۔

فوائد:۔ اخراج بلغم بہ کثرت ہو کر تنفس میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

تریاق عصابہ اسطوخودوس ۵ تولے، کشنیز خشک ۵ تولے، فلفل سیاہ ۵ ماشے۔ باریک پیس کر رکھیں، اور ۵ ماشے پانی کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے پھنکا دیں۔ فائدہ:۔ عصابہ کے لیے بہت مفید ہے۔

حب نقرس پھٹکری بریاں ۶ ماشے، سورنجان شیریں ۲ تولے، ایلوا ۹ ماشے۔ باریک پیس کر چنے برابر گولیاں بنالیں۔ اور دو گولیاں صبح اور دو شام پانی کے ساتھ کھلائیں۔ فائدہ:۔ نقرس کے لیے مفید ہے۔

اکسیر درد گردہ کبوتر صحرائی کی بیٹ ۵ تولے اور نمک طعام ۲ تولے باریک پیس کر رکھیں، ضرورت کے وقت ۳ ماشے یہ سفوف نیم گرم پانی کے ساتھ کھلائیں۔ فائدہ:۔ یہ سفوف اس قدر مفید ہے کہ تین خوراک سے زیادہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

جناب حکیم سید محمد اسد علی صاحب، آنریری مجسٹریٹ۔ جودھپور

اکسیر باھمنی ایک گڑھا کھودکر اسے گدھے کی لید کے اپلوں سے آدھا بھر دیں اور اس میں آگ لگا کر اوپر سے پیتل کی ایسی تھالی ڈھک دیں جو گڑھے کے منہ کو بالکل بند کر دے۔ گڑھے میں تھوڑی سی ہوا جانے دینے کے لیے ایک چھوٹا سا سوراخ رہنے دیں۔ ایک رات میں تمام دھواں تھالی پر جم جائے گا۔ تھالی پلٹ کر حفاظت سے رکھ لیں۔ پھر بادبرنگ ۳ ماشے، سویا ۳ ماشے، سوہن مکھی ۳ ماشے، افیون ۱۰ ماشے، سپاری دو عدد، لودھ پٹھانی ۳ ماشے، لے کر اچھی طرح کوٹ لیں، اور ۵ تولے گائے کے مکھن میں جلائیں۔ جب تمام دوائیں جل کر کوئلہ ہو جائیں تو ان کو دھویں والی تھالی میں ڈال دیں۔ اور کانسی کے دستے سے خوب پیسیں۔ جب خوب باریک ہو جائے تو محفوظ کر لیں اور سلائی سے لگا لیا کریں۔

فائدہ:۔ پلک کی باھمنی کے لیے اکسیر صفت ہے۔

اکسیر حمل برادہ دندان فیل خالص اور مصری ہم وزن لے کر سفوف تیار کریں۔ اور حیض سے فارغ ہونے کے بعد ۶ ماشے یہ سفوف دودھ کے ساتھ پھنکائیں ایک ہفتے تک لگاتار استعمال کرا کے جماع کریں۔

فائدہ:۔ اگر مادہ منویہ میں کوئی نقص موجود نہیں ہے تو پہلے، دوسرے یا تیسرے مہینے میں حمل قرار پا جاتا ہے۔

جناب حکیم مولوی سید مقبول شاہ صاحب وارثی۔ دہلوی

اکسیر مقوی دماغ صدف خورد سائیدہ ۲ تولے، شب یمانی سفید سائیدہ، کنول گٹہ سائیدہ ہر ایک ایک تولہ۔

ترکیب تیاری: ایک مٹی کے کوزے میں پہلے آدھی صدف بچھا دیں، اس کے بعد شب یمانی اور کنول گٹے کا سفوف بچھا دیں بعد

...پر باقی کی صدف پھیلا کر گل حکمت کریں اور سات سیر اُپلوں کی آگ دیں۔

خوراک:۔ ایک ماشہ یہ دوا شہد میں ملا کر صبح کے وقت چاٹیں۔ **فائدہ**:۔ دماغی کام کرنے والوں کے لیے مفید ہے۔

اکسیر حافظہ پوست برگد سائے میں خشک کر کے باریک پیس لیں اور اس میں دو چند کھانڈ ملائیں۔ ۶ ماشے یہ سفوف صبح کے وقت یا رات کو سوتے وقت پھانک لیا کریں۔ دورانِ استعمالِ دوا میں ترش اشیا کا پرہیز رکھیں۔

فائدہ: قوت حافظہ کو بڑھاتا ہے۔

اکسیر معدہ پوست بیخ مدار دو تولے، ہلیلہ سیاہ ایک تولہ، تخم جوزمائل ۳ ماشے، آملہ ایک تولہ، کشنیز خشک ۹ ماشے، گندک ۰ ماشے۔

ترکیب تیاری، پہلے گندک کو دودھ میں مدبر کریں پھر باقی دواؤں کے ساتھ تین پہر کھرل کریں۔ اس کے بعد چار پہر آبِ لیموں کاغذی ملا کر کھرل کر کے چنے برابر گولیاں بنالیں۔ صبح کے وقت ایک گولی شیرۂ زیرہ سیاہ ۳ ماشے کے ساتھ کھائیں۔

فوائد:۔ یہ گولیاں ہر قسم کے درد شکم ضعف معدہ اور ضعف امعا کے لیے مفید ہیں۔ ریاح کو خارج کرتی ہیں۔ زود اثر ہیں۔

اکسیر درد شکم گل عشر خشک کو آب برگ عشر میں ۳ دن کھرل کر کے چنے برابر گولیاں بنالیں اور دو دو گولیاں پانی کے ساتھ کھائیں۔

فائدہ:۔ یہ گولیاں سخت سے سخت درد شکم کے لیے مفید ہیں۔

عرق مقوی خاص پودینہ، زنجبیل، اجوائن دیسی ہر ایک ۲۰ تولے۔ فلفل دراز، عود ہندی، نمک سنگ ہر ایک ۲ تولے، نرکچور ۱۰ تولے۔ فاصل سرکے میں رات کو بھگو دیں۔ صبح کو چار سیر سرکہ جامن خالص اضافہ کر کے ۴ سیر عرق کشید کریں۔

مقدار خوراک:۔ ۱۰ قطرے یہ عرق تازہ پانی میں ملا کر پلائیں اور بچوں کو ۳ قطرے دیں۔

فائدہ:۔ ورم جگر، ورم طحال، ضعف معدہ و جگر، ہیضہ، میریا، کمی خون، اسہال، متلی، درد معدہ اور حبس ریاح کے واسطے عجیب و غریب چیز ہے۔ **انتباہ**:۔ کھانسی کی حالت میں یہ عرق نہ دیں۔

شربت بکن آب بکن تازہ، آب برہم ڈنڈی تازہ، آب گورکھ پان تازہ ہم وزن لے کر جوش دیں۔ اور آبِ مروّق حاصل کر کے چارگنی قند ملا کر شربت تیار کریں اور ۵ تولے روح کیوڑہ کا اضافہ کریں۔ **خوراک**:۔ ۳ تولے صبح اور اسی قدر سہ پہر کو تازہ پانی میں گھول کر پئیں۔

فائدہ:۔ یہ شربت فولاد کے شربت سے زیادہ فائدہ مند ہے۔

جناب ڈاکٹر ایم۔ اے مجید خاں صاحب

نمک بواسیر تخم نیم، تخم بکائن، برگ صد برگہ، برگ لگرونده ہم وزن۔ سب دواؤں کو خشک کر کے آگ لگا دیں اور راکھ حاصل کریں۔ پھر اس راکھ میں چار گنا پانی ملا کر حل کریں اور روزانہ ہلاتے رہیں۔ تیسرے روز پانی نتھرا کر اسے مقطر کر کے بدستور نمک بنائیں اور اس کو شیشی میں بند رکھیں۔

خوراک: ۲ رتی سے ایک ماشہ تک پانی میں گھول کر پی لیں۔ مرغن غذاؤں سے پرہیز رکھیں۔

فوائد:۔ خونی اور بادی بواسیر کے لیے بہت ہی مفید ہے۔ خونی بواسیر کے لیے ریوند کے آبِ زلال کے ساتھ پی لیا کریں۔

نمک مقوی دماغ ترپھلہ ۳ سیر، برہمی بوٹی ایک سیر۔ ان دونوں کو جلا کر راکھ حاصل کریں۔ پھر راکھ میں چار گنا پانی ڈال کر روزانہ ہلا دیا کریں۔ چوتھے روز آبِ زلال حاصل کریں اور اسے مقطر کر لیں اور نمک بنائیں۔ اس کے بعد دو حصے یہ نمک اور ایک حصہ ورق نقرہ ملا کر خوب کھرل کریں یہاں تک کہ یک جان ہو جائیں۔ شیشے کی ڈاٹ والی شیشی میں بند کر کے رکھیں۔

خوراک:۔ ایک رتی یہ نمک خمیرہ گاؤزبان یا سیب کے شربت میں ملا کر کھائیں۔

فوائد:۔ بے حد مقوی دماغ ہے۔ طالب علموں کا مونس اور دماغی کام کرنے والوں کے لیے پیامِ راحت ہے۔

دیسی شفاخانوں اور ذاتی مطبوں کے لیے زود اثر اور اصولی نسخے

(گزشتہ سے پیوستہ)

از جناب حکیم حافظ محمد نسیم الدین صاحب صدیقی "فاضل الطب والجراحت" کھاتولی

وجع المفاصل

(۱) گندک مدبر ۵ رتی
سوڈا ۵ "
سورنجان شیریں سائیدہ ۱ ماشہ
دن میں دو بار دیں۔

(۲) (شدید) کافور ½ رتی
افیون ¼ "
رات کو سوتے وقت کبھی کبھی دے دیا کریں۔

(۳) گندک ½۱ رتی
رائی ½۱ "
شورہ ½۲ "
ریوند چینی ½۲ "
شہد ۳ تولے
خوراک ایک چمچہ چار۔

(۴) نوشادر ۱۰ ماشہ
ضیسادہ عشبہ ۳ تولے
صبح اور شام کو دیں۔

(۵) سونٹھ ۳ ماشے
جائفل ۶ "
روغن کنجد ۱۶ اوقیہ (اونس)
حسب دستور تیل تیار کریں اور مالش کریں۔

(۶) کافور ایک اوقیہ
روغن کنجد ۸ اوقیہ

(۷) کافور ایک اوقیہ
روغن تارپین ۸ اوقیہ
صابون کا پانی بقدر ضرورت
کافور کو روغن تارپین میں حل کر کے صابون کا پانی شامل کر دیں اور مقام ماؤف کی مالش کریں۔

(۸) (مزمن) گندک ۵ تولے
کریم آف ٹارٹار ۲ "
ریوند چینی ۷ ماشے
رال سفید ۳ "
جائفل ایک عدد
شہد ۸ چھٹانک
خوراک صبح اور رات کے وقت چار سے ۲-۲ چمچے

چاٹیں۔
"کیلیا پیشنر" کا نسخہ ہے۔ اس کی عام اشاعت کا حق حاصل کرنے کے لیے لارڈ ایبن سن نے تین سو پاؤنڈ ادا کیے تھے۔ یہ نسخہ پرانی گٹھیا میں مفید ہے۔

(۹) گندک ۲ اوقیہ (اونس)
روغن زیتون ۲۰ اوقیہ
مقام ماؤف پر نیم گرم مالش کریں۔

(۱۰) (آتشکی) کشتہ گئو دنتی ۱ رتی
معجون عشبہ ۱۰ ماشے
صبح کو کھلائیں۔

التہاب مفاصل سوزاکی

سہاگہ ۳ ماشے
اجوائن خراسانی ۶ "
کباب چینی ۶ "
صندل سفید ۶ "
سفوف بنائیں۔ خوراک ۲ ماشے۔

(۱) نقرس

سوڈا ایک تولہ
سورنجان شیریں ایک تولہ
اجوائن خراسانی ایک تولہ
سفوف بنائیں۔ خوراک ۳ ماشے۔

نوٹ:۔ سورنجان شیریں وجع المفاصل کی زیادہ نقرس میں مفید ہے۔

(۲) (مزمن) سورنجان شیریں ۱ تولہ
ریوند چینی ۱ تولہ
عشبہ ۱ تولہ
سفوف بنائیں۔ خوراک ۳ ماشے۔

(۳) (مزمن) رال سفید ۱ ماشہ
جوا کھار ۱ "
دن میں دو بار دیں۔

(۴) سوڈا ۳ ماشے
نمک طعام ۲ رتی
سوڈا سلف ۵ "
میگ سلف ۱۰ "
ہیرا کسیس ½ رتی
پانی ۲۰ اوقیہ
خوراک ۲۰ تولے۔ یہ نسخہ "سوجی دانہ" کا بدل ہے جمض البولین (یورک ایسڈ) کو تحلیل کر کے خارج کر دیتا ہے۔

(۵) سوڈا ۲۰ تولے
گرم پانی ایک سیر
مقام ماؤف کی ٹکمید کریں۔

التہاب غشاء زلالی شدید

(۱) ایلوا ۱ تولہ
افیون ۱ "
رم ۲ اوقیہ
ضماد بنا کر استعمال کریں۔

(۲) (مزمن) شورہ ۳ تولے
نوشادر ۳ "
پانی ۲۰ اوقیہ
اس سیال میں کپڑا تر کر کے مقام ماؤف پر رکھیں جب کپڑا خشک ہو جائے تو پھر تر کر دیں۔

تحجر مفاصل

(۱) معجون اذاراقی ۳ ماشے
معجون سورنجان ۶ "
دونوں وقت بعد غذا کھلائیں۔

(۲) روغن جگراہی ۳ ماشے
آش جو ۲۰ تولے
دونوں وقت کھانے کے بعد کھلائیں۔

(۳) برگ مدار ۲۰ تولے
پانی ۲۰ "
روغن کنجد ایک سیر
حسب دستور تیل تیار کریں اور نیم گرم مالش کرائیں۔

نوٹ:۔ عمل جراحی کے ذریعے سے بھی عضو ماؤف کی بد وضعی دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

دردِ کمر

کافور ایک اوقیہ

روغن السی ۴ اوقیہ
مالش کریں۔

درد عضلی شلایل

کلوروفارم ایک اوقیہ
روغن زیتون "
مالش کریں۔

برص

(۱) پارہ ۲ ماشے
سہاگہ ۱ تولہ
بابچی ۱ "
مرہم سادہ ۴ تولے
مرہم بنائیں اور مقامی طور پر استعمال کریں۔
(۲) تخم لغار سفید ۱۰ ماشے
سرکہ انگوری ۵ تولے
اس سیال کو مقام ماؤف پر لگایا جاتا ہے۔
(۳) دارچکنا ۱۰ رتی
ست لوبان ۱ ماشہ
مرہم سادہ ۲ تولے
اس مرہم کو سفید داغوں پر لگائیں۔

داد

(۱) دارچکنا ۵ رتی
مرہم سادہ ۳ تولے
(۲) توتیا ایک ماشہ
مازو سائیدہ ۳ ماشے
مرہم سادہ ۳ تولے
(۳) سہاگہ ۶ ماشے
سرکہ خالص ۶ تولے
(۴) دارچکنا ایک ماشہ
گندک ۳ ماشے
سہاگہ ۳ "
رال سفید ۳ "
مرہم سادہ ۴ "

گرمی دانے

(۱) سہاگہ ۳ ماشے
گلاب ۶ تولے
روح صندل ۱ تولہ
اس سیال کو اسپنج کے ذریعے سے استعمال کریں اگر سوزش کی شکایت زیادہ ہو تو برف سے ٹھنڈا کرکے کام میں لائیں۔
(۲) سفیدہ کاشغری ۲ تولے
نشاستہ ۲ "
سہاگہ ۲ "
عطر خس ۱ ماشہ
باریک سفوف تیار کرکے عطر شامل کریں اور صاف کھلے منہ کی شیشی میں رکھیں اور وقتاً فوقتاً گرمی دانوں پر چھڑکیں۔

مُہاسے

(۱) گندک مصفّٰی ۲ ماشے
کافور ۳ رتی
آب آہک ۲۰ تولے
صمغ عربی سائیدہ بقدر ضرورت
عرق گلاب ۵ تولے
(۲) گندک مصفّٰی ۱ ماشہ
سفیدہ کاشغری ۶ ماشے
سہاگہ سائیدہ ۶ ماشے
سفوف بنائیں اور مقامی طور پر استعمال کریں۔
(۳) ست اجوائن ۵ رتی
گندک مصفّٰی ۲ ماشے
مرہم سادہ ۳ تولے
(باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۵۶)

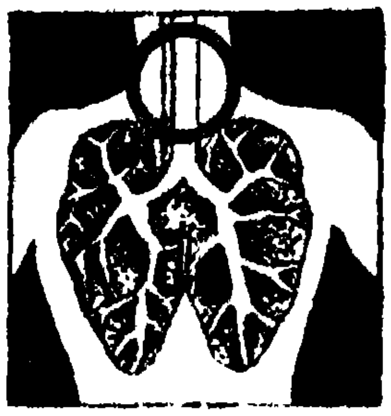
کے اس بنیادی نقص کے علاوہ مترجم نے بہت مواقع پر سلیس اور سادہ بھی کیا ہے اور کتابت اور طباعت وغیرہ میں طالب علموں کی ذہنیتوں کا خاص حد تک لحاظ رکھا ہے۔ جامع الآداب میں اخلاق، معاشرت، معیشت اور طب و صحت کے ضروری عنوان آگئے ہیں اور طالب علم ان سے یقیناً فائدہ اٹھائیں گے بہتر ہوتا کہ رسالے کے شروع میں ایک فہرست مضامین بھی شامل کر دی جاتی۔ کتابت و طباعت عمدہ ہے۔

اطلاع

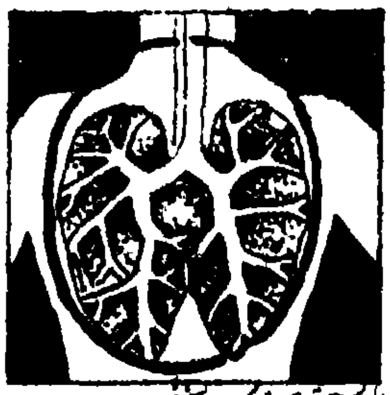
اگر آپ کا چندہ اس پرچے کے ساتھ ختم ہو رہا ہے تو آپ آئندہ سال کے لیے چندہ جلد بھیج دیں۔ ورنہ یکم جون ۴۱ء سے جولائی کے خاص نمبر کے وی پیوں کی روانگی کا انتظام شروع ہو جائیگا اور پھر اس کے بعد باوجود چندہ بھیج دینے کے بھی آپ کے نام وی پی چلا جانا ممکن ہو جس میں آپ کا یا ہمارا نقصان ضرور ہوگا اور اگر آپ اشاعت خاص وی پی ہی منگا چاہتے ہیں تو پھر بھی اطلاع دے دیں۔ چندہ بھیجتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ اس چندے سے جدید نمبر پر نام درج ہو کر رسالہ جاری ہو جائے گا اور قدیم نمبر سے آپ کے نام وی پی جا کر واپس آئے گا۔ جس سے دفتر کا نقصان ہوگا۔

"مینجر"

کھانسی دوا دمہ



معمولی نزلہ و زکام کا اثر ہوتا ہے کہ کھانسی رہتی ہے۔ اور پھیپھڑوں کی صفائی نہیں ہوتی مگر عارضی سکون ہو جاتا ہے۔ سعالین ضرورت کو پورا کرتی ہے کہ ہوائی نالیوں سے بلغم کو



نکال کر حقیقی سکون بخشتی ہے۔

کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی کبھی کھانسی میں مبتلا نہ ہو۔ اور پھر یہ مرض ہرگز ایسا نہیں ہے کہ اس کی طرف معقول توجہ نہ کی جائے۔ کیوں کہ معمولی کھانسی مناسب تدارک اور علاج نہ کرنے سے بڑھ جاتی ہے حتیٰ کہ پھیپھڑوں میں زخم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ

سُعالین کی ایک شیشی بطور حفظِ ماتقدم گھر میں رکھی جائے تاکہ ضرورت کے وقت فوراً استعمال کر لی جائے۔ معمولی کھانسی کو اس کے چند قرص ہی کافی ہیں۔ اس دوا کا اثر خصوصیت کے ساتھ ہوائی نالیوں پر ہوتا ہے۔ اس کے استعمال سے ان کا تشنج دُور ہو جاتا ہے۔ اس طرح نہ صرف پُرانی سے پُرانی کھانسی دُور جاتی ہے بلکہ دمہ تک دُور ہو جاتا ہے۔ سینہ بلغم سے بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ قیمت ایک شیشی صرف (۸؍)

ملنے کا پتہ:۔ **ہمدرد دواخانہ، دہلی**

زِندگی پیشاب کے قطروں میں

پیشاب میں شکر آنے لگتی ہے تو زندگی کی رُوح پیشاب کے قطروں سے نکل جاتی ہے جس طرح گیہوں نشاستہ نکل جانے پر بے کار ہو جاتا ہے اسی طرح آدمی شکر خارج ہو جانے پر آدمی نہیں رہتا۔ یہ شکر زندہ رہنے کے لیے بڑی کارآمد ہے ہمدرد دواخانے میں اس مرض کی حیرت انگیز دوا "دولابی" ایجاد ہوئی ہے جو شکر آنے میں اکسیر کا کام دیتی ہے۔ انجکشن کے بغیر یہ شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ ذیابیطس سادہ ہو یا شکری، دولابی اس کی جڑیں اکھاڑ دیتی ہے۔ پیاس کی شدت کم کر دیتی ہے۔ چہرے کا رُوکھاپن دُور ہو جاتا ہے۔ ذیابیطس کی وجہ سے گُردہ، جگر اور سینہ وغیرہ میں جو مہلک عوارض پیدا ہو جاتے ہیں "دولابی" اس کا لاجواب علاج ہے۔

قیمت فی شیشی تین رُوپے (سے؍) پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ دوا ہے۔

ہمدرد دواخانہ، دہلی



(۲۱۰) **آشوب چشم** :- (ا) لڑکی کو "اودرین" کے انجکشن اور پینے کے لیے "ایلیٹرس کا ڈیل" دیجیے۔ آنکھوں کے علاج کی چنداں ضرورت نہیں ہے اگر زیادہ ضرورت ہو تو ایلم اینڈ زنک لوشن صبح و شام آنکھ میں ڈالیے۔ لڑکی کی عام تن درستی کو بہتر کرنے کی تدابیر اختیار کیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) آپ اس لڑکی کو ہمدرد دواخانے کی "صافی" ایک ایک تولہ صبح و شام پانی میں ملا کر پلائیے۔ رات کو سوتے وقت اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھانے کی ہدایت کیجیے۔ امید ہے کہ یہ دوائیں اگر پابندی کے ساتھ ایک مہینے تک استعمال کی گئیں تو یہ شکایت قطعی جاتی رہے گی۔ گوشت اور دوسری گرم چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) مربّا آملہ ایک عدد ورق چاندی میں لپیٹ کر رات کو سوتے وقت کھلایا کریں۔ اور اوپر سے دودھ میں روغن بادام شیریں ۶ ماشے ڈال کر پلایا کریں صبح کو آملہ مربّا بھی ایک عدد ورق چاندی میں لپیٹ کر کھایا جائے۔ (حکیم لالہ ہری رام دوساجھ)

(د) عرق گلاب ۲ تولے، سلفر نائٹریٹ ۲ رتی۔ دونوں کو حل کر کے نیلے رنگ کی شیشی میں رکھیں۔ ایک ایک قطرہ پلکوں پر ڈالیں اور تھوڑی دیر کے بعد پلکوں کو آب مقطر سے دھو ڈالیں۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(۲۱۱) **ام الصبیان** :- (ا) یہ دورے ام الصبیان (مرگی) کے دورے ہیں۔ اگر اس وقت علاج میں غفلت کی گئی تو نتیجہ خراب ہوگا کسی ہوشیار معالج کے مشورے سے بچوں کو "برومائڈ" استعمال کرائیے۔ انتہائی کوشش کیجیے کہ بچے ہر وقت خوش رہیں۔ غم اور غصہ ان کے پاس بھی نہ آئے سادہ اور زود ہضم غذائیں استعمال کرائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اس بچوں کو نیچے لکھا ہوا سفوف کھلائیے۔ دو سالہ بچے کو حتی الامکان ایک ماشہ اور ۶ سالہ بچے کو دو ماشے سفوف پانی میں گھول کر پلائیے اور رات کو سوتے وقت چھوٹے بچے کو ڈیڑھ ماشے اور بڑے بچے کو تین ماشے خمیرہ گاؤزباں عنبری جدوار عود صلیب والا کھلائیے (اور کم سے کم ایک ڈیڑھ مہینے تک) اس کا استعمال جاری رکھیے قابض بادی چیزوں کے کھلانے سے خاص طور پر پرہیز کرایا جائے اور خصوصاً ان کے ہضم کو خراب ہونے سے بچایا جائے۔ سفوف یہ ہے:۔ پوست ہلیلہ زرد، پودینہ، تربد سفید۔ تینوں چیزیں ضرورت کے مطابق برابر وزن لے کر باریک پیس چھان کر سفوف بنا لیں۔ (حکیم عبد الواحد)

(ج) کافور، سہاگہ، نوشادر ہم وزن کھرل کر کے مکھن میں ملا کر سنوار دیا کریں۔ نرکچور ایک تولہ، ترکلہ ایک تولہ، درچ ایک تولہ کوٹ کر روغن بادام دو تولے سے چرب کر کے رکھ لیں۔ ایک ماشہ چھوٹے بچے کو اور دو ماشے بڑے بچے کو شہد میں ملا کر چٹائیں اور پھر دودھ پلایا کریں۔ (سعید احمد)

(د) سیال مسکن کا ایک ایک چمچہ دونوں وقت کھانے کے بعد پلائیں نسخہ ہمدرد صحت نومبر ۱۹۴۰ء کے صفحہ ۴۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (حکیم ہمایوں)

(ہ) ۲ رتی چھوٹے کو اور ۳ رتی بڑے بچے کو عنبر یہ گوش دیں اور رفع قبض کی دوائیں دیتے رہیں۔ بچوں کو چمک دار چیزوں سے بچائیں۔ عود صلیب گلے میں باندھیں۔ اور کبھی کبھی تھوڑا نکس کر چٹا دیں۔ چند بید ستر کی مالش ہاتھ پیروں پر کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔ (حکیم محمد علاؤ الدین)

(۲۱۲) **تدابیر مانع حمل** :- (ا) اس بات کا اندازہ کہ آپ کی اہلیہ کے لیے استقرار حمل مضر ہے یا خطرناک ہے آپ نہیں کر سکتے کسی ہوشیار لیڈی ڈاکٹر کو دکھا کر اس سے رائے طلب کیجیے اگر اس کا بھی یہی فتوے ہو کہ استقرار حمل مضر ہوگا تو بہترین مانع حمل تدبیر یہ ہے کہ مجامعت سے پرہیز کیجیے۔ آج تک نیا نے طب کوئی ایسی دوا یا ایسا طریقہ ایجاد نہیں کر سکی ہے جس پر بھروسہ کیا جا سکے یا جس کے متعلق کامل یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکے کہ اس سے مریضہ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اتنا اور عرض کردوں کہ نوتے فی صد سے بھی زیادہ عورتوں میں استقرار حمل ان کی تن درستی کو بہتر بنانے کا باعث ہوا کرتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر آپ کی اہلیہ صاحبہ کمزور ہیں اور ایام حمل اور وضع حمل کی صعوبتوں کو برداشت نہیں کر سکتیں تو آپ ضبط نفس سے کام لیجیے، کیوں کہ کمزوری کی حالت میں مباشرت بھی مناسب نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ اس پر قادر نہیں ہیں تو دوسری شادی کر لیجیے، اگر یہ بھی آپ کی ہمت سے باہر ہے تو ہمدرد دواخانے کی "مانعی" استعمال کیجیے اور ہمدرد صحت کا خاص نمبر "ضبط تولید و اصلاح نسل" طلب کر کے مطالعہ فرمائیے جس میں آپ کو ایسی بہت سی تدبیریں ملیں گی جن پر عمل کرنے سے آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ (حکیم عبد الواحد)

(۲۱۳) **گردن کا درد** :- (ا) یہ درد اگر کسی درجے میں بھی خطرناک ہوتا تو اتنی مدت میں خطرات ظاہر ہو گئے ہوتے۔ غالباً صرف گردن کے عضلات میں درد ہوا کرتا ہے "لنی منٹ کیمفر" اور "لنی منٹ بیلاڈونا" ملا کر مالش کیجیے اور اسپرین کی گولیاں کھانے کو دیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ کے صرف اس قدر مختصر لکھنے سے مرض کی صحیح تشخیص نہیں ہو سکتی۔ (حکیم عبد الواحد)

(۲۱۴) **غشی کا دورہ** :- (ا) غالباً یہ صحیح نہیں ہے کہ آپ کے صاحب زادے شاہ ہے [illegible]

بلکہ کسی اچھے معالج سے مقامی طور پر علاج کرائیے۔ مریض کو دیکھے بغیر کوئی صحیح رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ سب سے پہلے اپنے لڑکے کی عام صحت خصوصاً معدے کا علاج کیجیے۔ اور اس غرض کے لیے دواؤں کے علاوہ تدابیر سے بھی کام لیجیے مثلاً خوب بھوک لگنے پر کھانا کھایا جائے اور شکم پُری سے پرہیز کیا جائے اگر رات کا کھانا موقوف کر دیا جائے تو بہتر ہے، ورنہ شام ہونے سے پیشتر ہی کوئی ہلکی غذا کھالی جائے۔ قابض، بادی، غلیظ اور دیر ہضم چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔ بطور دوا کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے دونوں وقت کھائیں اور صبح کو خمیرہ گاؤزباں عنبری جدوار عود صلیب والا ۵ ماشے کھائیں۔ اگر قبض بھی رہتا ہو تو رات کو سوتے وقت اطریفل زمانی ۷ ماشے کھائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ہڑ مربیٰ ایک عدد کو چاندی کے ورق میں لپیٹ کر رات کو سوتے وقت کھلائیں۔ اوپر سے دودھ میں روغن بادام ۶ ماشے ملا کر پلائیں۔ صبح کو جوارش جالینوس ۹ ماشے عرق بادیان ۱۰ تولے کے ساتھ کھلائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(د) بادیان ۷ ماشے، کالی مرچ ۵ عدد، گل قند آفتابی دو تولے۔ آدھ پاؤ پانی میں شیرہ نکال کر صبح پلائیں۔ زرشک، کو رخشک، پودینہ خشک، نمک سیاہ ہر ۳ ماشے، موٹا سفوف بنا کر دو ماشے شام کو پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ (حکیم مظفر الدین احمد)

(۲۱۵) مرگی :- (ا) مریض کو ایک عرصہ دراز تک "ٹریبل برومائڈس" استعمال کرائیے۔ غذا بہت سادہ اور زود ہضم دیجیے۔ مریض کو تا حدِ امکان خوش و خرم رکھیے اور غم و غصے سے بچائیے۔ روزانہ غسل کی عادت ڈال دیجیے اس بات کی بھی احتیاط کیجیے کہ قبض نہ ہونے پائے۔ (سعید)

(ب) ۲۷-۲۶ سالہ مریض بارہ سال سے مرگی میں مبتلا ہے، اب اس کا علاج تقریباً ناممکن ہے، البتہ اگر ان کو عرصے تک معجون زبیب ۹ ماشے رات کو کھلائیں اور صبح کو خمیرہ گاؤزباں عنبری جدوار عود صلیب والا ۷ ماشے استعمال کرائیں اور کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے کھلائیں تو ممکن ہے کہ مرض میں کچھ تخفیف ہو جائے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ہزار پایہ، کرم دماغ شتر، فلفل دراز، پوست ریٹھا ہم وزن کھرل کرکے نسوار دیں۔ روغن بادام ۶ ماشے دودھ میں ملا کر شیریں کرکے رات کو پلایا کریں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۲۱۶) قے دوری :- (ا) یہ معلوم کیجیے کہ ہفتہ عشرہ میں وہ کون سے ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں کہ مریضہ کو قے شروع ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی خاص غذا ہضم نہ ہوتی ہو یا ممکن ہے کہ قبض ہو جاتا ہو تا وقتیکہ مخصوص سبب نہ معلوم ہو کوئی صحیح مشورہ دینا ناممکن ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اس مریضہ کو روزانہ صبح و شام جوارش انارین ۹-۹ ماشہ کھلایئے اور "شربت اکسیر خاص" ایک ایک تولہ بعد غذا چاٹنے کی ہدایت کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) گل سہاگہ دو تولے، سونٹھ، سہاگہ، کافور، نمک سیاہ، ہینگ ہر ایک ایک تولہ کو آب پیاز تین تولے میں کھرل کرکے چنے برابر گولیاں بنالیں۔ اور ایک ایک گولی صبح و شام ٹھنڈے پانی کے ساتھ کھلائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۲۱۷) زکام وغیرہ :- (ا) آپ کے بچے کو کھلی ہوئی اور صاف ہوا کی، دھوپ کی کیلسیم کی، اور مچھلی کے تیل کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اسے ہر وقت کھلی ہوا میں رکھیے۔ جتنی دیر ممکن ہو دھوپ میں کھیلنے دیجیے۔ اور جب دھوپ برداشت کے قابل نہ رہے تب بھی ایسے کمروں میں رکھیے جہاں خوب روشنی اور ہوا آتی ہو کیلسیم کی کمی پوری کرنے کے لیے "کولائڈل کیلسیم و دو بیٹامن ڈی" کے انجکشن لگوا دیجیے اور پینے کے لیے مچھلی کا تیل یا اس کا کوئی مرکب ایک عرصے تک استعمال کراتے رہیے۔ مچھلی کے تیل کے متعلق کچھ غلط خیالات عوام میں پھیل گئے ہیں ان کا کچھ خیال نہ کیجیے اور گرمی اور برسات ہر موسم میں آپ اسے بلا تکلف استعمال کرا سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اس بچے کے ہضم اور قبض کا خاص طور پر خیال رکھیے، اس قسم کی شکایتوں میں ہضم کی خرابی اور قبض کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ قابض بادی اور دیر ہضم غذاؤں سے پرہیز کرایا جائے۔ کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس تین تین ماشے کھلایئے اور صبح کے وقت خمیرہ مروارید جواہر والا تین ماشے دیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) چون پراش اولیہ استعمال کرائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(۲۱۸) اسہال :- (ا) آپ نے یہ تحریر نہ فرمایا کہ مریضہ کو حرارت بھی ہوتی ہے یا نہیں، بہتر ہو کہ مریضہ کے پاخانے کا خوردبینی امتحان کرا لیجیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اب پیچش کے جراثیم تو آنتوں میں باقی نہیں ہیں اور یہ بھی متیقن ہو سکے گا کہ اور کون کون سے جراثیم آنتوں میں پہنچ چکے ہیں۔ اگر پیچش کے جراثیم اب بھی پائے جائیں تو "ایمیٹین" کے انجکشن لگوا دیجیے۔ اگر خدانخواستہ دق کے جراثیم ملیں تو پھر مقامی طور پر کسی ہوشیار معالج سے مشورہ کیجیے۔ مریضہ چونکہ کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ اس لیے غفلت کرنا مناسب نہیں ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اس مریضہ کو صبح کے وقت ماتی بسنت ایک قرص معجون سنگ دانہ مرغ ۶ ماشے میں ملا کر کھلایئے اور جوارش عود شیریں ۶-۶ ماشے دونوں وقت کھانے کے بعد دیجیے۔ غذا میں طائم کھچڑی، ساگو دانہ، بادیان کے سوا کوئی چیز نہ دی جائے۔ گوشت روٹی سے قطعی پرہیز کیا جائے۔ سہ پہر کے وقت اگر بھوک ستائے تو پھلوں میں سے سیب سنترہ کھلایئے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جواب نمبر ۲۱۶ کا نسخہ استعمال کرائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(د) آپ معجون خبث الحدید ۳-۳ ماشے صبح و شام ہمراہ شربت دینار دو تولے عرق کوہ ۲ تولے، عرق الائچی ۳ تولے چند روز استعمال کرائیں۔ (حکیم محمد یحییٰ)

(۲۱۹) **نسخہ مطلوبہ** :- (ا) آپ کے جگر میں پتھری ہے تو میں آپ کو یہی رائے دوں گا کہ جلد سے جلد آپریشن کرا لیجیے۔ یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے اور اس کی وجہ سے درد کے جو دورے پڑتے ہیں وہ اکثر ناقابلِ برداشت ہوتے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ دورہ کب پڑ جائے گا۔ دواؤں سے پتھری کا گھلنا ممکن ہے مگر اس کے لیے طویل مدت درکار ہے اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس مدت کے دوران میں مریض کو درد کا دورہ پڑا اور جان بچنی مشکل ہو گیا۔ آپریشن کے ذریعے سے پتھری نکلوا دینے کے بعد آپ ایسی دوائیں استعمال کر سکتے ہیں جن سے پتھری کا بننا بند ہو جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) صبح کو دوائے سنگ" ایک سُرخ شربت بزوری ایک تولہ میں ملا کر چاٹیں اور اوپر سے مولی کے سبز پتوں کا پھاڑا ہوا پانی چھ تولے میں شربت بزوری دو تین تولے ملا کر پییں اور رات کو سوتے وقت روغن زیتون ایک تولہ عرق بادیان اور عرق کوہ ۵۔۵ تولے میں ملا کر استعمال کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) پھٹکری سُرخ بریاں ۴ رتی، نوشادر سائیدہ ۴ رتی ملا کر روزانہ پانی سے نگل لیا کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(۲۲۰) **سفید داغ** :- (ا) یہ برص کے داغ ہیں اور اگرچہ دعوے بہت کچھ کیے جاتے ہیں۔ لیکن شاید ابھی ایسی دوائیں دریافت نہیں ہوئی ہیں جو ان داغوں کو کھو سکیں۔ ہاں میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ یہ داغ بدنما ہونے کے علاوہ اور کسی طرح بھی مریض کے لیے اندیشہ ناک نہیں ہوتے نہ کسی دوسرے کو بیماری لگنے کا خطرہ ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر آپ کے عزیز کے پیر پر سفید داغ زیادہ پُرانا نہیں ہے تو یہ روغن کشید کر کے استعمال کرائیے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اندرونی استعمال کے لیے سفوف برص کا استعمال نہایت مناسب ہے۔

روغن :- باپچی، تخم پنواڑ ہم وزن لے کر کالے سانپ کا شکم چاک کر کے اس کے اندر بھر دیں۔ اور ایک مستعمل چکنی ہانڈی میں (جس کی پیندی میں چند سوراخ کر دیے گئے ہوں) رکھ کر زمین میں ایک گڑھا کھودیں اور اس کے اوپر رکھیں اور نیچے ایک چینی کا پیالہ رکھ دیں، ہانڈی کا منہ اچھی طرح بند کر کے اس کے چاروں طرف اُپلے چن کر آگ لگائیں، ہانڈی کے سوراخوں سے تیل ٹپک ٹپک کر پیالے میں جمع ہوتا رہے گا، ٹھنڈا ہونے پر پیالے کو نکال کر اس میں جمع شدہ تیل شیشی میں رکھیں، اور پھریری سے سفید داغوں پر لگائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) روغن تارامیرا کی مالش کیا کریں اور پانچ قطرے دہی میں ملا کر کھلائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دو ساجھ)

(د) تھوہر کے پتوں کا رس دن میں چار پانچ بار داغوں پر مل دیا کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(۲۲۱) **پرانا سوزاک** :- (ا) بندہ پرور میری مخصوص توجہ ایسی صورت میں آپ کے کس کام آئے گی کہ جب آپ کے دونوں مرض تشخیص شدہ ہیں اور معروف بہت ہی موذی اور خراب۔ میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ جلد سے جلد آتشک کے لیے "نیو سلوارسن" کے انجکشن کسی ہوشیار ڈاکٹر سے لگوا لیجیے آتشک کا فاسد مادہ جسم میں سے نکل جانے کے بعد سوزاک کی طرف توجہ کیجیے گا اور اس کے لیے یا تو "یوبیرون" کی گولیاں استعمال کر لیجیے گا یا اگر آپ پسند کریں تو اس کے لیے بھی "آرکی گرین" کے انجکشن ہی لگوا لیجیے گا اور ان دواؤں سے اگر آپ کے امراض دور ہو جائیں تو آئندہ خدا کے لیے ذرا محتاط زندگی بسر کیجیے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ کے رگ و ریشوں میں آتشک و سوزاک کا زہر اثر کیے ہوئے ہے۔ اس کو جسم سے نکال باہر کرنے اور خون کو اس سے پاک و صاف کرنے کے لیے کئی مہینے تک دوائیں استعمال کرنے کی ضرورت ہے آپ روزانہ صبح کو "شافی" ایک عدد منہ میں رکھ کر "صافی" ایک تولہ کو پانی میں گھول کر اس کے ساتھ نگل جایا کریں اور تیسرے پہر صرف صافی ایک تولہ پانی میں گھول کر پییں اور رات کو معجون عشبہ ۹ ماشے کھا لیا کریں۔ ان دواؤں کا استعمال کم سے کم تین مہینے تک جاری رکھیں، اُمید ہے کہ آپ کی تمام شکایتیں جاتی رہیں گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) مطبوخ ہفت روزہ استعمال کر کے تہ نشین کشتہ چار دھاتہ ۲ چاول مکھن میں ملا کر کھائیں۔ (حکیم لالہ سری رام دو ساجھ)

(د) سفوف بھنگرہ ۳-۳ ماشے صبح و شام ٹھنڈے پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(۲۲۲) **بخار اور کھانسی** :- آپ مریض کے سینے کا کسی ہوشیار معالج سے امتحان کرائیے۔ بہتر ہو کہ بلغم کا خوردبینی امتحان کر کے معلوم کر لیا جائے کہ مریض سل میں تو مبتلا نہیں ہے آپ نے جو علامات لکھی ہیں اُن سے ذہن اسی طرف منتقل ہوتا ہے کہ مریض کو خدانخواستہ دق ہو چکی ہے اگر ایسا ہے تو مریض کو کسی پہاڑی مقام پر لے جائیے۔ اور کسی اچھے معالج سے علاج کرائیے اسی طرح اگر آپ معقول علاج کے بغیر ٹالتے رہے تو پھر علاج کا موقع بھی شاید نہ رہے۔ اگر سل نہیں ہے تو مریض کو مچھلی کا تیل خوب اچھی طرح پلائیے۔ غذا عمدہ اور قوت بخش کھلائیے چند روز میں پھیپھڑوں میں طاقت آجائے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) صبح کے وقت قرص مرجان جواہر والا ایک عدد خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا ۹ ماشے میں رکھ کر صبح کو کھائیں اور "صدری" ایک تولہ رات کو چاٹیں اور کم سے کم ایک مہینے تک برابر استعمال کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۲۳) **علامات** :- (ا) جسم کا ٹھنڈا رہنا اس بات کی علامت ہو کہ دوران خون جسم میں صحیح نہیں ہوتا۔ ہاتھ پیروں میں سے آگ نکلنا بدہضمی کی علامت ہے۔ بوڑھے آدمیوں میں اوّل تو دل کمزور ہو جاتا ہے اور خون کو اتنی قوت سے نہیں پھینک سکتا کہ تمام جسم میں اچھی طرح پہنچ سکے اور ساتھ ہی ساتھ عموماً ہاضمہ بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ اسی لیے یہ دونوں علامتیں ان میں ظاہر ہوتی ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ہاتھ کی ہتھیلی اور تلووں کا گرم رہنا عموماً معدے اور جگر کی بیماریوں خصوصاً ہضم کی خرابی سے ہوا کرتا ہے۔ مجلوقین میں یہ شکایت بہت زیادہ پائی جاتی ہے اور اس کی وجہ عموماً یہی ہوا کرتی ہے کہ ان کے معدے اور جگر کی حالت اچھی نہیں ہوتی اور ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ بوڑھوں میں عموماً

بوڑھوں کو یہ شکایت ہوتی ہے جن کا ہضم خراب ہوتا ہے۔ عورتوں میں سیلان رحم اور ورم رحم اس کا سبب ہوتے ہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۲۴) **کثرتِ ریاح**:- (ا) دل اور دماغ کے متاثر ہونے سے آپ کا کیا مطلب ہے اور آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ کے دل و دماغ ریاح سے متاثر ہو رہے ہیں۔ آپ پانچ کوس روزانہ چلنے کے عادی ہیں، اور اس کے باوجود آپ کو قبض رہتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ پانی کافی مقدار میں نہیں پیتے ہوں گے۔ اگر ایسا ہے تو پانی کی مقدار زیادہ کر دیجیے۔ ایک جوان آدمی کو دن بھر میں کم سے کم آٹھ دس گلاس پانی پینے کی ضرورت ہے اور اس موسم میں تو اور بھی زیادہ پانی پینے کی ضرورت ہے۔ صبح اُٹھتے ہی نہار منہ اگر آپ ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس پی لیا کریں تو رفع قبض میں بہت مدد دیگا۔ دواؤں میں "پیٹرولاگر" قبض کے لیے بہت اچھی چیز ہے۔ قبض کے علاوہ آپ نے کوئی اور شکایت لکھی ہی نہیں جو کچھ سمجھ میں آئے کہ مرض کیا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) تعجب ہے کہ آپ روزانہ ۶-۵ میل سیر کے عادی ہونے کے باوجود کثرتِ ریاح کی شکایت میں مبتلا ہیں۔ بہرحال آپ کو اپنی غذا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ غذائیں سادہ کھائیے مثلاً موٹے آٹے کی روٹی ساگ پات اور سبز ترکاریاں کھائیے۔ آلو جیسی تمام بادی چیزیں اور میٹھی چیزیں بالکل نہ کھائیے۔ سب سے فارغ ہونے کے بعد تیل کی مالش تمام بدن پر کیجیے۔ اگر دوسرے آدمی سے مالش کرائی جائے تو اس کو ہدایت کیجیے کہ وہ اِدھر اُدھر ہاتھ مارنے کی بجائے ایک قرینے کے ساتھ اپنا ہاتھ اوپر سے نیچے کی طرف لائے۔ اور اس طرح ہاتھوں اور پیروں کی بھی مالش کرے۔ پیٹ کی مالش آپ خود اپنے ہاتھ سے اس طرح کیجیے کہ دائیں ہاتھ کو تیل لگا کر بائیں طرف جنگاسے سے ذرا اوپر پیٹ پر رکھ کر پوری ہتھیلی سے پیٹ کو ملتے ہوئے اوپر پسلی تک لائیے۔ اس کے بعد بائیں طرف ہاتھ کو موڑ دیجیے اور ادھر کی پسلیوں کے پاس پہنچ کر نیچے بائیں جنگاسے کے قریب تک پہنچ جائیے اور ہاتھ کو اٹھا کر پھر دائیں طرف لے جائیے اور اسی طرح ۷-۵ مرتبہ کیجیے۔ اُمید ہے کہ ایسا کرنے سے آنتوں میں تحریک پیدا ہو کر قبض بھی رفع ہوگا اور ریاح بھی خارج ہوا کریں گے۔ کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت "معجون منقویٰ معدہ" ۶-۶ ماشے کھا لیا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) آپ فولاد محلول استعمال کیجیے۔ نسخہ اگست ۱۹۴۸ء کے ہمدرد صحت میں صفحہ ۴۰ پر ہے۔ (حکیم لالہ سری رام دوساجھ)

(د) گل قند ۳ تولے، نمک معیاری ۱ تولے، ہر دو کو ملائیں اور ۶ ماشے کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت کھایا کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(ھ) اسپغول ایک تولہ کو ماشہ بھر گھی یا روغن بادام سے چرب کر کے رات کو سوتے وقت پھانک لیں، اوپر سے پاؤ بھر دودھ پئیں۔ دودھ بکری کا ہو تو اچھا ہے۔ ایک ہفتہ مسلسل استعمال کریں۔ اس کے بعد مہینے میں دو چار مرتبہ حسب ضرورت استعمال کر لیا کریں۔ (حکیم مظفرالدین)

(۲۲۵) **ہتھیلیوں کا پسینہ**:- (ا) آپ کبھی کبھی خفیف سا درد پیٹ میں ہو جانے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ مریضہ کی ہتھیلیوں میں پسینہ آنے کا سبب ہی ان کا فتورِ ہضم ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے پیٹ میں کیڑے ہوں۔ اگر کبھی کوئی کیچوا پاخانے میں نکلا ہے تو غالباً میرا خیال صحیح ہے اور آپ سب سے پہلے ان کو کیچووں کی دوا کھلائیے اگر کیچوے نہیں ہیں تو کسی مقامی معالج سے فتورِ ہضم کا علاج کرائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ہمارے جسم میں پسینہ پیدا کرنے والی گلٹیاں کم و بیش ہر جگہ موجود ہیں، جو مقامی اعصابِ جلدیہ کے ماتحت سطحی عروق کے پھیلنے سے اپنا کام انجام دیتی رہتی ہیں، ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں میں یہ گلٹیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ لیکن ان مقامات کی جلد ٹھوس اور سخت ہونے کے باعث عموماً ان کا کام سُست رہتا ہے۔ لیکن جب کسی شخص کے خون میں کوئی غیر معمولی تغیر ہوتا ہے اور اس سے پسینہ پیدا کرنے والا عصبی مرکز متحرک ہوتا ہے تو اعصابِ جلدیہ پر اس کا اثر پڑتا ہے اور یہ اثر اس قدر سخت ہوتا ہے کہ ہتھیلیوں وغیرہ کی سخت جلد بھی گلٹیوں کو پسینہ پیدا کرنے اور اس کے نکلنے کو نہیں روک سکتی اور نہ موسم کی سردی اس کے لیے مانع ہو سکتی ہے۔ ایسے لوگ عموماً عام جسمانی کمزوری، جگر اور معدے کی بیماریوں اور قبض کے شکار ہوا کرتے ہیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۲۶) **سپاری کے فائدے اور نقصانات**:- (ا) سپاری کسی قدر قابض ہوتی ہے اور دوسرا فائدہ اس کا یہ ہے کہ آنتوں کے کیڑوں کو بھی ہلاک کرتی ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے دل اور دماغ پر اس کا کوئی اثر اچھا یا بُرا نہیں ہوتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) سپاری قابض اور رادع (مادّے کو لوٹانے والی) ہے۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو قوی کرتی ہے اور اُن سے خون بہنے کو روکتی ہے، پسینے کی آمد کو بند کرتی ہے، دستوں کو روک دیتی ہے۔ معدے کو قوی کرتی ہے، دل و دماغ اور اعصاب کو طاقت دیتی ہے اور دماغ کی طرف بخارات چڑھنے کو روکتی ہے اور گرم مادّے سے جو درد ہو لیپ کرنے سے اس کو تسکین دیتی ہے، گردے و مثانے کی پتھری کے مریضوں اور قولنج کے مریضوں کے لیے مضر ہے۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۲۷) **مجموعۂ امراض**:- (ا) آپ اپنی عام صحت کی بحالی کے لیے چند شیشیاں "انکرے ٹون" کی پی ڈالیے جونوں کے لیے آپ یہ کر سکتے ہیں کہ رات کو جس وقت وہ تکلیف دیں اس وقت دو تین قطرے مٹی کے تیل یا تارپین کے تیل کے مبرز کے اندر ٹپکا لیں۔ چند بار ایسا کرنے سے چونے مر جائیں گے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) حضرت! ایسا کون حکیم ہے جو خدانخواستہ آپ کی موت کا خواہش مند ہو۔ ہم تو دست بدعا کہ خدا آپ کو اپنی رحمت سے عمر خضر عطا فرمائے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کے مرض کی عمر تیس سال ہو چکی ہے، اور اب اسّی سال کی عمر میں آپ کو یہ خیال ہوا ہے کہ رسالے کے ذریعے سوالات شائع کر کے علاج کرانا چاہتے ہیں۔ ہر مرض کا دفعیہ دواؤں پر ہی منحصر نہیں ہے، بلکہ جسم کی قدرتی قوتِ مدافعت کو بھی بہت کچھ دخل ہوتا ہے۔ آپ عمر کے ان مراحل تک پہنچ چکے ہیں جن میں قوتِ مدافعت بھی کمزور ہو جاتی ہے، اس لیے مرض سے شفایابی کی چنداں اُمید نظر نہیں آتی، لیکن تاہم مشورہ دینا ہمارا فرض

ہے۔ شاید خدا آپ کو صحت عطا فرمائے۔

اطریفل دیدان ۹ ماشے رات کو کھایا کیجیے اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے کھائیے اور روغن تارپین ایک تولہ کو ڈھائی پاؤ پانی میں ملا کر بذریعہ حقنہ آنتوں میں داخل کیجیے۔ مقعد کی خارش وغیرہ سے بچنے نیز چرنوں کو ہلاک کرنے کے لیے کافور تین ماشے کو مکھن ایک تولہ میں ملا کر لگایا کیجیے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) قلعی ایک تولہ گرم کرکے سرسوں کے تیل میں گیارہ مرتبہ بجھالیں اور جَو کے برابر ٹکڑے کاٹ کر مصری دو تولے شامل کرکے کھرل کریں اور چھان کر رکھ لیں۔ ایک ماشہ صبح ہی صبح پانی کے ساتھ پھانک لیا کریں۔ کرم امعا نیست و نابود ہو جائیں گے۔ امیران چینی، کافور بھیم سینی، کاجل ہوا ایک ایک ماشہ، آب پیاز سفید میں گھس کر شہد ایک تولہ ملا کر قطرہ قطرہ آنکھ میں ٹپکائیں۔ (حکیم لالہ ہری رام دوساجھ)

(د) روغن تارپین یا مٹی کے تیل میں بتی تر کرکے مقعد میں رکھیے اسی وقت سکون ہو جائے گا اور دو چار دن کا استعمال کافی ہے۔ (حکیم ہمایوں)

(۲۲۸) **جریان وغیرہ**:- (ا) عاداتِ بد کی وجہ سے ضعفِ باہ لاحق ہونے کو آپ شاید بالکل معمولی سی بات سمجھتے ہیں اور آپ کا خیال یہ ہے کہ بس جھٹ موٹ کو کسی حکیم یا ڈاکٹر بلکہ شاید کسی عطائی کا نسخہ دو چار دن پی لیا اور بس سب خرابیاں رفع ہو گئیں۔ بہتر صورت یہی ہے کہ کسی لائق حکیم یا ڈاکٹر کو کچھ عرصے تک اپنے دوست کا باقاعدہ علاج کرائیے۔ اگر یہ پسند نہیں ہے تو ہر اخبار اور ہر رسالے میں ہزاروں بلکہ لاکھوں دواؤں کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔ اللہ کا نام لے کر ایک ایک دوا منگاتے جائیے اور تجربہ کرتے جائیے۔ کوئی نہ کوئی دوا تو لگ ہی جائے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ اپنے دوست کو سفوف عجیب ۶ ماشے صبح کو اور معجون مقوی ڈیڑھ ماشے رات کو دودھ کے ساتھ کھانے کا مشورہ دیجیے اور ساتھ ہی مقامی طور پر دوائے ٹکورا اور "طلائے اعظم" استعمال کرایا جائے۔ امید ہے کہ ان دواؤں کے استعمال سے تمام شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) ثعلب مصری، تخم ریحاں ہم وزن کوٹ کر ایک تولہ صبح کو دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔ روغن کافور اور روغن موم ہم وزن ملا کر مالش کریں۔ (ہمایوں)

(۲۲۹) **نسخہ مقوی باہ**:- (ا) اگر آپ تفصیل کے ساتھ اپنے مرض کے حالات تحریر فرماتے تو ممکن تھا میں کوئی مشورہ دیتا۔ مرض کے حالات معلوم ہوئے بغیر نسخہ تجویز کرنے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مقوی باہ خوردنی نسخے سے عضو مخصوص کے فربہ اور دراز کرنے کی تمنا ہے تو اس کے لیے ایسی غذائے دوائی کی ضرورت ہے جو بدن کو بھی فربہ کرے بدن کی فربہی کے تناسب سے عضو میں بھی فربہی ہوگی۔ ایسی غذائے دوائی انڈے، انڈوں کا حلوہ، مغزیات اور دودھ، گھی مکھن ہیں اگر آپ کے جسم میں نشوونما کی صلاحیت ہے تو ان چیزوں کو استعمال کیجیے اور ورزش بھی کیجیے تو آپ نمایاں فرق محسوس کریں گے۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) سفوف خراطین ۳ ماشے روزانہ دودھ کے ساتھ صبح و شام کھایا کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(۲۳۰) **سرعتِ انزال**:- (ا) اپنے عزیز کو آپ دو ایک شیشیاں "ایگزیر برومو ویلیرین" کی پلا دیں اور اس کے بعد کوئی مقوی اعصاب دوا مثلاً "ہیمو فاسفیٹس" چند روز تک استعمال کرائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر آپ کے دوست کو سرعتِ انزال کے سوا اور کوئی شکایت نہیں ہے تو وہ معجون مقوی ڈیڑھ ماشے روزانہ رات کو دودھ کے ساتھ کھائیں اور صبح کو سفوف مغلظ و ممسک ۶ ماشے دودھ کے ساتھ نوش فرمائیں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) اسبغول کو آب برگ کریلہ سبز میں تین دفعہ تر و خشک کریں، پھر سفوف بنائیں۔ ۴-۴ رتی صبح و شام کھلائیں۔ (حکیم ہمایوں لائل پور)

(د) سفوف عجیب ہمدرد دواخانے کی مجرب اور سستی دوا ہے۔ ۲۰ دن کے استعمال سے صحت ہو جاتی ہے۔ (حکیم سید مظفر الدین احمد)

(۲۳۱) **سرعتِ انزال**:- (ا) آپ بھی اپنے ۲۶ سالہ دوست کو وہی دوائیں استعمال کرائیے جو سوال نمبر ۲۳۰ کے جواب میں تحریر کی جا چکی ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جواب نمبر ۲۳۰ پر عمل کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(ج) جواب نمبر ۲۳۰ پر عمل کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پوری)

(د) ممسک بے نظیر (رجسٹرڈ) ہمدرد دواخانہ سے منگا کر استعمال کرائیے۔ (حکیم سید مظفر الدین احمد)

(۲۳۲) **کثرتِ احتلام وغیرہ**:- (ا) اس مرتبہ تو میں دیکھتا ہوں کہ بیشتر سوالات جلق، احتلام، سرعت، لاغری عضو اور ضعفِ باہ ہی سے متعلق ہیں۔ سوال نمبر ۲۲۸ کے جواب میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہی آپ کے لیے بھی میرا مشورہ ہے۔ اگر آپ تن درست ہونا چاہتے ہیں تو کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جائیے اور ایک کافی مدت تک باقاعدہ علاج کرائیے۔ اس طرح تیر تکوں سے کام نہیں چلے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) صبح کو سفوف عجیب ۶ ماشے دودھ کے ساتھ کھائیں۔ رات کو معجون ادجاع ۶ ماشے پانی کے ساتھ کھائیں اور کھانا کھانے کے بعد شربت اکسیر اعظم ایک ایک تولہ چاٹ لیا کریں۔ مقامی نقائص کو دور کرنے کے لیے دوائے ٹکور اور "طلائے شباب آور" استعمال کریں۔ (حکیم عبدالواحد)

(۲۳۳) **ضعفِ اعضائے رئیسہ**:- (ا) اعضائے رئیسہ کے ضعف سے آپ کو جو شکایات لاحق ہو گئی ہیں اگر آپ ان کا بیان تفصیل کے ساتھ کر دیتے تو تشخیصِ مرض میں بہت مدد ملتی یہ طریقہ زیادہ صحیح نہیں ہے کہ آپ خود اپنا مرض تشخیص کریں۔ اگر آپ "ایسٹنس سیرپ" چالیس چالیس بوند کی مقدار میں روزانہ تین مرتبہ بعد غذا پی لیا کریں تو آپ کی تمام کمزوریاں خدا نے چاہا تو رفع ہو جائیں گی۔ چالیس بوند دوا ایک گھونٹ پانی میں ملا کر پی لیا کیجیے۔ دودھ آپ جتنا چاہیں پییں، زکام نہ ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(باقی ہے)

سوالات

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔
(۲) سوال دو سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔
(۳) دو سطروں سے زیادہ کے لیے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے اُجرت بھیجنی چاہیے۔
(۴) اگر آپ رسالے کے خریدار نہیں ہیں تو دو آنے کے ٹکٹ بھیج کر تین سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کے لیے زائد تین آنے فی سطر کے حساب سے ارسال کیجیے
(۵) چار سطروں سے زیادہ لمبا سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں، شائع نہیں ہو سکے گا۔
(۶) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیے دفتر کو کاٹ چھانٹ کا اختیار بہرحال ہوگا۔
(۷) رسالے کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔
(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانے کی توقع زیادہ سے زیادہ ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک سوال دفتر میں پہنچ جانے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔
(۹) ایسے سوالات رسالے میں درج نہیں ہوں گے جن کے لیے دواخانے یا رسالے کے پرمٹ کارڈ استعمال کیے گئے ہوں۔ مینیجر ہمدرد صحت

---

(۲۳۵) "اسرار الحاذقین" مترجمہ مولوی محمد حسین صاحب احمد آبادی کے آخری حصے میں دس اسراری نسخے بعنوان "اسرار" درج ہیں۔ ان نسخوں میں سے اُس ایک نسخے کی نقل کی ضرورت ہے جس میں طلا در کو نیم کے درخت میں نصب کرنے کے بعد اس کے پھول استعمال کرنے کی تفصیل درج ہے۔ (خریدار نمبر ۲۶۴۷)

(۲۳۶) میرے تمام سر میں کبھی خصوصیت کے ساتھ تالو میں، درد رہتا ہے۔ ہر ہفتے کے بعد آنکھ میں شدید درد ہو جاتا ہے۔ درد ہونے سے پہلے چراغ کے گرد رنگین چکر دکھائی دیتے ہیں اور دھندلا دکھائی دینے لگتا ہے۔ نزلہ بھی رہتا ہے۔ لکھنؤ کے میڈیکل کالج کے ماہر چشم نے سبل بائی (گلاکوما) تشخیص کیا ہے۔ (ایک ناظر)

(۲۳۷) میرے ۶۵ سالہ والد صاحب بواسیر خونی میں مبتلا ہیں۔ قبض بہت زیادہ رہتا ہے۔ کانچ بھی نکل آتی ہے جو انگلیوں کی مدد سے اندر ہو جاتی ہے۔ عمر کی زیادتی کے ساتھ ساتھ کانچ کی تکلیف بڑھتی جا رہی ہے، یہاں تک کہ اب پیشاب کرتے وقت بھی کانچ نکل آتی ہے اور پیشاب رک جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۹۶۲۵)

(۲۳۸) میری عمر ۶۲ سال ہے۔ ہر دو گھنٹے کے بعد پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔ پیشاب تھوڑی مقدار میں اور قطرہ قطرہ ہو کر آتا ہے اور دھار ٹیڑھی ہوتی ہے۔ گرم چیزیں نقصان پہنچاتی ہیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۵۲۳)

(۲۳۹) مجھے مسامع الصدر (اسٹیتھسکوپ) پر اردو یا انگریزی کی کسی اچھی اور مفید کتاب کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور حکیم اکبر حسین صاحب مناسب رہنمائی فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۸۱۱۱)

(۲۴۰) پچاس سالہ مریض کے اُلٹے پیر میں دس مہینے ہوئے موچ آ گئی تھی۔ چلنے پھرنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ دونوں گٹّے متورم ہیں۔ مریض کو پہلے آتشک ہو چکی ہے۔ (خریدار نمبر ۹۰۰۷)

(۲۴۱) میرے چالیس سالہ دوست کے پیٹ میں کھانا کھانے کے چار گھنٹے بعد درد ہوتا ہے۔ یہ درد کچھ کھا لینے سے جاتا رہتا ہے۔ قبض کی دائمی شکایت ہے۔ کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔ (خریدار نمبر ۹۳۰۷)

(۲۴۲) پینتالیس سالہ مریض کی انگلی پر سفید داغ تین سال سے تھا۔ اب مرض بڑھ کر ہاتھ کی پشت اور ہتھیلی پر پھیل گیا ہے۔ داغوں کا رنگ کبھی بالکل سفید اور کبھی سرخی لیے ہوئے ہوتا ہے۔ سوئی چبھونے سے خون بھی نکلتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۶۰۲)

(۲۴۳) ۱۵ سالہ غیر شدہ مریضہ کو بار بار پیشاب آنے کی شکایت ہے۔ کبھی کبھی بستر پر بھی پیشاب کر دیتی ہے۔ (خریدار نمبر ۳۰۷۰)

(۲۴۴) میرے ۲۰ سالہ لڑکے کے ہاتھ پیر گرمیوں میں پھٹتے ہیں اور بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ (خریدار نمبر ۱۰۴۳۲)

(۲۴۵) مجھے کمزوریٔ دماغ اور نزلے کی شکایت ہے۔ سینے میں خراش بھی رہتی ہے۔ (خریدار نمبر ۸۱۳۶)

(۲۴۶) میں اٹھارہ سالہ طالب علم ہوں۔ میرے جسم میں خون کی بہت کمی ہے۔ قبض رہتا ہے۔ نیز درد سر، نزلہ و زکام رہتے ہیں۔ دماغ کمزور ہے۔ (خریدار نمبر ۹۱۱۱)

(۲۴۷) ۲۳ سالہ مریضہ چار سال سے سیلان رحم میں مبتلا ہے۔ رطوبت انڈے کی سفیدی کی طرح ہوتی ہے۔ کمر اور رانوں میں درد رہتا ہے۔ ایک سال سے نزلے کی شکایت بھی رہنے لگی ہے۔ بھوک نہیں لگتی۔ اختلاج کی شکایت بھی ہے۔ (خریدار نمبر ۵۷۵۶)

(۲۴۸) میری عمر ۲۱ سال ہے۔ سات سال سے جوڑوں کے درد میں مبتلا ہوں۔ ڈیڑھ سال سے تو حالت بہت ہی خراب ہے۔ جسم کے چھوٹے سے چھوٹے جوڑ

بھی درد ہے۔ عضلات کمزور، پنڈلیاں پتلی اور کمر خمیدہ ہو گئی ہے۔ خصوصی توجہ کا طالب ہوں۔ (خریدار نمبر ۱۰۸۰۵)

(۲۴۹) ضعفِ گردہ و مثانہ کے لیے ایسے مجرب نسخے کی ضرورت ہے جو زہریلے اجزا اور کشتوں سے پاک ہو۔ (خریدار نمبر ۱۰۰۸۸)

(۲۵۰) میرے اٹھائیس سالہ دوست پیدائش کے وقت سے ٹانگوں سے معذور ہیں۔ کمر سے پیر تک کا حصہ بے حس ہے۔ معمولی رگڑ سے گہرے زخم ہو جاتے ہیں جو برسوں مندمل نہیں ہوتے۔ ان کو ذیابیطس کی شکایت نہیں ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۰۷۶)

(۲۵۱) بارہ سالہ بچی کی پیشانی پر ایک انچ لمبا اور پاؤ انچ چوڑا سفید داغ ہے۔ واضح رہے کہ چھ سال سے اس جگہ کے بال سفید ہوتے تھے اس کے بعد داغ ظاہر ہوا۔ (خریدار نمبر ۱۰۰۵۱)

(۲۵۲) میرے ایک عزیز کے جسم پر بال بہت زیادہ ہیں اور ان میں جوئیں پڑ جاتی ہیں۔ بال بھی صاف کرائے گئے لیکن بال آتے ہی جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں (ایک خریدار)

(۲۵۳) میری اہلیہ کی عمر اس وقت بائیس سال ہے۔ شادی کیے ہوئے پانچ سال ہو چکے ہیں۔ لیکن اہلیہ کو جماع کی خواہش آج تک نہیں ہوئی۔ جماع کے وقت اندام نہانی میں قدرتی تری نہیں ہوتی۔ پستان موجود ہیں۔ ایام بھی ہوتے ہیں اگر کسی قدر تکلیف سے۔ (خریدار نمبر ۱۵۰۸۲)

(۲۵۴) میں موتیا بند کا آپریشن سیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا کوئی صاحب اس سلسلے میں میری مدد کریں گے؟ (خریدار نمبر ۹۶۰۰)

(۲۵۵) مریض کی عمر ۲۳ سال ہے۔ کھانا کھانے کے دو گھنٹے بعد دو سال سے سفید رطوبت کبھی کبھی خارج ہوتی ہے۔ جریان سمجھ کر علاج کرایا تو احتلام کی کثرت ہو گئی۔ قبض دائمی ہے۔ معدہ خراب ہے۔ بائیں طرف پسلیوں کے نیچے کھانا کھانے کے بعد درد معلوم ہوتا ہے۔ احتلام ہو جانے کے بعد ۵۔۶ دن تک یہ درد نہیں ہوتا۔ (خریدار نمبر ۱۱۲۵۰)

(۲۵۶) میری عمر ۱۹ سال ہے۔ ۱۴۔۱۵ سال سے میری نظروں کے سامنے مکھیوں جیسے دھبے اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ بہترین ڈاکٹری معائنے سے پیٹ اور جگر کی خرابی تشخیص ہوئی۔ ۵۔۶ سال سے بے خوابی، پیشاب میں سفید رطوبت آنا، نیز پیشاب کی زیادتی میں مبتلا ہوں۔ زبان میلی رہتی ہے۔ قبض کی کوئی خاص شکایت نہیں ہے۔ میں بہت کمزور ہو گیا ہوں۔ ورزش بھی مفید ثابت نہیں ہوتی۔ از راہ کرم ایسی دوا تجویز کر دی جائے کہ جو آسانی سے تیار ہو سکے۔ اور روزانہ تیار کرنے کی ضرورت بھی پیش نہ آئے۔ (ایک ناظر)

(۲۵۷) میری عمر ۳۰ سال ہے۔ دس سال سے دردِ سر، نزلہ، زکام، جریان، احتلام اور ہاضمے کی خرابی میں مبتلا ہوں۔ دودھ استعمال کرنے سے بلغم زیادہ آنے لگتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۰۱۹)

(۲۵۸) ۲۰ سالہ مریض جریان اور احتلام میں مبتلا ہے۔ آنکھوں کے آگے مچھر جیسے اڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ خواہ آنکھیں بند ہوں یا کھلی ہوں۔ سرعت کی شکایت بھی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۰۱۰)

(۲۵۹) کثرتِ جماع کی عادت رہی ہے۔ اب کمر میں اور سر میں درد رہتا ہے۔ آنکھوں کے سامنے تارے سے نظر آنے لگتے ہیں۔ بظاہر صحت اچھی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۸۰۴)

(۲۶۰) ۴۔۵ سال جلق کی عادت رہنے کی وجہ سے رقتِ منی اور سرعتِ انزال کی شکایت ہو گئی ہے۔ (خریدار نمبر ۸۰۵۹)

(۲۶۱) میری عمر ۵۶ سال ہے۔ جریان اور ضعفِ باہ کا شاکی ہوں۔ دردِ گردہ میں بھی مبتلا ہوں۔ دورے کے وقت پیشاب میں کمی آ جاتی ہے۔ ایک مرتبہ پیشاب میں رکاوٹ ہو کر کوئی چیز خارج بھی ہو چکی ہے۔ بھوک کم لگتی ہے۔ جسم لاغر ہوتا جا رہا ہے۔ (خریدار نمبر ۳۵۲)

بقیہ صفحہ ۰۰۰ یہ ہے ۔ (ب) آپ کا معدہ بھی خراب معلوم ہوتا ہے اور اس میں فاسد رطوبتوں کا اجتماع ہے۔ دودھ ان فاسد رطوبتوں کے ساتھ مل کر خود بھی فاسد ہو جاتا ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ اپنے معدے کی اصلاح کیجیے، اگر پورے حالات ہوتے تو ان کے مطابق مشورہ دیا جاتا، اس وقت جو کچھ حالات سامنے ہیں، ان کو دیکھتے ہوئے مناسب یہ ہے کہ آپ صبح کو دوا المسک معتدل جواہر والی تین ماشے میں خمیرہ گاؤزباں عنبری جواہر والا ۳ ماشے میں ملا کر کھائیں اور کھانا کھانے کے بعد جوارش جالینوس نو نو ماشے دونوں وقت استعمال کریں۔ (حکیم عبد الواحد)

(۲۳۴) **کثرتِ احتلام و سرعت** :- (ا) پھر وہی کثرت احتلام اور جریان اور سرعتِ انزال سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندوستان بھر میں کوئی نوجوان بھی اب ایسا ہے کہ جس کو یہ شکایتیں نہ ہوں۔ آپ بھی سوال نمبر ۲۳۰ کے جواب پر عمل کیجیے۔ خدا شفا دے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) منہ سے بدبو آنا اس بات کی علامت ہے کہ مریض کا معدہ خراب ہے اور قبض بھی رہتا ہے لہٰذا سب سے پہلے معدے کا علاج کیا جائے، اور پھر سرعت واحتلام کا۔ معدے کے علاج کے لیے صبح کو قرص خبث الحدید ایک عدد جوارش جالینوس نو ماشے میں ملا کر کھائیں اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت "شربت اکسیر خاص" ایک ایک تولہ چاٹ کیا کریں۔ (حکیم عبد الواحد)

گرمی کے موسم میں تن درستی کی حفاظت

اطبائے قدیم نے موسمِ گرما کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا مزاج گرم اور خشک ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موسم میں ہوا کے جھونکے شعلوں اور آگ کی لپٹوں کی طرح گرم ہو جاتے ہیں اور فضا تپتے ہوئے تنور کی مانند ہو جاتی ہے۔ درخت، آبشار، ندی اور نالے خشک ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف انسان بلکہ حیوان بھی گرمی کی شدت کو محسوس کرتے ہیں اور ہر وقت پانی کی تلاش میں مصروف رہتے ہیں طائرانِ خوش نوا اپنی اپنی زمزمہ سنجیاں بھول کر کھلی ہوئی سوکھی منقاروں اور ہانپتے ہوئے سینوں سے صدائے العطش پیدا کرنے لگتے ہیں۔ غرض مجموعی حیثیت سے یہ موسم بہت ہی شعلہ انگیز اور آتش ریز ہوتا ہے۔ اسمٰعیل میرٹھی نے کیا خوب کہا ہے:۔

مئی کا آن پہنچا ہے مہینہ   بہا چوٹی سے ایڑی تک پسینہ

گرمی کی مصیبتیں اور خطرے

اس موسم میں روح بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے۔ اور وہ رطوبت بھی کچھ نہ کچھ تحلیل ہو جاتی ہے جس پر زندگی کا مدار ہے۔ معدہ کمزور اور ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ سخت مہلک اور خطرناک بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں۔ اسی لیے صاحبانِ مقدرت سرد مقامات مثلاً کشمیر اور شملے وغیرہ چلے جاتے ہیں۔ جو وہاں نہیں جا سکتے وہ برقی پنکھوں اور خس کی ٹھنڈی ٹٹیوں کی مدد سے اپنے محلوں میں کشمیر اور شملے کی ٹھنڈک کو جذب کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ مگر ہندوستان کے عام باشندے ناداری اور غربت کی وجہ سے اپنی عزیز ترین زندگی کی حفاظت کے لیے اتنا روپیہ خرچ نہیں کر سکتے۔ وہ نہ کشمیر جا سکتے ہیں نہ شملے، اور نہ خس کی ٹٹیوں سے کوئی ایسی جنت تعمیر کر سکتے ہیں جہاں گرمی کی جہنمی مصیبتوں سے انھیں پناہ مل سکے۔ وہ اپنی جانوں، عزیز اور قیمتی جانوں ہی کو ڈھال بنا لیتے ہیں۔ اس لیے کوئی لُو کے آتشیں جھونکوں کی نذر ہو جاتا ہے۔ کوئی محرقہ بخار میں مبتلا ہو کر دم توڑ دیتا ہے۔ کوئی صفراوی دستوں، قے اور پیاس کی مصیبتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ دردِ سر، اور دل کے دھڑکنے کی شکایتیں تو اس موسم میں عام ہو جاتی ہیں۔ گرمی کے اِن

مہلک اور جان لیوا خطروں

سے حفاظت کی یہی صورت ہے کہ آدمی دھوپ اور گرمی سے بچتا رہے۔ لُو چلتے وقت باہر نہ نکلے۔ سایہ اور دھوپ کے درجۂ حرارت میں ۳۰ - ۴۰ درجے کا فرق ہوتا ہے اس لیے باہر نکلنے کی حالت میں چھتری لگانا ضروری ہے۔ سر، گردن اور ریڑھ کی گرمی سے کافی حفاظت کرنی چاہیے۔ دھوپ میں چلنے پھرنے کے بعد ایکا ایکی ٹھنڈا پانی نہ پیا جائے۔ ٹھنڈی جگہ سے ایک دم باہر بھی نہ جانا چاہیے۔ گوشت اور گرم چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ غذا میں ٹھنڈی اور ہری ترکاریاں مثلاً کھیرا، ککڑی، خرفہ، پالک، کاہو وغیرہ کھائی جائیں۔ سیاہ لباس نہ پہننا چاہیے۔ پھلوں میں تربوز، سنترہ، انار، فالسہ کھانا چاہیے قبض ہو جائے تو کوئی ہلکی ملین دوا مثلاً قرص ملین کھائیں۔ مسہل ہرگز نہ لیں۔ غذا کے ساتھ سرکہ، پیاز، پودینہ یا املی ضرور کھائیں۔ گرمی میں پسینے زیادہ آنے سے اور موسم کی گرمی و خشکی اور معدے کی حدت کے باعث پیاس زیادہ لگتی ہے۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو ٹھنڈا اور میٹھا پانی پینا چاہیے۔ اور چونکہ ہندوستان میں عام غربت و افلاس کی وجہ سے ہر شخص اوپر کی ضروری ہدایتوں پر عمل نہیں کر سکتا اور نہ بیک وقت ان کا حاصل کرنا کوئی آسان بات ہے، اس لیے

گرمی کی مصیبتوں سے بچنے کی اچھی ترکیب

یہ ہے کہ صبح کو نہار منہ کوئی ٹھنڈا، مفرح اور مسکن شربت پانی میں ڈال کر پی لینا چاہیے اور پھر اطمینان سے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے لیکن شربت ایسا ہونا چاہیے جس کے متعلق صحیح طبی اصول پر یہ اطمینان ہو کہ وہ معدہ، جگر، دل و دماغ اور گردے اور جسم کی پوری مشین کے کاموں پر کوئی خراب اثر نہ ڈالے گا۔ بلکہ وہ ان اعضاء کو گرمی کے اثر سے بچا کر معمول کے مطابق اپنے افعال و وظائف

کے انجام دینے میں سرگرم رکھے۔ جگر کو گرم نہ ہونے دے کہ وہ معمول سے زیادہ صفرا پیدا کرنے لگے۔ دل کو قوت دے کر اس کی حرکتوں کو پست نہ ہونے دے اور گردوں کو ان کے اصل فرض کی ادائگی پر اس طرح آمادہ و تیار رکھے کہ وہ جسم کے زہریلے مواد کو پیشاب کے ذریعے سے نکالتے رہیں، جلد اور پسینے کی گلٹیوں (غدد عرقیہ۔ سوئٹ گلینڈز) کے افعال کو اس قدر باقاعدہ رکھے کہ موسم کی گرمی اور گرم ہوا میں چلنے پھرنے سے بدن میں جو گرمی پیدا ہو اُسے وہ پسینے کے ذریعے سے نکالتی رہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ فائدے کسی عام اور بازاری شربت سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان کا حاصل کرنا اسی وقت ممکن ہو جب ماہرینِ فن کی کوئی جماعت یا فنِ طب سے متعلق کوئی ایسا ادارہ جسے بہترین دل و دماغ اور عقل و فہم رکھنے والے اطبا کا مخلصانہ تعاون، اور جدید آلات دواسازی کی امداد حاصل ہو، سائنٹفک اصول پر کوئی ایسا شربت تیار نہ کرے جس میں یہ تمام اوصاف جمع ہوں۔ پھر کیمیاوی اصول سے اس کے اثر کرنے والے اجزا کے متعلق قطعی طور پر ثابت نہ ہو جائے کہ واقعی وہ فائدے اس میں موجود ہیں۔ اس قسم کا شربت جو اپنے سائنٹفک منافع اور فوائد کی بنا پر ہندوستان بھر میں مشہور اور اپنی ٹھنڈی فرحت بخش اور مکمل تاثیرات کی وجہ سے عہدِ حاضر میں لاثانی تسلیم کیا جا چکا ہے صرف

شربت رُوح افزا (رجسٹرڈ)

ہے۔ جسے سالہا سال کی محنت و کاوش کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے تیار کیا ہے اور ۳۵ سال کی طویل مدت میں اس کی لاکھوں بوتلیں جو اپنے مخصوص دل فریب سرخ رنگ اور اپنی عطر بیز خوشبو کے باعث جذب و کشش کی تمام رنگین خصوصیتوں کی حامل ہوتی ہیں، ہندوستان اور بیرونِ ہند کے مختلف المزاج انسانوں، مختلف آب ہوا کے شہروں، قصبوں اور دیہات میں اپنے طبی اوصاف کا مظاہرہ کر چکی ہیں۔ شربت روح افزا کا صرف ایک گلاس جس میں بے شمار قیمتی پھلوں کا رس اور موسمی تازہ پھولوں کی خوشبوئیں شامل ہوتی ہیں گرمی کی تمام شعلہ باریوں کو ایک ہی لمحہ میں اس طرح سرد کر دیتا ہے جیسے پانی کا چھینٹا آگ کو۔

شربت رُوح افزا اور موسم گرما

میں وہی تعلق ہے جو پانی اور آگ میں ہو سکتا ہے۔ جب دھوپ میں چلنے پھرنے، یا لو کے گرم جھونکوں کے اثر سے معدے میں آگ سی جل رہی ہو زبان پر کانٹے کھڑے ہوں، ہونٹوں پر پیپڑیاں جم گئی ہوں، آنکھوں سے چنگاریاں جھڑتی ہوئی معلوم ہو رہی ہوں، پانی پیتے پیتے پیٹ پھول گیا ہو مگر پیاس لحہ بہ لحہ بڑھتی جا رہی ہو، دل کی حرکت سست ہو گئی ہو اور آدمی یہ محسوس کر رہا ہو کہ بے ہوشی ایک خطرناک دیو کی طرح اس کی طرف بڑھتی آ رہی ہو تو شربت رُوح افزا کا ایک گلاس پی لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندگی ایک سُرخ سیال کی شکل اختیار کر کے جسم میں داخل ہو گئی اور دہکتے ہوئے انگاروں یا لپکتے ہوئے شعلوں پر پانی ڈال دیا گیا۔ شربت رُوح افزا پیتے ہی نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے کہ آدمی دوزخ سے نکل کر جنت میں پہنچ گیا۔ شربت روح افزا گرمی کی تمام خطرناک علامات اور مخدوش بیماریوں کے لیے تریاق ثابت ہوا ہے۔ پیاس، گرمی اور خشکی کو فوراً دُور کرتا ہے طبیعت کی سستی، پستی اور تھکن کو دفع کرتا ہے۔ دردِ سر، قے، متلی، صفراوی دستوں اور دل کی دھڑکن کو دُور کرتا ہے۔ دل و دماغ کو کیف و سرور سے بھر دیتا ہے۔ نہایت خوش ذائقہ اور خوش رنگ ہے بلکہ اس کا رنگ تو شوخی اور رعنائی کی اس حد تک پہنچ گیا کہ اب دل ربائی اور محبوبیت کی شان پیدا ہو گئی ہے۔ پھر اس کی نکہت بیز خوشبوئیں جو گلاس ہونٹوں تک پہنچنے سے پہلے ہی دل کے غنچے کو کھلا کر پھول بنا دیتی ہیں اور دماغ کی بند کلی کو کھلنے پر مجبور کر دیتی ہیں، اس کی دل فریبی اور کشش کو اور بڑھا دیتی ہیں۔

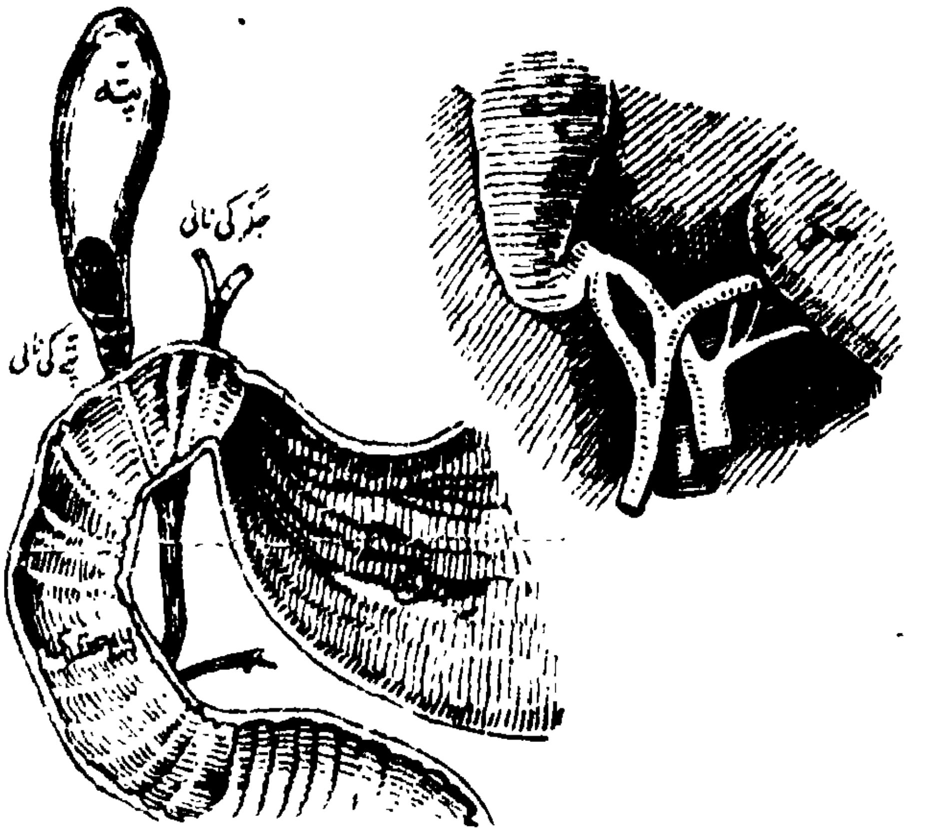
شربت روح افزا کی تاثیریں

شربت روح افزا کی ترتیب ایسے اجزا سے کی گئی ہے جو طبیعت یا قوتِ حیات (وائٹل فورس) کو بیدار کر کے ہر قوت

فست بخشتے ہیں اور طبیعت کو اس قابل بنا دیتے ہیں کہ ناگہانی طور پر کوئی موسمی خطرہ پیش آجائے تو وہ اس کا مقابلہ کر سکے اور جسم کو زیادہ حرارت (ہائی پرتھرمیا (HYPERTHERMIA) سے محفوظ رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ صبح کو نہار منہ شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لینے سے لو لگنے کا اندیشہ نہیں رہتا اور دھوپ میں چلنے پھرنے یا روزمرہ کے کاموں میں ورزش کی حد تک پہنچنے والی محنت و مصروفیت کے باعث قدرتاً عضلات کی حرکت سے جو زیادہ حرارت پیدا ہوتی ہے اسے شربت روح افزا کا اثر کرنے والے الاصل جزو جلد اور پسینے کی تھیلیوں (عدد عرقیہ۔ سوئٹ گلینڈز) پر اثر ڈال کر پسینے کی راہ سے خارج کرکے جسمانی حرارت کو اعتدال پر

جگر اور پتہ

ان دونوں اعضا کے افعال شربت روح افزا کے استعمال سے صحیح رہتے ہیں اور وہ خلیات جگر (ہیپے ٹک سیلز) کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کے لیے آزاد نہیں چھوڑتا ۔



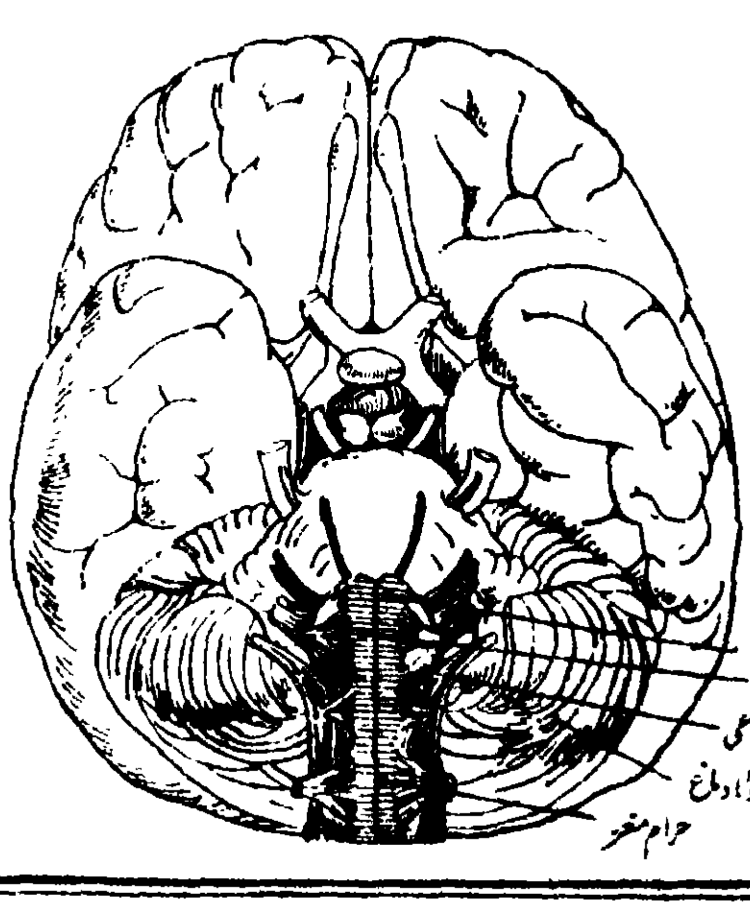
قائم رکھتا ہے اور جگر کے افعال کی نگرانی کرکے خلیاتِ جگر (ہیپے ٹک سیلز) کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کے لیے آزاد نہیں چھوڑتا نیز آنتوں پر صفرا یعنی پت کی تراوش کو اس درجے باقاعدہ رکھتا ہے کہ نہ تو صفرا زیادہ مقدار میں آنتوں پر ٹپک کر صفراوی دستوں کا باعث ہو سکتا ہے اور نہ اس کے کم ٹپکنے کی وجہ سے قبض کا اندیشہ رہتا ہے۔ شربت روح افزا جگر کے فعل کو درست رکھ کر یہ موقع نہیں دیتا کہ صفرا معمول سے زیادہ معدے میں آکر دردِ سر، متلی، قے، اور دستوں وغیرہ کا باعث ہو۔ یہ گردوں کے مزاج اور ان کے افعال کو گرمی کے اثر سے بچاتا ہے اور گردے خون کے خراب اجزا کو بدستور پیشاب کے راستے سے خارج کرتے رہتے ہیں۔

شربت روح افزا کی ایک خاص تاثیر

جس سے نہ صرف عام بازاری شربت بلکہ موجودہ زمانے کے بہترین شربت بھی محروم ہیں یہ ہے کہ وہ دل، جگر، معدہ اور گردوں کے کاموں پر پورا حاکمانہ اثر قائم کرنے کے ساتھ اپنے بہترین اور مقوی پھلوں کے رسوں اور پھولوں کی خوشبوؤں نیز مفرحات کے باعث دماغ، راس النخاع (میڈولا)، پر بھی مؤثر ہوتا ہے اور مرکز مولد حرارت (تھرموجینٹک)، مرکز مخرج حرارت (تھرمولائٹک) اور مرکز معدل حرارت (تھرموٹیک) کو اتنا معتدل رکھتا ہے کہ اول تو جسم میں زیادہ حرارت پیدا ہی نہیں ہوتی اگر ہوتی ہے تو مرکز مخرج حرارت فوراً سرگرم عمل ہو جاتا ہے اور تنفس نیز

دماغ کے نیچے کا حصہ

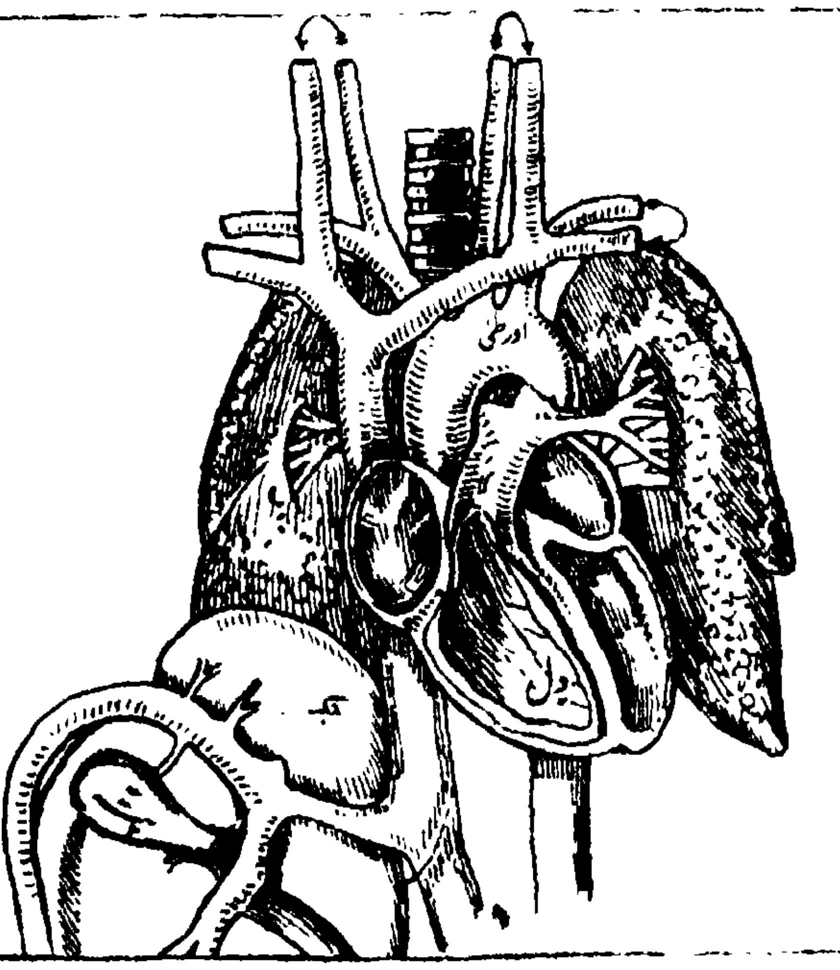
جس کے پچھلے حصے میں راس النخاع (میڈولا) کے پاس وہ مراکز ہوتے ہیں جو انسان کے جسم میں حرارت پیدا کرتے ہیں اور اس کو اعتدال پر رکھتے ہیں۔ شربت روح افزا معدے میں داخل ہوتے ہی پٹھوں کے ذریعے سے ان مراکز پر اثر کرتا ہے اور اس طرح جسم کی حرارت اعتدال پر رہتی ہے ۔



فضلات مثلاً پیشاب، پاخانہ اور جلد کے ذریعے سے حرارت بدنیہ خارج ہو جاتی ہے۔ غرض شربت روح افزا دماغ کے مراکز حرارت کے افعال میں موسم گرما کے تباہ کن اثرات سے کسی قسم کا اختلال پیدا ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ مرکزِ مولد حرارت اور مرکزِ مخرج حرارت کے وظائف میں طبعی یکسانیت، ہم آہنگی اور اعتدال قائم رکھتا ہے۔ اس طرح انسان گرمی کی بہت سی مہلک بیماریوں سے یقینی طور پر محفوظ رہتا ہے، کیونکہ اگر پیدائش حرارت اور اخراجِ حرارت میں تناسب و اعتدال قائم نہیں رہتا تو طرح طرح کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ شربت روح افزا کی یہی تاثیر ہے جس نے اسے طبِ قدیم کی تمام نئی اور پرانی ایجادات میں خاص اور امتیازی درجہ دے دیا ہے۔ آج ان خواص اور تاثیرات کا کوئی شربت دستیاب نہیں ہو سکتا۔

شربت رُوح افزا کے اجزاء مؤثرہ

شربت رُوح افزا جو ہمدرد دواخانہ دہلی میں ۳۵ سال سے نہایت احتیاط اور حکیمانہ نکتہ آفرینیوں کے ساتھ مخصوص نگرانی میں تیار ہوتا ہے اپنے اجزائے مؤثرہ کی اہمیت اور طریق تیاری کی ندرت نیز اپنے فوائد کے لحاظ سے **دنیا کا بے نظیر اور لاثانی شربت** ہے۔ اس میں انار، سیب، سنترہ، انناس، بہی، فالسہ، آلوچہ اور دوسرے بہترین تازہ پھلوں کے رسوں کے علاوہ نہایت نایاب اور بیش قیمت پھول ڈالے جاتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں کیا جاتا بلکہ گلاب، بید مشک، کیوڑہ اور دوسری قیمتی ادویہ کے نہایت صاف و شفاف عرق تیار کر کے شربت روح افزا میں شامل کیے جاتے ہیں۔ مختلف موسموں میں پیدا ہونے والے پھلوں، پھولوں اور میووں کے عرق شربت روح افزا کی ترتیب میں شامل ہیں جن کا ان کے موسم سے تیاری شربت کے زمانے تک طبی اصول پر محفوظ رکھنا ہی ایک عظیم الشان فنی کارنامہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شربت روح افزا میں ایسی عجیب اور نادر تاثیریں پیدا ہو جاتی ہیں جو طبیعت یا قوتِ حیات (وائٹل فورس) کو گرمی کی تمام بیماریوں کے خلاف کامیابی سے جنگ کرنے کے قابل بنا دیتی ہیں۔



دِل اور دَورانِ خون

شربت رُوح افزا کی پہلی خوراک دَورانِ خون پر اپنا اثر کرتی ہے۔ دَورانِ خون شربت رُوح افزا کے استعمال سے ہمیشہ صحیح رہتا ہے۔

شربت رُوح افزا کی تیّاری

شربت رُوح افزا کی تیاری میں ایسی خصوصیات برتی جاتی ہیں جو دیسی فن دواسازی میں بجائے خود ایک انقلاب ہیں اور جو طبِ قدیم کے تمام اداروں میں صرف ہمدرد دواخانہ دہلی کا حصہ ہیں۔ شربت روح افزا جس مخصوص دیگ میں تیار کیا جاتا ہے وہ اتنی بڑی ہے کہ اس میں ایک ہی وقت میں تقریباً ایک ہزار بوتلیں سماتی ہیں۔ اس دیگ میں مخصوص قسم کے آلات لگے ہوئے ہیں جو ہر وقت شربت کا درجہ حرارت، مقدار، وزن اور اس کا قوام وغیرہ بتاتے رہتے ہیں۔ یہی سائنٹفک طریقہ تیاری ہے جس سے شربت رُوح افزا ہمیشہ یکساں ہوتا ہے اور برسوں رکھا رہنے کے بعد بھی اس کے مزے، رنگ، قوام اور خوشبو وغیرہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ شربت کی تیاری یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ

اس کے بعد اسے بغیر ہاتھ لگائے مشینوں سے صاف کیا جاتا ہے اور مشین ہی سے بوتلوں میں بھرا جاتا ہے۔ اس کے بعد کیپ شول لگانے والی اور بوتلوں پر لیبل لگانے والی مشینیں اپنا کام شروع کرتی ہیں اور شربت روح افزا کی بوتل کو دلہن بنا کر پیش کر دیتی ہیں۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو شربت روح افزا کو اپنی شان اور اپنے طرز کا واحد شربت ثابت کر چکی ہیں۔ گزشتہ ۳۵ سال میں کوئی شربت، شربت روح افزا کا حریف ثابت نہیں ہوا اور آیندہ بھی اس کا امکان نہیں۔

شربت رُوح افزا اور گرمی کی بیماریاں

گرمی کے سخت اور روح و اخلاط کو خاکستر کر دینے والے موسم میں بہت سی مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان تمام بیماریوں کے لیے روح افزا سے بہتر کوئی دوا ایجاد نہیں ہوئی مگر عقلمندوں کا مقولہ ہے، "حفظ صحت کا ایک اونس شفا کے ایک پونڈ کی قیمت رکھتا ہے"، اس لیے بہتر ہے کہ گرمی کی بیماریوں میں شربت روح افزا کی شفا بخشیوں کے اظہار سے پہلے شربت روح افزا کے ذریعے سے ان بیماریوں سے بچنے کا طریقہ بتا دیا جائے۔

موسمی کربلا

گرمی اور کربلا میں ایک معنوی ربط ہے۔ پیاس کی شدت کربلا کی بھی خصوصیت ہے اور گرمی کی بھی۔ اس موسمی کربلا سے بچنا اور اپنے متعلقین نیز خاندان کے لوگوں کو بچانا ہر عقلمند آدمی کا پہلا فرض ہے۔ اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ گرمی شروع ہوتے ہی صبح کو نہار منہ شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لیا کیجیے۔ ایک اوسط درجے کے گلاس میں چار پانچ تولے شربت روح افزا ڈالنا کافی ہے۔ اگر برف دستیاب ہو سکے تو پانی کو برف سے ٹھنڈا کر لینا چاہیے۔ شربت روح افزا سے تیار کیا ہوا یہ خوب صورت، خوش ذائقہ اور خوش رنگ اور خوشبودار جام دن بھر گرمی کے خراب اثرات محفوظ رکھے گا۔ اگر صبح کے ناشتے میں عادتاً دودھ پینا ضروری ہو تو دودھ کو شربت روح افزا سے میٹھا کر کے پینا چاہیے۔ زندہ دلان پنجاب دہی کی لسی میں شربت روح افزا شامل کر کے پی سکتے ہیں۔ دودھ اور لسی کا ذائقہ شربت روح افزا سے بہت خوش گوار ہو جاتا ہے۔ شام کو جب دن بھر کی مصروفیت کے بعد دل و دماغ اور اعصاب میں تھکن محسوس ہو تو شربت روح افزا کا ایک گلاس نوش فرما کر دل و دماغ اور اعصاب میں طاقت و توانائی اور قوت و مسرت کی ایک حیات بخش لہر فوراً پیدا کی جا سکتی ہے۔ خود بھی پیجیے اور سفرِ حیات کے تمام رفیقوں کو اس کا ایک ایک گلاس پلا کر اپنی زندگی کے پھولتے، پھلتے باغ کو بادِ صرصر کے حوادث سے بچائیے۔

ہاکی اور ٹینس کے میچ اور شربت رُوح افزا

ہاکی، ٹینس، فٹ بال، گولف، بیڈمنٹن اور اسی قسم کے ورزشی کھیلوں کے بعد جب پسینہ کثرت سے بہنے لگے اور گرمی میں سخت ورزش کے نتائج کی بنا پر دل کی حرکت سست اور کمزور ہو رہی ہو یا تھکن اضمحلال اور افسردگی کا احساس ہو رہا ہو تو سوڈا واٹر اور ہر قسم کے مروجہ مسکن سیالوں اور شربتوں سے قطع نظر کر کے شربت روح افزا کا ایک ایک گلاس ہر کھلاڑی کو پی لینا چاہیے۔ شربت روح افزا سوڈا واٹر میں ڈال کر پیا جائے گا تو سوڈے میں وہ لطف پیدا ہو جائے گا جو اور کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔

شربت روح افزا اور ماء الصحت (رجسٹرڈ)

اگرچہ شربت روح افزا اپنی شان کا بالکل انوکھا شربت ہے اور اس کے فوائد کسی دوسرے شربت یا عرق میں بجنسہ منتقل نہیں ہو سکتے تاہم ہمدرد دواخانہ دہلی نے دور دراز رہنے والے ان لوگوں کی خاطر جو شربت روح افزا حاصل نہیں کر سکتے اور محصول ڈاک کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتے ایک عجیب و غریب عرق "ماء الصحت" ایجاد کیا ہے جس میں انار، انگور، سنترہ، بہی، اناناس، فالسہ وغیرہ کے تازہ رس بھی شامل ہیں اور مفرح اور مقوی دماغ دوائیں بھی ڈالی گئی ہیں۔ جو حضرات شربت روح افزا نہ خرید سکیں وہ ماء الصحت ۲ تولے کو معمولی شکر یا قند کے شربت میں

ملا کر صبح و شام شل شربت روح افزا کے پی سکتے ہیں۔

گرمی کی بیماریاں اور شربت رُوح افزا کے کرشمے

شربت روح افزا گرمی کی مختلف بیماریوں کا بالکل آخری آسان اور نہایت خوش گوار علاج ہے۔ ہمدرد دواخانہ دہلی نے شربت روح افزا ملک میں پیش کر کے زبردست اور زندہ جاوید کارنامہ انجام دیا ہے۔ اب گرمی کی موذی اور تکلیف دِہ بیماریوں میں شربت روح افزا استعمال کرنے کے نہایت آسان اور عام فہم طریقے لکھے جاتے ہیں۔

دردِ سر

گرمی میں زیادہ تر صفراوی یا دموی دردِ سر ہوا کرتا ہے۔ صفراوی دردِ سر میں مُنہ کا مزہ کڑوا ہوتا ہے۔ پیاس بہت لگتی ہے۔ ابکائیاں آتی ہیں۔ دموی دردِ سر میں آنکھوں اور چہرے کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ سر بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کا دردِ سر لُو لگنے سے بھی ہوا کرتا ہے۔ بعض اوقات گرمی میں دماغی کام کرنے کی وجہ سے بھی سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ صفراوی دردِ سر میں شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں یا عرق بید مشک ۵ تولے میں ڈال کر پلائیں۔ پیشانی پر قلمی زم کی پھریری لگا دیں یا ہمدرد مرہم مل دیں۔ شربت روح افزا پہلی ہی خوراک میں صفرا یا پت کو، جو غیر طبعی طور پر معدے میں گر کر دردِ سر پیدا کرتا ہے، روک دیتا ہے اور دردِ سر دُور ہو جاتا ہے۔ اگر شربت روح افزا نہ ہو تو ماء الصحت ۲۔ تولے معمولی شربت میں ملا کر پلائیں۔ دردِ سر دموی میں شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں ڈال کر پلائیں۔

دماغی کام کرنے سے دردِ سر ہوا ہو جو اکثر مصنفین، وکیلوں، ایڈیٹروں، دفتر کے کلرکوں و محنتی طالب علموں کو ہوا کرتا ہے تو دردِ سر یا تھکن کا احساس ہوتے ہی شربت روح افزا ۵ تولے برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر نوش کریں اس سے فوراً درد اور تھکن دُور ہو جائے گی اور دماغ تازہ دم ہو کر کام کی طرف لگ جائے گا۔

لُو لگنا۔ سَن اسٹروک

جب سخت گرمی پڑتی ہے اور سورج کی تیزی بڑھ جاتی ہے تو ہندوستان کے گرم شہروں میں مئی جون اور جولائی میں لُو لگنے کے حادثے ہوا کرتے ہیں۔ جن مقامات پر گرمی ۱۰۸ سے ۱۲۰ فارن ہیٹ تک ہوتی ہے وہاں آدھی رات گزر جانے پر بھی لُو لگ جایا کرتی ہے۔ لُو لگنے پر مریض کے دل پر گرمی کا احساس ہوا کرتا ہے۔ سر چکراتا ہے۔ قے آتی ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ نبض کم زور ہو جاتی ہے۔ سانس تنگ ہو جاتا ہے۔ پھر بے ہوشی ہو جاتی ہے۔ لُو کے سخت حملے کی صُورت میں دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے اور مریض مر جاتا ہے۔ لُو کا کوئی حادثہ ہونے پر فوراً مریض کو آرام سے لٹا کر سر پر ٹھنڈا پانی ڈالیں اور شربت روح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں گھول کر جس قدر جلد ممکن ہو سکے پلائیں۔ اگر کچے آم مل جائیں تو ان کو گرم راکھ میں دبا کر پانی نچوڑیں اور یہ پانی ۵ تولے لے کر اس میں شربت روح افزا ۴ تولے شامل کر کے پلائیں۔ بخلخۂ سرد سنگھائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو شربت روح افزا عرق بید مشک میں ملا کر پلائیں۔ شربت روح افزا نہ ہو تو ماء الصحت ۲۔ تولے سے ۵ تولے تک مصری یا شکر کے شربت میں ملا کر اور ٹھنڈا کر کے پلائیں۔

(نسخہ بخلخۂ سرد:۔ عطر خس۔ عطر صندل۔ روغن گُل ہموزن)

اختلاج یا دِل کی دھڑکن

گرمی کی شدت یا لُو لگنے سے دِل دھڑکنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں طبیعت بے چین ہوتی ہے دل ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جب دل کی حرکت تیز ہو اور طبیعت پر وحشت کے آثار ظاہر ہوں تو فوراً شربت روح افزا ۵ تولے ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس میں ملا کر پلائیں۔ بکری یا گائے کے دُودھ میں شربت روح افزا ڈال کر پینے سے دل کی دھڑکن دُور ہو جاتی ہے۔ دل مستقل طور پر کم زور ہو تو خمیرہ مروارید ۴ ماشے یا خمیرہ زہر مہرہ ۴ ماشے کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پلائیں۔

پیاس کی زیادتی

پیاس اُس احساس کا نام ہے جو سرد و تر چیز کی طلب کو ظاہر کرتا ہے۔ جب پانی کی مقدار خون میں کم ہو جاتی ہے تو پیاس معلوم ہوتی ہے۔ گرمی میں پیاس بہت لگتی ہے۔ پیاس کے وقت اگر عمدہ پانی دستیاب نہ ہو اور خراب پانی پینے میں آ جائے جیسا کہ ریل اور بیل گاڑیوں کے سفر میں ہوا کرتا ہے تو خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آدمی ہر وقت گھر پر نہیں رہتا اور جب سفر میں ہوتا ہے تو جگہ جگہ کا پانی پینا پڑتا ہے جس کے اچھا ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی اس قسم کا پانی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ اس لیے گرمی میں خاص طور پر اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ پیاس کم لگے۔ گرمی میں کبھی معدہ، جگر اور گردوں کا مزاج گرم ہو جانے کی وجہ سے بار بار پیاس لگتی ہے مگر پانی پینے سے تسکین نہیں ہوتی۔ پانی پیتے پیتے پیٹ پھول جاتا ہے۔ ذیابیطس کی وجہ سے بھی پیاس بڑھ جاتی ہے۔ علاج۔ گرمی کے موسم میں پیاس کی شدت سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ صبح کو دن چڑھنے سے پہلے ۴ تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی یا دُودھ یا دہی کی لسی میں ڈال کر پی لیں۔ اس ترکیب سے جگر، معدہ اور گردوں پر اتنا اچھا اثر پڑتا ہے کہ دن بھر پیاس کی شدت نہیں ہوتی۔ جلد اور پسینے کی گلٹیوں (غدد عرقیہ۔ سوئٹ گلینڈز) کا فعل بھی باقاعدہ رہتا ہے اور پسینہ ضرورت سے زیادہ خارج نہیں ہوتا۔ سخت گرمی کے وقت بھی طبیعت کام کرنے

بڑھا ضرور رہتی ہے۔ پیاس کی شدت کے مریضوں کو شربت رُوح افزا ۵ تولے نہایت ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پلائیں۔ پہلے ہی گلاس میں پیاس کو سکون ہوجاتا ہے ضرورت ہو تو ایک گھنٹے بعد دوسرا گلاس پلائیں۔ ذیابیطس کے مریضوں کو پیاس کی زیادتی میں دوا لابی ایک قرص کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا ۵ تولے اچھا چھ ۔ مئی ۱۵ تولے میں ملا کر پلائیں۔ اس سے اصل مرض کا بھی قلع قمع ہو جائے گا اور پیاس بھی دُور ہو جائے گی۔ تین چار ہفتے مسلسل یہ عمل کریں۔ شربت روح افزا موجود نہ ہونے کی صورت میں ماء الصحت ۲ تولے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قے اور متلی ۔ گرمی میں جگر کے فعل کی خرابی کے باعث صفرا غیر معمولی طور پر معدے میں گر کر پیاس، قے اور متلی وغیرہ کی شکایتیں پیدا کر دیتا ہے ایسی صورت میں شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں گھول کر تھوڑا تھوڑا پلائیں یا شربت روح افزا ۲ تولے عرق پودینہ ۵ تولے یا عرق گلاب ۵ تولے میں ڈال کر پئیں اور ذرا ذرا سا شربت روح افزا بار بار چاٹتے رہیں۔ جی چاہے تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا شامل کر کے پئیں جہاز، ریل اور بیل گاڑی وغیرہ میں بیٹھنے سے جو قے آنے لگتی ہے اس میں بھی شربت روح افزا نہایت مفید ہے۔ دو تولے شربت پانی یا سوڈا واٹر میں ڈال کر پلائیں۔ حاملہ عورتوں کی قے میں بھی شربت روح افزا تریاق ثابت ہوا ہے۔ ذرا ذرا سا شربت چاٹیں یا پودینے کے عرق میں ۲ تولے شربت رُوح افزا ڈال کر نوش کریں۔ گرمی کے تمام بخاروں میں قے، پیاس، درد سر اور ہذیان کو دفع کرنے کی غرض سے شربت روح افزا اسی طرح استعمال کریں۔

بھوک بند ہو جانا ۔ گرمی کی شدت میں اکثر بھوک بند ہو جاتی ہے یا کم لگتی ہے ایسی صورت میں صبح سویرے نہار منہ ۴ تولے شربت روح افزا پانی یا دودھ میں ڈال کر پئیں اور دوپہر تک کچھ نہ کھائیں۔ کھانے کے وقت معدے میں بھوک کا احساس ہونے لگے گا اور حسب معمول خوب غذا کھائی جائے گی۔

ناگہانی بے ہوشی ۔ بعض اوقات گرمی میں مجمع میں بیٹھنے یا ریل اور سڑک پر چلتے چلتے آدمی بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ اس قسم کی بے ہوشی میں شربت روح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر تھوڑا تھوڑا بے ہوش آدمی کو پلائیں۔ نہ پی سکے تو چمچے سے حلق میں اتاریں۔ اگر مل سکے تو عرق بید مشک ۵ تولے عرق کیوڑہ ۵ تولے بھی شامل کر دیں۔

صفراوی یا پت کے دست

گرمی کے موسم اور گرم مقامات پر غذا کی خرابی سے اکثر صفراوی یا پت کے دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے بچوں کے اس قسم کے دستوں سے تو بچنے کا خیال رہتا ہے۔ دست شروع ہوتے ہی بڑے آدمی کو ۴ تولے شربت روح افزا عرق گلاب ۱۰ تولے یا عرق پودینہ ۱۰ تولے یا صرف پانی میں ڈال کر پلائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا ڈال کر پلائیں۔ بچوں کو شربت روح افزا ۱ تولہ یا ۲ تولے عرق گلاب ۴ تولے میں ملا کر دیں۔ سبز رنگ کے دست ہوں تو اسی شربت میں ذرا سا نارجیل دریائی اور زہر مہرہ بھی گھس دیں۔

بے خوابی یا نیند نہ آنا ۔ گرمی میں جگر کی خرابی، قبض یا بدہضمی کی وجہ سے یہ شکایت ہو جاتی ہے نیند بالکل نہیں آتی یا کم آتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو بھی نیند نہ آنے کی تکلیف ہو جاتی ہے ایسی صورت پیش آنے پر شام کا کھانا سونے سے چار گھنٹے پہلے کھا لیا کریں اور رات کو سوتے وقت ۴ تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اس سے اکثر پہلے ہی دن نہایت گہری اور آرام کی نیند آ جاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو ایام حمل میں نیند نہ آئے تو وہ بھی شربت روح افزا اسی ترکیب سے استعمال کر سکتی ہیں۔ سر پر تیل ڈالنے کی عادت ہو تو معمولی بازاری تیلوں کی جگہ روغن بے نظیر اچھی طرح سر میں مل لیا کریں۔

طبیعت کا گرا گرا رہنا گرمیوں میں دل کی حرکت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس لیے اکثر طبیعت افسردہ اور گری گری رہتی ہے شربت روح افزا جگر اور دوران خون پر نہایت اچھا اثر ڈالتا ہے۔ اس کے استعمال سے طبیعت بشاش اور خوش ہو جاتی ہے جس وقت طبیعت گری گری ہو تو شربت روح افزا ۵ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پی لیں۔ صبح و شام عادتاً شربت روح افزا پیتے رہیں تو یہ شکایت پیدا ہی نہ ہو گی۔

چڑچڑاپن گرمیوں کے دن بہت بڑے ہوتے ہیں موسم کی گرمی کے باعث جسم میں حرارت زیادہ ہو جاتی ہے۔ فضا اور ماحول بھی گرم ہوتا ہے اس وجہ سے اکثر دماغی کام کرنے والوں کے مزاج میں جن میں ایڈیٹروں سے لے کر دفتروں کے کلرک سب شامل ہیں، چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ آتا ہے اور معمولی معمولی اسباب پر وہ بیوی بچوں اور ملازموں پر خفگی کا اظہار کرنے لگتے ہیں حقیقت میں یہ دل اور اعصاب کی کمزوری کا نتیجہ ہوتا ہے اس دل چسپ مرض میں جب بیوی اپنے شوہر کا انتظار خوف و ہراس کے ساتھ کیا کرتی ہے اور بچے شفیق باپ کے گھر میں قدم رکھتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں۔ شربت روح افزا نہایت مفید ہوتا ہے۔ ۴ تولے شربت رُوح افزا برف کے ٹھنڈے میں ڈال کر آتش مزاج شوہر یا باپ کو پلا دینا چاہیے جلد یہ چڑچڑاپن اور غصے کی عادت دُور ہو جائے گی۔

نکسیر - گرمی کے موسم میں گرمی اور خشکی کے باعث نکسیر پھوٹنے لگتی ہے اور سیروں خون ضائع ہو جاتا ہے جن لوگوں کو یہ شکایت ہو انھیں روزانہ صبح کو شربت روح افزا ۴ تولے پانی یا عرق شاہترہ میں ڈال کر پی لینا چاہیے۔

صفراوی یا پت کا بخار - یہ شدید قسم کا میعادی بخار ہے محرقہ بھی اسی کی ایک خطرناک قسم ہے، جس میں بخار بہت تیز ہوتا ہے۔

علاج :- پہلے ہی دن شربت روح افزا ۴ تولے عرق کاسنی یا عرق شاہترہ دس دس تولے میں ملا کر پلائیں اور روزانہ تین دن تک صبح و شام پلاتے رہیں اس سے اخراج فضلات کا نظام درست اور باقاعدہ ہو جائے گا اور تیسرے دن بخار اتر جائے گا اگر بخار نہ اترے تو پھر چار دن یہی شربت روح افزا مذکورہ طریقے پر پلاتے رہیں۔ ساتویں دن شاہترہ و جوش ملین - عذ کھلائیں، صبح کو دو تین اجابتیں آکر طبیعت درست ہو جائے گی، غذا میں خرفہ، پالک کدو وغیرہ کی ترکاری کھلائیں یا آش جو پلائیں۔

مختلف قسم کی پارٹیاں اور شربت روح افزا - موسم گرما کی کوئی پارٹی جس میں شربت روح افزا نہ ہو کیف و سرور اور صحت و شادمانی کے لحاظ سے کامیاب نہیں ہو سکتی جن پارٹیوں میں شربت روح افزا سے تیار کیا ہوا سرخ رنگ کا سیال سفید بلوری گلاسوں میں چمک رہا ہو وہ نتیجے کے لحاظ سے نہایت کامیاب سمجھی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اب کوئی پارٹی شربت روح افزا سے محروم رہنا نہیں چاہتی۔

شربت روح افزا کا آئس کریم - بعض جدت پسند حضرات گائے کے عمدہ دودھ اور بالائی میں شربت روح افزا شامل کر کے آئس کریم بنا کر نوش کرتے ہیں۔ اس طریقے سے تیار کی ہوئی آئس کریم نہایت خوش ذائقہ خوش رنگ اور مفرح ہوتی ہے صاحبان ذوق اسے بے حد پسند کرتے ہیں۔

شربت روح افزا بوڑھوں، جوانوں، عورتوں، بچوں، سرمایہ داروں، مزدوروں، ہندوؤں، مسلمانوں، پارسیوں، سیسائیوں، مولویوں، پنڈتوں، غرض ہر مذہب کے ہر عمر کے افراد کے لیے گرمی کا بہترین طبی اور سائنٹی فک تحفہ ہے جس کو حاصل کرنے کی کوشش قطعاً دانشمندی اور دوربینی ہے۔ اس میں کوئی ناجائز چیز شامل نہیں ہے۔

شربت روح افزا کی قیمت اور خاص رعایتی اعلان

شربت روح افزا کی قیمت اس کے فائدے کے لحاظ سے پہلے ہی کم رکھی گئی ہے ایک روپیہ چار آنے فی بوتل میں اس قسم کی خوبیوں والا شربت کسی طرح بھی مہنگا نہیں ہے پھر بھی زیادہ تعداد میں بوتلیں خریدنے والوں کے لیے خاص رعایت کر دی گئی ہے چنانچہ تین بوتلوں سے پانچ بوتلوں تک خریدنے والوں کے لیے ۲ر فی بوتل کی رعایت کی جاتی ہے اور چھ بوتلوں سے گیارہ بوتلوں تک کے خریدار کو ۶ پیسے فی بوتل کی اور ایک درجن یا اس سے زیادہ بوتلوں کے خریدار ۲ر فی بوتل کی کمی قیمت میں کر دی جاتی ہے + طبیبوں، عطاروں، ویدوں، اور ڈاکٹروں کو ۲۰ فی روپیہ کمیشن دیا جاتا ہے۔

دہلی سے باہر کے شائقین کو چاہیے کہ وہ ریلوے کے ذریعے سے شربت کا پارسل منگائیں۔ ڈاک سے پارسل منگوانے میں خرچ زیادہ آتا ہے۔ دو دو تین تین خریدار مل کر اگر شربت منگائیں تو ریلوے کے محصول میں بھی کمی ہو جاتی ہے اور اعلان کے مطابق وہ رعایت کے حقدار بھی زیادہ ہوتے ہیں + ریلوے پارسل منگانے والے صاحب اپنے اسٹیشن کا نام مع لائن صاف صاف لکھیں +

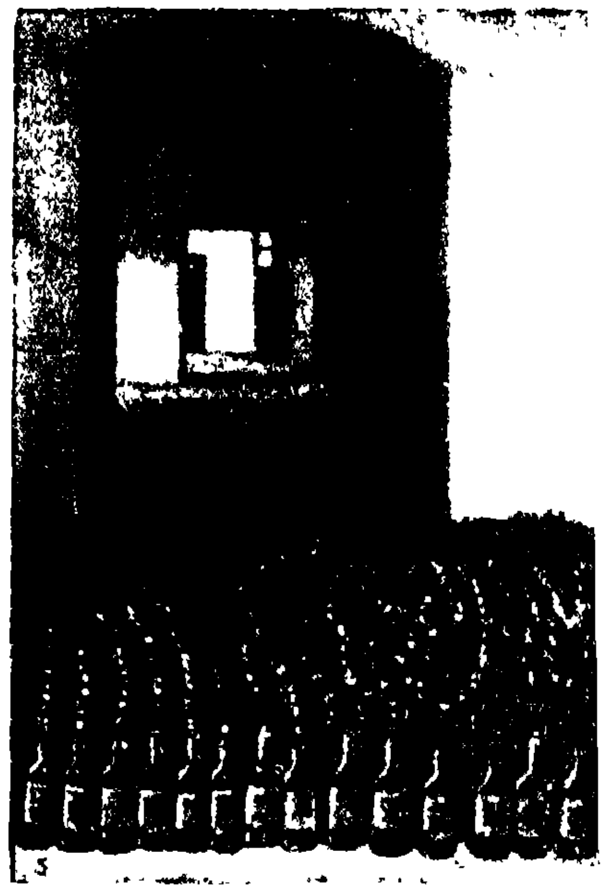
دواؤں کی قیمتیں

جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے، ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے نیچے لکھی جاتی ہیں +

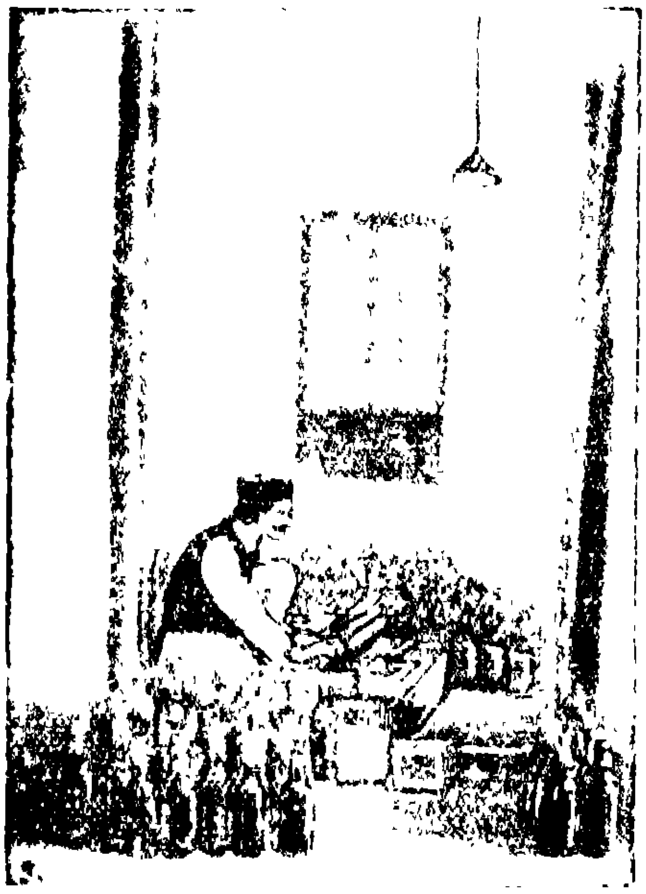
نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت
خمیرہ زہرمہرہ	۱ تولہ	۸ر	زہرمہرہ معمولی	۱ تولہ	۴ر	عرق شاہترہ	۱ بوتل	۲ر	قرص ملیتن	۱ درجن	۱۰ر
خمیرہ مروارید	۱ تولہ	۴ر	شربت روح افزا	۱ بوتل	عہ۴ر	عرق کاسنی	۱ بوتل	۳ر	قل زم	۱ شیشی	علہ ر
دولابی (ایک شیشی)	۴۴ خوراک	سےؔ	عرق بیدمشک	۱ بوتل	۱۴ر	عرق کیوڑہ	۱ بوتل	علہ	ماء الصحت	۱ بوتل	۸ر
روغن بے نظیر	۱ شیشی	۱۲ر	عرق پودینہ	۱ بوتل	۴ر	عرق گلاب	۱ بوتل	۱۴ر	نارجیل دریائی	۱ تولہ	ـــر
									ہمدرد مرہم	۱ ڈبیہ	۸ر

قائم شدہ سنہ ۱۹۰۶ء ۔۔۔ **ہمدرد دواخانہ دہلی** ۔۔۔ تار کا پتہ "ہمدرد" دہلی

شربتِ روح افزا کی تیاری کے بعض مناظر



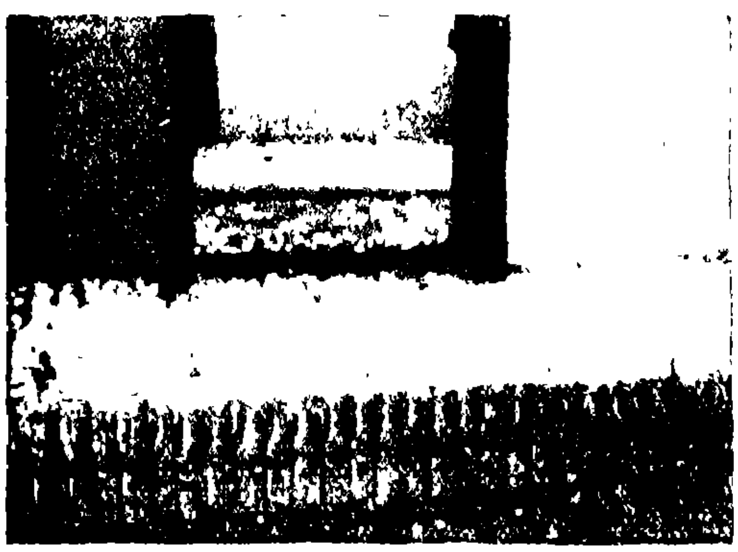
ہزاروں سربمہر بوتلوں کا ایک منظر



مشینوں سے بوتلوں پر لیبل لگائے جا رہے ہیں



روح افزا کی بوتلوں کو پیک کیا جا رہا ہے



شربت روح افزا کی تیار بوتلوں کے گودام میں شیشے کا کوئی برف پوش پہاڑ نہیں

بھونکنے کی آواز سے تشنج کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ پانی پینے کی کوشش یا صرف پانی کا برتن دیکھنے حتیٰ کہ پانی یا کسی سیال چیز کا نام لینے سے دورۂ تشنج پڑ جاتا ہے۔ مرد میں جب یہ علامات ظاہر ہوں تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ شدید ترین تکلیف میں مبتلا ہے۔ یہ تشنج زبان، گردن اور خاص طور پر نگلنے والے عضلات (عضلاتِ ازدرادیہ) اور عضلات تنفس کو متاثر کر دیتا ہے جس کی وجہ سے سانس میں تنگی ہو جاتی ہے۔ مریض یکایک ایک گہرا سانس لیتا ہے جو سُبکی یا آہ سے مشابہ ہوتا ہے۔ سینے کو پھیلاتا ہے اور شانے اوپر اُٹھاتا ہے سانس رُک رُک کر آتا ہے۔ اکثر ایک ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جو بعض اوقات کتے کے بھونکنے سے مشابہ ہوتی ہے۔ یہ آواز اصل میں حجاب حاجز کے تشنج سے پیدا ہوتی ہے۔ نگلنے کی ہر کوشش کے ساتھ تشنج کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ اگر مریض کو پانی دیا جائے تو وہ اس سے ڈرتا ہے اور لینے سے انکار کرتا ہے۔ اس وقت اس کی ہیئت ہولناک اور دہشت زدہ کرنے والی ہو جاتی ہے۔ تشنجی دوروں کے ساتھ ساتھ کچھ دیوانگی کی علامتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ جب دورے نہیں ہوتے تو مریض کو سکون ہو جاتا ہے اور اس کے دماغ پر کسی قسم کا اثر نہیں ہوتا اس درجہ میں درجۂ حرارت عام طور پر بڑھ جاتا ہے اور ایک سو سے ایک سو تین تک پہنچ جاتا ہے۔ بعض مریضوں کو بخار نہیں بھی ہوتا۔ چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ تشنج کی بڑھتی ہوئی شدت کے ساتھ مریض پر ہیجان کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ جب وہ کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے تو لڑکھڑا کر گر پڑتا ہے۔ مریض اپنے تیماردار کو مجروح کرنے کی کوشش شاذ و نادر کرتا ہے۔ بعض اوقات مریض شدید طور پر جنونی ہو جاتا ہے۔ حنجرے اور حلق کے تشنج کی وجہ سے عجیب عجیب آوازیں نکلنے لگتی ہیں۔ یہ درجہ ڈیڑھ سے تین دن تک رہتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ مریض تیسرے درجہ میں چلا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ (درجۂ استرخا) ۔ یہ درجہ چھ سے اٹھارہ گھنٹوں تک یا اس سے زیادہ رہتا ہے مریض بالکل خاموش رہنے لگتا ہے۔ تشنج دُور ہو جاتا ہے۔ بے ہوشی آہستہ آہستہ غالب آ جاتی ہے۔ ٹانگوں بازوؤں اور دوسرے حصوں کے منعکسات غائب ہو جاتے ہیں۔ بالآخر غشی ہی کی حالت میں موت واقع ہو جاتی ہے۔

اطبائے قدیم نے مرض کی یہی علامتیں بیان کی ہیں جو ہم نے اوپر لکھی ہیں۔ البتہ **قانون شیخ** میں بعض اور بھی علامات درج ہیں۔ ہم نیچے ان کو لکھتے ہیں اور علامات کا بیان **قانون** کے اس اقتباس پر ختم کرتے ہیں۔

> سگ گزیدہ پریشان خواب دیکھتا ہے۔ تنہائی اور تاریکی کو پسند کرتا ہے اس کے سب اعضا سُرخ ہو جاتے ہیں پانی اور دوسرے سیالات سے مریض ڈرتا ہے اور اکثر خیال کرتا ہے کہ کرۂ عالم کرۂ آب ہے۔ جماع کی خواہش کے بغیر اس کی منی خارج ہو جاتی ہے۔ مریض کبھی کتے کی طرح آواز نکالتا ہے۔ اسے قبض رہنے لگتا ہے اور اس کا پیشاب رقیق اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات پیشاب بالکل رک جاتا ہے۔ سگ گزیدہ جس وقت آئینہ دیکھتا ہے تو اپنی صورت نہیں دیکھتا بلکہ کتے کی صورت اُسے نظر آتی ہے۔ مریض دوسرے آدمیوں کو کاٹنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور کسی کو کاٹ لیتا ہے تو وہ بھی دیوانہ ہو جاتا ہے۔ مریض پر تشنجی دورے پڑتے ہیں۔ آخر کار سرد پسینہ آ کر اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے اور غشی ہی کی حالت میں وہ مر جاتا ہے۔

تغیرات بعد الموت خوردبینی امتحان سے مبدا النخاع کے زیریں حصہ میں التہاب حاد کی علامتیں ملی ہیں، خصوصاً قشرِ دماغ اور نخاع مستطیل میں جو خوردبینی تغیرات پائے جاتے ہیں وہ یہ ہیں:- عروق پھیل جاتے ہیں، ان میں خون کے تھکے اور چھوٹے چھوٹے نزفات پائے جاتے ہیں۔ غدود لعابیہ کم و بیش بڑھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ ان غدود میں اور گردوں میں سفید خلیات کی دریزش بھی دیکھی گئی ہے۔ دماغی نخاعی سیال کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور نخاعی سیال میں گلوبیولن کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ مرض کا تشبب گردوں، تلی اور جگر میں نہیں پایا جاتا۔ لیکن دماغ، نخاع اور محیطی اعصاب میں وہ بہت زیادہ موجود ہوتا ہے۔ نیگری نے مرکزی عصبی نظام میں مخصوص قسم کے اجسام کا مشاہدہ کیا۔ یہ اجسام (اجسام نیگری) مخیخ، قشرِ دماغ، اوسط دماغ اور نخاع میں اکثر ملے ہیں۔

تشخیص اگر مرض کی علامات پوری طرح ذہن نشین ہوں تو جنون آبی کی تشخیص میں کوئی دقت نہیں ہوتی، خاص طور پر اس وقت جب کہ یہ معلوم ہو کہ مریض کو کسی دیوانے کتے یا کسی دوسرے جانور نے کاٹا ہے۔ کزاز سے اس مرض کی مشابہت بہت ہی کم ہوتی ہے کیوں کہ کزاز میں عضلات کا تشنج مستقل ہوتا ہے خصوصاً جبڑے کا۔ اس کے علاوہ کزاز میں اختلال ذہنی موجود نہیں ہوتا ہسٹیریائی حالتیں مرض جنون آبی سے مشابہ ہو سکتی ہیں، خصوصاً اس حالت میں کہ جب ہسٹیریا زدہ مریضوں کو جنون آبی کی علامات معلوم ہوں

ھئوں نے جنون آبی کے کسی مریض کا مشاہدہ کیا ہو اس ہسٹیریائی حالت کو جنون آبی کاذب (Pseudo-hydrophobia) کہتے ں۔اس قسم کے مریض عصبی ہوتے ہیں اور یہ پہلے ہی ضعف دماغ میں مبتلا ہوتے ہیں۔مرض کا دورہ جب پڑتا ہے تو وہ اصل مرض سے ابہ ہو سکتا ہے۔مریض کہتا ہے کہ وہ پانی نہیں پی سکتا، وہ اپنا گلا پکڑنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ جذباتی بھی ہو جاتا ہے لیکن ایسے یضوں کو بخار نہیں ہوتا۔جنون آبی کاذب کی علامات دیر تک قائم رہتی ہیں، مناسب علاج کرنے سے ایسے مریض شفایاب ہو جاتے ہیں

روق الامراض ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ جنون آبی کی کزاز اور ہسٹیریا سے مشابہت ہو سکتی ہے۔ان امراض میں فرق نے کے لیے مندرجہ ذیل جدول کافی مدد دیگی:۔

کزاز	جنون آبی
(۱) کسی چوٹ کی ہسٹری موجود ہوگی	(۱) کتے یا بلی (وغیرہ) کے کاٹنے کی ہسٹری بیان کی جائیگی۔
(۲) ہوش وحواس درست ہوتے ہیں	(۲) ہذیان ہوتا ہے۔
(۳) سیال چیزوں سے مریض نہیں ڈرتا	(۳) سیال چیزوں سے مریض ڈرتا ہے
(۴) تشنج مستمر اور متشدد قسم کا ہوتا ہے۔	(۴) تشنج متواتر اور ارتجاجی ہوتا ہے
(۵) خفیف ذکاوت حس ہوتی ہے۔	(۵) ذکاوت حس نمایاں موجود ہوتی ہے
(۶) حواس مخصوصہ طبعی ہوتے ہیں	(۶) حواس مخصوصہ ماؤف ہوتے ہیں
(۷) تبسم کزازی	(۷) منہ میں بہت زیادہ کھچیں
(۸) ہمیشہ شدید تشنج مستمر ومتشدد	(۸) وقفہ کے بعد تشنج

ہسٹیریا	جنون آبی
(۱) ہسٹیریا کی ہسٹری	(۱) کتے یا بلی کے کاٹنے کی ہسٹری
(۲) تشنج ہسٹیریائی	(۲) تشنج متواتر وارتجاجی
(۳) ہوش وحواس درست ہوتے ہیں	(۳) ہذیان ہوتا ہے
(۴) حواس خمسہ ظاہرہ طبعی ہوتے ہیں	(۴) حواس خمسہ ظاہرہ ماؤف ہوتے ہیں
(۵) سیال چیزوں سے خیالی ڈر ہوتا ہے، کیوں کہ مریض بغیر تشنج کے بآسانی نگل سکتا ہے	(۵) سیال چیزوں سے مریض ڈرتا ہے اور بغیر تشنج نگل نہیں سکتا۔
(۶) ہسٹیریا اکثر جوان عورتوں میں ہوتا ہے	(۶) جنون آبی زیادہ تر مردوں میں ہوتا ہے۔
(۷) نفسیاتی علاج سے مرض دور ہو جاتا ہے۔	(۷) نفسیاتی علاج غیر موثر رہتا ہے۔

نذار دیوانہ کتا کاٹ لے اور مرض نمودار ہو جائے تو اکثر مریض ہلاک ہو جاتا ہے۔اگر مانع کلب علاج (Antirabic Treatment) صحیح وقت پر کیا جائے تو ہلاکت ۵ فی صدی سے نیچے رہتی ہے ــــــ شیخ قانون میں لکھتے ہیں کہ اگر گ گزیدہ پانی سے نہ ڈرے تو اس کا علاج آسان ہے۔لیکن جو مریض پانی سے ڈرنے لگتا ہے اس کا علاج بڑا دشوار ہے۔بلکہ ایسے مریض م ہی بچتے ہیں۔اگر زخم سے خون کافی مقدار میں بہ جائے اور پھر وقت پر سگ گزیدہ کا صحیح علاج کر لیا جائے اور پیشاب کی راہ خون جاری جائے تو ایسا آدمی ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔

توہمات مرض اگر ہم امراض کے "توہمات" کو تلاش کا موضوع بنالیں تو بڑے دلچسپ "حقائق" کے منکشف ہو جانے کا تغیر ہے۔خیال ہے کہ اکثر امراض ایسے ملیں گے جن کے متعلق مختلف زمانوں میں مختلف "اوہام" پیدا ہو چکے ہیں۔ان اوہام میں ہر ملک اور ہر زمانہ ا رہا ہے اور دنیا کے مختلف ممالک میں لاکھوں انسان آج بھی مبتلا ہیں۔

انیسویں صدی مسیحی میں یورپ کے بعض ممالک (خصوصاً فرانس) میں جنون آبی کے مریض کا (خواہ وہ واقعی مرض میں مبتلا ہو اہ نہ ہو) گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا جاتا تھا۔کیونکہ ان لوگوں کا عقیدہ تھا یا انھیں وہم تھا کہ سگ گزیدہ کی انسانیت "کلبیت" میں بدل اتی ہے۔یہ جہالت بڑی انسان کش بلکہ کہنا چاہیے انسانیت کش تھی، کیوں کہ یہاں جنون آبی اور جنون آبی کاذب میں تفریق کا

سوال ہی نہ تھا۔ سنہ ۱۸۰۱ء میں حکومت فرانس نے اس لغویت کا خاتمہ کر دیا۔ اور حکم نافذ کیا کہ اس قسم کی حرکت کرنے والے کو سزائے موت دی جائے گی۔

حفظِ ماتقدم ضرورت ہے انگلستان اور دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان میں حکم دہن بستگی نافذ کیا جائے کیوں کہ یہی حفظِ ماتقدم بھی ہے۔ ہمارے عوام کو پراپگنڈے کے ذریعہ سے بتایا جائے کہ کتا اگر وفادار ہے تو اس کے ساتھ ہی اپنے مرض کی وجہ سے انسان کے لیے خطرناک بھی ہے۔ عوام جب اس چیز کو سمجھ لیں گے تو وہ خود ہی احتیاط کرنے لگیں گے۔ ہیلتھ آفیسروں اور متعلقہ عملہ کو چاہیے کہ شہر کے آوارہ کتوں کو مروا دیں۔ جن کھانے پینے کی چیزوں میں کتا منہ ڈال دے ان کو استعمال نہ کیا جائے اور برتن کو قلعی کرا لیا جائے۔

اگر کتا کاٹ لے تو مقامی علاج فوراً شروع کر دینا چاہیے۔ اور اس کے بعد مریض کو کسی پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں بھیج دیا جائے۔

علاج پچھلے صفحات کے مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہو کہ جنون آبی کی نوعیت اور اصلیت کو سمجھنے میں زمانۂ قدیم کے ماہرین طب نے کافی کوششیں کی ہیں۔ اطبائے قدیم نے سودائے غیر طبعی کو سبب مرض قرار دیا اور اس کی مختلف صورتیں بیان کیں۔ جدید طب نے آلاتِ جدیدہ کی مدد سے سبب مرض کی چھان بین کی۔ اُنھوں نے مخصوص اجسام معلوم کیے جن کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان کی موجودگی مرض کے لیے لازمی ہے۔ لیکن ان اجسام سے جو مخصوص سمیت پیدا ہوتی ہے اس کے متعلق جدید طب بھی یہ بتانے سے قاصر ہے کہ اس کی نوعیت اور اصلیت کیا ہے۔ مرض کا علاج ہر زمانے میں سمجھ کے مطابق ہوتا رہا ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ قدیم طریقہ ہائے علاج پر بھی کچھ روشنی ڈالیں۔ قدیم طریقہ ہائے علاج کی تفاصیل کو روشنی میں لانا مشکل ہے۔ البتہ "اشارے" کیے جا سکتے ہیں۔ آخر میں ہم مرض کا جدید علاج لکھیں گے اور پاسچر کے شافی اور تریاقی علاج پر مفصل روشنی ڈالیں گے۔

حکیم کلسوس کا طریقۂ علاج کتے کے کاٹے کی جگہ کو داغ دینا چاہیے یا جلا دینا چاہیے۔ مریض جنون آبی میں جب مبتلا ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ اسے پانی میں غوطے دیے جائیں۔ ایسا کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ پانی کو دیکھ کر مریض پر جو خوف طاری ہوتا ہے وہ نہیں ہوگا اور پانی کو دیکھ کر گلے میں جو تشنج پیدا ہو جاتا ہے وہ بھی نہیں پیدا ہوگا۔ کلسوس کا یہ طریقۂ علاج عرصۂ دراز تک معمول رہا۔ اور زخم کو داغنا اور مختلف طریقوں سے جلانا آج تک معمول ہے۔

جالینوس کا طریقۂ علاج غالباً زخم کو داغنے اور جلانے کا علاج جالینوس کا بھی معمول رہا ہے۔ جنون آبی کے لیے جالینوس نے ایک نسخہ مرتب کیا ہے جس کے متعلق وہ لکھتا ہے:۔ "اس دوا کو میں نے آزمایا ہے اور نافع پایا ہو۔ میں نے کوئی مریض ایسا نہیں دیکھا کہ اُس نے اس دوا کو استعمال کیا ہو اور اسے پانی سے خوف پیدا ہوا ہو۔" نسخہ یہ ہے:۔ خاکستر سرطان دس درم، کندر ایک درم، جنطیانا چار درم، ان کو باریک پیس لیں۔ ابتداء میں ایک درم کھلائیں اور اگر چند روز گزر جائیں تو دو درم دوا شراب ممزوج کے ساتھ یا سرد پانی و سرکہ اور شہد کے ہمراہ دیں۔ جالینوس کے دوسرے نسخے بھی ملتے ہیں۔ لیکن ہم انھیں طوالت کے خوف سے نہیں لکھنا چاہتے۔ جنون آبی کے علاج کے لیے چند ادویہ مفردہ بہت مشہور رہیں۔ جالینوس کے نسخوں میں یہ شامل ہیں۔ دوائیں یہ ہیں:۔ آب پیاز، مشک، ہینگ، ستیاناسی، جنطیانا، کلونجی، بھنگ، کچلہ اور پوست درخت انکول۔ جالینوس نے سرطان کی آنکھوں کا کھانا بھی اس مرض کے لیے مفید بتایا ہے اور دوسرے اطباء نے اُس کی تائید کی ہے۔

حکیم کاشفا کا طریقۂ علاج یہ حکیم لکھتا ہے کہ "اس مرض (جنون آبی) میں پیاز سے بہتر چیز میں نے نہیں پائی۔ طریقہ استعمال یہ ہو کہ ۵ اسیر آب پیاز لیں اور تین شبانہ روز (مریض کو) پلائیں۔ روغن بنفشہ اور روغن کدو شیریں سے سر اور ناک کو تر رکھیں۔" آگے چل کر حکیم لکھتا ہے،" کاٹے کی جگہ دیوانے کتے کا جگر رکھیں اور یہی بریاں کر کے مریض کو کھلائیں سود مند ہے۔"

صاحبِ کامل کا نظریہ ان کا نظریہ شیخ کی تائید میں ہے، یعنی زخم کو بھرنے نہیں دینا چاہیے اور اگر زخم بھر جائے تو اسے فوراً کھول دینا چاہیے۔ اُنھوں نے ایک مرہم "مرہم بلادر" کے نام سے لکھا ہے اور اس کے فوائد یہ بیان کیے ہیں کہ ایک طرف تو مانع اندمال ہو اور دوسری طرف بہ جسم سے زہر کو جذب بھی کرتا ہے۔ اس مرہم کا نسخہ یہ ہے:۔ زفت ثلث رطل، سرکۂ تند یک رطل، جاوشیر ایک اوقیہ، فرفیون نصف اوقیہ۔ مرہم تیار کر کے زخم پر رکھیں۔

انطاکی کا قول زخم کو بھرنے نہ دینے کی پوری کوشش کرنی چاہیے اور تمام اُن دواؤں سے علاج کرنا چاہیے جو خلط سودا کو درست کرنے والی ہیں۔ کتے کا جگر پکا کر کھانا، اس کا خون پینا، اور کتے کے ایک روزہ بچے کو گردجہ کے ساتھ پیس کر استعمال کرنا مجرب ہو۔"

شیخ الرئیس کا طریقۂ علاج شیخ نے اس پر بہت زور دیا ہے کہ زخم کو بھرنے نہ دیا جائے اور اگر زخم بھر جائے تو اس کو مختلف طریقوں اور مختلف دواؤں سے کھول دیا جائے تاکہ اس سے خون کافی مقدار میں بہے اور سمیت خارج ہو جائے۔ مناسب وقفے میں حمام دیا جائے اور ریاضت کرائی جائے، استفراغ کرایا جائے۔ شیخ نے مسہلوں کے نسخے بھی لکھے ہیں جو قانون میں موجود ہیں۔ وہاں دیکھے جا سکتے ہیں۔

مناعت پیدا کرنے کا قدیم طریقہ حکیم کاشفا او انطاکی کے اقوال میں ہم نے لکھا ہے کہ یہ دیوانے کتے کا جگر کھانے اور خون پینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ جالینوس اور گیلانی نے بھی ایسا ہی علاج لکھا ہے۔ بعض اطبا نے دیوانے کتے کی کھال میں پانی بھر کر پینا مفید بتایا ہے اور بعض نے کتے کی کھال کا پیالہ بنا کر اس میں پانی پینے کا مشورہ دیا ہے۔ یہ قدیم اطبا یقیناً اس کا بھی ضرور خیال رکھتے ہوں گے کہ ابتداً کم مقدار میں یہ چیزیں دی جائیں اور بتدریج ان کی مقدار زیادہ کی جائے۔ بہت ممکن ہے کہ اس طرح مریض کے جسم میں مناعت (امیونٹی) پیدا ہو جاتی ہو۔

قدیم طریقۂ علاج کا خلاصہ ہم نے اوپر قدیم طریقۂ علاج کے چند نظریات پیش کیے ہیں۔ ان سے ایک طرف طریقۂ علاج پر روشنی پڑتی ہے اور دوسری طرف مفید دواؤں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اگر ہم وہ تمام نسخے یہاں لکھیں جو اس مرض کے لیے مفید اور غالباً مجرب تسلیم کیے گئے ہیں تو علاج کا بیان بہت طویل ہو جائے گا اور غالباً اس سے استفادہ بھی نہ کیا جا سکے گا۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم قدیم طریقۂ علاج کا خلاصہ لکھیں اور چند سب سے زیادہ مفید نسخے بھی لکھیں۔

زخم کا علاج:۔ جب کتا کاٹے تو فوراً زخم سے کچھ اوپر پٹی کس کر باندھ دی جائے تاکہ خون قلب کی طرف نہ لوٹ سکے اس کے بعد وہاں شگاف دے دیا جائے۔ اگر کاٹنے کی جگہ بہت نمایاں نہ ہو تو وہاں پہلے سینگی بھی لگوا لی جائے اس کے بعد شگاف دیا جائے شگاف دینے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں سے خون کافی مقدار میں (مع سمیت) خارج ہو جائے۔ زخم کو فوراً گرم لوہے سے داغنا بھی ایک اچھا علاج ہے۔ اس کے بعد زخم پر ایسے مرہم استعمال کیے جائیں جو اسے بھرنے نہ دیں۔ مثلاً مرہم بلادر (جس کا نسخہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں)۔ چالیس دن تک زخم کو مندمل نہ ہونے دینا چاہیے۔

وقفے کے زمانہ کا علاج:۔ وقفۂ مرض چالیس دن تسلیم کیا گیا ہے۔ روزانہ مشک ۲ رتی کی مقدار میں کھلانا مفید ہے۔ (۲) ۷ ماشے کلونجی تازہ پانی کے ساتھ صبح کے وقت پھانک لی جائے (۳) چار رتی رسوت پانی سے نگل لی جائے۔ (۴) ہینگ خالص ۱ رتی روزانہ کھالی جائے (۵) کچلہ مدبر ایک رتی کی مقدار میں روزانہ کھایا جائے۔

جالینوس اور شیخ نے تریاق الانافع، دواء الذراریح اور دواء السرطان کو مفید مانا ہے۔ ہم ان تینوں کے نسخے درج ذیل کرتے ہیں:۔

تریاق الانافع:۔ پنیر مایہ خرگوش ایک تولہ، گل مختوم آٹھ ماشے، پنیر مایہ آہو ڈھائی تولے، جنطیانا پانچ ماشے، مُرِ چار ماشے۔ ان دواؤں کو خوب باریک پیس لیں اور بقدر مناسب شہد میں ملا لیں۔ ایک ماشہ یہ تریاق گرم پانی کے ساتھ کھایا جائے۔

دواء الذراریح:۔ تیلنی مکھی (اس کا سر، بازو، ٹانگیں اور پر دور کر کے)، عدس مقشر ایک ایک تولہ، زعفران، قرنفل، سنبل الطیب، فلفل، دارچینی ہر ایک ۲ تولے۔ ان سب کو خوب باریک پیس لیا جائے (خصوصاً آخری تین دواؤں کو) اس کے بعد پانی کی مدد کر چھوٹے چھوٹے قرص بنا لیے جائیں۔ روزانہ چار رتی یہ قرص نیم گرم پانی کے ساتھ کھا لیے جائیں۔

دواء السرطان:۔ سرطان نہری (تانبے کے برتن میں جلایا ہوا) ڈیڑھ تولے، جنطیانا ڈیڑھ تولے، کندر اور پودینہ نونا شگر، گل مختوم اور شونیز ہر ایک ۵ ماشے۔ ان دواؤں کو علیحدہ علیحدہ خوب باریک پیس لیا جائے اور پھر سب کو ایک جگہ کر لیا جائے۔ اس کی مقدار خوراک ۲ ماشے ہے۔ صبح و شام پھانکا جائے۔

غلبۂ مرض میں علاج:۔ اس صورت حال کا علاج کچھ نہیں ہے۔

ڈاکٹری علاج جس طرح اطبائے قدیم اس مرض کا کوئی شافی اور یقینی علاج پیش کرنے سے قاصر رہے۔ اسی طرح موجودہ زمانے کے معالجین قاصر ہیں۔ اب بھی اس مرض کے متعلق یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اگر یہ ایک بار پوری طرح جاگزیں ہو جائے تو اس کے علاج کی طرف سے بالکل ناامید ہو جانا چاہیے کیوں کہ یہ قطعی ناقابلِ علاج ہے، چوں کہ کوئی شافی علاج ہی نہیں ہے۔ اس لیے علاج کا مقصد صرف یہ ہونا چاہیے کہ تسکین دی جائے (علاج بالتخفیف) مریض کو آرام سے ایک تاریک کمرے میں رکھا جائے، شور و غل سے اُسے بچایا جائے، دفع تشنج

کے لیے کلوروفارم سنگھایا جاسکتا ہے یا مارفیا کا زیر جلدی انجکشن دیا جائے۔ چوں کہ مریض کے حلق اور نگلنے کے عضلات ماؤف اور متشنج ہوتے ہیں اس لیے مریض نہ تو پانی پی سکتا ہے اور نہ نگل سکتا ہے۔ کوکین کا محلول اس صورت میں مقامی طور پر استعمال کرنا چاہیے۔ اس سے تشنج رفع ہو جائے گا اور مریض اس قابل ہو سکے گا کہ پانی پی سکے اور بعض اوقات وہ بڑی آسانی سے چیزیں نگل بھی سکتا ہے۔ مریض کو سیال چیزیں آنتوں کے ذریعہ سے دی جاسکتی ہیں۔ تشنج رفع کرنے کے لیے ایٹروپین سلف، ہایوسین وغیرہ کے انجکشن بھی کیے جاتے ہیں۔ اگر عضلات حنجرہ کا تشنج اتنا بڑھ جائے کہ سانس بند ہو جانے کا اندیشہ ہو تو عمل ٹریکیا ٹومی (قطع قصبۃ الریہ) کر دینا چاہیے۔ ہم نے جو علاج اوپر لکھا ہے یہ مرض کا شافی علاج نہیں ہے بلکہ وقتی علاج ہے جس کا مقصد تسکین ہے۔

زخم کا علاج:- مشتبہ جانور جب کاٹ کھائے تو زخم سے اوپر کس کر پٹی باندھ کر زخم سے خون کو خوب بہانا چاہیے۔ زخم کو آلات کی مدد سے خوب کشادہ کر دینا چاہیے۔ اور اس کو بائی کلورائڈ آف مرکری سے دھو دینا چاہیے۔ عمل کیّ (داغنا) جلد سے جلد عمل میں لانا چاہیے۔ اس کے لیے خالص نائٹرک ایسڈ کا استعمال کرنا چاہیے۔ ایسڈ کو زخم کے ہر حصہ پر لگانا چاہیے۔ کاربولک ایسڈ (جو اکّال ہونے کے ساتھ مخدّر بھی ہے) اور نائٹریٹ آف سلور بھی اس مقصد کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ گرم لوہے یا کوئلے سے زخم کو داغا جاسکتا ہے۔ اگر داغنے کا عمل کاٹنے کے فوراً بعد کیا جائے تو مرض جنون آبی کے پیدا نہ ہونے کا قوی امکان رہتا ہے۔ زیبے آدھے گھنٹے کے اندر اندر بھی یہ عمل کرنے سے مرض پیدا نہ ہونے کا امکان ہے۔ زخم سے زہر کو چوسا بھی جاسکتا ہے۔ بشرطے کہ چوسنے والے کے منہ میں کوئی خراش یا زخم نہ ہو۔

جنون آبی پر پاسچر کی فتح لوئی پاسچر نے اپنی تحقیقات سے طب پر جو احسانات کیے ہیں انھیں کبھی نہیں بھلایا جاسکتا۔ متعدی امراض کے متعلق جو تحقیق اور جستجو پاسچر نے کی ہے اس کے متعلق کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ جنون آبی کا شافی علاج دریافت کرنے میں ماہرین طب کاوشیں کرتے رہے ہیں اور انھیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بالآخر اس مرض کے شافی علاج کی دریافت کا سہرا پاسچر کے سر رہا۔ یہ پاسچر کی بے انتہا محنت اور انہماک کا نتیجہ ہے کہ آج ہم جنون آبی کا علاج آسانی سے اور کامیابی سے کر سکتے ہیں۔ پاسچر کے زیر نظر یہ مرض بہت عرصہ تک رہا۔ لیکن اس کی مشغولیات نے سنہ ۱۸۸۰ء سے پہلے اُسے اس مرض کی طرف کامل توجہ کی اجازت نہیں دی۔ سنہ ۱۸۸۵ء میں جولائی کے مہینہ میں اُس نے سب سے پہلا علاج کیا۔ اور سنہ ۱۸۸۶ء میں اپنے تجربات شائع کیے۔

طریقۂ پاسچر کا بنیادی اصول:- اس طریقۂ علاج کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اس سے پیشتر کہ دیوانے کتے کی کاٹ کی سمیت عصبی مراکز میں پہنچے مریض کو اس مرض کے مقابلہ کے لیے تیار کر دیا جائے یعنی اُسے "مامون" (امیونائزڈ) بنا دیا جائے۔ صورت یہ ہے کہ تخفیف کردہ سمیت بتدریج بڑھتی ہوئی مقداروں اور بڑھتی ہوئی طاقت میں داخل جسم کی جائے تو تلقیح کردہ انسان کو مرض سے محفوظ کر دیتی ہے۔ مادّۂ تلقیح کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ زہر پر قابو حاصل کر لیتا ہے اور مرض کے زہر کو بڑھنے کا موقع نہیں دیتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرض بڑھتا نہیں۔

زہر کی شدّت وخفّت پر قابو:- پیہم تجربات کے بعد پاسچر اس نتیجہ پر پہنچا کہ دیوانے کتے کا معمولی زہر (Street Virus) جب کسی انسان کے جسم میں داخل کیا جاتا ہے تو وہ پندرہ تا بیس دن میں جنون آبی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے۔ یہی زہر اگر خرگوش کے جسم میں داخل کیا جائے تو وہ سات دن میں مبتلائے مرض ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ یعنی زہر خرگوش کے جسم میں جا کر تیز ہو جاتا ہے ایسے تیز زہر کو پاسچر نے مخصوص زہر • قشب ثابت) کا نام دیا ہے، لیکن اگر وہی زہر ایک بندر کے دماغ میں داخل کیا جائے تو وہ زہر کمزور ہو جاتا ہے۔

طریقۂ استعمال نخاع خشک (Dry-cord-method) پاسچر نے ایک مرے ہوئے دیوانے کتے کے دماغ سے زہریلا مواد حاصل کیا (یعنی کتے کا نخاع یا حرام مغز حاصل کیا) اور اسے مطہر شوربہ میں آمیز کر لیا۔ اب ایک متقاب جنشاری (Trephine) سے ایک خرگوش کی کھوپڑی میں سوراخ کر کے امّ جافیہ کے نیچے اس زہریلا آمیزے کی تطعیم کر دی۔ اس عمل سے خرگوش کا نخاع سمّی ہو جاتا ہے۔ اب اس خرگوش سے سمّی مواد حاصل کر کے دوسرے خرگوش میں اور دوسرے سے تیسرے میں اور اسی طرح کئی خرگوشوں میں تطعیم کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ زمانۂ حضانت (جو یکے بعد دیگرے تطعیم سے کمتر ہوتا جاتا ہے) اس قدر کم ہو جاتا ہے کہ حاصل کردہ مواد سے خرگوش ساتویں دن مر جاتا ہے۔

اب اس طرح مرے ہوئے خرگوشوں کا حرام مغز حاصل کر کے پاسچر نے اس کی سمیت کم کرنے کی یہ ترکیب کی کہ ان کو خشک کرنے کے لیے کئی جرسی الشکل شیشوں (گلاس بِل جار) میں مختلف مدّت تک لٹکا دیا۔ اور ان کے پیندوں میں کاسٹک پوٹاش رکھ دیا۔


خرگوش کا نخاع خشک کر رہا ہے

اور اوپر سے روئی لگادی، تاکہ ہوا کا گزر تو ہو لیکن اس میں گرد و غبار نہ جائے۔ کمرے کا درجۂ حرارت ۲۳ درجہ سنٹی گریڈ تھا۔ اس ترکیب سے سمی حرام مغزکی تیزی میں بتدریج تخفیف ہوتی گئی حتیٰ کہ چودہ دن تک جو ٹکڑا خشک کیا گیا اس کی سمیت بالکل زائل ہوگئی۔ اس قسم کے تخفیف کردہ نخاع کے ٹکڑوں کے ایک مکعب سینٹی میٹر کو تین مکعب سینٹی میٹر طبعی مائع نورمل سیلائن میں پیس کر انسان میں زیر جلد پچکاری کرائی جاتی ہے۔ ابتدا میں خفیف ترین سمیت والے نخاع کا محلول تطعیم کیا جاتا ہے اور پھر بتدریج اس کی طاقت بڑھائی جاتی ہے یہاں تک کہ آخر میں ایسے نخاع کا محلول تطعیم کر دیا جاتا ہے کہ جو صرف ایک ہی دن خشک کیا گیا تھا اور بہت زیادہ سمی تھا۔

ابتدائی تجربات۔ پاسچر نے یہ سب تجربات ابتدا میں دیوانے کتوں پر کیے یعنی خشک کردہ نخاع کی تطعیم کتوں میں کی اور وہ اس علاج سے بالکل اچھے ہو گئے۔ اس کے بعد پاسچر نے دیوانے کتوں سے علاج کیے ہوئے کتوں کو کٹوایا اور بعض علاج کیے ہوئے کتوں کے دماغ میں مادہ بھی داخل کیا لیکن وہ (علاج کیے ہوئے کتے) مبتلائے مرض نہیں ہوئے۔ یہ تجربات سنہ ۱۸۸۴ء میں ہوئے۔

حکومت فرانس سے درخواست کتوں کا کامیابی کے ساتھ علاج کرکے اور ان کو مرض سے مامون کر دینے کے بعد پاسچر نے حکومت سے درخواست کی کہ ایک کمیشن مقرر کیا جائے جس کے سامنے تجربات کا اعادہ کیا جا سکے اور پھر اس طریقۂ علاج کو عام کیا جا سکے۔ پاسچر کی درخواست پر حکومت نے ایک کمیشن مقرر کر دیا جس کے سامنے پاسچر نے تجربات کا اعادہ کیا۔ خود کمیشن نے بطور خود تجربات کیے بالآخر کمیشن نے دو مہینوں کے بعد فیصلہ کیا کہ یہ طریقۂ علاج نہایت کامیاب ہے اور اسے عام ہونا چاہیے۔ مگر ابھی یہ سوال باقی تھا کہ کیا اسی طرح انسان کا بھی علاج کیا جا سکتا ہے اور اسے مامون بنادیا جا سکتا ہے؟

پاسچر نے سلسلہ تجربات کو جاری رکھا اور فیصلہ کیا کہ دو سال کے بعد وہ انسان پر بھی تجربات کرے گا۔

انسان پر سب سے پہلا تجربہ پاسچر نے جانوروں پر کامیاب تجربات کرنے کے بعد انسان پر تجربہ کرنے کے امکان پر غور کرنا شروع کیا۔ ایک دن وہ اپنے معمل میں مصروف تھا کہ اُسے بتایا گیا کہ ایک خاتون اپنے چھوٹے سے بچے کے ساتھ آئی ہے اور کچھ مشورہ کرنا چاہتی ہے خاتون نے بتایا کہ اُس کے بچے جوزف مائسٹر کے دیوانے کتے نے چودہ جگہ کاٹ لیا ہے اور سب نے اُسے یہی رائے دی ہے کہ آپ سے مشورہ کیا جائے۔ ایک طرف اس فرض کا احساس تھا کہ معصوم بچے کی جان بچائی جائے، دوسری طرف ایک تجربہ تھا جو خطرے سے خالی نہ تھا۔ پاسچر بڑی کش مکش میں پڑ گیا۔ آخر اس نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا۔ یہ تو ظاہر تھا کہ اس مرض میں مبتلا ہو جانے کے بعد کوئی بچتا ہی نہیں ہے۔ اس لیے ان دوستوں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ بچے پر تجربہ کرنا چاہیے۔ اس فیصلہ کے بعد پاسچر نے اُسی دن جوزف کے سب سے کم سمیت والے مادہ تلقیح کی پچکاری لگادی۔ اس کے بعد بتدریج بڑھتی ہوئی سمیت کی تلقیحات دی گئیں۔ جیسے جیسے سمیت میں اضافہ کیا گیا۔ پاسچر کے اضطراب میں اضافہ ہوتا گیا۔ لیکن ۹ سالہ جوزف خوش تھا۔ اس میں کسی قسم کی بُری علامتیں ظاہر نہیں ہوئیں۔ بالآخر ایک دن ایسا آگیا کہ ننھے جوزف کو صرف ایک دن خشک کیے ہوئے نخاع کی تلقیح دی گئی۔ یہ آخری تلقیح تھی۔ اس رات پاسچر بہت مضطرب رہا۔ اسے تمام رات نیند نہیں آئی۔ لیکن جوزف بڑے آرام سے سوتا رہا اور اس میں کوئی بُری علامت ظاہر نہیں ہوئی۔ صبح تک جوزف کو صحیح سلامت دیکھ کر پاسچر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی —— دن گزرے، ہفتے گزرے، دو مہینے گزر گئے اور جوزف بالکل تن درست رہا اس کے بعد —— پاسچر کو یقین ہو گیا کہ اس کا تجربہ قطعی طور پر کامیاب ہے۔ اُس نے اپنے دوستوں کو بھی خط لکھے اور فرانس کی سائنس اکاڈمی کو بھی اپنی رپورٹ میں لکھا کہ انسان پر سب سے پہلا تجربہ بالکل کامیاب رہا اور اب تمام مریض انسانوں کو اس طریقۂ علاج سے شفا بخشی جا سکتی ہے۔

اس کے بعد پاسچر کے پاس اور بھی مریض آئے اور اس نے ان کا کامیابی کے ساتھ علاج کیا۔ ان میں روس کے صوبہ سمولنسک کے ۱۹ مریض بھی شامل ہیں جن میں سے سولہ شفایاب ہوئے۔ ان کے شفایاب ہونے پر زار روس نے پاسچر کو ایک مرصع صلیب اور دوسرے تحائف بھیجے تھے

برطانوی کمیشن کا تقرر پاسچر کے ان کامیاب تجربات پر تمام دُنیا کی آنکھیں تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جنون آبی سے انسان کو بچانا ایک ایسا زبردست کارنامہ ہے کہ اس کی مثال ہی پیش نہیں کی جا سکتی۔ اسی زمانے میں حکومت برطانیہ نے مزید تحقیق و مطالعہ کے لیے ایک کمیشن مقرر کیا۔ یہ کمیشن چار اراکین پر مشتمل تھا۔ (۱) سرجیمس پیگیٹ (۲) سر وکٹر ہورسلے (۳) پروفیسر برڈن سانڈرسن اور (۴) لارڈ لسٹر

اس کمیشن نے چودہ مہینوں تک پاسچر کے ساتھ تجربات کیے اور اس طریقۂ علاج کا مطالعہ کیا۔ اس کے بعد اس کمیشن نے ہاؤس آف کامنز میں اپنی رپورٹ پیش کی جس کے چند الفاظ یہ ہیں:۔

"داء الکلب اور جنون آبی کے خلاف پاسچر نے ایک ایسا طریقۂ علاج دریافت کیا ہے جسے وہی درجہ حاصل ہونا چاہیے جو چیچک کے ٹیکے کو حاصل ہے۔ پاسچر نے اس تحقیق کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کی ایک زبردست خدمت انجام دی ہے۔ اب ہم اطمینان کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک ایسا علاج موجود ہے جس کے ذریعے سے نہ صرف داء الکلب بلکہ جنون آبی کا سدِباب کیا جا سکتا ہے۔"

طریقۂ سیمپل (Semple's Method) جنون آبی کے علاج کیلیے اس طریقہ کو جدید ترین تسلیم کیا گیا ہے، اور یہ جنون آبی کا ترمیم شدہ علاج ہے۔ انڈین میڈیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کسولی اور کلکتہ میں لفٹنٹ کرنل ڈی سیمپل نے اسے تیار کیا ہے۔ اینٹی ریبک ویکسین یا تریاق الکلب بنانے کا "پاسوری طریقہ" (پاسچر کا طریقہ) ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ یہ ویکسین بنانے کا طریقہ اس سے مختلف ہے۔ یہ ویکسین خرگوش کے نخاع مستطیل اور نخاع اور دماغ سے جس میں تیز زہر موجود ہوتا ہے، مندرجہ ذیل طریقہ پر تیار کی جاتی ہے۔

آٹھ فی صدی تخفیف کردہ سمیت نورمل سولیوشن میں تیار کی جاتی ہے۔ اس میں ایک فی صدی کاربولک ایسڈ ملا کر اسے ۳۷ درجہ سینٹی گریڈ پر چوبیس گھنٹوں کے لیے رکھ دیا جاتا ہے جس سے سمیت زائل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اس سیال کو برابر کی مقدار کے مائع طبعی (نورمل سیلائن) میں ملا دیا جاتا ہے۔ اس ترکیب سے زہر اور ایسڈ کی نسبت یہ ہو جاتی ہے: زہر چار فی صدی اور ایسڈ ۰٫۵ فی صدی۔

مندرجہ بالا طریقہ سے تیار شدہ جدرین (ویکسین) کے مناعت بخش فائدے تین مہینوں تک زائل نہیں ہوتے اسے ڈاک کے ذریعے سے بھیجا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ علاج کے لیے ہر جگہ میسر آ سکتی ہے۔ اس جدرین کی "مقدار استعمال" ۲ سے ۴ سی سی ہر چودہ روز تک مریض کے پیٹ کے جانبی عضلات میں پچکاری کی جاتی ہے۔

اسی ویکسین (Dead Rabies Vaccine) کو کورن ویل نے ذیل کے طریقہ پر تیار کیا ہے:۔

نورمل سالٹ سولیوشن (جس میں ۰٫۵ فی صدی کاربولک ایسڈ (Phenol) شامل ہوتا ہے) میں ایک فی صدی قشب ثابت (وائرس فکسی) ملا کر ویکسین تیار کی۔ اس ویکسین کی ۵ سی سی مقدار پندرہ دن تک روزانہ بذریعہ انجکشن داخل بدن کی گئی۔ ۵ سی سی کا انجکشن ایک ہی بار میں نہیں کیا جاتا۔ بلکہ دو وقت میں ڈھائی ڈھائی سی سی کا انجکشن کیا جاتا ہے۔

ہندستان میں ۲۸۸۹۸ مریضوں کی رپورٹ حسب ذیل ہے:۔

اموات دوران علاج میں	۰٫۱۵	فی صدی
علاج ختم ہونے کے بعد پندرہ دن کے اندر اموات	۰٫۲۷	"
علاج ختم ہونے کے بعد پندرہ دن بعد اموات	۰٫۱۷	"
میزان اموات	۰٫۱	"

کتوں کی مامونیت جس طرح انسان کو خاص تلقیحات کے ذریعہ سے مامون بنایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کتوں میں بھی مناعت پیدا کی جا سکتی ہے۔ کتوں میں مناعت پیدا کرنے کا سلسلہ حال ہی میں شروع کیا گیا ہے۔ کتے کو مامون انجکشن کے ذریعہ سے بنایا جاتا ہے۔ مادۂ تلقیح "کاربولک ایسڈ زدہ زہر" ہوتا ہے۔ اس کا صرف ایک انجکشن کتے کو مامون بنا دینے کیلیے کافی ہوتا ہے۔ کتوں پر اس قسم کے تجربات سب سے پہلے اومینو (Umeno) اور ڈوئی (Doi) نے کیے۔ انھوں نے پندرہ ہزار سے زیادہ جانوروں کو مامون بنایا۔ اس عمل کے اعدادی نتائج خاصے امید افزا ہیں۔ اگرچہ انھیں قطعی طور پر یقینی نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح انگلستان میں ایکوان اور لیون نے اس تجربہ کو دہرایا۔ انھوں نے بھی اچھے نتائج حاصل کیے۔ اگرچہ انھیں بھی اس کا یقین نہیں ہے کہ یہ طریقۂ عمل کتوں میں واقعی پوری مناعت پیدا کر دیتا ہے۔ نیوجرسی کے محکمۂ حفظانِ صحت نے اس طریقۂ عمل کو رواج دینے میں کافی حصہ لیا ہے۔

یہ یقین ہے کہ جب فنی اعتبار سے یہ طریقۂ مناعت بخش مکمل ہو جائے گا اور انتظامی دشواریوں پر بھی عبور حاصل ہو جائے گا تو داء الکلب (درسے بیز) کے استیصال کی کوششوں میں یہ ایک اہم اضافہ ہوگا۔

فلپس کی تحقیقات کے مطابق کتوں کا یہ یک روزہ علاج قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ انجکشنوں کی تعداد

میں اضافہ کیا جائے۔ جیساکہ انسان کو مامون بنانے میں سیمپل کے طریقہ میں کیا جاتا ہے۔

سنہ ۱۹۳۱ء میں سکوننگ نے بتایا کہ کتوں میں مناعت پیدا کرنے کے لیے کاربالک ایسڈ زدہ ویکسین کی ایک سی۔ سی مقدار کافی ہو۔ یا کلسٹرز کے طریقہ کے مطابق کلوروفارم زدہ ویکسین استعمال کی جائے۔ اس محقق کا خیال ہے کہ محض مامونیت پر تکیہ کرنا داء الکلب کی مکمل روک تھام کے لیے کافی نہیں ہو سکتا، بلکہ اس مسئلہ کا حل اسی میں ہے کہ ہم دوسری ضروری باتوں (کتوں کا مروا دینا وغیرہ) کو بھی نظرانداز نہ کریں۔

روحانی علاج ہندوستان کے اکثر مقامات کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ وہاں کچھ آدمی محض دعاؤں کے ذریعہ سے کتے کے کاٹے کا علاج کرتے ہیں۔ دہلی میں بھی ایک خاندان موجود ہے جس کے افراد کی دعا اور کلی میں نسلاً بعد نسل یہ اثر چلا آرہا ہے کہ سگ گزیدہ جنون آبی میں مبتلا نہیں ہوتا۔ دہلی میں دور دور سے ایسے مریض آتے ہیں۔ عامل صاحب دعا پڑھ کر پھونکتے بھی ہیں اور پانی منہ میں بھر کر کاٹے کی جگہ کلی بھی کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس علاج کے بعد سگ گزیدہ میں جنون آبی کی علامات قطعی پیدا نہیں ہوتیں اور جو علامات پیدا ہو جاتی ہیں وہ غائب ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کے "روحانی انسٹی ٹیوٹس" کے اعداد و شمار پیش کرنا تو مشکل ہے لیکن یہ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ ان شفاگاہوں کی طرف لوگ بکثرت رجوع کرتے ہیں اور ان کی بڑی تعداد شفایاب ہوتی ہے۔ دہلی کے مذکورہ خاندان کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ مذکورہ علاج بے غرضی کے ساتھ کرتا رہا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ انسان اپنی اور اسی طرح دوسروں کی بیماریاں دعاؤں کے ذریعہ سے دفع کر سکتا ہے۔ اس قسم کے معجزات بکثرت سنے گئے ہیں اور کتابوں میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔ دوبارہ تن درستی حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان خود کو عام سطح سے بلند کرکے خدائی صحت، ہم آہنگی اور کمال کے درجہ پر پہنچائے، لیکن ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان کی اپنی قوتِ ارادی کا تصادم مشیت ایزدی کے ساتھ ہوتا رہے یا یہ کہ انسان کے دل میں نفرت، حسد، خوف اور رقابت جیسے اسفل جذبات موجود ہوں۔ دل کو دوسروں کے عیب سے چشم پوشی کرنا، دوسروں کی خطائیں معاف کرنا اور دوسروں سے محبت کرنا سکھانا ضروری ہے۔ خوف کو دل سے نکال کر اس کی جگہ اعتماد اور ایمان کامل کو دینی پڑے گی، قبل اس سے کہ ہم اس امن، سکون اور مسرت کی دنیا میں داخل ہوں جہاں لوگوں کے دکھ، درد اور امراض دور کیے جاتے ہیں۔ صحت نام ہے ہم آہنگی کا یعنی دل، دماغ، روح اور جسم کے درمیان ایک نازک توازن کا۔ یہ ہم آہنگی زیادہ تر اس بلند ہم آہنگی پر منحصر ہے جو بندے اور خدا کے درمیان قائم ہے۔ روحانیت کے ذریعہ سے علاج کرنا کوئی کسبی فن نہیں ہے، یہ وہبی چیز ہے۔ یہ مشاقی ہمیشہ بے غرضانہ محبت اور رحم دلی کی بدولت حاصل ہوتی ہے یہ علم بھی ہے اور ہنر بھی۔

پاسچر انسٹی ٹیوٹ مرض کے حفظ ما تقدم میں ہم نے لکھا ہے کہ اگر مشتبہ جانور کاٹ لے تو مریض کو فوراً کسی پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں علاج کے لیے بھیج دینا چاہیے۔ پاسچر انسٹی ٹیوٹس ہندوستان کے چند بڑے بڑے شہروں میں موجود ہیں۔ یہاں ایسے مریضوں کا بڑی کامیابی اور بڑی اچھی طرح علاج کیا جاتا ہے۔ اب ایسا بھی انتظام کیا گیا ہے کہ بڑے بڑے شہروں کی میونسپلٹیاں تیار شدہ ویکسین پاسچر انسٹی ٹیوٹ سے منگا لیتی ہیں۔ اس لیے علاج میں اور بھی آسانی پیدا ہو گئی۔ ہم نیچے چند ہدایات لکھتے ہیں۔ پاسچر انسٹی ٹیوٹس میں کس قسم کے لوگ بھیجے جا سکتے ہیں۔ ان ہدایات سے معلوم ہو جائے گا۔

(۱) جس کتے نے کاٹا ہے اگر وہ مر گیا ہے اور اس کے متعلق یقین ہو کہ وہ دیوانہ تھا تو ایسی صورت میں سگ گزیدہ کو کسی پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں چلا جانا چاہیے۔

(۲) بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کتا کاٹ کر بھاگ جاتا ہے اور معلوم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ باؤلا تھا یا نہیں! ایسی صورت میں بھی کسی پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں سگ گزیدہ کو بھیج دینا چاہیے۔

(۳) بعض اوقات دیوانہ کتا صرف چاٹ لیتا ہے کاٹتا نہیں۔ ایسی صورت میں دیکھنا چاہیے کہ جہاں کتے نے چاٹا ہو وہاں کوئی خراش تو نہیں تھی۔ اگر خراش وغیرہ ہے تو ایسے لوگوں کو پاسچر انسٹی ٹیوٹ چلا جانا چاہیے۔

(۴) کسی پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں ایسے لوگوں کو محض احتیاط کی بنا پر نہیں جانا چاہیے جن کو کتے نے دو مہینے پہلے کاٹا ہو۔ ایسے لوگوں کا وہاں علاج نہیں کیا جاتا۔

(۵) کاٹے ہوئے دو مہینے گزر چکے ہوں اور مرض کا کچھ شبہ ہو جائے تو ایسی صورت پاسچر انسٹی ٹیوٹ کے مہتمم سے ناریا خط

کے ذریعہ سے پہلے مشورہ کر لینا چاہیے۔

پاسچر انسٹی ٹیوٹس اور اُن کے تار کے پتے (۱) کسولی میں "پاسچر انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا" کا تار کا پتہ یہ ہے Pasteur Kasauli (۲) "پاسچر انسٹی ٹیوٹ آف سدرن انڈیا کونور" کا تار کا پتہ یہ ہے:- .Lysso Coonoo (۳) "پاسچر انسٹی ٹیوٹ آف آسام" کا تار کا پتہ یہ ہے:- Rabies Shillong

چند نکات (۱) کسی بھی پاسچر انسٹی ٹیوٹ میں مریض کو چودہ دن زیر علاج رہنا پڑتا ہے۔ (۲) علاج مفت کیا جاتا ہے (۳) داخلہ کے لیے پہلے اجازت لینی ہوتی ہے (۴) رہائش کا انتظام مریض کو خود کرنا پڑتا ہے۔ (۵) مریض کو یہاں شراب سے قطعی پرہیز کرنا پڑتا ہے (۶) مریض کو اچھل کود سے پرہیز کرنا پڑتا ہے (۷) ٹیکا ہر روز ساڑھے دس بجے لگایا جاتا ہے۔

حوالے

(۱) ٹیکسٹ بک آف بکٹریولوجی۔ مصنفہ زنیسر و باٹن جونس
(۲) اوسلرس پرنسپلس اینڈ پریکٹس آف میڈیسن مصنفہ میک کرک
(۳) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (تیرھواں ایڈیشن) جلد ۱۹
(۴) ٹیلرز پریکٹس آف میڈیسن۔ مصنفہ ای۔ پی۔ پولٹن
(۵) دی نیو میپلز فزیشن۔ مرتبہ ڈگلس، بے سکوٹ۔
(۶) قانون شیخ قلمی
(۷) ذخیرہ خوارزم شاہی جلد سوم
(۸) علم الجراحت۔ مؤلفہ حکیم کبیر الدین صاحب
(۹) مخزن الحکمت۔ مؤلفہ ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب مرحوم
(۱۰) فروق الامراض۔ مرتبہ پروفیسر حکیم نذیر الدین صاحب

مرتبہ:- محمد سعید، دہلوی

آپ کتنی حیات کے طلبگار ہیں؟

جب ایک شاعر انتہائی خلوص اور جذبۂ محبت سے متاثر ہو کر اپنے محبوب کو یہ دعا دیتا ہے کہ ؂

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

تو وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اگر حقیقت میں قدرت ان کی اس فیاضی سے کام لے، اور ان کی دعا کو درجۂ قبولیت بخشے تو ایسے ہزار برس کے اندر جس کا ہر برس ۳۶۵ دنوں پر نہیں بلکہ ۵۰۰۰۰ دنوں پر مشتمل ہو تو اتنی طویل مدتِ حیات سے وہ محبوب خود نالاں ہو جائے گا ایک تو اتنی بڑی حیات ہمارے جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام کو بھی عطا نہیں کی گئی تھی، دوسرے اگر کسی انسان کے لیے یہ ناممکن امر ممکن ہو جائے اور اس کی حیات اس شاعر کی دعا کے مطابق ہو جائے تو اس شخص کی شکل و صورت نہ صرف یہ کہ قابلِ دید نہ ہو گی بلکہ بہت گھناؤنی اور بے حد قابلِ نفرت ہو جائے گی۔

اس میں شک نہیں کہ درازیٔ عمر کے مسئلہ سے انسان کو ابتدائے زمانہ ہی سے دلچسپی رہی ہے۔ کبھی کبھی آپ نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہو گا جو کسی "پامسٹ" یعنی ہتھیلی کی لکیریں دیکھ کر حالاتِ زندگی بتانے والے کے پاس جاتے ہیں اور محبت یا دولت کے متعلق دوسرے سوالات کے ساتھ ساتھ اپنا پیمانۂ عمر بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں میں کچھ حضرات پنڈتوں سے اپنا "جنم پتر" تیار کراتے ہیں اور اس طریقہ سے اپنی حیات کی مدت معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر آپ بھی ان ہی لوگوں میں سے ہوں اور آپ نے کبھی کسی پامسٹ یا نجومی یا رمّال سے اپنی مدتِ حیات دریافت کی ہو تو آپ کبھی ان کی باتوں پر، خواہ وہ باتیں موافق ہوں یا مخالف، یقین نہ کریں اور ان کے بتائے ہوئے نتیجوں پر مسرور یا غمگین نہ ہوں۔ آپ نے اس بادشاہ کا افسانہ سنا ہو گا جس سے کسی نجومی نے یہ کہہ دیا تھا کہ اس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو جانے کے قریب ہے۔ یہ حکم سن کر بادشاہ فطرتاً بہت غمگین ہو گیا بادشاہ کا وزیر بہت دانا اور دور اندیش تھا اس نے بادشاہ کے روبرو خود اس نجومی کی عمر دریافت کی۔ نجومی نے حساب لگا کر بتایا کہ اس کے مرنے میں ابھی پچیس سال باقی ہیں۔ وزیر نے فوراً ایک جلاد کو بلا کر حکم دیا کہ نجومی کا سر کاٹ ڈالے۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور نجومی وہیں مر کر ٹھنڈا ہو گیا۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا، "جہاں پناہ دیکھ لیا کہ اس کی باتیں کتنی جھوٹی تھیں پچیس سال تو درکنار اس کی حیات اس لمحہ میں ختم ہو گئی"۔ بادشاہ کا وہم جاتا رہا اور وزیر نے نجومی کی قربانی کرکے بادشاہ کو اس مصیبت سے بچا لیا۔ ورنہ وہ گھل گھل کر مر جاتا۔

الغرض سائنس اور طب کے پاس کوئی ذریعہ ایسا نہیں ہے جس سے انسان کی مدتِ حیات کا تعین ہو جائے، اور کسی مخصوص شخص کو یہ بتا دیا جائے کہ وہ کتنے دنوں زندہ رہے گا۔ سائنس کسی ثبوت کے بغیر کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتی۔ اس نے اس سلسلہ میں صدیوں سے معلومات کا ایک ذخیرہ تیار کیا ہے۔ اور مشاہدے اور تجربے سے فائدہ اٹھانے کے لیے اس نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے جسے انگریزی میں "ایکچوریل کیلکولس" (Actuarial Calculus) کہتے ہیں۔ یعنی ہم اعداد و شمار کو سامنے رکھ کر کوئی اوسط نکال سکتے ہیں، اور اسی سے نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

درازیٔ عمر کی حدیں یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ انسانی عمر کی درازی چند معلوم حدود سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ آپ نے اس طرح کی کہانیاں بہت سنی ہوں گی کہ ترکی میں کوئی شخص ڈیڑھ سو برس کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور اب بھی ایک نوجوان بیوی کی تلاش میں ہے کسی آغا آفندی کے متعلق کہا گیا تھا کہ ڈیڑھ صدی کی سرمائی برف کی سفیدی اپنے بالوں میں لیے ہوئے امریکا گیا تھا تاکہ کسی برق پاش

حسینہ سے شادی رچائے ۔ آپ نے کسی ہندو سنیاسی یا جوگی کے بارے میں بھی لوگوں کو یہ کہتے سنا ہو گا کہ وہ صدیوں سے زندہ ہے اور اس کی عمر کی کوئی حد دکھائی نہیں دیتی ۔ یعنی اس کا یہ حال ہے کہ اپنی زندگی سے گھبرا گیا ہے پھر بھی زندگی ختم ہونے میں نہیں آتی ۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

خضر کیا ہم تو اس جینے میں بازی سب سے جیتے ہیں
دم اب گھبرا گیا ، اللہ اکبر کب سے جیتے ہیں

مگر آپ یقین فرمائیں کہ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ۔ آپ کسی علم حیات کے ماہر سے یا تجربہ کار ڈاکٹر یا حکیم سے ان واقعات کی تشریح نہ پوچھیں ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سائنس کا تعلق قصے کہانیوں سے نہیں ہے ۔ سائنس نے دیکھ لیا ہے کہ ان باتوں کو حقیقت اور واقعیت سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔ ڈاکٹر ریمنڈ پرل جو ہاپکنس یونی ورسٹی (امریکا) کے بہت بڑے ماہر حیاتیات ہیں اور اعداد و شمار میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں ، ان کا خیال ہے کہ انسانی زندگی کی حد ایک سو دس برس سے زیادہ نہیں ہے اور اس سے زیادہ درازی عمر کا حقیقی ثبوت اب تک سائنس اور طب کو نہیں ملا ہے ۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ عمر کے سلسلہ میں "تین بیس اور دس سال" یعنی ستر برس کی قدیم روایت صحیح نہیں ہے ۔ آج بھی بیاسی برس کی عمر کے بہت سے انسان دنیا میں موجود ہیں اور ان کی تعداد زندہ انسانوں کی ساڑھے بارہ فی صدی سے بھی زیادہ ہے ۔ چوں کہ ایسے لوگ ہمیں کم دکھائی دیتے ہیں اس لیے ہم انھیں کمیاب یا تقریباً نایاب سمجھنے لگتے ہیں ۔ ڈاکٹر ریمنڈ پرل یہ رائے رکھتے ہیں کہ حقیقت میں بڑی عمر رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو نوّے برس کی حد سے گزر کر زندہ ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ یہ چیدہ ہستیاں ہیں اور جو اشخاص ایک سو برس سے اوپر آ چکے ہیں ان کی تعداد نوّے برس والوں سے کم ہے ۔ لیکن ایک سو دس برس تک زندہ رہنا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے ۔ البتہ ان معمر اشخاص کی درازی عمر جسمانی صحت و توانائی اور بعض دوسرے عناصر کی یک جائی کا نتیجہ ہوتی ہے ۔

درازی عمر کا راز اب سوال یہ ہے کہ جو لوگ بڑی عمر تک زندہ ہیں ، وہ جسمانی طبعی اور حیاتیاتی اعتبار سے کس قسم کے لوگ ہیں ؟ انھوں نے اپنی زندگی کس طرح بسر کی ہے ؟ ان کی غذا کیا تھی ؟ وہ ورزش کے عادی تھے یا نہ تھے ؟ انھوں نے الکحل یا دوسری منشیات کا استعمال کبھی کیا تھا یا نہیں ؟ وہ تمباکو پیتے تھے یا نہیں ؟ ان کی عام طرز معاشرت کیسی تھی ؟

ان سوالوں کا جواب دینے سے میں درازی عمر کا سب سے بڑا اور حیاتیاتی راز آپ کو بتانا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اس بات پر خود قدرت ہوتی کہ وہ اپنے لیے صحیح قسم کے والدین منتخب کرے یعنی ایسے باپ کے نطفہ اور ایسی ماں کے بطن سے پیدا ہو جو بے مثل جسمانی طاقت اور تن درستی کے مالک ہوں تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حادثات کے علاوہ کوئی چیز اس کو بہت بڑی عمر تک ہلاک نہ کر سکتی ۔ کیوں کہ سائنس کے نظریہ کے مطابق جو چیز درازی عمر کے لیے اول اہمیت رکھتی ہے ، وہ "آبائی ورثہ" ہے ۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کے آباؤ اجداد نے بڑی عمریں نہیں پائی تھیں ان کی اولاد میں بھی بڑی عمر والے لوگ نسبتاً کم ہوتے ہیں ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ کم حیاتی والدین کی اولاد کی عمر کا دراز ہونا ممکن نہیں ہے ، بلکہ یہ کہ علم حیات (بایولوجی) کے رُو سے ہر جان دار کے لیے خواہ وہ انسانی دنیا سے تعلق رکھتا ہو یا دوسری قسم کی حیوانی دنیا سے ، وراثت کا فطری قانون بڑی اہمیت رکھتا ہے ۔ کیا آپ نے سُنا نہیں کہ شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے ۔

اگر آپ صرف وراثت ہی کے نظریہ کے مطابق اپنی عمر کا اندازہ لگانا چاہیں (اگرچہ یہ طریقہ ایسا نہیں ہے جس سے کوئی یقینی نتیجہ برآمد ہو ، اس لیے کہ درازی عمر میں بہت سے دوسرے عناصر بھی کارفرما رہتے ہیں) ، تو اپنے دادا ، دادی ، نانا ، نانی ، باپ اور ماں کی عمروں کو جمع کر لیں اور اس مجموعی تعداد کو چھ کے عدد سے تقسیم کر لیں ۔ اس سے آپ عمر کا ایک معمولی سا اندازہ لگا سکیں گے ۔ اگر آپ کی والد اب تک زندہ ہیں تو اُمید ہے کہ آپ اپنی "وراثتی توقع حیات" میں مزید چند سال کا اضافہ کر سکیں گے ۔ لیکن جو حساب اوپر بتایا گیا ہے اس سلسلہ میں آپ کو یہ بھی خیال رکھنا پڑے گا کہ آپ کے دادا ، دادی ، نانا ، نانی یا والدین وغیرہ میں سے کوئی شخص کسی حادثہ یا وبائی مرض سے تو نہیں مرا تھا ! یہ وراثتی حساب صرف اسی صورت میں کوئی معنی رکھتا ہے جب کہ آپ کے آباؤ اجداد نے عمر طبعی تک پہنچ کے بعد وفات پائی ہو ۔ اگر آپ عورت ہیں تو آپ کی "توقع حیات" آپ کے بھائی سے زیادہ ہونی چاہیے ۔ لیکن درازی عمر پر جنسی نوعیت کے اثر پر ہم آگے چل کر بحث کریں گے ۔

درازیٔ عمر کے لیے دوسری بڑی اہمیت کسی شخص کی "طبیعت اور مزاج" کو حاصل ہے۔ یعنی اگر اس میں طمانیت، سکون، قناعت، خوش مزاجی اور سلامت روی موجود ہے تو اس کی عمر دراز ہوگی۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ طویل عمر پاتے ہیں وہ چڑچڑے اور غمگین نہیں ہوتے اور فکر و تردد کے باعث زیادہ پریشان نہیں ہو جاتے اور بات بات پر غصہ بھی نہیں کرتے۔

ڈاکٹر ریمنڈ پرل نے اس سلسلہ میں ایک دوسرا نظریہ بھی پیش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: "تحقیقات کے متعدد اور مختلف ذرائع استعمال کرنے سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ زندگی کی مدت کا تعلق رفتارِ زندگی کی شرح سے بھی ہے۔ مثلاً جس قلب نے زندگی کے ابتدائی چالیس سال کے اندر اوسط رفتار کے مقابلے میں لاکھوں یا کروروں مرتبہ زیادہ حرکت کی ہے اس کے متعلق یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ نسبتہً کم تعداد میں حرکت کرنے والے قلب کی سی درازیٔ حیات پائے گا۔" لیکن میں نے ہندستان کے کشتی لڑنے والے پہلوانوں میں اکثر کو اس نظریہ سے مستثنیٰ پایا ہے۔ یعنی اگرچہ ورزشوں اور کشتیوں میں ان کے قلب نے بہت زیادہ حرکت ابتدائی چالیس سال کے اندر کی ہے تاہم وہ ستر برس کی عمر کے بعد بھی بہت تن درست و توانا رہتے ہیں۔ لیکن یہ ایک یقینی امر ہے کہ چالیس برس سے زیادہ عمر کے آدمی کے لیے بہت بھاری جسمانی کام اور بہت سخت قسم کی ورزشیں نقصان دہ ہوتی ہیں۔ بہت سے لوگوں نے پچاس برس کی عمر میں یہ سمجھ کر کہ جوان عمری کے زمانے کی طرح توانا اور طاقت ور ہیں، اور بھاری ورزشیں کر سکتے ہیں اپنی عمر کو خود ہی اپنی غلط فہمی کے باعث گھٹا لیا اور اپنی ہلاکت کو دعوت دی۔

حیاتیاتی عنصر یہ کہنا حقیقت سے بہت دور ہے کہ تمام طویل العمر لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپنے کھانے پینے کے بارے میں بہت محتاط رہتے ہیں اور صرف وہی غذائیں استعمال کرتے ہیں جو جدید سائنس کے مطابق "صحیح و درست" سمجھی جاتی ہیں۔ یہ سچ نہیں ہے کہ جتنے معمر لوگ اس وقت زندہ ہیں اُنھوں نے ہمیشہ صحیح غذائیں کھائی ہیں اور غلط غذاؤں سے پرہیز کیا ہے۔ میں ایک ایسے پرانے بوڑھے کو جانتا ہوں جس کی عمر نوّے سال کی ہو چکی ہے اور وہ اب بھی بازاری خوانچے والوں سے خرید کر ایسی چیزیں کھاتا اور ہضم کر لیتا ہے جن کو نوجوان اور تن درست معدہ بھی ہرگز نہیں برداشت کر سکتا۔ طویل العمر بوڑھوں میں بعض کی مقدارِ خوراک کم بھی ہوتی ہے اور بعض کی زیادہ بھی۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جو ثقیل غذائیں ہضم کر لیتے اور کچھ معمر لوگوں کی قوتِ ہاضمہ ہلکی اور سریع الہضم غذاؤں کو قبول کرتی ہے۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنھوں نے نشہ آور چیزوں کو کبھی ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے، بعض ایسے ہیں جو کبھی کبھی جام و ساغر سے شوق رکھتے ہیں اور بعض ایسے بھی جن کی عمر ہی خم و مینا کی صحبت میں بسر ہوئی ہے۔ ڈاکٹر ریمنڈ پرل کو اپنے تجربات کے سلسلہ میں جن طویل العمر لوگوں سے واسطہ پڑا ہے ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو تمباکو پینے کے عادی تھے۔ لیکن پھر بھی طبّی سائنس کا یہ نظریہ پایۂ تحقیق کو پہنچ چکا ہے کہ تمباکو کا زیادہ استعمال حرکتِ قلب کو بہت نقصان پہنچاتا ہے اور درازیٔ عمر کے منافی ہے۔ ایک دوسرا نزاعی مسئلہ شہری اور دیہاتی زندگی کا ہے۔ لیکن بڑی عمر والے بوڑھے لوگ شہروں میں بھی پائے جاتے ہیں اور دیہاتوں میں بھی اگرچہ کھلی ہوا اور اچھی فضا کا انسانی صحت پر بہت اچھا اثر ہوتا ہے، لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ شہری زندگی درازیٔ عمر کو کم کر دیتی ہے کم از کم اتنا تو یقینی ہے کہ یہ کوئی بہت بڑا امتیازی عنصر نہیں ہے۔

اس لیے طویل العمر اشخاص کے متعلق ہم اس نظریہ پر پہنچتے ہیں کہ ان کا مخصوص حیاتیاتی (بائولاجیکل) عنصر ان کی زندگی اور مدتِ حیات پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ گویا ان کا فطری اور وراثتی "بایولاجیکل کانسٹی ٹیوشن" یعنی حیاتیاتی نظامِ جسم اور معیارِ تن درستی ہے جو ان کو زیادہ دنوں تک زندہ رکھتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض بیرونی عناصر بھی کسی کی حیات بڑھانے میں ممد ثابت ہوتے ہیں لیکن وظائفِ اعضا اور اندرونی نظامِ صحت کے وہ بیش بہا جوہر جو قدرت کی طرف سے اسے ودیعت کیے گئے ہیں ان کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے۔ زیادہ تر معمر اشخاص کے متعلق یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ متعدی امراض ان پر اثر نہیں کرتے، یا اگر کبھی اثر کرتے ہیں تو وہ اثر مہلک ثابت نہیں ہوتے اور وہ مدافعتِ مرض میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس مضبوط دفاعی طاقت سے بھی حیاتیاتی عنصر ہی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

جنسی عنصر کیا درازیٔ عمر پر انسان کا جنسی عنصر بھی اثر انداز ہوتا ہے، یعنی کیا مردوں اور عورتوں کی مدتِ حیات کے اوسط میں فرق ہے؟ یہ سوال بھی کچھ دنوں سے سائنٹی فک دنیا کے سامنے تھا اور اب کافی تحقیقات کے بعد سائنس اس کا جواب اثبات میں دیتی ہے۔ ہمیں اب مستند طریقہ پر یہ معلوم ہو گیا ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت درازیٔ عمر کا زیادہ امکان رکھتی ہے۔ اس لیے

کہ اس کی قوتِ حیات مرد سے بہتر ہوتی ہے اور زچگی کے وقت کے علاوہ اس کی زندگی کو مخصوص خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔ لیکن مردانہ زندگی کی نوعیت ایسی ہے کہ اسے ہمیشہ خطروں سے دوچار ہونا پڑتا ہو اور اتفاقی حادثات کے باعث بھی زیادہ تر مرد ہی کی قطع ہلاک ہوتی ہے۔ یہ حقیقت اعداد و شمار سے بھی ثابت ہو چکی ہے اور یہ نظریہ کسی ایک ملک سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ تمام ممالک میں عورتوں کے حیات کا اوسط مردوں کی حیات سے زیادہ پایا گیا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بیوہ عورتیں بھی بڑی تعداد میں طویل العمر ہوتی ہیں۔ ہیولاک ایلس کہتا ہے کہ "ساٹھ برس کے اوپر کی عمر میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے اور اسی برس سے اوپر کی عمر میں زندہ عورتوں کی تعداد برابر کی عمر کے مردوں کی تعداد سے دوگنی ہے۔"

دوسرے عناصر انسان کی طوالتِ عمر کے سلسلہ میں بعض دوسرے عناصر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جس چیز کو آپ کام یا مشغولیت یا پیشہ کہتے ہیں وہ بھی انسان کے پیمانۂ عمر کو بڑھانے یا گھٹانے میں ممد ثابت ہوتا ہے۔ تجربات سے معلوم ہے کہ فلسفی، شاعر، مصنف، افسانہ نگار، گویا، سیاست داں اور بعض ایسے پیشہ والوں کی عمر زیادہ ہوتی ہے جو اپنے طبعی اوصاف سے بہ حسن وجوہ کام لیتے ہیں۔

ہم اوپر جسمانی وراثت اور حیاتیاتی عنصر کا تذکرہ کر چکے ہیں، لیکن جو لوگ متعدد خراب عادتوں کے ذریعے اس عنصر کو خود اپنے ہاتھوں تباہ و برباد کر دیتے ہیں یا اپنی تن درستی سے کوئی ناجائز اور غیر معمولی اسراف کا کام لیتے ہیں یا اپنے فطری نظامِ جسم پر بہت زیادہ بار ڈال دیتے ہیں وہ اپنی حیات کا پیمانہ خود کم کرتے جاتے ہیں اور آخر کار عمرِ طبعی تک پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں۔

زیادہ مقدار میں شراب پینا، یا دوسری منشیات کا استعمال کرنا یا تمباکو نوشی کی ایسی عادت ڈال لینا کہ ہر وقت تمباکو کھاتے اور تمباکو پیتے رہیں، انسان کی عمر کو یقیناً گھٹا دیتا ہے۔ ڈاکٹر پرل کہتے ہیں کہ تھوڑی مقدار میں شراب نقصان دہ نہیں ہوتی، لیکن سوال یہ ہے کہ شراب کی مقدارِ استعمال کو ایک خاص حد کے اندر رکھا ہی کب جا سکتا ہے؟ اور جس چیز کو مشرق کے تمام مذاہب نے برا اور ناجائز اور ممنوع قرار دیا ہو اسے استعمال کرنے ہی کی کیا ضرورت ہے؟

درازیٔ عمر کے چند ذرائع حیاتیاتی عناصر اور موروثی تندرستی کے علاوہ درازیٔ حیات کے لیے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ حرکتِ قلب کو اعتدال پر رکھا جائے۔ اب تک جو کچھ تجربہ میں آیا ہے اس کے پیشِ نظر مندرجہ ذیل چند اسباب و ذرائع کو درازیٔ عمر کے لیے مفید کہا جا سکتا ہے:-

(۱) خون کا دباؤ کم رہنا اور نبض کی رفتار کا تیز نہ ہونا۔
(۲) جسم کا زیادہ لحیم و شحیم نہ ہونا بلکہ تن درست اور چھریرا ہونا
(۳) تمباکو کو استعمال نہ کرنا
(۴) شراب اور دیگر نشّی چیزوں سے پرہیز کرنا۔
(۵) صحیح مشغولیت اور صحت آور پیشہ
(۶) معقول غذائیں اور پیٹ کو بہت زیادہ نہ بھرنا۔
(۷) خوش فکری، بے فکری اور دماغی سکون۔
(۸) عمر کی مناسبت سے ورزش اور کافی آرام۔
(۹) کسی کام میں اچھی طرح دل لگا لینا۔
(۱۰) حادثات سے بچنے کے لیے خوش نصیبی۔



اپنے بچوں کو صحیح زندگی کے طریقے سکھائیے

از محترمہ ڈاکٹر میری ہالٹن صاحبہ، ایم ڈی

انسانی بچہ جب لڑھکتا پڑھکتا اس عجیب وغریب دنیا میں آگرتا ہے تو وہ ہر لحاظ سے مجبور وناچار، اور اپنے ماحول سے کامل طور پر ناواقف ہوتا ہے۔ یہ چیز اسے اور بھی بے بس اور مجبور بنا دیتی ہے کہ اس کا اپنے بدن پر بھی قابو نہیں چلتا۔ اس کی آنکھیں کسی چیز کی تصویر کو قبول نہیں کرتیں، اور اس کے کان مختلف آوازوں کا فرق یا ان آوازوں کے معنی سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ ناک میں خوش بو یا بد بو کچھ پہنچے تو اسے خبر نہیں ہوتی۔ اس کی زبان ذائقہ کی قوت سے بالکل محروم ہوتی ہے، اور اس کی انگلیوں کی یا بدن کی حس بھی قطعاً مفقود ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی معنی میں بھی "انسان" نہیں ہوتا ــــــــ وہ صرف انسان کا ابتدائی خاکہ ہوتا ہے۔

بچہ اگرچہ پانچوں حواس سے بے بہرہ ہوتا ہے پھر بھی وہ گوبھی ہوتا ہے نہ شلغم۔ وہ ان چیزوں سے بالکل جداگانہ چیز ہے قدرت اسے حیوانی عقل دے کر دنیا میں بھیجتی ہے، زبردست حیوانی عقل اور یہی عقل اس کے تمام قوائے جسمانی پر حکومت کرتی اور انہیں قابو میں رکھتی ہے۔

بچہ کی حیوانی عقل کے چار مختلف مظاہر ہوتے ہیں: (۱) بھوک۔ جس کی وجہ سے وہ اس وقت تک روتا رہتا ہے جب تک تھک کر بے جان سا نہ ہو جائے۔ (۲) خوف۔ بچے کو تین قسم کے خوف لاحق ہوتے ہیں ایک تو شور وغل یا دھماکے کی آواز کا خوف، دوسرا نیچے گر پڑنے کا خوف، اور تیسرا درد اور تکلیف کا خوف۔ (۳) غصہ۔ بچے کو اکثر اس وقت غصہ آتا ہے جب اس کے جسم کو دبا کر حرکت سے روکا جائے اور یہ غصہ نئے پیدا شدہ بچوں میں اس قدر سخت ہوتا ہے کہ اگر دیر تک ان کے جسم کے ساتھ زبردستی کی جائے تو انہیں تشنج کا دورہ سا پڑنے لگتا ہے۔ (۴) محبت۔ بچے کے اس پاک اور متبرک جذبے کو اس کے بدن پر نرمی اور پیار سے ہاتھ پھیر کر تحریک پہنچائی جا سکتی ہے۔

ہمارے نوزائیدہ بچوں کی یہ تقریباً مکمل تصویر ہے۔ اس بنیاد پر ہم اس کے انسان بننے کی عمارت چنتے ہیں۔ اور جس انداز سے ہم اس عمارت کو چنتے ہیں اسی پر بچے کی آئندہ خوش حالی اور بدحالی منحصر ہے۔ لیکن ہمیں کسی حالت میں بھی اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ ابتدائی دو سال میں جو بنیادیں رکھی جاتی ہیں وہ سب سے زیادہ اہم ہوتی ہیں اور ان کے اثرات مدت العمر قائم رہتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچے کے سدھانے کے متعلق غلط اصولوں کی پیروی تعلیم کو بالکل برباد کر دیتی ہے، اور بچے کو کسی قسم کا فائدہ پہنچانے کے بجائے اس کے عصبی نظام کو تباہ اور بے کار کر کے رکھ دیتی ہے۔

مثال کے طور پر یوں دیکھیے: ہمیں معلوم ہے کہ مہیب آوازوں سے ڈر جانا بچے کی فطرت ہے۔ اب ایک ایسی ماں جو اپنے مقررہ اصولوں کی بہت پابند ہے اپنے بچے کو سونے کے لیے رات کو مقررہ وقت پر لٹاتی ہے اور روشنی گل کر دیتی ہے جس کا مقصد ہوتا ہے کہ بچہ رات بھر آرام سے اندھیرے میں سونا سیکھ جائے کیوں کہ یہ صحیح عادت ہے۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ رات میں کیا ہوتا ہے۔ ابر آتا ہے اور اس کے ساتھ گرج کا طوفان۔ بچہ اس ہولناک شور سے جاگ پڑتا اور اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اندھیرے گھپ میں تنہا پڑا ہوا ہے۔ وہ ڈر کر چیخ مارتا ہے اور فوراً ہی ایک زور کی گرج اور سنائی دیتی خوف کی وجہ سے وہ لرزہ براندام ہو جاتا ہے، تمام عضلات کھنچ کر تن جاتے ہیں۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود اسے تاریکی

سکے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تاریکی اس کے جسم پر چھائی جا رہی ہے۔ گرج کے علاوہ اب اس کے دل پر تاریکی کا خوف بھی چھا جاتا ہے اور وہ بدحواس ہو کر اور بھی زور سے چیخنے لگتا ہے۔

اپنے اصولوں کی پابند والدہ صاحبہ ان چیخوں کو سنتی ہیں اور یہ تو جانتی نہیں کہ بچے پر کیا گزر رہی ہے بس مضبوط ارادہ کر لیتی ہیں کہ ان چیخوں پر کوئی دھیان نہ دیں گی۔ ان اماں جان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اگر بچے کو یوں ہی چیخنے دیا جائے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی جائے تو وہ چیخ چیخ کر خود ہی چپ ہو جانا اور سو رہنا سیکھ جائے گا۔ لیکن انھیں یہ خبر نہیں کہ خوف ہر انسان کو لا انتہا اور غیر محدود طاقت بخش دیتا ہے۔ ڈرا ہوا بچہ تھکتا نہیں بلکہ برابر چیخے ہی جاتا ہے۔

آخر تنگ آ کر ماں یہ خیال کرتی ہے کہ بچے پر ضد غالب آگئی ہے اور جب تک کہ اس کی خبر نہ لی جائے وہ نہ مانے گا۔ اب ماں پر بھی ضد سوار ہوتی ہے اور وہ زور سے دانت بھینچ کر یہ تہیہ کر لیتی ہے کہ "ضدی" بچے کو آج سبق سکھا کر ہی رہے گی۔ بچے کی ایک چیخ زمین اور ایک آسمان ہوتی ہے، خوف اس کے پھیپھڑوں میں طاقت بھر دیتا ہے اور اس کا چیخنا کسی طرح کم نہیں ہوتا تا آنکہ ماں کے اعصاب جواب دے بیٹھتے ہیں اور وہ مزید چیخیں برداشت نہیں کر سکتی "اچھا ٹھہر جاؤ، میں اس چیخنے کا مزا تم کو ابھی ابھی چکھاتی ہوں" یہ کہتی ہوئی وہ بچے کی خوابگاہ میں گھستی ہے، اور اسے اچھی طرح دھن ڈالتی ہے اور اس طرح کریلا اور بھی نیم پر چڑھ جاتا ہے اور صحیح معنوں میں کوڑھ میں کھاج شروع ہو جاتی ہے۔

اس بچے کو ہولناک شور نے سوتے سے جگایا تھا، جاگنے پر اس کے دل پر اندھیرے نے اثر کیا اور وہ اس لیے چلایا تھا کہ ان طاری ہو جانے والی مصیبتوں سے اسے کوئی بچائے اور اس کی مدد کرے۔ لیکن اب جب کہ خود اس کی ماں نے کہ جس پر اسے پورا بھروسا تھا، اور جس کے متعلق اسے یہ یقین تھا کہ اس دکھ بھری دنیا میں صرف وہی اس کی مددگار اور دردمند ہے اس بری طرح جھنجوڑ ڈالا اور بری طرح جھڑکنے لگی تو اب اس پر ایک نیا خوف طاری ہو گیا اور اس کی مصیبت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہ آخری خوف اسے جان لیوا معلوم ہوتا تھا اور بدقسمتی سے یہ اس کی اپنی ماں کا خوف ہے۔

اب یہ بچہ، جو اس سے پہلے اندھیرے سے کبھی نہیں ڈرتا تھا، تاریکی سے ڈرنا سیکھ گیا، اور یہ سبق مدت العمر اسے یاد رہے گا اور غالباً وہ اسی طرح اور اسی قدر اپنی ماں سے بھی ڈرنے لگا ہے۔ اس کی ماں کو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی محبت جس پر ہم بھروسا کر سکیں خوف سے کہیں زیادہ ہم پر اثر ڈالتی ہے۔ اس ایک ہی رات میں بچے نے وہ عزیز چیز کھو دی کہ جو خود اعتباری اور طبعی ذہنی ارتقا پیدا کرنے کے لیے ضروری تھی یعنی خطرات سے محفوظ ہونے کا احساس۔ ابتدائے عمر میں یہ احساس کلیتاً ماں کی محبت اور اس محبت پر بچے کے اعتبار اور یقین پر منحصر ہے

دنیا میں رات دن ہماری نظروں کے سامنے اس قسم کے بگڑے ہوئے بچے جوان ہو کر آتے ہیں، ڈرپوک، بزدل اور مصیبت زدہ قسم کے لوگ جن کا اعتماد علی النفس کچلا اور مٹایا جا چکا ہے انھیں اپنے آپ پر اعتماد اور اعتبار ہی نہیں ہوتا جو دنیا میں ہر کامیابی کی جان ہے اور سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ دوسروں کی محبت پر بھروسا اور اعتبار کرنے کی صلاحیت جاتی رہتی ہے اس لیے وہ مدت العمر جذبات کے غلام، بدنصیب اور ناکام رہتے ہیں۔

دوسری طرف آپ نے کیا کبھی ایسی کوئی ماں دیکھی ہے جو اس ماں کے بالکل برعکس ہو جو اپنی تمام زندگی اپنے بچے کے لیے وقف کر دے اور یہ ایثار اس کے لیے بالکل ایک ایسا ہی طبعی فعل ہو کہ جیسے سانس لینا۔

اس بچے کے لیے ہر بات اور ہر چیز کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ اس سے انتہائی محبت ظاہر کی جاتی ہے، اس کے ہر طرح کے ناز اٹھائے جاتے ہیں اسے کھلونا سمجھ کر اس کے ساتھ کھیلا جاتا ہے، اسے ضرورت کے مطابق کھلایا پلایا جاتا ہے۔ ورزش کرائی جاتی ہے اس کا دل بہلایا جاتا ہے، اور تمام گھر اور اس کی چیزوں پر مع گھر کے باشندوں کے اسے کامل اختیار اور آزادی دے دی جاتی ہے فی الحقیقت سب گھر والوں کی حیثیت ایسی کر دی جاتی ہے گویا وہ سب بچے کے خدمت گزار ہیں۔ یہ بچہ بالکل خود مختار بادشاہوں کے ماحول میں نشوونما پا کر بڑا ہوتا ہے اور جب اس میں زندگی کا احساس پیدا ہوتا ہے تو وہ ایسا محسوس کرتا ہے کہ یہ تمام دنیا اسی کے لیے پیدا ہوئی ہے اور اسی کی رہے گی۔

گھر میں اگر کوئی ایسے موقع پر شور مچا رہا ہو جب کہ بچے کو سلانے کے لیے لوریاں سنائی جا رہی ہوں تو شور مچانے والے کو

ح دھکادیا جاتا ہے۔ بچے سے اگر کوئی شخص کوئی چیز لے لیتا ہے تو وہ لینے والے سے چھین کر پھر بچے کو دے دی جاتی ہے۔ بچے کو کبھی سی دشواری سے سابقہ نہیں پڑتا کیوں کہ تمام دنیا کو ان بادشاہ سلامت کا غلام بنا دیا جاتا ہے اور بادشاہ تو بادشاہ ہی ہیں جو بھی کریں کم ہے۔

اس طرح پر پلا ہوا بچہ بڑا ہو کر ایک زبردست انانیت کا مالک ہوتا ہے۔ اسے اپنے کامل طور پر محفوظ ہونے کے متعلق کوئی بہ نہیں ہوتا اور اس کی شخصیت اعتماد علی النفس کی بہترین مثال ہوتی ہے۔ وہ انتہا درجہ کا خود پرست ہوتا ہے۔ اس کو یہ سبق ہر وقت دہتا ہے کہ تمام دنیا صرف اس کی خدمت کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔ ہمارے زمانہ کے اکثر کامیاب اشخاص وہی ہیں جن کو پپن میں اس قسم کی تربیت ملی ہے وہ اپنی زندگی بھر دنیا سے ہر وہ چیز چھینتے رہتے ہیں جس کا چھیننا ممکن ہو، اور اس دراز دستی ں انھیں کسی دوسرے آدمی کے حقوق کا کچھ پاس نہیں ہوتا۔

تمام بچے جو ہماری دنیا میں آتے ہیں مخبوط الحواس اجنبی ہوتے ہیں۔ انھیں انسان بنانے اور ایسے انسان بنانے کے لیے مضبوط اور خوش آیند کردار کے مالک ہوں بہت صبر و سکون کے ساتھ اپنی دنیا کو ان سے متعارف کرانا پڑتا ہے اس ترقی کا بنیادی ہول یہ ہے کہ مائیں اپنے بچوں کے متعلق اچھی طرح جانتی ہوں کہ بچے کے دماغ میں کیا گزر رہا ہے۔ وہ بچہ خوش نصیب ہے بن کی ماں اسے ایک مضبوط خودی کا مالک بنا دیتی ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ یہ خودی یا خود پرستی خود غرضی پر مبنی نہ ہونی چاہیے۔ ایک طاقت ور، سماجی اور فیاض خودی ہونی چاہیے۔

عام طور پر بچے تین مہینے کے ہو کر دنیا کو پہچاننے لگتے ہیں جب مائیں انھیں چمکارتی ہیں تو وہ مسکرانے لگتے ہیں۔ چار مہینے کا ہو کر بچہ سرے بچوں کو روتا چیختا دیکھ کر رونے اور چیخنے لگتا ہے۔

عمر کے ابتدائی مہینوں میں کوئی چیز بھی جو بچے کے ہاتھ میں ہو لے سکتے ہیں اور وہ اس کے لیے نہیں روتا۔ لیکن سات مہینے کا ہو جانے ئی ایسی چیز جو اسے پسند ہے اور اس کے ہاتھ میں ہو وہ بغیر سخت احتجاج کے نہیں دیتا اور اسے اپنی ملکیت خیال کرتا ہے لیکن تین مہینے عمر میں جب وہ ماں کی مسکراہٹ کا جواب دینا سیکھ جاتا ہے تو یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی گیند یا جھنجھنا ماں کو خوشی سے دیدے اگر اس کی ہ میں آجائے کہ ماں اس کا کھلونا طلب کر رہی ہے۔ ایک تھوڑا سا تملق اور اظہار تشکر اس کی انانیت کو خوش کرنے کے لیے ں کافی ہے۔ ایسی انانیت کو جو اچھی اور شریفانہ ہے۔ اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے کی مسرت کہ جو اس دنیا کا بنیادی و زرین اصول ایسے سیدھے سادے طریقے پر اس کو سکھا دیا جاتا ہے تاکہ آئندہ زندگی میں اس کی سیرت منضبط اور نیا بنا نہ رہے۔

چندہی روز ہوئے ہیں کہ میں نے ایک جلسے میں بیس مہینے کے ایک شاندار بچے کو دیکھا تھا۔ لوگوں نے اسے مٹھی بھر پھول دیے اس کے بعد دوسرے بچوں کو اس کے پاس لائے اور انھیں سکھا دیا کہ اس سے پھول مانگیں۔ اس بچے نے ایک ایک کر کے سب بچوں پھول تقسیم کر دیے، اور پھر ماں کی گود میں بیٹھ کر جو ایک پھول باقی رہ گیا تھا وہ اسے دے دیا اور کچھ اس طرح مسکرا کر دیا کہ مجھے تو یہ محسوس لہ بہشت کے فرشتے مسکرا رہے ہیں۔

جس طرح آپ اپنے بچے کے ہاتھ سے دوسروں کو چیزیں بخشوا کر اسے اپنے نفس کی عزت کرنا سکھاتے ہیں بالکل اسی ح اس کے چھوٹے چھوٹے کاموں کے ذریعہ سے بھی اسے یہی سبق دیا جا سکتا ہے۔ اٹھارہ مہینے کا ایک بچہ جو اپنا کھانا خود کھانے لگے ں کی تھوڑی سی تعریف کر کے کہ اس نے کیسے سلیقے سے کھایا اس کے دل میں کاموں کو سلیقہ سے انجام دینے سرت پیدا کی جا سکتی ہے۔

بچے کے کھیل ہی بچے کے کام ہوتے ہیں اور ان کھیلوں کے متعلق عقلمندی اور ہمدردی کے ساتھ اگر اس کی ہر نئی کوشش ہر کام کو پورا کر لینے کی تعریف کر دی جائے تو وہ اس کی روح کے اندر بڑے بڑے کارہائے نمایاں کرنے کی بنیادی اینٹ ثابت ہوتی ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے اور اسے فراموش نہ کرنا چاہیے کہ ہماری تمام زندگی میں ہماری ہمتوں کو بڑھانے والی اس سے زیادہ کوئی چیز ں ہوتی کہ ہمارے ابنائے جنس ہمارے کاموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کی تعریف کریں۔ آج کا وہ ننھا بچہ جو مرغوب کھانے کا ایک چمچہ اپنی ماں کے منہ میں ٹھونس دیتا ہے یا اپنا سب سے محبوب کھلونا اس کی گود میں رکھ دیتا ہے تاکہ وہ اس سے وہی کل دنیا کا طاقت ور انسان بننے والا ہے۔

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

از جناب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب

مزاحیہ

ایک اور ایک چار

۱+۱=۴



خدانخواستہ مجھے ذاتی تجربہ تو نہیں لیکن یہ دیکھا اور سنا ضرور ہے کہ پہلی زچگی میں تکلیف بہت ہوتی ہے اور خاص کر ایسی صورت میں کہ یہ آفت اس وقت نازل ہو جب عورت عمر سے اتر چکی ہو۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اس کو تو وہی بیبیاں بیان کر سکیں گی جن پر یہ مصیبت پڑ چکی ہے۔ ہاں اپنے گھر کا صرف ایک واقعہ دیکھ کر یہ یقین آگیا ہے کہ واقعی یہ مثل صحیح ہے کہ جینا اور مرنا دونوں برابر ہیں۔ وہ واقعہ کیا تھا اُس کو بھی سن لیجیے :-

ہماری بیگم صاحبہ جب سے گھر والی بن کر آئیں ہم اور وہ مل کر بس ایک اور ایک دو ہی رہے۔ سنتے تھے کہ گنڈے تعویذوں سے ایک اور ایک تین ہو جاتے ہیں لیکن کوئی گنڈا تعویذ حساب کے اس مسئلہ کو نہ توڑ سکا کہ ایک اور ایک برابر ہیں دو کے، آخر ہار مان لی اور سمجھ گئے کہ ہم دونوں بھی ایک ایک کر کے چل دیں گے اور اس طرح ایک دو تین ہو جائیں گے۔

یہ سب کچھ تھا مگر دنیا بامید قائم کی دُم برابر لگی ہوئی تھی۔ کوئی ڈاکٹر نہیں تھا جس نے فیسوں سے جیب نہ بھری ہو، کوئی حکیم صاحب نہیں تھے جنھوں نے قدحوں کی بھرمار سے ہماری بیوی کا معدہ خراب نہ کیا ہو کوئی وید جی نہیں تھے جن کی رسائنیں "ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد" نہ ہوئی ہوں، مگر ہماری بیگم صاحبہ کے جسم کا درمیانی حصہ جیسے کا تیسا ہی رہا۔ انسان کی بھی وہ حالت ہے جس کو دنیا کی زبان میں لاچاری اور مذہبی زبان میں قسمت کہتے ہیں آخر تنگ آکر حکیموں، ڈاکٹروں، ویدوں، ملاؤں، ڈاڑھی والوں، مونچھوں والوں، صفاچٹوں، زلفوں والوں اور خرمنڈوں سب کو چھوڑ بیٹھے، اور کیوں نہ چھوڑ بیٹھتے جب بچہ پیدا کرنا تو کجا ان میں سے کوئی یہ بھی نہ بتا سکا کہ اس "شکلِ بخل" کے متعلق ہم دونوں میں سے کس کا قصور ہے، میرا ہے یا میری بیوی کا۔ جب کسی کام سے انسان لاچار ہو جاتا ہے تو ہمیشہ لعنت پر اُتر آتا ہے۔ ہم بھی انسان تھے اس لیے ہم نے بھی یہی کہا کہ "بچوں پر لعنت بھیجو، جس طرح گھر کی حکومت رعایا کے بغیر صرف بادشاہ اور وزیر پر چل رہی ہے اسی طرح چلنے دو"۔ میں اس وقت اس بحث میں جانا بے ضرورت سمجھتا ہوں کہ ہمارے گھر میں وزیر کون تھا اور بادشاہ کون، ہاں یہ اصول بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس گھر میں بچے تشریف لے آتے ہیں وہاں حکومت کی باگ بیوی کے ہاتھ میں آجاتی ہے، کیوں کہ میاں ڈرتے ہیں کہ اگر بیوی نے بغاوت پر کمر باندھ لی تو یہ ساری رعایا ان کے ساتھ ہو جائے گی اور پھر اس سلطنتِ بے آئین میں ٹکڑا کھانے کو نہ ملے گا، البتہ جہاں معاملہ برعکس ہوتا ہے وہاں رنگ ہی کچھ دوسرا ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ بیوی ڈرتی ہیں کہ اگر اس پہلے ماٹس نے کوئی دوسرا وزیر مقرر کر لیا تو جینا مشکل ہو جائے گا اور وزراء کا اختلافِ رائے سلطنت میں آفت برپا کر دے گا۔ لیکن یقین مانیے کہ ہمارے گھر میں اس اصول کے برسرِ کار آنے کی وجہ باقی نہیں رہی تھی اور جب اس لیے باقی نہیں رہی تھی

بقیہ مضمون ص:- ہر ماں کو اس بات کا بہت ہی لحاظ رکھنا چاہیے کہ جب وہ اپنے بچے کو کسی کام سے روکتی ہو تو اس کی خرابی اس کے ذہن نشین کر دے۔ اصول اور ضابطہ کی سخت پابندی جب کہ بچے کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ کیوں ایسا کیا جا رہا ہے، بچے کے دل میں بغاوت کی تحریک پیدا کرتی ہے اور چوں کہ سبب بتائے بغیر کسی کام سے روکنا درحقیقت ایک نامنصفانہ طرزِ عمل ہے اس لیے بچہ سماج کا دشمن اور آدم بیزار ہو جاتا ہے۔ والیٹر کا اصول موضوعہ کہ "باہم ایک دوسرے کو سمجھ جانے کی تکمیل ہی محبت کی تکمیل ہوتی ہے" بچوں کی تربیت کے متعلق بھی بہت ہی صحیح اصول ہے +

کہ اس کمترین کا وہ زمانہ بیوی کی دوا درمن میں گزر چکا تھا جب سلطنت کو دو وزیروں کے ذریعہ چلانے کا خیال پیدا ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے اس لیے ہم نے ارادہ کر لیا کہ اب بہت گئی تھوڑی رہی ہے۔ اس کو بھی کسی طرح بڑی بی کے ساتھ رہ کر لشتم پشتم گزار دو۔

الغرض کئی برس یوں ہی نکل گئے۔ ایک دن میں دفتر سے آکر بیٹھا ہی تھا کہ ہماری بیگم صاحبہ کچھ شرماتی ہوئی آئیں اور میرے پاس بیٹھ گئیں۔ آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں مگر جھینپتی جاتی ہیں آخر بڑی ہمت کر کے ذرا اچی آواز میں کہا۔" ابھی ایک بات کہوں" میں نے کہا "تمھیں کہنے سے کس نے روکا ہے، ایک نہیں سو باتیں کہو، مگر آج آپ کچھ جھینپی جھینپی سی کیوں ہیں؟" کہنے لگیں، "میں اُمید سے ہوں"

یقین مانیے میں بالکل نہیں سمجھا کہ اس موقع پر "اُمید سے ہوں" کے کیا معنی ہیں؟ اور ہو سکتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ کسی زمانہ میں پڑھا ضرور تھا کہ "اُمید سے ہونا" "حمل سے ہونے" کے معنی رکھتا ہے۔ لیکن اول تو یہ فقرہ ہماری بیوی صاحبہ نے کہا تھا جن کا "اُمید سے ہونا" ایک خلافِ اُمید واقعہ تھا۔ دوسرے اُمید میرے سالے کا نام بھی تھا، خیال ہوا کہ شاید یہ گفتگو ان ہی حضرت سے متعلق ہو، تیسرے یہ کہ اگر یہ واقعہ خود ان سے متعلق تھا تو اس عمر کی عورت کو ایسی معمولی بات کہنے میں شرمانے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی۔ بہرحال میں نے ان سے کہا کہ ذرا وضاحت فرما دی جائے تو مناسب ہے۔ پھر کچھ شرما کر کہنے لگیں :-

"کیوں ننھا بچہ بنتے ہو، تم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اُمید سے ہوں!"

اُس وقت میں ذرا سمجھا، مگر اس واقعہ کو کسی طرح بھی اپنی بیگم صاحبہ سے متعلق نہ کر سکا اس لیے میں نے کہا:-

"پیٹ سے ہو تو ہونے دو، ہماری اور تمھاری جوتی سے، جیسا کیا ہے ویسا بھگتے گی" اس پر اُنھوں نے اس زور سے نوچ کی کہ میں اچھل پڑا۔ اور کہا "آخر ان پہیلیوں کے بوجھوانے سے فائدہ؟ صاف کیوں نہیں کہتیں کیا اُمید کی بیوی پیٹ سے ہے یا پڑوسائی کی بیٹی؟"

اُنھوں نے ذرا شرما کر کہا، "میں"

یقین مانیے اگر کوئی بم کا گولہ ٹھیک میری چندیا پر گرتا تو اتنا جھٹکا نہ پڑتا جتنا اس "میں" سے پڑا۔ میں بیٹھا لکھتا تھا، قلم خود بخود ہاتھ سے گر پڑا اور میں نے ٹھوڑی کو مٹھی میں بڑے زور سے دبا کر کہا، "کیا ارشاد ہوا، کیا آپ اُمید سے ہیں؟ بس جانے بھی دو، اتنا جھوٹ بولنے سے فائدہ۔"

کہنے لگیں، "نہیں میں سچ کہتی ہوں۔"

میں نے کہا "میں نہیں مانتا تمھارے کبھی پہلے کوئی بال بچہ ہوا ہے؟ جو تمھیں معلوم ہو کہ پیٹ سے ہونا کس کو کہتے ہیں؟"

کہنے لگیں، "واہ! یہ بھی خوب ہوئی، خاندان میں سینکڑوں بچے میرے سامنے ہو چکے ہیں مجھے اتنا بھی معلوم نہیں کہ آثار کیا ہوتے ہیں۔"

میں نے کہا، "اب جو تمھاری عمر ہے اس میں وہی شکل ہو جاتی ہے جو اُمید سے ہونے میں ہوتی ہے، جاؤ جاؤ اپنا کام کرو خواہ مخواہ کیوں جھوٹوں میں اپنی ہنسی اڑواتی ہو، قسم خدا کی اگر تمھارا یہ وہم نہیں گیا تو خاندان بھر میں نکو ہو جاؤ گی، اور ہر شخص تمھیں دیکھ کر اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرا کرے گا۔"

کہنے لگیں، "آخر تم مجھے جھوٹا کیوں سمجھتے ہو؟ اللہ کی دین ہے جب نہ دیا اب دیا۔ میں نے مسیتی دائی کو آج بلایا تھا اُس کا بھی یہی خیال ہے کہ ... ..." یہ کہہ کر اُنھوں نے گردن جھکا لی اور پھر مسکرا کر میرے پاس سے اُٹھ گئیں۔

اب جناب آپ ہی غور فرمائیے کہ اس خبرِ وحشت اثر کا مجھ پر کیا اثر نہ ہوا ہو گا۔ فرض کر لیجیے کہ چالیس پینتالیس برس کی بیوی پیٹ سے ہیں اور اس بیماری کا یہ پہلا حملہ ہے، ایسی صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سن میں یہ اس جھٹکے کو سہہ بھی سکیں گی یا نہیں اور فرض کیجیے کہ سہہ بھی گئیں تو سوال یہ ہے کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی، اور فرض کیجیے کہ وہ ہو بھی یا ہوئی بھی تو سوال یہ ہے کہ اس بڑھاپے کی اولاد میں اتنی سکت بھی ہو گی کہ وہ جی سکے اور فرض کیجیے کہ وہ جیا بھی یا جی بھی تو سوال یہ ہے کہ ہم اس وقت تک رہ بھی سکیں گے جب تک وہ لڑکا پڑھ لکھ کر کھانے کمانے کے قابل ہو جائے یا وہ صاحبزادی صاحبہ جوان ہو کر "سپردم بتو مایۂ خویش را" بن سکیں۔

قصہ مختصر یہ کہ بیگم صاحبہ کی اس "میں" نے لفظ "کن" کی طرح خیالات کی ایک نئی دنیا قائم کر دی، مایوسی نے ہم دونوں کا اتنا دل توڑ دیا تھا کہ اس "چھپر پھاڑ" دولت کا یقین ہی نہیں آتا تھا۔ لیکن جب کئی ایسی دائیوں اور ڈاکٹرنیوں نے تصدیق کر دی جن کو میری بیوی سے مخالفت کی بظاہر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اس وقت بات پکی ہو گئی اور مجھے اور میری بیوی کو یقین ہو گیا کہ ہم

دونوں عنقریب کسی مرد یا عورت کے ماں باپ بننے والے ہیں۔

اس واردات کے اطمینان کے بعد ہم میں اور ہماری بیوی میں دنوں تک کچھ کھچم کھچا بھی رہی۔ وجہ اختلاف وہی پیٹ کو اندر والی چیز تھی۔ میں کہتا تھا کہ بیٹا ہو تو اچھا، بیوی کہتی تھیں کہ بیٹی ہو تو اچھا۔ میری یہ حجت تھی کہ "بیٹا ہو گا تو جائداد کا وارث ہو گا، ہم نے اپنی محنت سے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ ٹھکانے لگے گا۔"

بیوی فرماتی تھیں کہ بیٹی ہوگی تو ہوا کی طرح بڑھے گی، آج اتنی ہے کل اتنی ہوگی پرسوں اتنی ہو جائے گی، کم سے کم مرنے سے پہلے ہم اس کا سہرا تو دیکھ لیں گے۔ غرض کوئی دن نہ جاتا ہو گا جو اس مضمون پر کچھ کش مکش نہ ہو جاتی ہو۔

زمانہ جس تیزی سے گزرتا ہے وہ سب ہی کو معلوم ہے ایک مہینہ گیا، دو مہینے گئے، تین مہینے گئے اور تسلی کے ساتھ ہی اوہ اوہ کا وظیفہ دن رات پڑھا جانے لگا، یہ بھی آخر کہاں تک، ہوتے ہوتے ساتواں مہینہ لگ گیا۔ ہماری بیوی کو اگر رنج تھا تو یہی تھا کہ اب خاندان کے بڑے بوڑھوں میں کوئی ایسا نہ رہا جو اس عمر میں ان کی گود بھرتا، کوئی ایسا نہ رہا جو تشریف لانے والے بزرگوار کے کپڑے سیتا، نہالچے اور تکلیاں تیار کرتا، کوئی چھوٹا موٹا زیور بنواتا۔ غرض جدھر نظر ڈالتے میدان صاف پاتے۔ آخر خود ہونے والی زچہ ہی نے یہ دوسروں کا کام اپنے ذمے لیا اور چھپا چھپ کپڑے سلنے اور زیور بننے لگے۔

خیر کپڑوں کی حد تک تو مجھے بھی کچھ اعتراض نہ تھا کیوں کہ لڑکی ہو یا لڑکا، دونوں کے کپڑے ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں مگر زیوروں کے معاملہ میں میری رائے بیگم صاحبہ سے ذرا مختلف تھی۔ فرض کیجیے کہ ان کے ہاں لڑکا ہوا تو ایسی صورت میں یہ زیور کہاں جائیں گے اور حالت یہ ہے کہ زیور بناؤ تو سو روپے میں بنے اور نکالو تو پچیس روپے میں جائے۔

ہماری بیگم صاحبہ ایک حجت قائم کرتی تھیں مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں تھا وہ کہتی تھیں کہ "اچھا سمجھ لو کہ اب کے لڑکا ہوا زیور رکھو رہیں گے اس کے بعد انشاء اللہ لڑکی ہوگی یہ اس کے کام آئیں گے۔"

میں تو کیا آپ ہی ذرا انصاف کیجیے کہ اس حجت میں کوئی قوت ہے جس عورت کے ہاں پورے چھتیس برس تک لڑکا لڑکی ہونا تو درکنار چوہے کا بچہ نہ ہوا ہو اس کا صرف ایک دفعہ امید سے ہو جانے کے بعد یہ سمجھ لینا کہ دنیا کی آبادی میں اضافہ کرنے کا تمغہ آئندہ اسی کو ملنے والا ہے کس حد تک صحیح ہو سکتا ہے۔ مگر یہی بات یہ ہے کہ اولاد ہونے یا کم سے کم اولاد ہونے کی توقع ہو جانے کی خوشی ایسی ہوتی ہے کہ ایسی چھوٹی چھوٹی خانہ جنگیوں سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور بڑھاپے میں پہلا باپ بننا یا بننے کا متوقع ہونا انسان کے دماغ کے توازن کو بگاڑ دیتا ہے۔

اب کیا تھا بیوی کی پیچ بیچ میں سے دن بدن کچھ بڑھتی ہی گئیں اتنی بڑھیں کہ ایک دن میں نے جل کر کہا کہ "بیوی میں بھی تو سنوں آخر تمھارا ارادہ کیا ہے، کیا کوئی بالا پوسا بچہ جننا چاہتی ہو؟" یہ سن کر وہ تو بگڑ ہی گئیں اور کہنے لگیں، "تمھیں ایسی فال زبان سے نکالتے وہم نہیں آتا جو پوچھ ہے مجھ ہی پر تو ہے تم کیوں بلبلائے جاتے ہو"

ہوتے ہوتے ان کا گھیر پھیر ایسا بڑھا کہ چلنا پھرنا مشکل ہو گیا، پاؤں پر ورم آ گیا، سانس لینے میں دقت ہونے لگی اور خدا کی عنایت سے نواں مہینہ لگ ہی گیا۔ اب کیا تھا ذرا کچھ پیٹ میں گڑبڑ ہوئی یا بچہ نے پھیر لیا اور بیگم صاحبہ پلنگ پر دراز ہو گئیں تھوڑی دیر میں یہ درد کم ہوا اور بات کل پر جا پڑی اور ہم بھی مایوس ہو کر دفتر چلے گئے۔

آخر یہ دھوکہ بازی کب تک چلتی ایک دن وہ آ ہی گیا کہ ان کو سچ مچ درد شروع ہوئے۔ دردوں کا شروع ہونا تھا کہ انھوں نے غل مچا کر سارے محلہ میں منادی کر دی کہ اب اس گھر کی بیوی بچہ کی ماں بننے پر پوری طرح تیار اور آمادہ ہیں۔ لیکن بڑھاپے کی لاج رکھنے کے لیے انھوں کسی کو نہیں بلایا، جانتی تھیں کہ اگر ایک کو بھی اطلاع دی تو یہ بن کوڑی بن پیسہ کا تماشہ دیکھنے سارا کنبہ الٹ آئے گا۔ ہاں یہ کیا کہ پہلے تو ایک کھوسٹ دائی کو بلوا لیا لیکن آدھ گھنٹہ کے بعد ہی اس کو ناکافی سمجھا گیا، ڈاکٹرنی بلائی گئی۔ اس نے اپنی مدد کے لیے اپنی ڈاکٹر بہن کو بلا لیا، ان دونوں نے مل کر یہ صلاح کی کہ کسی بڑے ڈاکٹر کا بلا لینا بھی اچھا ہے، ان کے سنگے بندھے ایک ڈاکٹر صاحب بھی آ گئے اس کے بعد ان تینوں کی رائے ہوئی کہ ڈاکٹر جوڑ گاؤں کا بھی آ جانا مناسب ہے۔ کیوں کہ پہلی زچگی ہے اور زچہ کی عمر زیادہ ہے یہ بھی آ گئے اور اپنے ساتھ ڈاکٹر سیفٹی کو بھی لائے۔ الغرض اتنے ڈاکٹر اور ڈاکٹرنیاں آئیں کہ تھوڑی دیر میں ہمارا گھر جنرل ہاسپٹل بن گیا۔ خیر بیوی کو تو درد لگ ہی رہے تھے مگر مجھ کو بھی ان سے کچھ کم درد نہیں تھے کئی تو دست آ گئے اور ٹانگیں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر

پھرتے پھرتے شل ہوگئیں۔

جو کوئی ڈاکٹرنی اندر کے کمرے میں سے آتی اس سے پوچھتا "کہو کیا حال ہے کب تک بچہ ہو جائے گا" وہ یہی جواب دیتیں "ہو جائے گا آپ گھبراتے کیوں ہیں"

لیجیے سُنا آپ نے ان کا جواب، یہاں تو بیوی کی جان کے لالے پڑے ہیں، ان کی چیخوں سے دل بیٹھا جا رہا ہے اور یہ بی صاحبہ فرماتی ہیں، "گھبراتے کیوں ہو، ہو جائے گا"

طبیعت تو اس وقت بے قابو ہو جاتی تھی جب ان ڈاکٹرنیوں میں سے کوئی آکر کسی ڈاکٹر سے کھسر پھسر کرتی تھی اور مزہ یہ ہے کہ جب میں پوچھتا تھا کہ کیا بات ہے تو جواب ملتا تھا "کچھ نہیں"

غرض اسی گڑبڑ میں ایک رات اور ایک دن گزر گیا۔ دوسرے دن رات کے کوئی دس بجے ہوں گے کہ اس اندر باہر کی آمد و رفت میں بہت تیزی آگئی، میں سمجھا کہ اب معاملہ بس اب لب دو چار[1] رہ گیا ہے لیکن میری اس امید کو ڈاکٹر سیفٹی نے یہ کہہ کر خاک میں ملا دیا کہ بچہ پایل ہے زچگی ذرا مشکل سے ہوگی اور شاید بے ہوش کر کے آلوں سے نکالنا پڑے۔ میں نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب خواہ کچھ بھی کیجیے مگر میری بیوی کی جان بچا لیجیے، بس دیا اس زچگی سے ہم دونوں بغیر بچے ہی کے اچھے تھے"

ڈاکٹر صاحب نے پھر وہی بے ہودہ فقرہ کہا "آپ گھبراتے کیوں ہیں"، لیجیے ان کی سنیے، ہماری بیوی کی تو جان پر بنی ہے اور یہ حضرت بڑے ٹھنڈے دل سے فرما رہے ہیں کہ "آپ گھبراتے کیوں ہیں" ان کی بیوی پر اگر یہ گزر رہی ہوتی تو حقیقت معلوم ہوتی۔

اتنے میں اندر سے دائی نے آکر کہا کہ "چلیے بیگم صاحب آپ کو بلاتی ہیں"

ایسی خطرناک جگہ جانے کی ہمت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے وہ تو کہو کہ میں بچپن ہی سے کچھ مضبوط دل والا ہوں جو ذرا ڈرتے ڈرتے کمرہ میں چلا گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ بیگم پلنگ پر لوٹ رہی ہیں اور ہائے ہائے کے نعرے مار رہی ہیں۔

مجھے دیکھ کر ان کی آواز کچھ اور اونچی ہو گئی اور لوٹنے میں بہت تیزی آگئی۔ میں پٹی کے پاس اکڑوں بیٹھ گیا، کچھ تسلی دینا چاہتا تھا کہ انھوں نے میرے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اس زور سے "ہائے مری" کہا۔ وہ تو وہ خود میرے آنسو نکل آئے۔

اس کے بعد انھوں نے اس نمونہ کی باتیں کیں جو مرنے سے ذرا پہلے کی جاتی ہیں اور عرف عام میں وصیت کہلاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر ہمارے بچے بالے ہوتے تو وصیت کا رنگ یہ ہوتا کہ "ان بچوں کی خبرگیری کرنا، ان کو تکلیف نہ دینا، میری ننھی کا دل بہت چھوٹا ہے اس کا دل نہ دکھانا، ننھے پر تم بہت خفا ہوتے ہو میرے بعد خدا کے لیے ایسا نہ کرنا اس کا ٹوٹا ہوا دل اور ٹوٹ جائے گا اور دیکھنا خدا کے لیے ان بچوں پر سوتیلی ماں نہ لانا وہ ان کو ستائے گی اور میری روح قبر میں بے قرار ہوگی" لیکن ہم بال بچوں کی مصیبت سے آزاد تھے۔ اس لیے ہماری بیگم صاحبہ کی گفتگو ذرا دوسرے نمونہ کی تھی۔ ان کا اصرار تھا کہ "میرے مرنے کے بعد ہی دوسری شادی کر لینا۔ گھر میں کوئی نہ رہا تو تمھیں تکلیف ہوگی اور تمھیں تکلیف ہوئی تو میری روح بھی بے چین رہے گی"

غرض پریشان کرنے اور رونے رُلانے کی جتنی شکلیں ہو سکتی تھیں وہ انھوں نے رو رو کر اور بیچ بیچ میں ہائے ہائے کے گنڈے ڈال ڈال کر سب پوری کر دیں، جب رقت کا یہ سین کچھ حد سے زیادہ بڑھنے لگا تو ایک ڈاکٹرنی نے آکر مجھے زبردستی پلنگ کے پاس سے اٹھایا گھسیٹ کر کمرے کے باہر کیا اور شاید میری بیوی کو سمجھایا بجھایا کیوں کہ ہائے ہائے کے ساتھ ہچکیوں کے جو سُر تھے وہ بند ہو گئے مگر میرے باہر نکلنے کے بعد میری بس وہی حالت ہو گئی جو میدان جنگ کو دیکھنے کے بعد کسی کمزور دل سپاہی کی ہو جاتی ہے۔ اور یہ کمزوری اس طرح رفع کی جاتی ہے کہ جس جس طرح اور جس جس پہلو سے ممکن ہو دعا مانگی جائے۔ اب رہا یہ امر کہ دعا کے الفاظ صحیح نکلتے ہیں یا غلط تو اس کا حال خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم نے بھی یہی پُرانا اور آزمودہ طریقہ کار اختیار کیا۔ جب کمرے کی آوازیں تیز ہو جاتی تھیں اُس وقت وظیفہ میں بھی تیزی آ جاتی تھی اور جب دھیمی پڑ جاتی تھیں تو وظیفہ بھی ذرا مدھم ہو جاتا تھا۔

اب ڈاکٹروں میں یہ بحث شروع ہوئی کہ درد بڑھانے کے لیے پچکاری دینی مناسب ہے یا نہیں یہ کچھ عجیب بات ہے

---

[1] خدا مغفرت کرے، میرے ایک دوست تفضل حسین تھے، وہ اکثر ایسے فقرے بولا کرتے تھے "دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا" کو انھوں نے مختصر کر کے "لب دو چار" کر دیا تھا۔ میں اُن کا یہ فقرہ بولنے میں تو کیا اکثر لکھنے میں بھی استعمال کر جاتا ہوں ۱۲

کہ جو شخص زیادہ تعلیم یافتہ ہوتا ہے وہ اپنے سے کم پڑھے لکھے شخص کی بات ماننا اپنی توہین سمجھتا ہے اور جو کم تعلیم یافتہ ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ دوسرے صاحب اپنی تعلیم کا دباؤ مجھ پر ڈال رہے ہیں ان سے دبنا گویا اپنی نظروں میں خود اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے یہی صورت یہاں بھی پیش آئی اور بحث طول پکڑ گئی۔ ابھی ان لوگوں میں یہ بحثم بحثی ہو رہی تھی کہ اندر کے کمرے سے اس زور کی چیخ آئی کہ میں نے بلا سوچے سمجھے اِنَّا لِلّٰہ پڑھ لی، ساتھ ہی ایک ڈاکٹرنی صاحبہ اندر سے تشریف لائیں اور کہا کہ "اب پچکاری کی ضرورت نہیں ہے" جس کے معنی یہ ہوئے کہ جن کو پچکاری دی جا رہی تھی وہ ختم ہو گئیں۔ یہ سوچ کر میں نے بھی ایک چیخ ماری اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

میری یہ حالت دیکھ کر ڈاکٹر سیفٹی میرے پاس آئے اور کہا، "مسٹر تم کیوں روتا ہے بیگم صاحب کے اب بچہ ہو گا" میں نے بسور کر کہا، "وہ تو مر گئیں" کہنے لگے "نو۔ نو۔ ابھی جینا سکتا ہے" مجھے ان کی بات کا یقین نہیں آتا تھا، مگر جب دوسرے ڈاکٹروں نے بھی اس کی تصدیق کی اس وقت کہیں جا کر کچھ اطمینان ہوا اور ان ہی کے کہنے سے میں زنانہ کمرے کے دروازہ سے کان لگا کر کھڑا ہو گیا۔ پہلے تو ڈاکٹرنیوں کی آوازوں میں بیوی کی آواز سنائی نہیں دی لیکن تھوڑی دیر کے بعد ان کی اونھ اونھ بھی سنائی دینے لگی ابھی پوری طرح اطمینان کا سانس نہیں لیا تھا کہ بیوی نے زبردست چیخوں پر چیخیں مارنی شروع کیں۔ بھلا اس حالت میں مجھ سے دروازہ پر کیا لٹکا جاتا۔ بھاگا بہت بری طرح اور برآمدہ میں ٹہل ٹہل کر وظیفے پڑھنے شروع کر دیے۔ چیخوں کی رفتار تیزی اور بلندی برابر بڑھتی چلی جا رہی تھی، آخر ایک اس زور کی چیخ آئی کہ تمام گھر ہل گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک ڈاکٹرنی صاحبہ ہنستی ہوئی کمرہ سے نکلیں اور میرے پاس آ کر کہنے لگیں "مبارک ہو بچہ ہوا"

میں نے کہا "لڑکا یا لڑکی؟" جواب ملا "ابھی نہیں بتایا جا سکتا۔"

اب ذرا میرے سوال اور ان کے جواب پر منطقی پہلو پر غور کیجیے یا تو میری یہ حالت تھی کہ ڈاکٹروں کی خوشامد کر رہا تھا کہ بچہ جائے جہنم میں کسی طرح میری بیوی کی جان بچاؤ یا اب جو یہ مشکل آسان ہوئی تو یہ فکر پڑی کہ لڑکا ہوا یا لڑکی، اور ساری مصیبتوں کو بھول کر جنسی اختلاف کے مسئلہ کو حل کرنے کی سوجھی۔ ڈاکٹرنی نے جو جواب دیا وہ مشاہدۂ انسانی کے بالکل خلاف تھا، اس امر کا تصفیہ کرنے میں کہ جو بچہ پیدا ہوا ہے لڑکی ہے یا لڑکا، کوئی دقت پیش آ سکتی ہے مگر وہ جو کہو کہ ان اہلِ فن کو اپنی قابلیت کا سکہ بٹھانے کا یہی موقع ہوتا ہے بٹھا گئے، ادھر ڈاکٹرنی پھر اندر گئی اور ادھر میں نے شکرانہ کے دو نفل پڑھنے کے لیے جانماز بچھائی، لیکن یہ دونوں نفل اتنی جلد ختم ہو گئے کہ مجھے خود تعجب ہوتا تھا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی خیال آتا تھا کہ شاید ایک ہی رکعت بعد سلام پھیر دیا۔ خیر اللہ میاں تو انسان کی نیت دیکھتے ہیں یہ تھوڑی گنتے ہیں کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں، زنازن پڑھیں یا طوطے کی طرح اودان پر چل کر۔

لیجیے ہم بھی بچہ والے ہو گئے، ابھی یہاں مبارک بادیاں چل رہی تھیں کہ دائی نے آ کر ڈاکٹر بھونڈگاؤں کے کان میں کچھ کہا۔ انھوں نے ڈاکٹر سیفٹی سے کچھ کانا پھوسی کی۔ اور ڈاکٹر سیفٹی نے مجھ سے آ کر کہا کہ "ایک اور آنا مانگتا ہے"

اب میں بھی دیکھوں کہ وہ ایسے کون بوجھ بجھکڑ ہیں جو ڈاکٹر سیفٹی کے اس فقرہ کو سمجھ سکیں۔ میں نے بلا سوچے سمجھے الحمد کر دی۔ مگر اس کے ساتھ ہی اندر کے کمرے کی گڑبڑ اور بیوی صاحبہ کی مکرر اور مستقل چیخوں نے اس فقرہ کے معنی کھول دیے کہ ایک اور صاحب تشریف لانے والے ہیں۔ بعض دفعہ عالم بالا والے بھی دعاؤں کے سمجھنے میں کچھ غلطی کر جاتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ میں لڑکے کی دعا مانگتا تھا اور ہماری بیگم صاحبہ لڑکی کی، لیکن اس کے یہ معنی تو ہرگز نہیں تھے کہ دونوں کی دعائیں ایک ساتھ قبول کی جائیں اور ایک کے بجائے دو بچے عنایت ہوں مگر کیا کیا جائے جب دونوں دعائیں قبول ہو چکی تھیں تو ان کا اثر ظاہر ہوئے بغیر تھوڑی رہ سکتا تھا، غرض پھر رونے کا وہی شور و غل اندر، ٹہلنے اور وظیفہ پڑھنے کا زور باہر ہونے لگا۔

خدا خدا کر کے یہ دوسری مشکل بھی آسان ہوئی اور ہم سمجھے کہ چلو گنگا نہا لیے، اس کو کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ابکائیوں کا سلسلہ بیوی صاحبہ نے لگا دیا۔ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تیسرے صاحب تو تشریف نہیں لا رہے ہیں۔ مگر جب یہ معلوم ہوا کہ آنول نکالنے کے لیے چوٹی کے بال منہ میں ڈال کر یہ ابکائیاں لوائی جا رہی ہیں اس وقت پریشانی رفع ہوئی۔

غرض اسی گڑبڑ میں صبح ہو گئی۔ ڈاکٹر اپنی اپنی فیس لے کر رخصت ہوئے، ڈاکٹرنیوں نے دونوں بچوں کو نہلا دھلا زچہ کے دونوں پہلوؤں میں لٹا دیا، باہر آ کر مجھے مبارک باد دی، فیسیں لیں اور خدا حافظ کہا، اب گھر میں ہماری بیوی اور ایک کھوسٹ دائی

رہ گئے۔

تھوڑی دیر میں اُس نے آ کر کہا، "میاں آئیے بچوں کے کان میں اذان دید یجیے" یہ ذرا ٹیڑھی کھیر تھی اوّل تو کبھی اذان دی ہی نہیں تھی، دوسرے یہ کہ بچے کے کان میں اذان دیتے کسی کو سنا بھی نہیں تھا اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اذان دی جائے تو آواز کو کس درجہ تک بلند کیا جائے۔ لیکن دقت یہ آن پڑی تھی کہ گھر میں ہمارے سوا کوئی اور مرد بھی نہ تھا، اس لیے ہم ہی بسم اللہ کہہ کر اذان دینے کو تیار ہو گئے۔ اندر گئے بیوی دو شالہ تلے لمبی لمبی پڑی تھیں۔ مجھے دیکھ کر کچھ شرمائیں، اور آنکھیں بند کر لیں میں نے کہا واہ بیوی واہ یا تو اتنی تھس تھیں کہ ایک بچہ بھی دیتا گوارا نہ تھا یا اب دو دو کی بین لگا دی ہے، اگر یہی دو اور دو چار اور دو چھ کا سلسلہ چلا تو پھر تمھارا اور میرا اللہ ہی مالک ہے، بس اب ایک بات کرو اوّل تو بچے کے لیے دعا ہی نہ مانگو اور اگر مانگو تو پہلے مجھ سے کہہ دیا کرو تاکہ ایسا نہ ہو کہ میں بھی دعا مانگوں اور پھر اس کی منظوری میں کچھ غلط فہمی ہو جائے۔

بیوی منھ سے تو کچھ نہ بولیں ہاں مسکرا کر چپ ہو گئیں۔

آپ نے دیکھا کہ واقعات کے تھوڑے سے اُدل بدل میں میری اور ان کی حالت میں کتنا فرق آ گیا! سچ ہے کہ دل کو اطمینان ہونے کے بعد انسان کو اسی طرح مذاق کی سوجھتی ہے جس طرح پیٹ بھرنے کے بعد شیطانی خیالات نئے نئے رنگ بدل کر دماغ میں چکر کھانے لگتے ہیں، خیر کچھ بھی ہو۔ ہم میاں بیوی نے مل کر یہ تو ثابت کر دیا کہ ایک اور ایک مل کر چار ہوتے ہیں نہ کہ دو، اور ساتھ ہی میر تقی میرؔ کے اس شعر کا کہ

غم ساتھ ہوا گلی سے اس کی ایک آئے تھے اور دو گئے ہم

اس طرح جواب ہو گیا

بیوی کے ہوئے ہیں جڑواں بچے دو پہلے تھے چار ہو گئے ہم

آج کی تاریخ سے ہم کو کسی قدر یقین ہو گیا کہ ہمارا سلسلہ نسب دنیا کی تاریخ میں کچھ عرصہ تک بہ ظاہر چلنے والا ہے، لڑکے کا تاریخی نام تو میں نے "مشکل در مو خان" رکھ لیا ہے۔ البتہ لڑکی کا نام ٹھیک نہیں بیٹھتا۔ اس لیے دوستوں اور عزیزوں اور خاص کر شعراء صاحبانِ ملک سے دست بستہ عرض پرداز ہوں کہ کوئی مناسب نام تجویز کر کے ممنون و مشکور فرمائیں۔ لیکن اس کا خیال رہے کہ اترسوں عقیقہ ہونے والا ہے اور بقول ہماری بیوی صاحبہ کے "عقیقہ ہی میں نام ڈالنے کا قاعدہ ہے"۔ اب یہ نام ڈالنا چہ معنی دارد۔ اس کو وہ سمجھتی ہوں تو سمجھتی ہوں میں تو نہیں سمجھتا +

معلومات

شیشے کا قلب اور بجلی کی آنکھ

ٹولون یونی ورسٹی (نیو آرلینس) کے طبی اسکول میں ڈاکٹر گرہارڈ کارنے مصنوعی قلب ایجاد کیا ہے، جو ریسرچ اور تجربات وغیرہ کے کام میں لایا جا رہا ہے۔ یہ قلب شیشے کا ہے۔ لیکن اس کے عمل کو کنٹرول کرنے کے لیے ایک "برقی آنکھ" یعنی فوٹو الیکٹرک سیل (عکاسی کا برقی خلیہ) استعمال کیا جاتا ہے۔ جب منجمد ہونے کے دباؤ سے خون اس آلہ میں داخل کیا جاتا ہے اور وہ شیشے کی نلکی (یعنی مصنوعی قلب) میں دورہ کرتا ہے، تو وہ خون خود بخود رہ رہ کر مختصر وقفوں سے روشنی کی ان شعاعوں کو روکتا ہے جو فوٹو "الیکٹرک سیل" پر ڈالی جاتی ہیں۔ پھر یہی "برقی آنکھ" ایک ایسے برقی ڈیلو پر اثر انداز ہوتی ہے جس کے کنٹرول میں ہوا کا دباؤ ہوتا ہے۔ اسی صورت سے اس مصنوعی قلب کا عمل تیز یا سست کیا جاتا ہے۔

سگریٹ سے "کاربن مونوکسائڈ" کا خطرہ

سگریٹ پینے والا انسان جب سانس لیتا ہے تو سگریٹ کے دھوئیں کے ساتھ ہوا میں "کاربن مونوکسائڈ" کا زہر شامل ہو جاتا ہے۔ یہ دریافت لندن کے سینٹ بارتھولومیو اسپتال کے مشہور ڈاکٹر پروفیسر سیملٹن ہارٹرج کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ کم تعداد میں سگریٹ پیتے ہیں ان کا سانس بھی اس زہر سے خالی نہیں رہتا۔ اس طرح کے ایک مریض کا معائنہ کرنے کے بعد ڈاکٹر موصوف فرماتے ہیں "کہ کیمبرج کے ایک مشہور سائنس دان کے خون کا میں نے معائنہ کیا وہ ناسازیٔ طبیعت کی شکایت کر رہے تھے اور گزشتہ شب انھوں نے بڑی مقدار میں سگریٹ پیے تھے۔ میں نے صبح کو ان کے خون میں چھ فی صدی کاربن مونوکسائڈ پایا۔ معلوم نہیں رات کو زیادہ سگریٹ پینے کے بعد اس زہر کی کتنی مقدار ان کے خون میں تھی۔"

زیادہ اناناس کھائیے

یورپ کے ایک ڈاکٹر کا بیان ہے کہ جس شخص کو بدہضمی کی شکایت ہو اسے اناناس کھانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اناناس کے رس میں ایک خمیر ہوتا ہے جو دوسری غذاؤں کو جلد ہضم کر دیتا ہے۔ گوشت کو بھی اناناس بہت جلد نرم کر دیتا ہے۔ اس کا امتحان اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ گوشت کے ایک ٹکڑے پر اناناس کی ایک قاش کاٹ کر رکھ دیجیے۔ تھوڑی دیر کے بعد گوشت کا وہ حصہ جو اناناس سے مس ہوا ہے جیلی کی طرح نرم ہو جائے گا۔ لیکن اس سلسلہ میں یہ جاننا چاہیے کہ تازہ اناناس استعمال کرنا ہی مفید ہوتا ہے۔ ٹین کے ڈبوں میں جو اناناس فروخت ہوتا ہے اس میں ضعفِ معدہ کو فائدہ پہنچانے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ مریضوں کے لیے اناناس کا گودا نہیں بلکہ اس کا رس ہی مفید ہے۔

جراثیم امراض کے متعلق نئی دریافت

ممفس (امریکا) کے متھوڈسٹ اسپتال کے ڈاکٹر ایل اے ڈٹن نے خون کو مسموم بنانے والے مشہور جراثیم "اسٹرپٹوکوکائی" (Streptococci) جو بہت خطرناک امراض کا باعث ہوتے ہیں اور جن کی ساخت ایک زنجیر کی سی ہوتی ہے، یہ دریافت کیا ہے کہ دوسرے "بیکٹیریا" کے ذریعہ سے ان کو اسی طرح ہلاک کیا جا سکتا ہے جس طرح وہ انسانوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے کہ تقریباً تمام جراثیم امراض ان معنوں میں انسانوں کی طرح ہوتے ہیں کہ وہ خود بھی دوسرے جراثیم کے حملہ سے بیمار پڑ جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں اور انسانوں ہی کی طرح وہ بعض جراثیم کے حملہ کا مقابلہ کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتے ہیں، جس طرح کہ بعض انسانوں پر متعدی امراض اثر کرتے ہیں اور بعض پر نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ "بیمار جراثیم" اتنی شر انگیزی اور فتنہ پردازی کا باعث نہیں ہوتے جتنے کہ "تن درست جراثیم" ہوتے ہیں۔

انھوں نے اپنی اس جدید دریافت کا تجربہ اپنے اسپتال میں بہت سے مریضوں پر کیا ہے۔ جب بعض مریضوں کے جراثیم لے کر انھوں نے ان کی پرورش کی تو بعض جراثیم پر دوسرے "جراثیم کش" جراثیم کا کم اثر ہوا اور بعض پر زیادہ۔ یعنی بعض کی تن درستی ان کے اندر خارج مرض کا باعث ہوئی اور بعض کی بیماری اور کمزوری ان کی ہلاکت کا سبب بن گئی۔

جرمن مقبوضہ علاقوں میں امراض و اموات

نیشنل اسٹوڈنٹ وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے سکرٹیری مسٹر رولینڈ الیبٹ نے یورپ کا دو ماہ تک دورہ کرنے کے بعد یہ اطلاع دی ہے کہ غذا کی کمی اور خرابی کے باعث ان یوروپین ممالک میں جو جرمنی کے دستِ تصرف میں آگئے ہیں، بیماری اور ہلاکت کا بازار گرم ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت یورپ کا اہم ترین مسئلہ "غذا" ہے۔ وہ فرانس میں مسلسل دس روز تک بھوکے رہے حالانکہ ان کے پاس کافی رقم موجود تھی۔ مگر کھانے کی کوئی چیز کہیں نہیں ملتی تھی آخر دس روز کے بعد انھیں تھوڑا سا گوشت اور دودھ نصیب ہوا۔ ان کا بیان ہے کہ اچھی حیاتینی غذاؤں کے فقدان کے باعث لوگوں کی بینائی بھی کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ اور تمام جرمن مقبوضہ علاقوں میں بالغوں اور بچوں کی اموات کی تعداد چالیس فی صدی تک بڑھ گئی ہے۔

ملیریا کے جراثیم نے شاعر بنا دیا

یہ سب کو معلوم ہے کہ ملیریا بخار کے جراثیم کی دریافت ہندستان ہی میں سنہ ۱۸۹۷ء میں ہوئی تھی اور اس دریافت کا سہرا مشہور محقق سر رینالڈ راس کے سر تھا۔ ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان کی دریافت نے دنیا کے ایک تہائی حصہ کو انسانوں کی بود و باش کے لائق بنا دیا۔ کچھ روز ہوئے شہزادہ ویلز نے گرم ممالک کے امراض کے علاج و تحقیقات کے لیے سر رینالڈ راس کے نام پر ایک "راس انسٹی ٹیوٹ" کا پٹنی (انگلستان) میں افتتاح کیا تھا۔ اس موقع پر مسٹر ہنری نونسن نے ایک نظم پیش کی تھی جو خود سر رینالڈ راس نے اپنی دریافت سے مسرور ہو کر کہی تھی جس وقت ملیریا کے جراثیم میں ان کو کامیابی ہوئی، سر رینالڈ راس جنھوں نے کبھی ایک شعر بھی نہیں کہا تھا، اس قدر خوش ہوئے کہ فوراً ایک نظم تصنیف کر ڈالی۔ غالباً قدرت نے یہ نظم ان سے لکھوائی تھی۔ اس کا اردو ترجمہ (نثر میں) سطر بہ سطر مندرجۂ ذیل ہے۔

"آج کے روز خدائے عالم الغیب نے
میرے ہاتھ میں ایک حیرت انگیز چیز رکھ دی ہے
میں خدا کی تعریف کا گیت گاتا ہوں
اُسی کے حکم سے، اسی کے اسرار کو معلوم کرنے کے لیے
میں نے آنکھوں میں اور ہر سانس میں سعی کا جذبہ لیے ہوئے
بہت دنوں تک محنت اور جانفشانی سے کام لیا ہے
آج اے موت جو کروڑوں کو ہلاک کرتی ہے
تیری چالاکیوں کے بیج میرے ہاتھ آگئے ہیں
میں جانتا ہوں کہ یہ چھوٹی سی چیز
لاکھوں آدمیوں کی زندگی کو بچا لے گی
اے موت! آج تیرا نیش کہاں ہے؟
اے قبر! آج تیری فاتحیت کہاں ہے؟"

لڑکا ہو یا لڑکی

لندن کے تعلیمی مشاورتی بورڈ کے ایک جلسہ میں جو "سوسائٹی اور حیاتیات" کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے منعقد ہوا تھا ایک ماہر سائنس نے یہ اطلاع دی کہ مستقبل قریب میں ایسے کیمیائی اجزا تیار ہونے والے ہیں جن کے استعمال سے ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق لڑکا یا لڑکی پیدا کر سکے گا۔ یعنی والدین پہلے ہی سے فیصلہ کر سکیں گے کہ ان کے بچے کی جنسی نوعیت کیا ہونی چاہیے۔ سر سیرل مارووڈ نے اس کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے کہ جنگ کے بعد ہم بچوں کی تعداد سے زیادہ ان کے اوصاف کا خیال کریں گے۔

پھل خور جانوروں کی حیرت انگیز قوت

اگرچہ تجربہ نے ماضی بعید میں بھی انجیر، کھجور، انگور، سیب کیلا اور منطقۂ حارّہ کے پپیتے اور اسی قسم کے پھلوں کو پرورش کنندہ اغذیہ کی فہرست میں ایک ممتاز جگہ دی ہوئی تھی لیکن تحقیق علمی کی بنا پر عصر حاضر نے پھلوں کو نہایت ہی اعلیٰ خوراک تسلیم کیا ہے۔

یونانی مزدوروں کی حیرت انگیز جفاکشی جن کی خوراک خشک انجیر، زیتون اور روکھی سوکھی روٹی تھی، صحرائے عرب کے باشندوں کی پُراسرار قوت جن کی خوراک روٹی، کھجور اور چند تازہ سبزیوں پر مشتمل تھی اور جنوبی امریکا کر بر جمع کرنے والوں کی عجیب و غریب قوتِ کار جن کی بڑی خوراک کیلا تھی، لاریب اس بات پر شاہد ہیں کہ پھل ایک نہایت اعلیٰ خوراک ہے۔

پھلوں میں آسانی سے ہضم ہونے والی شکر کا کافی ذخیرہ موجود ہوتا ہے اس کے ساتھ ان میں مواد لحمیہ کا بھی نہایت نفیس اور قلیل جزو پایا جاتا ہے۔ غالباً پھلوں کے طاقت بخش ہونے کا نہایت اچھا ثبوت ان مکھیوں کے طواف سے ملتا ہے جو پھلوں پر گزر اوقات کرتی ہیں اور بقول ڈاکٹر کاڈک معمولی حالات میں بھی ایک منٹ میں ۹۰۰ سے ۱۳۰۰ بار اپنے پروں کو حرکت دیتی ہیں لیکن تھک جانے پر ان کی پرواز میں کمی آجاتی ہے

تاہم یہ امر مسلّم ہے کہ یہ مکھیاں دو لاکھ سے تین لاکھ بار پروں کو حرکت دینے کے بعد تھکن محسوس کرتی ہیں۔

دوسرے کیڑے مکوڑوں کی قوت بھی جو پھل یا پھول کھاتے ہیں عموماً اسی قدر ہوتی ہے۔ معلوم رہے کہ معمولی بڑی زرد یا بھیل کے پر ایک سیکنڈ میں صرف ۲ بار حرکت کرتے ہیں اور شکرے کے پروں کی حرکت ۹۰ بار فی سیکنڈ ہے۔ شہد کی مکھی ۱۹۰ سے ۲۲۰ بار فی سیکنڈ اپنے پروں کو حرکت دیتی ہے۔ گھر کی مکھیاں ۱۶۰ بار فی سیکنڈ اور بڑی مکھی ۳۰ بار فی سیکنڈ پروں کو حرکت دیتی ہے (جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے پچھلے پر اگلے پروں سے پہلے حرکت کرنے لگتے ہیں۔) ان حرکات کی سرعت کا اندازہ کرنے کے لیے ہمیں دوسرے سریع الحرکت حیوانوں کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے چناں چہ ایک مشاق انسان اپنی انگلی کو پیانو کے باجے پر ۱۰ بار فی سیکنڈ حرکت دیتا ہے اور اُڑنے والے پرندوں کے باز و ۵۰ بار فی سیکنڈ حرکت کرتے ہیں۔ ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ پھل خور جانور خواہ وہ کیڑے مکوڑے ہوں یا بڑے جاندار غیر پھل خوروں کی نسبت بہت زیادہ قوت و طاقتِ کار رکھتے ہیں۔

شارک کا "روغنِ جگر"

جس چیز کو عام اصطلاح میں مچھلی کا تیل یا روغن ماہی کہتے ہیں وہ حقیقت میں "روغن جگر ماہی" ہوا کرتا ہے۔ "کوڈ" مچھلی کے جگر کا تیل جو کوڈ لیور آئل" کہلاتا ہے بے حد مشہور ہے۔ یہ مچھلی زیادہ تر ناروے کے آس پاس سمندروں میں پائی جاتی ہے۔ اب چوں کہ جنگ کے باعث وہاں کے "روغن ماہی" کی درآمد بہت مشکل ہو گئی ہے اس لیے دوسری مچھلیوں کے جگر کا تیل نکالنے کی نہایت کامیاب کوشش پچھلے دنوں کی گئی اور طبی سائنس نے ان دوسرے تیلوں کی افادی حیثیت بھی ثابت کر دی۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب کسی ماہی گیر کے جال میں شارک پھنس جاتی تھی تو وہ گھبرا اٹھتا تھا لیکن اب وہ اسے اچھے داموں بیچ سکتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ایک چھوٹے سی شارک (وزنی ۱۵۰۰ پونڈ) کے جگر کا وزن ایک سو پونڈ ہوتا ہے، اور اس کے تیل کی قیمت اس وقت پچاس روپے ہے۔ اگر شارک بڑی جسامت والی ہوتی ہے تو اس کے تیل کی قیمت اس سے دوگنی ہوتی ہے۔ ہندستان میں اس وقت "شارک" کے جگر کے تیل کا سب سے بڑا خریدار" انڈین اسٹورز ڈپارٹمنٹ" ہے جو جنگ کے سلسلہ میں غذائی اور معالجاتی ضرورتوں کے لیے یہ تیل خریدتا ہے۔

"شارک" کے اور ہیلی بٹ مچھلی کے تیل کی دریافت اور مقبولیت کی تاریخ بہت دلچسپ ہے۔ اس کی بنیادی حقیقت یہ ہے کہ ہر مچھلی کے جگر میں حیاتین رکھنے والے تیل کی کچھ مقدار ضرور ہوتی ہے اور عام طور پر حیاتین ا اور حیاتین د ہی اس تیل میں پائے جاتے ہیں۔ حیاتین ا جو طاقتِ نمو کو ترقی دیتا ہے دودھ پلانے والی ماؤں کے پستانوں میں دودھ پیدا کرتا ہے اور آنکھوں کی روشنی بڑھاتا ہے۔ سبز پتوں والی ترکاریوں اور مکھن اور گاجر اور خوبانی وغیرہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ حیاتین د سوکھے کے مرض کے لیے اکسیر ہے۔

حیاتینوں کی دریافت سے بہت پہلے روغن جگر ماہی کی غذائی نوعیت اور صحت بخش ماہیت مغربی و مشرقی اطباء کو معلوم تھی لیکن صدیوں سے صرف "کوڈ لیور آئل" ہی طبی اور معالجاتی ضرورتوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا اور سنہ ۱۹۴۰ء تک صرف ناروے ہی وہ ملک تھا جو دنیا کو یہ تیل سپلائی کرتا تھا۔ دوسری مچھلیوں کے جگر کے تیل کا تجربہ نہیں کیا گیا۔

اب سے چند سال پہلے سائنس نے "کوڈ لیور آئل" کے عملی اصولوں کو معلوم کر لیا اور اس میں حیاتین ا اور د کا وجود دریافت کیا۔ بعد کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ بعض دوسری مچھلیوں کے جگر کے تیل میں بھی یہ اجزا پائے جاتے ہیں۔

ہیلی بٹ مچھلی کا "داخلہ" چوں کہ تحقیقات کا یہ کام شمالی یورپ میں جاری تھا اس لیے زیادہ تر شمالی سمندر اور بحر اوقیانوس ہی کی مچھلیوں پر نگاہ رکھی گئی۔ ان میں "ہیلی بٹ" مچھلی کے متعلق (جس کا وزن تقریباً ۳۰ پونڈ ہوتا ہے) یہ معلوم کیا گیا کہ اس کے جگر کا تیل "کوڈ" مچھلی کے جگر کے تیل سے بیس گنا زیادہ طاقت ور ہوتا ہے۔ ہندستانی بازاروں میں "ہیلی بٹ لیور آئل" سنہ ۱۹۳۰ء کے بعد آنے لگا۔

ہندوستانی ساحلوں کی "شارک" اس اثنا میں جب کہ شمالی یورپ میں دوسری مچھلیوں کے تیل کے متعلق تحقیقات کا کام جاری تھا، کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ ہندستان کے ساحلوں کا چکر لگانے والے شارک، "سورڈ فش" اور بڑے مچھلیوں اور دوسرے آبی جانوروں کے جگر میں ایسا تیل ہوتا ہے جو ناروے کی "کوڈ" مچھلی کے جگر کے تیل سے دس گنے سے لے کر ۵۲ گنے تک زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ مزید برآں چوں کہ ان کی جسامت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے، اس لیے ان کے تیل کی مقدار بھی کثیر ہوتی ہے۔

اب معلوم ہوا ہے کہ شمالی امریکا میں بھی یہ کام شروع کر دیا

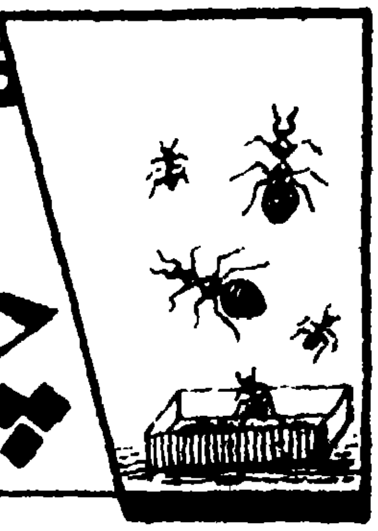
گیا ہے، اور وہاں کی شارک مچھلیاں ۴۰ روپے فی ٹن کے حساب سے تیل نکالنے والے تاجروں کے ہاتھ فروخت کی جاتی ہیں، ناروے پر نازیوں کے قبضہ سے کچھ دن پہلے ہی "نٹریشن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" کونور، کے ڈاکٹر ڈبلو۔ ایل۔ ایکرائیڈ نے اپنی توجہ ہندستانی ساحل کی "شارک" کی طرف مبذول کی تھی اور انھوں نے "امپیریل کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ" کے محکمہ "فشریز" کو بتایا تھا کہ جب ناروے کے تیل کی درآمد روز بروز مشکل تر ہوتی جا رہی ہے تو "شارک" کے تیل کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بمبئی گورنمنٹ کے انڈسٹریز ڈپارٹمنٹ نے ستمبر ۱۹۴۰ء میں یہ کوشش کی کہ حیاتینوں کو ضائع کیے بغیر "شارک" کے جگر کا تیل نکالا جائے یہ کوشش ایک آلہ کے ذریعہ کامیاب ہوگئی اور رتناگری جلیاپور اور شروولسکے مقامی ماہی گیروں کو یہ ترکیب بتا دی گئی اور سنہ ۱۹۴۰-۴۱ء کے دوران میں چار سو گیلن تیل حاصل کر لیا گیا۔

طبی اہمیت "شارک" کا خام تیل ان مرکزوں سے بمبئی بھیجا جاتا ہے، جہاں انڈسٹریز ڈپارٹمنٹ اس کو صاف کرتا ہے اور اس کے حیاتین اکی مقدار کو جانچتا ہے۔ یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے استعمال سے پہلے اس میں مونگ پھلی کا تیل بھی ملا دیا جائے اس کی طبی اہمیت مندرجۂ ذیل تجربات سے ظاہر ہے۔ ناروے کے "کوڈلیور آئل" میں فی گرام حیاتین اکی ۱۰۰۰ "اکائیاں" پائی گئی ہیں، لیکن بمبئی میں "شارک" کے جگر کا جو تیل نکالا گیا ہے اس کا ۴۰۰ گیلن تیل طاقت میں چار ہزار گیلن "کوڈلیور آئل" کے برابر ہوتا ہے۔ مدراس کے محکمہ "فشریز" نے بھی ہندستانی مچھلیوں کے جگر کے تیل کے متعلق تحقیقات شروع کر دی ہے۔ بمبئی میں بعض بڑی "شارکوں" کا تیل حیرت انگیز طور پر طاقت ور پایا گیا ہے۔ بمبئی کے ماہی گیر تمام اقسام کی شارکوں کو صرف ایک مشترک نام "موشی" سے جانتے ہیں۔ مگر جسے "کارکیریس شارک" کہتے ہیں اس میں حیاتین "ا" کی مقدار ۲۶۹۲۳ سے لے کر ۳۳، ۶۷۰ "نیلگوں اکائی" تک ہوتی ہے۔ ہر "نیلگوں اکائی" ۱/۲ ۲ بین الاقوامی اکائی کے برابر ہوتی ہے۔ اس حساب سے "کارکیریس" شارک کے تیل کی طاقت کوڈلیور آئل کی طاقت سے ۵۲ اگنا ہوتی ہے۔

"شارک" کے علاوہ چند دوسری مچھلیوں کے جگر کا تیل کوڈلیور آئل کا بہتر بدل ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں ایک بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کاروبار میں "درمیانی تاجر" کی نفع بازی کا خطرہ بہت زیادہ ہے۔ بسردست حکومت بمبئی شارک کا خالص تیل ایسی فرموں کو دیتی ہے جو اس کو "صحیح طبی طاقت" میں مبدل کرنے کی ذمہ دار ہیں۔ ان کو اس تیل میں مونگ پھلی کا تیل ملا کر حیاتین "ا" کی ۵۰۰ اکائیوں اور حیاتین "د" کی ۵۰ اکائیوں کی طاقت پیدا کرنی پڑتی ہے۔ اس سستے تیل کی ملاوٹ نفع بازوں کے لیے ایک لالچ کا باعث ہے۔ موجودہ حالات میں بازاروں میں اچھے تیل کی قیمت بارہ روپے فی گیلن سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے +



چیونٹی کی آپ بیتی



غالباً آپ کو معلوم نہیں ہوگا کہ ہماری (چیونٹیوں کی) کم از کم دو ہزار قسمیں ہیں جن کو سائنس داں دریافت کر چکے ہیں ہم دنیا کے اکثر حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ ہم معاشرتی حشرات ہیں اور جماعتیں بن کر رہتے ہیں جو مقررہ قوانین کی پابند ہوتے ہیں اور جماعت کے ہر ایک ممبر کو مجموعی آبادی کے متعلقہ فرائض میں سے کوئی مقررہ فرض ادا کرنا پڑتا ہے۔ چیونٹیاں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ نر اور مادہ جو نر سے جسم میں بڑی ہوتی ہے، اور خنثیٰ (جو نہ نر ہوتی ہے اور نہ مادہ)۔ خنثیٰ چیونٹی کی حالت قابل رحم ہے۔ کیوں کہ ان کو آبادی کے سب مکروہ اور ناخوش گوار کام انجام دینے پڑتے ہیں۔ یہ ہمیشہ زمین پر رہتی ہے اور ان کے پر پیدا نہیں ہوتے۔

نر اور مادہ چیونٹیوں کو قدرت کی طرف سے اُس وقت پر عطا کیے جاتے ہیں جب وہ ازدواجی تعلقات پیدا کرنے پر مجبور ہوتی ہیں، جس کے بعد نر تو ہلاک ہو جاتے ہیں اور مادہ چیونٹیاں اکثر تو ہمارے لاتعداد دشمنوں کے ہاتھوں تباہ ہو جاتی ہیں اور جو بچ جاتی ہیں وہ پر جھاڑ کر یا تو چیونٹیوں کی کسی دوسری جماعت میں شامل ہو جاتی ہیں اور یا اپنی نئی آبادی بنا لیتی ہیں۔

شہد کی کارکن مکھی کی طرح خنثیٰ چیونٹی بھی آبادی کے تمام تعمیری اور خانہ داری کے کام بجالاتی ہے۔ وہ نہ صرف غذا مہیا کرتی ہے بلکہ اس کو آیاگری کا کام بھی کرنا پڑتا ہے اور وہ چیونٹیوں کے بچوں کو خوراک بھی کھلاتی ہے۔ بعض جماعتوں میں خنثیٰ چیونٹی کو فوجی کام سپرد کیا جاتا ہے۔ اندریں صورت لڑائی کو بہتر صورت پر انجام دینے کی غرض سے اس کو طاقت ور اور کاٹنے والے جبڑے عطا کر دیے جاتے ہیں۔

میری قسم کی چیونٹیوں کو عام طور پر "گھریلو چیونٹی" کہا جاتا ہے۔ اور یہ خیال کر کے کہ مبادا ہم اپنے جسم کے چھوٹا ہونے کے باعث حشرات الارض کی فہرست سے نظر انداز کر دی جائیں سائنس دانوں نے ہمارا نام "فرعونی چیونٹی" رکھ چھوڑا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ ہمیں اس نام سے کیوں موسوم کیا گیا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہو کہ چیونٹی کو بھی وہی کام کرنا پڑتا ہے جو فرعون نے دیوہیکل اہرام مصر کی تعمیر کرنے کے سلسلہ میں اپنی رعیت سے لیا۔ سلاطین مصر کے غلاموں کی طرح ہم بھی بغیر کسی آرام یا اجرت کے مسلسل اپنے کام میں منہمک رہتے ہیں۔

جو کمی ہماری قد و قامت میں واقع ہوئی ہے اس کو ہماری تعداد پورا کر دیتی ہے۔ جب ہم مستقبل کے لیے ذخیرہ جمع کرتے ہیں تو ہم ٹولیاں ٹولیاں ہو کر کام کرتے ہیں۔ اور ہماری بستی میں زمین دوز گزرگاہوں اور سرنگوں وغیرہ کا جو جال بچھا ہوا ہے ان ہی میں ہم اپنی خوراک کے ذخائر محفوظ کرتے ہیں۔ ہم سے نجات حاصل کرنے کا بہترین اور یقیناً واحد ذریعہ یہ ہے کہ ہماری جائے سکونت یا گودام کو برباد کر دیا جائے۔ چناں چہ آپ ایک ہی ضرب میں سب کی سب آبادی کو ہلاک کر سکتے ہیں، لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں جتنا کہ وہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ میں آپ کے سامنے ہرگز اس بات کا اشارہ نہ کرتی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اکثر زمین کو کھوکھلا کر کے سطح زمین کو بہت نیچے یا پختہ فرش کے نیچے یا مکان کی دیوار کے اندر اپنی جائے سکونت بناتے ہیں اور بعض اوقات تو باورچی خانوں کے چولھوں اور دیگر سامان کے پیچھے بھی اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔

اکثر یہ بات پیش آتی ہے کہ اگرچہ آپ ہم چیونٹیوں کو ہلاک کرنے کا طریقہ جانتے ہیں، لیکن آپ کو معلوم نہیں ہوتا کہ ان کو کہاں تلاش کیا جائے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اگرچہ ہم حد سے زیادہ کارکن اور محنتی ہیں لیکن ہم میں ذرا عقل کی کمی ہے، اس لیے گھر کی بڑی بی اکثر ہماری جہالت اور سادگی سے فائدہ اٹھا کر ہم کو اپنی کمین گاہوں سے نکال لیتی ہیں۔ وہ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ذرے فرش پر بکھیر دیتی ہیں اور جب ہم اپنی عزیز اور مرغوب خوراک کو اُٹھا کر اپنے گودام میں لے جاتے ہیں تو وہ ہمارا پیچھا کرتی ہیں۔ اس طرح اگر ہمارا مسکن اُن کو آسانی سے مل جائے تو وہ اس میں اُبلتے ہوئے پانی کا ایک سیلاب بہا کر سب کی سب آبادی کو غرقاب کر دیتی ہیں۔ جو بڑی بی اور زیادہ

بے رحم ہوتی ہیں۔ وہ بل کے منہ پر بے بجھا چونا ڈال کر اوپر سے کھولتا ہوا پانی انڈیل دیتی ہیں۔

ایسی صورتوں میں جب کہ ہم کسی دیوار کے اندر یا فرش کے نیچے کسی سوراخ کے ذریعے سے داخل ہوتے ہیں تو وہ عارضی طور پر روئی کا پھویا پیرافین میں ڈبو کر بل کے منہ میں ٹھونس دیتی ہیں اور اس اثنا میں اس کو کسی ایسی کتاب کے مطالعہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے جس سے وہ ایسا نسخہ معلوم کر سکے کہ بہتر سے بہتر طریقہ پر ہماری آبادی برباد کی جاسکے۔

ہم میں سے بعض چیونٹیاں زیادہ عقلمند ہوتی ہیں۔ وہ اپنی جائے سکونت تو مکان کے ایک حصہ میں بناتی ہیں اور ذخیرہ دوسرے حصہ میں جمع کرتی ہیں جو اس کے ساتھ ملحق ہوتا ہے۔ ایسا کرنے میں تکلیف تو زیادہ ہوتی ہے لیکن یہ زیادہ حفاظت کا موجب ہوتا ہے کیوں کہ اس حالت میں اگر بڑی بی ہماری تکلیف دہی سے تنگ آکر ہماری بربادی کے درپے ہوں تب بھی وہ صرف ہمارے ذخیرے کو برباد کر سکتی ہیں، ہمارے مسکن کو برباد نہیں کر سکتیں، اور ہماری جانیں محفوظ رہتی ہیں۔

لیکن عقلمند بڑھیا کو آسانی سے دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ چوں کہ وہ ہماری آبادی کو برباد نہیں کر سکتی۔ اس لیے وہ ہمارے ساتھیوں کو موکا مارنے کا فیصلہ کر لیتی ہے۔ وہ ہمارا محاصرہ نہیں کرتی بلکہ اس سے بہتر ایک ترکیب عمل میں لاتی ہے وہ یہ کہ جب ہمارے کارکن اس کے گھر میں ذخیرہ تلاش کرنے کے لیے جاتے ہیں تو وہ ان کو ہلاک کرتی جاتی ہے۔ کوئی بڑھیا یہ کرتی ہے کہ ایک بڑا اسفنج یا کپڑے کا گولہ سا بنا کر اس کو شربت میں بھگو دیتی ہے، اور اس کو ہمارے پھنسانے کا ذریعہ بناتی ہے۔ جہاں پر عقلمند چیونٹیاں قدم رکھنے سے ڈرتی ہیں ہم بے وقوف وہاں بھاگ کر جاتی ہیں اور اس لذیذ خوراک کو جمع کرنے کے لیے ایک دوسری پر گر پڑتی ہیں، نتیجہ یہ کہ جب وہ اسفنج ہم سے بھر جاتا ہے اور اس کے سوراخوں میں دوسری چیونٹیاں نہیں سما سکتیں تو بڑی بی بہت آہستہ سے اس کو کھولتے ہوئے پانی کے لگن میں ڈبو دیتی ہے اور اس طرح ہمارا قتل عام ہو جاتا ہے۔

ہر ایک بڑی بی ایسی ظالم اور سنگ دل نہیں ہوتی۔ اکثر رحم دل بیبیاں اس بات کو ترجیح دیتی ہیں کہ بیشتر اس سے کہ وہ ہماری جان لینے اور ہلاک کرنے پر مجبور ہوں، ہمارے داخل ہونے ہی کا سدِ باب کر دیں۔ چناں چہ بعض ان میں سے یہ کرتی ہیں کہ بازار میں جو مخصوص برتن اس مقصد کے لیے فروخت ہوتے ہیں ان کو نعمت خانہ کی الماری کے پاؤں کے نیچے رکھ دیتی ہیں۔ بعض کافور یا کریوزوٹ میں تر کیا ہوا اسفنج الماری کے اندر رکھ دیتی ہیں۔ چناں چہ اس الماری میں داخل ہونے سے ہم خود گریز کرتے ہیں۔ بلکہ اگر محض کریوزوٹ کو الماری کے دروازوں پر لگا دیا جائے تب بھی ہم اس میں داخل نہیں ہوتے۔

بعض بیویاں جو اپنے ہاتھوں کو ہمارے خون سے رنگنا نہیں چاہتیں وہ زہر کی مختلف اقسام استعمال کرنے پر مائل ہوتی ہیں وہ اکثر دوائیں جو کیڑے کوڑوں اور جھینگروں کو مارنے والی ہیں وہ ہمارے لیے بھی مہلک ثابت ہوتی ہیں۔ ہمارے لیے سب سے خوف ناک زہر یہ ہے کہ تھوڑا سا "ٹارٹار امیٹک" ایک چمچہ کھانڈ اور پانی کے ساتھ ملا یا جائے۔ اس مرکب کو ایک کھلی پرچ میں ان جگہوں پر رکھ دیا جاتا ہے جہاں ہمارا آنا جانا ہو۔

میں نے سنا ہے کہ عشق پیچہ کے سفوف چھڑکنے سے بھی ہماری سرخ رنگ کی بہنیں بھاگ جاتی ہیں لیکن جب ہمارے مار ڈالنے کی تجویزوں پر غور کیا جاتا ہے تو عام طور پر یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ایک پلیٹ کو چربی یا متعفن مکھن کے ساتھ خوب چپڑ دیا جاتا ہے اور وہ گھر کے کسی کونے میں رات بھر پڑی رہتی ہے جس میں کہ ہم اندھوں کی طرح گرتی رہتی ہیں، صبح کو چیونٹیوں سے بھری ہوئی پلیٹ کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈبو دیا جاتا ہے

میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ آپ کے گھروں اور نعمت خانوں میں داخل ہونے سے ہمارا مقصد چوری کرنے کا نہیں ہوتا، بلکہ ہم تو وہی چیز اٹھانے پر اکتفا کرتے ہیں جو ہم کو گری پڑی مل جائے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ہمارا گزر کسی ایسے برتن کے پاس ہوتا ہے جو اچھی طرح ڈھکا ہوا نہ ہو تو اس چیز کی رغبت ہم میں سے اکثروں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے جو اس کے اندر ہے۔ لہٰذا اگر آپ سچ مچ ہم کو ناپسند کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کیجیے :-

(۱) ہر قسم کی میٹھی چیزوں مثلاً مربے اور شربت وغیرہ کو ایسے برتنوں میں رکھا کریں جن کے ڈھکنے مضبوط ہوں اور ہمارے اندر جانے کے لیے اس میں کوئی راستہ باقی نہ ہو۔

(۲) جانوروں اور پرندوں کو فرش پر خوراک ڈال کر نہ کھلایا کریں اور نہ پالتو جانوروں کی خوراک ایسی جگہ چھوڑا کریں (باقی ص۳۰ پر)

سُوال وجواب

سُوال

بکری کے دودھ کی خصوصیات کے متعلق بہت کہا جاتا ہے۔ آپ کے ادارہ کی رائے میں انسانی بچوں کے لیے بکری کے دودھ کا استعمال کیسا ہے؟

سراج الدین دہلی

جواب

دنیا کے اکثر ممالک میں سینکڑوں سال سے بچوں کی غذاؤں میں بکری کے دودھ کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے اور چند روز سے ہمارے ملک میں بھی غذاؤں کی تحقیقات کرنے والوں نے اس کی چھان بین شروع کی ہے۔ بکری کے دودھ کی سب سے بڑی اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اسے دق کے جراثیم سے پاک تسلیم کیا گیا ہے اور غالبًا تمام ملکوں نے اس دودھ کی طرف اسی خصوصیت کی وجہ سے توجہ مبذول کی ہے

جہاں تک غذائیت کا تعلق ہے بکری کا دودھ گائے کے دودھ کا اور انسانی دودھ کا پوری کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرسکتا ہے اس میں چکنائی تقریبًا اتنی ہی ہوتی ہے جتنی گائے کے دودھ میں یا انسانی دودھ میں۔ یہ چکنائی ایسی صورت میں ہوتی ہے کہ انسانی دودھ سے بہت مشابہ ہوتی ہے۔ بکری کے دودھ کی چکنائی بہت ہلکی ہوتی ہے، جو بچے کی جسمانی حرارت سے پگھل جاتی ہے۔

ہماری رائے میں بچوں کی غذا کے طور پر بکری کا دودھ اس صورت میں بہت ہی ضروری اور مفید ہے جب کہ گائے کے دودھ کے لحمی اجزا بچے کی قوت ہاضمہ کو راس نہ آتے ہوں اور اسے گائے کے دودھ سے سانس کی تنگی، پتی اچھلنا، چھاجن یا ہاضمہ کی خرابی کی کچھ اور بیماریاں لاحق ہو جاتی ہوں۔ اس قسم کے بہت سے بچے بکری کے دودھ کو بآسانی ہضم کرلیتے ہیں۔

سوال

میرا معدہ اکثر خراب رہتا ہے۔ جب دیکھو کھٹی ڈکاریں، جب دیکھو بدہضمی۔ میں معدہ کی اس آئے دن کی خرابی سے سخت پریشان رہتا ہوں۔ آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے؟

مختار النبی - بریلی

جواب

ہماری رائے میں یہ مناسب ہے کہ آپ اپنے سوال کا جواب خود معدہ سے لیں۔ اس خرابی کو معدہ سے زیادہ ہم نہیں سمجھ سکتے لیجیے معدہ کی فریاد سنیے :-

اجازت ہو تو آپ کی "خرابیٔ معدہ" کی داستان کا وہ حصہ جس کا مجھ سے تعلق ہے میں ہی آپ کو سنا دوں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے درد اور تکلیف سے آپ خواہ کتنے ہی بے چین ہوں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس میں میرا کچھ قصور نہیں ہوتا۔ آپ کے حکیم صاحب نے اس روز آپ سے کہا تھا کہ تمھارا معدہ خراب ہے یہ صریح جھوٹ ہے۔ میں ہرگز بُرا یا خراب نہیں ہوں۔ معدے کبھی شرارتیں نہیں کرتے۔ انھیں کرنے کے لیے اور بہت سے کام ہیں۔ آپ لوگوں کو آج تک یہ معلوم نہیں ہے کہ معدے کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنا چاہیے۔ آپ کو تو بس یہ آتا ہے کہ دنیا بھر کی الا بلا معدہ کے اندر ٹھونس دی اور اسے حکم دے دیا کہ اسے ہضم کر دو۔ اپنی بساط بھر وہ محنت کرتا ہے۔ لیکن ایک معدہ دس معدوں کا کام کیسے انجام دے سکتا ہے۔ اس سے جب اتنا کام نہیں ہوتا تو حکیم صاحب فرما دیتے ہیں کہ "معدہ خراب ہے"۔

بقیہ مضمون ص ۳۷ ۔ جہاں ہم آسانی سے جاسکیں۔

(۳) جب بھی آپ بازار سے کاغذ کے لفافوں میں سودا سلف لائیں تو گھر آتے ہی فورًا ان چیزوں کو ان سے نکال کر ان کے مخصوص برتنوں میں رکھ دیا کریں۔

(۴) دسترخوان کو فرش پر ہرگز نہ جھاڑا کریں جس سے کہ تمام غذا کے بچے کچھے ذرّے وہیں گر جائیں بلکہ ان کو احتیاط کے ساتھ اکٹھا کرکے کھانے کے دیگر فضلات کے ساتھ ٹب میں ڈال دیں اور اس کو اچھی طرح ڈھک دیں۔

محمد اسحق (ساکن کلاچی) اسلامیہ کالج، پشاور

غور فرمائیے یہ کیا انصاف ہے!

آپ ذرا دیکھیے کہ ایک معدہ کے لیے دنیا میں کس قدر کام ہے کم سے کم دو ورنہ تین تین اور چار چار بار غذا کے پارسل وصول کرنا بھی اس قابل بنانا کہ اس سے عمدہ اور صالح خون بن سکے جسم کو نشوونما کے ذرائع مہیا کرنا اور جسم کی صحت کے قیام میں مدد دینا میرے خیال میں ایک شریف اور اچھے معدہ کے لیے اتنا کام بہت کافی ہے۔

قدرت کے کارخانے میں ابھی تک اس قسم کے معدے تیار نہیں ہوئے ہیں جو دن رات لگاتار کام کرتے رہیں اور تھکیں بھی نہیں بدن کے اور اعضا کی طرح معدہ کو بھی چھٹی اور آرام کی ضرورت ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اگر آپ بہت رات گئے کھانا کھائیں یا رات کے وقت خوب بہت سی مقدار میں دیر ہضم اور ثقیل چیزیں کھائیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ میرے آرام کے دشمن ہیں اور نہیں چاہتے کہ رات میں بھی مجھے ذرا آرام کا موقع ملے ایسی حالت میں مجھے ساری ساری رات کام کرنا پڑتا ہے اور یہ زبردستی کی بیگار میں اتنی اچھی طرح انجام نہیں دیتا کہ جیسا کہ مجھے کرنا چاہیے۔

ابھی اور ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کو کھانا کھائے ابھی تھوڑی ہی سی دیر ہوئی ہے کہ آپ پھر دسترخوان پر جا ڈٹے۔ ابھی میں آپ کے ناشتے ہی کو ہضم کرنے نہیں پایا تھا اور دنیا بھر کی خاک بلا جو آپ نے کھائی تھی اسی کو پیسنے کے جھگڑوں میں پھنسا ہوا تھا کہ جناب نے ایک بڑا پارسل اور ارسال فرما دیا۔ اب بتائیے کہ غریب معدہ اسے کہاں رکھے۔ آپ کی یہ حرکتیں میرا سارا انتظام درہم برہم کر دیتی ہیں آپ کے ناشتے کو تو میں قریب قریب ہضم کر چکا تھا اور اب جو کچھ آپ نے بھیجا اس کے ہضم کے لیے مجھے تین چار گھنٹے درکار ہیں اس لیے وہ ناشتہ بھی اسی طرح میرے جوف میں پڑا رہے گا جب تک یہ تازہ عطیہ ہضم نہ ہو لے اور اس گڑبڑ میں نہ ناشتہ ہی ٹھیک ہضم ہوتا ہے نہ یہ دوسرا کھانا۔

اس کے علاوہ ایک مصیبت اور ہے۔ آپ اپنا کھانا اچھی طرح چبا کے کیوں نہیں کھاتے؟ آخر آپ نے یہ کیوں فرض کر لیا ہے کہ آپ کے منہ کی طرح آپ کے معدے کے بھی دانت ہیں؟ غذا کے وہ ٹکڑے جو اچھی طرح چبے ہوئے نہ ہوں میرے لیے سب سے بڑی مصیبت ہوتے ہیں۔ اب میں انھیں پیسنے کے لیے چکی کہاں سے لاؤں۔ مجھے ان سے انتہائی تکلیف ہوتی ہے اور میری تکلیف سے آپ کو اذیت پہنچتی ہے۔ اس موقع پر آپ اور حکیم صاحب دونوں کہہ دیتے ہیں کہ معدہ خراب ہے؟

جناب والا! اگر معدہ سے ٹھیک کام لینا ہے تو پہلے معدے کا احترام کیجیے۔ اور احترام کرنا آپ کو نہیں آتا تو سیکھیے۔

سوال

کیا مچھلی دماغ کے لیے ضروری ہے؟

محمد عارف

جواب

ہم جس کو ہضم اور ہضم کامل کہتے ہیں اس کو اگر سامنے رکھیں تو سائنٹفک تحقیقات کے نتیجہ کے طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ مچھلی گائے کے گوشت کی نسبت دیر ہضم اور کم غذائیت والی ہے۔ کیوں کہ مصنوعی ذرائع ہضم استعمال کر کے ہم نے اس حقیقت کو جانچ لیا ہے۔

ایک عام خیال یہ بھی پایا جاتا ہے کہ مچھلی میں فاسفورس زیادہ ہوتا ہے، اسی لیے وہ دماغ کے لیے بہت اچھی چیز ہے مگر اس وقت تک مچھلیوں کی جس قدر عام قسمیں غذاؤں کے طور پر استعمال ہوتی ہیں ان میں اور دیگر جانوروں کے گوشتوں میں جو غذا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں فاس فورس کی کوئی زیادہ مقدار نہیں پائی گئی ہے۔ لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مچھلی کے گوشت میں فاس فورس زیادہ ہوتا ہے تو اس کی وجہ تو ابھی تک اہل خرد کی سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ دوسرے گوشتوں کے مقابلہ میں دماغ کی قوت کے لیے مچھلی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ ہماری رائے میں تو گوشت دماغ کے لیے کوئی خاص اہمیت ہی نہیں رکھتا خواہ وہ کسی جاندار کا گوشت ہو۔

مشہور سائنس دانوں نے پتہ چلایا ہے کہ دماغ کے لیے فاس فورس کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ اگر رکھتا ہے تو اتنا ہی جس قدر کہ نائٹروجن، پوٹاسیم یا دیگر عناصر رکھتے ہیں اصل میں فاس فورس وغیرہ کے بارے میں قدمائے جس قدر مبالغہ کیا ہے وہی اس غلط خیالی کی ترویج کا سبب بنا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک مشہور ڈاکٹر نے صاف طور پر کہا تھا کہ مچھلی میں کوئی خاص عنصر اس قسم کا نہیں پایا جاتا جو دماغ میں قوت پیدا کرنے کے لیے دوسری چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت رکھتا ہو۔ اس کے ثبوت میں ہم ان ملاحوں اور سمندری زندگی بسر کرنے والوں کا حوالہ دے سکتے ہیں جو سوائے مچھلی کے اور کچھ کھاتے ہی نہیں۔ لیکن وہ مچھلی نہ کھانے والوں سے زیادہ صاحب دماغ یا ذہین نہیں ہوتے۔

سوال

غیر ممالک کے چشموں کا پانی بوتلوں میں بند ہو کر ہندستان میں فروخت ہوتا ہے، جسے بڑے بڑے آدمی استعمال کرتے ہیں افسوس ہے کہ ہم ہندستان کے صحت بخش چشموں سے ناواقف ہیں کیا آپ چند صحت بخش چشموں کے پتے لکھ سکتے ہیں؟

رفیق احمد۔ دہلی چھاؤنی

جواب

آپ کا سوال کافی اہم ہے۔ ہم اپنی معلومات کی بنا پر بعض چشموں کی خاصیتیں اور ان کے پتے لکھتے ہیں۔

(۱) موضع ننھے تحصیل گھوڑا اسٹیشن سہالہ سے ۱۰۔۷ میل کے فاصلہ پر ایک چشمہ پھوٹتا ہے۔ اس چشمہ کا پانی سگ گزیدہ کے علاج کے لیے مشہور ہے۔

(۲) موضع اون تحصیل انبالہ میں کرن نالہ رسکی کے نزدیک ایک چھوٹا سا کنواں دریافت ہوا ہے جو کورد پانڈو کے وقت کا ہے اس کا پانی پی کر بہت سے کوڑھی شفایاب ہوئے ہیں اور بہت سے نابیناؤں کی بینائی درست ہو گئی ہے۔

(۳) لکھنؤ کے پاس گلرائل اس ندی بہت مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے اگر سگ گزیدہ اس کے پانی میں نہالے تو کتے کا زہر دور ہو جاتا ہے۔ گاڑی کے بغیر وہاں تک پہنچا جا سکتا ہے۔

(۴) کراچی سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر منگا منگا پیر میں ایک اُبلتا ہوا چشمہ ہے۔ اس کے پانی سے غسل کرنا، گٹھیا، نقرس، فلیپا دردکمر اور تمام جسمانی دردوں کو دور کرتا ہے۔ یہاں دور دراز سے لوگ غسل کرنے آتے ہیں۔

(۵) گلمرگ (کشمیر) میں ایک چشمہ گردگھنتال کے نام سے مشہور ہے۔ اس چشمہ کی یہ صفت بیان کی جاتی ہے کہ تپ دق، سل، زکام، ہول اور سوکھا کے مریض اس کے پانی سے شفایاب ہوتے ہیں۔ یہ چشمہ دشوار گزار پہاڑیوں میں واقع ہے۔

(۶) ریاست جموں میں سامبہ ایک تحصیل ہے۔ اس کے نیچے ایک چشمہ ہے جس کا پانی لوگ مشکوں میں بھر کر دور دراز مقامات پر لے جاتے ہیں۔ اس کا پانی ہول دلی اور زکام کے لیے مفید خیال کیا جاتا ہے۔

(۷) موضع رچھارہ ضلع سیالکوٹ میں باوا لکھنا داس کا تالاب اور مزار ہے۔ تالاب کی مٹی کی یہ خاصیت ہے کہ اس کے ملنے سے بدن کے پھوڑے پھنسی دور ہو جاتے ہیں۔

(۸) ضلع الموڑہ میں کھاکل کیدار ایک مقام ہے۔ وہاں بھادوں کی شکل سمیں میں میلا لگتا ہے۔ یہاں ایک باؤلی ہے جسے کھڑک نزالی کہتے ہیں اس کا پانی پینے سے جگر کی حرارت دور ہو جاتی ہے۔ بخار اتر جاتا ہے۔ پانی بہت طاقت بخش ہے۔

(۹) قصبہ محوکا تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور میں ایک کچا تالاب ہے۔ یہاں بچوں کو نہلاتے ہیں تو ان کے پھوڑے پھنسی کو جلد آرام ہو جاتا ہے۔ خوشاب سے سیدھی سڑک قصبہ محوکا کو جاتی ہے۔

(۱۰) ذبہار ضلع سیالکوٹ تحصیل ظفروال کے پاس ایک گاؤں چینیہ پانی کے نام سے مشہور ہے۔ سُنا ہے کہ اس تالاب میں چند روز نہانے سے چنبل کا مرض دور ہو جاتا ہے۔

(۱۱) قصبہ سہنہ ضلع گوڑ گاؤں میں گرم پانی کا ایک چشمہ ہے قدیم زمانہ میں اکثر جذامی اس کے پانی سے نہاتے تھے۔ اگر وجع المفاصل یا عصبی امراض میں کچھ فائدہ ہوتا ہے تو گرم پانی کی گرمی پہنچنے سے ہوتا ہے۔ جلدی امراض میں فائدہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس پانی میں گندک پائی جاتی ہے۔ قصبہ کے لوگ اس کا پانی پینا دردِ شکم کے لیے مفید سمجھتے ہیں۔

(۱۲) مصوری کو جاتے ہوئے راج پورہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ندی کے کنارے بھگوان شیو کا ایک تیرتھ ہے جسے سمن دھارا کہتے ہیں۔ پہاڑی کے ایک طرف پانی چھن چھن کر گرتا ہے۔ بہت سے لوگ وہاں نہانے جاتے ہیں۔ اس کے پاس ہی ندی کے دوسرے کنارے گندک کے ٹھنڈے چشمے ہیں جن میں نہانے سے پھوڑے پھنسیاں دور ہو جاتی ہیں۔ نہانے کے علاوہ اس پانی کو بطور دوا بھی پیا جاتا ہے۔

موسمِ بہار میں

امراض کی روک تھام اور صحت کی حفاظت

موسمِ بہار:۔ کیا خوشنما، کیسا پیارا، کیسا دل خوش کرنے والا ہے۔ اس جنّت نظیر موسم میں نہ سردی زیادہ کہ دانت سے دانت بجے، نہ گرمی زیادہ کہ لُو کے تھپیڑے اور پسینے میں شور لتھپڑ، نہ برسات کا کیچڑ پانی۔ ہر طرف درخت نیا لباس پہنے لہلہا رہے ہیں۔ دلوں کی کلیاں کھلانے والے، آنکھوں کو طراوت بخشنے والے، اور اپنی مہک سے دماغ کو معطر کرنے والے پھول ہر طرف کھلے ہوئے ہیں۔ خوشنما، خوبصورت تیتریاں اُڑ رہی ہیں۔ جاڑے کی کلفت بھول کر پرندے چہچہا رہے ہیں۔ دریاؤں کا پانی موتی کی طرح چمک رہا ہے۔ دلوں میں امنگ ہے۔ ظاہر میں تو ہر طرف اس پیارے موسم کی وجہ سے خوشی ہی خوشی نظر آ رہی ہے

مگر

غور سے دیکھیے، یہ "پیارا" موسم آستین کا سانپ ہے۔ دیکھنے میں رُوئی اور چبھنے میں سُوئی۔ اس کے آتے ہی جسمِ انسانی میں ایک ہلچل مچ جاتی ہے۔ جس قدر ہلاکت، جس قدر پریشانی، جس قدر تکلیف اس موسم میں ہوتی ہے اور کسی موسم میں نہیں ہوتی۔

چیچک، خسرہ، نکسیر، پھوڑے، پھنسیاں، گلے میں درد، کیا عورت، کیا مرد، کیا بچے، کیا بڑے، جسے دیکھیے کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا ہے۔ جہاں جائیے ایک ہی داستان ہے، کسی کے پھوڑوں پھنسیوں میں سے خون اور پیپ بہ رہے ہیں، کوئی چیچک میں مبتلا ہے۔ اگر اس جان لیوا مرض سے بچ بھی گئے تو عمر بھر کے لیے چہرے کی خوبصورتی تو رخصت ہوئی۔

سیتلا کے داغ اس جہان میں تو مٹتے نہیں۔ پھر یہیں تک نہیں، یہ موذی مرض ایک سے دوسرے کو چمٹ جاتا ہے، سارا خاندان اس کی زد میں آجاتا ہے، اور بعض اوقات اس سے آنکھیں تک جاتی رہتی ہیں۔

۲۷ لاکھ انسان موت کا شکار

سرکاری رپورٹ کے مطابق یہ بہار کا موسم، یہ موسموں کا چنگیز اور ہلاکو، ہر سال ۲۷ لاکھ انسانوں کی رُوحیں اپنے شکنجے میں بھر لیتا ہے۔ اس میں وہ مریض شامل نہیں ہیں جو پھوڑوں، پھنسیوں، چیچک، خسرہ کی تکلیفیں اُٹھا کر، رو پیٹ کر اچھے ہو جاتے ہیں۔ ذرا پھر غور سے دیکھیے موسمِ بہار تو خواہ مخواہ بدنام ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جاڑے کے موسم میں زہریلا مواد جسم میں پڑا رہتا ہے۔ یہ مواد سردی کا موسم کم ہوتے ہی اُبل پڑتا ہے اور کمزور اعضا کو ناکارہ کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ سائنس کا نظریہ ہے کہ "سردی سکیڑتی ہے اور گرمی پھیلاتی ہے"۔ ہمارے جسم کا خون گرمی پا کر پھیلنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھیلنے کے ساتھ ساتھ اس میں جوش بھی پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس پھیلنے اور جوش کی وجہ سے **وہ** زہریلا مواد، جو جاڑے کے موسم میں جسم کے اندر پڑا تھا، خون میں شامل ہو جاتا ہے!

زہریلا خون

یہ کیا کام کرے گا۔ یہ کیوں کر ہمارے اندرونی اعضا کو طاقت پہنچائے گا۔ یہ کیوں کر جسم میں صفائی قائم رکھے گا۔ یہ تو خود ہی زہریلا ہو گیا ہے۔

نامور اطبا اور مشہور ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ دماغ کے خلیات (BRAIN CELLS) صرف خالص خون کی تیز رَو سے بڑھتے اور قائم رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص بھی جو اپنے خون کی طرف سے غفلت برتتا ہے، اور اُس میں زہر شامل رہنے کو برداشت کرتا ہے، نہ تو دماغ سے زیادہ کام لے سکتا ہے اور نہ اہم معاملات میں صحیح فیصلے کر سکتا ہے!

غذا سے جو طاقت حاصل ہوتی ہے، وہ خون جسم کے ہر عضو میں پہنچاتا ہے اور ساتھ ساتھ زہریلے مادّے کو، جو جسم اور تمام اعضا کو کمزور کرتا رہتا،

دفع کرتا ہے، مگر جب یہ خود ہی زہر ملا ہو جائے تو کیا ٹھکانا ہے! جلد کی بیماریاں، دانے، خارش، چنبل، داد، پتی، پھوڑے، پھنسیاں، خسرہ، چیچک یہاں تک کہ سرطان کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ پہلے خون کو صاف کیا جائے۔

RED CORPUSCLES. اچھا، صاف، طاقتور خون بیماریوں کا مقابلہ کرنے کے لیے قدرت کا بنایا ہوا قلعہ ہے۔ اگر خون کے سُرخ ذرات کم ہو جاتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جسم کے رگ اور ریشوں میں طاقت نہیں پہنچ رہی۔ اس لیے جب تک کہ خون صاف اور طاقتور نہ ہو جائے، آپ تن درست نہیں رہ سکتے۔ پھنسیاں، پھوڑے، داد، کھجلی، خسرہ، چیچک وغیرہ خون میں زہر کے دوسرے نام ہیں۔

چونکہ خون صاف اور طاقتور کرنے کے لیے کوئی مصفی دوا ایسی نہیں تھی جو خاص موسمِ بہار کی بیماریوں کو مدنظر رکھ کر بنائی جاتی ہو، اس لیے خوشی کی بات ہے کہ عرصہ ہوا ہمدرد مجلس تجربات نے مشہورِ عالم صافی ایجاد کر کے یہ کمی پوری کر دی ہے اور بنی نوع انسان کی تکالیف کو کم کر دیا ہے۔

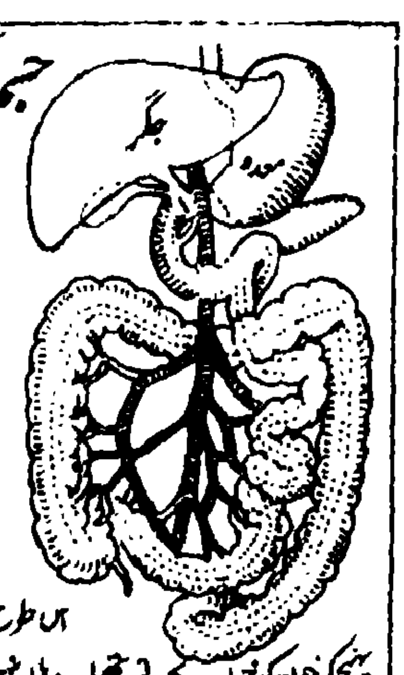
موسمِ بہار کی بیماریوں سے بچنے کی تدابیر

خداوندِ کریم نے ہر جاندار کو کسی نہ کسی قسم کا ہتھیار دیا ہے، جس سے وہ حملہ آوروں سے بچ سکتا ہے۔ ہرن تیز دوڑ سکتا ہے، شیر کے دانت اور پنجے ہیں، ہاتھی کی سونڈ اور وزنی جسم ہے، کبوتر اُڑ سکتا ہے، مگر انسان کا ہتھیار کونسا ہے۔ انسان کے پاس نہ پنجے ہیں، نہ دانت ہیں، نہ ٹانگیں ہی ایسی مضبوط ہیں ـــــ پھر انسان کا ہتھیار کونسا ہے؟ انسان کے پاس عقل کا سب سے بڑا اور سب سے قیمتی ہتھیار ہے۔ موسمِ بہار کی بیماریوں سے بچنے کے لیے بھی عقل ہی کام آسکتی ہے۔ یہ بھی ایک عقل کی بات ہے کہ کھانے پینے اور سونے میں احتیاط کی جائے اور یہ بھی عقل کی بات ہے کہ یقینی طور پر جسم اور خون سے آسان راستوں کے ذریعہ زہر باہر نکال دینے کے لیے مشہورِ عالم صافی کا استعمال کیا جائے۔ کیونکہ اگر صافی کی مدد سے آسان راستوں جیسے پسینے، پیشاب اور پاخانہ وغیرہ کے ذریعے سے زہر باہر نکالا گیا تو وہ رُک تو سکتا نہیں، زور کرتا ہے اور زور کر کے جلد کو پھوڑ کر باہر نکل جاتا ہے۔ اور پھر وہی پھوڑے، پھنسیاں، چیچک، خسرہ یہاں تک کہ سرطان کا خطرہ!

آپ کا فرض

آپ کا فرض ہے کہ خود اپنے کو اور اپنے خاندان کے ہر فرد کو موسمِ بہار کی بیماریوں سے بچائیے۔ موسمِ بہار ۱۵ فروری سے ۳۰ اپریل تک رہتا ہے۔ اس موسم کے قاتلانہ حملوں سے بچنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ اس زمانے میں رات کو دیر تک ہرگز نہ جاگیے، ثقیل اور دیر ہضم غذاؤں کو قطعاً ہاتھ نہ لگائیے اور چوں کہ خون تو پہلے ہی گرمی پا کر اُبل رہا ہے اس لیے خون میں تیزی اور جوش پیدا کرنے والی چیزوں سے بھی پرہیز کیجیے۔ اور ساتھ ساتھ دنیا کی سب سے بہتر مصفی دوا یعنی مشہورِ عالم صافی کا استعمال آپ خود بھی کیجیے اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی استعمال کرائیے۔ اس طرح آپ اور آپ کا سارا خاندان نہ صرف موسمِ بہار کی بیماریوں سے نجات حاصل کرے گا، بلکہ خون صاف ہو جانے کی وجہ سے سال کے ۵۲ ہفتے بھی صحت اور تن درستی سے گزریں گے۔

جسم کے نظامِ ہضم کے اعضا



اسی فی صدی روگ ان ہی اعضا کے کاموں میں گڑبڑ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ صافی کی یہ خاصیت ہے کہ ان اعضا کے فعل کو بالکل درست حالت میں رکھتی ہے۔ اگر ان میں خراب مادے جمع ہوں تو ان کو باہر نکالنے کا فوراً بندوبست شروع کر دیتی ہے اس طرح یہاں کے خراب مادے کو جو رگوں میں پہنچ پہنچ کر خون کو خراب کرتے تھے اب وہاں نہیں پہنچتے۔ عام دست آور دواؤں کو دست لانے سے کام ہوتا ہے۔ چاہے جسم کو دستوں کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ صافی ہی کی یہ عجیب تاثیر ہے کہ نظامِ ہضم کے اعضا پر ٹھیک ٹھیک عمل کرتی ہے۔

قدیم زمانے کے عقلا

قدیم زمانے کے عُقلا موسمِ بہار کو طاعون اور ہیضہ سے بھی زیادہ خطرناک سمجھتے تھے۔ اور موسمِ بہار آتے ہی جُلاب لیا کرتے تھے۔ آپ کے شہر یا قصبے میں جو کوئی پچیانوے، سو برس کے بڑے بوڑھے ہوں تو ان سے دریافت کیجیے، وہ اپنی صحت اور درازیٔ عمر کی وجہ یہی بتائیں گے کہ موسمِ بہار میں اُن کا جُلاب بندھا ہوا تھا۔ بے شک ہر سال بہار میں جلاب لینے کا قاعدہ نیا نہیں ہے۔ یہ جُلاب تمام سال صحت قائم رکھنے، خون، معدہ اور انتڑیاں صاف رکھنے کی بنیاد تھا۔ مگر گزشتہ

نے میں لوگ بہلیوں پر سفر کرتے تھے، بہلی بھی پہیوں پر چلتی تھی اور آج کل موٹر بھی پہیوں ہی پر چلتی ہے مگر موٹر، بہلی سے آگے کا سائنٹفک م ہے، اسی طرح جُلّاب کی وجہ سے دس دس پندرہ پندرہ روز پلنگ پر پڑے رہنے، بڑے بڑے قدحے اور پیالے پینے سے آگے کا سائنٹفک قدم مشہورِ عالم صَافِی ہے۔

جُلّاب میں علاوہ وقت ضائع ہونے کے ایک بڑی خرابی یہ بھی تھی کہ معدہ اور انتڑیوں پر ناقابلِ برداشت بوجھ پڑتا تھا، اور ست بہت آتے تھے، جس سے کمزوری بہت بڑھ جاتی تھی اور پھر مہینہ مہینہ بھر تک توانائی بحال نہیں ہوتی تھی۔

اس کے برخلاف صَافِی کا استعمال نہایت کم خرچ اور نہایت آسان ہے، اور پلنگ پر لیٹنے کے لیے وقت بھی نہیں نکالنا پڑتا، سی خاص پرہیز کی بھی ضرورت نہیں اور لطف یہ ہے کہ صافی پاخانے پیشاب اور پسینے کے آسان راستوں سے زہر اس طرح باہر نکال دیتی ہے محسوس بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ بعض لوگوں نے صَافِی کے استعمال کے بعد اپنے پیشاب، پاخانے اور پسینے کا امتحان کرایا تو ان میں خون کا زہریلا زہ موجود تھا، حالانکہ وہ ایسی آسانی سے خارج ہوا تھا کہ انھیں خبر بھی نہیں ہوئی تھی۔

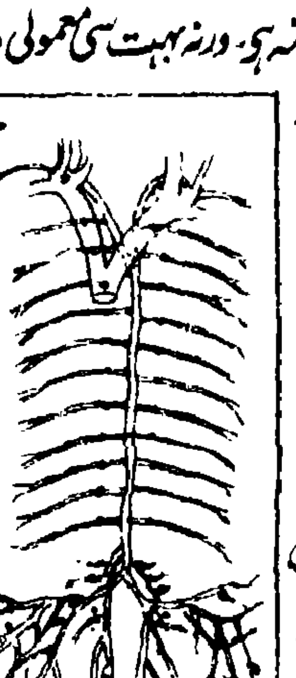
ہمدرد مجلس تجربات

علم طب کی قابلِ قدر اور ٹھوس خدمات انجام دینے والی ہمدرد مجلس تجربات کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب ابن حکیم صاحب قبلہ کی ذاتی اور کڑی نگرانی میں ہمدرد مجلس تجربات نے صَافِی کو اعجاز و کرشمہ بنا کر ایک نہایت لطیف سیال کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔

پہلے سالوں تک نہایت خاموشی کے ساتھ مجلس تجربات میں صافی کے اصولی اور فنی تجربات کیے گئے اور فنی حیثیت سے نہایت ریک اور دقیق تحقیقات کی گئی، کبھی اس کے ذائقہ کو جانچا گیا، کبھی جلد سے جلد اثر پیدا کرنے کی کاوش کی گئی، کبھی اس کے طاقتِ عمل بڑھانے ور طرزون بوٹی کے اضافہ کرنے پر بحث اور تجربات کیے گئے۔ اس کے بعد ہمدرد مجلس تجربات نے بالاتفاق پاس کر دیا کہ اب یہ تمام دیسی اور بدیسی صفّی دواؤں کی سرتاج ہے اور اس میں خون صاف کرنے اور فسادِ خون دُور کرنے کی ایسی یقینی قوتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ کوئی ہندستانی، یورپین و امریکی دوا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پھر اس کے بعد صَافِی کے اثرات دیکھنے کے لیے اسے ہزاروں مریضوں پر استعمال کیا گیا۔ پیشاب پاخانے اور پسینے کے کیمیائی امتحانات کیے گئے جب یہ تمام منازل طے ہو گئے تو اسے ہمدرد دواخانہ کی باقاعدہ مجرب المجرب دواؤں میں شامل کر لیا گیا۔

صَافِی کے کرشمے

چوں کہ صَافِی نہایت زود اثر دواؤں اور طرزون بوٹی سے مرکب ہے اس لیے فوراً ہی معدے اور آنتوں کی لمبی منزلوں سے گزر کر رگوں میں پہنچ جاتی ہے اور خون میں شامل ہو جاتی ہے۔ یہی صَافِی کا حیرت انگیز کرشمہ ہے۔ ورنہ بہت سی معمولی دوائیں جو بازار میں بکتی ہیں خون کو جب صاف کریں اور مصفی تو جب ثابت ہوں جب معدے سے نکل کر آنتوں اور جگر میں پہنچیں اور پھر رگوں اور خون میں۔ ان میں اکثر تو پہلی منزل یعنی معدے ہی میں رہ جاتی ہیں اور وہیں سے فضلے کے ساتھ خارج ہو جاتی ہیں۔



جسم میں غدد جاذبہ اور عروق جاذبہ کا نظام

اس نظام پر صافی کے استعمال سے حیرت انگیز اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ نظام صافی کے استعمال سے صحیح کام کرنے لگتا ہے اور پھر خون میں کوئی خرابی نہیں رہنے پاتی۔

صَافِی خون میں شامل ہو کر طبیعت کی مدد کرتی ہے اور عروق جاذبہ (LYMPHATIC VESSEL) میں ایسی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے کہ وہ زہر اور مواد کو جذب کر کے غدد جاذبہ (LYMPHATIC GLAND) کے سپرد کر دے جہاں سے وہ چھن کر آسان راستوں یعنی پاخانے، پیشاب اور پسینے کے راستے باہر دھکیل دیے جاتے ہیں۔

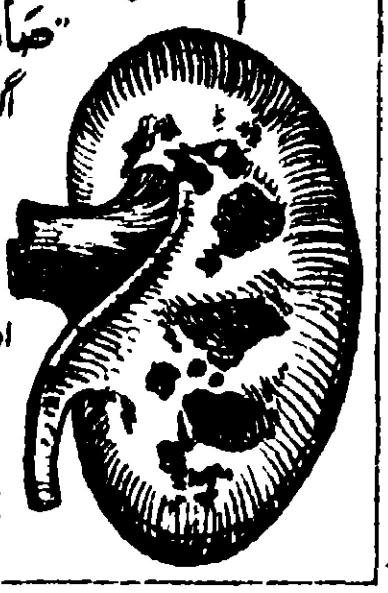
صرف یہیں تک ہی نہیں کہ صافی خون کو صاف کرتی ہے اور زہریلا مواد باہر نکالتی ہے۔ بلکہ جسم میں جو خلط غالب ہوتی ہے اس کو بھی اعتدال پر لے آتی ہے اور اس کا مواد بھی ان ہی آسان راستوں سے باہر نکال دیتی ہے۔

صَافِی کے کرشموں کے اسباب

صافی نہایت مؤثر فوری عمل کرنے والی نایاب بوٹیوں جن میں طرزون بوٹی بھی شامل ہے اور بہت سی بیش قیمت دواؤں کا ایسا نادر،

قابلِ فخر مجموعہ ہے جس کی تیاری میں ماہرفن دواسازوں کی ہنرمندی اور زمانہ حال کی نہایت قیمتی سائنٹی فک بجلی سے چلنے والی بہت سی مشینوں کی لاکھوں گردشوں سے اثر اور طاقت کے معجزے پیدا ہوگئے ہیں۔ بس کوگھرے، نہایت وسیع طبی علم اور دقیق سائنٹی فک تجربات سے نہایت مؤثر، مکمل، کارآمد اور دنیا میں سب سے بہتر خون صاف کرنے کی دوا بنایا گیا ہے۔ صافی جسم انسانی میں داخل ہوکر اس طرح اپنا معجزہ دکھاتی ہے کہ عروق جاذبہ کے اس عمل کو تیز کردیتی ہے جو خراب مواد نکالنے کے لیے انھیں قدرتاً انجام دینا پڑتا ہے۔ اس طرح عروق جاذبہ اور عروق دمویہ BLOOD-VESSELS خراب مواد کو جلد ایسے مقامات پر پہنچا دیتے ہیں جہاں سے انھیں جسم سے باہر نکلنے کے لیے راستہ مل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ صافی کبھی پاخانے کی صورت میں جسم کے خراب اور ناکارہ مواد کو نکالتی ہے، کبھی اس کے استعمال سے پسینہ زیادہ آتا ہے اور کبھی پیشاب۔

گردہ جسم کا سب سے بڑا دارونغۂ صفائی



"صافی" گردوں کے فعل کو اگر قدرتی طور پر ضرورت ہوتی ہے، بہت حد تک مدد پہنچاتی ہے اور پھر جسم کے سارے خراب مادے پیشاب کے راستے بہا دیتے ہیں۔

صافی غدود جاذبہ کے قدرتی افعال کو بھی باقاعدہ کردیتی ہے اور جو کام ان کے سپرد ہے وہ صافی سے زیادہ منظم اور آسان ہوجاتا ہے۔

صافی بیسویں صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے

کوئی مصنفی دوا نہ پہلے کبھی تھی اور نہ آج ہے جو مشہور عالم صافی کا مقابلہ کرسکے۔ لاکھوں صاحب کے ذاتی تجربہ سے یہ بات سورج کی طرح ظاہر ہوچکی ہے کہ صافی سب سے بہتر خون صاف کرنے کی دوا ہے۔ اس کے حیرت انگیز فوائد کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں علاوہ دیگر قیمتی دواؤں کے طرزون بوٹی بھی شامل کی جاتی ہے۔

پسینے کے غدود کا خوردبینی منظر



"صافی" ان غدودوں کو صحیح کام پر آمادہ کردیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صافی کے استعمال سے بعض اوقات پسینہ بہت آتا ہے۔

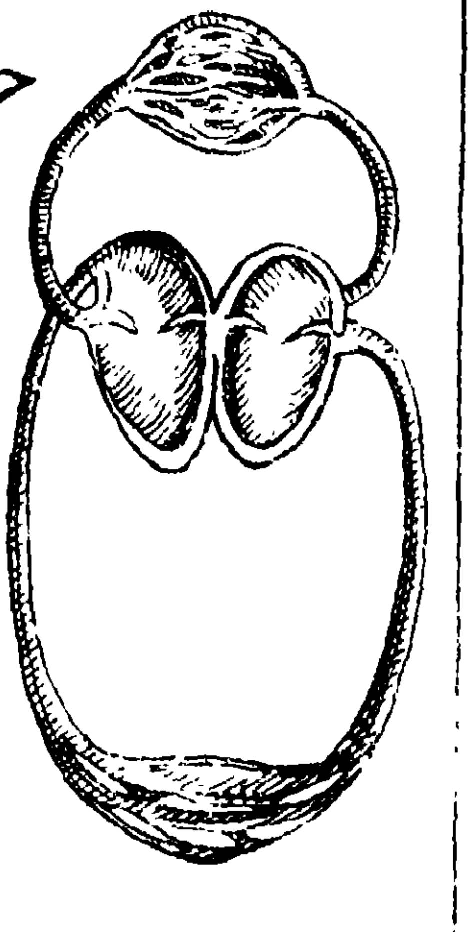
طرزون بوٹی ہمدرد مجلس تجربات کی خاص دریافت ہے۔ خون صاف کرتی ہے۔ پھنسی پھوڑوں کی دشمن ہے۔ سائنٹی فک مشینری سے نہایت باریک پیسی جاتی ہے۔ تاکہ سرمہ سے کئی گنا باریک پوڈر ہوجائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ رگوں کی گہرائیوں میں بھی خون کے ساتھ پہنچ جاتی ہے اور وہاں سے زہریلا مواد نکال دیتی ہے۔

طرزون بوٹی جو خون صاف کرنے کے لیے اکسیر اعظم ثابت ہوئی ہے۔ صافی کے علاوہ اور کسی بازاری، نام نہاد خون صاف کرنے کی دوا میں شامل نہیں ہوسکتی، کیونکہ یہ بڑی کاوشوں سے دریافت ہوئی ہے اور اس دریافت کا علم ہمدرد دواخانہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔ اس کے حیرت انگیز اثرات کی وجہ سے چیچک جیسے موذی مرض کا خطرہ جاتا رہتا ہے اور جن لوگوں یا بچوں کو چیچک نکل آتی ہے وہ اس کے چند روز کے استعمال سے بالکل تن درست ہوجاتے ہیں۔ پتی، کن پھیڑے، نکسیر، مہاسے، داد، گرمی دانے، خسرہ، کھجلی کے دفع کرنے کے لیے تمام ہندستان میں مشہور ہے۔ ہر عمر اور ہر مزاج کے بچوں، بوڑھوں، جوانوں اور عورتوں کو ہر موسم میں فائدہ بخشتی ہے۔

اس کے استعمال کے بعد لمبے چوڑے مسہل لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور نہ کسی خاص احتیاط کی۔ بس صبح اٹھتے ہی صافی پانی یا دودھ میں ملاکر پی لیا کیجیے۔ آپ کے چہرے پر رونق رہے گی۔ جلد صاف شفاف رہے گی۔ جسم پر کوئی پھنسی، پھوڑا نہیں ہوگا۔ دل، جگر، پھیپھڑے، گردے بالکل صحیح کام کرتے رہیں گے۔ معدہ اوّل نمبر کا کھانا ہضم کیا کرے گا اور سال بھر تک صحت قائم رہے گی۔

اچھی صحت جوانی کی خوشی اور بڑھاپے کا سہارا ہے۔ اچھی صحت ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے بغیر دنیا میں کامیابی ناممکن ہے۔

جسم میں دورانِ خون



صَافی نہ صرف خون کے اصل نقصوں کو دور کر دیتی ہے بلکہ خون کی گردش کو بھی صحیح حالت میں رکھتی ہے۔

لاکھوں صحاب آج کل موسمِ بہار میں صَافِی استعمال کر رہے ہیں پ بھی ابھی منگائیے۔

صَافی کے استعمال کا طریقہ

صَافِی کے استعمال کا طریقہ یہ ہو کہ روزانہ صبح کو نہار مُنھ ایک تولہ صافی دھ یا پانی میں ملا کر پی لیں۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ تک کچھ نہ کھائیں۔ اگر صافی ہ دورانِ استعمال میں پسینہ کثرت سے خارج ہو یا پیشاب بار بار آنے لگے تو اس ے ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ صافی کا اثر شروع ہو گیا اور صافی ان کے ناقص مادوں کو پسینے اور پیشاب کی راہ خارج کر رہی ہو۔ اگر پیٹ میں انی ہو تو صافی کی خوراک کو دوگنا کر کے اور اسے گرم پانی میں ملا کر پیا جائے۔ ں کا اثر یہ ہوگا کہ دو تین دست ہو جائیں گے اور طبیعت میں شگفتگی اور ہلکا پن محسوس ہونے لگے گا۔

حفظِ ماتقدم اور صحت کی حفاظت کے لیے محض ایک مہینہ تک صَافِی کی روزانہ ایک خوراک پی لینا بالکل کافی ہو۔ بچوں کو صَافِی ۱/۲ سے ۱/۴ چھٹانک تک دی جاتی ہو۔ البتہ موسمِ بہار کی بیماریوں میں کچھ اضافوں کی ضرورت ہوگی جن کی تفصیل آگے چل کر بیان کی جائے گی۔

سفینہ بنا رکھیں طوفان سے پہلے

بے شمار صحاب جب موسمِ بہار کے امراض شروع ہو جاتے ہیں اور چیچک، خسرہ، پھنسیوں، پھوڑوں کا زور شروع ہو جاتا ہو تو مشہورِ عالم صَافِی کی تلاش کرتے ہیں۔ فائدہ تو اس وقت بھی حاصل کرتے ہیں مگر ایسے صحاب کو چاہیے کہ وہ اُن لاکھوں عورتوں اور مردوں کی طرح، جو چوری ہونے سے پہلے مضبوط قفل کا بندوبست کرتے ہیں، جو طوفان آنے سے پہلے کشتی تیار کر لیتے ہیں، جو موسمِ بہار کی بیماریاں شروع ہونے سے پہلے صَافِی اپنی الماری میں، اور سفر کرنے سے پہلے اپنے ہینڈ بیگ میں رکھتے ہیں، خود بھی پہلے سے منگا لیا کریں۔

صَافِی اور بہار کی بیماریاں

موسمِ بہار کی مختلف بیماریوں میں اگرچہ صَافِی کا استعمال بالکل شافی علاج ہو تاہم اس کا طریقۂ استعمال مختلف ہوتا ہو۔ اس لیے یہاں الگ الگ ہر مرض میں صَافِی استعمال کرنے کے آسان طریقے لکھے جاتے ہیں:۔

صَافِی اور خون کا بخار:۔ خون میں جوش آجانے سے ایک خاص قسم کا بخار پیدا ہو جاتا ہو جسے اطبا کی زبان میں **سونوخس** کہتے ہیں۔ اس میں خون کے غلبہ اور اس کے گرم ہو جانے کی سب علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر بخار آنے سے پہلے جب مریض کو انگڑائیاں آنی شروع ہوں، سر بھاری معلوم ہو اور آنکھوں میں غیر معمولی سُرخی محسوس ہو تو صَافِی ایک تولہ تھوڑے سے پانی میں ڈال کر دونوں وقت پلائیں۔ اس سے خون اپنی اصل حالت پر آجاتا ہو۔ اس کی گرمی بجھ جاتی ہو اور بخار کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ گر اس نوبت پر علاج نہیں کیا جا سکے اور بخار ہو جائے تو ایک تولہ صَافِی ایک چھٹانک پانی میں ڈال کر صبح کو پلائیں۔ شام کو بھی یہی دوا دیں۔ سات دن کے بعد آٹھویں دن صبح کو دو تولے صَافِی نیم گرم پانی یا گرم دودھ میں ڈال کر پلائیں اس سے شام تک دو تین دست ہو جائیں گے۔ شام کو چار بجے خمیرۂ مروارید ۶ ماشے یا خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے کسی موسمی پھل کے رس کے ساتھ کھلائیں۔ نویں دن پھر ایک تولہ صَافِی پانی یا دودھ میں ملا کر دیں۔ شام کو اسی دوا کی دوسری خوراک دیں۔ دسویں دن پھر ڈبل خوراک سے مسہل دیں۔ اسی طرح ۳ مسہل دیں۔ اس سے بخار رفع ہو جائے گا اور خون اپنی کیفیت اور طبیعت کے لحاظ سے اصل حالت پر آجائے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ مسہل کے لیے آٹھویں دن ہی کا انتظار کیا جائے اگر ضرورت ہو تو درمیان ہی میں مسہل دے دیں۔ بخار رفع ہونے کے ایک ہفتہ بعد تک دوا دیتے رہیں۔ نقاہت رفع کرنے کی غرض سے خمیرۂ مروارید ۶ ماشے یا خمیرۂ ابریشم شیرہ عنّاب والا ۶ ماشے دودھ یا کسی پھل کے رس کے ساتھ استعمال کرائیں۔ غذا میں پالک، مونگ کی دال،

ہرا گھیا (لوکی)، ٹماٹر یا سیب کی ترکاری دی جائے۔ دودھ بھی دیا جا سکتا ہے۔ گوشت سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔ میٹھی چیزیں بھی زیادہ نہ دیں۔ زیادہ مرچ اور نمک سے بھی پرہیز کریں۔ پھلوں میں انار، سنترہ اور سیب یا دوسرے موسمی پھل دینے چاہییں۔

صافی اور خسرہ: جن بچوں کے خسرہ نہ نکلی ہو انھیں موسم بہار شروع ہوتے ہی روزانہ صبح و شام ۳ ماشے صافی ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں۔ جن بچوں کے ٹیکا لگ چکا ہو انھیں بھی صافی دینی چاہیے۔ اگر خسرہ نکل آئی ہو تو صافی ۳ ماشے عرق تیفو دیہ (جوشاندہ) دو تولے میں گھول کر دیں۔ اس سے خسرہ کے دانے اچھی طرح ظاہر ہو جائیں گے۔ جب خسرہ نکل چکے تو کمزوری دُور کرنے کی غرض سے خمیرہ مروارید دو ماشے کھلا کر اُوپر سے دودھ یا کسی موسمی پھل کا رس پلائیں اور چند روز تک مسلسل پلاتے رہیں۔ خسرہ کے بعد جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں یا کسی مقام پر ورم یا سُرخ نشانات باقی رہ جائیں تو بھی صافی ۳ ماشے پانی میں حل کر کے کچھ دن تک پلاتے رہیں۔ بچہ بہت چھوٹی عمر کا ہو تو صرف ۳ ماشے صافی پلائیں۔ شام کو نونہال آدھا چمچہ چٹائیں۔ خسرہ کے بعد دست آنے لگیں یا پیٹ پھولنے لگے اور بچہ دُبلا ہو جائے، پیٹ غیر معمولی طور پر بڑھ جائے تو صبح کو صدودی آدھا چمچہ دودھ میں ڈال کر اور شام کو نونہال آدھا چمچہ چٹانے یا دودھ میں ملا کر دیں۔ کھانسی باقی رہ جائے تو سعالین آدھی ٹکیہ پانی یا دُودھ میں گھول کر دن میں چند بار دیں۔

صافی اور چیچک: چیچک کے آثار نمایاں ہوتے ہی خمیرہ مروارید ۲ ماشے کھلا کر اُوپر سے صافی ۳ ماشے پانی میں ملا کر پلائیں۔ چیچک نکل جانے تک برابر یہی دوا دیتے رہیں۔ دانے کم نکلیں اور خراب عوارض پیدا ہونے لگیں تو جب تیفو دیہ (جوشاندہ) کا عرق ایک عدد عرق تیفو دیہ ۲ تولے میں گھس کر بار بار دیں۔ زخم باقی رہ جائیں تو انھیں نیم کے پانی سے دھو کر ہمدرد مرہم لگاتے رہیں اور صافی ۳ ماشے پانی میں ملا کر زخم بھرنے تک پلاتے رہیں۔

صافی اور حلق کا درد: شروع موسم بہار میں اکثر حلق میں درد ہونے لگتا ہے کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے۔ اگر صرف حلق میں درد ہو تو صافی ایک ایک تولہ ذرا سی چائے میں گھول کر صبح و شام پلائیں۔ اگر طبیعت بھاری بھاری ہو تو تیسرے دن صافی کی مقدار دوگنی کر دیا کریں۔ حلق کے اندر پھریری سے دوائے گلو دن میں دو بار لگائیں۔ صبح کو نہار منہ دوائے غرغرہ ۲ تولے کو پانی میں جوش دیکر اور صاف کر کے غرارے کر لیا کریں۔ کھانسی بھی ہو تو سعالین کی ۱، ۱ ٹکیہ منہ میں ڈال کر چوستے رہیں۔ بخار کی صورت میں صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں گھولیں اور خاکسی ۶ ماشے پھانک کر پییں۔

صافی اور خارش: کھجلی دو قسم کی ہوتی ہے خشک اور تر۔ اگر خارش خشک ہو، بدن پر پھنسیاں نہ ہوں اور مرض پُرانا نہ ہو تو صرف صافی ایک ایک تولہ صبح و شام حسب معمول پندرہ بیس دن تک استعمال کرنے سے دور ہو جاتا ہے۔ مرض کے پُرانا ہونے کی صورت میں سفوف چوب چینی ۶ ماشے پھانک کر اوپر سے صافی ایک تولہ پانی میں ملا کر صبح کو پی لیا کریں۔ شام کو معجون مصفی خاص ۶ ماشے کھا کر اُوپر سے صافی ایک تولہ کسی پھل کے رس میں ملا کر نوش کر لیا کریں۔ ایک ہفتہ تک مسلسل یہی دوائیں استعمال کرتے رہیں۔ آٹھویں دن صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل لیں۔ دو تین دست آکر مرض میں نمایاں تخفیف ہو جائے گی۔ بدن پر روغنِ صندل ایک تولہ دھوئی تلی کے ۱۰ تولہ تیل میں ملا کر ملیں۔ خارش تر ہو اور پُرانی نہ ہو اور بدن میں پھنسیاں نکل آئیں تو صرف صافی حسب معمول استعمال کیجیے یا صرف صافی ایک تولہ، پانی ۵ تولے، گندک سیال ۳ قطرے ملا کر پییں۔ خارجی طور پر ایک تولہ ضماد جرب، ۵ تولے گھی میں ملا کر صبح کی دھوپ میں بیٹھ کر ملیں۔ آدھے گھنٹے کے بعد چنے کی بھوسی جسم پر مل کر غسل کر لیں۔ اسی طرح تین دن تک کریں۔ غذا میں سبز ترکاریاں کھائیں، نمک، مرچ اور مسالے کم کر دیں۔ ترشی اور تیل سے بالکل پرہیز کریں۔

صافی اور پھوڑے پھنسیاں: پھوڑے پھنسیاں خواہ کسی قسم کی ہوں صافی کا حسب معمول صبح و شام کا استعمال ان کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ سات دن تک دونوں وقت یہی دوا پی کر ساتویں دن رات کو قرص ملین دو عدد کھا کر سو رہیں۔ صبح کو صافی دو تولے ذرا گرم پانی میں ڈال کر پی لیں۔ آسانی سے ممکن ہو تو اسی طرح ایک دن چھوڑ کر تین دن مسہل لیں۔ اگر پھوڑے میں درد زیادہ ہو اور پیپ پڑنے کے آثار پائے جائیں تو اس پر نیم کے پتے ۵ تولے پانی میں پکا کر اس کا بھرتہ بنا کر باندھیں یا [illegible] لگائیں۔ پیپ نکل جانے کے بعد ہمدرد مرہم لگا کر پٹی باندھا کریں۔

صافی اور ماشرا: ماشرا حقیقت میں چہرے کا سُرخ باد ہے۔ بکثرت موسم بہار میں چہرے پر ورم آجاتا ہے۔ جو جلد [illegible] ایک قسم کے کیڑے کی وجہ سے ہوتا ہے جسے اسٹرپٹوکاکس پایوجینس (STREPTOCOCCUS PYOGENES) [illegible] کہتے ہیں [illegible] موسم بہار میں اکثر ہوتا ہے [illegible] صافی کا باقاعدہ [illegible] صافی ہی سے مسہل لیں [illegible] سفوف [illegible]

صافی اور گلسوئے:- گلسوئے جن کو کن پھیڑے (MUMPS) بھی کہتے ہیں۔ سخت متعدی مرض ہے جو خزاں یا بہار کے موسم میں ایک قسم کا کیڑا سرایت کر جانے سے دبا پھیل جاتا ہے۔ اس مرض میں کان کی جڑ ورم آجاتی ہے۔ بخار بھی آجاتا ہے۔ یہ بیماری بچوں اور نوجوانوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔ اس مرض کے پھیلتے ہی تن درست بچوں اور نوجوانوں کو روزانہ صبح کے وقت ایک تولہ صافی پانی میں ملا کر پلائیں۔ بچوں کو صافی ۶ ماشے کی مقدار میں دیں۔ مقامی طور پر ورم کی جگہ ہمدرد مرہم ملیں۔

صافی اور خناق خناق بھی چھوت دار بیماری ہے اور بچوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ گرمی بڑھنے سے پہلے ہی حفظ ماتقدم کی غرض سے صافی ایک تولہ پانی یا کسی مناسب عرق میں ملا کر پلائیں۔ مرض لاحق ہو جانے پر صبح کو معجون عشبہ ۶ ماشے یا اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھلا کر اوپر سے صافی ۶ ماشے نیم گرم پانی یا چائے میں ملا کر پلائیں۔ حلق میں درد ہو تو دھلے غوزہ ایک تولہ پانی میں جوش دے کر نیم گرم پانی سے غرارے کرائیں۔ مقامی طور پر ہمدرد مرہم لگائیں۔ چوتھے پانچویں دن صافی ۲ تولے نیم گرم پانی میں ڈال کر پلائیں۔ اس سے دو تین اجابتیں ہو کر مرض کا زور گھٹ جائے گا۔

صافی اور نکسیر بہار اور گرمی کے موسم میں اکثر نکسیر پھوٹنے لگتی ہے۔ نکسیر پھوٹتے ہی صافی ایک تولہ صبح و شام چند دن تک استعمال کر لینی چاہیے۔ سر پر گلاب کا تیل ملیں اور یہی تیل ناک میں ٹپکائیں۔

صافی اور مہاسے:- مہاسوں سے چہرہ بہت بدنما ہو جاتا ہے۔ اس مرض کے پیدا کرنے میں خون کی خرابی کو کافی دخل ہے۔ صافی مہاسوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ روزانہ صبح کو صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملا کر پی لینا کافی ہے۔ کبھی کبھی صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل بھی لے لیا کریں۔ عورتوں کو یہ شکایت ہو تو ایام کی خرابیوں کو دور کرنے کی غرض سے اوپر کے نسخے کے علاوہ رات کو سوتے وقت مستورین کا ایک چمچہ بھی دودھ میں گھول کر پی لیا کریں۔ چہرے پر ضماد مہاسہ یا غازہ حسن افزا (رجسٹرڈ) رات کو سوتے وقت پانی میں گھول کر ملنا چاہیے۔

صافی اور پتی:- پتی میں صافی ۱ تولہ پانی یا دودھ میں ملا کر صبح و شام چند دن تک پئیں۔ بیرونی طور پر سرکہ ۱ تولہ روغن گل ۱ تولہ ملا کر بدن پر ملیں۔

صافی اور انہوریاں:- انہوریوں کو دھوپ بھی کہتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے باریک دانے ہوتے ہیں جو جسم پر نکل آتے ہیں۔ یہ بیماری پسینے کی گلٹیوں میں اور جلد کے بالائی طبق کے نیچے پسینہ رک جانے سے ہوا کرتی ہے۔ صافی پسینے کی گلٹیوں میں تحریک پیدا کر کے ان کو سرگرم عمل بنا دیتی ہے۔ اس لیے صافی کے استعمال سے بہت جلد انہوریاں مٹ جاتی ہیں۔ ایک تولہ صافی کو ذرا سے پانی میں گھول کر پلائیں۔ جسم پر دانے بہت زیادہ ہوں تو شام کو بھی صافی ۱ تولہ کسی پھل کے رس میں ملا کر پئیں۔

صافی اور داد:- داد بڑی چھوت دار بیماری ہے۔ جدید تحقیقات سے اس کا سبب ایک نباتی کیڑا ثابت ہوا ہے۔ داد میں صافی بہت سریع الاثر ہے۔ ایک تولہ صافی پانی میں ملا کر پلائیں۔ داد پر روغن گندم یا روغن قوبا یا ضماد داد لگائیں۔

صافی اور چنبل:- چنبل جسے انگریزی میں سوریسس (PSORIASIS) کہتے ہیں۔ نہایت تکلیف دہ اور ہٹیلا مرض ہے۔ اس میں جلد پر چھوٹے چھوٹے گلابی رنگ کے متفرق ابھار پیدا ہو جاتے ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے چھلکوں کی تہ ہوتی ہے جو نوچنے سے اتر جاتی ہیں۔ یہ ابھار یا داغ رفتہ رفتہ بڑھتے رہتے ہیں اور ان میں خارش ہوا کرتی ہے کبھی بہت سے داغ مل کر ایک جال سا بنا دیتے ہیں۔ صافی چنبل کے لیے بالکل شفا بخش دوا ہے۔ حب لیموں ۲ عدد یا اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھا کر صافی ایک تولہ پانی میں ملا کر پئیں۔ مقامی طور پر ضماد خارش جدید یا ہمدرد مرہم لگائیں۔

صافی اور طاعون:- اگرچہ ہندستان میں طاعون کی بیماری مختلف موسموں میں پھیلا کرتی ہے لیکن صوبہ بمبئی اور دکن وغیرہ میں مارچ کے مہینے میں اس کے پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ غدوی طاعون میں بغل، کنج ران وغیرہ کے غدد جاذبہ ورم جاتے ہیں۔ صافی طاعون غدوی اور طاعون فلغمونی میں بہت مفید ہوتی ہے۔ مرض کے حملے سے پہلے جب طاعون کسی مقام پر پھیل رہا ہو، روزانہ صبح کو حب طاعون عنبری ۲ عدد کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اگر مرض کا حملہ ہو جائے تو صبح کو حب طاعون عنبری ۲ عدد صافی ایک تولہ پانی میں ملا کر پئیں۔ شام کو خمیرہ صندل سادہ نو ماشے کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ پانی یا عرق بید مشک ۵ تولے میں ملا کر پلائیں۔ ہذیان یا بخار کی زیادتی میں بار بار خمیرہ صندل ۳ ماشے عرق بید مشک کے ساتھ دیتے رہیں۔ بغل، کنج ران یا کان کے پیچھے ورم نمودار ہونے پر ضماد طاعون پیس کر نیم گرم لگائیں یا قلزم یا ہمدرد مرہم بار بار لگاتے رہیں۔ مرض کے بعد کی کمزوری

میں دوا المسک بارد جواہر والی ۳ ماشے یا دوا المسک بارد سادہ ۳ ماشے اور خمیرہ زمرد ۳ ماشے ملاکر کسی تازہ پھل کے رس کے ساتھ دیں۔

گرمی دانے :- جن بچوں یا بڑوں کو گرمی یا برسات کے موسموں میں گرمی دانے نکل کر تکلیف دیتے ہوں، انھیں بطور حفظ ما تقدم صافی کا استعمال بہار کے موسم میں کرلینا چاہیے۔ معمولی حالات میں صافی کی ایک خوراک ہر روز صبح بیس پچیس دن تک پی لینا کافی ہوتی ہے۔ اگر زیادہ احتیاط مدنظر ہو تو دونوں وقت بھی صافی استعمال کی جاسکتی ہے۔ برسات کے دنوں میں گرمی دانوں کی تکلیف کی موجودگی میں صافی کا استعمال صبح وشام دونوں وقت دس پندرہ دن تک کرلینا چاہیے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے ¼ سے ½ خوراک تک صافی دینی چاہیے۔ گرمی دانوں پر ہمدرد پاوڈر دن میں ایک دو مرتبہ مل لینا چاہیے۔

پیشاب کی جلن :- جن عورتوں اور مردوں کو پیشاب تنگ کرتا ہو انھیں صافی ۱ تولہ دودھ یا دودھ کی لسی میں ملاکر چند روز پی لینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اگر تکلیف زیادہ ہو تو دونوں وقت صافی استعمال کرنی چاہیے۔

دائمی قبض :- دائمی قبض کے مریضوں کو صافی ایک تولہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ پی لینا کافی ہے۔ اس مرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے دس بارہ دن مسلسل استعمال کریں پھر ایک ایک دن وقفہ دیکر استعمال کریں۔ اس طرح آہستہ آہستہ خوراک کم کرکے دوا چھوڑدیں۔ حاملہ کا قبض دور کرنے کے لیے صافی بلاتکلف دینی چاہیے۔ یہ دوا حاملہ کے قبض کو نہ صرف دور کردیتی ہے بلکہ اس کی طبیعت کی بے چینی اور متلی وغیرہ کی شکایت کو بھی بڑی حد تک ختم کردیتی ہے۔

طبیعت گرمی گرمی رہنا :- موسموں کے بدلنے کے دنوں میں جن صاحب کی طبیعت گرمی گرمی رہتی ہو انھیں صافی کی ایک خوراک صبح نہار منھ دس بارہ دن تک استعمال کرلینی چاہیے اس سے ایک دو دن ہی میں طبیعت سنبھلنی شروع ہوجائیگی

پہاڑوں پر جانے والے :- میدانوں کے رہنے والے جب گرمی کا موسم گزارنے کے لیے سرد مقامات پر جاتے ہیں تو کبھی کبھی ان کو پھوڑے پھنسیوں اور کھجلی وغیرہ کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے۔ بچے خاص طور پر اس تبدیلی سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ان تکلیفوں سے بچنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ پہاڑ پر جانے سے پہلے پندرہ بیس دن تک صافی کی ایک خوراک صبح نہار منھ دودھ میں ملاکر استعمال کرلی جائے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے آدھی یا اس سے کم خوراک دی جاتی ہے۔ پہاڑوں پر جو صاحب جلدی شکایتوں میں مبتلا ہوں انھیں صافی صبح وشام استعمال کرنی چاہیے۔

دواؤں کی قیمتیں

جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے اس فہرست میں لکھی جاتی ہیں :-

نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت
اطریفل شاہترہ	ایک تولہ	۰/	سفوف چوب گزوالا	۱ تولہ	۱/
حب تینو دیہ (رجسٹرڈ)	۱ درجن	۶/	صافی (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	۱۰/
حب طاعون عنبری	۱ 〃	۶/	صدوری (۱۰ اخوراک)	۱ 〃	عہ/
حب لیموں	۲۰ گولیاں	۱۰/	ضماد جرب	۱ تولہ	۱/
خاکسی	۲ ماشے	—/	ضماد خارش جدید	۱ 〃	۲/
خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا	۱ تولہ	۸/	ضماد داد	۱ 〃	۱/
خمیرہ زمرد	۱ 〃	۸/	ضماد طاعون	۱ 〃	۲/
خمیرہ صندل سادہ	۱ 〃	/	ضماد مہاسے	۱ 〃	۱/
خمیرہ گاؤزبان عنبری	۱ 〃	۱۰/	عرق بید مشک قسم اول	۱ بوتل	سعہ/
خمیرہ مروارید	۱ 〃	۴/	عرق تینو دیہ (رجسٹرڈ)	۱ 〃	۱ع/
دوا المسک سادہ	۱ 〃	۲/	غازہ حسن افزا	۱ ڈبیہ	۱۲/
دوا المسک بارد جواہر والی	۱ 〃	۸/	قرص ملین	۱ درجن	۳/
دوائے غرغرہ	۱ 〃	۱/	قلزم	۱ شیشی	عہ/
دوائے گلو	۱ 〃	۲/	گلاب کا تیل	۱ تولہ	۱/
رسوت	۱ 〃	—/	گندک سیال	۱ تولہ	عہ/
روغن صندل	۱ 〃	۱۲/	مسلورین (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	عہ/
روغن قوبا	۱ 〃	۸/	معجون مقوی خاص	۱ تولہ	۳/
روغن گل	۱ 〃	۰/	نونہال (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	۸/
روغن گندم	۱ 〃	۸/	ہمدرد مرہم (رجسٹرڈ)	۱ ڈبہ	۸/
شعالین	۱ شیشی	۸/	ہمدرد پاؤڈر	۱ پیکٹ	۴/

حفظِ صحت اور طب کا ماہوار مصور رسالہ

صحت ہمدرد دہلی

اپریل سنہ ۱۹۴۳ء

مرتبہ
حکیم حافظ محمد سعید، دہلوی

جلد ۱۱
نمبر ۱

فہرست مضامین

قیمت سالانہ مع اشاعت خاص معمولی ایک روپیہ۔ قیمت فی پرچہ دو آنے

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت دہلی سے شائع کیا

مرحوم ڈاکٹر محمد اشرف الحق

از جناب قیصری بیگم صاحبہ ہمشیرہ محترمہ ڈاکٹر اشرف الحق صاحب مرحوم، حیدرآباد، دکن

پچھلے مہینے ہمارے مخلص کرم فرما اور ہمدرد صحت کے مشہور قلمی معاون لفٹننٹ کرنل جناب ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب ایم بی.سی. ایچ.بی، (ایڈنبرا) ایم.ڈبلیو.ایل.ایس.آر، (برلین) کے انتقال پُر ملال کی اطلاع ہم کو اس وقت ملی جب کہ اس ماہ کے پرچے کی کتابت اور طباعت بھی ہو چکی تھی اور ہم مجبوراً ناظرین کو وقت پر اس فنی اور علمی حادثہ کی اطلاع نہیں دے سکتے تھے۔ اس ماہ کے پرچے میں ہم چند سطور اپنے دلی رنج و افسوس کے اظہار کے لیے لکھنے ہی والے تھے کہ مرحوم ڈاکٹر صاحب کی ہمشیرہ محترمہ جناب قیصری بیگم صاحبہ کا ایک مضمون ہمیں حیدرآباد سے ملا، جس میں موصوفہ نے مرحوم کے سوانح حیات اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں۔ ہم اس مضمون کو ان کے دلی شکریہ کے ساتھ نذر ناظرین کرتے ہیں۔

مرحوم و مغفور ڈاکٹر صاحب کی رحلت ہمارے لیے دوگونہ رنج و ملال کا باعث ہوئی ہے۔ محمد اشرف الحق کی وفات سے ہم ذاتی طور پر اخلاص و مودت کے ایک مجسمہ اور سادگی اور بے تکلفی کے دل دادہ سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئے، اور لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب کی موت سے ہمدرد صحت کے ایک ایسے مضمون نگار نے جگہ خالی کی ہے جس کے بھرنے کی کوئی امید نہیں اور جس کی فنی مہارت، علمی ذوق، ادبی شغف اور تالیف و تصنیف کی اہلیت اور ان کی دیگر دماغی صلاحیتیں، ان کے بعض نصابی تراجم، اعادۂ شباب کے متعلق ان کی اہم تالیفات اور متفرق علمی مضامین سے واضح اور مسلم ہیں۔ ڈاکٹر اشرف مرحوم ہندستان کے ان چند اصحاب فن میں سے ایک تھے جنھوں نے اعادۂ شباب کا غلغلہ یورپ میں بلند ہونے پر اس کے مختلف نظریات اور عملیات کی براہ راست تحقیق کی۔ ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری مرحوم نے انگریزی زبان میں اعادہ شباب پر ایک اہم تالیف چھوڑی ہے جو ان کے اس شغف کی جو ان کو تجدید و اعادۂ شباب سے تھا، یادگار ہے۔ لیکن مرحوم ڈاکٹر اشرف الحق کی خصوصیت یہ تھی کہ انھوں نے اپنے علم اور تحقیق کو اردو دان پبلک کے لیے عام کر دیا اور اردو میں اعادہ شباب کے متعلق صحیح اور مستند معلومات ان ہی کے ذریعہ سے منتقل اور عام ہوئیں۔ ہمدرد صحت کی سب سے پہلی اشاعت خاص تجدید و اعادۂ شباب پر تھی اور اسی کی مناسبت سے ہمدرد صحت کے مرحوم سے تعلقات شروع ہوئے تھے، جو آخر تک اخلاص و محبت کی بنیادوں پر قائم رہے۔ افسوس ہے کہ اب ہم اس صاحبِ اخلاص و محبت سے محروم ہیں۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

مرحوم ڈاکٹر صاحب کی بیگم صاحبہ اور ان کی ہمشیرہ محترمہ قیصری بیگم صاحبہ اور ان کے خاندان کے دیگر افراد سے ہم ان کے اس حادثہ میں اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ "ہمدرد صحت"

صبح کو طائران خوش الحان
پڑھتے ہیں کل من علیہا فان

لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب ایم.بی.سی. ایچ.بی (ایڈنبرا) ایم ڈبلیو.ایل.ایس.آر، (برلین) مرحوم مغفور خان بہادر مولوی محمد شرف الحق صاحب مہتمم بندوبست سرکار عالی کے فرزند دل بند تھے، جو حضرت علامہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پانچویں پشت میں پوتے تھے، اور شمس العلما ڈاکٹر حافظ مولوی نذیر احمد صاحب ایل.ایل.ڈی مرحوم مغفور

کے نواسے تھے۔ آپ بمقام دہلی کوچہ سعادت اللہ خاں میں سنہ ۱۸۷۵ء میں تولد ہوئے۔ طبعی طور پر آپ نہایت ذی فہم، طباع، عقلمند اور حاضر جواب تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کرنے کے بعد علی گڑھ میں بغرض تعلیم رکھے گئے اور سترہ سال کی عمر میں سنہ ۱۸۹۲ء میں ڈاکٹری کے لیے انگلینڈ روانہ ہوئے۔ کامل بارہ سال آپ اپنے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کے صرفہ سے یورپ میں رہے۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں بلدہ واپس آئے۔ آپ کے جد بزرگوار نے آپ کو مشورہ دیا کہ ایک اسپتال اعلیٰ پیمانہ پر قائم کر دیا جائے اور ساتھ ہی اس کے لیے دو ہزار کی رقم روانہ فرمائی۔ آپ نے والد ماجد کے بنگلہ واقع نامپلی میں اسپتال قائم کر لیا اور روزانہ مریضوں کا ہجوم رہنے لگا۔ لیکن طبیعت میں مروت کا مادہ اس قدر تھا کہ کسی سے فیس لینا تو درکنار دوا کی قیمت بھی نہ لیتے تھے۔ اس کیفیت کو ملاحظہ فرماتے ہوئے آپ کے والد ماجد نے آپ کو کرنل سر افسر الملک بہادر سے ملوایا۔ صاحب موصوف نے دوستانہ تعلقات کے علاوہ ڈاکٹر صاحب میں غیر معمولی شخصیت دیکھتے ہوئے فوراً لفٹننٹ کے عہدہ پر متمکن فرما کر گول کنڈہ میں قیام کا حکم دے دیا۔ اپنی اعلیٰ دماغی قابلیت، وجاہت اور اعلیٰ تجربے کی بنا پر وہ بلدہ میں ایک کامیاب ڈاکٹر ملنے جانے لگے۔ بعض خاندانوں میں تو آپ پر اعتقاد اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ جو تشخیص کر دیتے پتھر کی لکیر سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ فصیح جنگ بہادر کی والدہ صاحبہ کی نسبت دو سال پیشتر آپ نے رعشہ کے مرض کی پیشین گوئی کر دی۔ ان کا تمام خاندان آپ کا معتقد تھا۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں آپ دوبارہ یورپ تشریف لے گئے۔ برلین، ویانا اور پیرس کے بڑے بڑے ماہرین فن ڈاکٹروں سے ملاقات کی۔ ان کے اعلیٰ تجربات سے استفادہ کر کے بلدہ واپس تشریف لائے۔ سنہ ۳۸ ف میں کرنل کا رینک ملا۔ اور سنہ ۱۳۴۳ ف میں آپ وظیفہ پر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ نہایت بااخلاق، ظریف طبع، صاف گو، راست باز اور سنجیدہ مزاج تھے۔ طبیعت سادگی پسند تھے۔ ٹیپ ٹاپ کو پسند نہ کرتے۔ اکثر اپنے ہاتھ سے کام کرتے۔ فیشن ایبل یا انگریزیت کے دلدادہ نہ تھے۔ نسخہ بہت مختصر لکھا کرتے، لیکن وہ اس قدر کامیاب ہوتا کہ اس سے بفضل خدا شفا لازمی ہوتی۔ سرٹیفکٹ میں سچائی کو مدنظر رکھتے اور فیس کسی سے نہ لیتے۔ طبیعت جدت و ظرافت پسند تھی شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ آپ کا اکثر کلام نہایت سیدھا سادہ ظرافت کا پہلو لیے ہوئے ہوتا تھا۔ آپ علمی ذوق میں اپنے نانا مولوی نذیر احمد صاحب کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔ تصنیف و تالیف کا فطری لگاؤ تھا۔ نظم و نثر میں از حد دلکشی تھی اور عبارت کی سادگی میں رنگینی جھلکتی تھی۔ اکثر تصنیفات ڈاکٹری تجربات پر مبنی ہیں۔ طرز تحریر مولانا نذیر احمد سے ملتا ہوا ہے۔ ہمیشہ علی الصباح چار بجے اٹھنے کے عادی تھے۔ پابندی اوقات کا خاص خیال تھا۔ جو پروگرام ایک سال پیشتر مقرر ہو جاتا وہ اٹل ہوتا تھا۔ معاملہ فہمی کی یہ حالت کہ کسی کا ایک حبہ اپنی طرف رکھنے کے روادار نہیں۔ اگر اتفاقاً کسی سے قرضہ لینے کی ضرورت ہوئی بھی تو جلد سے جلد ادا کر دیا جاتا۔ اپنی بہن کے ہاں بھی تشریف لے جاتے تو اپنا کھانا ساتھ لے جاتے کہ کسی پر بار نہ ہو۔ آپ کی طبیعت ریاکاری، جھوٹ، مکر و فریب سے بالا تھی۔ دیانتداری آپ کا شیوہ تھا۔ رشوت لینے کی مدت العمر نوبت ہی نہ ہوئی۔ نیک دلی کی یہ حالت تھی کہ ہر کس و ناکس کی مدد لازمی تھی۔ خود نئے کپڑے بہت کم پہنتے۔ بلکہ پیوند بھی لگوا لیتے لیکن غریب بچوں کے لیے نئے کپڑے بنوائے جاتے۔ جمعہ اور اتوار کو بلدہ آتے تو راستہ پر غریب بچے پیسوں کے واسطے کھڑے ہوتے، جو کوئی غریب آپ کا کام کرتا انعام سے محروم نہ رہتا۔ آپ کی عادتیں اکثر قرآنی تعلیم کا نمونہ تھیں اس لیے آپ میں منصف مزاجی کی صفت تھی۔ اپنے چھوٹے اور بچوں کے شفیق، سرپرست، ملازموں، خدمت گاروں کے ہمدرد مربی تھے۔ کبھی سختی سے کام لینے کے عادی نہ تھے اور دوسروں کو بھی یہی نصیحت تھی کہ حکومت و سختی سے کام نہیں۔ محلے والوں کے لیے نیک دل پڑوسی تھے کبھی کسی گول کنڈہ والے کو آپ سے شکوہ و شکایت کا موقع نہ آیا۔ جانوروں پر رحم، ان کی ضروریات زندگی کا حد درجہ خیال دوسروں کو بھی یہی نصیحت کی جاتی کہ رحم کو کام میں لائیں۔ آپ بزرگوں کا ادب ملحوظ رکھنے میں لاثانی تھے۔ کبھی اپنے والدین کو ناراضی کے وقت جواب دینا تو درکنار نگاہ ملا کر بات کرنا بھی پسند نہ کیا۔ قرآنی تعلیم پر آپ کا ایمان اور رسول کریم کی صفات و حسنات کا قلب پر گہرا اثر تھا۔ وظیفہ ہو جانے کے بعد آپ کا زیادہ وقت علمی مشاغل میں صرف ہوتا تھا۔ اکثر دور دراز کے مریض مہلک امراض لے کر آتے آپ ہی کے بنگلہ میں رہتے اور بحکم خدا شفایاب ہو کر واپس جاتے۔ گول کنڈہ کی ایک مسجد جو ٹوٹی کھنڈر پڑی تھی، آپ نے نئی کرا دی۔ پیش امام اور مؤذن رکھے۔ اس میں تراویح و افطار کا آپ ہی کے مکان سے انتظام ہوتا۔ اس مسجد کے متصل آپ نے اپنا مکان خیر المنازل بنوایا اور اس میں یہ شعر آویزاں کیا ؎

مسجد کے زیر سایہ ایک گھر بنا لیا ہے　　　یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے

آپ کی ڈائری میں لکھا ہوا ہے "بفضلِ خدا اس رمضان میں میں نے پورے تیس روزے رکھے"۔ رفاعی فرقہ والوں نے آپ کو خلافت دی۔ اس کے اکثر جلسے آپ کے ہاں ہوا کرتے تھے۔ پابندئ نماز کا خاص خیال رکھا جاتا تھا اور دوسروں میں بھی مذہبیت کو پسند کیا جاتا۔ تلاوتِ قرآن کا وقت مقرر کر لیا تھا۔ قرآن کریم کی تفسیر لکھ رہے تھے جو افسوس ہے کہ ادھوری رہ گئی۔ بچوں کو قرآنی تعلیم دلوائی اور تاکید تھی کہ صبح کو نیند سے بیدار ہونے کے بعد کلمۂ طیبہ پڑھا کریں۔ جب بچے سلام کرنے آتے تو آن سے دریافت فرماتے اور جس بچے نے کلمہ نہ پڑھا ہوتا اس کو بستر پر واپس جانے کا حکم دیتے کہ وہیں بیٹھ کر کلمہ پڑھو۔ جب تک کلمہ نہ پڑھو سلام مت کیا کرو۔ کہیں باہر جاتے وقت اور شب کو سوتے وقت خدا حافظ کہنے کی تعلیم اس قدر عام تھی کہ نوکر چاکر اور ذرا سے بچے خدا حافظ کہا کرتے تھے۔ اگر وہ بغیر کہے سو جاتے تو اٹھنے کے بعد خدا حافظ کہلوایا جاتا۔ غرض مذہب کی جانب رجحان روز بروز زیادہ ہوتا جا رہا تھا۔ ایک مختصر مسجد اور حجرہ اپنے والد ماجد کے مزار کے قریب بھی بنوایا تھا۔ والدین کی برسی بھی کی جاتی تھی۔ عرصے سے آپ عارضۂ قلب میں مبتلا تھے۔ غذا کم ہوتے ہوتے برائے نام رہ گئی تھی تنفس میں شدت ہو رہی تھی۔ آخر مسلسل علالت کے بعد ۱۷ فروردی سنہ ۱۳۵۲ ف بروز جمعہ الحمدللہ کے ساتھ ۶۶ سال کی عمر میں داعئ اجل کو لبیک کہا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ درگاہ حضرت نور الدین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ میں آرام فرما ہوئے۔ سدا رہے نام اللہ کا۔

شہد اور اس کا استعمال



ہندستان میں شہد زمانۂ قدیم سے ایک بڑی قابل قدر چیز رہی ہے۔ اس کا استعمال دوا کی حیثیت سے بھی ہوتا تھا، اور مٹھاس پیدا کرنے والی چیز کی حیثیت سے بھی۔ اب تک ہندستانی دماغ میں دوا کی حیثیت سے اس کا خیال موجود ہے، لیکن غذا یا مٹھاس پیدا کرنے والی چیز کی حیثیت سے اس کی کشش باقی نہیں رہی ہے۔ اس کے اسباب یہ ہیں کہ ایک تو شہد کی کافی مقدار دست یاب ہی نہیں ہوتی، دوسرے سفید دانوں والی شفاف شکر کا استعمال وسیع پیمانے پر ہونے لگا ہے۔ ارزانی اور حصول کی آسانی یہ دو عناصر ایسے ہیں جن کے باعث شکر نے ہماری غذا میں ایک ترجیحی درجہ حاصل کر لیا ہے اور شکر کا استعمال اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ شہد کو ہم مٹھاس پیدا کرنے والے جز و کی حیثیت سے تقریباً بھول ہی گئے ہیں۔

شہد کی غذائی قدروں کے متعلق جدید تحقیقات نے یہ قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ شہد ایک ایسی اہم غذا ہے جس کا بدل سفید دانوں والی شکر کو نہیں بنایا جا سکتا۔ اس مضمون میں شہد کی افادیت، اس کے مختلف اوصاف اور اس کے استعمال کے طریقوں پر بحث کی گئی ہے۔

شہد کیا ہے؟ بہت سے پودوں اور درختوں کے پھول اپنے غدود سے جن کو "نکٹریز" (Nectaries) کہتے ہیں،

ایک شیریں سیال مادہ یعنی رس یا جوہر (Nectar) خارج کرتے رہتے ہیں۔ شہد کی مکھیاں اس رس کو جمع کرنے کے لیے پھولوں کے پاس جاتی ہیں اور اسے اپنے ؟ کے مخصوص حصہ میں جسے شہد کی تھیلی یا "معدہ" کہہ سکتے ہیں جمع کرتی ہیں۔ اس کے بعد جب وہ اپنے چھتے کی طرف روانہ ہوتی ہیں تو دورانِ پرواز میں خود ان کے غدود سے خارج ہونے والے سیال مادّے جمع شدہ رس پر عمل کرتے ہیں اور معمولی شکر (Sucrose) کو انگوری شکر "گلوکوز" (Glucose) اور پھلوں کی شکر (Levulose) میں بدل دیتے ہیں۔ شکر کی یہ دونوں موخر الذکر قسمیں ایسی ہیں، جو تحلیل ہو کر جلد انسانی نظامِ جسم میں شامل ہو جاتی ہیں۔

شہد کی بہ نسبت معمولی شکر تین حیثیتوں سے ادنیٰ درجہ رکھتی ہے:۔

(۱) معمولی شکر اس شکل میں نہیں ہوتی کہ فوراً تحلیل ہو جائے بلکہ اسے بھی دوسری غذاؤں کی طرح ہضم کرنا پڑتا ہے۔ (۲) اس میں پروٹین، معدنی اجزا، خمیر اور نباتاتی تیزاب نہیں ہوتے۔ (۳) یہ معدہ میں نفخ اور تیزابیت پیدا کرتی ہے۔ معمولی شکر کو بھی دورانِ خون میں شامل ہونے سے پہلے "گلوکوز" کی شکل میں مبدّل ہونا پڑتا ہے۔ شہد میں خود گلوکوز ہی موجود ہوتا ہے۔

پھولوں کی دنیا سے واپس آنے کے بعد جب یہ شہد کی مکھیاں چھتے میں پہنچتی ہیں تو اپنا جمع کیا ہوا "رس" ان گھریلو مکھیوں کے حوالے کر دیتی ہیں، جو "خانہ داری" کے فرائض انجام دیتی ہیں اور خود چھتے سے باہر نہیں جاتیں۔ موخر الذکر مکھیاں رس کو چھتے کی چھوٹی چھوٹی کوٹھریوں (Cells) میں رکھ دیتی ہیں۔ اس کے بعد مکھیاں اپنے پروں کی تیز جنبش سے اپنی نوآبادی کی ہوا کو خوب متحرک کرتی ہیں اور چھتے کے اندر ہوا کی ان لہروں کے باعث کوٹھریوں کے شہد میں سے پانی کا جزو خارج اور خشک ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ جب شہد میں کافی گاڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے تو مکھیاں ان خانوں کے دروازے بند کر دیتی ہیں۔ شہد کی مکھیاں پالنے والوں کی اصطلاح میں اس شہد کو "پختہ شہد" کہا جاتا ہے۔

شہد کے اجزا شہد بنیادی طور پر "گلوکوز" (انگوری شکر) جسے کیمیائی اصطلاح میں "ڈکسٹروز" (Dextrose) کہتے ہیں اور "لیولوز" (پھلوں کی شکر) کا ایک لطیف محلول ہے۔ لیکن اس میں مختلف دوسرے اجزا بھی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً پروٹین، نباتاتی تیزاب، خمیر، معدنی اشیا، رنگ اور خوشبو پیدا کرنے والے مادّے، پھولوں کے باریک ریزے، خفیف مقدار میں موم وغیرہ۔ لیکن مختلف ممالک کے شہد کے مختلف اجزا یکساں نہیں ہوتے۔ بعض شہد میں الکحل بھی پایا گیا ہے اور تغذیہ کے سلسلہ میں جدید تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ شہد میں حیاتین "ا"، "ب" اور "ج" بھی مختلف مقداروں میں موجود ہوتے ہیں۔ لیکن اس میدان میں ابھی مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔ دنیا کے بعض مختلف علاقوں کے شہد کو سائنٹفک تحقیقات کے ذریعہ سے جانچا گیا ہے۔ ان کی کیمیائی ترکیب یہ ہے:۔

	ولایات متحدہ امریکا	مہابلیشور	بلگام	مدراس	نگروٹا (پنجاب)
پانی (فیصدی)	۱۷،۷	۱۹،۶۲	۲۲،۹۴	۱۴،۸۹	۱۵،۴۳
انگوری شکر (فی صدی)	۳۴،۰	۳۰،۰۸	۲۷،۱۵	۷۳،۹۶ (مع لیولوز)	۳۵،۴
پھلوں کی شکر (فی صدی)	۴۰،۵	۴۱،۳۷	۳۹،۷۷	"	۴۱،۸
معمولی شکر (فی صدی)	۱،۹	۱،۶۰	۳،۲۲	۵،۸۴	۵،۳۹
لوہا، سلیسیا، کاپر، مینگنیز، کلورین، کیلسیم، پوٹاسیم، سوڈیم، فاسفورس، گندک، ایلومینیم، میگنیسیم			غیر معین مقداروں میں		
ڈکسٹرین اور گوند فی صدی	۱،۵۰	×	۳،۹۶	"	غیر معیّن
متفرق اجزا۔ (فی صدی)					
(۱) تیزاب، مثلاً فارمک، ایسیٹک، میلک، سائٹرک، امینو، سکینک	۴،۱	۷،۱۲	۲،۹۳	۴،۸۴	۱،۶۸

شہد کی مکھیاں بعض مخصوص پھولوں کی طرف طبعی رجحان رکھتی ہیں اور جب وہ ایک مرتبہ انتخاب کر لیتی ہیں تو اپنے پسندیدہ پھولوں کے پاس جانے اور ان سے رس جمع کرنے کا سلسلہ انتہائی وفاداری اور استقلال کے ساتھ اس وقت تک قائم رکھتی ہیں جب تک کہ پھولوں میں رس کا آخری قطرہ باقی رہتا ہے۔ شہد ایک قدرتی پیداوار ہے، اس لیے اس

(۲) پھولوں کے باریک ریزے (۳)	۱ ر ۴	۱۲ ر ۷	۹۳ ر ۲	۸۴ ر ۴	۶۸ ر ۱
موم (۴) رنگ و بو کے اجزا۔	۱ ر ۴	۱۲ ر ۷	۹۳ ر ۲	۸۴ ر ۴	۶۸ ر ۱

کا رنگ ذائقہ اور بو بھی ان مختلف پھولوں کی طرح جن سے رس کھینچا جاتا ہے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً سفید لونگ کے پھولوں کا شہد ہلکے رنگ کا ہوتا ہے اور اس کی خوش بو بھی لونگ سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ اسی طرح سرسوں کے پھولوں کا شہد زرد ہوتا ہے اور سرسوں کی خوش بو رکھتا ہے۔ شیشم کے پھولوں کا شہد گہرے عنبری رنگ کا ہوتا ہے۔ لیکن اس کی بو کا پتہ نہیں چلتا۔ بار بیری کے شہد میں گڑیا راب کی مہک ہوتی ہے۔ اسی طرح مختلف پھولوں کے رس مختلف رنگ و بو کے شہد پیدا کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ شہد کے خالص ہونے یا نہ ہونے کی پہچان صرف اس کے رنگ و بو سے نہیں کی جاسکتی۔

شہد کی مکھیوں کی حیرت انگیز محنت اندازہ کیا گیا ہے کہ ایک پونڈ شہد پیدا کرنے کے لیے چار پونڈ پھولوں کے رس کی ضرورت ہوتی ہے اور اس مقدار کو پورا کرنے کے لیے ۱۶۰,۰۰۰ مکھیاں اپنی حیرت انگیز خدمت انجام دیتی رہتی ہیں۔ اگر چھتے سے پھولوں تک ہر مکھی کی پرواز یعنی جانے اور واپس آنے کا فاصلہ تین میل رکھا جائے تو ایک پونڈ شہد جمع کرنے کے لیے ایک مکھی کو کرۂ ارض کے چاروں طرف پانچ بار سفر کرنا ہوگا۔ اس محنت و جانفشانی کا اندازہ اسی سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک مکھی اپنی پوری زندگی میں کھانے کے چمچہ کے برابر صرف ایک چمچہ بھر شہد جمع کرتی ہے۔

محقق ہیٹی گریوی کی رائے ہے کہ مکھیاں عام طور پر اپنے چھتے سے دو میل کے اندر ہی شہد جمع کرنے کے لیے جاتی ہیں۔ صرف ایک چھتے کے لیے شہد جمع کرنا بھی کوئی معمولی کام نہیں ہے اور اس مقصد کے لیے ان کو بے شمار پھولوں تک جانا پڑتا ہے۔ اے ایس۔ ولسن کا قول ہے کہ ایک "گرام" شہد کے لیے مکھیاں کم از کم ۱۲۵ پھولوں کا رس لیتی ہیں اور چوں کہ ہر پھول میں کم از کم ساٹھ "چھوٹے پھول" اور ۷,۵۰۰,۰۰۰ "نلکیاں" ہوتی ہیں اس لیے ان کو شہد کا ہر "کیلوگرام" پورا کرنے کے لیے کثیر محنت کرنی پڑتی ہے۔

شہد کی غذائی طاقت شہد معمولی حرارت کے درجہ پر ایک طاقت بخش اور صحت پرور سیال کی حیثیت رکھتا ہے لیکن موسم سرما میں یہ عام طور پر دانہ دار بن جاتا ہے اور چھتے سے نکالے ہوئے شہد کے خالص ہونے کا یہی بہترین ثبوت بھی ہے۔ دانہ دار شہد کو پھر سیال بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ جس برتن یا بوتل میں شہد ہو اسے گرم پانی میں رکھ دیا جائے۔ اس طرح شہد پھر سیال ہوجائے گا۔

پیلیٹ کا بیان ہے کہ سات اونس شہد میں اتنی غذائی طاقت ہوتی ہے جتنی کہ اشیاء ذیل کی مندرجہ مقداروں میں:-

دودھ	۲½ پونڈ
کریم کی پنیر	۵ر۶ اونس
گوشت	۱۲ اونس
بغیر ہڈی والی "کوڈ" مچھلی	۱۵ "
سنترے	آٹھ عدد
انڈے	دس عدد

جو شہد ایسے چھتے سے جس میں مکھیوں کے انڈے بچے نہ ہوئے ہوں خود بہ خود بہ کر نکلتا ہے یا جس کے نکالنے کے لیے چھتے کو حرارت نہیں پہنچائی ہوتی ہے اسے پرانی اصطلاح میں "دوشیزہ شہد" (Virgin Honey) کہتے ہیں کسی زمانے میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ پرانے چھتوں کا شہد اچھا نہیں ہوتا۔ مگر جدید تحقیقات نے اس خیال کو غلط ثابت کردیا ہے۔ مغربی دنیا میں ناربون کے شہد کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ وہ سفید دانہ دار اور بے حد خوش بودار ہوتا ہے۔ اسی طرح کاربریس کے پہاڑوں کا شہد بھی بہت نفیس ہوتا ہے۔ اور مالٹا کے شہد کی بو اس لیے بہت دلکش ہوتی ہے کہ اس میں سنتروں کے پھولوں کی بہت ہی روح پرور خوش بو موجود ہوتی ہے۔ شہد کے تاجر اکثر اس میں ریکھ کی شکر یا دوسری قسم کے شربتوں کی ملاوٹ سے اسے ناقص کر دیتے ہیں۔ لیکن اب یہ نقص کیمیائی طریقوں سے بہ آسانی دریافت کرلیا جا سکتا ہے۔

مسموم شہد؟ شہد کی بعض قسمیں زہریلی بتائی جاتی ہیں مثلاً برازیل (جنوبی امریکا) کے بھڑوں کا شہد، یا مشرقی نیپال کا شہد جس میں دھتورے کے پھولوں کا رس ملا ہوا ہوتا ہے۔ مشہور مورخ پلینی ایک قسم کے سُرخ شہد کو "نشہ آور اور ہیجان افزا" کہتا ہے۔ جی بنڈی کا قول ہے کہ ہندوستان میں ریاست کرگ کے ایک جنگلی علاقہ کا شہد دردِ سر، متلی اور شدید پیاس پیدا کرتا ہے۔ سیاح اور پادری ہوفا جنوبی افریقہ میں ایک قسم کی مکھیوں کا ذکر کرتا ہے جس کا شہد زہریلا ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ پرانی تصنیفوں کے مطابق

ہمیں ابتک کسی شہد کے قدرتاً مسموم ہونے کی کوئی شہادت نہیں ملی ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ ان پرانے نظریوں کی اچھی طرح تحقیقات کی جائے۔

شہد زمانۂ قدیم میں قدیم زمانے کے لوگوں کے لیے شہد ایک بڑی غذائی اہمیت رکھتا تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے پاس شہد کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ شکر حاصل کرنے کا نہ تھا۔ مزید برآں شہد کو ایک خاص طبی اہمیت بھی حاصل تھی اور وہ متعدد امراض کے علاج میں بطور دوا استعمال کیا جاتا تھا۔ قدیم ہندو تصانیف میں کہا گیا ہے کہ نیا شہد ملین ہوتا ہے اور ایک سال سے زیادہ کا شہد قابض ہوتا ہے۔ (یو۔ سی۔ دت "ہندو میٹریا میڈیکا" ص ۲۲)۔ بعض دواؤں کے سفوف کی گولیاں شہد میں بنا کر اس خیال سے رکھی جاتی تھیں کہ وہ کبھی خراب نہیں ہوتی تھیں۔ انگلستان کے عہد قدیم میں شہد کے چھتے کو پانی میں جوش دے کر ایک قسم کی "نبیذ" بنائی جاتی تھی اور کبھی کبھی اس میں "ہاپس" (Hops) کو اُبال کران کا عرق بھی ملا دیتے تھے۔ جرمنی میں اس قسم کی "نبیذ" اب تک بناتے ہیں اور سفر میں ساتھ رکھتے ہیں۔ قدیم رومنوں کا "ملسم" (Mulsum) بھی شہد، شراب اور پانی کا ایک جوش دیا ہوا مرکب ہوتا تھا۔ مصر قدیم میں شہد کو مومیائی بنانے میں بھی استعمال کرتے تھے۔ ہندستان میں پُرانے زمانے سے اب تک شہد اور دودھ کو ملا کر پیتے ہیں اور کبھی کبھی نوزائیدہ بچے کو بھی ذرا سا شہد چٹا دیتے ہیں۔

جزیرہ مڈغاسکر میں پُرانے زمانے سے ایک یہ رسم چلی آتی ہے کہ نوروز کے تہوار پر شاہی خاندان اور اس کے مہمان پکے ہوئے چاولوں میں شہد ملا کر کھاتے ہیں، کفر و بت پرستی کے عہد میں شہد کو مذہبی رسوم کے موقعوں پر مغربی ایشیا کے ممالک میں استعمال کرتے تھے۔ لیکن بعد کو یہودیوں نے اسے ممنوع قرار دے دیا تھا۔ قدیم یونانی شہد اور دودھ یا پانی کا مرکب اپنے مردہ عزیزوں کی ارواح کو نذر دیتے تھے۔ پیرو کے باشندے آفتاب کی پرستش میں شہد کو چڑھاوے کے طور پر پیش کرتے تھے۔

شہد کی پیداوار خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں رقبہ کے اعتبار سے ہنگری میں شہد کی پیداوار سب سے زیادہ ہے۔ وہاں اچھی "فصلوں" میں ۱۹۰۰۰۰ "ہنڈرڈ ویٹ" شہد اور ۱۲۰۰۰ ہزار ہنڈرڈ ویٹ موم پیدا ہوتا ہے۔ پولینڈ میں شہد کی مکھیاں پالنے کا رواج ڈالیناؤسکی نے ڈالا تھا۔ وہاں ایک بڑے چھتے سے چالیس پونڈ شہد نکالا جاتا ہے، لیکن جو کسان پُرانے طریقوں پر شہد کی مکھیاں رکھتے ہیں ان کے چھتوں میں تین پونڈ فی چھتہ سے زیادہ شہد نہیں ہوتا۔ اٹلی وغیرہ میں ایک بہت ہی نفع بخش اور دلچسپ طریقہ یہ ہے کہ اگست میں جب بلند پہاڑی علاقوں کے پھول ختم ہو جاتے ہیں تو پالی ہوئی مکھیوں کے مصنوعی چھتوں کو رات کے وقت کمانی دار گاڑیوں پر لاد کر وادیوں کے نشیبی علاقوں میں لے جاتے ہیں، جہاں پھولوں کا موسم شروع ہوتا ہے۔ اس طرح دونوں فصلوں کے پھولوں سے لوگ شہد جمع کر لیتے ہیں۔ یورپ اور امریکا کے اکثر علاقوں میں یہ سفری طریقہ اب رائج کیا جا رہا ہے۔

فلسطین کو توراۃ نے ایک ایسا علاقہ کہا ہے "جہاں دودھ اور شہد ہر وقت جاری رہتا ہے۔" وہاں کے جنگلوں اور پہاڑوں میں شہد کی مکھیاں بڑی کثرت سے ہوتی ہیں، اور فلسطین کے بہت سے باشندوں کا ذریعہ معاش یہی ہے کہ وہ شہد جمع کر کے فروخت کرتے ہیں۔ مصنف بجے۔ رابرٹس لکھتا ہے کہ "مشرق کے جنگلوں میں شہد بہتا رہتا ہے اور آپ جدھر سے گزرتے ہیں درختوں کی شاخوں میں بڑے بڑے چھتے شہد سے بھرے ہوئے دکھلائی دیتے ہیں۔" اب فلسطین کے علاقہ گیلیلی اور بیت المقدس میں جدید طریقوں پر شہد کی مکھیاں پالنے کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ ہندستان کے وادی ٹیسٹا میں بھی شہد کے بڑے بڑے چھتے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

شہد کی طبی خاصیت شہد اپنی طبی اور معالجاتی خاصیت کے اعتبار سے کسی حد تک ملین ہے۔ اب یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ شہد "مُہلک جراثیم" بھی ہے۔ اگر مختلف قسم کے جراثیم شہد میں رکھ دیے جاتے ہیں تو وہ چند گھنٹوں میں ہلاک ہو جاتے ہیں خیال کیا جاتا ہے کہ شہد کا یہ جراثیم کش اثر اس کے "لیولوز" (یعنی پھلوں کی شکر) کے کیمیائی عمل سے پیدا ہوتا ہے۔ مزید برآں اب چھتے سے شہد نکالنے کا جدید طریقہ ایسا ہے کہ اس میں شہد کے ناقص یا گندہ ہو جانے کا امکان نہیں رہتا، اس لیے خالص شہد جراثیم کے ہلاک کرنے میں زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ اب تمام طبی ماہرین اچھی طرح جان گئے ہیں کہ صاف کی ہوئی مشینی شکر میں حیاتین اور دوسرے نفع بخش غذائی اجزا بالکل ختم ہو جاتے ہیں اس لیے وہ لوگوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ شہد کا

غذا زیادہ سے زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے۔

آیورویدک اور یونانی طب کے مطابق شہد کا استعمال زکام اور کھانسی کے لیے مفید ہے، اور زکام اور بخار اور بعض دوسری بیماریوں کو روکتا بھی ہے۔ آنکھیں جوش کر آئیں یا آنکھوں میں زخم ہو تب بھی شہد کو سرمہ کی طرح سلائی سے آنکھ میں لگاتے ہیں۔ "آزبرگیس" اور "گلیسرین" میں ملا کر شہد زبان کے زخم پر لگایا جاتا ہے تو مفید ثابت ہوتا ہے۔ شہد ایک بہت اچھا مصفی خون بھی ہے۔ اڈنبرگ کے ڈاکٹر تھامس لکھتے ہیں، "تغذیہ کی کمی اور قلب کی کمزوری کی شدید بیماریوں میں میں نے شہد کو بہت مفید پایا ہے۔ اس سے قلب کی حرکت پھر بحال ہو جاتی ہے اور مریض کی زندگی قائم رہتی ہے۔ میں نے شہد کا فائدہ نمونیا کے مرض میں بھی دیکھا ہے۔ جب جسم کی شکر ختم ہونے لگتی ہے تو میں سفارش کرتا ہوں کہ عام جسمانی مرمت کے لیے اور بالخصوص حرکت قلب کو بند ہو جانے سے روکنے کے لیے شہد دینا چاہیے"۔

دوسرے طبی ماہرین نے ان نظریات کی تائید کی ہے اور شہد کو امراض قلب اور دیگر امراض میں بہت مفید بتایا ہے۔ کارس بیڈ کے ڈاکٹر لورینڈ اور لاس انجلز کے ڈاکٹر نتال نے ہاضمہ کی خرابی کے علاج کے لیے شہد کی پرزور سفارش کی ہے اور کولاریڈو کے ڈاکٹر شاٹ کہتے ہیں کہ معدہ اور آنتوں کے خطرناک زخم میں شہد بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ ٹائیفائڈ بخار اور پیچش جیسے تکلیف دہ امراض کے جراثیم شہد میں ڈالتے ہی مر جاتے ہیں۔ اسی لیے شہد کو جدید و قدیم دونوں طریقہ ہائے علاج میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

شہد غذا کے طور پر شہد بطور غذا ہر عمر کے آدمی کے لیے مفید ہے، لیکن بچوں، بوڑھوں اور کمزوروں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ تجربات سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ شہد سے بچوں کے خون میں "ہیموگلوبین" کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ شہد ایک طاقت بخش اور "انرجی" پیدا کرنے والی غذا ہے اور دودھ میں ملا کر اس کا استعمال ایک "مکمل غذا" کی حیثیت رکھتا ہے۔ مینیسوٹا یونی ورسٹی کے ڈاکٹر ہیڈک نے اس کا عملی تجربہ خود اپنے اوپر کیا ہے۔ وہ مسلسل بارہ ہفتوں تک صرف شہد اور دودھ کو بطور غذا استعمال کرتے رہے اور اس دوران میں کبھی کبھی سنترے کا رس پی لیتے تھے۔ اس طریقہ سے وہ بالکل تن درست رہے اور کسی خرابی صحت کے بغیر اپنے تمام کام انجام دیتے رہے۔

چوں کہ شہد میں خود "انرجی" ایک آسان اور مقبول صورت میں موجود رہتی ہے، اس لیے کھلاڑی اور سخت ورزش کرنے والے اور دوڑ میں شریک ہونے والے لوگ تھکاوٹ کے بعد فوراً شہد استعمال کر لیتے ہیں تاکہ ان کی کھوئی ہوئی انرجی واپس آجائے۔ ہر وہ شخص جو بہت تھک گیا ہو یا جسمانی و دماغی محنت سے پریشان ہو گیا ہو تو دو بڑے چمچہ بھر شہد ایک گلاس پانی میں ڈال کر پی جائے۔ وہ اس سے فوراً تازہ دم ہو جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ موسم سرما میں پانی کو کسی قدر گرم کر لیا جائے اور موسم گرما میں ٹھنڈا پانی استعمال کیا جائے۔ مغربی ممالک میں کیک، پیسٹری اور دوسری اعلیٰ مٹھائیاں بنانے میں بھی شہد کی آمیزش کی جاتی ہے۔

ہندستان کے لیے شہد کے طریقہ ہائے استعمال ہندستان کے متوسط گھرانوں میں شہد مندرجہ ذیل طریقوں پر استعمال کیا جا سکتا ہے

(۱) چائے، دودھ، قہوہ، چھاچھ وغیرہ میں شکر کی جگہ۔ اس سے ایک نہایت مفید و صحت بخش مرکب بن جائے گا۔

(۲) شہد اور دہی ایک اچھی لطیف غذا ہے

(۳) ڈبل روٹی، توس اور بسکٹ پر اگر مکھن کے اوپر شہد بھی پھیلا دیا جائے تو یہ چیزیں بہت لذیذ اور طاقت افزا بن جاتی ہیں

(۴) شہد اور لیموں کا شربت۔ نصف لیموں کا رس اور دو چمچے شہد ایک گلاس پانی میں ملایئے۔ موسم گرما میں برف کا ایک ٹکڑا ڈال لیجیے اور سرما میں پانی کو ذرا گرم کر لیجیے۔ یہ بہت لذیذ اور صحت بخش مشروب بن جائے گا اور تھکاوٹ کو فوراً دور کر دے گا جس چیز کو اطبا "سکنجبین" کہتے ہیں وہ بھی "سرکہ" اور "انگبین" (شہد) کا مرکب ہے، اور علاج میں اس کی افادی حیثیت مسلم ہے۔ (۵) شہد اور لیموں کی چائے۔ گرم چائے کی ایک پیالی میں دو چمچے شہد اور تھوڑا سا لیموں کا رس ڈال دیجیے گرمیوں کے دن میں گرم چائے کے بجائے ٹھنڈی چائے اس طور پر پی جا سکتی ہے اور اس میں برف کا ٹکڑا بھی ڈالا جا سکتا ہے۔ (۶) شہد کا شربت۔ پانی کے ساتھ شہد کا سادہ شربت بھی بہت دلکش اور مفید ہوتا ہے ✣

زندگی اور موت

از جناب مولانا سید ابن الحسن صاحب فکر ایم۔اے

زندگی کیا ہے؟ مسلسل کوئی نظمِ رنگیں — یعنی قدرت کے قصیدے کی ہر دلکش تشبیب
زندگی کیا ہے؟ بس ایک معنیٔ "نحنُ اقرب" — یعنی موجود ہے خالق رگِ گردن سے قریب
زندگی کیا ہے؟ حقیقت کی تلاشِ پیہم — اپنی ہی ذات کو پالینے کی دلکش تقریب
زندگی کیا ہے؟ کبھی "خیر" کی شکلِ محبوب — اور کبھی صورتِ "شر" سخت خطرناک و مہیب
زندگی کیا ہے؟ حقیقت میں ہے صحت کا یہ نام — جسکو مل جائے یہ شی اسکے ہیں بیدار نصیب
زندگی کیا ہے؟ یہ عضلات یہ اعضا کیا ہیں — بافتوں اور خلایا کی انوکھی ترکیب
زندگی کیا ہے؟ پُراسرار وہ دل کی حرکت — گردشِ خون ہوئی جس چیز سے رگ رگ کو نصیب
زندگی کیا ہے؟ حیاتِ ابدی کا پیغام — مظہرِ ذاتِ خدا جلوہ گہِ ربِّ مجیب
زندگی کیا ہے؟ اک اعلانِ صداقت یعنی — دارِ منصور کو اور حضرتِ عیسیٰؑ کو صلیب
زندگی کیا ہے؟ عبادت کی مسلسل تحریک — کنگرے پر وہ موذن ہے تو ممبر پہ خطیب
زندگی کیا ہے؟ ہر اک رند کا جام و ساغر — حضرتِ شیخ کی تسبیح و مصلّےٰ و جریب
زندگی کیا ہے؟ محبت کا جہانِ رنگیں — کبھی فرقت، کبھی غم اور کبھی وصلِ حبیب
زندگی کیا ہے؟ بتوں کے لیے اک غمزۂ حسن — دلِ عاشق کی خلش اور کبھی رنجِ رقیب
زندگی کیا ہے؟ کبھی بزم رقص اور سرود — اور کبھی رزم میں خونریزی کی اک شکلِ مہیب
زندگی کیا ہے؟ بدلتی ہوئی دنیا کی فضا — کبھی تعمیر کی محنت، کبھی فکرِ تخریب
زندگی کیا ہے؟ ہر انسان کی عبرت کے لیے — قدرتِ کاملہ کی ایک مسلسل تادیب
زندگی کیا ہے؟ غلط، دولت و محنت کا حساب — کبھی آسودگیٔ منعم کی، کبھی جوعِ غریب
زندگی کیا ہے؟ معمہ ہے زمانے کے لیے — جس سے حیرت میں ہے ہر فلسفہ داں و طبیب
زندگی کیا ہے؟ تن و جاں کے تعلق کا نظام — "زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہورِ ترکیب"

موت کیا ہے؟ انھیں اجزا کا پریشاں ہونا۔

تجزیۂ نفس کے ذریعے علاج امراض

(از جناب مسٹر ایم۔ ڈی۔ امرتھ۔ بی۔ اے (آنرز) ایم۔ اے (کیل)

سگمنڈ فرائڈ آسٹریا کا ایک بڑا مفکر، فلسفی اور سائنس داں تھا جس طرح جرمن نازیوں کے دور جبر و تشدد سے تنگ آ کر نظریہ "اضافیت" (Relativity) کے مکتشف ہربرٹ آئنسٹائن نے ترک وطن کر کے انگلستان میں پناہ لی تھی اسی طرح جب آسٹریا پر ہٹلر کی للچائی ہوئی نظریں پڑیں اور وہاں فتنہ و فساد برپا ہوا اور نازی حملہ کے خیال سے ملک میں دہشت پھیل گئی تو سگمنڈ فرائڈ نے بھی اپنا وطن چھوڑ دیا، اور انگلستان ہی کو اپنا وطن ثانی بنا لیا۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ اس جنگ کے دوران ہی میں سگمنڈ فرائڈ کا انتقال ہوا ہے۔ یہ شخص اس مشہور طریقۂ علاج کا بانی ہے جسے "سائکو انالیسس" (Psycho-analysis) یعنی تجزیۂ النفس کہتے ہیں۔ یہ ہپناٹزم یعنی تنویم کی ایک ترقی یافتہ شاخ ہے جس کی تفصیل مسٹر امرتھ کے مندرجہ ذیل مضمون میں ملاحظہ فرمایئے۔ (ہمدرد صحت)

اکثر تعلیم یافتہ لوگوں نے سگمنڈ فرائڈ کا نام اور اس کے پیش کردہ اصول "تجزیۂ النفس" کا تذکرہ سنا ہوگا لیکن بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ تجزیۃ النفس کیا ہے اور اس کے ذریعہ امراض کا علاج کیوں کر کیا جاتا ہے اور بیمار کو کس طرح صحت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق صرف ایک موہوم سا خیال لوگوں میں پھیلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ "سائکو انالیسس" کسی قسم کا دماغی علاج ہے بلکہ "عقیدت مندی" کے ذریعہ سے صحت حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

اس خیال کا سبب یہ ہے کہ ظاہر بین نگاہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں دیکھتیں کہ تجزیۂ النفس کے طریقۂ علاج میں صرف باتوں ہی باتوں سے کام لیا جاتا ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جاتا۔ اسی لیے وہ لوگ جن کی آنکھیں "ایکس ریز" اور جدید عمل جراحی اور علمیہ تقلیم کے تماشوں سے چکاچوند ہو گئی ہیں یہ سوال کرتے ہیں کہ "صرف الفاظ کیوں کر کسی بیمار کو تندرست کر سکتے ہیں؟"

"الفاظ کا جادو" اب تک ان حضرات کی سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ شاعر جب چند الفاظ کو ایک لڑی میں پرو کر کسی عالمگیر حقیقت یا بے پناہ جذبہ کا اظہار کرتا ہے تو سننے والوں کی طبیعتیں کیوں وجد کرنے لگتی ہیں اور کیف و سرور سے لبریز ہو جاتی ہیں۔ شیکسپیئر کے مشہور ڈراما "ہیملٹ" میں جب بوڑھے اور دانا اور "گرگ باران دیدہ" وزیر اعظم پولونیس نے شہزادہ ہیملٹ کو ایک کتاب پڑھتے ہوئے دیکھا تو یہ سوال کیا کہ "حضور عالی کیا پڑھ رہے ہیں؟" شہزادے نے برجستہ جواب دیا "الفاظ۔ الفاظ۔ الفاظ!" غور کیجیے کہ الفاظ کی تکرار میں کتنا بڑا فلسفہ پنہاں ہے۔

خود سگمنڈ فرائڈ اس سلسلہ میں کہتا ہے: "اپنی محبوبہ کے لب ہائے جاں نواز کا صرف ایک لفظ عاشق کی المناک دنیا کو فردوس بریں میں مبدّل کر دیتا ہے۔ الفاظ ہماری خواہشات، ہمارے ارادوں اور ہمارے جذبات کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس لیے ہماری زندگی پر بیحد اثر انداز ہوتے ہیں۔" الفاظ کا یہ اثر آفرین جادو فرائڈ پر اس وقت ظاہر ہوا جب کہ اس کا ایک طبیب دوست ڈاکٹر بریور اپنے ایک مریض کا علاج کر رہا تھا۔ تمام دواؤں کے تجربے اس مریض پر کیے جا چکے تھے۔ لیکن کسی دوا سے ذرا بھی افاقہ نہیں ہوتا تھا اور اب کوئی طریقۂ علاج باقی نہ تھا جو کام میں لایا جاتا۔ لیکن بریور ایک ہمدرد معالج اور رحم دل طبیب تھا۔ اس نے سگمنڈ فرائڈ سے مشورہ کیا اور مریض کو ترغیب دی کہ وہ اپنی تمام تکلیفوں اور اندرونی پریشانیوں اور رکے ہوئے جذبات کو

انتہائی آزادی سے اور نتیجوں سے بالکل بے پرواہ ہو کر ظاہر کرتا چلا جائے، اور یہاں تک بولے کہ پھر کہنے کی کوئی بات اس کے دل میں باقی نہ رہے۔ مریض نے ایسا ہی کیا اور ڈاکٹر بریور کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ وہ کام جو دواؤں نے اب تک نہیں کیا تھا صرف اس مریض کی طویل اور مسلسل باتوں نے کر دیا۔ یعنی وہ اچھا ہو گیا!

اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے۔ ڈاکٹر بریور کی ایک مریضہ کو یہ بیماری تھی کہ جس وقت وہ کسی گلاس سے پانی پیتی تھی تو اس کے حلقوم کے عضلات سکڑ جاتے تھے اور اس کے لیے پانی پینا دشوار ہو جاتا تھا۔ جب اس مریضہ کو بھی آزادانہ طور پر تمام باتیں کہہ کر ختم کر دینے کی ترغیب دی گئی تو ان باتوں ہی کے دوران میں اسے دفعتہ یہ یاد آیا کہ اس نے ایک مرتبہ ایک کتے کو اپنے گلاس سے پانی پیتے دیکھا تھا اور اسے یہ دیکھ کر سخت نفرت ہوئی تھی۔ اب مرض کی تشخیص یہ ہوئی کہ اسی فوری جذبۂ نفرت نے اس کے حلقوم کے عضلات کو اسی وقت سکیڑ دیا تھا اور اب ہر گلاس سے پانی پینے کے وقت وہی کیفیت اس کے عضلات میں غیر ارادی طور پر پیدا ہو جاتی تھی۔ جوں ہی وہ بھولا ہوا واقعہ اسے یاد آ گیا اس کے "تحت شعوری" (Sub-conscious) نفس نے دوسرے گلاسوں سے نفرت کرنے کے جذبہ کو خارج کر دیا اور مرض کی جو علامت پیدا ہو گئی تھی وہ جاتی رہی۔ بریور نے اپنے تجربات فرائڈ کے سامنے پیش کیے اور استدعا کی کہ وہ اس طریقۂ علاج میں تحقیقات کو آگے بڑھائے۔ اسی وقت "سائکو انالیسس" یعنی تجزیۃ النفس کی بنیاد پڑ گئی۔

اس سلسلہ میں جو طریقۂ علاج پہلے کام میں لایا گیا اسے کیتھارٹک (Cathartic) یعنی "ذہنی جلاب" کہتے تھے اس کا مقصد یہ تھا کہ جذبات و صدمات اور ان سے پیدا شدہ امراض کی بند بوتل کو کھول دیا جائے تاکہ وہ آزادی سے باہر نکل جائیں اور تمام غیر شعوری اور غیر ارادی چیزیں کامل شعور و بیداری اور احساس کی منزل میں واپس آ جائیں۔ لیکن بعض مریض ایسے تھے جو معمولی ذرائع سے اپنے ان پرانے واقعات و جذبات کو از سرِ نو یاد نہیں کر سکتے جو ان کی بیماریوں کی ظاہری علامات کا باعث ہوئے تھے۔ اس لیے ان پر "ہپناٹزم" یعنی تنویم کا عمل کیا جاتا تھا اور اس حالت میں تمام "تحت شعوری" چیزیں عالمِ شعور میں آ جاتی تھیں۔

مثال کے طور پر ایک ایسے کتے کو دیکھیے جو زنجیر میں باندھ کر کسی تہ خانے میں بند کر دیا گیا ہو۔ وہ چیختا، چلاتا اور بھونکتا رہے گا یہاں تک کہ سب لوگ اس کی "گریہ و زاری" سے تنگ آ جائیں گے۔ اس حالت کا علاج کیا ہے؟ صرف یہی کہ اس کتے کو زنجیر سے آزاد کر دیا جائے۔ پھر وہ ادھر ادھر دوڑنے اور اچھلنے کھیلنے لگے گا، اور کسی کے لیے مصیبت کا باعث نہ ہو گا۔ اسی طرح تجزیۃ النفس کے طریقۂ علاج میں ایک ڈاکٹر یا طبیب یہ کرتا ہے کہ مریض کے تحت شعوری یا غیر شعوری دماغ میں جو خیالات و جذبات دبے ہوئے ہیں ان کا پتہ لگا کر ان کو قید سے باہر اور بالکل آزاد کر دیتا ہے۔

یہاں پر ہمیں "شعور و احساس" اور "عدم شعور و احساس" کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ کیوں کہ "تجزیۃ النفس" کے طریقۂ علاج میں یہی دو چیزیں اصلی اہمیت رکھتی ہیں۔ دماغ کا وہ حصہ جسے ہم شعور و احساس سے خالی کہتے ہیں وہ ہے جو انسان کی آگاہی کے دائرے سے باہر ہو گیا ہو، لیکن پھر بھی اس کی زندگی پر گہرا اثر ڈالتا ہو۔ ہم انسانی دماغ کو برف کے ایک ایسے تودے سے تشبیہ دے سکتے ہیں جو سمندر کی سطح پر تیرا کرتا ہے۔ سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ اس تودے کا صرف ۱/۱۰ حصہ پانی کے اوپر رہتا ہے اور باقی ۹/۱۰ حصہ سطحِ آب سے نیچے ہوتا ہے۔ اوپر والے یعنی نظر آنے والے حصہ کو انسانی دماغ کا شعور و احساس والا حصہ سمجھا جا سکتا ہے اور پانی کے اندر والے یعنی دکھائی نہ دینے والے حصہ کو انسانی دماغ کے اس حصہ سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جو تحت شعوری ہے اور عارضی طور پر احساس و ذکاوت سے محروم ہو گیا ہو۔

انسان کی زندگی میں ہزاروں واقعات ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ بھی صحیح معنوں میں "فراموش" نہیں کیا جاتا، بلکہ تمام واقعات دماغ کے تحت شعوری خزانے میں جمع رہتے ہیں —— یاد رکھنا چاہیے کہ اس خزانے کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یہی ہماری تمام دماغی طاقتوں اور حرکتوں کا مصدر و منبع ہے اور ہماری زندگی کے لیے ایک برقی موٹر کا کام کرتا ہے۔

ہم نے اوپر خیالات کے "دبلنے" کا ذکر کیا ہے یہ بھی ایک دماغی عمل ہے جس کے ذریعہ سے ہمارا دماغ ان تکلیف دہ خیالات و جذبات کو جو ہمارے لیے دکھ درد کا باعث ہوتے ہیں خود بخود دھکا دے کر اس دماغی تہ خانہ میں ڈال دیتا ہے جہاں

شعور واحساس موجود نہیں ہوتا۔ یہ کام ایسا ہے جیسے کہ بجلی کا بٹن دبا کر مکان کے ایک بڑے کمرے کو عارضی طور پر تاریک کر دیا جائے۔ آنکھ اور دماغ کو سکون حاصل ہو۔ اس طرح کے نفسیاتی دباؤ کا عمل زیادہ تر لڑکپن کے زمانے میں ہوتا ہے، کیوں کہ اس وقت انسان بہت ذکی الحس ہوتا ہے، اور بیرونی رکاوٹوں یا حملوں سے بہت جلد متاثر ہو جاتا ہے۔

کسی فوری جذبہ یا خیال یا ارادے کو دبانے سے جو عارضی علامت پیدا ہو جاتی ہے یا یوں سمجھیے کہ جو دماغی تکلیف جسمانی بیماری کی شکل اختیار کر لیتی ہے اس کی مثال پھر ایک واقعہ کی صورت میں دیکھیے۔ زید کسی بڑی ریلوے کمپنی میں ایک معمولی عہدے پر ماتحت کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ اس کی طبیعت بڑی حساس ہے اور نکتہ چینی کا اس پر فوری اثر ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ کسی معمولی یا غیر اہم قصور پر اس کا افسرِ اعلیٰ کسی پبلک جلسہ یا تقریب میں جہاں شہر کے امراء و شرفا جمع ہیں، اس کو بہت بُرا بھلا کہتا ہے اور بھری محفل میں اس کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ اس سے زید کو گہرا صدمہ پہنچتا ہے، اور دوسرا لمحہ ابھی گزرا بھی نہیں ہے کہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ اس کا دایاں ہاتھ حس و حرکت سے محروم ہو گیا، یعنی مفلوج ہو گیا۔

اب غور کیجیے کہ ایسا کیوں ہوا؟ زید نے اپنی توہین کے وقت غصہ میں آپے سے باہر ہو کر اپنے افسرِ اعلیٰ کو قتل کر دینے کی خواہش محسوس کی۔ لیکن اس کے دل میں اپنے افسر کا احترام بھی موجود تھا۔ فوراً جذبہ انتقام اور جذبہ احترام میں جنگ ہوئی۔ احترام کا جذبہ نفرت کے احساس پر غالب آگیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دماغ کی مرکزی طاقت نے اس کے جسم پر اثر ڈالا۔ زید نے چاہا تھا کہ انتقام کے لیے اپنا دایاں ہاتھ اپنے افسر پر اٹھائے۔ یہ ہاتھ دفعتاً رُکا اور مفلوج ہو گیا۔ اس سلسلہ میں جو اہم نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ یہ تمام عمل یعنی سبب اور نتیجہ غیر ارادی طور پر واقع ہوا نفرت و انتقام کے جذبہ کو دبانے کی خواہش کوئی دانستہ یا شعوری عمل نہ تھا۔ اگر زید کو ان فوری جذبات کا شعور و احساس ہوتا تو وہ ان کے متعلق اپنے دل سے بحث کرتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اگرچہ کچھ دنوں تک وہ دماغی تکلیف میں مبتلا رہتا لیکن اس کا ہاتھ مفلوج نہ ہوتا۔

اس واقعہ کے بعد اگر زید کا تجزیۃ النفس کیا جاتا اور اس کے دبے ہوئے یعنی غیر محسوس قاتلانہ جذبہ کو احساس و بیداری کی منزل تک لایا جاتا اور مناسب الفاظ کے ذریعہ سے اس جذبہ کا خاتمہ کر دیا جاتا تو زید کا ہاتھ اچھا ہو جاتا اور کام کرنے لگتا۔ گزشتہ جنگِ عظیم میں اس طرح کے نفسیاتی دباؤ کے باعث فالج ہو جانے کے بہت سے واقعات ظہور میں آئے تھے۔ بعض سپاہی غیر ارادی طور پر خوف و دہشت کے جذبہ کو دبانے تھے اور مفلوج ہو جاتے تھے۔ اس بیماری کو (Shell-shock) یعنی "گولوں کے پھٹنے کے باعث فوری صدمہ" کا نام دیا گیا تھا۔ چوں کہ بظاہر کوئی جسمانی زخم یا تکلیف دکھلائی نہ دیتی تھی، اس لیے طبی ماہرین ایک نئے طریقۂ علاج کی طرف متوجہ ہوئے اور بیماریوں میں دماغی اور جذباتی عناصر کی اہمیت کو سمجھنے لگے۔

لیکن نفسیاتی دباؤ کے تمام واقعات ایسے ہی سیدھے سادے نہیں ہوتے جیسے کہ اوپر بیان کیے گئے ہیں۔ جو دباؤ کم سنی کے زمانے میں پڑتا ہو وہ انسان کے دل کی گہرائی تک پہنچ جاتا ہے اور شعور و احساس میں بدترین انتشار پیدا کر کے بہت سی پیچیدگیوں کا باعث ہو جاتا ہے۔ اب سوال یہ کیا جا سکتا ہے کہ کم سنی اور نوجوانی کے زمانے میں وہ کون سے جذبات ہیں جو سب سے زیادہ دبائے جاتے ہیں؟ اس کا جواب معلوم ہے، یعنی جنسی جذبات اور جنسی خواہش کا اقدام۔ تمام متمدن سوسائٹیوں میں ان ہی جذبات پر سخت ترین پابندیاں عائد ہیں۔ حکومت، عدالت، پولیس، مذہب، اخلاق اور سوشل قانون، سب کا مقصد یہی ہے کہ انسان کی آزادانہ جنسی خواہشات اور اس کے کھلے اور جارحانہ اقدام پر پابندیاں عائد کرے۔ اس لیے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ نفسیاتی دباؤ اور جذبات کے قید و بند کے زیادہ تر واقعات جنسی مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔

پھر بھی اگر کوئی شخص یہ دلیل پیش کرے کہ چوں کہ نفسیاتی دباؤ ہی اکثر دماغی امراض کی بنیاد ہوتا ہے اس لیے اس کا علاج صرف یہی ہے کہ تمام پابندیاں اُٹھالی جائیں اور نوجوانوں کو ان کی جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے ہر طرح آزاد کر دیا جائے اور قانون اور سوسائٹی کی تمام رکاوٹوں سے بے پروا ہو کر مرد اور عورتیں انتہائی بے تکلفی سے جس وقت اور جس جگہ چاہیں جنسی عمل میں مصروف ہو جائیں تو ظاہر ہے کہ یہ دلیل قطعاً غلط ہوگی اور انسان و بہائم میں کوئی فرق باقی نہ رہے گا۔ اس طرح کی دلیل اسی شخص کی ہوگی جو "تجزیۃ النفس" کے طریقۂ علاج میں "نیم حکیم" کی حیثیت رکھتا ہو۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کی وہ صورت نہیں ہے جو جنسی خواہشات کے سلسلہ میں اوپر بیان کی گئی ہے۔ سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے

کہ نفسیاتی دباؤ یا بندش کوئی یک طرفہ عمل نہیں ہے۔ اس میں یہ ضرور ہے کہ دو متضاد خواہشوں کے درمیان سخت ترین جنگ یا کشاکش واقع ہو۔ اس لیے اس مسئلہ کے صرف ایک ہی پہلو یا جنگ کے صرف ایک ہی فریق پر زور دینا مریض کی صحت کا باعث نہیں ہوگا۔ یہ تو تجزیۃ النفس سے ناواقفوں کا خیال ہے کہ اگر وہ اپنے مریض کے دبے ہوئے جذبات کا پتہ لگالیں گے اور ان جذبات کو آزاد کردیں گے تو مرض میں خود بخود افاقہ ہو جائے گا۔ یہ ویسا ہی ہوگا جیسے کسی کو یہ خبر دیدی جائے کہ فلاں پہاڑ کے نیچے ایک بیش قیمت دفینہ موجود ہے۔ اس طریقۂ علاج میں جس بات کی ضرورت ہو وہ یہ ہے کہ دبے ہوئے جذبات اور رکی ہوئی خواہشات کا پتہ لگانے اور انھیں آزاد کردینے کے عمل سے اپنا کام شروع کرکے طبیب ان رکاوٹوں اور مدافعتوں کو دور کرے جو مخالف خواہشات نے مریض کے دماغ میں پیدا کی ہیں۔ صرف اسی صورت میں یہ مریض مکمل بیداری یا شعور و احساس حاصل کرے گا اور اسے صحت ہو جائے گی۔

تحت شعوری اور محروم احساس دماغ کی گہرائی میں جو چیزیں چھپی ہوئی ہیں ان کا پتہ لگانے کے لیے تجزیۃ النفس کے ماہرین دو طریقے استعمال کرتے ہیں۔ (۱) آزادانہ میل جول کا طریقہ۔ (۲) مریض کے خوابوں کی تشریح۔ موخرالذکر طریقہ میں "ہپناٹزم" یعنی عمل تنویم شامل ہے جس کے ذریعہ سے مریض کو سلا کر اس کے شعور اور حافظہ کو بیدار کیا جاتا ہے اور اس کے حالات کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

آزادانہ میل جول کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو اس امر کی ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ اپنے خیالات کے تمام شعوری کنٹرول یعنی نگرانی و تحفظ کو ترک کرکے ان کو آزاد چھوڑ دے اور احتیاط و بے احتیاطی، اچھائی اور برائی، نیکی و بدی، نرمی و سختی، تکلف و بے تکلفی، اور شریفانہ و غیر شریفانہ خیال کے تمام امتیازات کو ترک کرکے تمام باتوں کو ظاہر کرتا چلا جائے، اور خیالات کے دفینہ کو اس طرح خرچ کرے کہ اس میں کچھ باقی نہ رہے۔ ایسی حالت میں رکاوٹیں دور ہوتی چلی جاتی ہیں اور تمام دبے ہوئے جذبات یکے بعد دیگرے تاریکی سے روشنی میں آنے لگتے ہیں۔

خواب آور طریقہ یا تنویم میں بھی یہی حالت پیدا ہوتی ہے یعنی وہ شعوری رکاوٹیں جو بیداری میں موجود ہوتی ہیں بہت کم اور رفتہ رفتہ دور ہو جاتی ہیں۔ خود سگمنڈ فرائڈ کا فلسفیانہ نظریہ یہ ہے کہ خواب اُن دبی ہوئی خواہشات کو ظاہر کرتا ہے جو خواب دیکھنے والے کے تحت شعوری دماغ میں موجود ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نے یہ خواب دیکھا کہ وہ راون ہے۔ جب اسے یہ ترغیب دی گئی کہ راون کے بارے میں سب کچھ کہہ ڈالے تو سب سے پہلا خیال اس کے بیدار ہوتے ہوئے دماغ میں یہ آیا کہ راون نے سیتا کا اغوا کیا تھا، پھر وہ کہنے لگا کہ راون کے ایک دوست کی خوبصورت بیوی کا نام سیتا تھا۔ یہاں پر "دوست" کے لفظ نے اس کے راز کو فاش کردیا اور اس کے خواب کا مطلب صاف ظاہر ہو گیا۔ اس شخص کا ارادہ یہ تھا کہ اپنے دوست کی خوبصورت بیوی کا اغوا کرے اور یہ ایک ایسا تکلیف دہ خیال تھا جو شعور و بیداری کی حالت میں وہ اپنے دل میں رکھ بھی نہ سکتا تھا اس لیے اسے تحت شعوری نفس میں جگہ دے دی گئی تھی لیکن بعد میں اسے اقبال کرنا پڑا کہ وہ اپنے دوست کی بیوی کی طرف ایک خفیہ کشش کے باعث کھنچا جاتا ہے۔

یہ خیال کرنا غلط ہوگا کہ صرف غیر معمولی دماغ رکھنے والے آدمیوں ہی میں نفسیاتی دباؤ کے واقعات ہوتے ہیں۔ معمولی اور متوسط انسان کا دماغ بھی طرح طرح کے دباؤ سے بھرا ہوتا ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ وہ دنیا کا کام کرنے کے لیے ایک قابل اطمینان توازن پیدا کر لیتا ہے۔ رنج و غم، یاس و حسرت، احساس کمتری، فکر و تدبر، یہ تمام آثار اسی جنگ کے ہیں جو انسانی دماغ کی گہرائیوں میں جاری رہتی ہے۔ اس کا دماغ ایک کوہ آتش فشاں کی طرح "سویا" رہتا ہے اور اس وقت بیدار ہوتا ہے جب زندگی کی ضربیں اسے بیداری پر مجبور کرتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ایک ایسے انسان کا تصور کیجیے جس کا تحت شعوری نفس کسی طرح کے دباؤ کی حالتوں اور اندرونی جنگ جدل سے پاک ہو۔ ایسا شخص ہمیشہ خوش رہے گا۔ اس کی زندگی خوف اور رنج کے عناصر سے پاک ہوگی اور اس کی مسرت کا خزانہ بدترین مصیبتوں میں بھی خالی نہ ہوگا۔ لیکن ایسا انسان کہاں ہے؟

تن درست رہنے کیلیے کیا کھانا چاہیے؟

از ڈاکٹر فریڈرک ۔ ایف ۔ ٹسٹڈال ۔ ایم ڈی ۔ ایف ۔ آر ۔ سی ۔ پی ۔

دنیا میں غالباً کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں انسانوں کی غذا طاقت پرورش اور تغذیہ کے اعتبار سے اس درجہ ناقص اور کمزور ہوتی ہو جتنی کہ ہندستان میں، افلاس و تنگ دستی کا مسئلہ علیحدہ ہے، اس ملک کا حال یہ ہے کہ عام طور پر لوگوں کو صحیح تغذیہ والی غذاؤں کا علم بھی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ دولتمند گھرانوں میں بھی کھانے پینے کی چیزوں کے صحت پرور عناصر سے لوگ ناواقف ہوتے ہیں اور بہت دُبلے پتلے، ناتن درست اور زرد لڑکے دیکھنے میں آتے ہیں۔ اس مضمون کے مصنف ڈاکٹر ٹسٹڈال طبی سائنس کے ایک مستند ماہر اور کناڈا کی "نیوٹریشن کمیٹی" (یعنی انجمن تغذیہ و غذائیات) کے صدر ہیں انھوں نے مندرجہ ذیل مقالہ میں روزمرہ کی زندگی میں صحیح تغذیہ کے مخصوص اصولوں کو پیش کیا ہے۔ (ہمدرد صحت)

انسانی غذا کے تقریباً ۳۴ عناصر ایسے ہیں جو تن درست اور معتدل زندگی بسر کرنے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان ۳۴ عناصر کے متعلق معلومات حاصل کریں اور یہ جان لیں کہ ہمیں ان کی کتنی کتنی مقدار کی ضرورت ہے اور یہ عناصر یا اجزاءِ غذا کن کن چیزوں کے ذریعہ سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ تغذیہ کی عام کمی اور خرابی ایک ایسی چیز نہیں ہے جو بہت جلد کسی خاص بیماری کی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہو، اس لیے جس شخص کی غذا ناقص اور غیر متوازن ہوتی ہے وہ بھی کافی مدت تک اپنی زندگی کی گاڑی کو کھینچتا رہتا ہے اور روزانہ کے کام انجام دیتا رہتا ہے۔ بلکہ اسی کے ساتھ ساتھ اس کی طاقت و توانائی، درون کارکردگی، اور دفعِ امراض کی صلاحیت بھی کم ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ بیمار ہو جاتا ہے اور بعض امراض ایسے ہوتے ہیں جو بالآخر اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاتے ہیں۔

یہ ایک خوش نصیبی کی بات ہے، اور قدرت کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ عملی نقطۂ نگاہ سے بہت کم صحت بخش اجزا و عناصر ایسے ہیں جنکی تلاش میں ہمیں سرگرداں رہنا پڑے۔ اس لیے کہ ایک اوسط درجہ کی معتدل غذا میں ہمیں زیادہ تر ضروری چیزیں مل جاتی ہیں اور صرف تھوڑی سی عقلمندی اور احتیاط سے ہم اپنا مقصد حاصل کرسکتے ہیں۔ قدرت فیاض ہے لیکن اس کی فیاضی سے بہرہ اندوز ہونے کے لیے ہمیں بھی دانشمندی سے کام لینا پڑتا ہے۔

انسانی غذا کے ضروری عناصر مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) حیاتین (وٹامنز)، (۲) معدنی اجزا (منرلز)، (۳) لحمی اجزا (پروٹینز)، (۴) روغنی اجزا (فیٹس)، (۵) شکری اجزا (کاربوہائیڈریٹس)۔

مناسب اور صحیح تغذیہ کے لیے یہ ضرور ہے کہ غذا میں "تنوع" کا خیال رکھا جائے۔ اس لیے کہ ہمارے جسم کو مندرجہ بالا اجزا میں سے بعض بڑی مقدار میں درکار ہوتے ہیں اور بعض کم مقدار میں۔ بعض غذاؤں مثلاً دودھ اور انڈوں میں چند اجزا ایک ساتھ پائے جاتے ہیں۔ لیکن بعض چیزیں مثلاً کیک اور مٹھائیاں ہمیں اس لیے کم مقدار میں کھانی چاہییں کہ ان کی کثرت بعض دوسرے ضروری اجزا کے لیے گنجائش باقی نہیں رکھتی، اور ہماری مجموعی غذا کمزور اور ناقص ہو جاتی ہے اب مختلف اجزا کی تفصیل الگ الگ لکھی جاتی ہے

(۱) حیاتین

حیاتین بھی حقیقت میں کیمیائی اجزا ہیں جو انسانی زندگی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اکثر حیاتین کی ضرورت بہت

کم مقدار میں ہوتی ہے۔ تاہم اگر کسی حیاتین کی جسم میں کمی یا فقدان ہو جائے تو جسمانی بیماری اور عضوی نقائص پیدا ہو جاتے ہیں بلکہ بعض حالات میں موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ اب تک نو حیاتین دریافت ہوئے ہیں جن کے متعلق ہمیں کافی واقفیت حاصل ہو چکی ہے۔ لیکن غذائی نقطۂ نگاہ سے چار حیاتین خاص اہمیت رکھتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

حیاتین "ا" (وٹامن "اے") اس کی کمی سے آنکھ کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ متعدی امراض جلد حملہ کرتے ہیں اور جسم میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔

حیاتین "ب (۱)" اور "ب (۲)"۔ (وٹامن "بی (۱)" اور "بی (۲)")۔ ان کی کمی بھوک کو کم کر دیتی ہے، قبض اور عصبی دردوں کا باعث ہوتی ہے، جلد میں خرابیاں اور آنکھ کی چند مخصوص بیماریاں پیدا کرتی ہے۔

حیاتین "ج" (وٹامن "سی") اس کی کمی یا فقدان سے جلد پر دھبے پڑ جاتے ہیں، عام جسمانی کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ مسوڑھوں اور جسم کے دوسرے حصوں سے خون آنے لگتا ہے۔

حیاتین "د" (وٹامن "ڈی") اس کی کمی سے سوکھے کا مرض ہوتا ہے، ہڈیاں کمزور ہوتی ہیں اور دانتوں میں بھی خرابی پیدا ہوتی ہے۔

ان تفصیلات کے بعد یہ جان لینا چاہیے کہ ان حیاتینوں کی کافی مقدار حاصل کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے جس بات کی ضرورت ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہم اپنی روزانہ غذا میں مناسب تبدیلیوں کے ساتھ ان چیزوں کا دور قائم رکھیں۔ (۱) ایک پاؤ سے لے کر آدھ سیر دودھ تک (بچوں کے لیے اس کی ڈیوڑھی مقدار) (۲) ایک انڈا (۳) تھوڑا سا گوشت (۴) دو قسم کی پکی ہوئی سبزیاں اور کچھ آلو۔ (۵) بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی اور کچھ دال۔ (۶) کچھ پھل اور کچی سبزیاں۔ ان چیزوں کے ذریعہ سے حیاتین "د" کے سوا تمام حیاتین حاصل ہو جائیں گے۔ حیاتین "د" ہم دھوپ کی شعاعوں سے یا روغن ماہی کی مختصر مقدار سے حاصل کر سکتے ہیں۔

اگر ہماری غذا میں ان حیاتینوں میں سے کسی ایک کی بھی کمی ہو گئی تو ہماری طاقت و توانائی کم ہو جائے گی اور ہم میں مدافعت امراض کی صلاحیت باقی نہیں رہے گی۔ ہم آسانی سے مرض زکام اور پھیپھڑوں کی بیماری میں مبتلا ہو جائیں گے اور پھر حصول صحت میں دشواریاں پیدا ہوں گی۔

اب مختلف حیاتینوں کا تذکرہ جُدا جُدا کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کن کن چیزوں میں کون کون سے حیاتین پائے جاتے ہیں اور ان کی کمی سے کیا کیا نقصانات ہوتے ہیں۔

حیاتین (ا) دودھ، مکھن، کریم، گاجر، ٹماٹر، سلاد کے پتے، ساگ، انڈا، کلیجی، گردہ۔

حیاتین "ا" اکثر چیزوں میں کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اگر ہماری غذا میں ایک پاؤ سے آدھ سیر تک دودھ ہو اور مزید برآں صرف ایک انڈا اور دو سبزیاں ہوں اور کچھ آلو بھی ہوں تو حیاتین "ا" کی مناسب مقدار ہمیں مل جائے گی۔ اس حیاتین کی کمی سے انسان ناک، حلق اور پھیپھڑے کے امراض مثلاً زکام اور نمونیا وغیرہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ جسم کا نشو و نما رک جاتا ہے اور وزن میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ دانت پر اوپر سے چمکیلے غلاف تعمیر کرنے والے خلایا اچھی طرح کام نہیں کرتے اس لیے دانتوں میں بھی خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

حیاتین "ب" (۱) و (۲) پورے اناج (یعنی وہ آٹا یا دالوں کے بیسن جو پیسنے کے بعد چھانے نہ جائیں)۔ انڈے کی زردی، دودھ، کلیجی گردہ، پھل اور اکثر سبزیاں بالخصوص سیم کے بیج اور ہری مٹر۔

دونوں حیاتین "ب" جب جسم میں کم ہو جاتے ہیں تو بھوک غائب ہونے لگتی ہے۔ بچوں کی طاقت نمو کم ہو جاتی ہے اور وزن بھی بڑھنے نہیں پاتا۔ معدے اور آنتوں کا فعل خراب ہو جاتا ہے جس سے قبض بھی پیدا ہوتا ہے اور عام صحت بھی بگڑتی ہے۔

حیاتین "ج" سنترہ، لیموں، ٹماٹر، شلغم، چقندر، آلو، کچا کرم کلّہ، تازہ سبز ترکاریاں، خربوزہ، تازہ جامنیں وغیرہ۔

حیاتین "ج" کی کمی سے جلدی امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور دانتوں اور مسوڑھوں سے خون آنے کی شکایت پیدا ہوتی ہے اور کبھی نکسیر بھی پھوٹتی ہے۔ اب لوگ غذا میں اس حیاتین کی اہمیت کو سمجھنے لگے ہیں۔ اس کی کمی سے عام جسمانی خرابی ہوتی ہے

اور وظائف اعضا میں نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔

حیاتین "د"۔ "کاڈ لیور آئل یا دوسری مچھلیوں کا تیل۔ انڈے کی زردی، سورج کی کرنیں۔

حیاتین "د" حاصل کرنے کے سلسلہ میں جو مشکل پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ معمولی غذاؤں میں اس کی کافی مقدار نہیں پائی جاتی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر بچہ، جوان یا بوڑھا موسم سرما کے چند ماہ میں دھوپ سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائے اور ان ہی مہینوں میں ہر شخص ایک چائے کا چمچہ بھر روغن ماہی کا استعمال کیا کرے۔ بچوں کے لیے اس سے کم مقدار ہونی چاہیے تاکہ وہ آسانی سے ہضم کر سکیں۔ ابتدائے عمر میں اس حیاتین کی کمی ہڈیوں میں نرمی کا نقص پیدا کر دیتی ہے اور جوانوں کے دانتوں کو خراب کر دیتی ہے۔

(۲) معدنی اجزا

دودھ، پنیر، انڈا، کلیجی، گردہ۔ پتوں والی سبزیاں، مثلاً ساگ، سلاد اور کرم کلہ، پھل اور آیوڈین ملا ہوا نمک۔

ایک صحیح اور متوازن غذا کے لیے انسان کو تیرہ معدنی اجزا کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ہماری یہ خوش نصیبی ہے کہ ہمیں زیادہ تر صرف تین ہی اجزا کی فکر کرنی پڑتی ہے۔ باقی دس اجزا ہر معقول "غذائی مجموعہ" سے خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں۔ تین اہم ترین معدنی اجزا یہ ہیں:۔

(۱) "کیلسیم" جس کی کمی کے باعث ہڈیاں، دانت اور پھیپھڑے کمزور ہوتے ہیں۔

(۲) لوہا، جس کی کمی سے خون کی پیداوار کم ہو جاتی ہے۔

(۳) آیوڈین، جس کی کمی سے گھینگھے کا مرض لاحق ہوتا ہے اور غدۂ درقیہ کا نقص عمل جنسی کمزوری کا باعث بھی ہوتا ہے۔

ہمارے لیے کیلسیم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ: دودھ اور دودھ کی چیزیں مثلاً پنیر وغیرہ ہیں۔ بالغ کو روزانہ ایک پاؤ سے لے کر آدھ سیر دودھ تک کی مقدار شریک غذا کر لینی چاہیے۔ اور بچے کو جس کی ہڈیاں بن رہی ہوتی ہیں، اس سے کچھ زیادہ مقدار میں دودھ دینا چاہیے۔ پنیر بھی کیلسیم حاصل کرنے کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔

لوہے کی کافی مقدار ہم سبزیوں اور پھلوں سے لے سکتے ہیں۔ انڈا، کلیجی اور گردے بھی کیلسیم کی معقول مقدار رکھتے ہیں۔

سبزیاں پکانے میں زیادہ پانی نہ ڈالنا چاہیے۔ ورنہ لوہے کے بیش قیمت اجزا پانی کے ساتھ نکل کر ضائع ہو جاتے ہیں۔

آیوڈین کی کچھ مقدار دودھ میں بھی ہوتی ہے، لیکن زیادہ مقدار سمندری غذاؤں میں ہوتی ہے جو لوگ سمندر سے بہت فاصلہ پر رہتے ہیں ان کو "آیوڈائیزڈ" نمک کے ذریعہ سے آیوڈین حاصل کرنی چاہیے۔

(۳) پروٹینز یعنی لحمی غذائیں

گوشت، مچھلی، مرغ اور پرندے، دودھ، پنیر، انڈا، ہری مٹر، سیم اور دوسری سبزیاں، اناج اور ان کا آٹا۔

پروٹینز کی اہمیت اس امر میں ہے کہ ۲۴ غذائی اجزا میں یہ کم از کم دس اجزا ہمارے لیے مہیا کر دیتے ہیں۔ اس لیے ہماری روزانہ غذا میں ان کا ہونا بیحد ضروری ہے۔ پروٹینز ہمیں حیوانی غذاؤں سے بھی ملتے ہیں، سبزیوں سے بھی اور اناجوں سے بھی پروٹینز میں دودھ، پنیر اور انڈا ہماری بافتوں کی تعمیر کے لیے بہترین چیزیں ہیں۔ ہماری غذاؤں میں ان چیزوں کی شرکت کافی مقدار میں ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ صرف سبزیوں اور اناجوں کے ذریعہ سے ہم اتنی مقدار نہیں حاصل کر سکتے۔

(۴) روغنی غذائیں

مکھن، کریم، دودھ، چربی والا گوشت، گھی، نباتاتی تیل، انڈے کی زردی۔

روغنی غذاؤں کا مقصد یہ ہے کہ وہ جسم کی حرارت اور "انرجی" (قوت عمل) مہیا کیا کریں۔ تمام وظائف اعضا کے لیے ان کی موجودگی ضروری ہے۔ اگر روزانہ ہمیں روغنی غذائیں صرف دو تین اونس کی مقدار میں مل جایا کریں تو ہماری جسمانی ضرورتوں کو کافی ہوں گی۔ روغنی غذا کے حاصل کرنے کا سب سے اچھا ذریعہ مکھن ہے۔ انرجی اور طاقت عمل اور حرارت پیدا کرنے کے علاوہ روغنیات

کی اہمیت یوں بھی ہے کہ ان میں عام جسمانی صحت پیدا کرنے والے دوسرے ضروری اجزا بھی موجود ہوتے ہیں

(۵) کاربوہائیڈریٹس (شکری غذائیں)

روٹی، کیک، شکر، گڑ، مٹھائی، جام، جیلی، زمیں قند، چقندر، آلو، سویاں وغیرہ۔

شکری غذائیں انسانی جسم کے لیے "انرجی" کا مخصوص ذریعہ ہیں۔ اگر یہ اجزا ہمارے کھانے کے آٹے اور شکر میں موجود نہ ہوتے تو یہ نیا تمدن باقی نہ رہتا۔ اس تمدن کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ غذاؤں کا تنوع بہت بڑھ گیا ہے اور اگر صرف آٹے اور شکر کے ذریعہ سے ہمیں کاربوہائیڈریٹس کی ضروری مقدار نہ مل جاتی تو جدید تمدن کی بنیاد ڈھولکھلی ہو جاتی۔ لیکن ہمیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ کیک اور مٹھائیوں کی لذت اور عام دست یابی کا شکار ہو کر ہم ان چیزوں کو زیادہ مقدار میں استعمال کرنا شروع نہ کر دیں۔ اس لیے کہ ایک تو ان کی زیادتی صحت کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہوگی، دوسرے اگر ہم ان ہی سے پیٹ بھر لیں گے تو دوسرے ضروری غذائی عناصر سے محروم ہو جائیں گے۔

صحت کے لیے ایک بنیادی غذا

اب ذیل میں ایک ایسی فہرست پیش جاتی ہے جو ہمارے لیے ایک بنیادی صحت بخش غذا کا کام دے سکتی ہے یعنی اگر ہم روزانہ اپنے کھانے پینے میں ان ہی چیزوں کا ایک دور قائم کر لیں تو ہمیں تمام ضروری غذائی اجزا مل جائیں گے۔

(۱) دودھ (بالغ اور نابالغ کے لیے وہ مقدار جو اوپر بتلائی جا چکی ہے) انڈا، کچھ گوشت، دو سبزیاں، کچھ آلو، کچھ پھل اور کچی سبزیاں، پورے گیہوں کے آٹے کی روٹی اور چند دالیں (تبدیلیوں کے ساتھ) ان کے علاوہ موسم سرما میں دھوپ اور تھوڑی مقدار میں روغن ماہی یا حیاتین "ڈ" حاصل کرنے کے لیے کوئی دوسری چیز۔ بس اتنی چیزیں روزمرہ کی انسانی غذا کے لیے کافی ہیں اور ایک ذہین آدمی اس فہرست کو کام میں لا کر اپنی غذا کا ایک معقول اور مفید نظام قائم کر سکتا ہے۔

بقیہ مضمون ص ۲۲

زہرہ کے ان چھوٹے چھوٹے کروں پر اترنے اور ٹھہرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے؟ اس کے لیے خاص اجازت لینی پڑتی ہے؟"

"ہمیں بہت افسوس ہے،" ع نمبر ۲۲۰۲ نے شرما کر کہا۔ "ہم اپنے قصور پر نادم ہیں۔ ہمیں یہ بات معلوم نہ تھی۔" یہ کہہ کر دوشیزہ نے اپنے برق پاش تبسم کی تمام بجلیاں اور اپنی سحر فن آنکھوں کے تمام تیر اس افسر پر بیک وقت استعمال کیے۔ افسر ذرا جھجک گیا۔

م نمبر ۸۲۴ نے کہا، "ہم راہ چلتے ہوئے صرف چند لمحے کے لیے یہاں ٹھیر گئے تھے۔ تاکہ اپنا جوڑا ملانے کا اجازت نامہ حاصل کرنے کے لیے کچھ مشورہ کریں۔"

"اچھا۔ یہ بات ہے!" پولس افسر نے شکست کھا کر جواب دیا۔ "میں بھی کسی زمانے میں جوان تھا اور محبت کرتا تھا۔ بہرحال اب یہ تذکرہ چھوڑ دو۔ اور قبل اس کے کہ دوسرا پولیس افسر تمھیں دیکھ لے فوراً یہاں سے چل دو۔"

"شکریہ! شکریہ" عاشق اور محبوب نے پولیس افسر سے کہا۔ "آؤ۔ ڈارلنگ۔ اب چلے چلیں۔"

ان کا فضائی جہاز روانہ ہو گیا۔ پولس افسر اپنے دل سے کہنے لگا۔ "ڈارلنگ! شاید میں نے بھی اس عالم لامحدود میں یہ لفظ اس سے پہلے کہیں سنا تھا! سلامت رہے یہ جوڑا۔ اگر اس عالم میں کوئی عالمگیر چیز موجود ہے تو وہ کائناتی شعاعیں ہیں یا محبت ہے۔"

افسانہ

سنہ ۳۰۰۰ء میں محبت اور جنسی رشتہ

از جناب حکیم محمد احسن صاحب سہوانی، کراچی

انگلستان کے مشہور مصنف مسٹر ایچ۔ جی۔ ویلز نے جو کتاب "آنے والی چیزیں" ـــــ کے نام سے شائع کی تھی وہ اس قدر مقبول ہوئی تھی کہ خود مسٹر ویلز کی نگرانی میں اس کا فلم بھی بنا لیا گیا تھا۔ اس دلچسپ تصنیف میں مسٹر ویلز نے ان حیرت انگیز چیزوں کو دکھانے کی کوشش کی ہے جو ان کے تخیل کی رو سے سائنس اور نئی ایجادات کی رفتارِ ترقی کے پیش نظر چند صدیوں کے بعد وجود میں آئیں گی اور انسانی زندگی کا جزو بن جائیں گی۔ لیکن جو افسانہ اس وقت پیش کیا جا رہا ہے اس کی نوعیت جداگانہ ہے۔ اس میں اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اب سے تقریباً ایک ہزار سال بعد اجرا و اصلاح نسل کے بیے طبی نقطۂ نگاہ سے انسانوں کی "درجہ بندی" کس طرح کی جائے گی اور جنسی رشتہ اور محبت پر کیا پابندیاں عائد ہوں گی۔ ظاہر ہے کہ آج جس چیز کو ہم "شادی" کی رسم کہتے ہیں اس کا وجود باقی نہ ہوگا۔ ازدواج کے شعبہ میں "شوہر" "بیوی"، "رفیق زندگی" "رفیقۂ حیات" جیسے الفاظ اپنے معنی سے محروم ہو جانے کے باعث استعمال میں نہیں آئیں گے۔ اگر کوئی مرد اور کوئی عورت ایک دوسرے کی جنسی کشش کے باعث کچھ دنوں تک ساتھ رہنا چاہیں گے تو ان کے لیے زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ "جوڑ" کا لفظ استعمال کیا جائے۔ لیکن یہ جوڑا ملانے کا کام بھی وقتی حکومت کے اُن قوانین کے تحت میں ہوگا جو طبی نظریوں اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق بنائے گئے ہوں گے۔ "بوسہ" لینا یا دینا بہرحال ممنوع قرار پائے گا اور چوں کہ اس سے جراثیم امراض کے منتقل ہونے اور پھیلنے کا خطرہ لاحق ہوگا۔ اس لیے ایسی مجرمانہ حرکت کرنے والوں سخت ترین سزا دی جائے گی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ محبت کا جذبہ کیا ان پابندیوں کو برداشت کر سکے گا؟ اس کا جواب اس دلچسپ افسانے میں ملاحظہ فرمائیے۔

(ہمدرد صحت)

مرد نمبر ۱۰۱۱، "ٹیلی ریڈیو" (Teleradio) کے خبر رساں پردے پر دنیا کی تازہ ترین خبروں کی تصویریں دیکھ رہا تھا اور واقعات کی تفصیل سن رہا تھا۔ یہ "ٹیلی ویژن" کی ترقی یافتہ صورت تھی اور پرانے قسم کے ریڈیو اور آلہ "غائب بین" کو لوگ فراموش کر چکے تھے۔ اس نے دفعتہً اس پردے کی طرف سے اپنی نظر ہٹائی اور پیچھے کی طرف پھر کر اپنی ساتھی عورت نمبر ۹۱۱ کو دیکھا جو کمرے کے ایک گوشے میں بیٹھی ایک برقی مشین کے ذریعہ سے چند اجزا کا ایک مرکب کپڑا تیار کر رہی تھی۔

"کیا کر رہی ہو، ساتھی؟" اس نے سوال کیا۔

"میں ع نمبر ۲۲۰۲ کے لیے ایک زہر رُبا اور جراثیم سے غیر متاثر رہنے والا لباس بنا رہی ہوں" عورت نے جواب دیا۔ "تاکہ اگر اسے انکوبیٹیریم (Incubatarium) (یعنی مصنوعی حرارت سے بچہ پیدا کرنے والا طبی مرکز) میں نرس کی جگہ مل جائے تو وہ اس لباس کو اپنی وردی کے طور پر استعمال کر سکے۔"

نمبر ۱۰۱۱ نے مسکرا کر کہا "بہت اچھا۔ چوں کہ وہ دوشیزہ ہم لوگوں کے زیر نگرانی رکھی گئی ہے، اس لیے ہمیں بھی ولی کی حیثیت اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔"

"کیا تمھارے خیال میں اس کی علمی قابلیت اتنی ہے کہ نرس کے عہدے پر داخلہ کا امتحان پاس کر لے گی؟" عورت نے پوچھا۔

"ہاں، میرا خیال ایسا ہی ہے۔" مرد نے جواب دیا۔ "وہ علم الاعضا، نسبیات، اور اجرائے نسل وغیرہ کے تمام جدید

ترین اصول اور نظریات سے اچھی طرح واقف ہے وہ اس امتحان میں کامیاب ہو جائے گی۔"

"بڑی خوشی کی بات ہے۔" عورت نے مسرور ہو کر کہا۔ "لیکن میں دیکھتی ہوں کہ وہ کچھ دنوں سے م نمبر ۸۲۴ کی طرف بہت متوجہ رہتی ہے۔ اس سے اکثر ملتی ہے اور اس کی ملاقات سے خوش ہوتی ہے۔ تمہارا خیال اس نوجوان کے متعلق کیا ہے؟"

"بہت اچھا اور ہونہار نوجوان ہے۔" مرد نے اپنی ساتھی عورت کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔

"مگر کیا ان دونوں کا جوڑا ملایا جا سکے گا؟" عورت نے پوچھا "میرے سوال کا مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں میں ضرورت سے زیادہ کشش پیدا ہو گئی تو کیا حکومت اس امر کی اجازت دے دیگی کہ ان کا جوڑا ملا دیا جائے۔"

"میرے خیال میں کوئی سبب اعتراض یا مخالفت کا نہیں ہو سکتا۔" مرد نے ایک معنی خیز تبسم کے ساتھ کہا۔ "میں نے نسلی ریکارڈ میں بھی دیکھ لیا ہے کہ م نمبر ۸۲۴ کی حیثیت کیا ہے۔ وہ قسم 'ب' درجہ ث کا مرد ہے۔ ع نمبر ۲۲۰۲ بھی اسی قسم میں ہے اور قانون اس کی کھلی اجازت دیتا ہے کہ ایک قسم اور ایک درجہ کے مرد اور عورت کا جوڑا ملایا جا سکے۔"

"میں بہت خوش ہوں کہ تم نے اس کی جانچ بھی کر لی ہے۔" عورت نے اظہار مسرت کے ساتھ کہا۔ "میں کسی قدر پریشان تھی چوں کہ میں دیکھ رہی تھی کہ ع نمبر ۲۲۰۲ م نمبر ۸۲۴ کی ہر بات اور ہر کام میں بڑی دلچسپی لینے لگی ہے۔"

"لو، وہ آ ہی پہنچی۔" مرد نے ایک اشارہ کرنے والی سوئی کی طرف دیکھ کر کہا جو ایک برقی لیمپ کی سطح پر پوشیدہ دروازے کے اوپر حرکت کر رہی تھی اور کبھی جلتی کبھی بجھتی ہوئی روشنی کی شعاعوں سے آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔

اتنے میں دروازہ انتہائی خاموشی کے ساتھ خود بخود دیوار کے اندر گھس کر لاپتہ ہو گیا اور ایک خوبصورت، چست، خوش قامت اور دل کش نوجوان عورت کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کے سڈول جسم پر "ہیلونیکم" (Heloniqum) کا ملبوس تھا جس سے اس کے حسین اعضا کا تناسب صاف ظاہر ہو رہا تھا اور حسن شباب کی رنگینیاں پھوٹی پڑتی تھیں۔ "ہیلونیکم" ایک غیر آتش گیر مادے سے بنا ہوا کپڑا تھا جو "ہیلیم" گیس کو منجمد کر کے تیار کیا گیا تھا۔ یہ اب بھی ہوائی جہاز کے غباروں کی تعمیر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس دوشیزہ کا دمکتا ہوا چہرہ بہت بھولا تھا اور اس کے قدرتی رنگین عارض گلگونہ اور غازہ سے ناآشنا تھے۔ کیوں کہ حکومت نے جدید طبی اصولوں کے پیش نظر سرخی اور پاؤڈر وغیرہ کا استعمال ممنوع قرار دے دیا تھا۔ وہ سر سے پیر تک صحت اعدادی کا مجسمہ تھی۔

"مرحبا مرد! مرحبا عورت!" دوشیزہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کے لیے ایک خوش خبری لائی ہوں۔ میں نے امتحان پاس کر لیا اور 'انکوبیٹیریم' میں مجھے ایک نرس کی جگہ مل گئی ہے۔ آئندہ چاند کی پہلی تاریخ کو مجھے ڈیوٹی پر حاضر ہونا ہے۔ اور .... اور .... ہاں۔" اس نے ذرا ٹھہر کر کہا، "م نمبر ۸۲۴ آج سہ پہر کو اپنا راکٹ طیارہ فضائے بسیط میں لے جائے گا تاکہ اس فضائی جہاز کے کنٹرول کرنے والے چند نئے خود کار پرزوں کی جانچ کی جائے۔ اس نے مجھے بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی ہے۔ کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیں گے؟"

دوشیزہ نے ع نمبر ۱۱۹ کی طرف دیکھا اور ع نمبر ۱۱۹ نے م نمبر ۱۱۰۱ کے چہرہ پر ایک سوالیہ نگاہ ڈالی۔ م نمبر ۱۱۰۱ نے سر کو ایک جنبش دی اور پھر دوشیزہ سے کہا "اچھی بات ہے تم جا سکتی ہو۔ بشرطیکہ تمہیں اس امر کا اطمینان ہو کہ م نمبر ۸۲۴ ایک قابل اعتبار نوجوان ہے اور تمہیں اس کے ساتھ جانے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن اس بات کو یاد رکھنا کہ ع نمبر ۱۱۹ کو اور مجھے حکومت نے از روئے قانون تمہارا نگراں اور ولی بنایا ہے اور تم پیدائش کے بعد ہی 'انکوبیٹیریم' سے براہ راست ہمارے پاس بھیج دی گئی تھیں ہم اس وقت تک سلطنت کے روبرو تمہارے لیے ذمہ دار ہیں جب تک کہ تمہارا جوڑا نہ ملا دیا جائے۔ اس لیے تم ایسی کوئی حرکت نہ کر بیٹھنا جس سے ہماری رسوائی ہو یا ہمارے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی جائے۔"

"نہیں نہیں۔" دوشیزہ ع نمبر ۲۲۰۲ نے متانت سے جواب دیا۔ "آپ بالکل مطمئن رہیں۔ کوئی اندیشہ نہ کریں۔ اچھا تو اب میں جاتی ہوں۔ بہت شکریہ۔ م نمبر ۸۲۴ فضائی جہاز روانگی کے لیے تیار ہے۔ وہ میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

"ذرا ٹھہرو۔" ع نمبر ۱۱۹ نے کہا۔ "اپنے ساتھ کچھ کھانا بھی لیتی جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی پرزہ بگڑ جانے کے باعث تمہیں چند روز کسی دوسرے سیارے پر رہنا پڑ جائے۔" یہ کہہ کر اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک سربمہر شیشی نکالی جس میں بہت سی مرتکز غذاؤں کی چھوٹی ٹکیاں تھیں اور اسے دوشیزہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ کھانا تقریباً دو ہفتوں کے

لیے کافی ہوگا۔"

"بہت بہت شکریہ" ع نمبر ۲۰۲۲ نے ہنس کر جواب دیا۔ اور دروازے سے نکل گئی۔ اس کے جاتے ہی دروازہ خود بخود خاموشی سے بند ہوگیا۔

۲

"اب ہم زمین سے بہت دور پہنچ چکے ہیں" خوبصورت اور تن درست م نمبر ۸۲۴ نے اپنے فضائی جہاز کی مسافت پیما "گھڑی کی سوئی پر نگاہ ڈالتے ہوئے اور اپنے گھنگریالے بالوں کو اپنی پیشانی سے پیچھے کی طرف پھیرتے ہوئے کہا، "اب بتاؤ کدھر چلنے کا ارادہ ہے؟ کہو تو چاند کی طرف چلے چلیں"۔

ع نمبر ۲۰۲۲، اس وقت اپنی پیچھے چھوٹتی ہوئی دنیا کو دل چسپی سے دیکھ رہی تھی۔ جو رفتہ رفتہ بہت چھوٹی دکھائی دینے لگی تھی۔ اس نے م نمبر ۸۲۴ کی طرف منہ پھیر کر جواب دیا۔ "ان اطراف میں ٹریفک بہت زیادہ ہے۔ جدھر دیکھو فضائی جہاز چلے جارہے ہیں.... ہاں یہ تو بتاؤ اس وقت ہمارے راکٹ کی سرعت رفتار کتنی ہے؟"

م نمبر ۸۲۴ نے "آلۂ سرعت پیما" کو دیکھا اور کہا، "بیس ہزار کیلومیٹر فی منٹ .... اچھا تو پھر کدھر چلیں؟ تمھاری کیا رائے ہے؟"

"ہم ان چھوٹے چھوٹے کروں کی طرف کیوں نہ چلیں جو دینس سیارے (زہرہ) کے پھٹ پڑنے کے وقت وجود میں آگئے تھے" دوشیزہ نے جواب دیا۔ "ان میں سے چند تو پرانے مدار (Orbit) کے اسی طرف ہیں اور یہاں سے بہت دور نہیں ہیں۔ ہم غالباً تنہائی میں کسی ایک کرے پر دم لے سکیں گے۔ وہ مقام فضائے بسیط کے معین راستوں کے کنارے ہوگا اور ادھر ٹرافک بھی اس قدر زیادہ نہ ہوگا"۔

"بہت اچھی رائے ہے" مرد نے خوش ہوکر کہا۔ "میں جہاز کو اسی طرف پھیر دیتا ہوں۔ ذرا فضائی نقشہ پر ایک نظر ڈال لوں اور سمت معلوم کرلوں"۔

۳

فضائی جہاز کو کرے کی سطح پر اتار کر یہ نوجوان جوڑا ایک چٹان پر پہلو بہ پہلو بیٹھ گیا۔ اور اس چھوٹی سی دنیا کو دیکھنے لگا جو اس وقت صرف ان ہی دو شخصوں سے آباد تھی۔

"میں پچھلے دنوں قدیم تاریخ کا مطالعہ کر رہی تھی،" دوشیزہ نے ایک دلنواز تبسم سے نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں تاریخی عجائب خانہ میں جاکر اس عجیب و غریب ریکارڈ کو پڑھتی تھی جسے پرانے زمانے میں لوگ کتاب کہتے تھے۔ ان کتابوں میں ہزار برس پہلے کی زندگی اور رسم و رواج کے تذکرے ہیں۔ ذرا خیال تو کرو پرانے وقتوں کے لوگ کس قدر بے وقوف تھے وہ ایسی بھدی مشینوں پر سفر کرتے تھے جن کو وہ ایروپلین (ہوائی جہاز) کہتے تھے۔ کیوں کہ وہ ان کی پرواز کے لیے وہ زمین کے کرۂ ہوا کے محتاج تھے۔ ہا۔ ہا۔ ہا! اور اس مشین کی رفتار کیا تھی؟ صرف پانچ سو کیلومیٹر فی گھنٹہ! یہ گھنٹہ کیا تھا؟ ایک روز کا چوبیسواں حصہ اور اپنے ہوائی جہازوں کی اسی رفتار کو وہ کافی تیز سمجھتے تھے! ان کے پاس کوئی فضائی جہاز نہ تھے! کیسی عجیب بات ہے!"

"میں جانتا ہوں،" نوجوان نے جواب دیا۔ "میں نے بھی ان ریکارڈوں کو پڑھا ہے اور انھیں بے حد دل چسپ پایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ بعض اعتبار سے پرانے زمانے کے لوگ ہم سے بہتر تھے اور زیادہ خوش وقتی سے اپنے دن گزارتے تھے"۔

"کیوں؟ کس طرح" دوشیزہ نے حیرت زدہ ہوکر پوچھا۔ "وہ لوگ تو بہت کم حیات ہوتے تھے۔ ان کی تن درستی بھی خراب رہا کرتی تھی۔ وہ جلد مر جایا کرتے تھے۔ حکومت ان کی صحت کا اتنا خیال نہیں کرتی تھی جتنا کہ آج کرتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ لوگ آپس میں زمین اور ممالک کی تقسیم کے لیے لڑتے جھگڑتے اور خوں ریزی کرتے تھے اور انھوں نے ایک کرے کے چند حصوں کے باشندوں کو الگ الگ قوموں کا نام دے رکھا تھا۔ ان کی دنیا بہت تنگ تھی۔ وہ بہت بے وقوف تھے۔ آج کے انسانوں میں قوم کا احمقانہ لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔ سب لوگ تمام سیاروں پر آسانی سے سیر کرتے پھرتے ہیں"۔

"سچ ہے،" مرد نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔ "ان لوگوں کی حیات بھی کم ہوتی تھی اور ان میں بہت سے نقائص بھی موجود

تھے۔ لیکن ...... لیکن .... جتنے دنوں تک بھی وہ زندہ رہتے تھے اپنی زندگی آزادی سے بسر کرتے تھے۔ کم از کم ہم سے تو بہت زیادہ آزاد تھے۔ ان کا جو جی چاہتا تھا وہ کرتے تھے۔ یہ نہ تھا کہ حکومت ان کے تمام کاموں کی مالک تھی یا وہ وہی کچھ کرنے پر مجبور تھے جو حکومت کے حکم و ہدایت کے مطابق ہو۔ وہ اپنی بھلائی یا بُرائی کے متعلق خود فیصلہ کرتے تھے، لیکن اب ہمیں صرف وہی کام کرنا پڑتا ہے جو حکومت ہمارے لیے اچھا سمجھتی ہے۔ دیکھو نا پرانے زمانے میں نہ تو انسانوں کی فہرست تھی اور نہ ہر شخص کے لیے ایک جدا گانہ نمبر تھا وہ ایک دوسرے کو نام لے کر مخاطب کرتے تھے۔ یہ ضرور ہے کہ اس سے پیچیدگی پیدا ہوگی۔ کیوں کہ متعدد آدمیوں کے نام اکثر ایک ہی ہوا کرتے تھے۔"

"ہاں۔ ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔" ع نمبر ۲۲۰۲ نے مسکرا کر کہا۔ "مثلاً اگر ہم لوگ پرانے زمانے میں ہوتے تو میں تمھیں م نمبر ۸۲۴ کی بجائے رشید، بکن، جیک، رائے وغیرہ کہہ کر پکارتی! اور جانتے ہو تم مجھے کیا پکارتے! ہا۔ ہا۔ ہا۔ شیلا، میلا یا وینا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔"

مرد نے بھی ہنس کر اس کا جواب دیا۔ "اچھا تو تھوڑی دیر کے لیے ہنسی کھیل کے طور پر تم میرے لیے کوئی نام پسند کرو اور اسی سے مجھے مخاطب کرو۔"

"ٹھیرو میں غور کرتی ہوں۔" دوشیزہ نے مرد کے چہرے پر غائر نگاہ ڈالتے ہوئے۔ "لو۔ مجھے یاد آگیا۔ یہ اصلی نام تو نہیں ہے مگر کتابوں میں لکھا ہے کہ عورت اپنے خاص ساتھی کو "پیارے" کہہ کر پکارتی تھی۔ میں تمھیں پیارے کہوں گی۔ اب بتاؤ کہ تم مجھے کیا کہو گے؟"

"تم نے بہت اچھا لفظ ڈھونڈ نکالا۔" مرد نے خوش ہو کر کہا۔ "مجھے بھی ایک دوسرا لفظ خیال آگیا جو ایسی حالتوں استعمال کیا جاتا تھا وہ لفظ "ڈارلنگ" ہے۔"

"پیارے!" دوشیزہ نے کہا۔

"ڈارلنگ!" مرد نے جواب دیا۔ "کتنا دلکش نام ہے! ہم تم اس کھیل کو تھوڑی دیر تک جاری رکھیں۔ اب آؤ اس حیرت انگیز رسم کا تجربہ کریں جس کو پرانے زمانے کے لوگ "بوسہ" کہتے تھے۔"

"آہ پیارے" دوشیزہ نے حیرت سے کہا۔ "کیا تم نہیں جانتے کہ صحت کا قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ تو ایک سخت ترین جرم ہے۔"

"مگر یہاں ہمیں کون دیکھتا ہے! کیا تم ڈرتی ہو؟"

"نہیں۔ مجھے کوئی ڈر نہیں۔"

"تو پھر اس کا تجربہ کیوں نہ کیا جائے۔ یہ تو ایک نقل ہے، ایک کھیل ہے۔"

اس دل کش اور سنسنی پیدا کرنے والے حیرت انگیز تجربہ کے بعد مرد نے کہا۔ "ڈارلنگ۔ زمین پر واپس جاتے ہی ہم محکمہ صحت و نسلیات میں درخواست دیں گے کہ ہمیں جوڑا بن جانے کی اجازت دی جائے۔ پھر ہم لوگ تنہائی میں اس تجربہ کو جاری رکھیں گے یوں۔ کون دیکھے گا؟"

"کوئی بھی نہیں" دوشیزہ نے ہنس کر کہا۔ "یقیناً یہ بہت دل چسپ بات ہوگی۔"

"کیوں! کیا بات ہے؟ تم دونوں یہاں پر کیا کر رہے ہو؟ اس کرتے پر تم کیوں کر آئے؟" ایک سخت آواز نے م نمبر ۸۲۱ اور ع نمبر ۲۲۰۲ کے راز و نیاز کا طلسم توڑتے ہوئے کہا۔

یہ دونوں چونک پڑے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو فضائی ٹرافک پولیس کا ایک افسر ان کے قریب کھڑا تھا۔ اس شخص کی عمر کچھ زیادہ تھی مگر تن درستی و توانائی کے تمام آثار اس کے جسم سے ظاہر تھے۔ ان کے فضائی جہاز کے پاس اس کا بھی ایک چھوٹا سا مگر تیز رفتار فضائی جہاز کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک دوربین تھی۔

"کیا یہ تمھارا جہاز ہے؟" پولس افسر نے دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"ہاں" م ۸۲۴ نے جواب دیا۔

"لیکن .... لیکن" افسر نے سوال کیا۔ "تمھیں گرفتاری کا سمن دوں گا۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ

(باقی ص ۴۱ پر)



معلومات



ہنسی اور خوش مزاجی

ایک بڑے مشہور ڈاکٹر کا قول ہے کہ "اگر دنیا میں خوش طبعی اور قہقہوں کا وجود عالمگیر ہوتا تو موجودہ اسپتالوں میں گنے چنے ڈاکٹروں اور تیمار دار عورتوں کے لیے اکثر و بیشتر حالات میں کوئی کام نہ ہوتا، اور جنگ اور خون ریزی میں بھی زمانہ گزشتہ کی، جب نوع انسانی تاریکی اور جہالت میں گھری ہوئی تھی، ایک یادگار افسانہ کے طور پر باقی رہ جاتی۔ ممکن ہے کہ اس دعوے میں کسی قدر مبالغہ ہو۔ لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اس کی بنیاد حقیقت پر ہے۔ ہنسی فی الحقیقت امن، ہمدردی اور خوش دلی کی زبان ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ روح کی خوشبو ہے جو فضا میں پھیل کر تن درستی اور محبت بکھیر دیتی ہے۔

ایک ماہر فن کا بیان ہے کہ فلک شگاف قہقہوں میں حجاب حاجز (وہ عضلاتی پردہ جو سینہ اور پیٹ کے مابین ہوتا ہے) کی اوپر نیچے کی حرکت تین چار انچ تک اس کو زیر و زبر کر دیتی ہے اس حرکت سے قلب کے عضلات کی اور احشائے بطنی کی خوب ورزش ہو جاتی ہے۔ ایک اور ماہر طبیب کا قول ہے کہ قہقہوں کی بدولت معدہ اور آنتیں اس طرح ہل جاتی ہیں کہ جس طرح آپ بوتل میں کوئی سیال بھر کر اسے ہلائیں۔ یہ حرکت خاص طور سے قلب کے لیے مفید ہوتی ہے۔ اس کا اثر فوری طور پر قوت بخشنے کا ہوتا ہے اور یہ اثر تجربات سے ثابت ہو چکا ہے۔

"میں اس حقیقت سے ناواقف نہیں ہوں کہ اس دنیا میں دکھ اور غم بہ کثرت ہے لیکن دکھ کی زیادتی تو اور بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہمارے راستے میں کہیں کہیں جو پھول کھلے ہوئے ملیں ان سے ہم جی بھر کر امرت رس حاصل کریں۔

"خوف، فکر اور غصہ انسان کے بدترین دشمن ہیں۔ یہ ایک قسم کا زنگ اور میل ہیں جو ہمارے جسمانی اور دماغی چولوں کو خراب اور بیکار کر کے گھس ڈالتے ہیں اور انسان کے لیے یہی بہتر ہے کہ ہنسی اور خوشی کا تیل دے کر اس زنگ کو دور کرتا رہے۔"

ڈاکٹر آیو وینڈیل کا قول ہے کہ "خوشی اور شادمانی غذائی دوا کا چشمہ ہیں اور ہر شخص کو چاہیے کہ اس چشمے میں خوب نہائے۔" تقریباً تین ہزار سال پہلے حضرت سلیمان نے یہ بات ظاہر کی تھی کہ "مسرت سے بھرا ہوا دل دوا کی طرح نفع بخشتا ہے۔"

دل جوان رکھیے

ڈاکٹر جارج ڈبلیو اسٹوورڈ نے جو علم النفس کے ایک مشہور ماہر ہیں آنے والے ذہنی بڑھاپے کو روکنے کے لیے تین قاعدے بتائے ہیں:-

(۱) تن درستی کو بگاڑنے والے حالات سے بچو۔ یہ حالات خرابیٔ غذا، درون افراز غدودوں کی سست کاری اور بیماریوں کی چھوت ہیں۔ بچپن میں اگر یہ حالات رونما ہوں تو بچوں کی توڑ پھوڑ صرف سست ہی پڑتی ہے۔ لیکن جوانی میں ہر قسم کی ذہنی اور جسمانی ترقی ان کی وجہ سے بالکل ہی رک جاتی ہے۔

(۲) ان چیزوں سے بچیے جو آپ کو زندگی اور زندگی کی حقیقتوں سے دور کر دیتی ہیں۔ یہ چیزیں گزشتہ کے لیے ماتم کرتے رہنا، اور زاہد خشک بن جانا ہیں۔ ان چیزوں کی بدولت آپ کا دماغ ایک بالکل ابتدائی زمانہ کے انسان کا سا ہو جائے گا۔

(۳) دماغی کام اور دماغی ورزش میں کمی نہ آنے دیجیے ایسا نہ کیجیے کہ تازہ علم حاصل کرنے سے آپ گریز کریں۔ یہ تحصیل علم بڑی عمر کے لوگوں کے لیے اسی قدر ضروری ہے کہ جس قدر بچوں کے لیے مدرسے۔

اپنے بچپن کے زمانے کی دماغی ترقی کے حالات معلوم کرنے سے یا اپنے آباؤ اجداد کی دماغی ترقیوں پر غور کرنے سے آپ یہ کسی طرح نہیں معلوم کر سکتے کہ آپ کے دماغ میں کام کرنے کی کس قدر استعداد ہے۔ لیکن ان قواعد پر عمل پیرا ہو کر آپ دنیا کی ان قوتوں کا اچھی طرح مقابلہ کر سکتے ہیں جو آپ کے دل و دماغ کو کمزور کر کے آپ کو بوڑھا بنا دیتی ہیں۔ بڑی عمر کے لوگوں کے دماغی کارناموں کا حال سن کر ایک ماہر علم النفس کے دل میں امنگیں بھی پیدا ہو سکتی ہیں اور وہ مایوس بھی ہو جا سکتا ہے اور یہ امید یا ناامیدی ان واقعات پر مبنی نہیں ہوتی جو دوسروں کے متعلق سنے

بلکہ اس کے اپنے مزاج اور طبیعت کے رجحان پر منحصر ہے۔

ڈاکٹر اسٹوورڈ کہتے کہ بعض لوگوں کے لیے دوسروں کی علمی یا فنون لطیفہ کے متعلق ترقیوں کے متعلق حال معلوم کرنا بہت ہی ہمت افزا ہو جاتا ہے، اگر یہ ترقیاں ساٹھ یا ستّر سال کی عمر پہ کی گئی ہیں۔ دوسرے لوگ جو کچھ کر چکے ہیں ہم بھی دوبارہ وہ سب کچھ کر سکتے ہیں اور اس کے لیے دماغی اور غیر دماغی کام کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

نگاہ درست رکھنے کے لیے حیاتین الف کی ضرورت

ڈاکٹر ہیرالڈ ایم بارنیٹ نے اپنے ایک بیان میں بتایا ہے کہ امریکا کے متعلق یہ خوف بے بنیاد ہے کہ کسی وقت حیاتین "ا" کی کمی کی بدولت ملک میں نگاہ کی خرابی عام ہو جائیگی نکا خیال ہے کہ امریکا میں گاجریں اور "الفانا" بہ کثرت بوئے جاتے ہیں اور اور ان دونوں چیزوں سے حیاتین "ا" کی غیر محدود مقدار مل سکتی ہے اور مچھلی کے تیل یا کھور کے تیل کی بہ نسبت زیادہ آسانی سے مل سکتی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ مچھلیوں کو سمندر سے پکڑنے کی دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اور کھور کا تیل دوسرے کاموں کے لیے بہت اہم ہے۔ ان کے بالمقابل گاجریں اور "الفانا" بہت بڑی مقدار میں امریکا میں کاشت کیے جا سکتے ہیں اور ان سے مطلوبہ حیاتین بہت جلد اور بہت آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر بارنیٹ کا اندازہ ہے کہ دس ہزار ایکڑ زمین میں اگر گاجریں بوئی جائیں تو ان سے دو سنکھ یونٹ حیاتین "ا" کے حاصل ہو سکیں گے۔

بچوں کو کتنی دیر سونے کی ضرورت ہے

مختلف عمر کے بچوں کو کتنی کتنی دیر سونے کی ضرورت ہے؟ اس سوال کا جواب دینا آسان نہیں ہے۔ موجودہ زمانے کے بہت سے حفظان صحت کے ماہر چار سال کے بچوں کے لیے ۱۳ گھنٹے کی نیند تجویز کرتے ہیں۔ چھ برس کے بچوں کے لیے بارہ گھنٹے روزانہ، آٹھ برس کی عمر والوں کے لیے ۱۱ گھنٹے روزانہ، دس برس کے بچوں کے لیے ساڑھے دس گھنٹے روزانہ، بارہ سال کی عمر ہونے پر دس گھنٹے روزانہ، چودہ سے سولہ سال کی عمر تک ۹ گھنٹے روزانہ اور اس سے زیادہ عمر کے سب آدمیوں کے لیے آٹھ گھنٹے روزانہ۔ یہ اندازے چونکہ نظریوں پر مبنی ہیں اس لیے ممکن ہے کہ بہت کم یا بہت زیادہ ہوں، لیکن ایک سیدھا سادہ طریقہ اس مسئلہ کے حل کا یہ ہے کہ یہ معلوم کر لیا جائے کہ مختلف عمروں کے تن درست بچے کتنی کتنی دیر سویا کرتے ہیں لیکن ایک سی عمر کے تمام بچے یکساں وقت کے لیے نہیں سویا کرتے۔ ہر بچے کی اپنی مخصوص نفسیاتی رغبتیں اور ضرورتیں ہوتی ہیں۔ بعض بچوں کے لیے نو گھنٹے سونا ہی قدر کافی ہے کہ جس قدر دوسروں کے لیے دس گھنٹے سونا۔ بہترین طریق عمل یہ ہے کہ بچے کے آرام سے سونے کے لیے سب ضروریات مہیا کر دی جائیں اور جب تک وہ سوتا رہے اسے سونے دیا جائے۔ پرانے وقتوں کا یہ اندیشہ کہ زیادہ سونے سے بچوں کے دماغ کو سوئے ہوئے رہنے کی عادت ہو جائے گی فضول اور بے بنیاد ہے۔

کالی کھانسی کا نیا علاج

کالی کھانسی جسے انگریزی میں "ہوپنگ کف" کہتے ہیں بچوں کا ایک بہت ہی تکلیف دہ مرض ہے۔ اور بالعموم اپنی دو مہینے کی میعاد پوری کر کے اچھا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر گیولا نے بیان کیا ہے کہ شہر ملان کی پہاڑیوں کے باشندے اپنے بچوں کو جنہیں کالی کھانسی ہو جاتی ہے بائیسکل پر اپنے سامنے ہینڈل پر بٹھا لیتے ہیں اور پھر جس قدر تیز وہ چلا سکتے ہیں، بائیسکل کو ہوا کے خلاف چلاتے ہیں۔ اس طرح بچے کے پھیپھڑوں کے اندر زور کے ساتھ ہوا داخل کرنے سے مرض کی میعاد مقررہ میں کمی آ جاتی ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں ڈاکٹر چیلامیل نے موٹر میں ہوا کے رخ پر بچوں کو بٹھا کر اور موٹر کو دوڑا کر بچوں کا علاج کیا اور کامیابی ہوئی۔

ڈاکٹر کوریا نے اس طریق علاج میں جو ترمیم کی وہ یہ تھی کہ بچے کو ہوائی جہاز میں بٹھا کر بارہ یا تیرہ سو گز کی اونچائی پر لے جاتے تھے اور بعض مریضوں کے لیے جہاز کے موکھوں کا دروازہ کھول دیا جاتا تھا اور بعض کے لیے بند رکھا جاتا تھا۔ اس طرح دو یا تین مرتبہ کیا جاتا تھا۔ اور ہر مرتبہ درمیان میں دو سے چھ روز تک کا وقفہ دیا جاتا تھا۔

مصنف کا بیان ہے کہ اس علاج سے بہت ہی عجیب و غریب نتائج ظاہر ہوئے۔ پہلی ہی اڑان کے بعد بچے کی کھانسی کی وہ مخصوص آواز جسے "ہوپ" کہتے ہیں کم ہو جاتی تھی اور دو یا تین اڑانوں کے بعد بالکل مفقود۔ بعض بچوں میں صرف معمولی سی کھانسی باقی رہ جاتی تھی۔ قے بالکل بند ہو جاتی تھی۔ بھوک کھل جاتی تھی، اور بچے کی عام صحت میں "ہوپ" بند ہو جانے کے بعد نمایاں ترقی نظر آتی تھی۔

اگر اس طریق علاج کا مقابلہ موجودہ ٹیکہ لگانے یا کھن دوائیں دینے کے طریقوں سے کیا جائے تو بیّن فوقیت اس علاج کی ظاہر ہوتی ہے۔

انسان کے جسم کا بہترین عضو

اگر ہمارا ایک ہاتھ یا ایک ٹانگ کٹ جائے تو پھر بھی ہم اس قابل رہتے ہیں کہ اپنی روزی کما سکیں اور اپنے گھر والوں کے لیے باعث راحت ہوں۔ لیکن اگر ہمارے دماغ کو کوئی صدمہ پہنچ جائے تو اپنی مدد بھی ہم نہیں کر سکتے اور دوسروں کے لیے بھی مصیبت بن جاتے ہیں۔ جسم کے اندر ہمارا دماغ ناظم اعلیٰ یا ناظم کل کا کام کرتا ہے، اور اگر اس کو صدمہ پہنچ جائے تو جسم کا کوئی عضو کام نہیں کر سکتا، کیوں کہ اعضاء جسمانی پر کوئی افسر باقی نہیں رہتا۔

دماغ کی ساخت میں لاکھوں باریک باریک خانے یا خلیے شامل ہیں۔ یہ خلیے مجتمع ہو کر جابجا ایک جتھا سا بنا لیتے ہیں جسے عصبی مرکز کہا جاتا ہے۔ ان عصبی خلیوں کے اندر سے باریک باریک دوڑیاں یا دھاگے نکل کر ہمارے جسم کے ہر حصہ اور ہر گوشہ میں پھیل جاتے ہیں اور ان کا نام اعصاب ہوتا ہے۔ ان ڈوریوں یا اعصاب ہی کے ذریعہ سے دماغ جسم کے ایک ایک عضلہ کو حکم دیتا رہتا ہے کہ وہ کس طرح حرکت کرے۔ اگر جسم میں دماغ اور اعصاب نہ ہوتے تو ہمارا جسم پتھر کی طرح بے حرکت رہتا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک حرکت نہ کر سکتا۔ ہمارے دماغ کے ایک حصہ میں وہ اعصاب بھی ہیں جو پھیپھڑوں اور قلب کو بغیر ہمارے ارادے اور مرضی کے مسلسل حرکت میں رکھتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہماری صحت اور ہماری زندگی، اور ہمارے اعضاء کا درست کام سب کچھ دماغی اور عصبی خلیوں پر منحصر ہے۔

ہمارے دماغ میں ایسے عصبی مرکز بھی ہیں جو سوچنے اور سمجھنے کا کام دیتے ہیں۔ ان مرکزوں کی مدد سے ہم اچھے اور برے کی تمیز کرتے ہیں۔ اگر یہ مرکز صحیح کام کرتے رہیں تو فیصلے بھی صحیح ہوتے ہیں اور ہمیں اپنے آپ پر قابو بھی حاصل رہتا ہے۔

تمام عصبی خلیے اور تمام عصبی ریشے ایک چربی کی طرح کے غلاف میں لپٹے رہتے ہیں جو ان کی حفاظت اس طرح کرتا ہے جیسے کہ بجلی کے تاروں پر ربر کا غلاف کیا کرتا ہے۔ شراب جس میں برانڈی، وسکی اور رم سے لے کر تمام ادنےٰ درجہ کی شرابیں تک داخل ہیں، سب سے پہلے عصبی مرکزوں اور عصبی ریشوں کے اسی غلاف پر حملہ کر کے اسے خراب کیا کرتی ہیں۔ جب یہ غلاف جابجا سے اتر جاتا یا بیکار ہو جاتا ہے تو دماغ سے تحریکیں صحیح طریقے پر نہیں آتیں اور دماغ جسم کے انتظام کا کام پوری ہوشیاری اور خبرداری سے نہیں کر سکتا، اور اسی طرح اعصاب کا بھی پہلے کی طرح عضلات پر قابو نہیں رہتا اور وہ بلا ارادہ بھی حرکت کرنے لگتے ہیں جسے رعشہ کہتے ہیں۔ اگر صحیح و غلط امتیاز کے مرکز خراب ہو جائیں تو ہم صحیح طریقے پر غور و فکر نہیں کر سکتے اور یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ دوسرے لوگ ہمارے ساتھ منصفانہ برتاؤ نہیں کر رہے ہیں۔ یہ حالت بہت سے چھوٹے موٹے جھگڑوں کا باعث بن جاتی ہے۔ یہی دماغی حالت لوگوں کو بے ایمان بھی بنا دیا کرتی ہے۔

ہمارے جسم میں سب سے افضل عضو دماغ ہی ہے اور ہمیں اس کی حفاظت بہترین طریقے پر کرنی چاہیے۔ ایک ذرا سے عارضی نشے یا سرور کی خاطر یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ ہم شراب پی کر اپنے اتنے اچھے عضو کو تباہ و برباد کر لیں۔

اینیوزین یا حیاتین "ب"

اس حیاتین کی ایک عرصہ تک اگر بہت زیادہ کمی غذا میں رہے تو "بیری بیری" کا مرض رونما ہو جاتا ہے۔ ایک جوان آدمی کو اس حیاتین کی اوسطاً پانچ سو پچاس یونٹ کی روزانہ ضرورت ہوتی ہے۔ موجودہ زمانے کے کھانوں میں اس کی مقدار بالعموم اوسط مقدار سے بہت کم ہوتی ہے۔ عورتوں کو زمانۂ حمل میں اس حیاتین کی اور بھی بڑی مقدار کی یعنی ایک ہزار یونٹ کی ضرورت رہتی ہے۔

حیاتین "ب" گیہوں میں اور چنی کے دلیے میں سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ حیاتین "ب" کو یورپ کے ڈاکٹر "اینیورین" کہتے ہیں۔ لیکن امریکا والوں نے اس کا نام "تھیامن" رکھا ہے۔ حیاتین "ب" اگر خوراک میں ناکافی ہو تو خاص طور سے نظام عصبی میں فتور پڑ جاتا ہے۔ قلب کا حجم بڑھ جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے فعل میں بھی خرابی لاحق ہوتی ہے۔ جسم کے مختلف مقامات پر ورم آ جاتا ہے اور معدہ اور آنتوں کے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ عضلات کا ڈھیلا پن اور بھوک کا زائل ہو جانا بھی رونما ہوتا ہے۔ آنتوں کے اندر ہائیڈروکلورک ایسڈ کی کمی اور آنتوں کی حرکت میں کمی آ جاتی ہے۔ حیاتین "ب" کی کمی میں سب سے پہلی اور سب سے نمایاں علامت ہے دل کا بڑھ جانا۔ انسانی بیری بیری کے مرض کی ایک خصوصیت ہے۔ اس حیاتین کا یہ خاصہ ہے کہ تیز حرارت پانے سے ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ حیاتین پانی میں بآسانی حل ہو جاتا ہے۔

اگر وہ پانی جس میں یہ حیاتین اُبالا گیا ہے پھینک دیا جائے تو حیاتین کی ایک اچھی خاصی مقدار ضائع ہو سکتی ہے۔

حیاتین "ب" خاص طور سے مندرجۂ ذیل اشیائے خوراک میں پایا جاتا ہے :۔ دودھ، آلو، روٹی، انڈوں کی زردی مٹر، اخروٹ اور مونگ پھلی کی قسم کے میوے، اور کلیجی۔ سیلا چاول سفید چھنا ہوا گیہوں کا آٹا اور صاف کیے ہوئے جَو اس حیاتین سے تقریباً بالکل ہی خالی ہوتے ہیں۔ یہ حیاتین دوسرے حیاتین کی طرح انسانی جسم کے اندر بھی جمع نہیں رہتے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ خوراک کے ہمراہ تازہ بتازہ پہنچتے رہیں۔ یہ بات بھی پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ جسم انسانی میں شکر سازی کے نظام پر اس حیاتین کا بہت ہی خاص اثر ہوتا ہے اور اگر جسم میں اس حیاتین کی کمی ہو تو اس شکر سازی کے نظام میں ابتری پیدا ہو جاتی ہے۔

سبزیوں کا حیاتین "ج"

جب سبزیاں پکائی جاتی ہیں تو ان کے حیاتین "ج" کی ایک بڑی مقدار نکل کر پانی میں مل جاتی ہے اور پانی کے ساتھ ضائع ہو جاتی ہے۔ مزید برآں اگر استعمال سے پہلے پکائی ہوئی سبزیوں کو دیر تک گرم رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، تب بھی حیاتین "ج" کی بربادی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ تازہ پکی ہوئی سبزیوں کو فوراً استعمال کیا جائے تاکہ ان کے حیاتین "ج" کی بڑی مقدار سے جسمانی ضرورت پوری کر لی جائے اور جو حیاتین پانی میں مل گیا ہے ان کو "سوپ" (شوربے) کی طرح پی لیا جائے۔

پھر بھی یہ ایک یقینی امر ہے کہ پکائی سبزیوں کے حیاتین کی کچھ نہ کچھ مقدار ضائع ہو جاتی ہے اور بعض حالات میں تو بڑی مقدار یا سب کی سب ضائع ہو جاتی ہے۔ اس نقصان کو کم کرنے کے لیے تین طریقے قابلِ عمل ہیں :۔

(۱) سبزی کو بہت کم پانی میں پکایا جائے، اور جو پانی بچ رہے وہ کسی دوسری غذا میں ملا کر استعمال کر لیا جائے۔

(۲) سبزیوں کو اُبلتے ہوئے پانی میں ڈال دیا جائے تاکہ اس کا خمیری مادہ باہر نہ نکلنے پائے۔

(۳) سبزی کو دیر تک گرم رکھنے کی کوشش کبھی نہ کی جائے بلکہ پکتے ہی اسے کھا لیا جائے۔

"کدوکش" کرنے کا طریقہ غلط ہے

سبزیوں کے حیاتین "ج" کو ضائع نہ ہونے دینے اور مکمل طور پر کام میں لانے کے لیے جدید سائنس یہ سفارش کرتی ہے کہ ان کے باریک ٹکڑے یا پھانکیں تراش کر انھیں کچا ہی کھا لیا جائے۔ اس طریقہ سے وہ سب کے سب حیاتین بچ رہتے ہیں جو پکانے کے عمل سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ تاہم کچی سبزیوں کے استعمال میں بھی یہ امکان موجود ہے کہ ان کو تراشنے کے عمل سے نباتاتی خلیے زخمی ہو کر حیاتین "ج" کو ضائع کر دیں۔ اس نکتہ کی تحقیقات کے لیے مختلف تجربے کیے گئے ہیں۔ ایک "کرم کلہ" کو جب "کدوکش" سے کسا گیا تو پانچ منٹ میں اس کے حیاتین "ج" کا ۳۴ فی صدی ضائع ہو گیا، اور اس کے ٹکڑوں کے ساتھ اس کے بہت سے نباتاتی خلیے زخمی اور برباد ہو گئے لیکن جب تیز چھری یا چاقو سے "کرم کلہ" تراش لیا گیا تو یہ صورت حال پیدا نہ ہوئی اور اس کے حیاتین ضائع نہ ہوئے۔ اسے یاد رکھیے کہ سبزیوں کو "کدوکش" سے کسنے کا طریقہ صحیح نہیں ہے بلکہ بہتر یہی ہے کہ انھیں تیز چاقو سے تراش لیا جائے۔

روٹی میں حیاتین

ہندستان کے مسئلہ تغذیہ سے دل چسپی رکھنے والے حضرات یہ خبر دلچسپی سے سنیں گے کہ برطانیہ میں پورے گیہوں یعنی بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی پکانا قانوناً "لازمی" قرار دیا جانے والا ہے۔ ان دنوں برطانیہ میں جو ڈبل روٹی ملتی ہے وہ پورے گیہوں کی روٹی نہیں ہوتی بلکہ اس میں ۶۶ فی صدی گیہوں کا آٹا ہوتا ہے لیکن اب سو فی صدی گیہوں ہوگا۔ اس وقت تک انسان یہ غلطی کرتا چلا آیا ہے کہ وہ گیہوں کا ۷۳ فی صدی حصہ سفید آٹے یا میدے کی صورت میں اپنے استعمال کے لیے رکھ لیتا ہے اور باقی ۲۷ فی صدی حصہ "بھوسی" کی صورت میں مویشیوں یا دوسرے جانوروں کو کھلا دیتا ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ ہر دانۂ گندم کے اسی ۲۷ فیصدی جزو میں گیہوں کے تقریباً وہ تمام حیاتین موجود ہوتے ہیں جو "مجموعہ حیاتین ب" کے ضروری اجزا ہیں۔ مثلاً حیاتین ب جو بیری بیری کے مرض کو روکتا ہے اور "نکوٹنیک ایسڈ" اور "ریبو فلاون" وغیرہ۔

پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ گیہوں کا یہ ۲۷ فی صدی حصہ اگر دودھ دینے والے مویشیوں کو کھلا دیا جائے تو اس سے کوئی خاص نقصان اس لیے نہیں ہوتا کہ بہت سے وٹامن گائے یا بھینس کے دودھ کے ساتھ ہم تک واپس آ جاتے ہیں اور ہمیں بہتر دودھ، پنیر یا مکھن مل جاتا ہے۔ مگر سائنٹفک تحقیقات سے یہ اب یہ معلوم ہو گیا ہے کہ حیاتین ب کی بہت کم مقدار دودھ میں واپس آتی ہے اور یہ طریقہ صحیح نہیں ہے کہ روٹی کو "خسارے" میں

(باقی ص ۳۰ پر)

۹

سوال وجواب

سوال : مجھے شکایت ہے کہ گو میری شادی کو دو سال ہوچکے لیکن اب تک اولاد سے محروم ہوں - (خریدار نمبر ۱۴۲۳۳)

جواب : ان محترم بہن کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اگرچہ دنیا میں کروڑوں عورتیں ایسی بھی موجود ہیں جن کے شادی سے دو سال کے اندر ہی بچہ ہو جاتا ہے . لیکن فی الحقیقت لاکھوں ہی ایسی بھی خاتونیں اسی دنیا میں زندہ و سلامت موجود ہیں جن کے پہلا بچہ شادی سے تین چار بلکہ چھ یا آٹھ سال کے بعد ہوا ، اس میں شک نہیں کہ دو سال کی مدت حمل قرار پانے کے لیے بہت ہی کافی ہے لیکن یہ مدت اتنی زیادہ نہیں ہے کہ اس کے گزر جانے پر آپ کو اولاد کی طرف سے مایوسی ہو جائے . مثل مشہور ہے کہ "کی آمدی و کی پیر شدی" ابھی سے یہ خیال کرنا کہ شاید میرے نصیب میں اولاد کی خوشی نہیں بہت ہی قبل از وقت ہے . آپ نے اپنی عمر بچیس سال بتائی ہے . اور جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ عمر بلکہ اس سے اور بہت زیادہ عمر بھی حمل کی مانع نہیں ہو سکتی -

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کو سیلان الرحم کا مرض تھا جو علاج سے اچھا ہو چکا اور اب آپ کی تن درستی اچھی ہے سیلان الرحم خواہ عورتوں کو کتنا ہی کمزور کر دے لیکن اس کی موجودگی سے حمل کے قرار پانے میں کوئی فتور واقع نہیں ہوتا حتیٰ کہ لاکھوں عورتوں کے اس مرض کی موجودگی میں بچے ہوتے ہیں اس لیے اگر آپ کے اعضائے تولید میں کوئی خاص نقص نہیں ہے تو آپ کی تن درستی استقرار حمل میں حارج نہیں ہے . آپ نے اپنے شوہر صاحب کے متعلق بھی فرمایا ہے کہ وہ نوجوان اور بالکل تن درست ہیں . اس کے متعلق میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سوزاک ایک ایسا مرض ہے جو اکثر نوجوانوں کو ہو جاتا ہے اور وہ اچھے بھی ہو جاتے ہیں لیکن سوزاک کا ایک بہت ہی اندوہ ناک نتیجہ بعض مریضوں میں یہ بھی نکلتا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے لاولد یعنی اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو جاتے ہیں . اگر خدانخواستہ آپ کے شوہر صاحب بھی اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں تو انھیں اپنی رطوبت مخصوصہ کا خوردبینی امتحان کرا لینا چاہیے . اس سے معلوم ہو سکے گا کہ ان میں اولاد پیدا کرنے کی اہلیت ہے یا نہیں .

بعض حالات میں ایک مخصوص حیاتین کی کمی بھی استقرار حمل نہیں ہونے دیتی . ایسی صورتوں میں اس مخصوص حیاتین کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے . یہ حیاتین " وھیٹ جرم آئل " کے نام سے بکتا ہے اور انگریزی دوا فروشوں سے مل سکتا ہے کسی مقامی ڈاکٹر کے مشورے سے آپ اس کا استعمال کر سکتی ہیں آپ نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ استقرار حمل کے لیے کون کون سے مہینے ہم بستری کے لیے زیادہ موزوں ہیں . استقرار حمل پر نہ تو اس کا کوئی اثر پڑتا ہے کہ ہم بستری جنوری میں کی گئی تھی یا جون میں اور نہ اس سے کوئی فرق لازم آتا ہے کہ چڑھتے چاند ہم بستری ہوئی یا اترتے چاند . البتہ جس چیز کا اثر پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ جب رحم اپنی جمع کی ہوئی وہ تمام رطوبت نکال کر باہر پھینک دیتا ہے جو اس نے استقرار حمل ہی کی خاطر جمع کی تھی اور جس کو ہم اپنی اصطلاح میں " ماہواری آنا " کہتے ہیں تو اس شست و شو کے فوراً بعد یعنی عورتوں کے نہانے کے فوراً بعد ہم بستری وقوع میں آئے تو حمل قرار پا جانے کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں .

میرے خیال میں آپ کو ابھی سے مایوس نہ ہونا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ اپنا امتحان لیڈی ڈاکٹر سے اور اپنے شوہر کی رطوبت مخصوصہ کا امتحان خوردبین کی مدد سے کرا لینا چاہیے .

بقیہ مضمون ص ۲۶

ڈال کر دودھ کو نفع پہنچانے کی کوشش کی جائے . اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ دودھ ، مکھن ، پنیر وغیرہ گراں چیزیں ہیں اور یہ غریب عوام کی غذا نہیں ہیں ، لیکن روٹی ایک ایسی ضروری غذا ہے جو ہر خاص و عام کے استعمال میں ہے . حکومت برطانیہ نے پہلے یہ تجویز سوچی تھی کہ سفید آٹے کی روٹی میں کیمیائی حیاتین ب شامل کر دیا جائے اور اس روٹی کو دودھ سے کھایا جائے . لیکن چوں کہ آبادی کے ہر فرد کے لیے دودھ کی فراہمی کا مسئلہ حل نہ ہو سکا اس لیے یہ تجویز نظر انداز کر دی گئی +

یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ دونوں میں سے کسی میں کوئی نقص نہیں ہے آپ کو صبر کے ساتھ انتظار کرنا چاہیے۔ آخر بچوں کی اتنی جلدی کیوں ہے۔ اپنا اطمینان کر لینے کے بعد اس معاملہ کو قدرت کی مرضی پر چھوڑ دیجئے۔

سوال: مجھے بائیں جانب آنت اُترنے کی شکایت ہے۔

(خریدار نمبر ۱۰۵۰۱)

جواب: آپ کے انداز تحریر سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ کے بائیں فوطے میں ایک مستقل ورم موجود ہے جو کچھ عرصہ سے قائم ہے اور اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ آپ اسے آنت اترنے سے تعبیر کرتے ہیں لیکن آنت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی غیر معمولی جگہ پر اترتی ہے تو بالعموم تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد وہ کسی دوسرے پہلو پر حرکت کرنے سے یا کبھی کبھی خود بخود بھی واپس چڑھ جاتی ہے اور درد اور اُبھار سب رفع ہو جاتا ہے۔ اگر کسی سبب سے یہ آنت چڑھنے نہ پائے تو اکثر بہت ہی خطرناک علامات ظہور میں آتی ہیں اور اپریشن کرکے اسے اپنی جگہ پر پہنچانا ضروری ہو جاتا ہے۔ تین سال تک مسلسل آنت اتری ہوئی نہیں رہ سکتی۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ روزانہ یا ہر دوسرے تیسرے روز اتر آیا کرے اور پھر چڑھ جایا کرے۔ میرے خیال میں آپ نے اپنے مرض کی نشان دہی صحیح نہیں کی ہے۔ بہتر یہی ہوگا کہ کسی ماہر فن کو دکھا کر مرض کی تشخیص کرالیں۔ آنت اُترنے کا عملی اور قطعی علاج اپریشن ہے۔ ایک مرتبہ اپریشن کے بعد پھر اس جگہ کبھی آنت نہیں اُتر سکتی۔ اگر فوطہ کا ورم ہے تو تحقیق کرائیے کہ قیلۃ الماء (فوطے میں پانی بھر جانا) ہے یا سوزاک کے نتیجے سے فوطے میں سوزش رونما ہو گئی ہے۔ قیلۃ الماء کے لیے بھی اپریشن عملی علاج ہے، اور اگر فوطے کی سوزش ہے تو مختلف قسم کے لیپ اور ٹکوریں مفید ہوں گی۔ سوزش سوزاک کے نتیجے سے ہو تو سوزاک کا معقول علاج کرائیے۔

سوال: مجھے سر میں خشکی کی شکایت ہے۔

(خریدار نمبر ۲، ۹ ۱۳)

جواب: جلد کے امراض کی صحیح تشخیص انھیں دیکھے بغیر ذرا دشوار ہوتی ہے۔ تاہم جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو "چنبل" کا مرض ہے جسے انگریزی میں سورائیسس کہتے ہیں۔ یہ مرض چھوت دار نہیں ہوتا، اور بالعموم ہاضمہ کے فتور سے لاحق ہوتا ہے، جب کہ فتور ہضم غذا میں حیاتین "ب" کی کمی سے پیدا ہوا ہو کبھی کبھی جسم میں کیلسیم (چونا) کی مقدار کی کمی بھی اس کا باعث ہو جاتی ہے۔ آپ اپنی خوراک میں سے گوشت دالیں اور غلہ چند روز کے لیے بالکل خارج کر دیں۔ دودھ، دہی، سبزیاں اور پھل کھا کر چند روز گزارئیے۔ سبزیوں میں گاجریں، کچی مٹر، آلو اور مختلف قسم کے ساگ آپ کے لیے مفید ہیں۔ اگر کچھ دقت نہ ہو تو کیلسیم کے چند انجکشن بھی لگوا لیجیے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کیلسیم کے ساتھ آپ حیاتین ج کے انجکشن بھی لگوالیں۔ لگانے کے لیے آپ کسی ڈاکٹر سے سیلی سلک ایسڈ، اکتھیال، اور زنک اوکسائڈ کا مرہم بنوالیں۔ اور روزانہ گرم پانی اور صابون سے سر دھو کر اس مرہم کی مالش کر لیا کریں۔ پینے کے لیے مندرجۂ ذیل نسخہ استعمال کریں۔

لائکر آرسینی کیلس دو بوندیں، سوڈا بائی کارب، اگرین ایکسٹریکٹ کیسکیرا سیگرڈا لکوئڈ دس بوندیں، سیرپ لوریشیائی ایک ڈرام۔ پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہو جائے۔ یہ ایک خوراک دوا ہے۔ ایسی ایسی تین خوراکیں صبح، دوپہر، شام روزانہ کھانے کے بعد استعمال کریں۔ اس پینے کی دوا کو پندرہ روز استعمال کرکے ہمیشہ ایک ہفتہ کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔

سوال: میں عصبی کمزوری میں مبتلا ہوں۔

(خریدار نمبر ۱۱۹۳)

جواب: اس عصبی کمزوری، جریان، سرعت انزال اور عضو مخصوص کی خرابی نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے جس کو دیکھو اسی مصیبت میں مبتلا اور جس کا خط اٹھا کر پڑھو اسی آفت میں گرفتار ہے۔ بعض نوجوان تو یہاں تک لکھ مارتے ہیں کہ اگر علاج سے فائدہ نہ ہوا تو پھر اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ اس بیکار زندگی کو ختم کر دیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ اگر یہ مخصوص قوت آدمی میں باقی نہ رہے تو زندگی ایک حد تک بے کیف اور بے لطف ہو جاتی ہے لیکن وہ بے کار تو ہرگز نہیں ہوتی۔ اگر آختہ گھوڑے سالم و صحیح گھوڑوں سے زیادہ کارآمد ہوتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مردمی باختہ انسان اپنی زندگی کو بیکار محض سمجھ لے۔

ذاتی طور پر میرے تجربہ میں آیا ہے کہ ان مریضوں میں سے اکثر ایسے ہوتے ہیں جو فی الحقیقت ناکارہ نہیں ہوتے۔ وہ ضرورت سے زیادہ خوف زدہ اور ڈرے ہوئے ہوتے ہیں جن صاحب کے سوال کا میں جواب لکھ رہا ہوں انھوں نے خود ہی تحریر فرمایا ہے کہ ان کی بیوی بھی ہے اور دو ایک بچے بھی ہو چکے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ اعصاب کچھ کمزور ہو گئے ہوں گے جیسا کہ ڈاکٹروں نے انھیں بتایا بھی ہے۔ اس کمزوری کو دفع

کرنے کے لیے وہ ہمدرد دواخانہ کی یا کسی انگریزی کمپنی کی بنائی ہوئی کوئی دوا کچھ عرصہ تک استعمال کرتے رہیں تو کمزوری جاتی رہے گی قبض بذات خود جریان کا ایک سبب ہوتا ہے ۔ اس لیے یہ خیال رکھیں کہ قبض نہ ہونے پائے اور سب سے مقدم بات یہ ہے کہ آپ افسردگی اور اضمحلال کو دور کریں کہ جو اُن پر طاری ہے ۔

سوال : میں پرانے قبض میں مبتلا ہوں ۔

(اخر بار نمبر ۱۰۷۳۷)

جواب پاخانہ کا کچھ حصہ مینگنیوں کی صورت میں آنا اس بات کی علامت ہو کہ آپ کی آنتوں سے رطوبت کم مقدار میں خارج ہوتی ہے اور جگر کی رطوبت یعنی صفرا بھی کمی کے ساتھ پیدا ہوتا ہے جگر کی سستی اور آنتوں کا فتور بعمل بالعموم ان لوگوں کو لاحق ہوتا ہے جن کی زندگی بیٹھے یا لیٹے لیٹے گزرتی ہے ۔ مجھے آپ کے اوقات گزاری کے مشغلوں کے متعلق کچھ نہیں معلوم لیکن اندازاً یہی کہہ سکتا ہوں کہ غالباً آپ چلنے پھرنے یا دوسرے طریقوں پر ورزش کرنے کے عادی نہیں ہیں ۔ اگر آپ تیز قدم سے روزانہ پانچ میل ایک وقت چلنے کو اپنا معمول بنالیں اور علی الصباح نہار منہ ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس پی لیا کریں تو پھر آپ کو نہ کسی جلاب کی ضرورت رہے گی اور نہ اسی کو نیٹس کی ۔ کھانے کے متعلق یہ احتیاط رکھیں کہ اس میں پھلوں اور سبزیوں کا بالخصوص ساگ پات کا جزو زیادہ ہو اور آٹا ہمیشہ بغیر چھنا ہوا جس میں بھوسی موجود ہو ۔۔۔۔۔۔۔ دوا کے طور پر کبھی کبھی اگر چاہیں تو بائی کو نیٹس کا استعمال کرلیا کریں جو آپ کے تجربے میں مفید ثابت ہوچکی ہیں ۔

آپ نے اپنے سوال پلکوں کے پھڑکنے کی بھی شکایت کی ہے اور یہ پوچھا ہے کہ کہیں یہ کسی خطرناک مرض کی منذرہ علامت تو نہیں ہے ۔ سب سے پہلے تو میں آپ کے دل کا یہ خوف دور کردوں اور آپ کو بتادوں کہ پلکوں کا پھڑکنا یا جسم کے بعض دیگر عضلات کا پھڑکنا صرف عصبی کمزوری پر دلالت کرتا ہے ، اور اعصاب کی کمزوری جسم کے بعض عضلات کو اس حد تک کمزور کردیا کرتی ہے کہ وہ بلا ارادہ بھی حرکت کرنے یا پھڑکنے لگتے ہیں ۔ آپ عصبی کمزوری میں مبتلا ہیں ، یہ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے سوال میں یہ اندیشہ اور یہ خوف ظاہر کیا ہے کہ کہیں یہ علامت کسی آنے والے خطرناک مرض کا پیش خیمہ تو نہیں ہے ۔ اس قسم کے خوف اور اس قسم کے خواہ مخواہ کے اندیشے ان ہی طبیعتوں کو لاحق ہوا کرتے ہیں جنھیں عصبی کمزوری خائف اور ترساں بنادیتی ہے ۔

آپ اگر روزانہ کی باقاعدہ چہل قدمی ، بلکہ اسے چہل قدمی کیوں کہوں باقاعدہ ورزش کے عادی ہوجائیں گے تو دورانِ خون کی درستی آپ کے اعصاب اور عضلات کو بھی طاقت بخشے گی اور دل کا دھڑکنا یا عضلات کا پھڑکنا سب ماضی کی داستانیں بن جائیں گی ۔ دوا کے طور پر آپ عصبی ضعف دور کرنے کے لیے "سیوروفاسفیٹس" کا یا ہمدرد دواخانہ کی تربت اکسیر خاص کا استعمال کرسکتے ہیں ۔ لیکن مقدم یہی ہے کہ اگر آپ کے مشاغل زندگی کاہلانہ ہیں تو انھیں قدرت کے مقرر کیے ہوئے قوانین کے مطابق بنالیجیے ۔

انتقاد

دہلی کے صحیح مرکبات تقطیع ۲۲×۱۸/۸ ضخامت ۲۹۲ صفحے، قیمت دو رُوپے آٹھ آنے۔

پتہ:- مکتبہ دارالتالیفات، اجمل روڈ، نئی دہلی۔

جناب حکیم خواجہ رضوان احمد صاحب پروفیسر طبیہ کالج دہلی نے اپنی تالیفات میں ایک اور مفید تالیف کا اضافہ "دہلی کے صحیح مرکبات" کے نام سے کیا ہے۔ موضوع تالیف نام سے ظاہر ہے۔ اب تک اس موضوع پر جو چند تالیفات شائع ہوئی ہیں یہ تالیف ان سب میں بہتر ہے۔ نسخوں کی صحت کے اہتمام کے علاوہ مؤلف نے مختلف مرکبات کی تیاری پر مفید معلومات بھی اپنے اپنے مقامات پر پیش کی ہیں، جو مفید اور کارآمد ہیں۔ کتابت طباعت اچھی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ شائقین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

مقراض الامراض تقطیع ۲۰×۳۰/۸، ضخامت ۴۸ صفحے، قیمت دو رُوپے۔

پتہ:- منیجر صاحب رسالہ "حکیم دکن"، محلہ مغل پورہ، حیدرآباد، دکن

مقراض الامراض "ایک عمر رسیدہ سیاح سنیاسی" کی "جادو اثر قلمی بیاض" کے نسخوں کا ایک مجموعہ ہے، جسے جناب حکیم محمد ظفرالدین صاحب ناصر، ایڈیٹر رسالہ "حکیم دکن" نے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔ نسخوں کی تعداد ۱۵ ہے۔ نسخوں کے علاوہ ذیابیطس شکری کی بوٹی کی ماہیت، شناخت اور دستی تصویر بھی اس بیاض میں شامل ہے۔ جس طریقہ سے اس جادو اثر بیاض تک رسائی ہوئی اس کی داستان حکیم صاحب موصوف نے خود قلمبند کر دی ہے۔ اکثر نسخوں کے مفید ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ امید ہے کہ ناظرین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ قیمت ضخامت کے لحاظ سے کچھ زیادہ ہی ہے۔

رتن پرکاش تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶، ضخامت ۹۶ صفحے، قیمت ایک رُوپیہ چار آنے۔

پتہ:- منیجر صاحب بشتی امرت اوشدھالیہ، مقام کمام ضلع جالندھر (پنجاب)

رتن پرکاش یا معمولات بجنی جناب حکیم ہربنس لال صاحب بجنی کی تالیف ہے، جس میں موصوف نے مفید نسخے جمع کیے ہیں۔ نسخوں کی تعداد ۱۸۵ ہیں۔ سرسری طور پر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر نسخے اچھے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ سب کے سب نسخے بجنی صاحب کے تجربہ شدہ نہ ہوں لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انھوں نے نسخوں کے انتخاب میں محنت کی ہے۔ نسخوں کے اندراج میں کسی خاص ترتیب کو سامنے نہیں رکھا گیا ہے۔ بہتر ہوتا کہ نسخے ابجد وار یا امراض وار درج کیے جاتے، تاکہ کسی نسخے کی تلاش میں وقت ضائع نہ ہوتا۔ کتابت اور طباعت اچھی ہے۔

پترامرت پرکاش تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶، ضخامت ۴۸ صفحے، قیمت بارہ آنے۔

پتہ:- منیجر صاحب بشتی امرت اوشدھالیہ مقام کمام، ضلع جالندھر (پنجاب)

یہ رسالہ بھی رتن پرکاش کے مؤلف جناب حکیم ہربنس لال صاحب بجنی کی تالیف ہے۔ اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حسب خواہش اولاد پیدا کرنا ممکن ہے۔ حسب خواہش سے حکیم صاحب کی مراد اولاد نرینہ سے ہے۔ صنفیت جنین کا مسئلہ طب کے اہم مسائل میں سے ہے۔ یہ بات کہ جنین مذکر ہے یا مؤنث، ممکن ہے کہ بعض "مجربین" کسی مرحلہ میں بتا سکیں۔ لیکن اختیار صنف کا عقیدہ بڑے دور کی بات ہے اور یہ بات تو واقعی دلیری کی ہے کہ دوسرے یا تیسرے مہینے سے "مضغہ گوشت" کوئی ایک صنف اختیار کرتا ہے۔ حکیم صاحب موصوف اسی دلیرانہ عقیدہ کے حامل ہیں اور اس رسالہ میں پیش کردہ نسخوں کے استعمالات بھی اسی عقیدہ کے مطابق لکھے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ عقیدہ کبھی طب اور سائنس کے مشاہدات اور تجربات سے صحیح ثابت ہو جائے۔ لیکن ہمارا موجودہ علم اس کی تائید میں آگے نہیں بڑھتا۔ اب رہے نسخے تو وہ اگر اولاد نرینہ پیدا کرنے میں ناکام بھی رہے تو ان سے اور کوئی نہ کوئی طبی فائدہ پہنچ ہی رہے گا۔

برگ سبز تقطیع ۲۰×۳۰/۸ ضخامت ۱۰۰ صفحے، قیمت ایک روپیہ۔

پتہ:۔ دفتر "حکیم دکن" محلہ مغل پورہ، حیدر آباد، دکن۔

برگ سبز رسالہ "حکیم دکن" کا سالنامہ ہے۔ اس میں نباتات کے ذریعہ سے علاج امراض کی تفصیلات ترتیب اور سلیقہ سے پیش کی گئی ہیں۔ قدیم نظام ہائے طب میں جڑی بوٹیوں کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی صاحب فن سے پوشیدہ نہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر مفید معلومات کی اشاعت کی کوشش یقیناً مستحق تحسین ہے۔ "برگ سبز" میں محض کتابی معلومات کو فراہم کرنا مدیر رسالہ کا مقصد نہ تھا۔ بلکہ منشا یہ تھا کہ اصحاب فن معلومہ اور غیر معلومہ جڑی بوٹیوں کے متعلق مستند اور معتبر تجربات لکھ کر نذر ناظرین کریں۔ اس قابل قدر مقصد میں فاضل مدیر کو کسی حد تک تو کامیابی ہوئی ہے لیکن بیشتر معلومات ایسی ہیں جو ورق گردانی کا نتیجہ ہیں اور جن کے استناد کا سوائے اس کے اور کوئی معیار نہیں کہ وہ کتابت اور طباعت کے مرحلے سے گزر چکی ہیں۔ یہ صورت حال ہماری موجودہ تعلیم طب کے بنیادی نقائص کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس میں حکیم دکن اور ہمدرد صحت یا اور کسی طبی رسالہ کے مدیران کیلئے کچھ نہیں کر سکتے۔ بہرحال "برگ سبز" اس لحاظ سے مفید اور قابل مطالعہ ہے کہ اس میں ہندستان کی بعض مشہور نباتی دواؤں کے افعال و خواص عمدگی سے جمع ہیں اور تلاش کرنے والوں کو بعض علاوہ اچھے نکات بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک ادارہ کا تعلق ہے اس نے "برگ سبز" کو مفید اور کارآمد بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ سہولت کے لیے فہرست مضامین اور انڈکس بھی اس میں شامل ہیں کتابت اور طباعت اچھی ہے۔

کدو دانہ

کدو دانہ یا حب القرع جسے انگریزی میں "ٹیپ ورم" کہتے ہیں، ایک کیڑا ہے جو آنتوں میں پیدا ہوتا ہے اور پاخانہ کے ساتھ خارج ہوتا رہتا ہے۔ یہ شکل و صورت میں فیتہ کی طرح چپٹا ہوتا ہے۔ اس فرق کے علاوہ کدو دانہ اور کینچوے میں دو نمایاں فرق اور بھی ہیں۔ وہ یہ کہ کینچوے کا سر نہیں ہوتا۔ لیکن کدو دانہ کا سر ہوتا ہے۔ علاوہ بریں کینچوے کا جسم تمام و کمال ایک ہوتا ہے۔ لیکن کدو دانہ بہت سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم ہوتا ہے اور ان ہی ٹکڑوں کا اخراج عمل میں آتا ہے۔

کدو دانہ کی قسمیں کدو دانہ کی تین خاص اقسام ہیں:۔ (۱) حب القرع خنزیری یا ٹینیا سولیم۔ (۲) حب القرع بقری یا ٹینیا سیجی ناٹا اور (۳) حب القرع حوتی یا ڈیفائل و بوتھریم لیٹم۔ ان اقسام کی وجہ تسمیہ سور، گائے کے گوشت اور مچھلی میں ان کیڑوں کی پیدائش ہے۔ جب انسان ان جانوروں کا گوشت استعمال کرتا ہے تو کدو دانے اس کی آنتوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ ان خاص قسموں کے علاوہ کدو دانہ کی ایک چوتھی قسم اور بھی ہے۔ مختصر جسامت کی وجہ سے اسے "حب القرع اقصر" کہتے ہیں۔

کدو دانہ کی جسامت حب القرع خنزیری عام طور پر چھ سے بارہ فیٹ تک لمبا ہوتا ہے، حب القرع بقری کا طول پندرہ سے بیس فیٹ تک ہوتا ہے اور حب القرع حوتی کی لمبائی پچیس سے تیس فیٹ تک پائی جاتی ہے۔ حب القرع اقصر کا طول نصف یا پون انچ سے زیادہ نہیں ہوتا۔

کدو دانہ کا داخلہ جسم میں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ کدو دانہ سور، گائے اور مچھلی کے گوشت میں پیدا ہوتا ہے۔ گوشت اگر پوری احتیاط کے ساتھ اچھی طرح پکایا نہ جائے تو اس کے معدہ میں پہنچنے پر کدو دانہ جو ابتدا میں بہت ننھا سا ہوتا ہے، اپنی کمین گاہ یعنی گوشت سے نکل کر جسم انسانی میں داخل ہو جاتا ہے اور وہیں اس کا نشوونما ہوتا ہے۔

کدو دانہ کی افزائش نسل کدو دانہ ذو جنسین کیڑوں میں ہے۔ یعنی ایک ہی کیڑے میں نر و مادہ کی دونوں صفات ہوتی ہیں۔ ہر کیڑا سینکڑوں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم ہوتا ہے اور پاخانہ کے ساتھ اس کیڑے کے جو ٹکڑے خارج ہوتے ہیں۔ ان میں ہر ٹکڑا جنسی اعتبار سے بالغ اور افزائش نسل کی قوت رکھتا ہے۔ جب اس پاخانہ کو کوئی سور، گائے یا مچھلی کھا لے تو کدو دانہ کا ٹکڑا جو آسانی فنا نہیں ہوتا جانور کے پیٹ میں پہنچ کر افزائش نسل کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے اور بیشمار ننھے ننھے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ کدو دانہ کو نشوونما کسی جانور کے پیٹ میں حاصل نہیں ہوتا، بلکہ یہ منزل بلوغ تک انسان ہی کے جسم میں پہنچتا ہے۔ کدو دانہ جب آنتوں میں اپنی پوری نشوونما کو پہنچ جاتا ہے تو اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے زندہ اور بظاہر مکمل کیڑوں کی شکل میں پاخانہ کے ساتھ خارج ہوتے اور حرکت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگر کسی ٹکڑے کو چیر کر خردبین سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کے اندر ہزاروں ننھے ننھے انڈے پوشیدہ ہیں۔

کدو دانہ کی علامات کدو دانہ کی شکایت میں زیادہ تر چھوٹے بچے مبتلا ہوتے ہیں کبھی کبھی کدو دانہ کے پیدا ہو جانے کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی اور آنتوں میں ان کی موجودگی کا علم صرف اسی وقت ہوتا ہے جب کہ پاخانہ کے ساتھ ان کا اخراج شروع ہو جائے۔ لیکن زیادہ تر کدو دانہ کی علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ جن میں بعض یہ ہیں۔

(۱) بچے کی بھوک بہت بڑھ جاتی ہے وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کھانا چاہتا ہے۔ لیکن اس بسیار خوری کے باوجود وہ سوکھتا جاتا ہے (۲) ناک اور مقعد میں کھجلی۔ (۳) پیٹ میں درد۔ بعض اطباء کے خیال میں کینچوے کی طرح کدو دانہ سے بھی پر دورے پڑنے لگتے ہیں۔ لیکن یہ خیال مشتبہ ہے اور اس کے متعلق کچھ زیادہ وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔

تشخیص اوپر جو علامتیں درج کی گئی ہیں، جو مریض میں بالعموم پائی جاتی ہیں۔ لیکن ہم بتا چکے ہیں کہ بعض اوقات کدو دانہ کے پیدا ہو جانے کی کوئی خاص علامت مریض پر ظاہر نہیں ہوتی اور وہ بالکل تندرست معلوم ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں کدو دانہ کی صحیح تشخیص صرف اسی حالت میں کی جا سکتی ہے۔ جب کہ پاخانہ کے ساتھ اس کا اخراج شروع ہو جائے۔ کبھی کبھی کدو دانہ ایک ہی مرتبہ میں تمام و کمال پیٹ سے نکل جاتا ہے۔ لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ زیادہ تر اس کا اخراج چھوٹے ٹکڑوں ہی کی شکل میں عمل میں آتا ہے +

موسمِ بہار میں

امراض کی روک تھام اور صحت کی حفاظت

موسمِ بہار: کیا خوشنما، کیسا پیارا، کیسا دل خوش کرنے والا ہے۔ اس جنت نظیر موسم میں نہ سردی زیادہ کہ دانت سے دانت بجے، نہ گرمی زیادہ کہ لو کے تھپیڑے اور پسینے میں شور لتھڑا، نہ برسات کا کیچڑ پانی۔ ہر طرف درخت نیا لباس پہنے لہلہا رہے ہیں۔ دلوں کی کلیاں کھلانے والے، آنکھوں کو طراوت بخشنے والے، اور اپنی مہک سے دماغ کو معطر کرنے والے پھول ہر طرف کھلے ہوئے ہیں۔ خوشنما، خوبصورت تیتریاں اُڑ رہی ہیں۔ جاڑے کی کلفت بھول کر پرندے چہچہا رہے ہیں۔ دریاؤں کا پانی موتی کی طرح چمک رہا ہے۔ دلوں میں امنگ ہے۔ ظاہر میں تو ہر طرف اس پیارے موسم کی وجہ سے خوشی ہی خوشی نظر آ رہی ہے

مگر

غور سے دیکھیے یہ "پیارا" موسم آستین کا سانپ ہے۔ دیکھنے میں رُوئی، اور چبھنے میں سُوئی۔ اس کے آتے ہی جسمِ انسانی میں ایک ہلچل مچ جاتی ہے۔ جس قدر ہلاکت، جس قدر پریشانی، جس قدر تکلیف اس موسم میں ہوتی ہے اور کسی موسم میں نہیں ہوتی۔

چیچک، خسرہ، اکسیر، پھوڑے، پھنسیاں، گلے میں درد، کیا عورت، کیا مرد، کیا بچے، کیا بڑے، جسے دیکھیے کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا ہے۔ جہاں جائیے ایک ہی داستان ہے۔ کسی کے پھوڑوں پھنسیوں میں سے خون اور پیپ بہہ رہے ہیں، کوئی چیچک میں مبتلا ہے۔ اگر اس جان لیوا مرض سے بچ بھی گئے تو عمر بھر کے لیے چہرے کی خوبصورتی تو رخصت ہوئی۔

سیتلا کے داغ اس جہان میں تو مٹتے نہیں۔ پھر یہیں تک نہیں، یہ موذی مرض ایک سے دوسرے کو چمٹ جاتا ہے۔ سارا خاندان اس کی زد میں آ جاتا ہے، اور بعض اوقات اس سے آنکھیں تک جاتی رہتی ہیں۔

۲۷ لاکھ انسان موت کا شکار

سرکاری رپورٹ کے مطابق یہ بہار کا موسم، یہ موسموں کا چنگیز اور ہلاکو، ہر سال ۲۷ لاکھ انسانوں کی رُوحیں اپنے تھیلے میں بھر لیتا ہے۔ اس میں وہ مریض شامل نہیں ہیں جو پھوڑوں پھنسیوں، چیچک، خسرہ کی تکلیفیں اٹھا کر رو پیٹ کر اچھے ہو جاتے ہیں۔ ذرا پھر غور سے دیکھیے موسمِ بہار تو خواہ مخواہ بدنام ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جاڑے کے موسم میں زہریلا مواد جسم میں پڑا رہتا ہے۔ یہ مواد سردی کا موسم کم ہوتے ہی اُبل پڑتا ہے اور کمزور اعضا کو ناکارہ کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ سائنس کا نظریہ ہے کہ "سردی سکیڑتی ہے اور گرمی پھیلاتی ہے"۔ ہمارے جسم کا خون گرمی پا کر پھیلنا شروع ہو جاتا ہے، پھیلنے کے ساتھ ساتھ اس میں جوش بھی پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس پھیلنے اور جوش کی وجہ سے **وہ** زہریلا مواد، جو جاڑے کے موسم میں جسم کے اندر پڑا تھا، خون میں شامل ہو جاتا ہے!

زہریلا خون

یہ کیا کام کرے گا۔ یہ کیوں کر ہمارے اندرونی اعضا کو طاقت پہنچائے گا۔ یہ کیوں کر جسم میں صفائی قائم رکھے گا۔ یہ تو خود ہی زہریلا ہو گیا ہے۔

نامور اطبا اور مشہور ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ دماغ کے خلیات (BRAIN CELLS) صرف خالص خون کی تیز رَو سے بڑھتے اور قائم رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص بھی جو اپنے خون کی طرف سے غفلت برتتا ہے، اور اس میں زہر شامل رہنے کو برداشت کرتا ہے، نہ تو دماغ سے زیادہ کام لے سکتا ہے اور نہ اہم معاملات میں صحیح فیصلے کر سکتا ہے!

غذا سے جو طاقت حاصل ہوتی ہے، وہ خون جسم کے ہر عضو میں پہنچاتا ہے اور ساتھ ساتھ زہریلے مادّے کو، جو جسم اور تمام اعضا کو کمزور کرتا رہتا ہے،

دفع کرتا ہے، مگر جب یہ خود ہی زہریلا ہو جائے تو کیا ٹھکانا ہے! جلد کی بیماریاں، دانے، خارش، چنبل، داد، پتی، پھوڑے، پھنسیاں، خسرہ، چیچک یہاں تک کہ سرطان کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ پہلے خون کو صاف کیا جائے۔

RED CORPUSCLES. اچھا، صاف، طاقتور خون بیماریوں کا مقابلہ کرنے کے لیے قدرت کا بنایا ہوا قلعہ ہے۔ اگر خون کے سرخ ذرات کم ہو جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جسم کے رگ اور ریشوں میں طاقت نہیں پہنچ رہی۔ اس لیے جب تک کہ خون صاف اور طاقتور نہ ہو جائے، آپ تن درست نہیں رہ سکتے۔ پھنسیاں، پھوڑے، داد، کھجلی، خسرہ، چیچک وغیرہ خون میں زہر کے دوسرے نام ہیں۔

چونکہ خون صاف اور طاقتور کرنے کے لیے کوئی مصفی دوا ایسی نہیں تھی جو خاص موسم بہار کی بیماریوں کو مدنظر رکھ کر بنائی جاتی ہو، اس لیے خوشی کی بات ہے کہ عرصہ ہوا ہمدرد مجلس تجربات نے مشہور عالم صافی ایجاد کر کے یہ کمی پوری کر دی ہے اور بنی نوع انسان کی تکالیف کو کم کر دیا ہے۔

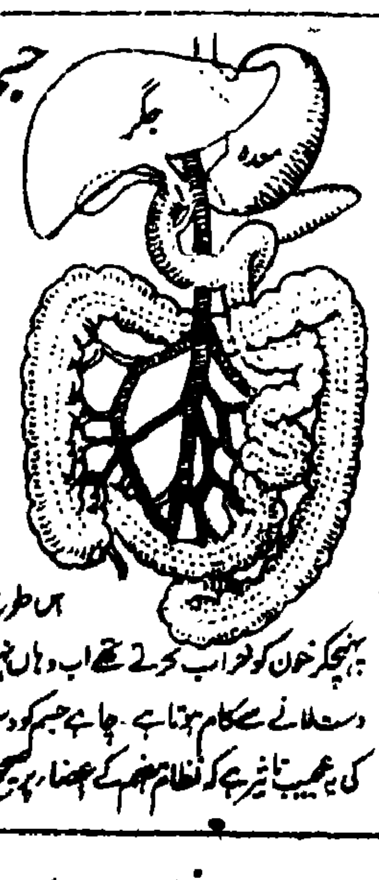
موسم بہار کی بیماریوں سے بچنے کی تدابیر

خداوند کریم نے ہر جاندار کو کسی نہ کسی قسم کا ہتھیار دیا ہے جس سے وہ حملہ آوروں سے بچ سکتا ہے، ہرن تیز دوڑ سکتا ہے، شیر کے دانت اور پنجے ہیں۔ ہاتھی کی سونڈ اور وزنی جسم ہے، کبوتر اڑ سکتا ہے، مگر انسان کا ہتھیار کونسا ہے۔ انسان کے پاس نہ پنجے ہیں، نہ دانت ہیں، نہ ٹانگیں ہی ایسی مضبوط ہیں —— پھر انسان کا ہتھیار کونسا ہے؟ انسان کے پاس عقل کا سب سے بڑا اور سب سے قیمتی ہتھیار ہے۔ موسم بہار کی بیماریوں سے بچنے کے لیے بھی عقل ہی کام آسکتی ہے۔ یہ بھی ایک عقل کی بات ہے کہ کھانے پینے اور سونے میں احتیاط کی جائے اور یہ بھی عقل کی بات ہے کہ یقینی طور پر جسم اور خون سے آسان راستوں کے ذریعہ زہر باہر نکال دینے کے لیے مشہور عالم صافی کا استعمال کیا جائے۔ کیونکہ اگر صافی کی مدد سے آسان راستوں جیسے پسینے، پیشاب اور پاخانہ وغیرہ کے ذریعے سے زہر باہر نکالا گیا تو وہ رک تو سکتا نہیں، زور کرتا ہے اور زور کر کے جلد کو پھوڑ کر باہر نکل جاتا ہے۔ اور پھر وہی پھوڑے، پھنسیاں، چیچک، خسرہ یہاں تک کہ سرطان کا خطرہ!

آپ کا فرض

آپ کا فرض ہے کہ خود اپنے کو اور اپنے خاندان کے ہر فرد کو موسم بہار کی بیماریوں سے بچائیے۔ موسم بہار ۱۵ فروری سے ۳۰ اپریل تک رہتا ہے۔ اس موسم کے قاتلانہ حملوں سے بچنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ اس زمانے میں رات کو دیر تک ہرگز نہ جاگیے، ثقیل اور دیر ہضم غذاؤں کو قطعاً ہاتھ نہ لگائیے اور چوں کہ خون تو پہلے ہی گرمی پا کر ابل رہا ہے اس لیے خون میں تیزی اور جوش پیدا کرنے والی چیزوں سے بھی پرہیز کیجیے اور ساتھ ساتھ دنیا کی سب سے بہتر مصفی دوا یعنی مشہور عالم صافی کا استعمال آپ خود بھی کیجیے اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی استعمال کرائیے۔ اس طرح آپ اور آپ کا سارا خاندان نہ صرف موسم بہار کی بیماریوں سے نجات حاصل کرے گا، بلکہ خون صاف ہو جانے کی وجہ سے سال کے ۵۲ ہفتے بھی صحت اور تن درستی سے گزریں گے۔

جسم کے نظام ہضم کے اعضا



اسی فی صدی روگ ان ہی اعضا کے کاموں میں گڑبڑ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ صافی کی یہ خاصیت ہے کہ ان اعضا کے فعل کو بالکل درست حالت میں رکھتی ہے۔ اگر ان میں خراب مادے جمع ہوں تو ان کو باہر نکالنے کا فوراً بند و بست شروع کر دیتی ہے۔ اس طرح یہاں کے خراب مادے کو جو رگوں میں پہنچ کر خون کو خراب کرتے تھے اب وہاں نہیں پہنچتے۔ عام دست آور دواؤں کو دست لانے سے کام ہوتا ہے۔ چاہے جسم کو دستوں کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ صافی ہی کی یہ عجیب تاثیر ہے کہ نظام ہضم کے اعضا پر صحیح صحیح عمل کرتی ہے۔

قدیم زمانے کے عقلا

قدیم زمانے کے عقلا موسم بہار کو طاعون اور ہیضہ سے بھی زیادہ خطرناک سمجھتے تھے۔ اور موسم بہار آتے ہی جلاب لیا کرتے تھے۔ آپ کے شہر یا قصبے میں جو کوئی بچیانوے، سو برس کے بڑے بوڑھے ہوں تو ان سے دریافت کر لیجیے، وہ اپنی صحت اور درازی عمر کی وجہ یہی بتائیں گے کہ موسم بہار میں ان کا جلاب بندھا ہوا تھا۔ بے شک ہر سال بہار میں جلاب لینے کا قاعدہ نیا نہیں ہے۔ یہ جلاب تمام سال صحت قائم رکھنے، خون، معدہ اور انتڑیاں صاف رکھنے کی بنیاد تھا مگر گزشتہ

زمانے میں لوگ بہلیوں پر سفر کرتے تھے۔ بہلی بھی پہیوں پر چلتی تھی اور آج کل موٹر بھی پہیوں ہی پر چلتی ہے مگر موٹر بہلی سے آگے کا سائنٹی فک قدم ہے اسی طرح جلاب کی وجہ سے دس دس پندرہ پندرہ روز پلنگ پر پڑے رہنے، بڑے بڑے قدحے اور پیالے پینے سے آگے کا سائنٹی فک قدم مشہور عالم صافی ہے۔

جلاب میں علاوہ وقت صائع ہونے کے ایک بڑی خرابی یہ بھی تھی کہ معدہ و انتڑیوں پر ناقابل برداشت بوجھ پڑتا تھا، اور دست بہت آتے تھے، جس سے کمزوری بہت بڑھ جاتی تھی اور مہینہ مہینہ بھر تک توانائی بحال نہیں ہوتی تھی۔

اس کے برخلاف صافی کا استعمال نہایت کم خرچ اور نہایت آسان ہے، اور پلنگ پر لیٹنے کے لیے وقت بھی نہیں نکالنا پڑتا، کسی خاص پرہیز کی بھی ضرورت نہیں اور لطف یہ ہے کہ صافی پاخانے، پیشاب اور پسینے کے آسان راستوں سے زہر اس طرح باہر نکال دیتی ہے کہ محسوس بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ بعض لوگوں نے صافی کے استعمال کے بعد اپنے پیشاب، پاخانے اور پسینے کا امتحان کرایا تو ان میں خون کا زہریلا مادہ موجود تھا حالانکہ وہ ایسی آسانی سے خارج ہوا تھا کہ انھیں خبر بھی نہیں ہوئی تھی۔

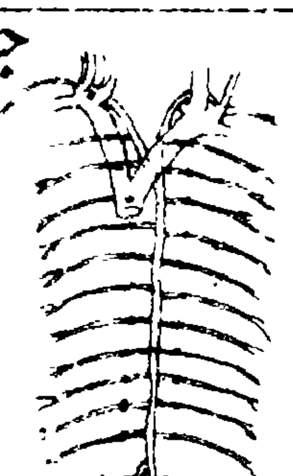
ہمدرد مجلس تجربات

علم طب کی قابل قدر اور ٹھوس خدمات انجام دینے والی ہمدرد مجلس تجربات کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبد الحمید صاحب ہیں۔ حکیم صاحب قبلہ کی ذاتی اور کڑی نگرانی میں ہمدرد مجلس تجربات نے صافی کو اعجاز و کرشمہ بنا کر ایک نہایت لطیف سیال کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔

پہلے سالوں تک نہایت خاموشی کے ساتھ مجلس تجربات میں صافی کے اصولی اور فنی تجربات کیے گئے اور فنی حیثیت سے نہایت باریک اور دقیق تحقیقات کی گئی۔ کبھی اس کے ذائقہ کو جانچا گیا، کبھی جلد سے جلد اثر پیدا کرنے کی کاوش کی گئی، کبھی اس کے طاقت عمل بڑھانے اور طرزون بوٹی کے اضافہ کرنے پر بحث اور تجربات کیے گئے۔ اس کے بعد ہمدرد مجلس تجربات نے بالاتفاق پاس کر دیا کہ اب یہ تمام دیسی اور مدبر مصفی دواؤں کی سرتاج ہے اور اس میں خون صاف کرنے اور فساد خون دور کرنے کی ایسی یقینی قوتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ کوئی ہندستانی، یورپین اور امریکی دوا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پھر اس کے بعد صافی کے اثرات دیکھنے کے لیے اسے ہزاروں مریضوں پر استعمال کیا گیا۔ پیشاب پاخانے اور پسینے کے کیمیائی امتحانات کیے گئے جب یہ تمام منازل طے ہو گئے تو اسے ہمدرد دواخانہ کی باقاعدہ مجرب المجرب دواؤں میں شامل کر لیا گیا۔

صافی کے کرشمے

چوں کہ صافی نہایت زود اثر دواؤں اور طرزون بوٹی سے مرکب ہے اس لیے فوراً ہی معدے اور آنتوں کی لمبی منزلوں سے گزر کر رگوں میں پہنچ جاتی ہے اور خون میں شامل ہو جاتی ہے۔ یہی صافی کا حیرت انگیز کرشمہ ہے۔ ورنہ بہت سی معمولی دوائیں جو بازار میں بکتی ہیں خون تو جب صاف کریں اور مصفی تو جب ثابت ہوں جب معدے سے نکل کر آنتوں اور جگر میں پہنچیں اور پھر رگوں اور خون میں۔ ان میں اکثر تو پہلی منزل یعنی معدے ہی میں رہ جاتی ہیں اور وہیں سے فضلے کے ساتھ خارج ہو جاتی ہیں۔



جسم میں غدد جاذبہ اور عروق جاذبہ کا نظام

اس نظام پر صافی کے استعمال سے حیرت انگیز اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ نظام صافی کے استعمال سے صحیح کام کرنے لگتا ہے اور پھر خون میں کوئی خرابی نہیں رہنے پاتی۔

صافی خون میں شامل ہو کر طبیعت کی مدد کرتی ہے اور عروق جاذبہ (LYMPHATIC VESSELS) میں ایسی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے کہ وہ زہر اور مواد کو جذب کر کے غدد جاذبہ (LYMPHATIC GLAND) کے سپرد کر دے جہاں سے وہ چھن کر آسان راستوں یعنی پاخانے، پیشاب اور پسینے کے راستے باہر دھکیل دیے جاتے ہیں۔

صرف یہیں تک ہی نہیں کہ صافی خون کو صاف کرتی ہے اور زہریلا مواد باہر نکالتی ہے۔ بلکہ جسم میں جو خلط غالب ہوتی ہے اس کو بھی اعتدال پر لے آتی ہے اور اس کا مواد بھی ان ہی آسان راستوں سے باہر نکال دیتی ہے۔

صافی کے کرشموں کے اسباب

صافی نہایت مؤثر فوری عمل کرنے والی نایاب بوٹیوں جن میں طرزون بوٹی بھی شامل ہے اور بہت سی بیش قیمت دواؤں کا ایسا نادر،

قابلِ فخر مجموعہ ہے جس کی تیاری میں ماہرینِ فن دواسازوں کی ہنرمندی اور زمانۂ حال کی نہایت قیمتی سائنٹی فک بجلی سے چلنے والی بہت سی مشینوں کی لاکھوں کوششوں سے اثر اور طاقت کے معجزے پیدا ہوگئے ہیں۔ اس کو گہرے، نہایت وسیع طبی علم اور دقیق سائنٹی فک تجربات سے نہایت مؤثر، مکمل، کارآمد اور دنیا میں سب سے بہتر خون صاف کرنے کی دوا بنایا گیا ہے۔ صافی جسم انسانی میں داخل ہو کر اس طرح اپنا معجزہ دکھاتی ہے کہ عروق جاذبہ کے اس عمل کو تیز کر دیتی ہے جو خراب مواد نکالنے کے لیے

گردہ جسم کا سب سے بڑا داروغہ صفائی



"صافی" گردوں کے فعل کو اگر قدرتی طور پر ضرورت ہوتی ہے بہت حد تک مدد پہنچاتی ہے اور پھر جسم کے سارے خراب مادے پیشاب کے راستے بہا دیتے ہیں۔

BLOOD-VESSELS

انھیں قدرتاً انجام دینا پڑتا ہے۔ اس طرح عروق جاذبہ اور عروق دمویہ خراب مواد کو جلد ایسے مقامات پر پہنچا دیتے ہیں جہاں سے انھیں جسم سے باہر نکلنے کے لیے راستہ مل جائے، یہی وجہ ہے کہ صافی کبھی پاخانے کی صورت میں جسم کے خراب اور ناکارہ مواد کو نکالتی ہے، کبھی اس کے استعمال سے پسینہ زیادہ آتا ہے اور کبھی پیشاب۔

صافی غدود جاذبہ کے قدرتی افعال کو بھی باقاعدہ کر دیتی ہے اور جو کام ان کے سپرد ہے وہ صافی سے زیادہ منظم اور آسان ہو جاتا ہے۔

صافی بیسویں صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے

کوئی مصفی دوا نہ پہلے کبھی تھی اور نہ آج ہے جو مشہور عالم صافی کا مقابلہ کر سکے۔ لاکھوں صاحب کے ذاتی تجربہ سے یہ بات سورج کی طرح ظاہر ہو چکی ہے کہ صافی سب سے بہتر خون صاف کرنے کی دوا ہے۔ اس کے حیرت انگیز فوائد کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں علاوہ دیگر قیمتی دواؤں کے طرزون بوٹی بھی شامل کی جاتی ہے۔

پسینے کے غدود کا خوردبینی منظر



"صافی" ان غدودوں کو صحیح کام پر آمادہ کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صافی کے استعمال سے بعض اوقات پسینہ بہت آتا ہے۔

طرزون بوٹی ہمدرد مجلس تجربات کی خاص دریافت ہے۔ خون صاف کرتی ہے۔ پھنسی پھوڑوں کی دشمن ہے۔ سائنٹی فک مشینری سے نہایت باریک پیسی جاتی ہے تاکہ سرمہ سے کئی گنا باریک پوڈر ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ رگوں کی گہرائیوں میں بھی خون کے ساتھ پہنچ جاتی ہے اور وہاں سے زہریلا مواد نکال دیتی ہے۔

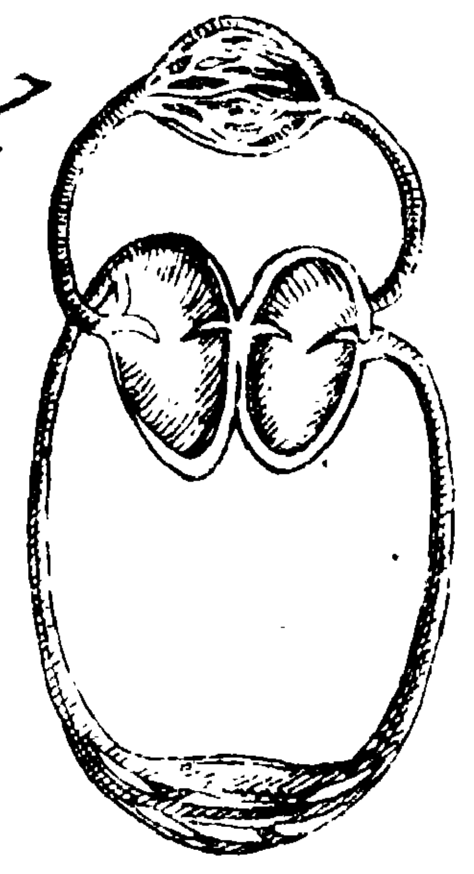
طرزون بوٹی جو خون صاف کرنے کے لیے اکسیر اعظم ثابت ہوئی ہے۔ صافی کے علاوہ اور کسی بازاری، نام نہاد خون صاف کرنے کی دوا میں شامل نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ بڑی کاوشوں سے دریافت ہوئی ہے اور اس دریافت کا علم ہمدرد دواخانہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔

اس کے حیرت انگیز اثرات کی وجہ سے چیچک جیسے موذی مرض کا خطرہ جاتا رہتا ہے اور جن لوگوں یا بچوں کو چیچک نکل آتی ہے وہ اس کے چند روز کے استعمال سے بالکل تندرست ہو جاتے ہیں۔ پتی، کن پھیڑے، نکسیر، مہاسے، داد، گرمی دانے، خسرہ، کھجلی کے دفع کرنے کے لیے تمام ہندستان میں مشہور ہے۔ ہر عمر اور ہر مزاج کے بچوں، بوڑھوں، جوانوں اور عورتوں کو ہر موسم میں فائدہ بخشتی ہے۔

اس کے استعمال کے بعد لمبے چوڑے مسہل لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور نہ کسی خاص احتیاط کی۔ بس صبح اٹھتے ہی صافی پانی یا دودھ میں ملا کر پی لیا کیجیے۔ آپ کے چہرے پر رونق رہے گی۔ جلد صاف شفاف رہے گی۔ جسم پر کوئی پھنسی، پھوڑا نہیں ہوگا۔ دل، جگر، پھیپھڑے، گردے بالکل صحیح کام کرتے رہیں گے۔ معدہ اوّل نمبر کا کھانا ہضم کیا کرے گا اور سال بھر تک صحت قائم رہے گی۔

اچھی صحت جوانی کی خوشی، اور بڑھاپے کا سہارا ہے۔ اچھی صحت ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے بغیر دنیا میں کام یابی ناممکن ہے۔

جسم میں دورانِ خون



صافی نہ صرف خون کے اصل نقصوں کو دُور کر دیتی ہے بلکہ خون کی گردش کو بھی صحیح حالت میں رکھتی ہے۔

لاکھوں صاحب آج کل موسمِ بہار میں صافی استعمال کر رہے ہیں آپ بھی ابھی منگائیے۔

صافی کے استعمال کا طریقہ

صافی کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ صبح کو نہار منہ ایک تولہ صافی دُودھ یا پانی میں ملا کر پی لیں۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ تک کچھ نہ کھائیں۔ اگر صافی کے دورانِ استعمال میں پسینہ کثرت سے خارج ہو یا پیشاب بار بار آنے لگے تو اس سے ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ صافی کا اثر شروع ہو گیا اور صافی خون کے ناقص مادوں کو پسینے اور پیشاب کی راہ خارج کر رہی ہے۔ اگر پیٹ میں گرانی ہو تو صافی کی خوراک کو دو گنا کر کے اور اسے گرم پانی میں ملا کر پیا جائے۔ اس کا اثر یہ ہو گا کہ دو تین دست ہو جائیں گے اور طبیعت میں شگفتگی اور ہلکا پن محسوس ہونے لگے گا۔

حفظِ ماتقدم اور صحت کی حفاظت کے لیے محض ایک مہینہ تک صافی کی روزانہ ایک خوراک پی لینا بالکل کافی ہے۔ بچوں کو صافی ½ سے ¼ خوراک تک دی جاتی ہے۔ البتہ موسمِ بہار کی بیماریوں میں کچھ اضافوں کی ضرورت ہوگی جن کی تفصیل آگے چل کر بیان کی جائے گی۔

سفینہ بنا رکھیں طوفان سے پہلے

بے شمار صاحب جب موسمِ بہار کے امراض شروع ہو جاتے ہیں اور چیچک، خسرہ، پھنسیوں، پھوڑوں کا زور شروع ہو جاتا ہے تو مشہورِ عالم صافی کی تلاش کرتے ہیں۔ فائدہ تو اس وقت بھی حاصل کرتے ہیں مگر ایسے صاحب کو چاہیے کہ وہ اُن لاکھوں عورتوں اور مردوں کی طرح جو چوری ہونے سے پہلے مضبوط قفل کا بندوبست کرتے ہیں، جو طوفان آنے سے پہلے کشتی تیار کر لیتے ہیں، جو موسمِ بہار کی بیماریاں شروع ہونے سے پہلے صافی اپنی الماری میں، اور سفر کرنے سے پہلے اپنے ہینڈ بیگ میں رکھتے ہیں، خود بھی پہلے سے منگا لیا کریں۔

صافی اور بہار کی بیماریاں

موسمِ بہار کی مختلف بیماریوں میں اگرچہ صافی کا استعمال بالکل شافی علاج ہے تاہم اس کا طریقہ استعمال مختلف ہوتا ہے۔ اس لیے یہاں الگ الگ ہر مرض میں صافی استعمال کرنے کے آسان طریقے لکھے جاتے ہیں:-

صافی" اور خون کا بخار:- خون میں جوش آ جانے سے ایک خاص قسم کا بخار پیدا ہو جاتا ہے جسے اطبا کی زبان میں **سونوخس** کہتے ہیں۔ اس میں خون کے غلبہ اور اس کے گرم ہو جانے کی سب علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر بخار آنے سے پہلے، جب مریض کو انگڑائیاں آنی شروع ہوں، سر بھاری معلوم ہو اور آنکھوں میں غیر معمولی سُرخی محسوس ہو تو صافی ایک تولہ تھوڑے سے پانی میں ڈال کر دونوں وقت پلائیں۔ اس سے خون اپنی اصل حالت پر آ جاتا ہے۔ اس کی گرمی بجھ جاتی ہے اور بخار کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ اگر اس نوبت پر علاج نہیں کیا جا سکے اور بخار ہو جائے تو ایک تولہ صافی ایک چھٹانک پانی میں ڈال کر صبح کو پلائیں۔ شام کو بھی یہی دوا دیں۔ سات دن کے بعد آٹھویں دن صبح کو دو تولے صافی نیم گرم پانی یا گرم دودھ میں ڈال کر پلائیں اس سے شام تک دو تین دست ہو جائیں گے۔ شام کو چار بجے خمیرہ مروارید ۶ ماشے یا خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے کسی موسمی پھل کے رس کے ساتھ کھلائیں۔ نویں دن پھر ایک تولہ صافی پانی یا دُودھ میں ملا کر دیں۔ شام کو اسی دوا کی دوسری خوراک دیں۔ دسویں دن پھر ڈبل خوراک سے مسہل دیں۔ اسی طرح ۳ مسہل دیں۔ اس سے بخار رفع ہو جائے گا اور خون اپنی کیفیت اور طبیعت کے لحاظ سے اصل حالت پر آ جائے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ مسہل کے لیے آٹھویں دن ہی کا انتظار کیا جائے اگر ضرورت ہو تو درمیان ہی میں مسہل دے دیں۔ بخار رفع ہونے کے ایک ہفتہ بعد تک دوا دیتے رہیں۔ نقاہت رفع کرنے کی غرض سے خمیرہ مروارید ۶ ماشے یا خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا ۷ ماشے دُودھ یا کسی پھل کے رس کے ساتھ استعمال کرائیں۔ غذا میں پالک، مونگ کی دال،

ہرا گھیا، لوکی، ٹماٹر یا سیب کی ترکاری دی جائے۔ دودھ بھی دیا جا سکتا ہے۔ گوشت سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔ میٹھی چیزیں بھی زیادہ نہ دیں۔ زیادہ مرچ اور نمک سے بھی پرہیز کریں۔ پھلوں میں انار، سنترہ اور سیب یا دوسرے موسمی پھل دینے چاہییں۔

صافی اور خسرہ:- جن بچوں کے خسرہ نہ نکلی ہو انھیں موسم بہار شروع ہوتے ہی روزانہ صبح و شام ۳ ماشے صافی ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں۔ جن بچوں کے ٹیکا لگ چکا ہو انھیں بھی صافی دینی چاہیے۔ اگر خسرہ نکل آئی ہو تو صافی ۳ ماشے عرق تیفودیہ (رجسٹرڈ) دو تولے میں گھول کر دیں۔ اس سے خسرہ کے دانے اچھی طرح ظاہر ہو جائیں گے۔ جب خسرہ نکل چکے تو کمزوری دور کرنے کی غرض سے خمیرہ مروارید دو ماشے کھلا کر اوپر سے دودھ یا کسی موسمی پھل کا رس پلائیں اور چند روز تک مسلسل پلاتے رہیں۔ خسرہ کے بعد جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں یا کسی مقام پر ورم یا سرخ نشانات باقی رہ جائیں تو بھی صافی ۳ ماشے پانی میں حل کر کے کچھ دن تک پلاتے رہیں۔ بچہ بہت چھوٹی عمر کا ہو تو صرف ۲ ماشے صافی پلائیں۔ شام کو نونہال آدھا چمچہ چٹائیں۔ خسرہ کے بعد دست آنے لگیں یا پیٹ پھولنے لگے اور بچہ دُبلا ہو جائے، پیٹ غیر معمولی طور پر بڑھ جائے تو صبح کو صدوری آدھا چمچہ دودھ میں ڈال کر اور شام کو نونہال آدھا چمچہ چٹائے یا دودھ میں ملا کر دیں۔ کھانسی باقی رہ جائے تو سعالین آدھی ٹکیہ پانی یا دودھ میں گھول کر دن میں چند بار دیں۔

صافی اور چیچک:- چیچک کے آثار نمایاں ہوتے ہی خمیرہ مروارید ۲ ماشے کھلا کر اوپر سے صافی ۳ ماشے پانی میں ملا کر پلائیں۔ چیچک ختم ہو جانے تک برابر یہی دوا دیتے رہیں۔ دانے کم نکلیں اور خراب عوارض پیدا ہونے لگیں تو حب تیفودیہ (رجسٹرڈ) ایک عدد عرق تیفودیہ ۲ تولے میں گھس کر بار بار دیں۔ زخم باقی رہ جائیں تو انھیں نیم کے پانی سے دھو کر ہمدرد مرہم لگاتے رہیں اور صافی ۴ ماشے پانی میں ملا کر زخم بھرنے تک پلاتے رہیں۔

صافی اور حلق کا درد:- شروع موسم بہار میں اکثر حلق میں درد ہونے لگتا ہے۔ کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے۔ اگر صرف حلق میں درد ہو تو صافی ایک تولہ ذرا سی چائے میں گھول کر صبح و شام پلائیں۔ اگر طبیعت بھاری بھاری ہو تو تیسرے دن صافی کی مقدار دوگنی کر دیا کریں۔ حلق کے اندر پھریری سے دوائے گلو دن میں دو بار لگائیں۔ صبح کو نہار منہ دوائے غرغرہ ۲ تولے کو پانی میں جوش دیکر اور صاف کر کے غرارے کر لیا کریں۔ کھانسی بھی ہو تو سعالین کی ۱، ۱ ٹکیہ منہ میں ڈال کر چوستے رہیں۔ بخار کی صورت میں صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں گھولیں اور خاکسی ۴ ماشے پھانک کر پییں۔

صافی اور خارش:- کھجلی دو قسم کی ہوتی ہے، خشک اور تر۔ اگر خارش خشک ہو، بدن پر پھنسیاں نہ ہوں اور مرض پرانا نہ ہو تو صرف صافی ایک ایک تولہ صبح و شام حسب معمول پندرہ بیس دن تک استعمال کرنے سے دور ہو جاتا ہے۔ مرض کے پرانا ہونے کی صورت میں سفوف چوب چینی ۴ ماشے پھانک کر اوپر سے صافی ایک تولہ پانی میں ملا کر صبح کو پی لیا کریں۔ شام کو معجون مصفی خاص ۶ ماشے کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ کسی پھل کے رس میں ملا کر نوش کر لیا کریں۔ ایک ہفتہ یکسلسل یہی دوائیں استعمال کرتے رہیں۔ آٹھویں دن صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل لیں۔ دو تین دست آکر مرض میں نمایاں تخفیف ہو جائے گی۔ بدن پر روغن صندل ایک تولہ دھوئی تلی کے ۱۰ تولہ تیل میں ملا کر ملیں۔ خارش تر ہو اور پرانی نہ ہو اور بدن میں پھنسیاں نکل آئیں تو صرف صافی حسب معمول استعمال کیجیے یا صرف صافی ایک تولہ، پانی ۵ تولے، گندک سیال ۴ قطرے ملا کر پییں۔ خارجی طور پر ایک تولہ ضماد جرب، ۵ تولے گھی میں ملا کر صبح کی دھوپ میں بیٹھ کر ملیں۔ آدھے گھنٹے کے بعد چنے کی بھوسی جسم پر مل کر غسل کر لیں۔ اسی طرح تین دن تک کریں۔ غذا میں سبز ترکاریاں کھائیں۔ نمک، مرچ اور مسالے کم کر دیں۔ ترشی اور تیل سے بالکل پرہیز کریں۔

صافی اور پھوڑے پھنسیاں:- پھوڑے پھنسیاں خواہ کسی قسم کی ہوں صافی کا حسب معمول صبح و شام کا استعمال ان کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ سات دن تک دونوں وقت یہی دوا پی کر ساتویں دن رات کو قرص ملین دو عدد کھا کر سو رہیں۔ صبح کو صافی دو تولے ذرا گرم پانی میں ڈال کر پی لیں۔ آسانی سے ممکن ہو تو اسی طرح ایک دن چھوڑ کر تین دن مسہل لیں۔ اگر کسی پھوڑے میں درد زیادہ ہو اور پیپ پڑنے کے آثار پائے جائیں تو اس پر نیم کے پتے ۵ تولے پانی میں پکا کر اس کا بھرتہ بنا کر باندھیں یا السی کی پلٹس لگائیں۔ پیپ نکل جانے کے بعد ہمدرد مرہم لگا کر پٹی باندھ دیا کریں۔

صافی اور ماشرا:- ماشرا حقیقت میں چہرے کا سرخ بادہ ہے۔ اکثر موسم بہار میں چہرے پر ورم آجاتا ہے۔ جدید تحقیق یہ ہے کہ سرخ بادہ ایک قسم کے کیڑے کی وجہ سے ہوتا ہے جسے اسٹرپٹوکاکس پایوجے نس STREPTOCOCCUS PYOGENES کہتے ہیں۔ اگرچہ سرخ بادہ کو خزاں اور سردی کا مرض سمجھا گیا ہے مگر چہرے کا ورم جسے ماشرا کہتے ہیں، موسم بہار میں اکثر ہوتا ہے۔ اگر چہرے پر سرخ دھبے نظر آئیں یا ورم معلوم ہو تو صافی کا باقاعدہ صبح و شام استعمال شروع کر دینا چاہیے۔ تیسرے دن صافی ہی سے مسہل لیں۔ لیپ کی ضرورت ہو تو صرف رسوت ایک تولہ مہندی کے پتے ۲ تولہ ہری مکوہ کے پانی میں یا صرف تازہ پانی میں پیس کر لگائیں۔ بخار ہو جائے تو کوئی خوف نہ کریں۔ یہی دوا دیتے رہیں۔

صافی اور گلسوئے:- گلسوئے جن کو کن پھیڑے (MUMPS) بھی کہتے ہیں سخت متعدی مرض ہے جو خزاں یا بہار کے موسم میں ایک قسم کا کیڑا سرایت کر جانے سے وبا پھیل جاتا ہے۔ اس مرض میں کان کی جڑ ورم جاتی ہے۔ بخار بھی آجاتا ہے۔ یہ بیماری بچوں اور نوجوانوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔ اس مرض کے پھیلتے ہی تن درست بچوں اور نوجوانوں کو روزانہ صبح کے وقت ایک تولہ صافی پانی میں ملاکر پلائیں۔ بچوں کو صافی ۳ ماشے کی مقدار میں دیں۔ مقامی طور پر ورم کی جگہ ہمدرد مرہم ملیں۔

صافی اور خناق خناق بھی چھوت دار بیماری ہے اور بچوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ گرمی بڑھنے سے پہلے ہی حفظ ماتقدم کی غرض سے صافی ایک تولہ پانی یا کسی مناسب عرق میں ملاکر پلائیں۔ مرض لاحق ہو جانے پر صبح کو معجون عشبہ ۳ ماشے یا اطریفل شاہترہ ۳ ماشے کھلاکر اوپر سے صافی ۶ ماشے نیم گرم پانی یا چائے میں ملاکر پلائیں۔ حلق میں درد ہو تو دوائے غرغرہ ایک تولہ پانی میں جوش دے کر نیم گرم پانی سے غرارے کرائیں۔ مقامی طور پر ہمدرد مرہم لگائیں۔ چوتھے پانچویں دن صافی ۲ تولے نیم گرم پانی میں ڈال کر پلائیں۔ اس سے دو تین اجابتیں ہو کر مرض کا زور گھٹ جائے گا۔

صافی اور نکسیر: بہار اور گرمی کے موسم میں اکثر نکسیر پھوٹنے لگتی ہے۔ نکسیر پھوٹتے ہی صافی ایک تولہ صبح و شام چند دن تک استعمال کر لینی چاہیے۔ سر پر گلاب کا تیل ملیں اور یہی تیل ناک میں ٹپکائیں۔

صافی اور مہاسے: مہاسوں سے چہرہ بہت بدنما ہو جاتا ہے۔ اس مرض کے پیدا کرنے میں خون کی خرابی کو کافی دخل ہے۔ صافی مہاسوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ روزانہ صبح کو صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملاکر پی لینا کافی ہے۔ کبھی کبھی صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل بھی لے لیا کریں۔ عورتوں کو یہ شکایت ہو تو ایام کی خرابیوں کو دور کرنے کی غرض سے اوپر کے نسخے کے علاوہ رات کو سوتے وقت مستورین کا ایک چمچہ بھی دودھ میں گھول کر پی لیا کریں۔ چہرے پر ضماد مہاسہ یا غازہ حسن افزا (رجسٹرڈ) رات کو سوتے وقت پانی میں گھول کر ملنا چاہیے۔

صافی اور پتی: پتی میں صافی ۱ تولہ پانی یا دودھ میں ملاکر صبح و شام چند دن تک پییں۔ بیرونی طور سرکہ ۱ تولہ روغن گل ۱ تولہ ملاکر بدن پر ملیں۔

صافی اور انہوریاں: انہوریوں کو دھوپ بھی کہتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے باریک دانے ہوتے ہیں جو جسم پر نکل آتے ہیں۔ یہ بیماری پسینے کی گلٹیوں میں اور جلد کے بالائی طبق کے نیچے پسینہ رک جانے سے ہوا کرتی ہے۔ صافی پسینے کی گلٹیوں میں تحریک پیدا کر کے ان کو سرگرم عمل بنا دیتی ہے۔ اس لیے صافی کے استعمال سے بہت جلد انہوریاں مٹ جاتی ہیں۔ ایک تولہ صافی کو ذرا سے پانی میں گھول کر پلائیں۔ جسم پر دانے بہت زیادہ ہوں تو شام کو بھی صافی ۱ تولہ کسی پھل کے رس میں ملاکر پییں۔

صافی اور داد:- داد بڑی چھوت دار بیماری ہے جدید تحقیقات سے اس کا سبب ایک نباتی کیڑا ثابت ہوا ہے۔ داد میں صافی بہت سریع الاثر ہے۔ ایک تولہ صافی پانی میں ملاکر پلائیں۔ داد پر روغن گندم یا روغن قوبا یا ضماد داد لگائیں۔

صافی اور چنبل:- چنبل جسے انگریزی میں سوراسیس (PSORIASIS) کہتے ہیں۔ نہایت تکلیف دہ اور ہٹیلا مرض ہے۔ اس میں جلد پر چھوٹے چھوٹے گلابی رنگ کے متفرق ابھار پیدا ہو جاتے ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے چھلکوں کی تہ ہوتی ہے جو نوچنے سے اتر جاتی ہیں۔ یہ ابھار یا داغ رفتہ رفتہ بڑھتے رہتے ہیں اور ان میں خارش ہوا کرتی ہے۔ کبھی بہت سے داغ مل کر ایک چابا سا بنا دیتے ہیں۔ صافی چنبل کے لیے بالکل شفابخش دوا ہے۔ حب لیموں ۲ عدد یا اطریفل شاہترہ ۶ ماشے کھاکر صافی ایک تولہ پانی میں ملاکر پییں۔ مقامی طور پر ضماد خارش جدید یا ہمدرد مرہم لگائیں۔

صافی اور طاعون:- اگرچہ ہندستان میں طاعون کی بیماری مختلف موسموں میں پھیلا کرتی ہے لیکن صوبۂ بمبئی اور دکن وغیرہ میں مارچ کے مہینے میں اس کے پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ غدودی طاعون میں بغل، کنج ران وغیرہ کے غدد جاذبہ ورما جاتے ہیں۔ صافی طاعون غدودی اور طاعون فلغمونی میں بہت مفید ہوتی ہے۔ مرض کے حملے سے پہلے جب طاعون کسی مقام پر پھیل رہا ہو، روزانہ صبح کو حب طاعون عنبری ۲ عدد کھاکر اوپر سے صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اگر مرض کا حملہ ہو جائے تو صبح کو حب طاعون عنبری ۲ عدد صافی ایک تولہ پانی میں ملاکر پییں۔ شام کو خمیرہ صندل سادہ نو ماشے کھاکر اوپر سے صافی ایک تولہ پانی یا عرق بید مشک ۵ تولے میں ملاکر پلائیں۔ ہذیان یا بخار کی زیادتی میں بار بار خمیرہ صندل ۳ ماشے عرق بید مشک کے ساتھ دیتے رہیں۔ بغل، کنج ران یا کان کے پیچھے ورم نمودار ہونے پر ضماد طاعون پیس کر نیم گرم لگائیں یا قلزم یا ہمدرد مرہم بار بار لگاتے رہیں۔ مرض کے بعد کی کمزوری

میں دواء المسک بارد جواہر والی ۳ ماشے یا دواء المسک بارد سادہ ۳ ماشے اور خمیرہ زمرد ۳ ماشے ملا کر کسی تازہ پھل کے رس کے ساتھ دیں۔

گرمی دانے:۔ جن بچوں یا بڑوں کو گرمی یا برسات کے موسموں میں گرمی دانے نکل کر تکلیف دیتے ہوں، انھیں بطور حفظ ماتقدم صافی کا استعمال بہار کے موسم میں کر لینا چاہیے۔ معمولی حالت میں صافی کی ایک خوراک ہر روز صبح بیس پچیس دن تک پی لینا کافی ہوتی ہے۔ اگر زیادہ احتیاط مدِنظر ہو تو دونوں وقت بھی صافی استعمال کی جا سکتی ہے۔ برسات کے دنوں میں گرمی دانوں کی تکلیف کی موجودگی میں صافی کا استعمال صبح و شام دونوں وقت دس پندرہ دن تک کر لینا چاہیے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے ¼ سے ½ خوراک تک صافی دینی چاہیے۔ گرمی دانوں پر ہمدرد پاوڈر دن میں ایک دو مرتبہ مل لینا چاہیے۔

پیشاب کی جلن:۔ جن عورتوں اور مردوں کو پیشاب لگ کر آتا ہو انھیں صافی ۱ تولہ دودھ یا دودھ کی لسی میں ملا کر چند روز پی لینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اگر تکلیف زیادہ ہو تو دونوں وقت صافی استعمال کرنی چاہیے۔

دائمی قبض:۔ دائمی قبض کے مریضوں کو صافی ایک تولہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ پی لینا کافی ہے۔ اس مرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے دس بارہ دن مسلسل استعمال کریں پھر ایک ایک دن وقفہ دیکر استعمال کریں۔ اس طرح آہستہ آہستہ خوراک کم کر کے دوا چھوڑ دیں۔ حاملہ کا قبض دور کرنے کے لیے صافی بلا تکلف دینی چاہیے۔ یہ دوا حاملہ کے قبض کو نہ صرف دور کر دیتی ہے بلکہ اس کی طبیعت کی بے چینی اور متلی وغیرہ کی شکایت کو بھی بڑی حد تک ختم کر دیتی ہے۔

طبیعت گری گری رہنا:۔ موسموں کے بدلنے کے دنوں میں جن اصحاب کی طبیعت گری گری رہتی ہو انھیں صافی کی ایک خوراک صبح نہار منھ دس بارہ دن تک استعمال کر لینی چاہیے اس سے ایک دو دن ہی میں طبیعت سنبھلنی شروع ہو جائیگی

پہاڑوں پر جانے والے:۔ میدانوں کے رہنے والے جب گرمی کا موسم گزارنے کے لیے سرد مقامات پر جاتے ہیں تو کبھی کبھی ان کو پھوڑے پھنسیاں اور کھجلی وغیرہ کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ بچے خاص طور پر اس تبدیلی سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ان تکلیفوں سے بچنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ پہاڑ پر جانے سے پہلے پندرہ بیس دن تک صافی کی ایک خوراک صبح نہار منھ دودھ میں ملا کر استعمال کر لی جائے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے آدھی یا اس سے کم خوراک دی جاتی ہے۔ پہاڑوں پر جو اصحاب جلدی شکایتوں میں مبتلا ہوں انھیں صافی صبح و شام استعمال کرنی چاہیے۔

رسالہ

ہمدرد صحت دہلی

حفظ صحت وطب کا ماہوار مصور رسالہ

مرتبہ
حکیم حافظ محمد سعید، دہلوی

جلد ۱۱ — ماہ مئی سنہ ۱۹۴۳ء — نمبر ۱۱

فہرست مضامین

قیمت سالانہ ایک روپیہ — قیمت فی پرچہ تین آنے

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ ہمدرد صحت دہلی سے شائع کیا

ہمدردِ صحت
کی آئندہ اشاعتِ خاص

ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعت خاص کے متعلق آج بالکل ہی مختلف حالات میں اور مختلف ہی انداز سے اعلان ہو رہا ہے۔

کاغذ کے حصول اور فراہمی کے سلسلہ میں جن مشکلات سے ہمارے دوسرے معاصرین کو دوچار ہونا پڑا ہے اسی قسم کی دشواریوں سے آپ کے "ہمدرد صحت" کو بھی گزرنا پڑا ہے جنگ کے ان پانچ سالوں میں اپنی مشکلات کی داستانوں سے ناظرین کا وقت ضائع کیے بغیر ہم ہمدرد صحت کی تقطیع اور ضخامت میں مجبور ہو ہو کر ایسی ترمیمیں کرتے رہے، جن کو ناظرین نے زیادہ محسوس بھی نہیں کیا اور بعض مواقع پر تلافی بھی مختلف طریقوں سے کی جاتی رہی۔

لیکن حال ہی میں ہندستانی پریس کو جن قانونی پابندیوں میں جکڑ دیا گیا ہے وہ ایسی ہیں کہ ان کی موجودگی میں سانس لیتے رہنے کی تو گنجائش ہے مگر کسی بے باکانہ اقدام کا موقع نہیں ہمدرد صحت کی ماہانہ اشاعتیں جو آپ کے ہاتھوں میں اب تک پابندی کے ساتھ پہنچ رہی ہیں وہ اس کا تو ثبوت ہیں کہ رسالہ زندہ ہے اور کسی خاص مردنی علامت کے بغیر جی رہا ہے لیکن اشاعت خاص کی صورت میں جوشِ زندگی کا جو مظاہرہ ہوتا تھا وہ آخر اس جنگ کی بدولت کم ہوتے ہوتے ختم ہو کر رہا۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ کاغذ کی ایک خاص مقدار ہر اخبار اور رسالے کے لیے مقرر ہے۔ اس سے زیادہ مقدار نہ فراہم کی جا سکتی ہے اور نہ استعمال میں لائی جا سکتی ہے۔ اب تک ہمدرد صحت جیسے کثیر الاشاعت رسالوں کا کام اس طرح چل رہا تھا کہ جس قدر کاغذ اجازت ناموں سے مل سکا حاصل کر لیا اور باقی ضرورت دوسرے "خاص ذرائع" سے دگنی تگنی قیمت دے کر پوری کر لی۔ لیکن اب ان "خاص ذرائع" کا استعمال خلافِ قانون ہے۔ ہمدرد صحت کے لیے کاغذ کی جو مقدار مقرر ہے وہ ہماری ماہانہ ضرورتوں کے لیے تو کافی ہو سکتی ہے لیکن اشاعت خاص کی گراں ذمہ داریوں کو برداشت نہیں کر سکتی، اور حصول کاغذ کے دوسرے ذرائع مسدود بھی ہیں اور مخدوش بھی۔

اس کے علاوہ رسالہ کی قیمت مقرر کرنے کا اختیار بھی اب ہمیں نہیں رہا ہے۔ حکومت نے نہ صرف کاغذ کی مقدارِ استعمال پر پابندی عائد کر دی ہے بلکہ رسالوں اور اخباروں کی قیمتیں بھی سائز اور ضخامت کے لحاظ سے مقرر کر دی ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اب کوئی اشاعتِ خاص جنگ سے پہلے کی سی ضخیم شائع کی جائے تو اب وہ آپ کی خدمت میں دو روپے سے کم میں پیش نہیں کی جا سکتی اور اگر پچھلے تین سالوں کی طرح اس سال بھی اشاعت خاص محدود صفحات کی نکالی جا سکے تو صرف اسی کی قیمت ڈیڑھ روپیہ سوا روپیہ سے کم نہ ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اس ہولناک گرانی کے زمانہ میں ناظرین پر یہ بار زیادہ ہوگا اور ہم نہیں چاہتے کہ ہمدرد صحت کی طرف سے ناظرین پر کوئی بار پڑے۔

ان حالات میں ہمارے لیے سوائے اس کے کوئی چارۂ کار نہیں ہے کہ اس وقت جب کہ اشاعت خاص کے لیے نہ بڑی مقدار کاغذ کی فراہم ہو سکتی ہے اور نہ اس کی قیمتوں پر ہمیں کوئی اختیار ہے، ہم اشاعتِ خاص کے التوا کا اعلان کر دیں۔

ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس اعلان سے اکثر ناظرین کو مایوسی ہوگی لیکن اب ناظرین ہی بتائیں کہ ہم کیا کریں۔

ہمارے چند مقامی احباب کی تجویز تھی کہ جون کی اشاعت حسب معمول ملتوی کر کے جون اور جولائی کا مشترکہ پرچہ موجودہ ضخامت سے دو چند صفحات (۸۰ صفحے) کا شائع کیا جائے اور اس میں کسی خاص موضوع پر مضامین پیش کیے جائیں۔ اس تجویز کا مقصد ظاہر ہے کہ "خانہ پری" ہے لیکن افسوس ہے کہ اس "خانہ پری" اور "رسم داری" کے لیے ہم اپنے آپ کو تیار نہیں کر سکے۔

اب ناظرین کو مئی کی اس اشاعت کے بعد جون اور جولائی کے پرچوں کا علیحدہ علیحدہ مقررہ وقت پر انتظار کرنا چاہیے۔

"ادارہ"

محبوب کا جامِ صحت

از جناب مولانا سید ابن الحسن صاحب فکر ایم اے

جو ساغر کو ثمار کے رنگیلے رس سے بھرتا ہوں
تو اے محبوب! تیرا جامِ صحت نوش کرتا ہوں

حیاتینِ حیات افزا کی ہر دم فکر ہے مجھ کو
وسیلے سے انھیں کے تن درستی دے خدا مجھکو

شبابِ حسن پرور مستقل ہو، عمرِ طولانی
ترے پیکر میں ہو جملہ "وٹامن" کی فراوانی

اے ۔ بی ۔ سی ۔ ڈی اے دل رُبا سب تیری کام آئیں
تہجی کے حروف آخر دعائے خیر بن جائیں

وٹامن "اے" سے بھی تو دوستی اے یار جھٹ کر لے
پنیر اور دودھ مکھن جس قدر ہو ہضم چٹ کر لے

حیاتین "اے" طب میں اسی کا نام ہے پیارے
یہ جزوِ زندگی ہے اس کا اچھا کام ہے پیارے

غذائیں چاہییں اچھی سے اچھی حسن والوں کو
نہ بھولیں وہ کلیجی کو، مٹر کو اور نہ دالوں کو

وٹامن "اے" سے قوت جب تری آنکھوں میں آئیگی
نگاہِ سامری فن اک نیا جادو جگائے گی

وٹامن "بی" کا کیا کہنا، بہت صحت فزا ہے یہ
فروغِ جسمِ انساں کے لیے اک کیمیا ہے یہ

یہ وہ شے ہے، جواہر میں ہو جیسے بے بہا ہیرا
کبھی پالک بھی کھا اے جاں کبھی ککڑی کبھی کھیرا

کبھی پختہ، کبھی کچی بھی تازہ سبزیاں کھا لے
خمیر اور معدنی اجزا کی بھی کچھ نعمتیں پالے

وٹامن "سی" کی بھی تجھ کو قسم اے معدنِ خوبی
بڑھا لے سنترے کھا کھا کے اپنی شانِ محبوبی

کبھی گاجر کو کھا لے اور کبھی گاجر کا رس پی لے
ذرا افشردہ لیموں بھی، اب کے برس پی لے

پرانا ڈھنگ چھوڑ اور اب نئی دنیا کی سن باتیں
ٹماٹر ہے عجب نعمت، نہ پوچھ اس کی کراماتیں

وٹامن "ڈی" کی خاطر پی لے تھوڑا روغنِ ماہی
کہ صحت ہی سے قائم عشق پر ہے حسن کی شاہی

اگر یہ شے نہ ہو مرغوب تجھ کو، اس کو جانے دے
وٹامن "ڈی" تجھے مل جائیگا سورج کی کرنوں سے

ہم انسانوں پہ قدرت کی نوازش ہوتی رہتی ہے
شعاعِ مہر سے بھی اس کی بارش ہوتی رہتی ہے

غرض کہنے سے یہ ہے، اچھی صحت چاہیے تجھ کو
غذاؤں میں حیاتینوں کی کثرت چاہیے تجھ کو

عرق کچھ سبزیوں کے، کچھ نمک ہوں جسم پرور بھی
شکر بھی ہو، پھلوں کے رس بھی ہوں، پھولوں کے جوہر بھی

انھیں اجزا کا ایک نادر مرکب بھی ہے دنیا میں
اکٹھا تجھ کو مل جائے گا سب کچھ "روح افزا" میں

یہ حیدری کا "شربت روح افزا"

اطبّائے عہدِ مغلیہ

حکیم علی گیلانی

از جناب حکیم سیّد علی کوثر چاندپوری صاحب

عہدِ مغلیہ بالخصوص دورِ اکبری میں سرزمینِ ہند ایران و توران کے اربابِ کمال کے لیے جو کشش و جاذبیت رکھتی تھی اُسی کا یہ اثر تھا کہ بڑے بڑے اہلِ علم ہندستان آئے اور سلاطینِ مغلیہ کی زرپاشیوں اور فیّاضیوں سے شادکام ہو کر یہیں آسودۂ خاک ہو گئے۔ یوں تو ہر علم و فن کے ماہرین دنیا کے ہر خطّہ سے ہندستان میں آئے۔ لیکن اطبّا خاص طور پر زیادہ تر گیلان سے آئے۔ چنانچہ چغتائی دورِ حکومت میں گیلانی اطبّا کی جو کثرت نظر آتی ہے وہ کسی اور جگہ کے اطبّا کو میسّر نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گیلان کو فنِ طب سے گہری خصوصیت اور مناسبت تھی۔ جس حد تک میرے محدود مطالعہ کا تعلق ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ گیلان اس خصوص میں ہمیشہ ممتاز رہا ہے اور ہر دور میں اس نے حاذق و کامل اطبّا پیدا کیے ہیں جو مختلف ممالک کے شاہی درباروں پر چھائے رہے ہیں گیلان کو اس اعتبار سے آخری دور کا یونان کہا جائے تو بیجا نہیں۔ ہندستان میں بھی گیلانی اطبّا ہی نے اس فن کو پھیلایا چنانچہ ارضِ ہند کا سب سے زیادہ ممتاز خاندان، یعنی خاندانِ شریفی جو ہندستان میں طبِ قدیم کی ترویج و اشاعت کا سب سے بڑا مرکز رہا ہے گیلانی اطبا ہی کا خوشہ چین ہے۔

حکیم علی بھی گیلان کا باشندہ اور حکیم الملک شمس الدین کا بھانجا تھا۔ یہ نہایت پریشانی و افلاس کی حالت میں ہندستان وارد ہوا۔ مگر خوش قسمتی سے شاہی ملازمت حاصل ہو گئی جس نے اس کے چہرے سے غربت کی گرد جھاڑ کر امارت و تموّل کا رنگین غازہ مل دیا۔ آگے چل کر اس نے بادشاہ کی قربت و مصاحبت میں درجۂ اختصاص حاصل کیا اور نہایت صاحبِ ثروت ہوا۔ بڑے بڑے امرا اور منصب داروں کے مقابلہ میں وہ برابری اور ہمسری کا رتبہ رکھتا تھا۔ دربار میں اس کی بڑی عزّت و توقیر تھی۔

علمی قابلیت حکیم علی تمام علوم و فنون خصوصاً طب اور ریاضی میں زبردست مہارت اور تجربہ رکھتا تھا۔ صاحب ماثر الامرا لکھتا ہے، "در فنون و علوم خصوص در طب و ریاضی مہارت تام داشت"۔ [1]

جہانگیر اپنی تزک میں سنہ ۱۰۱۸ھ کے سلسلہ واقعات میں حکیم علی کی قابلیت اور علمی استعداد کے متعلق رقم طراز ہے، "حکیم بے نظیر بود و از علوم عربی بہرہ تمام داشت"۔ [2] اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ حکیم علی زبردست تبحر اور استعداد کا مالک تھا۔ اس کی سی حذاقت و مسیحا نفسی اکبری دور کے اطبا میں کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ یہی وجہ تھی کہ خاندانِ شاہی کے مریضوں کا معالج اکثر وہی رہتا تھا۔ حالانکہ اور بھی اطبّا دربار میں موجود تھے، مگر جو اعتماد حکیم علی نے پیدا کر لیا تھا وہ کسی کو میسر نہ تھا۔ بعض کم نظر مورخین کا یہ قول کہ حکیم علی کو تجربہ نہ تھا بالکل بے اصل اور ناقابلِ اعتنا ہے۔ حقیقت میں وہ نہایت تجربہ کار، ذہین اور دانش مند تھا اور اس کا مطالعہ بھی نہایت وسیع تھا۔ شروع شروع میں جب وہ دربار میں آیا ہے تو بادشاہ کے حکم سے اس کی فراست و تجربہ کاری کے امتحان کی غرض سے مختلف قسم کے قارورے اس کو دکھائے گئے جن میں تن درست اور مریض آدمی اور گائے بیز گدھے کا قارورہ بھی تھا۔ حکیم نے قارورے دیکھ کر سب کے صحیح صحیح حالات بیان کر دیے۔ اس وقت سے بادشاہ کی نگاہ میں اس کی بہت وقعت ہو گئی اور یوماً فیوماً اعتبار و وقار میں اضافہ ہوتا رہا۔ حکیم علی کے متعلق جہانگیر کی یہ رائے ہے کہ اس کا تفحص اور مطالعہ اس کے فہم سے زیادہ تھا۔ حکیم علی نہایت حاذق تھا۔ اس نے ایسے ایسے علاج کیے تھے جن کو دیکھ کر لوگ حیرت کرتے تھے۔

عادات و اخلاق حکیم علی بہت کریم النفس اور ایثار پیشہ تھا۔ صاحب ماثر نے لکھا ہے کہ سالانہ چھ ہزار روپے غربا و اربابِ

---

[1] ماثر الامرا صفحہ ۵۶۰۔ [2] تزک جہانگیری۔

استحقاق کی دواؤں اور شربتوں پر صرف کر دیا کرتا تھا

جہانگیر حکیم علی کے باب میں نہایت سخت رائے رکھتا تھا۔ وہ اس کی صورت کو سیرت کے مقابلہ میں اچھا خیال کرتا ہے اس نے حکیم علی کو بد باطن اور شریر النفس لکھا ہے[1] جہانگیر کے اس اظہارِ خیال پر نکتہ چینی نہیں کی جا سکتی کہ صفائی اور بے باکی اس کی فطرت کا خاص جوہر ہے۔ وہ جس معاملہ پر لکھتا ہے نہایت گہرے حقائق کا اظہار کرتا ہے کبھی کسی کمزوری پر پردہ نہیں ڈالتا وہ شراب نوشی کے مذہبی اور مجلسی اور طبی نقصانات سے آگاہ ہونے کے باوجود اپنی شراب نوشی کے واقعات کھلم کھلا بیان کرتا ہے اور حقیقت کی ترجمانی میں ذرا نہیں ہچکچاتا۔ اس سے ہرگز یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ حکیم علی کے متعلق کوئی ایسی رائے ظاہر کرے گا جو حقیقت سے بعید ہوگی۔ تاہم اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ جہانگیر حکیم علی سے ناراض تھا۔ حکیم علی نے اکبر کی علالت کے آخری ایام میں ایک تجویز کر دیا تھا، جو اس کے لیے مہلک ثابت ہوا۔ جہانگیر نے اورنگ نشین ہونے کے بعد اسے معتوب کیا اور ناراض ہو کر کہا تو نے اپنی تجویزوں سے میرے باپ کو مار ڈالا، باوجود اس کے جہانگیر کی علم پروری اور قدر شناسی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آگرے میں جب وہ حکیم علی کے گھر حوض دیکھنے گیا تو حوض کی سیر کے بعد حکیم علی کو دو ہزاری منصب عطا کیا[2]

ایسے صاف دل اور قدر شناس بادشاہ سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنے کسی ملازم کی سیرت اور نفسیات کے متعلق کسی عداوت کی بنا پر کچھ کہے گا، واقعہ یہ ہے کہ جہانگیر انسانی فطرت کے نقوش کو سمجھنے کی زبردست اہلیت رکھتا تھا۔

اعزاز و منصب حکیم علی نے سنہ ۴۰ جلوس اکبری تک ہفت صدی منصب سے زیادہ ترقی نہیں کی۔ البتہ سنہ ۱۰۰۲ ہجری میں اس نے جالینوس الزماں کا خطاب حاصل کر لیا تھا۔ جہانگیر کے زمانہ میں اسے دو ہزاری منصب ملا۔

منصب کے لحاظ سے اکبر کے دربار میں حکیم علی کی سطح زیادہ بلند نہ تھی۔ مگر قرب شاہی اور مصاحبت کے اعتبار سے اس کا درجہ بہت اونچا تھا۔

حکیم علی کا حوض سنہ ۱۰۰۲ ہجری (مطابق سنہ ۳۹ جلوس) میں حکیم علی نے لاہور میں بہت عجیب و غریب حوض تعمیر کیا تھا اس کا عرض و طول ۲۰ × ۲۰ تھا اور گہرائی تین گز تھی، درمیان میں سنگین حجرہ تھا جس کی چھت پر اونچا مینار تھا حجرے کے چاروں طرف چار پل تھے۔ حجرے کے دروازے کھلے ہوتے تھے۔ مگر کمال یہ تھا کہ پانی اندر نہ جا سکتا تھا میر حیدر علی معمائی نے "حوض حکیم علی" تاریخ کہی۔ اس حوض کی تعمیر کے سات سال پہلے فتح پور میں ایک اور حکیم نے اس قسم کا دعویٰ کیا تھا۔ مگر اسے کامیابی نہ ہو سکی حکیم علی نے حوض بنا کر دکھا دیا

اکبر ایسے عجائبات کا بڑا شائق تھا۔ اس نے سنا تو خود دیکھنے گیا۔ اکبر کو بتایا گیا تھا کہ حوض کے اندر جانے کے لیے پوری کوشش کے بعد بھی راستہ نہیں ملتا۔ آخر دم گھٹنے لگتا ہے اور آدمی آدھے راستہ سے ہی سے گھبرا کر نکل آتا ہے۔ اکبر کپڑے اتار کر خود حوض میں اترا اور غوطہ لگا کر حجرے میں داخل ہو گیا جس کو نہایت تکلف سے آراستہ کیا گیا تھا۔ حجرے میں کافی روشنی اور دس بارہ آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی سونے کے لیے بستر اور پہننے کو کپڑے بھی رکھے ہوئے تھے۔ حاضری اور کھانا بھی تھا۔ طاقوں میں چند کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ صفت یہ تھی کہ ہوا پانی کی ایک بوند تک اندر نہ جانے دیتی تھی۔ بادشاہ کو اندر گئے ہوئے کچھ دیر ہوئی تو باہر جو لوگ تھے وہ سخت متوحش ہوئے۔ اکبر نے پانی سے سر نکالا تو سب کی جان میں جان آئی۔ یہ حوض لاہور میں اکبر کے عہد حکومت میں بنایا گیا تھا۔ لیکن توزک کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی قسم کا حوض آگرے میں بھی حکیم موصوف نے تعمیر کیا تھا۔ چناں چہ سنہ ۱۰۱۶ ہجری کے واقعات میں جہانگیر نے لکھا ہے کہ ۲۳ تاریخ کو شنبہ کے دن ان مصاحبوں کے ساتھ جنھوں نے یہ حوض نہ دیکھا تھا حکیم علی کے گھر حوض دیکھنے کی غرض سے گیا۔ اسی قسم کا حوض حکیم علی نے عرش آشیانی کے زمانہ میں لاہور میں بنایا تھا۔ یہ حوض ۶ × ۶ گز ہے۔ حوض کے پہلو میں ایک مکان بنایا گیا ہے جو بہت روشن ہے اس مکان میں جانے کا راستہ پانی کے اندر ہی سے ہے۔ مگر پانی اس راستہ سے مکان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ دس بارہ آدمی یہاں بیٹھ سکتے ہیں[3]

حکیم علی کے یہ دونوں حوض یکساں تھے۔ لیکن آگرے والا حوض لاہور کے حوض سے چھوٹا تھا، لاہور والے حوض میں دس بارہ آدمی خوب کھل کر بیٹھ سکتے ہوں گے اور اس میں مل کر بیٹھتے ہوں گے۔ بہر حال یہ حوض حکیم علی کے علمی کارناموں میں سب سے روشن کارنامہ ہے۔ ہوا کے دباؤ سے ایسا مشکل اور نازک کام غالباً زمانۂ حاضرہ میں بھی اب تک نہیں لیا گیا۔

---

[1] توزک جہانگیری صفحہ ۵، [2] و [3] توزک جہانگیری صفحہ ۴۸،

حکیم علی کی سفارت حکیم علی کو علی عادل شاہ والیٔ بیجاپور کے پاس بطور سفیر بھیجا گیا۔ علی عادل شاہ نے حکیم کا استقبال کیا اور بڑی عزت کے ساتھ شہر میں لایا۔

علی عادل شاہ کا ارادہ تھا کہ وہاں کے تحائف وغیرہ دے کر حکیم کو واپس کر دیا جائے۔ لیکن اسی دوران میں سنہ ۹۸۸ ہجری میں ناگہانی طور پر اُسے قتل کر دیا گیا۔

تاریخ فرشتہ کا مصنف لکھتا ہے کہ حکیم علی گیلانی علی عادل شاہ سے پیش کش لے کر اس کے انتقال سے پہلے واپس ہو گیا تھا عادل شاہ کے حادثۂ قتل کے وقت حکیم عین الملک شیرازی سفارت پر آیا تھا جو علی عادل شاہ کے مارے جانے کی وجہ سے بغیر پیش کش کے واپس آ گیا۔ مگر شیخ ابوالفضل نے حکیم علی گیلانی ہی کے سفارت کے دوران میں علی عادل شاہ کے سانحۂ قتل کا ذکر کیا ہے اور یہی زیادہ سچ اور مطابق واقعہ ہے۔ ابوالفضل سے زیادہ ان باتوں کا جاننے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ وہ دربار میں بیٹھ کر جو واقعات لکھ سکتا تھا فرشتہ دکن میں مقیم رہ کر نہیں لکھ سکتا تھا۔ گھر کی بات کو گھر کا آدمی ہی صحیح صحیح بیان کر سکتا ہے۔

اکبر کی علالت اور حکیم علی ۲۰ جمادی الاوّل سنہ ۱۰۱۴ ہجری کو بعض تاریخوں میں ۱۱ جمادی الاول ہے پیر کے دن اکبر کی طبیعت خراب ہوئی، شدید بخار چڑھا اور اسہالِ دموی کی بھی شکایت ہو گئی۔ حکیم علی جو نہایت حاذق اور صاحب کمال تھا۔ علاج کے لیے طلب کیا گیا۔ حکیم نے آٹھ روز تک کوئی دوا نہ دی، بلکہ دفع مرض کو طبیعت کے حوالے کر دیا کہ اپنے وقت پر طبیعت خود بخود مریض کو دفع کر دے گی۔ جب یہ اُمید پوری نہ ہوئی اور مرض بڑھتا ہی گیا تو بالآخر نویں دن علاج شروع کیا، دس روز تک مسلسل علاج ہوتا رہا، دوائیں دی جاتی رہیں لیکن کوئی افاقہ رونما نہ ہوا بلکہ بیماری بڑھتی رہی۔ حکیم علی نے انیسویں دن پھر علاج چھوڑ دیا۔

اکبر نامہ میں حکیم علی کے اس طریقِ عمل پر اُسے موردِ الزام بنایا گیا ہے اور اتنے دن علاج نہ کرنے کو ضعفِ قویٰ کا سبب بتایا گیا ہے قویٰ کے ضعیف ہو جانے پر جو دوا دی گئی۔ اس نے طبیعت کی ذرا بھی یاوری نہ کی۔

اکبر نامہ شیخ ابوالفضل کی تصنیف ہے جو اکبر کے زمانۂ حیات میں نرسنگھ دیو کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ابوالفضل نے مرنے کے بعد کیوں کر یہ واقعہ قلمبند کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ اکبر نامہ میں ابوالفضل نے۔ سنہ ۴۶ جلوس مطابق سنہ ۱۰۱۱ ہجری تک کے واقعات لکھے ہیں، بعد کے حالات عنایت اللہ محب (بقول بعض محمد صالح) نے قلمبند کر کے تاریخ اکبری کی تکمیل کر دی ہے حکیم علی پر یہ اعتراض عنایت اللہ محب ہی کا ہے ابوالفضل کا نہیں ہے۔ وہ غریب تو اس وقت گوالیار کے قریب ایک گمنام موضع (آنتری) میں بے کسی وگمنامی کی نیند سو رہا تھا۔

صاحب ماثر نے بادشاہ کی علالت کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ آخر میں جب بادشاہ کو اسہال دموی عارض ہو چکے تھے اور حکیم علی کی کوئی تدبیر مفید نہ ہوئی تھی بادشاہ نے غضب آلود ہو کر کہا کہ "تو معمولی آدمی تھا۔ میں نے یہ مرتبہ تجھے بخشا ہے۔ آخر تو کس دن کام آئے گا"۔ بادشاہ اس قدر خشمگین تھا کہ شدتِ طیش میں اس نے کمر بند حکیم علی کی جانب گھمایا۔ حکیم نے ایک دوا جیب سے نکال کر پانی میں ڈالی۔ پانی اس کے ڈالتے ہی منجمد ہو گیا۔ حکیم نے عرض کیا ایسی ایسی دوائیں موجود ہیں مگر کیا کروں اثر نہیں کرتیں بادشاہ نے مضطرب ہو کر اصرار کیا کہ جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ مجھے یہی دوا استعمال کراؤ۔ چناں چہ حکیم انکار نہ کر سکا اور یہی دوا استعمال کرائی گئی جس سے شدید قبض پیدا ہو گیا۔ پھر پیٹ میں اینٹھن اور مروڑ کی شکایت پیدا ہو گئی۔ مجبور ہو کر پھر دست آور دوائیں استعمال کرائی گئیں جن کے نتیجہ میں دست زیادہ ہو گئے۔ آخر بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔

مجھے اس وقت یاد نہیں آتا۔ مگر میں نے کسی معتبر تاریخ میں پڑھا ہے کہ حکیم علی بادشاہ کے انتقال سے پہلے کہیں جا کر چھپ گیا تھا۔

انتقال ۵ محرم سنہ ۱۰۱۸ ہجری کو جمعہ کے دن حکیم علی نے انتقال کیا۔

اولاد حکیم علی کی اولاد کے سلسلہ میں صرف حکیم عبدالوہاب کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اس نے سنہ ۱۵ جلوس جہانگیری میں سادات لاہور کی ایک جماعت کے خلاف اسی ہزار رُپے کا دعویٰ کیا تھا۔ حکیم عبدالوہاب کہتا تھا کہ اس کے باپ نے یہ رُپیہ ان لوگوں کے سپرد کیا تھا، ثبوت میں ایک خط جس پر قاضی کی مہر لگی ہوئی تھی اور دو گواہ عدالت میں پیش کیے۔ سادات کو انکار تھا اور یہ امر ناممکن تھا کہ ان سے اتنی بڑی رقم وصول ہو سکتی۔ آصف خاں اس معاملہ کی تحقیقات پر مامور ہوا۔ حکیم عبدالوہاب حقیقت میں

خائن تھا اس نے ڈر کر سادات سے مصالحت کی گفتگو شروع کردی۔ آصف خاں نے مختلف قسم کے سوالات کیے۔ آخر کار عبداللہ نے خیانت کا اعتراف کر لیا۔ اس جرم میں وہ منصب سے معزول ہوا اور جاگیر بھی ضبط ہو گئی۔

تلامذہ افسوس ہے کہ مؤرخین نے اطبا کے حالات قلمبند کرنے میں نہایت بخل سے کام لیا ہے اور بڑے بڑے اطبا کے سوانح حیات بھی تفصیل کے ساتھ تاریخوں میں نہیں ملتے۔ حکیم علی کی خوش قسمتی ہے کہ اس کی زندگی کے متعلق کچھ تفصیلات ہمیں معلوم ہو جاتی ہیں ورنہ اطبا جو کافی اعتنا کے مستحق تھے اس شرف سے محروم ہیں۔ مگر حکیم علی کو بھی اوراقِ تاریخ میں اس کے شایانِ شان جگہ نہیں ملی۔ اسی لیے اکثر معاملات کی جزئیات بلکہ تفصیلات معلوم نہیں ہو سکتیں۔ میں نے حکیم علی کے حالات لکھنے میں اکثر تاریخی کتابوں کا مطالعہ کیا جب کہیں جا کر اتنی معلومات فراہم ہوئی ہیں۔ پھر بھی بعض عنوانات کے متعلق کافی کوشش کے باوجود بھی زیادہ مواد بہم نہیں پہنچا سکا۔ حکیم علی کے تلامذہ کے نام مختلف کتابوں میں کہیں کہیں نظر آتے ہیں۔ چناں چہ مجھے اس ذیل میں صرف دو نام تحقیق کے ساتھ معلوم ہو سکے (۱) ملا علی داؤد کے فرزند اور خاندان شریفی کے سب سے پہلے طبیب حکیم فاضل خاں، (۲) میر ہاشم۔

حکیم فاضل خاں حکیم علی کے شاگرد تھے۔ اس طرح خاندان شریفی کا موجودہ سلسلہ طبی حیثیت سے حکیم علی کا زیر بار احسان ہے کہ اس خاندان میں یہ فن شریف حکیم علی کے فیضِ التفات ہی سے پہنچا۔

میر ہاشم کی شاگردی کی سند اکسیرِ اعظم جلد اول کے صفحہ ۵ پر موجود ہے۔

تصانیف حکیم علی کی سب سے زیادہ مشہور اور معرکۃ الآرا کتاب شرح قانون ہے جو اس نے عہد اکبری میں بزبان عربی تالیف کی تھی۔ جہانگیر نے بھی تزک میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اکثر طبی کتابوں میں بعبارت حکیم علی گیلانی کا نام بھی نظر سے گزرا ہے۔ حکیم علی گیلانی کی شرح قانون کافی متداول اور مشہور رہے اور ہندستان کے اکثر طبی کتب خانوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ لیکن مجربات حکیم علی کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی کوئی جلد کسی لائبریری میں ہے یا نہیں۔

حکیم علی کا ایک نسخہ حکیم علی طبی اعتبار سے نہایت ممتاز حیثیت کا مالک ہے قانون کی شرح لکھ کر اس نے اس فن میں اپنے لیے مخصوص جگہ حاصل کر لی ہے۔ طب کی بڑی بڑی مستند کتابوں میں اس کے اقوال بطور سند نقل کیے جاتے ہیں۔ اس کے تصرفات اور تجربات کا احاطہ کرنا دشوار ہے۔ یہاں صرف اس کے ایک اختراعی نسخہ کا حال لکھا جاتا ہے۔ یہ نسخہ روغن دیودار کا ہے جو اب تک ہر طبیب کے مطب میں مستعمل اور معمول ہے۔ روغن دیودار حکیم علی کے اختراعات سے ہے اس کے متعلق گنج بادآور کے مصنف کا بیان ہے کہ شہنشاہ اکبر کابل کے راستہ میں ہاتھی سے گر پڑا تھا۔ اس وجہ سے اس کے اعضا نہایت دردناک تھے۔ حکیم علی نے روغن دیودار تیار کر کے بادشاہ کے مالش کرائی جس سے کافی فائدہ ہوا اور صرف تین دن رات میں بادشاہ تن درست ہو گیا۔ بادشاہ نے بہت نوازش فرمائی۔ حکیم علی نے اپنے مجربات میں اس تیل کے متعلق اور کامیاب تجربات بھی تحریر کیے ہیں۔ اس کے مفید ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آج تک جملہ اطبا کے ہاں معمولات مطب میں داخل ہے اور بغیر کسی ترمیم و تنسیخ کے برابر استعمال ہو رہا ہے +

متعدی امراض کا مقابلہ غذا سے

از ڈاکٹر جی۔ رامن پلائی۔ ایم۔ بی۔ سی۔ ایچ۔ بی۔ (ایڈنبرا)

امراض کی چھوت سے بچنا اور ان سے شفایاب ہو جانا دواؤں سے کہیں زیادہ جسمانی خلیوں کی قوتِ مقابلہ پر منحصر ہے اور یہ قوت صرف اسی وقت قائم رہ سکتی ہے جب کہ جسم کو زمانہ صحت میں بھی اور زمانہ علالت میں بھی صحیح تغذیہ حاصل ہو۔ لیکن افسوس ہے کہ دورانِ علاج میں ہم غذاؤں کے ذریعہ سے مریض کی قوتِ مدافعت بڑھانے کے بجائے زیادہ کوشش اس بات کی کرتے ہیں کہ حملہ آور مرض کو دواؤں کی بمباری سے بھگا دیا جائے۔ حالاں کہ دوائیں اگر استعمال کرائی جائیں تو ان کا مقصد صرف اتنا ہونا چاہیے کہ جسمانی خلیوں کے وہ موانع دور ہو جائیں جن کی وجہ سے وہ اپنے اصل فعل تغذیہ کو پوری طرح انجام نہیں دے سکتے۔ اس کے بعد قوتِ مدافعت بروئے کار آکر مرض کو خود ہی دفع کر دے گی۔ قدرت نے ہر چیز کو قوتِ مدافعت عطا کی ہے اور منشائے قدرت یہی ہے کہ مخلوق اپنی اس قوت سے کام لے۔ موجودہ طب میں نظریۂ جراثیم کو بہت اہمیت حاصل ہے اور ہم جراثیم کی ہلاکت کے نئے نئے وسائل سوچنے کے لیے اپنا سارا زورِ دماغ صرف کرتے رہتے ہیں۔ لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ طفیلیے (Parasites) اُن کیمیائی مرکبات کا مقابلہ کرنے کے لیے جو ان کے خلاف تیار کیے جائیں اپنی قوت کو بڑھانے کی قدرت رکھتے ہیں اور اس طرح امراض کی چھوت سے مکمل نجات حاصل کرنے کا سوال بہت کچھ غور طلب بن گیا ہے۔

ملیریا کا طفیلی کچھ عرصہ کے بعد کونین کے اثرات کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنے لگتا ہے۔ سوزاک کے جراثیم بھی مخالف دواؤں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی قوتِ مدافعت کو بڑھاتے ہیں۔ ایسی حالت میں جب کہ ہمارے وہ دشمن جنھیں ہم دن رات تباہ کرنے کی فکر میں رہتے ہیں قوتِ مدافعت کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں۔ حیف ہے کہ ہم اشرف المخلوقات ہو کر اس اہم ترین چیز کو نظر انداز کر دیں۔

علاج کا اصل مقصد حملۂ مرض کے بعد غنیم پر دواؤں کی مدد سے جوابی حملہ کرنا نہیں بلکہ یہ ہونا چاہیے کہ جسم کے قدرتی مورچوں کو مستحکم تر بنا کر دشمن کا حملہ غیر ممکن بنا دیا جائے اور یہ مقصد صرف اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب ہم صحیح تغذیہ کی اہمیت کو خوب سمجھ لیں۔ غذا سے جسم کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور امراض کی چھوت کا مقابلہ کرنے کے لیے اس کی قوت بڑھتی ہے۔ اس حالت میں ہر طبیب کے لیے اساسی تغذیہ کی اہمیت کو سمجھنا بہت ضروری اور بیش قیمت ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اساسی تغذیہ کیا ہے جو مرض کی چھوت کو انسان سے دور رکھ سکے اور اپنے زوائد کے ساتھ قوتِ مقابلہ کو بڑھا سکے۔

دورانِ مرض میں تغذیہ عام طور پر مریض کے لیے جو غذا تجویز کی جاتی ہے وہ اس کے مرض سے بھی بدتر ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غذا کے ذریعہ سے طفیلیوں کو نہیں بلکہ خود مریض کو بیمار پڑنے کی سزا دی جا رہی ہے۔ میں آج تک اس "طبی فلسفہ" کو نہ سمجھ سکا اور بار بار اپنے دل سے پوچھتا ہوں کہ بدنصیب مریض کے لیے کیا ایسی کوئی غذا تجویز نہیں کی جا سکتی جو مقابلتاً خوش گوار بھی ہو اور جس سے اس کا مرض بھی بڑھنے نہ پائے۔ ہمارے معالجین کا عام اصول یہ ہے کہ "بخار کو بھوکا مارنا چاہیے"۔ لیکن میرے خیال میں یہ طریقۂ علاج بالکل خلافِ عقل ہے کیونکہ ہمارا جسم کسی بیماری کی چھوت کا کامیاب مقابلہ صرف اسی صورت سے کر سکتا ہے کہ اسے کافی غذا ملے۔ اس میں کوئی شک نہیں بعض شدید مواقع ایسے بھی آتے ہیں جب مریض کو مہلک پیچیدگیوں سے بچانے کے لیے اس کی غذا عارضی طور پر بند کر دی جاتی ہے۔ اعضائے انہضام و اخراج کی بدنظمیوں کی صورت میں غذا کے چند اجزا کا بند کر دیا جانا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ لیکن ان ہنگامی پیچیدگیوں کے دور ہوتے ہی بغیر کسی تاخیر کے مریض کی معمولی غذا جاری کر دینی چاہیے۔ کیوں کہ غذا بند رہنے سے انسجہ کے پروٹینز صرف ہوتے ہیں اور قوتِ مدافعت بہت کمزور ہو جاتی ہے۔ ٹائی فائڈ کے مریض افاقہ کے زمانے میں جو ہڈیوں کی مالا نظر آتے ہیں، اس پر موجودہ طریقۂ علاج کو شرم و ندامت سے سر جھکا لینا چاہیے۔ اس طرح جو لاغری پیدا کی جاتی ہے اس کا مقصد قوتِ قلب اور عضلاتِ امعاء کو متاثر کرنا ہوتا ہے تاکہ نزف و ثقب (Perforation) کو روکنے میں مدد ملے۔ ان مریضوں کے سفینۂ حیات کو ٹائیفائڈ کی متلاطم لہروں میں غرق ہونے سے بچایا

دور گیا۔ مگر اس طرح کہ ان کے غدود اور انسجہ بالکل بے کار ہو چکے ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر ہمیں مناسب غذاؤں کے چپّو سے ان کشتیوں کو ساحلِ صحت تک کھینے کا سلیقہ ہوتا تو مریض ہڈیوں کی مالا کبھی نہ بنتے۔

متعدی امراض کے سلسلہ میں اعلیٰ حراری (کلورک) غذا کے متعلق مزید تحقیقات کی بہت ضرورت ہے۔

مقابلۂ امراض کے لیے تغذیۂ انسجہ کی ضرورت جس طرح بعض امراض میں مریض کی غذا بند یا کم کردی جاتی ہے اسی طرح بعض حالات ایسے بھی ہیں جب مریض کو مصنوعی امداد سے زیادہ غذا کھلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ذیابیطس جبکہ اس میں متعفن پیچیدگیوں کی صورت پیدا ہو جائے۔ عفونت اس کے مقابلہ کے لیے شدید فاجوسی (Phagocytic) کوشش چاہتی ہے۔ لیکن ساختیں اس وقت تک پوری طرح غذا کا قاعدی تحول نہیں کرسکتیں جب تک کہ انھیں کیٹوسس (Ketosis) کے اخراج میں مدد نہ ملتی رہے۔ اور اس مقصد کے لیے مریض کو انسولین استعمال کرائی جاتی ہے۔ جب اس طریقہ سے خلیاتی تحول کا سلسلہ دوبارہ قائم ہو جائے تو عفونت کو بغیر کسی خاص دشواری کے مغلوب کیا جا سکتا ہے۔ اس طریقۂ علاج کا لبِّ لباب خلیوں کے فعل کو ازسرِنو بحال کرنا ہے اور اس میں فاجوسی مدافعت ترغیبی تغذیہ کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ذیابیطس کے مریضوں کو انسولین صرف اسی لیے استعمال کرائی جاتی ہے کہ عمل تحول بیدار رہے اور فاجوسیت جو خون کی سمیت اور فاقہ کشی سے مغلوب ہو رہی تھی، دوبارہ بروئے کار آجائے۔ بدقسمتی سے بعض اطبا اس حقیقت کو نظرانداز کر دیتے ہیں اور غلطی سے سمجھتے ہیں کہ ذیابیطس کے مریض کو خلیوں کے موثر تغذیہ سے نہیں بلکہ براہِ راست انسولین کے استعمال سے فائدہ ہوا۔ پیشاب میں محض شکر کی مقدار کم ہو جانے سے مریض کو تسکین نہیں ہوتی بلکہ یہ صورت اس وقت ممکن ہوتی ہے جب مریض اس اساسی غذا کو جو جسم کی قوتِ مقابلہ بڑھانے کے لیے ضروری ہے آسانی سے ہضم کرنے لگے۔ میں اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ مریض کو چاہے کتنی ہی تیز دوائیں کیوں نہ استعمال کرائی جائیں لیکن اس کا نظامِ جسمانی مرض کو اس وقت تک مغلوب نہیں کرسکتا جب تک کہ اس کے صحیح تغذیہ کا خیال نہ رکھا جائے۔ ضرورت ہے کہ ماہرینِ طب اس اہم مسئلہ کی جانب فوری توجہ مبذول کریں۔

اساسی تغذیہ اساسی تغذیہ سے میری مراد وہ تغذیہ ہے جس کی انسان کو چوبیس گھنٹے تک اپنے وزن کو اتلاف سے بچانے کے لیے ضرورت ہو۔ یہ غذا کی وہ اقل ترین مقدار ہے جو جسم کو زندہ رکھنے اور اسے خوردبینی جراثیم کے حملوں سے بچانے کے لیے ناگزیر ہے۔ زمانۂ مرض میں بھی جہاں تک ممکن ہوسکے یہ مقدار قائم رکھنی چاہیے اور اگر ہم بعض ناگزیر حالات کی بنا پر مریض کی اساسی غذا کم کرنے پر مجبور بھی ہو جائیں تو ہنگامی پیچیدگیاں رفع ہوتے ہی اسے فوراً جاری کر دینا چاہیے۔ اگر مریض کے صحیح تغذیہ کا خیال نہ رکھا جائے گا تو اسے کسی دوا سے بھی فائدہ نہ ہوگا اور چوں کہ وہ بھوکے رہنے کی حالت میں اپنی ساختوں کے ذرائع استعمال کرنے پر مجبور ہوگا اس لیے اس کی قوتِ مدافعت ضعیف تر ہوتی جائے گی اور مرض کی چھوت اسے بآسانی مغلوب کر لے گی۔

ہر شخص کے لیے اساسی غذا کا تعین صحیح طور پر کرنا چاہیے۔ اس کا اندازہ کلوریوں کی اصطلاح میں اقل ترین غذا کی اس انرجی کی قدر و قیمت سے کیا جاتا ہے جس کی انسان کو چوبیس گھنٹوں کے لیے ضرورت ہو اور جس کی وجہ سے اس کے طبعی وزن میں کوئی فرق نہ پڑنے پائے۔ ایک نحیف الجثہ شخص کے مقابلہ میں بھاری جسم کے ایک آدمی کو قدرتی طور پر زیادہ غذا کی ضرورت ہوگی اسی طرح جو شخص کسی بیماری کے حملہ سے سوکھ گیا ہو اس کا موجودہ وزن طبعی وزن سے لازمی طور پر بہت کم ہوگا۔ اس حالت میں اساسی تغذیہ کا تخمینہ کرتے وقت ہمیں حملۂ مرض سے پہلے کے صحیح وزن کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ ایک شخص جس کا وزن حالتِ صحت میں ۱۲۵ پونڈ تھا ممکن ہے کہ بیماری سے گھل کر اسّی یا نوّے پونڈ وزن رہ گیا ہو۔ اس کے لیے اساسی غذا کا تخمینہ موجودہ اسی یا نوے پونڈ سے نہیں بلکہ اصلی وزن یعنی ۱۲۵ پونڈ سے کیا جائے گا اور اُسے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں ۱۵۰۰ = ۱۲ × ۱۲۵ کلوریوں کی ضرورت ہوگی۔ (تجربات سے ایک پونڈ وزن کے لیے ۱۲ کلوریاں کافی ہوتی ہیں۔)

امراض میں تغذیہ مرض کے تین حالات ہیں۔

(۱) حاد (ایکیوٹ)۔ (۲) مزمن (کرونک) اور (۳) زمانۂ افاقہ۔

(۱) **امراضِ حاد**۔ مثلاً بخار وغیرہ میں سمیتِ خون سے فعل استحالہ کچھ عرصہ کے لیے معطل یا مختل ہو جاتا ہے۔ ہاضمہ، انجذاب اور اخراج کے افعال بھی صحیح حالت پر قائم نہیں رہتے۔ ہاضم رطوبتوں کی کمی، بیماری کی چھوت سے سمیت کی افزائش

اور غیر ہضم شدہ اجزاءِ غذا کے سڑنے سے اس بات کا اندیشہ رہتا ہے کہ معمولی غذا سے اعضائے انہضام میں کہیں التہابی کیفیت پیدا نہ ہو جائے۔ ساتھ ہی چوں کہ فعلِ اخراج بھی درست نہیں رہتا ہے، اس لیے مریض کی قوتِ مدافعت کو بڑھانے کے لیے اس قسم کی سیال غذائیں دی جائیں جو بآسانی جزوِ بدن ہو جائیں اور اعضائے ہاضمہ پر زیادہ بار نہ پڑے۔ ایک یا دو پائنٹ پانی میں آٹھ اونس تک گلوکوز ایک سنترے کا رس ملا کر مریض کو دن بھر میں پلا دینا بہت مفید ہے۔ سمیاتِ خون کو بے اثر کرنے کے لیے ہلکے مشروباتِ قلویہ (Alkaline Drinks) پلانے چاہییں۔ آشِ جو اور کونجی (Conjee Water) کا استعمال بھی فوائد سے خالی نہیں۔ بہت سے مریض شدید بخار کی حالت میں دودھ ہضم نہیں کر سکتے۔ لہذا مناسب یہی ہے کہ دودھ کو سیال ہونے کے باوجود ٹھوس غذاؤں کی فہرست میں شامل سمجھا جائے۔ اگر مریض پر بے ہوشی طاری ہو اور وہ منھ سے غذا نہ کھا سکے تو اس کی قوتِ مدافعت کو برقرار رکھنے کے لیے مقعد یا کسی شریان کے ذریعے سے گلوکوز مریض کے جسم میں داخل کرنا چاہیے۔

امراضِ حادہ میں اساسی تغذیہ کے باوجود مریض کسی نہ کسی قدر لاغر ضرور ہوتا ہے۔ کیوں کہ ہم نے بطور مثال جس مریض کا اصلی طبعی وزن ۱۲۵ پونڈ متصور کیا ہے اسے ڈیڑھ ہزار کلوریوں کی ضرورت ہوگی۔ لیکن اگر اسے دن رات میں آٹھ اونس گلوکوز پلا دیا جائے تو صرف نو سو کلوریاں حاصل ہوں گی (ایک اونس گلوکوز کی انرجی و بلو ۱۱۶ کلوریوں کے قریب ہوتی ہے) اور آشِ جو وغیرہ کے استعمال سے چند کلوریوں کا اور اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ لہذا مریض کو غیر ضروری کمزوری سے بچانے کے لیے اس بات کا ہمیشہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ امراض کی شدت کم ہوتے ہی اس کی خوراک میں اضافہ کر دیا جائے۔

(۲) امراضِ مزمن:- ان امراض میں غذا کا سوال بہت ہی احتیاط طلب ہے۔ اگر ہماری بے احتیاطی سے ہاضمہ انجذاب یا اخراج کے کسی عضو میں کوئی سخت نقصان پہنچ جائے تو اس کی تلافی تمام عمر نہیں ہو سکتی۔ ان میں غذا کا تعین علامات مرض کے پیش نظر کرنا چاہیے۔

(۳) زمانۂ افاقہ:- اس زمانہ میں سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ جسم کے ضائع شدہ پروٹینوں کو پوری احتیاط کے ساتھ از سرِ نو فراہم کیا جائے کیوں کہ امراضِ حادہ میں اساسی غذا کی پوری پابندی کے باوجود جسم میں پروٹینوں کے ذخیرہ کی کافی مقدار تلف ہو جاتی ہے۔ زمانۂ افاقہ میں مریض کے لیے انڈے، مچھلی، دودھ اور گوشت کا استعمال زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ ان کے پروٹین حیاتی اعتبار سے عمدہ اور مقابلتاً زود ہضم ہوتے ہیں۔ اگر ایک شخص کو زمانہ صحت میں روزانہ ستر گرام پروٹینوں کی ضرورت ہوتی ہو تو زمانۂ افاقہ میں اسے ۱۰۰ گرام تک پروٹینز دینے چاہییں بشرطیکہ وہ آسانی سے ہضم کر سکے۔ اس کے لیے محض آشِ جو کا استعمال کافی نہیں ہے۔

جو لوگ حملۂ مرض کے رفع ہوتے ہی کام کاج شروع کر دیتے ہیں ان کے لیے بھی غذا کا سوال خاص طور پر غور طلب ہے، جو لوگ زیادہ تر بیٹھ کر کام کرتے ہیں ان کے لیے وزن طبعی کے اعتبار سے فی پونڈ سولہ کلوریاں کافی ہوتی ہیں۔ لیکن جو لوگ جسمانی مشقت کرتے ہوں ان کے لیے فی پونڈ ۲۰ کلوریوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

قیامِ صحت کے لیے معیاری غذا اگر نظرِ غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ صحت کے خراب ہونے کا راز غذا کی بے احتیاطی کثرت یا قلت میں پوشیدہ ہے۔ اگر کوئی شخص غذا ضرورت سے زیادہ کھائے تو اعضا کو اپنی قوتِ برداشت سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ قلتِ غذا کی صورت میں انسجہ نشوونما سے محروم رہتے ہیں۔ اس طرح جسم کی قوت مقابلہ کمزور ہو جاتی ہے۔ مختلف امراض کے لیے حملہ کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ ہمیں یہ قاعدہ کلیہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ تغذیہ کی کثرت زہر ہے اور قلت بیماریوں کی چھوت کے لیے صلائے عام۔ جس طرح بیماری کی حالت میں پوری احتیاط کے ساتھ اساسی غذا کے انتخاب کی ضرورت ہے، اسی طرح زمانۂ صحت میں متعدی امراض کے حملوں سے بچنے کے لیے ہماری غذا متوازن ہونی چاہیے۔

میرے خیال میں صحت کو برقرار رکھنے کے لیے متوازن اور معیاری غذا وہ ہے جس میں پروٹینز، چربی، کاربوہائیڈریٹس، کیلسیم لوہا اور فاس فورس وغیرہ معدنی نمکیات اور حیاتین اے، بی، سی، ڈی اور ای مناسب مقدار میں شامل ہوں۔ جو غذا مندرجہ بالا اجزا میں کسی جزو سے محروم ہو اُسے معیاری نہیں کہا جا سکتا اور نہ یہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ کوئی شخص اس قسم کی غیر مکمل غذا کھا کر اپنے جسم کو امراض کا حملہ روکنے کے قابل بنا سکے گا۔ ضرورت ہے کہ ماہرینِ طب لکیر کے فقیر بنے رہنے کے بجائے اپنے پہلے نظریہ

کو نئے تجربات کی کسوٹی پر پرکھیں۔ علم تغذیہ کے نئے انکشافات نے تاریخ طب میں ایک نئے باب کا اضافہ کردیا ہے اور دواؤں کے ذریعہ سے امراض کو دور کرنے کے پرانے مسلک پر کاربند رہنے کے بجائے اس حقیقت پر غور کرنا بھی ہمارا فرض ہے کہ صحیح تغذیہ کے ذریعہ سے انسان کو حملۂ مرض سے کس طرح محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

ذیل میں غذاؤں کے متعلق دو نقشے درج کیے جاتے ہیں جو ناظرین کے لیے مفید ہوں گے۔ پہلا نقشہ متوازن غذا کا ہے جس کے مطالعے سے یہ معلوم ہوگا کہ ایک ایسے شخص کی صحت کو برقرار رکھنے اور قوتِ مدافعت کو بڑھانے کے لیے جس کا وزن ۱۴۰ پونڈ ہو اور جو معتدل درجہ کا کام کرتا ہے۔ غذا میں کن کن چیزوں کی کس مقدار میں ضرورت ہوگی۔

دوسرے نقشے میں بیمار اور کمزور اشخاص کے لیے بعض غذاؤں کی حراری قدر و قیمت درج کی گئی ہے:۔

نقشہ ۱

اجزائے غذا	مقدار وزن یا یونٹ کے حساب سے
پروٹینز	۷۰ گرام
چربی	۵۰ گرام
کاربوہائیڈریٹس	۴۰۰ گرام
کیلسیم	۰.۷ گرام
فاسفورس	۱.۲ گرام
لوہا	۲۰ ملی گرام
وٹامن اے	
وٹامن بی	
وٹامن سی	
وٹامن ڈی	
وٹامن ای	

نقشہ ۲

نام غذا	کلورک ویلو فی اونس	نام غذا	کلورک ویلو فی اونس
گائے کا دودھ	تقریباً ۲۰	روٹی	۷۶
پرندوں کا گوشت	۶۵	مکھن	۲۲۰
دہی	۱۷	ناریل	۱۹۰
شکر	۱۱۶	سنترہ	۱۵
چاول	۱۰۵	جو کا آٹا	۱۰۲
اوٹ میل	۱۱۶	خشک مٹر	۱۰۳
ساگو	۹۷		
گیہوں کا آٹا	۱۰۵		
مٹن	۵۵		
انڈے	۴۸		
مچھلی	۳۰		

بقیہ مضمون ص ۱۸

اور ورید میں انجکشن کریں۔ وریدی انجکشن کے متعلق تجربات اور نکات تفصیل کے ساتھ "نقل الدم" کے مضمون میں بیان کر دیے ہیں (ہمدرد صحت فروری سنہ ۴۳ء) اگر ورید خوب ظاہر نہیں ہوتی ہے تو جلد پر نشتر سے شگاف لگا کر ورید کو بغیر زخمی کیے ظاہر کریں۔ شگاف ایک انچ سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔ ظاہر شدہ ورید پر زیرین طرف ریشم کا دھاگا کس کر باندھیں اور بالائی دھاگا بہت ڈھیلا اور اوپر کی طرف کھینچا ہوا رکھیں۔ ان دونوں دھاگوں کے درمیان ایک عمدہ قینچی سے ورید کی نصف دبازت مؤرب شکل میں کاٹ دیں اور کینولا (یہ کینولا پہلے ہی ربر کی ٹیوب سے لگا دینا چاہیے اس ربر ٹیوب کا تعلق اس شیشے کے ظرف سے ہوگا جس میں سیال پہلے سے بھرا ہوا ہو) کو ورید میں اوپر کی طرف داخل کریں۔ اس کا پورا خیال رکھیں کہ ہوا ورید میں قطعی داخل نہ ہو اس کا انتظام یہ ہو کہ سیال نمکین کو مذکورہ ٹیوب اور کینولا میں سے تھوڑا گزار دیں تاکہ ٹیوب اور کینولا کے اندر کی ہوا باہر خارج ہو جائے اس کے بعد ٹیوب پر کلیمپ لگا دیں۔ کینولا کو ورید میں داخل کرنے کے بعد ڈھیلا دھاگا کینولا کے اوپر باندھیں تاکہ کھسل نہ سکے۔ سیال نمکین کو آہستہ آہستہ ورید میں گزرنے دیں جس کی رفتار ۵ سے ۱۰ منٹ میں ایک پائنٹ ہونی چاہیے۔ سیال ورید میں داخل کرنے سے پہلے بازو کی بندش علیحدہ کردیں۔ سیال نمکین کا احتقان بکثرت بے تکلف کیا جاسکتا ہے۔ یہاں تک کہ انتجاع عظیم کی علامتیں رفع ہو جائیں۔ اگر دوران عمل میں مندرجہ ذیل شکایات ظاہر ہوں تو وریدی احتقان ترک کر کے زیر جلد کریں۔ کھانسی، ذات الریہ فصی یا فصیصی، تہیج ریہ، سخت دردِ سر، مقام قلب یا پھیپھڑوں میں کسی قسم کی بے چینی اور خلش۔ نوٹ:۔ اگر باوجود مذکورہ بالا غیر مناسب حالات کے احتقان وریدی کی ضرورت ناگزیر ہو تو پہلے ایٹروپین زیر جلد احتقان (انجکشن) کریں +

امراضِ قلب

۷

از جناب ڈاکٹر عبدالحمید چغتائی صاحب لاہور

قلب کے عارضی امراض

استقامِ قلب میں بہت سی کیفیات ایسی بھی ہیں جنھیں مرض نہیں کہا جاسکتا۔ ان عارضی علامات کو اصطلاح میں Symptom Complex کہتے ہیں۔ ان کا ظہور کسی عضوی نقص یا خرابی کے بغیر ہونے لگتا ہے، جس کی وجہ سے مریض کو بہت پریشانی ہوتی ہے۔ ان میں سے بعض کیفیات تو ایسی ہیں جنھیں صرف مریض ہی محسوس کرتا ہے، اور طبیب کو مریض کے بیان پر اعتبار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن بعض علامات ایسی بھی ہوتی ہیں جن کو طبیب بھی معلوم کرسکتا ہے۔ بہر حال ان عارضی کیفیات کے پس پردہ کوئی نہ کوئی مرض ضرور ہوتا ہے جس کی شرکت سے یہ علامات ظاہر ہوتی ہیں، اس لیے طبیب کا فرض ہے کہ وہ اصل سبب کو معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً بعض مریض کسی عصبی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں، بعض کے غدد غیر قناتی کے افرازات کا تناسب و توازن درست نہیں ہوتا، بعض کے عضلۂ قلب میں کوئی نقص موجود ہوتا ہے جو معلوم نہیں ہوسکتا، بعض کسی دوا یا مرض کے تسمم میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً، تمباکو نوشی اور شراب نوشی کی وجہ سے تسمم یا کسی حاد یا کسی متعدی مرض کا تسمم وغیرہ۔ غرض تشخیص مرض میں ان سب امور کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

حرکتِ قلب کا احساس حالتِ صحت میں ہم قلب کی حرکت کو محسوس نہیں کرتے لیکن جب کوئی شخص کسی وجہ سے کمزور ہو یا زیادہ محنت و مشقت کی وجہ سے اس کے اعصاب تھکے ماندے ہوں تو اسے حرکتِ قلب کا احساس ہونے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں سوائے اس احساس کے اور کوئی تکلیف موجود نہیں ہوتی۔ حرکتِ قلب میں بھی کوئی غیر طبعی بات نہیں پائی جاتی۔ بلکہ قلب کی حالت طبعی اور درست معلوم ہوتی ہے۔ ایسے مریضوں کو حرکتِ قلب کا احساس لیٹنے سے زیادہ ہوا کرتا ہے۔ اس کے اسباب میں عصبی تھکن، کمزوری اور فقر الدم وغیرہ امور شامل ہیں اور عموماً اس کا سبب کسی عضوی مرض کی مشارکت ہوتا ہے۔

دردِ دل یہ درد عموماً شراسیف یا مقامِ قلب پر ہوتا ہے اور اکثر قلب کی نوک سے شروع ہوا کرتا ہے۔ اس درد کو وجع اور طی اور ورم اور طی اور وجع القلب صادق اور انوریسما سے مشخص کرنا ضروری ہے۔ اور طی کا درد عموماً عظم القص (سینہ کی ہڈی) کے اوپر محسوس ہوتا ہے اور بازو کی طرف پھیلتا ہے۔

بہر حال درد کے مقام کو صحیح طور پر معلوم کرنا ضروری ہے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ یہ درد ورزش، افعالِ نفسانیہ (خوف و ہراس، غصہ و غم وغیرہ) سے پیدا ہوا ہے یا ان امور کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

دردِ دل کے اسباب میں ورم عضلۂ قلب، اتساعِ قلب، ورم غلافِ قلب، صماماتِ قلب کے امراض، اور طی کے امراض، سمیات کا استعمال مثلاً تمباکو نوشی وغیرہ۔ وجع القلب، سوءِ ہضم اور اتساعِ معدہ وغیرہ کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

دردِ قلب کی تکلیف ایسی عورتوں میں بھی پائی جاتی ہے جنھیں ایام یاس کی ابتدا ہو اور ان عورتوں میں یہ علامت خاص کر زیادہ پائی جاتی ہے جو عصبی کمزوری میں مبتلا ہوں۔

اس درد کی نوعیت دو قسم کی ہوتی ہے :- (۱) درد متواتر اور دھیما دھیما رہتا ہے۔ (۲) یہ درد شدید ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کسی نے برچھا مار دیا ہے لیکن اس کی مدت کم ہوتی ہے۔

اعراضِ نفسانیہ اس درد کا سب سے بڑا سبب ہیں اور یہی اس کے اسباب داصلہ میں بھی شامل ہیں۔

بعض مریضوں کو قلب کی نوک پر ایک عجیب و غریب گدگدی کا احساس ہوتا ہے اسے اصطلاح میں وجع القلب

کاذب کہتے ہیں۔

اس مرض کا دورہ کبھی رات کو ہوتا ہے جب کہ مریض آرام کی نیند سو رہا ہو اور کبھی دن کو۔ عورتوں کو مردوں کی نسبت یہ مرض زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن اس تکلیف کے ساتھ دل یا اور طرح میں کوئی عضوی تکلیف نہیں پائی جاتی۔

مردوں کا دورہ ایک گھنٹے یا اس سے زیادہ رہتا ہے اور اس کے ساتھ کبھی وجع القلب حقیقی بھی شامل ہوتا ہے۔

مرض کی تشخیص مریض کے بیان سے کی جاتی ہے اور تکلیف کی شدت یا خفت کا اندازہ مریض کی حالت سے ہوسکتا ہے اس مرض کے اصل اسباب کو بہت تجسس کے ساتھ معلوم کرنا چاہیے اور مریض کے نظام عصبی پر پورا پورا غور کرنا چاہیے۔ اگر پورے غور سے کام لیا جائے تو اس درد کی وجہ ہمیشہ مشارکی معلوم ہوتی ہے۔

اس مرض کا علاج درست تشخیص پر منحصر ہے۔ عصبی مزاج مریضوں میں اصل وجہ کو معلوم کرکے اس کا ازالہ کریں۔ برومائیڈ کا استعمال مفید ہے۔ اس سے مریض کی عام صحت بھی بہتر ہو جاتی ہے۔ بعض ماہرین اسی کے ساتھ تھوڑا اسپرٹ امونیا ایرومیٹک بھی شامل کر دیتے ہیں۔

ہیجانِ قلب یہ کوئی خاص مرض نہیں بلکہ چند علامات کا ایک مجموعہ ہے جس میں سانس کی تنگی اور تھکن کا احساس ہوتا ہے اور اعصاب حرکت میں کچھ نقص آجاتا ہے۔ یہ مرض فوجیوں، ساہوکاروں کو اکثر ہوتا ہے۔ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں اور مردوں ہر ایک کو لاحق ہوسکتا ہے۔ ایسے مریض عموماً بدنی اور جسمانی لحاظ سے کچھ کمزور ہوتے ہیں اور زیادہ مشقت کا کام نہیں کرسکتے۔ اس کے اسباب میں نقرس اور وجع المفاصل ورم لوزتین، انفلوئنزا اور آتشک وغیرہ کی سمیت خاص اہمیت رکھتی ہے۔ کبھی غدۂ درقیہ کے افرازات کی زیادتی سے یہ مرض عارض ہوجاتا ہے اور کبھی نظام عصبی کی خرابی اس کا باعث ہوتی ہے۔ بعض مریض کمزور اور نحیف ہوتے ہیں اور ان کے احشا میں ڈھیلا پن پایا جاتا ہے چنانچہ بعض کا قلب اپنی جگہ سے نیچے لٹک جاتا ہے۔ بعض کی انتڑیاں ڈھلک جاتی ہیں۔ یہ مرض بدنی قوت سے زیادہ محنت و مشقت کا کام کرنے سے بھی عارض ہوجاتا ہے۔

علامات سانس میں تنگی پائی جاتی ہے جو محنت و مشقت نیز دوڑ دھوپ سے زیادہ ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ مریض کو بہت زیادہ تھکن کمزوری اور رعشہ سا عارض رہتا ہے۔ مقام قلب اور بائیں پسلیوں کے کناروں پر درد ہوتا ہے جو ورزش کرنے سے بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح مریض کو اعراض نفسانیہ سے دھڑکن شروع ہوجاتی ہے اور شدید صورتوں میں غشی بھی آجاتی ہے حرکت کرنے سے مریض کو سدر و دوار عارض ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ کبھی مریض کے ہاتھ اور پاؤں نیلے ہوجاتے ہیں اور کبھی پسینہ بکثرت آنے لگتا ہے۔ بعض مریضوں پر شری کا حملہ ہوجاتا ہے۔

ایسے مریضوں کا مزاج عموماً عصبی ہوتا ہے۔ تھوڑی محنت سے بھی نبض کی حرکات بڑھ جاتی ہیں، لیکن عضلۂ قلب میں کوئی نقص موجود نہیں ہوتا۔

علاج اصل اسباب کو معلوم کرکے ان کے ازالہ کی کوشش کریں۔ مریض کا حوصلہ اور ہمت بڑھائیں اور اس کے طرزِ زندگی اور بود و باش کا جائزہ لیں اور عام صحت کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ مریض کو ہر روز غسل دیں اور قوانین حفظانِ صحت کی پابندی کرائیں۔

اس مرض میں مقویاتِ قلب کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ عام کمزوری کو دور کرنے کے لیے مقویات استعمال کرائیں۔

(باقی)

سیالِ نمکین

مختلف امراض میں اس کی ضرورت و اہمیت اور طریقہ ہائے استعمال

ازجناب حکیم و حافظ محمد قسیم الدین صاحب صدیقی "فاضل الطب والجراحت" کھانولی

بعض نازک اور خطرناک حالات میں سیال نمکین (سیلائن سولیوشن) کے استعمال سے بہترین منافع اور خاطرخواہ نتائج حاصل کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہیضہ کے مریض میں جب کہ نبضیں ساقط ہو رہی ہوں، جسم سرد ہوگیا ہو، تنفس میں سُستی آگئی ہو اور آنکھیں بے رونق ہوچکی ہوں، اور غفلت اور رحلت کے سامان نظر آرہے ہوں، سیال نمکین آبِ حیات بن کر داخلِ جسم ہوتا ہے۔ سیالِ نمکین کے فوائد یعنی خون کو رقیق کرنا اور خون کا دباؤ بڑھا دینا تو بہت عرصہ پیشتر ہی سے معلوم تھے اور اس کا استعمال بذریعہ معا مستقیم یا زیر جلد کیا جاتا تھا، لیکن نتائج حوصلہ افزا اور شاندار نہ تھے۔ نسبت اموات قریبا ۷۰ فی صدی تھی۔ اُن دنوں سیال نمکین معتدل (آبِ مقطر ایک پائنٹ اور ۹۰ گرین نمک طعام) استعمال کرتے تھے۔ ڈاکٹر راجرس نے معلوم کیا کہ یہ طریقہ قطعی غیر تسلی بخش ہے اور بتلایا کہ اگر سیالِ نمکین قوی (۱۲۰ گرین نمک طعام اور ایک پائنٹ آبِ مقطر) استعمال کیا جائے تو بہترین فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے سیالِ نمکین قوی کا استعمال سنہ ۱۹۰۸ء سے شروع کیا۔ اس سے قبل سیال نمکین کا استعمال براہِ معا مستقیم اور زیر جلد ہوتا رہا اس زمانہ میں شرح اموات ۵۹ فی صدی تھی۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں سیال نمکین معتدل بذریعہ ورید دیا جاتا رہا نتیجۃً شرح اموات گھٹ کر ۹ر۵۱ فی صدی رہ گئی۔ سنہ ۱۹۰۷ میں وہی پُرانا طریقہ (یعنی سیالِ نمکین کا براہ مستقیم یا زیر جلد استعمال کرنا) اختیار کیا گیا۔ اس کے نتیجہ میں نسبت اموات پھر بڑھ کر ۶۰ر۰ فی صدی ہوگئی۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں ڈاکٹر راجرس نے سیالِ نمکین قوی کا استعمال کیا اور شرح اموات گھٹ کر ۶ر۳۲ فی صدی تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر موصوف کے وسیع اور قابلِ قدر تجربات کے نتائج میں نسبت اموات نمایاں اور حیرت ناک صورت میں کم ہوگئی اور ۳ر۲۳ فی صدی رہ گئی۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں راجرس کے اس طریق علاج میں مزید اصلاحات کردی گئی ہیں۔ ذیل میں جدید اور ترقی یافتہ دستور العمل پیش کیا جاتا ہے۔ یہ طریق عمل عالمگیر شہرت کا مالک ہے۔ دنیا کے ہر متمدن حصہ میں کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جارہا ہے۔ ہیضہ کے علاوہ سخت قسم کے اسہال، بچوں کے اسہالِ صیفی (سمر ڈائریا) شدید قسم کی پیچش (بیسیلری ڈسنٹری) جریانِ خون بعد وضع حمل اور جریانِ خون ضربی یا حربی جیسا کہ عموماً میدانِ جنگ میں سپاہیوں کے زخمی ہوجانے کی صورت میں ہوا کرتا ہے، ان سب صورتوں میں سیالِ نمکین بے بدل چیز ہے۔ ہیضہ کے درجۂ سقوط میں خواہ کتنے ہی اعلیٰ اور معتبر مقویات، محرکات، مفرحات اور تریاقات مریض کو استعمال کرائے جائیں، اگر سیال نمکین کا استعمال نہیں کیا گیا ہے تو مریض ایک اہم اور خاص طبی خدمت سے یقیناً محروم ہے۔ مریض کے جسم سے مائیتِ خون خارج ہوکر جو خون میں غلظت پیدا ہوجاتی ہے اور دورانِ خون سُست ہوجاتا ہے اور نقاہت اور غفلت طاری ہوجاتی ہے اس کی اصلاح اور تدارک صرف سیال نمکین ہی کرسکتا ہے اور یہی اصل علاج ہے۔ باقی تدابیر اور تجاویزِ علاج میں معاون کی حیثیت رکھتی ہیں۔

بعض نادان لوگ ہیضہ کے مریض کو پانی پینے سے بھی منع کردیتے ہیں یہ ایک زبردست غلطی ہے بلکہ حکمت اور دانائی کے پردے میں اعلیٰ درجہ کی سفاکی اور جلادی ہے۔ ضرورت ہے کہ موقع کی نزاکت کو سمجھا جائے اور اپنے فیصلوں کی صحت کا اطمینان کیا جائے۔ ذیل میں پہلے ہم سیال نمکین کے نسخہ جات لکھتے ہیں:-

سیالِ نمکین معتدل (نورمل سیلائن سولیوشن) سوڈیم کلورائیڈ ۹۰ گرین، آبِ مقطر ایک پائنٹ۔

سیالِ نمکین معتدل مع سوڈا بائیکارب۔ سوڈیم کلورائیڈ ۹۰ گرین، سوڈا بائی کارب ۶۰ گرین، آبِ مقطر ایک پائنٹ

سیالِ نمکین قوی (ہائپر ٹانک سیلائن سولیوشن) سوڈیم کلورائیڈ ۱۲۰ گرین، کیلسیم کلورائیڈ ۴ گرین، آبِ مقطر ایک پائنٹ

سفوف نمکین (از فارماکوپیا کنگ جارج ہاسپٹل لکھنؤ)

(۱) سوڈیم کلورائیڈ ۸۰ گرین، پوٹاسیم کلورائیڈ ۲ گرین، کیلسیم کلورائیڈ ۲ گرین، سوڈا بائی کاربونیٹ ۱ گرین، ڈکسٹروز ۵ گرین۔ ایسی ایک مقدار ایک پائنٹ آب مقطر میں حل کرنے سے سیال نمکین معتدل تیار ہوتا ہے اور ایسی دو چند مقدار ایک پائنٹ آب مقطر میں حل کرنے سے سیال نمکین قوی تیار ہو جاتا ہے۔ نخامین (پچوٹیٹرین) ۵ ر سی سی اس سیال میں شامل کر کے خون کا دباؤ اور تقویت قلب میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

(۲) (از ڈاکٹر ڈیوڈ مچل میکڈونالڈ)

سوڈیم کلورائیڈ ۲ ڈرام، پوٹاسیم کلورائیڈ ۲ گرین، کیلسیم کلورائیڈ ۴ گرین، آب مقطر ایک پائنٹ۔

یہ سیال بذریعہ ورید استعمال کیا جاتا ہے جس کی رفتار ۴ اوقیہ (اونس) فی منٹ ہونی چاہیے۔

ہائپرٹانک ٹیبلیٹ (دراجرس) (ساختہ پارک ڈیوس اینڈ کمپنی)

سوڈیم کلورائیڈ ۳۰ گرین، کیلسیم کلورائیڈ ایک گرین۔

چار ٹکیاں ایک پائنٹ آب مقطر میں حل کرنے سے سیال نمکین قوی تیار ہو جاتا ہے اور ۳ ٹکیاں ایک پائنٹ آب مقطر میں حل کرنے سے سیال نمکین معتدل بنتا ہے۔

سولائیڈ سوڈیم کلورائیڈ ۸۰ گرین۔ ساختہ بروز ویلکم اینڈ کمپنی۔

دو گولیاں ایک پائنٹ آب مقطر میں حل کرنے سے سیال نمکین تیار ہو جاتا ہے۔ اس کمپنی کی بنی ہوئی اسی گرین کی گولیاں بھی آتی ہیں۔ ایک پائنٹ آب مقطر کے لیے ایک کافی ہوتی ہے۔

سولائیڈ سیلائن کمپاؤنڈ (بروز ویلکم اینڈ کمپنی)

کیلسیم کلورائیڈ ¼ گرین، پوٹاس کلورائیڈ ¼ گرین، سوڈیم کلورائیڈ ۱۳ ½ گرین، سوڈا بائی کاربونیٹ ½ گرین، ڈکسٹروز ۳ ½ گرین۔ دو گولیاں ۱۶ اوقیہ آب مقطر میں حل کریں۔ ان گولیوں کے اجزاء ترکیبی مذکورہ سفوف نمکین کے مطابق ہیں۔

سیال نمکین معتدل (ساختہ بنگال کیمیکل کلکتہ و بمبئی)

اس کی مختلف مقداریں کانچ کی نلکیوں میں بند دستیاب ہوتی ہیں مثلاً ۵ سی سی، ۱۰ سی سی اور ۲۰ سی سی۔

سیال نمکین قوی (دراجرس) (بنگال کیمیکل کلکتہ و بمبئی)

سوڈیم کلورائیڈ ۳۰ گرین، کیلسیم کلورائیڈ ۱ گرین، آب مقطر ۲۵ سی سی۔

یہ شیشے کی نلکیوں میں تیار ملتا ہے۔ پچکاری بھر کر ورید میں داخل کریں۔

آب مقطر دوآتشہ یا سہ آتشہ: یہ بھی تیار شدہ شیشے کی نلکیوں میں بند مختلف مقداروں میں ملتا ہے۔ مثلاً ۲ سی سی، ۳ سی سی، ۵ سی سی، ۱۰ سی سی، ۱۵ سی سی، ۲۰ سی سی۔ اگر تیار شدہ گولیوں یا ٹکیوں سے سیال نمکین بنانا ہے تو سہولت کے لیے آب مقطر بھی تیار شدہ بافراط مل سکتا ہے۔

سیال نمکین استعمال کرنیکے مختلف طریقے

(۱) **احتقان مستقیمی** اس مقصد کے لیے جو آلہ مخصوص ہے اس میں شیشے کی ایک صراحی نما بوتل ہوتی ہے، جس پر ناپ کے نشانات ہوتے ہیں، ربر کی نلکی ہوتی ہے۔ نیز ایک مقیاس الحرارت، ایک اسٹینڈ اور ایک کلیمپ بھی ہوتا ہے تاکہ سیال کی روانی کو قاعدہ میں رکھا جا سکے۔ اس عمل میں مریض کو سہارا دے کر بٹھا دیا جاتا ہے یا قدرے نشست کی وضع میں رکھا جاتا ہے (فولر پوزیشن) ۲۰ اوقیہ (اونس) سیال نمکین (جس کا درجۂ حرارت معاء مستقیم کے درجۂ حرارت سے ذرا کم ہو) براہ معاء مستقیم داخل کرتے ہیں جس کی رفتار ایک گھنٹے میں ایک پائنٹ ہوتی ہے۔ اس عمل سے مریض ارتخاء عظیم (کولیپس) کے خطرات سے بہت کچھ محفوظ ہو جاتا ہے۔ پانی کا دباؤ ۴۰-۶۰ انچ سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔ اگر خون کا دباؤ ۸۰ سے کم ہے تو یہ طریقہ بہتر نہیں ہے۔ کیونکہ انجذاب بہت کم ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں احتقان وریدی کریں۔ احتقان مستقیمی اگرچہ جوانوں میں بھی کیا جاتا ہے مگر بچوں میں

زیادہ کارآمد ہے۔ اگرچہ بعض بچوں میں بہ نسبت جوانوں کے کم ہوتا ہے۔ گاہے سیال نمکین معتدل کے ساتھ ایک اوقیہ گلوکوز بھی شامل کردیا جاتا ہے کبھی اس عمل کے تکرار کی ضرورت بھی لاحق ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ پیشاب خارج ہونے لگے۔ سیال کو نلکی سے قطرہ قطرہ ٹپکنا چاہیے۔ جس کی رفتار ایک پائنٹ قریباً ایک بلکہ ڈیڑھ گھنٹے میں ہونی چاہیے۔ سیال کو مقعد سے باہر نہیں ٹپکنا چاہیے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو سیال کی روانی غالباً بہت تیزی سے ہو رہی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سیال جو شیشہ میں بھرا ہوا ہے اس کا درجہ حرارت معاء مستقیم تک پہنچنے میں بدستور نہیں رہتا ہے کیوں کہ سیال کی روانی اور ربڑ کی نلکی کی لمبائی کے لحاظ سے اور جب کہ سیال کا بہاؤ ایک پائنٹ یا ایک ڈیڑھ گھنٹے کی رفتار پر ہو رہا ہو سیال کی حرارت بہت کم ہو جائے گی۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ سیال جو شیشے میں موجود ہو اس کا درجۂ حرارت تجربہ کرکے نہایت موزوں رکھا جائے تاکہ یہ سیال جب معاء مستقیم میں داخل ہو تو جسمانی درجۂ حرارت کے برابر ہو۔ اگر سیال مذکور پہلے ہی جسمانی درجۂ حرارت کے مساوی ہو تو معاء مستقیم تک پہنچنے میں اس کی حرارت بہت کم ہو جائے گی۔ لہٰذا سیال نمکین کا درجۂ حرارت شیشے میں قریباً ۱۴۰ ف ہونا چاہیے تب یہ سیال آہستہ آہستہ چل کر اور ربڑ کی نلکی کی مسافت طے کرنے کے بعد معاء مستقیم میں ۹۰ ف پر داخل ہوگا۔

احتقان مستقیمی کے لیے ایک آلہ "تھرمو فلاسک" آتا ہے اس کا استعمال آسان ہے۔ اس کے ساتھ سیال نمکین کے درجۂ حرارت کو قائم رکھنے کی طرف بہت کم توجہ اور محنت درکار ہوتی ہے۔ یہ نہایت مختصر اور سفر میں خاص طور پر کارآمد ہے۔

(۲) احتقان زیر جلد یہ طریقۂ عمل ایسے مواقع پر زیادہ مناسب ہے جہاں فوری اثر ضروری نہ ہو بالخصوص بچوں میں جن کی رگیں بذریعہ عملیہ معلوم کرنا زیادہ آسان نہیں ہے۔ اس طریقہ سے جو نتائج حاصل ہوتے ہیں وہ مقابلتاً کم اطمینان بخش ہوتے ہیں کیوں کہ انجذاب بہت سست ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے سیال نمکین کی کثیر مقدار زیر جلد داخل نہیں کی جاتی۔ صرف ایک سے ڈیڑھ پائنٹ داخل کرنی چاہیے اور احتقان زیر جلد ڈھیلی ساخت میں کرنا چاہیے۔ مثلاً زیر شانہ، زیر پستان، زیر بغل یا کنج ران وغیرہ۔ ایک محدود مقام پر سیال کی زیادہ مقدار کے اجتماع سے بچنے کے لیے یہ بہتر ہے کہ دو سوئیاں بیک وقت دو مختلف مقامات پر داخل کردی جائیں۔ اس غرض کے لیے ربڑ کی نلکی میں شیشے کی ایک دو شاخہ نلکی لگائی جاتی ہے۔ اس کے بالائی ایک سرے پر ایک ربڑ کی نلکی قائم کی جاتی ہے۔ اس ربڑ کی نلکی کے دوسرے سرے کا تعلق اس آلہ سے ہوتا ہے جس میں سیال نمکین بھرا ہوا ہے۔ شیشہ کی نلکی کی زیرین دونوں شاخوں پر الگ الگ ربڑ کی نلکیاں فٹ کردی جاتی ہیں اور ہر نلکی کے زیرین سرے پر سوئی لگادی جاتی ہے۔ اس طرح سیال ایک ہی وقت میں دو جداگانہ حصوں میں داخل ہوتا ہے۔ احتقان کے بعد ہلکی مالش کرکے سیال کو ساختوں میں پھیلا دینا چاہیے۔ اگر مقام احتقان پر جلد سیال سے بھر کر تن جائے تو سوئی کو فوراً علیحدہ کرلیں اگر دوران خون بہت سست ہو اور خون کا دباؤ بھی بہت کم ہوگیا ہے تو سیال نمکین کا زیر جلد استعمال کرنا بے سود ہے۔ بعض کھاری اجزا مثلاً سوڈا بائیکارب اگر خون میں شامل کرنا ضروری ہو تو زیر جلد احتقان نہ کریں۔ صرف سیال نمکین معتدل یا سوڈیم کلورائیڈ ۹۰ گرین ایک پائنٹ آب مقطر میں حل کرکے زیر جلد احتقان کریں۔ سیال نمکین قوی زیر جلد استعمال کرنا غیر مناسب ہے اس قسم کے سیالات کا زیر جلد استعمال مضرت رساں ہوتا ہے۔ سیال نمکین کا زیر جلد استعمال وریدی احتقان کے ساتھ ساتھ بھی جائز اور درست ہے۔ اگر دوران خون بہت سست ہے نبضیں ساقط ہو رہی ہیں اور سقوط قوت ہو تو طریقۂ زیر جلد قطعی بے کار ہے۔ ایسی حالت میں عموماً سیال نمکین کا ذخیرہ بدون انجذاب جلد کے نیچے محفوظ رہتا ہے۔ حالاں کہ مریض کے خون میں پانی کی آمیزش کی سخت احتیاج ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ارتخاء عظیم کے موقع پر سیال نمکین کی کثیر مقدار مثلاً ۸ پائنٹ تک بذریعہ ورید داخل کرنے کی ضرورت واقع ہو جاتی ہے لیکن زیر جلد اتنی زیادہ مقدار داخل کرنا خلاف احتیاط ہے اس کے ساتھ ہی کچھ ایسے حالات بھی ہیں جہاں وریدی احتقان مناسب نہیں ہوتا۔ مثلاً دل اور پھیپھڑے کی بیماریاں یا نفخ شکم ان حالات میں احتقان زیر جلد ہی اختیار کیا جاتا ہے

(۳) احتقان بطنی یا صفاقی : اس عمل کے لیے ایک فولادی نلکی ہوتی ہے جس کا ایک سرا تیز ہوتا ہے اور اس کے اوپر کی طرف دو انچ پر ایک اٹکاؤ ہوتا ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ اوزار پھسل کر دور تک اندر نہ پہنچ جائے ضرورت کے موقع پر کند تار وغیرہ کے ذریعہ سے اندر سے نلکی کو صاف کرلیا جاتا ہے۔ ایک چھوٹا شگاف بذریعہ ٹینوٹومی یا دوسری قسم کے چھوٹے چھلد

والے نشتر سے بطن کے سامنے اور ٹھیک ناف کے نیچے لگایا جاتا ہے۔ اس مقام پر صفاق چسپاں ہوا کرتی ہے۔ مذکورہ نلکی کو زخم کے اندر ذرا مروڑ اور ہلکے دباؤ کے ساتھ داخل کرکے جوف صفاق میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ آنت زخمی ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا کیوں نلکی پر جو ٹکاؤ اور رکاؤ ہوتا ہے وہ اوزار کو ضرورت سے زیادہ داخل ہونے سے روکتا ہے۔ سیال نمکین قوی ۳ سے ۴ پائنٹ بآسانی کم و بیش دس منٹ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ یہ مختصر عملیہ بمقابلہ وریدی کے جلد اور بسہولت ہو جاتا ہے۔ اگر نبض میں ذرا بھی حرکت موجود ہے تو سیال بہت جلد جذب ہو جاتا ہے، لہٰذا یہ طریقہ اسی وقت کام میں لایا جاتا ہے جب مریض کی حالت زیادہ خراب ہو اور وہ جاں بلب ہو اور جب کہ فوراً وریدی احتقان کی ضرورت درپیش ہو۔ احتقان کے بعد ایک چوڑی پٹی پیٹ پر باندھیں تاکہ خون کا دباؤ بڑھ جائے اور انجذاب میں سہولت اور مدد ملے۔ مذکورہ احتقان بوقت ضرورت مکرر اسی سوراخ کے ذریعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ زخم کو ٹانکے لگا کر بند کر دیا جاتا ہے۔ اگر کثیر تعداد میں مریضوں کا علاج مختصر طریقہ سے کیا جائے تو یہ طریقہ بہت کارآمد ہے۔

(۴) **احتقان وریدی** یہ احتقان کی نہایت مؤثر اور بہترین شکل ہے۔ اس میں سیال نمکین قوی استعمال کرتے ہیں جو ہیضہ کے مریضوں کے لیے ایک نعمتِ بے بہا اور پیغامِ شفا ہے۔ وریدی احتقان میں سیال نمکین قوی کے علاوہ بعض کھاری اجزا بھی شامل کیے جا سکتے ہیں۔ انحطاط عظیم کی شدت کے مریضوں میں جب کہ ان کو سیال نمکین کا احتقان حملۂ مرض سے ۳۰ گھنٹوں کے اندر دیا گیا ہو سیال نمکین کے ساتھ کھاری جزو کا شامل کر دینا سمیتِ بول کے اندیشہ کو بہت کم کر دیتا ہے۔

احتقان وریدی کے مناسب اور قابلِ لحاظ حالات (۱) **وزن مخصوص**: خون کا طبعی وزن مخصوص ۱.۰۵۵ ہے۔ وزن مخصوص معلوم کرنے کے لیے مختلف کارآمد طریقے ہیں۔ جن میں مخصوص آلات اور اشیا کی فراہمی درکار ہے اور جن کا ہر جگہ اور ہر وقت دستیاب ہونا آسان نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں آسان اور بالکل سادہ طریقے بیان کیے جاتے ہیں۔

پہلا طریقہ: گلیسرین اور پانی کا مخلوط مختلف اوزان کے ساتھ تیار کرکے علیحدہ علیحدہ شیشوں میں رکھیں۔ مقیاس البول (یورینو میٹر) سے وزن مخصوص معلوم کرکے لیبل چسپاں کر دیں۔ اوزانِ مخصوصہ یہ ہیں ۱.۰۵۶، ۱.۰۵۸، ۱.۰۶۰، ۱.۰۶۲ اور ۱.۰۶۴۔

مریض کی انگلی سے قدرے خون حاصل کرکے ایک قطرہ احتیاط سے کسی ایک مذکورہ تجربہ والی شیشی میں ڈالیں۔ اگر یہ قطرہ تیرتا ہے تو وزن مخصوص کم ہے اور اگر ڈوب جاتا ہے تو زیادہ ہے۔ اسی طرح مختلف شیشیوں میں خون کا قطرہ ڈال کر تجربہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ قطرۂ خون کسی ایک گلیسرین کے سیال کی شیشی میں معلق ہو گیا ہے۔ اس شیشی کا جو لیبل ہے وہی خون کا وزن مخصوص ہے۔

دوسرا طریقہ پانی اور گلیسرین کا مرکب بنائیں جس کا وزن مخصوص ۱.۰۵۵ ہو۔ وزن مخصوص بذریعہ مقیاس البول معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس سیال میں خون کا قطرہ شامل کریں۔ اگر یہ قطرہ سیال کی سطح پر تیرتا ہے تو اس میں تھوڑا سا پانی ملا دیں اور اگر تہ نشین ہو جائے تو گلیسرین ملائیں، یہاں تک کہ قطرۂ خون اس سیال میں معلق ہو جائے۔ اب اس سیال میں مقیاس البول ڈال کر وزن مخصوص معلوم کر لیں جو اس سیال کا وزن مخصوص ہوگا وہی خون کا ہوگا۔

تیسرا اور بے حد آسان طریقہ اگر خون کا وزن مخصوص معلوم کرنے کا کچھ بھی انتظام نہیں ہے اور فوری ضرورت درپیش ہے تو مریض کی انگلی کے پورے میں صاف سوئی چبھوئیں اور دبا کر خون نکالیں اور اس کی شکل و صورت اور قوام دیکھ کر وزن مخصوص کا اندازہ کریں۔ اس میں نگاہ کا تجربہ کام کرتا ہے اور فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کیا طریقۂ عمل اختیار کرنا درست ہوگا۔ اگر خون سیاہ غلیظ اور نیم سیال ہے تو پتہ چلتا ہے کہ سیال نمکین کے استعمال کی فوراً ضرورت ہے۔ خون کی زیادہ غلظت سے سمّ البول کے خطرات کا احساس کرنا چاہیے۔ ایسی حالت میں سیال نمکین کے احتقان وریدی کی زیادہ ضرورت ہے۔ خون کا وزن مخصوص معلوم ہونے سے بہت کچھ مفید اور قیمتی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں، مثلاً اگر خون غلیظ ہے تو مریض کے لیے سیال نمکین وریدی صورت میں استعمال کرنا چاہیے۔ خون کی غلظت اور اس کی خصوصیت معلوم کرکے سیال نمکین کی مقدار استعمال کا بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ چناں چہ اگر خون غلیظ نہیں ہے تو سیال نمکین بڑی مقدار میں استعمال کرنے سے خون کا وزن مخصوص اور بھی ہلکا ہو جائے گا۔ اس کے نتیجے میں اعضائے رئیسہ میں تہیج ہو کر ہلاکت کا خطرہ ہوگا۔ ذیل میں خون کے وزن مخصوص کے ساتھ سیال نمکین کی مقدار استعمال کی نسبت تحریر کی جاتی ہے۔

خون کا وزن مخصوص	سیال نمکیں کی مقدار استعمال
۱۰۵۸ سے ۱۰۶۰ تک	۱ ــــ ۱½ پائنٹ
۱۰۶۰ سے ۱۰۶۲ تک	۱½ ــــ ۲ پائنٹ
۱۰۶۴ سے زیادہ	۳ ــــ ۴ پائنٹ

الغرض اگر خون زیادہ غلیظ ہے تو سیال نمکین کی مقدار زیادہ ورنہ کم استعمال کی جائے گی۔

(۲) خون کا دباؤ (بلڈ پریشر) یہ بھی ایک قابل لحاظ اور اہم کیفیت ہے جس کو ہیضہ کے مریضوں میں فراموش نہ کریں عموماً خون کا دباؤ ارتخائے عظیم کی حالت میں گر جاتا ہے۔ یہ معلوم ہے کہ سیال نمکین کے احتقان سے خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے چناں چہ اگر خون کا دباؤ زیادہ ہے تو سیال نمکین کا وریدی احتقان بالکل نہ کریں۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے خون کے دباؤ میں مزید اضافہ ہوگا۔ اس قسم کے مریضوں میں اگر خون غلیظ ہے تب بھی سیالِ نمکین کا استعمال زیر جلد کریں۔

(۳) درجۂ حرارت (ٹمپریچر) سیال نمکین کے درجۂ حرارت کا مسئلہ بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اس کا فیصلہ معائے مستقیم کے درجۂ حرارت سے کیا جا سکتا ہے جو مختلف حالات اور مریضوں میں مختلف ہوتا ہے۔ اگر معائے مستقیم کا درجۂ حرارت معتدل ہو تو سیال نمکین بھی معتدل استعمال کیا جائے گا اور اگر معائے مستقیم کا درجۂ حرارت بلند ہے تو اسی نسبت سے سیال نمکین کا درجۂ حرارت کم کیا جائے گا۔ اندرونی درجۂ حرارت کے لیے مقعد کا درجۂ حرارت معلوم کیا جاتا ہے۔ دوران خون کی کمزوری اور سقوط قویٰ میں درجۂ حرارت کم ہو سکتا ہے جب کہ اندرونی درجۂ حرارت بلند ہو۔ اگر مقعد کا درجۂ حرارت بہت بلند ہو تو سیال نمکین کی بوتل کو سرد پانی میں رکھ کر ٹھنڈا کر دینا چاہیے یعنی اگر مقعد کا درجۂ حرارت بلند ہے تو سیال نمکین ٹھنڈا ہونا چاہیے۔ سیال نمکین کے احتقان کا ردِ عمل (ری ایکشن) درجۂ حرارت کی زیادتی میں نمودار ہوتا ہے۔ اگر اندرونی درجۂ حرارت پیشتر ہی سے بلند ہے تو سیال نمکین اس کو بلند تر کر دے گا اور شدت حرارت کا باعث ہوگا۔ مریضان ہیضہ کے لیے حرارت کا ہو جانا بلا شبہ نیک فال ہے اور نوید مسرت، لیکن زیادتی حرارت ضرور قابل تدارک ہے۔ چناں چہ اگر معائے مستقیم کا درجۂ حرارت ہیضہ میں بہت زیادہ ہے تو ٹھنڈے اسفنج وغیرہ کے ذریعہ سے یا مریض کو تر چادروں میں لپیٹ کر شدت حرارت کم کریں۔ معائے مستقیم اور سیال نمکین کی حرارت کا تناسب یہ ہوگا۔

مقعد کا درجۂ حرارت	سیال نمکین کا درجۂ حرارت
۹۰ درجہ ف سے کم	۱۰۲ درجہ ف
۹۰ درجہ ف سے زائد	۱۰۰ درجہ ف
۱۰۰ درجہ ف سے زائد	۹۹ درجہ ف
۱۰۲ درجہ ف	گرم نہ کریں۔

احتقان وریدی کے مواقع استعمال (۱) خون کا وزن مخصوص ۱۰۶۰ سے زیادہ ہو۔

(۲) خون کا دباؤ ۷۰ سے کم ہو اور خون کا وزن مخصوص ۱۰۵۴ سے نیچے نہ ہو۔

(۳) مریض کی نبضیں ساقط ہو رہی ہوں اور خون کا وزن ۱۰۵۱ سے نیچے نہ ہو۔

(۴) مریض کو قے اور دست بہت زیادہ آرہے ہوں۔

(۵) تشنج، بے چینی اور بردِ اطراف کی کیفیت طاری ہو۔

(۶) مریض کا پیشاب بند ہو، یا ہو یا بہت ہی کم آتا ہو اور خون کا وزن مخصوص بھی کم ہو رہا ہو۔

احتقان وریدی کا طریقۂ عمل اس کام کے لیے ایک شیشے کا گلاس نما آلہ ہوتا ہے جس کے اوپر وزن کے نشانات موجود ہوتے ہیں اور اس کے اندر ایک پائنٹ کی گنجائش ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ربر کی ٹیوب اور کلیمپ ہوتا ہے۔ وریدی احتقان کے لیے یہ چیزیں بھی مہیا ہونی چاہییں جو بوقت ضرورت کارآمد ثابت ہوتی ہیں:۔ تھوڑی جاذب روئی، ٹنکچر آیوڈین، اسپرٹ ریکٹی فائڈ، جلد کی پچکاری اور تین بوتلیں سیال نمکین کی تیار رہنی چاہییں جو مساوی طاقت اور یکساں قسم کی ہوں۔ مریض کا بازو کھول کر ربر کی ٹیوب یا ٹارنی کیٹ کہنی سے اوپر باندھیں تاکہ ورید نمایاں ہو جائے۔ اب جلد پر ٹنکچر آیوڈین یا اسپرٹ ریکٹی فائڈ اچھی طرح لگاویں۔ (باقی صفحہ ...)

قدیم و جدید برٹش فارماکوپیا اور چند عجیب و غریب ادویہ

شیکسپیئر نے اپنے مشہور ڈراما "میکبتھ" (Macbeth) میں جادوگرنیوں کے سحر کو جگانے اور زوداثر طاقت ور بنانے کے لیے ایک عجیب و غریب نسخہ تجویز کیا تھا۔ یہ نسخہ چوں کہ اس ناٹک کا جز ہے اس لیے منظوم ہے۔ اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہوا۔

"دلدل کے سانپ کے قتلے دیگ میں اُبالو اور اس میں یہ چیزیں ڈالو۔ اود بلاؤ کی آنکھ، مینڈک کی ٹانگ، چمگادڑ کی روئیں دار کھال، کتے کی زبان، بامنی کا نیش، چھپکلی کی دُم، اُلو کے شہپر، افعی کی دوشاخی زبان۔ جب ان تمام چیزوں میں تیز اُبال آجائے گا تو ان سے ایک ایسی "جہنمی یخنی" تیار ہوگی جو سحر کو مؤثر اور شیطانی کاموں کے لیے طاقتور بنا دے گی"

تین سو برس سے کچھ زیادہ مدت گزری انگلستان کے "رائل کالج آف فزیشنز" (شاہی طبیہ کالج) نے پہلی "برٹش فارماکوپیا" (مخزن ادویہ) شائع کی تھی۔ اس کا پہلا نام "لندن فارماکوپیا" تھا اور یہ کتاب لاطینی زبان میں تھی۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ اس میں بہت سے ایسے مرکبات کا ذکر تھا جن کے اجزا کے نام امتلائی کیفیت پیدا کرنے کے اعتبار سے شیکسپیئر کے مذکورۂ بالا نسخہ سے کسی طرح کم نہ تھے اور جو دو ہزار سال پہلے مغربی اطبا کے معمولاتِ مطب میں داخل تھے۔ اس کتاب کے مزید ایڈیشن سنہ ۱۶۳۲ء، سنہ ۱۶۳۹ء، اور سنہ ۱۶۷۷ء میں شائع ہوئے تھے، جو اسی طرح کی "دواؤں" سے بھرے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۷۲۱ء کی اشاعت میں بھی اس "فارماکوپیا" میں انسان، کتے، بلی، ہنس، چوہے وغیرہ کا فضلہ بہ طور اجزا پیش کیا گیا تھا مزید اجزا میں کیچوے، کتے کے اندھے پلّے، کیکڑے کی آنکھ اور مردہ انسان کی کھوپڑی پر جمی ہوئی گھاس جیسی چیزیں بھی موجود تھیں اور اس سلسلہ میں موتیوں کی اہمیت کو بھی فراموش نہیں کیا گیا تھا۔

سنہ ۱۶۷۷ء میں نیخ کلپیپر نے جو خود کو "طب و نجوم" کا طالب علم کہتا تھا، لندن فارماکوپیا کا انگریزی ترجمہ شائع کیا تھا۔ اور اس کا نام "لندن ڈسپنسیٹری" (Dispensatory) رکھا تھا۔ اس کتاب کے چند اقتباسات اِدھر اُدھر سے لے کر مثال کے طور پر پیش کیے جا سکتے ہیں، جن سے معلوم ہوگا کہ اس زمانے میں کیسے عجیب و غریب مرکبات استعمال میں تھے اور اطبا کس درجہ "خوش اعتقاد" تھے۔ ایک نسخہ میں "کیچوے کا عرق اور جوہر" تیار کرنے کا طریقہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

"صاف کیے ہوئے کیچوے تین پونڈ اور گھونگھے جن کے خول اُترے ہوئے نہ ہوں دو گیلن، ایک بڑی کھرل میں ڈال کر خوب کوٹیے اور ایک برتن میں نکال کر رکھیے۔ اب اس میں یہ چیزیں ملائیے:۔ خار دار جھوسے مع بیج و برگ چھ مٹھیاں بھر، جنگلی انجلیکا چار مٹھیوں بھر، برنیک ارسائن (Brankursine) سات مٹھیوں بھر، اگریمنی (Agrimony) ایک مٹھی بھر، افسنتین دو مٹھیوں بھر، روزمیری (Rosemary) کے پھول چھ اونس، ڈھاک کی جڑ دس اونس، ہلدی، کھٹی گھاس باربری کا اندرونی چھلکا چار چار اونس، ہرنے کی سینگ دندان فیل کا سفوف چار چار اونس، زعفران تین ڈرام، روح شراب ساڑھے چار گیلن۔ ان تمام اجزا کو چوبیس گھنٹے تک بھگوئے رکھیے اور زلال نکلنے دیجیے۔ اس کے بعد قرنبیق کے ذریعہ سے اس کا عرق کھینچ لیجیے۔ پہلے چار پونڈ کو اسپرٹ یعنی روح کے لیے اور پانچویں پونڈ اور اس کے بعد سے عرق کے لیے رکھ چھوڑیے۔"

کلپیپر نے اس نسخہ کا مضحکہ اڑاتے ہوئے اسے "ستیاناس" (Mess) کا نام دیا تھا۔ وہ رائل کالج آف فزیشنز کا اکثر مضحکہ اُڑایا کرتا تھا اور اس کے "سرکاری مرکبات" پر سخت ترین نکتہ چینیاں کرتا تھا۔ لیکن ضعفِ اعتقاد میں وہ خود بھی اس سے بہت پیچھے نہ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اپنے ہمعصر اطبا میں دوسروں کی بہ نسبت زیادہ روشن خیال تھا۔ لیکن دانت نکالنے کی مندرجہ ذیل ترکیب میں اسے کوئی چیز خلاف عقل نہ دکھائی دیتی تھی، وہ کہتا ہے، "اگر بلا تکلیف دانت نکالنا ہو تو چیونٹوں اور چیونٹیوں سے ایک مٹی کا برتن بھر کر ڈھک دیجیے اور پھر اس برتن کو تیز آگ پر رکھ کر ان چیونٹوں اور چیونٹیوں کو جلا کر خاکستر کر دیجیے۔ اگر اسی راکھ کو دانت کی جڑ میں اچھی طرح مالش کر کے آپ دانت نکالیں گے تو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔"

سنہ ۱۷۸۸ء میں اس "لنڈن فارماکوپیا" سے تمام مہمل اور پیچیدہ نسخے خارج کر دیے گئے۔ لیکن پھر بھی یہ کتاب لاطینی زبان میں شائع کی گئی۔ بعد میں سنہ ۱۸۶۴ء میں اس کا ایک انگریزی ایڈیشن شائع کیا گیا اور اسی وقت سے اس کا نام "برٹش فارماکوپیا" رکھا گیا۔ اس انگریزی ایڈیشن نے اُن توہمات کا بھی خاتمہ کر دیا جو ہزاروں سال سے فن طب کے متعلق یورپ میں رائج تھے۔ رفتہ رفتہ دواؤں کے اثرات اور ان کے افعال و خواص کے متعلق طبی حلقوں کی معلومات بڑھتی گئیں۔ پھر جراثیم امراض کی دریافت ٹیکے کی ایجاد، کیلوس کی تیاری کا طریقہ، تریاق کی معلومات اور اس طرح کی دوسری چیزوں نے ایک نئی روشنی پیدا کر دی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ طب کا قدیم یونانی دیوتا اسقلی بیوس اب کرسی سے اُتار دیا جائے گا۔

اس کے بعد جدید طبی دریافتوں اور نئی نئی سائنٹفک تحقیقات نے دنیا کا رنگ بدل دیا۔ طریقہ ہائے علاج میں بہت سی تبدیلیاں کی گئیں اور مغربی اطبّا اپنے آبا و اجداد کے بنائے ہوئے نسخوں کو بھول گئے۔ اس اثنا میں لیبوریٹریوں کے ماہرین کیمیا بھی اپنے اپنے کمالات دکھانے لگے۔ وہ دوائیں جو بہت دنوں تک مفردات کی فہرست میں تھیں مرکبات ثابت ہوئیں۔ ان کے اجزاء و عناصر جدا جدا کیے گئے اور پھر ان اجزا کو نئی نئی ترکیبوں اور نئے نئے اوزان سے مرکب کر کے مفید اور زود اثر دوائیں تیار کی گئیں۔ لیکن ان کیمیا دانوں نے اپنے جوش و خروش میں حد سے تجاوز کر کے بعض ایسے مرکبات بھی بنائے جن کے نام کسی ایلوپیتھک ڈاکٹر کی زبان پر نہیں آسکتے۔ صرف دو نمونے مرکبات کے نام ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:-

(۱) "پی۔ امینو۔ بنزوائل۔ ڈیتھل۔ امینو۔ ایتھانول۔ ہائیڈرو کلورائیڈ" جس کو انگریزی میں اس طرح لکھیں گے:-

(P-amino-benzoyl-diethyl amino-ethanol- hydrochlorides)

(۲) "ڈیتھی ڈروکسی فینی لیتھل میتھی لامین" (Dihydroxypheny-lethylmethylamine)

کون کہہ سکتا ہے کہ ان مرکبات کا "دندان شکن" اور زبان کو بل دینے والا تلفظ کوئی ڈاکٹر بھی آسانی سے ادا کر سکتا ہو۔

ابھی یہ کیمیائی مرکبات بن ہی رہے تھے کہ وٹامنوں (حیاتینوں) کی دریافت نے مغرب کی طبی دنیا میں ایک ہلچل ڈال دی۔ اب ان کا وجود ہر ملک کی طب میں تسلیم کر لیا گیا ہے۔ پہلے پہل حیاتینوں کے متعلق جو بیانات شائع ہوئے تھے وہ خود بھی مبہم اور غیر معیّن شکلوں کے تھے لیکن رفتہ رفتہ ان کی تحقیقات بلند اور یقینی درجوں تک پہنچی اور نہ صرف اتنا ہی معلوم کیا گیا کہ کن کن غذاؤں میں کون کون سے حیاتین پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ماہرین کیمیا نے مختلف حیاتینوں کو غذاؤں سے الگ کر لینے میں بھی کامیابی حاصل کی۔ رفتہ رفتہ تجربہ گاہوں میں "کیمیائی حیاتین" بھی تیار کیے جانے لگے اور اطبّا نے ان سے معالجاتی خدمت لینی شروع کی۔ لیکن حیاتین "ہ" (وٹامن ای) اور حیاتین "ک" (وٹامن "کے" متعلق ابھی کچھ زیادہ کارآمد معلومات حاصل نہیں ہوئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اوّل الذکر حیاتین "اسقاط حمل" کو روکتا ہے اور موخر الذکر آنتوں کے امراض کے لیے مفید ہے۔

لیکن اگر یہ کہا جائے کہ آج کے اطبّا بھی اپنی "خوش اعتقادی" میں اپنے تین سو برس کے پیش رووں سے بہت زیادہ پیچھے نہیں ہیں تو یہ قول اس معنی میں صحیح ہوگا کہ اب جو دوائیں انھیں کیمیاگر بنا کر دیتا ہے ان پر ایمان لانا اور ان کا تجربہ کرنا ان کے لیے ضروری ہو جاتا ہے (ظاہر ہے کہ مصنف کی مُراد جدید مغربی اطبا سے ہے)۔ بعض اطبّا تو خود ہی علم طب کی بعض مخصوص شاخ میں مہارت حاصل کرتے ہیں، لیکن ہر مخصوص میدان بھی اس قدر وسیع ہے کہ ایک انسان کی زندگی بھر کی محنت بھی اسے کامل نہیں بنا سکتی۔ اس لیے طبی پیشہ کرنے والے ڈاکٹروں کو ماہرین کیمیا، ماہرین جراثیم، ماہرین تشخیص، ماہرین "ایکسریز" وغیرہ کی رپورٹوں پر بھروسا کر کے اپنے مریضوں کا علاج کرنا پڑتا ہے ——— پھر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مغربی اطبا نے معنوی اعتبار سے اپنے اجداد کے تمام نسخوں کو قطعاً ترک کر دیا ہے۔ اگرچہ پُرانے طریقہ علاج کی وہ آج ہنسی اُڑاتے ہیں لیکن پھر بھی بعض چیزوں کے لیے ان کو کسی قدیم نسخہ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اس کی ایک دل چسپ مثال آج ہمارے سامنے ہے۔ مغربی کیمیا گروں نے پچھلے دنوں ایک دوا ایجاد کی ہے جس کا نام "ایلن ٹائن" (Alantoin) ہے۔ لیکن یہ چیز حقیقت میں اس تیزاب کا ایک "آکسیجن آمیز مرکب" ہے جو "زندگی کی ابتدائی منزلیں طے کرنے والے" بعض کیڑوں کے فضلہ میں پایا جاتا ہے۔ یہ دوا اس مریض کو دی جاتی ہے جو کہنہ ناسور میں مبتلا ہو یا جس کے زخموں میں پیپ پڑتی رہتی ہو۔ قدیم اطبا بھی اس چیز کو ابتدائی شکل میں اس مرض کے لیے استعمال کراتے تھے تو پھر کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تحقیقات سے کبھی یہی معلوم ہو جائے گا کہ "مردے کی پُرانی کھوپڑی پر جمی ہوئی گھاس" اور "کیچوے کا عرق" بھی کچھ نہ کچھ طبی فائدہ رکھتا ہے! حافظ محمد الیاس

تن درستی کا ”شمسی راستہ“

(از ڈاکٹر کارلٹن فریڈرک - امریکا)

ایک بچھڑا چند گھنٹے پہلے تک بہت تندرست و توانا تھا، لیکن دفعتاً اس میں عصبی کمزوری کے آثار نمایاں ہوئے۔ وہ بہت بے چین ہوگیا اور زور زور سے چلانے لگا۔ پھر وہ تلملا کر گر پڑا۔ اس نے سر و گردن کو پیچھے کی طرف کھینچ لیا اور اس کی ناک خشک ہوگئی۔ اس کے بعد تشنج کے دورے یکے بعد دیگرے پڑنے لگے۔ اس کے جسم کے تمام پٹھے پتھر کی طرح سخت ہو گئے مالک نے سمجھ لیا کہ بچھڑے کی موت کی گھڑی آپہنچی۔ جانوروں کے معالج نے اس کا معائنہ کیا۔ ماہر نگاہوں نے مرض کی تشخیص کی اور معلوم کرلیا ہو کہ یہ کزاز کی بیماری ہو جو عصاب میں سخت ترین تشنج پیدا کردیتی ہو۔ ڈاکٹر نے ایک محلول سے پچکاری بھری اور بچھڑے کو زیر جلدی (Hypodermic) انجکشن دیا۔ لوگ اس کے اثر کو دیکھنے لگے۔ رفتہ رفتہ پتھر جیسے سخت پٹھے ڈھیلے پڑنے لگے۔ گردن کی کھنچاوٹ دور ہوئی۔ بچھڑے نے سر اٹھا کر بہ نظر تشکر اِدھر اُدھر دیکھا۔ اور تھوڑی دیر میں وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی موت آکر واپس چلی گئی۔ کہا جائے گا کہ یہ جدید معلومات اور معالجاتی طریقہ کا ایک معجزہ تھا!

لیکن اب سے دو ہزار برس پہلے اہل چین نے اس مرض کا علاج دریافت کرلیا تھا۔ چینی ڈاکٹر "اژدھے" کی ہڈی کا سفوف مریض کو کھلا دیتے تھے اور وہ اچھا ہوجاتا تھا۔ "حکمت چین" اس زمانے میں کیلسیم اور حیاتین د (وٹامن ڈی) سے واقف نہ تھی لیکن اس طریقۂ علاج سے بہت سے چینی والدین اپنے مرتے ہوئے بچوں کی جان بچا لیتے تھے۔ یہ دوا اب تک چین میں استعمال کی جاتی ہو اور اژدھے کی ہڈیاں صحرائے گوبی سے برآمد کی جاتی ہیں۔ اس کا سفوف بڑی سرعت سے بچوں کو اچھا اور تن درست کردیتا ہو۔ اب صدیوں کے بعد ہمیں یہ معلوم ہوا ہو کہ انسانوں اور جانوروں کو اگر مرض کزاز لاحق ہوجائے تو وہ کیلسیم سے اچھا کیا جاسکتا ہو۔

ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ جو کیلسیم بہ طور دوا استعمال کیا جاتا ہو وہ کہاں سے آتا ہو اور کس چیز سے نکالا جاتا ہو۔ غذاؤں میں دودھ سب سے زیادہ مقدار میں قابلِ ہضم کیلسیم رکھتا ہو۔ بہت ممکن ہو کہ معالج جانوروں کا معدنی کیلسیم چونے سے یا گھونگھے سے نکالا جاتا ہو۔ چینیوں کی "اژدھائی دوا" حقیقت میں قدیم جانور "ڈینوسار" (Dinosaur) کی ہڈیوں سے نکالی جاتی ہو۔ یہ مہیب جانور بہت قدیم زمانے میں صحرائے گوبی میں پایا جاتا تھا۔ مگر چینی اب تک اسے اژدھا ہی کہتے ہیں۔ اور بات یہ ہو کہ تاریک رات میں اگر اب بھی کہیں آپ کو یہ ہیبت ناک جانور مل جائے تو آپ اس امر پر بحث نہیں کریں گے کہ وہ افسانوی اژدھا ہے یا قدیم حیوانی جغرافیہ کا "ڈینوسار" ہو۔



کیلسیم اور حیاتین د

جسم میں کیلسیم کے عمل کے متعلق اب بھی جو معلومات حاصل ہوتی جاتی ہیں ان سے بڑی بڑی کتابیں بھری جاسکیں گی۔ اس وقت ہمیں اتنا معلوم ہو کہ بہت سے امراض اس کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور اس کو بہ طور دوا استعمال کرنے سے وہ اچھے ہوجاتے ہیں۔ اس کا ایک "فرض" یہ بھی ہو کہ انسان کو بڑی عمر تک زندہ رکھے۔ حیاتین "د" کی ماہیت اور اثرات کا جہاں تک ہم نے مطالعہ کیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ اس میں اور کیلسیم کے استحالہ میں ایک گہرا رشتہ موجود ہو۔ یہ رشتہ ویسا ہی ہو جیسا کہ گیسولین (Gasoline) اور سپیے کا رشتہ۔ الغرض حیاتین "د" ایک کنجی ہو جس سے ہم نے کیلسیم جیسی سفید نقرئی رنگ کی معدنی چیز اور اس کی گرم مزاج بہن فاسفورس کی تعمیری صلاحیتوں کے کچھ ایسے راز معلوم کرلیے ہیں جنھیں قدرت نے اب تک ہم سے پوشیدہ رکھا تھا۔

اب اگرچہ یہ ایک معمولی سی بات بن گئی ہو لیکن حقیقت میں یہ ایک بہت بڑی اور وقیع دریافت تھی کہ آفتاب کی شعاعیں

انسانی جلد کی تہ میں ایک حیاتین پیدا کرتی ہیں جو کیلسیم کے جزو بدن بننے میں بالواسطہ اور فاسفورس کے استحالہ میں بلاواسطہ اثر کرتی ہیں۔ اب اس عنصر کو حیاتین "د" (وٹامن ڈی) کا نام دے دیا گیا ہے۔ اس دریافت سے دوسری دریافتوں اور حیرت انگیز تجربات کی راہ کھل آئی۔ ہم نے سوکھے کی بیماری میں مبتلا بچوں کو دھوپ میں رکھ کر دیکھا۔ ان کا ناقص استحالۂ کیلسیم درست ہونے لگا، بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ ان کی غذاؤں میں بھی کیلسیم اور فاسفورس کے صحیح توازن کا خیال رکھا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے بچے تیزی سے صحت یاب ہونے لگے۔

اس کے بعد ہم نے خود غذاؤں کو دھوپ میں رکھنا شروع کیا تاکہ یہ معلوم ہو کہ آفتاب کی شعاعیں ان میں ہمارے لیے حیاتین "د" پیدا کرتی ہیں یا نہیں۔ بعض چیزوں میں یہ حیاتین پیدا تو ہوئے لیکن ان کی مقدار ناکافی تھی۔ ہم اس تضاد سے اب تک حیرت میں ہیں کہ سورج کی کرنیں صرف انسانی یا حیوانی جسم ہی میں کیوں حیاتین "د" کی کافی مقدار پیدا کرتی ہیں اور غذاؤں میں کافی مقدار کیوں نہیں پیدا کرتیں۔ اس کا کیا سبب ہے کہ زندہ حیوانات کو دھوپ سے یہ وٹامن مل جاتے ہیں اور زندہ نباتات کو جن کو خود دھوپ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے یہ حیاتین نہیں ملتے؟

ہم قدرت کی اس اسکیم پر حیرت زدہ تو ہو سکتے ہیں مگر اس کے اسباب سے ہم ناواقف ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے ہم یہ نہیں جانتے کہ سمندروں کی تہ میں رہنے والی مچھلیاں حیاتین "د" کی اتنی کثیر مقدار کس طرح اور کہاں سے حاصل کر لیتی ہیں؟ ابھی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ مچھلیوں کے جگر کے تیل میں اس حیاتین کی کم از کم دس مختلف شکلیں پائی جاتی ہیں اور کچھ روز تک ہم اسی نتیجے پر پہنچ کر رہ گئے تھے کہ ہر مختلف قسم کی مچھلی اپنے حیاتین "د" کی بھی ایک مختلف قسم رکھتی ہے۔

دندان واستخوان

ترقی یافتہ سائنس نے ہمیں یہ ترغیب دی کہ ہم دانتوں کی تن درستی و بیماری کے اسباب کا اچھی طرح مطالعہ کریں۔ اس مطالعہ سے ہمیں ایک سیدھا سادا نتیجہ حاصل ہو گیا۔ وہ یہ تھا کہ آفتاب کی شعاعیں جتنی زیادہ کام میں لائی جائیں گی اسی قدر دانتوں میں خرابی کم ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں گویا موسم سرما ایک ایسا موسم ہے جب معالج غذا اور "دندان ساز" کا کاروبار بڑے فروغ پر ہوتا ہے۔ سائنس نے تحقیقات کے ذریعے سے دانتوں کی خرابی کا ایک موسمی دور معلوم کر لیا ہے۔ جس طرح مختلف موسموں میں سورج کی ماورا بنفشی شعاعوں کی درخشانی میں تبدیلی کے باعث خون میں کیلسیم کی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اسی طرح دانتوں اور ہڈیوں کے وٹامن ڈی کی مقداروں میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

اب چوں کہ معلوم کر لیا گیا ہے کہ دانتوں اور ہڈیوں کی مضبوطی اور سختی کا تعلق کیلسیم اور دھوپ کی کافی مقدار کی بہم رسانی سے ہے، اس لیے سائنس نے آفتابی شعاعوں کے متعلق بڑی وسیع تحقیقات کی ہیں۔ اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آفتاب کی ماورا بنفشی شعاعوں کی کافی مقدار کا حاصل کرنا، خود انسانوں کے بنائے ہوئے مختلف عناصر پر موقوف ہے۔ ان عناصر میں مندرجۂ ذیل چیزیں اہمیت رکھتی ہیں:-

(۱) کس موسم میں روزانہ کتنے گھنٹوں تک دھوپ رہتی ہے۔

(۲) مقامی آب و ہوا اور وہ وقت جو ہم گھر سے باہر کھلی ہوئی فضا میں گزارتے ہیں۔

(۳) زمین کی اونچائی اور آفتاب کی بلندی کا زاویہ۔

(۴) سماجی عناصر مثلاً لباس، طرز معاشرت، گھریلو زندگی وغیرہ۔

(۵) صنعتی عناصر مثلاً کارخانوں والے شہر میں گرد و غبار اور دھوئیں کی مقدار۔

ان حالات پر جو ہمارے لیے کیلسیم اور آفتابی شعاعوں کے حصول میں رکاوٹ بنتے ہیں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قدرت تو ہمیں فائدہ پہنچانا چاہتی ہے لیکن خود ہم اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

انسانوں، جانوروں، بالغوں، نابالغوں اور بچوں پر حیاتین "د" کا اثر

ہم نے حیاتین "د" کے عمل کو جانوروں پر، بالغ انسانوں پر، نابالغوں پر، حاملہ عورتوں پر اور نوزائیدہ بچوں پر آزما کر دیکھ لیا ہے۔ ان تجربات کے دوران میں یہ اچھی طرح ثابت ہو گیا ہے کہ چھوٹے بچوں کی طرح گائے کے نوزائیدہ بچھڑے بھی دھوپ کی فراوانی سے

نشوونما حاصل کرتے ہیں بعض حالات میں تو انسانوں سے زیادہ ہمیں حیوانوں پر حیاتین "د" کے اثرات کا اندازہ ہوا ہی۔ قصبہ اوکلاہاما اور شہر ٹنکاگو کی چند عورتوں کا زمانہ زچگی میں معائنہ کیا گیا معلوم ہوا کہ اوکلاہاما کی ماؤں کے بچے زیادہ تن درست تھے، اور ٹنکاگو کے صنعتی کارخانوں کے دھوئیں وغیرہ کے باعث یہاں کی عورتوں کے نوزائیدہ بچے کم تن درست تھے۔ ان کا وزن بھی کم تھا' ان کے دانت بہت دیر سے نکلے اور ان کے عضلات اور ہڈیوں کا نشوونما بھی سست تھا۔ ان دونوں جماعتوں کا فرق ظاہر ہی۔ قصباتی اور دیہاتی گاؤں کو آفتابی شعاعوں کے ذریعہ سے حیاتین "د" کی زیادہ مقدار دستیاب ہوتی تھی، و شہر کی "دھواں دھار" اور گرد آلود فضائیں ماؤں اور بچوں کو صحت بخش شعاعوں سے محروم رکھتی تھیں۔ اس لیے اوکلاہاما کی مائیں کہیں زیادہ مقدار میں اپنی غذاؤں کے کیلسیم کو جزو بدن بنا سکتی تھیں۔

اس سلسلہ میں ریسرچ کا کام نہ صرف جاری رہا بلکہ نئے نئے میدانوں کی طرف قدم بڑھایا گیا۔ ہم نے وجع مفاصل کے مریض کو حیاتین "د" کی بڑی بڑی خوراکیں دیں' مگر اس سے فائدہ نہ ہوا۔ اس میدان میں ناکام ہوکر ہم نے جانوروں کو اس حیاتین کی بڑی بڑی خوراکیں اس غرض سے دیں کہ ان میں وجع مفاصل کا مرض "پیدا ہو"۔ یہ بھی نہ ہوا۔ پھر ہم نے اس حیاتین کے متعلق یہ خیال کیا کہ خون کے زیادہ دباؤ' خون کے کم دباؤ' سنِ یاس' گردے کی پتھری اور ان تمام امراض میں جو استحالۂ کیلسیم کے نقص کے باعث ہوتے ہیں، حیاتین "د" کا ہاتھ موجود ہی۔ اس کے بعد شور و غوغا کم ہوا۔ ہم نے قیاس آرائی ترک کی اور مجنونانہ تجربات کو خیرباد کہا۔ اب سوال یہ ہی کہ آج حیاتین "د" کے متعلق ہماری صحیح معلومات کیا ہیں؟

حیاتین "د" کے متعلق جدید ترین معلومات

جو باتیں اب تک حیاتین "د" کے متعلق ہمیں معلوم ہوئی ہیں اور تجربوں کی کسوٹی پر پوری اتری ہیں وہ یہ ہیں:-

حیاتین "د" کی کمی سوکھے کا مرض پیدا کرنے میں ایک اہم عنصر کی حیثیت رکھتی ہی۔ کیلسیم کی کمی اور کیلسیم کا ناقص استحالہ اس مرض کا باعث ہوتا ہی' لیکن اب ہمیں معلوم ہوا ہی کہ کیلسیم کے علاوہ فاسفورس' سیسے اور اسٹرونیٹم کی کمی سے بھی سوکھے کی بیماری لاحق ہو جاتی ہی۔ یہ بات کلی طور پر ثابت ہو چکی ہی کہ ہماری غذاؤں میں جو کیلسیم ہوتا ہی وہ حیاتین "د" کی کافی فراہمی کے باعث آسانی سے اور بہتر طریقہ پر جزو بدن بن جاتا ہی اور حیاتین "د" ہمارے جسم میں استحالۂ فاسفورس پر بھی اثر انداز ہوتا ہی۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہی کہ جب سوکھے کا مرض ہو جاتا ہی تو جسم میں استحالہ کے "عام عمل" میں بھی خلل واقع ہوتا ہی۔ یہ امر اس طریقہ پر ثابت ہوا ہی کہ سوکھے کے مرض والی ہڈیوں میں خود کیلسیم کی قلمیں (Crystals) تو اکثر موجود ہوتی ہیں لیکن وہ نامیاتی مادہ جسے ہڈی کا سمنٹ کہہ سکتے ہیں صحیح عمل نہیں کرتا۔ صاف لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہوتا ہی کہ انسانی جسم کو حیاتین "د" کی ضرورت صرف دانتوں اور ہڈیوں ہی کے لیے نہیں ہی بلکہ عام نشوونما اور صحت و توانائی کے لیے بھی ہی۔ حیاتین "د" اگرچہ عام استحالہ کی شرح کو کسی قدر کم کرتا ہی مگر جلد کے "سانس لینے" کے عمل کو ترقی دیتا ہی۔ جن جانوروں کو حیاتین "د" مجتمع اور مرتکز صورت میں دیا جاتا ہی۔ ان کی جلد میں اوکسیجن کی مقدار ۴۵ فی صدی زیادہ ہو جاتی ہی۔ غالباً یہ قدرت کا انتظام ہی تاکہ دھوپ میں رہنے والے جاندار گرمی کی شدت کو زیادہ آسانی سے برداشت کرسکیں۔

دوسرے حیاتینوں کی طرح حیاتین "د" بھی غدہ درقیہ اور دوسرے درون افرازی غدود کے عمل سے گہرا رشتہ رکھتا ہی۔ حیاتین "د" کیلسیم' فاسفورس اور غدود کی یہ باہمی رشتہ داری خود اس بات کی دلیل ہی کہ انسان کو کافی مقدار میں حیاتین "د" کی ضرورت عمر بھر رہتی ہی اور اچھی صحت برقرار رکھنے کے لیے اجزائے جسم میں اس کی بھی شمولیت ہمیشہ ضروری ہی۔

حیاتین "د" اور توالد و تناسل

غدود کے سلسلے میں حیاتین "د" کا عمل اس کو توالد و تناسل کے معاملہ میں بھی اتنی ہی اہمیت دیتا ہی جتنی کہ حیاتین "ل" اور حیاتین "ک" (وٹامن ای) کو حاصل ہی۔ اس سے ظاہر ہی کہ کل کے والدین کو جو آج کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں' اس سے محروم نہیں ہونا چاہیے۔ سترہ برس کی عمر دانتوں کے لیے اہم سمجھی جاتی ہی' لیکن اتفاق کی بات یہ ہی کہ نوجوانی کا یہی زمانہ ہوتا ہی جب کہ "روغن ماہی" (کاڈ لیور آئل) کی طرف کسی کا خیال نہیں جاتا۔ حالاں کہ آئندہ کے کامیاب توالد و تناسل کے لیے اس کی وساطت سے حیاتین "د" حاصل کر لینا بہت مفید ثابت ہو سکتا ہی۔ توالد و تناسل کے انسانی اعضا پر اس حیاتین کا عمل دیکھ کر ہمیں ان عورتوں کی جنسی صلاحیتوں کا امتحان کرنا پڑا جو بچپن میں سوکھے کے مرض کا شکار ہوئی تھیں۔

یہ تجربات ۱۲۰۰ عورتوں پر کیے گئے اور ان سے معلوم ہوا کہ وہ عورتیں جو سوکھے کی بیماری میں مبتلا ہوئی تھیں ان عورتوں سے دو سال بعد حائضہ ہوئیں جن کو سوکھے کی بیماری کبھی نہیں ہوئی تھی متعدد طبی رپورٹوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حیاتین "د" کا استعمال کرائے جانے کے بعد ان بہت سی عورتوں کو جنھیں ایامِ حیض میں تکلیف ہوتی تھی، پیٹ کے درد، کمر کے درد، سر کے درد اور پٹھوں کی اکڑن وغیرہ سے نجات حاصل ہو گئی ہے۔

حیاتین "د" اور عام صحت

پٹھوں کی طاقت پر حیاتین "د" کا اثر بھی تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اوسط عمر کے چند مردوں کو جب حیاتین "د" بڑی بڑی مقداروں میں دیا گیا تو ان کی جسمانی طاقت بہت بڑھ گئی۔ اس حیاتین سے جو "اِنرجی" یعنی استعدادِ عمل و حرکت پیدا ہوتی ہے وہ اسی سے ظاہر ہے کہ تجربہ کے طور پر جب ایک خارپُشت کو حیاتین "د" دیا گیا تو وہ موسمِ سرما میں سونا بھول گیا۔ حیرت کی بات ہے کہ ہزار سالہ عادت صرف ایک حیاتین کی مداخلت سے کیوں کر چھوٹ جاتی ہے!

معدے اور آنتوں کی زود حسی، ہیجان اور سوزش بھی حیاتین "د" کی کمی کے باعث پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی سے ہاضمہ کی ان خرابیوں کا سبب بھی معلوم ہو جاتا ہے جن کے باعث جدید دنیا کا متمدن انسان ہزاروں ٹن کی مقدار میں "سوڈا بائی کاربونیٹ" کا خریدار بن گیا ہے۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ آج کل کی زیادہ تر نا تن درستی اور متعدد بیماریاں غذاؤں میں حیاتینوں اور معدنی اجزا کی کمی سے ہی پیدا ہوتی ہیں، اور ان میں حیاتین "د" کی کمی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

حیاتین "د" اور بچے

بچوں کے جسمانی نشو و نما کے لیے حیاتین "د" کی کافی مقدار میں ضرورت ہوتی ہے لیکن اس سلسلہ میں یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ یہ حیاتین اگر بچوں کو بہت زیادہ یعنی غیر معمولی مقدار میں دیا جاتا ہو تو اس کا اثر الٹا ہوتا ہے یعنی نشو و نما میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ ہڈیوں اور دانتوں کی تعمیر میں حیاتین "د" دوسرے حیاتینوں میں یعنی "ڈ" اور "ج" کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔ جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بچوں کے دانتوں کو حیاتین "ڈ" کی کمی کے باعث سب سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔

حیاتین "د" اور بالغ انسان

بچوں کی ضرورتوں کو بتانے کے بعد اب ہمیں حیاتین "د" کی سپلائی کے سلسلہ میں جوانوں اور بالغوں کی ضرورت پر ایک نگاہ ڈالنی ہے بعض ماہرین کا خیال ہے کہ بالغوں کو حیاتین "د" کی ضرورت ان کی روزانہ ضرورتوں میں نہیں ہے۔ مگر عمر رسیدہ لوگوں کو اس سے بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔ دوسرے ماہرین اس خیال کو غلط بتاتے ہیں۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جن قوموں کو زیادہ مقدار میں کیلسیم اور اس کے ساتھ ساتھ آفتابی شعاعیں ملتی رہتی ہیں ان کے ڈھانچے بہت مضبوط ہوتے ہیں، اور وہ لوگ زیادہ دراز قد اور قوی بھی ہوتے ہیں، اور بیماریوں کا مقابلہ کامیابی سے کرتے ہیں۔ حیاتین "د" کی ضرورت بالغوں کو کیوں ہے اس کی تشریح مندرجۂ ذیل اسباب میں کی گئی ہے:۔

(۱) چوں کہ یہ حیاتین غدود پر اثر انداز ہوتا ہے اس لیے اس کی ضرورت زندگی بھر رہتی ہے۔

(۲) قدرت کا یہ منشا نہیں ہے کہ صرف بچے ہی آفتابی شعاعوں سے فائدہ اٹھائیں اور جوان ہمیشہ چھتوں، چھپروں یا چھتریوں کے نیچے رہیں۔

(۳) جب حاملہ عورتوں کو حیاتین "د" کی ضرورت ہوتی ہے، تو اُن مَردوں کو کیوں اس سے محروم رکھا جائے جو کل باپ بننے والے ہیں؟ حیاتین "د" کی کمی جوانوں کے غدودی وظائف کو نقصان پہنچاتی ہے۔

(۴) ماہرین کا خیال ہے کہ بچوں میں اور بالغوں میں حیاتین "د" کی کمی ہماری موجودہ نسل کو کم زور بنا رہی ہے۔

(۵) آفتاب کی شعاعیں امراض کی مدافعت کرتی ہیں۔ آفتاب کا ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ ہمارے لیے حیاتین "د" پیدا کرتا ہے۔ اگر انسان "غسلِ آفتابی" سے مستفید نہ ہو سکے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے ذرائع سے حیاتین "د" حاصل کرے۔

(۶) معلوم ہوتا ہے کہ ایک بے دانت کی نسل، وجود میں آنے والی ہے، اس لیے ہمیں کوئی ایسا طریقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہیے جس سے حیاتین "د" کی کمی پوری ہوتی رہے۔

(۷) چوں کہ سترہ برس کی عمر دانتوں کے نشو و نما کے لیے بہت اہم ہے۔ اس لیے نوجوانوں کو حیاتین "د" کی سپلائی ضروری ہے۔

(۸) ظاہر ہے کہ قدرت کا یہ منشا نہ تھا کہ بالغ انسان اپنے جسموں پر ضرورت سے زیادہ لباس کا بار ڈال کر اور ہمیشہ مکانوں کے اندر یا دھوئیں کے نیچے رہ کر آفتاب کی شعاعوں سے محروم ہو جائیں۔

حیاتین "د" کے ذرائع

حیاتین "د" حاصل کرنے کے ذرائع میں بہترین قدرتی ذریعہ آفتاب کی شعاعیں ہیں مجمع اور قرص حیاتین جو دوا کی صورت میں دستیاب ہوتا ہے آفتابی شعاعوں کا بدل نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ان شعاعوں میں دوسرے صحت بخش اجزا بھی موجود ہوتے ہیں۔ دھوپ کے بدلے طبی ضرورتوں کے لیے کبھی کبھی ایک قسم کا "آفتابی لیمپ" (Sun-lamp) استعمال کیا جاتا ہے جو ایک اچھی معالجاتی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن ضرورت اس کی ہے کہ مچھلی کے تیل یا دوسری غذاؤں کی طرح اس میں بھی اعتدال سے کام لیا جائے۔

آفتاب کی ماورائے بنفشی شعاعوں کے اثر و عمل کو کم کرنے والی چیزیں بہت سی ہیں، مثلاً گرد و غبار، دھواں، مختلف مقامات کی بلندی و پستی، لباس کی نوعیت، جلد کا رنگ وغیرہ۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے اسباب ہیں جو ہمیں آفتاب کی ضیا پاش انرجی سے کسی حد تک محروم کرتے رہتے ہیں۔ بعض رنگ بھی ایسے ہیں جن سے سورج کی کرنیں نہیں گزر سکتیں۔ یہ جاننے کی بات ہے کہ صرف ایک گلابی رنگ ہی ایسا رنگ ہے جس سے ماورائے بنفشی شعاعیں گزرتی ہیں۔

آفتاب کی ماورائے بنفشی شعاعیں حیاتیاتی اعتبار سے سب سے زیادہ مؤثر اس وقت ہوتی ہیں جب ان کی لمبائی ۲۹۰ اور ۳۲۰ میکرون کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ حقیقت کہ ازالہ سل و دق اور سوکھے کے امراض کے علاج و انسداد میں ثابت ہو چکی ہے۔ یہ شعاعیں بچوں کے نشو و نما و ترقی دیتی ہیں، حیاتین "د" سے لبریز ہوتی ہیں اور جسم انسانی میں استحالۂ کیلسیم کو پوری مدد پہنچاتی ہیں۔ غیر مرئی ماورائے بنفشی شعاعوں کے علاوہ سورج کی بعض مرئی شعاعیں بھی ایسی ہیں جو صحت کے لیے بہت مفید ہوتی ہیں۔ اسی لیے ماہرین ایسے "آفتابی لیمپوں" کے استعمال کی سفارش کرتے ہیں جو ہر لمبائی کی شعاعیں پیدا کرتے ہوں یعنی ان سے پورے "اسپکٹرم" (Spectrum) یعنی "طیف" کا انعکاس ہوتا ہو۔ اور نیلی بنفشی، ماورائے بنفشی شعاعوں کی زیادہ سے زیادہ مقدار تمام اقسام کی روشنی اور حرارت کی شعاعوں کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں۔ یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ ان تمام شعاعوں کو یکجائی طور پر حاصل کرنے کے لیے کسی بڑے تکلف کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ بازاروں میں معمولی قیمت کے جو "آفتابی لیمپ" ملتے ہیں ان سے بھی اچھی طرح کام چل جاتا ہے۔

حیاتین "د" کے حاصل کرنے کا ایک چوتھا ذریعہ اس مچھلی میں ہے جسے "سامن" کہتے ہیں۔ یہ ایک بہت اچھی اور لطیف غذا ہے لیکن یہ جان لینا چاہیے کہ قدرتی غذاؤں میں حیاتین "د" عام طور پر نہیں پایا جاتا۔ اس حیاتین کا پانچواں اور آخری اور قابلِ حصول ذریعہ "روغن ماہی" ہے۔ اور اب کاڈ لیور آئل کے بدلے "شارک لیور آئل" سے بھی یہ حیاتین حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ سیال، کیپسول اور ٹکیوں کی شکل میں بھی ملتا ہے۔

قدرتی حیاتین "د" جو روغن ماہی میں پایا جاتا ہے، اور مصنوعی کیمیائی حیاتین "د" کے عمل میں کوئی زیادہ فرق نہیں دکھائی دیتا۔ بچوں کو یا ذتر قدرتی حیاتین ہی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بالغ آدمی دونوں میں سے کسی قسم کے بھی حیاتین سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ قدرتی حیاتین "د" کے ساتھ ساتھ عام طور پر حیاتین "ا" بھی مل جاتا ہے یعنی دونوں حیاتینوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ رشتہ بہت ہی غنیمت ہے کیوں کہ ہمارے لیے حیاتین "ا" کی فراہمی کے ذرائع بھی بہت محدود ہیں۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ہماری تن درستی کا راستہ آفتاب کی شعاعوں سے روشن ہے۔ اگر آپ جدید تمدن کی چھتری کے نیچے رہنا ہی چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ حیاتین "د" اپنی صحت کے قیام کے لیے کسی دوسرے ذریعہ سے حاصل کر لیا کریں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ بالغوں کو حیاتین "د" کی ضرورت نہیں ہے وہ یقینی غلطی کرتے ہیں۔ قدرت نے صرف بچوں کے لیے کسی حیاتین کو مخصوص نہیں کیا ہے۔ تمام حیاتین انسان کی ہر عمر میں ضروری ہیں۔ سائنس کے بہتر فرقوں کو آپ بحث کرنے دیجیے۔ آپ ان باتوں میں نہ پڑیے، بلکہ آپ اپنی صحت کو برقرار رکھنے اور اپنی عمر کو بڑھانے کے لیے تن درستی کے "شمسی راستہ" پر چلتے رہیے۔ کیوں کہ آفتاب ہی اس دنیا میں ہمارے لیے روشنی، حرارت اور حیات کا اصلی ذریعہ ہے۔ اس بڑے قدرتی مرکز سے حیاتین "د" کی ہمیشہ بارش ہوتی رہتی ہے۔

افسانہ

حیاتِ ثانی

از جناب ایم۔ اسلم صاحب ۔ لاہور

اسے تو فضلِ باری ہی سمجھیے کہ مجھ سا آدمی جس کا نہ کوئی وسیلہ تھا نہ کچھ ایسی زیادہ تعلیم تھی، نہر کے محکمہ میں ضلع دار ہو گیا تنخواہ تو پچاس ہی رُپے تھے ۔ لیکن چالیس پینتالیس الاؤنس کے بھی مل جاتے ۔ خدا کی قسم! جس روز پہلی بار مجھے تنخواہ ملی میں خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا ۔ کبھی وہ دن تھے کہ میٹرک کے امتحان میں داخلہ کے رُپوں کے لیے میں کئی روز تک پریشان رہا ۔ اپنا تو کوئی تھا نہیں جو دست گیری کرتا ۔ بہرکیف خدا نے ہی کہیں سے انتظام کرا دیا ۔ جیب خرچ کی بھی ہمیشہ تنگی ہی رہی ۔ لیکن آج جب پہلی تنخواہ کے یہ رُپے میری جیب میں آئے تو مجھے اپنی دنیا بالکل بدلی ہوئی نظر آنے لگی ۔ دس کم سو رُپے، میرے لیے ایک ایسی نعمت تھے جن کے لیے میں خدا کا جتنا بھی شکر گزار ہوتا کم تھا ۔ پھر اس کے ساتھ ہر مہینے اتنے ہی یا اس کے لگ بھگ رُپے ملنے کی امید ۔ امید واثق کہیے! ایک بہت خوش کن خیال تھا ۔ اب اچھا لباس، اچھا کھانا، عزت، مزید ترقی، آسودگی اور بے فکری کے سہانے خواب مجھے نظر آیا کرتے تھے ۔

کبھی کام کاج سے فارغ ہو کر میں نہر کے کنارے آ بیٹھتا تو تصوّر میں مجھے ایک ایسے گھر کا نقشہ نظر آنے لگتا جہاں ایک خوبصورت جوان بیوی ہوتی جس کا لباس بھی خوب صورت ہوتا ۔ ماتھے پر جھومر ہوتا، کانوں میں چمکتے ہوئے آویزے ہوتے اور کلائی میں سونے کی ایک بیضوی شکل کی رسٹ واچ ہوتی ۔ اور ہم دونوں پیار و محبت کی پینگیں بڑھاتے ہوئے اس خدا کے بھی شکر گزار ہوتے جس نے ہمیں یہ آسودگی اور آرام کے دن دکھلائے تھے ۔ میں اپنے خیال میں کچھ اس قدر کھویا ہوتا کہ بسا اوقات مجھے اتنا بھی معلوم نہ ہوتا کہ میرے پاس سے کون گزر رہا ہے ۔

میرے اس خوش گوار تخیل کو اگر کوئی چیز درہم برہم کرتی تو وہ پانچ سو رُپے کا قرض تھا جو میں نے ایک شریف آدمی کے واسطے سے ایک زمیندارہ بنک سے لیا تھا ۔ اس رُپے سے میں نے ایک گھوڑا اور کاٹھی وغیرہ خریدی ۔ کچھ گھر کے لیے برتن اور دوسرا سامان لیا اور کچھ کپڑے وغیرہ بنوائے ۔ بنک والوں سے پچاس رُپے ماہوار کی قسط مع سود طے ہوتی تھی ۔ جس روز مجھے تنخواہ اور الاؤنس ملا اسی روز میں نے پچاس رُپے بنک کے نام منی آرڈر کر کے بھیج دیے ۔

عام طور پر نہر کے ضلع دار کسی گاؤں میں بود و باش رکھتے ہیں، ایک تو رہنے کو مکان مفت مل جاتا ہے، دوسرے اپنی جیب سے کھانے پینے پر کچھ اتنا زیادہ خرچ بھی نہیں کرنا پڑتا ۔ گھوڑے کے لیے سبز چارہ اور دانہ وغیرہ تو دیہات والے محض مہمان داری کے طور پر ہی ہمیشہ پہنچاتے رہتے ہیں ۔ اور ضلع دار کے لیے ماتحت مرغی، انڈا اور گھی کا انتظام کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں ۔ لیکن میں نے جس ماحول میں پرورش پائی تھی یہ اُسی کا اثر تھا کہ ان ہنگاموں سے ہمیشہ دور دور ہی رہا کرتا ۔ نہر کے کنارے ایک بنگلہ تھا جو نہر والوں کا بنگلہ کہلاتا تھا ۔ یہ بنگلہ ریلوے اسٹیشن سے بارہ چودہ میل کے فاصلہ پر تھا ۔ یہاں ایک سب اُوَرسیئر، ایک مالی اور پانچ سات اور آدمی رہتے تھے ۔ اسی بنگلہ میں میں نے اپنی رہائش کا انتظام کر لیا تھا ۔ میرے پاس ایک کمرہ تھا ۔ کمرے کے آگے ایک برآمدہ ایک طرف نوکر گھر تھے ۔ ان نوکر گھروں میں سے دو میرے پاس تھے ۔ ایک اِصطبل کا کام دیتا ۔ دوسرا میرا باورچی خانہ تھا ۔ ایک کوٹھڑی میں میرا چپراسی رہتا تھا ۔ میرا منشی گاؤں میں رہتا تھا ۔

پہلے روز جب میں اس جگہ آیا تو اُوَرسیئر جسے عام طور پر "بابو جی" کہا جاتا تھا، مجھ سے ملنے آیا ۔ اُوَرسیئر ہندو تھا ۔ اس کی بیوی بھی تھی اور ایک بچہ بھی ۔ خزاں کا موسم تھا ۔ سائے ڈھل چکے تھے ۔ چاروں طرف ایک اداسی پھیل رہی تھی ۔ سُورج کی

ہلکی ہلکی ارغوانی شعاعیں آس پاس کے درختوں پر جو پتوں کے بار سے سبک دوش ہو رہے تھے ملمع کاریاں کر رہی تھیں۔ میں برآمدہ میں بیٹھا تھا۔ بابوجی بھی مجھ سے ہاتھ ملانے کے بعد ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ میرا نوکر اور چپراسی کمرے میں میرا مختصر سا اسباب لگا رہے تھے۔ میں نے نوکر سے جو میرا باورچی بھی تھا کہا: "شیرو! یہ کام بعد میں کر لینا پہلے کچھ کھانے کا انتظام کرو۔"

"بس جناب" شیرو نے اندر سے جواب دیا۔ "دو منٹ میں فارغ ہوتا ہوں۔"

اتنے میں بابوجی کا نوکر چائے لے کر آ گیا۔ چائے تھی اور اس کے ساتھ کچھ دیسی مٹھائی تھی۔

"یہ تکلیف آپ نے کیوں کی!" میں نے مسکرا کر کہا۔

بابوجی ہنس کر بولے "شیخ صاحب! تکلیف کیسی! تین دن تک آپ ہم غریبوں کے مہمان ہوں گے۔"

"نوازش ہے آپ کی!" میں نے کہا۔ "میں پہلے ہی آپ کی ملنے والوں سے تعریف سن چکا ہوں۔ اور اسے خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ ملازمت کے ان ابتدائی ایام میں مجھے آپ سا خلیق اور ہمدرد پڑوسی مل گیا ہے۔"

بابوجی یہ سن کر کچھ مسکرائے پھر کہنے لگے: "میرے متعلق آپ جو کچھ فرما رہے ہیں محض ذرہ نوازی ہے لیکن ہم تین دن تک آپ کو علیحدہ کھانا نہیں پکانے دیں گے۔" پھر میرے نوکر سے "بھئی تم اپنا کام کرو۔ کھانا گھر سے آ جائے گا۔ آج ساگ پات ہی کھا لینا۔"

شیرو جو کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے کہا "تم صبح پکا لینا! اس وقت بابوجی کا حکم مان لیتے ہیں۔"

ہم چائے پی رہے تھے کہ ایک نوجوان عورت ایک بچہ گود میں لیے آ گئی۔ یہ بابوجی کی بیوی اور ان کا بچہ تھا۔ بابوجی نے ہمارا تعارف کرا دیا۔ اس کا نام پرتیما دیوی تھا۔ پرتیما دیوی بھی ہمارے پاس ہی ایک کرسی پر بیٹھ گئی بابوجی بیوی کی طرف دیکھ کر کہنے لگے:۔

"شیخ جی! پرتیما دیوی ایف۔اے پاس ہے۔ ٹائی فائڈ ہو جانے کی وجہ سے بی۔اے نہ کر سکی۔"

میں نے ہنس کر کہا: "بہن پرتیما اگر بی۔اے نہیں تو بھی آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ کو تعلیم یافتہ بیوی ملی۔"

پرتیما نے پوچھا "بھائی جی! آپ بی بی جی کو ساتھ نہیں لائے! وہ بھی آ جاتیں تو اس جنگل میں وقت تو کچھ اچھا گزر جاتا۔"

میں نے ہنس کر کہا "بہن پرتیما! میں ابھی اس جھنجال میں نہیں پڑا! بی بی جی کہاں سے آ جاتیں!"

"او ہو!" بابوجی بولے "تو آپ نے ابھی تک شادی نہیں کی!"

اور پرتیما نے ہنس کر کہا "شاید اپنی پسند کی بھابی جی کو ابھی کوئی ملی نہیں!"

بابوجی بولے "پرتیما! میں نے تو شیخ صاحب سے کہا ہے کہ کم از کم تین روز آپ ہمارے ہاں سے کھانا کھائیں لیکن یہ کچھ مانے نہیں!"

"کیوں؟" پرتیما نے تعجب سے پوچھا۔ پھر کچھ مسکرا کر کہنے لگی "شاید بھائی جی کو ہمارے ہاں کھانا پسند نہ ہو۔ یا شاید دال بھاجی پسند نہ کرتے ہوں گے!"

"یہ آپ نے کیسے جان لیا" میں نے پوچھا۔

"بعض لوگ ہم ہندوؤں کے ہاتھ کی چیز پسند نہیں بھی کرتے" پرتیما نے جواب دیا اور میں نے کہا

"لیکن میں تو آپ کے ہاں سے آئی ہوئی چائے پی رہا ہوں اور مٹھائی بھی کھا رہا ہوں۔"

پرتیما باتوں باتوں میں ایک دو جملے انگریزی کے بھی بول جاتی تھی۔ اس کے اصرار پر مجھے ان کی بات ماننی ہی پڑی۔

میں جس علاقہ میں تعینات ہوا تھا گو یہ نہری علاقہ تھا تاہم اس میں ریت کے میدان بھی تھے۔ اور ریت کے ٹیلے بھی اور گرمیوں میں تو یہ علاقہ دوزخ کا نمونہ بن جاتا تھا۔ لیکن مجھے ابھی یہاں کی گرمی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ مجھے یہاں آئے دو مہینے سے کچھ اوپر ہو چکے تھے۔ بابوجی اور اُن کی بیوی پرتیما بے حد خلیق اور بڑے ہمدرد ثابت ہوئے۔ ایک روز ہیڈ آفس سے

میرے نام تار آیا۔ مہتمم یعنی ایگزیکٹو انجینئر صاحب میرے علاقے میں دَورے پر آرہے تھے اور مجھے کیمپ کے انتظام کا حکم دیا گیا تھا۔ مہتمم صاحب بھی میری طرح "دیسی" ہی تھے۔ میں نے انھیں صرف ایک بار ہیڈ آفس میں دیکھا تھا۔ رنگ تو میرے گھوڑے کی طرح بالکل مشکی تھا۔ لیکن آنکھیں کسی حبشی کی طرح سُرخ تھیں۔ ہونٹ بھی کچھ معمول سے زیادہ موٹے تھے۔ پست قد تھے۔ اور پشاوری سادی لنگی باندھتے تھے اور عرفِ عام میں "صاحب بہادر" کہلاتے تھے۔ ان کی تشریف آوری کے روز بابو جی اور میں دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر نہر کے پل پر جو بنگلہ سے کوئی ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھا جا کھڑے ہوئے۔ شام ہونے سے تھوڑی دیر پہلے "صاحب بہادر" گھوڑے پر سوار تشریف لاتے ہوئے نظر آئے۔ جلو میں دو چار پٹواری اور علاقے کے دو ایک زمیندار بھی تھے۔ جب وہ پاس پہنچے تو میں نے انگریزی میں "گڈ ایوننگ سر" کہا۔ لیکن بابو جی نے گھوڑے سے اتر کر اور جھک کر سلام کیا۔ صاحب بہادر کو میری طرف تو دیکھنا بھی گوارا نہ ہوا لیکن بابو جی کے سلام کے جواب میں آپ نے صرف انگلی اٹھا دی۔ جب ہم بنگلے کو چلے تو دائیں طرف میں تھا اور بائیں جانب بابو جی تھے اور بیچ میں مہتمم صاحب تھے۔ صاحب بہادر کچھ دور تک صرف بابو جی ہی سے باتیں کرتے چلے گئے۔ بابو جی انھیں "حضور" کہہ کر مخاطب کرتے اور یہ دیسی صاحب صرف "تم"! بنگلے تک پہنچتے پہنچتے آپ نے علاقہ کے متعلق مجھ سے بھی دو چار سوال کیے۔ میں نے ہر بات کا جواب انگریزی میں دیا۔

صاحب بہادر جس انداز سے ہم کلام ہوتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مجھ سے کچھ ناراض ہیں۔ بنگلے کے برآمدے میں آپ کے عملے کے لوگ اور کچھ زمیندار قطار باندھ کر کھڑے تھے۔ جب صاحب بہادر برآمدے کے پاس پہنچ کر گھوڑے سے اترے تو ہم دونوں بھی اپنے گھوڑوں سے اترے۔ میں تو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا رہا لیکن بابو جی نے لپک کر صاحب بہادر کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ یہ بات مجھے کچھ ناگوار سی گزری۔ مہتمم صاحب نے زمینداروں کے سلام کا جواب بھی بڑی رعونت سے دیا اور سانڈے کی طرح اکڑتے ہوئے کمرے میں چلے۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد حسبِ دستور بابو جی اور پرتیما دونوں میرے پاس آ بیٹھے۔ ہم عموماً تاش کھیلا کرتے تھے۔ بابو جی کے پاس ریڈیو تھا وہ کبھی کبھی اسے بھی ساتھ اٹھوا لایا کرتے تھے۔ لیکن آج تاش کھیلنے کے بجائے "صاحب بہادر" ہی کے ذکر اذکار ہونے لگے۔

میں نے کہا "بابو جی! یہ آپ نے گھوڑے پر سے اتر کر سلام کیوں کیا؟"

بابو جی مسکرا کر بولے "شیخ جی! اُوکر جو ٹھیرے۔ اس شخص کی طبیعت میں پرلے درجے کی رعونت ہے۔ کسی سے ہنس کر بات کرنا تو اس کے دھرم میں پاپ ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ وہ آپ سے ناراضی کے لہجے میں بات کرتے تھے"۔

"معلوم تو کچھ ایسا ہی ہوتا تھا" میں نے کہا "کچھ وجہ بھی تو ہونی چاہیے!"

"وجہ وہی 'صاحبیت'!" بابو جی نے مسکرا کر کہا۔

پرتیما دیوی بولی "انگریزوں کا تو نام ہی بدنام ہے یہ آدمی کچھ ہی بدطینت۔ مجھے تو کسی اچھے گھر کا معلوم نہیں ہوتا"۔

اور میں نے ہنس کر کہا "تو خیر یہاں بھی ازل سے بگڑے دل مشہور ہیں"

"نہیں شیخ جی" بابو جی بولے "دریا میں رہ کر مگر مچھ سے بیر اچھا نہیں۔ افسر سے ہر وقت ڈرنا ہی چاہیے"۔

میں نے کہا "بابو جی! خوشامد تو پھر مجھ سے بھی نہ ہو سکے گی"۔

پرتیما بولی "بھائی جی! خوشامدی جس طرح دوسروں کی نگاہ میں ذلیل ہوتا ہے اسی طرح اپنی نگاہ میں بھی ذلیل ہو جاتا ہے۔ خوشامد کے قابل اگر کوئی ہے تو صرف بھگوان ہے۔ انسان کی خوشامد کیا کرنی جو خود انسان کا محتاج ہے"۔

بابو جی ہنس کر بولے "بس ٹھیک ہے۔ ایک تو شیخ جی نے خود ہی اپنے بگڑے دل ہونے کا اقرار کر لیا۔ دوسرے تم اور بھی انھیں ابھار رہی ہو۔ شریمتی جی، چاکری نام ہی تو ذلت ہی کا ہے"۔

پرتیما بولی "بگڑے دل کہنے سے غالباً بھائی جی کا مطلب خودداری ہے۔ سیلف ریسپکٹ! اور یہی انسان کا سب سے بڑا وصف ہے"۔

کوئی دس بجے تک کچھ اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔

اگلے دن کوئی دس بجے کے قریب مجھے "صاحب بہادر" کے حضور میں حاضر ہونے کا حکم ملا۔ میں خاکی برجس اور سیاہ رنگ کے فل بوٹ پہنے ہوئے تھے۔ سر پر ترکی ٹوپی تھی۔ جب میں کمرے سے نکلا تو بابو جی اپنے کوارٹر کی طرف سے آتے ہوئے نظر آئے۔

"ٹھیر جائیے شیخ صاحب!" انھوں نے آواز دی۔ پھر پاس آکر بولے،

"آپ نے فل بوٹ پہن رکھے ہیں۔ پہنے اتارنے میں تکلیف ہوگی۔"

"اتارنے کی ضرورت کیوں پڑے گی؟" میں نے پوچھا۔

"تو کیا آپ یوں ہی بوٹ پہنے اندر جائیں گے؟" بابو جی نے تعجب سے پوچھا

"تو کچھ حرج ہی کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"آپ بھی غضب کرتے ہیں بندہ پرور!" بابو جی مسکرا کر بولے "سانڈ کو سرخ کپڑا نہیں دکھایا کرتے! بوٹ اتار کر اندر جائیے!"

"توبہ کیجیے!" میں نے مسکرا کر کہا "مسجد یا مندر میں نہیں جا رہا!"

بابو جی میری طرف دیکھ کر مسکرا دیے اور میں صاحب بہادر کے کمرے کی طرف ہو لیا۔ میں برآمدے میں جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چپراسی نے اندر اطلاع کی۔ مجھے اندر بلایا گیا۔ میں نے اندر جاتے ہی "گڈ مارننگ سر" داغ دیا۔ لیکن جواب ندارد۔ صاحب بہادر دھوتی باندھے اور ایک میلا سا کوٹ پہنے کرسی پر بیٹھے تھے اور میز پر کچھ کاغذات رکھے تھے انھیں دیکھ رہے تھے۔ چھوٹتے ہی بولے،

"کل تم نے گھوڑے پر سے اتر کر سلام کیوں نہیں کیا؟"

میز پر نہر کے قانون کی ایک کتاب رکھی تھی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر وہ کتاب اٹھائی اور ادھر ادھر سے ورق الٹنے لگا۔ آپ نے ذرا تیز لہجے سے پوچھا،

"کیا کرتے ہو؟"

میں نے انگریزی میں جواب دیا کہ میں دیکھتا ہوں ایک ضلع دار کے فرائض میں کیا یہ بھی شامل ہے کہ وہ گھوڑے پر سے اتر کر سلام کیا کرے۔ آپ نے جھپٹ کر میرے ہاتھ سے کتاب چھین کر میز پر پھینک دی اور غصے سے کہا،

"انگریزی تمھاری مادری زبان نہیں۔ تم ہندستانی میں بات کرو۔"

میں نے جواب دیا "آپ بھی انگریزی جانتے ہیں اور میں بھی۔ انگریزی میں بات کرنا یا بات کا جواب دینا نہ تو خلافِ تہذیب ہے اور نہ خلافِ آئین۔"

آپ تاؤ میں آکر بولے "تم بہت گستاخ ہو۔ ہم کو حضور کہو"

میں نے سر ہلا کر مسکراتے ہوئے کہا "سمجھ گیا! آپ اسی لیے یہ چاہتے ہیں کہ میں ہندستانی میں بات کروں۔ لیکن ایک بات آپ آج سن لیجیے! بے شک آپ میرے افسر ہیں۔ لیکن میں بھی ایک خوددار آدمی ہوں۔ میں بھی 'تم' سننے کا عادی نہیں۔ میں ایک شریف آدمی ہوں اور آپ کو مجھ سے شریفانہ طور پر گفتگو کرنی ہوگی۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ آپ مجھ سے انگریزی میں بات چیت کیا کریں۔"

لیکن اس کے بعد جو باتیں ہوئیں وہ جو کچھ کہتے ہندستانی میں کہتے اور "تم" کہہ کر خطاب کرتے۔ اور میں انگریزی میں جواب دیتا۔ نہ وہ اپنی ڈگر سے باز آئے اور نہ خودداری کا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹا۔ اور اسی ایک چیز نے مجھے ہمیشہ آبرو سے رکھا۔

یہ کالے صاحب بہادر دو روز بعد تشریف لے گئے۔ گو ان کا مجھ سے سلوک یا برتاؤ بہت دل آزار رہا۔ لیکن میرے ماتحت جو عملہ تھا اسے کان ہو گئے کہ ضلع دار کسی سے دبنے والا نہیں۔ تو خیر، اس قصے کو تو چھوڑیے۔ ایک روز بابو جی،

پرتیما اور میں تینوں نہر کے کنارے بیٹھے تھے۔ مطلع ابر آلود ہو رہا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ شام کا وقت تھا۔ پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ نہ معلوم کہاں کہاں سے آتے تھے۔ نہر کے دونوں جانب جو درخت تھے ان پر بسیرا کر رہے تھے۔ کوؤں کی کائیں کائیں اور طوطوں کی ٹیں ٹیں سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی۔ جیسے جیسے بجلی چمکتی اور بادل کی گرج سنائی دیتی قدرت کے یہ جیتے جاگتے چھوٹے چھوٹے خوب صورت کھلونے سہم سہم کر پتوں میں چھپ چھپ کر بیٹھتے جاتے۔ پرتیما جس کی گود میں بچہ کھیل رہا تھا کہنے لگی،

"قدرت کے کیا کھیل ہیں۔ ان بے زبانوں کو پیٹ ہی کی فکر لگی رہتی ہے اور پیٹ ہی کی خاطر بے چارے صیاد کے پھندے میں پھنستے ہیں۔"

بابوجی نے ہنس کر کہا" پیٹ بھرا ہی ہو تو کوئی اور بات بھی سوجھتی ہے۔"

" تو یہ ہے" پرتیما نے ہنس کر کہا" کھانے کے سوا آپ کو کسی اور چیز کا فکر بھی ہوتا ہے۔ آپ کی خوشی تو یہ ہے کہ دن بھر چولھا گرم رہے"

" سنئیے ہیں شیخ صاحب آپ!" بابوجی نے مجھ سے کہا" شریمتی کو یہ کون بتائے کہ پیٹ ہی کی خاطر انسان محنت کرتا ہے پیٹ ہی کے لیے شادی کرتا ہے۔ گھر بناتا ہے اور ایک جورو کا جوا کسے پر ڈالتا ہے۔"

" پیٹ کے لیے شادی!" پرتیما نے مسکرا کر پوچھا" آپ کا یہ فلسفہ تو میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

بابوجی نے ہنس کر کہا" شادی بھی تو انسان اسی لیے کرتا ہے کہ جورو آئے گی تو پکی پکائی تو ملے گی۔ کیوں شیخ صاحب! کچھ غلط کہا میں نے؟"

" بالکل درست!" میں نے مسکرا کر کہا۔

" بھائی جی یہ کیسے؟" پرتیما نے پوچھا" انسان کو دنیا میں اس لیے نہیں بھیجا گیا کہ وہ دن بھر چوپاؤں کی طرح پیٹ ہی بھرتا رہے، بلکہ انسان کو تو بھگوان نے اس لیے بنایا ہے کہ دنیا میں پریم پھیلے۔ ایک کو دوسرے کا درد ہو۔ آپ ذرا ان پرندوں کی طرف دیکھیے۔ سینکڑوں ہی قسم کے ہوں گے۔ لیکن سب مل جل کر رہتے ہیں۔ یہ جو بنگلے میں پیپل کا ایک بڑا درخت ہے اس پر بھگوان جھوٹ نہ بلوائے تو کوئی ساٹھ ستر گھونسلے بنے ہوتے ہیں۔ کوّے بھی ہیں، طوطے بھی ہیں، کٹاریں بھی ہیں، فاختہ بھی رہتی ہے۔ شام ہوتے دس بیس بگلے بھی کہیں سے آ بیٹھتے ہیں۔ لیکن کبھی آپ نے ان میں دنگا فساد ہوتے بھی دیکھا۔ کبھی ان میں قومیت کا سوال بھی پیدا ہوا۔ یہ بھی تو اُسی بھگوان کی مخلوق ہیں جس بھگوان نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ جس طرح ہم اپنے اپنے طریق پر بھگوان کی پوجا کرتے ہیں یہ بھی تو ضرور کرتے ہوں گے۔ لیکن کبھی آپ نے محض بھگوان کے نام پر ان میں لٹھ چلتے دیکھا۔ اب ذرا اپنے ملک پر ایک نظر ڈال لیجیے۔ سب جانتے ہیں کہ ہم ہندستان کے رہنے والے ہیں۔ ہندستان میں پیدا ہوئے۔ یہیں مریں گے۔ اور اسی کی خاک میں ہماری مٹی ملے گی۔ لیکن جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک دنیا جانتی ہے۔"

اچانک بادل کی گرج اس زور سے سنائی دی کہ بچہ خوف زدہ ہو کر ماں سے چمٹ گیا۔ ساتھ ہی بوندیں بھی پڑنے لگیں جب پانی کے قطرے ندی کے سینۂ آب پر گرتے تو چھوٹے چھوٹے گرداب پیدا ہو جاتے۔ معلوم ہوتا تھا کہ قدرت ندی کو گرداب کی بالیاں پہنا رہی ہے۔ پرتیما نے جو بحث چھیڑی تھی وہ تھی تو بہت پُرلطف لیکن معلوم ہوتا تھا کہ عناصرِ قدرت کو یہی منظور ہے کہ ہندستان کی مختلف اقوام میں ابھی لپاڈگی ہی ہوتی رہے۔ اچھا ہی شاید اسی لیے ہماری یہ پُرلطف صحبت درہم برہم بھی ہو گئی۔

گرمیوں کا موسم تھا اور گرمی بھی وہ کہ چیل انڈا چھوڑے۔ زمین تپ کر تانبے کی طرح ہو گئی۔ لُو اتنی تیز جیسے جہنم کا دروازہ کھول دیا گیا ہو۔ اِدھر سورج نکلا اُدھر دھوپ نے شدت پکڑی۔ بنگلے کے مغرب میں ریتیلے میدان تھے۔ سورج کے غروب ہوتے ہی ریت ٹھنڈی ہو جاتی۔ دن کے وقت اگر کہیں آرام ملتا تھا تو وہ صرف بنگلہ تھا۔ درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں اور کوئیں کا سرد پانی ہم وطن سے دُور پڑے ہوؤں کے لیے ایک نعمت تھے۔ گرمیوں کے ایام میں کوئیں کا پانی اتنا سرد ہو جاتا جیسے کسی نے برف ملا دی ہو۔

مہتمم سے چوں کہ میری روزِ ازل ہی سے بگڑ گئی تھی اس لیے مجھے کام کچھ زیادہ تن دہی سے کرنا پڑتا۔ اور یہ کالا صاحب

جیسے رنگت کا کالا تھا ویسے ہی دل کا بھی کالا ہی نکلا۔ مجھے دق کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتا۔ اور اسے تو میری خوش قسمتی سمجھیے کہ نہر کا سپرنٹنڈنٹ انگریز تھا۔ انگریز چوں کہ خود دار ہوتا ہے۔ اس لیے خود دار کی عزت بھی کرتا ہے۔ میرے علاقے میں امپیریل بھٹیرا اور تلور کا شکار بکثرت ملتا تھا اور سپرنٹنڈنٹ کو ان دونوں جانوروں کے شکار کا بہت شوقین تھا۔ بندوق میرے پاس بھی تھی اور شکار کا میں بھی دیوانہ! جب شکار کو جاتے تو افسری اور ماتحتی کا امتیاز اٹھ جاتا۔ سپرنٹنڈنٹ مجھ سے بہت خوش تھا اس لیے میں کالے کے ڈنک سے ہمیشہ محفوظ رہتا۔

جون کا مہینہ تھا۔ میں عموماً صبح چھ بجے سے دس بجے تک کھیتوں وغیرہ کا معائنہ کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد گھر سے باہر نہ نکلتا۔ لیکن ایک روز صبح کا نکلا ہوا کوئی دو بجے کے قریب واپس آیا۔ گھوڑے سے اترتے ہی کچھ ایسا محسوس ہوا گویا بدن میں لرزہ سا پیدا ہو رہا ہے۔ میں نے نوکر سے کہا کہ غسل کے لیے کوئیں سے پانی نکال کر لائے۔ نوکر پانی لینے گیا اور میں نے جلدی جلدی کپڑے اتارے۔ ساتھ ہی ایک چکر سا آیا اور میں جلدی سے پلنگ پر لیٹ گیا۔ نوکر نے ٹھنڈے پانی کا گلاس پینے کو دیا۔ لیکن پانی پیتے کے ساتھ ہی قے ہو گئی اور کمرے کی ہر چیز گھومتی نظر آنے لگی۔ بدن میں کچھ حرارت سی معلوم ہونے لگی۔ اور کوئی آدھ گھنٹے کے اندر اندر حرارت اتنی بڑھ گئی کہ بے ہوش ہو گیا۔

ایک دن اور رات کیسے گزرے مجھے کچھ معلوم نہیں۔ جب ہوش آیا تو پرتیما دیوی پلنگ کے پاس ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔ مجھے ہوش میں دیکھ کر بولی" بھائی جی، ہوش میں آ گئے۔ بھگوان نے بڑی دیا کی"۔

میں نے ہاتھ کے اشارے سے پینے کو کچھ مانگا تو پرتیما نے ایک گلاس میں سے ایک سرخ رنگ کی دوا چمچی میں ڈال کر میرے منہ میں ڈال دی۔ پہلے ایک پھر دو چمچیں! دوا میٹھی بھی تھی اور خوش ذائقہ بھی۔ اس کے بعد مجھے پھر نیند سی آ گئی۔ کب تک سویا اللہ ہی کو معلوم ہوگا۔ لیکن جب آنکھ کھلی تو پرتیما دیوی کو موجود پایا۔ تین دن گزرنے کے بعد میں اٹھ کر بیٹھنے کے قابل ہو گیا۔ نوکر نے مجھے بتایا کہ ایک دن رات جو میں بے ہوش پڑا رہا پرتیما دیوی پل بھر کے لیے بھی میری پٹی سے الگ نہیں ہوئی اور بابوجی نے بھی دوڑ دھوپ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ نوکر مجھ سے یہ ذکر کر ہی رہا تھا کہ بابوجی اور پرتیما دونوں آ گئے۔ بابوجی ہنس کر بولے،

"واہ شیخ صاحب! آپ نے تو ایک دن رات اتنا پریشان رکھا کہ بس بھگوان ہی کو معلوم ہے"۔

پرتیما بولی" بھائی جی! اللہ نے آپ کو دوسری زندگی دی ہے، ڈاکٹر تو آپکی طرف سے مایوس ہو چکا تھا"۔

میں نے کہا" پرتیما دیوی آپ نے جو میرے لیے تکلیف اٹھائی ہے۔ مرتے دم تک آپ کا احسان نہ بھولوں گا شاید سگی بہن بھی اس طرح تیمارداری نہ کرتی"۔

"یہ کیا فرما رہے ہیں آپ!" پرتیما نے جواب دیا" میں نے جو کچھ کیا بہ حیثیت ایک انسان یہی میرا فرض تھا۔ خدا نے آپ کو صحت اور زندگی دی ہے اس کے لیے تو بھگوان کا شکر ادا کیجیے۔ رہا احسان مند ہونا تو اس کے لیے آپ ہمدرد دواخانہ دہلی کے احسان مند ہوں جس نے" شربت روح افزا" جیسی حیات بخش چیز ایجاد کی ہے، رام جانے! یہ سب اسی شربت کی کرامت ہے کہ آپ سن سٹروک کے حملہ سے بچ گئے۔ جب تک آپ بے ہوش رہے میں یہ شربت پانی میں ملا کر آپ کے حلق میں ٹپکاتی رہی۔ نہر کا ڈاکٹر بھی دو بار دیکھنے کو تو آیا۔ لیکن ایک سب اسسٹنٹ سرجن کر ہی کیا سکتا تھا۔ ہم جب سے پردیس میں رہنے لگے ہیں یہ شربت ہمیشہ پاس رکھتے ہیں اور آج اسی شربت نے آپ کو دوسری بار زندگی عطا کی ہے۔ اب بھگوان کے لیے کچھ روز آرام کیجیے!"

دیکھا آپ نے خدا نے اس عورت کو کتنا خوب صورت اور پریم سے لبریز دل عطا کیا تھا۔ ایسی عورتوں پر ہم جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔

معلومات

اعصاب حرکی اور رطوبت غددی

اُن ممالک میں جو آمریت (ڈکٹیٹری) کا شکار ہو گئے ہیں ریسرچ کرنے والے سائنس دانوں کو زیادہ تر وہی کام کرنے پڑتے ہیں جو ڈکٹیٹروں کے خیال کے مطابق مفید و کارآمد ہوں۔ اس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ ان ممالک کے تحقیقاتی دماغ جو زیادہ تر اپنی پسندیدہ روش پر کام کرنے کے عادی ہوتے ہیں اپنی تحقیقات کا شوق ہی کھو بیٹھیں گے۔ لیکن یہ غنیمت ہے کہ دوسرے ممالک میں ماہرین طب و ماہرین سائنس کو اپنے طور پر آزادانہ ریسرچ کرنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر سر ہنری ڈیل نے جو رائل سوسائٹی لندن کے پریسیڈنٹ اور "نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل ریسرچ" کے ڈائرکٹر ہیں، انسانی اعصاب کے عمل پر جدید ترین معلومات بہم پہنچانے کے سلسلہ میں پروفیسر لوئی کے ساتھ صیغۂ طب کا نوبل پرائز حاصل کیا ہے۔ کچھ روز ہوئے پروفیسر لوئی نے اس پر شہادتیں شائع کی تھیں کہ اعصاب جو اثر پیدا کرتے ہیں ان کا سبب بعض کیمیائی اجزا کا اخراج ہے۔ سر ہنری ڈیل کو فوراً اس بات کا شبہ ہوا کہ یہ اجزا "ایڈرنیلین" اور ایسٹیلوکولین (Acetylo Choline) ہیں دونوں سائنس دانوں کی تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی اور یہ معلوم ہو گیا کہ اعصاب حرکی کا طریق کار یہی ہے کہ وہ ان دونوں میں سے کوئی کیمیائی جزو خارج کرتے ہیں۔

طبی تحقیقات کا ادارہ

اوپر جس طبی تحقیقات کے ادارے یعنی "انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل ریسرچ" کا تذکرہ کیا گیا ہے اس میں ڈاکٹر ڈیل نے اس ریسرچ کو اور بھی آگے بڑھایا ہے اور یہ پتہ لگایا ہے کہ فوری صدمہ کے باعث انسانی جسم میں ایک دوسرا کیمیائی جزو عمل کرتا ہے جس کا نام "ہسٹامین" (Histamine) ہے۔ اس ادارے میں ہارمون، حیاتین، انفلوئنزا بخار کے جراثیم اور "بعض بنیادی اجزا" کے متعلق نئی نئی معلومات حاصل کی گئی ہیں اور اس میں "جنسی ہارمون" اور حیاتینوں کے معیاری نمونے بھی رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ معالجوں اور ریسرچ کرنے والوں کو ان چیزوں کی "صحیح خوراکوں" کا علم رہے اور پیچیدگیوں کا انسداد ہو۔

آپ کو مکھی کس طرح مارنی چاہیے؟

موسم گرما کے آتے ہی مکھیوں کی تعداد بڑھنے لگی ہے انسانی صحت کی ان سخت ترین دشمنوں کو مارنے کا خیال آپ کے دل میں پیدا ہوتا ہو گا اور کبھی مکھی مارنے کی ناکام کوشش آپ بھی کرتے ہوں گے۔ یعنی آپ نے ادھر مکھی پر اپنے خیال میں ایک سخت ترین حملہ کیا اور اُدھر مکھی غائب ہو گئی! اگر اتفاق سے یہ مکھی آپ کے گال پر ہوئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ مکھی تو سلامتی کے ساتھ صاف اڑ گئی اور آپ نے ایک طمانچہ "بطور نفع" حاصل کر لیا۔ اس لیے بہتر ہے کہ مکھی مارنے کا صحیح طریقہ آپ کو معلوم ہو جائے۔ مساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی کے پروفیسر ایچ۔ ای۔ ایڈگرٹن نے ایک حساس اور تیز رفتار فوٹو کیمرہ کے ذریعہ سے یہ پتہ لگایا ہے کہ مکھی جب کسی جگہ سے اُڑتی ہے تو ہوا میں بلند ہوتے ہی پہلے تقریباً ایک انچ پیچھے کی طرف جست کرتی ہے اور خط افقی کے ساتھ ساٹھ ڈگری کا زاویہ بناتی ہے۔ اس کے بعد اس کے پر حرکت میں آتے ہیں اور وہ آگے کی طرف حرکت کرتی ہے اور جب دوسری سطح پر اُترتی ہے تو اگلے پاؤں کے ذریعہ اپنی افتاد کے صدمہ کو جذب کرتی ہے الغرض مکھی کے پروں کی ساخت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ اپنے پچھلے پاؤں کے بل اُڑتی ہے اور اگلے پاؤں کے بل گرتی ہے، اس لیے آپ مکھی مارنے کی کوشش کے وقت اس بات کو یاد رکھیں کہ مکھی پہلے پیچھے کی طرف حرکت کرے گی اگر آپ کا نشانہ مکھی سے نصف انچ پیچھے کی طرف ہو گا تو آپ "مگس کشی" کے عمل میں کامیاب ہو جائیں گے۔

عمر ازدواج کو گھٹا کر آبادی بڑھانا

جاپان نے اپنی آبادی میں اضافہ کرنے کے لیے ایک نیا راستہ اختیار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ شادی کی عمر پچھلے دنوں قانونی طور پر تین سال گھٹا دی گئی ہے اس مقصد میں گویا اس نے اپنے "محوری" دوست جرمنی کی تقلید کی ہے۔ جاپان اس سے مطمئن نہیں ہے کہ عام حالات میں اس کی آبادی کے سالانہ اضافہ کی تعداد دس لاکھ ہے۔ اس نے عمر ازدواج کو گھٹا کر یہ توقع ظاہر کی ہے کہ ہر شادی سے کم از کم پانچ بچے جاپان کو حاصل

ہوں گے، اور اس طرح بحرالکاہل میں اس کے "حقوق" پر اعتراض کرنے والی کوئی طاقت باقی نہیں رہے گی۔ جاپان کا مذہب "شنٹو ازم" (Shintoism) بھی کثیرالاولاد خاندانوں کو پسند کرتا ہے۔ لیکن غالباً اس کا جواب چینی رہنما مارشل چیانگ کائی شیک کے پاس موجود ہے۔ اس لیے کہ چین بھی اضافۂ آبادی کی "کوششوں" میں کسی طرح پیچھے نہیں ہے۔ جاپان ابھی بہت دنوں تک چینیوں کی تعداد چالیس کروڑ تک نہیں پہنچ سکے گا۔

نورافشاں اور جراثیم کش رنگ

کچھ دنوں سے لندن کے "بلیک آؤٹ" کے وقت اشیا کو نمایاں کرنے کے لیے ایک ایسا رنگ استعمال کیا جا رہا ہے جو ہلکی روشنی بھی پیدا کرتا ہے اور جراثیم کو بھی ہلاک کرتا ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس رنگ کو کام میں لانے کے باعث مستقبل کے مکانات جراثیم سے پاک ہوں گے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس رنگ کو نورافشاں بنانے کے لیے اس میں مخصوص قسم کے ملیوں کے ذریعہ سے ماورائے بنفشی شعاعوں کی آمیزش کی جاتی ہے۔ اس اصول کو کہ اکثر چیزیں ماورائے بنفشی شعاعوں کے تحت میں آ کر روشنی دینے لگتی ہیں ایک سو سال پہلے ایک انگریز سائنس داں سر جان ہرشل نے دریافت کیا تھا۔ جنگ کے زمانے میں اس کا تجربہ وسیع پیمانے پر کیا گیا اور یہ معلوم ہو گیا کہ ان روشنی کی شعاعوں کا اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ ہوا میں موجود رہنے والے تمام جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ آئندہ تمام مکانات کے در و دیوار اسی مخصوص جراثیم کش رنگ سے رنگے ہوئے ہوں گے۔

سفید بالوں کے لیے حیاتین

امید کی جاتی ہے کہ زمانۂ مستقبل کے عاشق مزاج بوڑھوں کو اپنے سفید بالوں کی شرم رکھنے کے لیے خدا سے دعا نہیں کرنی پڑے گی۔ حضرت صغیر بلگرامی نے کسی موقع پر یہ شعر فرمایا تھا ؎

صغیر آئے ہیں بستی میں خوش جمالوں کی
خدا ہی شرم رکھے ان سفید بالوں کی

اور حضرت جوش ملیح آبادی اس شعر میں اپنے مستقبل کے لیے دعا فرماتے ہیں ؎

معشوق کہیں "آپ ہمارے ہیں بزرگ"
یا رب کبھی وہ دن نہ دکھانا مجھ کو

اب طب جدید نے معلوم کر لیا ہے کہ حیاتین "ب" کا مجموعہ سفید بالوں کو سیاہ کر دینے کا اثر رکھتا ہے۔ بہت سے چوہوں پر اور بال دار جلد رکھنے والے جانوروں پر جب مسلسل تجربات کیے گئے تو یہ معلوم ہو گیا کہ ان کی غذا میں حیاتین "ب" کی کمی کے باعث بال سفید ہو جاتے ہیں اور جب اس حیاتین کی مقدار بڑھا دی جاتی ہے تو پھر بال اپنے اصلی رنگ پر آ جاتے ہیں۔ اس عمل کے لیے جو کیمیائی جز ذمہ دار ہے اب اس کا پتہ لگا لیا گیا ہے اور سائنس دانوں نے اس کا نام "پیرا امینو بنزوئک ایسڈ" رکھ دیا ہے۔ یہ شے حیاتین "ب" کے مجموعہ میں پائی تو جاتی ہے مگر اس کی مقدار ناکافی ہوتی ہے مثلاً اگر سفید بال والے بوڑھے بڑی مقدار میں کلیجی یا خمیری چیزیں کھانے لگیں تو انھیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ ان کے بال جلد سیاہ ہو جائیں گے۔ لیکن تین سو انسانوں پر جب خالص "پیرا امینو بنزوئک ایسڈ" کا تجربہ کیا گیا تو تقریباً سب کے سب بال مائل بہ سیاہی ہو گئے۔ اب تک یہ ایسڈ (تیزاب) تجارتی حیثیت سے بازار میں نہیں آیا ہے اور جنگ کے باعث اس کی تیاری میں تاخیر ہو گی۔

کیمیائی خمیروں پر مخدرات کا اثر

الکحل اور دوسرے سیالوں کے عمل تخمیر میں کیمیائی خمیروں کے اثرات معلوم ہوئے ہیں۔ یہ خمیر غذا کو ہضم کرنے والی رطوبتوں میں بھی پایا جاتا ہے ان میں سے ایک کا نام "لوسی فریس" (Luciferace) ہے جو زندہ اجسام میں عمل کرتا ہوا بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ جگنو کی نورافشانی اور سطح سمندر کے گرد و دن "بیکٹیریا" کی چمک دمک کا ذمہ دار یہی مخصوص خمیر ہے۔ امریکا کے تین سائنس دانوں نے ان خمیروں پر تجربات کرنے کے دوران میں یہ معلوم کیا ہے کہ اگر ان میں الکحل کی کچھ مقدار ملا دی جاتی ہے تو ان کی نورافشانی کم ہو جاتی ہے اور اگر بڑی مقدار ملا دی جاتی ہے تو یہ روشنی قطعاً زائل ہو جاتی ہے۔ امریکا کے ماہرین طب اس سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اعصاب میں مخدرات کے بے حسی پیدا کرنے کا سبب جیسا کہ پہلے خیال کیا جاتا تھا یہ نہیں ہے کہ وہ چربی کو تحلیل کر دیتے ہیں بلکہ یہ کہ کیمیائی خمیروں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چند دوسری دواؤں کا اثر بھی بعض مخدر دواؤں سے اس معنی میں ملتا جلتا ہے کہ وہ خود جراثیم امراض ہی کو مفلوج کر دیتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم کی فطری دماغی طاقتیں واپس آ جاتی ہیں اور بیماری

پیدا کرنے والے جراثیم پر غالب آجاتی ہیں۔ بہر حال کیمیائی عمر کی پر مخدرات کے اثر نے طبی دنیا میں ایک نیا نظریہ پیدا کر دیا ہے۔

ریڈیو کے ذریعہ سے امراض کا علاج

ریڈیو محض ایک تفریح طبع کا ذریعہ نہیں بلکہ اس کے افادی پہلو کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ حال ہی میں موسیقی کے تاثرات کے متعلق جو تجربات دنیا کے بڑے بڑے اسپتالوں اور لیبارٹریوں میں کیے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ریڈیو کو امراض کے علاج کے لیے نہایت خوبی سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اعصابی امراض، درد کمر، گٹھیا، وجع المفاصل، عرق النسا وغیرہ۔ یہ سب امراض برقی لہروں کے اثر کو قبول کر کے نہایت جلد اچھے ہو جاتے ہیں۔

ایک روسی سائنس داں نے معلوم کیا ہے کہ موسیقی کے ذریعہ سے آنکھوں کی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے چناں چہ اس کو یقین ہے کہ اگر گھڑی کو بھی ایک آنکھوں والا مریض اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے اور اس کی ٹک ٹک کو باقاعدہ سنے تو اس کی بصارت میں تیزی پیدا ہونا یقینی ہے۔ اسی بنا پر اگر آلات نشر الصوت کی موسیقی کو سنا جائے تو آنکھوں کا نور ۵ فی صدی بڑھ جاتا ہے۔

کچھ دن ہوئے شکاگو کے ایک پاگل خانہ میں ایک عورت کے دماغ کا موسیقی کے ذریعہ سے علاج کیا گیا۔ اس عورت کی دماغی کیفیت اس حد تک بگڑ چکی تھی کہ وہ اپنے لخت جگر کو بھی دیکھنا پسند نہ کرتی تھی۔ آخر اسے چند اطالوی گیت ایک مشہور گائک کے ذریعہ سے سنائے گئے جس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور وہ عورت اپنے بچے کے لیے بے قرار ہو گئی۔ مرگی کے علاج کے لیے بھی موسیقی حد درجہ مفید ثابت ہوئی ہے۔ ایک مرگی زدہ عورت جب بھی دورہ کی آمد محسوس کرتی تھی چند گانے سن لیتی اور اس کا دورہ فی الفور رک جاتا۔

ریڈیو کے ذریعہ سے مزدوروں سے بھی زیادہ کام لیا جا سکتا ہے۔ مثلاً حال ہی میں لندن کے ایک کارخانے میں اس کا تجربہ کیا گیا۔ جب تک ریڈیو بجتا رہا مزدوروں کے کام کی مقدار گیارہ فی صدی بڑھ گئی۔

موسیقی کا اثر جانوروں پر بھی ہوتا ہے حال ہی میں اخباروں میں خبر شائع ہوئی تھی کہ امریکا کے ایک شخص نے اپنی گائے کو ریڈیو سنایا تو وہ دودھ زیادہ دینے لگی۔ اسی طرح مرغیوں پر تجربہ کیا گیا۔ موسیقی سن کر ان کی انڈا دینے کی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بات در اصل یہ ہے کہ اکثر امراض اعصاب کے سکڑنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ موسیقی سے ان میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے جس سے انسان صحت یاب ہو جاتا ہے اور زیادہ کام کرنے لگ جاتا ہے۔

ریڈیو کے ذریعہ سے امراض کی تشخیص بھی ہو سکتی ہے اس غرض کے لیے ایک چھوٹا سا سیاہ بکس ایجاد کیا گیا ہے جس کو "ابراہیم بکس" کہتے ہیں۔ اس بکس کو ایک طرف مریض کے جسم کے ساتھ اور دوسری طرف ریڈیو کے ساتھ ملحق کر دیا جاتا ہے۔ طرفۃ العین میں برقی تھرتھراہٹیں انسانی جسم میں پھیل جاتی ہیں اور اس بکس کے ذریعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مرض کون سا ہے۔ یہ آلہ تا حال مکمل نہیں ہوا لیکن پھر بھی یہ بہت حد تک کام دے جاتا ہے اور امریکا میں فروخت ہوتا ہے اس آلہ کے ذریعہ سے امراض کی تشخیص کیوں کر ہو جاتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ انسانی امراض کے بعض جراثیم میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے کہ وہ موسیقی کی لہروں کو آسانی سے جذب اور مرتکز کر لیتے ہیں۔ ہر قسم کے جراثیم کے لیے علیحدہ علیحدہ برقی لہروں کی لمبائی درکار ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ "ابراہیم بکس" کے توسط سے جراثیم کی نوعیت اور مرض کی کیفیت وغیرہ معلوم کی جا سکتی ہے جس کا علاج ہم موسیقی کی لہروں کے ذریعہ ہی کر سکتے ہیں۔

اگر یہ آلہ تشخیص الامراض مکمل ہو گیا تو ڈاکٹروں کے مشورہ کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ آپ کو صرف ریڈیو سٹ چلانا پڑے گا اور مرض کی کیفیت معلوم ہو جائے گی۔ پھر ان کا علاج بھی موسیقی کے ذریعہ سے ہو سکے گا۔

بھوپندر طبیہ کالج پٹیالہ کا سالانہ امتحان

کالج کا سالانہ امتحان ۲۲ رمئی سنہ ۴۳ سے شروع ہوگا پرائیویٹ طور پر امتحان میں شرکت کے خواہش مند ۱۰ رمئی سے پہلے پہلے اپنی درخواست و فیس بھیج دیں مفصل حالات کے لیے پراسپکٹس طلب کریں۔ نیا داخلہ یکم جون سنہ ۹۴۳ء سے شروع ہو جائے گا۔

پرنسپل

تمباکو اور اُس کے مُضر اثرات

(تقریر نشرگاہ لاسلکی حیدرآباد، دکن سے نشر کی جا چکی ہے)

تمباکو اصل میں امریکا کی پیداوار ہے۔ سب سے پہلے ہسپانوی باشندوں نے یورپ میں اس کو رواج دیا۔ انھوں نے تمباکو کو پہلے ٹبسکو میں پایا تھا جو میکسیکو کے ایک مقام کا نام ہے۔ اس کی وجہ سے اس کا نام ٹوبیکو رکھا گیا۔

تمباکو فارسی لفظ ہے، ہندستانی اور مرہٹی زبان میں بھی یہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی میں اس کو ٹوبیکو، جرمنی میں جنیئر ٹابک، عربی میں تنبک، فرانسیسی میں ٹابک، سنسکرت میں ٹماکوٹا، ترکی میں تتن، ہندی میں بجر بھنگ اور تیلومنی کہتے ہیں۔

تمباکو کا تعلق ایسے پودوں سے ہے جن میں عام طور پر زہریلے اثرات موجود ہوتے ہیں۔ گرم ممالک میں اس پودے کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے۔ ہندستان میں بنگال، بمبئی، مدراس، اڑاد نگور وغیرہ میں اس کی بڑے پیمانہ پر کاشت کی جاتی ہے۔ جس تمباکو کے پتے بڑے ہوں اور بو تیز ہو اور رنگ سرخی مائل زرد ہو وہ بہترین تصور کیا جاتا ہے۔ ہندستان میں گجراتی تمباکو بہت مشہور ہے۔ اس کے علاوہ بھوپال، حضبیہ، بنارس، بہار، گڑھ اور بنگال میں بھاگلپور کا تمباکو بھی اچھا سمجھا جاتا ہے۔

تمباکو اور امریکا کی دریافت ایک ساتھ ہوئی۔ سنہ ۱۴۹۲ء میں جب کولمبس نئی دنیا میں پہنچا تو اس نے اپنے چند ساتھیوں کو جزیرہ کیوبا کے اندرونی حالات دریافت کرنے روانہ کیا۔ انھوں نے واپس آکر بیان کیا کہ اس جزیرہ میں ایسے آدمی بستے ہیں جن کے پاس ایک خاص جڑی ہے جس کی بو عجیب و غریب ہوتی ہے۔ وہ لوگ اس کو کھا کر مست ہو جاتے ہیں اور اس کو جلا کر منھ میں لیتے اور منھ سے دھواں نکالتے ہیں۔ اس واقعہ کے تقریباً نصف صدی بعد فرانسسکو زنانڈز، جس کو شاہ ہسپانیہ نے میکسیکو کی پیداوار دریافت کرنے بھیجا تھا، جزیرہ کیوبا سے اس عجیب جڑی کو ہسپانیہ لایا۔ سنہ ۱۵۶۰ء میں فرانسیسی سفیر جین نکوٹ نے تمباکو کے پودے کو ہسپانیہ سے فرانس بھیجا۔ تمباکو کا اصطلاحی نام "نکوٹیانا ٹیبکم" اس فرانسیسی سفیر نکوٹ سے موسوم ہے۔

سنہ ۱۶۱۵ء میں سر طامس رو، جو انگلستان کے بادشاہ جیمس اول کا سفیر تھا، شہنشاہ جہانگیر کے زمانے میں ہندستان آیا تو اپنے ساتھ تمباکو بھی لایا۔ اس طرح ہندستانی تمباکو سے آشنا ہوئے۔

تمباکو کو تعیش کے طور پر سب سے پہلے انگلستان میں استعمال کیا گیا۔ شروع شروع میں تمباکو کے استعمال کی شدید مخالفتیں کی گئیں۔ انگلستان کی ملکہ الزبتھ نے تمباکو نوشی کو ممنوع قرار دیا۔ اس کے بعد جیمس اول نے تمباکو نوشی پر جرمانے کی سزا مقرر کی، اور اس کے جانشین شاہ چارلس نے اس حکم کو بحال رکھا۔ ان مخالفتوں کے باوجود تمباکو کا استعمال وبا کی طرح پورے یورپ میں پھیل گیا۔ رفتہ رفتہ سماج میں تمباکو نے وہ جگہ حاصل کر لی جو کسی اور شے کو نصیب نہیں۔ آج کل تقریباً ہر شخص کسی نہ کسی طریقہ سے تمباکو کا عادی ہے۔ جو لوگ سگریٹ نہیں پیتے وہ ناس لیتے ہیں اور جو ان دونوں عادتوں سے پاک ہیں وہ تمباکو کو زردے کی شکل میں استعمال کرتے ہیں۔ جو جاہل اور ان پڑھ لوگ تمباکو استعمال کرتے ہیں انھیں ایک حد تک معاف بھی کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ وہ اس کے مضر اثرات سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے لیکن حیرت تو تعلیم یافتہ طبقے پر ہوتی ہے جو اس کے مضر اثرات اور زہریلے خواص کا علم رکھنے کے باوجود روز و شب اس کو "امرت" کی طرح مختلف طریقوں سے استعمال کرتا ہے۔ ان دنوں مغربی ممالک میں سگریٹ نوشی نہ صرف ایک مرغوب مشغلہ ہے بلکہ وہ سوسائٹی کا جزو لاینفک بن گئی ہے اس کے اثر سے ہندستان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور آج یہاں کا بچہ بچہ سگریٹ کا شوقین نظر آتا ہے۔ یہ بُری عادت رفتہ رفتہ مردوں کے علاوہ عورتوں میں بھی سرایت کر گئی ہے جس سے نہ صرف خود انھیں نقصان ہوتا ہے بلکہ ان کی اولاد پر بھی اس کے

مضر اثرات پڑتے ہیں۔

انگلستان کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک دودھ پینے والا بچہ سخت علیل ہو گیا۔ خون کے امتحان سے اس میں نکوٹین کے زہریلے اثرات پائے گئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بچہ ماں کا دودھ پیتا ہے اور ماں سگریٹ کی عادی ہے۔ جب دودھ تبدیل کیا گیا تو بچہ صحت یاب ہو گیا۔

آج کل تمباکو تین شکلوں میں عام طور پر کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ (۱) تمباکو نوشی جیسے سگریٹ، چرٹ، بیڑی، پائپ حقہ وغیرہ۔ حقے کے ذریعہ سے تمباکو کا استعمال نسبتاً کم مضر ہے۔ کیوں کہ منہ میں آنے سے پہلے دھواں پانی میں سے ہو کر گزرتا ہے اور فاصلہ کی زیادتی کی وجہ سے تمباکو کے دھوئیں کا زہر اپنا پورا اثر نہیں دکھا سکتا۔ (۲) تمباکو خوری مثلاً زردہ اور اس کے مرکبات (۳) ناس۔ تمباکو کے استعمال کے ان ہی طریقوں کو ایک ظریف شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے ؎

تمباکو کو جو اچھا کہے اس کا ستیاناس — کوئی پیوے کوئی کھاوے کوئی لیوے ناس

تمباکو کا سب سے زیادہ استعمال تمباکو نوشی کی شکل میں ہوتا ہے۔ تمباکو نوشی بہت قدیم چیز ہے۔ کولمبس کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ کے قدیم باشندوں میں بھی تمباکو نوشی کا رواج پایا جاتا تھا۔ انگلستان میں سب سے پہلے سر والٹر ریلے نے تمباکو نوشی کی بنا ڈالی اور سنہ ۱۵۶۵ء میں اس کو سگریٹ کی شکل میں استعمال کرنا شروع کیا۔ مشہور ہے کہ جب ابتداء میں سر والٹر نے تمباکو نوشی شروع کی تو ایک دن تمباکو پیتے وقت ان کو پیاس محسوس ہوئی۔ انھوں نے اپنے ملازم سے شراب طلب کی۔ ملازم جب شراب لے کر آیا تو اس وقت سر والٹر تمباکو کا ایک لمبا کش کھینچ کر ناک اور منہ سے دھواں چھوڑ رہے تھے نوکر نے جو یہ کیفیت دیکھی تو سخت متحیر ہوا اور خیال کیا کہ مالک کے جسم میں آگ لگ گئی ہے۔ اس مفروضہ آگ بجھانے کی غرض سے شراب کی بوتل مالک کے سر پر الٹ دی!

دنیا کی بڑی بڑی ہستیاں تمباکو نوشی کی عادی تھیں۔ انگلستان کے مشہور شاعر ملٹن اور ٹینیسن اور مشہور فلسفی کارلائل اور اسپنسر وغیرہ تمباکو نوشی کی عادت سے ایسے مغلوب ہوئے کہ تمام عمر اسے ترک نہ کر سکے۔ ٹینیسن کی نسبت مشہور ہے کہ ایک شام انھوں نے تمباکو نوشی ترک کرنے کے ارادے سے اپنا پائپ پھینک دیا لیکن دوسری صبح وہ اسی پائپ کی تلاش میں مصروف پائے گئے امریکہ کے پادری مسٹر ہال تمباکو نوشی کثرت سے کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے دوست نے ڈاکٹر کلارک کا رسالہ جو تمباکو کے مضر اثرات پر تھا انھیں دیا۔ پادری صاحب نے اسے پڑھ کر اپنے دوست کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب کے دلائل بہت معقول ہیں لیکن افسوس کہ میں تمباکو نہیں چھوڑ سکتا۔

تمباکو کو بطور ناس سب سے پہلے شہنشاہ فرانس فرانسس دوم نے استعمال کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سنہ ۱۵۶۰ء میں نکوٹ نے تمباکو کے سوکھے پتے پیس کر لزبن سے شہنشاہ کے پاس بھجوائے تھے تاکہ اس کے لیپ سے شہنشاہ کے دردِ سر کا علاج کیا جائے۔ اتفاقاً ہوا کے ذریعہ سے یہ سفوف شہنشاہ کی ناک میں چلا گیا۔ جس سے چھینکیں آئیں اور دردِ سر جاتا رہا۔ اس واقعہ کے بعد سے شہنشاہ نے تمباکو کو ناس کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ ابتداء میں شاہی خاندان کے افراد نے شہنشاہ کی تقلید کی۔ اس کے بعد یہ چیز اتنی عام ہوئی کہ ناس لینا اس زمانہ کے فیشن میں داخل ہو گیا۔ گرجاؤں اور عبادت گاہوں میں چھینکوں کی وجہ سے وعظ کا سننا تک مشکل ہو جاتا تھا۔ اربانی ہشتم نے ناس کا لینا ممنوع قرار دیا۔ لیکن بینڈکٹ سیزدہم نے اس امتناع کو اٹھا لیا، کیوں کہ وہ خود ناس کا عادی تھا۔

زردے کی شکل میں تمباکو کا استعمال بالکل حال کی ایجاد ہے۔ دانتوں کے درد میں کمی ہونے کی وجہ سے اس کو پان کے ساتھ استعمال کیا جانے لگا اور جب یہ محسوس کیا گیا کہ تمباکو کی وجہ سے پان کی سرخی میں خاص دلکشی پیدا ہو جاتی ہے تو سنگھار کے شوق میں اس تلخ زہر کو بھی گوارا کر لیا گیا۔ ڈاکٹر بارکر نے ۳۵۰ تمباکو کھانے والوں کے خون کا امتحان کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ خون کے دباؤ کا مرض زیادہ تر تمباکو کھانے والوں میں پایا جاتا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ تمباکو کا زہر رفتہ رفتہ اعصاب کو ماؤف کر کے تمام جسمانی نظام پر مسلط ہو جاتا ہے۔

تمباکو جن اجزا پر مشتمل ہے ان کا تجزیہ حال ہی میں کیا گیا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مضر شے ایک زہر ہے جس کو "نکوٹین"

کہتے ہیں۔ ہر سو اونس تمباکو کے سوکھے ہوئے پتوں میں دو اونس نکوٹین ہوتا ہے۔ ۳۰ گرام وزن کی مچھلی ایک ملی گرام نکوٹین سے چند منٹ میں مر جاتی ہے۔ مینڈک کو مارنے کے لیے اس کے دو قطرے کافی ہیں۔ کبوتر کی چونچ پر دو قطرے نکوٹین لگا دیں تو دم مر جائے گا۔ خرگوش کی جلد پر ایک قطرہ نکوٹین ڈالنے سے وہ ہلاک ہو سکتا ہے۔ بلی اور کتے کی زبان پر اگر اس کے دو قطرے ڈالیں تو وہ فوراً مر جائیں گے۔ ماہر "الیف واس" نے تمباکو کے دھوئیں کو ایک جگہ جمع کر کے پانی میں حل کیا جب یہ پانی خرگوش کو پلایا گیا تو خرگوش کا وزن گھٹنے لگا اور وہ بیمار ہو گیا۔

نکوٹین کے زہر سے اکثر اموات واقع ہو چکی ہیں۔ مثال کے طور پر کا ونٹ بوکارمین اور اس کی بیوی کا مشہور واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے انھوں نے اپنے دشمن فوگیز کو جبراً نکوٹین پلایا جس کے پانچ منٹ بعد اس کی موت واقع ہو گئی۔

ڈاکٹر فررنٹ تمباکو کے مضر اثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کبھی کبھی سگریٹ نوشی کی جائے یا کچھ عرصہ تک سگریٹ کے دھوئیں کی فضا میں سانس لیا جائے تو سماعت اور بصارت پر برا اثر پڑتا ہے۔ نیز ناک اور حلق میں خراش ہو کر ورم آجاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ تمباکو کو اگر کم مقدار میں استعمال کیا جائے تو بعض لوگوں میں کئی سال تک کوئی مضر علامت نظر نہیں آتی۔ لیکن زیادہ استعمال سے اس کے مضر اثرات بہت جلد رونما ہوتے ہیں۔ اگر کثرت سے تمباکو نوشی کی جائے تو سب سے پہلے حلق اور سانس کی نالی متأثر ہو کر متورم ہو جاتی ہے اور میوکس کثیر مقدار میں خارج ہونے لگتا ہے۔ درحقیقت یہ ورم نکوٹین کی وجہ سے نہیں ہوتا، بلکہ تمباکو کے غلیظ دھوئیں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس طرح تمباکو کے دھوئیں سے ہونٹوں اور زبان پر خراش ہوتی ہے جس سے ان مقامات پر سرطان ہونے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ تمباکو کے استعمال سے بینائی کمزور ہو جاتی ہے اور رنگوں کا تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک آنکھ یا بعض وقت دونوں آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کے اندھے پن کو جو تمباکو کے کثرت استعمال سے ہوتا ہے "ٹوبیکو امبلائی اوپیا" کہتے ہیں۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اس قسم کا اندھا پن عموماً اس وقت ہوتا ہے جب کہ تمباکو کے ساتھ شراب بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ عصبی نظام بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا جس کی وجہ سے رعشہ ہو کر انعکاسات میں زیادتی ہوتی ہے اور ضبط کرنے اور سوچنے کی قابلیت میں کمی ہو جاتی ہے۔

تمباکو استعمال کرنے والوں کو عموماً جو امراض ہوا کرتے ہیں ان کے خاص نام رکھے گئے ہیں۔ مثلاً تمباکو کے کثرت استعمال سے قلب کا جو مرض پیدا ہوتا ہے اسے "ٹوبیکو ہارٹ" کہتے ہیں۔ تمباکو نوشی سے حلق کی جو بیماری ہوتی ہے اسے "سموکرس تھروٹ" کہتے ہیں۔ اسی طرح تمباکو کے استعمال سے جو سرطان ہوتا ہے اسے "سموکرس کینسر" کہتے ہیں۔

تاریخ طب میں کئی واقعات ایسے ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ تمباکو کو زہر کے طور پر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً سنہ ۱۸۵۵ء میں ایک ملاح نے ½ اونس تمباکو کھا کر خودکشی کر لی تھی۔ ایک تین سالہ لڑکا تمباکو کے پرانے پائپ سے ایک گھنٹہ تک صابن کے بلبلے بنا کر کھیلتا رہا۔ بہت جلد تمباکو کے زہر نے اپنا اثر دکھایا اور بچہ تین روز کے اندر مر گیا۔ ایک دس سالہ لڑکے کے باپ کو اس لیے مجرم ٹھیرایا کہ اس نے اپنے لڑکے کو سلانے کی غرض سے اس کے منہ میں تمباکو رکھا تھا جس کی وجہ سے لڑکے کی موت واقع ہو گئی۔

تمباکو نوشی سے بھی اکثر اموات واقع ہوئی ہیں۔ ہلوگ دو بھائیوں کا تذکرہ کرتا ہے جو جرمن تمباکو کے سترہ یا اٹھارہ پائپ پینے کے بعد بے ہوش ہو گئے تھے اور کچھ عرصہ کے بعد ان کی موت واقع ہو گئی۔ مارشل ہال نے ایک ۱۹ سالہ نوجوان کا تذکرہ کیا ہے۔ جو سگریٹ پینا سیکھ رہا تھا۔ دو دن میں وہ سخت علیل ہو گیا اور ایک عرصہ تک صحت یاب نہ ہو سکا۔

جرمنی میں تمباکو نوشوں پر جو تجربے کیے گئے ہیں ان کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ۱۸ سے ۳۰ سال کی عمر میں مرنے والوں میں نصف صرف تمباکو نوشی سے ہلاک ہوتے ہیں۔ ہندستان کے محکمہ صحت کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھائی اموات محض تمباکو نوشی کا نتیجہ ہیں۔

تمباکو کا بیرونی استعمال بھی خطرات سے خالی نہیں ہے۔ ہلڈ بیرانڈ نے ہسارس کے ایک فوجی دستہ کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ ان لوگوں نے تمباکو اپنے کپڑوں میں چھپا لیا تھا۔ چند روز کے بعد سب کے سب بیمار ہو گئے۔

انگلستان، ہندستان اور دوسرے ممالک میں عام طور پر خون کو روکنے کے لیے تمباکو کا استعمال کیا جاتا ہے اور ورم کو زائل کرنے کے لیے تمباکو کی پلٹس باندھی جاتی ہے۔ مگر یہ طریقے بھی خطرات سے خالی نہیں ہیں۔ (باقی ص۳۸ پر)

سوال و جواب

سوال :۔ مجھ پر چند "پلیورسی" (ذات الصدر) کے حملے ہو چکے ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا جسم اس قدر تن درست ہو جائے کہ میں ان حملوں سے محفوظ ہو جاؤں ۔ طبی مشورہ عنایت فرمائیے ۔

رحمت اللہ ۔ کشمیر

جواب :۔ آپ کو پوری کوشش کرنی چاہیے کہ جس طرح بھی ممکن ہو آپ کے جسم میں گردش کرنے والا خون بالکل صاف اور تمام آلائشوں سے پاک ہو جائے تاکہ ذات الصدر کے حملے کے امکانات بہت کم ہو جائیں ۔ خون کو صاف کرنے کا کام اس طرح شروع کیجیے ۔ دو تین روز تک کافی مقدار میں پانی پیجیے اور اپنی غذا کو اچھے طاقت بخش پھلوں کے رس تک محدود کر دیجیے ۔ اس کے بعد چھ سات روز تک پھلوں کا رس بھی پیجیے اور اچھے تازہ پھل اور سبزیاں بھی کھائیے ۔ اس مدت کے اختتام پر پھر معمولی غذاؤں کا استعمال جاری کیجیے آپ کے لیے معمولی غذاؤں میں بھی پھلوں کے رس اور تازہ پھلوں کو شامل ہونا چاہیے ۔ سبزیاں پکا کر کھائیے اور کبھی کبھی ہلکی زود ہضم سبزیوں کا کچھ حصہ کچا بھی استعمال کیجیے ، پروٹینی غذاؤں میں گوشت ، مچھلی ، مرغ اور انڈے معقول مقدار میں روزانہ صرف ایک مرتبہ کھائیے ۔ اناجوں میں بے چھنا آٹا اور دوسرے اناج جس کے وٹامن ضائع نہ کر دیے گئے ہوں اور قدرتی میٹھی چیزیں کھائیے ۔ آپ کے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ پنیر ، چاکلیٹ ، کوکو اور آئس کریم وغیرہ سے پرہیز کریں سفید شکر اور میدے کی ہر چیز ترک کر دیجیے ۔ قبض کی شکایت کبھی پیدا نہ ہونے دیجیے ۔ تازہ ہوا ، کھلی ہوئی فضا ، موسم سرما میں دھوپ ، ہلکی ورزش اور گہرے سانس آپ کی صحت کے لیے ممد ثابت ہوں گے ۔

سوال :۔ میں چند سال سے ضعف اعصاب کے مرض میں مبتلا ہوں ۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے تمام اقسام کی دوائیں استعمال کر لی ہیں جن میں مقوی اور مسکن چیزیں بھی شامل تھیں ۔ مگر کسی سے مجھے کوئی فائدہ نہ ہوا ۔ آپ اس سرکش اور ضدی مرض کو دور کرنے کے لیے کیا مشورہ دیتے ہیں؟

عبدالکریم ۔ لکھنو

جواب :۔ ضعف اعصاب (نیورستھینیا) کے تقریباً تمام مریضوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ جلد جلد طریقۂ علاج کو بدلتے رہتے ہیں اور کسی مخصوص علاج کو کارگر ہونے کا موقع نہیں

بقیہ مضمون ص ۳۷ تمباکو کی تباہ کاریوں سے تاریخ کے اوراق رنگین ہیں ۔ مثال کے طور پر قسطنطنیہ کی مشہور آتشزدگی جو صرف ایک جلتے ہوئے سگریٹ کو بے پروائی سے پھینک دینے کا نتیجہ تھی ، پیش کی جا سکتی ہے یہ آتش زدگی ۲ ½ میل کے رقبہ میں تین روز تک پھیلی رہی ۔ اس سے پانچ ہزار مکانات نذرِ آتش ہوئے اور دو لاکھ انسان بے خانماں ہو گئے ۔ جانی اور مالی نقصان اس قدر زیادہ ہوا کہ اس کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا ۔

تمباکو کے مضرِ صحت ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ۔ یہ ایسا بدترین زہر ہے جس کی ہر زمانے میں مذمت کی گئی ہے نپولین بوناپارٹ نے تمباکو کو ہمیشہ بُرا کہا ہے ۔ ڈاکٹر فوربس دنسلو نے جنون کے اسباب میں سگریٹ نوشی کو بھی شریک کیا ہے رسکن تمباکو کو دورِ حاضرہ کی بدترین لعنت بتاتا ہے ۔ ڈاکٹر سمس وڈھڈ نے دل ، دماغ اور آنکھ کی بیماریوں کا ایک سبب سگریٹ نوشی بتایا ہے ۔ پروفیسر لوتھر بربنک ، اے ۔ اے ۔ اسٹیگ اور جی ایم میلانی جیسے عظیم المرتبت سائنس دان تمباکو کے مضر اثرات کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے اس کو ایک بدترین عادت سے تعبیر کرتے ہیں ۔ ان کا خیال ہے کہ تمباکو زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے تو ہلاکت ہو سکتی ہے اور اس کی تھوڑی سی مقدار بھی مسلسل استعمال کی جائے تو زندگی کو کم کرنے کا سبب بنتی ہے ۔

سید شبیر علی جعفری
متعلم ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ، کلیۂ طبیہ ، جامعہ عثمانیہ ، حیدرآباد دکن

دیتی۔ مزید برآں اس بیماری کا ہر مریض یہی خیال کر بیٹھتا ہے کہ اس کی حالت تمام دوسرے مریضوں سے جداگانہ اور ایک مخصوص نوعیت رکھتی ہے، اس لیے اسے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوگا یقین کیجیے کہ یہی ناامیدی اور مایوسی اس مرض کو بڑھاتی رہتی ہے اور علاج کو کامیاب نہیں ہونے دیتی اس لیے آپ کا پہلا فرض یہ ہے کہ معالجاتی طریقوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے آپ اپنے دماغ سے اس طرح کے خیالات نکال دیں۔ جسمانی علاج کے ساتھ ساتھ ایک صحیح دماغی حالت بھی ضروری ہے۔ آپ صرف امید افزا اور تعمیری خیالات ہی کو اپنے ذہن میں آنے دیں۔ آپ کو یہ بھی سیکھنا چاہیے کہ دن بھر کے کام اور محنت سے جو عصبی کھنچاوٹ پیدا پیدا ہوتی ہے اسے کیوں کر دور کرنا چاہیے۔ اس کا ایک اچھا طریقہ یہ ہے کہ تقریباً ۱۵ منٹ تک معتدل حرارت والے پانی سے بھرے ہوئے ٹب کے اندر بیٹھا جائے۔ صبح کی سیر اور ہلکی ورزش بھی مفید ثابت ہوگی۔ مگر اس میں زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ تیزاب پیدا کرنے والی غذاؤں مثلاً گوشت انڈے اور دوسری پروٹینی چیزوں اور دالوں کی مقدار کم کیجیے اور پھل سبزیاں اور دودھ زیادہ مقدار میں استعمال کیجیے۔ جسم میں حیاتین "ب" کی سپلائی کا زیادہ خیال رکھیے اور میدے کی روٹی، مٹھائی، آئس کریم، کیک، جام، جیلی اور چمکدار چاولوں سے پرہیز کیجیے۔

سوال:۔ اگر کوئی ایسی ورزش ہو جس سے فتق کو فائدہ پہنچ سکے تو براہ عنایت بتلائیے کہ وہ ورزش کیا ہے اور کس طرح کی جائے۔

عبدالرشید

جواب:۔ پیڑو کے نچلے حصہ میں جہاں فتق ہو، اس کی بافتوں کو مضبوط و طاقت ور بنانے کے لیے بعض ورزشیں کی جاتی ہیں۔ ممکن ہے معمولی مرض کی صورت میں صحت یابی ہو جائے لیکن زیادہ تر حالتوں میں جزوی افاقہ ہونے کی امید ہے۔ ایک مخصوص ورزش یہ ہے کہ ایک ڈھلواں تختے پر اس طرح لیٹیے کہ سر نچلے حصہ کی طرف اور پیر اوپر کی طرف ہوں۔ تختہ کا ایک سرا دوسرے سرے سے تقریباً ڈیڑھ فٹ اونچا ہونا چاہیے اس طرح لیٹنے کے بعد دائیں اور بائیں پیروں کو باری باری اٹھائیے اور کبھی دونوں کو ساتھ اٹھائیے اور کبھی دونوں پیروں کو قینچی کی شکل میں بلند کیجیے۔ پہلے ہفتہ میں یہ ورزش دس منٹ روزانہ سے زیادہ نہ کیجیے دوسرے ہفتہ میں صبح شام دونوں وقت دس دس منٹ یہ ورزش کیجیے اور تیسرے ہفتہ سے ۱۵ منٹ صبح اور ۱۵ منٹ شام کا معمول بنا لیجیے ان ورزشوں کو باقاعدہ طور پر جاری رکھنا چاہیے اور افاقہ کی صورت میں بھی ترک نہیں کرنا چاہیے تاکہ بافتے مضبوط ہوتے رہیں۔ سخت ورزشوں سے اور وزنی چیزیں اٹھانے سے قطعاً پرہیز کیجیے اور جب تک فتق اچھا نہ ہو جائے ایک ہلکی آرام دہ کمانی استعمال میں رکھیے۔ بہت زیادہ نہ کھائیے شب بیداری نہ کیجیے۔ اور ایسے کاموں سے جو عام تن درستی کو خراب کرنے والے ہوں، پرہیز کیجیے۔

سوال:۔ میں تین بچوں کی ماں ہوں اور مجھے ان کی تن درستی کا بے حد خیال رہتا ہے۔ میں بے حد شکر گزار ہوں گی اگر آپ کچھ ایسی ہدایتیں شائع فرمائیں گے جن سے اس فالج کی روک تھام ہو سکے جو بچوں کو عالم طفلی میں ہوتا ہے۔ مزید برآں یہ بھی لکھیے کہ خدانخواستہ اگر یہ مرض لاحق ہو جائے تو اس کا علاج کس طرح کیا جائے۔

......شملہ

جواب:۔ بچوں کا فالج ایک متعدی مرض سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے جس لڑکے میں اچھی تن درستی اور توانائی کے باعث دفاعی طاقت زیادہ ہوگی اور اس کا خون بھی اچھا اور صاف ہوگا اس کے لیے اس خطرناک مرض کا شکار بننے کا امکان کم سے کم ہوگا۔ اس طرح کی بیماریوں سے جو بات سب سے پہلے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جن والدین یا دوسرے لوگوں کے ہاتھوں میں بچوں کی پرورش اور نگرانی ہو ان کو چاہیے کہ بچوں کے غذائی نظام کو درست اور مکمل کریں۔ بعض مائیں تو یہ خیال کر لیتی ہیں کہ ایک "ذرا سی مٹھائی" یا "ذرا سی" کوئی ثقیل چیز بچّہ کو دینے سے کیا ہوگا! مگر وہ یہ نہیں سمجھتیں کہ یہی ذرا ذرا سی چیزیں جمع ہو کر کتنے خطرناک نتائج پیدا کرتی ہیں۔

بچوں کو اچھی، زود ہضم، مفید اور صحت بخش غذا دینے سے ان کے پاس تن درستی و توانائی کا ایک بیش قیمت ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے، اور وہ امراض کی حالت میں بیمۂ زندگی کا کام کرتا ہے جس مرض کا آپ نے ذکر فرمایا ہے اس میں تھوڑی سی احتیاط ہمیشہ بہت سے علاج سے بہتر ثابت ہوگی۔ صحت بخش تازہ پھل اور تازہ سبزیاں بہت سے حفاظتی اور دفاعی عناصر بہم پہنچاتی ہیں۔ اس لیے لڑکوں کی غذا میں ان کی شمولیت کا خیال رکھنا چاہیے۔ روزانہ

ان کو معقول مقدار میں پروٹین اور بے چھنے آٹے کی ہلکی روٹی اور کچھ سبزیاں اور پھل دینے چاہییں۔ کم عمر بچوں کو بعض تازہ پھلوں کے رس دیے جا سکتے ہیں۔ مختلف کھانوں کے درمیانی وقفوں میں بچوں کو کافی مقدار میں پانی بھی پینا چاہیے۔ اس کا خیال رکھیے کہ غذا کی مقدار کبھی اتنی زیادہ نہ ہو کہ اس سے بچے کے معدے پر گرانی پیدا ہو اور غیر ضروری بار پڑے۔ بچوں کو زیادہ رات تک کھیلنے یا شب بیداری کی اجازت نہیں دینی چاہیے بلکہ ان کو شام کے تھوڑی دیر بعد آرام سے سلا دینا چاہیے کافی نیند اور آرام بچوں کے لیے بہت ضروری چیزیں ہیں، جو جسم کو تن درست بنانے اور تازہ انرجی پیدا کرنے میں ممد ہوتی ہیں۔

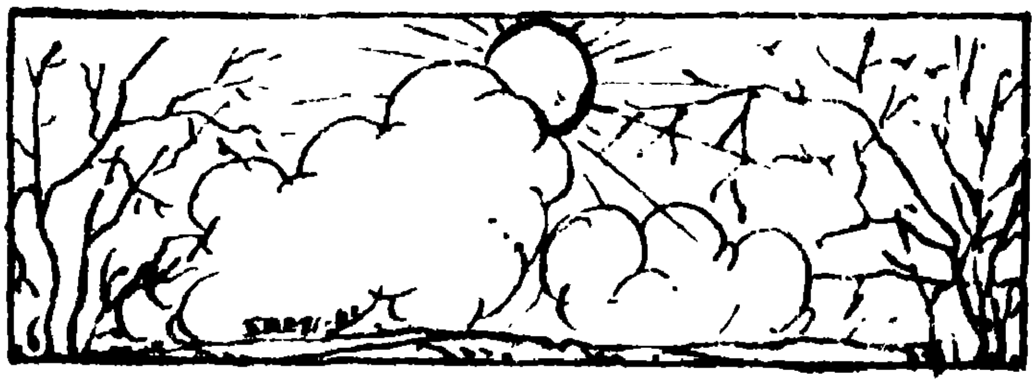
اگر کسی بچہ میں فالج کی علامتیں نمایاں ہوں تو عارضی طور پر اس کی غذا روک دینی چاہیے اور اسے صاف اور تازہ پانی پلانا چاہیے۔ کنکنے پانی کے حقنہ سے اس کی آنتوں کو صاف کر دینا چاہیے۔ لیکن اگر بخار تیز ہو تو ٹھنڈے پانی کا حقنہ مفید ہوگا۔ اگر ایک دو روز کے فاقہ کے بعد بھی بخار موجود ہو تو پانی میں میٹھے سنترے کا رس ملا دیجیے اور مریض جتنا پانی پی سکے پلائیے۔ بخار کی حالت میں سنترے کے رس اور پانی کے سوا کوئی غذا نہیں دینی چاہیے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ بیماری کی ابتدا ہی سے کسی مقامی طبیب سے طبی مشورہ طلب کرنا چاہیے۔ بخار اتر جانے کے بعد پانچ ہفتوں تک مریض کی غذا صرف دودھ اور سنترے یا کسی دوسرے لطیف اور صحت بخش پھل کے رس پر مشتمل ہونی چاہیے۔ دوسرے مزید طریقے جو بچوں کے فالج میں افاقہ کے بعد دوبارہ صحت یابی کے لیے مفید ثابت ہوئے ہیں۔ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) جسم کی عام مالش ایک بار روزانہ (۲) بیمار اعضا کی مالش تین چار مرتبہ روزانہ (۳) ریڑھ کی ہڈی کی مالش روزانہ (۴) طاقت کے مطابق تھوڑی ہلکی ورزش۔ (۵) ہاتھ اور پاؤں کو گرم پانی سے دھونا۔ یاد رکھیے کہ ان تمام کاموں کے لیے کسی ماہر کی خدمات حاصل کرنی چاہییں۔ بعض سخت حالتوں میں اس مرض کا علاج مہینوں تک اور مکمل صحت یابی کے لیے کبھی کبھی برسوں تک جاری رکھنا پڑتا ہے۔

گرمی کے موسم میں

تن درست اور توانا رہیے!

اطبائے قدیم نے بھی لکھا ہے، اور ہم سب کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ گرمی کے موسم کا مزاج گرم اور خشک ہوتا ہے۔ آنکھوں کو چندھیا دینے والی تیز دھوپ، تنور کی طرح جلتی ہوئی زمین اور پتھر، دہکتی ہوئی آگ سے نکلی ہوئی لُو کی لپٹ، اور آسمان سے برستے ہوئے شعلوں سے جنگل میں ہرن بھی کالے ہو جاتے ہیں، پودے اور درخت مرجھا جاتے ہیں، ندی نالے خشک ہو جاتے ہیں، پرندے تک اپنی دل لبھانے والی سُریلی آوازیں بھول کر سایے اور پانی کی تلاش میں چونچیں کھولے پریشان نظر آتے ہیں۔



مردوں، عورتوں، بچوں، جوانوں، ضعیفوں، سب کے ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئی ہوتی ہیں۔ ہانپتے ہوئے سینے، پیاس کا تڑاقا، جہاں جائیے گرمی کا ذکر، جس سے سنیے گرمی کی شکایت، ہائے گرمی! ہائے گرمی!! ——— شملے، کشمیر، نینی تال، اوٹاکمنڈ، دارجیلنگ، آبو، پونا جانا صرف بڑے آدمیوں کا کام ہے مگر ان میں سے بھی اکثر کو فرصت نہیں ہوتی۔ اگر چند روز کے لیے چلے بھی گئے تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ پہاڑوں سے واپس آنے پر پہلے سے زیادہ گرمی ستاتی ہے اور زیادہ جی اکتاتا ہے۔ یہیں، توے کی طرح جلتے ہوئے میدانوں، گانوؤں اور شہروں میں کم خرچ بالا نشین کوئی ایسی ترکیب ہونی چاہیے، جس سے گرمی کا اثر اور بیماری کے خطرے زائل ہو جائیں۔

گرمی کے موسم کی بیماریاں اور خطرات

اس سخت موسم میں روح بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے، رطوبت بھی زیادہ تحلیل ہوتی ہے جس پر زندگی کا مدار ہے۔ صفراوی دست، محرقہ بخار، قے، پیاس کی شدت، نیند نہ آنا، چڑچڑاپن، سُستی، طبیعت کا گرا گرا رہنا، معدے کی کمزوری، بھوک کی کمی، دماغی پریشانی، اعصاب کی کمزوری، دھڑکن وغیرہ امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ اور ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے امیر، غریب لُو لگ جانے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ گھر سے اچھے خاصے نہا دھو کر اور درست ہو کر نکلے تھے، لُو کا ایک تھپیڑا اپنا مہلک اثر کر جاتا ہے، اور رحم دل راہ گیر بڑی مشکل سے گھر تک پہنچایا کرتے ہیں۔ ایسی سخت تپش کے زمانے میں بجلی کے پنکھے اور خس کی ٹٹیاں بے شک ٹھنڈک پیدا کرتی ہیں، اور آرام بھی دیتی ہیں۔ مگر یہ ٹھنڈک صرف جسم کے باہر ہی ہوتی ہے۔ اندر تو وہی گرمی ہے۔ ملک کی مفلسی کی وجہ سے خس کی ٹٹیاں اور پنکھے، کروڑوں انسانوں کی دسترس سے باہر ہیں۔ پھر ان کے ساتھ ایک خرابی یہ ہے کہ ایسی ٹھنڈک میں بیٹھے بیٹھے یکایک اگر کسی کام کے لیے باہر آنا پڑتا ہے، تو لُو کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے اندر ٹھنڈک پیدا کرنی بہت ضروری ہے۔





مہلک اور جان لیوا خطرے!

محرقہ بخار، قے، دھڑکن وغیرہ سے حفاظت کی یہی صورت ہے کہ آپ دھوپ اور گرمی سے بچتے رہیے۔ لُو چلنے کے وقت باہر نہ نکلیے۔ سایہ اور دھوپ کے درجۂ حرارت میں

۴۰ - ۵۰ درجے کا فرق ہوا کرتا ہے۔ اس لیے باہر نکلنے کی حالت میں چھتری ضرور لگائیے۔ سر، گردن اور ریڑھ کی ہڈی کی گرمی سے حفاظت کیجیے۔ دھوپ میں چلنے پھرنے کے بعد ایکاایکی ٹھنڈا پانی نہ پیجیے۔ بلکہ اتنی دیر ضرور انتظار کیجیے کہ پسینہ خشک ہو جائے ٹھنڈی جگہ سے ایک دم باہر نہ جائیے۔ گوشت اور گرم چیزوں سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ غذا میں ٹھنڈی اور ہری ترکاریاں جیسے کھیرا، ککڑی، خرفہ، پالک، کاہو وغیرہ کھائی جائیں۔ سیاہ لباس نہ پہننا چاہیے۔ پھلوں میں تربوز، سنترہ، انار، فالسہ کھانا چاہیے۔ قبض ہو جائے تو کوئی ہلکی ملین دوا مثلاً قرص ملین کھائیں مسہل ہرگز نہ لیں۔ غذا کے ساتھ سرکہ، پیاز، پودینہ یا املی ضرور کھائیں۔ گرمی میں پسینہ زیادہ آنے نیز موسم کی گرمی، خشکی اور معدے کی حدت کے باعث پیاس زیادہ لگتی ہے اس لیے جہاں تک ممکن ہو ٹھنڈا اور میٹھا پانی پینا چاہیے اور چوں کہ ہندوستان میں عام غربت و افلاس کی وجہ سے ہر شخص اوپر کی ضروری ہدایتوں پر عمل نہیں کر سکتا اور نہ بیک وقت ان کا عمل کرنا کوئی آسان بات ہے، اس لیے

گرمی کی مصیبتوں سے بچنے کی اچھی ترکیب

یہ ہے کہ صبح نہار منہ کوئی ٹھنڈا، مفرح اور مسکن شربت پانی میں ڈال کر پی لینا چاہیے اور پھر اطمینان سے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ لیکن شربت ایسا ہونا چاہیے جس کے متعلق صحیح طبی اصول پر یہ اطمینان ہو کہ وہ معدہ، جگر، دل، دماغ اور گردے اور جسم کی پوری مشین کے کاموں پر کوئی خراب اثر نہ ڈالے گا بلکہ وہ ان اعضاء کو گرمی کے اثر سے بچا کر معمول کے مطابق اپنے افعال و وظائف کے انجام دینے میں سرگرم رکھے۔ جگر کو گرم نہ ہونے دے کہ وہ معمول سے زیادہ صفرا پیدا کرنے لگے۔ دل کو قوت دے کر اس کی حرکتوں کو پست نہ ہونے دے اور گردوں کو ان کے اصل فرض کی ادائگی پر اس طرح آمادہ و تیار رکھے کہ وہ جسم کے زہریلے مواد کو پیشاب کے ذریعہ سے نکالتے رہیں۔ جلد اور پسینے کی گلٹیوں (غدد عرقیہ۔ سوئٹ گلینڈز) کے افعال کو اس قدر باقاعدہ رکھے کہ موسم کی گرمی اور گرم ہوا میں چلنے پھرنے سے بدن میں جو زیادہ گرمی پیدا ہو اُسے وہ پسینہ کے ذریعہ سے نکالتی رہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ فائدے اور یہ عجیب حیرت انگیز خواص کسی عام بازاری شربت میں جس میں نہ قیمتی اجزا شامل ہوں اور جسے بغیر سائنٹی فک آلات کی مدد کے اور بغیر درجۂ حرارت پر نظر رکھے پرانے طریقے سے یوں ہی پکا لیا ہو کیوں کر ممکن ہو سکتے ہیں۔ یہ از حد فائدہ بخش خواص تو صرف ایک صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں جب کہ ماہرین فن طب کی کوئی جماعت یا فن طب سے متعلق کوئی ادارہ جسے بہترین دل و دماغ اور عقل و فہم اور تجربہ رکھنے والے اطبا کا سچا مخلصانہ تعاون اور جدید سائنٹی فک آلات دوا سازی کی امداد حاصل ہو صحیح سائنٹی فک اصولوں پر کوئی ایسا شربت تیار کرے جس میں یہ تمام اوصاف جمع ہوں۔ پھر کیمیاوی اصول سے اس کے اثر کرنے والے اجزا کے متعلق قطعی طور پر ثابت بھی ہو جائے کہ واقعی وہ فائدے اس میں موجود ہیں اس قسم کا شربت جو اپنے سائنٹی فک منافع اور فوائد کی بنا پر ہندوستان میں مشہور اور اپنی ٹھنڈی فرحت بخش اور مسکن تاثیرات کی وجہ سے عہد حاضر میں لاثانی تسلیم کیا جا چکا ہے صرف



شربت رُوح افزا ہے

جس کی آمد کا گھر میں عورتیں اور بچے بڑی بے صبری سے انتظار کیا کرتے ہیں۔ یہ شربت سالہا سال کی محنت اور کاوش کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے تیار کیا ہے اور ۳۰ سال کی طویل مدت میں اس کی لاکھوں بوتلیں، جو اپنے مخصوص دل فریب سُرخ رنگ اور اپنی مہکتی ہوئی خوش بو کی وجہ سے تمام رنگین خصوصیتوں کی حامل ہوتی ہیں، فروخت ہو چکی ہیں۔ اور تمام ہندوستان میں اور بیرونی ممالک میں، مختلف المزاج انسانوں مختلف آب و ہوا کے شہروں قصبوں اور دیہات میں اپنے طبی اوصاف کا مظاہرہ کر چکی ہیں۔ شربت روح افزا کا صرف ایک گلاس جس میں بے شمار قیمتی پھلوں کا رس اور موسمی پھولوں کی خوشبو شامل ہوتی ہیں، گرمی کی تمام شعلہ باریوں کو ایک ہی لمحہ میں اس طرح سرد کر دیتا ہے جیسے پانی کا چھینٹا آگ کو شام کو، جب دن بھر کی مصروفیت کے بعد دل و دماغ اور اعصاب میں تھکن محسوس تو شربت روح افزا کے ایک گلاس سے دل و دماغ اور اعصاب میں طاقت و توانائی و دسرت کی ایک حیات بخش لہر فوراً پیدا ہو جاتی ہے۔



شربت روح افزا اور موسم گرما

میں وہی تعلق ہے جو پانی اور آگ میں ہو سکتا ہے۔ جب دھوپ میں چلنے پھرنے یا لو کے گرم جھونکوں کے اثر سے معدے میں آگ سی جل رہی ہو، زبان پر کانٹے کھڑے ہوں، ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئی ہوں آنکھوں سے چنگاریاں جھڑتی ہوئی معلوم ہو رہی ہوں، پانی پیتے پیتے پیٹ پھول گیا ہو مگر پیاس لحہ بہ لحہ بڑھتی جا رہی ہو۔ دل کی حرکت سست ہوگئی ہو اور آدمی یہ محسوس کرے یا ہو کہ بے ہوشی ایک خطرناک دیو کی طرح اسکی طرف بڑھتی آرہی ہے تو شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندگی ایک سُرخ سیال کی شکل اختیار کر کے جسم میں داخل ہوگئی اور دہکتے ہوئے انگاروں یا لپکتے ہوئے شعلوں پر پانی ڈال دیا گیا۔ شربت روح افزا پیتے ہی نمایاں طور پر



محسوس ہوتا ہے کہ ہم دوزخ سے نکل کر جنت میں پہنچ گئے۔ شربت روح افزا گرمی کی تمام خطرناک علامات اور مخدوش بیماریوں کے لیے تریاق ثابت ہوا ہے۔ جن دودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ گرمی کی وجہ سے سوکھ گیا ہو اور وہ اپنے پیارے بچے کا پیٹ نہ بھرنے سے پریشان رہتی ہوں، دودھ دوبارہ جاری کر دیتا ہے۔ پیاس کی گرمی اور خشکی کو فوراً دور کرتا ہے۔ طبیعت کی سستی، پستی اور تھکن کو دفع کرتا ہے۔ دردسر، قے، متلی، صفراوی دستوں اور دل کی دھڑکن کو دور کرتا ہے۔ دل و دماغ کو کیف و سرور سے بھر دیتا ہے۔ نہایت خوش ذائقہ اور خوش رنگ ہے بلکہ اس کا رنگ تو شوخی اور رعنائی کی اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اس میں دل ربائی اور محبوبیت کی شان پیدا ہوگئی ہے۔ پھر اس کی نکہت بیز خوشبوئیں جو گلاس ہونٹوں تک پہنچنے سے پہلے ہی دل کے غنچے کو کھلا کر پھول بنا دیتی ہیں اور دماغ کی بند کلی کو کھلنے پر مجبور کر دیتی ہیں اس کی دل فریبی اور کشش کو بڑھا دیتی ہیں۔



شربت روح افزا کی تاثیریں

مشہور عالم شربت روح افزا گرمی کی تمام خطرناک علامات اور مخدوش بیماریوں کو دفع کرنے کا سب سے بڑا اور سب سے مؤثر ہتھیار ہے۔ دردسر، قے، متلی، صفراوی دستوں اور دل کی دھڑکن کو شکست فاش دیتا ہے۔ تمام دنیا کے ڈاکٹر حکیم، وید اس بات پر متفق ہیں کہ قدرت نے انسانی جسم میں ایک طاقت رکھی ہے جسے طبیعت، یا قوت حیات Vitality کہتے ہیں۔ جب یہ قوت بڑھی ہوئی ہوتی ہے تو قوتِ مدافعت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور یہ قوتِ مدافعت بیماریوں کو خود بخود دھکیلتی رہتی ہے مشہور عالم شربت روح افزا کی ترتیب ایسے اجزا سے کی گئی ہے، جو طبیعت کو قوتِ مدافعت بخشتے ہیں اور اس کو اس قابل بنا دیتے ہیں کہ ناگہانی طور پر کوئی موسمی خطرہ پیش آجائے تو اس کا اچھی طرح مقابلہ کیا جاسکے۔ یہی اجزا جسم میں گرمی بڑھ جانے (ہائی پر تھرمیا Hypertherma) سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صبح کو نہار منہ شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لینے سے لو لگنے کا اندیشہ نہیں رہتا اور روزمرہ کے کاموں، ورزش یا زیادہ چلنے پھرنے کی وجہ سے جسم میں جو زیادہ حرارت پیدا ہو جاتی ہے اُسے شربت روح افزا کا ایک خاص جزو جلد اور پسینے کی گلٹیوں (غدود عرقیہ Sweat Glands) پر اثر ڈال کر پسینے کے راستے نکال دیتا ہے اور جسمانی حرارت کو اعتدال پر قائم رکھتا ہے اور جگر کے افعال کی نگرانی کر کے خلیات جگر کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کی آزادی نہیں دیتا۔



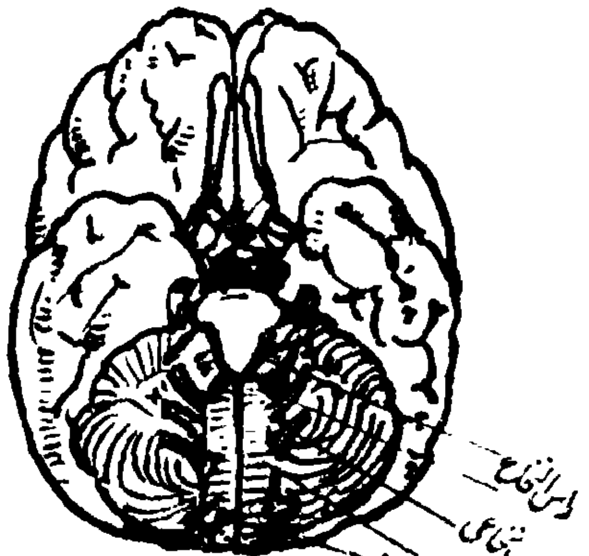
شربت روح افزا ان دونوں کے افعال کو بالکل معمور رکھتا ہے اور خلیات جگر (ہیپے ٹک سیلز) کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے نہیں دیتا۔

طبعی طور پر آنتوں پر صفرا یعنی پت کا ٹپکنا بہت ضروری ہے اگر یہ صفرا طبعی مقدار سے زیادہ ٹپک جاتا ہے تو دست آنے لگتے ہیں اور اگر یہ کم ٹپکتا ہے تو آنتوں سے فضلہ خارج نہیں ہوتا اور قبض ہو جاتا ہے

شربت روح افزا کا ایک کرشمہ یہ بھی ہے کہ یہ جگر کے فعل کو بالکل درست رکھتا ہے اور یہ موقع نہیں دیتا کہ معمول سے زیادہ صفرا معدے میں آکر کثرت متلی، مستفی اور دردِ سر پیدا کرے۔ یہ صحت بخش شربت گردوں کے افعال کو بھی گرمی کے اثر سے بچاتا ہے اور گردے خراب خون کے اجزا کو حسبِ معمول پیشاب کے راستے خارج کرتے رہتے ہیں۔

شربت روح افزا کا دماغ پر اثر

آئیے ہم آپ سے ایک دلچسپ سوال کریں۔ اگر آپ حکیم، ڈاکٹر یا وید ہیں تو ہم آپ سے یہ سوال نہیں کرتے، کیوں کہ آپ اس کا صحیح جواب جانتے ہیں۔ اور اگر طبابت آپ کا پیشہ نہیں ہے تو ازراہ مہربانی اچھی طرح سمجھ کر اس کا جواب دیجیے۔ اگر آپ کے ہاتھ کی انگلی میں پھانس چبھ جائے تو اس پھانس کی تکلیف کہاں ہوگی؟ ظاہر ہے کہ آپ یہی کہیں گے کہ انگلی میں پھانس چبھی ہے اور انگلی ہی میں تکلیف ہوگی۔ یہ بات نہیں ہے۔ تکلیف کا احساس دماغ میں ہوتا ہے۔ آپ نے ہسپتالوں میں دیکھا ہوگا کہ بے ہوش کرکے، یعنی دماغ کو معطل کرکے ڈاکٹر مریض کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالتے ہیں اور مریض کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ جب ہوش آجاتا ہے یعنی دماغ کام کرنے لگتا ہے تو اسی سیکنڈ سے تکلیف بھی شروع ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رنج، راحت، خوشی اور تکلیف جو کچھ ہے وہ دماغ سے ہے۔ دماغ میں تین مرکز بہت اہم ہیں۔ ایک مولدِ حرارت (تھرموجینٹک)، جہاں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرا مرکز مخرجِ حرارت۔ یہ حرارت باہر نکالتا ہے۔ تیسرا مرکز معدلِ حرارت۔ یہ حرارت کو اعتدال پر رکھتا ہے۔ دماغ کا ایک اور حصہ یعنی راس النخاع بھی ہے۔ شربت روح افزا اپنے بہترین اور مقوی پھلوں کے رسوں، پھولوں اور مفرحات کے باعث دماغ کے ان ضروری حصوں کے افعال پر گرمی کا اثر پیدا ہونے نہیں دیتا بلکہ گرمی کے پیدا ہونے اور گرمی کے باہر نکلنے میں طبعی یکسانیت، ہم آہنگی اور اعتدال قائم رکھتا ہے۔ اس طرح انسان گرمی کی مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے کیوں کہ اگر گرمی کے پیدا ہونے اور گرمی کے نکلنے میں تناسب اور اعتدال قائم نہیں رہتا تو طرح طرح کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ شربت روح افزا کی یہ عجیب تاثیر ہے کہ دماغ کو اعتدال پر رکھتا ہے۔ اس طرح آپ دن بھر کے کام بہت اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کی آمدنی بھی بڑھتی رہتی ہے۔ آج ان خواص اور تاثیرات کا کوئی شربت مل نہیں سکتا۔



شربت روح افزا معدے میں داخل ہوتے ہی پٹھوں کے ذریعے سے ان مراکز پر اثر کرتا ہے اور جسم کی حرارت اعتدال پر رکھتا ہے

شربت روح افزا کے فرحت بخش پُرتاثیر اجزا

تازہ بتازہ، رسیلے انار، سیب، سنترے، انناس، بہی، فالسہ، آم اور اور پھلوں کے رس، نایاب اور بیش قیمت پھول، ان کے علاوہ گلاب، بید مشک، کیوڑہ اور قیمتی پُرتاثیر ادویہ کے صاف اور شفاف عرق مشہورِ عالم شربت روح افزا میں شامل کیے جاتے ہیں۔ ان ہی پر بس نہیں کیا جاتا، بلکہ اس میں ایسے پھلوں، پھولوں اور میووں کے عرق بھی شامل کیے جاتے ہیں جو اس موسم میں پیدا نہیں ہوتے، اور جن کو طبی ضرورتوں پر خاص الخاص طریقوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ ان پھلوں، پھولوں کا طبی ضرورتوں پر محفوظ رکھنا ہی ایک حیرت انگیز عظیم الشان فنی کارنامہ ہے۔



اس کی تیاری میں، اور بھی حکیمانہ طریقوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اور تیاری کے ہر درجے پر حد درجے احتیاط برتی جاتی ہے اور سخت نگرانی کی جاتی ہے۔ ۳۰ سال سے یہ عجیب دل پسند شربت تمام ہندستان اور بیرونی ممالک میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اپنے فرحت بخش اور پُرتاثیر اجزا سے طبیعت یا وائٹیلیٹی کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ گرمی کے موسم کی تمام بیماریاں حملہ نہیں کر سکتیں۔

شربت روح افزا کی تیاری

طب قدیم کے تمام اداروں میں صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہاں دواسازی سائنٹی فک طریقے سے کی جاتی ہے۔ چناں چہ اس موقع پر شربت روح افزا کے سائنٹی فک طریقۂ تیاری کا حال آپ کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ شربت روح افزا ایک بہت بڑی سائنٹی فک ٹنکی میں جس پر درجۂ حرارت، مقدار، وزن، قوام وغیرہ بتانے کے آلات لگے ہوئے ہیں، تیار کیا جاتا ہے۔ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی گھان میں

ہزار ہزار بوتلیں تیار ہو جاتی ہیں۔ عام بازاری دواخانوں میں پرانے دقیانوسی طریقوں سے جو شربت پکائے جاتے ہیں، ان میں اگر برتے نام حیاتین ہوتی بھی ہیں تو درجۂ حرارت نہ معلوم ہونے کی وجہ سے جل جاتی ہیں۔ اس کے برخلاف شربت روح افزا کی ٹھنکی پر درجۂ حرارت کی کھڑی کی وجہ سے یہ قیمتی حیاتین قائم رہتی ہیں اور دماغ اور ریڑھ کی ہڈی میں فوراً جذب ہو جاتی اور بیماریاں دفع کرنے میں بڑی مدد دیتی ہیں۔ اسی سائنٹفک طریقۂ تیاری کی وجہ سے شربت روح افزا ہمیشہ یکساں ہوتا ہے اور اگر یہ آپ کی الماری میں برسوں بھی رکھا رہے تو اس کا مزا، قوام، رنگ اور خوشبو بالکل اسی طرح قائم رہے گی جیسے کل تیار ہوا تھا۔ شربت بغیر ہاتھ لگائے مشینوں ہی سے صاف کیا جاتا ہے اور مشینوں ہی سے بوتلوں میں بھرا جاتا ہے مشینوں ہی سے کیپ سول لگائے جاتے ہیں اور مشینوں ہی سے لیبل۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو مہاتما اور سادھو بھی اسے بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ گزشتہ ۳۲ سال میں حاسدوں، دواخانوں نے اس کی نقلیں تو بہت کیں۔ مگر اس کی برابری تو کیا کر سکتے۔ اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکے۔



شربت روح افزا اور گرمی کی بیماریاں

گرمی سے سخت اور روح و اخلاط کو خاکستر کر دینے والے موسم میں بہت سی مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان تمام بیماریوں کے لیے روح افزا سے بہتر کوئی دوا ایجاد نہیں ہوئی مگر عقلمندوں کا مقولہ ہے کہ "حفظ صحت کا ایک اونس شفا کے ایک پونڈ کی قیمت رکھتا ہے" اس لیے بہتر ہے کہ گرمی کی بیماریوں میں شربت روح افزا کی شفابخشیوں کے اظہار سے پہلے شربت روح افزا کے ذریعہ سے ان بیماریوں سے بچنے کا طریقہ بتا دیا جائے۔



پیاس کی شدت: حلق خشک، زبان سوکھی ہوئی، ہونٹوں پر پیڑیاں، ادھر پانی پیا ادھر پھر پیاس، پانی پیتے پیتے پیٹ پھول جاتا ہے، مگر پیاس کا وہی تڑاقا باقی رہتا ہے۔ یہ کیفیت صرف ہندستان، برما، اور سیلون ہی میں رہنے والوں کی نہیں ہے بلکہ جہازوں پر جو اصحاب خلیج بنگالہ، بحر ہند، بحیرۂ عرب، بحر احمر اور بحر روم میں سفر کرتے ہیں ان کی بھی آج کل یہی کیفیت ہو جاتی ہے، اس لیے وہ بھی شربت روح افزا اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس موسمی کربلا سے خود بھی بچنا اور اپنے عزیزوں ورشتہ داروں، اور خاندان کے ممبران کو بچانا، آپ کا سب سے پہلا فرض ہے پیاس کی اس شدت سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ آپ گرمی کا موسم شروع ہوتے ہی صبح کو نہار منہ شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لیا کیجیے۔ ایک اوسط درجے کے گلاس میں ۲۔۵ تولے شربت کافی ہوتا ہے۔ اگر برف مل سکے تو پانی کو برف سے ٹھنڈا کر لیا کیجیے۔ یہ خوب صورت، خوش ذائقہ، خوش رنگ، اور خوشبودار جام دن بھر گرمی کے خراب اثرات سے محفوظ رکھے گا۔ اگر صبح کو آپ دودھ پیا کرتے ہیں تو اسے شربت روح افزا سے میٹھا کر لیا کیجیے۔ زندہ دلان پنجاب دہی کی لسی میں شربت روح افزا ڈال کر پیا کرتے ہیں۔ دودھ اور لسی کا ذائقہ شربت روح افزا سے اور زیادہ خوش گوار ہو جاتا ہے۔ چھوٹے بچوں پر بھی گرمی کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ ان کو صبح کے علاوہ شام کو بھی تھوڑا سا شربت روح افزا پلا دیا جاتا ہے تو تھپک کر اور لوریاں سنا کر "آجا ری نندیا تو آ کیوں نہ جا" سلانا نہیں پڑتا۔ بلکہ وہ خود بخود گہری نیند سو جاتے ہیں۔ اس لیے ماں باپ کو بھی گھڑی گھڑی اٹھنا نہیں پڑتا، اور ان کی نیند بھی خراب نہیں ہوتی۔ روزانہ مشہور عالم شربت روح افزا آپ خود بھی پیا کیجیے اور سفر حیات کے تمام رفیقوں کو اس کا ایک ایک گلاس پلا کر اپنی زندگی کے پھولتے پھلتے باغ کو باد صرصر کے حوادث سے بچائیے۔



ہاکی اور ٹینس کے میچ

ہاکی، ٹینس، فٹ بال، گولف، بیڈمنٹن اور اسی قسم کے ورزشی کھیلوں کے بعد پسینہ کثرت سے بہتا ہے اور دل کی حرکت میں کمزوری اور تھکن اور افسردگی کے آثار معلوم ہونے لگتے ہیں تو سوڈا، لیمونیڈ اور تمام مروجہ سیالوں سے شربت روح افزا کہیں زیادہ تسکین، فرحت اور لطف دیتا ہے۔ ورزشی کھیلوں کے بعد آپ بھی ایک مرتبہ یہ مشہور شربت پی لیں گے تو پھر اور کسی سیال

کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔

شربت روح افزا اور ماء الصحت (رجسٹرڈ) اگرچہ شربت روح افزا اپنی شان کا بالکل انوکھا شربت ہے اور اس کے فوائد کسی دوسرے شربت یا عرق میں بجنسہٖ منتقل نہیں ہو سکتے، تاہم ہمدرد دواخانہ دہلی نے دور دراز رہنے والے ان لوگوں کی خاطر جو شربت روح افزا حاصل نہیں کر سکتے اور محصول ڈاک کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتے، ایک عجیب و غریب عرق "ماء الصحت" ایجاد کیا ہے جس میں انار، انگور، سنترہ، بہی، اناناس، فالسہ وغیرہ کے تازہ رس بھی شامل ہیں۔ اور مفرح اور مقوئ دماغ دوائیں بھی ڈالی گئی ہیں۔ جو حضرات شربت روح افزا نہ خرید سکیں وہ ماء الصحت ۲. تولے کو معمولی شکر یا قند کے شربت میں ملا کر صبح و شام مثل شربت روح افزا کے پی سکتے ہیں۔

گرمی کی بیماریاں اور شربت روح افزا کے کرشمے شربت روح افزا گرمی کی مختلف بیماریوں کا بالکل آخری آسان اور نہایت خوش گوار علاج ہے۔ ہمدرد دواخانہ نے شربت روح افزا ملک میں پیش کر کے زبردست اور زندہ جاوید کارنامہ انجام دیا ہے۔ اب گرمی کی موذی اور تکلیف دہ بیماریوں میں شربت روح افزا استعمال کرنے کے نہایت آسان اور عام فہم طریقے لکھے جاتے ہیں:۔

دردسر:۔ گرمی میں زیادہ تر صفراوی یا دموی دردسر ہوا کرتا ہے۔ صفراوی دردسر میں منھ کا مزہ کڑوا ہوتا ہے، پیاس بہت لگتی ہے، اُبکائیاں آتی ہیں۔ دموی دردسر میں آنکھوں اور چہرے کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ سر بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کا دردسر لو سے بھی ہوا کرتا ہے۔ بعض اوقات گرمی میں دماغی کام کرنے کی وجہ سے بھی سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ صفراوی دردسر میں شربت روح افزا چار تولے پانی یا عرق بید مشک ۵ تولے میں ڈال کر پلائیں۔ پیشانی پر "قلزم" کی پھریری لگا دیں یا "ہمدرد مرہم" مل دیں۔ شربت روح افزا پہلی ہی خوراک میں صفرا یا پت کو جو غیر طبعی طور پر معدے میں گر کر دردسر پیدا کرتا ہے، روک دیتا ہے اور دردسر دور ہو جاتا ہے۔ اگر شربت روح افزا نہ ہو تو ماء الصحت ۲. تولے معمولی شربت میں ملا کر پلائیں۔ دردسر دموی میں شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں ڈال کر پلائیں۔ دماغی کام کرنے سے دردسر ہوا ہو جو اکثر مصنفین، وکیلوں، ایڈیٹروں، دفتر کے کلرکوں اور محنتی طالب علموں کو ہوا کرتا ہے تو دردسر یا تھکن کا احساس ہوتے ہی شربت روح افزا ۴ تولے برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر نوش کریں۔ اس سے فوراً درد یا تھکن دور ہو جائے گی اور دماغ تازہ ہو کر کام کی طرف لگ جائے گا۔

لو لگنا یا سن اسٹروک:۔ جب سخت گرمی پڑتی ہے اور سورج کی تیزی بڑھ جاتی ہے تو ہندستان کے گرم شہروں میں مئی جون اور جولائی میں لو لگنے کے حادثے ہوا کرتے ہیں جن مقامات پر گرمی ۱۰۸ سے ۱۲۰ فارن ہائٹ تک ہوتی ہے وہاں آدھی رات گزر جانے پر بھی لو لگ جایا کرتی ہے۔ لو لگنے پر مریض کے دل پر گرمی کا احساس ہوا کرتا ہے، سر چکراتا ہے، قے آتی ہے۔ آنکھوں کی تپلیاں پھیل جاتی ہیں نبض کم زور ہو جاتی ہے۔ سانس تنگ ہو جاتا ہے۔ پھر بے ہوشی ہو جاتی ہے۔ لو کے سخت حملے کی صورت میں دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے اور مریض مر جاتا ہے۔ لو کا کوئی حادثہ ہونے پر فوراً مریض کو آرام سے لٹا کر سر پر ٹھنڈا پانی ڈالیں اور شربت روح افزا چار تولے ٹھنڈے پانی میں گھول کر جس قدر جلد ممکن ہو سکے پلائیں۔ اگر کچے آم مل جائیں تو ان کو گرم راکھ میں دبا کر پانی نچوڑ لیں اور یہ پانی ۵ تولے، لے کر اس میں شربت روح افزا چار تولے شامل کر کے پلائیں۔ لخلخہ سرد سنگھائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو شربت روح افزا عرق بید مشک میں ملا کر پلائیں۔ شربت روح افزا نہ ہو تو ماء الصحت ۲. تولے سے ۵ تولے تک مصری یا قند کے شربت میں ملا کر اور ٹھنڈا کر کے پلائیں۔

نسخہ لخلخہ سرد:۔ عطر خس، عطر صندل، روغن گل ہم وزن۔

اختلاج یا دل کی دھڑکن:۔ گرمی کی شدت یا لو لگنے سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔ دل ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جب دل کی حرکت تیز ہو اور طبیعت پر وحشت کے آثار ظاہر ہوں تو فوراً شربت روح افزا ۵ تولے ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس میں ملا کر پلائیں۔ بکری یا گائے کے دودھ میں شربت روح افزا ڈال کر پینے سے دل کی دھڑکن دور ہو جاتی ہے۔ دل مستقل طور پر کم زور ہو تو خمیرہ مروارید ۴ ماشے یا خمیرہ زہر مہرہ چار ماشے کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا چار تولے پانی میں ملا کر پلائیں۔

پیاس کی زیادتی:۔ پیاس اس احساس کا نام ہے جو سرد تر چیز کی طلب کو ظاہر کرتا ہے۔ جب پانی کی مقدار خون میں کم ہو جاتی ہے تو پیاس معلوم ہوتی ہے۔ گرمی میں پیاس بہت لگتی ہے۔ پیاس کے وقت اگر عمدہ پانی دست یاب نہ ہو اور خراب پانی

پینے میں آجائے جیسا کہ ریل اور بیل گاڑیوں کے سفر میں ہوا کرتا ہے تو خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آدمی ہر وقت گھر پر نہیں رہتا اور جب سفر میں ہوتا ہے تو جگہ جگہ کا پانی پینا پڑتا ہے جس کے اچھا ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی اس قسم کا پانی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ اس لیے گرمی میں خاص طور پر اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ پیاس کم لگے۔ گرمی میں کبھی معدہ جگر اور گردوں میں گرمی کے بڑھ جانے کی وجہ سے پیاس بار بار لگتی ہے مگر پانی پینے سے تسکین نہیں ہوتی۔ پانی پیتے پیتے پیٹ پھول جاتا ہے۔ ذیابیطس کی وجہ سے بھی پیاس بڑھ جاتی ہے۔ **علاج**:۔ گرمی میں پیاس کی شدت سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ صبح کو دن چڑھنے سے پہلے چار تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی یا دودھ دہی کی لسی میں ڈال کر پی لیں۔ اس ترکیب سے جگر معدہ اور گردوں پر اتنا اچھا اثر پڑتا ہے کہ دن بھر پیاس کی شدت نہیں ہوتی۔ جلد اور پسینے کی گلٹیوں (غدود عرقیہ سوئٹ گلینڈز) کا فعل بھی باقاعدہ رہتا ہے اور پسینہ ضرورت سے زیادہ خارج نہیں ہوتا۔ سخت گرمی کے وقت بھی طبیعت کام کرنے پر حاضر رہتی ہے پیاس کی شدت کے مریضوں کو شربت روح افزاہ تولے نہایت ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پلائیں۔ پہلے ہی گلاس سے پیاس کو سکون ہو جاتا ہے ضرورت ہو تو ایک گھنٹے بعد دوسرا گلاس پلائیں۔ ذیابیطس کے مریضوں کو پیاس کی زیادتی میں (دوا لابی) ایک قرص کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا ۵ تولے (چھاچھ یعنی) ۵ تولے میں ملا کر پلائیں اس سے اصل مرض کا بھی قلع قمع ہو جائے گا اور پیاس بھی دور ہو جائے گی۔ تین چار ہفتے مسلسل یہ عمل کریں۔ شربت روح افزا موجود نہ ہونے کی صورت میں ماء الصحت ۲ تولے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قے اور متلی:۔ گرمی میں جگر کے فعل کی خرابی کے باعث صفرا غیر معمولی طور پر معدے میں گر کر پیاس، قے اور متلی وغیرہ کی شکایتیں پیدا کر دیتا ہے ایسی صورت میں شربت روح افزا ۲ تولے پانی میں گھول کر تھوڑا تھوڑا پلائیں یا شربت روح افزا ۳ تولے عرق پودینہ ۵ تولے عرق گلاب ۵ تولے میں ڈال کر پییں۔ برف مل جائے تو اس کو برف سے ٹھنڈا کر پییں اور ذرا ذرا سا شربت روح افزا بار بار چاٹتے رہیں۔ جی چاہے تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا شامل کر کے پییں۔ جہاز ریل اور بیل گاڑی وغیرہ میں بیٹھنے سے جو قے آنے لگتی ہے اس میں بھی شربت روح افزا نہایت مفید ہے دو تولے شربت پانی یا سوڈا واٹر میں ڈال کر پلائیں۔ حاملہ عورتوں کی قے میں شربت روح افزا تریاق ثابت ہوا ہے ذرا ذرا سا شربت چٹائیں یا پودینے کے عرق میں ۲ تولے شربت روح افزا ڈال کر نوش کریں۔ گرمی کے تمام بخاروں میں قے، پیاس، درد سر اور ہذیان کو رفع کرنے کی غرض سے شربت روح افزا اسی طرح استعمال کریں۔

بھوک بند ہو جانا:۔ گرمی کی شدت میں اکثر بھوک بند ہو جاتی ہے یا کم لگتی ہے ایسی صورت میں صبح سویرے نہار منہ ۴ تولے شربت روح افزا پانی یا دودھ میں ڈال کر پییں اور دوپہر تک کچھ نہ کھائیں۔ کھانے کے وقت معدے میں بھوک کا احساس ہونے لگے گا اور حسب معمول غذا خوب کھائی جائے گی۔

ناگہانی بے ہوشی:۔ بعض اوقات گرمی میں مجمع میں بیٹھنے یا ریل اور سڑک پر چلتے چلتے آدمی بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ اس قسم کی بے ہوشی میں شربت روح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر تھوڑا تھوڑا بے ہوش آدمی کو پلائیں۔ نہ پی سکے تو چمچے سے حلق میں اتاریں۔ اگر مل سکے تو عرق بید مشک ۵ تولے عرق کیوڑہ ۵ تولے بھی شامل کر دیں۔

صفراوی یا پیٹ کے دست:۔ گرمی کے موسم اور گرم مقامات پر غذا کی خرابی سے اکثر صفراوی یا پیٹ کے دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے۔ بچوں کے اس قسم کے دستوں سے تو ہیضے کا شبہ ہو جاتا ہے۔ دست شروع ہوتے ہی بڑے آدمی کو ۴ تولے شربت روح افزا عرق گلاب ۱۰ تولے یا عرق پودینہ ۱۲ تولے یا صرف پانی میں ڈال کر پلائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا ڈال کر پلائیں۔ بچوں کو شربت روح افزا ایک تولہ یا دو تولے عرق گلاب ۳ تولے میں ملا کر دیں۔ سبز رنگ کے دست ہوں تو اسی شربت میں ذرا سا نارجیل دریائی اور زہر مہرہ بھی گھس دیں۔

بے خوابی یا نیند نہ آنا:۔ گرمی میں جگر کی خرابی قبض یا بدہضمی کی وجہ سے یہ شکایت ہو جاتی ہے۔ نیند بالکل نہیں آتی یا کم آتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو بھی نیند نہ آنے کی تکلیف ہو جاتی ہے ایسی صورت پیش آنے پر شام کا کھانا سونے سے چار گھنٹے پہلے کھا لیا کریں اور رات کو سوتے وقت ۴ تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اس سے اکثر پہلے ہی دن نہایت گہری اور آرام کی نیند آجاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو ایام حمل میں نیند نہ آئے تو وہ بھی شربت روح افزا اسی ترکیب سے استعمال کر سکتی ہیں۔ سر میں تیل ڈالنے کی عادت ہو تو معمولی بازاری تیلوں کی جگہ روغن بے نظیر اچھی طرح سر میں مل لیا کریں۔

طبیعت کا گرا گرا رہنا:۔ گرمیوں میں دل کی حرکت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس لیے اکثر طبیعت افسردہ اور گری گری رہتی ہے۔ شربت روح افزا جگر اور دوران خون پر نہایت اچھا اثر ڈالتا ہے۔ اس کے استعمال سے طبیعت جلد بشاش اور خوش ہو جاتی ہے جس وقت طبیعت گری گری ہو تو شربت روح افزاہ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پی لیں۔ صبح و شام عادتاً شربت روح افزا پیتے رہیں تو یہ شکایت پیدا ہی نہ ہوگی۔

چڑچڑاپن:۔ گرمیوں کے دن بہت بڑے ہوتے ہیں۔ موسم کی گرمی کے باعث جسم میں حرارت زیادہ ہو جاتی ہے۔ فضا اور ماحول بھی گرم ہوتا ہے۔ ان وجوہ سے اکثر دماغی کام کرنے والوں کے مزاج میں، جن میں ایڈیٹروں سے لیکر دفتروں کے کلرک تک شامل ہیں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے ذرا ذرا سی بات پر غصہ آجاتا ہے اور معمولی معمولی اسباب پر وہ بیوی، بچوں اور ملازموں پر خفگی کا اظہار کرتے ہیں حقیقت میں یہ دل اور اعصاب کی کمزوری کا نتیجہ

ہوتا ہے۔ اس دل چسپ مرض میں جب بیوی اپنے شوہر کا انتظار خوف و ہراس کیساتھ کیا کرتی ہو اور بچے شفیق باپ کے گھر میں قدم رکھتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں شربت روح افزا نہایت مفید ہوتا ہے۔ ۲ تولے شربت روح افزا برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر آتش مزاج شوہر یا باپ کو پلا دینا چاہیے۔ چڑچڑاپن اور غصہ جاتا رہے گا۔

نکسیر۔ گرمی کے موسم میں گرمی اور خشکی کے باعث نکسیر پھوٹنے لگتی ہو اور سیروں خون ضائع ہو جاتا ہو جن لوگوں کو یہ شکایت ہو انھیں روزانہ چھ تولے شربت روح افزا ۲ تولے پانی یا عرق شاہترہ میں گھول کر پی لینا چاہیے۔ **صفراوی یا پت کا بخار**۔ یہ شدید قسم کا ملیریائی بخار ہے۔ محرقہ بھی اسی کی ایک قسم ہے جس میں بخار بہت تیز ہوتا ہے۔ **علاج**:- پہلے ہی دن شربت روح افزا ۳ تولے عرق کاسنی عرق شاہترہ دس دس تولے میں ملا کر پلائیں اور روزانہ تین دن تک صبح و شام پلاتے رہیں۔ اس سے اخراج فضلات کا نظام درست اور باقاعدہ ہو جائے گا اور تیسرے دن بخار اتر جائے گا۔ اگر بخار نہ اترے تو پھر چار دن تک شربت روح افزا مذکورہ طریقے پر پلاتے رہیں۔ ساتویں دن شام کو قرص ملین دو عدد کھلائیں۔ صبح کو دو تین اجابتیں آ کر طبیعت درست ہو جائے گی۔ غذا میں خرفہ، پالک، کدو وغیرہ کی ترکاریاں کھلائیں یا آش جو پلائیں۔

شادیاں پارٹیاں اور شربت روح افزا

شادیوں، پارٹیوں، دعوت اور دیگر مبارک تقریبوں پر، کھانے پینے کی چیزوں کی جب فہرست تیار کی جاتی ہے تو سب سے پہلے جس چیز پر میاں بیوی کا اتفاق ہو جاتا ہو وہ شربت روح افزا ہی ہے۔ ایسی گرمی میں جب معزز مہمان تشریف لاتے ہیں تو یقیناً پیاسے ہوتے ہیں اور ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوتی ہیں اس وقت شربت روح افزا کا شربتی رنگ اور مہک آنکھوں کو سرور اور دل کو فرحت بخشتی ہے۔ اگر کسی معزز مہمان سے آپ جھوٹوں بھی کہیں کہ "ایک گلاس اور" تو وہ بڑی خوشی سے قبول کر لیتے ہیں۔

مشہور عالم شربت روح افزا ہر تقریب کا لطف دوبالا کر دیتا ہے۔ آپ بھی اس مبارک تقریب کے لیے منگائیے

شربت روح افزا کی آئس کریم

بے شمار اصحاب، گائے کے عمدہ دودھ اور بالائی میں شربت روح افزا شامل کر کے نہایت خوش رنگ اور مزیدار آئس کریم بنایا کرتے ہیں یہ ایسے مزے کی ہوتی ہے کہ بچوں کے منہ لگے نہیں چھوٹتی۔ آپ بھی بنائیے اور لطف اٹھائیے

ایسی سخت گرمی اور چائے! خدا پناہ میں رکھے

زمانۂ تاریخ سے پہلے جب ابتدائی انسان غاروں میں رہا کرتا تھا تو ایسی سخت گرمی میں گھبرا کر ٹھنڈے پانی کی میں نکل جاتا تھا۔ اس کی نہایت معمولی عقل اسے بتلاتی تھی کہ آج کل صرف ٹھنڈی چیزیں فائدہ دے سکتی ہیں۔ زمین و آسمان سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ لُو کے تھپیڑے جھلسائے دیتے ہیں۔ اگر غار کا انسان آج دوبارہ پیدا ہو جائے تو چائے پیتے دیکھ کر تعجب کرے، مگر ہم کو تعجب نہیں ہوتا کیوں کہ ہم اس کے عادی ہو چکے ہیں۔ اور اگر یہی صاحب جاڑے کے مارے سردی کے مارے دانت سے دانت بج رہے ہوں، برف ڈال کر پانی پئیں تو لوگ خیال کریں کہ ان کو جنون کا دورہ ہو گیا ہے۔ اگر کڑاکے جاڑے میں برف کا پانی جنون ہے تو لُو کی تپش میں چائے کیا ہے؟ اس کا فیصلہ ہم آپ پر چھوڑتے ہیں —— کسی حکیم صاحب سے پوچھیے، کسی ڈاکٹر صاحب کو پوچھیے کسی ویدجی سے پوچھیے، سب آپ سے یہی کہیں گے کہ چائے میں ایک ہلکی قسم کا زہر ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ جسم پر خراب اثر کرتا رہتا ہے —— چائے ہم ہندوستانیوں کے مزاج کے موافق نہیں آئی۔ کیوں کہ ہم گرم ملک کے رہنے والے ہیں۔ اس سے ذیابیطس اور تپ دق کا مرض بڑھ رہا ہے۔ —— ہر روز صبح کو آپ بہت جلدی میں ہوتے ہیں۔ چاء تیار کرنے میں بڑی دیر لگتی ہے۔ وقت ضائع ہوتا ہے۔ چاء میں جھگڑے بہت ہیں۔ برتن دھونا، آگ سلگانا "پھونکو پھونکو"۔ شربت روح افزا کا گلاس کس قدر آسانی سے تیار ہو جاتا ہے۔ ایک ہی بوتل میں رسیلے پھل بھی ہیں، گرمی کا قلع قمع بھی ہے، جگر اور معدے کی درستی بھی ہے، دل و دماغ کی تفریح اور کلیجے کی ٹھنڈک بھی ہے۔ آپ ہر روز شربت روح افزا پیا کیجیے۔

شربت روح افزا بوڑھوں، جوانوں، عورتوں، بچوں، سرمایہ داروں، مزدوروں، ہندوؤں، مسلمانوں، پارسیوں، عیسائیوں، مولویوں، پنڈتوں غرض ہر مذہب کے ہر عمر کے افراد کے لیے گرمی کا بہترین طبی اور سائنٹفک تحفہ ہے جس کو حاصل کرنے کی کوشش قطعاً دانش مندی اور دور بینی ہے اس میں کوئی ناجائز چیز شامل نہیں ہے۔

قیمت:- شربت روح افزا کی قیمت آج کل فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے ہے۔ بوتلوں کی گرانی اور کمیابی کی وجہ سے اس کی پہلی قیمت میں چار آنے فی بوتل کا اضافہ حال ہی میں ہمیں کرنا پڑا ہے۔ اصل شربت کی قیمت میں باوجود ہر چیز کی گرانی کے ہم نے کوئی اضافہ نہیں کیا۔ شربت روح افزا کی خالی بوتل جس پر ہم آج کل قیمت کی چٹیں لگا دیتے ہیں آٹھ آنے میں واپس لے لیتے ہیں۔ اس طرح شربت کی قیمت آپ کو وہی دینی پڑتی ہے جو آپ جنگ سے پہلے دے رہے تھے۔

دہلی سے باہر کے شائقین کو چاہیے کہ وہ ریلوے کے ذریعہ سے پارسل منگائیں۔ ڈاک سے پارسل منگوانے میں خرچ زیادہ آتا ہے۔ دو دو تین تین خریدار مل کر اگر شربت منگائیں تو ریلوے کے محصول میں کمی ہو جاتی ہے۔ ریلوے پارسل منگانیوالے اصحاب اپنے اسٹیشن کا نام مع لائن صاف لکھیں

دواؤں کی قیمتیں

جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے، ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے نیچے لکھی جاتی ہیں:-

نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت
خمیرہ زہرمہرہ	ا تولہ	۸ر	شربت روح افزا	ایک بوتل	عہ/	عرق کیوڑہ	ایک بوتل	[illegible]
خمیرہ مروارید	ا "	۴ر	عرق بید مشک	ایک بوتل	علہ/	عرق گلاب	ایک بوتل	[illegible]
دوالبی (ایک شیشی)	۲۴ خوراک	[illegible]	عرق پودینہ	ایک بوتل	۱ر	قرص ملین	ا درجن	۳ر
روغن بے نظیر	ایک شیشی	۱۲ر	عرق شاہترہ	ایک بوتل	۱ر	قل زم	ایک شیشی	عہ/
زہرمہرہ معمولی	ا تولہ	۴ر	عرق کاسنی	ایک بوتل	۶	ہاء الصحت	ایک بوتل	[illegible]

نارجیل دریائی ایک تولہ ار ہمدرد مرہم ایک ڈبیہ ۸ر

قائم شدہ سنہ ۱۹۰۶ء | **ہمدرد دواخانہ، دہلی** | تار کا پتہ "ہمدرد" دہلی

حفظ صحت اور طب کا ماہوار مصور رسالہ

رسالہ

ہمدرد صحت دہلی

مرتبہ

حکیم حافظ محمد سعید، دہلوی

جلد ۱۲

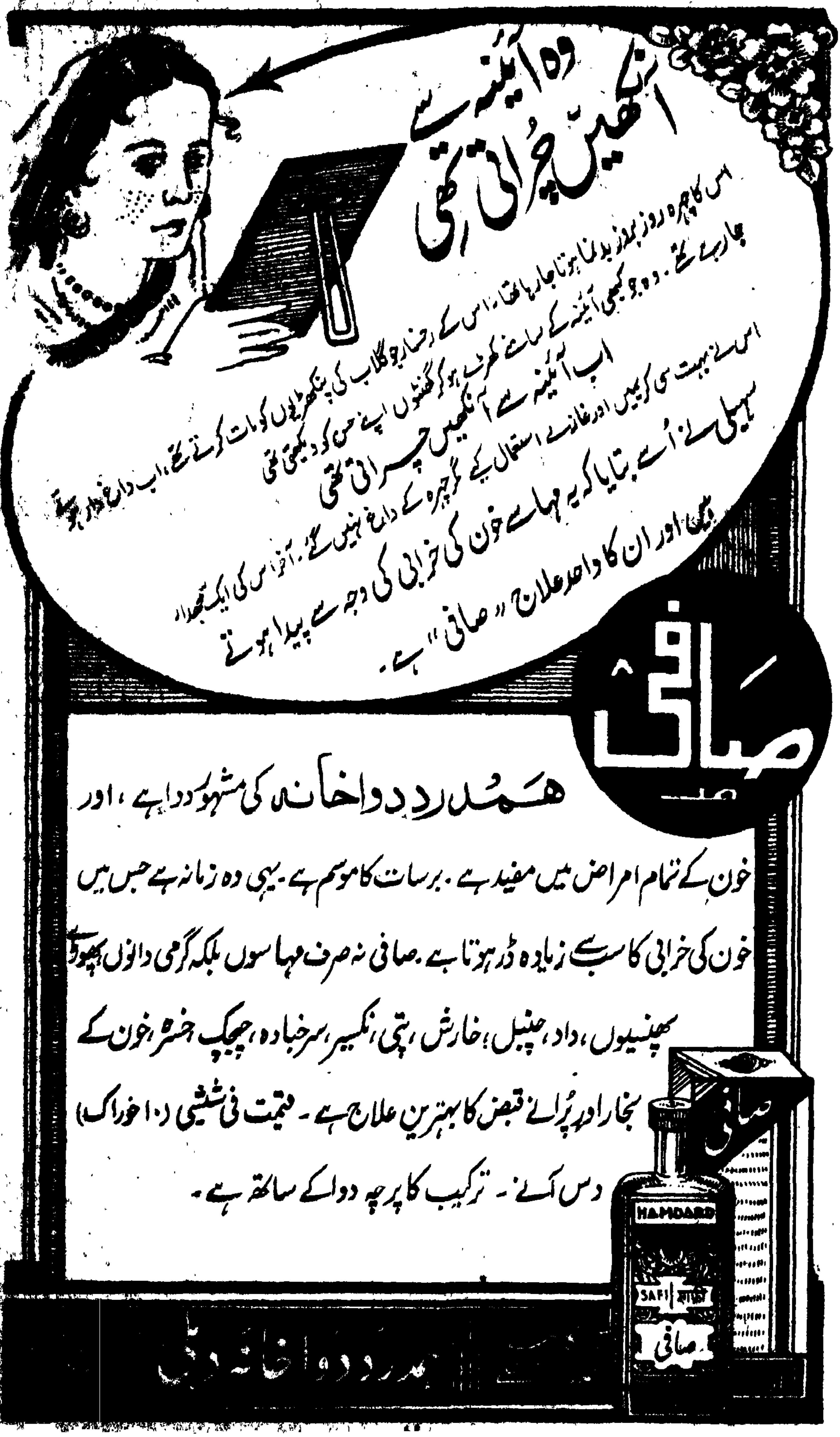
نمبر ۱

جولائی سنہ ۱۹۴۳ء

فہرست مضامین

سالانہ ایک روپیہ

فی پرچہ تین آنے


وہ آئینہ سے آنکھیں چراتی تھی
اس کا چہرہ روز بروز بدنما ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے رخسار جو گلاب کی پنکھڑیوں کو مات کرتے تھے، اب داغ دار ہوتے جا رہے تھے۔ وہ جو کبھی آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر گھنٹوں اپنے حسن کو دیکھتی تھی اب آئینہ سے آنکھیں چراتی تھی
اس نے بہت سی کریمیں اور غازے استعمال کیے مگر چہرہ کے داغ نہیں گئے۔ آخر اس کی ایک سمجھدار سہیلی نے اُسے بتایا کہ یہ مہاسے خون کی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کا واحد علاج "صافی" ہے۔
صافی
ہمدرد دواخانہ کی مشہور دوا ہے، اور خون کے تمام امراض میں مفید ہے۔ برسات کا موسم ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں خون کی خرابی کا سب سے زیادہ ڈر ہوتا ہے۔ صافی نہ صرف مہاسوں بلکہ گرمی دانوں پھوڑا پھنسیوں، داد، چنبل، خارش، پتی، نکسیر، سرخبادہ، چیچک خسرہ، خون کے بخار اور پرانے قبض کا بہترین علاج ہے۔ قیمت فی شیشی (۱۰ خوراک) دس آنے۔ ترکیب کا پرچہ دوا کے ساتھ ہے۔
HAMDARD
SAFI
صافی
ہمدرد دواخانہ دہلی

اطبائے عہدِ مغلیہ

حکیم فغفور لاہجانی

از جناب حکیم ڈاکٹر سید علی کوثر صاحب، چاند پوری

محمد حسین نام اور فغفور تخلص تھا۔ لاہجان گیلان کے نہایت ذی عزت سادات میں سے تھے۔ فغفور کے خاندان میں بڑے بڑے عالم اور فاضل افراد گزرے ہیں۔ جاہ و ثروت اور رتوں کے لحاظ سے بھی فغفور کے اسلاف لاہجان میں ہمیشہ ممتاز رہے۔ فرمانروایانِ گیلان خصوصاً خان احمد والیٔ گیلان کے دربار میں ان کو خاص تقرب حاصل رہا۔

حکیم فغفور شاعری اور طبابت میں یکتائے عصر اور اطبائے ایران میں نہایت ممتاز تھا۔

فغفور کو فن طبابت میں اپنے خالو حکیم تاج الدین سے شرف تلمذ حاصل تھا جو سلطان مراد خان والیٔ ماژندران کا طبیب اور مصاحب تھا۔ حکیم تاج الدین حکیم صدر الشریف گیلانی کا بھانجا اور شاگرد تھا۔

فغفور ماژندران کے سقوط کے بعد گیلان آیا تھا، یہاں آکر اس نے تحصیل طب کی طرف توجہ کی اور اپنے خالو کے فیضِ التفات سے اس فن میں زبردست قابلیت و استعداد پیدا کر لی اور اکثر متداولات کو نہایت غور سے پڑھا، بالآخر فغفور علوم عربی میں نہایت متبحر ہوا۔ اہل علم اور طلبا نے اس کی ذات سے کافی فائدہ اٹھایا۔ اس نے تنقیح مسائل اور ترویج علوم میں بڑی کوشش کی۔

شاعری و سخنوری میں فصاحت و بلاغت اور نکتہ آفرینی و نغزگوئی کے اعتبار سے اس کا درجہ شعرائے فارس میں نہایت بلند تھا فغفور ادب اور موسیقی میں بھی پوری مہارت رکھتا تھا۔ اس کی تصانیف عراق و گیلان اور ماژندران کے ندیموں اور گویّوں میں بہت مشہور ہوئیں۔ وہ خط نسخ اور تعلیق کے اساتذہ میں شمار ہوتا تھا۔ عراق و خراسان کے علما فغفور کے کمالاتِ علمی کے معترف تھے۔

آغاز شاعری میں رسمی تخلص کرتا تھا۔ بعد ازاں فغفور تخلص کرنے لگا۔ بعض اوقات مہر تخلص کرتا تھا۔ اس کے اشعار میں یہ تینوں تخلص پائے جاتے تھے۔

جب خان احمد والیٔ گیلان نے شاہ ایران کے ہاں سے فرار ہو کر سلطان روم سے ملاقات اور پھر تسخیر گیلان کا قصد کیا تو فغفور تجارت کے حیلہ سے اس سے ملنے کی غرض سے آذربائیجان پہنچا۔ پھر گرجستان کے شاہی اطبا کے اصرار پر جو گیلانی تھے گرجستان اور ممالک آرمینیہ چلا گیا وہاں کے بادشاہ الکندر خاں نے فارسی زبان میں مہارت نہ ہونے کے باوجود فغفور کی بڑی عزت کی اور اہل ذوق نے فغفور کے اشعار کی کافی داد دی۔ گرجستان کے زمانۂ قیام میں فغفور نے ایک شہر آشوب بھی نظم کیا تھا جس کے چند شعر یہ ہیں:-

طوق نہ در گردنِ شیرانِ جنگ | حوصلہ آموز دلیرانِ جنگ
دہر پر از صیت الکندری است | گرچہ از و عرصہ الکندری است
خنجر نصرت بکفت را داد | ملکِ ظفر کشور آبا داد
باد چو گل زینتِ بستان خویش | سبز خود از تازہ نہالانِ خویش
آں دو بلند اختر برجِ کمال | یعنی قطبینِ سپہر جلال
دو ہمّی مرد افگن بزم مصاف | دو بتر نیغ نہال خلاف

کچھ دنوں گرجستان میں قیام کرنے کے بعد فغفور اپنے وطن سے واپس آگیا اور اعزہ سے مل کر سیر عراق کے لیے رختِ سفر باندھا۔ اس زمانہ میں اصفہان دارالسلطنت ہونے کے اعتبار سے علما و شعرا کا مسکن تھا فغفور نے اسی مدینۃ العلم کا رخ کیا۔ ارباب علم سے صحبتیں رہیں، حکیم شفائی کے مقابلہ میں فغفور نے بساطِ سخن آراستہ کی۔ مشاعرے ہوئے بالآخر حکیم شفائی نے فغفور کا لوہا مان لیا

فغفور اتنا خوددار تھا کہ دورانِ سفر میں کبھی کسی امیر یا بادشاہ کے سامنے دستِ طلب دراز نہیں کیا۔ جملہ مصارف کا خود ہی بندوبست اور اسباب عیش و آرام اپنے روپے سے ہر جگہ مہیا کیا کرتا تھا۔

نواب خان الزمان علی قلی خاں شاملو کے جو شاہ عباس کا دیوان بیگی تھا فغفور کے گہرے مراسم ہو گئے۔ فغفور اکثر اس

کی مجالس میں شریک وسہیم رہتا تھا۔ آخر کار سنہ ۱۰۱۲ ہجری میں جنت ہندستان نے اس کے دامن ذوق کو ہندستان کھینچا۔ ہندستان پہنچ کر عبدالرحیم خان خاناں کی خدمت میں باریاب ہوا جس کی فیاضی وقدرشناسی اور ارباب فضل وہنر کی تربیت وسرپرستی دنیا کے گوشہ گوشہ میں مشہور تھی۔ فغفور نے اثنائے راہ میں خان خاناں کی مدح میں جو اشعار آبدار نظم کیے تھے وہ خان خاناں کے سامنے پیش کیے۔ خان خاناں کے دریائے سخاوت میں جوش آیا اور انعام واکرام نیز تحسین وآفرین سے فغفور کو بہرہ ور کر دیا گیا۔ خان خاناں کی سفارش سے حکیم شاہزادہ پرویز کے مصاحبوں میں شامل ہوگیا۔ بعض تذکرہ نویسوں کی روایت کے مطابق یہ واقعہ سنہ ۱۰۲۵ ؟ کا ہے۔ لیکن صاحب مآثر الامراء نے شاہزادہ پرویز کی ملازمت کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فی الحال یعنی سنہ ۱۰۲۴ ہجری میں حکیم دارالسلطنت برہانپور خاندیس میں اپنی یکتائی وبے مثلی کا آوازہ بلند کر رہا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۲۵ ہجری سے پہلے ہی حکیم کو شاہزادہ کی ملازمت مل گئی تھی۔ صاحب مآثر الامراء لکھتا ہے کہ حکیم اس دور کے صاحبان کمال میں منفرد ہے۔ صحت کلام اور نغز گفتاری میں کوئی شاعر اس کے پائے کا نہیں۔ اس کا کلام شعرائے ایران اور ہندستان میں مشہور ہے۔ حکیم نے خان خاناں کی مدح میں نہایت پر زور قصائد نظم کیے ہیں جو ماثر رحیمی میں موجود ہیں [1]

ریاض الشعراء میں مذکور ہے کہ سنہ ۱۰۳۰ ہجری میں حکیم نے انتقال کیا [2]

مگر سرو آزاد کی شہادت اس کے خلاف ہے۔ علامہ آزاد لکھتے ہیں کہ محمد حسین فغفور جو فن طبابت اور خوش نویسی میں ممتاز تھا اور آخیر عمر میں شاہزادہ پرویز بن جہانگیر کا ملازم ہوگیا تھا، شہر الہ آباد میں سنہ ۱۰۲۸ ہجری میں فوت ہوا [3]

میخانہ میں حکیم کی جو تاریخ انتقال درج کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۲۹ ہجری میں حکیم نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا تاریخ مذکور یہ ہے :-

رفت فغفور سخن از ملک نظم — داغہا بر سینۂ احباب ہست

تا ہد آب از سحاب چشم ما — گو ہر یک دانہ را در خاک کشت

چوں بہشتی بود شد تاریخ او — ہم نوا با عندلیبان بہشت

سنہ ۱۰۲۹ ہجری

صاحب میخانہ رقمطراز ہیں کہ حکیم کا مدفن الہ آباد سے نصف کوس کے فاصلہ پر آگرے کے راستہ میں لب راہ واقع ہے [4]

حکیم کے طبی کمالات سے اوراق تاریخ خالی ہیں اور مورخین کے بخل اور کوتاہ قلمی کے شاکی، لیکن اس کا بلیغ کلام اکثر تذکروں اور تاریخوں میں ملتا ہے۔ یہاں چند اشعار تفنن طبع کے لیے لکھے جاتے ہیں۔

صد خانہ خلیل گو بنا کن — کعبۂ بت شکستنی نیست

تا بہار بیغمی گلشن کند میخانہ را — ہم چو بلبل مطربے باید گل پیمانہ را

آنچہ از معشوق باشد مایۂ دلبستگی است — یادگار طرۂ شمشاد دارم شانہ را

آرائش حسن تو ز مژگان تیر ماست — از بہر سیر زلف تو ایں شانہ در آب ست

کنارہ کن از رفیقان تیرہ دل فغفور — کہ سایہ آئینۂ آفتاب را زنگ است

گل رخسار آتش ناک او فغفور تا دیدم — یقینم شد کہ تخم آفتاب از خاک می روید

عبدالرحیم خان خاناں کی مدح میں حکیم نے بڑا زور قلم صرف کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قوت فکر کا اس سے اچھا مصرف

---

[1] ملاحظہ ہو ماثر رحیمی جلد سوم صفحہ ۵۱۹ [2] ریاض الشعراء صفحہ ۳۳۸ [3] سرو آزاد صفحہ ، [4] میخانہ صفحہ ۳۳۵ (باقی حاشیہ [illegible])

سلب مرض کے اسلامی طریقے

از جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب مرحوم، دہلی

جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب مرحوم کا یہ مضمون جو ہمدرد صحت کی اشاعت خاص "روحانی علاج" کے لیے لکھا گیا تھا، مدت سے ہمارے فائل میں موجود تھا۔ یہ اور اسی قسم کے مضامین جو کسی خاص موضوع سے متعلق ہوں اشاعت کے لیے خاص مواقع ہی چاہتے ہیں۔ "سلب مرض کے اسلامی طریقے" کی اشاعت کی فی الحال کوئی تقریب نہیں ہے، لیکن اردو زبان کے ایک ادیب و مصنف کی یہ کوشش جب ہمارے سامنے آئی تو ہمیں اس کی اشاعت کا فیصلہ کر لینا پڑا۔ مضمون فنی اعتبار سے اگرچہ قابلِ ستائش نہیں ہے، لیکن جہاں تک ایک خاص نقطۂ خیال کی تفصیلات کا تعلق ہے وہ نفسیاتی اور روحانی علاج سے کچھ تعلق رکھنے والوں کے لیے مفید اور دل چسپ ثابت ہوگا۔

"ہمدرد صحت"

سلب مرض یعنی کسی مادّی تدبیر کے بغیر روحانی طاقت سے مرض کو دور کر دینا کم و بیش ہر قوم اور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ مغرب کی نسبت مشرق میں جہاں روحانی طاقت اور اس کے تصرفات پر بہت زیادہ اعتقاد کیا جاتا ہے سلب مرض کے مختلف طریقے رائج ہیں اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ان طریقوں سے مریض شفایاب ہوئے ہیں۔

مسلمانوں میں سلب مرض کا رواج عام ہے۔ اگرچہ مغربی طریقوں سے اس کے طریقے مختلف ہیں۔ ہ، فی صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ مسلمان عقیدہ رکھتے ہیں کہ مادّی دواؤں اور تدبیروں سے بڑھ کر روحانی طاقتیں امراض کے دور کرنے میں مؤثر و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ روحانی طاقت سے امراض کا دور کرنا انبیائے کرام کی سنت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو سلب مرض کی طاقت معجزہ کے طور پر عطا ہوئی تھی۔ چنانچہ مبروص و مجذوم اور نابینا لوگ آپ کی روحانی طاقت سے شفایاب ہو جاتے تھے۔

سرور عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدہا مواقع پر اپنی روحانی طاقت سے سلب مرض فرمایا ہے۔ صحاحِ ستہ میں اپنی جگہ پر ایسی حدیثیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت نے سلبِ مرض فرمایا اور مریض فوراً شفایاب ہو گیا۔ حضرت سلبِ مرض کے لیے لعابِ دہن استعمال فرماتے تھے یا دستِ مبارک سے مواقع مرض کو مس فرماتے یا زبانِ اقدس پر دعا اور آیاتِ قرآنی جاری ہوتی تھیں اور دم کرتے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں میں سلبِ مرض کے جو طریقے رائج ہیں ان میں محض قوت ارادی کے ماتحت ہاتھوں کو جنبش دینا یا "پاس کرنا" ہی نہیں ہے بلکہ قوت ارادی کو حرکت دینے کے ساتھ ساتھ زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے اور مقتضائے عقل ہے کہ سلبِ مرض کا یہ طریقہ دوسرے طریقوں سے زیادہ مؤثر ہو کیوں کہ سلبِ مرض اسی صورت میں ممکن اور آسان ہے کہ مریض عامل پر پورا بھروسا رکھتا ہو۔ وہ چوں کہ آیاتِ قرآنی کو فوق الانسانیت سمجھتا ہے اس لیے عامل کے متعلق اس کا یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ اس کے عمل میں اس کی ذاتی روحانی طاقت کے ساتھ کلام الٰہی کی طاقت بھی شامل ہے۔ کلام الٰہی کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ "شفا" ہے کیوں کہ قرآنِ پاک میں یہی بتایا گیا ہے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۴)

کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا۔ خان خاناں کی ذات گرامی اسی بلکہ اس سے زیادہ کی مستحق تھی۔ قصائد کا تو موقع نہیں مگر خان خاناں کے نام کا ایک معاصر درس لیجیے :-

بخاک پاک او گیرند منزل   اگر خود سر شوند این جان و این دل

سلب مرض کے اسلامی طریقے

جس طرح دواؤں کو قوت مدبرہ کامیاب بناتی ہے، اسی طرح اعمال اور دعاؤں کو انفعال و تاثر کی صلاحیت سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اگر معالج نااہل ہے یا قوت مدبرہ کمزور ہے تو دوا سے کوئی خوش گوار نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ یہی حالت سلب مرض کی ہے۔ اگر عامل میں روحانی طاقت کم ہے۔ یا مریض میں انفعال و تاثر کی صلاحیت نہیں تو سلب مرض کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی پس جس طرح معالج کی ناقابلیت یا مریض کی عدم صلاحیت کی بنا پر "فن طب" اور اس کے افادات سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح عامل یا معمول میں اہلیت نہ ہونے کی وجہ سے ناکامی ہو تو سلب مرض یا روحانی طاقت کے تصرفات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ بہر حال روحانی طاقت سے سلب مرض کا امکان قوی ہے اور اس کے چند واقعات معتبر کتابوں سے نقل کیے جاتے ہیں اور ساتھ ہی وہ اعمال بھی لکھے جاتے ہیں۔ جن سے سلب مرض کے یہ واقعات رونما ہوئے ہیں۔

جنگ خیبر میں جب محاصرے نے طول کھینچا تو حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو علم اور فوج کا سردار بناؤں گا جو قلعے کو فتح کر کے رہے گا اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول کو بہت محبوب ہے۔ دوسرے دن لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر تھے اور دل ہی دل میں کہہ رہے تھے کہ دیکھیے یہ سعادت کس کے نصیب میں آتی ہے۔ حضرت رسول خدا نے حضرت علیؓ کو یاد فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ اُنھیں آشوب چشم کی ایسی شکایت ہے کہ شرکتِ جنگ سے معذور ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی جائے اور انھیں ساتھ لے آئے۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ حضرت علی حاضر ہوئے لیکن آنکھوں میں ایسی تکلیف تھی کہ سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن حضرت علی کی آنکھوں میں لگا کر دعا فرمائی۔ حضرت علی کی آنکھیں آن کی آن میں ایسی اچھی ہو گئیں کہ گویا انھیں کبھی شکایت ہی نہ تھی۔ چناں چہ آپ کو جھنڈا دیا گیا اور خیبر کا قلعہ آپ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔

امام بخاری نے جنگ خیبر کا ایک اور واقعہ صحیح بخاری میں نقل کیا ہے کہ یزید ابن ابی عبید نے حضرت سلمہ کی پنڈلی میں تلوار کا نشان دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ جنگ خیبر میں یہ زخم آیا تھا اور مشہور ہو گیا تھا کہ میں ہلاک ہو گیا ہوں۔ میں آں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے تین دفعہ اس زخم پر دم کیا جس سے میں بالکل اچھا ہو گیا اور آج تک کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔

جریر بن عبد اللہ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میری جسمانی حالت ایسی تھی کہ میں گھوڑے پر اچھی طرح نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے اپنی یہ معذوری آں حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے میرے سینے پر دست مبارک سے تھپکی دی اور زبان اقدس سے فرمایا اللّٰھم ثبتہ واجعلہ ھادیا مھدیا۔ اس کے بعد میں اچھی طرح گھوڑے پر سوار ہونے لگا۔ اور مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات کو اگر درد کی شکایت ہوتی تو سرور عالم درد کی جگہ دست مبارک رکھ کر یہ دعا پڑھتے:۔

اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما۔

آنحضرت کے زمانے میں اور آنحضرت کے بعد صحابہ کرام بھی سلب مرض کرتے تھے اور بعض اوقات ان کے عمل اور دعا کی برکت سے مہلک امراض دور ہو جاتے تھے۔ ایک واقعہ صحاح ستہ میں منقول ہے کہ چند صحابی سفر کر رہے تھے۔ ایک بستی میں ان کا گزر ہوا۔ انھوں نے چاہا کہ بستی والے ان کو اپنا مہمان بنائیں۔ لیکن بستی والوں نے ان کو ٹھیرانے سے انکار کر دیا۔ اتفاق کی بات کہ اُس بستی کے سردار کو سانپ نے کاٹا۔ اُنھوں نے ہر ممکن تدبیر کی۔ لیکن سردار شفایاب نہ ہوا۔ وہ سراسیمہ ان صحابہ کے پاس آئے اور سب حال سنا کر کہا تم لوگ کوئی تدبیر جانتے ہو تو بتاؤ۔ ایک صحابی نے کہا کہ میں سانپ کے کاٹے کا منتر جانتا ہوں لیکن تم لوگوں نے ہمارے ٹھیرانے سے انکار کیا اس لیے میں اُجرت لیے بغیر منتر نہیں پڑھوں گا۔ آخر کار گفت و شنید کے بعد تیس بکریوں پر معاملہ طے ہوا۔ وہ صحابی مریض کے پاس گئے اور سورۃ الحمد پڑھ کر ڈسی ہوئی جگہ پر دم کرنے لگے۔ تھوڑی دیر میں وہ شخص بالکل تن درست ہو گیا۔ یا بے ہوش پڑا تھا یا چلنے پھرنے لگا۔ قرارداد کے متعلق بستی والوں نے تیس بکریاں پیش کیں۔

بزرگان دین میں بھی سلف سے اب تک سلب مرض کا دستور چلا آتا ہے۔ چنانچہ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ نے سلب مرض کا یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ عامل ہر طرف سے اور ہر خیال سے یکسو ہو کر مریض پر توجہ کرے اور یہ تصور کرے کہ مریض کا مرض اس کی طرف منتقل ہو رہا ہے، چناں چہ پوری یکسوئی، توجہ اور زبردست قوت ارادی کے ساتھ عمل کرنے پر کامیابی حاصل ہوتی ہے اور مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔ مرض جو عامل کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اُسے عامل کسی دوسری طرف منتقل کر دیتا ہے۔

سلسلۂ قادریہ میں سلب مرض کا یہ دستور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک موزوں نام تجویز کر لیتے ہیں، جیسے یا شافی اور پھر اس نام کی ضرب لگاتے ہیں اور ازالۂ مرض پر توجہ مبذول کر دیتے ہیں۔

بعض بزرگوں کا طریقہ ہے کہ وہ ایک سفید رومال یا سفید چادر لے کر مریض کے پاس جاتے ہیں اور اپنی قوت ارادی کو ازالۂ مرض پر پوری طرح صرف کر کے سفید رومال یا سفید چادر پر مرض اتار دیتے ہیں پھر اس رومال یا چادر کو جلا دیا جاتا ہے اور اس طرح مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔

بعض بزرگوں نے مختلف امراض کے لیے سلب کے مختلف طریقے تجویز کیے ہیں اور وہ طریقے اپنی جگہ پر کامیاب ثابت ہوتے ہیں۔ کیوں کہ ان خاص طریقوں سے عامل کی توجہ منضبط ہو جاتی ہے اور مریض کی قوت مدبرہ یا صلاحیت منفعلہ پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً درد کے لیے خواہ وہ بدن کے کسی حصہ میں ہو یہ طریقہ سلب کا مقرر کیا ہے کہ عامل ایک پاک تختی پر پاک ریت بچھائے اور ایک کیل سے اس ریت پر ابجد۔ ہوز۔ حطی لکھے۔ مریض سے کہے کہ درد کی جگہ اپنی انگلی رکھے اور زور سے دبائے اسی وقت عامل سورہ فاتحہ پڑھ کر الف پر کیل رکھے اور زور سے دبائے۔ اگر درد جاتا رہے تو خیر ورنہ دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر حرف ب پر کیل رکھ کر زور سے دبائے۔ غرض یہ کہ جب تک درد نہ جائے یہی عمل کرتا رہے انشاء اللہ تمام حروف ختم ہونے سے پہلے درد جاتا رہے گا۔

بخار اتارنے کے لیے یہ عمل مجرب بتایا جاتا ہے کہ ایک صاف ستھرے پیالے میں پانی بھریں۔ چالیس بار سورۂ فاتحہ پڑھیں اور اس پانی پر دم کریں۔ یہ تصور رکھیں کہ اس پانی سے بخار اتر جائے گا۔ اس کے بعد مریض کے منہ پر چھینٹے دیں۔ اس تدبیر سے بخار اتر جائے گا۔ اگر نہ اترے گا تو کم ضرور ہو جائے گا۔

سلب امراض کے لیے چینی کی رکابی پر یہ چار آیتیں جو آیات شفا کے نام سے مشہور ہیں لکھیں اور روزانہ مریض کو دھو کر پلائیں جب تک سلب مرض نہ ہو یہ عمل جاری رکھیں۔ امید ہے کہ چند روز میں مریض شفایاب ہو جائے گا۔ آیتیں یہ ہیں :-

ویشف صدور قوم مومنین ۔ وشفاء لما فی الصدور ۔ یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس ۔ وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمومنین واذا مرضت فهو یشفین ۔ قل هو للذین آمنوا هدی وشفاء

چیچک کا مرض سلب کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ ایک نیلا دھاگا لے کر سورۂ رحمٰن پڑھیں اور جتنی دفعہ فبای آلاء ربکما تکذبان آئے اس دھاگے میں گرہ لگا دیں اور گرہ پر دم کر دیں، پھر اس دھاگے کو مریض کے گلے میں ڈالیں۔

مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب درمنثور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا مرقوم ہے اهیا اشر اهیا۔ اگر کوئی عورت دردزہ میں مبتلا ہو اور ولادت میں دشواری ہو تو ایک کاغذ پر یہ آیتیں اور یہ عبارت لکھیں والقت ما فیها وتخلت واذنت لربها وحقت اهیا اشر اهیا۔ اس کاغذ کو بطور تعویذ کے ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر زچہ کی بائیں ران میں باندھیں، مشکل آسان ہوگی۔

حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب دہلوی ان امراض کو سلب کرنے کے لیے جن سے اطبا عاجز آجاتے تھے حسب ذیل طریقہ اختیار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ مایوس العلاج مریضوں کو شفایاب فرماتا تھا۔ طریقہ یہ تھا کہ سفید چینی کی ایک رکابی پر سورۂ فاتحہ لکھتے تھے اور پھر ان الفاظ کا اضافہ کرتے تھے یا حی حین لا حی فی دیمومة ملکه وبقائه یا حی۔ ان عبارتوں کو پانی سے دھو کر مریض کو پلاتے تھے اور چالیس دن تک یہ عمل جاری رکھتے تھے۔

اگر سلب مرض کے تمام طریقے لکھے جائیں تو یہ مضمون ایک کتاب کی صورت اختیار کرے گا کیوں کہ تمام امراض کے لیے ایک نیا طریقہ رائج ہے۔ سلب مرض کے قاعدوں نے وسعت پذیر ہو کر گنڈے تعویذ کی صورت اختیار کر لی ہے اور گنڈے تعویذ کا تو ہندوستان میں اس قدر رواج ہے کہ ڈاکٹروں اور طبیبوں کے مطب کی طرح عاملوں کے مطب میں بھی اہل حاجت کا مجمع رہتا ہے۔ ان عاملوں میں اچھے اور برے دونوں طرح کے لوگ ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ ایک عامل کامل کے اعمال کا اثر ایسا محیر العقول ہوتا ہے کہ روحانیت کے منکروں کو بھی سر جھکا دینا پڑتا ہے۔

سلب مرض کی ایک عجیب و غریب صورت صوفیائے کرام میں پائی جاتی ہے جسے ان کی اصطلاح میں "ضمار"

کہتے ہیں۔ سلب مرض کے تو یہ معنی ہیں کہ ایک مریض مرض سے شفایاب ہو جائے۔ لیکن ضمان کے یہ معنی ہیں کہ ایک مریض کو موت سے بچا لیا جائے۔ ضمان کا ایک واقعہ مولانا جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے اور صاحب رشحات نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ جسے اختصار کے ساتھ اس جگہ بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا نظام الدین خاموش بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ وہ زبردست باطنی قوتوں کے مالک تھے۔ ایک دفعہ خواجہ عصام الدین جو سمرقند میں شیخ الاسلام کے عہدہ پر ممتاز تھے سخت بیمار ہوئے۔ ان کے اعزہ و اقربا ہر طرف سے مایوس ہو کر حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا نے اپنی قوتِ باطنی سے معلوم کیا کہ شیخ الاسلام کا بچنا دشوار ہے لیکن ان کے اعزہ نے اتنا قدر منت وزاری کی کہ مولانا نے ان کو اپنے ضمن میں لے لیا۔ یعنی شیخ الاسلام کی زندگی کو اپنی زندگی میں شامل کر لیا۔ اس عمل سے شیخ الاسلام تن درست ہو گئے۔ اس واقعہ پر زمانہ دراز گزر گیا۔ سوءِ اتفاق سے مولانا نظام الدین خاموش پر ایک غلط اتہام کی باعث عتابِ شاہی نازل ہوا۔ شیخ الاسلام کے امکان میں تھا کہ وہ مولانا کی طرف سے حاکم وقت الغ خاں کے خیالات صاف کر دیں لیکن اُنھوں نے پہلو تہی کی۔ مولانا کو یہ بات ناگوار گزری اور آپ نے شیخ الاسلام کو اپنے ضمن سے جُدا کر دیا۔ بجردِ اس عمل کے شیخ الاسلام اپنی جگہ پر گر پڑے اور مر گئے۔ بہرحال طاقتِ روحانی کا یہ بھی ایک تصرف تھا جو سلب مرض سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صانع حقیقی نے انسان کو عجیب وغریب ظاہری و باطنی قوتیں عطا کی ہیں۔ اکثر لوگوں میں یہ قوتیں خوابیدہ ہیں لیکن جن لوگوں نے مشق و ریاضت سے ان قوتوں کو بیدار کر لیا ہے وہ اپنے عمل سے دنیا کو محوِ حیرت بنا رہے ہیں اور ان کی بصیرتوں نے بصارتوں کو بے کار کر دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(بقیہ مضمون صنا)

ضعف قلب

اس مرض میں عام جسمانی ضعف کی وجہ سے قلب کی حرکت سست پڑ جاتی ہو جس سے نبض کی حرکت میں بھی کمزوری آ جاتی ہے۔

اسباب: عصبی، متعدی اور مزمن امراض کی وجہ سے جب دل کمزور ہو جاتا ہے تو اس مرض کی علامات رونما ہوتی ہیں۔ چنانچہ تپ محرقہ خسرہ، طاعون، ہیضہ، پوسوت، اسہال وغیرہ کے بعد عموماً ضعف قلب عارض ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ صرع، مالیخولیا، فقر الدم، ذیابیطس، اختناق الرحم اور مسلسل رنج وغم اور فاقہ بھی اس کے اسباب میں داخل ہیں۔

علامات: قلب کی حرکت بہت سست اور نبض ضعیف ہوتی ہے اور صرف ۴۰ - ۵۰ بار فی منٹ حرکت کرتی ہے مریض کی طبیعت سست رہتی ہے اور کام کاج کی ہمت نہیں پڑتی۔

علاج: مریض کو کھلی اور تازہ ہوا میں رکھیں۔ روزانہ سیر و تفریح کرائیں۔ غذا لطیف اور جلد ہضم دیں۔ پھل زیادہ کھلائیں۔ خاص کر سیب، انار، سنترہ، لیچی اور ناریل کا پانی بہت مفید ہے۔ گلوکوز دیں۔ موٹے آٹے کی روٹی، یخنی، انڈے، مکھن اور دودھ بقدر ہضم کھلائیں۔ مریض کو خوش رکھنے کی کوشش کریں۔ دوا میں یہ نسخہ مفید ہے:-

سوڈا بائی کارب ۱۰ گرین، اسپرٹ امونیا ایرومیٹک ۲۰ منم، ٹنکچر نکس وامیکا ۵ منم، اسپرٹ کلوروفارم ۱۰ منم، ایکوا منتھا پپ ایک اونس۔ ایسی ایک ایک خوراک غذا سے پہلے دیں۔ (باقی آئندہ)

خون

از جناب مولانا سید ابن الحسن صاحب فکر ایم۔ اے۔

ہے رازِ قدرتِ حق یہ حیات، کیا کہیے — حیات و خوں کے تعلق کی بات کیا کہیے
ہمارے واسطے نیکی کا یہ فرشتہ ہے — یہ خون و جسم کا رشتہ عجیب رشتہ ہے
رگوں میں خون کا دورہ ہے زندگی کا سبب — جو ایک لمحہ کو رُک جائے تو بڑا ہو غضب
عمل کو قلب کے رکھتا ہے ہر گھڑی بیدار — اسی کے دور سے قائم ہے نبض کی رفتار
ہو اعتدال میں اس کے فلاحِ انسانی — دباؤ اس کا بڑھے گر، تو ہو پریشانی
ہیں سُرخ جسیمے خوں کے بڑے ہی سحر طراز — حیات بخش، حرارت فروز روح نواز
بشر کو رکھتے ہیں زندہ وہ مہرباں ہیں یہ — بنائے زیست ہیں یہ اور صحت کی جاں ہیں یہ
سفید ذرّے سپاہی کا کام کرتے ہیں — مدافعت کا ہر اک انتظام کرتے ہیں
ہمارا خون جو آلائشوں سے پاک رہے — تو جسم صورتِ خورشید تابناک رہے
یہ ہے وہ خلط کہ جس کی ہے سب مسیحائی — جوانی، جوشِ عمل، طاقت اور توانائی
صفائی خوں کی کرے فکر، ہے جو صحت خواہ — فسادِ خوں کا مرض۔ الاماں! خدا کی پناہ
ہیں جن کے خون میں مسموم مادّے کافی — تو ہے ضرور کہ وہ پی لیں کچھ دنوں "صَافی"
خُلایا خوں کے ہیں وجہ بقائے انسانی — بہارِ زندگی ہے خون کی فراوانی
بہت حسین ہے سُرخی کسی کے گالوں کی — اسی سے دل کشی قائم ہے حسن والوں کی
"انیمیا" سے ہی واقف ہر ایک عاشق زار — کمی خوں کی شکایت رہی اُسے زنہار
زمانہ گزرا معقدر کا یہ گلہ کرتے — لہو کی بوند نہیں دعوتِ مژہ کے لیے
جو اپنا خون پلاتے ہیں تیغِ دلبر کو — کہیں وہ کرکے مخاطب کسی کے خنجر کو
"خیال کچھ تو کر، اے تیغِ یار تو میرا — مرا لہو نہ پیے، تو پیے لہو میرا"
مگر یہ حضرتِ غالبؔ کا قول ہے مشکل — "رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل"

اب اس نظریۂ شاعر پہ گفتگو کیا ہے
"جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے"

امراضِ قلب ۸

از
جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی
بیرون دہلی دروازہ
لاہور

اختلاجِ قلب

اس مرض میں مریض اپنے قلب کی حرکت کو محسوس کرنے لگتا ہے لیکن طبی امتحان پر قلب کی حرکت عموماً درست اور طبعی معلوم ہوتی ہے۔ بعض عصبی المزاج مریضوں میں بلوغ جوانی یا عورتوں میں ابتدا، ایامِ یاس میں یہ تکلیف رونما ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بعض نازک مزاج عورتوں کو ایامِ حیض میں بھی اختلاج رہتا ہے۔ یہ مرض ہسٹیریا اور ضعفِ عصبی کے ساتھ بھی پایا جاتا ہے۔ اور کبھی سوءِ ہضم، ڈر، خوف اور افعالِ نفسانیہ کی وجہ سے نیز متعدی بخاروں کے تسمم سے یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض مریضوں کو تمباکو کے استعمال سے یا کافی، چائے اور شراب نوشی کو یہ مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ کبھی امراضِ عضلۂ قلب اور صمامات قلب کی ابتدا میں اختلاج شروع ہو جاتا ہے اور کبھی اختلاج کا سبب غدہ درقیہ کے افرازات کی زیادتی ہوتی ہے۔ عورتیں اس مرض میں مردوں کی بہ نسبت زیادہ مبتلا ہوتی ہیں۔

علامات:۔ حاد اور شدید صورتوں میں دل اس زور سے دھڑکتا ہے کہ قلب کی ضربات سینہ پر بھی نظر آتی ہیں۔ دورۂ مرض کے وقت مریض پریشان اور سراسیمہ نظر آتا ہے۔ پیشاب بار بار آتا اور چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے۔ بعض مریضوں کا دم پھولنے لگتا ہے۔

تشخیص:۔ تشخیصِ مرض میں مریض کا عصبی المزاج ہونا، یا اُس کا کسی غم و غصہ میں مبتلا ہونا، ڈر، خوف اور دہشت سے منفعل ہونا، خواہشِ جماع کا پورا نہ ہونا وغیرہ امور کو مدِنظر رکھنا چاہیے۔ اس کے علاوہ کمیٔ خون، سوءِ ہضم معدی اور انتڑیوں کے امراض اور غدہ درقیہ کے نقص کو بھی یاد رکھنا ضروری ہے۔ سمی دواؤں کا استعمال بھی اختلاج کا باعث ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ اسی قسم کی ایک کیفیت **Phreno-cardia** یا قلب ہذیانی کے نام سے مشہور ہے۔ اس مرض میں مقامِ قلب پر درد بھی ہوتا ہے اور تنفس میں بھی نقص پایا جاتا ہے۔ مریض بار بار گہرے سانس لیتا ہے، دیافرغما میں تشنج ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ قلب اپنی جگہ سے نیچے لٹکا ہوا ہوتا ہے۔

نتائج و عواقب:۔ اختلاجِ قلب عموماً جلد علاج پذیر ہو جاتا ہے اور اس کے نتائج بھی خطرناک نہیں ہوتے بشرطیکہ اسباب قوی نہ ہوں۔

علاج:۔ مرض کے اصل سبب کو معلوم کر کے اس کے ازالے کی کوشش کریں۔ اگر ممکن ہو تو مریض کے ماحول کو بدل دیں اور اسے قوانینِ صحت پر کاربند رہنے کی ہدایت کریں۔ تھوڑی ورزش اور کنکنے پانی کا غسل مفید ہے۔ ایسے مریضوں کو شراب، گوشت، چائے اور کافی وغیرہ سے پرہیز کرائیں۔ اور تازہ پھل زیادہ کھلائیں۔ غذا ہلکی، مرغوب الطبع اور زود ہضم دیں اور شکم سیر ہو کر کھانے سے منع کریں نیز ایسی غذائیں نہ دیں جو نفخ پیدا کرتی ہوں۔ تمباکو نوشی اور کثرتِ جماع سے بھی پرہیز لازم جانیں۔ دوا، فولاد اور سٹرکنین وغیرہ کا استعمال کرائیں۔ اگر حرکتِ قلب بہت زیادہ ہو تو ٹنکچر ایکونائٹ ۳ بوندیں ایک گھونٹ پانی میں ملا کر پلائیں۔ اگر مریض کو بے خوابی اور توحش عارض ہو تو برومائڈ کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔

اس مرض میں ڈیجی ٹیلس وغیرہ محرکِ قلب ادویہ کا استعمال ضروری نہیں، اگر ضرورت ہو تو ڈیجی ٹیلس اور نکس وامیکا ٹنکچر ملا کر دیں۔

دو مفید نسخے یہ ہیں:۔

(۱) فیرائی ایٹ ایمونیا سائٹریٹ ۱۰ گرین، ٹنکچر نکس وامیکا ۵ منم، سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۲۰ منم، سیرپ اورنشیائی ایک ڈرام، ایکوا منتھا پپ ایک اونس۔ ایسی ایک ایک خوراک بعد غذا صبح و شام دیں۔ کمیٔ خون، ضعفِ عصبی اور اختلاج کے لیے مفید ہے۔

(۲) پوٹاسیم برومائیڈ ۱۰ گرین، سوڈا بائی کارب ۱۰ گرین، سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۲۰ منم، ٹنکچر کارڈیمم ۲۰ منم، سیرپ اورنشیائی ایک ڈرام، ایکوا منتھا پپ ایک اونس۔ ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین بار پلائیں۔ توحش، اختلاج اور بے خوابی کے لیے مفید ہے۔

بحر الکاہل کی جنگ اور مچھر

از مسٹر ای. ایس۔ گریلے

مچھر کو اگرچہ "اتحادی" یا "حلیف" کی حیثیت کبھی حاصل نہ تھی، تاہم اس وقت بحر الکاہل کی جنگ میں ملیریا کے مچھر کی عملی سرگرمیوں نے ایک شدید خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ اس کے جارحانہ حملے کا پہلا مظاہرہ جزائر فلپائن میں ہوا تھا۔ جہاں کے متعلق ان امریکی صحافیوں اور نامہ نگاروں کا جو وہاں موجود تھے، یہ بیان ہے کہ باٹان کی شکست و زوال کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ملیریا بخار ولایات متحدہ امریکا کی فوجوں میں پھیل گیا تھا اور اس کے انسداد کے لیے کونین کی سپلائی کا خاص مخزن و منبع "ڈچ ایسٹ انڈیز" (جزائر شرق الہند ولندیزی) ہیں اور اب وہ ذریعہ اتحادی قوموں کے ہاتھوں سے نکل گیا ہے۔ کچھ دنوں سے انسداد ملیریا کے لیے بعض کیمیائی دوائیں استعمال میں ہیں، لیکن یہ قدرتی پیداوار کا بدل نہیں ہو سکتیں اور نہ ان سے بہترین معالجاتی نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ کونین کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جو لوگ اسے استعمال کرتے ہیں ان پر اس کا سمیاتی اثر بہت کم ہوتا ہے اور اگر مناسب طور پر ملیریا کو روکنے کے لیے یا سخت ترین حملہ کی صورت میں اس کے علاج کے لیے کونین استعمال کرائی جائے تو بیحد مفید ثابت ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے کوئی دوا کونین کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور نہ کوئی دوا کونین کی یا سنکونا کے دوسرے مرکبات کی بدل قرار دی جا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ملیریا کے جراثیم کے انسداد کے لیے اور ان جراثیم کو جسم انسانی میں پہنچانے والے انوفلین مچھروں کے حملہ کے اثرات کو روکنے کے لیے کوئی دوا اس سے زیادہ موثر اور کارآمد ثابت نہیں ہوئی ہے۔

مچھروں نے بحر الکاہل کے جن جزائر میں ملیریا بخار پھیلایا ہے ان میں فلپائن ہی کا علاقہ منتہائے شمال میں واقع نہیں ہے، بلکہ دوسرے جزائر بھی مزید شمال کی طرف پائے جاتے ہیں، لیکن سر دست جنوبی اور مشرقی بحر الکاہل کے علاقوں کو جنگ کے اعتبار سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے ضرور ہے کہ ان ہی پر خطر "نقطوں" پر ایک نگاہ ڈالی جائے۔ ان اطراف میں تقریباً وہ تمام جزائر جو خط استوا سے لے کر ۲۰ ڈگری تک (یعنی ۱۲۰۰ میل تک) ہیں اور جو نیو گنی سے ۱۷۰ ڈگری مشرق تک ہیں، ان میں ملیریا کے جراثیم اور ملیریا کے مچھر پائے جاتے ہیں۔ جزائر سلیمان، نیو ہیبرائڈز، جزائر ایڈمیرالٹی، جزائر ٹروب رائنڈ، نیو برٹین، نیو آئرلینڈ، جزائر سینٹا کروز اور سماوائی ان ہی میں داخل ہیں، اور اس علاقہ کی سرحد جزائر فیجی کے قریب تک پہنچی ہے۔ صرف یہی وہ جزائر ہیں جو "انوفلین" مچھروں سے پاک ہیں۔ یہ نیو کیلی ڈونیا کے شمال میں واقع ہیں۔ کچھ دنوں تک نیو کیلی ڈونیا کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہاں ملیریا کے مچھر نہیں پائے جاتے، لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ یہ جزیرہ اس خطرے سے محفوظ نہیں ہے۔ نیو کیلی ڈونیا ہماری سب سے زیادہ توجہ کا مستحق اس لیے ہے کہ جنگی نقطہ نگاہ سے اس کی پوزیشن بہت اہم ہے اور یہ جزیرہ امریکا اور آسٹریلیا کے درمیان جنگی سامان کی سپلائی کے عین راستہ پر واقع ہے۔ ولایات متحدہ نے اپنی فوجیں بھی اس جزیرے میں بھیج دی ہیں۔ اگر ان فوجوں کے ساتھ کوئی انوفلین مچھر بھی اس سرزمین پر اتر پڑا ہے تو ظاہر ہے کہ ملیریا کے پھیلنے کا خطرہ بھی اس سے بہت قریب ہے۔ اس لیے ضرور ہے کہ فوجیوں کو انسداد ملیریا کی دواؤں کی روزانہ خوراکیں دی جائیں۔ ہم نے حملہ آور اور انوفلین مچھر کو صیغہ واحد میں لکھا ہے، اس لیے کہ ملیریا کو دور دور تک پھیلانے کے لیے مچھروں کی بہت بڑی تعداد کا ہونا لازمی نہیں ہے۔

بحر الکاہل میں ملیریا کے جراثیم پھیلانے والے مچھروں کی اصلی قسم کو "انوفیلس پنکٹی لیٹس" (Anopheles Punutılatus) کہتے ہیں اور ان ہی مچھروں کا رشتہ دار یعنی "انوفیلس مولس سنسس" (Auonheles Molluseensıs) بھی اس سمندر کے جزائر میں پایا جاتا ہے۔ ان دونوں کے متعلق یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ملیریا بخار کے جراثیم کو ادھر ادھر سے منتقل کرنے میں ان کا خاص حصہ ہے۔ عام طور پر ان مچھروں کے انڈے (Larvae) زمین پر جمع شدہ پانی میں یا دلدلوں میں یا ایسے پانی میں جو گھاس یا جھاڑیوں سے گھرا ہوا ہو پائے جاتے ہیں۔ بارش کے باعث پانی کی جو چھوٹی چھوٹی جھیلیں جابجا بن جاتی ہیں، ان میں بھی یہ مچھر اپنا گھر بناتے ہیں اور انڈے دیتے

لیکن جن دو قسم کے ملیریائی مچھروں کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے وہ گدلے اور صاف بند اور رواں، ہر قسم کے پانی [illegible] پھیلا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ٹوٹے ہوئے کھوپرے کے چھلکے اور کشتی کے اندر جمع ہو جانے والے پانی [illegible] ان کے انڈے [illegible] اس وقت یہ خطرہ موجود ہے کہ ملیریا بخار بحرالکاہل کے جزائر نیو ہیبرائڈس سے بھی پرے تک پہنچ جائے گا۔ [illegible] نہیں کہ یہ خطرہ پہلے سے بھی موجود تھا، لیکن جنگ کے باعث ہوائی اور بحری ٹرانسپورٹ میں جو بے انتہا اضافہ ہو گیا ہے اس [illegible] خطرہ اور بھی بڑھ گیا ہے اور اب "امکان" نے "یقین" کی صورت اختیار کر لی ہے۔

قرینہ اغلب ہے کہ خط استوا کے آس پاس تمام ممالک میں اب کوئی ملک بھی ایسا نہیں ہے جو ملیریا بخار کی رسائی سے باہر کہا جا سکے۔ ماریشس، بارباڈوس اور ریونین جزائر کسی زمانے میں ملیریا سے پاک تھے، مگر گزشتہ صدی میں ان تینوں مقامات پر ملیریا نے متعدی مرض کی صورت میں سخت ترین حملہ کیا تھا۔ نیو کیلی ڈونیا اور ہوائی جزائر بھی اس جنگ کے دوران میں یقیناً ملیریا میں مبتلا ہوں گے۔ اس مرض کی روک تھام کے لیے دواؤں کی کمی ہی صرف واحد مشکل نہیں ہے، بلکہ تیل کی کمی نے بھی دوسری مشکلات میں اضافہ کر دیا ہے۔ مچھروں کے انڈوں کو ہلاک کرنے والا تیل کچھ دنوں سے انسداد ملیریا کے کام میں بہت کارآمد ثابت ہو رہا تھا۔ اور مچھروں کے جو انڈے بہتے ہوئے پانی میں ہوتے ہیں ان کی ہلاکت کے لیے تیل بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے زمانہ میں یہ خیال کسی کو نہ ہوا تھا کہ ملیریا کے انسداد کے لیے بہتے پانی پر تیل کبھی استعمال کیا جا سکے گا۔ پہلے یہ عقیدہ پھیلا ہوا تھا کہ اگر مچھروں کے انڈوں کو ہلاک کرنا ہے تو ان پر تیل کی ایک مستقل اور مسلسل تہ کچھ دنوں تک رہنی چاہیے۔ لیکن مزید ریسرچ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ تیلوں کا ایک ایسا زہریلا مرکب بھی بنایا جا سکتا ہے جو بہتے ہوئے پانی پر بھی مچھروں کے انڈوں کو ہلاک کر دے گا۔ یہ ایجاد حقیقت میں ایک "اینٹی ملیریل" مرکب کی صورت میں نمودار ہوئی۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس تیل سے صرف انڈے ہی ہلاک نہیں ہوتے بلکہ "جوان عمر" مچھر پانی پر انڈے دینے کے لیے آتے ہیں وہ بھی ہلاک ہو جاتے ہیں اور جو مچھر تیل پڑے ہوئے پانی میں انڈے دینے کے لیے نہیں اترتے وہ اس جگہ سے بہت دور بھاگ جاتے ہیں تاکہ کوئی مناسب جگہ تلاش کریں۔ اگر یہ "اینٹی ملیریل" یعنی "مچھر مار" تیل استعمال نہیں کیا جاتا تو مشہور نہر پناما کی تعمیر ناممکن ہوتی، اور جیسا کہ "راس انسٹی ٹیوٹ" کے ڈاکٹر سر میلکم واٹسن نے کہا ہے، ربڑ کی کاشت اور ربڑ کی صنعت کبھی اس تیزی سے ترقی نہ کرتی۔

ڈچ ایسٹ انڈیز کے تیل کے چشموں پر جاپان کا قبضہ اور دوسری جگہوں سے تیل کی درآمد میں رکاوٹ، یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن کے باعث یہ سوال بہت اہم ہو گیا ہے کہ جن مقامات پر ملیریا بخار کے انسداد کے لیے "مچھر مار" تیل کی شدید ضرورت ہے وہاں کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اب یہ ماہرین کا فرض ہے کہ یا تو تیل کا کوئی کیمیائی بدل پیدا کریں یا "ازفلین" مچھروں کو اور ان کے انڈوں کو ہلاک کرنے کی کوئی دوسری ترکیب نکالیں۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ حقیقت میں انسداد ملیریا کی کوئی دوسری قابل عمل صورت پیدا ہو سکتی ہے تو سائنس دانوں کو چاہیے کہ اس تحقیقات میں پوری سرگرمی دکھائیں۔ اگر سال کے صرف ان چند مہینوں میں بھی جو "ملیریا کا موسم" سمجھے جاتے ہیں کسی جدید طریقہ کے استعمال میں کامیابی حاصل ہو جائے تو اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔

تیل ڈالنے یا پانی کی نکاسی کے لیے نالیاں بنانے کے علاوہ بھی ملیریا کے مچھروں اور ان کے انڈوں کے انسداد کا ایک طریقہ ہے جس پر کچھ دنوں سے عمل کیا جا رہا ہے۔ یہ طریقہ "فلشنگ" (Flushing) یعنی پورے دباؤ کے ساتھ پانی گزار کر انڈوں کو بہا لے جانے کا ہے۔ سر میلکم واٹسن نے اس طریقے کی سفارش کی ہے۔ اسے سب سے پہلی کامیابی اس وقت حاصل ہوئی تھی، جب پروفیسر کے۔ بی۔ ولیمس نے "ازفلین" مچھروں کو تباہ کرنے کے لیے کیمرون ہائی لینڈز (ملایا) میں ایک "بند" بنایا تھا۔ وہاں یہ دیکھا گیا تھا کہ سطح آب کی بہترین صفائی اور بوسیدہ نباتی اجزا سے اسے پاک رکھنے کے باوجود مچھروں نے اس علاقہ اپنی بود و باش ترک نہیں کی تھی، اور دلدلوں میں نالیاں صاف کرنے کا ایک نتیجہ یہ ہوا تھا کہ مچھروں نے آس پاس کے دوسرے "بند" مقامات کو اپنا گھر بنا لیا تھا۔ اسی صورت حال کی اصلاح کے لیے وہاں "بند" بنائے گئے اور تیز پانی کے دباؤ اور بہاؤ کے ذریعہ سے مچھروں اور ان کے انڈوں کو تباہ و ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی۔

کیمرون ہائی لینڈز کے بعد یہ طریقہ پینانگ میں بھی استعمال کیا گیا جہاں ۲۰۰ چشمے باندھے گئے اور [illegible] کے ذریعہ مچھروں کا خاتمہ کیا گیا۔ بعد کو سیلون (لنکا) اور جنوبی اور شمالی ہندوستان میں بھی یہ ترکیب مفید اور کارآمد ثابت ہوئی [illegible]

مغزِ تخمِ انبہ کی غذائی حیثیت

از ڈاکٹر ای ۔ گورڈن ولکنس ۔ ایم ۔ ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی ۔ ایم ۔ اینڈ ایچ ۔ "مورشیڈ موریل ہسپتال" گنجام

"آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام" کی ہندستانی ضرب المثل آپ نے ضرور سنی ہوگی۔ آم کھانے کے بعد اس کی گٹھلیاں عام طور پر پھینک دی جاتی ہیں، لیکن ہندستان کے بعض حصوں میں کچھ غریب قومیں ایسی بھی ہیں جو گٹھلیوں کے دام وصول کر لیتی ہیں یعنی ان کا مغز نکال کر بطور غذا استعمال کرتی ہیں۔ گنجام ایجنسی کے کونڈ پہاڑوں کے باشندے آم کھا کر گٹھلیاں نہیں پھینکتے بلکہ ان کو رکھ چھوڑتے ہیں اور خشک کرنے کے بعد ان کے مغز کو کھانے کے کام میں لاتے ہیں۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ یہ غذا ان لوگوں نے اقتصادی بدحالی سے مجبور ہو کر اختیار کی ہوگی، اس لیے کہ جن لوگوں کو چاول یا گیہوں جیسی چیزیں کافی مقدار میں دست یاب ہوں، وہ ایسی چیزیں کیوں کھانے لگے۔ ان کوہستانی علاقوں کا سب سے زیادہ نادار طبقہ "قلتِ غذا" کے موسم میں جو اگست یا ستمبر سے لے کر موسمِ سرما میں چاول کی فصل تک رہتا ہے، مغزِ تخمِ انبہ کو پیس کر آٹے کی شکل میں استعمال کرتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کے علاوہ اب دوسرے طبقوں کے لوگ بھی اس موسم میں گٹھلیوں کے مغز سے اپنی غذائی اشیا میں اضافہ کر لیتے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ مغزِ تخمِ انبہ کے آٹے کی غذائی حیثیت اور اس کو پکانے کے مقامی طریقوں کی جانچ کی جائے اور وہ بھی ایسے وقت میں جب کہ ہر غذائی چیز اس لائق بن گئی ہے کہ اس سے انتہائی فائدہ اٹھایا جائے۔

تیاری کا طریقہ:۔ چوں کہ آم کی گٹھلیوں کے مغز کا ذائقہ اچھا نہیں ہوتا اور اس میں ایک خاص قسم کی ترشی اور کساؤ پایا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے استعمال سے پہلے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کی یہ ناپسندیدہ خاصیتیں دور کر دی جائیں۔ اس کی تیاری میں یہی مقصد پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ آموں کے موسم میں تمام گٹھلیاں محفوظ کر لی جاتی ہیں۔ اگست کے اختتام پر ان کو توڑ کر مغز نکال لیا جاتا ہے اور مغز کو رات بھر پانی میں بھگوئے رکھتے ہیں۔ صبح ہوتے ہی مغز کے تمام ٹکڑوں کو اچھی طرح کوٹ کر سفوف بناتے ہیں پھر اسے چھلنی سے چھان کر بڑے ٹکڑوں کو دوبارہ سہ بارہ کوٹتے ہیں۔ یہاں تک کہ تمام مغز کا باریک سفوف تیار کر لیا جاتا ہے۔ اس وقت اس سفوف میں کافی نمی موجود رہتی ہے۔ پھر اس سفوف کو ٹوکریوں میں رکھ کر زور زور سے دباتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ چپٹے ہو کر بڑی بڑی موٹی روٹیوں کی شکل کے ہو جاتے ہیں۔ اسی وقت کسی لکڑی سے گود گود کر ان روٹیوں میں بہت سے سوراخ کر دیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان ہی ٹوکریوں میں "روٹی نما" سوراخ دار سفوف کو رات بھر گرم جگہ پر رکھا جاتا ہے۔ دوسری صبح ان روٹیوں کو کسی قریبی چشمہ یا جھیل یا تالاب پر لے جاتے ہیں اور وہاں انھیں کئی بار اس طرح دھوتے ہیں کہ پانی ان کے سوراخوں سے اچھی طرح گزرتا رہے یہ عمل اس وقت تک جاری رکھا جاتا ہے جب تک مغزِ تخمِ انبہ کے سفوف میں ترشی یا کساؤ یا کوئی بدذائقگی باقی رہتی ہے۔ اس کے بعد اس سفوف کو دھوپ میں پھیلا کر خشک کر لیتے ہیں اور چند طرح سے بطور غذا استعمال کرتے ہیں۔

کبھی اس کی روٹیاں پکا لیتے ہیں اور کبھی سبز پتوں کے درمیان اس آٹے کو گوندھ کر اس کے پیڑے رکھ دیتے ہیں اور ان کو تنور میں نیم پخت کر کے کھاتے ہیں۔ کبھی اسے چاولوں میں ملا کر بھی پکاتے ہیں، اور بعض دفعہ اس کے گولے بنا کر گرم راکھ میں ڈال دیتے ہیں اور پک جانے پر لڈوؤں کی طرح کھاتے ہیں۔ ایک دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سفوف کو مٹی کے برتن میں رکھ کر اسے ہرے پتوں سے ڈھک دیتے ہیں اور پھر برتن کو چولھے پر رکھ کر سفوف کو پکا لیتے ہیں۔ بہرحال یہ ضرور ہے کہ اس آٹے کو تیاری کے بعد جلد استعمال کر لیا جائے۔ اس لیے کہ یہ بہت دنوں تک اچھی حالت میں نہیں رہتا۔

عقائد:۔ کونڈ قوم کے عقائد دوسری پس ماندہ قوموں کی طرح بہت بھت ہیں، اس لیے آم کی گٹھلیوں کے مغز کی تیاری کے دوران میں وہ چند قسم کی رسموں سے کام لیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس مغز کے سفوف میں ایک "بوڑھی عورت" کی روح رہتی ہے جو آموں کی پیدائش کی ذمہ دار ہے، اس لیے وہ اس خیالی بڑھیا سے بہت ڈرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس

کو کھانے سے یہ بڑھیا خفا ہوگی اور لوگوں کو بیماری و ہلاکت میں مبتلا کر دے گی۔ اس لیے مغز تخم انبہ کے کسی ٹکڑے کو پکانے سے پہلے اس کی تھوڑی سی مقدار ایک پتہ پر رکھتے ہیں اور ایک جلتی ہوئی لکڑی اس پر ڈال کر ایک منتر دہراتے ہیں جس کے معنی مندرجہ ذیل ہیں:-

"جس شخص نے پہلے پہل تمھیں کھایا جس شخص نے پہلے پہل تمھیں پیا"

"اسی کو بیمار ڈالو۔ اسی کو اسہال میں مبتلا کردو"

"ہم لوگ تمھیں صرف اس لیے کھاتے ہیں کہ ہم بھوکے ہیں"

"اس لیے ہمیں بیمار نہ ڈالو۔ ہمیں اسہال میں مبتلا نہ کردو"

ان الفاظ سے دو باتیں ظاہر ہیں۔ ایک تو یہی کہ ان لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ مغز تخم انبہ کا آٹا ایک "دوست آور غذا" ہے دوسرے یہ کہ اپنی غربت و ناداری کے باعث وہ اسے کھاتے ہیں اور "بڑھیا" سے رحم کے طالب ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جس شخص نے ایک بیش رو کی حیثیت سے پہلے پہل اس چیز کو بطور غذا استعمال کیا ہوگا اس کے لیے "سب و شتم" کا ایک عنصر بھی اس منتر میں موجود ہے۔ مگر وہ جانتے ہیں کہ اس بددعا سے اس شخص کو جو بہت دنوں پہلے مرچکا ہو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

غذائی قدر:- اب سائنٹی فک تحقیقات کی رو سے اس آٹے کی غذائی قدر پر ہمیں ایک نظر ڈالنی چاہیے۔ اس کا تھوڑا سا نمونہ "نیوٹریشن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" (ادارۂ تحقیقات غذائی) کونور کے ڈاکٹر ڈبلو۔ آر۔ ایکرائڈ (Aykroyd) کو بھیجا گیا تھا۔ کیمیائی تشریح اور جانچ کے بعد انھوں نے جو رپورٹ بھیجی وہ مندرجہ ذیل ہے:-

"مغز تخم انبہ کا آٹا جب آپ کے خط میں لکھے ہوئے طریقہ پر تیار کیا گیا تو اس میں مندرجہ ذیل اجزا پائے گئے:-

رطوبت	۸ ر ۷۴	فی صدی
پروٹین (لحمیات)	۵ ر ۵۶	"
چربی (ایتھر سے نکالی ہوئی)	۱۹ ر ۱۳	"
معدنی اجزا	۰ ر ۳۵	"
کاربوہائیڈریٹ (شکری اجزا)	۶۹ ر ۲۲	"
کیلسیم	۰ ر ۰۹	"
فاسفورس	۰ ر ۰۲	"
لوہا	۶ ر ۴۹	"

ان اجزا میں ایتھر سے نکلی ہوئی چربی کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کو کھانے کے قابل "چربی" میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک لال رنگ کا سیاہی مائل، بدذائقہ، بدبودار روغنی مادہ ہے، جس کی حقیقت ابتک دریافت نہیں ہوئی ہے۔ چونکہ یہ معلوم نہیں کہ انسانی جسم اسے کس طرح کام میں لائے گا، اس لیے اس کی کیلوریز یعنی حرارت کی اکائیوں کا کوئی اندازہ نہیں کیا گیا ہے۔ پروٹین کے اجزا اناجوں کے پروٹین کی مقدار سے کم ہیں اور دالوں اور دوسرے مغزیات کے مقابلہ میں تو بہت ہی

بقیہ مضمون ص۱۲

اور "فلش" کو کام میں لانے کے متعدد طریقے رائج ہیں۔ ابتدائی طریقہ ہندستانی کسانوں کی ایجاد ہے اور جدید طریقہ انجینئرنگ اعظم کی تعمیر کے کمالات کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ سیلون اور چند دوسرے مقامات پر پانی کے بندوں "میں خود بخود عمل کرنے والے پھاٹک" ہیں جو پانی کے دباؤ سے کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ جنوبی ہندستان میں بند کے چھوٹے چھوٹے دہانے ہیں جو ہاتھ سے کھولے اور بند کیے جاتے ہیں۔ سر سلیم واٹسن ایک ایسے پھاٹک کا تذکرہ کرتے ہیں جس کے کواڑ کے تمام جوڑوں میں ربڑ لگے ہوئے تھے تاکہ جب یہ بند ہوں تو پانی کا ایک قطرہ بھی باہر نہ نکلنے پائے۔ جنوبی ہند میں کنکریٹ کے بنے ہوئے ایسے بھی پختہ بند ہیں جو پہاڑی گھاٹیوں کو ۲۰ فیٹ کی چوڑائی میں ایک میل تک فلش کرتے ہیں اور خود بخود کھلنے اور بند ہونے والے دہانے فی منٹ ۹۰۰ گیلن پانی خارج کرتے ہیں۔ کوئلہ اور تیل کی کمی کے پیش نظر یہ مفید طریقہ سردست ہرگز انسداد ملیریا کے لیے کام میں لایا جاسکتا ہے تو ہمارے ملک میں...

کم ہیں۔ کیلیشیم اور فاسفورس کی مقدار بھی کافی نہیں ہے :

مذکورۂ بالا سائنٹفک تجزیہ سے معلوم ہے کہ آرد مغز تخم انبہ کی غذائی قدر کافی نہیں ہے، پھر بھی کسی حد تک یہ چیز غذا کے کام میں لائی جا سکتی ہے اور اگر اس کے روغنی اجزا جسم کے استحالہ میں داخل ہو سکیں تو چاول سے اس غذا کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس غذا کے ذائقہ کے متعلق بھی کوئی سفارش نہیں کی جا سکتی۔ کونڈ قوم اسے استعمال کرتی ہے۔ مگر اس کا ذائقہ دوسروں کے لیے ناپسندیدہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس میں کچھ پروٹین بھی ہے مگر اس کی حیاتیاتی قدروں کا کوئی اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس میں زہریلے مادے نہیں ہوتے کونڈ قوم چونکہ اس آٹے کو بڑی احتیاط سے تیار کرتی ہے اور اس کے متعلق کچھ توہمات بھی رکھتی ہے، اس لیے یہ معلوم کرنا ضروری ہوا کہ اسے متواتر اور مسلسل دھونے کے بعد بھی مغز تخم انبہ میں کچھ زہریلے مادّے پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ اس لیے اس کے نمونے میڈیکل کالج مدراس کو بھیجے گئے اور وہاں کے ریسرچ افسر مسٹر کے، وینکٹاچلم (Venkatachalam) دسیع پیمانے پر طبی اصولوں کے مطابق ان کی جانچ کی۔ اس جانچ میں دونوں قسم کے نمونے شامل کیے گئے یعنی وہ آٹا جو بغیر دُھلے ہوئے مغز سے تیار کیا گیا اور دوسرا وہ جو کونڈ قوم کے طریقہ کے مطابق دھو کر تیار کیا گیا۔ دونوں کے متعلق ڈاکٹر موصوف کے الفاظ یہ ہیں :۔ "بے دُھلے آٹے میں ٹینن (Tannin) پایا گیا اور دُھلے ہوئے آٹے میں نہیں پایا گیا معلوم ہے کہ ٹینن ایک غیر سمی مادہ ہے جو معدے کی نالی میں کام آتا ہے۔ کونڈ قوم کا یہ عقیدہ کہ اگر یہ مغز ان کے طریقہ پر تیار نہ کیا جائے تو زہریلا ثابت ہوگا غالباً اس ترشی اور کساؤ کے پیدا کیے ہوئے بُرے ذائقہ کے باعث ہے جو ٹینن کا ایک خاصہ ہے۔ پس ہوئے مغز کو دھونے سے یہ بد ذائقہ مادہ خارج ہو جاتا ہے اور اس کا آٹا کھانے کے لائق بن جاتا ہے۔ یہ حقیقت کہ آم کی گٹھلیوں کا مغز پورا بھی زہریلا نہیں ہوتا، واٹ کے اسی نظریہ سے بھی ثابت ہو جاتی ہے جو اس نے "ڈکشنری آف اکونومک پروڈکٹس ان انڈیا" جلد ۵ صفحہ ۱۵۵ پر پیش کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مغز تخم انبہ کے خشک آٹے کو مغربی شمالی ہندستان کے بعض حصوں میں چپاتیاں پکانے کے لیے استعمال کرتے ہیں "۔

ان تمام باتوں کے بعد یہ کہنا ضروری ہے کہ آرد مغز تخم انبہ ایک ایسی چیز ہے جس کی سفارش بنیادی غذا کی حیثیت سے کبھی نہیں کی جا سکتی، مزید براں لوگوں کو اس طرح کی نئی غذا کا عادی بھی نہیں بنایا جا سکتا۔ زیادہ سے زیادہ اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے کہ مغز تخم انبہ قحط اور قلت غذا کے زمانے کی ایک غذا ہے اور جو مفلس و نادار لوگ اسے استعمال کرتے ہیں وہ اقتصادی بدحالی سے مجبور ہو کر ایسا کرتے ہیں۔



بچوں کو ورزش سکھایئے

توالد و تناسل اور وضع حمل کی امریکی ماہرہ ڈاکٹر میری بالمنٹن کے قلم سے

ایک بڑے مفکر کا قول ہے کہ ہر انسان کی زندگی میں واقعات کی ایک ایسی رو آتی ہے کہ اگر اس سے پورا فائدہ اٹھایا جائے تو انسان بڑی ترقی کر لیتا ہے اور اگر اس سے غفلت برتی جائے تو زندگی مصیبتوں میں گزر جاتی ہے۔ بالکل یہی قول بچوں کی تعلیم پر بھی صادق آتا ہے۔ کولمبیا یونیورسٹی کے ڈاکٹر مرٹل بی۔ میک گراؤ نے دو ایسے بچوں پر ایک نیا تجربہ کیا جو توائم (Identical) توام بچوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ تجربہ اس سلسلہ میں تھا کہ بچوں کو ورزش کے ذریعہ سے تندرست توانا اور طاقتور بنایا جائے۔

ان دونوں بچوں میں سے ایک کا نام انھوں نے "جونی" اور دوسرے کا "جیمی" رکھا۔ جب جونی صرف سات ماہ کا ہوا تو اس نے کھڑے ہو کر چلنے پھرنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر میک گراؤ نے یہ دیکھ کر "پہیہ دار اسکیٹ" کھڑاویں (Roller Skates) بچہ کے پیروں میں باندھ دیں۔ تاکہ وہ اسکیٹ پر چلنے کی کوشش کرے۔ پہلے تو بچہ بہت گھبرایا اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ اس نے اسکیٹوں پر چلنا چاہا مگر بار بار گرتا پڑتا رہا۔ کبھی کبھی وہ رونے لگتا اور اسکیٹوں کو کھول کر پھینک دینا چاہتا۔ دو تین دن کے بعد اس نے ان کھڑاوؤں کو پہن کر کھڑے ہونے سے بھی انکار کر دیا۔ تجربہ کار ڈاکٹر نے جونی کو باتوں میں بہلا کر پھر اس کے پیروں میں کھڑاویں باندھ دیں اور اپنے ہاتھ کا سہارا دے کر اسے "چلنے کے بجائے پھسلنے" کی ترغیب دی۔ جونی نے ان کا مطلب سمجھ لیا اور رفتہ رفتہ اس تجربہ میں دلچسپی لینے لگا۔ اس طرح صرف دو ہفتے کی مختصر مدت میں وہ بغیر کسی امداد کے خود بخود "اسکیٹ" کرنے لگا اور اس ہنر میں خاصا ماہر ہو گیا۔

جب جونی ایک سال کا ہوا تو اسے "بال بیرنگ" اسکیٹوں (گولیوں والا دھرا رکھنے والی کھڑاوؤں) پر چلنے کی مشق کرائی گئی۔ جونی نے آسانی سے یہ ہنر بھی سیکھ لیا اور بڑی خوشی سے روزانہ اسکیٹ کرنے لگا۔ انیس ماہ کی عمر میں جونی دو پہیوں والی اسکیٹوں پر بھی چلنے لگا اور جب وہ دو سال ایک ماہ کا ہوا تو پکا "اسکیٹر" بن گیا اور ڈھلوان مقامات پر چڑھنے اترنے کا بھی ہنر سیکھ گیا جس سے اس کا جسم بہت سڈول خوبصورت اور متناسب ہو گیا۔

دوسرے لڑکے جیمی کو بائیس ماہ کی عمر تک اسکیٹوں پر نہیں چلایا گیا۔ بعد میں اسے اسکیٹوں پر چلانے کی کوشش کی گئی۔ پہلے پہل تو اس نے خوشی سے یہ تجربہ قبول کر لیا، لیکن اس کی تعلیم کی رفتار بہت سست رہی۔ ڈھائی مہینے کے بعد بھی اس کی کوشش جونی کے مقابلہ میں بہت کم ہوئی۔ رفتہ رفتہ اس نے اسکیٹنگ سیکھنے سے انکار کر دیا۔ وہ بیس بیس منٹ تک اسکیٹوں پر کھڑا رہتا۔ مگر آگے نہ بڑھتا۔ اس نے نشیب و فراز پر بھی چلنا نہ سیکھا۔ جب اسے کسی ڈھلوان جگہ کھڑا کیا جاتا تو وہ فوراً بیٹھ جاتا اور ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹتا۔ اس نے گویا اس قسم کی ہڑتال کر دی جسے "دھرنا دے کر بیٹھنا" کہتے ہیں۔

ایسا کیوں ہوا؟ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیمی چونکہ زیادہ عمر رسیدہ ہو چکا تھا، اس لیے اس کو جونی کی بہ نسبت اس کام کا زیادہ تعاون کرنا چاہیے تھا۔ ابتدا میں اس نے اسکیٹنگ میں دلچسپی بھی لی تھی۔ مزید برآں وہ چلنا پھرنا اور اپنے جسم کو متوازن کرنا بھی سیکھ چکا تھا۔ جب اس نے اسکیٹنگ شروع کیا تھا تو عمر میں وہ جونی سے ایک برس بڑا تھا۔ پھر اس کا کیا سبب تھا کہ اس میں اسکیٹنگ سیکھنے کی صلاحیت نہیں پیدا ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے بچہ کی زندگی مسلسل نشوونما اور ترقیوں کا مجموعہ ہوتی ہے جس تدریجی عمل کو عام اصطلاح میں پختگی (Maturation) کہتے ہیں، جس کے سائنٹفک معنی یہ ہیں کہ بچہ نئے نئے تجربات سے دوچار ہوتا رہتا ہے اور ایسے کام کرتا ہے جو پہلے اس نے کبھی نہیں کیے تھے۔

جب نئے نئے کام کرنے کی یہ طاقت بچہ میں آتی ہے تو اس کی تمام دلچسپیاں اسی میں مرکوز ہو جاتی ہیں، وہ اس طاقت کو استعمال کرنا چاہتا ہے اور اس کی سب سے بڑی مسرت اسی میں ہوتی ہے۔ یہی وہ وقت ہے جب کہ بچہ ہر نئی ورزش کو بڑے شوق سے سیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس میں کمال حاصل کر سکتا ہے۔ اس کا سبب کہ جونی نے اسکیٹنگ بہت جلد حاصل کر لیا

صرف یہ تھا کہ چلنے میں اور جسمانی توازن پیدا کرنے میں اس کے تجربات کا زمانہ اسکیٹنگ کی تعلیم کے زمانہ سے متصل تھا اور جیمی نے چونکہ بائیس ماہ کی عمر کے بعد اسکیٹنگ شروع کیا اور چونکہ اس کے چلنے پھرنے اور جسمانی توازن کے تجربات کا زمانہ ختم ہو چکا تھا اس لیے اس کو اس فن میں کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی تھی۔ یہی سبب تھا کہ وہ اسکیٹنگ میں قطعاً ناکامیاب ثابت ہوا۔

بچپن کی تمام سرگرمیوں کا راز اسی نظریہ میں ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے والدین کو اپنے بچہ کی جسمانی تربیت کے معاملہ میں اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔ ماؤں کو چاہیے کہ وہ بچوں کو وہی ورزش سکھائیں جس میں وہ اپنی نئی بیدار ہونے والی طاقتوں اور دلچسپیوں کو کام میں لا سکے۔ اس کا انعام اس صورت میں ملے گا کہ بچہ بہت تندرست و توانا ہو جائے گا۔

نشوونما کی منزلیں انسان کا بچہ اپنی زندگی کے پہلے ماہ میں اپنے سے باہر والی دنیا کا ادراک نہیں رکھتا۔ وہ انسانوں یا اشیاء کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ وہ یہ بھی نہیں محسوس کرتا کہ اس کا جسم حقیقت میں اسی کا جسم ہے۔ اس مدت میں اس کی ورزش صرف یہی ہے کہ آزادانہ طور پر ہاتھ پیر مارتا رہے۔

دوسرے ماہ میں وہ اپنے گردوپیش کی چیزوں کا ادراک حاصل کرنا شروع کرتا ہے اور اپنے جسمانی وجود کو بھی محسوس کرنے لگتا ہے اس کے بعد چند ماہ تک وہ اپنے ہاتھ پیر، چہرے اور دوسرے اعضا کی "دریافت" میں مشغول رہتا ہے اور ان کے استعمال کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی یہی "نئی تحقیقات" اس کی زندگی میں سب سے بڑی دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ ان ایام میں اس کے والدین اس سے ہاتھ اور پیر کی تھوڑی بہت ورزش لے سکتے ہیں، مثلاً بچہ کے دونوں ہاتھوں کو ملا کر سر تک لے جائیں اور پھر وہاں سے پیروں تک واپس لائیں، تاکہ وہ اپنے پاؤں کے انگوٹھوں کو چھو سکے۔ لیکن اس امر کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ یہ کام صرف "کھیل" کی صورت میں کیا جائے اور بچہ کو بہلانے اور ہنسانے کی کوشش کی جائے۔ قدرت شیرخوار بچوں سے کوئی "کام" لینا نہیں چاہتی۔ جو کام بچہ کو ناپسند ہو اس پر کبھی زور دینا یا اصرار کرنا نہیں چاہیے۔ بچوں کی اس طرح کی ورزش کا وقت جسے وہ کھیل سمجھتا ہے صبح کو غسل سے پہلے اور سہ پہر کو شام سے پہلے ہے۔

جب بچہ چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو وہ "گرفت" کا عمل سیکھتا ہے یعنی چیزوں کو پکڑنا شروع کرتا ہے۔ اس طرح سے وہ بہت سی چیزوں اور کھلونوں وغیرہ کے پکڑنے میں خودبخود کافی ورزش کر لیتا ہے اور اس کام میں گھنٹوں تک پورے ذوق و شوق سے مصروف رہتا ہے۔ انہی زمانوں میں اگر بچہ کی انگلیاں مضبوطی سے پکڑی جائیں، یا خود بچہ کو دوسرے کی انگلیاں پکڑنے کا موقع دیا جائے تو وہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ غسل کے وقت اگر بچہ کو پانی کے ٹب میں بٹھایا جائے تو وہاں بھی وہ کھیلنے کی کوشش کرتا ہے۔ صاحب حیثیت والدین پانی کے ٹب میں تیرنے والے کھلونے بھی ڈال سکتے ہیں۔

کولمبیا یونیورسٹی کے لڑکے جونی نے ساڑھے سات ماہ کی عمر میں پیراکی کا سبق لینا بھی شروع کر دیا تھا اور جب وہ دس ماہ کا ہوا تو اچھی طرح تیرنے لگا تھا۔ لیکن اس کام میں والدین کو پوری احتیاط برتنی پڑتی ہے تاکہ پانی کہیں بچے غلطی سے اس کی ناک اور منہ میں نہ داخل ہونے لگے۔

اکثر والدین کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ بچے کا ہر کام اپنے ہاتھوں سے انجام دینا چاہتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بچے کو پورا موقع دینا چاہیے کہ وہ اپنی پسند کے مطابق اپنے کاموں کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ مثلاً بعض بچے جب سات ماہ کے ہو جاتے ہیں تو اپنے دودھ کی بوتل اپنے ہاتھوں سے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت بچے کو اس نئے تجربہ سے بے حد دلچسپی ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بچے کے لیے یہ بڑی محنت کا کام ہوتا ہے۔ پھر بھی والدین کو چاہیے کہ اس کام میں اس کی مدد کریں۔ نہ یہ کہ اس کے ہاتھوں کو ہٹا کر خود ہی اس کے منہ سے بوتل لگائیں۔ بہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ بچے کو سہارا دینے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے نئے شوق کو پورا کر سکے۔

اس موقع پر ہم ایک دلچسپ بات پیش کرتے ہیں۔ آپ اسے خود سمجھنے کی کوشش کریں۔ سات ماہ کی عمر میں ایک اوسط درجہ کے بچہ کا وزن تقریباً سولہ پونڈ ہوتا ہے۔ اس کی بوتل میں آٹھ یا نو اونس دودھ ہوتا ہے اور خود بوتل کا وزن بھی تقریباً آٹھ اونس ہوتا ہے گویا وہ اپنے ہاتھ سے ایک پونڈ وزن اٹھا کر اپنے منہ میں لگانا چاہتا ہے۔ اور یہ وزن اس کے جسم کے وزن کا سولھواں حصہ ہوتا ہے۔ اب اس وزن کا مقابلہ بچے کی ماں کے وزن سے کیجیے، مثلاً ماں کے جسم کا وزن ایک سو چھبیس پونڈ ہے۔ اب اگر وہ لیٹ کر اپنے وزن کا

سولہواں حصہ وزن جو ایک گیلن کے برابر ہوتا ہے اپنے منہ سے لگانا چاہے گی تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ بچہ کیسی زبردست ورزش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

بچے کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ جب وہ کوئی نیا تجربہ کرنا چاہتا ہے اور اس میں رکاوٹ ڈالی جاتی ہے تو وہ اس میں دلچسپی لینا ترک کر دیتا ہے۔ جو ماں اس بات پر ضد کرے گی کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں میں بوتل لے کر بچہ کو دودھ پلائے تو اسے یہ خدمت ایک غیر معین مدت تک انجام دینی پڑے گی۔ بچہ بہت دنوں تک بوتل پکڑنے سے انکار کر دے گا اور چلنے کی عادت اختیار کرے گا۔ بہت ممکن ہے کہ ماں کو اسی میں آسانی محسوس ہوتی ہو کہ جلد بچے کو دودھ پلا کر دوسرے کاموں میں مصروف ہو جائے، مگر ظاہر ہے کہ اس عمل کے باعث بچہ ایک مفید تجربہ سے محروم ہو جائے گا اور اسے اپنے ہاتھوں کو اور بازوؤں کو قوی تر بنانے کا موقع نہیں ملے گا۔

اس لیے والدین کا فرض یہ ہے کہ بچوں کے شوق تجربات میں رکاوٹ نہ ڈالیں، یہ کوشش نہ کریں کہ اس کے تمام کام خود ہی انجام دے دیں۔ بلکہ بچہ اگر اپنے ہاتھوں سے کچھ کرنا چاہے تو اس میں اس کی مدد کریں اور اسے سہارا دے کر اس لائق بنا دیں کہ وہ اپنا کام خود سے کرنے لگے۔ یہ کوئی مفید عمل نہیں ہے کہ بچے کو ایک قیدی بنا کر گہوارے میں بٹھا دیں اور اسے سست اور کاہل ہونے دیں، اس کو پورا موقع دینا چاہیے کہ وہ اپنی زندگی اور نشوونما کے نئے نئے تجربات سے فائدہ اٹھاتا رہے۔

آپ جب دیکھیں کہ آپ کا بچہ کوئی نئی قابلیت اور صلاحیت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کی مدد کریں اور اس کے شوق کو تربیت دے کر اسے حصولِ کمال کی طرف رجوع کر دیں۔ آپ بہت سے ورزشی کھلونے اپنے بچے کیلیے مہیا کر سکتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ اس کے سخت ترین حاکم بننے کی کوشش ہرگز نہ کریں بلکہ کھیل میں اپنے بچے کے ساتھی بن جائیں۔ دنیا میں آپ کا سب سے زیادہ دلچسپ اور خوشگوار ساتھی آپ کا بچہ ہے۔ آپ اسے پُر فضا میدانوں میں لے جایا کریں اور اسی کے ساتھ کھیلا کریں۔ اس سے آپ کی صحت و توانائی بھی بہتر ہوگی، اور بہت دور تک بڑھاپا آپ سے دور رہے گا اور آپ کا بچہ بھی جسمانی صحت کا ایک قابلِ قدر نمونہ بن جائے گا اور ورزشوں میں طاق ہو جائے گا۔

پان

از جناب ڈاکٹر شبیر احمد صاحب جعفری
ایم۔ بی۔ بی۔ ایس، حیدرآباد، دکن

ہم پہلے ڈاکٹر شبیر احمد جعفری صاحب کے دو مضمون "جون" اور "تمباکو اور اس کے مضر اثرات" ان صفحات میں پیش کر چکے ہیں۔ جعفری صاحب کی زبان نہایت سادہ اور طرز نگارش بہت سہل ہے۔ اسی لیے ان کے مضامین بہت پسند کیے جاتے ہیں۔ آج ہم ایک اور مضمون ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔ یہ مضمون ڈاکٹر صاحب نے نشرگاہِ لاسلکی حیدرآباد دکن سے ہمیں بھجوایا ہے جس کے لیے ہم ڈاکٹر صاحب اور نشرگاہ لاسلکی حیدرآباد دکن کے نہایت شکرگزار ہیں۔

(ہمدرد صحت)

پان کا استعمال ہمارے ملک میں بہت عام ہے۔ غریب امیر سب اس کو کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ ہندستان کے تقریباً ہر گھر میں مہمان کی ضیافت سب سے پہلے پان تمباکو سے کی جاتی ہے۔ کوئی دعوت مکمل نہیں سمجھی جاتی جب تک کہ کھانے کے بعد مہمانوں میں یہ چیز تقسیم نہ ہو۔ مغلیہ حکومت کے دور میں پان کی سرخی کو حسن کی زینت سمجھا جاتا تھا۔ خود مغلیہ شہنشاہوں کے عظیم الشان درباروں میں پان اور عطر تقسیم کیا جاتا تھا۔ چناں چہ اس روایت کو انگریزوں نے بھی قائم رکھا اور "وائسریگل لاج" میں مہمانوں کے سامنے عطر و پان پیش کیے جاتے ہیں۔

ہندستان کے مختلف صوبوں میں پان بنانے میں طرح طرح جدتیں کی گئی ہیں۔ جتنی مختلف قسمیں پان کی ہیں اس سے زیادہ طریقے پان بنانے کے ہیں۔ بنگال میں خاص طور پر پان میں اس کثرت سے مسالے ڈالے جاتے ہیں کہ پان کا مزہ ہی کچھ اور ہو جاتا ہے۔

لکھنؤ اور بنارس کے پان بہت مشہور ہیں۔ وہاں عمدہ پانوں کی منتخب قسمیں ہیں اور پان کو بہت نزاکت اور سلیقے سے بنایا جاتا ہے۔ پان کی تعریف میں عمدہ عمدہ اشعار گائے جاتے ہیں جو پان کی تجارت میں اضافے کا باعث ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ لکھنؤ اور بنارس میں پان اس قدر نزاکت اور نفاست سے بنایا جاتا ہے کہ اگر کھڑا زمین پر گر جائے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ یہ بہت بڑی خوبی تصور کی جاتی ہے۔ بعض لوگ پان بنانے میں بہت مشاق ہوتے ہیں، اس کے لوازم اس تناسب سے ڈالتے ہیں کہ اس کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔ پیلے رنگ کے پان زیادہ نفیس اور بامزہ ہوتے ہیں۔ اور ایسے پانوں سے بہتر سمجھے جاتے ہیں جو بالکل سبز یا سیاہی مائل ہوتے ہیں۔ ہندستان میں ایک اور قسم کے پان استعمال ہوتے ہیں جن کو "لونگی پان" کہتے ہیں۔ ان میں ایک عجیب قسم کا ذائقہ اور ایک خاص بو ہوتی ہے جس کو بعض لوگ پسند نہیں کرتے، لیکن ایک خاص طبقہ بہت شوق سے کھاتا ہے۔

ہندستان کا شاید ہی کوئی گھر ایسا ہوگا جہاں پاندان اور اس کے تمام لوازم نہ پائے جاتے ہوں۔ لڑکیوں کے جہیز میں پاندان اور اس کے ساتھ اگالدان کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ہر شوہر کے لیے یہ لازمی ہے کہ دوسرے اخراجات کے ساتھ ساتھ اپنی بیوی کو "پان سپاری" کے لیے بھی کچھ رقم دیا کرے۔

پان کے عام اجزا چونا، کتھا اور چھالیا ہیں۔ چناں چہ ان ہی اجزا کو ایک ظریف شاعر نے دو مصرعوں میں کس خوبی سے ادا کیا ہے:—

چھالیا غم نے مجھے ورنہ میں ایسا کد تھا
جاؤں بس چوں نہ کرد پان سوگالی دے دو

اس شعر میں چھالیا، کتھا، چونا، پان اور سوگالی کے اصطلاحات پان کے اجزائے ترکیبی کو ظاہر کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ پان ابتدا میں کسی وید نے منھ کی بعض بیماریوں کو دفع کرنے کے لیے بطور نسخہ ایجاد کیا تھا۔ شروع شروع میں تو اس نے اس نسخہ کو راز میں رکھا اور خود ہی پان بنا کر بہت قیمت سے فروخت کیا کرتا تھا۔ جب لوگوں نے محسوس کیا کہ پان میں ایک خاص لذت ہے اور اس کی وجہ سے ہونٹوں پر جو لالی پیدا ہو جاتی ہے اس سے حسن دو بالا ہو جاتا ہے تو انھوں نے اس کو مختلف طریقوں سے استعمال

کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کو حسن میں اضافے کے لیے بھی کام میں لایا جانے لگا۔ بعد میں اس نسخے کی ترکیب بہت عام ہو گئی۔ اور ہر شخص اس کو خود ہی بنا کر استعمال کرنے لگا۔

وید کے نسخے کی رو سے پان کے مسالے میں چونا داخل نہیں تھا۔ کہتے ہیں کہ شہنشاہ اورنگ زیب کی بیٹی شہزادی زیب النساء نے اس جز کا اضافہ کیا۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ کسی حکیم نے شہزادی کو کسی علاج کے سلسلے میں چونا کھانے کی ہدایت کی۔ شہزادی نے پان میں چونا شامل کر کے استعمال کرنا شروع کیا۔ اب جب اس نے بالوں کو سنوارنے کے لیے آئینہ دیکھا تو اسے اپنے ہونٹوں کی لالی میں ایک خاص دلکشی نظر آئی۔ جس سے اس کے حسن میں چار چاند لگ گئے۔ اس واقعے کے بعد سے پان میں عام طور پر چونا بھی استعمال کیا جانے لگا۔

اسی طرح بعد میں تمباکو کا بھی اضافہ ہوا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ چوں کہ تمباکو کے استعمال سے دانتوں کے درد اور دیگر امراض میں نمایاں فائدہ ہوتا ہے۔ اس لیے تمباکو بھی پان میں استعمال کیا جانے لگا۔ چوں کہ تمباکو کے استعمال سے پان کا رنگ اور بھی شوخ ہو جاتا ہے اس لیے سنگھار کے شوق میں اس تلخ زہر کو بھی گوارا کر لیا گیا۔

پان اور اس کے اجزا خواص فائدہ سے خالی نہیں ہیں۔ پھر انھیں مضر کیوں کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو خدا نے مرض کی حالت میں استعمال کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ تن درستی کی حالت میں ان کا استعمال بسا اوقات بجائے فائدے کے نقصان پہنچاتا ہے۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ دانتوں کے ذریعہ سے غذا باریک ہوتی ہے اور منھ کے غدود سے پیدا ہونے والی رطوبت اس کو نرم بناتی اور ہضم کرنے میں بڑی حد تک مدد دیتی ہے۔ اگر دانت کمزور ہو جائیں یا ٹوٹ جائیں یا لعاب پیدا کرنے والے غدود ناقص ہو جائیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہاضمہ خراب ہو جائے گا اور نظام جسمانی میں فتور واقع ہوگا۔

پان، کتھا اور چھالیا ان غدود میں نچوڑ کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ چونا اور تمباکو ایک قسم کی تحریک پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے لعاب دہن زیادہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ چناں چہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہر پان کھانے والا کثرت سے پیک تھوکنے پر مجبور رہتا ہے اور اس طرح ایک کارآمد شے بیکار جاتی ہے۔ پان کے مسلسل استعمال سے یہ غدود کمزور ہو جاتے ہیں۔ چناں چہ کھانا کھاتے وقت یا دوسرے اوقات میں جب کہ پان منھ میں نہیں ہوتا لعاب دہن کم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا فعل اچھی طرح انجام نہیں پاتا۔ دیکھا گیا ہے کہ قبض کی شکایت عام طور سے زیادہ پان کھانے والوں میں پائی جاتی ہے اور یہ لوگ دوائیں استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس سے آنتیں غیر طبعی تحریک اور دباؤ کی وجہ سے کمزور ہو جاتی ہیں اور اپنا کام انجام نہیں دیتیں۔

پان کے اجزا میں چونا اور تمباکو سب سے زیادہ مضرت رساں ہیں۔ چونے میں خشکی اور خراش پیدا کرنے کے علاوہ نفوذ کرنے کی بڑی زبردست قوت موجود ہے۔ چنانچہ یہ کثرت استعمال کی صورت میں مسوڑھوں اور دانتوں کے درمیان جم جاتا ہے اور مسوڑھے کے بالائی حصے نیچے کی طرف دبتے چلے جاتے ہیں۔ جب آپ غذا کھاتے یا مسواک کرتے ہیں تو رگڑ پیدا ہوتی ہے جس سے دانتوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں دانت ہلنے لگتے ہیں اور وقت سے پہلے گر جاتے ہیں۔ دانتوں کی کمزوری سے یا ان کے ٹوٹ جانے سے ہاضمے میں جو خرابی پیدا ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

تمباکو درحقیقت ایک زہر ہے جسکو زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے ہلاکت کا امکان ہے اور اس کی تھوڑی مقدار بھی مسلسل استعمال کی جائے تو زندگی کو کم کرنے کا سبب بنتی ہے۔ ڈاکٹر فنک نے بہت سے تمباکو خوروں کا معائنہ کیا تھا۔ ان کے تجربات سے یہ ثابت ہوا کہ انسان کے حلق، دانت اور گلے کے تمام جوارح کے لیے تمباکو کا استعمال قطعی مضر ہے اور یہ سرطان پیدا کر نیکا موجب بھی ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر بارکر نے ۳۵۰ تمباکو کھانے والوں کے خون کا امتحان کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ خون کے دباؤ کا مرض زیادہ تر تمباکو کھانے والوں میں پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر مذکور نے بتایا کہ تمباکو کا زہر رفتہ رفتہ اعصاب کو ماؤف کرتا ہے اور آخر کار تمام نظام جسمانی پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اس کا پہلا حملہ جگر پر ہوتا ہے۔ خون کا دوران تیز، دل کی حرکت کمزور اور اعصاب کی قوت مدافعت مضمحل ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے امراض ستانا شروع کر دیتے ہیں۔ غرض تمباکو کے مضر صحت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ محققین کی متفقہ رائے ہے کہ جو زہر تمباکو میں پایا جاتا ہے وہ اتنا مہلک ہوتا ہے کہ اگر اس کو تمباکو سے علیحدہ کر کے ایک قطرہ بھی کبوتر کی چونچ پر لگا دیا جائے تو وہ فوراً ہلاک ہو جائے گا جو اصحاب

روز و شب اس قاتل زہر کو امرت سمجھ کر پھانکتے ہیں ان کو یاد ہوگا کہ جب شروع شروع میں اُنھوں نے تھوڑا سا تمبا کو کھایا تھا تو اُن کی کیا حالت ہوگئی تھی۔ ہچکیاں آنے لگی ہوں گی۔ دل دھڑکنے لگا ہوگا۔ سر چکرانے لگا ہوگا اور سارے جسم میں کمزوری اور سستی پیدا ہوگئی ہوگی۔ ان سب برائیوں کے باوجود کون کہہ سکتا ہے کہ تمباکو اس قابل ہے کہ اس کو روز و شب کھایا جائے۔ لیکن کسی نے سچ کہا ہے "تلخی میں بہت زیادہ مزہ ہے"، افیونی دنیا کی ساری نعمتیں چھوڑ سکتا ہے لیکن افیون جیسی تلخ شے نہیں چھوڑ سکتا۔ شرابی ہر چیز کو ٹھکرا سکتا ہے لیکن شراب ترک نہیں کر سکتا۔ یہی حال تمباکو کھانے والوں کا ہے۔ در طرفہ یہ کہ تمباکو طرح طرح کے مخصوص طریقوں اور مرکبات کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے۔

اسی طرح چھالیا اور کتھا بھی جسم انسانی میں مضر اثرات پیدا کرتے ہیں۔ جن کی وجہ سے بالآخر معدے کی کمزوری، قبض کی شکایت اور دیگر امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

غرض پان کے کثرت استعمال سے دانتوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ دل کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اختلاج کی شکایت لاحق ہوتی ہے۔ دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ اعصاب ضعیف ہو جاتے ہیں اور پھیپھڑوں میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ دق اور سل جیسے موذی امراض پیدا ہونے کے امکانات زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔

یہاں تک تو صرف پان کے نامناسب استعمال کے نقائص بیان کیے گئے۔ اب "ہنرش نیز بگو" کا سوال پیدا ہوتا ہے کیوں کہ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس میں ضرر کے ساتھ نفع کا پہلو نہ ہو۔ مہلک ترین زہر بھی اگر مناسب موقع سے استعمال کیا جائے تو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اسی طرح اگر پان بھی با موقع اور اعتدال سے کھایا جائے تو بری چیز نہیں ہے۔ کبھی کبھی کھانے کے بعد پان کا استعمال مناسب ہے۔ اس باب میں تحقیق و تدقیق سے پتہ چلتا ہے کہ خود پان میں زہریلے اثرات کو زائل کرنے والا مادہ پایا جاتا ہے جو کاربالک ترشہ سے پانچ گنا زیادہ موثر ہوتا ہے۔ یہ عرق ان جراثیم کو مارتا ہے جو ہمارے معدے میں کھانے کے ساتھ چلے گئے ہوں پان کی اس خصوصیت کی بنا پر اس کو بعض امراض میں بطور دوا کے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر غدد بڑھ جائیں تو پان کو گرم کر کے باندھنے سے ورم زائل ہو جاتا ہے۔ اگر عورت کی چھاتی سے دودھ زیادہ بہنے لگے تو پان کو کسی قدر گرم کر کے باندھنے دودھ کا بہنا موقوف ہو جاتا ہے۔ کھانسی میں لوگ سینے پر گھی مل کر پان سے سینکتے ہیں تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر گبسن اس طریقہ علاج کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اگر زخم پر پان کی پٹی باندھی جائے تو زخم بہت جلد اچھا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ زمانۂ قدیم میں جراح ہمیشہ پان کے پتوں سے پٹی باندھا کرتے تھے۔

چونا جو پان میں استعمال کیا جاتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ فائدہ بخش ہے۔ لیکن یہاں بھی اعتدال شرط ہے۔ جدید تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ صحت کو برقرار رکھنے کے لیے چونا ایک ایسی ضروری چیز ہے کہ اس کی کمی سے انسان سینکڑوں امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔

غرض ہندستان میں پان کھانے کی رسم مصلحت سے خالی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ آریہ رشیوں نے اس کے معتدل استعمال کی ترغیب دی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قدیم رشی علم الابدان میں کافی دستگاہ رکھتے تھے اور انسانی جسم کے لیے کیلسیم کی ضرورت کو اُنھوں نے محسوس کر لیا تھا۔

مختصر یہ کہ اگر پان کثرت سے کھائے جائیں (مثلاً بعض اصحاب چوبیس گھنٹے پان چباتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ راتوں کو سوتے سے اُٹھ اُٹھ کر پان کھاتے ہیں اور منہ میں پان رکھ کر سو جاتے ہیں) تو یہ بہت نقصان دیتے ہیں۔ اور اگر اعتدال سے یا کبھی کبھی کھا لیا جائے مثلاً بعض وقت کھانے کے بعد پان کھانے سے یقیناً فرحت ہوتی ہے یا اگر کسی نامرغوب چیز کے استعمال کے بعد پان کھا لیا جائے تو کراہیت دور ہو جاتی ہے اور منہ صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ کبھی کبھی ہو ورنہ مشک اور عنبر جیسی کثیر الفوائد چیزوں کا دائمی استعمال بھی زہر سے کم نہیں۔

یہ تقریر نامکمل رہے گی اگر پان کے ادبی پہلو پر روشنی نہ ڈالی جائے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ پان عام طور افزائش حسن کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ چناں چہ حسن افزائی کی بنا پر صنف لطیف کے متعلقات میں اس کو خاص مرتبہ حاصل ہے۔ اسی وجہ سے اس کا شاعری اور انشا پردازی میں جگہ پا لینا یقینی ہے۔ ہمارے شاعروں اور انشا پردازوں نے بھی اس باب میں نزاکت

خیال اور لطافت بیان کے نہایت پاکیزہ نمونے پیش کیے ہیں۔ خان بہادر میر ناصر علی مرحوم کے قلم سے ایک فقرہ نکل جاتا ہے، "یہ پان ان کے بلیے ہیں۔" مہدی افادی نے اس فقرہ کی داد جس ادائے خاص سے دی ہے وہ بھی سن لیجیے "بے اختیار جی بھر آیا۔ اگلے پچھلے قصے پیش نظر ہو گئے۔ پوچھیے تو بتا نہیں سکتا۔ لیکن کچھ تو ہے جو دل پر چوٹ لگی۔ رکھ رکھاؤ اتنا تو ہو ایک چھوٹا فقرہ اور عطر زندگی"
مرزا فرحت اللہ بیگ نے بہادر شاہ اور پھول والوں کی سیر میں پان کی دکان کی جو لفظی تصویر کھینچی ہے اس سے پان فروشی کا ایک سماجی پس منظر ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ "پنواڑی کی دکان پر پہنچے۔ بی پنواڑن ہیں کہ بالوں میں تیل ڈالے کنگھی کیے آنکھوں میں سرمہ لگائے دانتوں میں مسی ملے بڑے ٹھاٹھ سے بیٹھی پان بنا رہی ہیں۔ دیسی پان لال لال صافیوں میں لپٹے سامنے دھرے ہیں پان بن رہے ہیں۔ مذاق ہو رہا ہے۔ یار لوگوں نے سنئے پان خود کھائے، دوسروں کو کھلائے۔ پیک تھوکی اور آگے بڑھے۔"
ہمارے شعرائے بھی بڑی نازک خیالی اور پاکیزہ بیانی کے ساتھ پان کو شعری جامہ پہنایا ہے۔ ریختی کی شاعری میں تو اس کو مخصوص حیثیت حاصل ہے۔ لیکن غزل میں بھی پان کو دلکش اسالیب میں نظم کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر چند اشعار سنیے:۔

زلف و رخسار تو ہیں آفتِ جاں پر میرے — خون کا اس لبِ خنداں نے اُٹھایا بیڑا
سرخرو مجھ کو کیا اس نے جو ہم چشموں میں — کہ میرے ہاتھ سے کل مجھ کو دلایا بیڑا

ایک اور شعر میں حسن تخیل ملاحظہ فرمائیے:۔

کیا مری تقدیر پتے کے برابر بھی نہیں — پان تو لے لب کے بوسے اور میں دیکھا کروں

مرزا شوق نے مثنوی "زہرِ عشق" میں ایک جگہ لکھا ہے اور کیا خوب لکھا ہے:۔

یاد اپنی تمھیں دلاتے جائیں — پان کل کے لیے لگاتے جائیں

فارسی شاعری بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ مثال کے طور پر ایک شعر سنیے:۔

بیرون ہمہ سرسبز و درونم ہمہ پر خون — حالِ دلِ من برگِ تنبول بہت پر افسوس

یا پھر

برگِ سبز است تحفۂ درویش

پان کی بڑی دلآویز پہیلیاں بھی پائی جاتی ہیں جو بڑی بوڑھیوں اور بچوں میں یکساں مقبول ہیں۔ ایک پہیلی سنیے:۔

زاغ وقتا زند رو طوطی را — دوش دیدم بہ مجلسِ احباب
در گرفتم و در قفس کردم — گشت ایں چار مرغ یک سرخاب

معلومات

پیوند کے لیے اعصاب کے ٹکڑے

شکاگو کے ڈاکٹر پال ولیس نے امریکا کے "نیورولوجیکل ایسوسی ایشن" سے کہا ہے کہ انھوں نے ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے جس سے اعصاب کے ٹکڑے مستقبل میں ضرورت کے وقت مریضوں کے اعصاب میں پیوند لگانے کے لیے رکھ چھوڑے جاتے ہیں۔ محفوظ رکھنے کے لیے ان ٹکڑوں کو "سنٹی گریڈ" آلۂ حرارت کے نقطۂ انجماد سے ۱۵۰ ڈگری نیچے کے ٹمپریچر میں رکھا جاتا ہے۔ اس عمل سے پہلے ان کو ہوا نکالے ہوئے ظرف میں رکھ کر ان کا پانی خارج کر دیا جاتا ہے اور انھیں قطعاً خشک کر لیا جاتا ہے، اس کے بعد ان کو سربہ مہر ڈبوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں یہ اعصابی ٹکڑے نامحدود عرصہ تک محفوظ رہتے ہیں۔ استعمال سے پہلے ان میں پانی ملا لیا جاتا ہے۔

دلدل کی کائی سے زخم کی پٹی

سوویٹ روس کے ادارۂ سائنس کے نباتاتی شعبے کے ڈائرکٹر پروفیسر بی۔ ٹشیکسن کا بیان ہے کہ روس میں زخمیوں کو پٹی باندھنے کے لیے اب دلدل کی کائی استعمال کی جا رہی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جنگ کے باعث زخم کی پٹیاں اتنی کثیر اور غیر معمولی تعداد میں صرف ہو رہی ہیں کہ اس کام کے لیے نئے ذرائع کی تلاش کرنی پڑی اور کپڑے کی پٹیوں کی فراہمی مانگ پورا نہ کر سکی۔ دلدل کی کائی کو تمام خارجی اجزا سے پاک کر کے خشک کر لیا جاتا ہے اور اتلاف جراثیم (Sterelization) کے بعد اسے گاز کی تہ میں رکھ کر گدیاں بنائی جاتی ہیں۔ طبی تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ پٹی کپڑے کی پٹی سے زیادہ کارآمد ہوتی ہے، زیادہ جاذب ہوتی ہے اور زخموں کو جلد اچھا کر دیتی ہے۔ ایسی پٹیوں کی بہت بڑی تعداد جنگی محاذوں پر بھیجی گئی ہے۔

استقرار حمل کی نئی جانچ

"نیویارک اسٹیٹ میڈیکل سوسائٹی" کے جلسہ میں چار ڈاکٹروں نے جن کے نام ڈاکٹر سیفمن، ڈاکٹر گیسٹ، ڈاکٹر پول اور ڈاکٹر سالمن ہیں، استقرار حمل کے جانچنے کے لیے ایک نئے طریقے کا مظاہرہ کیا ہے۔ چوں کہ خرگوشوں کی ضرورت اب فراہمیِ غذا کے لیے پیدا ہو گئی ہے، اس لیے ان ڈاکٹروں نے اپنے تجربات میں خرگوشوں کے بجائے چوہوں کو استعمال کیا ہے۔ جانچ کا طریقہ یہ ہے کہ عورت کا پیشاب چوہے کے بچے میں بذریعہ انجکشن داخل کر دیا جاتا ہے۔ اگر عورت حاملہ ہوتی ہے تو دو گھنٹے کے اندر چوہیا کے بیضہ دان کی شریانیں پھول جاتی ہیں۔

انسداد انفلوئنزا

کیلی فورنیا یونیورسٹی کے ڈاکٹر البرٹ۔ پی۔ کروگر نے جو بحری لیبوریٹری کے شعبہ تحقیقات کے ڈائرکٹر ہیں، یہ رپورٹ پیش کی ہے کہ متعدی مرض سے محفوظ کر دینے والے سیرم کو آلۂ عرق پاش کے ذریعہ سے اگر سانس کے ساتھ جسم میں داخل کیا جائے تو انفلوئنزا کے حملے سے پہلے انسان اس مرض سے بچ جاتا ہے اور حملے کے بعد صحت یاب ہو جاتا ہے۔ یہ طریقۂ علاج چوہوں پر آزمایا گیا ہے اور کامیاب پایا گیا ہے۔

انسداد انیمیا کے لیے سب سے زیادہ طاقتور حیاتین

امریکا کے "سائنس میگزین" میں ڈاکٹر جے۔ جو پفنر ڈاکٹر بین۔ بی۔ بنکلی اور ڈاکٹر اے۔ ڈی۔ امیٹ نے اعلان کیا ہے کہ انھوں نے حیاتین "ب" ج کو الگ کر کے اس کی قلمیں تیار کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اس کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ یہ تازہ کلیجی سے پانچ لاکھ گنا زیادہ مؤثر اور طاقتور ہے۔ یہ حیاتین کمیِ خون (انیمیا) کے مرض کے لیے اکسیر مانا گیا ہے اور چوں کہ اس سے تازہ خون کی پیدائش ہوتی ہے، اس لیے دوسرے امراض سے شفا پانے والے مریضوں کو جلد تن درست و توانا کر دیتا ہے۔ یہ حیاتین اس پیچیدہ مجموعہ کا ایک فرد ہے جسے حیاتین ب کہتے ہیں، اور اس لفظ میں ج اس لیے بڑھا دیا گیا تھا کہ اس کا تجربہ ہزاروں مرغی کے بچوں (چکنس) پر کیا گیا تھا۔ پروفیسر اے۔ جی۔ ہوگن اور ڈاکٹر بی۔ ایل۔ اوڈل نے جو مسوری یونیورسٹی میں کام کرتے ہیں، کلیجی کا ایک "تین سو گنا طاقتور جوہر" نکالا تھا جو مرض انیمیا کے لیے بہت مفید ثابت ہوا تھا۔ اسی بنیاد پر تحقیقات کا سلسلہ جب آگے بڑھایا گیا تو حیاتین مذکور خالص شکل میں جدا کر لیا گیا۔

ملیریا کو روکنے والا حیاتین

ہندستانی فوج میں ملیریا کے انسداد و روک تھام کے

بنے بعض ایسے تجربات جو مرغی کے بچوں اور بطوں پر کیے گئے ہیں بہت مفید ثابت ہوں گے۔ ولایات متحدہ امریکا کے مشہور "راک فیلر انسٹی ٹیوٹ" کے شعبۂ تحقیقات طبی میں یہ دریافت کیا گیا ہے کہ قدرت کے سب سے زیادہ طاقتور حیاتین "بیوٹن" کی انسانی جسم میں کمی کے باعث ملیریا کا حملہ زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ اس دریافت سے پہلے یہ بات معلوم ہوئی کہ بعض اشخاص کیوں ملیریا سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بعض کیوں اس کی گرفت میں نہیں آتے۔ اب یہ تحقیقات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ یہ مخصوص حیاتین اس مخصوص بیماری میں مدافعت کی بہترین خدمت انجام دیتا ہے۔ ان دنوں جب کہ کونین کی اور ملیریائی مچھروں کو ہلاک کرنے والے تیل کی کمی محسوس کی جا رہی ہے، یہ دریافت فوجوں کو ملیریا سے محفوظ رکھنے میں بہت مفید ثابت ہوں گی۔ ماہرین کہتے ہیں کہ انڈے کی زردی، کلیجی اور دودھ میں "بیوٹن" زیادہ مقداروں میں پایا جاتا ہے۔

توام بچوں کی پیدائش کے متعلق
حیرت انگیز انکشافات

کچھ عرصہ ہوا یورپ میں ایک شہری کے گھر بہ یک وقت پانچ بچے پیدا ہوئے جو چار دن تک زندہ رہے۔ اس لیے خیال کیا جاتا تھا کہ یہ ایک معجزہ ہے۔ لیکن مزید تحقیقات اور تجسس سے معلوم ہوا ہے کہ بہ یک وقت ایک سے زیادہ بچوں کی پیدائش اس قدر شاذ و نادر نہیں ہے جتنی تصور کی جاتی ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ اس کے گاؤں میں ہر سات سال کے بعد کسی نہ کسی گھر میں بہ یک وقت پانچ بچے پیدا ہوتے ہیں۔

سنہ ۱۶۹۴ء سے لے کر آج تک کی میڈیکل تاریخ میں بہ یک وقت پانچ بچوں کی پیدائش کے تیس واقعے قلم بند ہو چکے ہیں۔ چھ بچوں کی بہ یک وقت پیدائش کے پانچ واقعے اس وقت تک معلوم ہو سکے ہیں اور ایک ہی وقت میں سات بچوں کا پیدا ہونا صرف ایک بار وقوع پذیر ہوا ہے۔

ہمپان کے ایک قصبہ بانیڈ پائر میں ایک پرانے مکان میں ایک شجرۂ نسب موجود ہے جس میں درج ہے کہ ۳ رجنوری سنہ ۱۶۰۰ء کو تین بجے بعد از نصف شب ایک شخص کے ہاں سات بچے بہ یک وقت پیدا ہوئے۔

"برٹش میڈیکل جرنل" کے بیان کے مطابق رنگ دار قوموں میں توام بچے زیادہ پیدا ہوتے ہیں بہ نسبت گوری اقوام کے۔ اور زرد رنگ قوموں میں جڑواں بچے خاص طور پر کم پیدا ہوتے ہیں۔ سفید فام قوموں میں سے روس اس سلسلہ میں سب سے فائق ہے وہاں ہر تینتالیس بچوں کی تولید کے بعد ایک پیدائش جڑواں بچوں کی ہوتی ہے مگر کولمبیا کے لوگ اس سے محفوظ ہیں۔ وہاں ہر ڈھائی سو بچوں کی پیدائش کے بعد ایک پیدائش توام بچوں کی ہوتی ہے اور تین بچے بہ یک وقت پیدا ہونے کے امکانات ۷۶۲۸ میں سے صرف ایک، اسی طرح چار بچے یک ساتھ پیدا ہونے کے واقعات ۷۰۰۰۰۰ ہزار بچوں میں سے ایک، پانچ بچے اکٹھے پیدا ہونے کے امکانات ۷۰۰۰۰۰ میں تک ایک ہیں۔

اعداد و شمار سے ثابت ہوا ہے کہ توام بچوں کی پیدائش عموماً وراثتی رجحان کا نتیجہ ہے۔ عموماً توام بچوں کو والدین کے خاندانوں میں ایک سے زائد بچے بیک وقت پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ توام بچوں کی پیدائش کے بارہ سو واقعات میں ۸۴ عورتوں کے دو دو دفعہ توام بچے پیدا ہوئے۔ تین عورتوں نے تین بار توام بچوں کو جنم دیا اور ایک نے چار دفعہ۔ ہانگ کانگ میں ایک عورت رہتی ہے جسے ۲۴ بچوں کی ماں ہونے کا فخر حاصل ہے۔ حالاں کہ اس کی ابھی عمر صرف ۵۴ سال ہے۔ ایک جرمن مشنری کی رپورٹ کے مطابق اس نے آٹھ مرتبہ توام بچوں کو جنم دیا۔ ۴۵ دفعہ ۳۰۲ بچے ہوا اور ایک دفعہ بیک وقت سات بچے پیدا کیے۔

فرنٹھ (بویریا) کے نزدیک ایک عورت نے جو سنہ ۱۶۷۸ء میں ۵۶ سال کی تھی ۶۹ بچوں کو جنم دیا۔ اس نے سولہ دفعہ توام بچوں کو پیدا کیا تھا اور ان میں اکثر مرتبہ بیک وقت تین تین بچے پیدا کرتی رہی۔

اولڈہم کے دو بھائیوں سیم اور ولیم طرنے ایک ہی دن ایک شخص کی دو لڑکیوں سے شادی کی۔ ساری عمر ایک ہی کام کرتے رہے۔ ان دونوں کی موت ایک گھنٹہ کے اندر ہوئی اور دونوں ایک ہی وقت دفن ہوئے۔

دنیا میں سب سے بوڑھی توام بہنیں جو اس وقت زندہ ہیں وہ مسز برتھا بیڈل فیلڈ اور مسز ایما کراس ہیں جو فلیڈلفیا میں رہتی ہیں۔ انھوں نے حال ہی میں اپنی اکانویں سالگرہ منائی ہے۔ ان دونوں بہنوں نے سلطنت جمہوریہ امریکا کے بائیس پریذیڈنٹوں کا زمانہ دیکھا ہے۔ دونوں کی شادی سنہ ۱۸۰۴ء میں ہوئی تھی۔ دونوں کے ہاں ایک ایک بچہ پیدا ہوا دونوں کے خاوند سنہ ۱۸۸۰ء میں مر گئے اور دونوں میں سے کسی نے بھی اس کے بعد شادی نہ کی۔

یہ بھی تحقیق ہو چکا ہے کہ ایک سو توام بچوں میں سے صرف نو کی شکل و صورت ایک دوسرے سے ملتی ہے اور بعض دفعہ توام بچوں کی صورتیں اتنی ملتی جلتی ہیں کہ والدین بھی ان کی شناخت نہیں کر سکتے۔

یہ بھی قدرت کا ایک کرشمہ ہے کہ توام بچوں کو جب کوئی بیماری ہوتی ہے بیک وقت ہوتی ہے۔ چاہے وہ کتنے بڑے کیوں نہ ہوں اور ایک دوسرے سے کتنے ہی فاصلے پر نہ رہتے ہوں۔ سرفرانسس گالٹن نے تیئس تیئس سال کی عمر کے دو توام بھائیوں کا حال لکھا ہے کہ ان دونوں کو بیک وقت دانتوں کے درد کی تکلیف ہوئی۔ دونوں کے ایک ہی دانت میں درد ہوا اور دونوں کے اس دانت کے نکال دینے پر ہی انھیں آرام ہوا۔ اسی ڈاکٹر کا بیان ہے کہ ان میں سے ایک شخص لندن میں اسہال کی بیماری سے بیمار ہوا۔ اس کا جڑواں بھائی جو اس سے صدہا میل کے فاصلے پر رہتا تھا، اُسے بھی چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر یہی بیماری ہو گئی۔ دو اور جڑواں بھائیوں کی نسبت معلوم ہوا کہ اگرچہ وہ ایک دوسرے سے کئی سو میل کے فاصلے پر رہتے تھے ایک ہی وقت میں وجع المفاصل کا دورہ ہوا۔ انھیں خط و کتابت کرنے سے پہلے ہی معلوم ہو جاتا تھا کہ میرا بھائی بھی بیمار ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر گالٹن موصوف نے ایک اور عجیب بات بھی معلوم کی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ توام بچوں کو نہ صرف بیک وقت ایک ہی قسم کی تکلیف ہوتی ہے بلکہ دونوں میں بیک وقت ایک ہی قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے خیالات میں مطابقت رہتی ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے ایک مثال بھی دی ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ دو توام بھائیوں میں سے ایک سکاٹ لینڈ کا سفر کر رہا تھا۔ اس نے شراب پینے کے گلاس دیکھے جو اسے بہت پسند آئے۔ چنانچہ اس نے دو گلاس خرید لیے۔ دل میں کہا کہ دوسرا گلاس اپنے بھائی کو دوں گا۔ دوسرا بھائی اس وقت انگلستان میں سفر کر رہا تھا۔ اس کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا اور وہ بھی اسی قسم کے دو گلاس خرید لایا اور جب دونوں بھائی ملے اور اپنا اپنا تحفہ پیش کیا تو حیران رہ گئے۔

توام بچوں کے علاوہ ایک ہی وقت میں مختلف گھروں کے بچوں میں بھی عادات و خیالات وغیرہ میں بہت تطابق پایا جاتا ہے۔

چنانچہ ڈیٹرائٹ میں دو لڑکیاں مس پالن ٹیلر اور مس پالن ای ٹیلر ایک ہی اسکول میں پڑھتی ہیں۔ وہ دونوں صرف ایک گھنٹہ کے وقفہ سے پیدا ہوئی تھیں۔ دونوں کے بال شرخ ہیں، دونوں ایک ہی قسم کی خوراک کھاتی ہیں۔ دونوں ایک ہی قسم کے کھیلوں کو پسند کرتی ہیں۔ دونوں پیانو خوب بجاتی ہیں۔ گو دونوں ایک دوسرے کے لیے غیر ہیں۔ ان میں باہم کوئی رشتہ نہیں۔ مگر ان کے خیالات اور خواہشات میں بہت کچھ مطابقت ہے۔

اسی طرح نیو راچل امریکا میں سترہ سترہ سال کی دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ دونوں ایک ہی روز پیدا ہوئی تھیں۔ دونوں میں باہم کوئی رشتہ نہیں۔ لیکن دونوں کا قد یکساں ہے۔ وزن برابر ہے اور دونوں ایک ہی قسم کے کھیلوں کو پسند کرتی ہیں۔ دونوں ایک ہی دن اسکول میں داخل ہوئیں۔ دونوں کی لیاقت ایک جیسی ہے اور امتحان کے وقت دونوں کے نتائج یکساں نکلتے ہیں۔ ابھی تک سائنس داں اس بارے میں کوئی توجیہہ نہیں کر سکے۔

بھوک لگنے کا سبب

یہ امر کسی تشریح کا محتاج نہیں کہ انسان جب کوئی کام کرتا ہے تو اس کی کچھ نہ کچھ طاقت خرچ ہو کر جسم میں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کمی کی تلافی کرنے اور حرارت غریزی کو قائم رکھنے کے لیے غذا کھائی جاتی ہے۔ یہ غذا مقررہ اوقات پر کھاتے ہیں اور اس وقت غذا کی طلب اور خواہش پیدا ہوتی ہے اسے ہم بھوک سے تعبیر کرتے ہیں۔ بھوک کا احساس تمام حیوانوں کی ایک عام نمایاں اور مشترکہ خصوصیت ہے۔ آدمی کی ساری زندگی میں یہ احساس اس کے کاروبار پر اثر انداز ہوتا رہتا ہے۔ اس امر کے متعلق کہ کیا دوسرے جاندار بھی انسان کی طرح بھوک محسوس کرتے ہیں علماء کی آراء میں بہت اختلاف ہے لیکن اس بارے میں سب کا اتفاق رائے ہے کہ زندگی پر مسلط تاثرات میں سے بھوک سب سے اہم ہے اور اس سے کوئی ذی روح مستثنیٰ نہیں۔

حالانکہ بھوک کا شعور عام ہے، لیکن اس وقت تک بھوک کی صحیح حقیقت دریافت نہیں ہو سکی۔ بلکہ اس کی جزوی تفصیلات بھی بیان نہیں کی گئیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیٹ خالی ہو جانے کا نام بھوک ہے۔ یہ صداقت پر مبنی نہیں۔ بے شک کبھی اشتہا کے وقت معدہ غذا سے خالی ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھوک کے احساس کا موجب نہیں۔ بیماری وغیرہ کی حالت میں معدہ مسلسل غذا سے خالی رہتا ہے لیکن بھوک محسوس نہیں ہوتی۔ حالانکہ بھوک کی خصوصیت یہ ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو یا نہ ہو، مقررہ اوقات پر خاص

وقفوں کے بعد دورے کی طرح معلوم ہوتی رہتی ہے۔ اکثر بھوک کے ساتھ کمزوری، سستی، درد سر، تشنج، متلی اور بے ہوشی کا بھی حملہ ہوتا ہے۔ البتہ تن درست اور قوی اعصاب والے آدمی ان علامات سے بچے رہتے ہیں۔ یہ ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ جب بھوک لگتی ہے تو کھانا مانگا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمیں علم ہے کہ یہ ہمیں گرسنگی کی اذیت سے نجات دے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ اب کھانا طلب کرنا مناسب ہے۔ نومولود بچہ بھوک کے احساس کے وقت کھانے کی تاثیر سے نابلد ہوتا ہے کیوں کہ غذا اس وقت سے پہلے اس کے معدے میں داخل ہی نہیں ہوتی پھر اس کو طلب غذا کے لیے کس نے ابھارا۔ غالباً جواب دیا جائے گا کہ اس کو موروثی احساس نے ابھارا ہے یا یوں کہا جائے گا کہ اسے فطرت کا وہ جذبہ ابھارتا ہے جو اس میں ولادت کے وقت موجود ہوتا ہے اور جو اسے آگاہ کرتا ہے کہ کھانا اس اذیت سے نجات دلا دے گا۔ یہ جوابات پوری تسلی نہیں کر سکتے۔ اور ماننا پڑتا ہے کہ ابھی تک بھوک لگنے کا صحیح اور اطمینان بخش سبب دریافت نہیں ہو سکا۔ اس وقت تک جو کچھ معلوم ہو سکا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ بھوک کی علت ایک خاص احساس ہے۔ جو اعصاب حسیہ کے اطراف خصوصاً معدے کے بالائی حصوں اور چھوٹی آنتوں کے نچلے حصوں میں محسوس ہوتا ہے، مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بھوک کا احساس دماغ میں بھوک کے مرکز سے شروع ہوتا ہے۔ جسے خون اور عروق دماغیہ میں غذا کی قلت متحرک کر دیتی ہے۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ غالباً معدے کے پورے طور پر طعام سے خالی ہونے سے کچھ دیر پہلے اور خون اور عروق دماغیہ میں غذا کی کمی سے بہت دیر پہلے بھوک لگنا شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی تجربوں سے واضح ہوا ہے کہ بھوک کی تکلیف کے ساتھ اسی حالت میں ایک قسم کی شدید اینٹھن پیدا ہو جاتی ہے جس کا آغاز معدہ سے غذا کے اخراج کی ابتدا ہونے سے ہوتا ہے اور جب تک معدے میں نئی غذا داخل نہ ہو جائے یا کسی غیر معمولی طریقہ مثلاً کسی فوری جذبہ کے طاری ہونے یا کسی دوا سے معدے کی حالت متغیر ہو جانے وغیرہ سے اس کا تدارک نہ ہو جائے اس اینٹھن سے نجات نہیں ملتی۔

اس اینٹھن کا دورہ ایک معمولی انسان پر ہر آدھ گھنٹے یا پون گھنٹے کے بعد صرف آدھے منٹ کے لیے پڑتا ہے۔ معدے میں حس و حرکت کے کئی اعصاب ہوتے ہیں جن کی شاخیں مرکزی نظام حسی سے پھوٹتی ہیں۔ مرکزی نظام کے ساتھ عصبی اتصال کے قطعی انقطاع کے بعد بھی یہ اینٹھن باقی رہتی ہے۔ انسان دونوں حالت میں بھوک کا احساس کرتا رہتا ہے۔ بھوک کی اینٹھن کے دورے بیداری کی نسبت نیند کی حالت میں زیادہ شدت اور تسلسل کے ساتھ پڑتے ہیں۔ شدید جذبات خوف، دہشت، خوشی اور شادمانی سے یہ دورے رک جاتے ہیں۔ دماغی کیفیتیں مثلاً غور و فکر، انہماک دماغی، بھوک کے دوروں کی مدت میں کوئی فرق نہیں ڈالتے۔ عوام کا یہ یقین کہ کھانے کا دیکھنا اور اس کی خوشبو سونگھنا بھوک بڑھانے کا موجب ہے، صحت سے بعید ہے۔ ان باتوں کا اگر کوئی اثر ہوتا بھی ہے تو الٹا ہوتا ہے۔ امتحان سے معلوم ہوا ہے کہ خون کے کیمیائی عنصروں میں سے جو عنصر بھوک کے احساس اور بھوک کی اینٹھن پر اثر ڈالتا وہ شکر ہے جب خون میں اس کی مقدار بہت گھٹ جاتی ہے تو بھوک زیادہ معلوم ہونے لگتی ہے۔ جب شکر یا اور کوئی میٹھی چیز کھا لی جاتی ہے تو بھوک فوراً گھٹ جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ شکر فوراً خون میں مل کر کمی کو پورا کر دیتی ہے۔ ذیابیطس (شکر) کی بیماری میں بھوک اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ ان امراض میں شکر زیادہ خارج ہوتی ہے۔ بخاروں اور اکثر ہیجانات میں جو نظام عصبی پر اثر ڈالتے ہیں بھوک اڑ جاتی ہے۔ مقویات کے استعمال سے اصولاً بھوک میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ قیاس ہے کہ غذا کے متعلق ہمارے گزشتہ تجربات کی یاد کا نام اشتہا ہے اور وہ ایک ایسا احساس ہے جو صاحب احساس کو ایک لذت یاد دلاتا ہے۔

یہ جو زبان زد عوام ہے کہ چند دن روزہ رکھنے کے بعد بھوک باقی نہیں رہتی صحت اور راستی سے مبرا ہے۔ واقعات اس کی تردید کرتے ہیں۔ جب انسان طویل روزہ رکھے تو وہ معدے کی اینٹھن سے پیدا ہونے والی بھوک کی تکلیف کو محسوس کرتا رہے گا۔ اس اینٹھن کا دورہ فاقہ کشی سے مرنے والوں پر دم نزع تک پڑتا رہتا ہے۔ بھوک کے متعلق یہ اجمالی بیان ہے جو اس وقت تک دیا جا سکا ہے۔ اسی نظریے کو نظریۂ محیطی (Peripheral) کہتے ہیں۔

پیاس اور تشنگی کا سبب

انسانی جسم میں اس کے وزن کا تین چوتھائی پانی ہے روزانہ تین پونڈ سے پانچ پونڈ تک پانی مختلف اعضا کے بدن سے خارج ہوتا ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے پانی کی ضرورت اسی پر بس نہیں ہے بلکہ غذا کے ہضم ہونے کے لیے بھی پانی ضروری ہے

جذب بنتا ہے، ساتھ ہی جسم کے بہت سے فضلات پانی ہی کی بدولت خارج ہوتے ہیں۔ اس لیے تمام جانوروں کو پانی کی زیادہ ضرورت ہے۔ وہ غذا کی نسبت پانی کے زیادہ محتاج ہیں۔ صرف تن درستی اور صحت کے قیام اور حصول آرام و آسایش کے لیے ہی نہیں بلکہ زندگی کے قیام و دوام کے لیے بھی پانی اشد ضروری اور لازمی ہے۔ اوسط درجے کا تندرست آدمی بن کھائے ساٹھ دن تک زندہ رہ سکتا ہے بلکہ متعدد آدمی تین تین ماہ تک بغیر کھائے زندہ رہ سکتے ہیں۔ گو اس عرصہ میں ان کی قوت طبعی بتدریج کم ہوتی گئی۔ لیکن حالت اس قدر نازک نہیں ہوئی جس سے کسی طرح خطرے کا احتمال ہو لیکن اگر پانی میسر نہ آئے تو دو یا تین دن کے بعد حالت خراب ہو جاتی ہے۔ حرارت بڑھ جاتی ہے اور ایک ہفتہ یا زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ ہفتے کے بعد ان کی شمع حیات گل ہو جاتی ہے۔ چوں کہ انسان کے جسم سے بہت سا پانی جلد کے مساموں کے راستے پسینہ بن کر اور سانس کی راہ بخارات بن کر خارج ہوتا ہے اور یہ اخراج ہوا کے درجہ حرارت اور درجۂ رطوبت کی کمی و بیشی سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ ساتھ ہی گردوں کو خشک غذاؤں کے فضلات خارج کرنے کے لیے زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے اگر موسم بہت گرم نہ ہو اور جاندار ثقیل اور خشک غذاؤں کے استعمال سے پرہیز کریں تو وہ بن پانی بھی زندہ رہ سکتے ہیں۔ مگر یہ عرصہ طویل نہیں ہو سکتا صرف چند دنوں ہی کی بیشی ہوگی۔ پیاس کا سب سے پہلا اور سب سے زیادہ نمایاں اثر یہ ہوتا ہے کہ منھ اور حلق میں خشکی اور سوزش محسوس ہونے لگتی ہے۔ پیاس بڑھتے ہی سارے بدن میں بے قراری اور گھبراہٹ اور غیر معمولی ہیجان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہیں۔ پیاس کے بجھانے کی خاطر پانی پینے یا کسی اور عمل سے معدہ یا موٹی آنت میں یا پچکاری کے ذریعہ سے براہِ راست خون میں پانی پہنچایا جاسکتا ہے۔ ہونٹوں کو پانی سے تر کرنے سے عارضی طور پر پیاس کا احساس کم کیا جاسکتا ہے۔ پیاس کی اصلیت اور اس کے اسباب بھوک کی نسبت زیادہ واضح ہو چکے ہیں۔ علما نے پیاس کے علل و اسباب کے بارے میں تین نظریے قائم کیے ہیں۔ سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جب زیادہ عرصہ گزرتا ہے اور جسم میں نیا پانی نہیں پہنچتا تو خون میں خشکی اور گاڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے اور جب وہ کثیف اور گاڑھا ہو جاتا ہے تو اس کے خواص بدل کر اس میں شوریت اور نمکینی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی وقت وہ خلایائے حسیہ سے پانی کھینچتا ہے اس سے ان کی خاصیتیں تبدیل ہو جاتیں اور سارے جسم کے نظام میں بھی خلل انداز ہوتی ہیں۔ لعاب دہن، پسینہ، پیشاب، رطوبت معدی، آنسو سب میں کمی نمودار ہو جاتی ہے۔ اس وقت جسم پانی کا مطالبہ کرتا اور جسمانی مائیت کی حفاظت کی تلقین کرتا ہے۔

بیان کیا جاچکا ہے کہ پیاس کے متعلق تین نظریے قائم کیے گئے ہیں۔ اب ان کی تفصیل بھی سنیے۔ ان میں پہلا نظریہ یہ ہے کہ جب لعاب دہن میں کمی آجاتی ہے اور خشکی رونما ہوتی ہے تو منھ اور حلق کے اعصاب حسیہ میں ہیجان ظاہر ہوتا ہے اور جان دار پیاس محسوس کرتا ہے۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ خون کا گاڑھا پن دماغ کے ایک مرکز میں ہیجان میں لاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بہت سے اعصاب حسیہ میں بھی ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور پیاس رونما ہوتی ہے۔ اس نظریہ پر اعتقاد رکھنے والے منھ اور حلق میں پیاس کے شدید احساس کے خاص طور پر واقع ہونے کا کوئی سبب بیان نہیں کر سکے۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ پیاس کا باعث اعضائے ہضم میں ایک تشنج ہے جو خون کے گاڑھے ہو جانے سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔

یہ سب باتیں درست ہوں گی۔ لیکن یہ عیاں ہے کہ اصل میں صرف پہلا نظریہ ہی قابل ترجیح اور لائق قبول ہے کیوں کہ دیکھا گیا ہے کہ جو دوائیں تھوک کو خشک کر دیتی ہیں مثلاً اٹروپین، وہ پیاس بھی پیدا کرتی ہیں۔ حالاں کہ ان سے خون میں کوئی کثافت اور گاڑھا پن نمودار نہیں ہوتا۔ اسی طرح منھ میں چاندی کا ٹکڑا رکھنے سے لعاب دہن بڑھ جاتا ہے اور منھ کی خشکی گھٹ کر پیاس کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ حالاں کہ یہ ٹکڑا خون کی کثافت پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ طویل تقریر کرنے، خوف وہراس چھا جانے پر بھی منھ خشک ہو جاتا ہے اور پیاس محسوس ہونے لگتی ہے حالاں کہ یہ دونوں فعل خون کی رقت یا کثافت پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اٹروپین کھانے، طویل تقریر کرنے اور خوف وہراس کی حالت میں منھ میں عارضی خشکی ہوتی ہے اور اس کی پیاس حقیقی نہیں ہوتی۔ نیز نمکین غذا کھانے کے بعد پیاس کی جو خواہش پیدا ہوتی ہے وہ لعاب دہن کم ہونے، منھ اور حلق خشک ہونے سے بہت پہلے معلوم ہونے لگتی ہے۔ اغلب قیاس یہ ہے کہ پیاس کی شدت کے بعد حرارت کی زیادتی کا موجب یہ ہے کہ پسینہ نکلنا بند ہو جاتا ہے اور پسینے کی بندش سے جسمانی حرارت میں تخفیف

(باقی ص۳۲ پر)

افسانہ

صحت یابی کی مسرت

از جناب حکیم محمد احسن صاحب سبحانی، کراچی

نوجوان رشید کسی دولت مند گھرانے میں پیدا نہیں ہوا تھا، لیکن اس کی زندگی کے ابتدائی ایام متوسط درجہ کی خوش حالی میں گزرے تھے۔ اس کے والد ایک اچھے سرکاری عہدے پر ملازم تھے اور کھاتے پیتے آدمی تھے۔ مگر جس طرح ہر روز روشن کے بعد تاریک رات آتی ہے، قدرت کو منظور نہ تھا کہ رشید کی زندگی کا راستہ ہموار رہے اور سچ پوچھیے تو ایک حال میں کس کی گزرتی ہے۔ رشید کی عمر بیس سال کی ہوئی تھی کہ شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، اور بھرے گھر پر مصیبتیں نازل ہوگئیں۔ رشید ایک ہمت نوجوان تھا، اس نے اس بار کو برداشت کرنے کی پوری کوشش کی، اور چوں کہ اس کی تعلیم کافی حد تک ہو چکی تھی، اس نے روزی حاصل کرنے کے معقول ذرائع پیدا کر لیے۔ رفتہ رفتہ اس کی تقدیر پھر سے چمکنے لگی۔ اس کی زندگی آرام سے گزرنے لگی۔ اسی اثنا میں اس کی شادی بھی اس کی پسند کے مطابق ایک خوش سلیقہ، خوبصورت اور وفا شعار لڑکی سے کر دی گئی۔ اس کی بیوی مسعودہ بھی کسی قدر تعلیم یافتہ تھی، شہر کے زنانہ اسکول میں اس نے میٹرک تک پڑھ لیا تھا اور اپنی فطری ذہانت کے باعث مزید علمی استعداد بھی مطالعہ کے ذریعے سے حاصل کر لی تھی۔ مسعودہ کے نیک اوصاف میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ "چراغ خانہ" بنی رہنے کے بجائے وہ "شمع انجمن" بننا پسند نہیں کرتی تھی۔ اس کا شوہر اس کی تمام توجہات کا مرکز تھا، اور اسی کی خوشی اور غم میں شرکت اس کی زندگی کا پہلا اور آخری مقصد تھا۔ اس نے اپنی سلیقہ شعاری سے ایک متوسط گھر کو گلزار بنا دیا تھا اور اس کا دلنواز تبسم ہمیشہ رشید کے لیے جنت نگاہ بنا رہتا تھا۔

اسی طرح رشید اور مسعودہ کی پُرمسرت زندگی کا ایک سال گزرا مگر رشید کو غالباً زیادہ نشیب و فراز دیکھنے کے لیے قدرت نے اس دنیا میں بھیجا تھا۔ اس کی زندگی کی منزلیں دشوار گزار تھیں اور خانگی مسرتوں کے باوجود اس کی مصیبتوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا۔ اس کی قسمت نے پھر ایک مرتبہ پلٹا کھایا اور رشید اپنی زندگی ــــــ کے پر بہار دنوں میں دق وسل کے موذی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ وہ جانتا تھا اور اس کی چہیتی بیوی بھی جانتی تھی کہ یہ بیماری خطرناک اور اکثر حالتوں میں جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔ اس نے ہندستان جیسے افلاس زدہ ملک کو اپنی تباہ کاریوں کا مرکز بنا لیا ہے۔ رشید کے بیمار پڑ جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو اپنی ذات سے زیادہ مسعودہ کی فکر لاحق ہو گئی ــ اور مسعودہ اپنے مستقبل سے قطعاً بے پروا ہو کر رشید کے غم میں مبتلا رہنے لگی۔ سچی محبت حقیقت میں اسی جذبہ ایثار کا دوسرا نام ہے، جو محبوب کی ہستی کو اپنے وجود سے پیارا بنا دیتا ہے۔ طبی معائنہ کے بعد معلوم ہوا کہ رشید کا مرض ابھی ابتدائی منزلوں میں ہے۔ کچھ دنوں تک علاج ہوتا رہا مگر کوئی خاص افاقہ رونما نہیں ہوا۔ آخر آخر تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ دیا گیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ رشید کو پٹنہ سے رانچی بھیج دیا جائے جو صوبۂ بہار کا بہترین صحت افزا مقام ہے۔ اس کے لیے رانچی کے مضافات میں ایک دل کش پہاڑی مقام منتخب کیا گیا۔ لیکن مسعودہ اس پر کسی طرح راضی نہ ہوئی کہ رشید کو تنہا بھیجا جائے۔ بیماری میں محبت سے بڑھ کر مریض کے لیے کوئی "نرس" یا تیمار دار نہیں ہو سکتا۔ وہ جانتی تھی کہ اس سے بہتر کوئی شخص بھی رشید کی خدمت اور دلجوئی نہیں کر سکے گا، چنانچہ اس نے بھی رشید کے ساتھ جانے پر اصرار کیا اور یہ مبتلائے غم جوڑا ایک پرانے خیر خواہ ملازم کے ساتھ رانچی کو روانہ ہوا۔

۲

رانچی میں جس طبیب نے رشید کا چارج لیا۔ ان کا نام ڈاکٹر ناظم تھا۔ ڈاکٹر ناظم دق وسل کے علاج میں ماہر تھے اور دق وسل کے مخصوص اسپتالوں میں کام کر کے انھوں نے کافی تجربہ حاصل کر لیا تھا۔ رشید کے پہنچتے ہی اس کے علاج کا ایک پروگرام بنا لیا گیا۔ ڈاکٹر ناظم نے کیلسیم اور مختلف حیاتینوں پر مشتمل مختلف غذاؤں کی ایک فہرست مرتب کی۔ رشید کے کھانے پینے، آرام اور ورزش کے اوقات معین کیے گئے۔ اور مریض کو ہدایت کی گئی کہ وہ سختی سے ان پر کاربند رہے۔ رشید اور اس کی بیوی نے ڈاکٹر کی ان

توجہات پر بے حد ممنون تھے اور ڈاکٹر ناظم کے حسنِ سلوک اور برادرانہ خلوص و اخلاق کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسعودہ نے رشید کی مرضی کے مطابق ڈاکٹر ناظم سے پردہ کرنا چھوڑ دیا اور وہ اسی گھرانے کے ایک فرد سمجھے جانے لگے۔ رشید کے ایسے ہی مہربانوں میں ایک دولتمند شخص مسٹر جمیل تھے جو رشید کے پڑوسی تھے۔ وہ سیر و تفریح کے خیال سے کچھ دنوں سے رانچی کے اسی پر فضا مضافات میں قیام پذیر تھے۔ اس مقام کا نام مورابادی ہے جہاں پہاڑوں اور سبزہ زاروں کا ایک روح افزا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ مسٹر جمیل جو ایک ادھیڑ عمر کے آدمی تھے، مورابادی میں اپنی بیوی اور لڑکی کے ساتھ مقیم تھے۔ لڑکی کا نام پروین تھا اس کی عمر تقریباً سولہ سال تھی وہ بہت چلبلی طبیعت رکھتی تھی۔ بہت ذہین اور تیز فہم تھی اور نئی ملاقاتوں کو بہت جلد ایک گہرے رشتہ میں مبدل کر لینے کی عادی تھی۔ مسٹر جمیل، مسز جمیل اور پروین یہ تین ہستیاں ایسی تھیں جو رشید اور مسعودہ کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہوئیں۔ پروین نے پہلی ہی ملاقات میں رشید سے بھائی کا اور مسعودہ سے بھاوج کا رشتہ لگا لیا۔ مسٹر جمیل کا حال یہ تھا کہ اگر ان کے سامنے چائے اور سگرٹوں کا سلسلہ جاری رکھا جاتا تو وہ ہنسنے اور بولنے سے کبھی نہ تھکتے تھے اور مسز جمیل کی گلفشانیاں بھی دن کی دلچسپیوں میں اضافہ کرتی رہتی تھیں۔

اس سوسائٹی میں پروین کی حیثیت وہی تھی جو چمن میں گلاب کے ایک شگفتہ پھول کی ہوتی ہے۔ اس کے دل کش چہرے پر تبسم کھیلتا رہتا تھا۔ اس کی شوخی اور متانت کا ایک دلچسپ امتزاج لوگوں کو بہت جلد موہ لیتا تھا۔ وہ فطرتاً خوش اخلاق اور خدمت گزار بھی تھی۔ رفتہ رفتہ وہ رشید کی تیمارداری میں زیادہ دلچسپی لینے لگی۔ وہ اس کام میں مسعودہ کا ہاتھ بٹانے کو ہمہ دم تیار رہتی۔ کبھی دوا پلا دیتی کبھی مریض کی غذا کی تیاری میں مسعودہ کی مدد کرتی، کبھی رشید کی کتابوں اور اخبارات وغیرہ کو سلیقہ سے رکھ دیتی کبھی گھڑی میں کوک بھرنے لگتی۔ کبھی پائیں باغ سے تازہ پھولوں کا گلدستہ بنا کر رشید کی دل بستگی کے لیے گلدان میں رکھ دیتی۔ اپنے گھر کی مصروفیتوں سے جب اسے فرصت ہوتی وہ اپنا پورا وقت رشید اور مسعودہ ہی کے پاس گزارتی۔ یہاں تک کہ سہ پہر کو جب ڈاکٹر ناظم اور اس کے والدین اور رشید اور مسعودہ کے مل بیٹھنے کا وقت ہوتا تو سب کے لیے کرسیاں اور میز اپنی ہی نگرانی میں سبزہ زار پر قرینے سے رکھواتی وہ ایک معصوم کنول کی طرح مسرتوں کے تالاب پر تیرتی رہتی، لیکن کبھی کبھی رشید کی بیماری کا خیال اس کو بھی مبتلائے غم کر دیتا اور وہ اپنے دل میں ایک عجیب قسم کا فکر و تردد محسوس کرنے لگتی۔

اسی طرح روزانہ سہ پہر کو سب لوگ اکٹھے ہوتے، شام تک دلچسپ صحبت رہتی۔ جب پروین سبزہ زار پر ایک ہرن کی طرح اچھلتی کودتی دکھائی دیتی اور اس کی زلفیں ہوا میں لہراتیں تو رشید ایسا محسوس کرتا جیسے وہ کوئی حسین خواب دیکھ رہا ہو۔ کچھ روز بعد ان ہی صحبتوں کے دوران میں ایک روز مسز جمیل نے سب لوگوں کو سینما کی دعوت دیتے ہوئے کہا "سن رہی ہوں کہ فلم شاردا کا یہ آخری ہفتہ ہے۔ میں رشید، مسعودہ اور ڈاکٹر ناظم کو دعوت دیتی ہوں کہ ہم سب کے سب یہ فلم دیکھنے چلیں۔ ظاہر ہے کہ رشید کی شرکت ڈاکٹر ناظم کی اجازت ہی سے ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کی کیا رائے ہے؟"

ڈاکٹر ناظم کے جواب دینے سے پہلے ہی مسعودہ نے بات کاٹ کر کہا، "میں اپنی پیاری بہن مسز جمیل کا شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن میں اپنی طرف سے یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ چند روز کے لیے اس ارادے کو ملتوی رکھا جائے۔ جہاں تک میری خواہش کا تعلق ہے میں وہ فلم دیکھنا زیادہ پسند کروں گی جو "جیون مرن" کے نام سے مشہور ہے اور جو شاردا کے بعد ہی شروع ہونے والا ہے۔ اس فلم کا تعلق دق وسل کے ایک مریض کی حالت سے ہے اور میں نے سنا ہے یہ بہت مفید اور کامیاب فلم ہے۔"

سب لوگوں نے مسعودہ کی تائید کی۔ ڈاکٹر ناظم نے کہا، "رشید کو ابھی میں باہر جانے اور فلم دیکھنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس سے تھکن پیدا ہوگی۔ سینما گھر کی بند ہوا بھی ان کے لیے مضرت رساں ثابت ہوگی۔ ممکن ہے بخار بڑھ جائے۔"

اس پر مسعودہ کچھ فکر مند سی ہو گئی، مگر رشید کے اصرار پر وہ مسز جمیل کے ساتھ فلم "جیون مرن" دیکھنے کے لیے رضامند ہو گئی اور بات طے پا گئی۔

۳

ایک ہفتہ بعد مسعودہ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ ڈاکٹر ناظم کو اس روز کوئی دوسرا کام تھا۔ مسٹر جمیل، مسز جمیل، پروین اور مسعودہ نے یہ فلم بڑے شوق سے دیکھا اور جب مسعودہ رات کے نو بجے اپنی قیام گاہ پر واپس آئی تو اسے ایسا معلوم ہوا کہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ اس فلم نے حل کر دیا ہے۔

رشید نے پوچھا، "کہو یہ فلم تمھیں پسند آیا؟ افسانہ کا پلاٹ کیسا تھا؟"

مسعودہ: "بہت اچھا۔ فلم شروع سے آخر تک دل چسپ تھا۔ موہن کا کردار بے حد قابل تعریف ہو۔ یہی نوجوان دق وسل میں مبتلا تھا وہ علاج کے لیے ایک سینے ٹوریم میں رکھا گیا، اور وہاں صرف یہی نہیں کہ وہ اچھا ہو گیا، بلکہ بہت سے تن درستوں سے بھی زیادہ تن درست ہو گیا۔ مجھے سینے ٹوریم کا طریقہ علاج بہت پسند آیا۔ موہن کی بیماری کی حالت اور صحت یابی کی مسرت قابل دید تھی۔ میں سوچ رہی ہوں کہ آخر ہم بھی یہی طریقہ کیوں نہ اختیار کریں۔ رانچی میں ہم کب تک پڑے رہیں گے۔ الغرض یہاں کوئی خاص افاقہ بھی نہیں ہے۔ میں فلم کے موہن کی طرح اپنے من موہن کو بھی بہت جلد تن درست و توانا دیکھنا چاہتی ہوں۔ اب مجھ میں انتظار کا یارا نہیں رہا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ وہ حکیم مطلق تمھیں ضرور شفا بخشے گا۔ مگر اب میرے دل میں کچھ عجلت سی پیدا ہو گئی ہے کیوں نہ وہ کام کیا جائے جس میں اس طرح جھولتے رہنے کے بجائے جلد تر صحت حاصل ہو جائے۔ میں اپنی کوششوں کو بار آور بنانا چاہتی ہوں۔ اپنا مقصد جلد حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ اپنی مسرتوں اور شادکامیوں کو کھینچ کر قریب لانا چاہتی ہوں۔ کیوں اس بارے میں تمھاری کیا رائے ہو؟"

"میں اپنے متعلق کوئی رائے نہیں رکھتا۔ تم جانتی ہو کہ مجھے تمھاری جان عزیز ہے اس لیے اپنی جان بھی ہے۔ یہ تمھاری ہی امانت ہو۔ تم جس طرح چاہو اس کے متعلق فیصلہ کرو۔ میں تمھاری ہر بات پر رضا مند ہوں۔" رشید کے یہ الفاظ ختم نہیں ہوئے تھے کہ اس کے دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ پروین کی جدائی کے خیال سے اس نے ایک بیکلی سی محسوس کی۔ سچ پوچھیے تو رشید مسعودہ اور پروین کے دل اس قدر مل گئے تھے کہ انھیں اب تک یہ گمان بھی نہ ہوا تھا کہ آخر ایک روز جدا ہونا ہے۔

مسعودہ نے روانگی کے انتظامات شروع کر دیے۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ رشید کو پہلے وطن یعنی پٹنہ لے جایا جائے اور چند روز قیام کے بعد کسی اچھے اور مشہور سینے ٹوریم میں داخل کرا دیا جائے۔ جس روز یہ اطلاع مسٹر جمیل، مسز جمیل اور پروین کو دی گئی، سب کے سب بے حد مغموم ہوئے۔ پروین کو رشید اور مسعودہ کی جدائی اس قدر شاق گزری کہ اس کی تمام چہلیں اور ہنسی مذاق ایک الم انگیز خاموشی سے بدل گئے۔ آخر کار رشید و مسعودہ کے رخصت ہونے کی گھڑی آ گئی۔ شام کا وقت تھا۔ آسمان پر تارے جھلملانے لگے تھے۔ پروین کی آنکھیں پُرنم تھیں، مسعودہ کا ہاتھ اس کے گلے میں تھا۔ رشید خاموش تھا مگر اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ جب رشید اور مسعودہ کو لے کر موٹر اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا تو مسٹر جمیل، مسز جمیل اور ڈاکٹر ناظم نے دونوں کو بہت دعائیں دیں اور معصوم فرشتہ صفت پروین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مگر زندگی اور صحت کے ان دو متلاشیوں کو روکنا کس کے بس کی بات تھی۔ کہنے والوں نے کہا ہے کہ جدائی کا نام صبر ہے۔ اس دنیا میں ایسے مواقع بہت آتے ہیں کہ محبت کرنے والی ہستیاں ایک دوسرے سے بچھڑ جاتی ہیں۔ اس وقت رشید کے دل میں یہی ایک خیال تھا کہ شاید قدرت نے اس کی زندگی کی راہ کے ایک موڑ پر چند روز کے لیے ایک فرشتہ صفت دیوی کو کھڑا کر دیا تھا۔ اور اب چوں کہ اس کی منزل اسے دوسری طرف لے جا رہی ہے اس لیے وہ پروین کو اب کبھی نہ دیکھے گا۔

۴

گھر واپس آنے پر رشید کے رشتہ داروں اور عزیزوں نے رشید کو دیکھ کر یہ رائے قائم کی کہ رانچی کی آب و ہوا نے اسے کسی قدر فائدہ پہنچایا ہے۔ رشید کے چہرے پر صحت مندی کے کچھ آثار دکھائی دیتے تھے۔ مگر حقیقت میں رشید کی اندرونی حالت اطمینان بخش نہ تھی۔ دق وسل کے مرض میں اتار چڑھاؤ اکثر ہوتا رہتا ہے اور کبھی کبھی یہ دیکھا جاتا ہے کہ ظاہری بہتری کے بعد مرض پھر تیزی سے عود کر آتا ہے۔ رشید کے پٹنہ پہنچتے ہی ایک اور اہم واقعہ پیش آیا وہ یہ تھا کہ رشید کے سالے یعنی مسعودہ کے بھائی اختر اعلیٰ دونوں ڈاکٹری اور سرجری کی چند اعلیٰ ڈگریاں حاصل کر کے ولایت سے واپس آئے تھے۔ مسعودہ اور رشید کی شادی ان کی عدم موجودگی میں ہوئی تھی۔ لیکن انگلستان کے قیام کے دوران میں انھوں نے اپنے بہنوئی رشید سے خط و کتابت شروع کر دی تھی اور بہن سے مراسلات کا سلسلہ مستقل طور پر جاری رکھا تھا۔ ان ہی ذرائع سے انھیں رشید کی بیماری کا حال معلوم ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر اختر ایک خوش خو "اپٹوڈیٹ" نوجوان تھے ان کی زندگی کافی حد تک مغربی سانچے میں ڈھل چکی تھی۔ جب انھوں نے پہلی مرتبہ آ کر رشید سے ملاقات کی تو رشید کی حالت دیکھ کر انھیں افسوس ہوا۔ ان دونوں کا رشتہ ایسا تھا کہ معمولی حالات میں یہ پہلی ملاقات بہت دل کش پُرمذاق اور پُربہار ہوتی۔ لیکن رشید کو دیکھا تو ڈاکٹر اختر کی زندہ دلی جاتی رہی۔ بہن کی مصیبت ناک زندگی کی تصویر ان کی آنکھوں

کے سامنے تھی۔ اختر نے رشید کی حالت کا اچھی طرح معائنہ بھی کیا۔

اس ملاقات کے بعد ڈاکٹر اختر نے پہلا کام یہ کیا کہ رشید کے متعلق سل و دق کے ماہرین سے مشورہ لے کر پھر اس کے علاج و غذا اور نشست و برخاست کا ایک اصولی پروگرام بنایا۔ سینی ٹوریم کا خیال اب تک مسعودہ کے دل میں جاگزیں تھا مگر وہ چپ بولتی نہ تھی۔ اختر کی فطرت یہ تھی کہ وہ اپنی طبی ہدایتوں میں سخت گیری سے کام لیتے تھے۔ وہ کسی طرح کی غلطی اور فروگذاشت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اور ذرا ذرا سی بات پر نہ صرف مسعودہ ہی بلکہ خود مریض سے بھی اُلجھنے لگتے تھے اور سخت باتیں کہہ جاتے تھے۔ اختر کی قابلیت میں کوئی شبہ نہ تھا۔ ان کی محبت و خلوص میں بھی کوئی شبہ نہ تھا۔ رشید اور مسعودہ جانتے تھے کہ بعض موقعوں پر ڈاکٹر اختر کی خفگی بھی ان کی محبت، ان کی خیر خواہی اور ان کی معالجاتی ذمہ داری ہی کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کو کیا کیجیے کہ مریض کے دل و دماغ پر اس کا اچھا اثر نہیں ہوتا تھا اور نہ اس کے مرض میں کوئی افاقہ ہو رہا تھا۔ اگرچہ بظاہر ایک ٹھیراؤ سا پیدا ہو گیا تھا، اور بیماری میں کوئی زیادتی بھی نہ ہوئی تھی۔ پھر بھی صحت یابی کی حقیقی منزل کا دور تک کوئی پتہ نہ تھا۔ اسی اثنا میں دفعتاً ایک روز رشید کی حالت تشویش ناک ہو گئی۔ بیماری نے یکایک غلبہ کیا اور وہی رشید جو اب تک اُٹھنے بیٹھنے سے معذور نہ تھا صاحب فراش ہو گیا۔ رشید کو معلوم ہوا کہ رانچی کے قیام میں جو عارضی افاقہ اسے ہوا تھا اس کی حیثیت چلتی پھرتی چھاؤں سے زیادہ نہ تھی۔ اب رانچی کے مناظر اور پردیس کی بھولی بھالی صورت اس کی آنکھوں میں پھرنے لگی۔ مسعودہ کے روح فرسا غم اور مایوسی کی حالت ناقابل بیان ہو گئی، لیکن اب بھی وہ خدا کی رحمتوں سے ناامید نہیں ہوئی تھی۔ وہ پوری جد و جہد اور سخت ترین تیمارداری میں شب و روز اس خیال سے مصروف ہو گئی کہ مرض میں تھوڑا سا ظاہری افاقہ ہوتے ہی وہ رشید کو سینی ٹوریم میں بھیج دیگی۔ رشید ہی اس کی دنیا تھی اور اس دنیا کو وہ کسی قیمت پر بھی کھونے کے لیے تیار نہ تھی۔ آخر کار ڈاکٹر اختر کی طبی امداد اور مسعودہ کی محبت بھری دیکھ بھال نے رشید کو اس قابل کر دیا کہ وہ پٹنہ کے کسی دور دراز سینی ٹوریم تک سفر کر سکے جب رشید کے متعلق آخری فیصلہ کر لیا گیا اور اسے سینی ٹوریم بھیجنے کا انتظام ہونے لگا تو اسے ایسا معلوم ہوا کہ اسے حبس دوام کی سزا دی جانے والی ہے۔

۵

رشید جب سینی ٹوریم میں داخل ہوا تو اسے اپنے خیالات بدل دینے پڑے۔ اس نے محسوس کیا کہ یہ کوئی قید تنہائی نہیں ہے بلکہ یہاں دوسری دلچسپیاں اس کے خیر مقدم کے لیے تیار ہیں۔ اس نے دیکھا کہ سب کے سب مریض ایک دوسرے سے بہت ہمدردانہ سلوک کرتے ہیں۔ اگرچہ یہاں کے باشندے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کی سوسائٹی سے منقطع ہو جاتے ہیں، مگر خود سینی ٹوریم کی دنیا ایک ایسی نئی سوسائٹی پیش کرتی ہے جو ڈاکٹروں، نرسوں، خدمت گزاروں، اور مریضوں پر مشتمل ہے۔ ہسپتال کی زندگی کی یکسانیت اور بے کیفی کو دور کرنے کے لیے سینما بھی ہوتے ہیں۔ لالٹینوں کے ذریعہ سے دلچسپ اور مفید لکچر دیے جاتے ہیں۔ ناٹک بھی کھیلے جاتے ہیں۔ موسیقی و رقص سے بھی لوگوں کا دل بہلایا جاتا ہے، اور ہلکی تفریح کے لیے چند طرح کے کھیل بھی سینی ٹوریم کے پروگرام میں داخل ہیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں رشید کے دل کی کلفتیں دور ہونے لگیں اور اس نے اپنی نئی دنیا سے ایک عارضی موافقت پیدا کر لی۔ مسعودہ اور ڈاکٹر اختر سے اس کی خط و کتابت جاری تھی۔ وہ اپنی بیوی کے حوصلہ افزا الفاظ سے مسرت اور طاقت حاصل کرتا تھا۔ سینی ٹوریم میں ایسے مریض بھی تھے جو اپنی زندگی کی طویل مدتیں اس مقام پر گزار چکے تھے اور اپنی صحت یابی کے لیے اب تک مصروف جد و جہد تھے مگر مایوس نہ تھے۔

رفتہ رفتہ رشید کے مرض میں اتنا افاقہ ہوا کہ وہ خطرے سے باہر سمجھا جانے لگا۔ اس لیے جب مسعودہ کو یہ خوشخبری بھیجی تو مسعودہ نے سجدۂ شکر ادا کر کے بارگاہ الٰہی میں رشید کے لیے پُر خلوص دعائیں کیں۔ لیکن چند ماہ گزرنے کے بعد ایک دوسری مشکل ان کے راستے میں پیدا ہو گئی۔ رشید کی صحت اگرچہ کسی قدر روبراہ ہونے لگی تھی مگر قسمت ابھی روبراہ نہیں تھی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ اس کے تمام مالی ذرائع ختم ہو گئے اور یہ مسئلہ سامنے آ گیا کہ "سینی ٹوریم" میں قیام کے اخراجات کیوں کر پورے کیے جائیں۔ مسعودہ کے لیے بھی یہ خبر بڑی پریشانی کا باعث ہوئی۔ اسے اندیشہ تھا کہ صحت یابی سے پہلے "سینی ٹوریم" چھوڑ دینے کا نتیجہ یہ نہ ہو کہ رشید کی زندگی پھر خطرے میں پڑ جائے اور اس کی امیدوں کی روشنی پھر ایک ہولناک تاریکی سے بدل جائے۔ لیکن مسعودہ ان عورتوں میں نہ تھی جو ہمت ہار کر بیٹھ جاتی ہیں اور تقدیر کو کوس کوس کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتی ہیں۔ وہ ذہین تھی اور اپنی ذہانت سے کام لینا جانتی تھی۔ اس وقت

تک اس کے تمام زیورات رشید کے علاج پر قربان ہو چکے تھے۔ صرف ایک آخری چیز باقی تھی۔ وہ بھی اس نے اپنا خون دے کر ان کے پاس بھیج دی اور یہ لکھ دیا کہ آپ کسی طرح کی فکر نہ کریں۔ خدا کارساز ہے۔ میں کچھ اور روپے کا انتظام کر رہی ہوں۔ اس کے بعد اس نے اپنے بھائی ڈاکٹر اختر کی کوشش اور اپنی دوڑ دھوپ سے ایک پردہ "سکول" میں معلمہ کا عہدہ حاصل کر لیا جس میں شک نہیں کہ مسعودہ کے بھائی اختر بھی اپنی بہن کی مالی امداد کو نہایت پُرخلوص طریقہ پر تیار تھے، لیکن ایک تو مسعودہ کی خودداری اسے گوارا نہ کر سکتی تھی، دوسرے ولایت سے واپسی کے بعد ابھی ڈاکٹر اختر کو ان کے پیشے سے خاطر خواہ آمدنی ہونی شروع نہیں ہوئی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ انگلستان سے مراجعت کرنے والے ڈاکٹر کے لیے ظاہری ٹیپ ٹاپ بھی ضروری ہے۔ اس لیے ان کی آمدنی کی صورت اگرچہ بہت تنگ نہ تھیں، تاہم خود ان کی ضروریات کے دائرے سے آگے نہیں بڑھی تھیں، اور وہ کچھ دنوں سے ایک حسینہ کے دامِ زلف میں بھی مبتلا ہو گئے تھے جس سے وہ شادی کرنا چاہتے تھے۔

اُدھر مسعودہ نے لڑکیوں کو پڑھانا شروع کیا اُدھر عاقل اور ہوشیار رشید نے کوشش کر کے سینے ٹوریم میں اپنے لیے ایک تری بیڈ لینی "بلاقیمت" کی جگہ حاصل کر لی۔ تاکہ اس کے اخراجات میں کمی ہو جائے۔ اسی طرح چند ماہ گزرتے گئے۔ رشید کو جب کسی قدر افاقہ ہونے لگا تو ڈاکٹروں نے اس کو ٹہلنے کی اجازت دی۔ رفتہ رفتہ اس کے دماغ میں پھر اُمیدوں کی دنیا آباد ہونے لگی لیکن رشید اپنے گھر والوں اور عزیزوں سے بہت دور تھا۔ تاہم خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا اور اہم واقعات کی خبریں اسے مل جایا کرتی تھیں۔ اسی دوران اسے مسعودہ نے اطلاع دی کہ ڈاکٹر اختر کی شادی ہو گئی۔ اس کی دُلہن کون تھی اس کے متعلق مسعودہ نے ایک پُراسرار خاموشی اختیار کر رکھی تھی اور رشید کو اس پر حیرت بھی تھی۔

وقت کی رفتار تیزی سے جاری تھی۔ سینے ٹوریم میں رشید کے قیام کو پورا ایک سال گزر گیا اور رشید میں پوری صحت و توانائی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ آخرکار ڈاکٹروں نے اسے گھر جانے کی اجازت دی۔ رشید کو یقین ہو گیا کہ اب سب ہی کی مصیبتوں کے دن ختم ہو گئے۔ مسعودہ اس خوشخبری سے پھولی نہیں سماتی تھی۔ جب رشید کامل تن درستی حاصل کر کے وطن پہنچا تو رشید و مسعودہ کے دلوں کی مسرت کا یہ عالم تھا کہ ایک نے دوسرے پر محبت کی نگاہ تو ڈالی مگر فرطِ جذبات سے کسی کی زبان نہ کھل سکی۔ اتنے میں ڈاکٹر اختر اپنی نئی نویلی دُلہن کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ رشید حیرت زدہ رہ گیا۔ وہ جیسے کوئی بھولا ہوا خواب دیکھ رہا تھا۔ پروین اس کے سامنے سر جھکائے کھڑی تھی۔ رشید نے کہا، "پروین یہ تم ہو؟ مجھے اس کی خبر کیوں نہ دی گئی کہ بھائی اختر سے تمہارا بیاہ ہو گیا۔ میں ہمیشہ تمہیں یاد کرتا تھا۔ اس رشتہ سے میں بے حد مسرور ہوں۔ اب تو میرے گھرانے میں خوشیاں ہی خوشیاں ہیں۔ تمہاری شادی کوئی معمولی شادی نہیں ہے۔ میرے بھائی اختر اور میری بہن پروین کا رشتہ ایسا ہے جیسے لوئی پاسچر اور فلورنس نائٹینگل کے مقاصد یک جا ہو گئے ہوں۔"

بقیہ مضمون ص ۲۷ نہیں ہو سکتی۔ حرارتِ بدنی کو اعتدال پر رکھنے کے لیے دماغ میں ایک مخصوص خانہ ہے جس کو تلاموس کہتے ہیں۔ جب جسم میں پانی کی کمی ہو جاتی ہے اور خون گاڑھا ہو جاتا ہے اور پسینہ نکلنا بھی بند ہو جاتا ہے تو خون کی کثافت براہِ راست اس دماغی خانہ تلاموس پر اثر انداز ہوتی ہے اور نظامِ عصبی اور دماغی خانوں میں ہیجان پیدا کر دیتی ہے جو حالات جسمِ انسانی کی مائیت زیادہ تلف کرتے ہیں خواہ پسینہ کے غدود کے راستہ سے ہو خواہ نفخ کی صورت میں معدہ کے راستے خواہ ذیابیطس وغیرہ میں گردوں کے راستے ہو سب پیاس اور تشنگی پیدا کرتے ہیں۔

سوال و جواب

سُوال :- اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسی کے ہاں لڑکیاں پیدا ہونی شروع ہوتی ہیں تو لڑکیاں ہی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ لڑکا ہونے کا نام نہیں لیتا اور جب لڑکے پیدا ہونے شروع ہوتے ہیں تو والدین ایک لڑکی کے لیے ترس جاتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے ؟ کیا کوئی ایسا کامیاب علاج ہے کہ حسبِ منشا اولاد پیدا کی جاسکے؟

جواب :- تمام دنیا کے حکیم اور ڈاکٹر صدیوں سے اس مسئلہ کو حل کرنے میں کوشاں ہیں کہ کسی تدبیر سے والدین اپنی منشا کے مطابق لڑکا یا لڑکی پیدا کر سکیں۔ لیکن کامیابی نے ابھی تک منہ نہیں دکھایا ہے۔ اکثر نے مختلف دوائیں بنائی ہیں اور "مریضوں" کو یہ دوائیں استعمال بھی کرائی ہیں، لیکن کسی نے نہ تو دعوے کے ساتھ دوا پیش کی اور نہ کسی کو یقیناً حسب منشا اولاد پیدا کرنے کا تجربہ ہوا۔

ہماری پرانی کتابوں میں اس قسم کے نسخوں کی کمی نہیں اور یونانی طب کے علاوہ دوسری طبیں بھی دوائی "علاج" پیش کرتی ہیں، لیکن جب سب جگہ ناکامی ہوتی ہے تو لاچار ہو کر یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ یہ قدرت کا ایک سربستہ راز ہے۔

حال ہی میں لندن کے ایک ہسپتال کے دو ڈاکٹروں نے اس سلسلے میں وسیع تحقیقات کی ہے۔ ان کی اس تحقیق سے کچھ اُمید ہو چلی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان ڈاکٹروں نے ایک ایسا طریقۂ علاج دریافت کر لیا ہے جس سے نہ صرف حاملہ کو وضع حمل کے وقت کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ بلکہ والدین اپنی منشا کے مطابق اولاد پیدا کرنے پر قادر ہو جاتے ہیں۔

یہ جدید علاج انجکشنوں کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے اور یہ اس نظریے پر مبنی ہے کہ جس عورت کے جسمانی اعضا میں ترشہ (ایسڈ) ہوتا ہے، اُس کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور جس عورت کے جسمانی اعضا میں قلی (الکلی) ہوتا ہے اس کے ہاں زیادہ لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔

لندن کے ایک اسپتال میں اس علاج کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ گو یہ ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا ہے اس کے باوجود اس میں اسّی فی صدی کے قریب کامیابی بتائی جاتی ہے۔ اگر کامیابی کا یہ سلسلہ جاری رہا تو سو فیصدی کامیابی کی توقع ہے۔

سُوال :- میرے دانت خراب ہیں۔ خون وغیرہ نکلتا ہے لیکن میں حیرت زدہ ہوں کہ اب میری آنکھیں بغیر عینک کے کام نہیں کرتیں۔ حالاں کہ میں جوان ہوں اور بلا شبہ بری عادت سے مبرّا۔ کیا آپ بتائیں گے کہ آنکھوں کا دانتوں سے کیا تعلق ہے اور کیا یہ صحیح ہے کہ دانتوں کی خرابی ہی کی وجہ سے میری آنکھیں کمزور ہو گئی ہیں؟

جواب :- یہ تو ایک موٹی سی بات ہے کہ جسم کے تمام اعضا کا ایک دوسرے سے تعلق موجود ہے :-

چو عضوے بہ درد آورد روزگار
دگر عضو ہا را نماند قرار

جسم کے کسی حصہ میں بھی اگر کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اغلب یہی ہے کہ بقیہ حصہ ہائے جسم اس سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہیں گے۔ لیکن دانتوں اور آنکھوں کا تو بہت ہی قریبی تعلق ہے۔ اس لیے دانتوں کی خرابی سے آنکھوں کا اثر پذیر ہونا تقریباً یقینی ہے۔

اگر آپ کو کبھی رونے کا اتفاق ہوا ہے تو آپ کو یہ تجربہ ہوگا کہ بسا اوقات نہیں اکثر اوقات آنسو تھوڑے بہت ناک کے اندر بھی چلے جاتے ہیں اور جس طرح وہ آنکھوں سے بہتے ہیں، اُسی طرح ناک سے بھی بہتے ہیں۔ ناک کا سوراخ حلق میں کھلتا ہے اسلیے آنسوؤں کا کچھ نہ کچھ حصہ حلق میں بھی پہنچتا ہے۔ اس سے آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ آنسو جو راستہ اختیار کرتے ہیں اور آنکھ سے حلق تک پہنچ جاتے ہیں اسی راستے سے دانتوں کے تعفن پیدا کرنے والے مادے منہ سے آنکھوں تک بھی جا سکتے ہیں، یہ قیاس ہی نہیں بلکہ حقیقتاً ایسا ہی ہوا بھی کرتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک بات پر اور غور کیجیے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ناک کے بازو میں اور رخسار کے ابھار کے نیچے جبڑے کی ہڈی میں ایک جوف یا غار سا موجود ہے۔ جسے "اینٹرم" کہتے ہیں۔ اس ہڈی کا براہ راست ناک سے تعلق ہے۔ جبڑے کی ہڈی میں اگر تعفن کی صورت پیدا ہوگی یا دانت گلنے لگے (جسے کیڑا لگنا

کہتے ہیں تو "موافق" حالات میں یہ تعفن اس جوف کے اندر پہنچ جائے گا۔ اور جب اینٹرم میں تعفن پہنچ گیا تو پھر آنکھ اس سے کتنی دور ہے؟

میں تو اس پر پختہ یقین رکھتا ہوں کہ ہزاروں آدمیوں کے چہروں پر عینک صرف اسی وجہ سے نظر آتی ہے کہ ان کے دانت خراب ہو گئے تھے۔

سوال:- میری عمر ۱۸-۱۹ کے لگ بھگ ہے۔ قد پانچ فیٹ چھ انچ ہے۔ چاہتا ہوں کہ قد کم از کم چھ فیٹ تو ہو جائے۔ اگر کوئی نسخہ یا ورزش ہو تو تحریر فرمائیے۔ (۱۳۴۰۲)

جواب:- کوتاہ قدی اور دراز قدی کا وراثت سے گہرا تعلق ہے بلکہ اس کا تمام تر انحصار ہی وراثت پر ہے۔ آپ کا پانچ فیٹ چھ انچ قد دراصل نیچر کا فیصلہ ہے جو اس نے یقیناً وراثت کے ذریعہ سے آپ کے لیے کیا ہے۔

بچپن میں غذا کی خرابی اور اس میں نمو دینے والے ضروری اجزا کی کمی کسی شخص کو درازی قد تک پہنچنے سے ضرور روک سکتی ہے لیکن یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ وراثت کے ذریعہ سے جو قد قدرت نے مقرر کر دیا ہے اس کو کسی نسخہ، کبھی ورزش یا کسی غذا کے ذریعہ سے بڑھایا جا سکے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس عمر میں آپ کا موجودہ قد بالکل مناسب اور طبعی ہے۔ آپ کو قد بڑھانے کی فکر کرنے کے بجائے یہ سوچنا اور دیکھنا چاہیے کہ عمر اور قد کے لحاظ سے آپ کا وزن بھی پورا ہے یا نہیں۔ اس وقت آپ کا وزن کم از کم ۱۲۴ پاؤنڈ ہونا چاہیے۔

سوال:- میری عمر اس وقت ۲۱ سال کی ہے لیکن میرے سر کے بال ابھی سے سفید ہو گئے ہیں۔ کیا آپ اپنے رسالے میں اس کے سبب پر روشنی ڈالیں گے اور علاج بھی بتائیں گے؟

جواب:- بال سفید ہو جانے کے اسباب مختلف ہیں۔ مثلاً پیرانہ تغیر آپ نے بوڑھوں کو دیکھا ہو گا کہ ان کے بال سفید ہو جاتے ہیں، یہ ایک پیرانہ تغیر ہے جو دوسرے تغیرات کی طرح بڑھاپے میں رونما ہو جاتا ہے۔ اس تغیر کو اگر سائنس کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بالکل ممکن ہے کہ یہ پیرانہ تغیرات وقت سے پہلے جوانی میں رونما ہو جائیں، جیسا کہ آپ میں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بڑھاپے میں بھی یہ تغیر پیدا نہ ہو، جیسا کہ آپ نے اکثر بوڑھوں کو دیکھا ہو گا کہ دانت اور آنتیں ختم ہو جانے کے باوصف ان کے بال بھونرا سے سیاہ رہتے ہیں۔ البتہ اتنا آپ یاد رکھیے کہ بچپن یا جوانی میں بالوں کی سفیدی اکثر و بیشتر کسی موروثی رجحان کا نتیجہ ہوتی ہے۔

ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ ڈر و خوف یا جذبات کے ہیجان کے باعث بال دفعتاً سفید ہو گئے ہیں۔ بعض شدید اور کمزور کر دینے والے امراض کا نتیجہ سفید بال ہوا کرتے ہیں۔ جلد کی کسی بیماری سے بھی بال سفید ہو جاتے ہیں۔

سائنٹفک تحقیق:- بالوں کی سیاہی کا باعث ایک سیاہ رنگ ہے جسے اصطلاح "میلانین" کہتے ہیں۔ میلانین کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ایک پٹن لون ڈائی اکسی فنیل ("ڈوپا") تکسید سے پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ تکسید ایک خمیر ڈوپا اوکسی ڈیز کی وجہ سے عمل میں آتی ہے جو جلد کے سطحی طبقے اور بال کے قالب میں موجود ہوتا ہے۔ جب یہ خمیر (ڈوپا اوکسی ڈیز) کی وجہ سے غائب ہو جاتا ہے تو میلانین نہیں بنتی اور بال میں اس کی جگہ گیس کے بلبلے لے لیتے ہیں، جن کی وجہ سے بال سفید دکھائی دیتے ہیں۔

بعض محققین اس پر یقین رکھتے ہیں کہ قبل از وقت بالوں کی سفیدی دراصل غذا کے نقص اور اس کی وجہ سے خون کو فساد اور غیر صحیح دواؤں کی وجہ سے رونما ہوتی ہے۔ اس صورت حال کی اصلاح کے لیے وہ بیرونی علاج کو قطعی بے اثر سمجھتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ غذائی اصلاح کی جائے اور اس کے عناصر کی جانچ کی جائے۔

بالوں کی جو قبل از وقت سفیدی موروثی رجحان یا کسی دوسرے سبب سے پیدا ہوتی ہے اس کے علاج کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ میلانین کو دوبارہ پیدا کرنے کے امکانات پر غور کرنے کے باوجود کوئی ذریعہ ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا ہے۔

اگر بال کسی جلدی خرابی کی وجہ سے قبل از وقت سفید ہو گئے ہیں تو جلد کی اس خرابی کو دور کرنا چاہیے۔ خوف یا جذباتی ہیجان کے باعث جو بال سفید ہو جاتے ہیں وہ کچھ دنوں بعد بعض صورتوں میں خود بخود کالے ہو جاتے ہیں۔ کمزور کر دینے والی بیماریوں کی وجہ سے بالوں کی سفیدی مقویات کے استعمال کے ذریعہ سے دور کی جا سکتی ہے۔ فولاد، سنکھیا اور کچلہ آزمائش کے قابل ہیں۔

ہماری طب میں ہلیلہ اور آملہ کے استعمال پر بہت زور دیا جاتا ہے اور ایسی مثالیں بلا شبہ موجود ہیں کہ جن لوگوں نے پیش بینی سے کام لے کر ہلیلہ اور آملہ کا بیرونی اور اندرونی استعمال کیا ہے ان کے بال بڑھاپے میں بھی سفید نہیں ہوئے اور منقبض

لیکن اس سلسلے میں ابھی سائنٹی فک تحقیقات کا فقدان ہے۔

سوال :- پروانہ اور شمع کے متعلق شعراء جو بھی کہیں کہہ ہے۔ مگر میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ پروانے کے شمع کے گرد چکر کاٹنے کی سائنٹی فک تحقیق کیا ہے؟

جواب :- پروانہ جب شمع کے پاس سے گزرتا ہے تو شمع کی طرف والی آنکھ نسبتاً زیادہ روشن ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پروانے میں فعلیاتی عدم توازن کی ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے خلیات عصبی و عضلی پر اثر ڈالتی ہے۔ چنانچہ پروانہ اپنے توازن کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس کی دوسری آنکھ بھی اتنی ہی روشن ہو جائے جتنی کہ پہلی۔

اس کوشش کا نتیجہ لازماً یہ ہوتا ہے کہ وہ پروانہ وار شمع کے گرد چکر کاٹنے لگتا ہے۔ پروانہ جب اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاتا ہے یعنی جب اس کی دونوں آنکھیں مساوی طور پر روشن ہو جاتی ہیں تو اس کی پرواز کی سمت عین شعلے ہی کی طرف ہوتی ہے جو اس کی سوختہ سامانی کا باعث ہوتی ہے۔

سوال :- میرے سر کے بال بہت گرتے ہیں، آملہ کا تیل بھی استعمال کرتا ہوں، سر کی صفائی بھی اچھی طرح کرتا ہوں، مگر افاقہ نہیں ہوتا کیا آپ اس کی وجہ اور علاج بتا سکتے ہیں؟

(پریتم داس و حافظ محمد اسحٰق)

جواب :- اس مرض کا سبب عموماً عام جسمانی کمزوری، قبض اور ہضم کی خرابی ہوا کرتے ہیں۔ ان حالات میں عمدہ خون کی پیدائش کم ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا بالوں کو ان کی غذا کم پہنچتی ہے اور جو کچھ پہنچتی ہے وہ ناقص ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں اور وہ گرنے لگتے ہیں۔ ایسی صورت میں صرف خارجی تدابیر مثلاً سر پر کوئی تیل لگانے یا بالوں کو دواؤں کے پانی سے دھونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، بلکہ داخلی علاج ہی سے فائدے کی امید کی جا سکتی ہے۔ اگر داخلی علاج کے ساتھ خارجی علاج بھی جاری رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ اگر آپ کو قبض اور ہضم کی خرابی شامل حال ہے تو رات کو سوتے وقت ہلیلہ مربیٰ ایک یا دو عدد کھائیے نیز قبض رفع کرنے کی دوسری تدبیریں بھی کیجیے، مثلاً غذا میں زیادہ تر سبز ترکاریاں، ساگ پات اور موٹے آٹے کی روٹی کھائیے صبح و شام پیدل ہوا خوری کیجیے اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش جالینوس ۶-۶ ماشے کھا لیا کیجیے۔

عام جسمانی کمزوری اور ضعف و نقاہت سبب ہو تو مقوی دوائیں اور مقوی غذائیں کھائیے۔ دودھ، گھی، مکھن اور تازہ پھل حسب حیثیت استعمال کیجیے، بطور دوا ہمدرد دواخانہ کا شربت اکسیر خاص، ایک ایک تولہ بعد غذا دونوں وقت چاٹ لیا کیجیے اور ہر حالت میں سر کو آملے کے پانی سے دھوئیے یا خشک آملوں کو پانی میں پیس کر بالوں کی جڑوں میں لگائیے خشک ہونے پر دھو ڈالیے۔ پھر روغن آملہ لگائیے۔ (ع - د)

سوال :- میں عرصے سے دماغی سستی میں مبتلا ہوں جس کی وجہ سے ہر قسم کا کام ادھورا رہتا ہے۔ کافی نقصان اٹھا چکا ہوں۔ اس کے علاوہ عصبی کمزوری بھی ہے، مزاج سوداوی ہے، کوئی مجرب دوا، خوراک اور مناسب ہدایات سے میری رہنمائی کیجیے، تاکہ میں اس مرض سے خلاصی پاؤں۔

(خریدار نمبر ۱۳۱۰۳)

جواب :- اس شکایت کا خاص سبب عصبی کمزوری ہے، جس کی وجہ سے دماغ کسی کام کو پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا سکتا اور وہ ادھورا رہ جاتا ہے۔ اس شکایت کے ازالے کے لیے آپ کو اپنی عام جسمانی حالت کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہیے۔ اگر ہضم کی خرابی قبض وغیرہ کی شکایت ہو تو ان کا تدارک کیا جائے، مناسب ورزش کی جائے، جسم کی مالش بہترین ورزش ہے، اس سے دوران خون تیز ہو کر اعصاب کو تحریک و تقویت پہنچتی ہے اور دماغی سستی دور ہو جاتی ہے، تفریحات اور دوست احباب کے ساتھ دلچسپیوں میں شرکت بھی فائدے سے خالی نہیں۔ حالات کے مطابق مقوی غذائیں اور تازہ پھل استعمال کیے جائیں، تاکہ اعصاب و دماغ کا تغذیہ اچھی طرح ہو اور ان میں قوت و توانائی آئے۔

دواؤں میں سے رات کو حب خاص ایک عدد پاؤ سیر دودھ کے ساتھ کھا لیا کیجیے اور صبح کو دوالمسک معتدل جواہر والی ۶ ماشے استعمال کیجیے۔

ان تدابیر کے ساتھ ساتھ اپنی قوت ارادی کو بھی قوی رکھیے۔ کسی معمولی سبب سے نہ گھبرائیے، بلکہ اس پر عادی ہونے کی کوشش کیجیے اور جو کام شروع کیا جائے، قوت ارادی سے کام لیتے ہوئے اس کو انجام تک پہنچائیے۔ آہستہ آہستہ آپ کی دماغی سستی اور عصبی کمزوری قطعی دور ہو جائے گی۔

(ع - د)

سوال :- مجھے عرصہ چار پانچ سال سے جلد کی خارش کی شکایت ہے۔ شروع میں خارش خصیوں کے نیچے آلۂ تناسل کی سیون کی جلد پر

تھی، آہستہ آہستہ خصیوں کے اوپر اور دونوں رانوں پر اس جگہ جہاں خصیے مس کرتے ہیں پھیل گئی۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں دونوں کہنیوں کے اندر کی طرف اور دونوں گھٹنوں کے اندر کی طرف تک پہنچ گئی۔ مختلف علاجوں سے اب شکایت صرف دائیں ہاتھ کی ہتھیلی، رانوں کے دونوں طرف اور خصیوں کے نیچے کی نالی پر موجود ہے، کھجلی نہایت میٹھی ہوا کرتی ہے۔ کھجلی کی جگہ پر سیاہ داغ ہو گئے ہیں۔ مناسب اور زود اثر علاج تجویز فرما لیا جائے۔

اس کے ساتھ ہی یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ مجھے سوزاک و آتشک کبھی نہیں ہوا۔ میرے والد صاحب کو تقریباً تیس سال پہلے اسی طرح خارش شروع ہو کر تمام بدن پر پھیل گئی تھی اب انھیں بالکل آرام ہے، لیکن جن دواؤں سے ان کو فائدہ ہوا تھا میرے لیے وہ دوائیں بے اثر ثابت ہو چکی ہیں۔

جواب:- آپ مصفی خون دوائیں استعمال کیجیے مثلاً پیٹنٹ دواؤں میں سے ہمدرد دواخانہ کی "صافی" ایک تولہ روزانہ بکری کے دودھ میں ملا کر پیجیے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے اس کو استعمال نہ کر سکیں تو مندرجہ ذیل مصفی نسخہ پندرہ بیس روز تک استعمال کیجیے، اور ساتھ ہی ہر قسم کی ترشی، گڑ، شکر، لال مرچ، گرم مسالہ اور گوشت سے پرہیز کیجیے۔ صرف بے نمک کی روٹی گھی یا مکھن کے ساتھ کھائیے۔ اگر اس سے طبیعت اکتا جائے تو کوئی سبز ترکاری، مثلاً گھیا، ٹنڈے توری کم نمک مرچ کی گاہے ماہے کھا سکتے ہیں۔

مصفی نسخہ:- شاہترہ ۵ ماشے، چرائتہ ۵ ماشے، سرپھوکہ ۵ ماشے، ہلیلہ سیاہ نیم کوفتہ ۵ ماشے، برادہ صندل سرخ ۵ ماشے عناب ۵ دانے، گل منڈی ۵ ماشے، سنارکی ۵ ماشے، رات کو پاؤ بھر گرم پانی میں بھگو رکھیے، صبح کو چھان کر شربت عناب چار تولے ملا کر پی لیجیے۔

مقامی طور پر روغن کنیر لگایا کیجیے۔ اس کے تیار کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ کنیر کے پتے ۵ تولے لے کر سرسوں کے تیل میں ڈال کر آگ پر پکائیے، یہاں تک کہ پتے جل جائیں۔ اس کے بعد تیل کو صاف کر کے رکھ لیجیے اور خارش کی جگہ پر لگایا کیجیے۔

(ع - د)

سوال:- پارہ (سیماب) کی گولی بنانے کی مفصل ترکیب اور فوائد سے آگاہ کیجیے۔ (خریدار نمبر ۸۹۹۶)

جواب:- گولی بنانے سے قبل پارہ کو صاف کر لیا جائے جس کی ترکیب یہ ہے کہ پارہ کو ترپھلہ (پوست ہلیلہ زرد، پوست بہیڑہ پوست آملہ) کے جوشاندے میں ایک دن کھرل کریں، اس کے بعد اگلے روز ترپھلے کا جوشاندہ جس قدر بھی کھرل میں موجود ہو اس کو نکال دیں اور صاف پانی ڈال کر پارہ کو دھوئیں اور پھر ترپھلے کا جوشاندہ تازہ ڈال کر کھرل کریں، غرض اسی طرح پانچ دن تک کھرل کیا جائے۔ اس کے بعد اسی طرح پانچ دن تک لہسن کے پانی میں اور پانچ دن تک پان کے پتوں کے پانی میں کھرل کریں یعنی بقدر ضرورت پانی ڈال کر ایک دن کامل کھرل کریں اور پھر کنوئیں کا صاف تازہ پانی ڈال کر دھوئیں، اور پھر لہسن یا پان کا پانی ڈال کر کھرل کریں، اس طرح پارہ مصفےٰ ہو جائے گا لیکن اگر اس قباحت میں نہ پڑنا چاہیں تو شنگرف سے نکالا ہوا پارہ استعمال کریں۔ اور گولی اس طرح بنائیں:-

ایک صاف ستھری کڑاہی لے کر اس میں ایک تولہ پارہ رکھیں اور اس کے اوپر نیلا تھوتھا ایک تولہ، نمک لاہوری ایک تولہ پیس کر ڈال دیں۔ اوپر سے ایک چھوٹا سا پیالہ اوندھا کر کے رکھ دیں، پھر پانی گرائیں اور آہستہ سے پیالہ کو اٹھا لیں (پیالہ صرف اس لیے رکھا جاتا ہے کہ پانی ڈالتے وقت دوا پارہ سے الگ نہ ہو جائے) اس کے بعد کڑاہی کے نیچے آگ جلائیں جب تھوڑا سا پانی رہ جائے آگ سے اتار لیں اور تازہ صاف پانی ڈال کر دھوئیں، پارہ مکھن کی طرح ہو جائے گا اس کی گولی بنا کر لیموں کے رس میں ڈال دیں۔ سخت ہو جائے گی۔

اگر اس گولی کو دودھ میں پندرہ بیس منٹ تک ڈالے رکھیں اور پھر یہ دودھ پییں تو اچھی طرح ہضم ہوگا۔ قوت باہ اور قوت امساک کو بڑھائے گا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پارہ کی گولی منہ میں رکھ کر جماع کرنے سے اس وقت تک انزال نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو منہ سے الگ نہیں کیا جاتا۔ (ح - و)

سوال:- ایک نومسلمہ کا جسم گدا ہوا ہے، کیا کسی طرح یہ داغ دور کیے جا سکتے ہیں، ایسی تدبیر بتائی جائے، جس پر عمل کرنے سے جلد کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ (خریدار نمبر ۹۳۷)

جواب:- جلد پر کسی قسم کا اثر پہنچے بغیر گودنے کے نشانات کا دور ہونا تقریباً محال ہے، تاہم کوشش کر دیکھیے اگر نشانات خفیف ہوئے اور جلد میں زیادہ گہرے نہ ہوئے تو شاید اس تدبیر سے دور ہو جائیں۔

لاہوری نمک گرم پانی میں ملائیں اور ان داغوں کو رگڑ کر اس پانی سے دھوئیں، اس کے بعد مصطگی شہد میں ملا کر ضماد کریں دوسرے دن ضماد دور کر کے نمک لاہوری اور گرم پانی کو دھوئیں پھر مصطگی اور شہد کا ضماد کریں۔ غرض اسی طرح کرتے رہیں

ہے کہ کچھ دنوں تک کرتے رہنے سے داغ مٹ جائیں۔ لیکن اگر یہ تدبیر کارگر نہ ہو تو کوئی زخم پیدا کرنے والی یا آبلہ ڈالنے والی دوا لگا کر مثلاً بھلاوے کا شہد داغوں پر لگائیں اور کسی سوئی کی مدد سے آہستہ آہستہ اس کو جلد کے اندر پہنچائیں۔ بالکل [illegible] طرح جس طرح کہ گودنے کے وقت کرتے ہیں، جب وہاں زخم پیدا ہو جائے تو اس کا علاج مناسب مرہم سے کریں۔ امید ہے کہ اس تدبیر سے گودنے کا نشان بالکل مٹ جائے گا اور زخم کا جو نشان باقی رہیگا وہ نہایت خفیف ہوگا۔ (ع - د)

سوال:- میرے ایک ۱۸ سالہ عزیز رات کو سوتے وقت خود بخود باتیں کرنے لگتے ہیں، کبھی رو پڑتے ہیں اور کبھی قہقہہ مار کر ہنسنے لگتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے اور اس کا علاج کس طرح ہوسکتا ہے؟ (اللہ بخش ممبر ۹۴۳۲)

جواب:- اس کی وجہ عموماً ہضم کی خرابی قبض اور ضعف دماغ ہوا کرتا ہے۔ آپ ان کو ہدایت کیجیے کہ وہ رات کا کھانا سونے سے دو تین گھنٹے پہلے کھائیں، کوئی ورزش ضرور کریں، کم از کم روزانہ پیدل ہوا خوری کو اپنا معمول بنائیں۔ لطیف اور مقوی غذائیں کھائیں۔ قابض، بادی اور نفاخ غذاؤں سے پرہیز رکھیں۔ مثلاً تیل، دال ماش، دال نخود، اروی، سیتا پھل، اور بڑے جانوروں کا گوشت بالکل نہ کھائیں۔ روزانہ صبح کے وقت دواء المسک معتدل جواہر والی تین ماشے خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا ۶ ماشے میں ملا کر کھائیں۔ اور رات کو سونے سے پہلے یہ معجون عادت کریں۔

نسخہ:- پوست ہلیلہ زرد، ہلیلہ سیاہ، آملہ گٹھلی نکالا ہوا، گاؤزبان، افسنتین، افتیمون، بادرنجبویہ ہر ایک ۶ ماشے، انیسون بادیان، دارچینی، اگر، عود صلیب ہر ایک تین ماشے، سداب سیسالوس، سکبینج ہر ایک ایک ماشہ، فرنجمشک تین ماشے، گلقند ۵ تولہ شہد خالص ۳ تولے۔

ترکیب:- گلقند اور شہد کو عرق گلاب اور عرق بادیان ہر ایک بیس تولہ میں ملا کر جوش دیں، یہاں تک کہ قوام سا بن جائے اس کے بعد دوسری دواؤں کو کوٹ چھان کر روغن بادام سے چرب کر کے ملائیں۔ مقدار ۶ ماشے رات کو سوتے وقت کھائیں۔

(ع - د)

دنیائے طب

جامعہ طبیہ دہلی میں نئے سال کا داخلہ

گزشتہ سال کے امتحانات کے نتائج نہایت شاندار جو بہترین تعلیم و عملی تربیت کا نتیجہ ہیں۔ اب سالانہ تعطیلات کے بعد یکم اگست سنہ ۱۹۴۳ء سے نیا سال شروع ہوگا۔ جامعہ طبیہ دہلی اپنی اعلیٰ تعلیم و عملی تربیت کے لحاظ سے ہندستان بھر میں مشہور و اعلیٰ طبی درس گاہ تسلیم شدہ ہے۔

مفصل حالات کے لیے پراسپکٹس اور فارم درخواست داخلہ مندرجہ ذیل پتہ سے ہر امیدوار طلب کر سکتا ہے۔

داخلہ ایک محدود تعداد میں کیا جائے گا۔ داخلے کی درخواستیں فوراً اس پتہ پر آنی چاہییں۔

ناظم، جامعہ طبیہ، قرول باغ، دہلی۔

داخلہ طبیہ کالج، مسلم یونیورسٹی، علیگڈھ

طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ میں نئے طلبا کا داخلہ ۱۵ر جولائی سنہ ۴۳ء سے ۲۵ر جولائی سنہ ۱۹۴۳ء تک ہوگا۔ درخواست داخلہ ۱۰ر جولائی تک پرنسپل طبیہ کالج کے دفتر میں پہنچ جانی چاہیے۔ اور دفتر کی جانب سے مقرر کی ہوئی تاریخ پر امیدوار کو مع اسناد حاضر ہونا چاہیے۔ تعداد مقررہ کے پورا ہو جانے کے بعد کسی طالب علم کو داخل نہیں کیا جائے گا۔

قواعد داخلہ مفت طلب کیے جا سکتے ہیں۔

عطاء اللہ بٹ ایم۔ ڈی۔ پرنسپل

طب قدیم کا شاندار مستقبل

آنریبل میاں عبد الحی صاحب وزیر تعلیم پنجاب کے اعلان کے مطابق عنقریب حکومت کی طرف سے دیگر صوبہ جات کی طرح پنجاب میں بھی طب قدیم کی تنظیم اور سرپرستی کی جانے والی ہے جس سے پوری توقع ہے کہ اس فن کا مستقبل امید افزا اور شاندار ہو جائے گا پس شائقین طب کو اور صوبے کے ان تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے جو اس فن شریف کو حاصل کرنا چاہتے ہیں بہترین مشورہ یہ ہے کہ وہ فوراً پنجاب کی واحد مکمل ترین اور چوٹی کی طبی درسگاہ طبیہ کالج لاہور میں داخل ہو جائیں۔ داخلہ آج کل شروع ہے اور مطلوبہ تعداد پوری ہو جانے پر بند ہو جائے گا۔ تفصیل کیلیے پراسپکٹس اور فارم داخلہ پرنسپل صاحب طبیہ کالج، انجمن حمایت اسلام لاہور سے فوراً طلب کریں۔ (حکیم قاضی محمد عظیم اللہ)

لطائف

ایک ہوٹل کے منیجر کو معلوم ہوا کہ اس کے چمچے گم ہو رہے ہیں۔ اس نے دکان کے باہر نمایاں جگہ پر یہ نوٹس لکھ کے لگا دیا۔

"ہمارے چمچے ہاضمے کی دوا نہیں کہ انھیں کھانے کے بعد استعمال کیا جائے۔"

ایک سیاح بلقان کے ایک گاؤں میں اپنے میزبان کے ساتھ سیر کر رہا تھا۔ اس نے کم زور اور سادہ لوح مچھیروں کے ایک گروہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "یہ لوگ کیا کھاتے ہیں؟"

میزبان نے جواب دیا، "ان کا گزارہ زیادہ تر مچھلی پر ہے۔"

سیاح نے حیرت زدہ ہو کر کہا، "میں نے تو سن رکھا تھا کہ مچھلی دماغ کے لیے بہت مفید اور مقوی غذا ہے۔ لیکن میں نے ان لوگوں جیسے بے وقوف اور خر دماغ انسان آج تک نہیں دیکھے۔"

میزبان نے شانے ہلاتے ہوئے جواب دیا، "اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مچھلی نہ کھاتے تو کیا نظر آتے۔"

شہری:- ہمارے شہر میں ایک ایسا کارخانہ کھلا ہے جس میں گھاس سے دودھ تیار کیا جاتا ہے۔

دیہاتی:- یہ تو میری گائیں ہر روز کرتی ہیں۔

ڈاکٹر نے مریض سے دریافت کیا:- آج صبح سے تو آپ آسانی سے کھانس رہے ہیں؟

مریض نے جواب دیا:- یہ کون سی عجیب بات ہے۔ میں تمام رات کھانسنے کی مشق کرتا رہتا ہوں۔

ایک صاحب کے پیٹ میں سخت درد تھا۔ اتفاق سے راستے میں انھیں ایک ڈاکٹر صاحب سامنے سے آتے ہوئے مل گئے۔ ان صاحب نے مفت ہی میں طبی مشورہ حاصل کرنے کے خیال سے ڈاکٹر صاحب کو راستے میں روک لیا اور ان سے کہا، "ڈاکٹر صاحب ایک شخص ہے اس کے پیٹ میں سخت درد ہے۔ بعض وقت تو اتنا شدید ہوتا ہے کہ وہ تکلیف کے مارے چیخنے چلانے لگتا ہے۔ اگر آپ کے پیٹ میں اس طرح درد اُٹھے تو آپ کیا کریں؟"

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا: "میں بھی چیخنے چلانے لگوں گا۔" اور آگے بڑھ گئے۔

وہ دوسرے دن ڈاکٹر کے پاس آیا۔ ڈاکٹر نے اس سے پوچھا، "تم نے میرے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق بھیڑیں شمار کی تھیں؟"

اس نے جواب دیا، "ہاں"

ڈاکٹر نے پوچھا، "پھر نتیجہ کیا ہوا؟"

مریض نے افسردگی سے جواب دیا "بھیڑوں کو نیند آگئی"

ڈاکٹر رات کے وقت تین میل کی مسافت طے کر کے چیچک کے ایک مریض کو دیکھنے گیا۔ نسخہ لکھنے کے بعد اس نے بیمار کے عزیزوں سے کہا، "مجھے رات کے وقت اتنی دور سے بلانے کی کیا ضرورت تھی۔ تمھارے ہی محلے میں ایک بہت قابل ڈاکٹر رہتا ہے۔" ایک عزیز نے جواب دیا۔ "وہ ڈاکٹر صاحب ہمارے بہت گہرے دوست ہیں۔ ہم انھیں چیچک کے متعدی مرض کے خطرے سے بچانا چاہتے تھے۔"

راشد: (اپنے دوست سے) بوڑھا ولیم کیسا ڈاکٹر ہے؟

دوست: کسی مریض کی علالت دور کرنے کے بجائے وہ نئے نئے مرض تشخیص کرنے پر بہت فخر کرتا ہے۔

احمد: اگر زکام ہو جائے تو غسل کرنا کیسا ہے؟

محمود: (طنزاً) اگر ہیضہ ہو جائے تو کھانا کیسا ہے؟

احمد:- واجب ضرور ہے لیکن دوا۔

محمود: واجب ہی نہیں بلکہ فرض ہے لیکن غسل میت۔

چٹکلے

ازجناب حکیم مولوی محمد عبدالوحید صاحب، دہلی

چٹکلہ نمبر ۱ سر کا درد نیا ہو یا پرانا، سارے سر میں ہو یا آدھے سر میں (آدھاسیسی)، ڈاڑھ میں درد ہو یا دانت میں سب کے لیے نہایت مفید اور زود اثر ہے۔

نسخہ:- نوشادر ۲ تولے، کافور ۲ ماشے۔ ان دو دواؤں کو باریک کھرل کرکے شیشی میں ڈاٹ لگاکر رکھیں

ترکیب استعمال:- درد سر اور آدھاسیسی میں ایک چٹکی دوا ہلاس (ناس) کی طرح دونوں نتھنوں میں چڑھائیں چھینکیں آکر یا بغیر چھینکیں آئے ناک سے رطوبت بہ کر درد سر کو آرام ہو جائے گا، ایک بار کے استعمال سے آرام نہ ہو تو دوسری اور تیسری بار استعمال کریں۔

اگر کسی ڈاڑھ یا دانت میں درد ہو تو ایک چٹکی دوا لے کر درد والے ڈاڑھ، دانت اور مسوڑھے پر ملیں اور منہ نیچے کی طرف جھکالیں تاکہ منھ سے جو رطوبت بہے وہ آسانی کے ساتھ بہ جائے۔

چٹکلہ نمبر ۲ یہ چٹکلہ بھی درد سر اور آدھاسیسی کے نہایت مفید ہے۔ بند زکام کو کھولتا اور زکام کے بند ہو جانے سے جو تکلیف وہ درد سر ہوتا ہے، اسے دور کرتا ہے۔ چٹکلہ نمبر ۱ کے مقابلہ میں اس پر کچھ بھی لاگت نہیں آتی، اور آسانی سے بن جاتا ہے۔ اکثر اطبا اسے رازداری سے تیار کرکے اپنے صندوقچوں میں محفوظ رکھتے ہیں۔

نسخہ:- باسمتی چاول بارے اُپلے کی راکھ ایک چینی کے پیالے میں ڈال کر اوپر سے آکھ کا دودھ اتنا ڈالیں کہ اچھی طرح تر ہو جائیں۔ اس کے بعد خشک ہونے پر باریک پیس چھان کر شیشی میں رکھیں۔ بوقت ضرورت ہلاس کی طرح سونگھیں۔

چٹکلہ نمبر ۳ اگر ناک میں کیڑے پیدا ہو گئے ہوں اور ان کی وجہ سے مریض درد سر کی شدت سے بیتاب ہو، سر زمین پر پٹختا یا دیواروں سے ٹکراتا ہو تو روغن تارپین ایک تولہ کو گرم پانی دس تولے میں ملاکر ناک میں پچکاری کریں۔ تمام کیڑے مردہ یا نیم مردہ حالت میں ناک سے نکل پڑیں گے۔ اگر پچکاری دستیاب نہ ہو تو روغن تارپین ایک، دو قطرہ ناک میں ٹپکائیں، اور اگر روغن تارپین بھی نہ ہو تو نیم یا کا ہو یا مروے کے پتوں کے پانی میں حل کرکے ناک میں ٹپکائیں۔

چٹکلہ نمبر ۴ ضعف دماغ اور ضعف حافظہ کے لیے نہایت مفید ہے۔ جو طالب علم نسیان اور کند ذہنی میں مبتلا ہوں، اسے استعمال کرکے فائدہ حاصل کرسکتے ہیں، عقل و فہم اور ذہن و حافظہ کو تیز کرنے کے لیے بہت اچھی چیز ہے۔

نسخہ:- برہمی بوٹی (سائے میں خشک کی ہوئی) سات ماشے، مغز بادام شیریں مقشر، عدد، مرچ سیاہ، عدد تینوں کو پانی میں پیس، چھان کر قند دو تولے سے میٹھا کرکے چالیس روز تک پئیں۔ ہر قسم کی ترشی یہاں تک کہ دہی اور چھاچھ سے بھی پرہیز رکھیں۔ بدہضمی سے بچیں اگر ہضم خراب ہو تو اسکی اصلاح کریں۔

اگر سردی کا موسم ہو تو برہمی بوٹی ایک تولہ، مغز بادام شیریں مقشر ایک تولہ، مرچ سیاہ ایک ماشہ کو باریک پیس کر چار تولے شہد خالص میں ملاکر چھ چھ ماشے صبح و شام چاٹیں۔

چٹکلہ نمبر ۵ اگر کوئی شخص بار بار نزلہ و زکام میں مبتلا رہتا ہو تو اسے یہ گولیاں بناکر کم از کم چالیس روز استعمال کرائی جائیں دائمی نزلہ و زکام کے علاوہ ضعف اعصاب و گٹھیا میں بھی مفید ہے

نسخہ:- کچلہ بقدر ضرورت لے کر پانی میں بھگو رکھیں۔ پانچ سات روز کے بعد جب کچلے پھول جائیں، تو ان کو پانی سے نکال کر چھیلیں، اور ان کے درمیان سے پتہ نکال ڈالیں، جو کچلے بوسیدہ اور گلے ہوئے معلوم ہوں ان کو پھینک دیں اور سفید عمدہ موٹے کچلوں کو لے کر ایک کڑاہی یا مٹی کے برتن میں، ریت کے اندر دباکر چولھے پر چڑھائیں جب ریت اتنا گرم ہو جائے کہ اس پر دانے بھن جائیں تو

فوراً آگ سے اتار لیں (اس ریت میں کچلوں کو صرف اتنی دیر رکھا جائے کہ ان کی رنگت بادامی ہو جائے نہ کہ وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں۔) اور باریک پیس کر چھان لیں، اب اگر یہ کچلے ایک تولہ ہوں تو ان میں مرچ سیاہ باریک پسی ہوئی ایک تولہ ملا کر ادرک کے پانی میں کھرل کر کے مرچ سیاہ کے برابر گولیاں بنائیں
ترکیب استعمال:۔ چند روز تک صبح کے وقت کھانا کھا کر ایک گولی کھائیں اور پھر جب مزاج کے موافق آجائیں تو ایک ایک گولی صبح و شام کھانا کھانے کے بعد کھائیں۔

چٹکلہ ۱۱ مرگی کے لیے عجیب و غریب ہے، اگرچہ بہ ظاہر معمولی چیز معلوم ہوتی ہے لیکن فوائد کے لحاظ سے بیش قیمت ہے

نسخہ:۔ آدمی کے سر کی ہڈی جلی ہوئی باریک پیس کر شیشی میں رکھیں۔ روزانہ صبح کے وقت ۳ ماشے پانی کے ساتھ کھلائیں اور بچے کو اس کی عمر کے مطابق ۴ رتی سے ایک ماشہ تک دیں۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل ہلاس بنا کر دورے کی حالت میں جب کہ مریض بے ہوش ہو ناک میں پھونکیں۔ چھینکیں آکر جلد ہی ہوش آجائے گا۔ دورے کے علاوہ روزانہ صبح کے وقت نسوار کے مانند استعمال کرائی جائے۔

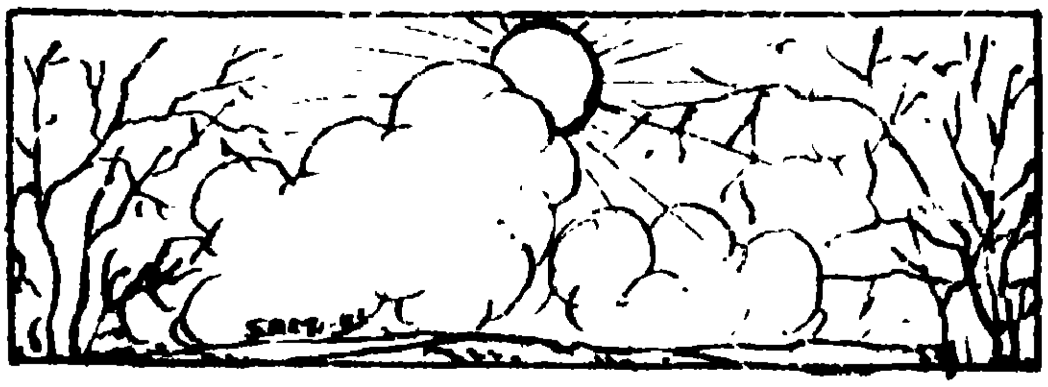
نسخہ:۔ آکھ کا ٹڈا (سبز رنگ کا خوبصورت کیڑا جو گرمی کے موسم کے آکھ کے پودوں پر بکثرت ہوتا ہے) ایک عدد لے کر شیشی میں بند کر کے رکھ چھوڑیں۔ یہاں تک کہ مر کر خشک ہو جائے۔ پھر اُسے باریک پیس کر تین ماشے سیاہ مرچ سیاہ پسی ہوئی، نوشادر پسا ہوا ملا کر اچھی طرح کھرل کر کے شیشی میں رکھ چھوڑیں اور بوقت ضرورت استعمال کریں۔

چٹکلہ ۱۲ لقوہ کے لیے نہایت مفید ہے۔ اگرچہ خود استعمال کرنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن ایک معتبر دوست سے ملا ہے اسلیے درست ہونیکا یقین ہے۔ جس روز لقوہ نمودار ہوا اس کے چار روز بعد استعمال کرایا جائے۔

نسخہ:۔ ریٹھہ (جسے رٹھڑا بھی کہتے ہیں، اور عربی نام "بندق ہندی" ہے، اونی کپڑوں کو دھونے کے کام آتا ہے) بقدر ضرورت لے کر ان کے اوپر کا چھلکا اتار لیں اور اندر سے جو سیاہ رنگ کی گول گٹھلی نکلتی ہے اسے پھینک دیں۔ یہ چھلکا چھ تولے لے کر اس میں گڑ چار تولے ملائیں اور اس قدر کوٹیں کہ دونوں ایک ذات ہو جائیں۔ اس کے بعد جنگلی بیر برابر گولیاں بنا کر رکھیں۔ ترکیب استعمال۔ روزانہ صبح و شام چند سکے حلوا کھا کر اوپر سے ایک گولی کھائیں۔

گرمی کے موسم میں تن درست اور توانا رہیے!

اطبائے قدیم نے بھی لکھا ہے، اور ہم سب کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ گرمی کے موسم کا مزاج گرم اور خشک ہوتا ہے۔ آنکھوں کو چندھیا دینے والی تیز دھوپ، تنور کی طرح جلتی ہوئی زمین اور پتھر، دہکتی ہوئی آگ سے نکلی ہوئی لُو کی لپٹ، اور آسمان سے برستے ہوئے شعلوں سے جنگل میں ہرن بھی کالے ہو جاتے ہیں، پودے



اور درخت مرجھا جاتے ہیں، ندی نالے خشک ہو جاتے ہیں، پرندے تک اپنی دل لبھانے والی سریلی آوازیں بھول کر سایے اور پانی کی تلاش میں چونچیں کھولے پریشان نظر آتے ہیں۔ مردوں، عورتوں، بچوں، جوانوں، ضعیفوں، سب کے ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئی ہوتی ہیں۔ ہانپتے ہوئے پسینے، پیاس کا تڑاقا، جہاں جائیے گرمی کا ذکر، جس سے سنیے گرمی کی شکایت، ہائے گرمی! ہائے گرمی!! —— شملے، کشمیر، نینی تال، اوٹاکمنڈ، دارجیلنگ، آبو، پونا جانا صرف بڑے آدمیوں کا کام ہے مگر ان میں سے بھی اکثر کو فرصت نہیں ہوتی۔ اگر چند روز کے لیے چلے بھی گئے تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ پہاڑوں سے واپس آنے پر پہلے سے زیادہ گرمی ستاتی ہے اور زیادہ جی اُکتاتا ہے۔ یہیں، توے کی طرح جلتے ہوئے میدانوں، گاؤں اور شہروں میں کم خرچ بالانشین کوئی ایسی ترکیب ہونی چاہیے جس سے گرمی کا اثر اور بیماری کے خطرے زائل ہو جائیں۔

گرمی کے موسم کی بیماریاں اور خطرات

اس سخت موسم میں روح بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے، رطوبت بھی زیادہ تحلیل ہوتی ہے جس پر زندگی کا مدار ہے۔ سفراوی دست، محرقہ بخار، قے، پیاس کی شدت، نیند نہ آنا، چڑچڑاپن، پت، طبیعت کا گراگرا رہنا، معدے کی کمزوری، بھوک کی کمی، دماغی پریشانی، اعصاب کی کمزوری، دھڑکن وغیرہ امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ اور ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے امیر و غریب لُو لگ جانے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ گھر سے اچھے خاصے نہا دھو کر اور درست ہو کر نکلے تھے، لُو کا ایک تھپیڑا اپنا مہلک اثر کر جاتا ہے اور رحم دل راہ گیر بڑی مشکل سے گھر تک پہنچایا کرتے ہیں۔ ایسی سخت تپش کے زمانے میں بجلی کے پنکھے اور خس کی ٹٹیاں بے شک ٹھنڈک پیدا کرتی ہیں، اور آرام بھی دیتی ہیں، مگر یہ ٹھنڈک صرف جسم کے باہر ہی ہوتی ہے۔ اندر تو دہی گرمی ہے۔ ملک کی مفلسی کی وجہ سے خس کی ٹٹیاں اور پنکھے، کروڑوں انسانوں کی دسترس سے باہر ہیں۔ پھر ان کے ساتھ ایک خرابی یہ ہے کہ ایسی





ٹھنڈک میں بیٹھے بیٹھے یکایک اگر کسی کام کے لیے باہر آنا پڑتا ہے، تو لُو کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے اندر ٹھنڈک پیدا کرنی بہت ضروری ہے۔

مہلک اور جان لیوا خطرے!

محرقہ بخار، قے، دھڑکن وغیرہ سے حفاظت کی یہی صورت ہے کہ آپ دھوپ اور گرمی سے بچتے رہیے۔ لُو چلنے کے وقت باہر نہ نکلیے۔ سایہ اور دھوپ کے درجۂ حرارت میں

۴۰ - ۵۰ درجے کا فرق ہوا کرتا ہے۔ اس لیے باہر نکلنے کی حالت میں چھتری ضرور لگائیے۔ سر، گردن اور ریڑھ کی ہڈی کی گرمی سے حفاظت کیجیے۔ دھوپ میں چلنے پھرنے کے بعد یکایک ٹھنڈا پانی نہ پیجیے۔ بلکہ اتنی دیر ضرور انتظار کیجیے کہ پسینہ خشک ہو جائے ٹھنڈی جگہ سے ایک دم باہر نہ جائیے۔ گوشت اور گرم چیزوں سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ غذا میں ٹھنڈی اور ہری ترکاریاں جیسے کھیرا، ککڑی، خرفہ، پالک، کاہو وغیرہ کھائی جائیں۔ سیاہ لباس نہ پہننا چاہیے۔ پھلوں میں تربوز، سنترہ، انار، فالسہ کھانا چاہیے۔ قبض ہو جائے تو کوئی ہلکی ملین دوا مثلاً قرص ملین کھائیں مسہل ہرگز نہ لیں۔ غذا کے ساتھ سرکہ، پیاز، پودینہ یا املی ضرور کھائیں۔ گرمی میں پسینہ زیادہ آنے نیز موسم کی گرمی خشکی اور معدے کی حدت کے باعث پیاس زیادہ لگتی ہے اس لیے جہاں تک ممکن ہو ٹھنڈا اور میٹھا پانی پینا چاہیے اور چوں کہ ہندستان میں عام غربت و افلاس کی وجہ سے ہر شخص اوپر کی ضروری ہدایتوں پر عمل نہیں کر سکتا اور نہ بیک وقت ان کا حاصل کرنا کوئی آسان بات ہے، اس لیے

گرمی کی مصیبتوں سے بچنے کی اچھی ترکیب

یہ ہے کہ صبح نہار منہ کوئی ٹھنڈا، مفرح اور مسکن شربت پانی میں ڈال کر پی لینا چاہیے اور پھر اطمینان سے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ لیکن شربت ایسا ہونا چاہیے جس کے متعلق صحیح طبی اصول پر یہ اطمینان ہو کہ وہ معدہ، جگر، دل، دماغ اور گردے اور جسم کی پوری مشین کے کاموں پر کوئی خراب اثر نہ ڈالے گا بلکہ وہ ان اعضاء کو گرمی کے اثر سے بچا کر معمول کے مطابق اپنے افعال و وظائف کے انجام دینے میں سرگرم رکھے۔ جگر کو گرم نہ ہونے دے کہ وہ معمول سے زیادہ صفرا پیدا کرنے لگے۔ دل کو قوت دے کر اس کی حرکتوں کو پست نہ ہونے دے اور گردوں کو ان کے اصل فرض کی ادائگی پر اس طرح آمادہ و تیار رکھے کہ وہ جسم کے زہریلے مواد کو پیشاب کے ذریعہ سے نکالتے رہیں۔ جلد اور پسینے کی گلٹیوں (غدد عرقیہ۔ سویٹ گلینڈز) کے افعال کو اس قدر باقاعدہ رکھے کہ موسم کی گرمی اور گرم ہوا میں چلنے پھرنے سے بدن میں جو زیادہ گرمی پیدا ہو اُسے وہ پسینہ کے ذریعہ سے نکالتی رہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ فائدے اور یہ عجیب حیرت انگیز خواص کسی عام بازاری شربت میں جس میں نہ قیمتی اجزا شامل ہوں اور جسے بغیر سائنٹی فک آلات کی مدد کے اور بغیر درجۂ حرارت پر نظر رکھے پرانے طریقے سے یوں ہی پکا لیا ہو، کیوں کر ممکن ہو سکتے ہیں۔ یہ از حد فائدہ بخش خواص تو صرف ایک صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں جب کہ ماہرین فن طب کی کوئی جماعت یا فن طب سے متعلق کوئی ادارہ جسے بہترین دل و دماغ اور عقل و فہم اور تجربہ رکھنے والے اطبا کا سچا مخلصانہ تعاون اور جدید سائنٹی فک آلات دوا سازی کی امداد حاصل ہو، صحیح سائنٹی فک اصولوں پر کوئی ایسا شربت تیار کرے جس میں یہ تمام اوصاف جمع ہوں۔ پھر کیمیاوی اصول سے اس کے اثر کرنے والے اجزا کے متعلق قطعی طور پر ثابت بھی ہو جائے کہ واقعی وہ فائدے اس میں موجود ہیں اس قسم کا شربت جو اپنے سائنٹی فک منافع اور فوائد کی بنا پر ہندستان میں مشہور اور اپنی ٹھنڈی فرحت بخش اور مسکن تاثیرات کی وجہ سے



عہدِ حاضر میں لاثانی تسلیم کیا جا چکا ہے صرف **شربت رُوح افزا ہے** جس کی آمد کا گھر میں عورتیں اور بچے بڑی بے صبری سے انتظار کیا کرتے ہیں۔ یہ شربت سالہا سال کی محنت اور کاوش کے بعد ہمدرد دواخانہ دہلی نے تیار کیا ہے اور ۳۰ سال کی طویل مدت میں اس کی لاکھوں بوتلیں، جو اپنے مخصوص دل فریب سُرخ رنگ اور اپنی مہکتی ہوئی خوش بو کی وجہ سے تمام رنگین خصوصیتوں کی حامل ہوتی ہیں، فروخت ہو چکی ہیں، اور تمام ہندستان میں اور بیرونی ممالک میں، مختلف المزاج انسانوں مختلف آب و ہوا کے شہروں قصبوں اور دیہات میں اپنے طبی اوصاف کا مظاہرہ کر چکی ہیں۔ شربت روح افزا کا صرف ایک گلاس جس میں بے شمار قیمتی پھلوں کا رس اور موسمی پھولوں کی خوش بوئیں شامل ہوتی ہیں، گرمی کی تمام شعلہ باریوں کو ایک ہی لمحہ میں اس طرح سرد کر دیتا ہے جیسے پانی کا چھینٹا آگ کو۔



شام کو، جب دن بھر کی مصروفیت کے بعد دل و دماغ اور اعصاب میں تھکن محسوس ہو تو شربت روح افزا کے ایک گلاس سے دل و دماغ اور اعصاب میں طاقت و توانائی اور قوت و مسرت کی ایک حیات بخش لہر فوراً پیدا ہو جاتی ہے۔

شربت روح افزا اور موسم گرما

ہیں وہی تعلق ہے جو پانی اور آگ میں ہو سکتا ہے۔ جب دھوپ میں چلنے پھرنے یا لُو کے گرم جھونکوں کے اثر سے معدے میں آگ سی جل رہی ہو، زبان پر کانٹے کھڑے ہوں، ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئی ہوں، آنکھوں سے چنگاریاں جھڑتی ہوئی معلوم ہو رہی ہوں، پانی پیتے پیتے پیٹ پھول گیا ہو مگر پیاس لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جا رہی ہو، دل کی حرکت سست ہو گئی ہو اور آدمی یہ محسوس کر رہا ہو کہ بے ہوشی ایک خطرناک دیو کی طرح اسکی طرف بڑھتی آ رہی ہے تو شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندگی ایک سُرخ سیال کی شکل اختیار کر کے جسم میں داخل ہو گئی اور دہکتے ہوئے انگاروں یا لپکتے ہوئے شعلوں پر پانی ڈال دیا گیا۔ شربت روح افزا پیتے ہی نمایاں طور پر



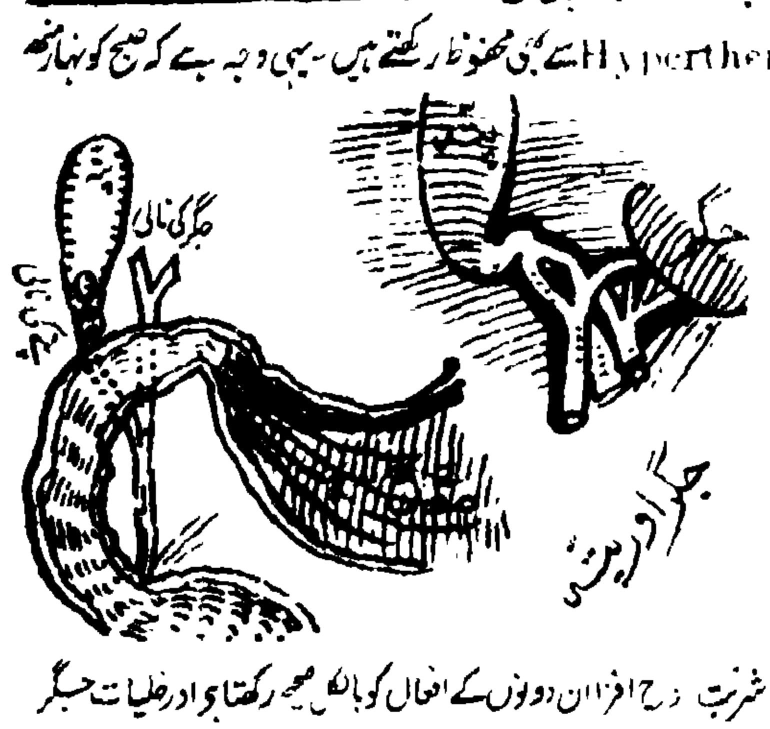
محسوس ہوتا ہے کہ ہم دوزخ سے نکل کر جنت میں پہنچ گئے۔ شربت روح افزا گرمی کی تمام خطرناک علامات اور مخدوش بیماریوں کے لیے تریاق ثابت ہوا ہے۔ جن دودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ گرمی کی وجہ سے سوکھ گیا ہو اور وہ اپنے پیارے بچے کا پیٹ نہ بھرنے سے پریشان رہتی ہوں، دودھ دوبارہ جاری کر دیتا ہے۔ پیاس کی گرمی، اور خشکی کو فوراً دور کرتا ہے۔ طبیعت کی سستی، پستی اور تھکن کو دفع کرتا ہے۔ درد سر، قے، متلی، صفراوی دستوں اور دل کی دھڑکن کو دور کرتا ہے۔ دل و دماغ کو کیف و سرور سے بھر دیتا ہے۔ نہایت خوش ذائقہ اور خوش رنگ ہے بلکہ اس کا رنگ تو شوخی اور رعنائی کی اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اس میں دل رُبائی اور محبوبیت کی شان پیدا ہو گئی ہے۔ پھر اس کی نکہت بیز خوشبوئیں جو گلاس ہونٹوں تک پہنچنے سے پہلے ہی دل کے غنچے کو کھلا کر پھول بنا دیتی ہیں اور دماغ کی بند کلی کو کھلنے پر مجبور کر دیتی ہیں اس کی دل فریبی اور کشش کو بڑھا دیتی ہیں۔



شربت روح افزا کی تاثیریں

مشہور عالم شربت روح افزا گرمی کی تمام خطرناک علامات اور مخدوش بیماریوں کو دفع کرنے کا سب سے بڑا اور سب سے مؤثر ہتھیار ہے۔ درد سر، قے، متلی، صفراوی دستوں اور دل کی دھڑکن کو شکست فاش دیتا ہے۔ تمام دنیا کے ڈاکٹر، حکیم اور وید اس بات پر متفق ہیں کہ قدرت نے انسانی جسم میں ایک طاقت رکھی ہے جسے طبیعت، یا قوتِ حیات Vitaltv کہتے ہیں۔ جب یہ قوت بڑھی ہوئی ہوتی ہے تو قوتِ مدافعت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور یہ قوتِ مدافعت بیماریوں کو خود بخود دھکیلتی رہتی ہے۔ مشہور عالم شربت روح افزا کی ترتیب ایسے اجزا سے کی گئی ہے، جو طبیعت کو قوتِ مدافعت بخشتے ہیں اور اس کو اس قابل بنا دیتے ہیں کہ ناگہانی طور پر کوئی موسمی خطرہ پیش آ جائے تو اس کا اچھی طرح مقابلہ کیا جا سکے۔ یہی اجزا جسم میں گرمی بڑھ جانے (ہائی پرتھرمیا Hypermia) سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صبح کو نہار منہ شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لینے سے لو لگنے کا اندیشہ نہیں رہتا اور روزمرہ کے کاموں، ورزش یا زیادہ چلنے پھرنے کی وجہ سے جسم میں جو زیادہ حرارت پیدا ہو جاتی ہے اُسے شربت روح افزا کا ایک خاص جزو جلد اور پسینے کی گلٹیوں (غدود عرقیہ Sweat Glands) پر اثر ڈال کر پسینے کے راستے نکال دیتا ہے اور جسمانی حرارت کو اعتدال پر قائم رکھتا ہے اور جگر کے افعال کی نگرانی کر کے خلیات جگر کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کی آزادی نہیں دیتا۔

طبعی طور پر آنتوں پر صفرا یعنی پت کا ٹپکنا بہت ضروری ہے اگر یہ صفرا طبعی مقدار سے زیادہ ٹپک جاتا ہے تو دست آنے لگتے ہیں اور اگر یہ کم ٹپکتا ہے تو آنتوں سے فضلہ خارج نہیں ہوتا اور قبض ہو جاتا ہے

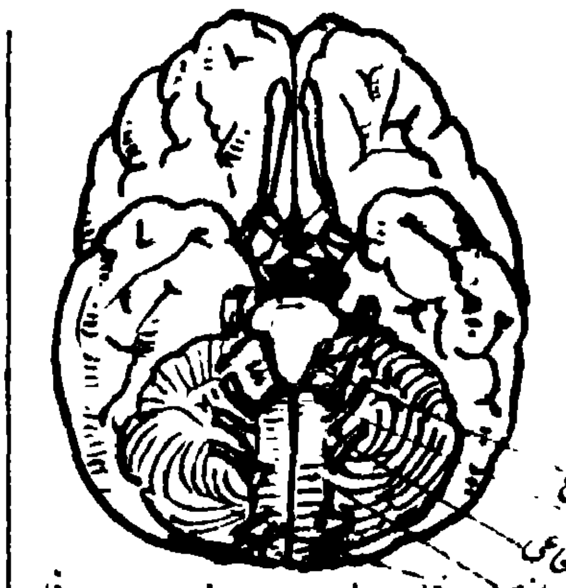


شربت روح افزا ان دونوں کے افعال کو بالکل صحیح رکھتا ہے اور خلیات جگر (ہیپے ٹک سیلز) کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے نہیں دیتا۔

شربت روح افزا کا ایک کرشمہ یہ بھی ہے کہ یہ جگر کے فعل کو بالکل درست رکھتا ہے اور یہ موقع نہیں دیتا کہ معمول سے زیادہ صفرا معدے میں آکر کھٹی متلی متفے اور دردِ سر پیدا کرے۔ یہ صحت بخش شربت گردوں کے افعال کو بھی گرمی کے اثر سے بچاتا ہے اور گردے خراب خون کے اجزا کو حسب معمول پیشاب کے راستے خارج کرتے رہتے ہیں۔

شربت روح افزا کا دماغ پر اثر

آیئے ہم آپ سے ایک دلچسپ سوال کریں۔ اگر آپ حکیم، ڈاکٹر یا وید ہیں تو ہم آپ سے یہ سوال نہیں کرتے، کیوں کہ آپ اس کا صحیح جواب جانتے ہیں۔ اور اگر طبابت آپ کا پیشہ نہیں ہے تو از راہ مہربانی اچھی طرح سمجھ کر اس کا جواب دیجیے۔ اگر آپ کے ہاتھ کی انگلی میں پھانس چبھ جائے تو اس پھانس کی تکلیف کہاں ہوگی۔ بظاہر ہے کہ آپ یہی کہیں گے کہ انگلی میں پھانس چبھی ہے اور انگلی ہی میں تکلیف ہوگی۔ یہ بات نہیں ہے۔ تکلیف کا احساس دماغ میں ہوتا ہے۔ آپ نے ہسپتالوں میں دیکھا ہوگا کہ بے ہوش کرکے، یعنی دماغ کو معطل کرکے ڈاکٹر مریض کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالتے ہیں اور مریض کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ جب ہوش آجاتا ہے یعنی دماغ کام کرنے لگتا ہے تو اسی سیکنڈ سے تکلیف بھی شروع ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رنج و راحت خوشی اور تکلیف جو کچھ ہے وہ دماغ سے ہے۔ دماغ میں تین مرکز بہت اہم ہیں۔ ایک مولد حرارت دھڑ موجود ہے جہاں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرا مرکز مخرج حرارت۔ یہ حرارت باہر نکالتا ہے۔ تیسرا مرکز معدل حرارت۔ یہ حرارت کو اعتدال پر رکھتا ہے۔ دماغ کا ایک اور حصہ یعنی راس النخاع بھی ہے۔ شربت روح افزا اپنے بہترین اور مقوی پھلوں کے رسوں، پھولوں اور مفرحات کے باعث دماغ کے ان ضروری حصوں کے افعال پر گرمی کا اثر پیدا ہونے نہیں دیتا بلکہ گرمی کے پیدا ہونے اور گرمی کے باہر نکلنے میں طبعی یکسانیت، ہم آہنگی اور اعتدال قائم رکھتا ہے۔ اس طرح انسان گرمی کی مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے کیوں کہ اگر گرمی کے پیدا ہونے اور گرمی کے نکلنے میں تناسب اور اعتدال قائم نہیں رہتا تو طرح طرح کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ شربت روح افزا کی یہ عجیب تاثیر ہے کہ دماغ کو اعتدال پر رکھتا ہے۔ اس طرح آپ دن بھر کے کام بہت اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کی آمدنی بھی بڑھتی رہتی ہے۔ آج ان خواص اور تاثیرات کا کوئی شربت مل نہیں سکتا۔



شربت روح افزا معدے میں داخل ہوتے ہی پٹھوں کے ذریعہ سے ان مراکز پر اثر کرتا ہے اور جسم کی حرارت اعتدال پر رکھتا ہے

شربت روح افزا کے فرحت بخش پُرتاثیر اجزا

تازہ بتازہ، رسیلے انار، سیب، سنترے، اناناس، بہی، فالسہ، آلوچہ اور دوسرے پھلوں کے رس، نایاب اور بیش قیمت پھول، ان کے علاوہ گلاب، بید مشک، کیوڑہ اور قیمتی پُرتاثیر ادویہ کے صاف اور شفاف عرق مشہور عالم شربت روح افزا میں شامل کیے جاتے ہیں۔ ان ہی پر بس نہیں کیا جاتا، بلکہ اس میں ایسے پھلوں، پھولوں اور میووں کے عرق بھی شامل کیے جاتے ہیں جو اس موسم میں پیدا نہیں ہوتے، اور جن کو طبی اصولوں پر خاص الخاص طریقوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ ان پھلوں، پھولوں کا طبی اصولوں پر محفوظ رکھنا ہی ایک حیرت انگیز عظیم الشان فنی کارنامہ ہے۔



اس کی تیاری میں، اور بھی حکیمانہ طریقوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اور تیاری کے ہر درجے پر حد درجے احتیاط برتی جاتی ہے اور سخت نگرانی کی جاتی ہے۔ ۳۰ سال سے یہ عجیب دل پسند شربت تمام ہندستان اور بیرونی ممالک میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اپنے فرحت بخش اور پُرتاثیر اجزائے طبیعت یا وائٹیلیٹی کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ گرمی کے موسم کی تمام بیماریاں حملہ نہیں کر سکتیں۔

شربت روح افزا کی تیاری

طب قدیم کے تمام اداروں میں صرف ہمدرد دواخانہ دہلی ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہاں دواسازی سائنٹی فک طریقے سے کی جاتی ہے۔ چناں چہ اس موقع پر شربت روح افزا کے سائنٹی فک طریقہ تیاری کا حال آپ کی دل چسپی کا باعث ہوگا۔ شربت روح افزا ایک بہت بڑی سائنٹی فک ٹنکی میں جس پر درجۂ حرارت مقدار وزن قوام وغیرہ بتانے کے آلات لگے ہوئے ہیں، تیار کیا جاتا ہے۔ ایک ہی وقت میں اندازاً ایک ہی گھانی میں

ہزار ہزار بوتلیں تیار ہو جاتی ہیں۔ عام بازاری دواخانوں میں پرانے دقیانوسی طریقوں سے جو شربت پکائے جاتے ہیں، ان میں اگر برائے نام حیاتین ہوتی بھی ہیں تو درجۂ حرارت نہ معلوم ہونے کی وجہ سے جل جاتی ہیں۔ اس کے برخلاف شربت روح افزا کی ٹنکی بدرجۂ حرارت کی کمزوری کی وجہ سے یہ قیمتی حیاتین قائم رہتی ہیں اور دماغ اور ریڑھ کی ہڈی میں فوراً جذب ہو جاتی اور بیماریاں دفع کرنے میں بڑی مدد دیتی ہیں۔ ایسی سائنٹفک طریقۂ تیاری کی وجہ سے شربت روح افزا ہمیشہ یکساں ہوتا ہے اور اگر یہ آپ کی الماری میں برسوں بھی رکھا رہے تو اس کا مزا، قوام، رنگ اور خوشبو بالکل اسی طرح قائم رہے گی، جیسے کل تیار ہوا تھا۔ شربت کو بغیر ہاتھ لگائے مشینوں ہی سے صاف کیا جاتا ہے اور مشینوں ہی سے بوتلوں میں بھرا جاتا ہے۔ بوتلوں پر مشینوں ہی سے کیپ سول لگائے جاتے ہیں اور مشینوں ہی سے لیبل۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو، مسلمان اور سادھو بھی اسے بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ گزشتہ ۳۰ سال میں حاسدوں اور نقالوں نے اس کی نقلیں تو بہت کیں۔ مگر اس کی برابری تو کیا کر سکتے۔ اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکے۔



شربت روح افزا اور گرمی کی بیماریاں

گرمی کے سخت اور روح و اغلاط کو خاکستر کر دینے والے موسم میں بہت سی مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان تمام بیماریوں کے لیے روح افزا سے بہتر کوئی دوا ایجاد نہیں ہوئی مگر عقلمندوں کا مقولہ ہے کہ "حفظ صحت کا ایک اونس شفا کے ایک پونڈ کی قیمت رکھتا ہے"۔ اس لیے بہتر ہے کہ گرمی کی بیماریوں میں شربت روح افزا کی شفا بخشیوں کے اظہار سے پہلے شربت روح افزا کے ذریعہ سے ان بیماریوں سے بچنے کا طریقہ بتا دیا جائے۔



پیاس کی شدت: حلق خشک، زبان سوکھی ہوئی، ہونٹوں پر پپڑیاں، ادھر پانی پیا، ادھر پھر پیاس۔ پانی پیتے پیتے پیٹ پھول جاتا ہے۔ مگر پیاس کا وہی تقاضا باقی رہتا ہے۔ یہ کیفیت صرف ہندوستان، برما اور سیلون ہی میں رہنے والوں کی نہیں ہے بلکہ جہازوں پر جو اصحاب خلیج بنگالہ، بحر ہند، بحیرۂ عرب، بحر احمر اور بحر روم میں سفر کرتے ہیں ان کی بھی آج کل یہی کیفیت ہو جاتی ہے، اس لیے وہ بھی شربت روح افزا اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس موسمی کربلا سے خود بھی بچنا اور اپنے عزیزوں و رشتہ داروں اور خاندان کے ممبران کو بچانا آپ کا سب سے پہلا فرض ہے۔ پیاس کی اس شدت سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ آپ گرمی کا موسم شروع ہوتے ہی صبح کو نہار منہ شربت روح افزا کا ایک گلاس پی لیا کیجیے۔ ایک اوسط درجے کے گلاس میں ۴۔۵ تولے شربت کافی ہوتا ہے۔ اگر برف مل سکے تو پانی کو برف سے ٹھنڈا کر لیا کیجیے۔ یہ خوب صورت، خوش ذائقہ، خوش رنگ، اور خوشبودار جام دن بھر گرمی کے خراب اثرات سے محفوظ رکھے گا۔ اگر صبح کو آپ دودھ پیا کرتے ہیں تو اسے شربت روح افزا سے میٹھا کر لیا کیجیے۔ زندہ دلان پنجاب دہی کی لسی میں شربت روح افزا ڈال کر پیا کرتے ہیں۔ دودھ اور لسی کا ذائقہ شربت روح افزا سے اور زیادہ خوش گوار ہو جاتا ہے۔ چھوٹے بچوں پر بھی گرمی کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ ان کو صبح کے علاوہ شام کو بھی تھوڑا سا شربت روح افزا پلا دیا جاتا ہے تو تھپک کر اور لوریاں سنا کر "آجا ری نندیا تو آ کیوں نہ جا" سلانا نہیں پڑتا۔ بلکہ وہ خود بخود گہری نیند سو جاتے ہیں۔ اس لیے ماں باپ کو بھی گھڑی گھڑی اٹھنا نہیں پڑتا، اور ان کی نیند بھی خراب نہیں ہوتی۔ روزانہ مشہور عالم شربت روح افزا آپ خود بھی پیا کیجیے اور سفرجیات کے تمام رفیقوں کو اس کا ایک ایک گلاس پلا کر اپنی زندگی کے پھولتے پھلتے باغ کو باد صرصر کے حوادث سے بچائیے۔



ہاکی اور ٹینس کے میچ

ہاکی، ٹینس، فٹ بال، گولف، بیڈمنٹن اور اسی قسم کے ورزشی کھیلوں کے بعد پسینہ کثرت سے بہتا ہے اور دل کی حرکت میں کمزوری اور تھکن اور افسردگی کے آثار معلوم ہونے لگتے ہیں تو سوڈا، لیمونیڈ اور تمام مروجہ سیالوں سے شربت روح افزا کہیں زیادہ تسکین، فرحت اور لطف دیتا ہے۔ ورزشی کھیلوں کے بعد آپ بھی ایک مرتبہ یہ مشہور شربت پی لیں گے تو پھر اور کسی سیال

کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔

شربت روح افزا اور ماء الصحت (رجسٹرڈ) اگرچہ شربت روح افزا اپنی شان کا بالکل انوکھا شربت ہے اور اس کے فوائد کسی دوسرے شربت یا عرق میں بجنسہٖ منتقل نہیں ہو سکتے تاہم ہمدرد دواخانہ دہلی نے دور دراز رہنے والے ان لوگوں کی خاطر جو شربت روح افزا حاصل نہیں کر سکتے اور محصول ڈاک کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتے، ایک عجیب وغریب عرق "ماء الصحت" ایجاد کیا ہے جس میں انار، انگور، سنترہ، بہی، اناناس، فالسہ وغیرہ کے تازہ رس بھی شامل ہیں۔ اور مفرح اور مقوی دماغ دوائیں بھی ڈالی گئی ہیں۔ جو حضرات شربت روح افزا نہ خرید سکیں وہ ماء الصحت ۲ تولے کو معمولی شکر یا قند کے شربت میں ملا کر صبح وشام مثل شربت روح افزا کے پی سکتے ہیں۔

گرمی کی بیماریاں اور شربت روح افزا کے کرشمے شربت روح افزا گرمی کی مختلف بیماریوں کا بالکل آخری آسان اور نہایت خوش گوار علاج ہے۔ ہمدرد دواخانہ نے شربت روح افزا ملک میں پیش کر کے زبردست اور زندہ جاوید کارنامہ انجام دیا ہے۔ اب گرمی کی موذی اور تکلیف دہ بیماریوں میں شربت روح افزا استعمال کرنے کے نہایت آسان اور عام فہم طریقے لکھے جاتے ہیں:۔

دردِ سر:۔ گرمی میں زیادہ تر صفراوی یا دموی دردِ سر ہوا کرتا ہے۔ صفراوی دردِ سر میں منھ کا مزہ کڑوا ہوتا ہے، پیاس بہت لگتی ہے، اُبکائیاں آتی ہیں۔ دموی دردِ سر میں آنکھوں اور چہرے کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ سر بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کا دردِ سر لو لگنے سے بھی ہوا کرتا ہے۔ بعض اوقات گرمی میں دماغی کام کرنے کی وجہ سے بھی سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ صفراوی دردِ سر میں شربت روح افزا چار تولے پانی یا عرق بید مشک ۵ تولے میں ڈال کر پلائیں۔ پیشانی پر "قلزم" کی پھریری لگا دیں یا "ہمدرد مرہم" مل دیں۔ شربت روح افزا پہلی ہی خوراک میں صفرا یا پت کو جو غیر طبعی طور پر معدے میں گر کر دردِ سر پیدا کرتا ہے، روک دیتا ہے اور دردِ سر دور ہو جاتا ہے۔ اگر شربت روح افزا نہ ہو تو ماء الصحت ۲ تولے معمولی شربت میں ملا کر پلائیں۔ دردِ سر دموی میں شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں ڈال کر پلائیں۔ دماغی کام کرنے سے دردِ سر ہوا ہو جو اکثر مصنفین، وکیلوں، ایڈیٹروں، دفتر کے کلرکوں اور محنتی طالب علموں کو ہوا کرتا ہے تو دردِ سر یا تھکن کا احساس ہوتے ہی شربت روح افزا ۲ تولے برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر نوش کریں۔ اس سے فوراً درد اور تھکن دور ہو جائے گی اور دماغ تازہ ہو کر کام کی طرف لگ جائے گا۔

لو لگنا یا سن اسٹروک:۔ جب سخت گرمی پڑتی ہے اور سورج کی تیزی بڑھ جاتی ہے تو ہندستان کے گرم شہروں میں مئی جون اور جولائی میں لو لگنے کے حادثے ہوا کرتے ہیں۔ جن مقامات پر گرمی ۱۰۸ سے ۱۲۰ فارن ہائٹ تک ہوتی ہے وہاں آدھی رات گزر جانے پر بھی لو لگ جایا کرتی ہے۔ لو لگنے پر مریض کے دل پر گرمی کا احساس ہوا کرتا ہے، سر چکراتا ہے، قے آتی ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں نبض کم زور ہو جاتی ہے۔ سانس تنگ ہو جاتا ہے۔ پھر بے ہوشی ہو جاتی ہے۔ لو کے سخت حملے کی صورت میں دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے اور مریض مر جاتا ہے۔ لو کا کوئی حادثہ ہونے پر فوراً مریض کو آرام سے لٹا کر سر پر ٹھنڈا پانی ڈالیں اور شربت روح افزا چار تولے ٹھنڈے پانی میں گھول کر جس قدر جلد ممکن ہو سکے پلائیں۔ اگر کچے آم مل جائیں تو ان کو گرم راکھ میں دبا کر پانی نچوڑ لیں اور یہ پانی ۵ تولے لے کر اس میں شربت روح افزا چار تولے شامل کر کے پلائیں۔ لخلخہ سرد سنگھائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو شربت روح افزا عرق بید مشک میں ملا کر پلائیں۔ شربت روح افزا نہ ہو تو ماء الصحت ۲ تولے سے ۵ تولے تک مصری یا قند کے شربت میں ملا کر اور ٹھنڈا کر کے پلائیں۔

نسخہ لخلخہ سرد:۔ عطر خس، عطر صندل، روغن گل ہموزن۔

اختلاج یا دل کی دھڑکن:۔ گرمی کی شدت یا لو لگنے سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔ دل ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جب دل کی حرکت تیز ہو اور طبیعت پر دہشت کے آثار ظاہر ہوں تو فوراً شربت روح افزا ۲ تولے ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس میں ملا کر پلائیں۔ بکری یا گائے کے دودھ میں شربت روح افزا ڈال کر پینے سے دل کی دھڑکن دور ہو جاتی ہے۔ دل مستقل طور پر کمزور ہو تو خمیرہ مروارید ۴ ماشے یا خمیرہ زہر مہرہ چار ماشے کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا چار تولے پانی میں ملا کر دیں۔

پیاس کی زیادتی:۔ پیاس اس احساس کا نام ہے جو سرد تر چیز کی طلب کو ظاہر کرتا ہے۔ جب پانی کی مقدار خون میں کم ہو جاتی ہے تو پیاس معلوم ہوتی ہے۔ گرمی میں پیاس بہت لگتی ہے۔ پیاس کے وقت اگر عمدہ پانی دست یاب نہ ہو اور خراب پانی

پسینے میں آجائے جیسا کہ ریل اور بیل گاڑیوں کے سفر میں ہوا کرتا ہے تو خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آدمی ہر وقت گھر پر نہیں رہتا اور جب سفر میں ہوتا ہے تو جگہ جگہ کا پانی پینا پڑتا ہے جس کے اچھا ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ اس قسم کا پانی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ اس لیے گرمی میں خاص طور پر اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ پیاس کم لگے۔ گرمی میں کبھی معدہ جگر اور گردوں میں گرمی کے بڑھ جانے کی وجہ سے پیاس بار بار لگتی ہے مگر پانی پینے سے تسکین نہیں ہوتی۔ پانی پیتے پیتے پیٹ پھول جاتا ہے۔ ذیابطیس کی وجہ سے بھی پیاس بڑھ جاتی ہے۔ **علاج**۔ گرمی میں پیاس کی شدت سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ صبح کو دن چڑھنے سے پہلے چار تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی یا دودھ دہی کی لسی میں ڈال کر پی لیں۔ اس ترکیب سے جگر معدہ اور گردوں پر اتنا اچھا اثر پڑتا ہے کہ دن بھر پیاس کی شدت نہیں ہوتی۔ جلد اور پسینے کی گلٹیوں (غدود عرقیہ۔ سوئٹ گلینڈز) کا فعل بھی باقاعدہ رہتا ہے اور پسینہ ضرورت سے زیادہ خارج نہیں ہوتا۔ سخت گرمی کے وقت بھی طبیعت کام کرنے پر حاضر رہتی ہے۔ پیاس کی شدت کے مریضوں کو شربت روح افزا ۵ تولے نہایت ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پلائیں۔ پہلے ہی گلاس میں پیاس کو سکون ہو جاتا ہے۔ ضرورت ہو تو ایک گھنٹے بعد دوسرا گلاس پلائیں۔ ذیابطیس کے مریضوں کو پیاس کی زیادتی میں "دونائی" ایک قرص کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا ۵ تولے دہی چھاچھ یعنی ۱۰ تولے میں ملا کر پلائیں اس سے اصل مرض کا بھی قلع قمع ہو جائے گا اور پیاس بھی دور ہو جائے گی۔ تین چار ہفتے مسلسل یہ عمل کریں۔ شربت روح افزا موجود نہ ہونے کی صورت میں ماء الصحت ۲ تولے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قے اور متلی۔ گرمی میں جگر کے فعل کی خرابی کے باعث صفرا غیر معمولی طور پر معدے میں گر کر پیاس، قے اور متلی وغیرہ کی شکایتیں پیدا کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں شربت روح افزا چار تولے پانی میں گھول کر تھوڑا تھوڑا پلائیں یا شربت روح افزا ۳ تولے عرق پودینہ ۵ تولے عرق گلاب ۵ تولے میں ڈال کر پییں۔ برف مل جائے تو اس کو برف سے ٹھنڈا کر لیں اور ذرا ذرا سا شربت روح افزا بار بار چاٹتے رہیں۔ جی چاہے تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا شامل کر کے پییں۔ جہاز ریل اور بیل گاڑی وغیرہ میں بیٹھنے سے جو قے آنے لگتی ہے اس میں بھی شربت روح افزا نہایت مفید ہے۔ دو تولے شربت پانی یا سوڈا واٹر میں ڈال کر پلائیں۔ حاملہ عورتوں کی قے میں شربت روح افزا تریاق ثابت ہوا ہے۔ ذرا ذرا سا شربت چٹائیں یا پودینے کے عرق میں ۲ تولے شربت روح افزا ڈال کر نوش کریں۔ گرمی کے تمام بخاروں میں قے، پیاس، درد سر اور ہذیان کو رفع کرنے کی غرض سے شربت روح افزا اسی طرح استعمال کریں۔

بھوک بند ہو جانا۔ گرمی کی شدت میں اکثر بھوک بند ہو جاتی ہے یا کم لگتی ہے۔ ایسی صورت میں صبح سویرے نہار منہ ۴ تولے شربت روح افزا پانی یا دودھ میں ڈال کر پییں اور دوپہر تک کچھ نہ کھائیں۔ کھانے کے وقت معدے میں بھوک کا احساس ہونے لگے گا اور حسب معمول غذا خوب کھائی جائے گی۔

ناگہانی بے ہوشی۔ بعض اوقات گرمی میں مجمع میں بیٹھنے یا ریل اور سڑک پر چلتے چلتے آدمی بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ اس قسم کی بے ہوشی میں شربت روح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر تھوڑا تھوڑا بے ہوش آدمی کو پلائیں۔ نہ پی سکے تو چمچے سے حلق میں اتاریں۔ اگر مل سکے تو عرق بید مشک ۵ تولے عرق کیوڑہ ۵ تولے بھی شامل کر دیں۔ **صفراوی یا پت کے دست**۔ گرمی کے موسم اور گرم مقامات پر غذا کی خرابی سے اکثر صفراوی یا پت کے دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے۔ بچوں کے اس قسم کے دستوں سے تو ہیضے کا شبہ ہو جاتا ہے۔ دست شروع ہوتے ہی بڑے آدمی کو ۴ تولے شربت روح افزا عرق گلاب ۱۰ تولے یا عرق پودینہ ۱۰ تولے یا صرف پانی میں ڈال کر پلائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا ڈال کر پلائیں۔ بچوں کو شربت روح افزا ایک تولہ یا دو تولے عرق گلاب ۳ تولے میں ملا کر دیں۔ سبز رنگ کے دست ہوں تو اسی شربت میں ذرا سا ناجیل دریائی اور زہر مہرہ بھی گھس دیں۔

بے خوابی یا نیند نہ آنا۔ گرمی میں جگر کی خرابی، قبض یا بدہضمی کی وجہ سے یہ شکایت ہو جاتی ہے۔ نیند بالکل نہیں آتی یا کم آتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو بھی نیند نہ آنے کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت پیش آئے تو شام کا کھانا سونے سے چار گھنٹے پہلے کھا لیا کریں اور رات کو سوتے وقت ۴ تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اس سے اکثر پہلے ہی دن نہایت گہری اور آرام کی نیند آجاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو ایام حمل میں نیند نہ آئے تو وہ بھی شربت روح افزا اسی ترکیب سے استعمال کر سکتی ہیں۔ سر میں تیل ڈالنے کی عادت ہو تو معمولی بازاری تیلوں کی جگہ روغن بے نظیر اچھی طرح سر میں مل لیا کریں۔

طبیعت کا گرا گرا رہنا۔ گرمیوں میں دل کی حرکت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس لیے اکثر طبیعت افسردہ اور گری گری رہتی ہے۔ شربت روح افزا جگر اور دوران خون پر نہایت اچھا اثر ڈالتا ہے۔ اس کے استعمال سے طبیعت جلد بشاش اور خوش ہو جاتی ہے۔ جس وقت طبیعت گری گری ہو تو شربت روح افزا ۵ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پی لیں۔ صبح و شام عادتاً شربت روح افزا پیتے رہیں تو یہ شکایت پیدا ہی نہ ہو گی۔

چڑچڑا پن۔ گرمیوں کے دن بہت بڑے ہوتے ہیں۔ موسم کی گرمی کے باعث جسم میں حرارت زیادہ ہو جاتی ہے۔ فضا اور ماحول بھی گرم ہوتا ہے۔ ان وجوہ سے اکثر دماغی کام کرنے والوں کے مزاج میں، جن میں ایڈیٹروں سے لیکر دفتروں کے کلرکوں تک شامل ہیں، چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ آجاتا ہے اور معمولی معمولی اسباب پر وہ بیوی، بچوں اور ملازموں پر خفگی کا اظہار کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ دل اور اعصاب کی کمزوری کا نتیجہ

ہوتا ہے۔ اس دل چسپ مرض میں جب بیوی اپنے شوہر کا انتظار خوف و ہراس کیساتھ کیا کرتی ہے اور بیچے شفیق باپ کے گھر میں قدم رکھتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں شربت روح افزا نہایت مفید ہوتا ہے۔ ۴ تولے شربت روح افزا برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر آتش مزاج شوہر یا باپ کو پلا دینا چاہیے۔ چڑچڑاپن اور غصہ جاتا رہے گا۔

نکسیر: گرمی کے موسم میں گرمی اور خشکی کے باعث نکسیر پھوٹنے لگتی ہے اور سیروں خون ضائع ہو جاتا ہے جن لوگوں کو یہ شکایت ہو انھیں روزانہ صبح کو شربت روح افزا ۴ تولے پانی یا عرق شاہترہ میں گھول کر پی لینا چاہیے۔

صفراوی یا پت کا بخار: یہ شدید قسم کا ملیریائی بخار ہے۔ محرقہ بھی اسی کی ایک خطرناک قسم ہے جس میں بخار بہت تیز ہوتا ہے۔ علاج:۔ پہلے ہی دن شربت روح افزا ۳ تولے عرق کاسنی عرق شاہترہ دس دس تولے میں ملا کر پلائیں، اور روزانہ تین دن تک صبح و شام پلاتے رہیں۔ اس سے اخراج فضلات کا نظام درست اور باقاعدہ ہو جائے گا اور تیسرے دن بخار اتر جائے گا۔ اگر بخار نہ اترے تو پھر چار دن یہی شربت روح افزا مذکورہ طریقے پر پلاتے رہیں۔ ساتویں دن شام کو قرص ملین دو عدد کھلائیں۔ صبح کو دو تین اجابتیں آکر طبیعت درست ہو جائے گی۔ غذا میں خرفہ، پالک کدو وغیرہ کی ترکاریاں کھلائیں یا آش جو پلائیں۔

شادیاں پارٹیاں اور شربت روح افزا شادیوں، پارٹیوں، دعوت اور دیگر مبارک تقریبوں پر، کھانے پینے کی چیزوں کی جب فہرست تیار کی جاتی ہے تو سب سے پہلے جس چیز پر میاں بیوی کا اتفاق ہو جاتا ہے وہ شربت روح افزا ہی ہے ایسی گرمی میں جب معزز مہمان تشریف لاتے ہیں تو یقیناً پیاسے ہوتے ہیں اور ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئی ہوتی ہیں اس وقت شربت روح افزا کا سرخ رنگ اور مہک آنکھوں کو سرور اور دل کو فرحت بخشتی ہے۔ اگر کسی معزز مہمان سے آپ جھوٹوں بھی کہیں نہ "ایک گلاس اور" تو وہ بڑی خوشی سے قبول کر لیتے ہیں۔

مشہور عالم شربت روح افزا ہر تقریب کا لطف دوبالا کر دیتا ہے۔ آپ بھی اس مبارک تقریب کے لیے منگائیے

شربت روح افزا کی آئس کریم بے شمار صاحب، گائے کے عمدہ دودھ اور بالائی میں شربت روح افزا شامل کر کے نہایت خوش رنگ و معطر آئس کریم بنایا کرتے ہیں یہ ایسے مزے کی ہوتی ہے کہ بچوں کے منہ لگے نہیں چھوٹتی۔ آپ بھی بنائیے اور لطف اٹھائیے

ایسی سخت گرمی اور چائے! خدا پناہ میں رکھے زمانۂ تاریخ سے پہلے جب ابتدائی انسان غاروں میں رہا کرتا تھا تو ایسی سخت گرمی میں گھبرا کر ٹھنڈے پانی کی میں نکل جاتا تھا۔ اس کی نہایت معمولی عقل اسے بتاتی تھی کہ آج کل صرف ٹھنڈی چیزیں فائدہ دے سکتی ہیں۔ زمین و آسمان سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ لو کے تھپیڑے جھلسائے دیتے ہیں۔ اگر غار کا انسان آج دوبارہ پیدا ہو جائے تو چائے پیتے دیکھ کر تعجب کرے۔ مگر ہم کو تعجب نہیں ہوتا کیوں کہ ہم اس کے عادی ہو چکے ہیں۔ اور اگر یہی صاحب جاڑے کی جاڑے میں جب سردی کے مارے دانت بج رہے ہوں، برف ڈال کر پانی پئیں تو لوگ خیال کریں کہ ان کو جنون کا دورہ ہو گیا ہے۔ اگر کڑاکے کے جاڑے میں برف کا پانی جنون ہے تو لو کی تپش میں چائے کیا ہے؟ اس کا فیصلہ ہم آپ پر چھوڑتے ہیں —— کسی حکیم صاحب سے پوچھیے، کسی ڈاکٹر صاحب سے پوچھیے کسی وید جی سے پوچھیے، سب آپ سے یہی کہیں گے کہ چائے میں ایک قسم کا زہر ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ جسم پر خراب اثر کرتا رہتا ہے —— چائے ہم ہندستانیوں کے مزاج کے موافق نہیں آئی۔ کیوں کہ ہم گرم ملک کے رہنے والے ہیں۔ اس سے ذیابیطس اور تپ دق کا مرض بڑھ رہا ہے۔ —— ہر روز صبح کو آپ بہت جلدی میں ہوتے ہیں۔ چائے تیار کرنے میں بڑی دیر لگتی ہے۔ وقت ضائع ہوتا ہے۔ چائے میں جھگڑے بہت ہیں۔ برتن دھونا آگ سلگانا "پھونکو پھونکو"۔ شربت روح افزا کا گلاس کس قدر آسانی سے تیار ہو جاتا ہے۔ ایک ہی بوتل میں رسیلے پھل بھی ہیں۔ گرمی کا قلع قمع بھی ہے، جگر اور معدے کی درستی بھی ہے، دل و دماغ کی تفریح اور کلیجے کی ٹھنڈک بھی ہے۔ آپ ہر روز شربت روح افزا پیا کیجیے۔

شربت روح افزا بوڑھوں، جوانوں، عورتوں، بچوں، سرمایہ داروں، مزدوروں، ہندوؤں، مسلمانوں، پارسیوں، عیسائیوں، مولویوں، پنڈتوں غرض ہر مذہب کے ہر عمر کے افراد کے لیے گرمی کا بہترین طبی اور سائنٹفک تحفہ ہے جس کو حاصل کرنے کی کوشش قطعاً دانش مندی اور دور بینی ہے اس میں کوئی ناجائز چیز شامل نہیں ہے۔

قیمت:۔ شربت روح افزا کی قیمت آج کل فی بوتل ایک روپیہ بارہ آنے ہے۔ بوتلوں کی گرانی اور کمیابی کی وجہ سے اس کی پہلی قیمت میں آٹھ آنے فی بوتل کا اضافہ حال ہی میں ہمیں کرنا پڑا ہے۔ اصل شربت کی قیمت میں باوجود ہر چیز کی گرانی کے ہم نے کوئی اضافہ نہیں کیا۔ شربت روح افزا کی خالی بوتل جس پر ہم آج کل قیمت کی چٹیں لگا دیتے ہیں آٹھ آنے میں واپس لے لیتے ہیں اس طرح شربت کی قیمت آپ کو تقریباً وہی دینی پڑتی ہے جو آپ جنگ سے پہلے دے رہے تھے۔

دہلی سے باہر کے شائقین کو چاہیے کہ وہ ریلوے کے ذریعہ سے پارسل منگائیں۔ ڈاک سے پارسل منگوانے میں خرچ زیادہ آتا ہے۔ دو دو تین تین خریدار مل کر اگر شربت منگائیں تو ریلوے کے محصول میں کمی ہو جاتی ہے۔ ریلوے پارسل منگانے والے اصحاب اپنے اسٹیشن کا نام مع لائن صاف لکھیں

دواؤں کی قیمتیں :۔ جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے، ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے نیچے لکھی جاتی ہیں :۔

نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت	نام ادویہ	مقدار یا تعداد	قیمت
خمیرہ زہرمہرہ	۱ تولہ	۸ر	شربت روح افزا	ایک بوتل	۱۲/ عہ	عرق کیوڑہ عط	ایک بوتل	۱/ عہ
خمیرہ مروارید	۱ "	۴ر	عرق بید مشک عط	ایک بوتل	۹/ عہ	عرق گلاب عط	ایک بوتل	۹/ عہ
دوالابی (ایک شیشی)	۲۴ خوراک	[illegible]	عرق پودینہ	ایک بوتل	۱/ر	قرص ملین	۱ درجن	۳ر
روغن بے نظیر	ایک شیشی	۱۲ر	عرق شاہترہ	ایک بوتل	۸ر	قل زم	ایک شیشی	عہ
زہرمہرہ معمولی	۱ تولہ	۴ر	عرق کاسنی	ایک بوتل	۸ر	بار الصحت	ایک بوتل	۶/ر

نارجیل دریائی ایک تولہ ۱ر ہمدرد مرہم ایک ڈبیہ ۸ر

حفظ صحت اور طب کا ماہوار مصور رسالہ

رسالہ

مرتبہ حکیم حافظ محمد سعید، دہلوی

ہمدرد صحت

دہلی

جلد ۱۲ نمبر ۷-۸

فہرست مضامین

فروری سنہ ۱۹۴۴ عیسوی

قیمت سالانہ ایک روپیہ قیمت فی پرچہ تین آنے

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت سے شائع کیا۔

اطبّائے عہدِ مُغلیہ

جالینوسِ زماں حکیم جبرئیل

از جناب حکیم ڈاکٹر سید علی کوثر صاحب چاندپوری

جبرئیل، حکیم محمد باقر کا بڑا لڑکا اور میرزا قابل تبریزی جیسے فاضل طبیب کا بھتیجا تھا۔ جبرئیل نے قزوین اور اصفہان میں علامۂ زماں افلاطونِ میر محمد باقر داماد المعروف بہ "اشراق" سے کسبِ کمال کیا تھا۔

جبرئیل تمام علوم میں اپنے معاصر علماء میں ممتاز تھا اور علمائے عراق اس کی فہم و فراست کے قائل تھے۔ عرصے تک دارالارشاد اردبیل میں شیخ صفی الدین محمد کے مزار پر بادشاہ کے حکم سے پڑھاتا رہا۔ بادشاہ نے اس کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا تھا۔ اردبیل کے طلبا اور اہلِ علم اس کے وجود کو بہت غنیمت خیال کرتے تھے۔ حکیم جبرئیل میں جتنی علمی اور طبی استعداد تھی اس زمانے کے کسی عالم میں نہ تھی۔

قیامِ اردبیل کے دوران میں حکیم نے سوچا کہ ایران درحقیقت ہندستان کا مدرسہ ہے، لوگ یہاں رہ کر اس لیے اکتسابِ علم و فضل کرتے ہیں کہ ہندستان جاکر وہاں کے فرمانرواؤں اور بالخصوص خان خاناں کے دربار میں جانے کی استعداد ان میں پیدا ہو۔ اس کے باپ نے عرصے تک خان خاناں کی ملازمت بھی کی تھی۔ ان امور نے اُسے ہندستان آنے پر آمادہ کیا، چنانچہ اس عزم سے وہ اردبیل سے چلا۔ چند روز قزوین اور اصفہان میں ٹھہر کر احباب سے لطفِ صحبت حاصل کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر خان خاناں کی خدمت میں آیا۔ خان خاناں نے اطبا کے زمرے میں شامل کر لیا۔ جبرئیل اپنے اخلاق و عادات کے اعتبار سے بھی نہایت بلند درجہ رکھتا تھا۔ اس بنا پر خان خاناں نے اس کے حال پر بہت توجہ کی، اور حکیم اس کا مقربِ خاص ہو گیا، ہر وقت اور ہر مجلس میں خان خاناں کا انیس و جلیس رہتا تھا۔

بالآخر کسی وجہ سے، جس کا علم نہیں ہو سکا، اور بعض روایات کی رو سے حج کے ارادہ سے دکن چلا گیا۔ محمد قلی قطب شاہ فرمانروائے گلکنڈہ بڑی توجہ اور عزت سے پیش آیا اور اپنا طبیبِ خاص بنا لیا۔ جبرئیل نے محمد قلی قطب شاہ کے مزاج میں زبردست رسوخ حاصل کر لیا، اور اس قدر عزت حاصل کی کہ اب تک بہت کم اطبا نے سلاطینِ سلف کے دربار میں اتنا وقار حاصل کیا ہوگا۔

سنہ ۱۰۲۵ ہجری تک، مصنف مآثر رحیمی کے بیان کے مطابق، حکیم جبرئیل دکن ہی میں تھا اور اسی طرح سلاطینِ قطب شاہیہ کے دربار میں معزز و ممتاز تھا۔ لیکن اس اعزاز و منصب کے باوجود وہ ہمیشہ خان خاناں کے احسانات کا اعتراف کرتا رہتا تھا۔ اس کا مقولہ تھا کہ جب تک زندہ ہوں خان خاناں کی عنایات کو نہ بھول سکوں گا، کیونکہ اسی کی عنایت و توجہ سے میں اس مرتبے پر پہنچا ہوں۔

"نیک نفسی، خوش اخلاقی اور کریم الطبعی میں باشندگانِ تبریز میں حکیم جبرئیل فرد تھا"[1]

حکیم محمّد امین

قصبہ لاہجان گیلان کا رہنے والا تھا۔ عرصے تک تحصیلِ علوم میں مشغول رہا، حتیٰ کہ درجۂ کمال تک پہنچ گیا۔ خطِ شکست اور نستعلیق خوب لکھتا تھا۔ جب اپنے وطن گیلان میں رہ کر علوم میں مہارت پیدا کر چکا تو وہاں سے تبریز آ گیا۔ تبریز اس زمانے

[1] مآثر رحیمی جلد سوم صفحہ ۴۸

میں علما اور اطبا کا مسکن تھا اور بڑے بڑے حاذق اطبا مثلاً حکیم ابوطالب حکیم باقر اور اس کا بیٹا حکیم جبرئیل وغیرہ وہاں مطب کر رہے تھے۔ ان صاحبانِ فضل وکمال کے دوش بدوش حکیم محمد امین بھی تبریز ہی میں مطب کرنے لگا، اور رفتہ رفتہ ایسی شہرت حاصل کی کہ سب کے مطب بے رونق ہو گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ تبریز فرمانروائے روم کے تصرف میں تھا۔ تبریز کے بادشاہ اور نیز شہریوں کو حکیم محمد امین سے زبردست عقیدت ہو گئی اور حکیم محمد امین شہر میں نہایت عزت وتوقیر کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ بالآخر حکیم محمد امین سیر وسیاحت کے قصد سے روم گیا جو اس وقت تبریز کا دارالسلطنت تھا۔ اس نے روم کے اکثر ممالک کی سیاحت کی اور وہاں کے اکابر وامرا سے اس کی ملاقاتیں ہوئیں۔ اس سیاحت سے فارغ ہو کر وہ پھر تبریز گیا جس وقت محمد امین وہاں آیا ہے تبریز شاہ عباس صفوی کے ہاتھوں مفتوح ہو چکا تھا۔ حکیم محمد امین شاہ عباس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں سے رخصت ہو کر گیلان اپنے عزہ کے پاس گیا۔ گیلان سے بارادہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا کہ عبدالرحیم خان خاناں کے دربار میں باریاب ہو۔ راستہ میں جالینوس الزمان حکیم علی گیلانی سے جو شہنشاہ اکبر کے مقربوں میں تھا ملاقات ہوئی۔ حکیم علی نے نہایت اصرار سے روکنا چاہا مگر محمد امین کی منزل مقصود دہلی نہ تھی بلکہ خان خاناں کا دربار تھا۔ اسی دربار کے لیے اس نے اپنے وطن کو چھوڑا تھا۔ چنانچہ حکیم علی کی سعی کارگر نہ ہوئی اور محمد امین نے برہان پور کی راہ لی۔

خان خاناں نے اس کے شایانِ شان جگہ دی اور خان خاناں کی قدر شناسی سے ایسی اتنی عزت حاصل ہوئی کہ جلد ہی اس کا محرم اور صاحب ہو گیا۔ سنہ ۱۰۲۵ ہجری تک جب ماثر رحیمی مرتب ہوئی تو حکیم محمد امین خان خاناں کا طبیب تھا اور اپنے حیرتناک معالجات سے اپنی علمی وعملی صلاحیتوں کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ اس فن میں جو مہارت اور قابلیت اُسے حاصل تھی وہ ہندستان کے بہت کم اطبا کو میسر تھی۔

حکیم محمد نفیس

لاہجان گیلان کا باشندہ تھا۔ اوائل عمر میں گیلان سے مشہد مقدس چلا گیا تھا اور وہیں فن طب کی تحصیل کی۔ طبابت میں دستگاہ پیدا کر کے ہندستان آیا اور رکن السلطنت عضد الدولہ حکیم ابوالفتح گیلانی کا ملازم ہو گیا۔ حکیم ابوالفتح اسے نہایت عزیز رکھتا تھا اپنے اکثر معاملات اور مہمات اسی کے سپرد کر دیا کرتا تھا۔ جب تک محمد نفیس ابوالفتح کے پاس رہا، ابوالفتح کے اکثر معالجات اسی کے سپرد رہے۔ محمد نفیس پندرہ سال تک ابوالفتح کی خدمت میں رہا، اس عرصے میں اس نے فن طبابت میں زبردست ترقی اور تجربہ حاصل کر لیا۔

حکیم محمد نفیس نہایت دانشمند اور خوش اخلاق تھا۔ ابوالفتح جب تک بقید حیات رہا محمد نفیس نے اس کے دامن تربیت کو نہ چھوڑا۔ ابوالفتح کی وفات کے بعد محمد نفیس نے خان خاناں کے دربار میں پناہ لی۔ خان خاناں جو حکیم کی لیاقت اور اس کے تجربہ وحذاقت کے کرشمے بارہا دیکھ چکا تھا، نہایت توجہ اور عنایت سے پیش آیا اور حکیم کو اپنا طبیب خاص و نیز داروغہ باورچی خانہ بنا دیا۔

حکیم محمد نفیس نے خان خاناں کی خدمت میں وہ اعتبار واعتماد بہم پہنچایا جو کسی اور کو حاصل نہ ہوا تھا، وہ خان خاناں کا محرم خاص بن گیا اور خان خاناں اس پر پورا اعتماد کرنے لگا۔ ماثر رحیمی کی ترتیب کے وقت محمد نفیس کو ہندستان آئے چالیس سال گزر چکے تھے۔ پندرہ سال اس نے ابوالفتح کی خدمت میں اور کم وبیش پچیس سال خان خاناں کی ملازمت میں بسر کیے۔ اس عرصہ میں کبھی خان خاناں کو اس سے گرانی خاطر کی نوبت نہ آئی، نہ حکیم کو کبھی اپنے آقا سے آزردہ ہونے کا موقعہ ملا۔

معلوم نہیں محمد نفیس کب تک زندہ رہا اور اس کی بقیہ عمر کیوں کر بسر ہوئی؟

کرمِ شکم

از جناب حکیم مولوی محمد عبدالواحد صاحب
"رکن مجلس تشخیص و تجویز"
ہمدرد دواخانہ، دہلی

تحقیقاتِ جدیدہ کی رُو سے صد ہا قسم کے غیر مرئی ذی حیات ہیں جو جسم انسان میں داخل ہو کر گوناگوں امراض جنہیں پیدا کرتے ہیں، چنانچہ ان میں سے بعض طاعون، ہیضہ، چیچک، خسرہ وغیرہ پیدا کرنے کا سبب ہوتے ہیں، بعض سوزاک اور آتشک جیسے امراض خبیثہ کا موجب ہوتے ہیں۔ یہ غیر مرئی ذی حیات خالی آنکھوں سے نہیں دیکھے جا سکتے، بلکہ ان کے وجود کا پتہ خوردبین سے چلتا ہے، اور طبی اصطلاح میں جراثیم کہلاتے ہیں، ——— لیکن ان کے علاوہ بعض **مرئی ذی حیات** بھی ہیں جو اشرف المخلوقات انسان کے جسم کو اپنا نشیمن بنا کر اس کو مبتلائے مصائب کر دیتے ہیں۔ یہ مرئی ذی حیات گاہے ظاہر جسم میں جوؤں کی شکل میں پیدا ہوتے ہیں اور گاہے اندرونِ جسم پیدا ہو کر مختلف قسم کے عوارض پیدا کرتے ہیں۔ جسم کے اندر جو ذی حیات پیدا ہوتے ہیں ان میں بعض آنتوں میں پیدا ہوتے ہیں، اور یہ **دیدان امعاء** (آنتوں کے کیڑے)، یا **کرمِ شکم** کہلاتے ہیں، اور اس مضمون میں ان ہی کا بیان ہمارا مقصود ہے۔

کرمِ شکم کی پیدائش کا قدیم نظریہ طب قدیم میں ان کیڑوں کی پیدائش کا سبب بلغمی رطوبتیں بیان کی جاتی ہیں جو حرارت غریبہ (غیر طبعی حرارت) کے عمل سے متعفن ہو جاتی ہیں، اور جب یہ رطوبتیں متعفن ہو جاتی ہیں تو ان میں جاندار پیدا ہونے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ طبیعت اپنے خالق کے حکم سے موادِ فضلیہ کو جسم میں بے کار نہیں چھوڑتی، بلکہ اس مواد میں جیسی بھی صلاحیت و استعداد دیکھتی ہے ویسا ہی عمل کرتی ہے ——— چنانچہ اگر ان موادِ فضلیہ کو بدن سے دفع کرنا اور بدن کو ان کو پاک کرنا ممکن ہوتا ہے تو طبیعت ان کو گاہے اسہال دستے کے ذریعہ سے اور گاہے بخارات اور پسینہ کے ذریعہ سے دفع کر دیتی ہے لیکن جب بخارات اور پسینہ کے ذریعہ سے ان کا اندفاع ناممکن ہوتا ہے تو یہ خارش اور پھوڑے پھنسیوں کا موجب ہو جاتے ہیں ——— لیکن اس صورت میں جب کہ یہ فضلات بدن کسی طرح دفع ہونے کی استعداد ہی نہ رکھتے ہوں اور طبیعت ان میں کسی حیوانی صورت کے قبول کرنے کی استعداد دیکھتی ہے، تو وہ اس مادہ کو اسی حیوانی صورت میں لے آتی ہے جس کی اس میں صلاحیت نظر آتی ہے، اور اس صلاحیت و استعداد کے مطابق اس مادہ سے مختلف قسم کے جان دار پیدا ہو جاتے ہیں۔

جدید نظریہ جدید نظریہ کے مطابق یہ کیڑے دوسرے ذی حیات کے مانند اپنے اپنے انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ انڈے پانی، گوشت، میووں اور سبزترکاریوں کے ذریعہ سے جسم انسان میں پہنچتے اور آنتوں میں متمکن ہو کر نشوونما پاتے ہیں۔

اختلاف بظاہر طب قدیم اور طب جدید کے نظریوں میں بعد المشرقین ہے اور ایک دوسرے سے بالکل مختلف نظر آتے ہیں کیوں کہ قدیم خیال کے مطابق مواد رطوبات میں تعفن پیدا ہو جانے سے مختلف قسم کے جاندار پیدا ہو جاتے ہیں اور جدید خیال کے مطابق کسی مادہ یا رطوبت سے اس وقت تک کوئی جاندار نہیں پیدا ہو سکتا جب تک کہ اس مادہ میں اس کے انڈے موجود نہ ہوں علاوہ ازیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس قسم کے انڈے خالی آنکھوں سے نظر نہیں آتے بلکہ خوردبین کے ذریعہ ہی دیکھے جا سکتے ہیں۔

فیصلہ ہمارے نزدیک قدیم نظریہ صحیح ہے، اس لیے کہ اگر بالفرض یہ انڈے مادہ میں موجود بھی ہوں تاہم اس وقت تک مادہ کسی جان دار کو پیدا کرنے سے قاصر رہے گا جب تک کہ اس میں تعفن اور گندگی نہ پیدا ہو، ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ ان کے پیدا ہونے کا سبب وہی قرار دیا جائے گا جو طب قدیم نے بیان کیا ہے۔

برسات کا موسم شروع ہوتے ہی مختلف قسم کے جاندار خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ آپ اس کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ زمین پر مختلف قسم کے خس و خاشاک اور مٹی میں انڈے موجود تھے، ——— ہم بھی اس کو صحیح تسلیم کیے لیتے ہیں، لیکن ان انڈوں سے متعدد ذی حیات کب پیدا ہوئے؟ جبکہ بارش ہوئی اور اس نے خس و خاشاک کو گلایا سڑایا، تب متعدد

حشرات الارض پیدا ہوئے، اگر بارش نہ ہوتی اور یہ چیزیں نہ گلتی سڑتیں تو ہرگز بھی یہ متعدد کیڑے کوڑے وجود میں نہ آتے۔

اسی طرح ہم گوبر اور دہی کو ملا کر رکھ دیتے ہیں تو اس سے بچھو پیدا ہو جاتے ہیں، حالاں کہ نہیں کہا جا سکتا کہ دہی یا گوبر میں بچھو کے انڈے موجود تھے ——— بلکہ گوبر اور دہی میں ایسی خاص قسم کی استعداد موجود تھی کہ دونوں کے ملنے سے تعفن پیدا ہوا اور اس سے بچھو پیدا ہو گئے۔ سرکہ کو لیجیے، گنے کے صاف ستھرے رس کو کچھ مدت تک رکھ چھوڑنے سے اس میں جوش یا بالفاظ دیگر تعفن پیدا ہوتا ہے اور ساتھ ہی سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں ——— حالاں کہ اس تعفن سے پیشتر اس میں ان کیڑوں کے انڈوں کا وجود بیان کرنا امر موہوم ہے، البتہ اگر اس مادہ کی صلاحیت اور استعداد کو آپ انڈوں سے تعبیر کرتے ہیں تو پھر مسئلہ حل ہو جاتا ہے، اور کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

یہ ممکن ہے کہ بعض چیزوں کے اندر وجود میں آنے والے حیوانات کے انڈے بھی پائے جاتے ہوں لیکن تمام صورتوں میں اس کو بطور اصول کلیہ کے تسلیم کر لینا ہماری عقل و فہم سے بالاتر ہے۔

اقسام طب قدیم میں آنتوں کے اندر پیدا ہونے والے کیڑوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں اور طب جدید میں تقریباً آٹھ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ درحقیقت یہ کیڑے تین ہی قسم کے ہوتے ہیں لیکن شکل و صورت میں کسی قدر فرق ہونے کی وجہ سے ایک قسم کے کیڑوں کو مختلف انواع میں تقسیم کر لیا گیا ہے جیسا کہ ذیل کی تفصیل سے ظاہر ہے:۔

(۱) **حیات** ان کی شکل و صورت سانپ کے بچے سے مشابہ ہوتی ہے، اس لیے ان کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں (کیونکہ حیات "حیّہ" کی جمع ہے اور حیّہ سانپ کو کہتے ہیں۔) علاوہ ازیں یہ کیڑے **کینچوے** اور **گنڈوے** بھی کہلاتے ہیں، کیوں کہ یہ شکل و صورت اور چال ڈھال میں بالکل ان کینچوؤں کے مشابہ ہوتے ہیں جو موسم برسات میں نمناک جگہ میں نکلتے پھرا کرتے ہیں۔

یہ کیڑے دونوں سروں پر مخروطی لیکن درمیان میں موٹے اور گول ہوا کرتے ہیں۔ پانچ انچ سے سولہ انچ تک ان کی لمبائی اور چوتھائی انچ موٹائی ہوتی ہے، ان میں سے نر کیڑے تھوڑے لمبے (عموماً ۵-۶ انچ لمبے) اور مادہ کیڑے زیادہ لمبے ہوتے ہیں۔ ان کے منہ میں چھوٹے چھوٹے دانت بھی ہوتے ہیں اور اس کے گرد تین ابھار بھی دکھائی دیتے ہیں ——— ان کے انڈے بیضوی شکل کے ہوتے ہیں، جن کا قطر $\frac{1}{۵۰}$ سے $\frac{1}{۱۵۰}$ انچ تک ہوتا ہے، سخت سیاہ چھلکے کے مانند نظر آتے ہیں اور مریض کے براز میں خارج ہوا کرتے ہیں۔

ان کیڑوں کا مقام پیدائش اور مسکن چھوٹی آنتیں (امعاء علیا یا امعاء دقاق) ہیں، لیکن گاہے یہ معدے کی طرف بھی چڑھ آتے ہیں اور بذریعہ قے خارج ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ (اگر کسی جدت پسند طبیب کے مقوی باہ نسخے میں کوئی جزو "**خراطین دھنی**" لکھا ہوا ہو تو اس سے یہی خراطین یا کیچوے مراد ہوتے ہیں) علاوہ ازیں بعض اوقات یہ پتے کی نالی (مجرئ صفرا) کی طرف بھی چلے جاتے ہیں اور گاہے حلق کی طرف آکر حنجرہ یا ناک کے اندرونی سوراخوں میں گھس جاتے ہیں اور گاہے گاہے مقعد کے راستے خارج ہو کر عورتوں کے اندام نہانی یا سوراخ بول میں پہنچ جاتے ہیں۔

ان کیڑوں کی رنگت زردی مائل سی ہوتی ہے اور یہ عموماً دو تین ہی ہوا کرتے ہیں، لیکن گاہے ان کی تعداد سینکڑوں تک بھی پہنچ جاتی ہے۔

(۲) **حب القرع** (کدو دانہ) یہ کیڑے تخم کدو سے مشابہ ہوتے ہیں، اس لیے ان کو **حب القرع** اور **کدو دانہ** کہتے ہیں (حب القرع = تخم کدو) یہ کیڑے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک فیتا سا بنا لیتے ہیں، لہٰذا ان کو **دودۂ شریطیہ** (فیتا نما کیڑے) بھی کہا جاتا ہے، اور یہ کیڑے تین قسم کے ہوتے ہیں، چنانچہ ان میں سے ایک قسم **خیطۂ عمومیہ متوسطہ** ہے۔ یہ کیڑے باہم مل کر عام طور پر ۱۴ فیٹ سے ۲۴ فیٹ تک لمبا فیتا سا بنا لیتے ہیں، انسان میں عام طور پر یہی پائے جاتے ہیں اور یہ عموماً ان لوگوں میں پائے جاتے ہیں جو گائے بیل کا گوشت کثرت سے کھاتے ہیں۔ ان کے سر میں چار ڈنک سے ہوتے ہیں، لیکن کھنڈیاں نہیں ہوتیں، ان کے ایک ہزار سے زیادہ ٹکڑے ہوتے ہیں اور ہر

سلہ لے ٹیا میڈیوکینی لاٹا۔

ایک ٹکڑے میں پچیس تیس جانبی شاخیں ہوتی ہیں، اور یہ انسان کی آنتوں کی غشائے مخاطی سے چمٹا رہتا ہے۔

دوسری قسم کا حب القرع (کدو دانہ) **خیطیۂ عمومیہ** کہلاتا ہے، یہ کیڑا دس فیٹ تک لمبا ہوتا ہے اس کے سر میں چار آنکڑے اور چھبیس گھنڈیاں ہوتی ہیں، اور اس کا فیتا یا زنجیرہ تقریباً آٹھ سو پچاس ٹکڑوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور ہر ایک حصے پر سات سے دس تک جانبی شاخیں ہوتی ہیں ——— یہ کیڑا عموماً سور کے گوشت میں پایا جاتا اور زیادہ تر ان لوگوں میں پیدا ہوتا ہے جو سور کا گوشت کھاتے ہیں۔ چونکہ یہ سور کے گوشت کے توسط سے جسم انسان میں پہنچتا ہے، لہذا سور اس کیڑے کا وسطی میزبان کہلاتا ہے۔ یہ کیڑا عموماً باشندگان انگلستان میں پایا جاتا ہے۔

تیسری قسم کے حب القرع (کدو دانہ) اول الذکر دونوں قسموں سے لمبے چوڑے ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی لمبائی ۱۲ فیٹ سے ۲۵ فیٹ بلکہ کا ہے اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور چوڑائی پون انچ سے ایک انچ تک ہوا کرتی ہے، لہذا ان کو **خیطیۂ طویلۃ الراس** کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

ان کے سروں پر آنکڑے نہیں ہوتے، بلکہ ان کے سر موٹے سے ڈنڈے کے مانند ہوتے ہیں، جن کے دونوں طرف چاک شگاف ہوتے ہیں۔ ان کی کوئی گھنڈی یا ڈنک نہیں ہوتا، ان کا فیتا یا زنجیرہ تقریباً تین ہزار ٹکڑوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔

اس قسم کے کدو دانے کے انڈے پانی میں پہنچ کر نشو و نما حاصل کرتے ہیں، جن کو مچھلیاں کھا لیتی ہیں اور پھر مچھلی کے توسط کر یہ جسم انسان میں پہنچ جاتے ہیں، اس قسم کے کیڑے روس، سوئٹزرلینڈ اور وسطی یورپ کے دوسرے ممالک کے باشندوں میں پائے جاتے ہیں۔

چوتھی قسم کے حب القرع **خیطیۂ کیسیہ** کہلاتے ہیں، ایک کیڑا ۱/۴ سے ۱/۲ انچ تک لمبا ہوتا ہے، اس کا سر نوک دار ہوتا ہے جس میں چار آنکڑے یا ڈنک پائے جاتے ہیں۔ گھنڈیوں کی دو قطاریں ہوتی ہیں، اس کے چار ٹکڑے ہوتے ہیں، جن میں سے آخری ٹکڑا سب سے لمبا ہوتا ہے۔ اس قسم کا کدو دانہ عام طور پر کتوں، اور بھیڑیوں کی آنتوں میں پایا جاتا ہے، گویا کتے اور بھیڑیے اس کے وسطی میزبان ہیں جنگلی اور پہاڑی نہروں کا پانی پینے سے یہ کیڑے انسان کے جسم میں پہنچ جاتے ہیں، اور جگر وغیرہ مختلف اعضا میں ایک نامی کیسے کے اندر ملفوف ہو جاتے ہیں، (اس قسم کے کدو دانے اگرچہ آنتوں سے متعلق نہیں بلکہ یہ جگر میں پائے جاتے ہیں، لیکن چونکہ یہ بھی ایک قسم کا کدو دانہ ہے، اور کرم شکم میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ لہذا اسی سلسلے میں اس کو بھی بیان کر دیا گیا ہے۔)

قدیم خیالات کے مطابق کدو دانے بڑی آنتوں خصوصاً اعور اور قولون میں پیدا ہوتے ہیں، لیکن جدید تحقیق کے مطابق ان کا مسکن چھوٹی آنتیں ہی ہیں۔

اس جگہ ہم یہ بات مکرر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ایک کدو دانہ شکل و صورت اور قد و قامت میں تقریباً ایک تخم کدو کے مانند ہوتا ہے اور بے شمار کدو دانے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک فیتہ یا زنجیر سی بنا لیتے ہیں۔ ایک کدو دانہ ایک مستقل جاندار ہوتا ہے، اس میں تولید و تناسل کی صلاحیت بھی پائی جاتی ہے۔ پاخانے میں اکثر اوقات ایک ایک یا ایک سے زیادہ کدو دانے باہم جڑے ہوئے خارج ہوا کرتے ہیں، اور یہ کیڑے آنتوں میں انڈے دیتے رہتے ہیں، جو کیڑوں کے ساتھ پاخانہ میں ملے ہوئے خارج ہوتے رہتے ہیں۔

(۳) **دود الخل** (چرنے یا چنونے)، یہ کیڑے ان کیڑوں کے مانند ہوتے ہیں جو سرکے میں پیدا ہو جاتے ہیں لہذا ان کو **دود الخل** (سرکہ کے کیڑے) کہتے ہیں، آخری آنت، معاء مستقیم ان کا مقام پیدائش ہے، لیکن گاہے قولون کی نصف بیج سینی اور اعور میں بھی پیدا ہو جاتے ہیں، اور یہاں ان کے گچھوں کے گچھے پرورش پاتے رہتے ہیں ——— ان کی لمبائی عموماً چوتھائی انچ ہوتی ہے اور یہ زیادہ تر بچوں میں دیکھے جاتے ہیں اور عموماً ہر ملک کے بچوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

ان دود الخل کی ایک اور قسم بھی ہے، جو سوت کے دھاگوں کے مانند پتلے پتلے اور دو انچ تک لمبے ہوتے ہیں۔ ان کے منھ بال جیسے باریک ہوتے ہیں، ان کو **ذات الراس الشعرہ** کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کے نر، مادہ کے مقابلے میں کم لمبے ہوتے ہیں اور یہ زیادہ تر معاء اعور میں پیدا ہوتے ہیں، لیکن گاہے قولون اور مستقیم آنت میں بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کا

ا ٹینیا سولیم ٢ بوتھریو کیفلس لیٹس ٣ ٹینیا ایکینوکوکس ٤ تھریڈ ورمز ٥ ٹرائی کوکیفلس ڈسپار۔

انڈا بیضوی شکل کا ہوتا ہے، جس کے دونوں سروں پر ایک ایک زائدہ ہوتا ہے، اور یہ بالعموم مصریوں میں پایا جاتا ہے۔ جن لوگوں میں یہ کیڑے ہوتے ہیں، ان میں ان کی علامتیں زیادہ نمایاں نہیں ہوتیں، بلکہ ان کی موجودگی کا یقین صرف اس وقت ہوتا ہے، جب یہ پاخانہ میں خارج ہوتے ہیں۔

دود الحل کی ایک اور قسم دودۃ اثنا عشری یعنی فطافیہ کہلاتی ہے، اس قسم کے کیڑے بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں، مادہ ½ انچ اور نر ⅓ انچ لمبا ہوتا ہے، یہ کیڑے دُم کی طرف سے نسبتہً چوڑے ہوتے ہیں منھ نہایت نمایاں ہوتا ہے اور اس میں چار دندانے ہوتے ہیں، جن کے ذریعہ سے یہ چھوٹی آنتوں کی غشائے مخاطی کی چنٹوں سے چمٹا رہتا ہے، جن لوگوں میں یہ کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں، ان کے پاخانے میں خون کی آمیزش ہوتی ہے، اور ان کو مہلک قسم کے قلت الدم کی شکایت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آنتوں سے زیادہ جریانِ خون ہونے لگتا ہے اور رنگ زرد ہو جاتا ہے، سستی آنے لگتی ہے۔ ان کیڑوں کے قد نہایت چھوٹے [1] انچ کے قریب لمبے ہوتے ہیں، ان کے چھلکے نہایت صاف و شفاف ہوتے ہیں۔ ایسے کہ ان کے اندر سے رطوبت صاف نظر آیا کرتی ہے اور یہ پاخانہ میں خارج ہوا کرتے ہیں، اس قسم کے کیڑے مصر، برازیل اور جمیکا کے باشندوں میں پائے جاتے ہیں۔

کیڑوں کی مذکورہ بالا قسموں کو ان کی ساخت کے لحاظ سے دو جماعتوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

پہلی جماعت میں وہ کیڑے شامل ہیں جن میں غذا کی نالی پائی جاتی ہے، حیات دیکھوے، دود الحل دیدانے، اور ان کی قسمیں اسی جماعت میں داخل ہیں۔

دوسری جماعت میں وہ کیڑے ہیں جن میں غذا کی نالی نہیں ہوتی، اسی جماعت میں حب القرع (کدو دانہ) کی تمام قسمیں شامل ہیں۔

علامات: حیات دیکھوے اگر دو چار ہی ہوں تو شاذ و نادر ہی ان کی موجودگی کی کوئی علامت نمایاں ہوتی ہے البتہ مریض کو ہضم غذا کے متعلق شکایت ضرور ہوا کرتی ہے۔ بھوک عموماً کم ہوتی ہے اگرچہ کبھی زیادہ بھی لگتی ہے۔ پیٹ میں نفخ ہوا کرتا ہے، البتہ جب ایک دو کیڑا پاخانہ میں خارج ہوتا ہوا دیکھا جاتا ہے، تو پھر ان کی موجودگی کا یقین ہو جاتا ہے ——— یہ کیڑے جب تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں تو پیٹ میں اینٹھن جیسا درد ہونے لگتا ہے، خصوصاً جب کہ بھوک لگی ہوئی ہو، کیونکہ بھوک کی حالت میں یہ کیڑے اوپر معدے کی طرف چڑھتے ہوئے محسوس ہوا کرتے ہیں اور بعض اوقات معدے میں پہنچ جاتے ہیں، اور قے کے ذریعہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔ ان کیڑوں کی وجہ سے متلی بھی ہوتی رہتی ہے اور ابکائیاں آتی رہتی ہیں، نیند میں منھ سے رال بہا کرتی ہے، زیادہ تر قبض رہتا ہے لیکن گاہے پتلا پاخانہ ہوتا ہے، جس میں آنوں اور غیر منہضم غذا خارج ہوتی ہے، منھ سے بدبو آتی ہے، بدن میں سردی محسوس ہوا کرتی ہے، سستی اور پست ہمتی کا غلبہ ہوتا ہے، ناک اور ہونٹوں میں خارش ہوتی ہے اور پاخانہ سفید آتا ہے، ان کی انعکاسی تحریک کے باعث نیند میں مریض کے دانت بجنے لگتے ہیں۔ بلکہ بعض مریضوں میں شدید عصبی علامتیں نمایاں ہو جاتی ہیں، چنانچہ کسی کو تشنج ہونے لگتا ہے، اور کسی کو مرگی کے دورے پڑنے لگتے ہیں، بعض مریضوں کو خفقان اور اختلاج کی شکایت بھی ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا علامتوں کے علاوہ ان کینچوؤں کے دوسرے اعضا میں چلے جانے کی وجہ سے اس مقام کے اعتبار سے دوسری خاص علامتیں بھی پائی جاتی ہیں، چنانچہ جب یہ کیڑے اوپر کی طرف چڑھ کر مجری صفرا (صفراوی نالی) کو بند کر دیتے ہیں تو یرقان ہو جاتا ہے، اور اگر پھیپھڑوں میں پہنچ جاتے ہیں تو پھیپھڑوں کو خراب کر کے یا قصبۃ الریہ کو بند کر کے اور گلا گھونٹ کر مریض کی ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں، اور اگر جگر میں چلے جائیں تو دبیلۃ الکبد پیدا کر دیتے ہیں، اور اگر آنتوں میں سوراخ کر کے ان سے باہر نکل جائیں تو جریانِ خون ہونے لگتا ہے اور جوف صفاق میں پہنچ کر صفاق میں ورم پیدا کر دیتے ہیں۔

حب القرع (کدو دانہ) کی علامتیں: بعض مریضوں میں زیادہ نمایاں نہیں ہوتیں، اور مریض کو ان سے کچھ بھی تکلیف نہیں پہنچتی، حالانکہ اس کے پیٹ میں کیڑے موجود ہوتے ہیں، لیکن مریض کو ان کی موجودگی کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا، البتہ جب یہ کیڑے پاخانے میں خارج ہوتے ہیں تو ان کی موجودگی کا علم ہوتا ہے۔ یہ کیڑے سفید رنگ کے تخم کدو کے مشابہ ہوتے ہیں، جب ان کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں تو وہ تقریباً وہی ہوا کرتی ہیں جو حیات یعنی کینچوؤں کی بیان کی جا چکی ہیں، مریض نہایت لاغر

[1] اینکی لوسٹومم ڈیوڈینیل۔

دکمزدر ہو جاتا ہے ، بھوک بڑھ جاتی ہے حتیٰ کہ مرض جوع البقر کی شکایت ہو جاتی ہے ، نفخ شکم ، مروڑ اور بدہضمی ہوتی ہے ، درد سر ہوتا ہے اور کابے دوران سر بھی ہونے لگتا ہے ، متلی اور ابکائیاں ستاتی ہیں ، گاہے دست آنے لگتے ہیں ، گاہے درد تولنج ہونے لگتا ہے اور بھوک کے وقت ناف کے اردگرد کم وبیش درد ضرور ہوتا ہے ۔

دود الخل (چرنوں) کی علامتیں اس قسم کے کیڑے زیادہ تر شیرخوار بچوں میں ہوا کرتے ہیں ۔ یہ عموماً معائے مستقیم میں ہوا کرتے ہیں ، ان کی وجہ سے مقعد میں خارش ہوتی ہے بچہ ان کے کاٹنے سے بے حد روتا ہے ، اس کو خاموش کرنے کی تدابیر کی جاتی ہیں ، لیکن کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی ۔ یہ کیڑے ان کے پاخانے میں خارج ہوا کرتے ہیں ، بچے کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے وہ اکثر بے چین اور پریشان رہتا ہے ، ناک کو نوچتا ہو یا کھجاتا ہے ، اگر دانت نکلے ہوئے ہوں تو نیند میں دانت بجاتا ہے ۔ اُسے نیند اچھی طرح نہیں آتی ، بھوک مر جاتی ہے ، جسمانی تغذیہ میں نقص پیدا ہو جانے کی وجہ سے لاغری دکمزوری اور کمی خون کی شکایت پیدا ہوتی ہے ۔ اکثر بدہضمی رہتی ہے ، ان کے علاوہ انعکاسی تحریک کے باعث عصبی عوارض پیدا ہو جاتے ہیں ، چنانچہ تشنجی دورے پڑنے لگتے ہیں ، بعض کو رعشہ ہو جاتا ہے ، بعض مرگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ، نیند میں ڈرنا ، نیند میں دانت بجانا ، ناک نوچنا ، درد سر ، دوران سر تو عام علامتیں ہیں جو اکثر مریضوں میں ظاہر ہوتی ہیں ۔ ان کے علاوہ بعض بچوں میں بھینگا پن ہو جاتا ہے اور بعض کو بول فی الفراش (بستر پر پیشاب کر دینا) کی شکایت ہوتی ہے ۔

تشخیص اگر کوئی مریض شکم میں کسی چیز کی سرسراہٹ محسوس کرتا ہو ، نیند میں دانت پیستا ہو اسکے منہ سے رال بہتی ہو خصوصاً نیند کی حالت میں ، بدہضمی کی شکایت رہتی ہو ، کھانا کھانے کے بعد متلی اور بے چینی ہو جاتی ہو یا اپھارہ (نفخ شکم) ہو جاتا ہو ، خلوئے شکم میں پیٹ کے اندر کسی چیز کی سرسراہٹ محسوس ہوتی ہو ، بھوک کم لگتی ہو یا جوع البقر کی حالت ہو ۔ علاوہ ازیں مریض کی آنکھوں میں سفیدی اور چمک پیدا ہو گئی ہو ، زبان اور ہونٹ دن میں خشک اور رات کو تر رہتے ہوں ، سر بوجھل رہتا ہو یا درد سر ستاتا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ مریض کے پیٹ میں کیڑے موجود ہیں ۔ ——— اس کے بعد ہر قسم کے کیڑوں کی مخصوص علامتوں سے (جو اوپر بیان ہو چکی ہیں) ان کی نوعیت معلوم کر لینی چاہیے ۔ ——— پاخانہ کے خردبینی معائنہ سے بھی کیڑوں کی موجودگی معلوم کی جا سکتی ہے کیوں کہ پاخانے میں اگر کیڑے نہ خارج ہوتے ہوں تو ان کے انڈے کم وبیش نکلتے رہتے ہیں ۔

شیرخوار بچوں میں عموماً چرنے (چنونے) پیدا ہوا کرتے ہیں ، اگر بچہ اپنی ناک نوچے ، بہت روئے کسی تدبیر سے اسے قرار نہ ہو گود میں لینے سے اوپر کی طرف اُچھلے ، اور اس کی مقعد سرخ نظر آئے تو سمجھ لینا چاہیے کہ بچے کی معائے مستقیم میں چرنے موجود ہیں ، ان کے کاٹنے ہی سے بچہ اس قدر رو رہا ہے ، یہ کیڑے اس کے پاخانے میں خارج ہوتے ہوں تو پھر تشخیص میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں سمجھنا چاہیے ۔

انجام کیڑوں کی مذکورہ بالا تینوں اقسام میں سے کدو دانہ کا علاج بہت دشوار ہے ، ان کے علاج میں مریض اور معالج کو بہت دُشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ، بعض اوقات نہایت مکمل علاج کے باوجود اس کا کوئی فرد یا انڈا رہ جاتا ہے جو آہستہ آہستہ اپنی نسل بڑھا لیتا اور حسب سابق مریض کو مبتلائے آفات کر دیتا ہے ——— بہرحال مناسب علاج اور پرہیز سے ان کیڑوں کو ہلاک کر کے خارج کیا جا سکتا ہے اور مریض کو ان سے نجات دلائی جا سکتی ہے ——— البتہ اگر ان کیڑوں کی وجہ سے عصبی عوارض شدید ہو جائیں مرگی کے دورے پڑنے لگیں ، یا صفرا کا راستہ بند ہو جانے سے یرقان ہو جائے ، یا معدے اور آنتوں کے عوارض شدید ہو جائیں تو یہ صورتیں مریض کے لیے خطرناک ہو سکتی ہیں ۔

اصول علاج

جب آنتوں میں کیڑوں کی موجودگی پایۂ تحقیق کو پہنچ جائے تو سب سے پہلے مریض کو کوئی ملین دوا پلائیں ، ملین دواؤں میں روغن بیدانجیر (ارنڈی کے تیل) کا انتخاب کرنا چاہیے ۔ اس کے بعد رات کو قاتل کرم ادویہ مثلاً کمیلہ ، بابڑنگ ، درمنہ ترکی ، سرخس

لہ اس مرض میں مریض کو ہر وقت بھوک سی لگی رہتی ہے ، کھانے کی طرف رغبت نہیں ہوتی ، تھوڑی سی غذا کھا کر چھوڑ دیتا ہے مگر بھوک کا احساس برابر باقی رہتا ہے ۔

وغیرہ کھلائیں، اور صبح کو مسہل دیں ——— مسہل سے تمام مردہ کیڑے خارج ہوجائیں گے بہ سبب پہلے ملین دوا دینے کا فائدہ یہ ہے کہ آنتیں غذائی فضلات سے پاک صاف ہوجائیں گی، علاوہ ازیں آسانی سے خارج ہونے والے کیڑوں کا خارج ہونا بھی ممکن ہو۔ اس کے بعد جو قاتلِ کرم دوائیں استعمال کی جائیں گی، آنتوں کے پاک صاف ہونے کی وجہ سے ان کا مہلک اثر کیڑوں پر اچھی طرح ہوگا۔ بہت سے کیڑے مرجائیں گے، اور بہت سے مضمحل ہوجائیں گے، اس کے بعد مسہل کے ذریعہ ان کا اخراج آسان ہوجائے گا۔

اس جگہ یہ بیان کردینا بھی ضروری ہے کہ بعض اوقات مذکورۂ بالا اصولِ علاج ناکام بھی رہتا ہے، اور اس کی وجہ عموماً یہ ہوتی ہے کہ قاتلِ کرم دوائیں ان کیڑوں کے مزاج کے خلاف ہوتی ہیں، نیز ان کا مزہ تلخ ہوتا ہے، لہٰذا جب یہ دوائیں آنتوں میں پہنچتی ہیں تو کیڑے ان سے متنفر ہوتے ہیں، ان کو کھاتے نہیں، لہٰذا ہلاکت سے محفوظ رہتے ہیں اور دواؤں کا استعمال بے سود ثابت ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں سب سے بہتر حیلہ یہ ہے کہ دوائے ملین استعمال کرنے کے بعد مریض کو دو تین روز ایک خاص وقتِ معینہ پر دودھ میں شکر ملاکر پلائیں اس کے علاوہ اور کوئی غذا نہ دیں۔ دودھ کیڑوں کے موافقِ مزاج اور لذیذ غذا ہے، لہٰذا وہ دو تین روز وقت معینہ پر اس کے کھانے کے عادی ہوجاتے ہیں ——— اس کے بعد اسی وقتِ معینہ پر قاتل کرم دوائیں دودھ میں گھول کر پلادیں کیڑے چوں کہ اس لذیذ غذا کے مشتاق ہوتے ہیں، جوں ہی یہ زہر آمیز غذا ان کے پاس پہنچتی ہے یہ فوراً ہی اس کو نوش جان کرتے اور ہلاک ہوجاتے ہیں۔ ہلاک ہونے کے بعد ان کو کوئی مسہل پلاکر خارج کردیں، اور جب ان کے اخراج سے اطمینان حاصل ہوجائے تو معدہ اور آنتوں کو قوت دینے اور ہضم کی اصلاح کرنے کی طرف متوجہ ہوں، ضرورت کے مطابق جوارش جالینوس، جوارش عود شیریں کھلائیں اور احتیاطاً رات کو اطریفل دیدان یا کوئی دوسری ہلکی قاتلِ دیدان اور ملین دوا کھلاتے رہیں۔ دودھ، دہی اور میٹھی چیزوں کے کھانے سے پرہیز کرائیں۔

یہ کیڑے چوں کہ آنتوں میں ہوتے ہیں، اس لیے ان کے علاج میں خصوصاً چرنوں کے اخراج میں حقنہ اور شافہ بہترین تدبیر ہے۔

کینچوؤں اور کدو دانوں کا علاج پہلے تین روز تک صرف دودھ شکر پلائیں، اس کے سوا کوئی غذا نہ دیں، چوتھے روز بیخ انار ترش ۵ ماشے کے جوشاندہ میں کمیلہ ۶ ماشے گھول کر پلادیں۔ اگلے دن ارنڈی کا تیل پانچ تولے، عرق بادیان دس تولے میں ملاکر پلائیں، تمام کیڑے ہلاک ہوکر خارج ہوجائیں گے۔

یا مندرجہ ذیل دواؤں میں سے کوئی دوا کھلائیں۔

(۱) سرخس، کمیلہ، بابڑنگ، حب النیل ہر ایک ایک ماشہ کو باریک پیس کر رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ پھنکائیں اور صبح کو سنا مکی ایک تولہ پانی میں جوش دے کر چھان کر گلقند چار تولے ملاکر تربد سفید باریک شدہ تین ماشے اوپر سے چھڑک کر پلائیں۔

(۲) بابڑنگ، سرخس، درمنہ ترکی، ترمس، حب النیل، قسط تلخ، تربد سفید، نمک لاہوری برابر وزن کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور رات کو بقدر ۶ ماشے یہ سفوف دودھ کے ساتھ کھلائیں اور صبح کو کوئی مسہل پلائیں۔

(۳) برگ شفتالو تین ماشے، سرخس ۳ ماشے، کمیلہ ڈیڑھ ماشے باریک پیس کر پھنکائیں۔ اوپر سے بادیان، تخم کشوث ہر ایک ۵ ماشے، بابڑنگ ۳ ماشے کو عرق بادیان بارہ تولے میں پیس چھان کر سکنجبین سادہ دو تولے ملاکر صبح و شام پلائیں۔

(۴) کمیلہ، بابڑنگ، برگ نیم ہر ایک ایک تولہ کو باریک پیس چھان کر سفوف بنائیں اور ۶ ماشے سفوف شہد خالص ایک تولہ میں ملاکر رات کو کھلائیں، صبح کو سنا مکی ایک تولہ جوش دے کر گلقند ۴ تولے ملاکر پلائیں۔

چرنوں کا علاج چرنوں کو ہلاک کرنے اور خارج کرنے کے لیے مذکورہ بالا دوائیں بھی مناسب ہیں، لیکن چونکہ چرنے عموماً بچوں کو ہوتے ہیں اور یہ سب سے زیریں آنت معاء مستقیم میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا کچھ تو اس وجہ سے کہ مذکورہ بالا دوائیں سمی ہوتی ہیں، بچوں میں ان کا استعمال مناسب نہیں اور کچھ اس وجہ سے کہ ان کیڑوں تک کھلائی ہوئی دواؤں کا اثر بہت کم پہنچتا ہے، لہٰذا ان کے لیے

مقامی دواؤں کا استعمال زیادہ بہتر ہے، تاہم پہلے ملین دوا استعمال فوائد سے خالی نہیں۔
ان کیڑوں کو ہلاک کرنے کے لیے روغن نیم یا آڑو کے پتوں کا پانی یا ارنڈ کے پتوں کا پانی پچکاری مقعد میں لگانا یا ان میں روئی بھگو کر بطور شافہ استعمال کرنا نہایت مفید ہے۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل دوائیں بھی مفید ہیں:۔
(۱) رسوت، کافور، ایلوا ہر ایک ایک ماشہ، توے کی سیاہی دو ماشے کو گندنا سبز کے پانی میں پیس کر گوند کتیرا ایک تولہ ملا کر اس میں صاف روئی کا شافہ بنا کر تیز کر دیں اور اس کو مقعد میں رکھیں۔
(۲) سنا رکی، سقمونیا، بیخ حنظل، کمیلہ، چرائتہ ہر ایک ایک ماشہ، برگ شفتالو تین ماشے، نمک تلخ ۵ ماشے، سب کو چھٹانک توے پانی میں جوش دیں، جب ۵ تولہ رہ جائے تو چھان کر حقنہ کریں۔

دیگر مرکبات و مجربات

اطریفل دیدان نسخہ:۔ بائبڑنگ ایک تولہ، تربد سفید، حب النیل، قسط تلخ ہر ایک ۶ ماشے، کمیلہ، ترمس، افسنتین رومی، درمنہ ترکی، افتیمون، نمک سانبھر، رائی، شحم حنظل، ناگرموتھا، راسن ہر ایک چار ماشے، سب کو کوٹ چھان کر سہ چند شہد کے قوام میں ملائیں اور نو ماشے رات کو سوتے وقت پانی سے کھلائیں۔
فوائد:۔ ہر قسم کے کیڑوں کو آنتوں سے خارج کرنے کے لیے مفید ہے۔

اطریفل قنبیل نسخہ:۔ پوست ہلیلہ کابلی، پوست ہلیلہ زرد، ہلیلہ سیاہ، پوست بہیڑہ، آملہ ہر ایک ایک تولہ، بائبڑنگ ایک تولہ آٹھ ماشے، تربد سفید ۶ ماشے، قسط تلخ، ریوند چینی، سورنجان، اندر جو تلخ ہر ایک ۵ ماشے، کمیلہ، ترمس، افسنتین، درمنہ ترکی، افتیمون، رائی، نمک سیاہ، شحم حنظل، ناگرموتھا، راسن، بیخ ارمنی، بلاس پاپڑہ، سنا رکی ہر ایک چار ماشے، زیرہ سیاہ، سونٹھ، انیسون، مصطگی، گل سرخ، جمال گوٹہ مدبّر ہر ایک تین ماشے، رب السوس ہر ایک دو ماشے، سب کو کوٹ چھان کر بقدر ضرورت روغن بادام سے چرب کرکے سہ چند شہد میں ملائیں۔ اور ۹ ماشے سے ایک تولہ تک یہ اطریفل رات کو پانی کے ساتھ کھائیں۔
فوائد:۔ آنتوں کے ہر قسم کے کیڑوں خصوصاً کیچووں اور کدو دانوں کو ہلاک کرکے خارج کرنے کے لیے نہایت مفید و مجرب ہے۔

معجون سرخس نسخہ:۔ سرخس، بائبڑنگ ہر ایک سات ماشے، گوگل، تربد سفید ہر ایک چودہ ماشے، کوٹ چھان کر سہ چند شہد میں معجون بنائیں اور اس کے چار حصے کریں۔ ایک حصہ یہ معجون رات کو پانی کے ساتھ کھائیں۔ صبح کو مسہل لیں۔ اس کے بعد ایک ایک روز کے وقفہ سے باقی حصے کھائیں۔ فوائد:۔ کرم شکم کے لیے نہایت مفید ہے۔

حب افسنتین نسخہ:۔ افسنتین رومی، کمیلہ، بائبڑنگ، بلاس پاپڑہ ہر ایک تولہ، سب کو کوٹ چھان کر آب برگ شفتالو سبز میں گوندھ کر جنگلی بیر برابر گولیاں بنائیں اور ایک ایک گولی صبح و شام پانی کے ساتھ کھلائیں۔
فوائد:۔ اس کے استعمال سے ہر قسم کے کیڑے خارج ہو جاتے ہیں۔

حب قنبیل نسخہ:۔ کمیلہ، پودینہ خشک، نمک ہندی، بائبڑنگ، پوست ہلیلہ زرد، تربد سفید ہر ایک تولہ کوٹ چھان کر عرق بادیان میں گوندھیں اور دانۂ مونگ برابر گولیاں بنائیں۔ بوقت ضرورت ۳ ماشے یہ گولیاں پانی کے ساتھ کھلائیں۔
فوائد:۔ یہ گولیاں بھی ہر قسم کے کیڑوں کو خارج کرنے کے لیے نہایت مفید ہیں۔

سفوف دیدان نسخہ:۔ چرائتہ پانچ تولے کو باریک پیس چھان کر اس میں ہینگ خالص دو تولے ملا کر کھرل کریں اور شیشی میں محفوظ رکھیں، روزانہ رات کو یہ سفوف دو ماشے تازہ پانی سے کھلائیں۔
فوائد:۔ کدو دانہ اور کیچوؤں کے لیے مہلک ہے۔

حب جدید نسخہ:۔ کمیلہ ایک تولہ، سینٹونین (جوہر درمنہ ترکی) چھ ماشے دونوں کو پیس کر گوند ببول کے لعاب میں گوندھ کر ساٹھ گولیاں بنائیں۔ ایک ایک گولی صبح، دوپہر، شام پانی کے ساتھ دیں۔ ایک ہفتہ کے بعد ایک ایک گولی صبح و شام دیں۔
غذا و پرہیز:۔ کرم شکم کے مریض کو زود ہضم اور مقوی غذائیں دیں، مثلاً بکری، چوزہ مرغ اور پرندوں (تیتر، بٹیر...)

ملک شام کے نیم حکیم

ملک شام کے اندرونی حصے میں بدوؤں کے خیموں میں اگر کسی شخص کو جانے کا اتفاق ہوا ہے تو وہ جانتا ہے کہ کس طرح خیموں کے اندر عرب جمع ہوتے ہیں۔ انفرادی، قبائلی، ملکی اور بین الاقوامی امور پر تبادلہ خیالات کرتے وقت قہوے کا دور چلتا ہے اور سلسلۂ کلام کے دوران میں اس وقت تک دور چلتا رہتا ہے جب تک کہ ہر شخص کافی نہیں پی لیتا۔ ایسے اجتماعوں میں چاہے موضوع کلام کچھ بھی ہو لیکن حکیم لقمان کا ذکر ضرور ہوتا ہے، جس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ دنیا کا قابل ترین حکیم تھا۔ جسے خدائے بزرگ و برتر نے دنیا میں بھیجا تھا اور جسے دنیا کی جڑی بوٹیوں پر اس قدر قابو حاصل تھا کہ وہ ہر بیماری کا علاج کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔

عام روایت کے مطابق دنیا کے پیدا کرنے والے نے حکم دیا کہ دنیا کی جڑی بوٹیاں ایک ایک کر کے حکیم لقمان کے سامنے ناچیں اور ناچتی ہوئی اس مرض کا نام لیں جس کا علاج وہ کر سکتی ہیں۔ چنانچہ جب حکیم لقمان کھیتوں میں سے گزرتا تھا تو کھیتوں کی جڑی بوٹیاں اس کے سامنے آ کر ناچتی اور گاتی تھیں اور اس طرح اس نے تمام امراض کے علاج کے لیے جڑی بوٹیاں فراہم کر لیں۔ ان جڑی بوٹیوں کو پیس کر بوتلوں میں رکھ دیا گیا تاکہ بوقت ضرورت ان سے کام لیا جا سکے۔ جب کوئی مریض حکیم لقمان کے پاس آتا تھا تو اسے جو مرض ہوتا تھا، اس کے علاج کی جڑی بوٹی اپنی بوتل میں ناچنا شروع کر دیتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ مریض کا علاج کرنے کے لیے بیتاب اور بے چین نظر آ رہی ہے۔ مریض اس کا استعمال کرتا تھا اور فوراً ہی صحت یاب ہو کر خوشی خوشی اپنے گھر چلا جاتا تھا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک مریض حکیم لقمان کے پاس آیا اور اس کے آتے ہی ایک بوتل میں بند زہر نے ناچنا شروع کر دیا حکیم لقمان نے جب یہ دیکھا تو انھیں شک گزرا کہ اس بوتل میں بند زہر غلطی سے ناچ رہا ہے کیوں کہ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہو کہ زہر مریض کے علاج کا ذریعہ بن سکے۔ چناں چہ حکیم لقمان نے اپنی رائے صائب قرار دی اور خدا کے اشارے کو ٹھکرا دیا اور مریض سے کہہ دیا کہ اس کے پاس اس کی بیماری کا کوئی علاج نہیں۔ لہٰذا وہ بہت جلد موت کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے سو جائے گا۔ مریض کو بے حد مایوسی ہوئی اور دوپہر کی کڑکتی ہوئی دھوپ میں وہ ایک راستے پر پڑ رہا۔ کچھ دیر کے بعد اس طرف ایک اونٹ والے کا گزر ہوا جسے اس کی کس مپرسی پر رحم آیا اس نے اونٹوں کو روک کر دودھ کا ایک پیالہ بھر دیا اور اسے اس شخص کے پاس رکھ دیا اتفاق سے ایک سانپ آیا اور اس نے تمام دودھ پی لیا۔ دودھ پینے کے بعد قے کر دی اور وہ پیالہ جو پہلے دودھ سے بھرا تھا اب دودھ اور زہر دونوں سے بھر گیا۔ مریض جب بیدار ہوا تو اس نے دودھ کا پیالہ دیکھتے ہی بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اور اسے خوشی سے منہ لگا کر پی گیا۔ اس پیالے میں وہی زہر تھا جو حکیم لقمان نے مریض کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔ دودھ کا پیالہ پیتے ہی مریض کی بیماری جاتی رہی اور وہ پوری طرح صحت یاب ہو گیا۔ وہ دوڑا ہوا حکیم لقمان کے پاس پہنچا کہ اس نے اس مرض سے نجات حاصل کر لی ہے جس کا علاج حکیم لقمان بھی نہ کر سکے۔ جب حکیم لقمان نے یہ کیفیت دیکھی تو انھیں اس امر کا احساس ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی ہے اور بوتل کے اندر جو زہر ناچ رہا تھا وہ حقیقی طور پر اس مرض کا علاج تھا۔

بقیہ مضمون صفحہ ۱: کا گوشت، مونگ کی دال، اور گیہوں کی روٹی کھلائیں ہضم میں مدد دینے والی چیزیں، مثلاً گرم مسالہ، مناسب مقدار میں استعمال کرائیں، ارنڈ خربوزہ کھلائیں، ادرک، پودینہ وغیرہ کی چٹنی دیں، سبز ترکاریاں کبھی کبھی اور وہ بھی عمدہ قسم کی دیں۔ غلیظ اور نفاخ چیزوں مثلاً گوبھی، آلو، اروی، بھنڈی، بکری کے سری پائے، بڑے جانوروں کے گوشت اور گلے سڑے پھلوں سے پرہیز کرائیں۔

اس روایت کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج ملک شام کے اندر جتنے نیم حکیم پائے جاتے ہیں ان سب کو اپنے متعلق یہی گمان ہے کہ خدا نے انھیں حکیم لقمان کی طرح ایسی طاقت کا مالک بنایا ہے جس کے ذریعہ وہ ہر مرض کا علاج کر سکتے ہیں۔ اس قسم کے حکیموں کی تعداد ملک شام میں اس قدر زیادہ ہے اور ان کا اثر اس قدر وسیع پایا جاتا ہے کہ شام کے اکثر لوگ کبھی نہ کبھی ان کی حکمت کا شکار ہو ہی جاتے ہیں۔

ملک شام کے نیم حکیم عام طور پر مریض کا علاج فصد سے کرتے ہیں۔ جب فصد کرنا مقصود ہوتا ہے تو سہاگہ اور پانی کو ملا کر ایک ٹکیہ بنائی جاتی ہے جسے انسان کے جسم پر اس جگہ باندھ دیا جاتا ہے جہاں فصد کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس جگہ پہ ٹکیہ رکھ کر اس کے اوپر پٹی باندھ دی جاتی ہے۔ یہ پٹی چوبیس گھنٹے تک بندھی رہتی ہے۔ چوبیس گھنٹے کے بعد جب پٹی کھولی جاتی ہے تو اس جگہ نصف ٹکیہ رکھ دی جاتی ہے جس کے اوپر ہرے پتے رکھ کر پٹی باندھ دی جاتی ہے۔ دن میں کئی بار نصف ٹکیہ بدلی جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر ایک بار پوری ٹکیہ رکھ دی جاتی ہے۔ اس طرح انسان کے جسم سے جس قدر خون نکالنا مقصود ہوتا ہے نکالا جاتا ہے۔

اگر کسی شخص کے جسم پر کسی جگہ شدید درد یا سخت تکلیف ہو تو شام کے نیم حکیم اس کا علاج اس طرح کرتے ہیں کہ لوہے کے ایک ٹکڑے کو اس قدر گرم کیا جاتا ہے کہ وہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ انگارے کی طرح سرخ لوہے کو جسم کے اس حصے پر لگایا جاتا ہے جہاں درد ہوتا ہے اور اسے اس مقام پر اتنی دیر تک رکھا جاتا ہے کہ جسم کا یہ حصّہ خوب اچھی طرح جل جائے۔

بعض نیم حکیموں کے خیال میں اس سے بہتر علاج یہ ہے کہ جہاں درد کی شکایت ہو وہاں نیلے رنگ کا ململ کا ٹکڑا رکھ دیا جائے اس ٹکڑے کو اسی جگہ پر جلایا جائے تاکہ اس کے ساتھ ہی اس مقام کی جلد بھی جل جائے۔

بعض اوقات مریضوں کی بیماری کا علاج تعویذ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ "کتاب" ملک شام میں مستطیل یا مثلث شکل کو غلافوں کو کہتے ہیں جو مختلف چیزوں سے بنائے جاتے ہیں۔ ان میں قرآن شریف یا انجیل کی آیتیں کاغذ پر لکھ کر رکھی جاتی ہیں۔ یہ کتابیں مریضوں کے گلے میں ڈال دی جاتی ہیں۔ یا جسم کے اس حصے پر جو مجروح ہو بعض لوگ جو صحت مند ہوتے ہیں اور انھیں کسی قسم کی بیماری نہیں ہوتی، لیکن وہ بھی ان کا استعمال کرتے ہیں تاکہ وہ ہر بیماری اور ہر بلا سے محفوظ رہ سکیں۔

ان کتابوں اور تعویذوں کا استعمال مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ جب کسی شیخ کو مریض کے علاج کی غرض سے بلایا جاتا ہے تو علاج شروع کرنے سے پیشتر شیخ اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ جن لوگوں کو اس طریقِ علاج پر اعتقاد نہیں وہ کمرے سے باہر نکل جائیں نیز مریض کے رشتہ دار شیخ صاحب کو اچھی طرح کھانا کھلائیں تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ جی لگا کر علاج کر سکے اور اس کے علاوہ اُسے بلا میل و حجت تین ترکی پونڈ بطور اس کی فیس کے دیے جائیں۔ جب یہ شرائط پوری کر دی جائیں تو شیخ صاحب اپنا علاج شروع کرتے ہیں۔

اس طریقِ علاج کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاتا ہے جو ایک بار مشاہدہ میں آیا کہ ایک شیخ نے چاندنی رات میں ایک کاغذ پر قرآن شریف کی چند آیتیں لکھیں اور کاغذ کو تہ کر کے اس کو چمڑے کے غلاف میں بند کر دیا۔ بعد میں اس تعویذ کو مریض کے گلے میں لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بڑے کاغذ پر قرآن شریف کی کئی آیتیں لکھیں۔ اور اس کاغذ کو جلا دیا گیا اور مریض کو ہدایت کی کہ وہ جلتے ہوئے کاغذ کے دھوئیں کو اپنے سانس کے ساتھ کھینچے۔ یہ کرنے کے بعد اس شیخ نے چینی کی سفید طشتری پر سیاہی سے قرآن شریف کی چند آیتیں لکھیں۔ اس تحریر پر مکھن لگایا گیا اور اس مکھن پر گرم پانی ڈال کر اسے پگھلایا گیا جسے مریض نے پی لیا۔

ایک ہفتہ کے بعد شیخ تشریف لائے۔ مریض کے گلے سے تعویذ اتار لیا۔ اس تعویذ کو پانی میں گھول کر اسے نیلے رنگ کی ایک بوتل میں رکھ دیا اور مریض کے والدین کو ہدایت کی کہ وہ طلوعِ آفتاب سے پیشتر اس دوا کا ایک چمچہ روزانہ مریض کو پلا دیا کریں۔ شیخ نے مریض کے والدین کو یقین دلاتے ہوئے کہا کہ اگر وہ اس کی ہدایات پر باقاعدہ عمل کریں گے تو مریض تین ماہ اور تین یوم کے اندر صحت یاب ہو جائے گا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک بار ایک بدو عورت نے ایک بانجھ عورت سے کہا کہ اس کے بانجھ ہونے کی دو وجوہ ہیں — ایک تو یہ کہ اس کی شادی کے موقع پر کسی عورت نے کسی بانجھ عورت کی قبر پر سے مٹی اٹھا کر اس پر پھینکی ہوگی، یا اس عورت نے اس کی دعوت میں اسے گدھے کے سم گھول کر چائے پلائی ہوگی۔ لہٰذا وہ اتنے برس تک بانجھ رہے گی جتنی کہ اس گدھے کی عمر تھی۔

ایک نوجوان بدو عورت کو دیکھا گیا کہ وہ گیارہ ماہ کے بچے کو لیے ہوئے ہے اور اس بچے کی ٹوپی کے ساتھ چاندی کا بنا ہوا ہینڈ کی

سیپ کا ایک ٹکڑا، تسبیح کے نیلے دانوں کا ایک ہار، املی کا ایک ٹکڑا وغیرہ وغیرہ باندھے ہوئے لٹک رہے ہیں۔ جب اس نوجوان عورت سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا بچہ بڑی ضد کرتا تھا۔ رات بھر بہت کم سوتا تھا۔ یہ سب چیزیں اس لیے ٹوپی کے ساتھ بندھی ہوئی ہیں کہ بچہ ضدی نہ رہے اور رات کو اچھی طرح سو سکے۔

بچے کے باپ نے کہا تسبیح کے نیلے رنگ کے دانے بچے کو نظر بد سے بچانے کے لیے ہیں۔ املی کا ٹکڑا اس لیے رکھا گیا ہے کہ بچے کا نصیب اچھا ہو، سیپ کا ٹکڑا اس لیے کہ اسے زندگی میں خوشی اور مسرت نصیب ہو۔

ملک شام میں ایسے نیم حکیموں کی کمی نہیں جو یہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ جن اور بھوت پریت پر قابو رکھتے ہیں۔ ایک بار ایک عورت کا جبڑا اتر گیا اور اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ لوگوں نے یہ خیال کیا کہ اس عورت کے جسم کے اندر منہ کی راہ کوئی جن یا بھوت داخل ہو گیا ہے۔ اس جن یا بھوت کو بھگانے کے لیے عورتوں نے قرآن شریف کی کئی آیتیں پڑھ ڈالیں، عورت کے منہ پر تھوکا۔ پرانے جوتے اس کے رخساروں پر مارے گئے۔ لیکن جن یا بھوت نکلنے کا نام تک نہ لیتا تھا۔

ایک عورت کو یہ شکایت تھی کہ اس کا حمل عام طور پر گر جاتا تھا۔ ایک شیخ کے سامنے جب اس کا ذکر کیا گیا تو اس نے کہا کہ اس عورت کے اندر کوئی جن یا بھوت موجود ہے۔ جب عورت کا پیٹ بڑھتا ہے تو اس جن کے دل میں تعصب اور حسد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور یہ اس جن کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ حمل گر جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ جن کو نکال باہر کیا جائے۔ اس شیخ کے پاس ایک سانپ تھا جس کے ذریعہ وہ جن نکالا کرتا تھا۔ اس شیخ نے سانپ کو عورت کے پیٹ پر بٹھا دیا۔ جب وہ کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تو شیخ نے قرآن شریف کی آیتیں پڑھنی شروع کر دیں۔ قرآن شریف کی آیتیں پڑھتے وقت شیخ سانپ کی گردن دباتا جاتا تھا، حتے کہ سانپ کا منہ کھل گیا۔ یہ دیکھتے ہی شیخ نے اعلان کر دیا کہ جن نکل کر بھاگ گیا اور آئندہ اس مرض کی شکایت نہ ہو گی۔

ملک شام کے نیم حکیموں اور ان کے حیرت انگیز طریق علاج کی سینکڑوں مثالیں دی جا سکتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ شام کے باشندے اس سائنس اور ایجاد کے زمانہ میں بھی کس قدر عجیب وغریب توہم پرستی کا شکار ہیں اور وہ ابھی تک وہی زندگی بسر کر رہے ہیں جو ان کے آباؤ اجداد صدیوں پیشتر کرتے آئے ہیں۔ ان طریق ہائے علاج سے اہل شام کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک میں باقاعدہ تعلیم یافتہ ڈاکٹر بھی موجود ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ عوام ابھی تک ان نیم حکیموں کے پنجے میں ہیں جو مغربی طریق علاج اور ڈاکٹری دواؤں کو مہلک اور خطرناک سمجھتے ہیں اور ان نیم حکیموں کے علاج کو امرت خیال کرتے ہیں جو درحقیقت ہر سال کئی جانوں کو موت کی نیند سلاتا ہے۔

شام میں یہ توہم پرستی اور قدامت پسندی صرف مسلمان آبادی تک ہی محدود نہیں بلکہ عیسائی بھی اس کا شکار ہیں۔ یہ عیسائی اعتقاد رکھتے ہیں کہ کنواری مریم ان کی ہر بیماری کا علاج کر سکتی ہیں، مریض کے سر پر وہ کنواری مریم کی کئی تصویریں لٹکائے رکھتے ہیں اور مریض کو کمرے میں اکیلا چھوڑ کر سب باہر چلے جاتے ہیں تاکہ وہ ظاہر ہو کر مریض کو شفا بخش سکے۔ ایک عام مجمع میں ایک نوجوان شخص سے جب پوچھا گیا کہ کس طرح کنواری مریم نے ظاہر ہو کر اس کو نمونیہ کے مرض سے نجات دی تو اس شخص نے بڑے جوش اور اعتقاد کے ساتھ سب واقعہ کہہ سنایا۔

اس توہم پرستی اور جہالت کا سبب علم کا فقدان ہے۔ شام کے باشندے ابھی تک جہالت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس جہالت کو دور کرنے کے لیے بیروت کی یونیورسٹی کافی خدمات انجام دے رہی ہے۔ طالبان علم میں یہ جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ فارغ التحصیل ہو کر اپنے بدقسمت بھائیوں کی جہالت کو دور کریں۔ اس مقصد کے لیے دیہات سدھار تحریک جاری کی گئی ہے۔

جنگو

جناب حکیم محمد عبدالواحد صاحب

جنگو کو جنگوُ کتّا، کملا، کملیا اور گھرا بھی کہتے ہیں، یہ ایک رینگنے والا کیڑا ہے، جو تقریباً ایک انچ لمبا اور ½ انچ موٹا ہوتا ہے۔ رنگ اس کا کالا ہوتا ہے، اس پر شکنیں پڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ تمام جسم پر نرم و نازک بال ہوتے ہیں، اور ان ہی بالوں کی نسبت سے اس کا نام کملا یا کملیا (یعنی کمبل والا) مشہور ہے۔ —— لفظ جنگو کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ یہ "جنگ جو" تھا جو کثرت استعمال سے مخفف ہو کر "جنگو" رہ گیا۔ —— یہ کیڑا بعض فصلوں کی تباہی میں کسانوں کے ساتھ جنگ جوئی کا خوگر ہے لہٰذا وجہ تسمیہ ظاہر ہے —— اس کے علاوہ اس کی وجہ تسمیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب یہ آدمی کے جسم پر چلتا ہے تو اس کے بال چبھتے ہیں، جن کی وجہ سے بے حد خارش اور بے چینی ہوتی ہے اور وہ جگہ سوج جاتی ہے۔

یہ کیڑا زیادہ تر برسات میں پیدا ہوتا ہے، انگور کی بیلیں اس کا دل پسند مسکن اور ان کے پتے من بھاتا کھاجا ہیں۔ ان ہی پر یہ رہتا، ان کے پتوں کو کھاتا اور انھیں کو برباد کرتا ہے۔ بعض مقامات پر جھاؤ اور برسات کی دوسری نباتات پر دیکھا جاتا ہے —— کسی سال اس کی پیدائش زیادہ ہوتی ہے اور کسی میں کم —— حکیم اعظم خاں رح تحریر فرماتے ہیں "سنہ ۱۲۳۰ ہجری میں جب کہ حیدرآباد دکن میں وبا پھیلی ہوئی تھی یہ کیڑا اس کثرت سے پیدا ہوا تھا کہ اس کے انسداد کی ضرورت پیش آئی تھی" —— اس مرتبہ ضلع میرٹھ کے بعض دیہات میں اُڑد اور مونگ کی فصلیں اس کیڑے نے تباہ کر دیں۔ ممکن ہے کہ دوسرے علاقوں میں بھی اس نے ان خاص فصلوں کو تباہ کیا ہو۔

جنگو کی مضرتیں جنگو کی سب سے بڑی مضرت یہی ہے کہ یہ فصلوں کو کھا کر زمین کے برابر کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کیڑا زہریلا ہوتا ہے، جب انسان کے جسم پر لگ جاتا ہے تو سوزش اور خارش پیدا کر دیتا ہے اور وہ جگہ سوج جاتی ہے۔

صاحب تذکرۃ الہند تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اس کیڑے پر بہت سی چیزیں گرائیں، لیکن یہ کسی سے بھی نہ مرا، لیکن جب میں نے اس پر روغن بید انجیر (ارنڈی کا تیل) گرایا تو وہ فوراً مر گیا، جس سے میں نے سمجھ لیا کہ روغن بید انجیر ہی اس کا مصلح (یا اس کا تریاق) ہے —— چنانچہ اگر یہ کیڑا کسی کے جسم پر ملا جائے، خارش اور سوجن پیدا ہو جائے تو روغن بید انجیر جسم پر ملنے اور پلانے سے یہ شکایت دور ہو جاتی ہے۔

جنگو کے منافع جس طرح اطبا نے، جونکوں، کینچوؤں وغیرہ کی جسمانی ساخت اور بعض جانداروں کے عادات و خصائل وغیرہ دیکھ کر ان کو مقوی باہ دواؤں میں شامل کر لیا ہے، اسی طرح جنگو کے متعلق بھی کچھ خیالات قائم کیے گئے ہیں چنانچہ ان کے خیال میں جنگو میں ایک تیز محرک رطوبت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے انسان کے جسم پر اس کے مل جانے کی وجہ سے خارش اور سوجن پیدا ہو جاتی ہے، اگر کیڑے کو ایسی دواؤں کے ساتھ طلائے عضو مخصوص پر لگایا جائے، جو اس کی وجہ سے پیدا شدہ مضرت کو دور کرے اور ساتھ ہی اس کی وجہ سے پیدا شدہ سوجن کو برقرار رکھے تو اس سے تحریک اعصاب اور فربہی قضیب کے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں —— چنانچہ بعض اطبا نے اس خیال کو عملی جامہ پہنایا تو امید کے مطابق پایا۔

ہمدرد صحت کی کسی گزشتہ اشاعت میں طلاء کا ایک نسخہ غالباً حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی کی طرف سے درج ہو چکا ہے اس کے ماسوا حکیم فیروز الدین مرحوم نے رموز الاطبا میں طلاء کا ایک نسخہ درج فرمایا ہے، جس کو اپنا مجرب بیان کیا ہے اس نسخے کا ایک جزو یہ جنگو کیڑا بھی ہے —— یہ طلا دوسرے طلاؤں کے مقابلے میں عجیب و غریب ہے اور ایک تجربہ کار طبیب کی جانب سے شائع ہوا ہے، لہٰذا ناظرین کی معلومات کے لیے حکیم صاحب موصوف کے الفاظ میں درج کرتے ہیں وھو ہٰذا:

طلائے خاص: اس طلا کے لگانے سے آدھ گھنٹے بعد عضو اقطار ثلاثہ میں دگر درازی کی طرف نسبتاً کم

بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ اگر احتیاط نہ کی جائے اور مناسب جگہ پر اس انتفاخ کو روک نہ لیا جائے تو ورم کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ میں نے بھی اسے تین بار تیار کیا ہے۔ ایک بار اس زمانے میں جب کہ میں جوگیوں کے گروہ میں شامل ہو کر پہاڑوں کی سیر کر رہا تھا، اور دو سال اب سنہ ۱۹۰۹ء اور سنہ ۱۹۲۰ء میں، سینکڑوں روپے خرچ ہونے پر بھی قیمت ہی سے تیار ہوتا ہے۔

صفت :- مستہ ہائے قلب مار (نر سانپ کے دل پر ایک قسم کا چھوٹا سا مسہ ہوتا ہے جو اس کے ایک بار مباشرت کر لینے کے بعد معدوم ہو جاتا ہے) جس قدر فراہم ہو سکیں اس سے آٹھ وزن ہنگوکتا (جو لیچی یعنی جھاؤ کے درخت سے لیا گیا ہو) دونوں سے دو گنا وزن زلو (جونک) تازہ، تینوں کو روغن زیتون میں آٹھ روز تک سحق کر کے نہایت چھوٹی آتشی شیشی میں ڈال کر نرم اور نازک آنچ سے کہ جل نہ جائے پتال جنتر کے ذریعہ سے روغن کشید کریں اور نہایت حفاظت سے رکھیں ——

تین چار قطرے عضو کی پشت پر ملیں، تھوڑی دیر میں جلن سی محسوس ہو گی۔ پھر اس میں کچھ انتفاخ سا ہو گا جو بڑھتا رہے گا۔ پس جس اندازہ پر عضو کو آپ رکھنا چاہیں، جب اس کا انتفاخ وغیرہ وہاں تک پہنچ جائے، پتہ مرغ جوان کا پانی (جو پہلے سے تیار رکھا ہو) اس پر مل دیں۔ سب سوزش بند ہو جائے گی جس قدر انتفاخ سا ہوا تھا وہ مضبوط ہو جائے گا۔ اور آئندہ عضو انتشار کی حالت میں اسی قدر طویل، عریض اور عمیق ہو گا۔ خدا کی قدرت عجیب ہے اور اس نے عجیب و غریب چیزیں انسان کے لیے پیدا کی ہیں۔

> **نوٹ** :- سینکڑوں سانپ کٹوانے پر قیمت سے مسے مل جاتے ہیں۔ اس سال تقریباً دو سو سانپ کٹوائے گئے۔ فی سانپ آٹھ آنے دیا گیا تھا، مگر افسوس کہ ایک سو روپے خرچ ہونے پر کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ اس دوا سے جو انتفاخ ہوتا ہے، اس کا نتیجہ نہیں دیکھا گیا کہ کہاں تک ہوتا ہے۔ خیال ہے کہ بہت زیادہ ورم کی صورت اختیار کر کے عضو کی جلد پھٹ جائے گی۔ خدا پناہ میں رکھے، جو صاحب بنا کر استعمال کریں، وہ اگر غفلت کریں گے تو خود ذمہ دار ہیں۔

خون کیسے بنتا ہے؟

ہضم اور اعضائے ہضم کی تشریح

افعال الاعضا کی روشنی میں

غذاؤں کے ہضم کی کیفیت معلوم کرنے اور نظام ہضم کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے اعضائے ہضم کے حالات جاننا ضروری ہے۔ اعضائے ہضم میں سب سے پہلی چیز غذا کی نالی ہے۔ یہ منہ سے مقعد تک تیس فیٹ لمبی ہے۔ اس کے کئی حصے ہیں، اور ہر ایک حصے کا الگ الگ نام ہے، چنانچہ اس کا ابتدائی حصہ **مُنھ** کہلاتا ہے۔ منہ کے بعد حلق ہے اور حلق کے بعد مری ہے۔ مری کے بعد اس نالی کا وہ کشادہ حصہ ہے جو خاص قسم کی شکل و صورت رکھتا ہے اور **معدہ** کہلاتا ہے، معدے کے بعد آنتیں ہیں۔ یہ سب غذا کو ہضم کرنے والے اصلی اعضا کہلاتے ہیں، ان کے علاوہ دانت، ہونٹ، منہ کی گلٹیاں، جگر، تلی اور بانقراس ہیں یہ غذا کو ہضم کرنے میں مدد پہنچاتے ہیں، اب ان میں سے ہر ایک کا مختصر بیان ملاحظہ فرمائیے۔

منھ اگرچہ عام طور پر اس سوراخ کو کہتے ہیں، جو دونوں ہونٹوں کے ملنے سے بند ہو جاتا ہے، لیکن اصل میں یہ منہ نہیں بلکہ منہ کا سوراخ ہے، منہ درحقیقت وہ جوف ہے جس میں زبان اور دانت وغیرہ رہتے ہیں اور یہ ہونٹوں سے زبان کی جڑ تک ہے اس جوف میں ایک غشائے مخاطی استر کرتی ہے۔

دانت منہ میں کل ۳۲ دانت ہوتے ہیں ۱۶، اوپر کے جبڑے میں اور ۱۶ نیچے کے جبڑے میں۔ یہ چھ سات سال کی عمر میں دودھ کے دانتوں کے گرنے کے بعد نکلنے شروع ہوتے ہیں اور ۲۵ سال کی عمر تک سارے دانت نکل آتے ہیں اور عموماً بڑھاپے تک قائم رہتے ہیں۔

دانتوں سے چہرے کی خوبصورتی قائم رہتی ہے اور ان سے گفتگو کرنے میں مدد ملتی ہے، لیکن ہضم غذا میں ان کا فائدہ جو نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ غذا کے ٹکڑوں کو کاٹتے اور کترتے ہیں۔ نیز ان کو چبا کر اور پیس کر باریک کر دیتے ہیں، تاکہ کھائی ہوئی غذا کا غذا کی نالی سے گزرنا آسان ہو جائے نیز وہ معدے میں اچھی طرح ہضم ہو سکے۔

زبان یہ گوشت سے بنی ہوئی ہے اور اس کے اندر رگیں اور پٹھے پھیلے ہوئے ہیں۔ اوپر غشائے مخاطی لپٹی ہوئی ہے، زبان پر چھوٹے چھوٹے ابھار ہیں، جن کی وجہ سے یہ کھردری معلوم ہوتی ہے۔

زبان قوت ذائقہ کا خاص آلہ ہے، ہم اسی کی مدد سے تمام چیزوں کے مزے معلوم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں زبان منہ میں غذا کو الٹنے پلٹنے میں مدد دیتی ہے، جس سے غذا کا چبانا اور نگلنا آسان ہو جاتا ہے۔ نیز ہم اسی کے ذریعہ سے گفتگو کرتے اور اپنے مطالب دوسروں کو سناتے ہیں۔

زبان کے ذریعہ سے چیزوں کے مزے معلوم کرنے کے لیے زبان کے اوپر چھوٹے چھوٹے ابھار ہیں، جن میں زبان میں ذی حسی پٹھوں کی شاخیں ختم ہوتی ہیں، جب ہم کوئی چیز کھاتے پیتے ہیں تو وہ چیز لعابِ دہن کے ساتھ مل کر ان ابھاروں سے مَس کرتی ہے اور حسی پٹھوں کے توسط سے اس کا احساس دماغ تک پہنچتا ہے اور دماغ اس چیز کے مزے کو محسوس کر لیتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ زبان کے درمیانی حصے میں قوت ذائقہ بہت کم ہوتی ہے، میٹھی چیزوں کا مزہ معلوم کرنے کی قوت زیادہ تر زبان کی نوک پر ہوتی ہے اور کڑوا مزہ معلوم کرنے کی قوت زبان کے پچھلے حصے پر، کھٹی اور نمکین چیزوں کے مزے زیادہ تر زبان کے کناروں پر محسوس ہوا کرتے ہیں۔

حلق منہ کے بعد جو جوف واقع ہے، یہی حلق کہلاتا ہے۔ یہ غذا کی نالی کا تقریباً ۴½ انچ لمبا حصہ ہے۔ اس کے اوپر کی طرف ناک کے سوراخ کھلتے ہیں اور اس کے آگے نرخرہ واقع ہے۔

مری غذا کی نالی کا خاص حصہ ہے، اور در حقیقت یہی غذا کی نالی کہلاتی ہے۔ اس کی لمبائی ۹ انچ ہے۔ یہ ہوا کی نالی کے پیچھے سے گزرتی ہوئی اور حجاب حاجز کو چھیدتی ہوئی پشت کے دسویں مہرے کے بالمقابل فم معدہ میں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ یہی نالی ہے جس کے راستے منہ میں دانتوں سے چبائی اور پیسی ہوئی غذا اور پانی وغیرہ معدے میں جا پہنچتے ہیں۔ اس نالی کے اندر بھی غشائے مخاطی استر کرتی ہے، جس سے لعاب دار رطوبت رس کر اس کی سطح کو چکنا اور تر رکھتی ہے اور غذا کے نگلنے میں مدد دیتی ہے۔

معدہ جس جگہ پہنچ کر مری ختم ہوتی ہے وہی معدہ ہے، یہ غذا کی نالی کا سب سے چوڑا حصہ ہے، جو کوڑی کے نیچے واقع ہے۔ اس کی شکل مشکیزہ جیسی ہوتی ہے، اس کا منہ یا بالائی سوراخ جو مری کے آخر حصے سے متصل ہے **فم معدہ** کہلاتا ہے، اور اس کا گول اور پھیلا ہوا حصہ جو بائیں طرف حجاب حاجز کے نیچے تلی کی طرف واقع ہے **قعر معدہ** کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور اس کا نچلا سوراخ جو آنتوں سے ملتا ہے بواب کہلاتا ہے۔

معدے کی ساخت:- معدہ چار پرتوں سے مل کر بنتا ہے۔ **پہلا پرت** آبدار جھلی کا ہے جو معدے کے اوپر غلاف کے مانند استر کیے ہوئے ہے، **دوسرا پرت** عضلی ریشوں سے بنا ہوا ہے، معدے کی حرکتیں اسی پرت سے پیدا ہوتی ہیں۔ **تیسرا پرت** خانہ دار ساخت کا ہے، اس میں باریک باریک رگوں اور پٹھوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ **چوتھا پرت** لعاب دار جھلی یعنی غشائے مخاطی کا ہے۔

جس طرح غذا کی نالی کے دوسرے حصوں میں لعاب دار جھلی (غشائے مخاطی) لگی رہتی ہے اسی طرح یہ معدے کی اندرونی سطح پر بھی چسپاں رہتی ہے (یہی جھلی معدے کا چوتھا پرت ہے)، عام طور پر اس جھلی کا رنگ پھیکا سا ہوتا ہے، لیکن جب معدے میں کوئی غذا پہنچتی ہے اور ہضم کا فعل شروع ہوتا ہے تو اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے، خالی ہونے کی حالت میں جب کہ معدہ سکڑا ہوا رہتا ہے اس جھلی کے اندر بہت سی لمبی لمبی چنٹیں غائب ہو جاتی ہیں۔ اس جھلی میں شہد کے چھتے کے مانند چھوٹے چھوٹے خانے ہوتے ہیں اور ان خانوں میں باریک باریک سوراخ۔ اور یہ سوراخ اصل میں معدے کی بے شمار ننھی ننھی گلٹیوں کے دہانے ہیں جن سے رطوبت رسا کرتی ہے۔ یہ گلٹیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک قسم کی گلٹیوں سے چکنی لیسدار رطوبت خارج ہوتی ہے جو معدے کی اندرونی سطح کو تر اور چکنا رکھتی ہے اور دوسری قسم کی گلٹیوں سے رطوبت ہاضم نکلتی ہے جو غذا کو ہضم کرتی ہے۔ جب یہ رطوبت کسی وجہ سے کم رستی ہے تو ہضم میں خرابی آ جاتی ہے۔

آنتیں (امعاء) چھ ہیں:- (۱) اثنا عشری (بارہ انگشتی)، (۲) صائم، (۳) دقاق، (۴) اعور (کانی آنت)، (۵) قولون اور (۶) معاء مستقیم (سیدھی آنت)۔ ان سب آنتوں کی مجموعی لمبائی ستائیس فیٹ ہوتی ہے۔ ان میں سے پہلی تین آنتوں کو چھوٹی آنتیں، اور آخری تین آنتوں کو بڑی آنتیں کہتے ہیں۔ چھوٹی آنتوں کی مجموعی لمبائی تقریباً بائیس فیٹ ہوتی ہے۔ یہ نہایت پیچ دار ہوتی ہیں اور اول سے آخر تک بتدریج باریک اور تنگ ہوتی جاتی ہیں، ان ہی آنتوں میں معدے کی ہضم کی ہوئی غذا کے ساتھ صفراء، رطوبت بانقراس اور خاص آنتوں کی رطوبت ملتی ہے اور ہضم شدہ غذا سے بدن کے پرورش کرنے والے اجزاء الگ اور فضلات الگ ہو جاتے ہیں۔

بڑی آنتوں کی مجموعی لمبائی تقریباً پانچ فیٹ ہے۔ یہ چھوٹی آنتوں کی نسبت بڑی اور موٹی ہوتی ہیں، پہلی آنت (اثنا عشری) معدے کے زیریں سوراخ بواب سے شروع ہوتی ہے، اس کی لمبائی تقریباً بارہ انگشت ہوتی ہے، اسی لیے یہ اثنا عشری یا بارہ انگشتی کہلاتی ہے، جگر اور مرارہ کی نالی (مجرئ صفرا) اور بانقراس کی نالی اسی آنت میں آ کر کھلتی ہیں جن کے راستے صفرا اور رطوبت بانقراس اس آنت میں پہنچ کر معدے سے آئی ہوئی غذا کے ساتھ مل جاتی ہے۔ اثنا عشری کے بعد صائم ہے، یہ مرنے کے بعد خالی پائی جاتی ہے، اس لیے صائم کہلاتی ہے، یہ تقریباً ساڑھے سات فیٹ لمبی ہوتی ہے۔ صائم کے بعد دقاق ہے، یہ پیچ دار ہوتی ہے، لہٰذا اس کو پیچیدہ آنت بھی کہتے ہیں، اس کی لمبائی تقریباً ساڑھے گیارہ فیٹ ہوتی ہے۔ اس کے بعد اعور شروع ہوتی ہے۔ یہ مذکورہ بالا تیسری آنت صائم کے ختم اور پانچویں آنت قولون کے درمیان تھیلی کی طرح لٹکی رہتی ہے اس کا صرف ایک ہی سوراخ ہوتا ہے اس لیے یہ اعور (یعنی کانی) کہلاتی ہے، یہ تقریباً ڈھائی انچ لمبی ہوتی ہے، یہ پیڑو میں دائیں طرف رہتی ہے۔ اس کے پچھلے حصے سے تین سے چھ انچ تک لمبا ایک زائدہ لگا رہتا ہے، جس کی شکل جونک جیسی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ **زائدہ دودیہ** کہلاتا ہے۔ جب اس زائدہ میں ورم ہو جاتا ہے تو ایک نہایت اہم اور شدید مرض پیدا ہو جاتا ہے (جو اپنڈی سائی ٹس کے نام سے مشہور ہے) قولون پانچویں آنت ہے

یہ پیڑو کے دائیں طرف اطور سے شروع ہو کر پہلے اوپر کی طرف چڑھتی ہے اور جب جگر کے نیچے پہنچتی ہے تو خم کھا کر آڑے طور پر ناف کے اوپر سے گزرتی ہوئی تلی کے نیچے جا پہنچتی ہے اور پھر وہاں سے خم کھا کر نیچے جاتی ہے اور پیڑو کے بائیں طرف خم کھا کر کچھ آگے بڑھتی اور پیڑو کے جوف کے اوپر پہنچ کر معاء مستقیم میں ختم ہو جاتی ہے۔

معاء مستقیم چھٹی اور آخری آنت ہے، جو قولون کے آخری حصے سے شروع ہو کر مقعد کے سوراخ میں ختم ہو جاتی ہے، اس کی لمبائی چھ سے آٹھ انچ تک ہوتی ہے، اسی کے آخری سوراخ کا نام **مقعد** ہے۔

آنتوں کی ساخت: معدے کی طرح آنتوں کی ساخت میں بھی چار پرت ہوتے ہیں، بیرونی پرت آبدار جھلی کا، اس کے بعد دوسرا پرت عضلی ریشوں کا، پھر خانہ دار ساخت کا، جس میں باریک باریک رگوں اور پٹھوں کا جال پھیلا ہے اور چوتھا اندرونی پرت مخاطی جھلی کا ہوتا ہے۔ دوسرے پرت کے عضلی ریشوں کے سکڑنے اور پھیلنے سے آنتوں کا ایک حصہ سکڑتا ہے تو دوسرا پھیلتا ہے اور یہ سکڑنے اور پھیلنے کی حرکت آنتوں میں کیڑے کی حرکت کے مانند ہوتی ہے، اسی لیے اس کو حرکت دودیہ کہتے ہیں، اس حرکت کے ذریعے آنتوں کے اندر غذا یا فضلہ بتدریج آگے کی طرف سرکتا جاتا ہے، یہاں تک کہ فضلہ مقعد کے راستے خارج ہو جاتا ہے۔

چھوٹی آنتوں کے چوتھے پرت کی سطح پر مخمل کے مانند روئیں دار ابھار ہوتے ہیں، جن کے اندر آنتوں کی عروق جاذبہ ہوتی ہیں جن کو عروق **ماساریقا** بھی کہتے ہیں، اور یہی عروق **کیلوسیہ** بھی کہلاتی ہیں، یہ خلاصۂ غذا کو جذب کر کے خون میں داخل کرتی ہیں۔

ان عروق جاذبہ کے علاوہ اس چوتھے پرت میں نہایت چھوٹی چھوٹی گلٹیاں بھی ہوتی ہیں جن سے رطوبت رس کر آنتوں کی اندرونی سطح کو تر رکھتی اور ہضم غذا میں مدد دیتی ہے۔

غذا کس طرح ہضم ہوتی ہے؟ اعضائے ہضم کے مذکورہ بالا مختصر حالات معلوم کرنے کے بعد ہضم غذا کی داستان بھی سنیے۔ جو غذا ہمارے منہ میں داخل ہوتی ہے، سب سے پہلے اس کو دانت کاٹتے اور کترتے ہیں، ڈاڑھیں پیس پیس کر باریک کرتی ہیں۔ زبان غذا کو الٹتی پلٹتی رہتی ہے اور آگے دانتوں کی باڑھ، ہونٹوں کے کواڑ اس کو باہر نکلنے سے روکے رکھتے ہیں۔ لعاب دہن پیدا کرنے والی گلٹیاں لعاب دہن پیدا کرتی رہتی ہیں جو رس رس کر غذا کے لقمے کے ساتھ ملتا رہتا اور اس کو رقیق بناتا رہتا ہے ——— اس کے علاوہ لعاب دہن میں غذا کے اجزا گھل کر زبان میں جذب ہو جاتے ہیں جس سے ذائقہ محسوس کرنے والا پٹھا اپنا احساس دماغ کو پہنچاتا ہے۔ اب اگر وہ چیز کڑوی یا بدمزہ ہوتی ہے تو دماغ اس کو پھینک دینے کا حکم دیتا ہے اور اگر میٹھی خوش مزہ ہوتی ہے تو دماغ اس کو کھانے کا حکم صادر کرتا ہے ——— علاوہ ازیں یہ لعاب دہن غذا کے نشاستہ دار اجزا کو بھی ہضم کرتا ہے گویا ہضم کا کام منہ ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔

اب جب کہ لقمے کو دانتوں اور ڈاڑھوں نے پیس کر باریک بنا دیا اور لعاب دہن نے اس کو پتلا اور چکنا کر دیا تو زبان اور حلق کی مدد سے غذا کی نالی میں دھکیلا جاتا ہے، غذا کی نالی اس کو لے کر نیچے کی طرف آہستہ آہستہ دھکیلتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ فم معدہ سے گزرتا ہوا معدے میں جا پہنچتا ہے۔ غرض کہ جس قدر غذا ہم کھاتے ہیں وہ ساری کی ساری لقمہ لقمہ ہو کر معدے میں پہنچتی ہے تو معدے میں خاص قسم کی حرکتیں شروع ہو جاتی ہیں اور اس کی گلٹیوں سے رطوبت ہاضم رس رس کر غذا کے ساتھ ملتی رہتی اور غذا کو ہضم کرنے میں مدد دینے لگتی ہے۔

جس وقت سے غذا لقمہ لقمہ ہو کر معدے میں پہنچنے لگتی ہے اگرچہ رطوبت ہاضم اسی وقت سے رسنا اور غذا کے ساتھ ملنا شروع کر دیتی ہے لیکن غذا کو ہضم کرنے کا خاص کام اسی وقت شروع ہوتا ہے جب کہ غذا کھالی جاتی ہے۔

معدے کی مذکورہ بالا حرکتیں اس کے سکڑنے اور پھیلنے سے پیدا ہوتی ہیں، اور ان حرکتوں کی وجہ سے غذا کا ہر ایک حصہ آہستہ آہستہ ادھر ادھر ہوتا رہتا اور معدے کی سطح سے مس کرتا رہتا ہے اور چونکہ معدے کی سطح سے رطوبت ہاضم برابر رستی رہتی ہے۔ لہٰذا وہ غذا کے ذرے ذرے کے ساتھ مل جاتی ہے۔

جب معدے کی حرکتوں اور رطوبت ہاضم کی آمیزش سے غذا کا کسی قدر حصہ آش جو یا چاولوں کی پیچ کے مانند نرم اور پتلا ہو جاتا ہے تو وہ معدے کے زیریں سوراخ (بواب) کے راستے سے گزر کر اثنا عشری آنت میں جا پہنچتا ہے، یعنی جس قدر غذا ہضم ہو کر نرم

در منتقل ہوتی جاتی ہے ، آسی قدر اس سوراخ کے راستے اثنا عشری میں پہنچتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک معدے میں غذا باقی رہتی ہے ۔ معدے میں غذا عام طور پر ڈھائی گھنٹے سے چار گھنٹے تک ہضم ہو کر اثنا عشری میں پہنچ جاتی ہے ——— اگر غذا دودھ ، آش ، چائے ، بسکٹ وغیرہ کے مانند سیال یا زود ہضم ہو تو وہ ڈھائی گھنٹے میں ہضم ہو جاتی ہے ، ورنہ اس کے ہضم میں دیر لگتی ہے ۔ چنانچہ گوشت روٹی اور ان سے زیادہ ثقیل و دیر ہضم غذاؤں کے ہضم میں چار گھنٹے تک لگ جاتے ہیں ۔ علاوہ ازیں اگر غذا زیادہ پیٹ بھر کر کھائی جاتی ہے تو اس کے ہضم میں بھی نسبتاً زیادہ دیر لگتی ہے ۔

یہ بھی واضح رہے کہ جو غذائیں ہم روزمرہ کھاتے ہیں ان کے سب کے سب اجزا معدے ہی میں ہضم نہیں ہوتے ہیں ، نباتی غذائیں مثلاً گیہوں ، چنا ، جو ، جوار وغیرہ کی روٹی ، دالیں ، ساگ ، بھاجی اور میوے وغیرہ اور حیوانی غذائیں مثلاً گوشت ، انڈا ، مچھلی ، دودھ ، دہی وغیرہ یہ سب معدے ہی میں ہضم ہوتی ہیں ۔ لیکن جن نباتی غذاؤں میں شکر اور نشاستہ ہوتے ہیں ۔ جیسے روٹی ، چاول ، آلو ، چقندر ، گاجر اور میٹھے میوے ، یہ جب معدے میں تحلیل ہونے لگتے ہیں تو معدے کی رطوبت ہاضم کے اثر سے شکر اور نشاستہ کے اجزا ان سے الگ ہو جاتے ہیں ۔ اب شکر اور شکر کے مانند گھلنے والے اجزا تو فوراً جذب ہو جاتے ہیں اور جو فوراً جذب نہیں ہوتے وہ ہضم ہو کے بعد جذب ہو جاتے ہیں ۔ لیکن نشاستہ کو معدے کی رطوبت ہاضم ہضم نہیں کر سکتی ، وہ کچھ تو منہ میں لعاب دہن کی آمیزش سے ہضم ہو جاتا ہے اور باقی اثنا عشری میں پہنچ کر بانقراس اور آنتوں کی رطوبت کی آمیزش سے ہضم ہوتا ہے ۔

گھی ، تیل ، چربی وغیرہ روغنی چیزیں بھی معدے میں ہضم نہیں ہوتیں ، معدہ صرف ان میں اتنی تبدیلی کرتا ہے کہ ان کو چھوٹی چھوٹی پھٹکیوں میں تقسیم کر دیتا ہے اور وہ دوسرے ہضم شدہ سیال کے ساتھ مل کر اثنا عشری آنت میں پہنچ جاتی ہیں ، اور یہاں صفرا اور رطوبت امعائی آمیزش سے ہضم ہو جاتی ہیں ۔

الغرض جب غذا معدے سے اثنا عشری آنت میں پہنچتی ہے تو ہضم کے لحاظ سے اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کے بعض اجزا تو بالکل ہضم ہو چکے ہوتے ہیں اور بعض ہضم کے قریب ہوتے ہیں ، روغنی اور چربیلے اجزا بھی اگرچہ معدے کی رطوبت ، حرارت اور حرکت سے پھٹکی پھٹکی ہو جاتے ہیں لیکن وہ ہضم نہیں ہوتے اور اس قابل نہیں ہوتے کہ جذب ہو کر خون میں شامل ہو جائیں ، نشاستہ دار اجزا بھی غیر منہضم ہی ہوتے ہیں

اب جب اس حالت میں غذا اثنا عشری میں پہنچتی ہے تو آنتوں کی ننھی ننھی گلٹیوں سے رطوبت رس کر اس میں ملنے لگتی ہے اور صفرا اور بانقراس کی رطوبت بھی اپنی نالیوں سے آ کر اس میں شامل ہونے لگتی ہے ، ان کے شامل ہونے سے وہ نشاستہ دار اجزا ، جو معدے میں ہضم نہیں ہوئے تھے ہضم ہو جاتے ہیں ، گویا غذا کے اجزا آنتوں میں پہنچ کر ہضم ہو جاتے ہیں اور فعل ہضم پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے ۔

غذا جوں جوں آنتوں میں ہضم ہوتی رہتی ہے ، اس کا ہضم شدہ قابل انجذاب رقیق حصہ آنتوں کے روئیں دار ابھاروں کے ذریعے جذب ہو کر عروق جاذبہ یا عروق ماساریقا کے ذریعہ مجری صدر (ایک بڑی نالی ہے) میں پہنچ جاتا ہے ، اور مجری صدر اس کو دریدا جوف میں داخل کرتی ہے ، گویا اس طرح ہضم شدہ غذا کے خون بننے کی صلاحیت رکھنے والا حصہ خون میں شامل ہو جاتا ہے یا بالفاظ دیگر خون بن جاتا ہے ۔

جب غذا کے کار آمد اجزا جذب ہو کر خون میں جا پہنچتے ہیں تو اس کا بقیہ حصہ آگے کی طرف سرکتا ہوا چھوٹی آنتوں کے آخری حصے میں جا پہنچتا ہے ، یہاں پہنچ کر اس کی رنگت پیلی سی ہو جاتی ہے اور اس میں براز کے مانند بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور آخر کار چھوٹی آنتوں کو سے گزر کر بڑی آنتوں میں جا داخل ہوتا ہے ۔ لیکن اس میں تبدیلی برابر ہوتی رہتی ہے ، یعنی اس میں جو کار آمد اجزا ہوتے ہیں وہ جذب ہو کر خون میں ملتے رہتے ہیں ——— اگرچہ غذائی اجزا کو جذب کرنے والے روئیں اور ابھار بڑی آنتوں میں نہیں ہوتے اور غذاؤں کے روغنی اجزا چھوٹی آنتوں ہی میں ہضم ہو کر جذب ہو جاتے ہیں ، لیکن اصل میں اس کے اندر غذائی اجزا کچھ نہ کچھ ضرور موجود ہوتے ہیں ، اور وہ بھی بڑی آنتوں سے کسی نہ کسی طرح جذب ہو کر خون میں پہنچ جاتے ہیں اور آخر کار جو ناکارہ اجزا پھوک یا فضلہ کی صورت میں باقی رہ جاتے ہیں وہ پاخانہ بن کر مقعد کے راستے سے نکل جاتے ہیں ۔

جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ معدے سے ڈھائی گھنٹے سے لے کر چار گھنٹے تک گزر جاتی ہے ، اس کے بعد دس بارہ گھنٹوں میں چھوٹی آنتوں سے اور چوبیس سے چھتیس گھنٹے تک بڑی آنتوں سے گزرنے میں لگ جاتے ہیں ۔

باقی ص ۲۹ پر دیکھیے

صحت قائم رکھنے کے چودہ اصول

(۱) تم جہاں رہتے اور کام کرتے ہو، وہاں تازہ ہوا کی آمد کو ضروری سمجھو۔ یاد رکھو کہ نزلہ زکام زیادہ تر گھر کے باہر نہیں بلکہ گھر کے اندر ہوتا ہے۔

(۲) جاڑے کے موسم میں جسم گرم ضرور رکھو۔ مگر پوشاک اس قسم کی ڈھیلی نہ ہو کہ ہوا اس سے گزر کر جسم تک پہنچ سکے۔

(۳) دن کا کچھ حصہ باہر گزارا کرو، اگر تم ٹہلتے ہوئے اپنے دفتر تک چلے جاؤ تو ہلکی ورزش بھی ہو جائے گی اور پٹرول کا خرچ بھی کم ہوگا۔

(۴) سوتے وقت اپنے کمرے کی کھڑکیاں کھول دو، یا برآمدے میں سوؤ۔

(۵) بچوں کو دودھ کافی مقدار میں پلاؤ اس میں نشوونما کے لیے تمام مفید اجزا ہوتے ہیں۔

(۶) خوراک میں تنوع کا لحاظ رکھو۔ مسلّم دالیں، سبز ترکاریاں، مچھلی، انڈے اور دودھ صحت کے لیے مفید ہیں۔ ان کی قدرتی حالت کو بیش از بیش حد تک برقرار رکھو۔

(۷) خوراک کم کھاؤ۔ آہستہ آہستہ کھاؤ۔ اور زیادہ وقفہ کے بعد کھاؤ۔

(۸) قبض کشا خوراکوں اور دوسرے آسان طریقوں سے معدہ کی صفائی کا خیال رکھو۔

(۹) تن کر کھڑے ہو، تن کر بیٹھو اور تن کر چلو۔ پشت کے بجائے سینہ آگے کی جانب نکلا رہے۔

(۱۰) زہریلی چیزوں سے بچے رہو۔

(۱۱) نہانے کی عادت اختیار کرو، روزانہ ایک مرتبہ غسل کرنا یا جسم کو اسفنج سے صاف کر لینا صحت کے لیے مفید ہے۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لو اور کھانے کے بعد دانت خوب صاف کرو۔

(۱۲) سال میں ایک مرتبہ اپنی جسمانی صحت کے متعلق کسی تجربہ کار طبیب سے مشورہ کر لو۔ علاج میں زیادہ روپیہ صرف کرنے کے بجائے حفظ ماتقدم کی تدابیر پر تھوڑا روپیہ خرچ کرنا مفید ہے۔

(۱۳) آرام اور تفریح کام کاج سے کم ضروری نہیں۔ کام کو کھیل بنانے کی کوشش کرو لیکن کھیل کو کبھی کام نہ بناؤ۔

(۱۴) ہمیشہ خوش رہو اور دماغ پر اس طرح قابو حاصل کر لو کہ غم و فکر پاس نہ آنے پائیں۔

معلومات

ادارہ

انفلوئنزا کے لیے ٹیکہ

پنسلوانیا یونی ورسٹی میڈیکل اسکول (امریکا) کے دو اساتذہ ڈاکٹر جوزف اسٹوکس اور ڈاکٹر ورڈ نے انفلوئنزا کے انسداد کے لیے ایک مؤثر ٹیکہ ایجاد کیا ہے۔ انھوں نے بطور آزمائش چالیس لڑکوں کے یہ ٹیکہ لگایا اور اس کے بعد انفلوئنزا کے تازہ جراثیم جو انفلوئنزا سے ہلاک ہونے والے ایک مریض کے جسم سے حاصل کیے گئے تھے، مرغی کے انڈے میں بھر کر بخارات کی شکل میں ان لڑکوں کو سنگھائے۔ گویا دوسرے الفاظ میں ان چالیس لڑکوں کو انفلوئنزا میں مبتلا کیا گیا۔ لیکن ٹیکے کی وجہ سے صرف ایک لڑکے پر انفلوئنزا کا اثر ہوا ۳۹ محفوظ رہے۔ ڈاکٹروں نے ایسے ہی زہریلے بخارات بعد میں اٹھارہ ایسے لڑکوں کو سنگھائے جن کے ٹیکے نہیں لگائے گئے تھے، ان میں دس لڑکے انفلوئنزا میں مبتلا ہو گئے۔ اس ٹیکے پر رائے زنی کرتے ہوئے بعض تجربہ کار امریکی اطبا نے رائے ظاہر کی ہے کہ نو دریافت ٹیکہ کے مؤثر ہونے میں شبہ نہیں، لیکن چونکہ انفلوئنزا کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں اس لیے ایک ٹیکہ جو انفلوئنزا اے کے لیے ایجاد کیا ہے دیگر اقسام پر حاوی نہیں ہو سکتا اور اگر کسی شہر کے تمام باشندوں کے بھی ٹیکہ لگا دیا جائے تب بھی وہ انفلوئنزا کے وبائی حملے سے تمام و کمال محفوظ نہ رہ سکیں گے۔ ان اطبا کے خیال میں ایک سے زیادہ قسم کے انفلوئنزا سے بچنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ الٹرا وایولٹ شعاعوں یا پروپائلین گلائیکول کے ذریعہ ہوا کی تعقیم کر دی جائے۔ امریکا میں موخر الذکر بخارات کی جو آزمائش بچوں کے ایک وارڈ میں کی گئی تھی اس سے ظاہر ہوا کہ بچے صرف انفلوئنزا ہی سے محفوظ نہیں رہے بلکہ ان کے امراضِ تنفس میں بہت کمی ہو گئی۔

جذام پھیلانے والی مکھی

شاید ہی کوئی گھر مکھی کے وجود سے پاک ہوگا۔ ہم اسے دیکھنے کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ ہمارے لیے اس حقیر کیڑے میں کوئی اہمیت نہیں رہی ہے اور ہم اس کی تباہ کاریوں کو محسوس بھی نہیں کرتے لیکن ہمارے گھروں میں اڑنے والی مکھی درحقیقت کس قدر خطرناک ہے اس کا اندازہ ڈاکٹر جے کے مکرجی ایل سی پی ایس کے ایک مضمون سے کیجیے جو کہ جین میڈیکل ایسوسی ایشن آف انڈیا، برما اینڈ سیلون کے جرنل میں شائع ہوا ہے اور جس کے اقتباسات درج ذیل ہیں:-

"مکھی کھلے زخموں پر بیٹھنے کی بہت شائق ہوتی ہے جس وقت وہ مواد چاٹتی ہے تو اس کے منھ اور پروں میں لاکھوں جراثیم چپک جاتے ہیں اور یہ جراثیم ان ہی مکھیوں کے ذریعہ سے صحت مند اشخاص تک منتقل ہوتے ہیں۔ یہ دریافت کرنے کے لیے کہ ان مکھیوں میں جذام کے جراثیم بھی ہوتے ہیں یا نہیں میں نے ان کی انتڑیوں کا بہت غور سے معائنہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جذام کا مرض زیادہ تر مکھیوں کی وجہ سے پھیلتا ہے۔ اس سلسلے میں میرے تجربات کا اظہار دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ مکھیوں کو ایک کوڑھی کے کھلے زخموں پر بیٹھنے دیا گیا۔ اس کے بعد میں نے مکھیوں کو پکڑ کر پہلے لائیسول لوشن سے صاف کیا اور پھر سادہ پانی سے۔ صفائی سے فارغ ہو کر میں نے مکھیوں کو شیشے کی ایک چوڑی نلکی میں بند کر دیا اور اس کے منھ پر روئی لگا دی تاکہ مکھیاں نکل نہ سکیں۔ کئی دن کے بعد جب میں نے مکھیوں کی انتڑیوں کا اندرونی معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں جذام کے جراثیم موجود تھے۔"

ڈاکٹر مکرجی اپنے تجربات پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں کہ "مکھی کے جسم میں جذام کے جراثیم بہت عرصہ تک زندہ رہتے ہیں اور وہ انھیں صحت مند اشخاص تک منتقل کرتی ہے۔"

دردِ سر اور وٹامن 'بی'

نیو یارک کے مشہور ماہر طب، ڈاکٹر مائیلز اٹکنسن کے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شدید دردِ سر اور کانوں کے گنگ وغیرہ ہو جانے کی شکایات میں فالج کو روکنے والی وٹامن بی "نیاسین"، بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ یہ شکایت محض

وٹامن بی کی کمی سے نہیں بلکہ شرائین خون کے تشنج سے بھی پیدا ہوتی ہے اور نیاسین خون کی سکڑی ہوئی رگوں کو کشادہ کر دیتی ہے۔

دمہ کا علاج عکسی شعاعوں سے

نیویارک کے ڈاکٹر آئی۔ آئی کیپلان اور ڈاکٹر سڈنی روبن فیلڈ نے کئی سال کے مسلسل تجربات کے بعد اعلان کیا ہے کہ دمہ کے علاج میں ایکس ریز بہت مفید ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ مرض جتنا زیادہ پرانا ہو اتنا ہی عکس ریز کا علاج مفید ثابت ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اس طریقۂ علاج سے مریض کی حالت مقابلتاً خراب ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے بعد آثار صحت نمودار ہو جاتے ہیں۔ ان ڈاکٹروں نے زیادہ تر تیس اور پچاس کی عمر کے مریضوں پر اپنے تجربات کیے تھے اور بالعموم دن میں دو یا تین مرتبہ ان کے سینوں پر ایکس ریز کا عمل کیا جاتا تھا۔

سویا کی پھلی، مونگ پھلی اور بنولہ میں پروٹین

دودھ اور گوشت میں پروٹین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے لیکن چوں کہ حالات جنگ اور عام گرانی کی وجہ سے یہ دونوں چیزیں زیادہ گراں ہو رہی ہیں اور غریبوں کے لیے ان کا حصول دشوار ہے اس لیے اس قسم کی سہل الحصول چیزوں کی تلاش ضروری ہے جو غریب طبقے میں پروٹین کی کمی پوری کر سکیں۔ تازہ تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سویا کی پھلی، مونگ پھلی اور بنولہ سے پروٹین کافی مقدار میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔ سویا کی پھلی اور مونگ پھلی کے پروٹینوں میں امینو ایسڈ لائیسن (جو نشو و نما کے لیے ضروری ہے) کی مقدار گیہوں کے آٹے سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں جب کہ دودھ اور گوشت کا حصول دشوار ہو، سویا کی پھلی اور مونگ پھلی کا استعمال عوام کے لیے مفید ہے۔

جسم میں مسامات کی تعداد

جسم میں مسامات کی تعداد ڈھائی سے چار سو تک فی مربع انچ ہوتی ہے۔ سب سے کم مسامات پیٹھ کے وسط میں ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ ہتھیلیوں میں۔

قلب کی حرکت ۱۵ منٹ تک بند

عام طور پر قلب کی حرکت بند ہو جانے کو موت کی دلیل سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اب تازہ انکشافات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کے دل کی حرکت پانچ منٹ تک بھی بند رہے تو وہ لازمی طور پر مرتا نہیں ہے بلکہ صرف بے ہوش ہو جاتا ہے اور اگر اس کے قلب کی حرکت جاری کی جا سکے تو وہ ہوش میں آ جائیگا۔ مغربی اطبا کے جدید تجربات کے مطابق جس شخص کے دل کی حرکت مسلسل پندرہ منٹ تک بند رہے اسے بھی دوبارہ زندہ کیا جا سکتا ہے۔

الٹرا وایولیٹ شعاعوں کو روکنے والا پلاسٹک

زیادہ بلندی پر پرواز کرنے کی وجہ سے اکثر ہوا باز سورج کی گرمی سے جھلس جاتے ہیں اور بعض اوقات یہ کیفیت خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اب ایک برطانوی سائنس داں نے ایک ایسا شفاف پلاسٹک ایجاد کیا ہے جس سے الٹرا وایولیٹ شعاعیں جن کی تیزی مضر ثابت ہوتی ہے گزر نہیں سکتیں۔ یہ نو ایجاد پلاسٹک ہوا بازوں کو استعمال کے لیے دیے گئے ہیں اور ان کے استعمال سے سورج کی تپش انھیں گزند نہیں پہنچا سکتی۔

اعضا پر بلندی کا اثر

نارتھ ویسٹرن یونی ورسٹی (امریکا) کے طبی ادارے نے ایسے لوگوں کا فلم بذریعہ "عکس ریز" تیار کیا ہے جو ۳۸۰۰۰ فیٹ کی بلندی پر ہوائی جہاز میں پرواز کر رہے تھے، اور یہ معلومات حاصل کی ہیں کہ جب انسان بہت بلندی پر جاتا ہے تو اس کے قلب، پھیپھڑوں، جوڑوں اور عضلات میں طرح طرح کی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ سائنس دانوں کو کچھ دنوں سے یہ بات معلوم ہے کہ ۳۸۰۰۰ فیٹ کی بلندی پر بہت سے طیارچیوں کو جسم کے مختلف حصوں میں سخت درد محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انسان کے جسم کے چند سیال مادوں میں جو گیس ہوتے ہیں ان کے پھیلنے اور نکلنے کے لیے قدرت نے چند مخصوص راستے بنائے ہیں لیکن بلندی پر وہ گیس بھی جو چربی کے نسیجوں میں ہوتے ہیں حل ہونے لگتے ہیں اور چوں کہ بلندی پر ہوا کا دباؤ کم ہوتا ہے اس لیے انسانی جسم کے جوڑوں میں پھیلاؤ شروع ہو جاتا ہے اور یہ گیس ان میں داخل ہو کر درد پیدا کرتی ہیں۔ بعض طیارچیوں کا بیان یہ ہے کہ یہ درد گٹھیا کے درد سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھا۔ بعض اوقات ۳۸۰۰۰ فیٹ کی بلندی پر پرواز کرنے والے آدمی کے معدے کی گیس چوگنا پھیل جاتی ہے (باقی صفحہ ۲۹ پر)



افسانہ

پُراسرار ابلیس

مشہور روسی افسانہ نگار ترگنیف کا شاہکار

میں بستر پر دیر تک کروٹیں بدلتا رہا۔ نیند کسی طرح نہ آتی تھی۔ میرے اعصاب میں ایک خاص قسم کی لرزش محسوس ہو رہی تھی سخت کوشش کے بعد ہلکی سی غنودگی طاری ہوئی۔ دفعتاً دروازے پر دستک کی آواز آئی۔ میں نے تکیے سے سر اٹھایا۔ کمرے میں قالین کے فرش پر چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ دستک دوبارہ سنائی دی۔ میں کہنی کے سہارے ٹک کر اٹھا۔ دل کی حرکت تیز ہو گئی۔ ایک منٹ اسی حالت میں گزرا۔ کہیں دُور فاصلے پر ایک مرغ بولا۔ دوسرے مرغ نے اس کے جواب میں بانگ دی۔ میں پھر تکیے پر سر رکھ کر لیٹ گیا دل نے کہا سو جاؤ۔ کوئی بات نہیں۔ کان بج رہے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد پتہ نہیں میں سو گیا یا اپنے کو سوتا محسوس کرنے لگا۔ میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا۔ حالانکہ مجھے یقین ہے کہ خواب دیکھتے وقت میں اپنے کمرے کے اندر بستر پر جاگ رہا تھا۔ فرش پر بکھری ہوئی چاندنی کرنیں سمٹ کر ایک عورت کی شکل میں میرے سامنے نمودار ہوئیں۔ اس کا نازک جسم شبنم کی طرح شفاف تھا۔

میں نے اپنے اوسان قائم رکھتے ہوئے پوچھا، "تم کون ہو؟"

اُس نے سریلی آواز سے جواب دیا، "میں —— میں —— میں —— میں تمھارے پاس آئی ہوں۔"

"تم میرے پاس آئی ہو؟ مگر ہو کون؟"

"رات زیادہ ہو جائے تو جنگل میں شاہ بلوط کے پرانے درخت کے پاس آنا۔ وہاں تمھیں ملوں گی۔"

میں اس پُراسرار ہستی کے خدوخال کو غور سے دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن دفعتاً میرا جسم خود بخود سردی سے کانپنے لگا۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں بستر پہ لیٹا نہیں ہوں بلکہ بیٹھا ہوا ہوں۔ وہ صورت غائب ہو گئی اور کمرے میں قالین کے فرش پر چاندنی بکھری ہوئی تھی۔

مجھے معلوم نہیں کہ دوسرا دن کس طرح گزرا۔ میں نے کوشش کی کہ کچھ پڑھ سکوں یا کوئی کام کر سکوں۔ مگر مجھے ناکامی ہوئی کسی کام میں دل نہ لگا۔ رات ہوئی اور میرا دل دھڑکنے لگا۔ گویا میں کسی کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں دیوار کی جانب منہ کر کے بستر پر لیٹ گیا۔ سونے کی کوشش کر رہا تھا کہ میرے کانوں میں ہلکی سی سریلی آواز گونجی۔ "تم آئے کیوں نہیں؟"

میں نے جلدی سے مُڑ کر دیکھا۔ وہی پُراسرار ہستی میری نظروں کے سامنے تھی۔ نگاہیں مجھ پر جمی ہوئی، اور چہرے پر افسردگی۔

اُس نے آہستہ سے کہا، "آؤ نا۔"

میں نے سہمی ہوئی آواز سے جواب دیا، "اچھا آؤں گا۔"

وہ شکل دھوئیں کی طرح غائب ہو گئی اور کمرے میں نکھری ہوئی چاندنی کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔

صبح ہوئی۔ سارا دن بے چینی اور اضطراب کے عالم میں گزرا۔ چائے کے وقت شراب کی پوری بوتل پی گیا۔ طبیعت پریشان تھی۔ کسی کام میں دل نہ لگتا تھا۔ میں کمرے میں آ کر کوچ پر لیٹ گیا۔ خون بہت تیزی سے گردش کر رہا تھا۔ دفعتاً میرے کانوں میں وہی سُریلی آواز آئی، "تم آئے نہیں۔"

میں نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں۔ دوبارہ آواز آئی، "بولتے نہیں۔ تم آئے کیوں نہیں۔ میں تمھارا انتظار کرتی رہی۔"

مجھ میں آنکھیں کھولنے کی ہمت نہ تھی۔ کسی نے اچانک مجھے دبوچ لیا۔ آواز آئی۔ "وعدہ کرو۔ آؤ گے۔"

میں نے خوف سے کانپتے ہوئے جواب دیا "ہاں آؤں گا۔"

میں اُٹھ کر سیدھا بیٹھ گیا۔ وہی پُراسرار ہستی مجھ پر جھکی ہوئی فرطِ محبت سے مسکرا رہی تھی۔ ذرا دیر بعد وہ غائب ہو گئی اور اس کی روشنی بھی غائب ہو گئی۔ لیکن اس مرتبہ میں نے اس کی صورت غور سے دیکھ لی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں نے اس عورت کو کہیں دیکھا ہے۔ لیکن کہاں؟ یہ یاد نہ آتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد میں کمرے سے باہر نکلا اور سارا دن جنگل میں گھومتا رہا۔ بلوط کے درخت کو میں نے اچھی طرح پہچان لیا۔ شام ہوئی۔ ملازم چائے لے کر آیا۔ لیکن میں اسے پی نہ سکا۔ دماغ میں طرح طرح کے خیالات گشت کر رہے تھے میں نے گھبرا کر اپنے دل سے پوچھا کہیں میرا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے۔

غروبِ آفتاب کے بعد صرف آسمان ہی پر نہیں بلکہ کائنات پر ایک خاص قسم کی سرخی چھا گئی۔ درختوں کی شاخیں اور پتیاں بے حس و حرکت تھیں۔ ہر طرف موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ گلگونہ شفق کی اس درجہ فراوانی اور فضا کی مکمل خاموشی۔ میرا دل گھبرانے لگا۔ مکان کے برآمدہ پر بھورے رنگ کا ایک عظیم الجثہ پرند بیٹھ کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے خیال کیا کسی نے اس پرند کو میری یاد دہانی کے لیے بھیجا ہے۔

یہ خیال آتے ہی پرند اڑ گیا۔ میں کچھ دیر تک کھڑکی کے سامنے کھڑا ہوا اپنے خیالات میں غرق رہا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی سحر آمیز قوت مجھ پر مسلط ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب میں عالمِ محویت سے چونکا تو آسمان کی سُرخی غائب ہو چکی تھی۔ ہر طرف تاریکی پھیل رہی تھی۔ ہوا کے سرد جھونکے درختوں کی شاخوں اور پتیوں کو جھولا جھلا رہے تھے۔ میرا ملازم لیمپ لے کر کمرے میں داخل ہوا۔ مگر ہوا کے تیز جھونکے سے لیمپ بجھ گیا۔ میں نے پرواہ نہ کی۔ تاریکی میں ہی کپڑے بدلے اور جنگل کے کنارے بلوط کے درخت کی جانب چل دیا کئی سال ہوئے اس درخت پر بجلی گری تھی۔ اس کا بالائی حصہ تو بالکل جھلس گیا تھا۔ گر تنے میں شاید صدیوں کے لیے قوتِ نمو باقی تھی۔ چاند اپنے حسن کی تجلیاں ہر طرف بکھیر رہا تھا۔ لیکن جب میں درخت کے پاس پہنچا تو ابر کے ٹکڑوں نے چاند کے حسین چہرے کو اپنی آغوش میں چھپا لیا اور گہری تاریکی مسلط ہو گئی۔ میری نظر درخت کی جانب اٹھی۔ دل دھڑکنے لگا۔ ایک سفید شکل درخت کے قریب بے حس و حرکت کھڑی تھی۔ میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے لیکن میں نے ہمت سے کام لیا اور سیدھا اس شکل کی طرف بڑھا۔

جب میں اس کے پاس پہنچا۔ چاند پھر ابر کے پردے چاک کر کے باہر نکل آیا۔ میں نے روشنی میں اس کی شکل کو پہچان لیا۔ وہی عورت تھی جو مجھے راتوں کو بلانے آتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا جسم نیم شفاف بادلوں سے بنا ہے۔ آنکھوں اور بالوں کا رنگ سنہرا گہرا تھا اور اس کے چہرے پر بالوں کی ایک لٹ ہوا سے لہرا رہی تھی۔ ہاتھ کی انگلی میں ایک پتلی سی انگوٹھی بھی نظر آ رہی تھی۔ میں نے اسے دیکھا۔ غور سے دیکھا۔ بولنے کی کوشش کی مگر زبان سے ایک حرف نہ نکلا۔ اس کی نگاہیں بھی میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ میں خاموش رہا۔ شاید وہ کچھ بولے۔ لیکن وہ بھی خاموش رہی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میری نگاہیں کسی مردے کی نگاہوں سے چار ہو رہی ہیں۔

آخر کار میں اپنے دل دماغ کی آخری قوت بھی جمع کر کے بولا، "میں آ گیا ہوں"

اس نے آہستہ سے جواب دیا "مجھے تم سے محبت ہے"

"مجھ سے محبت ہے؟"

"ہاں۔ تم اپنے کو میرے سپرد کر دو"

"اپنے کو تمھارے سپرد کر دوں؟"

"ہاں۔"

"مگر تم اس دنیا کی مخلوق نہیں معلوم ہوتیں۔ تمھارا جسم مادّی نہیں ہے"

میرے جسم میں عجیب قسم کی سنسنی سی دوڑ رہی تھی۔ میں نے پوچھا، "آخر تم ہو کون؟ دھواں، ہوا یا بھاپ؟"

وہ بولی، "تم اپنے کو میرے سپرد کر دو"

"پہلے یہ بتاؤ۔ تم ہو کون؟ کیا کبھی تم اس دنیا میں رہی ہو؟ آخر تم آئی کہاں سے ہو؟"

"ان سوالات سے کوئی فائدہ نہیں۔ میں تمھیں کوئی آزار نہیں پہنچاؤں گی۔ صرف اپنے جسم کو میرے قبضے میں دے دو"

میں سوچنے لگا۔ یہ پُراسرار ہستی میرے جسم پر کس طرح قبضہ کر سکے گی، خیر ایک نیا تجربہ ہی سہی"

میں نے کہا، "اچھا میں حاضر ہوں"

زبان سے یہ جملہ نکلتے ہی اُس نے مسکرا کر مجھے دبوچ لیا۔ میں نے گھبرا کر پیچھے ہٹنے کی کوشش کی مگر طاقت جواب دے چکی تھی وہ ناگن کی طرح مجھ سے لپٹ گئی اور میں اس کے اوپر ہوا میں اُڑنے لگا۔

میرا سر گھومنے لگا۔ میں نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں۔ ذرا دیر بعد جو آنکھیں کھولیں تو معلوم ہوا کہ میں اس قدر بلندی پر ہوں کہ اس کا قیاس بھی نہیں کیا جاسکتا اور زمین ایک ننھے سے سیاہ دھبے کی طرح نظر آرہی ہے۔ وہ مجھے اور زیادہ بلندی پر لے گئی۔ میں نے گھبرا کر پوچھا، "تم مجھے کہاں لیے جارہی ہو؟"

اس نے مجھے زیادہ زور سے دبوچ کر کہا، "جہاں تم جانا چاہو" اس کا چہرہ میرے چہرے سے بالکل قریب تھا میں نے کہا، "اچھا تو مجھے زمین پر واپس لے چلو"

وہ بولی، "تم اپنی آنکھیں بند کر لو اور سانس روک لو"

میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک پتھر کی طرح زمین پر گر رہا ہوں۔ جب میں نے آنکھ کھولی تو ہم دونوں سبزۂ خوابیدہ کے فرش پر غلطاں تھے۔

میں نے کہا، "براہِ کرم اب مجھے اٹھنے دو۔ میں بہت تھک گیا ہوں"

وہ مسکرا کر بولی، "مگر تمھیں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی"

"یہ تو بتا دو۔ تم ہو کون؟"

اُس نے جواب نہ دیا۔ خاموشی سے اُٹھ کر علیحدہ ہو گئی۔ میں کھڑا ہو گیا۔ پوچھا، "اب میں کہاں ہوں؟"

وہ بولی۔ "اپنے مکان کے بالکل قریب"

"کیا میں تم پر اعتبار کر سکتا ہوں"

"کیوں نہیں۔ میں نے تمھیں کسی قسم کا آزار نہیں پہنچایا۔ اور نہ کسی خطرے کو تمھارے قریب پھٹکنے بھی دوں گی"

"آخر تم مجھ سے چاہتی کیا ہو؟"

"تمھارے ساتھ صرف پرواز کرنا"

"صرف پرواز کرنا"

"ہاں میں سپیدۂ سحری کے نمودار ہونے سے پیشتر تک ساری رات پرواز کر سکتی ہوں۔ اس کے بعد نہیں"

"کہاں پرواز کرو گی؟"

"جہاں تم کہو، میں تمھیں دنیا کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک کی سیر کرا سکتی ہوں"

"تم میں اتنی طاقت ہے؟"

"ہاں۔ صرف اتنا کہہ دو کہ میں تیار ہوں"

میری زبان سے نکلا۔ "اچھا میں تیار ہوں"

وہ پھر مجھ سے لپٹ گئی۔ اور ہم فضا میں دوبارہ اُڑنے لگے۔ اس نے پوچھا "کہاں لے چلوں؟"

میں نے جواب دیا۔ "ناک کی سیدھ پر"

وہ بولی۔ "سامنے تو بہت اُونچے اونچے درخت ہیں"

میں نے کہا، "درختوں کے اوپر اڑو"

ہم زیادہ بلندی پر اڑنے لگے۔ پرندوں کی آوازیں اب بھی میرے کانوں میں آرہی تھیں جنگل سے دور نکل کر ہم ایک خوب صورت شفاف چشمے کے کنارے پہنچے جہاں خوش رنگ پھول کھلے ہوئے تھے۔ میرے دل میں پھولوں کو توڑنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے اس سے کہا، "میں چشمے کی سطح کے قریب اڑنا چاہتا ہوں" وہ مجھے نیچے لے آئی۔ میں نے دوران پرواز میں بہت سے پھول توڑے۔ ہم اب چشمے کے اوپر اڑ رہے تھے۔ ہر طرف بطوں کے جھنڈ تیر رہے تھے، مگر ہماری پرواز سے ان

کے اطمینان وسکون میں ذرا بھی خلل نہیں پڑا۔ کبھی کبھی کوئی اپنے پروں سے سر نکال کر ادھر ادھر دیکھتی تھی اور پھر اپنا سر بدل میں چھپا لیتی تھی۔ اب مجھے ذرا بھی خوف نہیں معلوم ہو رہا تھا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ مجھے اس عجیب وغریب پرواز سے ایک خاص قسم کا لطف حاصل ہو رہا تھا۔ میں اپنے پُراسرار رہنما کو جس کی مہربانی سے مجھے یہ تجربہ حاصل ہوا تھا۔ غور سے دیکھنے لگا۔ اس کی شکل وصورت سے معلوم ہوتا کہ وہ کسی دوسرے ملک کی عورت ہے۔ میں نے اس سے کہا: "وقت گزارنے کے لیے کیا میں تم سے گفتگو کر سکتا ہوں؟"

وہ بولی، "کیوں نہیں۔ ضرور باتیں کرو۔"

میں نے کہا، "مجھے تمہاری انگلی میں انگوٹھی نظر آ رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہماری دنیا میں رہ چکی ہو۔"

وہ مسکرائی

میں نے کہا، "کیا تم شادی شدہ ہو؟"

وہ پھر مسکرا کر خاموش ہو گئی

میں نے پوچھا، "اچھا۔ یہ بتا دو۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ بولی۔ "میرا نام پوچھنے سے کیا فائدہ، سمجھو میرا نام ایلس ہے۔"

میں نے کہا "ایلس! یہ تو انگریزی نام ہے۔ کیا تم انگریزی خاتون ہو؟"

وہ خاموش رہی

میں نے پوچھا، "کیا تم مجھے پہلے سے جانتی ہو؟"

وہ بولی "نہیں"

"تب تم میرے پاس کیوں آئی تھیں"

"مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے۔"

"کیا تمھیں میری محبت سے کوئی خاص تسکین ومسرت حاصل ہوتی ہے؟"

"ہاں، دیکھو۔ ہم صاف فضا میں ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر پرواز کر رہے ہیں۔"

"تم کوئی بھٹکتی ہوئی روح تو نہیں ہو؟"

اس نے سر جھکا لیا۔ آہستہ سے بولی، "میں تمھارا مطلب نہیں سمجھی۔"

میں نے کہا، "میں تم سے خدا کے نام پر ——"

وہ چونک کر بولی "تم کیا کہہ رہے ہو؟"

مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس کے سرد ہاتھ جو مجھے حلقہ کیے ہوئے تھے ان میں ہلکی سی لرزش پیدا ہو گئی۔

وہ بولی، "میرے پیارے ڈرو نہیں۔ اس کے ہونٹ میرے ہونٹوں سے مس ہوئے۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے میرے ہونٹوں میں باریک سی سوئی چبھو دی۔

میں نے نیچے کی طرف دیکھا معلوم ہوا کہ ہم ایک بہت اونچے پہاڑ پر پرواز کر رہے ہیں۔ پہاڑ کے دامن میں ایک خوبصورت شہر آباد ہے۔ چاند کی روشنی میں کلیساؤں کے منارے اور بلند مکانوں کی چھتیں دھندلی سی نظر آ رہی تھیں۔

میں نے پوچھا، "یہ کون سا شہر ہے؟"

اس نے نام بتایا

میں چونک کر بولا، "پھر تو ہم اپنے وطن سے بہت دور نکل آئے۔"

وہ بولی، "ہمارے نزدیک فاصلہ کوئی چیز نہیں ہے۔"

"اچھا تو مجھے جنوبی امریکا کی سیر کراؤ۔"

"وہاں میں نہیں جا سکتی"

"کیوں ؟"

"امریکا میں اس وقت دن ہوگا"

"تو کیا ہم صرف رات کے پرند ہیں؟"

"بے شک"

"اچھا تو کہیں اور لے چلو"

"کہاں ؟"

"جہاں جی چاہے۔ مگر دور ——— بہت دور"

وہ بولی، "آنکھیں بند کرلو اور سانس روک لو"

میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ ذرا دیر بعد میں نے خوفناک شور و غل سے گھبرا کر آنکھیں کھولیں۔ اوپر بادل غضبناک درندوں کی طرح گرج رہے تھے۔ نیچے سمندر کا ——— عفریت تلاطم تھا۔ اس کی خوفناک موجیں پہاڑوں کی طرح اونچی اٹھ کر ایک سیاہ چٹان سے ٹکراتی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قہر و جلال کا فرشتہ انتہائی غیظ و غضب کے عالم میں موت کے نقارے پر چوب لگا رہا ہے میرا سر چکرانے لگا۔ قلب کی حرکت بند ہونے لگی۔ میں نے گھبرا کر آنکھیں بند کرلیں۔ بولا، "الیس! بتاؤ بتاؤ۔ تم مجھے کہاں لے آئیں؟"

وہ بولی، "گھبراؤ نہیں۔ جزیرۂ دھائٹ کے جنوبی کنارے پر یہ بلیک گینگ کی چٹان ہے جس سے ٹکرا کر بہت سے جہاز پاش پاش ہو چکے ہیں"

میں نے سہم کر آنکھیں بند کرلیں۔ بولا، "مجھے یہاں سے جلدی لے چلو۔ گھر واپس لے چلو"

مجھے محسوس ہوا کہ ہم مقابلتاً زیادہ تیزی سے پرواز کر رہے ہیں۔ ذرا دیر بعد وہ بولی، "پیر ٹکا لو۔ زمین آگئی"

میں نے اپنے ہوش و حواس درست کرنے کی پوری کوشش کی۔ میرے قدم اب زمین پر تھے۔ لیکن ہر طرف موت کی خاموشی طاری تھی۔ صرف میری کنپٹیوں کی رگیں زور زور سے حرکت کر رہی تھیں اور ان کی ایک قسم کی آواز میں سن بھی رہا تھا۔ میں اب بھی نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ لیکن میں کھڑا ہوگیا اور میں نے آنکھیں کھولیں۔ میں اس وقت خاص اپنے گھر کے چبوترے سے تالاب کے کنارے پر تھا۔ پانی کی سطح پر کہر چھائی ہوئی تھی۔ اور سامنے شبنم سے نہلائے ہوئے میرے باغیچہ کے درخت تھے۔ جھلملاتے ہوئے ستارے آہستہ آہستہ نظروں سے غائب ہوتے جا رہے تھے۔ اور سپیدۂ سحر کے جھٹ پٹے میں ہر چیز انگڑائی لے کر خواب راحت سے بیدار ہو رہی تھی

الیس نے چپکے سے میرے کان میں کہا: "آثار سحر قریب ہیں۔ اچھا دن بھر کے لیے خدا حافظ"

میں نے اس کی طرف پلٹ کر دیکھا۔ وہ زمین سے بل کھاتی ہوئی اٹھ رہی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ سر کی جانب بلند تھے۔ اس وقت اس کے سر، ہاتھوں اور شانوں میں گوشت کا ارغوانی رنگ پیدا ہوگیا تھا۔ دھندلی آنکھوں میں زندگی کی گرمی نظر آ رہی تھی اور نازک ہونٹوں پر معنی خیز تبسم تھا۔ اس وقت میرے سامنے گوشت و پوست کی بنی ہوئی ایک بہت حسین عورت تھی۔ لیکن آن واحد میں وہ کہر کی طرح پگھل کر غائب ہوگئی۔ میں تھوڑی دیر بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ جب ماحول میں عمومیت پیدا ہوگئی اور عروس سحر کے حسن نور پاش کی پہلی کرن پھوٹی تو میں اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ ہلکی سی سردی محسوس ہو رہی تھی۔ بستر پر لیٹتے ہی سو گیا۔

رات ہوئی۔ میں اسی درخت کے نیچے پہنچا الیس میرے خیر مقدم کے لیے مسکراتی ہوئی آگے بڑھی۔ آج میں اس کی ملاقات سے ایک خاص قسم کی مسرت محسوس کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا: "آج کہاں چلو گے؟"

میں نے جواب دیا، "جہاں چاہو لے چلو۔ مگر بہت دور اور ہو کوئی پُر لطف مقام"

وہ مجھ سے بغل گیر ہوئی اور ہم ہوا میں اڑنے لگے۔ آج ہماری رفتار پرواز زیادہ تیز نہ تھی۔ میں جھاڑیوں، جنگلوں، کھیتوں، چشموں، قصبوں، شہروں اور گرجاؤں کو جو ہمارے راستے میں آ رہے تھے صفائی کے ساتھ دیکھتا جا رہا تھا۔ اپنے اہل وطن کی تباہ حالی، غربت و افلاس کے بھی میں نے کئی دل خراش نظارے دیکھے اور میرا دل بھر آیا۔ الیس نے کہا تم اپنے خیالات کا سلسلہ بند کرو۔ ورنہ میں تمہیں لے کر پرواز نہ کرسکوں گی تم بہت بھاری ہوتے جا رہے ہو"

مجھے بھی اس وقت سیر کی کچھ زیادہ خواہش نہ تھی۔ میں نے اس سے کہا، "گھر واپس چلو۔"

ہماری پرواز کا رُخ بدل گیا۔ دفعتاً ایلیس دورانِ پرواز میں اس بُری طرح لڑکھڑائی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ میں اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑوں گا۔ اس کے بازوؤں کی گرفت بہت ڈھیلی ہو گئی۔ میں نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں۔ ایلیس کے خوبصورت چہرے پر خوف و دہشت کے آثار طاری تھے۔ اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا۔ وہ بالکل زرد ہو گئی تھی۔ میں نے متحیر ہو کر پوچھا، "ایلیس کیا بات ہے؟"

وہ بہت مشکل کے ساتھ زبان سے ادا کر سکی، "وہ! دیکھو وہ ہے!"

میں نے متحیر ہو کر پوچھا، "وہ؟ کون وہ؟"

ایلیس بھرائی ہوئی آواز سے بولی، "اس کا نام نہ پوچھو۔ اس کا نام نہ پوچھو۔ ہمیں کہیں چھپ جانا چاہیے۔ ورنہ ہر بات کا خاتمہ ہے ہمیشہ کے لیے خاتمہ۔ دیکھو۔ دیکھو، اس طرف دیکھو۔"

سہمی ہوئی ایلیس جس جانب اشارہ کر رہی تھی۔ میں نے دیکھا۔ ایک عجیب قسم کی خوفناک چیز نظر آئی جس کی کوئی خاص شکل نہ تھی گہرا زرد رنگ، چھپکلی کی طرح مکروہ بدن۔ اس چیز کو نہ بادل کہا جا سکتا ہے نہ دھواں۔ زمین پر سانپ کی طرح رینگ رہی تھی۔ اس کی رفتار اس بھوکے عقاب کی طرح تھی جو شکار کی تلاش میں اڑ رہا ہو۔ وہ بھیانک چیز رینگتے وقت اوپر اُچھل کر اس طرح زمین پر گرتی تھی جیسے مکڑی جالے میں پھنسی ہوئی مکھی پر جھپٹتی ہے۔

بے صورت کی اس خوفناک صورت کو دیکھ کر میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ رگوں میں خون منجمد ہونے لگا۔ آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا۔ میرا دم گھٹنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ چیز جس کی کوئی شکل و صورت نہیں ایک ایسی زبردست سحر انداز طاقت ہے جس کا مقابلہ دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا۔ اور جس کے قبضے میں دنیا کی ہر شے ہے۔

میں دیوانوں کی طرح چلایا، "ایلیس، ایلیس! خدا کے لیے بتا دے اس بلا کا کیا نام ہے؟"

ایلیس کے منہ سے دردناک چیخ نکلی، "یہ موت ہے موت۔" ایلیس خوف کے مارے کانپ رہی تھی۔ اس کی پرواز میں اب توازن نہ تھا۔ مدہوشوں کی طرح کبھی ایک طرف لڑکھڑاتی ہوئی اڑتی تھی کبھی دوسری جانب۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک تیر سینے پر مہلک زخم کھا جانے کے بعد شکاری کتوں سے بچنے کی کوشش کر رہا ہو۔ دفعتاً وہ بھیانک شکل غبارہ کی طرح پھولنے لگی۔ یہاں تک کہ زمین سے آسمان تک چھا گئی۔ ایلیس اور بھی بدحواس ہو گئی۔ بڑی مشکل سے بولی، "موت نے مجھے دیکھ لیا۔ اب سارا قصہ ختم ہے۔ آہ میری زندگی کا آخری سانس۔ عدم۔ عدم۔"

میں چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔

جب میں ہوش میں آیا تو دیکھا کہ صبح ہو رہی ہے۔ میں پیٹ کے بل گھاس پر پڑا ہوں اور میرے جوڑ جوڑ میں سخت درد ہو رہا ہے۔ رات کے گزرے ہوئے واقعات میری نظروں کے سامنے آ گئے۔ آخری خوفناک نظارہ کے تصور سے دل کانپ اٹھا۔ میں سوچنے لگا کیا ایلیس بھی اس مکروہ پراسرار طاقت کے زیر اثر ہو سکتی ہے۔ کیا ایلیس غیر فانی نہیں تھی۔ دفعتاً میرے کانوں میں کراہنے کی ہلکی سی آواز آئی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ چند قدم کے فاصلے پر ایک خوبصورت نوجوان عورت سفید پوشاک پہنے بے حس و حرکت پڑی تھی اس کا ایک ہاتھ سر پر تھا اور دوسرا سینہ پر۔ آنکھیں بند تھیں اور نیچے کا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا۔

کہیں یہ ایلیس تو نہیں ہے؟ مگر ایلیس کا تعلق تو اس دنیا سے نہ تھا اور یہ اسی فانی دنیا کی کوئی عورت معلوم ہوتی ہے! میں آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا اس عورت کے پاس پہنچا۔ وہ ایلیس تھی۔ مجھ سے محبت کرنے والی پُراسرار ایلیس! میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر چلایا، "ایلیس! ایلیس!!"

ایلیس کے جسم کو ہلکی سی جنبش ہوئی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ مجھے دیکھا۔ آنکھوں میں آنسوؤں کی دو بوندیں آ گئیں۔ خوبصورت ہاتھ میری جانب اٹھے۔ بہت ہی نحیف آواز سے بولی۔ "خدا حافظ۔ خدا حافظ۔" اور اس کا جسم دھوئیں کی طرح میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ میں گھبرا کر اٹھا۔ قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ مدہوشوں کی طرح گرتا پڑتا اپنے مکان تک پہنچا۔ سورج طلوع ہو گیا تھا۔

اس کے بعد میں نے بیم ورجا کی حالت میں کئی راتوں تک اپنی ایلس کی واپسی کا انتظار کیا۔ مگر وہ نہ آئی۔ میں کئی مرتبہ معینہ وقت پر اس درخت کے نیچے بھی گیا۔ مگر ایلس نظر نہ آئی۔ میں حیران تھا کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے۔ ایلس کون تھی۔ وہ کوئی چڑیل تھی۔ بھٹکی ہوئی روح تھی۔ یا خدا نے میرا غم تنہائی غلط کرنے کے لیے جنت سے کوئی حور بھیج دی تھی۔ بعض اوقات مجھے محسوس ہوتا تھا کہ ایلس درحقیقت اسی دنیا کی کوئی عورت تھی اور پہلے کسی مقام پر میری اس کی ملاقات ہو چکی تھی۔ میں گھنٹوں سوچتا رہتا تھا کہ میں نے ایلس کو مندرجہ بالا واقعات سے پیشتر کب اور کہاں دیکھا تھا۔ لیکن میں جس قدر سوچتا تھا۔ خیالات اسی قدر الجھتے جاتے تھے۔ اور میں کسی نتیجے تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ دوسرے لوگوں سے مشورہ کروں مگر پھر خیال آتا تھا کہ لوگ مجھے دیوانہ کہیں گے۔ ان ہی الجھنوں میں میری صحت خراب ہو گئی جسم لاغر ہو گیا، سینے میں درد رہنے لگا۔ کھانسی کی شکایت بڑھ گئی چہرے کا رنگ زرد ہو گیا اور راتوں کی نیند حرام ہو گئی۔ آخر کار مجبور ہو کر میں نے اپنے ایک طبابت پیشہ دوست سے مشورہ کیا اس نے میرا حال سننے کے بعد کہا "تم نقرالدم کے مریض ہو فوراً کسی قابل ڈاکٹر سے رجوع کرو۔"

بقیہ مضمون صفحہ ۱۹ ، معدے اور آنتوں کی ساخت میں جو باریک باریک رگوں کا جال پھیلا ہوا ہے، ان رگوں کے باہم ملنے سے قدرے بڑی رگیں بن جاتی ہیں، چنانچہ معدے کی باریک رگوں کے ملنے سے آخر کار ایک رگ بن جاتی ہے، جو **وریدِ معدی** کہلاتی ہے، اس طرح آنتوں کی باریک رگوں کے باہم ملنے سے **ورید امعاء دقاق** اور بڑی آنتوں کی باریک رگوں کے ملنے سے **ورید امعاء غلاظ**، طحال کی باریک رگوں کے ملنے سے ورید طحال اور بانقراس کی باریک رگوں کے ملنے سے **ورید بانقراس** بن جاتی ہے اور آخرالامر ان پانچوں وریدوں کے ملنے سے **ورید باب الکبد** بنتی ہے۔

معدہ اور آنتوں کے بہت سے ہضم شدہ مواد ان رگوں کے ذریعہ سے جذب ہو کر براہ باب الکبد جگر میں چلے جاتے ہیں اور خون میں شامل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ سیال چیزیں مثلاً شراب اور پانی وغیرہ نیز غذا کے وہ اجزاء جو معدے میں تحلیل ہوتے ہیں خواہ وہ شکر اور نمک کی مانند خود بخود گھلنے والے ہوں یا لعاب دہن اور معدے کی رطوبت ہاضم ان کو تحلیل کرے وہ معدے کی باریک باریک رگوں کے ذریعہ سے جذب ہو کر یہ معدہ میں اور ورید معدہ سے ورید باب الکبد کے توسط سے جگر میں پہنچ جاتے ہیں اور خون میں شامل ہو جاتے ہیں۔

بقیہ مضمون صفحہ ۲۲ :۔ مذکورہ بالا فلموں میں انسانی جسم کے بعض حصوں میں اور جوڑوں میں "بلبلے" اور "ہوائی تھیلیاں" بھی دکھائی دیتی ہیں۔ ایک "عکس ریزی" تصویر میں گھٹنے کے جوڑ کے نیچے ایک بڑی ہوائی تھیلی نظر آئی جو مخصوص شخص کی جانچ سے پہلے اور بعد وہاں پر موجود نہ تھی۔ ماہرین عضویات اس کوشش میں مصروف ہیں کہ اس کے وجود میں آنے اور غائب ہو جانے کا سبب دریافت کریں تاکہ اس تشخیص کے بعد اس کے علاج و انسداد میں آسانی ہو۔

دہلی میں رائل سوسائٹی آف لندن کا جلسہ

اور

انڈین سائنس کانگریس کا اکتیسواں سالانہ اجلاس

دارالحکومت ہند، عروس البلاد، دہلی نے گزشتہ ماہ میں ایک ایسا تاریخی منظر دیکھا ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے قطعاً نیا اور بے مثل تھا۔ وہ یہ کہ انڈین سائنس کانگریس کے اکتیسویں سالانہ اجلاس کے افتتاح سے پہلے ایک عجیب و غریب رسم ادا ہوئی، اور جلسے کا ہال چند منٹ کے لیے "رائل سوسائٹی آف لندن" کے کونسل چیمبر میں مبدل کر دیا گیا تاکہ اس میں ہندستان کے دو مشہور ماہرین سائنس، ڈاکٹر ہومی۔ جے۔ بھابا، اور سر شانتی سروپ بھٹناگر کو سوسائٹی مذکور کی قدیم رسم کے مطابق اس کا "فیلو" (رکن) بنایا جائے اور ان حضرات کو اس مہتم بالشان علمی برادری میں داخل کیا جائے جو رائل سوسائٹی سے متعلق ہے۔ اس سوسائٹی کا بنیادی مقصد "فطری علم" (نیچرل نولج) کی ترقی ہے۔ اس کے قیام کو ۲۸۰ برس گزر چکے ہیں، مگر اس طویل مدت میں اس کا کوئی جلسہ کبھی انگلستان سے باہر منعقد نہیں ہوا تھا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس کا جلسہ ہندستان کے سینٹ اسٹیفنس کالج دہلی کے ہال میں کیا گیا اور پروفیسر اے۔ وی۔ ہل نے، جو اس سوسائٹی کے سکرٹری ہیں، اس موقع پر نائب صدر کی حیثیت سے سوسائٹی کی نمائندگی کی اور دونوں سائنس دانوں کو اس کی فیلوشپ میں داخل کیا۔ انھوں نے پہلے رائل سوسائٹی کا مقصد بیان کیا۔ اسکے بعد وزیر اعظم برطانیہ مسٹر چرچل اور چند دیگر سر برآوردہ ہستیوں کے پیغامات پڑھ کر سنائے (جن کا تذکرہ بعد میں آئے گا)، اس کے بعد رائل سوسائٹی کا وہ "عہدنامہ" (اوبلی گیشن) پڑھا جس پر ہر "فیلو" کے دستخط ہوتے ہیں، اور آج تک تقریباً چھ ہزار ارکان کے دستخط ہو چکے ہیں، اور اس کے بعد سوسائٹی کی رسم کے مطابق ڈاکٹر ہومی بھابا اور سر شانتی سروپ کو "رکنیت" میں داخل کیا۔ اس جلسے میں ملک معظم کے نمائندے کی حیثیت سے ہز اکسیلنسی لارڈ ویول وائسرائے ہند موجود تھے۔ استقبالیہ کمیٹی کی صدارت کا فرض فیڈرل کورٹ کے سابق چیف جسٹس اور دہلی یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر مارس گائر نے انجام دیا۔ رائل سوسائٹی کے ان دس ممبروں کی جو اس وقت ہندستان میں موجود ہیں، اور بہت سے ماہرین علوم و ارباب سائنس کی موجودگی نے اس جلسے کو بے حد شاندار بنا دیا تھا اور حاضرین کی کثرت کے باعث ہال میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ رائل سوسائٹی کی اس تقریب کے بعد ہز اکسیلنسی لارڈ ویول نے سائنس کانگریس کے اجلاس کا افتتاح فرمایا۔ ہم ذیل میں تقریروں اور پیغامات کو ان کارروائیوں کے سلسلے کے مطابق درج کرتے ہیں:-

پروفیسر ہل کی تقریر کا خلاصہ

رائل سوسائٹی کے اسپیشل جلسے کو مخاطب کرتے ہوئے پروفیسر اے۔ وی ہل نے بہ حیثیت نائب صدر، سوسائٹی کی طرف سے ہندستان کے سائنس داں مردوں اور عورتوں کو تبریک اور خوش دلی کے پیغامات دیے، اور اس سلسلے میں مسٹر چرچل، فیلڈ مارشل اسمٹس (وزیر اعظم جنوبی افریقہ)، سر ہنری ڈیل (صدر رائل سوسائٹی)، سر ریچارڈ گریگری (صدر برٹش ایسوسی ایشن آف سائنس)، کی طرف سے پیغامات پڑھ کر سنائے۔

اس تقریب کی شان یکتائی کا تذکرہ کرتے ہوئے پروفیسر ہل نے فرمایا کہ موجودہ جنگ کے ابتدائی ایام میں رائل سوسائٹی کے چند جلسے کیمبرج میں منعقد ہوئے تھے اور کئی سال گزرے ایک خاص جلسہ خود لندن میں پروفیسر ہل ہی کے مکان میں اس غرض سے ہوا تھا کہ نازی مظالم سے پناہ لینے والے ایک بڑے معزز شخص یعنی ڈاکٹر سگمنڈ فریوڈ کو اس کا رکن بنایا جائے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ڈاکٹر فریوڈ بیمار تھے اور ان کی صحت اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ وہ سوسائٹی کے ایوان تک اس تقریب کے لیے آسکیں۔ ان چند مواقع کے علاوہ کبھی اس سوسائٹی کا جلسہ اس کے ایوان سے باہر نہیں ہوا۔

مسٹر چرچل کا پیغام

مسٹر چرچل نے ہندستانی سائنس دانوں کو اور بالخصوص رائل سوسائٹی کے ہندستانی ممبروں کو یہ پیغام بھیجا تھا "سائنس نے موجودہ انسانی نسل کو غیر محدود تباہ کاری اور غیر محدود ترقی کے ذرائع عطا کر دیے ہیں۔ جب اس جنگ میں ہمیں فتح حاصل ہو جائے گی تو ہم تخریب و تباہ کاری کا انسداد کر چکے ہوں گے۔ اس کے بعد یہ عظیم تر کام رہ جائے گا کہ علم کو مستقل طور پر امن اور انسانی بہبود کے مقاصد میں استعمال کیا جائے۔ اس کام میں ساری دنیا کے ماہرین سائنس ایک ایسے واحد نصب العین میں منسلک ہو کر جو نسل اور زبان کی تمام حدود سے بالاتر ہے ایک اہم اور تخلیقی خدمت انجام دے سکیں گے۔"

فیلڈ مارشل سمٹس کا پیغام

فیلڈ مارشل سمٹس وزیر اعظم جنوبی افریقہ کا پیغام یہ تھا:۔ "ہمارے زمانے میں ہندستان کی ترقی کی اس عظیم الشان تحریک میں جس نے ساری دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا ہے سب سے زیادہ نمایاں وہ حصہ ہے جو فرزندان ہند نے سائنس اور سائنٹی فک ریسرچ میں لیا ہے۔ علم طبیعات۔ ریاضی اور نباتاتی سائنس میں بعض اہم ترین تحقیقات کا سہرا ہندستانیوں کے سر رہا ہے۔ ہمارے ہندستانی "فیلوز آف رائل سوسائٹی" رمن، ساہا، ساہنی، کرشنن، بھابا اور بھٹناگر ساری سائنٹی فک دنیا میں مشہور ہیں اور انھوں نے سائنس کے دائرے سے باہر بھی ہندستان کی عظمت کو اجاگر کیا ہے۔ اس لیے یہ بہت با موقع بات ہے کہ اس سائنٹی فک مشن کے ذریعہ سے ان فرزندان ہند کو اعزاز بخشا گیا ہے اور انھیں دنیائے سائنس کی طرف سے مبارک باد پیش کی گئی ہے۔"

پیغامات کو پڑھنے کے بعد پروفیسر ہل نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا، "برطانی سائنس والوں کی یہ خواہش کوئی شرط یا کوئی حد نہیں رکھتی کہ ہندستان کے ماہرین سائنس کے ساتھ پورا اتحادِ عمل کیا جائے اور مشترک مقاصد میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹایا جائے۔ یہ مقاصد دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ "فطری علوم" کو ترقی دی جائے (اور یہی رائل سوسائٹی کا پرانا اور تاریخی مقصد تھا) دوسرے یہ کہ جو علم حاصل ہو اسے بنی نوع انسان کی بہتری کے کاموں میں استعمال کیا جائے۔ میں یہ کہنے کی ہمت کرتا ہوں کہ اشتراک عمل کے یہ راستے دوسرے میدانوں میں بھی اشتراک عمل کو مؤثر بنائیں گے۔"

سوسائٹی کا عہد نامہ

پروفیسر ہل نے اس تقریر کے بعد ڈاکٹر ہومی بھابا اور سر شانتی سروپ بھٹناگر کو دعوت دی کہ وہ چرمی کاغذ پر لکھے ہوئے عہد نامہ (اوبلی گیشن) پر دستخط کریں۔ اس رسم کی ادائیگی پر یہ دونوں حضرات رائل سوسائٹی کی فیلوشپ میں داخل ہو گئے اور رائل سوسائٹی کا مخصوص جلسہ ختم ہوا۔ رائل سوسائٹی کا وہ عہد نامہ جس پر سنہ ۱۶۶۲ سے اب تک تقریباً چھ ہزار "فیلو" نے دستخط کیے ہیں اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:۔

"ہم لوگ جنھوں نے اس دستاویز پر دستخط کیے ہیں، اپنے لیے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم فطری علم (نیچرل نولج) کی ترقی کے لیے رائل سوسائٹی آف لندن کی بہبودی کی کوشش کریں گے اور ان مقاصد کے حصول میں جن کے لیے یہ سوسائٹی قائم کی گئی تھی سرگرم رہیں گے۔ نیز یہ کہ ہم اس سوسائٹی کے جلسوں میں جتنی مرتبہ بھی ممکن ہو گا شریک ہوں گے اور اس کے سالانہ انتخابات میں اور غیر معمولی جلسوں میں بھی شرکت کریں گے اور ہم سوسائٹی مذکور کے آئین اور احکام کی پابندی کریں گے۔ اور جب ہم میں سے کوئی شخص اپنے دستخط سے سوسائٹی کے پریسیڈنٹ کو یہ اطلاع دے گا کہ وہ سائٹی سے الگ ہونا چاہتا ہے تو وہ مستقبل کے لیے اس عہد نامہ سے بری ہو گا۔"

سائنس کانگرس کا جلسہ

رائل سوسائٹی آف لندن کے جلسے کے اختتام پر سائنس کانگرس کے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی اور سر مارس گائر

وائس چانسلر دہلی یونی ورسٹی نے صدر استقبالیہ کمیٹی کی حیثیت سے ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے استدعا کی کہ وہ اس کانگریس کا افتتاح فرمائیں۔

سر مارس گائر کی تقریر

اپنی تقریر کے دوران میں سر مارس گائر نے کہا :۔ "ہندستانی سائنس نے اب وہ مرتبہ حاصل کر لیا ہے، جو دنیا میں کسی کی بہ نسبت بھی دوسرے درجے پر نہیں ہے اور ہندستانی ماہرینِ سائنس کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ مستقبل میں ہندستان کی بہبود کے سلسلے ایسی خدمات پیش کریں جن کا اندازہ کرنا بھی انسان کے لیے دشوار ہے، وہ ہندستان کی شکل کو بدل سکتے ہیں وہ اس کی دولت میں غیر محدود اضافہ کر سکتے ہیں، وہ جہالت اور افلاس کے مسائل کو حل کر سکتے ہیں اور کون جانتا ہے کہ وہ ہندستان کی سب سے زیادہ پیچیدہ گتھی یعنی اس کے آئینی مسائل کو بھی حل نہ کر سکیں۔ ان تمام لوگوں کی جو ہندستان کی مسرت و بہبود چاہتے ہیں، یہ دعا ہے کہ یہ مسائل سائنس کے متین اور پر سکون ماحول میں ان لوگوں کے ہاتھوں جو صرف حقیقت کے متلاشی ہیں اپنا حل حاصل کریں، یا اس ہفتے دہلی میں جو جلسہ ہو رہا ہے، اس میں کم از کم اس حل کی شروعات ہو جائے۔

ہز ایکسیلنسی لارڈ ویول وائسرائے ہند کی تقریر

سائنس کانگریس کا افتتاح کرتے ہوئے وائسرائے نے فرمایا :۔ "آج میں اپنے آپ کو موردِ عنایت سمجھتا ہوں کہ یہاں انگلستان سے باہر رائل سوسائٹی کے ایک جلسے کی فقید المثال تقریب دیکھنے کے لیے، سوسائٹی کے پریسیڈنٹ اور دوسرے ارکان کی طرف سے وہ پیغامات تبریک سننے کے لیے جو اُنھوں نے اپنے ہندستانی شرکارکار کو بھیجے ہیں، اور سوسائٹی میں نئے ارکان (فیلوز) کے داخلہ کا منظر دیکھنے لیے یہاں موجود ہوں۔ یہ جان کر آپ کو دل چسپی ہوگی کہ اب سے ایک سو برس پہلے مشرقی سائنس کے پہلے عالم کو، جو انجینیرنگ کا ایک بڑا ماہر ہندستانی تھا رائل سوسائٹی میں بہ حیثیت "فیلو" شریک کیا گیا تھا۔

"یہ تقریب اس لیے بھی یادگار رہے گی کہ رائل سوسائٹی کے سکرٹری پروفیسر ہل خود یہاں موجود ہیں وہ ایک بین الاقوامی شہرت رکھنے والے عالم جسمانیات و عضویات ہیں اور اس لیے ہندستان آئے ہیں کہ برطانیہ اور ہندستان کے ماہرینِ سائنس کے درمیان زیادہ قریبی تعلقات قائم کریں اور خاص طور پر زمانۂ بعد از جنگ میں ہندستان کی ترقی کے مسائل میں امداد دیں۔ سائنس یعنی علم کے معنی امن اور ترقی کے ہونے چاہییں۔ لیکن آج کل کے پُر آشوب زمانے میں اربابِ سائنس کو بھی تباہ کاری کے کام میں ہاتھ بٹانا پڑتا ہے۔ پروفیسر ہل اس وقت کوششِ جنگ کے کاموں سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ یہ حقیقت کہ ہماری گزارش پر پروفیسر ہل کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ انگلستان چھوڑ کر ہندستان آئیں، خود اس بات کی دلیل ہے کہ برطانیہ اور ہندستان کے سائنس دانوں میں رابطہ پیدا کرنے کے کام کو کس قدر اہمیت دی جا رہی ہے۔

"میری زندگی میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس نے مجھے اس لائق بنایا ہو کہ میں ماہرینِ سائنس کے ایک ایسے ممتاز مجمع کو خاطب کر سکوں۔ یقیناً میں ایسا کرنے کے لیے کوئی علمی اوصاف نہیں رکھتا۔ مگر جیسا کہ پروفیسر ہل نے کہا ہے میں رائل سوسائٹی سے ایک موروثی رشتہ رکھتا ہوں۔ میرے پردادا اور میری پردادی دونوں اس کے "فیلو" تھے۔ اور پچھلے دنوں پروفیسر ہل کی مہربانی کر مجھے یہ موقع حاصل ہوا تھا کہ میں ان کے دستخطوں کا ایک چربہ دیکھوں جو اُنھوں نے سوسائٹی کے "تحریری عہدنامہ" پر کیے تھے۔ میرا خیال ہے کہ میرے دادا ایک فاضل سائنس داں تھے، جنھوں نے ایک ایسی معدنی دھات دریافت کی تھی جو "ویویلائٹ" کہی جاتی ہے۔ یعنی میرے دادا نے تو اسے دریافت کیا اور مشہور ماہر کیمیا سر ہمفری ڈیوی نے اس کا نام میرے دادا کے نام منسوب کر کے "ویولیلائٹ" رکھ دیا۔

"مجھے اپنے دادا کی "فیلوشپ" (رکنیت) کے متعلق ہمیشہ کسی قدر شبہ میں رہا۔ وہ ایک جہاں گشت قسمت آزما سپاہی تھے، جنھوں نے ہندستان میں، اسپین میں، اور چیلی اور میکسیکو میں جنگ کی تھی۔ وہ وسیع علم اور تجربہ کے آدمی تھے۔ مگر مجھے ہمیشہ اس بات پر حیرت رہی کہ اُنھوں نے وہ گہرا سائنٹی فک علم حاصل کرنے کا وقت کیوں کر نکالا جو آج رائل سوسائٹی کی فیلوشپ کے

لیے مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ جب میں نے لندن میں پروفیسر ہل سے اس امر کا استفسار کیا کہ آیا سوسائٹی کے کاغذات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ میرے دادا نے سائنس کی کس شاخ میں کمال حاصل کیا تھا تو انھوں نے نرمی کے ساتھ مجھے یہ بتایا کہ اُس دور دراز زمانے میں بعض مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ ممبر لوگ اپنے بیٹوں کو کسی خاص سائنٹی فک کمال کے بغیر ہی منتخب کرا لیتے تھے (قہقہہ) اور مہربانی سے صرف یہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ بیٹے کو باپ کا علمی رجحان بطور وراثت ضرور ملا ہوگا (مزید قہقہہ)۔ یہ استثنا غالباً میرے پردادا نے پورا کر دیا تھا، جو ایک محقق دماغ رکھتے تھے، علم طبقات الارض کے اچھے جاننے والے تھے اور ادبی قابلیت کے بھی مالک تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کو کسی سائنٹی فک قابلیت کے بدلے صرف جہاں گردی اور فوج میں کام کرنے کی صلاحیت بطور وراثت منتقل کی (قہقہہ) اگرچہ میں نے اس بات پر کبھی افسوس نہیں کیا کہ میں نے کلاسیکی تعلیم کیوں حاصل کی، مگر افسوس ہمیشہ میرے دل میں موجود رہا کہ میں نے سائنس میں کم از کم ابتدائی تعلیم بھی اچھی طرح حاصل نہیں کی۔ میں ماہرین سائنس کو ہمیشہ احترام کی نگاہوں سے دیکھتا رہا ہوں۔ یہ بھی کس قدر حیرت انگیز ہے کہ مجھ جیسے ناواقف انسانوں کی بڑی تعداد نے ارباب سائنس کے ساتھ عجیب و غریب سلوک کیا ہے۔ تمدن کے ابتدائی دور میں ان کو جادوگر سمجھا جاتا تھا اور مصر وغیرہ میں انھیں بڑا رتبہ اور طاقت حاصل تھی۔ میرا خیال ہے کہ مشرق میں ان کو ہمیشہ ایک بلند مرتبہ حاصل تھا، لیکن مغرب میں ایک زمانہ ایسا گزرا ہے جب کہ انھیں ساحر، شعبدہ گر یا پُراسرار طاقتوں کا مالک خیال کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ خفیہ طور پر اپنا پیشہ کرتے تھے اور کھمبے میں باندھ کر زندہ جلا دینے کے لائق سمجھے جاتے تھے۔ اس تاریک زمانے کے بعد ارباب سائنس کو آزادانہ اختیارات حاصل ہوتے چلے گئے اور اب ان سے ہماری عام شکایت یہ ہے کہ انھوں نے اپنے کاموں کی رفتار ضرورت سے زیادہ تیز کر رکھی ہے اور اتنی کثیر تعداد میں انتہائی عجلت کے ساتھ ایجادیں پیش کی ہیں کہ ہم ان کو جذب نہیں کر سکے ہیں۔

"ایک مشہور انگریزی شاعر نے تقریباً ایک صدی پہلے لکھا تھا کہ سائنس بہت آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے اور ایک نقطے سے دوسرے نقطے کی طرف رینگتا ہے۔ اگر وہ شاعر آج اپنا خیال ظاہر کرتا تو غالباً یہ الفاظ لکھتا: 'سائنس بہت تیزی سے آگے بڑھتا ہے اور ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف ہمیں بھی دھکا دیتا ہوا آگے بڑھتا ہے'؛ وہ زمانہ بھی غالباً قابل قدر تھا جب لوگ آہستگی و اطمینان کی زندگی بسر کرتے تھے اور سائنس نے زمان و مکان پر حملہ نہیں کیا تھا۔ اس سے بھی زیادہ بُرا یہ ہوا کہ سائنس کی ایجادیں غلط ہاتھوں تک پہنچ گئیں، ایسا کبھی نہیں ہونا چاہیے تھا کہ ریڈیو، مشین، جیسے ایک جابر مردم آزار شخص کو ہوائی جہاز اور 'جاپانی' جیسے بوالہوس وحشی آدمی کو جنگی جہاز دیا جائے۔

"پھر بھی اس سے زیادہ غیر نفع بخش کوئی چیز نہیں ہو سکتی کہ وقت کے چکر کو پیچھے کی طرف چلانے کی کوشش کی جائے۔ الف لیلہ کے جہازی کی طرح اس دیو کو بٹی پڑھا کر ہم پھر بوتل میں بند نہیں کر سکتے۔ اب ہمیں آگے بڑھنا ہی ہے اور سائنس دانوں نے جو دیو پیدا کیا ہے اس کو قابو میں رکھنے اور اس نئی دنیا میں جس کے لیے وہی جواب دہ ہیں امن قائم کرنے کے لیے اُنھیں سے مدد لینی ہے۔ اگر ہم ارباب سائنس کے عطیات کو صحیح طور پر استعمال کر سکیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اُنھوں نے زیادہ وسیع، زیادہ مکمل، زیادہ صحت بخش اور زیادہ خوش حال و خوشگوار زندگی کے امکانات ہمارے سامنے پیش کر دیے ہیں۔

"ہندستان نے، جو ایک قدیم ترین تمدن کا مالک ہے، جدید سائنس کے اثرات بہ نسبت دوسری بڑی قوموں کے کسی قدر کم اور کسی قدر دیر سے لیے ہیں۔ اس کی آبادی کا ایک بڑا حصہ اب تک پُرانی زندگی بسر کرتا ہے اور اس صدی کی بہت سی تبدیلیوں سے متاثر نہیں ہے۔ اس کی دنیا زمین (یعنی مادّہ) سے زیادہ روحانیت پر محیط رہی ہے۔ مغرب کے بارے میں اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم نے ہندستان سے بہ اعتبار مادّہ "بہت کچھ لیا، لیکن باعتبار روح بہت کم حاصل کیا۔ لیکن اگر ہندستان کو دنیا میں وہ پارٹ ادا کرنا ہے جس کا حق اس کو اپنے رقبہ، اپنی آبادی، اپنی تاریخ اور اپنی پوزیشن کی رُو سے حاصل ہے، تو اسے بھی سائنٹی فک ترقیوں سے ہر امکانی مصرف لینا پڑے گا۔ ہندستان نے بہت بڑے بڑے سائنس داں پیدا کیے ہیں اور اب بھی اس کے زرخیز بطن میں بہت سے مزید علما موجود ہیں۔ سائنس کے میدان میں ہندستان کے پیش کردہ حصے زیادہ تر امن اور ترقی کے دائرے میں ہیں۔ وہ اگر جدید سائنس کو اپنے قدیم کلچر سے مخلوط کرے گا تو اسے بہت کچھ فائدہ

پہنچے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے روایتی نظریوں کے باعث وہ اس لائق ہے کہ علم فطرت میں بہترین اور مخصوص قسم کا روزافزوں اضافہ کرے۔ ہندستان میں سائنس نے گزشتہ ۲۵ سال کے اندر بہت ترقی کی ہے۔ اور اس کا ثبوت ان متعدد سوسائٹیوں، نئے جدید دل اور یونی ورسٹیوں کے اور حکومت کے تحت میں بنائے ہوئے نئے سائنٹی فک شعبوں سے ملتا ہے جو پچھلے دنوں قائم کیے گئے ہیں۔

ہندستان میں سائنس کا میدانِ عمل

"اس جنگ میں دوسرے ممالک کی طرح ہندستان میں بھی سائنس نے بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ اس نے ملیریا انسٹی ٹیوٹ"، "انڈین ریسرچ فنڈ اسوسی ایشن"، "نٹریشن لیبورٹیری کونور"، اور اس طرح کے دوسرے اداروں کے ذریعہ فوجی سپاہیوں کی صحت بحال رکھنے میں عظیم الشان امداد دی ہے۔ اس نے اسلحہ سازی میں اور سپلائی کے مسائل کو حل کرنے میں بھی اہم حصہ لیا ہے۔ ایک سابق کمانڈر ان چیف کی حیثیت میں ان بیش بہا خدمات کے لیے جو اس نے میدان جنگ کی فوجوں کے لیے پیش کی ہیں ہندستانی سائنس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ زمانۂ بعد از جنگ کی ترقیوں میں بھی اسے بہت اہم پارٹ ادا کرنا ہے۔ آنے والے چند سال ہندستان کے لیے زندگی کا سوال پیش کریں گے۔ اس کو سائنس کی مدد سے اپنے وافر ذرائع کو استعمال کرنے کا کام سیکھنا پڑے گا۔ تمام انسانی مفادات میں سب سے زیادہ بین الاقوامی حیثیت اسی کی ہے۔ پروفیسر ہل نے اپنے خطبے میں خود ہی ایک جگہ یہ کہا ہے، "میرا عقیدہ ہے کہ بنی نوع انسان کی بہبودی کے لیے علم کی تلاش اور حصول ہر سرزمین کے باشندوں کے درمیان خلوص و نیک نیتی پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی عقیدے کے باعث آج وہ یہاں موجود ہیں۔

"سائنس کانگریس کے اس اجلاس کو ایک مہتم بالشان کارنامہ انجام دینا ہے۔ اسے یہ معلوم کرنا ہے کہ سائنس کی امداد سے ہندستان کے زراعتی اور صنعتی ذرائع کو کیوں کر زیادہ سے زیادہ ترقی دی جا سکتی ہے، لوگوں کی صحت و تن درستی کیوں کر بہتر بنائی جا سکتی ہے اور ہندستانیوں کی سوشل اور معاشی بہتری اور خوشحالی کے ذرائع کیا کیا ہیں۔ یہ سائنس کانگریس ایک بڑی شہرت رکھنے والی جمعیت ہے اور اس کے ارکان کی تعداد کے ساتھ ساتھ اس کے اثر و اقتدار میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ حضرات میں آپ کے غور و بحث اور اس جلسے کی کارروائی کے لیے پوری کامیابی کا خواہاں ہوں۔ اب میں اس کانگریس کے افتتاح کا اعلان کرتا ہوں، اور پروفیسر بوس سے کہتا ہوں کہ وہ اپنا صدارتی خطبہ پڑھیں"۔ (تالیاں)

سائنس کانگریس کے صدر پروفیسر بوس کی تقریر

ڈھاکہ یونی ورسٹی کے شعبۂ طبیعات (فزکس) کے رئیس الاساتذہ پروفیسر ایس۔ این۔ بوس نے سائنس کانگریس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "ہم میں سے بہت سے لوگوں کو یہ توقع تھی کہ اس ملک کے آئندہ سائنٹی فک کاموں کا ایک معین عملی پروگرام اس کانگریس کی افتتاحی تقریر کا ایک جزو ہوگا۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اس ملک کی ضروریات کا مطالعہ کیا تھا۔ بہت دن نہیں گزرے ہم میں سے صفِ اول کے متعدد سائنس داں اور ماہرین صنعت ان کی رہنمائی میں مل بیٹھے تھے اور آنے والے تعمیری کاموں کے متعلق غور و خوض کرنے میں ہم نے کافی وقت صرف کیا تھا۔ ان کارروائیوں کے نتائج آج بہت مفید ثابت ہوئے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ اتفاقی واقعات نے ہمیں جدید مسائل کے اس با احتیاط اور گہرے مطالعہ کے فائدوں سے محروم کر دیا ہے اگر ان کاموں کے نتائج دست یاب ہو سکتے تو آج میں انھیں پیش کرتا، لیکن افسوس ہے کہ وہ رپورٹیں مجھے نہ مل سکیں۔"

پروفیسر بوس نے پھر وہ انتباہ پیش کیا جو سائنس کانگریس کے ایک سابق صدر نے ارباب سائنس کو دیا تھا، اور کہا تھا کہ

"ایک سائنس داں وہ شخص ہوتا ہے جو کم سے کم چیزوں کے لیے زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرتا چلا جائے (اس کا مطلب یہ ہے کہ اصلی مہارت محدود دائروں کے اندر ہی ہوا کرتی ہے، اور مخصوص چیزوں کا مکمل اور وسیع ترین علم حاصل کیا جاتا ہے) اس لیے سائنس داں کے خاص مطالعہ و تحقیقات سے باہر کے موضوعات پر اس کی رائے کا گراں قدر ہونا ضروری نہیں۔" پروفیسر بوس کہتے ہیں کہ "میں

اس انتباہ کی خوبی اور دانائی کو محسوس کرتا ہوں "

جدید علم ہیئت و طبیعات (فزکس) کے بعض عناصر کا تذکرہ کرتے ہوئے پروفیسر بوس نے ان تبدیلیوں کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کی جو قدرتی حالات کے متعلق چند سائنٹی فک نظریوں میں پچھلے دنوں پیش آئے ہیں اور جن کا باعث وہ "کوانٹم تھیوری" یعنی نظریۂ مقادیر برقیات "ہے جس نے سائنس کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا ہے۔ پروفیسر بوس فرماتے ہیں "گزشتہ پچاس سال میں اہم ترین دریافتیں ہوئی ہیں۔ میں اس سلسلے میں صرف "الکٹرون"۔ "نیوٹرون" ایکس ریز اور ریڈائی طاقت کا تذکرہ کرکے آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا علم کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے! ہمارے سائنٹی فک آلات نے بھی طاقت، دائرۂ عمل اور درستی میں ترقی حاصل کی ہے۔ ہمارے پاس ایسی دوربینیں ہیں جن سے ہم کائنات کے لامحدود اور انتہائی دوری پر واقع گوشوں کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ہم نے ایسے آلات ایجاد کیے ہیں جو ایٹم، (جوہر فرد) اور مالیکول (مادہ سالمہ) کے اندرونی حالات بھی ہمیں بتا دیتے ہیں۔ ماہرین کیمیا کے خواب بھی پورے ہو گئے ہیں۔ اب چھوٹے چھوٹے ذرات کے بھی ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے مرکبات بنائے جاتے ہیں۔ ایکس ریز کے ذریعے ہم غیر مرئی دنیاؤں کو دیکھ سکتے ہیں۔ وائرلس نے ساری دنیا کے سرے ایک دوسرے سے ملا دیئے ہیں اور رسل و رسائل کے امکانات بھی تیزی سے بڑھ گئے ہیں۔ ان دریافتوں نے خیالات میں بھی تبدیلیاں کی ہیں۔ پچاس سال پہلے فلسفۂ حدوث اور عقیدۂ جبر، عام طور پر مسلمہ چیزیں تھیں۔ آج ماہرین طبیعات نے علم حاصل کرلیا ہے اور عقائد کو ترک کردیا ہے"

اس کے بعد پروفیسر بوس نے بہت سی سائنٹی فک تفصیلات بیان کیں اور ان کے اسباب پر روشنی ڈالی۔ پھر نظریۂ مقادیر برقیات کے متعلق فرمایا کہ "اس نظریئے نے بہت سی امیدیں پیدا کردی ہیں اور عملی میدان پیش کیے ہیں۔ فطرت کے رازوں کو سمجھنے کے لیے یہ ایک عظیم الشان قدم ہے۔ لیکن اس نئے نظریئے کی حیرت انگیز کامیابیوں کے باوجود سائنس دانوں نے صرف اسے ایک عارضی اور وقتی حیثیت دے رکھی ہے"

مسلسل چٹکلے

از جناب حکیم محمد عبدالواحد صاحب

چٹکلہ ۶۰ :- مغز تخم جامن دو تولے، افیون ۲ ماشے دونوں کو پیس کر تھوڑے پانی میں گوندھیں اور ۶۴ گولیاں بنائیں۔

ترکیب استعمال :- دو گولیاں صبح اور دو گولیاں شام کے وقت پانی سے کھلائیں۔ پانچ چھ روز کے بعد دو کے بجائے تین گولیاں کھلائیں اور پھر آہستہ آہستہ چار پانچ گولیوں تک پہنچائیں۔ بعض اطبا اس سے بھی زیادہ کھلاتے ہیں۔ ذیابیطس میں مریض کے اندر افیون کو برداشت کرنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس دوا کو زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے نہیں گھبرانا چاہیے۔

فوائد :- ذیابیطس کے لیے مفید و مجرب ہے اکثر اطبا کی معمولہ مطب دواؤں میں سے ہے۔

چٹکلہ ۶۱ :- بنولہ (تخم کپاس) دو تولے کو کوٹ کر تین پاؤ پانی میں جوش دیں، یہاں تک کہ ایک پاؤ باقی رہ جائے۔ اس کے بعد چھان کر پی لیں۔ دو پندرہ بیس روز تک برابر استعمال کریں۔

فوائد :- ذیابیطس کے لیے نہایت مفید اور آسان چٹکلہ ہے۔ مرض کے شروع میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

چٹکلہ ۶۲ :- شورہ قلمی ۳ ماشے، رائی ۳ ماشے۔ دونوں کو ایک پیالے پانی میں پیس چھان کر پلائیں۔ اور شورہ قلمی ۶ ماشے کو تھوڑے پانی میں گھول کر اس میں کپڑے کی گدی بھگو کر پیڑو پر رکھیں۔

فوائد :- بند پیشاب کو لاتا ہے۔

چٹکلہ ۶۳ :- چاکسو ۲۱ عدد کو چھیل کر سفوف بنائیں اور برادہ صندل سفید سات ماشے کو رات کے وقت آدھ پاؤ پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کے وقت اس کا صاف پانی نتھار لیں چاکسو کا سفوف کھا کر اوپر سے یہ نتھرا ہوا پانی پی جائیں۔

فوائد :- خون کا پیشاب روکنے کے لیے مجرب ہے۔

چٹکلہ ۶۴ :- شورہ قلمی دو تولے کو پانی دو تولے میں گھولیں اور ایک کڑچھے میں ڈال کر آگ پر رکھیں۔ جب اچھی طرح گرم ہو جائے مصطگی رومی ایک ماشہ باریک پیس کر چھڑکیں جب پانی خشک ہو جائے تو آگ سے اتار کر باریک پیس کر شیشی میں محفوظ رکھیں۔ ایک ایک ماشہ سفوف روزانہ صبح و شام دودھ کی لسی کے ساتھ کھائیں۔ پیشاب کی جلن پہلے ہی روز موقوف ہو جائے گی اور سوزاک کو چار پانچ روز کے استعمال سے آرام ہو جائے گا۔ پیشاب کی جلن اور نئے سوزاک میں مفید ہے۔

چٹکلہ ۶۵ :- انڈے کی زردی دو عدد، گائے کا گھی، پیاز کا پانی، شکر سفید، ہر ایک دو تولے، سب کو ایک پیالے میں ڈال کر خوب پھینٹیں۔ اس کے بعد نرم آنچ پر رکھیں اور چمچہ سے چلاتے رہیں، جب غلیظ ہو جائے آگ سے اتار لیں اور نیم گرم کو چمچہ سے کھائیں۔

فوائد :- عام جسمانی کمزوری اور ضعف باہ کے لیے نہایت مفید ہے۔

چٹکلہ ۶۶ :- درخت سرس یا درخت ببول کی تازہ پھلیاں (جن میں تخم نہ پڑے ہوں) سائے میں خشک کر کے کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور برابر وزن کھانڈ ملا کر رکھیں۔ روزانہ صبح کے وقت ۹ ماشے سفوف کھا کر دودھ پییں۔

فوائد :- جریان، سرعت انزال اور احتلام کو روکنے کے لیے مفید و مجرب ہے۔

چٹکلہ ۶۷ :- شیر مدار (آکھ کا دودھ) دو تولے کو شہد خالص ۵ تولے میں ملا کر کڑاہی میں لوہے کے دستہ سے رگڑیں جب اس میں لیس پیدا ہو جائے تو افیون ڈیڑھ ماشے شامل کر کے کھرل کریں۔ جب اچھی طرح کھرل ہو جائے، شیشے کی کھلے منہ کی شیشی میں ڈال کر ڈھکنا لگا دیں۔ روزانہ عضو مخصوص پر ہلکا ہلکا لگا کر اوپر پان رکھ کر پٹی باندھ دیں۔ ایک پہر کے بعد پٹی کھول دیں اور گائے کے گھی میں لونگ جلا کر اس کو صاف کر کے لگائیں۔ اسی طرح روزانہ استعمال کریں۔

فوائد :- یہ ایک طلاء ہے جو ضعف باہ کی حالت میں مقامی اعصاب کو قوت دینے کے لیے مفید ہے۔

چٹکلہ ۶۸ :- شیر برگد (بڑ کا دودھ) پانچ تولے گھی ۲۰ تولے، قند چالیس تولے، تینوں کو قلعی دار دیگچی یا کڑاہی میں ڈال کر نرم آگ پر رکھیں اور کفچہ سے ہلاتے رہیں۔ جب تینوں مل کر ایک ہو جائیں تو مغز تخم املی بریاں ۵ تولے، سونٹھ ڈھائی تولے باریک پیس کر ملائیں اور شیشے یا چینی کے مرتبان میں رکھیں۔ روزانہ صبح کے وقت یہ دوا دو تولے کھا کر گائے کا دودھ پاؤ سیر پئیں۔ ترشی اور گرم چیزوں سے پرہیز۔

تخم املی ضرورت کے مطابق لے کر گرم ریت میں بھنوائیں، صرف اس قدر کہ اوپر کا چھلکا تڑک جائے، جلنے نہ پائے۔ اس کے بعد چھلکا دور کر کے جتنی ضرورت ہو مغز لے کر کوٹ چھان کر کام میں لائیں۔

فوائد :- ضعف باہ، جریان، اور سرعت انزال کو دور کرتا ہے، تین ہفتے متواتر پرہیز کے ساتھ کھانے سے غیر معمولی فائدہ پہنچتا ہے۔ سرعت انزال کے مریضوں میں قدرتی امساک پیدا کرتا ہے، نہایت مفید اور مجرب دوا ہے۔

چٹکلہ ۶۹ :- اڑد کی دال دھلی ہوئی دو تولے لے کر رات کے وقت پیاز کے پانی میں بھگو دیں اور صبح کو آدھ سیر دودھ میں پیس کر فرنی کے مانند پکائیں اور قند دو تولے سے میٹھا کر کے کھائیں۔ اگر قوت ہضم درست ہو تو دو ہفتہ کے استعمال سے بے حد قوت پیدا ہوگی۔

فوائد :- منی بے حد پیدا کرتا اور قوت باہ کو بڑھاتا ہے، نہایت آسان اور کم قیمت ہے۔

چٹکلہ ۷۰ :- سم الفار سفید (سنکھیا سفید) ایک تولہ کو تین سو عدد کاغذی لیموں کے رس میں کھرل کریں۔ اس طرح کہ ایک ایک لیموں کا رس ڈالتے اور کھرل کرتے رہیں، یہاں تک کہ تین سو لیموں خرچ ہو جائیں۔ اس کے بعد کتھہ سفید اور مغز سنگھاڑا ہر ایک تولہ شامل کر کے ساٹھ عدد لیموں کے رس میں کھرل کر کے دانہ مونگ برابر گولیاں بنالیں۔ اگر زیادہ قوی بنانا چاہیں تو مشک، عنبر، زعفران ہر ایک تین ماشے ملا کر گولیاں بنالیں۔

ترکیب استعمال :- ایک ایک گولی صبح و شام ملائی یا مکھن میں لپیٹ کر نگل جائیں۔ اس کے بعد دودھ پئیں۔ ان گولیوں کے دوران استعمال میں گھی، دودھ اور مرغن غذائیں خوب استعمال کرنی چاہییں۔

فوائد :- بوڑھوں اور بلغمی مزاج اشخاص کے لیے اعلیٰ درجہ کی مقوی باہ دوا ہے، بھوک اس قدر لگاتی ہے کہ پہلے سے دو چند اور سہ چند گھی دودھ ہضم ہو سکتا ہے۔ اس کے بنانے میں محنت ضرور کرنی پڑتی ہے۔ تاہم دوسری دواؤں کی تیاری کے مقابلے میں کم ہے، اسی سے اس کو چٹکلوں میں جگہ دی گئی۔

چٹکلہ ۷۱ :- سم الفار سفید (سنکھیا سفید) تین ماشے کو مغز بادام شیریں چار تولے کے ساتھ کھرل کریں۔ اس کے بعد تھوڑی قند ملا کر کھرل کریں، پانی کا چھینٹا دے کر لگدی بنا کر نچوڑیں، روغن نکل آئے گا۔ روغن کو صاف کر کے شیشی میں رکھیں، روزانہ دو قطرے حلوے میں رکھ کر کھائیں۔

فوائد :- نہایت مقوی باہ ہے۔

چٹکلہ ۷۲ :- سنگ جراحت اور ستاور دونوں برابر وزن لے کر باریک پیسیں اور چھان کر شکر سفید ہم وزن ملا کر سفوف بنا کر رکھیں، روزانہ صبح و شام ایک تولہ سفوف دودھ کے ساتھ کھائیں۔ گرم چیزوں اور تیل ترشی سے پرہیز کریں۔ اگر قبض بھی ہو تو رات کو سوتے وقت ہلیلہ مربیٰ ایک یا دو عدد کھایا جائے۔

فوائد :- جریان کے لیے مفید و مجرب چٹکلہ ہے جب پیشاب کے ہمراہ بہت سی منی خارج ہو جاتی ہو اور اس کی وجہ سے تمام جسم دبلا اور کمزور ہو گیا ہو، اس کے استعمال سے حیرت انگیز فائدہ ہوتا ہے۔

نا، گوشت کا استعمال کم کر دینا اور سخت بستر پر سونا مفید ہے۔ قاطع باہ ادویہ استعمال کرنے کا مشورہ گمراہ کن ہے۔ آپ روزے رکھیے۔ یہ ثواب کے علاوہ نفسانی خواہشات کو دائرۂ اعتدال پر لانے کا قدرتی طریقہ علاج بھی ہے۔

نوٹ :- خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کیا کریں۔ "منیجر"

سوال و جواب

ادارہ

سوال میری شادی سنہ ۱۹۳۱ء میں ہوئی تھی۔ بارہ سال کے عرصہ میں میری بیوی کے دو حمل ساقط ہوئے اور چھ بچے پیدا ہو چکے ہیں۔ اب پھر حمل کا شبہ ہو رہا ہے۔ میری عمر ۳۴ سال ہے اور آمدنی صرف پچاس روپیہ ماہوار ہے جس میں کسی خاص ترقی کی امید نہیں۔ سوچتا ہوں کہ اگر چند سال اور اولاد کی پیدائش کا یہی حال رہا تو کیا کروں گا۔ اس وقت بھی چھ بچوں کی پرورش بہت مشکل سے کر سکتا ہوں۔ دوستوں نے ایک سال ہوا مجھے برتھ کنٹرول کا مشورہ دیا اور میں نے اس قسم کی چیزیں استعمال بھی کرائیں لیکن فائدہ نہیں ہوا اور اب پھر میری بیوی حاملہ ہے۔ مہربانی کر کے یا تو کوئی ایسی دوا بتائیے کہ میری بیوی حاملہ نہ ہو یا برتھ کنٹرول کا کوئی مجرب طریقہ بتائیے۔

شمس الضحیٰ مرشد آباد

جواب آپ بھی وہی مثل کرتے ہیں کہ گڑ کھائیں گلگلوں سے پرہیز۔ غور فرمائیے، کیسے ممکن ہے کہ بادۂ عیش کے ساغر پر ساغر تو لنڈھائے جائیں لیکن خمار و سرگرانی نہ ہو۔ جب آپ اپنے نفس پر قابو حاصل نہیں کر سکتے تو پیدائش اولاد کی شکل میں اس کے نتائج بھگتنے کے لیے بھی تیار رہیے۔ فرنچ لیٹر اور پیسریوں کا استعمال مرد سے زیادہ عورت کے لیے مضر ثابت ہوتا ہے اور برتھ کنٹرول کے ان مغربی طریقوں کی وجہ سے جن کا مقصد دراصل عیاشی ہے اکثر عورتیں سیلان الرحم اور دیگر زنانہ شکایات میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ صنفیات کے ماہرین نے تجربات سے معلوم کیا ہے کہ ہر تندرست عورت کے ماہواری دور میں صرف سات دن ایسے ہوتے ہیں

فوائد:۔ بند پیشاب کو لاتا ہے۔

چٹکلہ ۶۳:۔ چاکسو ۲۱ عدد کو چھیل کر سفوف بنائیں اور برادہ صندل سفید سات ماشے کو رات کے وقت آدھ پاؤ پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کے وقت اس کا صاف پانی نتھار لیں چاکسو کا سفوف کھا کر اوپر سے یہ نتھرا ہوا پانی پی جائیں۔

فوائد:۔ خون کا پیشاب روکنے کے لیے مجرب ہے۔

چٹکلہ ۶۴:۔ شورہ قلمی دو تولے کو پانی دو تولے میں

بعد سے میرے سر کے بال گرنے شروع ہو گئے۔ اب میں بالکل گنجا ہوں۔ براہ کرم کوئی ایسی سائنٹی فک دوا بتائیے جس سے سر کا گنج دور ہو جائے اور میرے بال جو پہلے بہت گھنے تھے پھر نکل آئیں۔ براہ کرم یہ بھی بتائیے کہ میرے سر کے بال بیماری کے بعد کیوں گرنا شروع ہوئے اور کیوں ایک دم سفید ہونے لگے حالاں کہ میری عمر چالیس سال کے قریب ہے۔

سید احمد حسین نقوی۔ جونپور

جواب گنج کے لیے ابھی تک کوئی ایسی دوا ایجاد نہیں ہوئی ہے جسے درحقیقت سائنٹی فک کہا جا سکے۔ تاہم روغن بے نظیر کا استعمال آپ کے لیے مفید ہوگا۔ بیماری کے بعد سر کے بال یکایک سفید ہو جانے اور گرنے کی وجہ دماغی کوفت، غذائی بے احتیاطی، غدہ درقیہ کے فعل کی خرابی اور درون افرازی بد نظمی ہے۔ زیادہ دماغی کام کرنے، ہر وقت ٹوپی پہنے رہنے اور سر تک سورج کی روشنی نہ پہنچنے سے بھی سر کے بال گرنے لگتے ہیں آپ کے جو گھنے بال گر چکے ہیں ان کا بالکل قدرتی حالت دوبارہ اختیار کر لینا دشوار ہے۔

۹

سوال میں نے کئی مہینے ہوئے کسی انگریزی رسالہ میں پڑھا تھا کہ کھانا کھاتے وقت پانی پینا مضر ہے۔ آدمی کو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد پانی خوب زیادہ مقدار میں پینا چاہیے اس سے صحت اچھی رہتی ہے۔ میں نے اس پر عمل کیا۔ فائدہ تو کیا ہونا تھا، الٹی بدہضمی کی شکایت رہنے لگی۔ اب میرے ایک طبابت پیشہ دوست نے بتایا ہے کہ کھانے کے بعد زیادہ مقدار میں پانی پینا مضر ہے اور میری صحت اسی وجہ سے خراب رہتی ہے۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ بتائیں کہ کھانا کھاتے وقت پانی پینے کا صحیح طریقہ کیا ہے یعنی خوراک کے دوران میں پانی پیا جائے یا کھانا کھا لینے کے بعد۔

کاظم علی خاں، رام پور

جواب پانی دوران خوراک میں آہستہ آہستہ اور کم پینا مناسب ہے۔

؟

سوال دو ماہ ہوئے میں نے اپنے بچے کے چیچک کا ٹیکہ لگوایا تھا۔ رہ ٹیکہ بے اثر رہا۔ اب میری بیوی اصرار کر رہی ہے کہ بچے کے ٹیکہ دوبارہ لگوایا جائے، لیکن قصبہ کے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ سال زرنے سے پہلے دوبارہ ٹیکہ لگوانا مضر ہے۔ مہربانی کرکے بتایئے ں کیا کروں۔ بچہ کی عمر تین سال کے قریب ہے۔

بنسی دھر کپور، کالپی ضلع جالون

جواب جواب کا انحصار حالات پر ہے۔ اگر قصبہ چیچک سے محفوظ و تو آئندہ سال تک دوبارہ ٹیکے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر چیچک نے بائی صورت اختیار کر لی ہو تو اپنی اہلیہ کے مشورہ پر عمل کیجیے اور بچے ے دوبارہ ٹیکہ لگوا دیجیے۔

؟

سوال میری بیوی کی عمر ۲۰ سال کے قریب ہے۔ دو بچے ہو چکے ہیں۔ ماہواری ایام شروع ہونے پر ہاتھ پیر جلنے لگتے ہیں اور خاص پیٹ میں بہت درد ہوتا ہے۔ اسے بخار بھی آجاتا ہے۔ ایام بے اعدہ ہوتے ہیں اور خون زیادہ خارج ہوتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے رحم کی خرابی دور کرنے کے لیے اگر آپ کے دواخانہ میں کوئی دوا یار ہوئی ہو تو اس کا نام اور قیمت بھی لکھ دیجیے۔ میں منگواؤں گا۔

عبدالشکور، اکولہ برار

جواب معلوم ہوتا ہے کہ خصیۃ الرحم اور انھیں قبضہ میں رکھنے الے غدودی اجزا کا فعل درست نہیں ہے۔ کسی مقامی لیڈی ڈاکٹر سے معائنہ کرائیے۔ خصیۃ الرحم کی کمزوری اور ایام کی بدنظمی دور کرنے کے لیے ہمارے دواخانہ کی دوا "مسنورین" عام طور پر مفید ابت ہوئی ہے۔

؟

سوال میں نو عمری میں بالکل نادانستہ طور پر علق کی مذموم عادت کے چنگل میں آگیا۔ لیکن جب تک اس عادت کے تباہ کن چنگل کی گرفت مضبوط نہ ہو گئی، اس وقت تک مجھے معلوم بھی نہ ہوا کہ میں جس فعل سے ایک خاص قسم کی لذت محسوس کرتا ہوں اسی کا خوف ناک نام علق ہے۔ بہر حال قسمت کا نوشتہ۔ میں کئی سال تک اس مکروہ علت میں مبتلا رہا۔ آخر میں ایک شفیق ناصح نے میری دستگیری کی اور ان کے مخلصانہ مشوروں سے میں نے اس حرکت سے توبہ کر لی۔ اب میں تین چار برس سے تائب ہوں۔ میری شادی نہیں ہوئی ہے، لیکن کمزور اور دبلا بہت ہو گیا ہوں۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے ہیں۔ کان گنگ سے رہتے ہیں اور بینائی بھی کچھ کم زور ہو گئی ہے۔ میری عمر بائیس سال ہے۔ مہربانی کرکے مجھے مفید مشورہ دیجیے اور ایسی دوا بتایئے جس سے میرے نقائص دور ہو جائیں۔ شہوانی خیالات اکثر پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ان کو بچنے کی تدبیر بتایئے۔ کیا آپ مجھے قاطع باہ ادویہ استعمال کرنے کا مشورہ دیں گے؟

مبشر علی، اورنگ آباد، دکن

جواب خدا کا شکر ہے کہ آپ اس تباہ کن عادت سے تائب ہو گئے۔ آپ کے لیے علی الصباح کسی میدان میں چہل قدمی بہت مفید ہے، ہلکی ورزش کیجیے۔ گوشت پر پھلوں اور سبز ترکاریوں کو ترجیح دیجیے۔ مکھن کا استعمال مفید ثابت ہوگا۔ ایسی غذائیں کھایئے جن میں وٹامن بی کی مقدار زیادہ ہو مثلاً انڈے کی زردی، کلیجی، اناج، گاجریں وغیرہ۔

اس مذموم عادت سے پیدا شدہ عصبی شکایات کو لیے ہمارے دواخانہ کی دوا **شربت اکسیر خاص** مفید ہے، استعمال کیجیے۔

نوجوانی میں شہوانی خیالات کا پیدا ہونا قدرتی ہے اور ان کے مکمل استیصال کا دوسرا نام ہے نامردی اگر خواہشات دائرہ اعتدال کے اندر رہیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہاں آپ اس قسم کے تخیلات سے کوئی لطف حاصل نہ کریں اور ان کی جانب راغب نہ ہوں، بلکہ توجہ کو دوسری جانب ہٹانے کی کوشش کریں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ جسمانی اور عصبی کمزوریاں دور ہو جانے کے بعد جلد شادی کر لیں۔ اگر خواہشات کا غلبہ زیادہ ہے تو روزے رکھیے۔ یہ غلبہ زیادہ تر بیکاری اور تنہائی میں ہوتا ہے۔ آپ بیکار اور تنہا کم رہیں۔ کام کاج کے علاوہ جو وقت بچے اسے آپ مذہبی و اخلاقی کتابوں کے مطالعہ اور نیکو کار لوگوں کی صحبت میں گزاریں۔ روزانہ سرد پانی سے نہانا، گوشت کا استعمال کم کر دینا اور سخت بستر پر سونا مفید ہے۔ قاطع باہ ادویہ استعمال کرنے کا مشورہ گمراہ کن ہے۔ آپ روزے رکھیے۔ یہ ثواب کے علاوہ نفسانی خواہشات کو دائرۂ اعتدال پر لانے کا قدرتی طریقہ علاج بھی ہے۔

نوٹ:- خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کیا کریں۔ "مینیجر"

ہمدردِ صحت کے ۲ دو خاص نمبر

دق وسل

ہمدردِ صحت کا یہ خاص نمبر علم وفن کا ایک ایسا کارنامہ ہے جسکی نظیر مشرقی زبانوں میں مشکل ہی سے ملے گی۔ اس میں دق وسل کے متعلق ایسے ایسے پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے جو اس سے پہلے تاریکی میں تھے، یہ نمبر نہ صرف طبیبوں، ویدوں اور ڈاکٹروں کے لیے جدید وقدیم معلومات ومعالجات کا مخزن ہے بلکہ ان لوگوں کے لیے بھی انتہائی کارآمد ثابت ہوگا جو عوام کی بھلائی کے معاملات سے دلچسپی رکھتے ہیں اس کا مطالعہ ان کے سامنے ہندستان کی حالتِ زار کا صحیح نقشہ پیش کر دیگا اور ان کو ممالک غیر سے اپنے ملک کی حالت کا مقابلہ کرنے میں کوئی دشواری نہیں رہے گی۔ کیونکہ ہمدرد صحت ہی ایک ایسا رسالہ ہے جسے دنیا بھر کے ماہرین فن کی قلمی خدمات حاصل ہیں چنانچہ اس نمبر میں یورپ، امریکا، آسٹریلیا وغیرہ براعظموں کے پندرہ سے زیادہ ماہرین فن نے مضامین لکھے ہیں۔ صرف اسی حقیقت سے آپکو اس نمبر کے افادہ کا اندازہ ہو جائے گا ہندستان کے ماہرین میں سے تقریباً سو ماہرین ایسے ہیں جنھوں نے اس اشاعت کے اوراق کو زینت دی ہے۔ ان قلمی معاونین میں طبیب ادیب، افسانہ نویس، مزاحیہ نویس اور شاعر غرض سب ہی شامل ہیں۔ یہ نمبر ان اصحاب کو بھی دعوتِ فکر دیگا جو ہر معاملہ کو صرف علمی نقطۂ نظر سے دیکھنے کے عادی ہیں۔ دق وسل نمبر ادبی ذوق رکھنے والوں کی تسکین بھی پوری طرح کر دے گا اور ان کو یہ محسوس کرا دیگا کہ علم وادب کو آپس میں کس طرح سمویا جا سکتا ہے۔ یہ نمبر ان مریضوں کے لیے چراغ ہدایت کا کام دیگا جو اس وقت اس موذی مرض کی کسی نہ کسی شکل میں مبتلا ہیں۔ یہ اشاعت خاص ان گھرانوں کو ہلاکت کے غار میں گرنے سے بچا سکے گی جن میں دق کی اموات ہو چکی ہوں اور تیمار داروں کو دق کے بیماروں کی تیمارداری سکھائے گی غرض یہ اشاعت خاص کیا ہے دق وسل کی ایک ایسی انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں اس موضوع پر ہر عنوان سے بحث ملے گی۔

قیمت آٹھ آنے۔ محصول ایک آنہ

روحانی علاج

اس خاص نمبر کے ذریعہ سے اردو زبان میں پہلی بار تنویم اور تنویمی علاج پر تفصیل اور سنجیدگی سے بحث کی گئی ہے اس کی فہرست مضامین دیکھنے سے آپ اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ نمبر بازاری معلومات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک خالص علمی طبی اور ادبی کارنامہ ہے جس میں تمام متعلقہ چیزوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اس نمبر کے ذریعہ سے جہاں اس بیگانگی کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ہندستان کے معالجین اور روحانی علاج کے درمیان موجود تھی۔ وہاں روحانی علاج کے متعلق عوام کی بھی صحیح رہنمائی کی گئی ہے۔ تنویم اور نفسیاتی علاج کی تاریخ کی بحث جو اس نمبر میں ہے اس قدر جامع اور حاوی ہے کہ اس کی نظیر شاید کسی مشرقی زبان میں نہیں مل سکے گی۔ اس نمبر میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام اور ہندو دھرم میں روحانی علاج کے کیا کیا طریقے بتائے گئے ہیں۔ تنویم اس کے مظاہر، توجہ اور خود توجہی، تنویمی معالجات اور واقعات ومشاہدات وغیرہ اس کے مستقل بابوں کے نام ہیں ایک باب میں روحانی علاج کے متعلق دلچسپ افسانے اور مزاحیہ مضمون ہیں۔ یہ نمبر علاج کرنے والوں کو ترقی کا ایک نیا راستہ دکھائے گا، ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کو اس کا مطالعہ یہ بتا دے گا کہ مشکل سے مشکل مضامین کو کس طرح عام فہم اور سلیس اردو میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ عوام اس نمبر کے مطالعے سے روحانی علاج کی حقیقت معلوم کر لیں گے اور پھر کوئی شخص ان کو دھوکہ نہیں دے سکے گا۔ ذرا فیصلہ کیجیے کہ آیا آپ کی معلومات اس نمبر کے مطالعے کے بغیر مکمل ہیں، اگر نہیں تو کیا آپ آج ہی اس نمبر کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے؟

قیمت

اعلیٰ ایڈیشن	۱۲ ر	محصول ایک آنہ
معمولی ایڈیشن	۸ ر	〃 〃

نوٹ (۱) اگر آپ کو ایک نمبر منگانا ہے تو اس کی قیمت اور محصول کے ٹکٹ لفافے میں رکھ کر بھیج دیجیے۔ دونوں نمبر منگانے ہیں تو قیمت اور محصول ڈاک کا منی آرڈر کر دیجیے۔ نوٹ (۲) وی۔ پی نہیں بھیجا جائے گا۔

مکتبہ ہمدردِ صحت، ہمدرد منزل، دہلی

موسمِ سرما میں صحت و شباب کی دولت

آپ اس سے کیوں محروم ہیں؟

جوانی نام ہو انسانی زندگی کے اس پُرکیف دور کا جس میں خون رگوں میں شراب بن کر گردش کرتا ہو۔ دل میں امنگیں طوفان بن کر اٹھتی ہیں اور ولولے انسان کو مدہوش کرکے ایسے اسباب خود بنا دیتے ہیں کہ انسان نتائج اور خطرات کی پروا کیے بغیر لذتوں سے ہم آغوش ہونے کے لیے بیتاب ہو جاتا ہو۔

جوانی ہی کی یہ کرشمہ سازی ہو کہ انسان کو مصیبت بھری دُنیا کی ہر چیز میں ایک رنگینی اور شوخی دکھائی دینے لگتی ہو اور انسان دنیا کی ہر چیز سے اس پُرکیف زمانہ میں پُورا پُورا لطف حاصل کرتا ہو۔

جوانی اتنی بڑی نعمت ہو کہ اگر پوری سلطنت کے بدلہ میں کسی کو مل سکے تو ارزاں ہو۔ چنانچہ نوشیرواں نے اپنی ڈاڑھی میں جب پہلی مرتبہ سفید بال دیکھا تو کئی دن تک روتا رہا۔ چنگیز خاں جوانی کے بدلہ میں اپنی پُوری سلطنت دینے کے لیے آمادہ تھا۔ مگر وہ اپنی عظیم الشان سلطنت دے کر بھی اس نعمت کو حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ دنیا میں جتنے بھی حکمران ہوئے ہیں ان سب ہی نے اپنے زمانہ کے ماہرین طب کی محض اس لیے خدمات حاصل کیں کہ وہ ان کے جسموں میں دوبارہ جوانی کی لہر دوڑا دیں۔ مگر ان میں سے کسی کو بھی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی حقیقت یہ ہو کہ جوانی دنیا میں سب سے بڑی قیمتی چیز ہو۔ لیکن بنی نوع انسان سب سے زیادہ اسی کو برباد کرتا ہو۔ اور برباد کرتے وقت کبھی یہ نہیں سوچتا کہ قدرت کی یہ بے بہا نعمت کبھی اور کسی قیمت پر واپس نہیں آسکتی۔

جوانی کو برقرار رکھنے کی کوشش

کون نہیں جانتا کہ ہزاروں برس سے یہ کوشش جاری ہو کہ کوئی ایسا طریقہ معلوم ہو جائے کہ جس کے ذریعہ سے بوڑھے انسانوں میں بھی دوبارہ جوانی کی لہر پیدا ہو سکے۔ قدیم اطبائے یونان صدیوں تک اس کوشش میں لگے رہے۔ از سرِ نو جوان بنانے والی جڑی بوٹیاں تلاش کی گئیں، کبھی "کایا کلپ" کے طریقوں کی جستجو کی گئی، کبھی اپریشنوں کے ذریعے سے بندر کے غدد جسم میں داخل کیے گئے۔ اور آج بھی سائنس داں انسان کو دوبارہ جوان بنانے کے لیے نئی نئی ایجادیں کر رہے ہیں۔ لیکن ہزاروں برس کی کوششوں کے باوجود انسان اپنے مقصد میں پُوری طرح کامیاب نہیں ہو سکا ہو۔

جوانی کو برقرار رکھنے کا طریقہ

قبل اس کے کہ جوانی کو برباد کرنے کے بعد آپ اعادۂ شباب کے طریقوں کی تلاش میں وقت صرف کریں، ہم چند اصول بیان کیے دیتے ہیں جن سے آپ جوانی کی مدت کو زیادہ سے زیادہ بڑھا سکتے ہیں:-

(۱) جوانی کو قدرت الٰہی کا بہترین عطیہ سمجھتے ہوئے اس کو کم سے کم صرف کیجیے۔ بے اعتدالی سے پرہیز کیجیے اور کوشش کیجیے کہ آپ قدرت کے دیے ہوئے اس قیمتی ذخیرہ کو زیادہ سے زیادہ مدت تک کام میں لا سکیں۔

(۲) سادہ اور صحت بخش غذا استعمال کیجیے۔ پُرتکلف اور چٹپٹی غذاؤں سے پرہیز کیجیے۔ گوشت، انڈا، مچھلی اور دوسری مقوی غذاؤں کے ساتھ اپنی خوراک میں سبزیاں ضرور شامل کیجیے۔

(۳) کھلی اور صاف ہوا میں رہنے کی کوشش کیجیے۔ مکان زیادہ سے زیادہ صاف رکھیے۔ اگر مکان گنجان آبادی میں ہو تو روزانہ شہر کے بیرونی حصے میں جا کر اپنا تھوڑا بہت وقت گزاریے۔

(۴) غسل کو زندگی کا معمول بنا لیجیے۔ روزانہ صبح اٹھتے ہی غسل کیجیے۔ تاکہ آپ کے جسم کے وہ مسامات جن پر تن درستی کا دارومدار

ہے، کھلے رہیں۔

(۵) ۴۵ سال کی عمر تک روزانہ چہل قدمی یا ورزش کیجیے لیکن ایسی ورزش جو آپ کی جسمانی طاقت کے لیے بار نہ ہو۔

(۶) سگرٹ، تمباکو، شراب، بھنگ، چرس اور دوسری نشہ کی اشیا سے ہمیشہ پرہیز کیجیے۔

(۷) ہمیشہ خوش اور بشاش رہنے کی کوشش کیجیے۔ تفکرات اور پریشانیوں سے ذرا نہ گھبرائیے۔ بلکہ ان کو بھی زندگی کا ایک جزو سمجھ لیجیے۔

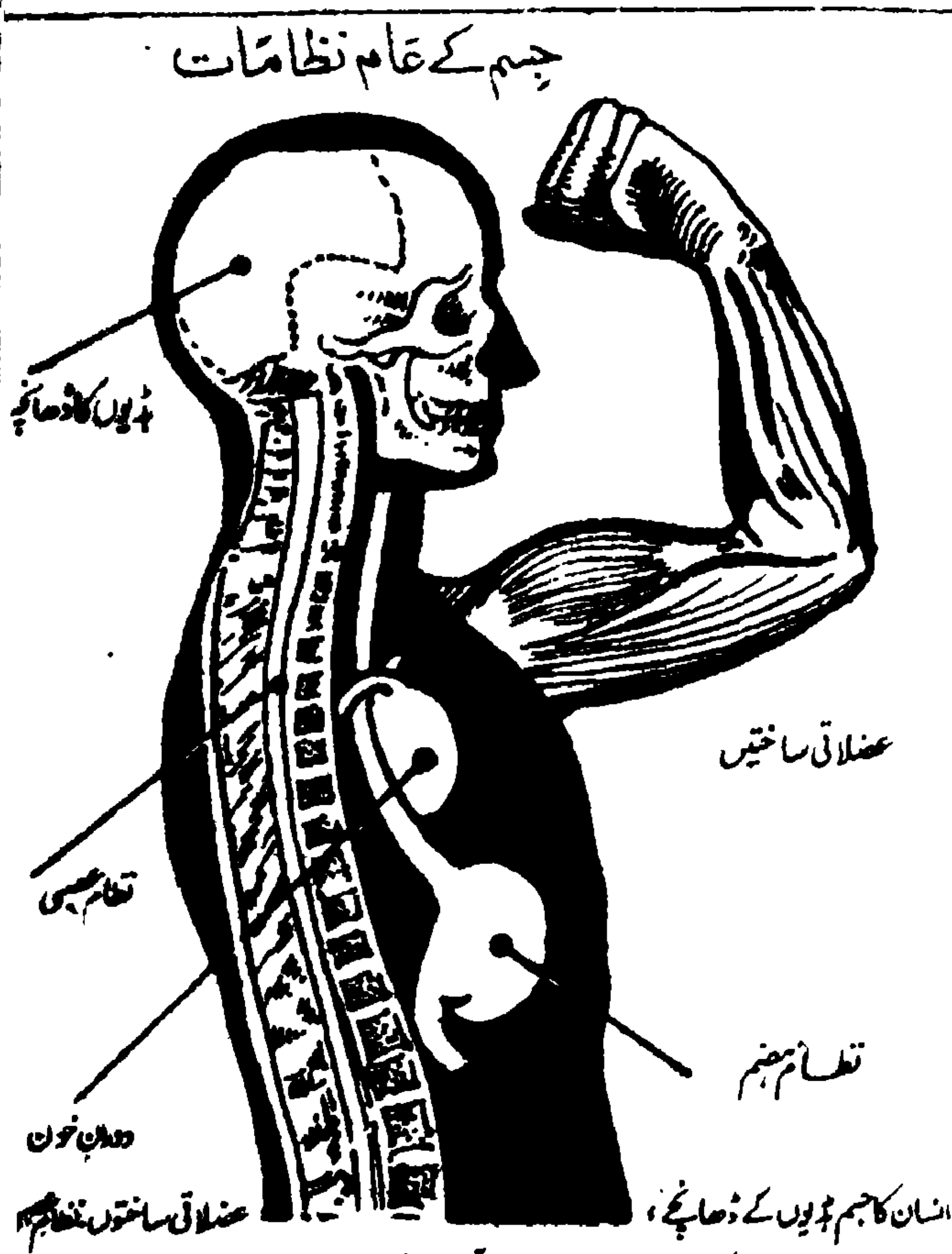
(۸) رات کو جلد سوئیے اور بہت سویرے اُٹھیے اور اس کا خیال رکھیے کہ تندرستی کو برقرار رکھنے کے لیے کم از کم سات گھنٹے سونا نہایت ضروری ہے۔

(۹) نفسانی خواہشات کو بھڑکانے والی تصاویر اور کتابوں سے پرہیز کیجیے بلکہ ایسی کتابیں مطالعہ میں رکھیے جو آپ کو پاکبازی اور نیکوکاری کی تعلیم دیتی ہوں۔

یہ حقیقت ہے کہ اگر کوئی انسان سادہ اور پاکبازانہ زندگی گزارنے کا فیصلہ کرلے تو وہ اپنی جوانی کو عیش مندوں کے مقابلہ میں بہت بڑی مدت تک برقرار رکھ سکتا ہے۔ لہٰذا ہم کو امید ہے کہ ہمارے ناظرین نے مندرجۂ بالا چند ہدایتوں پر عمل کیا تو وہ اپنی جوانی سے زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہوسکیں گے۔

موسمِ سرما سے پورا فائدہ اُٹھائیے

انسان خواہ کتنا ہی پاکباز اور سادہ زندگی گزارنے والا کیوں نہ ہو، پھر بھی ہندستان کا موسم گرما جو بے حد تکلیف دہ موسم ہے اس کی تن درستی کو ایک زبردست دھکا لگا دیتا ہے چنانچہ ہندستان میں زمانہ قدیم سے طریقہ رائج ہے کہ موسم گرما اور موسم برسات میں برباد شدہ صحت کو موسم سرما میں دوبارہ درست کرلیا جاتا ہے۔ اس لیے آپ کو بھی چاہیے کہ موسم گرما نے اگر آپ کی تن درستی کو کچھ نقصان پہنچایا ہے تو سردی کے موسم میں ان کی اصلاح کرلیجیے تاکہ آپ کے جسم میں آئندہ موسم گرما کی تکلیف کی برداشت پیدا ہوجائے۔



انسان کا جسم ہڈیوں کے ڈھانچے، عضلاتی ساختوں، نظامِ عصبی، نظامِ ہضم اور دورانِ خون ہی کا دوسرا نام ہے۔ ہمدرد کا ما الکحم جسم کے ہر نظام میں از سرِ نو جان ڈالتا ہے۔

آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جاڑے کا موسم ہندستان کا بہترین موسم ہے۔ اس موسم میں انسان کے جسم کی مشینری پوری مستعدی کے ساتھ اپنا کام کرتی ہے۔ معدہ، جگر اور آنتوں میں غذا کو ہضم کرنے اور اس سے بہترین خون بنانے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ اس موسم میں جگر اچھے خون کا کافی ذخیرہ تیار کرکے رگوں میں بھیج دیتا ہے جو ہندستان کے دوسرے خطرناک اور تکلیف دہ موسموں میں بھی کام آتا ہے۔ اس کے برخلاف گرمی کے موسم میں غذا کی خواہش کم ہوجاتی ہے۔ پیاس بڑھ جاتی ہے۔ ہاضمہ کا فعل خراب ہوجاتا ہے اور انسانی تندرستی دن بدن گرتی چلی جاتی ہے اور جسم میں بعض ایسی کمزوریاں پیدا ہوجاتی ہیں کہ اگر موسم سرما میں ان کی اصلاح نہ کی جائے تو سینکڑوں خطرناک امراض کے پیدا ہونے کا امکان ہوجاتا ہے۔ اس لیے زمانۂ قدیم سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ ہندستانی موسم گرما کی پیدا شدہ کمزوریوں کی اصلاح اس موسمِ سرما میں کرلیتے

ہیں جو ہندستان کا نہایت ہی صحت بخش موسم ہے۔

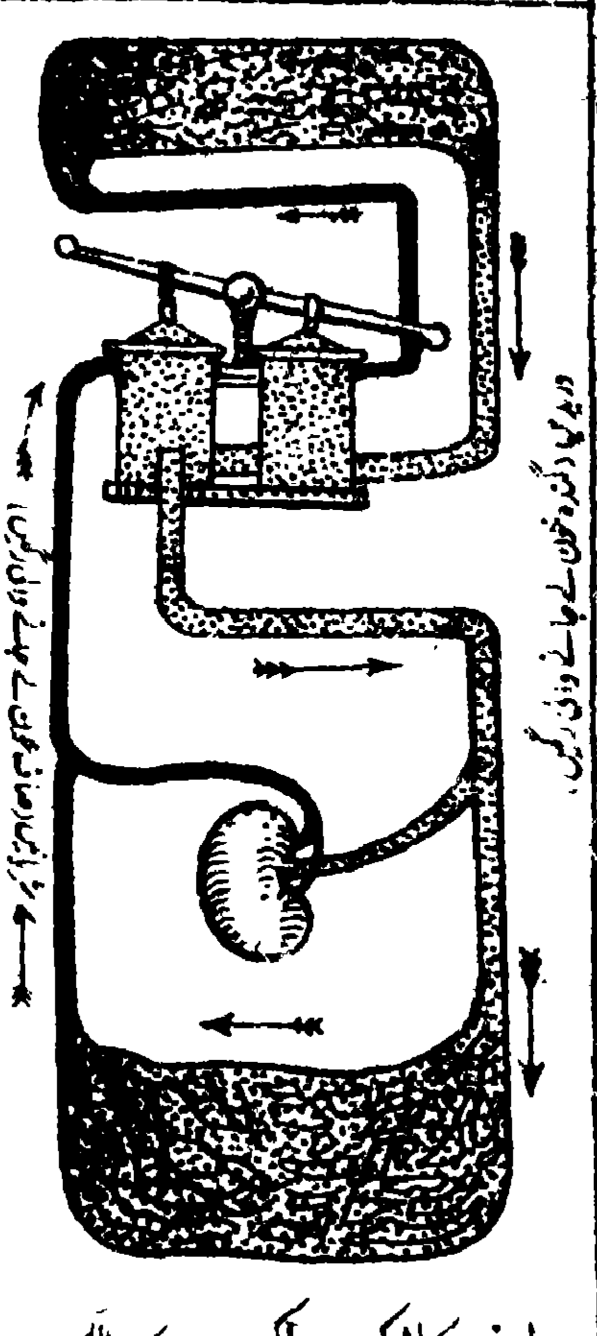
سرد ممالک جہاں موسم بارہ مہینے صحت بخش رہتا ہے، وہاں کے باشندوں کے لیے تو اس کی ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ کسی خاص موسم میں صحت کی بحالی کی کوشش کریں۔ لیکن ہندستان جہاں موسم آٹھ مہینے گرم اور خراب رہتا ہے، یہاں کے باشندے اس کے لیے مجبور ہیں کہ وہ موسم سرما کے چار مہینوں میں اس نوع اور حرارت غریزی کی کمی کو پورا کرلیں جس پر مدارِ حیات ہے اور جو برابر آٹھ مہینے تک برباد ہوتی رہتی ہے۔ جو لوگ اس کمی کو پورا نہیں کرتے وہ سینکڑوں بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

موسمِ سرما کمزوری کا بہترین معالج

انسان کی خاص قوت جس کا دوسرا نام جوانی ہے، ہندستان کے خراب موسم کی وجہ سے برابر آٹھ مہینے تک کم ہوتی چلی جاتی ہے اور موسمِ سرما کے چار مہینے وہ قیمتی مہینے ہیں جن میں اس قوت سے دوبارہ جسم کو بھرپور کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے موسم میں ایسی مقوی دواؤں کا استعمال ممکن ہی نہیں جن سے ہیجان اور جوش پیدا ہوتا ہے، جاڑے ہی کے موسم میں یہ اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ گویا موسم سرما انسان کی قوتوں کا بہترین معالج ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہندستان کے لاکھوں آدمی نئے سرے سے نہ صرف اپنی ضائع شدہ عام جسمانی طاقت ہی کو بحال کرلیتے ہیں بلکہ اس کے طفیل میں وہ اپنی بیش بہا قوت کے خزانہ کو دوبارہ بھرنے کے بعد اس قابل ہو جاتے ہیں کہ آنے والے خراب موسم میں بھی جوانی اور تن درستی کا پورا لطف اُٹھا سکیں۔

جوانی اور تن درستی کو بحال کرنے کا جدید طریقہ

زمانۂ قدیم میں جوانی اور تندرستی کو موسم سرما میں بحال کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ اس صحت بخش موسم میں ہیجان پیدا کرنے والی گرم دوائیں کثرت سے استعمال کیجاتی تھیں لیکن جدید طریقہ یہ ہے کہ دواؤں کے بجائے وہ طبی غذائیں استعمال کیجاتی ہیں جو نہایت لطیف طریقہ پر جزوِ بدن بننے کے بعد انسان کی رگ رگ میں جوانی اور تن درستی کی ایک نئی لہر دوڑا دیتی ہیں اور ان طبی غذاؤں کا براہِ راست ان غددوں پر اثر پڑتا ہے جن پر جوانی اور تندرستی کا مدار ہے چنانچہ ہندستان کے لاکھوں باشندے ہر سال ان لطیف طبی غذاؤں کے ذریعہ اپنے جسم کو جوانی اور تندرستی سے اس موسم میں بھر لیتے ہیں۔



دورانِ خون کا ایک خاکہ :۔ ہمدرد کا ماءُاللحم نظامِ دورانِ خون کے لیے تازہ صالح خون مہیا کرتا ہے۔

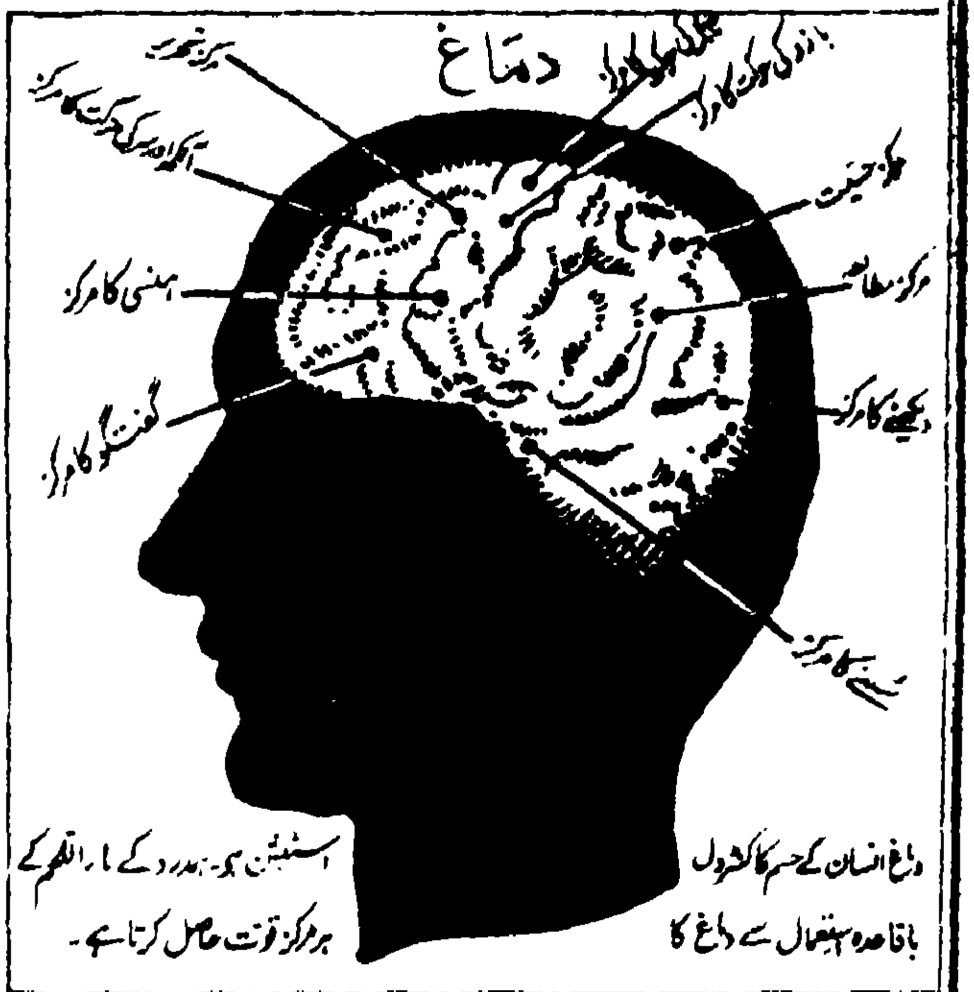
موسمِ سرما کے لیے بہترین طبی غذا

یہ حقیقت ہے کہ موسمِ سرما میں جوانی اور تن درستی کو بحال کرنے کے لیے ماءُ اللحم مشرق کی وہ عجیب و غریب ایجاد ہے جس کے مقابلہ میں یورپ کے سائنس داں آج تک کوئی چیز بھی نہیں پیش کرسکے۔ ماءُ اللحم ہی وہ لاجواب ایجاد ہے جس میں جسمِ انسانی کے تمام نقائص دور کرنے کی پوری قابلیت موجود ہے۔ دل، دماغ، جگر، گردہ، معدہ، بینائی، حافظہ اور باہ کو قوت دینے اور بے رغبتی کو دور کرنے میں اس کے مقابلہ کی کوئی طبی غذا آج تک منظرِ عام پر نہیں آسکی ہے۔ اس میں ایسی چیزیں شامل ہیں جن کو جدید اصول اور سائنس کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بدن کے تمام ضروری اجزا کی حامل نظر آئیں گی۔

اس میں فولاد، چونا (کیلسیم) میگنیشم، سوڈیم، پوٹاشیم، آیوڈین اور جسم کو پرورش کرنے اور طاقت و صلاحیت بخشنے والے سارے عناصر موجود ہیں۔

فوائد اور منافع کی اس طویل مگر سچی فہرست کو دیکھ کر خود بخود دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ماءُ اللحم ہے کیا چیز؟ اس کا جواب یہ ہے

کہ ماءاللحم ایک قسم کا خوشبودار، خوش رنگ اور نہایت دل فریب عرق ہے، جو سیب، انگور، انار، ناشپاتی، بہی، امرود، انناس اور دوسرے تازہ مفید اور خوش ذائقہ میوؤں، مشک، عنبر، زعفران اور دوسری قیمتی اور نایاب دواؤں نیز جسم کو بہترین طریقے پر پرورش کرنیوالی غذاؤں کی آمیزش سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک قطرے میں قوت، رُوح، خون اور غذائیت، سرور اور نشاط اُمنگ اور حوصلہ کا طوفان پوشیدہ ہے۔



ماءاللحم اور دُوسری مقوی غذائیں

ماءاللحم اور دوسری مقوی غذاؤں میں کافی فرق ہے جو ماءاللحم کی امتیازی برتری کی مضبوط ضمانت ہے۔ ماءاللحم تمام قوتوں پر فوراً اثر کرتا ہے۔ یہ حلق سے اُترتے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ معدہ میں بہت کم ٹھیرتا ہے اور بہت جلد جگر میں پہنچ کر خون اور رُوح میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جسم اور رُوح کی پرورش اور تربیت کرنے والے تمام اجزا اس میں موجود ہیں اس کی مقدار خوراک بہت کم ہے۔ دوسری مقوی غذائیں ہفتوں اور مہینوں میں جو کام کرتی ہیں وہ ماءاللحم چند گھنٹوں اور چند دنوں میں کر دیتا ہے۔ ماءاللحم اپنی لطافت اور پاکیزگی کے باعث معدہ اور دوسرے اعضائے ہضم پر کوئی بار ڈالے بغیر خون بن جاتا ہے۔ معدہ اور آنتوں پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔

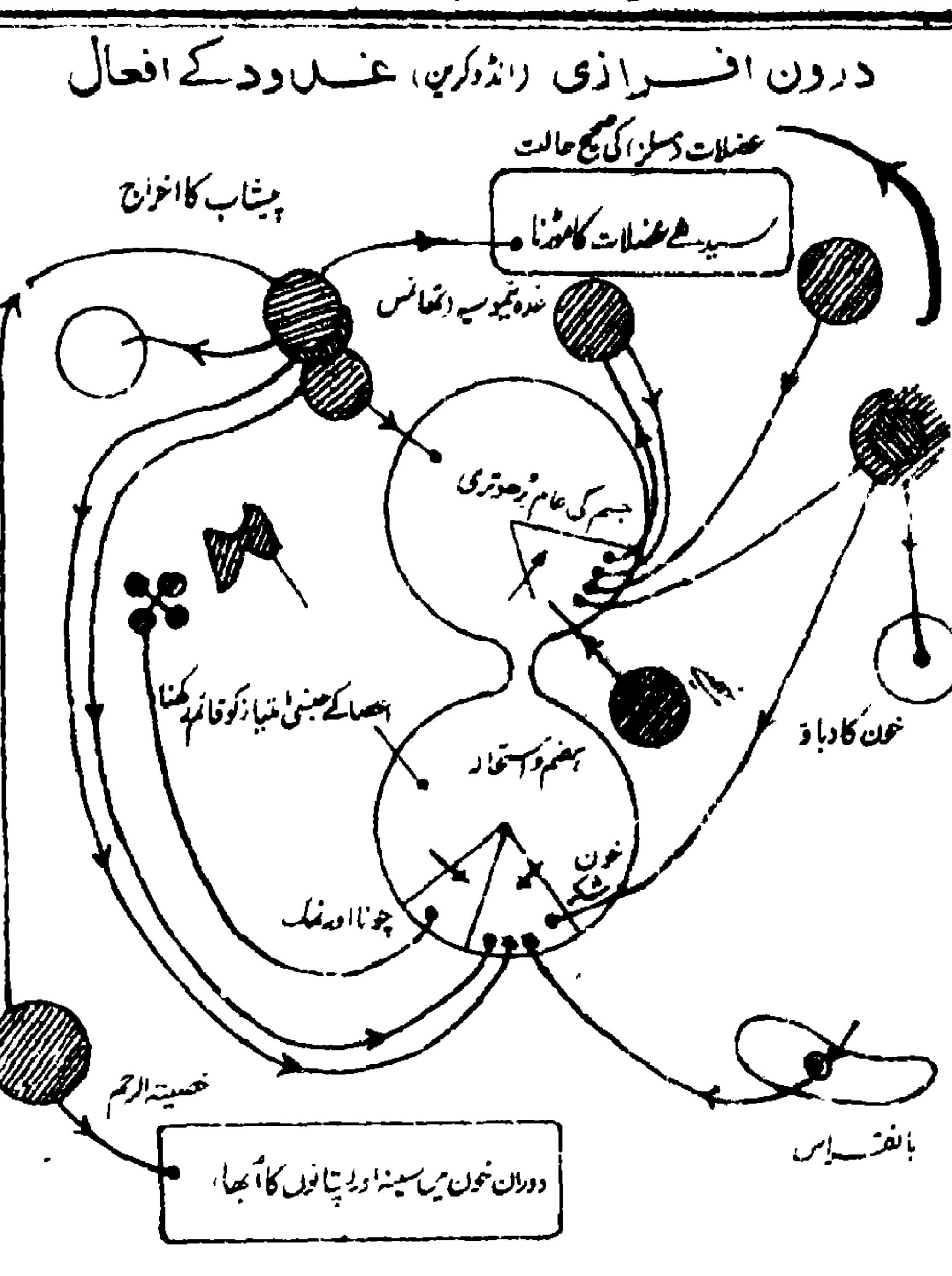
شراب اور ماءاللحم:۔ ماءاللحم کے دوسرے فائدوں کو دیکھ کر ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ فائدے شراب سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ شبہ بالکل بے حقیقت ہے۔ شراب سے ایک عارضی کیف تو ضرور پیدا ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ آگ کی یہ سیال چنگاریاں دل، دماغ، معدہ، جگر اور پھیپھڑوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہیں رُوح اور خون کو پھونک ڈالتی ہیں۔ ماءاللحم میں صرف یہ نقصانات ہی نہیں، بلکہ یہ شراب کے برعکس ہے۔ ماءاللحم اور شراب میں وہی فرق ہے جو امرت اور زہر میں ہوتا ہے۔

بازاری ماءاللحم اور اصلی ماءاللحم

ہر چمکدار چیز سونا نہیں ہوتی، یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہم نے ماءاللحم کے جو خواص اور فائدے لکھے ہیں وہ بازاری ماءاللحم سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ بازاری ماءاللحم میں مصنوعی خوشبو کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ماءاللحم کی تیاری پر کافی رُوپیہ صرف ہوتا ہے۔ محنت، ہوشیاری اور تجربہ کاری بھی اس کے تیار کرنے کے ضروری عناصر ہیں۔ طبی اصول سے اجزا کی بہم رسانی اور پورے وزن سے قیمتی دواؤں، تازہ پھلوں کے رس اور بیش قیمت دواؤں کے لطیف و پاکیزہ سیال کی شمولیت پھر دیانت اور ایمانداری سے اتنا ہی عرق حاصل کرنا جتنا طبی اصول سے کرنا چاہیے کوئی معمولی بات نہیں۔ پھر ایکبار عرق کھینچکر دوبارہ اتنے ہی اجزا پھر شامل کر کے عرق کشید کرنا اور ان میں بھی ان ہی قیود کا پابند رہنا نہایت دشوار، اور اخلاقی جرأت کا کام ہے۔ یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے سینے میں فن کی قدر اور مخلوق کا درد موجود ہو۔ جن لوگوں کے سینے اس درد سے خالی ہیں وہ صرف اپنے فائدے کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ ناموسِ فن اور عوام کی فلاح و بہبود سے انھیں سروکار نہیں ہوتا۔ اصول اور صداقت کے ساتھ فن اور مخلوق کی خدمت کرنے کا جذبہ کافی ایثار اور ضبطِ نفس کا طالب ہے۔

ہمدرد دواخانے کا ماءاللحم

ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ہمدرد دواخانہ محض تجارتی ادارہ نہیں ہے بلکہ طب قدیم کو طب جدید کے دوش بدوش چلانا اس کی سب سے بڑی سعادت اور مقصد ہے۔ دیسی دواؤں کو عُمدہ شکل و شباہت سے پیش کرنا اور ان کی طاقت و اثر کا طبی اصول سے جائزہ لیکر بازار میں لانا ہمدرد دواخانہ کا سب سے بڑا اور مشکل فرض ہے یہی فرض کو ادا کرنے کے لیے قائم ہوا اور اسی فرض کے بجالانے میں اب تک سرگرم ہے۔ ماءاللحم ہی پر موقوف نہیں، ہمدرد کی ہر دوا



ا پوری ذمہ داری صحت و صفائی سے تیار کرنا ہر کا
ہ داس کے نگراں و سرپرست کا مقصد حیات ہے۔ یہی
جہ ہے کہ ہمدرد دواخانہ کے ماللحم میں نہ کوئی دوا کم
ی جاتی ہے اور نہ مقدار بڑھانے کے لیے غیر ضروری
چیزوں کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

دو سو سال کا مجرب نسخہ

ہمدرد دواخانہ میں ماءاللحم بہ نسخہ خاص دو آتشہ کو ایسے نسخے سے تیار کیا جاتا ہے جو دو سو سال سے ہندستان کے مشہور و معروف اور نامور اطباء کا معمول رہا ہے۔ ارض ہند کے اکثر شاہی خاندانوں میں یہ ماءاللحم استعمال ہوا ہے۔ ہمدرد دواخانہ کی مجلس تشخیص و تجویز کے تجربہ کار اراکین مسلسل نہایت غور سے اس ماءاللحم کے متعلق گہرے اور وسیع تجربات کر رہے ہیں۔

یہ ماءاللحم تینتیس سال سے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ رہا ہے۔ اکتوبر شروع ہوتے ہی اس کی مانگ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو مارچ کے وسط تک جاری رہتا ہے۔ اس عرصے میں قوت و زندگی اور لطف و سرور سے بھری ہوئی ہزاروں بوتلیں ہمدرد دواخانہ سے روانہ ہوتی ہیں۔ ہمدرد کے ماءاللحم دو آتشہ نے ایک لازوال شہرت و عزت حاصل کر لی ہے۔ اس ماءاللحم کی بوتل خریدتے وقت خریدار کے دل میں یہی خیال ہوتا ہے کہ وہ قوت و زندگی اور صحت و تندرستی کو خرید رہا ہے۔ اس شہرت و امتیاز کے باوجود ہمدرد دواخانہ دہلی ترقی و اصلاح کی طرف بڑھتا رہا اور ماءاللحم کے متعلق علمی و عملی تجربات ہوتے رہے۔ سائنٹی فک اصول سے غور کیا جاتا رہا اب ان تجربات کے بہترین نتائج سامنے آ گئے ہیں۔ اور کافی روپیہ خرچ کرنے کے بعد ہمدرد دواخانہ (دہلی) نے ایسے آلات تیار کرا لیے ہیں جن کی امداد سے ماءاللحم کو محفوظ طریقہ پر تیار کرنے کے ساتھ ہی اس کی طاقت و قوت کو بڑھا دیا گیا ہے اور اسے دیرپا بنانے میں پوری کامیابی حاصل کر لی گئی ہے۔

ہمدرد دواخانہ کے ماءاللحم کی چند خصوصیات:-

۱۔ مجلس تشخیص و تجویز کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب کی خاص نگرانی میں نہایت اہتمام، صفائی اور پاکیزگی سے تیار کیا جاتا ہے اور تیاری کا سب کام جدید سائنٹی فک طریقے سے انجام دیا جاتا ہے۔

۲۔ تمام قیمتی دوائیں اور پھلوں کے رس پورے وزن سے شامل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ سبز میووں کا رس حاصل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ کوئی کچا یا داغ دار پھل نہیں ڈالا جاتا۔ بالکل وقت پر اور عمدہ پکے ہوئے پھلوں سے تازہ اور عمدہ رس حاصل کر کے ڈالا جاتا ہے۔



غدہ درقیہ

(تھائرائڈ) ہمدرد ماءاللحم غدہ درقیہ (تھائرائڈ) کے نقائص کو بہت جلد دور کر دیتا ہے۔

۴۔ ہمدرد دواخانہ کے ماءاللحم کی ترکیب میں جسم کی تمام قوتوں کی پرورش اور تربیت کا لحاظ رکھ کر قوت باہ پر پورا اثر ڈالا جاتا ہے، یہ نہیں کیا جاتا کہ محض باہ کو قوت دینے والی دوائیں ملا دی جائیں اور دل و دماغ، معدہ و جگر کا خیال نہ رکھا جائے اور نتیجہ یہ ہو کہ اس کے استعمال سے رگوں اور پٹھوں میں ایک غیر طبعی جوش پیدا ہو کر قوت باہ میں وقتی ہیجان پیدا ہو جائے اور جب ردِ عمل ہو تو پہلی قوت بھی باقی نہ رہے۔ ہمدرد دواخانہ کے ماءاللحم میں ایسے اجزا شامل کیے جاتے ہیں جو دل و

دماغ اور جگر و معدہ کو طاقت دے کر پہلے عمدہ خون پیدا کرتے ہیں۔ پھر قدرتی اصُول کے ماتحت باہ کو قوت دیتے ہیں۔

۵۔ زیادہ گرم اور مضر چیزیں شامل کرکے ماءاللحم کی خوبی کو فنا نہیں کیا جاتا بلکہ جسم کی مشین کے کل پُرزوں کے لحاظ سے بہترین اور غذائیت بخش اجزا ڈالے جاتے ہیں جن سے خون اور رُوح پر نہایت معتدل اور قدرتی اثر پڑنے کے بعد نتیجہ کے طور پر باہ میں بیداری پیدا ہوجاتی ہے۔



ہمدرد ماءاللحم کے استعمال سے قبل — ہمدرد ماءاللحم کے استعمال کے بعد

۶۔ ظاہری شکل و صورت، رنگ اور خوشبو نہایت دل فریب ہے، صرف پیکنگ پر اتنا رُوپیہ صَرف کیا جاتا ہے جتنا بازاری ماءاللحم کی تیاری پر خرچ نہیں ہوتا۔

۷۔ ہمدرد دواخانہ کا ماءاللحم مُدت تک خراب نہیں ہوتا، نہ اس کا رنگ بدلتا ہے، نہ اس میں جالا پڑتا ہے۔ ۸۔ نفاست اور پاکیزگی کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے۔

ہمدرد کے ماءاللحم دُو آتشہ کے مختصر فوائد

ماءاللحم کے جو فائدے بیان کیے گئے ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ مختصر طور پر چند خاص اور امتیازی فوائد یہاں مکرر لکھے جاتے ہیں یہ ماءاللحم نہایت مقوی باہ ہے۔ دل، دماغ، جگر، معدہ اور گردوں کو بے حد قوت دیتا ہے خصیوں اور جسم کی دوسری گلٹیوں کو اپنے قدرتی وظائف ادا کرنے اور مخصوص رطوبات کے تیار کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ حافظہ اور بینائی کو بڑھاتا ہے، جوش، ولولہ اور قوت ارادی پیدا کرتا ہے ہضم اور اعضاء ہضم کے افعال کو ترقی دیتا ہے غذا کی خواہش کو زیادہ کرتا ہے اور کھائی ہوئی غذاؤں سے بہترین خون بنانے اور اسے جزوِ بدن بنانے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے ہڈیوں کو مضبوط اور جسم کو چست و توانا بناتا ہے خون کو صاف کرکے رنگ نکھارتا ہے۔ دماغی کام کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ ذہانت، جوش اور عزم پیدا کرتا ہے پستی۔ مایُوسی اور غم و اندوہ کو دُور کرتا ہے۔ وظیفہ زوجیت ادا کرنے کی اُمنگ اور آرزو پیدا کرتا ہے۔

ترکیبِ استعمال:۔ تنہا ماءاللحم استعمال کرنے کی ترکیب نہایت آسان اور سادہ ہے۔ البتہ ماءاللحم کی قوت کو بڑھانے اور اس سے مخصوص اعضاء و تمام قوتوں کو تربیت دینے کے طریقے مختلف ہیں جو بعد میں لکھے جائیں گے۔

خوراک:۔ ۵ تولے یعنی چھٹانک بھر ماءاللحم پینا چاہیے۔ ضرورت کے وقت اس میں کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے۔

بدل رفیق:۔ پاؤ بھر دُودھ گائے کا ہو تو بہتر ہے۔ دُودھ کی مقدار کا گھٹانا اور بڑھانا پینے والے کی طبیعت اور قوتِ ہضم پر موقوف ہے۔

اوقاتِ استعمال:۔ اس کے استعمال کا بہترین وقت صبح کا ہے ورنہ ضرورت پر ہر وقت بطور مقوی اور مفرح چیز کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

پرہیز:۔ دورانِ استعمال میں کھٹی اور دیر ہضم چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہلکی اور زود ہضم غذا کھائیں سبز میووں میں سیب، انار، انگور، ناشپاتی، کیلا اور سردہ وغیرہ کھا سکتے ہیں۔ خشک میووں میں اخروٹ اور انجیر وغیرہ کھا سکتے ہیں۔

ماءاللحم کی مُدتِ استعمال:۔ ماءاللحم ایسی مفید، مقوی اور زود اثر لطیف غذا ہے کہ حلق سے اُترتے ہی اس کے حیرت انگیز فائدوں کا ظہور ہونے لگتا ہے پہلے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل کو کسی نے سہارا دے دیا۔ طبیعت پر خاص قسم کی اُمنگ اور فرحت نمایاں ہوجاتی ہے لیکن مستقل اور پائدار منافع حاصل کرنے کی غرض سے چالیس روز تک اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ تھوڑے دن ماءاللحم پینے سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو چالیس دن پینے سے میسر آتی ہے۔ پھر بھی ماءاللحم کی خواہ ایک ہی خوراک پی جائے وہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ چالیس دن تک ماءاللحم پی لینا گویا سال بھر تک صحت اور تن درستی کا بیمہ کرا لینا ہے۔

جن لوگوں کو خدا نے استطاعت دی ہے وہ اگر اکتوبر سے وسط مارچ تک اس کو مناسب بدرقوں کے ساتھ پیتے رہیں تو ان کی عام جسمانی حالت قابلِ رشک ہو جائیگی اور ڈاکٹر وارونوف کے غدودی علاج کی ضرورت باقی نہیں رہیگی بغیر عملِ تعلیم ہی کے اعادہ شباب ہو جائیگا۔ دل، دماغ اور بدن کا ہر عضو جوان ہو جائیگا۔ تمام جسمانی طاقتیں جوش و خروش کے ساتھ اپنا کام کرنے لگیں گی اور بدن کے روئیں روئیں سے طاقت و توانائی صحت و تن درستی اور شباب و جوانی کے چشمے اُبلنے لگیں گے۔

ماءُ اللحم اور مختلف بیماریاں

یوں تو ماءُاللحم خود نہایت صحت بخش، مفرح اور مقوی ہے لیکن مختلف بیماریوں میں اس کو مناسب اور مخصوص دواؤں کے ساتھ [استع]مال کیا جائے تو بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔ ماءُاللحم دواؤں کے اثرات کو بہت جلد مقامِ مرض تک پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ جو دوائیں کھائی جا[تی] [ہیں] ان کی طاقت بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہاں مختصر طور پر مختلف بیماریوں میں ماءُاللحم کے استعمال کا طریقہ لکھا جاتا ہے:-

[با]ہ کی کمزوری اور بے رغبتی:- تمام اعضاءِ رئیسہ دل، دماغ، جگر وغیرہ کو قوت پہنچا کر، ان کو تباہ کر کے باہ کی کمزوری کا قلع قمع کرنا ہمدرد کے ماءُاللحم کی [خاص]ی خصوصیت ہے۔ وہ لوگ جو اس مرض میں مبتلا ہوں ۵ تولہ (۲ اونس) ماءُاللحم صبح دودھ میں ملا کر پییں۔ صبح کو چائے پینے والے اس کو چائے میں ملا کر پییں یا پہلے [ماءُ]اللحم کی ایک خوراک مصری یا شکر سے میٹھا کر کے پییں، اس کے بعد چائے پی لیں۔ ماءُاللحم کا پورا اثر دیکھنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ صبح کو ناشتے میں ثقیل اور بوجھل [چی]زیں نہ ہوں۔ البتہ انڈے، کسی قسم کا حلوا یا کیک وغیرہ کھا لیے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ جن لوگوں کو ماءُاللحم کی پوری خوراک موافق نہ آئے ان کو آدھی آدھی خوراک [صب]ح اور تیسرے پہر کو استعمال کرنی چاہیے۔ تیسرے پہر ماءُاللحم چا، یا کسی پھل کے رس کے ساتھ پییں۔ تیسرے پہر کی خوراک رات کو سوتے وقت بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ [جن] لوگوں کو زیادہ تقویت مطلوب ہو وہ ماءُاللحم کی پوری دو خوراکیں صبح اور سہ پہر کو بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن دن میں دو خوراکوں سے زیادہ ہرگز استعمال نہ کریں۔ [جو] اصحاب باہ اور باہ کے متعلقہ اعضاء کی بالکل ہی تجدید چاہتے ہیں، انھیں ماءُاللحم کے ساتھ مشہورِ عالم معجون شباب آور استعمال کرنی چاہیے۔ وہ خواتین جو مردوں کی [ط]رح سے بے رغبتی کے مرض میں مبتلا ہوں انھیں ماءُاللحم اور بتائی ہوئی ترکیبوں کے مطابق استعمال کرنا چاہیے۔ ہمدرد کا ماءُاللحم خواتین کے لیے آبِ حیات سے [ک]م نہیں ہے۔ جو اپنے اندرونی اعضاء کی کمزوری کی وجہ سے آئے دن سیلان الرحم، ورمِ رحم اور حیض کی مختلف تکلیفوں میں مبتلا رہتی ہیں۔

دماغ اور حافظہ کی کمزوری اور نزلہ:- ان امراض میں مبتلا مردوں اور عورتوں کو ماءُاللحم کی آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر کو پینی چاہیے۔ تیسرے پہر کسی پھل کے رس میں ماءُاللحم پینا چاہیے۔

پٹھوں کی کمزوری:- ضعفِ اعصاب کے مریضوں کو ماءُاللحم کی پوری خوراک دودھ یا چائے میں ملا کر صرف ایک وقت صبح کو استعمال کرنی چاہیے۔ ایسے لوگو[ں] کو ہمارے ماءُاللحم کے استعمال سے بھوک بہت زیادہ لگنے لگے تو انھیں آدھی خوراک صبح اور رات کو پینی چاہیے۔ غذا میں جلد ہضم ہونے والی چیزیں ذرا پیٹ خالی چھوڑ کر کھائیں۔

دِل کی کمزوری اور غشی:- ان مریضوں کے لیے ہمدرد کا ماءُاللحم کی آدھی آدھی خوراک سنگترہ یا سیب یا انار کے رسوں کے ساتھ یا شربت روح افزا ملا کر استعمال کریں۔ جی چاہے تو ایک وقت دودھ کے ساتھ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ناگہانی غشی کی صورت میں ماءُاللحم کی آدھی خوراک قطرے پانی یا عرقِ گلاب میں ملا کر تھوڑا تھوڑا مریض کو دیں۔ مریض فوراً آنکھیں کھول دیگا۔

جگر کی کمزوری اور خون کی کمی:- خون کی کمی (انیمیا) میں ہمدرد کا ماءُاللحم اکسیر سے کم نہیں ہے۔ ایسے مریضوں کو ماءُاللحم کی ایک خوراک یا تو صبح کو دودھ یا کسی پھل (انار زیادہ اچھا ہے) کے رس کے ساتھ پی لینی چاہیے یا اس کی آدھی آدھی خوراکیں کھانا کھانے کے بعد استعمال کرنی چاہییں۔

بھوک کی کمی:- ہمدرد کے ماءُاللحم کی چند خوراکوں ہی سے بھوک کھل جاتی ہے، لیکن اگر بھوک بڑھانی ہو تو کھانے سے آدھ گھنٹہ پہلے ماءُاللحم کی آدھی آدھی خوراک پی لینی چاہیے۔

ہائی بلڈ پریشر:- فشارِ دموی (بلڈ پریشر) کے مریضوں کی شریانوں کی سختی کو ہمدرد کا ماءُاللحم بہت کم کر دیتا ہے۔ ان مریضوں کو آدھی آدھی خوراک صبح دودھ میں ملا کر اور تیسرے پہر سنگترے یا انار کے رس میں ملا کر پینی چاہیے۔ بہتر ہے اگر صبح کی خوراک پینے سے پہلے بلڈ پریشر کی مشہور دوا تریاقِ فشار ہمدرد کی ماشے کھا لی جائے۔

عام جسمانی کمزوری اور بیماریوں کے بعد کی کمزوری کے لیے ہمدرد کا ماءُاللحم کا استعمال صبح کے وقت ہی مناسب ہے، پوری خوراک ایک وقت میں برداشت نہ ہو تو آدھی آدھی خوراک صبح اور تیسرے پہر پینی چاہیے۔

بڑھاپے کی کمزوری کو روکنے کے لیے ہمدرد کے ماءُاللحم سے بہتر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ معدہ پر اس کا کوئی بوجھ نہیں پڑتا اور قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ آدھی آدھی خوراک صبح اور رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے۔

ولادت کے بعد کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے زچہ کو ایک مقوی چیز کی حیثیت سے ہمدرد کا ماءُاللحم دینا مفید ہے۔ آدھی آدھی خوراک دن میں دو بار دودھ کے ساتھ دینی چاہیے۔ **پرہیز**:- ہمدرد کا ماءُاللحم کے دورانِ استعمال میں زیادہ کھٹی اور زیادہ مرچوں والی چیزوں سے پرہیز کافی ہے۔

ماءُاللحم عورتوں کی جوانی کا ضامن

موسمِ سرما کے عیش و مسرت کے عام طور پر مرد اپنا ہی حق سمجھتے ہیں اور اعادۂ شباب کی کوششوں میں عورتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ حق و انصاف کا تقاضا ہے کہ عورتوں کا حسن و شباب اور ان کی جوانی و رعنائی بھی قائم رکھی جائے جس طرح مرد اپنے شباب سے محبت کرتا ہے۔ اسی طرح عورت کو اپنی جوانی عزیز ہے۔ عورتیں ایک مقوی، مفرح اور شباب آور دوا کے طور پر بے تکلف ماءُاللحم استعمال کر سکتی ہیں۔ بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو ماءُاللحم ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ اس

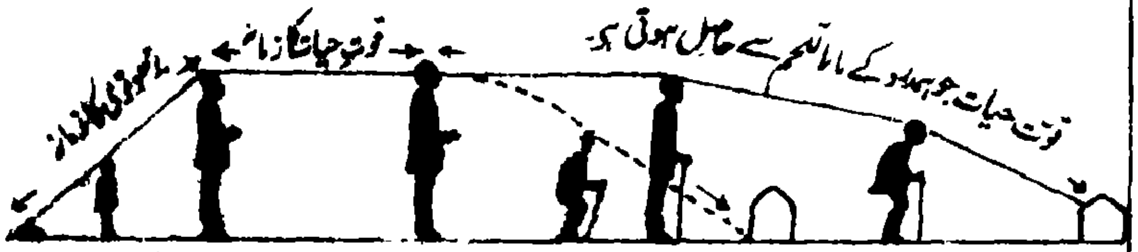
بچے کی تن درستی پر بھی اچھا اثر پڑے گا اور عورت کی صحت پر بھی۔ صحت اور تن درستی برقرار رکھنے کی غرض سے عورتیں صبح کو گاجر یا انڈے کے حلوے کا ناشتہ کرکے ہمدرد کا ماء اللحم دو آتشہ ۵ تولے دودھ میں ڈال کر پی سکتی ہیں۔



ماء اللحم کی قیمت کا مقابلہ

ماء اللحم کی قیمت پانچ روپے فی بوتل مقرر ہے۔ ایک بوتل میں بارہ خوراکیں ہوتی ہیں۔ گویا ایک خوراک دوا کی قیمت تقریباً ۶۔ ہوتی ہے۔ ممکن ہے بظاہر یہ قیمت زیادہ معلوم ہو۔ لیکن ماء اللحم کے بیش قیمت اور لاثانی اجزا کو دیکھتے ہوئے یہ قیمت کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر جو لوگ یورپ سے آئی ہوئی کشتوں اور گرم دواؤں کی ایک ایک خوراک پر اس سے چوگنے دام بے تکلف خرچ کر ڈالتے ہیں انھیں اس قیمت کو محسوس بھی نہ کرنا چاہیے۔ ماء اللحم میں دیسی قیمتی دوائیں اور میوے ڈالے جاتے ہیں۔ اس کی تیاری میں ہندستانیوں اور غیر ملکی حضرات کے مزاج اور ہندستانی آب و ہوا کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

ہماری ذمہ داری



اوپر کے نقشہ سے آپ کو زندگی کے مختلف زمانوں کا ایک اندازہ ہو سکتا ہے۔ ۲۰ سے ۴۵ سال کی عمر میں ہمدرد ماء اللحم انسان کے جسم میں قوتِ حیات کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے قوت ضائع ہو تو اسے پیدا کرتا ہے اور وقت سے پہلے بڑھاپے کو روکتا ہے۔ بڑھاپے کے زمانہ میں ہمدرد ماء اللحم قوتِ حیات (وائٹیلیٹی) کو پیدا کرتا ہے اور اسے قائم رکھتا ہے۔

طبیب کو دوا تجویز کرتے وقت اپنی رائے اور تشخیص پر پورا وثوق ہونا چاہیے اور ایک تجربہ کار طبیب کا یہی وصف ہے لیکن عمدہ دوا کا ملنا ایسی مصیبت ہے جس کا معالجین کے پاس کوئی علاج نہیں۔ ہم نے اس مضمون میں جو دوا بھی کسی مرض کے لیے لکھی ہے وہ یقیناً اس کے لیے مفید ہے مگر ہم پر پوری ذمہ داری اسی وقت عائد ہوتی ہے جب دوائیں بھی عمدہ اور قابلِ اطمینان ہوں اور انھیں بتائی ہوئی ترکیبوں اور پرہیز کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

ہمدرد دواخانہ۔ دہلی

سے دوائیں منگانے کی سفارش صرف اس بنا پر کی جا رہی ہے کہ یہاں تمام مرکب دوائیں بہترین انتظام، بہترین نگرانی اور بہترین اجزا سے تیار کی جاتی ہیں۔ ذرا سے شبہ پر قیمتی سے قیمتی دوا فوراً پھینک دی جاتی ہے۔ مجلس تشخیص کے صدر عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب دواؤں کے معاملے میں نہایت محتاط رہتے ہیں۔ پرانے محنتی، دیانت دار اور ماہر دوا سازوں کی موجودگی میں بھی صاحب موصوف اپنی سخت نگرانی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور مشک، عنبر، زعفران، موتی، زمرد، یاقوت، نیلم، زبرجد اور اسی قسم کی قیمتی دوائیں اپنے سامنے وزن کرا کے شامل کراتے ہیں۔

ماء اللحم کے علاوہ دوسری دوائیں

ناظرین کی سہولت کے لیے ان دواؤں کی قیمتیں درج کی جاتی ہیں جن کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے:۔

تریاق فشار ایک شیشی تین روپے ÷ شربت روح افزا ایک بوتل ایک روپیہ بارہ آنہ ÷ عرقِ گلاب ایک بوتل ۶؎
معجون شباب آور فی شیشی (۵ تولے) پانچ روپے ÷ نمونہ کی شیشی (ایک تولہ) ایک روپیہ (عطر)

همدرد دواخانہ دہلی

اِنسان اور موسمِ بہار!

کیا اِنسان اِس موسم کی شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکتا؟

انسان نے جب پہلی مرتبہ دنیا میں آنے کے بعد اس دنیا کی بے رونقی کو دیکھا تو اس نے کہا "اے مالک تو نے مجھے کیسی دنیا میں بھیج دیا ہے، جہاں نہ مستی ہے نہ شوخی ہے اور نہ زندگی ہے۔"

مالک نے پوچھا "تو کیا چاہتا ہے؟"

انسان بولا "میں ایک ایسی دنیا چاہتا ہوں جہاں حُسن ہو، جوانی ہو، شباب ہو، جہاں کی فضا میں مستی ہو اور جہاں وہی کیف و سرور ہو جو تیری جنت میں ہے۔ میرے مالک اس دنیا کو بھی اسی جنت کی طرح بنا دے جہاں مدتوں رہا ہوں اور جہاں کی فضا میں حسن بکھرا بکھرا پھرتا ہے۔"

مالک نے کہا، "اب تو اُس شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا۔"

انسان نے گڑگڑا کر کہا، "میرے مالک کچھ بھی ہو میری دنیا کو جنت جیسا بنا دے۔"

مالک نے، جسے انسان کی دلداری منظور تھی، ایک اشارہ کیا، کائنات کا رنگ بدلنے لگا، مست فضائیں چلنے لگیں، زمین سے رنگ برنگ کے پھول امنڈ پڑے۔ درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ درختوں کی شاخیں میووں سے جھک گئیں۔ دریاؤں کا پانی شفاف موتی کی طرح چمکنے لگا۔ ہر طرف حسن تھا، شوخی تھی اور جوانی تھی۔ یہ تھا دنیا کا انقلاب اور اسی انقلاب کا نام ہے موسم بہار۔

اگرچہ دنیا بہت پرانی ہو چکی ہے، لیکن پھر بھی اس انقلاب کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے ہر سال بہار آتی ہے اور بہار کے آتے ہی پتہ پتہ میں نشو و نما کی قوت بڑھ جاتی ہے اور ہر طرف فضا میں ایک جوانی سی لہرانے لگتی ہے۔

اِنسان اور موسمِ بہار

موسم بہار کی یہ انقلابی کیفیات صرف اس کائنات ہی تک محدود نہیں ہیں، بلکہ آفرینش عالم سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ موسم بہار کے آتے کے ساتھ ہی انسان بھی ایک انقلاب محسوس کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ انسانی قلب امنگوں سے لبریز ہو جاتا ہے۔ سرخ خون گرمی پا کر رگوں میں دوڑنے لگتا ہے۔ دماغ پر ایک مستی سی چھا جاتی ہے اور انسان ان کیفیات سے کچھ مدہوش سا ہو جاتا ہے۔ شاید اسی لیے قدرت نے کہا تھا کہ "اے انسان اب تو اُس شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا۔"

یہ حقیقت ہے کہ انسان کے لیے یہ مست کر دینے والا موسم ناقابلِ برداشت ہی بن جاتا ہے۔ کیونکہ بہار کے آتے ہی نہ صرف انسان کے احساسات کی دنیا میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ جسمانی کیفیات بھی اس کے لیے مصیبت بن جاتی ہیں۔

موسمِ بہار میں اِنسانی جسم کی بغاوت

موسم بہار کے آتے ہی انسان کے جسم میں ایک انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔ وہی خون جو ہمارے جسم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے، ہم کو پریشان کرنے لگتا ہے۔ خون گرمی پا کر رگوں میں پھیلنے لگتا ہے۔ اس میں ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے اور خون میں جوش پیدا ہونے کے ساتھ ہی وہ تمام خوفناک بیماریاں ابل پڑتی ہیں جو زیادتیٔ خون یا جوشِ خون سے تعلق رکھتی ہیں۔

موسم بہار کے آتے ہی پھوڑے، پھنسیاں، چیچک، خسرہ، نکسیر وغیرہ کی شکایتیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ صرف یہی نہیں ہوتا

بلکہ وہ مواد جو جاڑے میں جسم کے کسی نامعلوم کونے میں پڑا ہوا تھا، گرمی پا کر اُبل پڑتا ہے اور کم زور اعضا پر گر کر ان کو ناکارہ کر دیتا ہے غرضکہ موسمِ بہار کے آتے ہی انسان کے سارے جسم میں ایک ہلچل پیدا ہو جاتی ہے۔ شاید ہی لیے قدرت نے انسان سے کہا تھا کہ

"تو موسمِ بہار کی شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا"

یہ جسمانی بیماریاں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟

شاعر اور ادیب کی نظر میں موسمِ بہار کی یہ بیماریاں موسمِ بہار کی پیدائش کی یادگار ہیں۔ لیکن اطبا کہتے ہیں کہ ان بیماریوں کو بہار جیسے معصوم اور پُر لطف موسم کی ہلاکت آفرینیوں کا سبب نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ بیماریاں اُن خرابیوں کا نتیجہ ہیں جو سردی کے موسم میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ سردی میں تو دبی پڑی رہتی ہیں، لیکن جوں ہی موسمِ بہار کی لطیف گرمی ان کو چھیڑتی ہے یہ اُبل پڑتی ہیں۔

اطبا کی رائے ہے کہ اگر جسم میں مدافعت کی طاقت ہو تو یہ زہریلا مادہ جو سردیوں سے جسم میں پڑا ہوا تھا خود ہی نکل جاتا ہے لیکن اگر قوت مدافعت کم زور ہے تو یہ زہر جسم میں رہ جاتا ہے اور سینکڑوں خطرناک بیماریوں کا سبب بن جاتا ہے۔

موسمِ بہار ہمارے لیے مصیبت

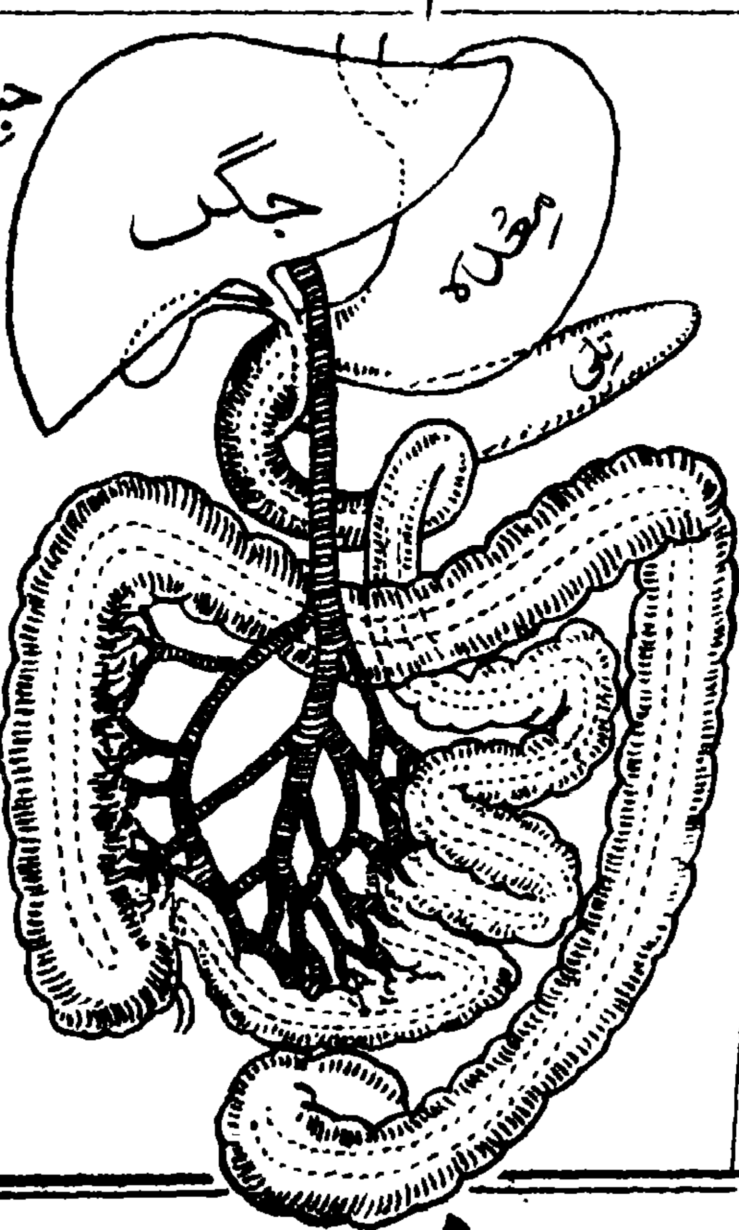
قدرت نے سچ کہا تھا کہ "اے انسان، موسمِ بہار کو تو برداشت نہیں کر سکے گا" چنانچہ یہی ہو رہا ہے کیونکہ ہماری تندرستیاں خراب ہوتی جا رہی ہیں۔ ہمارے جسم میں زہر کو خارج کرنے کی قوت باقی نہیں رہی۔ اس لیے موسمِ بہار جیسا خوش گوار موسم بھی ہمارے لیے مصیبت بن جاتا ہے۔

موسمِ بہار ہمارے لیے کس قدر قاتل ثابت ہو رہا ہے اس کا اندازہ اس خوفناک رپورٹ سے ہو سکتا ہے جو ہر سال ہندوستان میں شائع ہوتی ہے۔ اس رپورٹ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موسمِ بہار بنی نوع انسان کی تباہی کا پیام لے کر آتا ہے اور لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کو برباد کر کے چلا جاتا ہے۔

۲۷ لاکھ آدمی موسمِ بہار کے شکار

جسم کے نظامِ ہضم کے اعضاء

اسی فی صدی روگ ان ہی اعضاء کے کاموں میں گڑبڑ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں "صافی" کی یہ خاصیت ہے کہ ان اعضاء کے فعل کو بالکل درست حالت میں رکھتی ہے۔ اگر ان میں خراب مادے جمع ہوں تو ان کو باہر نکالنے کا فوراً بندوبست شروع کر دیتی ہے اس طرح یہاں کے خراب مادے جو رگوں میں پہنچ پہنچ کر خون کو خراب کرتے تھے اب وہاں نہیں پہنچتے عام دست آور دواؤں کو دست لانے سے کام ہوتا ہے۔ چاہے جسم کو دستوں کی ضرورت ہو یا نہ ہو صافی ہی کی یہ عجیب تاثیر ہے کہ نظامِ ہضم کے اعضاء پر صحیح صحیح عمل کرتی ہے۔



اندازہ لگایا گیا ہے کہ موسمِ بہار میں خون میں زہر شامل ہونے کی وجہ سے جو خوفناک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان میں تقریباً ۲۷ لاکھ آدمی یا تو جان دیدیتے ہیں یا تندرستی کھو بیٹھتے ہیں۔ ان ۲۷ لاکھ میں وہ اور کروڑوں مریض شامل نہیں ہیں جو معمولی پھوڑے پھنسیوں کی تکلیف اُٹھا کر تندرست ہو جاتے ہیں یا چیچک وغیرہ میں اپنے جسم کی خوبصورتی کو زائل کر کے زندہ رہ جاتے ہیں۔

موسمِ بہار کا ہی یہ کرشمہ ہے کہ ہر سال بیشمار آدمی اس موسم میں جنون اور دیوانگی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ غرضکہ موسمِ بہار ہمارے لیے ایک مصیبت بن کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کو برباد کر کے چلا جاتا ہے یہ موسم بظاہر بڑا خوش گوار ہے، لیکن درحقیقت ہر موسم سے زیادہ خطرناک ہے۔

موسمِ بہار کی ہلاکت آفرینیوں سے بچو

موسمِ بہار ہندستان میں اپنی تباہ کاریاں برپا کرنے کے لیے ہر سال ۱۵ فروری کو آتا ہے اور آخر ماہ اپریل تک ایسا ہنگامہ برپا رکھتا ہے جس کی تلافی کبھی نہیں ہو سکتی۔

ہندستان کے ہر ہوشمند انسان کا فرض ہے کہ وہ اس خوش گوار مگر خطرناک موسم کی ہلاکت آفرینیوں سے اپنے آپ کو بچائے اور ایسی تدابیر اختیار کرے کہ اس موسم کا خطرہ بڑی حد تک ختم ہو جائے۔

اس موسم کے آتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا جائے کہ رات کو دیر تک نہ جاگا جائے ثقیل غذاؤں کو چھوڑ دیا جائے اور خون میں تیزی پیدا کرنے والی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی کسی نہ کسی طرح اس زہریلے مادے کو خارج کر دیا جائے جو سردیوں سے جسم میں پڑا ہوا ہے اور اب وہ جسم میں زہر بن کر ایک قیامت برپا کرنے والا ہے۔

قدیم زمانہ میں لوگ کیا کرتے تھے؟

قدیم زمانہ کے ہوشمند آدمی موسمِ بہار کو طاعون اور ہیضہ سے بھی زیادہ خطرناک خیال کرتے تھے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ وہ موسمِ بہار کے آتے ہی کم از کم ایک ہفتہ کا جلاب لیا کرتے تھے تاکہ جسم کا تمام زہریلا مادّہ خارج ہو جائے جو لوگ زیادہ دولتمند تھے وہ اس سے بھی زیادہ مدت کا جلاب لیتے تھے لیکن اب زمانہ ایسا آگیا ہے کہ لوگوں کے پاس نہ وقت ہے نہ روپیہ۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہفتوں جلاب لیکر گھروں میں پڑے رہیں اور اس کے بعد فاقہ کشی کی مصیبت برداشت کریں۔

اِس زمانہ میں لوگ کیا کرتے ہیں؟

اس زمانہ میں جبکہ لوگوں کے پاس نہ وقت ہے اور نہ روپیہ وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے مصفّیِ خون دوائیں استعمال کر لیتے ہیں لیکن چونکہ اسوقت تک کوئی ایسی مصفّی دوا ایجاد نہیں ہوئی تھی جو خاص طور پر اسی موسم کے مریضوں کے لیے مخصوص ہو، اس لیے لوگوں کو پورا فائدہ نہیں ہوتا تھا لیکن اب جبکہ جدید سائنٹفک اصول کے ماتحت ہمدرد دواخانہ دہلی نے خاص اس موسم کے لیے "صَافِی" جیسی مؤثر دوا تیار کر دی ہے تو پبلک اسی دوا کو استعمال کرتی ہے اور اس دوا کا یہ اثر ہوتا ہے کہ لوگ ان خطرناک امراض سے بچ جاتے ہیں جنکا پیدا ہونا اس موسم میں بالکل یقینی ہے۔

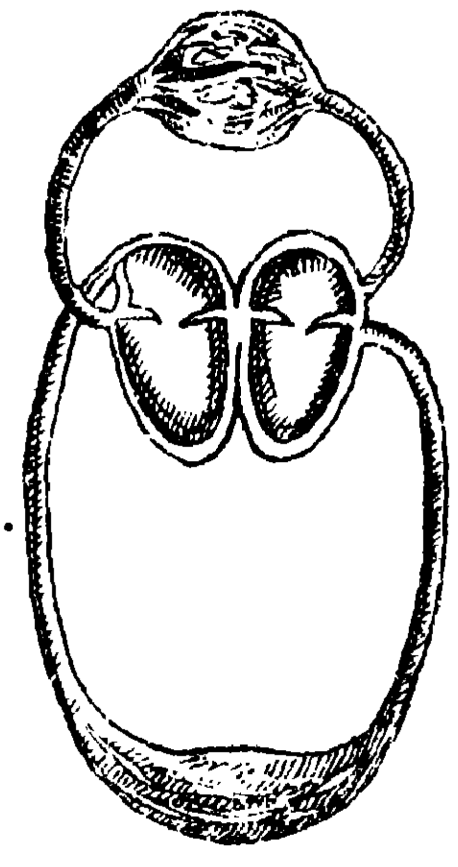
"صَافِی" بیسویں صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے

صَافِی بیسویں صدی کی وہ حیرت انگیز ایجاد ہے جس کے استعمال کے بعد نہ لمبے چوڑے مُسہل لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ کسی خاص احتیاط کی۔ بس صبح اٹھتے ہی نہار مُنہ پانی یا دُودھ میں ملا کر صَافی پی لیجیے۔ چند روز کے استعمال کے بعد سارا جسم کندن بن جائے گا۔

صَافِی اس وقت ہندستان کی واحد دوا ہے جو خون کی تمام خرابیوں کے لیے اور موسمِ بہار میں پیدا ہونے والی بیماریوں کے لیے حد درجہ مفید ثابت ہو رہی ہے۔ یہ خون کے زہریلے اور ناقص مواد کو پیشاب، پاخانہ یا پسینے کے ذریعہ سے خارج کر دیتی ہے۔ چنانچہ صافی کے استعمال کے بعد بعض لوگوں نے اپنے پیشاب اور پاخانہ کا امتحان کرایا تو اس میں زہریلا مادہ کثرت سے پایا گیا۔ یہی زہریلا مادہ اگر جسم میں رہ جاتا تو سینکڑوں بیماریوں کا سبب بن سکتا تھا۔

جسم میں دَورانِ خون

صَافِی نہ صرف خون کے اصل نقصوں کو دُور کر دیتی ہے بلکہ خون کی گردش کو بھی صحیح حالت میں رکھتی ہے +



صَافِی کے استعمال کا طریقہ:

صَافِی کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ صبح کو نہار منہ ایک تولہ

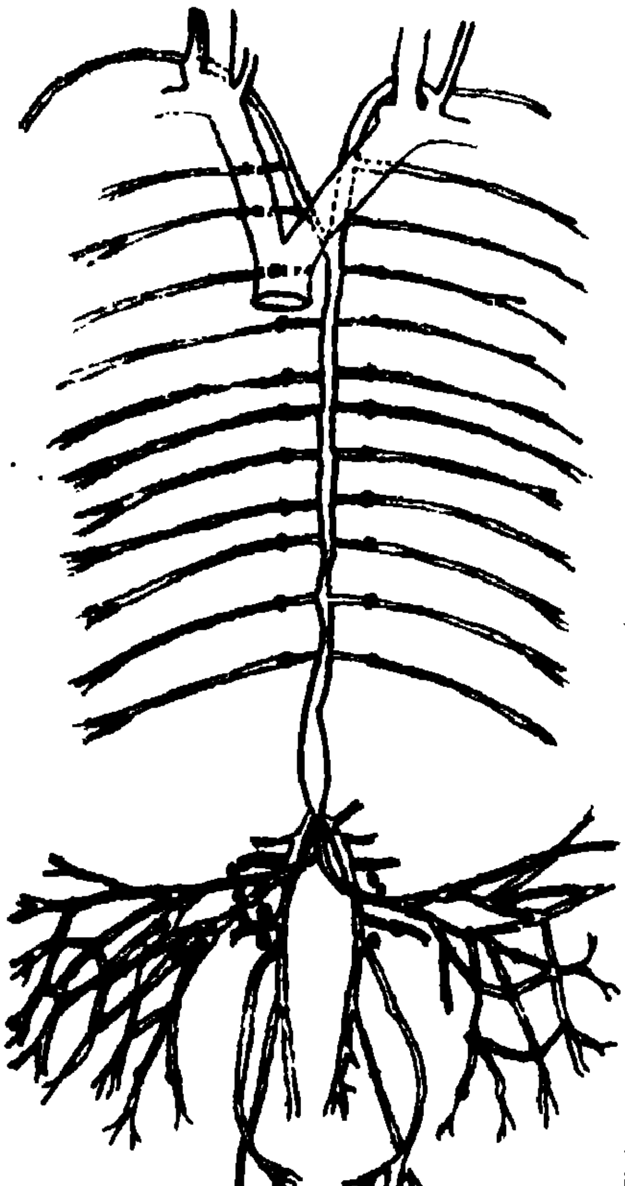
صافی دُودھ یا پانی میں ملاکر پی لیں۔ اس کے بعد ایک گھنٹے تک کچھ نہ کھائیں۔ اگر صافی کے دوران استعمال میں پسینہ کثرت سے خارج ہو یا پیشاب بار بار آنے لگے تو اس سے ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ صافی کا اثر شروع ہوگیا اور صافی خون کے ناقص مادّوں کو پسینہ اور پیشاب کی راہ خارج کر رہی ہے۔ اگر پیٹ میں گرانی ہو تو صافی کی خوراک کو دوگنا کر کے اور اسے گرم پانی میں ملاکر پیا جائے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ دو تین دست ہو جائیں گے اور طبیعت میں شگفتگی اور ہلکا پن محسوس ہونے لگے گا۔

حفظِ ماتقدم اور صحت کی حفاظت کے لیے محض ایک مہینہ تک صافی کی روزانہ ایک خوراک پی لینا بالکل کافی ہے۔ بچوں کو صافی ½ سے ¼ خوراک تک دی جاتی ہے۔ البتہ موسم بہار کی بیماریوں میں کچھ اضافوں کی ضرورت ہوگی۔ جن کی تفصیل آگے چلکر بیان کی جائے گی۔

صافی کے دَورانِ استعمال میں اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ خوراک ہلکی اور زود ہضم ہو۔ بہار کے موسم کے پھل جتنے چاہیں کھائیں۔

صافی کے کرشمے

یہ حقیقت ہے کہ موسم بہار کی کئی بیماریوں میں صافی کے کرشمے حیرت انگیز طریقہ پر ظاہر ہوتے ہیں یہ جسم میں پہنچتے ہی خون اور زہریلے مواد پر ایسا زبردست قبضہ کرلیتی ہے کہ طبیعت کو وہ کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے اور طبیعت انھیں صافی کی امداد سے آسان راستوں سے جسم سے باہر نکال دیتی ہے۔ حقیقت میں صافی کے یہ فوائد اور اثرات اس کے عجیب وغریب نسخہ اور سائنٹفک طریقۂ تیاری کی بدولت حاصل ہوتے ہیں۔ صافی میں ایسی دوائیں شامل کی گئی ہیں جو بہت کم عرصے میں معدہ اور جگر کی لمبی منزلوں سے گزر کر رگوں میں پہنچ جاتی ہیں اور دورانِ خون میں شامل ہوکر خون کی صفائی کے قدرتی خزانوں کو سرگرمِ عمل بنا دیتی ہیں۔



جسم میں غدد جاذبہ اور عروق جاذبہ کا نظام

اس نظام پر صافی کے استعمال سے حیرت انگیز اثرات ظاہر ہوتے ہیں یہ نظام صافی کے استعمال کے صحیح کام کرنے لگتا ہے۔ اور پھر خون میں کوئی خرابی نہیں رہنے پاتی۔

عروق جاذبہ کو آمادہ کر دیتی ہیں کہ وہ جلد سے جلد خراب مواد کو ایسی جگہ پہنچا دیں جہاں سے آسانی کیساتھ انھیں خارج ہونیکا راستہ مل جائے اور غدد جاذبہ کو عروق جاذبہ کی رطوبت کو چھاننے کے لیے تیار اور تیز کر دیتی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ صافی خون ہی کو متاثر کرتی ہے، بلکہ اس میں یہ عجیب وغریب خاصیت موجود ہے کہ بدن میں جو خلط غالب ہوتی ہے اس کو اعتدال پر لے آتی ہے اور زائد مواد کو پیشاب، پاخانہ یا پسینے کی راہ سے باہر نکال دیتی ہے۔

صافی کیا ہے؟

صافی کی ان بے نظیر تاثیروں کو دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر صافی ہے کیا جس میں ایسے بے شمار منافع جمع ہوگئے ہیں در اصل صافی چند مؤثر، سریع العمل اور نایاب بوٹیوں اور بہت سی بیش قیمت دواؤں کا ایسا مجموعہ ہے جس کے فوائد میں محض ترکیبِ تیاری کی ندرت اور اچھوتے پن سے طاقت و قوت کے معجزے پیدا ہوگئے ہیں ھمدرد دواخانے میں بجلی سے چلنے والی متعدد مشینوں کی لاکھوں گردشوں اور ماہر دواسازوں کی مسلسل محنت و کاوش نے جو مجلس تجربات اور اس کے صدرِ محترم عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب کی نگرانی و سرپرستی میں بروئے کار آتی ہیں، صافی کو اعجاز و کرشمہ بناکر ایک خوبصورت سیال کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ پہلے ایک سال تک نہایت خاموشی کے ساتھ مجلس تجربات میں صافی اصولی اور فنی تجربوں کے آغوش میں پلتی بڑھتی رہی اور فن کی باریک اور نہایت دقیق نگاہیں اسکے خط وخال پر تنقید کے ساتھ پڑتی رہیں کبھی اس کے ذائقہ پر بحث کی گئی کبھی زمانۂ اثر کو کم سے کم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی کبھی اس کی طاقتِ عمل کو بڑھانے کی سفارش ہوئی۔ بغرض ایک سال

پسینے کے غدود کا خوردبینی منظر



صافی ان غدودوں کو صحیح کام کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ صافی کے استعمال سے بعض اوقات پسینہ بہت آتا ہے۔

کے بعد کئی ہزار مریضوں پر تجربہ کر کے مجلس تجربات کے تمام ممبروں نے بالاتفاق کہہ دیا کہ اب صافی مکمل ہو گئی اور اس میں خون صاف کرنے اور فسادِ خون کی بیماریوں کو دور کرنے کی یقینی قوتیں پیدا ہو گئیں اس کے بعد صافی کو یورپ کی قیمتی دواؤں کے دوش بدوش بازارِ فن میں منظرِ عام پر رکھ دیا گیا۔

صافی کس طرح اپنا عمل کرتی ہے؟

صافی جیسے کافی تبدیلیوں کے بعد موجودہ دور کی خون صاف کرنے والی دواؤں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ مؤثر مکمل اور کارآمد بنا دیا گیا ہے جسمِ انسان میں داخل ہو کر خاص طور پر یہ کام کرتی ہے کہ عروق جاذبہ (لمفیٹک ویسلز) کے اس عمل کو تیز کر دیتی ہے جو خراب مواد کو نکالنے کے سلسلہ میں قدرتاً انھیں انجام دینا پڑتا ہے۔ اس طرح عروق جاذبہ اور عروق دمویہ (Blood Vessels) خراب مواد کو جلد ایسے مقامات پر پہنچا دیتی ہیں جہاں سے انھیں جسم سے باہر نکلنے کے لیے راستہ مل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ صافی کبھی پاخانہ کی صورت میں جسم کے خراب اور ناکارہ مواد کو نکالتی ہے کبھی اس کے استعمال سے پسینہ زیادہ آتا ہے کبھی پیشاب۔ صافی غدود جاذبہ (لمفیٹک گلینڈز) کے قدرتی فعلوں کو بھی باقاعدہ کر دیتی ہے اور رطوبت کے چھاننے کا جو کام ان کے سپرد ہے وہ صافی سے زیادہ منظم ہو جاتا ہے۔ صافی ہر موسم، ہر عمر اور ہر مزاج کے لیے یکساں مفید ہے۔ بچوں، بوڑھوں جوانوں اور عورتوں کو ہر موسم میں دی جا سکتی ہے۔

گردہ جسم کا سب سے بڑا داروغۂ صفائی



صافی گردوں کے فعل کو اگر قدرتی طور پر ضرورت ہوتی ہے، بہت حد تک مدد پہنچاتی ہے اور پھر وہ جسم کے سارے خراب مادے پیشاب کے راستے بہا دیتے ہیں۔

صافی اور بہار کی بیماریاں

موسمِ بہار کی مختلف بیماریوں میں اگرچہ صافی کا استعمال بالکل شافی علاج ہے تاہم اس کا طریقہ استعمال مختلف ہوتا ہے۔ اس لیے یہاں الگ الگ ہر مرض میں صافی استعمال کرنے کے آسان طریقے لکھے جاتے ہیں:-

صافی اور خون کا بخار:- خون میں جوش آ جانے سے ایک خاص قسم کا بخار پیدا ہو جاتا ہے جسے اطبا کی زبان میں **سونوخس** کہتے ہیں۔ اس میں خون کا غلبہ اور اس کے گرم ہو جانے کی سب علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر بخار آنے سے پہلے جب مریض کو انگڑائیاں آنی شروع ہوں سر بھاری معلوم ہو اور آنکھوں میں غیر معمولی سرخی محسوس ہو تو صافی ایک ایک تولہ تھوڑے سے پانی میں ڈال کر دونوں وقت پلائیں۔ اس سے خون اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے۔ اس کی گرمی بجھ جاتی ہے اور بخار کا اندیشہ باقی نہیں رہتا اگر اس نوبت پر علاج نہیں کیا جا سکے اور بخار ہو جائے تو ایک تولہ صافی ایک چھٹانک پانی میں ڈال کر صبح کو پلائیں۔ شام کو بھی یہی دوا دیں۔ سات دن کے بعد آٹھویں دن صبح کو دو تولے صافی نیم گرم پانی یا گرم دودھ میں ڈال کر پلائیں۔ اس سے شام تک دو تین دست ہو جائیں گے۔ شام کو چار بجے خمیرہ مروارید ۲ ماشے یا خمیرہ گاؤزبان عنبری ۲ ماشے کسی موسمی پھل کے رس کے ساتھ کھلائیں۔ نویں دن پھر ایک تولہ صافی پانی یا دودھ میں ملا کر دیں۔ شام کو اسی دوا کی دوسری خوراک دیں۔ دسویں دن پھر ڈبل خوراک سے مسہل دیں۔ اسی طرح تین مسہل دیں اس سے بخار رفع ہو جائے گا اور خون اپنی کیفیت اور طبیعت کے لحاظ سے اصل حالت پر آ جائے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ مسہل کے لیے آٹھویں دن ہی کا انتظار کیا جائے۔ اگر ضرورت ہو تو درمیان ہی میں مسہل دے دیں۔ بخار رفع ہو جانے کے ایک ہفتہ بعد تک دوا دیتے رہیں۔ نقاہت رفع کرنے کی

غرض سے خمیرہ مروارید ۶ ماشے یا خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا ۴ ماشے دُودھ یا کسی پھل کے رَس کے ساتھ استعمال کرائیں۔ غذا میں پالک، مونگ کی دال، ہرا گھیا (لوکی) ٹماٹر یا سیب کی ترکاری دی جائے۔ دودھ بھی دیا جا سکتا ہے۔ گوشت سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے میٹھی چیزیں بھی زیادہ نہ دیں۔ زیادہ مرچ اور نمک سے بھی پرہیز کریں۔ پھلوں میں انار، سنترہ اور سیب یا دوسرے موسمی پھل دینے چاہییں۔

صافی اور خسرہ: جن بچوں کے خسرہ نہ نکلی ہو انھیں موسم بہار شروع ہوتے ہی روزانہ صبح و شام ۳ ماشے صافی ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں جن بچوں کے ٹیکا لگ چکا ہو انھیں بھی صافی دینی چاہیے۔ اگر خسرہ نکل آئی ہو تو صافی ۳ ماشے عرق تیفودیہ (رجسٹرڈ) ۲ تولے میں گھول کر دیں اس سے خسرہ کے دانے اچھی طرح ظاہر ہو جائیں گے جب خسرہ نکل چکے تو کمزوری دُور کرنے کی غرض سے خمیرہ مروارید ۲ ماشے کھلا کر اوپر سے دودھ یا کسی موسمی پھل کا رس پلائیں اور چند روز تک مسلسل پلاتے رہیں۔ خسرہ کے بعد جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں یا کسی مقام پر ورم یا سُرخ نشانات باقی رہ جائیں تو بھی صافی ۳ ماشے پانی میں حل کر کے کچھ دن تک پلاتے رہیں۔ بچہ بہت چھوٹی عمر کا ہو تو صرف ۳ ماشے صافی پلائیں۔ شام کو نونہال آدھا چمچہ چٹائیں۔ خسرہ کے بعد دست آنے لگیں یا پیٹ پھولنے لگے اور بچہ دُبلا ہو جائے، پیٹ غیر معمولی طور پر بڑھ جائے تو صبح کو صدوری آدھا چمچہ دُودھ میں ڈال کر اور شام کو نونہال آدھا چمچہ چائے یا دودھ میں ملا کر دیں۔ کھانسی باقی رہ جائے تو سعالین کی آدھی ٹکیہ پانی یا دودھ میں گھول کر دن میں چند بار دیں۔

صافی اور چیچک: چیچک کے آثار نمایاں ہوتے ہی خمیرہ مروارید ۲ ماشہ کھلا کر اوپر سے صافی ۳ ماشے ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں۔ چیچک ڈھل جانے تک برابر یہی دوا دیتے رہیں۔ دانے کم نکلیں اور خراب عوارض پیدا ہونے لگیں تو حب تیفودیہ (رجسٹرڈ) ایک عدد عرق تیفودیہ ۲ تولے میں گھس کر بار بار دیں۔ زخم باقی رہ جائیں تو انھیں نیم کے پانی سے دھو کر ہمدرد مرہم لگاتے رہیں اور صافی ۳ ماشے پانی میں ملا کر زخم بھرنے تک پلاتے رہیں۔

صافی اور حلق کا درد: شروع موسم بہار میں اکثر حلق میں درد ہونے لگتا ہے کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے۔ اگر صرف حلق میں درد ہو بخار نہ ہو تو صافی ایک ایک تولہ ذرا سی چائے میں گھول کر صبح و شام پلائیں۔ اگر طبیعت بھاری بھاری ہو تو تیسرے دن صافی کی مقدار دوگنی کر دیا کریں۔ حلق کے اندر پھریری سے دولابے گلو دن میں دو بار لگائیں۔ صبح کو نہار مُنہ دوائی غرغرہ ۲ تولے کو پانی میں جوش دیکر اور صاف کر کے غرارے کر لیا کریں۔ کھانسی بھی ہو تو سعالین کی ایک ایک ٹکیہ مُنہ میں ڈال کر چوستے رہیں۔ بخار کی صورت میں صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں گھول لیں اور خاکسی ۶ ماشے پھانک کر پییں۔

صافی اور خارش: کھجلی دو قسم کی ہوتی ہے خشک اور تر۔ اگر خارش خشک ہو، بدن پر پھنسیاں نہ ہوں اور مرض پُرانا نہ ہو تو صرف صافی ایک ایک تولہ صبح و شام حسب معمول پندرہ دن تک استعمال کرنے سے دُور جاتی ہے۔ مرض پُرانا ہونے کی صورت میں سفوف چوب چینی ۶ ماشے پھانک کر اوپر سے صافی ۱ تولہ پانی میں ملا کر صبح کو پی لیا کریں۔ شام کو معجون مصفی خاص ۶ ماشے کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ کسی پھل کے رس میں ملا کر نوش کر لیا کریں۔ ایک ہفتہ تک مسلسل یہی دوائیں استعمال کرتے رہیں آٹھویں دن صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل لیں۔ دو تین دست آ کر مرض میں نمایاں تخفیف ہو جائیگی بدن پر روغن صندل ایک تولہ دھوئی تلی کے ۱ تولہ تیل میں ملا کر ملیں۔ خارش تر ہو اور پُرانی نہ ہو اور بدن پر پھنسیاں نکل آئیں تو صرف صافی حسب معمول استعمال کیجیے یا صرف صافی اتنا پانی ۵ تولے گندک سیال ۷ قطرے ملا کر پییں۔ خارجی طور پر ایک تولہ ضماد جرب ۵ تولے گھی میں ملا کر صبح کی دھوپ میں بیٹھ کر ملیں۔ آدھے گھنٹے کے بعد چنے کی بھوسی جسم پر ملکر غسل کر لیں۔ یہی طرح تین دن تک کریں۔ غذا میں سبز ترکاریاں کھائیں۔ نمک، مرچ اور مسالے کم کر دیں۔ ترشی اور تیل سے پرہیز کریں۔

صافی اور پھوڑے پھنسیاں: پھوڑے اور پھنسیاں خواہ کسی قسم کی ہوں صافی کا حسب معمول صبح و شام استعمال ان کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ سات دن تک دونوں وقت یہی دوا پی کر ساتویں دن رات کو قرص ملین ۲ عدد کھا کر سو رہیں۔ صبح کو صافی ۲ تولے ذرا گرم پانی میں ڈال کر پی لیں۔ آسانی سے ممکن ہو تو اسی طرح ایک دن چھوڑ کر تین دن مسہل لیں۔ اگر کسی پھوڑے میں درد زیادہ ہو اور پیپ پڑنے کے آثار پائے جائیں تو اس پر نیم کے پتے ۵ تولے کو پانی میں پکا کر اس کا بھرتہ بنا کر باندھیں۔ یا السی کی پلٹس لگائیں پیپ نکل جانے کے بعد ہمدرد مرہم لگا کر پٹی باندھ دیا کریں۔

صافی اور ماشرا: ماشرا حقیقت میں چہرے کا سُرخبادہ ہے۔ اکثر موسم بہار میں چہرے پر ورم آجاتا ہے۔ جدید تحقیق یہ ہے سُرخبادہ ایک قسم کے کیڑے کی وجہ سے ہوتا ہے جسے اسٹرپٹوکاکس پایوجے نس (Streptocoocus pyogenes) کہتے ہیں۔ اگرچہ سُرخبادہ کو خزاں اور سردی کا مرض سمجھا گیا ہے۔ مگر چہرے کا ورم جسے ماشرا کہتے ہیں، موسم بہار میں اکثر ہوتا ہے۔ اگر چہرے پر سُرخ دھبے نظر آئیں یا ورم معلوم ہو تو صافی کا باقاعدہ صبح و شام استعمال کرنا چاہیے۔ تیسرے دن صافی سے ہی مسہل لیں۔ لیپ کی ضرورت ہو تو صرف رسوت ایک تولہ، مہندی کے پتے ۲ تولے، ہری مکو کے پانی یا صرف تازہ پانی میں پیس کر لگائیں۔ بخار ہو جائے تو کوئی خوف نہ کریں۔ یہی دوا دیتے رہیں۔

صافی اور گلسوئے: گلسوئے جن کو کن پیڑ بھی کہتے ہیں سخت متعدی مرض ہے جو خزاں یا بہار کے موسم میں ایک قسم کا کیڑا اسرایت کر جانے سے وباءً پھیل جاتا ہے۔ اس مرض میں کان کی جڑ ورما جاتی ہے بخار بھی آجاتا ہے۔ یہ بیماری بچوں اور جوانوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے

اس مرض کے پھیلتے ہی تن درست بچوں اور نوجوانوں کو روزانہ صبح کے وقت ایک تولہ صافی پانی میں ملاکر پلائیں۔ بچوں کو صافی ۳ ماشے کی مقدار میں دیں۔ مقامی طور پر ورم کی جگہ ہمدرد مرہم نیں۔

صافی اور خناق:۔ خناق بھی چھوت دار بیماری ہے اور بچوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ گرمی بڑھنے سے پہلے ہی حفظ ماتقدم کی غرض سے صافی ایک تولہ پانی یا کسی مناسب عرق میں ملاکر پلائیں۔ مرض لاحق ہوجانے پر صبح کو معجون عشبہ ۳ ماشے یا اطریفل شاہترہ ۳ ماشے کھلاکر اوپر سے صافی ۲ ماشے نیم گرم پانی یا چائے میں ملاکر پلائیں۔ حلق میں درد ہو تو دو لئے غرغرہ ایک تولہ پانی میں جوش دیکر نیم گرم پانی سے غرارے کرائیں مقامی طور پر ہمدرد مرہم لگائیں۔ چوتھے پانچویں دن صافی ۲ تولہ نیم گرم پانی میں ڈالکر پلائیں۔ اس سے دو تین اجابتیں ہوکر مرض گھٹ جائے گا۔

صافی اور نکسیر:۔ بہار اور گرمی کے موسم میں اکثر نکسیر پھوٹنے لگتی ہے۔ نکسیر پھوٹتے ہی صافی ایک تولہ صبح و شام چند دن تک استعمال کرلینی چاہیئے۔ سر پر گلاب کا تیل ملیں اور یہی تیل ناک میں ٹپکائیں۔

صافی اور مہاسے:۔ مہاسوں سے چہرہ بدنما ہوجاتا ہے۔ اس مرض کے پیدا کرنے میں خون کی خرابی کو کافی دخل ہے۔ صافی مہاسوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ روزانہ صبح کو صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملاکر پی لینا کافی ہے۔ کبھی کبھی صافی کی مقدار بڑھاکر مسہل بھی لے لیا کریں۔ عورتوں کو یہ شکایت ہو تو ایام کی خرابیوں کو دور کرنے کی غرض سے اوپر کے نسخے کے علاوہ رات کو سوتے وقت مستورین کا ایک چمچہ بھی دودھ میں گھول کر پی لیا کریں۔ چہرے پر ضماد مہاسہ یا غازہ حسن افزا رجسٹرڈ رات کو سوتے وقت پانی میں گھول کر مل لینا چاہیئے۔

صافی اور پتی:۔ پتی میں صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملاکر صبح و شام چند دن تک پیں۔ بیرونی طور پر سرکہ ایک تولہ روغن گل ایک تولہ ملاکر بدن پر ملیں۔

صافی اور انہوریاں:۔ انہوریوں کو دھوپ بھی کہتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے باریک دانے ہوتے ہیں جو جسم پر نکل آتے ہیں۔ یہ بیماری پسینے کی گلٹیوں میں جلد کے بالائی طبق کے نیچے پسینہ رک جانے سے ہوا کرتی ہے۔ صافی پسینے کی گلٹیوں میں تحریک پیدا کرکے ان کو سرگرم عمل بنا دیتی ہے۔ اس لیے صافی کے استعمال سے بہت جلد انہوریاں مٹ جاتی ہیں۔ صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں گھول کر پلائیں جسم پر دانے بہت زیادہ ہوں تو شام کو بھی صافی ایک تولہ کسی پھل کے رس میں ملاکر پییں۔

صافی اور داد:۔ داد بڑی چھوت دار بیماری ہے۔ جدید تحقیقات سے اس کا سبب ایک نباتی کیڑا ثابت ہوا ہے۔ داد میں صافی بہت سریع الاثر ہے۔ ایک تولہ صافی پانی میں ملاکر پلائیں۔ داد پر روغن گندم یا روغن قویا یا ضماد داد لگائیں۔

صافی اور چنبل:۔ چنبل جسے انگریزی میں سورائیسس (Psoriasis) کہتے ہیں، نہایت تکلیف دہ اور ہٹیلا مرض ہے اس میں جلد پر چھوٹے چھوٹے گلابی رنگ کے متفرق ابھار پیدا ہوجاتے ہیں۔ جن میں چھوٹے چھوٹے چھلکوں کی تہ ہوتی ہے جو نوچنے سے اُتر جاتے ہیں۔ یہ ابھار یا داغ رفتہ رفتہ بڑھتے رہتے ہیں اور ان میں خارش ہوا کرتی ہے۔ کبھی بہت سے داغ مل کر ایک جال سا بنا دیتے ہیں۔ صافی چنبل کے لیے بالکل شفا بخش دوا ہے۔ حب لیموں ۲ عدد یا اطریفل شاہترہ ۹ ماشے کھاکر صافی ایک تولہ پانی میں ملاکر پییں۔ مقامی طور پر ضماد خارش جدید یا ہمدرد مرہم لگائیں۔

صافی اور طاعون:۔ اگرچہ ہندستان میں طاعون کی بیماری مختلف موسموں میں پھیلا کرتی ہے لیکن صوبہ بمبئی اور دکن وغیرہ میں مارچ کے مہینے میں اس کے پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ غددی طاعون میں بغل، کنج ران وغیرہ کے غدد جاذبہ ورما جاتے ہیں۔ صافی طاعون غددی اور طاعون فلغمونی میں بہت مفید ہوتی ہے۔ مرض کے حملے سے پہلے جب طاعون کسی مقام پر پھیل رہا ہو، روزانہ صبح کو حب طاعون عنبری دو عدد کھاکر اوپر سے صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اگر مرض کا حملہ ہوجائے تو صبح کو حب طاعون عنبری ۲ عدد صافی ایک تولہ پانی میں ملاکر پییں۔ شام کو خمیرہ صندل سادہ نو ماشے کھاکر اوپر سے صافی ایک تولہ پانی یا عرق بیدمشک ۵ تولے میں ملاکر پلائیں۔ ہذیان اور بخار کی زیادتی میں بار بار خمیرہ صندل ۳ ماشے عرق بیدمشک کے ساتھ دیتے رہیں۔ بغل، کنج ران یا کان کے پیچھے ورم نمودار ہونے پر ضماد طاعون پیس کر نیم گرم لگائیں یا قلزم یا ہمدرد مرہم بار بار لگاتے رہیں۔ مرض کے بعد کی کمزوری میں دواءالمسک بارد جواہر والی ۳ ماشے یا دواءالمسک بارد سادہ ۳ ماشے اور خمیرہ زمرد ۳ ماشے ملاکر کسی تازہ پھل کے رس کے ساتھ دیں۔

گرمی دانے:۔ جن بچوں یا بڑوں کو گرمی یا برسات کے موسموں میں گرمی دانے نکل کر تکلیف دیتے ہوں، انھیں بطور حفظ ماتقدم صافی کا استعمال بہار کے موسم میں کرلینا چاہیے۔ معمولی حالات میں صافی ایک خوراک ہر روز صبح بیس پچیس دن

تک پی لینا کافی ہوتی ہے۔ اگر زیادہ احتیاط مدِنظر ہو تو دونوں وقت بھی صافی استعمال کی جاسکتی ہے۔ برسات کے دنوں میں گرمی دانوں کی تکلیف کی موجودگی میں صافی کا استعمال روزانہ صبح و شام دونوں وقت دس پندرہ دن تک کرلینا چاہیے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے ۱/۲ سے ۱/۴ خوراک تک صافی دینی چاہیے۔ ہمدرد پاؤڈر دن میں ایک دو مرتبہ مل لینا چاہیے۔

پیشاب کی جلن:۔ جن عورتوں و مردوں کو پیشاب لگ کر آتا ہو انھیں صافی ایک تولہ دودھ یا دودھ کی لسی میں ملاکر چند روز پی لینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اگر تکلیف زیادہ ہو تو دونوں وقت صافی استعمال کرنی چاہیے۔

دائمی قبض:۔ دائمی قبض کے مریضوں کو صافی ایک تولہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ پی لینا کافی ہے اس مرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے دس بارہ دن مسلسل استعمال کریں۔ پھر ایک ایک دن وقفہ دے کر استعمال کریں۔ اس طرح آہستہ آہستہ خوراک کم کرکے دوا چھوڑ دیں۔ حاملہ کے قبض کو دور کرنے کے لیے صافی بلا تکلف دینی چاہیے۔ یہ دوا حاملہ کے قبض کو نہ صرف دور کردیتی ہے بلکہ اس کی طبیعت کی بے چینی اور متلی کی شکایت کو بھی بڑی حد تک ختم کردیتی ہے۔

طبیعت گری گری رہنا:۔ موسموں کے بدلنے کے دنوں میں جن صاحب کی طبیعت گری گری رہتی ہو انھیں صافی کی ایک خوراک صبح نہار منہ دس بارہ دن تک استعمال کرلینی چاہیے۔ اس سے ایک دو دن میں ہی طبیعت سنبھلنی شروع ہوجائے گی۔

پہاڑوں پر جانے والے:۔ میدانوں کے رہنے والے جب گرمی کا موسم گزارنے کے لیے سرد مقامات پر جاتے ہیں تو کبھی کبھی ان کو پھوڑے پھنسیوں اور کھجلی وغیرہ کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے بچے خاص طور پر اس تبدیلی سے متاثر ہوتے ہیں۔ ان تکلیفوں سے بچنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ پہاڑوں پر جانے سے پہلے پندرہ بیس دن تک صافی کی ایک خوراک صبح نہار منہ دودھ میں ملاکر استعمال کرلی جائے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے آدھی یا اس سے کم خوراک دی جاتی ہے۔ پہاڑوں پر جو صاحب جلدی شکایتوں میں مبتلا ہوں انھیں صافی صبح و شام استعمال کرنی چاہیے +

دواؤں کی قیمتیں:۔ جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے اس فہرست میں لکھی جاتی ہیں ۔

نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت
اطریفل شاہترہ	ا تولہ	۰۰ر	سفوف چوب گز والا	ا تولہ	ار
حب تیفودیہ (رجسٹرڈ)	ا درجن	۶ر	صافی (رجسٹرڈ)	ا شیشی	۱۰ر
حب طاعون عنبری	ا "	۶ر	صدوری (۱۰ خوراک)	ا "	عہ
حب لیموں	۲۰ گولی	۱۰ر	ضماد جرب	ا تولہ	ار
خاکسی	۱ ماشہ	۔ر	ضماد خارش جدید	ا "	۲ر
خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا	ا تولہ	۸ر	ضماد داد	ا "	ار
خمیرہ مرد	ا "	۸ر	ضماد طاعون	ا "	۲ر
خمیرہ صندل سادہ	ا تولہ	۰۰ر	ضماد مہاسہ	ا تولہ	ار
خمیرہ گاؤزبان عنبری	ا "	۲ر	عرق بید مشک قسم اول	ا بوتل	عر
خمیرہ مروارید	ا "	۳ر	عرق تیفودیہ (رجسٹرڈ)	ا "	عر
دواء المسک بارد سادہ	ا "	۲ر	غازہ حسن افزا	ا ڈبیہ	۱۲ر
دواء المسک بارد جواہر والی	ا "	۸ر	قرص ملین	ا درجن	۴ر
دوائے غرغرہ	ا "	ار	قلزم	ا شیشی	عہ
دوائے گلو	ا "	۲ر	گلاب کا تیل	ا تولہ	ار
رسوت	ا "	۔ر	گندک سیال	ا "	عہ
روغن قوبا	ا "	۸ر	مستورین (رجسٹرڈ)	ا شیشی	عہ
روغن گل	ا "	۰۰ر	معجون صفی خاص	ا تولہ	۳ر
روغن گندم	ا "	۸ر	نونہال (رجسٹرڈ)	ا شیشی	۸ر
روغن صندل	ا "	۱۲ر	ہمدرد مرہم (رجسٹرڈ)	ا ڈبیہ	۸ر
سعالین (رجسٹرڈ)	ا شیشی	۸ر	ہمدرد پاؤڈر	ا پیکٹ	۳ر

ہمدرد صحت دہلی

مرتبہ: حکیم حافظ محمد سعید، دہلوی



حفظ صحت اور طب کا
ماہوار مصوّر رسالہ



فہرست مضامین

اپریل سنہ ۴۴ء

فی پرچہ تین آنے

قیمت سالانہ ایک روپیہ

(حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت سے شائع کیا)

ہمدرد صحت کے ۲ دو خاص نمبر!

دق و سل

ہمدرد صحت کا یہ خاص نمبر علم و فن کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی نظیر مشرقی زبان میں مشکل ہی سے ملیگی۔ اس میں دق و سل کے متعلق ایسے ایسے پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے جو اس سے پہلے تاریکی میں تھے۔ یہ نمبر نہ صرف طبیبوں، ویدوں اور ڈاکٹروں کے لیے جدید و قدیم معلومات و معالجات کا مخزن ہے بلکہ ان لوگوں کے لیے بھی انتہائی کارآمد ثابت ہوگا جو عوام کی بھلائی کے معاملات سے دلچسپی رکھتے ہیں اس کا مطالعہ ان کے سامنے ہندستان کی حالتِ زار کا صحیح نقشہ پیش کر دے گا اور ان کو ممالک غیر سے اپنے ملک کی حالت کا مقابلہ کرنے میں کوئی دشواری نہیں رہیگی۔ کیونکہ ہمدرد صحت ہی ایک ایسا رسالہ ہے جسے دنیا بھر کے ماہرین فن کی قلمی خدمات حاصل ہیں۔ چنانچہ اس نمبر میں یورپ، امریکا، آسٹریلیا وغیرہ براعظموں کے پندرہ سے زیادہ ماہرین فن نے مضامین لکھے ہیں۔ صرف اسی حقیقت سے آپ کو اس نمبر کے افادہ کا اندازہ ہو جائیگا۔ ہندستان کے ماہرین میں تقریباً سو ماہرین ایسے ہیں جنھوں نے اس اشاعت کے اوراق کو زینت دی ہے۔ ان قلمی معاونین میں طبیب، ادیب، افسانہ نویس، مزاحیہ نویس اور شاعر سب ہی شامل ہیں۔ یہ نمبر ان اصحاب کو بھی دعوتِ فکر دے گا جو ہر معاملہ کو صرف علمی نقطہ نظر سے دیکھنے کے عادی ہیں۔ دق و سل نمبر ادبی ذوق رکھنے والوں کی تسکین بھی پوری طرح کر دیگا اور انکو یہ محسوس کرا دیگا کہ علم و ادب کو آپس میں کس طرح سمویا جا سکتا ہے۔ یہ نمبر ان مریضوں کیلیے چراغ ہدایت کا کام دیگا جو اس وقت اس موذی مرض کی کسی نہ کسی شکل میں مبتلا ہیں۔ یہ اشاعت خاص ان گھرانوں کو ہلاکت کے غار میں گرنے سے بچا سکیگی جن میں دق کی اموات ہو چکی ہوں اور تیمارداروں کو دق کے بیماروں کی تیمارداری سکھانے کی غرض سے یہ اشاعت خاص کیا ہے دق و سل کی ایک ایسی انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں اس موضوع پر ہر عنوان سے بحث ملے گی۔

قیمت آٹھ آنے۔ محصول ایک آنہ۔

روحانی علاج

اس خاص نمبر کے ذریعہ سے اُردو زبان میں پہلی بار تنویم اور تنویمی علاج پر تفصیل اور سنجیدگی کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ اس کی فہرست مضامین دیکھنے سے آپ اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ نمبر بازاری معلومات کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک خالص علمی، طبی اور ادبی کارنامہ ہے جس میں تمام متعلقہ چیزوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اس نمبر کے ذریعہ سے جہاں اس بیگانگی کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ہندستان کے معالجین اور روحانی علاج کے درمیان موجود تھی۔ وہاں روحانی علاج کے متعلق عوام کی بھی صحیح رہنمائی کی گئی ہے۔ تنویم اور نفسیاتی علاج کی تاریخ کی بحث جو اس نمبر میں ہے اس قدر جامع اور حاوی ہے کہ اس کی نظیر شاید کسی مشرقی زبان میں نہیں مل سکے گی۔ اس نمبر میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام اور ہندو دھرم میں روحانی علاج کے کیا کیا طریقے بتائے گئے ہیں۔ تنویم اس کے مظاہر، توجہ اور خود توجہی، تنویمی معالجات اور واقعات و مشاہدات وغیرہ اس کے مستقل بابوں کے نام ہیں۔ ایک باب میں روحانی علاج کے متعلق دلچسپ افسانے اور مزاحیہ مضمون ہیں۔ یہ نمبر علاج کرنے والوں کو ترقی کا ایک نیا راستہ دکھائے گا۔ ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کو اس کا مطالعہ یہ بتا دے گا کہ مشکل سے مشکل مضامین کو کس طرح عام فہم اور سلیس اردو میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ عوام اس نمبر کے مطالعہ سے روحانی علاج کی کیفیت معلوم کر لیں گے اور پھر کوئی شخص ان کو دھوکا نہیں دے سکیگا۔ ذرا فیصلہ کیجیے کہ آیا آپ کی معلومات اس نمبر کے مطالعہ کے بغیر مکمل ہیں اگر نہیں تو کیا آپ آج ہی اس نمبر کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرینگے۔

قیمت	اعلیٰ ایڈیشن	بارہ آنے	محصول ایک آنہ
"	معمولی ایڈیشن	آٹھ آنے	" "

نوٹ ۱:- اگر آپ کو ایک نمبر منگانا ہے تو اس کی قیمت اور محصول کے ٹکٹ لفافے میں رکھ کر بھیج دیجیے۔ دونوں نمبر منگانے ہیں تو قیمت اور محصول ڈاک کا منی آرڈر کر دیجیے۔ **نوٹ ۲:-** وی۔ پی نہیں بھیجا جائے گا۔

مکتبہ ہمدرد صحت، ہمدرد منزل، دہلی

مقرب خاں شیخ حسن

از جناب حکیم ڈاکٹر سید علی کوثر صاحب چاند پوری

یہ طبیب شیخ مینا کا بیٹا تھا اور باپ کے ساتھ طبابت و جراحی کے کمالات دکھایا کرتا تھا یہ بھی باپ کی طرح جراحی کے فن میں ثانی نہ رکھتا تھا۔ سنہ ۱۰۰۴ ہجری میں ہرن کا شکار ہو رہا تھا۔ ایک ہرن بادشاہ کی طرف دوڑا اور اس نے اکبر کے ایک نازک مقام پر سینگ مار دیا۔ اس صدمہ سے خراش ہو کر ورم پیدا ہو گیا جس نے اتنی شدت اختیار کر لی کہ سات روز تک بادشاہ بیت الخلا نہ جا سکا۔ اس حادثے سے ملک میں کافی تشویش پیدا ہوئی۔ حکیم مصری اور حکیم علی علاج کر رہے تھے مگر زخم کی دیکھ بھال اور مرہم پٹی شیخ مینا اور مقرب خاں کرتے تھے۔ دونوں باپ بیٹوں نے اس علاج میں بڑی ذہانت اور کمالِ فن کا ثبوت دیا۔

مقرب خاں شیخ حسنو کے نام سے مشہور تھا اور اوائل عمر ہی سے جہاں گیر کے پاس رہا کرتا تھا۔ اس کی تربیت نہایت اچھے طریقے پر ہوئی۔ جہاں گیر کہا کرتا تھا کہ شیخ حسو جیسا ملازم شاید ہی کسی بادشاہ کو میسر ہوا ہو۔ شہزادگی کے زمانے میں جہاں گیر کے اصرار کے باوجود شیخ حسنو نے سرکار شاہی سے کوئی چیز نہیں لی۔ جب جہاں گیر کے منصب میں ترقی ہوئی تو اس نے سب سے پہلے شیخ حسنو کو منصب عطا کیا۔

مسند نشین ہونے کے بعد جہاں گیر نے شیخ حسنو کی خدمات اور اس کی خیر سگالی کے پیش نظر "مقرب خاں" کا خطاب اور پانچ ہزاری منصب مرحمت کیا اور گجرات کا صوبہ جس میں سورت اور کنبایت جیسے مشہور بندر واقع تھے اس کو حکومت کے لیے دے دیا گیا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب جہاں گیر کے مزاج میں بے پروائی زیادہ تھی اور وہ سلطنت کے کاموں میں زیادہ دل چسپی نہ لیتا تھا۔ اس لیے اکثر عہدوں پر ایسے آدمی فائز ہو جاتے تھے جن میں ان عہدوں پر کام کرنے کی اہلیت نہ ہوتی تھی۔ عہدوں کو پُر کرنے وقت اہلیت اور استعداد پر نظر نہ کی جاتی تھی نہ یہ دیکھا جاتا تھا کہ کون شخص کس کام کا اہل ہے۔ چناں چہ مقرب خاں کا معاملہ بھی اسی نوعیت کا تھا وہ طبابت اور جراحی میں ضرور باکمال تھا مگر ملک داری کی اہلیت اس میں نہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک اور فوج میں نظم قائم نہ رکھ سکا۔ اس لیے مقرب خاں تبدیل کر دیا گیا۔ اور یہ صوبہ شاہ جہاں کی جاگیر میں شامل کر دیا گیا۔

سنہ ۱۳ جلوس (مطابق سنہ ۱۰۲۷ ہجری) میں مقرب خاں کو صوبۂ بہار کا صوبہ دار مقرر کیا گیا، مگر یہاں بھی وہ تین سال سے زیادہ نہ رہ سکا۔ سنہ ۱۶ جلوس میں بہار کی صاحب صوبگی سلطان پرویز کے حوالہ ہوئی اور مقرب خاں کو صوبۂ آگرہ پر تعینات کیا گیا۔ اس کے بعد اسے بخشی دوم کا عہدہ ملا۔

جہاں گیر مقرب خاں پر بہت اعتماد کرتا تھا۔ تزک جہانگیری سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ شاہزادگی ہی میں جہاں گیر نے اُسے مقرب خاں کا خطاب دے دیا تھا۔ جہاں گیر نے تزک میں جگہ جگہ مقرب خاں کا ذکر کیا ہے ایک جگہ لکھتا ہے :-

شیخ حسن شیخ مینا کا بیٹا ہے اور بچپن سے اب تک میرے پاس ہے۔ زمانۂ شہزادگی میں مقرب خاں کے خطاب سے اُس کو سربلند کر دیا گیا تھا۔ خدمت میں نہایت سرگرم اور چست ہے۔ شکار میں دور دور تک پیدل سواری کے ساتھ چلتا ہے۔ تیر اور بندوق خوب چلاتا ہے۔ جراحی کے فن میں اپنے زمانہ میں ممتاز ہے۔ اس کے آبا و اجداد بھی اس فن میں ماہر گزرے ہیں۔ اورنگ نشین ہونے کے بعد اس اعتماد کی بنا پر جو مجھے اس پر ہے میں نے اُسے اپنے بھائی دانیال کے لڑکوں اور متعلقین کو لینے کی غرض سے برہان پور

بھیجا اور خان خاناں کو تمام نشیب و فراز سے آگاہ کیا اور نصیحت آمیز پیام بھیجا۔ مقرب خاں نے اس خدمت کو بہت تھوڑے عرصے میں نہایت حسن و خوبی سے ادا کیا اور خان خاناں کے دل میں جو اندیشے تھے ان کو رفع کرکے دانیال کے پس ماندگان کو مع دسامان مع اسباب اور اموال کے بمقام لاہور پیش کیا [۱]

مقرب خاں جراحی کے علاوہ فصادی بھی خوب کرتا تھا اور اس کام میں اُسے ید طولیٰ حاصل تھا۔ جہانگیر اپنی فصد ہمیشہ اُسی سے کھلواتا تھا۔ اور کبھی نشتر خطا نہ کرتا تھا۔ مگر سنہ ۱۰۳۱ ہجری میں جس وقت جہاں گیر نے حکیم مومنا شیرازی کے مشورہ سے ۔ اربار یوم جمعہ کے دن ہاتھ کی فصد کرائی تو مقرب خاں نے دو بار غلط نشتر لگایا۔ آخر اس کے بھتیجے قاسم نے فصد کھولی۔ (تزک جہاں گیری صفحہ ۳۵۴)

جہانگیر مقرب خاں کو بہت عزیز رکھتا تھا وہ بچپن سے اس کی خدمت میں رہا تھا اور حد درجہ معتمد تھا۔ پھر بھی جہانگیر کے عدل و انصاف کی یہ کیفیت تھی کہ ایک مرتبہ ایک بیوہ عورت نے مقرب خاں کے خلاف استغاثہ کیا کہ اس نے کنبایت کے مقام پر میری لڑکی کو زبردستی گھر میں ڈال لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب میں نے اس سے اپنی لڑکی مانگی تو اس نے کہہ دیا کہ وہ اپنی موت سے مرگئی جہاں گیر نے فوراً تحقیقات کا حکم دیا اور کافی تحقیقات کے بعد مقرب خاں کے ایک نوکر کو جو اس ظلم کا بانی تھا، سزا دی گئی اور مقرب خاں کا نصف منصب اس بیوہ کو مدد معاش اور مصارف سفر کے طور پر دیا گیا۔ (تزک جہاں گیری صفحہ ۸۴)

گجرات کی صوبہ داری کے دوران میں مقرب خاں کو حکم دیا گیا تھا کہ بندر گوا پہنچ کر وہاں کے وزیر سے ملاقات کرے اور وہاں کے نفائس خریدے۔ چناں چہ اس نے گوا پہنچ کر اس حکم کی تعمیل کی اور نہایت فراخ دلی سے وہاں کے تحائف فرنگیوں کی منھ مانگی قیمت پر خریدیے۔ سنہ ۱۰۲۱ ہجری میں دربار میں پہنچ کر مقرب خاں نے ان کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ منجملہ اور چیزوں کے عجیب و غریب جانور بھی تھے۔ جن کو اب تک کسی نے دیکھا بھی نہ تھا کسی کو اُن کے نام تک معلوم نہ تھے۔ جہاں گیر کے حکم سے ان کی تصویر کھینچ کر جہانگیر نامہ میں شامل کی گئی (تزک جہاں گیری صفحہ ۱۰۶)

اکبر کی علالت کے دوران میں بعض امرا، بالخصوص راجہ مان سنگھ اور خان اعظم یہ سعی کر رہے تھے کہ جہاں گیر کے بیٹے خسرو کو ولی عہد قرار دے کر تخت حکومت پر بٹھا دیں۔ مان سنگھ نے مقرب خاں کو بھی اپنا شریک کار بنانا چاہا۔ مقرب خاں نے اپنی عرضداشت کے ساتھ مان سنگھ کی یہ تجویز جہاں گیر کے پاس بھیج دی اور جہاں گیر کی رفاقت سے منحرف نہ ہوا بلکہ جو امرا جہانگیر سے برگشتہ تھے ان کو راہ راست پر لانے کی پوری کوشش کی۔ جہاں گیر لکھتا ہے کہ مقرب خاں جب بادشاہی سرکار میں تین ہزاری منصب رکھتا تھا تو مجھ سے کوئی چیز نہ لیتا تھا۔ جب والد نے مجھے دس ہزاری منصب عطا کیا تو میں نے اپنے والد کے سامنے سب سے پہلے اپنے جس مقرب کو منصب دار بنایا وہ مقرب خاں تھا۔ میں نے اس کے منصب پر ایک ہزار کا اضافہ کر دیا۔ وہ میرا مخلص اور خیر اندیش تھا [۲]

ایک انگریز کپتان ہاکنس جیمس اول شاہ انگلستان کا خط لے کر ہندستان آیا اور سنہ ۱۶۰۸ میں اپنے جہاز "ہیکٹر" کے ذریعہ سے سورت پہنچا۔ اس وقت مقرب خاں گجرات کا صوبہ دار تھا اور سورت اسی کی حکومت میں تھا۔ کپتان ہاکنس سے مقرب خاں کی ملاقات ہوئی۔ مقرب خاں نے سورت پہنچ کر ہاکنس سے بہت سی چیزیں خرید لیں۔ جس جہاز سے ہاکنس آیا تھا اس پر توپیں چڑھی ہوئی تھیں جن سے مغل ڈرتے تھے۔ بعض مصالح کی بنا پر پرتگیزوں نے ہاکنس کی مخالفت کی، اور ان کے بادشاہ کو ازراہِ اہانت مچھیروں کا بادشاہ کہا، نیز مقرب خاں کو رشوت دے کر اپنا ہمدرد بنا لیا۔ پرتگیزوں نے انگریزی کشتیاں پکڑ لیں مگر ہیکٹر پر حملہ کرنے کی انھیں جرات نہ ہوئی۔ جب یہ جہاز انگلینڈ واپس چلا گیا تو مقرب خاں نے ہاکنس کو سامان کی قیمت دینے سے انکار کر دیا۔ ہاکنس آگرہ آیا تو اس نے جہاں گیر سے مقرب خاں کی رشوت ستانی کی شکایت کی وہ ترکی زبان سے واقف تھا اس لیے جہاں گیر سے بے تکلف ترکی میں گفتگو کرتا تھا۔ ہاکنس غسل خانہ میں بادشاہ کے ساتھ شراب پیا کرتا تھا۔ ہاکنس نے جہاں گیر سے کہا کہ مقرب خاں نے ایک ہندو عورت کو اس حیلے سے حاصل کر لیا کہ اسے بادشاہ کے پاس بھیجے گا مگر اس نے اپنے پاس ہی رکھ لیا۔

[۱] تزک جہاں گیری صفحہ ۱۳ [۲] تاریخ ہندستان جلد ششم صفحہ ۲۸۲

اس واقعے کا پہلے بھی تذکرہ کیا جا چکا ہے مگر جہاں گیر نے یہ واقعہ لکھتے وقت ہاکنس کا بالکل ذکر نہیں کیا تعجب ہو کہ اس نے اس اہم واقعہ کو کیوں نظرانداز کر دیا۔ بہرحال ہاکنس کی شکایت کا یہ اثر ہوا کہ مقرب خاں کو دربار میں طلب کیا گیا اور اس کا اسباب قرق کر لیا گیا، لیکن وہ رشوتیں دے کر پھر اپنے عہدے پر بحال ہو گیا۔ اس نے انگریزوں کو تجارت کے لیے اجازت دینے کی بڑی مخالفت کی اور امرا نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ انگریزوں کو تجارت کی اجازت مل گئی تو وہ ہندستان پر قابض ہو جائیں گے۔ چنانچہ جہاں گیر نے انگریزوں کو ہندستان تجارت کرنے کی ممانعت کر دی اور اس مقصد کے لیے فرمان جاری کر دیا۔ سنہ ۱۶۱۱ء میں ہاکنس مع اپنی بیم کے بے نیل مرام اپنی دو سالہ محنت رائیگاں کر کے واپس ہو گیا [1]

مقرب خاں کے متعلق یہ واقعات کپتان ہاکنس ہی نے لکھے ہیں ظاہر ہے کہ وہ شروع ہی سے مقرب خاں کے خلاف تھا اس لیے اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ غلط بھی ہو سکتا ہے لیکن عورت کو گھر میں ڈال لینے کا معاملہ جہاں گیر کی تحقیقات سے صحیح ثابت ہو چکا تھا۔ ممکن ہے رشوت کی شکایت بھی درست ہو مگر انگریزوں کو تجارت کی اجازت دینے کے سلسلے میں اس نے جو کچھ کیا اس پر اسے داد دینے کے سوا چارہ ہی نہیں۔ اگرچہ اس کی کوشش سے یہ حادثہ صرف تھوڑے ہی دنوں کے لیے ٹل سکا، بالآخر وہی ہو کر رہا جس کا خطرہ محسوس کیا جا رہا تھا۔

شاہ جہاں تخت حکومت پر بیٹھا تو ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ ہجری کو مقرب خاں حکیم مسیح الزماں کے ساتھ لاہور سے آگرہ آیا اور کورنش کا شرف حاصل کیا۔ بادشاہ نے اسے خلعت خاص عنایت کیا اور چوں کہ مقرب خاں بوڑھا ہو چکا تھا اس لیے اسے ملازمت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر کے قصبہ کیرانہ اسے دے دیا گیا تاکہ آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔ کیرانہ شیخ حسن کا وطن بھی تھا اور پہلے سے اس کی جاگیر میں تھا۔ اب معافی میں دے دیا گیا [2]

بادشاہ نامہ کا مصنف لکھتا ہے کہ اس کی جاگیر کی آمدنی ایک لاکھ روپیہ تھی [3]

شیخ حسن کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ وہ بہت ہی خوش نصیب آدمی تھا۔ زمانہ نے جیسی اس کے ساتھ موافقت کی شاید کسی کے ساتھ نہ کی ہو، مدت زندگی میں کبھی زمانہ اس کے خلاف نہ ہوا۔

مقرب خاں خدمات ملازمت سے سبکدوش ہوا تو ایک ہزار عورتوں کے ہجوم میں نہایت مسرت اور بے فکری کی زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کے تمام کام عورتوں ہی کے سپرد تھے اس وقت کا کوئی دولت مند ایسا نہ تھا جس کی بھوک اور قوت باہ مقرب خاں کے برابر ہو وہ بڑی بے فکری اور آسودگی سے زندگی بسر کرتا تھا۔ مقرب خاں شاہ شرف پانی پتی کے مزار کا متولی بھی تھا اس نے وہیں اپنی قبر بنوائی تھی۔ چھیانوے سال کی عمر میں مقرب خان نے اپنے وطن ہی میں انتقال کیا۔

۲۷ ذی قعدہ سنہ ۱۰۵۶ ہجری کو شاہ جہاں کو اطلاع ہوئی کہ مقرب خاں ولد شیخ مینا کا انتقال ہو گیا جس کی عمر نوے برس کے قریب تھی۔ بادشاہ نامہ کا مصنف لکھتا ہے، "او و پدرش در فن جراحی مہارت تمام داشتند" [4]

کیرانہ میں مقرب خاں نے نہایت شاندار عمارات بنوائیں اور ایک سو چالیس بیگھے کا رقبہ گھیر کر اس کے چاروں طرف پختہ دیوار بنائی، اس احاطے کے اندر ۲۲۰ گز کا ایک مربع حوض تعمیر کر کے باغ لگایا جس میں ہر قسم کے درخت نصب کیے عجیب بات یہ تھی کہ گرم ممالک کے درخت بھی تھے اور سرد ممالک کے درخت بھی موجود تھے اور تمام سرسبز و شاداب تھے۔ ہندستان کے مختلف شہروں سے اچھے اچھے آموں کی گٹھلیاں منگا کر لگوایا۔ چناں چہ گجرات اور دکن وغیرہ سے بھی آم منگائے، صاحب ماثر الامرا نے لکھا ہے کہ اب تک یہ کیفیت ہے کہ دہلی میں کیرانہ کے آموں سے بہتر کسی جگہ کے آم نہیں سمجھے جاتے۔ ایک خاص بات یہ تھی کہ آموں کی فصل ختم ہو جانے کے دو ماہ بعد تک مقرب خاں کے ہاں آموں کا ذخیرہ رہتا تھا اور وہاں سے روزانہ تازہ آم جہاں گیر کے میوہ خانے میں آتے رہتے تھے [5]

جہاں گیر سنہ ۱۰۲۸ ہجری میں کیرانہ گیا تو اس نے مقرب خاں کے اس باغ کی بھی سیر کی جس کی تعریف وہ سن چکا تھا، بیگمات بھی بادشاہ کے ہمراہ گئیں۔ جہاں گیر نے جہاں مقرب خاں کے وطن کیرانہ کی آب و ہوا کی تعریف کی ہے وہاں مقرب خاں کے باغ کی بھی بے حد تعریف کی ہے۔ وہ لکھتا ہے یہ باغ نہایت پر فضا ہے۔ چاروں طرف پکی دیواریں ہیں۔ باقاعدہ چمن

---

[1] تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۳ و ۲۵۴ [2] بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ ۱۵۹ [3] بادشاہ نامہ صفحہ ۳۰۵ [4] بادشاہ نامہ جلد دوم صفحہ ۶۱۴
[5] توزک جہانگیری صفحہ ۱۶۳

بندی کی گئی ہے ۔ درمیان میں حوض تعمیر کیا گیا ہے ۔ جس کے وسط میں ایک سائبان ہے۔ ہر قسم کے درخت خواہ گرم ملکوں کے ہوں خواہ سرد ملکوں کے اس میں نصب کیے گئے ہیں ۔ حتیٰ کہ پستہ کے درخت بھی ہیں ۔ سرو کے درخت نہایت بڑے اور خوش قامت تھے ایسے سرو کہیں دیکھنے میں نہیں آئے ۔ میرے حکم سے سرو کے درختوں کو شمار کیا گیا تو تین ہزار درخت شمار میں آئے ۔ حوض کے چاروں طرف نہایت عمدہ عمارتیں بنائی گئی ہیں ۔ جن کی تعمیر کا کام ہنوز جاری ہے [1]

مقرب خاں نے ایک لڑکا بھی اپنی یادگار چھوڑا تھا جس کا نام رزق اللہ تھا ۔ اس کے علاوہ سعد اللہ کو مقرب خاں نے منھ بولا بیٹا بنا لیا تھا ۔ یہ کیرانہ ہی کا رہنے والا تھا ۔ اس نے شاعری میں کافی شہرت حاصل کی ۔ مسیحائی تخلص کرتا تھا ۔ سیتا اور رام چندر جی کے واقعہ کو مسیحائی نے بڑی قدرت کے ساتھ نظم کیا ہے ۔ اس نظم کے یہ تین شعر قابل ملاحظہ ہیں :-

چو آب انداخت از فرق آں بت مست ۔۔۔ ز دستش آب ہم میرفت از دست

قدم چوں بعد غسل از آب بر زد ۔۔۔ نہال آتشیں از آب سر زد

توی شد قول اہل ہند گویا ۔۔۔ کہ ماہ آمد بروں بے شک ز دریا [2]

---

[1] توزک جہانگیری صفحہ ۲۸۶ [2] مآثر الامراء جلد سوم صفحہ ۳۸۲

بقیہ مضمون صفحہ ۳۳

کی چند اینٹیں نکل جانے سے چھوٹے چھوٹے گڑھے پڑ گئے تھے ۔ وہ ان پر پیر جما کر دیوار پر چڑھا ۔ اور دیوار پر درختوں کی جو شاخیں جھکی ہوئی تھیں انھیں لہولہان ہاتھوں سے پکڑ کر باغ میں اُتر گیا ۔

وہ آہستگی سے قدم بڑھاتا ہوا اس مقام پر پہنچا ۔ جہاں پوست کا تیسرا پھول کھلا تھا ۔ اسے دیکھ کر وہ غصہ سے کانپنے لگا ۔ آہستہ سے بولا ، "اب بھی ایک کم بخت باقی رہ گیا ہے ۔ تخت یا تختہ ۔۔۔۔۔ یا تو آج میری آخری فتح ہے یا موت ۔۔۔ لیکن دنیا کو ظلم و معصیت سے نجات دلانے میں اگر میری جان بھی کام آجائے تو کیا پروا ہے ۔"

اس نے لپک کر پھول کو توڑ لیا اور اسے چٹکیوں سے مسلتا ہوا بھاگا ۔ سارا جسم لہولہان تھا ۔ خون کافی مقدار میں نکل گیا تھا اور آخری طاقت بھی جواب دے رہی تھی ۔ مگر بنی نوع انسان کی خدمت کے شوق میں ایک خطرناک دشمن کے مقابلے سے کس طرح انحراف کیا جا سکتا ہے ۔

وہ درخت کی شاخیں پکڑ کر دیوار پر آیا ۔ گڑھوں میں قدم رکھ رکھ کر نیچے اترا اور کھڑکی کی سلاخوں کے اسی روزن سے اسی سخت کشمکش کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا ۔ مگر اس طرح کہ زخم اور بھی گہرے ہو گئے تھے اور جسم کی آخری طاقت بھی جواب دے چکی تھی ۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا ۔

وارڈر کی آنکھ کھل گئی ۔ گھبرا کر اٹھا ۔ مگر وہاں کیا دھرا تھا بے جان جسم ! چہرے سے کسی قسم کی پریشانی نہیں بلکہ کممل سکون ظاہر ہوتا تھا اور ہونٹوں پر فاتحانہ تبسم تھا ۔

اس کی لاش اسٹریچر پر ڈال دی گئی ۔ وارڈروں نے مردہ کی مٹھی کھول کر پھول نکالنے کی کوشش کی مگر مٹھی اس قدر سخت تھی کہ ناکامی ہوئی اور وہ اپنی فتح کا یہ نشان اپنے ساتھ قبر میں لے گیا ۔

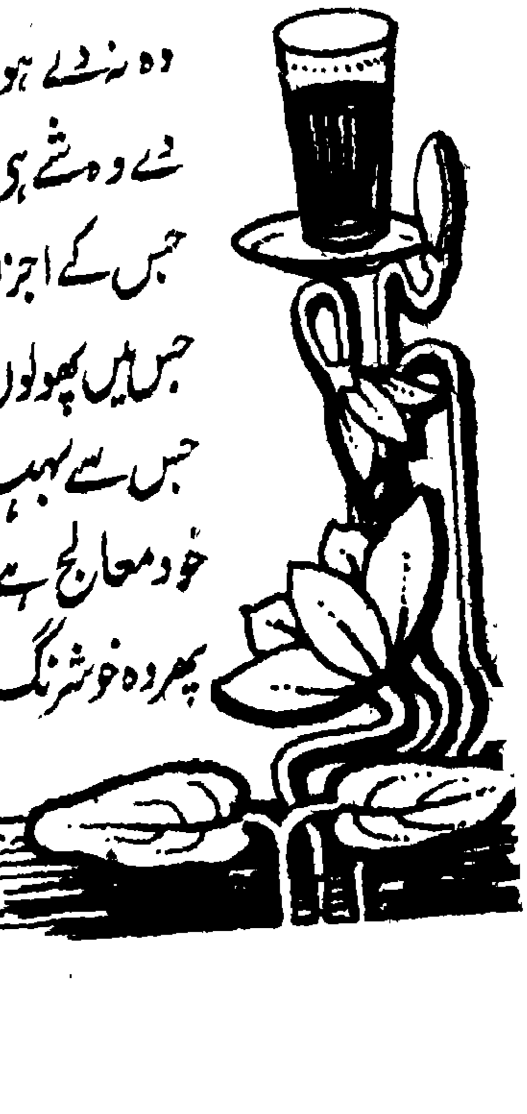
ہمدردِ گرما

از جناب مولانا سید ابن الحسن صاحب فگر ایم، اے۔



شربت روح افزا پلا ساقیا — میرے دل کی لگی کو بجھا ساقیا
جل گیا گرمیٔ آتش افروز سے — دل کی حالت بری ہے کئی روز سے
شعلہ افشاں حرارت ہر ماحول کی — روح پرور برودت نہ باقی رہی
درد سر ہے طبیعت پریشان ہے — چاروں اخلاط میں ایک ہیجان ہے
اب وہ سرما نہیں اور ساقی نہیں — اب وہ جولانیاں دل میں باقی نہیں
گرم آہوں کا اٹھتا ہو دل سے دھواں — میرا سینہ ہے یا کوہِ آتش فشاں
جتنے ذرے تھے وہ اب ہیں خورشید وش — ہو زباں پر مری "العطش العطش"
پانی پیتا ہوں گو برف سے سرد تر — پھر بھی ہے پیاس کا روگ آٹھوں پہر
دن کو بے چینیوں سے سروکار ہے — رات کو نیند آنا بھی دشوار ہے
خانۂ خس بنانا بھی ممکن نہیں — اور پہاڑوں پہ جانا بھی ممکن نہیں
لو میں باہر نکلنے سے لگتا ہے ڈر — فرطِ گرما سے ہوتا ہے دورانِ سر
جب کہ ہر ذرہ ہے گرم اور تابناک — یعنی چلتی ہے لُو اور اُڑتی ہے خاک
مجھ کو بھی میرے محبوب کو بھی پلا — دل ہو ٹھنڈا تو الفت کا آئے مزا
وہ نہ دے مئے جو افسردۂ تاک ہو — دے وہ مشروب عصیاں سے جو پاک ہو
وہ نہ دے ہو جو وجہ فساد و فتور — دے وہ شے جس سے بے چینیٔ دل ہو دور
دے وہ شے ہو شریعت میں جس کا جواز — جس کو پیتے ہیں گرما میں سب پاکباز
جس کے اجزا مفرح ہیں اور دل کشا — جس میں ہیں سب حیاتینِ صحت فزا
جس میں پھولوں پھلوں کے ہیں رس اور نبات — جس کا ہر قطرہ ہے رشکِ آبِ حیات
جس سے بہتر مئے ارغوانی نہیں — جس کے رنگ اور خوشبو کا ثانی نہیں
خود معالج ہے یہ اور مسیحا ہے یہ — سچ تو یہ ہے کہ "ہمدرد گرما" ہے یہ
پھر وہ خوش رنگ جاں بخش شربت پلا — ہے مکرر مری اب یہی التجا

میرے دل کی لگی کو بجھا ساقیا
"شربت روح افزا" پلا ساقیا



ایک ڈاکٹر کے اہم انکشافات

جو ڈاکٹر ہیزل کیننگ کے روبرو بیان کیے گئے اور جسے ان ہی نے قلم بند کیا

کچھ روز ہوئے یہ مضمون جس کا ترجمہ ہم پیش کر رہے ہیں امریکا کے ایک طبی رسالہ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں ایک مشہور ڈاکٹر نے ایسے ڈاکٹروں اور سرجنوں کے قابل اعتراض، قبیح اور ناپسندیدہ طرز عمل پر روشنی ڈالی ہے جو طب اور سرجری جیسے شریفانہ، مفید عام اور رفیع الشان پیشوں کو اپنی خود غرضی اور بے حمیتی کے باعث بدنام کرتے ہیں اور مریضوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہیں۔ اس مضمون کے مطالعہ سے پہلے یہ ضروری ہے کہ آپ اس حلفیہ بیان کو بھی پڑھ لیں جو ہیزل کیننگ نے اس ڈاکٹر کے انکشافات کے سلسلے میں "نوٹری پبلک (رجسٹرار یا مجسٹریٹ) کے سامنے دیا ہے اور جو اس مضمون کے ساتھ ساتھ شائع ہوا ہے۔ وہ بیان یہ ہے:-

میں ہیزل کیننگ باقاعدہ حلف لے کر یہ بیان دیتا ہوں کہ میں اس مضمون کا یعنی ایک ڈاکٹر کے انکشافات کا مصنف ہوں۔ میں حلفیہ طور پر کہتا ہوں کہ وہ شخص جس کے الفاظ میں نے اس مضمون میں قلم بند کیے ہیں نیو جرسی اور نیو یارک میں ایک مشہور پیشہ ور طبیب رہا ہے۔ میرے بہترین علم اور یقین کے مطابق اس مضمون کی ہر بات سچی ہے، مکمل طور پر سچی ہے، اور سچی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔"

(دستخط) ہیزل کیننگ

میرے سامنے یہ حلفیہ بیان دیا گیا۔
بیلے لینڈزمین۔ نوٹری پبلک
نیو یارک کاؤنٹی

"لیکن تم بارہ بجے سے پہلے کیوں نہیں آسکتے؟"

"اس لیے کہ مجھے اس نوجوان کو دیکھنا ہے جس کے کوّے (لوزۃ الحلق) میں نے پچھلے ہفتے کاٹ کر نکال دیے تھے۔ اس کے تازہ زخم سے بہت خون آرہا ہے۔ لیکن مجھے یہی توقع بھی تھی۔"

"ایسی توقع کیوں تھی؟"

"میں نے مریض کو اسی طرح چھوڑ دیا تھا، تاکہ وہ مجھے پھر بلائے اور میں اس سے فیس لوں۔ یہ صرف کاروباری طریقہ ہے۔"

"ہاں، کسی قدر تذبذب کے ساتھ۔" ہاں ممکن ہے۔ لیکن پیارے ڈاکٹر یہ تو بتاؤ کہ ان دنوں تمہارا کاروبار کیسا ہے؟"

مجھے کوئی شکایت نہیں پیاری۔ میں اس ہفتے میں سات سو پچاس ڈالر کما چکا ہوں۔ اور ابھی جمعرات ہی تو ہے۔ دو دن اور باقی ہیں۔"

یہ لفظ بہ لفظ وہ باتیں جو ٹیلیفون پر نیوارک (نیو جرسی) کے ایک ڈاکٹر اور اس کی ایک [illegible]

کچھ دنوں کے بعد یہ بات چیت ایک حیرت انگیز واقعے کے باعث منظرِ عام پر آگئی اور سب لوگ اس سے واقف ہو گئے۔ عورت کے شوہر نے اپنی بیوی سے علیحدگی کے لیے عدالتی کارروائی کی، اور طلاق کے اس مقدمے میں محبوبہ اور ڈاکٹر دونوں مدعا علیہ کی حیثیت میں پیش ہوئے۔ ٹیلی فون پر اس ڈاکٹر اور اس لیڈی کی جو گفتگو ہوئی تھی وہ عدالت کے ریکارڈ میں اس طرح آگئی کہ لیڈی کی ملازمہ نے اسے سن لیا تھا۔

جن لوگوں نے اس مقدمہ کے حالات پڑھے ہیں اور ان پر غور بھی کیا ہے وہ کسی قدر اس امر سے واقف ہیں کہ اس طرح کے ڈاکٹر اپنے مریضوں کے پس پشت کیسی کیسی چالاکیاں کرتے ہیں۔ شہادتوں کے دوران میں یہ بات بار بار ظاہر ہوئی کہ کس طرح اس "طبی جنٹلمین" نے جو اس مقدمے میں مدعا علیہ تھا اپنی محبوبہ کو اپنے ان تجارتی رازوں سے آگاہ کیا تھا جو اس کی دولتمندی کا باعث ہوئے تھے اور وہ طریقے ظاہر کیے تھے جو چار چار پانچ پانچ بار آنے اور غیر ضروری طبی معائنوں کا سبب بنتے تھے۔

میرا خیال ہے کہ اسی "ماہر امراض حلق و بینی" کے ان اعترافات سے جو اس ڈاکٹر کی بدطینتی کو ظاہر کرتے تھے، میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مجھے ایک ڈاکٹر کا اقرار گناہ تصنیف کرنا چاہیے۔ اس کے لیے مجھے اپنی ذات سے بہتر کون شخص مل سکتا تھا میں چند برس سے یہ ارادہ کر رہا تھا کہ خود اپنے "طبی اعترافات" کو شائع کروں۔ لیکن میں اس کام میں تذبذب محسوس کرتا تھا۔ ایک ڈاکٹر کے لیے اس طرح کے پس دپیش کو دور کرنا اور جو کچھ میں اس مضمون میں بیان کر رہا ہوں اس کا اقرار و اقبال کرنا ایک پختہ ارادے اور انتہائی ہمت کا کام ہے۔ صرف ڈاکٹر ہی کے لیے نہیں بلکہ قانون داں، انجینئر یا تاجر جیسے پیشہ وروں کے لیے بھی یہ مشکل ہے کہ وہ ضمیر کی آواز پر اٹھ کھڑے ہوں اور دنیا سے کہدیں کہ "میں نے پبلک کی یعنی ان لوگوں کی جو مجھ سے خدمت لیتے ہیں، سادہ لوحی کو اپنی آمدنی کا ذریعہ بنایا ہے، اور ان کی ناواقفیتوں حماقتوں اور اوہام کی حوصلہ افزائی کی ہے"۔

لیکن حقیقت یہی ہے کہ پریکٹس کرنے والے معالجین میں پچھتر فی صدی ایسے ہی ہیں کہ اگر ان کو اپنے اعمال کا اعتراف کرنا پڑے تو ان کو یہی کہنا پڑے گا جو اوپر کہا گیا ہے۔ ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو عدم ذہانت کے باعث اس حقیقت کو محسوس ہی نہیں کرتے اور بعض ایسے جو اتنی دیانت داری سے کام نہیں لے سکتے۔ بعضوں کو ایسا کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور بعض ذہین و دیانتدار معالجوں نے عمر بھر اس طرح کے مکر و فریب سے اپنا دامن بچایا ہے اور ریاکاری سے ہمیشہ دور رہنے کی جد و جہد کی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر طبی پیشہ ناز کر سکتا ہے اور جو خلق خدا کی بھلائی کے لیے کام کر رہے ہیں۔

میں نے اپنے لیے اس ریاکاری سے بچنے کا ایک دوسرا راستہ نکالا ہے اور اپنے کاموں کے متعلق ایک خاص فیصلہ لیا ہے۔ ایک پرائیویٹ ڈاکٹر کی حیثیت سے پندرہ سال تک مطب کرنے کے بعد میں نے یہ محسوس کیا کہ میں نے اپنے مریضوں کو جتنے طبی مشورے دیے ہیں وہ ان کی تن درستی کے لیے نہیں بلکہ اپنی دولت بڑھانے کے لیے تھے۔ مجھے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اگرچہ میں اپنے پیشہ کے اخلاقی فلسفے کو بڑے بلند الفاظ میں بیان کرتا ہوں، لیکن میں بیماریوں [illegible] کی اسی طرح تجارت کرتا ہوں جیسے ایک تاجر انڈے اور مکھن فروخت کرتا ہے لیکن میرے پاس ضمیر کا چراغ موجود تھا۔ میں نے اس کی روشنی میں اپنی حالت کا جائزہ لیا، اور ایک روز میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ چونکہ میں سائنس کو بلندترین مقاصد تک پہنچانے کے لیے نہیں بلکہ اپنی فردیاتی زندگی اور آمدنی کے لیے یہ پیشہ کرتا ہوں اس لیے صاف طور پر اس سلسلے میں دیانت داری برتنی چاہیے۔ میں اس فیصلہ میں کامیاب ہوا۔ میں امریکا چھوڑ کر غیر ممالک کو چلا گیا اور وہاں میں نے پرانی دنیا کا "طب حسن" اور "بیوٹی سرجری" یعنی چہرے کو خوب صورت بنانے کا آرٹ اور عمل جراحی کا علم حاصل کیا۔ گزشتہ جنگ عظیم میں میں نے فوج کے زخمیوں کے بگڑے ہوئے چہروں کو درست کرنے کا کام کیا۔ اس سے میری مشق اور بھی بڑھ گئی۔ اب میں نیو یارک میں "انسانی چہرے کے سرجن" کی حیثیت سے پریکٹس کرتا ہوں اور اس فن کا مشہور ماہر سمجھا جاتا ہوں۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں والی ایکٹرسیں دہری ٹھوڑیوں والی دولت مند عورتیں اور بہ تاخیر شادی کی امیدوار سن رسیدہ "کنواریاں" اور بیوائیں میرے پاس آتی ہیں اور میں ان کے چہرے کی بدنمائی دور کر کے انھیں خوب صورت یا دل کش بنا دیتا ہوں۔ اب میرے اور ان کے درمیان صرف ڈالروں کا سوال ہے۔ میں اُجرت طے کر لیتا ہوں، پیشگی رقم لیتا ہوں اور ریاکاری سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ یہ میری کھلی ہوئی تجارت ہے اور اب میرا ضمیر مطمئن ہے۔ میں کام کرتا ہوں اور معاوضہ لیتا ہوں اور جس طرح میں فیملی ڈاکٹر کی حیثیت سے مریضوں کو فریب

دیا کرتا تھا، اب کسی کو فریب نہیں دیتا۔ پہلے میں اپنے مریضوں کو تیز اور زود اثر گولیاں دیا کرتا تھا، صرف اس لیے کہ ان مریضوں کا مطالبہ یہی تھا کہ ان کو گولیاں دی جائیں۔ حالاں کہ میں جانتا تھا کہ ان کی صحت کو یہ گولیاں تباہ کر دیں گی۔ میں ایسی دوائیں دیتا تھا جو قطعاً غیر ضروری تھیں۔ میرا مطمح نظر صرف یہ تھا کہ میرے مریض خوش ہوں اور مجھے زیادہ روپیہ دیں۔ اب یہ ناممکن ہے طب جدید کے پیشہ میں میرا ہر مریض میرے کام کو جانچ سکتا ہے۔ اس کے لیے صرف آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ وہ فوراً معلوم کرے گا کہ اس کی ادا کردہ اجرت کا معاوضہ اسے مل گیا یا نہیں اور اس کے چہرے کا عیب، اس کی ناک کا ٹیڑھا پن، اس کی پیشانی کی شکنیں، اس کے عارض کا کوئی داغ یا پیدائشی نقص دور ہوا یا نہیں۔

اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ پندرہ سال تک، ڈاکٹر، سرجن اور طبی مشیر کی حیثیت سے میں نے کیا کیا دیکھا اور کیا کیا۔ میرا خیال ہے کہ میں ڈاکٹروں کی بے خلوصی اور سخن سازی کو اسی وقت سمجھنے لگا تھا جب میں ایک اسٹوڈنٹ کی حیثیت سے میڈیکل سکول میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ ایک روز ہم طلبا نے ایک مریض کے "معزوضہ" التہاب زائدہ (اپنڈی سائٹس) کا اپریشن دیکھا تھا۔ جب مریض پر عمل جراحی کیا گیا اور اس کا پیٹ چیرا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کا معائی زائدہ بالکل اچھا اور تن درست تھا اور ڈاکٹروں کی غلط تشخیص اور اپریشن کی عجلت کے باعث اس مریض کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا گیا تھا۔ اس کو مائی فائڈ بخار کے سوا کوئی بیماری نہ تھی۔ آخر وہ مریض عمل جراحی کے دوران ہی میں مرگیا۔

"کیوں؟" میرے منھ سے یہ بات نکلی۔ "یہ تو ایک ظالمانہ اور غیر ضروری اپریشن تھا۔"

اس وقت ہم دو طالب علم اپریشن روم کے ایک گوشے میں اپنے ہاتھ دھو رہے تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم تنہا ہیں اور کوئی دوسرا ہمارے قریب نہیں ہے۔ مگر جیسے ہم نے ہاتھ دھو کر پیچھے دیکھا ہمارے پروفیسر سی پلس پامر ہمارے پاس موجود تھے۔ انھوں نے میرے الفاظ سن لیے تھے۔ میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولے:۔ میرے نوجوان دوست کوئی اپریشن بے کار یا غیر ضروری نہیں ہوتا جب تک کہ اس سے انسانی علم میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہ ہو۔ سرجن کا یہ کام دیکھنے سے پہلے کی بہ نسبت اس وقت تمھیں کچھ زیادہ علم حاصل ہو گیا ہے۔ یاد رکھو کہ زندگی بہترین حالت میں بھی بہت مختصر ہے اور انفرادی اعتبار سے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ لیکن سائنس ایک بڑی چیز ہے ایک انسان یا درجنوں انسان علم کی سُرعت رفتاری کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ لیکن یہ بات تمھاری سمجھ میں اس وقت آئے گی جب میری طرح تم بھی طویل مدت تک ڈاکٹر رہ چکے ہوگے۔ میں شرمندہ ہو گیا۔ لیکن چوں کہ اب میرا کلمۂ کفر سن ہی لیا گیا تھا اس لیے میں نے اس مسئلہ کو بحث کے لیے آگے بڑھانا چاہا

"میرے خیال میں وہ اپریشن ...." میں نے اپنی بات، کی ابتدا کی لیکن پروفیسر پامر کا خاموش کن ہاتھ میرے شانے پر آگیا۔

انھوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "ہمارے پیشہ میں ہر حقیقت کی جانچ کے لیے بہت سے غلط اپریشن کیے جانے ضروری ہیں، بہت سی زندگیوں کا ضائع ہونا لازمی ہے۔ عاقل ڈاکٹر انفرادی زندگی کا حد سے زیادہ خیال نہیں کرتا اور غیر ضروری نکتہ چینیوں سے بھی پرہیز کرتا ہے۔"

پروفیسر نے چلتے وقت کنکھیوں سے اشارہ کیا۔ میں خاموش ہو رہا۔ مگر اس کے بعد سے اب تک مجھے اپنے زمانۂ طالب علمی کا وہ واقعہ جب یاد آتا ہے مجھے اس شخص پر افسوس ہوتا ہے جس کا اپریشن ایک ایسے مرض کے لیے کیا گیا تھا جو اس میں موجود ہی نہ تھا اور جس کی موت زبردستی لائی گئی تھی۔

اس واقعہ نے اپنے پیشہ کے متعلق میری آنکھیں اسی وقت کھول دی تھیں۔ لیکن بعد میں ایسی ایسی غلطیاں اور ایسے ایسے قابل اعتراض عمل میرے سامنے آئے کہ مجھے رفتہ رفتہ اس امر کا یقین ہو گیا کہ پبلک کو اپنے تحفظ کے لیے یہ غلطیاں جاننی چاہئیں۔

اب میں اپنے اس ہم سبق طالب علم کا ذکر کرتا ہوں جس کا نام تھومپسن تھا۔ میں نے اس سے زیادہ خام خیال، غلط رو، بے پروا اور صحیح علم سے بے بہرہ ڈاکٹر نہیں دیکھا ہے۔ تیس برس کی عمر سے کچھ پہلے ہی وہ ڈاکٹری کا امتحان پا

کر چکا تھا اور اسے اپنے "صوبہ" (ولایات متحدہ امریکا) کی ایک ریاست میں پریکٹس کرنے کا لائسنس مل گیا تھا۔ ہم سول کر رخصت ہوتے وقت تھومپسن نے ایک ایسا اعلان کیا جس نے ہم طلبا کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس نے کہا: "میرا خیال ہے کہ میں سرجری کا کام کروں گا۔ میں سرجن بنوں گا۔"

سب طلبا اس فن میں اس کی جہالت و ناقابلیت سے واقف تھے اس لیے سب حیرت سے اس کا منھ دیکھنے لگے اس پر تھومپسن نے کہا۔ "ہاں طب سے سرجری (جراحی) بہتر چیز ہے۔ بہتر آرٹ ہے اور بہتر آمدنی کا ذریعہ بھی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سرجری کی پریکٹس شروع کرنے کے لیے کچھ سرمایہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر میرے پاس چند ہزار ڈالر جمع ہیں۔ میں اپنے لیے ایک اچھا قصبہ منتخب کروں گا۔ سرجری کے آلات خریدوں گا اور ایک چھوٹا سا پرائیویٹ اسپتال بھی قائم کروں گا۔"

ہمیں ان مریضوں کی حالت پر جو تھومپسن جیسے جاہل سرجن کے چاقوؤں اور نشتروں کا شکار ہوں گے بہت رحم آیا۔ مگر ہم کیا کر سکتے تھے۔ چھ سال تک مجھے اس بات پر حیرت رہی کہ تھومپسن نے کتنے لوگوں کو اپنے اپریشن سے ہلاک کیا ہو گا۔ چھ سال کے بعد اس سے پھر میری ملاقات ہوئی۔ وہ ڈینگیں مارنے اور شیخی بگھارنے لگا۔ اس نے کہا، "میں نے چھ سال میں حیرت انگیز کام کیے ہیں۔ میں نے اپنا ہسپتال بنایا اور اس کو آلات جراحی سے مزین کیا۔ اور ایک سو میل کے اندر جتنے دولت مند کاشت کار تھے سب کو اپنے عمل جراحی کا شکار بنایا کسی کو درم زائدہ میں مبتلا کر زبردستی اس کا اپریشن کیا۔ کسی کی ٹانگوں کو کاٹا۔ کسی کو دوسرے اپریشن میں مبتلا کیا۔ الغرض جن جن لوگوں کے پاس کچھ بھی روپیہ تھا ان کا کوئی نہ کوئی اپریشن میرے ہاتھوں سے ضرور ہوا۔ اب میرا کاروبار کچھ ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ کیونکہ ایک سو میل کے اندر آمدنی کا کوئی ذریعہ باقی نہیں ہے۔ اب میں اس قصبے کو چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ اڈا جمانا چاہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ تم نے میرا اسپتال نہیں دیکھا۔ اب میں اس عمارت کو فروخت کر رہا ہوں۔ بہت اچھا اور قابل دید اسپتال تھا۔ اب دوسرا بناؤں گا۔"

میں اس شخص کی خودستائی پر، اس کی حماقت انگیز باتوں پر، اس کے بے رحمانہ رویّہ پر حیرت زدہ تھا۔ مجھے اس قصبہ کے مریضوں سے بڑی ہمدردی تھی جو اس کی جہالت اور اس کی حرص و ہوس کا شکار ہو گئے تھے میں جانتا تھا کہ طالب علمی کے زمانے میں تھومپسن کس قدر غبی اور بے علم لڑکا تھا۔ میں نے اس کی فضول باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور صرف چھ سال کے طبی تجربہ کے بعد مجھے اس مثالی، بھونڈے، اناڑی سرجن اور دولت کے لالچی ڈاکٹر کی باتوں سے معلوم ہو گیا کہ ایسے ہی لوگ ہمارے شریفانہ پیشے کے لیے باعث ننگ و عار ہیں۔

لیکن میں نے اپنے دل کو یہ کہہ کر تسکین دی کہ اس طرح کے ڈاکٹر ایسے ہی پروفیسروں کی پیداوار ہیں جو طلبا کو یہ بتلاتے ہیں کہ سرجری میں غیر ضروری اور افسوسناک اموات کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ میں اس شتر مرغ کی طرح جو آندھی کے ہولناک نظارے سے بچنے کے لیے اپنی سر کو ریت کے تودے میں چھپا لیتا ہے، خود کو یہ یقین دلاتا رہا ہوں کہ ایسے "گریجویٹ قصاب" ان لوگوں میں جو اپنے بلند مقاصد کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ استثنائی حیثیت رکھتے ہیں۔

لیکن آج جب میں اکیس برس تک طبی پیشہ کر چکا ہوں، اس خواب سے بھی بیدار ہو گیا ہوں۔ میں ان عالی فطرت ڈاکٹروں کا بلند رتبہ تو نہیں رکھتا۔ جو میری طرح اپنی آنکھیں کھول چکے ہیں، لیکن اب میری نگاہیں دھوکا کھانے کے لیے تیار نہیں ہیں میرا خیال ہرگز یہ نہیں ہے کہ ڈاکٹروں کے وجود کو دنیا میں باقی نہیں رکھنا چاہیے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ طبی سائنس کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے اور فطرت کو چھوڑ دیا جائے کہ وہ انسانوں کا علاج کرے یا انھیں موت کے گھاٹ اتارے لیکن دس سال سے میرا عقیدہ یہ ہے کہ ڈاکٹری کے پیشے کی موجودہ تنظیم، موجودہ طریقے، موجودہ پریکٹس اور عوام میں اس کے متعلق جو خیالات ہیں وہ ایک فریب نظر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اس کی بنیاد لوگوں کی سادہ لوحی اور اوہام پر ہے، اور زیادہ تر ڈاکٹر مریضوں کی صحت کا خیال کم اور اپنی جیبوں کا خیال زیادہ رکھتے ہیں۔

یہ میرا صرف عقیدہ اور خیال ہی نہیں بلکہ میں جانتا ہوں کہ یہ سچ ہے۔ میرے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں۔ اور خود اپنے تجربوں اور مشاہدوں میں بہت سے افسوس ناک واقعات کے باعث میں نے یہ بات سچی پائی ہے میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ میرا پیشہ عوام کی جہالت، اوہام اور بے جا اثرات پر مبنی ہے۔ مریض کے یہی "تین اوصاف" ہیں جو میڈیکل

آرٹ کو ایک مکمل سائنس بننے سے روکتے ہیں، اور صحت بخشی کا یہ شریفانہ پیشہ خراب ہوتا ہے۔ اس لیے عوام بھی اس سلسلہ میں الزامات سے بری نہیں سمجھے جاسکتے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کا مطلب بعض مثالوں ہی سے سمجھا جاسکتا ہے۔ میں ایسے فیملی ڈاکٹر (گھریلو طبیب) کے صرف ایک روز کے مثالی کارنامے خود اپنی ہی کرتوت کی شکل میں پیش کرتا ہوں۔

جب میں قصبہ نیوجرسی میں پریکٹس کرتا تھا تو میرے زیادہ تر مریض ایسے ہی لوگ تھے جو دولت مند و خوش حال تھے بہت زیادہ غذا کھانے والے تھے، بہت کاہل تھے، فرصت کا بہت سا وقت رکھتے تھے، اور آرام کرسیوں اور گدے دار صوفوں پر پڑے رہتے تھے۔ میرے ایک مریض جنرل "ایچ ــ" تھے جو میرے لیے سب سے زیادہ نفع بخش تھے اور چونکہ وہ فوج میں افسر رہ چکے تھے اس لیے ان کی طبیعت اب بھی حکمرانی کی طرف مائل تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کی ہر بات سنی جائے مانی جائے اور مستند سمجھی جائے۔ وہ اس ادھیڑ عمر اور کہن سالی میں مجھ جیسے "اونچے درجے" کے ڈاکٹر کے متلاشی تھے۔

ایک صبح کا تصور کر لیجیے۔ یہ جنرل "ایچ ــ" مجھے یاد فرماتے ہیں۔ میں ان کو دیکھنے جاتا ہوں اور دیکھتے ہی فوراً بھانپ جاتا ہوں کہ جنرل صاحب گزشتہ رات کی بے اعتدالیوں کے شکار ہیں۔ وہ اپنی لال لال آنکھوں سے جن میں پانی بھرا ہوتا ہے میری طرف دیکھتے ہیں، وہ چند کمبلوں کے اندر ایک بڑی گٹھری کی صورت میں نرم اور لمبی آرام کرسی پر دراز ہیں۔ میری آنکھیں ناخواہی صورتِ حال کو تاڑ جاتی ہیں۔ میں سمجھ جاتا ہوں کہ جنرل صاحب نے کسی مگہ نا دونوش میں صبح کر دی ہے۔ سردی سے کپکپاتے ہوئے وہ مجھ سے ایک مربیانہ انداز میں فرماتے ہیں:

"ڈاکٹر۔ یہ میرے جگر کی پرانی خرابی ہے۔ تم جانتے ہو کہ فلپائن کی جنگ میں مجھے یہ مرض ہوا تھا، اور قبل اس کے کہ اہل امریکا شہر منیلا کو صاف کریں میں ملیریا بخار میں مبتلا ہو گیا تھا۔ آہ۔ ڈاکٹر۔ اس وقت میرا سر کیسا چکرا رہا ہے! کانوں میں باجے بج رہے ہیں! صرف مجھ جیسا جیوٹ آدمی ہی اس تکلیف کو برداشت کر سکتا ہے جو اس زمانے کی نصف درجن فوجوں کو ختم کر دینے کے لیے کافی ہے۔ یہی پرانی ہڈیاں ہیں جو تمھارے مریض کو زندہ رکھے ہوئی ہیں!"

میں اس جنرل کو دیکھتا ہوں، دل ہی دل میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ پچھلی رات اس نے قانونِ صحت کو کس بیرحمی سے توڑا ہے جو اس کی پریشانی اور صفرادی حالت، اور درد سر اور سرخ آنکھوں کا باعث بنی ہوئی ہے۔ میں جانتا تھا کہ یہ پنشن یافتہ جنرل اس کثرت سے شراب پیتا ہے کہ چار صحت مند اور تنومند آدمی بھی اس مقدار کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مزید برآں جب وہ فوج میں تھا تو وہ کام کرتا تھا اس کے جسم کی ورزش ہوتی تھی، وہ گھوڑے پر سواری کرتا تھا، چلتا پھرتا تھا، اور تنومند گنوارے کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا۔ لیکن جب سے اس نے عمر کی حدود کو عبور کیا ہے اور پنشن یافتہ ہو کر نیوجرسی میں ایک آرام دہ مکان اور اچھی جائداد خریدی ہے، وہ اپنی اکثر راتیں نیویارک کے عیش خانوں میں بسر کرتا ہے۔ وہ راتوں کو نہایت ثقیل غذاؤں سے اپنا پیٹ بھرتا ہے اور ستاون برس کی عمر میں ستائیس برس کے نوجوانوں کی سی لاابالی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ اس کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ سادہ زندگی کی طرف رجوع کرے اور بداعتدالیوں سے پرہیز کرے۔

یہی وہ بات ہے جو جنرل "ایچ ــ" سے صرف پانچ منٹ گفتگو کرنے کے بعد مجھے معلوم ہوئی۔ اس لیے اگر میں ایک مخلص اور دیانت دار ڈاکٹر ہوتا تو اس جنرل کے لیے اپنے اسی خیال کے مطابق طریقۂ علاج تجویز کرتا۔ اس نقطۂ نگاہ سے مجھے یا تیر اس سے کہنی چاہییے تھیں۔ "اے پرانے خرانٹ! تمھارے بھاری سر اور لال آنکھوں کی پوری ذمہ داری تم ہی پر ہے تم کہتے ہو کہ تمھارا جگر خراب ہے؟ میں تو کہتا ہوں کہ تمھارا جگر، گردے، قلب، پھیپھڑے اور اعصاب، ان میں سے کوئی چیز اس مصیبت کو جس میں تم نے انھیں ڈال رکھا ہے آئندہ بارہ مہینے تک بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اے بوڑھے بدمعاش میں جانتا ہوں کہ اس وقت تم درحقیقت یہ چاہتے ہو کہ میں پورٹ اور وسکی تمھارے لیے تجویز کر دوں۔ تاکہ تمھاری اس طاقت کو جسے تم گزشتہ شب نیویارک میں تباہ و برباد کر کے آئے ہو پھر تحریک ہو۔ تم چاہتے ہو کہ میں تم سے یہ کہوں کہ صبح کو بھی بستر پر پڑے رہو، اور دن بھر اسی طرح پڑے رہو، تمھارا خیال ہے کہ اس طرح کرنے کے بعد جب تم سہ پہر کو اٹھوگے تو پھر رات کی شرارتوں اور بداعتدالیوں کے لیے طاقت حاصل ہو جائے گی۔ تم چاہتے ہو کہ میں تم سے یہ کہوں کہ دن بھر اسی طرح کمبلوں

میں لپٹے رہو اور خوب گرم رہو۔ ضرورت سے زیادہ گرم رہو۔ لیکن میں ان میں سے کوئی مشورہ تمھیں نہیں دے سکتا۔ میرے طبی احکام تمھارے لیے یہ ہیں کہ صبح چھ بجے اُٹھ جاؤ اور اپنے باغ کی گھاس کاٹو۔ آج سے پورے ایک ہفتہ تک موٹی روٹی کے صرف تین ٹکڑے روزانہ کھاؤ اور ایک سیر دودھ پیو۔ اگر تمھارا جی چاہے تو اس میں تھوڑا سا سنترے کا رس ملا سکتے ہو۔ نیم گرم پانی سے غسل کیا کرو۔ ٹھنڈا پانی تمھارے ڈانواڈول قلب کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ اور اس کے بعد اگر تم اپنی نفرت انگیز عادتوں کے باعث بیمار پڑو تو مجھے نہ بلاؤ۔ خود کو عقل سلیم کی چند خوراکوں سے اچھا کرو۔ اس آرام کرسی کو فوراً اٹھ جاؤ۔ اپنے کمبلوں کو پھینک دو۔ پاپڑا نا لباس پہنو اور ایک ہلکی سی ورزش کے لیے اپنے احاطہ کی گھاس کاٹو۔"

یہی وہ باتیں ہیں جو مجھے اس جنرل سے کہنی چاہیے تھیں۔ لیکن ان کی جگہ پر میں نے جو کچھ کیا اور کہا وہ یہ تھا۔ پہلے میں نے ڈاکٹری پیشے کا پُراسرار انداز اختیار کیا۔ میں نے جنرل کی نبض پر ہاتھ رکھا اور انتہائی قابلیت کے طور پر اپنی گردن ہلائی ہماسے "اسٹے تھوسکوپ (سماعۂ الصدر) سے اس کے سینہ کا معائنہ کیا اور دور دور تک اس کے پیٹ کو انگلیوں سے تھپتھپایا۔ اس کے بعد میں نے اس کی زبان دیکھی اور پھر اپنی گردن ہلائی، جیسے کہ مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ اس کی زبان کتنی خراب اور کانٹے دار ہوگئی ہوگی۔ اس کے بعد میں نے طبی مشورہ دینا شروع کیا۔

"جنرل صاحب!" میں نے کہا "آپ کو اس وقت کسی اچھی محرک چیز کی ضرورت ہے جو آپ کی گری ہوئی طبیعت کو ابھار آپ کی مرجھائی ہوئی طبیعت میں جان ڈال دے۔"

اس کے بعد میں ذرا ٹھہر گیا تاکہ جنرل صاحب کو جواب دینے کا موقع ملے۔ اس نے کہا "ہاں۔ ہاں۔ ڈاکٹر میں کسی محرک چیز کی شدید ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔"

"غالباً تھوڑی سی اچھی اور پُرانی پورٹ شراب اس وقت ...." میں نے اشارتاً کہا۔

جنرل نے جھٹ میری بات کاٹ کر جواب دیا۔ "اور اگر تھوڑی سی وھسکی شراب بھی ہو تو کیا مضائقہ ہے۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے جسمانی نظام کو کسی ایسی ہی محرک چیز کی ضرورت ہے۔"

"اچھی بات ہے میں نے کہا۔ لیکن عمدہ امکاچ وھسکی ہونی چاہیے۔ اور غذا کے متعلق؟"

"آہ، ڈاکٹر" اس پُرخور اور بلانوش جنرل نے جواب دیا۔ "میں بہت بھوکا ہوں، لیکن کوئی غذا مجھے راس نہیں آتی، گزشتہ شب اتفاق سے میں ایک چھوٹی سی پارٹی میں چلا گیا تھا۔ میں نے نیویارک میں ڈنر کھایا۔ اس کے بعد بارہ ایک بجے رات کو تھوڑے سے سپر کا شغل کیا۔ ڈاکٹر میں نے جو کچھ کھایا وہ بطخ کا کباب تھا اس کے ضروری اجزا کے ساتھ۔ پھر میں نے برانڈی کی چٹنی سے کچھ پڈنگ کھائے، اور پیسٹری، مٹن چاپ، پنیر اور کٹلس بھی تھوڑی مقدار میں کھائے۔ اس کے بعد قہوہ تو ضرور ہی تھا۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں ڈنر میں نہ کھایا۔ سپر میں کچھ مچھلی کا سلاد، کچھ کیک اور مٹھائیاں اور چند چھوٹی چھوٹی پُرتکلف چیزیں کھائیں۔ ڈاکٹر یہ تو کچھ زیادہ غذا نہیں کہی جا سکتی۔ لیکن ڈاکٹر مجھے غور سے دیکھو کہ میرا کیا حال ہے! آہ یہ وہی ملیریا بخار مجھے مارے ڈالتا ہے جس نے فلپائن میں مجھ پر حملہ کیا تھا! کیوں ڈاکٹر؟"

مجھے ان باتوں سے جنرل کی تمام خواہشات معلوم ہوگئیں میں نے اشاروں کو سمجھ لیا کہ اس کی خوشی اس میں تھی کہ وہ شراب پیتا رہے اور اس وقت تک کھانا کھاتا اور پیٹ بھرتا رہے جب تک کہ وہ اپنے دانتوں سے اپنی قبر نہ کھود ڈالے جیسے خوش حال اور دولت مند اور خود رائے پُرانے مریضوں کو کوئی معقول رائے دینا اور اس پر عمل کرانا ڈاکٹروں کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر اس مریض کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا ہے تو جو کچھ کیا جا سکتا ہے وہ صرف یہی ہے کہ اس کے ہلاکت آفرین کاموں پر اعتراض نہ کیا جائے بلکہ اسے موقع دیا جائے کہ خود کو آہستہ آہستہ قتل کرتا رہے اور اس قتل کے سلسلے میں ڈاکٹر کی "دعائے خیر" اور نسخے بھی اس کے شامل حال رہیں۔ اس لیے میں نے اس کا دل خوش کرنے کی کوشش کی اور یہ خیال کیا کہ صرف اسی صورت میں وہ مجھے پھر بلا سکتا ہے۔

"حقیقت یہ ہے" میں نے جنرل سے کہا "کہ آپ کو بہت اچھے تغذیہ کی ضرورت ہے۔ آپ جیسے .... اوں ...... اوں...... دماغی کام کرنے والے شخص کے لیے .... ایک ایسے آدمی کے لیے جو شعلۂ زندگی کو روشن رکھنا چاہتا ہے یہ

ضروری ہے کہ وہ طاقت بخش غذائیں کھائے۔ آپ ایسا کریں کہ چند روز تو کھانے کی رفتار کسی قدر ہلکی کردیں۔ اس کے بعد کافی مقدار میں اچھی اچھی غذائیں کھائیں۔ لیکن یہ خیال رکھیں کہ کھانے کے اوقات بھی اچھے ہوں۔"

یہ کوئی معقول طبی ہدایت نہ تھی۔ میرا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح باتیں بنا کر اس کو خوش رکھوں اور ان باتوں میں اسی کی مرضی خود ظاہر ہو جائے۔ میں نے اس ادھیڑ جرنیل سے یہ نہیں کہا کہ تو بہت بڑا پیٹو ہے۔ بسیار خور جانور ہے، بدترین شرابی ہے اور بے حد بدپرہیز ہے۔ میں نے اس کی خود پسندی کی حوصلہ افزائی کی۔ میں نے اس کو وہی مشورہ دیا جس سے وہ خوش ہو سکتا تھا۔ میں نے اس کے لیے ہندسی گولیاں تجویز کر دیں جو اس کے کمزور جسمانی نظام کے لیے ضرورت سے زیادہ تیز و طاقتور تھیں، جو عارضی طور پر اس کی طبیعت کو ابھار تو سکتی تھیں مگر آخر میں اسے زیادہ نحیف و ناطاقت بنانے والی تھیں۔

اب میں اس جرنیل سے رخصت ہوتا ہوں اور دل ہی دل میں یہ سوچتا ہوں کہ جب پھر اس کی صحت میں کوئی نمایاں خرابی پیدا ہوگی اور میری گولیاں ختم ہو چکی ہوں گی اور جرنیل کے دل میں پھر اپنے طریقہ غذا اور مے خواری کے متعلق کچھ شبہات پیدا ہوں گے تو پھر اپنی بداعمالیوں کا جواز حاصل کرنے کے لیے وہ مجھے بلائے گا اور مجھے وہ فیس ادا کرے گا جو میں اپنے غیر طبی مشوروں اور نسخوں اور گولیوں کے لیے اس سے لیتا ہوں۔ میری ان باتوں کو سن کر ہر دیانت دار آدمی یہ الفاظ میرے لیے استعمال کرے گا۔ "چور، مکار، گولیوں کا بساطی۔ بیماریوں اور دردوں کا تاجر!"

"ہاں"، میں اس کے جواب میں کہہ سکتا ہوں "میں ایسا ہی تھا۔ اور چونکہ مجھے اپنے عمل سے پریشانی ہوتی تھی اس لیے میں اس کام سے باز آ گیا۔ لیکن میں اس طریق کار کے جواز میں وہ باتیں بھی کہنا چاہتا ہوں جو ڈاکٹروں کے دل میں ہوتی ہیں وہ اس طرح استدلال کرتے ہیں:۔ بوڑھا جرنیل اپنی عمر کا کارآمد حصہ صرف کر چکا ہے۔ اب وہ اپنے باقی دس بارہ برسوں سے جس طرح کھیلتا رہے اس کے لیے وہ خود ذمہ دار ہے۔ اب جب کہ اس کا کام ختم ہو چکا ہے وہ اپنی زیادتیوں اور بدپرہیزیوں ہی کے ذریعہ دلچسپیاں حاصل کرتا ہے۔ اس لیے اگر میں اس کے طبی مشیر کی حیثیت سے اس طرح کا مشورہ نہ دیتا جیسا کہ اس کی عیش پسند طبیعت کا مطالبہ تھا تو وہ مجھے پھر کبھی نہ بلاتا اور کسی ایسے ڈاکٹر سے مشورہ لینا شروع کر دیتا جو مجھ سے زیادہ چالاک اور انسانی فطرت کے مطالعہ میں ماہر ہو۔ وہ ڈاکٹر سمجھ جاتا کہ خود مریض اس کے منہ سے کیا کہلوانا چاہتا ہے، اور وہ اسی کے مطابق باتیں کرتا۔ تو پھر کیا ضرورت ہے کہ میں ان گرانقدر رقموں کو جو جرنیل سے مجھے ملتی ہیں چھوڑ دوں۔ آخر دوسرا ڈاکٹر میری جگہ آ جائے گا، اور اس بہتی ہوئی گنگا میں ہاتھ دھونے لگے گا۔

لیکن یہ تو صرف ایک ہی مریض کا واقعہ ہے جس کا راز میں کھول دیا ہے۔ میں اس سلسلے میں صرف ایک مثالی واقعہ اور پیش کروں گا۔ لیوک کوہن نے اپنی "ناکتخدا" جوانی کے ایام گھوڑ دوڑ میں، قمار بازی میں، شراب نوشی کے کلبوں میں، ہوٹلوں اور ناچ گھروں کی رنگ رلیوں میں، تھیٹروں کی ایکٹریسوں میں، عیش خانوں کی خراب اور زہریلی ہوا میں گزارے تھے۔ اس کے رگ پٹھے ڈھیلے تھے۔ سینہ تنگ تھا، چہرہ زرد تھا۔ وہ ان لوگوں کا ایک نمونہ تھا جو اپنی صحت کو اپنی بداعتدالیوں سے ختم کر بیٹھے ہیں اور دولت کے سوا ان کی زندگی میں کوئی قابل ذکر چیز باقی نہیں رہتی۔ اس نے مجھے ایک دن بلایا جب میں کمرے میں داخل ہوا تو اس نے ایک کریہہ تبسم کے ساتھ مجھے آتش دان کے پاس اپنی آرام کرسی کے قریب بٹھایا۔ جوں ہی اس نے باتیں شروع کیں۔ میں اس کے پہلے ہی الفاظ سے سمجھ گیا کہ میں ایک ایسے شخص کی صحبت میں بیٹھا ہوں جو دق وسل کی منزلیں بہت دور تک طے کر چکا ہے۔ معائنہ کے بعد معلوم ہوا کہ بدچلن عورتوں کی دوستی میں اس کو دوسری شرمناک بیماریاں بھی لاحق ہو چکی ہیں۔

لیکن اب جب کہ بیماریوں کا یہ مجسمہ علاج کی دسترس سے باہر ہو چکا ہے اپنی غلطی کو محسوس کر کے اپنا اخلاق کو درست کرنا اور شادی کرنا چاہتا تھا!! میں اس کی خواہش کے اظہار پر صرف حیرت زدہ ہی نہیں ہوا بلکہ حقارت اور نفرت کے جذبات میرے دل میں ابھر آئے۔ میرا دل اس لاغر، پلپلے، مسلول، زرد اور شہری بداخلاقیوں کی پیداوار کو دیکھ کر بغاوت کرنے لگا، اور مجھے اس تصور سے بھی نفرت ہونے لگی کہ ایسا بیمار اور گیا گزرا ہوا شخص کسی عورت کو اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔ میں خیال کرنے لگا کہ خدا بھی اس بے ہودگی اور توہین انسانیت کو برداشت نہیں کر سکتا! لیکن اب مجھے کہنا یہ ہے کہ لیوک کوہن نے اس موضوع کو میرے سامنے کن الفاظ میں چھیڑا اور مجھ سے کس طرح طبی مشورہ طلب کیا۔

"ڈاکٹر" اس نے اپنی پھوٹی سُرخ آنکھوں میں ایک شہوانی انداز پیدا کرتے ہوئے کہا "میں اپنے زمانے میں ایک شریر نوجوان رہ چکا ہوں۔ میں نے بڑے بڑے مزے لوٹے ہیں۔ مگر ڈاکٹر اب میں نے توبہ کرلی ہے۔ وہ جو مس میری کی طرف سے عہد شکنی کا مقدمہ مجھ پر چلایا گیا تھا۔ اسی نے ہمیشہ کے لیے مجھے اچھا کردیا ہے۔ اب میں مطمئن ہوکر گھریلو زندگی بسر کرنی چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ ایک باعصمت اور پرانی وضع کی لڑکی سے شادی کروں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ میں اس لڑکی کو جانتا ہوں۔ وہ ان لیڈیوں کی طرح جو میری ملاقاتی تھیں، اپنے بے پناہ عشق کا اظہار تو نہیں کرتی۔ مگر ڈاکٹر یہ لڑکی بڑی اچھی، بڑی نیک، بڑی معصوم اور بڑی خوبصورت ہے۔ وہ تن درست بھی ہے۔ وہ اس لائق ہے کہ میرے بچوں کی ماں بنے۔ ہاں ہاں ڈاکٹر میں اس سے شادی کروں گا اور اطمینان سے بیٹھ جاؤں گا۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں ایسا کروں میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے ایسی دوائیں دو جن سے میرے اعضا میں طاقت آجائے۔ غالباً تم میرا مطلب سمجھ گئے ہوگے۔ ڈاکٹر میں نے اپنی جوانی میں بداعتدالیاں کی تھیں اس لیے مجھ میں پہلی سی قوت باقی نہیں رہی ہے لیکن پھر بھی میں کافی اچھا ہوں، کافی قوی ہوں" یہ کہتے ہوئے اس کی شہوانی نگاہوں میں ایک چمک سی پیدا ہوئی۔ ہاں تو ڈاکٹر مجھے صرف ایسی مقوی دوائیں دو جن کی مجھے اس شادی کے سلسلے میں ضرورت پڑے۔

جب میں اپنے اس ذلیل اور قابل نفرت مریض کا تذکرہ کررہا ہوں تو اس واقعے کو کئی برس گزر جانے کے بعد آج بھی ایک امتلائی کیفیت میرے دل میں پیدا ہورہی ہے۔ یہی وہ موقع تھا جب کہ مجھے اپنے ضمیر سے کام لینا چاہیے تھا۔ اور ڈاکٹروں کی سازش کا بھانڈا پھوڑ دینا چاہیے تھا۔ غالباً سب کو گریجویٹ ہونے کے وقت ہر ڈاکٹر کو اس بات کا حلف لینا پڑتا ہے کہ وہ کسی مریض کا راز افشا نہیں کرے گا۔ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ کوہن کی ہونے والی بیوی کا کیا حشر ہوگا اور اس رشتے کی اولاد کیسی ہوگی۔ اگر یہ طبی پیشہ صحیح طور پر منظم ہوتا تو میرا پہلا فرض اس وقت یہ ہوتا کہ اس لڑکی اور اس کے والدین کے پاس جاتا اور انھیں اپنے مریض کے حالات سے آگاہ کردیتا اور صحت و ہوش مندی کے نام پر اس رشتے کی ممانعت کرتا۔ لیکن چونکہ میں ایک فیملی ڈاکٹر کی حیثیت سے اپنی پوزیشن اور شہرت کو برقرار رکھنا چاہتا تھا اس لیے میری آنکھیں بند ہوگئیں اور میرے لبوں پر مہر خاموشی لگ گئی۔ میں اتنا تو کرسکتا تھا کہ کوہن کے جنسی امراض کو جو اس کی آوارگی کے باعث اسے لاحق ہوگئے تھے اس کی بیوی کے لیے "غیر متعدی" بنادوں، مگر میرا کوئی عمل بہر اس کی خلقی آلودگی وموروثی خرابی کو جو کوہن کی ہونے والی اولاد کے لیے یقینی طور پر مقسوم تھی دور نہیں کرسکتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر تھا کہ کوہن کی شادی ہوکر رہے گی اور میں اس طبی عہد کے مطابق جو مریضوں کے حالات کو پردۂ راز میں رکھنے کے لیے کیا جاتا ہے اس افسوس ناک اور تباہ کن تقریب کو خاموشی سے دیکھتا رہوں گا۔

میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتا ہوں، مگر میرا خیال یہ ہے کہ جہاں تک اس طبی کردار کا تعلق ہے میں اپنے ہم پیشہ لوگوں میں اپنے عمل کو دوسروں کی بہ نسبت کچھ زیادہ قابل اعتراض نہیں سمجھتا تھا۔ بہت سے معالج وہی کچھ کرتے ہیں جو میں نے کیا ہے۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو انسانی زندگی کو ذرا بھی وقیع نہیں سمجھتے اور یہ حقیقت وہ بے جوڑ تر عمل جراحی کی میز پر نمایاں ہوجاتی ہے۔

اس کے بعد مصنف نے دو عورتوں کے واقعات قلم بند کیے ہیں۔ دونوں کی چھاتی میں موذی اور خطرناک رسولی تھی۔ وہ لکھتا ہے کہ اس نے دونوں کو فوری اپریشن کا مشورہ دیا اور یہ کہا کہ اگر یہ مرض سرطان ثابت ہوگا تو چھاتی کاٹ کر الگ کردی جائے گی اور اگر نہیں تو اس کے صرف ایک حصہ سے مریضہ کو ہاتھ دھونا پڑے گا۔ ایک مریضہ اپریشن پر راضی ہوگئی اس کا اپریشن ہوا اور وہ چند ماہ کے بعد مرگئی۔ دوسری راضی نہ ہوئی وہ بغیر اپریشن ہی کے اچھی ہوگئی اور بہت دنوں تک زندہ رہی۔ ان واقعات کے سلسلے میں بھی مصنف نے یہ اعتراف کیا ہے کہ سرجن اس طرح مریضوں کی زندگی سے کھیلنے کو ایک معمولی بات سمجھتے ہیں۔ مضمون کی طوالت کے باعث یہ حصہ حذف کردیا گیا ہے۔ (ہمدرد صحت)

میرے بہت سے ہم پیشہ لوگ اس امر کا اعتراف نہیں کریں گے کہ انھوں نے بڑی فیس کی خاطر کیسے کیسے غیر ضروری آپریشن کیے ہیں، اور کیسے کیسے غیر ضروری آپریشنوں کی پردہ پوشی کی ہے۔ میں پورے خلوص کے ساتھ آج یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ اگر "لوزۃ الحلق" (کوے) کو کاٹ کر نکال دینا ڈاکٹروں کے لیے طلبِ زر کا ذریعہ نہ ہوتا تو جن لوگوں کے کوے کاٹے گئے ان میں سے پچاس فی صدی کے حلقوم کے اندر کوے آج موجود ہوتے۔ میں اس مضمون میں کاش ان لوگوں کے حالات بیان کر سکتا جن کا میں نے معائنہ کیا ہے، اور یہ دیکھا ہے کہ "ماہر امراض حلق" کے عمل جراحی کے بعد کوے چھ ماہ کے اندر اندر پھر بڑھ گئے ہیں۔ کاش میں یہ بھی بتلا سکتا کہ ہمارے حلق میں ہمارے کوے ایک خاص فعل انجام دیتے ہیں اور جوں ہی وہ کاٹ دیے جاتے ہیں قدرت حتی الامکان پوری کوشش کرتی ہے کہ جس چیز کو ڈاکٹر نے بے رحمی سے کاٹ دیا گیا ہے وہ پھر پیدا ہو جائے۔

اب جب کہ میں نے اپنے پیشے کی نوعیت بدل دی ہے میرے حافظے میں یہ خیال موجود ہے کہ طب اور جراحی بھی "فیشن" یعنی مروجہ رسم و رواج کا شکار ہو گئی ہے۔ میں نے خود ایک پرائیویٹ ڈاکٹر کی حیثیت سے بہت سے ایسے کام کیے ہیں جن کے غیر مفید ہونے کا مجھے پہلے سے یقین تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ ایسے کاموں میں امداد پیش کرنے کے بجائے میں نے ان کے خلاف احتجاج کیوں نہیں کیا تھا۔ اس کا سبب "فیشن" کی پابندی یعنی بزدلی بھی تھی اور اپنی جیب کا مسئلہ بھی تھا۔ اب میں اس خیال پر مسکراتا ہوں کہ ظاہری "ٹیپ ٹاپ" کی خاطر کیسی کیسی مکاریوں سے کام لیا جاتا ہے۔ میں اپنے پیشے کے پراسرار سازوسامان کو جس طرح سجا کر اپنے کمرے میں رکھتا تھا، اس کا مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ میرے مریضوں کو انھیں دیکھ کر میری سائنٹی فک قابلیت کا یقین ہو، ان کے دماغ ان چیزوں سے متاثر ہوں اور ان کے دلوں میں میرے علم کا رعب بیٹھ جائے۔ سالہا سال تک میں نے اپنے مطب کے ایک گوشہ میں برقی علاج کی ایک بہت بڑی مشین رکھ چھوڑی تھی۔ میں اس کو بہت کم استعمال کرتا تھا اور سچ کی بات تو یہ ہے کہ مجھے خود اس کے استعمال کا پورا علم نہ تھا۔ کبھی کبھی میری نرس محض دکھاوے کی خاطر اس مشین کو کسی مریض پر استعمال کرتی تھی اور میرے لیے اس کی قدر و قیمت صرف اتنی ہی تھی کہ یہ مشین میرے مریضوں پر میری "اپ ٹو ڈیٹ" علمی مہارتوں کا رعب بٹھا دیتی تھی، اور میری آمدنی میں اضافہ کا ایک بڑا ذریعہ تھی۔ بالکل حقیقت یہ ہے کہ یہ مکاری کا سلسلہ اسی ظاہرداری اور "سازوسامان" کے اس بے معنی "نمائش" پر ختم نہیں ہوتا۔ معالجین کا پراسرار طور و طریقہ، چاپلوسی کی باتیں، نبض دیکھ کر یا کوئی معائنہ کر کے یا حالات سن کر اس طرح سر ہلانا جیسے انھیں پہلے سے سب کچھ معلوم تھا خواہ مرض سمجھ میں آئے یا نہیں ہر حال میں اپنی تشخیص کا مریض کو یقین دلانا یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو آئے دن دیکھنے میں آتی ہیں، اور معالجوں کے "معمولاتِ مطب" میں داخل ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں میں مریضوں کی شکایت کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے معالج کسی ساحر یا جادوگر کی طرح ایک ہی پھونک سے ان کی بیماری کو دور کر دیں۔

میں نے اپنے طبی پیشہ کے ابتدائی ایام میں یہ بات معلوم کر لی تھی کہ ہر مریض یہ خواہش اپنے دل میں ضرور رکھتا ہے کہ اس کی بیماری کا نام اسے بتلا دیا جائے۔ اس لیے کوئی نام نہ بتلانے سے ہمیشہ یہ بہتر ہوتا ہے کہ بیماری کا کوئی بڑا سا بے ڈھب اور بوجھل نام مریض کے روبرو ظاہر کر دیا جائے، خواہ اس کی سمجھ میں کچھ آئے یا نہ آئے۔ ہم ڈاکٹروں کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ ابتدائی منزلوں میں بہت سے امراض کی تشخیص ناممکن ہوتی ہے اور بعض بیماریاں تو کافی مدت گزرنے کے بعد پہچانی جاتی ہیں۔ لیکن اگر مریض کے سامنے اپنا فیصلہ ظاہر کرنے میں تذبذب سے کام لیا جائے تو مریض اپنی حماقت سے یہ سمجھ لیتا ہے کہ معالج کی معلومات یا مہارت ہی میں کوئی کمی ہے۔ اس لیے ہم اظہارِ قابلیت کے لالچ میں پڑ جاتے ہیں، اور بجائے اس کے پوری دیانت داری سے یہ کہہ دیا جائے کہ سردست میں کوئی فیصلہ پر نہیں پہنچ سکا ہوں۔ مجھے کچھ وقت درکار ہے جس میں تمھارے حالات کو میں زیر مشاہدہ رکھوں گا، ہم اپنے بہترین قیاس سے کام لے کر مریض کو اپنی فرضی تشخیص بتلانے پر مجبور ہوتے ہیں۔

میں اوپر اپنے پیشہ کے بہت سے مروجہ نقائص کو ظاہر کر چکا ہوں۔ اب میں اس نکتہ پر پہنچا ہوں۔ جہاں مجھے اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس دنیا میں معالجوں کی حقیقی ضرورت ان کی موجودہ تعداد سے اسی فی صدی کم ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ سخت و شدید امراض میں، خطرناک جراثیمی حملوں میں، استخوانی سرجری اور دوسرے ضروری اعمالِ جراحی میں، اور بچوں کی

پیدائش میں اچھے اور دیانت دار معالجوں کی اس دنیا میں بے حد ضرورت ہے اور اطبا اگر چاہیں تو بنی نوع انسان کو بہترین فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن طبی سائنس کے دوسرے شعبوں میں بہت سے غیر مخلصانہ طریقے رائج ہیں اور مریضوں کی اپنی حماقتوں کے باعث اور معالجوں کی اپنی مالی مزورتوں کے باعث خواہش بھی یہی ہے کہ یہ طریقے رائج رہیں۔

اب اس منزل پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس ریاکاری، مکر سازی اور مسابقانہ کاروبار کے انسداد کی کیا صورت ہو؟ اس کا جواب ہمیں مساچوسٹس کے بروک سرجیکل ہاسپٹل کے مشہور بانی ڈاکٹر ولیم ایلن برڈکس کے الفاظ میں ملتا ہے۔ جو اپنے زمانے میں بڑے ماہر ڈاکٹر اور دیانت دار و مخلص سرجن تھے۔ وہ کہتے ہیں: "تمام ڈاکٹروں کے ادارے کو صحت عامہ کی بنیاد پر قائم کر دیا جائے۔ ملک کے ہر باشندے پر صحت کا ایک ٹیکس لگا دیا جائے تاکہ انھیں معقول غذا اور حفظانِ صحت اور صفائی اور صحت بخش زندگی بسر کرنے کے اصولوں کے متعلق پبلک تعلیم دی جائے۔ قوانینِ صحت کے نفاذ میں پوری سرگرمی سے کام لیا جائے اور اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو صحت یابی کے وقت تک اس کا ٹیکس ملتوی کر دیا جائے۔ ڈاکٹروں کی تنخواہوں کا پیمانہ اس معیار پر قائم کیا جائے کہ جس ضلع کی خدمت کے لیے اسے متعین کیا گیا ہے وہاں کے باشندوں کی صحت کیسی ہے۔ اور شرح امراض و اموات کی صورت حال کیا ہے۔ آج ڈاکٹر کی دولت مندی لوگوں کے بیمار ہونے اور بیمار رہنے پر موقوف ہے لیکن جو صورت اوپر بیان کی گئی ہے اس میں ان کی خوش حالی عوام کی صحت و تن درستی پر منحصر ہو جائے گی۔ یعنی صورتِ حال بالکل برعکس ہو جائے گی۔ آپ اپنے طریقے کو بدل دیجیے قوم کی بیماری خود بخود اسی فی صدی غائب ہو جائے گی صحت کا بیمہ زندگی کے بیمہ سے زیادہ بہتر ہے۔"

یہ مشورہ ڈاکٹر برڈکس نے اپنے مرنے سے چند سال پہلے دیا تھا۔ وہ ایک بلند فطرت ڈاکٹر تھے، اور اس بلند سطح سے وہ ان ڈاکٹروں کی باہمی چشمکوں کو دیکھتے تھے جو اس سلسلے میں بالکل خاموش تھے۔ اس مضمون میں ہم نے اپنے پیشے اور اپنی برادری کی صرف چند ہی خرابیوں کا کچا چٹھا پیش کیا ہے، اور ایسے واقعات بیان کیے ہیں جن میں معالج کا مقصد ہی یہ تھا کہ مریض کو صحت حاصل ہو جائے۔ ہم نے اپنے بیانات میں کہیں بھی مبالغہ سے کام نہیں لیا ہے اور جو حقیقتیں یہاں سے پیش کی ہیں ان سے خود یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ طبی پیشے کا کام صحیح طریقے پر نہیں چل رہا ہے بلکہ اس کا پورا کاروبار ایک نئی تنظیم کا متقاضی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ایک اوسط درجے کا معالج میرے ان اعتراضات پر معترض ہوگا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس کا اعتراض زیادہ تر اس کے "روٹی مکھن" اور اس کی زر اندوزی کے مسائل کی پیداوار ہوگا۔ لیکن اگر اس کی خوش حالی کا مسئلہ دوسرے طریقے پر حل کر دیا جائے اور اس کی آمدنی کے ذرائع ڈاکٹر برڈکس کی تجویز کے مطابق پیدا کر دیے جائیں تو کوئی اعتراض باقی نہیں رہے گا۔ جوں ہی یہ پورا پیشہ اپنی اصلاح کی طرف رجوع ہو جائے گا اور اپنی غلطیوں کا احساس و اعتراف کر لے گا، معالج کے مفید انسانی مشن کی منزل آ پہنچے گی اور طبی سائنس رفتہ رفتہ اس بلند منزل پر پہنچ جائے گا جب کہ اصلی اور خیالی مریضوں کو تن درستی کی ایسی نعمت مل جائے گی کہ علاج کی اتنی وسیع ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی۔ دوسرے الفاظ میں گویا کامیاب ترین معالج وہ نہیں ہوگا جو "تیر بہدف" دواؤں سے علاج کرتا ہوگا بلکہ وہ ہوگا جو انسانوں کو تن درستی کے صحیح راستے بتائے گا تاکہ لوگ بیمار ہی نہ پڑیں اور اس کی "ہنر مندی اور اظہارِ کمال" کی ضرورت ہی کا خاتمہ ہو جائے۔ یقیناً پبلک کا یہ فرض ہوگا کہ ایسے معالجوں کو اپنی فیاضانہ فیسوں سے خوش حال بنا دیں +

خطبۂ صدارت

از عالی جناب مولوی حکیم محمد کبیرالدین صاحب صدر موتمر

جو پراونشل طبی کانفرنس جلگاؤں (ضلع خاندیش مشرقی) میں پڑھا گیا

باسمہ العزیز الحکیم

مخلصان فن و بزرگانِ وطن

یہ ایک رسم سی جاری ہوگئی ہے کہ ایسے جلسوں میں، اس مقام سے جہاں میرے بھائیوں نے مجھے لاکر بٹھا دیا ہے، ابتدا میں تمہید کے طور پر عدم فرصت، قلت طمانیت، بے مائگی و ہیچمدانی وغیرہ وغیرہ کے تذکرے کیے جاتے ہیں، اور اس کے بعد نیا مہمان اپنے معزز میزبانوں کے تشکر و سپاس گزاری کا فریضہ انجام دینے میں وقت کا ایک اہم حصہ صرف کر دیتا ہے۔

لیکن میں ایک ایسی مغتنم فرصت کو جس میں بقولِ امیر

میر مجلس ہیں احباب دردِ دل کہہ لے　　پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

رسمی گفتگو میں صرف کرنا آپ کے لیے، اپنے لیے اور محتاج درماں فن کے لیے تضیع وقت کا مرادف سمجھتا ہوں اور اس سارے قصے کو محض ایک مختصر مصرع

بجائے عذر، دل آوردہ ام، قبول افتد

کہہ کر ختم کر دینا چاہتا ہوں۔

لیکن اس رسمی گفتگو سے ہٹ کر یہ ایک اظہارِ حقیقت ہے کہ اگر میرے بھائیوں میں سے کوئی بھائی، جن میں مجھ سے بزرگ و برتر یہاں موجود ہیں، کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوتے اور مجھ سے کہا جاتا کہ ان کے سامنے کھڑا ہو کر ایک تیمار دار کی حیثیت سے مظلوم فن کی داستان درد سناؤں، تو یہ میری مخصوص فطرت کے لیے زیادہ خوش گوار اور خوش آیند ہوتا۔

کیوں؟ —— اس کی تہ میں ایک دل چسپ حقیقت پوشیدہ ہے، جس کے اظہار کو براہ کرم تصنع اور تکلف پر محمول نہ فرمایا جائے۔ آپ میں سے بیشتر حضرات کو اس کا علم ہے کہ میں ہمیشہ ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے ایک دور اندیش سردار کی ماتحتی میں اس جھنڈے کے تلے، خدمت کرنے کا عادی رہا ہوں اس حد تک کہ اب یہ عادت اپنی ناتوان فطرت کے لیے طبیعت ثانیہ بن کر راسخ ہو چکی ہے (اس) لیے میدان عمل میں میری نگاہیں اسی نبرد آزما بہادر کی قیادت کو ڈھونڈتی ہیں، جس کے اشارہ ابرو سے بڑی بڑی کٹھن منزلیں آسان ہو جایا کرتی تھیں اور جس امام ذی جاہ کے بغیر میرے اعصاب کے تار اس وقت احساس بے یادری سے اپنے آپ کو مغلوب، مشلول اور معطل پاتے ہیں۔

غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ہمارا وہ بے نظیر علمبردار، اور دلاور سپہ سالار کون تھا جس کی ماتحتی کا پرکیف تصور اس وقت بھی دل کو متوالا بنا دینے کے لیے کافی سامان رکھتا ہے

میری مراد اجمل اعظم (روحی فداہ) ہے جن کی دل کش یاد خادمانِ فن اور محبانِ وطن کے قلوب کو نہ معلوم کب تک اسی طرح مضطرب رکھے گی۔

حضرات! ——— شاید ابھی آپ بھولے نہ ہوں گے، یہی آپ کا وہ مبارک صوبہ ہے جہاں سے سنہ ۱۹۱۰ء میں اُس تاریخی فتنہ کا آغاز ہوا تھا جس کا نام **قانون تسجیلِ اطبّا** (میڈیکل رجسٹریشن ایکٹ) رکھا گیا تھا، اور جو در حقیقت کوئی قانون نہ تھا جسے راعی نے رعایا کے مفاد کے لیے رعایا پروری کے جذبۂ نیک سے بنایا ہو، بلکہ مشرقی طبوں کو روزگار سے مٹا دینے کا ایک عیارانہ حربہ، یا قانونی شکنجہ جسے ایک تاجر حکمراں کی سوداگرانہ ذہنیت نے مغربی ادویہ کے بیوپار کو تیز تر کرنے اور مشرقی علوم و صنائع کے ناموس و عزت کو تباہ کرنے کے لیے بڑی دانشوری سے ترتیب دیا تھا۔

یہ امر واقع ہے کہ دیسی طبوں کو قانونی زد میں لینے کی یہ پہلی نامبارک کوشش تھی، اس سے پہلے کسی قانون یا ضابطہ میں، بھلا چاہا، ان کا نام تک نہیں آیا تھا۔

رہا یہ امر کہ مشرقی طبوں کے حق میں یہ قانون کس درجہ سم قاتل تھا، اس کا اندازہ اس کے صرف ایک جزو سے کیا جا سکتا ہے کہ اس قانون کی رو سے

> کسی ڈاکٹر کو اتنی بھی اجازت نہ تھی کہ وہ کسی مشرقی ادارہ میں خواہ وہ تعلیم گاہ ہو، مطب ہو، دواخانہ ہو یا غریبوں کا خیراتی شفاخانہ، کسی دیسی طبیب یا بیدکے ساتھ مل کر کام کر سکے، یہ قانون ایسی "شرکت" کو فنی کردار کے منافی تصور کرتا ہے، اور ایسے ڈاکٹروں کو جو کسی جذبۂ وطن پرستی یا خدمت خلق کی نیت سے کسی دیسی شفاخانہ میں شریک عمل ہوں، مجرم و خطاکار سمجھتا ہے اور یہ خطا اس امر کے لیے کافی ہے کہ ایسے ڈاکٹروں کی سند ضبط کر لی جائے، اور اس کو عمل سے محروم کر دیا جائے۔

چنانچہ اس زمانے میں ایسے ڈاکٹروں کے کئی واقعات اخبارات میں شائع ہوئے جو دیسی شفاخانوں میں کسی طبیب وید کے ساتھ کام کرتے تھے، اور سرکاری طور پر انھیں دھمکی دی گئی کہ

> "کیوں نہ اس جرم میں تمھاری سند چھین لی جائے کہ تم فلاں دیسی خیراتی شفاخانہ میں ایک دیسی معالج کے ساتھ کام کرتے ہو، اور کیوں نہ تمھارا نام **فہرست نیک کرداران** سے خارج کر کے تمھیں اس پیشہ سے روک دیا جائے۔"

اسی زہر آلود قانون نے **اجمل خاں اعظم** جیسے حکومت کے وفادار اور طبیعت کے بردبار انسان کو حکومت ہند سے مستقل طور پر لڑائی مول لینے کے لیے مجبور کر دیا۔

باخبر حلقہ اس حقیقت واقعیہ سے بے خبر نہیں ہے، اور نہ اس کے اظہار میں کوئی شرمندگی، کہ اس زمانہ میں **اجمل خاں** رحمہ اللہ شخصی اور خاندانی تعلقات قدیمہ کی بنا پر، سرکار انگریزی کے وفادار دوست کی حیثیت رکھتے تھے جو اس دور میں ایک رفیع الشان اور بڑی ممتاز چیز سمجھی جاتی تھی۔

اس وفاداری کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ

غدر سنہ ۵۷ء کی عام تباہی و بربادی اور بے پناہ قتل و غارت گری کے نازک دور میں بھی اجمل خاں (غفران مآب) کے والد ذی شان حکیم محمود خاں مع اہل و عیال اپنے گھر کے اندر امن و امان کے ساتھ پڑے رہے۔ درآنحالیکہ اس بد نصیب زمانہ میں جان و مال اور ننگ و ناموس کی کوئی قیمت نہ تھی۔ گھر گھر دلی لٹ رہی تھی اور قطار در قطار سُولیاں لگی دی تھیں، بڑے بڑے امرا اور شہزادے در بدر مارے پھر رہے تھے، اور ہزاروں نازک مزاج، ناز و نعم کی پروردہ بیگمات شہزادیاں، اور امیر زادیاں خانماں برباد، جان اور آبرو کو لیے جنگلوں اور بیابانوں میں بھٹکتی پھر رہی تھیں۔

اس دل خراش تذکرے کو طول دے کر آپ کے جذبات کو چھیڑنا مدنظر نہیں ہے۔ غدر کا ذکر محض اتفاقاً اس ذیل میں آ گیا کہ اجمل خاں اعظم کا خاندان اگر سنہ ۵۷ء کے زمانہ میں باغی سمجھا جاتا تو دوسرے شرفا کی طرح محمود خاں کا خاندان بھی تباہ ہونے سے محفوظ نہ رہتا۔

لیکن سنہ ۵۷ء کے زمانہ کو فنی نقطۂ نظر سے یاد رکھنے کی شدید ضرورت ہے، اسے آپ کبھی نہ بھولیے۔ یہی وہ

ابتدائی اور منحوس نقطہ ہے، جہاں سے ملک کی دوسری عزتوں کے ساتھ طب مشرقی کی بدبختی کا دور شروع ہوتا ہے۔ ورنہ دہلی میں جب تک شاہانِ مغلیہ کا تخت قائم تھا، طب یونانی کی اصلی منزلت میں کوئی کمی نہ آئی تھی حتیٰ کہ دہلی کا آخری تاجدار گو بالکل بے دست و پا، قطعاً معذور و مجبور اور برائے نام بادشاہ تھا، اس کے دم آخر تک اس کا وزیر بھی ایک یونانی حکیم (حکیم احسن اللہ خاں) ہی تھا۔ ——— **الغرض** ———

ابتک خبر نہ تھی مجھے اُجڑے ہوئے گھر کی تم آئے تو گھر اپنا ویرانہ نظر آیا

اس جملۂ معترضہ کو یہیں ختم کر دیجیے، اور ——— اجمل خاں کی برطانوی دوستی اور حکومت پرستی کا دوسرا ثبوت سنیے! وہ ثبوت یہ ہے کہ ہند کا حاکم اعلیٰ اور تاج کا سب سے بڑا نمائندہ مہتم بالشان امورِ سلطنت میں **اجمل اعظم سے** مشورہ لیا کرتا تھا اور اس وفادار دوست کے قیمتی مشوروں کی امداد سے حکومت کے اعلیٰ عہدہ دار بڑی بڑی سیاسی گتھیوں کو سلجھایا کرتے تھے۔

لیکن ان حقائق کے باوجود جب ایک محب وطن اور دردمند فن کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ "حاکم و محکوم کی دوستی" کے کوئی معنے ہی نہیں ہیں؟ ——— اور جب اس کا پختہ طور پر اندازہ ہو گیا کہ حکومت وقت کے یہ اعزازات و خطابات اور دوسرے تعلقات محض ایک ذات، یا ایک خاندان کے لیے سرمایۂ تفاخر اور ذریعۂ کامرانی ہو سکتے ہیں، فن اور وطن کے کسی مرض کی دوا نہیں بن سکتے۔ تو اس دور اندیش سردار نے، پوری بسالت و شجاعت سے، بلا خیال مآل، تمام اعزازات کو دفتری حکومت کی خدمت میں واپس لوٹا دیے، جس کے ساتھ اس یگانہ اور ممتاز خطاب **حاذق الملک** کو بھی خیرباد کہا، جس کا مستحق آج تک ہندوستان کے کسی طبیب ذی شان کو نہیں سمجھا گیا۔

خلاصہ یہ کہ قومی مفاد اور ملکی مصالح کی خاطر حکومت ہند کے ایک مخلص وفادار نے تمام سرکاری تعلقات کو یک گردشِ قلم منقطع کر دیا، جو حکومت ہند اور ان کے خاندان کے درمیان غدر سنہ ۵۷ء سے برابر چلے آرہے تھے اور جن سے افرادِ خاندان کو آئندہ انواع اقسام کے فوائد حاصل ہونے کی بجا طور پر توقع ہو سکتی تھی۔

حضرات! ——— مشہور مقولہ ہے، اور بہت خوب مقولہ ہے: کہ

"قدرت کی چکی دھیرے دھیرے چلتی ہے، مگر بہت باریک پیستی ہے"

آسمان برابر گھوم رہا ہے ہوا کا رخ کسی قدر پلٹ چکا ہے۔ مشرق کروٹ بدلنے کا آرزومند ہے، ایشیا جاگنا چاہتا، اور اپنی کھوئی ہوئی پونجی کا محاسبہ کرنا چاہتا ہے: وہی بمبئی جو کل مشرقی طبوں کو خلاف اصول علم کہہ کر زندہ گاڑنے کے پُرفریب حیلے تراش رہا تھا، آج وہی بمبئی ان ہی "بے آئین اور وحشی طبوں" کو (خاک بدہان دشمن) از سر نو جلانے کی تدبیر سوچ رہا ہے۔

اور اگر یہی طور انقلاب رہا، تو پھر کل کیا عجب ہو کہ وہی فاسد اور مہلک قانون "تسجیل طبابت (میڈیکل رجسٹریشن) ایکٹ"، جو کبھی مشرقی طبوں کے گلہ گھوٹنے کا حبالہ تھا، آئندہ چل کر ان ہی اطبا کے صلاح و بہبود کے لیے ان ہی کے مشورے سے دوسری شکل میں تبدیل کر دیا جائے، جو مشرقی طبوں کے ازدیادِ وقار کا قانونی حیلہ اور بہترین وسیلہ بن جائے

اگر ایسا ہو ——— جواب بہت زیادہ دور نہیں ہے ——— تو میں بمبئی کے صوبہ کو اس مصرع کے ساتھ دوہری مبارکباد دوں گا: ——— "ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا"

حضرات! یہ قصہ میری امید سے زیادہ دراز ہو گیا، میں معافی چاہتا ہوں، اس قضیہ نامرضیہ کو میں زیادہ طول دینا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اگر آپ غور فرمائیں گے تو اس طول کو دو سمتوں سے مربوط پائیں گے۔

اول - مسیح الملک حکیم اجمل خاں کے محبوب نام اور پیاری یاد میں اتنی حلاوت اور دلکشی ہے کہ اسے شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا، اور سچ پوچھیے تو ملک پر اس محسن اعظم کے اتنے احسانات ہیں کہ ان کا جتنا بھی ذکر کیا جائے، کم ہے

دوم - آپ کا جلگاؤں حسن اتفاق سے صوبۂ بمبئی میں واقع ہے جس نے کل مشرقی طبوں پر کاری ضرب لگانی چاہی تھی، اور جس پر تمام ملک کے اطبا اور ویدوں نے ایک مشترک بزم کی بنا ڈال کر مدت دراز تک حکومت سے مقابلہ کیا

تھا، اور آج اسی صوبہ کے اطبا موسم بہار میں انجمن قائم کر کے طب قدیم کے صلاح و فلاح اور عروج و ارتقا کے مسائل پر غور کر رہے ہیں۔

ان دونوں متقابل حالات میں اہل نظر کے لیے بہت کچھ سبق عبرت اور سامان بصیرت ہے جس کا اس موقع پر تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں۔

اس تمہیدی تذکرے کو ختم کرنے کے بعد اب میں چند اہم اور ضروری مسائل کی طرف لوٹتا ہوں، جن کے متعلق میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کے عزیز وقت کا زیادہ حصہ ان ہی امور کے تذکرے میں صرف کروں گا۔

ان ضروری مسائل میں سے پہلے مسئلہ کا عنوان ہے

مشرق کی عظمت اور مشرقی علوم و صنائع کی منزلت

دنیائے علم میں

یہ عنوان گو بظاہر بہت وسیع اور عام معلوم ہوتا ہے، مگر بنظر غائر دیکھا جائے تو میرا خصوصی موضوع (طب مشرقی) اس سے جداگانہ اور مختلف نہیں ہے، بلکہ اسی عام عنوان کے تحت میں داخل ہے۔ اس عنوان کو میں قصداً عام رکھا ہے کیونکہ طب مشرقی کے عروج و زوال کی جو درد انگیز کہانی مرتب کی جا سکتی ہے، وہ پورے طور پر اور حرف بحرف دوسرے مشرقی علوم و صنائع کی سرگذشت کے مطابق حال ہوتی ہے۔

بالفاظ دیگر ——— جو زمانہ طب مشرقی کے عروج و کمال کا ہے وہی زمانہ دوسرے مشرقی علوم اور مشرقی صنائع کی رفعت شان کا ہے، اور جس ساعت سے طب مشرقی کا ستارہ رجعت میں آتا ہے اسی گھڑی سے دوسرے مشرقی فنون و حکم کی نکبت و فلاکت کا دور زبوں شروع ہو جاتا ہے۔

الغرض مشرقی علوم کی تاریخ طبی کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے اور اسکے اسباب ترقی اور اسباب پستی کا کھوج لگایا جائے تو سارے مشرقی علوم ان اسباب میں شریک ہوں گے اور سب کے حالات لاریب یکساں اور متشابہ ملیں گے۔ **المختصر** جو بات دہلی اور لکھنؤ کے حکماء پر صادق ہے، وہی بات سندھ اور دیوبند کے علماء کے حال پر مطابق ہے۔

مدعا یہ کہ علوم طبیہ کی داستان دوسرے علوم کی کہانی سے ملی جلی ہے۔ دوسرے مشرقی علوم سے الگ طب مشرقی کی کوئی ممتاز تاریخ نہیں، اس لیے اس عمومی عنوان سے بلا اختلاف سارے مشرقی علوم کا حال بیان ہو جاتا ہے۔

"چہ خوش بود کہ بیاید بیک کرشمہ دو کار"

اب رہا یہ سوال کہ اس عنوان کے قائم کرنے کی ضرورت کیا ہے؟

اس سوال کا جواب ذرا تلخ ہے، کسی قدر درد انگیز ہے، اس کے چھیڑنے سے مجلس میں سناٹا چھا جاتا ہے، محفل کا رنگ بگڑ جاتا ہے، سینوں کے اندر دل کی حرکت مضطرب ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی دلچسپ کہانی نہیں ہے جو کہنے والے کے لیے باعث لطف و سرور ہے، اور سننے والوں کے لیے بدید سامعہ نواز۔

یہ ایک افسانۂ غم ہے، ایک بدنصیب قوم کا ماتم ہے، جو اپنا سب کچھ کھو چکنے کے بعد ہر چیز سے بے خبر ہو چکی ہے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں کہ میرے معزز سامعین میری اس تلخ نوائی کو قابل مواخذہ قرار نہ دیں گے۔

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف ۔۔۔ آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

بہرحال اس عنوان کے قائم کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ ——— جس گھڑی سے سیاسی اقتدار ہمارے ہاتھوں سے رخصت ہوا، اور جس ساعت سے ہمارے سروں سے سرداری کے تصورات نکل کر اس کے اندر غلامی و محکومی کے جذبات داخل ہوئے، اسی ناپاک گھڑی، اور اسی منحوس ساعت سے ہماری ذہنیت کچھ ایسی مرعوب و پست ہو گئی کہ ہماری آنکھوں میں اپنی ہر چیز چھوٹی، اور دوسروں کی ہر چیز بڑی نظر آنے لگی۔ ہمارے دلوں سے اپنے بزرگوں کی عظمت کافور ہو گئی، جو بلا اختلاف تمام عالم کے مسلّم استاد، اور تمام علوم کے امام تھے، اور جن کی جناب میں آج بھی مغرب کے اکابر علم و فن جبین نیاز گھس کر تسلیم

وکورنش بجالانا حق سپاس گزاری تصور کرتے ہیں، جیسا کہ ڈاکٹر گرونز[1] (مترجم قانون) کے قول سے عنقریب ظاہر ہوگا۔
بخدائے لایزال، مولانا حالی کے ان تاریخی اشعار میں کوئی مبالغہ اور شاعری نہیں ہے۔

زمانہ میں پھیلی طب ان کی بدولت　　ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت
نہ صرف ایک مشرق میں تھی ان کی شہرت　　مسلم تھی مغرب تک ان کی حذاقت
سلرنو میں جو ایک نامی مطب تھا
وہ مغرب میں عطار مشک عرب تھا

ابوبکر رازی، علی ابن عیسےٰ　　حکیم گرامی حسین ابن سینا
حنین ابن اسحٰق قسیس دانا　　ضیا ابن بیطار راس الاطبا
انھیں کے ہیں مشرق میں سب نام لیوا
انھیں سے ہوا پار مغرب کا کھیوا

غرض فن ہیں جو مایۂ دین و دولت　　طبیعی، الٰہی، ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا، ہندسہ اور ہیئت　　سیاست، تجارت، عمارت، فلاحت
لگاؤ گے کھوج ان کا جا کر جہاں تم
نشاں ان کے قدموں کے پاؤ گے واں تم

ہوا گو کہ پامال بستاں عرب کا　　مگر اک جہاں ہے غزلخواں عرب کا
ہرا کر گیا سب کو باراں عرب کا　　سپید و سیہ پر ہے احساں عرب کا
وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی
کنوڈی رہیں گی ہمیشہ عرب کی

لیکن آج اس بدبخت قوم کا کیا حال ہے جو کل اتنی سربلند تھی؟
حالی سے بہتر اس کا نقشہ کوئی دوسرا نہیں اُتار سکتا،

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے　　فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے　　چپ و راست سے یہ صدا آرہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے، ابھی سو گئے تم

دنیا کی خود دار قومیں اس چیز کو کسر شان اور اپنے قومی وقار کے منافی سمجھتی ہیں کہ وہ اپنے تہذیب و تمدن کو چھوڑ کر دوسری قوموں کے ساتھ بہ جائیں، اور اغیار کے کردار و اطوار اختیار کرکے ان کے رنگ میں رنگ جائیں۔
لیکن ہماری قومی ذلت اور غلامانہ ذہنیت کی انتہا یہ ہے کہ ہم آنکھ بند کرکے مغرب کے سیلاب میں بہے چلے جا رہے ہیں، حتیٰ کہ بقول ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری مرحوم۔
"ہم اپنے لباس سے شرماتے ہیں — اپنی زبان سے شرماتے ہیں، اپنے رنگ سے شرماتے ہیں۔"
الغرض اپنی ہر چیز ہمیں حقیر و ذلیل نظر آتی ہے۔
حضرات! —— اگر کسی قوم کا حال اس طرح تباہ ہو جائے، تو کیا آپ کہہ سکیں گے کہ اس کی قلبی کیفیت صحیح ہے، اس کی دماغی حالت درست ہے اور اس کا قومی مزاج اعتدال پر قائم ہے؟
معاف فرمائیے اور مجھے صاف صاف عرض کرنے دیجیے۔ —— میرے نزدیک وہ قوم اپنی قومیت کھو چکی ہے، اس کی ہستی دوسری قوم غالب میں منجذب ہو کر مدغم ہو چکی ہے۔ اس کا ذہن فاسد، اور اس کی فکر مختل ہو چکی ہے، وہ جمود و نحوست کی مریض ہے، اس لیے گو اس کی آنکھیں بظاہر کھلی ہوئی ہیں، مگر وہ قطعی بےحس و مدہوش ہے اور اسے کچھ

[1] ڈاکٹر گرونز ایم۔ ڈی لندن)

نظر نہیں آتا۔ قوم فاتح کے عمل تنویم (ہپناٹزم) نے گہرا اثبات پیدا کرکے اس قوم پر لیتھرغسی نسیان طاری کر دیا ہے جس سے اس کے سارے قوائی حساسہ و مدرکہ فنا ہو چکے ہیں۔

اس بیان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے —— یہ واقعات ہیں حقائق ہیں جن کے مطالعہ کے لیے بصیرت کی آنکھیں درکار ہیں۔ ماؤف قوم کی کوتاہ بیں آنکھوں سے یہ حقائق روپوش رہا کرتے ہیں۔

ان حقائق پر آپ کو زیادہ تعجب کرنے کی ضرورت نہیں —— غلاموں کی بستی جہاں بھی پائی جاتی ہے، وہاں اس قسم کی بیماریاں بہت ہی عام اور کثیر الوقوع ہوا کرتی ہیں۔ اس قسم کے مردہ غلاموں پر جن کی قومی روح مار دی گئی ہے غیر قوم کا حکومت کرنا آسان ہوا کرتا ہے جس کی حکومت کی غرض و غایت یہ ہو کہ محکوم قوموں کے خون سے حکمراں قوم کی کھیتیاں سینچی جائیں، اس لیے سیاست کی بے پناہ قدرت سے جادوگری کا کام لیا جاتا ہے اور ذہنی وبا پھیلا کر غلاموں کے عقل و اذہان پر ایک سیاہ پردہ ڈال دیا جاتا ہے —— پھر یہ عمل مسلسل اور بار بار کیا جاتا ہو، تاکہ اس کی غفلت و مدہوشی کا تسلسل نہ ٹوٹنے پائے اور اس کی قومی عزتیں بالاتصال و دوام ذلتوں میں تبدیل ہوتی رہیں۔

اپنے ملک کو اسی تباہی اور حضرت سلیمانؑ کی لشکرکشی سے بچانے کے لیے بلقیس نے ارکان سلطنت کو اس طرح مخاطب کیا:۔

اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً، وَکَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ۔	بادشاہ جب کسی قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں، اور اس کے معززین و شرفا کو ذلیل و خوار بنا دیتے ہیں اور ایسا ہی کیا کرتے ہیں (بادشاہوں کا یہی دستور ہے)۔

اسی آیت شریفہ کا رمز علامہ اقبال کے دردمند سینے سے اس طرح نکلتا ہے:۔

آ، بتاؤں تجھ کو رمزِ آیۂ اِنَّ الْمُلُوْک — سلطنتِ اقوامِ غالب کی ہے اک جادوگری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر — پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

حضرات! —— اوپر میں نے جو کچھ عرض کیا ہے، اس کی تائید میں آپ کچھ مفکرین کے اقوال و آرا سنیے تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ میرے خیالات آیا کسی تعصب و خوش عقیدگی پر مبنی ہیں، یا یہ کہ یہ تاریخی واقعات ہیں، جس سے کسی منصف اہل نظر کو انکار نہیں، خواہ انگریز ہو، یا ہندستانی، اور خواہ ایشائی ہو، یا امریکی و افریقی۔

علوم قدیمہ، یا علوم مشرقیہ

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری مرحوم، جو مسجد کے ملا نہیں، بلکہ یورپ ہی کے تعلیم یافتہ ہیں، اپنے مضمون "وضع اصطلاحاتِ علمیہ" قدیم و جدید علوم کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لیکن جہاں قدیم تعلیم یافتہ گروہ کا قدیم علوم کو تمام جدید تحققات علمی سے بالا خیال کرنا بےجا ہے، وہیں جدید تعلیم یافتہ گروہ کا جدید علوم کی خواہ مخواہ پرستش کرنا بھی غلط ہے: جدید علوم و فنون معاذ اللہ، وحی خداوندی نہیں ہیں، جنھوں نے قدیم علوم کا دفتر مٹا دیا ہو۔ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ مغربی علوم (یعنی علوم جدیدہ) ہی تحصیل کیے جانے کے مستحق ہیں، اور جدید کو چھوڑ کر قدیم میں وقت صرف کرنا تضیع اوقات ہے، ان کو باوجود تعلیم پانے کے جاہل سمجھنا چاہیے۔ جس مغرب کے آستانہ پر اس خیال کے لوگ شبانہ روز سجدہ گزار ہیں، وہ مشرق ہی کا ادنے شاگرد ہے۔"

جو بات قدیم مصری کاھن سائس نے یونانی مقنن سولن سے کہی تھی، وہ نہایت سبق آموز اور ہمارے حسب حال ہے:۔

"اھلِ یونان! تم ہمارے سامنے بچے ہو، افلاطون جس پر تم کو ناز ہے، ہمارے ہی مکتب کا فرزند ہے۔ تھیبس کی دبستان ہی میں تم سب نے تربیت پائی ہے۔ تمھارا فیثاغورثی فلسفہ ہم ہی نے تم کو تعلیم کیا ہے، اور تم کو، جو عقل و دانش سے عاری تھے، ہم ہی نے غور و فکر

کے جوہر سے مزین کیا ہے۔ تمھارا فلسفۂ ابتہاج، اور تمھارا فلسفۂ غم ہمارا ہی عطا کردہ ہے۔ ہم ہی نے تم کو رونا اور ہنسنا سکھایا ہے۔ الف سے ے کر پے تک جو کچھ تمھارا سرمایۂ ناز ہے، ہمارا ہی دیا ہوا ہے۔" (باقیات بجنوری صفحہ ۲۰ و ۲۹)

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری مرحوم ہماری طرح غلاموں کی بستی میں پیدا ہوئے تھے، لیکن خدا نے انھیں ایک آزاد قلب عطا فرمایا تھا۔ وہ ایسے لوگوں کو جاہل سمجھتے ہیں "جو قدیم علوم میں وقت صرف کرنے کو تضیع اوقات خیال کرتے ہیں" اسی طرح میں بھی ایسے لوگوں کو، جو طب قدیم کو پست سمجھتے ہیں، جاہل، ناواقف، غلام اور ایک پست ذہنیت انسان سمجھتا ہوں۔ میں اسے ایک ایسی قوم کا فرد سمجھتا ہوں۔ جو ذلت کی انتہائی گہرائی میں ڈوب چکی ہے اور جس کی نظر میں اپنی کوئی چیز با وقعت نہیں رہی حتیٰ کہ اس کی نگاہ میں اس کی اپنی ہستی بھی خوار ہو چکی ہے۔

علیٰ ہذا، مصری کاہن سائس نے یونانی مقنن سولن سے یونان کے زمانۂ عروج میں جو کہا تھا، اور صادق تھا، وہی آج ہم اہل فرنگ سے ان کے فخر و غرور کے زمانے میں کہہ سکتے ہیں، جو اسی طرح صادق اور مطابق ہے:

> اے اہل فرنگ! تم قرون وسطیٰ کی وحشت، بربریت، اور جہالت کے دور کو یاد کرو جب علم و حکمت کا آفتاب افق مشرق پر چمک رہا تھا۔ وہ مشرق ہی ہے جس نے تاریکیوں سے نکال کر اور علم و دانش اور تہذیب و تمدن کے اداب سے آراستہ کر کے تمھیں آدمی بنایا۔
>
> اندلس، صقالیہ، اطالیہ میں تم سینکڑوں سال ہمارے عربی مکاتب و مدارس میں ہماری شاگردی کرتے رہے۔ وقت کیا چیز ہے، اس کی قیمت ہمیں نے تمھیں بتائی اور وقت کے ناپنے کا پیمانہ جسے گھڑی کہتے ہیں، مشرق ہی نے بنا کر یورپ کو وقت کی قدر و قیمت سے آگاہ کیا۔ کیا تمھیں یاد نہیں کہ جس وقت خلیفہ ہارون الرشید کی بھیجی ہوئی گھڑی فرانس پہنچی ہے تو دربار شارلمان کے پورے عقلاء چکر میں پڑ گئے، اس وقت کسی کو ایک پرزے کے سمجھنے کی قدرت نہ تھی۔ استعمال تو بڑی چیز ہے۔
>
> تمھیں وہ زمانہ یاد ہے، جب توپ، تفنگ کے نام سے تمھارے کان آشنا نہ تھے، یہ فخر ہمیں کو حاصل ہے کہ بارود کی جنگی اہمیت اور اس کے طریقۂ استعمال سے تمھیں آگاہ کیا۔
>
> کیا تم ایسے احسان فراموش ہو کہ استادوں کو بھول گئے اور اپنے تلمذ کا زمانہ فراموش کر گئے جب کہ تم پر عربی اساتذہ کا اتنا رعب طاری تھا کہ تم رومیوں کا مقابلہ کر سکتے تھے، یونانیوں سے بھڑ جانے کی تاب و تواں پاتے تھے مگر عربوں کے نام سے تم کانپنے لگ جاتے اور ان کے تصور سے تمھارے ہوش و حواس اڑ جاتے تھے جس پر تمھارے پیشواؤں کو تمھاری اس مرعوبیت، پستی و اعتراف شکست پر مرثیے لکھنے پڑے اور جس کے افسانے آج بھی تاریخ کی کتابوں میں، جو تمھارے ہی ہموطنوں نے لکھے ہیں، بہ تفصیل موجود ہیں۔
>
> اگر تمھیں شک ہو تو فرانس کے مشہور مورخ گستاولیبان کی کتاب تمدن عرب کے وہ مخصوص اوراق پڑھ لو جن میں یہ پوری دل خراش کہانی لکھی ہوئی ہے۔

(باقی آئندہ)

خطبۂ افتتاحیہ

از مسٹر عبدالحمید خاں بی۔ اے (آنرز) بی۔ ایس۔ سی۔ کلکٹر
ضلع مشرقی خاندیش

جو پراونشل طبی کانفرنس جلگاؤں کی طبی نمایش کا افتتاح کرتے وقت
صاحب موصوف نے پڑھا

اطبّائے گرامی وحاضرین باتمکین!

اس سے پہلے کہ میں اپنے ناچیز خیالات کا اظہار کروں، اراکین مجلس استقبالیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنھوں مجھے شرکتِ کانفرنس کے لیے مدعو فرمایا، افتتاحِ طبی نمایش کی عزت بخشی، نیز نامی گرامی قابل زیارت حکمائے کرام سے ملنے کا موقع بہم پہنچایا۔

حضرات! یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ میں نہ حکیم ہوں نہ وید نہ ڈاکٹر، اس لحاظ سے میرا طبی اور فنی مسائل پر کماحقہ کلام کرنے کی دسترس نہ رکھنا قدرتی امر ہے، جس کے متعلق میں معذرت چاہتا ہوں۔

میں جو کچھ کہوں گا صرف رفاہِ عام کے پیشِ نظر طب کی ضرورت، طب کی عام اشاعت اور طب کی مناسب حال ترقی کے متعلق اپنے ناچیز خیالات ہوں گے۔ خدا کرے کہ وہ آپ کے پسند ہوں اور اس پر عمل کرکے مخلوق خدا فائدہ اٹھائے۔

مجھے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے ملک کے ویدوں اور حکیموں میں اپنی طب کی تعلیم، ترویج اور اس کے فوائد کو عام کرنے کا جذبہ پیدا ہوگیا ہے۔ یہ ملک اور فن دونوں کے لیے نیک فال ہے اللہ تعالےٰ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر حکیم صاحبان نے اپنے بزرگوں کے اس قیمتی فن کی اشاعت و ترقی کی کافی کوشش کی اور نمایاں حصہ لیا تو بہت جلد یہ دنیا میں (دوسری طبوں کے مقابلے میں) گزشتہ کی طرح اپنی عظمت و وقار کو پھر حاصل کریں گے اس لیے کہ طب میں ایسے جواہر پائے جاتے ہیں جو موجودہ زمانے کے بازار بھی کافی قیمت پا سکتے ہیں۔ مگر ضرورت ہے کہ ان کی جلا کی جائے۔ ان کو زمانے کے مذاق کے مطابق خرادا جائے۔ ان کے پسندیدہ پہلو نکالے جائیں تو یہ انگشتری کا قیمتی نگینہ بننے کی استعداد رکھتے ہیں۔ اور آج بھی جن قابل حکمانے اس طریقے کو اختیار کرلیا ہے وہ کسی حیثیت میں بھی دوسروں سے کم نہیں ہیں۔ میں مودبانہ عرض کروں گا کہ اس شریف وعزیز فن کو نیک کام سمجھ کر کیا جائے۔ دھندا نہ بنایا جائے۔ حکیموں کا مقدم فرض خدمتِ خلق ہے۔ اگرچہ انسان کے ساتھ اس کی ضروریات لگی ہوئی ہیں مگر اس کام کو محض اپنی ضروریات کے تحت انجام نہ دینا چاہیے بلکہ اپنی ذاتی ضروریات کے ساتھ مخلوق کی مشکلات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔ میری رائے میں حکیم اور وید صاحبان اگر دیہات کی طرف زیادہ توجہ کریں تو ان کی ہمدردیٔ خلق کی یہ روشن دلیل ہوگی۔ اگرچہ دیہاتیوں سے زیادہ صلہ ملنے کی توقع کم ہے مگر نیکی اور خدا کی خوشنودی سے بڑھ کر کوئی مفید اور پائے دار صلہ نہیں ہو سکتا۔ شہروں میں حکیم ڈاکٹر اور ویدوں کی کمی نہیں ہے۔ اور شہریوں کو علاج معالجہ کی بہت بڑی سہولت حاصل ہے۔ میں افسوس کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے دیہاتیوں اور غریبوں کو بے سروسامانی اور ناواقفیت کی وجہ سے امراض کا بہت شکار ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

ہمارے پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے "لکل داءٍ دواءٌ و لکل علۃ شفاءٌ" جس کو کسی نے فارسی میں یوں ادا کیا ہے "ہر دردے را درماں پیداست" یعنی ہر مرض کا علاج موجود ہے۔ آج کل بعض بیماریاں ایسی سننے میں

آئی ہیں جن کا کامیاب علاج اب تک معلوم نہ ہوسکا۔ اگر طبِ یونانی اور آیورویدک سے تعلق رکھنے والے بزرگ ان کی طرف متوجہ ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی نہ ہو۔ صرف ضرورت توجہ اور تنظیم کی ہے۔ اس موقع پر میں خوش حال طبقے سے گزارش کروں گا کہ ایسے رفاہِ عام کے کام کے انجام دینے میں حکیموں اور ویدوں کی مالی امداد کرکے ان کا ہاتھ بٹائیں۔ ہمارے دیس میں ایسی ایسی چیزیں موجود ہیں جو تاثیر میں اکسیر سے کم نہیں ہیں۔

حکمائے گرامی! یہ امر مسلّم ہے کہ اگلے مسلمان ہر وہ اچھی چیز جس سے ملے، جہاں سے ملے، جس قدر ملے، لے لینے کو کبھی عار یا خفت نہیں سمجھتے تھے۔ کوئی اس اصول کو مانے یا نہ مانے مگر زمانے کا عمل درآمد اسی کا مؤید ہے۔ خدا نے انسان کو چلنے پھرنے کے لیے دو پاؤں عنایت کیے ہیں جو انسان کی رات دن چوبیس گھنٹے کام آنے والی سواری ہے مگر باوجود اس کے عند الضرورت وہ کبھی جانوروں سے کبھی گاڑیوں سے (خواہ وہ بیل گاڑی ہو یا ریل، سائیکل، موٹر، اسٹیمر ہو یا ہوائی جہاز) کام لے لیتا ہے اور وہ یہ نہیں سوچتا کہ یہ چیزیں کس نے ایجاد کیں اور کہاں سے بن کر آئیں۔

ہم پہلے حج کے سفر میں بادبانی جہاز، اونٹ اور خچروں کی سواری استعمال کرتے تھے۔ اب موٹر، اسٹیمر اور ہوائی جہاز سے سفرِ حج کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں اسبابِ معاش اور ضروریاتِ زندگی میں موجود ہیں تو کیا یہ سب ناجائز و معیوب ہیں؟

در اصل قابلِ غور و توجہ بات یہ ہے کہ ہمیں ان مصنوعی سواریوں کا اتنا پابند و محتاج نہ ہو جانا چاہیے کہ اگر یہ نہ ملیں تو ہم بے دست و پا اور اپاہج بن کر بیٹھ رہیں بلکہ ہمیں اپنے دونوں پاؤں (قدرتی سواری) کو کافی مضبوط اور قوتِ جسمانی کو محفوظ و ترقی پذیر رکھنا چاہیے اور ضرورت کے وقت ان مصنوعی سواریوں سے بھی استفادہ کر لینے کو بُرا نہ سمجھنا چاہیے۔ یہی طریقۂ عمل اطبائے کرام اپنے فن کے متعلق اختیار کرلیں تو غیر مناسب نہ ہوگا۔ چنانچہ جس طرح اگلے بزرگانِ فن نے بعض دیگر طبوں کی مفید و آسان چیزوں کو اپنا لیا تھا اسی طرح اگر فی زمانہ مفید مطلب جدید طریقہائے علاج اور ایجادات کو اطبا کام میں لانے میں پس و پیش اور تکلف نہ کریں تو کیا خلاف ہوگا؟ لیکن بایں ہمہ اطبا کو اپنے قابلِ ناز سرمایہ طبِ اسلامی کی ترویج و ترقی سے بے پروا، اس میں جدت و اختراع سے بے فکر اور اس کی عظمت و وقار کو ہمہ گیر بنانے سے غافل نہ رہنا چاہیے کہ یہی چیزیں اطبا کے لیے باعثِ فخر و امتیاز ہو سکتی ہیں ؎

مثلِ پرکاریم یک پا بر طبِ مستقیم
پائے دیگر سیرِ طب ہائے دیگر ہم می کنند

اب میں اس طبی کانفرنس کی طبی نمائش کا رسم کے طور پر افتتاح کرتا ہوں اور مجھے توقع ہے کہ جملہ حضرات اپنے مفید و قیمتی مشوروں سے اس کانفرنس کو کارآمد و مفید ثابت کریں گے اور میری دعا ہے کہ کانفرنس کا کام بصدارت علامہ حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب بخیر و خوبی اختتام کو پہنچے (آمین)

سُرخ پھُول

روس کے دیوانہ افسانہ نگار گارشین کا آخری افسانہ

دی. ایم. گارشین (سنہ ۱۸۵۵ء - ۸۸) نے اگرچہ اپنی ساری زندگی ہر صرف نو یا دس افسانے لکھے ہیں لیکن وہی اس کو زندۂ جاوید بنانے کے لیے کافی ہوئے اور اس کا شمار روس کے عظیم ترین انشا پردازوں میں ہوتا ہے۔ گارشین کا دماغ خراب تھا اور اس پر بعض اوقات جنوں کے شدید دورے پڑتے تھے۔ اس نے بیشتر افسانے دیوانگی کی حالت میں لکھے ہیں۔ جس افسانے کا ترجمہ ہم پیش کش ناظرین کر رہے ہیں، وہ گارشین کا آخری افسانہ اور اس کی کیفیت جنون کا آئینہ دار ہے دیوانگی کے عالم میں اسے اپنے گرد و پیش کی ہر چیز ظلم و معصیت کا مظہر نظر آتی۔ وہ دنیا سے "ظلم و معصیت" کا نام و نشان مٹا دینے کے لیے کمرے کا فرنیچر توڑتا تھا پرندوں اور جانوروں کو ہلاک اور پھولوں کو پامال کرتا تھا۔ مندرجہ ذیل افسانہ لکھنے کے تیسرے یا چوتھے دن اسے مکان کی چھت سے ایک پھول میں شان معصیت نظر آگئی۔ اس نے غیظ و غضب کی حالت میں اوپر سے چھلانگ لگائی اور گر کر جان بحق ہوا۔ (ہمدرد صحت)

"ہز امپیریل مجسٹی ہز ہائی نس شہنشاہ پیٹر اعظم کے نام پر میں حکم دیتا ہوں کہ پاگل خانہ کا پورا عملہ بدل دیا جائے۔"

پاگل خانے کا منشی جو ایک لمبی چوڑی کتاب میں نئے مریض کا نام درج کر رہا تھا یہ کرخت اور تحکمانہ آواز سن کر مسکرایا لیکن دو آدمی جو مریض کو لے کر آئے تھے ان کے اُترے ہوئے چہروں پر تبسم کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ مسلسل کئی راتوں کے جاگے ہوئے تھے اور بہت دشواری سے مریض کو ریل میں بٹھا کر پاگل خانے لائے تھے۔ منزل مقصود تک پہنچنے میں جب ایک اسٹیشن باقی رہ گیا تو مریض پر جنون کا سخت دورہ پڑا۔ اس نے اپنے کپڑے پھاڑ کر پھینک دیے۔ دوسرے مسافروں پر حملہ آور ہوا اور اسے چند فوجی سپاہیوں کی مدد سے بمشکل رسّی سے جکڑا گیا۔ مریض کی بڑی بڑی سرخ آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے مشکیں کسی ہوئی تھیں، اور وہ سپاہیانہ انداز میں نہایت اطمینان کے ساتھ دفتر کے کمرے میں ٹہل ٹہل کر کاغذوں اور پرانی کتابوں سے بھری ہوئی الماریوں، میزوں اور کرسیوں کا معائنہ کر رہا تھا۔

ہسپتال کے کلرک نے چپراسیوں سے کہا "مریض کو دائیں جانب کے بلاک میں لے جاؤ۔"

مریض کو مسکرا کر بولا "ہاں۔ ہاں وہ جگہ میری دیکھی ہوئی ہے۔ میں سال گزشتہ شہنشاہ کے ساتھ ہسپتال کا معائنہ کرنے آیا تھا۔ یہاں کی ہر چیز میری دیکھی بھالی ہے۔ تم لوگ مجھے مغالطہ نہیں دے سکتے۔" وہ دروازے کی جانب بڑھا۔ چپراسیوں نے اسے کھول دیا۔ وہ دفتر سے باہر نکلا اور پوری تیزی سے لپکتا ہوا پاگلوں کی بارک کی طرف بڑھا

پاگل خانہ کی عمارت قدیم طرز کی وسیع سرکاری عمارت تھی۔ سامنے کے حصے میں دو بڑے کمرے تھے۔ ایک سے ڈائننگ ہال کا کام لیا جاتا تھا اور دوسرے میں ان مریضوں کی نشست و برخاست رہتی تھی جن کی دماغی حالت مقابلتاً اصلاح پذیر ہو چکی تھی۔ ایک وسیع غلام گردش سے گزر کر باغ ملتا تھا اور اس کے کنارے پر پاگلوں کے لیے علیحدہ علیحدہ پچیس کمرے اوپر نیچے

بنے ہوئے تھے۔ بالائی منزل میں عورتیں رہتی تھیں اور نچلے حصے میں مرد۔ دو تاریک کمرے خطرناک پاگلوں کے لیے تھے۔ اس پاگل ہسپتال میں دراصل ایک سو کے قریب مریضوں کی گنجائش تھی۔ لیکن قرب و جوار میں چوں کہ کوئی دوسرا پاگل خانہ نہ تھا، اس سے یہاں مریضوں کی غیر معمولی کثرت رہتی تھی۔ ہر کمرے میں چار چار پانچ پانچ مریض تھے اور خاص کر جاڑے کے موسم میں جب کہ پاگلوں کو کمروں سے باہر نکلنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ اندر کی ہوا بہت خراب ہو جاتی تھی۔

نئے مریض کے لیے ڈاکٹروں کا حکم ہوا کہ اس کو گرم پانی سے غسل دیا جائے اور ساتھ ہی اس کی گدی اس قدر رگڑی جائے کہ بالائی جلد اڑ جائے۔ چپراسی نئے مریض کو غسل خانے میں لے گئے۔ بند کھڑکیاں، سبز رنگ کی دیواریں، مختلف قسم کے آلات، دو بڑے بڑے ٹب۔ مریض گھبرایا۔ اس کے دل میں طرح طرح وسوسے پیدا ہونے لگے ——— "یہ لوگ مجھے کہاں لائے ہیں ———؟ کہیں وہ مقام تو نہیں جہاں کفر و الحاد کے الزام میں منکران مذہب کو زندہ جلا دیا جاتا ہے ——— اچھا میں سمجھ گیا۔ میرے دشمن اس خوف ناک تہ خانہ میں مجھے ہلاک کر دینا چاہتے ہیں ——— نہیں نہیں۔ یہ دوزخ ہے دوزخ۔ میں مر گیا اور مجھے موت کے فرشتے یہاں پکڑ لائے ہیں۔"

چپراسیوں نے اس کے کپڑے اتارے اس نے شدید مزاحمت شروع کی۔ دیوانہ کی قوت بے پناہ ہوتی ہے۔ اس نے کئی وارڈروں کو گرا دیا۔ آخر کار کئی وارڈر لپٹ گئے کسی نے ہاتھ پکڑے، کسی نے پیر۔ اور مریض کو زبردستی گرم پانی کے ٹب میں ڈال دیا۔ اس نے سوچا کہ مجھے کھولتے ہوئے پانی اور پگھلے ہوئے لوہے میں ڈبو کر ہلاک کیا جا رہا ہے۔ گھبرا کر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ پانی پیٹ کے اندر بھر گیا۔ سانس لینے میں دشواری ہوئی۔ چیخنے لگا۔ گالیاں دینا شروع کیں۔ جب اس طرح بھی کام نہ بنا تو آنکھیں بند کر کے ٹب میں لیٹ گیا اور آہستہ سے بولا "اے خدا۔ میں اپنا جسم تیرے سپرد کرتا ہوں ——— مگر روح ——— ہرگز نہیں ہرگز نہیں ———" وہ پھر چلایا۔ وارڈروں نے دلاسا دیا۔ وہ خوشامد کے لہجہ میں بولا "تم لوگ مجھے کیوں قتل کر رہے ہو؟ میں بے گناہ ہوں اور میں نے تو اپنی زندگی میں کبھی کسی کو ایذا نہیں پہنچائی۔"

اب ایک وارڈر نے سخت کھردرے تولیہ کے دونوں کنارے پکڑ کر مریض کی گدی پوری قوت سے رگڑنا شروع کی۔ یہاں تک کہ بالائی جلد اڑ گئی اور گدی پر ہلکا سا زخم نمودار ہو گیا۔ مریض سمجھا کہ میری گردن کند چھری سے چھیلی جا رہی ہے پہلے زور سے چیخا۔ پھر آہستہ سے۔ اس کے بعد خاموش ہو گیا۔ جب سر قلم ہی ہو گیا تو مردہ کس طرح چیخ سکتا ہے ——— ! ہاں لاش ضرور تڑپتی ہے ——— !! وہ ٹب سے تڑپ کر فرش پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ وارڈروں نے اسے کپڑے پہنائے اور اسٹریچر پر ڈال کر کمرے میں پہنچا دیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ بے ہوشی گہری نیند سے بدل گئی اور وہ بہت دیر تک سوتا رہا۔

رات کو مریض کی آنکھ کھلی وہ اپنے کمرے میں تنہا تھا۔ ہر طرف خاموشی کا عالم طاری تھا۔ برابر کے کمرے سے دوسرے مصروف خواب مریضوں کے تنفس کی آواز آ رہی تھی اوپر کی منزل میں کوئی دیوانی ایک بے معنی بے تکا سا گیت گنگنا رہی تھی مریض سخت کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ اس کی گردن میں بھی تکلیف تھی۔ وہ سوچنے لگا۔ "میں کہاں ہوں ———؟ یہ معاملہ کیا ہے ———؟" دفعتاً اسے اپنی بیماری کے آخری ایام غیر معمولی وضاحت سے یاد آ گئے۔ اسے محسوس ہوا کہ اس نے اپنے تیمارداروں کی موجودگی میں کس قدر لغو اور مضحکہ خیز حرکتیں کی تھیں۔ اس کا دل کانپ گیا۔ آخر میں اس نے آہستہ سے کہا "خدا کا شکر ہے کہ وہ دور ختم ہو گیا" اور وہ پھر سو گیا۔

اس کے کمرے کی کھڑکی میں لوہے کی سلاخیں لگی تھیں۔ سامنے پتھر کی دیوار اور بلند عمارتوں کے درمیان ایک پتلی سی گلی تھی۔ چوں کہ اس گلی میں لوگوں کی آمد و رفت نہ تھی، اس لیے وہاں کثرت سے جھاڑیاں لگی ہوئی تھیں اور بہت کم سرخ رنگ کے پھول کھلے تھے۔ جھاڑیوں کے عقب میں کھڑکی کے اوپر اونچی دیوار پر باغ کے اونچے اونچے درختوں کی شاخیں جھکی ہوئی تھیں۔ دائیں جانب ہسپتال کی سفید عمارت تھی اور بائیں جانب مردہ خانے کی سیاہ دیوار جس کی دہشت خیزیوں کو چاند کی دل فریب کرنیں بھی کم نہ کر سکتی تھیں۔ رات میں کئی مرتبہ مریض کی آنکھ تھوڑی دیر کے لیے کھلی اور وہ اپنے کو بالکل تن درست محسوس کر رہا تھا۔

صبح وہ بیدار ہوا۔ ڈاکٹر نے کمرے میں داخل ہو کر پوچھا "کیا حال ہے؟"

مریض جلدی سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سلام کا جواب دے کر بولا "آپ کی مہربانی سے میں بہت اچھا ہوں۔ صرف گردن میں معمولی سی تکلیف ہے۔"

ڈاکٹر نے پوچھا "تمھیں معلوم ہے کہ تم اس وقت کہاں ہو؟"

اس نے مسکرا کر جواب دیا "جی ہاں۔ پاگل خانہ میں ہوں۔ مگر خیر کوئی بات نہیں ہے۔ یہاں آنا میرے لیے اچھا ہی ہو گیا۔"

ڈاکٹر اس کے متین و سنجیدہ چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ مریض نے تیوری پر بل ڈال کر کہا "تم مجھے اس قدر غور سے کیوں دیکھ رہے ہو؟ تمھاری نگاہیں میرے قلب تک بھی نہیں پہنچ سکتیں۔ لیکن میری نگاہیں ——— خدا کی پناہ۔ تمھاری روح کی گہرائیوں تک پہنچ جائیں گی۔ میری زندگی کا نصب العین ہی ظلم و معصیت کے خلاف جنگ ہے۔ تم نے مجھے پاگل خانہ میں بند کیا ہے۔ اچھا کیا۔ میرے لیے ایک مکلف ہوٹل اور پاگل خانہ برابر ہے۔ میں موت اور زندگی میں کوئی بھی فرق محسوس نہیں کرتا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اس قدر ظلم و ستم پر کیوں کمر باندھ رکھی ہے۔ کیا خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے"

ڈاکٹر مریض کی دماغی حالت کا بغور معائنہ کرنے کے لیے کرسی پر بیٹھ گیا۔ مریض نے کمرے کے اندر ٹہلتے ہوئے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھا۔ "تم نے اتنے بے گناہ بندگان خدا کو ان کوٹھریوں میں بند کر رکھا ہے تمھیں شرم نہیں آتی۔ خدا کو کیا منھ دکھاؤ گے؟ میری شرربار نگاہوں نے تعینات کے پردے خاکستر کر دیے ہیں۔ میں قید زمانی اور قید مکانی سے آزاد ہوں میں ہر زمانہ اور ہر دور میں ہوں۔ میں ہر جگہ ہوں اور ہر مقام پر ہوں اور کہیں بھی نہیں ہوں۔ مجھے تم شوق سے پاگل خانے میں بند رکھو۔ لیکن ان بے گناہوں کو جنھیں تم نے اور تمھارے بے رحم ماتحتوں نے قید کر رکھا ہے، چھوڑ دو۔ خدا کے لیے چھوڑ دو۔"

مریض کی آواز بلند ہو گئی۔ اسسٹنٹ سرجن اور انسپکٹر خاموشی سے کمرے میں داخل ہو کر ڈاکٹر کے پاس کھڑے ہو گئے۔

ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا کہ "تمھارا دعوے ہے کہ تم قید زمانی اور قید مکانی سے آزاد ہو۔ لیکن دیکھو اس وقت میں اور تم دونوں اس کمرے کے اندر بند ہیں۔ آج مئی کی ۶ تاریخ ہے اور اس وقت ساڑھے نو بجے ہیں۔"

مریض بولا، "میرے لیے وقت اور مکان کی یقیناً کوئی قید نہیں۔ میں اس وقت اس کمرے میں بھی ہوں اور قطب شمالی کے یخ بستہ سمندر کا کلیجہ بھی چیر رہا ہوں۔ اس وقت دن کے ساڑھے نو بھی بجے ہیں اور رات کے تین بھی۔ دنیا میں ہر چیز ذہنی ہے۔ نہ کوئی چیز حقیقت ہے نہ مجاز۔ جسے حقیقی سمجھ لو حقیقی اور جسے مجازی سمجھ لو مجازی۔ اب کہو کیا کہتے ہو؟"

ڈاکٹر ہنس کر بولا، "آپ کی رائے بالکل صحیح ہے۔ اچھا سگار تو پی لیجیے۔" ڈاکٹر نے کرسی رکھتے ہوئے اسے سگار دیا۔ مریض نے اس کا کنارہ دانت سے کتر کر کہا، "سگار خالق تخیل ہے۔ اس کا دھواں ایک چھوٹی سی دنیا ہے۔ اس کے ایک کنارے پر آگ ہے اور دوسرے پر ایسڈ۔ اسی طرح کائنات میں متضاد عناصر باہم ایک خاص توازن سے مل کر شان یک رنگی پیدا کر دیتے ہیں۔ اچھا ڈاکٹر صاحب خدا حافظ۔"

ڈاکٹر دوسرے مریضوں کا معائنہ کرنے چلا گیا۔ ابھی بارش ہو رہی تھی مریضوں کو باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ اسسٹنٹ سرجن جب واپسی میں نئے مریض کی جانب سے گزرا تو اس نے دیکھا کہ وہ غلام گردش میں کھڑا ہوا شیشے کے بند دروازہ سے سرخ رنگ کے ایک پھول کو بہت غور سے دیکھ رہا ہے۔ اسسٹنٹ سرجن نے آہستہ سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا، "چلیے میں آپ کو تولنا چاہتا ہوں۔ وہ اس طرح تیزی سے پلٹا کہ اسسٹنٹ سرجن ڈر سا گیا۔ مریض کی آنکھوں سے خون برس رہا تھا اور چہرے پر نفرت و حقارت کے شدید جذبات تھے۔ لیکن اسسٹنٹ سرجن سے نظریں چار ہوتے ہی وہ سنبھل گیا اور خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیا۔ اس کا وزن ۱۰۹ پونڈ تھا۔ دوسرے دن جب اسے تولا گیا تو وزن دو پونڈ کم تھا، تیسرے دن دو پونڈ اور کم ہو گیا۔ ڈاکٹر گھبرائے۔ اس کی خوراک کی مقدار بڑھا دی اور مریض زیادہ کھاتا بھی تھا۔ لیکن

وزن برابر گھٹتا جا رہا تھا۔ اسے رات کے وقت نیند کم نہ آتی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت پاگل خانہ میں ہے۔ اسے اپنی بیماری کا احساس بھی تھا۔ رات کو سونے وقت جب اس کی آنکھ اچانک کھل جاتی تھی تو وہ اپنے دماغ میں ایک خاص قسم کا سکون محسوس کرتا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے پُرسکون لمحات میں اس کا دماغ بھی آہستہ آہستہ کام کرتا رہتا تھا۔ لیکن دن نکلتے ہی جب پاگل خانہ میں زندگی کے نئے آثار پیدا ہوتے تو اس کے دماغ میں بھی ہیجان برپا ہو جاتا تھا۔ اس کی حالت اجتماع ضدین کا دلچسپ نمونہ تھی۔ کبھی کبھی بہت معتدل باتیں کرتا تھا اور کبھی بالکل بے تکی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے گرد و پیش سب مریض ہیں۔ لیکن اسے ہر شخص کی ہستی پُراسرار نظر آتی تھی۔ وہ محسوس کرتا تھا کہ ان میں سے ہر شخص کو وہ یا تو جانتا ہے یا اس کے حالات اس نے کتابوں میں پڑھے ہیں۔ اس کے خیال میں پاگل خانے کے اندر ہر ملک اور ہر زمانہ کی زندہ اور مردہ شخصیتیں دشمنوں کی سازش سے نظر بند ہیں۔ بہت سے اولوالعزم بادشاہ اور بہادر سپہ سالار بھی جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے تھے، وہ سمجھتا تھا کہ یہ سب کچھ ایک سحر انگیز حلقے کے اندر ہے اور اس حلقے کا مرکز خود اس کی ذات ہے۔ ان تمام مشاہیر عالم کو خدا نے اس کی زیر قیادت یہاں اس لیے جمع کر دیا ہے کہ دنیا سے ظلم و معصیت کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ اسے یقین تھا کہ وہ ہر شخص کے خیالات پڑھ سکتا تھا اور پُرانے درختوں کی اونچی شاخیں اسے عہدِ ماضی کے دلکش اور دردناک افسانے سناتی تھیں۔ اس نے ایک خوشنوا پرند کی زبان سے سن لیا تھا کہ پاگل خانہ کی اس عمارت کو شہنشاہ پیٹر اول نے تعمیر کرایا تھا اور وہ اس میں خود بھی چند ماہ رہا تھا۔ اسے ساری دنیا کی تاریخ پاگل خانے کی دیوار، پلاسٹروں اور اینٹوں میں لکھی ہوئی نظر آتی تھی۔ جب مردہ خانہ کے اندر کھڑکی سے جھانک کر دیکھتا تو اسے دنیا کی مشہور شخصیتوں کے چہرے صاف نظر آتے تھے۔

موسم خوش گوار ہو گیا اور مریضوں کا زیادہ وقت باغ میں گزرنے لگا۔ باغ بہت وسیع نہ تھا لیکن درخت کثرت سے تھے اور جابجا پھولوں کے خوشنما تختے نصب کیے گئے تھے۔ انسپکٹر نے باغ کی نگہداشت ان مریضوں کو تفویض کر دی تھی جو کام کرنے کے قابل تھے۔ وہ لوگ باغ میں پانی دیتے تھے۔ اس کی روشیں درست کرتے تھے۔ خوشنما پودے لگاتے تھے اور ترکاریاں وغیرہ بوتے تھے۔ باغ کے وسط میں ایک اونچا چبوترہ تھا جس پر بہتر خوشنما پھولوں کا تختہ تھا۔ کوئی ایسا پھول نہ تھا جو روس کے کسی حصے میں پیدا ہوتا ہو اور یہاں پایا نہ جائے۔ لیکن مریض باغ کے اس حصے کو پُراسرار سمجھتے تھے۔ اس کے قریب ہی پوست کے خوشنما چھوٹے چھوٹے پھول تھے جنھیں ہمارے مریض نے ایک مرتبہ غلام گردش میں کھڑے ہو کر شیشے کے بند دروازے سے بغور دیکھا تھا۔ جب پاگل خانہ کے نئے مریض کو پہلی مرتبہ باغ میں جانے کی اجازت ملی تو وہ ان پھولوں کو پھر غور سے دیکھنے لگا اس وقت صرف دو پھول کھلے تھے۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی لیکن وارڈر کو جو اس کے پیچھے کھڑا تھا نہ دیکھ سکا۔ اس لیے آگے بڑھ کر جلدی سے ہاتھ بڑھایا اور سوچنے لگا کہ پھول توڑے یا نہ توڑے۔ دفعتاً اسے ایسا محسوس ہوا کہ سُرخ رنگ کے پھول سے ایک برقی رَو نکل کر اس کے سارے جسم میں دوڑ گئی۔ اس نے ہمت سے کام لیا۔ ایک قدم اور آگے بڑھا کر پھول کو چھوا۔ لیکن اسے معلوم ہوا کہ چھوٹا سا پھول زہریلے انجرات خارج کر کے اپنی حفاظت کر رہا ہے۔ اس کا سر گھومنے لگا۔ آنکھوں تلے اندھیرا آ گیا۔ لیکن وہ دلیر انسان تھا۔ اسے غصہ آ گیا اور اس نے لپک کر پھول کا ڈنٹھل پکڑ لیا وہ اسے توڑنا ہی چاہتا تھا کہ ایک بھاری ہاتھ اس کے شانے پر گرا۔ یہ وارڈر کا ہاتھ تھا۔ اس نے مریض سے کہا "پھول مت توڑو۔ یہاں تمھاری طرح بہت سے پاگل ہیں اگر ہر پاگل ایک ایک پھول توڑے تو سارے باغ میں ایک پھول بھی باقی نہ رہے گا۔"

مریض نے پلٹ کر وارڈر کو حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھا اور زیر لب بڑبڑاتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ "بدنصیب ظالمو! تم اندھے ہو۔ اسے میرے ہاتھ سے بچانا چاہتے ہو۔ خیر آج نہیں تو کل ہم تمھیں اپنی بے پناہ متحدہ قوت کا کرشمہ دکھائیں گے اور میں اگر ظلم و معصیت کو دنیا سے مٹانے کی کوشش میں مر بھی جاؤں تو کیا مضائقہ ہے۔"

وہ تمام دن باغ میں ٹہلتا رہا۔ کبھی ایک پاگل سے بات کرتا تھا کبھی دوسرے سے۔ اسے اس بات کی پروا نہ تھی

کہ کسی پاگل نے کیا جواب دیا۔ اس کے نزدیک اصل جواب وہی تھا جو اس کے دماغ میں پیدا ہو۔ شام تک اسے یقین آگیا کہ معاملہ بالکل تیار ہے۔ پاگل خانہ کی آہنی سلاخیں بہت جلد ٹوٹ جائیں گی۔ جو شاہیرِ عالم یہاں نظر بند ہیں وہ پھر اپنے گردہ کو واپس جائیں گے۔ دنیا ایک زہریلے ناگ کی طرح اپنی پرانی کینچلی اتار دے گی اور نئے حسن و جمال کے ساتھ نمودار ہو گی۔

پھول کا خیال اس کے دماغ سے زائل ہو گیا تھا۔ لیکن جب شام ہوئی اور سارے مریض باغ سے رخصت ہو کر اپنے اپنے کمروں میں جانے لگے تو زینہ پر چڑھتے وقت اس کی نظر پھر ان دو سرخ رنگ کے پھولوں پر پڑی۔ وہ ٹھٹک گیا اور وارڈر کے پیچھے کھڑے ہو کر موقع کا انتظار کرنے لگا۔ دوسرے مریض اپنے کمروں میں چلے گئے۔ وارڈر کی نظر بچا کر وہ تیزی سے جھپٹا اور ایک پھول کو توڑ کر اپنی قمیص کے نیچے بغل میں چھپا لیا۔ پھول کے جسم سے مس ہوتے ہی ایسا معلوم ہوا کہ زہریلی سوئیاں چبھ رہی ہیں۔ چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔ دم گھٹنے لگا۔ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ پیشانی پر سرد پسینہ آگیا اور وہ سمجھا کہ ذرا دیر میں اس کی روح تن سے نکل جائے گی۔ لیکن اس نے ہمت سے کام لیا۔ اپنے کو سنبھالا اور پھول کو مسلتا ہوا کمرہ میں داخل ہو گیا۔

کچھ مریض اپنے بستروں پر بیٹھے ہوئے رات کے کھانے کا انتظار کر رہے تھے۔ کچھ مریض کمروں کے اندر ٹہلنے میں مصروف تھے ہمارا ہیرو بھی سینے پر ہاتھ رکھے ٹہل رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پھول کو بالکل مسل ڈالنا چاہتا ہے۔ جب کوئی شخص اس کے قریب سے گزرتا تو وہ چلاتا "خبردار میرے پاس نہ آنا، خبردار میرے پاس نہ آنا" لیکن پاگل خانہ میں اس قسم کی باتوں کی جانب کوئی توجہ نہیں کرتا ہے۔

وہ غلام گردش میں ایک گھنٹے تک غیظ و غضب کے عالم میں ٹہلتا رہا اور بار بار دانت پیس کر کہتا تھا "میں تمھارا گلا گھونٹ دوں گا۔ میں تمہیں سسکا سسکا کر ماروں گا۔"

کھانے کی گھنٹی بجی۔ لوگ کھانے کے کمرے میں جمع ہو گئے۔ جن مریضوں کو مخصوص غذا دی جاتی تھی انھیں کھانا ان کے کمروں میں پہنچا دیا۔ ہمارے مریض کا وزن بھی چونکہ روز بروز کم ہوتا جا رہا تھا۔ اس لیے اس کی غذا کا بھی خاص طور پر لحاظ رکھا جاتا تھا۔ اسے کھانا پہنچا دیا گیا۔ لیکن وہ اپنے کھانے سے فارغ ہو کر ذرا دیر بعد ڈائننگ ہال میں آگیا اور انسپکٹر سے بولا "کیا میں بھی ان لوگوں کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھ سکتا ہوں؟"

انسپکٹر نے حیرت سے پوچھا، "کیا تمھیں کھانا نہیں ملا؟"

وہ بولا، "کھانا تو ملا تھا۔ لیکن پیٹ نہیں بھرا۔ میں بہت بھوکا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی۔ میری قوت کا انحصار ہی غذا پر رہ گیا ہے۔"

انسپکٹر نے اسے کچھ اور کھانے کو دیا۔ وہ کھا گیا اور مزید کھانا طلب کیا۔ انسپکٹر نے کہا "بس اٹھو اب تم بہت کھا چکے ہو" وہ بولا "میں نے زیادہ نہیں کھایا۔ مجھے زیادہ کھانا چاہیے۔ کیوں کہ ایک زبردست مہم سر کرنے کے لیے مجھے خوب کھانے کی ضرورت ہے۔ اچھا تم نہیں کھلاتے تو میں جاتا ہوں۔ خدا حافظ۔"

انسپکٹر نے پوچھا، "کہاں جا رہے ہو؟"

وہ مسکرا کر بولا، "میں؟ کہیں نہیں۔ ابھی تو یہیں مقیم ہوں۔ لیکن کل شاید آپ سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔ آپ کی مہربانی کا شکریہ۔"

مریض کی آواز کانپ رہی تھی۔

انسپکٹر نے دلاسا دیتے ہوئے کہا، "تم گھبراتے کیوں ہو؟ جاؤ اپنے کمرے میں سو رہو۔ سونا تمھارے لیے بہت مفید ہے۔"

تھوڑی دیر بعد پاگل خانے میں مکمل خاموشی طاری ہو گئی۔ ہر شخص سو رہا تھا۔ لیکن صرف نیا مریض جو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے بستر پر کروٹیں بدل رہا تھا، اسے محسوس ہو رہا تھا کہ پھول نے خوف ناک زہر اس کے جسم میں پیوست کر دیا ہے۔

وہ تمام رات سو نہ سکا۔ اس نے پھول توڑ لیا تھا۔ کیوں کہ وہ اسے توڑنے کے لیے مجبور تھا۔ مریض کو یہ پوست کا پھول

تمام برائیوں کا مرکز نظر آرہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسی سے افیون تیار کی جاتی ہے۔ جس کے کھانے اور پینے سے لاکھوں انسانوں کی زندگانیاں برباد ہوتی ہیں۔ اسے یقین تھا کہ جو لوگ افیون کے زہریلے اثرات سے اپنی جانیں تلف کرتے ہیں ان کا خون پی پی کر اس پھول کا رنگ سُرخ ہوا ہے۔ اس پھول پر شبنم کے قطرے نہیں بلکہ بنی نوع انسان کے آنسو ہیں۔ یہ ایک خوں خوار عفریت ہے جس نے اس چھوٹے سے خوشنما پھول کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اسے اپنی جان کی بازی لگا کر بھی تلف کر دینا چاہیے۔ اس نے پھول کو اسی لیے اپنی قمیص کے نیچے چھپا رکھا تھا اور اسے بار بار مسلتا تھا کہ وہ مرجائے۔ ہلاک ہو جائے اور دنیا کو اس کی تباہ کاریوں سے نجات ملے۔ وہ جانتا تھا کہ خوف ناک پھول نے اپنی سمیت اس کے جسم میں دوڑا دی ہے۔ لیکن وہ موت کو نہیں ڈرتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ظلم و معصیت کا مقابلہ کرتے ہوئے اس کی موت ایک بہادر سپاہی کی موت ہوگی۔

وہ تمام رات اپنے اس خیالی دشمن سے مصروف جنگ رہا۔ کبھی پوست کا پھول اسے مغلوب کر دیتا تھا اور کبھی وہ پھول کو۔ لڑتے لڑتے وہ بہت کمزور ہو گیا۔ جب صبح ہوئی اور ڈاکٹر اسے دیکھنے آیا تو وہ بالکل نڈھال ہو رہا تھا۔

لیکن ناشتہ کے تھوڑی دیر بعد اس کی طاقت پھر بحال ہو گئی۔ اس نے مسلے ہوئے مرجھائے ہوئے پھول کو پُرمسرت نگاہوں سے دیکھا۔ اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ دل ہی دل میں کہنے لگا۔ خدا کا شکر ہے میں نے ایک زبردست دشمن پر قابو حاصل کر لیا۔ اس نے پھول کی مسلی ہوئی پتیوں کو حقارت سے کھڑکی کے باہر پھینک دیا اور کمرے سے نکل گیا اور لوگوں کو ہنس ہنس کر اور خوب زور شور سے اپنی فتح مندی کی خبریں سنانے لگا۔

اس کی کمزوری کی وجہ سے ڈاکٹر نے اسے باغ میں جانے کی اجازت نہیں دی اور چوں کہ وہ دن بھر ٹہلتا رہتا تھا اس لیے مارفیا کا انجکشن دے دیا گیا۔ تاکہ سکون حاصل ہو۔ مریض کو یقیناً سکون حاصل ہوا۔ وہ دن بھر آرام کرتا رہا۔ رات میں اسے مارفیا کے اثر سے نیند بھی آئی اور باغ میں پوست کا جو دوسرا پھول کھلا تھا اس کا خیال اس کے دماغ سے زائل ہو گیا۔

تیسرے دن اسے باغ میں جانے کی اجازت ملی۔ وہ پھولوں کے اس تختے کی طرف گیا۔ پوست کے پھول پر اس کی نظر پڑی، دیکھتے ہی بے تاب اور وارڈر کی نظروں کے سامنے لپک کر اسے توڑ لیا۔ وارڈر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا، "تم نے پھول کیوں توڑا؟"

اس نے جھٹکا دے کر اپنا ہاتھ چھڑایا اور فاتحانہ انداز میں چیختا ہوا اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔ وارڈر نے اس کا تعاقب کیا لیکن وہ پھول کو بغل میں چھپا کر بستر پر لیٹ گیا اور اس قسم کی بے تکی باتیں کرنے لگا کہ وارڈر مسکراتا ہوا واپس چلا آیا۔

مریض نے محسوس کیا کہ پھول کا زہر سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا اس کے جسم میں دوڑ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی گرفت سے ایک ایک عضو ٹوٹ جائے گا۔ لیکن اس نے خدا سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں اور پھول کو زور زور سے مسلنا شروع کیا۔ سارا دن وہ بستر پر لیٹا ہوا پھول کو مسلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ بالکل ریزہ ریزہ ہو گیا۔ وہ بستر سے اُٹھ کر باورچی خانے کی طرف گیا اور ان ریزوں کو دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسرت کی جھلک تھی۔ پتہ نہیں رات کس طرح گزری۔ لیکن صبح جب ڈاکٹر معائنہ کے لیے گیا تو دیکھا کہ اس کا چہرہ بالکل زرد ہے۔ آنکھیں اندر دھنس گئی ہیں قدموں میں لغزش ہے۔ چلتا ہے اور لڑکھڑاتا ہے۔ لیکن پھر بھی غلام گردش کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ٹہل رہا ہے اور زیر لب بُڑبڑاتا جا رہا ہے۔

بڑے ڈاکٹر نے اپنے اسسٹنٹ سے کہا، "مریض بہت کمزور ہو گیا ہے۔ زبردستی انجکشن دینا مناسب نہیں، مزاحمت بہت کرتا ہے۔"

اسسٹنٹ سرجن نے کہا، لیکن اسے نقل و حرکت سے کس طرح روکا جائے۔ اس کا وزن اب نزانوے پونڈ رہ گیا ہے۔ اگر آرام نہ کرنے سے اس کا وزن اس طرح کم ہوتا گیا تو وہ دو ایک دن میں مرجائے گا۔"

ڈاکٹر کے چہرے پر آثار تشویش ظاہر ہوئے۔ بولا، "اچھا اسے باندھ دو۔"

مریض کی مشکیں باندھ کر بستر پر لٹا دیا گیا اور پلنگ کے گرد چوڑی چوڑی مضبوط پٹیاں لپیٹ دی گئیں۔ مریض جکڑ دیا گیا تھا۔ لیکن نقل و حرکت کی بے پناہ خواہش تو آزاد تھی۔ وہ آزاد ہونے کے لیے کئی گھنٹے تک مسلسل جد و جہد کرتا رہا۔ آخر کار اس نے مایوسی کے عالم میں غیر معمولی قوت سے کام لے کر ایک پٹی توڑ دی۔ ٹانگیں چلا کر اس نے اپنے کو پٹیوں کی گرفت سے آزاد کیا اور پلنگ سے نیچے گر کر وارڈروں کو گالیاں دینے لگا۔ اس کی مشکیں اب بھی کسی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ فاتحانہ انداز سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ انسپکٹر نے شور مچایا۔ دو تین وارڈر دوڑ کر آئے اور اسے بستر پر دوبارہ گرانے کے لیے کشمکش کرنے لگے۔ مریض نے سخت مزاحمت کی جسم میں جو تھوڑی سی طاقت باقی رہ گئی تھی وہ سب صرف کر دی لیکن تین چار قوی ہیکل وارڈروں کا مقابلہ کب تک کرتا۔ آخر اُسے بستر پر گرا کر دوبارہ زیادہ مضبوط طریقہ پر باندھ دیا گیا اس کا سانس پھول گیا تھا۔ مگر وہ اب بھی چلّا رہا تھا "تم لوگ اندھے ہو گئے ہو۔ کچھ نظر نہیں آتا۔ کیا حماقت کر رہے ہو؟ خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو۔ ورنہ تم سب تباہ ہو جاؤ گے۔ میں نے ایک تیسرے شیطان کو زمین سے سر نکالتے دیکھا ہے۔ میں صرف میں اسے ہلاک کر سکتا ہوں ---- مجھے جانے دو۔ ---- زبردست خطرہ سامنے ہے ---- اسے ہلاک کرنا ہے ورنہ تم سب ---- "

چیف وارڈر نے ڈانٹ کر کہا، "چپ رہو۔ شور نہ مچاؤ۔"

مریض بالکل خاموش ہو گیا۔ لیکن اس کے ہونٹوں پر معنی خیز تبسم تھا۔ شاید وہ دل ہی دل میں کہہ رہا تھا "دیکھو میں تمھیں کیسا بے وقوف بناتا ہوں۔"

وہ تمام دن جکڑا رہا۔ رات کو بھی کھولا نہیں گیا۔ انسپکٹر نے اپنی موجودگی میں اسے کھانا کھلایا اور ایک وارڈر کو حکم دیا کہ مریض کے بستر کے برابر پلنگ بچھا کر سو رہے۔ دن بھر کا تھکا ماندہ وارڈر ذرا دیر بعد سو گیا۔ اور مریض نے اسے کن انکھیوں سے دیکھنے کے بعد اپنا کام شروع کر دیا۔ وہ جسم کی ساری قوت صرف کر کے بالکل کمان کی طرح ہو گیا اور اس کمرے کی کھڑکی کی طرف جھکا جس میں لوہے کی پتلی پتلی سلاخیں لگی تھیں۔ جس ڈوری سے اس کے ہاتھ باندھے گئے تھے اسے اس نے زور زور سے لوہے کی سلاخ پر رگڑنا شروع کیا اس کی یہ حرکت بہت دیر تک جاری رہی۔ آخر ڈوری کٹ گئی۔ اب اس کے دونوں ہاتھ آزاد تھے۔ اس نے انتہائی حقارت کے ساتھ بے خبر سونے والے وارڈر کی طرف دیکھا اور پٹیاں کھولنی شروع کیں۔ اس کے لیے یہ چند سیکنڈ کا کام تھا۔ اور اب وہ آزاد تھا۔ چپکے سے اٹھ کر دروازہ کی طرف گیا۔ مگر وہ اندر سے مقفل تھا۔

چابی شاید وارڈر کی جیب میں ہو گی ---- ! وہ وارڈر کی جیبیں ٹٹولنے کے لیے آگے بڑھا۔ مگر پھر اندیشہ یہ ہوا کہ کہیں وارڈر کی آنکھ نہ کھل جائے سوچتا رہا کہ کیا کرے۔ کمرے کی کھڑکی سے باہر جھک کر دیکھا۔ ہر طرف چاندنی بکھری ہوئی تھی۔ باغ میں سرخ رنگ کا پھول بھی لہلہاتا ہو گا۔ اس تخیل سے اس کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی۔ ذہن میں ایک اسکیم آ گئی۔ کھڑکی سے گلی میں کودا جائے۔ پھر دیوار پھاند کر باغ میں آ جانا آسان ہے۔ اس کے بعد ---- آخری خوف ناک پھول سے آخری جنگ ---- ! نتیجہ موت یا ابدی زندگی۔ اس نے ایک آہنی سلاخ کو پکڑ کر زور زور سے ہلانا شروع کیا۔ شاید وہ ٹوٹ جائے۔ ترچھی ہو جائے۔ مگر ناکامی ہوئی۔ سلاخ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اب اس نے ایک نئی تدبیر سوچی۔ کپڑے کی جن پٹیوں سے اُسے باندھا گیا تھا۔ اس نے انھیں لپیٹ کر رسی کی طرح بل دیا۔ اور اسے کھڑکی کی آہنی سلاخ کے گرد ڈال کر دونوں ہاتھوں سے زور لگانا شروع کیا۔ مایوسی کی حالت میں انسان کی قوت بڑھ جاتی ہے دیوانہ کی بھی۔ دو گھنٹوں کی سخت جد و جہد کے بعد اس نے دو آہنی سلاخوں کو ٹیڑھا کر دیا اور ان میں اتنا فاصلہ ہو گیا کہ سر مشکل سے نکل سکے۔ اب ان سلاخوں سے گزرنے کا سوال تھا۔ اس نے پہلے اپنا سر باہر نکالا۔ باوجودیکہ اس کے چہرے پر خراشیں آ گئی تھیں اور کانوں سے خون جاری تھا۔ وہ ہمت نہیں ہارا۔ اپنے سارے جسم کو کھینچ کر کسی نہ کسی طرح باہر نکال ہی لیا اور گلی میں گر پڑا۔ اس کے سارے اعضا مجروح ہو گئے تھے۔ انگلیوں اور گھٹنوں سے خون بہ رہا تھا۔ لیکن جوش و خروش کے عالم میں اسے کسی تکلیف کا احساس نہ تھا۔ اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا، "میں تمھارے پاس آ رہا ہوں۔"

اس نے دیوار کے پاس کھڑے ہو کر اس کا معائنہ شروع کیا جس مقام پر یہ دیوار مردہ خانہ کی دیوار سے ملتی تھی وہاں

(باقی صفحہ ۶ پر دیکھیے)

معلومات

از
اداکِ

"بحری مرض" کا علاج حیاتین سے

سمندر میں سفر کرنے والوں کا "بحری مرض" ایک بہت مشہور بیماری ہے جس میں جہاز کے ہچکولوں یا گردش کے باعث متلی ہوتی ہے اور قے آتی ہے۔ ولایات متحدہ امریکہ کے سائنس دانوں نے پچھلے دنوں اس مرض کے لیے اور اسی طرح کے دوران سر کے لیے جو بعض لوگوں کو ہوائی جہاز پر سفر کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے، حیاتین سے بہت مفید کام لیا ہے۔ مزید تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ جس طرح انسان کا پورا جسم مختلف حیاتینوں کی کمی سے متاثر ہوتا ہے بالکل اسی طرح جسم کا ایک واحد خلیہ بھی مبتلائے مرض ہو جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی معلوم کر لیا گیا ہے کہ حیاتینوں سے عضلاتی حرکات کو بھی ابھارا جا سکتا ہے۔ بعض حیاتین ایسے بھی ہیں جو آنتوں کے بیکٹیریا (جراثیم) سے افراز کے طور پر نکلتے ہیں۔ پروفیسر این ہولس صدر "امریکن کیمیکل سوسائٹی" کی تازہ ترین دریافت یہ ہے کہ حیاتین ب (۱) دوران سر متلی اور قے کی معروف سمندری اور ہوائی بیماریوں کو روکتا ہے۔ ہولس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حیاتین ب (۱) یعنی "تھیامین کلورائڈ" کا قرص مریض کو چبانے کے لیے دیتے ہیں اور جب سمندر میں تلاطم بہت زیادہ ہوتا ہے تو اس حیاتین کا ۱۵ ملی گرام (یہ مقدار روزانہ انسانی ضرورت کی تین گنی ہے) مریض کو مسلسل دو روز تک دیا جاتا ہے اس سے متلی اور قے میں بڑا افاقہ ہو جاتا ہے۔

سرطان کے علاج میں "کولچیسین"

نیو یارک کے ڈاکٹر مائیکل لیوائن نے "ٹوری ویٹینیکل کلب" کے روبرو یہ انکشاف کیا ہے کہ مرض سرطان کے علاج میں "کولچیسین" اور "ایکس ریز" کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ "کولچیسیم" ایک ایسا جوہر ہے جو کہ یا جنگلی خود رو زعفران کے بیجوں سے نکالا جاتا ہے جو نقرس کے علاج میں بہت دنوں سے کارآمد ثابت ہو چکا ہے۔ اس کا جدید ترین جوہر "کولچیسین" ہے، جو اس قدر زہریلا ہوتا ہے کہ اس کی ایک خوراک ایک "گرین" کے صرف $\frac{1}{120}$ حصہ تک محدود ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لیوائن کا بیان ہے کہ کولچیسین سے سرطان کا نشوونما رک جاتا ہے۔ لیکن اس کام کے لیے اس دوا کی خوراک اتنی مقدار میں درکار ہوتی ہے جو خود بھی خطرناک ہے۔ اس لیوائن نے اس امر کا مطالعہ کیا ہے کہ معمولی پیاز کی جڑوں کے نشوونما پر کولچیسین کی قابلِ استعمال تھوڑی مقدار کا اور "ایکس ریز" کا کیا اثر ہوتا ہے۔ جب کولچیسین اس پانی میں ملا دی جاتی ہے جس میں پیاز کی جڑیں بڑھتی رہتی ہیں تو ان جڑوں کے سرے پھول جاتے ہیں اور ان کا نشوونما رک جاتا ہے۔ لیکن جب کولچیسین کا کمزور محلول دیا جاتا ہے تو جڑوں کے سروں پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور ان کا نشوونما جاری رہتا ہے۔

جب جڑوں کے سروں میں مسلسل ۲۴ گھنٹوں سے ۴۸ گھنٹوں تک کولچیسین اور "ایکس ریز" پہنچایا جاتا ہے تو ان کے نشوونما میں عارضی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر پھر نشوونما شروع ہو جاتا ہے۔ اور جب ۳۶ سے ۴۸ گھنٹوں تک کولچیسین زیادہ تیز شعاعوں کے ساتھ دی جاتی ہے تو دو تین ہفتوں تک نشوونما رک جاتا ہے۔ اس لیے ڈاکٹر لیوائن اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ "کولچیسین اور ایکس ریز کا مرکب مرض سرطان کے علاج میں مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر ان کا خیال ہے کہ اس سلسلے میں ابھی مزید مطالعہ اور تحقیقات کی ضرورت ہے۔

انفلوئنزا کا زہریلا مادّہ

مشہور برطانی طبی رسالہ "لینسٹ" اطلاع دیتا ہے کہ آسٹریلیا میں ہزاروں سپاہیوں پر انفلوئنزا کا ایک نیا طریقۂ علاج تجربہ میں لایا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس مرض کے "زندہ" زہریلے مادّے کو بہت کمزور کر دینے کے بعد سپاہیوں

کی ناک کے اوپری حصہ پر چھڑک دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ انسان انفلوئنزا کے حملے سے محفوظ ہو جاتا ہے جس طرح چیچک کے ٹیکے سے مرض چیچک کا ایک ہلکا سا اثر پیدا ہوتا ہے۔ مگر وہ اصلی مرض کی طرح خطرناک ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طرح انفلوئنزا کے کمزور زہریلے مادے کو ناک پر چھڑکنے سے اس کا ردعمل ہلکے درد سر یا ناک بند ہو جانے کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر اصلی اور تکلیف دہ زکام کی سی حالت پیدا نہیں ہوتی۔ "لینسٹ" کہتا ہے کہ یہ طریقہ معمولی حملے میں نہیں بلکہ انفلوئنزا کے وبائی حملے کو روکنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پلاسٹک سرجری میں پسلی کا غضروف

امریکا کے "نارتھ ویسٹرن میڈیکل اسکول" کے پروفیسر ڈاکٹر اے۔ سی۔ آئوی کہتے ہیں کہ پلاسٹک سرجری (جمالیاتی جراحی) میں چہرے کے غضروف اور ہڈیوں کو درست کرنے کے لیے پسلیوں کا غضروف استعمال کیا جا سکتا ہے پلاسٹک اور دوسرے مصنوعی اجزا کی طرح یہ غضروف آس پاس کی بافتوں میں جذب نہیں ہوتا بلکہ نقصانات کی مرمت کر دیتا ہے۔ بہترین طریقہ یہ ہے کہ کسی زندہ آدمی کی پسلی کا غضروف کا ٹکڑا فوراً زیر علاج مقام پر لگا دیا جائے۔ لیکن جو نعشوں سے یا زندہ جانوروں سے کاٹ کر محفوظ رکھے جاتے ہیں وہ بھی کام آ سکتے ہیں۔

غذا اور بینائی

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جس طرح کمزور اور خراب غذا انسانی جسم کے مختلف اعضا کو نقصان پہنچاتی ہے اسی طرح اس کی قوت باصرہ کو بھی کم کر دیتی ہے۔ لیکن عام طور پر بینائی کی کمزوری ادھیڑ عمر اور بڑھاپے میں پیدا ہوتی ہے اس عمر میں انسان کی آنکھوں میں ایک خاص مرض ہوتا ہے جسے "پرسبی اوپیا" کہتے ہیں۔ اس کا خاصہ یہ ہے کہ انسان زیادہ تر دور کی چیزیں دیکھتا ہے اور نزدیک کی چیز اسے نہیں سوجھتیں۔ راچسٹر (امریکا) میں "میو کلینک" کے ڈاکٹر رسل ایم وائلڈر نے اپنی ایک دریافت ایک جنگی نامہ نگار کے سامنے پیش کی ہے اور کہا ہے کہ اگر تغذیہ کا ایک مخصوص طریقہ اختیار کیا جائے اور تغذیہ کے متعلق جدید معلومات سے فائدہ اٹھایا جائے تو انسان کو بہت بڑی عمر تک "پرسبی اوپیا" (دوربینی) کے مرض سے نجات مل سکتی ہے۔ مزید برآں ڈاکٹر وائلڈر کہتے ہیں کہ تغذیہ کے ذریعہ سے موتیا بند کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے، اور ایک زمانہ وہ آئے گا کہ جب "نزدیک بینی" اور "دوربینی" کے وہ تمام امراض جو آنکھوں کو لاحق ہوتے ہیں صرف تغذیہ کے ذریعہ سے اچھے کیے جا سکیں گے اور عینک کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

چٹکلے

(مسلسل)

از جناب حکیم مولوی محمد عبدالواحد صاحب

چٹکلہ ۸۱:- پھٹکری گلابی کو توے پر بھون کر باریک پیسیں اور اس کی رنگت بدلنے کے لیے تھوڑا سا گیرو بھی اس میں ملا دیں (چار تولے پھٹکری کے لیے ایک ماشہ گیرو کافی ہے) اس کے بعد شیشی میں رکھ چھوڑیں۔ جاڑے بخار کی آمد سے چار گھنٹے پہلے ایک ماشہ پھٹکری شربت نیلوفر ایک تولہ میں ملا کر چٹا دیں یا بتاشے میں رکھ کر کھلا دیں۔ پھر ایک ایک گھنٹے کے بعد دو مرتبہ اور استعمال کرائیں۔ اگر مریض بچہ ہو تو اسے ایک رتی سے چار رتی تک اس کی عمر کے مطابق دیں۔

جاڑے بخار کو روکنے کے لیے ایک آزمودہ دوا ہے۔ بخار کی باری سے دو تین گھنٹے پہلے کھلائی جائے۔ کھانے پینے کی کوئی چیز نہ دی جائے۔ پہلے ہی روز میں جاڑا بخار رُک جاتا ہے۔ ورنہ دو تین روز کے استعمال سے ضرور موقوف ہو جاتا ہے، بشرطیکہ مریض کو قبض نہ ہو، اگر قبض رہتا ہو تو سنا رکی ۳ ماشے کو باریک پیس کر گلقند دو تین تولے ملا کر گرم پانی کے ساتھ کھلا دیں۔ اس سے ایک دو دست آکر معدہ اور آنتیں صاف ہو جائیں گی۔

چٹکلہ ۸۲:- مکڑی کا جالا جو پرانے مکانوں میں ٹپے کے برابر دیواروں پر لگا ہوتا ہے، اسے اُتار لیں اور اس میں سے آدھا جالا گڑ میں ملا کر بخار کی باری سے دو گھنٹے پہلے کھلا دیں۔ لیکن مریض کو اس دوا سے آگاہ نہ کریں۔

جاڑے بخار خصوصاً چوتھیا بخار کی باری کو روکنے کے لیے بارہا تجربے میں آچکا ہے۔ عموماً پہلے ہی روز کے استعمال سے بخار کی باری رُک جاتی ہے۔

چٹکلہ ۸۳:- تلسی کے تازہ پتے دو تولے اور مرچ سیاہ تین ماشے۔ دونوں کو پیس کر جنگلی بیر برابر گولیاں بنا کر رکھیں۔ بخار کی باری سے چار گھنٹے پہلے ایک ایک گولی ایک ایک گھنٹے کے وقفہ سے تین بار کھلائیں۔

جاڑے بخار کو روکنے کے لیے کئی بار تجربے میں آچکا ہے۔ ایک دوست نے اس کی بہت تعریف کی ہے اور کونین کے مقابلے کی دوا بیان کی ہے۔

چٹکلہ ۸۴:- سورج مکھی کے پھول ایک تولہ دس تولہ پانی میں پیس چھان کر روزانہ صبح کے وقت پلا دیا کریں۔

ملیریا بخار کو دور کرنے کے لیے کونین کے قائم مقام ہے، دو تین روز کے استعمال سے بخار بالکل جاتا رہتا ہے کونین جیسی چیز کے مقابلے میں اس بے مزا اور بے قیمت دوا سے فائدہ اٹھائیے۔

چٹکلہ ۸۵:- لوبان کوڑیالہ دو تولے کو باریک پیس چھان کر شیشی میں رکھ لیا جائے۔ چڑھے ہوئے بخار میں ایک ایک ماشہ سفوف عرق بید مشک ۱۰ تولے اور شربت نیلوفر دو تولے کے ساتھ کھلایا جائے، دو گھنٹے کے وقفہ سے دن میں تین چار بار استعمال کرایا جائے۔ اگر مریض کی طبیعت چاہے تو سنگترے کا رس یا لیموں کا شربت بھی پلا سکتے ہیں۔

چڑھے ہوئے بخار کو اتارنے کے لیے حیرت انگیز دوا ہے۔ اگرچہ اس غرض کے لیے ڈاکٹری دوائیں مشہور ہیں جو پسینہ لا کر بخار کو فوراً اُتار دیتی ہیں۔ لیکن ان کے استعمال سے مریض بہت کمزور ہو جاتا ہے اور کچھ وقفہ کے بعد بخار دوبارہ چڑھ جاتا ہے۔ لیکن اس نقص سے پاک ہے۔ اس کے استعمال سے نہ مریض کمزور ہوتا ہے اور نہ دوبارہ بخار آتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے کھلانے سے پہلے کوئی دست آور دوا کھلا کر معدہ اور آنتوں کو پاک صاف کر لیا جائے میعادی بخاروں میں اس کا استعمال بے سود ہے۔

نوٹ خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ فرمائیں۔
"مینیجر"

سوال و جواب

نزلہ و زکام:- میرے لڑکے کی عمر سات سال کے قریب ہے اسے نزلے کی آئے دن شکایت رہتی ہے۔ بہت دبلا اور کمزور ہے ایک معالج نے مشورہ دیا کہ بچے کو خوب کھیلنے دو اور باہر رکھو تاکہ تازہ ہوا خوب مل سکے۔ میں اُسے زیادہ تر باہر رکھتا ہوں۔ اسکول بھی نہیں بھیجتا اور وہ سارا دن محلے کے بچوں کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے۔ مگر پھر بھی کوئی فائدہ نہیں۔ زیادہ کمزور ہو گیا ہمیشہ نزلہ میں مبتلا رہتا ہے۔ اس لیے تعلیم کا بھی حرج ہو رہا ہے آپ براہِ کرم مشورہ دیجیے کہ اسے نزلہ سے محفوظ رکھنے کے لیے کن ہدایات پر عمل کروں۔

(احمد شبیر با عکلہ احمد آباد)

جواب:- افسوس ہے کہ آپ نے مشورے پر غلط عمل کیا۔ کمزور بچے کو نزلہ اور زکام سے محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ آپ اسے شتر بے مہار کی طرح آزاد چھوڑ دیں اور سارے دن محلے کے آوارہ گرد لڑکوں کے ساتھ شہر کی خاک چھاننے دیں۔ آپ کا بچہ جو پہلے ہی کمزور تھا۔ اس کے اور بھی زیادہ کمزور ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تن درست اور قوی لڑکوں کے ساتھ دن بھر دوڑ دھوپ کرتا ہے اور یہ محنت اس کے کمزور قویٰ کے لیے ناقابل برداشت ثابت ہوتی ہے۔ حالاں کہ ایسے بچوں کے لیے آرام بہت ضروری ہے۔ آپ کے بچے کے لیے کھلی ہوا یقیناً مفید ہے مگر یہ مقصد صبح و شام معمولی چہل قدمی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ بچے کو پابندی سے اسکول پڑھنے کے لیے بھیجیے۔ خوراک میں خالص دودھ کی مقدار بڑھا دیجیے۔ سردی کم ہو جانے پر اسے روزانہ تازہ پانی سے غسل کا عادی کیجیے۔ مکھن، سبز ترکاریاں اور پھل وغیرہ خوب کھلائیے۔ گلے کے غدودوں کا معائنہ کرا لیجیے۔ اگر غدود بڑھ گئے ہوں تو ان کا علاج کرائیے

؟

خارش: مجھے حال میں انجکشن دیا گیا۔ جس میں سنکھیا کا جزو شامل تھا۔ جس شکایت کے لیے انجکشن دیا گیا تھا وہ تو ضرور دور ہو گئی۔ لیکن انجکشن کے دوسرے دن میرا جسم کچھ پھول سا گیا اور کھال کا رنگ سُرخ ہو گیا۔ اس کے بعد سے میرے جسم کی کھال اترنی شروع ہو گئی۔ مجھے کوئی خاص تکلیف تو نہیں لیکن خارش بہت ہوتی ہے۔ ممنون ہوں گا اگر کوئی مفید مشورہ دیجیے

(جمیل الدین کاظمی حیدر آباد دکن)

جواب: معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کا عصبی نظام سنکھیا کا ردِ عمل برداشت نہیں کر سکتا۔ آئندہ اس قسم کے انجکشنوں سے احتیاط کیجیے اور معالج کو پہلے سے متنبہ کر دیا کیجیے کہ سنکھیا آپ کے موافق نہیں ہے۔ سنکھیا کا جو اثر آپ کی جلد پر ہوا ہے وہ رفتہ رفتہ زائل ہو جائے گا۔ اندیشہ کی بات نہیں۔ کھجلی اور جلن وغیرہ سے نجات پانے کے لیے آپ خرمہرہ سوختہ ایک رتی کو ۹ ماشے اطریفل شاہترہ میں ملا کر صبح کھا لیا کیجیے۔ غذا اچھی قسم کی کھائیے اور دودھ کافی مقدار میں پینا شروع کر دیجیے۔ سنگترے آج کل خوب آ رہے ہیں۔ ان کا بکثرت استعمال کیجیے۔

؟

بے خوابی: مجھے راتوں کو نیند بہت کم آتی ہے جب بستر پر لیٹتا ہوں تو طرح طرح کے پریشان خیالات ستاتے ہیں۔ پیٹ میں کچھ گرانی بھی معلوم ہوتی ہے۔ اگر بہت دیر تک کروٹیں بدلتے رہنے کے بعد بڑی مشکل سے نیند آ بھی جائے تو بھیانک خواب نظر آتے ہیں اور آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس خیال سے کہ شاید کھانے کی خرابی سے نیند کم آتی ہو، میں نے کئی مرتبہ فاقہ کیا۔ اس سے اور بھی نیند نہ آئی۔ میں رسالہ "ہمدرد صحت" کا غذائیات نمبر پڑھ کر غذاؤں کے ذریعہ علاج کا قائل ہو گیا ہوں۔ بہت شکریہ ادا کروں گا اگر آپ مجھے ایسی غذاؤں کے نام لکھ دیں جن کے کھانے سے نیند خوب آئے۔ (محمد عثمان کھوررو، سکھر)

جواب: ایسی کوئی "پیٹنٹ" غذا نہیں ہے جس کے کھانے سے نیند خوب آئے۔ ہاں خواب آور دوائیں ضرور دستیاب ہوتی ہیں۔ مگر ہم ان کے استعمال کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ نظام عصبی پر ایسی دواؤں کا اثر عام طور پر اچھا نہیں ہوتا۔ آپ نے اپنے مرغوب ماکولات و مشروبات کی فہرست سے مطلع نہیں کیا اور نہ یہی تحریر فرمایا کہ خوراک کی اوسط مقدار اور کھانے کے اوقات کیا ہیں۔ بہرحال ہم جہاں تک اندازہ کر سکے ہیں آپ کی نیند کم آنے

اور پریشان خواب دیکھنے کی شکایت پرُخوری کا نتیجہ ہے۔ یاد رکھیے کہ جب آپ خوب شکم سیر ہو کر کھائیں گے تو بخارات معدہ کے زیر اثر آپ پریشان خواب زیادہ دیکھیں گے اور آنکھ بار بار کھلے گی۔ اگر آپ کھانا بالکل نہ کھائیں گے اور "برت" رکھیں گے تو بھی نیند نہ آئے گی۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ صبح بہت ہلکا ناشتہ کریں دوپہر کو سادہ کھانا مثل ترکاری کا سالن اور چپاتیاں کھائیے سہ پہر کی چائے نوشی بند کر دیں۔ رات کو سونے سے کم از کم دو گھنٹے پیشتر سادہ اور ہلکی غذا کھائیں اور تھوڑی بھوک رہنے پر ہاتھ روک لیں۔ بستر پر آرام فرماتے وقت اپنی قوت متخیلہ کو مینڈک کی طرح ہر طرف پھدکنے نہ دیں۔ بلکہ ایک خوشگوار موضوع پر تھوڑی دیر غور کریں۔ اُمید ہے کہ آپ کو نیند خوب آئے گی۔ احتیاطاً گوشت کا استعمال کم کر دیجیے۔ تمباکو اور چائے نوشی کی زیادتی سے بھی نیند نہیں آتی۔ اگر آپ ان چیزوں کے عادی ہوں تو چھوڑنے کی کوشش کیجیے ورنہ سہ پہر اور رات کے وقت چائے ہرگز نہ پیجیے اور جہاں تک بھی ممکن ہو سگرٹ سے احتراز کیجیے۔

؟

برائٹس ڈزیز: میرے لڑکے کی عمر سات سال ہے۔ پارسال اسے بخار آنے لگا اور گٹھیا کی طرح اس کے جوڑ پھول گئے۔ دو تین مہینے بعد بالکل اچھا ہو گیا۔ اب حال میں وہ سرخ بخار میں مبتلا ہو گیا۔ اس سے صحت ہوئی تو اس کے گردوں میں درد پیدا ہو گیا۔ سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ پیشاب میں خون آگیا تھا۔ ورنہ عام طور سے انڈے کی سفیدی سی پیشاب میں خارج ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ اُسے "برائٹس ڈزیز" ہے میں ہمیشہ طب یونانی کا قائل رہا ہوں۔ لیکن یہاں کوئی حکیم نہیں ہے جس سے دریافت کر سکوں کہ یہ کون سا نیا مرض ہے۔ براہ مہربانی برائٹس ڈزیز بتائیے کونسی بیماری ہے اور آپ مجھے بچہ کے لیے کیا ہدایات دیتے ہیں۔

(اللہ یار خاں، جگراؤں ضلع لدھیانہ)

جواب:۔ برائٹس ڈزیز کوئی نیا مرض نہیں بلکہ معمولی التہاب کلیہ یا گردوں کی سوزش (نیفرائٹس) کا دوسرا نام ہے۔ چونکہ تقریباً ایک صدی پیشتر یورپ میں ڈاکٹر رچرڈ برائٹ نے التہاب کلیہ کے متعلق بہت کچھ تحقیقات کی تھی، اس لیے مرض اس کے نام سے منسوب ہو گیا۔ سُرخ بخار کے بعد اکثر کمزور بچوں کو گردوں کی سوزش کی شکایت ہو جاتی ہے اور آپ نے جو کیفیت تحریر کی ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بچے پر التہاب کلیہ حاد کا حملہ ہوا ہے۔ بچے کو بستر پر آرام سے لٹائے رکھیے۔ جسم گرم رکھیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کمرہ میں تازہ ہوا کا گزر ضروری ہے۔ مگر اس بات کا خیال رکھیے ہوا براہ راست بچے کے جسم سے مس نہ ہو۔ سامنے کے دروازے بند اور اوپر کے روشن دان کھلے رکھیے۔ دورہ کی حالت میں بچے کو کسی قسم کی بھی غذا نہ دیجیے۔ بعض اطبا دودھ یا انڈے کا استعمال روا رکھتے ہیں۔ لیکن ہم اس کے خلاف ہیں۔ اگر بچے کو زیادہ خواہش ہو تو تھوڑا سا پانی لیموں کا عرق نچوڑ کر پلا دیجیے۔ معدہ کے نچلے حصے پشت اور پیروں کو خاص طور پر گرم رکھیے۔ دو تین دن تک مسلسل گرم اینیما مفید ہے۔ اگر ان ہدایات پر عمل کیا جائے اور تین چار دن بچے کی غذا بند کر دی جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

؟

عصبی کمزوری: میں کچھ عرصے سے کمزوریٔ اعصاب اور کمزوریٔ معدہ کی شکایات میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ ڈاکٹروں نے مجھے کیلسیم کے مرکبات استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے چونکہ مجھے آپ کی مجلس تشخیص و تجویز اور دواخانہ پر بہت زیادہ اعتقاد ہے۔ اس لیے دوائیں استعمال کر لینے سے قبل آپ سے معلوم کر لینا چاہتا ہوں کہ میں کیلسیم کے مرکبات استعمال کروں یا نہ کروں۔ نیز یہ بھی بتائیے کہ کیلسیم کے فائدے کیا ہیں۔ اگر کیلسیم کا استعمال میرے لیے مفید نہ ہو تو کوئی دوسری دوا بتائیے

(سید ابرار احمد امراؤتی)

جواب: چونکہ آپ نے مفصل حالات تحریر نہیں کیے ہیں اس لیے ہم نہ تو آپ کے لیے کوئی دوا تجویز کر سکتے ہیں اور نہ یہ بتا سکتے ہیں کہ کیلسیم کے مرکبات کا استعمال آپ کے لیے کس حد تک مفید ہے کیلسیم مفید معدنی عنصر ہے اور اس کے خاص خاص فوائد حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ہڈیوں کو بناتا اور ان کی ساخت کو برقرار رکھتا ہے۔
(۲) دل کی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔
(۳) وریدوں اور آنتوں کی دیواروں کو مضبوط کر کے جریان خون کو روکتا ہے۔
(۴) جسم کے فرسودہ خلیوں کو نئی تازگی عطا کرتا ہے۔
(۵) جسم کی قوت دافعہ کو بڑھاتا ہے۔
(۶) اعصاب کو تقویت بخشتا ہے۔
(۷) آلسیک ایسڈ کی سمیت سے جسم کو محفوظ رکھتا ہے +

ہمدرد دواخانہ دہلی کے شربتوں اور عرقوں کی قیمتوں میں مزید اضافہ

جنگ عالم گیر شروع ہونے ہی تقریباً سب ضروریات زندگی پر گرانی کا اثر پڑنے لگا تھا لیکن جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا ہمدرد دواخانہ ساڑھے تین سال اس روز افزوں گرانی کو صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرتا رہا۔ لیکن جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو مجبوراً جون سنہ ۱۹۴۳ء میں ہمدرد دواخانہ کو بھی اپنے تیار کردہ شربتوں اور عرقوں کی قیمتوں میں قلیل اضافہ کرنا پڑا اب کہ اکثر اجزا ادویہ اور بوتلوں وغیرہ کی قیمتیں سنہ ۴۳ء کے مقابلہ میں بھی بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ اس لیے سنہ ۱۹۴۳ء کی اضافہ شدہ قیمتوں میں مزید اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے لہٰذا بادل ناخواستہ آج اضافہ مزید کے اعلان کے لیے یہ نیا نرخ نامہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اضافہ زیادہ تر بوتلوں کی قیمتوں میں ہوا ہے اور کمتر دواؤں کی قیمتوں میں۔

اُمید ہے کہ معاونین دواخانہ بجز مصائب جنگ کی طرح اس اضافہ قیمت ادویہ کی مصیبت بھی گوارا کریں گے اور اس بار بار کی زحمت دہی کے لیے ہم کو معذور و مجبور تصور فرمائیں گے +

مینیجر ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۴۴ء

فہرست ان شربتوں اور عرقوں کی جن کی قیمتوں میں ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۴۴ء سے مزید اضافہ ہوا ہے

نمبر شمار	نام دوا	قیمت کل بوتل	قیمت نیم بوتل	محصول	رنگ شیشہ	نمبر شمار	نام دوا	قیمت کل بوتل	قیمت نیم بوتل	محصول	رنگ شیشہ
۱	روح شاہترہ	۱۲ار	۸ر	عہ	کالی	۲۴	شربت انگور ترش	عہر	۸ر	عہر	کالی
۲	روح کیوڑہ	للعہ	۱۰ر	للعہ	سفید	۲۵	شربت انگور شیریں	عہر	۸ر	عہر	〃
۳	روح گاؤزبان	۱۴ار	۸ر	عہر	کالی	۲۶	شربت اناناس	عہر	۸ر	عہر	〃
۴	روح گلاب	للعہ	۱۰ر	للعہ	سفید	۲۷	شربت ارزانی	عہر	۸ر	عہر	〃
۵	روح کیوہ	۱۴ار	۸ر	عہر	کالی	۲۸	شربت افسنتین	عہ	۸ر	عہر	〃
۶	روح منڈی	۱۴ار	۸ر	عہر	〃	۲۹	شربت بلگری	عہر	۸ر	عہر	〃
۷	روح پودینہ	عہر	۸ر	عہر	〃	۳۰	شربت بزوری حار	عہر	۸ر	عہر	〃
۸	روح بیدمشک	سے	۱۰ر	سے	سفید	۳۱	شربت بزوری معتدل	عہر	۸ر	عہر	〃
۹	روح بادیان	۱۴ار	۸ر	عہر	کالی	۳۲	شربت بزوری بارد	عہر	۸ر	عہر	〃
۱۰	روح عشبہ	عار	۱۰ر	عار	سفید	۳۳	شربت بنفشہ	عہر	۸ر	عہر	〃
۱۱	سکنجبین سادہ	عار	۸ر	عہر	کالی	۳۴	شربت بہی	عہر	۸ر	عہر	〃
۱۲	سکنجبین بزوری	عہر	۸ر	عہر	〃	۳۵	شربت بادام	عہر	۱۰ر	عار	سفید
۱۳	سکنجبین لیموں	عہر	۸ر	عہر	〃	۳۶	شربت توت سیاہ	عہر	۸ر	عہر	کالی
۱۴	سکنجبین لغناع	عہر	۸ر	عہر	〃	۳۷	شربت تمر ہندی	عہر	۸ر	عہر	〃
۱۵	شربت روح افزا	عہر	۱۰ر	عار	سفید	۳۸	شربت حب الآس	عہر	۸ر	عہر	〃
۱۶	شربت اسطوخودوس	عہر	۸ر	عہر	کالی	۳۹	شربت خشخاس	عہر	۸ر	عہر	〃
۱۷	شربت اعجاز	عہر	۸ر	عہر	〃	۴۰	شربت دینار	عہر	۸ر	عہر	〃
۱۸	شربت انار ترش	عہر	۸ر	عہر	〃	۴۱	شربت رنگترہ	عہر	۸ر	عہر	〃
۱۹	شربت انار شیریں	عہر	۸ر	عہر	〃	۴۲	شربت زوفا سادہ	عہر	۸ر	عہر	〃
۲۰	شربت انجبار	عہر	۸ر	عہر	〃	۴۳	شربت زوفا مرکب	عہ	۸ر	عہر	〃
۲۱	شربت ابریشم سادہ	عہر	۸ر	عہر	〃	۴۴	شربت شفا	عہر	۸ر	عہر	〃
۲۲	شربت احمد شاہ	عہر	۸ر	عہر	〃	۴۵	شربت سیب شیریں	عہر	۸ر	عہر	〃
۲۳	شربت انجیر	عہر	۸ر	عہر	〃	۴۶	شربت صندل	عہر	۸ر	عہر	〃

نمبر شمار	نام دوا	[illegible]	[illegible]	قیمت	رنگ شیشہ	نمبر شمار	نام دوا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۷	شربت عناب	عہ/	۸/	؏	کالی	۸۲	عرق پودینہ	۶/	۸/	۱۴/	کالی
۴۸	شربت فالسہ	عہ/	۸/	؏	"	۸۳	عرق شاہترہ	۳/	۸/	۱۱/	"
۴۹	شربت فریاد رس	؏	۸/	؏	"	۸۴	عرق شیر مرکب	۶/	۸/	۱۴/	"
۵۰	شربت نواکہ	عہ/	۸/	؏	"	۸۵	عرق شہ زور	سے	۱۰/	للعہ	سفید
۵۱	شربت کشوث	عہ/	۸/	؏	"	۸۶	عرق شیر معتبر الملک والا	؏	۱۰/	؏	"
۵۲	شربت کیوڑہ	عہ/	۸/	؏	"	۸۷	عرق عشبہ	۱۰/	۸/	؏	کالی
۵۳	شربت گاؤزبان	عہ/	۸/	؏	"	۸۸	عرق برگ تنبول	۱۰/	۸/	؏	"
۵۴	شربت گڑھل	عہ/	۸/	؏	"	۸۹	عرق نواکہ	؏	۸/	؏	"
۵۵	شربت لوکاٹ	عہ/	۸/	؏	"	۹۰	عرق کاسنی	۳/	۸/	۱۱/	"
۵۶	شربت مصفی خون	عہ/	۸/	؏	"	۹۱	عرق کیوڑہ نمبر ۱	؏	۸/	سے	"
۵۷	شربت مسہل	۱۲/	۱۰/	؏	سفید	۹۲	عرق کیوڑہ نمبر ۲	؏	۸/	؏	"
۵۸	شربت مویز	۱۲/	۱۰/	؏	"	۹۳					
۵۹	شربت نیلوفر	عہ/	۸/	؏	کالی	۹۴	عرق گاؤزبان	۳/	۸/	۱۱/	کالی
۶۰	شربت نارنج	عہ/	۸/	؏	"	۹۵	عرق گذر بنسخہ دیگر	۱۴/	۸/	؏	"
۶۱	شربت درد کمر	عہ/	۸/	؏	"	۹۶	عرق گذر سادہ	۴/	۸/	۱۲/	"
۶۲	شربت لیمن	عہ/	۸/	؏	"	۹۷	عرق گذر عنبری بنسخہ کلاں	؏	۱۰/	؏	سفید
۶۳	شربت گذر	؏	۸/	؏	"	۹۸	عرق گلاب نمبر ۱	؏	۸/	؏	کالی
۶۴	شربت کاسنی	عہ/	۸/	؏	"	۹۹	عرق گلاب نمبر ۲	؏	۸/	؏	"
۶۵	عرق فولاد	للعہ/	۱۰/	للعہ	سفید	۱۰۰					
۶۶	عرق روح افزا	سے/	۱۰/	سے	"	۱۰۱	عرق ماء الجبن	۸/	۸/	عہ/	کالی
۶۷	عرق چوب چینی بنسخہ خاص	؏	۱۰/	سے	"	۱۰۲	عرق ماء اللحم سادہ	؏	۱۰/	؏	سفید
۶۸	عرق عنبر	؏	۱۰/	؏	"	۱۰۳	عرق ماء اللحم عنبری بنسخہ کلاں	سے	۱۰/	للعہ	"
۶۹	ماء الحیات	؏	۱۰/	؏	"	۱۰۴	عرق ماء اللحم مکوہ کاسنی والا	۱۲/	۸/	؏	کالی
۷۰	عرق ہرا کھرا	۱۴/	۸/	؏	کالی	۱۰۵	عرق ماء اللحم بنسخہ خاص دو آتشہ	للعہ	۱۰/	عہ/	سفید
۷۱	عرق افسنتین	۶/	۸/	۱۴/	"	۱۰۶	عرق مرکب مصفی خون	۴/	۸/	۱۲/	کالی
۷۲	عرق الائچی	۸/	۸/	عہ/	"	۱۰۷	عرق مطبوخ	۸/	۸/	عہ/	"
۷۳	عرق اناس	۸/	۸/	عہ/	"	۱۰۸	عرق مکوہ	۳/	۸/	۱۱/	"
۷۴	عرق بارتنگ	۶/	۸/	۱۴/	"	۱۰۹	عرق منڈی	۳/	۸/	۱۱/	"
۷۵	عرق بادیان	۳/	۸/	۱۱/	"	۱۱۰	عرق نانخواہ	۶/	۸/	۱۴/	"
۷۶	عرق بنجاسف	۴/	۸/	۱۲/	"	۱۱۱	عرق نیلوفر	۳/	۸/	۱۱/	"
۷۷	عرق بید سادہ	۴/	۸/	۱۲/	"	۱۱۲	عرق خار خسک	۶/	۸/	۱۴	"
۷۸	عرق بید مشک نمبر ۱	؏	۸/	؏	"	۱۱۳	عرق گسونڈی	۸/	۸/	عہ/	"
۷۹	عرق بید مشک نمبر ۲	عہ/	۸/	؏	"	۱۱۴	شربت عشبہ خاص	؏	۱۰/	؏	سفید
۸۰	عرق بہار	۱۳/	۸/	؏	"						
۸۱	عرق پان	۸/	۸/	عہ/	"						

اِنسان اور موسمِ بہار!

کیا انسان اس موسم کی شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکتا؟

انسان نے جب پہلی مرتبہ دنیا میں آنے کے بعد اس دنیا کی بے رونقی کو دیکھا تو اس نے کہا "اے مالک تو نے مجھے کیسی دنیا میں بھیج دیا ہے، جہاں نہ مستی ہے نہ شوخی ہے اور نہ زندگی ہے۔"

مالک نے پوچھا "تو کیا چاہتا ہے؟"

انسان بولا "میں ایک ایسی دنیا چاہتا ہوں جہاں حسن ہو، جوانی ہو، شباب ہو، جہاں کی فضا میں مستی ہو اور جہاں وہی کیف و سرور ہو جو تیری جنت میں ہے۔ میرے مالک اس دنیا کو بھی اسی جنت کی طرح بنا دے جہاں مدتوں رہا ہوں اور جہاں کی فضا میں حسن بکھرا بکھرا پھرتا ہے۔"

مالک نے کہا "اب تو اس شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا۔"

انسان نے گڑگڑا کر کہا "میرے مالک کچھ بھی ہو میری دنیا کو جنت جیسا بنا دے۔"

مالک نے، جسے انسان کی دلداری منظور تھی، ایک اشارہ کیا، کائنات کا رنگ بدلنے لگا، مست فضائیں چلنے لگیں، زمین سے رنگ برنگ کے پھول امنڈ پڑے۔ درخت ہرے بھرے ہو گئے۔ درختوں کی شاخیں میووں سے جھک گئیں۔ دریاؤں کا پانی شفاف موتی کی طرح چمکنے لگا۔ ہر طرف حسن تھا، شوخی تھی اور جوانی تھی۔ یہ تھا دنیا کا انقلاب اور اسی انقلاب کا نام ہے موسمِ بہار۔

اگرچہ دنیا بہت پرانی ہو چکی ہے، لیکن پھر بھی اس انقلاب کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے ہر سال بہار آتی ہے اور بہار کے آتے ہی پتہ پتہ میں نشو و نما کی قوت بڑھ جاتی ہے اور ہر طرف فضا میں ایک جوانی سی لہرانے لگتی ہے۔

اِنسان اور موسمِ بہار

موسمِ بہار کی یہ انقلابی کیفیات صرف اس کائنات ہی تک محدود نہیں ہیں، بلکہ آفرینشِ عالم سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ موسمِ بہار کے آتے ہی ساتھ ہی انسان بھی ایک انقلاب محسوس کرنے لگتا ہے، چنانچہ انسانی قلب امنگوں سے لبریز ہو جاتا ہے، سرخ خون گرمی پا کر رگوں میں دوڑنے لگتا ہے، دماغ پر ایک مستی سی چھا جاتی ہے اور انسان ان کیفیات سے کچھ مدہوش سا ہو جاتا ہے۔ شاید اسی لیے قدرت نے کہا تھا کہ "اے انسان اب تو اس شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا۔"

یہ حقیقت ہے کہ انسان کے لیے یہ مست کر دینے والا موسم ناقابلِ برداشت ہی بن جاتا ہے۔ کیونکہ بہار کے آتے ہی نہ صرف انسان کے احساسات کی دنیا میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ جسمانی کیفیات بھی اس کے لیے مصیبت بن جاتی ہیں۔

موسمِ بہار میں اِنسانی جِسم کی بغاوت

موسمِ بہار کے آتے ہی انسان کے جسم میں ایک انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔ وہی خون جو ہمارے جسم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے، ہم کو پریشان کرنے لگتا ہے۔ خون گرمی پا کر رگوں میں پھیلنے لگتا ہے۔ اس میں ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے اور خون میں جوش پیدا ہونے کے ساتھ ہی وہ تمام خوفناک بیماریاں ابل پڑتی ہیں جو زیادتیِ خون یا جوشِ خون سے تعلق رکھتی ہیں۔

موسمِ بہار کے آتے ہی پھوڑے، پھنسیاں، چیچک، خسرہ، نکسیر وغیرہ کی شکایتیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ صرف یہی نہیں ہوتا

بلکہ وہ مواد جو جاڑے میں جسم کے کسی نامعلوم کونے میں پڑا ہوا تھا، گرمی پاکر اُبل پڑتا ہے اور کمزور اعضاء پر گر کر ان کو ناکارہ کر دیتا ہے غرضکہ موسم بہار کے آتے ہی انسان کے سارے جسم میں ایک ہلچل پیدا ہو جاتی ہے۔ شاید اسی لیے قدرت نے انسان سے کہا تھا کہ

"تو موسمِ بہار کی شوخی اور مستی کو برداشت نہیں کر سکے گا"

یہ جسمانی بیماریاں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟

شاعر اور ادیب کی نظر میں موسم بہار کی یہ بیماریاں موسمِ بہار کی پیدائش کی یادگار ہیں۔ لیکن اطبا کہتے ہیں کہ ان بیماریوں کو بہار جیسے معصوم اور پُر لطف موسم کی ہلاکت آفرینیوں کا سبب نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ بیماریاں اُن خرابیوں کا نتیجہ ہیں جو سردی کے موسم میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ سردی میں تو دبی پڑی رہتی ہیں لیکن جوں ہی موسم بہار کی لطیف گرمی ان کو چھیڑتی ہے یہ اُبل پڑتی ہیں۔

اطبا کی رائے ہے کہ اگر جسم میں مدافعت کی طاقت ہو تو یہ زہریلا مادہ جو سردیوں سے جسم میں پڑا ہوا تھا خود ہی نکل جاتا ہے لیکن اگر قوت مدافعت کمزور ہے تو یہ زہر جسم میں رہ جاتا ہے اور سینکڑوں خطرناک بیماریوں کا سبب بن جاتا ہے۔

موسمِ بہار ہمارے لیے مصیبت

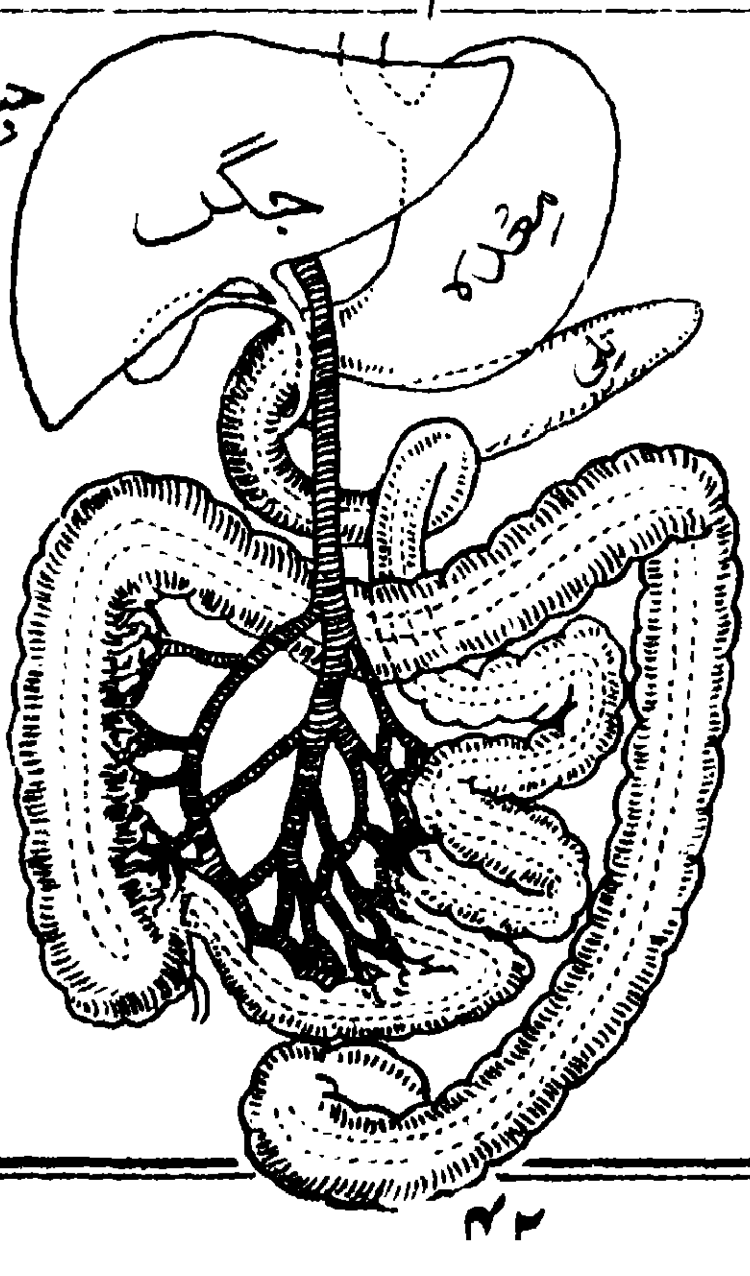
قدرت نے سچ کہا تھا کہ "اے انسان، موسم بہار کو تو برداشت نہیں کر سکے گا" چنانچہ یہی ہو رہا ہے کیونکہ ہماری تندرستیاں خراب ہوتی جا رہی ہیں۔ ہمارے جسم میں زہر کو خارج کرنے کی قوت باقی نہیں رہی۔ اس لیے موسم بہار جیسا خوش گوار موسم بھی ہمارے لیے مصیبت بن جاتا ہے۔

موسمِ بہار ہمارے لیے کس قدر قاتل ثابت ہو رہا ہے اس کا اندازہ اس خوفناک رپورٹ سے ہو سکتا ہے جو ہر سال ہندوستان میں شائع ہوتی ہے۔ اس رپورٹ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موسمِ بہار بنی نوع انسان کی تباہی کا پیام لے کر آتا ہے اور لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کو برباد کر کے چلا جاتا ہے۔

۲۷ لاکھ آدمی موسمِ بہار کے شکار

جسم کے نظامِ ہضم کے اعضاء

اتنی فی صدی روگ ان ہی اعضاء کے کاموں میں گڑبڑ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں "صافی" کی یہ خاصیت ہے کہ ان اعضاء کے فعل کو بالکل درست حالت میں رکھتی ہے۔ اگر ان میں خراب مادے جمع ہوں تو ان کو باہر نکالنے کا فوراً بندوبست شروع کر دیتی ہے اس طرح یہاں کے خراب مادے جو رگوں میں پہنچ پہنچ کر خون کو خراب کرتے تھے اب وہاں نہیں پہنچتے عام دست آور دواؤں کو دست لانے سے کام ہوتا ہے چاہے جسم کو دستوں کی ضرورت ہو یا نہ ہو صافی ہی کی یہ عجیب تاثیر ہے کہ نظامِ ہضم کے اعضاء پر صحیح صحیح عمل کرتی ہے۔



اندازہ لگایا گیا ہے کہ موسم بہار میں خون میں زہر شامل ہونے کی وجہ سے جو خوفناک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان میں تقریباً ۲۷ لاکھ آدمی یا تو جان دیدیتے ہیں یا تندرستی کھو بیٹھتے ہیں۔ ان ۲۷ لاکھ میں وہ اور کروڑوں مریض شامل نہیں ہیں جو معمولی پھوڑے پھنسیوں کی تکلیف اُٹھا کر تندرست ہو جاتے ہیں یا چیچک وغیرہ میں اپنے جسم کی خوبصورتی کو زائل کر کے زندہ رہ جاتے ہیں۔

موسمِ بہار کا ہی یہ کرشمہ ہے کہ ہر سال بیشمار آدمی اس موسم میں جنون اور دیوانگی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ غرضکہ موسمِ بہار ہمارے لیے ایک مصیبت بن کر آتا ہے اور جب جاتا ہے تو لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کو برباد کر کے چلا جاتا ہے یہ موسم بظاہر بڑا خوش گوار ہے لیکن درحقیقت ہر موسم سے زیادہ خطرناک ہے۔

صافی دودھ یا پانی میں ملاکر پی لیں۔ اس کے بعد ایک گھنٹے تک کچھ نہ کھائیں۔ اگر صافی کے دوران استعمال میں پسینہ کثرت سے خارج ہو یا پیشاب بار بار آنے لگے تو اس سے ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ صافی کا اثر شروع ہو گیا اور صافی خون کے ناقص مادوں کو پسینہ اور پیشاب کی راہ خارج کر رہی ہے۔ اگر پیٹ میں گرانی ہو تو صافی کی خوراک کو دوگنا کرکے اور اسے گرم پانی میں ملاکر پیا جائے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ دو تین دست ہو جائیں گے اور طبیعت میں شگفتگی اور ہلکا پن محسوس ہونے لگے گا۔

حفظ ماتقدم اور صحت کی حفاظت کے لیے محض ایک مہینہ تک صافی کی روزانہ ایک خوراک پی لینا بالکل کافی ہے۔ بچوں کو صافی $\frac{1}{4}$ سے $\frac{1}{2}$ خوراک تک دی جاتی ہے۔ البتہ موسم بہار کی بیماریوں میں کچھ اضافوں کی ضرورت ہوگی۔ جن کی تفصیل آگے چلکر بیان کی جائے گی۔

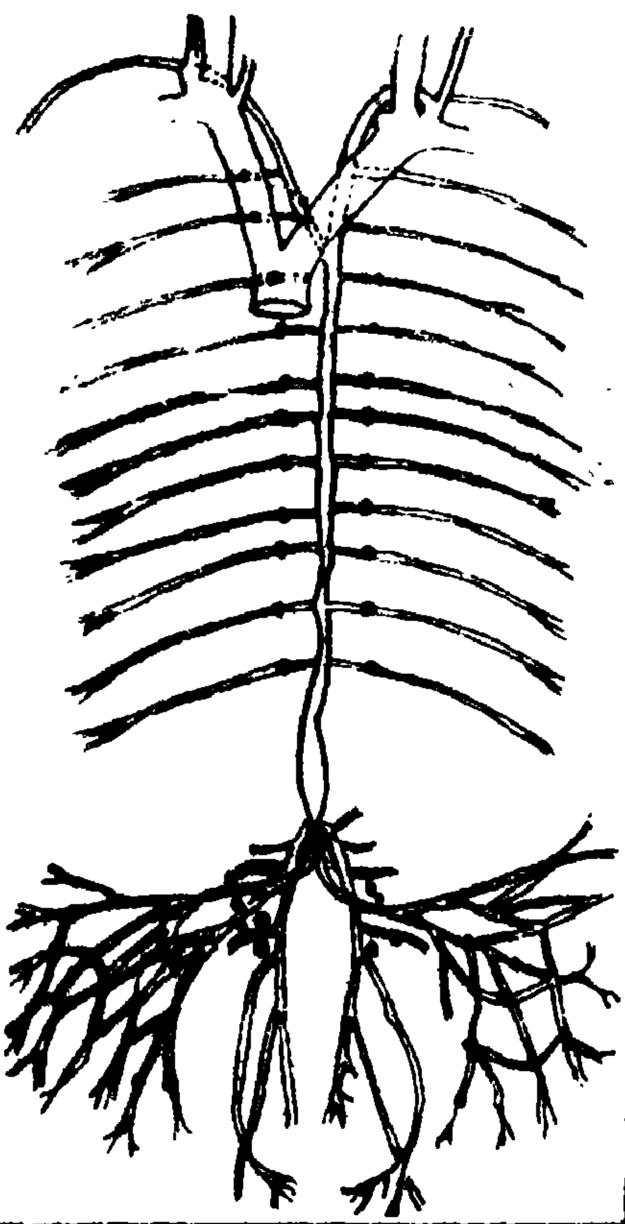
صافی کے دوران استعمال میں اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ خوراک ہلکی اور زود ہضم ہو۔ بہار کے موسم کے پھل جتنے چاہیں کھائیں

صافی کے کرشمے

یہ حقیقت ہے کہ موسم بہار کی کئی بیماریوں میں صافی کے کرشمے حیرت انگیز طریقہ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ جسم میں پہنچتے ہی خون و زہریلے مواد پر ایسا زبردست قبضہ کر لیتی ہے کہ طبیعت کو وہ کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے اور طبیعت انھیں صافی کی امداد سے آسان راستوں سے جسم سے باہر نکال دیتی ہے۔ حقیقت میں صافی کے یہ فوائد اور اثرات اس کے عجیب و غریب نسخہ اور سائنٹفک طریقہ تیاری کی بدولت حاصل ہوتے ہیں۔ صافی میں ایسی دوائیں شامل کی گئی ہیں جو بہت کم عرصے میں معدہ اور جگر کی لمبی منزلوں سے گزر کر رگوں میں پہنچ جاتی ہیں اور دوران خون میں شامل ہو کر خون کی صفائی کے قدرتی خزانوں کو سرگرم عمل بنا دیتی ہیں۔

عروق جاذبہ کو آمادہ کر دیتی ہیں کہ وہ جلد سے جلد خراب مواد کو ایسی جگہ پہنچا دیں جہاں سے آسانی کے ساتھ انھیں خارج ہونے کا راستہ مل جائے اور غدد جاذبہ کو عروق جاذبہ کی رطوبت کو چھاننے کے لیے تیار اور تیز کر دیتی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ صافی خون ہی کو متاثر کرتی ہے بلکہ اس میں یہ عجیب و غریب خاصیت موجود ہے کہ بدن میں جو خلط غالب ہوتی ہے اس کو اعتدال پر لے آتی ہے اور زائد مواد کو پیشاب، پاخانہ یا پسینے کی راہ سے باہر نکال دیتی ہے۔

جسم میں غدد جاذبہ اور عروق جاذبہ کا نظام



اس نظام پر صافی کے استعمال سے حیرت انگیز اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ نظام صافی کے استعمال سے صحیح کام کرنے لگتا ہے۔ اور پھر خون میں کوئی خرابی نہیں رہنے پاتی۔

صافی کیا ہے؟

صافی کی ان بے نظیر تاثیروں کو دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر صافی ہے کیا جس میں ایسے بے شمار منافع جمع ہو گئے ہیں۔ در اصل صافی چند مؤثر، سریع العمل اور نایاب بوٹیوں اور بہت سی بیش قیمت دواؤں کا ایسا مجموعہ ہے جس کے فوائد میں محض ترکیب عیاری کی ندرت اور اچھوتے پن سے طاقت و قوت کے معجزے پیدا ہوگئے ہیں۔ ہمدرد دواخانے میں بجلی سے چلنے والی متعدد مشینوں کی لاکھوں گردشوں اور ماہر دواسازوں کی مسلسل محنت و کاوش نے جو مجلس تجربات اور اس کے صدر محترم عالی جناب حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب کی نگرانی و سرپرستی میں بروئے کار آئی ہے، صافی کو اعجاز و کرشمہ بنا کر ایک خوبصورت سیال کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ پہلے ایک سال تک نہایت خاموشی کے ساتھ مجلس تجربات میں صافی اصولی اور فنی تجربوں کے آغوش میں پلتی بڑھتی رہی اور فن کی باریک اور نہایت دقیق نگاہیں اس کے خط و خال پر تنقید کے ساتھ پڑتی رہیں کبھی اس کے ذائقہ پر بحث کی گئی کبھی زمانۂ اثر کو کم سے کم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی کبھی اس کی طاقت عمل کو بڑھانے کی سفارش ہوئی۔ غرض ایک سال

کے بعد کئی ہزار مریضوں پر تجربہ کرکے مجلس تجربات کے تمام ممبروں نے بالاتفاق کہ دیا کہ اب صافی مکمل ہوگئی اور اس میں خون صاف کرنے اور فساد خون کی بیماریوں کو دور کرنے کی یقینی قوتیں پیدا ہوگئیں اس کے بعد صافی کو یورپ کی قیمتی دواؤں کے دوش بدوش بازار فن میں منظر عام پر رکھ دیا گیا۔

صافی کس طرح اپنا عمل کرتی ہے؟

صافی جسے کافی تبدیلیوں کے بعد موجودہ دور کی خون صاف کرنے والی دواؤں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ موثر اور کارآمد بنا دیا گیا ہے جسم انسان میں داخل ہوکر خاص طور پر یہ کام کرتی ہے کہ عروق جاذبہ (لمفیٹک ویسلز) کے اس عمل کو تیز کر دیتی ہے جو خراب مواد کو نکالنے کے سلسلہ میں قدرتاً انھیں انجام دینا پڑتا ہے جس طرح عروق جاذبہ اور عروق دمویہ (Blood Vessels) خراب مواد کو جلد ایسے مقامات پر پہنچا دیتی ہیں جہاں سے انھیں جسم سے باہر نکلنے کے لیے راستہ مل جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ صافی کبھی پاخانہ کی صورت میں جسم کے خراب اور ناکارہ مواد کو نکالتی ہے کبھی اس کے استعمال سے پسینہ زیادہ آتا ہے کبھی پیشاب۔ صافی غدد جاذبہ (لمفیٹک گلینڈز) کے قدرتی فعلوں کو بھی باقاعدہ کر دیتی ہے اور رطوبت کے چھاننے کا جو کام ان کے سپرد ہے وہ صافی سے زیادہ منظم ہوجاتا ہے۔ صافی ہر موسم ہر عمر اور ہر مزاج کے لیے یکساں مفید ہے بچوں بوڑھوں جوانوں اور عورتوں کو ہر موسم میں دی جا سکتی ہے۔

پسینے کے غدود کا خوردبینی منظر



صافی ان غدودوں کو صحیح کام کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ صافی کے استعمال سے بعض اوقات پسینہ بہت آتا ہے۔

گردہ جسم کا سب سے بڑا داروغۂ صفائی



صافی گردوں کے فعل کو اگر قدرتی طور پر ضرورت ہوتی ہے بہت حد تک مدد پہنچاتی ہے اور پھر وہ جسم کے سارے خراب مادے پیشاب کے راستے بہا دیتے ہیں۔

صافی اور بہار کی بیماریاں

موسم بہار کی مختلف بیماریوں میں اگرچہ صافی کا استعمال بالکل شافی علاج ہے تاہم اس کا طریقہ استعمال مختلف ہوتا ہے۔ اس لیے یہاں الگ الگ ہر مرض میں صافی استعمال کرنے کے آسان طریقے لکھے جاتے ہیں:-

صافی اور خون کا بخار:- خون میں جوش آجانے سے ایک خاص قسم کا بخار پیدا ہوجاتا ہے جسے اطبا کی زبان میں **سونوخس** کہتے ہیں۔ اس میں خون کا غلبہ اور اس کے گرم ہوجانے کی سب علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اگر بخار آنے سے پہلے جب مریض کو انگڑائیاں آنی شروع ہوں سر بھاری معلوم ہو اور آنکھوں میں غیر معمولی سرخی محسوس ہو تو صافی ایک ایک تولہ تھوڑے سے پانی میں ڈال کر دونوں وقت پلائیں۔ اس سے خون اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ اس کی گرمی بجھ جاتی ہے اور بخار کا اندیشہ باقی نہیں رہتا اگر اس نوبت پر علاج نہیں کیا جا سکے اور بخار ہو جائے تو ایک تولہ صافی ایک چھٹانک پانی میں ڈال کر صبح کو پلائیں۔ شام کو بھی یہی دوا دیں۔ سات دن کے بعد آٹھویں دن صبح کو دو تولے صافی نیم گرم پانی یا گرم دودھ میں ڈال کر پلائیں۔ اس سے شام تک دو تین دست ہوجائیں گے۔ شام کو چار بجے خمیرہ مروارید ۶ ماشے یا خمیرہ گاؤزبان عنبری ۶ ماشے کسی موسمی پھل کے رس کے ساتھ کھلائیں۔ نویں دن پھر ایک تولہ صافی پانی یا دودھ میں ملا کر دیں۔ شام کو اسی دوا کی دوسری خوراک دیں۔ دسویں دن پھر ڈبل خوراک سے مسہل دیں۔ اسی طرح تین مسہل دیں اس سے بخار رفع ہوجائے گا اور خون اپنی کیفیت اور طبیعت کے لحاظ سے اصل حالت پر آجائے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ مسہل کے لیے آٹھویں دن ہی کا انتظار کیا جائے۔ اگر ضرورت ہو تو درمیان ہی میں مسہل دیدیں۔ بخار رفع ہوجانے کے ایک ہفتہ بعد تک دوا دیتے رہیں۔ نقاہت رفع کرنے کی

غرض سے خمیرہ مروارید ۲ ماشے یا خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا ۳ ماشے دودھ یا کسی پھل کے رس کے ساتھ استعمال کرائیں۔ غذا میں پالک، مونگ کی دال، گھیا، توری، ٹماٹر یا سیب کی ترکاری دی جائے۔ دودھ بھی دیا جا سکتا ہے۔ گوشت سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔ میٹھی چیزیں بھی زیادہ نہ دیں۔ زیادہ مرچ اور نمک سے بھی پرہیز کریں۔ پھلوں میں انار، سنترہ اور سیب یا دوسرے موسمی پھل دینے چاہییں۔

صافی اور خسرہ:۔ جن بچوں کے خسرہ نہ نکلی ہو انھیں موسم بہار شروع ہوتے ہی روزانہ صبح و شام ۳ ماشے صافی ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں جن بچوں کے ٹیکا لگ چکا ہو انھیں بھی صافی دینی چاہیے۔ اگر خسرہ نکل آئی ہو تو صافی ۳ ماشے عرق تیفو دیہ (رجسٹرڈ) ۲ تولے میں گھول کر دیں جس سے خسرہ کے دانے اچھی طرح ظاہر ہو جائیں گے جب خسرہ نکل چکے تو کمزوری دور کرنے کی غرض سے خمیرہ مروارید ۲ ماشے کھلا کر اوپر سے دودھ یا کسی موسمی پھل کا رس پلائیں اور چند روز تک مسلسل پلاتے رہیں۔ خسرہ کے بعد جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں یا کسی مقام پر ورم یا سرخ نشانات باقی رہ جائیں تو بھی صافی ۳ ماشے پانی میں حل کر کے کچھ دن تک پلاتے رہیں۔ بچہ بہت چھوٹی عمر کا ہو تو صرف ۳ ماشے صافی پلائیں۔ شام کو نونہال آدھا چمچہ چٹائیں۔ خسرہ کے بعد دست آنے لگیں یا پیٹ پھولنے لگے اور بچہ دبلا ہو جائے، پیٹ غیر معمولی طور پر بڑھ جائے تو صبح کچھ دیر کی آدھا چمچہ دودھ میں ڈال کر دیں۔ شام کو نونہال آدھا چمچہ چٹائے یا دودھ میں ملا کر دیں۔ کھانسی باقی رہ جائے تو سعالین کی آدھی ٹکیہ پانی یا دودھ میں گھول کر دن میں چند بار دیں۔

صافی اور چیچک:۔ چیچک کے آثار نمایاں ہوتے ہی خمیرہ مروارید ۲ ماشہ کھلا کر اوپر سے صافی ۳ ماشے ذرا سے پانی میں ملا کر پلائیں۔ چیچک ڈھل جانے تک برابر یہی دوا دیتے رہیں۔ دانے کم نکلیں اور خراب عوارض پیدا ہونے لگیں تو حب تیفو دیہ رجسٹرڈ ایک عدد عرق تیفو دیہ ۲ تولے میں گھس کر بار بار دیں۔ زخم باقی رہ جائیں تو انھیں نیم کے پانی سے دھو کر ہمدرد مرہم لگاتے رہیں اور صافی ۳ ماشے پانی میں ملا کر زخم بھرنے تک پلاتے رہیں۔

صافی اور حلق کا درد:۔ شروع موسم بہار میں اکثر حلق میں درد ہونے لگتا ہے کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے۔ اگر صرف حلق میں درد ہو بخار نہ ہو تو صافی ایک ایک تولہ ذرا سی چائے میں گھول کر صبح و شام پلائیں۔ اگر طبیعت بھاری بھاری ہو تو تیسرے دن صافی کی مقدار دگنی کر دیا کریں۔ حلق کے اندر پھریری سے دوائے گلو دن میں دو بار لگائیں۔ صبح کو نہار منہ دوائے غرغرہ ۲ تولے کو پانی میں جوش دیکر اور صاف کر کے غرارے کر لیا کریں۔ کھانسی بھی ہو تو سعالین کی ایک ایک ٹکیہ منہ میں ڈال کر چوستے رہیں۔ بخار کی صورت میں صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں گھول لیں اور خاکسی ۲ ماشے پھانک کر پئیں۔

صافی اور خارش:۔ کھجلی دو قسم کی ہوتی ہے، خشک اور تر۔ اگر خارش خشک ہو، بدن پر پھنسیاں نہ ہوں اور مرض پرانا نہ ہو تو صرف صافی ایک ایک تولہ صبح و شام حسب معمول پندرہ دن تک استعمال کرنے سے دور جاتی ہے۔ مرض پرانا ہو تو ایسی صورت میں سفوف چوب چینی ۳ ماشے پھانک کر اوپر سے صافی ایک تولہ پانی میں ملا کر صبح کو پی لیا کریں۔ شام کو معجون مصفی خاص ۶ ماشے کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ کسی پھل کے رس میں ملا کر نوش کر لیا کریں۔ ایک ہفتہ تک مسلسل یہی دوائیں استعمال کرتے رہیں آٹھویں دن صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل لیں۔ دو تین دست آ کر مرض میں نمایاں تخفیف ہو جائیگی۔ بدن پر روغن صندل ایک تولہ دھوئی تلی کے ایک تولہ تیل میں ملا کر ملیں۔ خارش تر ہو اور پرانی نہ ہو اور بدن پر پھنسیاں نکل آئیں تو صرف صافی حسب معمول استعمال کیجیے یا صرف صافی ایک تولہ پانی ۵ تولے گندھک سیال ۴ قطرے ملا کر پئیں۔ خارجی طور پر ایک تولہ ضماد جرب ۵ تولے گھی میں ملا کر صبح کی دھوپ میں بیٹھ کر ملیں۔ آدھے گھنٹے کے بعد چنے کی بھوسی جسم پر مل کر غسل کر لیں اسی طرح تین دن تک کریں۔ غذا میں سبز ترکاریاں کھائیں۔ نمک مرچ اور مسالے کم کر دیں۔ ترشی اور تیل سے پرہیز کریں۔

صافی اور پھوڑے پھنسیاں:۔ پھوڑے اور پھنسیاں خواہ کسی قسم کی ہوں صافی کا حسب معمول صبح و شام استعمال ان کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ سات دن تک دونوں وقت یہی دوا پی کر ساتویں دن رات کو قرص ملین ۲ عدد کھا کر سو رہیں۔ صبح کو صافی ۲ تولے ذرا گرم پانی میں ڈال کر پی لیں۔ آسانی سے ممکن ہو تو اسی طرح ایک دن چھوڑ کر تین دن مسہل لیں۔ اگر کسی پھوڑے میں درد زیادہ ہو اور پیپ پڑنے کے آثار پائے جائیں تو اس پر نیم کے پتے ۵ تولے کو پانی میں پکا کر اس کا بھرتہ بنا کر باندھیں۔ یا السی کی پلٹس لگائیں پیپ نکل جانے کے بعد ہمدرد مرہم لگا کر پٹی باندھ دیا کریں۔

صافی اور ماشرا:۔ ماشرا حقیقت میں چہرے کا سرخبادہ ہے۔ اکثر موسم بہار میں چہرے پر ورم آ جاتا ہے۔ جدید تحقیق یہ ہے سرخبادہ ایک قسم کے کیڑے کی وجہ سے ہوتا ہے جسے اسٹرپٹوکاکس پایوجےنس (Streptococcus pyogenes) کہتے ہیں۔ اگرچہ سرخبادہ کو خزاں اور سردی کا مرض سمجھا گیا ہے مگر چہرے کا ورم جسے ماشرا کہتے ہیں، موسم بہار میں اکثر ہوتا ہے۔ اگر چہرے پر سرخ دھبے نظر آئیں یا ورم معلوم ہو تو صافی کا باقاعدہ صبح و شام استعمال کرنا چاہیے۔ تیسرے دن صافی سے ہی مسہل لیں۔ لیپ کی ضرورت ہو تو صرف رسوت ایک تولہ مہندی کے پتے ۲ تولے ہری مکو کے پانی یا صرف تازہ پانی میں پیس کر لگائیں۔ بخار ہو جائے تو کوئی خوف نہ کریں۔ یہی دوا دیتے رہیں۔

صافی اور کنسوئے:۔ کنسوئے جن کو کن پیڑ بھی کہتے ہیں، سخت متعدی مرض ہے جو خزاں یا بہار کے موسم میں ایک قسم کا کیڑا سرایت کر جانے سے دباءً پھیل جاتا ہے۔ اس مرض میں کان کی جڑ ورم جاتی ہے بخار بھی آ جاتا ہے۔ یہ بیماری بچوں اور جوانوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے

اس مرض کے پھیلنے ہی تن درست بچوں اور نوجوانوں کو روزانہ صبح کے وقت ایک تولہ صافی پانی میں ملا کر پلائیں۔ بچوں کو صافی ۳ ماشے کی مقدار میں دیں۔ مقامی طور پر ورم کی جگہ ہمدرد مرہم ملیں۔

صافی اور خناق:۔ خناق بھی چھوت دار بیماری ہے اور بچوں کو زیادہ ہوا کرتی ہے بہتر تو یہ ہے کہ گرمی بڑھنے سے پہلے ہی حفظ ماتقدم کی غرض سے صافی ایک تولہ پانی یا کسی مناسب عرق میں ملا کر پلائیں۔ مرض لاحق ہو جانے پر صبح کو معجون عشبہ ۳ ماشے یا اطریفل شاہترہ ۳ ماشے کھلا کر اوپر سے صافی ۶ ماشے نیم گرم پانی یا چائے میں ملا کر پلائیں۔ حلق میں درد ہو تو دواءُ الغرغرہ ایک تولہ پانی میں جوش دے کر نیم گرم پانی سے غرارے کرائیں۔ مقامی طور پر ہمدرد مرہم لگائیں۔ چھوٹے بچوں کو صافی ۲ تولہ نیم گرم پانی میں ڈال کر پلائیں جس سے دو تین اجابتیں ہو کر مرض گھٹ جائے گا۔

صافی اور نکسیر:۔ بہار اور گرمی کے موسم میں اکثر نکسیر پھوٹنے لگتی ہے نکسیر پھوٹتے ہی صافی ایک تولہ صبح و شام چند دن تک استعمال کرلینی چاہیے سر پر گلاب ڈالیں اور یہی تیل ناک میں ٹپکائیں۔

صافی اور مہاسے:۔ مہاسوں سے چہرہ بدنما ہو جاتا ہے اس مرض کے پیدا کرنے میں خون کی خرابی کو کافی دخل ہے صافی مہاسوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ روزانہ صبح کو صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملا کر پی لینا کافی ہے۔ کبھی کبھی صافی کی مقدار بڑھا کر مسہل بھی لے لیا کریں۔ عورتوں کو یہ شکایت ہو تو ایام کی خرابیوں کو دور کرنے کی غرض سے اوپر کے نسخے کے علاوہ رات کو سوتے وقت مستورین کا ایک چمچہ بھی دودھ میں گھول کر پی لیا کریں۔ چہرے پر ضماد مہاسہ یا غازہ حسن افزا (جسمرف) رات کو سوتے وقت پانی میں گھول کر مل لیا چاہیے۔

صافی اور پتی: پتی میں صافی ایک تولہ پانی یا دودھ میں ملا کر صبح و شام چند دن تک پییں۔ بیرونی طور پر سرکہ ایک تولہ روغن گل ایک تولہ ملا کر بدن پر ملیں۔

صافی اور انہوریاں:۔ انہوریوں کو دھوپ بھی کہتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے باریک دانے ہوتے ہیں جو جسم پر نکل آتے ہیں۔ یہ بیماری پسینے کی گلٹیوں میں جلد کے بالائی طبق کے نیچے پسینہ رک جانے سے ہوا کرتی ہے صافی پسینے کی گلٹیوں میں تحریک پیدا کرکے ان کو سرگرم عمل بنا دیتی ہے۔ اس لیے دوا کے استعمال سے بہت جلد انہوریاں مٹ جاتی ہیں۔ صافی ایک تولہ ذرا سے پانی میں گھول کر ملیں جسم پر دانے بہت زیادہ ہوں تو شام کو بھی صافی ایک تولہ لیسی پھل کے رس میں ملا کر پییں۔

صافی اور داد:۔ داد بری چھوت دار بیماری ہے۔ جدید تحقیقات سے اس کا سبب ایک نباتی کیڑا ثابت ہوا ہے۔ داد میں صافی بہت سریع الاثر ہے۔ ایک تولہ صافی پانی میں ملا کر پلائیں۔ داد پر روغن گندم یا روغن قو یا ضماد داد لگائیں۔

صافی اور چنبل:۔ چنبل جسے انگریزی میں سورائیسس (Psoriasis) کہتے ہیں نہایت تکلیف دہ اور ہٹیلا مرض ہے اس میں جلد پر چھوٹے چھوٹے گلابی رنگ کے متفرق ابھار پیدا ہو جاتے ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے چھلکوں کی تہ ہوتی ہے جو نوچنے سے اتر جاتے ہیں۔ یہ ابھار یا داغ رفتہ رفتہ بڑھتے رہتے ہیں اور ان میں خارش ہوا کرتی ہے۔ کبھی بہت سے داغ مل کر ایک بڑا سا بنا دیتے ہیں۔ صافی چنبل کے لیے بالکل شفا بخش دوا ہے۔ حب لیموں ۲ عدد یا اطریفل شاہترہ ۹ ماشے کھا کر صافی ایک تولہ پانی میں ملا کر پییں۔ مقامی طور پر ضماد خارش جدید یا ہمدرد مرہم لگائیں۔

صافی اور طاعون:۔ اگرچہ ہندوستان میں طاعون کی بیماری مختلف موسموں میں پھیلا کرتی ہے لیکن صوبہ بمبئی اور دکن وغیرہ میں مارچ کے مہینے میں اس کے پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ غددی طاعون میں بغل، کنج ران وغیرہ کے غدد جا بجا ابھر آتے ہیں۔ صافی طاعون غددی اور طاعون فلغمونی میں بہت مفید ہوتی ہے۔ مرض کے حملے سے پہلے جب طاعون کسی مقام پر پھیل رہا ہو روزانہ صبح کو حب طاعون عنبری ۲ عدد کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ تھوڑے سے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اگر مرض کا حملہ ہو جائے تو صبح کو حب طاعون عنبری ۲ عدد صافی ایک تولہ پانی میں ملا کر پییں۔ شام کو خمیرہ صندل سادہ نو ماشے کھا کر اوپر سے صافی ایک تولہ پانی یا عرق بید مشک ۵ تولے میں ملا کر پلائیں۔ ہذیان اور بخار کی زیادتی میں بار بار خمیرہ صندل ۳ ماشے عرق بید مشک کے ساتھ دیتے رہیں۔ بغل، کنج ران یا کان کے پیچھے ورم نمودار ہونے پر ضماد طاعون پیس کر نیم گرم لگائیں یا قلزم یا ہمدرد مرہم بار بار لگاتے رہیں۔ مرض کے بعد کی کمزوری میں دواءُ المسک بارد جواہر والی ۳ ماشے یا دواءُ المسک بارد سادہ ۳ ماشے اور خمیرہ زمرد ۳ ماشے ملا کر کسی تازہ پھل کے رس کے ساتھ دیں۔

گرمی دانے:۔ جن بچوں یا بڑوں کو گرمی یا برسات کے موسموں میں گرمی دانے نکل کر تکلیف دیتے ہوں انھیں بطور حفظ ماتقدم صافی کا استعمال بہار کے موسم میں کر لینا چاہیے۔ معمولی حالات میں صافی ایک خوراک ہر روز صبح بیس پچیس دن

تک پی لینا کافی ہوتی ہے۔ اگر زیادہ احتیاط مدِ نظر ہو تو دونوں وقت بھی صافی استعمال کی جاسکتی ہے۔ برسات کے دنوں میں گرمی دانوں کی تکلیف کی موجودگی میں صافی کا استعمال روزانہ صبح و شام دونوں وقت دس پندرہ دن تک کر لینا چاہیے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے ½ سے ¼ خوراک تک صافی دینی چاہیے۔ ہمدرد پاؤڈر دن میں ایک دو مرتبہ مل لینا چاہیے۔

پیشاب کی جلن :- جن عورتوں و مردوں کو پیشاب لگ کر آتا ہو انھیں صافی ایک تولہ دودھ یا دودھ کی لسّی میں ملا کر چند روز پی لینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اگر تکلیف زیادہ ہو تو دونوں وقت صافی استعمال کرنی چاہیے۔

دائمی قبض :- دائمی قبض کے مریضوں کو صافی ایک تولہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ پی لینا کافی ہے۔ اس مرض سے نجات حاصل کرنے کے لیے دس بارہ دن مسلسل استعمال کریں۔ پھر ایک ایک دن وقفہ دے کر استعمال کریں۔ اس طرح آہستہ آہستہ خوراک کم کر کے دوا چھوڑ دیں۔ حاملہ کے قبض کو دور کرنے کے لیے صافی بلا تکلف دینی چاہیے۔ یہ دوا حاملہ کے قبض کو نہ صرف دور کر دیتی ہے بلکہ اس کی طبیعت کی بے چینی اور متلی کی شکایت کو بھی بڑی حد تک ختم کر دیتی ہے۔

طبیعت گری گری رہنا :- موسموں کے بدلنے کے دنوں میں جن اصحاب کی طبیعت گری گری رہتی ہو انھیں صافی کی ایک خوراک صبح نہار منہ دس بارہ دن تک استعمال کر لینی چاہیے۔ اس سے ایک دو دن میں ہی طبیعت سنبھلنی شروع ہو جائے گی۔

پہاڑوں پر جانے والے :- میدانوں کے رہنے والے جب گرمی کا موسم گزارنے کے لیے سرد مقامات پر جاتے ہیں تو کبھی کبھی ان کو پھوڑے پھنسیوں اور کھجلی وغیرہ کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے بچے خاص طور پر اس تبدیلی سے متاثر ہوتے ہیں۔ ان تکلیفوں سے بچنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ پہاڑوں پر جانے سے پہلے پندرہ بیس دن تک صافی کی ایک خوراک صبح نہار منہ دودھ میں ملا کر استعمال کر لی جائے۔ بچوں کو عمر کی مناسبت سے آدھی یا اس سے کم خوراک دی جاتی ہے۔ پہاڑوں پر جو اصحاب جلدی شکایتوں میں مبتلا ہوں انھیں صافی صبح و شام استعمال کرنی چاہیے +

دواؤں کی قیمتیں

جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے ان کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے اس فہرست میں لکھی جاتی ہیں :-

نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت
اطریفل شاہترہ	۱ تولہ	۰ر	سفوف چوب گز والا	۱ تولہ	۱ر
حب نیفودیہ (رجسٹرڈ)	۱ درجن	۶ر	صافی (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	۱۰ر
حب طاعون عنبری	۱ "	۶ر	صدوری (۱۰ خوراک)	۱ "	عہ
حب لیموں	۲۰ گولی	۱۰ر	ضماد جرب	۱ تولہ	۱ر
خاکسی	۱ پاکٹ	[illegible]	ضماد خارش جدید	۱ "	۲ر
خمیرہ ابریشم شیرہ عناب والا	۱ تولہ	۸ر	ضماد داد	۱ "	۱ر
خمیرہ زمرد	۱ "	۸ر	ضماد طاعون	۱ "	۲ر
خمیرہ صندل سادہ	۱ تولہ	۰ر	ضماد مہاسہ	۱ تولہ	۱ر
خمیرہ گاؤزبان عنبری	۱ "	۲ر	عرق بید مشک قسم اول	۱ بوتل	ع ر
خمیرہ مروارید	۱ "	۳ر	عرق نیفودیہ (رجسٹرڈ)	۱ "	ع ر
دواء المسک بارد سادہ	۱ "	۲ر	غازہ حسن افزا	۱ ڈبیہ	۱۲ر
دواء المسک بارد جواہر والی	۱ "	۸ر	قرص ملین	۱ درجن	۴ر
دوائے غرغرہ	۱ "	۱ر	قنزم	۱ شیشی	عہ ر
دوائے گلو	۱ "	۲ر	گلاب کا تیل	۱ تولہ	۱ر
رسوت	۱ "	[illegible]	گن کرستیال	۱ "	عہ
روغن قوبا	۱ "	۸ر	مستورین (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	عہ
روغن گل	۱ "	۰ر	معجون مصفی خاص	۱ تولہ	۴ر
روغن گندم	۱ "	۸ر	نونہال (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	۸ر
روغن صندل	۱ "	۱۲ر	ہمدرد مرہم (رجسٹرڈ)	۱ ڈبیہ	۸ر
سعالین (رجسٹرڈ)	۱ شیشی	۸ر	ہمدرد پاؤڈر	۱ پیکٹ	۴ر

ہمدرد دواخانہ کی

مجلسِ تشخیص و تجویز

ہمدرد دواخانہ کی عالمگیر شہرت و مقبولیت اور اندرون ملک و بیرون ہند میں اس کے بڑھتے ہوئے اعتماد کے پیشِ نظر دواخانہ کے ہر شعبہ میں ایسے معقول اور وسیع انتظامات کیے گئے ہیں جن کے باعث دواخانہ ہر حیثیت سے مکمل اور اہل ملک کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید ہو گیا ہے۔ مجلس تشخیص و تجویز ان ہی انتظامات کا ایک اعلیٰ نتیجہ ہے۔

مجلس تشخیص و تجویز کی ضرورت و اہمیت

ہمدرد دواخانہ کی شہرت و عظمت اور اس کی تیار کی ہوئی دواؤں کی زود اثری کے باعث تمام ہندوستان بلکہ بیرون ہند بھی ہمدرد دواخانہ کا حلقۂ اثر نہایت وسیع ہو گیا ہے اور بیرونجات سے روزانہ ہزاروں خطوط ایسے مایوس اور الجھے ہوئے مریضوں کے دواخانہ میں موصول ہوتے ہیں جو مختلف علاجوں سے محروم ہو کر ہمدرد دواخانہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے خطوط غیر معمولی توجہ اور ہمدردی کے مستحق ہیں اور ان پر کوئی ایک طبیب سرسری طور پر غور کرنے کے بعد معقول نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا، بلکہ چند بہترین فنی دماغوں کی متفقہ کوششوں ہی سے ان تشخیصی رموز و نکات کو حل کیا جا سکتا ہے جن کے حل نہ ہونے کے باعث مریض طویل عرصہ تک مالی قربانیوں کے باوجود اپنے مقاصد میں ناکام رہتے ہیں۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمدرد دواخانہ کے نیک دل اور دردمند نگراں و سرپرست حکیم مولوی حاجی محمد عبد الحمید صاحب قبلہ نے یہ انتظام کیا ہے کہ چند قابل، تجربہ کار اور حاذق اطبا کی ایک جماعت بنا دی ہے، اسی جماعت کا نام **مجلس تشخیص و تجویز** ہے۔ یہ مجلس باہر سے آئے ہوئے خطوط اور مریضوں کو دیکھ کر ان کے امراض کی صحیح تشخیص کر کے مناسب اور زود اثر دوائیں اور ہدایات تجویز کرتی ہے۔

جماعتی اور انفرادی کاموں کا تفاوت

انفرادی اور جماعتی کاموں میں جو نمایاں فرق ہے اس کا ہندوستان میں بہت کم احساس کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرزمینِ ہند پر جو علمی یا فنی مہم شروع کی جاتی ہے اس کی حیثیت انفرادی ہوتی ہے۔ جماعتی نظام کا ہندوستان میں بہت کم رواج ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس وقت کام بہت زیادہ ہو جاتا ہے اور ایک شخص اپنی ذاتی کوشش و توجہ کے باوجود اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا تو نظام میں ایک خاص قسم کا اختلال پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فرد اور جماعت کا فرق اس قدر نمایاں ہے کہ اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک بہترین دماغ اپنی ذاتی کوشش سے جو کچھ کر سکتا ہے چند بہترین دماغ جن کی ذہنی و دماغی قوتیں نہایت اعلیٰ اور عوام سے ممتاز ہوں متحد ہو کر اس سے بہتر کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔ جماعتی نظام کے ان فوائد سے عوام کو فائدہ پہنچانے ہی کے خیال سے مجلس تشخیص و تجویز کا قیام معرض وجود میں آیا ہے، تاکہ مایوس اور دل شکستہ مریضوں کے حالات پر فنی نقطۂ نظر سے بحث و تمحیص کے بعد متعدد ماہر اور حاذق اطبا اپنی خداداد ذہانت و حذاقت کی امداد سے مرض کی صحیح تشخیص کر کے مناسب اور شفا بخش دوائیں تجویز کر دیں۔

تشخیص و تجویز کی اہمیت

علاج معالجہ کے سلسلہ میں صحیح تشخیص اور مناسب تجویز کی وہی اہمیت ہے جو دشمن کو تاک کر پوری قادر اندازی کے

ساتھ اس پر تیر چلانے کی ہو سکتی ہے۔ دشمن کو پہچانے اور تاکے بغیر بڑے سے بڑا بہادر سپاہی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مرض کے اصل اسباب سے لاعلم رہ کر کوئی طبیب خواہ کتنا ہی حاذق اور مشہور کیوں نہ ہو بے چین مریض کی مضطرب روح کے لیے باعث تسکین نہیں ہو سکتا۔ سائنس کے موجودہ دورِ ترقی میں جب تشخیص کے سیکڑوں آلات ایجاد ہو کر سامنے آگئے ہیں جان جیسی قیمتی چیز کے معاملہ میں مریض کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ شخصی رائے پر بھروسہ کر کے اپنی بیش قیمت ہستی کو معالج کے حوالے کر دے اور اگر کسی وجہ سے مریض اس کے لیے مجبور بھی ہو جائے تو فنی ذمہ داری کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی اس مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے اور جان کی قیمت کو پوری طرح محسوس کیا جائے جس حیثیت سے بھی ممکن ہو مرض کی صحیح تشخیص کی جائے اور بیماری کے اصل اسباب کو خواہ وہ کتنے ہی مخفی اور غیر محسوس کیوں نہ ہوں تلاش کر کے مریض کے حسب حال دوا تجویز کی جائے۔

آلاتِ تشخیص اور انسانی عقل و دماغ

انسانی عقل و دماغ نے عہدِ ماضی میں جو زرین کارنامے انجام دیے اور اب بھی انجام دے رہا ہے ان پر مشینی آلات کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عقل مفلوج اور دماغ معطل نہ ہو اور انسان کا وہ ملکہ قائم رہے جو انسان اور حیوان کے درمیان ایک حدِ فاصل بنا تا ہے، اور اگر چند ایسے اشخاص متحد ہو کر کسی مہم میں حصہ لیں جو اپنے فن میں پوری مہارت اور زبردست ملکہ رکھتے ہوں تو اس میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے نتائج تحقیق مشینی آلات کی کارگزاریوں سے حد درجہ فائق اور قابلِ التفات ہوں گے۔

فنی مہارت کی ایک تاریخی مثال

قدیم اطبا آلات پر بھروسا نہیں کرتے بلکہ تشخیص امراض میں نبض قارورہ اور دوسرے ذرائع امتحان کو قابلِ وثوق سمجھتے ہیں۔ لیکن نبض اور قارورہ دیکھ کر ہر کس و ناکس کسی مرض کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ وہی ماہر اور حاذق طبیب ان سے صحیح نتائج اخذ کر سکتا ہے جو نبض اور قارورے وغیرہ کے امتحان، و معائنہ میں زبردست ملکہ اور مہارت رکھتا ہو۔ جن اطبا کو یہ ملکہ حاصل رہا ہے ان کے کارنامے مشینی آلات کے دور میں بھی جھٹلائے نہیں جا سکتے۔

حکیم محمد معصوم خاں عہدِ عالمگیری کے مشہور اور نہایت حاذق طبیب تھے۔ سنہ ۱۱۰۴ھ میں شہزادہ محمد اعظم شاہ کو مرض استسقا لاحق ہوا اور خود شہزادہ کا بیان ہے کہ اس بیماری کے عارض ہونے سے تین سال پہلے حکیم محمد معصوم خاں نے عرض کیا تھا کہ آپ میں استسقا کے علامات و آثار نظر آتے ہیں، آپ کو ایسی غذاؤں اور دواؤں سے پرہیز رکھنا چاہیے جو اس مرض کا باعث ہوں شاہزادہ ذیبان کیا کہ میں نے حکیم مرحوم کی تنبیہ کا خیال نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حکیم کی وفات کے دو سال بعد مجھے استسقا کی بیماری ہو گئی۔

کسی مرض کے متعلق اس قسم کی پیش گوئی آلات کے ذریعہ نہیں کی جا سکتی۔ اس نوع کی نکتہ آفرینی قدرت نے انسانی عقل و دماغ ہی کے لیے مخصوص رکھی ہے، آج بھی ایسی مثالیں دست یاب ہو سکتی ہیں اور جب تک قدرت نے عقل اور دماغ کا تعلق باقی رکھا برابر دست یاب ہوتی رہیں گی، اس لیے یہ سمجھنا قطعاً نادرست ہے کہ آلات تشخیص کی موجودگی میں کسی حاذق طبیب کی رائے مستند نہیں ہو سکتی۔

مجلس تشخیص و تجویز کا قیام

مجلس تشخیص و تجویز کا قیام حقیقتاً اسی لیے عمل میں آیا ہے کہ انسانی ذہن و عقل کی یہ حیرت انگیز کرشمہ سنجیاں مسلسل ظاہر ہوتی رہیں اور طب قدیم کی وہ مابہ الامتیاز خصوصیات عوام سے اپنی صداقتیں تسلیم کراتی رہیں، جو نامساعد حالات کے دوران میں بھی اس قدیم فن کی زندگی کا باعث ہیں۔ مجلس تشخیص و تجویز میں اسی قسم کے کامل اطبا منتخب کر کے شامل کیے گئے ہیں جن کو تشخیص امراض

تجویز دوا اور نبض و قارورہ کے امتحان میں پوری مہارت حاصل ہے۔

مجلس تشخیص و تجویز کی ترتیب

مجلس تشخیص و تجویز چند ایسے ماہرِ فن اور تجربہ کار اطبا پر مشتمل ہے جو ہندستان کی مشہور درس گاہوں کے مستند ہیں اور اس فن میں غیر معمولی قابلیت و حذاقت کے مالک ہیں، اسی کے ساتھ طب قدیم سے خاندانی تعلق بھی رکھتے ہیں۔ مجلس تشخیص و تجویز کا ہر ممبر انفرادی طور پر ایک قابل و حاذق طبیب ہے اور اپنے ساتھ مخصوص طبی روایات وابستہ رکھتا ہے۔ تشخیص امراض، نباضی، شناختِ قارورہ وغیرہ میں پوری طرح ماہر ہے اور جسم انسان کی تشریح، مختلف امراض کے مدارج اور ان کی نوعیتوں کو پہچاننے میں بارہا اپنی ذکاوت اور نکتہ رسی کا ثبوت دے چکا ہے۔

مجلس تشخیص و تجویز کا زبردست امتیاز

یہ ہے کہ حکیم حافظ محمد سعید صاحب ایڈیٹر رسالہ ہمدرد صحت و برادرِ خورد جناب حکیم حاجی محمد عبد الحمید صاحب قبلہ اس کے ایک رکن ہیں۔ حکیم صاحب ممدوح تمام فنی خصوصیات کے امین ہیں اور حکیم مولوی محمد عبد الحمید صاحب قبلہ کے فیضِ تربیت کے باعث علاج معالجہ اور تشخیص امراض میں حیرت انگیز ملکہ رکھتے ہیں۔

مجلس تشخیص و تجویز کی صدارت

اس امتیاز کے ساتھ ہی مجلس تشخیص و تجویز کو یہ شرف بھی میسر ہے کہ اس کی صدارت کے فرائض خود حکیم مولوی حاجی محمد عبد الحمید صاحب قبلہ کے سپرد ہیں، جو دورِ حاضر کے طبیب اعظم تسلیم کیے جا چکے ہیں۔ حکیم صاحب ممدوح کی طبّی قابلیت و حذاقت کا ثبوت انکا کامیاب مطب ہے جہاں وہ صبح دس بجے سے دو بجے تک عدد درجہ مصروفیت و انہماک کے ساتھ روزانہ سینکڑوں مریضوں کا معائنہ اور علاج کرتے ہیں اور بے شمار مایوس مریض ان کے طبی معجزوں کی بدولت حیاتِ تازہ حاصل کر کے شادکام و بامراد اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔

مجلس تشخیص و تجویز کا طریقِ عمل

تمام اطبا جو مجلس تشخیص و تجویز میں شامل ہیں، دس بجے سے چار بجے تک ہمدرد دواخانہ کے ایک وسیع اور شاندار کمرے میں موجود رہتے ہیں اس عرصہ میں باہر سے آئے ہوئے خطوط ممبرانِ مجلس کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ مجلس کا ہر طبیب خطوط کو کافی توجہ سے دیکھتا ہے پھر تمام ممبران بحث و تمحیص کے بعد اپنی متفقہ رائے صاحب صدر کے سامنے پیش کرتے ہیں اور جناب صدر اپنی مسلمہ دماغی اور فطری صلاحیتوں کی روشنی میں اس پر گہری اور عمیق نظر کرتے ہیں۔ پھر اپنے قیمتی مشورے سے اراکین مجلس کو مستفید فرماتے ہیں مجلس تشخیص و تجویز اس قیمتی اور اہم مشورے کی رہبری میں جو حقیقتاً اس سلسلہ میں نشانِ منزل اور سنگِ میل کا حکم رکھتا ہے اپنی رائے پر نظرِ ثانی کرتی ہے۔

پیچیدہ امراض کی تشخیص!

پیچیدہ امراض کی تشخیص میں اراکین مجلس صرف اس طریق کار پر ہی عمل نہیں کرتے بلکہ مریض کے حالات پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد نہایت سکون کے ساتھ ہمدرد دواخانہ کی لائبریری میں بیٹھ کر طب قدیم کی نایاب اور مستند کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جب اطبائے مجلس اس علمی تحقیق سے فارغ ہو جاتے ہیں تو اپنے ایک خاص اجلاس میں مرض کے متعلق اپنی اپنی معلومات پیش کر کے پیچیدہ اور الجھے ہوئے امراض کی تشخیص کرتے ہیں۔ اگر ایک اجلاس میں کسی پیچیدہ بیماری کی تشخیص نہیں ہو سکتی تو اس کی تکمیل کے لیے مزید وقت نکالا جاتا ہے اور جب تک تشفی بخش طریقہ پر تشخیص نہیں ہو جاتی بحث و مطالعہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

مجلس تشخیص و تجویز اور تحقیق امراض

مجلس تشخیص و تجویز امراض کی تحقیق اور تشخیص میں اپنی پوری قوت صرف کرتی ہے۔ وہ مرض کے کسی پہلو کو تشنۂ تحقیق نہیں چھوڑتی۔ اسی کاوش اور مصروفیت کا نتیجہ ہے کہ جو خوش نصیب لوگ ہمدرد دواخانہ کی مجلس تشخیص و تجویز کے مشورے کو اس پر عمل کرتے ہیں وہ یقینی طور پر صحت و تن درستی کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ ملک میں مجلس تشخیص و تجویز کی مقبولیت اور ہر دل عزیزی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے سال

پچپن ہزار دو سو چھ (۵۵۲۰۶) مریض و خطوط

مجلس تشخیص و تجویز اور اس کے صدر کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اور ارکان و صدر مجلس نے پوری توجہ سے ایک ایک مریض کی حالات پر غور کر کے مرض کے اصل اسباب کو پیش نظر رکھ کر مناسب ادویہ تجویز کیں۔

مجلس تشخیص اور امراض مخصوصہ مرداں!

مجلس تشخیص و تجویز ہر قسم کے پیچیدہ، کہنہ اور شدید امراض کے متعلق تمام خطوط پر نہایت گہری توجہ کرتی ہے۔ لیکن خاص طور پر ان نوجوانوں کے الم انگیز مکتوبات پر نہایت مخلصانہ غور کرتی ہے جو مخصوص امراض میں مبتلا ہو کر طرح طرح کی مشکلات میں پھنس جاتے ہیں اور اپنے شباب اور اس کی تمام رنگینیوں سے محروم ہو کر آخر میں زندگی سے بھی بیزار ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے خطوط رازداری کی پوری اخلاقی اور فنی ضمانتوں کے ساتھ بہت احتیاط سے مجلس تشخیص و تجویز کے سامنے رکھے جاتے ہیں اور مجلس انھیں گہرے التفات کے ساتھ پڑھ کر تشخیص مرض کرتی ہے اور ایسی زود اثر دوائیں تجویز کرتی ہے کہ مایوس نوجوان جلد ہی اپنی سوکھی ہوئی شاخ میں تازگی محسوس کرنے لگتے ہیں۔ شرمیلے نوجوانوں کے مخفی حالات پر غور کرنے کے وقت رازداری اور تمام اخلاقی ذمہ داریوں کو نہایت سختی سے ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

نوجوانوں کے لیے زرین موقع

پوشیدہ بیماریوں کے علاج کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا کہ ملک کے نوجوان جو اپنے حالات معالجوں سے بیان کرتے ہوئے جھجکتے ہیں اپنی پوری کیفیت لکھ کر ہمدرد دواخانہ کی مجلس تشخیص و تجویز کو بھیج دیں اور مجلس کے تجربہ کار اطبا کی رائے سے علاج کریں جو بہترین مفرد اور مرکب ادویہ کے استعمال کا ایسا نادر اور بے مثال تجربہ رکھتے ہیں جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ہمدرد دواخانہ میں امراض مخصوصہ مرداں کے متعلق نہایت کارآمد اور زود اثر مرکبات ہر وقت تیار رہتے ہیں اور مجلس تشخیص و تجویز کے ارکان ان مرکبات کے استعمال میں حیرت انگیز مہارت رکھتے ہیں۔ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ملک کے نوجوانوں کے لیے یہ زرین موقع ہے کہ وہ مجلس تشخیص و تجویز کی رائے اور ہمدرد دواخانہ کی اصلی تازہ اور صحیح دواؤں سے فائدہ اٹھا کر کامیابی حاصل کریں۔

اچھی اور معتبر دواؤں کی اہمیت

مرض کی تشخیص کے بعد سب سے مشکل مرحلہ دواؤں کی تجویز ہے جو مرض کی نوبت اور اس کی شدت و خفت کے اعتبار سے نہایت موزوں اور برمحل ہو۔ مرض کی تشخیص کا مآل یہی ہے کہ صحیح دوا کے استعمال سے مریض کو تن درستی اور صحت و سلامتی سے ہمکنار ہونے کا موقع دیا جائے۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ دوا کی تجویز مرض کے مطابق اور مریض کے حسب حال ہو۔ ورنہ ظاہر ہے کہ لوہے کے قلعے پر شیشہ کی گولیوں سے کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور جب صحیح دوا تجویز ہو جائے تو اس کے اچھے اور معتبر ہونے کی پوری ضمانت ہونی چاہیے۔ ورنہ دوا معتبر نہ ہوئی تو اس کی تجویز میں جس حذاقت اور مسیحا نفسی کا ثبوت دیا گیا ہے وہ بے کار جائے گی اور مریض کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہمدرد دواخانہ کی اہمیت اور اس کی صداقت و دیانت کو بھی

نظرانداز نہ کیجیے جس کی مقبولیت اور ہمہ گیری کا راز صرف اصلی اور معتبر ادویہ میں مضمر ہے۔

مجلس تشخیص و تجویز اور عورتوں کی مخصوص بیماریاں

عورتوں کی مخصوص بیماریوں پر غور کرتے ہیں ہمدرد دواخانہ کی معمر و تجربہ کار طبیبہ جو عورتوں کے تمام اعضائی تشریح اور ان کی مخصوص بیماریوں کا طبی نقطۂ نظر سے پورا علم رکھتی ہیں مجلس تشخیص و تجویز کے اجلاس میں شریک ہو کر ارکان مجلس کو اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید کرتی ہیں اور اسطرح چند بہترین طبی دماغ ایک جگہ جمع ہو کر مظلوم اور بے زبان عورتوں کے خطوط پر پوری توجہ صرف کر کے ان کو علاج کے متعلق صحیح مشورہ دیتے ہیں۔

تشخیص و تجویز کے بعد

اگر مریض اپنی بیماری اور علاج کے متعلق مجلس تشخیص و تجویز کا صرف مشورہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اطبائے مجلس خطوط پر کامل غور و خوض کے بعد نہایت فراخدلی اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے زاویہ نگاہ سے مریضوں کو مطلع کر دیتے ہیں۔

مشوروں کے ساتھ دوائیں

اگر مریضوں کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ مجلس تشخیص و تجویز ان کے پیچیدہ امراض کی تشخیص کے ساتھ ہی انھیں دوائیں بھی بھجوا دے تو تشخیص و تجویز کے بعد مجلس منیجر صاحب ہمدرد دواخانہ کو لکھ دیتی ہے کہ وہ مجلس کی تجویز کی ہوئی دوائیں نہایت عجلت اور احتیاط کے ساتھ انھیں بھیج دیں۔ ایسی صورت میں منیجر صاحب ہمدرد دواخانہ مجلس کی اطلاع موصول ہونے ہی دواؤں کا پارسل روانہ کر دیتے ہیں۔

بہترین اور صحیح علاج!

اُلجھی ہوئی پُرانی اور تکلیف دہ بیماریوں کے بہترین اور صحیح علاج کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنے حالات لکھ کر ہمدرد دواخانہ کی مجلس تشخیص و تجویز کے مشورے سے گھر بیٹھے اپنا علاج کرائیں اور اس طرح ایک چھوٹے سے چھوٹے قصبہ یا گاؤں میں رہ کر بھی ان طبی خدمات اور تجربات سے فائدہ اٹھائیں جن کا حصول بڑے سے بڑے شہر میں بھی دشوار ہوتا ہے اور کافی رُپیہ صرف کرنے کے بعد بھی ہر شخص کو وہ سہولتیں میسر نہیں ہوتیں جو آپ کو بلا کسی زحمت کے حاصل ہو رہی ہیں۔

علاج کے زبردست انتظامات

پُرانی، خطرناک، مہلک اور تکلیف دہ بیماریوں نیز مردوں اور عورتوں کے مخصوص اور اُلجھے ہوئے امراض کے علاج کا ایسا زبردست اور معقول انتظام یقیناً کہیں اور نہیں ہو سکتا جیسا ہمدرد دواخانہ دہلی میں ہے۔ اس سلسلے میں ہمدرد دواخانہ اتنے مصارف برداشت کرتا ہے جن کے صحیح اعداد و شمار کو عام طور پر حیرت اور تعجب کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ ہمدرد دواخانہ میں ہر مرض کے متعلق متعدد اور قابلِ اعتماد مرکبات ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

وقت کی اہمیت

بہت زیادہ ہے۔ وقت کا ایک ایسا قیمتی لمحہ ضائع کیے بغیر جو بالکل غیر محسوس طریقہ پر آپ کی صحت و زندگی کے بیے زبردست اور عظیم فیصلوں کا حامل ہے تن درستی اور خوش حالی کے متعلق اپنے فرائض کو محسوس کر کے فوراً اپنے حالات مجلس تشخیص و تجویز کو لکھیے اور معمولی سے معمولی بیماری کو بھی اسی نقطۂ نظر سے دیکھیے جس سے ایک مہلک اور خطرناک بیماری یا قوی اور خطرناک دشمن کو دیکھنا چاہیے یہی تن درستی اور خوش حالی کی زندگی بسر کرنے کا راز ہے۔

حالات لکھنے کا طریقہ

ہمدرد دواخانہ کی مجلس تشخیص و تجویز کے دفتر میں روزانہ بے شمار خطوط موصول ہوتے ہیں اور ہر خط کی ضروری تفصیلات پر غور کرنے کے بعد مجلس تشخیص و تجویز ضرورت مند حضرات کو فوراً جواب دینے کی کوشش کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر خطوط میں غیر متعلق امور کا تذکرہ کر کے انھیں طویل بنا دیا جائے گا تو مجلس تشخیص و تجویز کے کام میں تعویق اور الجھن پیدا ہوگی جس سے دوسرے حضرات کے حقوق تلف ہونے کا اندیشہ ہے۔ حالات لکھتے وقت حسب ذیل امور کا بطور خاص لحاظ رکھا جائے۔

اختصار

حالات مختصر ہوں اور وہی باتیں لکھی جائیں جن کا لکھنا بالکل ضروری ہے۔ غیر متعلق باتیں لکھ کر خط کو طویل نہ کیا جائے۔

۲۔ خاص شکایت

اپنی خاص شکایتیں علیحدہ سلپ پر لکھیے تاکہ آپ کے خط کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

۳۔ خون، بلغم اور قارورہ

کے متعلق اگر کوئی رپورٹ آپ کے پاس ہو تو اسے بھی خط میں رکھ دیجیے۔

۴۔ جوابی لفافہ!

ایک ایسا لفافہ بھی بھیجیے جس پر آپ کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا مفصل اور پورا پتہ درج ہو۔

۵۔ اگر اس سے پہلے آپ نے کوئی علاج کرایا ہے اس کے متعلق لکھیے، نیز اپنے پہلے معالج کی رائے بھی لکھیے، تاکہ آپ کے مرض کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

۶۔ ہمارا پتہ:۔

جب آپ مجلس تشخیص و تجویز کو خط لکھیں تو اس پر یہ پتہ لکھیے:۔

مجلس تشخیص و تجویز

ہمدرد دواخانہ، دہلی

امراض مخصوصہ مرداں کے مریضوں سے سوالات؟

ہر روز بیسیوں خطوط ایسے موصول ہوتے ہیں جو غیر مربوط حالات امراض اور غیر ضروری تفصیلات سے پُر ہوتے اور جن سے تشخیص مرض میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ ان باتوں کو مدِ نظر رکھ کر امراض مخصوصہ مرداں کے متعلق یہ سوالات مرتب کیے گئے ہیں تاکہ جو دقتیں اس سلسلے میں پیش آتی ہیں وہ رفع ہو جائیں۔

سوالات	جوابات
(۱) عمر کیا ہے ؟	(۱)
(۲) جسم فربہ ہے یا لاغر؟ وزن کیا ہے ؟	(۲)
(۳) کس کس موسم میں مرض کی شکایت زیادہ رہتی ہے ؟	(۳)
(۴) گرم یا سرد کس اشیا سے نقصان پہنچتا ہے ؟	(۴)
(۵) پیشہ کیا ہے ؟	(۵)
(۶) آپ کی جائے سکونت کی آب و ہوا کیسی ہے ؟	(۶)
(۷) شادی ہوئے کتنا عرصہ گزرا ؟	(۷)
(۸) کوئی اولاد ہے یا نہیں ؟	(۸)
(۹) کبھی سوزاک یا آتشک تو نہیں ہوا ؟	(۹)
(۱۰) اگر ہوا ہے تو کتنا عرصہ گزرا ؟	(۱۰)
(۱۱) کیا کمر میں درد رہتا ہے ؟	(۱۱)
(۱۲) پیشاب سے پہلے یا بعد میں سفید رطوبت تو خارج نہیں ہوا کرتی ؟	(۱۲)
(۱۳) اگر ہوتی ہے تو کتنے عرصے سے ؟	(۱۳)
(۱۴) نزلہ زکام یا دردِ سر کی شکایت تو نہیں رہتی ؟	(۱۴)
(۱۵) حافظہ کی کیا حالت ہے ؟	(۱۵)
(۱۶) کام کرنے سے دل تو نہیں دھڑکتا ؟	(۱۶)
(۱۷) بھوک اچھی لگتی ہے یا نہیں ؟	(۱۷)
(۱۸) قبض کی اگر شکایت ہے تو کتنے عرصے سے ؟	(۱۸)
(۱۹) پیشاب دن میں کتنی مرتبہ ہوتا ہے اور رنگ کیسا ہے ؟	(۱۹)
(۲۰) پیشاب قطرہ قطرہ تو نہیں آتا، جلن تو محسوس نہیں ہوتی ؟	(۲۰)
(۲۱) کیا عضو میں کجی لاغری اور کوتاہی ہے ؟	(۲۱)
(۲۲) عضو یا فوطوں میں درد تو محسوس نہیں ہوتا ؟	(۲۲)
(۲۳) سرد پانی سے عضو سکڑتا ہے یا نہیں ؟	(۲۳)
(۲۴) جوشِ قوت پورے طور سے ہوتا ہے یا کم یا بالکل نہیں ؟	(۲۴)
(۲۵) جماع کے بعد کسی قسم کی کمزوری تو محسوس نہیں ہوتی ؟	(۲۵)
(۲۶) احتلام کتنے روز بعد ہوتا ہے کوئی صورت دکھائی دیتی ہے یا نہیں ؟	(۲۶)
(۲۷) کیا سرعتِ انزال کی بھی شکایت ہے ؟	(۲۷)
(۲۸) کیا مشت زنی یا اغلام کی عادت رہی ہے ؟	(۲۸)
(۲۹) اگر رہی ہے تو کتنے عرصے تک ؟	(۲۹)
(۳۰) کسی نشہ کی چیز کی عادت تو نہیں ہے ؟	(۳۰)

عورتوں کا فارم تشخیص

اگر آپکی بیوی، بہن والدہ یا اور کوئی عزیزہ خدانخواستہ بیمار ہیں تو ہمدرد دواخانہ دہلی کی مجلس تشخیص سے مشورہ حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل جوابات دیجیے۔ نوٹ نمبر (۱) خط صاف صاف لکھیے اور جوابات کے علاوہ جو باتیں لکھنی ہوں انھیں دوسرے کاغذ پر صاف صاف لکھیے۔ نمبر (۲) یہ بھی لکھیے کہ اگر مجلس مریضہ کے لیے کچھ دوائیں تجویز کرے تو وہ دوائیں آپکے پاس بذریعہ وی پی بھیج دی جائیں یا صرف آپ کو نسخے اور مشورے سے اطلاع دی جائے۔ نمبر (۳) اگر کوئی مریضہ اپنا حال خود لکھ رہی ہیں اور وہ یہ بھی چاہتی ہیں کہ ان کا حال مردوں کی نظر سے نہ گزرے تو وہ اپنے لفافے پر الفاظ "طبیبہ شعبۂ زنانہ" لکھ دیں۔ ان کا یہ خط طبیبہ صاحبہ کے سوا اور کوئی نہیں کھولے گا۔ پھر اگر ضرورت ہوئی تو طبیبہ صاحبہ اُنکے لکھے ہوئے حالات مجلس تشخیص و تجویز کے دوسرے ارکان سے حالات بتاکر مشورہ لے لیں گی۔

سوالات	جوابات
(۱) عمر کیا ہے؟	(۱)
(۲) جسم موٹا ہے یا دُبلا؟	(۲)
(۳) شادی ہوگئی ہے یا نہیں؟	(۳)
(۴) شادی ہوئے کتنی مدت ہوئی؟	(۴)
(۵) کوئی اولاد ہے یا نہیں؟	(۵)
(۶) اگر ہوئی ہے تو کیا سب بچے صحیح سلامت ہیں یا کچھ گزر گئے؟	(۶)
(۷) کیا کوئی حمل تو نہیں گرا؟	(۷)
(۸) اگر گرا ہے تو کب اور کیا اس کے بعد بچے ہوتے رہے؟	(۸)
(۹) کبھی غشی کا دورہ تو نہیں پڑا۔	(۹)
(۱۰) اگر پڑا ہے تو شادی سے پہلے پڑا یا شادی کے بعد؟	(۱۰)
(۱۱) ماہواری دن کیا مقررہ وقت پر ہو جاتے ہیں؟	(۱۱)
(۱۲) ماہواری کے دنوں میں یا ان دنوں سے پہلے درد تو نہیں ہوتا؟	(۱۲)
(۱۳) ماہواری خون کی رنگت کیسی ہے؟	(۱۳)
(۱۴) اب حمل تو نہیں ہے؟ اگر ہے تو کتنے مہینے کا؟	(۱۴)
(۱۵) اندام نہانی سے کوئی رطوبت تو نہیں نکلا کرتی؟	(۱۵)
(۱۶) اگر نکلا کرتی ہے تو کیا کبھی کبھی یا اکثر اوقات؟	(۱۶)
(۱۷) اس رطوبت کا رنگ کیسا ہوتا ہے؟	(۱۷)
(۱۸) وہ پتلی ہوتی ہے یا گاڑھی؟	(۱۸)
(۱۹) اصل مرض کتنی مدت سے ہے؟	(۱۹)
(۲۰) مرض حمل سے پہلے ہوا یا حمل کے دنوں میں؟	(۲۰)
(۲۱) کیا کمر اور پیڑو میں درد رہتا ہے؟	(۲۱)
(۲۲) بھوک کی کیا حالت ہے؟	(۲۲)
(۲۳) قبض کی شکایت تو نہیں رہتی؟	(۲۳)
(۲۴) مٹی کوئلہ وغیرہ کھانے کی عادت تو نہیں ہے؟	(۲۴)
(۲۵) خاوند کو کوئی گندی بیماری (آتشک اور سوزاک وغیرہ) تو نہیں ہو چکی؟	(۲۵)
(۲۶) کیا اب بھی آپ کے خاوند ایسی کسی شکایت میں مبتلا ہیں؟	(۲۶)

رسالہ ہمدرد صحت دہلی

حفظِ صحت اور طب کا
ماہوار مصوّر رسالہ

نمبر ۱۱ و ۱۲

مرتبہ
حکیم حافظ محمد سعید دہلی

جلد: ۱۲

مئی وجون سنہ ۱۹۴۴ء

قیمت سالانہ ایک روپیہ — فی پرچہ چھ آنے

حکیم حافظ محمد سعید ایڈیٹر پرنٹر وپبلشر نے لطیفی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر ہمدرد صحت دہلی سے شائع کیا

"جنگ اور طب"

ہمدردِ صحت کی آئندہ اشاعتِ خاص

ہمدرد صحت کی بارہ سالہ زندگی میں سنہ ۱۹۴۳ء ہی ایسا سال تھا جس میں ہم اپنی روایات کے مطابق کوئی اشاعت خاص ناظرین کے سامنے پیش نہیں کر سکے۔ غالباً اس واقعہ کا افسوس ناظرین سے زیادہ ہمیں رہا، کیوں کہ ہم یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ ہمدرد صحت کے ذریعہ سے علم و فن کی جو خدمت کی جا رہی ہے اس میں کوئی کمی واقع ہو یا رخنہ پڑے۔ لیکن بعض حالات ایسے پیش آ ہی جاتے ہیں جن کے سامنے انسان کو ہتھیار ڈالے بغیر چارہ ہی نہیں رہتا اور وہ اپنے آپ کو بے بس و مجبور پاتا ہے۔ اس قسم کے حالات، ہمیں افسوس ہے، پچھلے سال پیش آ گئے، جن سے مقابلہ کا سوال ہی نہیں رہا تھا اور بس یہی راہ کھلی ہوئی تھی کہ اس سال اشاعت خاص کا خیال بھی سامنے نہ لایا جائے اور روایات کے ٹوٹنے پر صبر کیا جائے۔

لیکن اس سال حالات پچھلے سال کے مقابلہ میں مختلف اور کچھ بہتر ہیں۔ اخباری کاغذ کی درآمد اور اس کی تقسیم کے انتظام میں جو ابتری پچھلے سال اور اس سے کچھ پہلے سے تھی، وہ بڑی حد تک دور ہو چکی ہے اور اب رسالوں اور اخباروں کو اپنی زندگی قائم رکھنے کے لیے کچھ نہ کچھ کاغذ مل ہی جاتا ہے۔

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص کے لیے کاغذ کی جس مقدار کی ضرورت ہے وہ اس مقدار سے زیادہ ہے جو مئی و جون کی اس مشترکہ اشاعت کے بعد دو ماہ میں ہمیں ملے گا۔ لیکن حالات کی رفتار سے یہ اُمید ہے کہ اشاعتِ خاص کے لیے جس قدر مزید کاغذ کی ہمیں ضرورت پڑے گی، اس کو حکام ہمیں فراہم کر دیں گے۔ اس لیے اس اشاعت خاص کا اعلان کرنے میں ہمیں کوئی تردد نہیں ہے۔ ہم اپنی طرف سے اشاعت خاص کی ترتیب و اشاعت کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اس کے بعد اگر اس سلسلہ میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوئی تو اُمید ہے کہ ہم اسے دور کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور مقررہ وقت پر ہمدرد صحت کی اشاعت خاص ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچا دیں گے۔

اشاعتِ خاص کا موضوع اور مبحث

اس ارادہ کے بعد کہ اس سال ہمدرد صحت کی اشاعت خاص ضرور شائع کی جائے، سب سے اہم سوال یہ تھا کہ اس اشاعت کو کس موضوع کے لیے وقف کیا جائے اور وہ کون سا ایسا مبحث ہو جو ہمدرد صحت کے اس معیار پر پورا اترے کہ اس کی خاص اشاعتیں نہ صرف عوام و خواص اور فنی اور غیر فنی اصحاب کے لیے مفید ہوتی ہیں، بلکہ وقت کی اہم ضرورت کو بھی پورا کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں بہت سے موضوع اور مباحث یکے بعد دیگرے سامنے آئے اور اپنی خصوصیات ہمارے سامنے پیش کرتے رہے۔ لیکن ان میں ایک ہی موضوع ایسا تھا جو وقت کے اہم تقاضے کے ساتھ ہمدرد صحت کے علمی اور عملی معیار پر پورا اتر رہا تھا۔ چنانچہ ہم نے اسی موضوع کے سب پہلوؤں کو سامنے رکھ کر غور کرنا شروع کر دیا۔

موجودہ جنگ کا انقلابی دور موجودہ جنگ عظیم نے شکست و ریخت اور تحریک و انقلاب کا پانچ سال سے ایک ایسا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو اپنے اندر اگر ایک طرف انہدام اور تخریب کا پہلو لیے ہوئے ہے تو دوسری طرف تجدید

تعمیر کا پیغام بھی اس کے ساتھ ہے۔ اس قسم کی عالمگیر جنگوں میں جیسی کہ اس وقت دنیا میں لڑی جا رہی ہے۔ دنیا کی کوئی مادی اور غیر مادی چیز تحریک و انقلاب کی زد میں آئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ دنیا کے نقشے بدل رہے ہیں، افکار و خیالات کی نئی نئی راہیں پھوٹ رہی ہیں، معاشرت، و معیشت کی قدریں نیا انداز اختیار کر رہی ہیں، علوم و فنون کی نئی دنیائیں آباد ہو رہی ہیں۔ غرض ہر جگہ انقلاب اور تعمیر کا چکر چل رہا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ جنگ سے پہلے ہم جس دنیا میں رہ رہے تھے، موجودہ دنیا اس سے بہت مختلف ہے۔ اور جنگ کے خاتمہ کے بعد ہم جس دنیا میں ہوں گے وہ سابقہ اور موجودہ دنیاؤں سے بھی مختلف ہوگی۔

جنگی دور انقلاب اور علم و فن طب انقلاب اور تبدیلی کے اس تیز دور میں دنیا کے اور علوم و فنون کی طرح دنیا کا موجودہ علم و فن طب بھی پوشیدہ تغیرات سے دو چار ہو رہا ہے۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں جس جگہ یہ علم و فن تھا، اگر اب بھی آپ اس جگہ ہیں تو یقین کیجیے کہ وہ آپ کے پاس اور آپ اس کے پاس نہیں ہیں، وہ آپ سے بہت دور نکل چکا ہے، اس کی ظاہری ہیئت و صورت بھی بہت کچھ بدل چکی ہے اس کے معیار اور قدروں میں فرق آچکا ہے اس کا رنگ روپ بھی مختلف ہو چکا ہے غرض موجودہ علم و فن طب آج سے پانچ سال پہلے کے علم و فن سے متغیر ہو کر ترقی کر چکا ہے۔

دعوت غور و فکر علم و فن طب کے اس تغیر و انقلاب کو بہت سے دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں۔ ہر شخص جس کی ظاہری بینائی موجود ہے بہت کچھ دیکھتا رہتا ہے، لیکن بہت کم اصحاب ایسے نکلتے ہیں جو دیکھنے کے ساتھ غور و فکر بھی کرتے ہیں۔ طب کے موجودہ تغیرات پر غور کرنے والے بھی زیادہ نہیں نکلیں گے اور یہ صورت حال جس قدر افسوس ناک ہے وہ ظاہر ہے

علم و فن طب کے اس انقلاب و تغیر ہی کو ہم نے ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعت خاص کا موضوع و مبحث بنانا تجویز کیا ہے ہمارا مقصد یہ ہے کہ برادران فن کو مذکورہ انقلاب و تغیر سے روشناس کرائیں تاکہ ان کے لیے دعوت غور و فکر کی راہیں کھل جائیں اور اسی کے ساتھ اس اشاعت خاص کے ذریعہ سے ہم عوام کو ایسی کار آمد اور مفید معلومات بہم پہنچانا چاہتے ہیں جو جنگ کے اس مصیبت خیز دور میں ان کے لیے ضروری ہیں۔

اشاعت خاص کی ترتیب ہم نے ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعت خاص "جنگ اور طب" کو بہت غور و فکر کے بعد تین حصوں میں تقسیم کیا ہے یہ تینوں حصے تین ممتاز خصوصیات کے حامل ہوں گے اور اپنے اپنے مقاصد کو اپنی جگہ پورا کریں گے۔

اب ہم ان تینوں حصوں کے متعلق اپنے موجودہ خیالات ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں۔

"جنگ اور طب" کا پہلا حصہ

جنگ کے پانچ سال اور علم و فن طب کے تغیرات اور اسکی ترقیاں

جنگ اور طب کا پہلا حصہ جیسا کہ ہم نے ابھی لکھا ہے بڑی حد تک برادران فن کے لیے وقف ہوگا۔ اس حصے میں ہماری یہ کوشش ہوگی کہ جنگ کے ان پانچ سالوں میں موجودہ علم و فن طب نے تغیر و انقلاب کی جو جو راہیں طے کی ہیں، ان کا ایک ایسا خاکہ پیش کریں جو حتی الامکان جامع اور مفید ہو۔

اشاعت خاص کا موضوع اور مبحث تجویز کر لینے کے بعد شروع شروع میں ہمارا یہ خیال تھا کہ اس حصے کے مباحث کا دائرہ گزشتہ جنگ عظیم کے دوران اور اس کے بعد کی ترقی علم و فن سے شروع کریں اور اب بھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بعض بعض مقامات پر ناگزیر طور پر انقلاب و ترقی کی کڑیاں ملانے کے لیے ہمیں اپنے موجودہ پنج سالہ دور سے پیچھے جانا پڑے گا، لیکن اسی کے ساتھ غور و فکر کے بعد ہم فی الحال اسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمیں اشاعت خاص کے مختصر صفحات کی وجہ سے اور کام کو خوش اسلوبی سے پورا کرنے کی خاطر اس پنج سالہ دور ہی کو زیر تبصرہ لانا چاہیے۔

علم و فن طب کے پنج سالہ تغیر و ترقی کے اس جائزہ کے سلسلہ میں مسائل دو ممتاز پہلو اختیار کریں گے۔ اول یہ کہ علم و فن طب نے فنی اور علمی حیثیت سے کیا کیا ترقیاں کیں۔ دوسرے یہ کہ جنگی نقطہ نظر سے ہمارا علم و فن کن کن تغیرات سے گزرا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علم و فن کی ترقی کے یہ دونوں پہلو وضاحت و امتیاز کے طالب ہیں لیکن جنگی حالات

کی وجہ سے معلومات کی کمی اور ترتیب مضامین کی دشواریوں کے خیال سے ہم فی الحال اسی نتیجے پر پہنچے ہوئے ہیں کہ ان دونوں پہلوؤں کو ساتھ ہی ساتھ بیان کرتے جائیں اور جن مقامات پر ہماری معلومات مکمل ہوں وہاں ان دونوں پہلوؤں کو ممتاز اور نمایاں کردیں۔

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص کا یہ پہلا حصہ ہم تین ابواب میں منقسم کررہے ہیں :۔

(۱) پہلا باب :۔ موجودہ جنگ کے دوران میں علم و فن طب کے تغیرات اور اسکی ترقیاں

یہ باب پوری اشاعت خاص میں اہم ترین باب ہوگا۔ اس میں علم و فن طب کی تمام اہم اور متداول شاخوں کے پنج سالہ تغیرات اور ترقی پر سیر حاصل تبصرہ ہوگا۔ فی الحال ہمارے سامنے حسب ذیل نمایاں شاخیں ہیں :۔

(۱) وٹامنز (۲) علم الغدد (۳) علم الادویہ (۴) علم الجراثیم (۵) علم العلاج (۶) صحت عامہ (۷) طبی آلات (۸) ریڈیالوجی (۹) انتقال دموی (۱۰) علاج کیمیائی (۱۱) عسکری طب۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان شاخوں میں سے کون کون سی ایسی ہوں گی جن کے متعلق ہمیں کافی معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ ہمارے موجودہ ذرائع علم جنگ کی وجہ سے محدود ہیں۔ ممکن ہے کہ ان شاخوں میں ہم مزید شاخوں کا اضافہ کرنے پر قادر ہو جائیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان ہی میں سے بعض شاخیں تشنۂ تکمیل و تبصرہ رہ جائیں۔ بہرحال ہم اپنی طرف سے اس باب کو مفید بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔

دوسرا باب :۔ موجودہ جنگ کے دوران میں علم و فن جراحت کے تغیرات اور اسکی ترقیاں

اس باب کو ہم نے پہلے باب سے جان کر علیحدہ و ممتاز کیا ہے۔ اس جنگ کے دوران میں جراحی نے جو جو کارنامے انجام دیے ہیں اور تغیر و ترقی کی جو منزلیں سطے کی ہیں وہ حقیقتاً امتیاز کے لائق ہیں اس باب کو ہمارا ارادہ ہے کہ تین فصلوں میں تقسیم کردیں۔

پہلی فصل :۔ عام جراحتی مسائل

دوسری فصل : عسکری جراحی

تیسری فصل :۔ پلاسٹک سرجری

ان تینوں فصلوں میں علم و فن جراحت کی موجودہ ترقیوں کے متعلق ناظرین کو کافی مواد مل جائے گا۔

تیسرا باب :۔ موجودہ جنگ کے دوران میں تیمارداری کی ترقیاں

تیمارداری نے گزشتہ جنگ عظیم میں جو نمایاں ترقیاں کی تھیں وہ اصحاب علم سے پوشیدہ نہیں۔ موجودہ جنگ نے اس فن کی اہمیت میں بڑا اضافہ کیا ہے۔ اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کی بڑی دردمندانہ خدمت انجام دی گئی ہے اور دی جارہی ہے۔ ہم اس باب میں طبی اور جنگی تیمارداری کی خصوصیات کو نمایاں کرنے کے علاوہ اس فن پر مفید تبصرہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعت خاص جنگ اور طب کا پہلا حصہ ان تین بابوں پر ختم ہو جاتا ہے۔

اس چوکھٹے میں اگر لال نشان ہے تو اس کے معنی ہیں کہ آپ کے سلسلہ چندہ ہمدرد صحت کی میعاد ختم ہو چکی ہے اور آئندہ پرچہ کی اشاعت سے قبل سال آئندہ کا چندہ آپ کو بھیج دینا چاہیے۔

نیازمند مینیجر

دوسرا حصہ

جنگ کے جسمانی مصائب، دور کرنے اور بچنے کی تدبیریں

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص "جنگ اور طب" کے اس دوسرے حصے کو ہم اس انداز پر مرتب کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں جنگ کے اکثر جسمانی مصائب کو دور کرنے اور بچنے کی ضروری تدبیریں عوام و خواص سب کو معلوم ہو جائیں۔ اس حصے کا رخ واضح طور پر اس طرف ہوگا کہ عوام کو جنگ کے جسمانی مصائب سے بچنے اور بچانے کی طبی اور احتیاطی تدابیر بتائی جائیں لیکن چونکہ جنگ کے جسمانی مصائب کو پورے طور پر دور کرنے کا کام فنی امداد کے بغیر انجام کو نہیں پہنچ سکتا اس لیے اس حصے کے بعض مقامات کا فنی اور اصطلاحی ہو جانا ضروری ہے۔ اس کے باوجود ہمارا قطعی ارادہ ہے کہ ان مقامات کو بھی اس انداز سے پیش کریں جس سے عوام بھی بقدر مناسب مستفید ہو سکیں۔

اشاعت خاص کے اس حصے کی ترتیب اور باب بندی ہم ابھی تک نہیں کر سکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حصہ میں مضامین اور مطالب کا اس قدر تنوع اور ان کی اس قدر رنگا رنگی ہے کہ ہم فی الحال ان کو ترتیب کے ساتھ ناظرین کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ناظرین کو یہ حصہ اشاعت خاص میں مرتب ہی ملے گا۔ کیونکہ ترتیب دیتے وقت جب ہمارے سامنے سب مواد ہوگا تو ہم آسانی سے اسے ترتیب دے سکیں گے۔ فی الحال ہمارا اندازہ ہے کہ یہ حصہ آٹھ دس بابوں پر مشتمل ہوگا اور ان بابوں میں جنگ سے پیدا شدہ امراض، ایسے زخموں، جراحتوں اور صدموں وغیرہ کے علاج اور ان کی احتیاطی تدبیر کا بیان علیحدہ علیحدہ ہوگا۔ ایک باب میں جنگ کے طبی نظام پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائے گی اور اسی ضمن میں اگر مناسب ہوا تو ریڈ کراس وغیرہ سوسائٹیوں کے نظام کا ذکر بھی پیش کیا جائے گا۔ ایک باب میں ہوائی حملوں سے بچنے کی تدابیر اور ان سے پیدا شدہ جسمانی تکلیفوں کو دور کرنے کا بیان ضروری تفصیلات کے ساتھ ہوگا۔ زہریلی گیسوں کی قسموں، ان کے حملوں کی نوعیتوں اور ان حملوں سے بچنے بچانے کی تفصیلات کے لیے بھی ایک باب وقف کیا جائے گا۔ ممکن ہوا تو ایک باب میں جنگ کے نفسیاتی اور دماغی امراض کو بھی زیر بحث لایا جائے گا۔ اگر مواد فراہم ہو گیا تو طبی نقطہ نظر سے جنگ کے اثرات مابعد پر بھی ایک مقالہ پیش کیا جائے گا۔ غرض کوشش یہی کی جائے گی کہ اشاعت خاص کا یہ حصہ معلومات اور افادہ کے لحاظ سے دلچسپ اور قابل مطالعہ ہو۔

تیسرا حصہ

"ادبیاتِ جنگ"

اشاعت خاص کے اس حصہ میں جنگ کے متعلق مختلف نقطہ ہائے خیال کی ترجمانی کے علاوہ مناسب افسانے، مزاحیہ مضمون اور نظمیں پیش کی جائیں گی۔ غالباً یہ حصہ بھی ہمارے ادیب اور افسانہ نگار کرمفرماؤں کی توجہ سے حسب معمول مفید اور دلچسپ ہوگا۔

ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعت خاص "جنگ اور طب" کے متعلق جو کچھ اس وقت ہمارے خیال میں تھا وہ ناظرین کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے۔ پروگرام میں بعض مواقع، جیسا کہ اہل نظر جانتے ہیں، ایسے بھی ہیں جہاں ہم نے مشکلات اور پیچیدگیوں کو دعوت دی ہے۔ لیکن یہ کوئی نیا موقع نہیں ہے۔ پہلے بھی ہم اس قسم کی دعوتیں دیتے رہے ہیں اور پھر اپنے کرمفرما اصحاب کی کرمفرمائی سے سامان دعوت فراہم کرتے رہے ہیں۔ اس بار بھی ہمیں یقین ہے کہ ہم اپنے معاونین کی ہر قسم کی امداد سے اشاعت خاص "جنگ اور طب" کو کامیاب بنا دیں گے۔

عبدالحمید

۴ رمئی سنہ ۴۴ء

اطبائے عہدِ مغلیہ

وزیر خاں حکیم علیم الدین

از جناب حکیم ڈاکٹر سید علی کوثر صاحب چاند پوری

وزیر خاں چنوٹ (پنجاب) میں پیدا ہوا اور آغاز شباب ہی میں شہزادہ شاہ جہاں کا ملازم ہوگیا۔ طبابت میں ماہر تھا اور اسی ذریعہ شاہ جہاں کا قرب اسے میسر آگیا، شاہ جہاں اس پر نہایت مہربان ہوگیا اور اپنے لشکر کی عدالت کا منصف بنا دیا۔ وزیر خاں مقدمات کے تصفیہ اور فیصلہ میں نہایت دیانت اور معاملہ فہمی کا ثبوت دیتا تھا، شاہ جہاں کو اس کی یہ بات بہت پسند تھی۔ شاہ جہاں رانا اودے پور کے مقابلہ پر گیا تو وزیر خاں دیوانِ بیوتات تھا۔ اس مہم میں اس کی خدمات شہزادہ کو بہت پسند آئیں۔

جہانگیر اور شاہ جہاں میں مخالفت ہوئی تو وزیر خاں بدستور شاہ جہاں کا وفادار اور اس کا رفیق کار رہا۔ اور جب تک شاہ جہاں اس ادبار میں مبتلا رہا وزیر خاں نے اس سے مالی امداد کی کوئی درخواست نہیں کی بلکہ اپنا اندوختہ جو دس بارہ لاکھ کے قریب تھا۔ شہزادہ کی ضروریات میں صرف کر دیا ان ہی پسندیدہ جذبات کا اثر تھا کہ جنیر کے دورانِ قیام میں وہ شہزادہ کی سرکار کا دیوان مقرر ہوا، اس وقت مہابت خاں کے علاوہ کوئی شخص وزیر خاں سے بہتر شہزادہ کے ہمراہ نہ تھا منصب اور مرتبہ کے اعتبار سے وزیر خاں کا دوسرا درجہ تھا۔

شاہ جہاں نے اورنگِ حکومت پر جلوہ افروز ہوتے ہی وزیر خاں کو پانچ ہزاری منصب عطا کیا اور علم ونقارہ کے علاوہ ایک لاکھ روپیہ انعام بھی مرحمت فرمایا۔

سنہ ۵ جلوس میں وزیر خاں کو دس ہزار کی جمعیت دے کر برہان پور سے قلعہ دولت آباد کی تسخیر کے لیے بھیجا گیا۔ دولت آباد کا قلعہ اس وقت فتح خاں دولت آبادی کے سپرد تھا جو بہ ظاہر وفاداری کا دم بھرتا تھا مگر پیش کش کی ادائیگی میں غفلت اور لاپروائی سے کام لیتا تھا۔ فتح خاں کو وزیر خاں کی روانگی کا علم ہوا تو اس نے فوراً پیش کش دربار میں بھیج دی۔ اس بنا پر وزیر خاں کو واپسی کا حکم بھیجا گیا۔

اسی سال برہان پور سے واپسی کے وقت صوبۂ پنجاب کا نظم ونسق وزیر خاں کے سپرد کرکے پنجاب بھیج دیا گیا۔

پنجاب کی نظامت یمین الدولہ سے متعلق تھی مگر یہ صوبہ بہت بڑا تھا۔ یمین الدولہ کے نائب سے یہاں کا بندوبست حسب دلخواہ نہ ہوسکتا تھا، اور وزیر خاں اپنی ملک داری کی حیثیت ثابت کرچکا تھا، اسی لیے اس ردو بدل کی ضرورت محسوس کی گئی۔ وزیر خاں نے بڑے استقلال اور دبدبہ کے ساتھ سات سال سے بھی زیادہ عرصہ تک پنجاب کی صوبہ داری کے فرائض انجام دیئے جب بادشاہ کا ادھر سے گزر ہوا وزیر خاں نے شایانِ شان پیش کش کی۔

سنہ ۱۴ جلوس میں وزیر خاں کو آگرے کا صوبہ دار مقرر کیا گیا مگر یہاں وہ صرف دو مہینے حکومت کرسکا اور سنہ ۱۰۵۰ ہجری میں اس نے قولنج میں مبتلا ہوکر انتقال کیا۔

وزیر خاں عہد شاہ جہانی کے نہایت حاذق اور تجربہ کار اطبا میں تھا، اس کی علمی قابلیت کا یہ عالم ہے کہ بادشاہ نامہ کا مصنف دربار شاہجہانی کے تمام اطبا سے پہلے اس کا اور مسیح الزماں کا نام تحریر کرتا ہے۔ حالاں کہ تجربہ اور عمل کے اعتبار سے حکیم داؤد خاں المخاطب بہ تقرب خاں کا درجہ وزیر خاں سے بلند تھا۔ وزیر خاں بادشاہ اور تمام شہزادوں کی مزاجی خصوصیات نیز طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ خاندان شاہی میں سے کوئی شخص بیمار ہوجاتا تو وزیر خاں ہی کو علاج کے لیے منتخب

کیا جاتا۔ سنہ ۱۰۴۳ ہجری میں شہزادہ دارا شکوہ کی لڑکی کا انتقال ہوا اور اسی غم میں شہزادہ کی طبیعت بگڑ گئی۔ شدتِ غم سے بخار
ہو گیا اور اضطراب بڑھ گیا۔ شاہجہاں کو دارا شکوہ سے بے اندازہ محبت تھی وہ اس کی علالت سے بہت متاثر ہوا اور جب دربار کے
اطبا کے علاج کا کوئی اثر مرتب نہ ہوا تو اس نے لاہور سے وزیر خاں کو بلایا۔ وزیر خاں ۴ شوال سنہ ۱۰۴۳ھ کو لشکر میں آیا اور
شاہزادہ کو دیکھ کر پہلے مرض تشخیص کیا۔ پھر علاج شروع کیا۔ دوسرے اطبا تشخیص مرض نہ کر سکے تھے۔ غالباً اسی وجہ سے آرام نہ
ہوتا تھا۔ وزیر خاں کے علاج سے بہت تھوڑے عرصہ میں شاہزادہ کو صحت ہو گئی۔ دورانِ علالت میں بادشاہ نے شہزادہ کا خیمہ
شاہی خیمہ کے قریب نصب کرایا تھا۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ بیگم صاحب آسانی سے بار بار بھائی کے پاس جا کر تیمارداری کر سکیں
بادشاہ خود بھی چند بار عیادت کو گیا۔ یہ واقعہ اس وقت تک کا ہے جب بادشاہ سفر کے سلسلے میں لاہور کے قریب فروکش تھا۔
وزیر خاں نے ملاقات کے وقت مختلف قیمتی اشیا بطور پیش کش نذر کیں جس میں سے چار لاکھ روپے کی اجناس قبول ہوئیں ۱؎

وزیر خاں نہایت وفادار و خیر خواہ تھا ایک روز قلعے میں بیمار تھا جب بیٹا پول دروازے کے قریب پہنچا تو گھوڑے
سے گر پڑا، چوٹ زیادہ آئی تھی، حالت خراب ہونے لگی تو اپنے تمام مال و اسباب کو درج فہرست کر کے بادشاہ کی حضور میں
بھیج دیا۔

وزیر خاں نے بے شمار آثارِ خیر اپنی یادگار چھوڑے۔ لاہور میں ایک حمام اور بازار، نیز متعدد محل اس کے تعمیر کیے ہوئے
ہیں۔ اس شہر میں اس نے ایسی سنگین اور مضبوط جامع مسجد بنائی ہے جو رہتی دنیا تک اس کے نام کو زندہ رکھے گی۔

لاہور کے قریب وزیر آباد اسی کا بسایا ہوا شہر ہے جیوٹ کے چاروں طرف پختہ حصار تعمیر کرائے اس نے اچھی اچھی
پختہ عمارتیں بنا کر وہاں کے باشندوں کو دے دی تھیں۔

اپنے وطن کی آرائش اور آبادی میں وزیر خاں نے بڑی دریا دلی سے کام لیا۔ چنیوٹ میں اس نے سڑکیں بنوائیں
بازار تعمیر کیے۔ دکانیں اور مسجدیں بنائیں۔ اس کے علاوہ سرائے، مدرسہ اور شفا خانہ تعمیر کیا۔ کنوئیں بنوائے۔ آٹا پیسنے کی
کئی چکیاں نصب کیں اور ان سب چیزوں کو وہاں کے رہنے والوں کے لیے وقف کر دیا۔ صاحب مآثر الامرا نے لکھا ہے کہ
وزیر خاں نے جس طرح اپنے وطن کو آراستہ کیا ہندوستان کے اور کسی امیر نے نہیں کیا ۲؎

وزیر خاں کو اپنے وطن سے جو محبت تھی وہ اس کی ان توجہات سے ظاہر ہے مگر عجیب اتفاق ہے کہ اسے وطن کا منھ
دیکھنا نصیب نہ ہوا، اسی تمنا میں موت آ گئی۔

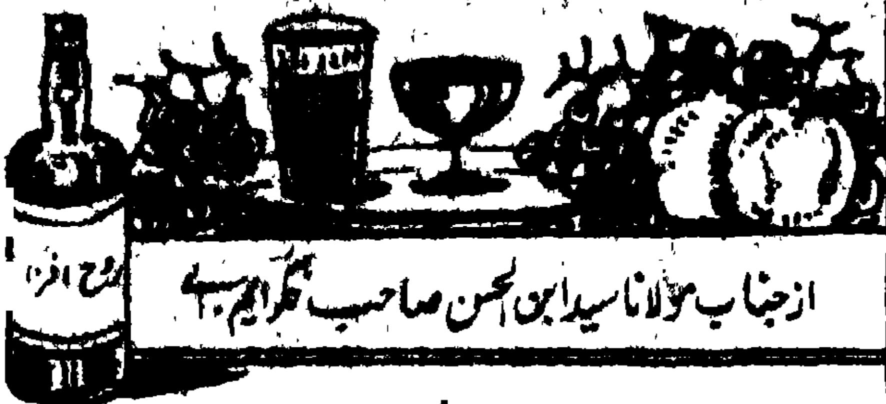
وزیر خاں نہایت نیک نفس، اور ایک رُخ انسان تھا نہایت سادگی اور بے تکلفی سے رہنے کا عادی تھا اس کے
گھر اور لباس کا خرچ بہت کم تھا۔ لاہور کی ساری تجارت اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس سبب سے وہ کافی مالدار تھا مگر طبیعت میں سخاوت
نہ تھی ۳؎

ذرا سی بات میں غضبناک ہو جاتا تھا اور پھر فوراً غصہ فرو بھی ہو جایا کرتا تھا۔ بادشاہ کا اس قدر وفادار اور خیر خواہ تھا
کہ شاہی کاموں کو عبادت سمجھتا تھا۔

وزیر خاں کی اولاد میں صرف صلاح خاں کا نام اوراقِ تاریخ پر نظر آتا ہے۔ عالمگیر کے عہدِ حکومت میں صلاح خاں
عرصے تک میر توزک رہا۔ سنہ ۲۹ جلوس میں انور خاں خطاب ملا۔ سنہ ۱۱۰۳ ہجری (مطابق سنہ ۳۶ جلوس عالمگیری) میں صلاح خاں
کا انتقال ہو گیا ۴؎

وزیر خاں نے جس نے طبابت کی بدولت اتنی ترقی کی اور اتنے آثار چھوڑے کہ آج تک اس کا نام زندہ ہے
اور غالباً قیامِ قیامت تک زندہ رہے گا، مورخ کی نکتہ چیں نگاہ میں سخاوت سے خالی نظر آتا ہے، نہیں کہا جا سکتا کہ
جس شخص نے مساجد، شفا خانے، چاہات تعمیر کیے اور رفاہِ عام کے لیے سڑکیں اور بازار بنوائے۔ ایک مستقل شہر آباد کیا اسے
سخاوت سے خالی کیوں کر سمجھا جا سکتا ہے، اور اس کے دل کو جذبۂ جود و کرم سے محروم سمجھنے کی کیا وجہ ہے۔ غالباً مورخ
کی یہ ذہنیت اس ماحول کی پیداوار ہے جس میں شاعروں، قصیدہ گویوں اور ریاکار فقیروں پر روپیہ لٹانے ہی کو سخاوت
سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ شوارع اور چاہات کی تعمیر اور دارالشفا کا قیام اس ذیل میں شمار نہ ہوتا تھا۔ غالباً خیرات اور سخاوت دو الگ الگ
چیزیں تھیں ۔ ۱؎ بادشاہ نامہ جلد اول ص۱۱ وعمل صالح ص۲ ۔ ۲؎ ص۴۰۳،۲ مآثر الامرا جلد سوم ص۹۳۶ ۔

آہ اور واہ!



از جناب مولانا سید ابن الحسن صاحب نگر ایم-اے

سر میں چکر ہے تو خیرہ ہوئے جاتی ہے نگاہ
ہے یہ عالم کہ مری آنکھوں میں دنیا ہے سیاہ

لُو جو چلتی ہے تو یہ جسم جھُلس جاتا ہے
خشک اعضا ہوئے جاتے ہیں ہر اک صورتِ کا

یوں فضا شعلہ فشاں ہے کہ نظر جلتی ہے
اب نگاہوں کو نہیں آنکھ کے پردے میں پنا

مضطرب قلب ہے اور پیاس کی شدت بھی ہے
وہ صعوبت ہے کہ ہر خاک کا ذرّہ ہے گواہ

جسم میں خون کی گردش ہے کہ سیلِ آتش
روح برداشت کرے کیسے یہ خطرہ ناگا

آفتاب آج ہے خورشیدِ قیامت کا جواب
وہ تمازت وہ حرارت کہ عیاذاً باللہ

دل میں ہے شدتِ گرما سے یہ دھڑکن پیدا
کہ نہیں چین کسی طرح مجھے شام و پگا

رات کو نیند نہیں، دن کو کچھ آرام نہیں
یعنی اب روح کی اس جسم سے مشکل ہے نبا

جب ہوا آتی ہے شعلوں کی لپٹ کی صورت
دھوپ تو دھوپ ہے سایہ نہیں دیتا ہے پنا

ایسا موسم جو نہ آتا تو بُرا کیا ہوتا
یہ وہ مہماں ہے جسے کہتے ہیں سب "خواہ مخو

مہرِ تاباں نے ستایا جو ہر اک انساں کو
یہ سماں دیکھ کے تھرانے لگے انجم و ما

ناتواں جسم کی حالت نہیں محتاج بیاں
کہ پسینے کے سمندر میں یہ بیڑا ہے تبا

شادی اس موسمِ سرما میں رچائے جو کوئی
تر بتر صورتِ شبنم ہوں دلہن اور نوشا

قلب میں جب ہو تپش اور فضا میں آتش
کس خس خانہ و برفاب میں ملتی ہے پنا

ایک ہی اس کا مداوا ہے نظر میں میری
ایک ہی چیز کو بس ڈھونڈتی ہے میری نگا

وقت تاخیر نہیں، جان پہ بن آئی ہے
المدد اے مرے ساقی مری حالت ہے تبا

"شربتِ روح فزا" کا کوئی ساغر دیدے
اور بہت جلد بنا دے تو مری "آہ" کو "واہ"

خطبۂ صدارت

از عالی جناب مولوی حکیم محمد کبیر الدین صاحب (حیدرآباد)

جو پراونشل طبی کانفرنس جلگاؤں ضلع مشرقی خاندیش میں پڑھا گیا

بسلسلۂ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء

حضرات!

ہمارے پست ملک کے جن غلاموں کی نگاہ میں اپنے بزرگوں کے علوم قدیمہ کی منزلت گر چکی ہے، انھیں یہ سن کر قلق، ملال، اور دلی صدمہ کے ساتھ بہت ہی حیرت ہوگی کہ جن علوم شرقیہ کو وہ بےکار، لایعنی اور ناقابلِ التفات قرار دے چکے ہیں، آزاد ملکوں کے آزاد دماغ آج بھی ان کتابوں کے مطالعہ میں وقت کا قیمتی سرمایہ خرچ کر رہے ہیں، اور جب حق و انصاف کی نورانیت سے ان کا مطالعہ کرتے ہیں، تو بلا دریغ وجد میں آکر جھومنے لگ جاتے ہیں۔ میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ اس وقت بھی یورپ کے اہلِ نظر دلدادگان کمال جن کی نگاہیں علم و حکمت کے بارے میں مشرق و مغرب کی قید سے آزاد ہیں، علوم و فنون کے قدیم خزائن کے ٹوہ میں لگے ہوئے ہیں۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ شیخ الرئیس بوعلی سینا کی شہرۂ آفاق کتاب **قانون** یورپ کے طبی مدارس میں ایک عرصہ تک زیر درس رہی، اٹلی میں بار بار چھپی، اس کا لاطینی ترجمہ بھی ہوا، فرانس میں قریب زمانہ تک اس کا مطالعہ اور اس کے مسائل کی تحقیق جاری رہی۔

یہ خبریں تو پرانی ہیں، اور بار بار کانوں میں پڑ چکی ہیں۔ یہ سارے قصے تو ماضی کے ہیں، حال کی کوئی بات نہیں۔ ان خبروں سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ قانون کی وقعت کسی گزشتہ زمانہ میں ہوگی۔ روشنی اور ترقی کے زمانہ میں اسے کون پوچھتا ہے مگر میں آپ کو تازہ خبر سناتا ہوں کہ قانون، کا مطالعہ اس وقت بھی بند نہیں ہوا ہے۔ اس کے مسائل کی تحقیق میں یورپ اس وقت بھی مصروف ہے۔ ابھی تازہ بتازہ آپ کی سرکار کے مرکز سلطنت لندن میں قانون کا انگریزی ترجمہ چھپا ہے جس کو آپ کے ملاحظہ کے لیے میں اپنے ساتھ لایا ہوں، اور آپ کی خدمت میں **علمی ھدیہ** کے طور پر عبرت و بصیرت کے لیے پیش کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر گرونر ایم۔ ڈی لندن) مترجم کتاب کی نگاہ میں قانون، طب قدیم، اور دیگر علوم قدیمہ کی کیا وقعت ہے اس کا پتہ اس کے وسیع دیباچہ کے مطالعہ سے چل سکتا ہے، جس کے محض چند اقتباسات ہی اس قلیل فرصت میں پیش کر سکتا ہوں:-

فاضل گرونر قانون کا دیباچہ اس طرح شروع کرتا ہے:-

ابن سینا کے "قانون طب" اور تخیلات حاضرہ کے درمیان تعلق

وہ اہمیتیں کچھ کم نہیں ہیں، جو ابن سینا کے قانون طب کو تخیلات حاضرہ (موجودہ علمی دنیا) میں ایک معزز مقام کا (بہ چند وجوہ) مستحق قرار دیتی ہیں:-

The relation between the Canon of Medicine of Avicenna and modern thought

Considerations are not wanting which entitle the Canon of medicine of Avicenna to an esteemed position in modern thought.

In the first place, there is the outstanding intellectual culture of the Saracen empire during the period of history to which Avicenna belongs.

اولاً یہ کہ ابن سینا ایک ایسے دور تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں، جب کہ اسلامی حکومت ذہنی ارتقا میں ایک ممتاز شان حاصل کر چکی تھی۔

یعنی جس زمانہ میں شیخ موجود تھے، اس وقت علوم و صنائع میں عرب سارے عالم سے بلند و بالا تھے۔

Secondly, in the case of much of his teaching it may be said that the difference from ours is largely only that his speech is alien, and is apt to be misunderstood. In these days, the great complexity of the language with which we express our Scientific thought corresponds with the intricacy of the instruments where with facts are elicited.

ثانیاً، ابن سینا کی بیشتر تعلیمات کے بارہ میں یہ کہنا درست ہے کہ وہ اگر ہماری تعلیمات سے مختلف ہیں تو اس اختلاف کی بڑی بنیاد یہ ہے کہ اس کا بیان اجنبی ہے جس کو سمجھنے میں غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ اس زمانہ میں جس پیچیدہ تر زبان کے ذریعہ ہم اپنے علمی معلومات کا اظہار کرتے ہیں ان کا تعلق موجودہ آلات کی پیچیدگی سے ہے جن سے حقائق کے معلوم کرنے میں امداد لی جاتی ہے۔

الغرض آج کل کی زبان شیخ کے طرز بیان سے مختلف ہے، اس لیے شیخ کی عبارت کا سمجھنا اور اس کے مقصود تک پہنچنا اکثر دشوار ثابت ہوتا ہے۔ اس بنا پر بیجا شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔

Thirdly, many of the advances of modern times offer the Solutions to the very theorems and propositions of former times.

ثالثاً، عصر حاضر کی بیشتر ترقیاں زمانۂ سلف کے نظریات اور اقوال کا حل (اور شرح) پیش کرتی ہیں۔

Finally, ideas are to be found in his work which provide Suggestions for useful research in the future.

اخیراً، ابن سینا کی کتاب میں ایسے خیالات و افکار بھی پائے جاتے ہیں، جو مستقبل میں مفید تحقیقات کے لیے رہنما بن سکتے ہیں۔

فاضل گرونر کے مذکورہ بالا جملے گو مختصر ہیں، مگر ان کے اندر معانی کا ایک سمندر پنہاں ہے۔ اس کا قلب "طبِ قدیم" کی محبت اور فرط عقیدت سے لبریز ہے۔ اس نے جس عالمانہ شان اور مخلصانہ جذبات سے شیخ الرئیس کی وکالت کی ہے، سچ تو یہ ہے کہ آج تک کسی یونانی طبیب سے بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکا۔ ایکس صفحات کے باریک حروف میں اس کا مبسوط دیباچہ ہے، جس میں گفتگو کے مختلف پہلوؤں سے طب قدیم پر نظر ڈالی گئی ہے۔

طب قدیم، یا طب عربی پر جو لوگ نکتہ چینی کرتے ہیں، فاضل گرونر کی رائے میں ایسے لوگوں کی کیا وقعت ہے، اور انھیں کن تیکھی نظروں سے یہ دیکھتا ہے؟ اس کا اندازہ کارادی واکس کے بیان سے ہو سکتا ہے جس کو گرونر نے اپنا وکیل مقرر کیا ہے۔ کارادی واکس کا قول وہ اس طرح پیش کرتا ہے۔

Carra de Vaux, in his monograph "Avicenne" furnishes particularly striking comments, as follows (P. 156).

کارادی واکس، اپنے رسالۂ ابن سینا میں مخصوص انداز کے ساتھ بہت ہی دل کش بیان پیش کرتا ہے (صفحہ ۱۵۶):-

"The more we investigate the

"عربی حکومت کے زبردست علمی ذخیروں کی

enormous Literary output of the Arabian Empire, and come into intimate appreciation of the masterminds of the middle epoch and of antiquity, the more we become aware of their sincerity.

"We should, we think, offer our Salutations to these great personalities of that day. whose work and lives were equally eucyclopædic. ....

"Our own times do not show more worthy figures; we complacently assume that there are no more worthy than ourselves, because Science. So greatly developed today, cannot be held all within one single head. That may be. But it is only right to admit that Science has less unity and harmony today than formerly it had; that it is less pure than it was under the grand Peripatetic discipline."

Our attitude towards that is neither humble nor sincere.

"In these days we are concerned too much to have our own names blazoned forth than to grasp a great extent of Science. We are more anxious to uphold the profession than to have a passion for study; we seek titles and reputation rather than real knowledge; and in order to appear more specialistic than our ancestors we expose ourselves to the judgement of posterity as having smaller minds and fettered souls.

ہم جس قدر زیادہ چھان بین کرتے ہیں، اور قرون وسطیٰ اور ازمنۂ قدیمہ کے ائمہ فن کی قدر و قیمت سے جس قدر زیادہ قریب ہوتے جاتے ہیں، اسی قدر زیادہ ہم ان کی نیک نیتی اور خلوص علمی سے آگاہ ہوتے جاتے ہیں۔

"ہمارا خیال ہے کہ ہمیں اس زمانہ کی عظیم المرتبت ہستیوں کی بارگاہ میں ھدیۂ تسلیم و نیاز عرض کرنا چاہیے، جن کے کارنامے اور جن کی زندگیاں دونوں یکساں طور پر ایک دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی ہیں ....

"رہا ہمارا اپنا زمانہ، یہ زیادہ قابل افراد پیش نہیں کرتا۔ ہم سنجیدگی سے فرض کر لیا کرتے ہیں کہ

"ہم ہی سب سے زیادہ قابل ہیں، کیونکہ
علم آج اتنا بڑھ گیا ہے کہ وہ سب کا
سب کسی ایک منفرد دماغ میں سما
نہیں سکتا۔"

ممکن ہے، ایسا ہو ——— لیکن یہ تو بہر صورت تسلیم کرنا پڑے گا کہ

"علم میں آج وہ اتحاد، ہم آہنگی اور
ربط پایا نہیں جاتا، جو کبھی پہلے تھا،
آج علم اتنا خالص اور پاک نہیں،
جتنا کہ وہ عظیم المرتبت گروہ مشائین
کے دور میں تھا۔"

"ہمارا برتاؤ علم کے ساتھ نہ تو مخلصانہ و ہمدردانہ ہے اور نہ متواضعانہ۔ بجائے اس کوشش کے ہم زیادہ سے زیادہ علم سے متمتع ہوں، اس زمانہ میں ہمیں سب سے زیادہ فکر اس بات کی ہوا کرتی ہے، کہ ہمارا نام زیادہ روشن ہو۔ جذبۂ مطالعہ سے زیادہ ہم اپنے پیشہ کی ترقی کو سوچا کرتے ہیں (کہ کسی طرح ہماری دکان زیادہ چلے)! اور حقیقی علم سے زیادہ ہم خطابات و ناموری کے طالب رہا کرتے ہیں! اور اس نمود و نمایش میں کہ ہم اپنے اسلاف سے زیادہ مہارت و خصوصیت کے حامل ہیں، ہم نے اپنے آپ کو آئندہ نسلوں (اپنی اولاد) کے سامنے اس فیصلہ کے لیے عریاں کر دیا کہ ہمارے دماغ چھوٹے ہیں، اور ہماری روحیں مقید۔"

سبحان اللہ کیا پاکیزہ جذبات ہیں! کیسے شریفانہ خیالات ہیں!! لفظ لفظ سے علمیت اور بیعلمتی کی بیّنی بُو آرہی ہے اور حرف حرف سے وسعت قلبی، اور بلند حوصلگی مترشح ہو رہی ہے، جو ایک عالم مخلص کی عالمانہ شان ہونی چاہیے۔
دل چاہتا ہے کہ ان جملوں کو پڑھے جائیے، اور پڑھے جائیے تکرار و اعادہ سے اس کی حلاوت گھٹنے کے بجائے برابر بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔

زندہ باد اے گردونزن زندہ باد

تیرا انتخاب کتنا پیارا ہے! تیری جستجو کتنی کامیاب ہے۔
کارادی واکس کا کلام کہاں سے ڈھونڈ کر نکالا جس میں عبرت و بصیرت کا مواد کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے۔
ہم اپنی پوری برادری کی طرف سے جو غریب ہندستان میں بستی ہے اور جس کا نام جماعت اطباء ہے، تیرا پُر خلوص شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس مظلوم اور ستم رسیدہ جماعت کے پاس سوائے ایک ٹوٹے ہوئے دل کے تیرے لائق کوئی دوسری چیز نہیں جسے تیری خدمت میں پیش کر کے یہ زیادہ مسرور و مطمئن ہو سکے۔
مقام صد ہزار حیرت و استعجاب ہے کہ طب عربی کی حمایت کا جذبہ ایک انگریز کے دل میں پیدا ہوتا ہے جو شیخ کے قانون کا انتخاب کرتا ہے اور اسے نہایت ادب و احترام اور صد درجہ انتظام و اہتمام سے چھپواتا ہے: یہ قادر مطلق ہی کی شان ہے: کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

"دلیل راہِ حقیقت برہمنے ست مرا"

جو لوگ طب قدیم کی افادی منزلت گھٹا کر اس کی قیمت گرانی چاہتے ہیں، گردونزن ایسے لوگوں کو اس طرح دندان شکن جواب دیتا ہے:-

طب قدیم کا طریقۂ علاج
از روئے کامیابی و ناکامی

طبِ جدید دعویٰ کرتی ہے کہ "اس کی کامیابیوں کی وجہ سے اس کا لقب بلند ہونا چاہیے" اور طب قدیم کے بارہ میں اس نے رائے قائم کر لی ہے کہ "وہ ناکام ہیں"
لیکن (براہ کرم بتایا جائے کہ) اگر معاملہ اُلٹ جائے تو اس وقت کیا رائے قائم کی جائے گی؟
فرض کیا جائے کہ ہم نے جمہور (عوام) کے اس جماعت کے فیصلہ کو مان لیا، جو اپنے تجربات (تلخ تجربات) کی بناپر مروجہ (یا مسلمہ) طب سے غیر مطمئن ہے، ــــــ جن کی تعداد بہت تھوڑی نہیں ہے ــــــ اور وہ کسی طریقۂ علاج کے "غیر مستند" (غیر مسلم یا بقول تمہارے "ناقابل") کی طرف رجوع ہوتی ہے
یا ہم نے دوسرے ممالک کے لوگوں کی رائے تسلیم کرلی جو اب تک اپنے ملک کے دیسی اطبا ہی کو ترجیح دیا کرتے ہیں؟
یا ہم نے خود باشندگان یورپ کے ان لوگوں کی رائے تسلیم کر لی جن کو جدید طرقِ علاج سے ناکامی کے بعد

Modern Medicine claims its title to superiority by its successes and judges the medicine of the past by its failures.
But what would the judgement be if this method were reversed

Suppose we accepeed the verdict of those among the laity-not So few-who are dissatisfied with their experiences of orthodox medicine and have turned to the unqualified of one kind or another.

Or those of other countries who prefer their native doctors still ?

Or even those Europeans who have experienced triumphant success from native doctors, after

modern methods had failed ?

After all, the ancient medicine is still practised from Cairo to Calcutta, and a medicine not very different holdsway through the far east.

دیسی اطباء سے شاندار (فاتحانہ) کامیابی نصیب ہوئی۔

بہرحال، قاہرہ سے کلکتہ تک (یعنی مصر سے ہندستان تک)، اب بھی طب قدیم رائج ہے۔ علیٰ ہٰذا مشرق بعید (چین وغیرہ) میں اسی قسم کی ایک اور طب حکومت کر رہی ہے، جو قسم اول سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔"

اس کے بعد فاضل گرڈنر ایک ایسے انگریز کا قول پیش کرتا ہے، جو مدت تک ہندستان میں اعلیٰ طبی خدمت پر مامور رہا اور جس نے حکمائے ہند کے طریقۂ علاج اور حیرت انگیز کامیابیوں کا بچشم خود مشاہدہ کیا۔ اس انگریز کی قومیت، بلند علمیت اور گرانقدر عہدہ اس امر کی ضمانت ہے کہ وہ محض صداقت کے اظہار کے لیے مجبور ہوا ہے۔ "والفضل ما شہدت بہ الاعداء"

سر چارلس پارڈی لیوکس
کا قول
دیسی اطباء کے بارے میں

The Late Sir Charles Pardy Lukis (Indian medical Service) is quoted as saying :

"Many of the empirical Methods of treatment adopted by Hakims are of the greatest va'ue." "and there is no doubt whatever that their ancestors, ages ago, knew many things which are nowadays being brought forward as new discoveries.
(Ayurveda 1924. 2. I, I)

سر چارلس پارڈی لیوکس آنجہانی (آئی۔ ایم۔ ایس = انڈین میڈیکل سروس) کا حسب ذیل قول نقل کیا جاتا ہے (جو بعض حقائق پر دلچسپ روشنی ڈالتا ہے):

"علاج بالتجربہ کے بہت سے طریقے (امپریکل میتھڈز) جن کو ہندستان کے حکماء دوران علاج میں استعمال کرتے ہیں بہت زیادہ قابل قدر ہیں۔"

اور خواہ کچھ بھی ہو، لیکن اس میں شک نہیں کہ ان حکیموں کے پیش رو بزرگ آج سے بہت پہلے ایسی بہت سی چیزیں جانتے تھے جنھیں آج (علم کے مدعی) نئے انکشافات کے نام سے ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔

منقول از رسالہ آیوروید سنہ ۱۹۲۴ء ۲ ص ۱

اگر یہ سوال کیا جائے کہ گرڈنر، کابادی واکس، اور پارڈی لیوکس کے علاوہ کیا اور بھی ایسے اہل فرنگ مل سکتے ہیں جنھوں نے طب قدیم کو اس زمانہ میں ان مغربی علما کی طرح عظمت و احترام کی نگاہ سے دیکھا ہو۔

اس کا جواب یہ کہ ایک نہیں ایسی متعدد مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علمائے یورپ کا علم پرور گروہ ان قدیم اوراق کو ایک علمی تبرک سمجھتا اور ان کی تلاش و جستجو میں، مال و دولت اور عمر عزیز کے صرف کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا۔ چنانچہ گرڈنر کے قانون کے علاوہ حنین بن اسحٰق کی ایک نادر کتاب بھی آپ حضرات کے ملاحظہ کے لیے ارمغان فن کے طور پر میں اپنے ساتھ لایا ہوں جس کو میکس مائرھاف نے (جو غالباً جرمنی الاصل ہیں) انگریزی ترجمہ اور ایک مبسوط مقدمہ کے ساتھ مصر میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔

اگر اس خطبہ کے اوراق محدود نہ ہوتے، اور وقت کی تنگی مجھے مجبور نہ کرتی، تو میں ذرا تفصیل سے بتاتا کہ علم کے اس شیدا نے اس انمول کتاب کی تحصیل، تصحیح اور ترجمہ میں کیا کیا جتن نہیں کیے، اور اسے آراستہ کر کے چھپوانے میں کیسا کیا مصیبتیں برداشت نہیں کیں۔

اس قصے کو اگر میں چھیڑتا ہوں، تو ایک نئے خطبہ کی بنیاد پڑ جاتی ہے، اس لیے میں صرف یہ کہہ کر اس مسئلہ کو ختم کر دیتا

چنانچہ طب العیون (علم العین) پر یہ پہلی علمی کتاب ہے جو آج دنیا میں پائی جاتی ہے، اور بہت ہی قدیم علمی کاوش ہے، جس میں تصاویر کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اسی کتاب کے مقدمہ میں درج ہے کہ

جرمنی کے ایک عالم ھیرشبرگ نامی نے اپنی قیمتی عمر کے پچیس سال خرچ کرکے طب العیون (آنکھ کی طب) کی مبسوط تاریخ سات ضخیم جلدوں میں لکھی ہے جو اس وقت دنیائے علم میں اپنی نوعیت کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ اس ضخیم تاریخ میں اپنے کمال تجسس سے اس نے کیا کیا پردے چاک کیے ہیں، اور کن کن چوریوں کا پتہ چلایا ہے جو عربوں کے نالائق حیاسی شاگردوں نے انھیں کی دولت علم سے بہرہ اندوز ہو کر، ان کی کتابوں کے ترجمے کرکے اپنے ناموں سے شائع کر دیے ہیں جن میں ایک حنین کی یہ کتاب بھی ہے۔ ان سب کی تفصیلات گو بہت دلچسپ ہیں، مگر ان کے لیے ایک دوسری فرصت درکار ہے

الغرض —— طب قدیم اور علوم قدیمہ کا فدائی ایک گروہ ہی نہیں ہے جو ہندستان میں پیدا ہوا ہو، بلکہ جرمنی، فرانس، اٹلی اور روس وغیرہ میں بھی دوسرے بہت سے دیدہ ور محققین موجود ہیں، جو ان عربی علوم کی قدر و منزلت کو اچھی طرح پہچانتے ہیں، اور جو اس کی پروا نہیں کرتے کہ اگر ہندستان میں قدیم طبوں کی اہمیت بڑھائی گئی تو یورپ کے کتنے کارخانے تباہ ہو جائیں گے۔ اور ان کارخانوں کی ادویہ مرموزہ (پیٹنٹ میڈیسن) کی ایک بڑی منڈی ہاتھ سے جاتی رہے گی۔

حضرات!

میری اس طویل سمع خراشی کا ماحصل یہ ہے کہ آپ بلند ہیں، آپ کا فن بلند ہے، آپ کا طریقۂ علاج بلند ہے۔ ہمت سے کام لیجیے اور عزم و استقلال سے بڑھتے چلے جائیے۔ اس پروا نہ کیجیے کہ بادسموم کی آتشیں لپٹیں چل رہی ہیں اور چمن طب کی پتیاں خشک نظر آتی ہیں، یقین جانیے کہ یہ زردی و خشکی محض سطحی ہے، زمین کے اندر آپ کے شجر علم کی جڑیں بڑی موٹی، استوار اور قوت نامیہ سے بھرپور ہیں، جن کی سرسبزی و شادابی کے لیے ابر بہار کی محض ایک ہلکی سی پھوار کافی ہے۔

"وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ" (آپ اپنے کو حقیر و ذلیل نہ سمجھیں، غم نہ کریں، آپ لوگ بلند ہیں")

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مشرق اب اپنی عظمت رفتہ کو حاصل کرکے رہے گا، ایشیا زیادہ عرصہ تک اپنی ذلت برداشت نہیں کر سکتا۔ اسے بہت نیچا کیا گیا —— اسے بہت کچلا گیا —— اس کا خون بہت چوسا گیا —— قدرت کی نگاہیں زیادہ عرصہ تک ظلم و تعدی دیکھنے کی عادی نہیں ہیں —— اس کی گرفت سخت ہو، اس کا انتقام شدید ہے

"فَانْتَظِرُوا اِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ"

میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ سارے مشرقی علوم بلند ہونے والے ہیں۔ یورپ کی ساحری دم توڑ رہی ہے۔ افق مشرق پر اُمید کی پو پھوٹ رہی ہے۔ سورج "گہن" سے کسی دم میں باہر آنے والا ہے۔

آپ کو معلوم ہے۔ میری آنکھیں آج کیا دیکھ رہی ہیں؟ وہی دیکھ رہی ہیں جو اقبال مرحوم کی دوربین اور نکتہ رس نگاہیں کل دیکھ کر محو تماشا بن چکی ہیں۔

"آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں"
"محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی"

میں دیکھ رہا ہوں کہ حیدرآباد، فرخندہ بنیاد مدینۃ العلم بغداد کا نظیر بن کر اور علم کا مشعل اپنے ہاتھ میں لے کر سارے ہندستان کی رہنمائی کر رہا ہے۔ لاریب یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور انوکھا کعبۃ علم ہے جس نے سارے علوم کو مادری زبان میں تعلیم دینے کا "فطری طریقہ" اختیار کیا ہے، کیا اسے آپ چھوٹی سی بات تصور فرمائیں گے؟ یاد رکھیے کہ غلامی کی یہ پہلی زنجیر ہے، جو حیدرآباد میں توڑی گئی اور یقین فرمائیے کہ دکن نے جو مثال آج قائم کی ہے۔ کل

ہندستان کے تمام صوبوں کو اس کی تقلید کرنی پڑے گی۔

اس حقیقت کے ساتھ میری آنکھیں یہی دیکھ رہی ہیں کہ خلفائے عباسیہ کے دور میں جس طرح دوسرے علوم و فنون کے ساتھ "فن شریف" کی طرف خاص توجہ کی گئی تھی، اسی طرح اعلیٰ حضرت سلطان العلوم نے دوسرے علوم مشرقیہ و مغربیہ کے ساتھ طب قدیم کے احیا، کا مصمم قصد فرمالیا ہے۔ اس لیے اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ آپ کی یہ طب بہرصورت اب زندہ ہو کر رہے گی۔ اس کی تارگی و خوش حالی میں کمی محض اس لیے آئی تھی کہ یہ حکومت کی سرپرستی سے محروم تھی۔ اب ایک علم پرور حکومت نے جس کو مشرقی علوم کے تحفظ کا خاص خیال ہے، اسے آغوش تربیت میں لے لیا ہے، اور شاہی نوازشیں اور خسروانہ مراحم اس کے حال پر جاری ہیں، اس لیے ساری طبی دنیا کو حضرت سلطان الحکمت کا ممنون ہونا چاہیے جس کو کشتی طب کے ناخدا اجمل اعظم (روحی فداہ) نے "مسیحائی طب" کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

و للہ درہٗ

حضرات! میں آپ کو زیادہ تھکانا نہیں چاہتا، داستان درد بہت طویل ہے، میرے ہذیان سے آپ اکتا چکے ہوں گے میں ایک دیوانہ ہوں۔ ھذیان بکنا میری عادت ہو۔ میرا جنون دماغی میرے احساس کے لیے تحذیر کا سامان ہو جو میرے عصبی ہیجان کو تکان سے باز رکھتا ہے۔ الغرض:-

"سکوت آموز طول داستان درد ہے ورنہ
زباں بھی ہے ہمارے منہ میں اور تاب سخن بھی ہے"

"نمی گردید کوتہ، رشتۂ معنے رہا کردم
حکایت بود بے پایاں بخاموشی ادا کردم"

اب صرف ایک بات کہنی باقی ہے، جو جتنی زیادہ مختصر ہے اُسی قدر زیادہ سچی ہے۔

اطبائی حلقوں کی ہمت یقیناً قابل داد ہے، ان کے اس مردانہ اقدام پر جتنی بار بھی آفرین کہی جائے بجا ہے، حقیقت میں اُنھوں نے اس امر کا ثبوت فراہم کیا ہے کہ اطبا کی جماعت میں زندگی موجود ہے، ان کے اعصاب میں حرکت کی قوت باقی ہے، اور وہ میدان عمل میں دوسروں کے ساتھ دوڑنے کے لیے تیار ہیں۔

یہی حقیقت اس امر کی کافی ضمانت ہو کہ ہمارا مستقبل شاندار ہے، نحوست کی گھڑیاں ختم ہو چکیں، اور ملال و غم کی ساعتیں بھاگ رہی ہیں۔ اس لیے محض ایک مصرع پڑھ کر آپ حضرات سے خاموشی کی اجازت چاہتا ہوں:-

رسید مژدہ کہ ایام غم نہ خواہد ماند

پنسلین

ایک حیرت انگیز دوا کی دریافت کا افسانہ

PENICILLIN

سبز رنگ کی پھپھوندی کو اب تک ایک تکلیف دہ بلکہ قابلِ نفرت چیز سمجھا جاتا تھا۔ سب کو معلوم ہے کہ جب روٹی یا حلوے، یا کیک یا جام وغیرہ میں پھپھوندی لگ جاتی ہے تو وہ چیز کھانے کے قابل نہیں رہتی۔ اکثر سبزیوں اور پھلوں کو بھی پھپھوندی سے نقصان پہنچتا ہے اور مرطوب موسم میں اگر جوتے کسی گوشے میں چھوڑ دیے جاتے ہیں تو ان پر بھی سبز رنگ کے مخمل جیسی پھپھوندی لگ جاتی ہے۔

ایک مشہور برطانی ماہر کیمیا نے جو پھپھوندی اور سماروغ کے کیمیائی مطالعہ میں مصروف رہتا تھا اور جو مختلف اقسام کی پھپھوندیوں کو تربیت دے کر ان کے نمونے اس طرح رکھتا تھا جیسے لوگ پوسٹل اسٹامپ جمع کرتے ہیں، ایک مرتبہ اپنے ایک دوست سے جو حیاتیاتی کیمیا کا ماہر بھی تھا یہ کہا تھا کہ مجھے کبھی کبھی اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ قدرت نے پھپھوندیوں کو کس لیے بنایا ہے لیکن اب ہمیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ قدرت کا ان کی پیدائش سے کیا منشا تھا۔ کم از کم ایک قسم کی وہ پھپھوندی جسے کیمیائی اصطلاح میں **Penicillium Notatum** (پنسلیم نوٹیٹم) کہتے ہیں اور جس کے باریک ریزے یا تخمک ہر جگہ اُس ہوا میں جس میں ہم سانس لیتے ہیں موجود ہوتے ہیں۔ سائنس کی ایک حیرت انگیز اور طبی دنیا میں انقلاب پیدا کرنے والی دریافت کا باعث بن گئی ہے، اور اب ہم اس سے وہ دوا بناتے ہیں جو پنسلین **(Penicillin)** کے نام سے مشہور ہے۔

پھپھوندی کی بہت سی قسمیں

اگر آپ پھپھوندیوں کے متعلق کوئی جدید سائنٹی فک کتاب دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ پھپھوندی کی سینکڑوں قسمیں مختلف ناموں سے موجود ہیں، بالکل اس طرح جیسے کہ پھولوں کی کسی فہرست میں آپ سینکڑوں اقسام کے گلاب دیکھتے ہیں۔ لیکن پھپھوندی کی ان مختلف قسموں میں سے صرف ایک قسم کا نام "پنسلیم نوٹیٹم" ہے جس سے پنسلین تیار کی جاتی ہے۔

پنسلیم کی ایک دوسری قسم بھی ہے جس سے "پٹولن" **(Patulin)** بنائی جاتی ہے اور کچھ روز ہوئے جس کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ نزلہ و زکام میں مفید ثابت ہوتی ہے۔ بہرحال چوں کہ پنسلین کی خوبیوں کی دریافت کے بعد عمیق تحقیقات کا کام پورے جوش و خروش کے ساتھ جاری ہے اس لیے یقین کیا جاتا ہے کہ بہت سے نئے اجزا ابھی دریافت ہو جائیں گے جو علاج یا تجارت کے لیے مفید ثابت ہوں گے۔ طبی ریسرچ کے لیے ماہروں کی جو آرا فیصلے اور اظہار رائے میں جلد بازی سے کام



پھپھوندی کے چند نمونے جو ایک روز سے دس روز تک کی پرورش کی حالت ظاہر کرتے ہیں۔ یہ کلچر کھمبیوں کی جیلی پر کیا جاتا ہے



پروفیسر الیگزینڈر فلیمنگ، ایف۔ آر۔ ایس
جنھوں نے پنسلین دریافت کی ہے۔

نہیں لیتے [illegible] یہ ہے کہ ادویہ کی تاریخ میں پنسلین کا درجہ اہم ترین دریافتوں کی صف میں ہے۔ ان دواؤں میں بھی جو آج "سلفونامائڈ" (Sulphonomide) نام سے مشہور ہیں، اور جن کو علاج کے سلسلے میں "نقرئی گولی" (Silver Bullet) کہا گیا ہے، پنسلین کو سب سے زیادہ ممتاز درجہ حاصل ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ جدید ترین دوا بہت سے ایسے مہلک امراض کو اچھا کردیتی ہے جن پر "سلفا خاندان" کے مرکبات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

پنسلین بے حد آسانی کے ساتھ اور قطعاً یقینی طور پر ان امراض کو اچھا کردیتی ہے اور اس کا تیر بہدف اثر ایک حیرت انگیز ڈرامائی نوعیت رکھتا ہے۔ مزید برآں "سلفا" دواؤں اور پنسلین میں فرق یہ ہے کہ موخر الذکر قطعی طور پر زہر آور نہیں ہے، ہر طرح کے کیمیائی اثرات سے پاک ہے۔ اور کوئی خراب ثانوی نتیجہ نہیں پیدا کرتا۔

لیکن پنسلین کے ڈرامائی اثر سے زیادہ خود پنسلین کی دریافت کا واقعہ ڈرامائی نوعیت رکھتا ہے۔ اس کی دریافت کا سبب محض ایک اتفاقی امر ہے۔ اس کی صحیح کیمیائی ترکیب اب تک معلوم نہیں ہوسکی ہے، اور اس وقت اس کی حقیقت ذاتیہ دریافت کرنے اور اس کی تیاری کے طریقہ کو بہتر بنانے کا جو کام ہو رہا ہے وہ ایک بین الاقوامی اتحاد عمل کی بہترین مثال ہے۔ سائنس کی تاریخ میں علمی اور صنعتی اداروں نے کبھی اس طرح آپس میں مل کر کام نہیں کیا ہوگا۔

پنسلین کی دریافت پنسلین کی دریافت کا افسانہ سنہ ۱۹۲۹ء میں شروع ہوتا ہے۔ اس زمانے میں سینٹ میری ہسپتال لندن کے پروفیسر الکزینڈر فلیمنگ (Alexander-Fleming)۔۔ ایک خطرناک اور مہلک جرثومہ کی جسے "اسٹیفیلوکوکس" (Staphylococcus) کہتے ہیں اپنی تجربہ گاہ میں پرورش کر رہے تھے۔ یہی وہ جرثومہ ہے جو دنبل دار پھوڑے (Carbuncle) کا باعث ہوتا ہے اور انسانی خون کو بھی طرح طرح سے زہر آلود بنا دیتا ہے۔ اس "کلچر" سے پروفیسر موصوف کا منشا یہ تھا کہ مذکورۂ بالا امراض کا کامیاب طریقۂ علاج معلوم کیا جائے۔ ایک روز وہ اپنے پرورش کردہ جراثیم کا معائنہ کر رہے تھے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ ایک ظرف میں ایک مقام پر مخملی قسم کی پھپھوندی پیدا ہوگئی ہے اور اس جگہ کے آس پاس تمام جراثیم ہلاک ہوکر غائب ہوتے جارہے ہیں اس سے ظاہر تھا کہ یہ پھپھوندی کوئی ایسی چیز بنا رہی ہے جو آس پاس کے جراثیم کو پرورش نہیں پانے دیتی۔ بات یہ تھی کہ محض اتفاق سے پھپھوندی کا کوئی تخم یا ذرہ اس ظرف میں پہنچ گیا تھا۔ بس پروفیسر فلیمنگ کا یہی مشاہدہ ایک بہترین "محافظ حیات" دوا کی دریافت کا باعث ہوگیا۔

مذکورۂ بالا صورت حال کو دیکھ کر ڈاکٹر فلیمنگ نے اس "پھپھوندی کی نوآبادی" کو ایک تار سے چھوا اور اس کے کچھ ذرات اور تخموں کو ایک دوسری نلکی میں منتقل کردیا، جہاں وہ دوسرے جراثیم سے بالکل الگ پرورش پاتے رہے۔ اس کے بعد اُنھوں نے متعدد تجربات سے یہ ثابت کردیا کہ جس سیال میں اس پھپھوندی نے پرورش پائی ہے اس میں ایک ایسی چیز موجود ہے جو جراثیم کشی کا اثر رکھتی ہے۔ اسی مادے کو اُنھوں نے پنسلین کا نام دے دیا۔

ابتدائی مشکلات اس دریافت کے سلسلے میں سب سے بڑی ابتدائی مشکل یہ تھی کہ یہ چیز بہت کمزور اور غیر خالص حالت میں حاصل کی جاسکتی تھی۔ اس لیے تقریباً دس سال تک یہ دریافت بہت نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی۔ لیکن جب پروفیسر فلوری (Florey)۔ اور ان کے ساتھیوں نے اس مادے کو خالص اور باعمل حالت میں مرکز و مجتمع کرنے میں کامیابی حاصل کی تو اس کا پورا اندازہ کرلیا گیا کہ مریض کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر خون کے دھاروں کو زہریلے یا جراثیم سے پاک و صاف کرنے میں یہ دوا کیسی غیر معمولی اور حیرت انگیز طاقت رکھتی ہے

لیکن اس کے بعد سب سے بڑا کام یہ رہ گیا کہ تجارتی پیمانے پر پنسلین کیوں کر تیار کی جائے اور بڑی مقداروں میں اس کو صاف اور مرتکز کرنے کا عمل کس طرح اختیار کیا جائے۔ بہت دنوں تک برطانیہ اور امریکا میں متعدد ماہرین کیمیا اور ماہرین جراثیم مسلسل طور پر تجربات کرتے رہے اور پھپھوندیوں سے اس مادّے کو حاصل کرنے میں اس کی مختلف منزلوں پر غور کرتے رہے۔ پھپھوندیوں کا کلچر کرنا اور ان کو مطلوبہ کام میں لانا ایک وسیع ترین عمل تھا۔ پنسلین کی دریافت کی ابتدا ہی میں یہ بات معلوم کر لی گئی تھی کہ ہر قسم کا "پنسلیم" اس کام کا نہیں ہوتا کہ اس سے یہ مخصوص دوا حاصل کی جائے۔ اس لیے کوشش اس امر کی کی گئی ہے کہ ڈاکٹر فلیمنگ ہی کی پرورش کی ہوئی اصلی پھپھوندی کے تھکوں کو اور اسی "خاندان" کے اجزا کو حاصل کیا جائے۔ اب اس کی کاشت میں اتنی ہی سرگرمی سے کام لیا جا رہا ہے جتنی کہ کسی نئے پھول یا پودے کو وجود میں لانے کے لیے کام میں لائی جاتی ہے۔

درمیانی سیال اور محلول کا مسئلہ مزید برآں اس امر کی بھی ضرورت پیش آئی کہ کوئی ایسا سیال یا محلول دریافت کیا جائے جس میں پھپھوندی آسانی سے پرورش پائے اور بڑھے اور پنسلین پیدا کرے۔ اب اس درمیانی سیال کا پتہ لگا لیا گیا ہے اور پھپھوندی کا کلچر بعض ایسی شکروں کے محلول میں کیا جاتا ہے جس میں معدنی اجزا بھی بہت قلیل مقدار میں یعنی ایک کروڑ میں ایک کے تناسب سے شامل ہوتے ہیں۔ اس محلول کو مخصوص وضع کے شیشوں میں رکھا جاتا ہے۔ پھپھوندی کو اس سیال کی سطح پر چھڑک دیا جاتا ہے۔ اور تقریباً دو ہفتوں تک چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جب پھپھوندی بڑھ جاتی ہے تو سیال کی سطح پر ایک دبیز تہ قائم ہو جاتی ہے جسے "فیلٹ" (Felt) کہتے ہیں اور پھپھوندی کے بڑھنے ہی کے دوران میں سیال کے اندر پنسلین پیدا ہو جاتی ہے۔

پنسلین کی تیاری کی اس منزل سے پہلے بہت سی غلطیوں اور مایوسیوں کا سامنا ہوا تھا۔ لیکن آخر کار سائنس دانوں کی محنت رائگاں نہ گئی اور اب اس کے قابل استعمال ہونے سے پہلے اسے سو گنا صاف اور مرتکز کیا جاتا ہے۔ اس کے حصول کی تمام منزلیں اس لیے جلد جلد طے کی جاتی ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد پنسلین بعض حالتوں میں اپنے سیال سے بھی غائب ہو جاتی ہے۔

پنسلین اور معالجہ امراض کے علاج میں پنسلین کا استعمال بذریعہ انجکشن ہوتا ہے۔ اس کو منہ کے ذریعے دینا قطعاً بے نتیجہ ثابت ہوتا ہے کیوں کہ معدے کے تیزابوں کے باعث یہ فوراً تباہ و برباد ہو جاتی ہے، اور تقریباً تین گھنٹے میں یہ جسم سے بالکل خارج بھی ہو جاتی ہے۔ اس لیے ضرورت ہو کہ اکثر حالتوں میں اس کی بہت سی خوراکیں بذریعہ انجکشن دی جائیں اس سلسلے میں "نیشنل ریسرچ کونسل" کے طبی شعبے کی کمیٹی نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جو پانچ سو مریضوں پر تجربات کا نتیجہ ہے۔ ان مریضوں کا علاج تحقیقات کنندوں کی بائیس مستند جماعتوں نے الگ الگ کیا تھا۔ اس سے جو نتائج حاصل ہوئے اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:-

پنسلین ایک حیرت انگیز اور طاقتور جراثیم کش دوا ہے جو وریدی عضلاتی یا مقامی انجکشن کے ذریعے سے دی جا سکتی ہے اگر یہ منہ سے پلائی جائے تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ انجکشن کے بعد یہ تیزی سے پیشاب تک پہنچ جاتی ہے، اس لیے خون اور بافتوں میں اس کی کافی موثر مقدار داخل کرنے کے لیے ضرور ہے کہ پنسلین کا انجکشن مسلسل طور پر تھوڑے تھوڑے وقفے سے دیا جائے بہتر یہ ہے کہ ہر تین یا چار گھنٹے کے بعد انجکشن دیا جائے۔ "اسٹیفیلوکوکس" "گونوکوکس، نیوموکوکس اور اسٹرپٹوکوکس جیسے جراثیم کو یہ آسانی سے ہلاک کر دیتی ہے۔ قلبی جراثیمی امراض میں اس کا انجکشن کامیاب ثابت نہیں ہوا ہے۔ سوزاک کی ان بیماریوں میں جو سلفونامائڈ کی مدافعت کرتی ہوں یہ دوا خاص طور پر کامیاب ثابت ہوئی ہے۔

اگرچہ اس کی خوراک کی مقدار مزید تحقیقات کی طالب ہوتا ہم اتنا ظاہر ہے کہ "اسٹیفیلوکوکس" کے سخت حملے میں جس مریض کو وریدی یا عضلاتی انجکشن کی ضرورت ہو اسے ۵۰۰،۰۰۰ سے ۱،۰۰۰،۰۰۰ "آکسفورڈ" اکائیاں دی جا سکتی ہیں۔ اس طریقۂ علاج سے بہتر نتیجہ اس وقت برآمد ہوتا ہے جب اسے دس روز سے پندرہ روز تک جاری رکھا جائے۔ کم سے کم ۱۰،۰۰۰ اکائیاں ابتدائے علاج میں دو دو تین تین گھنٹوں کے بعد دی جانی چاہییں۔ یا تو وریدی انجکشن مسلسل دیئے جائیں یا یکے بعد دیگرے وریدی اور عضلاتی انجکشنوں کی باری قائم کر دی جائے۔ دیکھا گیا ہے کہ ۴۸ گھنٹوں میں جب ۱۰۰،۰۰۰ سے ۱۶۰،۰۰۰ اکائیوں تک کے انجکشن دیے جا چکتے ہیں تو اس مرض سوزاک میں جو سلفونامائڈ سے متاثر نہ ہوتا ہو، خاطر خواہ

فائدہ نمودار ہوتا ہے۔ نمونیا کے مریض تین روز کے دوران میں ۱۰۰۰۰۰ اکائیوں کے انجکشن سے صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ بعض حالات میں بہترین نتیجہ حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہو سکتا ہے کہ ۶۰۰۰۰ سے لے کر ۹۰۰۰۰ آکسفورڈ اکائیاں چار روز یا ایک ہفتہ تک روزانہ دی جائیں۔ "گردن توڑ بخار" میں اس کا انجکشن براہ راست غشاء الریہ میں دیا جاتا ہے۔ اس کا نشہ آور اثر بہت شاذ و نادر ہی دیکھا گیا ہے۔ کبھی کبھی اس کا ردِ عمل سردی کے ساتھ بخار یا درد سر یا چہرے کی سرخی کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے"
اس رپورٹ پر جو جنرل آف امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی ہے ان ماہرین کے دستخط ہیں۔ سی۔ ایس۔ کرٹیفیز، ایف۔ جی۔ بلیک، ای۔ کے۔ مارشل، جے۔ ایس۔ لاک وڈ، ڈبلو۔ بی۔ وڈ۔

فراہمی کا مسئلہ اس کے بعد پنسلین کی کافی مقدار میں فراہمی کا سوال باقی رہ جاتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات صاف طور پر سمجھ لینی چاہیے کہ چوں کہ پنسلین کی تیاری کا عمل بے حد دشوار اور پیچیدہ ہے۔ اس لیے اس کی قابل حصول مقدار بہت ہی محدود ہے۔ ۱۵۰۰۰ آکسفورڈ اکائیوں کی ایک واحد خوراک تقریباً تین ہفتے میں تیار ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک ہی وقت میں سینکڑوں خوراکیں تیار کی جا سکتی ہیں، لیکن اس کی موجودہ فراہمی نسبتاً بہت کم ہے اور اس کی مانگ سر دست پوری نہیں کی جا سکتی۔ پنسلین کی جتنی مقدار ان دنوں تیار کی جاتی ہے۔ اس کا نوے فی صدی حصہ فوجی ضرورتوں کے لیے دیا جاتا ہے اور صرف ۱۰ فیصدی حصہ شہریوں کے استعمال کے لیے ملتا ہے اور یہ قلیل ترین مقدار بھی ایک ایسے طبی ادارے کے کنٹرول میں ہے جسے "تھراپٹک ٹرائلز کمیٹی"، یعنی تشخیص امکانات کی کمیٹی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ نایاب دوا ہے۔ دوا صرف ان ہی امراض میں استعمال کی جاتی ہے جو دوسرے علاج سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے۔

پنسلین کی صحیح کیمیائی ترکیب اب تک ایک راز ہے جس کو معلوم کرنے کے لیے انگلستان اور امریکا کے تمام سائنٹی فک ادارے اور کیمیائی کارخانے سرگرم کار ہیں۔



رضاعت کی دشواریاں

بچوں کے لیے بہترین غذا ماں کا دودھ ہے اور اس پر ان کے جسمانی و ذہنی نشو ونما کا دارو مدار ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہندستان میں اس مسئلے کی جانب کوئی خاص توجہ نہیں کی جاتی اور اسے عام معمولاتِ زندگی میں شامل سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ نئی نسلوں کی فلاح وبہبود کے اعتبار سے زمانۂ رضاعت کے بعض امراض اور بعض دشواریاں اور پیچیدگیاں خاص طور پر قابلِ غور ہیں۔ اُمید ہے کہ یہ مضمون ناظرین کے لیے مفید ثابت ہوگا

ہمدردِ صحت

زمانۂ رضاعت میں جو دشواریاں ہوتی ہیں ان کی دو قسمیں قرار دی جاسکتی ہیں:۔

ا :۔ وہ دشواریاں جو ماں کی جانب سے ہوں۔

ب :۔ وہ دشواریاں جو بچے کی جانب سے ہوں۔

اول الذکر دشواریوں کی حسب ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں:۔

۱۔ سرِ پستان کا معکوس یا بہت مختصر ہونا:۔

معکوس سرِ پستان کے لیے (Nipple Shield) کا استعمال عام طور پر مفید ثابت ہوتا ہے۔ اگر سرِ پستان معمول سے زیادہ چھوٹا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ زمانۂ حمل کے آخری چھ ماہ میں انگلیوں میں ذرا سا تیل لگا کر سرِ پستان کی روزانہ پانچ منٹ تک آہستہ آہستہ مالش کریں۔ مس میکفرسن، جو برطانیہ کی ایک مشہور طبیبہ ہیں اپنے تجربات کی بنا پر لکھتی ہیں کہ ایک عورت جو سرِ پستان کے غیر ضروری اختصار سے اپنے تین بچوں کو دودھ نہ پلا سکی تھی اس طریقۂ علاج سے اپنے چوتھے بچے کو دودھ پلانے میں کامیاب ہو گئی۔

۲۔ بچے کو دودھ پلاتے وقت چھاتی میں درد:۔

گھروں میں یہ شکایت عام ہے اور بہت سی عورتیں درد سے گھبرا کر بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں۔ لیکن یہ حقیقت ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اس درد کی مدت (بشرطیکہ زچہ سینے کی کسی اندرونی شکایت میں مبتلا نہ ہو،) کبھی چند روز سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اگر عورت زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے ہمت اور استقلال سے کام لے تو یہ شکایت خود بخود رفع ہو جائے گی۔ محض چند روزہ تکلیف کو مستقل زحمت سمجھ کر بچہ کو دودھ نہ پلانا غلطی ہے۔

۳۔ زچہ کی عصاب زدگی:۔

بہت سی عورتیں جن کا دل و دماغ کمزور ہو، بچے کو دودھ پلاتے وقت بدحواس سی ہو جاتی ہیں۔ بچہ جب دودھ پیتا ہے تو ان کے سینہ میں کچھ ایسی گدگدی محسوس ہوتی ہے یا دل پر گھبراہٹ طاری ہوتی ہے کہ وہ اسے دودھ نہیں پلاتیں۔ یہ شکایت زیادہ تر

ان عورتوں میں پائی جاتی ہے جن کے پہلی مرتبہ بچہ پیدا ہوا یا جو ہسٹیریا وغیرہ کے عصبی دردوں میں مبتلا رہ چکی ہوں۔ اس حالت میں زچہ کی عصبی شکایات دور کرنے کے لیے کسی تجربہ کار طبیب سے مشورہ کیا جائے۔ اسے مقویٔ اعصاب غذائیں دی جائیں۔ اور ساتھ ہی نرمی و محبت سے سمجھایا جائے کہ وہ بچے کی زندگی کے لیے اپنے جذبات قابو میں رکھے۔ حقیقت یہ ہے کہ تجربات اعصاب زدہ عورتوں کو اطمینان دلانے کے لیے پر محبت مشورات بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔

۴۔ پستان کا ورم:۔

پستان کی سختی و ورم کی شکایت کبھی دودھ کی غیر ضروری فراوانی سے پیدا ہوتی ہے اور کبھی دودھ پیتے میں بچے کے سر کی چوٹ لگ جانے سے۔ اگر دودھ کی پیدائش زیادہ ہو اور بچہ اپنی کمزوری کی وجہ سے کافی مقدار میں دودھ نہ کھینچ سکے تو فاضل دودھ بوتل کے ذریعہ سے نکال دینا چاہیے۔ اس سے ورم کو سکون ہو جاتا ہے۔ چوٹ وغیرہ سے جو ورم ہو اس کے لیے کسی دوا کا ضماد مفید ہے لیکن بچے کو دودھ پلانے وقت سینہ اچھی طرح دھوکر صاف کر لینا چاہیے۔ ہر پستان بالکل خشک ہو جانے کے بعد بچے کو دودھ پلائیں۔ اگر ورم ایک مقام پر ٹھیر جائے تو معالج سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔

۵۔ دودھ کی ناکافی مقدار:۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ سینے میں دودھ کی پیدائش کم ہونے کی وجہ سے بعض مائیں یہ سمجھ لیتی ہیں کہ وہ بچے کو اپنے دودھ پر پرورش نہیں کر سکتیں اور سے اوپر کا دودھ پلانا شروع کر دیتی ہیں لیکن یہ اصول غلط ہے۔ دودھ کی افزائش کا ایک خاص طریقہ یہ ہے کہ ماں بچے کو برابر دودھ پلاتی جائے۔ مس کمفرٹن لکھتی ہیں:۔

> "بچے کے دودھ پینے سے ماں کے دودھ میں ایک خاص قسم کی تحریک پیدا ہوتی ہے جس سے دودھ پیدا کرنے والے نظام کی فعالیت بڑھ جاتی ہے اور چند روز میں دودھ زیادہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ علاوہ بریں ظاہر ہے کہ جب دودھ کم پیدا ہوگا تو بچہ بھوکا رہے گا۔ قدرت کا نظام کچھ اس قدر حیرت انگیز ہے کہ بچے کا دو چار دن بھوکا رہنا بھی اس کے لیے معید اور دودھ کی افزائش کا سبب بن جاتا ہے تیسرے چوتھے دن قدرت بچے کے کان میں کہہ دیتی ہے کہ دودھ کھینچنے میں زیادہ قوت صرف کر۔ بچہ اس قدرتی ہدایت پر عمل کرتا ہے۔ وہ زیادہ قوت سے دودھ کھینچتا ہے۔ اور اس کی یہی "زور آزمائی" عضلات کی فعالیت کو بڑھا کر دودھ کی پیدائش میں اضافہ کر دیتی ہے۔"

اس قدرتی طریقۂ علاج کے علاوہ حسب ذیل ہدایات پر عمل مفید ہے:۔

ا) ماں کو مقوی غذائیں کھلائی جائیں۔ پھل اور ترکاریاں زیادہ مقدار میں دی جائیں۔

ب) ہر مرتبہ دودھ پلانے سے پہلے پانچ منٹ تک سینے پر ایک بار سرد پانی میں تر کرکے اسفنج پھیریں اور دوسری مرتبہ گرم پانی میں۔ اگر اس قدر فرصت نہ مل سکے تو دن میں کم از کم دو مرتبہ یہ عمل ضرور کریں۔

ج) ہر بار دودھ پلانے سے پہلے پانچ منٹ تک سینہ کی مالش کی جائے۔ دن میں کم از کم دو بار یہ عمل ضروری ہے۔

د) بستر پر لیٹ کر دودھ پلانے کی عادت اختیار کی جائے۔ تاکہ ماں کو دن میں کئی مرتبہ استراحت کا موقع مل سکے اس طرح دودھ کی پیدائش میں اضافہ ہوتا ہے۔

ہ) دن میں کھانے کے بعد ایک گھنٹے آرام کرنا دودھ کی افزائش کے لیے مفید ہے

و) غصہ اور غم و افکار سے احتراز کیا جائے۔ ان کا اثر دودھ کی پیدائش پر برا پڑتا ہے۔

۶۔ ماہواری ایام:۔

زمانۂ ایام میں دودھ کی مقدار قدرتی طور پر کم ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ مدت چونکہ چند روزہ ہوتی ہے۔ اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

سے دودھ بہنا:۔
ماں عورتوں کے سینے سے دودھ بہتا رہتا ہے وہ یا تو یہ سمجھ کر کہ دودھ کی پیدائش ضرورت سے زیادہ ہے ایسے طریقے
سے دودھ کی پیدائش کم ہو جائے یا یہ سمجھ کر کہ بچہ کمزور ہے اور پوری مقدار میں دودھ نہیں پیتا ہے بار بار دودھ پلانا اور
علاجہ شروع کر دیتی ہیں۔ ان غلط فہمیوں کے نتائج بسا اوقات مضر ثابت ہوتے ہیں۔ سینے سے دودھ کا بہنا لازمی طور پر اس کا
دلیل نہیں ہے کہ دودھ کی پیدائش ضرورت سے زیادہ ہے یا بچہ کافی مقدار میں دودھ نہیں پیتا بلکہ سینے کے ڈھیلے ہو جانے
یہ شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ سینے پر زیادہ گرم گرم کپڑے نہ پہنے جائیں۔ ایک بار گرم اور دوسری بار
میں تر کر کے اسفنج سینے پر پھیرے جائیں۔ ہندستانی خواتین کے لیے محرم کا استعمال بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

۸۔ تعفن دہن:۔

اس جانب بہت کم لوگوں نے توجہ کی ہے کہ ماں کی عفونت دہن کا اثر بھی بچے کی رضاعت پر پڑتا ہے جو عورتیں اپنا
صاف نہ رکھتی ہوں یا پائیریا وغیرہ کی شکایات میں مبتلا ہو جائیں اس سے صرف ان ہی کی صحت خراب نہیں ہوتی بلکہ ان
دودھ میں بھی ایک قسم کی عفونت و سمیت پیدا ہوتی ہے جس سے بچے کی صحت برباد ہو جاتی ہے۔ دودھ پلانے والی عورتوں کو
منہ، حلق اور دانتوں کی صفائی کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔

۹۔ بدہضمی اور قبض

ماں کی بدہضمی یا قبض سے شیرخوار بچہ بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ دودھ پلانے والی عورتوں کو بچے کے معدے سے زیادہ
معدہ کی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ سبز ترکاریوں، تازہ پھلوں اور کبھی کبھی ہلکی ملین دوا کا استعمال مفید ہے۔

۱۰۔ کام کاج کی زیادتی:۔

دودھ پلانے والی عورتوں کے لیے اتنا کام کاج کہ وہ تھک جائیں سخت مضر ہے۔ اس سے دودھ کی پیدائش کم
ہو اور بچہ عام طور پر چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ ہندستان جیسے غریب ملک میں جس کے باشندوں کی اکثریت شکم پری کے لیے شدید
مشقت پر مجبور ہو۔ عورتوں کو یہ مشورہ دینا تو تقریباً ناممکن ہے کہ وہ زمانۂ رضاعت میں مکمل آرام کریں۔ کیوں کہ ہماری بہت سی
بہنیں اس حالت میں بھی اینٹ پتھر ڈھونے پر مجبور ہوتی ہیں۔ تاہم جہاں تک بھی ممکن ہو ایسی عورتوں کے آرام کا خیال رکھنا

۱۱۔ جریان خون:۔

اگر قدرتی مدت ختم ہونے کے بعد بھی ایام کی کیفیت جاری رہے تو جریان خون کی حالت میں بچے کو دودھ پلانا مع
فوراً کسی تجربہ کار ماہر طبیب سے رجوع کریں اور بچے کو اوپر کا دودھ پلائیں۔ دو ایک دن کے آرام سے ماں کو بھی فائدہ پہنچتا
اور بچے کی صحت بھی محفوظ رہتی ہے۔

۱۲۔ جذبات کا ہیجان:۔

ایسی حالت میں جب کہ جذبات میں سخت ہیجان برپا ہو یا عورت پر انتہائی غم و غصہ کی کیفیت طاری ہو۔ بچے
دودھ نہیں پلانا چاہیے۔ خاص کر غصہ سے خون میں ایک خاص قسم کی سمیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مس کینیڈ
اپنے تجربات قلم بند کرتی ہوئی لکھتی ہیں:۔

> "ایسٹ اینڈ لندن کی دو عورتوں میں کسی معمولی سی بات پر سخت لڑائی
> ہو گئی۔ دونوں کے جذبات اس قدر مشتعل تھے کہ انھیں بہت دشواری سے
> خاموش کیا جا سکا۔ ایک عورت کی گود میں بچہ تھا۔ اس نے جھگڑا ختم ہونے
> کے فوراً بعد ہی بچہ کو دودھ پلانا شروع کیا۔ بچہ دودھ پیتے ہی بیمار ہوا
> اور دوسرے دن مر گیا۔"

مس میکفرسن اپنا یہ ذاتی تجربہ تحریر کرنے کے بعد فرماتی ہیں کہ :-

> میرے لیے یہ واقعہ بہت ہی سبق آموز ثابت ہوا ہے اور جو عورت بھی مجھ سے طبی امداد کے لیے رجوع کرے اُسے میں یہ واقعہ سنا دیتی ہوں۔ اس سے مائیں اندازہ کر سکتی ہیں کہ ان کے جذبات کی برانگیختگی کس طرح باعتبار تناسب دودھ کی ساخت میں فرق پیدا کر دیتی ہے۔ جذبات جتنے زیادہ مشتعل ہوں گے۔ دودھ اتنا ہی زیادہ خراب ہوگا۔ لہٰذا دودھ ہمیشہ ایسی حالت میں پلانا چاہیے جب کہ جذبات پُرسکون ہوں۔"

۱۳۔ نیند کی کمی :- دودھ پلانے والی عورتوں کے لیے خوب سونا بہت مفید ہے۔ چوں کہ بچے کو دودھ پلانے کے لیے رات میں ماں کو دو ایک مرتبہ اٹھنا پڑتا ہے۔ اس لیے دن میں تھوڑی دیر سو رہنا چاہیے۔ زیادہ رات تک جاگنے کے بجائے جلد سو جانے کی عادت اختیار کی جائے۔ بچہ اگر رات میں اٹھ کر رونے کا عادی ہو تو دوسرے رشتہ داروں کو چاہیے کہ بچے کو بستر سے اٹھا کر خاموش کر لیں تاکہ دودھ پلانے والی ماں کی نیند خراب نہ ہو۔ گہری نیند سے ماں کا دودھ صاف بھی ہوتا ہے اور اس کی مقدار بھی بڑھتی ہے

(ب) بچے کی طرف سے پیدا ہونے والی دشواریاں :-

رضاعت کے سلسلے میں بچے کی جانب سے دشواریاں پیدا ہوں ان کی خاص شکلیں حسب ذیل ہو سکتی ہیں :-

۱۔ دودھ نہ پینا :-

بچہ ماں کا دودھ نہیں پیتا جب اسے سینے کے قریب لایا جائے روتا ہے اور منھ بند کر لیتا ہے۔ بظاہر اس کی کوئی وجہ بھی نہیں ہوتی۔ بعض مائیں بچے کی اس کیفیت سے گھبرا جاتی ہیں، لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بچے کے جبڑے یا حلق میں اگر درحقیقت کوئی شکایت نہ ہو تو اسے بچے کی ضد پر محمول کرنا چاہیے۔ چند مرتبہ کی کوشش اور ذرا دیر بھوکا رکھنے سے بچہ دودھ پینے لگتا ہے۔

۲۔ پیٹ میں درد :-

بچہ بعض اوقات دودھ پلاتے وقت بہت روتا ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ نفخ شکم ہوتی ہے۔ ماں جب اپنی غذا میں بدپرہیزی کرتی ہے تو دودھ میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا اثر بچے کی قوت ہاضمہ پر پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں بچے کو ہلکی قبض کشا دوا دیں اور ماں غذا میں احتیاط کرے۔

۳۔ سبز رنگ کی اجابت

بچے کے پاخانہ کا محض سبزی مائل ہونا کسی خاص بیماری کی علامت نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ماں کی بعض غذاؤں سے جو دودھ تیار ہوتا ہے اس سے بچے کی پاخانہ کا رنگ سبزی مائل ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ سردی سے محفوظ ہو تو اس کے پاخانہ کے سبزی مائل رنگ سے ماں کو گھبرانا نہیں چاہیے۔ یعنی ایسے بہت سے بچے دیکھے گئے ہیں جنھیں سبزی مائل پاخانہ ہوتا تھا لیکن وہ بالکل تندرست تھے اور ان کا نشوونما بھی اچھا تھا۔ اگر ہرے رنگ کے دست مسلسل آئیں تو طبیب سے مشورہ کرنا چاہیے۔

۴۔ تکلیف دہ پوشاک :-

بعض اوقات بچے کے رونے اور دودھ نہ پینے کی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کی پوشاک جسم کے کسی حصہ پر زیادہ چست ہوتی ہے اور بچہ تکلیف محسوس کرتا ہے۔ تقاضائے دانش یہی ہے کہ بچے کو ہمیشہ ڈھیلی اور آرام دہ پوشاک پہنائی جائے۔

۵۔ تکلیف دہ پوزیشن

اگر ماں دودھ پلاتے وقت بچے کو صحیح طریقہ پر گود میں نہ لے تو دودھ کی روانی میں فرق پڑتا ہے اور بچہ رونا شروع کرتا ہے۔ بچے کو اس طرح گود میں نہ لینا چاہیے کہ اس کی ناک ماں کے سینے سے بالکل پیوست ہو جائے۔ اس طرح اسے سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔ بچہ دودھ پیتے وقت بالعموم ماں کے سینے پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔ لیکن اسے سانس لینے کے لیے بار بار اپنا ہاتھ ہٹانا پڑتا ہے۔ مناسب طریقہ یہ ہے کہ ماں سینہ کو خود اپنی انگلیوں سے سہارا دیے رہے تاکہ بچہ کو بار بار سینہ پر ہاتھ رکھنے

اور سانس لینے کے لیے ہٹانے کی ضرورت نہ ہو اور وہ اطمینان و سکون سے دودھ پیتا رہے۔ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ لیٹ کر دودھ پلانے کا طریقہ بہترین ہے۔

۶۔ دودھ کی زیادہ مقدار:۔

تن درست بچہ عام طور پر زیادہ قوت سے دودھ کھینچتا ہے۔ اور اگر ماں کے سینے میں دودھ کی پیدائش کافی ہو تو بچہ کو کھینچنے سے دودھ زیادہ مقدار میں اس کے منہ میں آجاتا ہے اور وہ گھبرا کر اگل دیتا ہے ایسی صورت میں ماں کو چاہیے کہ انگلیوں کی مدد سے دودھ کی روانی کو ہموار رکھے۔ اور جب بچہ چند گھونٹ پی لے تو اسے چند سیکنڈ کے لیے سینے سے ہٹا کر پھر دودھ پلانا شروع کرے۔

۷۔ بھوک کا زائل ہو جانا:۔

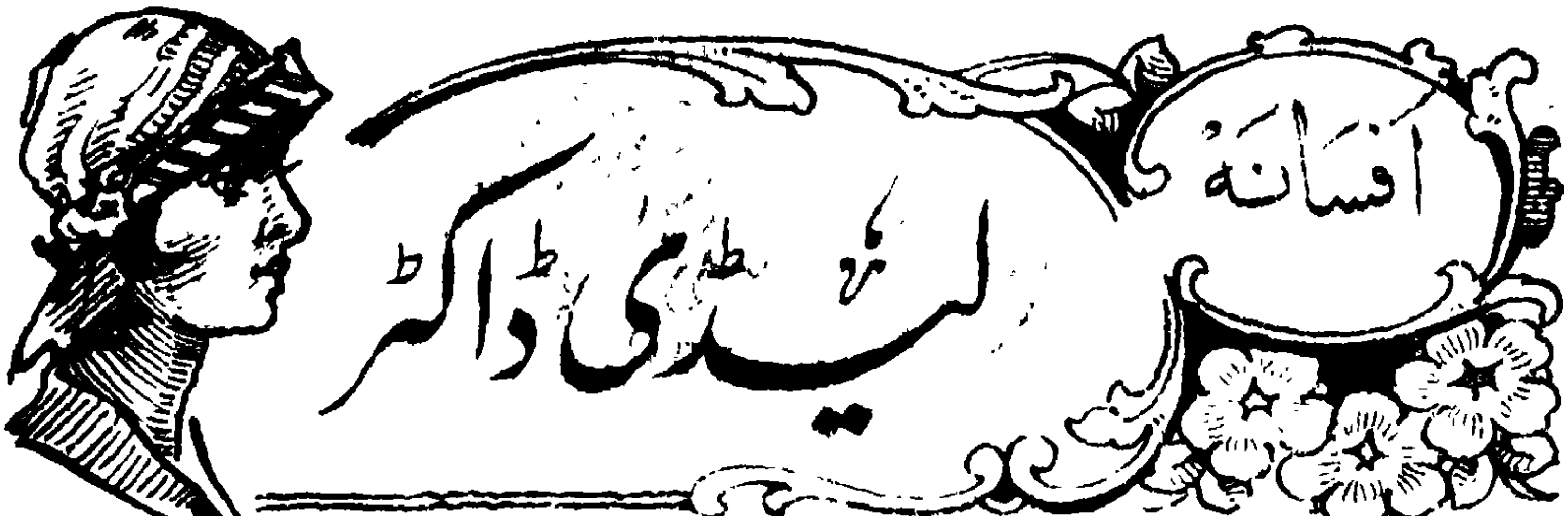
بعض بچوں کی بھوک زائل ہو جاتی ہے اور وہ دودھ نہیں پیتے۔ اگر نفخ شکم یا سوءِ ہضمی کی شکایت نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ بچہ کو تازہ ہوا کی ضرورت ہے۔ یا کمرہ ضرورت سے زیادہ گرم ہے۔ بچہ کو روزانہ کچھ دیر کھلی ہوا میں رکھنا چاہیے۔ بہت زیادہ کپڑے نہ پہنائیں اور سردی کے موسم میں کمرے کو صرف مناسب حد تک گرم رکھیں۔ سوتے وقت کھڑکیاں کھول دی جائیں۔

۸۔ حلق میں تکلیف:۔

نوزائیدہ بچوں کے منہ اور حلق میں کبھی کبھی تکلیف پیدا ہو جاتی ہے اور وہ دودھ نہیں پیتے۔ ایسی حالت میں بورکیس سے بچے کے منہ اور ماں کے پستان کی صفائی مفید ثابت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی بچے کے حلق میں گلیسرین بھی لگا دیں۔

۹۔ زیادہ گرمی

زیادہ سردی کی طرح زیادہ گرمی بھی بچے کے لیے مضر ہے۔ وہ دودھ نہیں پیتا۔ پاخانہ کا رنگ بدل جاتا ہے اور بسا اوقات تشنگی بڑھ جاتی ہے۔ ایسی حالت میں بچے کو کمرے کے بجائے برآمدہ میں سُلانا، صبح و شام کھلی ہوا میں رکھنا اور دوپہر کے وقت کمرے کے ٹمپریچر کو مناسب تدبیروں سے دائرہ اعتدال پر رکھنا ضروری ہے۔



افسانہ

لیڈی ڈاکٹر

پورے ہسپتال پر خاموشی چھائی ہوئی تھی اور اس خاموشی کو توڑنے والی صرف دو چیزیں تھیں۔ ایک تو ان مریضوں کی سسکیاں اور کراہیں جو انسانوں کی صد میں آرام سے سو رہے تھے اور جن کی صحت واپس آ رہی تھی، دوسرے ایسے مریضوں پر دورے جو حالات کے سامنے بے بس موت کی آمد کے منتظر تھے۔ آخرکار ہسپتال کی بڑی گھڑی نے بارہ بجائے۔ لیڈی ڈاکٹر ثریا جو کتاب پڑھ رہی تھی، اسے بند کر کے اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے ایک سرسری نگاہ سے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پورے وارڈ پر نظر ڈالی۔ اس کے بعد وہ مریضوں کے بستروں کے پاس گئی اور جن کو دوا دینی تھی، انہیں دوا پلائی۔

اب صرف ایک مریض باقی رہ گیا تھا جس کا پلنگ کمرے کے دوسرے سرے پر تھا۔ جب وہ کمرے سے گزر کر آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھی تو اس نے اپنے دل میں ایک حیرت انگیز اور پراسرار روحانی کیفیت محسوس کی۔ اس کا نوجوان اور نازک دل دھڑکنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ جن انگلیوں سے اس نے اپنی ساری کا پلہ گوشہ پکڑ رکھا تھا وہ بھی مرتعش ہیں۔

ثریا نے اپنے دل سے سوال کیا۔ اس بات کو صرف ڈیڑھ ماہ کی مدت ہوئی کہ اس مریض سے اس کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت وہ بیمار ایک خطرناک آپریشن کے بعد داخل ہوا تھا۔ اس سے پہلے وہ ایک دوسرے کو نہیں جانتے تھے، اور نہ ثریا نے کبھی اقبال کو دیکھا تھا۔

لیکن اب جب کبھی وہ اقبال کا خیال کرتی تھی تو اس کے سینے میں عجیب و غریب جذبات کی لہریں اٹھتی تھیں۔ ثریا کے خیالات ایک حسین جال بنتے رہتے تھے۔ وہ ایک دل کش روحانی مستقبل کا خواب دیکھتی تھی، اور ایک تصویر نقشہ بن کر اس کے سامنے آ جاتا تھا جس میں اقبال دلہن کر کے اپنا پیار ادا کر رہے ہوں۔

جب اقبال کے بستر کے قریب آ کر ثریا نے اسے دوا دینے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس ہاتھ کی لرزش اس کے دلی جذبات کا پتہ دینے لگی۔ اس نے دل پر قابو پانے کی پوری کوشش کی مگر بہت کم کوشش میں یہ کوشش کب مرہون کامیابی ہوتی ہے۔

"ابھی دوا نہ پلاؤ ثریا" اقبال نے ثریا کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھ کر کہا "پہلے یہ بتاؤ کہ سول سرجن نے میرے بارے میں کیا کہا ہے؟"

"بہت اچھی خبر ہے" ثریا نے اپنے دل کی دھڑکن کو روک کر جواب دیا "ایک ہفتہ کے بعد آپ کو ہسپتال چھوڑ دینے کی اجازت دے دی جائے گی۔ اب آپ صحت یاب ہو گئے ہیں۔"

"اچھی خبر! کیا اسی کو اچھی خبر کہتے ہیں کہ میں ہسپتال سے چلا جاؤں؟ اس مریض کا تو ہمیشہ تمہاری نگرانی ہی میں رہنا بہتر ہے۔"

ثریا کا دل اور بھی زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اس کے گورے اور خوبصورت چہرے پر ایک ہلکی سی سرخی دوڑ گئی۔ خاموشی کے سوا اس کے پاس اقبال کے اس اشارے کا کوئی جواب نہ تھا۔

"اچھا تو یہ بتاؤ ثریا کہ تم نے میری تجویز پر غور کیا یا نہیں؟ یقین کرو کہ تمہارے جواب پر میری زندگی کا دار و مدار ہے۔"

ثریا کا گلابی عارض دفعتاً ارغوانی ہو گیا۔ پہلے یہ روشن چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ لیکن فوراً ہی ابر کا سا ایک سایہ اس پر نمودار ہوا۔ اس سے پہلے اس کو کبھی ایسی صورتِ حال کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ جس وقت سے وہ اپنی موجودہ زندگی میں داخل ہوئی تھی اس نے اپنی ذات کی طرف کبھی دھیان نہ دیا تھا، بلکہ اپنے پورے وقت، پوری توجہات اور پوری طاقت کارکردگی کو بیمار انسانوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ لیکن اب اس کے سامنے ایک نیا سوال تھا۔ وہ یہ تھا کہ کیا ایسی خوب صورت، نوجوان اور

ذہین عورت ہمیشہ کنواری رہ کر اپنی زندگی کے پھول کو مرجھانے اور خاک میں مل جانے دے گی؟ اگر وہ ایسا کرے بھی تو کیا یہ مناسب و جائز ہوگا؟ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ اگر وہ اقبال کی تجویز کو مسترد کر دیتی ہے تو گویا وہ اس مسرت سے بھاگتی ہے جو اقبال نے پوری بے لوثی کے ساتھ اس کے لیے پیش کی ہے! یہ نہیں تھا کہ وہ اقبال سے محبت نہیں کرتی تھی، اس نے اقبال کی بیماری میں ایسی خدمت کی تھی جو ایک محبت کرنے والا دل ہی پیش کر سکتا تھا۔ وہ اس حقیقت کو محسوس کر رہی تھی کہ عشق کے دیوتا کیوپڈ کا تیر اس کے دل میں پیوست ہو چکا ہے۔ لیکن پھر بھی اقبال کی تجویز ....

"میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا ہے" ثریا نے ایک پُر درد لہجے میں جواب دیا۔ "مجھے اس کے سوا کچھ اور کہنا نہیں ہے۔"

"اچھا" اقبال نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔ "مجھے اب معلوم ہو گیا کہ عورت کے دل و دماغ کی گہرائی کا کبھی پتہ نہیں لگایا جا سکتا۔ غالباً ثریا کو اقبال سے محبت نہیں ہے۔"

ثریا کے دل میں یہ الفاظ تیر بن کر چبھ گئے۔ اس نے کہا، "نہیں نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔" اس کے بعد چند منٹ تک وہ کچھ نہ بول سکی۔ جذبات کے وفور سے اس کی زبان بند ہو گئی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔"

"سمجھنے میں غلطی! ہاں۔ تمھارا خیال ٹھیک ہے۔ شاید میں نے غلطی ہی کی ہے۔ تم نے کہا تھا کہ تمھیں مجھ سے محبت ہے پھر بھی تم مجھ سے شادی کرنا نہیں چاہتیں۔ یہ ایک معما ہے کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تمھیں کیا پریشانی ہے؟ کون سی رکاوٹ ہے؟ تمھارے اور میرے درمیان کون سی چیز حائل ہے؟ ....."

"آہ" ثریا نے غم آلود آواز میں جواب دیا۔ "آپ میری زندگی کی تاریخ کو چھیڑ رہے ہیں۔ آپ پُرانے افسانے کا ایک ورق الٹ رہے ہیں۔ میں ایک بدنصیب عورت ہوں لیکن ہمیشہ بدنصیب نہ تھی۔ میں نے اپنے لڑکپن کے زمانے میں زندگی کے دونوں رُخ دیکھے ہیں، مسرت بھی اور مصیبت بھی، آرام بھی اور تکلیف بھی۔ چوں کہ آپ مجھ سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ میری حالت میں دلچسپی لیتے ہیں، اس لیے میں آج دل کھول کر اپنی زندگی کا پورا افسانہ آپ سے بیان کر دینا چاہتی ہوں۔"

ان دونوں محبت کرنے والے طالب و مطلوب کے چاروں طرف سناٹے کا عالم تھا اور اس خاموش فضا میں چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ ثریا نے اپنی زندگی کی کہانی شروع کی۔

"میرا گھر جو کبھی آرام و آسائش اور مسرت و زندہ دلی کا مسکن بنا ہوا تھا، میری زندگی کے ابتدائی دنوں ہی میں مبتلائے رنج و غم ہو گیا تھا۔ بڑھنے والے اور نشو و نما پانے والے لڑکوں کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ ان کے گھر میں سکون و ہم آہنگی موجود ہو لیکن مجھے یہ چیزیں نصیب نہ ہوئیں۔ میرے گھرانے کی بنیادی خرابی یہ تھی کہ میرے والدین تمدن کے شکار تھے، وہ کسی قدر مغرب زدہ بھی تھے۔ ہمارے گھر میں پردے کی رسم موجود نہ تھی۔ میں نے بچپن سے اسی ماحول میں پرورش پائی۔ لیکن یہ کوئی خاص بات نہ تھی۔ اب ہندستان کے بہت سے خوش حال گھرانے پردے کی پابندی توڑ کر نئی نئی مصیبتوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ آج میرا حال یہ ہے کہ میں زندگی ہی کو ناپسند کرنے لگی ہوں۔ میری حیات مجھ پر بارِ دوش بن گئی ہے۔ بالخصوص ازدواجی زندگی کو میں بے حد ناپسند کرنے لگی ہوں۔ آپ اس کا سبب پوچھیں گے۔ اس کا سبب وہ تلخ ترین اور بے حد ناخوش گوار جھگڑے ہیں جو میرے باپ اور میری ماں کے درمیان ہوا کرتے تھے۔ اگر میں یہ کہوں تو شاید آپ بُرا مانیں گے کہ مجھے تمام مردوں سے ایک نفرت سی ہو گئی ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہی باپ جس کی آغوش مجھے بہشت معلوم ہوتی تھی، جو مجھے بہت پیار کرتا تھا جس کی اور کوئی اولاد میرے سوا نہ تھی اسی نے میری ماں کو اور مجھے اس خطرناک دنیا میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا۔ اگر اس واقعے سے مجھے اپنی زندگی میں کوئی سبق ملا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ کسی مرد پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔

"لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ مجھے اپنے باپ سے نفرت تھی۔ میں ان سے بہت محبت کرتی تھی۔ یہی میری زندگی کا سب سے المناک سانحہ ہے۔ کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرا ہے جب میں نے اس پر آنسو نہیں بہائے ہیں۔ میرے والد ایک اچھے آدمی تھے۔ اچھے اور شفیق باپ تھے مگر اچھے شوہر نہ تھے۔ میری ماں کا خیال تھا اور غالباً ان کا خیال تھا کہ سب مرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔"

"مگر سب مرد بُرے شوہر نہیں ہوتے" اقبال نے ثریا کی باتوں میں مداخلت کر کے کہا۔ دنیا میں بہت اچھے شوہر بھی موجود ہیں اور بہت بُرے شوہر بھی موجود ہیں۔ ثریا، تم ایک ہی مثال سے کوئی کلیہ قائم نہیں کر سکتیں۔"

"آہ" ثریا نے ٹھنڈا سانس لے کر جواب دیا "آپ میرے والد کو نہیں جانتے۔ وہ دیانت داری، خلوص، ہمدردی اور محبت کا ایک جیتا جاگتا مجسمہ تھے۔ اگر ایسا آدمی بدترین پستی میں گر سکتا ہے، تو دوسروں کے متعلق کیا خیال کیا جائے وہ ایک بڑے ماہرِ فن ڈاکٹر بھی تھے ......"

"ڈاکٹر!" اقبال نے بات کاٹ کر کہا۔

"ہاں۔ بہت مشہور ڈاکٹر!" ثریا نے جواب دیا "ہم ایک بڑی عالیشان دار کوٹھی میں رہتے تھے جس کے چاروں طرف بہت خوش نما باغ تھا۔ میں اسی باغ میں کھیلا کرتی تھی۔ میرے والد اپنی فرصت کا زیادہ تر وقت میرے ساتھ گزارتے تھے اور چوں کہ میں ان کی اکلوتی لڑکی تھی اس لیے مجھے بے حد پیار کرتے تھے۔ میں اپنی زندگی کے ساتویں سال تک ان ہی راحتوں اور مسرتوں میں گھری رہی۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ غم اور تکلیف کس کو کہتے ہیں! لیکن یکایک میری زندگی پر بھیانک تاریکی چھا گئی میں اسے کس طرح برداشت کرتی؟ بات بہت بڑی نہ تھی۔ غالباً آسانی سے ختم کی جا سکتی تھی۔ مگر قدرت کا انتظام کچھ اور تھا

"ایک مریضہ ہر روز میرے والد کے پاس علاج کے لیے آیا کرتی تھی۔ وہ خوب صورت تھی اور کسی قدر ناز و ادا کا مظاہرہ بھی کرتی تھی۔ ابتدا ہی سے میری والدہ کو ان ملاقاتوں پر شبہ تھا۔ وہ چاہتی تھیں کہ اس عورت کی آمد و رفت بند ہو جائے پہلے پہلے والد نے میری والدہ کے احتجاج کا کوئی خیال نہ کیا۔ اس سے میری والدہ کے شبہات اور بھی قوی ہو گئے، در پردہ اُنھوں نے کچھ تفتیش بھی شروع کر دی۔ مجھے معلوم نہیں کہ میری والدہ نے کیا سنا اور کیا دیکھا۔ لیکن یقیناً کوئی مہیب اور وحشت ناک واقعہ ان کے علم میں آیا ہو گا۔ اس وقت سے ان کا سارا وقت رونے میں گزرنے لگا اور میں ان کو روتے دیکھ کر بہت غمگین رہنے لگی۔ رفتہ رفتہ میرے والدین میں اختلاف کی خلیج بڑھتی گئی۔ میرے والد اکثر میری والدہ پر خفا ہونے لگے۔ اور آخر یہ ہوا، کہ مغائرت نے بڑھ کر کھلی عداوت کی شکل اختیار کر لی۔ ان میں معمولی معمولی باتوں پر سخت ترین جھگڑے ہونے لگے۔ آخر میرے والد نے ایک روز انتہائی غیظ و غضب کی حالت میں میری والدہ سے یہ کہہ دیا کہ اگر تم میرے کاموں میں مداخلت کرنا چاہتی ہو اور مجھے میرے حال پر نہیں چھوڑ سکتیں، تو میرا گھر چھوڑ دو۔"

"ان الفاظ نے میری والدہ کے دل پر جو اثر کیا ہو گا ہو گا وہ ظاہر ہے۔ اس وقت میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ وہ اس قدر پریشان اور رنجیدہ کیوں ہیں۔ اب مجھے معلوم ہے کہ میرے والد کی خواہش تھی کہ اس عورت سے شادی کر لیں۔ خدا ہی کو معلوم ہے کہ ایسے شفیق باپ جو مجھے اب تک محبت کرتے تھے اس صورتِ حال میں کیوں کر مبتلا ہو گئے تھے۔ بہرحال وہ میری ماں سے علیحدہ ہو گئے۔ اور اس دوسری عورت سے اُنھوں نے شادی کر لی۔ میری ماں اپنے بھائی کے پاس چلی گئیں اور ان کی طرف سے نان نفقہ کا مقدمہ دائر کر دیا گیا۔

"اس وقت میرا دماغ ان باتوں کے تخیل سے بھی نفرت کرتا ہے جو عدالتی کارروائی کے دوران میں پیش ہوئی تھیں۔ اس روز سوال یہ تھا کہ ہفت سالہ لڑکی کا یعنی میرا محافظ و سرپرست کس کو بنایا جائے؟ میرے باپ کو یا میری ماں کو؟ میری ماں کی طرف سے یہ دلیل پیش کی گئی تھی کہ جس شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ایسی بدسلوکی کی ہو، اسے لڑکی کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی، خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ اس نے دوسری عورت سے شادی کر لی ہو۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس وقت میرے دل کا کیا حال ہوا ہو گا۔ جب جج نے یہ فیصلہ سنایا کہ "میں حکم دیتا ہوں کہ لڑکی اپنی ماں کے ساتھ رہے گی اور مدعا علیہ کی طرف سے ایک سو روپے ماہانہ نان نفقہ کے لیے مدعیہ کو دیا جائے گا۔"

"یہ گویا میرے لڑکپن کی مسرتوں کے لیے موت کا پروانہ تھا۔ میں سات برس کی لڑکی تھی اپنے والد اور والدہ کو پھر یکجا کر دینا میرے بس کی بات نہ تھی۔ میری والدہ نے میرے ماموں کے ساتھ مستقل قیام اختیار کر لیا۔ بعد کو ہمیں معلوم ہوا کہ میرے والد شہر چھوڑ کر کہیں شمالی ہندستان کو روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد ان کی کوئی خبر ہمیں نہ ملی۔ لیکن ماہانہ خرچ ہمیشہ ان کے بھائی یعنی میرے چچا ہمیں بھیجتے رہے۔ جوں جوں دن گزرتے گئے میری والدہ بہت کمزور ہوتی گئیں یہاں تک کہ وہ بیمار ہو کر پلنگ پر

پڑتیں۔ جب وہ مجھے دیکھتیں یہ کہہ کر رو دیتیں کہ کیا میں نے اسی دن کے لیے تمھیں پیدا کیا تھا۔ لیکن میرے ماموں ان کو ہمیشہ تسلی دیتے تھے اور میرے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے تھے۔ اسی طرح دو سال گزر گئے۔ اس کے بعد میری والدہ کا انتقال ہو گیا......"

ثریا رونے لگی۔ سائبان میں خاموشی تھی۔ باہر چاندنی کھلی ہوئی تھی اور اس کی ہلکی ہلکی روشنی اقبال اور ثریا کے چہروں پر پڑ رہی تھی۔ اقبال ثریا کو روتے ہوئے نہ دیکھ سکا۔ اس کا دل بھی بے حد غمگین ہو گیا۔ آخر ثریا نے اپنے جذبات پر قابو پا کر پھر اپنا افسانۂ زندگی شروع کیا۔

"میری ماں کی موت نے مجھ پر غم کا ایک دوسرا اور زیادہ بھاری پہاڑ توڑ دیا۔ میرے ماموں نے میری ماں کے مرنے کی خبر میرے والد کو نہ دی۔ آخر اس کی ضرورت ہی کیا تھی؟ لیکن مجھ پر وہ اور بھی شفقت فرمانے لگے اور میرے بچپنے کی تمام خواہشات کو زیادہ توجہ سے پورا کرنے لگے۔ میرے ماموں کے لاڈ پیار نے مجھے کچھ شریر اور ضدی بنا دیا تھا۔ لیکن میں پوری محنت سے اپنے اسکول میں تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ اور ہر کلاس کے امتحان میں مجھے پہلا انعام ملا کرتا تھا۔ اس سے میں اپنے ماموں کی اور بھی لاڈلی بن گئی تھی۔ کبھی کبھی افسوس ناک پرانے واقعات کا تذکرہ میری زبان پر آ جاتا۔ مگر میرے ماموں میرے خیالات کو بدل کر دوسری طرف لگا دیتے اور میرا غم غلط کر دیتے۔"

"اسکول کے بعد میں کالج میں داخل ہو گئی۔ میں نے انٹرمیڈیٹ کا امتحان بھی بہت اچھے نمبروں سے امتیازی درجے میں پاس کر لیا۔ اس کے بعد میں نے ڈاکٹری پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ میرے والد بھی ڈاکٹر تھے۔ ممکن ہے یہ خواہش مجھے ورثے میں ملی ہو۔ یہ ایک قدرتی بات تھی۔ لیکن میرے ماموں اس پر رضامند نہ تھے۔ وہ کسی اچھی جگہ میری شادی کرنا چاہتے تھے۔ وہ اس بات کو پسند نہ کرتے تھے کہ میں کسی ہسپتال میں یا مریضوں میں رہ کر اپنی زندگی کی تمام مسرتوں کا خاتمہ کر دوں۔ یہ صحیح ہے کہ وہ میرا ہی مفاد اپنے پیش نظر رکھتے تھے۔ لیکن انھیں کیا معلوم تھا کہ میرے والد اور والدہ کے واقعے نے میرے دل میں مردوں کی طرف سے بدگمانی پیدا کر دی تھی۔ میں کسی مرد کو اپنا شوہر بنانا نہیں چاہتی تھی۔ میں اپنی پوری زندگی کنوارپن میں بسر کرنا چاہتی تھی۔ میرے خیال میں طبی تعلیم ایک خدمت خلق تھی اور اپنے وجود کو بنی نوع انسان کے لیے مفید بنانے کا ایک بہترین ذریعہ تھی۔ اس لیے میں نے ضد کر کے اپنے ماموں کو اس پر رضامند کر لیا۔ مجھے میڈیکل کالج میں وظیفہ بھی مل گیا اور اب میں آپ کے سامنے اس صورت میں ہوں کہ چار برس ہوئے میں نے ڈاکٹری کا آخری امتحان پاس کر لیا ہے، اور صرف چھ ماہ کے لیے تجربات حاصل کرنے کی غرض سے میں رضاکارانہ طور پر اس ہسپتال میں کام کر رہی ہوں۔ بس یہی میری زندگی کی دردناک کہانی ہے جس کا نصف میں نے رنج و غم میں بسر کیا ہے اور نصف حصہ اس صحیح یا غلط عقیدے میں گزارا ہے کہ مرد بے وفا ہوتے ہیں۔"

"ثریا۔ میں تمھاری باتوں سے بہت متاثر ہوا ہوں۔" اقبال نے کہا، "مجھے تمھارے بعض خیالات سے اتفاق بھی ہے لیکن تمھیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ تمام مرد ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔ مختلف انسانوں کی طبیعتیں بھی جداگانہ ہوتی ہیں۔ تم تو خود ایک قابل طبیبہ ہو اور اس طبی نظریے سے اچھی طرح واقف ہو۔ سب شوہر بے وفا اور سب باپ بے رحم نہیں ہوتے۔ زندگی کو اس نقطۂ نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ مجھ پر اعتماد کرو۔ جس خوشی سے تم محروم ہو گئی ہو اسے پھر تمھارے لیے مہیا کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ میرے سوال کو رد نہ کرو۔ میں تمھارے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گا۔"

"مجھے غور کرنے دیجیے۔" ثریا نے گھبرا کر جواب دیا۔ "مجھے سوچنے کا مزید وقت دیجیے۔"

دوسرے روز اقبال کے پاس ایک ٹیلی گرام آیا کہ اس کی چچا زاد بہن اور بہنوئی اس سے ملنے کے لیے بمبئی سے آ رہے ہیں۔ اقبال کی کوئی اور بہن نہ تھی۔ وہ اس سے ملنے کی امید میں مسرور تھا اور اس کے دل میں یہ خیال بھی گزر رہا تھا کہ یہ موقع غنیمت ہے۔ ثریا کے سامنے اس نے جو تجویز پیش کی ہے اس میں مدد بھی ملے گی۔

شام کا وقت تھا۔ اقبال کی بہن اپنے شوہر کے ساتھ آ پہنچی۔ اقبال کو تندرست دیکھ کر دونوں بہت خوش ہوئے۔ باتوں باتوں میں اقبال نے یہ ذکر بھی چھیڑ دیا کہ ہسپتال کی ایک نوجوان لیڈی ڈاکٹر نے اس کی بڑی خدمت کی ہے۔

"اب میں سمجھ گئی" اقبال کی چچازاد بہن نے مسکرا کر کہا "میرے بھائی نے محبت کی بیماری خریدی ہے۔ میں بھی اپنی ہونے والی بھابھی کو دیکھوں گی"

"آپا جان،" اقبال نے کہا "آپ تو مذاق کرتی ہیں۔ اس سے میری ملاقات تو ہسپتال میں داخل ہونے کے بعد ہوئی ہے"

"پھر کیا محبت ہو جانے کے لیے برسوں کی ضرورت ہوتی ہے؟" اقبال کی بہن نے ہنس کر جواب دیا "یہ تو پل اور لمحہ کا معاملہ ہے۔ اچھا یہ تو بتا دو تمہاری پسندیدہ ڈاکٹر صاحبہ کا نام کیا ہے؟"

"ثریا" اقبال نے کہا۔

دونوں مہمانوں کے چہروں پر ایک تاریک سایہ نمودار ہوا۔

"بڑی شریف ہے۔ بڑی قابل ہے۔ بڑی ذہین ہے" اقبال اپنی رو میں کہتا چلا گیا "میں نے ... سے ملا دوں گا گھڑی دیکھ کر ... وہ اب آتی رہی ہوگی۔"

کسی کے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی۔ اقبال نے دروازے کی طرف دیکھا۔ ثریا ... کھڑی تھی۔ وہ ایک مجسمہ کی طرح بے حس و حرکت تھی۔ اس نے ... کر ... گفتگو سن لی تھی۔ اس کی آنکھیں اقبال کے چچا زاد بہن پر جمی ہوئی تھیں۔

سب لوگوں نے دروازے کی طرف منہ پھیرا۔ بوڑھے مرد کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی ہوئی معلوم ہوئی۔ ... سال پہلے ... بے انصافی کی تھی وہ اس کی نگاہوں میں پھر گئی ... ایک ... اس کے دماغ میں دوڑ گئی۔

وہ جذبات سے مغلوب ہو کر چیخ اٹھا "ثریا! میری بیٹی ثریا!"

ثریا اپنے باپ کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ اس کا غمگین چہرہ اس کے دل کا ... کہہ رہا تھا۔ اس کی نگاہیں اپنے والد پر الزام عائد کر رہی تھی۔

"ثریا کیا مجھے معاف نہیں کرو گی؟" اس نے پوچھا

"آہ" ثریا نے جواب دیا "جو نیک خاتون آپ کو معاف کر سکتی تھیں وہ دنیا سے چل بسیں .... گزر گئیں۔ میرے لیے تو آپ بزرگ ہیں۔ معافی کا کیا سوال ہے؟"

"بیٹی۔ تم معاف کر سکتی ہو۔ اگر چاہو تو معاف کر سکتی ہو" اقبال کی چچازاد بہن نے رو کر کہا "... گناہ گار اور قصور وار میں ہوں۔ تمہاری گھریلو مسرتیں میرے ہی ہاتھوں تباہ ہوئی تھیں"

"اب ان باتوں کا تذکرہ بے کار ہے" ثریا نے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا کر کہا "اس وقت تو خدا کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ ہم لوگوں میں یہ غیر متوقع ملاقات ہو گئی۔"

اب شام کی تاریکی اچھی طرح پھیل چکی تھی اور ہسپتال کے ہر حصے میں برقی قمقمے روشن ہو چکے تھے چاروں کے دل ایک اندرونی افسردگی اور ایک ناقابلِ بیان مسرت کے مشترک جذبات سے لبریز تھے۔ اس واقعے سے ایک ماہ بعد ثریا اور اقبال کی شادی ہو گئی، مگر ثریا کے باپ کے دل میں ایک پچھتاوا ہمیشہ موجود رہا ⁂ (ادارہ)

استسقاء

از جناب حکیم مولوی عبدالواحد صاحب رکن مجلس تشخیص و تجویز
ہمدرد دواخانہ، دہلی

استسقاء عربی لفظ "سقی" سے مشتق ہے جس کے معنی پانی پلانا ہیں اور استسقاء کے معنی "پانی طلب کرنا" ہیں۔ مرض استسقاء میں جسم کی مختلف ساختوں یا اعضائے اندرونی کی غشائے مائی[1] کے جوفوں میں آب خون مترشح ہو کر جمع ہو جاتا ہے۔ انگریزی استسقاء کا مترادف ڈراپسی (Dropsy) ہے۔ اور اس کو یونانی لفظ ہائیڈروس کا مشتق بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے لغوی معنی بھی جسم کی کسی ساخت یا کسی جوف میں آبی رطوبت کا اجتماع ہے۔

استسقاء کا ہندی نام جلندھر ہے جو جلودھر یا جلودر کی بگڑی ہوئی صورت ہے ——— جلودر سنسکرت لفظ ہے۔ "جل" اور "اُدر" سے مرکب ہے۔ جل کے معنی پانی اور اُدر کے معنی شکم ——— لہٰذا جلودر کے معنی ہوئے پیٹ کا پانی اس لحاظ سے جلندھر یا جلودر استسقاء کا صحیح مترادف ہے۔

جسم کی مختلف ساختوں اور جوفوں میں پانی کے جمع ہونے کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے، چنانچہ:-

(۱) اگر دماغی جھلیوں کے درمیان رطوبت جمع ہو جاتی ہے تو اس کو استسقاء الدماغ (Hydrocephalus)

(۲) اگر آبی رطوبت سینہ کے جوف میں اکٹھی ہو جاتی ہے تو اس کا نام استسقاء الصدر رکھتے ہیں (Hydrothorax)

(۳) اگر غلاف القلب کے جوف میں پانی بھر جاتا ہے تو اس کو استسقاء القلب یا استسقاء التامور کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ (Hydropericardium)

(۴) اگر خصیوں کے غلاف کے جوف میں پانی جمع ہو جاتا ہے تو اس کو استسقاء الخصیہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ (Hydrocele)

(۵) اگر تمام جسم کی زیر جلد ساختوں میں رطوبت بھرتی ہے تو اس کو استسقائے عامّہ یا استسقائے لحمی کہتے ہیں۔ (General Dropsy)

(۶) اگر جوف شکم میں پانی بھر جاتا ہے تو اس کو استسقائے زقی کے نام سے موسوم کرتے ہیں مجرد استسقاء سے مراد عام طور پر یہ استسقائے زقی ہی ہوا کرتی ہے۔ (Ascites)

(۷) ان کے علاوہ بعض اوقات رحم میں بھی رطوبت جمع ہو جاتی ہے اور یہ استسقاء الرحم (Hydrometra) کہلاتا ہے، گاہے گردوں میں پانی بھر جاتا ہے۔ اس استسقاء الکلیہ (Hydronephrosis) کہا جاتا ہے کبھی آنکھ میں بھی آبی رطوبت جمع ہو جاتی ہے، اس استسقاء العین (Hydropthalmia) کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور گاہے نخاع میں رطوبت کا اجتماع ہو جاتا ہے، اس کو استسقاء النخاع کے نام سے بیان کیا جاتا ہے۔

(۸) بعض اوقات کسی خاص عضو کے دوران خون میں نقص پیدا ہو کر صرف مقامی طور پر استسقائی حالت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ امراض جگر اور امراض قلب میں ہاتھ پاؤں اور چہرے پر سوجن سی پیدا ہو جاتی ہے اس کو تہبج دکھبراہٹ یا ورم رخو کہتے ہیں۔ (Oedema)

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، استسقاء سے عموماً جوف شکم کا استسقاء مراد لیا جاتا ہے۔ اطبائے قدیم نے دوسرے اعضاء کے استسقاء کو دوسرے ناموں سے بیان کیا ہے۔ مثلاً انھوں نے استسقاء الدماغ کو اجتماع الماء فی الراس کے نام سے ذکر کیا ہے، اور استسقاء الصدر کو اجتماع الماء فی الصدر کے نام سے موسوم کیا ہے، استسقاء القلب کا

---

[1] غشائے مائی (سیرس ممبرین) وہ جھلی کہلاتی ہے جس سے ہر وقت آبی رطوبت رستی رہتی ہے اور جس کی وجہ سے اعضاء کی سطحیں نرم و چکنی رہتی ہیں، اور اعضاء ایک دوسرے کی رگڑ سے بچے رہتے ہیں +

ذکر احتواء السرطوبتہ علی القلب کے عنوان سے کیا ہے۔ اور استسقاء الخصیہ کو قیلۃ مائیہ کے نام سے تحریر کیا ہے۔

ماہیت:۔ استسقاء کی ماہیت بیان کرنے میں قدیم و جدید اطبا کا خلاف ہے ——— یہ اختلاف ان دو بڑی جماعتوں میں نہیں ہے۔ بلکہ اطبائے قدیم خود اس مرض کی ماہیت بیان کرنے میں اختلاف رکھتے ہیں ——— اور اس اختلاف کی بنا پر ان کے کئی گروہ بن گئے ہیں، چنانچہ:۔

(۱) **اطبائے قدیم کے ایک گروہ کا خیال ہے** کہ بچہ جب تک شکم مادر میں رہتا ہے اس کی پرورش ایک خاص رگ[1] کے ذریعہ سے ہوتی ہے جو بچے کی ناف اور جگر کے درمیان ہوتی ہے اور اس رگ کا تعلق مشیمہ کے ذریعہ سے رحم مادر سے ہوتا ہے، یعنی اس رگ کے ذریعہ سے خون ماں کے جسم سے بچے کے جگر میں پہنچتا ہے اور اس کے جسم کی پرورش کرتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد یہ رگ بالکل معدوم ہو جاتی ہے یا خشک ہو کر ایک باریک دھاگے کے مانند رہ جاتی ہے۔ پس جب کسی شخص کے جگر میں ورم پیدا ہو جاتا ہے یا اس میں صلابت پیدا ہو جاتی ہے تو جگر کے محدب حصے کی رگیں بند ہو جاتی ہیں اور جگر سے خون وغیرہ کا باہر جانا موقوف ہو جاتا ہے۔ لامحالہ مذکورہ بالا رگ کا قدیم راستہ کھل جاتا ہے اور جگر کی وہ رطوبتیں جن کو باہر جانا چاہیے تھا رجعت قہقری پر مجبور ہوتی ہیں۔ اگر وہ رگ موجود ہوتی ہے تو وہ تناؤ کی تاب نہ لاکر پھٹ جاتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جوف شکم میں رطوبت گرنے اور جمع ہونے لگتی ہے، لیکن اگر یہ رگ موجود نہیں ہوتی تو اس کا دہانہ مقعر جگر میں کھل جاتا ہے، اور رطوبتیں جوف شکم میں گر کر اکٹھی ہونے لگتی ہیں۔

(۲) **دوسرا گروہ** استسقاء کی ماہیت اس طرح بیان کرتا ہے کہ جب اخلاط و رطوبات جگر کے محدب حصے سے گردوں کی طرف اور گردوں سے مثانہ کی طرف نہیں جاتے تو وہ ناچار شکم کے جوف میں رس رس کر بھر جاتے ہیں جس طرح کہ خام غذا معدہ اور آنتوں سے مترشح ہو کر ماساریقا کے توسط سے جگر میں جاتا ہے یا جس طرح سینے کی پیپ سینے کی ہڈیوں سے نفوذ کر جاتی ہے۔

(۳) **تیسرے گروہ کا خیال ہے** کہ جگر کی بند شدہ رطوبتیں بخارات بن کر جوف شکم میں پہنچتی ہیں اور وہاں سردی پا کر پانی کی شکل اختیار کر لیتی ہیں، اس طرح وہاں آہستہ آہستہ بہت سا پانی جمع ہو جاتا ہے۔

(۴) **چوتھا گروہ** کہتا ہے کہ جن رگوں کے توسط سے معدہ اور آنتوں سے غذا کا سیال حصہ جگر میں پہنچتا ہے، ان میں سے بعض رگیں پھٹ جاتی ہیں، اور پھٹی ہوئی رگوں سے سیال جگر میں پہنچنے سے پہلے جوف شکم میں گر کر جمع ہوتا رہتا ہے۔

(۵) **پانچواں گروہ** استسقاء کی ماہیت اس طرح بیان کرتا ہے کہ جب جگر اپنے ضعف یا سوء مزاج وغیرہ کے باعث جید اور صالح خون نہیں پیدا کر سکتا تو ناقص خون یا خام اخلاط جگر سے تمام اعضا میں چلے جاتے ہیں اور یہ خام اخلاط بدن کی پرورش میں صرف نہیں ہوتے لہٰذا یہ اخلاط اور رطوبتیں رگوں میں ضرورت سے زیادہ جمع ہو جاتے ہیں۔ ان رگوں کی بہت سی شاخیں احشا اور اندرونی اعضا تک پہنچی ہوئی ہیں ——— جب بچہ شکم مادر میں ہوتا ہے تو ان ہی شاخوں کے ذریعہ اس کی غذا پہنچتی اور اس کی پرورش ہوا کرتی ہے اور ان ہی شاخوں کے ذریعہ سے بچہ شکم کا پیشاب ناف تک پہنچتا ہے ان شاخوں کی ساخت اس طرز کی واقع ہوئی ہے کہ ان میں جو رطوبت چلی جاتی ہے وہ واپس نہیں لوٹتی جس طرح مثانہ میں گیا ہوا پیشاب گردوں کی طرف نہیں لوٹ سکتا۔

غرض خون یا خام اخلاط یا فضلات انہیں شاخوں کے ذریعہ سے اندرونی اعضا میں چلے جاتے ہیں اور ان شاخوں سے جوف شکم میں خارج ہو جاتے ہیں، اور بہت سی رطوبات و فضلات کے اجتماع سے پیٹ پھول جاتا ہے۔

لیکن اطبائے جدید اس مرض کی ماہیت اس طرح بیان کرتے ہیں اور یہی قرین صحت ہے:۔

عام طور پر حالت صحت میں باریک باریک دموی عروق (یعنی عروق شعریہ) سے ہر ایک عضو کو تر رکھنے اور اس کو غذائیت پہنچانے کے لیے ایک خاص قسم کی رطوبت رستی رہتی ہے اور جس طرح ہر ایک عضو اور ہر ایک جگہ عروق شعریہ موجود ہیں اسی طرح وہاں عروق جاذبہ بھی موجود ہیں۔ عروق شعریہ سے رسنے والی رطوبت اپنے فرائض ترطیب و تغذیہ کو پورا کرنے کے بعد ان عروق

---

[1] ورید السرہ: امبلائیکل وین

جاذبہ کے ذریعہ سے جذب ہوکر دوبارہ خون میں شامل ہوتی رہتی ہے۔ پس جب اس رطوبت کے ترشح ہونے یا اس کے جذب ہونے میں خلل پڑ جاتا ہے۔ مثلاً جب عروق دمویہ سے زیادہ چھن جانے یا وریدوں کے سدوں وغیرہ سے یہ رطوبت طبعی مقدار سے اس قدر زیادہ مترشح ہونے لگتی ہے کہ عروق جاذبہ اس کو پورے طور پر جذب کرنے سے قاصر رہتی ہیں یا عروق جاذبہ میں بذات خود کسی نقص کے پیدا ہو جانے (مثلاً سدہ وغیرہ کی وجہ سے یہ رطوبت پورے طور پر جذب نہیں ہوتی) تو دونوں صورتوں میں یہ رسنے والی رطوبت وہاں جمع ہونے لگتی ہے اور استسقائی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے ۔۔۔۔ جس ساخت یا جوف میں یہ رطوبت جمع ہوتی ہے اس کے لحاظ سے اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

اقسام اگرچہ مختلف اعضا میں اس مرض کے لاحق ہونے سے اس مرض کی متعدد قسمیں ہوتی ہیں، جس عضو میں یہ مرض لاحق ہوتا ہے عموماً اسی عضو سے منسوب کر دیا جاتا ہے، مثلاً استسقاء الراس، استسقاء الصدر وغیرہ، لیکن عام طور پر استسقاء کی تین قسمیں مشہور ہیں۔ (۱) استسقائے لحمی (۲) استسقائے زقی (۳) استسقائے طبلی۔

(۱) **استسقائے لحمی** میں تمام جسم کی جلد کے نیچے خانہ دار ساخت میں آبِ خون رس کر جمع ہو جاتا ہے اور سارا جسم خمیر کے مانند پھول جاتا ہے۔ درحقیقت یہی استسقائے عامہ ہے۔

(۲) **استسقائے زقی** اس میں جوف شکم یعنی باربطون میں آبِ خون رس کر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ اس میں پیٹ پھول کر پانی کی مشک کے مانند ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ زقی کہلاتا ہے۔ (زق بمعنی مشک)

(۳) **استسقائے طبلی** میں پانی کے بجائے غلیظ اور ناقابلِ تحلیل ریاح ہوتے ہیں۔ گاہے اس کے ساتھ کچھ رطوبت بھی ہوتی ہے۔ اس میں پیٹ کو بجانے سے ڈھول کے مانند آواز ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔ (طبل بمعنی ڈھول)

اگرچہ لغوی معنی کے اعتبار سے اس کو استسقا کہنا مناسب نہیں ہے، لیکن چوں کہ اس میں بھی پیٹ کی شکل استسقائے زقی کے مانند ہوتی ہے لہٰذا اطبا اس کو بھی استسقا ہی کہتے ہیں۔

اطبائے جدید اسباب اور ماہیت کے لحاظ سے استسقا کو استسقائے قسری **(Active Dropsy)** اور استسقا فاعلی **(Passive Dropsy)** میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) **استسقائے قسری** وریدی دورانِ خون کی رکاوٹ سے لاحق ہوتا ہے لہٰذا اس کو استسقائے وریدی بھی کہتے ہیں۔

(۲) **استسقائے فاعلی** شریانی دورانِ خون کے نقص کے باعث مقامی احتقان دموی کے لاحق ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے اس استسقائے شریانی بھی کہتے ہیں۔ ان کی مزید وضاحت ذیل میں ملاحظہ کیجیے:۔

اسباب اگرچہ مذکورہ بالا ماہیت سے مرض استسقا کے اسباب پر کسی قدر روشنی پڑ جاتی ہے، تاہم مزید وضاحت ضروری ہے۔ طب قدیم میں اس مرض کا سبب عموماً امراض جگر بیان کیے جاتے ہیں، مثلاً ضعف جگر، سوء مزاج جگر خصوصاً جگر کا سوء مزاج سرد وغیرہ۔ لیکن جدید تحقیق کے مطابق امراض جگر کے علاوہ امراض قلب، امراض شش (پھیپھڑا) اور امراض گردہ بھی اس کا سبب بنتے ہیں، بہرحال اس کے اسباب کی تفصیل اس طرح بیان کی جاتی ہے:۔

جو اعضا قلب سے دور ہیں جب ان کی وریدوں میں سدہ پیدا ہو جاتا ہے یا ان وریدوں پر کوئی مقامی دباؤ پڑتا ہے تو ان اعضا کے دورانِ خون میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے یا جب صمامات قلب (قلب کی کواڑیوں) میں کوئی مرض لاحق ہونے کے سبب سے خون اذنین قلب سے بطنین قلب میں اور بطنین قلب سے شرائین ریہ اور اوطی (شریانِ اعظم) میں رک رک کر جاتا ہے یا واپس ہوتا ہے یا دیوار قلب کی ساخت میں کسی قسم کا نقص یا ابتری پیدا ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے دل کمزور ہو کر اپنا فعل کماحقہ انجام نہیں دے سکتا تو ان صورتوں میں وریدوں کے ذریعہ سے خون کے واپس آنے میں سستی واقع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہ وریدیں خون سے پُر ہو کر تن جاتی ہیں اور ان سے آبِ خون معمول سے زیادہ مقدار میں رس کر جلد کے نیچے کی خانہ دار ساخت یا دوسرے جوفوں میں جمع ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے استسقا وریدوں سے متعلق ہونے کے باعث استسقائے وریدی کہلاتی ہے +

استسقائے وریدی چوں کہ وریدوں میں دورانِ خون کے سست ہو جانے سے لاحق ہوتا ہے اس لیے سب سے پہلے

پاؤں کے پنجوں پر تہیج (بھربھراہٹ) ظاہر ہوتا ہے، اور آہستہ آہستہ اوپر کی طرف بڑھتا جاتا ہے اور جب دل کے بائیں بطن میں رکاوٹ ہوتی ہے تو پھیپھڑوں میں آماس آجاتا ہے اور پھر پھیپھڑوں کے غلاف (غشاء الریہ) میں آب خون مترشح ہو کر جمع ہو جاتا ہے جو استسقاء الصدر کہلاتا ہے، اس کے بعد اجوف صاعد اور اجوف نازل کے خون سے بھر جانے کی وجہ سے جگر بڑھ جاتا ہے اور اس میں درد ہونے لگتا ہے، باب الکبد کے خون سے ممتلی ہونے کے باعث بار یطون، معدہ، آنتوں، تلی اور گردوں کی وریدیں بھی خون سے بھر جاتی ہیں اور یہ اعضا بڑھ جاتے ہیں اور بار یطون کے جوف میں آب خون کے مترشح ہونے سے استسقائے زقی ہو جاتا ہے پھر اسی طرح گردوں کی رگوں کے خون سے ممتلی ہونے کے باعث ان کے فعل میں خلل واقع ہوتا ہے، پیشاب کی پیدائش کم ہو جاتی ہے اور اس میں رطوبت بیضیہ (البیومن) خارج ہونے لگتی ہے، اور "استسقائے عامہ" ہو جاتا ہے جو استسقائے لحمی کہلاتا ہے۔

(۲) بعض اوقات عروق دمویہ اور ان کے آس پاس کی ساخت کے ڈھیلا اور کمزور ہو جانے سے بھی آب خون مترشح ہو کر یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ عام جسمانی کمزوری میں دل کے کمزور اور عروق دمویہ کے ڈھیلا پڑ جانے سے پاؤں پر سوجن آجایا کرتی ہے

(۳) گاہے خون کی ماہیت میں خلل پڑ جانے سے بھی یہ مرض لاحق ہوتا ہے، چناں چہ قلت الدم، ورم گردہ مزمن، سل مزمن، مزمن ملیریائی بخاروں وغیرہ میں بھی ہاتھ پاؤں اور منہ پر سوجن آجاتی ہے۔ لیکن یہ سوجن اس سوجن کے مقابلے میں کم ہوتی ہے جو امراض قلب، جگر اور گردوں کے سبب ہوا کرتی ہے۔

(۴) استسقاء گاہے سردی لگنے اور بارش میں بھیگنے سے بھی ہو جایا کرتا ہے۔ کیوں کہ سردی لگنے یا بارش میں بھیگنے سے خون ظاہر جلد کی طرف سے اندرونی اعضا کی طرف چلا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عروق شعریہ اور چھوٹی چھوٹی شرائین خون سے بھر جاتی ہیں۔ گویا شرائین میں اجتماع خون ہو جاتا ہے۔ پھر ان شرائین سے آب خون رسنے لگتا ہے اور اس سے استسقاء پیدا ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے استسقاء کو استسقائے شریانی کہتے ہیں۔ بعض جلدی امراض کے یکایک زائل ہو جانے یا پسینہ وغیرہ کے فوراً رک جانے سے بھی ایسی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔

اس جگہ یہ بات بھی بیان کر دینا ضروری ہے کہ گردوں کے امراض سے جو استسقا لاحق ہوتا ہے اس کا سبب دوران خون کی رکاوٹ ہی نہیں ہوتی، بلکہ خون کی کیمیائی تبدیلی بھی اس کا سبب ہوا کرتی ہے، چنانچہ امراض گردہ میں رطوبت بیضیہ (البیومن) کے خارج ہونے سے خون رقیق ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں امراض گردہ میں پیشاب کی پیدائش کی کمی کے باعث خون سے نمک کا اخراج بند ہو جاتا ہے اور وہ جسم کے اندر ہی جمع ہوتا رہتا ہے اور چوں کہ نمک کو تحلیل کرنے کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا جسم کی ساختوں میں آب خون معمول سے زیادہ رسنے لگتا ہے اور استسقائی صورت پیدا ہو جاتی ہے، اس قسم کے استسقا میں تمام جسم پر سوجن ہوتی ہے، خصوصاً چہرے پر زیادہ نمایاں ہوا کرتی ہے۔

علامتیں:- استسقا کی بیان کردہ ماہیت سے یہ بات ظاہر ہے کہ استسقا بذات خود کوئی مرض نہیں ہے بلکہ بعض امراض خصوصاً امراض جگر، امراض قلب اور امراض گردہ میں بطور علامت اس کا ظہور ہوتا ہے —— لہٰذا اس مرض کی سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ اس کے ظہور سے پہلے مذکورہ بالا اعضا میں سے کسی نہ کسی عضو میں فتور موجود ہوتا ہے اور مذکورہ بالا اسباب میں سے کسی نہ کسی سبب کی موجودگی اور اس کی کم و بیش مخصوص علامتیں ضرور پائی جاتی ہیں اور دوران خون میں نقص لاحق ہوتا ہے۔ بہرحال عام طور پر جن تکلیفوں یا علامتوں کا ظہور اس مرض کی مختلف قسموں میں ہوتا ہے، وہ یہ ہیں:-

استسقائے لحمی (استسقائے عامہ) میں تمام جسم پھول جاتا ہے، اور یہ ایسی عام سوجن ہوتی ہے جس میں نہ سرخی ہوتی ہے اور نہ سوزش یا درد ہوتا ہے، پاؤں کے پنجوں، اور چہرے پر یہ سوجن یا بھربھراہٹ (تہیج) زیادہ نمایاں ہوتی ہے اگر کسی خاص مقام (خصوصاً ایسے مقام کو انگلی سے دبایا جائے جہاں ہڈیاں جلد سے زیادہ قریب ہوتی ہیں مثلاً پاؤں کے نیچے پنڈلیوں کے سامنے اور اندر کی طرف، رخساروں کے حصے اور چشم خانوں کے نیچے) کو انگلی سے دبایا جائے تو اس جگہ گڑھا پڑ جاتا ہے اور انگلی کا دباؤ ہٹا لینے کے بعد فوراً ہی حالت اصلی پر نہیں لوٹ آتا بلکہ کچھ دیر کے بعد برابر ہو جاتا ہے، جلد بدن صاف اور چمک دار دکھائی دیتی ہے، پیشاب کا رنگ عموماً سفید ہوتا ہے اور اکثر دست بھی آیا کرتے ہیں۔ جسم چھونے سے معمول کی نسبت

کسی قدر سیاہ ہو تا ہے ـــــــ جب یہ مرض انتہا کو پہنچ جاتا ہے یا مرض زیادہ شدید ہوتا ہے تو مریض کا جسم پھول کر کپا ہو جاتا ہے، جلد زیادتی تناؤ کی وجہ سے پھٹ جاتی ہے اور اس کی رنگت مٹیالی اور بے رونق ہو جاتی ہے۔ اس قسم کا استسقا ورمِ گردہ حاد کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔

استسقائے زقی میں پیٹ آہستہ آہستہ بڑھ کر پانی سے بھری ہوئی مشک کے مانند پھول جاتا ہے (اسی لیے اس کو زقی کہتے ہیں، "زق" یعنی مشک) پیٹ کا یہ بڑھاؤ یکساں اور ہموار ہوتا ہے، کسی جگہ کم اور کسی جگہ زیادہ نہیں ہوتا، پسلیوں کے زیریں کنارے آگے کی طرف ابھر آتے ہیں۔ اس کے بعد کو کھیں ابھرنے لگتی ہیں، ناف پھیل جاتی اور باہر کی طرف نکل آتی ہے اور پانی سے بھری ہوئی تھیلی کے مانند معلوم ہوا کرتی ہے، سینہ پیٹ کے مقابلے میں بہت چھوٹا نظر آنے لگتا ہے۔ پیٹ میں بوجھ بھی محسوس ہونے لگتا ہے۔ پیٹ کی دیواریں پتلی ہو کر پھیل جاتی ہیں اور ان کے پھیلنے سے تناؤ اور گاہے درد بھی ہوتا ہے، خصوصاً جب کہ جوف شکم کی رطوبت بہت سرعت کے ساتھ جمع ہو جائے۔ پیٹ کی جلد صاف، چمکدار اور تنی ہوئی ہوتی ہے اور اس پر سفید لکیریں سی پڑ جاتی ہیں، مریض کو چت لٹانے سے اس کا پیٹ چپٹا ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کو ایک جانب تھپکی دینے سے اس کے اندر پانی کے چھلکنے کے مانند لہر سی محسوس ہوتی ہے اور پیٹ کے دونوں طرف ٹھوکنے سے ٹھوس آواز سنائی دیتی ہے لیکن ناف کے آس پاس ٹھوکنے سے کھوکھلی آواز سنائی دیتی ہے، اس کے بعد اگر مریض کو پہلو پر لٹا دیا جائے تو یہ آوازیں بھی بدل جاتی ہیں۔ چنانچہ اوپر کا پہلو ٹھوکنے سے کھوکھلی آواز آئے گی اور نچلا پہلو ٹھوکنے سے ٹھوس آواز سنائی دے گی۔

علاوہ ازیں پیٹ کے اوپر نیلی نیلی رگیں ابھر آتی ہیں، تمام جسم پر خشکی سی معلوم ہونے لگتی ہے۔

اس قسم کے استسقا میں پانی کے دباؤ کی وجہ سے حجاب حاجز اوپر کی طرف اٹھ جاتا ہے اور اس کا دباؤ پھیپھڑوں پر ہوتا ہے لہٰذا تنگی تنفس اور کھانسی کی شکایت ہو جاتی ہے، اور اسی مذکورہ بالا وجہ سے قلب بھی اپنے اصلی مقام سے اوپر کی طرف ابھر آتا ہے اور اس کی حرکت اوپر کی طرف تیسری فضا مابین الاضلاع میں محسوس ہونے لگتی ہے، گاہے غشی اور خفقان تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے، جگر کا بالائی کنارہ اوپر کی طرف بہت زیادہ اٹھ جاتا ہے اور پیشاب میں رطوبت بیضیہ آنے لگتی ہے۔

اس قسم کے استسقا میں ورید باب الکبد میں امتلا یا سدہ واقع ہونے سے یا بعض امراض جگر مثلاً صغر الکبد کی وجہ سے لاحق ہوا کرتا ہے۔

استسقائے طبلی میں پیٹ کے اندر پانی کی جگہ ریاح بھر جاتے ہیں اور اس میں ہوا سے بھری ہوئی مشک کے مانند تناؤ ہوتا ہے، اور پیٹ کو ٹھوکنے سے طبل (ڈھول) کے مانند آواز سنائی دیتی ہے ـــــــ گاہے اس استسقا میں ریاح کے ساتھ کچھ رطوبت بھی ہوتی ہے۔ اطبائے اس استسقائے طبلی کی ایک خاص قسم "استسقائے لحمی" کے نام سے بیان کی ہے جس میں ریاح کے ساتھ رطوبت غلیظ کا اجتماع ہوتا ہے اور اس میں استسقائے طبلی کے مقابلے پیٹ زیادہ سخت ہوتا ہے۔

تشخیص اس مرض کی تشخیص مذکورہ بالا علامتوں سے بسہولت ہو سکتی ہے، لیکن اس کا سبب معلوم کرنے کے لیے نہایت دقت اور دشواری کا سامنا ہوتا ہے اور جب تک اس کا سبب نہ معلوم ہو علاج کامیابی کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اگر مندرجہ ذیل تشخیصی علامتوں کو مدنظر رکھا جائے تو تکمیل تشخیص میں چنداں دشواری لاحق نہیں ہوتی، چنانچہ

اگر تہبج (بھربھراہٹ) یا سوجن پہلے پاؤں کے پنجوں پر ظاہر ہوئی ہو اور پھر آہستہ آہستہ اوپر کی طرف بڑھ کر تمام پیٹ اور جسم پر پھیل گئی ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا سبب امراض قلب یا امراض شُش ہیں۔

اگر تہبج (بھربھراہٹ) یا سوجن پہلے پیٹ پر ظاہر ہو یعنی پیٹ آہستہ آہستہ بڑھنے لگے اور پھر پاؤں سوج جائیں تو اس کا سبب امراض جگر کو سمجھنا چاہیے، اور

اگر یہ تہبج یا سوجن پہلے آنکھ کے پپوٹوں اور چہرے پر دکھائی دے اور پھر تمام جسم بتدریج سوج جائے تو اس کا سبب گردوں کی خرابی سمجھنا چاہیے اور یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جب یہ مرض گردوں کی خرابی سے لاحق ہو اور بہت شدید ہو تو پہلے پپوٹوں اور چہرے پر سوجن آتی ہے، اور پھر سارا جسم سوج جاتا ہے، بلکہ گاہے یہ مرض ایسی تیز رفتاری سے ظاہر

ہوتا ہے کہ چند ہی گھنٹوں میں سارا جسم سوج جاتا ہے، اور جس طرح یہ سوجن دفعتاً ظاہر ہوتی ہے اسی طرح فوراً زائل بھی ہوجاتی ہے اگر تہیج خفیف ہو، اور آرام سے لیٹے رہنے خصوصاً صبح کے وقت جاتا رہتا ہو اور چلنے پھرنے سے پھر ہو جاتا ہو تو اس کا سبب قلت الدم (کمی خون) سمجھنا چاہیے ——— اور یہ واضح رہے کہ جب گردوں کی خرابی سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے تو اس صورت میں پاؤں کی سوجن بیٹھنے یا آرام کرنے سے زیادہ ہو جاتی ہے اور چلنے پھرنے سے کم ہو جاتی ہے۔

مذکورہ بالا تشخیصی علامتوں کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ امراض جگر میں استسقاء کا ظہور بہت جلد ہوتا ہے پہلے پیٹ میں رطوبت نہایت سرعت سے جمع ہوتی ہے یعنی استسقائے زقی لاحق ہوتا ہے اور پھر دوسرے اعضا سوج جاتے ہیں اگرچہ مرض ورم باریطون میں بھی پہلے پہل استسقائے زقی رونما ہوتا ہے۔ لیکن رطوبت بہت سست رفتاری کے ساتھ پیٹ میں جمع ہوتی ہے۔ ورید باب الکبد کی دجہ سے استسقا لاحق ہونے کی صورت میں طحال بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور پہلے پہل پیٹ میں پانی جمع ہونا شروع ہوتا ہے اور گلبے اس میں پہلے پہل معدے اور آنتوں میں التہاب ہوتا ہے، درد شکم، سوء ہضم قبض یا اسہال کی شکایت پائی جاتی ہے۔ مستورات میں استسقائے زقی اور خصیۃ الرحم کی رسولی کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ مریضہ کو مختلف پہلوؤں پر لٹا کر پیٹ کو ٹھوک کر ٹھوس حدود کا معائنہ کیا جائے۔ استسقا کی صورت میں پیٹ کی وضع میں اختلاف ہوگا اور وضع کی تبدیلی سے ٹھوکنے سے آواز میں بھی تبدیلی ہو جائے گی، لیکن رسولی کی صورت میں کسی طرح کا اختلاف واقع نہیں ہوگا، پیٹ کی وضع بھی یکساں رہے اور ٹھوکنے سے اس کی آواز میں بھی اختلاف نہیں ہوگا

انجام مرض:- اس مرض کا انجام عموماً اس کے اسباب اور شدت و خفت مرض کے مطابق مختلف ہوا کرتا ہے چنانچہ جس عضو کی ماندگی خرابی سے یہ مرض پیدا ہوا ہو، اگر اس عضو کی ساخت میں فتور نہ آیا ہو تو مناسب علاج سے بالکل آرام ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات دست یا پسینہ آکر یہ مرض دفعتاً جاتا رہتا ہے اور مریض بالکل شفایاب ہو جاتا ہے اور جب کمی خون کے سبب یہ مرض لاحق ہو تو اس صورت میں بھی جلد ہی آرام ہو جاتا ہے۔ جب جگر یا گردوں کے فعل کی خرابی سے یہ مرض ہو تو اس وقت بھی مناسب علاج سے فائدہ ہو جاتا ہے، لیکن جب قلب اور پھیپھڑوں کے امراض سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے تو شاذ و نادر ہی آرام ہوتا ہے۔

بعض مریضوں میں آلہ کے ذریعے پیٹ سے پانی نکال دیا جاتا ہے، تھوڑے ہی دنوں میں پھر اسی طرح پانی بھر جاتا ہے اور آخر مریض کی جان لے کر ہی ٹلتا ہے، گاہے ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ پیٹ کا پانی نکالتے ہی مریض ہلاک ہو جاتا ہے۔

اصول علاج مرض کا سبب معلوم کرکے اس کو رفع کرنے کی کوشش کریں۔ اگر استسقا کے ساتھ حرارت بھی ہو تو پہلے اس کو دور کریں، پھر استسقا کی طرف متوجہ ہوں، ہر طرح کی تدابیر مجففہ استعمال کریں یعنی ایسی تدابیر اختیار کریں جن سے رطوبت خشک ہو، چنانچہ جہاں تک ممکن ہو مریض کو بھوکا پیاسا رکھیں، مناسب حال ورزش اور ریاضت کرائیں۔ قبض دور کرنے والی دوائیں دیں۔ خصوصاً پیشاب لانے والی دوائیں استعمال کریں۔ پسینہ لائیں۔ خارجی طور پر جسم پر ادویہ مجففہ بطور ضماد لگائیں، کبھی اس غرض کے لیے مریض کو گرم ریت میں دبا دیا جاتا ہے۔ اگر قلۃ الدم (کمی خون) اس مرض کا سبب ہو تو فولاد و کچلہ کے مرکبات استعمال کریں اور اگر قلب کی وجہ سے ہو تو مقویات قلب مثلاً دواء المسک اور مفرحات دیں، جگر گردوں کے ماؤف ہونے کی صورت میں دواء الکرکم اور معجون دبید الورد، اور جوارش زرعونی جیسی مقوی جگر و گردہ دوائیں کھلائیں۔

پسینہ لانے کے لیے مریض کو حمام میں بٹھائیں، اگر یہ ممکن نہ ہو تو جسم پر بورۂ ارمنی جیسی دوائیں ضماداً استعمال کریں۔

دست لانے کے لیے ایسی دوائیں نہ استعمال کریں جو جگر کے لیے مضر ہوں، مثلاً سنا مکی، ایلوا وغیرہ، اور اگر اس قسم کی دواؤں کے استعمال کے بغیر چارۂ کار نہ ہو تو اس کے ساتھ مقویات جگر ملا کر اصلاح کر لی جائے ——— پانی کے مانند دست لانے والی دوائیں اس مرض میں خصوصیت سے مفید ہیں۔ مثلاً عصارۂ ریوند، جلاپا، حنظل، اور لحم فرنگی دسالٹ وغیرہ۔

اگر ان تدابیر سے مرض کا ازالہ نہ ہو تو بذریعہ مبزل (کے نیولا) پیٹ کا پانی نکلوائیں۔

استسقائے لحمی اور استسقائے زقی کا اصول علاج تقریباً یکساں ہے، البتہ استسقائے طبلی میں ریاح کو لطیف و تحلیل کرنے کے لیے بابونہ، اکلیل الملک، زیرہ سداب وغیرہ محلل و کاسر ریاح دوائیں استعمال کریں۔

دستورالعلاج: اگر استسقائے لحمی کی ابتدا ہو تو مندرجہ ذیل نسخہ کسوندی پلائیں۔

نسخہ برگ کسوندی: برگ کسوندی ایک تولہ، مرچ سیاہ پانچ دانہ دونوں کو آدھ پاؤ پانی میں پیس چھان کر پلائیں یا یہ نسخہ پلائیں۔

نسخہ: افسنتین رومی ۵ ماشے، برنجاسف ۵ ماشے، بیخ بادیان ۵ ماشے، کوہ خشک ۵ ماشے، مویز منقے ۹ دانہ پرسیاؤشاں ۵ ماشے، تخم خیارین ۷ ماشے۔ سب کو رات کے وقت گرم پانی میں بھگو رکھیں، صبح کو مل چھان کر شربت دینار بھی ملا کر پلائیں یا یہ نسخہ استعمال کرائیں۔

نسخہ: جوا کھار ۴ سرخ، نمک ترب ۴ سرخ دوا الکرکم سات ماشے میں ملا کر کھلائیں اوپر سے افسنتین رومی سات ماشہ، نوشادر ایک ماشہ کو پانی دس تولہ میں پیس چھان کر آگ پر جوش دیں اور دوبارہ صاف کر کے پلائیں۔

کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت حب کبد نوشادری ۲-۲ عدد کھلائیں، یا نوشادر محلول دس دس قطرے عرق برنجاسف دس تولے میں ملا کر پلائیں۔

جگر یا گردوں میں ورم ہو تو یہ لیپ بھی لگائیں۔

نسخہ ضماد: افسنتین رومی، اکلیل الملک، ناگرموتھہ، برنجاسف، حاشا، مرکی، کوہ خشک، بابچھڑ ہر ایک ۶ ماشے، جدوار، ریوند ہر ایک تین ماشے کو مکوہ سبز کے پانی میں پیس کر مقام جگر پر لیپ کریں۔

جب مرض میں صورت افاقہ نظر آنے لگے تو تقویت کے لیے نیز بقایا مرض کو دور کرنے کے لیے صبح کو یہ نسخہ دیں۔

نسخہ: کشتہ فولاد دو چاول، معجون دبیدالورد سات ماشے میں ملا کر کھلائیں، اوپر سے آٹھ پہری اجوائن پلائیں اور باقی تدابیر بدستور جاری رکھیں۔

اٹھ پہری اجوائن: اجوائن دیسی ایک تولہ کو آٹھ پہر تک عرق برنجاسف ۱۲ تولے میں بھگو رکھیں اس کے بعد چھان کر پلائیں۔

اگر مرض قوی اور مستحکم ہو چکا ہو تو صبح کے وقت شیر شتر پلائیں اور شام کو یہ نسخہ دیں:۔

نسخہ: معجون دبیدالورد سات ماشے کھلا کر اوپر سے بادیان سات ماشے تخم کشوث تین ماشے، عرق بادیان، عرق کوہ ہر ایک ۶ تولے میں پیس چھان کر گلقند ۴ تولے ملا کر پلائیں۔

شیر شتر پلانے کی ترکیب: شیر شتر ۷ تولے میں شربت دینار دو تولے ملا کر تین روز تک پلائیں۔ اس کے بعد روزانہ ایک تولہ دودھ اور تھوڑا تھوڑا شربت اضافہ کرتے رہیں یہاں کہ دودھ اکتالیس تولہ تک اور شربت پانچ تولے تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد اسی طرح کم کر کے مقدار اول تک پہنچائیں اور تین روز پلانے کے بعد چھوڑ دیں۔

بعض اوقات شربت دینار کے بجائے گل قند ملایا جاتا ہے، اگر شیر شتر کے دوران استعمال میں مغز املتاس چار تولے پانچویں روز شیر شتر میں حل کر کے پلاتے رہیں تو بہتر ہے، مادہ آہستہ آہستہ خارج ہوتا رہے گا اور زیادہ کمزوری بھی لاحق نہیں ہوگی۔

شیر شتر کے دوران استعمال میں مندرجہ ذیل سفوف غافث بھی لیں کہ یہ نہایت مفید ہے، مادہ کو خارج کرتا ہے۔

نسخہ سفوف غافث: عصارہ غافث، غاریقون، تربد، گل سرخ ہر ایک ایک تولہ، ریوند چینی، سنا مکی پوست ہلیلہ کابلی ہر ایک دو تولہ سب کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، بوقت ضرورت پانچ ماشے سے سات ماشے تک استعمال کریں۔

شیر شتر پلانے کے متعلق اطبا کا یہ بھی دستور ہے کہ وہ اس کو ابتدائے مرض میں نہیں پلاتے۔ بلکہ ان کے نزدیک اس کے استعمال کا بہترین وقت وہ ہے، جب کہ مرض مستحکم ہو چکا ہو——— بہرحال جب یہ دودھ پلائیں، تازہ بتازہ پلا کر دوپہر کو کھانے بعد کچھ نہ دیں۔ صرف ایک وقت شام کو غذا دی جائے۔

ورم جگر کی حالت میں جب کہ استسقا کے ساتھ حرارت بھی ہو یہ نسخہ پلایا جاتا ہے۔

نسخہ: آب کسوندی سبز مروق، آب کوہ سبز مروق، آب کاسنی سبز مروق، آب انار ہر ایک تین تولے شربت دینار یا سکنجبین بزوری ۲ تولے ملا کر پلائیں اور جگر پر یہ لیپ لگائیں:۔

نسخہ ضماد:- مغز املتاس، گل بابونہ، اکلیل الملک، بالچھڑ، ناگرموتھا، ریوند چینی ہر ایک چھ ماشے کو مکوہ سبز کے پانی میں پیس کر ضماد کریں۔

اگر ان تدابیر سے صورت افاقہ نظر آئے تو منضج استعمال کریں۔

نسخہ منضج:- مکوہ خشک ۵ ماشے، مویز منقے ۹ دانے، بیخ کاسنی ۷ ماشے، بیخ بادیان ۷ ماشے، گل غافث ۵ ماشے، پرسیاؤشاں ۵ ماشے، اصل السوس مقشر ۷ ماشے، تخم خیارین نیم کوفتہ ۷ ماشے، تخم کشوث ۳ ماشے، دو پیالہ چو عرق بستہ اسپ کو رات کے وقت گرم پانی میں بھگو رکھیں، صبح کو چھان کر گل قند چار تولے ملا کر پلائیں۔

نضج مادہ کے بعد تنقیہ کی غرض سے اسی نسخے میں ادویہ مسہلہ اضافہ کر کے تین مسہل دیں اور مسہلات سے فارغ ہونے کے بعد مذکورہ بالا معجون دبید الورد والا نسخہ استعمال کریں۔

اگر استسقا کے ساتھ حرارت بھی ہو تو یہ نسخہ دیں:-

نسخہ:- قرص زرشک ۵ ماشے کھلا کر اوپر سے آب کاسنی سبز مروق، آب مکوہ سبز مروق ہر ایک چھ تولے میں شربت بزوری چار تولے ملا کر پلائیں۔

اگر استسقا کے ساتھ قلب بھی ماؤف ہو جس کی مخصوص علامت یہ ہے کہ سوجن پاؤں سے شروع ہوئی ہو تو شام کو وقت معجون دبید الورد کے بجائے دوالمسک استعمال کریں۔

اگر استسقا قلت الدم کی وجہ سے لاحق ہو تو معجون دبید الورد میں کشتہ فولاد دو چاول ملا کر کھلائیں۔

اگر استسقا گردوں کی وجہ سے لاحق ہو تو آب مکوہ سبز مروق اور آب کاسنی سبز مروق ہر ایک ۶ تولے میں شربت بزوری ۴ تولے ملا کر پلائیں اور نمک یا نمکین چیزیں بالکل بند کر دیں۔

استسقائے زقی میں حب استسقا ۲ عدد رات کو سوتے وقت کھلائیں اور صبح و شام یہ نسخہ استعمال کرائیں۔

نسخہ معجون تربد سات ماشے کھلا کر اوپر سے عرق کاسنی دس تولے شربت اسارون دو تولے ملا کر پلائیں۔

اور اگر تنقیہ کی ضرورت ہو تو مذکورہ بالا نسخہ منضج پلا کر ۳-۴ مسہل دیں، اور مسہلات سے فارغ ہونے کے بعد یہ نسخہ استعمال کریں:-

نسخہ:- دواء الکرکم کبیر پانچ ماشے کھلا کر اوپر سے بادیان ۵ ماشے، تخم کشوث تین ماشے، انیسون تین ماشے، عرق بادیان اور عرق برنجاسف ہر ایک ۶ تولے میں پیس چھان کر شربت دینار ۴ تولے ملا کر پلائیں اور پیٹ پر یہ لیپ لگائیں۔

نسخہ لیپ:- ناگرموتھا، اکلیل الملک، گل بابونہ، مکوہ خشک، افسنتین، بورہ ارمنی، مرزنجوش، برنجاسف، مرکی ہر ایک ۶ ماشے، جند بیدستر تین ماشے، سب کو مکوہ سبز کے پانی میں پیس کر تھوڑا سا سرکہ اضافہ کر کے نیم گرم پیٹ پر ضماد کریں۔

گندک، بورہ ارمنی، نمک لاہوری ہر ایک ۶ ماشے کو پانی میں جوش دے کر اس سے مریض کو نہلائیں۔

پیشاب لانے کے لیے یہ نسخہ مدر استعمال کرائیں:-

نسخہ مدر:- تخم قرطم پانچ ماشے، اصل السوس مقشر پانچ ماشے، تخم خیارین ۵ ماشے کو عرق بادیان بارہ تولے میں پیس چھان کر شربت بزوری چار تولے ملا کر پلائیں۔

اگر ان تدابیر سے صورت افاقہ نظر نہ آئے تو بذریعہ عمل جراحی پیٹ کا پانی تھوڑا تھوڑا کر کے نکلوا دیں۔

اگر مریض استسقا کو دست آنے لگیں اور ان کی زیادتی سے مریض کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہو تو آب بارتنگ سبز ۶ تولے میں رب بہی دو تولے ملا کر پلائیں۔

بعض اوقات قبض کو رفع کرنے اور مادہ کو خارج کرنے کے لیے یہ نسخہ بھی استعمال کیا جاتا ہے اور بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

نسخہ:- عصارہ ریوند ایک ماشہ کو باریک پیس کر معجون دبید الورد سات ماشے میں ملا کر کھلائیں۔ اوپر سے بادیان

پانچ ماشے، تخم کشوث تین ماشے، مویز منقیٰ نو دانے کو عرق بادیان اور عرق کوہ ہر ایک ۶ تولے میں چھان کر گلقند چار تولے ملا کر پلائیں۔

حب استسقاء: استسقائے لحمی وزقی میں احتباس ماہواری کے لیے نہایت مفید ہے۔ اس طرح تیار کریں۔
ترید سفید ۱۰ ماشے، ایارج فیقرا ۱۸ ماشے، سکبینج ۸ ماشے، غاریقون ۹ ماشے، ایرسا ۱۶ ماشے، نمک سیاہ ۴ ماشے، گل مختول تین ماشے، ریوند چینی تین ماشے، بیخ اذخر تین ماشے، فقاح اذخر تین ماشے، رتج ۲ ماشے، فرفیون دو ماشے۔ سب کو کوٹ چھان کر آب بادیان میں گوندھ کر گولیاں بنائیں اور مریض کی طاقت کے پانچ ماشے سے سات ماشے تک ہمراہ عرق کوہ، عرق بادیان ہر ایک ۶ تولے شربت دینار چار تولے کھلائیں ان گولیوں کو بغرض تنقیہ اونٹنی کے دودھ کے ساتھ بھی کھلا سکتے ہیں۔

حب استسقاء دیگر: استسقائے لحمی وزقی میں خصوصیت سے مفید ہے۔ گندک آملہ سار مصفیٰ، پارہ مصفیٰ، ترید سفید مجوف خراشیدہ، اندرائن کی جڑ، پوست بلیلہ زرد، نمک طعام ہر ایک تین ماشے، مغز جمال گوٹہ مدبر ایک تولہ۔ پہلے گندک اور پارہ کو باہم کھرل کر کے کجلی بنائیں۔ اس کے بعد باقی ادویہ الگ الگ باریک پسی ہوئی ملا کر کھرل کریں اور بقدر ضرورت اونٹنی کے دودھ میں گوندھ کر چنے برابر گولیاں بنائیں، اور بوقت ضرورت چار گولیاں اونٹنی کے دودھ سے کھلائیں۔ غذا میں صرف شیر شتر دیں۔

غذا و پرہیز: استسقا کے مریض کو بھوک پیاس پر صبر کرائیں اور جو غذائیں دیں وہ مقدار میں بہت تھوڑی دیں۔ حلوان اور چوزے کا گوشت، ابلی ہوئی مچھلی، زردی بیضۂ مرغ، مرغ، تیتر، بٹیر، اور تیہو کے گوشت کی یخنی دیں، مونگ کی پتلی دال پلائیں، مولی کا اچار، سرکہ، پودینہ، ٹماٹر کی چٹنی کھلائیں۔ ارنڈ خربزہ دیں۔ پانی کے بجائے عرق بادیان اور عرق کوہ پلائیں۔ یا لوہے کا بجھا ہوا پانی استعمال کریں۔ قابض بادی چیزیں نہ کھلائیں اور نہ زیادہ مائیت والی چیزیں استعمال کریں۔

قدیم و جدید گھونسے بازوں کا پیمانۂ حیات

از مسٹر سعید احمد خاں ڈی ایس پی - کراچی

مغربی ممالک میں اور بالخصوص انگلستان میں "باکسنگ" یعنی گھونسے بازی یا مکہ بازی ایک بہت بڑے اور قابل تعریف فن کی حیثیت رکھتی ہے۔ حقیقت میں یہ ایک طرح کی مبارزت (Duel) ہے جس نے ایک جسمانی ورزش اور کھیل کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور یورپ میں مکہ بازی کو کشتی سے کم حیثیت نہیں دی جاتی۔ وہاں پہلوانوں کی طرح گھونسے باز بھی سخت و شدید ورزشوں کے ذریعہ سے اپنے جسم کو زیادہ سے زیادہ تر درست و طاقتور بناتے ہیں۔ رگ پٹھوں کو مضبوط کرتے ہیں اور توانائی و قوتِ برداشت کو بڑھاتے ہیں جب کسی مدمقابل سے گھونسے بازی کے مقابلے کا دن قریب آتا ہے تو ان کو طویل جسمانی تربیتوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

کشتی کے فن کی طرح یہ فن بھی بہت قدیم زمانے سے اب تک رائج ہے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ زمانۂ قدیم میں مکہ بازوں کا پیمانۂ حیات بہت چھوٹا ہوتا تھا اور جدید دور میں ان کی عمر کا اوسط بہت بڑھ گیا ہے۔ اور ان کے پیمانۂ حیات میں بڑا اضافہ ہو گیا ہے۔ ان مکہ بازوں کی زندگیوں کے حالات کا مطالعہ بہت دلچسپ ہے اور ہمیں یہ بتاتا ہے کہ سخت جسمانی ورزشیں اور غذاؤں کی نوعیت و مقدار اور صحت و حیات میں باہم تعلق کیا ہے اور یہ چیزیں ایک دوسرے پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہیں۔

یورپ کے مشہور اور نامور گھونسے بازوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ پرانے زمانے میں بھی بعض مکہ باز عالمگیر شہرت رکھتے تھے اور اب بھی بہت سے مکہ باز بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ اس علمی مضمون کے لیے ہم صرف ایک قدیم اور ایک جدید گھونسے باز کے طریقۂ تربیت اور ورزش اور غذائی صورتِ حال پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس کے بعد مشہور قدیم و جدید مکہ بازوں کی عمروں کے اوسط سے ہماری بحث کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان کے پیمانۂ حیات میں اتنے فرق کا اصلی سبب کیا ہے۔

اس سلسلے میں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جسمانی حالت کی درستی اور مکہ باز کا چاق و چوبند ہونا اس کی کامیابی کے لیے ایک لازمی شرط ہے۔ جو شخص ایک "مکمل جسمانی حالت" کا مالک نہیں ہوتا وہ مکہ بازی میں اپنے مخالف سے بہت جلد شکست کھا جاتا ہے۔ اسی لیے ہر مکہ باز کو ایک طویل اور منظم جسمانی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ قدیم زمانے کا ایک مشہور مکہ باز جان موریسی (Morrissey) تھا جس نے عمر بھر کبھی کسی سے شکست نہیں کھائی۔ اس کی تربیت اور معمولات کے متعلق اس کا سوانح نگار لکھتا ہے کہ وہ صبح پانچ بجے بیدار ہوتا تھا اور شیری شراب کے ساتھ چند کچے انڈوں کو مخلوط کر کے پی جاتا تھا۔ اس کے بعد چار پانچ میل تک ٹہلتا تھا۔ واپسی پر ایک ریت کے بھرے ہوئے تھیلے پر مکہ بازی کی مشق کرتا تھا۔ پھر "ڈمبل" اور "بیلی" وغیرہ سے ورزش کرتا تھا۔ اس کے بعد نصف گھنٹے تک اس کے جسم کی مالش اس طرح کی جاتی تھی کہ جلد بالکل سرخ ہو جاتی تھی۔

اس کے بعد وہ کپڑے بدل کر آٹھ بجے ناشتہ کرتا تھا۔ ناشتہ میں بھنے ہوئے مرغ اور مٹن کی کافی مقدار ہوتی تھی اور اس کے ساتھ چائے کی ایک پیالی اور کچھ توس بھی ہوتے تھے۔ ناشتہ کے بعد نصف گھنٹے تک اسے آرام کرنے کی مہلت ملتی تھی اور پھر ٹہلنے اور دوڑنے کا وقت شروع ہو جاتا تھا۔ مکہ بازوں اور پہلوانوں کے طریقۂ ورزش میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر کو چونکہ مقابلہ کے وقت قدم جمانے اور لغزش پا سے بچنے کی سخت ضرورت ہوتی ہے اس لیے ان کو سب سے زیادہ توجہ اپنے پیروں کی ورزش پر دینی پڑتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے ورزشی پروگرام میں ٹہلنے اور دوڑنے کی مقدار غیر معمولی ہوتی ہے۔

ناشتے کے بعد جان مورسی پھر آٹھ دس میل تک ٹہلنے اور دوڑنے کے لیے نکل جاتا تھا اور ساڑھے گیارہ بجے واپس آجاتا تھا پھر نصف گھنٹہ تک مگدروں اور ڈمبل اور بھاری وزنوں اور ریت کے تھیلوں کے ذریعہ سے ورزش کرتا تھا۔ اس کے بعد غسل، مالش اور لباس کی تبدیلی ضروری تھی۔ اتنے میں کھانے کا وقت آجاتا تھا۔ اس کھانے میں اسے گائے کا گوشت اور روٹی اور ایک گلاس شیری شراب دی جاتی تھی۔ اس کے بعد پھر آرام کرنے کا وقت ملتا تھا۔

ایک بجے وہ پھر سات آٹھ میل تک ٹہلنے اور دوڑنے کے لیے باہر چلا جاتا تھا۔ اور عام طور پر ساڑھے چار بجے واپس آجاتا تھا پھر ورزش اور مالش اور تبدیلی لباس کا دور شروع ہوتا تھا اور اس کے اختتام پر چھ بجے شام کے کھانے کا وقت آجاتا تھا۔ اس کھانے میں بھنے ہوئے مرغ اور گوشت اور بغیر شکر کی چاء اور توس وغیرہ ہوتے تھے۔ پانی کی مقدار بہت کم اور کبھی کبھی بالکل نہیں دی جاتی تھی۔

تیسرے کے بعد مورسی چار میل تک کشتی چلاتا تھا اور کبھی کبھی دو تین میل ٹہلتا تھا اور واپس آکر ایک سو گز کا فاصلہ تیزی سے دوڑ کر طے کرتا تھا۔ اور سر سے پیر تک دوبارہ مالش کے بعد وہ ٹھیک نو بجے بستر پر دراز ہو جاتا تھا، اور پوری بے خبری کی گہری نیند سو کر صبح پانچ بجے اٹھ جاتا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ ان حالات سے کیا نتیجے اخذ کیے جا سکتے ہیں؟ اس میں شک نہیں کہ مورسی بہت خوب صورت، تن درست، توانا، طاقت ور اور تنومند جسم کا آدمی تھا۔ وہ از سر تا پا صحت کا ایک قابل دید مجسمہ تھا، مگر اس کی ورزش اور جسمانی تربیت اور غذا کے جو عناصر تھے وہ آج اس جدید زمانے میں غلط سمجھے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے مورسی کی غذاؤں پر ایک نگاہ ڈالیے۔ ان کی فہرست میں آپ کو بھنے ہوئے مرغ اور گوشت اور چاء اور شیری شراب کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ پھل اور سبزیاں سرے سے غائب تھیں۔ غذا میں کوئی توازن نہیں تھا۔ دودھ کا نام لینا بھی برا سمجھا جاتا تھا۔ پانی کی مقدار بے حد کم تھی۔ تغذیہ کا صحیح علم زمانۂ قدیم کے لوگوں کو حاصل نہیں تھا۔ مورسی کو اس طریقۂ زندگی سے صرف اتنا عارضی فائدہ ہوا کہ وہ مکہ بازی کے مخصوص مقابلوں کے لیے تیار ہو گیا۔ مگر بالآخر اس کی قوت مدافعت کم ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صرف ۴۰ سال کی عمر میں مر گیا۔

قدیم زمانے کے مشہور مکہ بازوں کی تربیت کے پروگرام میں یہ چیز بھی غلط تھی کہ کھانے اور سونے کے علاوہ تقریباً تمام کا تمام وقت ورزش میں گزر جاتا تھا اور تفریح کے لیے اس میں کوئی جگہ باقی نہیں رکھی گئی تھی۔ ہم ذیل میں قدیم زمانوں کے مشہور مکہ بازوں کے نام، اور ان کی عمریں، اور ان کی موت کے اسباب درج کرتے ہیں۔ اس فہرست میں ایک بہت بڑا طبی و حیاتیاتی سبق موجود ہے۔

نام	مرنے کے وقت عمر	سبب موت	نام	مرنے کے وقت عمر	سبب موت
جیک بارتھولومیو	۲۸	جگر کی خرابی	بل ڈائر	۴۷	مرض قلب
بین برین	۴۴	جگر کا زخم	توم فگ	۳۸	مرض قلب
جیم بیلچر	۳۰	جگر کا زخم	بل ہوپر	۳۸	دق وسل
جیک بروٹن	۸۵	بڑھاپا	ٹوم ہائر	۴۵	جلندر
جیک کارٹر	۳۹	دق وسل	جارج میدوکس	۴۱	دق وسل
بین کونٹ	۴۶	دق وسل	جیم میس	۷۹	بڑھاپا
جولوبرن	۵۵	دق وسل	جیک اوڈونل	۴۲	دق وسل
ہیری برنم	۳۹	دق وسل	ہیرس پیرس	۳۸	دق وسل
چارلی ڈکسن	۳۷	دق وسل	نیڈ ٹرنر	۲۸	ضیق النفس
ڈین ڈونیلی	۳۲	سخت بدہضمی	بل وار	۴۰	دق وسل

یہ وہ بیس اشخاص ہیں جو پرانے زمانے میں سب سے زیادہ مشہور و معروف مکہ باز تھے ان میں صرف تین کی عمر پچاس سال سے زیادہ ہوئی باقی سترہ اشخاص کی عمروں کا اوسط صرف ۳۸ سال ہوتا ہے اور دق وسل سے مرنے والوں کی تعداد سب سے

زیادہ [illegible] گیا اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ ان کا طریق تغذیہ اور طریق ورزش دونوں غلط تھے۔ غذاؤں میں سبزی اور دودھ کا نہ ہونا اور قلب اور پھیپھڑوں پر اتنا زبردست ورزشی بار ڈال دینا، یہی دو اسباب تھے جوان کے امراض موت کے باعث ہوئے۔

زمانۂ قدیم کے مقابلے میں اب زمانۂ جدید کے ایک مکہ باز کی غذا اور ورزش کے پروگرام کا مطالعہ کیجیے اس کا نام جیک ڈمپسی ہے وہ صبح پانچ بجے اٹھتا ہے اور پہاڑوں اور وادیوں پر تقریباً چار میل تک سیر کر کے جسمانی مالش اور ناشتہ کے لیے واپس آتا ہے۔ ناشتہ میں تازہ پھل، پھلوں کے رس، کچھ انڈے، کچھ چاپ اور توش اور دودھ وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ڈمپسی ایک گھنٹے تک آرام کرتا ہے اور اسی دوران میں اپنے دوست احباب سے کھیل ہنسی کی باتیں کرتا رہتا ہے۔ پھر ایک گھنٹے تک کھیلوں پر مکہ بازی اور دوسرے اقسام کی ورزشیں کرتا ہے۔ اس کے اختتام پر لنچ کھانے کا وقت آجاتا ہے۔ اس کھانے میں گوشت، سبزیاں، سلاد، دودھ اور توش ہوتے ہیں۔

سہ پہر کا پورا وقت وہ سیر ٹہلنے، دوڑنے اور دوسری ورزشوں میں گزارتا ہے، لیکن جوں ہی شام قریب آتی ہے وہ سیر و تفریح کو نکل جاتا ہے۔ کلبوں میں جاتا ہے، دوستوں سے ملتا ہے، ہنستا بولتا ہے، اور کبھی کبھی تاش بھی شوق سے کھیلتا ہے۔ اس کے بعد ساڑھے سات بجے شب کو گھر واپس آکر ڈنر کھاتا ہے، جو تنور کے بھنے ہوئے آلوؤں، سبزیوں، سلاد، اور ہلکی چاء اور دودھ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے بعد تھوڑی ٹہل قدمی کرتا ہے اور ٹھیک نو بجے سو جاتا ہے۔

چوں کہ اوپر ہم نے زمانۂ قدیم کے مشہور مکہ بازوں کی عمریں درج کی ہیں اس لیے ہم ذیل میں زمانۂ جدید کے ان تین نامور مکہ بازوں کی عمریں درج کرتے ہیں جو مر چکے ہیں۔

نام	مرنے کے وقت عمر	سبب موت	نام	مرنے کے وقت عمر	سبب موت
جان سلیوس	۶۰	خرابی جگر	جیمس کاربٹ	۷۰	خرابی گردہ
بوب فز سیمنز	۵۹	خرابی گردہ			

اب ان مکہ بازوں کی فہرست ذیل میں درج ہے جو زندہ اور بڑی شہرت کے مالک ہیں۔

نام	موجودہ عمر	حالت صحت	نام	موجودہ عمر	حالت صحت
جیمز جفریز	۶۵	اچھی	جیک شارکی	۳۸	بہت اچھی
ٹامی برنس	۶۰	کمزور	میکس میلنگ	۳۵	بہت اچھی
جیک جانسن	۶۲	اچھی	پرا نموکار نیرا	۳۴	اچھی
جیس ویلارڈ	۵۳	اچھی	میکس باٹر	۳۲	بہت اچھی
جینی ٹونی	۴۳	بہت اچھی	جیمز برڈرک	۳۵	بہت اچھی
جیک ڈمپسی	۴۶	بہت اچھی	جو لوئیس	۲۷	بہت اچھی

جو تین "باکسر" مرے ہیں ان کی عمروں کا اوسط ۶۳ سال ہے۔ اور جو دس مکہ باز ریٹائر ہو چکے ہیں ان کی اوسط عمر بھی اس وقت ۴۸ سال سے زیادہ ہے اور امید کی جاتی ہے کہ وہ بہت دنوں تک زندہ رہیں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جدید مکہ بازوں کا پیمانۂ حیات قدیم مکہ بازوں سے بہت زیادہ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اب سائنٹی فک غذا اور پھلوں اور سبزیوں کے اضافہ نے ان کی صحت اور طاقت مدافعت کو بدرجہا بہتر بنا دیا ہے۔

صحت بخش شعاعیں جو دھوپ سے ۲۴ گنا زیادہ ہیں

از جناب حکیم محمد احسن صاحب سہوانی، کراچی

اگرچہ بہت لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ کئی برس سے ہسپتالوں میں ماورا بنفشی (الٹرا وائلٹ) شعاعیں مختلف بیماریوں کے علاج کے لیے کامیابی سے استعمال کی جا رہی ہیں۔ مگر اب تک یہ بات عام طور پر معلوم نہیں ہے کہ ان شعاعوں کو انگلستان میں بہت سے صنعتی کارخانوں کے کارکنوں کو جن پر جنگ کے باعث کاموں کا بہت بار پڑا ہوا ہے عام قوت اور طاقت کارکردگی عطا کرنے کے لیے بھی کام لیا جاتا ہے۔ ماورا بنفشی شعاعوں کا اثر صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ امراض کا اچھا کرتی ہیں، بلکہ جسم کے لیے ایک مقوی دوا کا بھی کام کرتی ہیں اور امراض کی روک تھام کرنے اور مدافعت امراض کی طاقت بڑھانے میں بھی مفید ہیں۔ ان دنوں جنگی حالات کے باعث کارخانوں کے ملازموں کارکنوں اور مزدوروں سے فاضل وقتوں میں بہت کام لیا جاتا ہے۔ اس سے ان کا عصبی تناؤ زیادہ ہو جاتا ہے، ان کی زندگی کی کشاکش بڑھ جاتی ہے، بعض حالات میں اچھی تغذیہ والی وہ غذائیں بھی ان کو نہیں ملتیں جو عام طور پر زمانۂ امن میں دستیاب ہوتی ہیں اور سب سے زیادہ اہم معاملہ یہ ہے کہ "بلیک آؤٹ" کی باعث روشنی پر بھی پابندی عائد کر دی جاتی ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھکاوٹ اور اضمحلال کا ایک عام احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہوتی ہے کہ سب کو تندرست و توانا رکھا جائے۔ اس غرض سے "جو آفتابی شعاعی لیمپ" ایجاد کیا گیا ہے اس کی طاقت اتنی ہے کہ صرف تین منٹ تک اس کا استعمال بارہ گھنٹوں کی قدرتی دھوپ کے اثرات کے برابر ہوتا ہے اور انسان کے جسمانی نظام میں اس کی ماورا بنفشی شعاعیں حیاتین "د" کی جو کافی مقدار پیدا کرتی ہیں اس سے خون کے دھارے بہت قوی جیت ہو جاتے ہیں، صحت کا احساس جلد از جلد پیدا ہوتا ہے اور انسان چاق و چوبند ہو جاتا ہے۔ مزید برآں اس مصنوعی "آفتابی غسل" سے طاقتِ مدافعت بڑھ جاتی ہے، متعدی امراض حملہ نہیں کرتے، تھکاوٹ کم محسوس ہوتی ہے۔ عضلاتی انرجی بڑھ جاتی ہے اور عام زکام اور انفلوئنزا کے مقابلے میں پورا تحفظ ہو جاتا ہے۔

اولور ہیمپٹن کے مشہور موٹر کے کارخانے "گائی موٹرز لمیٹڈ" نے اپنے اسٹاف اور تمام ملازموں اور دیگر کاریگروں کو اس نو ایجاد لیمپ کے ذریعہ سے ماورا بنفشی شعاعیں بہم پہنچانے کا تجربہ پورے دو سال کے موسم سرما میں کیا ہے اور اس تجربے کے نتائج حوصلہ افزا ثابت ہوئے ہیں۔ ملازمین کو یہ آفتابی غسل دینے کا طریقہ بالکل "رضاکارانہ" ہے یعنی کسی کو اس پر مجبور نہیں کیا جاتا اور درخواست کنندہ کا پہلا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ کارخانے کے ڈاکٹر سے مشورہ طلب کرے اور اس امر کے لیے کہ وہ غسل آفتابی کے لائق ہے یا نہیں سرٹیفکیٹ حاصل کرے۔ حقیقت میں ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جن کو یہ شعاعیں نقصان دیتی ہوں ایک مفت طبی معائنہ کے بعد درخواست کنندہ اس کام کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور اسے ڈیڑھ منٹ تک رخ کی طرف سے اور ڈیڑھ منٹ تک پشت کی طرف سے شعاعیں دی جاتی ہیں۔ آٹھ ہفتوں تک یہ عمل ہفتے میں دو بار جاری رکھا جاتا ہے اور وقفہ کو بڑھا کر دو منٹ کر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ وقفہ کی کسی حالت میں بھی اجازت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ جان لینا چاہیے کہ کارخانوں میں یہ عمل کسی مرض کے علاج کے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ صرف طاقت بخشی کے لیے کام میں لایا جاتا ہے۔

طریقہ استعمال:۔ اس آفتابی غسل کے دوران میں ہر شخص کو ماورا بنفشی لیمپ سے تین فیٹ کے فاصلے پر رہنا پڑتا ہے اور اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کوئی شخص زیادہ قریب پہنچ جائے حفظ ماتقدم کے طور پر اس کے چاروں طرف ایک آہنی دائرہ بنا دیا گیا ہے۔ ایک لیمپ ایک مرتبہ بارہ آدمیوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے ——
اور یہ کوشش کی جاتی ہے کہ ان لوگوں کو ایک ہی "گروپ" (جماعت) میں رکھا جائے۔ جب کسی جماعت کو بلانے کا وقت

آتا ہے تو پانچ منٹ پہلے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے اعلان کر دیا جاتا ہے۔ اور اس خیال سے کہ برہنہ ہو اور دوسرے لوگ نہ دیکھیں، اس شخص پر جو دیر سے آتا ہے ایک آنہ جرمانہ کیا جاتا ہے اور یہ رقمیں ریڈ کراس کو دے دی جاتی ہیں۔

"گائی موٹرز لمیٹڈ" کے کارخانوں میں ان شعاعوں کے استعمال کا نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ اس "غسل" کے عادی ہو گئے ہیں وہ اس سے مستفید ہونے کے باعث اسے جاری رکھتے ہیں۔ صرف ایک فی صدی لوگ ایسے ہیں جو شعاعیں لینے کے لیے آنا ترک کرتے ہیں۔ گزشتہ موسم سرما میں جن لوگوں نے اس میں شرکت کی تھی ان میں سے صرف تین فی صدی اشخاص بیماری کے باعث غیر حاضر ہوئے، لیکن جو لوگ اس میں شریک نہیں ہوئے ان میں بیماری کا تناسب دس فیصدی رہا۔ اسی سے ظاہر ہے کہ یہ شعاعیں کس قدر فائدہ بخش اور صحت افزا ہوتی ہیں۔

جو لوگ اپنے ملازمین کی تندرستی کا خیال رکھتے ہیں ان کے لیے چند تفصیلات مفید ثابت ہوں گی۔ [illegible] بنفشی لیمپ کی شعاعیں کوہ ایلپس پر جلوہ گر [illegible] شعاعوں [illegible] نہیں دیتیں مگر خون کے دھاروں تک پہنچ جاتی ہیں۔ چنانچہ اکثر لوگوں [illegible] لوگوں کو گہرے رنگ کی عینکیں استعمال کرنی پڑتی ہیں۔ یہی طریقہ [illegible] نقطہ نگاہ سے دھوپ اور گرمی مترادف چیزیں ہیں۔ اس اثر کو پیدا کرنے کے لیے [illegible] شعاعوں کے علاوہ کچھ احمری شعاعیں بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ اس لیے ہر لیمپ میں [illegible] برقی طاقت کی نلکیوں میں جو سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہوتی ہیں سیماب کے ابخرات موجود ہوتے ہیں۔ جب برقی رو [illegible] دی جاتی ہے تو شعاعیں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ مگر دو منٹ تک پوری طاقت نہیں دیتیں اور اس اثنا میں اوزون [illegible] خارج ہوتی ہے جو بے ضرر ہے۔ اس کی بو بہت تیز ہوتی ہے۔ مگر ناگوار نہیں ہوتی اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سمندر کے ساحل پر [illegible] کی طرف سے ہوا آ رہی ہے۔

لیکن صبح کے وقت جب ہوا میں رطوبت ہوتی ہے تو اوزون بہت ہی [illegible] کثیف ہو جاتی ہے اسی لیے دو برقی پنکھے بھی لگا دیے گئے ہیں جو اوزون کو باہر بھی نکالتے ہیں اور ہوا کو بھی صاف کرتے ہیں۔ لیمپ کا آپریٹر [illegible] ان تمام چیزوں کو اپنے کنٹرول میں رکھتا ہے اور [illegible] کے مطابق استعمال میں لاتا ہے۔ مزید یہ آپریٹر لوگوں کی حاضری کا رجسٹر بھی رکھتا ہے اور عمل کے کمرے کی حرارت کو [illegible] ڈگری فیرن ہائٹ پر رکھتا ہے [illegible] گھڑیاں ہوتی ہیں جو منٹ کے چھوٹے سے چھوٹے حصوں [illegible] دقیقوں [illegible] سے آپریٹر کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ زیر عمل اشخاص کے [illegible] گھنٹی ہوتی ہے۔ جیسے سب سے آخر میں داخل ہونے والا شخص [illegible] عمل شروع کرنے کا وقت آ گیا [illegible] گھنٹی کی صدا پر آپریٹر فوراً دقیقے کی گھڑی چالو کر دیتا ہے۔

بقیہ مضمون صفحہ ۴۶

کا کمرہ گرم ہو [illegible] اور کافی ہو اس سے بچہ مزے [illegible] دن کے کاموں میں اس کا جی خوب لگتا ہے۔

بعض اوقات سونے سے پہلے سریع الحس اور [illegible] بچے [illegible] سے ایک ہیجانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے [illegible] ایسے بچے کو میٹھی باتوں سے بہلا کر جلد ہی سمجھا لیتی ہے اور بچہ مطمئن ہو کر جلد سو جاتا ہے [illegible] گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر ایک آدھ گھنٹہ آرام کرے تاکہ [illegible] پہل ہو تو وہ اپنی خوش مزاجی بحال رکھ سکے اور [illegible]

بچوں کی جسمانی نگہداشت

ازجناب ڈاکٹر محمد عثمان خاں صاحب

بچوں کی صحت کو قائم رکھنے کے لیے چند معمولات، مثلاً غسل، لباس، ورزش، استراحت اور نیند وغیرہ کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا یہاں ان امور کا اجمالی تذکرہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

غسل

آرام اور قیام صحت دونوں کے لیے ضروری ہے کہ بچے کی جلد کو نیم گرم پانی (جس کی تپش ۹۸ درجے سے زائد نہ ہو) اور سادہ صابن سے اکثر صاف کرتے رہنا چاہیے۔ تیز اور خراش آور صابن بچے کی نرم جلد کے لیے مضر ہوتا ہے۔ لہٰذا اچھی قسم کا سادہ صابن ہی بہترین چیز ہے، جس کی قیمت بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ صابن ملنے کے بعد بچے کے جسم کو پھرتی کے ساتھ دھو کر فوراً تولیہ سے خشک کر لینا چاہیے۔ بچے کو پانی میں زیادہ دیر تک رکھ کر کھیلنے نہیں دینا چاہیے۔ بلکہ ٹب میں جلدی سے نہلا کر جلدی باہر نکال لینا چاہیے۔

صابن کے انتخاب میں آج کل بہت سے تکلفات کا رواج ہے اور بازار میں بیسیوں قسم کے صابن ملتے ہیں۔ مگر سادہ قسم کا معمولی صابن جس میں تیز ادویہ کی آمیزش نہ ہو کافی ہے۔ اسفنج کا استعمال غیر ضروری بلکہ مضر ہے، کیوں کہ اسے صاف رکھنا مشکل ہے۔ اور اس کے مسامات میں گندگی جمع ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ معمولی موٹے کپڑے یا ٹرکش تولیہ کی دھجی کا دستانہ بدرجہا بہتر ہوتا ہے۔ مگر اسے استعمال سے پہلے اور بعد میں جوش دے کر خوب اُبال لینا چاہیے۔ اس میں ہرگز غفلت نہیں کرنی چاہیے۔ غسل کے بعد بچہ کے جسم کو نرم تولیہ سے مسل کر فوراً خشک کر دینا چاہیے۔ اس طرح مسلنے سے بچہ کا دورانِ خون تیز ہوتا ہے اور وہ آرام محسوس کرتا ہے۔ غسل کے پانی کی تپش کو ایک تپش پیما سے ناپ لینا قرینِ احتیاط ہے اور یہ ایسا کام ہے جس میں کوئی بڑی زحمت بھی نہیں۔

سرد ملکوں میں اور موسمِ سرما میں بچے کے غسل کا ٹب آگ کے سامنے رہے تو بہتر ہے۔ اسی طرح ٹھنڈے تولیہ کو بھی سینک کر گرم کر لینا چاہیے۔

جب بچہ زیادہ عمر کا ہو تو اس کے غسل کے لیے نسبتہً ٹھنڈا پانی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بڑی عمر والے تن درست اور تنومند بچوں کے لیے سرد اسفنجی غسل اور اس کے بعد تولیہ سے ہلکی مالش ایک بہترین اور فرحت بخش چیز ہے۔ مگر کمزور بچوں کے لیے جن کا دورانِ خون سُست ہو، سرد پانی کوئی اچھی چیز نہیں۔ علاوہ بریں نیم گرم پانی سے صفائی بھی زیادہ آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ جس بچے کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوں اور جسم لاغر ہو تو یہ دورانِ خون کی پستی کی علامت ہے۔ ایسے بچہ کے لیے سرد غسل سے احتراز لازم ہے، کیوں کہ اس سے اسے سردی لگ جانے اور کمزوری پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

جب بچہ کی عمر کافی بڑی ہو اور وہ خود نہانے کے قابل ہو جائے تو اسے روزانہ غسل کی عادت ڈالنی چاہیے۔ بچے کے اعضائے تناسل کی صفائی کے متعلق خاص طور پر احتیاط لازم ہے۔ کیوں کہ ان حصوں کی گندی سے خراش پیدا ہو کر بچہ انھیں اکثر مسلتا رہتا ہے جس سے آگے چل کر بعض دوسرے خطرات کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بچہ کی جسمانی صفائی میں ان حصوں کی صفائی خاص طور پر اہم ہے۔

شیر خوار بچوں کے لیے روزانہ "ہوائی غسل" بھی بڑی مفید چیز ہے، بشرطیکہ کمرے کی تپش صحیح درجہ پر ہو اور وہ زیادہ سرد نہ ہو۔ اس مقصد کے لیے فرش پر ایک کمبل بچھا کر بچہ کو اس پر لٹا دینا چاہیے، لیکن اس کا برابر خیال رہے کہ سردی نہ لگنے

پائے، ورنہ فائدے کے بجائے نقصان کا اندیشہ ہے۔

لباس

تمدن کی ترقی کے ساتھ تکلفات کی زیادتی نے لباس کے معاملہ میں آرام و آسائش سے زیادہ زیب و زینت اور نمود و نمائش کے خیال کو عموماً راسخ کر دیا۔ مگر بھاری اور بوجھل کپڑوں سے بچوں کے نازک جسموں کو گراں بار کرنا ان کی صحت کے لیے مضر ہے۔ بھاری لباس بچے کے نمو پذیر اعضا کو آزادانہ حرکت سے روکتا اور انھیں روشنی اور ہوا سے محروم رکھتا ہے۔ دراصل بچوں کا لباس سادہ، ڈھیلا ڈھالا، اور صاف ستھرا ہونا چاہیے۔ شیر خوار ننھے بچوں کا لباس ایسا ہونا چاہیے کہ جو ان کے بدن کو سردی سے محفوظ رکھے۔ سردی لگنے سے بچہ جلد بیمار ہو جاتا ہے اور چھوٹے بچے کی بیماری کا تدارک بہت مشکل ہوتا ہے۔ بچے کے لباس میں سینہ یا شکم پر اب فیتہ کا استعمال متروک ہو رہا ہے اور یہ ایک اچھی بات ہے کیوں کہ اس سے تنفس میں رکاوٹ ہوتی ہے اور اکثر قبض کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ سرد موسم میں بچے کے ہاتھ پاؤں کو ایک گرم شال میں لپیٹے رکھنا چاہیے مگر اس کا سر اور منہ ہمیشہ کھلا رکھنا بہتر ہے۔ سر، گلے اور منہ کو ڈھانکے رکھنے کی عادت سے بچہ زیادہ حساس ہو جاتا ہے، تنفس میں رکاوٹ ہوتی ہے اور اسے ذرا سی ہوا سے جلد ہی سردی لگ جاتی ہے۔

زیادہ بڑے بچوں کے لیے کھلے گلے کی بے کالر کی فلالین قمیص، گھٹنا نیکر جس میں گھٹنے کھلے ہوں، اور پنڈلی تک لمبے پاتابے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ یہ ایک آرام دہ اور صحت بخش لباس ہے۔ کالر نہ ہونے سے گردن میں ہوا لگتی رہتی ہے آزادانہ حرکت ممکن ہوتی ہے اور عضلات اور خون کی رگوں میں تنگی اور سکڑاؤ کا امکان نہیں ہوتا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ لباس کی بے جا زیادتی سے بچہ زیادہ حساس ہو جاتا ہے۔ بھاری اور بوجھل لباس کے ساتھ گرم کمرے کے دروازے بند ہونے سے اسے ذرا سی ہوا یا خنکی سے سردی لگ جاتی ہے اور بار بار نزلہ و زکام کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ سردی کے زمانہ میں اون یا اون اور ریشم کی مخلوط بناوٹ کے بنیان سے کافی حفاظت ہو سکتی ہے اور وہ آرام دہ بھی ہوتا ہے۔

بچہ کے جوتوں کے انتخاب میں بھی احتیاط ضروری ہے۔ نوک دار، تنگ اور سخت جوتے سے پاؤں کی وضع خراب ہو جاتی ہے اور انگلیوں میں زخم اور گٹے پڑ جاتے ہیں۔ بچے پھرتیلی طبیعت رکھتے ہیں اور اچھلنا کودنا، کھیلنا ان کی فطرت میں داخل ہے۔ لہٰذا کم زور اور ادنیٰ ساخت کے جوتے جلدی بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔ اچھی قسم کا آرام دہ جوتا گو قیمت میں زیادہ ہو مگر دیرپا ہوتا ہے۔ بچوں کے جوتوں کے تلے کافی مضبوط ہوں تو پاؤں بارش اور پانی سے محفوظ رہتا ہے اور اس میں سردی کا اثر نہیں ہونے پاتا۔ زرین قاعدہ یہ ہے کہ "بچے کے پاؤں کو خشک رکھا جائے اور اسے قبض نہ ہونے دیا جائے"۔

بچے کے سر کی ٹوپی بھی زیادہ تنگ نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس کا سر کھلا رکھا جائے تو بہتر ہے۔

ورزش

تن درست بچہ فطرتاً اپنے ہر عضو میں چستی اور زندگی کا احساس رکھتا ہے۔ قدرتی طور پر وہ حرکت کا شائق ہوتا ہے اور اچھلنے کودنا، دوڑنا اور کھیلنا پسند کرتا ہے، جس سے اس کے نمو پذیر عضلات کو ورزش کا موقع ملتا ہے، اور اس کی بڑھتی ہوئی توانائی بروئے کار آتی ہے۔ قیام صحت کے لیے یہ بہت اچھی بات ہے، کیوں کہ بچے کی جسمانی نشو و نما کے لیے عضلی ورزش نہایت ضروری چیز ہے۔ ورزش سے خون کو آکسیجن حاصل ہوتی ہے اور جسم مضبوط ہوتا ہے۔ مگر کمزور جسم اور عصبی مزاج کے بچے جو ذرا نازک و نحیف ہوں وہ ورزش سے جی چراتے ہیں، لہٰذا انھیں بہلا پھسلا کر کھیل کود پر راغب کرنا پڑتا ہے۔

بہرحال یہ خیال رکھنا چاہیے کہ نمو پذیر بچے پر اس کی طاقت سے زیادہ ورزش کا بار نہ پڑے۔ عمر رسیدہ بچے کے لیے کرکٹ، فٹ بال، ہاکی وغیرہ اچھی ورزشیں ہیں جن سے تمام حصوں میں چستی اور پھرتی پیدا ہوتی ہے۔ کم زور بصارت رکھنے والے بچوں کو گیند والی ورزشوں کے بجائے چلنے دوڑنے اور ایسے ہی دوسرے کھیلوں کو اختیار کرنا چاہیے جن میں زیادہ باریک نظر کی ضرورت نہ پڑتی ہو۔

تیرنا، چپّو چلانا اور کشتی کھیتا بھی ایک اچھی اور صحت بخش ورزش ہے۔ مگر اس میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ قلب پر حد سے زیادہ زور نہ پڑے۔ دراصل چپّو اور کشتی کی ورزش چھوٹے بچوں کی بجائے نوجوانوں کے لیے زیادہ موزوں اور مناسب ہے۔ آج کل لڑکیاں بھی اس قسم کی مردانہ ورزشوں میں حصہ لینے لگی ہیں، مگر جسمانی لحاظ سے ایسی سخت ورزشیں ان کے لیے غیر موزوں اور نامناسب ہیں۔ نسوانی ورزشیں ہلکی قسم کی ہونی چاہییں۔ نسوانی عصبی نظام بھی زیادہ حساس ہوتا ہے۔ اس واسطے اس پر زیادہ بار پڑنا مضر ہے۔ لڑکیوں کے لیے انفرادی ورزش کی بجائے ہجولیوں کے ساتھ اجتماعی کھیل، مثلاً کبڈی، چھوٹے ٹینس، بیڈمنٹن وغیرہ زیادہ موزوں اور مناسب ہیں۔

بہرحال ورزش خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی سن نمو میں قیام صحت کے لیے ایک ضروری چیز ہے۔

نیند

شیر خوار بچوں کا زیادہ تر وقت عموماً نیند ہی میں گزرنا چاہیے۔ تن درست شیر خوار بچہ اپنی عمر کے پہلے تین چار ہفتوں میں غذا کے درمیانی اوقات میں سوتا ہی رہتا ہے۔ نسبتاً بڑے بچے کو دن میں بھی چند گھنٹے سلا دینا چاہیے۔ دو سال سے تین سال تک بچے کے لیے رات کے علاوہ دن میں دو تین گھنٹے سونا ضروری ہے۔ اگر اس طرح باقاعدگی کے ساتھ سونے کی عادت ڈالی جائے تو بچے آسانی کے ساتھ میٹھی نیند لینے لگتے ہیں۔

جب بچہ اور زیادہ بڑا ہوتا ہے تو وہ کھیل کود میں زیادہ دل چسپی لینے لگتا ہے اور بآسانی نہیں سوتا۔ مگر اس کا خیال نہ کیا جائے اور اسے معینہ اوقات پر برابر ایک خاموش اور اندھیرے کمرے میں لٹا دیا جائے۔ ایسا کرنے سے اسے دس پندرہ منٹ میں ضرور نیند آ جائے گی۔

اسکول جانے کی عمر میں بچے کو اس قدر نیند کی ضرورت نہیں ہوتی، بایں ہمہ یہ ضروری ہے کہ شام کے بعد وہ جلد سو جائے۔ تقریباً بارہ سال کی عمر میں آٹھ بجے کے بعد سلا دینا بہتر ہے۔ اگرچہ اس وقت اکثر گھروں میں چہل پہل رہتی ہے۔ مگر اسکول کے دماغی کام سے تھکے ہوئے بچے کے لیے کافی نیند اور آرام کی ضرورت ہے لہٰذا جلد سونے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو بچہ چڑچڑا اور عصبی مزاج کا ہو جاتا ہے اور اس کی جسمانی صحت پر مضر اثر پڑتا ہے۔ اگر باقاعدگی کے ساتھ عادت ڈالی جائے تو بچہ جلد سو جائے گا۔

تن درست بچوں میں بے خوابی یا اُچاٹ نیند بہت کم پائی جاتی ہے۔ مگر زیادہ دماغی محنت اور زیادہ جوش و ہیجان سے بعض اوقات نیند غائب ہو جاتی ہے۔ امتحانات کے زمانہ میں غیر معتدل محنت سے اکثر یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ بالخصوص ذہین اور محنتی بچوں میں۔

بچوں کی بے خوابی کا علاج بھی بیشتر انھیں اصول پر ہونا چاہیے جو زیادہ عمر والے اشخاص میں اختیار کیے جاتے ہیں مگر اس استثنا کے ساتھ کہ بچوں کو خواب آور ادویہ دینے سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہیے۔ بچوں کو بعض اوقات خلوئے معدہ کی وجہ سے نیند نہیں آتی۔ اس کا بآسانی تدارک کیا جا سکتا ہے۔ ایک پیالی گرم دودھ یا کوکو اور اس کے ساتھ ایک دو بسکٹ یا کچھ ٹوسٹ دے دیا جائے تو بچہ کو فوراً سکون محسوس ہوگا اور دماغ سے اجتماع خون کم ہو کر خون معدے کی طرف رجوع ہوگا۔ بے خوابی کا دوسرا سبب ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈا ہونا ہے۔ ایسی صورت میں گرم پانی کے شیشے سے گرمی پہنچانا چاہیے۔ بے خوابی کا بہتر علاج اکثر یہ ہوتا ہے کہ سونے سے پہلے بچے کو ذرا دیر کے لیے کھیل میں مصروف کیا جائے اور خوب کودنے دیا جائے تاکہ ورزش ہو کر دوران خون تیز ہو اور وہ کسی قدر تھک جائے۔ جب رات کے وقت بچہ بے چین رہتا ہو اور اس کی نیند اُچاٹ ہوتی رہتی ہو تو سمجھنا چاہیے کہ غالباً اسے سوء ہضم کی شکایت ہے۔ ایسی حالت میں تبدیل غذا سے یا ایک ہلکا سا مسہل دینے سے یہ شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات سونے سے عین پہلے یا زیادہ کھا لینے سے بھی سوء ہضم لاحق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں کھانے کا وقت بدل دینا بہتر ہے۔ جس طرح خلوئے معدہ سے بے خوابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح معدے کو زیادہ بھر لینے سے بھی نیند نہیں آتی۔ لہٰذا اس معاملہ میں اعتدال کے ساتھ ایک درمیانی حالت پیدا کر لینی چاہیے۔ میٹھی نیند کے لیے ضروری ہے کہ سونے

(باقی صفحہ [illegible] پر)

کوکین خوری

ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب

کوکین ایک الکلائڈ ہے جو ایک پودے ایرتھراکسی لون کوکا سے حاصل ہوتا ہے اور یہ ایک نہایت ہی اہم اور قابل قدر دوا ہے۔ پودا ۶ سے لے کر ۸ فیٹ تک اونچا ہوتا ہے اور اس کے پتے خوش نما سبز، پتلے اور غیر شفاف ہوتے ہیں اور ان کا خاکہ بیضوی ہوتا ہے اور سروں پر کسی قدر کھنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ گرم اور مرطوب خطوں میں یہ بہترین طور پر نشو و نما پاتا ہے لیکن طبی اغراض کے لیے اُن پودوں کو ترجیح دی جاتی ہے جو خشک مقامات میں پیدا ہوئے ہوں۔ یہ پودا قدرتی طور پر جنوبی امریکا میں پایا جاتا ہے، لیکن جزائر غرب الہند، ہندوستان، لنکا، جاوا اور دوسرے خطوں میں اس کی کاشت کی جا سکتی ہے۔ پتوں کے اجزائے ترکیب مقدار میں بہت تغیر پذیر ہیں اور ان کے مختلف نمونوں میں ان اجزا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان میں سب سے اہم جزو کوکین ہے جو ۱۵ء۰ سے لے کر ۸ء۰ فی صدی تک ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اور کئی ایک الکلائڈ بھی موجود ہوتے ہیں مثلاً سنیمل کوکین، ہیزین، اگگونین، ٹروپاکوکین وغیرہ۔ جب کوکین کے مقامی حس ناشہ کا انکشاف ہوا تو یورپ میں کوکا کے پودے کے پتے کی مانگ بہت بڑھ گئی اور اس کو ایک بڑے پیمانہ پر کاشت کرنے کی کوششیں کی جانے لگیں۔ ہندوستان میں الکلائڈ کوکین طبی اغراض کے لیے بہت کثرت سے استعمال کی جاتی ہے اور اس کا اندازہ اس امر سے ہو گا کہ سنہ ۱۹۲۸ء-۲۹ء میں اس کی ۱،۲۵۹ اونس مقدار درآمد کی گئی تھی جس کی قیمت کا اندازہ ۱۸،۴۷۶ روپے ہے۔

ہندوستان میں کوکین کے پودے۔ کوکا کی کاشت کبھی وسیع پیمانے پر نہیں کی گئی۔ کچھ عرصہ ہوا کہ بعض انگریزی اخبارات میں اس خیال کا اظہار کیا گیا تھا کہ کوکا تمام ہندوستان میں خود رو ہے اور یہاں کے باشندوں کو اس کے پتے چبانے کی عادت ہو رہی ہے اور ممکن ہے کہ اس ملک میں کوکین تیار کرنے کے خفیہ کارخانے بھی موجود ہوں۔ حکومت کی طرف سے محتاط تحقیقات کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ نہ تو ایرتھراکسی لون کوکا اور کسی دوسرے ایسے پودے کی ہندوستان میں کاشت کی جاتی ہے جس سے کوکین تیار کی جا سکتی ہو۔ کوکا کہیں کہیں باغوں میں صرف آرائش کے لیے بویا جاتا ہے اور کلکتہ، مدراس وغیرہ کے سرکاری باغوں میں اس کے نمونے موجود ہیں۔ نیلگری کی بعض املاک میں چند پودے پائے گئے ہیں اور یہ غالباً اس تجربہ کے باقیات میں سے تھے جو ۱۸۸۵ء میں ان کی کاشت کے لیے کیا گیا تھا۔ لیکن ان میں بھی یا تو کوکین تھی ہی نہیں اور اگر تھی تو بہت ہی کم۔ نیز کوکین کے تیار کرنے کا طریقہ بہت ہی پیچیدہ ہے اور کسی بنا پر یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ یہ ہندوستان میں خفیہ طور پر تیار کی جاتی ہے۔ اب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہندوستان میں ناجائز کوکین کی درآمد بیرونی ممالک سے ہوتی ہے۔

کوکا کا استعمال بطور مفرح کوکا کے پتوں کا استعمال بطور مفرح صدیوں سے جنوبی امریکا میں چلا آ رہا ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ پیرو اور بولیویا کے باشندے پندرھویں صدی میں ان پتوں کا استعمال کرتے تھے۔ یہ سخت جسمانی محنت کے بعد ان کو چباتے تھے اور اس سے اپنے آپ کو از سر نو تازہ دم محسوس کرتے تھے۔ پتے عموماً چونے یا کسی پودے کی راکھ کے ساتھ ملا کر استعمال کیے جاتے تھے۔ ان کا سفوف خشک لوکی میں بھر لیا جاتا تھا اور بوقت ضرورت یہ سفوف ایک تنکے یا سوئی سے نکال کر زبان پر رکھ لیا جاتا تھا۔ سرمایہ داروں نے مزدوری پیشہ طبقہ میں اپنی جلب منفعت کے لیے اس عادت کے پھیلنے میں بہت مدد دی۔

اگرچہ الکلائڈ کوکین کا انکشاف ۱۸۵۹ء-۶۰ء میں ہوا لیکن طبی نقطۂ نظر سے اس کی زیادہ تر اہمیت ۱۸۸۴ء میں محسوس ہوئی اور اسی سال جنوبی امریکا سے کوکا کے خشک پتوں کی درآمد بھی شروع ہوئی۔ چونکہ پتوں کے حمل و نقل میں خرچ زیادہ آتا تھا اس لیے پیرو میں ۱۸۹۰ء میں ایک کارخانہ قائم ہوا جس میں خام کوکین تیار کی جاتی تھی جو دنیا کے مختلف حصوں کو بھیجی جاتی تھی صرف ۱۹۰۱ء میں ۱۰۶۰۰ کلوگرام خام کوکین باہر بھیجی گئی۔ انیسویں صدی کے آخری دس سالوں میں ریاست ہائے متحدہ امریکا میں کوکین کا استعمال بطور مفرح ایک کافی حد تک رائج ہو گیا تھا اور کوکین خوری کی عادت یورپ، ہندوستان اور چین میں بھی جڑ پکڑ رہی تھی۔ اس زمانہ میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ کوکین کے استعمال سے مارفیا اور شراب خوری کی عادت جاتی رہتی ہے اور

اسی لیے ان عوارض کے علاج میں طبیب بھی نسخوں میں اس کا استعمال کرنے لگے تھے۔ بدقسمتی سے مارفیا کی عادت چھوٹنے کی جگہ مارفیا اور کوکین دونوں کے استعمال کی عادت ہو جاتی تھی۔

جب کوکین کا مزیل حس خاصہ مسلم ہو گیا تو طب میں اس کا استعمال اس قدر بڑھ گیا کہ تالیفی طریقوں سے اس کے تیار کرنے کی کوشش کی جانے لگی۔ بہرکیف پتوں سے کوکین زیادہ آسانی سے تیار کی جا سکتی ہے اور یہ ارزاں بھی ہوتی ہے۔ اور جاوا اور دوسرے خطوں میں اس کی کاشت کی گئی۔ اس میں اتنی کامیابی ہوئی کہ جنوبی امریکا سے اس کو منگوانے کی ضرورت نہ رہی جاوا سے پتے یورپ اور امریکا اور جاپان کو جانے لگے اور جنوبی امریکا کی کوکین بازار سے غائب ہو گئی۔ ۱۹۲۲ء میں اس جزیرے سے سترہ لاکھ کلوگرام پتے برآمد کیے گئے جن میں ۰٫۲ تا ۰٫۵ فی صدی کوکین تھی۔

ہندستان میں کوکین خوری کی عادت گزشتہ صدی کے آخری حصے میں یہ معلوم ہوا کہ بنگال اور بہار کے بعض حصوں میں کوکین کا استعمال مفرح اثرات کے لیے کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک اندراجات سے ثابت ہوا ہے اس کا یہ استعمال سب سے پہلے بھاگلپور میں شروع ہوا۔ ایک بہت بڑے زمیندار صاحب دانت کے درد کو رفع کرنے کے لیے اس کا استعمال کرتے تھے اور ان کو اتفاقیہ اس کے استعمال کی عادت ہو گئی۔ اس کے اثرات اس قدر خوش گوار تصور کیے گئے کہ انھوں نے اپنے حلقۂ احباب میں اس کے استعمال کی بہت تعریف کی، اور بہت سے اشخاص اس کے عادی ہو گئے۔ اس زمانہ میں اس دوا کے مضر اثرات اطبا اور عوام الناس کو بخوبی معلوم نہیں تھے۔ اس لیے اس خطرناک دوا کی فروخت اور اس کے استعمال پر کوئی پابندی عائد نہ کی گئی۔

بھاگلپور سے اس کے استعمال کی لت کلکتہ میں پھیل گئی۔ اطبا اور ارباب اقتدار کو اس کے مضر اثرات کا علم بہت جلد ہو گیا اور محکمۂ آب کاری نے فوراً اس کی درآمد اور فروخت پر پابندیاں عاید کر دیں۔ محکمہ مذکور کا یہ اقدام ذرا بعد از وقت تھا اور اس اثنا میں بہت سے بڑے بڑے شہر اس سے متاثر ہو چکے تھے۔ کوکین خوری کی مذموم عادت شمالی ہند میں دو بڑے بڑے راستوں سے پھیلی۔ ایک راستہ بنارس، لکھنؤ، رام پور اور سہارن پور کا ہے، اور دوسرا الہ آباد، کانپور، آگرہ، متھرا اور دہلی کا۔ ۱۹۰۰ء میں دہلی میں یہ عادت بکثرت پائی جاتی تھی اور کہا جاتا ہے کہ اس کی ابتدا ایک خانگی ڈاکٹر سے ہوئی جس نے اس دوا کو ایک مریض کے لیے بطور مہیج دمقوی تجویز کیا تھا۔ سہارن پور میں تیس پینتیس سال پہلے یہ عادت کافی عام تھی اور یہاں اس کی ابتدا ایک مستند دائی کے ذریعے سے ہوئی تھی۔ پنجاب میں امرتسر میں اس کا استعمال شال کے تاجروں کے ذریعے سے پہنچا جن کا ربط کلکتہ سے مسلسل قائم رہتا ہے۔ امرتسر سے یہ لت لاہور پہنچی۔ پشاور میں یہ عادت سیدھی کلکتہ سے پہنچی۔ کیوں کہ یہاں کے پھل بیچنے والے اکثر کلکتہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ سرحدی صوبہ میں چرس کی جو بھنگ کا ریزن ہے اور وسطی ایشیا میں تیار ہوتا ہے ناجائز درآمد خفیہ طور پر ہوتی تھی اور یہ نہایت سستے داموں خرید لیا جاتا تھا۔ یہاں سے بعض اشخاص اسے کلکتہ اور بمبئی جیسے بڑے بڑے شہروں میں لے جا کر بہت بڑے منافع پر فروخت کرتے تھے اور ان بندرگاہوں سے کوکین خرید کر شمالی ہند کے بڑے بڑے شہروں میں لے جاتے ہیں۔

پتوں سے الکلائیڈ کے تیار کیے جانے کے بعد مغربی ممالک میں اس کے استعمال کا یہ طریقہ تھا کہ اس کی زیر جلدی پچکاری سے لی جاتی تھی۔ یہ طریقہ چوں کہ ذرا دقت طلب ہے اس لیے اس کا رواج عام نہیں ہوا۔ اس کے بعد زیادہ آسان طریقے دریافت ہو گئے اور یہ دوا نسوار کی شکل میں استعمال ہونے لگی یا اس کو مسوڑوں پر مل لیا جاتا۔ بعد ازاں یہ لت ریاست ہائے متحدہ امریکا میں ان مراکز میں بہت کثرت سے پھیل گئی جہاں حبشیوں کی آبادی زیادہ ہے۔

صحت کے لیے "پانچواں دستہ" تھکن

کئی گھنٹے کی مسلسل دماغی و جسمانی محنت کے بعد تھکن محسوس ہونا اس بات کا قدرتی انتباہ ہے کہ اب ہمارے عضلات واعصاب میں زیادہ کام کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے اور انھیں آرام کی ضرورت ہے۔ ہر تن درست آدمی جانتا ہے کہ وہ روزانہ کتنے گھنٹے محنت کر سکتا ہے اور قدرت بھی اس کی قوت برداشت سے واقف ہوتی ہے۔ قدرت کسی تن درست آدمی کو تھکن کے الارم کے ذریعے صرف اسی وقت کام سے روکتی ہے جب وہ معیّنہ اوقات سے تجاوز کرنا چاہے اور جب اسے یہ الارم دیا جاتا ہے تو وہ کام چھوڑ کر اپنے عضلات اور اعصاب کو آرام کا موقع دیتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی ہم تھوڑے کام سے بھی تھک جاتے ہیں اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم کام بالکل نہیں کرتے اور ہمارا دل کسی کام میں نہیں لگتا۔ پھر بھی تھکن محسوس ہوتی ہے۔ یہ صورت حال قابلِ غور ہے اور جب کبھی ایسی کیفیت پیدا ہو یعنی ہم معمولی محنت سے بھی تھک جائیں تو ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارے جسمانی نظام میں کوئی خرابی پیدا ہو رہی ہے۔

ہمارے خیال میں غیر کافی محنت کے جو تھکن محسوس ہو وہ صحت کے لیے "ففتھ کالم" کا کام دیتی ہے اور اس کی طرف سے غافل ہونا مناسب نہیں۔ پہلے دو چار دن تھکن محسوس ہوتی ہے۔ پھر نزلہ و زکام کی شکایات پیدا ہوتی ہیں اور ہاضمے میں فتور پڑ جاتا ہے۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ہاضمے کی خرابی بہت سے امراض کا پیش خیمہ ہے۔ تھکن دور کرنے کے لیے عام طور پر مقوّی دوائیں استعمال کی جاتی ہیں، لیکن امریکا کی مشہور طبی انشا پرداز ہیلن میک فیڈن نے اپنے طویل تجربات کی بنا پر لکھا ہے کہ جو تھکن برائے نام محنت یا بغیر کسی محنت کے محسوس ہو اس کا صحیح علاج مقوّی دواؤں کا استعمال نہیں بلکہ حفظ صحت کے عام اصولوں کی پابندی ہے۔ ہیلن میک فیڈن کے الفاظ ہیں:

> تھکن صحت کو برباد کرنے والا زہریلا جرثومہ ہے۔ اس کا تریاق یہ ہے کہ حفظِ صحت کے اصولوں کے مطابق کھلی ہوا میں سادہ زندگی بسر کی جائے، زود ہضم غذائیں کھائی جائیں اور ضرورت کے مطابق جسم کو آرام دے کر انرجی کو بڑھایا جائے۔

ہر وقت کام میں مصروف رہنا اور کسی وقت بھی دماغ اور اعضا کو آرام کا موقع نہ دینا صحت کے لیے سخت مضر ہے۔ ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ تھکن کے ذریعے سے قدرت ہمیں متنبہ کر دیتی ہے کہ اب کام کو ختم کر دینے اور جسم کو آرام دینے کی ضرورت ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس قدرتی انتباہ کو نظر انداز نہیں کرتے۔ اگر ہم حفظ صحت کے اصولوں کے مطابق سادہ اور صاف ستھری زندگی بسر کرنے کے عادی رہے ہیں تو ہمیں یقین کرنا چاہیے کہ ساری انرجی جسم کے فرسودہ خلیوں کی بہت جلد تلافی کر دے گی اور تھکے ہوئے عضلات واعصاب کو سکون عطا کرنے کے لیے ہمیں دن کے وقت کسی طویل آرام کی ضرورت نہیں ہو گی۔ معمولی تھکن محسوس ہوتے ہی دس پانچ منٹ کے لیے کام بند کر دینا، کسی دوست سے دو چار پُر لطف باتیں کر لینا، اعضائے جسم ڈھیلے کر کے دو چار منٹ لیٹ جانا تھکن دور کرنے کے لیے کافی ہے۔ لیکن جب تھکن کا احساس زیادہ بڑھنے لگے تو ہمیں نسبتہً زیادہ آرام کی ضرورت ہے۔ مناسب یہ ہے کہ رات کے وقت سونے کی مقدار میں کسی قدر اضافہ کر دیا جائے اور دن میں بھی آرام و استراحت کے لیے تھوڑا وقت نکال لیا جائے۔

زیادہ تھکن محسوس ہونے کی ایک وجہ پریشان خاطری، پراگندہ خیالی اور غم و غصہ بھی ہے۔ فرض کیجیے کہ دفتر میں ایک تندرست کلرک تھکن محسوس کیے بغیر آٹھ گھنٹے روزانہ محنت کر سکتا ہے۔ مصروفیت کے دوران میں اگر اس کا افسر بار بار بلا کر نت نئے کاموں کا حکم دے یا باہر کے آدمی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس سے مختلف سوالات اور بحث و مباحثہ کرنے کے لیے نازل ہو جائیں تو اسے کام کی جانب سے بار بار توجہ ہٹنے کی وجہ سے تکدر ہوگا اور یہ تکدر اس طرح تھکن کی شکل اختیار کرے گا کہ وہ تین چار گھنٹے کے بعد ہی کام کے قابل نہ رہے گا۔ غصہ سے تھکن بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے اور بسا اوقات تو دوستوں میں بیٹھ کر زیادہ دیر تک ہنسی مذاق کی باتیں کرنے سے بھی ہم تھک جاتے ہیں۔

جو لوگ تھکن کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں انھیں حفظ صحت کے صولوں کی پابندی کرنے اور جسم کو مناسب آرام دینے کے ساتھ ہی غم و غصہ سے بھی بچنا چاہیے۔ محض جسمانی آرام و استراحت ہی کوئی چیز نہیں۔ دماغی سکون کی بھی بہت ضرورت ہے۔ جو شخص دماغی سکون کی نعمت سے محروم نہ ہو اسے غصہ نہیں آتا۔ کام کی زیادتی سے وہ گھبراتا نہیں اور ہر کام کو پورے اطمینان کے ساتھ کرتا ہے۔ کام کرتے وقت گھبراہٹ، پریشانی اور عجلت پسندی اس بات کا ثبوت ہے کہ دماغی سکون ختم ہو چکا ہے اور اس کا نتیجہ بہت جلد تھکن کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

ڈاکٹر ایمرسن نے مصروف اشخاص کے لیے تھکن سے بچنے کا حسب ذیل طریقہ تجویز کیا ہے:-

علی الصباح کھلے میدان میں چہل قدمی اور ہلکی ورزش۔ سادہ اور ہلکا ناشتہ۔ دن کے وقت آہستہ آہستہ خوب چبا کر اطمینان اور بے فکری کے ساتھ کھانا اور کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام۔ ڈاکٹر ایمرسن کے خیال میں اگر دن کے کھانے کے بعد تھوڑا وقت مکمل استراحت کے لیے نکالا جائے تو بہتر ہے ورنہ دو چار منٹ ہی ہاتھ پیر ڈھیلے کر کے لیٹ رہیں۔ سہ پہر کو دفتر سے اٹھتے وقت چند گہرے سانس اور مکان واپس پہنچ کر ہلکا ناشتہ۔

ڈاکٹر ایمرسن لکھتے ہیں کہ رات کے وقت خوراک ہمیشہ کم مقدار میں کھانی چاہیے۔ اگر معدے میں ذرا بھی گرانی محسوس ہو یا کوئی شخص بغیر کھائے ہوئے رات آرام سے گزار سکتا ہے تو اس کے لیے نہ کھانا ہی بہتر ہے۔ تمباکو، چائے اور شراب سے ہمیشہ بچیں۔ رات کا کھانا سونے سے کافی دیر پہلے کھا لیں اور کچھ دیر چہل قدمی بھی مفید ہے۔

ڈاکٹر ایمرسن کے خیال میں ہر مصروف انسان کو ہفتہ میں ایک دن مکمل آرام کرنا چاہیے۔ اگر یہ چھٹی کا دن خوش مزاج دوستوں کے ساتھ کھلے میدانوں اور باغوں میں گزارا جائے تو بہتر ہے۔ ساتھ ہی تھکن سے محفوظ رہنے اور تھکے ہوئے عضلات و اعصاب کو تقویت پہنچانے کے لیے انھوں نے لکڑی کی حسب ذیل آسان ورزشیں بھی تجویز کی ہیں:-

(۱) ایک لکڑی گردن کے پیچھے شانوں پر رکھ کر کھڑے ہوں اور اس کے دونوں کنارے پکڑ کر لکڑی کو سر کے اوپر اس طرح اٹھائیں کہ وہ کسی قدر پیچھے کی جانب رہے۔ پھر لکڑی کو آہستہ آہستہ سر کے اوپر لائیں اور پیچھے لے جائیں۔ جب لکڑی سر کے اوپر آئے تو سر اٹھا کر اوپر دیکھیں اور جب پشت کی جانب جائے تو سر نیچا کر لیں۔ زیادہ دیر تک بیٹھے رہنے سے جو تھکن محسوس ہو اس کے لیے ورزش بہت مفید ہے۔

(۲) لکڑی کے دونوں سرے پکڑ کر گردن کے سامنے رکھیں۔ پھر باہر کے رخ دائیں جانب اسے پوری قوت سے لے جائیں پیروں کو جگہ سے جنبش نہ ہو۔ پھر لکڑی کو بائیں جانب اسی طریقہ سے لے جائیں۔ ابتدا میں تین تین چار چار مرتبہ یہی عمل کریں اس سے عضلات کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

(۳) لکڑی کے دونوں کنارے پکڑ کر گردن کے سامنے رکھیں اور پھر اسے آہستہ آہستہ قوت کے ساتھ نیچے جھکا کر خود بھی جھکیں کوشش کریں کہ لکڑی زیادہ سے زیادہ دور تک نیچے پہنچائی جا سکے۔ یہ ورزش کمر کا درد دور کرنے کے ساتھ معدے کی اصلاح کے لیے بھی مفید ہے۔ صبح بستر سے اٹھنے کے بعد اگر یہ ورزش پانچ چھ بار روزانہ کر لی جائے تو قبض کی شکایت پیدا نہیں ہوتی۔

(۴) سیدھے کھڑے ہو کر لکڑی کا ایک سرا دائیں ہاتھ سے پکڑ لیں۔ نیچے کا سرا سینے کے برابر رہے۔ پھر بائیں ہاتھ سے لکڑی کا بالائی حصہ پکڑ کر کمر کو پشت کی جانب خم دیں۔ اس کے بعد مندرجہ بالا طریقے سے لکڑی بائیں ہاتھ سے تھامیں۔ اور دائیں

(باقی ص۵۱ پر)

معلومات

دودھ میں حیاتین ج کا تحفظ

حیاتین ج دودھ کا ایک مفید جزو ہے، لیکن اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تکسید بہت جلد عمل میں آتی ہے اور جب دودھ کو دور دراز مقامات پر بھیجنے کے لیے سفوف میں تبدیل کیا جائے تو وہ زائل ہو جاتی ہے۔ اب پنسلوانیا اسٹیٹ کالج امریکا کے ایک پروفیسر نے دودھ کے خشک سفوف میں حیاتین کو محفوظ رکھنے کا نیا طریقہ دریافت کر لیا ہے۔ اس کی رو سے جب دودھ کو نائٹروجن کی فضا میں ٹین کے ڈبوں کے اندر بشکل سفوف بھرا جائے، تو حیاتین ج کا جزو چھ ماہ تک تلف نہیں ہوتا۔

پرانے ناصور کا نیا علاج

اطبائے مغرب کے خیال میں پرانے ناصور کا بہترین علاج اب تک اپریشن تھا۔ لیکن اب کیلیفورنیا یونی ورسٹی کے میڈیکل اسکول میں طویل تجربات کے بعد ڈاکٹر رولینڈ ایف۔ مارکس نے دریافت کیا ہے کہ اس قسم کی شکایات میں سلفا تھیازول کا استعمال بہت مفید ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے جن مریضوں پر سلفا تھیازول کی آزمائش کی ان میں سترفی صدی صحت یاب ہو گئے۔ ڈاکٹر رولینڈ ایف۔ مارکس نے خیال ظاہر کیا ہے کہ آپریشن کا آخری طریقہ علاج اختیار کرنے سے پہلے سلفا تھیازول کا استعمال مناسب ہے۔

حیاتین ا کا تعلق ہڈیوں سے

اب تک یہی خیال کیا جاتا تھا کہ حیاتین ا کا کوئی خاص تعلق ہڈیوں کے نشوونما سے نہیں ہے لیکن اب آکسفورڈ یونیورسٹی کے سائنس دان سرایڈورڈ ملانبائی نے کئی سال تک حیوانوں پر تجربے کے بعد دریافت کیا ہے کہ ہڈیوں کی ساخت اور نشوونما سے حیاتین ا کا گہرا تعلق ہے۔ حیاتین د سے ہڈیاں بنتی ہیں اور حیاتین ا ان کے نشوونما کو قبضے میں رکھتا ہے۔ سرایڈورڈ ملانبائی کی تحقیقات کے مطابق اگر کسی بچے کو صرف ایسی غذا دی سے پرورش کیا جائے جو حیاتین ا سے محروم ہوں تو اس کی ہڈیوں کا نشوونما دائرۂ اعتدال سے متجاوز ہو جائے گا۔ خاص کر ایسی ہڈیاں جن کا تعلق براہِ راست اعصاب سے ہو، حیاتین ا کے فقدان سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوتی ہیں اور ان کے زیادہ بڑھ جانے سے دماغ کے عصبی راستہ میں جو خلل پڑتا ہے اس سے انسان عام طور پر بہرا ہو جاتا ہے۔

جسمانی وزن کا تعلق موت سے

یورپ اور امریکا کی بعض مشہور بیمہ کمپنیوں نے مکمل تحقیقات کے بعد دریافت کیا ہے کہ پچیس سال کی عمر کے بعد جسمانی وزن کا بڑھنا درازیٔ عمر کے لیے مضر ہے۔ ان کمپنیوں کے خیال میں جس شخص کا قد پانچ فیٹ نو انچ اور قامت پست ہو اس کے لیے صحیح وزن ۱۴۰ سے ۱۵۱ پونڈ تک ہو۔ درمیانہ

بقیہ مضمون صفحہ ۵۰:- ہاتھ سے اس کا بالائی حصہ پکڑ کر کمر کو پیچھے کی جانب جھکائیں۔ یہ ورزش ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط بنانے کے لیے بہت مفید ہے۔

(۵) کرسی پر بیٹھ کر لکڑی کے دونوں سرے پکڑ لیں اور اسے سر کے اوپر لے جا کر خوب گہرا سانس لیں۔ پھر آہستہ آہستہ سامنے کی جانب جھک کر لکڑی فرش سے لگانے کی کوشش کریں اور سانس آہستہ آہستہ باہر نکالیں۔ سونے سے پہلے یہ ورزش اعصاب کی تقویت کے لیے مفید ہے۔

[illegible] کے آدمی کا وزن ۱۴۹ سے ۱۶۰ پونڈ اور طویل قامت کا [illegible] سے ۱۸۰ پونڈ مناسب ہے۔

چند سال سے یہی خیال کیا جاتا ہے کہ ۲۰ سے ۵۰ سال کی عمر تک جسمانی وزن کا بارہ پونڈ تک بڑھ جانا صحت کے لیے مضر نہیں ہے۔ لیکن اب یورپ اور امریکا کی مشہور بیمہ کمپنیوں نے اسے مضر بتایا ہے۔

ان بیمہ کمپنیوں کی تحقیقات کے مطابق جن لوگوں کا زائد وزن بیس فی صدی ہو، ان کی شرح موت اوسط سے ایک ثلث زیادہ ہوتی ہے۔ تیس فی صدی زائد وزن والوں کی شرح موت اوسط سے ½ زیادہ ہوتی ہے اور جن لوگوں کا وزن معمول سے پچاس فی صدی زیادہ ہو وہ اوسط وزن والوں سے دوگنی تعداد میں زیادہ مرتے ہیں۔ دریافت ہوا ہے کہ بھاری جسم کے اشخاص شریان اکلیلی اور قلب کی شکایات میں آسانی سے مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان کی شرح موت دبلے آدمیوں کے مقابلے میں آٹھ گنی زیادہ ہوتی ہے۔

کھوپرے کا پانی بچوں کے لیے مفید

کھوپرے کے پانی کو اب تک صرف مفرح سمجھا جاتا رہا ہے۔ لیکن اب ہوانا یونی ورسٹی امریکا کے پروفیسر ڈاکٹر امیلیو پرلوڈ پراڈیرا نے دریافت کیا ہے کہ اس کا استعمال بچوں کی جسمانی نشوونما کے لیے بہت مفید ہے۔ پروفیسر موصوف کی تحقیقات کے مطابق کھوپرے کے پانی میں محض حیاتین ب ہی کافی مقدار میں نہیں ہوتی بلکہ اس میں بارہ اقسام کے امینو ایسیڈ شامل ہوتے ہیں جن میں سے بعض غذائیت کے اعتبار سے بہت ضروری ہیں۔ علاوہ بریں کھوپرے کے پانی کا تیزابی جزو بچوں کے لیے دودھ کو بآسانی زود ہضم بنا دیتا ہے۔ پروفیسر پراڈیرا نے ہوانا میں جن بچوں کو دودھ کے سفوف کے ساتھ کھوپرے کا پانی استعمال کرایا انھیں اس سے بہت فائدہ پہنچا اور ان کی صحت دوسرے بچوں کے مقابلے میں اچھی رہی۔

مرگی کے لیے خطرناک دورِ عمر

ڈرہم یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر فریڈرک جان نیز اس نے کئی سال کے مسلسل تجربات کے بعد دریافت کیا کہ بالغ اشخاص میں مرگی کے حملوں کے لیے سب سے زیادہ خطرناک زمانہ تیس سے چالیس سال کی عمر کا ہے۔ مرگی کے مریضوں میں پچیس فی صدی کی عمر تیس سال کے لگ بھگ ہوتی ہے اس کے بعد شرح گھٹنا شروع ہوتی ہے یہاں تک کہ چالیس سال کی عمر میں تیرہ فی صدی رہ جاتی ہے۔ بوڑھے لوگوں پر مرگی کا حملہ بہت ہی کم ہوتا ہے۔

اوکسیجن سے جراثیم کا نشوونما

اوکسیجن کا مصفی ہونا مسلمہ ہے اور اب تک بیشتر سائنس دانوں کا خیال رہا ہے کہ اس کی مدد سے جراثیم ہلاک کیے جا سکتے ہیں، لیکن کیلی فورنیا یونیورسٹی کے پروفیسر مفری سی میرٹ نے دریافت کیا ہے کہ اوکسیجن صرف چند خاص قسم ہی کے جراثیم ہلاک کر سکتی ہے۔ باقی تمام اقسام کے جرثوموں کو اس کی مدد سے نشوونما حاصل ہوتا ہے۔ پروفیسر موصوف کی تحقیقات کے مطابق اوکسیجن جراثیم کے لیے نہیں بلکہ درحقیقت حیاتین کے لیے سہا ممکن ہے۔

سانپوں کی دو ہزار قسمیں

دنیا میں اب تک سانپوں کی دو ہزار قسمیں دریافت کی جا چکی ہیں۔ لیکن ان میں صرف دو سو اقسام کے سانپ زہریلے ہوتے ہیں۔ باقی سب بے ضرر ہیں۔

عورتیں کیوں گنجی نہیں ہوتیں؟

گنج کو خرابیِ غذا، حیاتین کی قلت، سر میں ہوا نہ لگنے اور موروثی اثرات وغیرہ کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گنج کی "دولت" سے صرف مرد ہی کیوں مستفید ہوتے ہیں اور عورتیں اس سے کیوں محروم رہتی ہیں؟

سائنس دانوں نے اس سوال کے مختلف جوابات دیئے ہیں۔ لیکن شاید سب سے زیادہ دل چسپ اور قابل غور نظریہ بروکلین (نیویارک) کے پروفیسر چارلس۔ ڈی فرانٹے کا نظریہ ہے جو انھوں نے اپنی تازہ کتاب "بالڈنس" میں

پیش کیا ہے۔

پروفیسر موصوف لکھتے ہیں کہ گنج پیدا ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بالوں کی ورزش نہیں ہوتی۔ عورتیں گنج سے اس لیے محفوظ رہتی ہیں کہ وہ اپنے بالوں کو درست اور صاف رکھنے کے لیے ان میں روزانہ کنگھی کرنے اور خوب رگڑ کر دھونے کے لیے مجبور ہوتی ہیں۔ اس طرح ان کے بالوں کی ورزش ہوتی رہتی ہے لیکن مرد کے سر کے بال چونکہ چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ آسانی سے صاف کیے ہو جاتے ہیں اور ان کے لیے کنگھی کے زیادہ استعمال کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ علاوہ بریں عورت جب سونے کے لیے بستر پر لیٹتی ہے وہ اپنے لمبے لمبے بالوں کو سمیٹ کر کچھا کرنے پر مجبور ہوتی ہے سونے میں جب وہ کروٹیں بدلتی ہے تو اس کے بال کھنچتے ہیں اور دباؤ کا زور سے بالوں کے کھنچنے کا اثر ان کی جڑوں تک پہنچتا ہے۔ اس طرح ہر شب بالوں کی اچھی خاصی ورزش ہو جاتی ہے۔ مرد کے سر کے بال چونکہ چھوٹے ہوتے ہیں اس لیے وہ سونے میں کھنچتے نہیں۔ جن مردوں کی کھوپڑی بالوں سے بالکل معرا ہوتی ہے ان کی بھی گدی اور کنپٹیوں پر بالوں کے گچھے باقی رہ جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ سونے میں کروٹیں بدلتے ہیں تو ان کی گدی اور کنپٹیوں پر تکیہ کی رگڑ لگتی ہے اور ان مقامات کے بالوں کی ہلکی سی ورزش ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ رگڑ اس قدر سخت نہیں ہوتی ہے کہ اس کا اثر بالوں کی جڑوں تک پہنچ سکے اس لیے کھوپڑی کے بال گر جاتے ہیں۔

آملہ میں حیاتین ج کا اکتشاف

حیاتین ج یا ایسکوربک ایسڈ جو مرض اسکروی سے محفوظ رکھتا ہے تازہ پھلوں یا سبزیوں میں پایا جاتا ہے خصوصاً سبز پتے والی قسمیں اس کا سب سے اچھا مخزن ہیں معمولی حالات میں دالوں اور اناج کے دانوں میں حیاتین ج بالکل نہیں ہوتا۔ البتہ جب انھیں اس طرح چھوڑ دیا جائے کہ ان میں کلہ پھوٹ جائے تو ان میں اور کلہ میں حیاتین پیدا ہو جاتا ہے۔ حالیہ اکتشافات سے معلوم ہوا ہے کہ ان پھلوں اور سبزیوں میں یہ حیاتین آملہ میں سب سے زیادہ پایا جاتا ہے جو نہایت ارزاں ہے اور بکثرت پیدا ہوتا ہے آملہ ہندوستان کے تمام جنگلوں میں ملتا ہے اور جنوری سے لے کر اپریل تک غیر محدود مقدار میں فراہم ہوتا ہے۔ اس کے تازہ رس میں حیاتین (ج) کی مقدار نارنگی کے رس سے بیس گنا زیادہ ہوتی ہے اور اتنا چھوٹا پھل اس حیاتین پر در جزو کے لحاظ سے ایک یا دو نارنگیوں کے برابر ہوتا ہے۔

عموماً تازہ پھلوں اور ترکاریوں کو گرم کیا جائے تو حیاتین (ج) کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو جاتا ہے مگر آملہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کے اندر ایسا مادہ موجود ہے جو گرم ہونے اور سکھائے جانے کی حالت میں بھی حیاتین کو تباہی سے محفوظ رکھتا ہے اس کے رس میں خاصی ترشاہٹ پائی جاتی ہے۔

آملہ کا استعمال یونانی اور آیورویدک نسخوں میں بہت عام ہے۔ یہ جوارشوں معجونوں اور گولیوں کی شکل میں بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب سنہ ۱۹۴۰ء میں حصار کے قحط زدہ علاقہ میں مرض اسکروی کا زور ہوا تو آملہ اس کے علاج میں نہایت موثر ثابت ہوا۔ آملہ کے سفوف سے جو قرص بنائے جاتے ہیں ان میں حیاتین (ج) مرتکز حالت میں موجود ہوتا ہے اور اس حیاتین کو آئندہ استعمال کے لیے محفوظ کرنے کا یہی طریقہ آسان ہے۔

ایک نئی حیاتین (ب)

ڈاکٹر ایس۔ اینسباچر نے ایک نئی حیاتین ب کا پتہ لگایا ہے جو چوہے کے بالوں کو سفید ہونے سے روکتی ہے۔ حیاتین ب کے خاندان کا یہ نیا رکن پی امینوبنزوئک ایسڈ کے نام سے موسوم ہے اس سے نہ صرف ابلق در سیاہ رنگ کے چوہوں کے بالوں کا رنگ برقرار رہتا ہے بلکہ چوزوں اور جرثوموں کے نشوونما میں بھی بڑی مدد ملتی ہے۔

مسلسل

چٹکلے

از جناب حکیم مولوی محمد عبدالواحد صاحب دہلی

چٹکلہ ۸۶ :- نوشادر، شورہ قلمی ہر ایک دو تولے کو پیس کر آکھ کے دودھ (شیرِ مدار) آٹھ تولے میں تر کر کے کسی کڑچھے میں ڈالیں اور کوئلوں کی تیز آگ پر رکھیں اور لوہے کی سیخ سے چلاتے رہیں۔ یہاں تک کہ دوا کا رنگ سیاہ سرخی مائل ہو جائے۔ اس کے بعد سرد ہونے پر باریک پیس کر شیشی میں رکھیں۔ ضرورت کے وقت چار رتی یہ دوا قند چھوہاشے میں ملا کر نیم گرم پانی کے ساتھ کھلائیں۔ میعادی بخاروں کے علاوہ ہر قسم کے بخار کو پسینہ لا کر اتارے گی۔ ذات الجنب اور ذات الریہ (نمونیا) کے بخاروں کو بھی کم کر دیتی ہے۔ قولنج اور سینے کے امراض میں فائدہ دیتی ہے۔

"جامع الحکمت" میں اس دوا کو تیار کرنے کی ترکیب یہ لکھی ہے کہ نوشادر اور شورہ قلمی کو پیس کر ایک کڑچھی میں ڈال کر کوئلوں کی تیز آنچ پر رکھیں اور لوہے کی سیخ سے چلاتے رہیں اور ساتھ ساتھ تھوڑا تھوڑا شیرِ مدار اس کے اوپر ڈالتے جائیں۔ جب دھواں نکلنا شروع ہو اُتار لیں۔ حتیٰ کہ دھواں بند ہو جائے پھر اسی طرح آگ پر رکھ کر حل کریں یہاں تک کہ تمام دودھ جذب ہو جائے اور دوا کا رنگ سرخ سیاہی مائل ہو جائے۔

فوائد :- اس کے استعمال سے چڑھا ہوا بخار پسینہ آ کر اُتر جاتا ہے اور کسی طرح کا ضعف نہیں ہوتا۔

چٹکلہ ۸۷ :- اجوائن ایک تولہ صبح کے وقت کورے مٹی کے کوزے میں تین چار چھٹانک پانی میں بھگو رکھیں۔ دن کو وقت مکان کے اندر اور رات کو مکان کے باہر شبنم میں رکھنا چاہیے۔ دوسرے روز صبح کے وقت چھان کر پئیں۔ اسی طرح کم از کم دس بارہ روز تک استعمال کریں۔ اگر پورا فائدہ نہ معلوم ہو تو زیادہ مدت تک استعمال کرنا چاہیے۔

فوائد :- جب بخار بہت پرانا ہو جائے، ہلکی ہلکی حرارت ہر وقت رہتی ہو، تلی اور جگر بھی بڑھے ہوئے ہوں تو اس دوا کے چند روزہ استعمال سے بخار بالکل جاتا رہتا ہے۔ اور بھوک کھل کر لگتی ہے۔

چٹکلہ ۸۸ :- خاکسی (خوبکلاں) ایک تولہ کو پندرہ تولے پانی میں جوش دے کر پلائیں، پہلے روز ایک جوش، دوسرے روز دو جوش، تیسرے روز تین جوش، علیٰ ہٰذا القیاس، ساتویں روز سات جوش دے کر پلائیں۔ پانی روزانہ تھوڑا تھوڑا بڑھاتے رہیں (پینے کے لیے کم از کم آدھ پاؤ پانی باقی رہنا چاہیے) اس کے بعد ایک ایک جوش کم کر کے مزید ایک ہفتے تک پلائیں۔ پندرہ روز کے استعمال سے آرام ہو جائے گا۔

فوائد :- پرانے بخاروں کے لیے یہ بھی بہت مفید ہے اکثر اطبا کا معمول ہے۔

چٹکلہ ۸۹ :- خاکسی (خوب کلاں) پانچ تولے کو پانچ سیر پانی میں ایک کھلے منہ کے دیگچے میں جوش دیں۔ اس کے بعد مریض کو ایک چارپائی پر لٹا کر دیگچے کا منہ کھول کر چارپائی کے نیچے رکھ دیں اور مریض کو کپڑا اوڑھا دیں، اور اس پانی میں سے پانچ تولے لے کر شربت بنفشہ دو تولے ملا کر پلا دیں۔ دو تین روز کے استعمال سے موتی جھرہ نکل آئے گا اور بخار میں تخفیف ہو جائے گی۔

فوائد :- موتی جھرہ میں نہایت مفید ہے۔ موتی جھرے کے علاوہ چیچک کو بھی باہر نکالتا ہے۔

چٹکلہ ۹۰ :- انجیر زرد تین عدد ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقریباً تین چھٹانک پانی میں جوش دے کر چھان لیں اور پھر اسی جوشاندے میں زعفران دو رتی پیس کر مریض کو

سوال و جواب

سوال: میں دن بدن کمزور ہوتا چلا جاتا ہوں۔ وجہ کوئی سمجھ میں نہیں آتی۔ خدا کا دیا سب کچھ ہے۔ مگر کھایا بدن کو نہیں لگتا۔ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی دوا کھاؤں کہ بدن پہ بوٹی چڑھے۔ کیا آپ کوئی صحت بخش نسخہ بتا دیں گے؟

ایک خریدار

جواب: آپ نے صرف یہی لکھنے پر اکتفا کیا ہے کہ آپ کمزور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بدن پہ بوٹی نہیں چڑھتی۔ اور وجہ بھی آپ کی سمجھ میں کوئی نہیں آتی۔

عزیزم آپ نے یہ کیوں فرض کر لیا کہ ہم آپ کو دیکھے بغیر اور مزید حالات معلوم کیے بغیر آپ کی مرض کو سمجھ جائیں گے اور "صحت بخش نسخہ" آپ کے لیے لکھ دیں گے اس صورت حال کے کہ جس سے آپ دوچار ہیں مختلف وجوہ ہو سکتے ہیں۔ مثلاً دوران خون کی خرابیاں، جگر کی خرابی اندرونی غدودوں میں سے کسی کا فعل خراب ہو جانا وغیرہ اگر آپ برا نہ مانیں تو میں کہوں گا کہ ممکن ہے کہ آپ کو "غیر فطری لطف اندوزی" کی عادت بھی ہو۔

اس زمانے کے سو میں سے اٹھانوے نوجوان لطف کو سمجھنے ہی بری راہ پر پڑ جاتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ بالآخر تباہی صحت اور اضمحلال اعصاب ہوتا ہے۔ اعضائے رئیسہ بے کار ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف صحت تباہ ہو جاتی ہے دوسری طرف وہ زندگی کی حقیقی مسرت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس کا فکر انھیں اور بھی تباہ کر دیتا ہے۔

خدانخواستہ اگر آپ بھی اسی بلا میں گرفتار ہیں تو للہ اپنے آپ پہ رحم کیجیے۔ اس عادت بد کو ترک کر دیجیے اور پھر اپنی ساری توجہ اپنی تباہ صحت کے بنانے میں صرف کر دیجیے۔ یاد رکھیے کہ جب تک آپ فطرت کے اصول کو توڑتے رہیں گے آپ اپنی رفتہ صحت کو واپس نہ بلا سکیں گے اور شاید کیا یقیناً "رفتہ جوانی" کبھی نہ لوٹ سکے گی۔

اس کے بعد میرا خیال ہے کہ آپ حقیقی اور صادق بھوک بھی کھو چکے ہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کہاں پڑھا تھا لیکن یہ مکالمہ مجھے بہت پسند آیا جب کہ ایک کھلتے پیتے نوجوان نے جسے غالباً اسی کی خودکاریوں نے زرد اور بدیوں کا ڈھانچہ بنا دیا تھا، ایک غریب سے کہا جسے اصول حفظ صحت جاننے کا فخر حاصل نہیں تھا کہ باوجود اچھی غذا نہ ملنے کے اور اصول حفظ صحت نہ جاننے کے کیا وجہ ہے کہ وہ اتنا ہٹا کٹا اور تن درست ہے؟ غریب نے جواب میں کہا کہ وہ محنت کرتا ہے، اسے وقت پر اور خوب بھوک لگتی ہے۔ اس لیے بحالت اشتہا وہ معدے میں جو کچھ بھی ڈالتا ہے معدہ اسے ہضم کر دیتا ہے۔ بخلاف اس کے آپ عمدہ غذا اور پھل کھاتے ہیں مگر زرد رو ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ صادق بھوک کو نہیں جانتے

مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو تن درست بنانے کے لیے کوئی دوا تجویز نہیں کر سکتا۔ البتہ اتنا میں کر سکتا ہوں کہ آپ کو تن درست رہنے کا گر بتا دوں۔ جس قدر صاف اور تازہ ہوا مل سکے اس میں سانس کھینچ لیجیے اور جسم کے جو حصے برہنہ رکھے جا سکتے ہیں اسی ہوا میں انھیں برہنہ رکھیے۔ ہماری جلد میں لاکھوں ننھے ننھے سوراخ (مسامات) ہیں اور ان کے راستے سے بھی تازہ ہوا یعنی اوکسیجن ہمارے خون میں شامل ہوتی رہتی اور اسے صاف کرتی رہتی ہے۔ بند کمرے اور تعفن آمیز اشیاء اور دیگر غلاظتوں کا قرب تا حد امکان کبھی گوارا نہ کیجیے۔ دفتروں کے کمرے بالعموم ہوا دار ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے اندر بیٹھنا بھی تقریباً وہی حکم رکھتا ہے جو بند کمروں میں بیٹھنا۔ کیوں کہ وہاں بکثرت آدمی ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اس لیے وہاں سے نکلنے کے بعد لازمی طور پر چند گھنٹے بالکل تازہ ہوا میں گزاریے۔

روزانہ کھلی ہوا میں باقاعدہ ورزش کیجیے۔ تا اچھی طرح بھوک بھی لگے اور فاسد اخلاط جمع نہ ہونے پائیں۔ ورزش سے ہمارے خاص غدود میں حرکت ہوتی ہے جس سے ان کا فعل تیز ہو جاتا ہے اور ان کی خاص اندرونی رطوبتیں زیادہ تراوش پا کر خون میں شامل ہو جاتی ہیں اور خون میں اضافے کا موجب ہوتی ہیں۔ ورزش کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ پہلوان بننے کی کوشش

شروع کردیں۔ اور ڈنڈ بیٹھکوں کی وہ بھرمار کریں کہ بالآخر قلب کمزور ہو جائے اور آپ کی عمر کے کچھ سال بھی کم ہو جائیں۔ میرے نزدیک اعتدالی ورزش ضروری ہے۔ نہ اتنا کم کہ خون کی گردش میں کوئی تیزی نہ آئے اور جسم کی بوٹیاں تک نہ ہلیں اور نہ اتنا زیادہ کہ گھنٹوں صرف ہو جائیں اور حاصل کچھ ہو تو نقصان!

بہترین ورزش میرے نزدیک صبح کی گردش ہے اگر اس کا موقع نہ ہو تو کچھ ڈنڈ نکال لینے چاہییں اور کچھ آدھی بیٹھکیاں۔ بہتر یہ ہے کہ کسی باقاعدہ کورس کی ورزشیں اختیار کی جائیں صبح ورزش کریں لیکن اس کے ساتھ رات کو گردش بھی ضرور کی جائے۔

اس تمام کے بعد میں آپ کو ایک اور گُر کی بات بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ آپ تا حد امکان ہر حال میں مست اور خوش رہیے اور غم و غصہ کو پاس تک نہ آنے دیجیے۔ غصے سے فاسد ترین مادے خون میں پیدا ہو جاتے ہیں جو اعصاب کو ناکارہ کر دیتے ہیں۔ اس لیے غصے سے بچیے۔

میرا خیال ہے کہ آپ ان تدابیر پر عمل پیرا ہو جائیں گے تو پھر آپ کو کسی "صحت بخش نسخہ" کی ضرورت نہ رہے گی اور نہ آپ کو اس کی ضرورت لاحق ہوگی کہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کے گھر کی آستان بوسی کریں۔

؟

سوال: مجھے ورزش کا نہایت شوق ہے۔ میں دوسروں کو بھی ورزش کی نصیحت کیا کرتا ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ ۹۰ فی صدی لوگ ورزش کی طرف توجہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ورزش سے دماغ اور حافظہ خراب ہو جاتا ہے اور انسان کا قد نہیں بڑھنے پاتا کیا یہ درست ہے؟ (خریدار نمبر ۱۵۰۸۱)

جواب: اول تو مجھے آپ کے اس فی صدی تناسب ہی سے اختلاف ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ ۹۰ فیصدی طالب علم کسی نہ کسی صورت میں کھیل کود میں حصہ لیتے ہیں جس کے معنی قطعی یہ ہیں کہ وہ ورزش کرتے ہیں

ورزش کی تعریف اگر آپ یہ کرتے ہیں کہ ڈنڈ بیٹھک کی جائے یا کوئی دوسری ورزش اسی قسم کی کی جائے تو میں کہوں گا کہ آپ کی نظر بہت محدود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہاتھ پیر ہلانے سے ورزش ہو جاتی ہے۔ اب ہاتھ پیر خواہ ڈنڈ بیٹھک سے حرکت کریں یا کھیل کود میں حصہ لینے سے یہ حرکت میں آئیں ایک ہی بات ہے۔ اس لیے آپ کا تناسب فی صدی بہر حال صحیح نہیں ہے۔

ہو سکتا ہے کہ بعض طالب علموں کی کچھ ایسی رائے ہو جیسی آپ نے لکھی ہے، لیکن یہ بالکل غلط ہے ورزش سے انسان کے قویٰ بڑھتے ہیں جسم میں توانائی آتی ہے۔ دوران خون صحیح رہتا ہے جسم کے خاص خاص غدود اپنا فعل اچھی طرح کرتے ہیں۔ دماغ اور حافظہ قوی ہوتے ہیں۔

یہ خیال بھی بالکل بے بنیاد ہے کہ ورزش سے انسان پستہ قد رہ جاتا ہے۔

؟

سوال: میری بیوی کی عمر اکیس سال ہے۔ شادی کو پانچ سال ہوئے۔ جب پہلا بچہ دو سال کا ہوا تو دوسرا بچہ ہوا اور چند ماہ بعد مر گیا۔ اس کے بعد اولاد نہیں ہوئی۔ میری بیوی کے ایام دو سال سے باقاعدہ نہیں ہیں۔ کبھی کبھی مہینے میں دو مرتبہ ماہواری شروع ہو جاتی ہے۔ ورنہ کئی کئی مہینے تک کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی۔ مریضہ کا چہرہ زرد ہو گیا ہے۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے ہیں۔ رات کو نیند کم آتی ہے۔ پریشان خواب دیکھتی ہے۔ سر گھومتا ہے اور درد اکثر رہتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کے سامنے چنگاریاں اڑ رہی ہیں۔ خرابی حیض کا بہت علاج کیا۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔

(شبیر احمد۔ بارہ بنکی اودھ)

جواب: میرے خیال میں آپ کی اہلیہ کا اصل مرض زنانہ معمولات کی خرابی نہیں بلکہ خون کی کمی (فقر الدم) ہے۔ ساری علامتیں اسی مرض کی ہیں اور جب عورت کے جسم میں خون کی پیدائش کم ہو جائے تو ایام بے قاعدگی سے بھی آتے ہیں اور مہینوں بند بھی رہتے ہیں۔ آپ پہلے فقر الدم کا علاج کیجیے۔ ہمدرد کی "مستورین" اس مرض کی خاص دوا ہے اسے استعمال کرا دیجیے۔

مریضہ کو پھل اور سبز ترکاریاں زیادہ مقدار میں کھلائیے مقوی مگر زود ہضم غذاؤں کا استعمال ضروری ہے۔ غذا میں پروٹین کا جزو شامل کرنے کے لیے انڈے کھلائیے۔ مچھلی اور مرغی کا شوربہ اچھی غذا ہے۔ ایسی چیزوں سے جن میں نشاستہ کے اجزا ضروری ہوں، پرہیز لازم ہے۔ مثلاً آلو اور مٹھائی وغیرہ۔ فقر الدم کے مریضوں کے لیے علی الصباح کھلے میدان میں چہل قدمی مفید ہے۔

؟

سوال :- شمالی ہند۔ خاص کر یو۔پی۔ پنجاب اور کشمیر کی سیر و سیاحت کا مجھے بہت شوق ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ میری مالی حالت اچھی نہیں ہے اور میں اس قدر طویل سفر کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا۔ آپ کے رسالہ "ہمدرد صحت" میں چہل قدمی کے فوائد کا ذکر بہت ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں شمالی ہند کا پیدل سفر کروں گا۔ تاکہ شوق پورا کرنے کے ساتھ میرا پیسہ بھی زیادہ خرچ نہ ہو اور صحت کو بھی فائدہ پہنچے۔ آپ پیدل سفر کے متعلق اگر مجھے مشورے دیں تو ممنون ہوں گا۔

(مرزا علی رضا مرشد آباد)

جواب :- "ہمدرد صحت" چہل قدمی کے فوائد کا ضرور معترف ہے۔ لیکن اس نے اپنے ناظرین کو کبھی یہ مشورہ تو نہیں دیا کہ وہ ہزاروں میل پیدل سفر کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندستان اور مغربی ممالک کے حالات میں بہت فرق ہے یہاں جہاں گشتوں کو وہ سہولتیں حاصل نہیں جو یورپ اور امریکا میں حاصل ہیں۔ اندیشہ ہے کہ اس قدر طویل پیدل سفر کہیں آپ کی صحت کے لیے الٹا مضر نہ ثابت ہو۔ اگر آپ کی مالی حالت اچھی نہیں ہے تو محض سیر سپاٹے کے شوق میں وقت خراب کرنے کے بجائے کسب معاش سے اپنی مالی حالت درست کیجیے علاوہ بریں اگر آپ کشکول گدائی سنبھال کر گھر سے نکلنا نہیں چاہتے ہیں اور مصارف سفر خود برداشت کرنے کا ارادہ ہے تو یقین کیجیے کہ پیدل سفر کرنے سے آپ کی رقم کم خرچ نہیں ہوگی۔ مشاق اور تیز پیدل چلنے والوں کی اوسط رفتار اٹھارہ میل یومیہ ہے۔ اب آپ خود اندازہ کر لیجیے کہ گرانی کے خوف ناک دور میں صبح سے شام تک صرف اٹھارہ میل کی مسافت کر کے طعام وغیرہ کے سلسلہ میں آپ کو روزانہ کیا خرچ کرنا پڑیگا آپ فی میل خرچ کی اوسط نکالیں گے تو وہ ریل کی سفر سے زیادہ ہی ہو گی۔

٩

سوال :- دو تین ماہ سے میں ضلع جونپور کے ایک قصبے میں ضلع دار کی حیثیت سے تبدیل ہو کر آیا ہوں۔ قصبہ سے سات میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں بچھوؤں کی بڑی کثرت ہے آئے دن لوگوں کو کاٹتے رہتے ہیں۔ گاؤں میں ایک خاص قسم کی بوٹی ہوتی ہے۔ لوگ اس کا عرق نچوڑ کر زخم پر لگاتے ہیں۔ مگر اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا۔ اکثر آدمی قصبہ کے ہسپتال میں علاج کے لیے آتے ہیں اور جو لوگ ... کی مسافت طے نہیں کر سکتے وہ کئی کئی دن تک بچھو کے زہر کی تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں اور ان کی طبی امداد کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ آپ کے ہمدرد دواخانے کی ہمدردی دور دور مشہور ہے۔ مہربانی کر کے بچھو کے زہر کو دور کرنے کے لیے چند ایسے سہل الحصول طریقے بتایئے جو میں گاؤں کے پریشان باشندوں کو بتا سکوں اور وہ آسانی سے عمل بھی کر سکیں۔

(راجندر سنگھ جونپور)

جواب :- (۱) باریک پتنگی کاغذ خالص گھی سے چکنا کر کے اس پر ہلدی کا سفوف پھیلا دیجیے اور مریض کو سگریٹ کی طرح پلا دیجیے۔

(۲) معمولی نمک پیس کر اسے سرکہ سے تر کیجیے اور جس جگہ بچھو نے ڈنک مارا ہو لیپ کیجیے۔ تھوڑی دیر میں درد رفع ہو جائے گا۔

(۳) چند زندہ بچھو پکڑ کر میتھی لیٹڈ اسپرٹ میں ڈال دیجیے ایک ہفتہ بعد اسپرٹ باریک کپڑے میں چھان کر بوتل میں بھر لیجیے جس مقام پر بچھو کاٹے وہاں اس اسپرٹ کی مالش کیجیے فائدہ ہوگا۔

(۴) برف اگر گاؤں میں دست یاب ہو سکے تو اس کے پانی کو بار بار زخم پر ٹپکانا بہت مفید ہے۔

سر کے بالوں کی نگہداشت!

چہرے کی خوش نمائی کا انحصار بہت کچھ سر کے بالوں پر ہے۔ بال اگر لمبے، خوش رنگ اور چمکدار ہوں تو چہرے کی دل کشی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور آئے دن کے مشاہدے سے ایسی مثالیں بھی بکثرت دست یاب ہوتی ہیں کہ محض سر کے بالوں کی بدنمائی سے حسین چہرہ بھی جاذبیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جن خواتین کو حسن کی دولت عزیز ہو انھیں اپنے بالوں کی حفاظت و نگہداشت کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔

ہمیں یہ حقیقت پیش نظر رکھنا چاہیے کہ سر کے بال اس وقت تک کبھی اچھی حالت میں نہیں رہ سکتے جب تک کہ ان کی مناسب دیکھ بھال نہ کی جائے۔ بالوں کے نشوونما کا دارومدار اُن بہت ہی ننھے ننھے غدودوں پر ہے جو کاسۂ سر میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ان غدودوں میں سے ایک خاص قسم کا روغنی مادہ خارج ہوتا رہتا ہے جس سے بالوں کو غذائیت اور نشوونما حاصل ہوتا ہے۔ جب خرابیٔ صحت یا بے احتیاطی کی بنا پر ننھے ننھے غدودوں میں روغنی مادہ پیدا کرنے کی قوت کم یا زائل ہو جائے تو بال سخت اور بدرنگ ہو جاتے یا گرنے لگتے ہیں۔

سر کے غدودوں کو اچھی حالت میں رکھنے کے لیے اپنی صحت کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ حفظ صحت کے اصول تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ سادہ زود ہضم غذا، صاف ہوا، ورزش، دھوپ، صاف پانی، یہی چند چیزیں وہ ہیں جن کی بنیادوں پر صحت کا ایوان بلند تیار ہوتا ہے۔ ایسی غذائیں استعمال کرنی چاہییں جن سے اعضائے رئیسہ اور خاص کر دماغ کو تقویت حاصل ہو۔ شبانہ روز کی محنت یا ہجوم افکار سے اگر دماغ کمزور ہو جائے تو سر کے بال لازمی طور پر گرنے لگتے ہیں۔ بالوں کی خوش نمائی اور خوش رنگی قائم رکھنے کے لیے ضعف دماغ کی شکایت دور کرنا بہت ضروری ہے۔

دوسرے اعضائے جسم کی طرح سر کی جلد کو بھی کسی نہ کسی حد تک ورزش کی ضرورت ہوتی ہے اور کاسۂ سر کی جلد کی بہترین ورزش یہ ہے کہ کوئی اچھا تیل لے کر اسے روزانہ چند منٹ کے لیے انگلیوں سے خوب رگڑا جائے۔ اس طرح سر کی جلد میں خون کی گردش جاری ہو جاتی ہے اور اس سے بالوں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر سر کے بال گر رہے ہوں تو رات کو سوتے وقت سر کے اس حصے کو جہاں گنج کی شکایت بڑھ رہی ہو، برش سے اس قدر رگڑیں کہ جلد میں ہلکی سی سوزش پیدا ہو جائے۔ اس کے بعد کسی اچھے مقوی دماغ تیل کی مالش کریں۔ اس طریقہ پر چند روز عمل کرنے سے بالوں میں ازسرنو زندگی پیدا ہو جاتی ہے اور ان کا گرنا بند ہو جاتا ہے۔

بالوں کی خوش رنگی اور خوش نمائی برقرار رکھنے کے لیے ان کی صفائی بھی بہت ضروری ہے۔ اگر بالوں کی صفائی کا خیال نہ رکھا جائے تو حفظِ صحت کی تمام تدابیر اور مقوی دماغ غذاؤں اور دواؤں کے باوجود بال گرنے لگتے ہیں۔ بالوں کی جڑوں میں میل کا جمنا ان کے لیے سم قاتل ہے۔ روزانہ غسل نہ صرف صحت بلکہ بالوں کی نگہداشت کے لیے بھی بہت ضروری ہے۔ بازاروں میں جو عام طور پر سستے صابن فروخت ہوتے ہیں ان کا استعمال سر دھونے کے لیے مناسب نہیں کیوں کہ ان میں سجی وغیرہ کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ اور بالوں کو صدمہ پہنچتا ہے۔ نفیس ہلکے صابن جو مقابلتاً قیمتی ہوتے ہیں، اگر ان کے خریدنے کی مقدرت نہ ہو تو سر دھونے کا کوئی ایسا قدیم دیسی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو حفظ صحت کے خلاف نہ ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کھلی سے سر خوب صاف ہو جاتا ہے اور بیشتر ہندستانی گھروں میں اب بھی اس کا رواج ہے۔ لیکن اس طریقے میں ایک بہت بڑا نقص یہ ہے کہ غسل کے بعد کنگھی کے ذریعے کھلی کی بھوسی اور ذرّوں کو بالوں سے نکالنے میں بہت وقت صرف ہوتا ہے اور یہ وہ مستقل زحمت ہے جسے موجودہ زمانہ کی مصروف خواتین بآسانی برداشت نہیں کر سکتیں۔ ہندستانی دیہات میں چکنی مٹی سے بھی سر دھونے کا بھی رواج ہے۔ لیکن اسے نفاست پسند طبیعتیں گوارا نہیں کر سکتیں۔ ریٹھے سے سر دھونا بیشتر حالات میں مفید ثابت ہوتا ہے۔

اور اس سے بالوں میں چمک پیدا ہوتی ہے۔

بالوں کی حفاظت کے سلسلے میں یہ پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے کہ نت نئے تیلوں کا استعمال بھی بالوں کے لیے مضر ثابت ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایک ہی قسم کا تیل جو بالوں کو موافق آجائے استعمال کرنا چاہیے۔ مختلف اقسام کے تیلوں کے کیمیائی اجزا مختلف ہوتے ہیں اور قدرتی طور پر ان کی خاصیتوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ کبھی ایک قسم کا تیل استعمال کرنا اور کبھی دوسری قسم کا تیل بالوں کے ساتھ دشمنی ہے۔

ذیل میں ایک ہیئر کریم بنانے کا طریقہ درج کیا جاتا ہے جس کا استعمال بالوں کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

گم ٹراگا کنتھ	دس حصے	ہائیڈرالک سائیٹرونیلول	دو حصے	پہلے گوند کو الکوہل میں
ٹنکچر آف ٹولو	پانچ حصے	لیناموں	پانچ حصے	ملا کر گلیسرین اور خوشبوئیں
الکوہل	پچاس حصے	بلانگ یلانگ آئل	دو حصے	شامل کر دیں۔ جب سب
گلیسرین	بیس حصے	روح یاسمین	ایک حصہ	چیزیں اچھی طرح مل جائیں
روغن بادام	دس حصے	پانی	۸۹ حصے	تو پانی آہستہ آہستہ ملا کر مرکب

کو گاڑھا ہونے دیں۔ اس کے بعد ململ کے ٹکڑے میں چھان کر بوتلوں میں بھر لیں۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس ہیئر کریم کی خوبی کا انحصار گوند پر ہے۔ لہٰذا گوند ہمیشہ خالص اور عمدہ خریدنا چاہیے۔

گرمی کا موسم مرا گزار رہنے کے لیے نہیں ہے!

ایک قابلِ عمل پروگرام

ہائے گرمی! آسمان سے آگ برس رہی تھی۔ زمین آگ اگل رہی تھی۔ ہوا میں آگ کے شعلے دوڑتے پھر رہے تھے۔ اوپر آگ تھی، نیچے آگ تھی، ہر طرف آگ تھی اور اس آگ میں انسان اور حیوان جھلس جھلس کر دم دے رہے تھے۔

غریب مزدور جس کی پیدائش کا مقصد ہی غالباً یہ ہے کہ فاقہ کرے، مصیبتیں اٹھائے اور فنا ہو جائے، اس جہنمی موسم میں تپتی ہوئی زمین پر چلا جا رہا تھا۔ اسے یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ جہنم میں ہو۔ یکایک اس کے قدموں کو لغزش ہوئی اور چند منٹ کے بعد وہ بیہوش تھا۔

غریب دم توڑ رہا تھا اور دولت مند انسان اپنی ثروت اور دولت سے اس جہنمی موسم کا مقابلہ کر رہا تھا۔ لیکن پھر بھی اس دولت مند انسان کو کسی طرح چین نہ ملتا تھا۔ بجلی کے پنکھوں اور خس کی ٹٹیوں نے باہر کی آگ سے تو اسے کسی حد تک محفوظ کر دیا تھا، لیکن جسم کے اندر کی آگ اسے پھونکے ڈالتی تھی اور وہ یہ محسوس کر رہا تھا جیسے اس کی رگوں میں خون کے بدلے آتشِ سیال گردش کر رہی ہو۔ اندر کی آگ اسے جھلسے دیتی تھی اور وہ ہر لحظہ نڈھال ہوتا چلا جا رہا تھا۔ غرض ہر طرف ایک قیامت برپا تھی۔ نہ امیر کو چین تھا نہ غریب کو، نہ سرمایہ دار کو قرار تھا نہ مزدور کو۔ ہر شخص تڑپ رہا تھا اور بے چین تھا اور یہ محسوس کر رہا تھا جیسے قدرت بنی نوع انسان سے کسی بہت بڑے گناہ کا انتقام لے رہی ہے۔

جسم کا سارا نظام درہم برہم

گرمی کی شدت بلاشبہ ایک بڑی مصیبت ہے جو انسان کے تمام جسمانی نظام کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کا دماغ جواب دے دیتا ہے، غیر دماغی کام کرنے والوں کے اوسان ٹھکانے نہیں رہتے اور جسمانی محنت کرنے والوں کو تو یہ محسوس ہوتا ہے گویا کسی نے ان کے جسم سے جان نکال لی ہو۔

جسمانی نظام کی اس برہمی کا یہ سبب ہے کہ اس موسم میں ہمیشہ کارکردگی کا اوسط بہت کم ہو جاتا ہے جس سے عوام کی اقتصادی حالت پر بھی بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اطبا اور ڈاکٹر اس موسم کو انسانی زندگی کے لیے بیحد خطرناک سمجھتے ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ گرمی کی زیادتی کی وجہ سے روح بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے اور جسم کی وہ رطوبت خشک ہونے لگتی ہے جس پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ نیز دماغی کیفیت اعتدال پر نہیں رہتی۔ قلب کی حرکت تیز ہو جاتی ہے، معدہ کمزور اور خراب ہو جاتا ہے۔ جگر میں حدت بڑھ جاتی ہے اور بے شمار مہلک اور خوفناک بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں۔

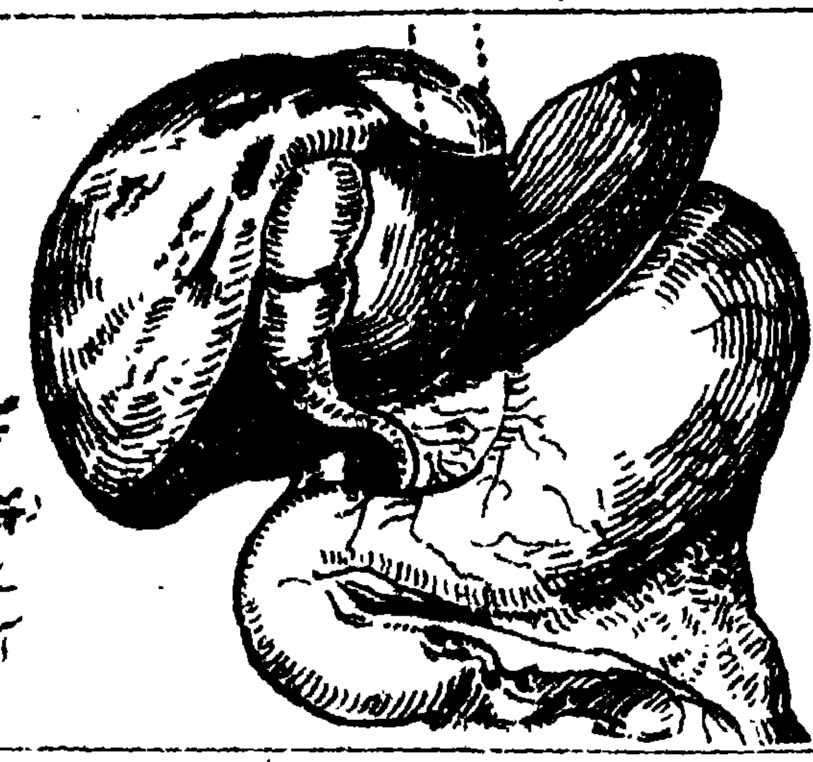
جسم کو اس خوفناک موسم سے کیوں کر بچایا جائے؟

گرمی کے موسم کے ان خوفناک اثرات کو دیکھتے ہوئے قدرتی طور پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس جہنمی موسم سے جسم کو کیونکر محفوظ رکھا جائے۔ اس سوال کا بہترین جواب تو سائنس کی جدید ترین دریافت ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ طبِ قدیم اور طبِ جدید دونوں کا لبِ لباب آپ کے سامنے پیش کر دیں تاکہ آپ دونوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

قدیم اطبا نے اس جہنمی موسم سے محفوظ رہنے کے لیے جو ہدایتیں دی ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) دھوپ اور گرمی سے بچو۔ دھوپ اور گرمی کے وقت ہرگز گھر سے باہر نہ نکلو۔

محنت کرنے کے باوجود کبھی تھکن محسوس نہیں ہوتی ہے کے علاوہ انتہائی محنت کے باعث قدرتاً عضلات کی حرکت سے جو زیادہ حرارت پیدا ہوتی ہے اسے شربت روح افزا کے مؤثر اجزا پسینے کی گلٹیوں پا اثر ڈال کر پسینے کی راہ سے خارج کرکے جسمانی حرارت کو اعتدال پر لا رہے۔



جگر اور پتہ

ان دونوں عضو کے افعال شربت روح افزا کے استعمال سے صحیح رہتے ہیں اور وہ خصوصاً جگر (جیسے ٹکسال) کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کے لیے آزاد نہیں چھوڑتا۔

"شربت روح افزا" کا ایک نمایاں فائدہ یہ ہے کہ یہ شربت جگر کے افعال کی نگرانی کرکے جگر کو طبعی مقدار سے زیادہ صفرا پیدا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ نیز آنتوں میں صفرا یعنی پت کی تراوش کو اس درجہ باقاعدہ رکھتا ہے کہ نہ تو صفرا زیادہ مقدار میں آنتوں پر گر کر صفراوی دستوں کا باعث ہو سکتا ہے اور نہ اس کے نہ ٹپکنے کی وجہ سے قبض کا اندیشہ رہتا ہے۔ "شربت روح افزا" ہمیشہ جگر کے فعل کو درست رکھتا ہے اور کبھی یہ موقع نہیں دیتا کہ صفرا معمول سے زیادہ جمع ہو کر دردِ سر، متلی، قے اور دستوں وغیرہ کا باعث بن سکے۔

گردوں کی حفاظت کے لیے بھی "شربت روح افزا" لاجواب چیز ہے یہ گردوں کے مزاج اور ان کے افعال کو گرمی کے اثر سے بچاتا ہے اور اس کی مدد سے گردے خون کے خراب اجزا کو بدستور پیشاب کے راستے سے خارج کرتے رہتے ہیں۔

شربت روح افزا کا اثر اعضائے رئیسہ پر اثر

"شربت روح افزا" اعضائے رئیسہ کے اندر نئی زندگی اور نئی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ یہ دل، جگر، معدہ اور گردوں کے کاموں پر پورا اثر ڈالتا ہے



دماغ کے نیچے کا حصہ

جس کے پچھلے حصہ میں راس النخاع (میڈلا) کے پاس وہ مراکز ہوتے ہیں جو انسان کے جسم میں حرارت پیدا کرتے ہیں اور اس کو اعتدال پر رکھتے ہیں۔ شربت روح افزا معدہ میں داخل ہوتے ہی پٹھوں کے ذریعے سے ان مراکز پر اثر کرتا ہے اور اس طرح جسم کی حرارت اعتدال پر رہتی ہے۔

دماغ کے تلے میں راس النخاع (میڈلا) کے پاس جو مرکز مولد حرارت (تھرموجے نے ٹک سنٹر) مخرج حرارت (تھرمولائی ٹک سنٹر) اور مرکز معدل حرارت (تھرموٹک سنٹر) ہوتے ہیں انھیں شربت روح افزا ہمیشہ معتدل حالت پر رکھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم میں زیادہ حرارت پیدا ہی نہیں ہوتی۔

"شربت روح افزا" چونکہ مرکز حرارت پر پورا پورا قابو رکھتا ہے اور طبیعت میں یکسانیت، ہم آہنگی اور اعتدال قائم رکھتا ہے، اس لیے اس کے استعمال کرنے والے گرمی کی تقریباً اُن تمام مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں جو عموماً حرارت کے حد اعتدال سے بڑھ جانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ "شربت روح افزا" کا یا تنا بڑا کرشمۂ کمال ہے جس کے مقابلہ میں نہ طبِ قدیم کی کوئی ایجاد پیش کی جا سکتی ہے اور نہ طبِ جدید کی۔

شربت روح افزا (رجسٹرڈ) کے قیمتی اجزا

شربت روح افزا، جو ہمدرد دواخانہ میں ۳۰ سال سے تیار ہوتا ہے اور آج کل جسے جدید سائنٹفک اصول پر بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک لاجواب ایجاد ہے جس نے دنیائے طب میں ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے۔ اس بے نظیر اور لاجواب شربت کو انار، سیب، انگور، سنترہ، انناس، بہی، فالسہ، آلوچہ اور دوسرے بہترین تازہ پھلوں کے رسوں سے کیمیائی طریقوں سے تیار کیا جاتا ہے پھلوں کے

ں کے علاوہ اس میں ان تمام بیش قیمت دواؤں کی رُوح ڈالی جاتی ہے جو حیاتِ انسانی کے لیے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں نیز بیدمشک کیوڑہ اور بنفشہ
ت لطیف اور قیمتی پھولوں کا عرق اس شربت میں شامل کیا جاتا ہے اور اس کے بعد زمانہ حاضرہ کی بہترین مشینری کے ذریعہ اسے پایۂ تکمیل کو
پہنچایا جاتا ہے۔

شربت رُوح افزا کی تیاری کا اہتمام

شربت رُوح افزا کی تیاری کے لیے کس قدر اہتمام کیا جاتا ہے اس کا اندازہ اس سے فرمائیے کہ مختلف موسموں میں پیدا ہونے والے
پھلوں تازہ پھولوں اور تازہ میووں کے عرق ان ہی مخصوص موسموں میں نکال لیے جاتے ہیں جن موسموں میں یہ پھل پھول اور میوے پیدا ہوتے
تاکہ ان کے اثر میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ اور پھر ان عرقوں کو سائنٹفک اصولوں کے مطابق اس وقت تک محفوظ رکھا جاتا ہے جب تک کہ
شربت رُوح افزا کی تیاری نہ شروع ہو جائے۔

ذرا غور فرمائیے کہ صرف ان عرقوں کو خاص موسموں میں حاصل کرنا اور پھر ان کو شربت رُوح افزا کی تیاری کے زمانہ تک محفوظ رکھنا اپنی جگہ
قدر دشوار کام ہے۔ یہ سب کچھ محض اس لیے کیا جاتا ہے کہ تازہ پھلوں، تازہ پھولوں اور تازہ میووں کا سو فیصد اثر اس شربت میں آجائے۔

حقیقت یہ ہے کہ "شربت رُوح افزا" کی تیاری میں جو جدید سائنٹفک طریقے اختیار کیے جاتے ہیں وہ ہندستان کی فن دواسازی میں انقلاب کے
ں ہیں ہندستان میں صرف "ہمدرد دواخانہ" کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ دواسازی کے لئے یورپ و امریکا کی جدید ترین مشینری سے کام لے رہا ہے ہندستان میں
یہی ایک ایسا دواخانہ ہے جہاں ہاتھ لگائے بغیر دوائیں مشینری کے ذریعہ سے تیار ہوتی ہیں اور پیک کی جاتی ہیں۔ چنانچہ شربت رُوح افزا کی تیاری کے
سب سے پہلے جدید آلات کے ذریعہ سے پھلوں، پھولوں، میووں اور دواؤں کا جوہر نکالا جاتا ہے۔ اس کے بعد شربت رُوح افزا کی تیاری اس عجیب
دیگ میں شروع ہوتی ہے جس میں حرارت، وزن، مقدار اور شربت کا قوام معلوم کرنے کے لیے آلات لگے ہوئے ہیں۔ یہ دیگ ایک ہی وقت میں
ہزار سے زیادہ شربت کی بوتلیں تیار کر دیتی ہے۔ تیاری کے بعد مشین ہی کے ذریعہ سے شربت صاف کیا جاتا ہے، بوتلوں میں بھرا جاتا ہے اور مشین ہی
ذریعہ بوتلوں کو اس طرح پیک کیا جاتا ہے کہ یہ شربت جب بھی بوتل سے نکلتا ہے اسی طرح تازہ ہوتا ہے جیسے ابھی دس منٹ پہلے بوتلوں میں بھرا گیا ہو
شربت رُوح افزا کی تیاری کے لیے جو غیر معمولی اہتمام کیا گیا ہے اس کی مثال شاید یورپ اور امریکا میں تو مل جائے لیکن ہندستان میں ملنی ناممکن ہے
غیر معمولی اہتمام ہی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ شربت طبی نقطۂ نظر سے کس قدر بلند حیثیت رکھتا ہے۔

موسم گرما کی تمام بیماریوں کا بہترین علاج :-

شربت رُوح افزا کی لذت اور کیف کو دیکھتے ہوئے کسی کو یہ محسوس بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ مفرح شربت صرف شربت ہی نہیں ہے بلکہ موسم گرما کی
تمام بیماریوں کی ایک بہترین دوا بھی ہے۔

ایک دو نہیں ہندستان کے لاکھوں آدمیوں کا ذاتی تجربہ ہے کہ "شربت رُوح افزا" کے پینے کے بعد موسم گرما کی ان خطرناک بیماریوں سے تحفظ
ہے جن کی وجہ سے لاکھوں انسان ہر سال ہندستان میں مر جاتے ہیں یا اپنی تندرستی کھو بیٹھتے ہیں۔ ذیل میں ہم مختصر طور پر ان چند شکایتوں اور
ن پر روشنی ڈالیں گے جن کے لیے "شربت رُوح افزا" اکسیر کا کام دیتا ہے۔

جسم میں آگ کا محسوس ہونا

گرمی کے موسم کے شروع ہوتے ہی ہندستان کے نوے فی صدی باشندے یہ محسوس کرنے لگتے ہیں جیسے جسم کے اندر آگ لگی ہوئی ہو اور حلق خشک ہوا جا رہا ہو جب یہ کیفیت محسوس ہو تو "شربت
افزا" کا ایک گلاس صبح کو نہار منہ پی لیا جائے۔ اگر برف مل جائے تو اسے بھی شامل کر لیا جائے۔ اس کے بعد نہ تو ضرورت سے زیادہ گرمی محسوس
ہوگی اور نہ پیاس ہی بار بار لگے گی اور نہ گرمی کے خراب اثرات جسم پر کوئی ناگوار اثر پیدا کر سکیں گے۔ جو حضرات صبح کو ناشتہ میں دودھ کے عادی
، دودھ ہی میں شربت رُوح افزا ڈال لیں۔ شربت روح افزا کو دہی کی لسی میں بھی ملا کر پیا جا سکتا ہے۔ دودھ اور لسی کا ذائقہ
شربت روح افزا سے بہت ہی خوش گوار ہو جاتا ہے۔

دماغ اور جسم کی تھکن

گرمی کی زیادتی کا عموماً یہ اثر ہوتا ہے کہ جو لوگ دماغی کام کرنے کے عادی ہیں، ان کا دماغ ذرا سے کام کے بعد ہی تھکن محسوس کرنے لگتا ہے۔ دماغی تھکن کے علاوہ جسم بھی ٹوٹنے لگتا ہے جب یہ کیفیت محسوس ہو تو فوراً
روح افزا کا ایک گلاس پی لیا جائے۔ اس کے پیتے ہی اعصاب اور دل و دماغ میں ایک نئی قوت اور نئی زندگی محسوس ہونے لگے گی اور
جو گر رہی تھی فوراً تر و تازہ ہو جائے گی۔

کھیل کود کی تھکن ہاکی، ٹینس، فٹ بال، گولف، بیڈمنٹن اور اسی قسم کے ورزشی کھیلوں کے بعد جب پسینہ کثرت سے بہنے لگے اور دل کی حرکت سست اور کمزور ہو رہی ہو، تھکن، اضمحلال اور خشکی محسوس ہو رہی ہو تو شربت روح افزا کا استعمال کر لیا جائے تو یہ تمام شکایتیں حیرت انگیز طریقہ پر دُور ہو جائیں گی۔ شربت روح افزا کو صرف شربت ہی کی صورت میں پینا ضروری نہیں ہے، جو حضرات سوڈا پینے کے عادی ہیں وہ اسے سوڈا واٹر میں ملا کر پییں تو فائدے کے علاوہ ایک خاص لذت بھی محسوس ہوگی۔

شربت روح افزا کا بدل ماءالصحت (رجسٹرڈ) اگرچہ شربت روح افزا اپنی شان کا بالکل انوکھا شربت ہے اور اس کے خواص کسی دوسرے شربت یا عرق میں جوں کے توں منتقل نہیں ہو سکتے۔ تاہم ہمدرد دواخانہ نے دُور دراز اور غیر ممالک میں رہنے والے ان حضرات کی خاطر جو شربت روح افزا حاصل نہیں کر سکتے ایک عجیب عرق ماءالصحت کے نام سے ایجاد کیا ہے جس میں انار، انگور، سنترہ، بہی، انناس، فالسہ وغیرہ کے تازہ رس بھی شامل ہیں۔ نیز مفرح اور مقوی قلب و دماغ دوائیں بھی شامل کی ہیں۔ تاکہ دور دراز مقامات پر رہنے والے شربت روح افزا کا بہترین بدل حاصل کر سکیں۔

"ماءالصحت" صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو کسی وجہ سے اس شربت کو حاصل نہیں کر سکتے۔ ماءالصحت کو معمولی شکر یا قند کے شربت میں ملا کر پیا جا سکتا ہے بالکل شربت روح افزا کا لطف آتا ہے اور شربت روح افزا کے زیادہ سے زیادہ فوائد بھی اس میں موجود ہیں۔

دردِ سر کے لیے بے حد مفید گرمی سے زیادہ تر صفراوی یا دموی درد سر ہوا کرتا ہے۔ صفراوی درد سر میں منہ کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے، پیاس بہت لگتی ہے۔ اُبکائیاں آتی ہیں۔ اور دموی درد سر میں آنکھوں اور چہرہ کا رنگ سرخ ہوتا ہے، سر بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کا درد سر لُو لگنے سے بھی ہوتا ہے۔ بعض اوقات گرمی میں دماغی کام کرنے کی وجہ سے بھی سر میں درد ہونے لگتا ہے۔ صفراوی درد سر میں شربت روح افزا ۴ تولے، پانی یا عرق بیدمشک ۱۲ تولے میں ڈال کر پلائیں۔ پیشانی پر "قلزم" کی پھریری لگا دیں یا ہمدرد مرہم مل دیں۔ شربت روح افزا پہلی ہی خوراک میں صفرا یا پت کو جو غیر طبعی طور پر معدہ پر گر کر درد سر پیدا کرتا ہے، روک دیتا ہے اور درد سر دُور ہو جاتا ہے۔ اگر شربت روح افزا نہ ہو تو ماءالصحت ۲ تولے معمولی شربت میں ملا کر پلائیں۔ درد سر دموی میں شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں ڈال کر پلائیں۔

دماغی کام کرنے سے اگر درد سر ہوا ہو، جو اکثر مصنفین، وکیلوں، ایڈیٹروں، دفتر کے کلرکوں اور محنتی طالب علموں کو ہوا کرتا ہے، تو درد سر یا تھکن کا احساس ہوتے ہی شربت روح افزا ۵ تولے برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر نوش کریں۔ اس سے فوراً درد اور تھکن دُور ہو جائے گی اور دماغ تازہ ہو کر کام کی طرف لگ جائے گا۔

لُو لگنا (سن اسٹروک) جب سخت گرمی پڑتی ہے اور سورج کی تیزی بڑھ جاتی ہے تو ہندستان کے گرم شہروں میں مئی، جون اور جولائی میں لُو لگنے کے حادثے ہوا کرتے ہیں جن مقامات پر گرمی ۱۰۸ سے ۱۲۰ فارن ہیٹ تک ہوتی ہے، وہاں آدھی رات گزر جانے پر بھی لُو لگ جایا کرتی ہے۔ لُو لگنے پر مریض کے دل پر گرمی کا احساس ہوا کرتا ہے۔ سر چکراتا ہے، قے آتی ہے، آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ نبض کمزور ہو جاتی ہے۔ سانس تنگ ہو جاتا ہے، پھر بے ہوشی ہو جاتی ہے۔ لُو کے سخت حملے کی صورت میں دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے اور مریض مر جاتا ہے۔ لُو کا کوئی حادثہ ہونے پر مریض کو فوراً آرام سے لٹا کر سر پر ٹھنڈا پانی ڈالیں اور شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں شامل کر کے پلائیں۔ لخلخہ سرد سنگھائیں۔ جب پیاس معلوم ہو تو شربت روح افزا عرق بیدمشک میں ملا کر پلائیں۔ شربت روح افزا نہ ہو تو ماءالصحت ۲ تولے سے ۵ تولے تک مصری یا قند کے شربت میں ملا کر اور ٹھنڈا کر کے پلائیں۔

نسخہ لخلخۂ سرد: عطر خس۔ عطر صندل۔ روغن گل ہموزن۔

اختلاج یا دل کی دھڑکن گرمی کی شدت یا لُو لگنے سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں طبیعت بے چین ہوتی ہے۔ دل ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جب دل کی حرکت تیز ہو اور طبیعت پر وحشت کے آثار نمایاں ہوں تو فوراً شربت روح افزا ۵ تولے ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس میں ملا کر پلائیں۔ بکری یا گائے کے دودھ میں شربت روح افزا ڈال کر پینے سے دل کی دھڑکن دُور ہو جاتی ہے۔ دل مستقل طور پر کمزور ہو تو خمیرہ مروارید یا خمیرہ زہرمہرہ ۴ ماشے کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا ۴ تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر پییں۔

پیاس کی زیادتی پیاس اس احساس کا نام ہے جو سرد تر چیز کی طلب کو ظاہر کرتا ہے۔ جب پانی کی مقدار خون میں کم ہو جاتی ہے تو پیاس

معلوم ہوتی ہے۔ گرمی میں پیاس بہت لگتی ہے۔ پیاس کے وقت اگر عمدہ پانی دستیاب نہ ہو اور خراب پانی پینے میں آجائے جیسا کہ [illegible] کا ریل کے سفر میں ہوا کرتا ہے، تو خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آدمی ہر وقت گھر پر نہیں رہتا اور جب سفر میں ہوتا ہے تو جگہ جگہ کا پانی پینا پڑتا ہے جس کے اچھا ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ اس قسم کا پانی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ اس لیے گرمی میں خاص طور پر اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ پیاس کم لگے۔ گرمی میں کبھی معدہ، جگر اور گردوں کا مزاج گرم ہو جانے کی وجہ سے پیاس بار بار لگتی ہے مگر پانی پینے سے تسکین نہیں ہوتی۔ پانی پینے سے پیٹ پھول جاتا ہے۔ ذیابیطس کی وجہ سے بھی پیاس بڑھ جاتی ہے۔

علاج:- گرمی میں پیاس کی شدت سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ صبح کو دن چڑھنے سے پہلے ۴ تولے **شربت روح افزا** ٹھنڈے پانی یا دودھ یا دہی کی لسی میں ڈال کر پی لیں۔ اس ترکیب سے جگر، معدہ اور گردوں پر اتنا اچھا اثر پڑتا ہے کہ دن بھر پیاس کی شدت نہیں ہوتی۔ اور پسینے کی گلٹیوں (غدود عرقیہ سوئٹ گلینڈس) کا فعل باقاعدہ رہتا ہے اور پسینہ ضرورت سے زیادہ خارج نہیں ہوتا۔ سخت گرمی کے وقت بھی طبیعت کام کرنے پر حاضر رہتی ہے۔ پیاس کی شدت کے مریضوں کو شربت روح افزا ۵ تولے نہایت ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پلائیں۔ پہلے ہی گلاس میں پیاس کو سکون ہو جاتا ہے۔ ضرورت ہو تو ایک گھنٹے بعد دوسرا گلاس پلائیں۔ ذیابیطس کے مریضوں کو پیاس کی زیادتی میں "دولابی" ایک قرص کھلا کر اوپر سے شربت روح افزا ۵ تولے (چھاچھ۔ مٹی) ۱۵ تولے میں ملا کر پلائیں۔ اس سے اصل مرض کا بھی قلع قمع ہو جائے گا اور پیاس بھی دور ہو جائے گی۔ تین چار ہفتہ مسلسل یہ عمل کریں۔ شربت روح افزا موجود نہ ہونے کی صورت میں ماءالصحت ۲ تولے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قے اور متلی گرمی میں جگر کے فعل کی خرابی کے باعث صفرا غیر معمولی طور پر معدہ میں گر کر پیاس، قے اور متلی وغیرہ کی شکایتیں پیدا کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں شربت روح افزا ۴ تولے پانی میں گھول کر تھوڑا تھوڑا پلائیں یا شربت روح افزا ۲ تولے عرق پودینہ ۵ تولے یا عرق گلاب ۵ تولہ میں ڈال کر پییں۔ برف مل جائے تو اس کو برف سے ٹھنڈا کر لیں اور ذرا ذرا سا شربت روح افزا چاٹتے رہیں۔ جی چاہے تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا شامل کر کے پییں۔ جہاز، ریل اور بیل گاڑی وغیرہ میں بیٹھنے سے جو قے آنے لگتی ہے اس میں بھی شربت روح افزا نہایت مفید ہے۔ ۲ تولے شربت پانی سوڈا واٹر میں ڈال کر پلائیں۔ حاملہ عورتوں کی قے میں بھی شربت روح افزا تریاق ثابت ہوا ہے۔ ذرا ذرا سا شربت چٹائیں یا پودینے کے عرق میں ۲ تولہ شربت روح افزا ڈال کر نوش کریں۔ گرمی کے تمام بخاروں میں قے، پیاس، درد سر اور ہذیان کو رفع کرنے کی غرض سے شربت روح افزا اسی طرح استعمال کریں۔

بھوک بند ہو جانا گرمی کی شدت میں اکثر بھوک بند ہو جاتی ہے یا کم لگتی ہے۔ ایسی صورت میں صبح سویرے نہار منہ ۴ تولے شربت روح افزا پانی یا دودھ میں ڈال کر پییں اور دوپہر تک کچھ نہ کھائیں۔ کھانے کے وقت میں بھوک کا احساس ہونے لگے گا اور سب معمول غذا خوب کھائی جائے گی۔

اچانک بے ہوشی بعض اوقات گرمی میں مجمع میں بیٹھنے یا ریل اور سڑک پر چلتے چلتے آدمی بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ اس قسم کی بے ہوشی میں شربت روح افزا چار تولے ٹھنڈے پانی میں ملا کر تھوڑا تھوڑا بے ہوش آدمی کو پلائیں۔ نہ پی سکے تو چمچے سے حلق میں اتاریں۔ اگر مل سکے تو عرق بید مشک ۵ تولے عرق کیوڑہ ۵ تولے بھی شامل کر دیں۔

صفراوی یا پت کے دست گرمی کے موسم اور گرم مقامات پر غذا کی خرابی سے اکثر صفراوی یا پت کے دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے۔ بچوں کے اس قسم کے دستوں سے تو ہیضے کا شبہ ہو جاتا ہے۔

دست شروع ہوتے ہی بڑے آدمی کو شربت روح افزا ۴ تولے، عرق گلاب ۱۰ تولے یا عرق پودینہ ۱۲ تولے یا صرف پانی میں ڈال کر پلائیں۔ اگر پیاس معلوم ہو تو سوڈا واٹر میں شربت روح افزا ڈال کر پلائیں۔ بچوں کو شربت روح افزا ایک تولہ یا دو تولے، عرق گلاب ۳ تولے میں ملا کر، اگر سبز رنگ کے دست ہوں تو اسی شربت میں ذرا سا نارجیل دریائی اور زہر مہرہ بھی گھس کر دیں۔

بے خوابی یا نیند نہ آنا گرمی میں جگر کی خرابی، قبض یا بدہضمی کی وجہ سے یہ شکایت ہو جاتی ہے۔ نیند بالکل نہیں آتی یا کم آتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو بھی نیند نہ آنے کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت پیش آنے پر شام کا کھانا سونے سے ۴ گھنٹے پہلے کھا لیا کریں اور رات کو سوتے وقت ۴ تولے شربت روح افزا ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پی لیا کریں۔ اس سے اکثر پہلے ہی دن گہری اور آرام کی نیند آجاتی ہے۔ حاملہ عورتوں کو ایام حمل میں نیند نہ آئے تو وہ بھی شربت روح افزا اسی ترکیب سے استعمال کر سکتی ہیں۔ سر میں تیل ڈالنے کی عادت ہو تو معمولی بازاری تیلوں کی جگہ "روغن بے نظیر" اچھی طرح سر میں مل لیا کریں۔

طبیعت کا گرا گرا رہنا گرمیوں میں دل کی حرکت کم زور ہو جاتی ہے۔ اس لیے اکثر طبیعت افسردہ اور گری گری رہتی ہے۔ شربت روح افزا

[illegible] اس کے استعمال سے طبیعت بشاش اور خوش ہو جاتی ہے جس وقت طبیعت گری گری ہو تو شربت [illegible]
[illegible] پی لیں۔ صبح و شام عادتاً شربت رُوح افزا پیتے رہیں تو یہ شکایت پیدا ہی نہ ہوگی۔
[illegible] بہت بڑے ہوتے ہیں۔ موسم کی گرمی کے باعث جسم پر حرارت زیادہ ہو جاتی ہے [illegible]
[illegible] دماغی کام کرنے والوں کے مزاج میں جن میں ایڈیٹروں سے لیکر دفتروں کے کلرک تک شامل ہیں [illegible] پیدا ہو جاتا ہے
[illegible] اور معمولی معمولی اسباب پر وہ بیوی، بچوں اور ملازموں پر خفگی کا اظہار کرتے ہیں حقیقت میں یہ [illegible]
کا نتیجہ ہے [illegible] عجیب مرض ہیں، جب بیوی اپنے شوہر کا انتظار خوف و ہراس کے ساتھ کیا کرتی ہے اور بچے شفیق باپ [illegible]
خاموش ہو جاتے ہیں، شربت رُوح افزا نہایت مفید ہوتا ہے۔ ۴ تولے شربت رُوح افزا برف کے ٹھنڈے پانی میں ڈال کر
آتش مزاج شوہر یا باپ کو پلا دینا چاہیے۔ جلد یہ چڑچڑاپن اور غصے کی عادت دُور ہو جائے گی۔

نکسیر کا مرض

گرمی کے موسم میں گرمی اور خشکی کے باعث نکسیر پھوٹنے لگتی ہے اور سیروں خون ضائع ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو یہ شکایت ہو انہیں روزانہ صبح کو شربت رُوح افزا ۴ تولے پانی یا عرق شاہترہ میں ڈال کر پی لینا چاہیے۔

صفراوی یا پت کا بخار

یہ شدید قسم کا ملیریائی بخار ہے۔ محرقہ بھی اسی کی ایک خطرناک قسم ہے جس میں بخار بہت تیز ہوتا ہے۔

علاج: پہلے ہی دن شربت رُوح افزا ۳ تولے عرق کاسنی یا عرق شاہترہ ۱۰،۱۰ تولے میں ملا کر پلائیں اور روزانہ تین دن تک صبح و شام پلاتے رہیں۔ اس سے اخراج فضلات کا نظام درست اور باقاعدہ ہو جائے گا اور تیسرے دن بخار اتر جائے گا۔ اگر بخار نہ اُترے تو پھر چار دن یہی شربت روح افزا مذکورہ طریقے پر پلاتے رہیں۔ ساتویں دن شام کو قرص ملین دو عدد کھلائیں۔ صبح کو دو تین اجابتیں آکر طبیعت درست ہو جائے گی۔ غذا میں خرفہ، پالک، کدو وغیرہ کی ترکاری کھلائیں یا آش جو پلائیں۔

شربت رُوح افزا پارٹیوں میں

موسم گرما کی کوئی پارٹی جس میں شربت رُوح افزا نہ ہو کیف و سرور اور صحت و شادمانی کے لحاظ سے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جن پارٹیوں میں شربت رُوح افزا سے تیار کیا ہوا سُرخ رنگ کا سیّال سفید بلوری گلاسوں میں چمک رہا ہو وہ نتیجے کے لحاظ سے قطعاً کامیاب سمجھی جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اب کوئی پارٹی شربت رُوح افزا سے محروم رہنا نہیں چاہتی۔

شربت رُوح افزا کا آئس کریم: بعض جدّت پسند حضرات گائے کے عمدہ دودھ اور بالائی میں شربت روح افزا شامل کر کے آئس کریم بنا کر نوش کرتے ہیں۔ اس طریقے سے تیار کی ہوئی آئس کریم نہایت خوش ذائقہ، خوش رنگ اور مفرح ہوتی ہے۔ صاحبان ذوق اسے بے حد پسند کرتے ہیں۔

ہر مذہب و ملت کے لیے بے ضرر

شربت رُوح افزا، بوڑھوں، جوانوں، عورتوں، بچوں، سرمایہ داروں، مزدوروں، ہندوؤں، مسلمانوں، پارسیوں، عیسائیوں، مولویوں، پنڈتوں غرض ہر مذہب کے ہر عمر کے افراد کے لیے گرمی کا بہترین سائنٹفک تحفہ ہے۔ جس کو حاصل کرنے کی کوشش قطعاً دانشمندی اور دُور بینی ہے۔ اس میں کوئی ناجائز چیز شامل نہیں ہے۔

شربت رُوح افزا:- قیمت:- فی بوتل دو روپے (۶ر)

دہلی سے باہر کے شائقین کو چاہیے کہ وہ ریلوے کے ذریعہ سے پارسل منگائیں۔ ڈاک سے پارسل منگوانے میں خرچ زیادہ آتا ہے۔ دو دو، تین تین خریدار مل کر اگر شربت منگائیں تو ریلوے کے محصول میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔ ریلوے پارسل منگانے والے اصحاب اپنے اسٹیشن کا نام مع لائن صاف صاف لکھیں۔

دواؤں کی قیمتیں

جن دواؤں کا ذکر اس مضمون میں ہوا ہے اُن کی قیمتیں ناظرین کی سہولت کے لیے نیچے لکھی جاتی ہیں۔

نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت	نام ادویہ	مقدار	قیمت
خمیرہ زہر مہرہ	۱ تولہ	۸ر	روغن بے نظیر	۱ شیشی	۱۲ر	عرق بید مشک	۱ بوتل	۶	عرق کاسنی	۱ بوتل	۱۱ر	قل زم	۱ شیشی	[illegible]
خمیرہ مروارید	۱ "	۴ر	زہر مہرہ معمولی	۱ تولہ	۱۲ر	عرق پودینہ	۱ "	۱۴ر	عرق کیوڑہ	۱ "	۳ سے	ماء اللحم	۸ بوتل	[illegible]
دوالابی (ایک شیشی)	[illegible]	۳ سے	شربت روح افزا	۱ بوتل	عار	عرق شاہترہ	۱ "	۱۱	عرق گلاب	۱ "	عار	ناریل ملائی	۱ تولہ	۲ر
									قرص ملین	۱ درجن	۴ر	ہمدرد مربہ [illegible]	۱ ڈبہ	[illegible]

ہمدرد دواخانہ کی

مجلسِ تشخیص وتجویز

ہمدرد دواخانہ کی عالمگیر شہرت ومقبولیت اور اندرون ملک وبیرون ہند میں اس کے بڑھتے ہوئے اعتماد کے پیش
ِرد دواخانہ کے ہر شعبہ میں ایسے معقول اور وسیع انتظامات کیے گئے ہیں جن کے باعث دواخانہ ہر حیثیت سے مکمل اور
ـ کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید ہوگیا ہے۔ مجلس تشخیص وتجویز ان ہی انتظامات کا ایک اعلیٰ نتیجہ ہے۔

مجلس تشخیص وتجویز کی ضرورت واہمیت

ہمدرد دواخانہ کی شہرت وعظمت اور اس کی تیار کی ہوئی دواؤں کی زود اثری کے باعث تمام ہندستان بلکہ بیرون
ہند بھی ہمدرد دواخانہ کا حلقۂ اثر نہایت وسیع ہوگیا ہے اور بیرونجات سے روزانہ ہزاروں خطوط ایسے مایوس اور الجھے ہوئے
مریضوں کے دواخانہ میں موصول ہوتے ہیں جو مختلف علاجوں سے محروم ہوکر ہمدرد دواخانہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ
اس قسم کے خطوط غیر معمولی توجہ اور ہمدردی کے مستحق ہیں اور ان پر کوئی ایک طبیب سرسری طور پر غور کرنے کے بعد معقول نتیجہ اخذ
نہیں کرسکتا، بلکہ چند بہترین فنی دماغوں کی متفقہ کوششوں ہی سے ان تشخیصی رموز ونکات کو حل کیا جاسکتا ہے جن کے حل نہ ہونے
کے باعث مریض طویل عرصہ تک مالی قربانیوں کے باوجود اپنے مقاصد میں ناکام رہتے ہیں۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمدرد
دواخانہ کے نیک دل اور دردمند نگراں وسرپرست حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب قبلہ نے یہ انتظام کیا ہے کہ چند قابل
تجربہ کار اور حاذق اطبا کی ایک جماعت بنادی ہے۔ اسی جماعت کا نام **مَجلس تشخیص وتجویز** ہے۔ یہ مجلس باہر سے
آئے ہوئے خطوط اور مریضوں کو دیکھ کر ان کے امراض کی صحیح تشخیص کرکے مناسب اور زود اثر دوائیں اور ہدایات تجویز کرتی ہے۔

جماعتی اور انفرادی کاموں کا تفاوت

انفرادی اور جماعتی کاموں میں جو نمایاں فرق ہے اس کا ہندستان میں بہت کم احساس کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرزمینِ
ہند پر جو علمی یا فنی مہم شروع کی جاتی ہے اس کی حیثیت انفرادی ہوتی ہے۔ جماعتی نظام کا ہندستان میں بہت کم رواج ہے۔ اس کا
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس وقت کام بہت زیادہ ہوجاتا ہے اور ایک شخص اپنی ذاتی کوشش وتوجہ کی بدولت اس سے عہدہ برآ نہیں ہو
سکتا تو نظام میں ایک خاص قسم کا اختلال پیدا ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ فرد اور جماعت کا فرق اس قدر نمایاں ہے کہ اس پر زیادہ
لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک بہترین دماغ اپنی ذاتی کوششوں سے جو کچھ کرسکتا ہے چند بہترین دماغ جن کی ذہنی ودماغی قوتیں
نہایت اعلیٰ اور عوام سے ممتاز ہوں متحد ہوکر اس سے بہتر کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔ جماعتی نظام کے ان فوائد سے عوام
کو فائدہ پہنچانے ہی کے خیال سے مجلس تشخیص وتجویز کا قیام معرض وجود میں آیا ہے، تاکہ مایوس اور دل شکستہ مریضوں کے حالات
پر فنی نقطۂ نظر سے بحث وتمحیص کے بعد متعدد ماہر اور حاذق اطبا اپنی خداداد ذہانت وحذاقت کی امداد سے مرض کی صحیح تشخیص
کرکے مناسب اور شفابخش دوائیں تجویز کردیں۔

تشخیص وتجویز کی اہمیت

عِلاج معالجہ کے سلسلہ میں صحیح تشخیص اور مناسب تجویز کی وہی اہمیت ہے جو دشمن کو تاک کر پوری قادر اندازی کے

ساتھ اس پر تیر چلانے کی ہوسکتی ہے۔ دشمن کو پہچانے اور تاکے بغیر بڑے سے بڑا بہادر سپاہی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح مرض کے اصل اسباب سے لاعلم رہ کر کوئی طبیب خواہ کتنا ہی حاذق اور مشہور کیوں نہ ہو بے چین مریض کی مضطرب روح کے لیے باعث تسکین نہیں ہوسکتا۔ سائنس کے موجودہ دور ترقی میں جب کہ تشخیص کے سینکڑوں آلات ایجاد ہوکر سامنے آگئے ہیں جان جیسی قیمتی چیز کے معاملہ میں مریض کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ شخصی رائے پر بھروسہ کر کے اپنی بیش قیمت ہستی کو معالج کے حوالے کر دے اور اگر کسی وجہ سے مریض اس کے لیے مجبور بھی ہو جائے تو فنی ذمہ داری کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی اس مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے اور جان کی قیمت کو پوری طرح محسوس کیا جائے جس حیثیت سے بھی ممکن ہو اس کے مرض کی صحیح تشخیص کی جائے اور بیماری کے اصل اسباب کو خواہ وہ کتنے ہی مخفی اور غیر محسوس کیوں نہ ہوں تلاش کر کے مریض کے حسب حال دوا تجویز کی جائے۔

آلاتِ تشخیص اور انسانی عقل و دماغ

انسانی عقل و دماغ نے عہد ماضی میں جو زرین کارنامے انجام دیے اور اب بھی انجام دے رہا ہے ان پر مشینی آلات کو ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عقل مفلوج اور دماغ معطل نہ ہو اور انسان کا وہ ملکہ قائم رہے جو انسان اور حیوان کے درمیان ایک حد فاصل بناتا ہے، اور اگر چند ایسے اشخاص متحد ہوکر کسی مہم میں حصہ لیں جو اپنے فن میں پوری مہارت اور زبردست ملکہ رکھتے ہوں تو اس میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے نتائج تحقیق مشینی آلات کی کارگزاریوں سے حد درجہ فائق اور قابلِ التفات ہوں گے۔

فنی مہارت کی ایک تاریخی مثال

قدیم اطبا آلات پر بھروسا نہیں کرتے بلکہ تشخیص امراض میں نبض قارورہ اور دوسرے ذرائع امتحان کو قابل وثوق سمجھتے ہیں۔ لیکن نبض اور قارورہ دیکھ کر ہر کس و ناکس کسی مرض کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ وہی ماہر اور حاذق طبیب ان سے صحیح نتائج اخذ کرسکتا ہے جو نبض اور قارورے وغیرہ کے امتحان اور معائنہ میں زبردست ملکہ اور مہارت رکھتا ہو۔ جن اطبا کو یہ ملکہ حاصل رہا ہے ان کے کارنامے مشینی آلات کے دور میں بھی جھٹلائے نہیں جاسکتے۔

حکیم محمد معصوم خاں عہدِ عالمگیری کے مشہور اور نہایت حاذق طبیب تھے۔ سنہ ۱۱۰۴ھ میں شہزادہ محمد اعظم شاہ کو مرض استسقا لاحق ہوا اور خود شہزادہ کا بیان ہے کہ اس بیماری کے عارض ہونے سے تین سال پہلے حکیم محمد معصوم خاں نے عرض کیا تھا کہ آپ میں استسقا کے علامات و آثار نظر آتے ہیں، آپ کو ایسی غذاؤں اور دواؤں سے پرہیز رکھنا چاہیے جو اس مرض کا باعث ہوں شاہزادہ نے بیان کیا کہ میں نے حکیم مرحوم کی تنبیہ کا خیال نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حکیم کی وفات کے دو سال بعد مجھے استسقا کی بیماری ہو گئی۔

کسی مرض کے متعلق اس قسم کی پیش گوئی آلات کے ذریعہ نہیں کی جاسکتی۔ اس نوع کی نکتہ آفرینی قدرت نے انسانی عقل و دماغ ہی کے لیے مخصوص رکھی ہے، آج بھی ایسی مثالیں دست یاب ہوسکتی ہیں اور جب تک قدرت نے عقل اور دماغ کا تعلق باقی رکھا برابر دست یاب ہوتی رہیں گی، اس لیے یہ سمجھنا قطعاً نادرست ہے کہ آلات تشخیص کی موجودگی میں کسی حاذق طبیب کی رائے مستند نہیں ہوسکتی۔

مجلس تشخیص و تجویز کا قیام

مجلس تشخیص و تجویز کا قیام حقیقتاً اسی لیے عمل میں آیا ہے کہ انسانی ذہن و عقل کی یہ حیرت انگیز کرشمہ سنجیاں مسلسل ظاہر ہوتی رہیں اور طب قدیم کی وہ مابہ الامتیاز خصوصیات عوام سے اپنی صداقتیں تسلیم کراتی رہیں، جو نامساعد حالات کے دوران میں بھی اس قدیم فن کی زندگی کا باعث ہیں۔ مجلس تشخیص و تجویز میں اسی قسم کے کامل اطبا منتخب کر کے شامل کیے گئے ہیں جن کو تشخیص امراض

تجویز دوا اور نبض و قارورہ کے امتحان میں پوری مہارت حاصل ہے۔

مجلس تشخیص و تجویز کی ترتیب

مجلس تشخیص و تجویز چند ایسے ماہر فن اور تجربہ کار اطبا پر مشتمل ہے جو ہندوستان کی مشہور درس گاہوں کے مستند ہیں اور اس فن میں غیر معمولی قابلیت و حذاقت کے مالک ہیں اسی کے ساتھ طب قدیم سے خاندانی تعلق بھی رکھتے ہیں۔ مجلس تشخیص و تجویز کا ہر ممبر انفرادی طور پر ایک قابل و حاذق طبیب ہے اور اپنے ساتھ مخصوص طبی روایات وابستہ رکھتا ہے۔ تشخیص امراض۔ نباضی، شناخت قارورہ وغیرہ میں پوری طرح ماہر ہے اور جسم انسان کی تشریح، مختلف امراض کے مدارج اور ان کی نوعیتوں کو پہچاننے میں بارہا اپنی ذکاوت اور نکتہ رسی کا ثبوت دے چکا ہے۔

مجلس تشخیص و تجویز کا زبردست امتیاز

یہ ہے کہ حکیم حافظ محمد سعید صاحب ایڈیٹر رسالہ ہمدرد صحت برادر خورد جناب حکیم حاجی محمد عبدالحمید صاحب قبلہ اس کے ایک رکن ہیں۔ حکیم صاحب ممدوح تمام فنی خصوصیات کے امین ہیں اور حکیم مولوی محمد عبدالحمید صاحب قبلہ کے فیض تربیت کے باعث علاج معالجہ اور تشخیص امراض میں حیرت انگیز ملکہ رکھتے ہیں۔

مجلس تشخیص و تجویز کی صدارت

اس امتیاز کے ساتھ ہی مجلس تشخیص و تجویز کو یہ شرف بھی میسر ہے کہ اس کی صدارت کے فرائض خود حکیم مولوی حاجی محمد عبدالحمید صاحب قبلہ کے سپرد ہیں، جو دور حاضر کے طبیب اعظم تسلیم کیے جا چکے ہیں۔ حکیم صاحب ممدوح کی طبی قابلیت و حذاقت کا ثبوت انکا کامیاب مطب ہے جہاں وہ صبح دس بجے سے دو بجے تک حد درجہ مصروفیت و انہماک کے ساتھ روزانہ سینکڑوں مریضوں کا معائنہ اور علاج کرتے ہیں اور بے شمار مایوس مریض ان کے طبی معجزوں کی بدولت حیات تازہ حاصل کر کے شاد کام و بامراد اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔

مجلس تشخیص و تجویز کا طریق عمل

تمام اطبا، جو مجلس تشخیص و تجویز میں شامل ہیں، دس بجے سے چار بجے تک ہمدرد دواخانہ کے ایک وسیع اور شاندار کمرے میں موجود رہتے ہیں، اس عرصہ میں باہر سے آئے ہوئے خطوط ممبران مجلس کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ مجلس کا ہر طبیب خطوط کو کافی توجہ سے دیکھتا ہے پھر تمام ممبران بحث و تمحیص کے بعد اپنی متفقہ رائے صاحب صدر کے سامنے پیش کرتے ہیں اور جناب صدر اپنی مسلمہ دماغی اور فطری صلاحیتوں کی روشنی میں اس پر گہری اور عمیق نظر کرتے ہیں۔ پھر اپنے قیمتی مشورے سے اراکین مجلس کو مستفید فرماتے ہیں۔ مجلس تشخیص و تجویز اس قیمتی اور اہم مشورے کی رہبری میں جو حقیقتاً اس سلسلہ میں نشان منزل اور سنگ میل کا حکم رکھتا ہے اپنی رائے پر نظر ثانی کرتی ہے۔

پیچیدہ امراض کی تشخیص!

پیچیدہ امراض کی تشخیص میں اراکین مجلس صرف اس طریق کار پر ہی عمل نہیں کرتے بلکہ مریض کے حالات پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد نہایت سکون کے ساتھ ہمدرد دواخانہ کی لائبریری میں بیٹھ کر طب قدیم کی نایاب اور مستند کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جب اطبائے مجلس اس علمی تحقیق سے فارغ ہو جاتے ہیں تو اپنے ایک خاص اجلاس میں مرض کے متعلق اپنی اپنی معلومات پیش کر کے پیچیدہ اور الجھے ہوئے امراض کی تشخیص کرتے ہیں اگر ایک اجلاس میں کسی پیچیدہ بیماری کی تشخیص نہیں ہو سکتی تو اس کی تکمیل کے لیے مزید وقت نکالا جاتا ہے اور جب تک تشفی بخش طریقہ پر تشخیص نہیں ہو جاتی بحث و مطالعہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

مجلس تشخیص و تجویز اور تحقیق امراض

مجلس تشخیص و تجویز امراض کی تحقیق اور تشخیص میں اپنی پوری قوت صرف کرتی ہے اور مرض کے کسی پہلو کو تشنۂ تحقیق نہیں چھوڑتی، اسی کاوش اور معدنیت کا نتیجہ ہے کہ جو خوش نصیب لوگ ہمدرد دواخانہ کی مجلس تشخیص و تجویز کے مشورہ سے کر اس پر عمل کرتے ہیں وہ یقینی طور پر صحت و تن درستی کی دولت سے مالامال ہوتے ہیں۔ ملک میں مجلس تشخیص و تجویز کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے سال

پچپن ہزار دو سو چھ (۵۵۲۰۶) مریض و خطوط

مجلس تشخیص و تجویز اور اس کے صدر کے سامنے پیش ہوتے ہیں، اور ارکان و صدر مجلس نے پوری توجہ سے ایک ایک مریض کو حالات پر غور کر کے مرض کے اصل اسباب کو پیش نظر رکھ کر مناسب ادویہ تجویز کیں۔

مجلس تشخیص اور امراض مخصوصہ مرداں!

مجلس تشخیص و تجویز ہر قسم کے پیچیدہ، کہنہ اور شدید امراض کے متعلق تمام خطوط پر نہایت گہری توجہ کرتی ہے۔ لیکن خاص طور پر ان نوجوانوں کے الم انگیز مکتوبات پر نہایت مخلصانہ غور کرتی ہے جو مخصوص امراض میں مبتلا ہو کر طرح طرح کی مشکلات میں پھنس جاتے ہیں اور اپنے شباب اور اس کی تمام رنگینیوں سے محروم ہو کر آخر میں زندگی سے بھی بیزار ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے خطوط رازداری کی پوری اخلاقی اور فنی ضمانتوں کے ساتھ بہت احتیاط سے مجلس تشخیص و تجویز کے سامنے رکھے جاتے ہیں اور مجلس انھیں گہرے التفات کے ساتھ پڑھ کر تشخیص مرض کرتی ہے اور ایسی زود اثر دوائیں تجویز کرتی ہے کہ مایوس نوجوان جلد ہی اپنی سوکھی ہوئی شاخ میں تازگی محسوس کرنے لگتے ہیں، شرمیلے نوجوانوں کے مخفی حالات پر غور کرتے وقت رازداری اور تمام اخلاقی ذمہ داریوں کو نہایت سختی سے ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

نوجوانوں کے لیے زریں موقع

پوشیدہ بیماریوں کے علاج کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا کہ ملک کے نوجوان جو اپنے حالات معالجوں سے بیان کرتے ہوئے جھجکتے ہیں اپنی پوری کیفیت لکھ کر ہمدرد دواخانہ کی مجلس تشخیص و تجویز کو بھیجدیں اور مجلس کے تجربہ کار اطبا کی رائے سے علاج کریں جو بہترین مفرد اور مرکب ادویہ کے استعمال کا ایسا نادر اور بے مثال تجربہ رکھتے ہیں جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ہمدرد دواخانہ میں امراض مخصوصہ مرداں کے متعلق نہایت کارآمد اور زود اثر مرکبات ہر وقت تیار رہتے ہیں اور مجلس تشخیص و تجویز کے ارکان ان مرکبات کے استعمال میں حیرت انگیز مہارت رکھتے ہیں یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ملک کے نوجوانوں کے لیے یہ زریں موقع ہے کہ وہ مجلس تشخیص و تجویز کی رائے اور ہمدرد دواخانہ کی اصلی تازہ اور صحیح دواؤں سے فائدہ اٹھا کر کامیابی حاصل کریں۔

اچھی اور معتبر دواؤں کی اہمیت

مرض کی تشخیص کے بعد سب سے مشکل مرحلہ دواؤں کی تجویز ہے جو مرض کی نوبت اور اس کی شدت و خفت کے اعتبار سے نہایت موزوں اور برمحل ہو۔ مرض کی تشخیص کا مآل یہی ہے کہ صحیح دوا کے استعمال سے مریض کو تن درستی اور صحت و سلامتی سے ہمکنار ہونے کا موقع دیا جائے۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ دوا کی تجویز مرض کے مطابق اور مریض کے حسب حال ہو۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ہوا کے قلعے پر شیشہ کی گولیوں سے کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور جب صحیح دوا تجویز ہو جائے تو اس کے اچھے اور معتبر ہونے کی پوری ضمانت ہونی چاہیے۔ ورنہ دوا معتبر نہ ہوئی تو اس کی تجویز میں جس حذاقت اور مسیحا النفسی کا ثبوت دیا گیا ہے دھرے کا دھرا رہ جائے گی، اور مریض کو کوئی فائدہ نہ ہوگا، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہمدرد دواخانہ کی اہمیت اور اس کی صداقت و دیانت کو بھی

نظر انداز نہ کیجیے جس کی مقبولیت اور ہمہ گیری کا راز صرف اصلی اور معتبر ادویہ میں مضمر ہے۔

مجلس تشخیص و تجویز اور عورتوں کی مخصوص بیماریاں

عورتوں کی مخصوص بیماریوں پر غور کرنے میں ہمدرد دواخانہ کی معمر و تجربہ کار طبیبہ جو عورتوں کے تمام اعضا کی تشریح اور ان کی مخصوص بیماریوں کا طبی نقطۂ نظر سے پورا علم رکھتی ہیں مجلس تشخیص و تجویز کے اجلاس میں شریک ہو کر ارکان مجلس کو اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید کرتی ہیں اور اس طرح چند بہترین طبی دماغ ایک جگہ جمع ہو کر مظلوم اور بے زبان عورتوں کے خطوط پر پوری توجہ صرف کر کے ان کو علاج کے متعلق صحیح مشورہ دیتے ہیں۔

تشخیص و تجویز کے بعد

اگر مریض اپنی بیماری اور علاج کے متعلق مجلس تشخیص و تجویز کا صرف مشورہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ارکان مجلس خطوط پر کامل غور و خوض کے بعد نہایت فراخدلی اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے زاویہ نگاہ سے مریضوں کو مطلع کر دیتے ہیں۔

مشورں کے ساتھ دوائیں

اگر مریضوں کا منشا یہ ہوتا ہے کہ مجلس تشخیص و تجویز انکے پیچیدہ امراض کی تشخیص کے ساتھ ہی انھیں دوائیں بھی بھجوائے تو تشخیص و تجویز کے بعد مجلس منیجر صاحب ہمدرد دواخانہ کو لکھ دیتی ہے کہ وہ مجلس کی تجویز کی ہوئی دوائیں نہایت عجلت اور احتیاط کے ساتھ انھیں بھیج دیں۔ ایسی صورت میں منیجر صاحب، ہمدرد دواخانہ مجلس کی اطلاع موصول ہونے ہی دواؤں کا پارسل روانہ کر دیتے ہیں۔

بہترین اور صحیح علاج!

اُلجھی ہوئی پُرانی اور تکلیف دہ بیماریوں کے بہترین اور صحیح علاج کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنے حالات لکھ کر ہمدرد دواخانہ کی مجلس تشخیص و تجویز کے مشورے سے گھر بیٹھے اپنا علاج کرائیں اور اس طرح ایک چھوٹے سے چھوٹے قصبہ یا گاؤں میں رہ کر بھی ان طبی خدمات اور تجربات سے فائدہ اٹھائیں جن کا حصول بڑے سے بڑے شہر میں بھی دشوار ہوتا ہے اور کافی روپیہ صرف کرنے کے بعد بھی ہر شخص کو وہ سہولتیں میسر نہیں ہوتیں جو آپ کو بلا کسی زحمت کے حاصل ہو رہی ہیں۔

علاج کے زبردست انتظامات

پُرانی، خطرناک، مہلک اور تکلیف دہ بیماریوں نیز مردوں اور عورتوں کے مخصوص اور اُلجھے ہوئے امراض کے علاج کا ایسا زبردست اور معقول انتظام یقیناً کہیں اور نہیں ہو سکتا جیسا ہمدرد دواخانہ دہلی میں ہے۔ اس سلسلے میں ہمدرد دواخانہ اتنے مصارف برداشت کرتا ہے جن کے صحیح اعداد و شمار کو عام طور پر حیرت اور تعجب کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ ہمدرد دواخانہ میں ہر مرض کے متعلق متعدد اور قابلِ اعتماد مرکبات ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

وقت کی اہمیت

بہت زیادہ ہے۔ وقت کا ایک ایسا قیمتی لمحہ ضائع کیے بغیر جو بالکل غیر محسوس طریقہ پر آپ کی صحت و زندگی کے لیے زبردست اور عظیم فیصلوں کا حامل ہے تن درستی اور خوش حالی کے متعلق اپنے فرائض کو محسوس کر کے فوراً اپنے حالات مجلس تشخیص و تجویز کو لکھیے اور معمولی سے معمولی بیماری کو بھی اسی نقطۂ نظر سے دیکھیے جس سے ایک مہلک اور جانکاہ بیماری یا قوی اور خطرناک دشمن کو دیکھنا چاہیے یہی تن درستی اور خوش حالی کی زندگی بسر کرنے کا راز ہے۔

حالات لکھنے کا طریقہ

ہمدرد دواخانہ کی مجلس تشخیص و تجویز کے دفتر میں روزانہ بے شمار خطوط موصول ہوتے ہیں اور ہر خط کی ضروری تفصیلات پر غور کرنے کے بعد مجلس تشخیص و تجویز ضرورت مند حضرات کو فوراً جواب دینے کی کوشش کرتی ہے ظاہر ہے کہ اگر خطوط میں غیر متعلق امور کا تذکرہ کر کے انھیں طویل بنا دیا جائے گا تو مجلس تشخیص و تجویز کے کام میں تعویق اور الجھن پیدا ہوگی جس سے دوسرے حضرات کے حقوق تلف ہونے کا اندیشہ ہے۔ حالات لکھتے وقت حسب ذیل امور کا بطور خاص لحاظ رکھا جائے۔

اختصار

حالات مختصر ہوں اور وہی باتیں لکھی جائیں جن کا لکھنا بالکل ضروری ہے۔ غیر متعلق باتیں لکھ کر خط کو طویل نہ کیا جائے۔

۲۔ خاص شکایت

اپنی خاص شکایتیں علیحدہ سلپ پر لکھیے تاکہ آپ کے خط کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

۳۔ خون، بلغم اور قارورہ

کے متعلق اگر کوئی رپورٹ آپ کے پاس ہو تو اسے بھی خط میں رکھ دیجیے۔

۴۔ جوابی لفافہ!

ایک ایسا لفافہ بھی بھیجیے جس پر آپ کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا مفصل اور پورا پتہ درج ہو۔

۵۔ اگر اس سے پہلے آپ نے کوئی علاج کرایا ہے اس کے متعلق لکھیے، نیز اپنے پہلے معالج کی رائے بھی لکھیے، تاکہ آپ کے مرض کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

۶۔ ہمارا پتہ:-

جب آپ مجلس تشخیص و تجویز کو خط لکھیں تو اس پر یہ پتہ لکھیے:-

مجلس تشخیص و تجویز

ہمدرد دواخانہ، دہلی

امراض مخصوصہ مرداں کے مریضوں سے سوالات؟

ہر روز بیسیوں خطوط ایسے موصول ہوتے ہیں جو غیر مرتبط حالات امراض اور غیر ضروری تفصیلات سے پُر ہوتے اور جن سے تشخیص مرض میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ ان باتوں کو مدنظر رکھ کر امراض مخصوصہ مرداں کے متعلق یہ سوالات مرتب کیے گئے ہیں تاکہ جو دقتیں اس سلسلے میں پیش آتی ہیں وہ رفع ہو جائیں۔

سوالات	جوابات
(۱) عمر کیا ہے ؟	(۱)
(۲) جسم فربہ ہے یا لاغر ؟ وزن کیا ہے ؟	(۲)
(۳) کس کس موسم میں مرض کی شکایت زیادہ رہتی ہے ؟	(۳)
(۴) گرم یا سرد کن اشیا سے نقصان پہنچتا ہے ؟	(۴)
(۵) پیشہ کیا ہے ؟	(۵)
(۶) آپ کی جائے سکونت کی آب و ہوا کیسی ہے ؟	(۶)
(۷) شادی ہوئے کتنا عرصہ گزرا ؟	(۷)
(۸) کوئی اولاد ہے یا نہیں ؟	(۸)
(۹) کبھی سوزاک یا آتشک تو نہیں ہوا ؟	(۹)
(۱۰) اگر ہوا ہے تو کتنا عرصہ گزرا ؟	(۱۰)
(۱۱) کیا کمر میں درد رہتا ہے ؟	(۱۱)
(۱۲) پیشاب سے پہلے یا بعد میں سفید رطوبت تو خارج نہیں ہوا کرتی ؟	(۱۲)
(۱۳) اگر ہوتی ہے تو کتنے عرصے سے ؟	(۱۳)
(۱۴) نزلہ وزکام یا دردسر کی شکایت تو نہیں رہتی ؟	(۱۴)
(۱۵) حافظہ کی کیا حالت ہے ؟	(۱۵)
(۱۶) کام کرنے سے دل تو نہیں دھڑکتا ؟	(۱۶)
(۱۷) بھوک اچھی لگتی ہے یا نہیں ؟	(۱۷)
(۱۸) قبض کی اگر شکایت ہے تو کتنے عرصے سے ؟	(۱۸)
(۱۹) پیشاب دن میں کتنی مرتبہ ہوتا ہے ، رنگ کیسا ہے ؟	(۱۹)
(۲۰) پیشاب قطرہ قطرہ تو نہیں آتا ، جلن تو محسوس نہیں ہوتی ؟	(۲۰)
(۲۱) کیا عضو میں کجی لاغری اور کوتاہی ہے ؟	(۲۱)
(۲۲) عضو یا فوطوں میں درد تو محسوس نہیں ہوتا ؟	(۲۲)
(۲۳) سردپانی سے عضو سکڑتا ہے یا نہیں ؟	(۲۳)
(۲۴) جوشِ قوت پورے طور سے ہوتا ہے یا کم یا بالکل نہیں ؟	(۲۴)
(۲۵) جماع کے بعد کسی قسم کی کمزوری تو محسوس نہیں ہوتی ؟	(۲۵)
(۲۶) احتلام کتنے روز بعد ہوتا ہے کوئی صورت دکھائی دیتی ہے یا نہیں ؟	(۲۶)
(۲۷) کیا سرعتِ انزال کی بھی شکایت ہے ؟	(۲۷)
(۲۸) کیا مشت زنی یا اغلام کی عادت رہی ہے ؟	(۲۸)
(۲۹) اگر رہی ہے تو کتنے عرصے تک ؟	(۲۹)
(۳۰) کسی نشہ کی چیز کی عادت تو نہیں ہے ؟	(۳۰)

عورتوں کا فارم تشخیص

اگر آپکی بیوی، بہن، والدہ یا اور کوئی عزیزہ خدانخواستہ بیمار ہیں تو ہمدرد دواخانہ دہلی کی مجلس تشخیص سے مشورہ حاصل کرنے کیلیے حسب ذیل جوابات دیجیے۔ نوٹ نمبر (۱) خط صاف صاف لکھیے اور جوابات کے علاوہ جو باتیں لکھنی ہوں انھیں دوسرے کاغذ پر صاف صاف لکھیے۔
نمبر (۲) یہ بھی لکھیے کہ اگر مجلس مریضہ کے لیے کچھ دوائیں تجویز کرے تو وہ دوائیں آپکے پاس بذریعہ وی پی پیکٹ دی جائیں یا صرف آپ کو نسخے اور مشورے سے اطلاع دی جائے۔ نمبر (۳) اگر کوئی مریضہ اپنا حال خود لکھ رہی ہیں اور وہ یہ بھی چاہتی ہیں کہ ان کا حال مردوں کی نظر سے نہ گزرے تو وہ اپنے لفافے پر لفاظ "طبیبہ شعبہ زنانہ" لکھ دیں۔ ان کا یہ خط طبیبہ صاحبہ کے سوا اور کوئی نہیں کھولے گا۔ پھر اگر ضرورت ہوئی تو طبیبہ صاحبہ الجھے ہوئے حالات مجلس تشخیص و تجویز کے دوسرے ارکان سے حالت بتا کر مشورہ لے لیں گی۔

سوالات	جوابات
(۱) عمر کیا ہے؟	(۱)
(۲) جسم موٹا ہے یا دُبلا؟	(۲)
(۳) شادی ہوگئی ہے یا نہیں؟	(۳)
(۴) شادی ہوئے کتنی مدت ہوئی؟	(۴)
(۵) کوئی اولاد ہے یا نہیں؟	(۵)
(۶) اگر ہوئی ہے تو کیا سب بچے صحیح سلامت ہیں یا کچھ گزر گئے؟	(۶)
(۷) کیا کوئی حمل تو نہیں گرا؟	(۷)
(۸) اگر گرا ہے تو کب اور کیا اس کے بعد بچے ہوتے رہے؟	(۸)
(۹) کبھی غشی کا دورہ تو نہیں پڑا۔	(۹)
(۱۰) اگر پڑا ہے تو شادی سے پہلے پڑا یا شادی کے بعد؟	(۱۰)
(۱۱) ماہواری دن کیا مقررہ وقت پر ہو جاتے ہیں؟	(۱۱)
(۱۲) ماہواری کے دنوں میں یا ان دنوں سے پہلے درد تو نہیں ہوتا؟	(۱۲)
(۱۳) ماہواری خون کی رنگت کیسی ہے؟	(۱۳)
(۱۴) اب حمل تو نہیں ہے؟ اگر ہے تو کتنے مہینے کا؟	(۱۴)
(۱۵) اندام نہانی سے کوئی رطوبت تو نہیں نکلا کرتی؟	(۱۵)
(۱۶) اگر نکلا کرتی ہے تو کیا کبھی کبھی یا اکثر اوقات؟	(۱۶)
(۱۷) اس رطوبت کا رنگ کیسا ہوتا ہے؟	(۱۷)
(۱۸) وہ پتلی ہوتی ہے یا گاڑھی؟	(۱۸)
(۱۹) اصل مرض کتنی مدت سے ہے؟	(۱۹)
(۲۰) مرض حمل سے پہلے ہوا یا حمل کے دنوں میں؟	(۲۰)
(۲۱) کیا کمر اور پیڑو میں درد رہتا ہے؟	(۲۱)
(۲۲) بھوک کی کیا حالت ہے؟	(۲۲)
(۲۳) قبض کی شکایت تو نہیں رہتی؟	(۲۳)
(۲۴) تمباکو وغیرہ کھانے کی عادت تو نہیں ہے؟	(۲۴)
(۲۵) خاوند کو کوئی گندی بیماری (آتشک اور سوزاک وغیرہ) تو نہیں ہو چکی؟	(۲۵)
(۲۶) کیا اب بھی آپ کے خاوند ایسی کسی شکایت میں مبتلا ہیں؟	(۲۶)